تاریخ

عروج عہد سلطنت انگلشیہ ہند

بعہد شہنشاہی

[illegible] ملکہ معظمہ وکٹوریہ قیصرہ [illegible] بالقابہا

مؤلفہ

خان بہادر شمس العلماء محمد ذکاء اللہ

جس میں لارڈ ڈلہوزی کے عہد ۱۸۴۸ء

تک لکھے گئے اور ایام غدر ۱۸۵۷ء کی

[illegible] ۱۹۰۱ء

[illegible] کی ہے

شمس المطابع دہلی میں [illegible] محمد عطاء [illegible]

کل جلدوں کی قیمت مع محصول ڈاک گیارہ روپیہ

اشتہار

ہندوستان میں مسلمانوں کے عہد سلطنت کی تاریخ

پانچ جلدوں سے کم کسی خریدار کو کمیشن نہیں دیا جاویگا اور جو شخص پانچ جلدیں یا اس سے زیادہ [illegible] خط وکتابت کے ذریعہ سے کمیشن ٹھیرالے۔ جو شخص کل تاریخ خریدے گا اس سے قیمت [illegible] گیارہ روپیہ لیے جاوینگے ۔

محمد عطاء اللہ [illegible] دہلی [illegible]

جلد اول

قیمت [illegible] محصول [illegible] صفحہ [illegible]

اس جلد میں تمہید لکھی ہے [illegible] [illegible] تصنیف [illegible] کی حقیقت [illegible] بیان [illegible] [illegible] تاریخ [illegible] کی تاریخ ۔

جلد دوم

[illegible]

جلد [illegible]

[illegible]

جلد پنجم

قیمت [illegible] محصول [illegible]

جلد ششم

قیمت [illegible] محصول [illegible]

جلد ہفتم

قیمت [illegible] محصول [illegible]

جلد ہشتم

قیمت [illegible] محصول [illegible]

قیمت [illegible] محصول [illegible] جلد دوم [illegible]

باب اول صفحہ ۱ - ۲۹ تک

باب دوم صفحہ ۲۹ سے ۶۰ تک

[illegible]

باب سوم ۳۹۱ - میرٹھ کا غدر ۳۹۱

باب سوم - ۴۰۷ - ۴۱۱

سرکشی ۔ جون جولائی مین لوگون سے ہتھیار لینا ۔ طرفین کے لشکر کی تعداد ۔

باب چہارم ۶۵۹-۵۷۷

دہلی کا محاصرہ اور دہلی کا انگریزون کا فتح کرنا

انگریزون کا مقام دھلی مین ۔ ۵ ۔ جون کو پہلا حملہ ۔ ۱۰ تا ۱۲ جون ۔ [illegible] کی کوٹھی پر حملہ ۔ ۱۲ ۔ جون کو باڑہ پر حملہ ۔ اور مٹکف صاحب کی کوٹھی مین انگریزی سپاہ [illegible] ۔ دفعتہً حملہ کرکے شہر کے لینے کی تجویز کا پیش ہونا ۔ رات کو شہر پر حملہ کرنے کا ارادہ [illegible] اور ۱۳ ۔ جون ۔ ۱۴ ۔ جون کو کونسل [illegible] جنگی کونسل کا انعقاد ۔ [illegible] صاحب کے خیالات ۔ ۱۶ ۔ جون کو کونسل کا دوسرا اجلاس ۔ بریگیڈیر ولسن کی رائے ۔ جنرل ریڈ کی رائے کا خلاصہ ۔ دفعتہً حملہ کرنے کا ارادہ ترک کرنا ۔ ۲۲ ۔ جون [illegible] کا دوسرا حملہ ۔

۲۳ ۔ جون جنگ پلاسی کی صدی کا آخر روز ۔ چیمبرلین صاحب کا انگریزی لشکر مین آنا ۔ ۲۰ جون و ۳۰ جولائی کے درمیان پنجاب سے کمکون کا آنا ۔ دفعتہً حملہ کرکے شہر کے لے لینے کا خیال پھر زندہ ہونا ۔ [illegible] دہلی پر حملہ کرنے کے اسباب ۔ حملہ کا سوال ۔ باغیون کی [illegible] اور انگریزی لشکر پر [illegible] ۔ ۴ ۔ جولائی کو [illegible] کا باغیون کو شکست دینا ۔ [illegible] جنرل [illegible] ۔ ۹ ۔ جولائی کو باغیون کا [illegible] کے کیمپ پر ۔ [illegible] لفٹننٹ [illegible] کی [illegible] لڑائی ۔ ۱۴ ۔ جولائی کی لڑائی ۔ ۱۷ ۔ جولائی جنرل ریڈ کا مستعفی ہونا ۔ بریگیڈیر ولسن کا سپہ سالاری [illegible] کا سوال ۔ [illegible] کا انہار اس رائے کے برخلاف ۔ ۲۳ ۔ جولائی کو باغیون کا [illegible] باغیون کا لڈلو کیسل مین مقیم ہونا ۔ پہلی اگست کی [illegible] اگست [illegible] کا حملہ باغیون پر لڈلو کیسل مین ۔ محاصرہ کے حادثات و تفریحات [illegible] شہر کے [illegible] ۔ ۱۴ ۔ اگست جنرل نکلسن [illegible] لشکر کی [illegible] انگریزی لشکر [illegible] کی لڑائی ۔ جنرل ولسن کی [illegible] ۔ دہلی کے [illegible]

[illegible] کی دہلی کے [illegible] مخبری ۔ دہلی کے

سے لینے کی پوزیشن کشمیری دروازہ کا حال۔ کرنل نمبر ۴۔ نکلسن صاحب کا زخمی ہونا کیمبل کا کرنل ولسن صاحب کا مذبذب ہونا۔ رزرو کرنل۔ ۱۴ ستمبر ۱۸۵۷ء کے دن کی لڑائی کا نتیجہ۔ آج کے دن کا انگریزی سپاہ کا نقصان۔ ۱۵ ستمبر ۱۸۵۷ء گورون کی مے نوشی۔ ۱۶ ستمبر کشن گنج کا باغیون سے خالی ہونا۔ ۱۷ و ۱۸ ستمبر ۱۸۵۷ء۔ ۱۸ ستمبر ۱۸۵۷ء۔ ۱۹ ستمبر۔ ۲۰ ستمبر قلعہ کا حملہ کرکے لینا۔ سلیم گڈھ کی فتح۔ دہلی کا بادشاہ۔ مرزا الہی بخش بہادر شاہ۔ ۲۰ ستمبر بادشاہ دہلی۔ باغی سپاہ کا دہلی سے جانا۔ مرزا الہی بخش کی سازش۔ ہوڈسن صاحب۔ ہوڈسن صاحب کا سوار ہونا بادشاہ کے پکڑنے کے لیئے۔ بادشاہ کا قیدیون کی طرح گرفتار ہونا۔ بادشاہ کے بیٹون اور پوتے کی گرفتاری ۲۳ ستمبر جان نکلسن کا واقعہ ناگزیر فتح کی جشن بان۔ فتح کرنے والی سپاہ کی ستائش و آفرین جنرل اورڈر رائٹ اونریبل گورنر جنرل ہند مع کونسل نمبر ۱۲۲۷ مورخہ ۲ اکتوبر ۱۸۵۷ء مقام فورٹ ولیم۔

باب پنجم ۶۵۹-۶۹۶

ایام غدر مین دہلی اور بہادر شاہ کی سلطنت کے مختلف حالات

گائے بیل۔ دیوان خاص مین بادشاہ کا اجلاس۔ بادشاہ کی سواری شہر کی دکانین کھلوانے کے لیئے۔ تلنگون کا شہر مین آنا لوگون کا قتل کرنا۔ بہادر شاہ کی بادشاہی کا ڈھنڈورا شہر مین لوٹ مار۔ بادشاہ کے پاس باغی رجمنٹون کی عرضیون کا آنا اور ان پر بادشاہ کا حکم صادر ہونا۔ بخت سنگھ راجہ جیسلمیر کے نام فرمان۔ گلاب سنگھ مہاراجہ کشمیر کے نام فرمان۔ دہلی مین باغی سپاہ کا جمع ہونا فہرست باغی سپاہیون کی۔ دہلی مین وہابیون اور جہادیون کا جمع ہونا۔ انگریزون پر جہاد کا فتوے۔ پنڈتون کی منادی انگریزون سے لڑنے کے لیئے۔ باغی سپاہ کا حال روپیہ کے اعتبار سے اور انکی تنخواہ کا انتظام۔ سپاہ کی رسد کے لیئے اہتمام۔ بادشاہ کا جنگی انتظام اور اسکے احکام بادشاہ کے ملکی انتظامات۔

حالات متفرقہ ۶۹۶-۷۰۱

ایک جاسوس کا مارا جانا۔ ایک حوالدار کا مارا جانا۔ میدان جنگ سے انگریزون کے مردون کا لشکر شہر مین آنا بادشاہ اور شہزادون اور ملازمین شاہی اور اہل شہر کی حالت زار۔ انگریزی کیمپ

مسٹر ولیم ٹیلر مسٹر ٹیلر کو انگریزون کا سہارا دینا - ۸ جون کو پٹنے مین اپیل کر دی وقت کا
آنا اور ٹیلر صاحب کی تدابیر مسٹر ٹیلر لفٹنٹ گورنر ہیلی ڈے سے میجر جنرل صاحب - گورنمنٹ کا
میجر جنرل کے بیان کا یقین کرنا - گورنمنٹ کا عذر اس کام کے نہ ہونے کا - پٹنے مین آدمیون کا
برانگیختہ ہونا - اضلاع مین ہولون کا اٹھنا - ٹیلر صاحب کی ذی شان کارپردازی - ٹیلر صاحب
لوئڈ صاحب کو اپنا ہم خیال نہین بنا سکے - ٹیلر صاحب کی مشکلات - ۲۳ جون کو تازہ بغاوت کا
ظاہر ہونا - ۳ جولائی کو پٹنہ مین بلوہ مسلمان جنھون نے ٹیلر صاحب کی امداد کی میجر ہومز صاحب
دینا اور کی سپاہ سے کیا ہتھیار لیے جائین گے ؟ گورنمنٹ کے فیصلون کا خلاصہ میجر جنرل
لوئڈ کا فیصلہ کہ ہتھیار نہین لینے چاہئین سپاہیون سے پرکشن کیپس اٹھ پیان (یعنی -
میجر جنرل کا سپاہ کے توسدانون کا خالی کرانا - بغاوت ہونا اور اسکا نذر کرنا - باغیون کا آرہ کی
طرف جانا - تعاقب کا نہ ہونا - سگولی مین سپاہ کی بغاوت - ٹیلر صاحب نے کیا کیا - دانا پور کا
حال - کنور سنگہ - ۲۱ جولائی کو سپاہ کا آرہ کی کمک و مدد کے لئے جانا - باغیون کا سون سے
پار جانا - آرہ - مسٹر وائی کرس بوئل صاحب - ۲۸ جولائی - ۲۹ جولائی کپتان ڈن بار
صاحب مہم قلعہ آرہ کی قلعہ نشینون کے بچانے کے لیئے - آرہ کا قلعہ او سپاہ باغیون کا اسپر حملہ -
قلعہ کی رسد - میجر و لنسنٹ آئر - گنج راج سنگہ کی لڑائی ۲ - اگست کو - ائر صاحب کی اور فتوح
ونسنٹ آئر اور ٹیلر - ٹیلر صاحب کے ذمے بڑی جوابدہی کا ہونا اور ایک مشکل کام کا سہل کرنا
مسٹر ٹیلر کا موقوف ہو جانا - اس حکم کے نتائج پر منظفر پور مین - گیا مین حکم مذکور کے نتائج
منی صاحب کا خزانہ چھوڑنا - حالات کا مقتضا یہہ تھا کہ خزانہ چھوڑ دیا جاتا - گیا سے منی صاحب کا
روانہ ہونا اور پھر پشیمان ہو کر واپس آنا - منی صاحب کا کلکتہ جانا مسٹر ٹیلر کی موقوفی -

باب نہم ۷۷۸-۷۷۹

آگرہ و گوالیار

ممالک مغربی و شمالی - جان کالون صاحب - میرٹھ کی بغاوت - جنرل کونسل کا طلب کرنا -
ابتک کالون صاحب اس نازک زمانہ کی حقیقت حال کو سمجھے نہین - گوالیار و بھرت پور سے
کالون صاحب کا امداد طلب کرنا - علی گڑھ کی بغاوت کی خبر کا آنا -

بلند شہر میں لپوری سپاہیوں کا مین پوری میں بغاوت کرنا۔ اٹاوہ ۔ مسٹر کولون صاحب کا اشتہار متھرا۔ بھرت پور کی سپاہ کی سرکشی۔ متھرا کی بغاوت کا اثر کولون صاحب پر۔ آگرہ میں سپاہ سے ہتھیار لینا۔ والنٹیر کا بھرتی ہونا۔ کولون صاحب کی ذلت و دشواریاں۔ گوالیار کنٹنجنٹ پلٹنوں کا گوالیار محل میں بھیجنا۔ سرکشیوں کی خبروں کا آنا۔ ۱۴۔ جون گوالیار۔

باب دہم ۱۷۸۸-۱۷۹۳ء

جھانسی و بندیل کھنڈ

جھانسی کی چھاؤنی۔ رانی پاس بیٹھ کے ۱۰۔ مئی تک واقعہ کی خبر پہنچنا۔ چھاؤنی میں آتش زنی۔ رانی پاس تین انگریز کا صلح کے لیے بھیجنا و وعدہ عہد و پیمان۔ تعدیہ باغیوں کا از سر نو حملہ کرنا۔ رانی کا شرائط صلح پیش کرنا۔ اہل قلعہ کا قتل عام ہونا۔ سپاہیوں کا رانی کو رشوت دینا۔ نوگانون۔ نانا کا گاؤں میں سپاہ کی سرکشی۔ انگریزوں کا مفرور ہونا۔ ۱۲۔ جون کو مفروروں کے صاحب چھتر پور سے چلے جانے کے بعد [illegible] ضرورتوں کا پہنچنا۔ نہ ہو ہندوستانی پلٹن کا وفادار رہنا

باب یازدہم ۱۷۹۳-۱۸۰۵ء

سنٹرل انڈیا ایجنسی (ممالک متوسط ہند کی ایجنسی) مالوہ۔

۲۵ اپریل کو سب سے اول بغاوت کا شعلہ نکلنا سنٹرل انڈیا اور اسکی چھاؤنیاں۔

خالص ہندوستانی سپاہ و عہدہ کا انتظام بلحاظ انگریزی ملک۔ ہلکر کرنیل ڈیورنڈ کا سپاہ [illegible] بلانا۔ مئو میں سپاہ کا بغاوت کی طرف میلان۔ کرنیل ٹریورس کا اندور میں آنا۔ کل سپاہ کا نظر مقرر ہونا۔ وحشت ناک خبروں کا آنا۔ کرنیل ڈیورنڈ کا کہنا۔ دہلی کی فتح کی خبر کا اندور میں آنا۔ اندور کی ریزیڈنسی۔ سعادت خان کے سبب سے بلوہ کا ہونا۔ سپاہ بھوپال ریزیڈنسی کی محافظت کے لیے جو تعینات تھی باغی ہو گئی۔ باغیوں کا حملہ ریزیڈنسی پر۔ ٹریورس صاحب کا دوبارہ حملہ کرنے کے لیے تیار ہونا۔ کوشش کرنا۔ ریزیڈنسی میں تھوڑے آدمیوں کا رہ جانا۔ سپاہ مئو میں ہنگر فورڈ کا مئو سے باغیوں کا بھگانا۔ ہنگر فورڈ اور ہلکر۔ ڈیورنڈ صاحب کا حرکت کرنا۔ ہلکر خیرخواہ تھا یا بدخواہ۔ ہلکر ریزیڈنسی میں کیوں نہیں آیا۔

باب دوازدہم ۱۸۰۵ء - ۱۸۱۱ء

راجپوتانہ اور جارج لارنس

کرنیل جارج لارنس - کرنیل جارج لارنس اور میرٹھ کی بغاوت - راجپوتانہ کی حالت - اجمیر کی حالت - کرنیل لارنس کا ڈیسہ سے یورپین سپاہ کا بلانا - ۲۳ مئی کو کرنیل لارنس کا راجاؤں کی طرف مخاطب ہونا - نصیر آباد میں بالکل ہندوستانی سپاہ کا ہونا - نصیر آباد کی سپاہ کی سرکشی - ۲۸ مئی - ڈیسہ سے سپاہ کا آنا اور نصیر آباد - ۱۲ جون میں اسکا مقیم ہونا - جنرل لارنس کے افسران کے نام ایجنٹی ان کے نام بیچ دلیم ایڈان ورام سنگھ راجہ جے پور - جودھپور - بھرت پور اور الور - اودے پور - ٹونک -

باب سیزدہم ۱۸۱۱ء - ۱۸۱۷ء

آگرہ اور سسیہ

باغیوں کا فتحپور سیکری آنا - اور آگرہ میں ہندوستانی راجاؤں کی سپاہ کا لانا - ۴ جولائی کو کونسل کی تدابیر و تجاویز - کوٹہ کی سپاہ کی بغاوت - باغیوں کا قریب آنا - ۵ جولائی - جنگ سسیہ - برٹش سپاہ کا قلعہ میں آنا - قلعہ میں انگریزوں کا زندگی بسر کرنا - علی گڈھ پر لشکرکشی - لفٹنٹ گورنر کی وفات ۔

باب چہاردہم ۱۸۱۷ء

ممالک شمال و مغربی

سینڈھیا کی سپاہ کا اضلاع میں بھیجنا - گوالیار کی سپاہ کے دستوں کا بغاوت کرنا - ضلع کے والنٹیر - سہارنپور - مظفر نگر - روہیلکھنڈ - ۳۱ مئی کو بغاوت کا ہونا - پہلی تیاریاں اور ارادے و عزم - میکنزی کے کام - محمد شفیع کا کرنیل سکین زئی کو دغا دینا - خان بہادر خان - شاہجہانپور - چھاونی میں قتل - بداؤن - مرادآباد - دوسرا امتحان - ۲۳ مئی کو تیسرا امتحان - بریلی کی بغاوت کی خبر کا آنا - اور اسکا سپاہ پر اثر کا ہونا - شیکسپیر کا رئیسوں اور زمینداروں سے امداد کی درخواست کرنا اور فساد کا بڑھنا - بجنور کا چھوڑنا - شیکسپیر صاحب کا کنوے میں خزانہ کا ڈالنا - محمود خان کا خزانہ کے لئے بجنور آنا - پامر صاحب کا ضلع میں فساد مٹانا - بریلی کی بغاوت کا اثر بجنور پر - نواب کا بجنور میں آنا - بجنور میں نواب محمود خان کی عملداری - روہیلکھنڈ خان بہادر خان کی عملداری - فتح گڈھ کا بندوبست گورنمنٹ کشتیان میں بیٹھ کے فرنگیوں کا جانا ۔

[illegible]
ہونا ۔ [illegible] کی [illegible] قلعہ کے محصورین کی [illegible] کشیدن [illegible] حال ۔ نواب
تفضل حسین خان کا فرخ آباد کا نواب ہونا ۔

حصہ دوم تاریخ بغاوت ہند

باب اول [illegible]

[illegible]

[illegible] کا [illegible] میں [illegible] جات کا [illegible]
[illegible] سپاہ کی [illegible] کی [illegible]
[illegible] حفظ ما تقدم کی تدابیر [illegible]
[illegible]

باب دوم [illegible]

[illegible]

[illegible]

ملٹری پولیس کے مورچون کی بغاوت - پولیس کے باغیون کا تعاقب سرہنری کے لکھا کانپور
کے باب مین - باغیون کا چنہٹ پر آنا - جنگ چنہٹ - کوکری کے لوہے کے پل پر سپاہ کا تعین
کرنا - اتفاق جنگ چنہٹ - مچھی بہون کا چھوڑنا - ریذیڈنسی کے مورچے - ریذیڈنسی کی آبادی کی تفصیل
ایشیائی اور یوروپین سپاہ کا مقابلہ - باغیون کے کام چنہٹ کی فتح کے بعد - مشکلات ریذیڈنسی
مشکلات جنگ مقابلہ کا پڑا - اول محاصرہ سے نکلکر باہر جانا - ہنری لارنس کے مرنے کا حال جو
ولسن صاحب نے لکھا ہے - بریگیڈیر انگلس - میجر بنکس - ریذیڈنسی کا حال ۲۰ جولائی کا حملہ اول - میجر
بنکس کی وفات - مختلف مورچون پر باغیون کے حملے - انگلی ... کام مین لائے - پہلی دفعہ ... کا آنا
اور پھر جانا اور جواب لانا - ۲۹ جولائی جھوٹی امیدین - ۲ - اگست کو نمبر ۲ آنا - ریذیڈنسی کی سپاہ کی
حالت سرنگون کا لگنا - باغیون کا اپنا بیٹری بنانا - ۱۰ اگست کو باغیون کا دوسرا حملہ محاصرین نکلکر
لفٹنٹ ہچن سن کا حملہ اور ساگو کی چوکی - انگد کا واپس آنا - انگد کا بیان اور ریذیڈنسی کا حال -
۱۸ - اگست کو تیسرا حملہ مورچون کی بیرونی عمارت کا مسمار کرنا - برگیڈ میس - سرنگون کا لگنا - اور بیت
دشمنون کی بیٹری لکھنؤ دروازہ پر لگانا - انگد کا چٹھی لے جانا - تازہ سرنگون کا لگنا - ۴ ستمبر کو بیلی
بیٹری بیلی دروازہ کا تباہ ہونا محصور سپاہ کی حزم و احتیاطین - ۵ ستمبر کو باغیون کا چوتھا حملہ -
انگد کا خوشخبری لانا - ۲۲ ستمبر کو کمک کی سپاہ کا قریب آنا - کمک کا آنا اور ریلیف کا ہوجانا -
خلاصہ - ہندوستانی سپاہ پنشندار محاصرہ لکھنؤ مین جانثارون کا بیان -

ضمیمہ باب اول جسکو پہلے باب دوم سے پڑھنا چاہیئے ۸۶۰ -

نیل و ہیولک - اوٹرم

بریگیڈیر جنرل نیل کا کانپور مین آنا - کانپور کی ایک جانب سپاہ کے قیام کے مقام تجویز کرنا -
جنرل ہیولک صاحب کا دریا سے پار اودھ مین جانا - سپاہ کی تفصیل - سپاہ کا آگے بڑھنا
اور اناؤ پر لڑنا - سپاہ کا آگے بڑھنا اور بشیرگنج کی پہلی لڑائی اور نتیجہ جنگ - جنرل ہیولک کے
خیالات اور سپاہ کا گھٹنا اور جنرل کا واپس آنا - نیل صاحب کا کانپور مین - نیل صاحب پر جن خیالات
کا اثر کیا - خط و کتابت نیل اور ہیولک کی - ہیولک صاحب پر تھوڑی کمک کا آنا اور بشیرگنج کی
دوسری لڑائی - ہیولک صاحب کا بشیرگنج سے دوبارہ مراجعت - بورا چوکی کی لڑائی اور جنرل

ہیولوک کا کانپور میں آنا - کانپور میں نیل صاحب کی کارروائی - ۱۰ - اگست کو پھر حملہ -
کانپور میں جنرل ہیولوک کا سپاہ کی سپہ سالاری لینا اور بٹھور کی لڑائی - سر جیمز اوٹرم
انگلستان میں کے خصائل کی برگزیدگی - جنرل ہیولوک کی مشکلات - کپتان گورڈون کا لنکا کو صاف
کرنا - کانپور کی تیاریاں - سر جیمس اوٹرم سپاہ کی تعداد جو لکھنؤ کے محصورین کے لیے روانہ ہوئی
گنگا پار سپاہ کا جانا - دشمنوں کا مشکل راستے سے نکالنا - ۲۲ ستمبر سپاہ کا آگے بڑھنا اور
لکھنؤ کا فتح کرنا +

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۱	سپاہ	سپاہ	۹۶	۳	سے	سے سپاہ
۶	۳	لوینٹ	لوینٹ کے	۹۸	حاشیہ	[illegible]	[illegible]
۸	۱۵	[illegible]	[illegible]	۹۲	۹	[illegible]	[illegible]
۲۳	۱۰	[illegible]	کے	۹۳	۲	[illegible]	[illegible]
۲۳	۱	[illegible]	[illegible]	۱۰۳	۱۰	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۰۳	۳	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	حاشیہ	[illegible]	[illegible]
[illegible]	۲۰	[illegible]	[illegible]	۱۱۰	۲۲	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	۱۰	[illegible]	[illegible]	۱۱۴	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	۱۱	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	۱	[illegible]	[illegible]	۱۲۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۲۲	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۲۵	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۳۰	۲۰	[illegible]	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۳	۷	واشگٹنٹہ	واشنگٹن
۱۳۵	۱۷	ہوٹنٹ	[illegible]
۱۴۳	۱۴	سکینے	شیفینی
۱۴۶	۸	سکے کل	اکے کل
۱۴۴	حاشیہ	عہدنامہ	عہدنامہ سپ
۱۴۹	۱	بورف زمینت	بجیت کی طرف
۱۶۷	۱	کبھی	بھی
۱۸۰	۲۱	سوال	سول
۱۹۲	۴	بڈھ	بھرڈ
۲۰۵	۱۶	میں	میں تو
۲۱۱	۳	ہزیز	عزیز
۲۱۴	۲۲	مرسنہ	مدرسہ
۲۱۴	۲۳	تجمل	تحمل
۲۱۵	۲۰	گئی	گئی
۲۱۶	۱۶	کا	کام
۲۲۲	۲۱	میں	میں نہ
۲۲۶	۷	کیا	انکار کیا
۲۳۶	۱۵	سنے کے	کے دنے
۲۳۹	۲۱	مدارس	مدراس
۲۴۰	۱۰	کر	اٹھ
۲۵۰	۲۳	لوٹ	کوٹ
۲۶۸	۱۱	بڑے	سبق پڑھتے
۲۶۹	۳	ریشتوان	انوشنزان
۲۷۳	۷	ے	کے لیے
۲۷۵	۱۶	قرنی	قرص

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۷۷	۷	انگے	انگی
۲۸۵	۶	انکو	ایران کو
۲۸۴	۱۱	اٹھ ہزار	آٹھ ہزار
۲۸۶	۱۰	چیرز	چیریز
۲۹۴	۹	بھتکایا	بھٹکایا
۲۹۵	۱۰	بنائے	بتائے
۲۹۵	۱۴	جنبی	جھنپے
۲۹۶	۷	بیٹر	بیرسٹر
۳۱۰	۲۰	ظفر	ظفر
۳۴۰	۲۲	آس	اُس
۳۴۰	۲۳	اسطے	اسے
۳۴۰	۱۶،۱۵	بیمار	شیما۔
۳۴۹	۱۵	کٹھلی	کھٹکتی
۳۵۴	۲	جبیت	محبت
۳۶۹	۱	غسل	شغل
۳۶۹	۱۵	مرزا اسلی	مرزا سلیم
۳۹۲	۱۳	وفاداری کہ	وفاداری کا
۳۹۵	۱۰	جبر	خیبر
۴۰۱	۱	پٹری	تیری
۴۱۱	۲۱	انزے	اندر
۴۱۴	۲۳	کنپیوٹر	کمپنیوڈ
۴۲۲	۱	گوان وکٹر	گوون ڈکٹر
۴۲۲	۴	لو	لو
۴۲۴	۱۴	ہوشیاری	ہوشیاری سے
۴۲۹	۶	سے	اسے

۴۴۴	۱۲	نیر	خیر	۶۰۷	۱۰	ہنسد وستانون	ہندوستانیوں
۴۴۹	۱	سے جو	سے	۶۸۲	۱۴	کی	کے
۴۶۴	۱۸	۲- سی	۲۰- سی	۶۸۲	۲۳	سپاہ	سپاہ کے
۴۷۷	۲۰	انتظام	انتقام	۷۰۱	۱۲	ہلی	اہلی
۵۰۴	۷	آگ	آگ نہ	۷۰۴	۱۵	بیابان میں	بیابان
۵۱۳	۱۸	بھی	پہی	۷۰۴	۲۷	تاتون	ناتوان
۵۲۵	۴	شب	سب	۷۰۷	۲۲	بعض	بیضون
۵۲۵	۲۳	کی مہر کا سر	کے مہر کے سر پہ	۷۰۹	۴	۔اسے	واسطے
۵۵۵	۲۳	بچون کا	بچون پہ	۷۱۵	۱۲	اثرا	[illegible]
۵۳۹	۲۰	برو دوست	برد و دوست	۷۱۲	۱۲	اعتقادا	اعتقادا
۵۴۸	۱۱	خیر	خیر	۷۲۱	۴	سبیعۃ	ربیعہ
۵۵۵	۲۳	اپنا	اپنا شب	۷۲۱	۱۹	دوشو	دوشو
۵۷۱	۱۴	مطلب	مشرق	۷۲۸	۲۲	مجروح	عروج
۵۹۹	۱۲	تحتی	تحتی	۷۵۰	حاشیہ	کول	کوٹ
۶۱۵	۵	چھاونی	چھاونی	۷۶۰	۲	[illegible]	[illegible]
۶۱۵	۱۷	[illegible]	[illegible]	۷۷۳	۴	[illegible]	[illegible]
۶۱۶	۲۳	[illegible]	[illegible]	۷۷۳	۲۱	[illegible]	[illegible]
۶۲۲	۱۰	[illegible]	[illegible]	۷۹۵	حاشیہ	سپاہ	سپاہ کے
۶۳۴	۱	[illegible]	[illegible]	۷۹۷	حاشیہ	آمد کے	آمد کا
۶۳۳	۵	[illegible]	[illegible] ہے	۸۷۲	۴	[illegible]	[illegible]
۶۴۶	حاشیہ	[illegible]	[illegible]	۸۸۵	۳	[illegible]	[illegible]
۶۵۲	۱	[illegible]	[illegible]	۸۸۸	۴	[illegible]	[illegible]
۶۵۱	۱۰	[illegible]	[illegible]	۸۸۹	۸	[illegible]	[illegible]
۶۵۳	۲۰	لایا	آیا	۸۹۲	۱۴	[illegible]	+
۶۷۶	۲۱	[illegible]	[illegible]	۸۹۱	۴	چھاپا	[illegible]

۷۹۷ ل	حاشیہ	چیزون	تجہون
۷۹۷ ل	۱۲	پڑی	بڑی
۸۰۳ ل	۳	سٹرادین	سزادین
۸۰۳ ل	۶	ڈوبیٹران	وڈیبران
۸۰۶ ل	۱	رسیڈنسی	پریسیڈینسی
۸۱۱	۱	سوم	سیزدہم
۸۱۷	۹	چہارم	چہاردہم
۸۱۸ ل	۲۳	اس	امن
۸۲۳ ل	۷	تو	نہین تو
۸۲۶ ل	۲۰	وقت	اسی وقت
۸۲۷ ل	۱۲	اسکی	انکی
۸۳۱ ل	۲۰	انگریزی	انگریز
۸۳۲ ل	۱۲	نذر سے	نذر لیتے
۸۳۳ ل	۱۴	کیا	کہنا
۷۹۶	۱۴	بھن	ملنے
۷۹۸	۱۶	عوض	غرض
۸۰۱	۲۳	بجنس	بجینس
۸۰۴	۱۶	کوجب	جب
۸۱۱	۲۲	ساتھ	ہاتھ
۸۱۳	۱۸	مہان	مسلمان
۸۱۶	۲۰	ہندوستان	ہندوستانیون
۸۱۹	۱۴	اس کام	کلام
۸۲۰	۱۲	سے	نہ لے
۸۶۶	۲۰	چوتھا	چوتھائی
۸۶۸	۱۰،۳	بیٹوان	بیٹیون

۸۸۲	۱۹	نذرانا	اندرانا
حصہ سوم تاریخ بغاوت ہند			
۳	۱۷	سپا ہیون	سپاہیون
۷	۲۰	سیپر	سینیر
۸	۲۲	سنگوائین	سنگوائین
۱۴	۱۶	پرسات	برسات
۱۷	۱۳	اُس	اُس سے
۲۷	۱۳	سے	سے شق
۲۹	۹	نیکس	بنکس
۳۱	۱۶	اورسگے	اسکے ساتھ
۳۲	۱۶	پاس	پاس سے
۴۹	۱۶	راہبٹی	راہبتی
۵۴	۱۶	اسکی جگہ	اس جگہ
۵۷	۲۲	را	ڑا
۵۸	۶	سراپنڈنٹ	سپرنٹینٹ
۶۴	۲۲	لیورپ	لیورپ
۸۷	۲۲	بیگیج	+
۸۸	۱۹	عزا	غزا
۹۰	۲	جوئی	جوئین
۹۷	۱۲	ایا	دیا
۹۹	۳	پڑا	بڑا
۱۱۲	۱۴	ستو مین	ستو
۱۱۲	۲۲	سہ	نہ
۱۱۵	۴	سردربار	سب دربار
۱۲۰	۱۶	کے	کی

۱۲۲	۱۴	کشتی	گشتی
۱۲۵	۴	چلا	دچلا
۱۳۱	۲۳	حصہ	حصہ گہنا
۱۴۱	۱۵	کے بچے	سے
۱۴۵	۶	تھے	تھا
۱۴۸	۱۹	" "	وہ چھپوا کر
۱۴۹	۲۳	کردے وکرے	کردیا وکی
۱۵۱	۱۹	وقت	وقت پہ
۱۵۳	۶	لڑائی	گزری
۱۵۶	۱۲	کوٹھہ	کوٹھہ
۱۶۵	۲۱	تعداد ایک	ایک
۱۶۰	۱۵	ہوپ گرینٹ	

خطابات ملنے کے سبب سے ہوپ گرینٹ کو سر ہوپ گرینٹ اور سر کولن کیمپبل کو لارڈ کلائیڈ لکھا کریں گے۔

۱۸۳	۲	نی	سپاہی نی
۱۸۵	۳۰	بیچ	بیچ
۱۹۸	۳۰	تسلیم	تسلیم
۱۹۹	۱۵	نیشاہ	سپیشہ
۱۹۳	۱۰	لی	پھانسی دی
۲۰۰	۱۰	سے	نے
۲۰۲	۵	پلٹنوں موقوف	پلٹنیں موقوف
۲۰۳	۱۵	[illegible]	[illegible]
۲۰۳	۱۰	[illegible]	[illegible]
۲۰۳	۲۰	[illegible]	[illegible]
۲۰۷	۲۲	[illegible]	[illegible]

۲۱۶	۲۳	زراعت	تخم زراعت
۲۱۸	۱۳	اس	اس کے
۲۱۸	۱۸	[illegible]	[illegible]
۲۱۹	۲۲	[illegible]	[illegible]
۲۱۹	۲۳	سی	سینہ سی
۲۲۱	۲	بھرتی	بھرتی
۲۲۱	۵	ایلمرٹ	ایلبرٹ
۲۲۲	۲۱	ہونے	ستھ کرنے
۲۲۳	۳	[illegible]	[illegible]
۲۲۳	۱۵	ہوگیا	ہوگئے
۲۲۴	۱	" "	" "
۲۲۴	۱۳	تعلیم	[illegible] کی
۲۲۵	۲	سر	سر
۲۲۵	۹	[illegible]	[illegible]
۲۲۶	۶	[illegible]	[illegible]
۲۲۷	۲۳	حفظ آدم	حفظ آدمی
۲۲۸	۱۶	" "	کرد "
۲۲۹	۲۲	سام	سیام
۲۳۰	۲۰	ڈسکونٹ	ڈسکاؤنٹ
۲۳۲	۶	شورش	شورس

حصہ سوم

باب اول

لارڈ ڈیل ہوزی

۱۲ جنوری ۱۸۴۸ء کو کلکتہ مین نئے گورنر جنرل انگلستان کے مشہور مدبر لارڈ ڈیل ہوزی رونق افروز ہوئے اسوقت انکی عمر ۳۶ سال کی تھی اب تک ہندوستان مین ایسا کم عمر کوئی گورنر جنرل نہین آیا تھا۔ گو وہ اپنے ساتھ ہندوستان کے انتظام کرنے کا تجربہ نہین لائے تھے مگر طبیعت رسا و فہم و ذکا وہ رکھتے تھے کہ تھوڑے دلون مین گورنمنٹ ہند کے رموز و اسرار سے ماہر اور اسکے کلیات و جزئیات سے واقف ہو گئے۔ انکے عہد ہشت سالہ نے یہان تینون موسمون گرمی جاڑے برسات کی کیفیت دکھائی نبرد آزمائی و معرکہ آرائی مین گرمی کی کیفیت و ہندوستانی رئیسون کے ساتھ انکے ملکون کی ضبطی مین اپنی سرد مہری سے سردی کی سیر دکھائی اور رفاہ عام و آسایش عباد و معموری بلاد مین برسات کا تماشا دکھایا کہ سارے ملک کو نہال کر دیا۔ انگریزی عملداری کی تاریخ مین کوئی زمانہ ایسا نہین گذرا کہ اس مین لارڈ ڈیل ہوزی کے عہد حکومت کی برابر صلح و جنگ کے نیک شجر برابر پھلے ہون اور پولیٹکل واقعات عظیم پیش آئے ہون اور انتظام سلطنت کی ترقیان جلد جلد ہوئی ہون۔

سارے ہندوستان مین ان کے عہد حکومت کے اول چند مہینون مین امن امان رہا جب انہون نے اپنے جلیل القدر عہدہ کا کام لیا ہے تو یہان تجارت کی بڑی کساد بازاری تھی۔ کلکتہ مین بمبئی مدراس مین تاجر تجارت کیا کرتے تھے جوا کھیلتے تھے آپس مین رشک و حسد کے مارے رقابت مین نمود نمائش مین بہت بیجا صرف کرتے تھے اس سال مین انگلستان مین تجارت کے بازار کے مندا ہونے نے ہندوستان کی تجارت کو بھی ٹھنڈا کر دیا تھا وہان کے ایک بڑے

بینک کے دوالہ نکلنے نے کلکتہ کے یونین بینک کا دوالہ نکالا تھا جسمین یہان کے اچھے اچھے ساہوکار کی کوٹھیان بیٹھ گئین۔

بڑے بڑے دولت مند مفلس اور ہزارون کاریگر بیکار ہو گئے۔ انگریزون کی ساکھ مین فرق آیا گورنر جنرل نے اس حالت کو بگڑنے نہین دیا خوب سنبھالا۔

لارڈ ڈیلہوزی کی ابتدائی تدابیر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ادنے ادنے باتون پر بھی غور کیا کرتے تھے انہون نے حکم صادر کیا کہ گورون کی ہر بارک مین پنکھے لگائے جائین اور ان کے جھلنے کے لیے قلی نوکر رکھے جائین اور انکا سارا خرچ سرکاری خزانہ سے اٹھایا جائے۔ انکو ادنے درجے کے نوکرون کی حاجت پر بھی خیال تھا کہ اپریل ۱۸۴۸ء مین حکم نافذ کیا کہ سرکاری کامون مین مقدمات کی پیروی کرنے کے لیے کل مجسٹریٹون اور حاکمون کو خزانہ سرکاری سے پیشگی روپیہ معقول وجہ کے بیان کرنے پر ملجایا کرے اور ہارنے کی صورت مین وہ ان سے واپس لیا جایا کرے۔

اودھ کھانڈ کے جنگلون مین معاملات نے ٹھیارون کی جھلک دکھلائی مگر وہ آسانی سے فرو ہوگئی بمبئی مین یہ واقعات رونما ہوئے کہ ستارہ کا راجہ فنا ہوا۔ فرید پور کوٹلے کی کالون نے اپنا کالا منہ دکھایا محکمہ خفیفہ کی عدالتین بھی جاری ہوگئین۔ مرہٹے ٹھگون کے گروہ کے سردار نارکوجی انگریا کے بانسیا نے پھانسی پائی اسنے اپنے ہمسایہ مین لیٹ اسکی بڑی دھوم مچائی تھی۔ ایک نیا فرقہ بدمعاشون کا لاہور اور انبالہ کے درمیان ٹھگی کرتا تھا جہان مسافرون کو تنہا بے پناہ دیکھتا انکا گلا چند روپیون کے لیے گھونٹتا انکے گروہ آٹھ یا نو بدمعاشون کے ہوتے تھے اپریل سے پہلے ایسے بیس گروہ نکالے گئے اور انسے زیادہ اور گروہ جو ایک مقام سے دوسرے مقام مین چھپتے پھرتے تھے انکی تلاش مین لگا ہوا جستجو ہو رہی تھی غرض پنجاب مین سب طرح سے ٹھگون کی پکڑ دھکڑ مین اہتمام ہو رہا تھا۔

لارڈ ہارڈنگ جیسے جنگ مین مستقل مزاج تھے ایسے ہی فتح پانے کے بعد معتدل طبع تھے انہون نے سکھون پر فتح حاصل کر کے مہاراجہ رنجیت کی سلطنت مین سے بیرونی اضلاع کو جدا کر لیا اور پنجاب کو چھوڑ دیا کہ اس مین مہاراجہ کے جانشین فرمانروائی کیا کرین اور یہ ارادہ کیا کہ کمسن راجہ کو شتر بے مہار سپاہ کے ہاتھون سے سلامت و محفوظ رکھین۔ کل پنجاب کے ضبط کرنے مین جو صبر و تحمل گورنمنٹ نے اختیار کیا وہ اسکا ایک تجربہ تھا مہاراجہ دلیپ سنگھ کی مہاراجگی کا اشتہار دیا گیا اور پنجاب ان کے حوالہ ہوا اور ج

انتظام پنجاب بعد لڑائی اول

مطلق العنان نے سلطنت مین ہل چل ڈالکر اُسکو فنا ہونے کے قریب پہنچا دیا تہا اُسکو تنبیہہ کی گئی اس اشتہار مین محمند نے بیان کیا کہ اگر اس نیک وقت کو جس مین سکھون کی قوم کو فوجی بدنظمی اور بدبگی سے بچا دیا گیا ہے اسنے رائگان کیا اور انگریزی سپاہ سے اسنے ازسر نو جنگ دشمنانہ اختیار کی تو آیندہ گورنمنٹ اپنے اغراض مفاد و سلامتی کے لیئے ضرورت اور عدالت کے موافق انتظامات و بندوبست کریگی پس اس اشتہار مین ایک امر مشتبہ بیان کیا گیا تھا جسکے نتائج پہلے ہی سے اپنا سایہ دکھلاتے تھے - غالباً یہ نظر آتا تھا کہ اس تجربہ مین کہ جسکا کرنا بمقتضاء انصاف مناسب تھا کامیابی نہین ہوگی پس آیندہ سلطنت کی بقا مشیت ایزدی کے موافق سکھون کے ہاتھہ مین تھی کہ وہ اپنی قسمت کا فیصلہ آپ کرلین اُنکو بتلا دیا گیا تھا کہ وہ اپنی قومی آزادی کو کس طرح قائم رکھ سکتے ہین اور کام کا سارا اختیار اُنکے ہاتھون کو دے دیا گیا تھا -

اسکے ماسوا لارڈ ہارڈنگ نے یہ ایک اور کام کیا تھا کہ ملک کی اندرونی انتظامات مین مداخلت کرنے سے کنارہ کشی کی تھی مگر اُنہون نے فوج محافظ مقرر کی جو زبردست سلطنت کی طرف سے زیردست سلطنت کی محافظت کرے اس انتظام کو انگریزی مین پروٹیکٹرایٹ کہتے ہین - انہون نے مہاراجہ کے دربار کو اختیار دیا کہ وہ اپنے دستور و آئین کے موافق بندوبست سلطنت کرین برٹش گورنمنٹ نے انکو سرکش سپاہ کے تحکم سے محفوظ کر دیا ہے انگریزی سپاہ کے موجود ہونے سے سکھون کی سپاہ خائف رہتی تھی اگر کسی وقت دربار مین کوئی صاحب دانش اور وطن سے محبت رکھنے والا پیدا ہوتا تو وہ سکھون کی سلطنت کو انگریزی فوج کی محافظت کی بیڑی جو کھون سے نکالکر مدتون تک اُسکو زندہ و سلامت رکہتا مگر کوئی شخص ایسا پیدا ہی نہین ہوا کہ حکومت کرنے کی قابلیت اور منتظم ہونے کی لیاقت رکھتا - برائے نام ریجنٹ (نائب السلطنت) مہاراجہ دلیپ سنگھ کی ماں تھی مشرق و مغرب مین بہت سی عورتین ایسی ہوئی ہین کہ انہون نے وہ کام کیئے ہین جو مرد بادشاہون سے بہی نہین ہو سکے مگر ایسی عورتون مین سے دلیپ سنگھ کی ماں نہین تھی - یہ کہنا سچ کے خلاف نہین ہے کہ وہ اپنی ذات سے بہ نسبت ملک کے زیادہ محبت رکھتی تھی وہ اپنی قوم کے سر پر ایک بدبلا تھی یہ اسکو اختیار تھا کہ وہ اپنی پسند سے اپنا وزیر جسکو چاہے مقرر کرے سوا اسنے ایسا وزیر اپنی پسند سے مقرر کیا جسنے سکھون کی سلطنت کو

خودکشی کا صدمہ پہنچایا بیشک ایسی ضرورت کی حالت مین وزارت کے کامون کے لیئے کسی
ایسے دانشمند کا مقرر کرنا نہایت مشکل تھا جو اسکے لیئے موزون و موضوع ہوتا - مگر جب سرے سے
بہت سے دانشمند آدمی موجود ہی نہ ہون تو انمین کسی دانشمند کا انتخاب ہی نہین ہوسکتا آوہ کا
آوہ ہی بگڑا ہوا تھا - والدہ دلیپ سنگہ نے اپنا عاشق زار لال سنگہ وزارت کے لیئے پسند کیا -
لال سنگہ سے دونو دربار و رعایا کو نفرت تھی اس لیئے اسکی وزارت نہین چل سکتی تھی اگر وہ
قابل اور دیانت دار بھی ہوتا تو یہ وقت ایسا تھا کہ اس مین اسکی وزارت کا کام نہین چل سکتا
تھا غالباً وہ پنجاب مین مستحکم سکھ گورنمنٹ کے دوبارہ قائم کرنے کے لیئے بدتر نالائق
وزیر تھا مگر اسکے حق مین یہ انصاف بھی کرنا چاہیئے کہ اسکے آگے کیسی کیسی دقتین پیش آئی تھین
سپاہ بغاوت اور جاگیر ضبط ہوگئی تھین خزانہ خالی پڑا تھا جسکا اندیشہ تخفیف پر آمادہ تھا لال سنگہ مین بھلا یہ صفات
کہان تھین کہ وہ پیچ آمیز حاجتون کے دفع کرنے کے لیئے فروتنی اختیار کرتا اور سلطنت کی اشد
ضرورتون کے دور کرنے کے واسطے اپنے تئین فدا کرتا - اگرچہ اس ملک مین پولیٹکل نیکی
کم لوگ سمجھتے ہین مگر وہ کسی مستقل طریقے کو قومی بہبودی و بھلائی کے لیئے اختیار کرتا تو یقینی
لوگون کے دلون مین اسکی نسبت کسی تعظیم کا خیال پیدا ہوتا مگر وہ تو یہ غضب کرتا تھا کہ اور ملک معلّی کے
اپنے تئین مشغول کرتا اپنے رشتہ دار اور دوستون کی حرص و آز پورا کرنے کے لیئے بھلے مانسون پر
دست درازی کرکے تباہ کرتا وہ حکمرانی محض اسلیئے کرتا کہ عزوجاہ حاصل ہو خود پہ تنہا مہ آدمیون سے
بازو رکھتا تھا کہ اسکی شہوت پرستی و نفس پروری کے کام نکالین وہ انگریزون کے دلون کے خوش
کرنے کے واسطے انکی نہایت آؤ بھگت و تواضع و تعظیم کرتا کہ وہ اُسے دیکھ کر ششدر رہ جاتے تھے
تمام سپاہ و محفوظ کی خاطرداری مین مکارم اخلاق کو دکھاتا مگر وہ اس واقعی کو کسی طرح مخفی نہین
رکھ سکتا تھا کہ اسکی وزارت سے سکھون کی مستحکم و ہمنوار گورنمنٹ نہین قائم ہوسکتی -
برٹش گورنمنٹ کے ذمے لال سنگہ کی وزارت کی ناکامیابی کی جوابدہی کچھ نہین تھی اس کو
وزارت کے لئے رانی نائب السلطنت نے پسند کیا تھا انگریزی گورنمنٹ کو بے چون و چرا
اسلیئے پسند کرنا پڑا تھا کہ عہدنامہ کے بموجب وہ لاہور کی سلطنت کی اندرونی نظم ونسق مین کسی
قسم کی مداخلت اور دست اندازی نہین کرسکتی تھی مگر اب سنگینون کی نوک سے بدلگام حکمران اور

زشت کردار وزیر کو سہارا دیتے تھے اسلیئے وہ ان کی بدکاریون کی معاون تھی اگر یہ انکو سہارا نہ ملتا تو وہ مدت تک زشت افعالی کے مرتکب نہین ہوسکتے تھے عہد و پیمان صرف سال حال کے لیئے تھا اس تھوڑی مدت مین بہت کم احتمال یہ تھا کہ لال سنگہ تمام ان مشکلات اور خوفون کو جو اُسکے منصب وزارت کو چارون طرف سے گھیرے ہوئے تھے بہادرانہ پامال کر دیگا۔

بہت جلد یہ بات ظاہر ہوگئی کہ لال سنگہ جیسا اپنے ملک کے ساتھ جھوٹا دغا باز تھا ایسے ہی وہ برٹش گورنمنٹ کے ساتھ تھا جسکا حال ہم نے مفصل گلاب سنگہ و امام الدین و کشمیر کے معاملات مین لکھا ہے جسکا نتیجہ یہ تھا کہ وہ وزارت سے معطل ہوا و مقید ہوکر جلاوطن ہوا اسکی معزولی کے ساتھ معاً تجربہ اول ختم ہوا جو قومی آزادی کی بنا پر سکھون کی استوار و مستحکم گورنمنٹ کے دوبارہ قائم کرنے کے لیئے کیا گیا تھا۔

اب ایک دوسرے تجربہ کا امتحان شروع ہوا۔ پنجاب مین ایک پنجابی بھی ایسا نہ تھا کہ جس کے ہاتھ مین عنان سلطنت بے خوف و خطر دے دی جاتی جیسی کہ انگریزی فوجی قوت اس لیئے درکار تھی کہ سکھون کی دنگئی فوج کو ڈرائی و دبائی رہے ایسی ہی انگریزی فراست و کیاست و دیانت کی حاجت اس وجہ سے تھی کہ وہ سکھون کی غلط صلاح و مشورون کو پاکیزہ بنائے لارڈ ہارڈنگ کے سامنے ایسے معاملات پیچ در پیچ پیش آئے کہ انکو مجبوری اپنی پہلی مرضی کے خلاف حکم دینا پڑا کہ برٹش گورنمنٹ سکھون کی سلطنت کے معاملات اندرونی مین مداخلت کرے اور سکھون کی گورنمنٹ خودکشی سے یون بچائی جائے کہ ایک پنجابی گورنمنٹ مقرر ہو جسکا پریسیڈنٹ ایک انگریز ملکی مقرر ہو۔ خالص پنجابی گورنمنٹ کی جو کھون پھر نہ اٹھائی جائے پس انہون نے ایک کونسل ریجینسی مقرر کی جسکا پریسیڈنٹ انگریزی رزیڈنٹ مقرر ہوا جسکے معنے یہ تھے کہ پنجاب کا اصلی زبان دو برٹش رزیڈنٹ ہوا۔

دسمبر ۱۸۴۶ء

یہ پنجاب کی بڑی خوش نصیبی تھی کہ اسکی گورنمنٹ کے اول پریسیڈنٹ کرنیل ہنری لارنس صاحب مقرر ہوئے۔ اس پاک نفس کی ذات اوصاف حمیدہ و خصائل جمیلہ کی جامع تھی ان مین بڑا کمال یہ تھا کہ اسنے مشرقی خصائل کو جو مغربی خصائل سے غیر ہوتی ہین اس طرح سے مطالعہ کیا تھا کہ وہ اُن کے کامون کی نیت و علت کو فوراً سمجھ جاتا تھا وہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کا قائم مقام مقرر ہوا اور

سلطنت کے پرانے کاردار میں بالکل مختار تھا اس کے ماتحت بہت سے انگریزی اور سکھ گورنمنٹ کے
پرانے افسر تھے جو انکی ہدایتوں اور حکموں کے موافق کام کرتے تھے۔ بظاہر انکے انتظام وبندوبست سے
سب راضی خوشی معلوم ہوتے تھے اور رانی اور اسکا عاشق زار دونو اپنا انتقام لینا چاہتے تھے
۱۸۴۷ء میں پولیٹکل افق پر کوئی گھٹا نہ تھی کونسل ریجنسی ہنری لارنس کے ماتحت
اسطرح گورنمنٹ کاموں کو انجام دے رہی تھی کہ سب جگہ ملک میں امن امان تھا انتظام
ہوتا جاتا تھا۔ سکھوں کی سپاہ اپنی قسمت پر راضی خوشی بیٹھی ہوئی تھی اسکے انگریزی افسر اسکے
فائدوں اور آسائش اور آراموں کے لیئے بڑی کوشش کرتے تھے وہ بتدریج اپنی اطاعت
ڈسپلن کی عادت ڈالتی جاتی تھی۔ انگریزی افسر لاہور پشاور اٹک جو۔ ہزارہ میں سکھوں اور
پٹھانوں کی جمعیتوں کو قواعد چاپ سکھاتے تھے اور سکھوں کے اعلے عہدہ داروں کو نیک
گورنمنٹ کے سبق پڑھاتے تھے کرنیل ہنری لارنس کی عقل دوراندیش جانتی تھی کہ یہ ساری ظاہری
جلوہ نمایاں ہیں باطنی حالت کچھ اور ہی ہے۔ خالصہ کی شکستہ حال سپاہ اپنی اگلی شکستوں کو یاد
رکھتی ہے وہ یہ خیال کر رہی ہے کہ ہم اپنی کھوئی ہوئی عظمت و شان کو پھر حاصل کریں گے ہماری مراد
اسی میں پھر زندہ ہو کر ہم سے ایسی ہی کوشش کرائیں گے کہ ہم کامیاب ہونگے۔
انگریزی قوم کو اپنے نفس سے ایسی محبت ہے کہ ہندوستان میں سب جگہ اپنی استیلا و استقلال کی مداخلت
کو یہ یقین کرتی ہے کہ ہندوستانی اسکو اپنے لیئے بڑی برکت اور نعمت سمجھتے ہیں اسی سبب سے
یہ خود غلط ہو کر مغالطہ اور دھوکہ میں آجاتی ہے مگر ہنری لارنس اس دھوکہ میں کب آنے والا
تھا اسکی عقل دوراندیش خوب سمجھتی تھی کہ خواہ ہم کیسی ہی نیک نیتی اور صلح جوئی سے کام کریں
مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ یہاں انگریزی سپاہ مقیم ہو اور اسکو خالصہ سپاہ دیکھکر دل میں جلے نہیں اور
سکھوں کے دربار کی جگہ انگریزی افسر کام کریں وہ اسکو دیکھکر حسد بغض و انتقام کے درپے نہ ہوں
یہ سبب ہے کہ یہ امن امان بظاہر نظر آرہا ہے آئندہ حال خدا کو معلوم ہے بالفعل تو سب طرح ہر طرح
خوش حالی نظر آتی تھی اور اسکے قائم کرنے میں انگریزی عہدہ دار بہت ساعی تھے سول کے انتظام میں
جب ہی انگریزی مداخلت ہوئی تھی کہ رعایا کی کثرت منفعت کے لیئے اسکی اشد ضرورت ہوتی تھی۔ ریزیڈنٹ
کے ماتحت زیادہ تر بڑے بڑے لائق افسر صاحب سیف والقلم تھے جنکے نام نامی یہ ہیں۔ ایڈورڈز

[illegible]

نکلسن رے نلڈ ٹیلر۔ لیک۔ لمسڈن۔ ہڈسن۔ جارج لارنس جیمس ایبٹ اور سول افسر تھوڑے
بہت تھے جنکے نام منٹس ایگنیو اور تھرکولس تھے۔ انمین بعض افسرون کے کاربار نمایان سے
تاریخ بھری ہوئی ہے۔ گورنر جنرل اور رزیڈنٹ اور اس کے افسر سرتاپا انسانیت کی روح بن رہے
تھے بچہ کشی ستی و بردہ فروشی کی جان نکال رہے تھے۔ زراعتی اضلاع مین بیگارین رعایا کے گرفتار
ہونے کے دستور بیشمار رہے تھے۔ دیوانی و مالی قوانین و آئین کو رعایا کی بہبودی و آسودگی کے لیئے کامیابی
کے ساتھ از سر نو تبدیل و ترمیم کر رہے تھے پرمٹ و سسٹم محصول کے نئے قواعد بنائے گئے تھے جنسے
رعایا کو بہت فائدے حاصل ہوتے تھے مالگزاری اراضی بڑھانے کے جائز قاعدے بنائے
گئے تھے اور بے ضرورت خرچ تخفیف مین اسطرح آئے تھے کہ سررشتون کی کارروائی مین کوئی خلل نہین آتا
تھا اس سبب سے بڑی بچت ہوتی تھی اور کسی کارروائی مین خلل نہین آتا تھا اہل زراعت کی مدد کی جاتی تھی کہ وہ کنوئین
بنائین اپنی اراضی مین آبپاشی کرین اور اپنی زراعت کے پیداوار کو بڑھائین جس سے انکو خود بھی فائدہ پہنچے اور سرکار کو بھی نفع حاصل ہو
اہل زراعت کے لیئے نفع رسانی کا یہ سامان تیار ہو رہا تھا سپاہ کی خوشحالی کے لیئے یہ قاعدے
مقرر ہوئے تھے کہ انکو تنخواہ اور پنشن باقاعدہ ملا کرے اور انکو یقین دلایا جائے کہ غارتگری سے
جو فائدے بے قاعدہ حاصل ہوتے تھے اب انسے زیادہ فائدے وقت پر تنخواہ ملنے سے اور
اُن کے حال پر انگریزون کی شفقت و عنایت کرنے سے حاصل ہونگے۔

جتنا برس بڑھتا گیا اتنی خوشحالی بڑھتی گئی اس مین کچھ کمی نہین آئی جون مین رزیڈنٹ نے رپورٹ
بھیجی کہ سپاہی جو موقوف ہوئے تھے اُنمین سے اکثر ہل چلانے اور پیشہ حرفہ کرنے لگے ہین اور
اہل زراعت کو برٹش حکومت سے روز بروز زیادہ فائدے پہنچتے ہوئے نظر آتے ہین لیکن
لارنس صاحب نے اس امر واقعی کو بھی دیکھ لیا کہ اگرچہ پنجاب مین ایک حشر برپا کرنے کا عزم شکستہ
ہوگیا ہے مگر وہ مردہ نہین ہوا سب طرف بہت سے شرارے اُڑ رہے ہین جب انکو کوئی
ایسی جگہ ملجائیگی جسمین جلنے کی قابلیت ہوگی تو شعلہ انگیزی ہونے لگیگی اُنہون نے لکھا کہ اگر
ہر سردار اور سکھ دانائی اور بے ریائی سے جو اسکی تمام مراسلت سے عیان ہوتی ہے یہ اقرار
کرے کہ مین اپنے ملک کی پست حالی سے راضی ہون تو ہماری بڑی نادانی و حماقت ہے کہ اسکی
بات کا یقین کرین اور ایک لمحہ کے لیئے بھی اس مین شبہ کرین کہ اس گروہ مین سے جو ہماری

تعریف مین بڑا غلو کرتی ہے بہت سے آدمی ایسے ہین کہ وہ ہماری فتح کی برداشت نہین کر سکتے مستفید
وہ ہماری اطاعت مین آتے جاتے ہین اسقدر اپنے زوال حکومت پر طیش آتا جاتا ہے۔ ہمارے
کیمپ مین ایسے آدمیون کی کمی نہین کہ وہ سر ہلا ہلا کر کابل کے حادثہ عظیم کا ذکر کرتے اور پیشین گوئی
کرتے ہون کہ انگریزون کا یہان بھی قتل عام ایسا ہی ہوگا جیسا کہ کابل مین ہوا تہا اور انکو وہی مصائب
یہان پیش آئین گے جو وہان آئے تھے۔ مگر پنجاب و کابل کی حالتین یکسان نہین ہین کابل مین انگریزی
عہدہ دارون کو غالب خیال یہ تہا کہ وہ امن و عافیت مین ہین مگر پنجاب مین انگریزی عہدہ دار انکو
یہ یقین نہ تہا کہ ملک کا بندوبست ہو گیا ہے اور ہم نے جو پنجاب پر قبضہ کیا ہے وہ رعایا اور سردارون
و امیرون کو پسند ہے اگرچہ بفضل الٰہی وہ ایسی بہترین کوشش کرتے تھے جو کامیابی کی مستحق تہین
مگر وہ یہ خوب جانتے تھے کہ ہم جن امیدون مین بیٹھے ہین وہ ایک نہ ایک دن خاک مین ملینگی اور
اور سارے تجربون میں ہمین ناکامیابی ہوگی۔ وہ اپنی خوش حالی مین بد اقبالی کی ساعت سے
مقابلہ کرنے کو آمادہ رہتے تھے انگریزون کے پیچھے کوئی کھٹکا ایسا لگا ہوا نہ تہا جیسا کہ مہارانی
والدہ دلیپ سنگھ کا وہ بڑی بے چین طبیعت کی رانی تھی وہ جانتی تھی کہ انگریزون نے مجھے
حکومت سے محروم کیا ہے اور مجھے عاشق زار سے مہجور کیا ہے وہ میرے بیٹے کو اپنے
ہاتھ کی کاٹھ کی پتلی بنا رہے ہین اسلیئے اسکو انگریزون سے سخت نفرت قلبی تھی وہ انگریزون
کی آنکھ اوجھل چھپا ہوا مین وہ ریزیڈنٹ کے قتل کی سازش کرتی تھی مگر وہ مخفی نہ رہتی تہین کھل جاتی تہین
جسکی سزا اسکو یہ دی گئی کہ وہ شیخوپورہ مین جو سب سے زیادہ پُرامن حصہ ملک کا مسلمانون کی
آبادی کا تہا جلا وطن کی گئی جب اسکے بھائی نے لاہور سے جانے کا حکم سنایا تو وہ فوراً چین
بجبین ہوئی اور سفر کے لیے جلد تیار ہوئی۔

اب ایک بڑا تغیر یہ ہوا کہ لارڈ ہارڈنگ ولایت روانہ ہوئے اور لارڈ ڈلہوزی اُن کی جگہ
گورنر جنرل مقرر ہوئے اور سر ہنری لارنس بھی اُن کے ساتھ ولایت گئے۔ مارچ مین اُن کی جگہ
سر فریڈرک کری آئے۔ لارڈ ہارڈنگ ایک لائق سپاہی لڑنے والے اور ایک لائق عیسائی
مدبر تھے وہ یہ چاہتے تھے کہ پنجاب کا جو تعلق برٹش سے ہوا ہے وہ سکھون کے لئے ایک
برکت اور نعمت ہو اور انکی قومی آزادی برقرار رہے یہ انکی سچی دلی تمنا تھی اس مین کوئی پولیٹکل

اپنے پیچ نہ تھا یہہ بات نہ تھی کہ فقیر ڈالتا ہے کچھہ اور نکالتا ہے کچھہ۔
لارڈ ڈلہوزی نے دیکھا کہ پنجاب مین ہر ایک طرح سے امن و عافیت ہے اسپر یہہ نیا سال ۱۸۴۴ع بڑا اسبارک آیا ہے انگریزی افسر بذری لارنس کے شاگرد رشید ملک کی بہبودی اور آسودگی کے لیے بڑا اہتمام کرتے ہین۔ ہر ضلع مین بندوبست مالگزاری ہو رہا ہے ملک کے لیئے دیوانی۔ فوجداری مالی دستورالعمل تیار ہو گئے ہین غرض پنجاب کی حالت ایسی تھی کہ گورنر جنرل نے ولایت کی چٹھیون مین لکھا کہ مین پنجاب کی حالت سے مطمئن و رضامند ہون مگر تھوڑے ہی دنون مین پنجاب سے ایسی خبرین کلکتہ گئین کہ انکو پریشانی آمیز مکاتبت کرنی پڑی۔
ستمبر ۱۸۴۴ع مین ملتان کے لائق اور مستعد دیوان ساونمل کو ایک آدمی نے جان سے مار ڈالا اسکی جگہ اسکا بیٹا مولراج گدی پر بیٹھا۔ مولراج نے یہہ بڑی شہرت پائی کہ وہ حکمرانی مین بڑا صائب الرائے اور روشن خیال اور منصف مزاج ہے اسکی یہہ شہرت بھی ہوئی کہ وہ بڑا دولتمند ہے۔ اس ملک مین دولت مندی کی شہرت بڑی خطرناک ہوتی ہے۔ لوگون کو یقین تھا کہ ساونمل نے بھی ملتان مین بڑے خزانے دولت کے جمع کیئے ہین جب اسکا بیٹا جانشین ہوا تو لاہور کے دربار نے اس سے جانشینی کا نذرانہ ایک کروڑ روپیہ مانگا مولراج نے عذر کیا کہ مین یہہ زر کثیر نہین ادا کر سکتا مگر پھر آپس مین یہہ فیصلہ ہوا کہ جو روپیہ پہلے مانگا گیا ہے اُسکا پانچوان حصہ مولراج ادا کرے یہہ روپیہ وہ ادا کر دیتا اگر پنجاب مین ہلچل نہ پڑ جاتی اور دربار پریشان حال نہ ہوتا جب سکھون کی گورنمنٹ دوبارہ قائم ہوئی تو مولراج سے نذرانہ کا اٹھارہ لاکھ روپیہ اور خراج کی باقیات کا روپیہ طلب کیا گیا کہ وہ لاہور کے خزانہ مین داخل کرے گا تو وہ ملتان مین اپنی دیوانی پر بدستور مقرر رہے گا اگر اس روپیہ کے ادا کرنے مین دیر لگائے گا تو سپاہ اُس پاس بھیجی جاویگی کہ وہ بالجبر روپیہ وصول کرے۔ مولراج نے اس روپیہ کے ادا کرنے سے انکار کیا۔ سپاہ بھیجی گئی اُسنے جھنگ پر مولراج سے شکست پائی جس کے سبب سے اسکی دیوانی کے علاقہ سے ضلع جھنگ الگ کر لیا گیا اور باقی ملک پر نہائی خراج بڑھایا گیا۔ جب اس طرح دھمکایا گیا تو اُسنے برٹش گورنمنٹ سے درخواست کی کہ وہ اس معاملہ مین مداخلت کرکے اسپر مہربانی کرے وہ اپنی ثالثی سے اسکا فیصلہ کردے اُسکو مین منظور کرونگا نتیجہ اسکا یہ تہا کہ ۱۸۴۶ع کے موسم خزان مین مولراج لاہور مین آیا اور اسنے وعدہ کیا کہ جسقدر روپیہ کا

مطالبہ ہے اسکو باقساط ادا کرونگا ۔ اسپر یہ جرمانہ کیا گیا کہ ملک کا ایک حصہ جسپر وہ زر مالگذاری وصول
کرتا تھا علیحدہ کر لیا گیا اور باقی ملک اسکو تین سال کے لیے دیا گیا ۔ اس انتظام سے وہ راضی ہو گیا
لیکن وہ یہ چاہتا تھا کہ برٹش گورنمنٹ اس انتظام کی ضامن و کفیل ہو مگر برٹش گورنمنٹ نے اس کی
اس درخواست کو منظور نہیں کیا ۔ وہ ملتان کو واپس چلا گیا ایک سال سے کچھ زیادہ معمول طرح
اس ملک میں جو اسکو دیا گیا تھا صلح و آشتی کے ساتھ رہا ۔ برٹش عہدہ داروں نے ملتان کے
معاملات میں کسی طرح کی مداخلت نہیں کی ۔ یہ ملک مستثنی تھا کہ اس میں اضلاع پنجاب کی طرح
بندوبست مالگذاری نہ کیا جائے اور کسٹم کا جو نیا دستور العمل بنایا گیا ہے وہ اس میں جاری نہ
کیا جاوے ۔ لاہور کے دربار سے جو اسکا معاہدہ ہوا تھا وہ اس کی شرائط کو بڑا سخت سمجھتا تھا اُسکی
سختی کی نسبت کچھ تنزلی کرانے کے لیے وہ ۱۸۴۷ء کے شروع میں دارالسلطنت میں آیا ۔ اسنے خراج موعود
میں کمی کے ہونے کے لیے درخواست [illegible] کی لیکن جب کوئی انتظام اسکی خاطرخواہ
نہیں ہوا تو اسنے دربار کو اطلاع دی کہ وہ اپنی صوبہ داری کے عہدہ سے جسمیں اسکو بہت نقصان ہے
مستعفی ہونا چاہتا ہے ۔ جن شرائط پر عہدہ صوبہ داری مجھے بالفعل دیا گیا ہے اسکے موافق مجھے اپنا
رہنا پسند نہیں مجھے اور یہ خراج کی خواہش ہوئی ہے وہ مجھے ناگوار ہے میری صحت بھی اچھی نہیں
اور یہ خانگی جھگڑے ایسے ہیں کہ جنہوں نے میری زندگی کو تلخ کر دیا ہے نئے ریذیڈنٹ سے
ہوئی درخواست ہے کہ [illegible] چیف صاحب کے دستخط سے منظور کیا جاوے ۔
یہ درخواست اسکی بمقتضائے طبع بشری تھی اسکی دولت پر اسکے رقیب دانت لگائے بیٹھے تھے جب
اسکی طبیعت برافروختہ ہوتی تھی ۔ ریذیڈنٹ صاحب نے اسکی درخواست سننے کے لیے [illegible]
[illegible] میں دربار نے اس سے کہا کہ وہ اپنا استعفے حسب ضابطہ بھیجے وہ منظور کیا
جاویگا ۔ مگر اسکے بھیجنے میں وہ خوب غور و تامل کر لے سوا اس کے اسنے استعفا بغیر کسی شرط کے
بھیج دیا ۔ دربار نے اسکی جگہ سردار کاہن سنگھ کو مقرر کر دیا [illegible]
اور [illegible] اسکی تنخواہ [illegible] عہدہ داری کے [illegible] مقرر کی [illegible] کے ساتھ [illegible]
مسٹر [illegible] صاحب کو [illegible]
کیا اور [illegible]

دریا کی راہ سے گئے اور سپاہ خشکی کی راہ سے اسلیئے افسرون اور سپاہ مین راہ مین کوئی اتحاد و موانست نہین پیدا ہوئی جسکا نتیجہ یہ پیدا ہوا۔ ۱۸-اپریل کو یہ دونو لشکر ملتان کے قریب عیدگاہ مین جسکا ایک حصہ بنا ہوا تھا خیمہ زن ہوئے اس تاریخ مولراج انگریزی افسرون سے بڑی فروتنی اور انکسار کے ساتھ ملا اور یہ انتظام کیا گیا کہ دوسرے روز نئے دیوان کو قلعہ حوالہ کیا جائے۔

۱۹-اپریل کو کھن یا کھان سنگھ کے ساتھ دونو انگریزی افسر قلعہ مین گئے مولراج گھوڑے پر سوار انکے ساتھ تھا اسنے انگریزی افسرون کو قلعہ کی کنجیان حوالہ کین قلعہ کی محافظت دو گورکھون کی کمپنیون کو سپرد ہوئی اور مختلف مقامون پر سنتریان کا پہرہ جما یا قلعہ مین جو ملتانی سپاہ پہلی تھی اسکو جمع کر کے اگنیو صاحب نے انسے خوش کن باتین بنائین اور انکی بدستور نوکری رکھنے کا وعدہ کیا جب سب طرح کا انتظام ہو گیا تو کھان سنگھ کے گروہ نے اپنے کیمپ کی طرف راہ لی قلعہ کے باہر کے دروازہ کے نزدیک خندق پر جو سپاہی کھڑے ہوئے تھے انہین سے ایک سپاہی نے جسکا نام امیر چند تھا اگنیو صاحب کے بازو کے نیچے نیزہ مارا۔ وہ اپنے شائستہ گھوڑے سے گرے صرف اُن کے پاس لکڑی ہتھیار رکھتا جسے انہون نے اس لچے حملہ کرنے والے پر ضرب لگائی اسنے مدد کے آنے سے پہلے تین دفعہ انپر تلوار کا وار کیا اس اثنا مین مولراج اپنے گھوڑے کو اپکا کر اپنے خاص عام باغ مین اپنی جان بچانے کے لیے یا دغا دینے کے لیئے چلا گیا۔ کھان سنگھ و رنگ رام مولراج کے سرشتہ دار نے ہاتھی پر اگنیو صاحب کو ڈال کر عیدگاہ مین پہنچایا۔ مولراج کے سوارون مین سے ایک سوار نے لفٹنٹ انڈرسن کا تعاقب کر کے سخت زخمی کیا اور مردہ جانکر چھوڑ کر چلا گیا گورکھی سپاہیون نے انکو ڈولی مین ڈال کر عیدگاہ مین پہنچایا۔ اگنیو صاحب نے اس حال مین بھی اپنی خستہ حالی اور اپنی جان جوکھون کی رزیڈنٹ کو رپورٹ بھیجی اور جنرل کورٹ لنڈ کو ڈیرہ اسمٰعیل خان مین اور لفٹنٹ ایڈورڈس کو بنون مین اطلاع دی۔ ان اشراف زخمیون کو امید تھی کہ عیدگاہ مین ہم اپنی محافظ سپاہ سے دشمنون کے مقابلہ جب تک کرین گے کہ ہماری امداد آ جائیگی مگر انکی سپاہ نے اپنی نامردی سے یا دغابازی سے اپنی امید مین انکو [illegible] کر دیا۔ اگنیو صاحب نے اس اپنی روحانی و جسمانی تکلیف مین بھی اپنے دل کی مضبوطی کو دکھایا کہ انہون نے مولراج کو لکھا کہ اس دغابازی کا سبب بتلائے اور مجرمون کے گروہ کو

گرفتار کرکے ہمارے حوالے کیجیئے یہی لینے اور مہربان کرنے کے لیئے لکھا کہ آپکی نسبت ہم کو اس سازش مین شریک ہونے کا ذرا بھی شبہ نہین مولراج نے اسکے جواب مین لکھا کہ قلعہ کی سپاہ ساری سرکش ہوگئی ہے نہ مین مجرمون کو حوالہ کرسکتا ہون نہ خود آسکتا ہون بہتر ہوگا کہ آپ اپنی امان کے لیئے خود سامان کرلین ایک دن تک قلعہ اور عیدگاہ کے درمیان گولہ اندازی ہوتی رہی عیدگاہ مین تھوڑی سی سپاہ تھی وہ بھی بھاگ گئی۔

۲۰ - اپریل کی شام کو ایک حبشیون کا گروہ غل مچاتا اس شوق مین کہ جو کام بعض نے ایک دن پہلے پہلے شروع کیا ہے اسکو پورا کرے در عیدگاہ کی ڈیوڑھی کے اندر داخل ہوئے وان اندرسن صاحب نزع کی حالت مین پڑے ہوئے تھے اور اگینیو صاحب سے جو انکی نسبت کم زخمی تھے وداع ہونے کے لیئے ہاتھ ملا رہے تھے - اس گروہ نے اول حملہ اگینیو صاحب پر کیا پہلے انکو خوب گالیان دیکر اپنا جی بھر اس نکالا اور پھر گودر سنگھ نے قتل کے لیئے تلوار اٹھائی اگینیو صاحب نے آخر الفاظ یہ کہے کہ اگر تیری مرضی ہو تو مجھے مار مگر میری موت کا انتقام لینے والے انگریز بہت ہین - تلوار کے تین پے در پے وار مین انکا سر جسم سے غلطان ہوا انکے زخمی دوست بھی نصف درجن تلوار وان کے زخمون سے فنا ہوگئے انکی نعشین باہر کھینچی گئین اور سرے بیہودہ رسمے ہوئے اور طرح طرح کی ان کی تفضیح کی گئی - مردون کے سر مولراج کے قدمون مین ڈالے گئے پر اوسنے انکو ٹھکرا دیا اور باہر رونق ملی سی اور وہ آل بیٹا یا بیکار نیک کیئے انکے جسم بے سر قبرون مین دفن ہوئے قبرین بھی دو دفعہ اکھیڑی گئین اور کفن اتار لیا۔

یہ تحقیق نہین ہوا کہ اس کام مین مولراج کا کسقدر حصہ تھا آدمی کے دل کی تہ کی بات تحقیق نہین معلوم ہوتی اور انگریزون اور ہندوستانیون کے دلون مین تو ایسا تفاوت ہے کہ ہمیشہ ان کے دلون کی باتون کے سمجھنے مین آپس مین غلط فہمیان ہوتی ہین - یہ باتین تو ثابت ہین کہ مولراج نے سازش کو خود بنائی تھی نہ اسکو آگے بڑھایا تھا کہ امرت سر مین اور بنارس مین اپنا روپیہ امانت رکھا تھا اور خزانے کی باقیات کا معہ اس طور سے شروع مین ادا ہوچکا تھا اور اسکی ظاہری درخواست یہ تھی کہ اسکو اپنے عہدہ کی خدمات سے رخصت دی جائے جان لارنس اس بات کے یقین کا اقرار کرتے ہین کہ اس سال کے اپریل کے مہینے تک اسنے جو درخواست رخصت کی خوشی سے چند مہینے پیشتر کی تھی اس سے

مولراج کا اس سازش میں شریک ہونا مشتبہ ہے

ہٹنے کا ارادہ اُسنے نہین کیا پہلے دسمبر مین لارنس صاحب سے بہی درخواست پیش کی تھی کہ میری طاقت ایسی گھٹ گئی ہے اور دل ایسا بیٹھ گیا ہے اور صحت ایسی بگڑ گئی ہے کہ مجھ سے اپنے عہدہ کا بار اُٹھ نہین سکتا اس سے مجھے رہائی دیجیے اور استعفا لیجیے اور اس استعفی کو لاہور کے دربار سے مخفی رکھیے۔ وہ چاہتا تھا کہ مین چپ چاپ انگریزون کو ملتان کا صوبہ حوالہ کر دون مگر یہ راز جو لارنس نے مخفی رکھا تھا اور استعفی کا حال کھلنے نہین دیا تھا وہ بدنصیبی سے فریڈرک کری صاحب کے آنے سے کچھ دیر کے بعد اسطرح کھلا کہ انگریز کے آنے سے پہلے جسکو یہ صوبہ چپ چاپ حوالہ کیا جاتا تا ایک سکھ سردار دیوان مقرر ہوکر ملتان مین لاہور سے آیا کہ وہ ایک عام پسند دیوان مولراج کی جگہ مقرر ہوا اور وہ اسیر ایسے شخص تشنیع کرے جیسے کی سخت تہمین کرتا ہے۔

اب اسکے برخلاف یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب سکھ کے قائم مقام ہونے سے جو مولراج کے دل مین شعلہ غضب اوٹھا تھا اسیر انگریزون کی ملاقات نے اوسکو بھڑکا دیا ۱۸۔ کو جو انگینیو صاحب سے ملاقات ہوئی تھی تو انہون نے مولراج سے صرف سال گذشتہ ہی کا حساب نہین مانگا بلکہ گذشتہ چھ سالون کا حساب طلب کیا یہ اسکی امید کے برخلاف تھا وہ یہ جانتا تھا کہ مجھ سے صرف ایک سال کا حساب مانگا جائیگا اسلیئے وہ بہت ناک بھون چڑہا کر اور ناراض ہوکر صاحب کے پاس سے چلا گیا۔ اسوقت سے اسکے سینہ مین انتقام و کینہ کے خیالات کا جوش اٹھا جس ان مقتول افسر قلعہ مین گئے ہین تو اسنے انکو سمجھایا کہ اب اپنے ساتھ کے محافظ سپاہیون کو کم کر دیجیے مگر جب ان سے اپنے محافظین کے گھٹانے کی درخواست کی گئی تو اسکے ماننے سے انکار کر دیا۔

بہر نہج یہہ صاف معلوم دیتا ہے کہ اسنے مجرمون کے گرفتار کرنے مین اور انکو جرم سے باز رکہنے مین کچھہ کوشش نہین کی اور اسنے اپنے ملازمین کو سزا نہین دی بلکہ انعام دیا جب غدر سنگھ انگینیو کا سر کاٹ کر مولراج کے پاس لایا تو اسکو ایک ہاتھی اور بہت سا روپیہ اور صاحب ممدوح کا گھوڑا انعام دیا ان افسرون کے مقتول ہونے سے پہلے نہ پیچھے اسنے ایمانداری سے یہہ کوشش کی کہ اسکے تمام بیرحم یہہ الزام لگایا گیا تھا اسکو ہٹا لے۔ اسنے صرف ایک خط ۱۹۔ کو لکھا جسمین اس نے اپنے تئین یون بچایا کہ زنگی و مفسد سپاہ نے مجھے دہمکیان دے کر بالجبر آپ کی ملاقات سے روک رکھا ہے۔ اب بجائے اسکے کہ وہ ان افسرون سے ملاقات کرنے جاتا اپنی مان پاس گیا

اور اس سے صلاح پوچھی کہ اس حال میں کیا کرنا چاہیئے تو ساون مل کی بیوہ نے کہا کہ تو مرد
کی طرح کام کر اپنے امیروں و سرداروں سے صلاح لے عورتوں کے پاس صلاح لینے کے لیے
نہ آ اسپر مولراج نے ۲۰ اپریل کو اپنے سرداروں کے گروہ کو بلایا انہوں نے آنکر اسکو جنگ پر ابھارا
اور سکھوں نے اسکی کلائی میں لڑائی کا ڈورا پہنایا دوسرے دن صبح کو اسنے اپنا خزانہ اور اپنا گھر بار قلعہ میں
بھیجدیا اور اشتہار جاری کر دیئے کہ سب آدمی اسکی حمایت کے لیے اور انگریزوں سے لڑنے کے لیے
تیار ہوں۔ نئے ملازم رکھنے اور سامان حرب و ضرب و خزانہ جمع کرنا شروع کیا اسکے تمام عوام جو پہلے
سوتے تھے وہ بیدار ہوگئے نہ اسکو خود اور نہ اوروں کو یہ گمان تھا کہ وہ ایک بڑی قومی
تحریک کا محرک ہوگا اور قسمت اسکو ایک بڑا بہادر بنا دیگی۔ اسی شام کو کہ انگلیس صاحب کے ایلچی
رحمت و عنایت کی درخواست کرتے تھے اسکے نوکر انکو قتل کرنے کے لیے تیار تھے۔

مولراج کی باتوں کو خواہ کیسی ہی سمجھے مگر مطالعہ کیجیے کہ اس میں شبہ نہیں ہو سکتا کہ جب سے یہ
دو قتل ہوئے انکی جوابدہی اسکے ذمے ایسی ہی ہے گویا کہ یہ قتل اسکے ہی حکم سے ہوا ہے اور نتیجہ جو
اسنے اپنے لیے تجویز کیا ہوگا اسکی جگہ نہیں ملتی اگر وہ پہلے ڈانواں ڈول تھا اب وہ سلح سپاہ کے بھیجنے
ہونے میں پختہ ہوگیا۔ اس نے اپنے جاسوس کل صوبے میں بھیجے کہ ہندو مسلمان دونوں کو
سمجھائیں کہ فرنگیوں سے جہاد کرنے پر آمادہ ہوں۔ شہر میں یہ خوشیاں لوگ منا رہے تھے کہ وہ
فرنگیوں کو بیچ کیا ہے تمام افسر قلعہ کے اسکے کام میں اور اسباب حرب و ضرب و رسد کے جمع کرنے میں
مدد کرتے تھے۔

مولراج کی سرکشی سے سکھوں کی دوستی [illegible] اسکی سرکشی [illegible] ایک [illegible] سرکشی
اور ایک افسر کی [illegible] کی اطاعت سے معلوم ہوتی تھی لیکن اسکو صحیح صورت [illegible] تو
اسکی [illegible] سوال [illegible] گے۔ [illegible] بہت [illegible] نہیں معلوم ہوتا کہ [illegible]
[illegible] کرنے کے لیے اسکا [illegible] انتقام سے زیادہ اور [illegible] سخت عداوت نے [illegible]
کیا ہو لیکن اس میں شبہ نہیں کہ جب اسنے ملتان میں علم بغاوت بلند کیا تو [illegible]
سارا ملک بغاوت کے لیے تیار ہو چکا تھا [illegible] لوگوں نے پہلے ہی [illegible]
مداخلت کرنے سے سکھ [illegible] ناراض ہوتے تھے اور سب [illegible] کے [illegible] کرنے کے لیے [illegible]

ذکر مولراج دیوان ملتان

کرین گے سو بعض اضلاع بیرونی کی وحشت ناک خبرین مخفی عداوت کی ایسی آہی تعیین کردہ اس پیشین گوئی کی تصدیق کرتی تھین انگریزون کی بھڑکانے والی مداخلت سے سکھ ایسے کھیانے ہوتے تھے کہ قریب تھا کہ سب ملکر انگریزون کے خارج کرنے مین کوشش کرین رزیڈنٹ نے عمدہ افسرون کا ایک گروہ پنجاب مین ایسا مقرر کیا تھا کہ کسی اور افسرون کے گروہ نے اسکی برابر بہبودی انام و رفاہ عام مین کوشش کی ہوگی۔ اس مین کچھ شبہ نہین کہ انہون نے اپنا کام بڑا شوق و محنت و جانفشانی سے کیا اور اس مین مشقت شاقہ اپنے اوپر اٹھائی وہ خیراندیشی نے جو عیسائی مذہب کے ساتھ مخصوص ہے یہہ طبع بشری کا مقتضا ہی نہ تھا کہ اگر انگریز ایسے کام کرتے کہ وہ سکھون کو خوش گوار معلوم ہوتے تو وہ اُن کے کرنے والون سے موانست کرنے لگتے انگریز تمام دنیا کے حصون مین حکمرانی کرنے کے عادی ہین اور ہر رنگ و ہر مذہب کے آدمیون کے معاملات مین مداخلت کرتے ہین انکی مداخلت غالباً جو عام ناپسندی و ناراضی پیدا کرتی ہے اسکے جاننے مین بہل انگاری کرتے ہین وہ یہہ خیال کرتے ہین کہ اگر ہمارا مقصد نیکی کرنا ہے تو ضرور ہمکو اعتبار حاصل ہوگا وہ یہہ نہین خیال کرتے ہین کہ ہمارے خیراندیش طریقے بھی مثل ہماری گول ٹوپیون و کوٹ پتلون کے قومی مذاق کے موافق نہین ہوتے اور اگر وہ موافق ہون تو بھی اجنبیون کی مداخلت بالکل ناگوار اور بدمزہ معلوم ہوتی ہے اس مین شبہ نہین کہ پنجاب مین جو انگریزی افسر مقرر ہوئے انہون نے نہایت شوق سے پنجابیون کی بھلائی اور بہبودی کے لیئے کام کیئے مگر پنجابیون کو تو انکا ہونا ہی انکے دلون مین کانٹے چبھونا اور ہر جسم پر زخم لگانا تھا اگر انگریزون مین خرق عادت کرنے کی اور فرشتون کے سے کام کرنے کی قوت ہوتی تو بھی انکے عام نارضامندی اور ناخوشی کے مجموعہ مین کچھہ کمی نہ ہوتی۔

غالباً انگریزون سے بھی غلطیان اور خطائین صادر ہوتی تھین۔ پنجاب مین جو انکے منتظم ہونے کا زمانہ تھا اسکی شروع مین یہ امر ناگزیر تھا کہ خیراندیش جہالت اور زور منشی حسنت چالاک ناتجربہ کاری ہو پنجاب کے دوسرے انتظام پروٹیکٹریٹ کے اصلی منصبے مین جو مداخلت کی حد مقرر کی گئی تھی اُسسے آگے قدم بڑھایا گیا اس زمانہ مین بہت سے منتظم ایسے تھے کہ وہ حد ایرا سے تال کر رکو چیوڑتے تھے ... انگریزی عملداری کی بڑی نشانیان خیبر دی لائٹ (آنرہ بیائیش) جاسوس کنباس اور ... سے ... اب پنجاب مین اُن ... آزاد ... نے اپنا منہہ دکھایا اور غیر مہذب ناکہ مین ...

اور ارادے اپنے شروع کیئے جنکا امیر و غریب اپنے تئین جلد نہین سمجھا سکتے تھے کہ وہ ہماری بھلائی
کے لیئے کام کرتے ہین وہ تو ان مین کچھ اضافہ سمجھتے تھے اور جانتے تھے کہ دال مین کالا کالا ہے۔
یہہ کام کرنے والے بھی بعض اوقات ناتجربہ کار ہوتے تھے ایک نوجوان انسان مسٹر ٹسن
جنکے کارنامایان کا آگے بیان ہوگا لکھتے ہین کہ میری ملازمت پر دو برس گذرے ہین مین راوی
کے اپنے کنارے پہاڑون کے نیچے ملک کے ایک حصہ کی پیمایش کرتا ہون مین ہر روز صبح سے
شام تک کمپاس و جریبون اور زنجیل سے کام کرتا ہون اور اپنے کام کے پورا کرنے کے لیئے ندی
نالون کے پیچھے جاتا ہون وادیون مین مستغرق رہتا ہون پہاڑون کے کنارون پر جاتا ہون۔
مین نے کبھی پہلے اس قسم کے کام مین کوشش نہین کی اسلیئے ابتدا مین یہ کام مجھے بڑا دق و حیران کرتا تھا
اگر مجھ سے ایک دن یہ کہا جائے کہ تم ایک جہاز بناؤ اور قوانین کا مجموعہ مرتب کرو اور بڑی کچہریون مین
اجلاس کرو تو مجھے اسپر کچھ تعجب نہ ہوگا حقیقت مین ہندوستان مین یہ دستور ہوگیا ہے کہ ہر انگریز
اپنے تئین ابھی آپ کام سکھائے اور ابھی کام کرنے کو ہو بیٹھے اس قسم کی تعلیم نے افسران کا گروہ
ایسا پیدا کیا ہے کہ جسکی نظیر دوسری دنیا نے نہین پیدا کی جوان انگریز اجنبی آدمیون مین بھیجے جاتے
ہین کہ اپنی نوجوانی کی خوداعتمادی سے طرح طرح کے کام سیکھین وہ اس آموزی مین ایسی موٹی موٹی
غلطیان کرتے ہین جو انکے حق مین زہر ہوتی ہین جب سال گذرتے ہین نو برس سالہ افسر کو معلوم ہوتا ہے
کہ اجنبی آدمیون مین منتظم بنکر ان کے معاملات و مقدمات کا فیصلہ کرنا کیسا مشکل کام ہے سرکاری
ملازم بھی ان غلطیون اور خطاؤن کے خیال کرنے سے ڈرتے ہین پر انہون نے اس حال مین کی ہین
کہ گورنمنٹ کی شاگردی بغیر استاد کے کی ہے اور ہزارون روپیہ خرچ کرکے اپنے تئین سکھایا ہے
حالت موجودہ مین رعایا کی مزاج شناسی مین بڑے بڑے تجربہ کار ہوتے ہین وہ کارنامہ کا سیاست پہنچے ہین
مگر انگریزون کے لیئے یہ امر ناگزیر تھا کہ وہ جنکی سکھ گورنمنٹ کے افسران کے اوپر بٹھائے وہ رعایا کے
مزاج شناس تھوڑے اور انتظام کے کام سے کم واقف تھے وہ لائق کارگزار تھے اور اپنے کام مین
تھکتے نہ تھے ایماندار کوشش سے کام کرتے تھے مگر وہ غلطیان اور خطائین جس سبب کرتے تھے کہ
وہ دیکھتے جیت تھے اور کام بہت کرتے تھے اور اس دانشمندانہ پولیسی کو سمجھتے نہ تھے کہ آنکھین بند کرکے
الگ ہو بیٹھے ابتدا مین انگریزی حکام کو مولراج کی سرکشی صرف ایک مقامی بلوہ سکھ گورنمنٹ کے خلاف

معلوم ہوتا تھا انکو یہ خیال تھا کہ انکے خلاف یہ فساد برپا ہوا ہے جھوٹ کے پاؤن نہین ہوتے یہہ جھوٹی بات بہت دنون تک قائم نہین رہ سکتی تھی اب انکو ہر روز یہہ ظاہر ہونے لگا کہ تمام فرنگیون کے ساتھ دوسری دفعہ جنگ آزمائی کے لیے سکھ تیار ہو رہے ہین دربار کے سکھ افسرون نے اس یقین کے ظاہر ہونے مین کچھ تامل نہین کیا کہ مولراج سے لڑنے کے لیے سکھ سپاہ کا بھیجنا اسکی ابتدا ہی کی امداد کا بڑھانا ہے اور سکھ سپاہ کے ساتھ تھوڑی سی انگریزی فوج کا بھیجنا اسکا جوکھون مین ڈالنا اور لڑائی مین ملا جانا ہے لوگ کہتے ہین کہ اگر اسوقت ملتان مین گورنمنٹ ایک بڑا لشکر بھیجتی تو وہ ملتان کی سرکشی کا سر کچل دیتی اور سارے پنجاب مین بغاوت کو دبا دیتی مگر فرضی سوئین اور انکے فوجی منشیون کی نظر مین وقعت نہین رکھتی اسلیے مین اکثر انکو قلم انداز کرونگا۔

لاہور مین جب ریذیڈنٹ فریڈرک کری صاحب کو ملتان کی خبر پہنچی تو انکو بڑا غصہ آیا اور انھون نے اس شور و شر کے دور کرنے کے لیے چھ ہزار سپاہ اور اٹھارہ توپون کے تیار رہنے کا ملتان جانے کے لیے حکم دیا مگر اسکی روانگی کے لیے کمانڈر انچیف کے احکام کا انتظار کیا اسوقت سخت گرمی کا موسم آن پہنچا تھا اس سبب پالیسی اور وجہ سے فوج کی روانگی ملتوی کردی گئی اور ۲۳ تاریخ کو یہ حکم ہوا کہ سرپرست فوج لاہور یہ کہ جب موسم اچھا آئیگا تو اسوقت لشکرکشی کی جائیگی جب ریذیڈنٹ نے دربار سے کہا کہ مولراج کی سرکشی کا سر کچلے تو سردارون نے کہا کہ یہ کام ہمارے بس کا نہین ریذیڈنٹ نے لفٹننٹ اڈورڈس مہتمم بندوبست بنون کے نام حکم جاری کیا کہ وہ فوراً دریا سندھ سے عبور کرکے ملتان جائے اور اپنے دوست خان بہاولپور کو لکھا کہ وہ اپنی سپاہ کو لفٹننٹ اڈورڈس کی کارروائی مین شریک کرے

لفٹننٹ اڈورڈس جو بعدازان سر ہربرٹ اڈورڈس ہوئے اسوقت بنون مین بندوبست کا کام کر رہے تھے انھون نے اپنے کام کو چھوڑا اور بنون مین مسلمانون کی سپاہ بھرتی کی اور اس سپاہ کو ہمراہ لیکر دریا سندھ سے عبور کیا۔ اس دریا سندھ کے کنارہ پر جو سرکشی ہوئی تھی وہ دبا گئی اور مستی کو سرکشون سے اول لڑائی ڈیرہ غازی خان مین ہوئی۔ لونگا مل حاکم ڈیرہ غازی خان نے جب سنا کہ جنرل کورٹ لینڈ کے پاس سدوزئی پلٹن کی کمک آئی ہے تو اسنے ڈیرہ غازی خان مین اپنے مقامات کو مستحکم کیا اس سے جلال خان نعاری اس ضلع کا ایک زبردست تمن دار مل گیا اسکا جانی دشمن کوڑا خان قوم کہوسہ کا سردار تھا جسنے پندرہ روز ہوئے تھے کہ لفٹننٹ اڈورڈس کی اطاعت

قبول کی تھی اور صاحب ممدوح نے اسکے بھتیجے غلام حیدر خان کو بڑا گران بہا خلعت عنایت کیا اور اسکو جنرل کورٹ لنڈ کے پاس بھیجا جو ڈیرہ دین پناہ مین مقیم تھے اس نوجوان بلوچی سردار نے جنرل صاحب سے اجازت لیکر ڈیرہ غازی خان پر چڑھائی کی اور اپنے باپ کے خیل کو ہمراہ لیا اور دل مین اسنے ٹھان لیا کہ فتح حاصل کیجیے نہین جان دیجیے اسکا باپ بھی یہان اس سے آن ملا ان دونون باپ بیٹون نے اپنے دشمن جلال خان سے لڑائی کی بڑی تیاری کی اب لونگا مل کے ساتھ اسکا چچا چیتن مل حاکم سنگڑ و منگروٹا مل گیا - یہ دونو شہر سے باہر ہی کل سپاہ اور ایک توپ اور پانچ زنبورکین لیکر لڑنے کے لیے نکلے رات کے پچھلے پہر مین کہیں دشمنون سے لڑنے آئے دشمنون نے خوب لڑ کر کئی دفعہ انکو پسپا کیا جب صبح ہوئی تو بوڑھا کوڑا خان گھوڑے سے اترا اور ننگی تلوار ہاتھ مین لی اور اپنی قوم کو للکارا کہ اگر تمہین کچھ بھی حمیت ہو تو میرے پیچھے چلے آؤ اور گھوڑون کو چھوڑ دو کہ دشمن پاس چلے جائین - قوم نے اسکا حکم بسر و چشم مانا اور دشمن پر سخت حملہ کیا تین گھنٹہ تک لڑائی جاری رہی - کھوسون کو فتح ہوئی انہون نے دشمنون سے انکی ایک توپ اور پانچ زنبورکین چھین لین اور اسکو بالکل مغلوب کیا اور لونگا مل کو گرفتار کیا - سکھون کی چالیس لاشین میدان جنگ مین پڑی تھین - کھوسون کے پندرہ آدمی ضائع ہوئے جنمین کوڑا خان کا بھتیجا محمد خان تھا اس کے شکست دینے سے مولراج کا عمل دخل ستلج کے پار نہین رہا اور فتح کے صلہ مین کوڑا خان اور اسکے بیٹے کو عالیجاہ کا خطاب ملا اور لارڈ ڈلہوزی نے کوڑے خان کی حسن خدمات کی قدرشناسی فرمائی اسکی پنشن مقرر کی اور اسکے وطن مین ایک بڑا باغ ہمیشہ کے لیئے معافی مین دیا اور اسکی جاگیر برقرار رکھی -

لاہور کے حکم پہنچنے سے پہلے لفٹننٹ اڈورڈس تین پندرہ سو سپاہ اور دو توپون کے رسالہ سندھ سے ہمراہ لیکے ملتان کی طرف روانہ ہوئے دہ کلیترین ایل چکے وہ ملتان کے زخمی افسرون کی کمک کیلیئے روانہ ہوئے تھے جب ان کے قتل ہونے کی خبر ملتان سے آئی اس سے وہ رکے اور مولراج کے نزدیک آ جانے سے وہ پھر سندھ کے پار چلے گئے چند روز مین اس دلاور جوان کی امداد کے لیئے کرنیل کورٹ لنڈ دو ہزار پٹھان اور چھ توپین لیکر چلا آیا تھا اور اڈین - وہ لڑائی ہوئی جسکا اوپر بیان ہوا - جون کو یہ دونو کرنیل اور لفٹننٹ آپس مین مل گئے -

ایڈورڈس صاحب اور ریزیڈنٹ لاہور نے جو نواب بہاولپور پاس خطوط بھیجے تھے کہ وہ اپنے لشکر سے

امداد کرین تو اسکے جواب باصواب نواب نے بھیجے اور اپنا ایک بڑا لشکر جرار جنگ پسند داؤد پترون کا انگریزون کی مدد کے لیئے بھیجا جون کی سخت گرمی مین لفٹنٹ اڈورڈس اور کورٹ لینڈ دونو اپنی دوست کی سپاہ سے مصافحہ کرنے کے لئے چلے۔ ۱۸ جون کو چناب کے بائین کنارہ پر وہ کینیری مین جو ملتان سے ۲۰ میل پر تھا بھاولپور کی سپاہ سے ملے جو نو ہزار تھی اور اس پاس چھوٹی چھوٹی دس توپین تھین مولراج کے جنرل رنگ رام کے پاس سات ہزار جرار فوج اور دس توپین تھین غرض دونو طرف سپاہ اور توپون کی قوتون مین مساوات تھی مولراج کی سپاہ نے حملہ کیا تو لڑائی صبح بہت سویرے سے تین بجے کے بعد تک جاری رہی بہاولپور کی سپاہ پر لڑائی کا بڑا زور تھا اسکے داہین بازو کے پاؤن اکھڑ گئے تھے لفٹنٹ اڈورڈس نے سبحان خان کی رجمنٹ کو حملہ کا حکم دیا وہ بڑا تو انا بھاری بھرکم سپاہی تھا وہ پھرتی سے جھاڑیون کو پھلانگتا ہوا اپنی سپاہ کو لے گیا اور وہ توپون کو سنگینون کی نوکون سے اتار کر زمین پر گرا دیا۔ اب کل انگریزی سپاہ دشمن کی طرف آگے بڑھی اور اُسنے حملہ کیا طرفین کے توپخانون نے اپنے زور برابر دکھائے ساڑھے تین بجے سورج مکھی پلٹن اور سبحان خان کی ساٹھ الون کی پلٹن کے لفٹنٹ اڈورڈس کمانڈر بنے اور دشمنون پر حملہ کیا دست بدست لڑائی ہوئی دشمنون کی صفین ٹوٹین تھوڑی دیر لڑکر وہ میدان جنگ سے بھاگین انکا جنرل رنگ رام تو بہت پہلے سے بھاگ گیا تھا۔ انگریزی سپاہ نے دشمنون کا تعاقب کیا۔ چناب سے چار کوس پر نیہر مین دشمنون کے خیمون اور سنگزین اور اسباب جنگ کو لے لیا۔ انگریزون کی طرف ۷۴۲ سپاہی مقتول اور مجروح ہوئے اور دشمنون کے پانچ چھ سو مردے میدان جنگ مین نظر آئے اور چار سو کے قریب زخمی ہوئے اس کینیری کی لڑائی سے سندھ اور چناب کے درمیان کا کل ملک اور چناب اور ستلج کے درمیان کا تقریباً سارا ملک مولراج کے ہاتھ سے نکل گیا۔ ۲۰ جون کو صبح کو شجاع آباد کے قلعہ دار نے لفٹنٹ اڈورڈس کی اطاعت قبول کی چودہریون اور ساہوکارون نے حاضر ہوکر مہربانی اور شفقت کے لیئے التجا کی صاحب ممدوح نے ان پر لطف و کرم کرنے کا وعدہ کیا اور بھاولپور کی سپاہ کو حکم دیا کہ وہ قلعہ پر قبضہ کر لین۔

انگریزی سپاہ نے آگے بڑھکر چند قلعے لے لیئے ۔ ۲۲ جون کو شیخ امام الدین چار ہزار سکھون کی

سپاہ لیکر انگریزی سپاہ سے آ ملا جس سے سپاہ کو بڑی تقویت ہوئی۔ مولراج کو شکستوں سے بڑی مایوسی ہوئی تھی مسلمان سپاہی سکھوں کی عداوت کے سبب سے اسکی سپاہ میں تھوڑے رہ گئے تھے اسلیئے اسنے چاہا کہ میں اپنے تئین دشمنوں کے حوالے اس شرط سے کردوں کہ جان کی امان پاؤں۔ اس حوالہ کرنے کو بھی وہ اپنی موت جانتا تھا اسنے اپنے مشورہ کاروں کو بلایا۔ اس کے ارادہ کو سن لین اسنے بعض اپنے جان نثار دوستوں سے کہا کہ وہ پہلے ہی سے [illegible] رسم ادا کر دین لیکن مہاراج سنگھ سکھوں کا بڑا معظم [illegible] جو چونیان کی لوٹ میں گرفتار ہونے سے بچ گیا تھا ملتان میں آیا اسنے اپنے تقدس اور [illegible] جوش کے سبب سے [illegible] کی دھوم مچوادی۔ جوتش سے حساب لگا کے مولراج کو سمجھایا کہ [illegible] آپ خود سپاہ کے سپہ سالار بنکر جائیں گے تو آپ کی سپاہ پر دشمن [illegible] مولراج کو اپنے دوستوں کے صلاح مشورہ سے اور گرو جی کے الہام [illegible] سے ایسی تقویت ہوئی کہ اس نے پھر لڑائی پر اپنی قسمت آزمائی کی۔ [illegible] یعنی بارہ ہزار سپاہ [illegible] دشمن کی طرف [illegible] سپاہ [illegible] کے افسر لفٹننٹ اڈورڈس [illegible] کورٹ لنڈ [illegible] امام الدین [illegible] ان کی سپاہ [illegible] صاحب تھا دونوں [illegible] ایک نوجوان [illegible] کورٹ لنڈ کی ایک رجمنٹ کو لے جا کر دشمن پر بڑے زور شور سے حملہ کیا اور مولراج کی لڑائی کا مورچہ نکال دیا جس ہاتھی پر مولراج بیٹھا ہوا تھا اسکے ایک گولہ لگا [illegible] مولراج گر پڑا [illegible] کی طرح فوج ملتان کی طرف بھاگی دشمن نے شہر کی دیوار تک ان کا تعاقب کیا [illegible] بھی گرنے کے بعد اپنے تئین سنبھالا اور گھوڑے سے پیادہ ہو کر [illegible] فوج کا [illegible] میں [illegible] کے حصار میں گیا اور وہاں اپنے تئین بند کیا حصار ایسا مضبوط تھا جسکی فتح کے لیئے ایک باقاعدہ فوج کی ضرورت تھی۔

[illegible] سے سر فریڈرک کرے رزیڈنٹ کو [illegible] معلوم ہوا [illegible] بغاوت کل ملک کی بغاوت کی [illegible] اس بغاوت ملتان کے دبانے میں [illegible] کرتے تھے کہ سپاہ اور سارے ملک میں نہ پھیل جائے سکھوں کی [illegible] سے [illegible] تھا کہ وہ

کہیں ہو میں ظہور نہ پائے اس خوف کے مارے وہ لاہور سے ملتان کو کمک کے لیے سپاہ بھیجنے سے جھجکتے تھے کہ کہیں خود لاہور کے بچانے کے لیے سپاہ کی ضرورت نہ ہو۔ انہوں نے اپریل کے ختم ہونے سے پہلے لارڈ گوف سے عرض کی کہ وہ کافی سپاہ واسطے [illegible] ملتان فیروزپور سے ملتان بھیج دیں [illegible] لیکن لارڈ گوف نے اُن کی درخواست اس سبب منظور نہیں کی کہ سپاہ بھیجنے کا یہ گرمی کا موسم نہیں تھا اس مہم کے لیے انگریزی سپاہ کا [illegible] کے لیے خطرناک تھا لارڈ ڈلہوزی نے بھی لارڈ گوف کی رائے سے انکار نہیں کیا پس سر فریڈرک کو اپنے حکام بالا کی مرضی کی متابعت کرنی پڑی۔

مئی کے مہینے میں ریزیڈنٹ کی آنکھوں کے سامنے لاہور میں شرارت کے شرارے اُٹھنے شروع ہوئے مہینے کی ابتدا میں بڑی بڑی افواہیں اڑنی شروع ہوئیں کہ سکھ سرداران اور رانی نے انگریزوں کے قتل کرنے کے لیے سازشیں کی ہیں سب سے پہلے ساتویں غیر آئینی رسالہ کے ہندوستانی افسروں اور سارجنٹوں نے اصل حال سازش کا بتلایا ریزیڈنٹ نے [illegible] کو پندرہ مجرم گرفتار کیے جن کے دو سرغنہ تھے ایک گنگا رام رانی کا وکیل اور دوسرا کاہن سنگھ [illegible] کے توپخانہ کا سابق کرنیل ان کو فوراً پھانسی دی گئی اور تیسرا سرغنہ تھا مگر اس نے مناسب وقت پر اپنے جرم کا اقرار کر لیا اسلیے وہ بچ گیا۔ یہ معلوم ہوا کہ جالندھر میں ہندوستانی سپاہ کو بھی سازش میں شریک کرنا چاہتے ہیں کہ ان کے ذریعہ سے تمام انگریزی افسروں کو قتل عام کرائیں۔ مگر اس کوشش میں [illegible] ناکام رہے۔ سات ہزار سپاہیوں میں سے صرف ایک نمک حرام نکلا۔ دربار کا صرف ایک ممبر تیج سنگھ باوجود سازش کی لوث سے پاک و صاف رہا۔ یہ سب سازش کرنے والے رانی کے گرگے تھے انہوں نے اقرار کیا کہ اس سازش کے بانی مبانی مہارانی تھی ان کے خطوط ان کے پاس تھے۔ ریزیڈنٹ نے مہارانی کے باب میں یہ فیصلہ کیا کہ وہ سکھوں کے ساتھ نہ رہنے پائے اور پنجاب سے وہ باہر [illegible] بھیجی جائے دربار کے بعض ممبر اور دو انگریز افسر شیخوپورہ پہنچے گئے وہ ایک فرمان لے گئے جس پر مہاراجہ دلیپ سنگھ کی مہر تھی جس میں حکم تھا کہ اب مہارانی یہاں رہنے نہ پائے اس حکم کو سنکر اسنے کچھ حیل و حجت نہیں کی اور کہا کہ میری طرف سے ریزیڈنٹ کا شکریہ ادا کیا جائے کہ انہوں نے مجھے سرکار کمپنی کی حمایت میں [illegible] میں اُن دشمنوں کی رسائی سے بچ گئی جو میری جان کے خواہاں تھے وہ [illegible]

فیروزپور بھیجی گئی اور یہاں سے بنارس۔

اب کل ملک میں بڑے بڑے سردار اور امیر لوگ نہیں انگریزوں کے پنجے میں سے نکلنے کے لیے بڑی بھاری مستعدی و جد و جہد کر رہے تھے اور اپنا اپنی مذہب کے نام سے سب سکھوں کو بلا رہے تھے کہ آؤ اور اپنے ملک میں عیسائیوں کی بیخ کنی کرو۔ جو امیر تخت کے قریب تھے وہ اس کام میں زیادہ سرگرم تھے۔ چتر سنگھ کی بیٹی کی جو شیر سنگھ کی بہن تھی مہاراجہ دلیپ سنگھ سے سگائی ہو گئی تھی۔ یہ سردار اپنے ارادوں اور سازشوں کو چھپائے رکھنے کا جب تک ارادہ رکھتے تھے کہ انگریزوں کے پامال کرنے کے لیے ایک ہی وقت میں سارا ملک کھڑا ہو۔ ہزارہ میں چتر سنگھ سازشیں کرتا تھا اسکی دغابازی پر ایبٹ صاحب نے اپنے شبہات رزیڈنٹ سے بیان کئے مگر وہ اس قول کے قدر شناس نہ تھے کہ ان کا پتہ نہ چلے اور جب پتا ہوا ہے لاہور میں ان کے شبہات نامقبول ہوئے۔ اگر یہ شبہ کرنا اچھا ہے کہ اس میں شک نہیں کہ اپنے شبہ کا ظاہر کرنا بھی اچھا ہے اگر اس زمانہ میں کوئی صاحب سرداروں کی وفاداری میں اپنا شبہ ظاہر کرتے تو صحیح پولیسی کے برخلاف کام کرتے اور ایک پیچ پڑتے وہ اپنے دلوں میں خود دیکھ کے تحسین کرتے ہوں گے مگر وہ تحقیقی کے سوا اور اپنا اعتبار ظاہر کر رہے تھے انہوں نے شیر سنگھ کو ایک لشکر کے ساتھ ملتان روانہ کیا اس نے پہلے انگریزوں کے ساتھ ہو کر لڑائی کی تھی کہ سکھ سپاہ کی نوکری کی مشکل سے پنجابی گورنمنٹ کے ہاتھوں سے کشتی رہنے کو ظاہر دکھلایا۔ ایک وفاداری کی دغابازی اب تک ظاہر نہیں ہوئی تھی لیکن ملتان کے اندر چھپا خطرناک تھا مگر جہاں وہ اب تھا وہاں بھی اسکا رہنا خوفناک تھا اور یقینی یہ بات تھی کہ سکھ سپاہ کو دولت لوٹنے کا بڑا شوق تھا وہ ملتان کی لوٹ کی آس میں انگریزوں کے پاس رہنے لگی۔ اب انگریزی اضلاع میں سپاہ کی تیاریاں کار زار عظیم کے لیے شروع ہو گئی تھیں جو موقت کے لئے موزون تھیں۔

قلعہ ملتان کی فصیل کا دروازہ ایک میل اور بلندی چالیس فٹ کے قریب تھی اور اسکے مناسب فاصلہ پر کنارہ تھا تیس برج تھے اور اسکے گرد خندق بیس فٹ چوڑی تھی اس قلعہ کے پیچھے شہر تھا اسکی فصیل محیط و فصیل کے قریب کہنہ قلعہ میں ملتانی وہ منتخب سپاہ تھی اور ساز اسپاہ جو بڑی اور آتشک

شیر سنگھ کا سرگشتہ ہونا

باہر کے اٹون مین مقیم تھی قلعہ کی فصیل پر باون توپین پڑھی ہوئی تھین اور اسکو اینٹون کے بڑے بڑے پشتے
پڑاوے اور درخت اور باغ گھیرے ہوئے تھے - رزیڈینٹ کی سٹڈوپیام کے فتح کے مژدہ سننے
سے خاطر جمع ہوئی - اڈورڈس صاحب نے جولائی مین رزیڈینٹ کو لکھا تھا کہ جب بھاری توپون کا
موشر کا توپخانہ اور سیپرمائی نر ماتحت میجر نے پیر صاحب کے اور چند آیئنی جنٹلمین زیر حکم ایک
جوان برگیڈیر کے بھیجے بین تو دو ہفتے مین مولراج کا فیصلہ ہم کر دین گے اب پھر انہون نے رزیڈینٹ کو
لکھا کہ اب مین اپنی حد پر پہنچ گیا ہون حملہ کا وقت آگیا ہے تو رزیڈینٹ فریڈرک کری نے شملہ پر کمانڈر انچیف
سے کچھ نہین پوچھا اپنی جوابدہی پر ضروری کمک بھیجنے کے لیئے تیاریان کین - گورنر جنرل بھی اپنے ایجنٹ
کی اس تدبیر پر کچھ نہین بولے لارڈ گوف بھی اپنے خیالات سابقہ کے پابند ہے لیکن اب انہون نے رزیڈنٹ
کے ہاتھون کو تقویت دینے کا ارادہ کیا جولائی کے اخیر مین سات ہزار سپاہ جسمین تہائی گورے تھے
لاہور اور فیروزپور سے ایک لائق توپخانہ کے افسر سمسن وِش کے زیر حکم روانہ ہوئی اکثر گورون کی
سپاہ مع ۳۳ قلعہ شکن توپون کے دریا کی راہ سے روانہ ہوئی اور ہندوستانی سپاہ گھوڑون کے
توپخانون کے ساتھ چناب اور جہلم کے گرم ریگستان کی راہ سے گئی اگرچہ انگریزون کو گرمی اور
بہت سے ہووے ڈراتے تھے مگر اس سفر مین سپاہ کو کچھ تکلیف نہین ہوئی - ۱۸ اگست ۱۸۴۸ع کو
ہاروی کا برگیڈ یا لاہور کا مع وِش صاحب کے سربلند قلعہ کے روبرو آیا اسنے دو دن پہلے سکھون کے
ایک چھوٹے سے گروہ کو شکست دی تھی ۲۰ اگست کو ملتان کے سامنے سب سپاہ تقسیم ہوئی
۴ ستمبر کو قلعہ شکن توپین بھی آن پہنچین دوسرے دن جرنیل نے مہاراجہ دلیپ سنگھ اور ملکہ معظمہ
کی طرف سے اہل قلعہ کو طلب کیا کہ وہ ۲۴ گھنٹے کے اندر قلعہ خالی کرین مولراج اور اسکے چند معاونین کے
سوا اور سب کو بغیر کسی مزاحمت کے جانے کی اجازت ہے یہ کو مورخ کے صاحب نے لکھا ہے مگر
ٹروٹر صاحب کہتے ہین کہ محصورین صرف ملکہ معظمہ کے نام سے طلب ہوئے تھے جس سے شیر سنگھ
کی سپاہ اور سردارون کو ملال ہوا کہ اب مہاراجہ دلیپ سنگھ کچھ چیز نہ رہے کہ اسکے نام سے کہا جاتا
کہ قلعہ حوالہ ہو -

اور قلعہ خود بلندی پر ایک میدان مین تھا - انگریزی سپاہ مع دوستون کی سپاہ کے اٹھائیس ہزار
اسطرح اسکو گھیرے ہوئے تھی کہ قلعہ کے شرقی کونے سے دو میل کے فاصلہ پر وِش صاحب کا

آشکارا ہو گئی۔
اب ناممکن تھا کہ یہہ جھوٹی کہانی مانی جاتی کہ ملتان کا فساد ایک مقامی سرکشی ہے اور لاہور کی گورنمنٹ انگریزی سپاہ کی مدد سے اپنی سرکش رعایا سے لڑتی ہے خود اس گورنمنٹ کے جو بڑے سردار تھے وہ انگریزوں سے لڑنے کو تیار ہوئے اور مہاراجہ کے نام سے قومی علم بلند کیا اب یہہ آشکارا ہو گیا کہ یہہ جنگ جو ہونے والی ہے وہ انگریزوں اور سکھوں کے درمیان ہی ہوگی۔ پہلے یہہ امید رہی کہ سکھوں کے خاندانوں میں آپس میں بڑی پرانی پھوٹ چلی آتی ہے وہ آپس میں متفق نہیں ہونگے۔ کچھ وقت تک یہہ معقول یقین رہا کہ سکھوں کے ساتھ پنجابی مسلمان رعایا کی عداوت آسانی برقرار رکھی جاسکے گی مگر فرنگیوں کے ساتھ لڑنے کے لیئے یہہ سب خاندانی بغض و کینے و مذہبی مخالفتیں بالائے طاق رکھ دی گئیں۔ اب جاڑا بھی قریب آگیا تھا کہ انگریز خیال کرتے تھے کہ مجھے جاڑے میں بڑا شکار کھیلنا ہے قبل از وقت کوئی فتح نہیں ہوگی کہ پھر سے لڑائی کرنے کو باقی نہیں رہنا اب میدان جنگ میں لشکر جرار کھچے لے جانا ہے۔

اب صرف ملتان ہی جنگ و پیکار کا مرجع و مرکز نہیں تھا بلکہ سارا پنجاب انگریزوں سے بگڑ بیٹھا تھا۔ ہزارہ میں چتر سنگھ نے اپنے ارادوں اور منصوبوں پر جو پہلے پردہ ڈھک رکھا تھا اسکو اٹھا دیا اور اپنے سامنے کے ہولناک دریاؤں میں اپنے تئیں بہادرانہ ڈال دیا۔ شیر سنگھ نے اپنے باپ پاس جانے کے لیئے ملتان سے سفر کیا اسکا اول ہی سے یہ قصد تھا۔ پنجاب میں سب طرف سکھوں کے سردار و پیشواؤں نے مہاراجہ دلیپ سنگھ کے نام پر علم کھڑا کیا اور سکھوں کو انگریزوں سے لڑنے کے لیئے بلایا۔ وہ یہہ چاہتے تھے کہ مہاراجہ دلیپ سنگھ کسی طرح ہمارے ہاتھ آجائے تو ہماری قومی قوت میں جان پڑ جائے۔ مگر رزیڈنٹ لاہور نے دلیپ سنگھ کو قیدیوں کی طرح پہرہ چوکی میں رکھ چھوڑا تھا کہ وہ سکھوں کے ہاتھ نہیں آسکا جسسے سکھوں کی قومی قوت کا دل بالا ہوتا۔ اس زمانہ میں کلکتہ کے اندر گورنر جنرل تشریف فرما تھے اور دور سے ان واقعات کا اپنی نظر دوربین سے بیٹھے ہوئے تماشا دیکھ رہے تھے اور کوئی اپنا ارادہ ایسا ظاہر نہیں کرتے تھے کہ جس سے معلوم ہو کہ وہ پنجاب کے فتح کرنے کے لیئے کسی اچھے موقع کی گھات لگا رہے ہیں ان پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ اس جنگ کا جسکا ہونا ناگزیر تھا انہوں نے پہلے سے تیاریاں نہیں کیں لیکن معلوم ہوتا ہے کہ انکو ...

[illegible] میں ان کی یہ خواہش تھی کہ جب [illegible] سکھوں کی اندرونی ملک کی
سرکشی جانیں اور یہ خیال کریں کہ غاصب اجنبی قوم کے برخلاف ایک قوم لڑنے کو کھڑی ہوئی
ہے بلکہ جب انھی سرداروں نے اپنے مہاراج کے برخلاف سرتابی کی ہے لیکن جب اُسے
اپنا اول سانس لیا تو وہ اس نازک زمانہ کی حالت کو صحیح صحیح سمجھے انگریزی کی ابتدا میں جو ایک لہو
میں ان کی دعوت ہوئی تو یہ تقریر زبان فیض ترجمان سے فرمائی کہ میں اپنی طرف سے تو یہی چاہتا
تھا کہ صلح و امن امان سے رہیں [illegible] ہندوستان کے
[illegible] بھی چاہتے ہیں کہ لڑائی ہو تو خیر لڑائی ہی سہی [illegible] کہ جب
لڑائی شروع ہو جائے گی تو پھر انتظام [illegible] کلکتہ سے
پہلے [illegible] شمال مغرب کی طرف [illegible] اپنی طبیعت کا سارا
زور اور ذہن کی کل قوت لگا دی [illegible] رہتے تھے۔

[illegible]
[illegible]
[illegible] سے حملہ کے
[illegible] مسلمانوں [illegible] جانتے تھے
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] دونوں [illegible]
[illegible] ان کی [illegible] نہیں [illegible]
[illegible] کوشش [illegible] کی مگر
انھوں نے اپنی [illegible] ان کے خیالات [illegible]
[illegible] دیکھتے تو جانتے
[illegible] حقوق اور قومی آزادی میں [illegible] کی جائیگی۔ [illegible]

زیادہ قصد ہوتے جاتے تھے وہ سمجھتے تھے کہ کوئی پیشوا ان کا بندہ بیر سنگھ
کی طرح مخاطب ہوکر بلائے تو اس کی پیروی کے لیئے دوڑے چلے جائین شیر سنگھ سکھون
کی مخاطبت مین یہ تین باتین کہکر داعی ہوا تھا اول انگریزون نے عہدنامہ کی شرائط کو ایفا
نہین کیا ملک کی مائی جی مہارانی کو مقید کرکے ہندوستان مین دیس نکالا دیا۔ دوم سکھون
اور مہاراجہ رنجیت سنگھ کی اولاد پر ایسے ظلم وستم توڑے کہ ان کے دھرم کو بگاڑ دیا سوم
ہماری سلطنت کی شہرت مٹا دی اب ہم کو چاہیئے کہ فرنگیون کو جہان پائین وہان انکو قتل کرین
اوران کے ڈاکون کو بند کردین ان خدمات کا ثواب انکو یہ ملے گا کہ دھرم تمام گرو انپر کرپا کرینگے
اور انکا مرتبہ بلند ہوگا اور بڑے انعامات ملین گے۔

۴ ستمبر کو جنرل وش نے آخر کو سورج کنڈ مین جب تک ٹھیرنے کا ارادہ کیا کہ ملتان کے
از سر نو محاصرہ کرنے کا وقت آجائے۔ اب ان کو اپنی سپاہ کے لیئے مولراج کی دغابازی اور
بہادری کا خوف ہی تھوڑا تھا وہ انکو ستاتا تھا اور اسکی سپاہ ان کے لشکر کے حال ومقام کے
دریافت کرنے کے لیئے آتی اور لشکرگاہ کے ضعیف مقامات پر حملہ آور دفعتہ ہوتی تھی اور
انگریزی رسد کے بند کرنے کے لیئے انکی سپاہ کی ٹکڑیان جاتی تھین اور جرنیل اور اڈورڈس
صاحب اور سپاہ کے افسرون کی جانون کے تلف کرنے کے واسطے سازشین جرأت
کے ساتھ ہوتی تھین اور ہندوستانی سپاہ سے خفیہ معاملات ہوتے تھے مگر بحیثیت مجموعی
مولراج اتنا نقصان پہنچاتا نہ تھا جتنا خود اٹھاتا تھا۔ اسباب حرب سے لدی ہوئی کشتیان جو ملتان کو
جاتی تھین انکو دریاے چناب کے دخانی جہاز روک لیتے تھے چارسو اونٹ اناج سے بھرے
ہوئے اڈورڈس کے پٹھانون کے ہاتھ لگے اور دو لاکھ روپیے جو لاہور سے شیر سنگھ کے
پاس جاتے تھے وہ برٹش کیمپ مین اسوقت آئے کہ جرنیل وش بہاولپور والون سے
روپیہ ادھار لینے کو تھے۔ اگرچہ کورٹ لنڈ کے کئی سو سپاہی بھاگ گئے تھے مگر جو باقی
تھے وہ پکے دوست تھے۔ اکتوبر کے شروع مین قلعہ سے شیر سنگھ کے سپاہ سمیت چلے
جانے سے مولراج ضعیف ہوگیا تھا اور اس قلعہ مین ایک دوست کی اس پرانی ... جو
جوانی دلون کے بعض ... اسکو اڈورڈس صاحب کے خط نے اور جلاد بدی انہون نے اس [illegible]

سکھ راج لکھا اور اسکے اندر یہہ تحریر کیا کہ مین اپنے دوست شیر سنگہ کا شکریہ ادا کرتا ہون کہ جسنے مولراج کو دغا دیکر میری امانت کی ان جاسوسون مین سے ایک جاسوس نے جو دغا بازی مین دورنگی کرکے یہہ خط مولراج کو دیا اس دورنگی سے فائدہ اٹھانے مین صاحب ممدوح نے دریغ نہین کیا جب مولراج اس دھوکے مین آگیا اور شیر سنگہ سے بدظن ہوگیا تو اسنے آگے سفر کیا کہ وہ آگے شمال کی طرف چلکر سپاہ خالصہ کو برانگیختہ کرے اور خالصہ کی بیان کی حمایت سطح کرے کہ دیہات کو غارت کرے اور مساجد کو مسمار اور مسلمانون کو جو راہ مین ملین انکو قتل یا دق کرے تاجرون اور کاروانون سے سخت محصول لے ۔

شیر سنگہ کے چلے جانے کے بعد جبکہ انگریزون نے دیکھا نہین مولراج نے آخر اکتوبر تک یکایک سرگرمی کا اپنے قلعہ کے برج وبارو کو مستحکم کیا اور اپنی فوج مین سپاہیون کو بھرتی کیا اور اپنے دوستون کے بہم پہنچانے مین سعی کی۔ جب اسکی اپنے قلعہ کی سپاہ کی افزائش ہوئی اور سب طرح اپنے معاملات کی صورت بہتر دیکھی اور انگریزون کے سکھون کو انکے ضعف پر حمل کیا تو انگریزی لشکرگاہ کا محاصرہ کرنے مین کوشش کی [illegible] کو مصروف بنا دیا اس نے نومبر کے شروع مین شہر سے باہر ایک خشک نہر پر بیٹھ توپخانہ بنائے اور انگریزی کیمپ کے ایک حصہ کو ایسا ستایا کہ اول سے توپون کو خاموش کرنا چاہا پھر یہہ قرار پایا کہ سنگینون سے حملہ کرنا چاہیے ۔ ۷ نومبر کی صبح کو [illegible] کا حملہ تھا اس سے پہلے ایڈورڈس صاحب [illegible] سپاہیون پر چھپے [illegible] سے [illegible] فوج کی تعداد اس سبب سے اور زیادہ ہوگئی تھی کہ کورٹ لینڈ کے سکھون کی [illegible] پلٹن [illegible] انگریزون سے دغا بازی کرکے دشمن سے جاملی تھی۔ ایڈورڈس صاحب کی سپاہ سے دشمن کی لڑائی دست بدست ہوئی کورٹ لینڈ نے اپنے سکھون کو [illegible] دیا [illegible] موت [illegible] کبھی یہان کبھی وہان بالکل شور مچا کے انہون نے آگے کا کچھ لیا اور ان کی مدد کے لئے [illegible] آئے انہون نے دشمنون کو ان کے مورچون تک بھگا دیا۔ اسی [illegible] دشمنون کا تعاقب کیا اور ملتان سے [illegible] انہین سے [illegible] دشمن بہت سامان چھوڑ کے بھاگ گئے [illegible] سو مرد سے [illegible] زخمی سپاہیان جنگ مین [illegible] دشمن کے کسی مدد کا خوف ان ہفتون مین [illegible]

جسکے بعد ملتان کا از سر نو محاصرہ شروع ہوا - اڈورڈس اور لیک نے تو ستلج و چناب کی راہ کو کھلا رکھا اور خیر خواہ شیخ امام الدین نے ضلع جھنگ کے ہمسایہ سے سرکشون کو باہر نکالا اور ہربرٹ نے پیر نے مٹی بھرے تھیلے اور بہت سی لکڑیون کے گٹھے مورچون کے اونچا کرنے اور کھائیون کے بھرنے اور فصیلون کے مضبوط کرنے اور گڑگجون کے بنانے کے لیے آئندہ حملہ کے واسطے جمع کیے باقی سپاہ فرصت سے بیٹھی ہوئی ان واقعات کے تغیرات کو دیکھ رہی تھی اسکو تعجب ہوتا تھا کہ روڑی مین بمبئی کی سپاہ جو ملتان کی کمک کے لیے روانہ ہوئی کیون اتنی مدت سے رکی ہوئی ہے پشاور کی مجالس پر آلیس مین مباحثہ کرتی تھی اور ان اتفاقات کو دیکھتی تھی کہ جنکے سبب سے ہربرٹ صاحب کے ہاتھ نے اٹک کو کتنی مدت تک دشمنون کے ہاتھ جانے نہین دیا وہ ان علتون پر غور کرتی تھی جنکے سبب سے جہلم کی طرف جرنیل گلاب سنگہ نے کرنیل سٹینبن بیچ کے ساتھ سپاہ کو بھیجا تھا اور جرنیل گوف صاحب کی حرکت کو دیکھ رہی تھی کہ بہاولپور کی لڑائی کے بعد جو راوی کے داہنے کنارہ پر ہوئی تھی انہون نے سکون اختیار کیا

باب دوم

سکھون کی دوسری لڑائی

ملتان کے محاصرہ کے التوا نے برٹش گورنمنٹ کو خواب گران سے بیدار کیا اور فیروزپور مین لشکر جرار جمع ہوا جسکی نسبت مین لکھا تھا کہ وہ پنجاب کو دوبارہ فتح کریگا اسکے مختلف دستے الگ الگ ستلج کے پار اترے ۱۳ نومبر ۱۸۴۸ء کو سپاہ کے ہیڈ کوارٹرس لاہور مین آئے اسوقت مشکل سے کہا جا سکتا ہے کہ ریزیڈنسی کی دیوارون کے باہر ایک بسوہ پر بھی انگریزون کا رعب داب اثر رکھتا تھا - بہت سے باہر کے مقامات پر اہل پنجاب مین انگریزی افسر ہر مشکل کا مقابلہ کرکے فقط اپنی جرأت ہمت و شجاعت سے اپنے تئین سنبھالے ہوئے تھے یہ شجاعت انکی جبلت مین انگریزی قومیت کے سبب تھی اسکے سوا ان کے لیے کچھ اور کام کرنے کے لیے ہی نہین تھا اب انگریزون کو پنجابی اپنا دوست نہین جانتے تھے انکو ان ناصب فرنگیون کے خارج کرنے کی ایک عام آرزو تھی اور اسکا ایسا شوق و امنگیر تھا کہ گرو گوبند کے چیلے وہ قومی و مذہبی عداوتین بھول گئے جو سلطنت

ہمسایہ سرکاروں کے ساتھ رکھتے تھے ان سے امداد و اعانت کے خواستگار ہوئے ستلج کے بائیں کنارہ دسمبر ۱۸۴۵ء کو لارڈ گوف سپاہ سے آ کر ملے وہ ایک بڑے کاردان اور آزمودہ کار سپہ سالار تھے وہ چند سال کے اندر دنیا کے مختلف حصوں میں اس قدر زیادہ لڑائیاں لڑ چکے تھے کہ کوئی زندہ لڑنے والا ایسا نہ تھا جو ان کی برابر لڑائیاں لڑا ہو یہ دور اندیش اور فوجی سائنس داں نہ تھے مگر ہمیشہ خوش نصیب ایسے رہے کہ انکے بے عیب ڈھنگ رہے اب انکو جنگ عظیم لڑائی پڑی جن کی بابت چار لڑائیاں ہوئیں اور یہ تھے شاید انکو اس ملک کا علم بھی کم تھا اور انکو ان لڑائیوں کے [illegible] تھا مگر سب آدمیوں کو انپر بھروسہ و اعتبار تھا ہندوستان میں جنگی غلطیوں کے ایک سلسلہ سے فتوح حاصل ہوئی تھیں کہ اگر ان میں جنگی سائنس کی [illegible] کام میں لائی جاتی تو وہ فتوح ہی نہیں حاصل ہوتیں لارڈ گوف صاحب سپاہی تھے جو سپاہی ان کے ماتحت لڑائی لڑتے اور انکے [illegible] اس طرح عزیز رکھتے [illegible] سے نہیں تھے جس کے سبب [illegible] مشکلات میں پھنس جاتا اور فتوح کو [illegible] ہوئے۔

کمانڈر انچیف کی آمد [illegible] ان کی ذات خاص کے [illegible] اور سپاہی [illegible] ہوئے تھے انہوں نے [illegible] کے [illegible] [illegible] سپاہ [illegible] گوف کی [illegible] [illegible] ایک دن آنے کے بعد [illegible] معرکہ جنگ برپا کیا اور فتح حاصل کی [illegible] ان [illegible] میں سے تھی جنہوں نے اس [illegible] کو [illegible] بنایا تھا جنہوں نے [illegible] کی طرف اپنا [illegible] [illegible] سے [illegible] کی کر [illegible] کے [illegible] کی [illegible] میں دشمن کی [illegible] لڑائی شروع کی [illegible] کی طرف [illegible] سے انکے [illegible] کے سوار [illegible] دشمن کی [illegible] توپوں کی [illegible] اور دشمن [illegible] سپاہ آگے [illegible] کی [illegible] توپوں کے گولوں کی

پڑنی شروع ہوئی سواروں کو حکم تھا کہ جب موقع ہاتھ آئے تو وہ آگے بڑھ کر دشمنوں پر حملہ آور
ہوں انکا ایک موقع علاوہ دشمن کے بڑے گروہ پر حملہ آور ہوئے تو سکھوں کی توپخانوں نے انپر
برابر آگ برسائی بہت سے سوار توپوں کے گولوں سے بہت سے سکھوں کے شمشیرزن
سپاہیوں کی تلواروں سے قتل ہوئے اور بہت سے لڑے دار بندوقچیوں کی گولیوں کی آگ سے
ٹھنڈے ہوئے دشمن ایسی زمین پر مقیم تھے جسکے سبب انگریزی سپاہ کو ... نقصان پہنچا
اور اسکے سبب سے بہادر اور اچھے اچھے سپاہی تلف ہوئے دو بڑے نامور والا رتبہ
کرنیل لفٹنٹ ولیم ہیولاک اور جرنیل کیورٹن سپاہ ان جنگ میں کام آئے اس جنگ
میں انگریزوں کو کچھ فائدہ نہیں حاصل ہوا تھکی ہوئی افسردہ خاطر شکستہ دل سپاہ
اپنے کیمپ میں اپنے نقصان پر افسوس کرتی ہوئی آئی یہہ پوچھتی تھی کہ اس جنگ سے ہمارا
مطلب کیا نکلا ہے۔

دشمن چناب کے بائیں کنارہ سے نکالا گیا اب یہہ ارادہ ہوا کہ اسکے داہنی طرف حملہ کیا جائے
۲ دسمبر کو میجر جنرل سر جوزف تھیکویل آٹھ ہزار سپاہ لیکر چناب کے پار وزیرآباد میں گئے
پیچھے اور سپاہیں ان کے ساتھ ملتی گئیں بہت سی بے نتیجہ چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہوئیں
۳ دسمبر کو لارڈ گوف اپنی سپاہ کے ساتھ چناب کے پار گئے اور چناب کے داہنی کنارہ پر
مقیم ہوکر رام نگر کے جزیرہ اور توپخانہ پر اپنی توپوں کی باڑیں مارنی شروع کیں سر کیمپبل گوڈ باتی نے
دریا سے عبور کرکے جنرل تھیکویل سے اپنی آمدورفت جاری کی جنرل گلبرٹ دوسرا ان کا بریگیڈ
لیکر دریا کے پار اترے ان لشکروں کی حرکت سے شیر سنگہ نے رام نگر میں اپنے مورچوں کو چھوڑا
اور بہت سا لشکر لیکر اسنے شادیوال پر جنرل تھیکویل کے لشکر پر حملہ کیا جنرل تھیکویل کو
دشمن کے حالات سے بہت کم خبریں دی گئی تھیں اور انکو ہدایتیں ایسی ایسی کی گئی تھیں جنکی
پابندی کے سبب سے وہ بے اختیار تھے جنگ میں ان کے ۷۳ آدمی مقتول ۱۰۸ آدمی مجروح
ہوئے اور اسسے زیادہ آدمی دشمنوں کے مارے گئے کوئی اس سے بڑا مقصد حاصل نہیں ہوا
بلکہ اچھے موقع ہاتھ سے نکل گئے کمانڈرانچیف نے بڑے طمطراق سے کہا کہ سپاہیوں کا وسیع
اجتماع جو اس ضرورت کے سبب ہوا تھا کہ دریاے چناب سے پار جاکر کشن راجہ شیر سنگہ اور ... کو

جو انگریزون سے پہلے بار کا منہ کارزار کرتے ہین شکست دیکر پراگندہ کردے سو خدا قادر مطلق نے
اپنی خوشی سے کامیاب نتیجہ اسکے ہتھیارون کو عنایت کیا یہ اہم واقعات وحشتناک نتائج
عظیمہ رکھتے ہین مگر نتائج تو صرف یہہ تھے کہ چناب کے کنارہ سے جہلم کے کنارہ پر میدان جنگ
بدل گیا اگر جنرل تھیکول بااختیار ہوتے تو وہ جنگ کے کرتبون کو کام مین لاکر دشمن کا تعاقب
کرتے اور اسکو اپنی توپون سمیت سلامت جانے نہ دیتے ۔

سرہنری لارنس کا پنجاب مین آنا

اسوقت سرہنری لارنس صاحب ولایت سے پنجاب مین آگئے انہون نے ایک برس کی رخصت
بیماری لی تھی اور دوسرے برس رخصت لینے کی اجازت تھی مگر انگلستان کے ہنگامہ کی خبر پہنچی
تو ان کے دل مین اپنے فرائض منصبی کے ادا کرنے کا وہ ولولہ پیدا ہوا کہ اپنی صحت کو بھول گئے اور جسم ناتوان
اور دل توانا کو لیکر لندن سے اکتوبر مین روانہ ہوئے اور دسمبر کے شروع مین بمبئی مین آگئے اور چہرے
دن سے دو دن پہلے ملتان مین پہنچ گئے لوگ کہتے ہین کہ اگر وہ پنجاب سے نہ جاتے اور لاہور
مین ہوتے تو شاید [illegible] کی سرکشی سے تمام ملک مین بغاوت کا ظہور نہ ہوتا ۔ مگر ان کی
صحت ایسی بگڑی تھی کہ اگر ولایت نہ جاتے تو مر جاتے اب انہون نے اپنی جان جانے کا خطر
کچھ نہین کیا اور پنجاب مین اپنے فرائض منصبی ادا کرنے کے لیے چلے آئے ۔ پنجابی لارنس صاحب کے
اقبال کے قائل تھے کہتے تھے کہ جب تک وہ پنجاب مین رہے کوئی دنگہ فساد انکے اقبال سے نہین
ہوا ان کے جاتے ہی سارے ملک مین بغاوت پھیل گئی اب ہم ان کے آنے سے ان کے
اقبال سے امن و امان ہو جائے گا ۔ [illegible] مولراج کا ارادہ ہے کہ جب سرہنری لارنس آجائین گے
تو مین اپنے تئین ان کے حوالہ کر دونگا مجھے امید ہے کہ وہ میرے ساتھ ایسی شفقت سے پیش آئین
گے کہ کوئی اور انگریز نہین کرتا لیکن گورنر جنرل نے ۱۲ دسمبر کو ایک خط سرہنری لارنس کو لکھ
بھیجا تھا کہ مین تمکو اطلاع دیتا ہون کہ مولراج خواہ کچھ ہی شرائط پیش کرے مین سوا اس شرط کے
کہ وہ بغیر کسی شرط کے اپنے تئین حوالہ کرے نہین منظور کرونگا اس خط نے پہلے ہی سے
اسکے معاملہ کا فیصلہ کر دیا تھا ۔

ابتدا محاصرہ ملتان

جنرل وش صاحب [illegible] کئی ہفتہ تک خالی بیٹھے رہے بمبئی کی سپاہ کا انتظار
کرتے تھے سب ۲۱ دسمبر کو ان پاس پہنچی کل [illegible] ہزار انگریزی سپاہ اور [illegible] لوگ مین

ان پاس ہو گئین انہون نے ۲۲ - دسمبر کو محاصرہ شروع کیا اور اسکے اہتمام مین ایک کشتہ ضلع شمیر کیا اول نواح شہر کو دشمنون سے خالی کرانا شروع کیا مولراج کے باب مین ساوون اکے مقبرہ کو اور جنگی مسجد کو جس مین مورچین اور گرد بھر ہوئے تھے اور مولراج کے خاص عام باغ کو لے لیا یہہ سب مقامات بغیر لڑائی ہاتھ آئے - دو پہر بعد چار بجے کل حوالی شہر اور ساری بستی سے شہر تک انگریزون کے قبضہ مین آگیا اور انکی سپاہ کا بہت تھوڑا نقصان ہوا -

اس فتحیابی کی کم امید تھی اس سے جنرل کی ہمت بڑھی اسنے قلعہ کے تسخیر کرنے سے پہلے شہر کی فتح کا ارادہ کیا - توپین چھہ سو گز سے ایک سو گز کے فاصلہ تک لگائی گئین - دو پہر روز تک قلعہ اور شہر پر گولون کا مینھہ برسایا گیا - مولراج نے ان کا جواب دیا انگریزی لشکر پر اسکا اثر کم ہوا ۲۹ - کو مورٹر توپون نے شہر پر وہ گولون کی بوچھاڑ ماری کہ جنکا مقابلہ نہ پتھرون سے نہ گوشت و خون سے دیر تک ہو سکتا تھا - شائد کوئی گولا اپنے نشانہ سے خطا کرتا ہوگا ایک مکان سے دوسرا مکان جلتا چلا جاتا تھا - بہادر محصورین اپنی توپون سے ضعیف سا جواب دیتے انکی دو ہزار منتخب سپاہ نے باہر نکل کر سیدی رتی لال کی بیدپر جہان پول صاحب جہازی افسر تھے حملہ کیا اٹڈور ڈس کے پٹھانون نے انکو ہٹا دیا اسوقت ہنری لارنس اپنے شاگرد رشید اٹڈورڈس کی بہادری اور کارنمایان دیکھکر خوش ہو رہے تھے -

دوسرے دن نئے توپخانون سے اسی گز کے فاصلے سے شہر پر گولہ زنی ہوئی محصورین کے لیئے یہہ دن مہلک تھا قلعہ شکن توپین چار گھنٹے تک برابر گولون کی تے کرتی رہین جن سے دشمن ہلاک ہوتے رہے - دشمن بھی گولہ کے جواب مین گولہ مارتے تھے - دفعتہً دو پہر کو گرد و غبار - مین دہوان اٹھا اور ایک ایسی آواز مہیب ہوئی کہ سب چھوٹی آوازین اس مین دب گئین - لفٹنٹ نیوال نے مورٹر لگا کے ایک گولہ تاک کر ایسا مارا کہ جامع مسجد کا ایک برج اڑا جس کے نیچے مولراج کا میگزین رکھا تھا اس کے اڑنے سے بتدریج دہوان نکلتے ہوئے شکستہ عمارت کو ہوا مین اڑا دیا - کئی سو گز کی بلندی پر بڑے بادل کی طرح دہوان پھیلا اور دشمن کے کیمپ پر چند سکنڈ تک چھایا رہا اور پھر اس کے بھاری ٹکڑے زمین پر گرنے شروع ہوئے اور انگریزی لشکر مین فتح کا غل آسمان پر پہنچا اس میگزین کے اڑنے سے چار لاکھ پونڈ باروت آڑی

پانچ [illegible] اور [illegible] تباہ ناک سیاہ ہوئی [illegible]
اور گرد میں جو استحکام کیا تھا اسکو چھر چھرا کیا۔ اسکے بعد پھر توپوں کی لڑائی شروع ہوئی دشمنوں کی
توپیں ایسی کڑکین گرجین گویا کچھ ہوا ہی نہ تھا۔

دوسرے دن وہی بات رہی جو ایک باب کو مضبوطی کے ساتھ [illegible] اور دوسری
جانب کو پہلے سے [illegible] شہر کے قریب [illegible] آگ لگی اور اسکے
ہزاروں [illegible] سے اور [illegible] چیزوں سے شعلے [illegible] نے
انگریزی توپچیوں کو [illegible]
انگریزی سپاہ نے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کئی مکان بے سقف ہو گئے
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

جاتے تھے وہ اسکی اینٹ مٹی کی دیوار مین پھنس کر رہ جاتے تھے پار نہ جاتے تھے دشمنونکے توپچی اپنے
خوفناک کام سے انگریزی سپاہ کو تنگ کیے جاتے تھے محصورین کو اس توپخانہ نے بہت ستایا
جسمین ہندوستان کی بحری سپاہ کے توپچی تھے ان بہادر ملاحون پر جو دشمنون کو بھنبوڑ اور
بھون رہے تھے دشمنون نے وہ گولون کی بوچھاڑ ماری کہ توپخانہ کا مورچہ چربی جو کچی کھالون سے
ڈھکا ہوا تھا جلکر خاک ہوگیا بڑی مشکل سے اس مورچہ سے بارود اور توپون کو نکالا اس زمانہ
مین محاصرین نے سرنگین لگانی شروع کین مگر گولہ باری ایسی جاری رہی کہ دشمن کو سرنگون کی کامیابی کا
انتظار نہین کرنا پڑا ۔ ۱۸ اور ۱۹ جنوری کو قلعہ کی فصیل مین دراڑین پڑ گئین جنمین اہل قلعہ نے لپٹ
سکتے اور گھوڑے آسانی سے دوڑا سکتے اب محصورین کا قافیہ ایسا تنگ تھا کہ سوا اسکے کوئی
چارہ نہ تھا کہ یا حسرتناک دشمن کو اپنے تئین حوالہ کرین یا مدت زندگی کے لیے ایک دفعہ
اسپر حملہ کرین ۱۹ کو مولراج سے انہون نے یہہ بات بیان کی اسپر آمادہ ہوگیا تھا مگر اس نے
انسے اجازت چاہی کہ تیسری دفعہ پھر ایلچی انگلش کیمپ مین بھیجے ۔ ۲۱ کو ایلچی آیا اور اسنے درخواست
کی کہ مولراج کی جان بخشی کی جائے اور اسکی عورتون کا احترام کیا جائے جسکا جواب جنرل نے
یہہ دیا کہ مولراج کی جان بخشی میرے اختیار مین نہین مگر عورتون کی عزت کی جائیگی برٹش
گورنمنٹ مردون سے لڑتی ہے عورتون سے نہین ۔ مولراج اپنے تئین حوالہ کرنے کے لیئے
۲۲ کی صبح کو بلایا گیا کہ وہ آکر لڑائی کی قسمت کا فیصلہ کرے وہ نو بجے ریشمی لباس پہنے ہوئے اور
ہتھیار لگائے ہوئے گھوڑے پر سوار آیا اور اسنے اپنے تئین جنرل صاحب کے حوالہ کیا اور اسکی
تمام سپاہ نے اپنے سارے ہتھیار انگریزی افسرون کے سپرد کر دیئے ۔

کہتے ہین کہ ملتان کا جو چھبیس روز تک محاصرہ رہا اسمین ۷۰ توپون نے مختلف قسم کے گولے ۴۲ ہزار
پانسو ۹۶ مارے محاصرین کے آدمی ۲۱۰ مقتول اور ۹۸۲ مجروح ہوئے جنمین ۵۵ افسر تھے مضبوط فصیلین
جو انگریزونکی آتش فشانی نے رخنے ڈالے تھے قابل تعجب چیز تھے دولت وہان بہت تھی مگر اسکے لوٹنے کی سپاہ کو ممانعت تھی جسکا
سبب سے اسکے لیے لوٹ کا ارمان ہی رہا کہ وہ ملتان مین ہاتھ نہ آئی ۔ زمین کے اندر گڑھون مین مسجدون کے
صحنون مین اور مکانون مین بہت سی چیزین انکے ڈھیر لگے ہوئے تھے ان مین ریشمی کپڑے اور شال
روپیہ تلوارین جنکے قبضے چاندی کے تھے زرین تلوارین جواہر نگار ۔ اناج ۔ نیل ۔ افیون ۔ نمک ۔

[illegible]

[illegible] کا حال تھا جس میں سب طرح کے ہتھیار تھے [illegible]

[illegible] اس سپاہ ان سب چیزوں کی لوٹ سے محروم رہی [illegible] کے دریا کی [illegible]

شہر پہنچا وہاں جنگ کی [illegible]

[illegible]

[illegible] کے ساتھ [illegible]

ہوئی تھی اور سلطنت [illegible]

ہم نے [illegible]

[illegible] پہنچا کر چناب کے کنارے سے [illegible]

[illegible] کے چناب سے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دشمن کی سپاہ کے [illegible]

[illegible] کو نکال دیا

[illegible]

[illegible]

[illegible] خوشی خوشی [illegible]

وہاں سے متعلق مشورہ کرتے اور لارڈ صاحب کے تمام خیالات پر خوب آگاہی حاصل کر کے لاہور
میں جلد آئے اور رزیڈنٹ کا تمام کام ہاتھ میں لیا کے شام کو چلکر ۱۰ جنوری ۱۸۴۹ء کو کمانڈر انچیف
کے خیمہ گاہ میں آئے۔ اسوقت وہ کسی خاص عہدہ پر اس لیئے نہیں سمجھے جاتے تھے کہ انکے
قائم مقام کری صاحب کے رزیڈنٹی کے عہدہ کی میعاد آئندہ مہینے میں ختم ہونے والی تھی
گرچہ وہ ہر عہدہ کے ملنے پر راضی تھے جو لارڈ گوف ان کو دیتے وہ ان کے اونریری ایڈی
کیمپ یا سپاہ جوان کے آگے تھی تحت عہدہ دار سمجھے جاتے۔ ہنری لارنس جب کیمپ میں آگئے
ہیں تو تین دن بعد چیلیاں والا کی لڑائی ہوئی اب ایسا وقت آگیا تھا کہ اگر کوئی بہت تند تیز مزاج
افسر بہ نسبت لارڈ گوف کے ہوتا تو وہ بھی سکھوں کی سپاہ سے ایک عام لڑائی لڑنی
واجب جانتا یہ سچ ہے کہ قلعہ ملتان کے فتح ہونے کے بعد وش صاحب کی فوج کا
بڑا حصہ فارغ ہو جاتا اور وہ جہلم کے کنارہ پر آکر انگریزی سپاہ کی بڑی قوت بڑھا دیتا
لیکن سکھ سردار اس سبب سے کہ لڑائی کرنی چاہتے تھے اور انگریزی سپاہ کو ملتان کی
سپاہ کے انتظار کی تکلیف دینی نہیں چاہتے تھے گوف صاحب کے پاس ایک لشکر جرار ایسا تھا کہ
ہر کارزار کے لئے کافی تھا وہ جنگ کے لیئے بیتاب تھا۔ ایک مہینے سے زیادہ دنوں سے
وہ خواب راحت میں سوتا تھا اور تمام ہندوستان التوائے جنگ سے مضطرب تھا اس لیئے
گوف صاحب نے لڑائی کی تیاری کی جس ملک میں اور جس زمین میں سکھوں کی سپاہ مقیم تھی اسکا
حال تحقیق کیا اس نے فن جنگ کے صحیح اصول کے موافق حملہ کا نقشہ بنایا اور خوب اچھی طرح
جرنیلوں کو ہدایتیں کر دیں کہ تم فلاں فلاں مقام پر اپنے حصہ کا کام کرنا ۱۳ جنوری کی دوپہر کو سب
سامان جنگ تیار ہو گیا تھا اور یہ ارادہ تھا کہ کل صبح کو بہت سویرے لڑائی شروع ہو لیکن
سکھوں کے سردار یہ نہیں چاہتے تھے کہ انگریزی جرنل کو صبح سے شام تک فرصت دیں
کہ جس میں زمانہ حال کے اصول جنگ کے موافق رزم آرا ہو اس لیئے انہوں نے جب
دن بہت جا چکا تھا یہ مصمم ارادہ کیا کہ اگر ممکن ہو تو اسی وقت لڑائی شروع کر دینی چاہیئے وہ اپنے
سپاہیوں کو خوب جانتے تھے انہوں نے چند توپیں آگے بھیجیں اور انگریزی کیمپ کیطرف
چند گولے پھینکے۔ ان کا داؤں چل گیا گوف صاحب کی تیز طبعی کب اجازت دیتی کہ ان کے

لشکر میں دشمنوں کے گھوڑے تھے اور وہ ان سے لڑنے پر مستعد تھے لیکن انہوں نے
اپنی بھاری توپیں آگے چلیاں والا کے سامنے جمعین [illegible] انہوں نے [illegible] جو اتفاق سے [illegible] تھا
گولے چلائے طرفین کے [illegible] انہوں نے سارے جنگل میں ایک ہولناک شکل [illegible] ایک گھنٹے کا
یا اس سے کچھ زیادہ تک بگلی جاری رہی [illegible] ان کو یہ ہدایت
تھی [illegible]
اب جاننا [illegible]
[illegible]

دی کہ سپاہ پیاسی ہے جسکو چلیان والا مین پانی ملیگا اس لیئے وہ واپس چلے تو اس کا جواب
پیر کہن سال نے یہ دیا کہ پانی کی خاطر کیا مین رجمنٹون کو قتل ہونے دونگا ہرگز نہین میجر لارنس بھی
انکے ساتھ متفق الراے تھے مگر آخر کیمبل کی صلاح ماننی پڑی اور لشکر الٹا پھرا تاریکی مین چلیانوالا
کے پاس مین آیا اس رات کو چند ہی ایسی جمعیتین ہونگین جنکو پیٹ بھر کے کھانا ملا ہو۔ بوچھاڑ کی
بارش بھی شروع ہو گئی تھی اسکی تکلیف سے تھوڑے ہی آدمی بچے ہونگے۔ جنگی اسپتالون
مین بہت سے زخمیون کو چند گھنٹون کے بعد پانی ملا اور مرہم اور مدد کا جتنے کہ زخمیون کے
لیئے درکار تھے وہ موجود نہ تھے مگر میدان جنگ مین زخمی پڑے تھے جنکی تکلیف کو اسپتال کم
نہین کرسکتی سکھون کی سپاہ کی ٹکڑیان۔ اندھیری رات مین چھپکر ان زخمیون کو لیگئے جو انگریزون
نے پیچھے چھوڑے تھے جس آدمی کو انہون نے زندہ پایا مار ڈالا چند زخمی جنمین ایسی طاقت تھی کہ وہ جنگل
مین جاکر چھپے وہ دشمنون کی نظر سے بچے رہے اور زندہ باقی رہے۔

یہ رات بڑی مصیبت سے کٹی اور اس مین بڑی خرابی اور پریشانی رہی اگرچہ لشکر کی تعداد کم
ہوگئی تھی اور سب بھوکا تھا اور مینہ اسپر برابر برس رہا تھا مگر جب دن ہوا تو پہلے دن کی فتح کی جو اسکی
سختی سے حاصل ہوئی تھی پیروی کرنے کے لیئے جنگ کے واسطے تیار ہوا واکٹ کے سوارون کی
اب معلوم ہوا کہ شب گذشتہ مین اسپر کیا بلا آئی تھی لارڈ گوف نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ اسکے سامنے
تین چار میل تک سکھون کی سپاہ کے خیمے ڈیرے پڑے ہین توپخانے سپاہ کے آگے پڑا ہے
ایک کیمپ بنایا اور خیمے منگا کے لگائے گئے تو بہت سے تھکے ہوئے سپاہی ان کے اندر آرام
کچھ گھنٹے سوئے اور باقی سپاہی زخمیون کی تلاش مین گئے انکو لائے اور مردون کو دفن کیا۔
چلیین وٹنگٹن کو دو یا تین دن تک بہت کام کرنا پڑا ایک خیمہ مین تیرہ افسرون کو جو ہم پیادہ پلٹن کے
تھے دفن کرنا پڑا یہ سب افسر ایک قبر مین دفن ہوئے میجر کرسٹی اپنے سپاہیون کے ساتھ ایک قبر مین
بھی خندق مین دو سو گورون کے قریب دفن ہوئے اگر چلیان والا کی لڑائی کو فتح کہین تو وہ اسقدر نقصان
اٹھانے کے بعد شکست سے کم نہ تھی تین گھنٹہ کے اندر ۳۹ افسر انگریز اور ہندوستانی ۳۴ سارجنٹ یا حوالدار
اور ۵۱۱ گورے مردہ ہوئے۔ ایک سو سپاہی اور چار سارجنٹ گم تھے جن مین سے چند ہی زندہ
پھر آئے زخمیون کی فہرست مین ۹۴ افسر ایک وارنٹ افسر [illegible] سارجنٹ یا حوالدار

۱۸۴۸ء اسپاہی تھے یہ نقصان ستلج کی لڑائیوں سے زیادہ تھا علاوہ [illegible]
لڑائیوں میں گئے انگریزی سپاہ نے جتنی توپیں لی تھیں ان میں سے بارہ [illegible] تھیں
اور باقی توپیں پھر انگریزی لشکر پر ایک لڑائی میں چلیں جس میں سکھ بڑی [illegible] ۔ شیر سنگھ
کی شکست کھانے میں کوئی معقول شبہ نہیں ہو سکتا [illegible] کے [illegible]
[illegible] اسکا نقصان اپنے نقصان سے [illegible]
[illegible] اپنی فتح سمجھے [illegible] لڑائیوں میں [illegible]
شامل ہوئی اور شیر سنگھ اسکو اپنی فتح سمجھتا [illegible] فتح کی توپیں [illegible]
[illegible] لارڈ گوف ایک [illegible]
ساتھ سوار [illegible] کے [illegible]
ہر جگہ حاکم کو وہ [illegible] کر سکتی تھی لیکن [illegible] لڑائی ۲۲ [illegible]
نقصان پہونچا سب سے زیادہ [illegible] نقصان [illegible]
دوسری لڑائی ۲۳ [illegible] جس میں [illegible]
سے فتح [illegible]
[illegible] اور [illegible] کے سبب [illegible] مقام سے [illegible]
[illegible]
[illegible] فتح [illegible] شکست [illegible]
[illegible] کرنے کے لیے [illegible]
توپوں کے [illegible] نقصان [illegible]
[illegible] کے [illegible]
توپوں [illegible] سکتے [illegible]
[illegible] کے لیے [illegible]
[illegible] نقصان [illegible] کے [illegible]
[illegible] ۵۰ [illegible]

پنجاب مین اور ضلعون کے ہنگامہ فساد اور اعلے افسران ضلع کی جوانمردی اور فرزانگی کے کام۔ سنہ ۱۸۴۸ع

زخمی ہوئے۔ اس پریشان حال جنگ مین بارہ توپین انگریزون کو ہاتھ لگین جسکو گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف نے سرکاری مراسلات مین دوسری فتح ظاہر کیا مگر گورنر جنرل نے ایک خانگی خط مین لکھا کہ تین لڑائیون مین جو قابل اطمینان نہین نہین فتوح الم ناک حال ہوئین۔

اب تک لڑائی کے جاری رکھنے مین اعلے درجہ کے سول اور ملٹیری حکام نے کام کئے تھے ان سے تھوڑا سا اطمینان حاصل ہوتا تھا مگر ایک اور گروہ کارکن تھا جسکا غریب سا نام رزیڈنٹ کے اسسٹنٹون کا تھا وہ پنجاب مین مدبر سپاہیون کا اور سپاہی مدبرون کے اسکول کا بانی مبانی تھا یعنی صاحب السیف والقلم و صاحب القلم والسیف کا۔ وہ پنجاب کے اضلاع بیرونی مین مقیم تھے انہون نے اس تاریک زمانہ مین عزت کا جامہ پہن لیا ان کے بزرگون سے جو کوتاہیان ہوئین ان کا وہ تدارک کرتے۔

ہربرٹ ایڈورڈس صاحب نے جو اپنے ضلع بنون مین اور اسکے باہر کام کیئے وہ پہلے بیان ہوچکے ہین اب جارج لارنس ایجنٹ رزیڈنٹ نے پشاور مین بھی اور جیمس ایبٹ صاحب نے ہزارہ مین اور ہربرٹ صاحب نے قلعہ اٹک مین اور رسے لڈ صاحب نے ڈیرہ جات مین اور جان لارنس نے جالندھر کے دوابہ مین کارہائے نمایان کئے لکھے جاتے ہین انمین سے اکثر کی مراسلت اور آمد و رفت بیرونی دنیا سے منقطع و مسدود تھی وہ اس سپاہ سے کام کرتے تھے جسپر اعتماد و اعتبار تھوڑا سا ہوسکتا تھا یہہ سب افسر اس پنجابی آبادی سے گھرے ہوئے تھے جنکے حال دریافت کرنے کی فرصت انکو نہین ملتی تھی وہ اپنی جگہون پر جمے ہوئے تھے اور یہہ توقع کرتے تھے کہ وہ سرکشی کو دبا دین گے یا اسوقت تک اسکو معطل رکھین گے کہ ان کے اعلے درجہ کے حکام کامل واقفیت پر آگاہی حاصل کرکے میدان جنگ مین علم بلند کرین گے اب ہم اعلے درجہ کے حکام کے احکام کے اجرا اور رد و بدل سے اور غیر مطمئن کارزارون اور فتوح سے قلم کو کوتاہ کرکے ایسٹ انڈیا کمپنی کے ملازمین کے مستحکم ارادون کا اور ان کے نڈر ہونے کا ان کے مستعد و چیدہ ہونے کا انکی استقامت و راے صواب کا بیان کرتے ہین انمین سے بعض آپسمین رشتہ خاندانی رکھتے تھے اور سب آپسمین دوستی اور ہم خدمت ہونے و ہمدردی کا پیوند رکھتے تھے اول ہم جارج لارنس کا حال لکھتے ہین۔

ملتان مین افسرون کے قتل ہونے کی خبر ۲۴ اپریل کو پشاور مین پہنچی وہان میجر جارج لارنس اسسٹنٹ تھے

یہان سکھون کے دس ہزار سپاہی مسلح اور چھتیس توپین موجود تھین اول ان پر اس خبر کا کوئی اثر پڑتا ہوا نظر نہین آتا میجر صاحب نے بھی کوئی کام ایسا نہین کیا کہ جس سے فوج کی ایمانداری اور وفاداری پر شبہ ہوتا گو ان کو معلوم ہو گیا تہا کہ ملتان سے جاسوس آکر سپاہ کو اغوا کر رہے ہین اور بعض متعصب سکھ انگریزون کو گالیان دے رہے ہین اور سپاہیون کو بھڑکا رہے ہین کہ وہ اپنی پہلی شکستون کی بے عزتی کے داغ کو مٹائین۔ ریذیڈنٹ نے میجر صاحب کو ہدایت کی کہ وہ مسلمانون پٹھانون کی سپاہ سکھون کے مقابلہ کے لیے بھرتی کرلین میجر صاحب نے فوراً چند مسلمان بھرتی کر لیے کہین کہین شورش برپا ہوئی کئی جگہ قتل کی واردات واقع ہوئین سب کا تدارک قرار واقعی کیا گیا۔ ۲۵ جون کو لفٹنٹ [illegible] کی فتح کی خبر آئی جسکی خوشی مین توپون کی شلک ہوئی۔ میجر صاحب نے ریذیڈنٹ کو لکھا کہ [illegible] مین امن امان قائم رکھنے کے لیے دو سپاہ بھیجے مگر ان پاس سپاہ کہان تھی جو وہ بھیجتے۔ ۲۷ جولائی کو ایک جاسوس جو فقیر کے بھیس مین تھا پکڑا گیا وہ سپاہ کو اغوا کرتا تھا کہ انگریزون کو پنجاب سے باہر نکال دین۔ اس فقیر نے اقرار کیا کہ مین مولراج کا ملازم ہون اور مین نے [illegible] دوست محمد خان کے پاس بھیجا تھا کہ امیر پنجاب سے انگریزون کے نکالنے مین اس کی امداد کرے تو اس کے عوض مین ملک پشاور امیر کو دیدیا جائے گا۔ دوست محمد خان نے یہ کہکر [illegible] کیا کہ مین برٹش کا دوست ہون اور آئندہ [illegible] خط و کتابت کرنی نہین چاہتا۔ ۱۰ اگست کو اس فقیر کو پہانسی دیدی گئی غرض اب سارے ملک مین بغاوت پہیل گئی۔ ۶ اگست کو جارج لارنس صاحب نے سکھون کے گورنر اور [illegible] سکھ [illegible] ان کے کام افسرون کو جمع کرکے ملاقات کی اور ان سے مخاطب ہو کر یہ کہا کہ آپ صاحبون کو چاہیے کہ خیرخواہی و وفاداری مین ثابت قدم رہین اور پنجاب مین جو آپ ہی کے مہاراجہ کی سلطنت ہے اسکا باقی رکہنا آپ ہی صاحبون اور سکھون کی فوج کے اختیار مین ہے اگر آپ صاحب نمک حلال رہے تو تمام خوف و خطرات جاتے رہین گے اور اگر آپ بیوفائی اور بدخواہی کرین گے تو پھر کسی طرح پنجاب کی خود مختاری اور آزادی نہ بچ سکیگی۔ ان سردارون نے اس تقریر کے جواب مین اپنی اور فوج کی نیک خواہی و ہواخواہی نیک اندیشی اور وفاداری پر ثابت رہنے کا وعدہ کیا اور [illegible] خوشنودی ظاہر کیا۔ جب سردار چتر سنگھ نے میجر صاحب کے

منافقانہ خط وکتابت کی پشاور مین بغاوت کے دبانے کے لیئے فوج بھیجنے کا وعدہ کیا۔ پشاور کی فوج نے چڑھی ہوئی تنخواہ مانگی وہ میجر صاحب نے ادا کی مگر باوجود اس کے تمام فوج فساد پر آمادہ ہو گئی اور یہہ معلوم ہوا کہ شب کے آٹھہ بجے سکھہ کی جمعیتون کا یہہ قصد ہے کہ رزیڈنسی پر حملہ آور ہون۔ مگر یہہ خبر صحیح نہین نکلی۔ میجر صاحب نے سلطان محمد خان بارک زئی کو لکھہ بھیجا کہ اپنے آدمیون کے ساتھہ جو لائق کار ہون حاضر ہو۔ چنانچہ وہ تھوڑی دیر مین ایک سو ساٹھہ سوار اور سات سو سپاہی ساتھہ لیکر حاضر ہوا جس سے مخالفین کو ایسا خوف ہوا کہ تھوڑی دیر انہون نے اپنے ارادے مین توقف کیا۔ چترسنگہ کا ایک خط پکڑا گیا جس سے معلوم ہوا کہ سلطان محمد خان جسپر سر ہنری لارنس نے بڑے احسانات کیئے تھے اور ایک قیدی سے جاگیردار بنایا تھا اسنے سب احسان فراموش کیئے وہ چترسنگہ کی سازش مین شریک ہو گیا اس زمانہ مین چترسنگہ گورنر ہزارہ نے اپنے علاقہ مین علم بغاوت بلند کیا اور بنون اور پشاور کی سکھہ سپاہ کو اپنی مدد کے لیئے طلب کیا اب تک پشاور کو تو میجر لارنس نے سنبھالا مگر بنون کی سپاہ چترسنگہ سے جا ملی۔ کچھہ پہلے سے دوست محمد خان نے یہہ دیکھہ کر کہ پنجاب کی بغاوت کے دبانے مین انگریز کچھہ حرکت نہین کرتے یہہ سمجھا کہ انہین قوت نہین ہے اسلیئے وہ اپنے قدیمی دشمنون سے مل گیا کہ پشاور اسکو پھیر دیوین اور اسنے اپنی سپاہ خیبر کی راہ سے بھیجدی کہ وہ ان کے مذہب کے سخت دشمنون کے ساتھہ متفق ہو کر انگریزون سے لڑے جنکے ہتھیارون نے چند سال تک اسکو سلطنت سے محروم رکھا تھا چترسنگہ نے پانچ ہزار پیدل اور چھہ سو سوار اور سولہ توپین نوشہرہ مین بھیجین مسٹر ایبٹ اور لفٹنٹ نکلسن نے حتی المقدور چترسنگہ کی پیش قدمی کو روکا مگر انکی فوج بجز چند نو بھرتی کے مسلمان سپاہیون کے دشمن سے جا ملی اس لیئے یہہ افسر بھی مجبوری واپس چلے آئے۔

اکیسوین ستمبر کو پشاور مین خبر آئی کہ شیر سنگہ لشکر سمیت مولراج سے جا ملا جس سے خوف وخطر زیادہ ہوا میجر صاحب نے اول اپنے بال بچے و میم صاحبہ کو کوہاٹ روانہ کیا جہان دوست محمد خان انسے بہ تواضع پیش آیا اور انکو یقین دلایا کہ تمہاری سب طرح محافظت کی جائیگی۔

۲۴ ستمبر کو میجر لارنس نے گورنر جنرل کا اشتہار مشتہر کیا کہ سکھہ سردارون کے علاقے ضبط کیئے گئے جس سے بڑی کھلبل ہل چل پڑی تو اسی روز میجر صاحب نے اٹک جانے کے لیئے ایک ایلچی بھجانہ

جانے کا حکم دیا کہ وہاں جاکر چتر سنگھ کا مقابلہ کرے کہ وہ دریا کے پار ہونے کا قصد نہ کرے اس توپخانہ کی روانگی میں کوئی مزاحمت نہیں پیش آئی ۔

بنوں میں کرنیل ہومس اور اور یورپین افسر بھی سکھوں کی فوج کے ہاتھ سے مارے گئے تھوڑے دنوں کے بعد فتح محمد خان ٹوانا جسکو میجر ایڈورڈس نے بنوں کا حاکم مقرر کیا تھا اسکو قلعہ دلیپ گڑھ میں سکھوں کی سپاہ نے گھیر لیا سکھوں نے ملک محمد خان سے کہا کہ اپنے تئیں اور قلعہ کو حوالہ کرے فتح خان نے اپنی سپر اور تلوار لیکر حکم دیا کہ قلعہ کا دروازہ کھول دو پھر وہ باہر گیا اور اسنے للکار کر سکھوں سے کہا کہ مجھے کتے کی طرح نہ مارو اگر تم میں سے کوئی آدمی ایسا ہو کہ وہ دسیوں کے برابر ہو وہ میرے سامنے آئے سکھ سپاہی چلاتے ہوئے اسپر لپکے کہ یہی وہ ہے کہ جسنے ہمارے کنور پشورا سنگھ کو قتل کیا تھا اب ہم تجھکو ماریں گے اسپر گولیوں کی باڑ چلا کر مار ڈالا میجر ایڈورڈس صاحب لکھتے ہیں کہ اس نے بڑی بہادری و شرافت سے اپنے وعدہ کے پورا کرنے میں جان دی اس نے جس قلعہ کی محافظت کا وعدہ کیا تھا اسکی دہلیز پر جان دی جس سے میرے دل میں اسکی محبت اور احسان مندی کی قدر و منزلت ایسی پیدا ہوئی کہ وہ اور ہندوستانیوں کی محبت و احسان مندی کی قدر و منزلت سے زیادہ تھی جنسے سنہ ۱۸۴۸ و ۱۸۴۹ع کی لڑائیوں میں میرے دل میں وفاداری پائی تھی انگریزوں کی مخالفت کا وہ طوفان اٹھا کہ والی کشمیر بھی برٹش گورنمنٹ کی طاعت میں مذبذب ہو گیا ۔ بنوں کے سرکش ہو جانے سے چتر سنگھ کو یہ جرأت ہوئی کہ وہ سپاہ کے ساتھ نکلسن اور ایبٹ سے لڑنے آیا وہ اپنی نئی بھرتی کی سپاہ سے عہدہ برآ ہو سکے مگر ہربرٹ صاحب پشاور سے مستحکم قلعہ اٹک کے بچانے کو کمک لایا جس نے سکھوں کو کچھ دنوں تک اس قلعہ پر قبضہ نہ کرنے دیا ۔ میجر لارنس اور ان افسروں کی جو ان کے ساتھ تھے حقیقت حالت بڑی نازک ہو رہی تھی میجر صاحب نے اپنی دانائی اور فرزانگی سے سپاہ کو اپنے قابو میں رکھا مگر آخرکار ان کو کوئی اور چارہ نہ رہا کہ وہ سلطان محمد خان کی حفاظت میں کوہاٹ کو چلے گئے ۔

اسوقت پیشتر اسکے کہ چتر سنگھ پشاور میں داخل ہو سلطان محمد خان نے شہر سے باہر جاکر اس سے ملاقات کی چتر سنگھ نے اس سے وعدہ کیا کہ اگر میجر لارنس کو مع اہل و عیال وہ اسکے حوالہ کر دے تو پشاور کا وہ گورنر بنا دیا جائیگا ۔ سلطان محمد خان اس بات پر راضی ہو گیا اور میجر لارنس پشاور میں

بلایا و میجر صاحب کو کوہاٹ مین چھوڑ کر پشاور روانہ ہوئے اور پشاور سے چند میل کے فاصلہ پر چتر سنگھ سے ملاقات کی ہر ایک سردار نے ان کو نذر دی اور بارہ توپون کی سلامی اُتاری میجر صاحب نے اس اپنے اعزاز و احترام کو چتر سنگھ سے کہا کہ بے معنی ہین مین تو ایک قیدی ہون اسپر چتر سنگھ نے کہا کہ آپ سے کوئی نزاع و تکرار نہین ہے ہم آپ کے اور آپ کے بھائی کے نہایت ممنون ہین کہ ہمیشہ ہمارے ساتھ بھلائی کی ہے آپ کو اپنے ساتھ رکھنا اپنے نفع کے لیے ہے ہم آپ کی عزت ایسی ہی کرین گے کہ گویا آپ ہی پشاور کے گورنر ہین - غرض اس طرح سے میجر صاحب مع اہل و عیال چتر سنگھ کے معزز قیدی ہو گئے -

اکتوبر کے آخر مین ہربرٹ نے اٹک مین ایبٹ و نکلسن و ٹیلر نے دریاے سندھ و جہلم کی مرتفع زمینون مین اپنی بہادری سے انگریزی رعب داب کا اثر لاہور سے باہر باقی رکھا اور ملتان کے آگے جنرل وش کا کیمپ تھا - نکلسن صاحب تو گھوڑے پر سوار ہو کر پٹھان سوارون کے ساتھ لاہور روانہ ہوئے اور ہربرٹ صاحب اٹک کے قلعہ سے جو دغا بازون سے بھرا ہوا تھا بچ کر نکل گئے -

افغانون کا ہزارہ پر تسلط

جارج لارنس نے لفٹنٹ ہربرٹ صاحب کو اٹک مین نکلسن صاحب کی جگہ بھیجا تھا یہ مقام بڑا اہم بات ان دریاے سندھ کے پایاب مقام مین ہے وہان یہہ معلوم ہوتا تھا کہ افغانون کا حملہ ہونے کو ہے اور چتر سنگھ نے ہزارہ مین علم بغاوت بلند کر رکھا تھا انہون نے سات ہفتہ تک اس اجاڑ قلعہ کو اپنے قبضہ مین رکھا اس مین ان پاس تھوڑی سی سپاہ افغانون کی تھی جس نے کہا کہ جس وقت دوست محمد خان یہان آئے گا تو ہم آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائین گے - جب یہہ امیر آ گیا تو انہون نے یہہ سمجھ کر کہ ہمارے کل اہل و عیال امیر کے قبضہ مین ہین صاحب ممدوح سے کہدیا کہ اب ہم آپکے لیے کچھ نہین کر سکتے تو انہون نے قلعہ کو چھوڑ دیا

خصائل ایبٹ صاحب

ان صاحب کا حال تعجب سے خالی نہین وہ زمانہ حال مین بھی جنپر آنکھین لگائے رہتے تھے حکام بالا دست نے انکی لیاقتون مین ہمیشہ غلط فہمی کر کے انکی قدر شناسی نہین کی - وہ بڑے مہر دل اور شیر دل تھے انہون نے سرہنری لارنس کے خصائل کو ایسی خوبی کے ساتھ بیان کیا ہے کہ ان کے کسی اور دوست نے نہین بیان کیا وہ ہزارہ مین اپنا مقام رکھتے تھے جہان کے باشندے

وحشی اکھڑ تھے اطاعت کرنی نہیں جانتے تھے ایک وقت میں سکھوں کی دس پلٹنیں یہاں ان کے محکوم رکھنے کے لیے بھیجی تھیں وہ ان کے زور ظلم وستم سے کبھی مطیع نہیں ہوئے مگر وہ صاحب ممدوح کی پدرانہ شفقت کے زیادہ ہوگئے اور انکے حامی و مددگار ہوگئے - صاحب ممدوح نے بہت مہینوں تک سری کوٹ کے قلعے کو اپنے قبضے میں رکھا اور چتر سنگھ کی سپاہ سے مقابلہ کرتے رہے - جنگ کے آخر میں انہوں نے اس قلعہ کو چھوڑا - اس کے بعد جو پانچ برس یہاں فرماں روا رہے تو انہوں نے ان وحشی اور پراگندہ حال باشندوں کو پنجاب کے اور سب ضلعوں سے زیادہ خوش حال بنا دیا اگرچہ ان کے حسن خدمات کا صلہ گورنمنٹ نے نہیں دیا مگر انہوں نے اپنے ساتھ رعایا کے دلوں کے گرویدہ ہونے کو گورنمنٹ کے صلہ سے زیادہ گران بہا جانا - اور اس ضلع کی رعایا سے بہت برسوں کے لئے جدا ہوگئے تو وہ اس تصویر کو دیکھ کر جس کو چھوڑ گئے تھے فرزندانہ محبت سے کہتے تھے کہ اسی ہمارا باپ بیٹھ کر ہم سب بیٹوں کو شیریں زبانی کیا کرتا تھا - یہ بات بالکل سچ ہے کہ جس آدمی میں شیر کی سی دلاوری اور عورت کی سی نرم دلی اور بچے کی سی سادگی ہوتی ہے تو وہ بہت ہی کم اپنی صداقت اور راستبازی سے محروم رہتا ہے -

جب اڈورڈس صاحب ڈیرہ جات سے ملتان گئے ہیں تو صاحب ممدوح کو اپنی جگہ مقرر کر گئے انکو جس کام کی ضرورت پڑی اسکو انجام دیا انہوں نے اپنے ذلیل پٹھانوں کی نو بھرتی سپاہ سے سرحد کو سکھوں کی سپاہ سے خالی کرالیا نواب ٹونک سے توپ کا قرضہ مانگا خود انکو دستخط دے لیا اور اس سے قلعہ لکی کا محاصرہ کر لیا جس میں سکھوں کی دو پلٹنیں اور دس توپیں تھیں اور سکے گولے اور بارود نہ تھے تو پتھر کے گولے بنا کے ان ہی شکستہ توپوں سے چلائے سپاہ میں ایک گروہ نہ تھا اور نہ کمک نے کی امید تھی مسلمانوں کی آبادی میں گھرے ہوئے تھے ایک سپاہ دوست نرم کی راہ سے کام لیتے تھے والی تھی سکھ جاتی تھی مگر باوجود ان باتوں کے کبھی ہٹنے کا خیال ہی نہیں کیا ایک مہینے کے محاصرہ کے بعد قلعہ کو لے لیا - اسکو اپنا مطیع بنا لیا جس کے لیے ان وسند کے خلاف پا انگریزوں کا قبضہ ہوگیا - صاحب ممدوح کو ستارہ انتخاب مل گیا اور وہ ضلع ہندوستان کے حاکم ہوگئے اس وجہ سے سنہ ۱۸۵۹ء میں ویسٹ منسٹر ایبی میں وہ دفن ہوئے جہاں جس قبرستان بڑے نامور آدمی ہو کے لیٹے ہیں

[illegible]

جان لارنس

نکلسن کوک ایسٹ ان لیک نے بھی اچھے اچھے کام کیئے۔

جب ملتان کا ہنگامہ برپا ہوا تو انہون نے گورنر جنرل کو جالندھر کے برگیڈیر لاہور کے رزیڈنٹ پر سخت تقاضا کیا کہ فوراً لڑائی شروع کرنی چاہیئے ورنہ سارے پنجاب مین سرکشی کی آگ لگ جائیگی معلوم نہین کہ کس سبب سے انکی رائے سے اتفاق نہین ہوا اور وہ نتائج جو انہون نے بیان کیئے تھے نہین مانے گئے۔ انکو بڑا شوق تھا کہ وہ ملتان بھیجے جائین مگر بغاوت اُسی روز سب جگہہ پھیل گئی کہ انکو ملتان سے زیادہ جالندھر کی خبرگیری کرنی پڑی اور ملتان کے جاسوس انکے قریب آ گئے وہ جانتے تھے کہ پنجاب مین سب جگہہ سرکشی کا اثر جالندھر کے دوابہ اور فیروزپور پر ہوگا اسکے لئے انہون نے تیاریان شروع کین۔ اب ہم لکھتے ہین کہ ان کی منصبی حالت کیا تھی۔

یہ صوبہ دو سال سے کچھ زائد دنون سے انگریزون کے قبضہ مین آیا تھا یہہ زمانہ ان کامون کے لیئے بہت تھوڑا تھا کہ جری وجید سپاہی جنہون نے انگریزون سے لڑنے کے لیئے ہتھیار اُٹھائے ہون صلح جو اور امن پسند بنا لیئے جائین۔ پرانے انتظام کی خرابیان جڑ پیڑ سے اکھیڑ دی جائین اور اُسکی جگہہ نئے انتظام کے بہتر دستور اور پاکیزہ قانون کی جڑ جما ئی جائے اگرچہ لارنس صاحب لاہور جانے کے سبب سے اکثر یہان سے غیر حاضر رہے مگر وہ ان کامون مین کامیاب ہوئے اور وہ اپنی ان ریاضتون سے متمتع بھی ہوئے۔ یہ نا ممکن ہے کہ ایک گورنمنٹ کا نظام دور کیا جائے اور اسکی جگہہ دوسرا انتظام قایم کیا جائے اور بہت سخت گیری اور نہایت تشدد نہ کیا جائے اس تغیر مین گورنمنٹ کے ہزارون اعلے عہدہ دار و ذی منصب اپنے جاہ و منصب سے بالضرور محروم کئے جاتے ہین امن و عافیت کے ہو جانے کے سبب سے سینکڑون سپاہیون کا رزق چھین جاتا ہے صدہا جاگیردار اور معافی دارون کی اچھی یا بری حکمرانی کے حقوق تلف ہو جاتے ہین۔ جان لارنس کی طبیعت اس طرح کی تھی کہ اگر کسی کام کرنے سے ضروری اتضافاً فائدہ عام ہو تو وہ اسکے کرنے مین خاص آدمیون کے نقصان پر ذرا خیال نہین کرتے تھے۔ تعجب تو اس بات پر ہے کہ ایسی حالتون مین ناراضمندی اسقدر زیادہ نہ تھی جسقدر شکرگزاری ان تبدیلیون کی کم تھی جو انہون نے فرزانگی و اعتدال کے

سیاہ لین نہین - بہت سخت سرکشیان اور دنگے فساد اسلیئے نہین ہوئے کہ وہ ہوا جو باغیون
مگر گردن کو زخمی کرتا تہا اتار دیا جائے بلکہ وہ بہت تھوڑے ہوئے اور بُری طرح ان کی حمایت
کی گئی اور وہ جلد بآسانی فرو ہو گئی -

جالندھر کے دوابہ مین سپاہ اس کام کے لیئے کافی نہتی جسکی توقع تھی کہ کرنا پڑیگا خود جالندھر
مین چار بیڑے ہندوستانی اور ایک گورے کی رجمنٹ تھی کچھ نہ آئین سوار تھے اور ایک توپخانہ
تھا اس کے سوا اور ہندوستانی سپاہ کے دستے تھے جو مختلف مفید مقامات پر جیسے کہ
ہوشیارپور اور کانگڑہ مین مقیم تھے اور دو مقامی جنگی پولس کی سپاہین تھین جن مین
سکھ اور پہاڑی راجپوت بھرتی تھے وہ جان لارنس کے بہت کام کرتے تھے اور ان کے
حکم کے اشارہ پر چلتے تھے یہ کل سپاہ اس صوبہ دوابہ کی حفاظت وحراست کے لیئے تھی
اور ان مین سے بہت سے باری دواب مین جنگ کے زمانہ مین بلائے گئے تھے
نکلسن صاحب کے مارے جانے کے بعد ایک یا دو ہفتے کے اندر مئی مین طوفان اٹھا وہ
سرحد کے پرے سے یہان بھی آیا ملتان سے یا سوات سے آکر پہاڑی اضلاع مین
گشت کیا اور وہان کے باشندون کو بغاوت پر آمادہ کیا اور ان کو ترغیب دی کہ اسکے سارے
حقوق بسبب اتفاق کے بحال ہو جائین گے - اس زمانہ مین بھائی مہاراج سنگھ بھی یہان نمودار ہوا
وہ ایک گرو تھے جو اس سازش مین کہ لاہور مین رزیڈنٹ کی آنکھون کے سامنے ہوئی تھی
شریک تھے اور وہ جب القتل ٹھہر چکے تھے وہ اپنے تقدس کو کام مین لائے اور بیاس کے
شمال مین کئی سو اپنے چیلے جمع کر لیئے اسکی حرکتون سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اسکا ارادہ یہہ تھا
کہ جالندھر کی چھاونی پر حملہ کرے مگر دریا کے پایاب مقامات کی نگرانی اس کی ندی کی نگہبانی کرتی
تھی وہ چناب کی طرف چلا گیا وہان ان مسلمانون نے جنکو یہہ معلوم ہو گیا تھا کہ سکھون کی عملداری
سے انگریزون کی عملداری اچھی ہے اسپر حملہ کیا اور اسکو اور اسکے سینکڑون چیلون کو پانی مین
ڈالدیا یا جیسا کہ سکھنے مین آیا تھا ایسا کیا گیا کہ وہ اپنی مشہور سپاہ سمیت پانی کے اندر
... کیا مگر گرو جی کی قسمت مین کتے کی طرح مرنا لکھا تھا وہ اپنے جادو کے زور سے کہین یہان
سے وہان نمایان ہوتے تھے جب تک کہ انکو ... صاحب نے گرفتار کیا ...

اگست کے آخر مین دوسری یورش ہوئی ایک چھوٹی سی پہاڑی ریاست نورپور تھی اسکے وزیر کے بیٹے رام سنگھ نے آوارہ گردون کا ایک گروہ جمون کے پہاڑون سے بلاکر جمع کیا اور راوی سے عبور کیا اور شاہپور کے قلعہ کو لے لیا اور دھوم مچا کے اشتہار دیا کہ انگلش راج رخصت ہوا اور خود نورپور مین فرمان روا بن بیٹھا چارلس سانڈرس ڈپٹی کمشنر ہوشیارپور جو ایک مستقل ہوشمند حاکم تھے فشر کے غیر آئینی سوارون کو لے بھاگ کر عین مقام پر جا پہنچے اور ان کے پیچھے مسٹر بارنس صاحب ڈپٹی کمشنر کانگڑہ اور خود جان لارنس کمشنر بھی آموجود ہوئے اور سپاہ زیادہ ہو گئی اور ۱۸ ستمبر ۱۸۴۸ء کو نورپور حملہ کر کے لے لیا بہت لوٹ ہاتھ لگی اور رام سنگھ مشکل سے سکھون کی سپاہ مین جو رسول مین تھی بھاگ گیا۔

یکم نومبر کو خبر آئی کہ سرحدی قلعہ پٹھان کوٹ کو ایک ہزار مفسدون نے جو باری دوآب اور کشمیر مین جمع ہوئے تھے محاصرہ کر لیا ہے - یہہ قلعہ بڑا تھا سپاہ اس مین تھوڑی تھی صرف کانگڑہ کے پچاس سکھ اور تھوڑے سے پولس کے آدمی اس کے محافظ تھے سکھون سے کچھ بعید نہین تھا کہ وہ قلعہ کو مفسدون کے حوالہ کر دین اہل قلعہ کے لیئے پانچ روز کی خوراک اور میگزین تھا ایسی حالت مین خوف کا ہونا لازمی تھا۔ ہربٹ صاحب رات بھر سفر کر کے قلعہ نشینون کی کمک کے لیئے پہنچ گئے اور مفسدین کو بھگا دیا وہ دینانگر مین سکھون کی سرحد مین چلے گئے۔ جان لارنس نے بھی رات بھر سفر کیا اور بیاس کے پار گئے اور سرکشون کو سوتے ہوئے جا پکڑا اور انکو پراگندہ اور منتشر کر دیا۔ جان لارنس اپنی رپورٹ مین لکھتے ہین کہ ان کے ساتھ کے سکھون نے کو جانتے تھے کہ سکھون سے لڑنے جاتے ہین اپنی بڑی مستعدی اور عالی حوصلگی ظاہر کی یہہ یاد رکھنا چاہیئے کہ میدانی رعایا جیسی انگریزی عملداری سے خوش تھی ایسی ہی پہاڑی رعایا اس سے ناخوش تھی۔ پہاڑی راجہ اپنے پرانے حقوق کے جاتے رہنے سے بڑی آزردہ خاطر اور دل شکستہ تھے شعلے جنسے دہوان نکل رہا تھا وہ ایک ہی وقت مین سب طرف بھڑک اٹھے۔ کوہستانی ملک کی دوسری انتہا پر کسی طرح جسر کے راجاؤن نے علم بغاوت بلند کیا اور نیز انہین اپنے سارے پرگون کے مقامات پر اور پاس کے قلعون پر قبضہ کر لیا اور نومین اس خوشی مین چھوڑ بین کہ انگریزی راج جاتا رہا اسی زمانہ مین

جی سون کے راجہ نے پہاڑوں میں اور دتارپور کے راجہ نے اور اناؤ کے بیدی نے میدان
میں سرکشی اختیار کی۔ لارنس صاحب نے سپاہ کے دو حصے کر کے ایک کو بیز صاحب کے
ماتحت کیٹوچ کے راجاؤں کے مقابلہ میں بھیجا اور خود پنجو سکھ رجمنٹ میں لیکر جی سون کے
وادی میں ارب کیشوں کے دبانے کے لیے روانہ ہوئے دونوں مہموں میں پوری فتح ہوئی۔
بیز صاحب نے بھی اپنے دشمنوں کو گرفتار کیا اور انکے قلعوں کو لے لیا۔ لارنس صاحب نے
بھی یہی کیا اور پھر تھوڑی سی سپاہ کے دو حصے کر کے ایک حصے سے ایک پہاڑ پر قبضہ کر لیا
جسپر دشمن قابض تھا دوسرے حصے سے قلعہ کو منہدم کر دیا اور دونو راجہ تک ہاتھ آ گئے۔
اناؤ کا بیدی بڑا خوفناک دشمن تھا اسکے پاس [illegible] میدان میں تھا وہ بڑا
اولوالعزم مرد تھا سکھوں کا [illegible] رتبہ [illegible] سے [illegible]
ہیں اپنے بھائی کو [illegible] کر بہ جاہ و منصب پایا تھا اور اس سبب سے انگریزوں سے [illegible]
عداوت رکھتا تھا کہ انہوں نے [illegible] سرکشی کو [illegible] ہاتھ [illegible] سے
[illegible] انکے ساتھ لڑنے سے انکار کیا [illegible] انکے ساتھ [illegible] سے
لڑنے کے لیے [illegible] ان کے ساتھ [illegible] سنگھ
[illegible] سنگھ کے [illegible] میں چلا گیا [illegible] سب سے [illegible]
[illegible]

مذہبی تعصب کے سکھون سے لڑایا۔ ان ہی کی جوتی ان ہی کے سر پر لگائی اب ہم پھر چیلیان والی لڑائی کی طرف رجوع کرتے ہین۔

کبھی انگلستان مین ہندوستان سے کسی لڑائی کی ایسی کاری منحوس خوفناک خبر نہین گئی تھی جسپر وہان کے آدمیون کا غصہ بیچ بے ٹھکانے آیا ہو پہلے آزمودہ کار سپہ سالار کی تمام عادات گذشتہ اور ذاتی شجاعت و دیانت اور سارے اوصاف جمیلہ صفات حمیدہ تمام غیظ و غضب طیش مین فراموش ہوگئین اور سینا ترین انگریزون کو آخر ان مین جب گذشتہ غصہ اترا تو آئندہ خوف چڑھا وہ اس خیال سے کانپنے لگے کہ خوفناک دشمن ایسے جنرل سے جو ٹھیا چپس ناقابل خود وخود رائے ہے لڑائی لڑنے آئے تو سب لڑائیون کی سرتاج ہوگی غرض اس جنگ کی خبر ولایت مین اعلی گورنمنٹ کو پہنچی تو ایک عام پریشانی خاطر ہوئی اور تمام ملک مین کل افسران جنگی نے ڈیوک ڈلنگٹن سے لیکر ادنے افسرون تک (انکی) نالکھون چڑھائی اسکو جنرل گوف کی بدسلیقہ اور بے ترتیب جنگ آرائی پر محمول کیا اور نیپیر صاحب کی تقرر کے لیے غل مچایا۔ یہ فاتح سندھ نہایت عجلت کے ساتھہ ہندوستان بھیجا گیا کہ وہ ان خرابیون کا تدارک کرے جو جنرل گوف سے ہوئی ہین اور سکھون کے ساتھہ لڑائی کو ہنرمندی اور سلیقہ شعاری کے ساتھہ ختم کرے لیکن جلدی اور تیزی اور گرمی بالکل وقت اور فاصلہ کو معدوم نہین کرسکتی گو بہت پیر دلاور جو بہت سی لڑائیان لڑا تھا اور بہت سی فتح حاصل کین تھین اپنے عہدہ سے دفعتہ معزول ہوا مگر اس نے اپنے سفید بالون کی شرم رکھنے کے لیے بہت جلد نہایت عزت و حرمت کے ساتھہ جنگ کو ختم کردیا۔ چیلیان والا کی خونریزی سے سپاہ کا اپنے سپہ سالار پر اعتماد و بھروسہ کم ہوگیا تھا مگر اسکے لڑنے والون کی ہمت جرأت مین لرزش نہین آئی تھی ان مین وہی ہمت مردانہ فتح حاصل کرنے کے لیے چلی جاتی تھی اس جنگ نے برٹش سپہ سالار کو جانخراش سبق پڑھاکر غمزدہ و دانشمند سپہ آرا بنادیا۔ ابھی ان کے قائم مقام نے انگلنڈ سے پیٹھہ پھیری نہ تھی کہ جنرل گوف نے ایک جنگ عظیم الشان مین وہ فتح پائی کہ نہ نیپیر نہ ولنگٹن اسکی جگہہ یہان آنکر اس سے کامل اثر پیدا کرنے مین سبقت لے جاسکتے تھے۔

کمانڈر انچیف کے کیمپ مین مولراج کے حوالہ کرنے کی خبر پر سب کے کان لگے ہوئے تھے کہ

وہ کب آتی ہے چلیانوالا کے منحوس حادثہ کے بعد لارڈ گوف اپنے مقام کو مستحکم کر رہے تھے
اور ملتان سے کمک آنے کے انتظار میں بیٹھے تھے جب قلعہ ملتان انگریزوں کو حوالہ کیا گیا تو
بارہ ہزار سپاہ کو فراغت حاصل ہوئی جسکو جنرل وش ساتھ لیکر بہت جلد جہلم کے کنارے پر آگئے
جنے گوف صاحب کی سپاہ کو بڑھا دیا گلاب سنگھ نے جسکو انگریزوں نے کشمیر کا مہاراجہ بنایا تھا
دس ہزار سپاہ بھیجی گو اسکی سکھوں کے ساتھ وفاداری میں تذبذب ہو گیا تھا مگر اپنی سیاست
سے نہیں چوکا اپنے لیے ایسا موقع رکھا کہ جو جانب غالب ہو اسکی طرف ہو جائے شیر سنگھ
جنرل وش کے قریب آنے کی خبر سنکر وزیرآباد کی طرف بڑھا اسکا مقصد یہ تھا کہ چناب سے
عبور کرکے لاہور جائے لیکن انگریزی سپاہ لاہور بھیجی گئی کہ وہ اس سمت میں اس کے بڑھنے
کو روکے اور چناب کے پایاب مقام پر قبضہ کرلے اس سپاہ نے سکھوں کو چناب سے
عبور کرنے کو روک دیا اس طرح روکنے سے شیر سنگھ گجرات میں مقیم ہوا جہاں اس سے اسکا
باپ [illegible] آ ملا اب ایک بڑی لڑائی قریب ہونے لگی [illegible] ان سب لڑائیوں سے مختلف
رنگ رکھتی تھی [illegible] سکھوں کے [illegible] سے [illegible] میں تھیں اس میں ایک
عجیب حیرت انگیز تماشا تھا [illegible] افغانوں [illegible] عداوت چلی آتی تھی
وہ [illegible] انگریزوں سے [illegible] جنگ آزما ہوئے سکھوں [illegible]
اور [illegible] دوست محمد خان
[illegible] سکھوں کے ساتھ ایسی صورت میں شریک ہوا کہ جس میں [illegible]
فتح [illegible] انجام [illegible] شامت [illegible]
[illegible] دوبارہ
[illegible] جائے [illegible] افغانوں کی سپاہ لیکر [illegible]
[illegible] فتح ہو گیا [illegible] اکرم خان کو
[illegible]
[illegible] تاریخ [illegible] جنگ [illegible]
[illegible]

تھی کہ جسکو گورنر جنرل نے بڑے زور شور سے یہہ کہا کہ یہہ پہلی دفعہ ہے کہ سکھ اور افغان پرے باندھ باندھ کر انگریزون کی قوت سے لڑنے آئے ہین یہ موقع ایسا تھا کہ ہم اپنے سب اسباب و وسائل کو جو ہمارے پاس ہون دکھائین ہتھیارون کی بزرگی ایسی نمایان کرین کہ وہ ہر دشمن کو ڈرائین اور دفعتہً ان کی صف بندی کو توڑ کر انکے پوچ ہونے کو ہلاک کرنے سے ثابت کرین یہ فتح اپنی اس موقع کے سبب سے اور دشمن کے مقابلہ کے سبب سے قابل یادگار ہے وہ فتح کامل حاصل ہوئی اعلے درجہ کی امید خاطر خواہ برآئی اس مین کچھ مبالغہ او فضول نہین ہے اور نہ مراسلہ لکھنے والون نے اپنی غرض کے سبب سے ڈینگ اور شیخی کی ہے - یہہ لڑائی گجرات مین ہوئی تھی جہان با دشمن چلا گیا تھا لارڈ گوف نہایت تحمل و تامل سے ایسی جنگ عظیم لڑے جیسی کہ لڑنی چاہیئے ان کے لشکر جرار کا ہر ہتھیار موثر و کارگر ہوا ہر ایک اپنی موزون جگہہ پر تھا اور آپس مین ایک دوسرے کا مددگار تھا اور اپنی شان و شوکت دکھا رہا تھا - صبح کے اجالے سے کچھ پہلے توپون کی مار مار رہی یہان بنگالی توپخانہ نے جو اپنی کارپردازی مین مہلک کاریگری دکھائی وہ کہین اور نہین دکھائی تھی سکھ سپاہ بڑی مستقل تھی اور خوب اپنے ہاتھون سے کام کرتی تھی مگر انگریزی توپون سے وہ برابر آگ برستی تھی کہ جسکے سامنے دشمن نہین ٹھہر سکتے تھے - دوپہر کو دشمن میدان جنگ سے ابتر و پریشان ہو کر بھاگے ان کے مورچے چھن گئے ان کی توپین اسباب حرب و خیمے ڈیرے مع سامان سب لیئے گئے ان کے بھگوڑے گروہونکا فتحمند تعاقب کرتے تھے دوپہر کے بعد سے انہون نے اپنے بھاگنے سے سخت سزا پائی - سپاہ مظفر و منصور کی جانون کا نقصان بہت کم ہوا - اس جنگ گجرات مین لارڈ گوف پاس بیس ہزار سپاہ اور سو توپین تھین جنسے سکھون کی پچاس ہزار اور ساٹھ توپون پر حملہ کیا - ان کے صلاح کار سر جان چیپ انجنیر اور ان کے داماد سر پیٹرک گرینٹ تھے انہون نے جب تک کہ توپون نے جن مین انگریزی سپاہ کی قوت تھی اپنا پورا کام نہین کیا سپاہ کو متحرک نہین کیا - جناب جہلم کی پہلی لڑائیون نے لارڈ گوف کو سبق پڑھا دیا تھا کہ انہون نے اپنے لشکر کی صف آرائی کی ترتیب کو میدان جنگ مین بدل دیا تھا سکھون کی توپون کو جب انگریزی توپون نے بند کر دیا تو پھر پیادون کی لڑائیان شروع ہوئین اور سکھون کا

پچاس ہزار سپاہ نے خوب بہادرانہ مقابلہ کیا۔ ۱۰ فروری کو سورج کے ڈوبنے سے پہلے
۶۵ توپیں اور بہت سے اسلحے اور علم اور میگزین کے انبار استادہ خیمے ہاتھ آئے۔
پاری دوآب کے اور گجرات کے باہین طرف ایک بارک انگریزوں کی ہاتھ میں آئی اور خود
شہر کے اندر کئی سو سکھ مقید ہوئے اگرچہ سکھوں کی جانوں کے نقصان کا شمار نہیں ہوا مگر
مفروروں کی تعداد کئی ہزار اشخاص ہوئی۔ بہت سے بہادر سکھ توپچی اپنی توپوں کے پاس مرے ہوئے
پڑے تھے۔ انگریزی توپخانہ کی آتش فشانی وہ غضب کی تھی کہ کوئی گولانداز کا سلامت جان بچ کر
نکل نہیں جاتا تھا۔ فتحمندوں کی طرف ۹۶ مقتول اور ۷۰۰ مجروح ہوئے۔ لڑائی چند روز پہلے
میجر جارج لارنس کو شیر سنگھ گجرات میں اپنی چھت پر لے گیا اور اپنے لشکر کی شان و شوکت
بہت دکھا کر پوچھا کہ ایسے لشکر جرار سے لڑائی میں کیا سپاہ جیت سکتی ہے تو میجر صاحب کی
زبان سے بے اختیار یہ نکلا کہ ایسی دو لاکھ سپاہ سے بھی لڑائی کے دن ہمارے لشکر کے
مقابلہ میں کم کچھ فائدہ نہیں حاصل ہوگا۔ شیر سنگھ اپنی ساری چیزیں ہوتے لڑائی کے
دونوں میں لگا [illegible] کیا [illegible] غالب۔ اسکی سپاہ [illegible] کے پیچھے جنرل گلبرٹ بھیجے
[illegible]
[illegible]
[illegible] پنجاب سے [illegible]
[illegible]
[illegible] کے
[illegible] پنجاب سے خارج [illegible] سکھوں کا
[illegible] شیر سنگھ
[illegible]
[illegible] کا میں بھیجا
[illegible]
[illegible] جنرل کے [illegible]

اپنے ہتھیار رکھ دیئے اُسوقت بڑا حسرتناک اور عبرتناک یہہ واقعہ تھا کہ سکھون نے اپنے تئین ضبط
کرکے تلوارین توڑہ دار بندوقین زمین پر پھینک کر ڈھیر لگا دیئے اور انکو سلام کیا ...
رہے مگر جب انہون نے گھوڑے دیئے تو وہ انکو بار بار پیار کرتے اور تھپکتے تھے ...
تھے کہ تمہاری بہادری سے ہمنے میدان جنگ مین فتحین پائی ہین ...
بھائی ہین اُن کو لپٹتے تھے اور اپنے تئین ضبط نہین کر سکتے تھے آنکھون سے آنسو بہتے
تھے اور کہتے تھے کہ آج رنجیت سنگھ مر گیا ۔ انگریزی افسر ان کو ایک روپیہ دیتے تھے جسکو وہ
جیب مین ڈال کر اپنے بل چپ سے وہ آئے تھے جاتے تھے ۔ اس فتح کا حاصل یہہ تھا کہ کل
پنجاب اور پشاور مع اُن روسے سندھ کے خالصے لارڈ ڈلہوزی کے قبضہ ...
آگئے ۔ انکو نہ کوئی عام یا خاص دلائل اس ملک کے بالکل مالک ہونے سے ...
تھی ایک یا دو سال بعد انہون نے ایک سرکاری مراسلہ مین یہہ لکھا کہ مجھے یہہ موقع ہاتھ لگا ہے
کہ مین اپنی رائے بڑی متانت اور غور و خوض کے ساتھ ظاہر کرتا ہون کہ اس صحیح دانشمندانہ
پولیسی کا اختیار کرنا برٹش گورنمنٹ پر واجب ہے کہ ملک و آمدنی ملک کے بڑھانے کے جو آ
موقعے ہاتھ لگین ان مین تساہل و تغافل نہ اختیار کرے لیکن یہہ تفرقہ حق یا ناحق ضروری یا غیر ضروری
مصلحتاً یا غیر مصلحتاً بہت سی ہندوستانی ریاستون کے حق مین زہر قاتل ہوا لیکن پنجاب کی ...
مین ان کے عام قاعدہ کا استعمال مصلحتاً و ضروری حق تھا سکھون نے بغیر ... کے
انگریزون پر دو دفعہ حملہ کیا دوسری دفعہ حملہ مین متواتر دغا بازی اور احسان فراموشی ...
عداوت کا الزام لگایا جاتا ہو اول تو یہ قضا کی اندرونی ضعف کی تقویت دینے کا تجربہ ...
سے لارڈ ہارڈنگ اور لارڈ ڈلہوزی اور ہنری لارنس اور جان لارنس نے کیا مگر ...
کامیابی نہین ہوئی ۔ انگریز ... بغیر اپنی خوشی کے سردارون کی خوشامد اور ...
انہون نے جب انکی اس ... کو نا منظور ... ان سے دغا بازی کی ...
تیار ہوئے اور پھر انکی گرمجوشی اور بہادری ... قدر دانی سے انگریزی ...
خوف پیدا کیا جسوقت مسلح دشمن جنگ سے فرار ہوا اسی وقت لارڈ ڈلہوزی نے پنجاب ...
آئندہ کے لیے فیصلہ کر دیا کہ لوگون کو اس ... تردد نہ ہو ۔ ۳۰ مارچ کو فیروزپور ...

ہندوستان میں یہ اشتہار جاری کر دیا کہ پنجاب سے سکھوں کی عملداری بالکل برخاست ہوئی
لارڈ ہارڈنگ کے عہدنامہ کو جو سطر سرحم سے پڑھتا سکھوں نے توڑا اور زیادہ تر ان کے سرداروں
نے اپنے جرائم صغیرہ پر انگریزی افسروں کے قید اور قتل کرنے کے جرائم کبیرہ کا طرہ لگایا جنرل [illegible]
کو انہوں نے مقتول کیا تھا اس سے سرتابی کی اور انگریزوں اور ان کی حکومت کے غارت
کرنے کے لیے دہشت ناک خونریز لڑائی کا اشتہار دیا اب گورنمنٹ ہند پر بسبب خوف [illegible] اپنی
رعایا کی محافظت و سلامتی کے لیے واجب تھا کہ وہ یہ معلوم کرے کہ وہ تمام اس رعایا کو مطیع و
مغلوب بناسکے جن کی بابت گورنمنٹ ان کے مطلب تابع بنانے کی مدت سے تاب نہیں
[illegible] ہوتی [illegible] سزا ارتکاب جرائم سے باز نہیں رکھ سکتی اور [illegible] ہوشیارانہ خوف ان کو
بیہمہ صلح رکھ سکتا ہے - مہاراجہ معزول کیا جائے گا اسکی سب عزت سے تعظیم و تکریم کی جائیگی
اور جن سرداروں کا رویہ و طریقہ نیک ہے وہ اپنا منصب و جاہ و مال بدستور رکھینگے اور ان
سرداروں کی تمام جاگیریں و مال و اسباب ضبط کیا جائے گا جنہوں نے ہمارے مقابلہ
میں ہتھیار اٹھائے ہیں ہر شخص خواہ کسی مذہب و ملت کا ہو وہ اپنے مذہب سے موافق کام
کریگا بشرطیکہ وہ اپنے ہمسایہ کے مذہب کے حقوق کا بھی پاس و لحاظ کرے [illegible] مستحکم نظام
جو انگریزی عملداری میں ہے [illegible] کیا جائے گا - [illegible] ہے کہ کل رعایا پنجاب کی [illegible] ہے
کہ وہ اپنے تئیں گورنمنٹ کے حوالہ کریں [illegible] نیک خواہوں پر [illegible] ترقی ہے اور بدخواہوں کو ہمیشہ ضرورتہ
اس کی صورت میں سزا دیتی ہے -

لارڈ گوف تو اپنا کام پورا کر چکے اب [illegible]
[illegible] کام [illegible] میں [illegible] - ایک [illegible]
جو [illegible] کی [illegible] کرنے کا
ارادہ [illegible] کیا [illegible]
ایسا تھا کہ [illegible]
اپنی [illegible]
اختیار کیا اس کے [illegible] انہوں نے [illegible] نے تو انہیں

سلامت رکھنے کا قصد کیا مگر انہون نے خود اپنے تئین سلامت رکھنا نہ چاہا۔ انگریزون نے
اول ایک طریقہ پھر دوسرا طریقہ اس امید مین اختیار کیا تاکہ پنجابیون کی مستحکم گورنمنٹ قائم ہو جائے
کہ وہ اپنی رعایا کو فرمان بردار بنا سکے اور وہ اپنے ہمسایہ کی سلطنتون کے ساتھ آشتی و صلح کے ساتھ
رہ سکے ۔ انگریزون کی اول ہی سے پالیسی ایسی تھی جو بالکل زیادتی و دراز دستی سے خالی تھی ۔
اس مین کوئی شائبہ حرص و آز کا یا جاہ طلبی یا اولوالعزمی کا نہ تھا مگر اس کی سکھون نے کچھ قدر
نہ جانی اور نہ وہ کامیاب ہوئی کل نظام فنا ہو گیا اب ایک [illegible] کے ہاتھ مین
تھا کہ آئندہ پنجاب کے مشکل سوال کو حل کرے اسکی رائے مین [illegible] اس وقت کے
لئے مناسب ہو سوا اسکے نہ تھی کہ پنجاب انگریزی عملداری مین الحاق کیا جائے پس آپ نے
ایک اشتہار دیدیا کہ رنجیت سنگھ نے جس سلطنت کو بنایا تھا اب وہ برٹش گورنمنٹ کی حکومت
مین آگئی بہت تھوڑے ہی لوگ اس مین چون و چرا کر سکے کہ یہ حکم تدبیر کی اور انصاف کے موافق
نہین ہے ۔

لاہور مین آخر دربار کیا گیا اور فیصلہ انگریزون کے احکام کم عمر راجہ اور ان سردارون کے روبرو جنہون نے
کھلی بغاوت نہین اختیار کی تھی پکار کر پڑھے گئے اور پھر ان شرائط کا کاغذ پیش کیا گیا جس مین یہ
شرط تھی کہ برٹش گورنمنٹ چار لاکھ روپیہ سالانہ سے کم اور پانچ لاکھ روپیہ سالانہ سے نہ زیادہ کم عمر مہاراجہ
اور اسکے کنبے کو دیگی جب تک کہ وہ انگریزون کا خیرخواہ و فرمانبردار رہے گا اور یہ اسکو
اختیار ہے کہ جہان چاہے وہان رہے ۔ اس تغیر کا ہونا دلیپ سنگھ کی خوش نصیبی تھی جو
سکھون کے سلطنون مین پیدا ہوا تھا اب اس حالت مین اس پاس دولت بہت تھی امن
و عافیت مین بالکل تھا تمام فکرون اور اندیشون سے آزاد تھا اور سب سے بڑی برکت
اسکو یہ حاصل ہوئی کہ نجات دینے والا مذہب ملا (یعنی عیسائی ہو گیا) وہ اپنی بارہ برس کی
عمر مین گورنر جنرل کی ولایت مین آیا یعنی اسکا وارڈ ہوا [illegible] سپاہ کے اسسٹنٹ سرجن جنکا
نام پیچھے سر لوجن ہوا راجہ کی تربیت و تعلیم کا منتظم مقرر ہوا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ کم عمر سکھ شہزادہ
ایک عیسائی جنٹلمین اور ملکہ معظمہ کا درباری اور [illegible] کا اشراف مالک زمین ہوا ۔
لیکن اس آخر فقرہ کی نسبت ایک صاحب نے لکھا ہے کہ جب مہاراجہ دلیپ سنگھ نے عیسائی

مذہب سے انکار کردیا تو یہ اوپر کا فقرہ اسپر صادق نہیں آتا جب لارڈ ڈلہوزی نے پنجاب کو
انگریزی عملداری میں الحاق کیا ہے تو دلیپ سنگھ بارہ برس کا لڑکا تھا اور گورنر جنرل اسکے ولی تھے
انگریزی سپاہ اسکے لیئے اس کے طرف سے لڑی۔ بغاوت جب کا [illegible] فتح پنجاب میں ہوا
وہ اس کی نالیاقت کے سبب سے نہیں ہوا بلکہ انگریزی افسران کی نالیاقت کے سبب سے
جنکے حوالہ کیا گیا تھا [illegible] ریذیڈنٹ کری صاحب کے سبب سے پس اب [illegible] ہے
کہ دلیپ سنگھ [illegible] کا [illegible] خلاف کی بنا پہنچی ہے۔ وہ تو محض بچہ تھا
اسکا ملک اسکے بے خطا ہونے کے باوجود انگریزی عملداری میں الحاق کر لیا گیا سوا اسکے انگریز
ایک وظیفہ اسکا [illegible] میں حیات [illegible] کیا گیا [illegible] سنگھ نے جو کچھ
بالفعل کیا اسکی میں [illegible] ہرگز نہیں [illegible]
کی ماں اور رنجیت سنگھ کی بیوہ رانی [illegible]
اپنی سازشوں سے [illegible] کی مخالفت [illegible]
قبل از وقت بوڑھی ہوگئی آنکھوں میں [illegible]
اس [illegible] سے [illegible] ہونے سے [illegible]
میں جو اسکی کوشش [illegible] جوانی [illegible] کے سبب سے [illegible] گئی

ایک [illegible] وقت [illegible] [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
اعتبار سے [illegible]
[illegible]
[illegible]

جب دلیپ سنگھ [illegible]
[illegible]

کوہ نور بھی تھا جو لنا و شجاع سے مہاراجہ رنجیت سنگہ کو ہاتھہ لگا تھا اسکو لارڈ ڈلہوزی نے ملکہ معظمہ کی نذر مین لنڈن بھیجدیا۔

پنجاب گورنمنٹ کو لارڈ ڈلہوزی نے بغیر انگلنڈ کے خاص احکام کے ضبط کرلیا اور اپنے اہل وطن کے خطابون کے ملنے کی پہلے ہی سے سفارش کی پارلیمنٹ اور ملکہ معظمہ نے بہت دریا دلی سے خطابات قابل یادگار دیے۔ دولو ہوس نے ملتان اور گجرات کے فاتح کا شکریہ ادا کیا اور ڈیوک ولنگٹن اور سر جان ہوب ہوس نے اڈورڈس وایبٹ ولیک اور بہت نوجوانون کی خاص تعریف کی جنہون نے ایسے کام کیے تھے کہ وہ انکے اہل ملک کے سرمایہ فخر و ناز تھے اول ڈلہوزی کو مارکویس کا اور لارڈ گوف کو وسکونٹ کا خطاب ملا گلبرٹ صاحب اور ٹھیکرول صاحب کو گرینڈ کروس اوبتھ کا اور کیمبل وچیپ ویلیر کو نائٹ کمانڈر اور گوف کے کپتانون کو کمپنی مین اوف اڈر کا خطاب ملا۔

جنرل وش فاتح ملتان کو بھی وہی خطاب ملا جو کیمبل یا چیپ کو ملا تھا ان خطابون کے ملنے مین ایبٹ صاحب بدنصیب رہے جنرل کورٹ لنڈ جو سکھون کے ملازم تھے انکو گورنمنٹ نے نوکر رکھہ لیا نیک خواہ نواب بہاول پور کو ایک لاکھہ روپیہ کا ملک ملا اور وہ تمام خرچ سپاہ ملا جو اس جنگ مین اسکا ہوا تھا اور اڈورڈس کے آٹھہ عمدہ کارگزار افسران کی پنشن مین اضافہ ہوئی اور انکی سپاہ کی بھرتی کے دو ہزار آدمی انگریزی سپاہ کی ملازمت مین داخل ہوئے شیخ امام الدین بھی جسنے اول ملتان کی فتح مین اور بعد ازان گلبرٹ صاحب کی شیر سنگہ کے تعاقب مین مدد کی تھی انعام سے محروم نہین رہا۔

سفیر مولچتر سنگہ مع اپنے دو بیٹون شیر سنگہ و عطر سنگہ کے وزیر آباد مین لارڈ گوف پاس آیا ۷۔ اپریل کو انکی نسبت یہ فیصلہ ہوا کہ تمام انکی جاگیر ضبط کی جائے گذارہ کے لائق زمین انکو دیجائے کہ وہ اپنے گانون اٹاری مین زندگی بسر کرین اور تمام ہتھیار دیدین اور اپنے سپاہیون کو موقوف کردین اور اپنے گھر سے تین چار میل سے باہر نہ جایا کرین اور اور غیر مشہور امیری طرح اپنے گھرون کو بھیجے گئے سنہ ۱۸۴۹ء مین یہہ محدود آزادی اسیری کے قریب پہنچ گئی پہلی اکتوبر کو شیر سنگہ کے گروہ اور لال سنگہ کے گروہ نے امرتسر مین اور حاکم رائے نے

سیالکوٹ پر پہنچ کر [illegible]

لاہور میں اور بعد ازاں فورٹ ولیم میں جو [illegible] بھیجے گئے اور وہیں انکی زندگی ختم ہوئی۔

اس سازش کی تحقیقات کی رپورٹ ایک خاص کمیشن کے سپرد ہوئی اور ۲۲ جون کو [illegible] ہوئی تھی اور [illegible] ثابت ہوا پھانسی کا حکم دیا گیا مگر وہ [illegible] جلاوطنی سے تبدیل ہوا مگر اسکو جلد [illegible] جس کے سبب سے قید کی زندگی سے موت کا آنا بہتر ہو گیا۔

پنجاب کے فتح ہونے سے ہندوستان کی لڑائیوں کا سلسلہ ختم ہوا [illegible] کے دور سے [illegible] جو جنگ افغانستان سے شروع ہوا تھا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے جو ہندوستان کے نقشہ میں [illegible] کمپنی کی عملداری کے [illegible] [illegible]

باب [illegible]

[illegible]

شاذونادر ہی اعلے درجہ کی لیاقت ہوتی ہے اور اوروں نے بھی اسپر یہہ اعتراض کیا کہ وہ متناقض و متضاد عنصرون سے مرکب ہوتا ہے وہ اپنی پیدائش ہی کے دن سے اپنے اوپر ملامت کرتا ہے اسکے اندر خود ہی تفرقہ کے بیج بوئے ہوتے ہین اس بیان مین پیچ ہے مگر بہت تھوڑا سا بورڈ ایک ثالثی ہوتی ہے اس مین وہ وحدت و عجلت و اجتماع خاطر و خصوصیت نہین ہوتی جو ایک آدمی کے دل مین ہوتی ہے فرض کرو کہ جس حالت مین اس ایک آدمی کے دل مین قوت کی مقدس آتش کی کوئی چنگاری ہو تو وہ اپنے محکومون پر خوب حکمرانی کر سکتا ہے۔ اس بورڈ مین دو مختلف المزاج بھائی ہنری لارنس اور جان لارنس جمع ہوگئے جیسے آتش فشان پہاڑ خواہ کتنے ہی دنون وہ آتش فشانی نہ کرے مگر ایک نہ ایک دن اپنی بھڑاس نکالے بغیر رہ نہین سکتا بعینہ یہی حال ان دونو بھائیون کا تھا۔

یہہ خیال نہین کرنا چاہیئے کہ بورڈ تھوڑے دنون کے بعد مرنے والا تھا اس لیئے وہ مُردہ ہی پیدا ہوا تھا اس نے بعینہ وہی کام کیا جسکی اسے توقع تھی اور جو اسکے تقرر سے غرض تھی اس کے تین ممبرون سے جو کام ہوگئے وہ کسی ایک ممبر سے نہین ہو سکتے تھے تین سال تک وہ رہا اس مین اسنے بڑے کار ہا نمایان کیئے جسکا بیان ہم آگے کرتے ہین۔

اس بورڈ کے تین ممبر تھے ایک ہنری لارنس تھے جو اس بورڈ کے پریسیڈنٹ تھے ان کی قابلیت اور لیاقت سپاہیانہ و مدبرانہ مسلمات مین سے تھی وہ سکھون پر اپنا اثر جادو کا سا رکھتے ان کے اقبال کے سب قائل تھے۔ دوسرے ممبر اُن کے بھائی جان لارنس تھے جنہون نے جالندہر کی کمشنری کے انتظام مین اپنی لیاقت اعلے درجہ کی دکھائی تھی لارڈ ڈیل ہوزی سے جو فی الحال انکی ملاقاتین ہوئین تھین ان کا نتیجہ یہہ تہا کہ انہون نے لارڈ ڈیل ہوزی کے اس خیال کو کہ پنجاب انگریزی عملداری مین الحاق کیا جائے پختہ کر دیا تھا مگر ہنری لارنس لارڈ ڈیل ہوزی کی اس رائے سے مخالف تھے کہ پنجاب انگریزی عملداری سے الحاق کیا جائے ان کی یہہ تجویز تھی کہ خالصہ کی مخفی زور رکھنے والی جماعت کی حکومت سکھون کے امراکی حکومت مین تبدیل کر دی جائے اس صورت مین وہ ہماری سلطنت کے معاون ہونگے اور ہمارے محتاج رہین گے۔ آخرکو اس اختلاف رائے کے سبب لارڈ ڈیل ہوزی نے ہنری لارنس کو

پنجاب سے جدا کیا اور انکی جگہ جان لارنس کو مقرر کیا جو ان کے بھائی تھے۔ بورڈ دو ممبرون کا
ہوتا نہین اس لیے تیسرا ممبر بھی مقرر کرنا ضرور تھا وہ چارلس گریول مین سل مقرر ہوئے وہ
بڑے فلسفیانہ خیالات کے عالم تھے اور طبیعت مین قوت ایجاد رکھتے تھے اور جان لارنس
کی طرح منتظم حاکم تھے وہ عملی لیاقت ایسی نہین رکھتے تھے جیسی علمی پس جہان ان دو بھائیون کے
عملی کامون مین علمی لیاقت کی کمی ہوتی تو وہ اسکو دور کر دیتے غرض اسوقت بورڈ کے تینون
ممبر اپنے اپنے کام مین فرد کامل تھے ان سے بہتر اور ممبر نہین مقرر ہو سکتے تھے۔

پنجاب اور پنجابیون کا حال

پہلے اس سے کہ بورڈ کے کامون کی تفصیل کی جائے کچھ پنجاب اور کچھ پنجابیون کا حال
لکھا جاتا ہے۔ اب فتح سے جو نیا ملک انگریزون کے ہاتھ مین آیا تھا اسکا پچاس ہزار مربع
میل رقبہ تھا اور چالیس لاکھ باشندے ہندو مسلمان سکھ تھے سکھون کا فرقہ نیا تھا۔
دو مذہبون کے دیہات سے ایک صاف تھا سکھون کی گورنمنٹ کی قائم مقام انگریزی
گورنمنٹ ہوئی تھی لیکن پنجابی اور سکھ ہم معانی نہین ہین۔ ملک مین ایک سرے سے
دوسرے سرے تک گرو نانک اور گوبند کے چیلے آباد تھے جو پہلے سے
پنجاب کے پانچون دریاؤن کے کنارے بستے تھے مسلمانون کے آباد کیے ہوئے بہت سے
شہر تھے کچھ شہر اسلام سے پہلے کے موجود تھے جنکو ہندو خاندان کے پیرون نے
بسایا اور آراستہ کیا تھا یا گاؤن بہت سے مسلمانون کی بستیان تھین کہین کہین یونانیون اور
پٹھانون کی حکومت کے بھی یادگارون کے نشان پائے جاتے تھے۔ دہلی سے پہلے
مسلمان بادشاہون کی دار السلطنت لاہور تھا سکھون کی حکمرانی کا آغاز جب ہی سے ہوا کہ
مغلیہ سلطنت مین تنزل شروع ہوئی اور نئے مذہب کے چیلے قلع آبادی کی تلاش مین تھی۔
جیسے جیسے آبادی [illegible] کی [illegible] ایک [illegible] تھا [illegible] ان کے کھیت لہلہاتے
[illegible] مطلب [illegible] قطعات برابر چلے جاتے
[illegible] سے کہا
جاتا ہے [illegible] تھا
[illegible]

ہمالیہ پہاڑ کی چوٹیاں برف سے ڈھکی ہوئی اور نیلگون سلسلے پہاڑون کے نظر آتے تھے۔ یہہ ملک بڑا دلچسپ اور دلاویز ہے اسکے واسطے بہت سے نیک موقعے ہین وہ دفعةً برٹش گورنر جنرل کا ایک لاڈلا سب سے چھوٹی عمر کا صوبہ ہوگیا جس سے بڑی امیدین تھین۔ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات۔ بس ایسا ملک جو اسطرح سے واقع ہوا اور اسکی حالت ایسی ہو اور اسطرح کی آبادی ہو اس مین وہ پرانا انتظام نہین ہوسکتا تھا جو انگریزی عملداری کی قدیمی اضلاع مین جاری تھا گورنر جنرل یہہ بھی نہین چاہتا تھا کہ اس مین صرف ملٹری انتظام ہو انکو کسی وقت مین اپنے عہد حکومت مین کسی خاص جماعت کا اہل سیف اور اہل قلم کی طرفداری کا تعصب نہین ہوا اور وہ کہا کرتے تھے کہ کوئی وجہ نہین ہے کہ اہل قلم و اہل سیف دونو باہم مل جلکر اس صوبہ مین انتظام کرین وہ دونو فرقون کے معتقد تھے کہ ہر یک اپنے عہدہ کا کام کرے اب یہان پرجوش سپاہیون کا کام پورا ہوچکا تھا اب زیادہ تر ان سول کے حکام کی ضرورت تھی جو اپنی تجربہ کاری اور رائے صائب سے کام کرین سو انہون نے ایک مخلوط اسٹاف سول اور ملٹری افسرون کا مقرر کیا اور انتظام کے لیے ایک بورڈ مقرر کیا جسکا پریسیڈنٹ ہنری لارنس کو مقرر کیا اسوقت سر فریڈرک کری سپریم کونسل کے ممبر مقرر ہوگئے تھے۔

اس بورڈ کے تین ممبر تھے اور ان کے ساتھ سکرٹری تھے جو انتظام کے لیئے قلم کا کام کرتے تھے اور بورڈ کے احکام کو ان کے ماتحت افسرون کے پاس پہنچاتے تھے جو تمام صوبے مین پھیلے ہوئے تھے۔ لارڈ ڈلہوزی اس مزاج کے حاکم نہ تھے کہ وہ پنجاب کی ساری حکومت کو ایک شخص کے ہاتھ مین دینے کو جائز رکھتے۔ لیکن وہ سر ہنری لارنس کے حقوق عظیمہ کو مٹا بھی نہین سکتے تھے اور ان کو اسی زمانہ مین انکی خدمات سے جدا کر سکتے تھے لیکن انکی مرضی نہ تھی کہ وہ اس پاک نفس و امانت مند بہادر سپاہی کو کل معاملات کا اختیار دیدیتے۔ سچ یہ ہے کہ ہنری لارنس کی جبلت مین انصاف و اعتدال تھا وہ الحاق کرنے کی پولیسی کے بالکل برخلاف تھے وہ یہہ خیال کرتے تھے کہ ایک دفعہ اور کوشش کی جائے کہ سکھون کی سلطنت نابود ہونے سے بچ جائے اس دشواری کے سبب بورڈ کی ضرورت پڑی۔ یہہ ڈلہوزی کی طبیعت کا مقتضا تھا کہ وہ ہنری لارنس کے ساتھ اور مدبر ایسے شریک کرے کہ جو اسکے اپنے ہم خیال و ہم رائے ہون کسی حالت مین بورڈ دو ممبرون کا

نہیں ہوسکتا تھا اس لیے اسکے تین ممبر مقرر ہوئے۔ یہ بورڈ جس ساعت سے مقرر ہوا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ اسکی گردن پر موت سوار ہے۔ اس بورڈ کا انتظام یہ تھا کہ محنت منقسم رہے اور ذمہ داری مشترک ہو۔ سر ہنری لارنس کو گورنمنٹ کا پولیٹکل کام سپرد تھا جو عبارت ہے [illegible] کردہ ملک سے ہتھیار لینے میں سرداروں سے عہد و پیمان کرنے نئی پنجابی جمعیتوں کو مرتب کرنے اور [illegible] انکی تعلیم کا اہتمام کرنے میں جو گورنر جنرل کی ولایت میں آگیا تھا یہ خاص ان کے وہ وصف تھے جنہیں وہ بہت معروف سمجھے تھے۔ جان لارنس کا کام یہ تھا کہ مال گزاری کا بندوبست کریں۔ مینسل صاحب کو پنجاب کا جوڈیشل انتظام سپرد تھا۔ چنانچہ ان تینوں میں ہر ایک دوسرے کی معاونت اپنے صلاح و مشورہ سے کرتے تھے ان کے ماتحت مختلف درجے کے افسر انتظام کے لیے تھے پنجاب سات قسمتوں میں منقسم ہوا اور ہر قسمت میں ایک کمشنر مقرر ہوا اور ہر کمشنر کے ماتحت ڈپٹی کمشنر جنکی تعداد مختلف کمشنری کے کاموں سے [illegible] تھی اور ان کے ماتحت اسسٹنٹ کمشنر اور اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر تھے جو حکام جیسے منصب میں سے منتخب کیے گئے تھے وہ یورپین یا یوریشین یا ہندوستانی تھے اور جو لوگ کہ ماتحت ہوا کرتے عہدوں کے لیے منتخب ہوئے وہ ہندوستان کے چیدہ لوگ ان میں تھے۔ لارڈ ڈلہوزی کو اپنا سا اختیار اس کام میں [illegible] دیتے تھے جو ان کے روبرو پیش ہوتا تھا انہوں نے اپنے دل میں یہ بات ٹھان لی تھی کہ [illegible] سے [illegible] ہونے دیں وہ اعلیٰ عہدوں پر ان افسروں کو مقرر کرتے تھے جنکی طبیعت چست ہو اور عقل صاف ہو یا کم عمر ہوں اور [illegible] ہوں اور [illegible] عہدوں پر ان نوجوان افسروں کو مقرر کرتے تھے جو [illegible] کام کے شوقین ہوں [illegible] اور ان سے اچھے کام کرنے کی امید ہو [illegible] بیٹھے ہوئے ہوں۔ اور کسی قانون کے پابند نہ تھے۔ سب میں کام کی لیاقت کا ایک قطرہ دیکھتے تھے ان افسروں میں سے بعض تو وہ تھے جو [illegible] عالی منصب پر پہنچتے تھے اور بعض وہ تھے جو [illegible] کے عالی [illegible] لفٹنٹ گورنروں کے [illegible] رشید تھے جیسے کرنل جان نکلسن اور ڈونلڈ میکلوڈ اور رابرٹ منٹگمری تھے۔

اور ملیٹری مین فریڈرک سیکن زری اور جارج سیک گریگر ان احکام کے سوار جنکا او پر ذکر ہوا ایسے نامور رچرڈ ٹیمپل واڈورڈ تھورنٹن اور نیول چیمبرلین و جارج برنز لیون برلونگ - فلپ گولڈنی اورچارلس سانڈرس تھے سولین اور سولجر (سپاہی) پہلو بہ پہلو بیٹھکر کام کرتے تھے اور ان مین وہ رشک و حسد نہین تھا جو اپنی جماعت کا دلون مین ہوا کرتا ہے - وہ پنجاب کے انتظام کو از سر نو مرتب کرتے تھے اور اس کے انتظامی کامون کی توضیح و تفصیل کرتے تھے پبلک ورکس کے ڈپارٹمنٹ کے افسر اعلے رابرٹ نے پیر تھے جو سپہ گری اور فن انجینرنگ مین ایسا کمال رکھتے تھے کہ وہ دنیا کے اعلے انجینیرون مین سے شمار ہوتے تھے

رنجیت سنگھ کی گورنمنٹ گنواری سیدھی سادھی ابتدائی صفت کی تھی کسی آئین قوانین و ضوابط کے بے اصول تھی ایک بڑی حکومت شخصی تھی اور اس کے ماتحت چھوٹی چھوٹی شخصی حکومتین بہت سی تھین جنمین انگریزی خیالات کے موافق خطرناک ناانصافی کے دھوئین اٹھتے تھے مگر جیسی کسی طرح سے اس سے کار برآری چلی جاتی تھی جو ناانصافی ہوتی تھی وہ صریح الفہم و نامعقول ہوتی تھی اس مین سادگی یہہ تھی کہ ایک زبردست نے کسی کمزور کو اپنی مرضی اور ہاتھ سے کچلا تو اس زیادہ زبردست نے اسکا کچلا نکالا سیر کو سوا سیر موجود تھا - جو چھوٹے چھوٹے حاکم و تحصیلدار و کارندہ و اہل کار و عامل رعایا کو دباتے اور سرکار کو دغا دیتے تھے وہ خوب جانتے تھے کہ تھوڑے یا بہت دنون مین ایک دن محاسبہ کا آئیگا ان کے حساب کی جانچ زبردستی شکنجہ فرسائی کے ساتھ کی جائے گی سر جوتون کے مارے گنجہ ہوگا اور سب کھایا پیا اگلنا پڑے گا - اور بعض اضلاع مین تو سولی مزاج پوچھیگی اور گلے مین رسی ڈالیگی اس طرح سرسری فیصلہ کرنے مین نہ کوئی قانونی جھگڑا نہ کونشنس (ایمانداری) کی باریک بینی و موشگافی مانع ہوتی تھی ایسی بڑی جھوٹی بناوٹ کی باتون مین انگریزون نے کونسل ریجنسی بنا کے انتظام کرنا اور مقدمات کو پیچیدہ کرنا شروع کیا تھا جب اصل بات کو سمجھے تو ان کو ایک صاف میدان تجربون کے کرنے کا ہاتھ آیا - اب انہون نے تمام ملک کا انتظام اپنے ہاتھ مین لے لیا تھا انہون نے اپنے اصول پر عمل کرنا شروع کیا تھا -

پنجاب مین گورنمنٹ نے جو انتظام کیا وہ سکھون کی گورنمنٹ کے گنوارپن اور سادگی کے مقابلہ مین باضابطہ و باآئین و درست و صحیح تھا مگر ان کے آئینی اضلاع کے ضوابط و قوانین کے مقابلہ مین

تجویز شدنی تھا۔ منتظمین جو اہل سیف ہوں یا اہل قلم ہوں، وہ کسی خاص پیشے کے کام کرنے کے لیے
مخصوص نہ تھے ایک ہی حاکم دیوانی فوجداری اور مال کے کام کرتا تھا وہی جج تھا وہی کلکٹر اور وہی لگان کا
جمع کرنے والا، چوروں کا پکڑنے والا، ڈپلومیٹک کام کرنے والا، حفظان صحت و صفائی کے لیے
اہتمام کرنے والا ہوتا تھا۔ بعض اوقات وہ پولیس کی افسری کرنے والا اور پادری کا فرض ادا کرنے والا
ہوتا تھا۔ ایک ... بڑی خوبی تھی کہ ایسے اشخاص ... تعلیم یافتہ ... [illegible]

[illegible]

فرمان روائی کی یہ دو صفتیں اہم سمجھی جاتی ہیں کہ سپاہ قوی اور زبردست ہو اور خزانے خوب معمور ہوں۔ بلاشبہ رنجیت سنگھ کی فرمان روائی میں یہ دونوں وصف موجود تھے اسکی سپاہ کو تو رعایا کے قوائے جسمانی کی درستی نے اور مذہبی اور سپہ گری کے جوش و خروش نے ایسا قوی بنایا کہ وہ فتح پر فتح حاصل کرتے اور ملک پر ملک کو بڑھاتے تھے مگر ان فتوحات کے انتظام نے خزانہ کو بھی طرح سے معمور کیا۔ رنجیت سنگھ نے اس تحقیق کی تکلیف کو گوارا نہیں کیا کہ وہ تحقیق کرتا کہ کون اشیا پر ٹیکس لینا چاہیئے اور کونسی چیزوں پر نہ لینا چاہیئے الغرض سب چیزوں پر یکساں محصول لگایا سب کو ایک لکڑی ہانکا۔ [illegible] صنعت کی چیزیں۔ اراضی کا عشر [illegible] پیداوار [illegible] چیزیں [illegible] آرام کی چیزیں ان سب چیزوں سے محصول لیکر خزانہ کی معموری کی صفت پیدا کی۔ حاکم [illegible] جیسے کہ ملتان میں دیوان ساون مل تھا اور مقامی کارندے اہل کار خود مختار تھے کہ رعایا کو جو کچھ کریں بال کرتے تھے اور اپنا گھر مالا مال کرتے۔ لاہور کے خزانہ میں جب تک روپیہ بڑھاتے رہتے تو جو اُن کے دل میں آتا وہ کرتے گورنمنٹ کے روبرو حساب کتاب نہیں پیش کرتے۔ رنجیت سنگھ خود پڑھا لکھا نہ تھا اسکی دفتر داری [illegible] بڑی بڑی حساب تھی بخشی سپاہ حساب کی فردیں داخل کرنے کی تکلیف نہیں اٹھاتا تھا۔ جب انگریزی عملداری میں پنجاب داخل ہوا ہے تو بخشی سپاہ نے سوا ایک کے کوئی فرد حساب نہیں داخل کی تھی۔ سزائیں [illegible] جو ملتی تھیں [illegible] سیدھی سادی ہوتی تھیں چوری یا معمولی قتل کی سزا جرمانہ تھا اور سنگین جرموں کی سزائیں اعضا ناک کان۔ ہاتھ کاٹے جاتے تھے اور سب سے بڑی سزا کونچیں کاٹنا تھا یعنی ساق کی رگ ایسی کاٹنی کہ جس سے آدمی چلنے پھرنے کے قابل نہ رہے سکھوں کے ایک اٹالین خوش نصیب [illegible] اسے وٹ بال نے یہ ستم اور ایجاد کیے تھے کہ وہ رعایا سے استحصال بالجبر کرتا اور جب کوئی اسکا مقابلہ کرتا تو اسکو توپ کے منہ سے اڑا دیتا یا دھوپ میں شہد مل کے ننگا بٹھا دیتا کہ وہ مر جائے اور بعض اوقات زندہ آدمیوں کی کھال اتروا تا کہتے ہیں کہ اس سزا کی ابتدا خود اپنے ہاتھ سے اس ستم ایجاد نے کی تھی۔

جیل خانے تھوڑے تھے اور ان میں قیدی اور بھی تھوڑے تھے۔ رنجیت سنگھ کے پولس کا کام سیدھا

کردہ مجرموں کو گرفتار کرتا، جرموں کا انسداد کرتا بلکہ وہ دنگہ و فساد روکا جاتا اور ایسا کر کے سڑکوں کا استعمال کرتا۔ سڑکیں جنکو سڑکیں کہنا چاہیے بالکل نہیں تھیں لوگوں کے لے آنے و لے جانے کے لیے سرکاری سواریاں نہیں تھیں۔ پل بالکل نہ تھے۔ کوئی تحریری قانون نہ تھا اور نہ خاص منصف تھے جو عدالت کرتے سوا ابتدائی مدارس کے اور مدارس نہ تھے۔ دارالشفائیں اور خیرات خانے نہ تھے

اوپر کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ بورڈ کو کام بہت کچھ کرنے کے لیے تھا اور کیسے ہوئے کام کو ان کیا کرنا کچھ نہ تھا۔ بورڈ کا سب سے زیادہ مقدم اور ضروری کام یہ تھا کہ ملک میں امن و امان صلاحیت و عافیت کو قائم کرے اور ملک کے اندرونی فساد اور بیرونی حملوں سے بچائے۔ جن بہادر سکھ سپاہیوں نے فیروز شاہ اور چیلیانوالا کی لڑائیوں میں انگریزی سلطنت کو ہلا دیا تھا ہمت نے ۲۱ مارچ کی گجرات کی فتح سے یہ سمجھ لیا تھا کہ انگریزوں کے اقبال کا ستارہ اوج پر ہے بھی اوپر بیان ہوا ہے کہ انہوں نے اپنے ہتھیاروں اور تلواروں کو پھینک کر ایک بڑا انبار لگا دیا تھا اور ہر ایک نے اپنی جیب میں ایک روپیہ رکھ کر اپنے گھر کی طرف رجعت کی تھی جہاں سے وہ آیا تھا۔ بہت تھوڑے باقی تھے جو انگریزوں کے خیرخواہ جنکا مرتبہ بلند رہے تھے۔ انگریزوں کے بلانے سے مع اپنے ہتھیاروں کے لاہور میں حاضر ہوئے۔ ان میں جو بوڑھے و ضعیف تھے انکی پنشن مقرر ہوئی باقی کو ان کی مدت کی چڑھی ہوئی تنخواہ دی گئی اور ان کو اجازت دی گئی کہ انکی مرضی ہو تو وہ انگریزی سپاہ میں بھرتی ہو جائیں۔

اس طرح سکھوں کی سپاہ برخاست ہوئی۔ اب آبادی کا بے ہتھیار کرنا باقی تھا تاکہ ان کو تخت جرائم اور فساد پردازی کے لیے کوئی ترغیب نہ رہے جو بیشتر ہتھیاروں کے رکھنے سے ہوتی ہے۔ [illegible] کی تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ نیم وحشی اور وحشی قومیں اپنے پاس ہتھیار رکھنے کو اپنا حق سمجھتی ہیں اور اسی حق کو بڑا عزیز رکھتی ہیں اور ہتھیاروں کا پہننا بیشتر دلاوری کا علامت کے لیے بھی ضرور ہوتا ہے لیکن پنجاب میں عرصہ دراز سے امن و امان کی [illegible] قائم نہیں ہوئی بسبب [illegible] فساد [illegible] ضرورت [illegible] تھا۔

پنجاب [illegible] کے بعد سارے ملک میں اشتہار دیا گیا کہ سب رعایا اپنے ہتھیار [illegible] حکم کی تعمیل و اطاعت کی گئی۔ ہر ایک قسم و ہر [illegible]

ایک لاکھ بیس ہزار ہتھیار جمع ہوگئے جنمین سے بعض ایسے تھے کہ انکا پہننا جیساکہ پہننے والے کے لیئے مضر تھا ایسا دشمن کے لیئے نہ تھا۔ اسکندر کے زمانہ کے ہتھیار تین صدی پیشتر حضرت عیسیٰ کے اور انیسوین صدی کی توپین اور بندوقین لوگون نے حوالہ کین۔ ہزارہ کے کوہستانی اور ان رود سندھ کے باشندے ہتھیار دینے سے معاف کیئے گئے اس لیئے انکا بے ہتھیار کرنا سرحدی قومون کے ہاتھ سے انکا شکار کرانا تھا۔ غرض اب سب جگہہ صرف انگریزی ہی ہتھیار اپنی چمک دمک دکھاتے تھے

اب نا محض ملک کا یہہ فرض تھا کہ ملک کی محافظت کرین جو اپنی قدرتی محافظین یا مفسد پردازون سے محروم ہوگیا تھا۔ اب خوفناک سرحد کی محافظت کا یہہ انتظام کیا گیا کہ پانچ رجمنٹین سوارون کی اور پانچ رجمنٹین پیادون کی اسی ملک کے آدمیون مین سے بھرتی کی گئین جنکی نسلین مختلف قسم کی ہندوستانی و پنجابی اور مسلمان تھین۔ اس سپاہ مین بہت خوشی سے سپاہی بھرتی ہوگئے اور وہ بالکل بورڈ کے ماتحت کردیئے گئے۔ لارڈ ڈیل ہوزی کی راے مین پنجاب کی سلامتی کے لیئے وادی پشاور کی محافظت بڑی اہم و بہتم بالشان تھی۔ اس لیئے انہون نے دس ہزار آدمی کی سپاہ مقرر کی جن مین تین ہزار گورے تھے۔ اس تدبیر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اہل یونان کی اس ضرب المثل کو خوب سمجھے تھے کہ شہر دیوارون سے نہین بنتا ہے بلکہ آدمیون سے لیکن بورڈ پاس آدمی تھوڑے تھے اور پہاڑ سخت دشمن پاس تھے بعض جگہہ سرحد سے دو میل سے بھی کم فاصلہ پر تھے ان کے لیئے یہ تجویز کی گئی کہ سرحد ہزارہ سے ڈیرہ اسماعیل خان تک جو دشت نامک حصہ ہے اس کی محافظت کے لیئے بڑے قلعے بنائے جائین جو حملون کی برداشت کرسکین اور ان کے نیچے وادی ٹونک سے سندھ تک چھوٹے چھوٹے حصارون کا ایک سلسلہ بنایا جائے جسکے اندر دو حصارون کے درمیان بارہ میل کا فاصلہ ہو اور ان سب قلعون اور حصارون کے درمیان سڑکین بنادی جائین کہ جنپر سپاہ کی آمد و رفت آسانی سے ہو غرض یہہ انتظام ایسی خوبی سے کیا گیا کہ پنجاب پر کبھی حملہ باہر سے نہین ہوا۔

جب ملک بے ہتھیار ہوگیا اور سرحد کی محافظت ہوگئی تو اب بورڈ کا یہہ کام تھا کہ انسداد جرائم کے لیئے اور مجرمون کی گرفتاری کے لیئے انتظام کرے۔ ان مقاصد کے حاصل کرنے کے واسطے

پہلے تو صرف پٹیا ہیں تھیں جنپر اونٹ رسند چلتے تھے اب وہان سڑکین بنا دی گئیں جنپر سوار گشت کرتے تھے سب سے زیادہ اچھا یہہ انتظام تھا کہ سراغ رسانون سے مدد لی جاتی تھی جنمین یہہ کمال تھا کہ وہ پاؤن کے کھوجون پر سراغ لگا کے دور دور مویشی اور چورون کو پکڑ لیتے تھے اور چورون پر جرم ثابت ہوکر انکو سزا ملتی تھی۔ اس مویشی کی چوری سے بدتر ڈکیتی تھی جسکے دور کرنے مین لیدڑو کو بڑا اہتمام کرنا پڑا اسکے ابتدا مین ڈکیتی ہی کرتے تھے جب وہ بڑھے تو انکی ڈکیتی بھی بڑھی۔ وہ بڑا کامیاب ڈاکو ہوتا تھا جو اپنی تلوار سے بہت دولت و مال جمع کرلیتا تھا اور اکثر وہ اسطرح سے اپنے لیئے بڑی ریاست پیدا کرکے رئیس بن جاتا تھا پس آزاد غیرہ سردار ڈاکوؤن کا سردار کسی وجہ سے اپنے پیشہ پر خجل نہین ہوتا تھا اسکی رگون مین نہایت خیلاخون بہتا تھا اور اسکو اپنے پیشہ سے اور پیشہ کو اس سے عزت حاصل ہوتی تھی۔ جب رنجیت سنگھ کے زبردست ہاتھ نے ڈکیتی کی بندش کی اور اسنے غیر ملکون کو فتح کرنے سے انکو اور بہت سے کامون مین لگا دیا تو اسکے مرنے کے بعد بدعملی اور بے انتظامی کے زمانہ مین ڈکیتی نے نئی جون بدلی جب اسکی سپاہ کو انگریزون نے موقوف کردیا تو یہہ امر مقتضائے طبع بشری تھا کہ اس سپاہ مین جو بہادر جوان اور انگریزون کی ملازمت سے ننگ و عار رکھتے ہون تو وہ اس پیشہ ڈکیتی کو اختیار کرین جو ان کی نگاہ مین معزز تھا۔ اضلاع لاہور اور امرت سر مین ایسے ڈاکوؤن کی کھیڑ لگی گر بڑی چیش بندیان کی گئین اور مناسب سزائین دی گئین تو ڈکیتی بند ہوئی امرت سر مین پہلے سال مین ۴۳ ڈاکوؤن کو پھانسی دی گئی اور دوسرے سال مین سات کو۔ غرض چند سالون مین ڈکیتی پنجاب سے بالکل نیست و نابود ہوگئی۔

ایک اور جرم ٹھگی کا تھا جو ڈکیتی سے بڑھ کر تھا۔ پہلے پنجاب مین اسکا نام نہ تھا کئی برس ہوئے کہ انگریزون کو معلوم ہوا تھا کہ ہندوستان کے اور حصون مین ٹھگی ہوتی ہے کہ اس مین سحر و جادو کو بھی لگاؤ ہوتا ہے اور مذہب بھی دخل رکھتا ہے صبر اور تحمل کے ساتھ سازشین بھی کی جاتی ہین اس مین سخت ظلم و ستم کیئے جاتے ہین ٹھگ اپنے پیشے کو ہنر سمجھ کر بڑی گرم جوشی سے سیکھتے ہین اور اس مین کمال پیدا کرتے ہین۔ یہہ اسکی صفات سب جگہہ مشہور ہوگئی تھی۔ کرنیل سلیمن صاحب اور کرنیل میڈو ٹیلر نے ٹھگون کے باب مین بڑی تحقیقاتین کین اور ان کے تمام

پولیس کے دو قسم کے بڑے گروہ قائم کیے گئے ایک گروہ انسداد جرائم کے لیے جس کا انتظام سپاہیانہ تھا۔ دوسرا گروہ مجرموں کی گرفتاری کے لیے تھا۔ انسداد جرائم کے لیے پولیس کی تعداد آٹھ ہزار تھی جس میں پیدل اور سوار دونوں تھے ان میں سے بہت سے ایسے تھے کہ جنہوں نے دربار کی حکومت پنجاب میں سکھوں کی لڑائی میں انگریزوں کے خیر خواہ رہے تھے انکی خدمت پہنچی کہ وہ [illegible] پر [illegible] بیٹھے تھے [illegible] بیانی میں [illegible] [illegible]

[illegible] کے گروہوں کو جو کسی پولیس ضلع میں مقرر ہوتے تھے [illegible] جاتے تھے دوسری قسم کے پولیس میں سات [illegible] تھے جو اضلاع [illegible] ہوئے تھے وہ مجرموں کو گرفتار کرتے تھے اور [illegible] [illegible] سال [illegible] [illegible] [illegible] حالات سے [illegible] [illegible]

[illegible]

داؤن گھاتون سے آگاہی حاصل کی اور انکی کوئی بات چھپی نہین جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ [illegible]
ٹھگی کا زہر پنجاب مین ہندوستان سے گیا پنجاب مین جب ڈکیتی موقوف ہوگئی اور ٹھگون کے
پاس اور جنگل مین لوگون کی لاشین ملین تو معلوم ہوا کہ انگریزی عملداری مین جان لینے کا کوئی اور
نیا طریقہ ایجاد ہوا ہے ۔ مردے تو اپنی کہانی کہتے نہین اور ہندوستان کے ٹھگ اپنے ہنر مین
ایسے کامل ہوتے ہین کہ وہ کام کو ادھورا چھوڑتے نہین اس لیے کسی ٹھگ کا اصل حال کھلتا نہین تھا
مگر آخر کو ایک بہت بڑے جتھے کے ٹھگ سردار نے سمجھ کر چھوڑ دیے تھے اصل حال بیان کیا اور ٹھگون کی گرفتاری
کے لیے بڑے بڑے انعام مقرر کیے گئے اور ٹھگ کی طرف سے شہادت دینے کے واسطے گواہ کا
جرم معاف کیا گیا اور ایک خاص افسر ٹھگی کی تحقیقات کے لیے مقرر کیا گیا [illegible]
آدمیون کے مارنے کی فہرست داخل کی اور ایک دوسری فہرست ٹھگون کی شائع ہوئی اور اوس
مقام پر [illegible] ہوئی ٹھگی کے اقراری مجرم انگریزی افسرون کو جنگلون مین کوسون لے جاتے تھے
اور فقط اپنی یاد سے راہ چلتے کسی درخت کو سامنے لیتے اور جا بجا زمین کھدوا کے [illegible] ان کو نکلوا کے
دکھاتے ایک جگہ مین ۳۰ قبرین کھودکر لاشین دکھائین - ایک صاحب نے ایک ٹھگ سے
پوچھا کہ تم نے کتنے آدمیون کو مارا ہے تو اسکو اپنے پیشے پر ایسا فخر تھا کہ [illegible]
کہا کہ صاحب آپ کو بھی یاد ہے کہ کتنے جانور [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

دو سو قیدی تھے اب انگریزی عملداری مین بجز اُن قیدی تھے ہر قیدی بجائے اسکے کہ ان کے عضا
کاٹے جاتے یا بازارون مین کسی زنجیر سے جکڑے ہوئے بٹھائے جاتے یا کسی خشک کنوے
کی تہ مین اُتارے جاتے - ان کی تادیب و تعلیم ہوتی تھی سخت مشقت لی جاتی تھی مگر انکو پوشاک
اچھی پہنائی اور خوراک اچھی کھلائی جاتی تھی انکو ابتدائی لکھنا پڑھنا یا کوئی حرفہ پیشہ سکھایا جاتا تھا -

۱۸۴۹ء لغایت ۱۸۵۳ء

بورڈ نے مختلف اضلاع مین پچیس نئے جیل خانے مختلف وسعت کے اور مختلف نمونون کے
بنوائے اور لاہور مین ایک بڑا سنٹرل جیل تعمیر ہوا جس مین آلودگی اور وسعت کا بڑا خیال رکھا گیا -
بورڈ نے اپنے قانون کو جہان تک ممکن تھا پنجاب کے رسم و رواج پر مبنی کیا کسی بزرگ کا
مقولہ ہے کہ نیک رسم و رواج زیادہ اہم اور عظیم الشان بہ نسبت نیک قوانین کے ہوتے ہین -
وہی قوانین موثر و کارگر ہوتے جو رسم و رواج تغیر کرنے مین بورڈ اس مقولہ کو خوب جانتا تھا اس نے
اول پنجابیون کے کل رسم و رواج کا ایک مجموعہ لکھوایا - ان رسوم و رواج ان کو جو قطعی خراب تھے یا قابل
ترقی و اصلاح نہ تھے موقوف کیا طلاق و نکاح اور عورتون کی تذلیل سے جو رسم و رواج متعلق تھے انکو
اول تبدیل کیا پھر ان کو منظور کر لیا وراثت و تبنیت کرنے کی رسم و رواج کو بجنسہٖ تسلیم کر لیا تحصیلدار جو ابتک رسم و رواج سے خوب واقف ہوتے تھے
دیوانی کے اختیارات بھی دیدیے فوجداری کے اختیارات ان کو پہلے سے حاصل تھے —
—— ایک موضع یا مجمع موضعات اپنی ایک کچہری رکھتا تھا اگرچہ اس کے فیصلون کا اپیل ڈپٹی کمشنر
کے ہان ہو سکتا تھا مگر زیادہ مقدمات و معاملات کا انفصال اہل مقدمات کے پنچون کے احاطہ مین
ہو جاتا تھا - انگریزی ادنے اور اعلے افسر اپنی رائے سے مقدمات کا فیصلہ کرتے تھے وہ قوانین کے
پابند نہین ہوتے تھے اور مشرق مین یہہ بات زیادہ تر پسند ہوتی ہے گو اس مین غلطیان ہوتی ہین
مگر عدالت مین جو التوا ہوتا ہے وہ نہین ہوتا -
تمام دیوانی کے انتظام مین کوئی اصلاح جبتک نہین ہو سکتی کہ مالی انتظام درست نہو اور مالی انتظام مین
سب سے بڑی چیز محصول ارضی ہے محصول ارضی عبارت اس سے ہے کہ پیداوار ارضی کا
گورنمنٹ عوض کرے کہ ایک حصہ نکالے جو ہمیشہ بدلتا رہتا ہے ہندوستانی عملدارئیون مین
یہہ حصہ جنس مین ادا کیا جاتا ہے اور ہر فصل پر وہ تحصیل کیا جاتا ہے محصلین کی تنخواہ کم ہوتی ہے
اور وقت پر دی نہین جاتی تھیں اگر کاشتکار نے رشوت دیکر انکی مٹھی گرم کر دی تو انہون نے بٹائی میں

سرکار کا حصہ کم لے لیا اور اگر رشوت نہ دی تو زیادہ حصہ لیا [illegible]
محصلین کے گھر جاتا گورنمنٹ انگریزی نے یہ نظام [illegible] کیا [illegible] کے پیداوار [illegible] کا اوسط
نکالا جاتا اور پیداوار کی قیمت نرخ بازار کی اوسط نکالی جاتی [illegible] حصہ کی نسبت [illegible] کے
موافق نقد لی جاتی مگر چونکہ اس انتظام سے [illegible] کاشتکار [illegible]
تھا تخمینہ قیمت جو کیا جاتا [illegible] تیس سال میں ایک دفعہ کیا جاتا ایک سال [illegible]
[illegible] کے سبب سے کاشتکار [illegible]
[illegible]

جب کوئی نیا ملک لیا جاتا ہے اور پرانا خاندان مٹایا جاتا ہے تو اکثر یہہ واقع ہوتا ہے کہ اس انقلاب میں جو ملک مین جماعت امیر ہوتی ہے اسکے سر پر سب سے زیادہ آفت و بلا آتی ہے وہ تباہ و خستہ حال ہو جاتی ہے - جب شاخ کٹتی ہے تو پتے مرجھا جاتے ہین - گورنمنٹ انگریزی نے جمہور رعایا کے ساتھ بہت سوچ بچار کر فیاضانہ سلوک کیئے مگر جو ان کے ہاتھ سے اعلے جماعتین برباد ہوئین انپر وہ نظر عاطفت نہین کی کہ وہ پنپ کر پھر اپنی اصلی حالت پر عود کرتی - جب کبھی کوئی گورنمنٹ [illegible] نیا گورنمنٹ قائم ہوتی ہے تو اسکا یہہ میلان ناگزیر ہوتا ہے کہ وہ اعلے جماعتون کو اونے [illegible] لیکن گورنمنٹ نے یہہ دیکھا کہ اس سے پہلے جو جماعت تھی بڑی دولت مند خوب عیش و عشرت کرتی تھی اور زندگی کے سارے لطف اوٹھاتی تھی اسکو یہہ برتری و زندگی غریبون پر ظلم و ستم کرنے سے اور [illegible] سرکار کو دغا و فریب دینے سے حاصل ہوتی تھی - پس جب خراب و ضعیف گورنمنٹ کی جگہ [illegible] گورنمنٹ قائم ہوتی ہے تو اس کے لیئے ضرور ہوتا ہے کہ وہ ان لوگون کی امارت و ثروت کو مٹائے جو انہون نے ظلم کرنے سے حاصل کی تھی پس اس تبدیلی گورنمنٹ کا میلان یہہ ناگزیر ہوگا کہ ان کو نقصان پہنچائے گو انکو بالکل غارت و تباہ نہ کرے یہہ بھی ماننا چاہیئے کہ چند گذشتہ سالون سے ہندوستان مین سلطنت انگریزی کی نگاہ مین ہندوستانی امرا کی جماعت [illegible] حقیر و ذلیل ہو گئی تھی کہ وہ یہہ نہین جانتی تھی کہ گورنمنٹ یعنی سرکار اور جمہور رعایا کے درمیان کوئی [illegible] گورنمنٹ [illegible] ایسا ہی نقصان پہنچانے کا مقصد یہ کم مدعا ہو مگر ان لوگون کو بڑا نقصان پہنچا [illegible] اور قصورون کے یہہ تھی کہ انہون نے بدنظمیون کے سبب [illegible] یہہ تھا کہ انگریز جمہور انام کی رفاہ کی بڑی قوی تائید [illegible] فیاضانہ آرزو تھی کہ کمزور کو زبردست کے ظلم سے بچائین لیکن [illegible] ہے کہ وہ دوسری طرف اونسے منہ پھیر لیتی ہے اور بعض اوقات عدالت کی [illegible] آرام لاتی ہے جب پنجاب برٹش گورنمنٹ مین الحاق کیا گیا تو یہہ الحاق اسکے بڑے بڑے سرداروں کے لیئے [illegible] کا ناسور تھا پنجاب کی اول رپورٹ مین یہہ لکھا گیا کہ کوئی انقلاب عظیم سلطنت بنا بغیر اسکے نہین واقع ہو سکتا کہ اس مین بعض جماعتون کو نقصان و ضرر نہ پہنچے - جب کوئی سلطنت تباہ ہوتی ہے تو اسکے [illegible] سلطنت اور امرا پر کچھ نہ کچھ تباہی آتی ہے وہ فرقہ [illegible]

پنجاب کے [illegible] داروں اور [illegible] سرداروں کے ساتھ گورنمنٹ کے معاملات

[illegible] نہیں [illegible] ضرورت کے سبب [illegible]

اور زندگی کے عام پیشوں اور کاموں کے اختیار کرنے پر بھی جو رجوع نہیں کر سکتا [illegible]

سے حزن و ملال پیدا ہوا اور اپنے زبردست دشمنوں سے کینہ کی آگ کے سبب [illegible] بدخواہ

گورنمنٹ کیسی ہی انسانیت [illegible] کی ساعت [illegible] تباہ شدہ [illegible] کی خواہش [illegible]

میں سے ایک بھی جو کسی طرح بچا رکھے [illegible] تھے - وہ ایک [illegible] کہتے تھے [illegible]

وہ اپنے سر پر آفتوں کو لاتے تھے [illegible]

[illegible]

ہونکہ گورنمنٹ کا قوت بازو سابق سلطنت کے سلامت رکھنے مین ہو گیا اس کے انتظام کے لیئے بہتر تدابیر کی جاتی تھین اور ان تدبیرون کی تعمیل کے لیئے تدبیرون سے زیادہ بہتر آدمی مقرر کیئے جاتے تھے۔ پنجاب کا انتظام گو انگریز اپنا سرمایہ فخر و ناز سمجھتے ہین اور غیر قومین بھی اسکی تعریف کرتی ہین اسکی خوبی کو وہ لوگ بھی مانتے ہین جنکی عادت نہین کہ ہندوستان کی برٹش گورنمنٹ کی خوبیون اور نیکیون کو دیکھین۔ گورنر جنرل اس ملک مین ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھرتے تھے اور ہر چیز کو اپنی آنکھ سے دیکھتے تھے ان ہی کی خبرگیری کے سبب سے پنجاب کے انتظام کو لوگ تحریر و تقریر مین بیان کرنے لگے کہ اسکا تجربہ مین لانا وہ ان ہی کے فکر صائب کا ایجاد اور صحت عقل اور سلامت جسم کا اختراع ہے۔ لیکن یہہ کوئی نیا نظام نہ تھا بہت دنون پہلے سے اسکا تجربہ کامیابی کے ساتھ ہو چکا تھا اور ہندوستان کے اور حصون مین جاری تھا مگر وہ کبھی ایسی وسعت کے ساتھ یا ایسے اچھے ملک مین نہین کیا گیا تھا جو گورنر جنرل کا لاڈلا ملک تھا صرف اس انتظام مین لاہور بورڈ کا مقرر کرنا ایجاد تھا جو ناکامیابی کے سبب چھوڑنا پڑا۔

مالی پالیسی گورنمنٹ کی سب جگہہ فیاضانہ تھی۔ رنجیت سنگہ نے جو سینتالیس[۴۷] چیزون پر محصول لگایا تھا ان مین سے صرف بیس[۲۰] چیزون پر محصول قائم رکھنا ہنری لارنس نے ضروری جانا۔ رنجیت سنگہ پنجاب مین بہت سے مقامات پر راہ داری کے محصول لیتا تھا اگر کوئی تجارتی اسباب ملک مین ایک سرے سے دوسرے سرے مین جاتا تو بارہ جگہہ اس سے محصول لیا جاتا۔ یکم جنوری ۱۸۵۰ء کو پنجاب کے الحاق ہونے کے بعد کل محصول جو شہرون اور گھاٹون پر اور درآمد و برآمد مال پر لیئے جاتے تھے موقوف کیئے گئے اور تجارت کے سارے موانع دور ہو گئے اور اسکو اپنی قدرتی آزادی حاصل ہو گئی۔

ان محصولون کے موقوف کرنے سے آمدنی مین جو کمی ہوئی وہ اس طرح پوری کی گئی کہ آبکاری کا انتظام کیا گیا اور شراب پر محصول لگایا گیا۔ اسٹامپ جاری کیا گیا۔ بڑے بڑے دریاؤن کے گھاٹون پر محصول مقرر ہوا ضروریات زندگی مین سے صرف نمک پر محصول جاری ہوا جسپر ہمیشہ اعتراض کیا جاتا ہے مگر نمک پر محصول لگنا یہان کے آدمیون کو ناگوار نہین ہوا پنجاب مین نمک کے پہاڑ تھے ان کا سارا انتظام گورنمنٹ کے ہاتھ مین تھا محصول کی آمدنی کے انتظام کے لیئے پاس کے اضلاع سے

نمک کا آنا موقوف کیا گیا۔

ان انتظامون سے ملک کی خوشحالی کچھ بڑھی ہوئی نہین معلوم ہوتی تھی اسکا سبب کوئی گورنمنٹ کا قصور نہ تھا بلکہ یہان کی حالتون کا مقتضا وہ تھا۔ پنجاب کے الحاق ہونے کے بعد تین فصلین بہت اچھی ہوئین۔ خالصہ کے سپاہیون نے ہل اور کدال کو ہاتھ مین لیا۔ جمع مین زر مالگذاری کے کم ہوجانے سے اور ملک مین امن وعافیت کے ہوجانے سے جو پہلے کبھی ظہور مین نہین آیا تھا کاشتکارون کے بڑے بڑے جو ملے تھے زراعتی پیداوار سے بازار پٹ گئے انکے غلہ کے انبار لگ گئے گھرون کے فروخت کے لئے سامان تھے۔ کاشتکارون کو مشکل یہی کہ جمع کم ہوگئی تھی اسکو بھی ادا کرسکین انہون نے زیادہ جمع کی تخفیف کے لیئے دہائی مچائی گورنمنٹ بنا خواہ کی مسرف نہ تھی یہ دہائی مچانا خالی از منفعت نہین ہوا۔

ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ پنجاب مین جیلخانے اور بعض مدرسے بنائے گئے مگر اب ارکان زمانہ عام مورد سود کی اندام کے یہ تھے کہ سڑکین اور نہرین بنائی گئین۔ یہان ایک بے نظیر عدیل انجینیر کرنیل رابرٹ نے یہ تھے جنہون نے لاہور سے پشاور تک گرانڈ ٹرنک روڈ (شاہراہ عظیم) اور بڑی بڑی نہرون کے بنانے کے سامان کئے۔ نہرین اور سڑکین ایک دن مین تو بنا نہین سکتین مگر تیار ہوئین اور بعد ازان انکی تکمیل ہوئی۔ اسی ابتدائی زمانہ مین کرنیل نے پہلے پنجاب کی اول رپورٹ کے ساتھ ایک نقشہ چھپوایا جس مین سڑکون کا جال پھیلا ہوا تھا اس مین سپاہ کی آمد ورفت کے لیئے اور اندرونی اور بیرونی تجارت کے واسطے سڑکین اور جن سڑکون مین نشانات وشجر بنے ہوئے تھے۔ بعض سے بعض کی تجویز تھی بعض کی پیمائش ہوتی تھی بعض باغ بیل پڑ کر بن رہی تھین کھینچی تھین اس نقشہ مین ملک کے اندر سڑکون کا جال ایسا پھیلا ہوا تھا جیسے کہ انسان کے بدن مین نسون اور رگون وریشہ کا ہوتا ہے۔

پنجاب کی رپورٹ مین لکھا ہے کہ پنجاب پر تین سال سے قبضہ ہوا ہے جس مین ۱۳۴۹ میل سڑکین بن کر تیار ہوگئین ۸۵۳ میل سڑکین بن رہی ہین ۲۴۸۷ میل سڑکون کی داغ بیل لگی ہے اور ۵۱۹۲ میل سڑکون کی پیمائش ہوچکی ہے۔ پنجاب مین مغل بادشاہون کی بہت نہرین بنوائی تھین انکی گورنمنٹ نے مرمت کرائی نئی نہرون کے نکالنے کی تجویز کی سب سے بڑا بڑی نہرون کے بیان مین

سڑکون ونہرون کا بنایا جانا

کرین گے یہہ تو بڑے بڑے کامون کا بیان تھا اب چھوٹے چھوٹے کامون کا ذکر ہوتا ہے۔

پنجاب مین سکون اور زبانون کا حال بڑا گڑبڑ تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پنجاب مین کتنے پردیسی فتح کرنے والے آ گئے ہین اور کسقدر سلطنتون کے انقلاب ہوئے ہین مشرق مین ہر بادشاہ اپنی سلطنت کی نشانی سکہ کو جانتا ہے اس لیئے جو فرمان روا ہوتا ہے وہ اپنا نیا سکہ چلاتا ہے اور چلاتا ہے غرضکہ پنجاب مین ۲۸ مختلف قسم کے سکے جاری تھی۔ امرتسر و لاہور مین تیس ۳۰ کے قریب نانک شاہی روپیہ مختلف طرح کے چلتے تھے غرض ان سکون کے سبب سے تجارت مین بڑی مشکلین پڑتی تھین اور لین دین مین غریبون کا نقصان ہوتا تھا۔ گورنمنٹ نے ایسا انتظام کیا کہ سب سکون کی جگہہ انگریزی سکہ چلنے لگا۔

پنجاب مین زبانین بھی مختلف بولی جاتی ہین گورمکھی گرنتھ کی زبان ہے وہ لکھی جاتی ہے بولی نہین جاتی پھر بعض اضلاع کی زبان فارسی ہے بعض کی پشتو بعض کی پنجابی غرض کورٹ کی زبان سب جگہہ اردو قرار پائی۔

بورڈ نے تین سال مین تعلیم کے لیئے تیاریان کین سونٹ گومری صاحب نے اول دیسی مکتبون کی درس و تدریس کی تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ کل پنجاب مین سب جماعتون کے لیئے ابتدائی مکاتب تعلیم پانے کے لیئے موجود ہین اور ان مین کاشتکارون کی جماعتین بھی پڑھتی ہین کہین کہین لڑکیون کے مدرسے بھی ہین خاص کر مسلمانون کے جنمین قرآن پڑھایا جاتا ہے کچھ لکھنا اور کچھہ حساب سکھایا جاتا ہے مکتبون کے لیئے مکانات نہین ہین جھونپڑے اور مسجدین و خیمے اور بعض جگہہ بڑے سایہ دار درخت مکتبون کے لیئے مکانات ہین۔ بورڈ کے ممبرون مین یہہ استطاعت نہین تھی کہ وہ کوئی تعلیم کا سررشتہ بڑا بناتے مگر انہون نے یہہ چاہا کہ ہر ضلع مین ایک سنٹرل سکول قائم کیا جائے پنجاب مین اور ملکون کی طرح انگریزی تعلیم پانے مین تعصب نہ تھا جب انگریزی مدارس جاری ہوئے تو ان مین طلبہ بڑے شوق سے داخل ہوئے اور انگریزی زبان بڑی محنت سے سیکھنی شروع کی اور بہت سے سکھہ سردارون نے انگریزی مدارس اپنی طرف سے جاری کیئے اور روپیہ سے مدارس کی اعانت کی

پنجاب مین جنگلی درختون کے مٹنے کی ضرورت ایسی معلوم ہوئی کہ بورڈ نے حکم صادر کیا کہ جہان تک ہو سکے جنگلون کی محافظت کی جائے۔ سرکاری عمارتون کے درختون کے جھنڈ اور بڑی بڑی

سڑکوں اور نہروں پر دو رویہ درخت لگائے جائیں [illegible] مسافروں کے واسطے سایہ کا [illegible]
سامان مہیا کیا گیا۔ لکڑی کی سب سے زیادہ ضرورت جلانے کی ہوتی ہے سو جنگلوں میں سے لکڑی
کاٹنے والے جھاڑیوں اور درختوں کو اناپ شناپ کاٹ لاتے تھے اس کے لیے یہ حکم ہوا کہ
جہاں بیہ کمائی ہو وہاں درخت لگائے جائیں اور ان کی پرورش کی جائے لکڑی اور گھاس کے
جنگلوں کے لیے افسر [illegible] مقرر ہوئے۔

جو ملک ایسا ہو کہ جس کے باشندے [illegible] کا کوئی [illegible] سکتے ہوں اور [illegible] وہاں
زندگی بسر کرنے پر راضی ہوں [illegible] فصلوں کے [illegible]
کم سمجھتے ہیں اور کمتر [illegible] عمل کرتے ہیں [illegible] کی تخفیف کی [illegible] ایک
یہ تھا کہ [illegible] نے [illegible] کاشت کی جس کے سبب بازار میں اناج کی
[illegible] ہوئی اور اسی کے مناسب [illegible] کے دور کرنے کے واسطے پنجاب میں
[illegible] وغیرہ کی کاشت بڑی [illegible] کی گئی۔ ملک میں [illegible] شہتوت کے
درخت [illegible] ریشم کے کیڑوں کی پرورش کے سبب [illegible] ملک میں [illegible]
تجارت کا بازار گرم ہو گیا۔

[illegible] کے [illegible] ہوگئے جو کوڑیوں کے بیچ جڑ کے گئے
تھے [illegible] کی کاشت [illegible] میں [illegible] کے پہاڑوں [illegible]
[illegible] کے [illegible] پیدا [illegible] جس کے سبب [illegible] جاری کی جاری [illegible]
[illegible] کی [illegible] نہ تھی۔

[illegible] کم کی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] لگتے بننے لگے
[illegible] کے لیے جو وال
[illegible] کو بھی [illegible]

بلا کر عادت کے خلاف انہیں جالا کی نہ پیدا کرے۔ مگر چند سالون کی کوشش و اہتمام سے سنوار کے مارے ہوئے اضلاع میں صحت کی ترقی ہوئی۔

ان باتون مین بورڈ فقط اس بات پر راضی تھا کہ وہ مربیانہ حکومت کرے یہہ اکثر کہا جاتا ہے کہ اہل مشرق کے واسطے حتی الامکان وہ فیاضانہ حکومت شخصی نہایت اچھی ہوتی ہے جو ہر ایک کام رعایا کے لیئے خود کرتی ہے اور رعایا خود کچھہ نہین کرتی مگر دو لارنس اسکو ایک کامل گورنمنٹ سمجھنے لگے تھے ہر شہر مین انگلش مجسٹریٹ انتظام و بندوبست کی جان ہوتا ہے لیکن اسکے ہمراہ ٹوان کونسل کی گئی جسکے ممبرن کو پنجابی خود اپنے مین سے انتخاب کرتے تھے اور جب ممبرن کو اول حرکت دی جاتی تو پھر وہ بہت خوشی سے راہ مستقیم مین چلنے لگتے بس اس طرح سے میونسپل گورنمنٹ کی تخم ریزی پنجاب مین ہوئی جسکی زمین اسکی کچھہ نہ کچھہ قابلیت رکھتی تھی۔

جیسے کہ حفظان صحت کی تدابیر میدانون مین ہوری تھی ایسے ہی اسکے ساتھہ پہاڑون پر ایسے مقامات تجویز ہورہے تھے کہ جہان کی آب و ہوا صحت بخش ہو جسکو انگریزی مین سی نی ٹیریم کہتے ہین پشاور راولپنڈی و جہلم کی بڑی بڑی چھاونیون کے سپاہیون کے لیئے خوشنا کوہ مری پر مقامات صحت بخش مقرر ہوئے۔ پنجاب کی غیر اکینی سپاہ کے واسطے دریا سندہ کے پار بہار الدین کے پہاڑون دوسرا سی نی ٹیریم مقرر ہوا اور لاہور اور سیالکوٹ کی چھاونیون کے واسطے چمپا کے پہاڑون مین سی نی ٹیریم تجویز ہوا اسکا نام مجوز کے نام پر ڈلہوزی رکھا گیا۔ اسی زمانہ مین سارے ملک کے بڑے بڑے مقامون مین اسپتال مقرر ہوئے ان کے سپرنٹنڈنٹ ہندوستانی مقرر ہوئے جو انگریزی ڈاکٹری جانتے تھے مشرق مین مریضون کو تعویذ گنڈون منترون جھاڑ پھونک ٹوٹیون وسحر و جادو پر بہ نسبت نسخون اور دواؤن کے زیادہ اعتبار و اعتقاد ہوتا ہے یہہ مریضون کی خوش نصیبی اس سبب سے تھی کہ یہان طبیبون کا کال تھا۔ مگر پنجاب مین لوگ ہندوستانی ڈاکٹر سے دوا لینا قبول کرتے تھے مگر انگریز کے ہاتھہ سے نہین لیکن یقین تھا کہ جب وہ انگریزی دواؤن سے فائدہ اوٹھا لینگے تو ان کو انگریزون کے ہاتھہ سے بھی لینے لگین گے پنجاب کی برٹش گورنمنٹ اور چھوٹے چھوٹے فائدہ سے پہنچے کہ ڈاکخانے قائم ہو گئے اور باربرداری کے جانورون کو زیادہ ظلم اٹھانا نہ پڑا سائنس لی تحاسہ کی کانون کا انتظام اچھی طرح کیا گیا ملک کی جو عمارات عظیمہ بطور یادگار

تحسین انکی درست ہوئی۔ غرض مسٹر ڈی ایلس اور جان لارنس کا بڑا مقصود یہہ تھا کہ جیسے تو جو ہو سکتی ہو
دریافت کیجیے اور کسی چیز کے ذکر کرنے کے لیے عذرات نہ کیجیے۔ پنجاب کے انتظامات جو اوپر
بیان ہوئے ہیں اگر کسی کو یہہ معلوم ہوں کہ وہ کچھ نہیں ہیں ان میں کوئی بڑی شان نہیں پائی جاتی
تو اسکا جواب یہہ ہے کہ کسی نے خوب کہا ہے کہ کامل چیز ادنےٰ ادنےٰ چیزوں سے بنتی ہے
مگر کامل جتنا خود ادنےٰ چیز نہیں۔

یہہ سچ ہے کہ سلطنتوں کے حساب کتاب کی جانچ پڑتال سطحی نہیں ہوتی [illegible]
کارخانوں جیسی بھی کھاتوں کی ہوتی ہے۔ [illegible]
اور بہتر کفایت شعاری ہوتی ہے۔ باوجودیکہ ہندوستان [illegible] ملک ہے [illegible] کوشش
اور حسن انتظام سے پنجاب کی آمدنی [illegible] سال [illegible] باوجودیکہ اسکے [illegible]
میں ترقی جلدی جلدی [illegible] سے زیادہ [illegible] پہلے سال [illegible] دوسرے سال [illegible]
اور تیسرے سال میں [illegible]
اور چوتھے سال میں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

خرچ جو انگریزون پر پڑا وہ اصل مین ڈی فنس (اپنی محافظت کے لیے لڑنا) لڑائی کا تھا جسسے مفتوحین کو فاتحین نے بڑے اخلاقی فائدے پہنچائے اس مین مالی حالت کے اعتبار سے بھی بڑی کامیابی ہوئی برخلاف اسکے افغانستان کی دو لڑائیون کے جو اگریسو (زبردستی کسی پر حملہ کرنا) لڑائی تھین جن کے سبب سے قوم پر حماقت کا داغ لگا اور سوا ردولت کی بربادی کچھ اور نہ حاصل ہوا۔ جب سے پنجاب انگریزی عملداری مین الحاق کیا گیا اس کے انتظام مین بورڈ کے کامون کا نتیجہ یہہ ہے کہ ملک کے اندر امن امان قائم کیا گیا سرحد کی محافظت کی گئی مختلف سرکاری سررشتے و کارخانے درست کیے گئے۔ جرائم کبیرہ کا انسداد کیا گیا قانون فوجداری جاری ہوا جیلخانون مین تربیت و تعلیم شروع ہوئی۔ دیوانی عدالتین قائم ہوئین محصولات تشخص ہوئے زرمالگذاری جمع کیا گیا تجارت کو آزادی حاصل ہوئی۔ زراعت کو نشو و نما ہوا۔ مخازن قومی بروے کار ظاہر ہوئے۔ آیندہ ترقی کے لیے منصوبے باندھے گئے مالی آمدنی کا انتظام کیا گیا۔

سنہ ۱۸۵۳ء مین لارڈ ڈیل ہوزی نے بغیر کسی افسوس کے بورڈ کو موقوف کر دیا ان کے نزدیک اسمین کما حقہ کامیابی نہین ہوئی۔ ان کا فیصل بڑا نازک تھا کہ انہون نے پنجابی بورڈ کو توڑ دیا اور اسکی جگہہ چیف کمشنر صاحب اختیار صرف ایک آدمی مقرر کر دیا یہ گورنر جنرل کی خوشی و مرضی تھی کہ پنجاب کا انتظام کئی آدمیون کے ہاتھ مین ہونے کی جگہہ ایک آدمی کے ہاتھ مین رہے جب اس ارادہ کی شہرت ہوئی تو کوئی بنگلہ و کوٹھی و ایک چوبہ خیمہ جس مین انگریزی افسر رہتے ہون اس ذکر سے خالی نہ تھا کہ ہنری لارنس اور جان لارنس مین دیکھیں کون چیف کمشنر پنجاب مین مقرر ہوتا ہے۔ ہر بھائی کے اوصاف ایسے بیان کیے جاتے تھے کہ پہلے سے یہ فیصلہ کرنا مشکل تھا کہ کون چیف کمشنر مقرر ہوگا مگر گورنر جنرل نے جان لارنس کو چیف کمشنر مقرر کرکے اس مشکل کو حل کر دیا۔ لارڈ ڈیل ہوزی کی پالیسی الحاق ممالک کی روز روشن کی طرح عیان ہو گئی تھی جسکے برخلاف ہنری لارنس کی راے تھی اور اسکے موافق جان لارنس کی راے اب اسوقت اس بات پر کچھ افسوس نہین ہوتا کہ ایسا کیون ہوا۔ اسلیئے کہ جب غدر کا طوفان سارے ہندوستان مین مچا تو بہت ہی بہت اہم دی تھی کہ دونون بھائی اپنے ایسے عہدون پر مامور تھے جو ان کے لیے سزاوار تھے مگر اسوقت مین بہت لوگون کو افسوس تھا کہ ہنری لارنس کا نام پنجاب کے انتظام سے

اٹھ گیا جنکے سبب سے سکھون کے لوگون مین انگریزون کا رعب اب بیٹھا تھا یہ کہتے ہین ہنری کی لارنس
ان سکھ سردارون کے ساتھ بڑی ہمدردی و دلسوزی برتاؤ و رعایت کرتے تھے جنکو انگریزی عملداری
کے سبب سے پنجاب مین نقصان پہنچا تھا وہ اس بات و روش مین دریغ نہین کرتے تھے کہ انکو ملک
کی آمدنی کا ایک حصہ دیا جائے لارڈ ڈلہوزی یہ چاہتے تھے کہ ملک کی آمدنی کا اضافہ ہو
اس آمدنی کے اضافہ کرنے کا ڈھب جان لارنس کو خوب آتا تھا جان لارنس صاحب اپنے
بھائی کی محبت کے سبب اپنی محبت سے [illegible] جب ان کو
جدا کرتا تھا اسکو تو انکی خدمات کی ضرورت تھی لیکن [illegible]
کو راجپوتانہ کا رزیڈنٹ مقرر کردیا کہ وہان [illegible]
کہ پنجاب مین ہر سپاہی کا [illegible]
اب وقت یہ آگیا تھا کہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

وہ قوت الماس رکھتے تھے کہ نہ خمیدہ ہوں نہ شکستہ ہوں وہ اوروں کو بھی یہی چاہتے تھے کہ میری طرح توانا ہوں۔ جیسا وہ جو سخت کام کرتے تھے تو ان کے ماتحت افسر بھی سخت کام کرنے سے خوش ہوتے تھے وہ زندگی کے معنی ہی کام کرنا جانتے تھے وہ ہمیشہ جیسی خدا کی عبادت کرتے تھے ایسی ہی بندگان خدا کی خدمت کرتے تھے وہ پنجاب میں اپنے سارے ہم وطنوں کے لیئے ایک سچے شریف عیسائی بطور نمونے کے تھے۔

مہاراجہ کی ماں یعنی رانی جندان

ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ ڈاکٹر لوجن صاحب کو مہاراجہ دلیپ سنگھ کی اتالیقی سپرد ہوئی تھی جنکی تعلیم و تربیت کی تلقین کا نتیجہ یہہ تھا کہ مہاراجہ نے اپنے باپ دادا کا مذہب بدل ڈالا اور عیسائی ہوگئے اور انگلستان کی بود و باش اختیار کی۔ ان کی ماں رانی جنداں عرف رانی جیا تارکنور بنارس میں جلا وطن ہوئی تھی۔ انگریزی عملداری میں پنجاب کے الحاق ہونے کے چند روز بعد اس نے قید فرنگ سے اپنی رہائی کے لیئے سازش کی۔

۲ اپریل ۱۸۴۹ء کو اسنے اپنی سکونت کا مقام قلعہ چنار میں دریا کی طرف بدلا۔ اس تاریخ کی شام کو اپنے مقام سے چھپ چھپا کر اس پری پیکر دیو سیرت نے جوگن بن کے تن تنہا دور دراز کا سفر کیا نیپال کی دار السلطنت کی طرف اختیار کیا اور کمال یہہ کیا کہ ۱۹ تاریخ تک پس پردہ اپنی آواز اس افسر کو سناتی رہی جسکی حراست میں تھی اس تاریخ کو معلوم ہوا کہ وہ مفرور ہوگئی۔ نیپال کی سرحد پر صحیح سلامت پہنچکر اسنے نیپال کے راجہ سے سیاہ پہاڑوں میں آزادانہ رہنے کی اجازت مانگی کاٹھمانڈو کا دربار اسکے لیئے اپنا جواب تیار کر رہا تھا کہ گورنمنٹ نے اس بیس کی گانٹھ کا تمام مال و اسباب بنارس میں ضبط کرکے اس پاس حکم بھیجدیا کہ جہاں ہو وہاں بیٹھی رہو سرکار سے تمکو ایک ہزار روپیہ ماہوار پنشن ملا کریگی۔ مدتوں کے بعد وہ اپنے بیٹے دلیپ سنگھ پاس انگلستان چلی گئی غم کی ماری اندھی ہوگئی تھی بڑھاپا جلد آگیا تھا۔ انگلستان میں ۱۸۶۳ء میں بیٹے کے پاس اسکا انتقال ہوا لوگ کہتے ہیں کہ اسکے جنم پترے کی بات صحیح ہو گئی اس میں لکھا تھا کہ اسکا بیٹا ادھرم ہوگا اور وہ پردیس میں مریگی۔ لاہور کا بورڈ جو ملک کے کاموں کی تدابیر کرتا یا انکو اختیار کرتا میں لارڈ ڈلہوزی نہایت سنعدی سے اپنا حصہ لیتا۔ نئے انتظام کے سارے بڑے کاموں کے چہرہ میں اسکے دست و دل کی کارفرمائی کے خط و خال بہت نظر آتے تھے وہ وقتاً

سرچارلس نیپیر کا استعفا

نوشتہ پنجاب میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھر آیا اور ہر ایک چیز کو اپنی آنکھوں سے دیکھتا ڈیوک ولنگٹن کی مثل وہ ہر چیز کو خود دیکھکر حکم دیتا اور اسکے حکم کی ذرا ذرا سی باتوں کی تعمیل ہوتی کوئی چیز اسکو اپنی اطلاع کے لیے چھوٹی اور اپنی اصلاح کرنے کے لیے بڑی نہیں معلوم ہوتی تھی۔ سرحدی سپاہ کا مقرر کرنا اسکے اپنی ہی دیانت کا ایجاد تھا۔

۷ مئی ۱۸۴۹ء کو سرچارلس نے نیپیر نے لارڈ گف کمانڈر انچیف سے انکے عہدہ کا کام لیا وہ جس فتح کے حاصل کرنے کی امید میں یہاں آئے تھے ان کے آنے سے پہلے وہ حاصل ہو چکی تھی اس لیے انکو اسکی عزت کے حاصل کرنے میں مایوسی ہوئی مگر اس پیر کہن سال خودرائے سپاہی نے ۶۷ سال کی عمر میں گورنمنٹ سے اور کاموں میں مداخلت کرنے میں مباحثے شروع کیے انہوں نے سکوٹ لینڈ کے جوان لارڈ ڈلہوزی کی نسبت یہ رائے کا اظہار کیا کہ وہ پانی کی طرح ضعیف ہے اور خوش نما عورت کی طرح یا خوبصورت مرغ کی طرح خودنما ہے لارڈ ڈلہوزی نے پنجاب کے انتظام کے لیے جو لیاقت کل تدابیر اختیار کیں ان پر طعن و تشنیع سرچارلس نے علانیہ کیں انہوں نے اپنی بے چین مزاج اور خود پسند طبیعت کے سبب سے گورنمنٹ کے ہر معاملہ میں مداخلت کی جو انکے تجربے اور ان کے عہدہ کے فرائض سے خارج تھی اگر لارڈ ڈلہوزی ایسے ضعیف ہوتے جیسے کہ نیپیر نے اون کو بیان کیا تو تمام اختیارات گورنمنٹ کے وہ اپنے ہاتھوں میں لے لیتے۔ انہوں نے اس امر کے لیے بڑا زور دیا کہ پنجاب کی گورنمنٹ ان کی تدبیر مجوزہ کے موافق بنائی جائے جس کا مقصود اصلی یہ تھا کہ پنجاب میں اعلیٰ درجہ کی حکومت کمانڈر انچیف کے ہاتھ میں رہے اس باب میں گفتگو میں بڑی تیغ آمیز باتوں نے نیپیر کی قلم سے ایسا زہر اگلا کہ ہنری لارنس بھی جیسے اپنے مزاج کو ایسی تیزیوں کے برخلاف قابو میں نہیں رکھ سکتے تھے امر کرنے پر صاحب سے کچھ ہوا نہیں پر جیسا تھا ویسا ہی رہا۔ مگر پنجاب دو واقعات ایسے پیش آئے کہ ان میں نیپیر کے موجود ہونے کی ضرورت پڑی ۱۸۴۹ء کے دسمبر کے شروع میں کرنیل جارج لارنس پشاور سے کرنیل بریڈشا کی سپاہ لیکر یوسف زئی کے ملک میں بعض سرکش زمینداروں کی سزا دہی کے لیے چلے بعض لڑائیاں بڑی تیزی و تندی سے ہوئیں جنمیں دشمنوں کو شکست ہوئی اور ان کے دیہات جلا دیے گئے۔ یہ سپاہ انگلستان کی

انگریزون کے کانون کو بڑی جتھیانہ معلوم ہوئی سے جارج لارنس نے پشاور اور کوہاٹ کے درمیان ایک سڑک بنوائی تھی اسپر سپہ کا ایک گروہ کام کرتا تھا اسپر بعض آفریدیون کی قومون نے جتھیانہ حملہ کیا انکی سزا دینے کے واسطے ۹۔ فروری سنہ ۱۸۵۰ء کو کرنیل برڈشا اور جارج لارنس پشاور سے سپاہ لیکر چلے۔ اس سڑک کے بننے سے آفریدیون کا نقصان یہہ تھا کہ انکی لوٹ مار کے حقوق آبائی مین خلل پڑتا تھا اور یہہ قومین اس سبب سے بھی شائد ناراض تھین کہ کوہاٹ کے نمک کی کان پر محصول لگایا گیا تھا۔ سر کولن کیمبل اور خود نے سپہ بڑی پیچیدار راہ مین سے گذر کر درہ [illegible] مین پہنچے جہان آفریدیون نے سپہ کے سپاہیون کو مارا تھا چھوٹی چھوٹی لڑائیان ہوئین آفریدیون کے چھہ گانون جلائے گئے اور کوہاٹ کے قلعہ کی تھوڑی سی سپاہ کی امداد کرکے پھر پشاور کو واپس چلے آئے۔ دشمن نے جیسا جانے کی دفعہ انکا مقابلہ کیا تھا اس سے زیادہ آتی دفعہ سخت مقابلہ کیا اور توڑہ دار بندوقین پہاڑون پر سے چلائین۔ اس سفر مین سوا میل تک سخت لڑائیان ہوتی رہین جرنیل نے پیاری سپاہ کی بہادری کی تعریف کرتے ہین کہ اس نے ان کوہستانی دشمنون سے جو دنیا مین بڑے دلیر و چالاک غارتگر مشہور ہین خوب سرگرمی کی

ان لڑائیون مین انگریزون کے ۳۰ سپاہی ضائع ہوئے مگر آفریدیون نے انگریزون کی اطاعت نہین قبول کی۔ ۲۸۔ فروری کو انہون نے درہ [illegible] مین ایک قلعہ پر حملہ کیا محصورین کے چھڑانے کے لیئے گوف کے سپاہی گئے محاصرہ سے دشمنون کے ہٹانے مین ان کو دشواریان پیش آئین اور آفریدی پشاور اور کوہاٹ کے درمیان راہ کے مسدود کرنے مین کامیاب ہوئے۔ جولائی سنہ ۱۸۴۹ء مین راولپنڈی مین دو سپاہیون کی رجمنٹون نے تنخواہ لینے سے انکار کیا اس سرکشی کا حال ہم سپاہ کی سرکشیون کے بیان مین لکھین گے۔

نیپال اور بھوبال کے درمیان ایک چھوٹی سی ریاست سکم ہے انگریزی ڈاکٹر ہوگر کیمبل اپنی تحقیقات علم نباتات کی پیروی و دھن مین دارجیلنگ کے گرد بہت دور انگریزی قلمرو سے چلے گئے جیسی پہرہ چوکی والون نے انکو روکا تو وہ لوٹے واپس ہوئے کہ راجا کے سپاہیون نے لپک کر انکو زمین پر گرادیا اور رسون مین خوب جکڑ کر باندھ لیا کئی ہفتہ تک انکو قید خانے مین رکھا اور بہت تکلیف دی راجہ کی عملداری کے ہمسایہ مین ایک پہاڑی مقام دارجیلنگ تھا جسپر

انگریزون نے قبضہ کرلیا تھا اور اپنی خوشی سے چھہ ہزار روپیہ سالانہ راجہ کو اسکے معاوضہ مین
دیتے تھے اس سبب سے راجہ انگریزون کا دشمن ہوگیا تھا جب اس سے اول کہا گیا کہ وہ انگریزون
کو قید سے رہا کرکے حوالہ کرے تو اس نے انکار کیا تو بنگال کے قریب کی چھاونی سے بھیجی گئی لیکن
جاڑے کا موسم تھا سخت برف پڑی تھی اسلیئے سپاہ سکم تک نہ پہنچ سکی — دسمبر کو راجہ کو ترغیب
دیے دلا کر قیدیون کو چھڑا لیا البتہ ضرور تھا کہ راجہ کو اس جرم کی سزا دی جائے - جنوری کے آخر مین
تھوڑی سی سپاہ بھیجی گئی جس مین سو سپاہی اور چند ہلکی توپین تھین وہ رنجیت دریا کی طرف روانہ
ہوئی اس فوج کشی مین کسی کی نکسیر بھی نہین پھوٹی کہ راجہ کسی دور کے قلعہ مین بھاگ گیا اور اس کی
سپاہ کا بھی پتہ نہ لگا۔ راجہ کے باپ دادا کو برٹش گورنمنٹ نے نیپالیون کے ہاتھہ سے بچایا تھا
اسپر یہہ احسان کیا تھا جب اس احسان فراموش نے یہہ جرم کیا تو اسکو یہہ سزا دی گئی کہ
اس سے وہ زمینین لے لی گئین جو اسکو جنگ نیپال کے ختم ہونے پر دی گئی تھین اور پھر
دارجیلنگ کا کرایہ چھہ ہزار روپیہ سالانہ بھی نہین دیا گیا —

کھونڈ قوم میں انسان کی قربانی کا موقوف ہونا

ہمنے پہلے بیان کیا ہی کہ کھانڈ یا کھونڈ کی قوم مین یہ دستور تھا کہ وہ پرتھوی کی پوجا کرتے تھے اوسپر زندہ انسان
کی قربانی چڑھاتے تھے اس قربانی کو مری آہ کہتے تھے - گمسر کی مرتفع زمینون مین کھانڈ قوم کا
ایک سردار جو کرویتا نامی لوٹ مار کرتا تھا گمسر کے جنوب مغرب مین ایک کھانڈ کا ضلع چنار گینڈی تھا
اس مین اس انسان کی قربانی کے انسداد کے لیئے از سرنو کرنیل کیمبل نے مہم اختیار کی انہون نے
نہایت احتیاط سے اپنے استقلال اور پیار اخلاص کو کام مین لاکر ایک موسم مین دو سو میریا کی
جان موت کے پنجے سے بچائی اور جو وحشی قومین ان کے گرد جمع ہوئین ان سے قسم لی کہ
وہ آیندہ انسان کی قربانی نہین کرین گے جسکا انسداد برٹش گورنمنٹ چاہتی ہے بدہ مین
ایک سو بچے اور زندہ بچائے گئے ہمسایہ کے مشنریون کو ایک سو بیس بچے حوالہ کیے گئے
کہ وہ انکی سرکاری خرچ سے پرورش کرین سوراڈا مین ان میریا لڑکیون مین سے بہت کی خانہ داری
کے کام ایک بڑی بوڑھی صاحب اعتبار عورت نے سکھائے لڑکون مین بعض نے دیہات
مین زراعت شروع کی -
بعض سپاہ مین بھرتی ہوئے - بہت طرفون مین نئی سڑکین بنائی گئین - مدت سے چند افسر

کھانڈ کی زبان بڑی محنت سے سیکھتے تھے یہہ زبان اب تک تحریر کی صورت مین نہین آئی
تھی انہون نے کھانڈستان کے اسکولون اور پولس کے نوکرون کے لیئے اس زبان کی تحریری
صورت بنادی ۱۸۴۲ء کے ختم ہونے سے پہلے کیمبل صاحب بہت سا دورہ سورادا مین کر گئے
کہ وہان قدیمی رسم دختر کشی کو موقوف کرائین۔ انہون نے وہان خاندانون کے سردارون کو کچھ
دھمکیان دین کچھ اقرار لیئے کچھ ترغیبین دین اور اسطرح ان سے ایک عہدنامہ پر دستخط کرائے جس
مین انہون نے اقرار کیا کہ ہم اپنی لڑکیون کی پرورش کرین گے اور تولیہ پیچ یہ قدیمی دستور کے موافق
انکی قربانیان نہین کرین گے۔ دختر کشی کا رواج کچھ افلاس کے سبب تھا اور کچھ اس وجہ سے تھا کہ
وہ آپس مین گوتھ بچاتے تھے اور لڑکیون کی شادیان آپس مین نہین کرتے تھے کھانڈستان کے
اور حصون مین ۱۸۵۰ء مین کیمبل صاحب کے نائب کپتان میک ڈی کار نے اس کام مین بڑی
کوشش کی کوڑیون میریاہ کو قربانی ہونے سے بچایا اور سردارون سے اقرارنامے لیئے کہ وہ آئندہ
یہہ قربانیان نہین کرین گے پٹنہ کے کھانڈ کو بمشکل ان کے رشتہ دارون لوحہ اور گھر کے
سکھایا گیا کہ وہ اپنے کھیتون مین لڑکیون کے خون چڑھانے کی بجائے بیل کا خون چڑھایا
کرین۔ دوسرے سال کیمبل صاحب خود جے پور کی انسان کی قربانی کرنے والی قومون مین
گئے اور انہون نے اس رسم کو جو جینا کیپٹھی کے جنگلون مین سے مٹنے والی تھی مٹانا چاہا جب
انہون نے ان قومون کو بلایا تو انہون نے انکے خیمہ پر حملہ کیا انکے پہرہ چوکی کے سپاہیون نے
جو چند گولیان چلائین تو وہ سب پراگندہ ہو کر بھاگ گئے بعدازان ان بھگوڑون نے اطاعت
اختیار کی اور اپنے سب میریاہ حوالہ کر دیئے اور عہد کیا کہ پھر انسان کی قربانی نہین کرین گے۔
انہین کی مرتفع زمینون مین بنڈاری کے آدمی جنگلون کے اندر چلے گئے اور کپتان صاحب کی سرا
ان آدمیون کی قربانیون کے سر ڈال گئے جو ابھی نئی کی گئی تھین یہہ گویا انہون نے اشارہ بتایا
کہ ہم تمہارا کہنا نہین مانین گے۔ ان بھگوڑون کے ساتھ معاملہ کرنے نے کپتان صاحب کو حیران
کیا انھون نے بنڈاری کے گانؤن کو مع اسکے تمام متبرک جھاڑیون کے جلادیا تاکہ وہ آئندہ انسان
قربان کرنے سے باز رہین اس مین قدرے انکو کامیابی ہوتی مگر جے پور کے کھانڈ سے جاڑے کے
موسم مین انھون نے ۸۵ میریاہ کو چھڑا لیا۔ یہان جاڑے مین انگریزون اور سپاہیون کو تکلیف

اٹھانی پڑی اگر گرم سے گرم ملک مین نہ اٹھانی پڑتی ۱۸۵۲ء مین کرنیل صاحب جو کبھی تھکتے نہ تھے ایک مشن مین گئے جس مین ان کے قدیمی مددگار و معاون مرگئے یا موت کے قریب ہوگئے صرف ایک قوم نے جنا کیمنڈی مین اپنی قدیمی رسم کی حمایت مین ہتھیار اٹھائے لیکن ان لڑنے والون کے ہتھیار گنڈاسے کیمبل صاحب کی بندوقون اور قواعد دان سپاہ کے روبرو کیا کام کرسکتے تھے وہ بھاگ گئے اسکا ایک گاؤن جلا یا گو اسمین سختی تھی مگر اس سے وہ صرف ڈرہی نہین گئے بلکہ مطیع ہوگئے ان کے سردار تمام ملک مین گورنمنٹ کے معاون اس اپنے ملک کی وحشیانہ رسم کے دور کرنے مین ہوگئے کیمبل صاحب نے جب سے یورپ مین سفر کیا تو ہنباڑاری کے کھانڈیٹڑی تنا سے ان سے صلح کرتے آئے اور اپنے ہمراہ حوالے کیئے اور ان کے سرداروں نے ضروری عہد و پیمان کیئے اسکے معاوضہ مین اناج جو چھین لیا گیا تھا واپس کیا گیا اور ان کے جھونپڑے جو ویران کر دیئے گئے تھے ان کے بنانے کے واسطے کافی روپیہ دیا گیا ان کے گاؤن کے لیئے ایک نئی جگہہ کیمبل صاحب نے مقرر کی جو ان کے پہلے گاؤن کی جگہہ سے دور تھی تا کہ ان کو قربانی کے پرانے مقامات دیکھنے سے انکو اپنی پرانی رسم کی پھر تحریک نہو کیمبل صاحب کے اہتمام کا نتیجہ یہہ تھا کہ کھانڈ کے ۲۲۰ دہات مین سے صرف ایک گاؤن مین ان کے جانے کے بعد صرف ایک آدمی کی قربانی ہوئی ۱۸۵۳ء کے جاڑے مین کیمبل صاحب نے پھر اپنی فیاضانہ کوشش کی جہان وہ یا ان کے شریک کار جاتے وہان اپنی بڑی کامیابی کی نشانیان پاتے جنا کیمنڈی کی دختر کشی قومون مین نوجوان لڑکیان نشو و نما پارہی تھین سرکار کمپنی کے ایجنٹ کو وہ لوگ جو دختر کشی کے مخالف تھے اپنی لڑکیون کو اسلیئے دکھاتے کہ ہم نے کیا ایمانداری سے اپنے وعدہ کو ایفا کیا ہے۔ جن قومون مین ابتک جانا نہین ہوا تھا انہون نے بھی عہد نامے لکھدیئے کہ وہ دختر کشی نہین کرین گے۔ غرض اسی طرح یہہ رسم ہر راہ کی ایسی مٹ گئی کہ وہ اب گذشتہ زمانہ کا ایک خواب معلوم ہوتا ہے۔

میرواڑہ کے میر [illegible]

میرواڑہ ایک تنگ قطعہ پہاڑ اور جنگل کا اجمیر کے متصل ہے وہ میواڑ اور مارواڑ کے درمیان حد فاصل ہے اس مین میر ایک قوم رہتی تھی جسکا پیشہ رہزنی تھا وہ اپنی لڑکیون کو مار ڈالتے تھے اور ان کی ماؤن کو بیچ ڈالتے تھے اور اپنے ہمسایہ کے رجپوتون کی جان و مال لینے کے لیئے لڑائیان کرتے تھے ۱۸۱۲ء مین یہہ ملک انگریزی عملداری مین آیا تو یہہ وحشی قوم کپتان ال صاحب کے

حوالہ کی گئی انکی دلدہی اور ہوشیاری اور دلداری سے چودہ برس کے اندر یہہ قوم آدمی بن گئی - چوروں کے گروہوں کو انکو اپنے ہی رشتہ داروں نے ہلاک کیا وہی لوگ انگریزوں کی سپاہ اور پولس میں بھرتی ہوگئے - ان کے دہات میں پنچایتیں مقرر ہوگئیں جو سنگین وارداتوں کے سوا رسب مقدمات کا فیصلہ کرتی تھیں - وہ بجائے اسکے کہ اپنے ہمسایوں کی زمینیں غارت کرتے اپنی زمینوں میں زراعت کرنے لگے اور پیشوں حرفوں میں لگ گئے -

کرنیل ہال تو بیمار ہوکر ولایت چلے گئے ان کے جانشین ۱۸۳۵ء میں کپتان ڈکسن اور سر چارلس مٹکف مقرر ہوئے - کپتان ہال نے جس کام کی بنیاد ڈالی تھی اسکی عمارت کو کپتان ڈکسن نے تنہا بارہ برس رہ کر پورا بنایا انہوں نے دیکھا کہ اس ملک میں اکثر خشک سالی ہوتی ہے زراعت کے لیے باقاعدہ آب رسانی کی بڑی ضرورت ہے انہوں نے گورنمنٹ کے حکم سے اور اعانت سے یہاں کے آدمیوں سے تالاب اور کنوے کھدوانے شروع کیے اور پہاڑوں میں پانی کے روکنے کے واسطے بندھ بنوائے - کچھ روپیہ دیکر جنگلوں کو صاف کرایا اور ان میں زراعت کرائی جو زمین بنجر پڑی تھی وہ بارآور ہوگئی جب ڈکسن صاحب نے اپنی رعایا کے یہہ ثمرے دیکھے تو انہوں نے یہہ چاہا کہ میرواڑہ میں تجارت کی مستقل منڈی مقرر کردوں انہوں نے تین مہینے کے اندر ایک نیا نگر آباد کرادیا جسمیں ہمسایہ کے ضلعوں سے بنیئے اور مہاجن آنکر آباد ہوئے تجارت کے بازار کھل گئے شہر کے گرد فصیل بنائی گئی اس میں دو ہزار آدمی آباد ہوگئے جو تجارت و سوداگری و بنج بیوپار کرتے تھے ڈکسن صاحب نے اپنے جانے سے پہلے ایک اسکول کھولا جس میں ہندوستانی اسسٹنٹوں کو اپنا سارا کام سکھادیا جنھوں نے کام بہت اچھی طرح سے کیا -

میسور

دکن میں ریاست میسور ہے جو ۱۷۹۹ء میں سلطان ٹیپو سے لیکر قدیمی خاندان کو جسکو حیدر علی نے تباہ کیا تھا واپس دیدی گئی تھی اسکا رقبہ ۲۸۰۰۰ میل تھا اس میں ہندو آباد تھے اسکے برہمن وزیر پورنیا کے حسن انتظام سے دس برس تک ریاست میں رعایا بڑی خوشحال رہی ۱۸۱۱ء میں پندرہ برس کی عمر کا لڑکا راجہ ہوا اسنے چند سالوں میں وہ سارا خزانہ اڑا دیا جو پورنیا نے جمع کیا تھا اور ایسی بری طرح سے حکومت کرنی شروع کی کہ ۱۸۲۵ء میں سر طامس منرو گورنر مدراس نے اسکو صاف صاف الفاظ میں دھمکایا کہ اگر تم اپنے برے طریقوں کو نہیں

چھوڑ دوگے تو ریاست کی حکمرانی سے محروم کر دیئے جاؤ گے۔ مگر راجہ باوجود اس تنبیہہ کے اپنے کرتوت سے باز نہیں آیا ۱۸۳۱ء میں اسکی رعایا نے سرکشی اختیار کی اور میسور کو بدنظمی سے بچانے کے لیئے راجہ کرشنا راج تخت سے اُتارا گیا اور چودہ لاکھ روپیہ سالانہ اسکی پنشن مقرر کی گئی کہ وہ اپنے محل میں بیٹھا عیش اڑایا کرے اور سول گورنمنٹ کرنیل مارک کبن صاحب کو سپرد ہوئی وہ ریاست میں چیف کمشنر مقرر ہوئے وہ مدبر سپاہی تھے جنکے نیک کاموں سے میٹھی بو نکلی اور انہوں نے خاک میں کلیاں کھلائیں انہوں نے یہاں کے آدمیوں کی خو بو خوب پہچانی چھبیس ۲۶ برس تک وہ یہاں رہے اور میسور کی گورنمنٹ کو ایسا بنا دیا کہ وہ اپنی خوبیوں میں برٹش انڈیا کے کسی ضلع سے کم نتھی ستی کی رسم کو بالکل بند کرا دیا۔ پرانی راہداری کے محصول اور اور بہت سے محصول موقوف کر دیئے ۹۶۷ محصول موقوف کئے گئے جنمیں یہہ محصول بھی تھے کہ جو بیاہ پر بچہ کے پیدا ہونے پر اسکے نام رکھنے پر اسکے مونڈن پر لیئے جاتے تھے ایک گاؤن سے محصول اسلیئے لیا جاتا تھا کہ پولیگار (چھوٹا سردار) کے گم شدہ گھوڑے کو گاؤن والے تلاش کرکے نہیں لائے تھے نگر کے ضلع میں ایک خاص جگہ پر اپنے دونو ہاتھوں کو پہلوؤں پر رکھ کے جو شخص نہ جاتا اس سے محصول لیا جاتا اور بڑی فیاضی سے پبلک ورکس شروع ہوئے دیوانی اور فوجداری کی عدالتوں کی خوب تحقیقات ہوکر اصلاح کی گئی محصول کے کم ہو جانے سے تجارت پر لوگوں کو ترغیب ہوئی اور کبن صاحب کے حسن انتظام سے آمدنی ملک چوالیس لاکھ روپے سالانہ سے بیاسی لاکھ روپے پر پہنچی ۔ غرض یہہ نتیجہ انگریزی راج کا ملک میں ہونا بڑی تعریف کے قابل کبن صاحب کا کام ہے اسکا نام ہر گھر میں اب تک جپا جاتا ہے ۔

لارڈ ہارڈنگ کے عہد میں دو دفعہ معزول راجہ نے اپنی بحالی کے لیئے درخواست کی مگر لارڈ ڈلہوزی اس درخواست کو نا منظور اسلیئے کیا کہ وہ بجائے اسکے کہ چیف کمشنر میسور کا راجہ معاون ہوتا مزاحم ہوا اور کبن صاحب نے کہا کہ راجہ کا چال چلن ایسا نہیں ہے کہ وہ ملک کی آئندہ بہبودی اور آسودگی کا کفیل ہو سکے ۔ پھر راجہ نے اپنے مقدمہ کو لارڈ ڈلہوزی کے روبرو پیش کیا جنہنے شہادت اور دلائل کو تول کر فیصلہ کیا کہ راجہ کا کوئی دعوے نہیں پہنچتا کہ وہ بموجب عہدنامہ کے جو اسکی عین حیات تک کیا گیا ہے دوبارہ اپنے راج پر بحال ہو ۔ اسکے چال چلن میں بھی کوئی ایسی تبدیلی نہیں ہوئی

کہ کیمبل صاحب نے اسکی نسبت کوئی بھلائی لکھی ہو۔ راجہ کی خوخصلت ایسی تھی کہ اسکی خودرعایا اسکے بحال ہونے کے خیال سے خوف کرتی تھی آخر تین سالون مین کیمبل صاحب اور ڈکسن صاحب نے جس آسانی سے کام کیئے وہ لکھنؤ اور بڑودہ اور حیدرآباد کے رزیڈنٹ نہین کرسکتے تھے یہہ قاعدہ کی بات ہے کہ ہندوستانی درباروں مین پبلک کامون کے انتظامون مین رزیڈنٹ کی براہ راست کوئی آواز نہین سنتا اسکا ذاتی اثر ورعب داب بھلائی کے لیئے اس بات پر موقوف ہے کہ وہ بہت احتیاط سے پائین گاہ مین رہنے مین کامیاب رہے وہ اپنی گورنمنٹ کی پولیسی آگے اسطرح بڑھا سکتا ہے کہ وزیر وقت سے خانگی گفتگو مین اس گورنمنٹ کی پولیسی کے بڑھانے کے منصوبے متانت سے بیان کرتا رہے ڈپلومٹیک احتیاط اسکو بہبودی عام اور آسودگی انام مین گرم کوشی مین ایک حد کے اندر محدود رکھتی ہے۔ والی ملک کی پولیسی کے مغلوب کرنے مین اسکو اسکے حقوق وفوائد واعزاز پر لحاظ کرنا پڑتا ہے لکھنؤ مین سلیمن صاحب اور حیدرآباد مین فریزر صاحب رزیڈنٹ تھے۔ واجد علی شاہ اور نظام کی قلمروون مین جو وحشیانہ بدنظمیان اور بدعملیان پاؤن پھیلا رہی تھین انکے روکنے مین دونو رزیڈنٹ اختیار نہین رکھتے تھے۔ گائکوار کے راجدھانی بڑودہ مین بڑے عالی دماغ روشن ضمیر اوٹرم صاحب رزیڈنٹ تھے وہ ہر سرشتہ وصیغے کی کھٹ پٹ کو اپنی تدبیرون سے روکنا چاہتے تھے مگر گورنمنٹ بمبئی انکی ایسی مزاحم ہوئی کہ نومبر ۱۸۵۱ء مین وہ اپنے عہدہ سے علیحدہ ہو گئے۔

مرہٹون کی ریاستون گوالیار اور اندور مین راجا نابالغ تھے ریجنسی انکی جگہہ کام کرتی تھی رزیڈنٹ ان ریاستون کی ترقی کی رپورٹین بھیجتے تھے راجپوتانہ کا حال بدستور تھا صرف اودے پور کے رانا اور اس کے بھائی بندون کے درمیان جھگڑا تھا ۱۸۴۹ء مین آپا صاحب کے دوستون اور پیروون نے ناگپور کے راجہ کے برخلاف سلح بندی کی تھی اسنے ان رہیلون کو جو نظام کی سرکار سے نکالے گئے تھے نوکر رکھ کر فساد برپا کیا تھا نظام کے کنٹنجنٹ کے چند سپاہیون نے رہیلون کی سپاہ کو پراگندہ کر دیا

انگریزی عملداری مین باستثنا چند مقامات جنکی تفصیل نیچے لکھی جاتی ہے سب جگہہ امن امان وخیروعافیت تھی میسور اور ساحل مغربی کے درمیان پہاڑ اور نشیبی زمینین مالابار کی واقع مین جو

ٹیپو سلطان کے بعد انگریزی عملداری مین داخل ہوئی تھین انہین مختلف قسم کے باشندے آباد تھے جنہین سے ایک قوم ماپلا تھی جو عرب کی کسی قوم کی نسل سے تھی اور آٹھوین یا نوین عیسوی صدی مین یہان آباد ہوئی تھی وہ بڑی آتش مزاج تھی اور اپنے مذہب اسلام پر فریفتہ تھی - وہ اپنے صلح پسند ہمسایون کو تکلیف پہنچاتی اور ڈراتی رہتی - انگریزی عملداری مین کہین آنکر اسکا جوش خروش مذہبی کم نہ ہوا اور کبھی کبھی اپنی حد سے باہر نکل جاتی ہے ایک دفعہ ۱۸۴۳ء مین انہون نے فساد مچایا تھا پھر اگست ۱۸۴۹ء مین انہون نے ایک پیگوڈا (بت کدہ) پر قبضہ کرکے لوٹ لیا اور اسکے پوجاری برہمن کو وہین مار ڈالا مدراس کے سپاہیون کی دو کمپنیان ان کے نکالنے کے واسطے بھیجی گئین بجائے اسکے کہ وہ ان کے حملہ کا انتظار کرتے انہین سے پندرہ بے باک دل چلے ماپلا نے تلوارین ہاتھون مین لین اور پہاڑ پر سے غل مچاتے ہوئے نیچے آئے اور اپنے سے دو چند سپاہیون پر جنکا افسر انسائن والس تھا ایسا حملہ کیا کہ سپاہی سہم گئے اور انہون نے والس صاحب اور ان کے چند ہمراہیون کے پرزے اڑائے - کپتان واٹ صاحب اور باقی سپاہیون نے مجسٹریٹ کی پناہ لی اور کنانور سے گورے سپاہیون کی کمک کے آنے کے انتظار مین بیٹھے - آخر کو ۴ ستمبر کو میجر ڈینس دو کمپنیان گورون کی ماپلا کے ایک اور مستحکم مقام (انجدیپورم) پر لائے پھر ۶۴ بہادر ماپلا کے دفعتہً انپر حملہ آور ہوئے مگر گورے ان سے ڈرے نہین چند منٹ لڑائی رہی سب ماپلا مارے گئے فقط ایک زندہ بچا اور تین گورے مارے گئے اور بارہ کے قریب زخمی ہوئے جنمین افسر سپاہ بھی تھا -

دو برس بعد پھر کالانور مین ماپلا نے فساد کیا اور اسکا انجام بھی وہی ہوا جو پہلے فساد کا ہوا تھا ہندوستانی سپاہیون کی نامردی کے سبب سے گورون کو بھی ایک دفعہ انکے سامنے سے ہٹنا پڑا - چند ماپلے نیزے اور چھرے لیکر آئے تھے کہ ہندوستانی سپاہ انکے آگے سے بھیڑون کی طرح بھاگی - وہ بچون کا سا خیال یہہ رکھتی تھی کہ یہہ ماپلا حقیقت مین جن ہین جنسے انسان بغیر نقصان اٹھائے لڑ نہین سکتا - ۹ ماپلا انگریزون کی سنگینون پر آچڑھے ان مین سے ایک زندہ نہ بچا اسطرح مرنے کو وہ اپنی شہادت سمجھتے تھے جس سے انکو جنت ملنے کا یقین تھا پھر ایک [illegible] گروہ جو اپنے بھائیون کے مارے جانے سے خوف زدہ نہین ہوا پہلے سے بمقام [illegible] نہ تھے ہل چل ڈال دی تھی ان کے ساتھ یہہ بدسلوکیان کی گئی تھین کہ

زمینداروں نے سنگین لگان اونپر مقرر کیا تھا مہاجن ان سے بڑا سود لیتے تھے اور اہل پولس ان سے رشوت بہت لیتے تھے مذہبی و نسلی مغایرت بھی ان سببوں سے ان کے دل مین بڑا جوش اٹھا۔ ہندوؤن پر جہاد کرنا شروع کیا دولتمند ہندوؤن کو قتل کیا اور لوٹ لیا۔ کالی کٹ کے مجسٹریٹ نے ان مین سے بعض کو گرفتار کر کے مقید کیا۔ ایک نائمر کے مسلح ملازمون کے ساتھ لڑنے مین بعض ماپلا مارے گئے چند روز بعد یہہ نائمر بھی مارا گیا۔ مجسٹریٹ نے یہہ کوشش کی کہ ماپلا کے ٹنگل (بڑے پیر) کو سزا دی اس سے وہ اور بھی برافروختہ خاطر ہوئے اور دنگہ و فساد مچانے لگے انگریزی سپاہ ہر جگہہ اونپر پیش دستی کرنے کو موجود نہ تھی اپریل ۱۸۵۲ء مین ٹنگل مع اپنے تمام کنبے کے بھاگ گیا اور انگریزی عدالت کے اختیار سے باہر نکل گیا ایک نئے کمشنر نے بعض سرغنون کو سزا دی پھر ماپلا نے بہت برسون تک سوا ایک دفعہ کے فتنہ انگیزی نہین کی۔

اس اثنا مین بمبئی مین پارسیون اور مسلمانون مین ایک مذہبی دنگہ ہوا ایک پارسی نے اخبار مین آن حضرت کی نسبت کچھ برا لکھا تھا جسکے سبب مسلمانون کو غصہ آیا۔ ۱۷۔ اپریل ۱۸۵۱ء کو مسلمانون نے پارسیون کی دکانین لوٹ لین۔ پولس اور گورون کی سپاہ نے چند روز مین اسکا بند و بست کر دیا مسلمانون کے قاضی نے مسلمانون کے غصہ کو دور کر دیا ۱۸۵۵ء مین ایک اور فساد حیدرآباد سے قریب بلارم مین اٹھا۔ ۱۱م ستمبر کو عشرہ کے دن مسلمان اپنے باجے بجاتے ہوئے گورون کی لائین کے پاس گذرے برگیڈیر میکنزی نے انکو منع کیا تو انہون نے اور زیادہ غل شور مچانا شروع کیا۔ جب انکا تعزیہ میکنزی کے بنگلے کے پاس آیا تو وہ اور غصہ مین بھرے انہون نے علم ہاتھ مین لیئے اور سب کو نکالدیا نصف گھنٹے کے بعد تیسرے رسالہ نظام کی مدد لیکر مسلمانون نے میکنزی کے احاطہ کو گھیر لیا اور ان کو مار ڈالا اور ایک اور افسر کو زخمی کیا اور کوٹھی پر گولیان مارین جنمین لیڈیان ڈر رہی تھین اور جو انگریز یا انگریزن انکو رستہ مین ملے اون پر حملہ کیا۔ گورنر جنرل نے باغیون اور رسالہ کے سوارون کو سخت سزا نہین دی میکنزی پر بھی الزام لگایا ۱۸۵۰ء مین آسام کے نہایت دور کے گوشہ مین ناگا اور کوکی قومین آپس مین لڑتی تھین اور انگریزون سے بھی لڑنے کو تیار تھین اور اپنے ہمسایون مین لوٹ مار کرتی تھین سال کے ختم ہونے سے پہلے سپاہ ان کے سزا دینے کے لیئے بھیجی گئی کوکی کے قوم کے سردارون نے پہلے ہی

شرائط کو قبول کرلیا اور اپنی فعل ضمانی دیدی مگر ناگا قوم کے لیئے ایسی کمین گاہین نہین کہ وہان قواعد دان سپاہ کچھ کام نہین کرسکتی تھی۔ چند مہینون کے بعد انسے کچھ لڑائیان ہوئین بعض انکی گڑھیان لے لین تو انہون نے انگریزون کی اطاعت اختیار کرلی۔

پنجاب کی سرحد پر سال بھر مین ضرور تھا کہ دنگے فساد ہوا کرین۔ یہہ کوہستانی قومین اپنے پہاڑون کی چوٹیون پر اسطرح بیٹھی رہتی تھین جیسے کہ باز اپنے چڑیون کے شکار کے لیئے بیٹھا رہتا ہے۔ نیچے کے وادیون اور میدانون مین ہمیشہ اپنے ہمسایون کو لوٹا کرتی تھین بھلا برٹش گورنمنٹ اپنی رعایا کو کب اسطرح لٹنے دیتی تھی سنہ ۱۸۵۰ء کے آخر مین وزیری لٹیرون نے بنون مین دنگہ مچایا اور درہ گرناٹی کے پاس بعض دہات پر حملہ کیا۔ دہاتیون نے ٹیلر کی غیر آئینی سپاہیون کی مدد سے اسکا بہادرانہ مقابلہ کیا لٹیرے الٹے اپنے گھرون کو چلے گئے آئندہ فروری مین اس قوم کے تین سو آدمیون نے دوسری پلٹن پنجابی کی بیگیج (زخرجیون) کو لوٹنے کا ارادہ کیا ستر سپاہی ان سے لڑتے رہے کہ اور کمک انکی آگئی اور شمال مین اور آگے آفریدیون نے کوہاٹ کے قریب اور خیبریون نے پشاور سے پرے لوٹ مار شروع کی جو ان کے ہاتھ تلے آتا اُسے لوٹ لیتے۔ اسوقت رنجیت سنگہ کا جنرل اوٹ اے بائل یاد آتا تھا جو خیبری کو جو پشاور کے پاس پھرتا نظر آتا تھا پھانسی دیدیتا تھا۔ ان لوگون کے علاج کے لیئے اکتوبر ۱۸۵۱ مین وادی میران زئی اور وزیری کوہستان مین ایک پنجابی سپاہ متعین کی گئی۔

یہی ایک قصبہ دربار کابل پر یوسف زئی پہاڑون کے نیچے تھا وہان کے مومند خلیلیون سے لڑنے کے لیئے ان ہی دنون مین پشاور سے ایک لشکر جرار سر کولن کیمبل لے جانے کو تھے۔ اکتوبر کے مہینے مین کیمبل کی سپاہ کے آگے مومند بھاگتے پھرتے تھے انکے جو قلعے اور دہات میدانون مین تھے برباد کردیئے گئے اور ایک نیا قلعہ انگریزی مچنی ان نے بنایا جو تمام ہمسایہ کی خبرگیری کرتا تھا مگر مومند لڑنے سے باز نہین آئے تھے کرنیل میکسن اور جارج لارنس صاحب کمشنر پشاور ان کے سردارون کو برسر مصالحت لاتے تھے۔

مارچ سنہ ۱۸۵۲ء مین کیمبل صاحب کو یوسف زئی سے لڑنے جانا پڑا جنہون نے اہل سوات کی مدد لسٹ بن کی گامندس پر حملہ کرنے مین کی تھی۔ ایک بڑی لڑائی ہوئی جسمین انگریزون کا بڑا نقصان ہوا

کوہستانیون نے صلح کی شرائط کو قبول کرلیا اور ایک بھاری جرمانہ ادا کرنے کے واسطے ضامن دیئے لیکن پشاور کی سرحدی قومین نچلی نہین بیٹھتی تھین۔ کوہاٹ سے پشاور تک وہ لوٹ مار اپنی نہین چھوڑتی تھین۔ اپریل مین کیمبل صاحب مومند کو شب قدر کے نئے قلعہ کے گرد شکار لرو پشاور کو مراجعت کرتے رہے مگر دشمن ان کو ہمیشہ ایسا ہی دق کرتے رہے جیسے کہ برسات کے مچھر گھوڑے کے سر پر اپنی بھن بھن سے کرتے ہین۔ کوک اور لسڈن کے سپاہیون نے پرآم گڈھ فتح کرلیا اور کیمبل کے سپاہیون نے ایک بڑے گروہ کی راہ پر قبضہ کرلیا اس سبب سے یہ فوج کشی جلد کامیابی کے ساتھ ختم ہوگئی۔ پہلی جون کو کیمبل کی سپاہ اپنی چھاونی مین واپس آگئی لوبکسن صاحب کو مومند و سواتیون سے مصالحت کرنے مین کامیابی حاصل ہوئی لالپورا مین مومند کے سردار سعادت خان نے انگریزون سے اپنے پہاڑون کی پناہ مین لڑائی کی تیاری کی اسنے انگریزون پر یہہ الزام لگایا کہ اسکے خیلون کو جو زمین معافی مین دی گئی تھی اسپر محصول لگایا گیا۔ اسنے کمشنر کو لکھا کہ ہم ان محصولون کو نہین دے سکتے تم نے ہمارے حقوق اور فائدے وہ چھین لیئے جنکے ہم مستحق اپنی روز ولادت سے تھے کیا عالیشان گورنمنٹ کے لیئے یہ زیبا تھا جسکے ممبر ہونے کی آپ لاف زنی کرتے ہین؟ تمہاری قوی اور سربرتر قوم کی عزت اور مرتبہ کے لیئے یہہ بات شایان تھی؟ تم نے یہہ پسند کیا ہے کہ ہم کو بھوکا رکھکر مار ڈالو ہم نے یہہ پسند کیا ہے کہ مردانہ وار تلوار ہاتھہ مین لیکر مرین۔ اس عبارت مین خواہ کچھ پیچ ہو یا نہ ہو مگر اسکے بعد برٹش ایجنٹ اور مومند مین مصالحت ہوگئی۔

باب چہارم
امن کی فتوح

کسی ملک مین چند ہی سرکاری افسر ایسی سخت محنت و کوشش کرتے ہین جیسے کہ برٹش انڈیا کے اکثر گورنر جنرل وہ اپنے فرائض منصبی کو بغیر آزمندی اور غرض پرستی کے ایمانداری و نیکنیتی سے ادا کرتے ہین۔ اس لحاظ سے لارڈ ڈلہوزی سے کوئی گورنر جنرل برتر نہ تھا بیدار مغزی و عالی دماغی و روشن ضمیری و جدکاری مین کمتر ہی انکی برابر گورنر جنرل ہوئے ہین انھون نے اپنی کارپردازی اور فرمان روائی سے ہندوستان کے سرمایہ شادی کو بڑھا دیا اور اُس کے

کلبن زندگی کو نسیم خوشدلی سے نہال کر دیا کوئی گورنر جنرل ایسا نہین ہوا جسنے ہندوستان
کی خدمات مین اپنے تئین سراپا منہمک کیا ہو اور وہ کامیاب ہوا ہو اور اپنے ضعف جسمانی کو عقل
کی توانائی اور مرضی کی فرمان روائی سے توانا کیا ہو صحت کی طلب مین ہندوستان نوردی کا
مطلب یہہ ہوتا تھا کہ سرکاری کام زیادہ سرانجام پائے ۱۸۵۵ء مین کلکتہ مین پنجاب کے دور دراز
دورہ سے بازگشت کرکے آئے اور چند ہفتے مقیم رہے اور پھر اضلاع بالا مین دورہ کے
لیے تشریف لے گئے اور سرجان شلر کو اپنی جگہہ گورنمنٹ بنگال کے لیے مقرر کر گئے اب
انکی چارون طرف امن امان خیر وعافیت تھی انکو اپنی عقل دوربین کی جولانیون کے لیے میدان
آگے تھا انہون نے اپنے کام کے تمام جزئیات پر علم حاصل کر لیا تھا ان کے احکام کی تعمیل مین یا انکی
حکومت کے ماننے مین کسی کی ذرہ بھی خطا پکڑنا انکو گوارا نہ تھا وہ رات دن سال بھر انتظام
کے کامون مین مصروف رہتے کہ جنسے سلطنت کی کل کے کل پرزے درست ہون -
تجارت کے بوجھ ہلکے ہوے ملک مین تمدنی وصنعت کاری ومحنت شعاری کی ترقی بڑی وسعت
کے ساتھ ہونے لگی اور جو محصولات لیئے جاتے تھے وہ موقوف ہون کل سواحل ہند تجارت
کے لیے کھلے ہوئے ہون ہر پریسیڈنسی مین عدالت خفیفہ کے محکمے قائم ہون دریا سندھ مین دخانی
جہاز چلین اور ہندوستان مین بڑی بڑی ایسی سڑکین بنائین جو پرانے اور نئے اضلاع کو ملا دین
ہندوستان کے دونو طرف ریلیں بننی شروع ہون ہند مین سڑکون اور نہرون کا جال پھیلایا
جائے تجربتہً ڈاک کی تخفیف محصول کا انتظام کیا جائے ہندوستانیون کی حسب تمنا تار برقی
لگا دیا جائے - لارڈ ڈیلہوزی کے عہد حکومت کے تیسرے سال کے یہہ منصوبے وتدابیر
تجاویز تھین وہ موسم گرما مین ہمالیہ پہاڑ کے وسط مین گئے اور بعد ازان انہون نے بالائے سندھ مین
دورہ کیا اور سارے انتظامی کامون کے کلیات اور جزئیات اور کارروائیون کا ملاحظہ کیا اور علیحدگی سے
حکم دیا کہ سرحد کے جانو گورون کی جنٹلمین کے غسل خانون مین پانی بھرنے کے لیئے کام مین لائے
جائین کا [illegible] ہندوستان [illegible] صوبہ [illegible] گورنر جنرل [illegible]
[illegible] نظر غور سے خود ملاحظہ کیا ہو -
انگلستان [illegible] ہفتے [illegible] ہوئی سے لارڈ [illegible] اور

لارڈ ہارڈنگ کے طریقہ کی پیروی کی انہون نے گورنمنٹ کی ہدایت کے لیئے یہہ اصول اختیار کیا کہ حاکمون کا ہونا صرف محکومون کی بھلائی کے لیئے ہوتا ہے انہون نے اپنی کامیابیون اور ناکامیون مین اسی اصول کو مرعی رکھا کہ برائیون کو دور کرین اور جو ظاہر غلطیان ہو رہی ہین ان کو درست کرین اور سب جماعتون و مذہبون اور قومون مین انصاف ہو اعلے درجہ کی تہذیب شائستگی کی تخم ریزی ہو دانشمندانہ عادلانہ اس حکمت کی برکتین و نعمتین سب جگہہ پھیلائی جائین یہی باتین لارڈ ڈلہوزی کی اصلی مقصود تھین جسکے لیئے وہ بہت کوششین کرتے تھے بے شک یہی حکمرانی کے خیالات انکے ملک اور زمانہ کے مقتضا کے موافق تھے سب سے اول کام یہہ تھا کہ لارڈ ہارڈنگ کی اس کوشش کو پورا کرین کہ ہندو جو شاستر کے موافق اپنے ذاتی حقوق سے محروم کیئے جاتے تھے وہ نہ ہون۔

۱۸۵۰ء کے شروع مین لارڈ ڈلہوزی کی کونسل نے یہہ ایکٹ پاس کیا کہ ہندو جو اپنے مذہب چھوڑکر دوسرا مذہب اختیار کرتے ہین اور ہندوون کے دہرم شاستر کے موافق اپنے مالی حقوق سے محروم کیئے جاتے ہین وہ محروم نہ کیئے جائین اور اپنے حقوق اسی طرح پائین جسطرح اپنے ہندو ہونے کی حالت مین پاتے ہندوون کا پرانا قانون یہہ تھا کہ کوئی ہندو جو اپنا مذہب چھوڑکر دوسرا مذہب اختیار کرے تو وہ تمام وراثت آبائی سے محروم کیا جائے اسکی ملک اس کے پاس نہ جانے پائے اور اسکی اولاد کو حکم تھا کہ وہ اس سے نہ ملے جسپر دیوتاؤن اور آدمیونکی پھٹکار ہے مگر لارڈ ڈلہوزی نے صاف صاف بیان کیا کہ صرف یہہ سٹیٹ کا حق ہے کہ اپنے آئین مین اس اختیار کو رکھے کسی کو وہ باقاعدہ وراثت کا مالک بنائے۔ الغرض اس ایکٹ نے ہندوون کو اس دنیاوی سزا سے بچا دیا جو اسکا بیٹے باپ دادا کے مذہب آئین کے ترک کرنے سے ملتی تھی لیکن اس سے زیادہ ہندوون کے شاستر کے موافق بیوہ عورت کی دوبارہ شادی بالکل منع تھی جسکے سبب سے ہندوون مین زنا اور اخلاقی بدکاری پھیل رہی تھی لڑکی خواہ کتنی ہی چھوٹی عمر مین بیوہ ہوئی ہو اسکی دوبارہ شادی ہندو نہین کرتے تھے لیکن ہندوون کے شاستر مین بیوہ کے دوبارہ بیاہ کرنے کا ذکر نہین ہے مگر مہذب تعلیم یافتہ ہندوون نے بیواؤن کی شادیان کین اور انہون نے گورنمنٹ کے سامنے اپنے دہرم شاستر کے

موافق ان کے نکاح کا مباح ہونا بیان کیا۔ ہزاروں آدمیوں نے دستخط کرکے گورنمنٹ کو درخواست کی کہ دھرم شاستر میں یہہ حکم نہیں ہے کہ بیوہ عورت ہمیشہ بیوگی کی حالت میں رکھی جاوے۔ کٹّے ہندوؤں نے اسکے برخلاف روایتیں دہرم شاستر سے نکالکر پیش کیں مگر دھرم شاستر کے احکام گورنمنٹ کو اس اصلاح سے روک نہیں سکتے تھے جو عدل و انصاف کے موافق عام بھلائی پہنچانے میں۔ کونسل کے روبرو ایک قانون کا مسودہ پیش ہوا کہ ہندو بیوہ عورتوں کی دوبارہ شادی کرنے کے لیے تمام مزاحمتیں دور کی جائیں اگرچہ اسوقت اور کاموں کے مشغلہ کے سبب سے اس بل کے پاس ہونے میں التوا ہوا مگر وہ لارڈ ڈلہوزی کے چلے جانے کے چند مہینے بعد قانون ہو گیا۔ پہلے ایکٹ پر ہندوؤں نے واویلا مچائی تھی کہ اسکا جاری کرنا ہم پر ظلم و ستم ہے اور اس دوسرے قانون پر پہلے سے بھی زیادہ غل مچایا مگر کسی نے نہیں سُنا۔ جب قدیمی آئین میں زمانہ حال کے خیالات کے موافق تبدیلی ہوتی ہے تو ہندوستانی غل شور مچاتے ہیں مگر زمانہ ان کو بے تغیر رہتا نہیں چھوڑتا۔

لارڈ ہارڈنگ نے ستی کی رسم کے مٹانے میں بڑی سعی بلیغ کی تھی لیکن اپنی خوشی سے بیوہ عورتوں کا ستی ہونا موقوف نہ ہوا تھا خاص کر راجپوتانہ میں جہاں عالی نسب معزز عورتیں خاوند کے ساتھ چتا میں زندہ جل جانے کو اپنی بڑی عزت و حرمت سمجھتی تھیں اور ان کا یہہ عقیدہ تھا کہ ان کے ستی ہونے سے ان کا پتی سرگ میں جائے گا۔

اودے پور و الور و بیکانیر میں ستی ہونے کے باب میں لارڈ ڈلہوزی نے دھمکا کر مداخلت کی جسکو راجاؤں و رئیسوں نے بطور حکم کے مانا۔ ایک چھوٹی سی ریاست ڈونگرپور تھی جسکا والی نابالغ تھا ریاست میں انتظام انگریزی سنہ ۱۸۵۲ع میں ہوا تھا اس میں ایک راجپوت عورت ستی ہوئی جسپر لارڈ ڈلہوزی کو ایسا غصہ آیا کہ ٹھاکر کے بیٹے کو جو اس ستی ہونے میں شریک تھا اور برہمن کو جسنے یہہ رسم ادا کی تھی تین تین برس کی قید کی سزا دی۔ ٹھاکر جسنے ستی ہونے دیا تھا اس کی نصف آمدنی تین سال تک ضبط کی اس سزا سے سارے رئیسوں کے دلمیں خوف بیٹھ گیا کہ گورنمنٹ کے حکم کی سرتابی کا نتیجہ یہہ ہوگا۔

انہی برس گورنر جنرل وارن ہیسٹنگز نے بنگال میں ڈکیتی کا یہہ انتظام کیا تھا کہ جس زمیندار کے

علاقہ مین ڈکیتی ہو اسکو سزا دی جاسئے ۱۸۴۳ء مین ممالک مغربی مین سر چارلس مٹکف نے اسکے انسداد مین سعی کی پھر لارڈ آک لینڈ نے سلیمن صاحب کو ٹھگی کا اور اسکے ساتھ ڈکیتی کا بھی انتظام سپرد کیا اور مسٹر ڈیم پیر صاحب کو یہی کام زیرین بنگال مین سپرد ہوا سلیمن صاحب کی کوشش سے ایکٹ ۲۴ ۱۸۴۳ء پاس ہوا جس مین کورٹ کو اختیار دیا گیا کہ جو ڈاکو قیدی ہو اسکو سخت سزا دی جاسکے۔ پھر ایکٹ پاس ہوا جو ڈاکو جیل خانہ سے بھاگ کر ہندوستانی ریاست مین چلا جاتے وہ دوبارہ گرفتار کیا جاسئے اور نہایت سخت سزا دی جاسئے۔ مجرم ڈاکو اپنے ساتھ کے بہت ڈاکوون کو پکڑواتے اور مجسٹریٹ انکو سخت سزا دیتے۔ مگر پرانے ڈکیتون کی موروثی جوٹون کی قومون کی نوپود ایسی مٹی جاتی تھی کہ لارڈ ڈلہوزی نے ۱۸۵۲ء مین لکھا کہ کلکتہ کی رعایا کے دل مین ڈاکوون کا خوف رہتا ہے خاص کر بردوان وہگلی و کشن گڈھ مین۔ ایک اور ایکٹ پاس ہوا جس مین پہلے ایکٹون کی ترمیم اور ان کے مبہم الفاظ کے معانی کی تشریح و تفصیل ہوئی جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ ۱۸۵۵ء مین بنگال مین جو ڈکیتی کی وارداتین لکھی گئین وہ پہلے کی نسبت آدھی تھین ڈاکوون کے بڑے بڑے سنڈر گروکھنٹال فرانسیسی عملداری مین چندرنگر چلے گئے۔

جیوری

کل برٹش انڈیا مین جیوری کا قانون پاس ہوا اکتوبر ۱۸۲۹ء مین اس قانون کا مسودہ پیش ہوا تھا دوسرے سال کی شروع مین وہ قانون ہوگیا کہ سشن جج کے اجلاس مین چھ سات لایق و قابل شرفا جنکی عمرین پچیس اور پچاس سال کے اندر ہون جیوری مین بیٹھا کرین اور مجرم کی سزا دینے مین جج انکی راسے لیا کرے اور کثرت راسے سے مقدمہ کا فیصلہ ہوا کرے اور اگر جج اور جیوری کی راسے مین اختلاف ہو تو وہ اعلے محکمہ مین فیصلہ کے لیے رجوع کیا جاسئے غرض یہہ صورت انفصال مقدمات کی یہان کے دستور کے موافق ایک پنچایت کی سی تھی۔

جیوری مین اول مقدمہ لالہ جوتی پرشاد گماشتہ مجسٹریٹ کا ہوا۔ لالہ صاحب نے دس سال کے عرصہ مین جو بڑی بڑی لڑائیان ہوئین تھین انمین کمسریٹ کا خوب اہتمام کیا اور ضرورت کے وقت سرکار کو روپیہ بھی قرض دیا تھا۔ انہون نے پچاس لاکھ روپیہ کی سرکار پر نالش کی گورنر جنرل نے اس نالش پر کچھ خیال نہین کیا انکو دغا و فریب دینے کے جرم مین پھانسی دیا۔ ۲۷۔ مارچ ۱۸۵۱ء مین

انکے مقدمہ کی تحقیقات شروع ہوئی اور وہ جیوری کے فیصلہ سے بالکل بری ہوئے۔
لارڈ ڈلہوزی کو اس سے بڑی خوشی ہوئی کہ انکے جیوری کے قانون جاری کرنے سے ایسے بڑے شریف آدمی کے لیئے مقدمہ مین عدل و انصاف ہوا سرکار کے ایسے محسن کو جرم مین ماخوذ کرنا بڑی غلطی تھی کمپنی پر یہہ پرانا الزام چلا آتا تھا کہ وہ ہمیشہ لوگون کو دولت مند ہونے کے سبب سے مجرم ثابت کرتی تھی وہ بھی دفع ہوا۔

اسی اثناء مین مسٹر درنک واٹر بیٹھیون نے ۱۸۴۹ء مین یہہ پیش کیا کہ جیسا کہ ۱۸۳۶ء مین بلیک ایکٹ پاس ہوا ہے کہ انگریزون کے دیوانی مقدمات کو کمپنی کے جج فیصلہ کیا کرین ایسے ہی انکے فوجداری کے مقدمات کو سوا قتل کے کمپنی کے مجسٹریٹ فیصلہ کیا کرین۔ اس بل کے برخلاف انگریزون نے اسی قسم کا غل شور مچایا جسکو ہم نے بلیک ایکٹ کے پاس ہونے کے وقت بیان کیا مگر آخر کو ڈرنک واٹر کو اپنے بل کے پاس کرنے مین کامیابی ہوئی

ہندوون کی لڑکیون کے مدرسہ کے جاری کرنے مین بیٹھیون صاحب کو بڑی کامیابی ہوئی [illegible] نے دولتمند ہندوون کو ترغیب دی کہ وہ اپنی لڑکیون کو علم کی دولت سے مالا مال کرین انکے سمجھانے کا اثر یہہ ہوا کہ ۷ مئی ۱۸۴۹ء مین ایک لڑکیون کا مدرسہ کلکتہ مین جاری ہوا جس مین اکیس لڑکیان داخل ہوئین اور ایک انگلش لیڈی اور ہندوستانی پنڈت معلم مقرر ہوئے لڑکیون کے ماں باپون کی مرضی پر موقوف تھا کہ وہ اپنی مادری زبان بنگالی لڑکیون کو سکھائین یا انگریزی زبان پڑھوائین مسٹر بیٹھیون نے اپنے سپیچ مین فرمایا کہ ہزارون کام عورتون کے [illegible] کاری اور کارچوبی اور نقشہ کشی اور بہت سی چیزین انکو مدرسہ مین ایسی سکھائی جائینگی [illegible] اپنے گھرون کو آراستہ کرینگی اور انکو بے ضرر نفیس شغل ہاتھ آئیگا۔ باوجود [illegible] مدرسہ کی بڑی مخالفت کی مگر ۱۸۵۰ء مین لڑکیون کی تعداد ۱۲ سے [illegible] ہوگئی [illegible] اسی قسم کے اور اسکول جاری ہوگئے بیٹھیون صاحب کی ناگہانی موت [illegible] مدرسہ کا اہتمام اپنے ذمے لے لیا آخر کو سرکار کمپنی کے حکم سے یہہ مدرسہ [illegible]

[illegible] ۱۸۵۰ء مین ایک مدرسہ نارمل اسکول کا جاری کیا جس کے

[illegible]

سبب سے اُن چیزون ساخت مین ترقی ہوئی جو روزمرہ گھر مین کام آتی ہین اس مدرسہ کا نمونہ جبل پور کے مدرسہ مین موجود تھا جو ٹھگون کے بچون کو صنعت کاری سکھانے کے لیے مقرر ہوا تھا سنہ ۱۸۵۶ع مین یہہ دونو اسکول جنکے بانی ڈاکٹر ہنٹر تھے گورنمنٹ نے خود اپنے اہتمام مین لے لیے۔ گو ہندوستان مین بہت طرح کے صنعت کے کام اعلےٰ درجہ کے بنتے تھے مگر ان مدرسون نے ہندوستانیون کی وہ صنعت کے کام سکھائے گئے جو یہان موجود نہ تھے یا انکی بابت [illegible] کر سکتے تھے۔

لارڈ ڈلہوزی ایسی تحریکون پر بہت التفات کرتے تھے اور اپنے تمام قوت دولت ہی حکومت کو کام مین لاتے تھے مسٹر جن تھیمسن نے جو کلکتہ مین ہندو اور مسلمانون کی کالجون کی ترقی کے لیے تدابیر تجویز کین تھین انکو وسعت دینے کے لیے خود لارڈ ڈلہوزی نے پریسیڈنسی کالج کے قائم کرنے کا ارادہ کیا کہ اسمین طالبعلم پائین اور خاص کر انگریزی زبان سیکھین اور اس مین اعلےٰ درجہ کی تعلیم دی جائے جو اسکولون کی بالفعل تعلیم سے بڑھ کر ہو ایسے کالج کے قائم کرنے کے واسطے انہون نے انڈیا ہوس سے حکم حاصل کیا انکی استعانت کے بل پر جیمس طامسن صاحب کی بھی ہمت بندھی کہ وہ سنہ ۱۸۵۶ع مین تعلیم عامہ کا تجربہ کرین سنہ ۱۸۵۰ع مین وہ ممالک شمالی کے لفٹنٹ گورنر تھے اپنے ماتحت اکتیس اضلاع مین سے آٹھ اضلاع مین انہون نے خاص گورنمنٹ اسکول مقرر کیے اور مسٹر سٹورٹ ریڈ صاحب کو اس تعلیم کا انتظام سپرد کیا تیسرے سال کے آخر مین ۹۶۳۳ مدرسون کے اندر ۳۷۰۰۰ طلبہ پڑھتے تھے اس تجربہ مین ایسی کامیابی خاطرخواہ ہوئی کہ گورنر جنرل نے کورٹ ڈائرکٹرز سے درخواست کی کہ ایسی زبان کی تعلیم کی اس ترکیب کا تجربہ تمام ہندوستان مین کیا جائے بنگال مین اب تک پاٹ شالاؤن کی ترقی کے لیے کچھ انتظام نہین کیا گیا تھا انمین معلم چند روپیون کی تنخواہ پر کچھ لکھنا پڑھنا حساب سکھاتے تھے انگلینڈ سے کورٹ ڈائرکٹرز نے گورنر جنرل کی درخواست کا جواب خاطرخواہ دیا [illegible] مورخہ جولائی سنہ ۱۸۵۴ع جو بورڈ کنٹرول کے پریسیڈنٹ بھی سر چارلس وڈ کا جاری ہوا [illegible] ٹریولین وڈاکٹر ڈف و مارشمن اور تجربہ کارون کی رائے کے مطابق [illegible] اپنے الفاظ مین بیان کیا کہ کل ہندوستان کی تعلیم کے لیے بہہ ایک [illegible]

زیادہ حاوی بہ نسبت ان تدابیر کے ہے جو اب تک لوکل گورنمنٹ یا سپریم گورنمنٹ نے پیش کین ہین - یہہ سر چارلس وڈ کا مراسلہ ایک بڑا مستقل چارٹر (فرمان) تعلیم مین تھا جسکے بعد لارڈ ڈلہوزی کو کسی بات کی درخواست کرنے کے لیے گنجایش نہین رہی تھی اسکے موافق انکو اختیار حاصل ہو گیا تھا کہ وہ تعلیم عامہ کے لیے تین طرح نظام بنائین اول یہہ کہ ہر ضلع مین ابتدائی اور مڈل سکولون سے ایسی زبان کی تعلیم شروع ہو. دوم پھر انکی ترقی کالجون مین ہو سوم ہر پریسیڈنسی مین ایک ایک یونیورسٹی قائم ہو اور جو مدرسہ کہ گورنمنٹ کے اہتمام کے ماتحت ہو اس مین گرنیٹ ان ایڈ دی جائے - کالج اپنی پریسیڈنسی کی یونیورسٹی سے متعلق کیے جائین برٹش انڈیا کے پانچ بڑے بڑے پروونسون مین ایک ایک ڈائرکٹر پبلک انسٹرکشن (سررشتہ تعلیم) مقرر کیا جائے اور اسکے مددگار انسپکٹر مقرر کیے جائین - غرض سررشتہ تعلیم کی بنیاد تو ۱۸۵۴ء کے ڈسپیچ (مراسلہ مذکور) نے رکھی اور اسپر عمارت طامسن اور ڈلہوزی نے بنائی -

طامسن صاحب لفٹننٹ گورنر ممالک شمال مغربی تو اپنے تجربہ کی کامیابی دیکھنے کے لیے زندہ نہ رہے پچاس برس کی عمر مین موت کے حوالہ اسوقت ہوئے کہ وہ مدراس کے گورنر مقرر ہوئے تھے - طامسن صاحب بڑے عالی دماغ صاحب تدبیر منتظم تھے انہون نے ممالک مغربی کے محاصل ملکی کو بہت بڑھایا تھا اور بڑے پبلک ورکس شروع کیے تھے رڑکی مین انجنیرنگ کالج قائم کیا تھا سب سے بڑی یادگار انکی دیسی زبان کی تعلیم کا شائع کرنا ہے -

طامسن صاحب کی جگہہ جان کولون مقرر ہوئے افغانستان کی لڑائی کے وقت لارڈ آکلنڈ کے سکرٹری تھے اور پھر کئی سال تک تناسرم کے کمشنر رہے تھے - ان نئے لفٹننٹ گورنر نے اپنے اول سال کے عہد حکومت مین ۸ - اپریل سنہ ۱۸۵۴ء کو نہر گنگ کے کھولنے کی رسم کو ادا کیا جسکی ترقی دینے کے بڑے شائق طامسن صاحب تھے یہہ نہر بنانے کی تجویز تجارت اور آبپاشی کے لیے ہوئی تھی - سولہ برس پہلے کرنیل کاٹلی صاحب نے اس نہر کی تجویز کی تھی سنہ ۱۸۴۷ء سے اس نہر کے بنانے مین روپیہ خرچ ہونا شروع ہوا اور انجنیری نے اسکے بنانے مین تمام کمال دکھائے - گنگا کی نہر مین ڈیڑھ کروڑ روپیہ خرچ ہوا - لارڈ ڈلہوزی کے عہد مین اس نہر مین سترہ لاکھ روپیہ خرچ ہوا تھا - آج تک کسی شائستہ مہذب قوم نے ایسی عظیم الشان و رفیع المکان نہر بنانے کا قصد نہین کیا تھا

لارڈ ڈیل ہوزی نے لکھا ہے کہ فرانس مین جو چار نہرین ہین ان کے طولون کے مجموعہ کے برابر اس نہر کا طول ۵۲۵ میل ہے اور اگر اسکی شاخین شامل کی جائین تو آٹھ سو میل سے بھی اسکا طول زیادہ ہوتا ہے - یہہ لارڈ ڈیل ہوزی کو اپنے عہد مین اس کام کے ختم ہونے پر بڑا فخر و ناز ہے اسکے کھلنے کی رسم بڑی دھوم دھام سے ادا کی گئی دور دور سے آدمی اسے دیکھنے آئے مہاراجہ گوالیار بھی اس مین شریک ہوئے ہندوون کی وہ پیشین گوئی غلط ہوئی کہ جب گنگا الٹی بہے گی تو پرلو ہوگا اب تو اسکے جاری ہونے سے گنگا جمنا کا دوابہ بہشت ہوگیا - کاٹ لی صاحب کو اس خدمت کا بڑا صلا ملا اور جب وہ ولایت چلے گئے تو انڈیا کونسل کے ممبر مقرر ہوئے -

— جیسے کاٹ لی صاحب نے گنگا جمنا کے دوابہ کو نہر کے بنانے سے نہال کیا تھا ایسے ہی کرنیل ارتھر کوٹن نے دکن مین نہرون اور پرانے تالابون اور بندون کا انتظام کیا تھا پندرہ برس کے عرصہ مین جنگلون کو باغ بنا دیا تھا - کاویری کے اضلاع مین زمین کی قیمت کو دو چند کر دیا تھا تنجور کی مالگزاری کی آمدنی پر اسکا ایک پانچوان حصہ آٹھ لاکھ روپیہ بڑھا دیا تھا -

کرنیل کوٹن صاحب کی اس طرح کی کارپردازی سے گوداوری اور کشنا کی زمینین سیراب اور سیرحاصل ہوئین گوداوری پر دولیشورام پر ایک بندھ مٹی اور پتھر کا بنایا جو ایک سو بیس فیٹ عرض مین اور ڈھائی میل طول مین تھا اس کے اندر دریا کی دھار آٹھ سو میل کی چلتی تھی -

یہہ کام ایسا بارآور ہوا کہ لارڈ ڈیل ہوزی کے زمانہ مین گوداوری کے کامون مین جو روپیہ خرچ ہوا تھا وہ وصول ہوگیا اور راجمندری کا ضلع بڑا سرسبز و شاداب ہوگیا اس مین دولت ایسی بڑھی کہ تجارت کو رونق ہوگئی اور سالانہ زر مالگزاری بہت بڑھ گیا کشنا کی زمینین جو پانی کی طغیانی سے ڈوبی رہتی تھین یا خشکی مین پڑی رہتی تھین انکو روئی کی کاشت نے سنبھال اور مالا مال کر دیا - ان سب کامون مین لارڈ ڈیل ہوزی دل و جان سے توجہ کرتے تھے ان کامون کی افزائش کے لیئے انہون نے آیندہ سال کے بجٹ مین پندرہ لاکھ روپیہ درج کیا -

پبلک ورکس کی ترقی

لارڈ ڈیل ہوزی کے دل مین سب سے زیادہ قریب جگہہ پبلک ورکس کی ترقی رکھتی تھی انہون نے اس امر کو خوب جانچا کہ ہندوستان مین جو بندگان خدا اسکی حفاظت مین ودیعت رکھے گئے ہین انکی

بھلائی کے لیئے پبلک ورکس کی ضرورت کسقدر ہے انہون نے جو پبلک ورکس کے لیئے منصوبے باندھے ان کے خرچ کے لیئے اس ملک کی آمدنی کافی نہ تھی انہون نے کہا کہ پبلک ورکس کے خرچون کے لیئے ملک کی آمدنیان کافی ہین مگر یہہ معقول کام نہین ہے کہ ہم ان ہی پبلک ورکس پر خیال کرین جنکے خرچون کے لیئے یہان کی آمدنیان کافی ہون بلکہ ان پبلک ورکس پر خیال کرنا چاہیئے جو اس سلطنت عظیم الشان کے لیئے کافی ہون گو ان کے خرچون کے واسطے ملک کی آمدنی کافی نہ ہو بہت برسون تک پبلک ورکس کا خرچ جنمین سڑکین اور نہرین اور بارکین اور کچہریون کی عمارات شامل تھین دس لاکھ روپیہ سے زیادہ نہین بڑھا۔ ان تمام کامون کا اہتمام ایک ملیٹری بورڈ کے سپرد تھا جنسے یہہ کام لیا جاتا تھا اسکے سوا انسے یہہ کام متعلق تھے کمسریٹ سپاہ - باربرداری کا انتظام - میگزین کیمپ کی فوج اسپتال سٹڈ (گھوڑون کے اصطبل) و آبکاری و بازار و ٹولیون کے کارخانے - یہہ اتنے مختلف طرح کی کام ایک بورڈ سے جسکے تین ۳ بوڑھے افسر ممبر ہون اچھی طرح سر انجام نہین ہو سکتے تھے اسلیئے اس بورڈ کے اہتمام سے پبلک ورکس کے کام کو نکال لیا اور ایک جدا ڈپارٹمنٹ مقرر کیا جسکے لیئے پریسیڈنسی مین ایک سکرٹری مقرر ہوا اور اسکی اعانت کے لیئے چیف انجنیر مقرر ہوا اور اسکے ماتحت اور انجنیر بڑی مدراس کلکتہ بمبئی کے انجنیرنگ کالجون کے تعلیم یافتہ انگریز اور ہندوستانی مقرر ہوئے تمام پبلک ورکس کے کامون کی فہرست ہر سال مرتب ہو کر سپریم کونسل مین پیش کی جاتی۔ ان سب کامون کا نتیجہ یہہ تھا کہ ۱۸۵۳ء کے بجٹ مین پبلک ورکس کا خرچ ڈھائی کروڑ روپیہ لیج ہوا۔ اور سال آیندہ مین تین کروڑ جو ۱۸۴۹ء کے خرچ سے زیادہ ہو گیا تھا۔

۱۸۵۴ء مین بورڈ بالکل موقوف کیا گیا اب اسکے ہاتھ تلے کوئی کام باقی نہین رکھا گیا تھا۔

۱۸۵۴ء مین لارڈ ڈلہوزی اور انکی کونسل نے ایک ایکٹ پاس کیا جسکے سبب سے انڈیا کے کل پوسٹ آفس ایک ڈائرکٹر جنرل کے ماتحت ہوئے اور محصول کی تخفیف یہہ ہوئی کہ خطوط جو ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے تک بھیجے جائین ان سب پر یکسان محصول آدھ آنہ جو چھ ماشہ وزن کے خط پر لگایا گیا۔ خط کا وزن چھ ماشے سے زیادہ ہو تو ایک آنہ اور نقد محصول لینے کی جگہہ ڈاک کے ٹکٹ لگائے جائین لارڈ ڈلہوزی اسپر فخر کرین تو بجا ہی کہ ایک خط جو راس کماری ست پشاور کو بھیجا جائے تو اسپر آدھ آنہ محصول کا خرچ ہو جسپر پہلے زمانہ مین

آٹھ آنے خرچ ہوتے تھے پہلے غریب آدمی اس گرانی محصول کے سبب اپنے خطوں کو آتے جاتے آدمیوں کے ہاتھ بھیجا کرتے تھے اور دولتمند تاجروں نے اپنا خانگی انتظام ارزان کر رکھا تھا اس محصول کی ارزانی نے ان سب باتوں کو موقوف کر دیا۔ لارڈ ڈلہوزی نے اپنی کوشش سے ولایت اور ہندوستان کے درمیان میں بھی خطوط کا محصول کم کر دیا۔

ٹیلیگراف یعنی تار برقی

ڈاکٹر ولیم شوگ نسی کی کوشش سے تار برقی کلکتہ سے آگرہ و پشاور و بمبئی و مدراس تک لگ گیا لارڈ ڈلہوزی نے ڈاکٹر صاحب کو ولایت بھیجا کہ وہ اس معاملہ کو کورٹ ڈائرکٹرس کے سامنے خود پیش کرے۔ ایک ہفتہ کے اندر لارڈ ڈلہوزی نے ہندوستان میں تار لگانے کی تجویز کی تھی وہ کورٹ ڈائرکٹرز نے منظور کر لی۔ ڈاکٹر صاحب ولایت سے ہندوستان میں آئے اور اول انہوں نے نومبر ۱۸۵۳ء میں کلکتہ اور آگرہ کے درمیان تار لگایا ۲۴۔ مارچ کو تار پر ایک پیغام آٹھ سو میل سفر کر کے گورنمنٹ ہوس میں پہنچا جنوری ۱۸۵۵ء کے آخر میں آگرہ اور اٹک کے درمیان دریا سندھ تک اور بمبئی و مدراس تک تار لگ گیا غرض پندرہ مہینے کے عرصہ میں تین ہزار میل تار لگ گیا ۱۸۵۵ء میں ایک ہزار میل اور تار لگا یہہ تار کہیں لکڑیوں پر کہیں پتھروں کے ستونوں پر لگایا گیا تھا۔ اس ملک میں دیمک کا اور جنگلی جانوروں اور وحشی آدمیوں کا بڑا خوف تھا مگر ڈاکٹر صاحب کی دانائی اور فرزانگی نے ان خوفوں کو دور کر دیا اور لارڈ ڈلہوزی نے فخر یہہ کہا کہ ہندوستان کا تار برقی یورپ اور امریکہ کی تمام قوموں کی تار برقیوں سے مقابلہ کرنے کے لئے موجود ہے۔

ریلوے

۱۸۵۳ء میں ہندوستان میں ریلوے بمبئی سے طاننا تک کھولی گئی۔ گریٹ انڈین پنن شیولا کی ریلوے کی پہلی شاخ پر ۱۶۔ اپریل کو چار سو آدمی بیس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے آئے گئے۔ بارہ مہینے میں بمبئی اور جبل پور کے درمیان ریل بن کر تیار ہو گئی ہندوستانیوں نے اس نئے طریقے سے سفر کرنا شروع کر دیا ہزار آدمی روز اس طرح سفر کرتے تھے ایسے ہی کلکتہ اور مدراس سے ریلوں کے بننے کا کام شروع ہوا اگست ۱۸۵۴ء میں ہوڑہ اور ہگلی کے درمیان ریل پر آمد و رفت جاری ہو گئی اور سال کے آخر میں ایسٹ انڈیا ریلوے رانی گنج اور کلکتہ کے درمیان ۱۲۰ میل جاری ہو گئی ۱۸۵۵ء کے آخر میں مدراس میں بھی پچاس میل ریل جاری ہو گئی ریل کے تجربۂ عظیم کی بنیاد رکھنے میں جیسے لارڈ ڈلہوزی نے مدد کی ایسی کسی اور شخص نے نہیں کی

انکی کوششون کے سبب سے جنکی خیرخواہانہ امداد میسر ہوگئی تھی ٹرنک ریلوے کی سکیم مدبرانہ پرائیویٹ کمپنی کے لیئے ایک مدت مقررہ تک بنائی گئی جسمین گورنمنٹ کفیل ہوئی اس سکیم کے لوگ مخالف بھی تھے بلورڈ اوف ٹریڈ کے پریسیڈنٹ لارڈ ڈلہوزی پہلے رہ چکے تھے اس نے جو سبق انکو سکھایا تھا وہ اسکو بھولے نہ تھے کہ انڈیا مین ریلون کی سخت ضرورت ہے خود اپنی محافظت کے لیئے اور اندرونی استعدادون کے بروے کار ظاہر ہونے کے واسطے اول انہون نے اس بات کو خوب غور سے دیکھا تھا اور پھر استقلال سے ظاہر کیا تھا کہ انگلنڈ مین ریلوے کمپنیون کی کامیابی اور ناکامیابی نے اس پرانے یقین کو مستحکم کر دیا تھا کہ ریلوے کی پرائیویٹ کمپنیون کی مہمات مین سٹیٹ کا تسلط ہونا چاہیئے۔

ہندوستان مین اسکی اشد ضرورت تھی کہ اسکے پیداوار کی استعداد و قوتین بروے کار ظاہر ہون اور دولت جو ملک مین بری طرح منقسم ہے وہ آزادانہ پھیلے۔

ریلون کے ذریعہ سے پیداوار کی تقسیم اسطرح اچھی ہو جائیگی کہ جہان کسی پیداوار کی افراط ہے وہان سے وہ وہان چلا جائیگا جہان اسکی کمی کے سبب ضرورت ہے۔ دنیا کی ہر طرف سے جہاز ان پیداوارون کی تلاش مین آتے ہین جو ملک کے اندر پیدا ہوتے ہین لیکن اب ان تک رسائی مشکل ہے ریلین اس مشکل کو سہل کر دین گین اگر سارے ہندوستان کے طول و عرض مین گورنمنٹ خود ریلین نہین بنا سکتی تو وہ کمپنیون کو ترغیب دیکر انکے سرمایہ سے بنوا سکتی ہے۔

اس ملک مین ان دونو باتون کی ضرورت ہے کہ کمپنیان بھی کھڑی ہون اور ریلین بھی بنائی جائین لارڈ ڈلہوزی نے کمپنیون کو ترغیب دینے کے لیئے وعدہ کیا کہ ریلوے بنانے کے لیئے جس زمین کی انکو ضرورت ہوگی مفت دی جائیگی۔ اور جو روپیہ وہ خرچ کرینگی اسکا سود ایک خاص شرح کے موافق شرائط کے ساتھ مدت مقررہ کے لیئے دیا جائیگا۔ لارڈ ڈلہوزی نے اپنی تحریر مین کورٹ ڈائرکٹرز پر ظاہر کر دیا کہ ہندوستان مین جا بجا ہر اول ریلوے بنانے کی ضرورت ہے جنکو کمپنیان بنائین اور گورنمنٹ اسکی کفیل ہو اور گورنمنٹ سبداس مین اپنا اختیار ایسا رکھے کہ وہ کمپنیون کو دق نہ کرے اور جو سرمایہ وہ خرچ کرین اسکا سود وہ ادا کرے غرض لارڈ ڈلہوزی نے اپنی عالی دماغی اور روشن ضمیری سے ریلوے بننے کے لیئے ایسے براہین متین اور روشن دلائل بیان کین کہ

کورٹ ڈائرکٹرز نے انکے سننے مین اپنے کان نہین بند کیے اور انگلنڈ مین کمپنیان اس کام کے کرنے کے لیے تیار ہوگیئن اور انکو یقین ہوگیا کہ اس کام سے انکو بڑا فائدہ حاصل ہوگا۔ سب سے اول ایسٹ انڈیا کمپنی ریلوے قائم ہوئی گورنمنٹ اسکو ایک کروڑ روپیہ کے سود دینے کی ضامن ہوئی اس نے بردوان سے دہلی کی طرف ریل بنانی شروع کی اور ان سڑکون کے بننے کی بھی تیاری شروع ہوئی جو کلکتہ کو بمبئی اور مدراس کو آپس مین ملادین۔ غرض نئی ریلون کی منظوریان کورٹ ڈائرکٹرز سے حاصل ہوتی گیئن جب لارڈ ڈیل ہوزی سنہ ۱۸۵۶ع مین ولایت کو رخصت ہوئے تو انہون نے یہہ سچ کہا کہ سنہ ۱۸۴۹ع سے ہندوستان مین جو ریلوے کا بننا شروع ہوتا ہے اسکی ترقی سے سب طرح کورٹ وائرکٹرز کو اطمینان ہے۔

کلکتہ سے ممالک مغربی تک ریل بننے کی سکیم سنہ ۱۸۴۴ع مین انڈیا ہوس مین میک ڈونیلڈ اسٹیفنسن نے پیش کی تھی جنکو انکی خدمات کے جلدے مین نائٹ کا خطاب ملا اس زمانہ مین ایک اور انجینیر مسٹر چیپ مین نے بمبئی کی طرف ریلوے بنانے کی سکیم پیش کی ان دونو انجینیرون نے جو ریلوے بننے کی سکیمین پیش کین تھین انہین سے ایک حصہ کے بنانے کا حکم کورٹ ڈائرکٹرز نے سنہ ۱۸۴۹ع مین دیدیا مسٹر ولیم اینڈریو نے ایک اور سکیم لاہور اور کراچی کے درمیان ریلوے بنانے کی پیش کی مگر وہ منظور نہوئی ہندوستانیون نے ان ریلون کے بنانے مین اپنا بہت تھوڑا سرمایہ لگایا مگر ریل مین سفر کرنے کا نیا طریقہ جلد اختیار کرلیا اور وہ جو ہندؤن کو ذات کا تعصب تھا کہ بڑی ذات کے آدمی چھوٹی ذات کے ساتھہ ہم نشین نہین ہوتے تھے وہ جاتا رہا تیسرے درجہ کی گاڑی مین دونو برابر بیٹھنے لگے کلکتہ کی دہرم سبہا نے اجازت دیدی کہ جاتری ریل مین سفر کرنے کے مجاز ہین۔ ریل پر اسٹیشن کو دیکھیے کہ پنڈت صاحب ایک گوجات یا بن جات کے آدمی کے برابر بیٹھے ہوئے ہین جیسے ریل نے اس تعصب کو ریل مین بٹھاکر جلاوطن کیا ہے ایسا وہ کسی اور طرح سے دور نہین ہوسکتا تھا ایسے ہی مسلمانون کی عورتین جو گھر سے باہر قدم رکھنے کو اور سفر کرنے کو بڑی بے پردگی بے عزتی سمجھتی تھین وہ ہزارون میل ریل مین سفر کرلیتی ہین جس مین وہ پردہ ہرگز نہین ہوسکتا جو انکا یہان پہلے ہوتا تھا غرض اس ریل نے ہندؤن مین جات کی قیدین اور مسلمانون مین عورتون کے قیدین مین بڑی تخفیف کردی ہے۔ لارڈ ڈیل ہوزی کے حکومت کے آخر سال مین دو سو میل

ریل پر جو انکے عہد میں تیار ہو گئی تھی ۱۴۰۰۰۰ مسافروں نے سفر کیا جنمیں سے اکثر تیسرے درجہ کی گاڑی میں بیٹھے۔

لارڈ ڈلہوزی کے عہد حکومت میں جو بڑی بڑی سڑکیں بننی شروع ہوئیں انمیں ایک سڑک کالکا کی تھی جو کوہ شملہ کی پالاگن کرتی ہوئی چینی تک گئی چینی میں انگور بہت اچھے مزہ دار سطح سمندر سے ۸۰۰۰ فیٹ بلندی پر پیدا ہوتے ہیں لارڈ ڈلہوزی کی عادت تھی کہ وہ برسات کے موسم میں چینی جایا کرتے تھے جہاں دھوپ بے ابر ہوتی اور پاس کی برفوں کے اثر سے ہوا سرد ہوتی۔ کرنیل نے پیر نے اس عمدہ سڑک کا نقشہ بنایا تھا اور کپتان برگ نے اسے بنوایا تھا۔ وہ ہمالیہ کی چڑھائی میں پیچ کھاتی ہوئی بنائی گئی تھی جسمیں ڈھلان ۳ فیٹ کا سو فیٹ میں رکھا گیا تھا کالکا سے شملہ تک پچاس میل اس کی لمبائی تھی اور وہ چوڑی اتنی تھی کہ گاڑیاں اسپر چل سکتی تھیں شملہ سے آگے تبت کی سرحد تک اسکا عرض چھ فیٹ تھا جو تبت اور ہندوستان کے مابین تجارت کے لئے کافی تھا ۱۸۵۳ء میں جنگ برہما کے ختم ہونے کے بعد لارڈ ڈلہوزی نے ایک سڑک اراکان کی راہ سے ڈھاکہ سے پیگو تک بنوائی یہہ کام آسان نہ تھا اسکے اندر بڑے بڑے گھنے بن اور اونچے اونچے پہاڑ پڑتے تھے اور پانی اور مزدوروں کا کال تھا اور سال بھر میں سات مہینے موسم ایسا رہتا تھا جس میں مزدور کام نہیں کر سکتے تھے لفٹننٹ فورلونگ نے برہما کے مزدوروں کو دو سال کے اندر ایسا کام سکھا دیا کہ وہ سڑک کو ڈبرہ ٹوپچی کے پار نو مفتوح ضلع پیگو میں لے گئے۔ جب لارڈ ڈلہوزی نے اپنے عہدہ سے استعفا دیا تب تو بڑی ٹرنک روڈ کلکتہ سے ممالک شمالی و مغربی تک تیار ہو گئی تھی۔

ہگلی سے اوپر سفر کرنے میں ایسے خوف خطر تھے جنکے دور کرنے کے لیے لارڈ ڈلہوزی نے توجہ کی کلکتہ تک بڑے بڑے جہازوں کا جانا مشکل تھا اسکی راہ میں خوفناک پایاب پانی اور ریت کے ٹیلے آتے تھے اس دریا میں سن ۱۸۰۰ میں بیسے بڑے بڑے جہاز آسانی سے جنید نگر جاتے تھے مگر تدریج کیچڑ اور دلدل و ریت نے جنکو دریا کا پانی سمندر میں لے جاتا تھا جہازوں کی راہ کو خراب کر دیا تھا لارڈ ڈلہوزی نے اس تجارت کے لئے اس خرابی کو دور کرنے میں جو چھ سال کے اندر وقوع میں ہوئی تھی یہہ تجویز کی کہ کلکتہ کے جنوب مشرق میں مثلاً میں ایک نیا بندرگاہ بنایا جائے سکے سبب کا نتیجہ یہ ... اور اس نئے بندرگاہ کا نام ... پورٹ رکھا گیا لارڈ ڈلہوزی

منصوبہ یہ بھی تھا کہ ہگلی پر پل بنایا جائے جو بر سدن مین پورا ہوا جسنے کلکتہ کو ہوڑا کے ریلوے سٹیشن سے ملا دیا۔

لارڈ ڈلہوزی کے دوسرے ملکی کام

اس ملک مین لارڈ ڈلہوزی نے زراعت تجارت صنعت کی ہتعدادون کے بڑے کار آمد سانچون مین بڑی امداد کی۔ چار کے باغون نے کانگڑہ کے پہاڑون کے اطراف کو گھیر لیا اور انکی توجہ کے سبب سے ہندوستانیون کو چاہ کی کاشت کا کام آگیا۔ ریشم سن اور جیوٹ کی پیداوار کو بڑھایا۔ پنجاب دکن مین گھوڑون کی نسل کو ترقی دی۔ میری نو کے مینڈھون کو یہان لاکر ہندوستان مین اون کو بیش قیمت بنایا۔ پیگو کی مرطوب ہوا کو بھیڑون کے مزاج کے موافق بنایا اور پیگو تنا سرم اودھ و ہمالیہ کے جنگلون کو غارت ہونے سے بچایا۔ ان کے ایجنٹ کوئلہ اور لوہے کی تلاش مین کالا باغ کے نمکستان پہاڑون سے پیر پنجال و آسام و نربدا کے وادیون مین گئے۔ کوہ ادرستبی کی ویران بالائی زمینون مین سہاگے کی کانین برآمد کین۔ ایک اگری کلچرل ہوسائٹی (زراعت کی سوسائٹی) قائم کی اور مدراس مین زراعتی نمائشگاہ کے لیے جسقدر فنڈ کی ضرورت تھی اسکو مہیا کیا۔

دریا سندھ اور دریا ابراوتی پر دخانی جہازون کی لاین باقاعدہ مقرر کی۔ کراچی سے رنگون تک بندرگاہون کی اصلاح کی بحری و بری پیمائشون مین ترقی کرائی۔ سمندر مین بہت جگہہ لائٹ ہوس (مینار) بنوائے۔ گریٹ ٹرگنومٹری کل سروے (مثلثی پیمائش) کے افسرون نے بڑے بڑے کام کئے جنکے بیان کرنے کے لیئے ایک جدا کتاب کی ضرورت ہے۔ انہون نے گورے سپاہیون کے لیئے عمدہ خوراک مقرر کی اچھی شراب پلوائی۔ مناسب بلند زمینون پر کمرہ دار بارکین بنوائین۔ متاہل گورون کے واسطے جدا مکانات تعمیر کرائے ہر بارک مین پنکھے لگوائے۔ تیرنے کے حوضون کو پہلے سے اچھا بنوایا اور ہر چھاونی مین ورک شوپ اور باغ گورون کے لیئے بنائے۔ اور رجمنٹون کے اسکولون مین کتابون اور قلم کاغذ سیاہی وغیرہ کا سامان مہیا کرایا۔ اور اسکول کے ماسٹرون کی تعلیم کے لیئے ایک نورمل اسکول لارنس اسائلم مین مقرر کیا۔ کمپنی میں سارجنٹون کی لیاقت کے کامون کے لیئے وظیفے مقرر کیئے ان گورون کے لیئے جنکو پنشن اور جلد وظیفے دی جاتی تھی ہندوستان ہی مین ایک جیل خانہ بنایا کہ اسمین قیدی گورے رہا کرین۔ پہلے سے ترقی افسرون کی انکی ملازمت کی مدت کے موافق ہوتی تھی انکے لیئے حکم ہوا کہ آیندہ کوئی افسر برگیڈ یا ڈویژن کا کمانڈر نہین مقرر ہوگا جبتک وہ لیاقت و قابلیت مسلمہ نہ رکھتا ہوگا۔

باب پنجم

(برہما کی دوسری لڑائی)

۱۸۵۲ء مین لارڈ ڈلہوزی رفاہ عام اور آسودگی انام کے کامون مین سراپا مشغول تھے کہ کھیل مین یہہ خلل لگی کہ خلیج بنگال کے شرقی کنارہ پہ کارزار کے ہتھیارون نے اپنی چمک کھائی۔ ۱۸۲۶ء مین برمیون سے عہدنامہ ہوا تھا جسکے موافق برٹش رزیڈنٹ آوا مین بھیجا گیا تھا تاکہ دریار ایراوتی کے اضلاع مین انگریزی تجارت کی نگہداشت و محافظت کرے۔ اس رزیڈنٹ پر آوازہ توازہ پھیکے جانے شروع ہوئے اور انکی بڑھتے بڑھتے یہان تک نوبت آئی کہ برمیون نے یہہ چاہا کہ انگریزون کو کچھ کا مارین یا ڈبو دین وہ ایک جزیرہ مین رہتے تھے جسمین طوفان اکثر آتے تھے وہ یہان رہ نہین سکتے تھے ۱۸۴۰ء مین گورنمنٹ انڈیا نے اپنے ایجنٹون کو بلا لیا۔ اس زمانہ مین برما مین تھاراوادی راج کرتا تھا اسنے اپنے بھائی سے راج چھینا تھا۔ اب انگریز اپنی تجارت کے خود ہی نگہبان تھے جس عہدنامہ کے قوت بازو پر وہ تجارت کرتے تھے اسکو راجہ نے سلامت نہین رکھا تھا ان پر برمیون نے ستم پرستم کرنا شروع کیا انہون نے بوساطت کرنیل لوگل کمشنر تناسرم کے برمیون کے ظلم کی شکایتون کو گورنمنٹ کے کانون تک پہنچایا۔ برمی اکثر سرکش مغرور عقل کے اندھے تھے وہ سفارت کے اخلاق سے بالکل بے بہرہ تھے۔ ایسے آدمیون کی تنبیہ و چشم نمائی کے واسطے یورپین خیالات کے موافق سچے اسباب کا پیدا ہو جانا بڑی آسان بات تھی۔ انکی گستاخیون اور شوخیون سے انگریزون کو بہت تھوڑا نقصان پہنچا تھا اگر انگریز انکی برداشت کرتے تو انکی عزت مین کوئی شبہ نہین لگتا تھا برمی وحشی تھے اور تہذیب شائستگی سے برکنار تھے دریار ایراوتی کے کنارہ پر انگریزون کی جناب مین کسی گستاخی کا ہونا بالکل دریا جمن کے کنارہ پر گستاخی کے ہونے سے بالکل مختلف حالت رکھتا تھا۔ یہان گستاخی کے ہونے سے ہندوستانی والیان ملک کی نظر مین گورنمنٹ کی حقارت ہوتی اور وہان خلیج بنگالہ کے پار کالے پانی مین کسی گستاخی کے ہونے کی خبر بھی انکو نہ ہوتی۔ لیکن برمیون نے اپنی شوخیون اور

گستاخیون کی نوبت یہانتک پہنچائی کہ اب لارڈ ڈلہوزی انکی برداشت نہین کرسکتے تھے۔ جب انہون نے
انگریزی جہازون کے دو مالکون کو گرفتار کرلیا اور ان پر سخت جرمانہ کیا باوجودیکہ وہ پہلے اپنے جرم سے بری ہو چکے تھے
ستمبر ۱۸۵۱ء مین رنگون کے تاجرون نے ایک اپنی عرضداشت لارڈ ڈلہوزی کے پاس بھیجی جسمین
انہون نے وہ تمام شکایتین جو عہدنامہ یاندبو کے برخلاف ظہور مین آئین تھین اسمین یہہ لکھا کہ یہان تو
ہماری جان و مال آبرو محفوظ نہین بے شمار قزاقیان و چوریان ہوتی ہین جھوٹے جھوٹے بہتان اور الزام لگائی
جاتے ہین بے قاعدہ محصولات زبردستی وصول کیئے جاتے ہین اور بعض اوقات ان کے واسطے شکنجہ
فرسائی بھی ہوتی ہے قصہ مختصر اب ہم ایسے تنگ ہوگئے ہین کہ اگر گورنمنٹ ہماری محافظت کی ضامن نہین
ہوگی تو ہم اس ملک کو چھوڑکر اور اپنے مال اسباب کا نقصان اٹھاکر یہان سے چلے جائینگے۔
اس داد و فریاد پر گورنر جنرل نے برہما کی گورنمنٹ کو لکھا کہ انگریزون کا جو نقصان اسکی عملداری مین ہوا ہے
اسکے معاوضہ مین وہ دس ہزار روپیہ جرمانہ دے اور رنگون کے حاکم کو جسنے یہہ قصور کیا ہے
موقوف کرے اور انگلش رزیڈنٹ کو رنگون یا آوا مین رہنے دے۔ ان درخواستون کی منظوری
کے لیئے زور لگانے کے واسطے یہہ بہتر معلوم ہوا کہ کموڈور لیمبرٹ اپنے بیڑے کو ساتھ لیکر
بندرگاہ رنگون مین سیر کرے اگر پانچ ہفتہ کے عرصہ مین دربار برہما سے اس پاس جواب نہ آئے تو
اسکو اختیار ہے کہ اپنے نزدیک جو بہتر اور مناسب سمجھے وہ کام کرے جب اس مہلت کا زمانہ ختم ہونے کو
ہوا تو ۱۸۵۲ء کی پہلی تاریخ آوا سے راجہ کا خط آیا جس مین لارڈ ڈلہوزی کی کل درخواستون کے
قبول کرنے کا وعدہ کیا گیا۔ رنگون کا گورنر آوا مین بلایا گیا اور اسکی جگہہ پیگو کا نائب راجہ مقرر کیا گیا
کہ انگریزون نے جو اپنے نقصانون کا تاوان مانگا ہے اسکی مقدار واجب الادا کی تحقیقات کرے۔
کپتان لٹر نے اس نئے حاکم پاس پیغام بھیجا کہ ۶ جنوری ۱۸۵۲ء کی دوپہر کو برٹش گورنمنٹ کے وکیل
اس پاس آئینگے جب یہہ ملاقات کا وقت ٹھہر گیا تو وہ ٹھیک وقت مقررہ پر گھوڑون پر سوار ہوکر
حاکم کے محل کے دروازہ پر پہنچے۔ نوکرون نے انکو اندر نہین جانے دیا اور انسے کہا کہ ہمارا آقا سوتا ہے
ہم اسکو جگا نہین سکتے مگر یہہ سونا اسکا عجیب تھا کہ وہ کھڑکیون کی جھلملیون مین سے اپنے نوکرون سے
اشارون مین باتین کرتا تھا انگریز ملاقات کے انتظار مین دھوپ کے اندر کھڑے تپ رہے تھے۔
زینہ کے اوپر بیٹھا ہوا وہ پیغام بھجواکر اپنے گرد کے لوگون کو ہنسواتے تھے آخرکار بے نیل مرام گھوڑون پر

سوار ہوکر اپنے گھر واپس آ گئے - بس ان باتون سے معلوم ہوا کہ صلح کا دروازہ بند ہے اس دن کی دوپہر کے بعد تمام انگریز سوار ہوکر لیمبرٹ کے جہاز فوکس پر جمع ہوئے جسپر انگریزی جھنڈا لگا ہوا تھا اُسی کہا گیا کہ انگریزی علم کی بڑی تذلیل و تحقیر ہوئی - رنگون کے کل پردیسیون کو اطلاع دی گئی کہ وہ دو گھنٹے کے اندر جہاز پر چلے آئین - دربار کے کنارہ پر انگریزون اور پرتگیزون و مسلمانون اور اہل امریکہ و آرمینیون کا ایک ہجوم لگ گیا اور وہ اپنا اسباب اسی قدر لا سکے جو خود اٹھا سکے انکو بار برداری کے واسطے بری قلی نہین ہاتھ لگے اسلیئے اسباب چھوڑنا پڑا یہہ لوگ جہاز مین بیٹھکر دریاء رنگون مین چند میل نیچے لنگر انداز ہوئے اور ایک نیا بنا ہوا بڑا شاہی جہاز جو برہما کے راجہ کا تھا لیمبرٹ کے حکم سے گرفتار کیا گیا اور یہہ کہا گیا کہ وہ اس اسباب کے عوض مین گرو رہے گا جو رنگون مین چھوڑ دیا گیا ہے یہہ اسلیئے کہا گیا کہ برہما والون کا حاکم فوکس جہاز پر بیسر صلح آئے - رنگون کے متعلق ڈلا کا گورنر دوستانہ آیا مد رنگون کے حاکم نے جو پہلے دن وحشیانہ حرکت کی تھی اسکو انگریز چاہتے تھے کہ وہ اس کی معذرت کرے - ڈلا کا حاکم اس کام مین انگریزون کی اعانت کرنے کے لیے آیا تھا مگر شام کو حاکم رنگون کا خط آیا کہ فوراً شاہی جہاز کو حوالہ کرو اور اگر اسکو دور لے جانے کا قصد کروگے تو تم پر آگ برسائی جائیگی اسکے جواب مین کموڈور لیمبرٹ نے یہہ جواب دیا کہ اگر دریا مین نیچے جانے مین اسپر ایک گولی بھی تم نے چلائی تو یقینی تمہاری مرمت آ جائیگی اسکے ساتھ انہون نے اپنا حکم مشتہر کیا کہ برہما والون کے سارے بندرگاہ محصور کیئے جائین -

۵ جنوری کو جنگی جہاز کی حراست مین تاجرون کے جہاز دریا مین آئے - جب دخانی جہاز کے ساتھ برمی شاہی جہاز برہما والون کے مورچون کے درمیان آیا تو تمام بیڑے پر توپون کے گولے اور بندوقون کی گولیان پڑنی شروع ہوئین - کموڈور کے جہاز پر سے اشارہ کیا گیا تو اسکے کپتانون نے لڑنا شروع کیا اور تھوڑے مین دریا کی ہر طرف کی توپون کے منھہ بند کر دیئے گئے اور برمیون کے مورچے غارت کر دیئے گئے اور بہت سی جنگی کشتیان تھین جنمین سے ہر ایک مین سو سو سپاہی سوار تھے انمین سے کچھہ لڑائی مین چھین لی گئین کئی سو برمی مقتول اور مجروح ہوئے اگرچہ یہہ لڑائی مارکوئس ڈلہوزی کے سر پر آن گری تھی پھر بھی وہ لڑنے مین پہل لگانا نہ چاہتے تھے - وہ ممالک مغربی مین دورہ کر رہے تھے کہ یہہ خبر سنکر ۲۹ جنوری سنہ ۱۸۵۲ع کو جلدی سے کلکتہ مین دوڑ آئے - راہ ہی مین برمیون کے گورنر رنگون

تمام مراسلہ پر دستخط کیئے جس مین انہون نے اپنی پہلی ہی درخواستون کا اعادہ کیا اور یقین دلایا کہ جو
جو گستاخی ہوئی ہے اسکی معذرت کرنے سے صلح مصالحت ہو سکتی ہے۔ کلکتہ سے ایک خاص
سفیر رنگون بھیجا گیا کہ جو کچھ اور اختلافات ہون وہ انکا فیصلہ کرے برمی گورنر نے بجائے معذرت کرنے
کے جواب یہہ لکھا کہ تمہارے افسر شراب پیئے ہوئے ٹھیک ہوقت آئے کہ مین سوتا تھا بے وہ ون
اور اور افسرون سے وہ یہہ کہتے ہوئے سنے کہ مجھے جگائین جنپنت بنے اور کموڈور سے جھوٹ موٹ
کی باتین جاکر بنا دین۔ جب اسنے یہہ جھوٹے الزام افسرون پر لگائے جو کسی طرح قابل اعتبار نہین تھے
تو لارڈ ڈلہوزی نے کہا کہ گورنر نے گستاخی کی معذرت نہ کرنے سے اسکو اور بڑھا دیا اب بھی
اسکی برداشت اپنی حد غایت کو نہین پہنچی تھی لڑائیون کی تیاریون کے اندر بھی انہون نے مصالحت
کے لیے کسی بات کو اٹھا نہین رکھا۔ انڈیا گورنمنٹ نے اپنے پرانے درخواستون پر اعتدال کے ساتھ
اور زیادہ زور دیا اگرچہ یہہ اعتدال قابل تعریف تھا مگر غلط سمجھا گیا۔ انگریزون کو رنگون و آوا سے واہی تباہی
جواب ملا جب کچھ حاصل نہوا کموڈور لیمبرٹ کی خدمت مین برمی ہمیشہ گستاخیان اور بے ادبیان
کیا کرتے تھے ابھی تک برمیون کے واسطے در توبہ بند نہ ہوا تھا لارڈ ڈلہوزی نے ۱۲ فروری کو
اپنی ایک تحریر مین لیمبرٹ کی پولیسی کو غلط بتا کر ایک مراسلہ خاص سفیر کے ہاتھ آوا کے دربار کو بھیجا
اس تحریر کو برمیون نے انگریزون کے ضعف پر محمول کیا کہ وہ عاجزانہ ان الزامات کا اقرار کرتے ہین جو انکے
افسرون پر لگائے گئے ہین اسی زمانہ مین لارڈ ڈلہوزی نے برہما کے راجہ کو ایک خط لکھا جس
مین اعتدال کے ساتھ یہہ درخواستین کین کہ مسٹر سن لوئس اور شیپرڈ کے نقصانون کے تاوان دین
اور رنگون مین برٹش رزیڈنٹ کو رہنے دین اور نیا گورنر رنگون تحریری معذرت نامہ لکھے اور برٹش
گورنمنٹ نے جو اپنے سچے دعوون کے کرنے مین دس لاکھ روپے خرچ کیئے ہین وہ ادا کرے اگر فوراً
یہہ جرمانہ ادا کیا جائیگا تو رنگون اور مرتبان پر قبضہ جب تک رکھا جائے گا کہ اس روپیہ کی بابت
فیصلہ ہو۔ اگرچہ آخر اپریل تک یہہ شرائط منظور نہ کی جائینگی تو لڑائی کا اشتہار دیا جائے گا۔

اسوقت کمانڈر انچیف گوم بہت دور سندھ مین تھے اسلیئے خود لارڈ ڈلہوزی نے
اس لڑائی کا اہتمام اپنے ذمے لے لیا۔ اس لڑائی کے کام کو بھی انہون نے اپنی حسن لیاقت
سے ایک بڑے آزمودہ کار سپہ سالار کی برابر کرکے دکھایا اور اس مشکل کام کو بھی انکی عقل مشکل کشا نے

سہل کردیا۔ وسط فروری سے مارچ کے آخر تک لڑائی کی تیاریاں ہوتی رہیں اس میں التوا اس سبب سے
ہوا کہ ۴۰ رجمنٹ بنگال نے جات جانے کے خوف سے جہاز میں بیٹھکر رنگون جانے سے انکار
کیا وہ ڈھاکہ بھیجی گئی اور اسکی جگہ سکھوں کی رجمنٹ بلائی گئی جو خوشی خوشی جہاز میں سوار ہوئی۔ گو
اسوقت تار برقی نہ تھا مگر گورنر جنرل کا ذہن رسا وہ برق تھا کہ لشکر کشی کا سارا سامان اپنے
ترت پھرت کردیا انھوں نے کرنیل بوگل کو حکم دیا کہ وہ تناسیرم میں مویشی اور غلہ دوا و سامان جنگ
کی اور ضروری چیزیں مہیا کرے مول مین میں چوبی مکانات سپاہ کے لیئے تیار کیئے گئے کہ
بھاری موسمی سون کی بارش میں سپاہی اسکے اندر رہیں اور ان کے بنانے کے لیئے ہزاروں
بڑھئی سب طرف سے اکٹھے کیئے گئے کہ وقت پر مکانوں کو لگا دیں اور تناسیرم کے کنارے پر
سطح تیار کیئے گئے کہ روٹی کی پکائی سپاہ اور ملاحوں کو پہنچے اس طرح سے بارکیں اور گھر کے اسباب
آسائش سپاہ کے پیچھے پیچھے چلتے تھے دخانی جہاز متعین تھے کہ بیماروں اور زخمیوں کو ایمہرسٹ
میں لے جائیں جو مول مین سے تیس میل کے فاصلہ پر ایک بڑا صحت بخش مقام تھا گورنر جنرل نے
یہہ ارادہ مصمم کرلیا تھا کہ اگر لڑائی ہو تو وہ جلد کامیابی کے ساتھ ختم ہو۔

سپاہ حملہ آور کے کمانیر بیچر جنرل گوڈون مقرر ہوئے وہ ایک بڑے بہادر افسر تھے جو اول جنگ
برہما میں لڑ چکے تھے میجر جنرل سٹن صاحب بیڑے کے افسر مقرر ہوئے۔

۳۔ اپریل کو صاف معلوم ہوگیا کہ لڑائی ضرور ہوگی اسی تاریخ انگریزی جہاز پر دور سے بائن پر برقی توپخانے
نے گولے مارے۔ وہ علم صلح لیئے ایک جواب کے انتظار میں کھڑا تھا۔ اس دخانی جہاز نے
برمی توپخانے کے دھوئیں اڑا دیئے جنرل گوڈون دربار رنگون کے دبانے سے بہت دور تھے
وہ لارڈ ڈلہوزی کی بہری ہدایتوں کے موافق اپنے کاموں کے کرنے میں آزاد تھے۔

۴۔ اپریل کو ان کے لشکر کے چودہ سو نشو سٹ سپاہی کرنیل رینگ نولڈس کے ماتحت پانچ
جنگی جہازوں میں مول مین سے روانہ ہوئے کہ مرتبان پر حملہ کریں۔ سات بجے سپاہ
خشکی میں اتری پر در بائن اور ریٹ ٹلر جہازوں سے بڑی آتش فشانی ہو رہی تھی۔
ایک گھنٹہ کے بعد پیگوڈاؤن پر جو شہر سے پرے درختوں کے اندر بنا ہوا پر تھے رنگ لڑائی
کے تنخستہ پیادوں نے اپنے قبضہ میں کرلیئے۔ انگریزوں کی طرف سات گورے اور تین ہلاک

سپاہی اور ایک ملاح زخمی ہوئے ۔ مرتبان مین ایک رجمنٹ ہندوستانی متعین کی اور باقی سپاہ کو جنرل گوڈون نے جہازون مین دوبارہ سوار کرایا اور ۸ - اپریل کو کل بیڑا جہان اسکے جمع ہونے کے لئے جگہ مقرر تھی آگیا اور رنگون پر حملہ کرنے کو تیار ہوا ۔

یہہ جنگی بیڑا ایسا تھا کہ جسکے دیکھنے سے زبردست دشمن بھی دہل جائے اس مین ۹ جنگی جہاز اور بنگال کے چھہ چھوٹے دخانی جہاز تھے اور ۱۵۹ توپین تھین اور ۲۲۷۰ ملاح اور جہازی سپاہی تھے ۔ رنگون کے نیچے برمی مورچون کو لیمبرٹ کی سپاہ نے جاکر غارت کردیا تھا تاکہ لشکر اعظم کے لیئے راہ صاف ہوجائے کوئی مزاحمت نہ پیش آئے ۔ ۱۰- اپریل کو دریاے رنگون مین ایراوتی کے دہانہ پر جہاز جمع ہونے شروع ہوئے ۔ دوسری صبح کو وہ آگے بڑھے اور اس مورچے پر پہنچے جو ڈلا اور بیراسنے شہر رنگون کا محافظ تھا ۔ جب ہندوستانی بیڑے کے جہاز اپنی جگہون پر قائم ہوئے تو دریا کے دونو کنارون پر سے انپر آتش باری ہونی شروع ہوئی جسکے جواب مین اُدھر سے گولے اور گولیان چلین جنہون نے دشمنون کو ہلاک کیا راجہ کے ایک بڑے مورچے کے میگزین مین ایک دخانی جہاز کا گولہ لگا جسنے اسکو اڑادیا گیارہ بجے سے پہلے دشمن نے اپنی آتش فشانی بہت کم کردی پھر کچھہ سپاہ ڈلا مین خشکی مین اُتری اور منو اتر جلدی سے تین مورچے لے لیئے شام کے وقت ایک گولہ سے برمیون کا ایک اور میگزین اُڑگیا اسلیئے رات کو دونو کنارون پر ایک توپ نہین چلی ۔ مورچون کے جلنے کی روشنی اندھیرے مین بتاتی تھی کہ برمیون کا کسقدر نقصان ہوا ہے (ہم نے جہان برمی مورچون کا ذکر کیا ہے وہان یہہ سمجھہ لینا چاہیئے کہ برمی اپنے مورچے ٹیک کی لکڑی کے بناتے تھے اور اسکے پیچھے کچی اینٹ مٹی تھوپ دیتے تھے اور اسکی کھائی کے پشتہ مین نوک دار بانسون کی باڑ لگا دیتے تھے) ۱۱- اپریل کو اتوار کے دن یہہ واقعہ واقع ہوا تھا دوسرے دن صبح کو پچھلے چار بجے سے مورچون کے جلنے کی روشنی مین جہازون سے سپاہ خشکی مین اُتری اور رنگون کے پیگوڈا کی طرف چلی جسکی فصیل اور برج وبارہ بڑے مستحکم تھے ۔ سات بجے کے بعد ہی جرنیل گوڈون شمال کی طرف چلے وہ ایک میل بھی خشکی مین نہین گئے تھے کہ ایک بن سے جو آنکے سامنے تھا برمی کے سپاہیون نے گولیان مارنی شروع کین اور جنگل کی داہنی طرف ایک اونچی زمین تھی وہان سے گولے انکے نزدیک آنے لگے جبپر جرنیل نے کہا کہ یہان ایک نئی طرح کی لڑائی

لڑنی پڑی کہ دشمنون پاس گولیون کی مارسے بچنے کے لیے جنگل کی آڑ ہے اور توپون کے چلانے کے لیے ایک مرتفع زمین ہے پیگوڈا کے مورچے پر آٹھ سو گز کے فاصلہ سے انگریزی بھاری توپون نے گولہ زنی کی ایک گھنٹہ سے زائد لڑائی رہی گیارہ بجے برمی توپچی بھاگنے شروع ہوئے گورون کو بھی دھوپ کی تیزی نے گھبرا دیا تھا جنگی وردیان دشمن کے سپاہیون کی اور آفتاب کی تیز شعاعون کے تیرون کی نشانے بن رہی تھین میجر فریزر بنگال انجنیر نے مورچے کی اول زینہ لگا دیئے اور ان کے پیچھے اورون نے بھی انکی پیروی کرکے چند منٹ مین دو بجے مستحکم پیگوڈا کو فتح کرلیا ابھی دوپہر نہین ہوئی تھی کہ انگریزی سپاہ تھک گئی گوڈون صاحب نے اُس دن قیام کا ارادہ کیا۔ دشمن کے گولے گولیون سے جسقدر نقصان ہوتا تھا اُسی قدر دھوپ کی تیزی سے دو افسر اور کئی سپاہی مارے گئے تھے اُنسے زیادہ سورج کی تیز کرنون سے بیدم ہورہے تھے دن کو اور رات کو تھکے ہوئے سپاہیون نے آرام کیا جنگل سے دشمن اپنی گولیان چلاتا تھا مگر ان کا نقصان کچھ نہین ہوتا تھا اس عرصہ مین جنگی بیڑا بھی خالی نہین بیٹھا۔ ۱۲ تاریخ کی صبح کو خشکی مین سپاہ کے اُترنے کے بعد کموڈور لیمبرٹ اپنے جہاز پر سوار ہوئے اور تین جہاز انکے ساتھ ہوئے اور ملاحون اور بحری سپاہیون نے رہیون کے بالائی مورچے جلاکر تباہ و خاک سیاہ کیئے چند گھنٹے کے عرصہ مین داؤالہ پیگوڈا پر جنگی بیڑے نے گولہ زنی کی۔ یہ پیگوڈا پہاڑ پر ۳ فیٹ اونچا تھا وہان سے سارا رنگون نظر آتا تھا رات کو انگریزون نے حملہ کرکے فتح کرلیا۔

۱۳ کو جنرل گوڈون نے انتظار کیا کہ بیڑے پر سے ساری توپین اور اور سامان آجائے۔

۱۴ تاریخ صبح ہوتے ہی سپاہ آگے چلنے کو تیار ہوئی دشمن جانتا تھا کہ پیگوڈا پر جنوب کی طرف سے حملہ ہوگا مگر انگریزون نے مشرق کی طرف سے حملہ کیا جو ضعیف تھے لشکر ایک سیدھا جنگل مین گیا اور برمی سپاہیون کو اپنے آگے سے ہٹاتا گیا اور اعظم حملہ پیگوڈا پر خوب لڑائی ہوئی کپتان لمسڑ کو ایک شگاف نظر آگیا اس مین سے وہ پیگوڈا مین داخل ہوئے۔ طرفین سے خوب مقابلے بہادرانہ ہوئے آخر کو یہ بڑا پیگوڈا انگریزون کے ہاتھ آگیا جنوبی اور غربی دروازون سے برمی سپاہ بھاگی انگریزی جہازون نے گولیون کا مینھ برسا یا موت کے دریا مین بہایا۔ جب رنگون کا یہ مستحکم دستور پیگوڈا فتح ہوگیا تو سیلون تک مورچے اور سامان حرب کے انبار کے انبار انگریزون کے

ہاتھ آئے۔ ۱۱ سے ۱۴ تک ہنگامہ کارزار گرم رہا اسکے اندر خشکی مین انگریزی ۷ سپاہی مقتول
اور ۱۳ سپاہی مجروح ہوئے اور جہازون پر انیس سپاہی مقتول اور مجروح ہوئے مگر ہیضہ سے
دریا پر اور اونی بھاری کوٹون اور چرمی ٹوپیون پر تیز دھوپ کے پڑنے سے اور دور دور تک کھلی
ہوئی ہوا مین ٹھیرنے سے اور اس ننگی زمین پر سونے سے جو رات کو گیلی اور دن کو سوکھی تھی کتنے آدمی مر
یا بیدم ہوئے انکے بتلانے مین سرکاری کاغذات خاموش ہین۔

برمی کے نقصانون کا ٹھیک حساب نہین کیا گیا میدان جنگ مین انکے دو سو مردے پڑے ہوئے تھے اور
بہت سے مردون کو اٹھا کر وہ اپنے ساتھ لے گئے تھے اور ان کے بہت سے توپچیون کے چیتھڑے
جہازون کی توپون نے ہوا مین اڑا دئے تھے انکی برنجی و آہنی توپین چھوٹی بڑی ۹۲ اور ۸۲ جنگل اور
سینا گڑون بندوق چقماقی بندوقین و بارود و گولے و گولیون کے انبار انگریزون کے ہاتھ آئے جنگل ایک
ہتھیار ہوتا ہے جسکو دیوار مین لگا کر اسکے اندر زنجیرون کے ٹکڑے اور چقماق و ٹوٹی ہوئی دبالون کے
ٹکڑے سیخون کی بھری ہوئی بوتلین اور کٹی ہوئی گولیون کے بکس بھر کر پھینکے جاتے ہین باوجود
ان نقصانون کے برہما والون پاس بیس ہزار سپاہ تھی اور برسات کا موسم آنے والا تھا اسلیے وہ جنگ
کرنے سے بالکل مایوس نہین ہوئی تھی انکے دیس کے جنگل پناہ دینے کو اور بہت سے دریا آزادانہ
گشت کرنے کے لیے موجود تھے انکو توقع تھی کہ ہم دشمن کے حملون کا دلیرانہ مقابلہ کرین گے اور جسمین
جو لوگ ان مین ضعیف ہے اس گرمی کے موسم مین جو اسکو نہایت ناموافق ہے ہم نکالین گے
رنگون کے بھگوڑے گورنر نے انگریزون سے صلح کا پیغام بھیجا مگر اس پیغام مین یہہ حکم کے طور پر
لکھا کہ برٹش گورنمنٹ جب مراجعت کر سکے کرے۔ اسکے ساتھ ہی آوا کے دربار نے گورے کالے حملہ آور
سپاہیون کے سر کاٹنے کا اشتہار دیدیا اور اس کے واسطے انعام کے درجے مقرر کیے۔ رنگون کے
فتح ہوتے ہی برمیون نے مرتبان پر سخت حملہ کیا انگریزی سپاہ نے جو اسکے اندر تھی انکا مقابلہ کیا
اور چار گھنٹے لڑکر حملہ آورون کو بھگا دیا۔ ۲۶ مئی کو برمیون نے مرتبان پر قبضہ کرنے کا قصد کیا جس مین
انکو پوری ناکامیابی حاصل ہوئی مدراس کی سپاہ نے انکو سون بھگایا اور ان کے بہت سے
آدمی قتل کیے۔

کموڈور لیمبرٹ اپنے دخانی جہازون کو دریا ایراوتی کی ایک بڑی شاخ مین ساٹھ میل لے گیا جسکا

حال ملاحون کو کچھ معلوم نہ تھا ان جہازون سے ۱۹ مئی کو جنرل گوڈون کے ۸۰۰ سو سپاہی میجر ارنگٹن
کے ماتحت بسین کے اندر خشکی مین اترے یہ مقام رنگون سے مغرب مین ایک سو پچاس میل پر تھا
اسکے بچانے کے واسطے برمی پانچ ہزار سپاہ موجود تھی اور ایک لمبا مورچہ تھا جسپر تیس توپین چڑھی
ہوئی تھین اور اسکے ایک بازو پر ایک بڑا مضبوط گلی قلعہ بسامان تھا اسکے اندر ایک زرین پیگوڈا
تھا جو برمیون کی محافظت کا مرکز اور انگریزون کے حملہ کا آماجگاہ تھا۔ ۵۰ منٹ مین میجر ارنگٹن کے
سپاہیون نے اسکو لے لیا اور برمیون کے تمام مقامات چھین لیے اور کپتان کیمبل کے ملاحون نے ایک
مورچہ چھ توپون کا داہنی کنارہ پر لے لیا اور اسی شام کو ۵۰ توپین اور ۳۲ جنگل اور ایک مستحکم شہر
انگریزون کے ہاتھ آیا جو اراکان کو دھمکاتا تھا اور سرکشی کل شہر پیگو پر حکمرانی کرتا تھا۔

بسین پر قبضہ ہونے سے تمام سواحل بحری سینڈوای سے مول مین تک برمی راجہ زرین پا
ہوئے کے تلے سے نکل گئے۔ اہل پیگو کو اس طرح عملداری کے بدلنے سے بڑی خوشی تھی وہ اپنے
ہم قوم برمیون کی حکومت سے بڑے ناراض تھے وہ اسپر ظلم و ستم کرتے تھے اور رعایا کو تنگ
کرتے تھے وہ بسین اور رنگون کے فتح کرنے والون سے فقط تجارت کرنے والون پر راضی نہ تھے
بلکہ آخر راجہ تھاراوادی کی سپاہ کو ان اضلاع سے انگریزون کی مدد کرکے نکال لینے پر تیار
تھے جو سو برس پہلے تمام برہما پر حکمرانی کرتا تھا۔ یہہ یاد رکھنا چاہیے کہ پیگو اور آوا مین یہہ تعلقات تھے
کہ ان مین کبھی پیگو پر آوا اور کبھی آوا پر پیگو حکمرانی کرتا تھا ۱۷۵۷ء مین الومپرا نے پیگو کو بالکل فتح کرکے
آوا کو اپنی راجدھانی بنایا تھا۔ ان دونو شہرون مین آپس مین جنگ و پیکار رہتی تھی۔

۳ جون ۱۸۵۲ء کو ایک چھوٹا سا گروہ پیادون اور سپاہیون ملاحون اور بحری سپاہیون کا رنگون سے
جہاز پر سوار ہوا اور چھ جہازی کشتیان اسکے ہمراہ ہوئین کپتان ٹارلیٹن صاحب اس لشکر کے کماندہ تھے
اور وہ شہر پیگو کے تسخیر کرنے مین اپنے نئے دوستون کی امداد کرنے کے لیے گیا۔ یہہ شہر
پیگو ستر میل کے فاصلہ پر رنگون سے شمال و مشرق مین تھا اس شہر کے راستہ مین جو گاؤن
دریا پر آتا تھا وہان کے آدمی انگریزی سپاہ کو بڑی آواز سے مبارکباد دیتے ہوئے دوڑے
آتے تھے۔ ایک مقام پر ۱۲۰۰ پیگو کا مجمع منتظر بیٹھا تھا کہ جب انگریزی سپاہ آئے تو اسکے
ساتھ دوستی ادا کرے اور اسکے ہمراہ ہو کر دشمنون سے لڑے۔ انھون نے پہلے برمیون کو شکست

دی تھی جس سے اسکا دل بڑھ رہا تھا جنرل کوٹن کی پیدل سپاه دریا سے خشکی مین اُتری اور تیز دھوپ مین چاولون کے کھیتون مین چلی جنمین بن اور مکانات ایک بڑے پیگوڈا کے گرد تھے جس مین برمی سپاه بہت تھی - انگریزی سپاه آرام کرنے اور تازه دم ہونے کے لیئے ٹھیری تھی کہ برمیون نے اسپر حملہ کیا انگریزی تین سو سپاہیون نے برمیون کے جم غفیر کو خرگوشون کی طرح بھگا دیا اور کوٹن صاحب نے پیگوڈا کو لے لیا اور کوئی ایک آدمی بھی اسکا ضائع نہین ہوا دن کو بہت سویرے برمیون نے دفعتہً کپتان ٹارلیٹن کی کشتیون پر حملہ کیا اور ایک ملاح کو مارا اور تین کو زخمی کیا لیکن پیگو کے تسخیر کرنے والون پاس اسقدر سپاه نہ تھی کہ اس مقام کی محافظت کے لیئے وه متعین کرتے جسکو انہون نے آسانی سے فتح کیا تھا تمام غلہ کے انبارون کو خالی کیا اور دشمنون کے مضبوط مقامات کو مسمار کیا اور اہل پیگو کو مسلح کیا اور چند توپین لے لین پھر میجر کوٹن صاحب الٹے رنگون مین چلے آئے باقی جون کا مہینہ خیریت سے گذرا انگریزی سپاه جہاز مین ایراوتی مین پروم سے تیس ۳۰ میل پر گئی اور رستہ مین دشمن کی اسی بڑی کشتیان اناج سے بھری ہوئی پکڑ لین اور برمیون کے ایک بڑے مورچے کو غارت کر دیا۔ رنگون مین سپاه مین بیماری بتدریج کم ہوتی جاتی تھی کلکتہ کی نسبت گرمی بھی کم تھی اور سپاه بھی خوشدل تھی اسکے واسطے جو چوبی مکانات لارڈ ڈلہوزی نے اپنی دوراندیشی سے بنوائے تھے وه آرام سے برسات کے موسم مین رہتی تھی جس شہر کو انگریزون نے اپنے گولے گولیون سے غارت کیا تھا اب وه ایک نیا آباد شہر ہو گیا۔ انگریزی عملداری مین چارون طرف سے آدمی اُمنڈ آئے کہ انکی پناه مین آرام سے رہین گے - دریا پر دیسی جہازون کی قطارین لگ گئین اب انکو خوف نہ تھا کہ انسے زور لیا جائیگا اور بیرحم جیلخانہ دکھلایا جائیگا - امن و عافیت - ارزانی - آزاد تجارت موجود تھے جسکی حفاظت عدل و انصاف کے قوانین کرتے تھے یہ اس نئی حکومت کی نشانیان تھین - [illegible] سلطنت کے بڑھانے کے لیئے خود اہل پیگو بھی انگریزی مدبرون کی طرح مشتاق تھے [illegible] برسات کے موسم کا حرج تھا دخانی قوت آبی راہون کو جو برما کے وسط مین جاتی تھین خوب صاف کرتی تھی - ۷ جولائی کو کپتان ٹارلیٹن پانچ دخانی جہازون کو ساتھ لیکر تفتیش و تجسس کے لیئے گئے تین دن کے اندر وه ایک نہر کی راه سے جو گرمیون مین خشک ہو جاتی ہے پروم تک

گئے جو سپاہ سے بالکل خالی تھا مگر توپین لگی ہوئی تھیں ملاحون نے شہر کے آدمیون کی امداد سے
چار توپین لے لین اور انیس توپین ڈبو دین اور اسباب حرب کے ذخائر کو برباد کر دیا دوپہر کو
مارلیٹن صاحب پرومٹ سے دس میل پر خالی جہاز مین گئے چار دن اور سفر کر کے وہ آوا مین پہنچ
سکتے تھے مگر وہ جانتے تھے کہ اسکے عقب مین ایک بڑی برمی سپاہ دریا کی بلندیون پر اکوک ٹونگ
مین موجود ہے بس وہ اسکو اپنے گھر کی طرف چلے اور بندولا کی سپاہ جو دریا اراوتی سے
پار جانے کے لیے جاتی تھی اسکی قدم پڑے کا اور اسکی شاہی کشتی پر اور دس جنگی کشتیون پر اور چند
توپون پر اور ہتھیارون اور میگزین پر چھاپا مارنے کا قصد کیا۔ اکوک ٹونگ کی بلندیون کو برمی سپاہ
نے خالی کر دیا تھا اسپر انلالون جہاز کے ملاحون نے قبضہ کر لیا اور اسکے تمام مورچون کو غارت کر دیا
اور اٹھائیس توپون مین کچھ توپین توڑ ڈالین اور کچھ اپنے ساتھ لے لین اب آیندہ چند ہفتون
کے بعد ہنگامہ جنگ نے اپنے علم بلند کیے جب قت پروم اور رنگون کے درمیان انگریزی جہاز
اوپر نیچے گشت کر رہے تھے تو بندولا نے وہان پر چند حملے کیے۔ چھوٹے قزاق سارے
ملک مین پھرتے تھے اور لوٹ مار سے اپنے ہی ملک کو جتنا نقصان پہنچاتے تھے اتنا انگریزون کو
نہین پہنچاتے تھے۔ لارڈ ڈلہوزی کی عادت تھی جس کام کو وہ ہاتھ مین لیتے تھے اُس کو
پورا ہی کر کے چھوڑتے تھے وہ خود رنگون مین آئے تاکہ اپنی آنکھون سے جو حال گذر رہا ہے دیکھین
اور اپنی سپاہ کے کمانڈرون سے لڑائی کے باب مین صلاح مشورہ لین انہون نے دیکھا کہ سپاہ
تندرست ہے [illegible] اچھی ہے اچھے مکانون مین رہتی ہے مگر اسکو بیماری بہت ہے
کہ لڑائی مین جنرل گاڈون نے [illegible] لارڈ ڈلہوزی سے منظوری منگا لیا وہ بہت جلد
کلکتہ کو واپس آ گئے اور بنگال و مدراس سے جس قدر تازہ سپاہ جمع ہو سکتی تھی پیگو کی فتح کرنے
کے لیے بھیج دی۔
لارڈ ڈلہوزی کے نزدیک [illegible] لڑائی کے [illegible] سوال کا اصل یہ تھا کہ پیگو فتح کیا جائے
اول ہی سے انہون نے [illegible] کی
[illegible]
[illegible]

حکم ملجائے جنگ اور فتح دونو آفتین تھین مگر لارڈ ڈلہوزی نے ان دونون مین سے فتح کو اختیار کیا جس مین خرابیان کم تھین اسکے بغیر وہ کسی اور طرح سے برٹش گورنمنٹ کی علویت اور برتری کو اب نہ صلح کے بعد قائم رکھ سکتے تھے پیگو کے باشندے خود یہہ چاہتے تھے کہ ان کے ملک کی حکمرانی برمیون سے نکلکر انگریزون کے ہاتھ مین آجائے اس انتقال حکومت مین پولیٹکل تجارتی فائدے بہ نسبت ان برائیون کے بہت زیادہ تھے جو کمپنی کی سرحد کی وسعت دینے مین تھین لارڈ ڈلہوزی کو سیکرٹ کمیٹی کی معرفت جواب ایسا ملا کہ پھر انکو کسی اور بات کی درخواست کرنیکی ضرورت نہین رہی ملک کے وسیع کرنے مین فی نفسہ کوئی چیز چاہنے کے قابل نہ تھی اور کمیٹی نے اپنے گورنر جنرل کی راے سے اتفاق کیا کہ پیگو کے صوبہ پر قبضہ کیا جائے اس مین برائیان تھوڑی ہین اور قطعی اور خالص بھلائیان بہت ہین لارڈ ڈلہوزی کے ان دلائل کو اور بھی زیادہ پسند کیا جو انہون نے بیان کین تھین کہ ملک کے الحاق کرنے مین ہمارے لیئے ایسی بھلائیان نہین ہین جیسی ان اہل ملک کے لیئے جنکا ملک انگریزی عملداری مین آئیگا تو بے شک اسمین شبہ ہو سکتا ہے کہ ابتک برٹش اور برمیون کے درمیان جو تعلقات ہین ان کے سبب انگریزون پر یہہ فرض نہین ہے کہ انکی محافظت کرین بس انہون نے گورنر جنرل کو اختیار دیدیا کہ وہ پیگو کے الحاق کرنے پر خیال کرے کہ وہ انصاف اور ضروری نتیجہ اس جنگ کا ہوگا جو برمی سلطنت کے برخلاف کی جائیگی۔

ستمبر کے شروع مین رنگون مین سپاہ کی تیاریون کی چہل پہل ہوئی کہ وہ پردم کی طرف آگے بڑھی — روز بروز رنگون مین کلکتہ و مدراس سے دخانی و ہوائی جہازون نے سپاہ کو اور سامان حرب و ضرب اور رسد کو لانا شروع کیا۔ ۲۷ ستمبر کو میر بحر آسٹن کے بیڑے کا آخر جہاز آخر دستہ سپاہ لایا جسکے ہمراہ گوڈون صاحب دریا تک آئے۔

۹- اکتوبر کو دوپہر کے بعد شہر پردم کے قریب کل چھوٹا بیڑا آیا اور دفعتہً جہازون سے لشکر کا اترنا شروع ہوا دوسرے دن صبح کو ۔ ۲۳ تنومند سپاہی سیدھے شہر مین پیگوڈا کی طرف بغیر ایک گولی چھوڑے چلے برمیون نے یہ دانائی کی تھی کہ یہان کی سپاہ حصارنشینون کو لشکر عظیم سے ملا دیا تھا جو ایک نہایت مستحکم مورچہ میر پردم سے دس میل پر مقیم تھا شہر کے گرد میلون تک دلدل اور گھنے جنگل تھے یہان سپاہ انگریزی تو اسکو بیماری نے اور دشمنون کے

شب خونون نے ستایا گوڈون صاحب رنگون گئے کہ وہان سے باقی سپاہ کو لامین اور پیگو کی طرف حرکت کرین جہان پھر برمیون نے اپنی سپاہ کو حصار نشین بنایا تھا۔

اکتوبر مین طرفین نے کوئی بڑا کام نہین کیا میجر سٹن کا انتقال ہوا انکی جگہہ جو انمر ولیمبرٹ مقرر ہوا بسین اور رنگون کے دریا جہان آپس مین ملتے ہین وہان برمیون نے ہل نرادہ پر حملہ کیا کپتان بیھچ اور بنگالی سپاہ کی ایک کمپنی نے اسکو ہٹا دیا مہینے کے آخر مین سپہ سالار بندولہ کو بی غرقی کے ساتھ آوا مین آنے کا حکم راجہ نے بھیجا اسنے اپنے تئین انگریزون کے حوالے کیا اسی مین اپنی عافیت سمجھا جب نومبر کے شروع مین گوڈون صاحب ایک تازی سپاہ کا برگیڈ بہم پہنچاتے تھے کہ کپتان لوچ کے ملاحون کے ایک گروہ نے خشکی مین اکوک ٹونگ مین اتر کر ایک کر چھہ توپین اسکی بلندی سے اتارلین جنکو دشمن نے اپنے استحکام کے لیئے لگائی تھین۔

اس مہینے کی ۱۹ تاریخ کو چار چھوٹے دخانی جہاز اور چند کشتیان سپاہ سے بھری ہوئی رنگون سے پیگو کی طرف چلے اور سٹانگ دریا تک آئے۔ ۲۱ تاریخ کو ایک ہزار پچاس سپاہ برگیڈیر نیل کے ماتحت خشکی مین بڑی گہری کہر مین خشکی مین اتری دشمن نے سوا ایک گولی نہین چلائی۔ گوڈون صاحب لشکر کے ساتھ گھنے جنگل مین چلے اور پیگو کی فصیل تک جو جھاڑیون سے ڈھکی ہوئی تھی پہنچی جنکے محافظین نے اپر جن گل اور بندوقون کی گولیون سے خراج شریف پوچھا۔ وہ گھنٹون تک جنگل کی لمبی گھاس مین لشکر پیچ پیچ چوڑی کھائی کے کنارہ پر چلا جو پیگو کی شکستہ فصیل کے گرد تھی اسکو ایک شق ہوئی جگہہ ملی جس کے اندر بہادر سپاہی جا سکتے تھے۔ مدراس اور بنگال کی گورہ سپاہ اس گدلی خندق مین گھسی اور چند منٹ مین دشمنون کو اپنی سنگینون کے آگے رکھ لیا وہ پیچھے پیگو ڈا کی طرف بھاگ گئے نیل صاحب کے بیڑے کے سپاہیون کی گولیون کے مارنے نے میجر ہل کے حملہ اور سپاہ کی مدد ایسی کی کہ وہ پیگو ڈا کے اندر داخل ہوگئے۔ فوراً دشمن اپنے اس آخر مستحکم مقام سے بھاگنے شروع ہوئے بس ایک بجے پیگو انگریزون کے ہاتھ لگ گیا سپاہ کو جنگل چلنے کے اندر بہت گھنٹون تک مشقت شاقہ اٹھانی پڑی تھی مگر صرف ۲۴ آدمی مارے گئے یا زخمی ہوئے برگیڈیر کو دھوپ نے مارا۔

اس مفتوح شہر مین میجر ہل کے ماتحت ۴۵۰ سپاہی حفاظت کے لیئے معین کیئے گئے اور باقی

سپاہ نے رنگون کی طرف مراجعت کی جب یہہ سپاہ دشمنون کی نگاہ سے باہر ہوگئی تو انہون نے شہرنشین قلیل سپاہ پر حملون کا ایک تار باندھ دیا۔

۵- دسمبر سے ۱۳- تک ہر رات کو ہزارون برمی سپاہی مورچون مین جمع ہوتے اور بڑی بہادری سے حملے کیے اور اس سزا کا خوف نہین کیا جسکا انکو یقین تھا کہ ملیگی - ۱- تاریخ جو رنگون سے سپاہ کمک کے لیے بھیجی گئی تھی وہ شکست پاکر اور بہت نقصان اٹھا کر الٹی آئی - ۱۴- تاریخ دو ہزار تنومند سپاہ جسمین آرم سٹرونگ کے تین سو سکھہ سپاہی بھی تھے گوڈون صاحب کے ماتحت پیگو کی پرانی فصیل تک گئی جسکو برمی کے سپاہیون نے پھر زندہ کر رکھا تھا مگر اس لشکر کو دیکھکر پھر انکا دم نکل گیا آخر کو پیگوڈا نظر آیا جسپر انگریزی پھریرا پھر رہا تھا جسکے دیکھنے سے انگریزی سپاہ شاد ہوگئی اندر اور باہر سے گورے آپس مین سبارکباد دینے لگے سپاہ کو یہہ امید نہ تھی کہ ہم شہر مین اپنے ساتھیون کو دیکھین گے۔ اب دشمن دو آگون کے درمیان آگئے اپنے آخر مستحکم مقام کی طرف بھاگے جہان سے آرم سٹرونگ کے سکھون نے انکو نکال دیا گوڈون صاحب اہل پگی قلیل سپاہ مدد کر کے گرد کے ملک سے دشمنون کے صاف کرنے کے لیے گئے مگر برمیون مین اب لڑنے کا حوصلہ باقی نہین رہا تھا گوڈون کی خرم و احتیاط نے کسی کمین گاہ کو انکے لیے چھوڑا نہ تھا وہ سوی کا ین کی طرف بھاگ گئے جہان گوڈون کی سپاہ پہنچ نہین سکتی تھی اور رسد اور سیگزین بھی تھوڑا رہ گیا تھا اسلیے وہ پیگو مین الٹا ۲۰- کو آگیا تھوڑے دنون بعد وہ پیگو مین سات سو سپاہی متعین کر کے خود رنگون مین چلا گیا۔

لارڈ ڈلہوزی نے جو پیگو کے صوبے کے لیے تجویز کی تھی اب جنرل گوڈون کو اسپر علم ہوا۔

۲۰- دسمبر کو دریا پر بلاحون نے اور ۲۱- دسمبر کو سپاہ نے خشکی مین یہہ اشتہار سنا کہ صوبہ پیگو سرکار کمپنی کی عملداری مین داخل کیا گیا اہل پیگو نہایت ہی خوش تھے کہ انکو رحیم عادل مستقل حاکم مل گئے اس نئی سلطنت سے برمی سپاہ نکال دی گئی اگر برمی آیندہ لڑائی سے دست کش ہو گئے تو گورنر جنرل بھی ایسے نہین لڑنگا کپتان ارتھر فیر اراکان کے سول افسر پیگو کے کمشنر مقرر ہوئے اور ضلع مرتبان کرنیل لوگل کمشنر تناسیرم کے سپرد ہوا۔ اس فتح سے اراکان اور صوبہ مین کے درمیان سواحل بحری پر انگریزون کا قبضہ ہوگیا اور دریاء ایراوتی مین پر دیسی

تجارت کا دروازہ کھل گیا اس دریا کا اوپر کا حصہ اہل برہما کے ہاتھ مین رہا۔ اسطرح وحشیون کے قبضہ سے جو ملک چھٹایا گیا اُسکا طول دو سو میل تھا اور اسی قدر وہ چوڑا تھا۔ یہہ ملک بڑا سیراب و سرسبز و شاداب تھا اسمین ٹیک کی لکڑی کے جنگل تھے اور چاول بہت پیدا ہوتا تھا اور اسمین پانچ لاکھ باشندے رہتے تھے جو اپنے ہم قومون سے پادشاہی کے لیئے لڑتے رہتے تھے۔

کئی مہینے تک لڑائی نہ ہوئی آوا کے راجہ نے واقعات کالارڈ کے فیصلہ کے ماننے سے انکار کیا۔ یہان وہان اسکے افسرون مین سے کوئی یا کوئی اور چوٹون کا سن چلا دھر جنگل مین اپنے میدجون سے انگریزی لشکرون سے مٹ بھیڑ کرتا تھا ۱۸۵۳ع کے اول ہفتون مین جرنیل سٹیل فوج کے ایک دستہ کو ساتھ لے گئے ایسی راہ چلے جس مین کوئی بٹیا نہ تھی اور بھاری دلدلین اور چوڑے دریا لشکر کے اسباب کے چھکڑون اور بھاری توپون کے چلنے کے مانع تھے مگر انہون نے مرتبان شمال کی جانب مین بنگھ تک قریب دو سو میل کے برمیون کا لشکر کھیلا۔ بیگو کی مغربی سمت مین رینی صاحب اور فانچ صاحب تھوڑے سے ملاح اور اہل بیگو کو لے گئے اور بسین کے دریا پر برمیون کا جو بڑا اجم گھٹ ہو رہا تھا اسپر بہادرانہ حملہ کیا اور خوب انکو مارا۔ قزاقون کا بہادر سرغنہ میا تھون تھا کئی ہزار آدمی اسکے ہمراہ تھے اور اسی نے جنگلون کے وسط مین دانا بائی لو اور مین زاوہ کے مابین اپنی کمین گاہ بنائی تھی کپتان لوچ اسسے لڑنے گئے جس مین انکو فتحیابی نہین ہوئی۔ وہ بے احتیاطی سے ایک جنگل مین گھس گئے جہان انکو سوا اسکے کوئی چارہ نہ تھا کہ جس راہ سے گئے تھے اسی راہ سے بعد نقصان اٹھانے کے واپس آئین۔ اس مراجعت مین دشمن نے اپنی فتحیابی سمجھ کر انکے ملاحون اور سپاہیون کی تھوڑی سی سپاہ پر خوب گولیان برسائین۔ راہ کیا ان کو دو چھوٹی توپین چھوڑنی پڑین اور اٹھاسی سپاہی اور افسر مارے گئے جنمین خود وہ بھی تھے یہہ نتیجہ ایک جنگل مین بغیر حال دریافت کیئے الٹا مصد چلے جانے کا اور اس دشمن سے لڑنے کا تھا جسکا زور نامعلوم تھا۔

یہہ بہادر برمی سرغنہ انگریزون سے بہت دنون لڑ نہ سکا۔ ۱۸ فروری ۱۸۵۳ع کو سر جان چیپ آٹھ سو سپاہی اور چند توپین اور بان لیکر پتم سے سیدھے چلے کہ شیر کو اسکے جنگلی بھٹ مین مارین ۶ مارچ کو دانا بائی لو مین پانچ سو سپاہیان اور دو توپون کی رنگون سے کمک بھیجی گئی۔

ہیضہ اور رسد کی کمی سے اور اسکے رہنمائیون کی دغابازی سے آگے بڑھنے مین دس روز کا توقف
ہوا اسی اثنا مین بحری سپاہ کے افسر برینی صاحب اور پیگو سپاہیون کے افسر ناریچ صاحب آئندہ
کی لڑائی مین شریک ہونے کے لیئے جلدی کر رہے تھے - ۱۷- مارچ کو چیپ صاحب کے لشکر نے
نہایت احتیاط سے بے راہ جنگل مین آہستہ آہستہ چلنا شروع کیا ہوا کی سمیت نے بڑی مزاون
کے بادلے نے اور دن کی سخت دھوپ نے برمیون کی سیان پت و مکاری نے انگریزی سپاہ
کے ہتھیارون کا امتحان لیا اور ان کے آگے بڑھنے کو برو کا اس لشکر کے سد راہ افتادہ درخت
اور کنگورون پر نشانہ باز دشمن ہوئے تھے اور اسکے ساتھ ہیضہ اور اسہال بہ نسبت دشمنون کی
گولیون کے سپاہ کا زیادہ نقصان کرتے تھے دو دن مین سپاہ ایک ایک انچ کو خوب دیکھ
بھال کر چلی اور ملباتھون کی اندرونی کمین گاہون تک پہنچی اور ایک دن سخت لڑائی اس کو
پیش آئی ۱۹- مارچ کو ملباتھون اپنے مورچے سے جسکو انگریزون نے لے لیا تھا دو تین سو
سپاہیون کے ساتھ بھاگا یہہ خستہ حال سپاہ اس لشکر مین سے تھی جو صبح کو چار پانچ ہزار رکھتا اس
لشکر کشی مین فتحیابی ہوئی اور ۳۲ سپاہی مارے گئے اور ۱۰۸ زخمی ہوئے اور سو آدمی بیماری سے
مر گئے -

آوا مین ایک نیا راجہ اپنے بھائی کو تخت سے اتار کر ہوا تھا اس نے پیگو کے فتح کرنے والون
مصالحت کرنے کے واسطے ارکین سلطنت سفیر بنا کے بھیجے - ۴- اپریل کو یہہ سفیر نہایت
زرق برق کی پوشاک پہنے ہوئے اور تین تین زرین چھتریان لگائے ہوئے انگریزی کمشنرون
سر جان چیپ و کم موڈو لیمبرٹ اور کپتان فائر پاس آئے انکی سلامی توپون کی اتاری گئی
اور ایک کمرہ مین ملاقات ہوئی دوسری دفعہ ملاقات ۵- تاریخ کو ہوئی انہون نے عاجزانہ یہ درخواست
کی کہ میادے انکے نہ لیا جائے پیگو مین بسین پاکوئی اور بندرگاہ ان پاس رہنے دیا جائے -
گورنر جنرل کی منظوری کے آنے تک اس مجلس کا اجلاس ملتوی کیا گیا اور تیس دن کے لیئے
اشتہار دیا گیا کہ لڑائی نہ ہو - ۸- مئی کو یہہ ایلچی گورنر جنرل کے حکم سننے کے لیئے بلائے گئے
اور انکو حکم سنایا گیا کہ گورنر جنرل سپاہ دسے دینے کو راضی ہے مگر باقی پیگو پر قبضہ رکھنے پر اصرار
کرتا ہے - ایلچیون نے اپنے راجہ کی طرف سے یہہ پیغام دیا کہ اگر پیگو برمیون کے حوالہ کر دیا جائے تو اسکے

عوض مین وہ بہت روپیہ نقد دینے کو موجود ہین۔ یہہ درخواست انکی نامنظور ہوئی پھر ایلچیون نے عرض کیا
کہ راجہ اپنی مملکت کا کوئی حصہ نہین دے سکتا اگر پیگو ہمکو واپس دیا جاوے تو وہ روپیہ خاطرخواہ دیکر
صلح کرنیکو موجود ہے انگریز بسین یا مرتبان مین آزادانہ بندرگاہ رکھ سکتے ہین مگر برہما کا راجہ اپنا
کل صوبہ انگریزون کو نہین دے سکتا انگریزی کمشنران باتون کو سنتے سنتے تنگ آ گئے ۱۰ مئی کو انہون نے
برہما کے ایلچیون کو اطلاع دی کہ وہ پروم سے ۲۴ گھنٹے کے اندر باہر چلے جائین۔
اب حقیقت مین لڑائی کا خاتمہ ہوا پیگو کی حدود مین کوئی برہمون کی مسلح سپاہ موجود نہ تھی۔ سپاہ تھون خود
آوا کو بھاگ گیا تھا اور برما کا راجہ اپنی سپاہ کو اس صوبہ سے بہت دور ہٹا کر لے گیا تھا جسکے دینے سے
وہ انکار کرتا تھا۔ اپریل کے شروع مین بنگال مین ذرا فساد ہوا تو وہ کلکتہ سے مول مین تازہ بھیجنے سے فرو
ہو گیا اور وہ سردار جو دفعتہ انگریزون کے مخالف ہو گیا تھا تنگھو سے پرے چلا گیا راجہ خود چاہتا تھا کہ محاصرہ
اٹھ جاوے جسکے سبب سے چاول اور خشک مچھلی جو کل ملک کی عمدہ غذا ہے گران ہو گئی تھی راجہ کے جو قیدی تھے
انکی مدارات مہربانی سے کی گئی اور وہ بغیر کسی شرط کے چھوڑ دیے گئے صرف نخوت اور حالت موجودہ کی کمزوری
اطاعت نہین کرنے دیتی تھی اور اس عہدنامہ پر دستخط کرنے سے مانع ہو رہی تھی جو لارڈ ڈلہوزی نے
انگلنڈ کے احکام کے موافق لکھا تھا۔
جب راجہ صلح کا پیغام جنرل گوڈون کو بھیج رہا تھا لارڈ ڈلہوزی نے لڑائی ختم ہونے کا اشتہار دیدیا اور کچھ
لام کو توڑ دیا اور بندرگاہ ہوا ہے کے بھی حد کو اٹھا لیا اور اس امان کو از سر نو قائم کیا اور گورنمنٹ کی خواہش کو ظاہر
کیا کہ برہما کے ساتھ دوستانہ آمد و رفت کیجاوے بعد سیکرٹ کمیٹی انگلنڈ نے لارڈ ڈلہوزی کو یہ حکم لکھی
جسمین سرکاری لاکھون روپیون کی بربادی ہزارون جانون کی تباہی تھی برہما کے راجہ کی ہتک لکھی
برٹش گورنمنٹ کو جو ایک وحشی راجہ سے مطابق عہدنامہ کے کرنے سے نقصان اور رنجش پیدا ہوتے ہین البتہ
آزادی تھی۔ لارڈ ڈلہوزی نے ان حکم کی فرمان برداری کی اگرچہ یقین جانتے تھے کہ یہ عہدنامہ جو برہما کے
ساتھ ہوا ہے وہ ایسا ہی ہوا ہے جیسا کہ [illegible] سے [illegible] ایسا ہے [illegible] تھا جو اکثر برہما کی فتح کا
کل سبب ہی برہما کی قوت اور نخوت [illegible] کرتا ہے [illegible] انکے لیے آخر ایک جھگڑا کرین گے بس
پندرہ مہینے کے بعد لڑائی کا خاتمہ [illegible] اور [illegible] سکے عوض مین سرکار
[illegible] ایک [illegible] تھا اور اس [illegible] صلح پسندی [illegible]

اور تاجرون کی آبادی تھی اور جو اہل سے ہی اپنے نئے خداوندون سے محبت رکھتے تھے سپاہ جولڑائی لڑی تھی اسکی محنت و شجاعت کے صلہ مین ایک میڈل اور چھہ مہینے کا بھتا عطا ہوا اور دس برس بعد یہان کی لوٹ کا حصہ بھی انکو انعام مین دیا گیا ملک نو مفتوح مین سپاہ کا ایک حصہ متعین کیا گیا۔ گوڈون صاحب کلکتہ گئے یہان بیمار ہوکر شملہ گئے اور وہان مر گئے مرنے کے بعد انکی بہہ عزت ہوئی کہ گورنمنٹ گزٹ مین انکی موت کا ماتم نامہ لکھا گیا+

باب ششم

ہندوستانی ریاستون کا ضبط ہوکر انگریزی عملداری مین داخل ہونا

۱۸۴۸ء و ۱۸۵۶ء

(انیکسیشن یعنے ضمیمہ بنانا)

لارڈ ڈلہوزی نے ہندوستان مین آن کر تین سال کے عرصہ مین عظیم الشان لشکرکشیان کین اور دو بڑے ملک تسخیر کیئے بعد ازان جب انکو غیر ملکون کی رزم آرائی سے فراغت ملی تو اپنے ملک مین رزم پیرائی کے حملے کیئے۔ ہندوستانی تلوار کی کٹر منطق کی قائل تھی اور جانتے تھے کہ تلوار کے فیصلہ کا اپیل کہین نہین ہوسکتا۔ جب ان پر حملے ہوتے تھے اور فتوح حاصل کی جاتی تھین تو وہ انکو اپنی تقدیر و قسمت کے حوالہ کرتے تھے اور مشیت ایزدی جانتے تھے کہ ان سے زیادہ زبردست نے آن کر ان سے جو کچھہ ان پاس تھا چھین لیا یہی غنیمت ہے کہ ہمارے مذہب اور رسم و رواج سلامت رہے ہمارا ملک گیا دشمن کا ایمان گیا وہ یہہ فلسفیانہ خیال رکھتے ہین کہ دنیا مین تھوڑے دنون جینا ہے۔ ع دوران بقا چو باد صحرا بگذشت۔ اپنی کمزوری مین تحمل و صبر کرنے مین بڑا زور دکھاتے ہین آیندہ خوشحالی کے امیدوار رہتے ہین شمشیر خمیدہ پشت کو جانتے تھے کہ وہ ملک و سلطنت و دولت سے قطع و برید کراتی ہے۔ مگر اب لارڈ ڈلہوزی نے انکو یہہ نیا کرشمہ

دکھایا کہ سگے بیٹے کے نہ ہونے سے بھی مرنے کے بعد خاندان سے کل مملکت و دولت چھین لی جاتی ہے اس سبب سے اب وہ دشمنون کی فتح سے زیادہ تبنیت کے لفظ سے ڈرنے لگے۔

ہندوون کے مقنن اعظم نے شاستر مین لکھا ہے کہ بیٹا ہی باپ کو (پرت) دوزخ سے بچاتا ہے۔ بیٹے کئی طرح کے ہوتے ہین جنمین سے ایک صلبی بیٹا ہوتا ہے دوسرے متبنے۔ باپ کے مرنے پر اسکا کریا کرم کرنا بیٹے پر فرض ہے بغیر اسکے باپ کی مکت نہین ہوگی اسلیئے ہندوون کے ہان متبنے کرنے کا مسئلہ بڑے بزرگ مذہبی مسایل مین سے ایک ہے بظاہر یہہ گمان ہوتا ہے کہ جس ملک مین کثیر الازدواجی کا دستور یا قاعدہ مروج ہو وہان شاذونادر ہی اسکی ضرورت پڑتی ہوگی کہ کوئی شخص دوسرے آدمی کے بیٹے کو اپنا بیٹا بنائے لیکن یہہ گمان حقیقت کے خلاف ہے بہت سے والیان ملک اور رئیس اپنی آخر عمر تک بیٹے کی تمنا ہی مین رہتے ہین وہ نہین ہوتا بیٹیون سے خاندان کی امارت اور حکومت قائم نہین رہتی اور باپ دادا کا نام آگے نہین چلتا۔ ہندو متبنے کرنے سے دنیا مین خوش رہتے ہین اور عقبے کے لیئے بھی باعث نجات سمجھتے ہین۔ اب اس متبنے ہونے کی دو صورتین ہین ایک یہہ کہ عام ہندوون مین سے کوئی ہندو متبنے کرے دوسرے یہہ کہ خاص والیان ریاست اور رئیس اور نامی راجہ متبنے کرین ان تبنیت کو پولیٹکل سے تعلق ہے اسی کا آگے ہم ذکر کرتے ہین۔

دنیا مین کوئی قوت ہندو کو سوا اپنی مرضی کے متبنے کرنے سے روک نہین سکتی اور جب شاستر کے موافق متبنے کر لیا جائے تو اسے ناجائز نہین ٹھیرا سکتی لیکن باپ کے مرنے کے بعد اسکے خانگی مال و اسباب کا متبنے کا مالک اور وارث ہونا ایک اور بات ہے اور مملکت و سلطنت و خطاب کا وارث و مالک ہونا دوسری بات ہے۔ اس دوسری قسم کا متبنے ہونا اعلے و غالب حکومت کی منظوری کا محتاج ہے۔ والیان ملک جنکے حقوق ملکی گورنمنٹ کی مرضی پر موقوف ہین وہ اور عام ہندوون کی طرح متبنے نہین کر سکتے کہ پنڈت جی آنکر تبنیت کی رسم کو ادا کر دین اور متبنے باپ کے مرنے کے بعد اسکے سارے مال اسباب کا وارث ہو جائے۔ لیکن والیان ملک اور نامی رؤسا کی تبنیت کی نسبت اعلے و برتر غالب حکومت سے جب وہ والیان ملک کے متبنے کو منظور کرے تو وہ اسکے بعد مملکت و سلطنت و خطاب کو متبنے کے ہاتھ مین

منتقل کرکے اپنا جانشین بنا سکتے ہین بیشک بغیر گورنمنٹ کی منظوری کے متبنیٰ اپنے باپ کے
خانگی مال اسباب کا وارث ہوسکتا ہے لیکن سلطنت و ملک کا نہین ہم گورنمنٹ کی منظوری کو متبنے
کے لیے پولی ٹکل تبنیت کہتے ہین۔

اب سوال یہ ہے کہ پولی ٹکل تبنیت مین ہندوؤن کا مذہب مداخلت کا سچا حق رکھتا ہے یا
نہین؟ یہہ امر بالکل یقینی ہے کہ اس پولی ٹکل تبنیت کا حق ہمیشہ سے کبھی سرتزوا علی گورنمنٹ نے
ہندوؤن سے سلب نہین کیا پہلے سلطان بادشاہ جانشینی کا بھاری نذرانہ لیتے تھے مگر مغل
بادشاہون نے اس مین بہت رعایت کرکے تخفیف کردی تھی۔ یہہ نیا شگوفہ انگریزون ہی کا کھلایا
ہوا تھا کہ بجائے حق تبنیت کے حق منضبطی قرار دیا گیا یعنی جب کسی والی ملک کے سگا بیٹا نہ ہو تو
اسکا متبنے والی ملک نہ بنایا جائے اور اسکا ملک ضبط ہو کر سرکار انگریزی کی عملداری مین داخل
کیا جائے سنہ ۱۸۴۹ء مین لارڈ ڈلہوزی نے لکھا کہ ستارہ کا راجہ لاولد مر گیا اسکا ملک ضبط
ہو کر انگریزی عملداری مین ملا یا گیا برٹش گورنمنٹ کا یہہ حق ہے کہ جب کسی والی ملک کے صلبی
پسر نہ ہو تو اس کے ملک کو ضبط کرکے اپنی عملداری مین داخل کرلے ستارہ کا راجا سیواجی
کی اولاد مین سے تھا اور سیواجی مرہٹون کی سلطنت کا بانی اول تھا گو اسکی سلطنت کی شان و
شکوہ باقی نہین رہی تھی لیکن پھر بھی اسکی بزرگی اور عظمت کی حکایت زبان زد خلائق تھین
اور مغربی مرہٹے ستارہ کے راجہ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اپریل سنہ ۱۸۴۸ء کے آخر ستارہ کا
راجہ آپا صاحب مر گیا وہ اپنے بھائی کا جانشین ہوا تھا جو سنہ ۱۸۳۹ء مین اس سبب سے معزول ہوا تھا
کہ وہ برٹش گورنمنٹ کے برخلاف سفیہانہ غیر معتبر سازشین کیا کرتا تھا یہ تعجب کی بات ہے کہ سر روبرٹ گرنٹ
انکو ایسی سزا دی کہ جس مین انگریزی عملداری کا ذرا سا بھی فائدہ نہ ہوا۔

اب سوال یہہ تھا کہ راجہ تو لاولد مرا اب اسکی ریاست متبنیٰ یا کسی کے قریب کے رشتہ دار کو دی جائے
یا اس ریاست کا نام ہی مٹا یا جائے سر جارج گورنر بمبئی نے عہدنامہ سنہ ۱۸۱۹ء کو ملاحظہ کیا اس مین لکھا ہوا
تھا کہ برٹش گورنمنٹ ستارا کی راجگی کو دوام کے لیئے منظور کرتی ہے کہ اس کے جانشین اور وارث
راج کیا کرین اسلیئے انکی راے یہہ تھی کہ ہندوستانی راج برقرار رکھا جائے لیکن انکی کونسل کے
دو ممبر تھے وہ یہہ چاہتے تھے کہ گورنمنٹ کا یہہ فرض ہے کہ اس معاملہ کا فیصلہ اسطرح کرے

کہ جس مین زیادہ تر فائدہ انگریزون کا ہو مگر گورنمنٹ نے دو ممبرون کے خیالات کے قبول کرنے سے
انکار کر کے یہہ کہا کہ اگر یہہ امر قرین انصاف نہین ہے کہ متبنی کرنے کے استقرار سے انکار کیا جائے
تو پھر اس باب مین یہہ تحقیقات عبث ہے کہ رعایا کی یا گورنمنٹ انگریزی کی اغراض کے لیئے یہہ بہتر
ہے کہ ہندوستانی راجہ کی فرمان روائی ہو یا اس مین انگریزی عملداری ہو یہہ بات انہون نے ایسی
شریلی آواز مین کہی تھی کہ اسکا اثر ہو۔

گورنر جنرل نے جو ہندوستانی ریاستون کے الحاق کرنے کی پولیسی اپنی ابتداء حکمرانی مین اختراع
کی تھی اسکو ستارہ کی ریاست سے شروع کیا اور اپنے آخر عہد تک نبھایا آٹھ ہی مہینے ان کو
ہندوستان مین آئے ہوئے ہوئے تھے کہ ستارہ کی ریاست کو ضبط کیا اور پھر اسکے بعد اور
بڑی بڑی ریاستین ضبط کین۔ انہون نے اس الحاق کی پولیسی کے باب مین اپنی رائے ۳۰ اگست ۱۸۴۸ع
کو یہہ لکھی کہ گورنمنٹ جیسے اپنے فرض کی پابند ہے ایسے ہی اس پولیسی کی رہے ہر موقع پر وہ اپنی خالص
دیانت اور نیک ایمانداری کی خوب موشگافی کر کے عمل کرے جہان کسی شبہ کی پرچھائین بھی پڑے
معاً وہ اپنے دعوے کو چھوڑ دے لیکن جب ملک پر کوئی شخص حق نہ رکھتا ہو تو صاف ظاہر ہے
کہ از روے انصاف یہہ گورنمنٹ کا حق ہے کہ اس ملک کو وہ خود لے لے اور ملک کو انگریزی
عملداری کی برکتون سے جو بالفعل موجود ہین اور آئندہ اور ہونے والی ہین متمتع کرے مین متبنیت
کے باب مین کوئی کڑا قاعدہ نہین تلاش کرتا۔ مگر یہہ میری رائے ہے کہ تمام ان موقعون پر کہ کسی
والی ملک کے صلبی بیٹا نہ ہو تو اسکا ملک ضبط کر لیا جائے اور اسکو متبنی کرنے کی اجازت نہ دی جائے
الا ان صورتون مین جنمین بڑے مستحکم پولیٹکل دلائل ایسے ہون کہ اس عام قاعدہ کی مستثنی صورت
بنانی ضرورت ہے اس باب مین مختلف رائین ہونگین کہ ہمارے ملک مقبوضہ کی حدود موجودہ کے بڑھانے سے
فائدہ اصلی ملکیت حاصل ہوگا یا نہ ہوگا لیکن مین ملک کی حدود بڑھانے سے جہان اس سے پرہیز
ہو سکتا ہے گریز کرتا ہون مگر اسکو وہان ناگزیر جانتا ہون جہان ملک کی حدود نہ بڑھانے سے ہماری
سلامتی مین خلل اور ملک کے انتظام مین خرابی واقع ہوتی ہو مگر مین اسکو ممکن نہین خیال کرتا کہ
کوئی شخص اس پولیسی کے خلاف نزاع کریگا جب کوئی بجا موقع ایسا پیش آئے کہ والی ملک لاولد
مر گیا ہو تو اسکے ملک پر قبضہ کرنے سے یہہ فائدہ اٹھایا جائے کہ چھوٹی چھوٹی ریاستین جو ہمارے ملک کے

مخل ہین وہ سب ضبط ہوکر انگریزی عملداری مین شامل کرلی جائین جیسے ملک کو سٹیٹ کا حاصل سمجہین نہین خیال کرتا ہون کہ ان ریاستون سے کوئی ہماری گورنمنٹ کو تقویت ہوتی ہی۔ یا وہ ہماری خزانہ کو بڑہاتی ہین لیس بجا موقع پر انگریزی عملداری مین ان کے داخل کرلینے سے انگریزی انتظام کی توسیع ہوگی جس سے رعایا کی آسودگی اور مرفہ الحالی بڑہیگی مجہ عاجز کی راے ناقص مین گورنمنٹ کو یہہ اصول عامہ اختیار کرنا چاہیئے کہ جب کوئی والی ملک بے پسر مرجاے تو اسکو متبنی کرنیکی اجازت نہ دے اور اسکے مرنے کے بعد ملک ضبط کرلیا جائے ۔

گورنر جنرل کے اس فیصلہ کو کورٹ ڈائرکٹرز نے منظور کرلیا اور ستارہ انگریزی عملداری سے الحاق کیا گیا۔ کورٹ ڈائرکٹرز مین بعض صاحب ایسے بھی موجود تھے جنہون نے اس تجویز کو یہہ کہاکہ وہ ایک کام غاصبانہ بالکل راستی و انصاف کے خلاف ہے ٹکر صاحب نے کہاکہ ہم غلطی وخطا کے مقابلہ کرنے والے اسلیئے بلائے جاتے ہین کہ حق دعوے پر غور کرکے فیصلہ کرین ہمیشہ میرے نزدیک عمدہ پولیسی وہ ہے جو عدل کے احکام سے وابستگی قریبہ رکہتی ہے ۔

مسٹر شپ ہرڈ نے جو ہندوستانی والیان ملک کے بڑے طرفدار تھے یہہ کہاکہ یہہ بات کبھی بھولنی نہین چاہیئے کہ مشرق مین ہماری سلطنت کے عروج و ترقی مین ہمیشہ ہماری گورنمنٹ نے ہندوستانیون پر یہہ ظاہر و واضح کیا ہے کہ صرف تمہارے وہی سارے حقوق وفائدے جو پہلے گورنمنٹون مین حاصل تھے محفوظ و مرعی نہین رکھے جائینگے بلکہ تمہارے آئین و دستور و عادات و رسم و رواج و تعصبات کا بھی پاس و لحاظ کیا جائیگا اب بتاؤ کہ کونسا حق زیادہ عزیز اور کونسی رسم زیادہ معزز متبنی کرنے سے ہے؟ مگر کورٹ ڈائرکٹرز مین کثرت راے گورنر جنرل کی راے کی طرف تھی۔ لارڈ ڈلہوزی کی یہہ پولیسی کورٹ ڈائرکٹرز نے علے العموم اختیار کرلی کہ جب کوئی والی ملک بے پسر مرے تو اسکا ملک ضبط کرکے انگریزی عملداری میں شامل کرلیا جائے ۔

ناگپور ۱۸۵۳ع و ۱۸۵۴ع

سنہ ۱۸۵۳ع مین جاڑا بڑی شدت سے پڑرہا تھا بڑے دن سے چندروز پہلے فورٹ ولیم کے توپخانہ سے مرنے کی توپون کے چھوٹنے نے مطلع کیا کہ راگھوجی بھونسلا راجہ ناگپور مرگیا۔ اسکو ۴۷ سینتالیس برس کی عمر مین موت کا پیغام آیا۔ اگرچہ وہ بیرا نڈی اور رنڈی سے بہت شغل رکھتا تھا مگر رعایا پرور تھا اسکے خوش کرنے کا بہت خیال رکہتا تھا اور ایسی مہربانیان و نوازشین بہت

کرتا تھا جنہین اسکو خود اپنی نسبت تکلیف نہ پہنچے اسکے بیٹا کوئی نہ تھا اور نہ کسی کو متبنیٰ کیا تھا حرامی بیٹا ہونا تو ناممکن تھا۔

یہہ امر عجیب ہے کہ متبنیٰ کرنے کے لیئے مذہب حکم کرے اور پھر مہاسے یہہ رسم چلی آتی پھر بھی کوئی متبنیٰ نہ کرے یہہ ایک ضعف بشری ہے انگلستان مین باوجود تہذیب و شائستگی کے ہزارون آدمی وصیت نامہ اس خوف سے نہین لکھتے کہ اس کے لکھنے سے موت جلد آ جائیگی پھر اس ملک مین جو توہمات کا مبتلا ہے متبنیٰ نہ کیا جائے تو تعجب کیا ہے۔ آخر عمر تک اولاد ہونے کی امید ہوتی ہے بس اگر متبنیٰ کر لیا جائے تو اسکے معنی یہہ ہونگے کہ اب بیٹے کے ہونے کی امید خدا تعالےٰ سے نہین ہے اسکو یہہ سمجھتے ہین کہ خدا پر الزام لگاتا ہے کہ اب اس مین یہہ قدرت نہین ہے کہ وہ بیٹا ہم کو دے بس اسلیئے مر جاتے ہین مگر متبنیٰ نہین کرتے۔ یہہ بھی خیال ہوتا ہے کہ متبنیٰ کرنا اپنی نامردی کا اظہار ہے۔

ناگپور کے راجہ نے جو متبنیٰ نہین کیا اسکی وجہ یہہ بھی کہ اس کے ملک کے رسم و رواج کے موافق اسکی بیوہ کو بھی اختیار تھا کہ وہ متبنیٰ کرے اسکا متبنیٰ کیا ہوا بھی راجہ ہی کا متبنیٰ کیا ہوا سمجھا جائیگا راجہ نے اپنی طبیعت کے موافق کسی لڑکے کو گود نہین لیا یہہ تحقیق نہین کہ اسکی بیوہ نے کسی لڑکے کو گود لیا یا نہین مسٹر مینسل صاحب جو آیندہ پنجاب کے بورڈ کے ممبر ہوئے یہان رزیڈنٹ تھے وہ بڑے انصاف پسند اور ہندوستانی ریاستون کے خیر خواہ تھے انہون نے بہت دفعہ راجہ سے تاکید کر کے کہا کہ آپ متبنیٰ کیجیے مگر راجہ نے اسپر التفات نہین کیا انہون نے سپریم گورنمنٹ سے اس باب مین استفسار کیا اور لکھا کہ متبنیٰ کوئی نہین کیا گیا۔ لارڈ ڈلہوزی اسوقت بیگو مین تھے کونسل کے ممبرون نے لکھا کہ رزیڈنٹ ملک مین امن امان رکھے جب تک اس کے پاس حکم نہ پہنچے۔ اگر راجہ نے متبنیٰ بھی کر لیا ہوتا تو لارڈ ڈلہوزی اسکو جائز نہین رکھتے اب تو اسنے متبنیٰ کیا ہی نہ تھا اسلیئے گورنر جنرل نے حکم دیدیا کہ ریاست ناگپور ضبط کی جائے انہون نے لکھا کہ راجہ نے کوئی متبنیٰ نہین کیا اور اگر وہ متبنیٰ کر بھی لیتا تو گورنمنٹ کا یہہ فرض تھا کہ اس کے ماننے سے انکار کرتی مین خوب جانتا ہون کہ ناگپور مین کسی مرہٹے کے راج کرنے سے ہندوستان مین والیان ملک بڑے خوش ہونگے اور یہہ کام گورنمنٹ کا بڑا فضل و کرم کا سمجھا جائیگا۔

اور اسی بنا پر بہت سے انگریزی حکام بھی اس پولیسی کو پسند کرتے ہین انکی راے کو سمجھتا ہون اور اسکا ادب کرتا ہون مگر اس جوابدہی کے سبب سے جو میرے ذمے ہے یہہ اپنی راے ظاہر نہین کرسکتا کہ محبت و فیاضی کی راے کو ایک سچا عادلانہ و دانشمندانہ پولیسی پر ترجیح دیجاے کرنیل جان لو صاحب اسوقت کونسل کے ممبر تھے انکی راے یہہ تھی کہ ہندو مسلمانون کی جو تھوڑی سی ریاستین باقی رہ گئی ہین انکا برقرار رکھنا عدل و انصاف کا مقتضا ہے۔ ریاستین بہت سی غارت ہوچکی ہین جو باقی ہین وہ ہماری قوت کا سبب ہے نہ ضعف کا اور اگر کوئی ریاست انہین سے باقی نہین رہیگی تو ہمارے لیئے خرابی ہوگی مین جانتا ہون اگر ان باتون کو فرشتہ کی آواز مین کہون تو اسکا عملی اثر ایسا ہی ہوگا جیسے کہ ایک پیتل کے بتر سے کی جھن جھن کا۔ کرنیل صاحب اپنے اس عقیدہ و راے مین بڑے پختہ تھے انہون نے اس باب مین دو نوشتے تحریر کیئے جنمین انہون نے ناگ پور کے الحاق کی پولیسی کے برخلاف لکھا کہ وہ عدل اور انصاف کے خلاف ہے انہون نے کہا کہ ابھی جو ستارہ الحاق کیا گیا ہے اسکا بہت برا اثر اخلاقی ہندوستان کے اکثر حصون مین ہوا ہے مجھ سے جو میرے پرانے دوست ہندوستانی ملنے آتے ہین وہ ستارہ کا ذکر بہت صاف صاف کرتے ہین اور اس مین ایسی باتین بیان کرتے ہین کہ مجبوری مجھے انکو روکنا پڑتا ہے جس ہندوستانی نے مجھ سے ستارہ کا ذکر کیا اسنے یہہ سوال کیا کہ ستارہ نے کیا جرم کیا ہے کہ وہ ضبط ہوا ہے اگر جرم کیا ہے تو گورنمنٹ کا یہہ کام سچا اور انصاف ہے اور اگر کوئی جرم نہین کیا تو یہہ ضبطی ظلم ہے ہندوستان کے اکثر حصون مین ستارہ کی ضبطی کا اثر اخلاقاً بہت ہی برا ہوتا ہے اس کے سبب سے برٹش گورنمنٹ کے انصاف اور نیک ایمانداری کا اعتبار جو ہندوستانیون کے دلون مین تھا وہ متزلزل ہوگیا وہ پوچھتے ہین کہ ستارہ نے کیا گناہ کیا ہے کہ اسپر پولیٹکل موت کا فتوی دیا گیا ہے کل ہندوستان مین فتح سے جو ملک حاصل کیا گیا ہے وہ بہت سی صورتون مین حق سمجھا گیا ہی جسکی مثال پنجاب کا الحاق کرنا ہے کہ اسکو لوگ اس وجہ سے غلط نہین جانتے کہ وہان کے رئیسون اور رعایا نے اس الحاق کو اپنے اوپر آپ بلایا ہے مگر ایک نیک خواہ ریاست کا نابود ہونا وارثون کے نہ ہونے سے ہندار کے کسی حصہ مین پسندیدہ نہین سمجھا گیا اور ضبطی کے حق کا جو اعلان کیا گیا ہے

اُس نے تمام ملک میں ہندوستانی درباروں میں ایک کھلبلی مچادی ہے کہ گورنمنٹ پر کچھ اعتبار نہیں رہا انہوں نے بڑے زور سے بیان کیا کہ برٹش گورنمنٹ کا ہموار اثر یہہ ہے کہ ہمارے صوبوں میں اعلے درجہ کی جماعتیں پامال ہوگئی ہیں یہہ صحیح پولیسی ہے کہ ہم ہندوستانی ریاستوں کی پشت پناہ بنیں کہ وہ ان شرفا اور بلند نظر اور فراخ حوصلہ ہندوستانیوں کے لیے چشمۂ توانائی بنیں جو انگریزی عملداری میں کسی طرح نہیں پنپ سکتے اور نشو و نما نہیں پاسکتے انہوں نے اسپر بحث کی گو ہمارا انتظام بہ نسبت ہندوستانی انتظام کے بدرجہا بہتر ہو لیکن ہندوستانی اسکو بہتر نہیں جانتے انکو تو اپنے پرانے دستوروں اور رسمیوں کے ساتھ دل بستگی ہے خواہ وہ کیسے ہی ناقص ہوں وہ ان کی تبدیلی کے بالکل برخلاف ہیں خواہ یہہ تبدیلی کیسی ہی اچھی ہو انہوں نے کہا کہ ایک لحاظ سے دنیا کے اور معلوم حصوں کے باشندوں کے مشابہ ہندوستان کے باشندے ہیں کہ وہ اپنی ہی عادات اور رسوم کو اور سب سے برتر و بہتر جانتے ہیں انہوں نے اس بات پر جھگڑا کیا کہ عہدنامہ میں کوئی شرط ایسی نہیں کہ سند نشینی جب ہی ہو کہ راجہ کے صلبی پسر ہو بس بھونسلا کے خاندان میں مسند نشین وہ متبنے ہونا چاہیے جسکو خود راجہ یا اسکی سب سے بڑی بیوہ نے بموجب رسم و رواج کے لیا ہو. ناگپور کا راجہ برٹش گورنمنٹ کا بڑا خیر خواہ تھا اسکے ملک میں کوئی بدنظمی نہیں تھی اسکے راج میں کبھی ملٹری مداخلت کرنے کی ضرورت نہیں پڑی کبھی راجہ کو تنبیہہ و تاکید کرنے کی ضرورت ہوئی پس اس آخر راجہ کا ایسا چال چلن نہیں تھا کہ اسکے متبنے کا مسند نشین کا حق سلب کردیا جائے کس گناہ و جرم و قصور کی پاداش میں اسکی عزتوں اور خاندان کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ کیا جاتا ہے؟ اس صورت میں کہ انکار کیا جائے کہ اسکے متبنے بنانے کا حق نہ تھا تو وہ بالکل عہدنامہ کے اصلی مطلب کے خلاف ہوگا گو الفاظ کے خلاف نہ ہو اگر یہہ کہا جائے کہ متبنے کرنے کی خبر گورنمنٹ پاس نہیں آئی تھی یہہ امر یقینی تھا کہ راجہ نے خود اپنا حق چھوڑ دیا یعنی کوئی متبنے نہیں لیا اور یہہ خبر بھی نہیں کی کہ اسکی بیوہ نے کسی کو متبنے بنایا تو کسکو ریاست دینی چاہئے جب کوئی اسکا مستحق دعوی نہ کرے ؟

اس سوال کا جواب یہہ ہے کہ گورنمنٹ نے اسقدر جلدی سے راج کو مٹا دیا اور کچھ انتظار نہیں کیا ریاست کے مستحق کو پیدا ہونے کا اگر گورنمنٹ کو راج کا سلامت رکھنا منظور ہوتا تو بہت آسان تھا

کہ کسی لائق آدمی کو مسند پر بٹھا دے لو صاحب کی باتون کو نہ یہان کسی نے سنا نہ انگلنڈ مین
یہہ ریاست بھی ستارہ کی طرح ضبط ہوگئی۔ بیوہ عورتون کے اور راجہ کے رشتہ دارون کی معقول
پنشنین مقرر ہوگئین۔ راجہ کا کل مال صامت ناطق نیلام ہوگیا گھوڑے بیل ہاتھی اونٹ کوڑیون کے
مول بک گئے صرف بیکہا بائی یا بانکا بائی نے غل مچایا کہ اگر میرے گھر کا اسباب نیلام ہوگا تو گھر
مین آگ لگا دونگی مگر اسباب نیلام ہوا اور بھوسلا کے جواہر کلکتہ کے بازار مین بکنے گئے کچھ چنڑکی
دیئے گئے ریاست کے ضبط ہونے سے زیادہ بڑا ہراس اسباب کے نیلام ہونے سے
برار ہی مین نہین ہوا بلکہ اودہ بھی ۔اس نیلام سے برٹش گورنمنٹ کی بدنامی ہوئی روپے کا اتنا
فائدہ نہین ہوا جتنا عزت کا نقصان۔ رانیون نے بہت کوشش کی کہ ریاست بحال ہو لندن مین
اپنے آدمی بھیجے یہان بہت روپیہ وکیلون اور قانون دانون کو دیا مگر کچھ ہوا نہین بڑی رانی نے
جانوجی بھونسلا کو اسلیے متبنے کیا کہ اسکے مال اسباب کا مرنے کے بعد مالک ہو اور خاندان کا نام
باقی رہے بھونسلا کا ملک انگریزی مین شامل ہوگیا اس مین افیون کا گودام پٹنے کی طرح مقرر ہوا
اور لوہون کی فیکٹری کاشی پور کی طرح مقرر ہوئی پنجاب و پیگو کے الحاق نے تو سرحدون کے
سرون پر کمپنی کی عملداری کو بڑھایا تھا اور ستارہ و ناگپور کے دو نامور مرہٹون کی ریاستون
کے الحاق نے اندرونی عملداری کو مستحکم کیا اور ہندوستان کے نقشے مین بیچ رنگ کو بڑھایا
اور کل ہندوستان مین گورنمنٹ کے اس استحقاق کا اعلان کیا کہ جو راجہ لاولد مریگا اس کا
ملک راج پاٹ ضبط کرنے کا حق گورنمنٹ کو حاصل ہے۔

بندیل کھنڈ کی چھوٹی چھوٹی ریاستون مین سے ایک جھانسی کی ریاست اسکے وسط
مین تھی اور وہ پیشوا کی باج گزار تھی۔ جب پیشوا نے بندیل کھنڈ مین اپنی قلمرو مقبوضہ کو
سرکار کمپنی کو حوالہ کیا تو اُسنے کہا کہ جھانسی کی ریاست شیورائو بھاؤ کو نسلاً بعد نسل ہمیشہ کے
لئے عطا کی گئی ہے سو سرکار کمپنی نے بھی جھانسی کے حاکم صوبہ دار رام چند سے یہی عہد نامہ
کیا کہ وہ اسکو نسلاً بعد نسلٍ دی گئی اور رامچند کو اسکی خیر خواہی کے سبب سرکار نے راجہ کا
خطاب دیا۔ جب راجہ لاولد مر گیا تو ریاست کے لیئے بہت سے مدعی کھڑے ہوئے
ریاست کا سب سے زیادہ مستحق راجہ کا چچا رگھوناتھ تھا جو جذامی تھا مگر رعایا اسی کا راجہ ہونا چاہتی تھی

وہ راجہ ہوا تین برس راج کرکے لاولد مرگیا ریاست کے مدعی بہت کھڑے ہوئے اسوقت سرکار کمپنی کو ضبطی ممالک کا خیال بھی نہ تھا۔ لارڈ آکلنڈ نے مدعیان ریاست کے حقوق کی تحقیقات کے لیئے کمیشن مقرر کیا کمیشن نے راجہ کے بھائی گنگادھر راؤ کو ریاست کا مستحق ٹھیرایا اسکو راج نسلاً بعد نسل مل گیا۔

رگھوناتھ جی راؤ کے عہد مین ملک مین بڑی بدنظمی رہی اور اسکے بھائی کے عہد مین بھی یہی حال رہا تو سرکار کمپنی نے ملک کا انتظام راجہ کی طرف سے اپنے ہاتھ مین لے لیا جسکے سبب آمدنی ملک جسکا تنزل ہندوستانی عاملون کے ہاتھ سے ہوگیا تھا اسکی ترقی ہوگئی۔ سنہ ۱۸۴۲ء مین جب ملک کا ایک عضو بندیل کھنڈ کی سپاہ کے خرچ کے لیئے قطع ہوگیا تو راج کا انتظام پھر گنگادھر کے حوالہ کیا گیا دس برس تک راج کرکے وہ پہلے راجاؤن کی طرح لاولد مرگیا پھر مسندنشینی کے لیئے مدعی کھڑے ہوئے مگر ابکی دفعہ ان کے دعوے اس نظر سے نہین دیکھے گئے جس سے پہلے دیکھے گئے تھے گورنر جنرل نے ایک نوشتہ لکھا جس سے راجہ کی موت آگئی یہہ قرار پایا کہ جھانسی ایک باج گزار ریاست تھی جسکا پہلے مالک پیشوا تھا جسنے اپنے سارے اختیارات جو اس ریاست مین تھے سرکار کمپنی کو حوالے کیئے سنہ ۱۸۱۷ء مین سر چارلس مٹکاف نے اس باب مین ایک نوشتہ لکھا تھا اسکی نقل اس جگہ دی گئی کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہندو راجہ خود مختار شاہانہ حکومت رکھتے ہین اور دوسرے ہندو سردار ہین جنکو ملک یا محاصل ملک بادشاہ کی طرف سے عطا کیا گیا ہے ان دونو مین فرق ہے جس حکومت نے یہہ جاگیر معافی دی ہے وہ مستحق ہے کہ جاگیر کے لیئے یہہ مقرر کرے کہ کن پشتون کے لیئے دی گئی اس کی مدت کیا ہے جب قطع نسل ہو تو اسکو واپس لے لے اب سرکار کا ضبط کرنے کا حق خوب جما رہا تھا جھانسی ضبط ہوگئی آخر راجہ کی بیوہ غل مچاتی و دہائی دیتی رہی کہ خاندان سرکار کا بڑا خیرخواہ ہے اسنے بڑے بڑے کام سرکار کے کیئے ہین جنکو سرکار بھی مانتی رہی اسنے عہدنامہ کی ہر شرط کو پورا کیا اسکی ساری التجائین بیکار ہوئین یہہ قرار پایا کہ ریاست جھانسی کا برٹش گورنمنٹ کے اغراض و فوائد کے سبب حکام انگریزی کے ہاتھ مین رہنا ضرور ہے۔ لارڈ ڈلہوزی نے کہا

چونکہ جھانسی سرکاری اضلاع کے درمیان مین وسط مین واقع ہے اسپر قبضہ ہونے سے ہماری مرضی کے موافق اسکا وہ عام انتظام ہوگا جو ہم بندیل کھنڈ کا چاہتے ہین اور سرکاری اضلاع کے ساتھ شامل ہونے سے جھانسی کی رعایا کو بہت فائدہ پہنچے گا۔

حال قرولی ۱۸۵۲ء و ۱۸۵۳ء

قرولی ایک چھوٹی سی ریاست راجپوتانہ کی ہے اسکا نوجوان راجہ سنہ ۱۸۵۲ء مین مرگیا اس نے ایک لڑکا اپنے کسی قریب کے رشتہ کا گود لے لیا تھا کرنیل لو صاحب راجپوتانہ کے رزیڈنٹ تھے انہون نے چاہا کہ برٹش گورنمنٹ اس متبنے کو فوراً تسلیم کرلے۔

گورنر جنرل نے اسکے ماننے مین تامل کیا اسکے نزدیک قرولی ضبط کرنے کا حق انصافاً گورنمنٹ کو حاصل تھا مگر کونسل نے اس سے اختلاف کیا انہون نے ستارہ کی صورت سے قرولی کی حالت مختلف بتلائی کہ ستارہ کی ریاست زمانہ حال مین جب سرکار کمپنی کا تسلط شروع ہوا ہے غصب سے قائم ہوئی تھی مگر راجپوتانہ کی ریاستین تو سرکار کمپنی کی عملداری سے صدہا سال پیشتر سے چلی آتی تھین جنمین قرولی کی ریاست بھی ہے ان قدیمی خاندانون کا مٹانا مدبران ملکی کے نزدیک مناسب نہ تھا۔ لارڈ ڈلہوزی کی پولیسی کے ماننے کے کورٹ ڈائرکٹرز بڑے منتمنی تھے لیکن انہون نے یہہ نہین پسند کیا کہ راجپوتانہ کی قدیمی ریاستین بہ تدریج نابود کیجائین انہون نے کہا کہ ستارہ اور قرولی کے مقدمات کی صورتین جو بالکل جداگانہ ہین گورنر جنرل کی تحریر مین کافی طور پر ظاہر نہین کی گئین ستارہ کی ریاست زمانہ حال کی ہے جو برٹش گورنمنٹ کے عطیہ سے پیدا ہوئی ہے اور قرولی کی ریاست راجپوتون کی جس مین راجپوت حکمرانی کرتے چلے آئے ہین بہت مدت پہلے کی انگریزی عملداری سے ہے یہہ ریاست ہماری دوست ہے جسکی حفاظت ہم نے اپنے ذمہ لی ہے ہماری یہہ خواہش نہین ہے کہ ہندوستانی عملداری کی جگہہ انگریزی عملداری اس مین قائم کی جاوے ہم حکم دیتے ہین کہ بھرت پال جو متبنے کیا گیا ہے جانشین ہو اس عرصہ مین کہ کلکتہ اور لنڈن کے درمیان بھرت پال سے خط وکتابت جاری تھی کہ راجہ کا بھائی مدن پال جانشینی کے لیے مدعی ہوا اسنے اپنا استحقاق بیان کیا اور اسکے طرفدارون سے بھی ثابت کرایا گیا۔ محل کی رانیون اور سردارون اور امیرون نے اسکے استحقاق ریاست کی حمایت کی اور سر ہنری لارنس رزیڈنٹ راجپوتانہ نے اسکے استحقاق کے استحکام کی نسبت اپنی رائے دی کہ متبنے کا حق اور مدن پال کا رشتہ قریبی ہے

حق پر فوقیت رکھتا ہے مگر تحقیقات کرلے سے معلوم ہوا کہ متبنے کرنے کی جو شرائط ہوتی ہین وہ ہیں
متبنے کرنے مین پوری نہین ہوئین تھین اسلیئے بھرت پال متبنے نہین قرار پایا جسکی جانشینی کے لیئے
کورٹ ڈائرکٹرز حکم دے چکے تھے وہ جانشین نہین ہوا۔ ہنری لارنس نے مدن پال کی جانشینی کے
سفارش کی وہ لارڈ ڈلہوزی نے منظور کرلی بس لارڈ ڈلہوزی کی ضبطی کی پولیسی اس مقدمہ مین
فتحیاب نہین ہوئی ان دو سالون کے اندر راجپوتانہ کے قدیمی خاندانون کو تردد رہا کہ قرولی کے مقدمہ
مین کیا فیصلہ ہوتا ہے گو آخری فیصلہ سے انکو اطمینان ہوا کہ قدیمی معزز ریاستون کے دائرہ مین الحاق
کرنے کی میخ نہین ٹھوکی گئی لیکن یہہ نہین خیال کرنا چاہیئے کہ اس سبب سے کہ خطا نہین کی گئی
اس التوا سے نقصان نہین ہوا۔ عام افواہین اڑانے والے سررشتون کے مخفی اسرار کو نہین جانتے
وہ تو اپنے قیاس سے خبرین ہوا مین اڑایا کرتے ہین ہندوستان کے ہر دربار اور ہر بازار مین
لوگ یہہ خوب جانتے تھے کہ برٹش گورنمنٹ قرولی کے الحاق کرنے اور نہ کرنے کے باب مین
بحثین کر رہی ہے فقط یہی بات کہ اس معاملہ مین بحث ہو رہی ہے لوگون کے دلون مین تردد و
تفکر پیدا کرنے کے لیئے کافی تھی۔ دو برس تک قرولی بغیر راجہ کے رہی اسکا انتظام پولیٹکل ایجنٹ
راجپوتانہ کی طرف سے ہوتا رہا جسکو لوگ جانتے تھے کہ آخری فیصلہ ہونے کے بعد بھی یہہ انتظام
جانے کا نہین لوگ سمجھتے تھے کہ اب ہنری لارنس کے عدل [illegible] کے سبب ریاست قرولی بچ
گئی تو کیا سدا انکا فضل و کرم اور ریاستون کے بچانے کے لیئے آیندہ آیا کریگا؟ اسکو پھر یہہ موقع
ہی نہین ملے گا راجپوتانہ مین بہت سے راجہ بے پسر تھے انکے دلون مین یہہ عجب اضطراب و اضطرار
تھا کہ ہمارے مرنے کے بعد ہماری ریاستون کا خاتمہ ہے سارے ملک مین یہہ وحشتناک خبرین
اڑ رہی تھین کہ لارڈ ڈلہوزی کی پولیسی کو آخر مین کامیابی ہوگی ولایت سے حکم صادر ہوچکا ہے کہ
بتدریج راجپوتون کی ریاستین انگریزی عملداری مین الحاق کی جائین یہہ سرکار انگریزی کی سلطنت کا
رکن اعظم اعتماد ہے یہہ خوفناک جھوٹ آگ کی ایسی پیچ کنی کرتا تھا کہ جسکا پہلے سان گمان بھی ہندوستان مین
نہ تھا۔

سنبلپور کی ریاست بنگال کے جنوب مغرب مین واقع ہے جسکو برٹش گورنمنٹ نے یہان کے
ایک قدیمی راجہ کو تا حین حیات دی تھی مگر پھر دوبارہ حقوق فرمان روائی ازسرنو اس خاندان کے

بہون کو دیے گئے اور ۱۸۴۹ء تک وہ قائم رہے۔ نرائن سنگھ یہان کا راجہ تھا جسکا نہ کوئی وارث تھا نہ کوئی قریب کا رشتہ دار تھا نہ کوئی متبنے کیا گیا تھا بس جب راجہ مرگیا تو سب کو یہہ اتفاق تھا کہ حق ضبطی پورا سرکار کو حاصل ہے اسکا الحاق انصافاً مشتہر ہونا چاہیئے بس یہہ ریاست الحاق کی گئی ۔

اب تک تو ریاستون کو برٹش گورنمنٹ اس سبب سے ضبط کرتی تھی کہ والیان ریاست بے پسر مرتے تھے اور ہکو متبنے کرنے کی اجازت نہیں دیتے تھے مگر اب ضبطیان اور قسم کی شروع ہوئین ہندوستان مین بڑے بڑے عالی خاندانون کی اولاد موجود تھی گو انکی مملکت اور سلطنت تو برٹش گورنمنٹ کے ہاتھہ مین منتقل ہوچکی تھی مگر برٹش گورنمنٹ ان کے محاصل ملکی مین سے ایک حصہ بطور پنشن ان کو دیتی تھی اور انکی عزت حرمت ایسی کرتی تھی جیسی کہ والیان ملک کی ہونی چاہیئے اسکے جاہ و منصب خطاب القاب کا پاس لحاظ کرتی تھی ایسے تین ذی جاہ پنشندار لارڈ ڈلہوزی کے عہد حکومت مین اس دنیا سے چل بسے انمین سے ایک کا حال تفصیل سے لکھا جاتا ہے۔ مرہٹون کی تین بڑی سلطنتین تھین ایک ستارا دوسری ناگپور تیسری پونہ انکا بیان ہوا ہے کہ ان مین سے اول دو کو کسی طرح سے لارڈ ڈلہوزی نے نیست و نابود کردیا تیسرے انکے ہندوستان مین آنے سے تیس برس پہلے ملک کے اعتبار سے غارت ہوچکی تھی ۱۸۱۸ء مین مرہٹون کی دوسری لڑائی کے بعد پیشوا باجی راؤ نے اپنے تئین سر جان مالکم کے حوالہ کردیا تھا اسنے بسیتی مین دغابازی کی تلوار کو لینے کے لیئے نکالا بڑی ہزیمت پائی اب اسکو سوا اسکے چارہ نہ تھا کہ کبھی گیدڑون کی طرح بھاگتا پھرے یا اپنے تئین برٹش گورنمنٹ کے فضل و کرم و رحم کے سایہ مین لائے اسنے انگلش جرنیل کو اپنے تئین حوالہ کیا وہ جانتا تھا کہ یہہ انگلش جنرل میری اس درماندگی اور بیچارگی کی حالت مین دستگیری اور فیاضانہ سلوک کریگا جب مالکم صاحب نے گورنمنٹ سے اسکی آٹھہ لاکھہ روپیہ کی پنشن کرادی کہ اس مین وہ اپنا اور اپنے خاندان کا گذارہ کرے ۔ مالکم صاحب کے اس اسراف پر جب بعض انگریز معترض ہوئے تو انہون نے جواب یہہ دیا کہ جب سے برٹش گورنمنٹ نے ہندوستان مین قدم رکھا ہے اسکی پالیسی یہہ ہی ہے کہ ہندوستانی والیان ملک کے ساتھہ جنہون نے اپنی بے ایمانی اور دغابازی کے سبب سے اپنی سلطنت و حکومت کو کھو دیا ہے فیاضانہ سلوک کیا جائے ان کی تمام خطاؤن اور قصورون سے

چشم پوشی و فراموشی اختیار کی جائے اور اسی طریقہ کے برتنے کا نتیجہ یہہ ہے کہ کل جماعتیں برٹش گورنمنٹ کی حکومت سے راضی ہو جاتی ہیں ایسے موقعون پر جو گورنمنٹ نے اپنی انسانیت اور فیاضی کے جوہر دکھائے ہیں انہون نے بہ نسبت ہتھیارون کے زیادہ اسکی حکومت کو مستحکم و استوار کیا ہے وہ حقیقت میں ہندوستانیون کے دلون کا تسخیر کرنا ہے" بس کانپور سے بارہ میل کے فاصلہ پر بٹھور میں باجی راؤ پنشن لیکر عزلت نشین ہوا۔

وہ عمر کے اعتبار سے تو بوڑھا نہ تھا مگر اپنے قدرتی جسمانی ضعف اور عیش دوستی کے سبب یہ نہیں معلوم دیتا تھا کہ وہ سرکار کمپنی کا وبال دوش پنشن کے سبب مدتون تک رہیگا لیکن وہ اپنی حکومت کے سلب ہونے کے بعد تہائی صدی جیا اسکا کنبا بہت تھا اسکے ہم قوم ملتزمین کثرت سے تھے غیر قوم کے رفقا کی بھی کمی نہ تھی اسطرح مرہٹون کے یکجا اجتماع سے برٹش گورنمنٹ کو ہمیشہ اور خاص کسی خطرناک وقت میں اندیشہ رہتا تھا مگر معزول پیشوا ایسا وفادار اور خیرخواہ تھا اسکے آدمی نیک چلن تھے نیک چلنی اور پیشوا کی خیرخواہی خالی خولی نہ تھی بلکہ جب سرکار کمپنی کا خزانہ جنگ افغانستان میں خالی ہوگیا تھا تو پانچ لاکھ روپیہ اسنے قرض دئے تھے اور جب پنجاب کی طرف سے حملہ نے سرکار کی سلطنت کو تنگی دی تھی اور تمام ملک میں مشہور تھا کہ سکھون اور مرہٹون میں آپس میں اتحاد ہو گیا ہے تو پیشوا نے اپنی خیرخواہی کا اعتبار اسطرح کیا کہ اس نے سرکار سے درخواست کی کہ میں اپنے خرچ سے ایک ہزار سوار اور ایک ہزار پیدل جمع کر کے برٹش گورنمنٹ کی خدمت کرنے کو حاضر ہون۔ غرض جیسی اسکی طبیعت میں برٹش گورنمنٹ کی خیرخواہی تھی ایسے ہی اسکے پاس اسباب بھی خیرخواہی دکھانے کے موجود تھے اسکی پنشن ایسی بڑی تھی کہ تمام اخراجون کے بعد بھی بہت روپیہ پس انداز ہوتا تھا سارے ہندوستان میں مشہور ہو گیا تھا کہ پیشوا نے دولت کے بڑے خزانے جمع کئے ہیں وہ قبر میں پاؤن لٹکائے بیٹھا تھا کوئی بیٹا نہ تھا اب سوال یہہ تھا کہ اس دولت کا مالک وارث کون ہوگا سو اسنے اپنے ہی کنبے میں سے اپنے مرنے سے چند سال پہلے ایک لڑکے کو متبنے کیا اس نے

[illegible] نانا صاحب [illegible] بڑا بیٹا ہے اور گنگا دھر راؤ [illegible] سب سے چھوٹا بیٹا اور سداشیو [illegible] دوسرا بیٹا ہے [illegible] یہہ سب سے تین بیٹے اور ایک [illegible] نانا صاحب بڑا بیٹا تنہا پیشوا کی گدی کا وارث ہے [illegible]

برٹش گورنمنٹ سے درخواست کی کہ وہ نانا کو اسکا جانشین اور وارث [illegible] نانا
مانے اور اسکو خطاب اور پنشن پیشوا کی عنایت کرے یہہ درخواست اسکی منظور نہین ہوئی
مگر سرکار کمپنی نے بالکل اس سے انکار بھی نہین کیا وعدہ کیا کہ باجے راؤ کے مرنے
کے بعد اسکے خاندان کے لیئے کوئی مناسب تدبیر کی جائیگی۔ غرض یہہ معاملہ آیندہ
خیال کرنے کے لیئے رکھا گیا پیشوا بڑا ضعیف مفلوج و اندھا ہو گیا تھا ظاہر معلوم ہوتا تھا
کہ محاصل ہند کی گردن پر اب زیادہ دنون تک اسکی پنشن کا بوجھہ نہین رہیگا۔

۲۸ جنوری سنہ ۱۸۵۱ع کو پیشوا نے ستتر برس کی عمر مین اس دنیا کے دیکھنے سے ہمیشہ
کے لیئے آنکھین بالکل بند کین سنہ ۱۸۳۹ع کا لکھا ہوا اسکا وصیت نامہ تھا جسمین لکھا تھا
کہ میرے بعد دوندو پنت نانا میرا متبنے تہا پیشوا کی گدی کا مالک و دولت کا اثاث البیت
کا خزانہ کا غرض سب طرح کے میرے مال و اسباب کا مالک ہو جب باجے راؤ مرا ہے تو نانا
کی عمر ستائیس برس کی تھی وہ ایک نوجوان چپ چاپ بغیر طمطراق کے تھا کوئی بیہودہ عادت
نہین رکھتا تھا نو عیش مین مبتلا نہ تھا اور اپنے سارے کام صاحب کمشنر کی صلاح
موافق کرنے کو تیار رہتا تھا تیس لاکھ روپیہ کا وارث ہوئے کہ تھا جسمین سے زیادہ تر
پرومیسری نوٹ تھے مگر اسکا کنبا بڑا تھا یہہ معلوم ہوتا تھا کہ سرکار کنبہ معزول پیشوا کی پنشن کا ایک
حصہ اسکے کنبے کو بٹھور مین عطا کریگی۔ انتظام تمام معاملات کا عمدہ نوکر رامچندر پنت کے
ہاتھہ مین تھا جو سچا وفادار ہوا خواہ پیشوا باجے راؤ کا تھا وہی برٹش گورنمنٹ کے محکمہ مین
نانا صاحب کے معاملات کی وکالت اور پیروی کرتا تھا اُسنے گورنمنٹ سے عرض کیا کہ آپ
ہی نانا صاحب کے ماں باپ اور مالک و آقا ہین بٹھور کے کمشنر نے پیشوا کے کنبے کے لیئے
سفارش کی مگر اعلے گورنمنٹ نے اسے منظور نہین کیا ممالک مغربی و شمالی مین جسوقت طامسن
صاحب لفٹنٹ گورنر تھے وہ بڑے نیک و لائق اور نامور تھے مگر وہ ہندوستانی رئیسون
اور امیرون و شہزادون کی طرف نظر التفات نہین رکھتے تھے اور وہ ایک نئے سکول کے
آدمی تھے انہون نے کمشنر سے کہا کہ تم پیشوا کے کنبے کے دل مین ایسی امید کو بالکل
نہ پیدا ہونے دو کہ سرکار کمپنی اس کی پنشن سے مدد معاون ہوگی اور حتی الوسع تم پیشوا کے

ملازمین کو یہہ سمجھاوٴ کہ وہ بٹھور میں جمع نہ رہیں اور پھر دکن کو اپنے وطن چلے جائیں۔ لارڈ ڈیلہوزی گورنر جنرل تھے بعلاوہ اپنے لفٹنٹ کی ایسی رائے سے جو ان کے خیالات کے موافق تھی کب اختلاف کرتے سو انہوں نے اپنی رائے کو ظاہر کیا کہ کمشنر نے جو سفارش کی ہے وہ نامعقول ہے اسکی نامنظوری میں لفٹنٹ گورنر کی رائے سے اتفاق رکھتے ہیں کہ کسی حالت میں پیشوا کا کنبا گورنمنٹ پر کوئی استحقاق نہیں رکھتا کہ جسکے سبب سے وہ اس امر کو قبول کریں کہ کوئی حصہ پبلک آمدنی ملک کا اس خاندان کو عطا کیا جائے گورنر جنرل یہ درخواست کرتے ہیں کہ گورنمنٹ نے جو فیصلہ کیا ہے وہ فوراً خاندان پیشوا کو سنا دیا جائے مگر اس حکم کی سختی میں یہ نرمی برتی گئی کہ بٹھور کی جاگیر بدستور نانا صاحب کے قبضہ میں رکھی مگر حکومت کے اختیارات جو پیشوا کو دیئے گئے تھے وہ اس جاگیر میں نہیں دیئے گئے +

جب نانا صاحب کو تحقیق ہو گیا کہ بٹھور کے خاندان کے لیئے کوئی امید بہبودی برٹش گورنمنٹ سے نہیں ہے تو اسنے لندن میں سرکار کمپنی کے کورٹ ڈائرکٹرز میں اپیل کرنا چاہا گو وہ یہہ اپیل باجی راؤ کی زندگی میں کرنا چاہتا تھا اور اس اپیل کی پیروی کے لیئے صوبہ دار رامچند کے بیٹے کو اپنا وکیل تجویز کیا تھا مگر کمشنر صاحب نے اسکو منع کیا اسلیئے اپیل کا کرنا موقوف کیا گیا اور باجی راؤ کے مرنے کے بعد بھی جب تک نانا کو سب طرف سے مایوسی نہیں ہوئی اس اپیل کا خیال نہیں پیدا ہوا۔ گورنمنٹ ہند کے فیصلہ کی منسوخی کے لیئے یہہ عرضداشت انگلنڈ میں کورٹ ڈائرکٹرز کے سامنے پیش کرنے کے لیئے لکھی گئی اور حسب ضابطہ گورنمنٹ ہند کی معرفت بھیجی گئی جسکا مضمون یہہ تھا کہ کلکتہ گورنمنٹ نے جس طریقہ کو برتا ہے وہ صرف سنگدلی اور بیدردی پیشوا متوفی کی اکثر [illegible] کے ساتھ نہیں ہے بلکہ نامناسب قدیمی شاہی خاندان کے قائم مقام کے ساتھ [illegible] اسواسطے عرضداشت کرنے والا ضرور چاہتا ہے کہ فوراً آپ کے آنرابل کورٹ میں اپیل کرے [illegible] ناموں کی بنا پر [illegible] اس لحاظ سے کہ ایسٹ انڈیا کمپنی نے مرہٹوں کی [illegible] سلطنت سے بہت فوائد [illegible] جو [illegible] ہو سکتے ہیں [illegible] میں [illegible] میں تنگدلی اور بیدردی [illegible]

[illegible]

معافی مین تنگ دلی اور دوسری دفعہ کے معانی مین کشادہ دلی برتی جائے پس اب عرضداشت کرنے والا اسطرح استدلال کرتا ہے کہ پیشوا نے اپنے وارثون اور جانشینون کے لیئے اپنی مملکت سرکار کمپنی کے حوالہ کی تو سرکار کمپنی پر واجب ہے کہ وہ اس مملکت کا معاوضہ پیشوا کو اور اسکے وارثون اور جانشینون کو دے اگر معاہدہ ایک جانب مین برقرار ہے تو دوسری جانب مین بھی برقرار رہنا چاہیئے - مین عرض کرتا ہون کہ ہمیشہ کے لیئے چونتیس لاکھ روپیہ سالانہ آمدنی کا ملک آٹھ لاکھ روپیہ سالانہ پنشن کے عوض مین دینا درحقیقت ظن غالب یہہ رکھتا ہے کہ آمدنی ملک پنشن کا دینا موقوف ہے پس جبتک یہہ آمدنی ملک باقی ہے پنشن واجب الادا ہے اس سے یہہ استنباط ہوتا ہے کہ پیشوا کے ساتھہ جو معاہدہ کیا گیا ہے وہ سرکار کمپنی کی طرف سے ہمیشہ پنشن دینے پر دلالت کرتا ہے حین حیات تک پنشن دینے کا معاہدہ غیر ضروری اور بے معنی ہے کیونکہ کسی راجہ کی پرورش کے لیئے جو تدبیر مناسب کی جاتی ہے اس مین ضرور اسکے کنبے کی پرورش داخل ہوتی ہے وہ اسکے مرنے پر بند نہین ہوتی (خلاصہ یہہ ہے کہ یہہ پنشن ملک کے عوض مین مقرر کی گئی ہے جبتک ملک کی آمدنی باقی ہے پنشن بھی باقی رہنی چاہیئے) اب نانا نے عرضداشت مین خاص اپنے حقوق کو بیان کیا اور اسکی نظیرین اور تمثیلین دین اسنے کہا کہ مجھے حیرت ہے کہ سرکار کمپنی نے جو اور راجاؤن اور شہزادون کی اولاد کے ساتھہ سلوک کیا ہے وہ میرے ساتھہ کیون نہین کیا جاتا میری حالت اور انکی حالت مین کیا فرق ہے؟ میسور کے والی نے انگریزون کے ساتھہ سخت دشمنی کی میرا باپ سرکار کے ان معاونین مین سے تھا جنہون نے سرکار کے ایسے دشمن کا سر کچلا - جب والی میسور شمشیر بدست مارا گیا تو سرکار کمپنی نے اسکی اولاد کو اپنی قسمت پر نہین چھوڑ دیا بلکہ اسکے واسطے ایک پناہگاہ مقرر کی اور انکو ایک نسل سے زیادہ نسلون کے لیئے فیاضانہ عطیہ عطا کیا اور کچھ اس مین تمیز نہین کی کہ کون ان مین حلالی اور حرامی اولاد ہے اسی طرح بڑی دریادلی سے معزول شہنشاہ دہلی کو قیدخانہ سے رہائی دلائی اور اسکی تمام امارات اور اعزاز شاہی کو قائم رکھا اور اس کے ملک کی آمدنی کا خزانہ اسکو دیا جو ابتک اس کی اولاد کو ملتا ہے اب مجھہ مین اور ان مین کیا فرق ہے؟

یہہ سچ ہے کہ برٹش گورنمنٹ کے ساتھہ مدتون کی دوستی کے بعد پیشوا نے زمانہ گردش کا ملک سکو دیا

اوراس سے لڑنے کے قصور مین اپنی مسند ریاست سے معزول ہوا۔ ابھی وہ اپنی تباہی کی حد
غایت کو نہین پہنچا تھا اگر بالفرض پہنچ بھی گیا تھا تو اس نے اسکالیون فیصلہ کیا کہ برٹش کمانڈر نے
جو شرائط پیش کین انکو منظور کرلیا کہ اپنا زرخیز ملک اسکو حوالہ کیا اور پھر سرکار کمپنی کو اپنے تئین سپرد کیا
چونکہ سرکار کمپنی اب تک اس کے موروثی ملک سے فائدہ اٹھاتی ہے پھر کس اصول کے موافق
وہ پیشوا کی اولاد کو پنشن سے محروم کرتی ہے جو بادشاہی علامات اور شرائط رکھتی ہے؟ میسور کے
مفتوحین سے اور قیدی مغل بادشاہ کے دعوون سے بھی کیا سرکار کمپنی کی شفقت اور عنایت کے
لیئے میرے دعوے پنشن کے بیچ کیگیئے گزرے ہین؟ اب نانا صاحب نے اپنی عرضداشت مین
اپنے ذاتی حقوق کا بیان کیا جو اسکو متبنے ہونے کے سبب سے حاصل تھا اسنے ہندوؤن کے
دہرم شاستر کے موافق خوب اچھی طرح ثابت کیا کہ متبنے کے کل حقوق وہی حاصل ہوتے ہین جو سگے
بیٹے کو حاصل ہوتے ہین اور حال کے زمانہ کی مثالین اسکی ہندوستان اور دکن کی نقل کین کہ کس
طرح سے پہلے برٹش گورنمنٹ نے حق تبنیت کو تسلیم رکھا تھا سرکار کمپنی کی تمام کچہریون مین متبناؤن
کے دعوون کی ڈگریان ہوتی ہین زمینداروں اور رئیسوں اور شہزادوں اور امیرزادون کے متبناؤن کو
ریاستین اور جاگیرین ملتی ہین اور ان کے حقوق کے مقابل مین خاندان کے کسی اور وارث کا حق
نہین تسلیم کیا جاتا اگر برٹش انڈین گورنمنٹ ہندوؤن کے مقدس دہرم شاستر کو ترک نہین کرتی
اور ہندوؤن کے مذہب کے اعمال کے متناقض کام نہین کرتی جسکا ایک اصل اصول متبنی
بھی ہے تو مین نہین سمجھتا کہ کس وجہ سے اسکو متبنے ہونے کے سبب پیشوا کی پنشن اسکو نہ ملے
نانا صاحب کے پنشن نہ دینے کے لیئے ایک یہہ عذر ہوتا ہے کہ باجی راؤ پیشوا اپنی پنشن کی
بچت سے بہت دولت جمع کرگیا ہے اور اپنا مال اسباب بہت چھوڑ گیا ہے جسکو اسکے وارثون
کوئی نہین لے سکتا ہے اس عذر پر نانا صاحب نے غصہ سے جو بجا تھا یہہ کہا کہ اگر میری پنشن اس
سبب سے بند کی گئی ہے کہ پیشوا نے کافی دولت چھوڑی ہے کہ جس سے اسکا کنبا خوش گزران
کرسکتا ہے تو اس بات کو کچھ تعلق پنشن سے نہین ہے اور نہ برٹش گورنمنٹ کی تاریخ مین اسکی مثال
ہے کہ کبھی کسی شخص کی پنشن اسلیئے بند کی گئی ہو کہ اسکا مورث بہت دولت چھوڑ گیا ہے برٹش گورنمنٹ نے
آٹھ لاکھ روپیہ سالانہ پنشن اس لیئے دی تھی کہ باجی راؤ پیشوا اور اسکا خاندان اس سے اپنی

خوش گذران کرے اب برٹش گورنمنٹ کو اس سے کچھ سروکار نہین ہے کہ پیشوا نے پنشن کا کونسا حصہ حقیقت مین خرچ کیا عہدنامہ مین اسکے ساتھ کوئی شرط ایسی نہین کی گئی تھی کہ وہ اس پنشن کا کوئی حصہ خرچ کرنے سے نہ بچائے وہ تو اسکو چونتیس لاکھ روپیہ آمدنی سالانہ دوامی کے ملک کے معاوضہ مین مقرر ہوئی تھی جو پیشوا نے سرکار کمپنی کے حوالہ کیا تھا۔ روئے زمین پر کسی کو یہہ حق نہ تھا کہ وہ اس پنشن کے خرچ پر اپنا تسلط رکھتا اگر پیشوا نے اس پنشن کی ہر کسر کو پس انداز کیا تو یہہ کام اسنے بجا کیا مین عرضداشت کرنے والا یہہ استفسار دلیری سے کرتا ہون کہ برٹش گورنمنٹ نے کبھی کسی اور پنشندار سے بھی پوچھا ہے کہ وہ کس طرح سے پنشن کو خرچ کرتا ہے؟ یا پنشن کا کونسا حصہ بچاتا ہے اور کونسا حصہ خرچ کرتا ہے؟ اگر یہہ ثابت ہو کہ پنشندار نے اپنی پنشن کے بڑے حصے کو ایسا بچایا ہے کہ بچت اسکے بچون کی خوش گزران ہونے کے لیئے کافی ہے تو کیا یہہ دلیل کافی ہے کہ اسکی پنشن جسکا منعہد بلا زمون کے وعدہ کیا گیا ہے اسی نسبت سے اس کے بچون سے لے لی جائے؟ ہندوستانی امیرزادہ جو نسل شاہی سے ہو اور برٹش گورنمنٹ کی عدالت اور سخاوت پر بھروسا رکھتا ہو تو کیا وہ سرکار کمپنی کے منعہد بلا زمون سے بھی گیا گذرا ہے کہ اسکے حال پر خیال نہ کیا جائے؟ برٹش گورنمنٹ کے اوپر جو غلط نقش جما ہوا ہے اسکے دور کرنے کے لیئے مین مستغیث نہایت عاجزی سے عرض کرتا ہون کہ ۱۸۱۸ء کے عہدنامہ کے موافق آٹھ لاکھ روپیہ سالانہ پنشن جو عطا ہوئی تھی وہ فقط اسلیئے نہ تھی کہ باجے راؤ اور اسکا کنبا اپنی گذران کرے بلکہ معزولی کی حالت مین جسکو اسنے اپنی مرضی سے اختیار کیا تھا ایک بڑا گروہ خیرخواہ نیک اندیش ملتزمین کا اسکے ساتھ تھا اسکی پرورش بھی پنشن مین ملحوظ تھی گورنمنٹ خوب جانتی ہے ان ملازمین مین سے اکثر نے اپنے وظیفہ کی طلب کو پیشوا کی آمدنی کے گھٹ جانے سے کم نہین کیا اور جب اسپر خیال کیا جائے کہ ہندوستانی راجہ گو بے ملک اور بے حکومت ہو جائین مگر وہ مجبوری اپنی حیثیت ظاہری کو اپنے ادب کے قائم رکھنے کے لیئے گھٹا نے نہین بس ان خرچون پر غور کرنے سے آسانی سے سمجھ مین آسکتا ہے کہ ملک کی چونتیس لاکھ روپیہ کی آمدنی سالانہ مین آٹھ لاکھ روپیہ سالانہ دئیے جائین تو اس مین سے بڑی بچت نہین ہو سکتی ہے باوجود ان بھاری خرچون کے پیشوا نے اپنی آمدنی کو اس خوش اسلوبی سے خرچ کیا اگر اسمین سے بچت ہوئی

کہ سرکاری خزانون مین پرومیسری نوٹون کی خرید مین داخل کی گئی جنکی آمدنی پیشوا کی موت کے وقت اسی ہزار روپیہ سالانہ کی تھی تو کیا اسطرح روپیہ کا انتظامی اور کفایت شعاری سے بچانا پیشوا کا کوئی جرم تھا جسکی سزا یہہ دی جاتی ہے کہ اسکی پنشن بند کی جاتی ہے کہ جو اسکے کنبے اور ملازمین کی خوش حالی اور خوش گزارے کے لیئے پہلے عہدنامہ کے موافق دی جاتی تھی؟

مگر نانا صاحب کی اس عرضداشت کی نہ فصاحت استدلال نے ہوم گورنمنٹ پر کچھ اثر کیا - ایسٹ انڈیا کمپنی کے کورٹ ڈائرکٹرز پہاڑ کی طرح سخت تھے وہ کسی طرح سے رافت و رحم کی طرف خم نہین کھاتے تھے ۹ - مئی ۱۸۵۳ع کو انہون نے یہہ حکم لکھا کہ ہم گورنر جنرل کے فیصلہ کو بالکل پسند کرتے ہین اور پیشوا کا متبنےٰ اور اسکے ملتزمین کوئی حق برٹش گورنمنٹ پر اپنا نہین رکھتے پیشوائے سابق نے چونتیس ۳۴ برس تک بہت بڑی پنشن پائی اس مین سے جو پس انداز کیا وہ اسکے کنبے اور ملتزمین کی خوش گزرانی کے لیئے کافی ہے اور بہت سا مال اسباب جو اسنے چھوڑا ہے انکی اوقات بسری کے لیئے بہت ہے - گورنمنٹ نے نانا صاحب کی عرضداشت کو نامنظور کیا اور ۲۴ مئی ۱۸۵۳ع کو گورنمنٹ انڈیا کو لکھا کہ وہ نانا صاحب کو اطلاع دیدے کہ پیشوا سابق کی پنشن نسلاً بعد نسل نہین تھی اسلیئے اسکا کوئی دعوی اس پنشن کے لئے نہین ہوسکتا اور اسکی درخواست بالکل منظوری کے قابل نہین ہے جب یہہ جواب نانا صاحب کو گورنمنٹ کی طرف سے ملا تو وہ بالکل مایوس ہوا اور اسنے جان لیا کہ اب آیندہ کوشش کرنی بالکل بے فائدہ ہے مگر اس جواب کے آنے سے پہلے وہ اپنا ایجنٹ مقدمہ کی پیروی کے لیئے انگلنڈ بھیج چکا تھا وہ مرہٹہ صوبہ دار کا بیٹا نہ تھا جسکے پہلے بھیجنے کی تجویز ہوئی تھی بلکہ وہ ایک نوجوان وجیہہ مسلمان عظیم اللہ خان تھا وہ ۱۸۵۳ع کے موسم بہار مین انگلنڈ مین آیا اور اسکی وکالت مین بڈل صاحب ایک انگلش مین شریک ہوئے ان دونو نے ملکر نانا صاحب کے دعوے کو پیش کیا جو بالکل بیکار گیا ججمنٹ پہلے ہی سے لکھی ہوئی موجود تھی ان ایجنٹون کی قدرت سے باہر تھا کہ وہ اسکو منسوخ کر سکتے -

پہلے ستارہ کی ضبطی کے مقدمہ مین پیروی کرنے کے لیئے انگلنڈ مین ستارہ کی طرف سے ایجنٹ ایک مرہٹہ رنگو باپوجی ایجنٹ گیا تھا وہ مقدمہ تو ہار گیا مگر اسنے اپنی فطرت و حرکت سے ایسٹ انڈیا کمپنی کو اپنے اوپر ایسا مہربان کر لیا کہ اسکو پچیس ہزار روپیہ نقد سرکار نے دیا اور ہندوستان مین

اُنکے جہاز کا کرایہ معاف کیا عظیم اللہ خان اپنے لباس کی بھڑک لیڈیون کو دکھانے پھرے اور سرکار کمپنی سے کچھ اینٹھا نہین بلکہ وہ وہان ایسے پھنسے کہ وطن پھر آنے کو جی نہین چاہتا تھا

برار کا زرخیز صوبہ ۱۸۱۹ء مین لارڈ ہیسٹنگز نے ناگپور کی ریاست سے جدا کرکے برٹش گورنمنٹ کے دوست نظام کو عطا کیا تھا ۱۸۴۳ء مین نظام کو اطلاع دی گئی کہ اگر آیندہ وہ سرکار کمپنی کے قرض کو جو روز بروز کنٹنجنٹ کے خرچ نہ ادا کرنے کے سبب سے بڑہتا جاتا ہے نہ ادا کریگا تو اس کے عوض مین اس کے ملک کا ایک حصہ بطور کفالت کے لے لیا جائیگا مگر نظام پر اس فہمایش کا کچھ اثر نہین ہوا ۱۸۴۹ء مین لارڈ ڈلہوزی نے جنرل فریزر رزیڈنٹ کو ہدایت کی کہ وہ نظام کو تنبیہہ کرے کہ سرکار کمپنی کا قرض چکا دے نظام ناصرالدولہ ہمیشہ قرض کے ادا کا وعدہ کرتا رہا مگر کبھی اسکا ایفا نہین کیا۔ اپریل ۱۸۵۱ء کو اس قرض کے ادا کرنے کے لیئے چھ مہینے کی مہلت دی گئی پچاس لاکھ روپیہ کا قرض تھا اس مین سے نصف سے کچھ کم ادا کیا گیا باقی قرض کے ادا کرنے کے واسطے چار مہینہ کی مہلت اور دی گئی اور یہہ حکم دیا گیا کہ اگر اس عرصہ مین قرض نہ ادا کیا جائیگا تو حیدرآباد کے بیرونی اضلاع اس قرض کی کفالت مین رکھ لیئے جائینگے میعاد گذر گئی قرض ادا ہوا

نومبر ۱۸۵۲ء مین جنرل فریزر کی جگہہ کرنیل لو صاحب رزیڈنٹ مقرر ہوئے اسوقت نظام کو سرکار کمپنی کو پچاس لاکھ روپیہ قرض دینا تھا۔ سرکار نظام چوبیس روپیہ سیکڑہ پر ریاست کے ساہوکار سے روپیہ قرض لیتی تھی نظام کی راے یہہ تھی کہ اپنی سپاہ مین سے ایک آدمی کو بھی موقوف نہ کرے اسلیئے خرچ سپاہ مین تخفیف نہین ہوسکتی تھی وہ کنٹنجنٹ کی تخفیف کو اپنے ملک کی محافظت کے لیئے خطرناک جانتا تھا۔ اب گورنر جنرل نے ارادہ مصمم کرلیا کہ نظام کے ایک عذر کو نہ سنے انہون نے چار برس تک نظام کو طرح طرح سے سمجھایا کہ وہ اپنے انتظام ریاست کی طرف متوجہ ہو ہمیشہ اپنے وزیرون کو نہ بدلا کرے کوئی مستقل وزیر اور منتظم ریاست مقرر کرے مگر جب اس نے یہہ سنا گورنر جنرل نے آخر کو یہہ فیصلہ کیا کہ اگر نظام کو یہہ اصرار ہو کہ وہ کنٹنجنٹ کو برقرار رکھے خواہ اسکا کچھ ہی خرچ ہو تو وہ ایسی کفالت دے کہ آیندہ وقت پر اس سپاہ کا خرچ اور قرض جو اس سرکار کا واجب الادا ہے ادا ہوا کرے غرض لو صاحب اور نظام کی بہت ملاقاتین ہوئین اور بڑی مشکل سے کراہیت کے ساتھ نظام نے اس عہدنامہ پر دستخط کیئے کہ جسکے موافق تین ضلعے سرکار کے حوالہ کیئے جنکی آمدنی قرض کے سود ادا کرنے کے واسطے اور تنخواہ

سوار اور پیدل کنٹنجنٹ اور چوبیس توپون کے اور ان کے انگریزی افسرون کی تنخواہون کے خرچون کے لیے کافی ہو۔ اس عہدنامہ ۱۸۵۳ء پر دستخط ہونے کے بعد اضلاع برار و رائے چور اور نلدرگ جن مین کوئی حصہ اصلی نظامت مین سے نہین تھا نظام نے سرکار کمپنی کے حوالہ کیا جس مین نظام کے حقوق شاہی قائم رہے اور یہہ بھی قرار پایا کہ آمدنی مین خرچ کے بعد جو فاضل رہے وہ نظام کو دیا جائے اور یہہ اضلاع جو لیے گئے ہین ان مین نظام کے دربار کے برٹش رزیڈنٹ کی فرمان روائی رہے اور سالانہ آمد و خرچ کا حساب نظام کے روبرو پیش ہوا کرے برٹش گورنمنٹ نے حیدرآباد مین جو کنٹنجنٹ رکھی اس سے نظام کو اس لشکر کے انصرام سے فراغت حاصل ہوگئی جو اسکو لڑائی کے وقت انگریزون کی استعانت کے لیے تیار کرنا پڑتا تھا۔ ان اضلاع مین دو سال ہی کے اندر ترقی ایسی ہوئی کہ تین لاکھ روپیہ سالانہ کی بچت نظام کو دی گئی۔

۱۸۵۵ء مین کرناٹک کا نواب کہ جو برائے نام نواب تھا اس خاندان کا جانشین تھا جسکو سو برس ہوئے کہ منور الدولہ بانی ہوا تھا پچاس برس تک کرناٹک کے نوابون کا خالی لقب قائم رہا اور بھی پنشن وہ پاتے رہے جو ۱۸۰۱ء مین اعظم الدولہ کو لارڈ ونزلی نے عطا کی تھی یہان کے رئیس کو نواب کا خطاب تھا اسکی سلامی کی توپین اکتیس تھین وہ سرکار کمپنی کے قانون کی پابندی سے آزاد تھا ایک نواب ۱۸۱۹ء مین مرا اور دوسرا ۱۸۲۵ء مین۔ دونو کے بیٹے تھے انکو سرکار نے باپ کے سارے حقوق دیدیے آخری نواب بے اولاد مرا تھا اس کے چچا اعظم شاہ نے نوابی کا دعوی کیا اسپر لارڈ ہیرس گورنر مدراس نے ایک مراسلہ گورنر جنرل کو لکھا کہ گورنمنٹ پر سرے سے یہی فرض نہین ہے کہ نواب ارکاٹ کی خاص اولاد کو اسکا جانشین اور وارث بنائے چہ جائیکہ ایک جدی وارثون کو نوابی کا وارث بنائے لارڈ ڈلہوزی نے بالکل ان کے ساتھ اتفاق رائے کیا کورٹ دائرکٹرز نے حکم دیا کہ خطاب اور منصب نوابی کا مع ان تمام حقوق کے جو ۱۸۰۱ء کے عہدنامہ مین تحریر ہین موقوف کیے جائین۔ ایسے ہی تنجور کا راجہ بھی بے اولاد مر گیا تھا اسکے ساتھ بھی کرناٹک کا سا سلوک کیا گیا کہ ان کے خطاب و جاہ و منصب پنشن موقوف کیے گئے مگر ان دونو خاندانون کے جو ارکین زندہ تھے ان کی پنشنین سرکار نے مقرر کردین۔ ان دونو خاندانون کے وارثون نے اپنے حقوق کے لیے بڑی فریاد و واویلا کی مگر کہین انکی شنوائی نہین ہوئی دکن مین بہت سے انگریز تھے جو ان

[illegible]

بزرگ خاندانون کا ادب کرتے تھے اور ان ملکون مین تھا کہ وہ اسطرح بالکل مٹ مٹا گئے مگر ان کے
ان کامون کا بڑا اثر ملک مین ہوا -

دہلی مین بادشاہی تو نہین رہی تھی مگر اسکا نام چلا جاتا تھا اور ایک شخص تھا جسکا سایہ شاہی نظر آتا تھا یہہ بادشاہ بہت بوڑھا ہو گیا تھا اپنی زندگی آسائش اور آرام سے بسر کرتا تھا سرکار کمپنی کی پنشن پاتا تھا اپنی بلند رتبگی کا وہ زعم رکھتا تھا کہ اپنے آگے گورنر جنرل کو کمتر گنتا تھا سنہ ۱۸۴۹ء مین اسکا ولیعہد مرزا دارا بخت اس دنیا سے رخصت ہوا لارڈ ڈلہوزی کو یہہ موقع ہاتھ آیا کہ بادشاہی کی اس جھوٹی نقل کو بھی مٹا دے گو بادشاہی برائے نام تھی مگر وہ خوف خطر سے خالی نہ تھی خالی خطاب گو بے ملک و حکومت ہوتے ہین مگر وہ گورنمنٹ کے لیئے اندیشہ سے خالی نہین ہوتے بہت عرصہ نہین گذرے کہ کورٹ ڈائرکٹرز نے لکھا تھا کہ دہلی کی بادشاہی کا نام و نشان مٹا دینا ایسا نہین ہے کہ اسکی خواہش کم ہو سنہ ۱۸۴۴ء مین لارڈ ہارڈنگ نے رزیڈنٹ دہلی کو لکھا تھا کہ اگر یہہ بوڑھا بادشاہ مرجائے تو اسکا جانشین بغیر خاص اجازت کے نہ متعین کیا جائے - لارڈ ڈلہوزی جو اس زمانہ کے مدبر اعظم تھے ان کو یہہ معلوم ہوا کہ جمنا کے کنارہ پر قلعہ اور بالامہند کا بڑا امیگزین خیالی خرابیون کی بدر رو نہین ہے بلکہ ایک چشمہ قطعی خوف کا ہے اور شاید بعض اوقات ہماری حکومت کے برخلاف سازشون کا مرکز ہے - اب انہون نے اس پردہ کو اٹھا دیا اور سب لوگون پر ظاہر کر دیا کہ خاندان بابر اور ایسٹ انڈیا کمپنی دونو مشترک اصلی خداوند ہندوستان کے نہین ہین -

لارڈ ڈلہوزی نے جو اول یہہ ارادہ کیا تھا کہ بہادر شاہ کو ہدایت کرے کہ وہ قطب مین جا رہے قلعہ خالی کر دے اسلیئے ملتوی کر دیا تھا کہ وہ اس حکم کے برخلاف تھا جو بہادر شاہ کو جان ہوب ہوس پریسیڈنٹ بورڈ کنٹرول سے مل چکا تھا بادشاہ کی عمر ستر برس کی تھی اسکے زیادہ جینے کی توقع نہ تھی اس سے اسکے وارث جانشین مرزا فخرالدین سے ایک عہدنامہ لکھا یا گیا کہ وہ باپ کے مرنے کے بعد قلعہ سرکار کو حوالہ کر دے اس شرط کے ماننے مین مرزا نے کچھ چون چرا نہین کی مگر وہ باپ سے پہلے ہی ہیضہ سے مر گیا بعض نے کہا کہ زہر دینے سے اسکا جام عمر لبریز ہوا -

جس خاندان کو لارڈ ڈلہوزی مٹانا چاہتے تھے آئندہ سال کے عذر نے بسبب نابود کر دیا -

باب ہفتم

ملک اودھ کا سرکار کمپنی کی عملداری مین آنا۔

اودھ ۱۷۵۶-۱۷۹۶ء

لارڈ ڈلہوزی کے عہد حکومت مین انگریزی عملداری مین ایک اور صوبہ اودھ الحاق کیا گیا یہہ صوبہ فتح سے انگریزی عملداری مین نہین داخل کیا گیا اسلیے کہ ہمیشہ فرمارویان اودھ انگریزون کے خیرخواہ اور نیک اندیش رہے ان ہی کی رعایا مین سے انگریزی لشکر مین تین چوتھائی سپاہی رہتے تھے۔ یہہ صوبہ لاوارث ہونے کے سبب سے بھی انگریزی عملداری مین نہین شامل ہوا اسمین تو ہمیشہ پادشاہون کی اولاد اور اسکے شرعی وارث موجود تھے اب بھی وہان جو بادشاہ تخت نشین تھا اسکے بیٹے موجود تھے وہ فقط برٹش گورنمنٹ کی شاہانہ مرضی حاکمانہ سے انگریزی عملداری مین داخل کیا گیا یہہ صوبہ ہندوستان کا دل تھا برٹش گورنمنٹ اس دل کو اپنے ہاتھ مین رکھنا چاہتی تھی اسکی قدرتی زرخیزی اسکے لے لینے پر اسکو لالچ دلاتی تھی۔

انگریزی عملداری نے ہندوستان مین ہنوز قدم بھی نہین رکھا تھا کہ اودھ مغلون کی سلطنت کا ایک صوبہ مدت سے چلا آتا تھا جتنی مدت تک اودھ مغلون کی سلطنت کا صوبہ رہا اتنی مدت تک کوئی اور صوبہ نہین رہا۔ جب نادرشاہ کے حملہ نے سلطنت مغلیہ کے شیرازہ کو توڑا اور اس کے اوراق پریشان ہوئے اسکے خود ملازمین نے دغا و فریب اور نمک حرامی کرکے مخالفت کرنے پر کمر باندھی اور رفتہ رفتہ شاہی صوبہ دارون نے ملک دبا کے خود حکمرانیان شروع کین مگر شہنشاہ دہلی کا اعزاز و احترام بدستور کرتے رہے اور اپنے باجگذار اور خدمتگذار ہونے کا صرف زبانی اقرار کرتے رہے اور جو خطابات اونکو پادشاہ نے عنایت کیئے تھے اسکو نہین چھوڑا چنانچہ اس حال مین بھی کہ شہنشاہ مغلیہ انگریزون کا پنشن دار ہوگیا تھا اور شان و شوکت شاہی اسکی مثل سراب تھی تو بھی اودھ کے نواب اپنے تئین نواب وزیر یعنی بادشاہ کا وزیر کہتے تھے

برٹش گورنمنٹ سے ملا تھا اودھ کو خطابات سلطانی

گو یہہ انکا کہنا برائے نام تھا۔ نواب پاس ملک تھا رعیت تھی سب سے زیادہ ہمسائے تھے مگر اس کے پاس جو سپاہ تھی وہ آخور کی بھرتی بہت سی تھی جس سے بیرونی حملون اور اندرونی فسادون کے روکنے کا کافی انتظام و بندوبست نواب وزیر نہین کرسکتا تھا۔ اسلیئے وہ انگریزون کی سپاہیانہ ہنرمندی و ڈسپلن کا محتاج تھا وہ برٹش پلٹنون کو تنخواہ دیکر اپنا کام نکالتا تھا۔ ابتدا مین یہ کام باقاعدہ و خوش اسلوبی کے ساتھ نہین ہوتا تھا بڑے بیڈھنگے طور پر بدسلیقگی کے ساتھ ہوتا تھا جیسکہ روہیلون کے قتل عام کی صورت مین بدنما ہوا مگر پھر اس انتظام کی صورت باقاعدہ خوش اسلوبی کے ساتھ منضبط ہوگئی نواب کے ساتھ یہہ عہد و پیمان وثوق کے ساتھ ہوگئے کہ انگریزی سپاہ کی تعداد معینہ کی خدمات کے معاوضہ مین وہ روپیہ دیا کرے اور یہہ سپاہ اسکی مملکت کو اندرونی و بیرونی فسادون اور حملون سے محفوظ و امین رکھے۔

حکومت شخصی مین یہہ منفعت خالص ہوتی ہے کہ ایک ہی شخص کی کل توانائی و استعدادو قابلیتین کام مین آتی ہین اگر بادشاہ نیک سیرت اور عاقل ہوتا ہے تو وہ رعایا کو نہال و خوش حال کردیتا ہے مگر جب اسی کی پیٹھ پر صرف وزیر ہی کا نہین بلکہ اسکے ساتھ انگریزی رزیڈنٹ کا زین کسا جاتا ہے تو وہ محض خرابیان ہی پھیلاتا ہے پھر اسکو یہہ ضرورت نہین رہتی کہ وہ اپنی قابلیتوں کو کام مین لانے کے لیئے کوشش کرے وہ اپنے ملک کا مالک نہین رہتا اپنے برگزیدہ کامون کا صلہ نہین پاتا اگر کسی بڑی ہندوستانی گورنمنٹ کے قائم رکھنے کی کوئی تدبیر یا انتظام ہے تو وہ یہہ ہے کہ برٹش گورنمنٹ کو ہندوستانی والیان ملک روپیہ اسلیئے دین کہ اسکی سپاہ انکے ملک کی محافظت کرے بیرونی حملون اور اندرونی فسادون سے بچائے رکھے۔ انتظام مین بظاہر یہہ نظر آتا ہے کہ جب ایک بادشاہ کو بیرونی حملون کا اندرونی فسادون کا خوف و خطر نہ رہے اور اسکو آمدنی ملک بے تکلف حاصل ہو تو اسکو خاطر خواہ فرصت ملے کہ وہ نیک بادشاہ کے فرائض ادا کرے اور نیکی و احسان کے کام برگزیدہ ایسے کرے کہ وہ رعایا کو ہمیشہ یاد رہین مگر تجربہ ثابت کرتا ہے کہ غلامی گو اسکی زنجیرین پوشیدہ ہون یا طلائی و سیمین ہون وہ ایک ہی سے مضر تناک اثر قوم پر اور افراد پر کرتی ہے مطلق آزادی کے افعال قوار عقلیہ کو اسی طرح برو سے کار ظاہر کرتے ہین جیسے کہ جسم کے قوار کو جب بادشاہ مطیع ہوجاتے ہین اور اپنی آزادی سے محروم۔ اور ان کے ہاتھ سے برگزیدہ گورنمنٹ کے وسایل چھن جاتے ہین تو وہ کچھ تھوڑے ہی دنون

بادشاہ رہتے ہین وہ خود ہی اپنے کامون کا بوجھ اورون کے کندھے پر اتنا رکھ دیتے ہین کہ رعایا رنجیدہ و آزردہ ہوکر دُہای مچاتی ہے اور دعائین مانگتی ہے کہ خدا انکو غارت کرے جب انگریزی حکومت ناتوان تھی تو اس نے ایسے عہدنامے والیان ملک سے کیئے کہ روپیہ لیکر اپنی سپاہ سے انکی محافظت کرے جس سے اسکی قوت اور طاقت پر بوجھ رکھا گیا اسنے انگریزی گورنمنٹ کی خفت ہوئی اور وہ ہندوستانیون کے دست نگر و نوکر معلوم ہونے لگے مغرب و مشرق مین تو انسانیت مشترک ہی خواہ قوم ہو یا افراد ہون دونو کے لیئے ایک ہی اصول ہین بادشاہ ہو یا ملازم ہو جسکو اندیشے نہین اسکو امید نہین۔ خوف و رجا ساتھ ہوتے ہین۔ آدمی جسپر قوا رجسمانی کے کام مین لانے کا تقاضا نہو سکا متحرک ہونا قریب المرگ آدمی کا سا ہوتا ہے۔ روزمرہ یہہ تجربہ ہوتا ہے کہ بچے جو مرفہ حالی مین پیدا ہوتے ہین وہ کمتر ممتاز و سرفراز ہوتے ہین زیادہ تر وہی بچے عروج پر پہنچتے ہین جو مفلوک الحالی مین پیدا ہوتے یہی کیفیت پہلے بھی تھی اور اب بھی ان مطیع ریاستون اور بادشاہون کی ہے جنکی پشت پناہ غیر ہون اور اسکی بڑی مثال اودھ کی سلطنت ہے۔ اگر اودھ اپنی حالت پر چھوڑ دیا جاتا تو مجبوری اس مین حفاظت خودمختاری کے لیئے لایق آدمی اور قابل فرمان روا اور وزیر پیدا ہوتے اور اپنی محکوم رعایا کے حال پر متوجہ ہوتے اور اگر یہہ نکرتے تو ایشیا کی بادشاہی کے اصول مسلمہ کے موافق سعادت علی خان کا خاندان ملیا میٹ ہوجاتا مگر اب تو انگریزی سپاہ اسکی محافظ ہوگئی تھی نالایق بادشاہون کو بھی اپنی بادشاہی کے قائم رہنے کا یقین تھا اس سبب بےفکری مین وہ ان سب بدکاریون مین ڈوب گئے جو انکی حالت کا مقتضا تھا جسکے سبب سے رعایا کی بہبودی اور آسودگی مین خلل آیا جس مین برٹش گورنمنٹ بھی شریک تھی انتظام مذکور سے بادشاہ اور وزیر کو برٹش گورنمنٹ کا سہارا اور آسرا گرزیڈینٹ رہنما ملا اگر بالفرض یہہ تینون بادشاہ اور وزیر اور رزیڈنٹ قابل و نیک شعار اور سوچ بچار سے کام کرنے والے ہون تو بھی گورنمنٹ کا پہیہ مشکل سے ہموار خوش رفتاری سے چل سکتا ہے جب یہہ دشوار ہو کہ ایک آدمی خواہ وہ فرنگی ہو یا ہندوستانی الیسا ملسکے کہ جس مین وہ ساری لیاقتین موجود ہون جو منصف عادل منتظم مین ہونی چاہئین تو پھر ایسے تین آدمی کہان سے مل سکتے ہین جو آپس مین اتفاق سے مل جل کر کام کرین تینون مین سے ہر ایک مضرت رسان کام بےشمار کرسکتا ہے مگر کوئی ایک ان مین نفع رسان کام نہین کرسکتا جسکے باقی دو مزاحم ہون یہہ قریب ناممکن کے ہے کہ بادشاہ کو اپنا ندار وزیر الیسا ملے کہ

اسکا فرمان بردار ہوا اور برٹش گورنمنٹ کے ساتھ راست باز ہو ایسا انگریزی افسر بھی شاذ و نادر ہی دستیاب ہوتا ہے کہ وہ ہندوستانی ریاست مین کام لیاقت سے کرے اور ہر عمدہ تدبیر کے کرنے مین جس تک اسکی رسائی ہو اپنے تئین دانائی اور ہوشیاری اور احتیاط سے پائین گاہ مین رکھ اور مشورہ کاری مین کرتا آقا بن کر بادشاہ اور وزیر کے نیک کامون کے کرنے مین معاون و مددگار بنے اور ان کامون کے کرنے سے جو عزت اعتبار حاصل ہو وہ ان کے ساتھ مخصوص رکھے اور اپنے تئین بھول جائے دنیا مین ایسے آدمی بہت ہی کم پیدا ہوتے ہین۔ انگریزون کی بڑی غلطی یہہ تھی کہ ادنے ادنے باتون پر مداخلت کرتے تھے اور جب اعلے معاملات پیش ہوتے تو حیدا رہتے۔ ایک اور خرابی یہہ تھی کہ لکھنؤ کے فرمان رواؤن سے جو عہد و پیمان ہوتے انہین کوئی سلسلہ پالیسی کا نظام نہ ہوتا۔ ایک بات اس مین قیاسی و تجربہ لی ہوتی ایک گورنر جنرل یا ایک رزیڈنٹ ایک تدبیر کو اختیار کرتا دوسرا اسکے بعد اسکے برخلاف تدبیر اختیار کرتا۔ نواب یا بادشاہ و وزیر اور رزیڈنٹ مین سے ہر ایک کی باری آتی۔ ہر ایک ان مین سے باری باری سے سب کچھ ہوتا اور کچھ نہ ہوتا۔ اگر برٹش گورنمنٹ کسی لائق وزیر کو مقرر کرتی اور اسکی معاون ہوتی اسکو بادشاہ مشتبہ سمجھ کر نکال دیتا۔ اور اگر بادشاہ کسی ملازم کو دیانت دار سمجھ کے نوکر رکھتا تو جب تک رزیڈنٹ اسکو سہارا نہ دیتا تو وہ ساقط الاختیار ہوتا عامل اسکی پروا نہین کرتے اور زمیندار اسکو ذلیل جانتے ایسی حالت مین نہین ہو سکتا کہ جانب داری نہ کی جائے رزیڈنٹ : وزیر کا دوست موافق ہوتا یا دشمن و مخالف ان اصحاب ثلاثہ بادشاہ و وزیر و رزیڈنٹ مین سے ہر ایک دوسرے کی یا دونون کی کوششون کو بگاڑ سکتا تھا اور بے شمار پریشان کر سکتا تھا مگر نیکی جب کر سکتا تھا کہ تینون کی روح مین ایک قالب ہون یہہ ہو نہین سکتا تھا بس خرابیان ہی خرابیان تھین۔

نظام ہی حقیقت مین برا تھا اس سے دو عملی گورنمنٹ بری قسم کی قائم ہوئی کہ پولیٹکل اور ملٹری گورنمنٹ تو سرکار کمپنی کے ہاتھ مین تھی اور اودھ کا اندرونی انتظام و نظم و نسق نواب وزیر کے اختیار مین تھا یعنی انگریزی پلٹنین مشرقی پنسل بادشاہون کی محافظ تھین بادشاہون کو اپنی مرضی کے موافق کام کرنے پانے مین تکلیف اٹھانی پڑتی تھی جب یہہ صورتین ہون تو تعجب نہین تھا کہ ساری قلمرو کے طول و عرض مین ہر قسم کی بدنظمی اور بدعملی پھیلی ہو اور طرح طرح کے دنگے فساد کھڑے ہون یہان بدعملی سے ایسی ہولناک خرابیان پیدا ہوئین اور کاہل اور لٹیری گورنمنٹ سے مصائب و آفات کا طوفان اٹھا کہ اس سے زیادہ

کہین اور اسکا ظہور نہین ہوا - ملک کے اداس و سوئے چہرہ پر دربار شاہی کی فضول خرچی اور اوباشی
و بدکاری نہایت بڑے موٹے خط مین لکھی ہوئی تھی عدالت نواب کی گورنمنٹ کے اختیار مین تھی سو اسکا
کہین پتا نہ تھا محصول اراضی کا وصول کرنا نواب کے ہاتھ مین تھا وہ رعیت کے گلے پر چھری رکھ کے
وصول کیا جاتا تھا بادشاہ کا دربار بڑا زرق برق کا تھا مگر اوباش و بدکار اور بیچاری رعیت مفلس قلانچ
بادشاہ کی جیب خاص کے خرچ کا کچھ حساب نہ تھا بے شمار دولت اس مین خرچ ہوتی تھی سیکڑون
ہاتھیون کی زرد وردی زرق برق کی جھولون مین اور سونے چاندی کے زیور اور عماریون و حوضون مین
اضلاع کی دولت اڑتی تھی نکمے نوکرون کا خرچ کثیر تھا - ناچنے کی عورتون کے طائفے بہت سے بھانڈ
گویون مفت خورون و چٹیر قنانیون کے ریوڑ کے ریوڑ - جلسے جنمین ہزارون لاکھون روپے خرچ ہون اور
حماقت کی باتین نمایش کی چیزین جتنی کہ خیال مین آسکتی وہ سب وہان موجود تھین ان کے خرچ بادشاہی
خزانے کی تھیلیون کو خالی کرتے تھے بدکار و فضول خرچ گورنمنٹ ہمیشہ مفلس و مصیبت ناک رعیت پیدا کرتی ہے
اور پھر یہ مفلس قلانچ رعایا اپنا بدلہ لیتی ہے کہ گورنمنٹ پر ہمیشہ کے لیے دیوالہ اور افلاس کی پھٹکار
پڑ نے لگتی ہے مکافات کا اصول یقینی ہے ع از مکافات عمل غافل مشو کا سبق کسی کو یاد نہ تھا دربار
شاہی کی فرخ خرچیون کے لیے جمہور انام پر رعایا پر ظلم و ستم ہوتا تھا جسے وہ خفا و رنجور و آزردہ
ہوتی تھی - اجارہ دار سپاہیون کے گروہا گروہ اس بیچاری رعایا پر چھوڑے جاتے کہ وہ عاملون کی
غارتگری کے معاون ہون جنکی صورت دیکھنے سے رعایا کی جان نکلتی تھی جب اسطرح کی جبر و تعدی
اور بالجبر استحصال زر نے ملک کو ویران تباہ کیا تو گورنمنٹ کو بعد از خرابی بصرہ تجربہ سے معلوم ہوا کہ
رعایا کی تونگری اور خوشحالی ہی سلطنت کی دولت و مال کا اصلی مخزن ہے مگر اس سبق کو بھی گورنمنٹ نے
یاد نہ رکھا آمدنی ملک گھٹتی گئی مگر اسکے متناسب دربار کی فضول خرچی کم نہ ہوئی اور کوئی منتظم نظام نہین داخل
کیا گیا بجائے اسکے ہر نئے سال مین یہہ کم بخت ملک مین نہایت بد انتظامی اور بدعملی پاؤن پھیلاتی گئی
جب اس بدحالی پر مدت گذری تو برٹش گورنمنٹ ان خرابیون کے علاج کی طرف متوجہ ہوئی جو ملک کو
تباہ و برباد کر رہی تھین - اسنے نوابون کو صلاح و مشورہ دیئے پند و نصائح کیئے اپنی ناراضی ظاہر
کی تنبیہین کین مگر ان کا کچھ اثر نہ ہوا دہ چکنے گھڑے تھے لارڈ کورن والس اور سر جان شور نے
نواب کو بہت کچھ سمجھایا اور پند و نصائح کین مگر کان پر اس کے جون نہ سرکی آخر کو ایک ادہی مزاج و طبیعت کا

مدبر ملکی نمودار ہوا جسکا آگے ذکر ہوتا ہے۔

لارڈ ولزلی کے دل کی ہر رگ مین حکومت شخصی بیٹھی ہوئی تھی مگر انکی یہہ حکومت شخصی عدل و انصاف کے ساتھہ تھی وہ لیاقت و قابلیت کامل اور طبیعت مستقل رکھتے تھے اور غلطی و خطا کمتر کرتے تھے انہون نے اودھ کی سلطنت پر حملہ توجہ کیجہ اس سبب سے نہین کی کہ اسکی گورنمنٹ خراب تھی اور اسکی رعیت تکالیف و مصائب کے بلا مین مبتلا تھی بلکہ اس سبب سے کہ یہہ ملک ایسا تھا کہ کیا تو وہ برٹش گورنمنٹ کی سلامتی کے لیے ایک حصن حصین ہوتا یا خوف و خطر کا سبب ہوتا جسکی طوفان خیزی برٹش گورنمنٹ کو بالکل ڈبو دیتی اس مجمل بیان کی تفصیل آگے ہوتی ہے لارڈ ولزلی کی آمد سے تھوڑے دنون پہلے زمان شاہ بادشاہ کابل صدہ ورتی بوقم اقبال کا ستارہ تھوڑے دنون کے لیے چمک رہا تھا وہ اپنی نخوت اور قوت کے سبب سے ایسے بڑے بڑے ارادے و عزم کر رہا تھا کہ جنکے پورا کرنے کی قابلیت نہین رکھتا تھا وہ ہندوستان میں انگریزی حکومت کو اضطرار اور اضطراب کے مرض مین مبتلا رکھنا چاہتا تھا پہلے اس سے کہ نئی صدی کی ایک سال کی عمر ہنوز نہین ہوئی تھی۔ زمان شاہ کا خوف اگرچہ اصل رکھتا تھا بالکل جاتا رہا تھا مگر اسکے از سر نو پیدا ہونے کا کھٹکا لگا رہتا تھا۔ اس زمانہ مین افغانون کی قوت کا تخمینہ تعجب خیز مبالغہ کے ساتھہ کیا جاتا تھا مگر اصل حقیقت یہہ تھی کہ سر حد سے پرے مسلمانون کی یہہ قوت دھمکانے والی اور ڈرانے والی تھی وہ فقط یہی منصوبے نہین باندھتی تھی کہ ہندوستان پر حملے کیجیے بلکہ وہ ہندوستان کے مسلمان حکمرانون کو اکسا کر ان کے ساتھہ کافر غاصب فرنگیوں کے ساتھہ جہاد کرنے کا ارادہ رکھتی تھی اس زمانہ مین اودھ مین سعادت علی مسند نشین تھا وہ انگریزون کا دوست تھا اور ان ہی کا نواب بنایا ہوا تھا مگر وزیر علی جسکا وہ جانشین ہوا تھا وہ انگریزون کا دشمن تھا اس نے زمان شاہ سے سازش کی اگر وہ آتا تو اسکا وہ خیر مقدم ہی نہین کرتا بلکہ وہ افغانون کی سپاہ کو اپنے قلمرو مین دولت سے بڑی مدد کرتا اس زمانہ مین برٹش گورنمنٹ کے پیچھے جو یہہ خوف لگے ہوئے تھے انکی نہ مین نپولین اول کی اولوالعزمیون اور بلند نظریون کے اندیشے بھی دامنگیر تھے بہر حال یہہ صحیح پولیسی تھی کہ اودھ کو زور آور بھلائی کے لیے اور کمزور برائی کے لیے کیجیے اس کام کے سرانجام دینے کے لیے ضرور تھا کہ بادشاہ کی بہت سی ہندوستانی سپاہ جو بیہودہ تھی اور بد قواعد تھی اور اس کو تنخواہ وقت پر نہین ملتی تھی اور وہ لیڈرون کے گروہون مین منقسم ہو گئی تھی اور دونو بادشاہ اور رعیت کے لیے

لارڈ ولزلی کی مداخلت امور اودھ مین سنہ ۱۷۹۸ء سے سنہ ۱۸۰۱ء تک

یکسان خطرناک تھی وہ موقوف کی جائے اور اسکی بجائے برٹش سپاہ رکھی جائے بالفعل نواب وزیر انگریزون کو چھتر لاکھ روپیہ سالانہ سپاہ کے خرچ کی بابت دیتا تھا اگرچہ نواب اپنی سپاہ کے موقوف کرنے پر راضی تھا جسکے سبب کچھ بچت اسکو ہوتی مگر وہ برٹش محافظ فوج کے خرچ کے مقابلہ مین پاسنگ کی برابر نہ تھی نواب اودھ پر اس خرچ کا بار پچاس لاکھ روپیہ سالانہ کا اور اضافہ ہوتا تھا بیچارہ نواب پہلے ہی خرچون سے بڑا زیربار ہورہا تھا اور اسکو اچھی طرح ادا نہین کرسکتا تھا لارڈ ولزلی کو یہی توقع تھی بلکہ ان کی آرزو بھی یہی تھی پس اگر وزیر روپیہ نہین ادا کرسکتا تھا تو روپیہ کے عوض مین ملک دینا چاہیے تھا اسکے پاس ملک ایسا تھا کہ جسکو وہ ہمیشہ کے لیئے سرکار کو دے سکتا تھا جسکی آمدنی سے وہ روپیہ ٹھیک وقت پر بخوبی ادا ہو جاتا جو سپاہ محافظ کے خرچ کے لیئے دیا جاتا تھا بس گورنر جنرل نے ایک عہدنامہ تیار کیا جسمین انہون نے اپنے اضلاع مطلوبہ کو لکھا کہ نواب سرکار کمپنی کو دے نواب اس سے رنجیدہ خاطر و آزردہ دل ہوا مگر اس بیچارہ کو انگلش سلطان کی مرضی کے ماننے کی سوا کوئی اور چارہ نہ تھا نیئے عہدنامہ پر اسنے دستخط کردیئے اور ایک کروڑ ۳۵ لاکھ روپیہ کی آمدنی کا ملک حوالہ کیا اب اس مین انگریزی عملداری کے انتظام ہونے سے پہلے کی نسبت تقریباً دو چند آمدنی ہوگئی۔ اب اس عہدنامہ کے موافق جسپر دونو گورنمنٹون کے دستخط ہوگئے نواب وزیر پر لازم ہوگیا تھا کہ اپنی باقی مملکت مین ایسا نظم و نسق کرے کہ جس سے رعایا مرفہ الحال ہو اور سارے باشندون کی جان و مال کی محافظت ہو اور اسکے ساتھ ہی وہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے افسرون سے صلاح و مشورہ لیکر انتظام کے کام کرے لارڈ ولزلی جانتے تھے کہ بہت کم امید ہے کہ یہہ شرائط پوری ہونگی انہون نے فرمایا کہ مجھے خوب اطمینان حاصل ہے کہ صوبہ اودھ تباہی اور بربادی سے جب تک نہین بچ سکتا کہ اس ملک کا سول اور ملیٹری انتظام بالکل سرکار کمپنی کے ہاتھ مین منتقل نہ ہوا اور بادشاہ اور اسکے خاندان کی پرورش کے لیئے شاہانہ ملک ابھرد نہ دیا جائے جو انتظام انہون نے کیا تھا اسکا شکستہ ہونا خود انہون نے اپنے آگے دیکھ لیا اور انکو یقین تھا کہ چند سال کے اندر کل ملک اودھ کا انتظام سرکار کمپنی کے ہاتھ مین منتقل ہوجائے گا مگر انہون نے اس باب مین اپنے جانشینون کے اعتقاد انکو مجبور نہین کیا اور اسکے سبب سے اس انتقال مین کتنا التوا ہوگا اس تحریر کے بعد وہ خود نصف صدی تک جیتے رہے مگر یہہ عہدنامہ ان کا ان کے بعد بھی بہت دنون تک نہ رہا

اگر خالص ہندوستانی انتظام مین اودھ کے لیئے بھلائی کی کوئی امید تھی تو وہ نواب وزیر سعادت علی کے زمانہ حکومت مین تھی اسلیئے کہ وہ بڑا آدمی نہ تھا اور نظم ونسق کے معاملات عظیمہ مین روشن خیالات رکھتا تھا مگر یہہ موقع بھی ہاتھ سے جاتا رہا۔ انگریزی افسرون کے صلاح ومشورے نے رعایا کے حق مین کوئی بھلا کام نہین کیا مگر انگریزی سنگینون اور ہتھیارون نے رعایا کو جو کام اپنی بھلائی کی کر سکتی تھین اسے نہین کرنے دیا اسکے ملک کی حالت بد سے بدتر ہوگئی بلکہ بدتر سے بھی زیادہ بدتر۔ ایک گورنر جنرل کے بعد دوسرا گورنر جنرل اور ایک رزیڈنٹ کے بعد دوسرا رزیڈنٹ آیا ایک نواب وزیر کے بعد دوسرا نواب وزیر مسند نشین ہوا لیکن برائیون کے سیلاب مین تیرگی وکدورت کا عمق بڑھتا گیا۔

گو اودھ کے نواب وزیر بے شک بد حکمران وبدکار تھے مگر وہ سرکار کمپنی کے بڑے صادق وفادار دوست تھے وہ اپنی رعیت اور آدمیون کے ساتھ جھوٹے تھے مگر وہ برٹش گورنمنٹ کی ساتھ سچے تھے۔ نہ انہون نے برٹش گورنمنٹ کے ساتھ علانیہ عداوت کی نہ وہ اسکے برخلاف کسی سازش و دغابازی مین مخفی شریک ہوئے انہون نے گورنمنٹ کی خدمات عظیمہ بھی کین انہون نے جنگ کے وقت انگریزی سپاہ کے لیئے غلہ کی رسد رسانی اور بار برداری کے لیئے جانور بہم پہنچائے اور سب سے بڑھ کر یہہ کام کیا کہ نقد اس حالت مین عنایت کیا کہ اسکو بہت تھوڑا قرض گورنمنٹ کا دینا تھا۔ لکھنؤ کے خزانہ مین روپیہ تھا اور کلکتہ کے خزانہ مین روپیہ نہ تھا ایسے وقت مین انگریزی حکمرانون کو نواب وزیر سے روپیے مانگنے کی ضرورت تھی لارڈ ہیسٹنگز ایک جنگ عظیم لڑ رہا تھا جس مین بہت روپیے کی ضرورت تھی دو کروڑ روپیہ انکو اپنی مہم عظیم کے سرانجام کرنے کے لیئے درکار تھا وہ عین وقت پر نواب وزیر نے دیدیا جسکے عوض مین برٹش گورنمنٹ نے اس کو خطابات اور ملک عطا کیئے اس مبارک وقت مین انگریزون کی فتح نیپال کی لڑائی کا خاتمہ ہوا اور اس کے سبب پہاڑون کے نیچے ترائی کا ملک ان کے قبضے مین آیا۔ پس یہہ نیپالیون کا ترائی کا ملک نواب وزیر کے ہاتھ ایک کروڑ روپیہ کو سرکار کمپنی نے بیچ ڈالا۔ نواب کے ملک سے یہہ ترائی کا ملک ملا ہوا تھا اور نواب وزیر غازی الدین حیدر کو بادشاہ کا خطاب عطا کیا گیا پہلے وہ دہلی کے بادشاہ کا وزیر تھا اب سرکار کمپنی کی شفقت ومرحمت سے دہلی کے بادشاہ کا مد مقابل

ہوگیا۔ اوپر کے دو کروڑ قرض مین سے ایک کروڑ تو ترائی کا ملک دیکر ادا ہوا اور دوسرے کروڑ کے عوض مین وثیقے دیئے گئے جنکا سود بطور پنشن کے امراکو ملنے لگا اسطرح یہہ روپیہ سرکار کمپنی کی امانت مین آکر محفوظ ہوگیا جسکو امرا بہت غنیمت سمجھے کہ وہ ان کے ہندوستانی آقاؤن کی بے ٹھکانے داد و دہش سے نکل گیا اودھ کی بدعملی کی تاریخ لکھنے کے لیئے تو ایک دفتر چاہیئے اسکی گنجائش اس مختصر مین نہین ہے اس مین فرمان روا ایکہی نوع کے ہوئے وہ خود بدی کرنے مین ایسے چست چالاک نہ تھے جیسے کہ بدی کرنے کے خاموش اجازت دینے والے تھے۔ وہ اپنی رعیت کے حال سے بے پروا تھے مگر انکی مصیبت و تکلیف سے خوش ہونے والے نہ تھے۔ اودھ کے فرمان روا خواہ نواب وزیر ہون یا بادشاہ ہون ظلم وقہر کرنے کی توانائی نہین رکھتے تھے وہ سادہ لوح بھولے بھالے تھے جسطرح سے کہ سلطنت کے کام چلتے اسطرح وہ چلنے دیتے تھے وہ خود تو عیش کے بندے تھے شہوت پرستی و ہواء نفسانی و گناہ گاری مین مستغرق تھے مگر ظالم و جفا کار نہ تھے انکی حالت ایسی بدل جاتی تھی کہ اس سے دہشت لگنی تھی انہون نے اپنے تئین فرمساقون اور بدکارون کے حوالہ کردیا تھا جب تک یہہ بدافعال انکی خواہشہائے نفسانی کا اہتمام اچھی طرح کرتے وہ ان سے خوش رہتے اور ان کے کامون کی مزاحمت نہ کرتے سلطنت کے کامون کو وہ اپنے عیش و عشرت مین مخل جانتے۔ کھلی رشوت کا بازار گرم تھا عدالت کے عہدے اور اور جاہ و منصب بافروخت ہوتے تھے ستار نواز قوال ڈوم ڈھاڑی فرمساق بھانڈ اور اسی قسم کے آدمی بڑے بڑے عہدہ دار ہوتے تھے۔ دار السلطنت مین تو بڑے گلچھرے اڑتے تھے اور بڑے عیش و عشرت ہوتے تھے مگر اس سے باہر ہر طرح کے ظلم و ستم بیکس بیچاری رعیت پر اسلیئے ہوتے تھے کہ وہ دربار شاہی کی عیاشی و بدکاری کے لیئے روپیہ دے رہیں ان ٹھیکہ دارون و متاجرون کو دی جاتی جو اسکے لیئے زیادہ روپیہ دیتے پھر یہہ متاجر اپنا روپیہ کاشتکارون کا گلا دباکے لے لیتے اور کوڑی کوڑی جو دے سکتے نچوڑ لیتے اگر ان بالجبر تحصیل زر کی داد فریاد ہوتی تو وہ رشوت دینے سے دبا دیجاتی اور [illegible] ٹھیکہ دارون کے [illegible] کا خزانہ شاہی کے حوالہ ہوتا دن مار کے قتل عمد کی طرح ہوتے اور کمپنی اور [illegible] زمیندارون کی سرکوبی کے لیئے اکثر انگریزی سپاہ بلائی جاتی اور وزیر انگریزی [illegible] نواب [illegible] یا بادشاہ حکمرانی اور فرمانروائی

لارڈ ولیم بن ٹنک کی صلاح کی عدم پیروی ۱۸۳۱ و ۱۸۳۲ء

کے برقرار رہنے کے لیئے سرکار کمپنی کو پشت پناہ جانکر اپنے زنانہ خانہ مین چین سے پڑے ستار بجاتے اور چھون کی تانین اڑاتے اور ملک کی کچھ خبر نہ رکھتے کہ اس مین آگ لگ رہی ہے وہ عیش کرنے ہی کو اپنی بادشاہی کا فرض سمجھتے اور اسکو ادا کرتے تھے برسون اسی طرح گذر گئے کہ رزیڈنسی سے سپریم گورنمنٹ کی کونسل مین بڑی خوفناک بدعملی کی حکایات بھیجی جاتین بادشاہ سے رزیڈنٹ شکایت آمیز گفتگو کین کرتے گورنر جنرل اول اپنی رائین مخالفانہ ظاہر کرتے پھران ہی رائیون کو دھمکیان بنا دیتے وقتاً فوقتاً اودھ کے بادشاہون کو لکھا گیا کہ اگر وہ ملک کے انتظام کی فوراً اصلاح عظیم نہین کرین گے تو برٹش گورنمنٹ جو سب سے اعلے حکومت بھی ہے کل معاملات سلطنت اپنے ہاتھہ مین لے لیگی اور بادشاہ کو اپنا پنشن خوار بنا دیگی جو برائے نام بادشاہی نشان رکھیگا۔

لارڈ ولیم بن ٹنک عملاً ونظراً عدم مداخلت کے اصول کے سب سے زیادہ حامی تھے کہ کوئی اور ان سے زیادہ نہ تھا مگر سلطنت اودھ کے معاملات مین انکو بھی یہہ انصاف معلوم ہوا کہ مداخلت ضرور کی جائے وہ اکتوبر ۱۸۳۱ء مین خود لکھنؤ گئے اور انھون نے شاہ اودھ سے بہت صاف صاف شد و مد سے زبانی کہا کہ اگر اودھ مین جن اصول انتظام کی ابتک پیروی کی گئی ہے ان کو چھوڑ کر ان اصولون کی پیروی نہ کی جائے گی کہ جنکا مقصود اعظم یہہ ہو کہ رعیت کی آسودگی اور بہبودی ہو تو کرناٹک اور تنجور کی ریاستون کی طرح سرکار کمپنی سلطنت کے کاروبار کو اپنے ہاتھہ مین لے لیگی اور بادشاہ کو ایک قیدی شاہ بنا دیگی یہہ کہنا صرف زبانی سرسری نہ تھا بلکہ گورنمنٹ انڈیا کے عین مطلب کا اظہار نہایت سوچ بچار کے ساتھہ تھا اور بادشاہ کے دل پر اس بات کے زیادہ نقش پذیر ہونے کے لیئے اوپر کا مضمون ایک مراسلہ مین لکھکر اس کے پاس بھیجدیا گیا۔ مگر نہ اس تقریر نے نہ اس تحریر نے بادشاہ پر کچھہ اثر کیا اسنے تو پہلے سے بھی زیادہ اپنے تئین ارباب نشاط کے حوالہ کر دیا اور عیاشی مین سر تا پا ڈوب گیا اور پہلے سے زیادہ بے حیا ہو گیا کہ لکھنؤ کے بازارون مین بدمست ہو کر پھرتا۔ اسکے اولیا دولت کی رشوت ستانی نے اور بھی ملک مین بدنظمی اور بدعملی کو پھیلایا۔ اب نازک زمانہ آگیا تھا دربار اودھ سے یہہ مراسلت کی گئی کہ ملک اودھ کی سلطنت لے لینے کے لیئے ہوم گورنمنٹ سے ہدایتین آگئی ہین انکی تعمیل مین فقط اس سبب سے التوا کیا گیا ہے کہ اب تک یہہ امید چلی جاتی ہے کہ ان کے عمل مین لانے کی ضرورت نہ پڑیگی۔ اب سوال یہہ تھا کہ کس طرح سے برٹش گورنمنٹ انتظام کو

اپنے ہاتھ مین لے لے اور وہ کس طرح مداخلت کرے کہ جس سے ملک کی ترقی ہو؟ اسپر بہت غور وخوض کے بعد یہہ تجویزین پیش ہوئین۔ اول برٹش گورنمنٹ اپنی طرف سے ایک وزیر منتخب کرکے مقرر کرے اور اس کے توسل سے رزیڈنٹ حکمرانی کرے دوم موجودہ بادشاہ کو معزول کرکے اسکی جگہ دوسرا بادشاہ بٹھایا جائے جس سے یہہ امید ہو کہ وہ اچھی طرح بادشاہی کریگا سوم ملک مین بالکل برٹش انتظام کردیا جائے اور آمدنی ملک مین بعد خرچ کے جو بچت ہو وہ بادشاہ کو دے دی جائے۔ چہارم بالکل ملک کے انتظام کو برٹش گورنمنٹ اپنے ہاتھ مین لے لے اور بادشاہ کو برائے نام بادشاہ رہنے دے اور ملک کی آمدنی مین سے اسکو ایک حصہ دیدیا کرے۔ پنجم سرکار کمپنی کے ملک مین اودھ الحاق کیا جائے اور بغیر لحاظ ملک کی آمدنیون کے چند لاکھ روپیے سالانہ بادشاہ کو دئیے جائین۔ اس زمانہ مین جو بڑے بڑے مدبر ملکی ہندوستان مین تھے ان سے اس باب مین رائین طلب کی گئین مالکم اور مٹکاف نے آزادانہ گفتگوئین کین اوپر کی تجاویز مین سے مداخلت کی پہلی تجویز نہایت نرم تھی لیکن اسکو [illegible] سول اور ملٹیری افسرون نے ناپسندیدہ نفرت انگیز اور عملاً کل مداخلت کے لیئے مضر مخرب بتایا انکے نزدیک بہتر تھا کہ ایک نیا بادشاہ تخت نشین کیا جائے اور ملک کا انتظام خود اپنے ہاتھ مین لے لیا جائے لیکن یہہ زمانہ ایسا تھا کہ اس مین ہندوستانی حکمران خاندان بالکل ہیچ نہین سمجھے جاتے تھے اور انگریزون کی آنکھون مین ہندوستانی قوانین آئین بالکل بیہودہ تھے نہ کچھ وقعت رکھتے تھے اس وقت یہہ خیال کیا گیا کہ اودھ کا انتظام لے لیا جائے اگرچہ لینے مین بہتر یہہ ہے کہ برٹش گورنمنٹ بادشاہ اودھ کی سرپرستی (ذمہ وار) [illegible] جائے اور جب ہندوستانی قوانین آئین کے اسکے ملک کا انتظام ہندوستانی افسرون کے ذریعہ کرے اور آمدنی کا ایک روپیہ تک بھی بادشاہی خزانہ مین نہ داخل کرے۔

ولیم سلیمن کی یہہ تجویز تھی۔ دیانتداری اور عدل پروری مین کوئی دوسرا اسپر سبقت نہین رکھتا تھا وہ ولایت مین [illegible] ہوئی کورٹ ڈائرکٹرز اپنی پرانی روایتون کے سچے پابند تھے [illegible] کے لیئے [illegible] اپنے ایجنٹون کی اعانت کرنے مین آہستہ رو تھے انہون نے [illegible] اس باب مین ہندوستان مین جیسے ان کے افسر تھے اعمال مین ایسے ممتاز تھے

کہ قابل ستائش تھے بے شک بعض اوقات انہین ایسی صاف دلی اور صداقت پائی جاتی تھی کہ معلوم ہوتا تھا کہ ان کے مصنفون نے کوئی لاگ لپیٹ اور اینچ پیچ نہین کیا ہے انہون نے اودھ معاملے کے چہرہ کو خوب اچھی طرح دیکھا باوجود مایوس ہونے کے پھر بھی یہہ امید تھی کہ کچھ بہتر حالت مین وہ ہوجائے ولیم بن ٹنک کے مراسلہ کے آنے کے بعد بھی ایک سال گذر گیا اور ایک سال اور اس سے پہلے گذرا کہ حاکمانہ احکام ۱۶ جولائی ۱۸۳۴ع کو ایک مراسلہ مین بھیجے گئے جنمین اودھ کے کل معاملے کے فیصلہ کرنے کے لیئے صاف صاف بیان کیا گیا کہ ملک کی حالت قابل افسوس و رحم ہے جسسے ہمارے دل مین یہہ خیال پیدا ہوا ہے کہ ایک تبدیلی عظیم کے سامان کا پیدا کرنا اب ہم پر واجب و فرض ہے ہم نے پہلے ہی اقرار لیا تھا اور اب بھی اقرار کرتے ہین کہ رعایا پر جو مصائب واقع ہوئے اسکا سبب یہہ ہے کہ ہم نے ظلم و ستم کی حمایت و اعانت کی اور مظلومون کو ظالمون کا مقابلہ کرنے نہین دیا ایک مدت تک بادشاہی افسرون کی امداد ہماری سپاہ کرتی رہی کہ وہ زر مالگذاری وصول کرین بس اسطرح وہ زیادہ ستانی اور کینہ وری کے آلات بنے اور اب تک ہماری سپاہ موجود ہے کہ اودھ کی بری گورنمنٹ کے سبب سے جو فتنہ و فساد برپا ہوا اسکو فرو کرے اس سبب سے ہم پر فرض و واجب ہوا کہ ایسی تدابیر اختیار کرین کہ ملک کی موجودہ خرابیون مین کمی ہو گو وہ معدوم نہ ہون یہہ امر تحقیق تھا کہ کچھ کیا جائے مگر سوال یہہ تھا کہ وہ کچھ کیا کیا جائے؟ ملک کی بالکل بربادی کے انتظام مین برٹش گورنمنٹ بیٹھ نہین سکتی تھی یہہ تجویز تھی کہ جو کچھ کیا جائے وہ بادشاہ کی منظوری سے کیا جائے یہہ تجویز ظاہر کی گئی کہ بادشاہی سارا اعزاز و احترام سابقہ باقی رکھا جائے اور ملک کی آمدنی ملک کی ترقی اور انتظام مین خرچ کی جائے اور ایک وظیفہ مقررہ بادشاہ کو دیا جائے ٭

اسوقت مین لکھنؤ مین کرنیل لو صاحب رزیڈنٹ تھے کورٹ ڈائرکٹرز کا مراسلہ کہ گورنمنٹ اودھ کی تھوڑے دنون کے لیئے لے لی جائے ان پاس پہنچا جسکے مضامین کو انہون نے نظر غور سے مطالعہ کیا اور تجویز مذکورہ بالا کو پسند کیا ان کے نزدیک وہ بہت اچھی تھی اسمین انسانیت اور اعتدال دونو تھے برٹش گورنمنٹ کی خود غرض پیری اور آئندہ کی شائستگی تھی مگر انکو یہہ یقین تھا کہ وہ غلط سمجھی جائیگی انہون نے کہا کہ برٹش گورنمنٹ کی نیت اسمعاملہ مین خواہ

کیسی ہی نیک و پاک صاف ہو مگر سب ہندوستانیون کو یہہ یقین ہوگا کہ انگریزون نے اپنے لیئے اودہ کو لے لیا اسلیئے انہون نے گورنمنٹ کو یہہ صلاح تبلائی کہ بالفعل جو پادشاہ نصیرالدین حیدر ہے وہ معزول کیا جائے اور اسکی جگہہ دوسرا پادشاہ مقرر کیا جائے اور اس تخت نشینی مین ایک روپیہ اور ایک ایکڑ زمین نہ لی جائے تو پھر اس مین کسی خیہ کے ہونے کا شبہ نہ پیدا ہوگا۔ انہون نے یہہ لکھا کہ مین جس بات کی سفارش کرتا ہون وہ یہہ ہے کہ جو شخص وارث تخت و تاج ہو وہ پادشاہ بنایا جائے اور اسکو پورے اختیارات پادشاہی دیئے جائین اور ملک مین اسکے آئین قوانین مروجہ جاری رہین انکو یقین تھا کہ وارث سلطنت جو معزول پادشاہ کا جانشین ہوگا اسکے خصائل نیک ہین ان بادشاہون کی تبدیلی سے کاروبار سلطنت کی تدابیر مین تبدیلی ہوجائیگی۔ یہہ انصاف ہے کہ اس تجربہ کا امتحان کیا جائے ہنوز کورٹ ڈائرکٹرز کی مرضی کے موافق گورنمنٹ ہند نے کوئی کام نہین کیا تھا کہ لو صاحب نے جس تجربہ کی فرمایش کی تھی اسکا موقع خودبخود پیش آگیا کہ نصیرالدین حیدر اپنی ستانہ نوشی سے یا زہر دینے سے مرگیا جسکا حال ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ لو صاحب کی حسن تدبیر سے لکھنؤ مین شور و شغب زیادہ برپا نہین ہوا گورنمنٹ کی منظوری سے بادشاہ کا چچا بادشاہ ہوگیا اگرچہ وہ بوڑھا تھا مگر اس ضعیفی مین بھی وہ بڑا معزز و مکرم سمجھا جاتا تھا اسطرح اودھ کی گورنمنٹ کو زندہ رہنے کی اور مہلت مل گئی۔

اسوقت ہندوستان مین لارڈ آکلنڈ گورنر جنرل تھا نیا بادشاہ جانتا تھا کہ مین بالکل ساختہ و پرداختہ برٹش گورنمنٹ ہی کا ہون اسلیئے اسنے ایک نئے عہدنامہ پر دستخط کرنے کا اقرار کرلیا یہہ امر واقعی سب پر ظاہر تھا کہ پہلے عہدنامہ کے معاہدے تھے وہ روز بروز سال بہ سال تہاہی ضد سے برابر ٹوٹتے چلے آتے تھے ملک مین بدنظمی کا ہونا ایک عہدشکنی مخفی چلی آتی تھی جو شخص نیک فہم اور انصاف پسند ہے اسکے نزدیک یہہ امر مشتبہ ہے کہ اودھ کی بدنظمی کے لیئے برٹش گورنمنٹ اودھ کی گورنمنٹ سے کیون زیادہ اسکا جوابدہ ہو خود عہدنامہ ہی مین ناکامیابی کی خبر موجود تھی کہ خود مصنف عہدنامہ کا اچھی طرح جانتا تھا کہ اسکی شرائط کا پورا ہونا ناممکن تھا۔ ایک عہدشکنی پر دوسری عہدشکنی یہہ اور ہوئی کہ بادشاہ نے اپنی ہندوستانی سپاہ اس تعداد سے زیادہ بھرتی کرلی جسکی برٹش گورنمنٹ نے اسکو اجازت دی تھی اس ہندوستانی سپاہ کی نوبت لو صاحب کے بیان

ستر ہزار سپاہیون پر پہنچ گئی تھی یہہ برائی ایسی نہ تھی کہ جسکی اجازت برٹش گورمنٹ آیندہ کے لئے
دیتی اس پر تعجب تھا کہ اتنے دنون تک اسنے اجازت دی اسلیئے اب یہہ نیا عہدنامہ ہوا کہ
ملک کی بدنظمی وابتری کا علاج خود ہندوستانیون کے ہاتھ سے کرایا جائے اسکی شرائط یہہ
تھین کہ اگر آیندہ ملک مین بدعملی جاری رہیگی تو برٹش کو یہہ اختیار حاصل ہوگا کہ وہ ملک کے سارے
چھوٹے بڑے مقامات مین اپنے انگریزی افسر حکمرانی کے لیئے متعین کردے اور پرانی ہندوستانی
سپاہ موقوف کردے اور اسکی بجائے ایک نئی سپاہ جسکے افسر انگریز ہون نوکر رکھے جسکا خرچ
بادشاہ کے ذمے ہو۔ مگر آمدنی ملک مین سے برٹش گورمنٹ کو ایک کوڑی کو بھی ہاتھ لگانا
قسم ہے۔ آمد و خرچ کا حساب کوڑی کوڑی کا لکھا جائیگا اور جو بچت ہوگی وہ خزانہ شاہی مین داخل
کردی جائے گی ؛

اکثر صحیح تاریخون مین یہہ نقل کیا جاتا ہے کہ اس ۱۸۳۷ء کے عہدنامہ کا اسقاط اس طرح ہوا کہ
برٹش گورمنٹ کو درد زہ اٹھا اور سب سے اعلے گورمنٹ نے اپنے ہاتھون سے بچے کو مار کر
پہلے اس سے کہ وہ پورا پیدا ہو نکال کر پھینک دیا ہوم گورمنٹ نے قطعاً اس عہدنامہ کو نامنظور
کیا اور خاص کر اس دفعہ کو جسمین نئی فوج کے بھرتی کرنے کا ذکر تھا اور اسکے سبب سے سولہ لاکھ روپیہ
سالانہ کا خرچ خزانہ اودھ پر پڑتا تھا اسنے دیانت وصداقت کے پاکیزہ منطق کے موافق یہہ دلیل
بیان کی کہ ۱۸۰۱ء کے عہدنامہ کے موافق سرکار کمپنی نے ملک کی محافظت اپنے اوپر واجب و
لازم کی ہے بادشاہ سے ملک کا بڑا حصہ خاص اس غرض سے لیا گیا ہے کہ اودھ کی محافظت
کے لیے جسقدر سپاہ کی ضرورت ہوگی اسکا خرچ سرکار کمپنی کو دینا چاہیئے نہ بادشاہ کے ذمے پڑنا
چاہیئے لیکن صرف ان ہی بناؤن پر عہدنامہ پر اعتراض نہین کیا بلکہ سچی بات یہہ ہے کہ چند سال
پہلے کورٹ ڈائرکٹرز نے گورنر جنرل کو لکھا تھا کہ وہ ایسی ہوشیاری کے ساتھ جس مین کوئی
خرابی نہ ہو اختیار رکھتا ہے کہ اودھ کی بدنظمی کے باب مین جو مناسب اور لے جانے وہ کرے یہانتک
اسکو اختیار ہے کہ اودھ کی عنان سلطنت کو کچھ مدت کے لیئے اپنے ہاتھون مین لے لے
لیکن یہہ اختیارات اس زمانہ مین دیئے گئے تھے کہ چند سال سے نصیر الدین حیدر کی بادشاہی کی
بداطواری تجربے مین آچکی تھی اب ہوم گورمنٹ کو یہہ حال معلوم ہوا تھا کہ نیا بادشاہ نیک خو ہے

اسلیئے اسکی مستحکم راے یہ تھی کہ اس بادشاہ کی تخت نشینی کے وقت جو عہدنامہ موجود تھا اس کی
شرائط کے موافق اسکی بادشاہی کا امتحان اچھی طرح کیا جاے اسواسطے ہوم گورنمنٹ نے
صرف ایک ہی دفعہ کو نہین بلکہ کل عہدنامہ کو نامنظور کیا لیکن اس کے ساتھ یہہ بات بھی چاہی کہ
اس عہدنامہ کی نامنظوری کا اظہار زیادہ تر گورنمنٹ ہند کے فضل و کرم کے پیرایہ مین کیا جاے۔
یہہ نہ معلوم ہو کہ انگلنڈ نے اسکو قطعی بغیر کسی شرط کے نامنظور کیا ہے اسنے گورنر جنرل کو اختیار
دیا کہ وہ اپنی ہوشیاری سے جس مین کوئی خطا نہ ہو اس عہدنامہ کی نامنظوری کو دربار لکھنؤ پر
ظاہر کرے۔ جب گورنر جنرل پاس یہہ احکام آئے تو وہ بڑا پریشان خاطر ہوا اودھ کے
لیئے نئی سپاہ کے مرتب کرنے کے انتظامات ایسی حد پر پہنچ گئے تھے کہ وہ ملتوی نہین ہو سکتے
تھے یہہ وقت وہ تھا کہ جنگ افغانستان کی تخم پاشی ہو چکی تھی خوف کا گمان تھا مشکل در پیش
تھی اودھ کی آئینی سپاہ مین سے کچھ سپاہ کی ضرورت تھی کہ وہ میدان جنگ مین جاکر
انگریزون کا کام کرے اور اس صورت مین ضرور تھا کہ امدادی سپاہ کی بھرتی روکی نہ
جاے لیکن سرکار نے اسکا خرچ اپنے ذمے لے لیا گورنر جنرل نے بادشاہ کو خط لکھا کہ
برٹش گورنمنٹ نے یہہ فیصلہ کر لیا ہے کہ حضور کو خرچ سپاہ کی تکلیف نہ دیجاے اس لیئے کہ
ملک کی حالت موجودہ ایسی ہے کہ اگر خرچ سپاہ بادشاہ سے لیا جاوے گا تو رعایا سے
روپیہ کی اسقدر زیادہ ستانی ہوگی جسکی وہ متحمل نہین ہو سکیگی گورنر جنرل کو قوی امید ہے کہ
آمدنی ملک جو خرچ سپاہ کی موقوفی کے سبب سے بچیگی وہ ان دو کامون مین کام آویگی۔
اول رعایا پر وہ محصول معاف کیئے جائینگے جنکے بوجھ کے نیچے وہ پسی جاتی ہے۔
دوم اس سے نفع رسان پبلک ورکس تعمیر کیئے جائینگے۔ لیکن اس خط مین کچھ ذکر عہدنامہ
کی نامنظوری کا نہ تھا اور نہ رزیڈنٹ سے یہ درخواست کی گئی تھی کہ وہ بادشاہ یا وزیر سے
بروقت ملاقات اسکا ذکر کرے گورنر جنرل کو اب تک یہہ امید چلی جاتی تھی کہ ہوم گورنمنٹ کو
ایسی ترغیب دی جائیگی کہ وہ عہدنامہ کی شرائط کو منظور کرلینگے جنمین سے امدادی سپاہ
کی شرط خارج کر دی جائیگی اس لیئے اس نے ہوم گورنمنٹ کے احکام تسلیم کرنے مین تامل کیا
کیونکہ اس مین گورنر جنرل کی حکومت کی خفت ہوتی تھی لیکن یہہ غلطی نہ تھی بلکہ غلطی سے بڑھ کر

اس مین خرابی تھی اسمین اخلاقی جرأت نہین ظاہر ہوتی تھی جسکا بجا و درست ہونا یا معاف ہونا آسانی سے نہین ہوسکتا تھا - ہوم گورنمنٹ اسی عہدنامہ پر قائم رہی کہ شروع صدی مین لارڈ ولزلی کے عہد مین ہوا تھا اسنے اسکے بعد جو عہدنامہ ہوا اسکو کبھی تسلیم نہین کیا - عہدنامہ ۱۸۳۷ء کی یہہ تاریخ ہی جو اوپر بیان ہوئی کسی ایک معاملہ مین بھی اسکے موافق کاروائی نہین ہوئی پھر اسکا ذکر بھی کم سننے مین آیا سوا اسکے کہ جب بیس برس کے قریب گذر چکے تو وہ عہدنامون کے مجموعہ مین غلطی سے داخل ہوگیا کچھ مدت کے لیئے خود اودھ کا ذکر بھی بہت تھوڑا ہوا جب کسی غیر ملک کے ساتھ جنگ و نبرد مین برٹش کی توانائی اور مستعدی اور جد و جہد منہمک ہو جاتی ہے تو اس کے ہندوستانی ریاست جو قریب الرگ ہوتی ہے ایسی تازہ و توانا موٹی ہٹی کٹی ہو جاتی ہے کہ کسی اور حال مین نہین ہوتی اب آیندہ کچھ مدت کے لیئے انگریزون کی غیر ملکون سے لڑائیان لڑنے کی فصل آگئی اول بڑی جنگی لڑائی افغانستان کی لارڈ آکلینڈ کے زمانہ مین ہوئی جس مین اودھ کو بالکل لارڈ آکلینڈ بھول گئے انکے بعد لارڈ ایلن برا سندہ سے لڑے کہ ایک چھوٹی سی فتح سے بڑی شکست کے داغ کو مٹائین مگر اس قومی خصلت پر ایک بڑا دھبا لگ گیا اور اسکے بعد ہی مرہٹون پر وہشتناک چڑھائی ہوئی - پھر ستلج کے پار سے حملہ ہوا جسکے سبب سے سکھون سے پہلی لڑائی ہوئی جس مین لارڈ ہارڈنگ چار و ناچار بالکل مصروف ہوئے کل لڑائیان آٹھ برس تک ہوتی رہین اور تلوار میان سے باہر رہی اور دفتر کے بستے ہاتھ سے باہر رہے اودھ اپنی تاریکی اور بے وقری کے سبب سے سلامت رہا سوا اس کے برٹش گورنمنٹ کا خیرخواہ و نیک اندیش و ہمدرد اودھ ایسا ہی رہا جیسا کہ پہلے تھا - اگرچہ سعادت علی کا جمع کیا ہوا خزانہ مدت سے اڑ گیا تھا مگر پھر بھی لکھنؤ کے خزانہ کی تھیلیون مین روپیہ بھرا ہوا تھا - اب امن و صلح کا زمانہ آیا تو بدنظم صوبہ اودھ کے بادشاہون کے لیئے ایک نیا خوف و خطر پیدا ہوا - اس زمانہ مین کوئی تبدیلی ایسی نہین ہوئی کہ جس سے اسکی حالت بہتر ہوتی بلکہ ان سرحدی لڑائیون کے زمانہ مین اور زیادہ اسکی بدتر حالت ہوگئی ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ کا جانشین ہوا جو اپنے باپ دادا کے عیش و نشاط پر رشک کرتا تھا اور اس مین اپنی طرف سے خاص تغیرات کرتا تھا جب دو سکھون کی لڑائیون کے درمیان پر عافیت زمانہ مین لارڈ ہارڈنگ نے

اودھ کی طرف رغبت کی توجہ کی تو واجد علی پادشاہ تھا اور اس جوان بادشاہ کی سلطنت کا پہلا ہی سال تھا وہ خاندان شاہی کے خصائل کے قائم رکھنے کی ناپاک امیدیں دلاتا تھا۔

مدت سے ملک اودھ میں بندگان خدا کو بدنظمی شکار کر رہی تھی اسکے انسداد کے واسطے سنجیدہ تنبیہہ اور سچی شکایت میں لارڈ ہارڈنگ نے اپنی آواز بادشاہ کے سامنے نکالی۔ نوجوان بادشاہ انکی صاف نیلگون آنکھون کی چمک دمک کو دیکھ سہم گیا ان کے پند و نصائح میں ایک فضول لفظ نہ تھا نہ ان کے کہنے میں آواز میں کوئی درشتی تھی۔ انہوں نے واجد علی شاہ سے صاف صاف کہا کہ گورنمنٹ اپنے لطف و کرم سے دو سال کی مہلت آپ کو دیتی ہے اگر ان دو سال کے اندر ترقی کے آثار نمایاں نہ ہوئے تو برٹش گورنمنٹ کی انسانیت و مردمی کا یہہ مقتضا ہوگا کہ قطعی اور یقینی مداخلت کرکے بند و بست کا نظام ایسا داخل کرے جس سے ملک میں نیک انتظام ہو اور اودھ مرفہ حال و آسودہ ہو گورنر جنرل پہلے ہی بے خطا ہوشیاری سے ملک کے لے لینے کے اختیارات حاصل تھے پس اگر ان نصائح پر عمل نہ ہوگا تو پھر وہ اختیارات عمل میں آئینگے جن وسائل سے انتظام کی اصلاح ہوسکتی تھی انکا بالتفصیل ایک نقشہ ایک یادداشت میں بادشاہ کو خوب زور کی آواز سے سنایا گیا اور اسپر یہہ اضافہ ہوا کہ اگر اس تدبیر پر بادشاہ نے دل سے توجہ کی اور دو سال کے اندر سب خرابیوں کو روکا اور دور کیا تو اسکو بالکل مطمئن ہونا چاہیئے کہ اسکی حکومت اور سلطنت کے آئین و قوانین میں کوئی خلل نہیں واقع ہوگا لیکن اگر وہ اپنی پرانی بدروشی عیش پرستی میں پھنسا رہا تو پھر اسکے لیئے دوسری صورت اور اسکے نتائج موجود ہیں۔

واجد علی شاہ گورنر جنرل کی اس تقریر کو سنکر ایسا سہم گیا کہ ہر چند اسنے قصد کیا کہ کچھ بولے مگر خوف کے مارے بولا نہ گیا گویا اسکی ہی سامعہ ہوگئی اسنے کاغذ کا ایک تختہ لیا اور اسپر اسنے لکھا کہ میں گورنر جنرل کا شکریہ ادا کرتا ہوں آپ نے جو صلاح و مشورہ دیا ہے وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ باپ بیٹے کو دیتا ہے میں بھی سمجھ کر اسکا پاس و لحاظ کرونگا۔" جب گورنر جنرل کی بیٹھی سے وہ جدا ہوا تو اسکا دل ٹھکانے سے ہوا اسنے آئندہ کا کچھ خیال نہیں کیا اپنے گذشتہ طریقے کو نہیں چھوڑا۔ سارنگی ستار بجانے والوں اور کنچنوں گویوں خواجہ سراؤں نے سلطنت اس سے غصب کی اور ملک کی آمدنی کو ہضم کیا ان پاجیوں کی برائیوں کا اثر سب سوسائٹیوں میں اور کل ملک کے حصوں میں

طبلہ بجانے نقشہ بنانے شعر کہنے کے مشاغل مین بالکل منہمک ہوا اگرچہ یہہ سارے کام اپنے محل ہی مین کرتا تو اسے زیادہ نقصان نہ ہوتا اپنی غفلانہ خوشیون کے لیئے ایک بڑا تاشہ گلے مین ڈالا اور لکھنؤ کے بازارون مین اُسے بجایا اور اُسنے خود مسرور ہوا اور اورون کو محظوظ کیا اور بہت سی باتین زنانہ پنے کی اختیار کین ۔

امتحاناً جو دو سال کی مہلت دی گئی تھی وہ ختم ہوگئی تو رزیڈنٹ نے یہہ رپورٹ بھیجی کہ اکتوبر ۱۸۴۷ء مین جو گورنر جنرل سے بادشاہ کی ملاقات ہوئی تھی .... اُسوقت سے بادشاہ کی طرف سے ایسے آثار نمودار نہین ہوئے کہ جنسے معلوم ہوتا کہ اپنی جوابدہی پر اسنے پوری آگاہی حاصل کی ہو اُسنے یہہ اور اضافہ کیا کہ درحقیقت مین یہہ نہین خیال کرتا کہ کبھی بھی بادشاہ اپنی بادشاہی کی جوابدہی اور ہاز پرس کو دل مین جگہہ دے اور سلطنت کی جوابدہی و فرائض کے اس حصہ کا بار اپنے اوپر ڈالے جو اسکے ذمے واجب لازم ہے وہ اسکو اُن پاجی کمینون کے حوالہ کرتا ہے جو اسکا دل بہلاتے ہین وہ انہین پر اعتماد و اعتبار کرتا ہے اور انہین کو اپنا مصاحب جلیس انیس بناتا ہے بس اب وقت آگیا تھا کہ برٹش گورنمنٹ اودھ کے انتظام کو از روے انصاف اپنے ہاتھ مین لے لے ۔ بادشاہ نے تو اپنے تئین مستوجب سزا بنالیا تھا مگر گورنمنٹ اعلےٰ نے سزا دینے مین التوا کیا ۔ ہندوستان مین لارڈ ڈلہوزی گورنر جنرل تھے جو پنجاب کی جنگ و نبرد مین انکی مصروف ہونے نے اودھ کی سلطنت کو بچائے رکھا ۔ پنجاب مین آگ لگنے نے لکھنؤ کو بھلا دیا تھا ۔ سکھون کے فتح کرنے مین اور ان کے ملک کے الحاق کرنے مین برہما سے لڑائی لڑنے مین اور انکے نتائج مین ہندوستانی ریاستون کے ضبط کرنے مین جنکا ذکر پہلے باب مین ہوا اور اندرونی انتظامات عظیم مین (جنکا بیان آگے آئیگا) لارڈ ڈلہوزی اپنے عہد حکومت کے آخر سال تک مصروف رہے لیکن ہر ایک شخص جو اودھ کی شامت زدہ حالت پر غور کرتا تھا جانتا تھا کہ اب اسکے آخر دن عنقریب آگئے ہین اور برٹش گورنمنٹ اپنے فرض کے ادا کرنے مین جو بمقتضاے انسانیت و مروت اسپر واجب ہے اب نہین جھجکیگی ۔

اسوقت لکھنؤ مین کرنیل سلیمن صاحب رزیڈنٹ تھے وہ بڑے نیک دل فیاض ہندوستانیون کے

خو بو و عادات سے خوب ماہر تھے انہون نے اودھ کی بدنظمی و بدعملی کو جتنا زیادہ دیکھا اتنا ہی انکو یقین ہوا کہ برٹش گورنمنٹ کا اعلے فرض یہہ ہے کہ ہندوستان کے سب سے زیادہ اس زرخیز حصے کو بچائے جو ظلم و ستم سے ہندوستان مین جہنم اور محاسن اخلاق کے لیئے پاخانہ بن رہا ہے۔

سنہ ۱۸۴۹ء و ۱۸۵۰ء مین انہون نے اس ملک مین دورہ کیا۔ ہندوستان مین وہ غربا پروری مین اور ضعیفون کے حامی ہونے مین اور غلطیون کے اصلاح کرنے مین کسی اور افسر سے درجہ دوم مین نہ تھے وہ رعیت سے بے تکلف انکی زبان مین باتین کرتے تھے انکے دکھ درد رنج و مصیبت سے آگاہ ہوتے تھے انکے برے بھلے احوال کو سنتے تھے ان مین یہہ کمال تھا کہ وہ جو ہندوستانیون کے جس حال پر آگاہ ہونا چاہتے تھے وہ ہندوستانیون ہی سے صحیح صحیح دریافت کر لیتے تھے ملک کے اندر انہون نے دورہ کیا اور ہر روز جو عجیب واقعات انکے علم مین آتے گئے انکو اپنے روزنامہ مین لکھتے گئے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ملک مین حد سے زیادہ بدنظمی پھیل رہی تھی۔ رعایا کی حالت ایسی خراب ہو رہی تھی کہ کوئی ظالم پادشاہ بھی اس سے زیادہ خراب حال نہین کر سکتا۔ کوئی حکومت کا انتظام وہان اپنا تسلط نہین رکھتا تھا جو زبردست تھا وہ کمزور کو مار ڈالتا تھا زبردست خاندان غارتگری کرتے اپنی گڑھیان و کوٹ بنا لیتے نوکرون کی بھیڑ کو اکھٹا کر لیتے خوب دل کھولکر لوٹ مار کرتے انکو اپنے ارتکاب جرائم سے سزا پانے کا خوف ہی نہین تھا جتنا بڑا مجرم ہوتا اسکو اتنا ہی اپنے محفوظ رہنے کا یقین ہوتا کیونکہ وہ اپنے لوٹ کے حصے دیکے سزا سے بچ سکتا تھا۔ ملک مین اس سرے سے اس سرے تک تمام خرابیان دربار شاہی کی عیاشی سے پھیل رہی تھین تعلقہ دارون نے تمام ملک مین کھلبلی اور ہل چل ڈال رکھی تھی جان مال آبرو محفوظ نہ تھی ہر جگہہ محنت و حرفہ و پیشہ کی مزدوری ملنی غیر محقق تھی جب وہ آپس مین یا گورنمنٹ کے مقامی حاکمون سے لڑتے خواہ اسکا سبب کچھ ہی ہوتا تو وہ تمام دیہات قصبات مین جو انکی خود قوم کے نہ ہوتے بے تمیزی کے ساتھہ لوٹ مار کرتے۔ نہ کوئی سڑک نہ کوئی قصبہ کوئی گاؤن نہ کوئی مزرعہ انکے بے رحم ظالمانہ حملے سے بچتا قزاقی و قتل تو انکی تفریح طبع کے لیئے مشاغل اور شکار تھی وہ سورون اور ہرنون کی طرح عورتون مردون بچون کو مار ڈالتے جنہون نے کبھی کوئی انکو اذیت نہین پہنچائی تھی وہ صرف قتل اور چوری ہی نہین کرتے تھے بلکہ آدمیون کو پکڑکر مقید کرتے

تھے اور جنکے پاس جانتے کہ روپیہ ہے انکو شکنجے مین کھینچتے جب تک کہ وہ روپیہ اپنے پاس سے یا قرض لیکر یا بھیک مانگ کر انکو نہ دیتے جب سے مینے لکھنؤ چھوڑا ہے جس ضلع مین میرا گذر سال بسال آج کے دن تک ہوا ہے شاید ہی کوئی دن ایسا گذرا ہوگا کہ مجھے زمینداروں کی اس قسم کی بے رحمیون کے ثبوت کثرت سے بہم نہ پہنچے ہون - یہہ بات قابل لکھنے کے ہے کہ زمانہ حال ہی مین یہہ بڑے بڑے زمیندار اپنے کمزور ہمسایون مین لوٹ مار کرکے دولت ومال وجائداد کے مالک بن بیٹھے ہین اور اپنی لوٹ مار کو اسلیئے باقاعدہ جاری رکھتے ہین کہ ان پاس جو لٹیرون کے گروہ جمع ہین انکی پرورش کرین اور اپنے مال و دولت کو بڑہائین اپر دربار شاہی بڑا مہربان ہے اسلیئے کہ وہ انکو بڑا روپیہ چٹاتے ہین - اور مقامی حکام سے مصالحت رکھتے ہین کہ وہ حکومت سے برسر مقابلہ نہ آئین -

ملک اودھ کی حالت کے باب مین کرنیل سلیمن کی یہہ رپورٹ تھی جس مین انہون نے سارا حال اپنی آنکھون سے دیکھا ہوا اور اپنے کانون سے سنا ہوا لکھا تھا اس زمانہ مین اعلے درجہ کے افسران مین اور اخبارون کے اعلے درجہ کے عام پسند لکھنے والون مین ایک جوش اٹھ رہا تھا کہ ہندوستانی ریاستین انگریزی عملداری مین الحاق کیجائین - کوئی شخص نہ یہان نہ انگلستان مین اہل خدمت ایسا نتھا جو کرنیل سلیمن کی طرح اس انتظام الحاق کی پالیسی سے رنجیدہ وکبیدہ خاطر ہوتا تھا انکو صاف نظر آتا تھا کہ یہہ جو جلدی جلدی توسیع ملک کی ہوس وحرص مین بڑی کوشش ہو رہی ہے اس مین کیا کیا خوف وخطر ہین انہون نے اس باب مین بڑی واویلا مچائی مگر اسکا کچھ اثر نہ ہوا اس برے کام کے روکنے مین انہون نے بڑی جد وجہد کی گورنر جنرل اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے چیرمین کو انہون نے چھٹیان لکھین - انکی مراسلات کی کتاب مین لکھا ہے کہ ستمبر ۱۸۴۸ء مین مین نے یہہ جرأت کی کہ حضور سے عرض کیا کہ یہہ انتظام جو ہندوستانی ریاستون کی انگریزی عملداری مین الحاق کرنے کا سب گورنمنٹ کے ملازمون کو اور عام اخبارون کے لکھنے والون کی ایک جماعت کو پسندیدہ اور بھلا معلوم ہوتا ہے اس سے مجھے بڑے خوف اور اندیشہ ہوتے ہین کہ اسکے سبب ہم پر ایک وقت ایسا آئیگا کہ ہماری گورنمنٹ کا مدار بالکل ہندوستانی سپاہ پر ہوگا جب یہ سپاہ یہہ دیکھیگی تو ایسے اتفاقات واقع ہوسکینگے کہ جن کے سبب وہ کل یا اسکا بڑا حصہ کسی شدید رنج پہنچنے کے کام کرنے کے لیئے متفق ہوجائے" - کرنیل سلیمن نے

لارڈ ڈلہوزی کو ۱۸۵۲ء مین　لکھا تھا پھر وہ یہہ لکھتے ہین کہ میرے نزدیک یہہ الحاق کے منصوبے
ہماری حکمرانی کے حق مین مضر ہین اور ملک کے بہترین اغراض و فوائد کے واسطے متعصبانہ ہین۔
ہندوستانی دیکھہ رہے ہین کہ ریاستون کی ضبطیان برابر جاری ہین اور انکے واسطے انعامات
اور اعزاز کے خطاب و القاب دیئے جاتے ہین وہ اس سے یہہ نتیجہ نکالتے ہین کہ انگلنڈ
ہی ان کامون کی بالانتظام معاونت کرتا ہے اور احکام بھیجتا ہے مین خیال کرتا ہون یہہ ہندوستانی
ریاستین ہمارے لیئے پناہ ہین اور جب وہ سب بہ جائینگے تو صرف ہم ہندوستانی سپاہ کے
بس مین ہو جائینگے جسپر ہمیشہ ہمارا کافی تسلط نہین رہ سکتا" یہہ خط کرنیل سلیمن نے سر ہنری
ہوگ کو جنوری ۱۸۵۳ء کو لکھا خلاصہ صاحب ممدوح کے ان خطوط کا یہہ تھا کہ برٹش گورنمنٹ کے
پشت پناہ دو ہین اول ہندوستانی ریاستین دوم ہندوستانی سپاہ۔ جب اول کو ہم نے غارت
کر دیا تو فقط دوسری باقی رہیگی جسپر اعتماد اور بھروسہ نہین ہو سکتا غرض یہہ خطوط جو انہون نے
گورنر جنرل اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے چیرمین کو لکھے اسکا کچھہ اثر نہ ہوا کرنیل صاحب نے یہہ اچھی طرح نہین
جانا کہ اسوقت جن اصول سے وہ دہشت زدہ ہوتے ہین ان کے بانی مبانی لارڈ ڈلہوزی ہی نہین
اور گورنمنٹ ڈائرکٹرز اپنے گورنر جنرل کے ایسے معتقد ہین کہ انہون نے اسی کے اصول کو اپنا اصول
بنا لیا ہے گو کرنیل سلیمن صاحب ہندوستانی ریاستون کی ضبطی کے دشمن تھے مگر انہون نے اودھ
کے معاملات مین مداخلت کرنے سے چشم پوشی نہین کی انکے نزدیک یہہ مداخلت کہ اودھ
کی عنان سلطنت سرکار کمپنی اپنے ہاتھہ مین لے لے بجا اور درست تھی وہ ہر سال گورنر جنرل پر
زور ڈالتے تھے کہ مداخلت کی سخت ضرورت ہے سلیمن صاحب کی یہہ صلاح تھی کہ انتظام لے لیا
جائے مگر آمدنی ملک کی نہین لی جائے بادشاہ کا تخت سلامت رکھا جائے یہی رائے ہنری لارنس نے
چند سال پہلے ظاہر کی تھی کہ ملک کا انتظام ان قواعد کے موافق جو لارڈ بن ٹنک نے تجویز کئے ہین لے لیا جائے
اور جہانتک ممکن ہو ہندوستانی انتظام ہو اور کمپنی کے خزانہ مین اسکی آمدنی کا ایک روپیہ داخل ہو۔
اودھ کا انتظام صرف ایک بادشاہ کے لیئے نہین کیا جائے بلکہ دونو بادشاہ اور رعایا کے لیئے
کیا جائے۔ کرنیل سلیمن اور ہنری لارنس دونو ہم رائے بڑے آپسمین دوست تھے دونو کی ایک ہی
خصلت تھی۔ کرنیل سلیمن نے گورنر جنرل کو لکھا کہ رعایا بڑے شوق و تمنا سے یہہ دعائین مانگتی ہے کہ اودھ مین

مستقل انگریزی عملداری ہوجائے وہ اچھی طرح حکومت کرنے کی جوابدہی اپنے ذمے لے لے تمام
جاعتین سوا ان شریر یا جیون اور لچون کے جو بادشاہ کو گھیرے رہتے ہین اور بادشاہ پر مستلط
ہین بڑی تمنا سے یہہ دعا مانگتے ہین کہ انگریزی عملداری ہوجائے۔ تعلیم یافتہ جماعت تو اس سبب سے
یہہ تمنا رکھتی ہے کہ ان کو معزز عہدون کے حاصل ہونے کا موقع ملیگا اب تو انہین سے کوئی معزز
عہدہ رکھتا نہین متوسط درجے کے آدمی اس سبب سے یہہ آرزو رکھتے ہین کہ اب انکی محافظت
و معاونت نہین کی جاتی اور نہ انکو یہہ امید ہے کہ ہم جو اپنے مرنے کے بعد مال و متاع چھوڑ جاینگے
انہین سے سوا سرکار کمپنی کے وثیقون کے کسی اور چیز کے مالک ہمارے وارث ہونگے۔ ادنے
جماعتین اس سبب سے یہہ آرزو رکھتی ہین کہ کبھی کی سپاہ اور اہل سررشتہ کی بے رحم لوٹ مار سے اور
ان زمینداروں کے زور ظلم سے جو موجودہ بدعملی و بدنظمی کے سبب نکالے جاتے ہین یا سرکشی کرتے
ہین بچ جائین گے"۔ لیکن اسنے یہہ اور اضافہ کیا کہ مجھے یقین ہے کہ حضور کی یہہ خواہش ہوگی کہ اودھ کی
کل آمدنیان خاندان شاہی اور اودھ کی رعایا کے نفع رسانی مین صرف ہون اور برٹش گورنمنٹ انتظام کو اپنے
ہاتھ مین لینے سے کوئی روپیہ کا فائدہ خود نہ اٹھائے اور اسی زمانہ مین اسنے پھر کورٹ ڈائرکٹرز کے چیرمین
کو لکھا کہ سخت ضرورت ہے کہ اودھ کا انتظام ہم لے لین اگر یہہ کام کرین تو ہم کو چاہیئے کہ باقی ہندوستان
مین اپنے اچھی طرح قائم رہنے کے لیئے اپنی غرض پذیری و آزمندی کو ترک کرین اور دیانت مندی
و صفائی سے کل آمدنیان اودھ کے خاندان شاہی اور رعایا کی نفع رسانی مین خرچ کرین تو یہہ ہمارا کام
کل ہندوستانیون کو معلوم ہوگا کہ ہم نے رعایا کی بہبودی اور آسودگی کے لیئے منصفانہ کیا ہے۔
چند مہینے کے بعد ایسٹ انڈیا کے چیرمین کو اسنے پھر غمزدہ اور پیشبین گو ہوکر یہہ لکھا کہ ملک کا الحاق کرنا
اور ضبط کرنا اور انکی آمدنیون کا بالکل مالک بننا دولت حاصل کرنے کے لیئے تو مفید ہے مگر پولیٹکل کے
لحاظ سے بڑا مضر ہے اس ضبطی کے مدرسے کے مقولون کا میلان یہہ ہے کہ جلد یا دیر کر ہمارے لیئے
ایک بڑا نازک وقت لائے یہہ سب باتین کرنیل سلیمن کے روزنامچہ مین لکھی ہوئی موجود ہین۔
کرنیل سلیمن صاحب نہ ہندوستان مین رہے نہ دنیا مین رہے وہ بیمار ہوکر اپنے گھر سدھارے
کہ راہ ہی مین سفر آخرت پیش آیا۔ ان کے مشورات اور تنبیہات کے نہ ماننے کے جو نتائج ظہور مین آئے
وہ انکو دیکھنے نصیب نہ ہوئے۔

ہم نے اپنی تاریخ مین جیمس اوٹرم صاحب کے کارہاے نمایان اور انکے اوصاف حمیدہ بہت جگہہ تحریر کیے ہین اب وہ عدن سے لکھنؤ کے نئے رزیڈنٹ مقرر ہوکرآئے تو گورنر جنرل نے ان سے اودھ کی حالت موجودہ کی رپورٹ طلب کی تاریخ ۱۸۵۵ء ختم نہ ہونے پایا تھا کہ انھون نے کلکتہ کو ایک مفصل رپورٹ بھیجی جس مین اودھ کی بدنظمی کی ساری تاریخ تحریر کی تھی بادشاہ اور اس کے دربار کی سردمہری و بے رحمی سے مضرت رسان جرائم ہوتے انکی فہرست لکھی اور رپورٹ کا خاتمہ ان فقرون پر کیا کہ کرنیل سلیمن صاحب نے جو وقتاً فوقتاً معاملات اودھ کے بیان کیے اگرچہ وہ ان سے بدتر نہین ہوئے مگر وہی بدستور چلے جاتے ہین سات برس گذرے کہ لارڈ ہارڈنگ نے جو بڑی شد و مد کے ساتھ درخواست کی تھی کہ ۱۸۰۱ء کے عہدنامہ کے موافق ملک کی ترقی و بہبودی ہو اسکا اثر کچھ بھی ظہور مین نہین آیا اسلیئے مین اپنی اس راے کے ظاہر کرنے مین ذرا بھی تامل نہین کرتا کہ برٹش گورنمنٹ کا یہہ فرض ہے کہ اس عہدنامہ کے موافق اسکی خرابیون کے دور کرنے مین ذرا تامل نہ کرے اب تک اسنے جو علاج کیئے انکا اثر کچھ نہین ہوا اور مدت سے ملک مصیبتون اور بلاؤن مین گرفتار ہے اب انصاف سے بعید ہے کہ وہ اسکی ضبطی کو ناگوار خاطر جانے اسوقت لارڈ ڈلہوزی مدراس مین نیل گری کے پہاڑون مین خوشگوار ہوا سے اپنے دل و دماغ کو تازہ کر رہے تھے جس سے ان مین ایک نئی قابلیت و لیاقت پیدا ہوتی تھی انھون نے کو صاحب اور سلیمن صاحب اور اوٹرم صاحب نے جو رپورٹین لکھی تھین انکو بغور مطالعہ کیا اور انکے ان کے دل مین یہہ خیال پیدا ہوا کہ اب اودھ مین مداخلت نہ کرنی انسانیت پر ظلم کرنا ہے اس سوال کا حل کرنا ان کے الحاق کی پولیسی کی رنج واٹرلو کی فتح نمایان تھی اس باب مین سب متفق الراے تھے کہ ۱۸۰۱ء کے عہدنامہ مین بادشاہ کی طرف سے ایسی عہد شکنیان ہوئی ہین کہ اب وہ کالعدم ہوگیا ہے خواہ بادشاہ کی مرضی حاصل ہو یا نہ ہو ملک کا انتظام برٹش گورنمنٹ کے منتظمون کے ہاتھ مین منتقل ہونا چاہیے یعنی بادشاہ کو گھٹا کر محض صفر بنانا چاہیے اور اس تنزل کی حالت مین بھی اسکا یہان تک ممکن ہو احترام کرنا چاہیے اور اسکو اور اسکے خاندان کو عطیات عظیمہ دینے چاہئین ان باتون مین تو کوئی چون و چرا ہونی نہین چاہیے مگر ان سوال زیر بحث تھا ہے کہ ملک کی آمدنی مین سے جو نظم و نسق کے خرچ کے بعد فاضلات ہو اسکو کیا کرنا چاہیے؟

انصاف پسند دشمن جنکا ذکر ہم نے پہلے کیا ہے یہہ اپنی راے ظاہر کرتے تھے کہ سرکار کمپنی کے خزانہ مین ایک روپیہ بھی اودھ کی آمدنی مین سے نہین داخل ہونا چاہیئے وہ کہتے تھے یہہ لوٹ کھسوٹ ارحق و بجا ہے کہ ہندوستان کی تمام فوجون اور والیان ملک پر ثابت کرنا چاہیئے کہ ہم نے شاہ اودھ کو اپنے فائدون کے لیئے معزول نہین کیا ہے بلکہ ہم نے انسانیت کے اصول عظیمہ کے موافق ایک امر حق کیا ہے جسمین ہم نے کچھ اپنا فائدہ نہین حاصل کیا ہے لیکن لارڈ ڈلہوزی نے یہہ پسند کیا کہ ملک لحاق نہ کیا جائے لیکن آمدنی لی جائے۔

یہہ بات آسان نہین ہے کہ لارڈ ڈلہوزی کے یہہ خیالات سمجھ مین آئین انہون نے کہا کہ انتظام کی اصلاح اور رعایا کی بھی محافظت ہوسکتی بغیر اسکے کہ غایت درجہ کی یہہ تدبیر کی جائے کہ ملک الحاق کیا جائے اور بادشاہ معزول کیا جائے۔ اسواسطے میری راے یہہ ہے کہ صوبہ اودھ کے لیئے یہ استقلال ہندوستان کرو وہ سرکار کمپنی کا ملک ہے انہون نے یہ تجویز پیش کی کہ شاہ اودھ اپنے ملک مین بادشاہی رکھے مگر کل حکومت و دیوانی و فوجداری و مال کے کام انتظام سرکار کمپنی کو سپرد کردے اور آمدنی ملک کی جو بچت ہو وہ سرکار کمپنی کے اختیار مین ہو۔ اس بات کا سمجھنا آسان نہین ہے کہ ملک کی بادشاہی کے کیا معنے ہین جب بادشاہ کو آمدنی ملک پر اختیار نہ ہو اور اپنی قلمرو پر حقوق شاہی نہ ہون۔ جب نواب کرناٹک اور راجہ تنجور اپنی آمدنی ملک اور حقوق سے محروم کیئے گیئے انکے پاس کوئی ملک نہ تھا وہ خطابی نواب و راجہ تھے اب اسکے برخلاف نظام سے اضلاع برار کا انتظام لے لیا تھا مگر تمام ملک کی آمدنی کا حساب اسکو دینا پڑتا تھا اور جو فاضلات ہوتی تھین وہ نظام کے ہاتھہ مین دی جاتی تھین اسکو اضلاع برار کے ملک کا بادشاہ کہہ سکتے تھے لیکن لارڈ ڈلہوزی کی اس تجویز مین شاہ اودھ کو اپنے ملک سے کچھ تعلق سوا اسکے نہین تھا کہ وہ اس ملک کا محض خطابی بادشاہ کہلایا جائے جیسے کہ کرناٹک و تنجور کے نواب و راجہ ان ملک کے راجہ و نواب تھے مگر پھر بھی اس سے یہہ کہا جائے کہ جسقدر ملک بادشاہ کے قبضے مین ہے وہ اسکا بدستور بادشاہ ہے۔

اگر لارڈ ڈلہوزی کی تجویز کے الفاظ کے صحیح صحیح معانی لیئے جائین تو اس سے اودھ کا الحاق کرنا مفہوم نہین ہوتا اسلیئے کہ اودھ سرکار کمپنی کے ملک مین داخل و شامل نہین کیا گیا

اسکی آمدنی سرکار کے ملک کی آمدنی سے جدا لکھی گئی اسکے حساب کی فرد الگ لکھی گئی غرض یہ صوبہ بجائے خود کامل تھا اگر آمدنی ملک کی فاضلات بادشاہ کے حوالہ کی جاتین تو لارڈ ڈلہوزی کی تجویز کا سمجھنا آسان ہوتا مگر ان کا تو سرکار کمپنی کے خزانہ مین داخل ہونا قرار پایا تھا جس سے ان کا سرکار کمپنی کا ملک ہونا معلوم ہوتا تھا۔ غرض اودھ مین ملک کا بادشاہ بنانا اور ملک کا الحاق نہ کرنا لارڈ ڈلہوزی کی تجویز تھی اس لباس مین سب کچھ نظر آتا تھا مگر وہ پہنا نہین جا سکتا تھا اودھ کے الحاق کرنے کا معاملہ انڈیا کونسل مین پیش ہوا اور اسی تجویز پر ہوم گورنمنٹ نے توجہ کی۔ غرض یہہ تجویز خواہ حق ہو یا ناحق اسکی جوابدہی دونو تاجرون کی کمپنی اور وزرار بادشاہی کے ذمے تھی یہہ امر یقینی ہے کہ کمپنی نے بہت دنون صبر و تحمل کیا اسنے اپنی امید کے برخلاف امید کی اور تجربہ کے برخلاف عمل کیا اس نے ہندوستان کے والیان ملک کو آزمائش کے لیے بہت مہلت دی ۱۸۳۷ء کے عہدنامہ کو نامنظور کیا اور اپنی حاکمانہ راے ظاہر کی کہ ہندوستان مین جو ریاستین باقی رہ گئی ہین وہ بدستور برقرار اور قائم رہین لیکن جب اودھ مین برسون تک بدعملی و بدنظمی رہی تو پھر اسنے اپنے صبر پر پتھر رکھا اب اس نے وہ کام کیا جو برسون پہلے کرنا چاہیے تھا۔

لارڈ ڈلہوزی نے یہہ چار طریقے سپریم گورنمنٹ کی مداخلت کرنے کے بیان کیے۔

اول بادشاہ سے درخواست کی جائے کہ وہ اپنے اختیارات سلطنت سے جنکو وہ بری طرح استعمال کرتا ہے دست بردار ہو اور تاج شاہی انگلنڈ کو اپنا ملک حوالہ کرنے کو قبول کرے دوم بادشاہ اپنے سارے خطابات و حقوق و جاہ و منصب کو برقرار رکھے لیکن اپنی قلمرو کے سول اور ملیٹری اختیارات کو ایسٹ انڈیا کمپنی کو ہمیشہ کے لیے حوالہ کرے سوم یہہ کام ایک خاص مدت کے لیے کرے۔ چہارم وہ ملک کے نظم و نسق کے سارے کامون کو رزیڈنٹ کے حوالہ کرے جنکو بادشاہی حاکم انگریزی افسرون کی اعانت سے انجام دین۔ کورٹ ڈائرکٹرز نے ان چارون تجویزون پر غور کر کے وسط نومبر ۱۸۵۵ء مین یہہ فیصلہ کیا کہ اودھ سرکار کمپنی کے ملک مین الحاق کیا جائے۔ ۲ جنوری ۱۸۵۶ء کو اس فیصلہ پر گورنر جنرل کو علم ہوا وہ اسوقت علیل تھے انھون نے کورٹ ڈائرکٹرز کو لکھ بھیجا تھا کہ اس کام کے ختم کرنے تک ہندوستان مین رہونگا۔ انہون نے رزیڈنٹ کو ہدایتین بھیجین بادشاہ کے سامنے عہدنامہ پیش کرنے کے لیے تیار کیا اشتہار کا

اسودہ رعایا مین مشتہر کرنے کے لیئے تیار کیا اور سارے انتظامات کی تجویزین مرتب کین پنجاب کا سا انتظام کرنا یہان بھی قرار پایا تھا کہ سول اور ملیٹری افسر دونو منتظم مقرر ہون کونسل مین یہہ سب معاملات پیش ہوئے۔

کرنیل اوٹرم کو یہہ بڑا نازک اور دشوار کام سپرد ہوا کہ بادشاہ کو سمجھا کر اس عہدنامہ پر راضی کرے کہ وہ ملک اپنی خوشی سے ایسٹ انڈیا کمپنی کو حوالہ کرے اور اگر بادشاہ اسپر راضی نہ ہو تو اشتہار دیا جائے کہ کل اودھ سرکار کمپنی کا ملک ہو گیا۔ انگریزی سپاہ لکھنؤ مین اسقدر بھیجی گئی کہ وہ ہر مقابلہ کے دبا دینے کے لیئے کافی تھی۔

اوٹرم صاحب پاس جنوری ۱۸۵۶ع کے آخر مین ہدایتین پہنچی تھین اس مہینے کی آخر تاریخ مین انہون نے اودھ کے وزیر سے خط و کتابت شروع کی اور صاف صاف اس سے کہا کہ گورنمنٹ کے آخر احکام لیکر آگئے ہین چار روز اس باب مین گفتگو ہوتی رہی شرقی وضع مین یہہ بات داخل ہے کہ دربار شاہی یہہ کوشش کیا کرتا ہے کہ مہلت ملے۔ اوٹرم صاحب سے بادشاہ کی مان اس باب مین گفتگو کرتی تھی۔ اس مان مین بیٹے سے زیادہ ہمت مردانہ بڑے استقلال کے ساتھ تھی وہ اوٹرم صاحب سے یہہ عرض کرتی تھی کہ اپنی گورنمنٹ کو وہ سمجھائین کہ بادشاہ کو جب تک اور مہلت ملے کہ نیا گورنر جنرل آجائے اور جن صلاحون کو وہ چاہتا ہے انکا حکم واجد علی کو دے مگر اوٹرم صاحب اسکی ساری باتون کے جواب مین یہہ ایک بات کہتے تھے کہ اب آزمائش کا اور تحمل کا وقت گذر گیا اب مین سوا اسکے کچھ نہین کرسکتا کہ اپنا پیام بادشاہ کو دون۔ واجد علی شاہ نے منظور کیا کہ رزیڈنٹ اس سے ملاقات کرنے ۴ فروری کو آئے اوٹرم صاحب مع اپنے اسسٹنٹون ہیس صاحب و ویسٹن صاحب کے گئے تو محل مین یہہ عجیب تماشا دیکھا کہ محل کے دروازہ پر سے توپین اُتار لی گئی تھین محل کے پہرہ کے سپاہیون کے پاس ہتھیار نہ تھے انھون نے رزیڈنٹ کو ہاتھ سے سلام کیا مقام معینہ پر بادشاہ ملے اور اُسکے بھائی اور بعض معتبر وزرا نے رزیڈنٹ کا استقبال کیا۔ مراسم ملاقات کے ادا کرنے کے بعد کام شروع ہوا اوٹرم صاحب نے گورنر جنرل کا خط بادشاہ کو دیا جسمین نہایت اخلاق کریمانہ کے ساتھ حکم جو بادشاہ کی نسبت دیا گیا تھا لکھا ہوا تھا اور اس سے عرض کیا گیا تھا کہ وہ اس

حاکم سے مقابلہ کرنے مین اصرار نہ کرے پھر عہدنامہ کا مسودہ بادشاہ کے ہاتھہ مین دیا گیا تو بادشاہ نے نہایت غمزدہ ہوکر غصہ سے کہا کہ عہدنامہ صرف برابر والون مین ہوتا ہی (یعنی زیردست کا زبردست سے عہد و پیمان نہین ہوتا) اسکی ضرورت نہین ہے کہ مین اسپر دستخط کرون برٹش کو اختیار ہے کہ میرے ساتھہ اور میرے ملک کے ساتھہ جو چاہین وہ کرین مین صرف یہہ چاہتا ہون کہ مجھے انگلنڈ جانے کی اجازت ملے کہ اسکے تخت کے آگے اپنے دکھہ درد کا درمان چاہون۔ بادشاہ کو کسی بات نے اپنے ارادہ سے باز نہین رکھا اور عہدنامہ پر اسنے دستخط نہین کیئے اسنے اپنی دستار اُتار کر رزیڈنٹ کے ہاتھون مین رکھہ دی اور غمگین ہوکر کہا کہ خطاب و عزت وجاہ و منصب اور سب چیزین جاتی رہین برٹش گورنمنٹ نے ہی اسکے دادا کو بادشاہ بنایا تھا وہی مجھے ناچیز کر سکتی ہے اور تاریکی مین ڈال سکتی ہے۔

اوٹرم صاحب کو بادشاہ کے اس عجز و انکسار پر اسکے ساتھہ سختی کرنا ایسا ناگوار تھا جیسا کہ کسی عورت پر یا کسی اپاہج پر لیکن پچاس لاکھہ آدمی نسلاً بعد نسل ظلم و ستم کے حوالہ ایسے نامرد بادشاہ کی خاطر کے لیئے نہین ہوسکتے تھے کہ جب اس سے یہہ کہا جائے کہ اب وہ اپنے ملک پر جور و جفا نہین کرسکتا تو بجائے تلوار کھینچنے کے پگڑی آتار کر رزیڈنٹ کے ہاتھون پر رکھے اب کرنیل اوٹرم کو سوا اسکے کچھہ اور چارہ نہ تھا کہ کلکتہ سے جو اشتہار آیا تھا اسکا اعلان کرے کہ صوبہ اودھہ ہمیشہ کے لیئے سرکار کمپنی کی سلطنت کا ایک حصہ ہوگیا۔ جب یہہ اشتہار اودھہ کی رعایا کے پاس گیا تو انہون نے اپنے نئے حاکمون کو قبول کیا کسی نے چون بھی نہین کی نہ اودھہ کے شاہی خاندان کی حمایت مین ایک شخص نے بھی ہاتھہ ہلایا۔ اس اشتہار کا آغاز اسطرح تھا کہ ۱۳ - فروری سنہ ۱۸۵۶ع کو صوبہ اودھہ عدل و انصاف کی بنا پر برٹش گورنمنٹ مین الحاق کیا گیا کہ برٹش گورنمنٹ خدا اور بندگان خدا کے نزدیک گناہگار ہوگی اگر وہ اور زیادہ اس انتظام کی امداد کریگی جس نے لاکھون آدمیون کی جانون کو عذاب مین پھنسا رکھا ہے۔ لارڈ ڈلہوزی نے اپنے روزنامہ مین لکھا ہے کہ مین نہایت عاجزی کے ساتھہ خدا کے فضل و کرم پر بھروسا کرتا ہون کہ اس تبدیلی سے لاکھون بندگان خدا کو آزادی اور خوشی ہوگی مین اس اپنے فرض کو سنجیدگی کے ساتھہ بغیر کسی تردد و تفکر کے خاموشی سے ادا کرتا ہون اور اس مین مجھے کچھہ اندیشہ نہین ہے یہہ میری دلی بات ہین رعایا اپنے نئے حاکمون کے

پاس گئی اور بظاہر ملک مین پہلے سے زیادہ امن امان معلوم ہونے لگا۔ بادشاہ نے عہدنامہ پر دستخط نہین کیئے اور بارہ لاکھ روپے سالانہ وظیفے کے قبول کرنے مین بھی مضائقہ کیا۔ اسنے اپنی مان اور بھائی اور قریب کے رشتہ دارون کے انگلستان بھیجنے کا انتظام کیا کہ وہ وہان جاکر اپنے حقوق کا دعوے کرین۔

اودھ مین جو پنجاب کے انتظام کی نقل اتاری گئی اسکا حال ہم آیندہ لکھینگے غرض یہہ تغیر اسطرح ہوا کہ کسی کی نکسیر نہین پھوٹی اس سے ولایت مین گورنمنٹ کو بڑی خوشی تھی لیکن اس سے ہندوستانیون کے دلون پر برا اثر تھا جسکا سبب یہہ تھا کہ شاہ اودھ معزول ہوا جسنے خود اپنے بادشاہی کے تخت کو خاک مین ملا رکھا تھا نہ اس سبب سے کہ ایک نیا انتظام رعایا کے فائدہ کے لیئے داخل ہوا تھا بلکہ اس وجہ سے کہ انسانیت کے کام مین یہہ داغ لگا ہوا تھا کہ عام ہندوستانی یہہ سمجھتے تھے کہ سرکار کمپنی نے اپنے ملک بڑھانے اور دولت کے حاصل کرنے کے لیئے یہہ کام کیا ہے اور اسکے لیئے ملک کی بدنظمی اور بدعملی کا بہانہ بنایا ہے اور ہندوستان مین جو چند مسلمانونکی ریاستین باقی تھین ان مین سے ایک کا خون کیا جس سے اپنے ملک کے ہزارون مربع میلون کو اور لاکھون روپیون کی آمدنی کو بڑھایا اور اس دوست پر ظلم کیا جو ہمیشہ سرکار کے ساتھ وفادار و نیک خواہ رہا۔

باب ہشتم

ہندوستانی معزز امرا و شریف رؤسا کی حکومت کا فنا ہونا

سنہ ۱۸۰۶ و سنہ ۱۸۵۶ع

جبکہ بڑی بڑی ہندوستانی ریاستین سرکار انگریزی کی عملداری مین داخل ہورہی تھین اور بڑے خاندان شاہی ملیامیٹ ہورہے تھے تو اس ملک کے معزز امرا و شریف رؤسا کی حکومت مٹانے کے

لیئے بھی ایک جنگ برپا تھی جو اپنے اثرون مین مہلک کچھ کم نہ تھی مگر اپنی کارگذاریون مین بڑے چپ چاپ تھی اس جنگ کا اصل اشتہار لارڈ ڈلہوزی نے نہین اجرا کیا تھا۔ وہ تدابیر جنسے کہ ہندوستانی معزز امرا و شریف رؤسا کی حکومت و ریاست برباد ہون انکی ایجاد کی ہوئی نہین تھین وہ اُن پہلے زمانون کی پولیسی تھی کہ راجہ و پرجا کے درمیان کوئی غیر واسطہ و میانجی نہ ہو یہہ پولیسی ایک ہی آدمی کا ایجاد نہ تھا بلکہ بہت آدمیون کا اسکی مجمل نمائش سب سے زیادہ ممالک مغربی کے بندوبست و مالگزاری مین ہوئی وہ نیک ایمانداری اور فیاضانہ ارادون سے اختیار کی گئی تھی بہت سے نیک دل و دانشمندون نے اسکے جاری کرنے کا حکم دیا تھا ملک کی محافظت و امن عامین کے لیئے دانشمندانہ انسانیت فنون کا نظام یہی معلوم ہوتا تھا کہ برٹش گورنمنٹ کی حکومت جمہور انام پر براہ راست ہو اور ان کے بیچ مین کوئی اور واسطہ ہندوستانی رؤسا اور امرا کا نہ ہو اور سوا انگریزی افسرون کے جو گورنمنٹ کے احکام جاری کرین کسی اور ہندوستانی صاحب اختیار جماعت کی ہستی نہ سمجھی جائے گورنمنٹ نے یہہ ارادہ کرلیا کہ چند آدمیون کی ہوا نفسانی اور خودکامی سے بہت سے آدمیون کو مضرت نہ پہنچنے دے یہہ ایک امر واقعی کے طور پر مان لیا گیا تھا کہ ہندوستانیون کی اعلے درجے کی جماعتین بالکل نالائق اور کوڑی کے کام کی نہین اور یہہ نہایت راستبازی کے ساتھ یقین کیا گیا تھا کہ ہندوستان کے امرا و رؤسا کی حکومت و ریاست کا مٹا دینا سب سے زیادہ فائدہ یہان کی رعایا کو پہنچاتا ہے پس اس سبب سے یہہ امر وقوع مین آیا کہ جب ہندوستان کے بادشاہ ایک ایک کرکے فنا ہوتے تو ہندوستانی امرا و رؤسا کی حکومت و ریاست بھی قریب المرگ ہوگئی ÷ برٹش گورنمنٹ نے اس صحیح مجرد مسئلہ نظری پر عمل کیا کہ زیادہ سے زیادہ آدمیون کو زیادہ سے زیادہ خوشی پہنچائے۔ لیکن اگر برٹش گورنمنٹ ہندوستانیون کے قوانین آئین کو سمجھتی اور انکی مزاج شناسی کرتی تو وہ انکی تمام جماعتون کے قدرتی اور اکتسابی حقوق کا ادب و لحاظ کرتی بجائے اسکے کہ وہ ایک اپنے مجرد مسئلہ نظری پر عمل کرتی۔ یہہ امر تو لازمی و ناگزیر تھا کہ انگریزی عملداری جسقدر بڑھتی اسیقدر انگریزی نمونہ پر انتظامات جدید ہونے چاہئین اور انگریزی سول اور ملٹری عہدے پاتے جائین اور اس سبب سے بڑے بڑے معزز ہندوستانی اپنے اعلے عہدون سے معزول اور معزز ملازمت کی بالائی یافت سے محروم اور بیانندۂ دنیا ہوتے جائین۔ اب کیا تو وہ

(ازالۂ قلم سیف)

ہندوستانی ریاستون مین جو سرکار انگریزی کی ضبطی سے محفوظ ہیں اپنی طبیعت کی جولانیون کے لیئے نیا میدان تلاش کرین یا برٹش گورنمنٹ کی بدخواہی کا زخم لگا کے ایک خوفناک گروہ بنکر انھی کے ساتھ اپنا وقت کاٹا کرین یہہ تو ایک بہت پرانی حکایت و شکایت ہے سہ پچاس ساٹھہ برس کا عرصہ گذرا کہ دکن مین ویلور کی سرکشی مین وہ قومی سرکشی کا ایک سبب بیان کی گئی تھی بس یہہ امر تو ضروری تھا کہ شریف اعلے درجہ کے عہدہ دار ملازمت پیشہ جنھین اکثر موروثی عہدہ رکھتے تھے اسطرح باقی نہ رہین بس برٹش گورنمنٹ کو ضرور تھا کہ وہ یہہ چاہتی کہ ان امیرون کی امارت کو جو زمین کے مالک ہونے سے انکو حاصل ہوئی تھی دوام کے لئے قائم رکھے - یہہ سچ ہے کہ جاگیردار و معافیدار جو اپنی جاگیر و معافی پر قابض تھے بعض صورتون مین نہ وہ قدیمی تھے نہ غیر مشتبہ اصل و نسل کے تھے مگر خواہ کچھہ ہی سبب انکا اپنی جاگیر و ریاست پر قابض ہونے کا ہو جب انگریزون نے یہہ دیکھا تھا کہ پہلی گورنمنٹ نے جسکی قائم مقام برٹش گورنمنٹ ہوئی ہے انکو اس قبضہ رکھنے کے حقوق و استحقاق عطا کیئے ہین تو اول حزم و احتیاط کا مقتضا یہہ تھا کہ وہ انکو اپنے استحقاق پر مستقل کرتے اور اسنے انکو متمتع ہونے دیتے - وہ یہہ کام بغیر اسکے کر سکتے تھے کہ کسی دوسرے کے حق مین دست اندازی کرتے اور ادنے زراعت پیشون کی مرضی کے موافق بھی برے کر سکتے تھے مگر بہت قابل ماہرین انکی سب جگہہ خاص کر بالا سے ہند مین ایسے تھے کہ وہ کسی ہندوستانی کو جو ٹھیک جنٹلمین (اشراف) کہلاسکے نہین دیکھہ سکتے تھے وہ بڑی ہمدردی انسانی رکھتے تھے اور انسانیت انمین بڑی تھی لیکن وہ ہندوستانی شریف خاندانی آدمیون کے لیئے کوئی اور خیال سوا اسکے نہین رکھتے تھے کہ جمہور انام کے فوائد کے واسطے انکا مٹا دینا اقتضاء انصاف ہے -

حق دار جماعتون کے تنزل کے دو سبب تھے ایک بندوبست مالگزاری دوم ضبطی اراضی لاخراجی اس مضمون کے مفصل بیان کرنے کی گنجایش اس مختصر مین نہین اس لیئے مجمل بیان کیا جاتا ہے یہہ ایک پرانی حکایت چلی آتی ہے کہ جب ایک زیرک بانکے وکٹر جی کوئی مونٹ نے ہولٹ میکنزی سے کہا کہ آپ پانچ منٹ کی گفتگو مین زمین کے بندوبست و مالگزاری کے جتنے طریقے ہندوستان کے مختلف حصون پر مروج ہین وہ مجھے سمجھا دین - تو اس تجربہ کار سویلین نے کہا کہ مین اس مضمون کے سمجھنے مین بیس برس تک کوشش کرتا رہا مگر پھر بھی مین اس سے ماہر نہین ہوا آپ کو کس طرح

پانچ منٹ مین سمجھا دون اس حکایت سے معلوم ہوتا ہے کہ انگریز ہندوستان کی حقیت اراضی کے سمجھنے مین کیسے ناآشنا ہوتے ہین اس بندوبست کے کام مین انہون نے ابتدا مین اپنی اجنبیت اور جہالت کے سبب بہت سے مغالطے کھائے۔ برٹش گورنمنٹ نے زمیندار کو مالک زمین قرار دیا ہی اور زمین کی پیداوار کے ایک حصے کے لینے کا حق غیر منفک گورنمنٹ کا ہوتا ہے جو ہمیشہ بدلتا رہتا ہے پس جو انتظام کہ گورنمنٹ اور زمیندار کے درمیان اور زمیندار اور کاشتکار کے درمیان پیداوار اراضی کی تقسیم کی بابت ہوتا ہے اسکو ضابطہ بندوبست و مالگزاری کہتے ہین بندوبست کا کرنا گورنمنٹ کا اہم و مہتم بالشان کام ہوتا ہے۔ جب ملک نواب وزیر سے لیکر اور مرہٹون سے فتح کرکے سرکار کمپنی نے اسپر اپنا قبضہ کیا ہے تو سب قسم کے مالکان زمین انگریزی افسرون کے روبرو آئے اور اپنی حقیت اراضی کے دعوے پیش کیے۔ اس باب مین نہ تو افسرون کے سر پر تعصب چڑھا تھا نہ کوئی خاص انکے اپنے نظامات دماغ مین سمائے ہوئے تھے اسلیئے انہون نے سب چھوٹے بڑے زمیندارون کے دعوون کو مان لیا جو زمین پر حقیقت مین قابض تھے اور انکے ساتھ سرسری بندوبست کردیا اور عہد و پیمان کر لیئے جو آیندہ مزید تحقیقات پر موقوف تھے اب اس مین شبہ نہین کہ اس بندوبست مین انگریزون کی طرف سے جہالت اور ہندوستانیون کی طرف دغا بازی اور فریب وہی وقوع مین آئی اگرچہ ان اضلاع مفتوحہ و مفوضہ مین زمیندارون کو انگریزی راج سے بڑا نقصان پہنچا مگر وہ کسی نظام کے موافق نیست و نابود نہین کیئے گئے۔ کل انگریزی قوانین کا منشا یہہ تھا کہ بڑے بڑے قدیمی زمیندارون کی حکومت مٹائی جائے۔ اضلاع زیرین مین تجربہ ہو چکا تھا کہ زمیندار کاشتکارون پر حکومت کرنی بہت چاہتے ہین اور انپر جبر و تعدی کرتے ہین اس لیئے ان ممالک مین جو بندوبست کیا گیا اس مین انتظام تعلقداری توڑا گیا اور بڑے بڑے زمیندار تہ و بالا کیئے گئے وہ لوگ جو ایسے وسیع قطعات زمین پر قبضہ رکھتے تھے کہ جہان تک نظر جاتی تھی ان ہی کی زمین نظر آتی تھی اب وہ جھونپڑون کے رہنے والون کسانون کے برابر ہوگئے اور ان کے پاس سوا پکانے کے برتن بھانڈے کے کچھ نہین رہا۔ یہہ فعل جسکے نتائج یقینی تھے بتدریج عمل مین آیا اور تباہی ہوا اسکا لازمی نتیجہ تھا وہ اتفاقیہ تھا وہ کسی نظام کے موافق نہین تھا یہہ حال انگریزون کی جہالت کے سبب سے وقوع مین آیا اور ان کے سوچ بچار کرنے کے حکم سے نہین بلکہ ہند کے کارپردازون مین

ایک نئے پولٹیکل اعتقاد نے نشو ونما پایا اور اس نئے اسکول کے افسرون کو یہہ خدمت سپرد ہوئی کہ وہ
برٹش گورنمنٹ اور زراعت پیشہ جماعتون کے مابین تعلقات کی تحقیقات کرین ان کے بندوبست کی
جھاڑو نے اشراف زمیندارون کی ایسی صفائی کی کہ وہ زمین کے جائز وارث تحقیقی کو ہقانی ملکیت
رکھنے والے ہوگئے یہہ امر کس طرح واقع ہوا اسکا مختصر بیان یہہ ہے کہ لارڈ کورنواس نے سنہ ۱۷۹۳ء
مین بنگال مین بندوبست استمراری کردیا۔ جو لوگ ہندوستان کے حاکمون کی پولیسی کا فیصلہ فقط
آمدنی ملک کی مقدار سے کرتے ہین تو وہ لارڈ کارنوالس کے اس کام پر لعنت ملامت کرتے ہین
لیکن جو لوگ اسکا انصاف رعایا کی خوش حالی سے کرتے ہین جو بندوبست استمراری سے حاصل
ہوئی تو وہ اسکی یہہ تعریف کرتے ہین کہ برٹش گورنمنٹ کی کوئی ایک تدبیر ایسی نہین کی جو رعایا اور گورنمنٹ
کے حق مین مفید بندوبست استمراری کی برابر ہو اسکے سبب سے زراعت بڑھی اور زراعت بڑھنے سے
رعایا کی آمدنی بڑھی اور آمدنی کے بڑھنے سے رعایا کی آسودہ حالی بڑھی سرکار زمیندار پر محصول
اراضی نہین بڑھا سکتی تھی زمیندار کاشتکار پر لگان بغیر کسی معقول دلیل کے نہین بڑھا سکتا تھا
اسی سبب سے ہندوستان مین کل کاشتکارون سے زیادہ آسودہ حال بنگال کے کاشتکار
ہین کہ ان کو قرض لینے کی ضرورت نہین پڑتی اور اگر قحط پڑے تو اور سب جگہ کے آدمیون سے
ابتدا مین بہ نسبت اور صوبون کے زیادہ وہ اسکے متحمل ہوسکتے ہین اور زمیندار بھی بہ نسبت
اور صوبون کے بنگال کے مالا مال اور نہال ہین۔ ہندوستان مین لارڈ کورنوالس کی دانشمندانہ
فیاضی اور دریا دلی کے بندوبست استمراری کرنے سے پانچ کروڑ آدمیون کی خوش حالی کو زیادہ کردیا
نہائی صدی سے بار بار بندوبست کے انتظامات بدلنے سے زمیندار اور رعایا تباہ ہورہی تھی
اور گورنمنٹ کو نقصان پہنچ رہا تھا بندوبست استمراری کے نمونے پر ممالک مغربی شمالی مین بھی
بندوبست ہونے کا ذکر ہوتا تھا کبھی اسکا حکم ہوتا تھا کبھی وہ منسوخ ہوتا تھا۔ ولیم بن ٹنک
نے قانون ۷ سنہ ۱۸۲۲ء بندوبست و مالگزاری کی ترمیم کے لیے حکم صادر فرمایا وہ خود الہ آباد
مین آئے اور لورڈ آوری کو مقرر کیا اور قانون ۹ سنہ ۱۸۳۳ء پہلے قوانین کی ترمیم کرکے
جاری کیا جسکے مقاصد عظیم یہہ تھے کہ اول جمع کی ترمیم ہو دوم سرکار مین زر مالگزاری
ادا کرنے کے واسطے عمدہ طور پر اقساط مقرر کی جائین سوم محال اور موضع کی حد و دبندی و

پیمائش اچھی طرح ہو یہہ قانون فیاضانہ نیت سے جاری کیا گیا اور ایمانداری سے اسپر عمل ہوا
مگر اس مین بعض افسرون کے نظام نے پس ملا دیا۔ افسران بندوبست حق جوئی کی پیروی مین
غلطیون کے ٹیڑھے رستون پر چلے غلطی مین رہے اور انصاف کرنے کے قصد سے ناانصافی
کے مرتکب ہوئے سنہ ۱۸۵۶ء مین یہہ اصول جسسے زیادہ کوئی اور اصول منصفانہ نہین
ہوسکتا یہہ قرار پایا کہ ایک غریب سے غریب کسان کے اور امیر سے امیر زمیندار و تعلقہ دار کے
جو حقوق موجودہ ہین انکی تحقیقات کی جائے یہہ کہا جاتا ہے کہ یہہ اصول فقط کہا ہی نہین
گیا بلکہ اسپر عمل بھی ہوا۔ لیکن حقیقت حال یہ ہے کہ اصول سے عمل نے بہت پیچھے اپنا خیمہ لگایا
زمینداروں کی نسبت اکثر افسران بندوبست کے یہہ فیلنگس تھے کہ دونو فریق زمیندارون
اور کاشتکارون کے متضاد حقوق اور مقاصد کے مابین انصاف برابر نہین ہوتا۔ اکثر
صاف بین افسرون کی آنکھون پر اس معاملہ کے دیکھنے مین ایسا پردہ پڑ گیا کہ غریب سے
غریب دہاتی کے حق مین انصاف کرتے اور دولتمند اور ذی رعب تعلقہ دارون کے
حق مین انصاف تھوڑا کرتے یا بالکل نہ کرتے ❊

تعلقہ دار و زمیندارون کی جو بڑے ذی رعب و ذی جاہ جماعت اس سبب سے تھی کہ تعلقہ دار تعلقہ دار
اپنے تعلقہ مین حکومت کرتے اور راج کے مزے اڑاتے تھے اور بہت فائدے اٹھاتے تھے
وہ اپنے حقوق تعلقہ داری سے محروم کیئے گئے جس کے سبب سے وہ تباہ و خستہ حال ہو گئے
تعلقہ دار کا کام یہہ تھا کہ کاشتکارون سے لگان لے اور اس مین سے گورنمنٹ کو خاطر خواہ
حصہ دیکر باقی خود اپنے پاس رکھے یعنی لگان منفی جمع سرکار اسکی ملکیت تھی۔ تعلقہ داری کا
حق یعنی لگانون کی تحصیل کرنے کا حق زمینداری کے حق سے جدا تھا زمینداری حق مین
زمین کا مالک ہونا داخل تھا تعلقہ دار دہات کے ایک بڑے مجموعہ کی جمع سرکار کو دیتا تھا
اور شاید ان دہات مین سے بعض ہی مین حق ملکیت رکھتا تھا یا بالکل نہ رکھتا تھا۔ اکثر
صورتون مین گاؤن والون کی جماعت ہی گاؤن مین حق ملکیت رکھتی تھی ممالک مغربی شمالی کے
افسران بندوبست کی غایت درجہ کی جد و جہد یہہ تھی کہ ان دہات بسنے والون سے گورنمنٹ کے
تعلقات براہ راست بلاواسطہ پیدا ہون اور دہات پر جو جمع سرکاری مقرر ہو وہی اسکو ادا کیا کرین

اور سرکار سے انہین کے عہد و اقرار ہون یہہ امر مناسب اور بجا تھا کہ ان دیہات کے اصل مالکون کے حقوق کی تجدید صفائی سے کی جائے لیکن ہمیشہ سب صورتون مین یہہ امر بجا و درست نہ تھا کہ گورنمنٹ وہابون کے ساتھ عہد و اقرار کرلے اور تعلقہ دارون کے واسطے کو بیچ مین سے بالکل اڑادے گانوُن کے اصلی بسانے والے پہلی نسل مین اپنا حق تعلقہ دار کے حق سے ان صورتون مین مقدم رکھ سکتے ہین کہ انکو ویران زمینون مین کسی مستاجر نے یا کسی سٹیٹ نے عطا کرکے بسایا ہو یا تعلقہ دار نے اپنا منصب اس طرح حاصل کیا ہو کہ اسنے یہہ حق زمینداری کا خرید لیا یا جہربانی سے حاصل کیا ہو یا شاید دغا دیکر اسکے بعد لے لیا ہو کہ اصلی بسانے والے مقیم ہوئے ہون پھر بیچ مین ملکیت کی منفعت صدہا برس سے چلی آتی تھی۔ اس ملک مین تعلقہ دارون کی جماعت امیر صاحب حکومت ذی اختیار و ذی اعتبار تھی اور زمین کے مالک ہونے کا حق رکھتی تھی مگر اکثر اپنے اختیار کو بری طرح کام مین لاتی تھی اپنے اس اختیار کو زمانہ گذشتہ مین خواہ اچھی طرح یا بری طرح کام مین لاتی ہو اسسے کچھ غرض نہین وہ انگریزون کے عہد مین ایک مسلم حق دار گروہ تھا یہہ ایک ظلم کرنے والی غلطی اور دکھ دینے والی خطا تھی کہ وہ اس خیال سے برباد کردی جائے کہ وہ غاصب اور مزاحم تھے۔

افسران بندوبست کا یہہ مسئلہ تھا کہ دیہات کے زمیندار زمین مین ایک غیر منفک حق رکھتے ہین اور تعلقہ دار ایک دغاباز نودولت سے کچھ ہی بہتر ہین اسکی زمینداری کے سارے عیب چھانٹتے جاتے تھے اسکی ذاتی خصائل کی برائیان نہایت مبالغہ سے بیان کی جاتی تھین وہ دغاباز نودولت ظالم لکھا جاتا تھا بعض نوجوان افسران بندوبست کسی تعلقہ دار کے خارج کرنے کو ایسا اپنا بڑا کام سمجھتے تھے کہ انہون نے شیر مارا وہ اس اپنے کام کو بجا اس سبب سے جانتے تھے کہ ان کو یقین تھا کہ ان کے اس کام سے اس ضلع کو فائدہ پہونچے گا جس مین یہہ جانور شکار کرنے کے لیئے پھرتا تھا اور لوٹ مار کرتا تھا وہ اس کام کو دیانت داری سے ایمانداری سے محنت شعاری سے کرتے تھے یہہ کام وہ تھا جسکا کرنے والا مستحق انسان کی احسان مندی کا تھا۔ وہ یہہ سوال کرتے تھے جب ہزار گاؤن والون کی جماعت گاؤن مین اول اول بسی تھی تو اسوقت کون اشراف زمیندار یا تعلقہ دار تھا؟ بس افسر بندوبست ان اشراف مالکان زمین کو برباد کرتا تھا اور اسکی تحسین و آفرین کی

جاتی تھی کہ خوب کام کیا بہت سے افسران بندوبست کی عادت مین داخل تھا کہ حقیقت ملکیت اراضی کے بڑے وقیق پیچدار معاملات کو شخصی خصائل اور چال ڈھال پر فیصلہ کرتے تھے جب کسی بڑے تعلقہ دار کے دعوون کے دیکھنے مین اپنی آنکھون پر ٹھیکری نہین رکھ سکتے تھے تو وہ یہہ کہہ دیتے تھے کہ تعلقہ دار اوباش بدمعاش ہے یا احمق یا یہہ دونو صفات اسکی ذات مین جمع ہین اوباشی و بدمعاشی کی حالت مین ظلم وستم کرتا ہے اور حماقت کی صورت مین غفلت کرتا ہے جو ظلم سے کمتر نہین اسطرح سے وہ بےنام حقوق کو تلف کرتا ہے اور گورمنٹ کی کسی رحمت اور آفت کا مستحق نہین ہے۔ غرض وہ ایک آدمی کو بدنام کرکے تباہ وبرباد کردیتے اسکی توضیح کے لیئے ہم مین پوری کے راجہ کے برباد ہونے کی مثال لکھتے ہین۔ اس راجہ کا خاندان بڑا قدیمی شریف ومعزز تھا اور سرکار کمپنی کی خیرخواہی مین ممتاز وسرافراز وہ الیسا ذی جاہ وعالی قدر تعلقہ دار تھا کہ دوسو کے قریب دہات کا مالک تھا۔ افسر بندوبست جارج ایڈمنسٹن صاحب تھے جو ایسے لائق وفائق تھے کہ ایک مدت کے بعد ممالک مغربی وشمالی کے لفٹنٹ گورنر ہوئے انہون نے اسکی تعلقہ داری مین یہہ رخنہ نکالا کہ حقیقت مین راجہ دوسو دہات مین سے پچاس دہات مین حق ملکیت اراضی رکھتا ہے باقی دہات مین گانون کے رہنے والے حق مالکانہ رکھتے ہین اسلیئے ڈیڑھ سو دہات کا بندوبست اصلی زمینداروں کے ساتھ کیا جائے اور راجہ ایسا نالائق ہے کہ سارا کام اسکے کارندے کرتے ہین اور وہ رعایا پر بڑا ظلم وجبر کرتے ہین راجہ نے اپنے اس مقدمہ کا اپیل کمشنر ہربرٹ ہملٹن کے ہان کیا انہون نے افسر بندوبست کی رائے کو منسوخ کیا کہ یہہ کوئی دلیل نہین کہ راجہ کی نالایق ہونے سے اسکی اولاد ریاست کے ورثہ پانے سے محروم کی جائے کمشنر کی رائے کو بورڈ نا منظور کیا پھر اسکا اپیل لفٹنٹ گورنر روبرٹسن کے روبرو پیش ہوا انہون نے یہہ فیصلہ کیا کہ راجہ کی کل ریاست کا بندوبست اسکے ساتھ کیا جائے پھر بورڈ نے یہہ مقدمہ لفٹنٹ گورنر طامسن صاحب کے روبرو پیش کیا جنکی رحم دلی یہہ عجیب تھی کہ وہ کاشتکارون کے مای باپ بنکر انکے سر پر سے زمینداروں کی جبر وتعدی کے اٹھانے کو کار ثواب جانتے تھے ان تمام اپیل واپیل در اپیل کا نتیجہ یہہ ہوا کہ راجہ صاحب کے ساتھ ریاست کے صرف چوتھائی دہات کا بندوبست کیا گیا اب ان پاس روپے مین چار آنے رہ گئے۔ اس بات کو وہ افسر قبول کرتے ہین جو ممالک مغربی سے بڑا تعلق رکھتے تھے

کہ بندوبست مین بڑی پولٹیکل خطا ہوئی صحیح پولیسی کے سبب جو لوگ برٹش گورنمنٹ کے بڑے خیرخواہ و سلطنت کے قوت بازو ہوتے اب وہ اسکے سخت دشمن ہو گئے جو پرانے مدرسہ کے طلبہ تھے وہ پہلے ہی سے یہہ جانتے تھے کہ ان تدبیرون سے ہم اپنے لیئے آیندہ تکالیف کی تخم پاشی کر رہے ہین۔ ڈائرکٹر نکلر نے جسنے اضلاع مفوضہ و مقبوضہ کا اول بندوبست ۱۸۲۰ء مین کیا تھا لکھا ہے کہ دیہاتیون کے راضی اور خوش رکھنے کا یا انکی حالت کے بہتر کرنے کا طریقہ یہہ ہے کہ جو تعلقات انکے اپنے بزرگ تعلقدارون یا زمیندارون کے ساتھ ہین انکو شکستہ نکرین مجھے اندیشہ ہے کہ اگر ان مین سے ہم نے تعلقدارون یا زمیندارون کو اپنی حالت پر برقرار نہ رکھا تو انکے دلون سے زمانہ گذشتہ کی یاد اور زمانہ حال مین اپنی حالت کی آگاہی مٹا نہین سکتے انکی اولاد سمجھتی ہے کہ ہمارا باپ بڑا دولتمند امیر تھا ہم اسکی برابر آیندہ امیر و آسودہ حال نہین رہین گے وہ خاموش ہین جسکی وجہ یہہ ہے کہ تحمل و صبر کرنا اور اپنے حاکمون کے حکمون کی اطاعت کرنا ہندوستانیون کی عادت مین داخل ہے لیکن اگر مغربی سرحد پر کوئی ہمارا دشمن نمودار ہوا یا کوئی اور ناخوش شورش برپا ہوا تو ہم ان تعلقدارون کو دشمنون کی صف مین کھڑا دیکھین گے اور انکی رعایا اور ملازمین ان کے علم کے نیچے صف آرا ہونگے"

اس سے چوتھائی صدی کے بعد ولیم اڈورڈس جج بنارس نے بھی لکھا "اگرچہ ہم نے پرانے خاندانون کو جلدی سے برقرار نہین رکھا مگر زمانہ گذشتہ کی یاد کو انکے دلون سے نہین بھلا سکتے اور ان کے اور رعایا کے درمیان جو تعلقات تھے انکو مٹا نہین سکتے انہون نے صاف صاف کہا کہ اگر کوئی ہنگامہ ہوا تو یہہ معزز فرقہ ذی رعب و ذی جاہ جنکے ذریعہ سے ہم دیہاتی رعایا پر اپنا غلبہ و تسلط رکھتے ہین وہ دشمن کی طرف ہمارے مقابلہ مین کھڑا ہوگا اور ان کے موروثی ملازمین اور تابعین انکے گرد جمع ہونگے ہماری کوششین ان کے اغراض کے جدا کرنے مین ناکام رہین گین وہ یہہ اور اضافہ کرتے ہین کہ میرے شبہات پر کسی نے کچھ خیال نہین کیا اور مجھے یہہ خیال کیا کہ مین خوف دلانے والا ہون جسنے اتنک پولٹیکل محکمون مین خدمت کی ہے وہ بندوبست کے کام مین صحیح رائے نہین دے سکتا

اس قسم کی تنبیہات کی بنا پر کوئی توجہ نہین کی جاتی تھی اور نظام بندوبست جو سخت تھا وہ جاری تھا بعض صورتون مین وہ نہایت سخت نا پسندیدہ خلاف شرائط ہوتا تھا اور دوسرون کو اس کے کرنے مین خوشی ہوتی تھی یہہ سچ ہے کہ آئندہ جو اپنی بڑی جائدادون کے منفعت کثیر سے محروم کیئے گئے

تھے انکو خزانہ سرکار سے براہ راست روپے کے ملنے کا حکم تھا مگر یہہ روپیہ اس زمین کا معاوضہ نہین ہو سکتا جو ان کے ہاتھہ تلے سے نکل گئی تھی اور جسکے سبب سے انکی امارت اور حکومت و ثروت ستیاناس ہو گئی تھی بعض دفعہ تو وہ اس معاوضہ کو اپنی تحقیر و تذلیل سمجھتے تھے اس زمانہ مین افسران نے یہہ رویہ و ڈھنگ اختیار کیا تھا کہ وہ معزز زمینداروں کی عزت نہین کرتے تھے - اس اسکول کے بڑے بڑے ماسٹر اور اعلے درجہ کے پسندیدہ خصائل اور فیاض طبیعت کے اشراف زمینداروں سے خوش اخلاقی سے نہین ملتے تھے - شریف زمینداروں کے ساتھہ بد اخلاقی سے ملنے کے باب مین جان کولون کرنیل سلیمن کو لکھتے ہین کہ روبرٹ برڈ کو جب موقع ملتا تھا تو وہ زمینداروں کو بہت ملامت کرتے تھے اور مسٹر طامسن بھی ان کے اس کام مین ایسی طرح تقلید کرتا ہے جیسے ان کے اور کامون کی - اس وقت مین یہہ ہوا ہی چلی تھی کہ افسران انگریزی اپنی شان حکومت یہی سمجھتے تھے کہ ہندوستانیون کی عزت نہ کیجیے اور انکی تالیف قلوب پر توجہ نہ کیجیے جبکہ بندولبست اسطرح سے ہو رہا تھا جسکا اوپر بیان ہوا ایک اور کام حق دار اشراف جماعتون کے لیئے ہو رہا تھا جو انکی توقیر و عزت کو گھٹا رہا تھا زمانہ قدیم سے ہندوستانی گورنمنٹون کی عادت مین یہہ فیاضی داخل ہے کہ امور مذہبی اور خیرات کے کامون مین گانؤن کے گانؤن وقف کر دیتے ہین اور اپنے ہوا خواہ ملازمون کو اراضیات جاگیر مین بعوض حسن خدمات دیدیتے ہین اور ایسی قسم کے زمینون کے محصول نہین لیتے یعنی وہ اپنا استحقاق جو انکو ہر بیگہ اراضی کی پیداوار سے سالانہ لینے کا ہے چھوڑ دیتے - ان زمینون کو لاخراجی زمینین یا معافی کی زمینین یا جاگیر کہتے تھے - جب ہندوستانی گورنمنٹ کی قائم مقام برٹش گورنمنٹ ہوتی ہے تو منجملہ اور مشکلات کے سب سے زیادہ مشکل اسکو اُن کر یہہ پڑتی ہے کہ وہ اُن لاخراجی اور معافی کی زمینون کا فیصلہ کرے جنکی تعریف اوپر بیان ہوئی ان معافیدارون اور جاگیردارون کے حقوق کا انفصال انگریزی عملداری کی ابتدا مین کرنا جتنا مشکل تھا اس مین التوا ہونے سے دس گنا اور مشکل ہو گیا - برٹش گورنمنٹ کا فیصلہ اس معاملہ مین جلد ایسا ہونا چاہیئے تھا کہ جس مین پھر تغیر و تبادل نہ ہوتا انصاف یا نا انصافی اپنے اپنے اثرون مین منتادی جلدی سے ہونی چاہیئے تھی - ہندوستانی انقلابات سلطنت و دولت کے عادی ہین - وہ سمجھتے ہین کہ فتح کا نتیجہ یہہ ہے کہ ہمارے سارے

لاخراجی زمین

حقوق ضبطی مین آجائین وہ ایسے زمانہ مین رحم اور تحمل کے توقع نہین رکھتے فاتح کے زبردست
ہاتھ تلے ان کے سارے حقوق ہوتے ہین جنکو وہ اپنی قسمت کے حوالے کرتے ہین چاہے
وہ دے چاہے نہ دے نہ انکو اسپر تعجب ہوتا ہے نہ وہ اس کی شکایت کرتے ہین کہ پہلی گورمنٹ
کے سارے کامون پر خاک ڈالی جاتی ہے اور جو اسنے ہم کو عطیات عطا کئے تھے وہ سب
چھینے جاتے ہین + پہلے گورمنٹون نے ہمیشہ اور برٹش گورمنٹ نے اپنی ابتدا ء سلطنت
مین ان لوگون کو لاخراج زمینین عطا کین جنہون نے سٹیٹ کی اچھی خدمتین کین تھین یا کسی
اور طرح سے حاکمون کو اپنے اوپر مہربان کیا تھا یہہ لاخراجی دار مختلف قسم کے تھے جنکی
تفصیل مین ایک دفتر سیاہ ہو سکتا ہے بعض پر انمین سے شرائط کا بار رکھا گیا تھا اور بعض پر
نہین بعض کو لاخراجی زمین تاحین حیات دی گئی تھی بعض کو نسلاً بعد نسل دوام کے لیئے
بعض انمین قدیمی تھے بعض انمین زمانہ حال کے بعض نے تو انکو اپنی جانفشانی اور کارگزاری سے
حاصل کیا تھا بعض نے دغا و فریب اور رشوت دینے سے - جیسے کہ ان لاخراجی زمینون کے
حاصل کرنے کی صورتین مختلف طرح کی تھین ایسے زیادہ انکی اصلی اور موروثی شرائط مختلف
طرح کی تھین خواہ وہ کچھ ہی تھین گورمنٹ نے کچھ دنون کے لیئے لاخراجی دارون اور
معافی دارون کے حقوق کو تسلیم کرلیا اگر ان کے باب مین تحقیقات انگریزی عملداری کی
شروع ہی مین ہوتی تو وہ معقول بات تھی وہ لوگون کے توقع کے خلاف نہ تھی مگر برسون
گزر گئے کسی نے کچھ تحقیقات نہین کی لاخراجی دارون معافی دارون کو اپنے حقوق کے
برقرار رہنے مین کوئی خوف و اندیشہ نہ رہا بلکہ برٹش گورمنٹ کے اس باب مین کچھ کام نہ
کرنے سے اسکی بے پروائی معلوم ہوئی تو اورون کو یہہ جرأت ہوئی کہ انہون نے ایسے
حقوق کے لیئے جعلسازی کرکے اس معافی زمین کا دعوی گورمنٹ کے روبرو پیش کیا جو
پہلے ہندوستانی آقاؤن کے زمانہ مین حاصل نہ تھا -

بنگال

بنگال مین معافی و لاخراجی زمینون کے لیئے وہ جعلی و مصنوعی کام ہوئے کہ ملک کی
جائز آمدنی مین کمی آئی جب سرکار کمپنی کو بنگال و اڑیسہ و بہار کی دیوانی حاصل ہوئی تو
اس انتقال کے سبب سے اسکے قریب ہی ماقبل اور مابعد ان لاخراجی و معافی کی زمینون کی

لاخراجی زمینون اور معافیون کی ضبطی

بڑی افراط ہوگئی مگر ۱۷۹۳ء مین جب بندوبست استمراری ہوا تو لاخراجی دارون اور معافی دارون کو حکم ہوا کہ وہ اپنے ان دعوون کو رجسٹر مین درج کرائین معافی کی وجوہ بتائین۔ اگر عدالت مین کسی شخص پر یہہ ثابت ہوگا کہ اراضیات لاخراج پر ناجائز قابض ہوا ہے تو اسپر جمع مقرر ہوگی مگر اس حکم کی تعمیل مین کلکٹرون نے بے پروائی کی تو اس حال مین بھی لوگ اس لاخراجی زمینون پر قابض رہے جس سے انکو یقین ہوگیا کہ ان کے حقوق اور انکی منفعتین بدستور قائم رہین بندوبست استمراری ان لاخراجی دارون و معافیدارون کے لیئے میگنا کارٹا یا فرمان عظیم شاہی تھا چالیس برس تک وہ اپنی معافیون اور لاخراج زمینون سے نفع اٹھاتے رہے اور اب ان کے دل سے یہہ خیال ہی اٹھ گیا کہ کبھی انکی معافی اور لاخراجی زمینون کے حقوق مین کوئی خلل پیدا ہوگا اور گورنمنٹ دست اندازی کریگی +

برسون اسی طرح گذر گئے جب زمینداروں مستاجرون اور عہدہ دارون نے اسناد مصنوعی بناکر زمینون کے لاخراجی بنانے مین حد سے تجاوز کیا تو مالی افسرون کو ہوش آیا کہ گورنمنٹ کو اپنی غلطیون کے سبب سے بڑا نقصان ہو رہا ہے۔ بہت سا محاصل اراضی معافیون مین اڑ جاتا ہے اور بالکل نالایق نکمے آدمی بہت فائدہ اٹھاتے ہین اور معافیان رکھتے ہین جس سے جمہور انام کو نقصان ہوتا ہے بس اسلیئے ایک محکمہ ضبطی اراضیات لاخراجی کا قائم ہوا اس مین کمشنر مقرر ہوئے انہون نے اسناد معافی اور معافی کے دعوون کے ثبوت ایسے طلب کیئے جنسے گورنمنٹ کے محکمہ کو اطمینان ہو لیکن جہان ایسے خاندان ہون کہ جن کی ایک نسل شاید ہی کوئی ایسی ہو کہ اسنے اپنا گھر جلتا ہوا نہ دیکھا ہو اور جہان کی آب و ہوا ایسی ہو کہ سال کے اندر کئی مہینے تک مینہہ برستا ہو اور رطوبت اور کیڑے دیمک مضبوط دیوارون کے گھرون مین چیزون کو غارت کرتے ہون وہان مشکل تھا کہ اصل اسناد باقی رہی ہون۔ جو شہادت تحریری کے لیئے وقت پر پیش ہون۔ یہ ایک بڑی دہشت ناک بات تھی کہ اتنی مدت کے بعد معافیدارون کے قبضہ مین مداخلت و دست اندازی کی جائے اور انسے کافی ثبوت طلب ہو جنکے پاس کافی ثبوت سوا قبضہ کے کوئی نہ تہا۔ بنگالیون کو سوا اسکے کوئی چارہ نہ تہا کہ وہ جعلی اور مصنوعی دستاویزین اپنے دعوے کے ثبوت مین پیش کرین۔ اسلیئے ضرور ہوا کہ ایک

حکم عام ضبطی لاخراجی کا صادر کیا جائے۔ نوجوان روینیو افسران نے کوڑیون سنہ بانت ایک ایک دن مین فیصلے کرنے شروع کیئے اوران خاندانون کی لاخراجی اور معافی کی زمینین دفعتہً ضبط ہوگئین جنکی وراثت مین وہ مدت سے چلی آتی تھین اور انکو کوئی شبہہ نہ تھا کہ وہ آیندہ ان کے قبضے مین نہین رہین گی۔ یہہ امر یقینی ہے کہ سرکار کو لوگون نے اس باب مین دھوکا دیا تھا بہت سے مصنوعی لاخراجی دار اور معافیدار بن گئے تھے لیکن پھر بھی بہت سے اصلی اور واقعی سچے معافیدار اور لاخراجی دار بھی تھے مگر انکی زمینین بھی اس سبب سے ضبط ہوگئین کہ وہ اپنی حقیت کی عدالت مین کافی شہادت نہین دے سکے پس دغاباز غاصب اور حق دار قابض دونو یکسان تباہ و غارت ہوگئے۔ سرکار کی اس کامیابی کا ملک مین بڑا غل شور مچا۔ ہندوستانیون کی معاشرت مین ایک انقلاب پیدا ہوا جسسے سرکار کو بغیر کچھ خرچ کرنے کے فائدہ عظیم ہوا مگر اسسے ایک عام نارضامندی سرکار سے رعایا مین پھیل گئی۔ بنگالیون کا نامرد و صابر و مصائب کا دیر تک متحمل ہونا ضرب المثل ہے اس زمانہ مین دوربین اور پیش اندیش آدمی ایسے تھے کہ وہ کہتے تھے کہ زبردست گورنمنٹ اس کام کو اضلاع زیرین (بنگال) مین کرسکتی ہے مگر انکو نہایت حزم و احتیاط سے آگاہی حاصل کرکے ہندوستان کے اور صوبون مین یہہ کام کرنا چاہیئے خاصکر ان اضلاع مین جہان سے سپاہی انگریزی لشکر مین بھرتی ہوتے ہین یہہ پیشین گوئی کی گئی کہ اگر اس کام کو کروگے تو ایک دن ایسا آئیگا کہ ہندوستان صرف فرنگستانی سپاہ کی قوت سے قبضہ مین رہ سکے گا ایسی تیغ بیرون سے سپاہی پیشہ لوگ گورنمنٹ کے خیرخواہ و نیک اندیش نہین رہین گے۔ آدمیون کی خیرخواہی و نیک اندیشی جدا ہو جائیگی۔ اسپریٹ آف دی ایج کلکتہ کے انگریزی اخبارون مین ہوا جو تا اسپر ضبطی کی کرتے تھے انہون نے کہا کہ ملک کے اور حصون مین اس ضبطی لاخراجی کو وسعت نہین دی جائیگی مگر کوئی ملک کا حصہ اسسے بچا نہین۔ لاخراجی دار و معافیدار خواہ کسی نسل و خاندان کے ہون وہ اپنی زمینون کے قبضے رکھنے مین سلامت و محفوظ نہین رہے انہون نے مغلون کی سلطنت اور مرہٹون کی حکومت مین لاخراجی زمینین پائی تھین اور انکو یقین تھا کہ وہ عیسائی حکومت مین سلامت رہ سکین وہ سب ضبط ہوگئین ✦

اضلاع شمالی مغربی مین محکمہ بندوبست کو یہہ کام سپرد ہوا کہ وہ لاخراجی زمینون کی تحقیقات کرکے ضبط

اضلاع شمال مغربی

کرے یا انکو جمع سرکار سے معاف کردے جن افسرون کو یہہ تحقیقات سپرد ہوئی انمین بہت تھوڑے
افسر ایسے تھے کہ مشتبہ دعوون مین رحم دلی کو کارفرما ہوتے اور اس صحیح پولیسی پر یقین کرتے کہ ان معافیدارون کو
خواہ وہ ابتدا مین ناحق ہی زمین پر قابض ہوئے ہون انکے قبضہ مین خلل اندازی نہ کرنی چاہیئے
برڈ اور طامسن کے چیلے وشاگرد بہت سے تھے جو معافی مالگزاری کو شر محض سمجھتے تھے اور یہہ
خیال کرتے تھے کہ معافیدارون کے ساتھہ کسی قسم کی رعایت کرنی اس گروہ کے حق مین مضر ہے
جو محصول دیتی ہے ان معافیدارون کا حال تو ان نرکھیون کا سا ہے جو چھتے مین بالکل نکمے رہتی ہین
اور کچھہ کام نہین کرتے - غرض معافی کے ضبط کرنے مین زیادہ تر حکام بندوبست کی خوشی و مرضی تھی - اور
بعض صورتون مین یہہ انصاف کی صورت دکھائی جاتی تھی کہ لاخراجی و معافی کی زمینین تو خدمات کرنے
کے لیئے لوگون کو ملتی تھین اب ان خدمات کی ضرورت نہین رہی اور وہ انکو حین حیات دی جاتی تھین
جنھے اب دوامی و استمراری صورت پکڑلی ہے جس زمانہ مین کہ ہندوستانی سلطنت متزلزل تھی
لوگون نے بہت سی زمینین دغا و فریب سے لاخراجی بنا کے قبضہ مین کرلی تھین اسلیئے ان سب کا
ضبط ہونا ناانصافی نہین . . . . . . لیکن بہت سی مثالین ایسی بھی نہین کہ ان مین ثبوت کامل موجود
تھا اور فرامین شاہی اور اسناد معتبر موجود تھین ان سب پر افسرون نے کچھہ خیال نہین کیا اور ضبطی کا حکم صادر
فرمایا - اور پانچ چھٹا حصہ لاخراجی زمینون کا ضبط ہوگیا فرخ آباد کے ضلع مین تو وارن ہیسٹنگز اور لیک
کی اسناد معافی بھی بالاے طاق رکھی گئین انپر بہت ہی تھوڑا پاس و لحاظ ہوا - غرض جو کچھہ کیا گیا وہ
گورنمنٹ کے موافق کیا گیا جنہون نے وہ کیا انکو پورا یقین تھا کہ ہمارا کام رعایا کی عام بھلائی کے لیئے
کیا جاتا ہے - وہ اپنے علم کی بڑی شیخی بگھارتے تھے مگر اس علم مین ہندوستان کے قوانین آئین
اور ہندوستانیون کی مزاج شناسی داخل نہ تھی وہ اس پہاڑ سے کہ تھوڑا علم خوفناک ہوتا ہے ٹکراتے
تھے لیکن محکمہ بندوبست مین بعض بڑے کام کرنے والے ایسے بھی تھے کہ انکو ضبطی زمین کی جوع البقر
نہ تھی وہ اپنے فرض منصبی کا اور سٹیٹ کی پولیسی کا خیال بالکل جداگانہ ہی رکھتے تھے ان مستثنی رایون
کی توضیح مسٹر مین سل کی مثال کرتی ہے انہون نے ضلع آگرہ کے بندوبست کی رپورٹ مین تحریر کیا ہے "
اگر یہہ سوا ہم باوثوق ہین کہ ہم رعایا کی تالیف قلوب کرکے ان کے دلون مین اپنی محبت پیدا کرین اور فقط
تو انہین تعزیرات کے موافق حکمرانی کرین اور اگر ان اضلاع مین ہندوستانی سوسائٹی کے ہر حصہ کے قدرتی میلان کو

جو کم بخت افلاس و جہالت مین ڈوبنے کا ہے حتی الامکان ہم اپنے اصول کے موافق گورنمنٹ کے کامون سے
روکین اور یہہ التماس ہے کہ خصائل و فضائل باطنی باپ دادا کی حمیت و غیرت و شرافت اور زمانہ گذشتہ
کی شجاعت اور ملک کی قومی خصلت حافظہ مین پرورش پاتی رہین تو ہین گرم کوش ملازم ہوکر
کوئی کام قابل اطمینان اسے زیادہ گورنمنٹ کا نہین نبلا سکتا کہ آگرہ کے لفٹنٹ گورنر نے
فیاضانہ دریا دلی سے بداور کے راجہ کو اپنے جاہ و منصب و ریاست پر بحال کردیا جو
ضلع آگرہ کی خوشی و آسودہ حالی سے بڑا تعلق رکھتی ہے مسٹر رو برلٹس نے بداور کی جاگیر
راجہ کے متبنے بیٹے کو دے دی تھی اور اسکو جو گورنمنٹ نے متبنے مان لیا تھا اس سے بین سل
صاحب کو بڑی خوشی ہوئی تھی۔

پریسیڈنسی بمبئی کا بڑا حصہ سنہ ۱۸۱۸ء مین پیشوا سے سرکار کمپنی کے قبضہ مین آیا تھا یہان
بھی مرہٹون کی حکومت مین سب قسم کے عہدہ دارون اور زمینداروں کو لاخراجی زمینین
دی گئی تھین انکا نام یہان انعام تھا گورنمنٹ کو انعامدارون کے انفصال حقوق مین مشکلات
پیش آئین تو یہان کے لیے ایک انعام کمیشن مقرر کیا گیا جسنے ان انعامون کو اسطرح ضبط
کیا کہ جس سے رعایا مین ایک عام نارضامندی پیدا ہوئی۔ مرہٹون کے ملکون مین جاگیردارون
نے کبھی یہہ تکلیف گوارا نہین کی کہ وہ اپنی زمینون کے لیے اسناد رکھتے کہ تحریری شہادت
اپنے ثبوت دعوے مین محکمہ انعام کمیشن مین دے سکتے وہ تو فقط اپنی زمین پر قابض ہونے کے
لیے یاد رکھتے تھے کہ بڑی گردی کے وقت زمینیں ہم کو ملی ہین ان کے قبضہ پر سالہا سال
گذر گئے تھے اس قبضہ ہی کو وہ اپنی مہری اسناد جانتے تھے جب انعام کمیشن قائم ہوا تو
مرہٹون کے جنوبی ملک مین اسکی شہرت ہوئی۔ ایک گانون سے دوسرے گانون مین
یہہ خبر جاتی تو لوگون کے رنگ فق ہو جاتے کہ یہہ محکمہ اسناد طلب کرتا ہے جو کسی طرح ہم نہین
پہنچ سکتین پس ہر روز ان معافیدارون کی قربانیون کی ایک فہرست شائع ہوتی جو خوش
نصیب اس آفت سے بچ جاتے وہ اس گروہ کے بچ کو اور بڑھاتے جو بھیڑون کی طرح
اپنی کھالون پر سے اون کترواکر محکمہ انعام کمیشن سے باہر آتے نہ تو وہ کسی پیشہ اور کام کرنے
کی قابلیت رکھتے تھے بھیک مانگنے سے شرم آتی تھی تنگدستی انکی مٹی خوار کرتی تھی محکمہ انعام کمیشن نے

پینتیس ۳۵ ہزار جاگیرون کی اسناد طلب کین اور پانچ برس مین اسنے کام کرنے سے پانچوین حصے ان کے ضبط کیے۔

دیوانی عدالتین

سارے ملک مین مالی عدالتون نے معافیدارون اور زمینداروں کو خوف زدہ بنا ہی رکھا تھا اب دیوانی عدالتون نے ان مالی عدالتون کی اسطرح امداد کی جیسے کہ کوئی غارتگر جنگ عظیم مین بڑا کارکن دوست حمایت کرتا ہے۔ دیوانی عدالت کی ڈگریون نے بہت سی زمین کے پرانے مالکون کے بدن پر سوا کھال کے کچھ اور نہ چھوڑا ایسا مفلس بنا دیا کہ نان شبینہ کو محتاج بنا دیا اس ملک مین آدمیون کو حق ناحق نالش کرنے کی دھن سی ہے وہ اعلے قانون اور ضابطہ نہین دیکھتے ایسے آدمیون مین ان ڈگریون کے ادا کرنے کے لیئے یا زر مالگزاری کی باقی کی علت مین اکثر زمینین نیلام ہوئین تھوڑے تھوڑے قطعات اراضی کے مالک بہت سے زمیندار تھے جنکے کنبے ایک ہی زمین کے مالک صدہا برس سے چلے آتے تھے وہ اسپر اپنی پیدائش کا فخر کرتے تھے اور اپنے باپ دادا کی ان زمینون سے بڑی محبت رکھتے تھے اور اسباب منقولہ بہت تھوڑا سا چند روپیہ کی مالیت سے زیادہ نہین رکھتے تھے ان پاس زراعت کرنے کے لیئے ایک جوٹ بیلون کی ایک بھدا چھکڑا جس مین دو پہیے اور چند بانس ہوتے تھے اور گھر کا اسباب ایک لٹیا پانی پینے کے لیئے اور چند برتن پکانے کے واسطے اور کمبل رات کو جاڑے پالے سے بچانے کے واسطے رکھتے تھے یہہ ساری ان کی کائنات ہولی دیوانی عدالت انکو چھوڑتی نہ تھی جب تک وہ اپنی زمین کو جو ان کے سرمایہ کا بڑا حصہ تھا اسکی نذر نہ کرتے پس ہر سال قرضہ کی ڈگریون مین جو چند روپیہ کی ہوتین بہت سی زمینین نیلام ہوتین انکو نئے آدمی خریدتے پس اسطرح سے قدیمی مالکان زمین کی بیخ کنی ہوتی وہ کاشتکار اپنے باپ دادا کی زمینون مین ہو جاتے جسکو وہ پہلے اپنی سلطنت سمجھتے تھے جیسے کسی بادشاہ کو اپنے ملک کے چھین جانے کا رنج و ملال ہوتا ہے ایسے ہی ان مالکان زمین کو اپنی آبائی زمینون کے نیلام ہونے سے قلق و الم ہوتا تھا ہندوستان مین کبھی بعلت باقی مالگزاری یا بعلت قرضہ جبراً و قہراً و تحکماً نیلام حقیت اراضی کا دستور نہ تھا اب یہہ انگریزی عملداری مین دستور جاری ہوا جسنے ملکیت اراضی مین ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا اور پھر انکے ساتھ وہ باتین شامل نہین جنکا اوپر ذکر ہوا۔ ان سب

باتون نے گورنمنٹ سے خوفناک جماعتون کی نارضی کو بہت بڑھا دیا جو اپنے تنزل کا سبب انگریزی
عملداری ہی کو جانتے تھے اور ایسا انقلاب چاہتے تھے کہ جس مین وہ اپنی کھوئی ہوئی چیزون کو
پھر حاصل کرین یہہ تنزل کا عام نظام جو اپنے مختلف روپ پھیرتا تھا اور مختلف طورون سے کام
کرتا تھا اسکا اثر اعلے درجہ کی حق دار جماعتون کے دماغ مین یکسان ہوتا تھا - لارڈ ڈیلہوزی کے عالی
دماغ نے ان باتون کو ایجاد نہین کیا تھا مگر انہون نے تو صرف پرانے اضلاع مین انکو زیادہ مستحکم
اور نئے اضلاع مین جنکا انہون نے حاصل کیا تھا انکو زیادہ وسیع کر دیا پنجاب مین تو بعض بہادر انگریزی
افسرون نے جو اسکے منتظم تھے اس ملک کو اس سبب سے چھوڑ دیا تھا کہ وہان کے سردارون اور جاگیردارون
کے مصائب کو نہین دیکھہ سکتے تھے آرتھر کوس صاحب نے پنجاب کے الحاق ہونے کے ایک سال
بعد پنجاب کو اسی سبب سے چھوڑا تھا اور ہنری لارنس سے جہان تک ان کا بس چلا وہ پنجابی سردارون
اور جاگیردارون کی حمایت کے لیئے گورنمنٹ سے لڑے اور اسی سبب سے انکو پنجاب سے جدا ہونا
پڑا - اودھ مین بھی نظام مذکور بڑی بے صبری کے ساتھ کیا گیا جسکا خمیازہ ایام غدر مین گورنمنٹ کو
اٹھانا پڑا - جو نیا ملک سرکار انگریزی کے قبضہ مین آتا تھا اس سے یہہ ایک اور خراب بات پیدا ہوتی
تھی اس سبب سے نہین کہ حق دار جماعتین زمینداروں و معافیدارون اور تعلقہ دارون کی القط
ہو جاتی تھین بلکہ انگریزی راج نے بتدریج وہ رقبہ تنگ کر دیا جس مین اعلے درجہ کے شریف و معزز
آدمی انگریزی عملداری کے انتظام کے سبب سے اسکے ملک سے باہر جا کر پر منفعت معزز عہدے
و نوکریان حاصل کر لیتے تھے یہہ معلوم ہوتا تھا کہ اب ہندوستانیون کے لیئے اسطرح کی ملازمت پانے کا
صیغہ مسدود ہو گیا - اس وجہ سے ہندوستانی عملداریون اور انگریزی عملداری مین لاخراجی و معافی
کی ضبطی مین بڑا فرق تھا یہہ کہا جاتا ہے کہ ہندوستانی عملداری مین زمینداری محفوظ نہ تھی -
ہندوستانی راجہ بادشاہ کچھہ اپنے اوپر یہہ واجب نہین جانتے تھے کہ ان کے باپ دادا نے جن
لوگون کو لاخراجی و معافی کی زمینین دی ہین انکو بدستور برقرار رہنے دین وہ اکثر اپنی خود مختاری سے
انکو ضبط کر لیتے تھے مگر معزز و دولتخیز ملازمت کا صیغہ ان مصیبت زدون کے لیے مسدود نہ تھا - اگر
کسی معافیدار کی معافی ضبط ہو گئی تو اس نے کوئی معزز نوکری کر لی - تمام سول اور ملیٹری [illegible]
سیغا کے اعلے درجہ کے عہدے یہین کی سرزمین کے بچون کے لیے موجود تھے مگر یہہ [illegible]

انگریزی عملداری مین نرتھی جو اپنی زمین سے بیدخل کیا جاتا نہ تو وہ بے فائدہ نرکھیون کی طرح اپنے بیکار رہونے کی تکلیف اُٹھا سکتا تھا نہ کارکن کھیون کی طرح چھتے مین کوئی کام کرسکتا تھا اسکی واسطے کوئی جگھہ باقی نہ تھی کہ وہان جاکر اور آقاؤن کی ملازمت کرتا نہ تو اسکے واسطے کوئی جگھہ انگریزون کے نزدیک تھی نہ انسے دور جاکر تھی بس اسطرح سرکار انگریزی نے ایک ذی رعب و معزز شریف جماعت کو اپنا دشمن بنالیا جنمین بہت سے خاندان شاہی کے آدمی اور سپاہ کے اعلے عہدہ دار تھے جن کے ساتھ انکے ملتزمین کے بہت سے گروہ تھے اور بہت سے قدیمی زمیندار تھے جنکی تعظیم و تکریم کاشتکارون کے دلون مین بیٹھی ہوئی تھی ایک گروہ برہمن پنڈتون کا تھا جو معافی کی زمین سے پرورش پاتے تھے جو اب ضبط ہوگئی تھین وہ اپنے اقتدار کو جو انکو اورون کے دلون پر حاصل تھا عام ناراضی کے جوش دلانے مین اور مذہب کے جاتے رہنے کے خوف دلانے مین کام مین لانے لگے اسی زمانہ مین اور باتین ایسی ہورہی تھین جنکا میلان یہہ تھا کہ وہ برہمنون کی پنڈتائی سے ہندوؤن کی دلون مین نفرت کو مشتعل کرین یہہ معلوم ہوتا تھا کہ اب نئے نئے شگوفے ایسے کھلے جاتے ہین کہ عنقریب پنڈتون کے اقتدار او نفعون کو خاک مین ملادین گے ملٹن اور بیکن کے لٹریچر (علم ادب) نے ہندوؤن کے دلون مین صداقت و حسانت کی چاہ پیدا کردی مغربی سائنس نے برہمنون کے علوم طبعیہ کی فاش غلطیون کو بتلا دیا انکی تحقیقات کا شوق پیدا ہوگیا جو غالباً کبھی کم نہ ہوگا اب پنڈتون سے زیادہ انگریزی پروفیسرون کی عزت کرنے لگے نئے معلمون نے پرانے معلمون کی جگھہ چھین لی۔ پنڈتون نے تمام ہندوستان کی سوسائٹی کو اپنے اختیار مین کر رکھا تھا کوئی کام دینی و دنیاوی بغیر انکی مداخلت کے کوئی ہندو نہین کرسکتا تھا۔ ہندوؤن کے ہر کام مین پنڈتون کی پوجا پاٹ کی کرکی ہوئی ہے۔ پھر ان اختیارات کے سوا ہندوؤن کے سارے علمون کے خزانون کے خزانچی پنڈت جی ہوتے ہین۔ صرف نحو جغرافیہ علوم طبعیہ۔ دھرم شاستر۔ ویدک۔ علوم الٰہیہ وغیرہ مین سے ہر ایک علم ہندوؤن کے مت مین داخل ہے وہ مذہب کی کسی نہ کسی بڑی بات سے تعلق رکھتا ہے پنڈتون نے اپنی مذہبی کتابون مین دنیاوی علوم کی ہر شاخ کو باقاعدہ نظام کے ساتھ داخل کر رکھا ہے غرض اس دنیا مین اور اس سے باہر ہندوؤن پر اقتدار پنڈتون کو وہ حاصل ہے جکی نظیر دنیا مین نہین۔ اب انگریزی عملداری مین انکے ان سارے اقتدارون اور اختیارون مین خلل پڑا

برہمنون کی پنڈتائی کا زوال

مقدمات مین رجوع انگریزی عدالتون مین کی جاتی اور انکے اپیل بھی اعلے عدالتون مین ہوتے پنڈتون کی پوچھ کچھ انہین کمتر ہوگئی اسلیئے یہہ سارا فریق انگریزی عملداری کا بدخواہ ہوگیا۔

برسون تک یہہ کام جنکا اوپر ذکر ہوا جاری رہے لیکن تہذیب و شائستگی کی روشنی بہت آہستگی کے ساتھ آگے بڑھی انکے جلوے بہت تھوڑے نظر مین آئے مگر ابھی وہ پنڈتون کے پاک دلون کو بہت چوکاتے تھے۔ جب تک بڑے بڑے شہرون مین اس نئے دانش و علم کے پانے والے چند زیرک لڑکے تھے قدیمی توہمات مین سارے ہند و مبتلا تھے برہمنون کی پنڈتائی رونق پر تھی مگر جب بڑے ہوکر کنبون کے سرپرست بنے اور اپنی اس آزادی سے جو توہمات سے حاصل ہوئی تھی خوش ہونے لگے اور باپ دادا کے مذہب پر خندہ زنی کرنے لگے کہ وہ پرانی بڑھیون کی کہانیان ہین۔ گوشت کھانے اور شراب پینے لگے اور انگریزی لباس سے بدن زیب تن کرنے لگے تو یہہ معلوم ہونے لگا کہ برہمنون کی پنڈتائی کی کمبختی آرہی ہے اور انکو نقصان پہنچ رہا ہے۔ پنڈتون نے دیکھا کہ اس قسم کی اصلاح جو ایک دفعہ شروع ہوگئی ہے وہ آیندہ زمانہ مین سوسائٹی کے سب قسم کے درجون مین پھیل جائیگی اور پنڈتون نے سوچا کہ انگریزی عملداری مین ایک صوبے کے بعد دوسرا نیا صوبہ آتا جاتا ہے تو یہہ نئی روشنی پھیلتی جائیگی اور کوئی جگہہ ایسی باقی نہین رہیگی کہ ہندو بے خلل رہ سکے اور بعض نے علت و معلول کو خلط ملط کرکے یہہ استدلال کیا کہ یہہ جو انگریز ملکون کو اپنی عملداری مین الحاق و مستغرق کرتے جاتے ہین اسکا مطلب اعظم یہہ ہے کہ اس ملک کے قدیمی مذہب کو زائل کرکے اسکی جگہہ ایک نیا مذہب قائم کرین۔

جھوٹے دیوتا ہوتے جاتے تھے مضرتناک اعمال خاک مین ملتے جاتے تھے جس سے برہمنون کی پنڈتائی کو صدمہ پہنچتا جاتا تھا انوکھی اور حیرت انگیز باتین ہندوؤن کے مذہب مین داخل تھین ان کی بیخ کنی بغیر اسکے ہو نہین سکتی تھی کہ وہ ملک مین کھل بلی اور ہل چل نہ ڈالین ستی ہونا گھر مین چھوٹے بچون کو مارنا۔ دریا کے کنارہ پر بیمارون اور بوڑھون کو مارنا اور انسانون کو موٹا تازہ کرکے دیوتاؤن پر بلدان چڑھانا یہہ سب مذہبی قوانین تھے جنسے کہ پنڈتون کو فائدہ یا حکومت یا دونو باتین حاصل ہوتی تھین بلکہ اس سے زیادہ راہ چلتے بے خطا مسافرون کا گلا گھوٹنا بھی مذہبی مراسم کے لیئے مباح سمجھا جاتا تھا۔ یہہ تمام مراسم ظلم سے بھری ستائی گئین پنڈتون کی آنکھون مین اسے زیادہ یہہ خار تھا

کہ انکے یہہ توہمات جنمین انکی پرورش ہوئی تھی وہ ملک سے جلد غائب ہوتے جاتے تھے اگرچہ ان مراسم کی خرابیون کو حاکم ظاہر کرتے تھے لیکن پھر بھی وہ ہندوؤن کی جزو ایمان نتھین۔ جب عقل نے ان کے بطلان کو ثابت کردیا اور قوم کے دلون مین سے ان کے یقین کو کھودیا تو پھر دونو حمق وجرم کا خاتمہ ہوگیا قانون بہت کچھ کرسکتا ہے مگر تعلیم یقینی اسے زیادہ انکا دیرینہ توہمات کو دور کرسکتی ہے جنکی زمانہ قدر کررہا ہو دنیاوی تعلیم پاک اور یہہ بھی سادی کافی تھی کہ وہ ہندوؤن کے مذہب کے توہمات کے گھنے بن کو کاٹ کر صاف کردیتی اور جیتنا اسپر اور طرہ ہوا کہ انگلش سکول ماسٹر اور مشنری اکثر ایک ہی آدمی ہوتے اور معلم مذہبی واعظ ہونے کے دونو پیشے آپس مین اکثر مل جاتے اور ان امتحانون مین جھیلین اور مشنری لیتے اعلے افسران انگریزی شامل ہوتے اور ہندوستانی امرا انمین شریک ہونے کی پروا نہین کرتے تو یہہ خوف پیدا ہوا کہ یہہ دنیوی تعلیم در پردہ عیسائی بنانے کے لیئے ہے تو پنڈتون نے ہندوؤن کی جماعتون کے بزرگون کو اس خوف پر مطلع کیا اسلیئے ان پنڈتون کی فہمائش سے وہ زیادہ تر تعلیم کی حمایت سے باز رہے گو بہادرانہ اسکے مقابلہ کرنے کی جرأت نہین کرسکے ہر سال یہہ خوف بڑھتا گیا ہر سال یہہ خواہش زیادہ ہوتی گئی کہ ہندوؤن کو جو توہمات کی زنجیرون مین جکڑے ہوئے ہین انکو اس قید سے نکالنا چاہیئے۔ دونو گورنمنٹ اور انگریزون کے دلون مین یہہ مشترک تمنا تھی اور باتون مین تو سٹیٹ پولیسی مین اکثر تغیرات ہوتے تھے مگر اس مین کوئی تغیر نہین ہوا ایک گورنر کی جگہہ دوسرا گورنر مقرر ہوا اسنے ہندوؤن کی شیطانی باتون سے مخالفت کی کوئی آدمی نہ تھا جو ہمیں زمانہ کے دیرینہ معززہ بیہودہ مراسم پر ایسا مصر تھا کہ افعال پر کم خیال کرتا ہو۔ لارڈ ولیم بنٹنک کی برابر کوئی آدمی اس کام مین گرم کوشش نہ تھا کہ بڑی طاقت سے نیت نیک ہو پھر بھی پست کرتا پچھلے انتظامون مین کبھی برہمنون کی اخلاقی اور مادی غلطیون سے ایسی بے رحمی سے مقابلہ نہین ہوا تھا انمین کوئی بات انتظام نہین ہوئی تھی بے شک یہہ کہہ سکتے ہین کہ یہہ کام لاعلمی سے ہوا۔ اس مین صرف اس محبت کا ظہور ہوا جو ایک راست مین ترف تھا دیکھیں دل پر بیچ سے زیادہ بہ نسبت غلطی کے اور عقلی ترقی سے زیادہ بہ نسبت جہالت کی رفاقت [illegible] رکھتا ہے اس قسم کی نسبت سے اور یقینی اعتقاد سے دونو انسانیت اور پولیٹک مدلل [illegible] برٹش انتظام کی قوت اور عدالت کو قائم مقام اسکا ہونا جسکو وہ مشرقی بوڑھے تعلیم وقت جانتا تھا اسنے الحاق کی پولیسی کو جو اسکے عہد کو ممتاز کرتی ہے پیدا کیا تھا وہ خلقت کی

بھلائی کے لیئے جیسا یہہ چاہتا تھا کہ وہ برطانیہ اعظم کی ملکی حکومت کو وسیع کرے ایسا ہی وہ اسکا شوقین تھا کہ اسکی اخلاقی حکومت کو وسیع کرے اور یہان کے آدمیون کو روشنی کی قوتونکا بہ نسبت تاریکی کی قوتون کے تابع بناتے اسیلیئے اسنے یہہ قوی ارادہ کیا کہ یوروپ کی تہذیب و شائستگی کی برکتین پھیلائے ان نئے اخلاقی اور مادی چیزون کے دیکھنے سے یہان کے پنڈت بڑے بھو چکے ہوتے تھے اور دہل جاتے تھے مذہب مین گورنمنٹ کی مداخلت ہونے کے خوف بہت سے اور شامت کے مارے نظر آتے تھے یہہ صرف گورنمنٹ کی تعلیم ہی پہلے کی نسبت زیادہ منتظم و منحوس صورت پکڑکر بہت جلد تمام آبادی ذکور مین کل ملک کے اندر جال کی طرح نہین پھیل گئی تھی بلکہ گھرون کے اندر اناث مین بھی مغربی نیا علم و نیا فلسفہ مداخلت کرنے لگا - انگلنڈ بھی کمپنی کو اس بات پر لعنت ملامت کر رہا تھا کہ وہ لڑائی مین کروڑون روپیے خرچ کرتی ہے اور تعلیم کے لیئے سینکڑون روپیے کے خرچ کرنے مین دریغ و مضائقہ کرتی ہے - اس باب مین انگلستان نے کمپنی کو ہدایت کی کہ وہ ہندوستانیون کی تعلیم مین زیادہ روپیہ خرچ کرے اور اسکے لیئے تدابیر منتظمہ اور عظیمہ کرے گورنمنٹ نے اپنی تین یونی ورسٹیان قائم کین اور پہلے جو مشنری مدارس مفلسی کی حالت مین تھے انگو گرینٹ (عطیہ) عطا کی غرض ہندوستان مین یوروپ کی تعلیم کی اشاعت کے لیئے کوئی چیز اٹھا کر نہین رکھی گئی - جو عالم جو علوم شرقیہ کے خازن تھے وہ صاف سمجھتے تھے کہ عنقریب یوروپ کی شائستگی و تہذیب کی طغیانی سارے ملک مین پھیل جائیگی -

لارڈ ڈلہوزی کے عہد حکومت مین ہندوستانیون کے لیئے یہہ بات بڑی چونکا دالی و خوف دلانے والی تھی کہ سعی بلیغ اس مین کی گئی کہ انگریزون کا نیا علم اور انکی عادات کا رواج زنانہ مین ہو - پریسیڈنسی کے بڑے بڑے شہرون مین انگریزون نے اپنی کوشش منتظمہ شروع کی کہ عورتون کے دلون سے جو جہالت کی جنم بھوم بن رہی ہے جہالت کو دور کرین اور اس کام مین انگریزون کی بی بیون اور بیٹیون نے بھی مدد کرنی شروع کی اور انگلنڈ مین جو انکی بہنین تھین انہون نے بہت خوشی سے اس کام مین انکی ہمت بندھوانے کے لیئے مدد کی یہہ پہلی ہی دفعہ تھی کہ لارڈ ڈلہوزی کے عہد مین ہندو و مسلمان عورتون کی

تعلیم کا اصلی ڈھانچ گورنمنٹ نے بنایا اور مشنریون نے یتیمون اور لاوارث لڑکیون کو عیسائی بنا کر اس تعلیم کی ابتدا کی تھی اگرچہ اس کام کو گورنمنٹ نے اپنا خاص کام نہین بنایا مگر گورنمنٹ کے ایک ممبر بی تھیون صاحب نے ہندوؤن کی لڑکیون کا مدرسہ قائم کیا اور دولتمند ہندوؤن کو ترغیب دی کہ وہ اپنی لڑکیون کو علم کی دولت سے مالا مال کرین ان کے سمجھانے سے ۱۸۴۹ء مین کلکتہ مین ایک لڑکیون کا مدرسہ جاری ہوا جب بی تھیون صاحب مر گئے تو گورنر جنرل نے ہکا انتظام و اہتمام اپنے ہاتھ مین لے لیا اور پھر وہ سرکار کمپنی کا مدرسہ ہو گیا پہلے تھوڑے دنون ہندو اپنے تعصب کے سبب اور کمپنون کے سرپرست مدرسہ پر حقارت سے خندہ زنی کرتے رہے لیکن پھر ان نوجوانون نے جنہون نے انگریزی پروفیسرن سے تعلیم پائی تھی اور اب باپ اور مالک خانہ ہو گئے تھے بڑی ضرورت یہہ جانی کہ اپنی عورتون کو جو مردون کی جلیس اور انیس ہوتی ہین تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنا چاہیئے انہون نے پنڈتون کے تحکمات مذہبی کا کچھ خیال نہین کیا۔

اسی زمانہ مین ایک اور ایجاد نے ہندوؤن کے دلون کو دکھا یا کہ ہندوؤن کے ہان دھرم شاستر کے موافق بیوہ کا دوبارہ بیاہ کرنا منع تھا جو عورت ستی نہ ہوتی تھی اسکے پیچھے ہمیشہ صاحب عصمت رہنے کا عذاب لگا ہوا تھا لیکن اب انگریزی گورنمنٹ نے یہہ سکھایا کہ بیوہ کا دوبارہ بیاہ کرنا اچھا ہے۔ ہندوؤن کے ہان بیوہ کا شادی کرنا مذہب اور رسم و رواج کے خلاف تھا اس رسم مین برائی اور ظلم دونوں تھے اور وہ برائیون کی پیدا کرنے والی تھی پھر اسپر یہہ اور ظلم ہوتا تھا کہ بہت چھوٹی عمر کی لڑکیان بڈھون سے بیاہی جاتین اور نوعمری مین رانڈ ہو جاتین اور بعض ان مین سے خاوند سے واقف بھی نہ ہوتین۔ وہ عمر بھر رنڈاپے کے عذاب اٹھاتین۔ انگریزی کالجون و اسکولون مین جو ہندو تعلیم پاکر روشن ضمیر ہوئے تو انہون نے اس دوبارہ بیاہ کی ممانعت کی برائیون کو ظاہر دیکھا کہ وہ بڑی دکھ دائی ہین انہین سے ایک شخص نے ایک رسالہ لکھا جس مین بیواؤن کی دوبارہ بیاہ کرنے کی حمایت کی اور ہزارون آدمیون نے دستخط کرکے درخواست گورنمنٹ کو دی اور اس مین یہہ اپنا اعتقاد لکھا کہ دھرم شاستر کے موافق ہمیشہ بیوہ رہنے کا حکم نہین ہے لیکن جو ٹھیٹھ ستارہ تھے اور انکے پاس دھرم شاستر کی قوی شہادت موجود تھی اور انکی تعداد بھی بہت تھی انہون نے اپنے دھرم شاستر کے موافق بیوہ عورتون کی

ہندو بیواؤن کا دوبارہ شادی کرنا

دوبارہ شادی ہونے کی بڑی مخالفت کی اور جب ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۵۶ء جاری ہوا تو اسکو اپنی ہتک عزت
اور خاندان کی بربادی کا سبب جانا۔ دھرم شاستر اور اسکے پیغمبر انکی طرف تھے یہہ صاف ظاہر تھا
کہ یہہ بدعت انکی وراثت کے قانون پر اور صدمہ پہنچائیگی ابہی اس باب مین ایکٹ ۲۱ سنہ ۱۸۵۰ء
جاری ہوچکا تھا جسنے ہندوؤن کی وراثت کے دستور مین خلل ڈالا تھا۔ ہندوؤن کے دہرم شاستر
کے موافق اگر کوئی ہندو اپنا مذہب بدل ڈالے تو وہ محروم الارث ہوجاتا تھا وہ اپنے باپ دادا کا
ورثہ نہین پاتا تھا مگر یہہ قانون جو جاری ہوا اسکا منشا یہہ تھا کہ وہ دھرم شاستر کے قاعدہ کو منسوخ
کرے اسمین یہہ بیان کیا گیا تھا کہ اگر کوئی شخص اپنا مذہب ترک کرے تو وہ محروم الارث نہین ہوگا بلکہ
اپنا ورثہ اسی طرح پائے گا جس طرح کہ ہندو ہونے کی حالت مین پاتا اس پر ہندوؤن نے بڑی
طمطراق سے اعتراض کیا کہ جب گورنمنٹ ضعیف تھی تو اقرار اور وعدے کرتی تھی کہ ہم مداخلت مذہبی
نہین کرینگے اور جب طاقت ور ہوگئی تو ایسے قانون نافذ کرنے لگی جو مذہب مین مداخلت کرتے
ہین لیکن اس باب مین بنگال کی عرضداشت مین لکھا گیا کہ ہم عرضداشت دینے والے اسبات کو چھپاتے
نہین کہ جب سے کہ یہہ ایکٹ اس قانون کا حصہ بن گیا جو ہندوؤن کے لیئے استعمال کیا جائیگا تو جو اعتماد
اب تک حکام انگریزی پر اپنے مربی ہونے کا رکھتے تھے وہ اب بہت متزلزل ہوگیا ہے اگرچہ بلوہ کرنے کا
خوف نہین ہے لیکن ہم جو اپنے بادشاہ کے ساتھ ہواخواہی اور خیرخواہی کا جوش رکھتے تھے اب وہ
انگریزون کی مرضی کی اور انکی حکومت کی ناگوار اطاعت مین تبدیل ہوگیا ہے۔ مدراس کی عرضداشت
بنگال کی عرضداشت سے زیادہ سخت الفاظ مین تھی انہون نے لکھا کہ اس ایکٹ کا جاری کرنا براہ راست
ظلم کرنا ہے اور کہا کہ برٹش گورنمنٹ جو ظلم کی راہ پر چل رہی ہے وہ مظلومون کی طرف سے نفرت و
حقارت کی یقینی مستحق ہے لیکن لارڈ ڈلہوزی نے بڑے زور سے اپنی راے یہہ لکھی کہ
گورنمنٹ کا یہہ فرض ہے کہ ملکیت کی وراثت کے قواعد بنانے کو اپنے ہاتھون مین رکھے پس ایکٹ
پاس ہوگیا اور حاکمانہ مداخلت گورنمنٹ کی طرف سے یہہ ہوئی کہ ورثے کے حقوق اس اولاد کو
جو بیوہ کے دوسرے خاوند سے پیدا ہو پہلے خاوند کی اولاد کے برابر دیئے گئے جسکو ہندوؤن نے
بیان کیا کہ وہ دھرم شاستر حکم الہی کے بالکل برخلاف ہے یہہ تو خرابی کا ایک حصہ تھا ایک
اور برائی عورتون کے آزاد ہونے مین یہہ بیان کی گئی کہ ٹھیٹھہ ہندو یقین کرتے تھے

یقین کرنے کا اقرار کرتے تھے کہ اگر ہندو بیواؤن کو اجازت دی جائیگی کہ وہ بجائے ستی ہونے کے دوسرا خاوند کرلین تو ان بی بیون کو یہہ ترغیب ہوگی کہ وہ خود بخود خاوندون کو مار کر بیوہ ہوجائین یہہ خوف جو تھا وہ بالکل بغیر دلیل کے نہ تھا مسٹر بیرنس پی کوک نے لجسلیٹو کونسل کے جلاس ۱۹ جولای ۱۸۵۶ء مین یہہ کہا کہ ان دو باتون مین بڑا فرق ہے اول یہہ کہ ایک شخص اس کام سے روکا جائے جسکے کرنے کے لیئے مذہب حکم دیتا ہے دوسرے یہ کہ وہ اس کام کرنے سے روکا جائے کہ مذہب فقط اسکے کرنے کو جائز رکھتا ہے - اگر ایک شخص کہے کہ میرا مذہب کثیر الازدواجی کو منع نہین کرتا اس سبب سے جتنی بیویان وہ چاہتا ہے کرتا ہے اور جب اسکے لیئے یہہ ناممکن ہوتا ہے کہ وہ معاہدۂ نکاح کو نبھائے تو یہہ اسکے مذہب مین مداخلت نہین ہوگی کہ لجسلیٹو کونسل کہے کہ ستو لجورودون کا کرنا اور پیچھے انکو چھوڑنا سوسائٹی کے لیئے مضر ہے اسواسطے ایسے کام کا کرنا ناجائز ہے ایسی صورت مین واضع قانون کا فرض ہے کہ اسکو اس کام کے کرنے سے روکے جسکے کرنے کو مذہب نے روا رکھا ہے لیکن اسکے کرنے کا حکم نہین دیا بس بیوہ عورتون کا دوبارہ بیاہ کرنے کا جلد یہہ نتیجہ ہوگا کہ ہندوؤن کی کثیر الازدواجی کو صدمہ پہنچیگا جسکی نہایت بدنما اگر صغیر صورت کولین برہمنون مین مروج ہے بس برہمنون نے ان گذشتہ و حال و آئیندہ کے ایجادون و بدعتون سے مایوس اور دہشت ناک ہوکر یہہ قصد کیا کہ اپنی نہایت قوت سے اس طغیانی کا مقابلہ کرین اور اسکی غارتگر سیل کو اپنے دشمنون پر الٹا بہائین ٭

--- فوجداری عدالتون مین عورتون کی فعل مختاری کا ضابطہ جاری ہوا وہ بھی ہندوستانیون کی رسم و رواج کے بالکل خلاف تھا اس سے انکی بڑی بے آبروئی ہوتی تھین عدالت فوجداری سے منکوحہ عورتین فعل مختار ہوجاتی تھین اسکا تدارک دیوانی عدالتون سے جو ہوتا تھا ان مین التوا اتنا ہوتا کہ وہ کافی نہ تھا اور اس سے بھی آزار پہنچتا تھا -

فقط اخلاقی ترقیان ایجادین اور بدعتین ہندوستان کے پیشوایان دین کو دہشت زدہ اور ناراض کررہی تھین بلکہ مادی ترقیان بھی انکو ستارہی تھین - فزیکل سائنس اپنر چڑھائیان اور حملے کرتا تھا جو انکو سخت ناگوار ہوتی تھین اور انکے دل کو بیقرار کرتی تھین وہ پنڈتون کا گروہ جسکی بڑی تعظیم و تکریم اس سبب سے کی جاتی تھی کہ دنیا کے سارے علوم وہ اپنے قبضے مین رکھتا ہے - بتبر خوار

بچون کی طرح کمزور اور ضعیف علوم مین معلوم ہونے لگا - یہہ کوئی زبانی ثبوت اور خیالی افسانے
تو تھے نہین کہ پنڈت اسکی تردید کرتے اور اسکے تسلیم کرنے سے انکار کرتے بھلا وہ اسکے خلاف کیا
کہہ سکتے تھے کہ ریلوے کی گاڑیان بغیر گھوڑون اور بیلون کے تیس میل فی گھنٹے کی رفتار سے
چلتی ہین اور تار برقی پر چند سنٹ مین کل صوبہ کے عرض مین پیغام رسانی ہوسکتی ہے - یہہ امور واقعی
تھے ان پر جرح قدح کچھ نہین ہوسکتے تھے انکو ہر شخص جو دوڑ سکتا تھا پڑھ سکتا تھا ان آتشی گاڑیون
اور برقی تختیون نے زمان و مکان پر فتح نمایان حاصل کی تھی وہ پنڈتون کے دیوتاؤن کو شرمندہ
کرتی تھی اور وہ بتلاتی تھین کہ غیر مرئی دنیا کے فوق العادت افعال پر کیسی ان کو قدرت حاصل ہے
جن تک مشرقی پنڈتون کی کبھی رسائی نہین ہوئی - پنڈت نئے ایجادات کو دیوتاؤن سے منسوب
کرکے انکو مقدس بناتے تھے اور انکے ساتھ مراسم مذہبی کو ادا کرتے تھے جنسے وہ متمتع ہوتے تھے
اب انہون نے ان گورے رنگ کے آدمیون کو دیکھا کہ وہ عناصر کو اپنا غلام بنا سکتے ہین اور وہ اپنی
امداد کے لیئے ان معجزہ کرنے والی قوتون کو بلا سکتے ہین جو برہمنون کے فلسفہ کے خواب و خیال مین بھی
نہ تھین - پنڈتون نے جان لیا کہ اب اس بات مین کوشش کرنی عبث ہے کہ ہندوؤن کو یہہ سمجھائین
کہ مغربی علوم جدیدہ صرف دھوکے کی ٹٹی ہین اور ان مین سوا شعبدہ بازی کے کچھ اور نہین آدمی
دیکھ سکتا ہے کہ معمولی وقتون پر ٹرین آتی ہے اور بنارس مین ایک شخص جان سکتا ہے کہ دہلی اور
کلکتے کے بازارون مین روپیہ کا آٹا کس بھاؤ سے بک رہا ہے - ہندوستان مین ان پر اسرار
کامون کے داخل ہونے کے لیئے دونو زمانہ اور آدمی موافق تھے جب لارڈ ڈیل ہوزی ہندوستان کو
روانہ ہوئے ہین تو انگلنڈ مین جو دولت پیدا کرنے کے خیال کی کثرت کے اثرون سے اسکی مالی حالت
مین خلل ڈال رکھا تھا بحال ہوتا جاتا تھا اسنے ریلوے لاین بنانے کا خیال ان شہرون مین
جہان تجارت نہ ہو اور ان ملکون مین جہان آبادی نہ ہو چھوڑ دیا تھا بہت سے نقصان اٹھا کر وہ
اب بہت سوچ بچار کر اپنی دولت اور اغراض کو دیکھ کر ریلین بناتا تھا - لارڈ ڈیل ہوزی بورڈ آف
ٹریڈ کے پریسیڈنٹ رہ چکے تھے اسلیئے انکو یہہ موقع ملا تھا کہ اس زمانہ مین جو ریلوے بنانے کا
سوال تھا اسکے اصول سے اور اسکے مفصل حال سے واقف ہون اور اسکی تہہ تک پہنچ جائین تو انہون نے
اپنا ارادہ مصمم کر لیا تھا کہ انشاء اللہ تعالے وہ جس ملک کو جاتے ہین اسکو جب تک نہین چھوڑینگے

کہ بڑی بڑی شاہراہین آہنی تمام گورمنٹ اور تجارت کے مرکزون کے درمیان نہین جاری کرین گے اور انکی اول منزلون مین وہ ریلوے کی سرعت کے ساتھ سفر نہ کرین گے۔ ہندوستان مین بہت سے انگریز تھے جو ریلوے بنانے کے اور اسسے دولت کمانے کے خیالی پلاؤ پکایا کرتے تھے۔ چند دوربین انگریز جنمین میک ڈونلڈ سٹیفن سن سب پر سبقت رکھتے تھے پہلے سے کہتے تھے کہ ریلوے جلد جاری ہوجائینگین اور انکے بنانے پر قومی اتفاق ہوگا۔ جب لارڈ ڈلہوزی نے اسمے اپنا ہاتھ نکالا اور سرکار کمپنی نے انکی دستیاری کی تو پھر یہہ عام یقین ہوگیا کہ ریلوے کے ذریعہ سے آمد و رفت جاری ہوجائیگی وہ گورمنٹ سے تعلق رکھیگی اور ملٹری کامون کے لیئے زیادہ تر مفید ہوگی بہ نسبت اسکے کہ وہ قومی ضرورت کے رفع کرنے کے لئے عام پسند ہو یہہ خیال کیا جاتا تھا کہ ریلوے سٹیشن پر ہندوستانیون کے جمع ہونے کے لیئے کاہلی طمع وہم پرستی مانع ہونگی لیکن لارڈ ڈلہوزی اپنی عالی دماغی و روشن ضمیری و دریادلی سے اس نتیجہ کو خوب سمجھتے تھے جو ریلوے بنانے سے حاصل ہوگا وہ اس کام کو بالکل صحیح سمجھے۔ اب ہندوستانی خوب سمجھنے لگے ہین کہ وقت دولت ہے اور یہہ سمجھکر وہ اسسے فائدہ اوٹھانے مین اپنے پنڈتون کا لحاظ و ادب نہین کرتے تار برقی جو خطوط کو ہوا مین بھیجتا ہے جنکو کوئی دیکھتا نہین اور اتنے تھوڑے عرصہ مین دور دراز کے فاصلون سے جواب دیتا ہے جتنی دیر مین کہ کسی شہر کی ایک گلی سے دوسری گلی مین پیغام جاتا ہے اس سے اور بھی زیادہ تعجب ہوتا ہے مگر اس سے پنڈتون کے دلون کی بےچینی ظاہر نہین ہوتی او شوگ ہسی کی ذہانت نے لارڈ ڈلہوزی کی مدد کی اور اسکے سبب سارے ملک کے طول و عرض مین تار برقیون کا ایک جال بچھ گیا اگرچہ یہہ کام دانشمندی و نیکی کا تھا مگر وہ برہمنون کے دلون مین وحشت پیدا کرتا تھا اور انکو رنج دیتا تھا ہی انکے علوم کی بڑی کساد بازاری ہوتی تھی جب یہہ ثابت کیا گیا زمین اپنے محور پر پھرتی ہے تو کہتے ہین کہ ہندوستان کے بہت سے توہمات کا خاتمہ ہوگیا۔ پھر پنڈتون نے یہہ سکھانا شروع کیا کہ مغربی شائستگی و تہذیب کے مقولے محض سطحی ایجادات ہین وہ ابدی صداقت پر مبنی نہین ہین یہہ مادی دستکاری کے کام ہین کوئی انمین روحانی بات نہین ہے مگر انکی یہہ باتین ہندوؤن کے دلون پر جمتی نہ تھین۔ مادی تجربات کا جو انکو میلون کے فاصلہ سے نظر آتے تھے یقین کرتے تھے تو متحیر ہوتے تھے۔ نہایت جاہل اور نامعقول آدمی دیکھتا تھا کہ

جات

یہہ کام جو کیے جاتے ہین وہ برہمنون نے کبھی نہین کیے۔ انہون نے اس امر واقعی کو صاف دیکھ لیا کہ دنیا مین ایسی عجیب چیزین کہ انکے پنڈت انکو نہین سکھا سکتے گو پنڈت اپنے علم و دانش کی شیخی بڑی بگھارتے ہین مگر یہہ ایجادات انکے خواب مین بھی کبھی نہین آئے۔ غرض اسوقت سے پنڈتون کے علم کی آدھی قوت اس سبب سے رہ گئی کہ ہندوؤن کا اعتقاد اسپر آدھا رہ گیا گو یہہ علمی باتین پنڈتون کے علم کی تذلیل کرتی تہین جن سے ان کا دل دکھتا تھا لیکن اس سے زیادہ ایک اور بات تھی جس سے کہ عوام ہنود کا دل دھڑکتا تھا۔ ہندوؤن کے مذہب پر حملے کیے جائین وہ غلط ثابت کیا جائے اسکی پروا عوام ہنود کو نہین ہوتی وہ اپنے کام مین بدستور مصروف رہتے ہین انکو آئندہ کا خوف نہ گذشتہ کا افسوس ہوتا ہے وہ اپنی جات کے قائم رکھنے کو مذہب جانتا ہے یہہ جات ہندوؤن کے روزمرہ کے سارے کامون مین داخل ہے ایک ذلیل سا ذلیل ہندو اسکو سمجھتا ہے مرد و عورت بچہ جانتا ہے کہ جات کے باہر ہونے کی برابر کوئی خوفناک چیز نہین ہے برادری سے باہر رہنا مردود الہی والناس ہوتا ہے۔ اگر ہندوؤن کو یہہ سکھایا جائے کہ انگریز کسی عیاری کے وسیلہ سے ہندوؤن کو ایسا خراب کرین کہ وہ ایک جات یا بالکل بے جات ہو کر سب کی برابر ہو جائین تو پھر ہندوستانی سر اٹھا کے انگریزون کو سمندر مین بہا ئین۔ انگریز اس کام مین بڑی احتیاط کرتے ہین لیکن کبھی کبھی اس مین غلطی بھی کر جاتے تھے جسکا بیان نیچے ہوتا ہے برہمن ہمیشہ اس تاک مین رہتے ہین کہ انگریز کہین ہماری جات کے برباد کرنے مین دخل نہین دیتے سو انکو ایک مقام مین یہہ دخل نظر آئی برہمن ہمیشہ عوام ہنود کے دلون کو اکساتے رہتے ہین کہ غالباً انگریزون کا یہہ مقصد ہے کہ کل آدمیون کے مذہب کو سازش کر کے خراب کر دین جیل خانہ مین ایک گروہ قیدیون کا تھا جو براہ راست واسطہ گورنمنٹ سے رکھتا تھا اور جسم و روح اسکی گورنمنٹ کے اختیار مین تھی۔ قیدیون کی روزانہ خوراک بالکل گورنمنٹ کے اختیار مین تھی اور یہہ آسان بات تھی کہ جیل خانون کے قواعد مین ایک نظام ایسا جاری کیا جائے کہ یا تو قیدی اپنی جات کو بالکل کھو بیٹھین یا بھوکے مر جائین۔ پرانا قاعدہ ہمارے جیل خانہ کا یہہ تھا کہ ہر قیدی اپنے کھانے کا انتظام خود کرتا تھا اپنا کھانا آپ پکاتا تھا۔ کچھ پیسے اسکو دیدیے

جیل خانون کے انتظام سے جات کا خراب ہونا

جاتے تھے جنسے کہ وہ اپنی خوراک کا آپ سامان کر لیتا تھا لیکن یہہ سامان جیل خانون کے حق مین مضر تھا قیدی اپنا بہت سا وقت اپنے کھانے پکانے مین صرف کرتے اور اسکو اپنے کام کرنے کا عذر بتاتے تھے پس قیدیون کی جات کے اعتبار سے جماعتین ہانڈی وال بنائی گئین اور انکے کھانا پکانے کے واسطے باورچی مقرر کر دیے گئے کہ خاص گھنٹون مین وہ کھانا تیار کر دیا کرین - اگر پکانے والا کھانے والے سے جات مین نیچا ہوتا تو اسکا لازمی نتیجہ یہہ تھا کہ خوراک ناپاک سمجھی جاتی اور جماعت ہانڈی وال جات باہر - یہہ نیا انتظام غلط سمجھا گیا اور آسانی سے اسکے معانی غلط بیان کیئے گئے پس اب لوگون نے جو اس قسم کی باتون کی تفتیش و تجسس مین رہتے مین یہہ موقع ہاتھ لگا ان کے بہکانے سے فقط قیدی ہی نہین بلکہ اہل شہر ناراض ہوئے کہ برٹش گورنمنٹ کا یہہ ارادہ ہے کہ قیدیون کی جات کو خراب کر دے اور پھر انکو عیسائی بنا لے اور اس بات پر کچھ خیال نہین کیا کہ باورچی جو اول مقرر ہوئے تھے وہ برہمن تھے اسپر یہہ گھڑت ہوئی کہ آج تو باورچی برہمن مقرر کیے ہین کل نیچ ذات کے باورچی مقرر کیے جائینگے - غرض اس جھوٹ کو نمک مرچ لگا کے ایسا مزہ دار بنا دیا کہ لوگون کو وہ بھانے لگا اور اسپر یقین ہو گیا جیل خانون مین کھانے پینے کے باب مین ترمیمات بڑی بے احتیاطی سے لارڈ ڈلہوزی کے عہد سے پہلے سے ہوتی تھین - ایک تجربہ پر دوسرا تجربہ ہوتا تھا اور شاید جو پہلے احتیاطین ہوتی تھین انہین غفلت کی جاتی تھی - بہت سے جیل خانون مین ان تبدیلیون پر قیدیون نے سرکشی کی جسسے شہر والے خوش ہوتے تھے اور انکی تائید کے لیئے آمادہ ہوتے تھے کہ اس سے انکے مذہب کی محافظت ہوتی تھی شاہ آباد و سارن و پٹنے مین جیلخانون مین بڑے دنگے فساد مچے اور پچھلے زمانہ مین بنارس مین جو ہندوؤن کا دار العلوم ہے بڑا فساد برپا ہونے کو تھا مگر ہوشیاری سے ایسی باتین مان لی گئین کہ وہ فساد دب گیا -

اس قسم کی خبرون کی اصل ابتدا ہندوؤن سے ہوتی تھی کہ جس سے عام لوگون کے کان کھڑے ہوتے تھے کہ اب ذات برباد ہو گی نا بعد مین ایسی باتین نہ گھڑی جاتین کہ وہ مسلمانون کو نہ بھڑکاتین مسلمانون کے خاص اپنے دکھ درد جدا ہی تھے تعلیم کی کل تدابیر کے میلان نے اور سارے ملک کو انگریزون کے دھمکانے نے مسلمانون کی عزت و توقیر کو بہت کم کر دیا تھا سب عزیز و شریف مسلمانون کو انکے اعلےٰ عہدون اور عزت کی ملازمت سے محروم کر دیا تھا - ایجادین اور بدعتین جو انگریز پھیلاتے انسے جیسے پنڈت بدکتے تھے اور خوف کھاتے تھے

ایسے ہی مولوی دہشت کرتے تھے جیسے پنڈتون کی سنسکرت - یہ قدر ہوگئی تھی ایسے ہی مولویون کی عربی کا حال تھا عدالتون سے فارسی زبان کا رواج اٹھ گیا تھا اور سرکاری خدمات کے لیئے جو نئے نئے امتحان اور معیار مقرر ہوئے انکے سبب سے مسلمانون کو سرکاری خدمت کے ملنے کا احتمال بہت ہی کم ہو گیا تھا یہہ عام میلان تھا کہ مسلمانون کو جو انکے اپنے بڑے بڑے دار العلومون سے فائدے اور نفعے ہوتے ہین وہ منقطع کر دیئے جائین کلکتہ کے مدرسہ عالیہ کے جو اوقاف تھے وہ سب نابود ہو گئے تھے انگریزی زبان کا انگریزی علوم کا انگریزی قوانین کا وہ رواج ہو گیا تھا کہ مسلمانون کے بڑے بڑے عالمین و فاضلون کو کوئی پوچھتا نہ تھا اور یہہ ملازمت کا صیغہ مسلمانون کے لیئے بند ہوا پھر لاخراجی زمینون کی ضبطی ہوئی جسکا سب سے زیادہ صدمہ شریف معزز قدیمی مسلمانون کے خاندانون کو ہوا جس سے انکے دل مین انگریزون کی بدخواہی کا جوش اٹھا ہندوؤن کی نسبت مسلمان زیادہ اولو العزم چالاک بے باک اور آپس مین سازش کرنے والے ہوتے ہین - ہندو جانتے تھے کہ مسلمان جو ارادے گورنمنٹ کے خلاف کرین انمین شریک ہونا اہم ہے - ایسی خبرین اڑا کرتی تھین کہ برٹش گورنمنٹ کا ارادہ ہے کہ ختنہ کرنے کو منع کرے اور عورتون کے باہر بے پردہ پھرنے کا حکم جاری کرے - مگر اس مین رائی برابر سچ نہین تھا جھوٹ کے پانون نہین ہوتے کچھ دنون ان جھوٹی خبرون کا چرچا رہتا ہے پھر کوئی ان کا نام نہین لیتا - ایک بڑا سوال یہہ ہے کہ برٹش گورنمنٹ کی بدخواہی کی تقدیم اول ہندوؤن کی طرف سے ہوتی ہے یا مسلمانون کی طرف سے اسکا حال ہم آیندہ مفصل لکھینگے اکثر انگریزون کا میلان خاطر یہی ہے کہ گورنمنٹ کی بدخواہی کی باتین مسلمان زیادہ کرتے ہین - ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ انگریزی عملداری سے مسلمانون کو بہت نقصانات پہنچے ہین انکی لاخراجی زمینین ضبط ہوئین - ان کے اعلے عہدے چھن گئے - انگریزی زبان کی تعلیم اور اشاعت نے انکی بڑی بڑی جماعتون کو بیکار و حقیر کر دیا - ہندوستانی ریاستون کی ضبطی نے ان کو ان ریاستون مین بھی معزز ملازمت حاصل کرنے سے محروم کر دیا پس اگر وہ انگریزی عملداری کے ہندوؤن کی نسبت زیادہ بدخواہ ہون تو وہ طبع بشری کا مقتضا ہے -

باوجودیکہ انگریزون کا تجربہ ہوتا جاتا تھا کہ ہندوستانیون کے دلون پر ایسی نئی نئی باتون کے اختراع سے بڑا رنج پہنچتا ہے جو انکی ذات پر اثر کرین مگر کوئی احتیاط نہین کی جاتی تھی جیلخانہ مین ایک اور ایجاد

فساد مچا دیا۔ ہندو اور مسلمان نیم ہندو بغیر لوٹے کے نہین رہتے۔ اس لوٹے کی بڑی احتیاط کی جاتی ہے کہ وہ کسی طرح ناپاک نہ ہو لوٹے کا ہونا ضرور ہے گو کچھ اور دنیا مین سے ان کے پاس خاک نہ ہو۔ یہہ برنجی برتن علاوہ پانی پینے کے اور کامون مین بھی کام آسکتا ہے وہ ایک مجسٹریٹ کا سر پھوڑ سکتا ہے اور جیلر کا چہرہ بگاڑ سکتا ہے مسٹر رچرڈس مجسٹریٹ چوبیس پرگنہ کے علی پور کے جیل خانہ مین اس لوٹے ہی کے مارنے سے مارے گئے تھے۔ غرض یہہ لوٹہ بھی اگر کسی سینہ زور اور زبردست کے ہاتھ مین ہو تو ایک ہتھیار کا کام دے سکتا ہے اسلیئے بعض جیل خانون مین یہہ کوشش کی گئی کہ جیل خانہ مین قیدی اس لوٹہ کو اپنے پاس نہ رکھین اور اسکی جگہہ گلی برتن رکھین۔ لوگون نے اسکو بھی ایک اور مداخلت مذہبی جانا کہ ایک مذہب بنانے کے لیئے یہہ ایک دوسری ترکیب کی گئی ہے قیدیون نے اس تبدیلی کو قبول نہین کیا اور دنگہ فساد پر آمادہ ہوئے۔ آرہ مین یہان تک نوبت آئی کہ قیدیون پر بندوقین چلائی گئین اور مظفر پور و ترہٹ مین اس لوٹے کے حکم سے عام آدمیون کو ایسا غصہ آیا کہ دنگہ مچایا مجسٹریٹ نے حسب سررشتہ یہہ رپورٹ لکھی کہ بالکل بغیر کسی توقع کے شہر کے اور ضلع کے باشندون نے قیدیون کے ساتھ ہمدرد ہوکر انکی اعانت کے لیئے ایک غضبناک بلوہ برپا کیا بلوہ کرنے والون مین شہر کے تمام باشندے اور ایسی ہی رعایا مین بہت آدمی شریک تھے اور انہون نے کہا کہ جب تک قیدیون کے لوٹے واپس نہین دیئے جائینگے ہم بلوہ کرنے سے باز نہ آئینگے یہہ اندیشہ ایسا بڑا تھا کہ قیدی جیل خانہ سے نکل جائینگے اور خزانہ اور شہر کو .... پہلے اسکے لوٹ لینگے کہ سپاہ جوان کے لیئے بلائی گئی ہے وہ آئے اسلیئے حکام ضلع نے یہہ مصلحت جانا کہ جیل خانے مین قیدیون کو لوٹے دیکر مفسدون کے دنگہ کو فرو کرے۔ یہہ کام اسوقت مین جاہلون اور ناعاقبت اندیشون کا نہ تھا بلکہ وہ شہر کے دولتمند باشندون نے اور کچہریون کے اعلے اہل کارون نے خوب سوچ بچار کر کیا تھا اب یہہ ظاہر تھا کہ ہندوستانیون کے دلون مین متواتر برافروختگی زیادہ ہوتی جاتی تھی اور بہت سے معزز شریف ہندو مسلمان انگریزون کے سخت دشمن تھے اور وہ اس انتظار مین بیٹھے تھے کہ یہہ جو مصالح آتش گیر انگریزون نے اپنے لیئے جمع کیا ہے اس مین کوئی موقع ہاتھ آئے تو شتابہ لگا کے شعلہ افروزی کرین۔ جیل خانہ کے لیئے یہہ کام کرنا ایک تجربہ تھا جسمین کامیابی ہوئی لیکن قیدیون کی فتنہ پردازی سے انگریزی سلطنت برباد نہین ہو سکتی تھی

مگر ایک قسم کے آدمی گورنمنٹ کے ماتحت تھے جنکے بہکانے سے پنڈتون اور مولویون کو اپنی محنت کا معاوضہ مل گیا اور انکی محنت اکارت نہ گئی ✤

باب نہم

ہندوستانی سپاہ ۱۷۵۶ء سے ۱۸۵۶ء

اوپر کے دو بابون کے پڑھنے سے پڑھنے والون کو معلوم ہوگا کہ شرفا و امرا و روسا کا گروہ اور ہادیان دین کا فرقہ اپنے دلون مین برٹش گورنمنٹ سے ناراض اور اسکے بدخواہ ہوتے جاتے تھے لیکن ایک اور تیسرا گروہ تھا جو سب مین زیادہ طاقتور تھا اسکو گورنمنٹ یقین کرتی تھی کہ اسکی پولیسی نے راضی و خوشی کر رکھا ہے سب طرح سے برٹش گورنمنٹ کو اپنے امن و عافیت مین رہنے کا اطمینان اس سبب سے تھا کہ سپاہ اسکی خیرخواہ و ہواخواہ ہے مدبران انگلستان کا یہہ اعتقاد و ایمان تھا کہ ہندوستان کو تلوار ہی سے حاصل کیا ہے اور تلوار ہی سے وہ قبضہ مین رہ سکتا ہے۔ جب تک ہماری ہاتھ تلوار کو مضبوط پکڑے رہین گے تب تک کسی اندرونی فساد کا بہت کم ہی اندیشہ و خوف ہے مشرق مین تین لاکھ سپاہ برٹش قوت و تسلط کو مستحکم و استوار کر رہی تھی۔ اس سپاہ مین بہت تھوڑی ہی گورون کی سپاہ تھی نہ انگلستان مین اسقدر سپاہی مل سکتے تھے کہ وہی ہندوستان مین انگریزی عملداری کے محافظ ہوتے نہ ہندوستان مین یہ اسقدر گنجائش تھی کہ وہ ان کے خرچ کی متحمل ہوتی پس انگریزی سپاہ زیادہ تر ہندوستانی تھی جسکی ساری وضع طرح گورون کی سپاہ کی سی تھی وہ بالکل میدان جنگ مین اسطرح لڑتی تھی جسطرح یورپ کی سپاہ مین لڑتی تھین اول مین انکی تعداد تھوڑی تھی مگر جسقدر انگریزون کے قبضہ مین ہندوستان زیادہ آتا گیا اسی قدر اسکی تعداد سو برس تک بڑھتی گئی۔ غرض ہندوستانی سپاہ کا وفادار ہونا انگریزون کے اعتقاد و ایمان کا ایک جزو تھا یہہ سپاہ موت کا مقابلہ بے خوف و خطر کرتی تھی ہر طرح کی آفت و بلا کا سامنا بغیر اُف کرنے اور آہ کھینچنے کے کرتی تھی اپنے افسرون کی اطاعت کرنے مین جان قربان کرتی تھی گو وہ اس سے رنگت و مذہب مین ملتے نہ تھے مگر وہ انسے محبت رکھتی تھی۔ یہہ کہا جاتا تھا کہ نہ کوئی ایسی چیز ہے جسکو یہہ سپاہ نہ کرے اور نہ کوئی ایسی چیز ہے جسکی یہ برداشت نہ کرے نہایت خوراک کی تنگی کی حالت مین اسنے اپنے حصہ کی خوراک خوشی سے گورون کے کھانے کے لیے دیدی

اور انگریزی علم وہان قایم کیئے جہان گورون کی جوانمردی اور بہادری لڑکہڑاتی تھی اسنے اپنی تھوڑی سی آمدنی مین سے یوروپ کی لڑائیون مین انگریزی سپاہ کی امداد روپیہ سے کی جب اسکو معلوم ہوا کہ گورنمنٹ کے پاس روپیہ کی قلت ہے تو اسنے خوشی سے قبول کر لیا کہ اسکو تنخواہ وقت پر نہ ادا کی جاے گو یہہ تنخواہ وقت پر ملنی اسکی جان غیرین کی خدمت گذاری کے لئے تھی۔ غرض سو برس کی تاریخ کو پڑہیئے تو معلوم ہوگا کہ سرکار کمپنی کی خیرخواہی وہواخواہی مین کیسے کیسے کام جانبازی و جان نثاری کے اس سپاہ نے کئے ہین۔

لارڈ ڈلہوزی نے ہندوستان سے اپنی رخصت کے وقت یہہ فرمایا کہ اس سپاہ کی ترقی کے لیئے کوئی ضرورت باقی نہین رہی" یہہ سچ ہے کہ ایشیائی سپاہین ہمیشہ بغاوت کی طرف میلان رکھتی ہین مرہٹون کی سپاہون کی سکہون کی سپاہون کی نظام کے عرب کی سپاہ کی گورکہون کی سپاہون کی سرکشیان پہلے دیکھنے مین آچکی تھین یہہ سب ہندوستان کی وہ فوجین تھین جنکا پیشہ سپہگری ہے جنہون نے اپنی گورنمنٹ کے خلاف کسی نہ کسی وقت مین بغاوتین کین تھین لیکن پچاس برس گذر چکے تھے کہ برٹش حکام کے دل مین یہہ کبہی اندیشہ نہین پیدا ہوا تھا کہ یہہ سپاہ سرکشی کریگی انگلنڈ مین سب سمجہتے تھے کہ کمپنی بڑی فیاض ہے جسکی علم برداری بڑی فائدہ مند ہے ظاہر مین چپ چاپ بہی کبہی یہہ خیال مین نہین آتا تھا کہ اس چپ چاپ ہموار سطح کے نیچے چھپے ہوئے خوف وخطر ہین جو وقت پر اپنا جلوہ دکھائیگی۔ سپاہیون کی وفاداری وجان نثاری ضرب المثل تھی اور وہی انگریزون کی قوت کا داہان بازو تہا۔

بنگال کی سپاہ کی عمر سات برس کی تھی کہ اسنے اول دفعہ اپنی بغاوت کے ارادہ کے آثار دکھائے مگر یہہ بغاوت آپس مین گورون کی سپاہ سے متعدی ہوئی تھی۔ گورون کی سپاہ نے بغاوت اسلیئے اختیار کی تھی کہ میر جعفر نے اسکو ایک عطیہ دینے کا وعدہ کیا تھا اسکے اندر التوا ہوگیا تھا جب روپیہ آگیا تو ہندوستانی سپاہیون نے بہی گورون کی پیروی اس سبب سے کی کہ وہ جانتے تھے کہ جس انعام کے مستحق ہین انکو نہین ملے گا۔ گورے سپاہی کو چالیس روپیہ اور ہندوستانی سپاہی کو چھ روپیہ ملینگے آخر کو حجت وتکرار کے سبب سے ہر ہندوستانی سپاہی کو بیس روپیے ملے جسنے نافرمانی کی آگ کو بجھا دیا۔ لیکن سال ختم ہونے نہ پایا تھا کہ سپاہ نے اضافہ تنخواہ چاہا ایک پلٹن نے اپنے انگریزی افسر کو

لارڈ ڈلہوزی کی رائے ہندوستانی سپاہ کی نسبت

بنگال کی سپاہ کی بغاوت اول ۱۷۶۴

قید کرلیا اور مفرور ہوگئی منرو صاحب مع سپاہ و توپون کے ٹھیک وقت پر آپہنچے مفرورین کے افسرون کو حکم دیا کہ سرغنون کو جو اس شرارت کے بانی ہون منتخب کرین جب پچاس سرغنہ وہ چھانٹ کر لائے تو کورٹ مارشل مین چوبیس پر جرم ثابت ہوا اور توپون سے انکے اُڑانے کا حکم صادر ہوا۔ ساری سپاہ گورون اور ہندوستانیون کی پریڈ پر جمع ہوئی توپین لگائی گئین۔ ہکٹر منرو صاحب نے حکم دیا کہ چار سپاہی توپون کے اڑانے کے لیئے آگے آئین تو چار گرانڈیلون نے کہا کہ ہمیشہ ہم سب لڑائیون مین معزز رہے ہین اسلیئے ہم چاہتے ہین کہ اسوقت بھی عزت حاصل کرین کہ سب سے پہلے اڑائین جائین انکی درخواست منظور ہوئی وہ اڑائے گئے یہہ دیکھ کر ہندوستانی سپاہ کے تیور بدلے تو ان کے افسرون نے منرو صاحب سے کہا کہ سپاہی کہتے ہین کہ ہم کسی اور سپاہی کے اس طرح اڑانے کی اجازت نہین دین گے اسپر میجر صاحب نے توپون کے منہہ ہندوستانی سپاہ کی طرف کر دیئے اور سارے گورون کی بندوقین انکی طرف موڑ کر حکم دیا کہ ہتھیار زمین پر ڈال دو اگر عدول حکمی کروگے یا بھاگوگے تو سب کے سب اڑا دیئے جاؤ گے ناچار سپاہیون نے ہتھیار ڈال دیئے پھر سولہ سپاہی توپون سے اڑائے گئے اور چار سپاہی اور چھاونیون مین اڑانے کے لیئے بھیجے گئے یون سرکشی بے ہوئی اور پھر کسی سپاہی نے بھاگنے کا نام نہ لیا۔ میجر منرو صاحب کی فرزانگی اور شکوہ مردانگی نے آیندہ اپنی قوم کو بتلایا کہ ہندوستانی سپاہ مین سرکشون کو سرنگون اور باغیون کو یون زبون بنایا کرتے ہین اور ہندوستان کی سپاہ کو بتلایا کہ قانون کے ہاتھ سے کہین مفر نہین۔

ہندوستانی سپاہ کے دل مین سر ایر کوٹ سے ایسا خوف بیٹھا کہ جب انگریزی افسرون نے بغاوت اختیار کی تو وہ اسکے ساتھ نہین ہوئے انگریزی افسرون کو ڈبل بھتہ ملا کرتا تھا جب وہ موقوف ہوا تو سب کے سب افسر بغاوت پر آمادہ ہوئے تینون برگیڈیرون نے ایک مخفی کمیٹی بنائی پردہ ہی پردہ مین اپنا کام کرنے لگے ایک فنڈ روپیہ کا جمع کیا کہ افسرون کا جو نقصان ہوا ہے وہ پورا کیا جائے سول کے ناراض افسرون نے بھی ڈیڑھ لاکھ روپیہ اس فنڈ مین جمع کیا اور یہہ آپس مین معاہدہ ہوا کہ ایک ہی دفعہ دو سو افسر اپنا کمیشن پھینک دین اسوقت بہار پر پچاس ہزار لشکر مرہٹون کا حملہ کرنے کے لیئے چلا آتا ہے ضرور گورنمنٹ کو ہماری احتیاج ہوگی اور ہماری درخواست ضرور منظور ہوگی مگر اس نازک وقت مین لارڈ کلایو کا استقلال سبحان اللہ کیا تھا کہ اسنے یہہ خیال کیا کہ جن آدمیون کے ہاتھون مین ہتھیار ہون اُن کی

اس درخواست کو منظور کرلینا گویا اُنکے ہاتھ مین ملک دیدینا ہے اسلیئے اسنے یہہ دلیرانہ بیباکی سے افسران سپاہ کو جواب دیا کہ مجھے یہہ منظور ہے کہ سپاہی اپنی سنگینین میرے بر مین برمے کی طرح پھرائین مگر یہہ درخواست قبول کرنی منظور نہین - اسلیئے افسرون کو حکم دیدیا کہ جو افسر اپنا کمیشن دے اس سے لے لیا جائے اور اسکی جگہہ مدراس سے افسر بلا لیا جائے - اگر ہندوستانی سپاہی انگریزی افسرون کی طرف ہوجاتی تو گورنمنٹ کو کوئی چارہ سوا افسرون کی درخواست منظور کرنے کے کوئی اور نہ تھا اس سخت ضرورت کی صورت مین کلایو نے ہندوستانی افسرون اور صوبہ دارون کی محبت اور وفاداری سے کام نکالا وہ کلایو کے منہ سے حکم کے لفظ کے منتظر تھے کہ انگریزی افسرون پر گولی چلائین - غرض اس سے کلایو کو یقین ہو گیا کہ اگر گورون کی سپاہ بغاوت اختیار کرے تو ہندوستانی سپاہ اسکی سرکوبی کے لیئے موجود ہے ❖

ہندوستانی سپاہ کے بانی کا یہہ خیال تھا کہ سپاہ مین یہین کے آدمی بھرتی کیئے جائین اور انکے افسر بھی ہندوستانی اعلے درجہ کے شریف خاندان کے مقرر کیئے جائین جو اپنے محکومون سے ٹھیک فرمان برداری کا کام لے سکین لیکن ہندوستان مین انگریزون کی حکومت بڑھنے کا میلان یہہ ناگزیر تھا کہ ہندوستانیون کو اعلے عہدون سے خارج کر کے انکی جگہہ انگریز مقرر ہون - انگریز کو یہہ یقین تھا کہ وہ ہر سرکاری کام کو ہندوستانی سے اچھی طرح کر سکتا ہے وہ اپنے سچے دل سے یقین کرتا تھا کہ ہندوستان کے ساتھ جو انگریز بھلائی کر رہے ہین اس کے لیئے یہہ لازمی امر ہے کہ ہر اعلے اور معزز عہدہ پر انگریز مقرر ہو اور ادنے اور محنت کی خدمات پر ہندوستانی مقرر ہون اسلیئے سپاہ مین جو پہلے پہلے شریف و رئیس معزز عہدون پر مقرر ہوتے تھے اور اصل حکمرانی کرتے تھے اور خاص انکا احترام ہوتا تھا اب اس عزت کے پایہ سے گر گئے اور انکی جگہہ انگریز افسر ہونے لگے غرض سپاہ مین انگریزی افسرون کی افزائش اور ہندوستانی افسرون کی کاہش ہونے لگی تو پھر شریف ہندوستانی جو سپاہ کی نوکری کو اپنی عزت سمجھتے تھے اُسکو ذلت جاننے لگے اور اس سے کنارہ کشی کرنے لگے انہون نے دیکھا کہ جسقدر یہہ انگریزی سلطنت کو بڑھاتے جاتے ہین اتنے ہی ذلیل و خوار ہوتے جاتے ہین - غرض اس سے سپاہ کی حالت بدل گئی کہ سپاہ کی ملازمت کی تخصیص شرفا کے ساتھ نہین رہی اور اس مین ذلیل اور رذیل بھرتی ہونے شروع ہو گئے -

انگریزی افسرون کو یہہ شوق پیدا ہوا کہ ملٹری ترقی کی جائے - مدراس مین سرجان کراڈک نے کمانڈر انچیف

ہندوستانی افسران کا تنزل اور انگریزی افسرون کی ترقی

[illegible]

سنہ ۱۸۰۵ء

مقرر ہوئے تھے انہون نے جو متفرق قوانین تھے انکی ایک مجموعہ مین شیرازہ بندی کی ان مین یہہ چار باتین اور اضافہ کین اول قواعد کے وقت سپاہی ماتھے پر تلک و قشقہ نہ لگایا کرین دوم کانون مین بالا اور بالی نہ پہنا کرین سوم ٹھوڑی پر سے ڈاڑھی کے بالون کو صفاچٹ کرایا کرین اور مونچھون کو بھی ایک کینڈے کا رکھا کرین - چہارم ایک گول ٹوپی جسکا انگریزی مین ہیٹ کہتے ہین پہنا کرین -

سپاہی منطقی تو ہوتے نہین وہ بھولے بھالے شکی ہوتے ہین یہہ بات کچھ مشکل نہ تھی کہ انکو یہہ سمجھایا جاتا کہ یہہ جو ہندوستانی سپاہیون کے لیئے گورون کا لباس پہنایا جاتا ہے اسکے اصلی معنی کچھ اور ہین اور مطلب دوسرا ہے یہہ جو ٹوپی ہے وہ فقط عیسائی ہونے کی نشانی نہین ہے بلکہ اس کے اندر نجس سور کی اور مقدس گائے کی کھال لگی ہوئی ہے جس سے دونو ہندو مسلمانون کو پرہیز ہے اگرچہ مسلمان ماتھے پر ذات کی تمیز کے لیئے قشقہ نہین کھینچتے ہین مگر اپنی ریش مبارک کو بہت عزیز رکھتے ہین اور کوئی کوئی مسلمان کان کے بالے کو بھی اپنا حرز جان جانتے ہین مگر یہان کے مسلمانون مین بہت سی باتین ہندوپنے کی پیدا ہو گئی ہین اُنکے توہمات کچھ ہندوون سے کم نہین - غرض ۱۸۰۶ء کے موسم بہار مین دکن مین ہندو مسلمان سپاہی آپس مین برادرانہ ہمجات ہو کر اپنی ہمدردی کی باتین کرتے تھے اور ان سخت احکام سے بچنے کے لیئے تدابیر کرتے تھے - گرمی اور برسات کا موسم تھا سپاہیون کو فرصت تھی آپس مین ملکر حاکمون کی نسبت تھوڑی بہت بکواس کرتے تھے سپاہیون سے زیادہ بازارون اور بستیون مین افواہین اڑتی تھین - مسافر فقیرون کو بہت سی نئی نئی باتین سوجھتی تھین اور وہ بڑی وحشت زدہ خبرین ایک جگہہ سے دوسری جگہہ لے جاتے تھے اور پیشین گوئیان اپنی بیان کرتے تھے کہ وہ جلد پوری ہونے والی ہین کٹ پتلیون کے تماشون مین عجیب نقلین اتاری جاتی تھین اور وحشت انگیز گیت گائے جاتے تھے اور استعارہ دوہے پڑھے جاتے تھے غیب سے عجیب عجیب کاغذ لکھے ہوئے آتے تھے دیوارون پر عجیب عجیب اشتہارات چپکائے جاتے تھے غرض ان باتون سے سپاہی یہہ سمجھنے لگے کہ ایک انقلاب پیدا کیجے تو فائدہ حاصل ہو اور تکلیفون سے نجات ملے سپاہیون کی بہت سی شکایتون مین سے چند نیچے لکھی جاتی ہین۔

اگر سرکار کمپنی کی ملازمت مین اسکی ساری عمر بسر ہو جائے اور جو کچھ وہ حق خدمت ادا کر سکتا ہے اسکو ادا کرے تو بھی وہ صوبہ دار کے عہدہ سے آگے نہین بڑھ سکتا اب وہ وقت خواب خیال ہو گئے جبکہ

ممتاز ہندوستانی سپاہی اعلے درجے کے عہدون پر مقرر ہوتا تھا اور انکو بڑی تنخواہین و مشاہرے ملتے
تھے اب تو وہ وقت آگئے ہین کہ ہندوستانی اعلے عہدون پر پہنچنے کے بجائے دستور کے
موافق ادنے عہدہ پر نیچے گرایا جاتا ہے۔ سپاہی جو پہرہ پر ہو وہ انگریزی افسر کی سلامی ہتھیار کے
پیش کرنے سے اتارتا ہے لیکن ہندوستانی افسر کو وہ ہاتھ سے بھی سلام نہین کرتا۔ ایک انگلش
سارجنٹ اعلے درجہ کے ہندوستانی افسرون پر حکمرانی کرتا ہے۔ بڑے بڑے انگریزی افسر غلطیان
کرتے ہین کہا غدر کے غلط الفاظ کام مین لاتے ہین اور اسکا الزام ہندوستانی سپاہیون پر لگاتے
ہین اور انکو بُرا بھلا کہتے ہین۔ وہ ہندوستانی جنکے سر کے بال سرکار کی ملازمت مین سفید
ہو گئے ہین انکو بر ملا انگریزی لڑکے بُرا کہتے ہین۔ مارچ کے مہینے مین ہندوستانی افسر اسی خیمے
مین مجبوراً رہتے ہین جس مین اور عام سپاہی رہتے ہین اور ہندوستانی ریاستون کی طرح ان کی
سواری کے واسطے ہاتھی پالکی نہین مقرر ہوتی خواہ انکو سفر کیسا ہی دور دراز کرنا پڑے اگر وہ
گھوڑون یا ٹٹوؤن پر سوار ہوتے ہین جنکو وہ اپنی تنخواہ کی بچت سے خریدتے ہین تو انگریزی
افسر اپنی ناک بھون چڑھاتے ہین کہ یہہ نودولت نئے بگڑے ہین سپاہی کہتے ہین کہ نظام اور رئیسون کے
سپاہی انگریزی صوبہ دارون اور جمعدارون سے اچھے ہین بیان کیا جاتا تھا کہ کمپنی کے افسر سپاہیون کو
انکے گھرون سے بڑے دور دراز کے فاصلہ پر لے جاتے ہین جب وہ ایک غیر ملک مین مر جاتے
ہین ان کے بیوی بچے بھیک مانگنے کے لئے چھوڑ دئیے جاتے ہین ہندوستانی والیان ملک
جب نئے ملکون کو فتح کرتے ہین تو ممتاز سپاہیون کو اراضی معافی عطا کرتے ہین کمپنی کا افسر الفاظ شیرین مین
خالی تعریف کرنے کو کافی جانتے ہین اشراف انگریزون کی آشنا عورتین ہندوستانی افسرون سے زیادہ
تنخواہ پاتی ہین۔ انگریز تو اس ملک کی خوبصورت سے خوبصورت عورتین اپنے زنانہ مین داخل کر لیتے
ہین ہندوستانی افسر مشکل سے لیڈیون کو بھی دیکھ سکتے ہین اور سب پر طرہ یہہ تھا کہ سر ارتھر ولزلی نے
یہہ حکم دیا تھا کہ زخمی ہندوستانی سپاہیون کو گولیون سے ماردو۔ یہہ غلط کہانیان جو گھڑی
گئی تھین اپنے جھوٹ اور اتہام کا خول چڑھا ہوا تھا مگر اسکی نیچے کی تہ مین سچ بھی بہت تھا۔ شکایتین
جو بیان کی گئین ان کے بڑے حصہ کے مرض مزمنہ کی طرح سپاہی برداشت کر رہا تھا اور آیندہ
خاموشی و صبر سے تحمل کرتا اگر اسکی پیشانی پر سے ذات کی نشانی کا تلک نہ اڑایا جاتا اور اس کے

کان کے بالے بالیان نہ اتاری جاتین اور ہیٹ اسکے سر پر نہ پہنہائی جاتی اور ڈاڑھی ٹھوڑی پر سے نہ اڑوائی جاتی ان باتون سے وہ اپنے خشم وغصہ کو نہ روک سکا فتنا ختون کا مجموعہ اتنا جمع ہوگیا تھا کہ پھر اسکو یہہ سمجھانا کہ وہ قابل برداشت نہین کچھہ مشکل نہ تھا تو اسنے اپنے حقوق کی محافظت کی لیئے سرکار کو صدمہ پہنچانے کا قصد کیا اسکے سکھانے والے بھی دور نہ تھے ٹیپو سلطان کا خاندان قریب تھا وہ قلعہ ویلور مین امیرانہ ٹھاٹھہ سے رہتا تھا قیدیون کی طرح نہین اسکے پاس دولت بے حساب تھی اور مسلمان نوکرون کا بڑا ہجوم تھا۔ یہہ شہزادے اپنی بادشاہی بھولے نہ تھے اور انگریزون نے جو احسان انکے ساتھ کیئے تھے انکو بھول گئے تھے وہ اپنی عیش وعشرت کی مئے مین اپنی کھوئی ہوئی سلطنت کی خواب دیکھہ رہے تھے یہہ بھی ایک طریقہ بادشاہی حاصل کرنے کا تھا کہ سپاہ کو بہکا کر سرکار کمپنی سے برگشتہ کر دینے اب اس کام کا وقت آگیا تھا انہون نے اپنا کام شروع کیا اگر انگریزی افسرون اور سپاہ مین وہی تعلقات ہوتے جو کچھہ برس پہلے تھے تو سپاہ کو بہکا کر سرکار کمپنی سے برگشتہ کرنا بڑا ہی مشکل کام ہوتا مگر اب پرانے سپاہی تو پنشن پر چلے گئے تھے سپاہ مین نئے افسر اور نئے سپاہی ایسے تھے جو ایک دوسرے سے شناسا نہ تھے اسلیئے سپاہ کو بہکا کر سرکار کمپنی سے باغی بنانا آسان ہوگیا

؍ مئی کو ایڈجوٹنٹ جرل اگنیو صاحب فورٹ سینٹ جارج سے اپنے کام پر سے اٹھے تھے کہ ان پاس یہہ خبر آئی کہ ایک پلٹن بغاوت پر تلی بیٹھی ہے۔ سر جان کرے ڈوک نے ویلور مین آکر اس فساد کی خبر کو رفع دفع کردیا دو سپاہیون کو کورٹ مارشیل نے بیت پٹوا دیئے۔ باغی سپاہ مدراس بھیجی گئی اور اسکی جگہہ اور سپاہ بلالی گئی۔ مگر ویلور سے یہہ وبا بالکل رفع نہ ہوئی گو اس وقت وہ دب دبا گئی یہہ مقامی وبا نہ تھی بلکہ ملک کی ساری چھاونیون مین پھیلی ہوئی تھی انگریزون کو سپاہیون کی کارستانیون سے خبر نہ تھی۔

ویلور مین باوجودیکہ بغاوت کے آثار نمودار ہوچکے تھے مگر وہان نہ گورون کی سپاہ بھیجی نہ ہندوستانی سپاہ کی ٹیپو سلطان کے خاندان کے ساتھہ آمد ورفت روکی گئی وہان کے آدمیون نے ان سپاہیون کو سمجھایا کہ تم مین سے ہر ایک سپاہی عیسائی بنایا جائیگا اسکی وردی کے ہر حصہ کا امتحان کیا جاتا کوئی حصہ صلیب بتا دیا جاتا جسکا لگانا عیسائی ہونے کی خاص نشانی ہے پھر کہا جاتا کہ اس کا پہننا تو بالکل فرنگی بننا ہے ٹوپی والا تو فرنگی کا دوسرا نام ہے غرض سپاہیون کو یہہ فہمائش ہوتی کہ

تم خوب سمجھ لو کہ اول تم عیسائی بنائے جاؤ گے اور اسکے بعد رعیت اور بازاری آدمیون کو بہہ بہیٹ پہنائی جائیگی جس سے سارے ملک پر خرابی آئیگی قلعہ کے اندر اور باہر یہی چرچا رہتا تھا کہ انگریزی سپاہ کو عیسائی بنانے کو ہین اور یہہ ہیٹ ہندوؤن کی ذات خراب کرنے کے لیئے اور مسلمانون کے ایمان کھونے کے لیئے بنائی گئی ہے انگریزان سب باتون سے بالکل ایسے ناواقف تھے کہ جب ایک سپاہی مصطفی بیگ نے افسرون کو یہہ خبر سنائی کہ سپاہ بغاوت پر آمادہ ہے تو افسرون نے اسکو پاگل سمجھ کر جیل خانہ مین بھیجدیا کہ وہ ناحق اپنی پلٹن کا منھہ کالا کرتا ہے مگر جب اسکی پیشین گوئی پوری ہوئی تو اسکو دو ہزار پیگوڈا انعام دیئے اور صوبہ داری کا منصب دیا۔ وہ اول سپاہ کی سازش مین خود شریک ہوا تھا اور پھر اسنے انگریزون کو سازش کی اطلاع دی اسطرح اسنے اول انگریزون کو دغا دینے کا کام کیا پھر پلٹن سے دغابازی کی جب اسکو انعام ملا تو یہہ کہا گیا کہ سرکار کمپنی کے اشراف ملازمون کی طبیعت اور اسکی گورنمنٹ کی خاصیت یہہ ہے کہ چور کو خوش کرتی ہے اور دیانتدار آدمی کو سزا دیتی ہے

۱۰- جولائی سنہ ۱۸۰۶ء کو دفعتہً بھانڈا پھوٹا۔ ایک دن پہلے بہت سے آدمی قہقہے لگاتے ہوئے شیخیان بگھارتے ہوئے اور آپس مین جنگ کی نقل اتارتے ہوئے کچھ پیدل کچھ سوار قلعہ مین داخل ہوئے جنکو یہان کچھہ کام نہ تھا۔ شام کو انگریزون کو گالیان بھی خوب دین۔ ہندوستانی زبان مین ایک اجٹین کو اسکے منھہ پر گالیان سنائین۔ اگرچہ یہہ تحقیق نہین کہ بلوہ مچانے کی کوئی تاریخ پہلے سے مقرر ہوئی تھی مگر خانگی خط وکتابت سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ ۱۴ مئی تاریخ قرار پائی تھی۔ یہہ ٹھیر اتھا کہ میسور کا جھنڈا جو تیار ہو رہا ہے جب کھڑا ہو جائے تو اسکے پندرہ روز بعد بلوہ کیا جائے۔ اتفاق سے یوروپین افسر گارڈ بیمار ہو گیا اور صوبہ دار بھی علیل ہو گیا۔ قاسم خان جمعدار جو بغاوت کا بڑا سرغنہ تھا وہ رونڈ کرنے گیا وہ شراب مین ایسا بدمست ہوا کہ وہ اپنے غصہ کو روک نہ سکا کہ روز معینہ کا انتظار کرتا اسنے سرِدست بلوہ برپا کردیا اسکے اور ساتھی اس مین وقفہ چاہتے تھے۔ دفعتہً چودہ بیدار ہوئے تو اپنے کام کرنے کے قابل نہ تھے اور خطوط جو انگریزون کے بدخواہ پولی گارون کے اور میسور کے لیئے لکھے گئے تھے وہ ہنوز نہین بھیجے گئے تھے یہہ یقین کیا گیا تھا کہ چند روز مین دس ہزار سپاہی جو خاندان حیدر علی کے خیرخواہ ہین مسلمانون کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو جائینگے۔ صرف ویلور پر ایک ہفتہ کے لیئے قبضہ ہونا چاہیئے پھر تو کل ملک باغیون کے ہاتھہ مین ہو جائے گا۔ ١٠ جولائی سنہ ١٨٠٦ء

ویلور مین گورون کی سپاہ چار کمپنیان شاہی ۶۹ پلٹن کی تھین آدھی رات کے بعد دو بجے سے گورون اور انگریزون کا قتل شروع ہوا پہرہ کے سپاہیون کو گولیون سے مار دیا سوتے ہوئے گورون کو ہلاک کیا اسپتال مین بیمار گورون کو ذبح کیا۔ افسر اپنے بچھونون مین یہہ غیر معمولی ہنگامہ کی آواز سنکر اٹھے تو انکو باغیون نے گولیان مار کر مار ڈالا۔ زندون مین سے دو مین بھاگ کر بارکون مین گئے اور وہان جو گورے تھے انکے کماندر بن کر باغی سپاہیون پر حملہ آور ہوئے مگر انپر دشمن غالب آئے۔ فقط سپاہیون نے سرکشی نہین کی تھی محل کے آدمیون نے بھی باغیون کی امداد کی شہزادون نے باغیون کے واسطے کھانا بھجوایا جس سے تھکے ہوئے باغی پھر تازہ دم ہوئے۔ ٹیپو سلطان کا تیسرا بیٹا شاہزادہ معز الدین بذات خود سرکشی کا سرغنہ بنا اور اپنے ہاتھ سے باغیون کو بیڑے دیئے اور سلمانون کے خاندان کے بحال کرنے کے بڑے بڑے انعام اکرام مقرر کیئے اسی کے مکان مین سے شیر کی کھال کا علم میسور کا ایک خدمتگار لایا اور وہ دین دین کے نعرون کے ساتھ محل کی دیوارون پر کھڑا کیا سپاہیون نے فرنگیون کو قتل کیا اور لوگون نے انکا گھر بار لوٹنا شروع کیا پھر سپاہی بھی انکے ساتھ لوٹ مین شریک ہو گئے سپاہیون کو حرص ایسی دامنگیر ہوئی کہ وہ اپنے اصل مطلب کو بھول گئے۔ قلعہ مین انگریزون کو نہین مارا مگر وہ موت سے بدتر حالت کے لئے زندہ رکھی گئین کہ جب سب انگریزون کو فنا کرلینگے تو انکو مسلمان بی بی بنائین گے ؞

جسوقت یہان یہہ خوفناک کام ہو رہے تھے اور ٹیپو کے بیٹے خوشیان منا رہے تھے کہ میسور مین سلطان کی سلطنت پھر قائم ہوئی اسوقت میجر کوٹ یہہ خبر سنکر ارکاٹ مین گئے وہان ۱۹ رجمنٹ ڈریگون کی موجود تھی جسکے کمانڈر کلیسپائی تھے کوٹ صاحب نے انکو ۷ بجے یہہ خبر سنائی تھی کہ پندرہ منٹ بعد کلیسپائی مع اپنے گورے سوارون کے اور ایک ہندوستانی رسالہ کے ساتھ ویلور مین آموجود ہوئے حیدر علی کا یہہ مقولہ کہ انگلش اپنے گورون کو شکاری چیتون کی طرح پنجرون مین بند رکھتے ہین جو دفعتہً اپنے دشمن پر لپک کر اسکو ہلاک کرتے ہین جیسا اسوقت عمل مین آیا ایسا پہلے کبھی نہین آیا تھا جسکا اثر بڑا خوفناک اسکی اولاد اور ملازمون پر پڑا کرنیل کلیسپائی نے آتے ہی قلعہ پر قبضہ کرلیا۔ ان گورون کے آنے سے کاغذون کی رنگتین سفید ہو گئین اور چہرہ ون گا جر مولی کی طرح

کاٹے جانے لگے تھوڑی دیر مین تین چار سو قتل ہوکر خاک مین برابر ہوئے اور بہت سے مقید ہوئے کچھ قلعہ کی دیوارون پر سے کود کر بھاگ گئے یا اپنے ہتھیار پھینک کر جان کی امان کے لیئے گڑگڑانے لگے برافروختہ خاطر سوار جنہون نے ویلور پر ٹیپو سلطان کا شیر کی کھال کا پھریرا پھیراتے دیکھا تھا اس گرم صبح مین گھوڑون پر سوار ہوکر جب یقین کرتے کہ ہم نے اپنا کام پورا کیا کہتے کے سب پلٹون کو مار ڈالنے ۔ انکو بڑا اشتیاق تھا کہ محل کے اندر گھس کر ان لوگون کو مناسب سزا دین جنہون نے انکے ہم وطنون کو بے رحمی سے قتل کرانے کے لیئے اکسایا تھا کچھ دیر کے لیئے کلیسائی صاحب کے دل مین یہہ ارادہ ہوا تھا کہ کرنیل میری اوٹ نے جنکی حراست مین میسور کا خاندان تھا اس خیال کو دور کر دیا اور کلیسائی صاحب نے اپنا ہاتھ روک لیا اور اپنی فتح کو ظلم سے ملوث نہین کیا ٹیپو کے خاندان کے سب اراکین اسکے ہاتھ مین تھے انپر وہ رحم کیا جو غریب بیکس درماندون پر کرنے سے عیسائی سپاہی کیا کرتے ہین اور اس سے خوش ہوتے ہین ÷

ابھی یہہ طوفان پھیل کر بڑا دہشتناک نہین ہوا تھا کہ گورنمنٹ نے یہہ ارادہ مصمم کر لیا کہ سپاہ کے رسم و رواج و عادت کے برخلاف جو احکام جاری کیئے گئے ہین وہ سب منسوخ کیئے جائین ۔
کچھ دیر کے لیئے سرکشی اپنے صدر مقامون مین فرو ہوگئی ویلور پر پھر انگریزی پھریرا پھیرانے لگا لیکن دکن کے اور مستحکم مقامات مین سرکشی کا مادہ باک رہا تھا میسور اور کرناٹک ہی ایسے مقام نہ تھے جہان انگریزون کے ساتھ بے وفائی و بے مہری کی بحثین ہو رہی ہو بلکہ دکن مین اسطرح وہ ظاہر ہو رہی تھی کہ کچھ مدت کے لیئے اسکے سبب سے بڑا خوف و خطر پیدا ہوا حیدرآباد دارالسلطنت نظام مین بڑی برافروختگی ہو رہی تھی یہہ خوف تھا کہ ہندوستانی سپاہ انگریزی جو وہان ہے اسکو اور لوگ سوار نظام کے ایسا نہ بہکا و بھڑکا دین کہ وہ سرکش و باغی ہو جائے ۔ ایک نیا کمانڈر کرنیل مونٹ ایسور ایسا مقرر ہوا تھا جو اس ملک کی عادات اور رسم و رواج سے بالکل واقف نہ تھا یا تھوڑا واقف تھا اسنے ان احکام کی جنکا اوپر ذکر ہوا سپاہ سے تعمیل کرانے مین سختی کی اور انپر کچھ اور سخت احکام اپنی طرف سے اضافہ کیئے کہ بازار مین سپاہی باجا نہ بجائے جسکے یہہ معنی تھے کہ شادی و غمی کی رسم کو اپنے رواج کے موافق نہ ادا کرے غرض سپاہ کو پورا یقین ہوگیا کہ انگریزون کا ارادہ ہے کہ ہماری حیات کو مٹا دین اور ان کے مذہب کو باقی نہ رکھین اور انکو عیسائی بنا لین ۔ انگلنڈ سے نئے پادری آئے تھے اور جرنیل وی ماکس نے

سپاہیون کو چرچ مین مارچ کرایا تھا بس حیدرآباد مین اس کا ذکر تھا کہ یہہ مارچ کیون چرچ مین ہوا تھا مگر نظام اور اسکے وزیر میر عالم نے عین وقت پر ایسی تدبیرین کین کہ بغاوت برپا نہونے پائی اور جب حیدرآباد مین قتل عام کی خبر پہنچی تو کرنیل مونٹ دی سرو صاحب نے احکام کی تعمیل کرنے مین سختی کو چھوڑ دیا اور نرمی اختیار کی ۲۲- جولائی ۱۸۰۶ء کو ۲۳ رجمنٹ مدراس نے اپنی وردی مین سے سارے چمڑے کی چیزون کو الگ کر دیا مگر اس پلٹن کے چار صوبہ دار جو بغاوت کے سرغنہ تھے گورون کے پہرون مین مچھلی پٹم بھیجدیئے گئے تو اسکا اثر شہر اور چھاونی پر اچھا ہوا ✠

نندی ڈروگ

نندی ڈروگ میسور کے وسط مین ہے وہان شروع سال سے سپاہ اپنی ناخوشی ظاہر کر رہی تھی وہان فقرا کا فالین دیکھنے والون کا نجومیون کا کٹ پتلیون کے تماشا گرون کا عجب عجب طرح کی پیشین گوئیان کرنے والون کا اثر بہت تھا اور انکا کہنا سننا بہت چلتا تھا اس مقام مین تھوڑی سپاہ تھی اور قلعہ اس کے پاس بڑا حصین تھا اسنے قلعہ کی دیوارون پر علم بغاوت بلند کیا جو بنگلور مین نظر آتا تھا - ہندو مسلمان آپس مین دعوتین کرتے تھے اور باہم بقسمیہ عہد و پیمان ہوتے تھے کہ ہم آپس مین ملکر بھائیون کی طرح کام کرین گے اور انہون نے قسم کھائی کہ ہم اپنے انگریزی افسرون کو قتل کرین گے مگر اس کام کے کرنے مین انہون نے اتنی دیر لگائی کہ ناکامی ہوئی روز اور ساعت انگریزون کے قتل کرنے کا مقرر ہو گیا ہندوستانی سپاہیون نے اپنی کنبون کو قلعہ کے باہر بھیجدیا اور سب طرح سے مفسدہ پردازی پر آمادہ ہوئے - ۱۸- اکتوبر ۱۸۰۶ء کو آدھی رات سے دو گھنٹے پہلے سپاہیون کا قصد اپنے افسرون پر حملہ کرنے کا اور کسی انگریز کو زندہ نہ چھوڑنے کا تھا لیکن آٹھ بجے اسی رات کو انگریزون کو اسکی خبر ہو گئی بنگلور سے کمک روانہ ہو گئی اور کرنیل ڈیوس نے گورون کے سوارون کو لاکر انتظام کر لیا ✠

پالی ام کوٹا

نومبر نئی تکلیفین لایا - پالی ام کوٹا ایک مقام ساحل بحر سے بہت نیچے تھا میجر ولیش مع چھ انگریزی افسرون کے ایک ہندوستانی پلٹن کے کمانڈر تھے ویلور مین جو آتی مارے گئے تھے انکے بہت رشتہ دار اس پلٹن مین تھے جو اپنے عزیزون کے سوگ مین بیٹھے تھے اور انتقام لینا چاہتے تھے اس مہینہ کے تیسرے ہفتہ کے آخر مین یہہ یقین کیا گیا تھا کہ مسلمان سپاہیون کا ارادہ ہے کہ یہان کے سب انگریزی افسرون کو مار ڈالین انگریزی افسر کو اسکی خبر ہو گئی اسنے تیرہ ہندوستانی افسرون کو قید کر لیا اور پانچ سو مسلمان سپاہیون کو قلعہ سے باہر نکال دیا - پھر یہہ معلوم ہوا کہ اس بغاوت کی کچھ اصل نہین تھی اس کا

خالی خوف ہی خوف تھا کرنیل فوائس نے آنکر تمام سپاہیون سے وفاداری کا حلف لیا سب نے خوشی سے دیا ایسا ہی حال والاجاہ آباد مین ہوا۔

مدراس گورنمنٹ کو ان چھہ مہینون مین تحقیق ہوگیا کہ سپاہ دل سے انگریزون سے اس سبب سے ناراض ہوگئی ہے کہ اسکے دل مین یہہ ایک بیجا خوف بیٹھہ گیا ہے کہ گورنمنٹ اسکی جات کو برباد کرنا زبردستی عیسائی کرنا چاہتی ہے۔ گورنمنٹ نے تمام وہ قواعد جنسے سپاہ ناراض ہوئی تھی خوف کے مارے منسوخ کردئیے اور لارڈ ولیم بنٹنک نے مربیانہ نوازش سے ۲۰ دسمبر سنہ ۱۸۰۶ء کے اجلاس مین ایک اشتہار مرتب کیا وہ ہندوستانی و تامل و تلگو زبانون مین ترجمہ ہوکر ہر پلٹن مین سنانے کے لیے بھیجا گیا اول اس مین بیان کیا گیا کہ بعض بدنیت خبیث طینت آدمیون نے سپاہ کو بہکا کر انکے دلمین یقین پیدا کردیا ہے کہ برٹش گورنمنٹ انکو زبردستی عیسائی بنانا چاہتی ہے پہر بیان کیا گیا کہ سپاہ اپنی اپنی خوشی نصیبی کا یقین کرے کہ دنیا کے کسی حصہ مین سپاہی کے حال پر اس سے زیادہ مہربانی وفیاضی نہین کی گئی ہے جو برٹش گورنمنٹ نے اسپر کی ہے اسکو چاہئیے کہ وہ اپنے اسی قدیمی طریقہ کو اختیار کرے جسنے اسکو لارنس اور کوٹ اور بہادر افسرون کے زمانہ مین ممتاز و سرفراز کیا تھا اگر وہ یہہ نہ کریگی تو وہ خوب جان لے کہ گورنمنٹ جیسی اپنی مہربانی مستحقین کی محافظت کے لیے کرتی ہے ایسے ہی خطا وارون کے سزا دینے کے لیے آمادہ رہتی ہے۔ برٹش گورنمنٹ نے خطا وارون کے سزا دینے مین بڑی نرمی اختیار کی قتل کے بہت سے مجرمون مین سے چند ہی کو پھانسی دی بہت سے مجرم جنپر اس بغاوت مین شریک ہونا ثابت ہوا وہ فقط اپنی نوکری سے موقوف کیے گئے۔ گورنمنٹ کلکتہ نے یعنی سر جارج بارلو نے قاتل پلٹنون کا نمبر سپاہ کی فہرست مین سے نہین کاٹا ہوم گورنمنٹ نے مدراس کے اعلے حکام پر ملامت حق یا ناحق کی اور گورنر اور کمانڈر انچیف اور ایڈجوٹنٹ کو عہدون سے برطرف کیا۔

اگرچہ سنہ ۱۸۰۶ء مین بغاوت کی نوبت آگئی تھی مگر سنہ ۱۸۰۷ء مین اسباب بغاوت کی تحقیقات شروع ہوئی ان سوالات پر سخت مباحثہ ہوا کہ سبب بغاوت کیا تھا؟ بغاوت مین کسکی خطا تھی؟ کیا یہہ فقط سپاہ کی بغاوت سپاہیون کی اندرونی برافروختگی سے پیدا ہوئی تھی یا کوئی پولیٹکل تحریک سے ہوئی تھی جو بیرونی ایجی ٹیشن سے پیدا ہوئی تھی؟ ان سوالات پہ بحث کرنے والے دو فریق ایکثانی کل اور دوسرا جبطبر سمت تھے اول فریق یہہ کہتا تھا کہ سپاہ مین جو سخت قواعد جبریہ جاری ہوئے اسکے سبب سے سپاہ نے

اسباب بغاوت

بغاوت اختیار کی دوسرا فریق یہہ کہتا تھا کہ اس بغاوت مین کچھ قواعد جدید کو دخل نہ تھا ایک اور تیسرا
فریق یہہ کہتا تھا کہ بغاوت کے برپا ہونے مین ان دونو فریق کا قصور نہ تھا بلکہ اس کا سبب پادری
اور مشنری تھے یہہ خوف کہ ہندوستانی زبردستی عیسائی بنائے جائینگے فقط سپاہی کو
نہ تھا بلکہ کل ہندوستانیون کو تھا۔ بازارون مین ایسی افواہین اڑتی رہتی تھین جو انکی داستانین
گھڑی جاتی تھین انہین سے ایک یہہ بھی تھی کہ سرکار کمپنی کے افسرون نے نئے بنے ہوئے
نمک کے دو ڈھیر لگائے اور ایک پر سور کا خون چھڑکا اور دوسرے پر گائے کا خون
اور اسکو تمام ملک مین بیچنے کے لیئے بھیجا کہ جس سے ہندوؤن کی جات اور مسلمانون کا
ایمان بگڑ جائے اور سب انگریزون کی طرح ایک جماعت و ایک مذہب ہو جائین۔ جب یہہ
بیہودہ ڈھکوسلہ ملک مین پھیلا تو بعض آدمیون نے نمک کھانا چھوڑ دیا بعض نے مہنگا
نمک خرید کرکے اسکا ذخیرہ نہایت احتیاط سے کہین دور جاکر رکھا۔ ایک اور کہانی یہہ گھڑی
گئی کہ ٹرنکومالی کے کلکٹر نے گورنمنٹ کے حکم سے عیسائی گرجا کی بنیاد کا پتھر ہندوؤن کے
پیگوڈا (بت کدہ) کے قریب رکھا ہے اور آس پاس کے تمام سنگ تراشون کو بلایا ہے اور
ہر گھر پر ٹیکس لگایا ہے کہ جس سے عمارت کی لاگت وصول ہو جائے اور پیگوڈا مین جانے
کی اور بت پرستی کی ممانعت کردی ہے جب کلکٹر سے اس بات کی شکایت کی گئی تو اسنے یہہ جواب
دیا کہ جو کچھ مینے کیا ہے وہ کوئی غیر معمولی بات نہین ہے گورنمنٹ کے حکم سے اسی قسم کی عمارت
ہر شہر و قصبہ و گانؤن مین بنائی جائیگی ہندوستان مین اس قسم کی حکایتون کا فوراً یقین
ہوتا ہے جھوٹ جتنا موٹا ہوا اتنا ہی آسانی سے ہندوستانی نگل لیتے ہین انکو بد ذات و خانہ بر انداز
شریر ایسی حکایتون کو شہرت دیتے ہین اور جانتے ہین کہ اس سے ہماری غرض جو شور و محشر
مچانے کی ہے نکل آئیگی مفسدہ پرداز شریر یہہ امید رکھتے ہین کہ لوگون کو یہہ یقین دلانا کہ مذہب
مین گورنمنٹ مداخلت کرتی ہے انکو گورنمنٹ کا بدخواہ اور دشمن بنا دیگا۔ پادریون کے موعظت
سے اور ان کے کارخانون کے جمنے سے مفسدون کو موقع ہاتھ لگتا تھا کہ وہ ایسی کہانیان خلقت
مذہبی کی بناتے تھے۔ گورنمنٹ تو عیسائی مذہب سے کوئی اپنا تعلق نہین رکھتی تھی سپاہ کے
افسرون مین بہت تھوڑی مذہب کی نشانیان پائی جاتی تھین سپاہیون کو مشکل سے یقین آتا تھا

کہ ان کے افسر کوئی مذہب رکھتے ہین یا دریون کو وہ اپنے مذہب کا غارت کرنے والا جانتے تھے جیسے یہہ مداخلت مذہبی کی ہل چل پڑتی تھی +

ہوم گورنمنٹ کے خیالات

ہوم گورنمنٹ نے بغاوت کے اسباب تحقیق کرنے کے لیئے ایک خاص کمیٹی مقرر کیا اور اسکی تحقیقات کے موافق اسباب بغاوت یہہ ٹھیرائے کہ سپاہیون کے لباس اور انکی ظاہری صورت بنانے کے باب مین جو نئی نئی باتین ایجاد ہوئین اسنے سپاہ کی بغاوت کو برپا کیا +

بارک پور مین پلٹن کی بغاوت سنہ ۱۸۲۴ع

۴۷ - رجمنٹ کو برہما کی لڑائی مین جانے کا حکم ہوا تھا وہ بارک پور مین مقیم تھی وہ جاڑے مین اپنے جانے کی تیاریان کر رہی تھی انتظار کرنا اکثر پشیمان ہونا ہوتا ہے برسات گرمی مین سپاہ کو انتظار کرنا پڑا کہ جنگ برہما کی یہہ وحشتناک خبر آئی کہ رامو مین لشکر انگریزی پر بڑی تباہی آئی برمیون نے تمام انگریزی پلٹنون کو مار ڈالا یا سمندر مین انکو دھکیل دیا اب وہ بنگال پر حملہ کرنے کو ہین اور اخبارون نے اس خبر پر اور حاشیہ چڑہائے کہ کمانڈر انچیف لڑائی مین مارا گیا اور گورنر جنرل نے غیرت کے مارے زہر کھا لیا اور ہندوستان کے اضلاع زیرین مین یہہ یقین ہوگیا کہ اب سرکار کمپنی کی سلطنت کا خاتمہ ہوتا ہے - ہندوستانی سپاہ کی خیر خواہی فتح کی ہوتی ہے شکست مین اسکی خیر خواہی کا سخت امتحان ہوتا ہے پھر اس شکست کی خبر کے سوا یہہ اور کہانیان سننے مین آئین کہ جس ملک مین سپاہ کو جانا پڑیگا وہ بڑا دشوار گذار ہے اسکی آب و ہوا مہلک ہے شہر بڑے بہادر ہین جب یہہ ہین بازارون مین اڑین تو سپاہ سرحد سے پرے جانے مین مذبذب ہوئی اتفاق سے باربرداری کے جانورون کا بھی کال تھا ہرچند کمسریٹ نے انکے بہم پہنچانے مین کوشش کی مگر وہ ناکامیاب رہا - اس حال مین بارک پور کی چھاونی مین یہہ خبر اڑی کہ باربرداری کے جانورون کے نہ ہونے کے سبب سے سپاہ کا سفر بارک پور سے چٹ گانون کو جہاز مین ہوگا اور ضلع بنگال کے پار رنگون مین جانا ہوگا اسپر سپاہ نے قسم کھائی کہ وہ سمندر مین سوار نہین ہوگی - ہرچند سپاہ کو سمجھایا مگر وہ اپنے ارادہ سے باز نہ آئی اسنے نافرمانی کے آثار نمودار کیئے پلٹن نے ۳۰ - اکتوبر کو پریڈ پر صاف کہا کہ ہم سمندر مین سوار ہو کر برہما مین جائین گے پہلی نومبر کو دوبارہ وہ پریڈ پر بلائی گئی تو سپاہ نے پہلے سے بھی اپنے برے تیور دکھائے - کمانڈر انچیف مع گورون کی دو رجمنٹون اور توپخانہ کی بارکون مین آئے انہون نے سپاہیون کو سمجھایا وہ نہ سمجھے اور اپنی بات پر بچون کی طرح ہٹ کرتے رہے

انکو حکم دیا گیا کہ وہ اپنے ہتھیار رکھدین اس سے بھی انہون نے انکار کیا تو گورون کی پلٹنون نے انپر توپون کی باڑ چلائی وہ ہتھیار پھینک پھینک کر دریا کی طرف بھاگے کچھ گولیون سے مارے گئے کچھ دریا مین ڈوب گئے انہون نے لڑنے کا قصد نہین کیا انکی بندوقین جو زمین پر جا بجا پڑی ہوئی تھین بالکل خالی تھین ٭

اب ان گرایون کے بعد ملیٹری قانون کی باری آئی۔ بغاوت کے بعض سرغنون پر جرم بغاوت ثابت ہوا انکو پھانسی دی گئی اور ساری رجمنٹ کا نام سپاہ کی فہرست مین سے خارج ہوا۔ گو اس طاقت و قوت کے اظہار نے ایک مدت کے لیے بغاوت کو دبا دیا مگر اسکا میلان یہہ تھا کہ نافرمانی کی بیجون کو بڑی وسعت مین پھیلائے کل بنگال کی سپاہ پر اسکا اخلاقی اثر بہت برا ہوا اس قتل کی خبر تار برقی سے بھی زیادہ جلد ایک بازار سے دوسرے بازار مین پہنچ گئی۔ رجمنٹین جو سرحد پر بھیج گئین تھین اس وحشتناک خبر کو سنکر بڑی مایوس ہوئین وہ اسپر اسے پہلے عدول کے ساتھ مناقشہ کر رہی تھین کہ انگریزی سردارون کو یہہ خبر ڈاک پہنچاے۔ ایک بوڑھے ہندوستانی افسر نے کہا کہ وہ تمہارے اپنے سپاہی تھے جنکو تم نے غارت کیا اب مین آگے اس سے زیادہ کچھ نہین کہتا۔

بنگال کی رجمنٹین مع اس سپاہ کے جو برہما کی مہم پر بھیجی گئی تھین اپنی جداہی شکایت کرتی تھین اور اس واقعہ نے تو انکی تکرار اور حجت کو اور زیادہ کڑوا کر دیا۔ اعلے درجہ کی جات کے سپاہی اس بات پر اینٹھہ اور بگڑ رہے تھے کہ اراکان کے قبضہ پانے پر یہہ حکم صادر ہو رہا تھا کہ وہ اپنی بارکین اونچی بنالین۔ گورون نے اور مدراس کے سپاہیون نے اس حکم کی تعمیل خوشی سے کرنی شروع کی مگر بنگال کی سپاہ نے یہہ شاخسانہ نکالا کہ برہمنون اور رجپوتون کی مدارات قلیون کی سی کی گئی اس سے یہہ خوف کچھ دیر رہا کہ بارک پور کا سا ہنگامہ یہان برپا ہو مگر جنرل موریسن نے ایسی اپنین سپاہیون کی تالیف قلوب کی کہین کہ جنکا ترجمہ سپاہیون کو سنایا گیا جسکے ہر لفظ نے انکے دل پر اثر کیا اور وہ آپس مین ایک دوسرے کے چہرہ کو دیکھنے لگے اور اپنے ہمراہیون کے چہرہ مین ۔۔۔ اسے سمجھ گئے اور اپنے کامون مین لگے ۔۔۔ اسطرح ۔۔۔ کے الفاظ نے بغاوت کو دور دیا۔ جب سب طرح سے امن امان ہو گیا تو یہہ نئی تکلیف پیدا ہوئی کہ کمپنی نے تخفیف کا بازار گرم کیا اور نصف

بھیجنے کا حکم دیا جسکا صدمہ ایسے کمزورون پر پہنچا جو اسکی برداشت کی قابلیت نہین رکھتے تھے لیکن اب کی دفعہ افسرون نے پہلی دفعہ کی طرح سرتابی نہین کی لیکن نہایت عجز و انکسار کے ساتھ پیش درخواست کی سپاہیون نے دیکھ لیا کہ ہماری انگریزی افسرون کی بھی کچھ نہین چلتی *

جسمانی سزا کا ہندوستانی سپاہ مین موقوف ہونا

اس امن امان کے زمانہ مین ایک اور حکم صادر ہوا کہ ہندوستانی سپاہ مین تازیانہ زنی کی جسمانی سزا موقوف کی جاسکے اور گورون کی سپاہ مین وہ بدستور قائم رہے - ہندوستانی سپاہی بدمعاش و شرابی بہت کم ایسے ہوتے تھے جو تازیانہ کے نیچے آتے - ہندوستانی سپاہی اس حکم کو انگریزون کی انسانیت کے سبب نہین سمجھے بلکہ خوف کے سبب سے مسٹر چارلس ایلس یہہ حکایت بیان کرتے ہین کرنٹ ۱۸۳۹ء مین ایک پرانے پنشن دار صوبہ دار سے پوچھا کہ یہہ حکم جسمانی سزا کے موقوف ہونے کا کیسا ہے تو اسنے کہا کہ اس سزا کے موقوف ہونے سے یہہ فائدہ ہے کہ بہت سے آدمی جو سپاہ کی ملازمت اس خوف کے سبب نہین کرتے تھے وہ کرنے لگین گے تو صاحب نے یہہ کہا کہ سپاہ بے ڈر ہوگیا تو ایک اور افسر نے کہا کہ انگریز ہمارے اوپر اچھی طرح تسلط رکھنے کے لیئے ایک ہاتھ مین کوڑا اور دوسرے ہاتھ مین مٹھائی رکھتے ہین اب آپ نے کوڑے کو پھینک دیا تو دونو ہاتھون مین مٹھائی لیجیے - اس حکم کی نسبت مختلف رائین تھین مگر جنکی رائے قابل تعظیم و ادب ہے وہ اس تجویز کو اچھا جانتے تھے مگر دس برس بعد لارڈ ہارڈنگ نے اس حکم منسوخ کردیا جس کی وجوہ ہم نے انکے حالات مین بیان کین ہین *

جنگ افغانستان کا اثر ہندوستانی سپاہ پر

جنگ افغانستان نے ہندوستانی سپاہ کو یہہ نیا سبق پڑھایا کہ انگریزی سپاہ ایسی نہین ہے کہ اسپر کوئی دوسرا فتحیاب نہ ہوسکے اب تک اسنے سرکار کمپنی کو فتحیاب ہونے کو ہی دیکھا تھا اب اسنے دیکھا کہ افغانستان کی برف انگریزی سپاہ کے خون سے سرخ ہورہی ہے - سرکار کمپنی کا اقبال اب وہ نہین رہا جو پہلے تھا اب سلطنت جلد ختم ہونے کو ہے - اسکی فتوح صد سالہ کا طلسم ٹوٹ گیا - بالائے ہند کے تمام بازارون مین یہہ چرچا تھا کہ اب فرنگیون کا ادبار آگیا ہے اور وہ بہت جلد سمندر مین چلے جائین گے - سکھ اور مرہٹے انگریزون کی شکست پانے سے بڑے خوش تھے انگریز اس شکست سے ہندوستانیون کے آگے منہ کرکے بات کرنے سے شرمندہ ہوتے تھے وہ خائف تھے کہ معلوم نہین آئندہ زمانہ کیا آنے والا ہے انکو دوستون کی وفاداری اور سپاہ کی خیر خواہی پر پھر دسا و اعتبار نہین رہا تھا جب سکھ

انگریزون کے ساتھ وفاداری مین ڈھل مل ہو گئے تھے۔ برہمن سپاہیون سے گنگا جلی اٹھوا کے قسمین لے رہے تھے کہ وہ کمانڈر کے حکم کی تعمیل نہ کرین۔ مختلف رجمنٹون مین رات کو خفی صلاح و مشورے ہوتے تھے لیکن پالک اور ہنری لارنس ریذیڈنٹ پشاور کی فرزانگی اور شوکت مردانگی نے ساری سپاہ کی تالیف قلوب کی اور اسکو کابل کی دیوارون تک پہنچا دیا اور فتح حاصل کر کے اپنے اقبال کے ستارہ کی چمک دمک پہلے ہی سے دکھا دی۔ ہندوستانی سپاہ نے جا کر وہ کار ہاے نمایان کیے کہ پالک اور ناٹ نے انکی تعریف کی +

جنگ افغانستان کی فتحیابی کے بعد سندھ و گوالیار سے لڑائیان ہوئین جنمین فتحیابیان ہوئین سندھ کی فتح کا نتیجہ یہہ تھا کہ سرکار کمپنی کے ملک نے وسعت پائی مملکت کا وسیع کرنا بغیر اسکی محافظت بڑھانے کے کچھ معنی نہین رکھتا یہہ بھی مانا جا سکتا ہے کہ جب فتح کرنے اور دشمنون کے مطیع کرنے سے دشمنون کی تعداد کم ہو تو سپاہ کی ضرورت بجاے زیادہ ہونے کے کم ہونی چاہیے سندھ کے الحاق کرنے سے سرکار کمپنی کے ملک کی سرحد بہت مستحکم اور استوار ہو گئی تھی مگر سرکار کی سلطنت کی سلامتی کا مدار سپاہ کی خیرخواہی و نیک سگالی پر تھا۔ سرکار کے دشمنون کی کمی اور ملک کے رقبہ کی بیشی سپاہ کے قبضہ مین رکھنے کے لیے سپاہی کی وقعت کو گھٹاتی تھی اور اسکو اپنی خدمت زیادہ تکلیف رسان اس سبب سے معلوم ہوتی تھی کہ غیر اجنبی ملکون مین اپنے وطن سے دور دراز کا فاصلہ پڑ جاتا تھا اور زیادہ ملٹری پولیس کا کام کرنا پڑتا تھا۔ توسیع ملک انگریزون کو ہندوستانی سپاہ کا محتاج بناتی تھی اور یہہ محتاجی زیادہ اندیشناک ہوتی جاتی تھی لارڈ ڈلہوزی کے زمانہ سے پہلے ملک سندھ کا انگریزی عملداری مین الحاق ہونا ابتدا الحاق ممالک کی تھی۔ اس ریگستانی ملک مین سپاہی کو اجنبی آدمیون مین اپنے وطن سے بہت دور دراز رہنا پڑا اتفاق تھا یہہ ملک اس قلمرو کی سرحد سے پرے تھا جس مین اسنے کام کرنے کا عہد و پیمان کیا تھا پھر سپر ایہہ طرہ چڑھا کہ اسکا بھتہ موقوف کیا گیا جو دشمن کے ملک مین لڑائی کے وقت مقرر ہوا تھا اور اب وہ اس سبب سے موقوف کیا گیا کہ ملک سندھ فتح ہو کر سرکار کمپنی کے قبضہ مین آ گیا اب وہان سپاہ کا رہنا ایسا ہی ہو گیا جیسا کہ ایک کا اپنی چھاؤنی مین رہنا اس سخت منطق نے سپاہی کے دل مین کینہ پیدا کیا اور وہ اس تخفیف بھتہ کے برخلاف سرتابی پر آمادہ ہوا وہ یہہ نہین دیکھ سکتا تھا کہ جب مین ایسے ملک مین ہون تو پھر اپنی پہلی تنخواہ اس سبب سے

نہ پاؤن کہ مین نے ملک فتح کرکے سرکار کا ملک بڑھا دیا اسکی رعایا مین ایک نئی رعایا کو مطیع بناکے زیادہ کردیا یہہ میرا ملک کا فتح کرنا میرے ہی حق مین مضر ہوا اور جن خدمات کا صلہ مجھے یہہ ملا کہ میری تنخواہ کا ایک حصہ کم ہو گیا پہلے زمانہ مین جب سرکار کمپنی کے لیئے سپاہی ملک فتح کرتا تھا تو اسکو طرح طرح کے انعام دیئے جاتے تھے اب اسپر الٹی مصیبت ڈالی جاتی ہے جسسے ثابت ہوتا ہے کہ اسکا بہادری کرنا ایک جرم تھا۔

نتیجہ اس بھتے کی موقوفی کا یہہ ہوا کہ فروری سنہ ۱۸۴۴ع مین ۳۴ پلٹن بنگال نے جسکو سندھ جانے کا حکم ہوا تھا وہان جانے سے فیروزپور مین انکار کیا اور بنگال کے ۷ رسالہ بنگال نے فیروزپور کے قریب اور ہندوستانی توپخانہ نے کہا کہ جب تک بھتہ انکو نہ دیا جائیگا وہ وہان نہین جائین گے۔ یہہ تجویز ہوئی کہ نافرمان سپاہ میرٹھ اور لدھیانہ کی چھاؤنیون مین جہان گورون کی سپاہ بہت سی ہے بھیجدی جائے وہان انکے ہتھیار لے لیئے جائین کہ اسپر ان چھاؤنیون کی گورون کی پلٹن نے یہہ کہا کہ ہندوستانی سپاہی اپنا حق مانگتے ہین ہم انکے برخلاف یہہ کام نہین کرینگے اسلیئے یہہ تجویز ہتھیار لینے اور موقوف کرنے کی ملتوی کی گئی اس نافرمان سپاہ کو حکم ہوا کہ جن چھاؤنیون سے وہ آئے ہین انہین واپس چلے جائین اور گورنر جنرل کے حکم کے منتظر رہین اور انکی جگہہ سپاہ کو حکم ہوا کہ وہ سندھ کو جائین وہ سہر جا پر آئین کہ ۶۴ - اور ۴ - رجمنٹون نے کہا کہ ہم جہاز مین جبتک نہین سوار ہونگے کہ ہم کو بھتہ نہ دیا جائیگا۔ آدھے سپاہیون کو افسرون نے کہہ سنکر راضی کرلیا وہ دریا کے کنارہ پر آئین اور کشتیون مین سوار ہونے کے لیئے راضی ہوگئین۔ پھر انکے ہمراہی بھی جانے کو راضی ہو گئے اور رجمنٹین بھی راضی ہوگئین لیکن فیروزپور مین ۴ - رجمنٹ اور ۶۴ - رجمنٹ نے بغاوت اختیار کی اور سپاہیون نے ایسی بیباکی اختیار کی تھی کہ ایک نوجوان افسر فلپ گولڈین نے ایک سپاہی کے سنگین ماری جسپر اس افسر نے غصہ مین آکر دو سپاہیون کو زخمی کیا۔ یہہ بغاوت ایسی نہ تھی کہ جس مین سپاہی افسرون کے قتل کرنے کا ارادہ کرتے۔ لارڈ ایلن برا نے سر رابرٹ ڈک کو اس بغاوت کے فرو کرنے کے لیئے مقرر کیا تھا جو اس کام کے لیئے سب طرح سے سزاوار تھے۔ ۳۴ رجمنٹ نے جسنے دوسری جنگ افغانستان مین بڑے کار ہائے نمایان کیئے تھے لدھیانہ مین سندھ مین جانے سے اگر اسکو بھتہ نہ دیا جائے انکار کیا اور بہت سی بیہودہ عرضیان ایڈجوٹنٹ کو بھیجین۔ ۱۵ فروری کو اسکو بنارس جانے کا حکم ہوا جنرل ایسٹ جو سپاہیون کی زبان سے خوب واقف تھے اور بڑے پرانے تجربہ کار تھے انہون نے انبالہ مین

سپاہ کو قیام کا حکم دیا اور ہر کمپنی کے افسر کو جدا جدا بلا کر سپاہیون کا حال استفسار کیا تو افسرون نے عرض کیا کہ عرضیان ابھی جنید بدمعاشون کا کام تھا سپاہ سندھ جانے کو راضی ہے بھتّہ کا اثر سپاہیون پر کچھ نہین ہے اسلیئے پھر رجمنٹ سندھ کو روانہ ہوئی پھر اسنے مدکی پہونچ کر نافرمانی کے آثار نمودار کیئے اور بھتہ ملنے کی درخواست کی مسٹر موس لی نے اسکو بھتہ دینے کا وعدہ کیا کہ اگر سرکار نہ دیگی تو مین اپنے پاس سے دیدونگا اس خوفناک غلطی کا پھل تڑ تلخ ہوا تقسیم تنخواہ کا دن آیا تو موس لی صاحب نے ایک جعلی بل آیندہ بھتہ ملنے کا بنایا جس سے ان کا قصور اور بھی بڑھ گیا شکارپور مین نازک وقت آیا سندھ کی لڑائی کا بھتہ نہ آیا تو سپاہ نے اپنی تنخواہ واجب کے لینے سے انکار کیا ✤

سندھ مین گورنر نیپیر کے ماتحت جنرل ہنٹر تھے جو اپنی خوش اخلاقی کے سبب سے سپاہ کو ہردلعزیز تھے جب انکو یہہ معلوم ہوا کہ سپاہ نے اپنی تنخواہ لینے سے انکار کیا تو وہ خود تنخواہ تقسیم کرنے آئے سپاہ کی ایک کمپنی نے اپنی تنخواہ لے لی دوسری کمپنی مین سے چار سپاہیون نے تنخواہ لینے سے انکار کیا تو موسلی صاحب نے جنرل ہنٹر سے عرض کیا کہ کل رجمنٹ تنخواہ لے لیگی اگر ان کے افسر تنخواہ تقسیم کرینگے۔ ہنٹر صاحب نے باستکراہ اس درخواست کو منظور کیا کہ پریڈ پر غل غپاڑہ سپاہیون نے مچانا شروع کیا ہنٹر صاحب نے سمجھایا کہ سپاہیون کو یہہ کام کرنا زیبا نہین ہے تو انہون نے کہا کہ ہم سے سندھ جانے کے لئے بھتہ کا جھوٹا وعدہ کیا گیا پھر انہون نے اس بوڑھے افسر اور اور افسرون پر جو انکی امداد کے لئے آئے اینٹ پتھر پھینکنے شروع کیئے - رات تو ہنٹر صاحب کی فکر مین بسر ہوئی صبح کو پریڈ ہوئی انہون نے ۶۴ رجمنٹ کو دیکھا کہ وہ پریڈ پر بڑی خوشنما کھڑی ہے کوئی ادنیٰ نافرمانی نہین پائی جاتی صرف ایک کمپنی کے دس سپاہیون نے تنخواہ لینے سے انکار کیا سپاہیون کا حال بچون کا سا ہوتا ہے کہ ان کے افعال کا کوئی سبب نہین بتایا جا سکتا - ۶۴ رجمنٹ نے بغاوت اختیار کی ہرچند جنرل ہنٹر نے انکو سمجھایا مگر وہ اسکے کہنے مین نہین آئے سب باتون کا یہی جواب دیا کہ جس چیز کا وعدہ کیا گیا ہے وہ دلواؤ - جنرل ہنٹر نے جدا جدا ہر کمپنی مین سے ایک ایک آدمی کو بلا کر انکی شکایت کو سنا ہر ایک نے یہی شکایت کی کہ ہمکو بھتے کے باب مین دھوکا دیا گیا غرض آخر کو یہہ فیصلہ ہوا تھا کہ بھتہ جو بارہ روپیہ مہینہ دیا جاتا تھا وہ آٹھ روپیہ دیا جائے جو پالک صاحب کی لشکر کشی کابل مین دیا گیا تھا - کرنل موس لی یہان کی چھاونی سے علیحدہ کئے گئے اور ۶۴ رجمنٹ کو سکھر

بھیجدیا۔ نیپئر صاحب نے خدا کا شکر یہہ ادا کیا کہ سپاہ کی سرکشی بغیر کسی ایک خون کی بوند ٹپکنے کے ختم ہو گئی ؀

مدراس کی سپاہ کی عادات

بغاوت کے جرم کی سزا خواہ کچھہ ہی دی جائے اُس سے اسکی بُرائی کا علاج نہین ہوتا۔ باغی رجمنٹین موقوف کی جائین ان کے سرغنون کو پھانسی دی جائے یا توپون کے منہ سے انکے چیتھڑے اڑائی جائین تو بھی یہہ مشکل حل نہین ہوتی کہ سندھ مین برٹش سپاہ کس طرح مقیم کی جائے؟ پہلے گورنمنٹ کا یہہ ارادہ ہوا کہ صرف بنگال کی سپاہ مقیم رہے جو بمبئی اور مدراس کی سپاہ سے اچھی ہے مگر اس سپاہ نے جب یہہ اپنا رنگ دکھایا تو پھر یہہ ارادہ ہوا کہ اسکی بجاے بمبئی یا مدراس کی رجمنٹین متعین کی جائین۔ مگر بنگال کی سپاہ کے بھتہ طلب کرنے کی خواہش مدراس کی سپاہ مین بھی پیدا ہو گئی مگر بمبئی کی سپاہ اس طلب سے پاک تھی۔ جب جبل پور سے بنگال کی سپاہ سندھ کو چلی گئی تھی تو اسکی جگہہ مدراس کے سوارون کی رجمنٹ بھیجی گئی تھی توسیع ملک ہوتی تھی اور اسکے متناسب افزایش سپاہ نہین ہوتی تھی تو اسکے نتائج مین سے ایک یہہ تھا کہ سپاہ کی اقامت کے حدود جو پریسیڈنسیون مین مقرر تھین وہ شکستہ ہوئین اگرچہ یہہ امر قابل اعتراض نہ تھا اگر وہ نظام سپاہ مین بغیر کسی خلل اندازی و فتور کے ہوتا بظاہر یہہ کوئی بڑی بات نہین معلوم ہوتی تھی کہ ایک پریسیڈنسی کی چھاونی کی سپاہ دوسری پریسیڈنسی کی چھاونی مین معین کی جائے یہہ گورنمنٹ کی بڑی خوش نصیبی ہوتی ہے کہ برخلاف دستور کوئی حکم دیا جائے مگر انکے نتائج سے گورنمنٹ کو دقتین نہ پیش آئین مدراس کی رجمنٹ سوارون کی جو جبل پور مین بنگال کی سپاہ کی جگہہ بھیجی تو اس مین اور زیادہ دقت یہہ پیش آئی کہ مدراس کی سپاہ کا یہہ دستور تھا کہ وہ اپنے کنبے سمیت کوچ کیا کرتی تھی اور بنگال کی سپاہ کا کنبا گانوٗن مین رہتا تھا۔ مدراس کے سپاہی کے لیئے اپنے کنبے کا ساتھہ لے جانا اور اسکا خرچ اٹھانا وبال جان تھا رسالہ مذکور مین سوار اکثر اشراف مسلمان تھے جنکی عورتین پردہ نشین تھین اسلیئے ایک جگہہ سے دوسری جگہہ مین انکے لیجانے مین اور زیادہ خرچ پڑتا تھا ؀ رسالہ سوارون کا اس سبب سے اور زیادہ وقت مین تھا کہ ۱۸۴۳ع کے آخر مین اسکو یہہ توقع تھی کہ وہ ارکاٹ مین جاکر مقیم ہوگا اب اسکو کامٹی سے جبل پور جانے کا حکم ہوا انکی مایوسی مین کمی اس حکم سے ہوئی کہ وہ جبل پور مین چندروز قیام کرکے پھر اپنی پریسیڈنسی مین واپس آجائیگی اسلیئے وہ اپنے کنبے کو اپنی جگہہ پر چھوڑکر تنہا خود جبل پور چلے گئے۔ جب انکو معلوم ہوا کہ یہان قیام بالاستقلال ہوگا اور

انکو خلاف اسپ بھتہ کم ملے گا سوار تو اس بھتے کے زیادہ ملنے سے اپنے غیر معمولی خرچ اٹھاتے تھے تنخواہ ایسی قلیل تھی کہ یہہ ناممکن تھا کہ وہ اپنے گھر خرچ کو بھیج سکتے اور آپ خود بھوکے نہ مرتے۔ غرض جب انہون نے دیکھا کہ جبل پور مین بھتہ کم ملے گا تو انہون نے اپنی ناراضی ظاہر کی انکے افسر میجر ہیلڈ تھے جو انکے ساتھ ہمدردی نہین کرتے تھے سوا حق ناحق اپنی مصیبتون کا الزام انکے سر پر لگاتے تھے اب انہون نے حکم عدولی شروع کی۔ جب انکے افسر فہمائش کرتے تو انکی سب باتون کے جواب مین یہہ کہتے کہ پیٹ کو روٹی دو۔ یہہ اچھا ہوا کہ اس رسالہ کی برطرفی سے زیادہ بھتہ ملنے کا حکم آگیا جس سے فساد بالکل رفع دفع ہوگیا۔ پھر مدراس پیدل ۴۷ رجمنٹ نے ایسے ہی وجوہ سے جو اوپر سوارون کی رجمنٹ کے لیے بیان ہوئین بغاوت اختیار کی۔ جنرل نے انکو سمجھایا کہ جو تم کو شکایت ہو اگر وہ سپاہیون کی طرح کروگے تو انکی تحقیقات کی جائیگی اور انکی اصلاح کی جائیگی۔ لیکن یہہ طریقہ و روبیہ جو پریڈ پر تم نے اختیار کیا ہے اس سے چشم پوشی نہ کی جائیگی رجمنٹ اپنی لین کو چلی گئی بعض سرغنہ قید ہوئے۔ روپیہ سپاہیون کو پیشگی دیدیا گیا جس سے فساد رفع ہوگیا سپاہیون کی درخواست بجا تھی وہ گورے سپاہیون کی طرح زیادہ شراب پینے کے لیئے زیادہ بھتہ نہین چاہتے تھے بلکہ اپنے عزیز بھوکے کنبے کی پرورش کے لیے وہ یہہ درخواست کرتے تھے جب اس افلاس سے انکے کنبے کی عزت جاتی تھی تو اضافہ کی درخواست کرتے تھے مگر بُری طرح سے انکو سپاہیون کی طرح یہہ درخواست کرنی چاہیئے تھی مگر اسکو وہ یہہ جانتے تھے کہ کوئی سنے گا نہین۔

بمبئی کی فوج سندھ مین

آخرکار بمبئی پریسیڈنسی مین سندھ داخل کیا گیا اور بمبئی کی سپاہ وہان متعلق کی گئی۔ اس بات کا ٹھیک ٹھیک بیان کرنا مشکل ہے کہ سندھ کی محافظت کے لیئے جو ناقص تدابیر اختیار کی گئین اس سے ہندوستانی سپاہ کی ڈسپلین مین کتنا خلل پڑا یہہ بیماری ایسی تھی جسکا علاج کرنا مشکل تھا حکام مین اتفاق رائے نہ تھا جس سے بڑی دقتین پیش آئین کسی باغی رجمنٹ کا موقوف کردینا بغاوت کی صورت مین نہایت آسان اور ظاہر تدبیر ہے جو گورنمنٹ اختیار کرسکتی ہے مگر اس مین ناانصافی بھی ہے اور اسکا نتیجہ بھی خوفناک ہے ناانصافی تو یہہ ہے کہ اس مین خطاوار بےخطا دونو کو یکسان سزا دی جاتی ہے اور خوفناک نتیجہ یہہ ہے کہ موقوف شدہ سپاہی ملک مین بغاوت کے مواد جمع کرتے ہین سینکڑون سپاہی کھینچے جاتے ہین جو نہایت عمدہ لڑنا

جانتے ہین کہ وہ دشمنون کی سپاہ مین جاکر وہ سبق پڑھائین جو ہم نے انکو سکھائے ہین - ایک ہزار
آدمیون کو مفلس اور ذلیل بنانا سلطنت کی سلامتی کے لیئے بھی مضر ہے سزا دینے مین التوا کرنا
جرم کا معاف کرنا ہے اسواسطے یہہ کچھ تعجب کی بات نہین ہے کہ ۴۳ پیادہ پلٹن بنگال اور
سوارون کی ۷ رجمنٹ بنگال نے سرحد پر سکھ سپاہ کے سامنے جو بغاوت اختیار کی تو صدر مقامات
مین اسپر سخت مباحثے ہوئے کہ اسی مقام پر جہان سرکشی ہوئی تھی یا جرم کے مقام سے دور کے فاصلہ
لے جاکر سپاہ کو موقوف کرنا چاہیئے تھا - لارڈ ایلن برا کی رائے یہہ تھی کہ فیروزپور مین لدھیانہ سے
گورون کی ایک رجمنٹ اور توپخانہ کو ملا کر اس سپاہ کو انکے روبرو بہت جلد موقوف کرنا چاہیئے تھا
لیکن یہہ معاملہ گورنمنٹ مین رجوع کیا گیا اور باغی رجمنٹین بغیر کسی سزا پانے کے لدھیانہ اور میرٹھ
بھیجی گئین کہ وہان سپریم گورنمنٹ کے حکم کی منتظر رہین پھر سپریم گورنمنٹ سے کمانڈر انچیف کو حکم
ہوا کہ وہ کام ایسی ہوشیاری سے کرے جس مین کوئی خرابی نہ ہو ساتوان رسالہ کل باغی نہین ہوا تھا
دو سو سوار نمک حلال رہے تھے ڈسپلن اور قانون کا یہہ انتظار تھا کہ خطا و بے خطا دونو ساتھ نہ غارت
کیئے جائین لیکن ۳۴ رجمنٹ پیدل مین سب سپاہی اور افسر بغاوت کے رنگ مین رنگے ہوئے تھے
وہ ہندوستانی اور گورون کی سپاہ کے روبرو برطرف ہوئے - باغیون کی پیٹھ پر سے وردی
اتاری گئی اور انکی رجمنٹ کا نمبر سپاہ کی فہرست سے خارج کیا گیا +

مدراس گورنمنٹ کو سپاہ کے برطرف کرنے مین بہ نسبت بنگال گورنمنٹ کے زیادہ دقت پیش آئی -
ایک رجمنٹ کو جسکے ہاتھ مین ہتھیار ہون سینکڑون میل تک ریل مین لے جانا اور اس سے خدمتین
لینا اور بہت ہفتہ تک یہہ دیکھنا کہ وہ اپنے کامون سے توبہ کرتی ہے اور اسکی سزا کو چھپائے رکھنا
جو تجویز ہوچکی ہے اور پھر اسکو سلامتی کے بیچ بیچ مین بند کر کے قید کرنا جس سے اس مین مقابلہ کرنے کی
قابلیت ہی نہ ہو اور پھر مدت کی مخفی سزا سے اسکی ملاقات کرانا اور بہت دیر کے بعد انتقام لینا یہہ سب
باتین ایسی ہین جنکو انگریز نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہین ارکاٹ تک سفر کرانا ایسی حالت مین کہ وہ اپنی
سزا سے لاعلم ہو بڑا ظلم تھا اور یہہ بھی ناممکن تھا کہ سوارون کو اپنی بے عزتی کا جو ہونے والی تھی علم ہوتا
اور وہ چپ چاپ اپنے گھوڑون پر سوار تیز ہتھیار لیئے ہوئے چلے جاتے وہ مسلمان تھے غصے سے
بھرے ہوئے ہوتے تھے جو انتقام لینے کو نیکی جانتے تھے وہ اسطرح نہین جا سکتے تھے اس لیئے مدراس گورنمنٹ کو

انکے برطرف کرنے مین تامل ہوا اور اس تامل سے بہت سے مجرم سزا سے بچ گئے - لارڈ ایلین برا یہہ چاہتے
تھے کہ یہہ رجمنٹ موقوف کی جائے انہون نے کہا کہ اس رجمنٹ کا چال چلن بڑا خراب ہے اور اسکے نتائج
بُرے ہین کل ملک کی محافظت مین اس سے خلل پڑتا ہے - مگر یہہ رائے انکے اصول کے موافق نہ تھی کہ
ہندوستانی سپاہ کو غلطیون اور دہوکہ مین آجانے کی سخت سزا دی جائے چند حاکم ایسے بھی زندہ تھے کہ ہندوستانی
سپاہی کی لیاقت ان کی بڑی قدرشناسی مہربانی کے ساتھ کرتے تھے اور اسکے ساتھ ہمدردی کرنے کو تیار
تھے - اگرچہ لارڈ ایلین برا یہہ ٹھیک نہین جانتے تھے کہ سپاہ کی بغاوت کے معاملے کس طرح فیصلہ
کرنا چاہئین اور وہ ان نتائج کا حساب صحیح صحیح کرنا نہین جانتے تھے کہ نرمی و سختی کے اندازون کو
ایسا مناسب رکھین کہ نرمی کے سبب سے جرم کی مدد نہ ہو اور نہ سختی سے ظلم ہو - وہ وہان ناکامیاب
رہے جہان اب تک کوئی اور کامیاب نہین ہوا تھا وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ صرف ہندوستانی سپاہ
کی عام بغاوت اصلی خوف ہماری سلطنت کے لیے ہے اور انکو یقین تھا کہ سپاہیون کی خیرخواہی و
وفاداری قائم رکھنے کا طریقہ یہہ ہے کہ سپاہیانہ شان و شوکت کی غذا انکی خدمات کو دی جائے
یہہ کہنا انکا صحیح تھا سندھ کے الحاق کرنے سے جو بغاوتین پیدا ہوئین انکی سزائین گورنمنٹ نے
دین وہ ضروری تھین انکی نسبت گورنمنٹ کے ذمے کوئی الزام نہین لگ سکتا ایک رجمنٹ کا برطرف
کرنا اور جمعیتون مین چند سرغنون کو سزا دینا اور باقی کو معاف کرنا اور ایک دو انگریزی افسرون کو بدنظمی
پیدا کرنیکی سزا مین موقوف کرنا اور پہلے سال مین جنہون نے خدمات اچھی کین تھین انکو غیر معمولی انعامات
عطا کرنا یہہ سب کام ایسے تھے کہ انہون نے بیماری کو نہین چھیڑا اور آئندہ کی صحت کا انتظام کیا
اصل حقیقت یہہ ہے کہ ہندوستانی سپاہ کبھی بدروشی و سرتابی پر آمادہ نہین ہوتی جب تک گورنمنٹ
کے ہاتھ سے اسکی دل آزاری نہین ہوتی ایسی سختی کرنا ایک جرم تھا مگر اس مین شبہہ نہین کہ نرمی کرنا بھی
بڑی خطا تھی جب سپاہ یہہ جانتی ہے کہ ہم اپنی تنخواہ کی مقدار کے لیے گورنمنٹ کو حکم دے سکتے
ہین تو پھر گورنمنٹ کا استیلا کچھ باقی نہین رہتا - گورنمنٹ کو چاہیے کہ وہ ان بغاوتون سے یہہ بات سمجھے
کہ سپاہ کو صاف صاف اسکی تنخواہ کے اور بھتے کے قواعد سنادے ہر حال مین سپاہ کی تنخواہ کا
کم کرنا بڑا خوفناک امر ہے - ایسی حالت مین تو انگریزی افسرون کے خیرخواہ رہنے مین بھی کلام ہے
ان دو باتون کے مفصل نہ سمجھانے سے سپاہی رنجیدہ خاطر ہوتا ہے وہ اس مین جانتا ہے کہ زوال مین

کچھ کالا کالا ہے اور اس مین دغا ہے جب اسکا حق یا مذہب ناحق تلف کیا جاتا ہے تو اسکے بحال کرنے کے لیے وہ ہنگامہ برپا کرتا ہے پھر گورنمنٹ کو نہایت مشکلات پیش آتی ہین پھر وہ اسکو برائیون مین کسی کو اختیار کرنا پڑتا ہے نرمی کے یا سختی کے اختیار کرنے مین غالباً افسوسناک غلطیان ہوتی ہین ؞

باب دہم

ہندوستانی سپاہ

پٹنہ کی سازش

امن امان کا زمانہ تھوڑے ہی دنون رہا کہ سکھون کے ساتھ ہنگامہ جنگ وغیرہ برپا ہوا جس سے ہندوستانی سپاہ کے دلون مین شان وشکوہ حاصل کرنے کی امنگ پیدا ہوئی۔ اسی زمانہ مین پٹنہ مین ایک سازش کا سازوسامان تیار ہونے لگا۔ ستلج کے کنارہ پر تو گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف سپہ آرائی مین مصروف تھے سب کی آنکھین اس طرف لگی ہوئی تھین۔ گنگا کے کنارہ پر کلکتہ سے چارسو میل پر پٹنہ مین ایک سازش ہو رہی تھی جسکا بھانڈا پٹنہ کے مجسٹریٹ میجر روکرو فٹ صاحب نے پھوڑ دیا۔ اگرچہ اس سازش کی اصل حقیقت نہ معلوم ہوئی اور نہ معلوم ہوگی مگر اسکا مقصود اتنا معلوم ہوا کہ یہہ تھا کہ دیناپور کی چھاؤنی کے سپاہیون اور اسکے افسرون سے بڑے بڑے زمیندار سازش کر کے انگریزی سلطنت مین فتور ڈالین جسکے لیے ایسی ایسی افواہین اڑتی تھین کہ برٹش گورنمنٹ کا ارادہ ہے کہ ہندوؤن کی جات کو خراب کرے اور مسلمانون کے ختنہ کو بند کر کے انکو مسلمانی سے محروم کرے اور انکی عورتون کو حکم دے کہ وہ بے پردہ ہو کر گھر سے باہر پھرا کرین۔ اگر ایسی کہانیون مین ذرا سا بھی سچ ہوتا ہے تو بہت لوگ انکو یقین کرنے لگتے ہین۔ تانیا شارچیز کے مردم نگو بیدچیز رہا۔ اب ایک اور شگوفہ کھلا کہ پٹنہ کالج کے پرنسپل کی درخواست سے پٹنے کے مجسٹریٹ نے مردم شماری شروع کی کہ جس سے معلوم ہو کہ مختلف جاتون اور پیشون اور حرفون کے کتنے کتنے باشندے ہین اس مردم شماری کو لوگون نے سمجھا کہ اس مین بھی کوئی نئی شاخ ہے جو رعایا کے زبردستی عیسائی بنانے کے لئے گورنمنٹ نے سوچی ہے مولویون اور پنڈتون نے سپاہ کے بہکانے پر کمر باندھی تھی کیونکہ انکا مقصد انگریزی حکومت کے استیصال کرنے کا جبتک حاصل نہین ہو سکتا تھا کہ سرکار سے سپاہ برگشتہ نہ کرین سپاہی جب رخصت پر اپنے

گانؤن مین جاتے تو وہ بہکاتے جاتے کہ جیسے جیل خانون مین کہانا پینا سب قیدیون کا ایک ہوگیا ہے اسی طرح چہاؤنیون مین سپاہیون کا اکل وشرب ایک ہونے والا ہے سپاہی کو اپنی ہنڈیا پکانے پر بہی اختیار نہین رہے گا - انگریزون اور سکہون مین جو ہنگامہ جنگ برپا تہا تو اس وقت مین یہہ یقین سمجہا جاتا تہا کہ لاکہون پنجابی آنکر انگریزون کو ہندوستان سے باہر سمندر مین نکال دین گے بہت سے نادان اس امید مین بیٹہے تہے کہ پٹنے کے برہمن افیون کے گودام کو جس مین گورنمنٹ کا ڈیڑہ کروڑ روپیہ کا مال ہے لوٹین گے تمام بدمعاشون کی جماعتین لوٹ مار وقتل کرنے کے لیئے آمادہ بیٹہی تہین سازش کرنے والون نے یہہ خبر اڑائی کہ بادشاہ دہلی نے ایک معتبر ایجنٹ بہیجا ہے کہ وہ تمام رجمنٹون کے ہر ایک سپاہی اور ہر ایک افسر کو ایک مہینے کی تنخواہ دیدے بشرطیکہ ملک کے اس فساد مین جو برپا ہونے والا ہے کوئی سپاہی گورنمنٹ کی حمایت کے لیئے اپنا ہاتہہ نہ ہلائے تمام زمیندار اور کاشتکار اور اہل شہر سرکشی کرنے کو آمادہ بیٹہے ہین بشرطیکہ سپاہی کچہہ کام نہ کرین - اسطرح برٹش گورنمنٹ اسکے پہلے غارت ہوجائیگی کہ وہ ہمارے مذہب کے غارت کرنے کے لیئے حملہ کرے - جب سازش کرنے والے یہہ تدبیرین کر رہے تہے تو پہلی رجمنٹ کے ایک جمعدار نے اپنے افسر کو ان سب باتون کی اطلاع دی تو پہر بہت جلد اس سازش کی اصل حقیقت دریافت کرنے کے لیئے تفتیش ہونے لگی تو معلوم ہوا کہ وہ بالکل بے اصل نہ تہین روپیہ سپاہیون کو رشوت دینے کے لیئے جمع ہو رہا تہا اور تقسیم کرنے کے لیئے تہیلیون مین بہرا ہوا دہرا تہا اسپر حاکمون کا اتفاق رائے ہوا کہ یہہ جمعدار اور دوسرا اور کوئی معتبر افسر رشوت کے روپیہ کو لے لے اور پہر اسکو اظہار کرے - رجمنٹ کا ایک حصہ گیا کو جاتا تہا جسکے ساتہہ یہہ دو جمعدار تہے راہ مین ایک جگہ مین دو معزز مسلمان اچہے کپڑے پہنے ہوئے یون ہی جمعدارون سے ملے یا وہ اوڈر کرالیئے گئے تہے انہون نے جمعدارون کو روپیہ دیا اور کہا کہ اورون کے دینے کے لیئے بہی روپیہ لیا گیا ہے اور اسی مطلب کے لیئے بہت سا روپیہ آنے والا ہے بس روپیہ کے اسطرح تقسیم ہونے سے زیادہ کیا اور ثبوت سازش کے لیئے ہوسکتا ہے روپیہ کو تو آدمی اس چیز کے لیئے خرچ کرتا ہے جس کا وہ بڑا مشتاق ہوتا ہے - ایک اور ہندوستانی افسر نے بہی رشوت مین روپیہ لیا تہا اور رجمنٹ کا منشی اس سازش مین مشہور کیا تہا اس سازش کو گرانٹ صاحب نے آگے چلنے نہین دیا جو بڑی سازش کرنے والے تہے انکے پہانسی دینے سے سازش کا پردہ فاش ہوگیا اور پہر بالکل

امن امان ہوگیا فساد کا خرخشہ باقی نہین رہا۔ دینا پور مین اور دور دور رجمنٹون کو اسطرح رشوتین دی جاتی تھین مگر رو کروفٹ صاحب نے انکو پکڑ لیا۔ اس سازش مین بڑے بڑے نام بیان کیئے جاتے تھے کہ بادشاہ دہلی کی طرف سے حکم آیا ہے مہاراجہ نیپال سپاہ بھیجنے کو تیار ہین کہ سپاہ انی ملک مین جھاڑو پھیرے یہہ بھی کہا گیا کہ اس سازش کے بانی اول سکھ ہین۔ تحقیقات مین ایک گواہ نے اول ٹھا کی ہاتھ لمبا پیش کیا جس مین پٹنے کے صدہا ہندو مسلمان رئیسون کے نام لکھے ہوئے تھے انہون نے آپس مین عہد کیا تھا کہ ہم اپنے مذہب کی حمایت مین جان دیدینگے یہان خواندہ وناخواندہ آدمیون کو اپنے سچے دل سے یقین تھا کہ برٹش گورنمنٹ کا مقصد عظیم یہہ ہے کہ سب لوگون کو بن جات فرنگیون کی طرح بنالین اس یقین کے سبب سے گورنر بنگال نے یہہ اشتہار جاری کیا کہ برٹش گورنمنٹ نے کبھی مذہب مین مداخلت نہین کی آیندہ رعایا کو یقین رہے کہ وہ اس ملک کے مذہب مین کبھی مداخلت نہین کریگی۔ لوگون کو یقین تھا کہ برٹش گورنمنٹ کو سکھون کے ساتھ لڑائی مین بڑی ہزیمت ہوگی۔ لیکن لارڈ ہارڈنگ اور لارڈ گوف نے جو پنجاب مین فتوح حاصل کین تو لوگون کے یہہ سارے یقین اڑ گئے اس سے ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک سپاہ کے اخلاق پر بڑا اثر پڑا اور پھر کسی سازش کا خوف خطر نہ رہا سپاہیون کو پنجاب کی فتح کرنے پر فخر و ناز تھا انکو اس فتح سے روپیہ کا بھی فائدہ حاصل ہوا۔ پنجاب بھی سندھ کی طرح سرکاری عملداری مین الحاق کیا گیا تو بھتہ کا وہی جھگڑا جو سندھ کے الحاق مین ہوا تھا کھڑا ہوا کہ ملک کے فتح کرنے سے کیون موقوف کیا جائے ✣

پنجاب مین جو رجمنٹین بالفعل موجود تھین اور قدیمی اضلاع سے جو اور جانے والی تھین انہون نے اپنا یہہ ارادہ مصمم کرلیا کہ بھتہ کے اضافہ کے لیئے تکرار اور حجت کرینگے اور بھتہ کے کم لینے سے محض انکار آپس مین رجمنٹون نے ایکا کرکے اپنے اس ارادہ کو پختہ کرلیا۔ سب سے اول راولپنڈی مین اس ناراضی کا ظہور ہوا۔ جولائی ۱۸۴۹ع مین ۲۲- رجمنٹ نے تنخواہ لینے سے انکار کیا۔ یہہ معلوم ہوا کہ پنجاب مین ہندوستانی رجمنٹین اسی اضافہ بھتہ کے لیئے بگڑ بیٹھنگی اور انکا بگڑنا اس نئے ملک مین جسمین پہلے ہی خالصہ سپاہی بیکار بیٹھے ہین بڑا اندیشہ ناک ہے۔ اس بگاڑ کے سنوارنے مین سر کولن کیمپبل صاحب نے اپنی فرزانگی اور دانائی سے بڑی عمدہ تدبیرین حزم و احتیاط کے ساتھ کین شملہ مین سر چارلس نے پیر

کمانڈرانچیف اور گورنر جنرل کو یہہ خبر پہنچی کہ راول پنڈی مین ایک رجمنٹ نے بلکہ دو نے تنخواہ لینے سے انکار کیا۔ اور وزیرآباد مین چار رجمنٹیں اور جہلم مین دو رجمنٹین بھی اس طرح بگڑنے کو تیار ہین تو لارڈ ڈلہوزی نے کونسل جمع کی اور اسپر مباحثہ ہوا کہ جن رجمنٹون نے سرکار کے حکم سے یہہ سرتابی کی ہے کہ تنخواہ کے لینے سے انکار کیا ہے وہ موقوف ہونے کی مستحق ہین یا نہین؟ اس مین اختلاف رائے ہوا۔ سر چارلس نے بریگیڈیر کیمبل صاحب کو لکھا کہ ناراض پلٹنون کو انکی حماقت پر تنبیہہ کردے اور خانگی چٹھی مین لکھا کہ اگر سپاہی اپنی ہٹ سے نہ ہٹین تو یورپین رجمنٹون کو انکے دبانے کے لیئے بلا لے کہ سرکشی کی صورت مین ہندوستانی سپاہیون کو وہ ٹھیک بنا سکین جب نیپیر کو اپنے دورہ مین معلوم ہوا کہ تمام رجمنٹون نے آپس مین اتفاق کرلیا ہے کہ پنجاب مین جب تک زیادہ بھتہ نہ ملے تو وہ اپنا کام نہ کرین اور انہون نے یہہ افواہین بھی سنین کہ ۲۴ پلٹنین نام کٹانے کو تیار ہین اسلیئے انہون نے جانا کہ بغاوت مین تو اسوقت التوا ہے مگر وہ ایک دن ہونے والی ہے وزیرآباد مین اول بغاوت نمایان ہوئی۔ یہان کے کمانڈر جان ہیرسی بڑے دانا قابل لائق اور آزمودہ کار اور سپاہیون کی عادات و مزاج و زبان سے خوب واقف کار تھے۔ وہ جانتے تھے کہ جبر انتظام و تالیف قلوب سے رجمنٹ کا مزاج ٹھیک رہ سکتا ہے انہون نے پریڈ پر سپاہ کے روبرو ایسی تقریر دلپذیر بہ تاثیر کی کہ سپاہ پر اسکا اثر سحر کا سا ہوا سپاہی اپنی حرکت پر شرمندہ ہوکر سرنگون ہوگئے اور بعض کی آنکھون مین آنسو بھر آئے۔ سب نے تنخواہ لے لی۔ جن چار سپاہیون نے اول تنخواہ لینے سے انکار کیا تھا انکو بامشقت قید کا حکم ہوا۔ سڑک ان سے سپاہ کے روبرو کٹوائی گئی۔ تین سرغنون کو جو ہر ایک کمپنی مین بہکاتے پھرتے تھے کورٹ مارشل سے چودہ چودہ برس کی قید ہوئی مگر کمانڈرانچیف نے اسپر یہہ جواب دیا اور دو افسرون کو جو اس جرم کے مرتکب ہوئے تھے پھانسی کے لیئے لکھا اگر انپر رحم کیا گیا اور وہ جلاوطن عمر بھر کے لیئے کیئے گئے اور سر چارلس نیپیر صاحب نے اپنے جنرل آرڈر بک مین لکھا کہ یہہ قیدی جلاوطنی مین ایسے جزیرون پر پہنچائے جائین گے وہ ہمیشہ کے لیئے اپنے وطن سے اپنے عزیز و اقارب سے پردیس مین سمندر کے پار جدا ہونگے انکی زندگی بڑی مصیبت سے بسر ہوگی مین اس سزا کی اصلاح نہین کرسکتا وہ زیادہ سزا کے قابل ہین قسمت کے مارے ہوئے مصیبت زدون کی آن لوگون کے لیئے ہوگی جو اپنے عملون سے دغا بازی کرتے ہین۔۔

سپاہیون کے خطون کا بوجھ جو ڈاک کے چپراسی لادے پھرتے تھے اُن مین سے بہت سے خط کھولکر دیکھے گئے تو انمین کسی کے اندر بغاوت کا ذکر کچھ نہ تھا۔ ۶۶۔ رجمنٹ نے گوبند گڈھ مین بغاوت کی پہ پڑیپر بڑا غل غپاڑہ مچایا اور قلعہ کے دروازہ پر قبضہ کرنا چاہا کہ جسکے سبب سے قلعہ کے باہر خیر خواہ سپاہ سے کوئی آمد و رفت نہ ہو سکے لیکن ہندوستانی سوارون کے پہلے رسالہ نے قلعہ کے دروازہ پران کو قبضہ نہ کرنے دیا۔ اس قصور مین ۶۶ رجمنٹ کا نام سپاہ کی فہرست سے کاٹا گیا اور انکی جگہہ گورکھون کی پلٹن بھرتی کی گئی بس اس رجمنٹ کے برطرف ہونے سے بغاوت بالکل موقوف ہوگئی۔ برہمنون نے دیکھ لیا کہ ہماری جگہہ گورکھے بھرتی ہونے لگے جو ہماری برابر بہادر ہین اسلیئے پھر انہون نے بغاوت نہین اختیار کی یہہ بیان کرنا ضرور ہے کہ گورنمنٹ کا یہہ قاعدہ تھا کہ سپاہیون کی خوراک کی اجناس کی جب قیمت معمولی قیمت سے گران ہوجاتی تو اس گرانی کا معاوضہ سپاہیون کو دیتی تھی سنہ ۱۸۲۱ء مین تو یہہ معاوضہ صرف آٹے کی بابت ملتا تھا لیکن سنہ ۱۸۴۴ء مین سب اجناس خوراک کی گرانی کے لیئے یہہ معاوضہ ملنے لگا۔ پھر سنہ ۱۸۴۵ء مین یہہ قاعدہ بدلا گیا کہ سب جنسون کی گرانی کے اوسط پر معاوضہ ملنے لگا۔ سنہ ۱۸۴۴ء کا قاعدہ بہ نسبت سنہ ۱۸۴۵ء کے سپاہیون کے حق مین مفید تھا وہی سرچارلس نے پیر کی سپاہ کے لیئے جاری کیا

جب پنجاب مین کمانڈر انچیف نے پیر نے سپاہ کے بھتہ کا قاعدہ درست کیا ہے تو گورنر جنرل سمندر مین تھے جہان سررشتہ کی خط و کتابت حسب ضابطہ نہین ہوسکتی تھی۔ جب وہ سمندر سے مراجعت کرکے آئے تو انہون نے دیکھا کہ نے پیر نے بغیر انکی اجازت و حکم کے بھتہ بڑھا دیا اسکا جواب جب نے پیر سے طلب کیا تو انہون نے یہہ جواب دیا کہ جنوری سنہ ۱۸۵۰ء مین سپاہ بغاوت پر پلی بیٹھی تھی ملک معرض خطر مین تھا اسلیئے مین اپنے اختیار سے بھتہ بڑھانے مین التوا نہین کرسکتا تھا۔ لارڈ ڈلہوزی اس پیر کہین سال کے جواب سے بڑے ناخوش ہوئے اور اسکو مانا نہین بلکہ اسکے برخلاف بیان کیا کہ نہ ملک معرض خطر مین تھا نہ سپاہ برسر بغاوت تھی غرض ان دونون مین اس بات پر ایسی شکررنجی ہوئی کہ سرچارلس نے پیر نے استعفا دیدیا۔ اب انکی عمر ستر برس کی ہوگئی تھی وطن مین آرام کرنے کے دن آگئے تھے۔ ہندوستان کی آب و ہوا مین کام کرنا انکے لیئے مناسب حال نہ تھا۔ جب سپاہ تنخواہ اور بھتے کے سبب سے ناراض ہوتی تو اسکی دو صورتین ہوتین کہ یا تو سپاہ جو مانگتی ہے وہ اسکو گورنمنٹ دیدے یا اسکے نہ دینے مین اصرار کرے۔

لارڈ ڈلہوزی اور سرچارلس نپیر

جب ضرورت کا وقت آن کر پڑتا ہے تو بڑی مشکل اس بات کے فیصلہ کرنے مین آن کر پڑتی ہے کہ ان دونو باتون مین سے کس بات کے اختیار کرنے مین زیادہ برائی ہے اب دونو باتون مین سے جس بات کو اختیار کیا اسکے برخلاف ڈیل ہوزی نے دوسری بات کو اختیار کیا غرض ان دو باتون کی ضرورت اس وقت ہو آن کر پڑی کہ سندھ اور پنجاب انگریزی عملداری مین الحاق کیئے گئے سپاہ نے بھی ان الحاقون ہی پر اپنے بھتے اور تنخواہ کے اضافہ ہونے پر اپنی ناراضی ظاہر کی اور سرتابی نہ کی اگر سپاہیون کو پہلے سے سمجھا دیا جاتا کہ جب انکو اپنے گھرون سے دور جانا پڑیگا اور ایسی حالتین پیش آئینگی کہ انکو سندھ اور پنجاب مین خدمت گزاری مین بہ نسبت قدیمی اضلاع کے زیادہ تکلیف ہوگی تو خاص انکی تنخواہ اور بھتہ مین اضافہ ہوگا تو سپاہی سمجھتا کہ ہمارے آقاؤن نے ہمارے حق مین انصاف کیا اور وہ اسکا احسانمند ہوتا اور اپنے مالکون کی عدل کی ثنا خوانی کرتا مگر جب سپاہی نے اپنی درخواستون کے قبول کرنے مین اپنے آقاؤن کا انصاف نہین دیکھا بلکہ دہشت تو اُسنے اپنی ناراضی ظاہر کی اور گورنمنٹ کے ساتھ اپنی الفت ومحبت مین کمی کی ۔

باب یازدہم

سپاہ کے باب مین مباحثات

سپاہ کے اخلاق کا بگڑنا

اس زمانہ کے بعد پھر امن امان کا زمانہ آیا - لارڈ ڈیل ہوزی کے باقی عہد حکومت مین سپاہ نے کوئی فساد نہین مچایا جس سے ان کے اس یقین واثق مین کہ سپاہ بڑی وفادار جان نثار ہے کوئی شک شبہ واقع ہوتا بعض دانشمند اسوقت ایسے موجود تھے جو یہہ کہتے تھے کہ بنگال کی سپاہ کی سرشت ہی ایسی ہے کہ اسکا مغز گلا سڑا ہے اسمین عیبون کے داغ ایسے لگے ہوئے ہین کہ وہ کسی طرح مٹائے نہین مٹ سکتے بنگال کی سپاہ کے نظام پر بڑے سے بڑے مدبران ملکی کی رائون مین بڑا اختلاف تھا زمین آسمان کا فرق تھا ایک روز کہتا تھا تو دوسرا شب - بعض بنگال کے افسرون نے دانشمندانہ تحریرین کین کہ سپاہ مین بہت سی برائیون کے خطرناک آثار نمودار ہوئے ہین تو افسرون کی نسبت کہا گیا کہ وہ اپنی خانہ خرابی خود ہی کرتے ہین اور اپنے دل کی کمزوری کے سبب ناحق ڈراتے اور چونکاتے ہین انکی باتین ذراسی بھی توجہ کے قابل نہین

غرض اس بات کا عموماً یقین تھا کہ یہہ سپاہ دنیا کی چیدہ وعمدہ سپاہیون مین سے ایک ہے اس سے ظاہری شرارت ظہور مین نہین آتی تھی اسلیئے ارادۃً اسکے باطن مین زہریلی علامت کی تفتیش نہین کی جاتی تھی بنگال کی سپاہ نے اپنی گستاخانہ بدخوئی کو چند دفعہ ایسا ظاہر کیا تھا کہ وہ اہل یورپ کی سپاہیانہ نگاہ مین بڑی جرم نظر آتے تھے مگر اسکے صد سالہ جان نثار خدمات کے دامن پر ان چند دھبون سے اسکی پاک دامنی ناپاک نہین ہوسکتی تھی یہہ ممکن نہین تھا کہ یہہ چند مستثنے خطائین انگریزون کے دلون سے ان کارہاے نمایان کو محو و حک کر دیتین جنسے کہ انکی سلطنت عظیم قایم ہوئی تھی یہہ بات بھی انکی خاطر سے فراموش نہین ہوسکتی تھی کہ سپاہ کے یہہ جرم اس حالت مین صادر ہوتے تھے کہ افسران انگریزی یا گورنمنٹ کی طرف سے کوئی بدنظمی ہوتی تھی جنکی وہ خدمت و ملازمت کرتی تھی۔ ہندوستانی ریاستون مین جس قسم کے سپاہی تھے اس قسم کے سپاہی سرکار کمپنی کی سپاہ مین تھے ان سپاہیون کو انگریز دیکھ چکے تھے کہ اپنے آقاؤن سے کس طرح سے بگڑ کر اپنی ساری قوت سے انکے تباہ و برباد کرنے کو تیار ہوجاتے تھے مرہٹون اور سکھون کے سپاہیون کی مثالین انکی آنکھون کے سامنے موجود تھین مگر وہ ان مثالون کا مصداق اپنی سپاہ کو اس وجہ سے نہین جانتے تھے کہ گو سپاہی سرکار سے محبت نہین رکھتے تھے مگر اپنی تنخواہ کو بڑا عزیز رکھتے تھے۔

یہہ امر طبع بشری کا مقتضا تھا اور تعریف کے قابل تھا کہ ہندوستانی سپاہ نے جو اپنے انگریزی آقاؤن کی عمدہ نیک خدمات کین تھین وہ یاد رکھی جائین اور کل سپاہ پر اعتبار و اعتماد کیا جائے۔ انکی خصلت مین کوئی بات ایسی نہ تھی کہ وہ اس اعتبار کو کھوتی۔ یہہ جو انہون نے سرکشیان اور نافرمانیان کین وہ انکی طفلانہ شوخیان اور گستاخیان تھین کوئی اس مین انکا مستقل ارادہ مردانہ نہ تھا انہون نے اپنا مزاج ایسا بتلایا کہ وہ اپنے تئین جتنا زیادہ تر نقصان پہنچاتے مین ایسا اورون کو نقصان نہین پہنچاتے اس بات کا یقین کرنا ان لوگون کو آسان نہ تھا جو انکو یہہ جانتے تھے کہ ان مین یہہ قابلیت ہے کہ وہ کوئی سخت تر صدمہ پہنچا سکتے ہین سپاہی کی سیرت متلون صفات سے مرکب ہوئی تھی کہ جنمین ضعیف اور کم اندیشہ ناک صفتون کا غلبہ تھا اگرچہ انگریز یہہ جانتے تھے کہ ہندوستانی سپاہی کو اپنے سے ملانا نہایت مشکل ہے مگر وہ یہہ نہین جانتے تھے کہ انہون نے اسکو دہشتناک آدمی بنایا ہے اور اپنی آستین مین کالا سانپ پالا ہے۔ جب ہندوستانی سپاہ حالت طفلی مین تھی تو ایک مدراس کے سپاہی نے مسٹر بیلی برٹن کا گلا کاٹا تو فوراً ہی دوسرے ہندوستانی سپاہی نے قاتل کو مار ڈالا اور اس دن سے کیولارم مین کولن میکنزی کو انکے اپنے ہی

برگیڈ کے سواروں نے قریب القتل کیا تھا اور قتل کا کوئی واقعہ ایسا نہیں واقع ہوا کہ انڈین امپائر کی سپاہ کی تاریخ پر داغ لگاتا۔ تمام سپاہیوں میں اس قسم کے واقعات ہوتے رہتے ہیں ایک مستثنے بداخلاقی ہے ہم یہہ نہیں کہہ سکتے کہ ایک بدذات سپاہی نے خونریزی کا کام کیا اسلئے ساری سپاہ بدذات خونریزی یہہ ایک عجیب بات ہے کہ ہندوستانی سپاہی کی سیرت اجزار متناقض سے مرکب ہے اسکی خصلت میں اسلیئے مخالف اوصاف مخلوط ہوتے ہیں کہ جو بظاہر یہہ معلوم ہوتے ہیں کہ کبھی آپس میں مصالحت و موافقت سے نہیں رہ سکتے - یہہ ہندوستانی سپاہی سادہ لوح ہوتا ہے مگر کبھی فریبیا سریع الاعتقاد ہوتا ہے جو آسانی سے اوروں کے دم میں آجاتا ہے لیکن اندرونی یقینات میں بڑا پکا ہوتا ہے - ایام طفلی میں تربیت پذیر ہوتا ہے مگر جوانی میں بڑا سخت ہٹیلا ہوتا ہے پارسا متقی مگر تن پرور و نفس پرور - خاموش مگر تیز مزاج بھلا مانس مگر ظالم اپنی روزانہ زندگی میں ناتوان و کاہل مگر نہایت مستعدی سے جیدکام کرنے کے قابل بعض اوقات کھلاڑی بعض اوقات بھوکا آسانی سے ملیدہ ہی پر پیٹ بھرنے والا اور تنبیہ کر لینے والا چھاونی میں خوش مزاج خندہ پیشانی نہ جبین بھبین اسکی طبیعت میں عموماً زندہ دلی ہوتی ہے مگر بعض اوقات وہ غلط خیالات بھی سوچتا ہے اگر ایک دفعہ اسکی روح میں کوئی مغالطہ بیٹھ جائے تو پھر اس سے بداندیشی کا زہر نہیں رفع ہوسکتا - اب انگریز اس بات کو سمجھتے ہیں کہ سپاہی کی سیرت میں یہہ صفات بڑی خوفناک تھین اسواسطے کہ اسکی بھلی مناسبت اور خوش مفرح صفتیں تو ظاہر معلوم ہوتی تھین اور جلدی سے انکی قدر شناسی ہونے لگتی تھی اور اندرونی کریہہ و زشت اوصاف تاریکی میں اپنا بھیس بدلے ہوئے رہتے جو انگریزوں کو انکی روزانہ ملاقات میں نہیں معلوم ہوتے پس ظاہر میں ایسی باتین تھین کہ جس سے یورپین افسروں کو سپاہ پر نہایت اعتبار و اعتماد ہوتا ہے اور بہت تھوڑی باتین ایسی تھین کہ سپاہ کی طرف سے انکے دل میں کوئی اضطرابی و بدگمانی پیدا ہوتی -

یہہ سچ ہے کہ یہہ امر عقل کے خلاف تھا کہ جن اجنبی افسروں نے سپاہیوں کو انکے اعلے اور معزز عہدوں سے محروم کرکے خاک میں ملادیا ہو ان سے محبت والفت کی امید کی جاتی - لیکن انگریز کبھی اپنے منصب کی نسبت جو اسکو اجنبی غیروں کے گروہوں میں حاصل ہے استدلال نہیں کرتا وہ اس بات کو مان لیتا ہے کہ مجھے سب سپاہی پسند کرتے ہیں اور میرے ادب کی توقع

توقع رکھتا ہے لیکن برٹش افسر کا ادب ہندوستانی سپاہی کی خاطر سے نہین کرتے تھے اسلیئے کہ وہ اسکے رنگ سے اسکے مذہب سے اسکے نجس اطوار سے اسکی حکمرانی کے طریقون سے نفرت رکھتے تھے مگر اس سبب سے ادب کرتے تھے کہ افسر کو فاتح فتح مجسم جانتے تھے ہندوستانی سپاہی کی خصائل مین اپنی بہادری کی ڈینگین مارنا اور شیخی بگھارنا بھی داخل ہے اسکی خصلت مین یہہ تناقض بھی ہے کہ ادہر اپنی بہادری کی شیخیان بگھارتا ادھر دلی یقین رکھتا ہے کہ انگریزی افسرہی نے مجھ مین بہادرانہ سپاہیانہ شکوہ و تکبر کا جذبہ پیدا کیا ہے یہی سبب تھا کہ سپاہی اپنے قدیمی کمانڈر افسر کی قبر پر چراغ جلاتے تھے اور جس جنرل کے ماتحت میدان جنگ مین لڑائی لڑتے تھے اسکی تصویر کو جنگ آزمودہ سپاہی سلام کرتے تھے اسکے سوار اور بھی اشرافانہ فیلنگس محبت و فیاضی کے سپاہ مین تھے جنسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خاص افسرون کی ذات کے ساتھ بڑی محبت رکھتے تھے۔ سپاہی جو بہت سی لڑائیان کر چکا ہے وہ اپنے بیمار افسر کے بستر سے لگا ہوا اسطرح بیٹھا ہوتا ہے جیسے کہ کوئی عورت تیمارداری کے لیئے بیٹھتی ہے اور کپتان کے برانڈہ کے آگے زرد رنگ بچون کو بڑی محبت سے کھلا اور بہلا رہا ہے افسرون کے ساتھ اسکی محبت و پرستاری بے نظیر و بے عدیل ہین جب انگلش عورتین یہہ جانتی ہین کہ ہمارے گھر کا محافظ ہندوستانی سپاہی ہے تو ان کے دل مین کوئی خوف و خطر کا کھٹکا نہ رہتا وہ اسکو ساتھ لیکر ملک کے تمام طول و عرض مین بے خوف و خطر سفر کرتین انگریز صرف سپاہی کی شفقت اور محبت کے رخ کو دیکھتے تھے اور یہہ نہین جانتے تھے کہ اس ہموار سطح کے نیچے خوف و خطر گھات لگائے ہوئے بیٹھے ہین اور حاکمون کے ساتھ انکی ظاہری محبت نے جو اعتبار و اعتماد انکے لیئے پیدا کیا تھا اسکے اندر جو خوف تھا اسکا انگریز یقین نہین کرتے تھے۔

برٹش گورنمنٹ سپاہی کی عام نیک سیرت پر جو اعتماد رکھتی تھی وہ عقل کے موافق تھا لیکن اگر وہ اپنے نظام کو بالتفصیل دیکھتے تو اسکو شبہات پیدا ہوتے وہ اپنے نظام کو بحیثیت مجموعی صحیح سمجھتی مگر اسکے اجزا مین نقص ہونے کو قبول کرتی اور بہت سوچ بچار اور غور و خوض سے سپاہ کی اصلاح کے کار عظیم کو انجام دیتی بجائے اسکے لارڈ ڈلہوزی نے ہندوستانی سپاہ کے باب مین یہہ شیخی کی بات کہی کہ اسکے لیئے کسی بات کے چاہنے کی ضرورت نہین رہی انکو چاہیئے تھا کہ سطاعت کو چھوڑ کر

نظام موجودہ کی تمام برائیون کے زخمون کی گہرائی کو ناپا ہوتا اور اپنی ساری قوت وزور سے انکو دور کیا ہوتا اپنی آگاہی کے لئے سامان موجود تھا بڑے بڑے پرانے تجربہ کار افسر انکو بتلانے کے لیے موجود تھے کہ انکو کیا کرنا چاہیے انکی کونسلرون کے درمیان اختلاف آرائی کے ایسے الجھیڑے پڑے ہوئے تھے کہ وہ سلجھنے کے قابل نہین تھے ابین ایک سفید مو ریش بڑے تجربہ کار دوسرے سفید ڈاڑھی کے چالیس برس کے آزمودہ کار کو جھٹلاتا تھا لارڈ ڈلہوزی کو جسکے ذمے ساری جوابدہی تھی ایک مشیر سمجھاتا تھا کہ اب اس داغ کو دیکھیے اور اسکے مٹانے کا قصد کیجیے تو دوسرا مشیر کہتا کہ یہہ داغ نہین ہے بلکہ بڑا خوبصورت پھول ہے آپ اسکو ایسا ہی رہنے دیجیے جیسا وہ ہے۔ لارڈ ڈلہوزی نے عمدہ ملٹری نکتہ چینیون اور عیب جوئیون کی متضاد لڑنے والی رایون کی کشاکش سے بچنے کے لیے وہی کیا جو گورنر جنرل سابقہ کر گئے تھے انہون نے اس بات کو مان لیا کہ اگر پہلی دفعہ انہون نے ہندوستانی سپاہ کی ترکیب کو درست کیا تو وہ بعض لحاظ مین اس سپاہ سے مختلف ہوگی جو انکے سامنے موجود ہے وہ نظامون اور مسائل نظری سے نہین پیدا ہوئی اسکو تو حالتون نے پیدا کیا ہے اسلیئے بہتر ہے کہ جس طرح وہ پیدا ہوئی ہے اسی طرح وہ اپنی حالت پر چھوڑ دی جائے۔ تبدیلی بعض اوقات بڑی خطرناک ہوتی ہے اور اکثر غلط سمجھی جاتی ہے

بے شک ہندوستانی سپاہ کے سمجھنے سے زیادہ مشکل کوئی اور سوال نہ تھا۔ یہہ ایک امر واقعی تھا کہ گورنر جنرل کے دل پر متضاد اور مخالف رائین ان نکات کو بیان کر کے اپنا زور لگاتی تھین جو سپاہ کے خیرخواہ اور موثر ہونے پر بڑا اثر رکھتی تھین جات کے سوال عظیم پر حاکمون کا اختلاف تھا بعض یہہ کہتے تھے کہ یہہ ضرور ہونا چاہیے کہ ہندوستانی رجمنٹون مین سپاہی زیادہ تر اونچی جات کے ہون کیونکہ ایسے سپاہیون مین ایسی عمدہ اور بہترین صفات اخلاقی اور جسمانی ہوتی ہین کہ جنکے سبب کامل سپاہی بن سکتا ہے اونچی حالت کے سپاہی کا دل بہادر رہتا ہے اسکو سپاہی ہونے پر فخر ہوتا ہے وہ وجاہت رکھتا ہے وہ اپنے ملک کی ادنے جات کے آدمیون کی نسبت زیادہ سپاہیانہ وضع رکھتا ہے اور بعض یہہ کہتے تھے کہ سپاہیون کی بھرتی مین جات کی تمیز کو دخل دینا نہین چاہیئے سپاہ کی ڈسپلن کے لیے یہی بہتر ہے کہ اس مین برہمن اور رجپوت نہین بھرتی کیئے جائین بنگال اور بمبئی کے سپاہیون مین فرق یون بتلائے جاتے تھے بنگال کا سپاہی دراز قامت شکل مین بمبئی و مدراس کے سپاہی کی نسبت زیادہ خوبصورت وجیہہ و مضبوط و بھلا مانس نظر آتا ہے اسکے برخلاف یہہ کہا جاتا تھا کہ وہ بھلا مانس بنسبت سپاہی ہونے کے زیادہ ہوتا ہے بنگال کی

سپاہ کی اصلی حالت اس سبب سے باغیانہ ہے کہ اس مین وہ سپاہی ہوتے ہین جنمین جات کا پاس بہ نسبت ڈسپلن کے زیادہ قوی ہوتا ہے اور سپاہی کے اپنی معاشرت کے دستور و رواج کو سرکار کی ضروریات پر غلبہ ہوتا ہے اس وجہ سے اس بات پر مناقشہ ہوتا تھا کہ بنگال کی سپاہ مین گھٹیا جات کے آدمی زیادہ بھرتی کیئے جائین اب اسکے برخلاف یہہ کہا جاتا تھا کہ ان جاتون کے خلط ملط کرنے سے ڈسپلن غارت ہوتی ہے جب ایک ادنے جات کا ئن کشند افسر اپنے عہدہ سے علیحدگی مین کسی برہمن سپاہی سے ملتا ہے تو وہ اسے پالاگن کرتا ہے یعنی اپنے سر کو اسکے پانون مین رکھتا ہے بس جس برہمن سپاہی کی یہہ تعظیم کی جائے تو وہی افسر کا آقا ہوگا ۔ اسکا جواب یہہ دیا جاتا تھا کہ بنگال کے سپاہ کے افسرون کی کمزوری اور نفس پروری کی پرورش جات کا تکبر کرنا ہے مدراس اور بمبئی کے سپاہیون مین سب جاتین برابر ہین نہ اس سے عمدہ خدمت گزاری مین مخالفت ہوتی ہے نہ اندرونی ڈسپلن مین کوئی فتور ہوتا ہے ان سپاہیون مین اونچی جات کے سپاہی خوشی سے وہ کام کرتے ہین جنکے کرنے سے بنگال کی سپاہ کو انکار ہوتا ہے ۔ نیچ جات کے افسرون کی اونچ جات کے سپاہی ایسی ہی تعظیم و تکریم کرتے ہین جیسے وہ سپاہ مین اعلے عہدہ رکھنے کے مستحق ہین یہہ بیان کیا گیا کہ بنگال مین برہمنون کا مذہب گھمنڈی اور پکا ہے وہ انگریزی افسرون کے خوفون کو خفیف جانتا ہے اسکا جواب یہہ دیا گیا کہ ہم جسقدر چاہین جات کا پاس لحاظ نہ کرین مگر ہندوستانیون مین سے نہ جات کا پاس لحاظ نہین اٹھ سکتے اسکا جواب الجواب یہہ دیا گیا کہ اور پریسیڈنسیون مین جات کا پاس و لحاظ اٹھ دیا یہی سبق ہم بنگال مین کیون نہ سکھا سکینگے؟ اسکا جواب یہہ دیا گیا کہ سپاہی جو کام پردیس و غیر ملکون مین کرتے ہین انکو ایسی ترغیب نہین دی جاسکتی کہ وہی کام اپنے دیس مین کرنے لگین اونچ جات کے ہندوستانی جو بمبئی یا مدراس کی سپاہ مین بھرتی ہین وہ زیادہ تر اپنی برادری سے دور رہ جاتے ہین وہان جو کام کرتے ہین انکی خبر انکے گھر تک نہین پہنچتی ۔ اسلیئے بمبئی مین جب سپاہی بھرتی ہوتا ہے تو وہ کام کرنے لگتا ہے جو بمبئی مین کیئے جاتے ہین اس مین اسکو وہ وقت نہین پیش آتی جو بنگال مین آتی ہے اس قسم کا ایک دوسرا سوال معرض بحث مین یہہ آیا کہ ہر رجمنٹ مین ایک ہی قوم کے سپاہی رکھے جائین یا مختلف قومون کے ملے جلے سپاہی رکھے جائین ۔ اب اس سوال مین ایک طرف یہہ کہا جاتا تھا کہ ایک رجمنٹ مین مختلف قومون کے سپاہیون کے رکھنے کے سبب سے اس مین اندرونی اتحاد کی روک ہوگی اگر ایک ہی قوم کے سپاہی ایک رجمنٹ مین رکھے جائینگے مثلاً پٹھانون کی رجمنٹین گورکھیون کی رجمنٹین سکھون کی رجمنٹین جدا جدا ہون تو سرکشی کے لیئے آپس مین متحد زیادہ

آسان ہوجائیگا۔ اب اسکے برخلاف یہہ مناقشہ پیش ہوا کہ اگر رجمنٹون مین مختلف قومون اور جاتون کے سپاہی ہونگے تو ان مین خارجی اتحاد پیدا ہوگا کل سپاہ کے اغراض مشترکہ ہونگین اگر قومون کی مخالفت مین اپنی سلامتی کی تلاش ہو تو وہ غالباً اسطرح زیادہ حاصل ہوسکتی ہے کہ وہ علیحدہ علیحدہ رکھی جائین بہ نسبت اسکے کہ وہ اس مین مخلوط کرکے ایک مجموعہ غیر متجانس بنایا جائے یہہ امر زیادہ آسان ہے کہ ایک رجمنٹ اس دوسری رجمنٹ کی شال مین پیروی نہ کرے جو اسے مختلف قوم کے آدمیون سے بنی ہے اور ملک کے مختلف حصہ مین رہتی ہے بہ نسبت اسکے کہ رجمنٹ کا آدھا حصہ دوسرے آدھے حصے کی پیروی نہ کرے یہہ امر زیادہ آسان ہے کہ ان سپاہیون کو برخلاف ان سپاہیون کے لڑایا جائے کہ جنہون نے آپس مین ایک دوسرے کی صورت نہین دیکھی بہ نسبت اسکے کہ ان سپاہیون سے لڑایا جائے کہ جنکے ساتھ وہ برسون رہے ہون گو ان مین جات کی برادری نہ ہو مگر کم از کم ہم خدمت ہونے کی برادری ہو۔ ایک پلٹن مین ہندو مسلمان دونو آپس مین ایک دوسرے کو بھائی بھائی سمجھتے تھے اگر انکی پلٹنین جدا ہوتین تو ایک قوم کی پلٹن دوسری قوم کی پلٹن کی اگر وہ سرتابی کرتی تو سرکچلنے کو موجود ہوتی۔

اب یہہ ایک اور مباحثہ اس سوال کی نسبت پیش ہوا کہ سپاہ کے ایک مقام مین مقیم رہنے مین یا مختلف مقامات مین تبدیل ہونے مین کیا کیا فائدے اور نقصان ہین اور انہین کسکو ترجیح ہے بعض نے یہہ کہا کہ مختلف رجمنٹین سپاہیون کی علیحدہ علیحدہ اپنے ایک ہی مقام مین مختلف حصون مین خدمت کیا کرین سوا ارجنگ کی خاص ضرورت کے غرض ایک مقامی سپاہ ہو اور ون نے یہہ کہا کہ جو بالفعل نظام ہے وہ اچھا ہے جس مین پلٹنین وقتاً فوقتاً ایک مقام سے دوسرے مقام مین بدلتی رہتی ہین جو آپس مین سیکڑون میلون کا فاصلہ رکھتی ہین ایک جانب یہہ دلیل پیش ہوئی کہ جب سپاہ ایک مقام مین مدت دراز تک رہیگی تو وہان کے آدمیون مین اسکا اثر و رعب داب بہت ہوگا اور اس مین یہہ خوف ہے کہ سپاہ اور غیر سپاہ کے آدمیون مین مضرتناک سازشین و آمیزشین ہون سپاہ کی مقامی سکونت مین یہہ خرابی ہے اب دوسری جانب سے یہہ عرض کیا گیا کہ یہہ امر خوفناک ہے کہ سپاہی آپس مین ایک دوسرے کے ساتھ زیادہ واقف ہوجائین اور انکے سپاہیون مین آپس مین دوستی ہوجائے کہ سازشون کے کرنے کے لیئے اتحاد کرنیکا دائرہ فراخ ہوکر کل ملک مین اپنا جال بچھا دے۔ دانشمند اور تجربہ کار ایک دوسرے کی رایون کو قطع کرتے تھے اور ایسی متضاد [illegible] والی رایون سے ناممکن تھا کہ کوئی سچی بات تحقیق معلوم ہوتی +

اس سوال پر بڑا مباحثہ ہوا کہ سپاہ وفادار جان نثار اور اثر دار اس صورت مین بن سکتی ہے کہ سپاہی اپنے کنبے سے جدا رہے یا اپنے اہل وعیال کو اپنے ساتھ رجمنٹون مین رکھے اور اسکے متعلقین اسکی قسمت مین شریک رہین۔ بنگال سپاہ مین سپاہی اپنے کنبے سے جدا رہتے تھے اور مدراس مین زیادہ اور بمبئی مین کم سپاہی اپنے بیوی بچون کو اپنے ساتھ رکھتے تھے ان دونو نظامون مین سے ہر ایک کے طرفدار وحامی تھے اور انکے خاص فائدے بتاتے تھے۔ بنگال کا سپاہی ایام رخصت مین اپنے کنبے مین جاتا تھا اور اسکو اپنی تنخواہ کا بڑا حصہ ہمیشہ بھیجنا پڑتا تھا۔ اگر وہ یہہ روپیہ نہ بھیجتا تو اپنی رجمنٹ مین انگشت نما ہوتا اور یہہ بھی کہا جاتا تھا کہ اگر وہ اپنی خدمت کے کام مین قصور کرتا تو اسکی اطلاع اسکے گاؤن مین ہوتی جس سے تمام برادری مین اسکا منھ کالا ہوتا اسلیئے وہ اپنے سپاہی کے کام مین کبھی قصور نہین کرتا سپاہی کے ساتھ کنبے کے رہنے مین بڑی تکلیفین اور دقتین پیش آتی تھین جب رجمنٹون کی بدلیان ہوتی تھین تو تھوڑی سی آمدنی کے سپاہی کو ایک چھاونی سے دوسری چھاونی مین کنبے کے لیجانے مین تکلیف اٹھانی پڑتی تھی اور اس سبب سے سپاہی ایسی شکایتین کرتے تھے کہ وہ منجر بہ نافرمانی ہوتی تھین (اس کی مثال مدراس کے سوارون کے چھٹے رسالہ کا حال ہے جو اوپر بیان کیا گیا ہے) بنگال کی سپاہ مین شاید ہی کوئی رجمنٹ ایسی ہوگی کہ اس مین بین باجہ بجانے والے عیسائی نہ ہون۔ انکے ساتھ اہل وعیال ہوتے تھے افسرون کو انکے سفر کرانے مین جو دقتین پیش آتی تھین وہ آٹھ سو سپاہیون کے سفر کرانے مین نہین آتی تھین اب ایک اور بات کہی جاتی تھی کہ جب سپاہی کے ساتھ اسکا کنبا ہوتا ہے تو سپاہی کی نیک چلنی اور خیرخواہی کی وہ پوری ضمانت ہوتی ہے اسکی اولاد بطور اول کے اسکی عورتون کی عزت وناموس ہمارے ہاتھون مین ہوتی ہے پس سرکشی وقتل کے برخلاف وہ پشت پناہ ہوتے ہین یہہ بھی بیان کیا جاتا تھا اس نظام کا میلان یہہ ہے کہ سپاہیون کا ایک جدا فرقہ ایسا بن جاتا ہے جو اپنے ملک کے آدمیون سے بالکل جدا ہوتا ہے اور اسطرح سے ان کا رشتہ اپنے ملک سے ضعیف ہوجاتا ہے اور سرکار سے مضبوط۔ ہر نظام کے حامی موجود تھے اور ہر ایک نظام کو اپنا اپنا کام کرکے نتائج کو بروے کار ظاہر کرتا تھا۔

سپاہی کی ترقی کے باب مین رائون کے بڑے اختلاف تھے بعض یہہ کہتے تھے کہ بنگال کی سپاہ کے نظام سے کہ مدت ملازمت کی درازی کے اعتبار سے ترقی ہو بنگال کی سپاہ غارت ہوگئی جس مین ہر سپاہی کے لیئے برابر احتمال تھا کہ وہ کمشند افسرون مین داخل ہوجائے۔ ہندوستانی پیدل رجمنٹون مین ایک

صوبہ وار میجر اور دس صوبہ دار اور دس جمعدار ہوتے تھے جو کمشنڈ افسر کہلاتے تھے - دوسرے یہہ رائے رکھتے تھے کہ یہہ نظام ہی بڑی پشت پناہ ہے جو تمام مخالف اثرون کا مقابلہ کرتا ہی دونو طرف بڑے بڑے مدبران ملکی اپنے براہین متین پیش کرتے تھے یہہ کہا جاتا تھا کہ اس نظام مین کوئی بات جد و جہد کی ابھارنے والی نہین سپاہی اپنے افسرون سے بے پروا تھے انکو ضرورت نہین تھی کہ وہ اپنے افسر اعلے کی راے اپنی نسبت نیک حاصل کرین انکے لیئے یہہ کافی تھا کہ خاص سالون تک اپنی ملازمت کی اونگ مین بسر کرین پھر آرام سے کمشن مین داخل ہو جائین اور اپنی سپاہیانہ زندگی کو پیرانہ سالی اور فراغ دلی کی اونگ مین بسر کردینگے اسی واسطے بنگال سپاہ کے افسر اکثر قابل تعظیم فرسودہ تن ضعیف القلب بوڑھے آدمی ہوتے تھے اپنی رجمنٹون مین بڑا اثر و رعب داب نہین رکھتے تھے اور جہانتک ممکن تھا اپنے تئین محنت و مشقت سے بچاتے تھے اور راحت اور آرام مین سب کو رکھتے تھے ــ اسکے مقابل مین یہہ کہا جاتا تھا کہ یہہ نظام مدت ملازمت کی درازی کا سپاہی کی خدمت کا بڑی مدد اور سہارا ہے اس سے سب سپاہی خوش اور راضی رہتے ہین اور اس مین انکو یہہ آس رہتی ہے کہ اگر ہم کوئی بدچلنی ایسی نہین کرینگے کہ جسکے سبب سے برخاست ہو جائین تو سپاہ مین جو سب سے اعلے درجہ ہے اسپر ترقی کرینگے یہہ کہا گیا کہ جس سپاہی کا نام فہرست مین اول ہے اسپر کسی اور سپاہی کو جو قلیل الخدمت ہے ترقی دینے سے رجمنٹون مین تشکک تہ دلی اور انتظام سرکاری سے سخت ناراضی کا طوفان اٹھتا ہے اور سپاہی بددل کاہل ہو جاتے ہین -

ہنری لارنس اور جان جیکب سپاہ مین کمشن درجون پر افسرون کے مقرر ہونے کی برائیان بیان کرتے تھے کہ یہہ افسر بیچارے بوڑھے جسم کے کمزور اور دل کے ناتوان ہوتے ہین سر چارلس نے پیر بڑی شد و مد سے یہہ حکم دیتے تھے کہ ہندوستانی سپاہ مین ہر درجہ مین قدیم الخدمت ہونے کے دعوی پر بالاستقلال کمال خیال رکھا جائے اور توجہ کی جائے - ولیم سلیمن صاحب لکھتے ہین کہ ہر رجمنٹ مین ہم جیسا زیادہ تیز ہندوستانی افسر اسطرح مقرر کر سکتے ہین کہ ترقی کے قاعدون پر لحاظ نہ کرین تو اس سے یورپین افسرون کی نسبت اچھی فیلنگس سپاہیون کی کم ہو جائیگی جس سے گورنمنٹ کا نقصان ہزار گنا بہ نسبت فائدہ کے ہوگا تعجب ہے کہ ایک گورنر جنرل کے بعد دوسرا گورنر جنرل آتا رہا اور اس معاملہ مین وہ حیران و پریشان رہا مگر اسنے اپنے اول آنے مین جو اس معاملہ کی صورت دیکھی تھی

رہی جانے کے وقت برقرار رکھی

رجمنٹون مین افسرون کے مقرر کرنے کے باب مین رائون کا بڑا اختلاف تھا بعض اس بات پر بحث کرتے تھے کہ غیر آئینی نظام اچھا ہے بعض آئینی نظام کی تعریف کرتے تھے بعض یہہ خیال کرتے تھے کہ قدیم زمانہ کی طرح چند منتخب افسر مقرر ہون اور انکو اختیار دیا جائے کہ وہ سپاہ پر حکمرانی کرین بعض یہہ کہتے تھے کہ افسر زیادہ ہون جس سے ایک جنرل سٹاف بن سکے اور سارے اختیارات و احکام سپاہ کے ایڈجوٹنٹ جنرل کے اختیار مین ہون - مارچ ۱۸۵۷ء مین ہر ایک ہندوستانی پیدل رجمنٹ مین ایک کرنیل ایک لفٹنٹ کرنیل ایک میجر ۶ کپتان دس لفٹنٹ ۱۵ انسائن ہوتے تھے پھر چند مہینون کے بعد ایک کپتان اور ایک لفٹنٹ اور زیادہ کیا گیا ہمیشہ افسرون کی افزائش کے لیئے دُہائی مچائی جاتی تھی ہر غیر آئینی رجمنٹ مین تین یا چار منتخب افسر ہوتے تھے جو ڈسپلن کو کامل رکھتے تھے اور میدان جنگ مین تعریف کے قابل خدمت کرتے تھے - یہہ کہا جاتا تھا کہ جب لڑائی مین سپاہ کا کوئی افسر مارا جاتا یا زخمی ہو کر بیکار ہوتا تو سپاہ مین پراگندگی آتی اور جب چند ہی افسر ہوتے تو زیادہ حیرانی ہوتی اسکا جواب یہہ دیا جاتا اگر ہندوستانی افسر اچھی قسم کے ہون تو وہ سپاہیون کو مجتمع رکھ کر اچھی کارگزاری کر سکتے ہین لیکن اگر وہ فرسودہ کمزور بیدم ہون تو انگریزی افسر کے مرنے یا زخمی ہونے سے سپاہ مین تباہی آسکتی ہے اس بات کو سنکر جھگڑا و تکرار کرنے والے یہہ کہتے تھے اگر ہندوستانی افسر مثل ہماری کارگزار ہون تو ہندوستان مین ہماری سلطنت کتنے دنون تک یہان رہ سکتی ہے ہندوستانی سپاہیون کو اس قابل بنانا کہ وہ پلٹنون کو میدان جنگ مین لے جا کر لڑائین انکو اس قابل بنانا ہے کہ وہ اپنے سپاہیون کو لیکر ہم سے جنگ پیرا ہون

ع کس نیاموخت علم تیر از من * کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد * اکثر اس دلیل کے طرفدار تھے کہ بے شک ہمارا سپاہ کا یہہ نظام کرنا اسکے موجد کے لیئے وبا ہو گا مگر سر ہنری لارنس کی فیاضانہ رائے یہہ تھی کہ صحیح پولیسی یہ ہے کہ ہر ایک سپاہی کی خواہ وہ یوروپین ہو یا ہندوستانی جد و جہد کرنے کے لیئے سبب پیدا کرنا چاہیئے ہماری نظام مین یہہ بڑا نقص ہے کہ بڑے بہادر و شجاع و لائق ہندوستانی سپاہیون کی مستعدی اور جد و جہد کے کرنے کے لیئے جگہہ نہین انہون نے کہا کہ ہم جب تک ہندوستانی سپاہ کو موثر نہین بنا سکتے کہ ہم اپنے مطلب کے لیئے انکو ترغیب ایسی نہین دیتے کہ وہ اپنی اعلےٰ درجہ کی لیاقت و جد و جہد کو کام مین لائین * اس باب مین بھی رائین بٹی ہوئی مختلف تھین کہ انگریزی افسر ہندوستان مین اپنی روزانہ زندگی مین اپنی قومیت کا برتاو بہت زیادہ یا بہت تھوڑا رکھین ایک طرف یہہ بیان کیا جاتا تھا کہ انگریزی افسر ایسے درشت طبع ہوتے ہین کہ ہندوستانیون کی

صحبت سے بہت جدا رہتے ہین اور اپنے اردگرد کے آدمیون کا اثر کچھ نہین ہوتا ہے۔ دوسری طرف یہہ کہا جاتا تھا کہ انگریز جاتے ہی مشرقی عادتین اختیار کر لیتے ہین پھر انگریزی جنٹلمین نہین رہتے ہین جو انکو اول سے آخر تک رہنا چاہیئے۔ بعض یہہ کہتے تھے کہ یوروپ کی آمد و رفت مین جو آسانی زیادہ ہو گئی ہے اس سبب سے اپنی مشرقی صحبت اور فرض منصبی سے بہت ناخوش رہتے ہین دوسرے لوگ یہہ کہتے تھے کہ ہندوستان کے ملٹری سسٹم (سپاہ کے نظام) مین بڑا نقص یہہ ہے کہ انگریزی افسرون کو یوروپ جانے کے لیئے فرلو (وطن جانے کے لیئے رخصت) کا ملنا بڑا مشکل ہو گیا ہے لارڈ ڈلہوزی کے زمانہ مین فرلو کے قوانین مین جو سختیان تھین وہ نرم ہو گئی تھین اور یوروپ و ہندوستان مین دخانی جہازون پر جو آمد و رفت باقاعدہ ہو گئی تھی اس سبب سے فرلو کے قاعدے عمل مین آنے تھے یوروپ کی آمد و رفت کی کثرت نے خواہ کتنا ہی مغربی سائنس کو ہندوستانی ملٹری (جنگی) نظام مین داخل کیا ہو مگر اس سے رجمنٹ کے انگریزی افسرون کی ترقی نہین ہوئی جب انگریزی افسر فرلو سے ہندوستان مین اپنی خدمت پر آتا ہے وہ اپنی چھاونی کی زندگانی کو زیادہ بے لطف جانتا ہے اور وہ اس حکم کی اطاعت کرتا ہے کہ اپنی وضع انگلش رکھے جسکے سبب سے اس مین اور اسکے سپاہیون مین اور زیادہ مغائرت ہوتی ہے ہندوستانی سپاہ کی موثر ہونے کے باب مین جو بڑی بڑی باتین تھین انپر بڑے مباحثے ہوئے تھے مختلف رائین ظاہر ہوتی تھین اور طرفین کی دلائل متین پیش ہوتی تھین جسکے سبب سے سپاہ مین کوئی اصلاح نہ ہونے پائی تھی جو اسکے نظام مین برائیان تھین وہ بدستور باقی رہتی تھین۔

اس سوال کا حل کرنا بھی بڑا مشکل تھا کہ ہندوستانی سپاہ پر اعتماد و اعتبار کہانتک ظاہر کیا جائے یہہ کہا جاتا تھا کہ ہم جسقدر ہندوستانی سپاہ پر اپنا اعتبار کمتر ظاہر کرینگے اتنا ہی ہمارے حق مین مضر ہوگا بعض یہہ کہتے تھے کہ ہندوستانی سپاہ کی نگہداشت خوب کی جائے اور اسکے ساتھ گورون کی سپاہ استقدر رکھی جائے کہ وہ ہندوستانی سپاہ پر مسلط رہے۔ دوسرے یہ کہتے تھے کہ اسکی برابر کوئی مہلک غلطی نہین کہ ہندوستانی سپاہ پر ذرا سا بھی شبہ اپنا ظاہر کرین جس سے ممکن ہے کہ ہماری کالی سپاہ کا حصہ گوری سپاہ کے حصہ کا مخالف ہو جائے۔ یہہ مباحثہ نصف صدی سے چلا آتا تھا جب ویلور مین سپاہ نے سرکشی کرکے انگریزون کو قتل کیا تو مدراس کی گورنمنٹ نے بنگال کی سپریم گورنمنٹ سے درخواست کی کہ ساحل بحر کی سپاہ کی کمک کے لیئے کچھ گورون کی سپاہ بھیجی جائے تو بنگال گورنمنٹ نے اس درخواست کو اس بنا پر

نامنظور کیا کہ گورون کی سپاہ کے بھیجنے سے ہندوستانی سپاہ پر جو علے العموم اعتبار کیا جاتا ہے اس مین فرق معلوم ہوگا جس کے سبب سے خیرخواہ پلٹنین بھی خوف کے سبب سے بدخواہ ہو جائین گین بہت سے مدبران ملکی گورون کی سپاہ کی افزایش چاہتے تھے مگر انکی یہہ درخواست انگریزی قوم کی کونسلون مین مسترد ہوجاتی تھی۔ سرکار کمپنی کی سپاہ ہندوستان مین تین لاکھ تھی جنمین چالیس ہزار سپاہ گورون کی تھی اور انہین سے ایک تہائی گورون کی سپاہ وہ تھی جو خاص ہندوستان کے لیئے سرکار کمپنی نے بھرتی کی تھی باقی سپاہ بادشاہی تھی جسکو تنخواہ ہندوستان کی آمدنی سے ملتی تھی اور بادشاہی احکام سے اسکی بدلی ہوتی رہتی تھی + لارڈ ڈلہوزی کے جانے سے پانچ برس پہلے گورون کی سپاہ کچھ زیادہ ہوگئی مگر انگلنڈ جو بادشاہی سپاہ ہندوستان کو مستعار دیتا تھا اسکی تعداد کم ہوگئی تھی ۱۸۵۲ء مین ہندوستان کی تینون پریسیڈنسیون مین ۲۹ رجمنٹین شاہی تھین جنمین ۲۸۰۰۰ سپاہی تھے ۱۸۵۶ء مین چوبیس ۲۴ رجمنٹین شاہی تھین جنمین ۲۳۰۰۰ سپاہی تھے اور اس پانچ سال مین سلطنت کی بہت توسیع ہوگئی تھی۔

لیکن ۱۸۵۶ء مین بہ نسبت ۱۸۵۲ء کے گورون کی سپاہ مین تقدیر تین ہزار سپاہیون کے کمی ہوگئی تھی اس زمانہ مین انگلنڈ جنگہاے عظیم مین مصروف تھا اس سبب سے اپنی سپاہ کو ہندوستان سے بلا لیا تھا وہ انگریز اپنے تئین دھوکہ دیتے ہین اگر وہ یہہ خیال کرتے ہین کہ انڈیا کی پبلک پر یورپ کے پولیٹکس کا اثر نہین ہوتا۔ ہندوستانیون کے دلون پر اسکا جو نقش جمتا ہے وہ صاف صاف نہین ہوتا لیکن جہالت بڑی زبردست کلان بین ہوتی ہے رائی کو پہاڑ بنا دیتی ہے۔ ہندوستان مین محض فتنہ پرداز و تفرقہ انداز ایسے ہوتے ہین کہ وہ سچ کے ایک دانہ سے جھوٹ کا ایک کھیت بو دیتے ہین کریمیا کی لڑائی کے زمانہ مین بہت سی جھوٹی کہانیان گھڑی گئین اور انہون نے ہندوستانیون کے دلون مین جگہہ پکڑلی کہ انگریزی سلطنت کا بالکل زوال آگیا روسیون نے انگلنڈ کو فتح کرکے اپنی سلطنت مین الحاق کرلیا اور ملکہ معظمہ گورنر جنرل ہند کے پاس پناہ گزین ہوئی ہین۔ ہندوستانیون کو پہلے سے یقین ہے کہ روس مسلمانون کی درمیانی سلطنتون کو غارت کرتے ہوئے ہندوستان کو لیکر انگریزون کو سمندر مین دھکیل دینگے۔ جب کریمیا کی لڑائی مین ہندوستان سے گورون کی سپاہ گئی تو دشمنان ہندوستانیون کے دل مین یہہ خیال آیا کہ انگلنڈ مین انگریزون کے پاس سپاہ نہین ہے جو وہ دنیا کے ایک حصہ سے سپاہ ملاکر دنیا کے دوسرے حصہ مین اپنی نمائش کرتے ہین۔

لارڈ ڈلہوزی کے زمانہ مین دانشمند ہندوستانی متحیر تھے کہ انگریز تمام ہندوستان مین ملک بڑھاتے چلے جاتے ہین لیکن یوروپین سپاہ نہین بڑھاتے ایک لوگ یہہ دلیل کرتے تھے کہ جسقدر افزائش ملک مین ہوتی ہے اسی قدر دشمنون کی تعداد کم ہوتی ہے بس افزائش ملک کے لیئے ضرور نہین ہے کہ اسکی محافظت کے واسطے سپاہ کی افزائش کی جائے بلکہ دشمنون کی تعداد گھٹنے سے سپاہ کی تعداد گھٹانی چاہیئے یہہ بات بیرونی دشمنون کے لیئے صحیح تھی مگر اندرونی خوفون کے واسطے ٹھیک نہ تھی اور یہہ مثل فراموش خاطر ہوگئی تھی کہ مخفی چھوٹے دوست ظاہر دشمنون سے زیادہ خوفناک ہوتے ہین انگریز اپنی فتوح و الحاقون کے نتائج کا تخمینہ کرتے تھے اور ہر چیز کو اپنی منشا کے موافق دیکھتے تھے کہ ہندوستانی ہماری اطاعت سے راضی تھے اور وہ ہماری خیرخواہ جان نثار باطمینان خاطر تھے اور وہ قومی راؤن کا قیاس ان چند غرض پرداز ہندوستانیون کے فیلنگس سے کرتے تھے جنکو تغیر سلطنت سے دولت ہاتھ آگئی تھی دانشمند ہندوستانی جانتے تھے کہ انگریز مغالطہ مین پڑے ہوئے ہین اور وہ سمجھتے تھے کہ انگریز جو یہہ یقین کرتے ہین وہ متحیر تھے کہ انگریزون کی عقل کہان گئی ہے کہ وہ بڑے بڑے ملکون پر اپنا قبضہ کرتے ہین اور انگریزون کی جانون کی محافظت کے واسطے گورون کی سپاہ کا ایک دستہ بھی ولایت سے نہین آتا وہ جانتے تھے کہ انکا اعتبار جو ہندوستانی سپاہ پر ہے وہ انکو غارت کریگا یہہ انگریزون کی خوش نصیبی تھی کہ جب انہون نے پنجاب فتح کیا ہے تو یہہ ناممکن تھا کہ وہ افغانستان کو بھول جاتے جسکے دل مین کینہ و بغض انگریزون کی حملہ آوری کے سبب بیٹھا ہوا تھا ہنری لارنس نے جو بڑے دوراندیش تھے وہ جانتے تھے کہ سکھون کے سردار اور سپاہی فرنگیون کے جوتے کے تلے آنے سے دل مین ناشاد ہوئے اور وہ یہہ یقین نہین کرینگے کہ ہم ملک کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک مصائب سے چھٹانے والے ہین اس لیئے انہون نے اس ملک مین اور اسکی سرحد پر تمام ملک سے گورون کی سپاہ کو کھینچ کر متعین کر دیا تھا۔ اس مین یہہ خرابی ہوئی کہ سارا ملک گورون کی سپاہ سے خالی ہو گیا۔ یہہ پرانی حکایتین چلی آتی تھین کہ انگریزون کو ہندوستان مین خوف سوا شمال مغرب کے کسی اور طرف سے نہین ہے اسلیئے پنجاب مین گورون کی سپاہ کا بڑا حصہ جمع کر دیا اور باقی گورون کی چند پلٹنون کو وسیع قلمرو مین جا بجا تقسیم کر دیا اس لیئے اب بالکل ہندوستانی سپاہ انگریزون کی پشت پناہ ہو گئی اور اس سے انگریزون کا ضعف بخوبی عیان ہونا ابھی ظاہر ہو گیا کہ ہندوستان سے گورون کی رجمنٹین کریمیا کی لڑائی مین بلائی گئین ۔

اودھ کے الحاق کا اثر سپاہ پر

اودھ کے الحاق کرنے کے بعض نتائج سپاہ کے حق مین مضر تھے۔ بنگال سپاہ کا بڑا حصہ صوبہ اودھ کا رہنے والا تھا اسکا کوئی گانوں ایسا نہ تھا جسمین انگریزی وردی اور ہتھیار پہننے والون کا کنبا نہ رہتا ہو ان سپاہیون کو ایک مسلمان سلطنت کے برباد ہونے سے کوئی فوجی کینہ نہین پیدا ہوا نہ انکو واجد علی شاہ کے ساتھ کوئی ہمدردی تھی نہ اُنکو وہ تکالیف اور مصائب اٹھانے پڑین جو سندھ اور پنجاب کے الحاق ہونے مین برداشت کرنی پڑی تھی کہ وطن سے دور جانا پڑتا تھا اور اجنبی غیر آدمیون مین رہنا پڑتا تھا اودھ کے الحاق ہونے سے تو وہ اپنے وطن مین آ گئے تھے لیکن جب تک کہ انگریزی عملداری سے اودھ جدا رہا تو انکو خاص استحقاق اور فائدے سرکار کمپنی کے سپاہی ہونے کے سبب سے حاصل تھے وہ اودھ مین بڑی وقعت اور عظمت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ وہ ایک معزز فرقہ سمجھا جاتا تھا سپاہیون کے کنبون کے سوار اور انکے اہل وطن کوئی رشتہ اپنے فوائد اور محافظت کے لیئے برٹش گورنمنٹ سے نہین رکہتے اسلیئے انکے کنبے اپنے ان اہل وطن مین بڑے سربلند تھے پنجاب مین بمبئی کے سوارون مین ایک اودھ کا سوار تھا اُس سے پوچھا گیا کہ وہ اودھ کے الحاق کو پسند کرتا ہے تو اسنے کہا کہ نہین جب مین اپنے گھر جاتا تھا تو لوگ میری تعظیم کو کھڑے ہوتے تھے اور مجھے بڑا آدمی سمجھتے تھے اب او نے ذلیل آدمی میرے سامنے حقہ پیتے ہین"۔ ان الحاق ممالک کے باب مین سر ہنری لارنس لارڈ ڈلہوزی کو لکھتے ہین کہ دس برس گذرے کہ ایک سپاہی نے پنجاب مین اپنے افسر سے کہا تھا کہ آپ ہمارے بغیر کیا کر سکتے ہین ایک دوسرے سپاہی نے کہا تھا کہ اب آپنے پنجاب لے لیا سپاہ مین تخفیف کر ینگے ایک تیسرے سپاہی نے کہا تھا کہ مین نے سنا ہے کہ سندھ بنگال پریسیڈنسی مین داخل ہوئی شاید پنجاب بھی ہوگا کہ لندن بنگال مین داخل کیا جائے او چونکہ اودھ مین بڑی بدعملی و بے انتظامی مدتون تک پھیلی رہی۔ انگریزی سپاہی کے ساتھ خواہ کیسی ہی ناانصافیان اور ظلم کرین مگر اسکو یقین تھا کہ رزیڈنٹ کے روبرو اپیل کرنے سے اسکے حق مین انصاف ہوگا۔ اگر وہ وہان خود موجود نہ ہوتا اور اسکے کنبے کا کوئی آدمی تھوڑی سی حیثیت زمین مین رکھتا تو یہہ حقوق زمینداری جسپر کہ اسکے اہل وطن کے لیئے باعث فخر ہوتے تھے ایسی ہی تکلیف کے سبب بھی ہوتے تھے اسکے باب مین جو تنازعات ہوتے تھے انمین رزیڈنٹ اسکی اعانت و حمایت کرتا وہ جیت مین رہتا خواہ غلط یا صحیح۔ بعض اوقات سپاہی کہ ان حقوق کے حاصل ہونے کے سبب سے ظلم بھی ہوتا تھا اور بعض اوقات وہ آدمی رجمنٹ کی پرانی وردی اور لوٹ پہنکر اپنا کام نکال لیتے تھے جنہون نے کمپنی کی سپاہ مین کمانڈر

لفظ بھی نہین سنا تھا اب اودھ کے الحاق ہونے سے وہ اور اسکے اور اہل وطن سب سرکار کمپنی کی رعایا ہونے مین برابر ہوگئے - جب رزیڈنسی موقوف ہوگئی تو سب آدمی کمشنر کی محافظت مین آکر برابر ہوئے - اب سپاہیون کی کمپنیون کو معلوم ہوا کہ اس انقلاب سے انکا کتنا نقصان ہوا -

سنہ ۱۸۵۷ء کے موسم بہار مین اگر ہم ہندوستانی سپاہ کا خاص کر بنگال کی رجمنٹون کا حال دیکھین تو معلوم ہوگا کہ مخالف حالتون کا ایک سلسلہ جسکا خاتمہ اودھ کے الحاق پر ہوا ایسا جاری تھا کہ اسکا اثر سپاہی کی محبت کو اپنے علمون کے ساتھہ گھٹاتا تھا ہم دیکھتے تھے کہ جب اندرونی ڈسپلن کی بندشین ڈھیلی ہوگئین تو بیرونی واقعات نے براہ راست یا بواسطہ سپاہی کی اندرونی عداوتون اور ناراضیون کو اکسایا اور بھڑکایا ہم دیکھتے تھے کہ سپاہی کی وفاداری اور فرمانبرداری مین کمی ہوگئی اسکا اپنا زعم بڑھ گیا اور وہ سمجھنے لگا کہ ہماری وفاداری و جان نثاری پر سرکار انگریزی کے کامون کا مدار ہے اس سبب سے اسکا گھمنڈ بڑھ گیا اسکو بہت موقعے ملے کہ زمانہ حال کے سانحات اور عوام کی رائون سے اسکو واقفیت حاصل ہوئی وہ اپنی چھاونی اور اپنے سفر مین مختلف فرقون سے ملتا تھا اور مختلف ملکون مین پھرتا تھا وہ اپنے دوستون سے خواہ کتنے ہی فاصلہ پر ہون خط و کتابت کرتا تھا وہ بازارون کی سب گپ شپ سنتا تھا ہندوستانی اخبارون مین جو جھوٹی سچی ملی جلی خبرین شائع ہوتی تھین انکو خود پڑھتا تھا یا پڑھوا کر سنتا تھا وہ جانتا تھا کہ برٹش گورنمنٹ کی کیا تدابیر ہین بعض اوقات وہ یہہ نہین جانتا تھا کہ گورنمنٹ کے ارادے اور اسکی نیتین کیا ہین اور انکے معانی اپنی طرف سے وہ بیان کرتا تھا سادہ لوح شکی آدمی کی عادت ہوتی ہے کہ وہ نہایت مفید و نیک کامون مین دغا و فریب اور چھپے ہوئے خطر بتاتے ہین ایسے ہی گورنمنٹ کی نیک نیتی کے کامون مین سپاہی شاخسانے نکالا کرتے اس مین یہہ لیاقت نہین تھی کہ وہ یہہ سمجھتا کہ انگریز جو تبدیلیان کرتے ہین وہ محض عام بھلائیون کے لئے ہوتی ہین انگریزی گورنمنٹ کے مسایل نظریہ اسکی سمجھ سے باہر تھے انگریزون سے اپنا صلاح و مشورہ لینا ہی موقوف کردیا تھا تو عجیب و غریب دھوکون مین آنے لگا اور نہایت خطرناک و دروغ باتون کو یقین کرنے لگا -

برٹش گورنمنٹ کی پولٹیکل اور سوشیل تدابیر جو سپاہی کے دل پر اثر پیدا کرتی تھی انکے حساب کرنے مین ہم کو ان تدابیر کے براہ راست عمل کرنے ہی پر صرف خیال نہین کرنا چاہیئے بلکہ ان باتون پر بھی خیال کرنا چاہیئے کہ سپاہی دور کے واقعات پڑھتا تھا جو اسکی روزانہ خوشی پر کچھہ اثر نہین رکھتے اور وہ اپنے خود غرضی کو

سبب سے کچھہ لحاظ نہین کرتا تھا وہ اکثر انکو اور آدمیون کی سمجھہ سے اپنین امتیاز کرتا تھا اگرچہ پولیٹکل اور سوشیل
انقلابات جو اوپر بیان کیے گئے ہین سپاہی پر کچھہ اثر نہین کرتے تھے مگر وہ اورون پر اثر کرتے تھے جو
اس سے زیادہ اپنی نسل مین دانشمند تھے انگریزون کے ہر کام پر یہان کے تیز فہم بڑے سیانے مکار
ایسے حاشیے چڑھا دیتے تھے جس سے سپاہی کا دل بگڑ جائے اور اسکو اسپر آمادہ کرائے کہ ایک اشارہ پر وہ
اپنی دیوانگی کی شورش مچا دے سپاہی کا حال اپنے ایمان مین بچہ کا سا ہوتا ہے اسکو سب قسم کی جھوٹی
باتون کا یقین دلا دینا نہایت آسان بات ہے وہ نہایت سخت متناقض اور وحشیانہ بے سر و پا باتون کا
یقین کر لیتا ہے سپاہی اس بات کے یقین کرنے پر آمادہ تھا کہ انگریزون کی عملداری کا بڑھنا اسکو نوکری
سے موقوف کرا دیگا اور اسکے سبب سے دو چند کام کرنے کی مشقت اوٹھانی پڑیگی وہ ان دونو طرفون مین
وسط کو نہین اختیار کرتا بلکہ دونو کو یا ایک کو یا دوسرے کو جیسے اسکی خوشی خاطر ہوتی پسند کرتا ایسے آدمیون
کی کمی نہین تھی جو اسکے تصورات کو غذا ایسی نہ کھلاتے جو اسکو سب سے زیادہ خوشگوار معلوم ہوتی
اسکی غذا کی کبھی مدد نہ کرتی تھی جو اسکو اس غذا کے زیادہ کھانے کے نتیجون سے باہر نکالتی۔
برٹش گورنمنٹ کے کامون کی شرحین عجیب عجیب رنگ کی ہوتی تھین بڑی ذہانت سے قصے و افسانے
بنائے جاتے تھے جنکا مطلب یہہ ہوتا کہ سپاہی کے دل مین بے چینی پیدا ہو اور وہ گورنمنٹ کی وفاداری
اور جان نثاری سے دست بردار ہو گو یہہ سب باتین مختلف رنگون مین گائی جاتین مگر سب کا ختم اسپر ہوتا
کہ سپاہی کو یہہ سمجھایا جائے کہ انگریزون کی کل تدابیر کا مآل یہہ ہے کہ جات کو بالکل غارت کرین اور کل ملک
مین عیسائی مذہب کو داخل کر دین جب کوئی صوبہ الحاق کیا جاتا تو یہہ کہا جاتا کہ اسے عیسائی بنانے کے
لیے آسانی ہوتی کہ بہت سے آدمی عیسائی ہو جائینگے۔ لاخراجی زمینون کی ضبطی کا مطلب یہہ بیان
کیا جاتا تھا کہ ملک مین تمام مذہبی اوقاف کا نام نہ رہے سرکاری قانون جو جاری ہوئے انکا مطلب
یہہ بھی بیان کیا جاتا کہ ہندو و مسلمانون کے مذاہب تہ و بالا ہو جائین تعلیم کی تمام تدابیر کو کہتے تھے کہ یہہ تو
براہ راست ملک کے مذہب پر حملہ تھا۔ تقریرون کے نظام کو بتلاتے تھے کہ وہ جات کے برباد کرنے کے لیے
ہے جیلخانون مین دیکھو لوگ سب کا کھانا پینا ایک کر دیا سپاہیون کی ہر پلٹن مین اس قسم کے آدمی تھے جو سپاہیون
کو انہی جھوٹی باتون کی تعلیم کرتے تھے اور اسکے ساتھہ یہہ یقین دلاتے تھے کہ عنقریب وقت آنے والا ہے
کہ ایک فرنگی زندہ باقی نہین رہیگا سلطنت قائم ہوگی سپاہ کا نیا انتظام ہوگا جس مین سارے اعلے عہدے

جنکا فرنگیون نے اجارہ لے رکھا ہے وہ سب ہندوستانیون کو ملینگے۔ انگریز ہندوستانیون کی سوسائٹی مین جو تحریکین ہوتی ہین ان سے کم واقف ہوتے ہین وہ فقط انکے لباس کو انکے اچھے چال چلن کو دیکھتے ہین ان کے بنگلون کے سایہ مین اگر سازشین ہوا کرین تو وہ انکی خوفناک علامتون کو نہین دیکھ سکتے۔ اگر کوئی بُری علامت اُنپر ظاہر بھی ہوجاتی تو اصل ماخذ کے پتا لگانے مین انکی عقل حیران ہوتی ہے۔ وہ آدمی جنکا کام یہہ تھا کہ وہ سپاہیون کے دلون کو بگاڑین وہ اکثر اُن پرانے خاندانون مین سے تھے جنکو انگریزون نے غارت کیا تھا۔ ویلور کی سرکشی مین معلوم ہوا کہ سوار ٹیپو کے خاندان کے آدمیون کے اور پرانے خاندان کے آدمی بھی شریک تھے اور کوئی رجمنٹ خالی نہ تھی کہ اس مین اس قسم کے آدمی سپاہی نہوون یا ان شریف رؤسا و امرا کے خاندانون کے آدمی تھے جو سپاہیون کو بہکاتے تھے جنکی انگریزون نے لاخراجی زمینین ضبط کرکے انکو مفلس و نان شبینہ کو محتاج بنا دیا تھا اور نہایت ذلیل کر دیا تھا برہمنون کی سوسائٹی مذہبی کی حماقتون کو انگریزون نے ظاہر کر دیا تھا اور انکے اختیار و اقتدار کو نیست و نابود کر دیا تھا پنڈتون کے تصورات پُر مبتلا ہے تھے کہ نئے اوتار آنے والے ہین جو عیسائیون کی عظمت و شان کو شرق مین خاک مین ملا دینگے۔ اس تعلیم و تلقین کرنے والون کا خواہ کچھ ہی مقتضاء طبیعت ہو خواہ کچھ لباس ہو وہ مسافرون کی طرح چھاؤنیون کی لینون مین اس طرح آتے کہ وہ پھیری کرنے والے مسافر یا مذہبی بھکاری یا کٹ پتلیون کا تماشا کرنے والے معلوم ہوتے انہون نے سرکار کی بدخواہی کی تخم افشانی کی جسکے لیے یہان سر زمین خوب تیار تھی صرف یہہ انتظار تھا کہ موثر حالتون کا آفتاب انکو پختہ کرکے بغاوت و سرکشی کی فصل کو تیار کر دے۔

باب یازدہم لارڈ ڈلہوزی کے عہد حکومت کے متفرق واقعات

سرکار کمپنی کا نیا چارٹر (فرمان شاہی) ہندوستان مین حکمرانی کرنے کا ملنا سنہ ۱۸۵۲ و ۱۸۵۳ء

سرکار کمپنی کو ہندوستان مین فرمان روائی کی سند بیست سالہ ملی تھی اسکی مدت سنہ ۱۸۵۳ء مین ختم ہونے کو تھی۔ اب برٹش پارلیمنٹ کے روبرو نئی سند لینے کا سوال پیش ہوا کئی مہینے تک ہندوستان و انگلستان مین سرکار کمپنی کے دوستون اور دشمنون کے درمیان یہہ سوال زیر بحث رہا کہ سند دیجائے یا نہ دیجائے۔ سوم جون سنہ ۱۸۵۳ء کو سر چارلس وڈ نے جو انڈین بورڈ کے پریسیڈنٹ تھے آیندہ ہندوستان کی گورنمنٹ کے باب مین قانون کا مسودہ ہوس آف کامنس مین پیش کیا۔ آئین اول وہ دوسری گورنمنٹ بورڈ آف ڈائرکٹرز کی اور بورڈ آف کنٹرول کی قائم

رکھی لیکن کورٹ دائرکٹرز کی قوت کو اسطرح گھٹایا کہ اسکے چوبیس ممبرون مین سے اٹھارہ ممبر رکھے جنہین چھہ ممبرون کا انتخاب کرنا بادشاہ کے اختیار مین رکھا کہ وہ ان آدمیون مین سے انتخاب کیا کرے جنہون نے ہندوستان مین دس سال خدمت کی ہو۔ باقی بارہ ممبر کورٹ پروپرائٹرز انتخاب کیا کرین جسپر مسٹر برائٹ نے یہہ کہا کہ زود ہضم غذا کے ایک رتی مین دو رتی زہر ملایا گیا پہلے جو یہہ قاعدہ تھا کہ سرکار کمپنی اپنی سفارش سے اور ہیلی بیری کالجون کے طالب علمون کو ملٹری اور سول عہدون پر مقرر کرتے تھے سو یہہ قاعدہ موقوف ہوا اور اسکی جگہہ نوجوان انگریزون کے لیئے مقابلہ کا امتحان مقرر ہوا۔ ہندوستان کے لیئے ایک خاص قانونی کونسل مقرر ہوئی۔ صوبہ بنگال مین ایک جدا لفٹنٹ گورنر مقرر ہوا۔ غرض اگست ۱۸۵۳ء مین یہہ بل پاس ہوکر ایکٹ ہوگیا۔ اول ترمیم سے یہہ فائدہ ہوا کہ ہندوستان کے حاکم بڑے بڑے تجربہ کار اور آزمودہ روزگار ولایت مین جاتے تھے تو پھر انکی عقل و دانش و تجربہ سے ہندوستان کو کوئی فائدہ نہین پہنچتا تہا اب بادشاہ انکو کورٹ دائرکٹرز کا ممبر مقرر کرسکتا تھا جس سے انکا تجربہ پھر ہندوستان کے کام مین آنے لگا۔ دوسری ترمیم سے یہہ فائدہ ہوا کہ پہلے کالج کے برے بھلے تعلیم یافتہ نوکر ہوجاتے تھے اب انکی جگہہ مقابلہ کے امتحان کے پاس شدہ لائق فائق نوکر مقرر ہونے لگے۔ ترمیم سوم سے یہہ فائدہ ہوا کہ کلکتہ مین مئی ۱۸۵۴ء کو اس ایکٹ کے موافق کونسل کا اجلاس ہوا جس مین ایک کونسل تمام ہندوستان کے لیئے قوانین بنانے کے لیئے تھی پرانی کونسل اپنے اگلے کیوٹو اختیارات رکھتی تھی گو قانون بنانے کے اختیارات ایک اور کونسل کے ہاتھہ مین منتقل ہوگئے تھے مگر پھر بھی وہ اس مین اپنے اختیارات رکھتے تھے نئی کونسل کے بارہ ممبر تھے جنہین چار ممبر بنگال و آگرہ و مدراس و بمبئی کی گورنمنٹون کی طرف سے تھے اور دو سپریم کورٹ بنگال کے جج تھے دو اور ممبر گورنر جنرل نے اپنے اختیار سے مقرر کیئے تھے۔ چہارم ترمیم سے یہہ فائدہ تھا کہ بنگال و بہار و اڑیسہ کے صوبون کے انتظام کی خبر گیری گورنر جنرل کے ذمے تھی وہ اپنی دار السلطنت سے نصف سال غیرحاضر رہتے تھے اسلیئے اکثر کونسل کا ممبر اول ان صوبون کا کام کرتا تھا اس بے عنوانی کے سبب سے گیارہ برس مین ۲۳ دفعہ بنگال کے ڈپٹی گورنرون کا تغیر و تبدل ہوا۔ اب اس نئے انتظام سے یہہ تغیر و تبدل موقوف ہوا اور بنگال کے اول لفٹنٹ گورنر ہیلی ڈی صاحب مقرر ہوئے۔

جولائی ۱۸۵۵ء مین بنگال کے شمال مغرب مین پہاڑی قومون نے سر اٹھایا اور شور و شر مچایا وارن ہیسٹنگز کے عہد مین کلیولینڈ صاحب نے سنتھالیون کو وحشی سے اہلی آدمی بنایا تھا اور مسٹر ایڈن نے اپنی فیاضی سے

دامن کوہ مین انکو زمینون مین زراعت کرنی سکھائی تھی وہ دفعتہً اپنی مرتفع زمینون کے جنگلون سے میدان کے دولتمند آدمیون پر سیل باران کی طوفان برپا کرتے ہوئے چڑھ آئے۔ بنگالی مہاجنون نے انکو قرض کے پھندون مین پھنسا کر لوٹ لیا تھا۔ عدالتون مین نالشین کر کے انسے اپنے مقاصد مدہ حاصل کیے جنسے گھبرا کر وہ دیوانے بن گئے لعض جوش نوجوان انگریزی ریل وے اوسیرون نے بھی انکا ناک مین دم کیا تھا ان سیدھے سادے وحشیون نے اپنے غول بنائے اور اپنے آپ ہی اپنے سردار مقرر کیے اور کلکتہ کی کونسل کے روبرو اپنا استغاثہ کرنے کے لیئے چلے۔ بھوک اور توہمات نے ان سنتھیلون کو لٹیرا اور خونخوار بنا دیا انکے پاس تیر اور زہر کے بجھے ہوئے تیر ہتھیار تھے خوشحال دہات مین انہون نے آگ لگائی اور انکو لوٹ لیا خالی بنگلون پر حملے کیئے جو ادہر اُدہر انگریز ہندو مسلمان پھرتا ہوا انکو ملا اُسے مار ڈالا راج محل و بیر بھوم و بھاگلپور کے بڑے بڑے سول سٹیشنون کو گھیر لیا انکے پر جوش واعظون نے اپنے مواعظ کا ایسا اثر انپر ڈالا کہ ہزارون سنتھالی ان اضلاع پر لوٹ پڑے۔ جو اچھی طرح محفوظ نہ تھے اور ان مین ان کے اصلی دشمن رہتے تھے۔ دفعتہً بلوہ کا برپا کرنا ایسے وقت مین کہ برسات کا زور تھا ان کے حق مین مفید تھا۔ دفعتہً سردست کوئی لشکر انکی سرکوبی کے لیئے سوا پہاڑیون کی سپاہ کے موجود نہ تھا اور اس سپاہ سے جو سرکشون سے رشتہ مندی رکھتی تھی اور توہمات مین مبتلا تھی خیر خواہ رہنے کی تھوڑی توقع ہوسکتی تھی۔ غرض حکام اس ہنگامہ کو دیکھ کر متحیر ہوگئے تھوڑی سی سپاہ گورون کی اور پولس کے سپاہیون نے ان ہزارون آدمیون کا مقابلہ کیا جو اسکے خون کے پیاسے تھے سنتھال کے اضلاع مین سے دہاتی خوف زدہ ہوکر ایسے بھاگے جیسے کہ مرہٹون کے حملہ کے خوف سے بھاگتے تھے کلکتہ سے سپاہ نے جا کر رانی گنج کو بچایا جہان بردوان کے ضلع مین کوئلے کا بڑا کارخانہ ہے۔ راج محل اور کول گونگ اور بھاگلپور مین دہات تک جل رہے تھے اور مرشد آباد بھی اس خوف سے لرز رہا تھا بلوہ کے مقامون مین سپاہ آئی مگر وہ ہنگامہ فساد کو فرو نہ کرسکی۔ سوا اسکے کہ وہ چند مقامات کو محفوظ رکھ سکتی تھی کچھ اور نہین کرسکتی تھی۔ یہ وحشی اسکی بندوقون کے آگے سے بھاگ جاتے تھے مگر اور طرح سے اپنے حملون سے ستاتے تھے۔ انگریزی سپاہ اچھی طرح کام کرتی تھی لیکن ان وحشیون کے ہجوم و غوغا اور زہر کے بجھے ہوئے تیرون سے ڈر جاتے تھے۔ دو دفعہ پہاڑی سپاہ راج محل کے لوٹنے والون کے مقابلہ کے لیئے بھیجی گئی وہ دونو دفعہ پیچھے ہٹ آئی لفٹنٹ ٹول مین ۵۶ رجمنٹ کے

سپاہیون کو ساتھ لیکر ہزارون سنتھالیون سے لڑنے گئے اور دشمنون کی کثرت تعداد کے سبب سے
مغلوب ہوئے اور بیس سپاہی مع بہادر افسر کے مقتول و مجروح ہوئے۔ تازہ سپاہ آئی تو پھر ہزارون
سنتھالی تھوڑی سی قواعد دان سپاہ کے آگے سے بھاگنے لگے اِسسے فساد بالکل فرو نہ ہوا سنتھالی
بھاگ کر جنگلون مین چلے گئے اور وہان رہ کر ستانا شروع کیا بعض دہات مین سے انکو خوراک بھی
مل گئی۔ لفٹننٹ گورنر ہیلی ڈے صاحب نے مارشل لا جاری کرنا چاہا مگر سپریم گورنمنٹ اسکے مانع ہوئی
ستمبر ۱۸۵۵ء کے شروع مین جنرل لوئڈ کی سپاہ نے بھاگل پور مین اور بریگیڈیر برڈ کی سپاہ نے بیر بھوم
مین ان سرکشون کا سر کاٹنا شروع کیا مگر ابھی جنگل مین انکے شکار کرنے کا وقت نہین آیا تھا اس مہینے کے
ختم ہونے سے پہلے بیر بھوم مین ہیضہ آیا اس ہیضہ نے اور سنتھالیون نے اس ضلع کی زمین کو آپس مین
تقسیم کر لیا سرکش ایک ضلع کی لوٹ سے مالا مال ہو کر انگریزی سپاہ کے ہاتھ سے بچکر نکلنا چاہتے تھے
تو امراض اور ہیضہ انکو نکلنے نہین دیتے تھے ہزارون سنتھالی بندوقون اور بیماریون سے مرے
اور سینکڑون مقید ہوئے جنمین انکا ایک بڑا نامور سردار سیدو مانجی بھی تھا مگر ابھی تک زمیندارون مین
لوٹ کھسوٹ تقسیم ہوتی تھی نومبر کی سرد ہوا اور بے ابر دھوپ نے ایک نیا جلوہ دکھایا اسوقت لارڈ ڈلہوزی
نیل گری مین علیل تھے انکی کونسل نے اس فساد کے دور کرنے کی تدبیر آہستگی کے ساتھ کی لفٹننٹ گورنر
ہیلی ڈے صاحب نے آخر کو مارشل لا جاری کیا تازہ سپاہ میدان کارزار مین آئی۔ عموماً سرکشون کے
دہات کا جلانا شروع ہوا اور اب دشمنون کے لیے جنگل پناہ گاہ نہ رہے انکے بہت سے سردار
مارے گئے اور پکڑے گئے اور پھانسی پر چڑھائے گئے سال کے آخر روز مین لشکر کشی موقوف ہوئی
اور ۳ جنوری ۱۸۵۶ء کو مارشل لا کی موقوفی کا اشتہار دیا گیا اور سنتھال کا ملک بنگال کے آئینی اضلاع
سے جدا ہو کر غیر آئینی ملک بنایا گیا۔ ابھی سنتھالی بالکل مطیع نہ ہوئے تھے وسط جنوری مین پھر
انھون نے سر اُٹھایا۔ دہات کو لوٹا مارا بہت سی نیل کی فیکٹریون کو مسمار کیا خیرخواہ انگریزون اور بنگالیون
کی جان و مال لے لینے سے دھمکایا فروری کے ختم ہونے پر بالکل امن امان ہو گیا۔ پھر سنتھالی ریل وے
کی نئی لائنون اور سڑکون اور فیکٹریون پر کام کرنے لگے اور زراعت کے کام مین مصروف ہوئے۔
جن لوگون انھون نے غدر مچایا تھا اور اپنی کھیتی نہ بوئی تھی اسکی سزا انکو یہ ملی کہ ہزارون بھوکے مر گئے
لارڈ ڈلہوزی کے ارشاد سے جان لارنس نے اپنے سکریٹری سے ۱۸۵۵ء مین آن رودِ سندھ کی

سرحدون کی مہمات کی رپورٹ تیار کرائی جس مین سے سرحد کی پولیسی کی توضیح کی گئی - یہہ سرحد طول مین آٹھ سو میل ہے وہان کی اقوام کے دو حصے ہین ایک حصے مین ایک لاکھ پینتیس ہزار آدمی اور دوسرے حصے مین اسی ہزار آدمی لڑنے والے ہین وہ اصلی جنگجو و شیر خو بہادر سخت جفاکش اچھے ہتھیار رکھنے والے ہین مگر ڈسپلن (قواعد) نہین جانتے انکی طبیعت مین وحشت شرافت آمیز ہے خونریزی کے بدلہ مین خونریزی کرنا انکا عین ایمان ہے وہ کبھی ہتھیارون کے بغیر نہین رہتے مویشیون کے چرانے مین باربرداری کے جانورون کے ہکانے مین کھیتی کرنے مین ہتھیار لگائے ہوئے ہوتے ہین ہر قبیل اور ہر قبیل کا ہر فرقہ آپس مین ایک دوسرے کے قتل کرنے کے لیئے لڑائیان لڑتا ہے اور ہر خاندان مین خونی جھگڑے ورثے مین چلے آتے ہین اور ہر شخص کے جسم پر زخم ہوتے ہین - ہر قبیل مین اپنے ہمسایون کے ساتھ جانستانی کا حساب ایسا ہی رہتا ہے جیسے کہ قرضدارون اور قرضخواہون کے مابین -

پہاڑون پر سے وہ اترکر انگریزی عملداری مین لڑائیان لڑتے تھے اور دیہات کو جلا دیتے تھے یا انکو لوٹ لیتے تھے اور انگریزی رعایا کو قتل کرتے تھے مدتون تک وہ پہاڑون کے نیچے میدانون کو اپنی شکارگاہ سمجھتے تھے جنمین وہان کے باشندون کا شکار کھیلتے تھے جب انکا اس ظالمانہ شکار کھیلنے کو جی چاہتا تھا تو وہ قتل اور لوٹ مار کے لیئے حملے کرتے تھے اور بعض دفعہ آدمیون کو قید کرکے لے جاتے تھے کہ ان سے ڈنڈ لیکر رہا کرین - وہ انگریزی سپاہ پر گولیان مارتے تھے اور انگریزون کو انہی کی عملداری مین مار ڈالتے تھے وہ انگریزی عملداری مین جہان انکا جی چاہتا تھا داخل ہوتے تھے اور انگریزی بازارون مین تجارت کرتے تھے انگریزی رعایا مین چند آدمی انکے ملک مین کسی ضرورت کے سبب جا سکتے تھے مگر گورنمنٹ کے کسی نوکر کی یہ مجال نہ تھی کہ انکے ملک مین قیام رکھتا اب اسکے برخلاف برٹش گورنمنٹ انکو آزاد سمجھتی تھی اور اسکے ملک مین جو وہ سفانیان رکھتے تھے وہ انکو بدستور برقرار رکھتی تھی اسنے سکھون کی قدیمی "قلمرو" کی حدود سے باہر ایک قدم بھی آگے نہین نکالا اسنے کچھ ان کے معاملات مین مداخلت نہین کی اور کچھ تعلق انسے نہین رکھا اگرچہ اسنے اپنی رعایا کو اجازت دے رکھی تھی اور وہ اسکی مدد کرتی تھی کہ حملہ کی صورت مین اپنی حفاظت کرین مگر انکو روکتی تھی کہ وہ اسکا معاوضہ نہ لین اور حملے کے عوض مین حملہ کرین وہ ان آدمیون کو پناہ دیتی تھی جو اپنی جان بچانے کے لیئے بھاگ گئے تھے گروہ انکے مسنح گروہ آ کر اپنے ملک مین پناہ گزین نہین ہونے دیتے تھے اسنے ان آزاد پہاڑی آدمیون کو آزادانہ اجازت دی تھی کہ وہ اسکے ملک مین آ آدمیون زراعت

کرین اپنی مویشیون کو چرائین تجارت کرین اور اسطرح وہ اپنے حقوق و فائدے اور حالتین رکھتے تھے جو اسکی خود رعایا رکھتی تھی وہ انکو اپنی اسپتالون اور دواخانون مین بے تکلف آنے دیتے تھے اور ڈاکٹر انکے کوڑیون بیمارون کا علاج کرتے تھے اور جب وہ اچھے ہوجاتے تھے تو اپنے کوہستانی وطن کو چلے جاتے تھے۔ انکے واسطے سپاہ مین بھرتی ہونے کی بھی اجازت تھی کہ وہ انگریزی تنخواہ دار اور نمک خوار بنین۔ سنہ ۱۸۴۹ء اور سنہ ۱۸۵۵ء کے درمیان پندرہ دفعہ لشکرکشیان ہوئین انہین عدل اور عقل کے موافق پولیسی ظاہر کی گئی قتل و قزاقی کے روکنے کے واسطے زور کی ضرورت ہوئی یہہ زور کام مین لایا گیا اور وہ کامیاب ہوا جب ان قومون کو سزا ملجاتی تو اکثر اپنے افعال سے پشیمان ہونے کا اقرار کرلیتین اور جنکو وہ پورا کرتین وہ جن جرمون کی سزا پاتین انکو سزا پانے کے بعد پھر نہین کرتین تقریباً ہر صورت مین یہہ قومین زیادتی کرنے والی اول مین برے کام کرتین اور آخر مین مصیبتین اوٹھا کر اچھے کام کرتین اس پولیسی کے سبب مصالحت کی بنیاد رکھی گئی اور یہہ سرحدی قومین سنہ ۱۸۵۷ء مین انگریزون کی خوش نصیبی کے سبب سے نچلی بیٹھی رہین جسکا آگے بیان ہوگا اگر ابتدا مین کوئی ایسے برتاو انسے برتا جاتا تو وہ انگریزون کی کمزوری کے وقت بہادرانہ حملہ آوریان کرتین لیکن وہ انگریزی پولیسی کے استحکام و استقلال کی عادی تھین انپر انگریزون کا خوف چھایا ہوا تھا اس لیئے وہ اسوقت مین کہ انگریزون کو نقصان عظیم پہنچا سکتی تھین اپنی شرارت سے باز رہین پھر اس پولیسی کو لارنس کے جانشینون نے بالاستقلال ترقی دی اسلیئے آن ر دے سندھ کی سرحد انڈین ایمپائر کا قابل اطمینان حصہ ہوگیا تمام ملک مین کسی سمت مین انگریزی اور شرقی حکومتون مین ایسا فرق عظیم نہین ہے جیسا کہ یہان ہے ٭

اب سرحدی پولیسی مین سنہ ۱۸۵۶ء کے آخر تک افغانستان اور ہندوستان کے تعلقات کا بھی ذکر کرنا ضرور ہے چونکہ افغانستان کے متصل پنجاب ہے اسلیئے پنجاب ہی ان تعلقات کا توسط ہے۔ سنہ ۱۸۴۹ء تک پنجاب کے منتظمون نے افغانستان کے معاملات سے کچھ سروکار نہین رکھا۔ افغانستان جنگ اول کے بعد سنہ ۱۸۴۲ء مین امیر دوست محمد خان اپنی سلطنت پر بحال ہوا تھا وہ اب بھی تخت نشین تھا [illegible] بوڑھا ہوگیا تھا اسکے مرنے پر معلوم ہوتا تھا کہ اسکے خاندان مین تخت نشینی کے لیئے فساد برپا ہوگا [illegible] سے پنجاب انگریزی عملداری مین الحاق ہوا نہ اسکے لواحقین مین سے کسی نے برٹش گورنمنٹ کو

کوئی تکلیف پہنچائی تھی جو تکالیف کہ قوموں سے انگریزوں کو پہنچیں تھیں جنکا اوپر ذکر ہوا وہ خاص افغانستان نے نہیں دی تھیں بلکہ وہ آن رودے سندھ کی سرحدی قوموں نے دی تھیں جو عملا افغانستان کی گورنمنٹ سے بے تعلق و آزاد تھیں ۱۸۵۴ع کی جنگ کریمیا کے واقعات متعلقہ سے برٹش کے خوف کچھہ مدت کے لیئے سو گئے تھے پھر وسط ایشیا کے معاملات نے انکو جگایا جس مین افغانستان انگریزوں کا نہایت قریب کا ہمسایہ تھا۔ اب پچھلے سالوں مین یہہ خیال پیدا ہوا تھا کہ انگلنڈ جو ترکی کے ساتھہ ملنے کی تدابیر کریگا اسکے برخلاف کام کرنے مین روس وسط ایشیا کی طرف متوجہ ہوگا۔ اس باب مین جان لارنس نے پہلی دفعہ اپنی رائے حسب سررشتہ ظاہر کی وہ یہہ چاہتے تھے کہ اگر ممکن ہو تو اس معاملہ مین افغانستان کو کوئی دخل نہ دیا جائے وہ یہہ چاہتے تھے کہ سرحد سندھ ایسی مستحکم کردی جائے کہ روس اس سے گذر نہ سکے ---------- انکی رائے یہہ تھی کہ روسیوں کے برخلاف جو حرکت کی جائے وہ یورپ سے کی جائے وسط ایشیا سے نہیں اگر روسیوں پر حملہ بحر بالٹک اور بحر اسود کی طرف سے کیا جائے تو اسکے سبب سے روس مجبوری وسط ایشیا سے بند کرکے دق کرنی سے باز رہے گا۔ ان دنوں مین جان لارنس صاحب پاس خان قوقند کا ایلچی آیا تو قند سائی بیریا کے متصل تین مشہور خانات مین سے قوقند بھی ہے جنکو یہہ خوف لگ رہا تھا کہ روس انکو اپنی عملداری مین داخل کرینگے لیکن جان لارنس کے نزدیک برٹش گورنمنٹ کی طرف سے کوئی انکی مدد نہین ہوسکتی تھی اُنہوں نے اس باب مین لارڈ ڈربی ہوزی سے مشورہ لیکر اس ایلچی کی بہت تواضع و تکریم کی لیکن اسکو واپس یہہ کہکر بھیجا کہ ہم اس معاملہ مین کچھہ امداد نہین کرسکتے اسکے بعد خان کو جو خوف تھا کہ روسی قوقند کو اپنی عملداری مین شامل کرینگے پورا ہوا۔

ایران نے جو افغانستان کے برخلاف دشمنانہ حرکتیں کین جنپر یہہ گمان ہوا کہ وہ روسیوں کے بل کے بھروسے پر کین تین لوکرنیل اڈورڈس نے جو پشاور کے بڑے دانشمند ذہین کمشنر تھے جان لارنس سے درخواست کی کہ امیر افغانستان سے دوستی پیدا کی جائے لیکن جان لارنس نے شدومد کے ساتھہ یہہ صلاح بتلائی کہ افغانستان کے ساتھہ تعلقات نئے پیدا کیئے جائین لیکن اسکے ساتھہ یہہ اضافہ کیا کہ اگر افغانستان کے ساتھہ تعلقات اختیار کیئے جائینگے تو ہمین اسکے خاطر خواہ انتظام کے واسطے موجود ہون۔

کرنیل ہربرٹ اڈورڈس نے نہایت حزم و احتیاط سے امیر کابل سے پیغام سلام کیئے جنکے جواب باصواب

قدیمی دشمن نے دیئے ۔ آخر کار مارچ ۱۸۵۵ء امیر کابل کا پیارا بیٹا ولیعہد غلام حیدر خان پشاور مین اسلیئے آیا کہ گورنمنٹ ہند کے ساتھ دوستانہ عہد و پیمان کیئے جائین جان لارنس صاحب چیف کمشنر پنجاب بھی اس سے ملاقات کے لیئے پشاور مین تشریف لائے اُنکی تجویز سے یہہ قرار پایا کہ فریقین مین حالتاً گفتگو ہو وکیلون کی معرفت گفتگو ہونے مین جھمیلے پڑ جاتے ہین اور یہہ گفتگو باری باری سے ایک دفعہ افغانی کمپ مین اور ایک دفعہ کمشنر پشاور کی کوٹھی مین ہو ۔ جب اول مرتبہ ملاقات ہوئی تو چیف کمشنر نے کہا کہ حضور گورنر جنرل کی صرف یہی خواہش ہے کہ ایک عہدنامہ کامل باہمی اتحاد کے لیئے طرفین مین ہو جائے اور اگر دوست محمد خان اسکے سوا کچھہ اور چاہتے ہون تو انکے فرزند ارجمند بیان کرین ۔

ولیعہد نے جواب دیا کہ ہم لوگ بہادر اور جنگ جو ہین مگر بالکل مفلس آپ سے معاہدہ کرنے مین روسی اور ایرانی ہمارے دشمن ہو جائین گے اسلیئے امید ہے کہ آپ ہماری روپیہ سے اعانت کرین اگر روپیہ ہمارے پاس ہو تو ہم ہر ایک شخص کا مقابلہ کر سکتے ہین بغیر روپیہ کے ہم سے کچھہ نہین ہو سکتا ۔ ہرات ہمارا ہی ملک ہے وہ ایران کی سرحد پر واقع ہے اگر ایرانیون اور روسیون نے حملہ کیا جسکا ہونے کا ظن غالب ہے تو آپ ہم کو جواب دیدینگے کہ ہم کو اس سے سروکار نہین ۔ چیف کمشنر نے جواب دیا کہ ہمین تو اس کا ابھی کوئی خطرہ معلوم نہین دیتا ایران سے ہمارا عہدنامہ ہے کہ وہ اپنی سلطنت اور ہماری ہندوستان کی سلطنت کے درمیانی ملک پر حملہ آور نہ ہو ۔ روس کو تو ابھی یوروپ ہی کے جھگڑون سے فرصت نہین ہے ۔ ہم ان کو افغانون پر حملہ کرنے نہین دینگے غلام حیدر خان نے جواب دیا کہ ایران کے متصل روس ہے وہ روس کو پسند نہین کرتا مگر اس سے ڈرتا ہے اسلیئے وہ روس کے کہنے پر عمل کریگا افغانون کی موجودہ حالت باہمی اتفاق کی ایسی ہے کہ ایران سے کچھہ خوف نہین ہے بشرطیکہ روس اسکا شریک نہ ہو اگر روس کا قصد ہندوستان پر نہین ہے تو قوقند پر وہ کیون حملہ کرتا ہے اور آک مسجد پر قبضہ کیون کیا ہے اور وہان اپنی سپاہ کی چھاونی کیون ڈالی ہے ؟ ۔

چیف کمشنر نے جواب دیا کہ ہم ہمیشہ خلیج فارس کے ساحل پر اپنی مخالفت دکھلا کر ایران کو روک سکتے ہین اس عہدنامہ مین ہم ہرات کا ذکر کرکے شاہ ایران کو بے وجہ ناراض کرنا نہین چاہتے ۔ غلام حیدر خان نے جواب دیا کہ آپ کو ایک عہدنامہ کی نقل دکھادون جسکو اسنے اسلیئے تجویز کیا ہے کہ جب آپ افغانستان مین دست اندازی کرین تو وہ ہم سے اس عہدنامہ کی تکمیل کرائے ۔ چیف کمشنر نے جواب دیا کہ یہہ سب

باتین ایران کی زبانی جمع خرچ ہے - غلام حیدر خان نے جواب دیا کہ اس زبانی جمع خرچ کے ساتھ سرکشی بھی ہے
چیف کمشنر نے صاف صاف کہا کہ اسوقت عہدنامہ سے مراد ہماری یہہ ہے کہ نہ ہم افغانستان مین کوئی
مزاحمت کرین نہ اپنے ملک مین افغانستان کو مزاحمت کرنے دین بس ہم دونو مین آپس مین اتحاد ہو جس سے
کہ سرحدی اضلاع مین امان قائم ہو اور تجارت و زراعت مین ترقی ہو - غلام حیدر خان نے جواب دیا
کہ ہمکو کسی دشمن کا جسکا روس معاون نہ ہو خوف نہین ہے - تمہارا گو ہمارا تمہارا دشمن ہے مگر افغانون کے
آگے ترکمان ایسے ہین جیسے کہ بھیڑیے کے آگے بھیڑ - چیف کمشنر نے کہا کہ آپ مطمئن رہین کہ افغانستان پر
کوئی ہمارا قصد نہین ہے ہم اسکا زبردست اور خود مختار رہنا چاہتے ہین اصل مین دونو سلطنتون کے مقاصد
ایک ہی ہین ہم دونو ایک ہی کشتی پر سوار ہین غلام حیدر خان نے اسکا جواب کیا برجستہ دیا ہے کہ اگر ہم
دونو ایک ہی کشتی پر سوار ہین تو دونو ساتھ ہی ڈوب جائینگے یا تیرتے رہینگے آپ ہماری مدد کا
وعدہ کرین ورنہ آپ کے جانشین کو معلوم بھی نہ ہوگا کہ آپ نے اسوقت کیا کیا تھا اور مشکل کے وقت
وہ ہم سے علیحدہ ہو جائینگے یہہ باتین ہو کر پہلی ملاقات ختم ہوئی دوسری ملاقات مین پھر ہرات کا
ذکر چھیڑا اور جان لارنس نے ان ہی معاہدون کا حوالہ دیا کہ ایران اور انگریزون کے درمیان ہوئے تھے
غلام حیدر خان نے جواب دیا کہ ہرات افغانستان کا دست راست ہے اگر آپ کا داہنا ہاتھ کٹ جائے
تو کیا اسکا صدمہ آپ کو نہین پہنچیگا ایسا ہی ہرات کے جانے کا صدمہ ہم کو ہوگا اگر اسپر کوئی حملہ کریگا
تو اسکی کمک کرنی ہم پر واجب ہوگی اگر اس عہدنامہ سے ہم کو کوئی فائدہ پہنچانا مدنظر ہو تو ہرات کا
ذکر اس مین ضرور شامل کرنا چاہیئے - جان لارنس نے کہا کہ ہرات کے باب مین جو ہماری خواہشین
ہین انسے پھر آپ کو مطلع کرونگا غلام حیدر خان نے اس بات کو منظور کر لیا پھر امیر کی اس استدعا کا ذکر ہوا کہ
غلام محمد خان کو وہ جاگیرین واپس کر دیجائین جو اسکے پاس پشاور مین پہلے تھین چیف کمشنر نے کہا کہ
غلام محمد خان کو سکھون نے معزول کر دیا تھا اور قیدی کے طور پر رکھا تھا میرے بھائی ہنری لارنس نے
پشاور اور کوہاٹ مین اسکی جاگیرین دیدین اور اسنے میرے بڑے بھائی جارج لارنس کو اہل و عیال
سمیت سنگدل ہمارے دشمن کے حوالہ کر دیا تو غلام حیدر خان نے چیف کمشنر کے دونو ہاتھون کو
پکڑ کر بہہ پکار کر کہا کہ آپ برائے خدا محمد خان کا نام نہ لیجئے اب مین اس ذکر کو چھوڑتا ہون محمد خان تو
میری نہایت سخت کی تھی کہ میرے لیئے چیف کمشنر سے یہہ درخواست کرنا اس لیئے مین نے

ذکر کیا درنہ وہ تمام افغانستان مین بدنام ہے بعد اسکے ملاقات کا جلسہ برخاست ہوا -

جان لارنس نے عہدنامہ مرتب کیا جسمین تین شرائط درج تھین شرط اول سرکار کمپنی اور امیر افغانستان کے درمیان ہمیشہ صلح اور دوستی رہیگی - دوم افغانستان مین سرکار کمپنی کبھی دست اندازی نہین کریگی سوم شرط امیر دوست محمد خان اور انکے ورثا کبھی سرکار کمپنی کے ملک مین مداخلت نہین کرینگے اور سرکار کمپنی کے دوستون کے دوست اور دشمنون کے دشمن رہین گے طرفین سے اس عہدنامہ پر دستخط ہو گئے جب عہدنامہ کا مسودہ غلام حیدر خان کے روبرو پیش ہوا تو اسنے یہہ حجت کی کہ عہد و پیمان طرفین سے ہونے چاہئین یہہ تیسری شرط انگریزون کی طرف سے بھی ہونی چاہیئے کہ افغانون کے دوستون کے دوست اور دشمنون کی دشمن سرکار کمپنی رہیگی - لیکن چیف کمشنر نے اسکا یہہ جواب دیا کہ ہمارے اور آپ کی گورنمنٹون کے درمیان بڑا فرق ہے افغان ہمیشہ اپنے دشمنون سے لڑتے رہتے ہین تو اس شرط کے موافق ہمکو ہمیشہ افغانستان کے معاملات مین دست اندازی کرنی پڑیگی ہمکو اور افغانون کو بری معلوم ہوگی اور ہم کو کسی دشمن کا خوف نہین ہے کہ جس سے لڑنا پڑے یہی دانشمندانہ پولیسی لارڈ ڈیل ہوزی کی تھی اور اسکے بانی سابق سر ہربرٹ ایڈورڈس کمشنر پشاور تھے جسکے ثمرات قابل یادگار ۱۸۵۷ء مین ظہور مین آئی اور آیندہ سب گورنر جنرلون کا سوا ایک کے اس پولیسی پر عمل رہا ٭ اس ملاقات مین غلام حیدر خان کو جان لارنس نے ایک تلوار اور تنچہ ہدیۃً دیا تھا جسکو اسنے بے تکلف قبول کیا اور اسکے عوض مین ایک گھوڑا جان لارنس کو بھیجا جب انہون نے اسکے واپس کرنے کی اجازت مانگی تو اسنے جواب دیا کہ اگر آپ گھوڑا واپس کرین گے تو مین اسکو گولی مار دونگا -

فروری ۱۸۵۶ء کی آخر تاریخ کو مارکوئس ڈیل ہوزی نے اپنا کام اپنے قائم مقام کو سپرد کیا سب لوگ یہہ کہتے تھے کہ ہندوستان سے وہ حاکم ہند کا جو اکبر اعظم تھا چلا - انکی ہیچ سردی اور تنخواہ فرانی بہت ہوتی تھی وہ اسکے مستحق تھے انہون نے پبلک خدمات کے لیئے اپنی زندگی کو وقف کر دیا تھا - وہ کامیابی مجسم تھے جس کام کے کرنے مین کوشش کی اس مین اپنا دل بالکل لگا دیا انہون نے جو اپنے عہد حکومت ہشت سالہ مین پولیسی اختیار کی وہ انکی اپنے ذہن و ذکا کی ایجاد کی ہوئی تھی اسلیئے اس مین فتحیابی بھی انکی ہی تھی - انکے عہد حکومت مین گورنمنٹ کے نام کی جگہہ ڈیل ہوزی ہی کا نام لیا جاتا تھا -

یہہ جوانمرد ایسا انگلش مین تھا جسکی برابر کمتر ہی انگلش مین ہوتے ہین انیسوین صدی مین ایک خاص زمانہ

لارڈ ڈلہوزی کا ہندوستان سے جانا

لارڈ ڈلہوزی

وہ تھا کہ ہر انگلش مین کی زبان پر ترقی کا لفظ تھا آگے نہ بڑھنے کو وہ اپنی تذلیل و تحقیر جانتا تھا۔ لارڈ ڈلہوزی نے اس ترقی کو دکھلا دیا۔ وہ اپنے سچے دل سے یقین کرتے تھے کہ انگلش گورنمنٹ۔ انگلش قوانین۔ انگلش علم انگلش دستور و عادات۔ انگلش اوضاع و اطوار بہ نسبت ہندوستانی گورنمنٹ۔ ہندوستانی قوانین ہندوستانی علم ہندوستانی دستور عادات و ہندوستانی اوضاع و اطوار کے بدرجہا بہتر ہین بس انہون نے اس مسئلہ نظری کو اپنی ساری دلی و دماغی قوت سے عمل کرنا چاہا انہون نے کبھی اس مین شبہ نہین کیا کہ انگلنڈ اور ہندوستان دونو کے حق مین یہہ بہتر ہے کہ جس ملک کی حکومت کے لیئے وہ بھیجے گئے ہین وہ سب ایک سطح و رنگ کی ہو جائے اور سارے ہندوستان مین انگریزی عملداری ہو جائے۔ بس انکو اپنی اس پولیسی کے کامیاب ہونے کا ایسا یقین تھا کہ اگر ہندوستان کی گورنمنٹ کے سب اعلے عہدہ دار انکی مخالفت پر کمر باندہتے تو بھی وہ اسکو نہ چھوڑتے۔ انکے عہد حکومت کا آغاز اسوقت ہوا ہے کہ ہندوستان کے قابل اور لائق عہدہ دارون نے قدیمی مدبرون کے مقولون کو ترک کر دیا تھا۔ اب لارڈ ڈلہوزی نے اس گروہ کا اپنے تئین سرپرست بنایا اور اسکے دل پر اپنا اثر وہ ڈالا جو کبھی کسی پیغمبر نے اپنے مریدون پر کیا ہوگا انکے مصاحب و مشیر جس وفاداری کے ساتھ انکی اطاعت کرتے تھے وہ کبھی کسی بادشاہ کی بھی نہین کرتے ان کے مریدون کا ایمان ایسا پکا تھا کہ انہون نے اپنی ساری قوت کو انکی مرضی کے موافق کام کرنے مین خرچ کیا لارڈ ڈلہوزی ایسا ملکہ رکھتے تھے کہ وہ اپنے کامون کے کامل کرنے کی قوت و استعداد اپنے ایجنٹون (کارکنون) مین پیدا کر دیتے تھے مگر انکے کارپرداز انکے کام کے لیئے تعریف کے قابل موزون تھے جس میدان مین لارڈ موصوف کام کرنے کے لیئے بلائے گئے تھے اسکے واسطے ان کے خاص قواے کے استعمال کے لیئے بہت ہی مناسب تھے۔ برٹش ایمپائر کا کوئی اور حصہ ایسا نہ تھا جہان وہ اپنے انتظام کی نادر لیاقت کو بروے کار ظاہر کر سکتے انکی رگ رگ مین بادشاہی سمائی ہوئی تھی وہ اپنے دل مین سمجھتے تھے کہ مین بادشاہی کر سکتا ہون انکی طبیعت کسی اور کی حکومت کو مانتی نہ تھی کوئی اسکا مقابلہ کرتا تو اس سے انتقام لیتے تھے سبب کہ ہندوستان مین کونسٹی ٹیوشنل مزاحمتین نہین وہ اپنی قوت کو بڑے پیمانہ و اندازہ سے کام مین لا سکتے تھے انکی لیاقتون کا مقتضا یہہ تھا کہ وہ آزادانہ کام مین آئین اپنے زبردست قوت کے ساتھ انہون نے کام بھی بڑے زبردستی سے کیا انکو جو کامیابی حاصل ہوئی اسکی کوئی نظیر نہین کسی شخص کا اپنے ارادون اور تمناؤن کا پورا ہونا ہی اسکا پورا کمال ہوتا ہے۔ لیکن ایک عیب انکی خصلت مین تھا جسنے انکی پولیسی کے دریا کے

مسٹر ہسٹنگس کو ملزم رکھا تھا اور انکے بعض بڑے بڑے کارہاے نمایان کو بڑی روشن غلطیان بنا دیا تھا کوئی شخص ہندوستان مین کامیابی کے ساتھ فرمان روائی نہین کرسکتا جب تک اسکی قوت متخیلہ بڑی جامع و مانع نہو لارڈ ڈلہوزی مین قوت متخیلہ نہ تھی اس قوت متخیلہ کی کمی کے سبب سے آدمی برسون کے تجربہ کے بعد قومی خصلت سے واقف ہوسکتا ہے لیکن جس آدمی کی قوت متخیلہ زندہ ہو تو بغیر اس تجربے کے چند ہفتہ مین قومی خصلت سے واقف ہوسکتا ہے لیکن لارڈ ڈلہوزی نے کسی طرح ان آدمیون کی خصلت و طبیعت کو نہین سمجھا جنہین انکی قسمت حکمرانی کے لیے لائی تھی انکی نسبت انکو فقط یہہ خیال تھا کہ وہ بادشاہ کی حکومت شخصی کے عادی ہین وہ یہہ نہین سمجھ سکتے تھے کہ ہندوستانی اپنی پرانی باتون سے کسقدر محبت رکھتے ہین وہ انکے قدیمی عالی خاندانون کے ساتھ ہمدردی نہین کرسکتے تھے جنکا ادب و احترام ہندوستانیون کے دل مین بیٹھا ہوا تھا وہ ان قوانین و آئین و رسم و رواج کی جنکی وہ عزت اس زمانہ سے کرتے چلے آتے تھے جو اب یاد نہین رہا کچھ قدر اور توقیر نہین کرتے تھے ان مین اس بات کے خیال کرنے کی لیاقت ہی نہین تھی کہ ہندوستانی اپنے قدیمی گورنمنٹ کے طریقون کو باوجود نقصون اور خرابیون کے زیادہ اچھا بہ نسبت انگریزی عمدہ نظامون کے جانتے ہین وہ تمام مقدمات کو سکوچ منطق کی طرح مرتب کرکے استدلال کرتے تھے وہ انہین ہندوستانیون کی عادات دیرینہ کے پختہ تعصبات کو اور اس جہالت کو جو انکی آنکھون کے سامنے نیک و بد مین صحیح تمیز نہین کرنے دیتے تھے دخل نہین دیتے تھے وہ اس بات کا سچا خیال نہین کرسکتے تھے کہ ایک قدیمی شاہی خاندان کے قائم مقام کے دل مین کیا اسکے اثر اس بات کے ہونگے کہ دفعتہً اسکو اور اسکے خاندان کو ایک اجنبی غاصب کا فرلیا میٹ کردے اور اس سفید ریش امیر کی جان کیسے عذاب مین ہوگی جسکا خاندان نسلاً بعد نسل امارت و ثروت آبائی پاتا چلا آتا تھا اب دفعتہً ان غیرون کے حملے سے مفلس ذلیل ہوگیا جنکا رنگ اور مذہب اسکے غیر ہے ۔ لارڈ ڈلہوزی کی صدہا چٹھیون سے معلوم ہوتا ہے کہ ان مین یہہ قابلیت نہین تھی کہ وہ اپنے محکومون کی دلی کیفیتون اور حقوق اور اولوالعزمیون اور خیالات سے ہمدردی کرسکتے تھے اسواسطے وہ اس امر کے سمجھنے سے معذور تھے کہ ہندوستانی باوجود انگریزون کی حکومت کے عام فیض رسانی اور یقینی فائدون کو تسلیم کرکے بڑے ٹھنڈے سانس لیکر اپنی پہلے زمانہ کی یاد کرتے تھے اور اگر انپر ظلم ہوتا تھا وہ لوٹے جاتے تھے تو اپنی ہی قوم کے ہاتھ سے وہ لوٹ نہین اور نہ جاتی تھی آپس ہی مین تقسیم ہوتی تھی وہ سمجھتے ہی نہ تھے کہ الحاق کی پولیسی کا اثر ہندوستانیون کے دلون پر

بہیئت مجموعی کیا ہوگا انکے مذہبی تہنیت کے حق کے باطل کرنے کو وہ کیا سمجھینگے انکے مذہبی خیالات مین خلل ڈالنی کا نتیجہ کیا ہوگا غرض رعایا کی خواہشون اور خیالات کو ایسا نہین سمجھتے تھے جس سے وہ کل ہندوستان پر حکمرانی کرنیکا خاص دعوے کرسکین ہندوستان مین ایک نیا اسکول قائم ہوا تھا جسکے طلبا ان مدبرون کے اقوال پر ہنستے جنہون نے انڈین امپائر کی یہہ عمارت عالی شان بنائی تھی اور پریس کی تحریرون مین جنمین شاذ و نادر ہی کوئی لیاقت ہوتی تھی اس اسکول کے خیالات کو وسیع کر دیا تھا پہلیس عام غصب کرنے کو فرض بتاتا تھا اس زمانہ مین سب ادنے و اعلے اس بات کو بھول گئے تھے کہ ہر چہ بر خود نہ پسندی بر دیگران مپسند جب کوئی انگریز کسی شخص سے یہہ پوچھتا کہ اپنے واسطے اس بات کو پسند کروگے ؟ تو پھر اس پر لعنت ملامت ہونے لگتی کہ وہ قوم کا فریب دینے والا ہے جب کوئی انگریز یہہ ظاہر کرتا کہ ایشیائی قومون مین بھی آزادی کا حوصلہ اور وطن کی محبت کا ولولہ ہے جنکا ظاہر ہونا فی نفسہ معزز و محترم ہے گو وہ انگریزون کے لیئے مضر ہے تو وہ انگریزی برادری سے خارج سمجھا جاتا ہندوستانیون کی کالی کھال انگریزون کی ہمدردی کی آنکھون کو تاریک کرتی تھی وہ فقط یہی نہین کہتے تھے کہ وطن کی محبت و آزادی کا حوصلہ جو یوروپ کی قومون مین ہے انکو ہندوستانی قومین نہین جانتین بلکہ ایشیائی قومون کو خاص کر ہندوستانی قومون کو یہہ حق نہین ہے کہ وہ یہہ فیصلہ کرین کہ انکے حق مین کیا بہتر ہے اور سفید رنگ مہذب قوم کی فیاضی کے خلاف سرکشی کرین جو سوچ سمجھ کر جانتی ہے کہ کن کامون کے کرنے سے ان کے کن عزیز حقوق اور نہایت قیمتی مقبوضات کے محروم کرنے سے انکی بھلائی ہو سکتی ہے پس لارڈ ڈلہوزی کی بڑی زبردست گورنمنٹ گو سب لحاظ سے بڑی مستحکم و استوار تھی مگر وہ ہندوستانیون کی طبیعت کے موافق نہ تھی وہ یوروپ کی شائستگی و تہذیب کے موافق نہایت تعریف کے قابل گورنمنٹ تھی جسکو وہ آدمی چلا رہے تھے جنکا ترقی کا میلان ایشیا کے مٹیا کھیں ہونے سے سو برس پہلے تھا لارڈ ڈلہوزی نے بے فائدہ اپنے پاکیزہ لطیف نظامون کے چیرٹ کی پیٹھ سے ہندوستانیون کو باندھا انکو ہر کام مین کامیابی حاصل ہوئی مگر ہندوستانیون کے اڑیل ٹٹو یہین وہ کچھ کام نہ کرسکے یہان کے آدمی تاریکی کو روشنی پر اور حماقت کو دانائی پر ترجیح دیتے تھے اس مین شک نہین کہ انگلش مین صواب پر تھے اور ایشیائی قابل افسوس خطا پر انگریزون نے انجیل کے اس حکم اعظم پر کہ "نئی شراب پرانی بوتلون مین نہ بھرو" بالکل لحاظ نہین کیا شراب بہت اچھی اور تیز تھی جو آدمی کے دل کو خوش کرتی تھی مگر وہ ایسی پرانی بوتلون مین بھری گئی جو ذرا سے پر پھٹنے والی تھین گورنمنٹ کی کامیابی کے لیئے دو چیزین ضروری ہین

اول یہہ کہ اسکی تدابیر فی نفسہ نیک ہون دوم یہہ کہ وہ جنکے لیے کی جائین اُنکے مناسب حال ہون انگریز پہلی بات پر ایسے متوجہ ہوئے کہ دوسری بات کو بھول گئے اور یہہ غلطی کی کہ بہت جلد ترقی کی اور انگریزی لفاست کی اشاعت کے درپے ہوگئے * اس غلطی کی تہ مین بڑی نیک مہر بردباریان تھین لارڈ ڈلہوزی اور انکے نائبون کو بڑا مضبوط بالاستقلال یہہ اعتقاد تھا کہ انکی تدابیر مین بہت دانائی اور نیکی ملی ہوئی ہے انہون نے انگلش قوم کی علوشان کے لیے اور ہندوستانیون کی رفاہ وبہبود کے واسطے یکسان کوشش کی

لارڈ ڈلہوزی کی اغلاط مین بعض باتین بڑی اور نیک تھین انہین کوئی دنارت وخباثت اور اور غرض پرستی کی الائش نہ تھی - انہون نے پبلک سروس مین اپنے تئین بالکل محو و وقف کردیا اور ایک کار عظیم کے کرنے مین اپنی ہمت صرف کی انکو اس اپنے فخر وناز کے خیال سے بڑی خوشی ہوتی تھی کہ جس سلطنت پر وہ حکومت کرنے آئے تھے اسکو بہت زیادہ زبردست وقوی چھوڑتے ہین بہت سے نئے ملک اور نئی قومون کو وہ برٹش گورنمنٹ کے عصا شاہی کے نیچے لائے اور ایک عظیم الشان تہذیب شائستگی کا بیج بو دیا اسکی خاطر انہون نے اپنی فراغت و آسائش و آرام و صحت کو قربان کیا جب لیڈی ڈلہوزی کے مرنے کی خبر اول ان پاس آئی تو وہ گورنمنٹ ہوس کے باہر نہین نکلے لیکن گورنمنٹ کے تمام کام ایمانداری سے اسی طرح انجام دیتے رہے جیسے کہ وہ ہمیشہ کیا کرتے تھے اسی رنج والم مین بھی اپنے فرائض منصبی ادا کرتے

باب دوازدہم

لارڈ کیننگ عہد حکومت

سنہ ۱۸۵۶ء

جب ہندوستان مین نیا سال آیا اور پرانا سال گیا تو سب آدمیون کے منہ مین یہہ بات تھی کہ دیکھین یہہ سال کیا رنگ دکھائے سو برس بعد اس سال سے آیا ہے جس مین بلیک ہول کا مہلک حادثہ واقع ہوا تھا جس مین کلائو انتقام لینے کے لیے سپاہ لایا تھا بہت گفتگوئین اس باب مین ہوتی تھین کہ لارڈ ڈلہوزی جیسے عالی دماغ زیرک فہیم دانشمند کا قائم مقام کون ہوتا ہے کہ صحیح خوشخبری یہہ آئی کہ لارڈ پامرسٹون کی کیبنٹ کا سب سے زیادہ کم عمر ممبر اور ملکہ معظمہ کا پوسٹ ماسٹر جنرل لارڈ کیننگ ہند کا گورنر جنرل مقرر ہوا پہلی اگست سنہ ۱۸۵۵ء کو کورٹ ڈائرکٹرز نے انڈیا ہوس مین اجلاس کیا اور لارڈ کیننگ

اس مین اپنے عہدۂ جلیل القدر کا حلف اٹھایا۔ اس تاریخ کی رات کو لندن کے نئے ورن کے دعوت کے
کمرے مین انکو ڈنر کروفرشان وشکوہ سے دیا گیا کہ پہلے کبھی کسی اور گورنر جنرل کو بالکل نہین یا کمتر دیا گیا ہوگا -
ایسٹ انڈیا کمپنی کے صدر انجمن مسٹر ایلیٹ میکناٹن اس جلسہ کے پریسیڈنٹ تھے اس جلسہ مین لارڈ کیننگ
نے سپیچ دیا ہے تو سامعین ششدر دنگ رہ گئے انکے سپیچ کا یہ آخر فقرہ جس مین پیغمبرانہ انہون نے پیشین
گوئی کی تھی ہمیشہ یادرہیگا کہ مین نہین جانتا کہ کیا واقعات پیش آئین گے مین امید کرتا ہون اور دعا
کرتا ہون کہ جنگ وپیکار کی نوبت نہ آئے مین جانتا ہون کہ میرے عہد حکومت مین
امن امان رہیگا لیکن مین یہہ فراموش خاطر نہین کرسکتا کہ ہمارے ہندوستان کی سلطنت مین جیسی
کہین زیادہ دنیز الانواع کے اتفاقات پر اور خاص مجہول حالتون پر منحصر ہین ایسا کہین اور دنیا کے
پردہ پر نہین ہم کو یہہ بھولنا نہین چاہئے کہ ہندوستان کے صاف آسمان پر ایک بادل جو اول مین آدمی کی
بالشت سے بڑا نہین ہوتا اٹھتا ہے پھر وہ بڑھتے بڑھتے آخر کو ایسا ہو جاتا ہے کہ ہم کو غارت ہونے کا
خوف دلانے لگتا ہے جو واقعہ ایک دفعہ واقع ہوتا ہے وہ دوبارہ واقع ہوتا ہے یقینی خلل انداز و
فتنہ پرداز اسباب کم ہو گئے ہین مگر وہ دفع نہین ہوئے ہین جو رعایا ہماری حکومت مین متحد ہوئی ہے
وہ ناخوش و غیر متجانس ہے ہمارے سامنے ہمسائے ایسے رہتے ہین کہ ہم بالکل اپنی خبرداری اور چوکسی کو دور
نہین کرسکتے ہماری سرحدی صورت ایسی ہے کہ ممکن ہے کہ کسی وقت کسی مقام مین سٹ بھیڑ کے اسباب پیدا
ہون سوا اسکے ہمارے بڑے پیچیدار تعلقات ان ریاستون سے ہین جنسے ہم روپیہ لیتے ہین اور اُس کے
عوض مین سپاہ سے انکی محافظت کرتے ہین مجھے اس مین شبہ ہے کہ ایسی اعظم سلطنت وسیع مین جسکا حال
یہہ ہو نہایت دانشمند گورنمنٹ کے اختیار مین ہو کہ وہ امن امان کو اپنے حکم مین رکھ سکے اگر ہم ایسا حکم نہین
رکھ سکتے تو کم از کم ہمکو سزاوار یہہ ہے کہ خبرداری سے اپنی عزت کو اپنی نیک ایمانداری کو اپنی راست معاملگی کو
سلامت رکھین اگر اسکے برخلاف کوئی ہمکو ایسی ضرورت آن پڑے کہ ہمکو صدمہ پہنچانا ضرور ہو تو وہ اپنی صاف کو
پہنچائین اگر ہم اسطرح کے صدمے پہنچائین گے تو جھگڑا تھوڑی دیر رہیگا اور نتیجہ مشتبہ نہین ہوگا مگر
بڑی خوشی سے اپنے دل سے ان خوفونکو نکالتا ہون جو وقوع پذیر نہین معلوم ہوتے اور کورٹ ڈائرکٹرز کی امداد
اور اشتراک کو اپنے ساتھ مسرت دلی سے اپنے لیئے ایک بڑا مفید میدان پر امن جانتا ہون۔ لارڈ پامرسٹون وزیر اعظم
نے اس جلسہ مین یہہ ارشاد فرمایا کہ یہہ واقعیت بڑی پرمعانی ہے کہ جب ہم وحشی تھے تو پرانی تہذیب انڈیا سے

مصر مین آئی اور وہان سے ہمارے پاس اب ہم تہذیب و شائستگی و روشن ضمیری کو وہین اسکے اصلی ماخذ و مبدا پر لیے جارہے ہین شاید یہ امر ہمارے ہی حصہ مین آیا ہے کہ بیشمار ہندوستانیون کو انسان کے اصلی علم برتر اور مقدس عطیہ عطا کرین لیکن انکی بتدریج ترقی زمانہ کے ہاتھ مین ہے" انہون نے لارڈ کیننگ کی پیشگوئی کو گو وہ جانتے نہ تھے اپنی سپیچ کا ضمیمہ بنایا اور بتلایا کہ کس مقام سے وہ چھوٹا بادل اٹھنے کو ہے گو لارڈ کیننگ کا تقرر ماہ اگست ۱۸۵۵ء مین ہوگیا تھا مگر انکی روانگی مین التوا اس سبب سے ہوا کہ لارڈ ڈلہوزی نے اپنے عہدہ جلیلہ پر یکم مارچ تک رہنے کی اجازت مانگی تاکہ اودھ کا الحاق اپنے ہی عہد مین کرین۔ اس الحاق کو لارڈ کیننگ نے بھی جب وہ کیبی نٹ مین ممبر تھے منظور کرلیا تھا۔ اس التوا کے زمانہ مین وہ ہندوستان کے معاملات کا مطالعہ کرتے رہے۔ ۲۴ دسمبر ۱۸۵۵ء کو ہندوستان کو روانہ ہوئے رستے مین خوب سیرین کرتے ہوئے فروری ۱۸۵۶ء کی ۲۹ تاریخ کو کلکتہ مین جہاز سے اُترے اور اترتے ہی ۵ منٹ بعد گورنمنٹ ہوس مین گئے اور اپنے عہدہ کا حلف اٹھایا اور کونسل مین اجلاس فرمایا انکے آنے کے بعد لارڈ ڈلہوزی ایک ہفتہ تک یہان رہے اور لارڈ کیننگ کو تمام سلطنت کے بڑے شوق سے سکھاتے رہے اور وہ بڑے شوق سے سیکھتے رہے

کسی شخص نے انڈیا کے گورنر جنرل ہونے کا عہدہ نہین اختیار کیا کہ اسکے دل مین یہ نقش جما ہوا ہو کہ اس عہدہ مین کام کم ہے اور آمدنی زیادہ جس شخص نے اس عہدہ کو اختیار کیا خواہ اسکی راے انگلنڈ مین کچھ ہی ہو جب وہ یہان آکر اپنے عہدہ کے کامون کو لیتا ہے تو جانتا ہے کہ مین نے اسکے کامون کے لئے اپنی محنت کا تخمینہ بہت ہی کم کیا تھا۔ کام کی رو ایسے زور کی متواتر چلتی ہے کہ اس مین بہت سے کامون کے دریا آکر ملتے ہین جس سے اس مین پانی کی وہ طغیانی ہوتی ہے کہ مضبوط سے مضبوط آدمی کو بھی اسکے تیرنے مین دم گھٹ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ وقت مشکلات کو آسان کردیتا ہے لیکن ابتدا مین ایسے کام جنسے ناواقفیت ہوتی ہے اس کثرت سے پیش ہوتے ہین کہ ان مین بڑے سے بڑا عالی دماغ طباع ذہین چکرا جاتا ہے۔ گورنر جنرل کی میز پر بکس کے بکس کاغذون سے بھرے ہوئے رکھے ہوتے ہین جنپر نام اجنبی آدمیون کے اور مقامون کے لکھے ہوتے ہین انمین نامعلوم واقعات کے دفتر ہوتے ہین اور سوسائٹی کے حالات ناقابل فہم ہوتے ہین گورنر جنرل کے روبرو ہر مقدمہ فیصلہ کے لئے بعض وسائل سے پیش ہوتا ہے وہ اسکے واقعات سابقہ پر بعض وسائل سے علم حاصل کرتا ہے اکثر بہت سے

بیچارہ مقدمات اسی کے فیصلہ کیلیئے چھوڑے جاتے ہین کہ وہ اپنے سابقین کی جھگڑون سے حیران پریشان نہ ہو۔ ہفتے پر ہفتے گذر جاتے ہین کہ کامون کے انبار کا نقش اسکے دلپر تھوڑا ہی سا جمتا ہے۔ مارچ کے آخر مین لارڈ کیننگ نے لکھا کہ جو کام میرے سامنے پیش ہوتے ہین انکے رشتون کو آہستہ آہستہ جمع کرتا مین نے شروع کیا ہے لیکن یہ بڑا سخت کام ہے کہ ہر گذشتہ سوال پر جو میرے سامنے آئے اسپر بہت سا وقت صرف کیا جائے چند ہفتون کے بعد مین یہہ جانون گا کہ واقعات کی رو مین سے سلامت نکلا۔ گورنر جنرل معاملات کو سرسری نظر سے نہین دیکھتے تھے وہ کوشش کرتے تھے کہ جو معاملات میرے روبرو پیش ہون انکو نظر غائر سے دیکھون گو ان مین التواؤن سے دقت واقع ہو۔ وہ یہہ جانتے تھے کہ ابھی مجھے بہت کچھ سیکھنا ہے اور اس سیکھنے کے لیئے اپنے واسطے بہترین وسائل وہ پیدا کرتے تھے انہون نے سارے ملک کے بڑے بڑے ایجنٹون کو بلایا خاص انکو جو ہندوستانی ریاستون کے کارفرما تھے۔ انہون نے ہر ایک کے ساتھ ان معاملات مین جو انسے متعلق تھے کو لفافیشل خط وکتابت کی انہین سے جتنے ملاقات کی اسکو اجازت دی کہ وہ آزادانہ بے باکانہ اپنی رائے اور خیالات کو بالتفصیل سچ سچ بیان کردے وہ یہہ جانتے تھے کہ انڈیا کے علم حاصل کرنے کے لیئے کوئی شاہی راہ ایسی نہین ہے جو مین اسکو جلدی سے طے کرلون اسلیئے انہون نے سال اول اپنے کامون کے سیکھنے ہی مین گذارا۔

اس وقت لارڈ کیننگ کی کونسل مین انکے مددگار بڑے بڑے لائق فائق ممبر تھے جنسے صحیح رائے سکے قائم کرنے کے لیئے صحیح علم حاصل ہوسکتا تھا اسوقت سپریم کونسل مین جنرل جان لو اور مسٹر ڈورن مسٹر جان پیٹر گرینٹ اور مسٹر بارنس پی کوک ممبر تھے جنرل لو بڑے بوڑھے تھے وہ بڑے بڑے کار ہائے نمایان کرچکے تھے اور ہندوستانی دربارون کے حالات سے کوئی انسے زیادہ واقف نہ تھا کوئی شخص ہندوستانیون کا مزاج شناس انسے زیادہ نہ تھا وہ ہندوستانیون کی آنکھ سے دیکھ سکتے تھے وہ انکی زبان سے بول سکتے تھے وہ انکے سواد فہم سے پڑھ سکتے تھے وہ لارڈ ڈلہوزی کے الحاق کی پولیسی کو پسند نہین کرتے تھے اسلیئے انکی رائے لارڈ ڈلہوزی کی نگاہ مین بے وقعت تھی ✤

مسٹر ڈورن کوئی بڑی لیاقت کے ممبر نہ تھے وہ خزانہ ومال کے کام مین اچھی مہارت رکھتے تھے

لارڈ کیننگ کی کونسل

مسٹر ڈورن

وہ کچھہ ہندوستانیون کے حالات سے خبر نہین رکھتے تھے ملک کے حال کو بھی کم جانتے تھے وہ لارڈ ڈلہوزی کی ہان مین ہان ملانی جانتے تھے ٭

سب سے زیادہ لائق ممبر مسٹر جان پیٹر گرینٹ تھے وہ بے انتہا کام کر چکے تھے اگرچہ انکی بعض مین خفگی معلوم ہوتی تھی مگر اسکے ساتھہ عجیب غریب بیدار دل بھی تھے ۔ اکثر وہ صدر مقام مین رہتے تھے اسلیئے انکو ملک اور اہل ملک کے حال سے آگاہی کم تھی وہ مال کے کامون کے الجھیڑون کے سلجھانے مین بڑا کمال رکھتے تھے وہ لارڈ ڈلہوزی کے آخر زمانہ مین کونسل کے ممبر مقرر ہوئے تھے

مسٹر جان پیٹر گرینٹ

یہہ چوتھے کونسل کے لا ممبر تھے وہ انگلش قانون دان تھے ہندوستان کے لیئے قوانین بنانے کے لیئے مقرر ہوئے تھے وہ نہایت طبع مستقیم و ذہن سلیم رکھتے تھے ۔ وہ کمپنی کے طور قانون کا پاس و لحاظ کمتر کرتے تھے بعض دفعہ اپنی حد سے تجاوز کرکے غلطیون مین پڑ جاتے تھے انہون نے ہندوؤن کی کثیر الازدواجی کا انسداد کیا انہون نے اپنی خدمات کو صرف قانون ہی پر منحصر نہین کیا بلکہ اور بڑے بڑے کامون مین انہون نے اپنی ذہانت کے جوہر دکھائے ۔ لارڈ کیننگ کے محنت کے کامون مین یہہ چار ممبر شریک تھے جنکی اعانت سے وہ گورنمنٹ کے کامون کو سرانجام دیتے تھے ۔ ملیٹری علم میں کونسل مین کمی تھی گو جنرل لو بڑے سپاہی تھے مگر انکی بڑی عمر کا حصہ ہندوستانی دربارون مین گذرا تھا اسلیئے میدان جنگ کے حالات کو کم جانتے تھے مگر کونسل مین ایک ممبر کمانڈر انچیف بھی ہوتا تھا جو کونسل کی ملیٹری علم کی کمی کو کم کرتا تھا ۔ ادنرال جارج این سن کمانڈر انچیف تھے وہ عمر رسیدہ نہ تھے چونکہ ملکہ معظمہ کے عہد سلطنت مین انگلنڈ مین بڑا زمانہ صلح مین گذرا تھا اسلیئے مشکل تھا کہ یہان کوئی عمدہ کارگزار جب تک وہ عمر رسیدہ نہ ہولے ۔ گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف کی حکومتون کی تحدید ایسی اچھی طرح نہین کی گئی تھی کہ ان دونو مین آپس مین نزاع نہ ہو ان دونو کی ان دو باتون مین نزاع رہتی اول یہہ کہ سپاہ کے افسرون کی ترقی کی درخواستین جو کمانڈر انچیف کو دی جائین وہ گورنر جنرل پاس منظوری کے لیئے آنی چاہئین دوم گورنر جنرل جن افسران سپاہ کو سول اور پولیٹکل خدمات کے لیئے منتخب کرے اسکو کمانڈر انچیف نامنظور نہین کرسکتا ۔ مگر ان دونو مین آپس مین اخلاص اور اتحاد تھا گو ان اختیارات کے باب مین یہہ اختلاف تھا ۔ کونسل مین ان ممبرون اور بہت سے سررشتون کے لائق سکرٹریون کی اعانت سے گورنر جنرل اپنا کام کرتے تھے کام کے ہجوم سے رنجور نہین ہوتے تھے مگر بعض کام ایسے ہی الجھیڑے کے ہوتے ہین کہ ان مین حیران و پریشان ہونا پڑتا ہی

مسٹر بارنس پیکاک

وہ بڑی مشکل سے حل ہوتے ہین۔ ہندوستان مین امن امان تھا ظاہر مین یہہ معلوم ہوتا تھا کہ لارڈ
ڈلہوزی امن امان ورثہ مین دے گئے ہین اودھ جو ابھی انقلاب سے باہر نکلا تھا خارج مین ساری علامتین
خیر و عافیت کی معلوم ہوتی تھین سب رعایا راضی خوش نظر آتی تھی بلکہ مطیع و فرمان بردار۔ نظم و نسق خاطر خواہ
ترقی کر رہا تھا لیکن وہان ایک نئے نتنظم کی ضرورت تھی اوٹرم صاحب رزیڈینٹ اودھ اپنا کام
کر چکے تھے جسکی محنت سے وہ بیمار ہو گئے تھے انکی رائے مین ہندوستانی ریاستون کا قائم رکھنا
انصاف تھا انکے نزدیک اودھ کے رئیسون اور شہزادون کے ساتھ بڑی ناانصافی کی گئی تھی جسکے لیئے
بہانہ یہہ بنایا گیا تھا کہ یہہ کام رعایا پروری کے لیئے کیا جاتا ہے جب اودھ کا برٹش گورنمنٹ مین الحاق کا
اشتہار دیا گیا تو رزیڈنٹی کا عہدہ موقوف ہوا اور انکی جگہہ چیف کمشنری کا عہدہ قائم ہوا لیکن اوٹرم صاحب کی
صحت ایسی نہ تھی کہ وہ اس عہدہ کا کام کر سکتے وہ فرلو لیکر ولایت گئے انکی جگہہ قائم مقام مقرر کرنے کا سوال
پیش ہوا اسپر بہت بحث رہی کہ کون ہو آخر کو نئے چیف کمشنر مسٹر کوریلی جیکسن مقرر ہوئے جو ممالک مغربی
شمالی کے بڑے مستعد و جیّد مالی افسر تھے۔ انہون نے گورنر جنرل سے اپنے کام کرنے کے اور سب
افسرون اور رعایا کے خوش رکھنے کے وعدے بہت کیئے مگر کسی وعدہ کے ایفا کرنے کا بالاستقلال ارادہ
نہین کیا مسٹر مارٹن گبنس بنگال سول سروس کے افسر فنانشل کمشنر اور مسٹر اومنینی دیوانی عدالت کے
اعلےٰ افسر مقرر ہوئے۔ مارٹن گبنس بڑے عالی دماغ افسر تھے انکی خدمات سے ملک اودھ کو بہت فائدہ
ہوتا اگر انکی چیف کمشنر سے کھٹا پٹ نہ ہوتی۔ اب یہہ معلوم نہین کہ مسٹر جیکسن نے نادانی و نامہربانی سے
اپنی ناخوشیون کو گبنس صاحب کی نسبت ظاہر کیا جس سے انکو غصہ آیا یا رنج ہوا یا گبنس صاحب نے اپنی نافرمانی کو
ظاہر کیا اب اسکی تحقیقات تو عبث ہے غرض ان دونو مین جو منازعت ہوئی اسکی خبر جلد گورنر جنرل کو ہو گئی۔
انہون نے نہایت دانشمندانہ چٹھیان چیف کمشنر کو لکھین جنمین اپنا افسوس زیادہ اور ناراضی کم ظاہر کی انمین سے
بطور مثال کے ایک چٹھی کا ترجمہ کیا جاتا ہے "کہ مین اپنے تجربہ سے فیصلہ کرکے یہہ کہنا چاہتا ہون کہ سرکاری
ملازم جنپر کوئی الزام عائد ہو انکے ساتھ اسطرح بیزاری کرنے سے ہر مطلب حاصل ہو سکتا ہے کہ انکے خطائین
صاف صاف بغیر کسی لاؤ لپیٹ کے ایسی زبان مین بیان کر دی جائین جس مین کوئی غلطی نہ ہو۔ مگر انکی
اصلاح کا مقصود کسی اور طرح سے ایسا مفقود نہین ہوتا کہ ایسے الفاظ کام مین لائے جائین کہ ان کے
دل مین چھید کرین اور انکے رنجون کو بے ضرورت بڑھا ئین گو یہہ کام راستی اور واقعیت کی حد سے بالکل

منجاوز نہ ہوا مین یقین کرتا ہون کہ اگر کوئی شخص اپنے فرض منصبی کا خیال دل مین رکھتا ہے اور شرافت اسکی جبلت مین ہے تو جب اسکی غلطی جتنی سادگی سے اسکو بتلائی جائیگی اور زیادہ صاف وخاموش سرزنش کی جائیگی اتنا ہی قوی احتمال ہے کہ وہ جلدی سے اور خوشی سے اپنی غلطی کو صحیح کرلیگا اگر ہم یہہ چاہین کہ جس شخص کو ہم ضرور تا سرزنش کرتے ہین کہ وہ بعد مین اپنا کام کرنے لگے تو جہانتک ممکن ہو اسکے دل مین اشتعال اپنے خلاف نہ پیدا ہونے دین" لیکن جیکسن کی ناہموار طبیعت کو گورنمنٹ ہوس کے عتاب آمیز صلاح ومشوری نرم نہ کرسکے جتنا وقت گذرتا گیا اتنا ہی انکا جھگڑا فساد گبنس کے ساتھہ ایسا بڑھتا گیا کہ اصلاح پذیر نہین رہا ہندوستان مین جب کا غذی لڑائی ہوتی ہے تو بڑی آستینین چڑھائی جاتی ہین اور ہمارہ سرکاری ملازمین بعض اوقات اپنا وقت اور استعداد ذاتی جھگڑون مین کہوتے ہین اور اپنی خدمات کے کامون کو بھول جاتے ہین جیکسن صاحب نے اپنے ماتحت افسرون کی بدچلنی کے ثابت کرنے مین جو تکلیف اٹھائی اگر اس سے آدھی تکلیف وہ اس بات مین گوارا کرتے کہ وہ برٹش کی عہد وپیمان کو پورا کرتے اور اودھ کے التحاق سے اسکے بڑے بڑے آدمیون کو تباہ نہ ہونے دیتے تو لیتے اور اپنی قوم کے لئے بھلا کرتے لیکن جسوقت جیکسن اور گبنس آپس مین ایک دوسرے پر الزام لگاتے تھے اسوقت گورنر جنرل کی فیاضانہ طبیعت بادشاہ کی شکایتون اور رنجون کے سننے سے غمزدہ ہوتی تھی بادشاہ فریاد کرتا تھا کہ لکھنؤ مین انگریزی افسرون نے اسکی اور اسکے کنبے کی بڑی تذلیل کی ہے کہ اسکے مال اسباب کو ضبط وضائع کیا ہے اور اسکے گھر کے ملتزمین اور ارکین کو خوار وذلیل کیا ہے۔

واجد علی شاہ کو بالکل مایوسی ہوئی کہ ان سفید رنگ آدمیون کی دست درازیون سے مین اپنی سلطنت کو بچا نہین سکتا اسلیئے اسنے سفر کا ارادہ کیا کہ انگلنڈ مین جاکر تخت شاہی کے قدمون کے تلے اپنا سر رکھہ کر داد فریاد کرے لیکن بادشاہ کے قوا جسمانی وباطنی ایسے قوی کب تھے کہ وہ اس سفر کی سختی کی برداشت کرتے وہ لکھنؤ سے تھوڑی دور چلکر مقیم ہوا کہ اسکا وزیر علی نقی خان آجائے وہ لکھنؤ مین انتظام جدید کی امداد کے لیے ٹھیرالیا گیا تھا۔ کچھہ دنون کے بعد بادشاہ اور وزیر اور بادشاہی ملتزمین عورت مرد کلکتہ کی طرف منزل بمنزل ہوئے خشکی مین اول کچھہ منزلین طے کین پہر بحری سفر دخانی جہازمین اختیار کیا۔ لارڈ کیننگ نے بادشاہ سے کہا کہ یہہ سفر ایسا مفرح ہوگا کہ بادشاہ کو سفر کی تکان ذرا نہ ہوگی آدھا مئی کا مہینہ اپنی گرمی چکا تھا کہ بادشاہ کلکتہ مین آیا اور دریا کے کنارہ پر ایک مکان مین مقیم ہوا اس مکان مین بادشاہ کا دل ایسا لگا کہ اسنے یہان رہنے کو خلیج بنگال اور بحر میڈیٹرینین کے سفر مین جانے سے بہتر جانا۔ اسکا بعید اور ...

بادشاہ کا ارادہ سفر

دونو ملکہ معظمہ کے تخت کی قدمبوسی کے لیئے انگلنڈ روانہ ہوئے گورنمنٹ ہوس نے انکے جانے کے لیئے کوئی مزاحمت نہین کی گورنر جنرل نے کہا کہ انکو جانے دو یہ مشن مغرب کی طرف گیا اور اپنی سلطنت اودھ کی بحالی کی بڑی فضول تمنائین ساتھ لے گیا اسکی ہمت ان لوگون نے بندھوائی جو جانتے تھے کہ اس کام مین بالکل کچھ نہین ہوگا۔ اس مقدمہ مین بڑی بے عنوانیان ہوئین آپس ہی مین فساد برپا ہوئے اور اصل کام کی طرف توجہ نہین کی گئی اس مشن نے فقط اپنا خزانہ ہی برباد نہین کیا بلکہ جانون کا نقصان بھی اٹھایا۔ بادشاہ کا بھتیجا اور اسکی مان دونو پیری لاچیس کے قبرستان مین دفن ہو گئے۔ انگلنڈ مین ملکہ معظمہ سے چند منٹ کی ملاقات ہوئی نذر پیش ہوئی بے نیل مرام مراجعت ہوئی ۔

بادشاہی کاغذ بھی نوشتہ مشن کے حوالہ کیا گیا اب بادشاہ کو جو یہان تکلیفین پہنچ رہی تھین انکی بحالی کا بیان گورنر جنرل کے روبرو پیش کین کہ انگریزی افسرون نے لکھنؤ کے شاہی محلون کو اصطبل اور کتے خانہ بنایا ہے انہون نے ناز پروردہ عورتون کو بادشاہ کی بیٹیون اور اسکے مصاحبین کو محلون سے نکالکر بے خانمان و بیکس بنا دیا ہے خزانون کو لوٹ کر ... لیا ہے خاندان شاہی کے رنج کا مال اور اسباب نیلام کر دیا ہے اور بہت ایسے برے کام کیئے گئے جنسے بادشاہ کے آدمیون کی ذلت و خواری و حیرانی ہوئی ہے اور انگریزون کی عزت مین بھی بٹا لگا ہے۔ بہت سے امیر و شاہی خاندان کے آدمی بادشاہ کے ساتھ کلکتہ مین تھے اور بہت سے ... لکھنؤ مین باقی تھے انکی ... تھی بادشاہ کی طرف سے حسب سررشتہ جو شکایتین پیش ہوئی تھین ... گورنمنٹ کی شان و عدل کا مقتضا یہ تھا کہ انکی تحقیقات ہو اور ... گورنر جنرل نے چیف کمشنر کو لکھا کہ وہ فوراً ان الزامون کو جو بادشاہ کے آدمیون نے افسرون پر لگائے ہین تحقیقات کرکے ... کرے لیکن جیکسن صاحب برخلاف ایسے تھے کہ اس کام کو کوئی بڑا کام نہ سمجھے ... قابل اطمینان تھے گورنر جنرل نے خانگی اور سرکاری طور پر چیف کمشنر کو تاکید سے لکھا ہے ... انگریزی قوم لکھنؤ کے قریبی شاہی دربار کے آدمی لگا رہے ہین انکے ... لیکن لارڈ کیننگ کو اپنی تحریر سے جس نتیجہ کی امید تھی وہ نہ حاصل ہوا ۱۹۔ اکتوبر آخرکار گورنر جنرل نے چیف کمشنر کو لکھا کہ مین اس بات کو آپ سے چھپاتا نہین کہ اول سے آخر تک جو طریقہ تم نے اس امر مین اختیار کیا اس سے مجھے بڑی مایوسی ہوئی بادشاہ نے جو نالشین دائر کی تھین انکو جواب شافی صفائی کے ساتھ دینے کے قابل تم نے گورنمنٹ کو نہین بنایا بلکہ سمجھا یہ اسکے

تم انہین سے بعض نالشون سے خبر بھی نہین ہوئے تم کو جاننا چاہیئے کہ گورنمنٹ کے پاس جواب دینے کے لیئے مصالحہ موجود نہین ہین تمہارے سارے جوابون کو بادشاہ کے خطون کے ساتھ پہلو بہ پہلو رکھکر دیکھتا ہون تو مین ہرگز اپنے تئین اس قابل نہین پاتا کہ یہہ کہہ سکون کہ عمارات جنکا بیان کیا گیا ہے مسمار ہوئی ہین اور کیون ہوئی ہین؟ اگرچہ بادشاہ کو ایک خاص جلو خانہ کی بابت اطلاع دی گئی ہے کہ وہ ڈھہا ہے بادشاہ نے ۴ ستمبر ۱۸۵۶ع کے خط مین لکھا ہے کہ جبر منزل مین گھوڑے اور کتے باندھے گئے ہین۔ بادشاہ کی اولاد کو دھمکیان دی گئی ہین کہ انکا وظیفہ بند ہو جائیگا تم مجھ سے کہتے ہو کہ جوابون مین تاخیر اس وجہ سے ہوئی کہ انکی تکمیل زیادہ ہو جائے اسلیئے مشکل سے مین یہہ خیالات کرتا ہون کہ یہہ معاملات تمہاری نظر سے نہ گذرے ہون مگر کوئی اور سبب بھی مین نہین جانتا کہ تم نے انکو کیون فروگذاشت کیا خواہ کچھہ ہی ہوا ہو تم نے جو کارروائی کا طریقہ اختیار کیا اسکا نتیجہ یہہ تھا کہ بادشاہ سے ایسا برتاؤ برتنا پڑا جسکو ذلت تو نہین کہہ سکتے تھے مگر مکروہ ناسزا ضرور تھا۔ بادشاہ جو شکایتین کرتا تھا خواہ وہ سچی ہون یا جھوٹی وہ صاف صاف گورنمنٹ کے افسرون کے خلاف تھین گورنر جنرل بادشاہ کو یقین دلاتا تھا کہ جلد یہہ معاملات چیف کمشنر کی طرف رجوع کیئے جائینگے تو خاطر خواہ بادشاہ کو اسکی توجیہہ بتلادی جائیگی مین یہہ اعتبار کرتا تھا جسکے کرنے کا حق مجھکو حاصل ہے کہ چیف کمشنر اُنکی ہدایتون کی اطاعت کریگا اور اپنا فرض ادا کریگا مگر اس مین مین نے بڑی غلطی کھائی اور بہت سی باتون مین شکست پائی جو قابل بیان بھی نہین وہ چیف کمشنر پر لکھنؤ مین ظاہر ہونگین اب کلکتہ گورنمنٹ انکو نظرانداز نہین کر سکتی یہ کوئی بات نہین ہے کہ یہہ الزامات جو بادشاہ کے بدنام طفیلیون نے برانگیختہ کیئے ہین اور وہ بالکل یا بالجبر سچے نہین ہین یا ناممکن خواہ وہ سیاہ ہون یا سفید ہون انکا جواب دینا چاہیئے ہے مجھے حیرت ہے کہ تم نے اس ضرورت کی قدر نہین جانی۔

چیف کمشنر اور گبنس صاحب اور اومینی صاحب آپس مین لڑتے رہے اور خاندان شاہی کی شکایتون اور نالشون پر متوجہ نہ ہوئے آخر کو لارڈ کیننگ کو یہہ معلوم ہو گیا کہ جس چیف کمشنر کو مین نے انتخاب کیا تھا وہ غلط تھا صوبہ اودھ کے لیئے یہہ بہتر ہوگا کہ جسقدر جلد ممکن ہو وہ وہان سے علیحدہ کیا جائے +

ابھی لارڈ کیننگ نے گورنمنٹ ہوس مین قدم رکھا ہی تھا کہ ایران کے ساتھ پرخاش کی نحوست کا آغاز ہوا حقیقت مین انکو اس لڑائی سے سروکار نہ تھا پچاس برس ہوئے کہ ایران کا ہندوستان کی گورنمنٹ سے صرف

ایران سے مناقشت

یہہ تعلق تھا کہ مالی جوابدہی کمپنی کے ذمے تھی عملی امداد گورنمنٹ کے ذمے اور پولیٹکل معاملات شاہی گورنمنٹ کے فورین آفس سے متعلق تھے اور ایران مین سفیر بادشاہ انگلنڈ مقرر کرتا۔ لارڈ کیننگ کے زمانہ مین بھی یہی تعلقات تھے کہ برطانیہ اعظم کی جنگ ایران کے ساتھہ شروع ہوئی۔

ہرات

پولیٹکل ایمان کا یہہ بھی ایک جملہ تھا کہ ہرات ایک آزاد مملکت ہے اسکی آزادی کے سبب سے انڈین ایمپائر کی نجات ہے جب افغانستان پر انگریزی سپاہ نے قبضہ کیا ہے اور برٹش افسرون نے دروازہ ہند پر دولت کو لٹایا ہے تو یہہ بات ٹھیری تھی کہ سدوزئی شاہ کامران ہرات کا فرمان روا ہے لیکن اسکا وزیر یار محمد ہمیشہ ایران کی طرف اپنا دل لگائے رکھتا تھا اور دھمکاتا تھا کہ مین اپنے تئین ایران کے حوالہ کرتا ہون۔ جب انگریزی سپاہ نے افغانستان کو خالی کیا تو یار محمد نے سدوزئی کی برائے نام بادشاہی سے اپنے تئین آزاد کرکے خود فرمان روائی شروع کی اس نے دس برس تک اچھی طرح سلطنت کی اسکے مرنے کے بعد اسکا بیٹا جانشین ہوا وہ فرمان روائی کی لیاقت نہین رکھتا تھا جب اسکو خوف معلوم ہوا تو اسنے ہرات کو ایران کے حوالہ کردیا۔

سنہ ۱۸۵۲ء مین ایران کی سپاہ ہرات پر چلی یہہ بیان کیا گیا کہ یار محمد کے مرنے سے ہرات مین بدنظمی ہوگئی تھی اسکے انتظام کے لیئے لشکر ایران گیا تھا مگر آخر کار اصل مقصود اس مہم کا ظاہر ہوگیا اور ایران کا ایک صوبہ ہرات ہوگیا برطانیہ اعظم نے ایران کو دھمکایا کہ وہ اپنی سپاہ کو واپس بلا لے اور معاہدہ کرے کہ ہرات ہمیشہ آزاد رہے گا۔ بمجبوری ایران کو ہرات سے اپنی سپاہ ہٹانی پڑی اور معاہدہ کرنا پڑا کہ ہرات آزاد رہیگا لیکن اس سے طہران مین سفارت انگریزی پر بدگمانی پیدا ہوئی اور دونو سلطنتون مین پرخاش کا ہونا وقت کا منتظر تھا۔

دوست محمد خان

مگر جب کریمیا کی لڑائی ختم ہوئی اور روسیون کا قبضہ ایشیا مین قرض پر ہوا تو ایران نے برٹش کے ساتھہ دوست رہنے مین اپنا فائدہ نہ دیکھا روسیون کا دامن پکڑا ۱۸۵۵ء مین سفارت انگلشیہ پر ایسی لعنت ہوئی کہ مسٹر مری صاحب سفیر انگلشیہ ترکستان کی سرحد مین چلے گئے اسی زمانہ مین یہہ سانحہ رونما ہوا کہ ہرات مین سرکشی ہوئی۔ ہرات کا فرمان روا یار محمد کا بیٹا مارا گیا اور اسکی جگہہ یوسف خان جانشین ہوا جو سدوزئی شاہی خاندان مین شاہ کا بھتیجا تھا۔ اگرچہ یوسف خان مین فرمان روائی کی کوئی لیاقت نہ تھی مگر وہ پہلے فرمان روا سے کیا گذرا ہی نہ تھا۔ پہلے فرمان روا کے قتل مین کہتے ہین کہ شاہ ایران کی سازش تھی

واقعات کے پیش آنے سے مستفید ہونے کا شائق تھا۔ جب سے کہ افغانستان میں برٹش نے امیر دوست محمد خان کو سلطنت پر بحال کیا تھا تب سے اس پیرانہ سال امیر کی چستی چالاکی ہوشمندی و اولوالعزمی کا اقتضا یہہ تھا کہ وہ اپنی پہلی مملکت کو مستحکم کرے اور مغرب کی طرف اپنی سلطنت کے اور بڑھانے میں سرگرمی کرے ایسی علو حوصلگی پر اسکی اپنی سلطنت کی سلامتی تھی ایران کے دعوے بڑے بڑے تھے اسکا ہرات ہی پر کچھ حصر نہ تھا اب اس نے قندھار میں بھی اپنی دباغت پیدا کر لی تھی اسپر بھی دانت مارنے کی نیت تھی اس میں شبہ نہیں کہ ایران افغانستان کی فتح کا ارادہ نہیں رکھتا تھا مگر اس میں وہ اپنا رعب داب پیدا کرنا چاہتا تھا۔ شاہ ایران نے خود درخواست کی تھی کہ وہ اپنے کل ملک کی صورت سلطنت ایسی بنا لے کہ وہ ایران کی حراست میں معلوم ہونے لگے۔ اب امیر کے لیئے وقت ایسا آن پہنچا تھا کہ وہ اپنے زبردست ہاتھ کو پھیلا کر افغانستان کو بالکل آزاد کر لے ۱۸۵۵ء میں اسکا سوتیلا بھائی قندھار کا فرمانروا کہن دل خان مر گیا تو اسنے قندھار کو کابل کی حکومت میں داخل کر لیا۔ ایران کی گورنمنٹ کو یقین ہوا یا اسنے اس یقین کرنے کا بہانہ بنایا کہ امیر ہرات کی فتح کو بھی اپنے سکیم میں داخل کریگا۔ اس زمانہ میں امیر کا ارادہ یہہ تھا مگر ایرانیون نے اپنی افزون ستانی کے لیئے شعبدہ بازی کی کہ اپنی محافظت خودمختاری کے لیئے اور دہشت سے بچنے کے لیئے ہرات پر قبضہ کرنے کو ضروری جانا ہرات کی اندرونی حالت بھی اسوقت ایسی تھی کہ جس سے اس کام کے لیئے انکی ہمت کو اور بھی تقویت ہوئی اور دوست محمد خان کی چالون کو دیکھکر انہون نے ان معاہدون کو بالائے طاق رکھا جو ۱۸۵۳ء میں برٹش گورنمنٹ کے ساتھ ہوا تھا کہ ہرات آزاد رہے گا اور ہرات پر ایک سپاہ کو روانہ کیا مگر اسکا وہان خیرمقدم نہین ہوا۔ امیر کابل کی پولیٹکل تبدیلیون کے اور ہرات میں خود مخالف انقلابات سے ہرات کے برائے نام فرمانروا نے ایران سے استعانت چاہی لیکن جب اسنے دیکھا کہ ہرات کے بڑے بڑے سردار اہل سنت ایران کے شیعون کی استعانت چاہنے سے بیزار ہیں تو اسنے انگریزی جھنڈون کو بلند کرنا چاہا اور دوست محمد خان کو بھی امداد کے لیئے بلایا۔ سرحدی شہزادون کی بے ایمانی نمایان تھی اسکے اپنے ہی آدمی اسپر اعتبار نہیں کرتے تھے۔ ایرانی ہرات کو گھیرے ہوئے تھے اور یہہ خوف تھا کہ یوسف خان ہرات کو دغا بازی کر کے اہل ایران کو دیدیگا اسلیئے یہہ بات آسان تھی کہ ایک گروہ اسکے مخالف کھڑا کیا جائے سو عیسی خان نے جو اسکا مدار المہام تھا اسکو مقید کر کے دشمنون کے کیمپ میں بھیجدیا اور اسکے ساتھ ایک خط اس مضمون کا لکھکر بھیجدیا کہ اسے ہرات میں اسکا کچھ کام نہین اہل ایران جو چاہین اسکا حال کرین۔

جب ان واقعات نے یہان تک ترقی پائی تو لارڈ کیننگ کو وسط ایشیا کے پولیٹکل معاملات کی طرف توجہ کرنے کی تکلیف دی گئی یہہ نیا گورنر جنرل ان معاملات کی پیچیدگیون کا پھیلنا اپنے لیئے وبال جان جانتا تھا وہ خوب سمجھتا تھا کہ انگلنڈ ایران سے لڑائی خود بغیر میرے کسی دخل و مشورہ کے شروع کریگا اور اسکے ختم کرنے کے لیئے سارا کام مجھے کرنا پڑیگا اسکو اسطرح کام کرنا بڑا تلخ و ناگوار معلوم ہوتا تھا۔ اسنے اگست مین ۱۸۵۶ء مین پریسیڈنٹ کو لکھا کہ میری اپنی آسائش و آرام کی امید قریب المرگ ہوگئی ہین ان گران قیمت بے شان و شوکت لڑائیون پر جو غور کرتا ہون تو مجھے انسے ایسی نفرت پیدا ہوتی ہے کہ مین اسکا بیان نہین کرسکتا مین مثل اپنے سابقین کے اپنے سچے دل سے صلح جو ہون مگر انکے ظالم مایوسیون سے عبرت پکڑ کر انہون نے کہا کہ مین ایران کے سزا دینے مین ناحق جلدی نہ کرونگا اس لیئے مین نے انگلنڈ مین اپنا مستحکم و مستقل عزم کیا تھا کہ مین کسی مخالف یا مرعوب حالتون کے سبب غیر ضروری جنگ کے لیئے آمادہ نہین ہونگا آپ خائف ہین کہ ناحق ایران کی سرزنش مین جلدی نہین کرونگا اگر شاہ ایران ہگلی پر دخانی جہاز مین مری صاحب سمیت آجایگا تو بھی مین صلح کو جب تک قائم رکھونگا کہ آپ کی ہدایتین میرے پاس پہنچین" وہ صرف یہی نہین چاہتے تھے کہ ہندوستان کی طرف سے حملہ آوری کی زیادتی ہو وہ ہر ایک ایسی ڈپلومیٹک الجھیڑے سے بچنا چاہتے تھے جو آیندہ انکی گورنمنٹ کے حق مین دقت اٹھانے کا سبب ہوا انکو وسط ایشیا کے پولی ٹکس سے نہایت نفرت تھی وہ زمانہ گذشتہ سے عبرتناک سبقون کو یاد رکھتے تھے انہون نے یہہ ارادہ مصمم کرلیا تھا کہ وہ اپنی خوشی سے ایک آدمی افغانستان مین نہین بھیجین جب انگلنڈ کے وزرا نے انکو لکھا کہ وہ دوست محمد خان کو عطیات عطا کرکے اپنا موثر دوست بنائین کہ وہ قندھار کی طرف سے خوشی و مستعدی سے ہرات کو پر آملہ بنائے جب پچھلے زمانہ مین انکے پاس یہہ ہدایتین آئین کہ دوست محمد خان کو روپیہ اور ہتھیار دے دین اور انکو یہہ اختیار دیا جاتا ہے وہ کوئی مشن ہرات بھیجین تو اس دوسری بات سے وہ بڑے جھجکے و جھگڑے مین آئے انہون نے لکھا کہ مین ہرات مین انگریزی افسرون کے بھیجنے سے کوئی مقصد نہ رکھونگا۔ اس مطلب کے لیئے ہم وہان کا حال الیا کم جانتے ہین کہ مشن بھیجنے کو بیجا نہین جانتے اگرچہ اس مین بڑی جوکھون ہے ملک کو تو جیسا سمجھے فقط یہین ہمارے ایسے ہی دشمن ہین ہمارے افسر انسے نہ کوئی مدد نہ کوئی عہد لے سکتے ہین اسلیئے کہ ہم خود تو ہرات کو سفر کرتے نہین جو کچھہ وہان امیر کام کریگا اسکے ایمان پر ہم کوئی توقع نہین کرسکتے" لارڈ کیننگ کے ان خطون سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ان تدبیرکو اختیار کرنا نہین چاہتے تھے جو انکو بتلائی گئی تھین۔ مگر جب

ہوم گورنمنٹ نے ایران کے ساتھ لڑائی لڑنے کے اشتہار دیدینے کا ارادہ مصمم کرلیا تو لارڈ کیننگ افغانستان عدم مداخلت کی پولیسی کو برقرار نہین رکھ سکتے تھے ابہی سال شروع ہوا تھا کہ پارلیمنٹ کے شکستہ ہونے سے پہلے خلیج فارس کی مہم کی تیاری کا حکم ہوچکا تھا ہوم گورنمنٹ کے یہہ احکام تھے کہ بمبئی مین ساری تیاریان خلیج فارس مین بحری و بری لشکر کے بھیجنے کی کی جائین مگر یورپ مین بعض ایسے ڈپلومیسی کے کام تھے کہ جس مین اس مہم مین جلدی نہین کی گئی سپتمبر کے آخر مین ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ نے سیکرٹ کمیٹی کے ذریعہ سے ایسٹ انڈیا کمپنی کے کورٹ ڈائرکٹرز کو ہدایتین بھیجی ہین کہ کس طرح بحری سفر ہون اور کیونکر لڑائی کا آغاز ہو پہلے اکتوبر سنہ ۱۸۵۶ع کی آخر تاریخ کو یہہ ہدایتین گورنر جنرل پاس کلکتہ پہنچین پہلی نومبر کو جنگ کا اشتہار دیا گیا اسی تاریخ کو بمبئی کے گورنر لارڈ الفنسٹن اور کمانڈر جنرل پاس ہدایتین اس مہم کے باب مین بھیجی گئین اس مہم کی سپہ سالاری کے لئے بہت سے نام بڑے بڑے نامورون کے پیش ہوئے انہین جنرل ونڈھم کا نام بھی تھا جنہون نے کریمیا کی لڑائی مین بڑے دلاورانہ کام کیئے تھے اور وہ دنیا کے ہر حصہ مین دلیرانہ کام کرنے کو مستعد تھے انکی تقرر پر لارڈ کیننگ نے یہہ اعتراض کیا کہ اگرچہ انکا تقرر انگلنڈ مین عام پسند ہوگا لیکن یہان بادشاہی اور کمپنی کی فوجین مخلوط ہین اسکے لیئے یہہ امر اہم ہے کہ کمانڈر کے ساتھ ماتحت افسر بیکدل ہوکر کام کرین مگر اس بات کا ہونا بجز متعارف کمانڈر کے واسطے بہ نسبت متعارف افسر کے زیادہ مشکل ہے کمانڈر کو چاہیئے کہ وہ ہندوستانی سپاہ کا مزاج شناس ہو جب وہ ایک سپاہ عظیم کو دشوار گذار اور نامعلوم ملک مین لے جاتا ہو تو وہ چاہئے کہ اسکی اساس وطینت و جزئیات سے آگاہ ہو کہ وہ کن کامون کو کر سکتی ہے اور کن کامون کو نہین کر سکتی ہے یہہ بات انگلنڈ سے تازہ وارد ونڈھم کو نہین حاصل ہو سکتی ہے اگر کوئی بڑی لشکر کشی ہوتی تو کمانڈر انچیف جنرل این سن بھیجا جا سکتا لارڈ کیننگ کا یہہ مستقل ارادہ کر لیا تھا کہ ایسا انتظام کیا جاتے کہ نبرد کی حالت مین سپہ سالار انڈیا سے بھیجا جائے مگر انکو ایسے سپہ سالار کی انتخاب مین دقت پیش آئی تو انہون نے جان لارنس سے مشورہ لیا تو انہون نے صلاح دی کہ انکا بھائی ہنری لارنس بھیجا جاتے۔ اسپر لارڈ کیننگ نے کہا کہ وہ ملکی انتظام کی لیاقت بڑی رکھتے ہین مگر میدان جنگ مین سپاہ کو لیکر لڑانے کا تجربہ انکو نہین ہے پھر سڈنی کوٹن کا نام لیا گیا اسپر جان لارنس نے اعتراض کیا اور کہا کہ اگر آپ میرے بھائی کو نہین بھیجتے تو اوٹرم صاحب موجود ہین جنرل جیکب کا نام بھی سپہ سالاری کے لیئے لیا گیا پنجاب و کلکتہ ہی مین کمانڈر کی تجویز کے لیئے صلاح و مشورے نہین ہو رہے تھے بلکہ بمبئی مین بھی یہہ

تقرر سپہ سالاری

سوال پیش تھا۔ مہم کی تیاری کا آغاز اور اسکا اہتمام و انتظام تو بمبئی کے حوالہ ہوا تھا۔ زیادہ تر بمبئی ہی سے سپاہ خلیج فارس مین روانہ ہونے کو تھی اسلیئے لارڈ الفنسٹن صاحب گورنر بمبئی نے جنرل سٹاکر کو جو بڑے شجاع نیک سیرت تھے کمانڈری کے لیئے تجویز کیا اور لارڈ کیننگ نے انکو منظور کیا مگر انگلنڈ مین یہ تجویز ہوئی کہ کرنیل اوٹرم کمانڈر مقرر ہون جو بیماری کی رخصت سی مین لیکر انگلنڈ مین ضعیف و ناتوان ہو رہے تھے جب انکو ایران کی مہم کی سپہ سالاری کا مژدہ سنایا گیا تو وہ خوشی کے مارے ایسے تازہ و توانا ہو گئے جیسے کہ بوڑھا گھوڑا لڑائی کی بو سونگھ کر اور ہتھیارون کی جھنکار سنکر ہوتا ہے۔ اس جنگ کی شوق مین وہ اپنی بیماری کو بھول گئے۔ انہون نے لارڈ کیننگ کو اطلاع دی کہ وہ ۲۶ دسمبر کے جہاز مین ہندوستان کو مراجعت کرینگے اور بیراس مہم مین کام کرنا اودھ مین کام کرنے سے زیادہ مفید ہوگا وہان تو کام اچھی طرح چل رہا ہے۔ لارڈ کیننگ نے اوٹرم صاحب کو لکھا کہ مجھے آپکے تندرست ہو جانے سے بڑی خوشی اور مہم ایران مین کمانڈر ہونے کی مسرت حاصل ہوئی اس جنگ کی بابت آپ کی رائے کیا ہے تو انہون نے لکھا کہ اس جنگ مین طول نہین ہوگا سواحل بحری پر کچھ لڑائیان ہونگین اور پھر صلح ہو جائیگی مین اپنے پرانے عہدہ رزیڈنٹی پر اودھ پر واپس آ جاؤنگا۔ لارڈ کیننگ نے لکھا کہ اگرچہ اودھ مین بالکل امن ہی اسکی مرفہ حالی بڑھتی جاتی ہے لیکن پھر بھی مجھے بڑی خوشی ہوگی کہ آپ اپنے عہدہ کا چارج لینگے ✽

جب سٹاکر صاحب بمبئی سے پہلے ڈویژن کو خلیج فارس مین لے جاکر رزم آرائی کامیابی کے ساتھ کر رہے تھے کہ شروع سال ۱۸۵۷ء مین جیمس اوٹرم صاحب بمبئی مین آ گئے اور دوسرے ڈویژن سپاہ کے لے جانے کی تیاریان کرنے لگے دربار طہران کو فقط یہہ مہم بحری ہی نہین خوف دلا رہی تھی بلکہ ڈپلومیسی اس ملک مین اسکو خوف دلانے کا سامان تیار کر رہی تھی جو انڈیا اور ایران کے درمیان واقع ہے۔ لارڈ کیننگ گو سال گذشتہ مین وسط ایشیا کی پولیسی سے استکراہ رکھتے تھے مگر اب وہ ہمہ تن اسکی طرف متوجہ تھے امیر کابل کی دوستی سے مستفید ہونا چاہتے تھے اب مشکلین صلح سے آسان نہین ہو سکتی تھین لڑائی کا اشتہار دیا جا چکا تھا ہرات کو ایرانیون نے لے لیا تھا امیر دوست محمد خان برٹش گورنمنٹ کے ساتھ اتحاد کرنے کی تمنا مین ظاہر کر چکا تھا۔ اب سوال یہہ تھا کہ دونو کے ساتھ معاملہ کس طرح کیا جائے اس مین بڑا اختلاف رائے تھا۔ لارڈ کیننگ اس باب مین یہہ رائے رکھتے تھی کہ اس مین تھوڑا کام کرنا بہ نسبت بہت کام کرنے کے بہتر ہوگا اور یہہ تھوڑا کام بھی عین ضرورت کے وقت کیا جائے اس سے ایک دن پہلے نہ کیا جائے۔ افغانون کے ساتھ

پہلی لڑائیوں کے واقعات کی ہیبت ابھی انگریزوں کے دلوں سے باہر نہیں گئی تھی اسلیئے وہ افغانستان سے پھر معاملات بڑے سوچ بچار سے کرنا چاہتے تھے کہ ایران پر افغانستان کی طرف سے حملہ کس طرح کیا جائے ہرات پھر دوبارہ ملجائے۔

امیر دوست محمد خان سے دوستانہ پیغام سلام ہو رہے تھے انگریزوں نے امیر کی ان خطاؤں کو معاف کر دیا تھا جو اسنے اپنی سپاہ کو سکھوں کے ساتھ ملکر انگریزوں سے لڑنے کے لیئے بھیجدیا تھا اور ۳۰ مارچ ۱۸۵۵ء کو جان لارنس اور غلام حیدر خان کی ملاقات میں دوست محمد خان اور سرکار کمپنی کے مابین مصالحت و موالفت کا عہدنامہ ہو گیا تھا جسکا ذکر ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ سر ہربرٹ اڈورڈس کمشنر پشاور کی حسن تدبیر سے یہہ تجویز ہوئی کہ پشاور میں کونفرنس میں امیر بلایا جائے۔ امیر راضی ہو گیا کہ برٹش گورنمنٹ کے قائم مقام سے وہ بالمشافہ ملاقات کر کے اتحاد و وداد کے معاملہ کو طے کرے۔ اگرچہ جان لارنس کو یقین نہیں تھا کہ امیر آئیگا اور اگر آئیگا بھی تو اسکے ساتھ ملاقات کا نتیجہ کچھ نہیں ہوگا مگر انہوں نے اپنے عالی دماغ رفیقوں کی نیک تدبیر دوست ہربرٹ اڈورڈس کی صلاح کو منظور کر لیا اور ملاقات کی تیاریاں کیں ٭

امیر نے دعوت کو قبول کیا اور وہ اپنے دو بیٹوں اور بعض چیدہ مشیروں اور منتخب سپاہ کے ساتھ چلا آیا اور نئے سال کی پہلی تاریخ کو درہ خیبر میں اس سے برٹش کمشنروں نے ملاقات کی لارنس و اڈورڈس کوتوال اور اور انگلش افسروں نے پیرکہن سال امیر کے چہرہ کو دیکھا کہ ڈاڑھی سفید ہے اور چہرہ وجاہت امارت فراست گیاست ہوشمندی چستی چالاکی برستی ہے۔ اسنے بڑی خوشی سے خندہ پیشانی کے ساتھ برٹش افسروں کا استقبال کیا یہہ صرف رسمی ملاقات ہوئی دو دن بعد امیر پشاور میں بازو بند کے لیئے آیا۔ اس کی تعظیم و تکریم کے لیئے ایک میل میں انگریزی سپاہ دو رویہ کھڑی ہوئی سات ہزار سے کچھ زائد سپاہ استادہ تھی امیر پر اور اسکے مشیروں پر اسکا بڑا اثر پڑتا تھا۔ رسم کے موافق مراتب ملاقات ادا کیئے گئے۔

۵ جنوری ۱۸۵۷ء کو امیر جمرود میں خیمہ زن ہوا اور وہاں جان لارنس اور اڈورڈس اور میجر لمسڈن امیر سے ملاقات کو گئے دوست محمد خان کے پیچھے ان کے بیٹے اور چند چیدہ سردار داہنی طرف ایستادہ تھے۔ امیر نے جو ہرات میں بالفعل فساد برپا ہو رہا تھا اسکی توضیح کی اسنے بیان کیا کہ ہرات کی فتح کرنے کا میرا ارادہ نہیں ہے ایرانیوں نے جو ہرات کی طرف حرکت کی ہے اسکے معنی یہہ ہیں کہ وہ قندھار کی طرف آتے ہیں اس نے راست راست یہہ بیان کیا کہ ہرات کے فتح کرنے کا شوق مجھے بہت ہے اگر خدا کی اور انگریزوں کی مرضی

امیر دوست محمد خان

پشاور کی ملاقات جنوری ۱۸۵۷ء

ہوئی تو مین ہرات کو ایرانیون سے چھین لونگا مجھے خدا و رسول کی قسم ہے کہ اگر ساری دنیا میری دشمن ہو جائے تو بھی مین انگریزون کا دوست رہونگا۔ انگریز خلیج فارس کی طرف سے حملہ کرین اور مجھے روپیہ اور ہتھیار دین تو مین ہرات کی دیوارونکی بنیاد کو اکھیڑ کر پھینک دونگا اسکے برجون کو اڑا دونگا اور بشمشیر اسکو لے لونگا اور ملک مین وہ آگ روشن کرونگا کہ سارے ایرانی اس مین جلکر بھسم ہو جاوینگے میرے حکم سے ایرانیون کے برخلاف سارے ترکمان اور اوزبک میرے ساتھ متفق ہو جاوینگے۔

جب جان لارنس اور دوست محمد خان کی آپس مین یہہ باتین ہو رہی تھین کہ ایک سوار گورنر جنرل کا تار لیکر آیا جو پہلے ایک دن آیا تھا اس مین لارڈ کیننگ نے جان لارنس کو یہہ لکھا تھا کہ پانچ ہزار سپاہ کی کمک بہت جلد جہان تک ممکن ہے خلیج فارس کو بھیجی جاویگی اور شرائط صلح مین جو ایران سے ہونگین ایک شرط یہہ بھی ہوگی کہ وہ ہرات سے اپنی سپاہ کو ہٹا لے اور پھر آئندہ ہمیشہ کے لیے افغانستان مین مداخلت کرنے سے ہاتھ اٹھا لے اس پیغام کے آخر مین لکھا ہوا تھا کہ ان الفاظ کو بہتر طور پر آپ کام مین لائین مگر ابھی انکے بہتر طور پر کام مین لانے کا وقت نہین آیا تھا اسلیے جان لارنس نے امیر سے فقط یہہ کہا کہ خلیج فارس مین سپاہ کی کمک جلد روانہ ہونے کو ہے باقی الفاظ کو انہون نے اور وقت موقع کے لیے مخفی رکھا اس اول ملاقات مین جان لارنس کا یہہ ارادہ تھا کہ زیادہ تر امیر کے سارے ارادون اور خیالات کو معلوم کرین اور اپنی گورمنٹ کی نسبت ارادون کو مخفی رکھین انہون نے کسی قسم کے وعدے اور قول و قرار نہین کیے انہون نے ان مشکلات پر اطلاع دی جو افغانستان کے فرمان روا کی راہ مین موجود ہین اور انہون نے پوچھا کہ وہ وسائل اور خزانہ بیان کیجیے جو امیر ان مشکلات کو رفع کرنے کے لیے اپنے اختیار مین رکھتا ہے اور انگریزون سے جو وہ اعانت چاہتا ہے اسکا اندازہ بیان کیا جاوے لیکن ان باتون کا بتلانا جب تک امیر خوب غور و تامل نہ کر لے آسان نہ تھا امیر نے ایسے سوچنے کے لیے مہلت چاہی اور کہا کہ دوسری ملاقات مین اس باب مین اپنے خیالات ظاہر کرونگا بس اب آج کی ملاقات ختم ہوئی۔

۵ جنوری کو دوست محمد خان اپنے بھتیجے اور اپنے مصالح کار امرون کے ساتھ برٹش کیمپ مین آیا اور چیف کمشنر کے خیمہ مین کونفرنس ہوئی جان لارنس نے اپنا وہی پہلا نادر طریقہ دریافت کرنے کا جاری رکھا اور اول ہی امیر کو یاد دلایا کہ وہ اپنے تمکین ارادے اور خیالات پوری طرح اطلاع دے اور اس معاملہ مین اول افغان کہن سال نے استقلال کی درخواست کی اور مشکل سے امیر سے قول و قرار حاصل کیے آخر کار امیر نے

بیان کیا کہ موسم کی کیفیت یہہ ہے کہ ہرات کی طرف مین سفر نہین کر سکتا دو مہینے کے بعد نئی گھاس اُگیگی اور کھیتی ہری ہو گی تو کمسریٹ کا انتظام جس مین بڑی دشواری نہین ہو گی انتظام کیا جائے گا تو سپاہ کے لیئے رسد بلینگی مین ایک کوہم سپاہ کابل سے اور دوسرا قندھار سے بہیجون گا اپنی سپاہ کا شمار بتلایا کہ تیس ہزار سپاہ اور ساٹھ توپین موجود ہین اور انکی افزایش پچاس ہزار سپاہی اور سو توپون تک ہو سکتی ہے چار پانچ حصہ سپاہ کے اور تقریباً کل توپین ہرات پر چڑہائی کر سکتی ہین اگر آپ کہین کہ اور زیادہ سپاہ کرو تو مین آپ سے زیادہ لونگا اور اگر آپ کہین گے کہ کم سپاہ کافی ہو گی تو مین کم لونگا مین نے اپنی راے بتا دی آپ صاحب مجھ سے بہتر ایران کا حال جانتے ہین جب امیر پر امداد کی مقدار بتلانے کا تقاضا کیا گیا تو امیر نے کہا کل صبح کو میرا بیٹا اعظم جاہ آپ صاحبون کی خدمت مین حاضر ہو گا اور وہ امداد مطلوبہ کے حال پر بالتفصیل اطلاع دیگا پھر آپ اسکا فیصلہ فرما دیجئے گا۔

پس کونفرنس ختم ہوئی دوسرے دن صبح کو امیر کے بیٹے مع چند وزیرون کے جان لارنس کی خدمت مین حاضر ہوئے اور انکے سامنے انہون نے بالتفصیل افغانستان کی مالی حالتون کو اور سلطنت کے جنگی مخارج کو اور اس امداد کے تخمینہ کو بیان کیا جو اسلیئے درکار ہو گی کہ افغانی ایرانیون کو ہرات سے نکال دین اور اپنی بنیئن اور حملہ آورون سے بچالین انہون نے چونسٹھ لاکھ روپیہ سالانہ جب تک لڑائی ختم ہو امداد طلب کی اور پچاس توپین اور آٹھ ہزار بندوقین اور بہت سا سامان جنگ طلب کیا انگلش گورنمنٹ جو امداد دینی چاہتی تھی اسسے بہت زیادہ امداد مانگی گئی اور بظاہر وہ اصلی ضرورت سے بہت زیادہ طلب کی گئی یہہ سوال مبارک نہ تھا افغان ہرات جانے کے لیئے بڑے سرگرم تھے اگر وہ مملکت مین خاموش بیٹھے رہتے تو ایرانی فرح پر قبضہ کر لیتے البتہ یہہ فیصلہ کرنا انگریزون کے اختیار مین تھا کہ کوئی چال افغانون کی طبیعت اور سیرت کے موافق چلی جائے کہ جس سے ایک زبردست پیش قدمی وہ ہرات پر کر سکین جان لارنس نے کہا کہ اگر نقطۂ ڈفنسو پولیسی (محافظت کی پولیسی) اختیار کی جائے تو افغانون کو امداد کی کسقدر ضرورت ہو گی تو سردارون نے کہا کہ ہم اس بات کا جواب بغیر امیر سے صلاح لینے کے کچھ نہین دے سکتے پس مجلس مشورہ برخاست ہوئی دوسرے دن پھر یہہ سردار آئے انہون نے بیان کیا کہ چار ہزار بندوقین دی جائین اور آٹھ ہزار آدمی سپاہ کی تنخواہ کے لیئے روپیہ دیا جائے جنمین سے آدھی سپاہ قندھار مین اور آدھی سپاہ بلخ مین کام کریگی مگر افغانون کو مہمات عظیم کرنے کا شوق تھا ایک افغان نے ہربرٹ اڈورڈس کے کان مین

کہا کہ افغانون اور ایرانیون مین فقط دنیاوی عناد نہین ہے بلکہ شیعہ اور سُنّی ہونے کے سبب سے ان مین عناد دینی بھی ہے اب کچھ اور گفتگو کے لیئے باقی نہ تھا افغانون نے اپنی درخواستون کو بیان کر دیا تھا اور انگریز جنٹلمینون نے کہا کہ وہ اپنی گورنمنٹ سے یہہ سارا حال فوراً بیان کر دینگے۔

اب ٹیلیگراف کے تارون کو پھر حرکت دی گئی گورنر جنرل سے کالکتہ مین دونو ملاقاتون کے حالات بیان کیئے گئے اسکا تحریری جواب جان لارنس کو پشاور بھیجا گیا۔ جان لارنس نے بھی ان ملاقاتون کا مفصل حال لکھکر اسکے ساتھہ اپنی یہہ راے شامل کرکے گورنر جنرل پاس بھیجدی تھی کہ ہرات کے محاصرہ کے واسطے امیر کو زیادہ امداد نہ دی جاے چار ہزار بندوقین جو وہ مانگتا ہے دی جائین اور بارہ لاکھہ روپیہ سالانہ جب تک دیا جاے کہ انگلنڈ اور ایران مین لڑائی رہے اسکے جواب مین گورنر جنرل نے فوراً تار پر جواب بھیجا کہ آپ امیر سے کہدین کہ یہہ شرائط منظور کی گئین کہ چار ہزار بندوقین اور بارہ لاکھہ روپیہ سالانہ جب تک کہ انگلنڈ اور ایران مین لڑائی رہے دیا جائے۔ یہہ پیغام ۲۳ جنوری ۱۸۵۷ء کو آیا تھا۔ دوسرے دن صبح کو جان لارنس اور اڈورڈس دونو دوست محمد خان کے کیمپ مین گئے اور اس سے برٹش گورنمنٹ کے ارادے اور خیالات ظاہر کیئے گئے۔ امیر نے یہہ منظور کر لیا کہ وہ ہرات پر چڑہائی نہین کریگا اور اور شرائط کو جو تجویز کی گئی تھین منظور کر لین لیکن ایک شرط یہہ بھی تھی کہ ایک انگریزون کا گروہ کابل بھیجا جائے یہہ شرط اسکو ناپسند تھی۔ جب اس شرط پر مباحثہ ہوا تو امیر نے کہا کہ اگر انگریز کابل مین جائینگے تو افغان انکے دیکھنے کے متحمل نہ ہونگے گلا کاٹنے کو تیار ہونگے۔ یہہ بڑا ہمناک خیال تھا جان لارنس نے پوچھا کس طرح سے ان دونو قومون مین دوستی کی بنیاد مستحکم ہوگی جبکہ ایک ملک مین ایسے شبہات اور عداوتین کبھی سوتی نہین۔ انگریز جو چاہتے ہین وہ یہہ بات نہین ہے کہ اپنی اپنی اغراض کے وقت عارضی دوستی افغانون سے ہو جائے بلکہ وہ اتحاد و وداد چاہتے ہین کہ جسکی بنا طرفین کے اعتماد اور ادب پر مبنی ہو لیکن امیر دوست محمد خان افغانون کے حال کو خوب جانتا تھا اسنے جو کچھ کہا اسکو سب انگریزون نے سچ جانا اسلیئے انگریزون کا کابل مین جانا موقوف رہا صرف قندھار مین انکا جانا ٹھیرا۔

۲۶ جنوری ۱۸۵۷ء کو تار کے ذریعہ سے عہدنامہ کی ساری دفعات کی منظوری گورنر جنرل کو کی گئی اور مہر اور دستخطون کے لیئے عہدنامہ تیار ہوگیا دوست محمد خان کے خیمہ مین اسکی تکمیل کے لیئے دربار ہوا عہدنامہ فارسی اور انگریزی مین لکھا گیا تھا وہ پکار کر پڑھا گیا۔ اس عہدنامہ کے موافق امیر نے وعدہ کیا کہ وہ

اٹھارہ ہزار سپاہ رکھے گا انگریزی افسرون کو اجازت دیگا کہ وہ کابل قندھار یا بلخ مین جہان افغانی سپاہ مقیم ہون قیام کرین - انگریزی وکیل کابل مین رہے اور افغانی سفیر کلکتہ مین رہے اور جنگ کے درمیان جو ایران اور ایران کے دشمنون کی تجاویز امیر کو معلوم ہون انکی اطلاع وہ برٹش گورنمنٹ انڈیا کو دے اور اس کے عوض مین انگریزون نے یہہ اقرار کیا کہ جب تک ایران کے ساتھ انگلنڈ کی لڑائی رہے ایک لاکھ روپیہ ماہانہ امیر کو دے اور چار ہزار بندوقین دے اور جو انگریزون کے ساتھ امیر نے خطائین کین ہین ان سب کو وہ بالکل معاف کرکے فراموش کرے اور امیر سے کہا گیا کہ برٹش افسر فقط قندھار ہی اول جائین گے جس سے امیر کو بڑا اطمینان ہوا - طرفین سے عہدنامہ پر دستخط و مہر ہوگئے - گورنر جنرل کی طرف سے یہہ تار آیا کہ سر جان لارنس دوست محمد خان سے یہہ بیان کردین کہ گورنر جنرل کو امیر کی راست معاملگی سے درست فہمی سے جنپر معاملات کی بنا رکھی گئی بڑا اطمینان حاصل ہوا مین امیر کی صحت اور درازی عمر کی تمنا رکھتا ہون اور مجھے افسوس ہے کہ مین امیر سے ملاقات نہ کرسکا امیر اس پیغام کو سنکر بڑا خوش ہوا اور اسنے کہا کہ میری یہہ خوشی تھی کہ مین خود گورنر جنرل سے جاکر ملتا مین نہین چاہتا تھا کہ وہ میری ملاقات کے لیئے ایسے دور دراز سفر کی تکلیف اٹھائین آخر کو امیر نے کہا کہ اب مین نے انگلش گورنمنٹ کے ساتھ اتحاد کیا ہے خواہ کچھ ہی ہو مین اسکو تا دم مرگ نبھاؤنگا - اسنے جو کہا تھا اسکو پورا کیا وہ دم واپسین تک انگلش کا سچا دوست رہا -

دوسرے دن برٹش کمشنر کے خیمہ گاہ مین دربار ہوا جس مین امیر کے بڑے بڑے سردار رخصت ہوئے امیر نے اپنے نہ آنے کا عذر بیماری اور ضعف کا کیا وہ وقتہ وجع مفاصل مرض مین مبتلا ہوا وہ بہت جلد اپنے وطن کو چلا گیا ان عہد و پیمان سے اسکو بڑا اطمینان حاصل ہوا اور جان لارنس اور لارڈ ڈلہوزی بھی خوش تھے کہ افغانستان سے دوستی کے عہد و پیمان ارزان ہوگئے - ۳۰ مارچ ۱۸۵۵ء

سر جان لارنس کو اپنے بزرگ میرت ہمان کے عہد و پیمان پر چندان اعتماد نہ تھا انہون نے لارڈ کیننگ کو ۳۰ جنوری ۱۸۵۷ء پشاور سے چٹھی مین یہہ لکھا کہ امیر کے اصل منصوبون اور خیالات کے باب مین راے زنی دشوار ہے کہ وہ کیا ہین مین منتظر ہون کہ امیر نے جو کچھ بیان کیا اسپر مجھے کسی طرح کا اعتماد نہین ہے اس وقت اسنے اپنی غرض کے لیئے ہماری طرف رجوع کی لیکن یہہ یقین نہین کہ اپنی مطلب براری کے بعد وہ ایک دن بھی ہمارا دوست رہے اسکو جیسا مطلق نہاین ہے اسنے بطور تحفہ کے دس گھوڑے اور مجھے بھیجے ہین جو بڑے خچر اور ٹٹو ان تھے انکی قیمت ایک ہزار روپیہ سے زیادہ نہ تھی فقط

لارڈ کیننگ کو بھی جس طور سے عہد و پیمان ہوئے بڑی خوشی ہوئی انہون نے جان لارنس کا شکریہ ادا کیا اور انکی لیاقت و قابلیت کی تعریف کی جان لارنس نے اسکے جواب مین لکھا کہ اس کام کی حسن کارگزاری کی تعریف کا مستحق ہربرٹ اڈورڈس ہے اسی کی تدابیر صائب سے سارے کام انجام ہوئے گورنر جنرل نے اڈورڈس صاحب کا بھی شکریہ ادا کیا کیونکہ وہ اس ملاقات ہونے کے موجد تھے۔ پہلے بھی اور اب بھی اس پالیسی کو اڈورڈس صاحب نے ہی پیش کیا تھا۔ دوست محمد خان اور اسکے مشیرون نے پشاور مین جو ملاقات کی مجلسین ہوئین ان مین اکثر یہہ ذکر کیا کہ روسیون کی امداد کرنے اور ابھارنے سے انکو یہہ حوصلہ ہوا اور اسنے پہلے بھی اور اب بھی ہرات پر قبضہ کر لیا مگر لارڈ کیننگ کو اسکا یقین نہین تھا اسلیئے پنیرو گورنمنٹ چکوت نے لارڈ گرین ویل کو مسئلہ مین لکھا تھا کہ طہران مین سفیر روس کو یہہ ہدایت کی گئی کہ ایران کی گورنمنٹ پر زور ڈالے کہ وہ ہرات کو خالی کر دے اور خود عہدنامہ کی شرائط پوری کرکے دوسری طرف سے ایفاء عہدنامہ کا خواستگار ہو امیر دوست محمد خان نے جان لارنس سے پشاور مین کہا کہ مین آپکو خط دکھاؤنگا جو کم بخت روسیون کا سفیر کئی برس ہوئے میرے پاس لایا تھا مگر یہہ خط اسنے کبھی دکھایا نہین جس سے اوسکا مضمون ثابت ہو سنہ ۱۸۵۷ع کے شروع مین لارڈ کیننگ فورین پالیسی کی طرف متوجہ ہوئے تھے مگر انکو اپنے ملک کے اندرونی انتظامات مین بھی مشغولی پیش آتی تھیں۔ یہہ فیصلہ ہو گیا تھا کہ ایران مین سپہ سالار جیمس اوٹرم صاحب مقرر ہون لیکن یہہ فیصلہ کرنا باقی تھا کہ اودھ مین چیف کمشنر کون مقرر ہو اگرچہ لارڈ کیننگ کو حال کے چیف کمشنر جیکسن کے موقوف کرنے کا افسوس تھا مگر انکا موقوف کرنا بھی ضرور تھا جیکسن سخت مزاج تھے مگر بہت قابل اور اچھے آدمی تھے جب انکی مخالفت کی جاتی تھی تو وہ اپنے آپ سے باہر ہو جاتے تھے۔ انکے نام گورنمنٹ نے چٹھیان بھی بڑی لتاڑ کی لکھی تھین۔ غرض لارڈ کیننگ نے انکو اپنے عہدہ سے جدا کر دیا اور انکی جگہ سر ہنری لارنس کو چیف کمشنر مقرر کیا۔ ۲۰ مارچ سنہ ۱۸۵۷ع کو انہون نے ان صد ہا آدمیون کے حال پر توجہ کی جو اس صوبہ مین جو سرکار انگریزی کی عملداری کے ہونے سے اپنی خدمات سے جدا ہو گئے تھے انہون نے ساری رعایا کی بڑی تسلی کی انہون نے سب لوگون کو اپنے پاس آنے دیا اور انکی تشفی و تسلی کی۔

سر ہنری لارنس دل سے ہندوستانیون کے بہی خواہ تھے۔ ہندوستانی بھی انکو دل سے عزیز رکھتے تھے۔

بمبئی مین خلیج فارس مین بوشہر پر حملہ کرنے کی تیاریان ہوئین ۱۳ نومبر کو بمبئی کے آخر جہاز مستقلے سے روانہ کیے گئے

۴۵ جہاز ایک لشکر جرار ۵۷۰۰ سپاہیون کا جنمین نہائی گورے تھے لیکر چلے سر ہنری لیک اس بیڑے کی کمانڈر تھے اور بڑی سپاہ کے سپہ سالار میجر جنرل سٹاکر تھے اس سپاہ نے ۴ - دسمبر کو جزیرہ کرگ پر قبضہ کرلیا - ۹ - دسمبر کو سٹاکر کا سارا لشکر خشکی مین بوشہر سے بارہ میل پر اترا - ایرانی رو شہر مین جو ڈچون کا ایک پرانا قلعہ تھا چلے گئے - اس قلعہ سے انگریزی سپاہ نے ایرانیون کو حملہ کرکے نکال دیا ایرانیون کی طرف سے عرب کے سوار جو قواعد دان نہ تھے خوب لڑے انگریزی دو افسر مارے گئے - کپتان فیلکس ایک چھوٹے دخانی جہاز مین علم صلح لیکر بوشہر کی طرف گئے اور معمولی درخواست کی کہ شہر اور حوالہ کیا جائے اہل شہر کو اور تاجرون کو سب طرح سے پناہ دی جائیگی - بجائے حوالہ کرنے کے ایرانیون نے جہاز پر گولے چلائے - انگریزون نے حملہ کرکے بوشہر کو فتح کرلیا اور ۶۵ توپین اور بہت سا اسباب حرب و ضرب انکے ہاتھ آیا کئی ہفتے تک پھر لڑائی نہین ہوئی -

اسوقت مین اوٹرم اور ہیولوک کے دو بریگیڈ بوشہر کے باہر پہنچنے کو تھے - ۲۷ - جنوری ۱۸۵۷ء کو اوٹرم صاحب کو معلوم ہوا کہ شیراز کی سڑک مین ۴۶ میل کے فاصلہ پر آٹھ ہزار ایرانیون کا لشکر مع اٹھارہ یا بیس توپون کے موجود ہے انہون نے اسپر فوراً حملہ کرنا چاہا بوشہر مین کافی سپاہ قلعہ نشین کرکے وہ ۳ - فروری کی شام کو ساڑھے چار ہزار فوج و اٹھارہ توپین لیکر چلے اور ۴۱ گھنٹے دشوار گذار سفر کیا موسم بہت برا تھا پھر ایرانیون کے مورچے انکی نظر آئے لیکن انہون نے یہہ دیکھا کہ دشمن پاس کے پہاڑون کے گھاٹیون کے اندر گھسے ہوئے ہین انکے پیچھے ناہموار بنجر پہاڑون مین جانا ایسی لشکر کے ساتھ کہ تعداد مین تھوڑا تھا اور رسد اچھی طرح اس پاس نہ تھی مناسب نہ جانا وہ بوشہر کو ۷ تاریخ واپس چلے آئے دشمن جو بہت سا جلدی مین اسباب حرب و ضرب چھوڑ گئے تھے اسکو ساتھ لائے -

پھر ایرانیون سے خوشاب پر لڑائی ہوئی رات کو اوٹرم صاحب گھوڑے پر گرنے کے سبب سے ضعیف ہوگئے تھے اسلیئے سٹاکر صاحب نے حملہ کیا اور کئی سو ایرانیون کو مارا دشمن بھاگ گئے دو توپین اور بہت سا میگزین چھوڑ گئے انگریزی لشکر مین سوار تھوڑے تھے اسلیئے انکا تعاقب نہ ہوسکا وہ بھاگ کر زندہ نکل گئے اوٹرم صاحب کی طرف دس سپاہی مارے گئے اور ۶۲ زخمی ہوئے فروری مین پھر کوئی لڑائی نہین ہوئی بمبئی سے اور تازہ تازہ سپاہین آتی رہین کیمپ مین جلدی سے یہہ معلوم ہوا کہ خشکی و تری کی طرف سے پہلے محمرہ پر حملہ ہوگا یہہ ایک فصیل دار شہر دریاے کارون اور شط الفرات کے ملنے کی

جگہہ سے کچھ تھوڑے فاصلہ پر واقع ہے اسکے گرد کچ بیس فیٹ آثار کے اٹھارہ فیٹ بلند مضبوط مٹی کے بنے ہوئے ہین اور توپون کی مینیان خشتی ہین اور وہ خوب مسلح ہین شط الفرات کی راہ پر حکمرانی کرتے ہین تری کی راہ سے اصفہان جانے کے سد راہ ہین مہرا کے گرد اور اندر تیرہ ہزار سپاہ ایرانیون کی تھی جو اسکی محافظت کرتی تھی جنرل سٹاکر اور کموڈور ٹارنہرسی نے خلل دماغی کے سبب سے خودکشی کی تھی سپاہ کا سارا اہتمام اوٹرم صاحب اور ہیولاک کے ذمے تھا ان موتون کے سبب سے اوٹرم صاحب کو بوشہر مین قیام کرنا پڑا۔ ۱۲- مارچ ۱۸۵۷ء کو کرنیل جیکب کو بوشہر مین حاکم بنا کے اوٹرم صاحب بیڑے سے جا کر ملے جو دریا فرات کے دہانے پر جمع ہوا تھا۔

دو دن کے بعد ہندوستان کے دخانی جہاز　کموڈور ینگ کے ماتحت روانہ ہوئے جنمین چار ہزار نو سو سپاہی تھے اور انمین دو رجمنٹین سوارون کی اور دو توپخانے تھے اس بیڑے نے ساٹھ میل سفر طے کیا اور کوئی مزاحمت اسکو پیش نہ آئی کنارون پر جہان عرب جمع تھے انہون نے چھوڑ دئے - ۲۴ تاریخ شام کو ہرتا گاؤن کے قریب جہاز لنگر انداز ہوئے یہہ مقام مہرا سے تین میل پر دریا قارون اور شط الفرات کے ملاپ کی جگہہ سے تھا وہان سے مہرا کے گرد کچ او فصیل سب نظر آتے تھے جنہون نے ہر طرف جانے کی راہ بند کر رکھی تھی رات کو اور اسکے بعد دن کو حملہ کرنے کی تیاریان ہوئین اور دشمن کے مقامات معلوم کیئے گئے ۲۶ کو صبح ہوتے ہی ایک توپخانے نے دشمنون کے مورچے پر خوب توپین مارنی شروع کین - سات بجے جہازون نے اپنے مقامون پر جانے کے لیئے حرکت کی اپنر دشمن آگ برساتے تھے مگر انمین سے کسی نے منہہ نہین موڑا - ان سب جہازون نے گولے دشمن پر چنوا کر لگانے شروع کیئے پستول کی گولی کے فاصلہ پر دشمنون کے قریب جہاز پہنچ گئے دس بجے قلعہ کے شمال مین جو ایرانیون کا میگزین تھا وہ اڑگیا تو پھر ایرانیون کی آتش زنی ٹھنڈی ہوئی اور دو پہر کے بعد تو اسکے توپخانے کو نکمے ہوگئے ڈیڑھ بجے جہازون سے لشکر خشکی مین اترا اور وہ کھجورون کے جھنڈ کی طرف جسمین ایرانیون کے مورچے تھے چلا اسنے دشمنون کے مورچون مین سوا اسباب کے جو وہ چھوڑ گئے تھے کچھ نہ پایا اس حملہ اور خشکی و تری کی سپاہ نے مہرا کو فتح کر لیا جسپر چالیس توپین چڑھی ہوئی تھین اور اسکو طہران کے اچھے سے اچھے توپچی چلاتے تھے اور کوٹھیان جن گل اور ہزارون نوٹے سے دار بندوقین جلتی تھین اور انگریزی لشکر کا بہت تھوڑا ہی نقصان ہوا سپاہیون کے مقتول اور بیس سپاہیون کے زخمی ہونے کا ہوا - دشمنون کی سترہ توپین ہاتھ لگین باقی دریا مین ڈبو دی گئین یا دشمن اپنے ساتھ لے گئے

تین دن بعد ۲۹ کو کپتان رینی نے قارون سے اوپر سفر اور ایرانیون کے تین دخانی جہاز اور اتنی جنگی
کشتیان چھین لین اور یکم اپریل ۱۸۵۷ء کو اہواز کے داہنی کنارہ کے قریب سات ہزار ایرانی دکھائی دیئے
جنگی کشتیون سے جو اُنپر چند گولے سپاہ نے پھینکے تو ایرانی بھاگ گئے اور اُسکے پیچھے عرب لوٹنے والے بڑی دور تک
تک لوٹ مار کرکے اہواز سے بیڑا محمرہ کو گیا - ۱۵ اپریل کو اوٹرم صاحب نے اطلاع دی کہ صلح ہوگئی پیرس
مین ۴ مارچ کو انگلش اور ایرانی کمشنرون نے ایک عہدنامہ پر دستخط کیے جس مین شاہ نے وعدہ کیا کہ ہرات
اور کسی اور افغانی صوبہ پر وہ بادشاہی کے دعوے نہین کریگا ملکہ معظمہ اور گورنر جنرل نے وعدہ کیا کہ وہ اپنی سپاہ
کو ایران سے بلالیگی - ۲ مئی کو بغداد مین عہدنامہ پر دستخط ہوگئے جولائی کے آخر مین شاہ کی سپاہ نے ہرات سے
کوچ کیا اور ہرات مین امیر دوست محمد خان کا بھتیجا احمد خان حاکم مقرر ہوا - ۹ مئی کو اوٹرم صاحب کی میدان جنگ
کی سپاہ کا لام ٹوٹا کچھ سپاہ بوشہر مین آئندہ تک رہی - یہہ انگریزون کی بڑی خوش نصیبی تھی کہ غدر کے ہونے
سے پہلے لڑائی ختم ہوگئی تھی کمانڈر انچیف جنرل اینسن نے ہیولاک صاحب کو شروع اپریل مین
لکھا تھا کہ سپاہ بنگال اپنی نافرمانی دکھا رہی ہے اور اس مہینے کے ختم ہونے سے پہلے لارڈ ایلفنسٹن
گورنر بمبئی نے اوٹرم صاحب کو لکھا تھا کہ وہ اپنے واپس آنے مین ایک لمحہ کا توقف نہ کرے اب ہم ابتداء
ایام ۱۸۵۷ء کی تاریخ لکھتے ہین جس سے معلوم ہوگا کہ ان افسرون اور سپاہ کے بلانے کی ضرورت کس
سبب سے ہوئی تھین ٭

حصہ چہارم

تاریخ بغاوت ہند

انگریزی مورخون نے غدر کا نام بغاوت کیا ہے جس سے مراد یہہ ہے کہ ہندوستان مین سرکار کی ملکی
سپاہ ہندوستانی سپاہ کا مسلح ہوکر سرکار سے برسر مقابلہ ہوکر لڑنا یا غیر مسلح ہوکر اُسکے جائز حکمون کی نافرمانی کرنی
اور اُنکو بہکانا اور اُسکی شکست چاہنا اسکے مخالفون کی مدد کرنا اور غدر مچانا جس سے معلوم ہو کہ سرکار کی
[illegible]—

باب اول

اسباب بغاوت ہند

جنوری ۱۸۵۷ء کا چھوٹا بادل

[illegible] بادل نمودار ہوا اور اپنے قائم مقام کو وہ حیران و ملال دے گیا جو جنگ ایران کی لازمی

تکلیفات زیادہ تھے ابھی نئے سال کی عمر کچھ دنون ہی کی ہوئی تھی کہ افق پر ایک چھوٹا سا بادل جو آدمی کی بالشت سے بڑا نہ تھا نمودار ہوا جسکی پیشین گوئی لارڈ کیننگ نے انگلنڈ مین سرکار کمپنی کی دعوت الوداع مین کی تھی - یہہ بادل چھوٹا بھی ہوسکتا تھا اور بڑا بھی ہوسکتا تھا وہ ہوا کے ایک جھونکے سے اڑ بھی سکتا تھا اور ایسا پھیل بھی سکتا تھا کہ اسکی خوفناک وسعت سارے آسمان کو گھیر لے +

جب ہندوستان سے لارڈ ڈلہوزی رخصت ہوئے تو انہون نے اپنی یہہ رائے لکھی کہ ہندوستانی سپاہ کے لیئے کوئی چیز باقی نہین رہی جسکی خواہش کی جائے اب کوئی وجہ نہین تھی کہ لارڈ کیننگ انکے جانشین انکی رائے پر پورا اعتماد نہ کرتے وہ انڈیا مین ہندوستانی سپاہ کی جانباز وفاداری پر یقین اپنے ساتھ لائے تھے چالیس برس کا عرصہ گذرتا ہے کہ انکے باپ بورڈ کنٹرول کے پریسیڈنٹ جارج کیننگ نے مرہٹون کی دوسری لڑائی کے بعد لارڈ ہیسٹنگز کی سپاہ کی حسن خدمات کی شکر گزاری مین اپنے اسپیچ مین کامنس ہوس کے اندر یہہ فرمایا تھا کہ مین ہندوستانی سپاہ کی جانبازی وفاداری کی نیکی کی داد دیتا ہون کہ بمبئی کی سپاہ کے بہت سے سپاہی پیشوا کے ملک کے باشندے تھے انکا مال اسباب عزیز اقارب اور انکی تمام قیمتی چیزین جو انکو عزیز تھین وہ پیشوا کے قبضے مین تھین اسسے پہلے کہ لڑائی کا آغاز ہو پیشوا نے کوئی بات ہندوستانی سپاہ کے اغوا کرنے مین اٹھا نہین رکھی اسنے انکو خوب دھمکایا اور دم دیئیے کہ وہ انگریزون کا ساتھ چھوڑکر اسکا دامن پکڑ لین مگر کوئی اسکی چال بازی چلی نہین - ہندوستانی افسر و سپاہی اپنے کماندرون کے پاس آئے اور ثبوت ساتھ لائے کہ پیشوا انکو اغوا کرتا اور اپنی طرف انکو بلاتا ہے ایک دن کسٹنا افسر نے پانچ ہزار روپے نقد پیش کیئے کہ پیشوا نے خود اسکو دیئے ہین کہ وہ اپنے سپاہیون کو بہکا کر لائے - پیشوا کا دھمکانا خالی نہ تھا اسنے ان سپاہیون کے رشتہ دارون کو تکلیف دی جنہون نے اسکے کہنے کو نہین مانا مگر اسکا اثر الٹا یہہ ہوا کہ سپاہیون نے جو اپنی جان نثار وفاداری کا حلف اٹھایا تھا اسپر وہ اور زیادہ مستقل ہو گئے -

لارڈ کیننگ کو اپنے باپ کا یہہ کہنا یاد تھا اور ظاہری اسباب بھی ایسے نظر نہین آتے تھے کہ سپاہ کی نیک خواہی پر کوئی بدگمانی کا تصور بھی ہوسکتا - مگر جب انہون نے عنان سلطنت اپنے ہاتھ مین لی تو ہندوستانی سپاہ کے ایسے معاملات پیش آئے کہ انکو طول طویل خط و کتابت اسکی بابت کرنی پڑی - لارڈ ڈلہوزی کا عہد حکومت توسیع سلطنت کے لیئے مشہور تھا مگر اس توسیع سلطنت کے ساتھ کام کرنے والے افسر ایسے نہین بڑھائے گئے تھے کہ وہ انتظام کرنے کے لیئے کافی ہوتے سیول

افسرون کا کام بہت تھا انکی تعداد بڑھائی گئی مگر اسطرح کر ملٹری افسر سول افسر مقرر کر دیئے گئے اگر نئے سول افسر ولایت سے بلائے جاتے تو سرکار کمپنی کے سول افسرون کا خرچ بہت ہوتا جو الحاق ممالک کے نفعون مین کمی کرتا نئے ملکون مین غیر آئینی انتظام ہوتا تھا جسکے لئے ملٹری افسر بہ نسبت سول افسرون کے زیادہ موزون تھے پس ملٹری افسر سول کے کامون پر مقرر کیے گئے جسکے سبب سے اودھ کے الحاق ہونے سے پہلے ہندوستانی رجمنٹ افسرون سے خالی ہوگئین اور جب اودھ الحاق ہوا تو اور بھی یہہ خرابی اپنی معراج پر پہنچ گئی لارڈ کیننگ نے اپریل ۱۸۵۶ء مین انگلنڈ کو لکھا کہ ہر ہندوستانی رجمنٹ مین دو افسر اور ہر گورون کی رجمنٹ مین چار افسر زیادہ کیے جائین

ولایت مین بعض مدبران ملکی کی رائے یہ تھی کہ ہندوستانی رجمنٹون مین بالفعل افسر زیادہ ہین انکو اور بڑھانا سپاہ کے موثر ہونے مین کمی کرنے کی برائی پیدا کرنی ہے لارڈ کیننگ ابھی نئے گورنر جنرل مقرر ہوئے ہین افسرون کی افزائش کے لیئے پہلے ہی سے دہائی مچ رہی تھی انہون نے اسکو عام پسند جانکر درخواست کی ہے کہ افسرونکی افزائش ہو لیکن یہہ امر بالتشکیل ہوگئی تھی کہ ہندوستانی رجمنٹ کی ریڑھ کی ہڈی انگلش افسر ہے ۔ جدید صوبون کے انتظام مین سپاہ کے افسرون کے چلے جانے سے ہندوستانی رجمنٹین نہایت کمزور ہوگئی تھین انکی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی انمین افسرون کا بڑھانا انکو اپنی اصلی حالت پر بحال کرنا تھا لیکن یہہ بھی اندیشہ تھا کہ اگر ریڑھ کی ہڈی مین جوڑ زیادہ لگائے جائین تو وہ کمزور نہ ہو جائے ۔ سر جارج کلرک سکرٹری بورڈ اوف کنٹرول نے کہا کہ ہندوستانی رجمنٹون مین انگریزی افسرون کے بڑھانے سے زیادہ خوف پلٹن انکے کم کرنے کے ہے اسلیئے کہ ان افسرون کی افزائش سے ہندوستان مین خود ان افسرون کی اپنی سوسائٹی جم جائینگی افسر اپنے سپاہیون سے جدا رہینگے اور وہ اپنی زندگی کو بالکل یورپین طرز سے بسر کرنے لگینگے جب اس قسم کے شبہات لارڈ کیننگ کے روبرو پیش ہوئے تو انکو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت ہندوستانی سپاہ کا مسئلہ بڑا مشکل ہے اسکا حل کرنا ایک پہاڑ سے بچکر دوسرے پہاڑ مین جا گرنا یعنی کھائی سے بچکر کنوئین مین گرنا ہے ۔ سرکار کمپنی کی ہندوستانی آئینی رجمنٹین یورپین رجمنٹون کے نمونہ پر بنائی گئی تھین اس نظام کا بڑا مدار رحصہ تھا کہ اس مین بہت سے افسرون کے حکم چلانے کا اصول قائم کیا جائے غیر آئینی نظام بہ نسبت آئینی نظام کے بہتر ہوتا ہے جس مین افسر کم ہوتے ہین لیکن آئینی رجمنٹ جسمین افسر کم ہوجائین وہ آئینی نظام رہا نہ غیر آئینی آخر کار ہوم گورنمنٹ نے افسرون کی افزائش کی اپیل کو منظور کر لیا ۔

اسکے مشکل کا سوال حل کرنے کے لیے پیش ہوا کہ جن سمتون مین انگریزی عملداری کی توسیع ہوئی تھی اسکے لحاظ سے مختلف طرح کی برائیان پیدا ہوئین جنوب مشرق ساحلون کی طرف جو توسیع سلطنت ہوئی تھی اس سے بہت تھوڑا البتہ کچھ خلل انڈیا مین پیدا ہوا تھا لیکن اسقدر برائیان پیدا ہوئین یہہ کہا جاتا تھا کہ برما اور انڈیا کے درمیان کالے پانی (خلیج بنگال) کے واقع ہونے کی وجہ سے برہمن راجاؤن کو ہندوستان کے راجاؤن کی برادری سے الگ کر دیا ہے اور انڈیا مین انکی کچھ پروا نہین ہے کہ دنیا کے اس حصہ مین انگریزون کو

افسرون کی افزائش

فتح ہوئی یا شکست - انگریزون کو جس ملک مین جو سمندر پار انہون نے فتح کیا تھا اسکی محافظت کے لیئے سپاہ کے متعین کرنے مین جتنی دقت پیش آئی
مثلاً صوبہ پیگو جو نیا فتح ہوا تھا اسکا انتظام سپریم گورنمنٹ انڈیا کے حوالہ ہوا تھا تو اسکے اول انتظامات مین بنگال سپاہ کی رجمنٹین اسکی
حفاظت کے لیئے سفر ہوئی تھین لیکن اس سپاہ کی بڑی حصہ نے اس نوکری سے فرار اختیار کیا - سرجان مالکم صاحب کہتے ہین کہ
ہندوون کو سمندری سفر سے نفرت قلبی ہے جب وہ بحری سفر کرتے ہین تو اپنی جات کی پابندی کے سبب سے اپنے اوپر سخت تکلیفین
اٹھا کر فقط چبینے پر گذر اوقات کرتے ہین جب ہم انکو جہاز پر سفر ہونے کا حکم دیتے ہین تو وہ کبھی کبھی نافرمانی کرتے ہین اسپر ہمکو
صبر کرنی چاہیئے وہ بہت کڑے کڑے وقتون پر بھی گرمجوشی و سرگرمی ہماری جانبازانہ اطاعت و فرمان برداری مین دکھاتے ہین
جن شرائط پر سپاہیون نے اپنی نوکری سپاہ مین بھرتی کرایا تھا انمین یہہ شرط داخل نہین تھی کہ وہ سمندر کے پار بھی جائینگے - سپاہی نے سپاہ مین
بھرتی ہونے کے وقت یہہ قسم کھائی تھی کہ وہ کبھی اپنے علمون کو چھوڑے گا نہین اور جہان اسکو حکم ہوگا وہ سرکار کمپنی کی مملکت کے اندر
اور باہر سفر کریگا چوہتر رجمنٹون مین جو بنگال کی سپاہ مین تھی صرف چھ پلٹنین جنرل سروس (عام خدمت کے لیئے خواہ سمندر کے
پار ہون) بھرتی ہوئی تھین - اگر سمندر کے پار لڑنے کے لیئے زیادہ رجمنٹون کی ضرورت ہوتی تو دستور یہہ تھا کہ ان رجمنٹون مین سے
جنکی ملازمت محدود تھی یعنی سمندر کے پار جانے کی شرط نہین ٹھیری تھی والنٹیر طلب ہوتے تھے وہ جمع ہو جاتے تھے اور والنٹیر کے
معنی یہہ ہین کہ سپاہی خود اپنی درخواست سے خدمت قبول کرلے) وہ سمندر کے پار بڑی خوشی سے جاتے تھے اور وہ اچھی طرح سمندر
پار اپنی خدمتون کے حق کو ادا کرتے تھے اور بحری سفر کے تمام مصائب اور آفات کی برداشت کرتے تھے ۱۸۱۱ء مین بنگال
کی سپاہ کے ہزار سپاہی والنٹیر اسطرح جمع ہوتے تھے ایک سال مین مورشس اور جاوا مین فرانسیسون سے لڑنے کے لیئے سات ہزار بنگال
سپاہ کے سپاہی والنٹیر تیار ہوتے تھے مگر برہما کی جنگ اول دوم مین بعض رجمنٹون نے جہاز پر سوار ہونے کے لیئے سرکشی کی جسکا
بیان اوپر ہوچکا کہ ۴۷ وین بنگال رجمنٹ نے انکار کیا کہ ہم سمندر پار نہین جاتے تو اسکو ڈھاکہ بھیجدیا تھا جب کورٹ ڈائرکٹرز کو
اسکی خبر ہوئی تو اسکو بہت فکر ہوا کہ اس وسیع سلطنت مین نصف سپاہ سے جنکی اطاعت محدود خشکی مین ہو اور سمندر پار نہ جائے انتظام کرنا

۲۵ - جولائی ۱۸۵۶ء کو گورنمنٹ انڈیا نے ایک جنرل آرڈر (حکم عام) صادر کیا کہ اب آئندہ سے گورنمنٹ کسی
ہندوستانی کو سپاہ مین نہین بھرتی کریگی کہ وہ بھرتی ہونے کے وقت یہہ اقرار نہین کریگا کہ سمندر پار جاکر وہ خدمت کریگا
خواہ وہ سرکاری عملداری کے اندر ہو یا باہر - لارڈ کیننگ نے جن دلائل سے یہہ حکم صادر کیا وہ انکی خط و
کتابت سے معلوم ہوتا ہے - وہ ۹ - اگست ۱۸۵۶ء کو پریسیڈنٹ انڈیا بورڈ کو لکھتے ہین کہ آپ نے دیکھا
ہوگا کہ ایک جنرل آرڈر شائع ہوا ہے جسنے اس دستور العمل کا خاتمہ کیا جسکے موافق بنگال کی ہندوستانی سپاہ
کی کل رجمنٹین سوا چھ کے اور خدمات کے لیئے بھرتی کی جاتی تھین جنسے سمندر پار جانے کی شرط نہین ٹھیرتی تھی -

لارڈ کیننگ کا ایکٹ جنرل ان لسٹ منٹ یعنی عام بھرتی ہونے کا

یہہ دستور العمل بہت پرانا تھا مگر پولیٹکل کبھی بڑا خلاف اور دقت کرنے والا اور بے معنی بنگال کی سپاہ کے بھرتی کرنے کے لئے تھا تعجب ہی کہ یہہ دستور العمل اتنی مدت دراز تک جاری رہا اور گورنمنٹ انڈیا اسکی متحمل ہوئی اور بار بار جونیرلو[?] کے لیئے محتاج ہوئی - گورنمنٹین جنہین بمبئی اور مدراس بھی داخل ہین اپنے سپاہیون سے سمندر پار خدمتین لیتی تھین اور اس سے بھی زیادہ حیرت کی بات یہہ ہے کہ کوئی شخص اسکی دلیل نہین پیش کرسکتا کہ بنگال کی سپاہ کو عقل کے خلاف یہہ حق دیا جائے کہ وہ سمندر کے پار نہ جائے اس مین جات کی کچھہ مشکلات نہین ہین بمبئی کی سپاہ مین ان ہی فرقون اور ان ہی اضلاع کے باشندے بھرتی ہوتے ہین جو بنگال کی سپاہ مین بھرتی ہین بمبئی کی سپاہ کے اچھے اچھے برہمن سمندر کے پار جاتے ہین اپنی جات کے تعصبات کا عذر کرتے نہین کچھہ دھندلا سا خوف یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اس ظلم سے سپاہ اور گورنمنٹ کے درمیان معاملہ کرنے کی بنا جن شرائط پر اب تک مبنی چلی آتی تھین اسمین کچھہ خلل پڑا اور اس موقع پر اس حکم سے چند آدمی بھی دہلانے والے موجود ہین لیکن مین کوئی دلیل ایسے خوف کرنے کی نہین دیکھتا کہ یہہ حکم بنگال سپاہ کے لوگون پر اپنی بری تاثیر پیدا کریگا - وہ کچھہ سپاہ کے موجودہ استحقاقون مین خلل نہین ڈالتا لیکن اسکے بعد جو کچھہ ہونے والا ہے وہ ان کے خوفون کو ابھاریگا اسلیئے کہ جب مین یہہ پیش کرونگا کہ بنگال کی سپاہ کی رجمنٹون کو گھٹانا چاہتا ہون اور سپاہیون کے نوکر رکھنے کو ترجیح دونگا جو جنرل سروس (سمندر پار جانے کی شرط) کو قبول کرین لیکن یہہ بات ہنوز میرے دل مین ہے اسلیئے وہ بالفعل اس تبدیلی سے جو حکم مذکور سے ہوگی کچھہ تعلق نہین رکھتی پھر ۹ - نومبر ۱۸۵۶ع کو چند مہینے بعد بڑے بھروسے سے انہون نے یہہ لکھا کہ بنگال سپاہ کے لیئے بھرتی ہونے کا جو نیا قاعدہ جاری ہوا ہے اسنے جات کے باب مین کوئی خوف سپاہیون کے دلون مین موثر نہین ہوا کسی شخص پر اس قاعدہ کا عمل نہین ہوگا جبتک اسکی خود اپنی مرضی نہ ہوگی - بنگال سپاہ کے اکثر سپاہیون کے ہم ملک ہم جات ہم حال بمبئی کی سپاہ مین بہت سے سپاہی بھرتی ہوتے ہین جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اول بھرتی ہونے کے وقت جات کی پابندی کے لئے یہہ عذر نہین کرتے کہ سمندر پار جانے سے وہ جاتی رہیگی - آپ کو معلوم ہے کہ بمبئی کی سپاہ جنرل سروس کے لئے بغیر کسی استثنا کے بھرتی ہوتی ہے - کبھی جبکہ کوئی خوف پیدا ہوا تھا اب وہ غائب ہوگیا) یہہ تھا کہ سپاہی جو ابھی پرانی شرطون کے موافق بھرتی ہوئے ہین وہ یہہ شبہہ کرینگے کہ یہہ پہلا مرحلہ اسکے ساتھہ عہد شکنی کا ہے اور جب ضرورت ادل[?] پڑیگی تو وہ زبردستی سمندر پار بھیجے جائینگے لیکن سپاہیون کی طرف سے ملکون کی جو جھوٹے مشہور ہورہے ہین کوئی علامت نہین ظاہر ہوئی - یہہ سچ ہے کہ گورنمنٹ ہوس[?] مین علامتین ظاہر ہوئی ہون لیکن

ہندوستانیوں کے ڈیرون اور چھاونیوں کی لینون اور بازارون مین اس بات کا بڑا چرچا رہتا تھا یہہ مشکل سے کہا جاسکتا ہے کہ سپاہیوں کی فوائد واغراض موجودہ مین کوئی خلل اندازی نہین ہوئی اسلیئے کہ بنگال کی سپاہ مین سپاہی کے یہہ فوائد واغراض موروثی تھے۔ اگر گورنمنٹ نے دفعتہً سمندر پار نہ جانے کا حق سپاہی سے دفعتہً نہین چھین لیا مگر یہہ تحقیق معلوم ہوتا ہے کہ اسکا بیٹا بھیجا جائیگا۔ بنگال کی سپاہ کو جو ایک خاص استحقاق حاصل تھا جس سے اور سپاہ مین خارج تھین اور مدت سے وہ اسسے متمتع ہوتی آتی تھی۔ اب آیندہ اس کے اس استحقاق کی پہلی صورت کسی طرح اپنی حالت پر عود نہین کریگی پرانے سپاہیون کو جو یہہ فخر تھا کہ انکے لڑکے انکے قائم مقام ہونگے وہ اب دفعتہً بالکل فنا ہوگیا سوا اسکے سپاہی کہتا تھا کہ اس قاعدہ جدید کا یہہ اثر ہوگا کہ اونچی جات کے آدمی سپاہ کی ملازمت سے پرہیز کرین گے اسواسطے انکی جگہہ برادری کے آدمی نہین بھرتی ہونگے خالی آسامیون پر ایسے آدمی بھرتی ہونگے جنکو اپنا ہمدم رفیق دل سے نہین سمجھینگے یہہ صرف خیال ہی نہین تھا جسوقت حکم نے صوبون مین گشت کیا اسوقت ان افسرون کو جو سپاہ کے بھرتی ہونے کا کام کرتے تھے ظاہر ہوا کہ وہی اونچی جات کے آدمی جو بڑے شوق سے سپاہ مین بھرتی ہوتے تھے وہ اب برٹش ملازمت کے لیئے آگے دوڑ کر نہین آتے۔ ہنری لارنس نے پہلی مئی ۱۸۵۷ء کو لارڈ کیننگ کو لکھا جنرل سروس ان لسٹ منٹ کا حلف آدمیون کو بڑا ہی ناگوار ہے بہت آدمیون کو ملازمت مین داخل ہونے نہین دیتا اور پرانے سپاہیون کو اسنے دہشت زدہ کردیا ہے نوجوانون کی بھرتی کے وقت قسم کھانا کل رجمنٹ پر اثر کرتا ہے مجھہ سے ۱۳ ہندوستانی پیدل رجمنٹ کے کپتان نے کہا کہ مین نے اس امر کی خوب تحقیق کرلیا ہے۔ مسٹر اے ای ریڈ صاحب گورکھپور کے کلکٹر نے بھی لکھا کہ رجپوت سپاہ مین بھرتی ہونے سے اس نئے قاعدہ کے سبب سے پرہیز و گریز کرتے ہین۔ یہہ یقین کیا گیا تھا کہ بنگال کی سپاہ مین برہمنون اور راجپوتون کا بہت ہونا کوئی بڑی برائی نہین ہے لیکن ظن غالب یہہ تھا کہ جب یہہ قاعدہ جدید تمام پلٹنون مین گشت کریگا تو بعض سپاہی اپنی جہالت سے اسے غلط سمجھینگے اور بعض دانستہ اسکے معانی غلط بیان کرین گے۔

یہہ بات بہت جلد کہی گئی کہ انگلش جنٹل مین یہہ کوشش کر رہے ہین کہ انکو قدیمی اونچی جات کے سپاہیون سے جلد فراغت ملے۔ اور ان کے لیئے سپاہ گری کا معزز پیشہ جو نسل بعد نسل چلا آتا تھا اور جسپر وہ فخر و ناز کرتے تھے وہ باقی نہ رہے اس یقین کو اور بھی اس شہرت نے مضبوط کردیا کہ گورنمنٹ کی یہہ ارادہ

مصمم کرلیا ہے کہ تیس ہزار سکھون کی سپاہ بھرتی کی جائے - پنجاب کے فتح کرنے سے گورنمنٹ کو ایک جنگجو قوم ہاتھ لگ گئی تھی جسکو ہمیشہ یہہ شوق لگا رہتا تھا کہ اپنی فتح کرنے والون کی سپاہی کی وردی کو ہم پہنین وہ فتح ہی کو بڑی غنیمت سمجھتے تھے پنجابی بہادر تھے صورت شکل سپاہیانہ رکھتے تھے اسلیئے گورنمنٹ چاہتی تھی کہ انکو اپنی سپاہ مین بھرتی کرکے اپنی ہندوستانی سپاہ کو تقویت دے اس نئی سپاہ کی زیادہ بھرتی کرنیکا ارادہ گورنمنٹ کا نہ تھا مگر پرانی سپاہ یہہ سمجھتی تھی کہ اب انگریز ہم کو ارادةً نقصان پہنچا رہے ہین سکھون کی سپاہ کی بھرتی کی جھوٹی افواہون اور جنرل سروس کے نئے حکم سے سپاہیون نے اپنی سادہ لوحی سے یہہ نتیجہ نکال لیا کہ انگریز پرانی بنگال سپاہ کو الگ کرکے اسکی جگہہ ایسی سپاہی بھرتی کرنی چاہتے ہین کہ اُسکو جہان چاہین وہان بھیجین اورس سے جو کام چاہین قلیون اور رذیل قومون کا لین +

ایسے مفسد آدمیون کی کچھہ کمی نتھی جنہون نے شوق سے بنگال کے سپاہیون کو بھگایا کہ یہہ نیا حکم بھی ایک کوشش عیاری کے ساتھہ ہے کہ رعایا کی جات برباد کی جائے اور سب مذہبون کے آدمی انگلش کے کہنے مین آنکر فرنگیون کا ایک مذہب اختیار کرلین -

[illegible] انگریزون کا بیان

سب ہندوستانیون کے دلون مین یہہ بات بیٹھی ہوئی تھی کہ برٹش گورنمنٹ جتنا قالبو پاتی جائیگی اتنی مذہبی مداخلت کرتی جائیگی اور سب ہندو مسلمانون کو عیسائی بنائیگی اور اپنے ملک کے رسم و رواج کو پھیلائیگی اب اس بات کے سلسلہ شہادت مین بڑی فطرت و جرأت سے یہہ ایک اور لڑی بڑھائی گئی کہ لارڈ کننگ جو انگلنڈ سے آئے ہین وہ بیڑا اٹھاکے آئے ہین کہ ہندوستانیون کو عیسائی بنائین اکیلا انگلنڈ کی کونسل سے جنہین ملکہ معظمہ خود شامل ہین ہدایتین ہوئی ہین کہ وہ جائز وسائل سے یا ناجائز طریقون سے جمہور کو ہندوستان مین عیسائی بنائین اب لارڈ کننگ کی گورنمنٹ کے کامون مین پہلا کام یہہ ہوا کہ اسنے یہہ حکم صادر کیا کہ سپاہ کو جہازون مین سوار کراکے کالے پانی کے پار بھیجے اور اسے دنیا کے ان بیگانہ حصون مین کام لے جنکے باشندے بالکل نجس اور اسکے مذہب کی متبرک چیزون کے ناپاک کرنے والے ہون اور وہان اسکے مذہب کی نشانیان اور پابندیان کچھہ نہون

اس زمانہ مین ہندوستانی بڑے منحوس ہو رہے تھے سستے باتین جو ظہور مین آتی تھین انکے دل مین بڑا اثر کرتی تھین - ہم نے ان سب باتون کا ذکر مفصل پچھلے بابون مین کردیا ہے - ریلوے اور تار برقی تک اس ملک کے مذہب کے برباد کرنے والے جادو بنائے جاتے تھے - یہہ صرف ہندوستانیون کے اپنے ہی دلون کا ایجاد نہ تھا بلکہ یہہ خیال مشنریون پادریون نے بھی پیدا کیا تھا انہون نے انگریزون کی ترقی و عروج کو ایک دلیل

ریلوے اور تار برقی

ٹھیرایا کہ ہندوستان کے باشندے عیسائی مذہب اختیار کریں - پادری اے ایڈمینڈ نے مقامات میں جاصلکر
بنگال مین کلکتہ کی تمام تعلیم یافتہ آدمیوں اور سرکاری معزز عہدہ دارون کے نام اسوقت چٹھیان بھیجین کہ لارڈ
ڈیلہوزی کی حکومت کا زمانہ ختم ہونے کو تھا یعنی ۱۸۵۵ء مین وہ اسطرح لوگون کی طرف مخاطب ہوئے کہ
معلوم ہوتا ہے کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ تم لوگون کو بڑے شوق سے اس سوال پر متوجہ ہونا چاہیئے کہ آیا کل
آدمیون کو ایک مذہب اختیار کرنا چاہیئے یا نہین - ریلوے - دخانی جہاز - تار برقی روے زمین کی سب قومون کو
آپس مین بہت جلد ایک کر رہے ہین جسقدر وہ آپس مین ملتے جائینگے اسی قدر اس نتیجہ کا زیادہ یقین ہوتا
جائیگا سب آدمیون کی ایک ہی حاجتین ہین ایک ہی افکار و تردد ہین ایک ہی رنج و ملال اور علے ہذا القیاس
آگے پادری صاحب نے اس بات کے ثابت کرنے مین کوشش کی کہ یورپین تہذیب سب سے آگے قدم بڑہائے
ہوئے ہے اور سب مذہبون کو سفید رنگ کے حکمرانون کے مذہب مین ضرور منجذب کریگی - یہہ عیسائی مذہب کا
اشتہار جس مین عیسائی مذہب کی برتی کی دلائل اور اصول بتائے گئے تھے وہ ہندوستانی تعلیم یافتہ خاص کر
معزز مسلمانون کے پاس جو گورنمنٹ کے ملازم تھے اور بنگال مین بڑے عہدہ دار تھے بھیجا یہہ کسی نے نہین
جانا کہ اسکا اصل مطلب کیا ہے اور کہان سے وہ آیا انکو صاف صاف حال نہین معلوم ہوا وہ یہی سمجھے کہ یہہ
چٹھیان گورنمنٹ کے حکم سے آئی ہین جنکا مطلب یہہ ہے کہ اپنے باپ دادا کا مذہب چھوڑکر عیسائی ہوجاؤ
ان چٹھیون سے ایسی ہل چل اور کھلبلی پڑی کہ قسمت پٹنہ کے کمشنر ٹیلر صاحب نے لفٹنٹ گورنر بہادر کے
صاحب کو لکھا کہ تمام عاقل ہندوستانیون کے خاص کر عالی خاندان مسلمانون کے دلون پر ان چٹھیون نے اس
یقین کو پتھر کی لکیر بنا دیا ہے کہ گورنمنٹ ابھی یہہ کوشش کرنے کو ہے کہ اپنی رعایا کو زبردستی عیسائی بنالیے اور
اضلاع زیرین کے مختلف حصون مین اشراف ہندوستانیون مین اس بابت خط و کتابت ہو رہی ہے لفٹنٹ گورنر
بنگال ہیلی ڈے نے صاف سمجھ لیا کہ یہہ بات کوئی زیادہ گوی نہین ہے مفسدہ پردازون نے اپنے دماغ سے بنائی ہو
انہون نے جلد اس مضمون کا اشتہار چھاپ دیا کہ درین نزدیکی بسمع مبارک نواب معلے القاب لفٹنٹ گورنر بہادر بنگال
چنان رسیدہ کہ بعض اشخاص از راہ تعصب و نادانی محض برائے حیرانی و پریشانی جمہور خلائق چند سخنان بے اصل
و نالائق متعلق بہ اسباب و ملت و رسم و طریقۂ ہنود و مسلمانان چنان مشہور و اعلان کردہ اند کہ باستماع خطرات
پرخطر در دل مردمان جا کردہ جناب لفٹنٹ گورنر بہادر را بسیار حیرت و حسرت است کہ سکنۂ این ملک حقیقت
حال را دریافت نکردہ صرف بافساد مفسدان چرا خود را زیر بار تشویش می کنند لاجرم بذریعہ اشتہار عام حقیقت نفس الامر

اختراعات که بگوش حقیقت نیوش نواب محتشم الیه در آمده مشتهر کرده میشود تا کافهٔ انام بر حقیقت حال وارسند و بیقین معلوم نمایند که سرکار بهادر را نوعی در ملت و مذهب و طریق و رسم و راه رعایا مداخلت و مزاحمت نیست و آینده را نیز نخواهد بود بلکه حفاظت جان و مال و عزت و حرمت ایشان پیش نهاد است و لساعی جمیله درین باب بکار می آید و آمدنی است * اول اینکه بعض پادریان کلکته بطریق طریقه و وظیفه معمولی خود افراد سوال درباره مذهب و ملت بطریق مناظره و مباحثه چاپ کرده ملفوف بلفافها عموماً بپیش هندوستانیان فرستاده و آنها از غلط فهمی خود شگفتگا کار آنچنان مضامین باشاره سرکار ابد پائدار بظهور رسیده حالانکه سرکار بهادر را ازان هیچگونه اطلاعی و آگاهی نیست و نیز هرگز و هر آئینه شان سرکار عالی اقتدار چنان نبوده که ترغیب و تحریص کسے از رعایا بسوئے ملت و دین خود فرماید چه ظاهر است که رعایا سے این ملک بهر قسم مردم اند و ملت و مذهب و کیش و آئین جداگانه میدارند و رفیه ایشان تحت رفیه اقتدار سرکار والا اقتدار است و نظر لطف و کرم بر حال آنها مساوی و یکسان است با وجود استداد مدت سلطنت سرکار ابد پائدار هیچ وقتے مزاحمت و تعرض کیش و ملت کدامی اهل اسلام و دیگر مذاهب محل نیامده پادری صاحبان این قسم امور از طرف خود اجرا میکنند و این همه گو بالوازمه عادات معمولی شان است چنانکه مسلمانان و هندوان در مساجد و معابد وعظ و نصائح و اظهار و ابراز امورات شرعی و ترغیب اطاعت و اجتناب از نواهی میسازند و اگر تامل کرده بشود صاف و واضح شود که این معنی سخنے نبود امرے جدید نیست بلکه بطریق مناظره مباحثه در میان علمائے مختلف المذاهب همواره جاری است و ازین چنین امورات سرکار بهادر را هیچ علاقه نیست دوم اینکه در بعض اخبار اخبار کرده در عوام نیز شهرت یافته بالفعل از طرف سرکار آنچنان قوانین جاری شدنی است که ازان رسم تعزیه داری و مراسم ختنه و پرده نشینی زنان شرفا وغیره احکامات شرع و شاستر هر اشناد یکسر موقوف گردد حالانکه این هم غلط است و افترائے محض سرکار بهادر را در راه و رسم و کیش و مذهب کدامی کس دست اندازی منظور نیست بلکه این معنی بر خلاف طریقه رعیت پروری که بجبلّه ضمیر سرکار بهادر بوده است سوم اینکه صاحب سپرنتنڈنٹ جیلخانه بعض اضلاع بلا اطلاع و واقفیت سرکار والا اقتدار بر حکم سنائیده دگر مثل ظروف اکل و شرب از قیدیان بخیال و تصور تفرقه و امتیاز در مصائب قید و راحت خانه صادر کرده بود لیکن سرکار بهادر را معلوم گردید که این امر نقصانے است در مذهب آنان و از لاعلمی مهتمم جیلخانه اینچنان حکم صادر گردیده علی الفور بسبیل ڈاک برقی حکم محکم موقوفی آن صادر گشت -

چهارم اینکه بسمع معدلت مجتمع وارنا که سکنه این ممالک نباسے اسکول و اسباب علوم و تحصیل فنون و ترویج

زبان انگریزی را اسباب تبدیل ملت و تخریب بناے دین و مذهب می پندارند واز اینجاست که بسے از مردمان
در تحصیل علم و تکمیل فنون تغافل و تهاون میکنند و بعض اشخاص بفرستادن اطفال در اسکول مضائقه میدارند ظاهرا
منشاے آن جز نافهمی و بے دانشی نیست والاصل این ست که هرگاه بحضور سرکار والا اقتدار محقق گردید که رعایای
این مملکت بسبب بے علمی و بے هنری از طریقه کسب معاش چنان بے خبر اند که از اوقات گزاری خود ها با راحت
و آسائش معذور اند لاجرم بحکم والاے جناب ملکه انگلستان که از راه تفضلات خسروانه صدور یافت براے
تعلیم و تربیت آنها باهتمام تمام و صرف مالاکلام در هر یک اضلاع و امصار مدارس سکول و کالج بنا گردید و در
هر ضلع عهده انسپکٹر و به نیابت شان معدودے هندوستانی براے طریقه تربیت تعین گشتند و براے درس و
تدریس و تعلیم کسب علوم و فنون زبان انگریزی وغیره آن تاکید مزید شد تا باشندگان این ملک عموما از جهل و
بے دانشی بخوبی تحصیل معاش نمایند و از تنگناے تنگی و عسرت بر آمده با مسرت و عشرت صرف اوقات خود ها نمایند
مخفی نیست که باشندگان ملک یوروپ (یعنی ولایت انگلستان) باعث تحصیل علوم هرگونه امورات را برسائی
عقل رسای خود بخوبی تمام انجام میدهند بخلاف اهالی این دیار که باعث بے علمی و بیدانشی بے سلیقه محض اند
اگر علم و هنر و فهم و دانش در اینان شایع گردد هر یکے لوازمه آسائش و آرام را جامع شود و تشریف شاهی را الکاهی
زربافتن و بنیکی را بجاے خود حمل نکردن چه قدر افسوس و حسرت ست که بشرح نمی آید - جناب لفٹنٹ گورنر بهادر در
چنان قیاس میفرمایند که بناے این همه خیالات فاسده براه غلط فهمی ست نه از روی تعصب و بد باطنی باید دانست
که غرض سرکار به تربیت و تعلیم انگریزی اینست که حرفے بر دین و آئین شان در آید بلکه هر کس مجاز ست که
بر علم و هنر که مرغوب مطبوع باشد و باعث فائده داند بتحصیل آن پردازند دیگر این مهم واضح است که بالفعل
بزبان انگریزی کتب و رسائل هر فن موجود ست و همیشه بجز بهاے منعدده اختراعات نو به نو بر روے کار
می آیند که بزبان دیگر حاصل نیست و زبان انگریزی زبان والی ملک و صاحب سلطنت است و در عدالتها
باعث افهام و تفهیم عوام زبان مروجه این ملک جاری است درین صورت تحصیل و تکمیل زبان انگریزی و اردو
و بنگله از براے حصول معاش و ترقیات حرمت و عزت و اقبال بلاشک ست واز واجبات ست
مخفی مباد که از آوانے که نواب معلے القاب لفٹنٹ گورنر بهادر احوال این دیار را بچشم خود دیده و از اکثر اشخاص
شنیده همت والا نهمت مختشم الیه بتفکر درستی اوضاع باشندگان این ملک و به ایجاد طریق تعلیم و تربیت و آرام
و آسائش در حفظ عزت و حرمت هر یک عموماً مصروف است و از غایت مهربانی و دل سوزی اصلاح حال

شرفا و نجبا و زمینداران و رعایا خصوصاً مد نظر است۔

لہذا اشتہار دادہ می آید کہ ہمگنان سکنۂ این ملک بر نیک نیتی و بلند ہمتی سرکار والا اقتدار واقف و مطلع بودہ شکر خدا بجا آرند و با طمینان تمام اوقات خود ہا بسر کردہ بدعاے دوام دولت ابد مدت سرکار دولتمدار مصروف باشند۔

اس اشتہار کا جواب فوراً گمنام لکھا گیا جو بلا شبہہ کسی ذہین ہندوستانی یا ذہین ہندوستانیوں کی چھپی جماعت کا طبع زاد تھا جس میں حقائق نفس الامری سے استدلال منطقی کر کے بتلایا گیا تھا کہ گورنمنٹ اپنی تدبیروں سے اس پر خطر یقین کو تقویت دیتی ہے کہ ہندوستانیوں کے دل میں یہہ خیال محکم ہوا ہے کہ انکے مذہب کے برخلاف جنگ آزمائی ہو رہی ہے۔ یہہ خیال کہ انگریز ہندوستانیوں کو عیسائی بنانا چاہتے ہیں ایسا انکے دل میں پتھر کی لکیر ہو گیا تھا کہ وہ کسی طرح نہیں مٹتا تھا جسقدر اسکے مٹانے کی کوشش کی جاتی تھی اتنا ہی وہ اور زیادہ ہندوستانیوں کے دل پر جمتا تھا اس اشتہار کو بھی بعض مفسد منتفنی اشخاص نے لوگوں کو سمجھا دیا کہ یہہ اشتہار دینا بھی منجملہ ان مکائد کے ہے جو گورنمنٹ نے ہندوستانیوں کو برے طریقوں سے عیسائی بنانے کے لیے اختیار کیے ہیں۔ غرض ہر ہفتہ میں ہندوستانیوں کا یہہ یقین محکم ہوتا گیا کہ گورنمنٹ نے ارادہ مصمم کر لیا ہے کہ زبردستی یا فریب دیکر ہندوستانیوں کو عیسائی بنائیں۔ جب لارڈ کیننگ انڈیا میں تشریف فرما ہوئے ہیں تو ان پر ہندوستانیوں نے اپنی غلط فہمی سے شبہات کیے اور مشہور کیا کہ وہ مشنری سوسائٹیوں کے بڑے حامی ہونگے اور لیڈی کیننگ جنپر ملکہ معظمہ کی خاص نظر التفات ہے بذات خود اس ملک کی عورتوں کو عیسائی بنانے میں بڑی کوشش کرینگین۔

ان باتوں میں کچھ سچ نہ تھا اس گورنر جنرل نے وہی کام کیا تھا جو اور گورنر جنرلوں نے کیا تھا انہوں نے اس بائبل سوسائٹی کو چندہ دیا تھا جو کتب مقدسہ کا ترجمہ شرقی زبانوں میں کرتی تھی یہاں کے آدمیوں میں ان نئے ترجموں کی اشاعت کرتی تھی لیکن یہ ترجمے فورٹ ولیم میں نصف صدی سے ہو رہے تھے جنکے مربی لارڈ ولزلی اور انکے جانشین تھے جنکے عہد حکومت میں کلکتہ بائبل سوسائٹی قایم ہوئی تھی اور اسکی فہرست چندہ میں سب سے بڑی رقم لارڈ ولزلی نے لکھی تھی۔ اس سوسائٹی کے فنڈ کی معاونت لارڈ ہیسٹنگز لارڈ ولیم بنٹنک و سر چارلس مٹکاف نے کی تھی لیکن لارڈ کیننگ نے سری رام پور کے بپٹسٹ کالج میں بھی چندہ دیا تھا۔ یہ کالج ۱۸۱۸ء میں لارڈ ہیسٹنگز کے زمانہ میں قائم ہوا تھا اسی کے اصل بیشپ ان ہوئے تھے بعد ازاں گورنر جنرلوں نے اسکی امداد کی جس میں کبھی کچھ چون و چرا نہیں ہوئی سوا ان معاملات کے لارڈ کیننگ نے نہایت عمدہ فری چرچ مشن میں جسکے

بانی ڈاکٹر ڈف تھے چندہ دیا جس مین پہلے لارڈ ڈلہوزی نے بھی دیا تھا - لارڈ کیننگ نے کہا کہ مین اس
بات کو مانتا ہون کہ جو گورنمنٹ کا سردار ہو اسکو ان افعال سے باز رہنا چاہیئے جنمین اسکی حکومت و اقتدار کا
اظہار ہو جیسے لوگون کو اپنے مذہب لینے کی ترغیب و تحریص ہو لیکن اسکول جو مثل اس اسکول کے ہر مذہب کے
طلبہ کے لئے عام جاری ہو اور وہ کسی پر سختی نہ کرتا ہو اور وہ معاندت اور محاسدت کو بے ہتھیار کرتا ہون
(ہندو و مسلمان طلبہ کی تعداد اسکو ثابت کرتی ہے) وہ گورنر جنرل کی امداد اور عنایت سے اس سبب سے
محروم کیا جائے کہ اسکے منتظم مشنری ہین مین اس مقولہ کو نہین مانتا -
اب سوال یہ ہے کہ لیڈی کیننگ نے کیا کیا؟ انہون نے لڑکیون کی تعلیم کے لئے وہ سچا کام کیا جو ان پر واجب تھا
انہون نے کلکتہ کے زنانہ اسکولون کا ملاحظہ بیچاپے فرمایا بیتھون کی درس گاہ پر خاص توجہ کی جسکو لارڈ ڈلہوزی نے
گورنمنٹ کے اہتمام مین لے لیا تھا اس اسکول کے مینیجنگ کمیٹی کے ممبر اکثر اونچی حیات کے ہندو اشراف تھے -
لیڈی صاحبہ نے اپنی ہمجنس عورتون کی تعلیم و تربیت مین سعی جمیلہ کی - گورنمنٹ ہوس مین خواہ کچھ ہی سرگرمی بت پرستون
کے عیسائی بنانے کے لئے ہو مگر اسکے اظہار مین کوئی بے عقلی نہین کی گئی تھی لیکن ایسے وقت بھی آتے ہین کہ انہین
حزم و احتیاط کام مین نہین آتے کہ وہ دروغ و افترا کو تھامین برانگیختگی کے موسم مین ایک چھوٹی سی بات جھوٹ مین
رنگی ہوئی بیج کے رنگ مین اپنا رخ تابان دکھاتی ہے اور جاہل اور بے دانش آدمیون کے دلون مین یقین
پیدا کرتی ہے جب لوگ بیتھون اسکول کے دروازہ پر لیڈی کیننگ کی سواری کو کھڑا ہوا دیکھتے تھے
وہ یہہ جانتے تھے کہ جات کے برباد کرنے کی تصویر مین گورنمنٹ نے ایک اور رنگ بھرا اس تصویر کو بعض
چالاک شیطان سیرت جاسوس بڑے شوق سے قلمرو کے پبلک مقامات مین لٹکا دیتے تھے -
یہہ کوئی بڑی بات نہ تھی شاید کچھ بھی نہ تھی کہ اس زمانہ مین جان گرینٹ اور برمیس پی کوک نے محض
خیر اندیشی کے ارادہ سے ہندوستانی عورتین جو ذلت و خواری کے گڑھے مین پڑی ہوئی تھین نکالنا
چاہا کہ لارڈ کیننگ کے عہد مین بیوہ عورتون کی دوبارہ شادی کرنے کا بل پاس ہوا جس پر پہلے لارڈ ڈلہوزی کے
عہد مین بڑے مباحثے ہو چکے تھے اسکی بابت تقریرون اور تحریرون کے طومار کے طومار بندھے اور اسکے جاری ہونے
کو ہندو اپنے مذہب مین گورنمنٹ کی مداخلت اور اپنے خاندانون کی بے آبروئی سمجھے -
سر ہنری لارنس نے اس قانون کے پاس ہونے کی نسبت لارڈ کیننگ کو لکھا کہ پچھلے سالون مین گورنمنٹ کے پہیے
بڑی تیزی سے چل رہے ہین جو ہندوستانیون کے تعصبات کو صدمہ پہنچاتے ہین ہندوستانی اپنی کثیر الازدواجی کی

موقوف ہونے سے دہشت زدہ ہو رہے ہین اور اسکو یہہ بات مشکل نہین ہو کہ اسکو توڑ مروڑ کر مذہب مین داخل کرین - پھر جنج جہاز جسقدر جلد چلے اسی قدر احتیاط چٹانون اور بالو کے ڈھیکون کے موسم کی دیکھ بھال کی ضرورت ہے -

لارڈ کیننگ نے اپنے اس سال اول کی حکومت مین کوئی کام ایسا نہین کیا کہ جس مین عیسائی مذہب کی اور ہندوستانیون کی معاشرت کی اصلاح کی ترویج مین کوئی اعتدال سے باہر کوشش ہوئی ہو لیکن اس مین شبہ نہین کہ اس زمانہ مین بہت سی ناسزا و نازیبا حالتون کا مجموعہ ایسا جمع ہو گیا تھا کہ چند سالون سے ہندوستانیون کا یہہ یقین بڑھتا جاتا تھا کہ گورنمنٹ بڑے حیلے وسائل سے یہہ چاہتی ہے کہ سب ہندوستانی عیسائی ہو جائین یہہ امر کچھ کم یقینی نہین ہے کہ ایسے وقت مین سپاہ کے بھرتی ہونے کے لیئے سمندر پار جانے کی شرط کا داخل ہونا اور بیوہ عورتون کی شادی کا دوبارہ ہونے کا قانون جاری ہونا جاہلون کے سمجھانے کے لیئے بعض مفسدین متعصبین کے لیئے جو جمہور انام کو حیران و پریشان کرتے تھے کافی تھا کہ وہ جاہلون کو سمجھا دین کہ یہہ دونو باتین بھی اس تدبیر کا ایک جزو ہے جو ہندوستانیون کے عیسائی بنانے کے لیئے گورنمنٹ کر رہی ہے یہہ کہا جاتا تھا کہ انگریز یہہ چاہتے ہین کہ سب ہندوستانی انکے مذہب کو اختیار کرین اور یہہ اس صورت مین ہو سکتا ہے کہ سپاہ انکے حکم مین ایسی ہو کہ اسکو جہان چاہین دنیا مین لے جائین اور وہ بحر و بر سے سب قسم کے کامون کے کرنے مین ڈرے نہین یورپ مین بھی انگریزون کی لڑائیان ہوتی ہین انگلستان مین تو لڑنے والے آدمیون کا کال ہے ہندوستان سے سپاہ کریمیا مین لڑنے گئی تھی - ہندوستان مین بہت آدمی ایسے مفسد منفی تھے کہ وہ جمہور خلائق کے اس یقین کو بڑھاتے جاتے تھے کہ انگریزون نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ ہندوستانیون کو عیسائی بنائین ؞

ان دنون مین ایک اور بڑی علامت ظاہر ہوئی کہ جسنے بعض خاص مقامات مین بنگال کی سپاہ کے درمیان آنے والے خوف کا اور نقش جما دیا - اس سپاہ کے یورپین افسرون مین بہت سے کٹے عیسائی تھے جب وہ اپنے گرد بت پرستون کا بڑا ہجوم دیکھتے تھے تو انکے دل لرزنے لگتے تھے - خاصکر انکو اور بھی زیادہ قلق ہوتا تھا کہ وہ دیکھتے تھے کہ انکے ہمراہی سپاہی جو انکے تابع تھے ان پر تاریکی طاری ہو رہی ہے جو افسرون مین ہوشیار و آگاہ دل تھے وہ تو اپنے دل ہی دل مین کہتے تھے اور اورون کے مذہب کا ادب کر کے خاموش رہتے تھے لیکن انہین ایسے افسر بھی تھے جو عاقبت اندیش ہوشیار نہ تھے وہ یہہ یقین کرتے تھے کہ یہہ ہمارا فرض مذہبی ہے

عیسائی مذہب کی اشاعت کی نسبت غلط فہمی

کہ ہم حواریون کا کام مستعدی سے کرین یہہ انکا اعتقاد تھا کہ سب انسان مثل انکی ہین انکی روح کی نجات ہونی چاہیئے اور کوئی خارجی حالتین ایسی نہین ہین جو ہم کو اپنے خداوند کے کام کرنے سے جدا رکھین اگر ان اپنی معتقدات اور یقینیات کے دباؤ سے انہون نے اپنے سرخ کوٹ کی جگہہ سیاہ کوٹ پہن لیا ہو اور تلوار کو گدڑیہ کے آنکڑے کی جگہہ لیا ہو وہ مستحق ہین کہ سب نیک آدمی انکی تعریف کرین وہ ایک ہاتھہ مین اور ڈربک (سپاہ کے حکمون کی کتاب) اور دوسرے ہاتھہ مین بائیبل لے جاتے اسطرح سے انہون نے اپنی گورنمنٹ کی بڑی خطا کی جسکے وہ ملازم تھے انگریزی افسرون مین مشنریون کی سرگرمی کتنی پھیلی تھی اسکا ٹھیک ٹھیک اندازہ کرنا آسان نہین لیکن اب اس مین شبہ نہین کہ بعض افسر مشنریون کی سرگرمی سپاہیون کے عیسائی بنانے کے لیئے کرتے تھے اور وہ اپنے اس کام پر فخر کرتے تھے۔ لفٹنٹ کرنیل ویلر نے جو ایک رجمنٹ کا کمانیر تھا ۱۸۵۷ء مین بڑے فخر سے یہہ بات کہی کہ بیس برس سے کچھہ زیادہ دنون سے میری یہہ عادت رہی کہ سب قسم کے آدمیون کو سپاہیون اور اوردون کو بغیر کسی تمیز کے عیسائی مذہب کا وعظ سناتا ہون مسیح کا سپاہی بنکر خدا کے احکام اور سرکار کمپنی کا سپاہی بنکر اسکے احکام سناتا ہون۔ غرض افسران فوج اور حکام منتعہد اپنے تابعین سے مذہبی باتین بہت کرتے تھے اور بعض حکام اپنے ماتحتون کو حکم دیتے تھے کہ اتوار کو ہماری کوٹھی پر آنکر پادری صاحب کا یا ہمارا وعظ سنو۔

غرض پادریون اور افسران سپاہ اور حکام منتعہد کے مذہبی مباحثون کا روز بروز بڑھتا جاتا تھا اور ہندو مسلمانون کے مذہبون کے ابطال مین پادریون کے رسالے بہت تصنیف ہو کر تقسیم ہوتے تھے جنسے ہندوستانی آزردہ خاطر ہوتے تھے یہہ سب کام زیادہ تر کلکتہ کے گرد ہوتے تھے مگر بہت دور شمال مغربی سرحد سے ایجی ٹیشن کی سیل آئی جو ہندوستانیون کے ایجی ٹیشن کے دریا سے مل گئی اور پرخطر افواہون سے مملو ہوئی انگریزی تاریخون مین لکھا جاتا ہے۔ جب شاہ ایران سے ۱۸۵۶ء مین انگریزون کی لڑائی شروع ہوئی تو اسنے اپنے جاسوس شاہ دہلی پاس بھیجے کہ وہ انگریزون کے ساتھہ برائی کرے اور ہم دونو آپس مین متحد ہو جائین جس سے امید ہوتی ہے کہ مسلمانون کی ایک بڑی سلطنت قائم ہو جائیگی اسلیئے ایک اشتہار تیار ہوا اور وہ دہلی اور جامع مسجد کی دیوارون پر چسپان ہوا اور یہہ شہرت بھی ہوئی کہ خلیج فارس مین انگریزون کو بڑی شکست فاش ہوئی ہے اور یہہ بات مشہور ہوئی کہ انگلش یہہ خیال کرتے ہین کہ ہم نے امیر دوست محمد خان کو دوست بنا لیا مگر وہ اصل مین ایران کا زیر فرمان ہے انگریزون کے ساتھہ یہہ دوستی اسلیئے اختیار کی ہے کہ افغانون کو انگریز شادر دیدین ؎

(راجپوتانہ کی ضبطی کی افواہ)

بالاکے ہندمین یہہ امر یقین کیا گیا تھا کہ انگریزون نے امیر دوست محمد خان کو افغانستان دیدینے کا اور اس اپنے نقصان کے پورا کرنے کے لیے کل راجپوتانہ کے ضبط کرنے کا ارادہ کیا ہے راجپوتانہ کی ضبطی کی خبر فقط ہندوستانیون ہی کی طبع زاد نہین تھی بلکہ وہ انگریزون کے اخبارون مین بڑی شدومد کے ساتھ لکھی جاتی تھی ہندوستانی ریاستون کے ساتھ انگریزون کا کوئی گذشتہ سلوک ایسا نہ تھا کہ جس سے اس خبر کا یقین نہین ہوتا ہندوستان کے شمال مغربی اضلاع مین تو یہ خوف و خطر افواہین پولیٹکل رنگ پکڑتی تھین اور بنگال و بہار مین اکثر مذہبی سانچے مین ڈھل کر اپنا رنگ دکھاتی تھین راجپوتانہ کی پرانی ریاستون کا نئی انگریزی عملداری مین شامل ہونے کی خبر نے راجپوتون کی حیرانی اور پریشانی کو بہت بڑھایا اور انکے دل مین انگریزون کی طرف سے کینہ پیدا کیا اور کل ملک کی باقی ہندوستانی ریاستون مین ایک کھلبلی اور ہلچل ڈالدی یہہ ایسی پر خوف و خطر رپورٹ تھی کہ جب وہ انگلنڈ مین پہنچین اور اخبارون مین انکا زیادہ چرچا ہوا تو ایسٹ انڈیا کے کورٹ ڈائرکٹرز نے جو تمام پولیٹکل گروہون مین نہایت کم گو ہے اس خبر کو حاکمانہ بالکل غلط بتایا ❊

(افواہون کی نسبت انگریزون کو اطلاع)

بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ ہندوستانیون کے دلون مین افواہین جو خطرناک اثر پیدا کرتی ہین انکو انگریز اپنے آپ دیکھین اس زمانہ مین اردو فشل زبان مین یہہ کہا جاتا تھا کہ بالائے ہند مین سب طرح سے خیر و عافیت ہے مگر بعض مسلمان دوست یا ہندو خاص فساد و فتور کے آثار انگریزون کو بتلاتے تھے جو انگریزی آنکھون سے نظر نہین آتے تھے چنانچہ ایک افغان کہن سال جان فشان خان جو کابل کی جنگ مین انگریزون کی خیر خواہی کے سبب سے یہان انگریزون کے ساتھ آیا تھا اور برٹش گورنمنٹ کے پنشن دیتی تھی وہ مسٹر گریٹ ہیڈ کمشنر سے کانپور مین فروری ۱۸۵۷ء کو ملا اور انسے عرض کیا کہ آجکل جو افواہین اڑ رہی ہین وہ بہت برے اثر پھیلا رہی ہین کمشنر صاحب نے ایک خانگی چٹھی مسٹر کالون لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی کو لکھی کہ چند روز ہوئے کہ جان فشان خان نے مجھ سے ملاقات کی جسکا خاص مقصد تھا کہ ہندوستان مین جو پولیٹکل معاملات کے حالات بالفعل اسکو خوف و دہشت دلا رہے تھے انسے مجھے مطلع کرے وہ اپنے کنبے کے بہت سے آدمیون کو بھی ساتھ لایا تھا کہ وہ اس ملاقات کے شاہد رہین اسنے یہہ تنبیہ کی کہ مین نے جو مسٹر ولیم میکناٹن صاحب کو کابل مین جو واقعات گذر رہے تھے انسے آگاہ کیا تھا مگر اسکا نتیجہ کچھ نہین ہوا اور یہی خوف مجھے اب انگریزون کی سلامتی کے لیے یہان

ہور ہے ہین مجھے یقین ہے کہ انگریزون نے امیر دوست محمد خان کو لپٹا اور دیٹی کا اور راجپوتانہ کے ضبط کرنے کا ارادہ کرلیا ہے اسنے کہا کہ ہمارا یہہ مقولہ ہونا چاہیئے کہ پرہیز شفا سے بہتر ہوتا ہے اور اپنے گھر کے عزیزون واقارب کی حفاظت وسلامتی کے لیئے دشمنون کے دروازہ پر خبر لینی چاہیئے مین نے جب اسکو یقین دلایا کہ غالباً وہ واقعات ظہور مین نہین آئین گے جو اسکو خوف زدہ کر رہے ہین تو اسکی تشفی تسلی ہوئی اگرچہ یہہ واقعہ مشکل سے بیان کے قابل معلوم ہوتا ہے لیکن پولیٹکل گپین آج کل جو ہندوستانیون مین اڑ رہی ہین انکی خبرین شاذونادر ہی ہم تک پہنچی ہین مین یقین کرتا ہون کہ جان فشان خان نے افواہون کو یقین کرکے جو بات کہی وہ محض ہماری بھلائی کے لیئے کہی تھی اسکو ہمارے تباہ ہونے کا یقین نہین تھا مجھے اندیشہ ہے کہ راجپوتانہ کی ضبطی کی جو افواہین اڑتی ہین وہ جمہور خلائق کے دلون کو پریشان اور حیران کرتی ہین اور راجپوتون مین بدگمانی پیدا کرتی ہین یہہ افسوس کی بات ہے کہ بہت سے برس گذر گئے کہ کسی گورنر جنرل کو یہہ موقع نہین ملا کہ وہ بذات خود راجپوتون کو انکی سلامتی کا یقین دلاتا بعض آئندہ آنے والے خوفون کی بے سروپا رپورٹین جنکی اصل حقیقت کوئی تفتیش نہین بتلا سکتا تھا ممالک مغربی وشمالی کے حکام کے کانون تک پہنچی نہین تھین سے آخر کو بعض آہستہ آہستہ اس بات کے یقین کرنے پر بیدار ہوئے کہ بعض برائیان ہندوستانیون کے دلون پر اثر کر رہی ہین *

نیا سال آیا اسنے انگریزون کی مصیبت کی پیشین گوئی کا شگوفہ کھلایا ۱۸۵۷ء مین سو برس کے عرصہ مین کل ہندوستان مین انگریزی عملداری ہوگئی تھی یہہ قدیم سے ایک پیشین گوئی چلی آتی تھی کہ سو برس کے بعد انگریزی اقبال کا زوال آئیگا اور انگریزی راج نہین رہیگا ہمیشہ سے عام پرانگیختگی مین لوگون مین عجیب عجیب پیشین گوئیان پھر زندہ ہو رہی ہین یا ضرورت زمانہ کے موافق وہ نئی ایجاد ہوئی ہون قیاس کرنا مشکل ہے ایک کلکتہ کے اخبار مین ایک پیشین گوئی مشتہر ہوئی کہ ہزار برس پہلے یہہ پیشین گوئی ہوئی تھی کہ اس ۱۸۵۷ء مین انگریزی راج جاتا رہے گا اسکو اور لفظون مین یون بیان کرو کہ جب انگریزون کا یہان نام بھی نہ تھا اسوقت صد ہا برس پہلے انکے راج جانے کی پیشین گوئی ہوچکی تھی پیشین گوئیان خواہ نئی ہون یا پرانی ہون وہ صدق نیت کے ساتھ کہی گئی ہون یا مکاری سے وہ آدمیون کے دلون پر اپنے یقین کے جمانے مین کمتر ہی ناکام رہتی ہین جب کبھی پولیٹکل بات کا مذہب یقین دلادیتا ہے تو اسکے لیئے یقین کرنے والون کی اولوالعزمی اور حرص بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ اس خاص پیشین گوئی مین جسکا لوگ ذکر کر رہے تھے اس کی

معقول وجہ یہہ تھی کہ انگریزون کی عملداری کی پہلی صدی ختم ہونے کو تھی پس یہہ امر سادہ لوح سریع الاعتقاد ہندوستانیون کے دلون مین انگریزی حکومت کے جانے کے یقین کرنے کے لیئے تھا۔ اور یہہ امر بھی تحقیق تھا یہہ پیشین گوئی پہلی ہی دفعہ نہین سنی گئی تھی وہ پہلے سے سنی جاتی تھی جسکے ہونے کا وقت آگیا تھا یہہ پیشین گوئی ہندوؤن کی تھی ۱۸۵۷ء مین سمت ۱۹۱۴ تھے اور ۱۸۵۸ء مین سمت ۱۹۱۴ تھے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤن کے سمت کے موافق سو برس ہو چکے تھے ۱۸۳۲ء مین سوارون کے صوبہ دار تواری نے اپنی رخصت کے وقت اپنے بھائی سے کہا تھا کہ ۲۵ برس باقی ہین کہ کمپنی کا راج جاتا رہے گا اور ہندوؤن کا راج قائم ہوگا۔ دہلی مین فیض بازار مین ایک پرانی نہر تھی جو بند پڑی تھی ایک بزرگ مولوی شاہ عبد القادر صاحب کی یہہ پیشین گوئی غدر سے بہت دنون پہلے سے مشہور تھی کہ جب یہہ نہر جاری ہوگی تو انگریزی عملداری دہلی مین نہین رہیگی یہہ پیشین گوئی انکی پوری ہوئی کہ جب انگریزون نے اس نہر کو جاری کیا تو اسکے تھوڑے دنون بعد انگریزی عملداری دہلی سے اٹھ گئی +

۱۸۵۷ء مین جو فساد و شور و شر کا ہنگامہ برپا ہوا اسکو ہم غدر یا سرکشی یا بغاوت کہتے ہین لیکن انگریزی زبان مین اسکو میوٹنی کہتے ہین جسکے معنی یہہ ہین کہ بحری یا بری سپاہ مین ماتحت اپنے افسرون کے جائز احکام کی نافرمانی کرین یا بری سپاہی یا جہازی سپاہی اپنے افسرون کے خلاف غدر مچائین پس جہان ہم نے سرکشی یا بغاوت یا غدر کے الفاظ لکھے ہین انہین سے ہر ایک کے معنی وہی سمجھنے چاہئین جو ہم نے میوٹنی کے بتلائے اب سوال یہہ ہے کہ یہہ بغاوت کن سببون نے پیدا کی؟ قاعدہ ہے کہ جب کوئی واقعہ وقوع مین آتا ہے تو ارباب الرائے اسکے مختلف اسباب بتلایا کرتے ہین انہین سے ہر ایک اپنی اپنی رائے زنی کرتا ہے مین نے مسٹر کیمبل صاحب انسپکٹر مدارس میرٹھ سے کہا کہ سر سید نے اسباب بغاوت خوب لکھی ہے تو انہون نے پوچھا کہ کیا وہ ۱۸۵۷ء مین لکھی تھی مین نے جواب دیا کہ ۱۸۵۶ء مین نہین ۱۸۵۸ء مین تو انہون نے فرمایا کہ کسی واقعہ کے وقوع ہونے کے بعد اسباب بتلانے مین ارباب الرائے رائے زنی کرتے ہین مگر وہ قابل اعتبار نہین ہوتی ہان اگر کوئی بتلا دے کہ ایسے اسباب موجود ہین جنسے کہ واقعہ وقوع مین آنے والا ہے تو وہ اسباب صحیح ہوتے ہین مین نے اوپر الواب مین وہ اسباب بیان کیئے کہ جن سے سپاہ کی دل شکنی اور رعایا کی آزردگی روز بروز بڑھتی جاتی تھی بہت تھوڑے دانشمند دور اندیش ہندوستانی ایسے تھے جو گورنمنٹ کے دل سے خیر خواہ تھے ہندوستان مین رعایا کا جم غفیر جمع کثیر تو ایسا ہے کہ وہ گورنمنٹ کے کامون سے واقف ہی نہین

اسباب بغاوت کا خلاصہ جو اوپر بیان ہوا

ہوتا۔ گورنمنٹ کے تغیر و تبدل کا اثر اسپر ایسا ہی ہوتا ہے جیسے کہ ڈھور ڈنگر پر وہ تو نہ گورنمنٹ کے خیر خواہ ہوتے ہین نہ بدخواہ ہان تھوڑا سا فرقہ اعلے درجہ کا ہندوستان مین ایسا ہے کہ گورنمنٹ کے سارے کامون کو سمجھنا چاہتا ہے اور اسپر اپنی رائے لگاتا ہے مگر اپنی کم علمی کے سبب اس مین بڑی غلط فہمی کرتا ہے یہہ فرقہ باستثنا چند دانشمند ہندوستانیون کے گورنمنٹ کا بدخواہ ہوتا ہے اور ایسے قابو اور موقع ڈھونڈھتا رہتا ہے کہ گورنمنٹ کے کامون اور قوانین کی نسبت ایسی افواہین اڑائے اور نکتہ چینیان کرکے جمہور خلائق مین خرابی اور پریشانی پیدا ہو گورنمنٹ کے ساتھ بدخواہی کا ارادہ لوگون کے دلون مین جب پیدا ہوتا ہے کہ انکے مزاج و رسم و رواج و مذہب و طبیعت و تعصب کے برخلاف گورنمنٹ کے کام اور احکام ہوتے ہین ہم نے گورنمنٹ کے ایسی کام و احکام و قوانین کو بالتفصیل اوپر کے ابواب مین بیان کیا یہان بالاجمال پھر لکھتے ہین جنہون نے سپاہ کی دلشکنی کی اور سپاہ کو آزردہ اور ناراض کیا۔

ابتدا مین انگریزی عملداری کا آغاز ہوا تو ہندو و مسلمان اس عملداری کے شکرگزار اس سبب سے ہوتے تھے کہ ایک مدت کی طوائف الملوکی اور بدنظمی اور فتنہ و فساد کے بعد انکو امن و عافیت و آرام و راحت کی غیر مترقبہ نعمتین و برکتین حاصل ہوئی تھین مین آٹھ نو برس کا لڑکا تھا اور میرے جد امجد اسی نوے برس کے بوڑھے تھے جنہون نے شاہ عالم کا زمانہ خوب دیکھا تھا وہ یہہ بیان کیا کرتے تھے کہ اس دہلی کی دار السلطنت مین دن کو امام کی گلی مین و قاضی کے حوض پر — لال کنوے پر پنج پوری پر جو کی دروازہ پر بھلے مانسون کی پگڑیان اتر جاتی تھین پانچ چار اور ان کے ہم عمر دوست آتے تھے جن کے بدن پر خانہ جنگیون کے زخم تھے وہ بیان کیا کرتے تھے کہ اب جو انگریزی عملداری مین امن امان ہے پہلے زمانہ مین اسکا سان گمان بھی نہ تھا ہم اپنے محلون مین راتون کو اپنے گھرون پر ہتھیار لگا کے پہرہ چوکی دیا کرتے تھے جہان کوئی کھٹکا ہوا تو ہم نے کہا کون ہے بے اگر وہان سے جواب آیا کہ ہم ہین تو کیا بکتا ہے بے تو ادھر سے ہتھیار لیکر ہم لگ گئے ادھر سے وہ آگئے دو چار آپس مین ہاتھ ہوئے کچھ ہم زخمی ہوئے کچھ وہ مجروح ہوئے کبھی ہم بھاگ گئے یا انکو بھگا دیا اب ہم رات کو اپنی نیند سوتے ہین اپنی بھوک کھاتے ہین مگر افسوس ہے کہ اس امن امان نے ہم کو مرد سے عورت بنا دیا ہمارے ہاتھون مین ہتھیارون کی جگہہ سوئیان دیدین جنسے کام کرکے پیٹ کو پالتے ہین سپہ گری کے لطف و مزے سارے اڑ گئے مگر ہزار ہزار شکر ہے کہ اب جان مال ناموس سب محفوظ ہین زندگی اب خوب چین سے بسر ہوتی ہے غرض جن ہندو و مسلمانون نے شور و شر فساد و عناد کے زمانے دیکھے تھے وہ امن امان کے لیے گورنمنٹ کے بڑے شکرگزار تھے مگر جب

زمانہ گذرتا گیا ایک نئی نسل پیدا ہوئی وہ پہلے زمانہ مین جو آفتین برپا ہوئی تھین اور مصیبتین پڑی تھین انکو بھول گئے
انمین بعض تو ایسے تھے جنکو اصل مین تکلیف و مضرت پہنچی تھی بعض ایسے تھے جو بے وجہ یہہ خیال کرتے تھے کہ ان
فرنگی حاکمون نے ہمارا ستیاناس کیا ہے مسلمان اپنی پہلی سلطنت و اقبال کو یاد کرتے تھے اور یہہ بالکل بھول
گئے تھے کہ انسے بالکل سلطنت مرہٹون اور ہندوؤن نے چھین لی تھی اور اسکا حال ایسا کر دیا تھا کہ ہندوستان کے
بہت سے حصون کے کسی بڑے شہر مین انکا مقدور نہ تھا کہ اپنی اذان کی آواز اللہ اکبر کی پکار کر نکال سکتے
مگر ہندوؤن سے انگریزون نے سلطنت کو ایسا جلد لے لیا کہ مسلمانون کی اور انگریزون کی عملداری مین
فصل نہین معلوم ہوتا جس مین ہندوؤن کی سلطنت رہی مسلمان اپنی نادانی اور غلط فہمی سے یہی سمجھتے ہین
کہ انگریزون ہی نے انسے سلطنت چھینی ہے اگر انگریزی عملداری نہ ہوتی تو معلوم نہین کہ مسلمانون پر ہندو
کیا کیا ستم برپا کرتے یا مسلمانون کے بھائی شمال مغرب سے آکر پھر ہندوؤن کو ٹھیک بناتے اور اپنی سلطنت کو
دوبارہ چھین لیتے مسلمانون کے مولوی انکو سمجھاتے تھے کہ ہم برٹش گورنمنٹ کے مستامن ہین کسی طرح انکی عملداری
مین جہاد نہین کر سکتے ہم کو جب تک ان کافرون کی اطاعت کرنی چاہیئے جب تک انسے سرکشی مین کامیابی کی امید ہو
وہ اس توقع مین تھے کہ اسلام کا اقبال پھر چمکیگا - ہندو یہہ زعم رکھتے تھے کہ ہم نے مسلمانون کی حکومت کو
اپنے ملک مین زیر و زبر درہم برہم کر دیا برٹش راج قائم رہنا ہمارے دم اور ہمارے لطف و کرم پر موقوف ہے -
سر جارج کیمبل لکھتے ہین کہ یہہ غدر ہندوؤن کی سرکشی نہ تھی بلکہ صرف سپاہ کی بغاوت تھی - لارڈ ڈرابلیس
یہہ فرماتے ہین کہ اگرچہ زراعت پیشہ نے عام سرکشی نہین اختیار کی مگر انکی راے مین یہہ عذر نہین بچتا
اگر ملک کے ان حصون مین جنسے کہ سپاہ مین ہندوستانی سپاہی بھرتی ہوتے تھے خاص وہ ذی رعب
و اہل دیانت اسکے بہکانے والے نہ ہوتے جو گورنمنٹ کے نظام سے سب طرح سے ناراض تھے
یہہ ناراضی و بدخواہی گورنمنٹ کی پالیسی سے پیدا ہوئی تھی جو بہت سے مقامون مین ناگزیر تھی انگریزی
حکام ہند کے اختیار سے باہر تھا کہ وہ اس پالیسی کو بالکل فروگذاشت کرتے یا اس مین التوا کرتے وہ تو
انکی تہذیب شائستگی کے لیے لازمی تھی کہ وہ روشن ضمیری کے قوانین بناتے پس سازش کرنے والونکو
یہہ موقع و قابو ہاتھ آیا کہ اس مقصد برآری کے لیے ان حالتون سے مستفید ہون انکی بڑی تدبیر
یہہ تھی کہ کسی طرح سے ہندوستانی سپاہ کے دلون کو انگریزون سے برگشتہ کرین حکام جو کافۂ انام کی
ترقی کے لیے صلاح و فلاح مین مختلف تدابیر کرتے تھے انکے کرنے مین گورنمنٹ کی بدنیتی کی جھوٹی

افواہین اڑا کر جمہور خلائق کے دلون مین حیرانی اور پریشانی پیدا کرتے تھے اس مین کوئی شبہ نہین کہ یہ تدابیر گورنمنٹ کی فی نفسہ بجا و درست اور مناسب تھین لیکن وہ اس سبب سے کہ یہان کے باشندون کے مذاق کے موافق نہ تھین وہ برہمنون کے حق مین کچھ کم مضر نہ تھین ۔

بعض صورتون مین وہ قبل از وقت تھین بعض صورتون مین وہ ایسی دانائی سے نہین کی گئین جنمین کوئی خرابی نہ ہو اور اُن مین ہندوستانیون کے تالیف قلوب اور تعصبات کا کافی لحاظ و پاس نہین کیا گیا ستی ہونے کی رسم کا موقوف کرنا دختر کشی کا انسداد کرنا ۔ برہمنون کو جرائم کبیرہ کی سزا دینا مشنریون کی اشاعت مذہب مین کوشش کرنی ہندوستانی عیسائیون کی پرورش و حمایت کرنی بیوہ عورتون کی دوبارہ شادی کرنے کی مزاحمتون کا دور کرنا مغربی و دنیاوی تعلیم کا اشاعت کرنا خاص کر عورتون مین تعلیم کا دخل کرنا ان سب باتون سے برہمنون اور اونچی جات کے ہندوؤن کو نفرت تھی اور وہ اتنی دہشت زدہ ہوتے تھے برہمن جو اب تک ہندوؤن کی قسمت کے فیصلہ کرنے والے تھے اور انکے ہر ایک دنیاوی دینی سیاسی کامون مین بالکل اختیار و اقتدار رکھتے تھے وہ خوب تیز نگاہون سے دیکھ رہے تھے کہ اب ہمارے سارے اقتدار و اختیارون مین خلل و فتور آتے جاتے ہین اگر ہم کوئی تدبیر ایسی نہین کرین گے کہ برٹش گورنمنٹ تہ و بالا نہ ہو تو آخر کو ہمارا کوئی اقتدار و اختیار ہندوؤن پر نہین رہیگا وہ خوب اچھی طرح جانتے تھے کہ ان کے اصل اقتدار و اختیار کی بنا جہالت اور توہمات پر مبنی ہے ترقی تعلیم و روشنی پھیلنے سے بالضرور کھوکھلی ہو جاوے گی تار برقی اور ریلوے برہمنون کی نظرون مین خار معلوم ہوتے تھے وہ ان لیاقتون اور قوتون کی خاک اڑاتے تھے سوا اسکے ریلوے نے جات کے نظام پر ایک صدمہ پہنچایا تھا کہ ہر جات کے آدمی خواہ اونچی جات کے ہون یا نیچی جات کے سب ایک ساتھ بیٹھ کر سفر کرتے تھے ۔

بس یہہ تو بمقتضاء طبع بشری برہمنون کی بدخواہی کا سبب برٹش گورنمنٹ کے ساتھ تھا وہ خدا سے چاہتے تھے کہ کسی طرح غارت ہو انہون نے جمہور خلائق کے دلون مین اپنی جھوٹی کہانیون کا بس گھولا کہ گورنمنٹ کا ارادہ ہے کہ ہندوؤن کو زبردستی عیسائی کر لین پس برٹش گورنمنٹ کے قائم رہنے کے یہہ معنی ہین کہ جن باتون کو ہم متبرک اور مقدس جانتے ہین وہ سب غارت ہو جائین ۔ انکو اپنے اس بیان کے یقین دلانے کا قابو اور موقع مل گیا کہ جیل خانون مین اکل و شرب کا انتظام ایسا ہوا کہ وہ جو ایک قدیم معزز رسم چلی آتی تھی کہ ہر شخص اپنی خوراک آپ پکائے اور اسکا سامان خود کرے اس مین خلل پڑ گیا یہہ ایک نئی بات

بڑی احتیاط سے جیلخانون کی ڈسپلن کے لیئے داخل کی گئی تھی کہ ہندوون کی خوراک انہی کی جات کے
اعلے جات کی رسوئی پکائین باوجود اس بات کے جھوٹی افواہین اڑائی جاتی تھین کہ جس سے سادہ لوح
ہندوون کی آبادی اس بات کا یقین کرے کہ قیدیون کی خوراک آیندہ نیچی جات کے آدمی تیار کیا کرینگے
تاکہ ان قیدیون کی جات کو جنکے لیئے خوراک تیار کی جاتی ہے کو جات کرین یہہ خبر کہ آیندہ کیا ہونے والا ہے
ایک شہر سے دوسرے شہر مین اور ایک گاؤن سے دوسرے گاؤن مین پہنچی جسنے اس یقین نے بہ تدریج خلقت
کے دلون مین جڑ پکڑی کہ زبردستی ہم عیسائی کیئے جائینگے -

جیل خانون مین اس کھانے پینے کے انتظام سے مسلمانون پر کچھ اثر نہین ہوسکتا تھا انکے دلون مین شبہ
پیدا کرنے کے لیئے اور فریادین اور واویلا مچین انہین سے ایک جو ہندو مسلمانون پر یکسان اثر کرتی تھی وہ
یہہ تھی کہ بندوبست اراضی سخت ہوتا ہے جس مین ہر ایک زمیندار کی حقیت ملکیت اراضی کی تحقیقات ہوتی
ہے اور سرکار کو مالک زمین سمجھ کر باقاعدہ زر مالگزاری ادا کیا جاتا ہے -

ایسٹ انڈیا کمپنی کی عملداری جلد جلد ہندوستان مین بڑہتی گئی اور اسکی سلطنت سپاہ کے زور سے سب سے
زیادہ والا اقتدار ہوگئی پہلے ہندوستانی فرمانروایون نے زمین کا بندوبست اناپ سناپ کیا تھا جس مین
زور ظلم بہت ہوتا تھا اب اس سرکار والا اقتدار نے نہایت چھان بین اور تحقیقات کرکے بندوبست کی
اصلاح کرنی شروع کی اس مقصد کے لیئے زمینون کی پیمایشین ہوتی تھین اور ملکیت او قبضہ اراضی کی تحقیقاتین
ہوتی تھین جسکا نتیجہ اکثر صورتون مین یہہ ہوتا تھا کہ وہ اعلے خاندانی ذی اختیار زمیندارون کو نہایت
ناگوار خاطر ہوتا تھا جو اپنے زیردست ہمسایون کی زمینون کو زبردستی دبا کے آپ ہی مالک بن گئے
تھے اور اپنی جایداد کے متناسب مالگزاری ادا نہین کرتے تھے اگرچہ یہہ تحقیقاتین بڑی نیک نیتی اور
انصاف کے ساتھہ کی جاتی تھین مگر وہ اعلے درجہ کے آدمیون کو تو ناگوار گذرتی تہین اور ادنے
درجہ کے آدمی اسسے خوش نہ ہوتے تھے ذی اختیار خاندان انگریزون کی اس کوشش مین رخنہ اندازی
کرتے تھے کہ زمین کا خرچ اور حقوق ملکیت اراضی صحیح صحیح تشخیص ہوکر تجویز کیئے جائین وہ یہہ سمجھتے تھے کہ اس
انتظام سے انکی حکومت جو مدتون سے چلی آتی ہے برباد ہوجائیگی اب جو ہم اپنی خودمختاری سے احکام چلاتے
ہین وہ پھر نہین رہیگی کسی جبر و تعدی کرنے کا اختیار نہ ہوگا غرض اب جو دہات مین راج کے مزے اڑاتے
ہین وہ بہت کم نصیب ہونگے اگرچہ دور زراعت پیشون کو انگریزون کے اس انتظام بندوبست سے

سراسر فائدہ تھے مگر وہ گورنمنٹ کی اس فیاضانہ نیت کو جو انکی حالت کے بہتر کرنے کے لیے اور آسودہ حال بنانے کے لیے رکھتی تھی دل مین کچھ نہین سمجھتے تھے۔ مگر اس مین شک نہین کہ - - - - - - - - - - - -

افسران ہندولبست اراضی کی جمع کی تشخیص کرنے مین غلطیان کرتے تھے کہین جمع بہت بڑھاکر سخت باندھی کہین بہت گھٹاکر نرم پھر جمع کی تحصیل مین بہت سختی کی جاتی تھی فصل کی پیداوار کی کمی پر اسکی تحصیل مین رعایت نہین کی جاتی تھی پھر اسپر یہہ غضب تھا کہ جمع کی باقی کے لیے ملکیت زمین کے نیلام کرنے کا قانون بڑا سخت تھا جمع کی باقی کی علت مین دہڑادہڑ حقیت ملکیت اراضی نیلام ہوتی تھی حکام کو نیلام کرنے مین ذرا تامل نہین ہوتا تھا۔ ہندوستان کے مزارعین پہلے ہی جاہل و مردہ دل تھے اور اب بھی ہین وہ ظلم اٹھانے اور لٹنے کے اور ایک زمانہ کے بعد سلطنتون کے الٹ پلٹ ہونے کے عادی تھے وہ اس وجہ سے شبہہ کرتے تھے کہ فرنگیون کی حکومت مغلون یا مرہٹون کی سلطنتون سے زیادہ دنون تک قائم رہیگی جسقدر یہہ منصف و متحمل گورنمنٹ انکی لیے نفع رسان تھی اسقدر وہ اسکی قدرشناسی نہ کرتے تھے اور اگر وہ اسکی قدرشناسی کرتے بھی تو انہین بہت ہی نامردی تھی اور انکی نظم مین ایسی نقص تھا جو انکو اسکے علی الاعلان کرنے مین سہارا نہین دینے دیتا تھا بس پولیٹکل اور سوشیل حالتون مین اعلے درجہ کی بڑی بڑی جماعتون کی دشمنیون کی اور انکے ملتزمین کی جو صدہا برس سے لوٹ مار اور آپس کی لڑائیون کے خوگر تھے زراعت پیشہ رعایا کی خاموش و صلح طرز موازنت نہین کرسکتے تھے۔

ایک اور بھاری سبب ناراضی کا جو بڑے دولت مند اور ذی جاہ جماعتون پر اثر کرتا تھا اور برہمنون کی اس افترا پردازی کو زنگ دیتا تھا کہ انگریز مذہب کو زیر و زبر کرنا اور ہندوؤن کی نہایت عزیز رسم و رواج کو مٹانا چاہتے ہین یہہ تھا کہ لارڈ ڈلہوزی نے اس قاعدہ کو سختی سے اختیار کیا تھا کہ جس والی ملک کے صلبی بیٹا نہ ہو تو اسکو متبنے کرنے کی اجازت نہ دی جائے اور جب مرجائے تو اسکا ملک و مال سب سرکار کمپنی ضبط کرلے اور انہون نے کئی بڑی بڑی ریاستون کو اسی وجہ سے ضبط کرلیا کہ والیان ملک کے صلبی بیٹا نہ تھا اور خاص علیہ پنشنین جو گورنمنٹ دیتی تھی موقوف کردین ہندوستان کی رعایا اسکو بہت ہی برا جانتی تھی کہ گورنمنٹ ملک کے آئین و رسم مین بڑی بیجا مداخلت کرتی ہے اس سبب سے گورنمنٹ نے اپنے دشمن بہت سے پیدا کرلیے۔ ریاستون کی ضبطیون کی کیفیتین اور اسکے نتیجے ہم نے اوپر دو بابون مین بیان کیے ہین کہ اودہ کی ضبطی سے اور چھوٹی چھوٹی ریاستون کے رئیسا کانپنے لگے تھے جو اس امر پر تیار بیٹھے تھے کہ عمدہ وسائل ایسے پیدا کرین کہ جنکے سبب سے سرکار کمپنی کی عملداری بڑھنے نہ پائے اور وہ جو سب سے زیادہ

دالانتقادر ہوگئی اس اقتدار کو کسی طرح کم کرنا چاہیئے۔ سرکار کمپنی اپنے اقتدار و اختیار پر اور ظاہری امن امان و سلامتی پر
مفتخر تھی وہ اپنے اصول کو جو فی نفسہ صحیح و بجا تھے مگر بیہودہ ہندوستانیون کے مذاق کے موافق نہ تھے
وہ انکو بیجا ظلم و ستم جانتے تھے۔ برٹش گورنمنٹ نے اپنے بہت سے تدبیرون سے یہہ ثابت کیا کہ ہندوستانیون
انگریزون کے خیالات کیسے مختلف ہین جسقدر انگریزون نے انہین اپنی خیالات کے نقش جمانے کا دباؤ ڈالا اتنا
ہی انہون نے اپنے خیالات کو ترجیح دی کر انگریزون کے ساتھہ اپنی کینہ توزی اور بدخواہی کو بڑھایا جو ہندوستانی
والیان ملک السیہ عالی دماغ و روشن ضمیر تھے کہ وہ اس بیہودہ بات کا یقین نہین کرتے تھے کہ ہندوستانیون کو
انگریز زبردستی عیسائی بنائینگے اور انکے قدیمی رسم و رواج کو تبدیل کرینگے مگر وہ اس بات کو یقین کرتے
تھے کہ گورنمنٹ کبھی خیال ملک کی ترقی اور اسکے چلنے والون کی حکومت برا نام ہیجائیگی اور ہماری اصلی حکومت کی ہر صفت بہت جلد
رخصت ہوجائیگی۔ جب اس طرح سے سارے ملک مین یہہ ناراضی برٹش گورنمنٹ سے اور اسپر نہایت شبہات
پھیل رہے تھے تو یہہ توقع نہین ہوسکتی تھی کہ اگر والیان ملک کو کوئی موقع و قابو ہم کو مضرت اور گزند پہنچانے کا
مل گیا تو اس مین وہ کوشش کرنے مین کسر باقی نہین رکھینگے ایسی حالت مین انگریزون کے استیصال مین
سب سے زیادہ مسلمانون مین دہلی و اودھ کے بادشاہی خاندان اور ہندوؤن مین پیشوا کا جانشین
دوودو پنتھ نانا صاحب سرگرم ہونگے جنمین سے ہر ایک کسی نہ کسی وجہ سے برٹش گورنمنٹ سے دلی رنجش اور آزردگی
رکھتا ہے۔ ہم نے اوپر بیان کردیا ہے کہ اودھ کی ضبطی کا کیا اثر ہوا۔ شاہ اودھ کلکتہ مین بیٹھا تھا اور بارہ لاکھہ
پنشن لینے سے انکار کرتا تھا اور اس عہدنامہ پر دستخط کرنے سے انکار کرتا تھا جسکے موافق وہ خود ملک کو
برٹش گورنمنٹ کے حوالہ کرتا اسنے اپنی ماں اور بیٹے و بھائی کو اپیل کرنے کے لیئے ولایت بھیجا تھا۔ بہادر شاہ
کی ناراضی یہہ بیان کی جاتی ہے کہ یہہ بوڑھا شاہ ۱۸۵۷ء مین بیس برس سے تخت نشین تھا اور اس کے مرنے
کے بعد گورنمنٹ نے یہہ فیصلہ کیا تھا کہ اسکے خاندان مین بادشاہی لقب نہ رہیگا اور اسکا جانشین قطب
مین رہیگا اور قلعہ دہلی خالی کرایا جائیگا بادشاہ نے خود اپنے لیئے بطور پیشین گوئی یہہ شعر کہا تھا۔ ؎

اے ظفر اب ہے تجھی تک انتظام سلطنت + بعد تیرے نے ولیعہدی نہ نام سلطنت

بادشاہ کی یہہ پیشین گوئی پوری ہوئی۔ نانا راؤ کی ناراضی کی وجہ اوپر خوب بلبسط تفصیل سے بیان ہوچکی
ہے۔ ان تینون مین نانا سب سے زیادہ ہوشیار تھا۔ جب نانا صاحب برٹش گورنمنٹ سے مایوس ہوا
کہ اب وہ اسکے مقدمہ پر کچھہ توجہ نہین کریگی تو اسنے اپنا ایجنٹ بنا کے عظیم اللہ خان کو بھیجا جو یورپ مین تین

برس رہا اس عرصہ میں زیادہ تر وہ لندن میں رہا وہ پیرس اور قسطنطنیہ اور کریمیا میں جنگ کے وقت میں گیا کہ انگریز فرانسیسون کے ساتھ ہوکر روسیون سے لڑتے تھے۔ ہندوستان میں تو عظیم اللہ خان کوئی بڑی وقعت و عزت نہ رکھتا تھا نانا کا فقط ایجنٹ تھا مگر لندن میں انگلش سوسائٹی کے اندر شہزادہ سمجھا جاتا تھا اور ایک انگلش لیڈی سے وعدہ ہوگیا تھا کہ وہ ہندوستان میں آنکر اس سے شادی کریگی ایک بڈھی بوڑھی لیڈی اسکو مشرقی بیٹا کہتی تھی اسکے پاس بہت سی چٹھیاں بڑے بڑے انگریزون کی تھیں اور دو فرانسیسی چٹھیاں تھیں جو لامونٹ نے چندر نگر کی بابت لکھی تھیں جس میں فرانسیسی آباد ہیں۔ غرض وہ بڑا چلتا ہوا پرزہ نانا صاحب کے ہاتھ آگیا تھا۔

ہندوستانیون کے اسطرح ناراض ہونے کا نتیجہ یہہ تھا کہ انہون نے سرکار کی ہندوستانی سپاہ کے دل میں یہہ یقین کرادیا کہ برٹش گورنمنٹ انکو عیسائی بنانا چاہتی ہے سپاہ میں بھی کچھ بدنظمی اس سبب سے ہوئی کہ اسکے بہت سے قدیمی افسر سول میں چلے گئے تھے۔ سپاہ کے بھرتی ہونے کے قواعد میں سمندر پار جانے کی شرط لگ گئی تھی بہت سا مصالحہ آتش گیر جمع ہو رہا تھا کہ چکنے چربڑے کارتوسون نے شتابہ لگا کے خوب اسکو بھبڑکا دیا جسکا حال مفصل نیچے کے باب میں بیان ہوتا ہے۔

باب دوم

آغاز بغاوت

سرکاری کامون کے التوا ہونے کا سبب

کل ملکون میں گورنمنٹ کی ساری صورتون میں وہ خوف جو سلطنت کو دہشت زدہ کرتے ہیں اور تاریکی میں چلنا شروع کرتے ہیں۔ کامیابی میں پیش قدمی اس سے پہلے کرتے ہیں کہ ملک کے فرمانروا اسکو صفائی سے دیکھیں اکثر انکو زمان و مکان ایسے حاصل ہوجاتے ہیں کہ گورنمنٹ کے کامون کی آہستگی اور پیچیدگی انکی شرارتون اور آگے کی ترقی کو روک نہیں سکتی ہندوستان میں انگریزی سلطنت کی خاصیت یہ ہے کہ وہ ظن کو یقین بنا دیتی ہے انگریز نسل میں قوم میں زبان میں مذہب رسم و رواج وضع انداز رفتار گفتار میں ہندوستانیون سے بالکل مختلف ہیں انکی باہمی ہمدردیون اور اغراض میں تقیض و تضاد ہے اس سبب سے حاکم و محکوم کے درمیان ایک پردہ لاعلمی اور تاریکی کا حائل ہے حکام انگریزی اپنی آنکھوں

اور کانون سے دیکھ بھال اور سن نہین سکتے کہ کیا گذر رہا ہے اور آدمی انکو آگاہ کرنے والے بھی کمتر ہوتے ہین اگر بعض اتفاقات سے آخر کو کوئی امر ظاہر ہوتا ہے تو وہ اکثر اونکے افسرون مین جہان سے ان لفظے افسرون تک اسکے پہنچنے مین بہت وقت ضائع ہو جاتا ہے جنکے کام برائی کو روک نہین سکتے لیکن وہ اسکے دبانے کے لئے کیئے جاتے ہین کسی بدخواہی کے روکنے کے لئے حسب سررشتہ و ضابطہ خط و کتابت بہت آہستہ آہستہ عمل مین آتی اور اسکا ہونا ضروری اسلیئے تھا کہ حکومت کے مرجع و آخیر مرکز کا انتظام ہی ایسا تھا کہ جب کسی کارہم کی درخواست ہوتی تو کاغذ و قلم سررشتون مین چلتے جہان ایک ضرب و مکا لگانے کی ضرورت تھی اسکی بجائے ایک چٹھی لکھی جاتی اور یہہ چھٹی افسر پاس نہین جاتی کہ کچھ کام کر سکے بلکہ وہ دوسرے افسر پاس جاتی جو اس کام کے کرنے کا اختیار نہین رکھتا اور اس پاس سے تیسرے افسر پاس جاتی ادنے افسر کے گھر سے تمام درجے کے افسرون کے پاس چکر لگاتی ہوئی گورنمنٹ ہوس تک پہنچی۔

ہندوستان کی سلطنت کے کل جنگی معاملات کمانڈر انچیف کے سپرد تھے لیکن اس کے اختیارات گورنر جنرل کو فوقیت تھی برائے نام تھوڑا اسا اعتماد کمانڈر انچیف کے کامون پر گورنر جنرل کرتا تھا دونو اختیارات کی تقسیم کا کوئی باضابطہ ایسی ناقص مقرر کی گئی تھیں کہ اکثر یہہ دیکھا جاتا تھا کہ گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف کے درمیان ناچاقی رہتی تھی جو کبھی ایسی بڑھ جاتی تھی کہ جس سے عام بدنامی ہو جاتی تھی یا کبھی خوش اخلاقی سے باہم رضامندی ہو جاتی تھی یہہ امر ان دونو کی طبائع پر موقوف تھا گورنر جنرل اپنے اختیارات سے آگاہ ہوکر بالطبع تمام خالص جنگی معاملات کو کمانڈر انچیف کے ہاتھ مین سپرد کرتا لیکن ہندوستان مین تفصیلی انتظام کے دائرہ سے یہہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ وہ خالص جنگی معاملات کیا ہوتے ہین۔ گورنر جنرل کی کونسل کا ایک ممبر کمانڈر انچیف ہوتا تھا جب یہہ دونو ایک جگہہ ہوتے تھے تو سول اور ملیٹری معاملات کے فیصلہ کرنے مین کچھ دشواری نہین ہوتی تھی لیکن اکثر یہہ ہوتا تھا کہ گورنر جنرل مع اپنے ملیٹری سکرٹری کے ملک کے ایک سرے پر ہوتا تھا اور کمانڈر انچیف مع اپنے ایڈجوٹنٹ جنرل کے ملک کے دوسرے سرے پر یہہ ایسا ہی اتفاق ۱۸۵۷ع کے اول حصہ مین ہوا کہ لارڈ کیننگ کلکتہ مین تھے اور جنرل اینسن کا اوس بالائے ہند مین تھا اور وہ خود بنگال کے اضلاع زیرین مین تھے اور ایڈجوٹنٹ جنرل میرٹھ مین تھا ان تمام حاکمون کو جنکے کارتوسون کے باب مین کچھ کام کرنا ضرور تھا انتظام ایسا ہے کہ ان تمام منتشر ایجنسیون کو مرکزی حکومت پر

ملا ہوا تھا اس سبب سے ایک مضرت ناک التوا ہوتا تھا چٹھیون کا دفترون مین آنے جانے کے
سبب بہت عرصہ لگتا جس مین دشمن اپنا کام بیٹھے ہوئے بنایا کرتے یہہ تمہید اسلیئے لکھی ہے کہ جہان احکام
کے جاری ہونے مین التوا ہوا اسکا سبب جو ہم نے اوپر بیان کیا سمجھنا چاہیئے۔ گورنر جنرل کو ہندوستان
مین آئے ہوئے ایک سال ہوا تھا انکو اسوقت کی مشکلات پر آگاہ ہونا مشکل تھا مگر انکے پاس بڑے
بڑے دیرینہ تجربہ کار مشیر موجود تھے جنپر اعتماد کرنا دانائی تھی اسوقت کرنیل رچرڈ برچ ملیٹری
سکرٹری تھے وہ پہلے بڑے بڑے عہدون کے کامون کو بہت خوبی و نیکنامی کے ساتھ سرانجام
دے چکے تھے۔ لارڈ ڈلہوزی نے انکو منتخب کرکے ملیٹری سکرٹری مقرر کیا تھا ملیٹری سکرٹری
خودمختار نہین ہوتا مگر ایسے زمانہ مین جیسا کہ یہہ تھا گورنمنٹ کی مدد کرنی اور اسکے کامون مین سرعت
کرنی اسکا کام تھا۔ اسوقت کامون مین انہون نے سہل انگاری کی جب انکو یہہ اطلاع ہوئی کہ
دمدم مین سپاہ بر سر فساد ہے تو انہون نے اس بغاوت کے جھوٹ سچ سبب کی تحقیقات شروع کی
اور وہ خود ورڈی نینسی ڈپارٹمنٹ کے چیف پاس اس بات کے دریافت کرنے کے لیے گئے
کہ کیا گیا ہے وہان جاکر کارتوسون کا حال دریافت کرکے گورنمنٹ کو رپورٹ کردی جسپر احکام
گورنمنٹ کے کارتوس کے باب مین جاری ہوگئے کہ وہ ہندوستانی سپاہ کو نہ دیئے جائین۔

سنہ ۱۸۵۳ء مین انگلنڈ سے چکنے کارتوسون کے بکس آئے وہ سپاہ مین تقسیم کرنے کے لیئے نہین
آئے تھے بلکہ اس امتحان کے لیئے آئے کہ یہان کی آب و ہوا کا اثر انپر کیا ہوتا ہے۔ انکی ساخت مین چربی داخل
تھی اسوقت کرنیل ہنری ٹکر بنگال کی سپاہ کے ایڈجوٹنٹ جنرل تھے انہون نے دسمبر سنہ ۱۸۵۳ء مین
کمانڈر انچیف کی راے کی اطلاع ملیٹری بورڈ کے سکرٹری کو دی کہ جبتک یہہ نہ معلوم ہو کہ
کارتوسون مین چکنائی جو کام مین لائی جاتی ہے وہ اس قسم کی تو نہین ہے جو سپاہیون کی
جات کے تعصب مین خلل انداز ہوکر انکو ناراض کرے وہ ہندوستانی سپاہ کو نہین دینے چاہیئے
گورون کی سپاہ کو دیئے جائین لیکن یہہ نہین معلوم ہوتا کہ اس راے کا ملیٹری بورڈ پر کچھ اثر ہوا۔
وہ ہندوستانی گارڈ کو فورٹ ولیم اور کانپور اور رنگون مین دیئے گئے سپاہیون نے انکے لینے
اور کام مین لانے مین کچھ عذر نہین کیا اسکا امتحان کئی مہینے تک کیا گیا اور انگلنڈ کو رپورٹ بھیجی گئی کہ
سپاہیون کو اسکے استعمال مین کچھ عذر و اعتراض نہین ہے۔ ملکہ کی ساٹھوین رجمنٹ ہندوستان مین تھی

اسکی دونالی بندوقون کے کارتوس مین صرف باروت ہوتی اور کارتوس سے جدا گولی ایک باریک کپڑے
مین جو موم وتیل سے چکنایا ہوا ہوتا لپٹی ہوئی ہوتی۔ ہندوستانی سپاہیون کو بہی دونالی بندوق اور
کارتوس دیئے گئے جسپر سپاہیون نے کوئی اعتراض نہین کیا چکنائی جو کام مین آتی تھی اس مین کوئی
قباحت نہین جانتے تھے اور کارتوس کے کاغذ پر کوئی شبہ نہین کرتے تھے سنہ ۱۸۵۶ء مین براؤن بیس
کی بجائے انفیلڈ رائیفل گورون کی سپاہ کو دی گئی اور انکے واسطے اول اول چکنے کارتوس ولایت سے
بھر تیار آئے اور اسکے ساتھ انگلنڈ سے یہہ احکام بھی آئے کہ اس قسم کے کارتوس کلکتہ اور میرٹھ مین
آرڈیننس ڈپارٹمنٹ بنائے موم وتیل سے جو کارتوس چکنائے جاتے تھے وہ اپنے استعمال کے وقت
کام دے جاتے تھے مگر کارتوسون کی بندوقون مین کام نہین دیتے تھے اسلیئے کہ انکی چکنائی جلد جاتی
رہتی تھی بس انفیلڈ رائفل کے لیئے کارتوسون مین چکنائی چربی سے دی جانے لگی جس مین یہہ تمیز نہ تھی
کہ وہ چربی کس جانور کی ہے گائے بھیڑ یا سور اور بکری کی ہے اگرچہ اسمین سور کی چربی نہ تھی مگر گائے کی
چربی ضرور تھی۔

۲۹ جنوری سنہ ۱۸۵۷ء کو گورنمنٹ کا ایک سرکیولر جاری ہوا کہ جب ہندوستانی سپاہ کے واسطے کارتوس
بنائے جائین تو اس مین صرف بکری اور بھیڑ کی چربی کام مین لائی جائے اور سور اور گائی کی چربی ہرگز ہرگز
کام مین نہین لائی جائے۔ لیکن اورڈی ننس ڈپارٹمنٹ گورون کے لئے کارتوس انگلنڈ کے حکم سے بناتا
تھا اسکے حکم مین چربی کی کوئی قید نہین لگائی گئی کہ وہ کس جانور کی ہو۔ یہہ سچ بات ہے کہ ڈولفورٹ ولیم
اور میرٹھ کے ہیڈ کوارٹر (ارٹلری) میرٹھ مین کارتوس مکروہ چربی سے چکنائے جاتے تھے۔ اکتوبر سنہ ۱۸۵۶ء
مین دمدم کلکتہ سے ۲۲۵۰۰ کارتوس انبالہ کے لیئے اور ۱۴۰۰۰ کارتوس سیالکوٹ کے لیئے روانہ ہوئے
مگر یہہ سچ نہین ہے کہ وہ ہندوستانی رجمنٹون کے استعمال کے لئے بھیجے گئے تھے اسواسطے ابھی وہ وقت
نہین آیا تھا کہ مسکٹری سکول (بندوق بازی کے سکھانے کا مدرسہ) مین کسی قسم کے کارتوس بھیجے جاتے۔
جب پرانی بندوق کی کلکتہ مین رفلین سپاہیون کو ملین اسکے لئے ایک مختلف قسم کی ضرورت تھی تاکہ کل ہندوستانی
سپاہ یہہ ڈرل جلدی سے سیکھ جائے تو ڈپو ایسے مقامات مین بنائے کہ جہان ہر پلٹن کے منتخب سپاہیون
تعلیم پاتا آسان ہو۔ جو اس ڈرل کو سیکھ کر تمام رجمنٹون کو سکھاوین۔ ان ڈپوؤن مین انفیلڈ رائفل جن سپاہیون
کو ملی تھین وہ کلکتہ سے قریب دمدم کی چھاونی مین تھا اور وہ بالائے ہند مین انبالہ اور سیالکوٹ کی چھاونیون مین

تھے سپاہی فقط اس بندوق کے استعمال مین نوآموز تھے وہ اس نئی بندوق کی ساخت اور صفات کو اسکے اجزا کی تحلیل کو پھر اجزا کی ترکیب کو مشقت وفشانہ لگانے کو سیکھتے تھے ان باتون کے سیکھنے مین اور جاڑا باری کے موسم کے آنے مین ابھی ہفتون کی دیر تھی اتبک قواعد مین پرانی بندوقین اور کارتوس کام مین آتے تھے جو تیل اور موم سے چکنائے جاتے تھے ۔ کارتوسون کی نسبت کمانڈر انچیف نے کلکتہ کو تار بھیجا کہ چکنے کارتوس مدت سے بغیر کسی اعتراض وخوف کے کام مین آتے ہین لیکن ہیڈ کوارٹرون مین یہہ خیال کیا گیا تھا اگر ایک دفعہ اور چکنے کارتوسون کے باب مین توجہ کی گئی تو ہر ایک سپاہی جو پرانے کارتوس کام مین لاتا ہے انکے استعمال سے خوف زدہ ہوگا ۔ یہہ توہم صحیح تھا یا غلط تھا وہ سپاہیون کے دلون مین ایک مقام سے دوسرے مقام مین منتقل ہوا اس وحشتناک خوف سے سپاہی ضیق مین آئے سچ سے جھوٹ اگاڑی بڑھ گیا یہہ امر مشتبہ ہے کہ احکام یا اشتہارات اس وحشت کو سپاہیون کے دلون سے دور کرتے وہ تو الکٹرسٹی کی رو کی طرح ایک چھاونی سے دوسری چھاونی مین دوڑ رہی تھی اور سپاہیون کے دلون کو سرکار کی طرف سے منحرف کر رہی تھی یہہ صاف ہے کہ سپاہیون کے دلون پر خوفناک دھوکے نے قبضہ کر لیا تھا انکے دلون سے اس دھوکے کے دور کرنے کی ہر معقول تدبیر کرنی عین صواب تھی مگر اب اول ہی منزل مین سپاہی عقل کی بات ماننے سے گریز و پرہیز کرتے تھے وہ چکنائی نہ تھی بلکہ چربی تھی جو سپاہیون کو برافروختہ کر رہی تھی ۔ برسون سے ہندوستانی ہاتھون سے توپون کے پہیون اور گاڑیون مین مکروہ وممنوع چکنائی کام مین لائی جاتی تھی کبھی اس ناراضی کی آواز نہین سنی گئی ۔ کلکتہ اور میرٹھ مین چکنے کارتوس ہندوستانی بناتے تھے اور میرٹھ مین تو برہمنون کے لڑکے بھی انکو بناتے تھے اس سے یہہ خیال ہوا کہ سپاہیون کو ان کارتوسون کے سرون کے منہ سے کاٹنے مین صرف اعتراض ہوگا یہہ سچ ہے کہ چکنائی کارتوس کے اس حصہ مین لگائی گئی تھی جو منہ کے اندر ہونٹون کے لگنے سے پرے جاتا تھا اسلیئے میجر بنٹن کی راے کے موافق یہہ تبدیلی کی گئی کہ کارتوس بجائے دانتون سے کاٹنے کے ہاتھ کی چٹکی سے کاٹے جائین مگر سپاہیون کو اسپر اطمینان نہین ہوا انہون نے کہا کہ ہم کو دانتون سے کارتوسون کے سرون کے کاٹنے کی عادت ہمیشہ ایسی پڑی ہے کہ ہم انکو بے اختیار اپنے دانتون کے اندر لے جائینگے خاص کر جنگ کے وقت ۔ ہندو مسلمانون دونو کو ایسی جہالت لگی تھی کہ کیا تو وہ سچے دل سے گورنمنٹ کی طرف ہوجاتے یا اس سے بالکل منحرف یہہ بات زیادہ اچھی کہ گورنمنٹ سپاہیون کو ترغیب دیتی کہ وہ اس کل معاملہ کو اپنے ہاتھ مین لے لین اور جس طرح سے چاہتے وہ

کارتوسون کو چکنا کرین اور اپنی وضع پر انکو استعمال کرین مگر سپاہیون کے دلون مین ایسے بیہودہ شبہات و وسوسے زمانہ گذشتہ نے بھر دیئے تھے کہ بالفعل انکو ایسا سنہ چڑھ گیا تھا کہ وہ گورنمنٹ کی کسی بات کا یقین ہی نہین کرتے تھے ٭

جنوری ۱۸۵۷ء کو میجر جنرل ہیرسی کمانڈنگ پریسیڈنسی ڈویژن نے وہ چٹھیان ایڈجوٹنٹ جنرل افسر کو بھیجین کہ فوراً گورنمنٹ انڈیا کی خدمت مین وہ بھیجی جائین انمین سے ایک چٹھی کپتان رائٹ کی تھی جو افسر کماندار رائیفل انسٹرکشن (بندوق چھوڑنے کی تعلیم) دمدمہ کے تھے جس مین یہ بیان تھا کہ ہندوستانی سپاہیون مین جو یہان بندوق چھوڑنی سیکھنے آئے ہین انمین ایک بڑی ناخوشی کارتوسون کے چکنے بنائے جانے کے باب مین پھیل رہی ہے بعض مفسد فتنہ انگیز آدمیون نے یہہ افواہ اڑا دی ہے کہ انمین گائے اور سور کی چربی ملا کر لگائی جاتی ہے اس افواہ کا یقین ایک میگزین کے خلاصی نے سپاہیون کو اسطرح کرا دیا ہے کہ اسنے ۲۔ رجمنٹ کے ہندوستانی پیدل کے ایک برہمن سپاہی سے کہا کہ مجھے اپنے لوٹے سے پانی پلا دو اسنے کہا کہ مین نہین جانتا کہ تو کس جات کا ہے اسلیئے مین تجھے اپنے لوٹے سے پانی نہین پلاؤنگا تیرے پانی پلانے سے وہ ناپاک ہو جائے گا۔ تو خلاصی نے فوراً یہہ کہا کہ اب تمہاری جات بھی جانے کو ہے ابھی تم کو وہ کارتوس سنہ سے کاٹنے پڑین گے جو گائے اور سور کی چربی سے چپڑے ہوئے ہین"۔ کپتان رائٹ نے یہہ بھی لکھا کہ اس سے دمدمہ کے بعض آدمیون نے یہہ کہا کہ سارے ہندوستان مین گائے اور سور کی چربی سے ان کارتوسون کے چکنائے جانے کی شہرت ہو گئی اگر ہم اپنے وطن مین جائینگے تو ہماری برادری کے آدمی ہمارے ساتھ کھانے پینے کے نہین"۔ مین نے انکو یقین اس بات کا دلایا جسکا مجھے خود یقین تھا کہ کارتوسون کے بنانے مین بھیڑ کی چربی اور موم کام مین آتے ہین جسکا جواب انہون نے یہہ دیا کہ ایسا ہو لیکن ہمارے دوست اسکو باور نہین کرینگے ہم کو اسکے اجزا خود بازار سے خرید نے دو اور ہم ہی کو کارتوس بنانے کی اجازت دو تو ہم جانینگے کہ کیا چیز کارتوس کے بنانے مین کام آئی اور ہم اپنے ہمراہی سپاہیون کو اور دوسرون کو یقین دلائینگے کہ کارتوس مین کوئی چیز ایسی نہین ہے کہ وہ ہماری جات مین ممنوع ہو"۔

دوسری چٹھی جو جنرل ہیرسی نے بھیجی تھی وہ میجر بوانٹین صاحب افسر ڈپو مسکٹری (بندوق بازی کا فن) دمدمہ کی تھی جس مین یہہ بیان کیا گیا تھا کہ جب کپتان رائٹ صاحب کی چٹھی میرے پاس پہنچی تو مین نے ڈپو کے ہندوستانی سپاہیون کو پریڈ پر بلایا اور مین نے انسے کہا کہ جو شکایتین تم کو ہون انکو عرض کرو کم از کم دو تہائی

سپاہی جنہین سبکدوش شدہ افسر داخل تھے آگے بڑھے اور انہون نے نہایت مودبانہ صاف صاف بیان کیا کہ نئی بندوق کے لیئے کارتوس بنائے جانے کی ترکیب جو بالفعل ہے اسپر ہم کو اعتراضات ہین کہ ان چیزون سے جو ہمارے مذہب مین ممنوع ہین کارتوس چکنائے جاتے ہین انکا کاٹنا ہمارے مذہب کے خلاف ہی عاجزانہ یہ درخواست کرتے ہین کہ انکے چکنا کرنے مین موم اور تیل ایسے اندازہ سے کام مین لائے جائین جو حصول مقصود کے لیئے کافی ہون۔ جنرل ہیرسی نے یہہ سفارش کی کہ رائفل ڈپو کے کمانیر کو حکم دیا جائے کہ وہ بازار مین سے وہ اجزا جو ضرور ہون خرید کر کے سپاہیون کو دیدے کہ وہ کارتوس اپنے آپ بنالین اور کارتوسون مین اس قسم کا کاغذ استعمال کیا جائے جو اب تک بندوق کے کارتوسون کے کام مین آتا ہے مجھے یقین ہے کہ اسطرح سپاہیون کے دلون کی خلش مٹ جائیگی جنرل کی درخواست کا یہہ جواب دیا گیا کہ یہہ ناممکن ہے کہ پرانا کاغذ نئے رفل مین کام مین لایا جائے اسلیئے کہ رفل کا سوراخ نسبت بندوق کے بہت چھوٹا ہے جسکے لیئے باریک کاغذ کا ہونا ضرور ہے تم سپاہیون کو اطلاع دیدو کہ وہ پتلا کاغذ ایسی مصالحہ سے بنائین جس سے پہلے کاغذ بنا تھا اور چکنائی کی نسبت وہ سپاہیون سے کہدے کہ گورنمنٹ نے حکم دیدیا ہے کہ موم اور تیل سے کارتوس چکنائے جائین اور اس چکنائی سے سپاہی اپنے آپ کارتوس چکنا کرین یہہ احکام ہندوستانی سپاہ کو سنائے گئے مگر انکا نتیجہ کچھ نہین ہوا۔ انکا جو کارتوسون کی نسبت مذہبی اعتراض تھا وہ رفع نہ ہوا اور انہون نے بے باکانہ اپنے خوفون کو بیان کیا۔

کلکتہ سے سولہ میل کے فاصلہ پر بارک پور مین بہت بڑی چھاونی کی سپاہ تھی جس سے بہتر ہندوستان مین کوئی چھاونی نہین تھی اور انگریزون کی بڑی آمد و رفت رہتی تھی۔ گورنر جنرل کی کوٹھی بڑی خوشنما بنی ہوئی تھی جس مین گورنر جنرل آنکر رہتے تھے یہان سے باغیانہ شگوفے کھلنے شروع ہوئے۔ اس وقت پریسیڈنسی ڈویزن کا صدر مقام بارک پور مین تھا اس مین ہندوستانی سپاہ کی چار رجمنٹین تھین دوسری گرانڈیر ۳۴۔ ہندوستانی رجمنٹ ۴۳ وین لائٹ انفنٹری اور ۷۰ وین ہندوستانی پیدل پلٹن۔ بریگیڈیر جنرل گرینٹ اس چھاونی کے کمانیر افسر تھے۔ اور اس ڈویزن کے جنرل جان ہیرسی تھے وہ بڑے جوانمرد دلیر شہسوار سپاہی تھے وہ سپاہ کے بڑے مزاج شناس تھے وہ سپاہیون کے دکھ درد رنج مین انکے بڑے ہمدرد اور دلسوز تھے وہ سپاہیون کی خو کو سمجھتے تھے وہ سپاہ کی زبان

اور عادات سے خوب واقف تھے انکی برابران باتون مین کوئی اور افسر نہ تھا۔ انہون نے خوب سمجھ لیا کہ سپاہی اس وقت بڑے خوف و اندیشے مین ہین وہ ان افسرون مین نہ تھے جو یہہ سمجھتے تھے کہ کالے آدمیون کو گورے افسرون کے ارادون پر شبہہ کرنے کا کوئی حق ہی نہین ہے۔ انہون نے ۲۸ جنوری ۱۸۵۷ء لکھا کہ کلکتہ مین جو دھرم سبھا ہے اسنے یہہ شہرت دیکر کہ گورنمنٹ کا یہہ ارادہ ہے کہ سپاہیون کو عیسائی بنائے سپاہیون کے دلون مین گورنمنٹ کی طرف سے برے وسوسے پیدا کر دیئے ہین انہون نے یہہ بھی بیان کیا کہ ان شہرتون کی کچھہ وقعت میرے دل مین نہ پیدا ہوتی اگر اسکے ساتھہ ہی رانی گنج مین ایک بنگلہ نہ جلایا گیا ہوتا اور چند ہی روز مین بارک پور مین تین جگہہ جن مین ایک ٹیلیگراف اوفس کا بنگلہ بھی تھا آتش زنی نہ ہوئی ہوتی جنرل ہیرسی نے یہہ بھی بیان کیا کہ شاید گورنمنٹ کے حیران پریشان کرنے کے لیئے یہہ کام اس گروہ نے کیا ہو جو ہندو بیواؤن کے دوبارہ شادی کرنے سے ناراض تھے +

ناراضی کے دوسرے خاص مذہبی سبب

ہم نے اوپر مفصل بیان کر دیا ہے کہ بیوہ عورتون کے دوبارہ شادی کے باب مین قانون نافذ ہونے سے اور مدارس کے اور ریلوے اور ٹیلیگراف کے جاری ہونے سے پکے اور کٹے ہندوؤن مین ناراضی پھیل رہی تھی اور انکے دلون مین وسوسے پیدا ہو رہے تھے کہ انکے رسم و رواج و مذہب کے برباد کرنے کی دھن مین انگریز لگے ہوئے ہین اور اسکے لیئے ایک تدبیر کے بعد دوسری تدبیر کرتے جاتے ہین کہ سب ہندوستانی سور کھانے اور گائے کھانے سے فرنگی بن جائین۔ بعض ہندو اپنے مذہب کے دیوانے برٹش گورنمنٹ کے بدخواہ اور دشمن تھے وہ سپاہیون کے دلون مین یہہ خیال پیدا کرنے کے لیئے بڑی سرگرمی سے وعظ سنا رہے تھے کہ گورنمنٹ کی ایک منتظم و منضبط حملہ قدیمی مذہب و رسم و رواج پر کر رہی ہے جسکا ثبوت یہہ ہے کہ وہ کارتوس سپاہ کے منہہ سے کٹوانی ہے جس مین گائے کی چربی لگی ہوئی ہے وہ یہہ بیان کرتے تھے کہ گورنمنٹ مدت سے اس تدبیر کے درپے تھی کہ کوئی ظاہری رسم ایسی جاری کرے کہ جس سے ہندوؤن کی جات کی پابندی ٹوٹ جائے سو ان کارتوس سے گورنمنٹ کی مدت کی آرزو بر آئیگی۔ جب ہندو اس کاغذ کو کاٹین گے جو گائے کی چربی سے چکنایا ہوا ہے تو انکی جات باقی نہ رہیگی۔ برہمن جات کے نہ رہنے سے برادری سے خارج ہوتے ہین انکی ہان کوئی دینی عذاب اور دنیوی ذلت جات کھونے کے برابر نہین جات جانے سے انکی دین و دنیا دونو خراب ہوتے ہین۔ اس جات کے باب مین لارڈ لارنس اپنی ایک چٹھی مین لکھتے ہین کہ ایک خیرخواہ سپاہی نے انسے کہا کہ ہندوستانی سپاہیون مین یہہ عموماً یقین تھا کہ انگریزون نے یہہ مستقل ارادہ کر لیا ہے کہ انکی جات اور مذہب کو بالکل غارت

کردے اور یہہ یقین ایسا پختہ ہے کہ جب مین سپاہیون کے دوستون اور رشتہ دارون سے گفتگو کرتا اور لڑتا کہ یہہ خیال انکے دل سے دور ہو جائے تو آخر کو انکے دلائل سُنکر مجھے خود یقین ہوتا کہ انکے خیالات سچ ہین جب مین آپ سے باتین کرتا ہون اور آپ کی باتین سنتا ہون تو مجھے معلوم ہوتا ہے کہ سپاہیون کے یہہ خیالات کیسی سفیہانہ تھے انگریزی افسر اس بات کو بہت کم جانتے ہین کہ اس بات کا نقش سپاہیون کے دلون پر پتھر کی لکیر ہو رہا تھا کہ پانچ برس کا عرصہ گذرتا ہے کہ یہہ یقین موجود تھا کہ جب گرینڈ ٹرنک روڈ (دہلی اور کلکتہ کی درمیانی سڑک) پر برداشت خانے پڑاؤن پر گورنمنٹ نے بنائے ہین تو یہہ کہا گیا تھا کہ جات کے برباد کرنے کی غرض سے یہہ تدبیر کی گئی ہے کہ پہلے سے ان برداشت خانون مین ناپاک قسم کی خوراک تیار کی جائے جسکو بمجبوری سپاہی اور آدمی خریدین اور کھائین" بس اس جات کے جانے کے خوف سے سپاہیون نے آپس مین اتفاق کرلیا کہ کارتوس کاٹنے سے انکار کرین گے۔ جنرل ہیرسی نے جو بارک پور مین بنگلون مین آتش زنی کی رپورٹ بھیجی تھی اس سے معلوم ہوتا تھا کہ سپاہیون کے سینون مین جو غصہ کی آگ بھڑک رہی تھی اسکے شعلون کو بنگلون کی آتش زنی مین انہون نے علے الاعلان دکھلایا کہ انگریز متنبہ ہو جائین کہ ہمارے دلون مین انکی طرف سے کیسی ناراضی اور رنجش بھری ہوئی ہے۔

جنرل لو ممبر سپریم کونسل نے اودھ کی غیر آئینی سپاہ کی نسبت لکھا کہ میری راے مین آئینی رجمنٹ کو جو کارتوسون کے کاٹنے مین انکار ہے وہ کچھہ گورنمنٹ اور اسکے افسرون کے ساتھہ بدخواہی اور بیوفائی کے سبب سے نہین ہے بلکہ انکو سچا اور بے ریا خوف یہہ ہے کہ ان کارتوسون کے چکنا کرنے کی ترکیب ایسی تشہور ہو رہی ہے کہ اسکے کاٹنے سے انکی جات مین خلل اور فتور آئیگا جس سے انکی عزت و آبرو مین بٹا لگ جائیگا خلاصہ یہہ ہے کہ اگر وہ ان کارتوسون کو کاٹین گے تو وہ سخت گناہ گار اپنے مذہب کے موافق ہونگے۔

جنرل ہیرسی سپاہیون کے تعصبات سے خوب واقف تھے کہ وہ آسانی سے مشتعل ہوجاتے ہین اسلیئے انہون نے حکم دیا کہ بارک پور مین ایک خاص کورٹ اجلاس کرے جسمین یہہ تحقیقات کی جائے کہ سپاہی کیا کہتے ہین اور کیا چاہتے ہین" اس مطلب کے لیۓ ۲۔ رجمنٹ ہندوستانی گرانڈیر کے منتخب حصہ سے شہادت لی جائے کہ نئی بندوق کے کارتوسون کے کاغذ پر ہم کیا اعتراض ہوتے ہین۔ ۶۔ فروری کو کورٹ نے اجلاس کیا اور بیج ناتھہ سپاہی بلایا گیا اور اسکا اظہار قلمبند ہوا اس سے پوچھا گیا کہ کارتوسون پر تم کچھہ اعتراضات کرتے ہو اُس نے جواب دیا کہ ہان مجھے یہہ شبہ ہے کہ یہہ کاغذ میری جات پر اثر کریگا اس سے پوچھا گیا کہ

تمہارے اس شبہہ کی وجہ کیا ہے اس نے جواب دیا کہ یہہ ایک نئی قسم کا کاغذ ہے جسکو مینے پہلے کبھی نہین دیکھا اس نے یہہ رپورٹ سنی ہے کہ کاغذ مین چربی ہے یہہ بازار کی شہرت ہے" اس سے کہا گیا کہ وہ بہت خبرداری سے کاغذ کا امتحان روشنی مین کرے اور کورٹ کو مطلع کرے کہ کونسی چیز اس مین قابل اعتراض اسنے دیکھی اسنے جواب دیا" کاغذ کے باب مین مجھے شبہہ اس سببسے پیدا ہوا کہ وہ سخت ہے اور کپڑے کی طرح پھٹتا ہے وہ اس پرانے کاغذ سے مختلف ہے جو اب تک ہم مین مستعمل تھا دوسرا گواہ چاندخان نے بھی کاغذ پر اعتراض کیا کہ وہ کرخت ہے اور وہ جلتا ایسا ہے کہ معلوم ہوتا ہے اس مین چکنائی ہے اس سے یہہ سوال کیا گیا کہ جب کاغذ جلایا گیا تھا تو تو اسوقت موجود تھا اس نے جواب دیا" ہم تاریخ کی شام کو کارتوس کے کاغذ کا ایک ٹکڑا پانی مین ڈبویا گیا اور پھر جلایا گیا تو اس مین چرچر کی آواز آتی تھی اور اسکے جلنے مین بو ایسی آتی تھی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ چکنائی اس مین ہے" ایک کاغذ کا ٹکڑا کورٹ مین جلایا گیا تو چاندخان اس مین چکنائی کو نہین بتا سکا لیکن جب اس سے پوچھا کہ اب بھی تمکو اپنا اعتراض باقی ہے تو اس نے کہا" مین اس کاغذ پر جو استعمال مین آتا ہے یہہ اعتراض کرتا ہون کہ ہر ایک شخص اس سببسے اسپر اطمینان نہین رکھتا کہ وہ موم جامہ کی طرح چکتا ہے ۔ ہندوستانی افسر صوبہ دار خدا بخش نے بیان کیا کہ مجھے کارتوس پر اعتراض نہین ہے لیکن مین جانتا ہون کہ چھاونی مین عموماً یہہ شہرت ہے کہ کاغذ مین چربی لگائی گئی ہے ایک اور جمعدار گلاب خان نے کہا کہ میرے دل مین یقین ہے کہ اس مین چکنائی ہے وہ اس کاغذ سے مختلف ہے جو اب تک کارتوسون کے لیئے استعمال کیا جاتا تھا ۔ جنرل ہیرسی نے اس کورٹ کے اجلاس کی یہہ رپورٹ بھیجی کہ گواہون کے بیانات سے میری یہہ راے قائم ہوئی ہے کہ کارتوس کے کاغذ کی ساخت کی نسبت بغیر کسی وجہ کے نہایت سفیہانہ بے اصل شبہہ برگشتہ بختی سے عام ہندوستانی افسرون و سپاہیون کے دلون مین پیدا ہوا ہے اور اس احمقانہ خیال نے انکے اندر ایسی جڑ پکڑی ہے کہ میری راے مین اسکے اکھیڑنے مین کوشش کرنی عبث اور عقل کے خلاف ہے مین یہہ التماس کرتا ہون کہ گورنمنٹ اسپر غور کرے اور میری راے ہے کہ گورنمنٹ حکم صادر کرے کہ اس نئی بندوق کا کارتوس اس قسم کے کاغذ سے بنایا جائے جس سے وہ میگزینون مین اب تک پہلی بندوقون کے لئے بنایا جاتا تھا کہ اس طرح سے بے اصل شبہہ اور اعتراض بالکل رفع دفع ہوجائے" میجر ہیرسی باوجود اپنی مشرقی تجربہ کاری کے اس بات کو نہین سمجھے کہ جب

کسی جاہل فرقہ کے بڑبڑانے اور دہمکیون سے اسکی درخواستین منظور کی جاتی ہین تو اسکی کجروی اور حماقت اور زیادہ ہوتی ہے -

جنرل ہیرسی نے کورٹ کی اس تحقیقات کی رپورٹ بہیجنے کے بعد گورنمنٹ کو لکہا "کہ ہم بارک پور مین ایک سرنگ پر بیٹھے ہین جو عنقریب اڑنے کو ہے" ۳۴ رجمنٹ کے ایک جمعدار نے انکو مطلع کیا کہ کیسے پرخوف و خطر حالت ہے کورٹ کی تحقیقات سے ایک دن پہلے دو یا تین آدمی میرے پاس آئے اور مجھے پریڈ کے میدان مین لے گئے جہان مین نے دیکھا کہ اس چھاونی کے مختلف رجمنٹون کے سپاہیون کا ایک جم گھٹ لگ رہا ہے انہون نے اپنے سرون پر کپڑے ایسے ڈھک لئے ہین کہ تھوڑا ہی سا چہرہ دکھائی دیتا ہے انہون نے مجھ سے کہا کہ ہمارے ساتھ ہو جاؤ مین نے کہا کہ کس کام کے لیئے آپ مجھے اپنے ساتھ کرنا چاہتے ہین انہون نے جواب دیا کہ ہم سب اپنے مذہب کے لیۓ مرنے کو راضی ہین اگر ہم سے ہوسکا تو ایسا بندوبست کرین گے کہ دوسری رات کی شام (۲۶۔ فروری ۱۸۵۷ء) کو چھاونی کو لوٹ لین گے اور تمام یوروپین افسرون کو مار ڈالین گے اور جہان جی مین آئیگا چلے جائین گے۔ جنرل ہیرسی نے گورنمنٹ کو اس امر سے مطلع کیا اور بتلایا کہ دارالسلطنت کے قریب چار یا پانچ ہندوستانی رجمنٹون کا پاس ہونا بڑا خطرناک ہے اور آگے یہہ بیان کیا" آپ کو خیال کرنا چاہیئے کہ اس سارے کام مین ہندوستانی افسر کسی کام کے نہین درحقیقت وہ اپنے سپاہیون سے ڈرتے ہین اور کوئی کام دلیرانہ نہین کرسکتے جو کچھ وہ کرسکتے ہین یہی کہ سب سپاہیون سے علیحدہ ہو بیٹھیں اور اس کام کے کرنے مین فقط انکو یہہ توقع ہے کہ اپنر لعنت ملامت یہ نہین ہوگی کہ وہ سنتعدی سے اس پیچ مین پھنسے ہوئے تھے ہمیشہ سے یہی ہوتا آیا ہے اور جب تک ہندوستان مین ہماری بادشاہی رہیگی یہی ہوتا رہیگا سر چارلس مٹکاف نے کیا خوب کہا ہے کہ وہ کسی خاص صبح کو جاگ کر دیکھے گا کہ انگلش تاج نے ہندوستان کو کھو دیا ہے (یعنی جیسا ہندوستان ایک دن مین جلد ہاتھ آیا ہے ایسا ہی ایک رات مین جلد نکل جائیگا) ۶۔ فروری کو ۳۴ وین رجمنٹ ہندوستانی پیدل افسر کو اسکی کمپنی کے سپاہی نے اطلاع دی تھی کہ اس چھاونی مین چار ہندوستانی رجمنٹین خالف بیٹھی ہین کہ انکی جات بزور بگاڑی جائیگی اور وہ عیسائی بنائی جائینگی وہ اپنے افسرون کے برخلاف سرکشی کرنی چاہتی ہے وہ اپنے افسرون کو مار کر اور انکے بنگلون کو جلا کر کلکتہ جائینگین اور فورٹ ولیم کے قلعہ پر قبضہ کرنے کے لیۓ کوشش کرینگین اگر اسپر قبضہ کرنا انکی قدرت سے باہر ہوگا تو وہ خزانہ پر قبضہ کرینگین۔

جنرل ہیرسی کا سپاہ کے سامنے تقریر کرنا اور سمجھانا

جمعدار نے جو کچھ جرنیل ہیرسی سے عرض کیا تھا اس سے انکو یقین ہو گیا کہ سپاہ مین بغاوت کا عزم مصمم و پختہ ہو گیا ہے اسلیئے ضرور ہے کہ سپاہ کو جمع کر کے سمجھایا جائے کہ انکو جو اپنی جات جانے کا خوف ہے وہ بالکل بے اصل و باطل ہے انہون نے ۹- فروری کو بریگیڈ کو پریڈ پر جمع کیا اور سپاہیون کی زبان مین وہ انسے مخاطب ہوئے نہایت مستعدی اور صفائی سے سپاہیون کو سمجھایا کہ انکے دل مین حماقت سے یہہ خوف سما گیا ہے کہ گورنمنٹ یا اسکے افسر انکی جات مین یا مذہبی تعصبات مین مداخلت کرنی چاہتے ہین تم کو اس کا یقین ایک لمحہ بھی کرنا نہین چاہیئے کہ وہ زبردستی عیسائی بنائے جائینگے اسکا بطلان نہایت تصادت سے بیان کر دیا۔ مین نے انسے کہا کہ انگلش پروٹسٹنٹ عیسائی اہل کتاب ہین وہ کسی شخص کو اپنے مذہب مین داخل نہین کرتے ہین سوا ر جوان بالغ آدمیون کے جو پڑھ سکتے ہین اور پوری طرح ان احکام کو سمجھ سکتے ہین جو ہماری کتاب مین لکھے ہوئے ہین اگر لوگ آئین اور ہمارے قدمون مین سر رکھ کر عاجزی سے کہین کہ ہمکو عیسائی کر لو تو وہ اہل کتاب عیسائی نہین بنایا جائے گا اور اسکو اصطباغ نہین دیا جائے گا جب تک اس کتاب کے مضامین مین اسکا امتحان نہین لیا جائیگا اور اپنے تئین وہ پورا واقف کار انسے نہین ثابت کریگا اسکے بعد وہ اپنی خوشی مرضی اور خواہش سے کتابی عیسائی ہو گا۔

جنرل ہیرسی کو یقین تھا کہ انہون نے سپاہیون کے دلون سے دھوکون کو دھویا- انہون نے گورنمنٹ کو لکھا کہ رجمنٹون کے کمانیر افسرون سے مین نے سنا ہے کہ ہندوستانی افسر اور سپاہی خوش اور راضی ہو گئے ہین اور انکے دلون مین جو گرانی تھی اُس سے وہ سبک ہو گئے" لیکن برہام پور مین سپاہیون نے وہ حرکت کی کہ اسکی خبر آنے سے جنرل ہیرسی کی تقریر کی نیک تاثیر سپاہیون کے دلون سے اڑ گئی-

۱۹- رجمنٹ ہندوستانی پیدل کا برہام پور مین بغاوت

بارک پور سے سو میل کے فاصلہ پر اور نواب بنگال کے قدیمی دار الخلافہ مرشد آباد سے چند میل کے فاصلہ پر برہام پور مین سپاہ کی چھاونی تھی اور اس وقت اس مین ۱۹- رجمنٹ پیدل کی اور غیر آئینی رسالہ سوارون کا اور توپخانہ جسکے توپچی ہندوستانی تھے مقیم تھے۔ چکنے کارتوسون کی خبر کے آنے مین کچھ دیر نہین لگی (ہندوستان کی ضرب المثل ہے کہ بُری خبر ہوا پر جاتی ہے تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ بعض اوقات بری خبرین تار برقی کی خبر سے بھی پہلے پہنچ گئی ہین) ماہ فروری کی ابتدا مین ایک برہمن حولدار نے کرنیل مچل کمانیر ۱۹- رجمنٹ سے پوچھا کہ یہہ کیا کہانی ہے کہ ہر شخص کہہ رہا ہے کہ گورنمنٹ کا ارادہ ہے کہ نئی بندوق کے کارتوس جس مین گائے اور سور کی چربی لگی ہوئی ہے ہندوستانی سپاہیون سے منہ سے

کٹوائے جائیں گے؟ کرنیل مچل نے اس سے پوچھا کہ کیا تم اس افواہ میں کسی بات کا یقین کرتے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ میں کسی بات کو یقین نہیں کرسکتا - ۲۴- فروری کو بارک پور سے ۳۴ رجمنٹ کی کچھ کمپنیان بہرام پور میں آئیں انسے سپاہیوں نے کارتوسوں کا حال پوچھا کہ تم دارالخلافہ سے آئے ہو سچ بتاؤ کہ حقیقت حال کیا ہے تو انہوں نے انکو وہ باتیں سنائیں جنسے انکی دہشتیں اور جاگ گئیں کرنیل مچل نے حکم دیا کہ دوسرے روز پریڈ پر قواعد ہوگی جس میں نئے کارتوسوں کی مشق کرائی جائیگی شام کو حسب دستور تانبے کے ٹیاخے بھیجے گئے انکے لینے سے ۱۹- رجمنٹ نے یہہ کہکر انکار کیا کہ یہہ امر مشتبہ ہے کہ کارتوس کس طرح بنائے جاتے ہیں" جب کرنیل مچل کو یہہ خبر ہوئی تو وہ ایڈجوٹنٹ کو ساتھ لیکر چھاونی کی لینوں میں آئے اور سب ہندوستانی کمشند افسروں کو کوارٹر گارڈ کے سامنے بلایا اور بیان کیا کہ کل صبح کو زلون کے لیے جو کارتوس مشق کے لیے بھیجے جائیں گے وہ ایک سال سے زیادہ عرصہ گذرتا ہے کہ انکو ہندوستانی پیدل رجمنٹ نے اپنے ہاتھوں سے بنایا تھا بہتر ہوگا کہ تم اپنی کمپنی کے سپاہیوں سے کہدو کہ جو سپاہی اپنے افسروں کی حکم عدولی کرینگے انکو سخت سزا دی جائیگی بعد ازان کورٹ میں شہادت میں دو ہندوستانی افسروں نے بقسمیہ یہ بیان کیا کہ کرنیل مچل نے یہہ بیان کیا تھا کہ سپاہی کارتوس لیں نہیں تو وہ برہما چین بھیجے جائیں گے جہاں وہ مر جائیں گے مگر کمانڈر افسروں نے اس بیان کے ماننے سے انکار کیا - کرنیل مچل کل صبح کو سپاہ کی پریڈ کا حکم دیکر اپنے گھر گئے رات کے دس یا گیارہ بجے لینوں میں نقاروں کی آوازیں اور سپاہیوں کا غل شور سنا - کرنیل مچل لکھتے ہیں "کہ میں نے فوراً کپڑے پہنے اور ایڈجوٹنٹ کی طرف گیا اور اسکو ہدایت کی کہ میرے گھر پر سب افسروں کو چپ چاپ بلاؤ پھر میں کپتان الکسنڈر کے پاس گیا اور اسکو حکم دیا کہ اپنے سواروں کو جسقدر جلد ممکن ہو چھاونی میں لائے اور ہماری لینوں کے داہنی طرف کچھ فاصلہ پر تیار رہے پھر میں توپخانہ کی لین کی طرف گیا اور توپخانہ اور اسکے سامان کو فوراً تیار کیا میں بیان کرتا ہوں کہ جب میں ایڈجوٹنٹ کے گھر کی طرف جاتا تھا تو ڈرل حولدار ایڈجوٹنٹ کے مکان کی طرف جاتا ہوا ملا تو میں نے اس سے پوچھا کہ پلٹنوں میں کیا غوغا ہو رہا ہے اور ہلڑ مچ رہا ہے اس نے کہا کہ رجمنٹ نے بیلس اوف ارمس (مکان جس میں سپاہیوں کے ہتھیار اور ساز و سامان رہتے ہیں) توڑ ڈالا ہے زبردستی ہتھیاروں اور گولی بارود پر قبضہ کرلیا ہے اور اپنی بندوقیں بھرلی ہیں میں توپخانہ اور سواروں کے رسالہ کو تیار کرا کے رجمنٹ کے افسروں کو ساتھ لیکر لینوں میں گیا میں نے

دیکھا کہ لین مین سپاہی وردی نہین پہنے ہوئے ہین اور غل مچا رہے ہین کہ بعض سپاہی یہ آواز سنا رہے ہین کہ اسطرف نہ آؤ تم کو سپاہی مار ڈالین گے مین نے توپون مین گراپ بھرے اور اُنکو ٹھیک لگایا کچھ سوارون کو گھوڑون پر سے اُتار ا اور مین سپاہیون کی طرف گیا افسرون کے بلانے کے لیئے آواز دی ہندوستانی افسرون اور کچھ سپاہیون نے ہم کو گھیر لیا مین نے پوچھا کہ اس ہلڑ اور غوغا مچانے کے کیا معنے ہین ہندوستانی افسرون نے اس کے لیئے سب طرح کی معذرت کی اور عرض کیا کہ آپ سپاہیون پر تشدد نہ فرمائیگا مین نے انسے مخاطب ہو کر پوچھا کہ انکو شکایتین کیا ہین مین نے انسے کہا کہ کچھ دن گذرے ہین کہ ہندوستانی افسرون سے اچھی طرح کہدیا تھا کہ اگر نئے کارتوسون کے لیئے چکنائی کی ضرورت ہوگی تو مین میجر جنرل کمنڈنگ ڈویژن سے درخواست کرونگا کہ کمپنی کے پلے حولدارون کو اجازت دے کہ وہ اپنی کمپنی کے لیئے چکنائی کا سامان خود کرلین تو سپاہیون نے کہا کہ ہندوستانی افسرون نے ہم سے یہہ بات کبھی نہین کہی مین نے افسرون سے کہا کہ وہ سپاہیون سے کہین کہ فوراً اپنے ہتھیار رکھدین تو ہندوستانی افسرون نے کہا کہ توپون اور سوارون کے سامنے اپنے ہتھیار نہین رکھین گے اگر آپ ان سوارون اور توپون کو ہٹالین گے تو وہ چپ چاپ اپنی لینون کو چلے جائین گے اسوقت صبح کے تین بجے تھے مین نے حکم دیا کہ سورج کے نکلتے ہی پریڈ ہوگی اور مین چلا گیا سوارون کو اپنی لین کو اور توپخانہ کو میگزین کو رخصت کیا۔ صبح کو پریڈ پر رجمنٹ آئی کوئی نافرمانی کی نشانی اس مین نہین تھی کرنیل مچل نے اسکا ملاحظہ فرماکر آرٹکلز اوف وار (دفعات قانون جنگ) پڑھکر سنائے اور علمون کو سلام اور سپاہیون کو رخصت کیا +

کرنیل مچل کے اس فعل پر جو اوپر بیان ہوا ہے نہایت درشتی کے ساتھ اس زمانہ مین عیب و صواب بینی ہوئی ہے اسکی نسبت بڑے زور سے یہہ کہا گیا ہے کہ جب سپاہی ہاتھون مین ہتھیار لیئے ہوئی کھلی بغاوت کر رہے تھے تو کرنیل مچل کو نہین چاہیئے تھا کہ انکی درخواست کو منظور کرلیتا جب انکی اس فعل کی تحقیقات کے لیئے کورٹ بیٹھا ہے تو انہون نے یہ کہا کہ مین نے سپاہ سے عہد و پیمان جھگڑا نپٹانے کے لیئے نہین کیا جب مجھسے ہندوستانی افسرون نے کہا کہ بعض کمپنیون نے ہتھیار رکھ دیئے ہین تو مین نے سوارون اور توپخانہ کو روانہ کردیا۔ گورنر جنرل نے اس کورٹ کی تحقیقات کی

کارروائی پر یہہ تحریر کیا کہ اس بات کے صحیح ہونے مین شک نہین کہ لفٹنٹ کرنیل مچل اور سپاہیون کے درمیان کوئی قول قرار نہین ہوا لیکن اسکا فرض یہہ تھا کہ وہ سپاہیون کی عرض کو نہین سنتا اور جب تک انگریزی افسرون سے تحقیق نہین کر لیتا کہ سپاہیون نے اپنے ہتھیار رکھ دیئے ہین انکی درخواست کو نہین منظور کرتا اسنے ان سپاہیون کے جنکے ہتھیار ہاتھون مین لیئے کھلی بغاوت کر رہے تھے نامناسب بات کو مان لیا اور یہہ اسنے اسلیئے کیا تاکہ وہ بات اسکو التنے حاصل ہو جائے جو اسکو سپاہیون کی اطاعت سے استنباط کرنی چاہیئے تھی یہہ ناممکن ہے کہ یہہ امر نہ خیال کیا جائے کہ لفٹنٹ کرنیل مچل نے زیر کرنے والی سپاہ کو اس طرح ہٹا لیا کہ باغی سپاہیون کو فتح ہو گئی یہہ بھی خیال کرنا چاہیئے کہ کرنیل مچل پاس آٹھ سو سپاہیون سے لڑنے کے لیئے دو سو سپاہی تھے جب کہ اس نے تحقیقات کے کورٹ مین بیان کیا کہ یہہ امر محقق نہ تھا کہ ہم ۱۹ - رجمنٹ کے ساتھ لڑنے مین عہدہ برآ ہو سکتے اس سبب سے میری بڑی خواہش یہہ تھی کہ لڑائی نہ ہو ہندوستانی سوارون اور توپخانہ نے مجھے اپنا طریقہ ایسا دکھایا اس سے ظن غالب یہہ ہوتا ہے کہ اگر مچل صاحب نبرد آزمائی کرتے تو وہ سرکش رجمنٹ سے ملجاتے اسلیئے مچل صاحب نے جو طریقہ اختیار کیا وہ دانائی کا تھا لیکن انڈین ایمپائر (ہندوستان کی سلطنت) بہادرانہ و بیباکانہ درشتی سے حاصل ہوئی ہے +

۴ - مارچ کے قریب برہامپور کی سرکشی کی خبر کلکتہ مین پہنچی گورنمنٹ کو تحقیق ہوا کہ اس مقام مین بڑی دشواری اور جوکھون ہے - گورنمنٹ نے باغیون کو سزا دینے کا قصد مصمم کیا - کلکتہ اور دیناپور مین تین سو میل سے زیادہ کا فاصلہ تھا وہان ایک یوروپین رجمنٹ تھی اسلیئے ایک دخانی جہاز رنگون بھیجا گیا کہ ملکہ معظمہ کی ۸۴ وین رجمنٹ کو وہ لے آئے - چند روز اس جہاز کی روانگی مین ہوئے تھے کہ کلکتہ مین یہہ حادثہ وقوع مین آیا کہ دوسری رجمنٹ ہندوستانی پیدل (گرانیڈیر) ایک کمپنی فورٹ ولیم پر پہرہ چوکی دیتی تھی اسکے دو سپاہی ٹکسال کے پہرہ کے صوبہ دار سے ملنے آئے اور اس سے کہا کہ حولدار میجر نے ہم کو تمہارے پاس بھیجا ہے کہ گورنر جنرل بارک پور مین جاکر میگزین لینے کو ہے اور وہان لڑائی ہوگی کلکتہ کی ملیشیا (دہ بیٹھیرہ جو لڑائی کے وقت سپاہی کا کام دین) قلعہ مین آئیگی تم اپنے سپاہیون کو ساتھ لاؤ اور ہمارے ساتھ ملجاؤ صوبہ دار سمجھ گیا کہ انکی خبر کے کیا معنے ہین اسنے حکم دیا کہ انکو قید کرو اور ان قیدیون کو فورٹ ولیم مین بھیجدیا - انکی روبکاری ایک ہندوستانی

کورٹ مارشل مین ہوئی اپنر جرم ثابت ہوا اور انکو چودہ چودہ برس کی قید کا حکم ہوا۔ کمانڈر انچیف نے اس حکم کی نسبت لکھا کہ "قیدیون پر جو جرم ثابت ہوا ہے اسکی مناسب سزا پھانسی ہے کورٹ مارشل مین حکماً سب سے زیادہ سخت و درشت حکم سپاہی کے جرم پر جیسا ہوتا ہے اس سے زیادہ کسی اور پر نہین ہوتا لیکن چودہ برس کی قید بھی بے عزتی کے ساتھ مشقت کرنے کی موت سے زیادہ سخت ہے اسلیئے کمانڈر انچیف کورٹ مارشل کے حکم کو تبدیل نہین کرتا اسکو یقین ہے کہ کورٹ مین جو ہندوستانی افسر موجود تھے ان مین بہت سے میرے اس خیال سے متفق ہونگے اس لیئے مینے بے تامل جو سزا کورٹ نے مجرمون کو دی تھی منظور کر لی جو کم بختی سے قیدی اپنے سر پر آپ لائے ہین اسکے ساتھ کسی سچے سپاہی کو ہمدردی نہین ہوگی"

جنرل ہیرسی کا دوبارہ سپاہ سے مخاطب ہونا

بارک پور مین جن ہندوستانی افسرون کو کورٹ مارشل مین ممبر ہونے کی اطلاع دی گئی تھی جب بارک پور سے وہ ہندوستانی افسر چلے گئے جنکو کہ وہ دوسری رجمنٹ کے سپاہیون کے جرم کی تحقیقات کرنے کے لیئے کورٹ مارشل مین ممبر ہونے کی اطلاع دی گئی تھی تو اسکے بعد جرنیل ہیرسی نے سپاہ کے ایک عام پریڈ کی اور سپاہیون کی طرف وہ مخاطب ہوئے انہون نے جو کلکتہ مین واقعہ گذرا تھا اسکو بیان کیا اور ان سے کہا "خبیث بدباطن آدمیون کی باتون سے آگاہ ہو کہ وہ اس بات مین کوشش کرتے ہین کہ اچھے نیک سپاہیون کے منہ سے انکی روٹی چھین لین اور انکو اپنی زشت کرداری اور بدافعالی کا آلہ بنائین پھر اس ناراضی کی بابت جو کارتوس کے کاغذ کی چیک دار صورت کی نسبت تھی بیان کیا کہ یہہ چیک دار صورت کاغذ کی اس سبب سے ہے کہ اسپر اہار دیا گیا ہے" انہون نے ایک خط جو مہاراجہ گلاب سنگھ کا ان پاس آیا تھا کمخواب کے خریطہ مین سے نکالکر دکھایا اور سب ہندوستانی افسرون مین سے ہر ایک کے ہاتھ مین دیا اور انسے کہا کہ "اسے کھولکر دیکھو اور مجھ سے کہو کہ وہ کارتوس کے کاغذ سے زیادہ چیک دار ہے یا نہین جسپر انکو شبہ ہے وہ اپنے سپاہیون مین اسکو لے جائین اور انکو دکھائین" انہون نے یہہ کام کرکے ہندوستانی افسرن اور سپاہیون سے پوچھا کیا یہ خیال ہو سکتا ہے کہ ڈوگرا برہمن یا رجپوت جو گائے کی پوجا کرتے ہین وہ اس قسم کے کاغذ پر لکھین گے جس مین چکنائی اس قسم کی ہو جسکو تم کارتوس مین بناتے ہو۔ پھر انہون نے یہہ بیان کیا کہ چکنے کاغذ کس طرح سے جھوٹے لفنگون نے ۱۹ وین رجمنٹ سے کھلی بغاوت کرائی اور گورنمنٹ کو بہت خفا کیا اور

پلٹن کو حکم ہوا کہ وہ سفر کر کے بارک پور سے جائے اور غالباً انکی موقوفی کا حکم صادر ہوگا۔ اس صورت مین تمام سپاہ ڈویزن کی بارک پور مین اس لیئے جمع ہوگی کہ اُن کے موقوف ہونے کی سیر دیکھے اور یوروپین توپخانہ اور سوار ہونگے ۱۹ رجمنٹ ہندوستانی پیدل کی برطرفی کی رسم اس طرح ادا کیجائیگی جیسے کہ میرٹھ مین ۳۴ رجمنٹ کی موقوفی کے لیئے ہوئی تھی کہ اسکا نام سپاہ کی فہرست مین کاٹا جائیگا انہون نے یہہ اور اضافہ کیا کہ مین اسکی اطلاع تم کو پہلے سے اس لیئے دیتا ہون کہ تمہارے دشمن تم کو یقین دلاتے ہین کہ یوروپین تربپ مع سوارون اور توپخانون کے یہان بھیجے جائینگے۔ اور تم پر وہ دفعتہً حملہ کرینگے یہہ اور ایسی ہی باتین جھوٹ بناتے ہین اور انکو شہرت دیکر تم کو پیچ دیتے ہین بارک پور مین نہ یوروپین نہ کوئی اور سپاہ آئیگی جب تک مین اسکے آنے کا حکم نہ دونگا اور مین تم کو انکے آنے کی ٹھیک خبر دونگا۔ جنرل نے اپنے سپیچ کو اسپر ختم کیا کہ سپاہیون کو یقین دلایا کہ انکی حیات اور مذہبی تعصبات بالکل سلامت ہین اور اگر ان مین مداخلت کرنے کی کوشش کی جائیگی تو اسکی سخت سزا دی جائیگی۔ پھر وہ گھوڑے پر سوار ہوکر آہستہ آہستہ صفون مین گئے اور جن سپاہیون کے گلون مین تمغے پڑے ہوئے تھے انسے پوچھا کہ کن لڑائیون مین یہہ تم کو ملے تھے۔

بارک پور مین جنرل ہیرسی نے جس دن سپاہیون کے سامنے تقریر کی تھی اسکے دو روز بعد دخانی جہاز جس مین ۸۴ وین رجمنٹ سوار تھی کلکتہ مین آیا اور چنسرہ مین بارک پور سے آٹھ میل پر ---- گورے بھیجے گئے اور برہام پور کو فوراً احکام بھیجے گئے کہ بارک پور مین انیسوین رجمنٹ پیدل ہندوستانی روانہ ہو لیکن بارک پور مین اُسکے بھیجنے سے پہلے بغاوت ہند مین اول خون ہوگیا۔

۲۹۔ مارچ ۱۸۵۷ء کو دوپہر کو ترپین وین رجمنٹ گورہ کے پچاس سپاہی دریا کی راہ سے کلکتہ سے آئے اور دریا کی طرف اُترے ان گورون کی آمد سے ہندوستانی سپاہ کو ایسا خوف پیدا ہوا کہ ساری چھاونی گورون سے بھر جائیگی اور ایک جوان سپاہی منگل پانڈے کو بھنگ کے نشہ مین چربی دار کارتوسون کے سبب سے ایسا ست چڑھا کہ جب اُس نے سنا کہ گورے سپاہی آئے ہین تو وہ یہہ سمجھا کہ اب وہ ساعت آگئی کہ سپاہیون کی حیات غارت ہو وہ مسلح ہوکر اپنے مکان سے نکلا اور اپنے ہمراہیون کو پکارا کہ اگر تم کارتوس کاٹنا اور لامذہب بننا نہین چاہتے ہو تو میرے پیرو ہو وہ کوارٹر گارڈ (پہرہ کے مقام) پر کھڑا ہوا اور بگل بجانے والے سے کہا کہ سب کے جمع ہونے کا بگل

بجائے مگر اس بگل بجانے والے نے اسکا حکم نہ مانا منگل پانڈے نے اوپر تلے چہلانگین مارنی شروع کین اور جب یوروپین سرجنٹ میجر باہر گیا تو اسپر اپنے بندوق چلائے مگر گولی نے خطا کی اس وقت ہندوستانی افسر اور سپاہی جو چونتیسوین رجمنٹ کے جو کوارٹر گارڈ مین اپنی خدمت پر موجود تھے دیکھتے رہے اس باولے سپاہی کو جو گزند رسانی پر مستعد تھا گرفتار نہین کیا لیکن ایک ہندوستانی سپاہی ایڈجوٹنٹ کی کوٹھی پر دوڑا گیا اور اس واقعہ سے جو گزرا تھا مطلع کیا۔ لفٹنٹ گف نے بے ضرورت ایک لمحہ کا توقف نہین کیا تلوار لی پستولون کو بھرا اور گھوڑے پر سوار ہوکر سرپٹ گھوڑی کو دوڑاتا ہوا کوارٹر گارڈ کے پاس آیا اُس نے ابھی باگ روکی تھی کہ منگل پانڈے نے ایڈجوٹنٹ کے گولی ماری مگر گولی صاحب کے تو لگی نہین مگر اسکے گھوڑے کو اسنے زخمی کیا اور گھوڑا اور سوار دونو زمین پر گرے گف صاحب نے گھوڑی کی الجھن سے اپنے تئین نکالکر اپنا پستول قبورہ سے نکال منگل پانڈے کو مارا مگر اسنے خطا کی تو پھر وہ اپنی تلوار سونت کر پانڈے کے قریب گئے تو انکے ساتھ کئی آدمی تھی پھر دست بدست لڑائی ہوئی منگل پانڈے بڑا زبردست قوی سپاہی تھا اس نے اپنے حملہ آورون کو زخمی کیا غالبًا وہ اپنے دونو حملہ آورون کو مارڈالتا اگر ایک مسلمان گرانڈیر کمپنی کا شیخ پلٹو نامی انکی حمایت کو نہ آتا جسنے آنکر پانڈے کو پکڑ لیا اور اسکی ضربون کو نہ پڑنے دیا یہہ سب کچھ چونتیسوین رجمنٹ سے چند گز کے فاصلہ پر واقع ہوا جہان ۲۵ سپاہی اور ایک جمعدار اپنی خدمت پر موجود تھے بندوقون کے فیر ہونے کی آواز کے سبب سے اور سپاہی بھی وردی پہنے اور بن وردی کے جمع ہوگئے تھے لیکن سوا شیخ پلٹو کے کسی سپاہی نے اپنے افسر کی مدد نہین کی اور نہ مجرم کو گرفتار کیا بعض گارد کے سپاہیون نے زخمی افسرون کو بندوقون کے کندے مارے ایک سپاہی نے گولی چلائی جب شیخ پلٹو نے اُن کے پکڑنے کے لیئے آواز لگائی کہ باغی کو پکڑو تو اسکو گالیان دین اور کہا کہ اگر وہ منگل پانڈے کو نہین چھوڑیگا تو اسکو گولی ماردین گے لیکن وہ اس باولے پانڈے کو جب تک پکڑے رہا کہ گف اور سرجنٹ میجر بھاگ گئے اس مین شک نہین کہ شیخ پلٹو کی جانبازی خیرخواہی وبہادری سے ان دونو افسرون کی جان بچ گئی + جب ایڈجوٹنٹ لنگڑاتا ہوا جسکے زخمون سے خون جاری تھا اس جنگ سے واپس جاتا تھا تو وہ اپنی رجمنٹ کی لینون مین گذرا اور جو سپاہی وہان جمع تھے انپر لعنت ملامت کی کہ تم نے اپنے افسرون کو اپنی آنکھون کے سامنے زخمی ہونے دیا اور انکی کچھ مدد نہ کی سپاہیون نے کچھ

جواب نہین دیا اور منہ بناتے ہوئے وہ چلے گئے اس اثنا رمین ایک سپاہی جنرل ہیرسی کی کوٹھی پر
دوڑا آگیا اور اسکو اطلاع دی کہ برگیڈ کے تمام سپاہی پریڈون پر گشت کر رہے ہین جنرل نے حکم
دیا کہ بہت جلد اسکے گھوڑے پر زین لگایا جائے اور اپنے تپنچون کو بھر کر قبورون مین ڈالا اور پھر اسکے بعد
وہ اپنے ڈسک پر گیا اور یہہ دو چھوٹی چھوٹی چٹھیان لکھین ایک کرنیل ریڈ کو جو ملک کی ۴۴ وین رجمنٹ کا
کمانڈر چنسرہ مین تھا اور دوسری کرنیل ایم سنک کو جو دم دم مین تھا جنکا مضمون یہہ تھا کہ ان
چٹھیون کے دیکھتے ہی فوراً سپاہ کو لیکر بارک پور مین آجاؤ اسواسطے کہ یہہ میرا ارادہ ہے کہ اگر
برگیڈ برگشتہ ہوکر باغی ہو تو مین گورنر جنرل کی کوٹھی مین (یہہ کوٹھی بارک پور مین تھی) پچاس یورپین
سپاہیون کو جو سٹاف گھاٹ مین ہین اور افسران سپاہ کو اور اُن سپاہیون کو جو گورنمنٹ کے
سچے خیرخواہ ثابت ہونگے ساتھ لیکر مقیم ہونگا تم وہان مجھہ سے آنکر ملو اور اس مقام کی جب تک
حفاظت کرو کہ اور سپاہ تمہارے بدلے آوے یا تمہاری کمک آوے پھر جنرل اپنے گھوڑے پر
سوار ہوا اور اپنے دو بیٹون کو ساتھ لیا ۴۳ وین رجمنٹ کے پریڈ کے میدان مین گیا اور حقیقت
حال پوچھا ان افسرون نے جو اسکے گرد تھے انکو بتایا کہ یہہ واقعہ پیش آیا جنرل نے دیکھا کہ کوارٹر گارڈ
سے اسی یا نوے قدم کے فاصلہ پر منگل پانڈے آگے پیچھے گام زنی کر رہا ہے اور زور زور سے
اپنے ہمراہیون کو بلا رہا ہے کہ وہ اسکے ساتھ مذہب اور حیات کے بچانے مین جان دینے کے لیے
شریک ہو جائین - جنرل مع اپنے دو بیٹون اور میجر روس اسسٹنٹ ایڈجوٹنٹ کے
کوارٹر گارڈ کی طرف گیا اس نے سنا کہ ایک افسر پکار رہا ہے کہ اسکی بندوق بھری ہوئی ہے جنرل نے
جواب دیا اسکی بندوق جہنم مین جائے - جب جنرل گارڈ کے پاس پہنچے تو انہون نے حکم دیا کہ وہ میرے
آگے پیچھے چلین تو ایک افسر نے کہا کہ اسکی بندوق بھری ہوئی ہے وہ تم پر گولی چلائے گا جنرل نے
اپنے تپنچون کو کچھہ اسکی طرف پھیر کر اور ہلا کر دکھلایا اور دوبارہ حکم دیا جمعدار نے جنرل کو ترچھی نگاہ سے
دیکھ کر کہا کہ گارڈ کے سپاہی ٹوپیان چڑھا رہے ہین تو جنرل نے پھر انکو زور کی آواز سے حاکمانہ
کہا کہ جلدی کرو اور میرے پیچھے چلو اور وہ باغی کی طرف گھوڑے پر سوار گیا گارڈ اسکے پیچھے گیا
اور جنرل کا ایڈی کیمپ گھوڑے پر سوار جمعدار کے قریب تپنچون سے مسلح اور دوسرا بیٹا قریب
ہندوستانی افسر کے اسی طرح مسلح اور میجر روس جنرل کے عقب مین تھے جب یہہ باغی کے پاس

پہنچے تو انہون نے تیزروی اختیار کی جنرل کے بیٹے کپتان جان ہیرسی نے کہا کہ ابا جان باغی آپ کو نشانہ بنا رہا ہے تو جنرل نے کہا کہ اگر مین مارا جاؤن تو جان تم جا کر اسکی جان لینا فوراً ہی باغی نے گولی چلائی اور اسکی سنسناہٹ کی آواز گارڈ نے سنی ایک آدمی گرا مگر یہ آدمی جرنیل نہین تھا وہ باولا باغی خود ہی تھا آخر وقت مین اُس نے اپنی بندوق کے منہ کو اپنے سینہ کی طرف کر کے پاؤن سے دبا کر اسکو چلایا جب اس پاس وہ گئے تو وہ خون مین لتھڑ پتھڑ تھا اور اسکے کپڑے جل رہے تھے دھوان ان مین اٹھ رہا تھا۔ آگ جلدی سے بجھائی گئی ایک ڈاکٹر موجود تھا اُس نے زخم کو دیکھ کر کہا کہ اگرچہ اسکا زخم سخت ہی مگر گھبرا نہین ہے وہ اسپتال مین بھیجا گیا۔ جنرل ہیرسی ۳۴ وین رجمنٹ پیدل مین گئے اور انسے کہا کہ جب تک مین تمہارا افسر ہون کسی شخص کا یہ مقدور نہین ہے کہ تمہارے مذہب اور جان مین مداخلت کر سکے پھر وہ ۳۴ وین رجمنٹ پیدل مین گئے اور انکو دھتکار بتائی مگر وہ کچھ بولے نہین اور چپ چاپ رہے سب سپاہیون نے یہہ کہا کہ منگل پاگل ہے وہ بھنگ کے نشہ مین مست تھا جنرل نے جواب دیا کہ کیا تم اسکو پکڑ نہین سکتے تھے اگر وہ تمہارا مقابلہ کرتا تو کیا اسکو گولی نہین مار سکتے تھے یا اسکو لنگڑا نہین کر سکتے تھے اگر دیوانہ ہاتھی یا دیوانہ کتا ہوتا تو کیا اسکا یہ حال نہین کرتے ایک مہلک دیوانے آدمی اور دیوانے ہاتھی یا باولے کتے مین کیا فرق ہے؟ تو انہون نے کہا کہ اسکے پاس بندوق بھری ہوئی تھی تو جنرل نے جواب دیا کہ کیا تم بھری ہوئی بندوق سے ڈرتے ہو؟ وہ سب چپ تھے جنرل نے حکم دیا کہ وہ اپنی لینون کو چپ چاپ چلے جائین انہون نے حکم کی تعمیل کی اسطرح ایام بغاوت کا روز اول ختم ہوا اور ایک پرانے سپاہی نے گھوڑے پر سوار ہو کر ایک باولے باغی کو گرفتار کیا یہہ ایک بہادرانہ مہم تھی۔

منگل پانڈے کی بغاوت کے دو دن بعد ۱۹ ہندوستانی پیدل رجمنٹ بارک پور مین آئی۔ جنرل ہیرسی چھاونی سے ایک میل کے فاصلہ پر اس پلٹن سے ملا اور اسکے ساتھ سوار پریڈ پر گیا۔ وہان ۳۴ وین رجمنٹ پیدل اور ۵۳ وین رجمنٹ کا ایک بازو اور دو یورپین توپخانے اور گورنر جنرل کا بوڈی گارڈ اور ہندوستانی برگیڈ یہہ سب موجود تھے۔ جنرل نے چند الفاظ ۱۹ رجمنٹ کی مخاطبت مین کہے اور پھر حکم دیا کہ رجمنٹ کی برطرفی کا حکم پڑھا جائے اس حکم مین برہام پور کے بلوہ کی جزوی باتون کا بیان تھا اور پھر یہہ بیان کیا گیا کہ گورنمنٹ کا یہہ حکم اطلاق ہے کہ ہر درجہ کے سپاہی کو خواہ کسی قوم کا ہو

۱۹ رجمنٹ ہندوستانی پیدل کا برخاست ہونا

سب وقتون اور حالتون مین بے تامل اطاعت کرنی چاہیئے سپاہیون نے اس اطاعت کے کرنے کی قسم کھائی ہے کہ گورنر جنرل کبھی اسکی صحیح تعمیل کو فروگذاشت نہین کریگا کوئی مستغیث جو ہتھیارون کو ہاتھ مین لیکر شکایت کریگا اسکی شنوائی نہین کریگا۔ پھر جنرل نے یہہ بتایا کہ اگر سپاہی باطل و لغو باتون پر جو چھوٹے بدباطن آدمیون نے انکی فریب دہی کے لیئے بنائین تھین سفیہانہ کان نہ لگاتے تو انکے مذہبی اوہام استوار رہتے اور وہ خود جیسے کہ اب تک جان باز و وفادار تھے ایسے ہی رہتے اور سرکار انپر اعتماد کرتی اور آیندہ سالون مین وہ اپنی طویل اور معزز خدمات کا صلہ پاتے لیکن گورنر جنرل مع کونسل اب آیندہ اس رجمنٹ کا اعتماد نہین کرسکتا جسنے اپنے تئین بدنام کیا اور اس پاس و لحاظ و دلداری و شفقت کو کھویا جو گورنمنٹ اسکی کرتی تھی گورنر جنرل مع کونسل حکم صادر کرتے ہین کہ ۱۹ وین ہندوستانی پیدل رجمنٹ برطرف کی جائے۔

جب یہ حکم پڑھا جاچکا تو حکم ہوا کہ پلٹن ہتھیار رکھ دے جب اس حکم کی تعمیل ہوچکی تو انکو حکم ہوا کہ اپنی پیٹیون کو اتار کر اپنی سنگینین آویزان کریں اس حکم کی بھی فوراً تعمیل ہوئی تو پھر اپنے علم لیکر بندوقون کے انبار پر لگا دیئے پھر انکو ان ہتھیارون سے کچھ دور لے جاکر تنخواہ جو انکی واجب الادا تھی تقسیم کردی گئی پھر جنرل نے سپاہیون سے کہا کہ اگرچہ گورنر جنرل نے اسکو مختصر سزا دی کہ خدمت سے جدا کردیا لیکن وہ انکو بے عزت کرنا نہین چاہتے کہ انکی وردیان چھین لیتے اور یہہ بھی انکو اطلاع دی کہ برہام پور سے سفر مین جو تم نے اپنا نیک چلن رکھا اور اپنے کیئے سے پشیمان ہوئے تو ان کو گھر جانے تک کا خرچ راہ دیا جائے گا۔ جنرل نے لکھا کہ یہہ جو فضل و کرم کا کام ان کے ساتھ کیا گیا تو ان کے دلون پر بڑا اثر ہوا اور انہون نے اپنی قسمت پر افسوس کیا اور رجمنٹ سے سپاہیون نے کہا کہ ہم ۳۴ وین پیدل رجمنٹ نے ہم کو گمراہ کیا جنسے کہ انکو کینہ ہوا پھر جنرل بریگیڈ کی طرف مخاطب ہوا اور گورنمنٹ کے رحم اور انصاف کے بتلانے کے بعد سپاہیون کو یقین دلایا کہ کہین سے انکی جان اور مذہبی تعصبات کے مضرت پہنچانے مین کسی طرح کی کوشش نہین کی گئی کہ ۱۹ وین ہندوستانی پیدل رجمنٹ جس مین چارسو سے زیادہ برہمن اور ڈیڑھ سو رجپوت ہین وہ اپنے اپنے گھر بھیجے جاتے ہین اور انکی تنخواہ کی کوڑی کوڑی دے دی گئی ہے اور سفر خرچ گھر جانے کا دیا گیا ہے اور انکو آزادی دی گئی ہے کہ وہ جس ہندوستان مین چاہین جائین اور اپنے وہان مین جنہین وہ پیدا ہوئے تھے

ان سندرون مین پوچھا کرین جنہین انکے باپ دادا انسے پہلے پوچھا کیا کرتے تہے ثابت ہوتا ہے کہ جو باہر
بد افواہین اڑی تہین وہ محض جہوٹی تہین سپاہیون نے ان باتون کو بہت توجہ سے سنا اور
چپ چاپ اپنی لینون مین چلے گئے سپاہیون کو تنخواہ مل چکی تو وہ پورہ مین پہرہ مین بارک پور سے
باہر نکال دیئے گئے جب سپاہی پریڈ سے چلے ہین تو انہون نے جنرل کو خیر دی اور دعا دی کہ اسکی
عمر دراز ہو اور جنرل سے وعدہ کیا کہ وہ اپنے گہرون کو راہ مین نیک چلنی کے ساتھ جائینگے۔
جنرل ہیرسی نے جو اسوقت سپاہ کی تالیف قلوب کی اور اپنی عنایت و شفقت کو اسپر ظاہر کیا تو لارڈ
کیننگ نے لکہا "کہ کمنڈر پر جو بڑا امتحانی فرض ہوتا ہے اسکو کامل کامیابی کے ساتھ اسنے ادا کیا"

باب سوم

بغاوتون کا ہونا۔

بارک پور اپریل ۱۸۵۷ء

گورنر جنرل نے اپنے ایڈیس ڈی کیمپ کپتان بیرنگ کو انیسوین رجمنٹ کی برطرفی کی کیفیت
حال دیکہنے کے لیئے بارک پور بہیجا تہا کہ وہ اسکی فوراً اطلاع دے جب انکے پاس یہ مژدہ آیا کہ سب
کام بخیر و عافیت تمام انجام ہوا تو انہون نے اس نوید کو تار پر کمانڈر انچیف پاس بہیجا اور دار السلطنت
مین ان لوگون کو جو اس خوف مین بیٹہے تہے کہ ساری ہندوستانی سپاہ باغی ہوگی تشفی و تسلی دی
اب ۱۹ وین رجمنٹ برطرف ہوئی اسلیئے اب ۳۴ وین رجمنٹ کی سزا کی طرف متوجہ ہونے کی فرصت
ملی وہ بہ نسبت انیسوین رجمنٹ کے زیادہ مجرم تہی لیکن اب تک اسکو سزا نہین ملی تہی ہتہیار اسکے
ہاتہون مین تہے اسلیئے بارک پور مین ایک انگریز ایسا نہین تہا جو اپنے تئین ایمن جانتا ہو۔ رات کو
جب افسر اپنی رجمنٹون کی اسکوٹ سے واپس جاتے تو انکو یہہ ڈر لگتا تہا کہ ہماری ہی رجمنٹ کے
سپاہی ہم کو نہ مار ڈالین اور انگریزی لیڈیون نے تو خوف کے مارے رات کو آپس مین ملنا جلنا
چہوڑ دیا تہا۔ ۳۴ رجمنٹ کی سزا کے ملنے مین التوا ہونے مین بہی خرابی تہی اور جلد سزا دینے مین
بہی برائی تہی۔ اسکو ناواجب سخت سزا دینے مین یہہ اندیشہ تہا کہ بغاوت کے لیئے اشتعال زیادہ
ہوگا اسلیئے گورنر جنرل نے اسکے باب مین بڑی چہان بین اور موشگافیان کین اس مین سارا

مہینہ اپریل کا گذر گیا مگر پلٹن کی نسبت کچھ حکم نہین صادر ہوا - ۳۴ وین رجمنٹ اپنے افسرون کی خدمت
مین ایسی بے ادب تھی کہ افسرون نے کہدیا تھا کہ اگر یہہ رجمنٹ کسی خدمت پر معین کی جائے گی تو
ہم اسکے ساتھ نہین جاوینگے آخر کو یہہ راے لکھی گئی کہ ہندوستانی رجمنٹ مین سکھ اور مسلمان تو
سرکار کے اعتبار کے قابل سپاہی ہین مگر ہندو اکثر قابل اعتبار نہین اس لیئے گورنمنٹ نے ارادہ کیا کہ
رجمنٹ برطرف کی جائے مگر اس مین سے وہ افسر اور سپاہی مستثنے گنے جائین جو بارک پور مین ۲۹ مارچ
بلوہ کے وقت موجود نہ تھے یا بالفعل کے واقعات مین انہون نے گورنمنٹ اور اپنے افسرون کے ساتھ
اپنی خیر خواہی اور وفاداری کی صحیح وجوہ بیان کین ہین - چونتیسوین رجمنٹ کی تین کمپنیان چاٹگاؤن کو
بھیجی گئین تھین انکی نسبت کوئی نافرمانی کا گمان نہین کیا گیا تھا انہون نے بارک پور کا واقعہ سنکر
گورنر جنرل کو ایک عرضداشت بھیجی تھی کہ ہم کو منگل پانڈے کی ذلیل اور باجیانہ حرکتون کے سننے سے
نہایت افسوس و رنج ہوا ہم خوب اچھی طرح جانتے ہین کہ ہمارے مذہب مین گورنمنٹ کبھی مداخلت نہین
کریگی ہم ہمیشہ سرکار کے وفادار اور خیر خواہ رہین گے" ہم نے جو گورنمنٹ کے ساتھ اپنے خیر خواہانہ
فرائض ادا کیئے تھے اسکو انہون نے داغ لگا دیا ہم خوب اچھی طرح جانتے ہین کہ گورنمنٹ ہم کو ایسا ہی اپنا
خیر خواہ اور وفادار سمجھیگی جیسے کہ وہ پہلے سے سمجھتی رہی ہے"۔

ابھی اس رجمنٹ کے باب مین حکم آخر صادر نہین ہوا تھا کہ یہہ معلوم ہوا کہ جس رجمنٹ مین نئے کارتوس
بھیجے گئے تھے وہ سرکشی پر آمادہ ہے - انبالہ مین نئی بندوق کی تعلیم کا ڈپو تھا جس مین مختلف رجمنٹون کے
منتخب سپاہی مختلف چھاونیون سے نئی رفل کے چھوڑنے کی تعلیم کے لیئے آئے تھے ان کے مدلمون نے
کارتوس کے شبہات کو ان کے دلون سے دور کر دیا تھا وہ پریڈ پر بغیر کسی بدگمانی کے قواعد سیکھتے
تھے ہنوز انکی تعلیم کی نوبت یہانتک نہیں آئی تھی کہ انکو نئے کارتوس دیئے جاتے اور اب تک یہہ
نئے کارتوس ان کے لیئے میرٹھ سے آئے بھی نہ تھے - چھتیسوین ۳۶ رجمنٹ کمانڈر انچیف کے ساتھ
تھی اسکا ایک دستہ رائفل ڈپو مین آیا تھا - مارچ کے تیسرے ہفتہ کے آخر مین اس دستہ مین سے
دو نن کمشنڈ افسر اپنی رجمنٹ مین آئے کہ انکو صوبہ دار نے علی الاعلان کہا کہ وہ کرسٹان ہوگئے ہین -
جب وہ ڈپو کو واپس گیئے تو ان مین سے ایک افسر بچون کی طرح روتا ہوا اپنے معلم لفٹنٹ مارٹی نو پاس
گیا اور کہا کہ مین جات باہر ہو گیا اور میری رجمنٹ کے سپاہیون نے میرے ساتھ کھانے سے انکار کر دیا -

مارٹی نیو صاحب بڑے صاحب فراست افسر تھے وہ سمجھ گئے کہ یہ امر بڑا دہشت ناک ہے وہ ڈپو کے سپاہیون مین زیادہ تحقیقات کے درپے ہوئے اس تحقیقات کے بعد کوئی شبہ انکے دل مین نہین رہا کہ ہر رجمنٹ کے دستہ کے دل مین اس خوف کا بڑا اثر ہے کہ مبادا نئے چکنے کارتوس استعمال کرنے پڑین یا انکے استعمال کرنے کے شبہ مین اپنی رجمنٹ مین وہ جات باہر ہو جائین اور جب اپنے دہات کو واپس جائین تو انکی برادری انکے ساتھ کھانے پینے مین پرہیز کرے - یہ وہم محض ہی نہ تھا انہون نے مراسلت مفصل کی رجمنٹون سے کی انہون نے اپنے دور کے ہمراہیون کو خطوط لکھے مگر ان کے جوابات کچھ نہ آئے اب انہون نے استدلال کے ساتھ سوال پیش کیا کہ جب ایک صوبہ دار نے جو کمانڈر انچیف کے کیمپ مین انکی ذات خاص کی خدمت مین تھا جات سے باہر ہونے کا طعنہ دیا تو پھر جب ہم اپنی رجمنٹون مین جائین گے تو وہ ہمین کس طرح سے اپنے ساتھ جات مین ملائین گے ؟ جب ہم کو ہمارے ہمراہی جات سے باہر کردین گے تو گورنمنٹ ہم کو کوئی انعام ایسا نہین دے سکتی کہ جات جانے کے نقصان کی برابر ہو - ١٩ مارچ کو صوبہ دار نے طعنہ دیا تھا - ٢٠ کو کمانڈر انچیف جنرل اینسن کو لفٹنٹ مورٹی نیو نے رائفل ڈپو کی رپورٹ بھیجی - ٢٣ کی صبح کو کمانڈر انچیف نے رائفل ڈپو کی سپاہ کے دستون کو ایک خالی مربع کی صورت مین کھڑا کیا اور ہندوستانی افسرون کو اپنے سامنے بلایا اور انکی مخاطبت مین اپنا ایڈریس دیا اگرچہ وہ سپاہیون کی زبان سے ناآشنا تھے مگر مارٹی نیو صاحب نے انکے اسپیچ کے ہر فقرہ کا ترجمہ ہندوستانی زبان مین کرکے سمجھا دیا ٭

کمانڈر انچیف کی اس موقع پر یہ خواہش ہے کہ ڈپو مین جو نئی رفل کی تعلیم کے لئے سپاہیون کے دستے جمع ہوئے ہین انکے افسرون کی مخاطبت مین چند الفاظ کہین - ہندوستانی افسر جس خدمت کے لئے عقل کی پختگی کی سبب انتخاب کئے گئے ہین جو انکو اپنی خدمات متعلقہ مین حاصل ہین کمانڈر انچیف کو یقین ہے کہ وہ اپنی بزرگی عقل کو اور جو انکو اپنے منصب کے سبب حاصل ہے اپنے ماتحت سپاہیون کی بھلائی و بہتری مین کام مین لائین گے جس گورنمنٹ کی خدمات کا انہون نے عہد و پیمان کیا ہے اس کے قبول اور احکام کے باب مین ایسا گمان کیا گیا سپاہیون کے دلون مین سماگئی ہین انکا غلط ہونا نہایت منضبط طور سے ثابت ہو سکتا ہے - جب ایک ہی ہندوستانی سپاہ کو دی گئی تو اسکے بھرنے کا انتظام کرنا اور اچھی قسم کے کارتوسون کا استعمال کرنا بھی ضروری معلوم ہوا کمانڈر انچیف کو معلوم ہوا ہے کارتوسون مین جو کاغذ استعمال ہوتا ہے اور

[illegible]

کمانڈر انچیف کا ایڈریس

جن مصالح سے وہ اس نمونہ پر بنائے جاتے ہین جو انگلنڈ سے آیا ہے اسکے استعمال پر مختلف مذہب اورجات کے سپاہی اعتراض کرتے ہین اور انکے اغوا مین بڑی کوشش کی گئی ہے کہ وہ اس بات کو یقین کرین کہ گورنمنٹ کا ظاہر مقصد یہہ ہے کہ انکے مذہب کو درہم برہم کردے اور جات کو جسکی وہ بڑی قدر کرتے ہین مٹا دے ٭ اگر ہر ایک سپاہی ایک لحظہ بھی سوچے گا تو اسکو یقین ہوجائیگا کہ یہہ کیسا بے اصل اور محال امر ہے جسکے اشتباہ پر ہیچ کی پرچھائین بھی نہین پڑی اس طرح سے گورنمنٹ کا کوئی فائدہ ہوسکتا ہے ٭ کوئی شخص یہہ بیان کرسکتا ہے کہ گورنمنٹ کا مقصود اس سے کیا حاصل ہوتا ہے ٭ کمانڈر انچیف یقینی جانتا ہے کہ اس بات کو سب مانتے ہین کہ یہہ شک بھی نہین ہوسکتا کہ کبھی گورنمنٹ نے یہہ چاہا ہو کہ ہندوستانیون کے مذہبی امور مین دست اندازی کرے اور بے ضرورت انکی رسم و رواج مین مداخلت کرے جو انکی مختلف جاتون سے متعلق ہین۔

کمانڈر انچیف کو اس بات کے سننے سے افسوس ہوا ہے کہ سپاہ بین انکے افسر جب ان کی دلجمعی کرنی چاہتے ہین کہ انسے وہ کارتوس نہین استعمال کرائے جائینگے جو ایسے مصالحہ سے بنائے گئے ہون جنپر وہ معقول اعتراض کرتے ہین تو سپاہیون نے انکے کہنے پر یقین نہین کیا جسکی بہتسی مثالین ہین اور انہون نے وہ فعل اختیار کیا کہ جس سے وہ سارا اعتبار جو سپاہی پر ہونا چاہیئے غارت ہوتا ہے سپاہی کا اول فرض یہ ہے کہ وہ گورنمنٹ کی جسکی وہ ملازمت کرتی ہے اور اپنے سے برتر افسرون کی اطاعت و فرمان برداری کرے گورنمنٹ جانتی ہے کہ ایسی نافرمانی اور سرکشی مین کیا کرنا چاہیئے اور کمانڈر انچیف اس بات کے کہنے مین کچھہ تامل نہین کرتا کہ انکو سخت سزا ملنی چاہیئے لیکن کمانڈر انچیف کا مقصد یہہ نہین ہے کہ وہ دھمکیان دے وہ امید کرتا ہے کہ ان سپاہیون کو جنکی چھاتیان بہادرانہ کامون اور حسن خدمات کے تمغون سے آراستہ ہورہی ہین یہہ بتلانا بے ضرورت ہے کہ انکا فرض کیا ہے مین مثل تمہاری سپاہی ہون بس اپنے سپاہی ہونے کی عزت کی قسم کھا کے تم کو یہہ یقین دلانا چاہتا ہون کہ اس ملک عظیم کی گورنمنٹ کی ایسی کبھی یہہ نہین ہوگی کہ وہ اپنے ملازم سپاہیون کے یا ہندوستان کے مذہب مین دست اندازی کرے یا انکی رسم و رواج مین مداخلت کرے ہندوستان کے افسر جو بالفعل موجود ہین وہ اپنے اپنے رجمنٹون کو بتلادین اور خود کوشش کرین کہ ان سپاہیون کے دلون سے وہ خوف کم ہوجائے جنکو بدکار مفسدہ پرداز مشریرون نے اغوا کردیا ہے کہ وہ اپنے فرض کو نہ ادا کرین۔ کمانڈر انچیف کو اطمینان ہے

کہ وہ اس ہتھیار کو رد کرینگے جو ان سب پر واقع ہوئی ہے جو اپنے علمون سے بے ایمانی کرتے
ہین جیسے نیچے انہون نے گورمنٹ کے ساتھ دوست اور وفادار رہنے کی قسم کھائی ہے اور وہ
اپنے تئین ثابت کرینگے کہ وہی اعلے درجہ کے خصائل اب تک رکھتے ہین جو انہون نے سپاہ مین پہلے
رکھے ہین۔ کمانڈر انچیف کی ایڈریس کو ہندوستانی افسرون نے جو روبرو تھی بڑی توجہ دلی
سے مودبانہ سنا جب پرٹیڈ ختم ہوئی تو انہون نے مارٹی نیو صاحب سے اپنے تئین سردارون کی
معرفت کہلوایا کہ ہم کو کمانڈر انچیف کے ایڈریس دینے سے بڑی عزت حاصل ہوئی لیکن ہم یہہ
التماس کرتے ہین کہ اگرچہ ہم گورنمنٹ پر ان برے ارادون کا الزام نہین لگاتے جنکا ذکر ایڈریس
مین ہوا ہے مگر یہہ سچ ہے کہ جو بات مشہور ہو رہی ہے اسکا یقین کرنے والا ایک آدمی ہے اور
یقین کرنے والے دس ہزار ہین اسکا علے العموم یقین رجمنٹون ہی مین نہین ہے بلکہ دہات مین بھی ہر جگہہ ہے
اگر دستون کے سپاہیون مین سے ہر سپاہی تیار ہے کہ جب اسکو کارتوسون کے استعمال کا حکم ہو وہ
اسکی تعمیل کرے لیکن ہم یہہ عرض کرتے ہین کہ کمانڈر انچیف مربیانہ شفقت سے اس بات پر خیال فرماوین
کہ ہماری معاشرت کے لیئے اس سپاہیانہ اطاعت کے نتائج کیا ہونگے ہمیشہ کے لیئے ہم جات سے
خارج ہونگے ہمارے ہمراہی ہم سے اجتناب کرینگے ہم اپنے کنبون سے جدا ہو جائینگے
اس لیئے سرکار کی اطاعت کرنے سے قبل از مرگ بڑی سخت سزا ملیگی۔ مارٹی نیو صاحب نے سپاہیون کی عرض
کی اطلاع حسب ضابطہ کمانڈر انچیف کو کی انکے دل پر بڑا ایک بار گران آنکر پڑا تو انہون نے اسی دن
گورنر جنرل کو لکھا کہ مجھے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بڑی مشکل پیش آئی ہے مین اس ارادہ مین ہون کہ گرمی
کے موسم کے آجانے کے سبب سے سپاہیون کے دستون کو انکی رجمنٹون مین واپس بھیجدون لیکن
اس امر کو لوگ ہماری نامردی جانینگے اسلیئے مین نے ہدایت کی ہے کہ ڈرل کی ہدایتون پر جب تک عمل نہ ہو
کہ میرٹھ مین جو کا عذر پر شبہات ہو رہے ہین انکی رپورٹ نہ آئے

لارڈ کیننگ نے کمانڈر انچیف کو اسکا یہہ تار بھیجا کہ سپاہ کے دستون کی ڈرل مین چاندماری کا
التوا کرنا ایک غلطی ہے اسکے یہہ معنی ہین کہ ہم نے سپاہیون کے نامعقول خوفون کو مان لیا جس سے
یہہ ظاہر ہوگا کہ ہم نے قبول کر لیا کہ سپاہیون کا عذر معقول تھا اور اسی مضمون کو چٹھی مین مفصل لکھا کہ مین
آپکی تحریر سے یہہ نتیجہ نکالتا ہون کہ ہنوز آپ نے ڈپو کے توڑنے اور چاندماری کے التوا کرنے کے

باب مین کوئی قطعی فیصلہ نہین کیا مین یقینی اسکا مخالف ہون یہہ معلوم ہوتا ہے کہ کارتوسون کے
استعمال پر سپاہی خود معترض نہین ہین بلکہ انکو یہہ خوف ہے کہ جب انکے ہمراہی اپنے ملین گے تو انکی
طعن و تشنیع اس بات پر مبنی نہین ہوگی کہ ناپاک چکنائی کو انہون نے ہاتھ لگایا اسواسطے کہ بہت
ہفتے گذر چکے ہین کہ آخر احکام صادر ہو چکے ہین کہ کل سپاہ کے لیے جو کارتوس بنائے جائین
انمین ناپاک چکنائی کام مین نہ لائی جائے اب کاغذ کے باب مین سپاہ کو اشتباہ ہے اگرچہ
پہلے سے یہہ احتیاط نہین کی گئی کہ چکنائی مین وہ چیزین خارج رہے جو سپاہیون مین مذہباً
ممنوع ہے ——— اس لیئے چکنائی کی بابت اشتباہ ہونے مین کسی قدر ہماری
غلطی تھی لیکن کاغذ کے باب مین ہم بالکل صواب وحق پر ہین کاغذ کے ایسے اجزا معقوم نہین
ہین کہ وہ سپاہ کی حیات کے حق مین مضر ہون سپاہی یہ بات نہین کہہ سکتے کہ کاغذ مین کوئی
چیز ایسی ہے کہ ہماری حیات کے لیئے مضر ہے اسکے برخلاف یہہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ کاغذ
مین کوئی چیز ایسی نہین کہ وہ حیات کے لیئے مضر ہو پس اگر ہم اس بات کو مان لین تو مین نہین
جانتا کہ ہم کو کہان سے رہنے کے لیئے کونسی جگہہ ملیگی (بچھڑ جائینگے) یہ ہوسکتا ہے جیسے کہ آپ امید کرتے ہین
کہ انبالہ مین سپاہ کے دستے ایسے نیک چلن ہین کہ وہ یہہ نہین خیال کرین گے کہ انکی درخواست کا
منظور ہونا گورنمنٹ کا ہارنا یا ہار جیتنا ہے لیکن مجھے اس مین خدشہ ہے کہ یہہ حال انکی ہمراہیون کا
نہین ہو - جب یہہ سپاہ کے دستے اپنے صدر مقامون مین واپس جائین گے تو وہ اس بات کو بیان
کرین گے جو گورنمنٹ نے منظور کرلی ہے تو ناگزیر یہہ معقول شبہہ ہوگا کہ گورنمنٹ اپنے استحقاق
کی حالت مین مشتبہ ہے کسی اور طرح سے اس بات کا سمجھنا نہین ہوسکتا اسکے بعد ہماری مشکلات اور
زیادہ ہو جائینگین اسواسطے سپاہیون کو کارتوس استعمال کرنے دو اس مین کوئی سختی انکی اپنی کوشش کی
نہین ہے اسلیئے کہ انہون نے اپنا اطمینان حاصل کرلیا ہے کہ کاغذ مین کوئی قباحت نہین ہے یہہ
میری رائے ہے کہ وہ بہت سی رجمنٹون کو عقل کی راہ راست پر لے آنے پر زیادہ تر موثر بنسبت
چاندماری کے التوا کے ہوگی خواہ انکے اعتراض سچے دل سے ہون یا نہ ہون اسکے سوا مین نہین خیال کرتا کہ
ہمارے لیئے کوئی اور مناسب و بہتر طریقہ ہے جو انیسوین رجمنٹ کے باب مین اختیار کیا گیا ہے جسنے
اپنے جرم کو ہتھیارون کو لیکر عوج پر پہنچایا یعنے کارتوسون کے لینے سے انکار کرنے سے اپنے جرم کا آغاز کیا

مجھے یہ بھی پسند نہین کہ ان کامون مین جنکے اندر سپاہیون کا کام صرف اطاعت کرنے کے اور نہین ہے رجمنٹون کے سپاہیون کے مشورات اور رجوعات پر التفات کی جائے مجھے یہ خوف ہے کہ کارتوسون کے معاملہ کے ملتوی کرنے مین یہہ معلوم ہوگا کہ سپاہیون کی معروضات منظور کی گیئن پس یہہ فیصلہ کیا گیا کہ نامردی کے ساتھہ روز بد کا التوانہ کیا جائے اور مسکٹری اسکولون مین سپاہ کے دستون کو حکم دیا جائے کہ وہ موافق قواعد جدید اپنی تعلیم کی مدت معینہ تک عمل کرین یہہ چھٹی پہاڑون کے نیچے جارہی تھی کہ جنرل این سن جنکی صحت خراب ہو رہی تھی شملہ پر چلے گئے اور گورنر جنرل کو بھی شملہ پر بلایا کہ یہہ مقام ضعیفون کے لیے بہشت ہے لیکن یہہ وقت وہ نہین تھا کہ شملہ پر عیش و آرام کیا جائے کلکتہ اور شملہ کے درمیان ایک ہزار میل مین سول اور ملیٹری افسر اسیمہ ہو رہے تھے - چارون طرف سے خبرین آرہی تھین کہ سپاہ کے تیور بدلے ہوئے ہین وسط اپریل مین جیسی بارک پور مین آتش زنیان ہوئی تھین ایسی ہی اور چھاونیون مین بھی آگ لگائی جاتی تھی خاص کر انبالہ مین وسط اپریل مین بہت جگہہ آگ لگی مسکٹری اسکولون مین جو سپاہ کے دستے تھے وہ چاندماری کا کام بالاستقلال کرتے تھے وہ موم اور گھی کو ملا کر کارتوسون کو چکنا کرتے تھے اور انکو یقین تھا کہ ہمارے ساتھہ کوئی بدسلوکی نہین کی جاتی لیکن وہ اپنے ہمراہیون کے طعن و تشنیع سے نہین بچ سکتے تھے - راتون کو جو آتش زنیان ہوتی ہین انسے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستانی سپاہی بڑے برافروختہ خاطر ہو رہے ہین - یورپین بارکون مین اور کمسریٹ کے گوداموں مین و اسپتالون مین اور لینیون کے چھپرون مین راتون کو مخفی آگین لگائی جاتی تھین - ہیڈ کوارٹر مین یہہ یقین کیا جاتا تھا کہ مکانون کی چھتین خشک پھوس کی ہین اس لیئے ان مین آسانی سے آگ لگ جاتی ہے اور یہہ آگ لگانا کچھہ چھاونی کی رجمنٹون کے سپاہیون کا اور کچھہ مسکٹری ڈپو کے سپاہیون کا ہی کام ہے - رجمنٹ کے سپاہی بری نظرون سے مسکٹری کے سپاہیون کو دیکھتے ہین اور کہتے ہین کہ انہون نے ناپاک کارتوس لئے کاٹے ہین کہ ان سے ترقی کا وعدہ کیا گیا ہے اس لیئے وہ غصہ مین آکر ان دبیرم ناستکون کے مکانون مین جب وہ ڈرل کو جاتے ہین آگ لگاتے ہین اور اسکے بدلہ لینے کے لیئے مسکٹری کے سپاہی رجمنٹون کے چھپرون مین آگ لگاتے ہین تحقیقات کے لیئے جو کورٹ مقرر کیئے جاتے ہین تو وہ جو ان آتش زنیون کی تحقیقات کرتے ہین کسی یقینی امر واقعی کے دریافت کرنے مین ناکام رہتے ہین کوئی شخص گواہی نہین دیتا کہ کسنے آگ لگائی اور گواہون پر کوئی تشدد

نہین ہوتا تھا کہ وہ صحیح صحیح اپنا علم بیان کرین۔

جنرل اینسن کی تحریر

سپاہ کے ڈویژن سرہند مین انبالہ سب سے بڑی چھاونی تھی اسکے سرہنری برنارڈ کمانڈنگ افسر تھے وہ بڑے نامور دلاور سپاہی تھے اگرچہ انکو ہندوستان مین چند ہی مہینے آئے ہوئے تھے وہ یہان کے کام کو پسند نہین کرتے تھے انہون نے لارڈ کیننگ سے درخواست کی کہ جب یہان آتش زدگی کی دلوانگی موقوف ہو تو انکو شملہ پر جانے کی اجازت ملے کمانڈر انچیف نے شملہ سے لکھا کہ برنارڈ اپنا کام سیکھتا ہے وقت چاہیئے کہ جس مین وہ ہندوستانی سپاہ کا مزاج شناس ہو اور اسکے نظام کو سمجھے۔ جنرل اینسن کو چار سال ہندوستان مین آئے ہوئے ہوگئے تھے انہون نے یہ اقرار کیا کہ انبالہ مین جو واقعات گذرا ہے انہون نے مجھے سخت متحیر و ششدر کیا ہے انہون نے لارڈ کیننگ کو لکھا کہ یہ تعجب کی بات ہے کہ آتش زنی کے پکڑنے کے لیئے ہر ایک شخص مستعد ہے لیکن مجرمون کے سراغ کا کچھ پتا نہین لگا سکتا اس مہینے کے آخر تک انبالہ مین کسی آتش زنی کے مجرمون کو گرفتار نہین کرسکے۔ یہہ ایک بات ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بلچے شہدے آدمیون مین آپس مین اتفاق ہوگیا ہے جو سطرح سے ان باتون کا کینہ نکالتے ہین جنکو وہ خیال کرتے ہین کہ انکی برائی کے لیئے کی گئی ہین اس انتظام قومی کے خوف سے کسی مخبر کا حوصلہ نہین ہوتا کہ وہ اصل حال کی خبر دے اُس سے ثابت ہوتا ہے کہ انگریزون کو ہندوستانیون کی باتون کی تہ پر پہنچنے کی کس قدر کم قدرت ہے اور انکی بے اعتباری ہندوستانیون کی تمام جماعتون مین ہے خواہ ہندوستانیون کے درمیان آپس مین کیسے ہی عناد و فساد ہون مگر یہہ بات عموماً سب کے دل مین ہے کہ انہون نے انگریزون کے برخلاف اپنے دلون کو بند کرلیا ہی اور ہونٹون پر مہر لگا لی ہے۔

بارکپور کی تحقیقات

بارک پور مین چونتیسوین رجمنٹ کی تحقیقات مین یہہ ثابت ہوا تھا کہ مسلمان اور سکھ سپاہی سرکار کے وفادار خیرخواہ ہین جب انیسوین رجمنٹ برخاست ہوئی تو ایک دانشمند ہوشیار سول افسر مقرر ہوا کہ وہ مسلمان سپاہیون سے اصل حال دریافت کرے مگر اس افسر کو اپنے کام مین کامیابی نہین ہوئی تو اپریل کے ختم ہونے سے پہلے لارڈ کیننگ کو یقین ہوگیا کہ ایشیائی قومون کی باہمی عداوت سے جو ہمیشہ سے ہمارے اقتدار اور حکومت کا عنصر عظیم خیال کیا گیا ہے کچھہ فائدہ نہین حاصل ہوسکتا ہمارے برخلاف صاف دونو مسلمانون اور ہندوون نے باہم اتفاق کرلیا ہے اب ایک غیر متوقع مقام سے

یہہ اتفاق ثابت ہوا۔ سرکار کمپنی کی پیدل سپاہ مین زیادہ تر ہندو سپاہی تھے اور سوارون
مین مسلمان اس سبب سے زیادہ تھے کہ وہ ہندوون کی نسبت گھوڑے کی سواری مین
اور شمشیر بازی مین زیادہ چست و چالاک ہوتے ہین پس اس سبب سے گورنمنٹ کو ہندوستانی
پیدل سپاہ کی طرف سے خوف تھا کہ وہ ہندو ہونے کے سبب سے رفل کے چکنے کارتوس
کاٹنے مین انکار کرین گے لیکن اب میرٹھ سے یہ عجیب خبر آئی کہ سوارون کی رجمنٹ نے
بغاوت کی۔ اس رسالہ مین ہندو بہ نسبت مسلمان سوارون کے زیادہ تھے۔ میرٹھ کی چھاونی
بہت بڑی تھی سب قسم کی سپاہ یورپین اور ہندوستانی اس مین جمع تھی وہان بنگال آرٹلری کا
ہیڈ کوارٹر قائم ہوا تھا اور ڈپی نیٹس کمسریٹ نہایت محنت سے دل لگا کے میگزین سے
خرچ لیکر کارتوس بناتا تھا ساٹھوین رجمنٹ انگلش رائفل بغیر کسی نفرت کے بے مزہ چیزون کو
کام مین لاتی تھی ایک دفعہ سے زیادہ افواہین اڑ چکی تھین کہ میرٹھ مین سپاہیون نے بلوہ مچایا
اور ان کے برخلاف انگریز مستعد نہ ہوئے بالائے ہند کی بڑی بڑی چھاونیون مین ہندوستانی
جنٹلمین فضول شوق کی بھری ہوئی آرزو سے میرٹھ کی طرف دیکھتی تھین کہ وہان سے کوئی اشارہ
ہوگا جبکہ وہ جانتے تھے کہ جلدی دیکھنے مین آئے گا۔ سپاہی آپس مین پوچھتے تھے کہ میرٹھ کی
خبر کیا ہے اور دیسی اخبارون مین ان مضامین کی پیشینگوئیون کو دیکھتے تھے کہ جنہین کوئی رمز و
اشارہ ہوتا۔ اپریل کے اس مہینے مین جنہین میرٹھ کی لینیون مین بھیڑ لگی رہتی تھی اور بازارون مین
گرمی رہتی تھی انہین بعض آنے والے حادثہ کے غیر محدود خوفون کی تحریکین ہوتی تھین ہر روز بڑی انگیختگی
اس لئے زیادہ ہوتی جاتی تھی کہ نئی نئی کہانیان گھڑی جاتی تھین کہ جن سے انگریزون کے ان
باطنی ارادون کا یقین مستحکم ہو جو دائر ہو رہے تھے ایک بدخبر رسان آوارہ گرد فقیر جو کوئی نہ کوئی رتبہ
بدلکر سارے ملک مین پھرتا تھا میرٹھ مین آیا وہ ہاتھی پر سوار تھا اسکے ساتھ بہت سے چیلے و
گھوڑے ور تھ تھے یہ امر تحقیق ہے کہ وہ سپاہیون کے دلون مین برے خیالات پیدا کرتا تھا
مگر یہہ یقین کیا گیا تھا کہ وہ ہندوستانی رجمنٹون کی لینیون سے پرے نہین گیا۔ ہندوستانی
رجمنٹون کے سپاہی جب اس پاس بہت آنے لگے تو حاکمون کو اس کے حال پر توجہ ہوئی اور
پولیس کی معرفت اسکو حکم دیا کہ وہ چلا جائے اس نے حکم کی تعمیل کی لیکن لوگ کہتے ہین کہ بھیس بنا ہندوستانی

رجمنٹ کی لین سے زیادہ فاصلہ پر نہین گیا۔

چکنے کارتوسون کا تذکرہ جیسے شوق سے میرٹھ مین ہوتا تھا ایسا کسی اور مقام مین نہین ہوتا تھا انکو سامنے اس بیان کرنے سے بہت کم فائدہ ہوتا تھا کہ ایک سپاہی سے بھی کارتوس جو دوسرے آدمی کے ہاتھ کے بنے ہوئے ہون نہین کٹوائے جائین گے کارتوس کو وہ خود ہی بنا لیگا۔ اسواسطے کہ ان کے قیاس مین تو بہت سی مکر و دغا کی تدابیر مین سے اس تدبیر کا بھی ہر ایک یقین کرتا تھا کہ سوکھے کارتوسون مین چربی مذہب کی غارت کرنے والی موجود ہے اپریل کے چوتھے ہفتے کے شروع مین سپاہ کی برانگیختگی جو کہ ہفتہ سے بڑھتی جاتی تھی کھلی بغاوت مین نمایان ہوئی تیسرے رسالہ کے ترپون نے اول اپنے افسرون کے حکم سے سرتابی کی۔

کرنیل سمائتھ کو جو تیسرے رسالہ لائٹ کیولری کے کمانیر تھے پریڈ کا کرنا مصلحت معلوم ہوا تا کہ وہ سپاہیون کو بندوق کے بھرنے کا نیا طریقہ بتلا دیں جس مین کارتوس منہ سے کاٹنا نہین پڑتا تھا ہاتھ سے پھاڑا جاتا تھا۔ ۲۳۔ اپریل کو انہون نے حکم دیا کہ اس طرح کارتوس کٹوانے کے لیئے کل صبح کو پریڈ ہوگی شام کو حولدار میجر نے کرنیل کو اطلاع دی کہ پہلے ترپ کے سوار کارتوسون کو نہین لینگے۔ کپتان کریگی نے جو ایک ترپ کے افسر تھے ایڈجوٹنٹ کو لکھا کہ تم ابھی کرنیل سمائتھ پاس جاؤ اور کہو کہ میرے ترپ کے سارے سوار کل پریڈ پر عدول حکمی کرین گے تمام ہندوستانی سپاہ مین ایک تہلکہ کارتوسون کے سبب سے پڑ رہا ہے کہ اگر وہ کارتوس کاٹ کے فیر کرین گے تو انکی بدنامی ہوگی مین سمجھتا ہون کہ کل چھون ترپون مین اس قسم کی افواہین اڑ رہی ہین۔ یہہ ایک بڑی خطرناک بات ہے۔ اگر ہم اس بات پر غور کرنے مین آدھہ گھنٹہ بھی توقف کرین گے تو کل رجمنٹ باغی ہو جائیگی مین التجا کرتا ہون کہ آپ ایک لمحہ کا توقف نہ کرین اور فوراً کرنیل سمائتھ پاس جائین مگر کرنیل سمائتھ نے یہہ قطعی فیصلہ کیا کہ پریڈ ہو۔ پریڈ ہوئی۔ ہر ترپ کے نوے سپاہی موجود تھے انکے سامنے کرنیل نے پریڈ کرنے کی وجہ بیان کی اور حولدار میجر کو حکم دیا کہ بندوق بھرنے کا نیا طریقہ بتائے اسنے اپنے کاربن (قرابین) چھوڑ کر بتلا دیا۔ کرنیل سمائتھ نے حکم دیا کہ ایک ترپ کو کارتوس دیئے جائین پانچ سوارون نے کارتوس لیئے اور باقی نے لینے سے انکار کیا اور کہا کہ اگر کل رجمنٹ کارتوس لیگی تو ہم بھی لینگے کرنیل نے انکے سامنے بیان کیا کہ یہہ نئے کارتوس نہین ہین بلکہ وہی کارتوس ہین جنکو وہ ہمیشہ استعمال مین لایا کرتے تھے انہون نے پھر درخواست کی کہ سوا اسکے کارتوس لے لین اب تم نے دیکھ لیا کہ میجر حولدار نے

کس طرح انکار کیا لیکن پانچ کے سوارون نے انکار کیا اسکے بعد کرنیل اڈجوٹنٹ کو حکم دیا کہ وہ سوارون کو پریڈ سے رخصت کرے سپاہی بہت سے تھے وہ حوالات مین نہین بھیجے جاسکتے تھے مگر تحقیقات کے لیئے کورٹ مقرر ہوا ؛

لارڈ کیننگ پر خوب ظاہر ہو گیا کہ ہندوستانی سپاہ کے دلون مین نہایت بیجا شبہات نے خوب جڑ پکڑلی ہے پھر انہون نے سپاہ کی ناراضی کے آثارون پر بڑی توجہ کی تو یہہ معلوم ہوا کہ شبہات فقط سپاہی کے دلون مین نہ تھے بلکہ عموماً آدمیون کے دل بے چین ہو رہے تھے صرف میرٹھ ہی مین نہین بلکہ ملک کے اور اطراف مین بھی یہہ یقین تھا کہ دونو ہندو مسلمانون کے دین کو انگریزون نے بگاڑنے کی تجویز کی ہے کہ انکی روزانہ خوراک کو انکی ممنوع و حرام چیزون سے ناپاک کردین ۔ اب اس خوراک کے ناپاک کرنے کی بہت سی صورتین بیان کی جاتی تھین کہ برٹش گورنمنٹ نے سرکار کمپنی اور ملکہ معظمہ کے حکم سے پیسی ہوئی ہڈیان آٹے اور نمک مین ملادی ہین کہ وہ بازارون مین فروخت ہون اور گھی مین جانورون کی چربی ملادی ہے اور شکر کو جلی ہوئی ہڈیون سے صاف کیا ہے اور کنوؤن مین سور اور گائے کا گوشت ڈلوادیا ہے تاکہ پانی پینے کا نجاست آلود ہو جائے یہہ توچکنے کارتوس فقط مذہب خراب کرنے کی تدبیر کا ایک جزو تھا جو سپاہ کے ساتھ مخصوص تھا یہان تو گورنمنٹ سب ہندو مسلمانون کے مذہب کے بگاڑنے کی تجویز کر رہی ہے اور یہہ کہانی بھی گھڑی گئی کہ بڑے بڑے صاحبون نے حکم دیا ہے کہ تمام سلاطین امرا و تعلقہ دار و زمیندار و رؤسا اہل زراعت و اہل تجارت سب انگریزی روٹی کھائین ان جھوٹ موٹ کہانیون مین اور دہشت انگیز کہانی ہندوستانیون کے دلون پر بڑی موثر تھی وہ اپریل کے شروع مین بارکپور مین مشہور ہوئی تھی اس مہینے مین یہہ وبا بالائے ہندمین پھیلی کانپور مین آٹا مہنگا ہو گیا تھا میرٹھ کے بنیون نے گورنمنٹ کی چند کشتیان کرایہ لیکر اسمین آٹا لادکر کانپور بھیجا ۔ پہلی دفعہ مین جب یہہ آٹا کانپور مین آیا تو سستا ہونے کے سبب سے فوراً بک گیا لیکن جب اور آٹا آیا تو یہہ گھڑنت ہوئی کہ نہر کی پن چکیون مین یوروپین کے اہتمام سے گیہون پیسے گئے ہین اور اس مین گائے کی ہڈیون کی خاکستر ملائی گئی ہے تاکہ ہندوؤن کی ذات آٹے کی کھانے سے جاتی رہے اس بات کی شہرت کانپور کی لینون اور بازارون مین ایسی ہوئی کہ میرٹھ کے آٹے کا بکنا موقوف ہو گیا کوئی ایک سپاہی اسکو ہاتھ نہین لگاتا تھا اور نہ کوئی آدمی اسکو خریدتا تھا اگرچہ وہ کانپور کے بازار کے آٹے سے سستا بکتا تھا ۔ یہہ خبر ایک چھاونی سے

سپاہیون کی ناراضی بذریعہ بہتان طرازی

دوسری چھاونی مین پہنچی - آٹے کا وہم یہانتک لوگون کے دلون پر چھایا کہ انہون نے آٹا کھانا چھوڑ دیا چورو ٹیان پکی ہوئی تھین انکو پھینک دیا غرض لوگون کے دل مین یہہ نقش کالحجر ہوگیا کہ گورنمنٹ انکی جات اور مذہب خراب کرنے کی تدبیر کر رہی ہے -

چپاتیون کی تقسیم

لارڈ کیننگ کو یہہ یقین ہوگیا کہ رعایا کو بڑا خوف لگ رہا ہے کہ گورنمنٹ انکے مذہب کے بگاڑنے کے درپے ہے اسلیئے وہ اس سے بڑی نفرت وعداوت رکہتے ہین - یہہ خیال کرکے انہون نے ایک دوسری کہانی پر جو چپاتیون کے تقسیم ہونے کی بابت تھی توجہ کی ممالک مغربی سے ان چپاتیون کی تقسیم کی خبر پہنچی جسکی وجہ انکے بڑے بڑے تجربہ کار مشیر بھی نہین بتا سکے یہہ چپاتیان دہ بدہ اسطرح بٹین کہ ایک شخص انکو ایک گاؤن مین زمیندار کو دے جاتا اور اس سے فرمائش کر جاتا کہ تم دوسرے گاؤن مین انکو بھجدینا بس اسطرح چپاتیان دہ بدہ گشت کرتی پھرتین انکے بابت مین نہ کوئی سوال کرتا نہ کوئی سمجھتا کہ وہ کہان سے آئی ہین اور کیون آئی ہین بے سمجھے دوسرے گاؤن مین بھیجنے کی حکم کی اطاعت کی جاتی ایک مدت کے بعد گورنمنٹ کے عہدہ دارون کو خبر ہوئی بعض نے اسپر بہت بعض نے تھوڑا خیال کیا ہر ایک نے اپنی طبیعت و ذہانت کے موافق اسکے مختلف بیان کیئے اول مسٹر فورڈ کلکٹر گوڑگانوہ نے ممالک مغربی وشمالی کے لفٹنٹ گورنر مسٹر کالون کو ان چپاتیون کا حال لکھا انہون نے حکام اضلاع کے نام سرکیولر جاری کیئے دہلی کے بادشاہ کی تحقیقات جرم مین یورپین و ہندوستانی گواہون کے اظہارات مین تفتیش کی گئی کہ چپاتیون کی تقسیم کا راز کھلے مگر وہ نہ کھلا بہت سے افسرون نے بیان کیا کہ وہ صرف اس بات کی نشانی ہے کہ آیندہ جو کوئی حادثہ عظیم واقع ہونے والا ہے اسکے لیئے عین وقت پر سب تیار رہین ایک بڑے مستند حاکم نے گورنر جنرل کو لکھا کہ مجھ سے یہہ کہا گیا ہے کہ چپاتی آدمیون کی خوراک کی ایک علامت ہے اس کے گشت لگانے کا مطلب یہہ ہے کہ آدمیون کو چونکا دے اور انکے دلون پر اثر کرے کہ انکی خوراک حاصل کرنے کے وسائل چھین جائینگے اسلیئے انکو تنبیہہ کی جاتی ہے کہ وہ سب آپس مین متفق رہین - اور افسرون نے اس خیال کی بڑی ہنسی اڑائی اور اسکو بیان کیا وہ کل ملک کے اوہام مین سے ہے یہہ بھی کہا گیا کہ یہہ ہندوون کی عادت کے موافق ہے کہ جب کسی ہندو کے خاندان مین بیماری ہوتی ہے تو وہ چپاتیان اس لیئے تقسیم کرتا ہے کہ اسکے گھر سے بیماری کو چپاتیان اپنے ساتھ باہر

لے جائین یا جب کسی گروہ مین ہیضہ پھیلتا ہے یا وبائین آتی ہین تو وہ بھی اس طرح کا ٹوٹکا کرتے ہین اور آدمی یہہ یقین کرتے تھے کہ برٹش گورنمنٹ کے دشمنون نے ان چپاتیون کو اس مطلب کے لیئے تقسیم کیا ہے کہ چھوٹی باتون کو انہون نے پھیلا رکھا ہے انکے ساتھ یہہ خوفناک دروغ بھی منسلک ہوجائے جسکا اثر یہہ ہو کہ ان مین گائے کی پسی ہوئی ہڈیان ہین اور انگریزون نے لوگون کے مذہب بگاڑنے کی ترکیب کا تتمہ انکو بنایا ہے بعض نے انکل سے یہہ کہا کہ جیل خانون مین بعض دفعہ مراسلت اسطرح کی جاتی ہے جسکو پنچ کوڑی خان نے ظاہر کیا تھا کہ جب کوئی قیدی سپاہیون کی سنگینون کے تلے مقید ہوتا ہے تو اسکو روٹی کھانے کی اجازت دی جاتی ہے روٹی پکانے والے کو رشوت دی جاتی ہے وہ ایک چھوٹا سا رقعہ چپاتی مین رکھ دیتا ہے یا رکابی پر کوئی فقرہ لکھ دیا جاتا ہے۔ بس جب قیدی روٹی کھاتا ہے تو وہ پڑھ لیتا ہے بس اسی طرح ان چپاتیون کے اندر بغاوت آمیز فتنہ انگیز خطوط ہین جو دہ بدہ اسطرح پہنچائے جاتے ہین اور انکو گاؤن کا ایک سردار پڑھ کر ان پر آٹا لپیٹ کر دوسری چپاتی بنا کر دوسرے کے پاس بھیج دیتا ہے جو اسکو کھول کر پڑھ لیتا ہے۔ کپتان کیٹیج لکھتے ہین کہ چپاتیون کا گشت ۱۸۰۶ع کے شروع سے ہوا ہے بنارس سے اسکا آغاز ہوا ہے کہ ایک گاؤن سے دوسرے گاؤن مین وہ بھیجی جاتی ہین مجھے معلوم ہوا ہے کہ شمالی ہند مین بھی یہی حال ہوا ہے اور وہ ایک بلوہ کی علامت بنائی گئی ہے جو اس سال مین پیچھے واقع ہوگا جب وہ ہمارے مین نمایان ہوئی ہین تو وہ سب جگہہ اندور کی طرف سے آئی تھین۔ اندور مین اس وقت ہیضے کی وبا سخت پھیل رہی تھی اور ہر روز شہر مین بہت سے آدمی مرتے تھے ہمارے کے آدمی یقین کرتے تھے اور اب بھی یقین کرتے ہین کہ گیہون کی چپاتیان ایسے منترون کے پڑھنے کے بعد جنسے یہہ یقین ہو کہ وہ وبا کو ساتھ لے جائینگین باہر تقسیم ہوئی ہین۔ چپاتیان شمال سے جنوب کو براہ راست نہین آتی تھین وہ یا جانگر مین بھی ۹- فروری کو آئین جو گوالیار اور اندور کے عین وسط مین واقع ہے اور مندسور مین وہ ۱۲ جنوری کو تقسیم ہوئین۔ ہمارے ہان ان پاک نا پاک ٹوٹکون کے کرنے سے لاعلمی نہین جب گاؤن مین سے بلا بیجن کو نکلنی ہے تو ایک سینڈھا لیتے ہین اور اسکے گلے مین ناریل ڈالتے ہین اور چوکیدار اسکو مین دانا کی سڑک پر جو گاؤن اول آتا ہے لے جاتا ہے اسکو بستی کے اندر آنے کی اجازت نہین ہوتی پھر اسی طرح ایک گاؤن سے دوسرے گاؤن مین سینڈھا پھرتا ہے

اسکو قرار نہین ہوتا - یہہ ترکیب دھرم شاستر مین لکھی ہے میجر ارسکن کمشنر ساگر و نربدا رپورٹ بھیجتے ہین کہ جنوری ۱۸۵۷ع کے پیچھے تک چپاتیان ایک راز کے طور پر اکثر اضلاع مین ایک گاؤن سے دوسرے گاؤن مین گشت کرتی رہین اگرچہ اسکو کسی آنے والی بات کی نشانی جانتے ہین لیکن کل قسمت مین کوئی نہین جانتا کہ وہ کیا کارسازی کرتی ہین یا کہان سے وہ آتی ہین اور انکی نسبت بہت ہی کم خیال کیا جاتا ہے الا ساگر کے مہاجنون کے بازار مین کچھ تھوڑا سا اثر ہنڈیون کے معاملے کرتی ہین مین اس معاملہ کی رپورٹ گورنمنٹ کو بھیجتا ہون لیکن امر مشتبہ ہے کہ کوئی شخص ان چپاتیون کے اسرار سے واقف کار ہو یا انکو وہ آیندہ سرکشی کی طرف راجع جانتا ہو اگرچہ اب ہماری رائے انکی نسبت یہی ہو - غرض بعض ان چپاتیون کے گشت کرنے کو بے معنی جانتے تھے بعض اسکے معنی عظیم بیان کرتے تھے آیندہ زمانہ نے بھی کوئی معانی انکے روشن نہین کیئے اب تک اس کے معانی مین اختلافات چلے جاتے ہین بعض مورخ یہہ لکھتے ہین کہ لکھنؤ مین ایک مولوی نے ان چپاتیون کو تقسیم کیا تھا اور اسکا مطلب جہاد تھا مار گھونٹا پھوٹی آنکھ - غرض ان چپاتیون کی بابت قیاسات تو بہت گھڑے گئے مگر کوئی راز دان ایسا نہین ملا کہ وہ تاریخ مین لکھنے کے قابل افشاے راز کرتا - اب تاریخ صرف اس یقینی امر کو بیان کرتی ہے کہ یہہ عجیب چپاتیان جہان ایک مقام سے دوسرے مقام مین جاتین تو وہان ہی پراگندگیان اور فضول توقعین پیدا ہوتین

لارڈ کیننگ کو علاوہ سپاہیون کی ناراضی اور بدخواہی و بددلی کے بعض اور باتین بھی ظاہر ہوئین مگر انہون نے اور انکے معتمد مشیرون نے اپنے تئین انکی حقیقت حال سے آگاہ نہین کیا - گورنر جنرل کو یہہ عام خیال تھا کہ بعض کور باطن و بددل آدمی ہین جنکے دلون مین برٹش گورنمنٹ کے ساتھ کینہ توزی اور انتقام جوئی بھری ہوئی ہے انکی بڑی خوشی یہہ ہے کہ برٹش گورنمنٹ کسی طرح غارت ہو وہ اپنے جاسوسون اور گرگون کو مخفی بھیجتے ہین لیکن وہ باستثناء معزول شاہ اودھ کے وزرا و کارپردازون کے کسی اور پر اپنے شبہات کی خصوصیات کو ظاہر نہین کرتے تھے - نانا صاحب ادھر ادھر بیٹھک دیوانیان کرتا پھرتا مگر وہ اسکے حال سے بالکل غافل تھے - اودھ کی ضبطی کے بعد نانا ان سب رئیسون کو

جو گورنمنٹ سے ناراض تھے آپس مین متفق کر کے گورنمنٹ کے خلاف سازش کرنی چاہتا تھا۔

باب چہارم

مئی ۱۸۵۷ء

تسکین کی نشانیان

مئی ۱۸۵۷ء کے شروع مین لارڈ کیننگ کو ایسے آثار معلوم ہوتے تھے کہ جھوٹ موٹ کی باتون سے جو سپاہ کے دلون مین برافروختگی اور برانگیختگی پیدا ہوئی تھی اس مین کمی ہوگئی ہے۔ جو متضاد قصے رائین انکے پاس مختلف مقامات سے آتی تھین ایسے مشکل تھا کہ کوئی سچی حقیقت دریافت ہوتی لیکن جب بنگال سے کوہ ہمالیہ تک سب باتون پر نظر غائر سے وہ دیکھتے تھے تو شروع ہی مین وہ کالے کالے بادل جو انکے گرد جمع ہو رہے تھے انکو نظر نہ پڑتے تھے سپاہ فرمان داری کے ساتھ کام کرتی تھی دمدم مین نئے کارتوس سپاہ کاٹتی تھی اور امید تھی کہ کلکتہ کے آس پاس جو سپاہ تھی اس کی جو فہمائشین کی گئی تھین انکی وجہ سے بے شک وہ عقل کی راہ پر آہستہ آہستہ آ جائیگی بالائے ہند مین رائفل ڈپو مین سب کام ڈرل کے چپ چاپ ہو رہے ہین سیالکوٹ مین پنجاب کی آئینی و غیر آئینی ہندوستانی رجمنٹون کے جو دستے بھیجے گئے تھے وہ نئے کارتوس کے استعمال پر کچھ نہین بڑبڑاتے تھے۔ مئی کے مہینے کے شروع مین جان لارنس یہان آئے کہ نیا مسکٹری اسکول ملاحظہ کرین اور سپاہیون کے دلون پر جو کارتوسون کا اثر ہو رہا ہے اس کا امتحان کرین انہون نے لارڈ کیننگ کو لکھا ''کہ سب سپاہی نئی بندوق کے ملنے سے بہت خوش ہین اور اسکے قبول کرنے پر سب آمادہ ہین بالفعل وہ یہہ خیال کرتے ہین کہ کوہستانی لڑائیون مین ایسے کتنا بڑا فائدہ انکو حاصل ہوگا افسرون نے میرے دل نشین کیا کہ سپاہیون نے کوئی برے فیلنگس اپنے نہین دکھائے اور مین خود بھی خیال کرتا ہون کہ سپاہیون کی طرف سے کوئی ملال یا استکراہ نہین ہے۔ جنرل برنارڈ نے انبالہ سے پہلی مئی کو لکھا ''کہ مین نے ہیڈ کوارٹرون کو اطلاع دی ہے کہ اس مقام مین جو نافرمانی کے فیلنگس تھے ان سے مجھے اطمینان اس وجہ سے حاصل ہو گیا ہے کہ راتون مین آگون کے لگنے کے سبب سے جو رات کو بکٹ بٹھانے کی ضرورت پڑی اسکے

منتخب کام کو سپاہیون نے بڑے صبر و گرم کوشی و چستی و چالاکی سے انجام دیا تہا اور یہہ اضافہ کیا
کہ مین کوئی وجہ نہین جانتا کہ سپاہیون کو اس آتش زنی کا سبب ٹھیرایا جاے نہ کوئی ظاہری
فعل ایسا سرزد ہوا نہ کوئی نافرمانی کی کوئی مثال واقع ہوئی سہندو چاندماری برضا و خوشی بظاہر
بڑی گرم کوشی کرتے ہین مین اسے دیکھنے گیا ہون مین اسکا جوابدہ ہون کہ سپاہ کے دستون
مین کوئی بدلی نہین ہے۔ مئی کے اول دنون مین گورنر جنرل کو بعض باتین تسکین کی نظر آتی تہین
اور یہہ معلوم ہوتا کہ رائیفل ڈپو جو خوفون و خطرون کے مرکز تھے انمین خلل و فساد کی طغیانی کا چڑھاو
اتر گیا میرٹھ سے بہی کوئی دنگہ اور فساد کی خبر نہین آئی۔ تیسرے رسالہ کے سوارون کا
کورٹ مارشل ہوا اور انکے ہمراہیون مین سے کسی اور نے بہی انکی نافرمانی کی تقلید نہین کی
ایسی حالتین تہین کہ جنسے غالباً یہہ معلوم ہوتا تھا کہ جن سببون سے ان سوارون نے بغاوت
کی تھی وہ بالکل ایک مستثنی صورت تھی۔ شروع ماہ مئی مین لارڈ کیننگ سارے ملک کے حالات پر
فلسفیانہ خیالات و نظر ڈالتے تھے لارڈ الفنسٹن سے ایران کی صلح کی اور خرچ جنگ کی بابت اور لفٹنٹ گورنر
کالون سے تعلیم کی گرینٹ کی اور لڑکیون کی تعلیم کی اور دہلی کے بادشاہ کے بعد جانشینی
کی بابت (کچہ خیال نہ تہا کہ یہہ اخر بات خود بخود منفصل ہو جائیگی) حیدرآباد کے رزیڈنٹ
میجر ڈیوڈسن سے نظام کی جانشینی کی بابت (نظام قریب المرگ ہو رہا تھا) بڑودہ کے
رزیڈنٹ شیکسپیر سے گائکوار کی مالی حالت کی بابت اور اندور کے ایجنٹ کرنیل ڈیورینڈ
سے راجہ کے خزانہ مین زیادہ روپیہ جمع ہونے کی بابت گفتگوئین اور تحریرین ہو رہی تہین
گورنمنٹ کے معمولی کامون مین کوئی حرج نہ تھا گورنمنٹ ہوس مین کوئی خوف نہ تھا گورنر جنرل
بڑا خوش و خرم تھا اور یہہ یقین کرتا تھا کہ تکلیفات کے جو بادل اوٹھے تھے وہ خدا کے فضل و
کرم سے بہت جلد منتشر ہو جائینگے مگر خاص فکر کا سبب یہہ تھا کہ شروع مئی مین ۳۴ وین رجمنٹ
بارک پور مین انتظار مین بیٹھی تھی کہ کیا حکم ہوتا ہے بارک پور مین کوارٹر گارڈ کے جمعدار ایسری پانڈے کو
۲۲ - اپریل ۱۸۵۷ء کو تمام سپاہ کے روبرو پہانسی ملی اسنے پہانسی پر اپنے جرم کا اقرار کیا
اور اپنے ہمراہیون کو نصیحت کی کہ مجہسے عبرت پکڑو اسنے کہا کہ اے بہادر سپاہیو سنو کوئی
تم مین سے میری طرح کام نہ کرے مین نے گورنمنٹ کے ساتھ وہ پاجیانہ کام کیا کہ جسکی سزا مین

اتفاقاً بار ہا ہون کوئی بہادر سپاہی یہہ کام نہ کرے جسکے سبب سے اسکو یہہ سزا ملے"
یہہ یقین کیا گیا تھا کہ ایک کمشنڈ افسر کا اس طرح علے الاعلان سزا ملنا کل ہندوستانی
سپاہ پر بڑا اثر رکھے گا لیکن ایک آدمی کا سزا پانا گو یہہ سزا پھانسی ہی کیون نہ ہو نہ وہ رجمنٹ کے
جرم کو مٹاتا ہے نہ گورنمنٹ کی حکومت کو جتاتا ہے مصیبت کے وقت مین لارڈ کیننگ
نہایت آگاہ دلی سے کام کرتے تھے انکے رزولیوشن پاس کرنے کا طریقہ بڑا آہستہ تھا
اسلیے کہ انکو ہر قدم پر نتائج نکالنے مین ایمانداری و دیانت مندی شبہہ پیدا کرتی تھی عدالت اور
پولیس دونو انکو شبہہ مین ڈالتی تھین کہ چونتیسوین رجمنٹ کا برطرف کرنا عدل و انصاف ہوگا۔
یہہ امر یقینی تھا کہ بعض کمپنیان اپنے عملون کے ساتھ سچی وفادار تھین اور انکو یہہ صاف نظر
آتا تھا کہ باقی سب سپاہی بے وفا تھے انہون نے اس رجمنٹ کی حالت کی تحقیقات مین بڑی
تفتیش کی اور اپریل کے تیسرے ہفتہ تک یہہ امید کرتے رہے کہ صرف اس مقدمہ مین
جتنی باتین کرنی مطلوب ہین وہ ظاہری خطا وار سپاہیون کی موقوفی سے قابل اطمینان
حاصل ہو جائینگین لیکن ملیٹری حکومت رجمنٹ کی برخاستگی چاہتی تھی۔ بارک پور مین جنرل ہیری کو
پورا یقین تھا کہ جب تک رجمنٹ موقوف نہین ہوگی حسب دلخواہ مطلب نہین حاصل ہوگا۔
جنرل این سن نے شملہ سے لکھا کہ اس رجمنٹ کی برخاستگی ضرور ہے کل سوال پر کونسل مین پورا
مباحثہ ہوا آخر کو ۳۰۔ اپریل کو لارڈ کیننگ نے یہہ تحریر کیا کہ" بے شک مجھے خوشی ہوتی ہے
اگر چونتیسوین رجمنٹ پیدل ہندوستانی کی سات کمپنیون کو جو بارک پور مین مقیم ہین
اس موقع پر تھوڑی سزا دینا مناسب ہوتا مگر مین نے نہایت غور و خوض سے مقدمہ کی
کل روئداد کو جانچا تو مجھے اطمینان ہوا کہ کوئی اور سزا حالت موجودہ مین سوا برطرفی کے مناسب
و موثر نہین بعض سپاہیون کے سزا کے ملنے کے باب مین شبہات تھے اس سبب سے یہ مباحثہ
۴ مئی کو ختم ہوا۔
دو دن بعد ۶ مئی کو بارک پور مین ساری سپاہ کے روبرو دمدم کی سپاہ کے دستون
اور ملک کی ۸۴ وین رجمنٹ کے روبرو کچ کو چونتیسوین رجمنٹ کی وہ سات کمپنیان جنہون نے
۲۹ مارچ کے بلوہ کو دیکھا تھا کھڑی کی گئین کہ وہ اس حکم کو سنین جو انکی نسبت دیا گیا تھا

انکی سزا مین اونیسوین رجمنٹ کی طرح سزا مین تخفیف نہین ہوئی کہ انکی وردیان نہ اُتاری جائین بلکہ انکی وردیان اُتار لی گئین اور چھاونی سے گوروں کی حوالات مین باہر نکال دی گئین اور خطاوار ۳۴وین رجمنٹ کا دوبارہ نام سپاہ کی حرکت سے خارج کیا گیا اور پانچ سو بڑے سرکش آدمی جنمین اکثر رجپوت و برہمن تھے چھوڑ دیئے گئے کہ وہ اپنے انتقام لینے کے لیئے دنیا مین اپنے کام کرتے پھرین ۔ چونتیسوین رجمنٹ کے جرم اور سزا کے درمیان پانچ ہفتے کا وقفہ ہونا ایک بڑی غلطی خیال کی جاتی ہے اور جرم کے مناسب سزا بھی نہین سمجھی جاتی لیکن اس بات کا ہمیشہ دل مین یاد رکھنا چاہیئے کہ مارچ و اپریل و شروع مئی مین ملیٹری اور سول افسرون کو خواہ وہ کیسے ہی ملک کے واقف کار ہون یہہ شبہہ بھی نہین ہوا کہ بنگال کی سپاہ کے بڑے حصہ نے بغاوت کرنے کا ارادہ مصمم کرلیا ہے ۔

مئی ۱۸۵۷

جب ۴۳وین کے سپاہی اودھ مین پہنچے جہان انسے پہلے اونیسوین رجمنٹ کے سپاہی جا چکے تھے تو تکلیفات و مصائب کے قریب آنے کے آثار زیادہ نظر آنے لگے ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے تک اس اندوہناک زمانہ مین گورنر جنرل کو رنج آمیز فکر اودھ کی طرف سے جیسا تھا ایسا کسی اور طرف سے نہ تھا اودھ بنگال کی سپاہ کی جنم بھوم تھا سر ہنری لارنس نے اپنے خطوط مین لارڈ کیننگ کو بہت باتین جو انکے دل مین کھٹکتی تھین لکھین وہ خوب جانتے تھے کہ یہان گورنمنٹ کے سبب ناراضامندی بد دلی کے عام پسند اسباب موجود ہین اور سپاہ کا ایک بڑا حصہ یہین کے باشندون کا ہے ایسی صورت مین وہ اپنے گرد کے سپاہیون کے تیورون اور اوضاع و اطوار کو بڑے فکر و غور سے دیکھتے تھے ۔ لکھنؤ مین ایک رجمنٹ تھی گو اسنے کوئی ظاہر نافرمانی اور سرکشی نہین کی تھی لیکن اسکے اوضاع مین دھمکی دینے کا شبہہ ہوتا تھا اس سبب سے مناسب معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس صوبہ سے کہین اور بدل جائے اس مین شبہہ نہین کہ شہر کے بعض بڑے آدمی اسکے ساتھ خفیہ سازش رکھتے تھے اس سبب سے اسکے اس صوبہ کی حدود سے پرے کسی چھاونی مین بدل جانے مین یہان خوف و اندیشہ مین کمی ہوتی ۔ ہنری لارنس نے اس کے بدل جانے کی درخواست کی اور لارڈ کیننگ نے اسکو منظور کیا اور انکو لکھا کہ اس مشتبہ رجمنٹ کو میرٹھ بدل دو ۔ لیکن پہلے

کہ یہ حکم ہنری لارنس پاس پہنچے انہوں نے بہت غور و خوض سے اس اپنی تجویز کے نتائج کو سوچا اور پہلی مئی ۱۸۵۷ء کو لارڈ کیننگ کو لکھا "کہ بے شک ۴۸ وین رجمنٹ کے چلے جانے سے ہمارے دل پر اثر اچھا ہوگا لیکن میں اپنے دل میں یہہ نہیں جانتا کہ اور رجمنٹون کا حال اس رجمنٹ سے بہتر ہے کہ جسکے سبب سے ہم کو اپنر اعتبار ہوا اور اس میں بہت تھوڑا ہی شک ہے کہ ۴۸ وین رجمنٹ کا حال تبدیلی سے کچھ بہتر ہوجائے گا یہہ ایک امر بڑا اہم ہے کہ سپاہ کی جو فی الحال عام حالت ہو رہی ہے اسپر توجہ کی جائے انکی یہہ راے بڑی صائب اور بڑی صواب تھی ایک رجمنٹ کی تبدیلی سے اودھ کو تو کچھ فائدہ نہ ہوتا لیکن وہ سپاہ کے اور حصون مین اپنی برائی پھیلا کے اور نقصان پہنچاتی ایک مچھلی سارے جل کو گندہ کرتی ہے ☙

۳ مئی ۱۸۵۷ء لکھنؤ میں سپاہ کی بغاوت

بالفعل اودھ کی سپاہ کے اور حصون مین بھی سرکشی کے آثار نمودار ہوتے جاتے تھے۔ ۲ مئی ۱۸۵۷ء کپتان کارنیگی شہر لکھنؤ کے مجسٹریٹ نے جو سپرنٹنڈنٹ پولس بھی تھا سر ہنری لارنس کو رپورٹ بھیجی کہ اودھ کی ساتوین رجمنٹ غیر آئینی کو کارتوسون پر سخت اعتراض ہے۔ یہ رجمنٹ پہلے بادشاہ کی ملازم تھی اور اب لکھنؤ سے سات میل کے فاصلہ پر مقیم ہے۔ دو ہفتے پہلے انکے ریکروٹ کارتوسون کو استعمال کرتے تھے مگر جب کارتوسون کی شہرت اُن کے کانون تک پہنچی تو وہ ان کے استعمال سے خائف ہوئے اور سرکشی کرنے کو شروع مئی میں تیار ہوئے انہوں نے ۴۸ وین رجمنٹ کو خطوط بھیجے کہ وہ مذہب کے بچانے کے لیئے آمادہ ہون ہرچند افسرون نے انکو سمجھایا مگر اسکا کچھ اثر نہیں ہوا۔ ۳ تاریخ مئی کو بریگیڈیر سمع اپنے سٹاف کے ساتوین رجمنٹ کی لین میں گیا اور رجمنٹ کو اسنے دیکھا کہ کارتوسون کے باب میں وہ بڑی سرکش و نافرمان ہو رہی ہے اسنے ہنری لارنس کو رجمنٹ کے حال سے مطلع کیا۔ رجمنٹ ۳ مئی کو بالکل سرکش ہوگئی اور کہنے لگی کہ ہم سب افسرون کو مار ڈالین گے۔ جب ہنری لارنس کو یہہ حال معلوم ہوا تو انہوں نے اس رجمنٹ سے ہتھیار لینے کا اور اگر مقابلہ کرے تو بالکل غارت کردینے کا ارادہ کیا۔ اتوار کا دن تھا اور چاندنی کھلی ہوئی تھی کہ ہنری لارنس مع اپنے سٹاف اور بریگیڈ کے ساتوین رجمنٹ کی لینون کے سامنے گئے۔ پریڈ پر رجمنٹ کھڑی کی گئی وہ بڑی حیران و پریشان تھی اور یہہ نہیں جانتی تھی کہ آج اوائل شب میں اس پریڈ کا مقصد کیا ہے جب انہون نے دیکھا کہ یورپین سپاہ اور سوار اور توپین ان کے سامنے کھڑی ہین

البتہ ہندوستانی رجمنٹیں انکے بازو پر اسطرح ایستادہ ہیں کہ ان سے جو امداد کی امید تھی وہ بالکل جاتی رہی اب مقابلہ کرنا بالکل جان کا کھونا ہے باغی رجمنٹ نے لفظ کمبنڈ (حکم) کی تعمیل کی اور بعض نے اپنے افعال انفعال ظاہر کیا لیکن غلطی سے توپچیون نے فلیتے روشن کر لیئے تھے اور توپین رجمنٹ کے سامنے لگی ہوئی تھین اسنے جانا کہ توپین اب ہم کو اڑا دینگی سپاہی ڈر سے پہلے ایک سپاہی پھر دوسرا اور علے ہذا القیاس ہتھیار پھینک پھینک کر بھاگنے شروع ہوئے صفین چھدری ہوئین لیکن باقی سپاہیون نے حکم کے ساتھ ہی ہتھیار رکھ دیئے جب مفرورین کے تعاقب مین سوار اور ہنری لارنس گئے تو انہون نے پکار کر کہا کہ جے کمپنی بہادر کی انکو حکم ہوا کہ ہتھیار اور سب سامان حرب رکھ دو تو انہون نے فی الحال حکم پر عمل کیا - آدھی پر ایک بجا تھا کہ بریگیڈ لکھنؤ مین واپس آگیا - اسکے ساتھ تمام ہتھیار اور وہ سپاہی جو تھوڑی دیر ہوئی کہ ان ہتھیارون کے پہنے ہوئے تھے ساتھ آئے اور ہندوستانی رجمنٹون کی حالت مشتبہ ہو رہی تھی اسلیئے لیورہ مین سپاہ کا تقسیم کرنا دانائی سے بعید تھا دوسرے دن ہنری لارنس نے گورنر جنرل کو لکھا "کہتے ہین کہ رجمنٹ پر جو صدمہ پہنچایا گیا اسکا بڑا اثر شہر پر ہوا لوگ یہانتک کہتے ہین کہ اڑتالیسوین رجمنٹ نے رجمنٹ کے بھاگنے پر پھٹ پھٹ کی اور کہا کہ وہ کھڑی رہتی تو اسپر فیر نہین کرتے ان رپورٹون مین سے مین چوتھائی پر یقین نہین رکھتا ایک عام سراسیمگی مین باتین بڑے مبالغہ سے بیان کی جاتی ہین -

ہنری لارنس جو باتین سنتے تھے ان پر بڑی حزم و احتیاط سے یقین کرتے تھے ساتوین رجمنٹ کے پچاس کے قریب سرغنہ گرفتار ہو کر حوالات مین بھیجے گئے اور کورٹ مارشل مقرر ہوا کہ بغاوت کے اسباب تحقیق کرے لیکن کوئی بات ظاہر نہین ہوئی - انبالہ اور مقامات مین سپاہیون کے منہ پر مہر لگی ہوئی تھی کچھ بتاتے نہ تھے وہ آپس مین لڑتے تھے مگر جب انگریز انکی ناراضی کی تحقیقات کرتے تھے تو اسکے اخفا مین سب ایک آدمی بن جاتے تھے ۲ - مئی کو اڑتالیسوین رجمنٹ کی لینین جلکر خاک ہوگئین دوسرے دن ہنری لارنس ان جلے ہوئے گھرون کو دیکھنے گئے تو انہون نے دیکھا کہ سپاہی بڑے موؤب اور مطیع تھے اور اپنے مال و اسباب کے جل جانے سے مغموم معلوم ہوتے تھے اودھ کی سپاہ کے دلون مین بڑے بیہودہ اور مختلف طرح کے اثر تھے انکا دریافت کرنا آسان نہین تھا لیکن

اگر کوئی شخص ان کو جان سکتا تھا تو وہ ہنری لارنس صاحب ہی تھے وہ ان لوگوں سے بے تکلف ملاقات کرتے تھے جو سپاہ و رعایا کے خیالات خوب تشریح سے بیان کر سکتے تھے اور یہہ ملکہ انکو خداداد اور ایسا تھا کہ شاذ و نادر ہی ہوتا ہے کہ وہ ہندوستان کے دلوں مین اپنا اعتبار و اعتماد پیدا کر دیتے تھے اور لوگوں سے انہوں نے تحقیقات کر کے دریافت کر لیا کہ سپاہ کے بگڑنے کا اصلی سبب کارتوس ہین اس باب مین جو انکی گفتگو مین ہندوستانیوں سے ہوئین ان مین سے ایک گفتگو نیچے لکھی جاتی ہے۔ انہوں نے لارڈ کیننگ کو لکھا کہ ۹ مئی کو میری گفتگو اودھ کے توپخانہ کے جمعدار سے ایک گھنٹے سے زیادہ دیر تک رہی یہہ جمعدار برہمن ہے چالیس برس کے قریب اسکی عمر ہے۔ اسکو جن باتوں پر یقین ہے ان کے سننے سے مین چونک پڑا۔ اس نے کہا کہ گورنمنٹ دس برس سے ایسی تدبیرین کر رہی ہے کہ کل ہندوستانیوں کو زبردستی یا زیادہ تر دغا بازی سے عیسائی بنائے اس کی دلیل یہہ تھی کہ جیسے ہم نے ہندوستان مین بھرت پور لاہور وغیرہ کو دغا و فریب سے فتح کر لیا ہے اسی طرح سے ممکن ہے کہ آٹے مین گائے کی پسی ہوئی ہڈیان ملا کر ہندوون کے ہاتھ اسکو بیچ دیا ہو جب مین نے اس سے کہا کہ یورپ مین ہماری کیسی زبردست قوت ہے کہ ایک سال کے اندر ہم نے روسیوں کی لڑائی مین اپنی سپاہ کو چوچند کر لیا اور اگر دوسرے سال مین اسکی ضرورت ہوگی تو بے حد بیابان لشکر کو ہم زیادہ کرین گے اور اسی طرح سے چھ مہینے کے اندر جسقدر یورپین سپاہ مطلوب ہو ہندوستان مین بلا سکتے ہین اس لیے ہم کچھ ہندوستانی سپاہ کے اختیار مین نہین ہین تو اس نے یہہ کہا کہ مین جانتا ہون کہ ہم دولت اور سپاہی بیشمار رکھتے ہین لیکن یورپین سپاہ کا خرچ بڑا ہے اسواسطے ہم چاہتے ہین کہ ہندوؤن کو سمندر مین لے جا کر دنیا کو فتح کرین مین نے کہا کہ ہندوستانی سپاہی اگرچہ ساحل خشکی مین اچھا ہوتا ہے لیکن سمندر کے اندر بہت گھبراتا اس نے کہا کہ یہہ آپ کا کہنا بجا و راست ہے ہم چاہتے ہین کہ جو آپ کھائین وہی ہندوستانیوں کو کھلائین تاکہ وہ بڑے مضبوط و توانا ہو جائین اور سب جگہہ جانے لگین اس نے بار بار یہہ کہا کہ جو مین کہتا ہون وہ سب ہندوستانی کہتے ہین لیکن جب مین نے اس سے کہا کہ یہہ بات احمق و دغا باز

کہتے ہین لیکن عاقل اور دیانت سند تو یہہ بات نہین کہہ سکتے تم تو یہہ نہین کہو گے کہ مین خود اسکا
یقین کرتا ہون یا نہین تو اسنے کہا کہ مین آپ سے کہتا ہون کہ ہندوستانی تو بھیڑون کی مانند ہین
کہ جہان ایک دھنسی وہان سب اسیر دھنستی ہین (انہین بھیڑ دھسان ہے) ایسا آدمی بڑا خوفناک ہے
وہ برہمن ہے پوری لیاقتین رکھتا ہے بیس برس سے ہماری نوکری کرتا ہے ہمارے قوت وضعف
سے خوب آگاہ ہے اور ہم سے نفرت کلی رکھتا ہے ہوسکتا ہے وہ اپنے ہمسایون سے زیادہ
دیانت سند و راستباز ہو لیکن ایسے آدمی سے ڈرنا چاہیئے صرف اسنے ایک بات مین ہمکو
مستبشر و ممتاز جانا کہ مین نے اس سے کہا کہ ۱۸۴۶ء مین ڈیڑھ سو ہندوستانی بچون کو جو ہماری
سپاہ کے کابل مین رہ گئے تھے بجائے اسکے کہ وہ عیسائی بنائے جاتے مین نے انکے رشتہ دارون
اور دوستون کے پاس بھجوادیا تو اسنے کہا کہ ہان مین اسکو خوب یاد رکھتا ہون اس وقت مین
لاہور مین تھا لیکن قحط سالیون مین بچون کو خرید کرکے تم نے عیسائی کرلیا آخر دو ہفتون
مین مین نے سب قسم کے سپاہیون سے گفتگوئین کین بہت سے انہین سے ہماری نیک نیتی اور
اچھے ارادون کا اعتبار کرتے ہین لیکن ایک سپاہی اپنا ہی جو اورون کے سرون پر سردار
بنانے کے لیئے انتخاب کیا گیا ہے ایسی رائین رکھتا ہے جو اسکو دل مین دغا باز بناتی ہین
اسی دن انہون نے مسٹر کالون کو لکھا کہ وہ بالائے ہند مین قلعون کی خبرگیری اچھی طرح کرین
ہنری لارنس کے برابر اس غدر کے باب مین کوئی دور اندیش نہ تھا جب وہ مارچ ۱۸۵۷ء مین
راجپوتانہ سے اودھ کو گئے ہین تو آگرہ کے قلعہ مین وہ اور کالون صاحب لفٹنٹ گورنر فصیل پر
کھڑے تھے کہ سامنے تلنگے جمنا سے نہا کے اینٹھتے اکڑتے ہوئے جاتے تھے تو ہنری لارنس نے
کہا کہ کالون عنقریب وہ زمانہ آنا ہے کہ مجھے اور تمہین دونو کو اس قلعہ مین تلنگے قید کرین گے
سپریم کونسل مین گورنر جنرل اور انکے مشیر اس بات پر مباحثہ کررہے تھے کہ اودھ کی باغی پلٹن کو
کیا سزا دینی چاہیئے اور ایسی صورت مین سزا کا اندازہ کیا مقرر کیا جائے - ۱۰ مئی ۱۸۵۷ء کو
لارڈ کیننگ اور مسٹر ڈورن نے اس سزا کے باب مین یہ کہا کہ گورنر جنرل رجمنٹ کی موقوفی کا
حکم صادر کرتے ہین مسٹر پیکاک (اعلے) ممبر نے لکھا کہ جسقدر جلد بغاوت کی وبا دور کی جائے اسیقدر
بہتر ہے وہ نرم سزاؤن سے نہین رفع ہوگی سختی کی ضرورت ہے مجھے یقین ہے کہ عین وقت پر

سختی آخر کار نرمی ہو جائیگی اس دن جنرل لو صاحب نے اپنی تحریر مین یہہ را سے ظاہر کی کہ غالباً رجمنٹون کا بڑا گروہ اس سبب سے کارتوسون کو نہین کاٹتا کہ وہ بدخواہ یا بے حمیت گورنمنٹ یا اسکے افسرون سے ہوگیا ہے بلکہ وہ اپنے سچے دل سے ایمانداری سے یہ خوف کرتا ہے کہ کارتوس کاٹنے سے اسکا بڑا نقصان یہہ ہوگا کہ وہ جات باہر ہو جائیگا۔ اسکا سبب یہہ نہین ہے کہ وہ گورنمنٹ کا بدخواہ یا اس سے بددل ہوگیا ہے ۱۱ مئی کو مسٹر گرینٹ لو اور مسٹر بی کوک نے اپنی رائین لکھین کہ اور زیادہ تحقیقاتون کے ہونے کے بعد گورنمنٹ کے احکام جاری ہون ۱۲ کو اوفس بکس ایک کوٹھی سے دوسری کوٹھی کو جاتے تھے اور اسکے ساتھ یہ چھوٹا سا پرچہ بھی گشت کر رہا تھا جس مین میرٹھ کی خبر لکھی ہوئی تھی جسکی نسبت مسٹر ڈورن ممبر کونسل نے لکھا تھا کہ یہ امید کی جاتی ہے کہ میرٹھ کی خبر جو تار برقی پر آگرہ سے آئی ہے اور اس بکس مین داخل ہے وہ سچی نہین ہے۔

آگرہ مین میرٹھ کے پوسٹ ماسٹر کی بہن کے پاس سے اس کے بھتیجے کے پاس یہہ تار برقی آیا تھا

[illegible] اسی شب کو ۹ بجے رات کو رسالہ نے بغاوت کی اور اپنے گھرون کو اور بعض افسرون کی کوٹھیون مین آگ لگا دی اور یورپین افسر اور سپاہی انکو لیسون کے قریب ملے انکو مار ڈالا اس تار کو دیکھ کر کالون صاحب لفٹنٹ گورنر آگرہ نے لارڈ کیننگ کو تار بھیجا کہ میرٹھ کی بڑی چھاونی مین آگ کے شعلے اٹھ رہے ہین کل رسالہ باغی ہوگیا اور باغیون کو جو انگریز ملا اسکو قتل کر ڈالا گورنمنٹ آگرہ پاس کوئی خبر حسب ضابطہ نہین آئی تھی۔

یہہ خبر جو آگرہ سے کلکتہ مین گئی اسکا اعتبار لوگون نے نہین کیا۔ مگر تارون مین شمال سے جنوب کو اور جنوب سے شمال کو خبرین متواتر جاری تھین اول میرٹھ مین سپاہیون کا بغاوت کرنا تحقیق ہوا پھر یہہ خبر آئی کہ باغیون نے دہلی اور میرٹھ کی درمیان کی کچھ سڑک پر قبضہ کر لیا ہے پھر یہہ خبر آئی کہ باغی دہلی پہنچ گئے اور دہلی کی آگرہ سے ۱۴ تاریخ کو یہہ پیغام بھیجا گیا کہ دہلی کے بادشاہ کے خط سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شہر و قلعہ اور خود بادشاہ پر باغیون نے قبضہ کر لیا اور فریزر صاحب کمشنر اور بہت سے انگریز اور انگریزون کے بچے قتل ہوئے پھر معلوم ہوا کہ خود بادشاہ کو بھی باغیون نے اپنے ساتھ شامل کر لیا اور قلعہ پر باغیون کا جھنڈا اُٹھانے لگا۔ انگریزی سلطنت پر سو برس گذر چکے تھے گورنر جنرل کی کونسل کے زمرہ مین کبھی ایسی وحشتناک خبر نہین آئی تھی۔ لارڈ کیننگ کی آنکھون کے سامنے سوا اس بات کے

میرٹھ کا غدر

دہلی پر باغیون کا قبضہ

[illegible]

کوئی اور چیز نہین تھی کہ دہلی اور میرٹھ کی سپاہین آپس مین مل گئین اور مغلون کی سلطنت کا اشتہار ہوگیا گرمی کے اس خوفناک ہفتے مین تعجب خیز افکار اور ترددات سے انتظار کرتے رہے کہ مفصل حال معلوم ہو مگر وہ نہ معلوم ہوا اور سب سے زیادہ انکو اسپر حیرت ہوتی تھی کہ اس وقت مین انکے ہم قوم کیا کر رہے ہین اور کیا نہین کر رہے ہین ایسی جگہہ جیسی دہلی ہے جو مشکل سے ملیٹری وقت مین کسی کی برابری کر سکتی ہے مگر پولیٹکل وقعت مین وہ بالکل بے مثل ہے ایک گھنٹہ مین ہاتھ سے جاتی رہی اسپر اعتبار نہین ہوتا تھا کہ میرٹھ مین ایک رجمنٹ برٹش سوارون کی ہو اور ملک مین سب سے زیادہ توپ خانون کا مجمع ہو ایسا حادثہ وہان واقع ہو جب وہان نتیجہ ایسا ہو جہان انگلش افسرون کے پاس سوار اور توپ خانے ہون تو وہان کا حال کیا ہوگا جہان یہ سامان امداد موجود نہ ہو - اب امید نہین ہے کہ ایک چھاونی سے دوسری چھاونی مین آگ نہ لگے اور بہت جلد کل ملک شعلہ انگیز نہ ہو -

اب لارڈ کیننگ چہرہ پر استقلال لئے ہوئے حادثہ کے مقابلہ کے لیئے کھڑے ہوئے کبھی انسان کے سینہ مین انکے دل سے زیادہ بہادر دل نہین پیدا ہوا - یہہ قوم کی بڑی خوش نصیبی و بلند اقبالی تھی کہ ان مین وہ شخص جسکو اس زمانہ مین قوم کی عزت کا باقی رکھنا سپرد کیا گیا تھا وہ بڑی مستقل جو انمرد اور نہایت عمدہ متحمل طبیعت رکھتا تھا - بہت سے خیالات نے انکو دبایا لیکن سب پر یہہ خیال غالب تھا کہ وہ سب سے اعلے فرض کو اپنے باوقار متین چہرہ سے ادا کرین کبھی انکے چہرہ پر سراسیمگی کے آثار نمودار نہین ہوئے انکو یہہ بڑا کار عظیم کرنا تھا کہ کل سلطنت کو بچائین جسکی جوابدہی انکے ذمے تھی وہ لڑائی کے لیئے کمربستہ ہوئے وہ جانتے تھے کہ انکے اہل ملک کے بچنے کی تدبیر اعظم خدا پر توکل کرنا اور انکی استقلال و ہمت و شجاعت پر بھروسا کرنا ہے انہون نے صاف دیکھ لیا کہ بڑا مہلک اور ہیبت ناک خوف ہے اور اس سے مقابلہ کرنے کا سامان ان پاس کافی نہین ہے لیکن جو لوگ انکے پاس رہتے تھے انہون نے ایک لمحہ کے لیئے بھی کبھی انکو مایوس و ہراسان نہین دیکھا انہون نے ان وسائل کا اور محافظت کے اسباب کا حساب کر لیا تھا جو فوراً عمل مین آ سکتے تھے اور جو دور سے منگائے جا سکتے تھے - اسوقت سارا ہندوستان یورپین سپاہ سے سوا پنجاب کے سرحدی اضلاع کے خالی پڑا تھا یورپین کی سپاہ اتنی

نہ تھی کہ وہ اس سرکشی کے طوفان کو جو ہندوستان مین اٹھ رہا تھا روک سکتی۔ لارڈ کیننگ
نے ۲۲- اپریل ۱۸۵۷ء کو ہوم گورنمنٹ کو لکھا تھا کہ ہوم گورنمنٹ مین اور معاملات عظیمہ السیہ پیش
رہتے ہین کہ ہندوستان کی اغراض اور مقاصد کو انگلنڈ ہمیشہ نہین سنا کرتا اس لیے مین
اس امر کے بالکل خلاف ہون کہ اور جگہہ کی ضرورتون کے سبب سے ہندوستان کی قوت عظیمہ
(گورون کی سپاہ) کے گھٹانے کے اختیارات ہوم گورنمنٹ کے ہاتھ مین زیادہ ہون"
اسوقت ایران کی جنگ مین ہندوستان سے چھ یوروپین رجمنٹین بھیجی گئین تھین - ان تمام مصائب
مین تسلی بخش باتین یہہ تھین کہ جنگ ایران ختم ہو چلی تھی جسکا ذکر ہم پہلے کر چکے ہین وہان سے
سپاہ بمبئی مین واپس آرہی تھی جہان سے ایک حکم مین فوراً اتنی دیر مین سپاہ آسکتی تھی جتنی
دیر مین سٹیمر (دخانی جہاز) آسکتا ہے چین کی مہم سے بھی سپاہ اپنا کام بخوبی انجام دیکے انگلنڈ کو
واپس جاتی تھی اسکو بھی لارڈ کیننگ نے اپنے دوست لارڈ ایلجن مدار المہام مہم چین کو لکھکر ہندوستان مین
بلایا مگر پھر بھی چین اور ایران کی فوجون کے آنے مین ایک عرصہ چاہیئے تھا کہ وہ ہندوستان
مین آئین یہہ بھی ایک خوش نصیبی تھی کہ رنگون سے ۸۴ وین رجمنٹ کلکتہ کے پاس بارکپور مین
بلا لی گئی تھی اور گورون کی ۳۵ وین رجمنٹ کے لیے سٹیمر بھیجا گیا کہ وہ بہت جلد اسکو رنگون
اور مولمین سے سوار کرا کے کلکتہ مین لے آئے مدراس کے گورنر کو تار بھیجا گیا کہ ۴۳ وین پیدل
رجمنٹ اور مدراس فیوزلیر کو تیار رکھے کہ وہ فوراً جہاز پر سوار ہو جائین اور ایک معتمد افسر جہاز
مین سیلون مین بھیجا گیا کہ وہان کا گورنر جسقدر یوروپین سپاہ بھیج سکتا ہے بھیجدے -
گورنر جنرل نے یہہ ساری تدبیرین یوروپین سپاہ کے جمع کرنے کے لیے کین اسکے سوا
انہون نے تمام دخانی جہازون کو جمع کرکے اضلاع بالا مین سپاہ کے بھیجنے کی تیاری کی
اس مین شک نہین کہ جنرل اینسن کمانڈر انچیف کو جب یہہ خبر میرٹھ اور دہلی کے غدر کی پہنچی ہوگی
تو انہون نے غدر کے مقام مین سپاہ کے بھیجنے کی سب طرح تیاری کی ہوگی اسلیئے کمانڈر انچیف کو
گورنمنٹ نے تار بھیجا کہ اسکو یقین ہے کہ وہ جسقدر سپاہ پہاڑ پر سے اپنے ساتھ لے جاسکین گے
وہ لے جائین گے - گورنر جنرل کو سب سے زیادہ بھروسا پنجاب کی یوروپین سپاہ پر تھا
اور یہہ بھی انکو یقین تھا کہ کبھی امداد کرینگے کہ مغلیان کی مشہور دار السلطنت کو خوب لوٹین

کمشنر سندھ کو تار بھیجا گیا کہ وہ ایک انگلش رجمنٹ پنجاب مین بھیجدے کہ وہ اس سپاہ کے قائم مقام ہو جسکی ضرورت اضلاع زیرین مین وہان سے جانیکی ہو - ایک اور تار مسٹر کالون کو بھیجا گیا کہ جہان تک ممکن ہو جلد سر جان لارنس کو لکھہ بھیجے کہ وہ پنجاب کی رجمنٹین اور یوروپین جسقدر وہ بھیج سکتا ہے روانہ کرے ہر طرح سے یہ کوشش کی جائے کہ دہلی پھر ہاتھہ آجائے جنرل ہیوٹ کو حکم دیا گیا کہ وہ اس بات کا زور کمانڈر انچیف پر کرے کہ سپاہ جلد روانہ ہو اور اگر اس کی ضرورت ہو تو گورنر جنرل کے نام سے راجہ پٹیالہ اور راجہ جیند سے مدد طلب کی جائے -

کولون صاحب نے حتے الامکان جو کچھہ کرنا چاہیئے تھا وہ کیا جو خبرین انکے پاس آگرہ مین پہنچی تھین وہ گورنر جنرل پاس پہنچادی جاتی تھین ۱۵ - مئی کو انہون نے لارڈ کیننگ کو لکھا کہ مین خود یہان کا کمانڈر انچیف بن گیا ہون - تیمور کے خاندان سے سیندھیا اور بھرتپور لڑنے کو تیار ہین مین نے راجپوتانہ کی ریاستون کو آمادہ کرلیا ہے کہ جو باغی مغرب کی طرف مفرور ہون ان سب کو گرفتار کرلین تیسرے رسالہ کے مسلمان سوارون نے بڑا خوفناک قتل کیا ہے ایسی بے رحمیون کا خوفناک عوض ہونا چاہیئے -

لارڈ کیننگ جانتے تھے کہ ابھی وقت خوفناک عوض لینے کا نہین ہے اس وقت تو جان بچانے کے لالے پڑے ہین فقط اس مطلب کے لیئے جو کچھہ وہ کرسکتے تھے اب تھوڑے سے وسائل سے انہون نے کیا - انہون نے انگلنڈ مین ہندوستان کے وزیر کو لکھا کہ مین دو باتون مین اپنی بڑی طاقت صرف کررہا ہون اول دہلی سے باغیون کو جلد نکالون دوئم یوروپین سپاہ کو یہان بہم پہنچاؤن جو سارے ملک مین حملہ کرنے کے لیئے کام آئین " ان بعید امدادون مین ایک دن ضائع نہین کیا جاتا تھا جس مین فقط سلطنت ہی کی سلامتی نہین حاصل ہوتی تھی بلکہ قومی نخوت کی حمایت ہوتی تھی کہ دشمنون سے بجا انتقام لیا جائے - گورنر جنرل کو یقین تھا کہ بمبئی سے کمک آجائیگی اور اس خیال سے بھی روح تازہ ہوتی تھی کہ اس وقت مین کہ انڈیا کو اپنے سب بہادرون کی ضرورت ہے اوٹرم صاحب مع سپاہ کے آئیگا اگر یہہ گورون کی رجمنٹین خلیج فارس کی لڑائیون مین مصروف ہوتین تو یہان کچھہ اور ہی گل کھلا ہوتا -

گورنر جنرل ہند نے حسب ضابطہ اپنے قدیمی دوست لارڈ ایلجن کو بڑے زور سے لکھا کہ

سلطنت ہند کن بلاؤن مین گھری ہوئی ہے مین حضور کے سامنے مختصر بیان اسکا کرتا ہون مجھے یقین
ہے کہ آپ جلد اس امر کا فیصلہ کر دین گے کہ چین سے ہندوستان کو سپاہ بھیجدین گے اسکی
ساری جوابدہی میرے ذمے ہے - خانگی چٹھی مین ۱۹ - مئی ۱۸۵۷ء کو یہہ لکھا کہ میرے پیارے
ایلجن دہلی کی حالت ایسی ہو رہی ہے کہ اضلاع زیرین مین عموماً ہندوستانی سپاہ
بغاوت کرے اور وہان یورپین سپاہ نہین ہے وہان باغی سپاہ ہفتون اور مہینون تک
چھا جائیگی سو کرنگی مین ابھی اس خوف کے دیکھنے مین آنکھین بند نہین کر سکتا مجھے اشد ضرورت
یہہ آن کر پڑی ہے کہ اُن تمام یورپین کو جمع کرون جو ہتھیار چلا سکتے ہین اور گورنمنٹ کی امداد ایسے
کرا ے وقت کے واقعات مین کر سکتے ہین یہہ امر میرٹھ اور دہلی کے سرکشون کے سر کچلنے کے
لیئے نہین چاہتا یہہ کام تو آسانی سے یورپین سپاہ کے دہلی پر جمع ہونے سے ہو جائیگا
لیکن بہت جلد نہین ہوگا اس اثنا مین ایک گھنٹہ کا ناگزیر التوا ملک کے اور حصون مین سپاہ کی
بغاوت اور سرکشی پر کمربستہ کرائیگا آگرہ کی اسطرف کی رجمنٹون مین جنکی نگہداشت کچھ نہین ہے
ایک رجمنٹ بھی سرکشی کریگی تو گنگا کے میدانی ملک مین کوئی ایک قلعہ اور چھاونی یا اسٹیشن ایسا
نہین ہوگا جو باغی سپاہ کے قبضے مین دو ہفتے کے اندر نہ آجائے گا بعینہ یہی حال
اودھ کا ہے - جو مدد آپ مجھکو دے سکتے ہین وہ اس آفت سے ہم کو سلامت اس
سبب نہین رکھ سکتے کہ وہ عین وقت پر نہین پہنچ سکتی اب خطرناک ساعتین موجود ہین اور
آئندہ دس بارہ روز مین وہ ایسی ہی رہینگی اگر اس عرصے مین بلوہ فساد نہ ہو تو خیر ہے ورنہ وہ
وحشتناک نتائج واقع ہونگے کہ اگر ذرا سی بھی غفلت یورپین سپاہ کے بہم پہنچانے مین کی
جائیگی تو وہ ایک گناہ ہوگا اس یورپین سپاہ ہی سے ہم اپنی یقینی دشمنون اور خوفون کو دور
کر سکتے ہین اگر سپاہ ہون کو آپ بھیجدین گے تو وہ ایک گھنٹہ بغیر اشد ضرورت کے یہان
نہین ٹھیرائی جائین گین اگر آپ بھی انکے ساتھ آئین تو نہایت مبارک قدمی ہوگی"
اس چٹھی کے ساتھ ایک اور چٹھی جنرل اینس برن صاحب کو جو مہم چین کا سپہ سالار تھا گورنر جنرل نے
بھیجی اور کورٹ ڈائرکٹرز کے چیرمین کو اور بورڈ کنٹرول کے پریسیڈنٹ کو بھی لکھا کہ آپ
انگلینڈ سے حتی الامکان جلد سپاہ کی کمک کے لیئے بھیجین اور مسٹر سینکلس کو لکھا کہ وہ

وہ تین رجمنٹین بنگال کے لیئے فوراً بھرتی کرلین کوئی دیوانہ آدمی بھی اس مین شک نہین کریگا کہ یہان یوروپین سپاہ کی افزائش کی ضرورت ہے اور حتی الامکان یہہ ضرورت بغیر کسی دیر کے التوا کے رفع کی جائے۔ بالفعل انگریزون کی قوت کے ضعف سے اس ضرورت کا ہونا ظاہر ہے مین یہہ نہین چاہتا کہ ملکہ سپاہ کی تعداد جو معین ہے وہ بڑھائی جائے بلکہ مستقل مقاصد کے لیئے کمپنی کی سپاہ کی افزائش چاہتا ہون اور اس وقت کی ضرورت کے لیئے سوا ے چین کی شاہی رجمنٹون کی کمک کے اور کمک نہین چاہتا لیکن مین یہہ عرض کرتا ہون کہ آپ گورنمنٹ مین یہہ تحریک کرین کہ ملکہ کی معینہ رجمنٹون مین جو سپاہ کمی ہوئی ہے وہ دفعتہً پوری کردی جائے چین کی سپاہ اسکی جگہ نہ بھیجی جائے مسٹر ورنن سمتھ کو بھی لکھا کہ وہ انگلنڈ سے کمک بھیجے کہ آیندہ ایسے حادثات رونما نہ ہونے پائین اور جو بالفعل ہورہے ہین انکا انسداد ہو۔

۲۲ مئی بالائے ہند مین جو آگ لگ رہی تھی جیسی جیوانی زور سے اسکے بجھانے کی طرف گورنر جنرل کی توجہ تھی ایسیہی وہ اخلاقی زور سے بھی اسکو ان اضلاع مین روکنا چاہتے تھے جہان وہ مشتعل نہین ہوئی تھی - یہہ ظاہر ہے کہ ایک خوفناک بدفہمی و بدظنی سے سپاہ دیوانی ہورہی تھی اسکو یقین اپنے مذہب اور حیات کے جانے کا تھا اس لیئے اس یقین دلانے مین کہ برٹش گورنمنٹ کی نیت مین کبھی یہہ نہین آیا کہ انکے مذہب اور معاشرت کے تعصبات مین خلل انداز ہو ایک دفعہ اور کوشش کی گئی کہ گورنر جنرل نے یہہ اشتہار دیا کہ گورنر جنرل کو معلوم ہوا ہے کہ دونو ہندو مسلمان سپاہیون اور رعایا کے بہکانے مین کوشش کی گئی ہے کہ انکا مذہب علانیہ یا مخفی گورنمنٹ کے افعال سے دھمکایا گیا ہے یہہ یقین کیا گیا ہے کہ گورنمنٹ اپنے مقاصد و مطالب کے لیئے جان کے جانے کے جال مین پھنسانے کے لیئے طرح طرح کے پھندے ڈالتی ہے لیکن گورنمنٹ نے کبھی کوئی بات رعایا کو فریب و جل دینے کی نہین کی اس لیئے وہ اپنی سب رعایا سے چاہتی ہے کہ وہ اپنے اس یقین کو دل سے نکالدین جو بدمعاش لچون دغا باز مکارون نے اپنے مطلب نکالنے کے لیئے گورنمنٹ کی بدخواہی کے لیئے جھوٹی جھوٹی باتون کے بنانے اور افترا پردازی سے پیدا کیا ہے یہہ بدذات

آدمی نیک آدمیون کو گمراہ و تباہ کرنا چاہتے ہین - یہہ اشتہار تمام دیسی زبانون مین ترجمہ ہوکر چھاؤنیون مین سپاہیون کو سنایا گیا - لفٹنٹ گورنر آگرہ کے پاس تار پر اسکے سارے الفاظ بھیجے گئے اور بڑی زور سے ہدایتین کی گئین کہ اسکو وہ ہر شہر و قصبہ و گاؤن و بازار و سرائے مین مشتہر کرے یہہ اشتہار جیسا سپاہ کے لیئے ہے ایسا ہی رعایا کے لیئے ہے یہہ یقین کیا گیا تھا کہ اس اشتہار کے دینے کے نیک ثمر ہونگے اور امن و عافیت و انتظام پھر قائم ہو جائیگا لیکن یہہ امر مشتبہ ہے کہ اس اشتہار کا اثر کچھ بھی ہندوستانیون پر ہوا ہو انہون نے اسکو بھی منجملہ گورنمنٹ کے فریبون کی فریب و دغا و بالکل جھوٹ جانا

اسوقت گورنر جنرل کو یہہ ضرور معلوم ہوا کہ ملیٹری افسرون کے اختیارات خیر خواہ سپاہیون کے انعام دینے کے لیئے اور بدخواہ سپاہیون کے سزا دینے کے واسطے بڑھانے چاہئین انعام کے دینے کے لیئے تو کسی ایکٹ کی ضرورت نہ تھی مگر سزا دینے کے لیئے ضرورت تھی اور اس کے لیئے یہہ ایکٹ جاری کیا گیا کہ ڈویزنون کے برگیڈون کے اور سٹیشنون کے افسرون کو اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ کورٹ مارشل مقرر کرین اور اسکے حکمون کی تعمیل ہو بغیر اسکے کہ حکام بالا کی منظوری لگائی جائے جیسے ملیٹری افسرون کے خیرخواہ سپاہیون کے انعام اور بدخواہ سپاہیون کو سزا دینے کے اختیار دیئے گئے تھے ایسے ہی سول اور پولٹکل افسرون کو بھی دیئے گئے مگر اس وقت انگلستان حرب و ضرب کام کرتے تھے لفظون سے کام نہین چلتا تھا نہ اشتہارون کو نہ سپریم گورنمنٹ کے احکام کو نہ جنرل اور ڈرون کوئی سنتا تھا - لارڈ کیننگ نے وہ کام کیا جو ہو سکتا تھا اور اسکے نتیجے کا منتظر تھا وہ ایک سمت کے فسادون کی بری خبرون کے آنے سے خائف ہوتا تھا اور دوسری سمت سے امداد اور کمک کی خوشخبریون سے امیدین باندھتا تھا - اس فساد کی خبرین روز متصل ایسی آتی جاتی تھین جس سے اسکا حال صاف انکو معلوم ہو جاتا تھا اس عرصہ مین انہون نے اپنے دل مین سوچ لیا کہ اس سے بہتر کوئی تجویز تدبیر نہین ہے کہ چند دلیر شیر دلون اور چند عالی دماغون کی بہادری اور تحمل پر اعتماد کرون - لارڈ کیننگ کے دل مین یہہ سخت ملال تھا کہ پریسیڈنسی مین چند ایسے دمین افسر تھے کہ ایسے کڑے وقت مین اپنا اخلاقی سہارا دیتے کہ جسے انکا دل تر و تازہ و شگفتہ ہوتا اس توقع کا کرنا اسکا حق تھا یہہ ناممکن ہے کہ اسکا یہہ نتیجہ بیان مین آسکے جہان انکو توقعات کی امید تھی

ایکٹ نمبر ۱۴ ... ۱۸۵۷ع

وہان ضعف نظر آیا جن آدمیون پر انکو یہہ خیال تھا کہ وہ اور آدمیون کی ہمت افزائی کرین گے اور انکو اپنے استقلال اور ثبات کے نمونے سے سہارا دینگے وہ ایک جگہہ سے دوسری جگہہ جانے اور اپنے پاس دہراس کی وبا اپنے دوستون مین پھیلاتے ہین اور اپنی مثال سے ان دلون کو سرد کرتے ہین جنکو انہین گرم کرنا چاہیئے تھا۔ لارڈ کیننگ جن افسرون کی شکایت کرتے تھے انکو وہ خوب جانتے تھے اور یہہ اقرار کرتے تھے کہ اگر ان افسرون کے پہلو مین تلوار ہو تو کافی بہادر ہین وہ اپنے ملک کی بھلائی و فلاح کے لیئے موت کا مقابلہ کرتے جس مین وہ بہادرونکی والا ہمتی اور شہیدون کی عالی ہمتی دکھائین مگر جیسے وہ کامون مین مضبوط اور مستحکم ہین ایسی الفاظ مین تو ضعیف ہین وہ ابترون کی پیشین گوئیان اور رازدارانہ و بیباکانہ اپنے تاریک خیالات بیان کرتے پھرتے ہین جنکو پہلے سے انہون نے سوچ لیا ہے اسطرح دار السلطنت مین انگلش سوسائٹی کے سب طبقات مین وہ خوف اور دہشتین پھیلاتے ہین جنکو اعلے جاعتین اپنے معتمد اوضاع واطوار سے روک سکتی تھین۔ لارڈ کیننگ کو اس برائی کا خیال ایسا تھا کہ انہون نے انگلنڈ کے حکام کو لکھا کہ کلکتہ سے جو خانگی خطون مین یہان کے حالات تحریر ہوکر انگلنڈ بھیجے گئے ہین انپر یقین کرنے مین بہت حزم واحتیاط چاہیئے۔

کلکتہ مین تو اپنے بغل مین شرمناک عیب اپنے بعض اہل وطن مین لارڈ کیننگ نے دیکھے لیکن انہون نے بڑے فخر اور اعتماد کے ساتھ اپنے سے دور فاصلہ پر اپنے ایسے اہل وطن دیکھے کہ وہ انکے ساتھ ایک جان دو قالب تھے انکی کوششون مین سرتاپا معاون تھے بمبئی کے گورنر ایلفنسٹن اور مدراس کے گورنر ہیرسی نے انکی ساری خواہشون کے موافق بغیر اپنی اغراض پردازی کے کام کیا اور سب طرح سے بدل وجان انکی امداد پر آمادہ ہوئے جنکے وہ دل سے احسانمند ہوئے بعض حصون مین تاربرقی شکستہ ہوکر بیکار تھا لیکن بعض حصون مین وہ کام اچھی طرح کرتا تھا۔ ۱۸ مئی کو انکی خبر معلوم ہوئی کہ مدراس فیوزلیر جہاز مین سوار ہوا انہون نے گورنر کا شکریہ ادا کیا ۲۲ مئی کو معلوم ہوا کہ ایران سے بمبئی مین وہ سپاہ آگئی ہے جو پہلے ایران سے روانہ ہوئی تھی اور چونسٹھوین پلٹن کا ایک بازو دخانی جہاز مین کلکتہ روانہ ہوا ہے غرض آتشی جہاز برقی ڈاک خوب کام کر رہے تھے گورنر جنرل کو اس خیال سے بڑی تسکین اور تشفی ہوتی تھی کہ پنجاب مین سر جان لارنس اور

اودھ مین ہنری لارنس چیف کمشنر تھے ان دونو صوبون کی طرف لارڈ کیننگ بڑے غور سے دیکھتے تھے۔ اودھ وہ ملک تھا جسکے باشندے بنگال کی سپاہ کے بڑے حصے مین بھری ہوئے تھے وہ سب سے پیچھے الحاق کیا گیا تھا وہان انقلاب سلطنت کے سبب سے عداوت اور کینہ انگریزون کے ساتھ تازہ پیدا ہوا تھا۔ خاندان شاہی ابھی بالکل نیست ونابود نہین ہوا تھا وہان کی جماعت امرا پر امیری کے جانے کا زخم تازہ لگا تھا وہ اسکے اندمال کی فکر مین بیٹھی تھی لارڈ کیننگ ان باتون کو پیش نظر رکھتا تھا پنجاب ہی مین بیرونی حملون کا مقابلہ ہو سکتا تھا اور وہی دہلی کو دوبارہ حاصل کر سکتا تھا اس خیال سے بڑی تسکین وتسلی ہوتی تھی کہ دوست محمد خان سے مصالحت ہوگئی تھی۔ ملک کے اور حصون مین تو فقط سپاہ کی بغاوت ہی کا ڈر تھا مگر اسکے سوا اودھ اور پنجاب مین رعایا کی سرکشی کا بھی دھڑکا تھا مگر اس سے بڑی خاطر جمعی تھی کہ پنجاب مین جان لارنس اور اودھ مین ہنری لارنس چیف کمشنر تھے۔ لارڈ کیننگ خوب جانتے تھے کہ بھیڑ کی اس آواز مین کبھی خطا نہین ہوتی کہ مضبوط آدمی جس چیز کو پکڑ کر قبضہ مین کر لیتے ہین ضعیف آدمی اسکو چھوڑ دیتے ہین۔ ہنری لارنس نے گورنر جنرل کو تار بھیجا کہ مجھے اودھ مین ملٹری اختیارات زیادہ دیے جائین اسکی منظوری فوراً تار پر ہنری لارنس پاس بھیجی گئی کہ تمکو ملٹری اختیارات پورے دیے جاتے ہین اور جس بات کو تم ضروری جانو گے اس مین گورنر جنرل تمکو سہارا دیگا۔

جان لارنس سے مراسلت کرنی زیادہ آسان نہین تھی وہ کشمیر جانے کے واسطے اسوقت راولپنڈی مین مقیم تھے۔ اول جان لارنس نے گورنر جنرل سے درخواست کی کہ اجازت ملے کہ مین غیر آئینی سپاہ سکھون کی بھرتی کر لون ہمارے پوربیون مین سپاہ ایسی تھوڑی ہے کہ وہ بتدریج درماندہ ہو کر تباہ ہو جائیگی۔ ضرورت کی صورت مین ایک ہزار سوارون کے بھرتی کرنے کی بھی اجازت ملے مین یہہ بھرتی بغیر اشد ضرورت کے نہین کرونگا۔ اس درخواست کے پہنچنے سے پانچ روز پہلے گورنر جنرل احکام بھیج چکا تھا جنکی سر جان لارنس نے درخواست کی تھی اور انکو لکھ دیا تھا کہ جو تجاویز تم پیش کرو وہ منظور کی جائین گین۔

اب گورنر جنرل نے یہہ سوچا کہ یہہ ہنگامہ فقط سپاہ ہی کی بغاوت ہے یا رعایا اور ملک کی سرکشی بھی اسکے ساتھ شامل ہے۔ وہ یہہ جانتے تھے کہ سپاہیون مین تو اب شعور فطری نہین کہ وہ اس

ہنگامہ فساد کے خود مرتکب ہوئے ہین ضرور اسپر انکو باہر کے لوگون نے آمادہ کرایا ہے زمانہ گذشتہ مین خطاؤن اور غلطیون کے درخت لگائے گئے ہین جنکے کڑوے پھل چکھنے پڑے ہین غرض انہون نے اب سپاہ کی بغاوت کی جگہہ ملک کی سرکشی سمجھی انہون نے انگلنڈ مین انڈین منسٹر (وزیر ہند) کو لکھا کہ ملک مین سرکشی گرم ہو رہی ہے برہمنون نے مذہب کو اور اورون نے پولی ٹکل سببون کو اسکا بہانہ بنایا ہے انہون نے خوب جانچ لیا کہ بغاوت سے چند پہلے سالون مین انڈیا مین انگلش نے اپنے مضبوط ایمان اور اعتقاد سے یہہ قصد کیا کہ غیر معتدل گرم جوشی سے ہندوستان مین سب چیزون کو اپنے طریقے اور اوضاع و اطوار اور خیالات مین متماثل بنائین جو نئے آدمی انگریزون کے متماثل بنے انسے مقابلہ کرنے کو پرانے آدمی کھڑے ہوئے - اور انہون نے دیکھا کہ یہہ سارے مقابل کھڑے ہوئے مگر تمام بدعتین موقوف نہین ہوئین تو اسکے انتقام لینے پر آمادہ ہوئے - انگریزون کی قومی خصلت اور سیرت کی خودنمائی نے کل انڈین اسپائر مین آگ لگادی لیکن لارڈ کیننگ اسپر فخر کے ساتھ پورا اعتماد کرتے تھے کہ انگریزون کی خصلت و سیرت مین وہ عظمت و شان ہے کہ اس نے جو یہہ آگ لگائی ہے اسکو وہ خدا کی عنایت سے پائمال کریگی جو انکے ہم قوم مایوس ہوتے تھے انکی مایوسی کا رنج انکو ہوتا تھا مگر وہ جانتے تھے کہ جب ان سے کام لیا جائیگا تو وہ اپنے بہادرانہ کامون سے اپنے ضعیف الفاظ کو جھوٹا کرینگے وہ آیندہ کے لیئے دیکھتے تھے کہ آگ پھیلتی جاتی ہے اور ہندوون کا ملک بڑی خونخواری کے ساتھ ہماری برخلاف ہو رہا ہے ایک بڑی سپاہ جسنے ہمارے ہی جنگی مدرسون مین تعلیم پائی ہے اور ہم ہی نے جو سبق اسکو سکھائے ہین وہ انکے موافق ہم سے لڑ رہی ہے -

کس نیاموخت علم تیر از من ✤ کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد

اسکو مولویون اور پنڈتون نے بھڑکا دیا ہے اس ملک کے امرا نے اسکی ہمت افزائی اور امداد کی ہے ملک کے سارے مخازن اسکے قبضہ مین ہین مگر ان سب چیزون کا مقابلہ انگلنڈ کی جوانمردی بہت دور فاصلہ پر بیٹھی کر رہی ہے ✤

حصہ پنجم

ممالک شمالی و مغربی کا غدر

باب اول - دہلی کی تاریخ جسقدر کہ سرکار دولتمدار کمپنی کی حکومت سے ایام غدر تک متعلق ہے

لارڈ کیننگ اور دہلی

لارڈ کیننگ نے جو کلکتہ کے غدر کے غمناک حادثے کے لیئے تدابیر کین اسکا مختصر ذکر اوپر ہوا - اب بڑا امر کہ لارڈ کیننگ کے سامنے پیش آیا کہ دہلی سے انگریز نکالے گئے اور کچھہ دنون کے لیۓ اس شہر مین جو مسلمانون کا مرکز تھا مغلون کا خاندان شاہی پھر بحال ہوا مدتون سے شہنشاہ دہلی کی اصلی حکومت ان آدمیون پر ذرا سی بھی باقی نہین رہی تھی جنپر وہ پہلے حکمرانی کرتا تھا پچاس برس سے دہلی کی لال حویلی کا مالک انگریزون کے تخمینہ مین ایک جھوٹی نقل اور خالی نمائشی سانگ باقی تھا لیکن اس جھوٹی نقل اور خالی نمائشی نسا اور نام نے اپنا زندہ اثر سلاطین اور رعایا ہند پر کبھی نہین موقوف کیا تھا زمانہ حال تک ہندوستان کے مغل بادشاہون کے نام کے سکے چلتے تھے اور ہندوستان کے سلاطین خواہ وہ مسلمان ہون یا ہندو ہون اپنے جانشینون کے لیئے برائے نام شاہی کے فرمان مانگتے تھے اور انکو سرکار کمپنی کے فرمان سے زیادہ باوقعت و مستحکم جانتے تھے - گو دہلی کے بادشاہ کا افسانہ ہی باقی تھا مگر یہہ افسانہ ــــ عالم ہمہ افسانہ ما دارد و ما ہیچ ــ رعایا کے دلون مین اور زبانون پر یہہ افسانہ بڑا معزز وظیفہ تھا جسکو وہ جپا کرتی تھی +

ہم ایک مختصر سی تاریخ دہلی کی لکھتے ہین جس سے ایام غدر مین اس خاندان تیموریہ کی کیفیت معلوم ہو جائے - پوتون کا پادشاہ بہادر شاہ شاہ عالم شہنشاہ دہلی کا پوتا تھا شاہ عالم اندھا بیکس اور مصیبت زدہ تھا جسکو انگریزون نے مرہٹون کے پنجہ سے اسوقت چھڑایا تھا کہ انیسوین صدی کے شروع سنہ ۱۸۰۴ء مین لیک صاحب اور ولزلی کے سپاہیون نے مرہٹون کے

زدگی
زور کو توڑا تھا اور فرانسیسون کی آرزوؤن کو کشتہ کیا تھا شاہ عالم باوجودیکہ نہایت مصیبت
اور فرومانڈگی کی حالت مین تھا لیکن بڑے بڑے عالیشان گورنر جنرل اسکو بڑا طاقتور
شہنشاہ سمجھتے تھے اسکی حمایت کرنے کو اپنے حق مین مفید جانتے تھے اور اسکی بیخ کنی کو گناہ
سمجھتے تھے - لارڈ ولزلی جو بازی کھیلے اس مین کوئی چال پو بارہ کی ایسی جیرت آمیز اور عظیم الشان
نہین چلے جیسے کہ تخت شاہی کے غصب کرنے کی مگر ہندوستان کی آب و ہوا نے انکی صحت
خراب کی اور لیڈن ہال سٹریٹ کی گورنمنٹ نے انکو تھکا یا جسکے سبب سے تخت شاہی لینے کی
اولو العزمی کو انہون نے چھوڑ دیا ایک آنچ کی کسر باقی رہی شاید انکو اور انکی کونسل کے ممبرن کو
یہہ یقین تھا کہ بہت زیادہ صحیح پولیسی جسکا مآل ہماری عظمت شان پر ہوگا یہہ ہی کہ پہلے اس سے بادشاہی کی راہ پر
چلنے کی کوشش کرین اس بادشاہ سے اسکے حامی و محافظ ہونے کا رشتہ پیدا کر کے بتدریج
اپنی قوت کو بڑھائین مگر ہر صورت مین وہ اپنے اس خیال سے اس لیئے باز رہے کہ انگلستان
مین اسپر بہت شبہہ ہوگا کہ وہ مغلون کے تخت سلطنت پر سرکار کمپنی کو اصلی یا بطور قائمقام کے
بٹھانا چاہتے ہین ۲ - جون ۱۸۰۵ء کو انہون نے کورٹ ڈائرکٹرز کی سیکرٹ کمیٹی کو لکھا کہ
اس گورنمنٹ کو کبھی یہہ تصور نہین ہوا کہ اس بادشاہ کی محافظت اور حمایت سے یہہ استحقاق حاصل
کرے کہ سکے بادشاہی حقوق کو ایک آلہ بنائے جس سے کام اپنا نکالے کہ ہندوستان کی ریاستون
اور سرداروں پر استیلا اور استعلا پائے اور بادشاہ کی طرف سے ان دعوون کا اظہار کیا جائے
جو اسکو ہندوستان کے بادشاہون کی حیثیت سے ان اضلاع مین جو مغلون کی کل سلطنت مین تھے
حاصل ہین گورنر جنرل مع کونسل نے دہلی کے بادشاہ اور اسکے خاندان کے قائم رکھنے سے
اور برٹش گورنمنٹ کی اسکی حمایت کرنے سے جن فوائد کی توقع کی ہے وہ ۱۳ - جولائی ۱۸۰۴ء
کے مراسلہ مین ا ونرابل کمپنی کو یہہ تحریر ہوئے ہین " فرانسیسون کو جو ہندوستان کے شمال مغربی
اضلاع مین قوت و غلبہ حاصل ہوا ہے اسکے پنجہ سے جو شہنشاہ عالم کو چھٹایا ہے اس سے فرانسیسی
گورنمنٹ اس زبردست آلہ سے محروم ہوگئی ہے جو وہ ہندوستانی برٹش گورنمنٹ کے
ساتھ دشمنانہ ارادون مین کام مین لاتی تھی اور برٹش گورنمنٹ کو یہہ مفید موقع ملا ہے کہ اس کے
سبب سے تمام گرد کی ریاستین اس کی طرح سلامی کرتی ہین کہ بوڑھے معزز بدنصیب تیرہ بخت بادشاہ کو

سے لئے اور اسکے مصیبت زدہ خاندان کے لیئے ایک مامن ہم نے بنا دیا ہے اسکے سبب سے ہمارا اعتماد بہت بڑھ گیا ہے اور بہت سے ہمارے دوست پیدا ہو گئے ہین اگر بادشاہ شاہ عالم اور اسکا خاندان مرہٹون یا فرانسیسون کے قوت کے قید مین رہتا خاص کر فرانسیسون کے تو اسکے نام سے یہہ دونو قومین دعوے اور بہانے ایسے پیش کرتین کہ جنسے برٹش گورنمنٹ کو خرابیان اور قباحتین و دقتین پیش آتین وہ سب بادشاہ کے حامی بنے سے جاتی رہتین" لارڈ ولزلی کی ذہانت پر اور انکے تجربہ کار مددگار سر جارج بارلو اور مسٹر ایڈمنسٹن کی ہدایت پر ملامت ہوتی اگر وہ کوئی سکیم ایسی تجویز کرتے کہ شاہ عالم کی سلطنت ایک چھوٹے پیمانہ پر جاری رہتی یا بحال ہوتی اور وہ پیشتر سے خالی نمائشی اور کاٹھ کی پتلی سے زیادہ عظمت رکھتا لیکن اصلی بادشاہ ہونے سے کم ہوتا - وہ بادشاہ تھا مگر بادشاہ نہ تھا وہ کچھ چیز تھا مگر کوئی چیز نہ تھا وہ ایک ہی وقت مین اصلی اور مصنوعی نقل تھا انگریزون کو اپنی بازی مین یہہ بڑی خاطر جمعی تھی کہ بادشاہ انکے پاس تھا لیکن وہ شش در و متحیر اس مین تھے کہ بازی کیونکر کھیلین بیشک لارڈ ولزلی نے گورنمنٹ کو پولیٹکل بات ایسی بنائی جو بڑی اگرچہ بظاہر باطل اور در اصل حق ہو انہون نے اسکو حالات موجودہ جسقدر بہتر بنا سکتے تھے بنایا جس سے خاندان تیموری سے مصالحت نہین ہوئی بلکہ رعایا کی تالیف قلوب بھی ہوئی جنکے دلون مین اس مسلمان خاندان کی تعظیم و تکریم جاگزین تھی - یہہ فیصلہ کیا گیا کہ ملکی حکومت سے جو عزت حاصل ہوتی ہے اسکی خاص مقدار بادشاہ کی ذات کے لیئے مقرر کی جائے یعنی خاص حدود کے اندر اب بھی چشمہ عدالت وہ سمجھا جائے اور اسکے ہاتھ مین زندگی یا موت کا اختیار قاعدہ نہ کیا جائے اور ان اضلاع کے سوا جو تخت کے لیئے علیحدہ رکھے جائین بادشاہ اور اسکے کنبہ کو بارہ لاکھ روپیہ سالانہ دیا جائے اسطرح سے وہ شہنشاہ جو دنیا مین سب سے بڑا تھا تاجرون کی کمپنی کا ایک پنشن خوار ہو گیا اگرچہ اس سے برٹش گورنمنٹ کو بہت سے فائدے حاصل ہوئے لیکن وہ اندیشون اور خطرون و خوفون سے خالی نہ تھے اس صورت نے تنزل کی حالت مین بھی بادشاہ کا نام قوت کا ایک رکن اعظم تھا بادشاہی چھتر سے چھنے لباس مین بھی اپنا رکن اعظم ادب اور احترام جو اسکے دلون مین رکھتے تھے لارڈ ولزلی نے خوب سوچ لیا تھا کہ اگر یہہ آبائی سلطنت اسطرح دوامی رہیگی اور بادشاہ شاہجہان آباد کے قلعہ مین رہیگا اور اسکی مصاحب جو اس کی

شاہی مین بھی ایسے شہر مین اسکے ساتھ رہین گے کہ جسکی مسلمانون کی آبادی انکے ساتھ جان نثاری
و وفاداری کریگی تو ایک دن ایسا آئیگا کہ اس غارت شدہ سلطنت کو شاہ عالم کے جانشینون
مین سے کوئی شخص دوبارہ بحال کریگا جسکے سبب سے ہم کو بڑی گزند پہنچیگی یہہ تجویز پیش ہوئی کہ
بادشاہی خاندان منگیر مین مقیم ہو۔ لیکن بادشاہ اس انتقال مکانی کے خیال سے لرزان ہوا
اور یہہ لرزہ اسکے خاندان و ملتزمین کے عورت مرد بچے سے بوڑھے تک چڑھا اسواسطے
لارڈ ولزلی نے اس خیال سے کہ بادشاہ کو اس مصیبت مین اور زیادہ ملال نہ دیا جائے مر کے
سودردہ نہ ہون دہلی ہی مین اسکو قلعہ کے اندر بالفعل رہنے دیا آیندہ کسی زمانہ مین انتقال مکانی
موقوف رکھا جس مین یہہ دلشکن ظلم نہین ہونگے کہ وہ شاہزادے جو بادشاہی حالت مین
پیدا ہوئے ہین اپنے گہر سے نکالے جانے سے اپنی اصلی بادشاہی کو یاد کرکے خستہ جگر ہون۔
سنہ ۱۸۰۶ء مین شاہ عالم مرگیا اور اکبر شاہ اسکا جانشین ہوا۔ یہہ وقت ایسا تھا کہ قدیمی انگریز
ہندوستانی درباروں کی بڑی تعظیم و تکریم کرتے تھے سیٹن صاحب دہلی کے رزیڈنٹ تھے
وہ خاندان شاہی کی تعظیم و تکریم پر مرتے تھے بادشاہ کے آگے تسلیم و کورنش و مجرا بجالاتے
تھے۔ نوجوان چارلس مٹکاف صاحب سیٹن صاحب کے نائب مقرر ہوئے اگرچہ وہ ابھی حالت
طفلی سے نکلے تھے مگر انہون نے دیکھ لیا کہ بادشاہ کے احترام کو جو گورنمنٹ نہین گھٹاتی وہ آیندہ
کے لیئے اپنے حق مین کانٹے بوتی ہے انہون نے لکھا کہ مین اس پالیسی کے ساتھ موافقت
نہین کرتا جو سیٹن صاحب نے خاندان شاہی کے ساتھ اختیار کر رکھی ہے جو شخص برٹش
گورنمنٹ کی طرف سے دہلی مین حکمرانی کے لیئے مقرر ہو وہ بادشاہ کی تعظیم اسطرح کرے کہ جو بادشاہی
قوت کو جگائے جسکا ہمیشہ کے لیئے سونا چاہیے چونکہ ہمارا مقصود یہہ نہین ہے کہ بادشاہ کو بادشاہی
کے اختیار و اقتدار حاصل ہون اسلیئے ہم کو ایسی حرکتین نہین کرنی چاہئین جس سے اسکے دل مین اپنی
بادشاہی کے حاصل کرنے کی تمنا پیدا ہو اسکا ادب اسکی شان کے موافق کرنا چاہیئے اسکو خوش و
خرم آسائش و آرام سے رکھنا چاہیئے اگر ہم نہین چاہتے کہ اسکی حکومت کو پھر دوبارہ قایم کرین
تو ہم کو چاہیئے کہ بادشاہی کا خیال اسکے خواب مین بھی نہ آنے دین" پھر چند سال گذرنے کے بعد خود
دہلی کے رزیڈنٹ مٹکاف صاحب مقرر ہو گئے کل معاملات کی عنان انکے اختیار مین آئی جنمین انہون نے

اپنی نوجوانی کی رالیون کو خوب قائم کرکے چلایا اب انکے سامنے وہ باتین پیش ہوئین جو عقل اور انسانیت کے لیئے نازیبا تھین لیکن نہ ریسیڈنسی نہ وہ نہ انکے جانشین سوا اسکے کچھہ کرسکتے تھے کہ ایک تدبیر کے بعد دوسری تدبیر کی سفارش کرتے جو بتدریج ان برائیون کو کم کرتین کہ انکے سامنے داخل ہوتی تھین +

زمانہ گذرا انڈیا مین بڑے بڑے ملک انگلش کے قبضے مین آگئے کہ انکو کسی بیرونی حملے کا خوف نہ رہا انکو قوت ایسی حاصل ہوگئی کہ ہندوستان مین خواہ کیسے ہی خوف وخطر پیدا ہون انکو وہ خاک مین ملا سکتے تھے تو انہون نے بہادرانہ قدم مستحکم آگے بڑھانے شروع کیئے وہ کبھی سلطنت کے حاصل کرنے کے خیال سے باز نہین رہے ابتدا ہی مین جو بات مفرت ناک زعم مین معلوم ہوتی تھی اب وہ انکے جاہ ومنصب کے لیئے ناگزیر ہوگئی - لارڈ ولزلی نے جو بڑی بازی کھیلی تھی وہ انکے زمانہ مین پوری نہ ہوئی تھی دس برس بعد لارڈ ہیسٹنگز نے انکے انتظام کے نتائج دیکھی جنکا فیصلہ کچھہ نہ ہوا تھا انہون نے یہہ مستقل ارادہ کیا کہ برٹش گورنمنٹ کے والا اقتدار ہونیکا اعلان کرین کہ وہ ہندوستان کے کل والیان ملک پر استیلا و استقلال رکھتی ہے زمانہ بدلتا گیا اسکے ساتھہ انگریزون کے خیالات بدلتے گئے - کمپنی اس بات کو بالکل بھولی نہ تھی کہ اسکی بنیاد خالص تجارت پر مبنی ہوئی تھی لیکن یوروپ مین جو انگریزون کو فتوح حاصل ہوئین جنسے انکو یقین ہوا کہ ہم بڑی ملیٹری قوم ہین گو لیڈن ہال سٹریٹ کے ڈائرکٹر اپنے پرانے مقولات مین پیچھے رہے وہ مشرق مین اپنے کل پولیٹکل اور ملیٹری منصوبون کے برخلاف رہے لیکن اہل انگلنڈ اس بہادرانہ پولیسی کے مداح سے جس مین صرف کامیابی ہی ہو - اس وقت سے انگلنڈ تمام سلاطین ہند کا سرپنچ ہوگیا پھر اسکو اپنے والا اقتدار اور سب سے برتر ہونے کے اعلان مین کچھہ تامل نہ ہوا - اس اعلان مین یہہ بھی ضرور تھا کہ دہلی کی سلطنت کا قصہ چکایا جائے مشرق مین اب ایمپائر (سلطنت) کا لفظ صرف برٹش حکمرانی کے ساتھہ مخصوص ہوگیا اور دہلی کی بادشاہی کا برائے نام قائم رکھنا جو پہلے انگریزون کے لیئے مفید تھا اب وہ انکو گران خاطر معلوم ہونے لگا حتی الامکان جلد اسکے دور کرنے کی تدبیرین ہونے لگین یہہ بیان بھی کرنا چاہیئے کہ تین برس کے عرصہ مین بادشاہی کے آفتاب کی روشنی تھوڑی تھوڑی کم ہوتی چلی گئی ایک گورنر جنرل کے بعد دوسرا گورنر جنرل گیا وہ

فعل بادشاہ کے گھمنڈ کو بڑھاتا گیا اور خاندان تیمور کی تعظیم و تکریم کے مراسم کو گھٹاتا گیا یہہ تمام باتین اہل قلعہ کے دلون مین کانٹون کی طرح چبھتی تھین لیکن وہ برٹش گورنمنٹ کی علو مرتبت اور والا ہمتی ہونے کے لیئے لازمی تھین۔ یہہ امر مشتبہ ہے کہ ایک شخص بھی ایسا ہو جسکی رسم مستند و معتبر اچھی طرح سمجھی جائے اور وہ اس بادشاہی کے گھٹانے کی دانائی مین شبہ کرتا ہو۔ انسانیت کا اقتضا رتھا کہ دہلی کی ہوا جو پوشیدہ بادشاہی کی بڑی بڑی برائیون سے غلیظ ہو رہی تھی وہ زیادہ پاک صاف کی جائے قلعہ جو بجائے خود شہر تھا وہ سب قسم کی برائیون کا گھر تھا جس مین عورت مرد ایسی بدکاریان کرتے تھے کہ وہ اپنے لیئے اور اورون کے لیئے خدا کی طرف سے لعنت کا مستحق کرتے تھے مشرق مین جتنی برائیان ہین وہ سب اس قلعہ مین موجود تھین جنکا حساب سوا خدا تعالے کے کوئی اور نہین کر سکتا شہر کے مقدس و متبرک آدمی کہا کرتے تھے کہ اگر کسی مکان مین قلعہ کی اینٹ بھی لگ جائے تو اس مین رہنا حرام ہے اس خاندان کے لغو و بیہودہ حرکات نے انگریزون کی نگاہ مین اسکی کوئی اپنی وقعت اور عزت باقی نہین رکھی تھی۔

٢٨ ستمبر کی شام کو اکبر شاہ بیاسی برس کی عمر مین اس جہان سے رخصت ہوا اس نے اول یہہ کوشش کی کہ مرزا جہانگیر کو اپنا ولیعہد بنائے جنہون نے سیٹن صاحب رزیڈنٹ پر گولی چلائی اور انکو لوٹو کہا وہ تو دہلی سے الہ آباد مین جلا وطن ہوئے پھر بادشاہ نے مرزا نیلی کے لیئے کوشش کی اس مین بھی ناکامی ہوئی شہزادہ ابوظفر (تاریخی نام ہے جسکے عدد ١٢٠٨ ہین) تخت نشین ہوا اور ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ غازی خطاب ہوا۔ اسوقت اسکی عمر ساٹھ سال کی تھی عیش و عشرت مین بسر ہوئی تھی۔ وہ مسکین مزاج نہایت کاہل تھا شاعری کا بڑا شائق تھا خود بڑا شاعر تھا اس مین کسی قسم کی سازش کرنے کی لیاقت قدرت ہی نے نہین دی تھی مگر ہان وہ حریص و زر پرست تھا کہ ابھی تخت پر بیٹھا ہی تھا کہ اس فکر مین ہوا کہ انگریزون سے اپنا وہ وظیفہ بڑھوائے جسکا وعدہ ایک قسم کا اکبر شاہ سے ہوا تھا۔

اسوقت سر چارلس مٹکف لفٹننٹ گورنر تھے انہون نے اس اضافہ کی سفارش نہین کی وہ یہہ جانتے تھے کہ اس اضافہ کا کرنا سرکاری روپیہ کا برباد کرنا ہے ایسا ہی لارڈ آکلینڈ گورنر جنرل نے اسکو جانا انہون نے کہا کہ اگرچہ اسکا اقرار کیا گیا ہے جسکا پورا ہونا چاہیئے مگر

اسکے ساتھ پہلے یہہ شرائط بھی پوری ہونی چاہئین کہ وہ اپنے تمام دعوون سے جو برٹش گورنمنٹ پر ہین ضابطہ کے طور پر دست بردار ہو لیکن بہادر شاہ نے وہ کام کیا جو اسکے باپ نے کیا تھا کہ شرائط مذکورہ کے قبول کرنے سے انکار کیا اور یہہ سمجھا کہ انگلنڈ مین اپیل کرنے مین مطلب برآری ہوجائیگی اکبر شاہ نے رام موہن راے کو راجہ کا خطاب دیا اور اپنا سفیر بناکے انگلنڈ بھیجا۔ راجہ صاحب کی انگلش سوسائٹی مین انکے علم اور لیاقت کی بڑی قدر شناسی ہوئی کہ وہ ہندوون کو رشک ضمیر بنانا چاہتا ہے مگر اسکی سفارت کی رتی برابر بھی قدر و حرمت نہین ہوئی۔ وہ اپنے کام مین بے نیل مرام رہا +

مگر بہادر شاہ کو اس طرح اپنے مقصد حاصل کرنے کا خیال چلا جاتا تھا اسنے جارج طامس کی تحریر و تقریر کی بڑی تعریف سنکر بلایا اور اپنا ملازم کیا اسکے سامنے بہت سے قباحتین بیان کین کہ وہ انکی اصلاح کرائے۔ لارڈ ایلن برا نے پادشاہ کی نذر بند کردی جو رزیڈنٹ کی معرفت عیدین و نوروز اور پادشاہ کی سالگرہ کے دن گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف کی طرف سے بادشاہ کے روبرو پیش کی جاتی تھین ۱۸۴۳ء مین بہادر شاہ کو بھی کمانڈر انچیف نے نذر پیش کی تھی ان نذرون کے موقوف ہونے سے پادشاہ کو ہمیشہ انگریزون سے کینہ و ملال رہا متعلقین قلعہ کو بھی اپنی بادشاہی کی یہہ ثابت ہوا کہ برٹش گورنمنٹ اب خاندان تیمور کی بادشاہی کو کسی طرح سے نہین مانتی اس نذر کے نقصان کا معاوضہ پادشاہ کو دیا گیا۔ کمپنی نے خاندان شاہی کے وظیفہ کے اضافہ سے بھی انکار کیا جب تک کہ وہ شرائط مذکورہ بالا کو منظور نہ کرے کورٹ ڈائرکٹرز کی چٹھی مورخہ ۱۱۔ فروری ۱۸۴۷ء آئی "کہ یہہ ناممکن ہے کہ ہم اس شرط سے ہٹین کہ آیندہ تمام دعوون سے بادشاہ ضابطہ کے طور پر دست بردار ہو" اس فیصلہ کو مسٹر جارج طامس بھی راجہ رام موہن راے کی طرح منسوخ نہین کرسکے۔ یہی وجہ بھی نہ تھی کہ وظیفہ شاہی کا اضافہ ہوتا۔ ایک لاکھ روپیہ اس کثیر العیال بادشاہ کی خوش گزرانی کے لیے کافی تھا۔ اضافہ کرنا روپیہ کا رائگان کرنا تھا۔ اس لاکھ روپیہ مہینہ کے سوا بہادر شاہ کی آمدنی ڈیڑھ لاکھ روپیہ سال کی علاقہ کوٹ قاسم کی اور شہر مین محصول شاہی کے کرایہ کی اور تھی۔ اس ایک لاکھ روپیہ ماہانہ مین سے ایک ہزار روپیہ ماہوار لکھنؤ مین بادشاہ کے بھتیجون کی تنخواہ کا جاتا تھا +

اگرچہ بادشاہ کو برٹش گورنمنٹ سے کوئی شکایت نہین تھی وہ اپنی آمدنی پر قانع تھا عیش و آرام سے زندگی بسر کرتا تھا لیکن اسکے زمانہ مین ایسی سازشین ہوتی تھین کہ جنکا مقابلہ کوئی مشرقی بادشاہ نہین کر سکتا تھا حکم زوجہ بہ از حکم خدا - بہادر شاہ نے ایک نوجوان امیرزادی زینت محل سے شادی کی تھی جس سے ایک بیٹا پیدا ہوا اسکا نام جوان بخت تھا - زینت محل بادشاہ پر بالکل مسلط تھی وہ یہہ چاہتی تھی کہ میرا بیٹا بادشاہ کے بعد بادشاہ ہو بڑھاپے کی اولاد کو آدمی بہت چاہا کرتا ہے - بادشاہ بھی جوان بخت کو بہت چاہتا تھا اسکی بھی آرزو تھی کہ وہ اسکے بعد تخت نشین ہو محل کے اندر زینت محل ایسی سازشین کرتی تھی کہ بادشاہ کا ولیعہد میرے بیٹے کے سوا کوئی اور بادشاہ کا بیٹا نہ ہو -

سنہ ۱۸۴۹ء مین ولیعہد دارا بخت نے انتقال کیا اسوقت بہادر شاہ کی عمر ستر برس سے کچھہ زیادہ تھی یہہ معلوم ہوتا تھا کہ اب عمر طبعی ختم ہونے کو ہے - بہادر شاہ کے بعد جانشین بنانے مین گورنمنٹ متفکر ہوئی - لارڈ ڈلہوزی یہہ نہین چاہتے تھے کہ اس بادشاہی کی جھوٹی دکھاوٹ بھی باقی رہے - پہلے اسکے جو گورنر جنرل تھے وہ اس قدیمی خاندان کی باتون پر نہایت رحم دلی سے غور کرتے ہوتے تھے کہ وہ اتنی مدت دراز تک اپنی حالت پر قائم رہی جو عقل اور راستی کے برخلاف تھی بہادر شاہ کی موت کے بعد دہلی کے بادشاہ کی بادشاہی ہٹانے کا برٹش گورنمنٹ پر تقاضا ہوا پہلی اگست سنہ ۱۸۴۹ء کو کورٹ اوف ڈائرکٹرز کے حکم کے موافق گورنر جنرل نے اپنے ایجنٹ دہلی کو یہہ ہدایتین کین کہ جب دہلی کا بادشاہ مرجائے تو اسکے جانشین بنانے کے باب مین ہر معاملہ کی خاص منظوری گورنر جنرل سے لینی چاہیئے اگرچہ ان ہدایتون مین بادشاہ کے لقب کی موقوفی کی نسبت خیال ظاہر کیا گیا ہے لیکن ہم اسکی موقوفی کا حکم جب تک نہین دے سکتے کہ اس باب مین زیادہ اور مفصل حال تم سے نہ سنلین اور جن باتون کی تم سفارش کرو اسکے متعلق اور وجوہ پر ہم فرصت مین غور نہ کرین -

جب ولیعہد مرزا دارا بخت کا انتقال ہوا تو گورنر جنرل لارڈ ڈلہوزی کو موقع ہاتھہ لگا کہ اس جانشینی کے باب مین فیصلہ کرین مرزا فخر الدین فتح الملک وارث شرعی بادشاہ کی جانشینی کے لیئے تھا اسکی عمر تینتیس سال کی تھی وہ انگریزون کی سوسائٹی کو پسند کرتا تھا گورنر جنرل نے دیکھا

کہ اس شہزادہ کی خصائل اور حالتین اسکے منصب کے لیئے ایسی ہین جنکے سبب سے جو تبدیلیان وہ کرنی چاہتے ہین انکو وہ دانشمندانہ سرانجام کردیگا۔

گورنمنٹ کا یہہ فرض ظاہر تھا کہ وہ ایسی حالتون کو دوامی نہ بنائے جنکی بدنمائی پر صرف حکایات سالفہ لمع کرتی ہون لیکن جس کام کا کرنا ضروری تھا اس کے لیئے دفعتہً تشدد نہین ہوسکتا تھا اسکے واسطے موقع اور وقت درکار تھا۔ لارڈ ڈلہوزی جانتے تھے کہ وقت و موقع کچھ دور نہین ہے اسکا انتظار صبر سے کرتے رہے اب وہ آگیا۔ وارث تخت ایسا شاہزادہ تھا جسکی عمر دہلی کی بادشاہی کی امیدمین بسر ہوئی تھی اسکو اپنی ساری عمر کی امیدمین مایوسی کرنی بڑی سنگدلی تھی گو عہد شکنی نہ تھی۔ مرزا فخرالدین فتح الملک ایک پنشنخوار تھا اسکو وہ وقت یاد نہ تھا کہ بادشاہ دہلی کے تخت پر بیٹھا تھا اور وہ ہندوستان مین بڑا بادشاہ سمجھا جاتا تھا اسلیئے یہہ ناانصافی نہ تھی کہ وہ اپنے خاندان کا سردار اُن شرائط کے ساتھ بنایا جائے جو غیر اُن شرائط سے ہون جو اسکے باپ کے بادشاہ ہونے کی صورت مین مانی گئی تھین۔ گورنر جنرل کی راے مین یہہ صحیح پولیسی تھی کہ وہ حقوق اور فوائد جنہون نے بادشاہی کی اس بیلے اصل جھوٹی نقل کو زندہ کر رکھا تھا موقوف ہوجائین۔ اسنے جو قباحتین دور ہوتین وہ بہت سی تھین مگر انہین بہت جھلکتی ہوئی یہہ تھین۔ اول دوام کے لیئے بادشاہ کا لقب رہنا بڑا ناسور تھا۔ گورنر جنرل نے اسکی مقدار کا صحیح تخمینہ کیا۔ انہون نے لکھا کہ ہندوستان کے سلاطین اور رعایا کے دلون مین خواہ بادشاہ کی نسبت کیسے ہی خیالات ہون مگر اب وہ بادشاہ کی کسی حالت کی پرواہ نہین کرتے۔ بے شک برٹش گورنمنٹ ہندوستان مین سب سے زیادہ اعلے و برتر والاقتدار بادشاہ ہوگئی ہے اب اسکی ضرورت نہین رہی کہ کوئی رقیب اسکا نام مین وہ بادشاہ ہو جسکے باپ دادا ایسے والاقتدار ہون جیسے کہ اب ہم ہین مین اسے مانتا ہون کہ اسکے ہونے سے کوئی اصلی خوف ہمارے لئے نہین ہے مگر اسکی سازشین جو اکثر ہوتی رہتی ہین وہ ہمکو تکلیف دیتی ہین مگر لارڈ ڈلہوزی یہہ نہین سمجھے کہ گو زمانہ نے اس خاندان کے ادب و احترام کو ضعیف کردیا ہے مگر ابھی اسکو لفظی بالکل مٹا یا نہین اسکو اگر موقع مل گیا تو وہ برٹش گورنمنٹ کو فقط حیران و پریشان ہی نہین کریگا بلکہ اس مین اب تک اتنا دم چلا جاتا ہے

کروہ اسکو چوکھون مین ڈال دیگا۔ دوسری قباحت یہہ تھی کہ بادشاہ قلعہ مین رہتے قلعہ شہر مین تھا اور شہر مین ایک بڑا میگزین تھا سر چارلس نے پیر نے لاہور سے ۱۵- دسمبر ۱۸۴۹ء کو اس میگزین پر یہہ اعتراضات لکھے تھے۔ قلعہ شہر کے نہایت آباد حصے مین واقع ہے اسکے اڑنے مین بڑے ہولناک خوف ہین اول جانون کا بڑا نقصان ہوگا دوم قلعہ بالکل برباد ہوجائیگا سوم گورنمنٹ کے مال کا بڑا نقصان ہوگا۔ چہارم اسکی محافظت اچھی طرح نہین ہوتی صرف پچاس تلنگے اسپر پہرہ دیتے ہین اسکے دروازے ایسے کمزور ہین کہ کوئی سرکش گروہ انکو توڑکر اندر داخل ہوسکتا ہے اسواسطے مین چاہتا ہون کہ باروت کا میگزین کسی سلامتی کی جگہہ مین بنایا جائے تین چار میل پر ایک مضبوط پرانا قلعہ ہے مگر اسکی مرمت کے لیئے لاکھون روپے چاہئین جب وہ کام کا ہو اس لیئے مین چاہتا ہون کہ وہ شہر کے قریب اور جگہہ بنایا جائے ایسی رپورٹون سے لارڈ ڈیل ہوزی کو یہہ خیال ہوا کہ قلعہ سے باہر قطب مین بادشاہ آباد ہو اور قلعہ مین یہہ میگزین چلا جائے۔

بے شک یہہ ایک دانائی کی بات تھی کہ بہادر شاہ کے مرنے کے بعد بادشاہی خاندان قلعہ سے باہر چلا جائے سلاطین کے سب حقوق موقوف ہوجائین یہہ کام کچھہ مشکل نہ تھا۔ لارڈ ڈلہوزی اس کام کو بغیر تاخیر کے کرنا چاہتے تھے انکے نزدیک بادشاہ کے مرنے کے انتظار کے دیکھنے کی کچھہ ضرورت نہ تھی غالباً بادشاہ کو اگر کافی ترغیب دی جائیگی تو وہ قلعہ خالی کردیگا وہ یہہ سمجھتے تھے کہ قطب ایسا مقدس مقام ہے جہان ایک ایک پادشاہ کے باپ دادا کی قبرین ہین بہادر شاہ اور اسکے خاندان کے آدمی آباد ہونے مین کوئی اعتراض نہین کریگا اور اگر اعتراض کرین گے تو اس بات پر غور کی جائیگی کہ آیا ان پر دباؤ زیادہ نہ ڈالا جائے یا یہہ تدبیر آخر کو کی جائے کہ اگر وہ قطب مین جاکر نہ آباد ہون تو انکا وظیفہ بند کردیا جائے۔

ایسٹ انڈیا کمپنی کے کورٹ اوف ڈائرکٹرز مین لارڈ ڈیل ہوزی نے اپنے خیالات مذکور ظاہر کیئے تو اس باب مین لیڈن ہال۔ سٹریٹ مین نہایت دلچسپی کے ساتھہ مباحثہ کیا گیا" انہون نے کہا کہ یہہ سوال کمپنی کے اعلے و برتر حکومت ہونے کا نہین ہے اس مین کسی کو مناقشہ نہین ہے کہ سرکار والا اقتدار کمپنی کی حکومت اعلے و برتر ہے۔ دہلی کی بادشاہی

فقط ایک لقب ہے جو بالکل ہماری مضرت رسانی کی ذرا سی قوت نہین رکھتا لیکن اسکا ادب
ملحوظ رکھنا چاہیے۔ مسلمان ابھی تک اسی نظر سے دیکھتے ہین اور دلی پہونچ کر اس خاندان کو
سلام کرتے ہین کیونکہ انکے بادشاہ کا ایک قدیمی نام باقی ہے مسلمان برٹش گورنمنٹ کی طرف سے
اپنے دل مین نیک خیالات اس سبب سے رکھتے ہین کہ وہ اس قدیمی خاندان کی عزت کرتی
ہے یہہ بیان کیا گیا ہے کہ ہندوستان کے تمام سلاطین اور رعایا کو بادشاہ کی کچھہ
پروا نہین ہے لیکن کورٹ اسکو ممکن نہین سمجھتا کہ کوئی رعیت اس خاندان کی پہلی عظمت و شان
کی یاد سے بے پروا ہوئی ہو یہ موروثی ادب و تعظیم جسکے ساتھہ وہ یاد ہوتی ہے بالکل اس امید سے
مختلف ہوتی ہے کہ اسکو از سر نو زندہ کرے اس طرح مسلمانون کی دل آزاری کرنا پولیٹک کے
خلاف ہے مقابلہ کی بھی مایوسی سے معاً یہہ ظاہر نہین ہوتا بلکہ مخفی رہتا ہے کہ جب اسکے ساتھ
بیباک خوف شامل ہونگے تو وہ اپنا عمل کرین گے" بالفعل گورنمنٹ کی کونسل انڈیا مین لارڈ
ڈیل ہوزی کی بلند دماغی نے اپنا بڑا اثر کرنا شروع کیا تھا کونسل کے ایک یا دو بڑے اعلے
درجے کے عاقل خوش فہم ممبر تھے جو لارڈ ڈیل ہوزی کی ہر بات کو بغیر کسی چون و چرا کے
یقین کر لیتے تھے اور جو کام وہ کرتے تھے اسکی تائید و حمایت بڑے استقلال سے کرتے
تھے کورٹ کے ممبرون کا ایک اور حصہ ایسا بھی تھا کہ وہ لارڈ ڈیل ہوزی پر کوئی خاص
اعتقاد نہین رکھتا تھا مگر حسب ضابطہ ایک نظام کے موافق کام کرتا تھا جس کے سبب سے
وہ بڑے بڑے مشکل کامون کو آسانی سے سرانجام دیتا تھا ایک اور تیسرا فریق زبردست تھا
وہ عقل ہی مین زبردست نہ تھا بلکہ اس سے زیادہ دیانت مندی و نیک دلی مین زور آور تھا
اسنے گورنر جنرل کی درخواستون کو نامنظور کر دیا اس مباحثہ کا مآل کار یہہ تھا کہ کثرت راے
سے اسپر اتفاق ہوا کہ گورنر جنرل نے جو درخواستین بھیجی ہین انکی نفی مین ہدایتین بھیجی جائین
لیکن جب اسکا مسودہ لیڈن ہال سٹریٹ سے کیلن رو مین آیا تو اسے بورڈ کنٹرول والے
قطعی اس سے مخالفت کی اس وقت سر ہوب ہوس اسکے پریسیڈنٹ تھے اس پر مباحثہ
ہوا کہ برٹش گورنمنٹ نے شاہ عالم سے یہہ معاہدہ نہین کیا کہ اسکے جانشینون کو بھی حقوق
عطا کریگی جو خود اسکو دیے گئے ہین اور کورٹ نے یہہ نہین ثابت کیا ہے کہ گورنر جنرل
نے جن درخواستون کو پیش کیا ہے وہ انصاف کے یا پولیٹک کے برخلاف ہین لیکن سر

بورڈ اور ڈیرکٹرون کی مخالفت

کورٹ اور بورڈ کے درمیان تیز و تند مخالفت ہوئی کورٹ نے بورڈ کی باتون کو یون مسترد کیا کہ یہہ درخواستین فقط تنہا گورنر جنرل کی ہین انکی منظوری اسنے اپنی کونسل کی اتفاق رائے سے نہین حاصل کی اور جو تجویزین اسنے کی ہین وہ دانشمندانہ اور فیاضانہ نہین ہین اور وہ ہندوستان مین مسلمانون کی سخت دل آزاری کرینگین۔ کورٹ اس حکم کے دینے پر تیار تھا کہ قلعہ کے خالی کرانے مین ترغیبون کے وسائل کام مین لائے جائین لیکن وہ قلعہ کے زبردستی خالی کرانے پر سخت معترض ہوئے بورڈ نے کورٹ کو یہہ جواب دیا کہ یہہ مقدمہ ایسی ضرورت نہین رکھتا تھا کہ گورنر جنرل اپنی کونسل کے ممبرون کی منظوری حاصل کرتا اگر ممبرون کو اس تجویز کے نتائج سے کوئی خوف ہوتا تو وہ کورٹ کو اپنے خوفون سے اطلاع دیتے اگرچہ یہہ خوف کرنا انکا غلط ہوتا کسی قسم کا یہہ اقرار نہین کیا گیا کہ لارڈ ولزلی نے جو استحقاق شاہ عالم کو عطا کیئے تھے وہ اسکے جانشینون کو بھی دیئے جائین گے یہہ معاملہ صرف پولیسی سے متعلق تھا اسکا اثر جو مسلمانون پر ہوگا اسکا انصاف ہندوستان کے حاکم بہ نسبت انگلنڈ کے کورٹ اوف ڈائرکٹرز کے بہتر کرسکتے ہین۔ لیکن جب انڈین منسٹر نے یہہ کہا کہ برٹش ایمپائر کو خاندان تیمور کے سرپرست سے بے انتہا تھوڑا خوف ہے لیکن اگر کوئی مسلمان کبھی یہہ خیال کریگا کہ وہ عیسائیون کی برتری پر حملہ کرنے کے لیئے اپنے ایمان کی جوش کو مسلمانون کے دلون مین پیدا کرکے پھر انکو فراہم کرے تو یقینی اسکو یہہ سوجھیگی کہ دہلی مین جو بالفعل بادشاہ بنا بنایا موجود ہے اور شاہانہ قلعہ اسکے پاس ہے تو وہ اسکے ہاتھہ مین کارگر آلہ بہ نسبت اس شہزادہ کے ہوگا جسکو لارڈ ڈلہوزی بادشاہ سے پست حالت مین رکھنا چاہتا ہے" بورڈ نے بجا دانشمندانہ رائے دی جب یہہ چٹھی کورٹ کے پاس پہنچی تو اس نے کہا کہ ہم اس معاملہ کو ایسا اہم و عظیم الشان جانتے ہین کہ بورڈ مین پھر اسکے اپیل کرنے سے اپنے تئین نہین روک سکتے کورٹ نے ان دو باتون کی نسبت مباحثہ کیا اول لارڈ ولزلی کی نقل سے جو دہلی کے خاندان شاہی کی نسبت استدلال کیا تھا اور یہہ گفتگو کی کہ اس سے مسلمانون کے دلون مین کیا اثر پیدا ہوگا اگر مسلمانون کی آبادی نے اپنی تدابیر چلا کر برٹش گورنمنٹ کی بدخواہی کی تو اسکے اثر کی مقدار کا بتلانا ایک رائے کی بات ہے جسکے وثوق

اور اعتماد کے ساتھ بتلانے کے وسائل موجود نہین ہین ممکن ہے کہ کورٹ جس قباحت کے پیدا ہونے کا جسقدر خوف کرتا ہے اس سے وہ بہت کم وقوع مین آئے اور یہہ بھی ممکن ہے کہ اسکی نسبت جو وہ پہلے سے قباحت بتلائے اُس سے زیادہ ظہور مین آئے" کورٹ نے یہہ اور اضافہ کیا" کورٹ اس بات کو بغیر سنجیدہ سراسیمگی کے نہین خیال کرسکتا کہ جو نتائج اس کام سے پیدا ہونگے وہ سارے ہندوستان پر اپنا اثر کرین گے اور اسکے سبب سے جو گورنمنٹ کی بے اعتباری ہوگی وہ برسون مین اسکی مخالف پولیسی کے اختیار کرنے سے بھی دور نہین ہوگی- بورڈ نے اس مقدمہ کو پھر غور سے دیکھا اور اپنی پہلی راے پر جما رہا اس نے اختلاف راے پر افسوس کیا مگر قانون کے موافق جو اسکو اختیارات حاصل تھے اسکے موافق ایک مراسلہ مین اپنا فیصلہ لکھ بھیجا-

دلائل کا مختصر بیان

اگر بورڈ و کورٹ کی دلائل پر غور کی جائے تو معلوم ہوگا کہ دونو حق پر تھے اور دونو خطا پر تھے- وہ جن باتون کا اظہار کرتے تھے انمین حق پر تھے اور جن باتون سے انکار کرتے تھے ان مین خطا پر تھے حقیقت مین یہہ ڈہری گورنمنٹ کمپنی اور بادشاہی کی بڑی تھی جسکا ہر یک آدھا حصہ غلطی کرتا تھا کہ ایک آدھا حصہ ان خوفون کے ماننے سے انکار کرتا تھا جنکو دوسرا آدھا حصہ اظہار کرتا تھا- طرفین کے صرف خیالات ہی دوڑتے تھے جنکے امتحان کا معیار زمانہ آیندہ تھا معلوم نہین ہوتا تھا کہ کورٹ یا بورڈ کی رائون مین سے کس کی راے کی ثقاہت کو زمانہ ظاہر کریگا اگر بہادر شاہ کے قلعہ سے خارج کرنے مین کوئی ہنگامہ برپا نہوتا تو بورڈ کی راے درست ہوتی اور اگر کوئی فساد کھڑا ہوتا تو کورٹ کی راے درست ہوتی-

سنہ ۱۸۵۰ع [illegible]

سنہ ۱۸۵۰ع کے موسم بہار مین لارڈ ڈلہوزی پاس مراسلہ آیا جس مین اس باب مین ہدایتین لکھی ہوئی تھین بعض ممبرون نے لارڈ ڈلہوزی کی درخواستون کے برخلاف اپنی راے کو بڑے زور سے ظاہر کیا تھا مسٹر ٹکر صاحب نے جنکی عمر اسی برس کی تھی انہون نے راے دی" مین اس بات کو ایک لمحہ کے لیئے بھی یقین نہین کرتا کہ خاندان شاہی ترغیب دینے سے قلعہ کو خود خالی کردیگا- ہندوستان کے آدمیون کا خواہ وہ کیسے ہی غریب و مفلس ہون باپ دادا کے سکونت کے مکان سے بڑی محبت رکھنا مشہور ہے وہ سب لوگ خوب جانتے ہین جو

ہندوستانیوں کی باتوں کو کچھ بھی سمجھتے ہیں اور قلعہ کی صورت کی تو خاص حالتین ہین قلعہ سے اس خستہ حال خاندان شاہی کو الفت ہے وہ انکی گذشتہ شان وشکوہ کی نشانی ہے یہہ مطلب کہ قلعہ کو خاندان شاہی خالی کردے کیا تو جنگی زور سے یا دہمکیون سے حاصل ہوسکتا ہے جس مین گورنمنٹ کی ہتک ہوگی اور اس سے برٹش گورنمنٹ سے کینہ ونفرت پیدا ہوگی،، انہون نے کہا کہ مین لارڈ ڈیل ہوزی کی ذہانت وفطانت اور پبلک سپرٹ کا اعلے درجہ کا ادب کرتا ہون لیکن مجھے یہہ خیال کرنا چاہیئے کہ جس شخص کو ہندوستانیون کے حال پر علم ترجمان کے ذریعہ سے حاصل ہوا ہو وہ انکی سیرت وخصلت وعادت خو بو انکی باتون اور تعصبات پر اچھی طرح علم نہین حاصل کرسکتا حقیقت مین کوئی دلیل اسکی نہین ہے کہ دہلی ایک ملیٹری مقام بے عظمت ہو خاص کر ایسے وقت مین کہ ہم نے دریا سندھ سے پرے اپنی قلم و کو بڑہا لیا ہو یہہ قلعہ کوئی بڑی حصانت نہین رکھتا اسکو تو بہت دفعہ اناڑی مجمعون نے فتح کیا ہے جو قواعد سپاہ سے ناآشنا تھے" لارڈ ڈیل ہوزی مع کونسل کو کورٹ نے اختیار دیا تھا کہ وہ تجاویز مذکورہ کو عمل مین لائے لیکن انہون نے یہہ سوچ کر ان تجاویز کے برخلاف انگلنڈ مین بہت کچھہ کہا گیا ہے گو اس سے میری اپنی راے سابقہ مین تفاوت نہین آیا لیکن یہہ کوئی کام ایسا اہم وضروری نہین کہ اس مین جلدی کی جائے اسلیئے اس معاملہ کو ملتوی کردیا،،

یہہ مباحثات ہورہے تھے کہ بادشاہی محل مین ایک شگوفہ کھلا کہ بہادر شاہ نے اپنی مرضی ظاہر کی کہ مرزا فخر الدین اسکا جانشین ہو۔ بادشاہ کی بیوی زینت محل نے اسکو بہکایا تھا۔ اور یہہ چاہا کہ اسکا بیٹا جسکی عمر گیارہ سال کی تھی بادشاہ کا جانشین ہو۔ مرزا فخر الدین کی جانشینی پر یہہ بھی ایک اعتراض تھا کہ مرزا کا ختنہ ہوا ہے اور یہہ دستور ہے کہ جو شخص ساقط الاعضاء ہو وہ تخت نشین نہین ہوسکتا مگر اس بیان مین مبالغہ تھا ہمایون بادشاہ تک خاندان مغلیہ کے بادشاہون کا ختنہ ہوا تھا شہنشاہ اکبر کے زمانہ سے وہ موقوف ہوا اسکا یہہ قول تھا کہ "بس غریب بود نداز مردم پس شگفت آید کہ خرد سالان را کہ از بار فرائض سبکدوش اند سنت ختنہ ناگزیر شمرند۔ اسکی راے یہہ تھی کہ بچون کو انکی معصومی کی حالت پر

تکلیف زخم کی نہ دی جائے جب وہ بارہ برس سے بڑے ہون تو انکو اختیار ہے کہ وہ اس تکلیف کو اٹھائین یا نہ اٹھائین۔ اسوقت سے خاندان تیموریہ مین ختنہ کی رسم موقوف ہوئی عام خیال یہہ تھا کہ شاہزادی ختنہ اسلیئے نہین کراتے کہ وہ ساقط الاعضار ہو جائینگے جسکے سبب سے بادشاہی سے محروم ہو جائینگے اس خاندان کے ہر شہزادہ کو یہہ خبط تھا کہ وہ بادشاہ ہو سکتا ہے شہزادے معاملات مین یہہ قسم کھایا کرتے تھے کہ خدا مجھے تخت نصیب نہ کرے غرض جہان قلعہ کی حماقت و خرافت کی اور باتین تھین انہین سے یہہ ختنہ نہ کرانا بھی تھا۔ مگر جن شہزادون کو اپنے مذہب کا پاس ہوتا تھا وہ اپنا ختنہ کراتے تھے مرزا فخر الدین اپنے مذہب کا بڑا پابند تھا اسنے اپنا ختنہ کرایا تھا شہزادے اسکو متشرع ہونے کے سبب سے وہابی کہتے تھے ان باتون کے سبب سے لارڈ ڈلہوزی نے حسب سررشتہ اس جانشینی کے معاملہ کے طے کرنے مین ایک مدت توقف کیا اور منتظر رہا کہ آگے اور کیا معاملات پیش آتے ہین۔

اس عرصہ مین گورنر جنرل نے اپنی کونسل کے ممبرون سے اس جانشینی کے باب مین راے طلب کی اسوقت انکی کونسل کے ممبر مسٹر فریڈرک کری۔ مسٹر جان لٹلر اور جان لوئس تھے اول ممبر نے یہہ راے دی کہ بادشاہ کے مرنے مین کچھ بہت دنون کا عرصہ نہین ہے اسکے مرنے کے بعد ہم کو اس جانشینی کی بابت فیصلہ کرنا چاہیئے اسوقت ہم جس امیدوار کو جانشینی کے لیئے مقرر کرینگے قلعہ کے خالی کرانے کی شرائط بآسانی ٹھیرائینگے مسٹر جان لٹلر کو یہہ یقین تھا کہ مسلمانون کی آبادی ہندوستان مین قدیمی خاندان مغلیہ کو بڑے ادب اور محبت کی نگاہ سے دیکھتی ہے وہ اسکے خفت سے آزردہ اور خفا ہوگی اسلیئے انہون نے یہہ مشورہ دیا کہ جو کام کیا جائے بڑی حزم و احتیاط سے ترغیب سے کیا جائے جبر سے نہ کیا جائے۔ جان لوئس ان سب باتون کا مضحکہ کرتا تھا اور کہتا تھا کہ مین یہہ یقین نہین کرتا کہ ہندوستان کے مسلمانون کو ذرا سی بھی دہلی کی یا اسکے بادشاہ کی پروا ہو حزم و احتیاط یہہ ہے کہ بغیر کسی تاخیر کے بادشاہ کا خطاب موقوف کیا جائے اور قلعہ خالی کرایا جائے۔

گورنر جنرل کا اپنی کونسل کے ممبرون سے بادشاہ دہلی کی جانشینی کے باب مین راے لینا

ان تمام غوروں و سوچ بچار کا ماحصل یہہ تھا کہ ایک مراسلہ انگلنڈ کو بھیجا گیا جس مین یہہ سفارش کی گئی کہ بادشاہ موجودہ کے مرنے تک تمام حالات سابقہ بدستور قایم رہین - مرزا فخر الدین بادشاہ کے لقب کے ساتھ جانشینی کے لئے تسلیم کیا جائے مگر اُسے خالی خطابی بادشاہ ہونے کے سبب سے قلعہ دینے کا حق نہ دیا جائے اور ترغیبین جاری رہین کہ وہ قلعہ کو خالی کر کے قطب مین بودوباش اختیار کرے اگر ضرورت پڑے تو اسکا حق قلعہ مین رہنے کا اضافہ مشاہرہ کے عوض مین خریدا جائے +

گورنر جنرل کی تمام سفارشون کو ہوم گورنمنٹ نے منظور کر لیا - دہلی کے ایجنٹ کو اجازت دی گئی کہ مرزا فخر الدین سے ملاقات کر کے برٹش گورنمنٹ کی خواہشون سے اسکو اطلاع دیدے مرزا اور سر طامس مٹکف کی ملاقات ہوئی مرزا نے اپنی گورنمنٹ کی خواہشون کو بخوشی قبول کیا بشرطیکہ اسکو خطاب بادشاہ کا عطا کیا جائے اور اسکی اپنی امارات شاہی کے قائم رکھنے کی اجازت دی جائے - گورنمنٹ کو اسکی منظوری سے خوشی ہوئی - جب لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی دہلی مین آئے تھے کہ قطب مین انکی مرزا فخر الدین سے ملاقات ہوئی اور اسمین کچھہ معاہدات ہوئے جنکے اصلی حال تو نہین معلوم ہوئے مگر قلعہ کے خالی کرانے کی اور اسکے اندر میگزین جانے کی شہرت ہوگئی جسسے اہل قلعہ اور اہل دہلی کو بڑی سراسیمگی اور پریشانی کا خوف طاری ہوا - زینت محل اور بادشاہ دونو جوان بخت کے ولیعہد نہ ہونے سے ہاتھ ملتے رہ گئے برٹش گورنمنٹ کو وہ کسی طرح نہین سمجھا سکے کہ جوان بخت ولیعہد ہو۔

۱۰ - جولائی ۱۸۵۶ء کو مرزا فخر الدین کا ہیضہ سے انتقال ہوا - یہہ شبہ بھی ہوا کہ انکو زہر دیا گیا - بادشاہی روزنامچہ مین لکھا گیا - مرزا کو اشتہا معلوم ہوئی اسنے جانا کہ خالی معدہ مین صفرا کے زور سے یہہ اشتہا ہوتی ہے کچھہ روٹی کھائی یخنی پی تو استفراغ کی زیادتی ہوئی جسسے نقاہت زیادہ ہوئی کسی دوا نے کچھہ اثر نہین کیا نزع کی حالت طاری ہوئی - مرزا الٰہی بخش (خسر ولیعہد) نے حکیم احسان اللہ خان کو بلایا انہون نے حقنہ دلوایا جس سے کچھہ فائدہ نہین ہوا چھہ بجے شام کے ولیعہد کا انتقال ہوا - گھر مین کہرام ہوا بادشاہ کو بیٹے کے مرنے کی خبر ہوئی بہت رنج ملال ہوا - زینت محل نے اسکی تسکین و تشفی کی ولیعہد کے معالج

حکیم محمد نقی خان تھے انکی نسبت یہہ مشہور ہوا کہ زینت محل سے ملکر ولیعہد کو دوا مین زہر ملاکر دیدیا لیکن یہہ سب بازاری گپین ہین اس زمانہ مین شہر مین ہیضہ تھا ولیعہد ہیضہ ہی سے مرا تھا۔ دوسرے دن سر طامس مٹکف ایجنٹ دہلی بادشاہ کی خدمت مین آئے جہان پناہ نے ایک کاغذ ایجنٹ کے ہاتھہ مین دیا اور اسمین اپنی پہلی ہی درخواست کا اعادہ کیا کہ مرزا جوان بخت کو برٹش گورنمنٹ ولیعہد مقرر کردے۔ اسکے ساتھہ ایک محضر تھا جسمین بادشاہ کے آٹھہ بیٹون کے دستخط لکھے ہوئے و مہرین لگی ہوئی تھین اس محضر مین لکھا تھا کہ ہم سب خوش ہین زینت محل کا بیٹا جسمین دانائی لیاقت علم و خوش اخلاقی کے صفات موجود ہین ولیعہد مقرر ہو۔ لیکن دوسرے دن بادشاہ کے سب سے بڑے بیٹے مرزا قریش (عرف مرزا قویاش) نے اپنی عرضداشت مین ایجنٹ کو لکھا کہ بادشاہ نے شاہزادون سے اضافہ تنخواہ کا اور روپیہ دینے کا وعدہ کرکے محضر پر دستخط و مہرین کرالئے ہین مجھے بھی پوشیدہ یہہ رشوت پیش ہوئی تھی کہ اگر دستخط و مہر کردیگا تو اضافہ تنخواہ ہوجائے گا اور اگر انکار کرونگا تو تنخواہ بند ہوجائیگی مین اپنے باپ کے حکم سے سرتابی نہین کرنی چاہتا تھا لیکن جب مجھے معلوم ہوا کہ زینت محل کے اغوا سے بادشاہ مجھے ولیعہدی سے محروم کرنا چاہتا ہے تو مین نے برٹش گورنمنٹ کی طرف رجوع کی کہ مین اس طرح تباہ ہوتا ہون اور میرا حق ولادت مارا جاتا ہے اسلیئے مین نے اپنی حالت کو ایجنٹ کے روبرو پیش کیا کہ وہ سب حالات پر نظر کرکے حق رسی کرے علاوہ اس کے مین بادشاہ کا بڑا بیٹا ہون حافظ قرآن اور حاجی بھی ہون اور میری اور لیاقتون کا حال ملاقات مین آپ پر کھل جائیگا +

اسوقت لارڈ کیننگ گورنر جنرل اور انکی کونسل کے ممبر دو نئے تھے اسلیئے بادشاہ کی جانشینی میں پہلے ممبرون کے مباحثون کا کچھہ اثر نہ تھا۔ لارڈ ڈلہوزی نے جو طریقہ اس باب مین اختیار کیا تھا وہ نہایت دانشمندانہ تھا اگرچہ انہون نے اس بات کے یقین کرنے مین غلطی کی تھی کہ بالاسے شہر مین مسلمانون کی محبت بادشاہ کے ساتھہ لنگڑی لولی ہورہی ہے اور خاندان شاہی جو قلعہ سے خارج کیا جائیگا اسکو اسکے خارج ہونے کا رنج و ملال نہین ہوگا اور وہ اس مین اپنی ذلت و خفت نہین جانے گا۔ مگر انہون نے اور دون کی رائون کا پاس کرکے اپنے ارادہ پر عمل

نہین کیا۔ اسلیئے لارڈ کیننگ نے دیکھا کہ دہلی کا مقدمہ فیصلہ نہین ہوا اور اسکی اصلی باتون کی تنقیح نہین ہوئی۔ دہلی کے قلعہ کے خوف عظیم و کراہیت کو اپنی نئی نگاہ سے انہون نے غور سے دیکھا تو انکو لارڈ ڈیلہوزی کی نگاہ سے زیادہ وسیع معلوم ہوئے۔ لارڈ ڈیلہوزی نے جو اپنے خیالات قلعہ سے خاندان شاہی کے خارج کرنے کے بہادر شاہ کی وفات کے بعد تحریر کئے تھے انکو لارڈ کیننگ نے اپنے خیالات کے سانچے مین ڈھال کر اختیار کیا انہون نے لکھا ہمیشہ کی طرح یہہ بات جاننے کے قابل ہے کہ قلعہ دہلی حقیقت مین ایک بڑے مضبوط فصیل دار شہر مین ہے اسکی نہایت ضرورت ملیٹری کامون کے لیئے ہے اسکا مالک کہ گورنمنٹ کے ہاتھون مین رہنا چاہیئے پادشاہ کو اور اسکے رشتہ دارون کو جو اسکے گرد رہتے ہین قانون کی قیود سے بری ہونے کے حقوق جو مضرت ناک ہین موقوف کرنے اطلاقاً نیک گورنمنٹ کے لیئے ضروری ہین مدبران ملکی کی رائون مین مشکل سے کوئی بڑا اختلاف راے اس باب مین ہوگا کہ پولیٹکل اور پولیسی کی اشد ضرورت یہہ ہے کہ قلعہ جو شہر دہلی کو اپنے قابو و بس مین رکھ سکتا ہے وہ برٹش سپاہ کے ہاتھ مین سلامت و محفوظ ہو کسی عیسائی کے دل مین شبہہ نہ ہوگا کہ انسانیت کی اغراض کے لئے ہم پر فرض ہے کہ ہم ان پردون اور حجابون کو اٹھا دیوین جو ابتک قلعہ کی بدکاری پر پڑے ہوئے تھے جو اسکو دن کی روشنی مین نہین آنے دیتے تھے اور اس کے تاریک کونون سے قانون سے بچانے والے حلقون کو نکال دین۔

اس برائے نام بادشاہی کا مٹا دینا اب ایک کھلا ہوا معاملہ ہے۔ لارڈ کیننگ کو ہندوستان مین چند مہینے آئے ہوئے تھے انہین بھی وہ کلکتہ ہی مین رہے تھے وہ ابھی خود اپنی ذات سے شہزادون اور بالائے ہند کے باشندون کی مضرات پر علم نہین رکھتے تھے لیکن انہون نے گورنمنٹ کے پہلے ممبرون کی تحریرات پڑھی تھین جنسے انکو معلوم ہوا تھا خاندان تیمور کی تاریخی باتین خلقت کے دلون مین بڑی ضعیف ہو گئی ہین اگرچہ وہ بالکل مٹی نہین ہین انہون نے اس سے یہہ استدلال کیا کہ جب یہہ باتین لکھی گئی تھین انہین زور تھا اب برسون کے گذرنے کے بعد انکا زور اور زیادہ ہو گیا ہوگا اب اسوقت کا ناگزیر یہہ میلان ہونا چاہیئے کہ یہہ یادگارین بالکل ملیا میٹ کر دی جائین انہون نے فرمایا کہ سر وائل جنہون نے سنہ ۱۸۵۰ع مین اس مطلب مین

تبدیلی کی ترغیب دی وہ پوری رکورڈ (دفتر کے کاغذات) مین موجود نہین خواہ وہ کچھ ہی ہون
زمانہ کے گذرنے نے ان دلائل کو یقینی مستحکم کردیا جنسے کہ پہلے ارادون کو سہارا دیا جاتا ہے
اور ممکن ہے کہ اب انپر سے اعتراض رفع ہوگیا ہو" اور زیادہ انہون نے اپنی دلیل کو بڑہایا"
بادشاہی جلال کی نقل کے بہت سے زر و جواہر اتر چکے ہین جس سے اسکی پہلی سی بھڑک چمک
نہین رہی ہے اور اسکے وہ حقوق جنپر خاندان تیمور کو گھمنڈ تھا ایک دوسرے کے بعد تلف
ہو چکے ہین اسلیئے کچھ مشکل نہین ہے کہ قلم کے ایک ڈوبے مین بہادر شاہ کے مرنے کے بعد بادشاہ کا
لقب موقوف کردیا جائے" انہون نے کہا" کہ بادشاہ کی نذر جو گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف دیتے
تھے موقوف ہوئی - بادشاہ کا جو سکہ بنایا جاتا تھا وہ آیندہ موقوف کیا گیا (بہادر شاہ کے
سکے پہلے دس پندرہ بنا کرتے تھے مین نے اسکے سکے کے روپیہ کو دیکھا ہے) گورنر جنرل کی
مہرین سے بادشاہ کے فدوی خاص کے الفاظ ساقط ہوئے اور ہندوستانی رئیسون کو
ممانعت کی گئی کہ وہ مہرون مین کوئی ایسا لفظ استعمال نہ کرین یہہ امر فیصلہ ہوگیا ہے کہ یہہ ظاہری
باتین جنسے کہ کمپنی کی ماتحتی معلوم ہوتی ہے برٹش گورنمنٹ کی اصلی اور مستحکم اقتدار کی شان کے
برخلاف ہے اور ایسا ہی لفظ شاہ دہلی کا ہے جس سے کہ ایک جھوٹی بادشاہی کا اعلان
ہوتا ہے کسی نئے شخص کے لیئے بادشاہ کا لقب دینا اور اسکی شاہی علامات کا قائم رکھنا
گورنمنٹ ہند کی خود اپنی مرضی کا کام ہے اسپر کوئی اسکا تقاضا نہین ہے" کوئی شخص سوا اسکے
جسکو وہ دیا جائیگا اس بات کو قبول نہین کریگا کہ گورنمنٹ نے کوئی مرحمت و مکرمت کی ہے" گورنر جنرل نے
یہہ اور اضافہ کیا کہ" خواہ موروثی مرتبہ کچھہ ہی ہو اسکا مستحق وارث گورنمنٹ مرزا قریش کو سمجھتی ہے وہ
بادشاہ کا سب سے بڑا زندہ بیٹا ہے ایک اور نسل تک بے اصل شان اپنے خاندان کی باقی
رکھے گا جسکی یاد کو وہ اپنے حافظہ مین لانے کا استحقاق نہین رکھتا گورنر جنرل نے باتفاق اپنی
کونسل کی رائے کے جس پولیسی کا فیصلہ کیا اسکو بہ ہدایتون کے دہلی کے ایجنٹ کے پاس بھیجا جنکا
خلاصہ یہہ تھا -

اول اگر ایجنٹ کو بادشاہ کے خط کا جواب بھیجنا ضروری معلوم ہو تو وہ اسکو لکھے کہ گورنر جنرل مرزا
جوان بخت کا ولیعہد ہونا منظور نہین کرسکتا ہے -

دوم مرزا قریش کو یہہ امید نہین دلای جائے کہ اسکی ولیعہدی کے لیے وہی شرائط منظور ہونگین جو مرزا فخر الدین کے لیے منظور ہوی تھین اور بہادر شاہ کی زندگی مین بادشاہ سے یا کسی اور رکن خاندان شاہی سے جانشینی کے باب مین کوئی مراسلت نہ کی جائے۔

سوم بادشاہ کی وفات کے بعد مرزا قریش کو اطلاع دی جائے کہ گورنمنٹ خاندان تیمور کا سرپرست اسکو انہی شرائط کے ساتھ مقرر کرتی ہے جو مرزا فخر الدین کے ساتھ ہوئی تھین سوا اسکے کہ اسکا لقب بجائے بادشاہ کے شاہزادہ ہوگا اور اسکی دستاویز کوئی اسکو تحریری نہ دی جائے گورنر جنرل مع کونسل کا یہہ ارادہ نہین ہے کہ اسکے ساتھ عہد و پیمان کرنے کو قبول کرے بلکہ وہ گورنمنٹ انڈیا کے پختہ اور مستحکم فیصلہ کا اظہار کرے۔

چہارم ایجنٹ اس امر کی رپورٹ بھیجے کہ قلعہ مین جن لوگون کو رہنے کا استحقاق ہے انکی تعداد کتنی ہے اور کتنے شاہزادون کو استحقاق حاصل ہے جو نہ بادشاہ کے بیٹے اور پوتے ہین اور نہ اور بادشاہون کے زیادہ دور کے رشتہ دار ہین۔

پنجم۔ خاندان تیمور کا جو وظیفہ ہے اس مین سے پندرہ ہزار روپیہ ماہوار مرزا قریش کو ملا کرینگے بادشاہ کو اپنے حفظ صحت اور تفریح طبع کے لیے قطب مین رہنا بہت پسند تھا وہ سال بھر مین دو چار مہینے وہان رہتا تھا اور نئے نئے مکانات وہان قلعہ کے مکانات کے نمونہ پر مثل دیوان عام و خاص وغیرہ کے بنوا تا جاتا تھا وہ خاندان چشتیہ کا مرید تھا قطب صاحب کی زیارت سے مسرور ہوتا تھا وہین اسنے اپنی قبر سنگ مرمر کی بنوائی تھی اسکے وہان رہنے سے اسکے غریب ملازمون کو اپنی گھر سے دور رہنے مین تکلیف ہوتی تھی۔ زینت محل قلعہ مین نہین رہتی تھی وہ لال کنوے پر اپنی ایک بڑی حویلی مین رہتی تھی دن کو آٹھ نو بجے قلعہ مین جاتی اور ۳ پہر کو اپنی حویلی مین واپس آتی اسکی سواری کے ساتھ آنے جانے مین گھوڑے پر ڈنکا بجتا جاتا تھا اسلیے اہل شہر اسکا نام ڈنکا بیگم رکھ دیا تھا۔ ایک دفعہ بادشاہ بھی اسکی حویلی مین جا کر آٹھ سات روز رہا تھا۔ غرض بہادر شاہ اور بیگم صاحبہ نے قلعہ سے باہر رہنے کی بدشگونی خود ہی شروع کر دی دولوں کو قلعہ کے چھن جانے کی پروا نہ تھی بادشاہ خوش تھا کہ اسکے مرنے کے بعد مرزا فتح الملک کو جو اسکی مرضی کے خلاف ولیعہد ہوا تھا قلعہ نہ دیا جائے ان کو سخت رنج یہہ تھا کہ اسکا لخت جگر جوان بخت

ولیعہد نہین ہوا تھا پہلے ہی انکے دلون پر مرزا فخر الدین کی ولیعہدی کا زخم لگا تھا ابھی وہ بھرنے نہ پایا تھا کہ اسپر مرزا قریش کی ولیعہدی نے اور چرکا لگایا جس سے دونو بیتاب ہو گئے رات دن اسی ادھیڑبن مین رہتے تھے کہ کسی طرح سے گورنمنٹ کو مرزا جوان بخت کی ولیعہدی پر راضی کرین ۔ بادشاہ اپنی پیرانہ سالی کے دن چین و آرام سے بسر کرنی چاہتا تھا مگر زینت محل جوان بخت کی ولیعہدی کے جھگڑے کو اُسکے پیچھے لگا کے زندگی تلخ کرتی تھی

یہان یہہ دستور ہو گیا ہے کہ جب ہندوستان کے اندر یا اس سے باہر انگریزون سے لڑائیان ہوتی ہین تو ان آدمیون مین سے جو برٹش گورنمنٹ کو اپنے حق مین مضر جانتے ہین بعض بدسرشت اشخاص انگریزون کی شکستون کی اور انکے دشمنون کی فتحون کی جھوٹی خبرین اپنے دل سے گھڑ کر بازارون مین دکانون پر اور مہاجنون و امیرون اور شہزادون کے مکانون مین ایسی ثقاہت و وثاقت سے نمک مرچ لگا کے بیان کرتے ہین کہ بیچارے سادہ لوح انکو یقین کرتے ہین اور ایسی ہی اسکے برخلاف وہ لوگ جو انگریزی گورنمنٹ کو اپنے حق مین مفید سمجھتے ہین بعض نیک سرشت ان جھوٹی خبرون کی تکذیب کرتے ہین اور کہتے ہین کہ انگریزون کی شکست کی خبر غلط ہے انگریز تو شکست کھانا جانتے ہی نہین ۔ یہی حال اخبار نویسون کا ہے کہ بعض بدشعار انمین سے انگریزون کی ذرا سی ہیٹی ہونے کی خبر گل پھول لگا کے بڑی ٹیپ ٹاپ سے زیب و زینت اخبار بناتے ہین ۔ بعض کور باطن نظرگاہ عوام پر اشتہارون مین متوحش خبرین لکھ کر نظرگاہ عوام مین چسپان کرتے ہین ۔

جب ۱۸۵۶ء کے شروع مین برٹش گورنمنٹ اور شاہ ایران کے درمیان لڑائی ہوئی تو ادہر کی سب باتین ظہور مین آئین مگر اس مین یہہ نیا شگوفہ کھلا کہ بادشاہ دہلی و شاہ ایران کے درمیان برٹش گورنمنٹ کے خلاف سازش ہوئی اس لیئے جب بہادر شاہ قید ہوا تو اسکی تحقیقات جرائم مین اس سازش کے باب مین بھی بال کی کھال نکالی گئی جسکا حاصل یہہ ہوا کہ یہہ سازش نہ تو بالکل جھوٹی کہانی نکلی نہ وہ ایسی مستند شہادت سے ثابت ہوئی کہ ایک تاریخی واقعیت سمجھی جاتی ۔ اس باب مین بہادر شاہ کی تحقیقات جرائم مین جو شہادتین پیش ہوئین انکو بیان کرتے ہین صادق الاخبار دہلی مین ایک اخبار نکلتا تھا جسکا مہتمم جمیل الدین تھا جسکو اس جرم مین

اخبارات و اشتہارات بادشاہ دہلی اور شاہ ایران کی سازش برخلاف گورنمنٹ

کہ وہ سرکار کی بدخواہی کی خبرین جہوٹی جہوٹی گھڑ گھڑ کر لکھا کرتا تھا تین برس کی قید ہوئی اسکے پرچون
مین سے اور دہلی اردو اخبار کے پرچون مین سے بہت سی خبرین انتخاب ہوئین اور انکا
ترجمہ کورٹ مین بروقت تحقیقات پیش ہوا ان خبرون کا خلاصہ یہہ تھا کہ شاہ ایران درہ
بولان سے بے مزاحمت اتر آیا ہے اور اٹک تک آگیا ہے۔ اصل لڑائی کا حال یہ ہے
کہ شاہ ایران پانچ پیڑہیون سے خزانے پر خزانہ اور سپاہ پر سپاہ اور اسباب پر اسباب
حرب وضرب اسلیئے جمع کر رہا تھا کہ ہندوستان کو فتح کرے اب لڑائی کا وقت آگیا ہے
یہہ کہا گیا ہے کہ روسیون نے بہت سا سامان جنگ شاہ ایران کو حوالہ کیا ہے اور پانچ لاکھ
سپاہیون کا لشکر جرار جسکے ساتھ بہت کچھ اسباب حرب وضرب ہے ایران کی
کمک کے لیئے بھیجدیا ہے اور وعدہ کیا ہے کہ روس کی یہہ سپاہ قواعددان کافی
نہوگی تو بہت سی پولس کی سپاہ کمک کے لیئے اور بھیجدی جائیگی۔ شاہ ایران کے
مددومعاون شاہ فرانس وسلطان روم ہین اصل جنگ کا سرمنشا روس ہے جو
ایران کی آڑ مین ہندوستان کے فتح کرنے کے لیئے کارستانیان کر رہا ہے۔
امیر دوست محمد خان والی کابل نے انگریزون کے ساتھ ظاہری مصالحت اس لیئے
کرلی ہے کہ ان سے ہتیار اور روپیہ لے لے اور ان دونو چیزونکو کافرونکے ساتھ لڑنے مین
ایران کی حمایت کرکے کام مین لائے اخبارون مین ولیون کی پیشین گوئیان بھی برٹش گورنمنٹ
کے ختم ہونے کی چھاپی تھین۔ اخبارون مین سید نعمت اللہ شاہ متخلص ولی ہانسوی کے
قصیدہ کے اشعار لکھے جاتے تھے یہہ قصیدہ بھی عجیب ہی کہ جو واقعات واقع ہوتے جاتے ہین
وہ منظوم ہو کر اس قصیدہ کے دم چھلا بنائے جاتے ہین اور وہ ولی کی پیشین گوئیان
یقین کی جاتی ہین جن اشعار مین اس زمانہ کے لیئے پیشین گوئی کی گئی وہ یہہ ہین +

قوم سکھان چیرہ دستیہا کنند بر مسلمین	تا چہل این جور و بدعت اندران پیدا شود
بعد ازان گیرد نصاری ملک ہندوستان تمام	تا صدی حکمش میان ہندوستان پیدا شود
چون شود در عہد آن ہا جور و بدعت عشتار و لج	شاہ غربی بہر قتلش خروش عنان پیدا شود
درمیان ہر دو آن گروہ پیوستہ جنگ عظیم	قتل عالم بیگان در عہد شان پیدا شود

فتح یابد شاہ عربستان بزور تیغ جہد	قوم عیسے راکش او بیگمان پیدا شود
پانصد و ہفتاد و ہجری بود تا این گفتہ شد	در ہزار و دو صد و ہفتاد و آن پیدا شود

ان آدمیون کی عقل پر رونا چاہیئے جو ان اشعار کو کسی ولی کی پیشین گوئی سمجھین - غدر مین اس قصیدہ مین اور اشعار بھی الحاق ہوئے اور یہہ تحریف بھی کی گئی کہ شاہ عربی و شاہ عربستان کی بجائے شاہ غربی و شاہ غربستان بنایا گیا تاکہ اور زیادہ تر شاہ ایران پر صادق آئے اخبارون کی ان جھوٹی خبرون کا اثر دہلی کے مسلمانون پر یہہ تھا کہ ایک شخص نے اپنا فرضی نام محمد صادق رکھہ کے جامع مسجد کے اندر دیوارون پر ایک اشتہار چسپان کیا جسکے اوپر تلوار و سپر کی تصویر بھدی سی بنی ہوئی تھی اور اسکے مضمون کا خلاصہ یہہ تھا کہ ایران کی سپاہ انگریزون کے پنجے سے ہندوستان کو چھڑانے آتی ہے سب مسلمانون پر فرض ہے کہ وہ جہاد کے لیئے مستعد ہون اپنا نام بھی اشتہار پر لکھہ دیا - جب مجسٹریٹ دہلی کو اس اشتہار کی اطلاع ہوئی تو اسنے اشتہار کو اکھڑوا ڈالا اشتہار تین گھنٹے چسپان رہا ہوگا - جہاد کے باب مین ایک اشتہار مہری مین بعد جنگ شہزادہ ایران کے خیمے مین انگریزون کے ہاتھہ لگا تھا جسکا مضمون یہہ تھا کہ جوان و پیر و غریب امیر و دانا و نادان و سپاہی و غیر سپاہی پر نبی کے دین کی حمایت کے لیئے آمادہ ہون - اس اشتہار مین کوئی اشارہ دہلی کی بادشاہی کی طرف نہ تھا لیکن جب ایران سے انگریزون کی صلح ہوگئی تو گورنمنٹ ایران نے بے باکانہ اقرار کیا کہ ہماری طرف سے دہلی مین انگریزون سے مسلمانون کے منحرف کرانے کے لیئے کوشش کی گئی الحرب خدعۃ لڑائی مین ایسے ضروری کامون کا کرنا اچھا سمجھا جاتا ہے - ان دنون مجسٹریٹ دہلی کے پاس گمنام عرضی بھی آئی کہ چند ہفتون مین کشمیری دروازہ دہلی انگریزون کے دشمنون کے ہاتھہ مین ہوگا - بہادر شاہ کے تحقیقات جرائم مین اس سازش کے باب مین یہہ باتین پیش ہوئین لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی کے کاغذات مین سے محمد درویش کی ایک عرضی برآمد ہوئی جسکے لفافہ پر دہلی کے ڈاکخانہ کی مہر ۲۰ - مارچ ۱۸۵۷ء کی اور آگرہ کے ڈاکخانہ کی مہر ۲۲ - مارچ ۱۸۵۷ء کی لگی ہوئی تھی - وہ عرضی دہلی مین تحقیقات کے لئے کورٹ کے پاس بھیجی گئی جسکا ترجمہ تحقیقات مین پیش ہوا عرضی کا مضمون یہہ تھا -

غریب پرور سلامت - آفتاب دولت و اقبال تابان رہے - مین نے اپنی پہلی عرضی مین جناب سے عرض کیا ہے کہ دہلی کے پادشاہ کی خط وکتابت شاہ ایران سے پیرزادہ حسن عسکری کی معرفت ہو رہی ہے فقیرانہ سیاحی میری عادت ہے مجھے تحقیق معلوم ہوا ہے کہ تین چار مہینے گذرے ہین کہ حسن عسکری مذکور کی معرفت بادشاہ دہلی کے خطوط دو آدمی لیکر قسطنطنیہ کی طرف مکہ کے قافلہ کے ساتھ دہلی کو یقین دلایا تھا کہ اسکو یہہ خبر صحیح معلوم ہوئی ہے کہ شاہزادہ ایران نے بوشہر کو فتح کرکے بالکل اسپر قبضہ کرلیا ہے اور سب عیسائیون کو نکال دیا اور کسی عیسائی کو وہان زندہ نہین چھوڑا ہے اور بہت سے عیسائیون کو قید کرلیا ہے اور بے شک بہت جلد لشکر ایران قندھار اور کابل کی راہ سے دہلی کی طرف آئیگا - اسنے یہہ بھی کہا حضور شاہ ایران کے ساتھ مراسلت کرنے مین بالکل بے اعتنائی کرتے ہین بادشاہ نے بیس اشرفیان حسن عسکری کو دین اور کہا کہ بہت جلد خطوط ایران کو بھیجو اور یہہ اشرفیان اس شخص کو سفر خرچ کے لیئے دو کہ خطوط لیکر ایران جائے حسن عسکری اشرفیان لیکر اپنے گھر گیا اور اسنے چار آدمی خطوط لیے جانے کے لیئے آمادہ کیئے اور انکو ہدایت کی کہ وہ گیروا کپڑے فقیرانہ پہن کر جائین یہہ خبر ہے کہ ایک دو روز مین وہ ایران روانہ ہونگے - مجھے انکے نام تحقیق نہین معلوم ہوئے تمام قلعہ مین عموماً اور بادشاہ کے خلوت خانہ مین خصوصاً رات دن یہی ذکر رہتا ہے کہ اب ایرانی آتے ہین حسن عسکری نے بادشاہ کو یہہ یقین بھی دلادیا ہے کہ اسے مکاشفہ سے معلوم ہوا ہے کہ یقینی شاہ ایران کی عملداری دہلی تک کل ہندوستان پر ہوجائیگی اور دہلی کی بادشاہی کا پھر اقبال روشن ہوگا شاہ ایران بادشاہ کے سر پر تاج شاہی رکھیگا - تمام قلعہ کو عموماً اور بادشاہ کو خصوصاً اسکا یقین ہے جسکی بڑی خوشیان ہو رہی ہین اور منتین اور نذرین مانی جاتی ہین اور غروب آفتاب سے پہلے ڈیڑھ گھنٹہ تک حسن عسکری ایرانیون کے آنے کے لیئے اور عیسائیون کے خارج ہونے کے واسطے دعائین اور وظیفے پڑھتا ہے یہہ دستور ہے کہ ہر جمعرات کو ملیدے اور تیل ٹکون اور کپڑون کے کئی خوان بادشاہ حسن عسکری کے گھر پہنچتا ہے تاکہ نذر نیاز کا لازمہ پورا ہو برٹش گورنمنٹ کے اعلے عہدہ دار حسن عسکری کے گھر جاتے ہین اور اس سے ایسا اعتقاد رکھتے ہین کہ وہ جو دغاو مکر سے بانین بناتا ہے اسپر یقین کرتے ہین ان دغابازون کے نام لینے سے کیا فائدہ ہوگا؟ خدا تعالے گورنمنٹ کے

دشمنون کو غارت کرے یہہ خبرین مجھے ان اپنے دوستون سے معلوم ہوئی ہین جو بادشاہ کے حضور مین حاضر رہتے ہین اور حسن عسکری کے پاس آتے جاتے ہین مین نے خیر خواہی کے سبب سے یہہ باتین عرض کین ہین سرکار ابد پائدار کو چاہیے کہ وہ ضروری انتظام کرے

عرضی فدوی خیر خواہ سرکار محمد درویش ۲۴ - مارچ ۱۸۵۷ء مُہر فقیر محمد درویش -

لفٹنٹ گورنر نے اس عرضی کو سنکر بڑا قہقہہ لگایا شاید مسلمانون کو اس سازش پر یقین ہو مگر ایام غدر سے پہلے کسی انگریز کو اس سازش کا یقین نہین ہو سکتا تھا انگریز جب ایسی باتون کو سنتے تھے تو وہ انکو لغو پوچ پادر ہوا جانتے تھے مگر اب اس عرضی کی بنا پر بہادر شاہ کے جرائم مین گواہون سے بہت سے سوالات ہوتے تھے انہین سے ہم فقط حکیم احسن اللہ خان کی شہادت کا خلاصہ اس باب مین تحریر کرتے ہین حکیم احسن اللہ خان نے اپنی شہادت مین بیان کیا کہ لارڈ ایلن برا نے جو بادشاہ کی نذرین بند کین تو اس سے بادشاہ ہر وقت اداس رہا کرتا تھا اول اس معاملہ کی باب مین انگلنڈ کو لکھا پھر ہمیشہ وہ اس حکم کا شاکی رہا اور اپنی عدم اطمینانی ظاہر کرتا رہا - بعد ازان جوان بخت کے ولیعہد ہونے سے اور مرزا فتح الملک کے ولیعہد ہونے سے اور زیادہ غم و الم ہوا - اس عرصہ مین مرزا حیدر شکوہ مع اپنے بھائی مرزا مرید کے دہلی مین آیا یہہ شہزادے بادشاہ کے بھتیجے تھے وہ بادشاہ پاس محلون مین بے روک ٹوک بہت آتے جاتے تھے اول انہون نے یہہ چاہا کہ بادشاہ ایجنٹ کو لکھے کہ ان شاہزادون کو گورنمنٹ کے دفتر مین بادشاہ کا ایجنٹ مقرر کر دے لیکن یہہ درخواست نا منظور ہوئی کہ اس عہدہ پر شاہزادی نہین مقرر ہو سکتے تو یہہ شہزادے چند کاغذات پر بادشاہ کی مہر کرا کے اپنے ہمراہ لکھنؤ لے گئے - لکھنؤ مین جاکر مرزا حیدر نے بادشاہ کی طرف سے شاہ عباس کی درگاہ پر علم چڑھایا اور ایک رقعہ پنسل کا لکھا ہوا جسپر بادشاہ کی مہر تھی مجتہد کو دیا اس رقعہ کا مضمون یہہ تھا کہ مین نے شیعہ مذہب اختیار کیا اور سنی مذہب کو ترک کیا امین الرحمان خان اور شیدی بلال جو پہلے بادشاہ کے نوکر تھے اور اب شاہ اودھ کے اور اہل سنت و جماعت تھے انکے خط و کتابت اور بعض اور عرائض سے جو بادشاہ کے پاس آئین اس شقہ کا حال معلوم ہوا جب شہر مین یہہ خبر مشہور ہوئی تو بعض مولوی بادشاہ کے پاس گئے اور حقیقت حال مستفسر ہوئے تو بادشاہ نے

جواب دیا کہ مرزا حیدر بہت سے لکھے ہوئے کاغذون پر میری مُہر ثبت کر کے لکھنؤ لے گیا تھا
مین نے ایک شقہ مجتہد کے نام اس مضمون کا لکھا تھا کہ مین اہل بیت سے محبت رکھتا ہون
اور جو شخص اِن سے محبت نہ رکھتا ہو اُسکو مسلمان نہین جانتا مگر جب اس شقہ کی نقل لکھنؤ
سے منگائی گئی تو اس بین وہی مضمون لکھا تھا جو عرائض مین لوگون نے لکھنؤ سے لکھکر بھیجا تھا
علاوہ اسکے یہہ بھی معلوم ہوا کہ بادشاہ نے کوئی شقہ شاہ اودھ کو بھی لکھا تھا مرزا حیدر کو یہہ توقع
تھی کہ دہلی اور لکھنؤ کے بادشاہون کے درمیان اتحاد ہونے سے اسکو ذاتی فائدہ حاصل ہوگا
ایک سال بعد مرزا نجف کے ایران جانے کی خبر اڑی وہ بہادر شاہ کا بھتیجا اور مرزا حیدر کا
بھائی تھا مولوی محمد باقر کے اخبار مین یہہ خبر چھپی کہ شاہ ایران نے مرزا نجف کی تواضع و تکریم
بہت اچھی طرح کی مین نے مرزا نجف کے بڑے دوست مرزا علی بخت سے پوچھا کہ مرزا نجف
بادشاہ کی طرف سے تو شاہ ایران کے نام کوئی خط نہین لے گیا ہے تو مرزا نے کہا کہ
وہ بادشاہ کی طرف سے اس مضمون کا خط شاہ ایران کے نام لے گیا ہے جس مین
بادشاہ نے یہہ لکھوایا ہے کہ مین شیعہ ہوگیا ہون میری مدد کرو اسوقت میری بڑی
ذلون اور بے کسی کی حالت ہے کوئی میرا مددگار نہین مگر اس خط کا جواب کچھ نہین آیا
چند مہینے کے بعد سیدی قنبر حج کا بہانہ بنا کے ایران گیا اور میان حسن عسکری نے
روانگی کے وقت اسکو کاغذات رات کے وقت دیئے جنپر بادشاہ کی مہر لگی ہوئی
تھی اسّے ظاہر ہوتا ہے کہ سیدی قنبر مرزا نجف کے پاس بھیجا گیا تھا کہ جس سے یہہ
معلوم ہوتا ہے کہ پہلے جو خط بھیجے گئے تھے ان کے جواب لانے کے لیئے بھیجا گیا ہے یہہ
بیان کرنا بھی ضرور ہے کہ جس زمانہ مین بوشہر مین انگریزون اور ایرانیون کی لڑائیان ہو رہی
تھین بادشاہ کو وہان کے حالات معلوم ہونے کا بڑا شوق رہتا تھا۔
مرزا حیدر بادشاہ کا بھتیجا اور پکا شیعہ لکھنؤ مین رہتا تھا وہ اپنے مذہب کے موافق
غیرون کو شیعہ بنانے کا بڑا کار ثواب سمجھتا تھا اسنے یہہ سوچا تھا کہ اگر مین بادشاہ دہلی کو شیعہ
بناؤنگا تو مجھے ذاتی فائدہ حاصل ہوگا۔ اور تینون بادشاہ دہلی لکھنؤ ایران اسکے ہم مذہب
شیعہ ہوجائینگے۔

اس مین کچھ شبہ نہین کہ اول بادشاہ دہلی کو شاہ ایران کے ساتھ مراسلت کرنے کا خیال مرزا حیدر نے سجھایا ہوگا جس مین وہ اپنا بہت فائدہ جانتا تھا اور غالباً اسنے مرزا نجف کے ایران بھیجنے سے پہلے یہہ چاہا تھا کہ بادشاہ کے شیعہ ہونے کی خبر شاہ ایران کو کسی اخبار کے ذریعہ سے پہنچائی جائے تاکہ جب مرزا نجف ایران پہنچے تو اسکی بڑی قدر و منزلت ہووے بادشاہ پولیٹکل معاملات مین بڑا غیر محتاط تھا خواجہ سراؤن کو اسکے سارے حالات معلوم ہوتے رہتے تھے محبوب علی خان خواجہ سرا کے ہاتھ مین اسکے سارے کام تھے۔

مین نے کبھی وہ خط نہین پڑھا جو بادشاہ دہلی نے شاہ ایران کو بھیجا مگر مین خیال کرتا ہون کہ اس نے شاہ ایران سے روپیہ اور سپاہ کی امداد مانگی ہوگی بادشاہ زر پرست تھا جسکی یہ وجہ ظاہر ہے کہ روپیہ کے لالچ کے سبب سے اسنے بڑھاپے مین مذہب بدل ڈالا مین نے کسی شخص سے یہہ نہین سنا کہ بادشاہ نے جو خط شاہ ایران کو بھیجا تھا اس مین کوئی اشارہ اس امر کا ہوگا کہ انگریزون کی سپاہ کو برٹش گورنمنٹ سے اغوا کر کے باغی بنائے اس تجویز کا تو قلعہ مین کبھی کچھ ذکر ہی نہین ہوا مجھے خواجہ سراون کی زبانی یہ بات معلوم ہوئی تھی کہ شیدی قنبر کو جو اسنے اپنے دستخطی کاغذات دیئے تھے تو اسکو یہہ ہدایت کی تھی کہ مرزا نجف کو یہہ کاغذات دیکر انکی اور پہلی تحریرات کے جواب کا تقاضا کرنا۔ جس وقت بوشہر پر لڑائی ہو رہی تھی بادشاہ کی باتون سے معلوم ہوتا تھا کہ ایران سے روپیہ اور سپاہ کی امداد آنے کی اسکو بہت کچھ توقع ہے۔ جب مرزا نجف ایران پہنچ گیا اور اسکے ساتھ ہی بوشہر مین لڑائی ہوئی تو یہہ بات کھلی کہ بادشاہ کو وہان سے مدد آنے کی امید ہے مگر مرزا نجف نے ایران سے کوئی خبر بادشاہ پاس نہین بھیجی اگر بھیجی ہوگی تو اپنے بھائی کو لکھی ہوگی"۔

حکیم صاحب نے اپنی شہادت مین اپنے علم کے سوا اپنے قیاسات کو بھی دخل دیا ہے جنکا واقعات نفس الامری ہونا ضرور نہین مثلاً حکیم صاحب کا یہہ کہنا کہ اگر بادشاہ زر پرست نہ ہوتا تو بڑھاپے مین اپنا مذہب سنی سے شیعہ کیون بدلتا اسکے ساتھ انکو یہہ کہنا بھی چاہیئے تھا کہ بادشاہ نے فارسی زبان مین نظم مین ایک کتاب دمغ الباطل تصنیف کی اور اسکو چھپوا کر شائع کیا جس مین اپنے شیعہ ہونے کو باطل ثابت کیا اور پھر

مولویون سے اسنے استفتا طلب کرکے اپنا سنی ہونا ثابت کیا۔

دلی مین وہابی مولویون کا گروہ بہادر شاہ کو بڑا بدعتی جانتا تھا اور ان مسجدون مین نماز پڑہنے کو جائز نہین سمجھتا تھا کہ جنمین بادشاہ کی طرف سے امام مقرر ہوتا اور انکا اہتمام ہوتا بادشاہ کا میلان شیعہ مذہب کی طرف دیکھ کر وہ زیادہ اسنے متنفر ہوئے۔ دلی مین خاندان تیمور کی سبک اور نااہل حرکتون کے سبب سے خواص کی نگاہ مین کچھ عزت باقی نرہی تھی مگر عوام الناس اسکو اپنا بادشاہ جانتے تھے اور کیون نہ جانتے جب وہ ہر روز ڈنکہ کی چوٹ ڈہنڈہورون مین یہہ سنتے تھے کہ خلقت خدا کی اور ملک بادشاہ کا حکم سرکار کمپنی کا تو وہ بادشاہ سے مراد بہادر شاہ ہی جانتے تھے انکا ذہن کب اسپر پہنچتا تھا کہ انگلنڈ مین ہندوستان کا بادشاہ ہے سارے ہندوستان کے شہرون مین اسکے نام کا خطبہ عیدین اور جمعہ کی نماز مین پڑھا جاتا تھا جب مجسٹریٹ ضلع ایسے احکام ہڑتال ڈالتا تو وہ گروہ جھروکون مین ریتی مین بادشاہ کے آگے فریادی ہوکر جاتا۔ دھوبیون و بھنگیون وقصائیون نے یہی کیا تھا کہ اپنے کامون کو سب نے بند کرکے بادشاہ سے فریاد کرکے اپنی داد چاہی دلی مین بہت آدمیون کو قلعہ سے ایسا تعلق تھا کہ وہ جب شاہ دہلی کی شان کے خلاف گورنمنٹ انگریزی کی کوئی حرکت دیکھتے تھے تو بہت ناخوش ہوتے۔ سر طامس مٹکف صاحب بادشاہ کو فرزند ارجمند شقون مین القاب لکھا کرتا تھا۔ جب انکے انتقال کے بعد ہاروے صاحب ایجنٹ ہوکر دلی مین آئے تو انہون نے بادشاہ کو لکھ دیا کہ ہم کو آپ کا فرزند بننا منظور نہین۔ پہلے بادشاہ کی سواری کی جلو کا یہہ ادب کیا جاتا تھا کہ کوئی انگریز جلوس کی قطار کو کاٹ کر اپنی سواری مین نہین جاتا تھا مگر انگریز اب اس قاعدہ کے پابند نہ تھے ایسی باتون کو دیکھ کر دلی کے مسلمان ناخوش ہوتے تھے کہ انکے بادشاہ کی کچھ عزت باقی نہین رہی۔

باب سوم

میرٹھ کا غدر

جسوقت دلی مین یہہ شگوفے کھل رہے تھے جنکا اوپر بیان ہوا اسکے قریب ۳۶ یا ۴۰ میل کے فاصلہ پر میرٹھ مین سپاہیون کی بغاوت کا بڑا گل کھلا جس سے سپاہ کی جنگ کا

آغاز ہوا +

تیسری رسالہ سواران کا

تیسری رجمنٹ سواروں کے کمانیر کرنیل کارمیکل سمایتھ صاحب تھے وہ درجہ بدرجہ اس اپنے عہدہ پر پہنچے تھے وہ مزاج کے کڑوے اور تیز تھے - اس سبب سے ہر دل عزیز نہ تھے وہ خوب واقف تھے کہ سپاہ بغاوت کے لیئے کمربستہ آمادہ ہے انہوں نے کمانڈر انچیف کو سپاہ کی دہشتناک حالت پر مطلع کیا جب جنرل آرڈر جاری ہوا کہ اب آئندہ سپاہی کارتوس منھ سے نہ کاٹین تو کرنیل سمایتھ نے یہہ سمجھ کر کہ مین ہی اول ہیری اس حکم کی تعمیل مین ہون کہ سپاہ مین جو برافروختگی پھیل رہی ہے اسکو فرو کرون کہ سپاہیون کے منھ سے کارتوس نہ کٹواؤن اور ہاتھ سے انکو پھٹواؤن چنانچہ ۲۴ - اپریل کو انہون نے پریڈ اپنے سوارون کی کی جسکا نتیجہ ہم نے اوپر بیان کیا +

جنرل ہیوٹ صاحب

جنرل ہیوٹ ایک بڑے قدیمی بڈھے سرکار کمپنی کے افسر تھے انکی عمر ستر برس کے قریب تھی وہ بڑے رحم دل اور متواضع تھے سب انکو پسند کرتے تھے اور انکا ادب کرتے تھے وہ یہہ چاہتے تھے کہ سب کام ایسے چپ چاپ ہون کہ انسے سپاہی خوش رہین اسلیئے وہ بڑی واویلا و فریاد کرتے تھے کہ کرنیل سمایتھ نے اپنی رجمنٹ کی وفاداری کہ امتحان لیا تیرچھا کیون کیا کہ جسکا نتیجہ کھلی بغاوت ہوا انہون نے اُلٹے کہا کہ ہائے اسنے کیون پریڈ کی! میرے ڈویژن بالکل خاموش تھی اگر ایک مہینہ اور انتظار کیا جاتا تو سب خرابیان اڑ جاتین +

تحقیقات کا کورٹ

جو کچھ واقع ہوا تھا اسکے لیئے ضرور تھا کہ تحقیقات کے لیئے کورٹ مقرر کیا جائے - اس مین چھ ہندوستانی افسر سوارون کے ممبر مقرر ہوئے - کورٹ کی کارروائی کمانڈر انچیف کے حکم کے لیئے بھیجی اور رسالہ کے ۸۵ سوارون سے کچھ کام نہین لیا گیا انکو لین مین رہنے کا حکم دیا گیا - سپاہیون مین آپس مین بقسمیہ سازشین ہوتی رہین افسرون کے بنگلون مین راتون کو آگین لگتی رہین برج موہن سپاہی کے گھر مین آگ لگائی گئی جسنے کارتوس کو نئی طرح سے استعمال کیا تھا اس سپاہی کا باپ سور کا پالنے والا تھا وہ پہلے پیدل کی رجمنٹ مین سے بھاگ گیا تھا اور چوری کی علت مین قید ہوا تھا اب نام بدل کر سوارون کے نمبر ۳ رسالہ مین

بھرتی ہوگیا تھا وہ کرنیل کے بنگلہ سے کمتر غیر حاضر رہتا تھا اسلیئے کُل رجمنٹ کو اور اونچی جات کے سپاہیون کو اُسّے عداوت تھی اسکا ہی پہلے گھر اسکے رجمنٹ کے سوارون نے جلایا۔
کورٹ مذکور کی تحقیقات پر کمانڈر انچیف نے حکم صادر کیا کہ ہندوستانی جنرل کورٹ مارشیل اُن پچاسی سوارون کے جرم کی سزا کے لیئے مقرر ہو۔ پھر یہہ سوار ایک خالی اسپتال مین حوالات مین بھیجے گئے اور انکی اپنی ہی رجمنٹون کے سوارون کا پہرہ اپنر مقرر ہوا اس کورٹ مین پندرہ ہندوستانی افسر جنمین چھ مسلمان اور نو ہندو تھے اُنمین دس افسر میرٹھ کی رجمنٹون کے تھے اور پانچ دہلی کی پیدل رجمنٹون کے افسر دہلی سے بلائے گئے تھے۔ اس کورٹ نے چھٹی مئی سے اجلاس شروع کیا اور وہ اور دو روز تک رہا سوارونکی حکم عدولی کا جرم شہادت سے ثابت ہوا۔ سوارون کی طرف سے قانوناً یا ڈسپلن کے موافق عذر نہین کیا گیا حولدار ماتادین نے اپنے لیئے اور اپنے ہمراہیون کی طرف سے یہہ دلیل پیش کی کہ اگر کارتوسون مین کوئی بات ایسی نہ تھی جو انکی جات کے لیئے مضر تھی تو پھر انکے استعمال کے لیئے نیا طریقہ کیون سکھایا گیا۔ یہہ عذر بدتر از گناہ تھا وہ جرم کا اقرار سمجھا گیا۔ کورٹ کے پندرہ ممبرون نے سوار ایک کے سوارون پر حکم عدولی کا جرم ثابت کرکے ہر سوار کو دس دس برس کی قید بامشقت کی سزا دی مگر اسکے ساتھ سوارون پر رحم کے لیئے بھی سفارش کی کہ وہ اپنے افسرون کے نزدیک ہمیشہ نیک چلن خدمت گزار رہے ہین یہہ اتفاق کی بات ہے کہ جھوٹی رپورٹون کے دھوکون مین آ کر حکم عدولی کے مرتکب ہوئے ہ

کورٹ مارشیل کا یہہ فیصلہ جرنیل ہیوٹ کے سامنے پیش ہوا انہون نے اسکو بحال رکھا انہون نے کہا کورٹ نے جو قیدیون کے لیئے رحم کرنے کی سفارش کی ہین اسپر متوجہ ہوتا اگر قیدیون کا جرم مجھے اسکی اجازت دیتا انکی ساری نیک چلنیون کو ان بدچلنیون نے خاک مین ملا دیا کہ وہ بجائے اسکے کہ اپنے یوروپین افسرون کے صلاح و حکم مانتے انہون نے بیہودہ افواہون پر توجہ کی۔ یہہ انکے جرم کی جڑ ہے جسکی سزا انکو دی جاتی ہے مقدمہ کی روئداد سے معلوم ہوتا ہے کہ ۲۳ اپریل ۱۸۵۷ء کی شب کو انہون نے آپس مین صلاح و مشورہ

کرکے یہہ بات ٹھہرائی کہ کارتوسون کے لینے سے انکار کرین گے انہون نے اپنے سپاہی
ہونے کے فرض کو فراموش کرکے اپنے کپتانون کو اطلاع دی کہ چھاونی کی کل سپاہ جبتک
کارتوس نہین لیگی ہم بھی کارتوس نہین لینگے بعض نے یہانتک اپنی گستاخی کو بڑھایا کہ
پریڈ پر ایک فیر بھی نہین کرین گے جبتک کہ کارتوسون کا معاملہ بالکل فیصل نہ ہوجائیگا اگرچہ
کرنیل صاحب نے انکے سامنے بیان کیا کہ یہ کارتوس وہی ہین جو تیس چالیس برس سے چلے آتے
ہین اور انہین چربی نہین ہے پھربھی انہون نے اسکے لینے سے انکار کیا۔ کبھی انہون نے
اپنے قصور کا اقرار نہین کیا نہ انکے لینے پر پچھتاوا ظاہر کیا نہ رحم کی درخواست کی اسلیئے
قیدیون مین بہت سے سوارون کی سزا مین تخفیف نہین ہوسکتی مگر بعض ان مین نوجوان
ہین جو اپنے تجربہ کار بڑون کے بہکانے مین آگئے ہین انکی سزا مین نصف کی تخفیف کرتا ہون
جو پانچ سال سے زیادہ کے نوکر نہین –

۹- مئی ۱۸۵۷ء کی صبح کو کورٹ مارشل کے حکم کی تعمیل ہوئی یہ پریڈ پر سپاہ ہندوستانی
دیور وہین جمع ہوئی نمبر ۳ رسالہ کو حکم ہوا کہ وہ پیدل آئے پچاسی مجرم سوار حوالات
مین آگے بلائے گئے وہ اپنی وردی پہنے ہوئے تھے اب بھی سپاہی معلوم ہوتے تھے
اول سزا کا حکم پکار کر پڑھا گیا پھر تمام انکی وردیان پیٹھ پر سے اتاری گئین پھر لہار اپنے اوزار
اور بیڑیان لیکر آئے اور جلدی سے انہون نے پچاسی سوارون کے پیرون مین بیڑیان
انکے ہمراہیون کے روبرو پہنادین جس سے انکی بے عزتی کی کوئی حد باقی نہین رہی اسوقت یہہ
حالت دیکھکر بہت آدمی افسوس کرتے تھے کہ وہ سپاہی جنہون نے برٹش گورمنٹ کی خدمات
بڑے کڑے وقتون مین کی تھی وہ اسطرح بندھوے بنائے گئے قیدی اپنے ہاتھون کو
اٹھاکر اور آوازون کو نکالکر جرنیل کے آگے گڑگڑاتے تھے کہ ہمپر رحم کرے اسطرح ذلیل وخوار
نکرے کوئی سپاہی ایسا نہ تھا جسکی غصے کے مارے گردن کی رگین نہ پھولی ہون – جب
قیدیون کو بالکل مایوسی ہوئی تو انہون نے اپنے ہمراہیون کو ملامت کرنی شروع کی کہ انہون نے
ہماری ذلت کو اسطرح دیکھا – اسوقت گورون کی سپاہ کے ہتھیار چمک رہے تھے انکے خوف کے
مارے ہندوستانی سپاہی کچھ نہین بولے – جیل خانہ مین قیدی سوار ہندوستانی سپاہیون کے

۹- مئی کو کورٹ مارشل کے حکم کی تعمیل

پہرہ مین جیلخانہ مین پہنچا دیئے گئے ۔ پریڈ کے سپاہی غمزدہ غصے مین بھرے ہوئے اپنی لینون کو چلے گئے ۔ لارڈ کیننگ نے اس کارروائی پر فرمایا کہ پریڈ پر سوارون کے پاؤن مین بیڑیان ڈالنی جسکے اندر کئی گھنٹے لگے ہونگے ان سپاہیون کے روبرو جو بالفعل ناراض تھے اور ان مین بہت سے ایسے ہین جو کارتوس کی کہانی کو یقین کرتے ہین بریگیڈ کے تیز ڈنک لگانا تھا اس برتاؤ کے بعد ۸۵ پچاسی قیدیون کو ہندوستانی پہرہ مین بھیجنا جو انکے جرم کو خیال کرتا ہوگا اور سپاہ کے مزاج کو پہچانتا ہوگا ایسی بیوقوفی ہے جو خیال مین بھی نہین آسکتی"۔ کمانڈر انچیف نے کورٹ مارشل کے فیصلہ کو قائم رکھا مگر یہہ کہا کہ اس مین سول کی طرف کچھ رجوع نہین کی گئی اور پریڈ پر سپاہیون کے پاؤن مین بیڑیان ڈالنا خلاف دستور ہے یہہ ہفتے کا دن تھا اسمین انگریزون کی آنکھ جہانتک دیکھ سکتی تھی اور انکا دماغ جہانتک سوچ سکتا تھا انکو خیر و عافیت معلوم ہوتی تھی جیل خانہ مین جو چھاونی سے دو میل پر تھا قیدیون کے پاس تیسرے رسالہ کے کپتان گئے یہہ انکا فرض تھا یا رحم تھا کہ وہ سپاہیون کی تنخواہ اور قرض کو چکا دین اور ان سے پوچھ لین کہ وہ اپنے کنبے کو جس سے وہ جدا ہوگئے ہین کیا پیغام بھیجنا چاہتے ہین ۔ جیل خانہ مین یہ کام ہو رہا تھا بازارون مین یہ وحشتناک خبرین اڑ رہی تھین کہ لینون مین بڑا خوف ہے کہ یوروپین سپاہی ہتھیار پر قبضہ کرنے کو ہین اور دو ہزار بیڑیان جنکی شہرت پہلے سے ہو رہی تھی تیار ہوگئی ہین جنکے تجربہ کا آغاز صبح کو ہوچکا تھا ۔ انگریز شام کو آپس مین خوش و خرمی سے ایسے ہی ملے جیسے ملا کرتے تھے ایک ڈنر کے میز پر یہہ ذکر ہوا کہ مسلمانون نے دیوارون پر اشتہار لگا دیئے ہین کہ انگریزون سے لڑنے کے لیئے لوگ تیار ہون اسپر انگریزون کو غصہ تو آیا مگر یقین نہین آیا کھانا کھانے کے بعد انگریز اپنے گھرون پر ہنسی خوشی چلے گئے

میرٹھ کی چھاونی

یہان میرٹھ کی چھاونی کا بیان کرنا بھی ضرور ہے ہندوستان مین یہہ بہت بڑی چھاونی تھی اسکا محیط پانچ میل تھا اسکے اندر کے رقبے کے دو حصے ٹھنڈی سڑکون سے ہوتے تھے جسکے گرد ایک گہرا نالہ تھا جس سے چھاونی دو متوازی الاضلاعون مین تقسیم ہوگئی تھی ایک مین یوروپین سپاہ اور دوسری مین ہندوستانی سپاہ رہتی تھی یوروپین لینین میرٹھ کے شمالی حصے مین اور آرٹلری بارکین دائین طرف اور ڈرسے گون کی بائین طرف اور بیفل کی

مرکز مین تھین ان آخر دونو بارکون کے درمیان چھاونی کا چرچ تھا زیادہ شمال کی طرف ایک بڑا میدان پریڈ کا تھا چھاونی مین ہندوستانی سپاہیون کی لینین جنوب کی طرف تھین اور ہندوستانی اور یورپین لینون کے درمیان کے مقام مین بازار اور مکانات تھے جنکے گرد باغات اور درخت تھے زیادہ جنوب کی طرف شہر تھا شمالی لین مین یوروپین رجمنٹون اور توپخانون کے افسرون کے بنگلے تھے اور ہندوستانی سپاہ کے افسرون کے بنگلے ان کے سپاہیون کے نزدیک تھے برگیڈیر کی کوٹھی آرٹلیری بارکون اور میس ہوس کورٹ سے زیادہ دور نہ تھی جنرل کی کوٹھی ہندوستانی سپاہیون کی لینون کے قریب تھی اس چھاونی مین جو بات قابل یاد رکھنے کے ہے وہ یہہ ہے کہ اس کے دو حصے اس طرح واقع ہوئے تھے کہ یوروپین بارکون اور ہندوستانی سپاہ کی لینون مین اتنا فاصلہ تھا کہ ایک حصہ مین جو کام ہوتا تھا اسکی خبر دوسرے حصہ مین نہین ہوتی تھی۔

مئی ۱۸۵۷ء مین اس چھاونی مین ملکہ معظمہ کی ساٹھوین رجمنٹ رائفل اور چھٹی رجمنٹ ڈریگون گارڈس کا لیے سٹر (قرابین) ایک ترپ گھوڑون کے توپخانہ کا ایک کمپنی فٹ آرٹلیری کی اور ایک لایٹ فیلڈ بیٹری اور تین ہندوستانی رجمنٹین تھین ٭

۱۰- مئی سنہ ۱۸۵۷ء اتوار کا دن

اتوار کے دن صبح کو مئی کا آفتاب تابان نمودار ہوا انگریزون نے گرجا مین اپنی نماز پڑھنے کی تیاریان کین بظاہر ایک خاموشی کا عالم نظر آتا تھا مگر ایسی علامتین بھی نمودار تھین کہ جنسے معلوم ہوتا تھا کہ آسمان سے کوئی بلا نازل ہونے والی ہے۔ بارکون سے ہندوستانی نوکر بھاگے جاتے تھے افسرون کے بنگلون پر بھی نوکرون کا خاص گروہ جو میرٹھ مین نوکر رکھے گئے تھے غیر حاضر ہوتے جاتے تھے۔ انگریزان باتون کو اتفاقات پر محمول کرتے تھے اور کوئی بڑی بات نہ جانتے تھے صبح کو نماز انہون نے باطمینان خاطر پڑھی۔ دوپہر کے بعد ہندوستانی سپاہیون کی لینون مین اور صدر بازار مین اور گرد کے دہات مین ایک بڑی شور و شر کی علامات ظاہر ہو رہی تھین بچے بھی جانتے تھے کہ کچھ ہونے والا ہے سب قسم کے آدمی مسلح ہو رہے تھے۔ بدمعاش لچے شہدے لٹیرے فتنہ انگیزی پر آمادہ بیٹھے تھے پاس کے موضعون سے اور دور دور کے مقامات سے بہت سے بدمعاش اس میدان مین جمع ہوگئے

تھے کہ ان کی لوٹ کے لیئے کوئی بڑی کمائی کی صورت ہونی والی ہے لینون اور بازارون کے
ملے جلے آدمیون مین مختلف قسم کے آدمی تھے کوئی انگریزون سے نفرت وعداوت رکھتا تھا
کوئی انتقام لینا چاہتا تھا کوئی مذہبی جوش مین بھرا ہوا تھا کوئی لوٹ کا بھوکا تھا لیکن ان
سب سے زیادہ یہہ بات تھی کہ جتنا دن چڑہتا جاتا تھا اتنا یہہ خوف بڑہتا جاتا تھا کہ گورے
سر سے پاؤن تک مسلح ہوکر ہندوستانی سپاہیون پر اپنا وار کرین گے اور رات کے ہونے سے
پہلے سپاہی انکے ہاتھون مین ہتکڑیان ڈال دینگے اور سب آدمیون کا قتل عام کرین گے
اور بازارون کو لوٹ لینگے۔ جب آفتاب غروب ہونے کو ہوا تو طوفان اٹھا۔ میرٹھ کے چپلین
مسٹر روٹن یہہ بیان کرتے ہین کہ مین مع بی بی کے شام کی نماز پڑھانے کے لیئے سوار
ہونے کو تھا کہ ہندوستانی آیا نے آنے والے خوف سے ہم کو خبردار کیا ہیم صاحب سے اسنے
منت کرکے کہا کہ آپ گھر کے اندر رہین باہر نہ جائین جب اسے پوچھا کہ تو کیون منع کرتی ہے تو اسنے
کہا کہ سپاہیون کے ساتھ لڑائی ہوگی اس کی بات پر اعتبار نہین آیا اور اگر اس خبر کے سننے سے
میم صاحب نہ چونک پڑی ہوتین تو مین اس بات پر ذرا متوجہ نہین ہوتا بی بی کے کہنے سے
دو بچون کو جنکے چھوڑ جانے کا ارادہ پہلے آیا کے پاس تھا پادری صاحب نے اپنے ساتھ
بگھی مین سوار کیا۔ اب جلدی سے ہم کو معلوم ہوا کہ آیا نے بے وجہ کچھ نہین کہا تھا پہلے
اس سے کہ ہم گرجا مین پہنچے بندوقون کی آوازین آرہی تھین اور ہندوستانی سپاہیون کی
گھرون سے دھوئے کے بادل اٹھتے دکھائی دیتے تھے" ہم نے بی بی بچون کو ایک
پناہ کی جگہہ مین چھوڑا اور خود گرجا کے احاطہ مین داخل ہی ہوئے تھے کہ ساٹھوین رائیفل
رجمنٹ کا بگل بجا کہ خوف ہی جمع ہو۔ برٹش سپاہی اپنی بارکون مین دوڑے گئے کہ اپنے
ہتھیار اور گولی بارود لین۔ نماز کی جماعت آدھی نماز چھوڑ کر جلدی سے پراگندہ ہوگئی
بعض انگریز اپنے گھرون کو گئے بعض قریب کے گارد مین چلے گئے۔

یہہ کبھی نہین معلوم ہوگا کہ غضبناک کھلی بغاوت جسکی نشانیان یہہ غل شور مچنا اور شورش کا ہونا
تھین اول کہان سے اٹھی انیون مین کون کونسی مجلسین اور سازشین ہوئین آیا قیدیون کے
چھڑانے کی یا چھاونی کے جلانے کی یا سب عیسائیون کے افسرون کے مار ڈالنے کی کوئی

[illegible]

منتظمہ تجویزین ہوئی تھیں یہہ سب باتین فقط دھندلے قیاسات سے بیان کی جاتی ہین اس فرض کے خلاف ظنون غالبہ موجود ہین کہ میرٹھہ مین ہندوستانی سپاہ نے سوچ بچار کر ایسی مہم اختیار کی جسمین بظاہر مایوسی معلوم ہوتی تھی - وہان انگلش سپاہ کثرت سے تھی یوروپین سوار پیدل توپخانے بغاوت کے وقت مقابلہ کرنے کو موجود تھے عقل کے موافق کوئی امید نہ تھی کہ وہ جلدی سے باغیون کا کچلا نکالکر معاوضہ نہ لینگین ؟ ہندوستانی سپاہی انگلش سپاہیون کی قوت اور مزاج سے خوب واقف تھے وہ کیا انکے اتفاقیہ بیکار رہنے پر اعتبار کر سکتے تھے جسکی نظیر انہون نے پہلے کبھی نہین دیکھی تھی ؟ ہندوستان مین میرٹھہ کی جنگی چھاونی کے برابر کوئی ایسی چھاونی نہ تھی جسمین سپاہیون کے بلوہ کرنے کا ذرا سا بھی گمان ہو سکتا ہو - میرٹھہ دنیا کے بہترین توپخانون کی رجمنٹون کا ہیڈکوارٹر تھا اس مین انگریزون کی اس قوت کی چیرہ دستی ہی نے سپاہیون کو دہشت و مایوسی مین گرفتار کیا تھا جسنے انکو دیوانہ بنا دیا تھا مرتا کیا نہ کرتا - جیسے یہہ غیر متوقع نتائج اتوار کی رات کو پیدا ہوئے کچھہ دنون سے یہہ نحس خبر اڑ رہی تھی کہ جسکا اوپر ذکر ہوا کہ یوروپین عنقریب دفعتہً سپاہیون کی رجمنٹون پر آنکر ٹوٹ پڑے گی اور انکے ہتھیار لے لینگے اور ہر ایک سپاہی کو پابزنجیر کرین گے سپاہی خوف زدہ ترسان لرزان ہوکر یوروپین رجمنٹون کی ہر حرکت کو دیکھتے تھے کہ اب ہم پر آفت آتی ہے جب ساٹھوین رجمنٹ گرجا کے جانے کے لئے پریڈ پر جمع ہوئی تو سپاہیون کو یقین تھا کہ اب قیامت کی ساعت ہمارے سر پر آئی - تیسرا رسالہ سب سے زیادہ بالطبع افروختہ خاطر تھا اسکے پچاسی سوار جیل خانہ مین بیٹھے ہوئے رو رہے تھے غم الم شرم غیظ و غضب ان کے دلون مین اپنے ہمراہیون اور اپنے خوف کے سبب سے طاری تھی بازار کے آدمی انپر طعن و تشنیع کرتے تھے کہ تمہارے بھائی قیدخانہ مین بیڑیون کا زیور اس سبب پہنے ہوئے بیٹھے ہین کہ وہ اپنے ایمان سے نہین پھرے اور تم نامرد ہو جو اپنے ایمان کی پروا نہین کرتے اگر تم مین رتی بھر بھی مردانگی و غیرت و حمیت ہو تو قیدیون کو چھڑاؤ - سپاہیون نے ایک دن جو پہلے سوارون کا حال دیکھا اسکو اس ظلم کا سایہ جانتے تھے جو انپر ہونے والا تھا جب یوروپین سپاہی گرجا مین جانے کے لئے اپنی تیاری کر رہی تھے تو ہندوستانی سوار اپنے

گھوڑون پر سوار ہوکر مہمیزین مارتے ہوئے پرانے جیلخانہ کی طرف دوڑ رہے تھے ❊

اب معلوم ہوا کہ ایک بڑی مہلک غلطی یہہ کی گئی تھی کہ جس جیلخانہ مین یہہ سوار مقید ہوئے تھے اسکی محافظت اچھی طرح نہین کی گئی تھی جیلخانہ سول کے اختیار مین تھا بیسوین رجمنٹ کے کچھ سپاہی زیادہ پہرہ کے لیئے جیلخانہ پر بڑہائے گئے تھے سوار جانتے تھے کہ ان سپاہیون کے دلون مین کیا ارادہ ہے سب سوار جنہین کچھ اپنی وردی کچھ اپنا ہندوستانی لباس پہنے ہوئے مگر سب کرچین کھینچے ہوئے پستول لگائے ہوئے جیلخانہ پر گئے اور جیلخانہ کو توڑکر اور لہارون سے پچاشی سوارون کی بیڑیان کٹوا کر اپنے پیچھے گھوڑون پر بٹھا کر پیدلون کی لین کی طرف چلے اور جیلخانہ کے اور قیدیون کو انہون نے چھڑایا نہین اور جیلخانہ کو جلایا نہین اور یورپین جیلر کو اور اسکے کنبے کو ستایا نہین۔ سوارون کے سوا اور قیدیون کو چھڑانے کے باب مین مختلف روایات ہین مگر مسٹر ولیمس صاحب کمشنر میرٹھ کی سرکاری رپورٹ مین یہہ لکھا ہے کہ سوارون نے نئے جیلخانے کے قیدیون کو جو آٹھ سو کے قریب تھے نہین چھڑایا مگر پرانے جیلخانے کے قیدیون کو جسمین سات سوتئیس قیدی تھے چھڑایا تھا یہہ جیلخانہ لین اور چھاونی کے درمیان تھا۔ کرنیل میلسن نے اپنی دلچسپ تاریخ بغاوت مین تحریر کرتے ہین "کہ ۱۰ مئی ۱۸۵۷ء شام کیچرچ پریڈ پہلی اتوار کی نسبت آدھ گہنٹے کے بعد ہوئی یہہ میرا یقین ہے کہ اس آدھ گہنٹے کی دیر نے ہم کو خوفناک حادثہ سے بچایا ان دنون مین برٹش سپاہ نماز کے لیئے بغیر ہتھیارون اور گولی بارود کے گرجا مین جاتی تھی صرف ان پاس پیدل کے ہتھیار ہوتے تھے۔ باغیون کو وقت کی تبدیلی سے آگہی نہ تھی اسلیئے انہون نے آدھ گہنٹہ پہلے ڈنکہ بجادیا اگر وہ یہہ انتظار کرتے کہ ساٹھوین رجمنٹ گرجا مین عافیت سے بیٹھے تو پھر وہ چھوٹا سا گارد جو رائیفل اور توپون پر تھا انکو مزاحم نہ ہوسکتا تو وہ محفوظ سپاہیون کو جو گرجا کی چاردیواری کے اندر بھیڑون کی طرح بند تھے بالکل فنا کردیتے خدا نے ہم کو بچایا۔ جب اول سوار گھوڑے دوڑاتے ہوئے یورپین لین پر آئے تو انہون نے دیکھا کہ گورے اپنی جگہہ پر پریڈ پر کھڑے ہین اہل قتل عام کرنے کی امید کے بجائے انپر خوف طاری ہوا کہ یہہ یورپین سپاہ جو لیس کھڑی ہے ہم سے اپنا عوض لیگی اس خوف نے انکی ساری تدبیرون کو الٹ دیا اور

اُنہون نے وہین بہاگنے کی تیاری کی۔

جب یہہ واقعات گذر رہے تھے وہ ہندوستانی رجمنٹین وحشیانہ خشمناک اپنی اپنی پریڈون پہ جمع ہوئین اور اپنی بندوقین بکثرت لیس چھوڑنی شروع کین اور اپنے چھپرون مین آگ لگائی۔ جب انگریزی افسرون نے یہہ فساد دیکھا تو وہ سپاہیون کی لینون مین انتظام کے لیئے دوڑے گئے حتی المقدور انتظام کے لیئے کوشش کی مگر اس سے کچھہ فائدہ نہین ہوا سپاہی اپنے جامہ سے باہر ہو گئے دو نو دھمکیون اور منتون کے سننے مین وہ بہرے ہو گئے تھے اُنہون نے اپنے افسرون پر حملہ نہین کیا مگر اُنکو متنبہ کر دیا کہ کمپنی کا راج ختم ہوا۔ اُنہون نے یہہ رحم جو اپنے افسرون پر کیا وہ غیر رجمنٹون کے افسرون پر نہین کیا کرنیل فن لٹس صاحب جو چالیس برس سے ہندوستانی سپاہیون کی افسری کرتے تھے اور اُنکو بالکل سپاہیون کی وفاداری پر یقین تھا وہی اول قتل ہوئے وہ اپنی گیارہوین رجمنٹ کو فہمائش کر رہے تھے کہ وہ اپنی نمک حلالی پر متوجہ ہون کہ بیسوین رجمنٹ کے سپاہیون نے اُنپر گولیان چلا کر مار ڈالا۔

میرٹھ مین رجمنٹون کا فساد

اب قتل و لوٹ مار کا بازار گرم ہوا جس مین بازارون کے اور ہمسایہ کے دہات کے آدمی بڑی خوشی سے شریک ہوئے مسٹر سمائیتھ کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ لوگ سب مسلح تھے وہ سپاہیون کے حملہ کرنے سے پہلے قتل پر آمادہ تھے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ پوری طرح سے اس واقعہ سے واقف تھے جو وقوع مین آنے والا تھا ہر طرف سے وہ ہزارون آدمی ٹوٹ پڑے اور حیرت ناک ذراسی دیر مین ہندوستانی رجمنٹون نے افسرون کے بنگلون پر جمع ہو کر انہین آگ لگا دی علاوہ کرنیل فن لٹس کے اُنہون نے سات افسرون اور تین افسرون کے بی بی بچون کو قتل کیا ادہر اُدہر جہان انگریزون اور اُنکے بی بی بچون کو پہرتے ہوئے دیکھا مار ڈالا۔ شہر کی نواح سے آدمی ایسے دوڑے چلے آتے تھے جیسے کہ بھٹون سے درندے شکار کے لیئے نکلتے ہین وکٹر ہیوگو صاحب لکھتے ہین کہ شہرون مین مثل جنگلون کے بہٹ ہوتے ہین جنمین ہر ایک چیز جو نہایت موذی اور ہیبتناک ہوتی ہے مخفی ہوتی ہے فرق یہ ہے کہ شہرون مین جو چیزین مخفی ہوتی ہین وہ خونخوار ناپاک

قتل و غارتگری

اور چھوٹی ہوتی ہین یعنی بدصورت اور جنگلیون جیسی چیزین جتنی ہوتی ہین وہ خونخوار وحشی اور بڑی ہوتی ہین یعنی خوبصورت۔ غرض حیوانون کے بہت آدمیون کے بہت سے بہتر ہوتے ہین" میرٹھ کی چھاؤنی کے آدمیون نے نکلکر درندون کا کام کیا۔

اب سپاہیون کو اپنی پڑی۔ انہون نے سرکار کمپنی کے دامن کو تو بالکل چھوڑ دیا تھا وہ قتل و غارتگری و آتش زنی کے مجرم تھے وہ جانتے تھے کہ اگر ہم میرٹھ مین رہین گے تو ہم سے سخت بازپرس لیا جائیگا۔ اسلیئے انہون نے دہلی کا رستہ فوراً لیا انکو بڑا موقع ملا تھا کہ انہون نے اس باب مین دہلی کی پلٹنون کے افسرون سے پہلے ہی سے مشورہ لے لیا تھا انکے افسر تیسرے رسالہ کے لیئے جو کورٹ مارشل میرٹھ مین مقرر ہوا تھا اسمین مقرر ہوکر آئے تھے انکو معلوم ہوگیا تھا کہ وہ انکی امداد سے بیگزین کے لیئے اور مغل خاندان کے مردہ سلطنت کے دوبارہ زندہ کرانے مین کوشش کرین گے وہ یہی پکارتے تھے کہ دہلی کو چلو چنانچہ وہ گئے اور اپنے لینون مین سوار اپنے افسرون کے گھر کی خاک کے اور انگریزون کی لاشون کے خاک پھانکنے نہین چھوڑا۔

اب سوال یہ ہے کہ اسوقت برٹش سپاہ کہان تھی؟ جبوقت فساد کی خبر ہوئی وہ مسلح ایسی تھوڑی سی مین ہوئی جسپر اعتبار نہین ہوتا لیکن اس تاخیر کا سبب نہین معلوم ہوتا جو انکی اس مقام کے پہنچنے مین کی جہان اسکی امداد کے لیئے اشد ضرورت تھی ہندوستانی سپاہیون کی لینون سے چند سو گز کے فاصلہ پر کارسینیر اپنی بارکون مین تھی ساٹھوین رائیفل ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر تھی اور اسکے پیچھے ارٹلیری تھی۔ برگیڈیر ولسن صاحب نے ایک کمپنی ساٹھوین رجمنٹ کی خزانہ کی حفاظت کے لیئے بھیجی ایک دوسری کمپنی کو بارکون کی محافظت سپرد کی باقی کمپنیان اور کارسینیر اور آرٹلیری کو ساتھ لیکر آہستگی کے ساتھ وہ ہندوستانی لینون کی طرف گیا جب وہ یہان پہنچا تو تاریکی تھی لیکن روشنی ایسی تھی کہ اس مین مکانون کے کھنڈرون اور افسرون کے لاشون کے نظر آنے سے معلوم ہوتا تھا کہ بڑی بیرحمی و سنگدلی سے بغاوت ہوئی ہے۔ جلے ہوئے چھپرون کے پیچھے سے چند گولیان چھوٹین لیکن کوئی زندہ آدمی نظر نہین آیا سوار دو تین سوارون کے جو فاصلہ پر جیلخانہ سے آتے تھے جس سے ظاہر ہوا کہ اب سپاہیون کا گروہ یہان نہین رہا لیکن سوال یہ تھا کہ وہ کہان گیا ایک بڑا طول طویل مباحثہ ہوا

[illegible]

وہ اپنے گھر کو لوٹے جیلخانہ سے آتے تھے تو ایک ہندوستانی افسر نے اُنسے کہا کہ سپاہیون نے اپنا یہ ارادہ مصمم کرلیا ہے کہ وہ اپنے ساتھیون کو قید سے چھڑائین اور جیلخانہ کے ہندوستانی سپاہیون کے پہرہ نے اُنسے وعدہ کرلیا ہے کہ ہم اس کام مین انکے مدد و معاون ہونگے۔ گف صاحب نے لفٹنٹ کرنیل سمائیتھ کے پاس فوراً جاکر اس بات کی اطلاع دی جو انہون نے سنی تھی لیکن کرنیل نے اسپر لوہ لوہ (چھی چھی) کرکر کہا یہہ خیال ہنسی کے قابل ہے مین ایسی لوچی باتون کا یقین نہین کرتا۔ سہ پہر کو گف بریگیڈیر ولسن سے ملا اور اس خبر سے اطلاع دی جو سنی تھی تو ذرا سا بھی نقش اسکے دل پر اس خبر کا نہین ہوا جیسے کرنیل سمائیتھ نے اس خبر کو حقارت کے ساتھ یقین نہین کیا تھا ایسے ہی ولسن صاحب نے نہین کیا۔ دوسرے دن اتوار کو یہی ہندوستانی افسر مذکور دو سوارون کو ساتھ لیکر گف صاحب کی کوٹھی پر گیا اور چلّایا کہ بلوہ شروع ہوگیا ہے اور ہندوستانی سپاہی افسرون پر گولیان چلا رہے ہین۔ گف صاحب اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور ان مین سوارون کے ساتھ جہان تک جلد ممکن تھا پیدل سپاہ کی پریڈ کے میدان مین گیا اسوقت یہان بلوہ بڑی شدت سے ہو رہا تھا جسکا اوپر بیان ہوا۔ بعض سپاہی وردی اور بعض اپنا ہندوستانی لباس پہنے ہوئے ادھر اُدھر منتشر تگ و دو کر رہے تھے ناچتے کودتے غل غپاڑہ ایسا کرتے تھے کہ انہون نے کوئی گڑھ فتح کرلیا ہے اور ان شیطانی کامون پر چھپرون کے جلنے کی دھندلی روشنی پڑ رہی تھی۔ جب گف صاحب کے گردہ کو سپاہیون نے دیکھا کہ انہون نے تینون سوارون سے کہا کہ تم رستہ مین سے پرے ہی جاؤ ہم صاحب پر گولیان چلاتے ہین مگر سوارون کو اس کہنے کی کچھ خبر نہ ہوئی سپاہیون نے گولیان مارین مگر کوئی گولی کسی کے لگی نہین۔ گف صاحب نے یہہ حال دیکھکر کہ اب بلوہ روکنے پر کوئی اختیار نہین ہا وہ اپنے تین سوارون کے ساتھ اپنی لین مین آئے تو وہان انہون نے دیکھا کہ سپاہی اپنے گھوڑون پر زین لگا رہے ہین اور جھنڈون کے میگزین توڑ کر گولی بارود لے رہے ہین انہون نے اس برافروختگی کے فرو کرنے مین کوشش بیفائدہ کی ری کرو ٹون (رنگ روٹ) نے دو گولیان اپر چلائین مگر انکی جان لینے کا سپاہیون نے عزم مصمم نہین کیا۔ آخر کو ہندوستانی افسرون نے انسے کہدیا کہ اب ہم آپکی جان بچانے کے ضامن نہین ہوسکتے۔ اسوقت بالکل

کہ اب تعاقب کے لیے کونسا طریقہ اختیار کیا جائے جسکا فیصلہ یہہ ہوا کہ سپاہ اپنی چھاونی کے سرے پر جائے اور ٹھنڈی سڑک پر کھلے میدان مین رات کو شب باش رہے جنرل اور برگیڈ کو شہر کے بلوہ و فساد کے غل و شور نے جسکو وہ سنتے تھے مغالطہ مین ڈالدیا اور اس سے انہون نے یہہ نتیجہ نکالا کہ شہر کی دیوارون کے اندر سپاہ مجتمع ہے اور انکو یہہ امید تھی کہ وہ چھاونی کے اس حصہ پر حملہ کرینگی جہان یوروپین رہتے ہین انکو صبح تک یہہ نہین معلوم ہوا کہ کل تینون رجمنٹین دہلی کو روانہ ہوگئی ہین بعد از وقوع واقعہ ۱۰ مئی کو دانشمند بننا آسان ہی کہ اس پر آشوب حوادث کے موقع پر میرٹھ کی سپاہ نے اپنی مستعدی چستی و چالاکی و قوت و زور کو نہین دکھایا اسکا کوئی سبب معقول نہین بیان ہوسکتا مگر یہہ امر ایسا بھی نہین ہے کہ وہ مستوجب سزا ہو بعد ازان کمانڈنگ افسرون پر سخت لعنت ملامت ہوئی کہ انہون نے بلوہ و غدر کا حال پہلے ہی سنکر کافی مستعدی و آمادگی نہین کی انہون نے اس بات کے تحقیق کرنے مین کوشش نہین کی کہ باغی کہان گئے کوئی کوشش انہون نے نہین کی کہ باغیون کو دہلی پہنچنے سے پہلے انکو جاکر پکڑ لیتے گورنمنٹ انڈیا نے اپنی ناراضی کو جنرل ہیوٹ کے معزول کرنے سے جتلایا۔

معلوم ہوتا ہے کہ میرٹھ مین برگیڈیر ولسن بھی ایسا ہی بالکل متحیر و سراسیمہ تھا جیسے اور انگریزی افسر تھے لیکن اسکی وجہ کیا تھی کہ تیسرے رسالہ کے سوارون نے جب باغیانہ طریقہ اپنا دکھایا تھا تو ۹ تاریخ کی پریڈ ہونے کے بعد ایسی تدبیرین کیون نہین اختیار کی گئین کہ جن سے پھر غدر ہونا ناممکن ہوجاتا یا غالباً نہ ہوتا اسکا سمجھنا مشکل ہے اگر کوئی اسکی وجہ سمجھی جاسکتی ہے تو وہ الا وہند اعتقاد وجہ ہندوستانی سپاہیون کی وفاداری پر تھا اور ان بغاوت کے ارادون کا یقین نہ کرنا تھا جنسے ایسے شامت زدہ نتائج ساری ہندوستان مین نمایان ہوئے — حکایت مفصلہ ذیل سے معلوم ہوگا کہ میرٹھ کے حکام کو کیسا کورانہ اعتماد اور اعتقاد سپاہ کی وفاداری پر تھا ۹ تاریخ کی دوپہر کو تیسرے رسالہ کے افسر قیدی سوارون کے پاس جیلخانہ مین گئے کہ قیدیون کی تنخواہون کا حساب کرکے دیدین تو ان افسرون مین لفٹنٹ ہیوگف صاحب بھی تھے (جو پیچھے لفٹنٹ جنرل سر ہیوگف وکٹوریا کراس جی سی بی ہوگئے تھے) جب

اندھیرا تھا گف صاحب مع اپنے معتمد سواروں کے یوروپین لین کی طرف گئے انکو راستہ مین آدمیون کی بڑی بھیڑ ملی جو ادھر سے چلے آتے تھے انکے پاس تلوارین اور لکڑیان اور ہتھیار تھے ان کو پھاڑ چیر کر وہ نکل گئے ہندوستانی افسر اور دو سوار انکے پیچھے قریب تھے انہون نے صاحب کا ساتھ جب تک نہین چھوڑا کہ آرٹیلری میس صاحب کو نظر آیا تو انہون نے اپنے گھوڑون کی باگین تھام کر کہا کہ اب ہم آپ کے ساتھ نہین جائینگے۔ ہرچند صاحب نے انکو اپنے ساتھ رہنے کے لیے کہا مگر کچھ اثر نہین ہوا انہون نے کہا کہ یہ ناممکن ہے کہ ہم اپنے دوستون اور رشتہ دارون کو چھوڑ دین انہون نے صاحب کو مودبانہ سلام کیا اور اپنے باغیون کے ساتھ گھوڑے دوڑائے پھر گف صاحب نے ان اپنے دوستون کی جنہون نے مصیبت کے وقت مین دستگیری کی تھی تلاش کی مگر کچھ پتا نہ ملا *

ہرچند میرٹھ کے حکام ان باتون کے سبب سے ملامت کے مستحق ہین کہ انہون نے ابتدا بغاوت مین کاہلی کی اور جب باغی بھاگ گئے تو انکی سراغ رسانی مین اور تعاقب کرنے مین دہلی کی راہ پکڑنے کے اندر کوتاہی کی اور کوئی مستعدی و چالاکی نہین دکھائی۔ مگر مجھے اس مین شبہ ہے کہ سپاہیون کے تعاقب کرنے سے کوئی فائدہ حاصل ہوتا آیا یہ ممکن بھی تھا کہ انکو دہلی پہنچنے سے پہلے یوروپین سپاہ جالیتی۔ تعاقب کرنے کے لیے تھوڑے یوروپین سوار جاسکتے تھے اسلیے کہ وہ ہندوستان مین تھوڑے ہی دنون سے آئے تھے اکثر انمین رنگ روٹ تھے اور ہنوز وہ سواری سیکھنے کے اسکول مین گھوڑون پر قواعد کرنا سیکھتے تھے۔ ان کے گھوڑے سدھے ہوئے نہ تھے۔ یہہ چند سوار گھوڑون کے توپخانہ کے ساتھ تعاقب کے لیے بھیجے جاسکتے تھے لیکن وہ باغی سوارون کی دوڑ کو نہین پہنچ سکتے تھے اور جب پیدل سپاہیون کو معلوم ہوتا کہ یہہ سوار ہمارے تعاقب مین آتے ہین تو وہ ملک مین جسسے وہ خوب واقف تھے منتشر ہوجاتے اور تاریکی مین وہ نظر بھی نہ آتے اسلیے تعاقب سے ان کا کچھ بگاڑ نہین ہوسکتا تھا۔ میرٹھ سے دلی چالیس میل کے فاصلہ پر ہے ساٹھوین رجمنٹ گورون کے لیے یہ ممکن نہ تھا کہ وہ مئی کی خوفناک گرمی مین سفر کرکے ۱۱ مئی کی شام سے پہلے پہنچ سکتے۔ دہلی مین قتل و غارت اس تاریخ کی صبح ہی سے شروع ہوگیا تھا تینون ہندوستانی رجمنٹین اور توپخانہ جو دہلی کی چھاونی مین تھا وہ میرٹھ کے سوارون سے

ہندوستانی سپاہیون [illegible]

انکے پہنچنے سے پہلے ہی ل گیا تھا۔ میگزین جس مین اسباب جنگ بہت موجود تھے وہ بادشاہ کے اختیار مین آگیا تھا اور شہر کے ڈیڑھ لاکھ باشندے فرنگیون کے مرد و عورت بچون کے قتل عام کرنے کے لئے اور انکی مال و اسباب کے لوٹنے کے واسطے مدد کرنے کو تیار تھے۔

میرٹھ کی سرکشی کے تمام حالات پر غور و خوض کرکے یہہ نتیجہ نکالا ہے کہ اگر باغیون کے تعاقب مین ایک چھوٹا سا گروہ سوارون کا جو بہم پہنچ سکتا تھا دسوین کی رات کو باغیون کے تعاقب مین بھیجا جاتا تو کچھ فائدہ نہ ہوتا اور کل سپاہیون کے دلون مین وہ جوش و خروش تھا کہ میرٹھ کی حکام خواہ کیسی ہی مستعدی و چستی سے کام کرتے وہ بغاوت کو نہین روک سکتے تھے۔ سپاہیون نے اپنا عزم مصمم کرلیا تھا کہ برٹش گورنمنٹ کی صحبت کو ترک کیجیئے اور یہہ ترکیب اور کیونکر کیجے وقت و موقع پر موقوف رکھا تھا۔

دسوین گیارہوین کی درمیانی رات

تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ انگریزون پر کوئی رات ایسی دہشت ناک نہین گذری جیسی کہ دسوین گیارہوین کی درمیانی شب گذری۔ چارون طرف انگریزون کے بنگلے جل رہے تھے اور انکے شعلے دھوئون کے بادلون مین طرح طرح کے رنگ صورتین دکھا رہے تھے عمارتون کے چوبی حصون کی چھتون کے گرنے کی آوازین نکل رہی تھین باغیون کے غل شور و بندوقون کی آوازین دلون کو ہلا رہی تھین۔ جلے ہوئے مکانون سے جو عیسائی عورتین مرد بچے باغون اور اور مکانون مین پناہ لینے جاتے تھے تو باغی انکا پتا لگا کے اکثر گولیون سے مار ڈالتے تھے یا اور طرح سے انکے ٹکڑے اڑاتے تھے۔ بعض تاریکی کے سبب سے چھپ چھپا کر پناہگاہون مین پہنچ جاتے تھے بعض ہندوستانی ملازم ان بیوفاؤن مین ایسے وفادار تھے جنہون نے اپنے گورے رنگ کے آقاؤن کی جانون کو بچایا اور محسن کشی نہین کی سید میر خان (سردار بہادر) ایک باشندہ افغان نے کمشنر اور انکی میم صاحب کی جان بچائی بعض میمین جنکے شوہر لینون مین اپنے فرض منصبی ادا کرنے گئے تھے اپنے جلتے ہوئے گھرون مین بڑی بیرحمی سے قیمہ قیمہ ہوئین چھوٹے چھوٹے معصوم بچے اپنی ماؤن کے سامنے قتل کئے گئے لیکن بعض لیڈیان ایسی دلاور ہمت والی تھین کہ انہون نے اور لیڈیون کی جانین اپنی جان پر کھیل کر بچائین۔ ان لیڈیون کی ہمت مردانہ کے حالات لکھنے کے لیئے ایک جدا کتاب کی ضرورت ہے وہ اس کتاب مین نہین لکھ سکتے۔

میرٹھ کے برگیڈ نے جیسے رات کی تاریکی مین کچھ کام نہین کیا تھا ایسے دوسرے دن کی صبح کی روشنی مین کچھ کام نہین کیا انگلش سپاہ رات کو سو کر بیدار ہوئی تو اسکو معلوم ہوا کہ دو ہزار باغی دہلی کو روانہ ہوئے ۔ اب بعض کی یہہ رائے ہے کہ اگر توپخانہ اور سوار تعاقب مین جاتے تو دو پہر سے پہلے دہلی مین پہنچ جاتے اور بغاوت کو روک دیتے اس باب مین ہم اور فیلڈ مارشل لارڈ رابرٹس کی رائے لکھ چکے ہین اسسے بہتر ہم اورون کی رائون کو نہین سمجھتے اسلیے نہین لکھتے ✣

اس رائے کے بعد دن

یہہ بات بھی کچھ کم حیرتناک نہین ہے کہ باوجودیکہ سپاہیون کے سوار اور آدمیون نے بھی بڑے بڑے جرم کئے تھے اور انکا ثبوت بھی موجود تھا مگر انگریزی افسرون کے دلون مین انتقام کا جوش نہین اٹھا کہ وہ ان مجرمون کو سخت سزا دیتے پیر کی صبح کو بازارون مین انگریزون کے گھرون کا لوٹ کا اسباب بھرا ہوا تھا جو شب گذشتہ کے جرمون کا کافی ثبوت تھا بہت سے قاتل ایسے تھے کہ جنکے ہاتھ ابھی خون مین سرخ تھے لیکن کوئی رجمنٹ ان مجرمون کے تباہ کرنے کے لیے نہین متعین کی گئی مردون کی لاشین جمع کی گئین اور شام کو رنج والم کے ساتھ دفن کی گئین عورتون اور بچون کے قاتل اور انگریزون کے گھرون کے غارتگر گلیین بجاتے اور مونچھون پر تاؤ دیتے پھرتے تھے انگریزون کی لاشون اور اعضا بریدہ مردون کے گرد خوش خوش جنبون کے گروہ پھرتے تھے مگر سپاہ کے کسی کولم نے صدر بازار سے اپنا فوراً انتقام نہین لیا ۔

مجرمون سے انتقام نہ لینا

بازار مین بہت تھوڑے سے ہی گھر ایسے ہونگے جنکے اندر انگریزون کی کوٹھیون کا لٹا ہوا اسباب موجود نہ ہو لیکن انکی کوئی تلاشی نہین لیتا تھا صرف ایک قصائی کو جسنے ایک میم کو قتل کیا تھا پھانسی دیگئی اور ایک آم کے درخت مین اسکی لاش لٹکائی گئی ۔ غرض میرٹھ جیسی اور تمام ملک مین مجرمون کو سزائین دی گئین نہین دی گئین میرٹھ مین انتقام لینے کا عزم بڑا سست تھا باغی سواروں کے کنبے میرٹھ مین رہ گئے تھے انسے حکام نے کچھ تعرض نہین کیا انکو دہلی سے سوار جاکر میرٹھ مین لے آئے وہ اپنے کنبے پر حاکمون کی عنایت اور رحم کو نہین سمجھے بلکہ یہہ کہنے لگے کہ انگریزون کے ایسے ہوش و حواس اڑے ہوئے ہین کہ انکو ہمارے جانے اور کنبے کے لے آنے کی خبر نہین ہوئی اس رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ میرٹھ مین بعض انگریزون نے بڑی بڑی بہادری کے کام کئے

[illegible]

جو تاریخ مین اچھی طرح لکھے گئے ہین مگر اسکے ساتھ یہ بات بھی بھولنی نہین چاہیئے کہ بہت سی عمدہ مثالین ایسی ہین کہ جنہین ہندوستانیون نے انگریزون کی جان بچانے مین اپنی جان بازی کی جنکے انگریز نہایت ممنون منت ہین ۔ ان ہندوستانی پیدل کے دو سپاہیون نے دو لیڈیون اور ان کے بچون کو ڈریگون بارک مین پہنچا دیا ۔ شہر مین ایک مسلمان نے دو عیسائی کنبون کو اپنی جان پر کھیل کر بچایا ایک دہوبی اور ملازمہ نے ایک لیڈی کے بچون کو قتل ہونے سے بچا دیا لیڈی کو بھی وہ ہندوستانی لباس پہنا کے بچانا چاہتے تھے مگر ایک بدمعاش نے برقعہ اٹھا کر زرد چہرہ دیکھا اور اسکو مار ڈالا

باب سوم

دہلی پر باغیون کا قبضہ

دلی کا حال

جب سے کہ میرٹھ مین سوار قید ہوئے تھے دلی مین وہان کی بڑی متوحش خبرین غدر کے ہونے کی آتی تھین جنکو شہر کے بعض گروہ سنکر بڑے خوش ہوتے تھے ۹ ۔ مئی ہفتہ کا ذکر ہے کہ مسٹر الف ٹیلر صاحب پرنسل دہلی کالج نے مولوی سید محمد صاحب مدرس اول عربی سے پوچھا کہ شہر کی کیا خبر ہے تو انہون نے کہا کہ میرٹھ مین غدر مچنے کی خبرین مشہور ہو رہی ہین اور لوگ یہ کہہ رہے ہین کہ بنگال حاطہ کی ساری فوج ہندوستان مین انگریزون سے برگشتہ ہو رہی ہے اور اب انگریزی عملداری کا خاتمہ ہے یہ خیال دیوانون کا ہے سرکار دولتمدار کا انتظام وہ اعلے درجہ کا ہے کہ سلطنت مین خلل پڑنے کا خیال بھی نہین ہو سکتا پرنسپل صاحب نے یہ سنکر اپنا ہاتھ اٹھا کر اور خدا کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ سلطنت خدا کی مرضی پر موقوف ہے انسان کے انتظام پر نہین غرض دہلی کے مفسد بدمعاش غدر کے منتظر بیٹھے تھے اور انکو اسکے ہونے کا بالکل یقین تھا ۔

اس رات کو میرٹھ کا انگلش برگیڈ پریڈ کے بڑے میدان مین سوتا تھا اور تیسرے رسالہ کے سوار چاندنی رات مین گھوڑون پر سوار دہلی کی طرف بڑھ رہے تھے کہین انہون نے گھوڑون کی باگ نہین کھینچی پیدل پلٹنین بھی انکے پیچھے پیچھے خوف کے مارے کشان کشان لپے قدم اٹھاتی

دسوین و گیارہوین مئی کی درمیانی رات کو میرٹھ سے دلی کی طرف باغیون کی روانگی

ہوئی دوران تحقیقات اس بات کا یقین مشکل سے ہوتا ہے کہ اتوار کی رات کو کسی ہندوستانی سپاہی
نے اپنی بندوق کا فیر بغیر اس حالی یقین کے کیا ہو کہ اب مین شہید ہونگا انکے سر پر وہی جنون سوار تھا
جو خودکشی مین ہوا کرتا ہے بالفعل وہ سپاہی غصے کے مارے دیوانے ہو رہے تھے اور آیندہ کے خوف سے
وہ بیتاب تھے کارباین (قرابین) اور رفلون اور گراپ زن توپون کو جانتے تھے کہ اب ہمارے پیچھے آتی
ہین اور ہماری جان لیتی ہین - چاندنی رات مین وہ آگے بڑھتے جاتے تھے اور پیچھے دیکھتے جاتے
تھے کہ کہین ڈریگون ہماری موت کا فرشتہ تو نہین آتا - لیکن گھنٹہ پر گھنٹہ گذرتا گیا انکو اپنے
تعاقب مین کسی گھوڑے کے پاؤن کی آہٹ بھی سننے مین نہین آئی - صبح ہوتے ہی ان کو اپنی
جمناجی کے درشن ہوئے جمناجی کی جے کا آوازہ لگایا اور اب وہ شہر انکی آنکھون کے سامنے تھا
جسکو وہ اپنا ملجا و ماوا بنانا چاہتے تھے اول سیلم پور مین پرسٹ کی چوکی کو آگ لگائی اور اسکے
کلکٹر کو قتل کیا - آٹھ بجے سے پہلے جمنا کی کشتیون کے پل سے چند سوارون نے جو سب سے
آگے بڑھے ہوئے تھے عبور کیا مسٹر ٹوڈ صاحب کو جو میرٹھ کے تار کے بگڑ جانے کی درستی
کے لیئے جاتے تھے پل پر انپر ہاتھ صاف کیا اور کلکتہ دروازہ پر گئے جسکو بند دیکھا تو قلعہ کے
نیچے جھروکون مین آئے - میرٹھ سے رات کو ہندوستانیون کی معرفت دہلی مین بغاوت
سپاہ کی خبر بھیجنے مین بہت روپیہ خرچ کیا گیا اور یہہ خبر بہت سویرے اندھیرے مین مسٹر
سائمن فریزر صاحب کمشنر اور ہچن سن صاحب کلکٹر دہلی پاس پہنچ گئی - شہر مین اس
خبر کی نسبت یہہ بات مشہور ہوئی تھی کہ رات کے دس گیارہ بجے مسٹر سائمن فریزر صاحب
کمشنر کے نام ایک سوار چھٹی لایا جمعدار چھٹی لیکر صاحب کمشنر پاس گیا وہ سوتے تھے جمعدار نے
کئی دفعہ پکارکر انکو جگایا اور چھٹی دی کہ یہہ میرٹھ سے ایک سوار لایا ہے - کمشنر صاحب نے
جمعدار کو جھڑکا کہ باہر جاؤ اور چھٹی بغیر پڑھے جیب مین ڈالکر پھر سو گئے - سوار کی زبانی خدمتگارون کو
میرٹھ کا حال معلوم ہوا اسنے کہا کہ مجھے پیٹرول نے یہہ چھٹی دیکر کہا کہ بہت جلد رات کو پہنچا دو
مگر کمشنر صاحب کو دوبارہ جگانے کی جرأت خدمتگارون کو نہین ہوئی - سرکاری تحقیقات سے
یہہ یقینی معلوم ہوتا ہے کہ صاحب کمشنر پاس کوئی خبر اسطرح نہین پہنچی جسطرح کہ وہ شہر مین مشہور
ہوئی انکو وہی خبر پہنچی تھی جسکا ذکر اوپر ہوا اسی خبر ہی کے سبب سے باغیون کے آنے سے پہلے

صاحب کمشنر اور کلکٹر نے شہر کے دروازون کے بند کرنے کا اور جمنا کے کشتیون کے پل کا بند و بست کیا مین نے خود دیکھا کہ سامنے سے فریزر صاحب کمشنر دو گھوڑون کی بگھی مین سوار اور پیچھے اردلی مین چھ کے سوار چلے جاتے ہین کمشنر صاحب نے اپنی بگھی کو میگزین کے پاس تھمایا وہان تلنگون کی کمپنی وردی پہنے کھڑی تھی اسکے صوبہ دار کو کمشنر صاحب نے بلا کر کچھ باتین کین جو مین نے نہین سُنین مگر لوگون نے جب صوبہ دار سے پوچھا کہ کیا باتین ہوئین تو اس نے کہا کہ صاحب کمشنر نے کہا کہ ہمارے ساتھ ہو ہم نے کہا کہ ہم اپنے دہرم کے ساتھی ہین۔ کمپنی نے کمشنر صاحب کی سلامی دستور کے موافق نہین اُتاری کمشنر صاحب نے اپنی سواری آگے بڑہائی انکی بگھی کے گرد آدمیون کی بڑی بھیڑ لگی ہوئی تھی انکی ایک جھڑکی مین چھیڑ ہو گئی۔ کئی آدمی خوف کے مارے گر پڑے۔ جب مین آگے قلعہ کے نیچے لال ڈگی کی سڑک پر آیا تو مین نے دیکھا کہ سڑک پر مسٹر ہچنسن صاحب مجسٹریٹ گھوڑے دوڑائے آتے ہین اور انکے پیچھے دو اردلی کے سوار اور شرف الحق کوتوال ساتھ ہین پھر تھوڑی دیر کے بعد آٹھ سات ترک سوار خونخوار گھوڑے دوڑاتے ہوئے آتے ہین مین یہہ دیکھکر اپنے گھر چلا آیا۔ معلوم نہین کہ کس طرح اور کس وقت سب سے پہلے ایک ترک سوار شہر مین آگیا تھا۔ اول وہ قلعہ کے لاہوری دروازہ کے تلنگون پاس گیا جسکی خبر سنکر قلعہ دار کپتان ڈگلس نے اس سے کچھ باتین کین۔ پھر یہ سوار میگزین کے تلنگون پاس آیا اور اس سے باتین کر کے کشمیری دروازے کے تلنگون کے پاس گیا قلعہ کے دروازہ اور میگزین اور کشمیری دروازہ پر تلنگون کی ایک ایک کمپنی رہا کرتی تھی کچھ ترک سوار کلکتہ دروازہ کو بند دیکھکر جھروکون مین قلعہ کے ثمن برج کے نیچے گئے اور زیر جھروکہ سوارون نے بادشاہ کی دُہائی مچائی اور کہا کہ ہم کو اپنے مذہب کے لئے لڑنے کے واسطے بادشاہ کی امداد چاہیئے۔ بادشاہ ہی ہمارے دین و دنیا کا نگہبان ہین۔ بادشاہ نے یہ سنکر انکو کچھ جواب نہین دیا اور نہ انکے سامنے آیا۔ بادشاہ نے حکیم احسن اللہ خان اور غلام عباس شمشیر الدولہ کو بلایا اور غلام عباس کو حکم دیا کہ وہ کپتان ڈگلس صاحب قلعہ دار پاس جا کر سوارون کے آنے کی خبر دے اور ان سے درخواست کرے کہ اس معاملہ مین جو کارروائی ضروری ہو وہ کرین پھر بادشاہ اپنی بیٹھک مین چلا گیا۔ تھوڑی دیر مین غلام عباس کپتان ڈگلس کو ہمراہ لیکر آگیا۔

کپتان صاحب فوراً برآمدہ مین آئے اور زیر جھروکہ جو سوار کھڑے تھے انسے کہا کہ یہہ بادشاہ کی
خوابگاہ ہے تم اپنی داد فریاد سے بادشاہ کو تکلیف نہ دو یہہ تمہاری فریاد سننے کی جگہہ نہین ہے
کوٹلہ کی طرف جاؤ وہان جو عرض کرنا ہے وہ کرو شنوائی ہوگی۔ سوار راج گھاٹ کی طرف چلے گئے
بادشاہ کپتان صاحب کے آنیکی خبر سنکر بیٹھک اور دیوان خاص کے کھلے صحن مین آئے
تو کپتان ڈگلس نے کہا کہ حضور گھبرائین نہین یہہ شور و شر فوراً رفع کردیا جائیگا مین سپاہیونکو
اب جاکر دہمکائے دیتا ہون حضور ثمن برج کے نیچے کا دروازہ کھلوا دین جو اسوقت بند تھا
مین جاکر سپاہیون کو فہمائش کرونگا اور وجہ فساد پوچھونگا تو بادشاہ نے کہا کہ نہ آپ پاس
تمنچہ بندوق ہے نہ سپاہ ہمراہ ہے آپ کا مسلح سوارون مین جانا دانائی سے بعید ہے
جان جانے کا خوف ہے تو کپتان ڈگلس اپنے مکان کو چلے گئے۔ سوار راج گھاٹ کی طرف
چلے گئے۔ اب اسکی روایات مختلف ہین کہ یہہ دروازہ جو بند تھا کسنے کھول دیا کوئی کہتا تھا کہ کسی
نمک حرام پہرہ کے نجیب نے کھول دیا کوئی یہہ گپ لگاتا تھا کہ مردے از غیب برون آید و کارے
چنین کند۔ کوئی سبز پوش سوار آیا تھا اسنے کھولدیا۔ تہوڑی دیر بعد کپتان ڈگلس نے غلام عباس اور
حکیم احسن اللہ خان کو بلایا وہ دونو کپتان صاحب پاس حاضر ہوئے اور کپتان صاحب سے ملے
انہون نے کہا کہ دو پالکیان مع کہارونکے بہیجدو کہ آن مین دو لیڈیان سوار ہوکر بادشاہ کے محل مین
جاکر پناہ گزین ہون اور اسی وقت مسٹر ساین مِن فریزر نے کمرہ مین آنکر کہا کہ بادشاہ سے دو توپین
معہ توپچیون کے لیکر ہمارے مکان کے نیچے دروازہ کے محاذی لگادو غلام عباس اور حکیم
احسن اللہ خان دونو بادشاہ پاس پیغام مذکور پہنچانے گئے۔ بادشاہ کے حکم سے فوراً دو پالکیان
بہیجی گئین اور توپون کے بھیجے جانے کا حکم دیا گیا۔ پہلے اس سے کہ پالکیان پہنچین اور توپین لگین
وہان کچھ اور ہی سانحہ وقوع مین آیا۔

شہر مین جو شر و فساد بڑہا اسکا بیان کرنا دشوار ہے۔ راج گھاٹ سے سوارون نے داخل ہوکر
جو یورپین انکو ملا اسکو قتل کیا مسٹر سٹڈلنن صاحب ہیڈ ماسٹر مشن اسکول ایک لڑکے کو
جسکی بہن سے انکی شادی ہونے والی تھی گہر مین لیئے جاتے تھے کہ پنچکی کے قریب آنکو سوارون نے
قتل کیا۔ انگریزون کی کوٹھیون مین آگ لگادی۔ وہ کلکتہ دروازہ کی طرف گئے انکو قلعہ کے لاہوری دروازہ کی

شورش و فساد کا حال مختصر

اڑتیسوین پلٹن کے تلنگون نے بتادیا تھا کہ وہان تماکمشنر فریزر اور ڈگلس اور اور انگریز ملین گے
جب سوار جاتے تھے تو وہ دین دین پکارتے جاتے تھے اس لیئے انکے ساتھ مسلمانون کی
بھیڑ ہوتی جاتی تھی۔ دہرا نما ہنود بھی انکو اولون اور بتاسون کا شربت لٹیون بین پلاتے جاتے تھے
سارے شہر بین ہڑتال تھی ایک سناٹے کا عالم تھا سارا شہر ایک سرے سے لیکر دوسرے
سرے تک حیران وسراسیمہ تھا اوراس سے ڈرتے تھے کہ دیکھیئے شہر سے انگریز کیا معاوضہ لین گے
اوران بیگڑے سپاہیون کو کیا سزا دین گے لیکن کوئی انگلش رجمنٹ دلی کی انگریزون کو مصیبت سے
چھٹانے کو نہین آئی۔ اور باغی سپاہی اور دلی کے شہار سے آدمیون کا ہجوم انکے ساتھ ہوجاتا
تھا۔ باغی سپاہی شہر کے مالک ہوگئے تھے وہ جانتے تھے کہ چھاونی بین جتنی پلٹنین ہین انہین سے
ایک سپاہی بھی ایسا نہین ہے کہ انگریزون کی حمایت کے لیئے اپنی بندوق کا گھوڑا چڑھائے
یا تلوار چلائے یا توپ کو پلیتہ لگائے شہر کے ایک سرے سے باغی داخل ہورہے تھے دوسرے
سرے پر کمشنر فریزر اور انگریز گارڈ کے سپاہیون کو خیر خواہی کے لیئے بلا رہے تھے۔ فریزر صاحب
نے کپتان ڈگلس کو اپنے پاس کلکتہ دروازہ پر بلایا تو وہ کپتان دلدار علی کی بگھی بین جو دروازہ کے
باہر اس سبب سے رکی کھڑی تھی کہ دروازہ بند تھا سوار ہوکر فریزر صاحب پاس چلے گئے۔ جب
باغی یہان آئے تو انہون نے کپتان ڈگلس اور کمشنر وکلکٹر کو یہان دیکھا یہہ افسر سر تھیوفلس مٹکاف
کی مدد سے جنہون نے اس اثنا بین کوتوالی بین جاکر دروازہ کے بند ہونے کا بندوبست
کرلیا تھا جمع ہوئے تھے اس مجمع پر باغیون نے حملہ کیا اور ہچنسن صاحب کے بازو کو زخمی کیا
فریزر صاحب نے اڑتیسوین پلٹن کے سمجھانے بین کوشش کی مگر اُس نے نوواردون سے
بھائی بندی کا رشتہ جوڑا انکی کچھ نہ سُنی نہ تقریر کام بین آتی تھی نہ حلم کام دیتا تھا۔ اب ان انگلش
جنٹل مینون نے دیکھا کہ ہر لحظہ باغیون کی تعداد بڑہتی جاتی ہے انکے مقابلہ بین سر بکف ہوگئے
فریزر صاحب وڈگلس صاحب دونو ایک بگھی بین بیٹھے تھے یہہ دیکھکر کہ خوف زیادہ ہے دونو
پولیس سٹیشن بین اسنر سے جہان النسے اور انگریز بھی ملے۔ فریزر صاحب نے اپنے گارڈ سے
بندوق لیکر ایک سوار کے جو سب سے آگے بڑھا آتا تھا بندوق ماری جسمین وہ مرگیا یہہ دیکھکر اور
سوار کچھ دور پرے ہٹے لیکن شہر کے آدمیون نے انگریزون پر ریل پیل ایسی کی کہ ان کو یہہ معلوم ہوا

کہ اب فرار مین سلامتی ہے۔ فریزر صاحب اپنی بگی مین بیٹھے اور قلعہ کے دروازہ کی طرف روانہ ہوئے
اور ڈگلس صاحب قلعہ کی خندق مین کودے جس سے انکے پاؤن مین سخت چوٹ لگی وہ آگے سے
نیچے کھائی مین گرے اس ضرب سے ایسے کمزور ہوگئے کہ چپراسیون نے اٹھایا اور انمین سے
ایک اپنے کندھے پر چڑھاکر قلعہ کے اندر لے گیا اور فریزر صاحب اور ہچنس صاحب جنکا بازو
اول ہی ریلہ مین زخمی ہوا تھا قلعہ مین پہنچے۔ ہچنس صاحب کے حال بیان کرنے مین بڑا اختلاف
ہے۔ بادشاہ کی تحقیقات جرم مین ایک گواہ نے یہہ بیان کیا کہ ہچنس صاحب ڈگلس صاحب کی
ہمراہ تھے دوسرے گواہ کا بیان ہے کہ وہ فریزر صاحب کے ساتھ آئے تھے تیسرے کا بیان
ہے کہ ڈگلس صاحب نے چپراسیون کو حکم دیا کہ مسٹر ہچنس صاحب کو تلاش کرکے قلعہ مین لے آؤ
غرض انکے مارے جانے کا حال صحیح نہین معلوم ہوا مجہہ سے اشنکرداس وکیل عدالت ججی
برادر عزیز پروفیسر رام چندر کہتے تھے کہ جب دیوانی کی کچہری جو کشمیری دروازہ کے باہر متھ
صاحب کی کوٹھی مین ہوتی تھی اس بلوہ کے سبب برخاست ہوئی تو ہم سب وکیل اور لے باس
صاحب سشن جج کشمیری دروازہ مین آئے تو ایک بوڑھے درزی نے جو صاحب سشن جج کا
پرانا ملازم تھا انکے گھوڑے کی باگ کو موڑکر کہا کہ صاحب مرنے کو کہان جاتے ہو وہ الٹے پھرے
کہ ہچنسن صاحب کلکٹر انکو دروازے مین آتے ہوئے ملے تو انسے جج صاحب نے کہا کہ
شہر مین کیون جاتے ہو تو انہون نے کہا کہ انتظام کے لیئے تو جج صاحب نے کہا کہ انتظام
کرنا تمہارے اختیار سے باہر ہے ناحق مرنے کو کیون جاتے ہو تو انہون نے کہا کہ شہر کا انتظام
کرنا میرا فرض ہے مین جاؤنگا وہ شہر مین آئے مگر یہہ تحقیق نہین معلوم ہوا کہ وہ کیونکر مارے گئے
کپتان ڈگلس کے مکان مین مہمانون کے طور پر مسٹر جیننگس انگلش چیپلین اور انکی نوجوان
بیٹی مس جیننگس اور انکی سہیلی مس کلفرڈ یہہ سب رہتے تھے۔ پادری صاحب صبح ہی سے قلعہ کے
دروازہ پر سے دور مین لگا کے باغی سپاہ کی آمد کو دیکھہ رہے تھے وہ جانتے تھے کہ ہوا سے
شرارت برسنے والی ہے وہ ایک آواز سنکر نیچے اترے تو انہون نے دیکھا کہ مسٹر ڈگلس ابھی
آئے ہین اور وہ نیچے صحن مین ایک پتھر کی چوکی پر بیٹھے ہین انکے حکم سے ڈگلس صاحب اور
ہچنسن صاحب کو دروازہ کے اوپر کے کمرون مین قلعہ کے پہرہ والون نے پہنچا دیا۔ البعض بیان

کرتے ہین کہ جننگس صاحب دونو ڈگلس صاحب کو اُٹھا کر لے گئے - فریزر صاحب نیچے آئے کہ لوگون کی برانگیختگی و غصہ کے فرو کرنے مین کوشش کرین - وہ زینہ کی سیڑھی پر کھڑے تھے اور انکے ہاتھ مین تلوار بھی تھی قتل کرنے والی جماعت کو سمجھا رہے تھے کہ مغل بیگ قلعہ کے گارڈس کے اردلی نے انکے گال پر ایک کرایسی تلوار لگائی کہ وہ ہڈی تک پہنچی - کوئی کہتا ہے کہ اول ضرب حاجی مہر کند نے لگائی پھر اپنے اورون نے تلوارین چلائین کوئی کہتا ہے کسی جبشی نے انکو مارا - غرض صاحب ساہی مین تمشنو دہلی جنکی ایک جھڑکی سے میگزین کے آگے کی بھیڑ مین بیسیون آدمی گر پڑتے تھے جسکا بیان اوپر کیا گیا ہے) اب وہ مردہ پڑے تھے اور مرنے پر سود رسے ہو رہے تھے -

اوپر کے کمرون مین ڈگلس صاحب اور ہچنسن صاحب زخمی زار و نزار پلنگون پر پڑے ہوئے تھے اور پادری صاحب اور انکی بیٹی تیمار داری کرتے تھے کہ وہ گروہ جسنے کمشنر صاحب کو مارا تھا انگریزون کی خونریزی کے لیئے جنوبی زینہ سے چڑھ آیا اور اسنے ڈگلس صاحب اور ہچنسن و پادری صاحب اور دونو انگریزی لیڈیون کو جنہون نے نیچے کا غل شور سنکر اپنی نماز شروع کی تھی اور وہ ختم نہ ہوئی تھی بڑی بے رحمی سے مار ڈالا - کوئی انگریز ڈگلس صاحب کے ہان سے بچکر مرزا کوچک سلطان کے مکان تک گیا تھا مگر وہان وہ قتل ہو گیا - پھر قلعہ مین وہ شور شغب ہوا کہ لوٹ رہے - بادشاہ کے ہوش حواس قائم نہ رہے - قاتل جنکی تلوارون مین خون لگا ہوا تھا اپنے جرمون کی شیخی بگھارتے ہوئے اور اورون کو سمجھاتے ہوئے کہ ایسے ہی کام ہماری طرح کرو پڑے پھرتے تھے - قلعہ کے چوک اور علاقہ گردشین تیسرے رسالہ کے سوارون اور ۳۸ وین پلٹن اور میرٹھ کی باغی پلٹنون سے جو دن بھر آتی رہین بھر گئے اور ایک مسلمان سرکشون کا گروہ اور قلعہ کے پہرہ کے سپاہی یہہ دونو باغیون کے ساتھ ہو گئے - دیوان عام کو سوارون نے اپنے گھوڑون کا اصطبل بنایا - پیدل جو رات بھر چلکر ہارے تھکے میرٹھ سے آئے تھے انہون نے دیوان خاص کو اپنی بارک بنا کے اس مین اپنے بستر سے لگائے قلعہ کے گرد پہرہ چوکی لگا دیئے - بدنصیب بیکس بادشاہ نے دیکھا کہ اسکے رہنے کا مکان سپاہیون نے چھین لیا جس مین وہ گورنر جنرل کے آنے کا روادار نہ تھا اب اسمین سیہہ ڈیل تلنگے رات کو سوتے تھے -

جسوقت قلعہ کے اندر تو یہہ حال گذر رہا تھا شہر کے اندران مقامات مین جہان انگریز رہتے تھے وہان جو انگریز اور انکا عورت بچہ ملتا تھا قتل کیا جاتا تھا اور انکا گھر لوٹا جاتا تھا۔ اس بات کا بیان کرنا آسان نہین ہے کہ ایک فہرست بنائی جائے جسمین ہر ایک انگریز اور انکے کنبے کے قتل کا اور گھر کے لٹنے کا وقت صحیح صحیح بیان کیا جائے لیکن دوپہر سے پہلے دہلی مین بڑے بڑے انگریز جو سرکاری عہدہ دار نہ تھے رہتے تھے وہ قتل ہوگئے دوپہر کے قریب دہلی بنک جو شمرو کی بیگم کے باغ مین ایک بڑی بلند کوٹھی مین تھا ہاتھ پڑا۔ اس بنک کے منیجر مسٹر بریسفورڈ صاحب تھے جب بنک لٹنا شروع ہوا تو وہ خود اور انکا کنبا بنک کے دفتر کے مکان کی چھت پر جو بہت اونچی تھی تلوار اور نیزہ لیکر چڑھ گئے بنک کے پاس ایک کوٹھی تھی جسمین ڈورنڈ ہیرڈ صاحب اور کوکس صاحب رہتے تھے وہ بھی اس مکان کی چھت پر آگئے انہون نے چھت کے زینہ کو خوب مضبوط بند کرلیا اور زینہ پر کسی حملہ آور کو چڑھنے نہین دیا جب دشمنون کو چھت پر چڑھنے سے مایوسی ہوئی تو زینے لے آئے اور کوٹھی کے پاس کے درختون پر چڑھ کر گولیان مارنی شروع کین اس نئے حملہ کا بھی انگریزون کے چھوٹے گروہ نے سخت مقابلہ کیا اور ایک شخص کو جو زینہ پر چڑہتا تھا مسس بریسفورڈ نے مار ڈورنڈ ہیرڈ نے ایک نیزہ ایسا مارا کہ وہ زینہ سے نیچے گر کر مر گیا۔ اب زیادہ مقابلہ کرنا موت کے انتظار کو بڑہاتا تھا الانتظار اشد الموت وہ مغلوب ہوکر سب قتل ہوگئے۔ بنک مین نیچے اوپر آدمی بھر گئے۔ بنک کے روپے لٹنے کی عجب کیفیت تھی کہ اسکے لوٹنے کے لیئے بعض مقطع و ثقہ آدمی اس بنک مین گھس گئے لیکن جب روپیون کے توڑے بغل مین لیکر چلے تو تلنگون نے بندوقون کے کندے مارکر روپیونکو چھین لیا یا زبردست بدمعاشون نے انکو مار کر بغل مین سے تھیلی نکال لی دفتر کے بہی کھاتے بھی لٹ گئے تھے اور چورون پر مور پڑے کہ بدمعاشون سے بھی تلنگون نے روپیہ چھین لیا بنک کا دفتر لٹ گیا تھا مگر یہہ تعجب کی بات ہے کہ دہلی کے فتح ہونے کے بعد جب بنک نے اپنے دفتر کی کتابونکے بہم پہنچانے کا اشتہار دیا اور انعام مقرر کیا تو پھر یہہ دفتر کتابونکی دستیابی سے ایسا درست ہوگیا کہ گویا لٹا ہی نہ تھا۔

دہلی گزٹ پریس کا حال بھی بنک کا سا ہوا۔ عیسائی کمپوزیٹر جو وہان جمع تھے اپنے کام میں مصروف تھے

دہلی بنک کا لٹنا اور مینیجر بنک کا مارا جانا

دہلی گزٹ پریس کا لٹنا اور عیسائی کمپوزیٹرون کا مارا جانا

جب سے پریس قائم ہوا تھا ایسا غمناک کام کبھی انہون نے نہین کیا تھا جیسا کہ آج کرنا پڑا ان کو ٹائپ مین یہہ لکھنا پڑا کہ موت کا ہاتھہ انکے سر پر ہے بہت ہی صبح کو تار برقی میرا ن پاس یہہ خبر آئی تھی کہ میرٹھہ کے باغی دہلی کو جا رہے ہین اور بہت جلد شہر مین داخل ہونگے - یہہ خبر دہلی گزٹ کے غیر معمولی پرچہ مین شائع ہوئی جسکو کمپوزیٹرون نے یہہ جانا کہ ہم نے اپنی موت کا وارنٹ آپ کمپوز کیا ہے - دوپہر کے قریب ایک گروہ بدمعاش شہدون کا چھاپہ خانہ مین گھس گیا اور تمام عیسائی کمپوزیٹرون کو انہون نے مار ڈالا کوئی مضر نہ ملا مکان کو غارت وتباہ کیا اور سارے ٹائپ لوٹ کر لوگ لے گئے کہ انکی گولیان بنا کے لوگون کو مارین گے ہر ایک جگہہ عیسائی ذبح کئے جاتے تھے انکا اسباب لوٹ لیا جاتا تھا یا غارت کر دیا جاتا تھا اور انکے گھرون کو آگ لگا دی جاتی تھی - سوار کوٹھیون مین جاتے تھے گھوڑون کو باہر درختون سے باندھ کر اندر جا کے کہتے تھے کہ ہم مال کی لوٹ کے لیئے نہین آئے جان لینے آئے ہین - جب ان انگریزون کے خون کے پیاسون کی پیاس نہ بجھتی تو وہ گھر مین شہر کے بدمعاشون کو داخل کرتے جو آدھہ گھنٹے مین ایک اچھے سے سنورے گھر کو لوٹ کر جھاڑو کا تنکا بھی اس مین نہ چھوڑتے - شہر والون کو مدتون کی دشمنی کے لیئے یہہ بہانا خوب ہاتھ آگیا تھا کہ وہ تلنگون کو اپنے دشمنون کے گھر پہ یہہ کہکر کہ یہان انگریز چھپا ہوا ہے لے جاتے اور گھر لٹوا دیتے - قاضی واڑہ مین اسی طرح قاضی منو کو جو بڑا برچھیت مشہور تھا اسکے سگے بھانجون نے کہہ کر قتل کروا دیا صرف یہہ ایک مسلمان تو قتل ہوا مگر کوئی ہندو اس طرح قتل نہین ہوا - انگریزون کے گھرون مین آگ لگاتے اگر مکان پختہ ہوتا تو اسکے کواڑ اور چوکھٹین اکھیڑ کر لے جاتے اور چھتون کی کڑیان اتار لیتے - گرجا پر باغی اپنا غصہ نکالتے تھے اسکی مقدس چیزون کے نجس کرنے سے بڑے خوش ہوتے تھے - گرجا کے برج کے اوپر جو صلیب لگی ہوئی تھی اسپر گولیان اسقدر چلائین تھین کہ چھلنی کر دیا تھا - دیوارون پر جو کتابون کی سلین لگی ہوئی تھین انکو سب کو اکھیڑ کر پھینک دیا اور سیکرمینٹ کی پلیٹون کو لے لیا - گرجا کے گھنٹے کی رسیون کو کاٹ دیا جس سے نیچے کے پتھرون پر اسکے گرنے کا بڑا دھماکا ہوا -

چھاونی مین سپاہ مین بڑی شورش برپا تھی یہہ چھاونی شہر سے دو میل کے فاصلہ پر تھی اور اسکی ایک طرف پہاڑی تھی جسپر سے سارا شہر دکھائی دیتا تھا میرٹھہ مین جو بڑا کورٹ مارشل بیٹھا تھا

اس مین دہلی کی رجمنٹون کے افسر شریک ہوئے تھے۔ یہہ تحقیق ہے کہ جس اتوار کو میرٹھ مین انگریزون کو خون سے بڑا اصطباغ ملا تھا اسکی دوپہر کے بعد ایک گاڑی ہندوستانیون سے بھری ہوئی چھاونی مین آئی تھی اگرچہ وہ تلنگون کی وردی نہین پہنے ہوئی تھی مگر مشہور یہ تھا کہ میرٹھ سے تلنگے آئے ہین اب اس رات کو اور آیندہ آپس مین کیا کیا باتین ہوئین اور کیا کیا کام ہوئے وہ تحقیق نہین معلوم قیاس اسپر ہو سکتا ہے مگر پیر کی صبح کو ہر ایک رجمنٹ بغاوت کے لئے تیار تھی صبح کے وقت طلوع آفتاب کی پریڈ مین کل سپاہ دہلی کی چھاونی کی ۳۸ وین رجمنٹ بلم ٹیر (والنٹیر) اور ۵۴ وین رجمنٹ حلی پرٹ ۷۴ وین رجمنٹ سکندرا در ہندوستانی توپخانہ موجود تھا۔

بارکپور مین جو ایسری پرشاد جمعدار کا کورٹ مارشل ہوا تھا اسکے واقعات سپاہ کو پکار کر سنائی گئے تھے جب پہر کل تلنگے ناراض ہو کر بڑبڑائے اس سے چھاونی کے بعض افسرون نے جانا کہ دال مین کچھ کالا کالا ہے۔ جب افسر اپنی حاضریان کھا پی چکے تو ان پاس خبر آئی کہ میرٹھ سے ترک سوار باغی ہو کر شہر مین داخل ہو رہے ہین۔ ہندوستانی ملازم اور اردلی کے سپاہیون نے اپنے افسرون کو اس خبر پر مطلع کیا۔ تو افسرون نے اپنے تئین تیار کیا کہ کام کرنے کا وقت آگیا انہین سے اکثر کو یہہ خیال تھا کہ سوار جو میرٹھ مین قید ہوئے تھے وہ جیلخانہ توڑکر آئے ہونگے۔ کوئی نہین جانتا تھا کہ وہ بغاوت ہوئی کہ ایک دفعہ سلطنت کی چولین ہلا دینگی یہہ کہا جاتا تھا کہ اگر میرٹھ کی سپاہ بغاوت کرتی تو وہان یورپین لشکر جرار موجود ہے وہ ان کے تعاقب مین ہوتا اور ممکن نہین تھا کہ وہ چند منٹ رہنے کے کسی سپاہی کو زندہ چھوڑتا۔

پہاڑی پر افسر آپس مین یہہ باتین کر رہے تھے کہ انہون نے بگل کی آواز سنی تو انہون نے اپنے کرچون کو سنبھالا ۵۴ وین رجمنٹ کو حکم ہوا کہ دو ڈبی نمبر کی توپین ہمراہ لیکر شہر کو جائے۔ توپون کی تیاری مین ضرور تھا کہ کچھ وقت لگتا تو ریلی صاحب نے دو کمپنیون کو چھوڑ دیا کہ وہ توپون کے ساتھ آئین اور وہ کشمیری دروازہ کی طرف جو شہر کا دروازہ سب سے زیادہ چھاونی کے قریب تھا چلے اس دروازہ کی ایک جانب مین مین گارڈ رہتا تھا جس مین ۳۸ رجمنٹ کے کچھ سپاہی تھے جو دل مین باغیون سے ملے ہوئے تھے جب ریلی صاحب کو انہون نے دیکھا کہ وہ ۵۴ وین رجمنٹ کو ساتھ لیکر لڑنے کو جاتے ہین تو انہون نے جانا کہ لڑائی

وقت آگیا تو اس پلٹن نے اپنی بغاوت پر سے پردہ اٹھا دیا۔ تیسرے رسالہ کے ترک سوار شہر کے آدمیون کی ایک بھیڑ بھاڑ لیے دروازہ کی طرف چلے آتے تھے تو ۵۴ وین رجمنٹ کو جنکی بندوقین خالی تھین حکم ہوا کہ بندوقین بھرین اور اسی وقت کپتان وال لیس نے جو فیلڈ افسر آج کے دن کے تھے اور بین گارڈ کشمیری دروازہ کے گارڈ کے کمانیر تھے انہون نے ۳۸ وین رجمنٹ کے تلنگون کو حکم دیا کہ باغیون پر باڑہ مارین اسپر سپاہیون نے ناک بھون چڑہا کر عدول حکمی کی اور ایک بندوق انہون نے نہین چھتیائی۔ ۵۴ وین رجمنٹ بھی باغی ہو نے مین ہمراہیون سے کم نہ تھی انہون نے بھی بندوقین ہوائی چھوڑین اور شاید بعض نے افسرون پر فیر کیا لیکن کرنیل رپلی کو باغی سوارون نے پاس آنکر مار ڈالا اور جو افسر گھوڑون پر سوار تھے انکو تلنگون نے بندوقون اور قرابینون سے مارا اور جو افسر پیدل تھے انکو سنگینون سے مارا سمتھ و بروش وایڈورڈس و واٹر فیلڈ اسطرح قتل ہوئے۔ جب توپخانہ اور دو کنپنیان جو پیچھے رہ گئی تھین کشمیری دروازہ کے قریب آئین تو کپتان وال لیس ان پاس دوڑے گئے اور سپاہیون سے بمنت کہا کہ جلدی کرو سپاہی تو اپنے ہی افسرون کو مارنے لگے ہین انکو اس بیان کی تصدیق بھی ہوگئی کہ کرنیل کی لاش انکی آنکھون کے سامنے آئی ہیریسن صاحب نے حکم دیا کہ توپین جلدی بھر کے کشمیری دروازہ مین چلو۔ ان توپون کے پاس آنے کی خبر سنکر باغیون کو خوف پیدا ہوا۔ جب توپین کشمیری دروازہ مین گذرین تو ان دشمنون کا پتا نہین تھا جنپر وہ حملہ کرنے آئین تھین چند ترک سوار شہر کی طرف بھاگتے ہوئے نظر آئے بین گارڈ مین کشمیری دروازہ کے آگے دو توپین لگا دی گئین اور ۵۴ وین رجمنٹ کی دو کنپنیان متعین کی گئین۔ انکے پاس دو گھنٹے تک باغیون کی کچھ خبر نہین آئی وہ اس خیال سے خوش تھین کہ فوج جرار میرٹھ سے انکی مدد کو آئیگی۔

میجر ایبٹ نے کپتان ول لیس کو حکم دیا کہ وہ ۷۴ وین رجمنٹ کو مع توپخانہ کی دو کنپنیون کے لے آئے۔ میجر ایبٹ کو جب یہہ خبر ہوئی کہ ۳۸ رجمنٹ بگڑ گئی ہے اور ۵۴ وین رجمنٹ قابل اعتبار نہین رہی تو وہ گھوڑے پر سوار ہوکر بہت جلد اپنی رجمنٹ مین آئے اور سپاہیون کی طرف یون مخاطب ہوئے کہ یہہ وقت ہے کہ تمہین ثابت ہوگا کہ تم سچے وفادار نمک حلال سپاہی ہو جنکا دل چاہے وہ میرے ساتھ کشمیری دروازہ چلے۔ ایک سپاہی بھی نہ تھا جو انکی

میجر ایبٹ اور اسکے وفادار

سامنے آیا ہو جب انکو بندوقون کے بھرنے کا حکم دیا تو انہون نے نہایت مناسب طور سے
حکم کی تعمیل کی۔ انہون نے مع دو توپون کے لفٹنٹ ایبٹ سلے بائی کے زیر حکم کوچ کیا ان کا
پیر مقدم راہ کے عین وسط مین ہیرسین صاحب اور اسکے ساتھیون نے کیا اس سپاہ کو
سہ رجمنٹ کے ان سپاہیون کے ل جانے سے تقویت ہوئی جو ادہر اُدہر حیران اور پریشان
پہرتے پہرتے تھے اور ان حالات کے منتظر تھے کہ میرٹھ سے جو سپاہ انتقام لینے آتی ہوگی وہ
اس منطون کی دارالسلطنت پر کسی طرح جھاڑو پہیر کر صفا صفا کرتی ہے دن ڈھلتا جاتا تھا سورج
اپنی تر چھی کرنین کشمیری دروازہ پر ڈالتا جاتا تھا مگر کوئی شہر کی صحیح خبر افسرون کے پاس نہین
لاتا تھا کہ وہان کیا ہو رہا ہے سوا اسکے کہ انگریز شہر سے بھاگتے ہوئے آتے تھے اور اپنی جان
بچنے کی کہانی سناتے تھے جسکا عجیب و غریب بیان معجزہ سے کم نہ ہوتا تھا۔ مگر یہان اس پناگاہ
مین آنے سے بہی انگریزون کو خوشی نہین ہوتی تھی پرانی مصیبت سے چھوٹ کر نئی آفت مین
آتے تھے۔ کھائی سے بچتے تھے کنوی مین گرتے تھے۔ کشمیری دروازہ تمام تلنگون سے
گھرا ہوا تھا جو بغاوت پر تلے ہوئے اور انگریزون اور انکے بی بی بچون کے مارنے کے لیئے تیار
تھے یہہ وقت عجیب حیرانی و سرگردانی کا انگریزون پر تھا معاذ اللہ۔ شہر کے غل غپاڑہ کی آوازین
آتی تھین جس سے معلوم ہوتا تھا کہ کوئی بڑا دنگہ فساد مچ رہا ہے انگریزون کے مسکنون سے
آگ کے شعلے اور دہوئین کے بادل آسمان پر اڑتے نظر آتے تھے توپ کی آواز کچھ ٹھیر ٹھیر کر آتی
تھی جسکے معنی صحیح نہین معلوم ہوتے تھے کہ دفعتہً وہ آوازہ ہوا کہ کشمیری دروازہ کی زمین ہل گئی اور
دہوئین کا ایک ستون آسمان پر اڑتا ہوا نظر آیا جسنے آسمان کو تاریک کر دیا کشمیری دروازہ مین دو انگریز
ولوبائی اور فورلیسٹ آئی جنمین سے ایک کا منہ دہوئین سے کالا ہو رہا تھا وہ پہچانا بھی نہین جاتا کہ انگریز ہے انہون نے
جو میگزین اڑانے کا حال بیان کیا اسکو انگریز کبھی نہین بھولینگے ہم نیچے اس میگزین کے اڑانے کا بیان اس
رپورٹ سے انتخاب کر کے لکھتے ہین جو لفٹنٹ جی فورلیسٹ نے ۲۷ مئی کو میرٹھ سے انسپکٹر جنرل آف
اورڈیننس اور میگزین کو فورٹ ولیم بھیجی ہے وہ لکھتے ہین کہ ۱۱ مئی کو جو دہلی کے میگزین پر باغیون
اور مفسدون نے قبضہ کیا اسکے واقعات کی رپورٹ گورنمنٹ کی اطلاع کے لیئے آپ کو اس سبب سے
مین لکھتا ہون کہ لفٹنٹ ولوبائی جو میگزین کے افسر اعلی تھے وہ دہلی سے باہر جانے کے بعد مارے گئے

اس تاریخ کی صبح کو ۷ و ۸ بجے کے درمیان سر تھیوفلس مٹکف میرے گھر پر آئے اور مجھ سے انہون نے
درخواست کی کہ میرے ساتھ تم میگزین اس غرض سے چلو کہ وہان سے دو توپین لیکر
پل پر لگادی جائین کہ اسپر سے باغیون کا عبور نہو سکے جب ہم دونو میگزین مین آئے تو
کون ڈکٹرون بکلی و شاو سکلی اور سب کون ڈکٹر کرو اور سارجنٹون اڈورڈس اور سٹورٹ
ہندوستانی عملہ کے ساتھ لفٹنٹ ولوبائی اور لفٹنٹ رےنر کامون مین مصروف تھے ۔
تھیوفلس مٹکف اپنی بگی سے اترے پھر وہ اور مین اور لفٹنٹ ولوبائی بگی مین بیٹھکر دریا کی طرف جاکر
ایک چھوٹے سے برج کی طرف چڑھے جہان سے سارا پل صاف دکھائی دیتا تھا کہ باغی جن کے
سرے پر سوار تھے پل پر چلے آتے ہین اور پل کا سرا جو دہلی کی طرف ہے اسپر وہ بالکل قابض ہین
یہہ دیکھکر سر تھیوفلس مٹکف کے ساتھ ولوبائی صاحب چلے گئے کہ جاکر دیکھین باغیون کے لیئے
شہر کے دروازے بند کئے گئے ہین لیکن اب اسکی ضرورت نہین رہی تھی کہ باغی شہر مین
داخل ہوکر قلعہ کی طرف خوشی کے نعرے مارتے ہوئے چلے آتے تھے ولوبائی صاحب
میگزین کو واپس آگئے اور آتے ہی میگزین بچانے کا جو انتظام ہوسکتا تھا وہ شروع کیا میگزین
کے دروازہ کو بند کیا اور مٹی بھر کر تھیلونکو مورچہ بنایا اور دروازہ کے اندر دو توپین گرابون سے بھر کر لگا دین
اور اپھر سب کون ڈکٹر کرو اور سارجنٹ سٹوورٹ کو متعین کیا کہ وہ روشن بتیان ہاتھ
مین لیکر کھڑے رہین اور انکو یہہ حکم دیا گیا کہ اگر دروازہ پر کوئی حملہ کیا جائے تو دونو توپین
ایک ہی دفعہ ساتھ فیر کرین اور میگزین کے اس حصہ مین جہان مین اور ولوبائی ہین چلے
آئین اور میگزین کے بڑے دروازہ کی بھی اسی طرح محافظت کی گئی کہ اسکے سامنے دو توپین
لگادی گئین اور بیچ کے مناسب مقامات مین دو ہوٹزر لگادیے گئے اور گرابون
سے بھر دیئے گئے پھر ہندوستانیون کو ہتھیار دیئے جنکو انہون نے باستکراہ لیا وہ بر افروختہ
خاطر ہی نہین معلوم ہوتے تھے بلکہ حکم عدولی کرنے پر تیار تھے وہ انگریزون کے حکم کی اطاعت
نہین کرتے تھے خاصکر مسلمان تو انکو سنتے ہی نہ تھے ۔ اسکے بعد زمین پر بارود کا ایک قطار بچھا کر
کون ڈکٹرون بکلی اور سارجنٹ سٹوورٹ نے بچھائی اور پہلے سے اس مین آگ لگانے کے
لیئے اشارہ مقرر ہوگیا کہ جب ولوبائی صاحب حکم دین تو بکلی اپنے سر پر سے ٹوپی اٹھا لے

تو باروت مین آگ کونڈکٹر سکلی لگائے یہہ انتظامات ہو رہے تھے کہ قلعہ سے ایک گارڈ آیا اور بادشاہ دہلی کے نام سے اُس نے درخواست کی کہ میگزین حوالہ کرو مگر اسکا جواب کچھ نہین دیا گیا فوراً اسکے بعد تلنگون کا صوبہ دار جو میگزین پر متعین تھے آیا اور ولوبائی صاحب کو اور مجھکو خبر دی کہ بادشاہ دہلی نے باغیون پاس پیغام بھیجا ہی کہ وہ فوراً قلعہ سے زینے بھیجے گا کہ میگزین کی دیوارون پر چڑھ جائین جسکی تھوڑی دیر بعد زینے آگئے اور وہ دیوارون پر لگا دیئے گئے اور کل ہندوستانی ملازم میگزین کے اندر کے سائبانون کے اوپر چڑھ کر زینون سے باہر اتر گئے۔ جب دیوارون پر بہت سے دشمن چڑھ آئے تو ہم نے متواتر گراپ مارے جنہون نے خوب اچھی طرح کام کیا یہانتک کہ اب ہمارے پاس ایک گولہ رہ گیا۔ ہندوستانیون نے بھاگنے سے پہلے توسدان چھپائے کریم بخش دربان باہر کے دشمنون سے باتین بہت کرتا تھا اور میگزین کی حالت انکو بتلاتا تھا ولوبای کو اسپر ایسا غصہ آیا کہ اسنے مجھے حکم دیا کہ اگر اب کی دفعہ وہ دروازہ کے پاس جائے تو اسکو گولی مار دینا۔

لفٹنٹ رینر اور ریورمین نے میگزین کی حفاظت مین جسقدر ممکن تھی کوشش کی اور سب نے ایسے بہادرانہ کام کیئے کہ مین کسی کی ان مین خصوصیت نہین بیان کرسکتا لیکن میرا یہہ فرض ہے کہ گورنمنٹ کے کونڈکٹرون بکلی اور سکلی کی دلاوری سے مطلع کرون جو انہون نے اس امتحان کے وقت مین ظاہر کی بکلی کا مددگار مین تھا اسنے توپین جنکا ذکر اوپر ہوا متواتر فیر کین ہر توپ کو چار دفعہ چلایا اور کئی سو دشمنون کو جو ہم پر پچاس ساٹھ گز کے فاصلہ سے بندوقین باڑہ [illegible] رکھا بکلی کے بازو مین ایک گولی کہنی کے اوپر لگی جو اس وقت نکال لی گئی میرے بھی اسوقت بائین ہاتھ مین کہنی سے اوپر دو گولیان لگین جنسے مجھے تھوڑی دیر کے لیئے بیکار کر دیا۔ میری یہ حالت تھی کہ ولوبائی صاحب نے میگزین اڑانے کا حکم دیا جسکی تعمیل فوراً کونڈکٹر سکلی نے کی کہ اسنے کئی جگہ باروت مین آگ لگائی اسنے اپنی بہادری کا اظہار پہلے ہی سے کیا تھا کہ اس میگزین اڑانے کی درخواست کی تھی جسکو وہ بجا لایا۔ میگزین کے اڑاتے ہی ہم دریا کی [illegible] سے نکل کر بھاگ گئے ہین اور ولوبائی کشمیری دروازہ مین پہنچے اور اپنے ہمراہیون کا حال بیان نہین کر سکتا۔ میگزین کے اڑنے سے ان کو یقین تھا کہ صرف باغی ہی نہین بلکہ اہل شہر بھی ہم پر حملہ کرینگے

مگر اس سے وہ خوش تھے کہ یہہ محافظت ہم کو تھوڑی دیر کرنی پڑیگی پھر میرٹھ سے فوج اور گورون کا
توپخانہ آجائیگا۔ مگر وہ اس اپنی امید مین مایوس ہوئے۔ ایک بجے سے ان پر حملہ شروع ہوا جیسا کچھ اسکا مقابلہ
انھون نے کام کیا وہ اوپر بیان ہوا۔ جب دیوارون پر سے میرٹھ کی گیارہوین اور بیسوین جمعیت
کے سپاہی دوسری طرف کی دیوارون پر سے میگزین مین داخل ہوگئے تو چند سکنڈ مین میگزین
کو اڑا دیا۔ میگزین کے انگریزون کو یہہ امید نہین تھی کہ ہم مین سے ایک کی بھی جان بچیگی لیکن نو انگریزون
مین سے چار زندہ بچکر باہر نکل آئے۔ اگرچہ میگزین مین چند بہادرون کی جانین گئین مگر انھون نے
میگزین اڑا کر صدہا اپنے دشمنون کی جانین لین۔ میگزین کے گرد صدہا مرے پڑے ہوئے
تھے منصور خان کی حویلی مین بعض مکانون کے گرنے سے مر گئے تھے سینکڑون اہل شہر اپنے
مردون کو روتے ہوئے رات کو اٹھا کر لے گئے۔ جن مردون کے وارث شہر مین نہین تھے
وہ دن کو گرمی مین پڑے سوکھا کیے مین نے ان لاوارث لاشون کو دوسرے روز جا کر دیکھا کہ کسی کا
سر کٹا ہوا تھا کسی کی ٹانگین ٹوٹ گئی تھین کسی کے کوئی ضرب نہین آئی تھی مرا پڑا تھا اس
میگزین کے اڑنے سے شہر مین زلزلہ آگیا تھا۔ مگر اس میگزین کے اڑنے سے میگزین کے سامان کا
ایسا نقصان نہین ہوا تھا کہ دشمنون کے لیے کچھ سامان باقی نہین رہتا بعد اڑنے کے میگزین
کچھ لٹا مگر سپاہیون نے اسکا انتظام کرلیا اور اسکے اسباب کو آخر وقت تک کام مین لاتے رہے
اسکی صدہا توپون کو شہر کے گرد کے مورچون پر چڑھایا۔ ان نو بہادرون کا نام تاریخ مین یادگار روزگار رہیگا
ہندوستان مین ایک سرے سے دوسرے سرے تک انکی تعریف ہوئی جس وقت انگلنڈ مین
یہہ خبر پہونچی کہ ایک نوجوان افسر ولوبائی نے دہلی میگزین کو اڑایا تو ساری قوم نے بڑی خوشدلی سے
اسکی تعریف کی۔ یہہ اول کام بہادری و شجاعت کا تھا جس پر انگریزون کو بڑا فخر و ناز ہے۔
ان بہادرون کی یادگار مین میگزین کے دروازہ پر یہہ کتابہ لگایا گیا ہے۔

۱۱ مئی ۱۸۵۷ء

نو مستقل انگلش مین

لفٹنٹ جارج ڈوبیری ولوبائی بنگال ارٹلری۔

حاکم

لفٹنٹ ولیم رے نر ۔ لفٹنٹ جارج فورسٹر ۔ کون وکٹر جی ولیم شا ۔ کون وکٹر جان بکلی ۔ کون وکٹر جان سکلی ۔ سب کون ڈکٹر ولیم کرو ۔ سرجنٹ برای این اڈورڈس ۔ سرجنٹ پیٹر سٹورٹ نے میگزین دہلی کی محافظت کثیر التعداد سرکشون اور باغیون کے مقابلہ مین جب تک کی کہ دیوارون پر زینے لگ گئے اور کمک کی کوئی امید نہین رہی تو بہادرون نے میگزین کو آگ لگادی اس میگزین کے اڑنے مین اس بہادر جماعت کے پانچ آدمیون کی جانین گئین جنھون نے اپنے بہت دشمنون کو ہلاک کیا۔

لوٹا جانا میگزین کا

اس میگزین کے محاذی چند گز کے فاصلہ پر اسکا اہار خانہ تہا جسکی محافظت انگریزون نے نہین کی اسکے ہلکے اوزار اور اسباب کو ہاتھون مین اور بھاری اسباب کو گاڑیون مین لوگ لوٹ کر لے گئے۔

ٹوٹنا جیلخانہ کا

جیلخانہ پر نجیبون کا پہرہ رہتا تہا وہ دوپہر تک غل غپاڑہ صبر سے سنتے رہے جیلخانہ کو لوٹنے نہین دیا مگر پھر انہون نے نمک حرامی کی اور بغاوت اختیار کی ۔ ترک سوار ہی پہنچے انہون نے اس جیل خانہ کو توڑا ۔ قیدی خوشی خوشی بیڑیان اتار کر بھرا گئے ایک دو جسیم قیدی رہائی کی خوشی مین شادی مرگ ہوئے ۔ قید فرنگ اور قید حیات دونو سے آزاد ہوگئے ۔ خزانہ لٹا نہین امانت کا امانت تلنگون نے بادشاہ کے حوالہ کردیا۔

[illegible]

چار بجے میگزین اڑا تھا چھاونی مین برگیڈیر گریوس اور انکے ماتحت افسران سپاہیون کو جمع کیئے ہوئے تھے جو شہر کو نہین بھیجے گئے تھے ہر وقت انکو یہہ امید تہی کہ میرٹھ سے سپاہ انکی امداد کے لیئے آتی ہوگی اسکے نہ آنے پر بڑا تعجب تھا اسکی یہہ تجویز ہوئی کہ جنرل ہویٹ پاس میرٹھ کوئی شخص بہیجا جائے کہ وہ سپاہ دہلی مین بہیجین اس خدمت کو ۵۴ وین پلٹن کے سرجن ڈاکٹر بیٹسن صاحب نے قبول کیا ایک چٹھی لکھکر اس بہادر ڈاکٹر کو دی گئی وہ اپنی بی بی بچون سے رخصت ہوئے جنسے پھر ملنے کی امید نہ تہی انہون نے اس جان جوکہون کے سفر کے لیے بہیس فقیرانہ بنایا وہ ہندوستانی زبان ہندوستانیون کی سی بولنی جانتے تھے مگر انکی آنکہون کے کیرے رنگ نے انکو اس بہیس مین بھی نبلا دیا کہ وہ انگریز ہین سپاہیون نے ان پر گولیان چلائین گنوارون نے انکے کپڑے اتار لیے وہ آوارہ سرگردان حیران پریشان جنگلون مین پاؤن مین چھالے پڑے ہوئے

بھوکے ننگے پڑے پھرے - بہزار خرابی خدا خدا کرکے انبالہ مین زندہ پہنچ گئے - سپاہی بغاوت پر آمادہ تھے مگر افسرون پر دست درازی نہین کرتے تھے اب تک انکو میرٹھ سے گورون کے آنے کا خوف چلا جاتا تھا عورتین اور بچے باڈے پر جمع ہوئے - دو توپین باڈے کے آگے لگی ہوئی تھین مگر ان کے توپچیون پر اعتبار نہ تھا - باڈہ دہلی کی تاریخ مین ایک بڑا مشہور مقام ہوگیا ہے - ۱۱ مئی کو وہ کچھ ہی بہتر بلیک ہول سے تھا وہ ایک گول گھر ہے جسکا قطر ۱۸ فیٹ ہے اسپر چھاونی کا جھنڈا لگا رہتا تہا اس مین بہت سی لیڈیان اور بچے تھے اور انکے ساتھ عورت مرد ملازم بہی گھسے ہوئے تھے گرمی کی شدت کے سبب ضعیف دماغ لیڈیون کو غش آتے جاتے تھے انکو مایوسی مارے ڈالتی تھی انہین بیوہ عورتین تھین جو اپنے خاندان کا ماتم کر رہی تھین جو مارے گئے تھے اپنے بہن بھائی کے مارے جانے کی خبر سنکر رو رہی تھین بعض ایسی تھین جنکے خاوند اپنی خدمت پر باغیون مین گئے ہوئے تھے جنکی خبر انکو نہ تھی کہ کیا اثر گذری - چھاونی مین علاوہ سپاہ کے افسرون کے انیس اور یوروپین پاکر سخین تھے - میگزین اڑنے کے بعد ہندوستانی سپاہ نے چھاونی مین کھلی بغاوت اختیار کی بارود خانہ پر جو ۷۴ وین رجمنٹ کی دو کمپنیان تھین انہون نے پرتھوی راج کی جے پکاری -

دہلی کی پلٹنون نے عام بغاوت اختیار کی وہ کچھ دیر اس سبب بغاوت سے رکی رہین کہ میرٹھ سے گورون کی سپاہ اپنے بھائی ہندیون کے قتل کا عوض لینے آتی ہوگی مگر اب بادشاہ اور شاہزادے اور انسے زیادہ شہر کے مضبوط آدمی انکے ساتھی ہوگئے - صبح سے ہر ایک جگہہ یہ غل مچنا شروع ہوا کہ بادشاہ باغیون کی طرف ہے اب انگریزون سے لڑنا گویا بادشاہ کی طرف سے اور مغلون کی سلطنت بحال کرنے کے لیئے ہے - اہل قلعہ اگرچہ نامرد کمزور ڈرپوک تھے لیکن عیسائیون کی سلطنت کے برباد کرنے کے لیئے مرد بن گئے انہون نے اپنا کنہا فرنگیون کے جوتے کے تلے سے نکال لیا - ہندو مسلمان جانتے تھے کہ بادشاہ کی حکومت قائم ہونے سے پھر ہم بڑے ممتاز عہدون پر سرفراز ہوجائینگے اور لچے شہدے آدمیون کی لوٹ کے ہاتھ لگنی کی خوشی تھی - آفتاب افق کے نیچے جانے کو ہوا انگریز میرٹھ سے امداد دینے نہ آئے جسکے سبب بغاوت ساری دہلی مین پھیل گئی -

اب سرکشون اور باغیون کے جم غفیر سے انگریزون کا مقابلہ کرنا ناممکن ہوگیا کشمیری دروازہ مین

(ت) ایضاً صفحہ ۵ / ۱۱ / ۱۸۵۷ء [illegible]

۳۸ وین رجمنٹ نے گولیان چلانی شروع کین گورڈن صاحب جو آج کے دن فیلڈ افسر تھے اور
آرسٹنہ اور ردی لی افسر ۴۲ وین پلٹن کے مارے گئے۔ بعض عیسائیون کا ان گولیون سے
بچ جانا بڑے اچنبھے کی بات تھی۔ انگریزون کو سوار فرار کے کوئی اور چارہ سلامت رہنے کا
نہ تھا کشمیری دروازہ مین ایک کھڑکی خندق کی طرف جانے کی تھی۔ خندق کا ڈھلان ۲۰ فیٹ تھا
اور ایسی ہی پھر اوپر چڑہنے کا ڈھلان تھا اسکے پرے دریا کا بیلا تھا جو مفرورین کو رات تک چھپائی
رکہتا تو جوان اور چست و چالاک افسر جنکو زخمون نے لنگڑا نہ کیا ہو خندق کے اندر اتر کر پھر اسکے
اوپر چڑھ سکتے تھے لیکن کمرون کے اندر سے انگریزنون کی دردناک آوازین انکو بتلا رہی تھین
کہ یہہ کام کرنا فقط اپنے ہی لیئے نہین کرنا چاہیئے ہم کو بھی یاد رکہنا چاہیئے۔ اب کشمیری دروازہ مین
رہنا موت کی مہمانی کرنی تھی۔ بس عورتین کھڑکی کے پاس آئین وہ مایوسانہ سوچ رہی تھین کہ آیا
اس خندق سے اتر کر چڑھ سکتی یا نہین کہ ایک گولا انکے سر پر سے گذرا کچھ افسر نیچے خندق مین
اترے کچھ اوپر رہے اوپر کے انگریزون نے میمون کی کمرون مین پٹکے ڈال کر کچھ نیچے اتارا اور
نیچے کے انگریزون نے انکو سہارا دیکر خندق مین اتارا بہزار دقت وہ نیچے خندق مین اترین
اب اس اترنے سے زیادہ تر مشکل دوسری طرف خندق پر چڑہنا تہا وہ کچھ چڑہتی تھی پھر کھسل کر
نیچے کھائی کی تہ پر آتی تھین۔ مگر مایوسی اور خوف نے انکو فوق البشر قوت دے دی تھی وہ
لڑکھنیان کھاتی ہوئی اوپر چڑھ گئین اور کھائی کے اوپر جا کر کچھ دریا کی جانب بیلے کی طرف
چلین ...... اور جنگل مین پہنچ گئین چھاونی کی طرف گئین۔ لیکن بعض شکف صاحب کی کوٹھی
کی طرف یہہ وہ بانوان پری چہرہ سیم اندام تھین جو صبح کو خس کی ٹٹیون مین اپنا بدن ٹھنڈا
کر رہی تھین یا اسوقت گرمی کے مارے ماہی بے آب کی طرح بیتاب تھین۔
پہاڑی پر چھاونی مین انگریز بالکل مایوس تھے سپاہی ان سے برگشتہ ہو گئے توپین انکی قبضہ سے
نکل گئین۔ اب یہان ٹھیرنا ممکن نہ تھا چند سپاہی نمک حلال تھے اور افسرون کے گھر بھی پاس تھے
جہان سے انہون نے اپنی سواریان گھوڑے گاڑیان منگالین اور ضروری اسباب ساتھ لیا
اور روپیے بھی جو گھر کے دبوتا ہوتے ہین ساتھ لے لیئے۔ یہان شہر کے آدمیون کا اور بادشاہی
ملازمون کا اثر بھی سپاہیون پر ابھی نہین ہوا تھا کہ وہ انکو بے رحمی سے قتل کرتے۔ جب وہ

چھاؤنی سے انگریزون کا [illegible]

دہلی سے انگریزون کا مفرور ہونا

چلے ہیں آپ سپاہیون نے بھی انکے ساتھ تھوڑی دور معیت کی اور افسرون سے بہت کہا کہ آپ جلدی چلے جائیں کہین ایسا نہ ہو کہ شہر سے سرکشون کی بھیڑ یہان آجائے۔ بعض افسرون نے جانے مین اس سبب سے دیر لگائی کہ وہ اپنی رجمنٹون کے علم اپنے ساتھ لے جانا چاہتے تھے۔

شہر اور چھاونی سے انگریز بھاگ گئے یہہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ کہین جنگلون مین اور غیر آباد کھنڈرون و گڑھون مین چھپے کبھی انہون نے اپنے لباس اُتارے کہ جس سے وہ چاندنی مین نہ پہچانے جائیں کہین چور لٹیرون نے انکو لوٹا کہین گنوارون نے دوست بنکر دغا دی کبھی وہ اپنے بی بی بچون سمیت دریا کے پانی اور دلدل کو طے کر کے پار اترے کہین وہ خوب پٹے کہین گرمی کی شدت کی دھوپ مین دن کو ننگے اور بھوکے وہ چلے راتون کو ایسی حالت مین کہ ہر لحظہ جان جانے کا خوف تھا سوئے بعض وقت نازک عورتین اپنے خاوندون سے اور بچے اپنے ماباپون سے جدا ہو جاتے تھے لیکن اکثر اشراف انگریز انکی محافظ ہو جاتے تھے مس ووڈ اور مس ہیل نے ایک زخمی افسر کو بچایا جو بغیر انکی امداد کے چل نہین سکتا تھا۔ بعض خوش نصیب انگریز بہت اچھی طرح میرٹھ مین کرنال مین انبالہ مین خیر و عافیت سے پہنچ گئے بعض راہ مین فنا ہو گئے بعض اپنے ہمراہیون کے ساتھ آگے چل نہین سکتے تھے اسلیئے ان کو ہمراہیون نے چھوڑ دیا۔ یہہ سفر دین کے امتحان کا سخت وقت تھا۔ بہادرون کے دلون مین یہی آیا کہ جو مصیبت زدہ ہمارے ساتھ بھاگ نہین سکتے انکو چھوڑ دیا جائے۔ اس کے سوا وہ اور کیا کیا کر سکتے تھے۔ ایک آدمی کے بچانے مین بہت سی جانین کیون کھوتے۔ لیکن سچ بات یہہ بھی ہے کہ بہت سے ہندوستانیون نے اپنی جان پر کھیل کر انگریزون کی جانین بچائین اور اپنی قوم کی سنگدلی اور بدکاری کے داغ کو مٹایا۔ دہات مین بہت سے ہندوستانیون نے نفرور انگریزون کی بڑی خاطر داری کی اور انکو سلامتی کی جگہہ پہنچا دیا ان بچانے والون مین بڑے بڑے زمیندارون سے لیکر خاکروب تک تھے جنہون نے عیسائیون کی جان بچانے مین اپنی جان کو جوکھون مین ڈال دیا۔

دہلی کالج کا غارت ہونا اور اسکے پرنسپل اور ماسٹرون کا حال۔

۱۱ مئی ۱۸۵۷ع پیر کے دن صبح کے چھ بجے سے ۸ بجے تک کالج بدستور کھلا رہا اس کے بعد آٹھ ساڑھے آٹھ بجا گئے اور باغی پہنچ گئے چاندنی مین گئے اور انہون نے اپنے لڑکون سے

کہا کہ جلد گھر چلو انگریزون کو تو سوار قتل کر رہے ہین - یہہ سنتے ہی لڑکے تو بھری ہونے شروع ہوئی
پرنسپل صاحب کو خبر ہوئی وہ ششدر و متحیر ہوئے کہ اتنے مین میگزین کا چپراسی افسر میگزین کی
چٹھی لایا کہ خوف زیادہ ہے اب آپ مع اپنے انگریزی ماسٹرون کے میگزین کے اندر آ جائیے اس
چٹھی کے پڑھتے ہی پرنسپل صاحب نے کالج مین چھٹی دی - اس وقت کالج مین مسٹر ایف
ٹیلر صاحب پرنسپل تھے وہ تنہا کالج کی کوٹھی مین رہتے تھے اور مسٹر روبرٹ صاحب ہیڈ ماسٹر
تھے وہ کالج کے احاطہ ہی مین ایک کوٹھی مین مع اہل و عیال کے رہتے تھے مسٹر سٹورٹ صاحب
سکنڈ ماسٹر کالج کے قریب منصور علی خان کی حویلی مین اور مسٹر سٹیفر صاحب تھرڈ ماسٹر کشمیری
دروازہ کی طرف رہتے تھے یہہ چار انگریز تھے اور پانچوین ہندوستانی عیسائی لیسوع وامن مجندر
پروفیسر ریاضی تھے چارون انگریز تو میگزین مین گئے پروفیسر صاحب پیدل پن چکی کی سڑک پر جلے
پہنچے آئی جب انہون نے دیکھا کہ آٹھ سات ترک سوار ننگے کرچین چمکاتے ہوئے لال ڈگی کی سڑک آ رہے
ہیں تو وہ خدا کو یاد کرتے ہوئے اپنی کوٹھے پر چڑھ چاندنی چوک مین تھا چلے گئے - بارہ بجے کے بعد سے
کالج کے کتب خانے لٹنے شروع ہوئے - لٹیرے عربی - فارسی - اردو وغیرہ کی کتابون کے
گٹھڑ باندھ کر کتاب فروشون اور مولویون اور طالب علمون کے پاس بیچنے کے لیئے لے گئے
ان مین سے کسی کتاب کو ضائع نہین کیا بعض طلبہ کتابون کے شوقین بھی لوٹ مین خود شریک
ہو کر اچھی اچھی کتابین چھانٹ کر لے گئے لوگون نے انگریزی کتابون کے شیرازہ توڑ کر انکے پٹھے
اتار لیئے کہ جلد سازون کے ہاتھ وہ بیچینگے ایسے پٹھے خوبصورت کب ہاتھ آئین گے باقی کتابون کے
ورقون کو پھاڑ کر پراگندہ کر کے کالج کے باغ اور احاطہ مین کئی انچ موٹا فرش ردی کا بچھا دیا -
آلات طبیعیہ کو توڑ کر ان کا لوہا اور پیتل نکال کر لے گئے مکان کو آگ تو نہین لگائی مگر اسکی جوڑیان
کواڑ سب اتار کر لے گئے اور سارا اسباب الماریان بنچ کرسیان اور پرنسپل و ہیڈ ماسٹر
کے گھر کا اسباب سب لوٹ لیا غرض کالج مین سوار کا غذ کی ردیون کے اور دو چودہ پندرہ
برس کی لڑکیون کے نیم برہنہ لاشون کے کچھ اور نہ تھا - جب میگزین اڑا تو مسٹر ایف ٹیلر صاحب
اور مسٹر سٹیفر صاحب اس سے باہر زندہ نکلے - سٹیفر صاحب تو فصیل کی دراڑ مین سے جو
میگزین کے اڑنے سے پڑی تھی نکل کر جمنا سے پار ہو کر میرٹھ زندہ پہنچ گئے - ٹیلر صاحب میگزین سے

نکل کر اول اپنے کالج کے احاطہ مین آئے اور اپنے بوڑھے خانساماں کی کوٹھڑی مین گئے
اسنے انکو مولوی محمد باقر کے گھر پہنچا دیا جو انکے بڑے قدیمی دوست تھے - مولوی صاحب نے
اپنے امام باڑہ کے تہ خانہ مین ایک رات انکو رکھا مگر محلہ مین بہت مشہور ہوگیا کہ ٹیلر صاحب کو
مولوی صاحب نے چھپایا ہے اسلئے مولوی صاحب ان کو اپنے گھر مین نہین رکھ سکے ہندوستانی
صورت انکی بنا کے گھر سے باہر کیا وہ بیرم خان کی کھڑکی سے باہر نکلے تھے کہ تیلیون کی ڈنڈی پر
اہل شہر نے پہچانا مار لاٹھیون کے مارے انکا بھیجا نکال دیا - پروفیسر رامچندر کو انکے کوٹھے پر سے
انکے بھائی رائے شنکر داس صاحب نے لیجاکر کائیتون کے محلہ مین اپنے کسی عزیز کے ہان چھپایا
مگر انکے رشتہ دارون نے یہ جانکر کہ انکے سبب سے ہم سب پر آفت آئیگی انکا یہان چھپا رہنا گوارا
نہین کیا - انکا ایک قدیمی وفادار نوکر جاٹ انکو گنوار بنا کے اپنے گاؤن مین لے گیا وہان سے
انگریزی لشکر سے پادلی کی سرا مین جا ملے - سوا ان پروفیسر اور مسٹر سٹیٹر کے کوئی عیسائی
ماسٹر باغیون کے قتل سے نہین بچا پانچ چھ لڑکے غریب انگریزون کے کالج مین پڑھتے تھے انکو
بھی اجل نے زندہ گھر تک نہ پہنچنے دیا - والا گوہر مسٹر ایف ٹیلر صاحب اس کالج مین تیس برس سے
ہیڈ ماسٹر رہے تھے اور دو تین برس سے پرنسپل ہوگئے تھے - وہ اپنے شاگردون پر پدرانہ
شفقت کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے یہہ سب میری اولاد ہین اور ایسی بہتر اولاد ہو نہین سکتی
کہ سب صاحب لیاقت ہین اور انکے پالنے اور پرورش کرنے کا مجھے کچھ فکر نہین - بیمار ہون تو
تیمارداری کرنی نہین پڑتی - مجھے انکی خوش لیاقتی اور نیک خصلتی سے دلی خوشی ہوتی ہے سچی
نیکی کا معیار سب سے بڑا یہہ ہے کہ نیک آدمیونکے پاس رہنے سے اور آدمی نیک خیال نیک دل
پاک نفس ہوجائین - سو اس نیک سرشت مین یہہ خوبی تھی کہ اس کے شاگردون مین سے
شاید ایک دو فیصدی ہی بدکردار نہ ہونگے - ان کے شاگردون کو بھی استاد سے ایسی محبت
تھی جیسی کہ باپ سے بلکہ بعض کو تو باپ سے بھی زیادہ کہ انکا مذہب اپنے باپ کے مذہب کو
چھوڑ کر اختیار کر لیا -

اکثر اس تار گھر کا بیان انگریزی تاریخون مین مختلف طرح سے لکھا ہے مگر نین شا صاحب
سی - ایس - آئی کمشنر سابق دہلی نے نہایت صحیح تحقیق کرکے یہہ حال لکھا ہے کہ ٹیلیگراف ماسٹر مسٹر ٹوڈ دہلی

بہت سویرے صبح کو اسلیے روانہ ہوئے کہ تار برقی کی لین مین جسکو باغیون نے کاٹ دیا تھا دیکھین کہ کیا خرابی واقع ہوئی ہے اسکو باغیون نے مار ڈالا اسکے دو اسسٹنٹ جنکے نام برنڈش و پلکنگٹن تھے وہ اوفس مین دوپہر کے دو بجے تک رہے۔ اس وقت تک ملیٹری حکام نے کوئی تار نہین بھیجا تھا وہ ابھی تک میرٹھ سے اپنی کمک کے لیے انتظار کر رہے تھے سگنیلر اپنی آلہ پر چپ چپ کی آواز لگائے جاتے تھے اور وقتاً فوقتاً انبالہ کے اوفس کو اطلاع دیتے تھے کہ دہلی مین کیا ہو رہا ہے تین بجے کے قریب پلکنگٹن باوٹے سے ایک ملیٹری افسر کے ساتھ اپنے اوفس کو آیا۔ ٹیلیگراف اوفس کے انگریزون کو صلاح دی گئی تھی کہ وہ باوٹے پر آجائین۔ جب سررشتہ ایک ضعیف ٹیلیگرام انبالہ کو بھیجا گیا جو حقیقت مین ایک بات چیت بغیر کسی جوابدہی کے ایک کلرک کی دوسرے کلرک کے ساتھ تھی مگر اس نے تمام پنجاب کو آگاہ کر دیا کہ دہلی مین کیا واقعات ظہور مین آئے جسکے سبب سے یہان کے حکام نے وہ تدابیر کین کہ جنسے اسوقت پنجاب مین بغاوت کو روک دیا۔ پلکنگٹن مدت ہوئی کہ مر گیا اور مسٹر برنڈش کی چار سال بعد ۱۸۵۷ء کی حسن خدمات کے صلہ مین پوری تنخواہ کے برابر پنشن ہو گئی وہ ابھی تک زندہ ہے اسکو دہلی مین لارڈ کرزن نے ایک سونے کا تمغہ دہلی مین تارگھر کی یادگار کے جلسہ مین دیا۔ تار جو دہلی سے انبالہ بھیجا گیا تھا اسکا مضمون یہہ تھا کہ سپاہی میرٹھ سے آگئے ہین اور ہر چیز کو جلا رہے ہین مسٹر ٹوڈ مارا گیا اور چند اور یوروپین مارے گئے۔ ہم بند ہو رہے ہین

هم نے اوپر لکھا ہے کہ کیسی بیکسی و بیچارگی کی حالت مین انگریز مقتولون مجروحون اور مفرورون پر آفت آئی کہ خدا کی پناہ اب ہم یہہ لکھتے ہین کہ قلعہ کے اندر قیدیون پر کیا قیامت برپا ہوئی۔ شہر مین گورون کی سپاہ تو تھی نہین مگر سول اور ملیٹری افسرون کے سوا اور قسم کے انگریز سوداگر تاجر پیشہ وغیرہ رہتے تھے وہ زیادہ تر دریا گنج کشمیری دروازہ اور منصور خان کی حویلی مین بستے تھے اور انکے دو چار گھر بھی کا غذی محلہ و بلی قبر پر تھے۔ جب دریا گنج مین باغی گھس آئے اور انگریزون کو قتل کرنا اور بنگلون مین آگ لگانا شروع کیا تو کشن گڑھ کی کوٹھی نمبر ۵ مین چھ انگریز اور انکے دو ہوشیار لڑکے اور بیس پچیس عورتین اور بچے جمع ہو گئے۔ یہ کوٹھی مضبوط تھی اور اس مین تہخانہ تھا جو ایام گرمی کے موسم مین بڑے کام کا تھا اس کوٹھی کو انگریزون نے مورچہ

قلعہ کے اندر قیدیوں کا قتل عام ۱۱-۱۴ مئی

بنا لیا۔ بندوقین وگولی باروت ان پاس تھے۔ اگرچہ بدذات شریر نوکرون نے پانی کے برتنون
مین سے پانی بہا کے اپنے آقاؤن کو پیاسا مارنا چاہا تھا۔ لیکن ایک سقہ نے تہ خانے کے موکھے
سے پانی انگریزون کے پاس پہنچایا اور منہ مانگی قیمت اُنسے لی۔ اس کوٹھی پر دو روز تک
سینکڑون باغی او سترکش حملہ کرتے رہے مگر وہ انگریزون کے مقابلہ مین عہدہ برآ نہ ہوسکے۔ مرزا
ابوبکر بہی توپ ساتھ لیکر چڑہائی کو گئے مگر بندوقون کی گولیون کو چلتا ہوا دیکھ کر اپنے گھر کو
واپس آئے آخرکار انگریزون سے تلنگون نے بقسمیہ قول و قرار کیا کہ تم اپنے تئین ہمارے حوالہ کردو
ہم تمہین مارکر جان نہین لینگے۔ بادشاہ کی حراست مین تم کو پہنچا دین گے اس شرط پر حوالہ کردیا
وہ اب زیادہ لڑ بہی نہین سکتی تھے نہ ان پاس گولی باروت تہی نہ کھانے پینے کو پاس تھا۔ وہ ان
عورتون بچون وانگریزون کو جو بیس کے قریب ہونگے قلعہ مین لے گئے۔ وہ بادشاہ کے حکم سے
بڑے خاصہ کے مکان (باورچی خانہ) مین محبوس ہوئے۔ تلنگے شہر کے اندر آنے کے بعد گلی
گلی کوچہ کوچہ انگریزون کو ڈہونڈہتے پھرتے تھے اور شہر کے آدمی انکے ساتھ جہوٹ سچ
بتاتے پھرتے تھے کہ یہان انگریز ہے وہان میم ہے۔ اسطرح بہی انکو پندرہ بیس بچے
عورتین ہاتھ لگ گئین جنکو انہون نے قیدخانہ مذکور مین پہنچا دیا مین نے چاندنی چوک مین
خود دیکھا کہ ایک جوان میم صاحبہ اپنا سارالفنیس لباس مع ٹوپی کے پہنے ہوئے اور ایک
تولیہ مین اپنے بچے کو لپیٹے ہوئے وہ دونو ہاتہون سے چھاتی سے لگائے تین چار تلنگون
کی حوالات مین جاتی تہین اور ان کے ساتھ پانچ چھ برس کا ایک لڑکا ایک ہاتھ سے ماں کے
سایہ کو پکڑے ہوئے اور دوسرے ہاتھ مین ٹین کا تام لیٹ لیے ہوئے جاتا تھا رستہ
مین سفاک ننگی تلوارین انکو دکہا کر تلنگون سے کہتے تھے کہ ہمین قتل کرنے دو تو وہ غصہ سے
اپنے چہرہ کو آتشناک بنا کے انکو دیکہتی تہی اور کچھ نہین بولتی تہی۔ غرض یہہ عورت اپنی مردانہ
ہمت سے اسطرح جاتی تہی جیسے کہ وہ ہوا کھانے جاتی ہوگی جس مکان مین یہہ قیدی مقید
ہوئے تھے چالیس گز طول مین اور بارہ گز عرض مین تھا اسطرح ۹ ۱/۲ مربع گز رقبہ ہر قیدی کے
لیے تھا مگر گرمی کا موسم تھا انگریزون کے لیئے وہ قفس جان گزا تھا۔ جائے تنگ مردمان بسیار
اول روز دو وقت اچھا کھانا بادشاہ کے خاصہ سے آیا جسکو پھر تلنگون نے بند کیا پھر خراب کھانا

جیساکہ قیدیون کو ملاکرتا ہے ان قیدیون کو ملنے لگا - قیدین بھی حرامزادے سپاہی قیدیون کو جاکر
دھمکاتے اور گالیان دیتے مسس آلڈویل جو اپنے چار بچون سمیت جھوٹ موٹ کی مسلمان بنکر
اس قیدخانہ سے زندہ نکلی تھین وہ اس قیدخانہ کی یہہ حکایتین بیان کرتی ہین کہ تلنگے باربار پوچھتے
تھے کہ اگر بادشاہ تمہاری جان بخشی کردے تو مسلمان اور غلام ہو جاؤگی ؟ مگر بادشاہی سپاہی
تلنگون سے کہتے تھے کہ تم سوا انکی جان ستانی کے کچھ اور بات پر اپنی رضامندی نہ ظاہر کرو
بادشاہ کے ایک ملازم نے مسس سٹیز سے پوچھا کہ اگر انگریزی عملداری پھر ہو جائے تو تم ہمارے
ساتھہ کیا سلوک کرو گی تو انہون نے جواب دیا کہ جو تم نے ہمارے خاوندون اور بچون کے
ساتھہ کیا ہے - اب ۱۶ مئی ہفتہ کا روز ان قیدیون کی موت کا دن آیا قلعہ کے سپاہی قیدخانہ کے
دروازہ پر آئے اور انہون نے قیدیون سے کہا کہ چلو ہم تم کو ایک اور اچھے مکان مین لے چلین -
اگرچہ قیدیون کو اُن سپاہیون کے کہنے کا ذرا سا بھی اعتبار نہ تھا مگر وہ قیدخانہ سے باہر نکل کر جمع
ہوئے - ایک رسہ کا حلقہ انکے گرد ڈالا گیا کہ کوئی ان مین سے بھاگ نہ جائے پھر وہ نقارخانہ کے
سامنے حوض پر بٹھائے گئے انکی اس قتل گاہ پر پہلے ہی سے عیسائیون کے قتل ہونے کا تماشا
دیکھنے کے لئے تماشائیون کا ہجوم لگ گیا تھا وہ انگریزون کو گالیان دیتے تھے اور خوشی کے
نعرے مارتے تھے - اب قتل کا آغاز ہوا تیسرے رسالہ کے ترک سوارون نے جو یہان موجود تھے
اپنی قرابینین اور بندوقین قیدیون پر چلائین یہہ اتفاق کی بات ہے کہ بادشاہی ملازمین مین سے
ایک ملازم کے انکی گولی لگی پھر بادشاہ کے خاص بردار سپاہیون نے ان سب بیگناہون اور
معصومون کو تلوارون سے قتل کرڈالا تھوڑی دیر مین پچاس عیسائیون کا خون اپنی گردن پر لیا
جس بھنگی نے ان لاشون کو چھکڑے مین لادا تھا اس کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ یا
چھہ انگریز تھے باقی سب عورتین اور بچے تھے - یہہ سب لاشین چھکڑے مین لادکر جمنا مین
پھینک دی گئین یہہ بھی مشہور ہوا کہ ان لاشون مین ایک بالک جیتا تھا جو تلوارون سے
بال بال بچ گیا تھا مگر اسکو بھی پھر ظالمون نے مارڈالا -
شہر مین جو دیندار مسلمان تھے وہ تو ایک سناٹے کے عالم مین تھے کہ یہہ عورتون اور بچون کا
قتل ہونا خدا اور رسول کے حکم کے برخلاف ہے اس گناہ کے سبب قلعہ پر خدا کا قہر ضرور نازل ہوگا

اور ہم پر بلا اس سبب سے نازل ہوگی کہ ان معصوموں و بیگناہوں کی جان بچانے کے لیے نہ کوشش کرنے سے ہم بہی اس گناہ مین شریک ہوئے۔ مگر بعض بعض بے ایمان مسلمان بڑے زور شور سے یہہ کہتے پہرتے تھے کہ افعی را کشتن و افعی بچہ را نگاہ داشتن کار خردمندان نیست۔ سعدی کے اس فقرہ کا اثر ان مسلمانون پر قرآن شریف کی آیتون اور حدیثون سے بہی بڑہ گیا تھا۔

اب بڑی تحقیقات یہہ ہوئی کہ یہہ قیدی بادشاہ کے حکم سے مارے گئے یا نہین۔ حکیم احسن اللہ خان اپنی شہادت مین بیان کرتے ہین کہ ان عیسائیون کے قتل کے بڑے محرک گلاب شاہ تیسرے رسالہ کا افسر اور ان سیٹا الگزنڈر رجمنٹون کے افسر اور بادشاہی ملازمون مین سے سیدی نصیر خان اور بسنت خواجہ سرا اور شاہزادون مین مرزا ابو بکر اور مرزا خضر سلطان تھے۔ مین نے خواجہ سراؤن کی موجودگی مین عرض کیا تھا کہ عورتون اور بچون کو قتل کرنا ہمارے مذہب مین منع ہے اور دنیاوی دانائی کا بہی یہہ مقتضا ہے کہ یہہ قتل نہ کیا جائے مین نے بادشاہ کو یہہ صلاح دی تہی کہ اس کا فتوی علما سے لیکر فوجی افسرون کو دکھادیا جائے اور محلسرا مین عورتین اور بچے حفاظت سے رکہے جائین۔ اسطرح سے جو نتائج پیدا ہوتے ہین اُن کی مثال جنگ افغانستان مین اکبر خان کی بتلادی تہی کہ اُس نے عورتون اور بچون کی جانین بچا کے اپنے باپ کو انگریزون کی قید سے رہا کرایا اور سلطنت پر بحال کرایا۔ بادشاہ یہہ باتین سنکر عیسائیون کے قتل کے حکم دینے سے دو روز باز رہا مگر پہر لوگون نے بادشاہ پر زیادہ زور ڈالکر قتل پر اسکی رضامندی حاصل کرلی اور عیسائی قتل ہوگئے۔ حکیم صاحب کی یہہ راے کہ اگر بادشاہ عورتون اور بچون کو اپنی محل مین لے جاتا اور جب سپاہی انکو اس سے قتل کے لیے مانگتے تو وہ سپاہیون سے کہتا کہ مین ان عیسائیون کے قتل پر جب راضی ہونگا کہ تم پہلے میری بیوی بچون کو قتل کرڈالو تو ظن غالب یہہ تہا کہ بادشاہی محلسرا مین سپاہیون کو داخل ہونے کی جرأت نہ ہوتی کہ وہ عورتون اور بچون کو زبردستی پکڑکر مارڈالتے۔ یہہ راے ایک فرضی صورت اور فرضی نتیجہ ہے جو غلط اس سبب سے معلوم ہوتا ہے کہ اول بادشاہ کے اختیار ہی مین یہہ تھا کہ وہ قیدیون کو سپاہیون کے پنجہ سے چھٹا کر محلسرا مین لے جاتے دہلی کے فتح ہونے کے بعد دفتر شاہی مین مسٹر سانڈرس صاحب کمشنر کے ہاتھہ مین نبی بخش خان کی عرضی آئی

جسکا مضمون نیچے لکھا جاتا ہے۔

جہان پناہ سلامت۔ مودبانہ عرض کرتا ہون کہ حضور عالی پر ظاہر ہے کہ خالق جہان کو عدل پسند اور ظلم ناپسند ہے اگر حضور عالی کی راے عالی مین یہہ مناسب ہو تو حضور سپاہ کے ان افسرون سے جو عورتون اور بچون اور قیدیون کے قتل کرنے کی آپ سے درخواست کرتے ہین یہہ فرمادین کہ مین نے تمہارے سرون پر جب ہاتھ رکھا ہے اور مذہب کے سبب سے تمہارے ساتھ شریک ہوا ہون کہ تم نے میری بڑی منت سماجت کی ہے تم کو چاہیئے کہ اول فتوے اور دستخط لکھائین اگر ان مین انکو قتل کی اجازت ہو جائے تو وہ قتل کر ڈالین۔ مین انکے قتل کا حکم اپنی شرع و حدیث کے برخلاف نہین دونگا اگر وہ یہہ نہین منظور کرین گے تو ضرور اول وہ اپنے انتقام لینے کی جھنجلاہٹ حضور پر نکالینگے مجھے یقین ہے کہ حضور کے احکام میری عرائض کے موافق سپاہ کے افسرون کے نام اسطرح جاری ہونگے جسسے انکو معلوم ہو کہ حضور نے یہہ قطعی فیصلہ کر لیا ہے۔ حضور کے روبرو مین نے یہہ عرض ضروری سمجھ کر پیش کی ہے۔

خدا حضور کی سلطنت کو اقبال بلند کرے۔ عرضی فدوی نبی بخش خان مختار درگاہ

"تاریخ ندارد"

اس عرضی پر اول صاحب کمشنر نے توجہ کی اور نبی بخش خان کو دہلی مین آباد رہنے کا حکم دیا۔ مگر بعد ازان اس عرضی مین یہہ شبہہ پڑ گیا کہ وہ اصل مین بادشاہ کو دی گئی تھی یا دفتر مین ڈلوا دی گئی تھی۔ بہر نہج عرضی دینے والے کو سوجھی بڑی دور کی تھی۔ جیتی لال مخبر نے یہ بھی بیان کیا کہ مرزا منجھلے نے یہہ کہا تھا کہ عورتون اور بچون کا مارنا ہمارے مذہب کے خلاف ہے تو تلنگے مرزا کے مارنے پر تلے۔ مشکل سے بھاگ کر انہون نے اپنی جان بچائی۔ ۱۶ مئی کے بعد نہ دلی کے شہر مین نہ چھاونی مین ایک فرنگی باقی تھا۔ مغلون کی دار السلطنت مین سرکشی کا کوئی قدم نہ تھا۔

بیک دور چرخ چنبری —— نہ نادر ماند نہ نادری

انگریز بالکل تباہ ہو گئے بادشاہ انکی جگہ فرمانروا ہو گئے۔ سراج الدولہ اور بلیک ہول کے زمانہ سے کبھی اب تک ایسی مصیبت انگریزون پر نہین پڑی تھی جس دن سے کہ انہون نے ہندوستان مین قدم رکھا تھا اب تک انکی نہ ایسی تفضیح اور نہ تذلیل ہوئی تھی۔ اسقدر عیسائیون کا قتل ہوا بڑے غم کی بات تھی

ہندوستانی عیسائیون کا قتل اور بقیہ ہوکر انکا مسلمان ہونا

مگر اس قتل کے انتقام کے لیئے کچھہ نہ کرنا بڑے شرم کی بات تھی یہہ غم دہلی مین تھا اور یہہ شرم میرٹھہ مین تھی بعض ارباب الراے کی یہہ راے ہے کہ اگر میرٹھہ سے تہوڑی سی فوج بہی دہلی مین آجاتی تو یہہ فساد ایک دن مین مٹ جاتا - یہہ بہی ایک فرضی صورت اور فرضی نتیجہ ہے جسکے باب مین ہم لارڈ روبرٹس کی راے پہلے لکھہ چکے ہین -

شہر مین ہندوستانی عیسائی خاصکر جو نئے عیسائی ہوے ہون بہت کم رہتے تھے - ان نئے عیسائیون مین دریا گنج مین ولایت علی کو اور قلعہ کے نیچے سرکاری اسپتال مین ڈاکٹر چمن لال سب اسسٹنٹ سرجن کو شہر والون نے عیسائی بتلاکر ترکسوارونکے ہاتھہ سے قتل کرایا کوئی اور ہندو عیسائی نہین قتل ہوا - وہ تیس چالیس گرفتار ہوکر کوتوالی کی حوالات مین رہے - زیادہ انہین سکنر صاحب کے خاندان کی عورتین تھین سکنر صاحب کے ہان مولوی اسمٰعیل نوکر تھے - انہون نے قاضی فیض اللہ کوتوال سے سفارش کی کہ یہہ سب مسلمان ہین اور اگر نہین ہین تو اب مسلمان ہوتے ہین پس تو جب قتل نہین کوتوال نے سب عیسائیون سے کلمہ پڑہوا کے چھوڑ دیا مولوی صاحب کو اس خیرخواہی کے صلہ مین نو سو روپے ماہوار پنشن ہوئی مگر کوتوال صاحب کی وجہ بیان کی کہ مین نے عیسائیون کے بچانے کے واسطے کوتوال ہونا قبول کیا تھا وہ نا مسموع ہوئی اور انکو پہانسی کی سزا ملی - بعض عیسائی جو مسلمان ہوئے ان کے لڑکون کا ختنہ زبردستی مسلمانون نے کرادیا -

میرٹھہ کے سکوت کی جوابدہی -

اب سوال یہ ہے کہ میرٹھہ مین جو سکوت اختیار کیا گیا اسکی جوابدہی جنرل ہویٹ کے ذمے تھی یا برگیڈیر ولسن کے ذمے بہی جنرل صاحب تو یہہ بیان کرتے ہین کہ چھاونی کا کمانڈر (حکم) برگیڈیر کے ہاتھہ مین تھا سپاہ کا حرکت کرنا اسکے حکم پر موقوف تھا لیکن جب ایک جنرل افسر سپاہ کے ایک ڈویزن کا کمانڈر ہوتا ہے تو اسکو اپنے کام کو اپنے ماتحت کے کندہے پر ڈالنا حقیقت مین اپنے اوپر آپ ملامت کرنی ہوتی ہے - جب کئی مہینے کے بعد اعلے درجہ کے ملٹری حکام نے ولسن صاحب سے جواب طلب کیا کہ ۱۰ مئی کی رات کو پورہ مین سپاہ کو کیون نہین حرکت دی گئی اور جرنیل ہیوٹ کے بیان پر بہی انکو مطلع کیا تو برگیڈیر ولسن نے اسکا یہہ جواب دیا کہ قوانین بنگال سپاہ فصل ہفتم سے ظاہر ہوتا ہے کہ برگیڈیر کو بہت کم اختیارات سپاہ پر اس

چھاونی میں دیئے جاتے ہیں جس میں ڈویزن کا ہیڈکوارٹر ہوتا ہے میں یہاں کوئی اپنا جدا حکم کام میں نہیں لا سکتا تھا جہان میجر جنرل موجود تھا میں برگیڈیر تھا میجر جنرل کے احکام کی سپاہ میں تعمیل کرنے والا تھا میں نے اپنی راے جو غلط یا صحیح نہیں کہی جا سکتی میجر جنرل کو دی تھی ۔ میں ایسے وقت میں اپنی بہترین ججمنٹ کو کام میں لایا اور چونکہ یہہ معلوم نہیں تھا کہ سپاہ مفرور کس جانب کو گئی ہے میں اپنی راے کے صواب ہونے کا یقین کرتا ہوں ۔ اگر مفرورین کی تلاش کرنے کے لیئے برگیڈ اِلا دہنند چلا جاتا اور باقی حصہ چھاونی کا تباہ و غارت ہوجاتا جس میں ہمارے بیمار و عورتیں اور بچے اور قیمتی ذخیرے تھے بیرٹھ کے کماندروں کے برخلاف اب سے بہت زیادہ غل شور مچتا ۔

بڑی ناکامی جو ہوئی جسکو ہر انگریز سنکر ششدر و متحیر ہوا اور جسکے بڑے ہولناک نتیجے پیچھے ظہور میں آئے اسکی توجیہہ قدرے یہہ کی جاتی ہے کہ میرٹھ میں سپہ سالاروں کو یہہ عقیدہ تھا کہ اول انکا یہہ فرض ہے کہ وہ چھاونی میں جان و مال کی حفاظت کریں جیل خانے سے چھوٹے ہوئے قیدی اور بازار کے بدمعاش و دہاتے کے جو ٹے لٹیرے یہہ سب باغیوں کے مددمعاون تھے انہوں نے مردوں اور عورتوں اور بچوں کو قتل کیا تھا چھاونی کے اس ایک حصہ میں جس میں ہندوستانی سپاہی رہتے تھے انگریزوں کے گھروں کو جلایا اور لوٹا تھا یہہ یقین کیا گیا تھا کہ اگر چھاونی کے دوسرے حصہ کی خاطر خواہ محافظت پہلے سے بڑی احتیاط سے نہ کی جائیگی تو اسکا بھی ویسا حال پہلے حصہ کا سا ہوگا خزانہ لٹ جائے گا اور میگزین دشمنوں کے ہاتھ لگ جائے گا ولسن صاحب کا مقتضاے طبعی یہہ تھا کہ اول چھاونی کے بچانے کے لیئے خبرگیری کی جائے میرٹھ ڈویزن میں دہلی کی چھاونی اور اسکا بہت بڑا میگزین داخل تھے اور اس میگزین کے اسباب کی محافظت کے لیئے کوئی گورہ سپاہی نہ تھا اس ڈویزن کا سپہ سالار ہیوویٹ صاحب تھا اسکے واسطے اس بات کے سمجھنے کے لیئے کسی بڑی بینش بینی اور دوربانی کی ضرورت نہ تھی کہ میرٹھ سے ایک رات کے سفر پر خوف عظیم تھا جو مقامی نہیں تھا بلکہ قومی تھا اور یہہ خوف جیسا پولٹیکل تھا ایسا ہی ملیٹری تھا لیکن اس نے کوئی تدبیر اس طوفان کے روکنے کی نہیں کی جو دہلی میں اٹھ رہا تھا ۔ جنرل ہیوویٹ نے نہیں جانا کہ میرٹھ کے کل ڈویزن کا پیش سپہ آرا ہوں اسکی ساری جوابدہی میرے ذمے ہے وہ تو صرف چھاونی کی

[illegible] ۱۸۵۷ء

محافظت مین چند روز تک مصروف رہے جس مین وہ رہتے تھے اور لینیون کے اور جیلخانون اور بازارون کے باغی اپنے کامون کے کرنے سے خوش خوش پڑے پھرے اور اپنی سزا نہ پلنے کو اپنی کامیابی کے برابر سمجھے مگر مورخ صرف یہہ بیان کر کے خاموش ہو جائے تو اسکی راے ناقص سمجھی جائیگی اسلئے زیادہ یہہ بھی کہنا چاہیئے کہ ان شخصی اغلاط کی تہ مین خراب نظام اور دروغ پالیسی کی غلطیان تھین جنکا الزام کسی گورنر جنرل وکمانڈر انچیف پر لگانا غلطی ہے ابھی نہ یہہ نہ وہ کوئی ایسا نہ تھا جس مین دانشمندی کی کمی ہو - بڑی عریض و عمیق قباحت قومی سیرت مین تھی - انگلش مین کا تکبر و تہور اسکو یہہ دھوکا دیتا ہے کہ وہ اس خوف کو جو اسکو گھیرتا ہے نہین دیکھنے دیتا اور اسکی آنکھون کو یہہ دیکھنا ناممکن ہے کہ ہندوستان مین کوئی بڑی مصیبت و شامت اسکو مغلوب کر سکتی ہے بس یہی سبب میرٹھ کی بڑی ناکامی کا ہوا - انگریز اپنی جھوٹی سلامتی کے دھوکہ مین پڑے ہوئے تھے انکو بڑی بڑی تنبیہین ہوتی تھین مگر انکو وہ حقارت اور بے چینی کے برش سے اڑا دیتے تھے ان کو سب طرف سکوت و سکون ہی نظر آتا تھا خواہ بادل کیسے ہی نیچے ہون اور طوفان کیسے ہی اٹھین مگر انگریزونکو سب طرف مطلع صاف ہی نظر آتا تھا وہ اپنے لیئے نامبارک جانتے تھے کہ طوفان سے بچنے کے لیئے تیاری کرین - جو کوئی انکو متنبہ کرتا کہ خوف و دہشت کے بڑے آثار نمودار ہو رہے ہین اُسکو ڈرپوک ڈرانے والا جانتے - بارک پور اور برہام پور مین جو واقعات پیش آئے تھے چاہیئے تھا کہ انگریزون کو وہ بیدار کرتے کہ وہ اپنی خبرداری کے لیئے تیار ہوتے دیکھتے کہ انکی آنکھون کے سامنے طوفان انکے غارت و تباہ کرنے کے لیئے اٹھا ہے مگر اسکی انہون نے کچھ پروا نہین کی - ہنری لارنس نے لکھا تھا کہ ہم کیسے خواب غفلت مین پڑے سوتے ہین کہ کابل مین جو حادثات وقوع مین آئے تھے وہ کسی نہ کسی دن دہلی و میرٹھ و بریلی مین وقوع مین آنے والے ہین مگر کسی انگریز نے انکی اس پیشین گوئی پر خیال نہین کیا اسکو بھی سمجھے کہ یہہ پیشین گوئی ایسی ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ عنقریب قیامت آنے والی ہے باوجود بلوہ و فساد کے آثار صاف نمودار تھے مگر میرٹھ مین کوئی چیز ایسی نہین تھی کہ لڑائی کے لیئے تیار ہو - سوار تھے مگر گھوڑے نہ تھے - سوارون کو گھوڑون پر چڑھنا نہین آتا تھا -

تو بھی بغیر توپون کے نہ تھے تو بھی ایسے تھے جو سورما اور موٹ زور ہین اور گول گولے اور گراپ ہین
تمیز نہین کرسکتے تھے - یہہ خطا جنرل ہیوویٹ یا برگیڈیر ولسن کی نہ تھی بلکہ یہہ خطا نظام و پولیسی
کی تھی کہ گورنمنٹ یہہ چاہتی تھی کہ سب چیزون مین سکون رہے اسی سبب سے یہی خیال
سب پر غالب ہو رہا تھا اور اسیکے واسطے گورنمنٹ نے یہی اچھی سند دیدی تھی کسی توپخانہ کی
بیٹری کا جنگ کے لیئے فوراً تیار رکھنا ایک بڑی خوفناک حرکت سمجھی جاتی تھی - جب میرٹھ مین ایک
توپخانہ کے افسر نے بلوہ سے چندروز پیشتر یہہ اجازت چاہی کہ وہ اپنے توپخانہ کو ایسا تیار رکھے
کہ کسی حادثہ کے واقع ہونے پر فوراً اسکو مستعدی کے ساتھ کام مین لائے تو اسکی درخواست
اس سبب سے نامنظور ہوئی کہ توپخانہ کی تیاری ہندوستانی سپاہ مین شبہ و بدگمانی پیدا کریگی
یہہ بات سچ ہو مگر غلطی تو یہہ تھی کہ حالت ایسی بنا رکھی تھی کہ جس مین قاعدہ مستثنےٰ خوفناک صورت
سمجھی جاتی تھی - پولیسی یہہ تھی کہ یہہ یقین کیا جائے یا یقین کا بہانہ بنایا جائے کہ ہماری پلٹنین آسائش
اور آرام کی عافیت گاہ مین ہین اسی واسطے نظام یہہ تھا کہ کسی اشد ضرورت کے لیئے آمادگی
نہ ہو حرکت کرنے کے لیئے کوئی تیاری نہ ہو اور کبھی یہہ نہ معلوم ہو کہ کیا کرنا چاہیئے اس نظام کے بدولت
کمانڈر انچیف شملہ کی بڑی بازی گاہ مین تھے اور پلٹنون کے اعلے افسر یہہ یقین دلا رہے تھے کہ بادل
جو اٹھا ہے وہ ابھی اڑ جائیگا - ایسے ہی ممالک شمالی مغربی کے بڑے بڑے ڈویژن سرہند و
میرٹھ و کانپور مین سب درجہ کے افسر ادنے اعلے اپنے صدر اعلے کے نمونہ کے مطابق اور انگلشی
شعور فطری کے موافق کام کر رہے تھے اسی واسطے جب طوفان برپا ہوا تو وہ حیران نا ایمن
و لاچار بیکس تھے اور یہہ نہین جانتے تھے کہ کس طرح اس طغیانی سے عہدہ برآ ہون -
اس بات پر بڑا مباحثہ ہوتا ہے کہ باغیون کے تعاقب مین جو آمادگی کے ساتھ حرکت
کی جاتی تو اس مین کامیابی نہین ہوتی - انصاف یہہ ہے کہ تمام مشکلات کا حساب کرنا
چاہیئے کہ کیا کیا تھین - بغاوت رات کو ہوئی تھی - باغی ادہر ادہر چلے گئے انگریزون کو خبر
نہ تھی کہ وہ کہان کہان گئے جو انکا تعاقب کیا جاتا - باغی سوار جس سڑک پر گئے تھے اسکے
پیچھے گو دن کا ڈریگون جاتا تو اس سبب سے کہ ہندوستانی سوار بڑے تیز رو تھے
وہ دہلی مین اول داخل ہوتے جمنا کے پل کو غارت کردیتے اگر بالفرض گورون کے سوار اور ان کے

تو بچانے شہر مین داخل ہی ہو جاتے تو شہر کے کوچہ و بازار مین گھر جاتے جہان ایک سرکش مسلح گروہ تلنگون کی رجمنٹون کو اغوا کرتا کہ وہ اپنے بھائی بندون کا جو میرٹھ سے آئے ہین خیر مقدم کرین - مگر اس بات پر بھی خیال کرنا چاہیئے کہ اگر تیسرا رسالہ شہر مین داخل ہو کر جمنا کا پل توڑ ڈالتا تو وہ اپنی پلٹنون کے لیئے بھی راہ بند کرتا جو سارے دن شہر مین داخل ہوتی رہین اگر میرٹھ کی سپاہ جمنا کے کنارہ پر ایک لائق سپہ سالار کے ماتحت پہنچ جاتی تو وہ اپنی ساری سپاہ کو دریا کے پار اتار دیتی اور پل کو غارت کر دیتی کہ دشمن اُن کا تعاقب کر سکین لیکن یہہ نہین ہوتا راہ ہی مین انگلش مین ہندوستانی پیدلون کو گراپ مار کر بھرکس نکال دیتے اور انکو قلعہ کے دروازے دیکھنے بھی نصیب نہ ہوتے قلعہ مین ایک گورہ کا چہرہ دکھائی دیتا تو اس مین سے ایک لشکر بھاگ جاتا - اس بات کا ماننا عقل کے برخلاف نہین ہے کہ اگر میرٹھ کی صبح کو ڈریگون سوار جمنا کے قریب آتے ہوئے معلوم ہوتے تو یہہ یقین کیا جاتا کہ ایک بڑا لشکر گورون کا انکے پیچھے آتا ہے تو وہ بغاوت جو انگریزون کے سکون و سکوت سے ہوئی وہ آنے والے معاوضہ کے خوف سے فرو ہو جاتی اگر ڈریگون اور گھوڑون کا توپخانہ تلنگون سے پہلے جسکی بیشک توقع نہین ہو سکتی تھی دہلی مین گھس جاتا تو بڑی ہل چل مچتی اور ترک سوار اور سرکش آدمی بڑے جوش مین آ کر لڑتے اور بہت سی جانین تلف ہوتین لیکن مصیبت زدگی محدود ہوتی اور شکست تھوڑی دیر کے لیئے ہوتی یہہ امر نوشتہ ہے اگر انتقام لینے والے انگلش مین دہلی کی دیوارون کے اندر داخل ہوتے تو دہلی کی رجمنٹین بغاوت کرتین یا نہ کرتین لیکن ظن غالب یہہ تھا کہ گورون کی فوج کی موجودگی مین خاندان شاہی اپنی بادشاہی کا اشتہار نہ دیتا

—— سورج کے ڈوبنے کے بعد یہہ تحقیق ہوا کہ دہلی ایک انقلاب عظیم کے درد زہ مین مبتلا ہوئی ورنہ صبح سے شام تک اس مین شبہ و تامل ہی رہا - انگریزون کی اس دفعۃً افتادگی نے اسکے دشمنون کی ہمت اور جرأت بڑھائی کہ وہ یہہ سمجھنے لگے کہ ہمارے اقبال کا وقت آیا اور انگریزون کے دوستون کو انکے اقبال سے بھی اور زور آوری پر اعتبار نہین رہا - اگر انگلش سپاہی دہلی مین آ کر شکست پاتے اور ہٹ جاتے تو بہ نسبت اسکے بہتر ہوتا کہ وہ بالکل نہین آتے - ایسے وقت مین تعاقب مین کوشش نہ کرنے نے بڑی قباحت پیدا کی - ایک

چھاونی سے دوسری چھاونی مین یہہ خبر پہنچی کہ باغیون نے میرٹھ مین انگریزون پر فتح پائی اور دہلی مین مغلون کی بادشاہی کا اشتہار دیدیا اول سب سے زیادہ صدمہ فرنگیون پر پہنچا اور ایک مقام سے دوسرے مقام مین یہہ شہرت ہوئی کہ اب انگریز لاچار ہوگئے انکے بچنے کا اب کوئی چارہ نہین ۔

عام بغاوت کی سازش کا پیشتر ہونا

اب ایک بڑا سوال یہہ ہے کہ کل بنگال کی سپاہ مین آپس مین یہہ تمام سازش ہوئی تھی کہ ایک معین تاریخ کو سارے ملک مین وہ بغاوت اختیار کرین ۔ میرٹھ مین یہہ بلوہ قبل از وقت جو ناگہانی ہوا جسنے اس سازش کا بھانڈا پھوڑدیا اور انگلش کو اپنی محافظت پر تیار کرادیا اسی سبب سے سلطنت انگلشیہ تباہ و غارت ہونے سے بچ گئی ۔ کرنیل کا میکل سامتھ کو دلی یقین ہے کہ ان کے تیسرے رسالہ کے سوارون کی بغاوت نے سلطنت انگلشیہ کو تباہ ہونے کی آفت سے بچایا جس کے سبب سے بغاوت کی سازش عامہ کا پردہ فاش ہوگیا ۔ یہہ کرنیل کا کہنا فقط ایک یاوہ گوئی اسلیئے ہے کہ لوگ انکی خطا کو بھی صواب جانین لیکن یہہ ایک اعلے امر شہادت سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسی عام سازش ہوئی تھی ۔ جب سپریم گورنمنٹ نے غدر کے بعد ایک خاص کمشنر مسٹر کریک روفت ولسن کو اس لیئے مقرر کیا کہ وہ بدخواہون کو سزا اور نیک خواہون کو انعام دے تو اس کمشنر نے اپنا پورا یقین سرکاری تحریر مین یہہ ظاہر کیا کہ نہایت احتیاط سے زبانی بیانات کو آپس مین مقابلہ کرنے سے مجھے اس امر واقعی کا یقین ہوا کہ ۳۱ - مئی ۱۸۵۷ء اتوار کا دن تمام بنگال کی سپاہ کے بغاوت کرنے کا مقرر ہوا تھا ۔ ہر رجمنٹ مین تین آدمیون کی کمیٹی اس کام کے فرائض ادا کرنے کے لیئے مقرر ہوئی تھی اگرچہ یہہ تدابیر تمام رجمنٹون کو معلوم نہ تھی مگر آپس مین یہہ عہد و پیمان ہوگیا تھا کہ خاص رجمنٹین جو کام کرینگین وہی اور رجمنٹین کرینگین ۔ ان کمیٹیون مین آپس مین خط و کتابت ہوتی تھی اور آپس مین ملکر یہہ تجویز ہوئی تھی کہ ۳۱ - مئی ۱۸۵۷ء کو ان کمیٹیون کو اطلاع دی جائے کہ وہ تمام یوروپین عہدہ دارون کو مار ڈالین جنمین سے زیادہ تر گرجا مین نماز پڑھتے ہونگے خزانون پر قبضہ کیا جائے جو اس وقت فصل ربیع کی قسطون کے آنے سے بڑے معمور ہونگے جیل خانون سے قیدی چھوڑدیئے جائین جنکی ایک بڑی سپاہ پچیس ہزار سپاہیون کی تیار ہوجائیگی ۔ دہلی کی رجمنٹون اور اسکی آس پاس کی پلٹنون کو ہدایت ہوئی تھی

کہ وہ میگزینون اور قلعون پر قبضہ کرلین بس اس ۳۱-مئی ۱۸۵۷ء کے قتل عام سے جو ایکہی وقت
مین ساتھ ہوتا لفٹنٹ کرنیل سمائتھ نے جو تیسری رجمنٹ بنگال لائٹ کیولری کے کمانیر تھے
بچالیا - سرنگ کھودی گئی تھی اسکے اڑانے کے لیئے باروت ایک خط مین بچھائی گئی تھی - لیکن اسمین
دیاسلائی لگانے کے لیئے تین ہفتہ کا انتظار کیا گیا تھا لیکن ۱۰-مئی ۱۸۵۷ء کی رات کو ایک
چنگاری نے وہ آگ لگادی کہ برٹش گورنمنٹ نے ابتداء فرمانروائی سے کبھی نہین دیکھی تھی - یہہ
مسٹر ولسن صاحب کی رائے مین عام سازش کا ثبوت ہے مگر ایسی سازش کے لئے بہت سے ثبوتون
کی ضرورت ہے جو موجود نہین لیکن اس مین شک نہین کہ اگر کل ملک مین ایک ہی وقت مین سازش
ہوتی تو چند ہی انگریز زندہ باقی رہتے تو برٹش قوم کے لیئے نہایت سخت کام ہوتا کہ وہ اس
ملک کو دوبارہ فتح کرتے یا وہ ایک اپنی مشرقی سلطنت کی منحوس حکایت چھوڑتے خواہ آدمی
یہہ سازش کی ہو یا نہ کی ہو لیکن خدا نے اسکو پورا نہ ہونے دیا اول ہی وہلہ کے چند گھنٹون کے اندر
تاربرقیون نے ملک کے تمام حصون مین اس منحوس خبر کو انگریزون کے کانون تک پہنچادیا
اور اسکی آوازین قلمرو کے تمام طول و عرض مین جہان انگریز تھے پہنچ گئین - جنہون نے
اپنی محافظت کے لیئے بڑی مستحکم سعی کی -

باب پنجم

کلکتہ کے واقعات اور لارڈ کیننگ کی پولیسی

ہم نے جو اوپر چھوٹے چھوٹے جزئیات بالتفصیل لکھے ہین انکی خبرین کلکتہ مین گورنر جنرل
پاس آتی گئین تو وہ ان وحشتون اور دقتون کے دور کرنے مین بڑے استقلال سے مصروف
ہوئے اول جہان مصیبتین پڑ گئی تھین انکے رفع دفع کرنے کا علاج کیا اور ان غیر محفوظ
اضلاع کی محافظت کے لیئے تدبیرین کین جن مین غالباً بغاوت وسرکشی ہونے کا احتمال تھا

گورنر جنرل نے انڈیا بورڈ کے پریسیڈنٹ کو لکھا کہ ملک کے جس حصہ کا مجھے بڑا اندیشہ ہے وہ یہی ہے جو بنگال کے طول مین بارکپور سے آگرہ کے قریب ممالک شمالی و مغربی مین جاتی ہے اس ساڑھے سات سو میل کے طول مین دیناپور کے اندر صرف ایک گورون کی رجمنٹ ہے بنارس مین ایک سکھون کی رجمنٹ ہے کوئی گورہ رجمنٹ نہین - الہ آباد کا حال بھی یہی ہے چند روز سے جو وہان سو گورے ضعیف و فرسودہ بھیجے گئے ہین وہ کسی گنتی مین نہین ان مقامات مین ہر ایک جگہہ ہندوستانی رجمنٹ مشتبہ ہے اگر وہ سن لیگی کہ باغی رجمنٹون کے قبضہ مین دہلی ہے تو اسکو قلعہ یا خزانہ پر قبضہ کرنے کے لیئے بڑی ترغیب ہوگی اسواسطے مین سر تا پا دو امور پر متوجہ ہون اول یہہ کہ دہلی سے باغیون کو نکال باہر کرون دوم جسقدر یوروپین سپاہ جمع ہو سکے اسکو جمع کر کے ملک مین بھیجون لارڈ کیننگ نے دور دراز فاصلہ سے گورون کی سپاہ کے جمع کرنے کے لئے تدبیرین کین انکا بیان اوپر ہو چکا ہے - ان ابتدائی تدابیر کا نتیجہ عنقریب پورے کار نمایان ہونے والا تھا لیکن امن و عافیت کے زمانہ مین جس سپاہ کا بھیجنا جلد معلوم ہوتا ہے وہ ایسے وقت مین کہ ایک گھنٹے کے نفع و نقصان پر حیات و وفات موقوف ہو الانتظار اشد الموت معلوم ہوتا ہے -

عیسائیان کلکتہ کا حال

اس عرصہ مین ہندوستان کا دار السلطنت عظیم بڑی آفت گاہ بن رہا تھا - اس مین عیسائی عورت مرد بچے بہت کثرت سے جمع ہو گئے تھے لیکن یہہ کثرت تعداد نہ قوت نہ جرأت ہمت پیدا کرتی ہے - ان عیسائی باشندون مین کثرت سے ایسے آدمی تھے جو مدت ہا دراز سے امن و عافیت و خیر و سلامت مین رہنے کے عادی تھے - شاید کل دنیا مین کلکتہ کے برابر کوئی دار السلطنت ایسا نہ ہوگا جس مین تقریباً سو سال سے امن امان ہی رہا ہو - اکثر بڑے شہرون مین دنگے فساد ہوتے رہتے ہین اُنسے بھی وہ خالی تھا صرف ایک دفعہ ملاحون اور تاجرون کے درمیان دنگہ فساد دہرم تولہ اور جیت پور کے بازار مین ہوا تھا - عموماً ملک کے کل باشندون کی سرشت مین کم آزاری مسکینی و نامردی ہے آتش مزاج انگریز انکو گالیان دیتے ہین بعض دفعہ مارتے پیٹتے ہین مگر وہ اسکی چپ چاپ برداشت کرتے ہین -

[illegible]

کلکتہ مین زیادہ تر غیر ملازم انگریز رہتے تھے جو تجارت کے معاملات مین بڑے تیز فہم اور ہوشیار بیپاری تھے مگر وہ صرف ان ہی ہندوستانیون کے خصائل سے آگاہ تھے جنسے انکو کام پڑتا تھا باقی ہندوستانیون کی خصلتون کو وہ کم سمجھتے تھے اور وہ ہندوستان کی دقیق پولیسی سے کوئی سروکار نہین رکہتے تھے کلکتے مین مرہٹون کی جو خندق ہے اسنے باہر وہ کمتر قدم رکہتے تھے۔ اگرچہ ریلوے نے اس خانہ نشینی کو کچھہ کم کردیا تھا مگر پھر بھی اُنمین سے بہت سے کلکتہ سے باہر دنیا کو نہین جانتے تھے۔ وہ صرف تجارت سے روپیہ پیدا کرکے اسکے بڑہانے کو جانتے تھے۔ جن انگریزون نے سوا امن و عافیت کے کچھہ اور نہ دیکھا تھا جب ممالک مغربی کے غدر کا حال سنا تو وہ بڑے سراسیمہ ہوئے اور انکو خوف پیدا ہوا کہ یہی آفت بنگال پر آئیگی۔ وہ ہتھیار چلانا جانتے نہین تھے اس سبب سے اور بہی زیادہ گھبرانے تھے وہ ان خیالی خوفون اور دہشتون کے لیئے چاہتے تھے گورنمنٹ انکی محافظت کرے۔ وہ پہلے امن و عافیت اور اپنی سلامتی پر بھروسا کیئے ہوئے ہندوستانیون کو کمال ذلیل و حقیر جانے ہوئے بیٹھے تھے اب اسکے برخلاف ہندوستانیون سے خوف و دہشت انکو مبالغہ کے ساتھہ پیدا ہوئے انکے ڈرپوک پنے کی حکایات بہت سی کہی جاتی ہین کہ وہ دریا مین جہازون مین فورٹ ولیم کی دیوارون کے اندر اپنے اہل و عیال کو لے گئے اور اپنی نامردی کو تاریکیون مین چھپا کر دکھانے لگے یہہ جبن نامردی زیادہ تر یوریشین پرتگیزون یا ادنے درجہ کے یورپین دکانداروں مین تھے انمین سے بعض نے حوالی شہر مین رہنا چھوڑ دیا بعض نے انگلنڈ کی راہ لی۔ بہت نے بندوقین اور تپنچے خریدے۔ جب وہ چلتے تو گلی مین تپنچے رکھہ لیتے اور اپنے بیراؤن کو انکا بھرنا اور چھوڑنا سکھا دیا تھا۔ دریا مین شب خون کے خوف سے جہاز اور کشتیان کنبون سے بھری ہوئی ہوتین ہر جگہہ انکو غیر محفوظ معلوم ہوتی یہ طبع البشری کا مقتضا تھا کہ جب غدر و ہنگامہ اس قسم کا ہو تو لوگ خوف زدہ ہون۔ یہہ حالت ماہ مئی مین رہی جون کے مہینے مین اسکی جون بدلی۔ یہہ تحقیق ہے کہ یہہ خیال سب پر غالب تھا کہ گورنر جنرل نے خوف کی مقدار کا اندازہ ٹھیک نہین کیا وہ ایسے وقت مین

گورنر جنرل ہونے کی قابلیت نہین رکھتا تھا۔
یہ کیا انصاف سے بعید ہے کہ کلکتہ مین جو عیسائیون کو خوف پیدا ہوا تھا وہ بیجا و نامعقول تھا۔ بڑا خوف انکو بارک پور کی ہندوستانی سپاہ کا تھا جو انکے پاس ایک رات کے سفر پر بیٹھی تھی کہ وہ بگڑ کر کلکتہ پر حملہ کرکے قلعہ کو لے لیگی اور سارے عیسائیون کو قتل کرڈالیگی۔ دریا کے کنارہ پر معزول شاہ اودھ اور اس کا وزیر اول اور لڑکے اور ملتزمین کا گروہ سازشون کے کرنے کے لیئے بیٹھا تھا جنکو گورنمنٹ نے اپنی بلندی سے پستی مین گرایا تھا۔ پھر ان خوفون کے علاوہ یہہ اور زیادہ غالب تھا کہ نواح کے باشندے طرح طرح کے اور بازار کے آدمی انگریزون سے سرتابی کرکے جیلخانون سے قیدیون کو چھڑا کے اور ان کے ساتھ ملکر اس بڑی دار التجارت کو لوٹ لینگے۔ یہہ سب باتین ممکن تھین۔ جیسا دہلی اور میرٹھ مین غدر ہوا ایسا ہی کلکتہ مین اس سے بڑھکر ہو۔

لارڈ کیننگ کا اطمینان اور استقلال

جن چیزون کو عیسائی خوف کی عینک لگاکر دیکھ رہے تھے سا ان کے اندھے کو سب طرف ہرا ہی ہرا دکھائی دے رہا تھا لارڈ کیننگ ان چیزون کو بالکل ٹھیک اور درست دیکھ رہے تھے دن پر دن گذرتے تھے لارڈ کیننگ مثل کوہ بنے ہوئے انتظار مین بیٹھے رہتے تھے کہ غدر کی کیا تازی خبر آتی ہے وہ مصیبت زدون کی اعانت کے لیئے اور دشمنون کی پامالی کے لیئے وہ کام کررہے تھے جسکا کرنا طاقت بشری مین ممکن تھا لیکن کلکتہ مین انگریزون کا بڑا گروہ اپنی غلط فہمی سے یہہ سمجھ رہا تھا کہ گورنر جنرل اپنی دار السلطنت کے خوفون سے لرزان نہین ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے خوف کا اندازہ صحیح نہین کیا۔ لیکن لارڈ کیننگ نے جو بشپ ولسن کو خط لکھا ہے اسسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس خوف کو ٹھیک سمجھے ہوئے تھے وہ لکھتے ہین کہ آسمان بہت سیاہ ہو رہا ہے اور اسکے صاف ہونے کے آثار بھی ہنوز ضعیف ہین لیکن اسکے ابتدا ہی سے عقل و ہوش ہمارے ساتھ ہین گورنمنٹ نے جو طریقہ اختیار کیا ہے اسکے ہادی انصاف و اعتدال ہین مین نہین جانتا کہ عاقبت اندیشی اور طاقت سندی کی کوئی تدبیر جسکی انسان پیش بینی کرسکتا ہی فروگذاشت

ہوئی ہو۔ سب سے زیادہ خوفناک مقامات آگرہ۔ لکھنؤ۔ بنارس ہین وہان بڑے بڑے نیرول عالی دماغ روشن ضمیر موجود ہین باقی اور مقامات مین آل کار ہمارے ہاتھون سے زیادہ زبردست ہاتھون مین ہے مجھے پورا بھروسا ہے کہ کامل فتحیابی ہوگی" انکو جہان وہ خود تھے ایسا اندیشہ اور خوف نہ تہا جیسا اور مقامات کا تھا جو بلاؤن مین گھرے ہوئے تھے انکی شرافت ذاتی نے اپنے تئین بھلا دیا تھا اسلیئے وہ انکا خیال بھی کم رکھتے تھے جو انکے گرد تھے جسکے سبب سے خوف زدہ انگلش مین گورنمنٹ سے نفرت کرنے لگے وہ یہہ نہین خیال کرسکتے تھے کہ انگریزی عملداری کلکتہ کی مرہٹہ خندق سے پرے بھی ہے۔

جب مئی کا مہینہ آگے بڑہا اور خوف زیادہ ہوا مگر یہہ خوف گورنر جنرل کو پریسیڈنسی کے لیئے ظاہر نہین معلوم ہوا اس لیئے انہون نے اول دفعہ اس درخواست کو جو والنٹیر ہونے کے لیئے عیسائیون نے پیش کی تو توجہ کی نگاہ سے نہین دیکھی۔ بہت سے برٹش باشندون نے کلکتہ کی حفاظت کے لیئے اپنے تئین والنٹیر سپاہ مین بھرتی ہونے کے لیئے پیش کیا اور انکے ساتھ فرانسیسی اور اہل امریکہ بھی ہمدردی کے سبب شریک تھے انہون نے یہہ چاہا کہ انکو ہتھیار ملین اور سپاہیون کی طرح انکو قواعد سکھائی جائے۔ تو اس درخواست کے جواب مین لارڈ کیننگ نے کہا کہ وہ بطور خاص کونسٹیبلون کے اپنے تئین بھرتی کرالین اس جواب مین درخواست کرنے والے اپنی تحقیر سمجھے۔

لارڈ کیننگ کو یقین تھا کہ ان لوگون کو خوف ناحق ہے انکی درخواست کا نامنظور کرنا حقارت کے سبب سے نہ تھا بلکہ وہ یہہ جانتے تھے کہ کوئی ظاہری علامت خوف زدگی اور بے اعتباری کی نہ پیدا ہو وہ کسی خاص جماعت و گروہ کے حاکم نہ تھے بلکہ وہ حاکم اعلے سب گروہون اور جماعتون کے۔ انہون نے خوب دیکھ لیا کہ شہر مین اور اسکے نواح مین ہر جگہہ طرح طرح کے باشندون کو خوف نے مضطرب و بیقرار کر رکھا ہے مگر وہ یہہ جانتے تھے کہ جو ایک جانب مین راحت و عافیت پیدا کرنے کے لیئے کوشش کی جائیگی وہ دوسری جانب مین خوف و دہشت و قباحت پیدا کریگی۔ انگریزی تاریخ مین

درخواست انگریزون کا والنٹیر ہونا

ہندوستان کے باشندون کو کبھی ایسا خوف کا بحران نہین ہوا کہ ایک طرف تو وہ اپنی جات
کے جانے کے خوف سے لرزان ہون اور دوسری طرف جان جانے کی دہشت
لرزہ چڑہتا ہو۔ عجیب عجیب طرح کی افواہین اڑتی تھین کہ انگلش مین یہہ چاہتے تھے کہ
لارڈ کیننگ ان افواہون کی تکذیب عام اشتہارون سے کرین۔ لارڈ کیننگ نے لکھا ہے
کہ سب سے آخر افواہ بازار مین یہہ اڑی کہ مین نے حکم دیا ہے کہ تالابون مین گائی کا گوشت
ڈالا جائے کہ ان مین نہانے سے تمام ہندوؤن کی جات بگڑ جائے اور ملکہ معظمہ کی سالگرہ
کے دن تمام اناج کی دکانین بند کی جائین تاکہ لوگ ناپاک غذا کو خرید کر کے کھائین تمام
آدمی جو اپنے کندھون پر سرون کو رکھنا چاہتے ہین وہ بڑی تمنا سے یہہ درخواست کرتے ہین
کہ ایسی ہر ایک کہانی کی تکذیب عام اشتہارون سے کی جائے اور جب یہہ نہین کیا جاتا
تو وہ اپنے تئین تپنچون سے مسلح کرتے ہین مین نے بالفعل یہہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ ان
افواہون کے رد کرنے مین صبر و استقلال و تحمل کو مصلحت جانون اور مجھے امید ہے کہ
لوگون کے عقل و ہوش جو دہوکہ مین پڑ گئے ہین وہ پھر جلدی سے بحال ہو جائین گے
باقی سب کام اپنے کرین گے"۔ وہ نہایت صاف صاف ان متضاد خوفون اور شبہون کو سمجھتے
تھے وہ انکے درمیان استقلال سے مگر نہایت خبرداری و ہوشیاری چلتے تھے۔ خاص
امداد کے لیئے انپر چارون طرف سے حملے ہو رہے تھے مگر وہ خوب جانتے تھے کہ ان
سب کے مقابلہ مین میری قوت و ثابت قدمی و استقلال پر سب کی سلامتی موقوف ہے
حسب دستور ملکہ معظمہ کی سالگرہ کی رسم ادا ہوئی گورنمنٹ ہوس مین ایک بڑا بال دیا
گیا۔ ۲۴ کو اتوار تھا اسلیئے ۲۵ کو یہہ جشن سالگرہ ہوا۔ لارڈ کیننگ کی یہہ خواہش تھی
کہ کوئی بات ایسی نہ ظاہر کی جائے کہ جس سے رعایا کی خیر خواہی کے اعتبار مین کچھ شبہہ
پیدا ہو۔ انکو ترغیب دی گئی کہ وہ اپنے ہندوستانی باڈی گارڈ کو بدلکر یورپین گارڈ
مقرر کرین مگر انہون نے اس سے انکار کر دیا لوگون نے عرض کی کہ سالگرہ کی خوشی مین توپ
اور بندوقون کی سلامی ضرور موقوف رکھنی چاہیئے مگر گورنر جنرل نے اسے منظور نہین کیا نہ
گارد سپاہیون کا تبدیل کیا اور وہ اپنے کارتوس لائے جس سے سپاہیون کو انکے باب مین غلط فہمی ہو گئی

۲۵ - مئی کو ملکہ معظمہ کی سالگرہ

بال میں بعض انگریز اس خوف سے نہیں آئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس مجمع میں بڑے بڑے انگریزوں کو یکجا جمع دیکھ کر ہندوستانی اپنے حملے کرنے کے لیئے سمجھیں کہ اچھا موقع ہاتھ لگا ہے۔ عید کے دن جو مسلمانوں نے رات کو آتش بازی چھوڑی تو اس سبب سے انگریزوں کے گھر چونک پڑے اور سمجھے کہ غل اپر کا جیلخانہ ٹوٹ گیا بہت سے جنٹلمینوں نے اپنی بگیاں تیار کرا کے قلعہ میں اپنی بیویوں کے لیجانے کا قصد کیا۔

ارادۂ سرکار انگریزی

— ابتدا ہی سے لارڈ کیننگ کا مقصد اعظم یہہ تھا کہ دہلی پر دوبارہ قبضہ کیجیے اور اضلاع گنگ کو محفوظ بنا ئیے۔ ان ہی دو باتوں کی تدابیر میں وہ اپنے مشیروں سے صلاح و مشورہ کرتے تھے لیکن ان دونو کاموں کے واسطے سپاہ کی ضرورت تھی وہ کافی نہ تھی۔ اس کمی سپاہ کے سبب سے سپریم کونسل کے سول ممبرون میں اختلاف آرا تھا ایک طرف یہہ راے تھی کہ جو سپاہ بالفعل موجود ہے اسکے بڑے حصہ کو دہلی کی دیوارون کے گرد جمع کرنے سے ملک کے شمال و جنوب میں دشمنوں کی لوٹ مار پھیل جائیگی اس لیئے بہتر ہے کہ مغلوں کی دارالسلطنت کی تسخیر میں تاخیر کی جائے اور ولایت سے ہندکی یورپین سپاہ سے ملک کی عام محافظت کی جائے۔ سرجان کی راے اسکے خلاف تھی وہ بدلائل یہہ کہتے تھے کہ فوراً دہلی پر جو ہمارے ہاتھ سے نکل گئی ہے قبضہ کرنا چاہیئے۔ گورنر جنرل نے یہہ کہا کہ مجھے ایک دن کو بھی اس میں شبہ نہیں ہوا کہ خواہ اور مقامات میں کچھ واقعات پیش آئیں اول میرا فرض یہہ ہے کہ میں دہلی کو باغیوں کے ہاتھ تلے سے نکالوں۔ گورنر جنرل نے خوب دیکھ لیا کہ دہلی پر حملہ کرنا سارے خوف کے دل پر حملہ کرنا ہے۔ اس کے فتح کرنے کے بعد سارے ملک سے سرکشی کا دور کرنا کچھ مشکل بات نہیں رہیگی۔ دہلی کے اندر سپاہ ہی کی سرکشی نہیں تھی بلکہ وہ پولیٹیکل اور نیشنل سرکشی بھی تھی۔ پس اسلیئے انہوں نے دہلی پر حملہ کرنے کے لیئے احکام بھیجنے شروع کیئے اور تار برقی پر کمانڈر انچیف پر زور سے تقاضا کیا کہ وہ دہلی کے کام کو جلد ختم کریں۔ اگرچہ اضلاع زیرین میں یورپین سپاہ کا کال ہے مگر شمالی کوہستان میں تین پلٹنیں ہیں وہ جانتے تھے کہ یہہ تینوں پلٹنیں آسانی دہلی کے گرد جمع ہو جائینگی۔ سول کے حاکم ملیٹری دشواریوں کو کم سمجھتے ہیں۔ گورنر جنرل

حملہ کرنیکی جگہہ سے ایک ہزار میل کے فاصلہ پر بیٹھے تھے اسلیئے وہ جانتے تھے کہ کچھہ تھوڑا ہی سا کام وہ خود کرسکتے ہین مگر انکو کمانڈر انچیف اور ممالک مغربی کے لفٹنٹ گورنر اور پنجاب کے چیف کمشنر پر بڑا بھروسا تھا۔ جب میرٹھہ مین غدر ہوا ہے تو انہون نے انگلنڈ کو لکھا تھا کہ باغیون اور سرکشون کی سرکوبی کے لیئے ہیراودھلی سے نوسو میل پر دور ہونا مجھے وقت مین ڈالتا ہے۔ لیکن بہت جلد جسقدر موسم کا مقتضا ہوگا سپاہی دہلی پر جمع ہوجائینگے مجھے پورا اعتماد ہے کہ گولون صاحب کی امداد اور مثال ہر ایک آدمی پر اثر کریگی مین نے کمانڈر انچیف کو آگاہ کردیا ہے کہ اضلاع زیرین کے لیئے نہایت اہم ہے کہ یہہ کام بہت جلد ختم کیا جائے وقت ہمہ چیز است دہلی کو فوراً پائمال کرنے کے اور اسکو ایک خوفناک مثال بنانے کے بعد پھر کچھہ زیادہ دشواری نہین رہیگی"۔

اضلاع زیرین سے سپاہ [illegible]

اضلاع زیرین مین کلکتہ کے قریب دو یوروپین رجمنٹین ۵۳ وین اور ۸۴ وین تھین جو بنگال کی حفاظت کررہی تھین انہین سے سپاہ کا مقامات ان اضلاع کی حفاظت کو ضعیف کرنا تھا ایک رجمنٹ کلکتہ سے چار سو میل کے فاصلہ پر دینا پور مین تھی یہان ان مقامات کی محافظت کرنی ضروری تھی۔ فورٹ ولیم کی جسمین بڑا میگزین تھا کاشی پور کی جسمین توپون کے بنانے کا بڑا کارخانہ تھا۔ ایشاپور کی جسمین باروت بنانے کا کارخانہ تھا۔ دمدمہ کی جسمین ارٹلری اسکول تھا۔ علی پور کے جیل خانہ کی جو ہر قسم کے بڑے بڑے مجرمون سے بھرا ہوا تھا۔ سپاہیون کی وردی وغیرہ بنانے کے گودام ٹکسال۔ خزانہ۔ بنکون کی جنمین سکّون کے ڈھیر لگے ہوئے ہین اگر یہہ سب چیزین باغیون کے ہاتھہ لگ جائین تو پھر انکو جنگ کا ایسا پورا سامان مل جاتا کہ مدتون تک وہ باقاعدہ تقسیم تنخواہ کرکے انگریزون سے لڑتے اور ان پاس گولی باروت کی بہی کمی نہ ہوتی بس کلکتہ سے یوروپین سپاہ کے بھیجنے مین یہہ قباحت تھی کہ ان اوپر کی چیزون کی محافظت مین کمی ہوجاتی۔

— پبلک رائٹرون نے کہا کہ اگر لارڈ کیننگ ماہ مئی کے تیسرے ہفتے مین یوروپین باشندون کی وولنٹیر ہونے کی درخواست کو منظور کر لیتے اور بارک پور کی ہندوستانی سپاہ سے ہتھیار لے لینے اور دینا پور مین سپاہ سے ہتھیار لے لینے کا حکم بھیجدیتے (ان کامون کے کرنے کی ضرورت پیچھے ہوئی) تو بنگال مین یوروپین سپاہ کے ایک بڑے حصہ کو ایسی فراغت مل جاتی کہ وہ ریلون اور سڑکون پران مقامات مین بھیجا جاسکتا جو خوفون سے بہت ہی گھرے ہوئے تھے اسطرح سے وہ سخت مصیبتین اور آفتین جو انگریزون پر پڑین نہ پڑتین۔ یہہ بھی ایک فرضی صورت فرضی نتیجہ ہے۔ بیشک اگر وہ لوگ جو اسوقت کام کر رہے تھے آیندہ کا حال جانتے کہ کیا ہونے والا ہے تو بیشک وہ ماہ مئی مین بہت سے کام جسطرح سے انہون نے کیئے اسسے مختلف طرح سے کرتے اور وہ بہت بہتر ہوتے مگر انسان عالم الغیب نہین اسلیئے اسکے کامون کا انصاف حالت امروزہ مین کرنا چاہیئے نہ حالت فردا کے مطابق مثلاً بارک پور اور دینا پور کے سپاہیون سے ہتھیار لے لینا بہتر جب معلوم ہوا کہ اُنہون نے آیندہ بغاوت کی ورنہ بالفعل وہ سب طرح سے اپنی خیرخواہی کا اظہار کرتے تھے اور درخواست کرتے تھے کہ ہم باغیون سے لڑنے کو تیار ہین اور انکی اس بات کو ڈویژن کا جنرل پورا یقین کرتا تھا اسوقت ملک مین تمام سپاہ کی طبیعت دہلی کی قسمت پر منحصر تھی اور بڑے بڑے تجربہ کار مدبران ملکی اور لارڈ کیننگ یہہ یقین کرتے تھے کہ دہلی کی سرکوبی جلد ہوجائیگی۔ بس جب تک یہہ امید زندہ تھی تو بنگال کی سپاہ کا بحال رکھنا ضرور تھا اسوقت ناممکن تھا کہ بنگال مین جو رجمنٹین تھین ان سے ہتھیار لیئے جاتے لارڈ کیننگ نے فرمایا کہ سپاہ سے ہتھیار لے لین۔ جہان وہ عمل مین آسکین نہایت موثر تدبیر ہے مگر بنگال مین جہان بارک پور سے کانپور تک پندرہ ہندوستانی رجمنٹون کے پیچھے ایک یوروپین رجمنٹ ہے وہان ہتھیار لینے ناممکن ہین یہان مختلف طرح سے شکار کھیلنا چاہیئے" سپاہیون کی رجمنٹون کی بغاوت کے خوف کے سوا کلکتہ اور دینا پور کے قریب اور خوف بھی موجود تھے۔ پٹنے کے وہابیون کا اندیشہ تھا۔ لارڈ کیننگ کی وولنٹیریون کے سپاہ کی نسبت بڑی صحیح رائے تھی وہ کلکتہ کے یوروپین

باشندونکی طبیعت و عادت سے خوب واقف تھے کہ ملاحون اور سولین کا گروہ غیر قواعددان چند قومی افسرون کی ماتحت ایک یوروپین رجمنٹ کا کام نہین دے سکتا جہان آدمی کی دولت ہوتی ہے وہین اس کا دل ہوتا ہے اور اکثر وہین ہاتھ ہوتا ہے - جسوقت کوئی کڑا وقت آنکر پڑیگا توان وولنٹیرون کا دل اپنے بیوی بچون اور مال دولت کی طرف زیادہ بہ نسبت سرکاری خدمت کے ہوگا - اگرچہ بعض ان مین سے بہادر اور الوالعزم تھے اور سرکاری خدمت کے لیے جان دینے کو تیار تھے مگر زیادہ تر آدمی ان مین سے تھے کہ غالباً وہ قواعددان سپاہ کے قائم مقام نہین بن سکتے مگر ہان ایک خدمت گذار ضمیمہ سپاہ بن سکتے تھے اسوقت لارڈ کیننگ کو یہہ خیال نہین تھا کہ اضلاع گنگ مین ایسا بڑا خوف وخطر ہے کہ بنگال چند ہفتے کے لیئے بھی اپنی معتمد محافظون سے محروم کیا جاسکے - بالائے ہند سے اسوقت خبرین آرہی تھین کہ زیادہ خوف و اندیشہ کی بات نہین ہے ظاہر یہہ معلوم ہوتا تھا کہ بغاوت کا زور کم ہوگیا ہے - تارون پر بنارس سے ۱۹ و ۲۰ - کو یہہ خبر آئی کہ بالکل خیروعافیت ہے سپاہین سبدہی ہین ۱۹ - مئی کو لکھنؤ سے ہنری لارنس نے تار بھیجا کہ شہر مین اور چھاونیون مین اور ملک کی بہت اچھی حالتین ہین - اسی تاریخ کانپور سے ویلر صاحب نے اسی قسم کا تار بھیجا کہ سب طرح خیروعافیت ہے پراگندگی کچھ کم ہوئی الہ آباد سے خبر آئی کہ سپاہین خاموش و نیک چلن ہین ممالک مغربی کے لفٹنٹ گورنر نے آگرہ سے گورنر جنرل کی دلجمعی کی کہ سب چیزین خوش معلوم دیتی ہین بہت تھوڑا انوقف دہلی مین سپاہ کے بھیجنے مین ہے بظاہر یہہ معلوم ہوتا ہے کہ شعلہ بغاوت بھڑکنے کا نہین وہ بجھ جائیگا - آیندہ دونون مین اچھی خبرین آتی رہین صرف یہہ ایک خبر تہی کہ علی گڈہ مین بغاوت ہوئی اسکے ساتھ آگرہ سے یہ خبر آئی کہ علی گڈہ پر دوبارہ قبضہ کرنے کے لیئے بڑی مستحکم چڑھائی کی گئی ہے اسواسطے لارڈ کیننگ مئی کے اول ہفتون مین ممالک مغربی کے لیئے ایسی اشد ضرورت نہ جانی کہ وہ بنگال سے سپاہ بھیجکر اسکو معرض خطر مین لاتے انہون نے ۸۴ وین رجمنٹ شاہی مین سے کچھہ گورون کو روانہ کیا اور دیناپور مین جنرل لوئڈ کو لکھا کہ وہ گورون کی دسوین رجمنٹ مین ایک دو کمپنی بنارس روانہ کردے -

سمندر پار سے جو یورپین سپاہ کے لیئے جو تدابیر انہون نے کین وہ انکی اس تحریر سے معلوم ہوتی ہین جو انہون نے منسٹر کو انگلنڈ مین ۱۹ مئی کو لکھی "اس مطلب کے لیئے کہ یورپین سپاہ ہندوستان مین جمع ہو مین نے یہہ تدبیرین کین ہین کہ مدراس فیوزیلیر رجمنٹ کو بلایا ہے جو ۲۱ و ۲۲ مئی کو یہان آجائیگی۔ رنگون سے ایک رجمنٹ بلائی ہے جو دوسرے ہفتے مین آجائیگی۔ اور دو رجمنٹین اور ایک توپخانہ (شاید تین رجمنٹین) بمبئی سے آئینگین جب وہ بمبئی مین آجائینگین۔ وہ سمندر مین ایران سے چلی آرہی ہین ایک رجمنٹ کو کراچی مین حکم دیا ہے کہ وہ سندھ سے فیروزپور مین جائے اگر جان لارنس اسکی امداد چاہین۔ آج ایک افسر سیلون کو جاتا ہے کہ وہ سر ہنری وارڈ سے کہے کہ آپ کل سپاہیون کو جو بھیج سکتے ہین بھیجدین۔ مین نے اس سے پانچ سو یورپین سپاہیون کی درخواست کی ہے لیکن وہ انکی جگہہ ملایا کو یا علاوہ انکے وہ منظور کر سکتا ہے اور ایلجن اور ایش برنہم کے پاس بھی اف خطوط لیکر گئے ہین جنہین انسے یہہ التماس کیا گیا ہے کہ جو سپاہین چین سے انگلنڈ کو جارہی ہین وہ اول ہندوستان مین آئین بس مین بالفعل اسی قدر یورپین سپاہ کو جمع کر سکتا ہون۔ اگر کوئی دخانی جہاز مل گیا تو پیگو سے بھی ایک رجمنٹ بلائی جائیگی"۔

مدراس فیوزیلیر جسکے سپہ سالار جنرل نیل تھے کلکتہ مین آگئی - یہہ سپہ سالار بڑا آزمودہ کار بہادر جوانمرد خدا پرست تھا اور اسکی پلٹن بھی بڑی نامور جنگ آزما تھی - ۲۳ مئی کو وہ اپنی سپاہ کے دو ونگ کو لیکر روانہ ہوا - بحری سفر تو آسان تھا مگر خشکی کا سفر بڑا مشکل تھا دریا اور سڑکون پر جو اسباب سفر مہیا کرنا ممکن تھا وہ مہیا کیا گیا کوئی گاڑی چھکڑا جو گورنمنٹ لے سکتی تھی اس سپاہ کے لیئے چھوڑا نہین گیا - دریا مین سارا اسباب دخانی جہاز لے جاتے تھے لیکن وہ ضرورت کے موافق چل نہین سکتے تھے غرض تو سپاہی بڑے جوانمرد بنارس روانہ ہو گئے -

جب مئی کا مہینہ اپنی کرنیں چمکا چکا تو اسکے بعد بڑی منحوس خبرین آنے لگین ممالک مغربی شمالی مین ایک سرے سے دوسرے سرے تک بغاوت کی آگ مشتعل ہو گئی

لارڈ کیننگ اور انکے مشیرون کو اپنی امیدون مین بڑی مایوسی ہوئی اب انہون نے دیکھا کہ
ہندوستان مین انگلش حکومت کے لیئے ضرور ہے کہ ہر جگہہ ہمارے آدمی دشمنون سے
لڑنے کے لیئے پلین بلکہ اس نازک وقت کا مقتضا یہہ ہے کہ وہ اختیارات کے ہتھیارون سے
مسلح کیئے جائین جنکو وہ استعمال کرین۔ اب غیر قانونی حکومت کا آغاز ہوا لیکن کچھ مدت تک تحریری
قوانین نے گورنمنٹ کے دست انتقام کو کوتاہ رکھا۔ بہت سے وحشی انگریزون کے دشمن جان
ہو گئے تھے اسلیئے اب انگریزون کے لیئے تاگزیر تھا کہ ان وحشیون کے ہتھیارون سے ان سے
لڑین۔ ۳۰ مئی کو لیجس لیٹو کونسل نے یہہ ایکٹ پیش کیا جس سے وہ عدالت کا قدیمی قانون عمل کا
اٹھ گیا جو مدت سے عزیز ہو رہا تھا۔ ایکٹ کا مطلب یہ تھا کہ تمام آدمیون پر برٹش گورنمنٹ کے ساتھ
نیک خواہ ہونا واجب ہے پس جو شخص ملکہ معظمہ کے یا ایسٹ انڈیا کی گورنمنٹ کے برخلاف
سرکشی کریگا یا اس سے لڑیگا یا اس لڑائی مین کوشش کریگا یا لوگون کو اس بغاوت کے لیئے ابھاری
واکسائیگا یا معین ہوگا تو اسکو پھانسی و جلاوطنی کی یا قید کی سزا دی جائیگی ہر اگزیکیوٹو گورنمنٹ کو
اختیار ہے جو ضلع سرکش ہو اسکا اشتہار دے اور ایک کمیشن مقرر کرے کہ جو گورنمنٹ کے
برخلاف جرائم کرین یا قتل کرین یا آتش زنی کرین یا کسی پر دست درازی کرین تو ایک کمشنر
یا کئی کمشنر جو اس کام پر مقرر ہون انکو اختیار ہے کہ وہ ضلع کے کسی حصہ مین کورٹ
کرکے بغیر قانونی فتوے کے افسر کی اجازت لینے کے جس شخص پر کورٹ مین جرائم
مذکورہ بالا مین سے کوئی جرم ثابت ہو اسکو موت کی جلاوطنی کی یا قید کی سزا دین۔
اس کورٹ کا فیصلہ ناطق ہوگا اور یہہ کورٹ صدر کورٹ کا ماتحت نہین ہوگا۔ ۸ جون کو
یہہ ایکٹ پاس ہوگیا جس سے خاص سول افسرون کے بڑے وسیع اختیارات ہو گئے مگر اسکے
ساتھہ ہی گورنر جنرل کونسل کا اوڈر پاس ہوا کہ ملیٹری افسرون کو خواہ وہ کسی درجے کے کسی
مقام مین بنگال پریسیڈنسی مین ہون وہ ایک عام جنرل کورٹ مارشل جو یورپین کا یا
ہندوستانیون کا یا ملا ہوا دونو کا ہو جسکے ممبر پانچ سے کم نہ ہون مقرر کرین اور اس
کورٹ کے احکام کی تعمیل کی جائے۔
جب نیا مہینہ جون کا شروع ہوا تو کلکتہ کے سمندر پار سے سپاہین آنی شروع ہوئین تو

جون کے مہینہ مین سپاہیان بنارس و الہ آباد

عیسائیون کے ہوش حواس درست ہوئے - اگرچہ بالاے ہند مین سرکشی پھیل رہی تھی مگر دارالسلطنت مین یورپین سپاہیون کے متواتر آنے سے کلکتہ کے عیسائیون کے لیے عافیت وسلامتی تھی - ایران سے جو ہندوستان مین سپاہ واپس آئی اس مین سے ۶۴ وین رجمنٹ ۳ - جون کو آئی اور اسکے بعد بہت جلد ۳۵ وین رجمنٹ مول مین سے آئی - ۷۸ وین ہائی لینڈرس کی رجمنٹ آئی جنکی ڈاڑھیان سرخ اور گھٹنے ننگے تھے جو بنگالیون کی نگاہ مین وہ آدھے عورت اور آدھے حیوان دکھائی دیتے تھے انکے بھیجنے کے لیے گھوڑ اگاڑیون اور بلک ٹرین (بیلون کی گراڑی) کا انتظام کیا گیا انکے اندر خشکی مین بے سامانی کے ساتھ سفر کرنا گورون کا سخت جفاکشی کا کام تھا - گھوڑا گاڑی کو بنارس تک پانچ دن کا سفر تھا - لارڈ کیننگ کو سرکاری طور پر معلوم ہوا کہ گھوڑ اگاڑی مین چوبیس سپاہی اور بلک ٹرین مین سو سپاہی ہر روز روانہ ہو سکتے ہین - ۱۰ - جون کو لارڈ کیننگ نے کالون صاحب کو لکھا کہ ایک سو بیس سپاہی ہر روز بلاناغہ روانہ ہونگے وہ نہ بنارس مین نہ الہ آباد مین ٹھیرینگے بلکہ کانپور جائینگے جس سے غرض یہ ہے کہ سر ہیو ویلر پاس ایسی سپاہ کی جمعیت ہو جائے کہ وہ کانپور کے مورچون کو چھوڑ کر لکھنؤ یا کہین اور جاکر موجود ہون آپ خود جانتے ہین کہ اس کام کا وقت کب آئے گا -

باب ششم

اونرابل جنرل اینسن کمانڈر انچیف کے آخر ایام

جب یہ حادثات واقع ہو رہے تھے تو کمانڈر انچیف اور ان کا ہیڈ کوارٹرس سٹاف شملہ پر تھا اسوقت ہندوستان مین کمانڈر انچیف اونرابل جنرل اینسن تھے ان کی مدت ملازمت پر ۴۳ سال گذر چکے تھے لیکن ان کو ہندوستان کی ملازمت مین چار سال ہی

تجربہ ہوا تھا وہ لائق فائق دانشمند ہوشیار تھے سپاہیون کی خصلت و مزاج کو خوب پرکھ
لیتے تھے وہ گنجفہ بازی اور شہسواری مین بڑے مستند سمجھے جاتے تھے اور لندن
کی سوسایٹی مین بڑے نامور تھے۔ جب انہون نے ہندوستان مین میرٹھ ڈویژن
کی سپہ سالاری کا عہدہ قبول کرلیا تو وہان لوگون کو تعجب تھا مگر وہ اس عہدہ پر
زیادہ دنون نہین رہے کہ مدراس کے کمانڈرانچیف مقرر ہوگئے اور ڈیڑھ سال کے
بعد ہندوستان کے کمانڈرانچیف۔ جنرل این سن واٹرلو کی لڑائی مین ان سا این
تھے مگر انکو میدان جنگ مین جانے کا اتفاق نہین ہوا۔ کامنس ہوس مین بہت سے
ملیٹری عہدون کے مختلف کام کرتے رہے۔ جبتک وہ ہندوستان مین نہین آئے
انکو کوئی اعلے عہدہ نہین ملا تھا۔

۱۸۵۷ء کو کمانڈرانچیف کو شملہ پر آئے ہوئے ایک مہینہ گذرا تھا کہ منگل کے دن ۱۲ مئی
سر ہند کے ہیڈکوارٹرس انبالہ کی چھاونی کا ایڈوی کیمپ کپتان برنارڈ انسی ہیل کے
فاصلہ پر شملہ مین گھوڑون پر دوڑا دوڑ کرکے پہنچا اور کمانڈرانچیف کو دہلی کے دو تار
دیئے جنکا مطلب نیچے لکھا ہے اور وہ دہلی سے ایک دن پہلے انبالہ مین آئے تھے۔
"ہم افس کو چھوڑتے ہین تمام بنگلون مین آگ لگ رہی ہے میرٹھ کے سپاہیون نے
یہہ آگ لگائی ہے وہ صبح کو آئے ہین ہم دور ہین مین خیال کرتا ہون کہ مسٹر ٹوڈ
زندہ نہین ہین وہ صبح کو گئے تھے ابتک پھر کر نہین آئے۔ ہم کو معلوم ہوا ہے کہ یورپین
افسر مارے گئے ہین یہہ تار تین بجے کا تھا۔ دوسرا تار چار بجے یہہ آیا تھا کہ چھاونی
میرٹھ سے تیسرا رسالہ سوارون کا باغی ہوکر آیا ہے جنکی تعداد نہین معلوم کہتے ہین کہ
ڈیڑھ سو سوار ہین۔ میرٹھ اور دہلی کے درمیان تار کٹ گیا کشتیون کے پل پر
باغیون کا قبضہ ہوگیا ۵۴ وین رجمنٹ انکے مقابلہ کے لیے بھیجی گئی مگر اسنے کچھ کام نہین
کیا چند افسر مقتول اور مجروح ہوئے ہین شہر مین بڑا ہلڑ مچ رہا ہے سپاہین بھیجی گئی
ہین مگر انکا حال معلوم نہین اطلاع آیندہ دی جائیگی۔"

جب یہہ خبر کمانڈرانچیف کو پہنچی تو نہ انہون نے اور نہ انکے دیرینہ تجربہ کار ہیڈکوارٹرس سٹاف نے

۱۲ مئی کو ہیڈکوارٹرس مین

اس نہایت خوفناک خبر کے پورے معانی جاننے مگر انہون نے یہہ سوچا کہ کچھ کرنا چاہئے
انہون نے دیکھا کہ شہر دہلی اور وہان کے یورپین افسر باغیون کے پنجے مین پھنس گئے
ہین یہہ مجھپر فرض ہے کہ اگر آتش بغاوت زیادہ بھڑکے تو مصیبت زدون کی امداد
کے لیئے تمام گورون کی پلٹنون کو جو پہاڑ پر ہین روانہ کرون اور اپنے ایک ایڈیکیمپ
کو کسولی بھیجا کہ وہ ۷۵ وین فٹ پلٹن کو انبالہ سفر کرنے کے احکام سنادے۔ کپتان
برناڈ جب شملہ کو جاتے تھے تو انہون نے اس رجمنٹ کو کہدیا تھا کہ وہ سفر کے لیئے
تیار رہے کہ ہیڈ کوارٹرس سے حکم آتے ہی روانہ ہوجائے اور اسی وقت ڈوگ شاہی
اور سباٹو مین جو یورپین رجمنٹون کی کمپنیان تھیں انکو حکم بھیجا کہ وہ سفر کے لیئے تیار
ہون حکم آتے ہی فوراً روانہ ہون۔ مگر انہون نے خود اپنے تئین کوئی حرکت نہیں دی
لارڈ کیننگ کو لکھا کہ مین متردوانہ اور خبرون کا منتظر بیٹھا ہون اگر اچھی خبرین نہ آئین تو
انبالہ کو خود روانہ ہونگا۔ ابھی یہہ چٹھی روانہ ہونے نہ پائی تھی کہ ایک تیسرا ٹیلیگرام آیا
جسسے انکو بالتفصیل حال معلوم ہوا کہ میرٹھ مین اتوار کے دن کیا واقعات پیش آئے۔
— لارڈ کیننگ کو دوسرے دن صبح کو بھی انہون نے یہی لکھا کہ میرا سفر کرنا ان خبرون پر
موقوف ہے جو میرے پاس آئینگین لیکن اب انکو خوف زیادہ معلوم ہونے لگا کہ انہون نے
دو نیٹو زیلیر رجمنٹون کو حکم دیا کہ وہ انبالہ کو جائین اور سمرسور پلٹن کو حکم دیا کہ وہ دہرہ سے
میرٹھ جائے پہلے یورپین گورہ رجمنٹ کے میجر جیکب کو جو شملہ پر تھے انکو رات کو ڈوگ شاہی
بھیجا کہ وہ رجمنٹ کو صبح سے پہلے اطلاع دے کہ وہ روانہ ہوجائے۔ جنرل اینسن
کو میگزینون کی طرف سے بڑا فکر و تردد دامنگیر تھا اسلیئے انہون نے بغیر کسی توقف
کے میگزینون پر یورپین سپاہ کو قبضہ کرلینے کا حکم دیا انہون نے ۱۳ مئی کو لارڈ کیننگ
کو لکھا کہ مین نے خاص آدمی ڈاک مین بھیجا ہے کہ وہ ۶۱ وین فٹ رجمنٹ قلعہ فیروزپور پر
اور ۸۱ وین رجمنٹ قلعہ گوبند گڈھ پر قبضہ کرلے اور جالندہر سے دو کمپنیان پھلور مین جائین
پھلور کے میگزین پر قبضہ ہونا نہایت اہم تھا۔ میجر برون کہتے ہین "کہ پنجاب مین یہ افواہ اڑی
جسکے سچے ہونے سے انکار کرنے کی خبر کبھی ہم نے نہین سنی کہ ایک ممبر سٹاف نے یہہ

۱۳ مئی ۱۸۵۷ء

بیان کیا کہ تمام یورپین سپاہ پہلور میں یکجا جمع ہو کر اور ستلج میں کشتیان بہم پہنچا کر جسقدر جلد ممکن ہو انگلنڈ کی راہ لین - پہلور اور گوبند گڈھ کی محافظت جسطرح کہ پنجاب کے حاکمون نے کی اسکا بیان آیندہ کیا جائیگا - کپتان ورنگٹن جو شملہ پر بیماری کی رخصت پر آئے ہوئے تھے وہ پھلور بھیجے گئے کہ وہان محاصرہ کے توپخانہ کی روانگی کا انتظام کرین جسکے ذریعہ سے دلی مین دوبارہ داخلہ ہو اور گورکھی کے نصیری پلٹن کو جو جتوگہ مین شملہ کے قریب تھی اسکو حکم ہوا کہ وہ نوین غیر آئینی سوارون کے ساتھ پھلور سے انبالہ کو محاصرہ کا توپخانہ لانے مین ساتھ ہو لے - جنرل این سن نے اسقدر کام کیا جو چند سالون کا تجربہ کار افسر کر سکتا تھا مگر لوگ اعتراض کرتے ہین کہ انہون نے کام کم کیا -

— جب ایک دن گذر گیا تو کمانڈر انچیف نے ارادہ کیا کہ شملہ سے روانہ ہون انہون نے لارڈ کیننگ کو ۱۴ - مئی کو آٹھ بجے صبح کو لکھا کہ مین ٹھیک ابھی انبالہ جانے والا ہون بڑا مصیبت ناک کام پیش آیا ہے اور یہ ممکن نہین کہ معلوم ہو سکے اسکا مآل و نتیجہ کیا ہوگا لوگ کہتے ہین کہ اس کی تہ مین دلی کا بادشاہ ہے مگر مجھے اس مین شبہ ہے لیکن اس مین شک نہین کہ بادشاہ کو یہہ موقع اپنے نفع پہنچانے کا خوب ہاتھ لگ گیا ہے اور وہ باغیون کا معین و مددگار ہے - اگر باغی شہر پر قبضہ کر کے اسکی دیوارون کے پیچھے مقابلہ کے لیئے کھڑے ہوئے تو ہمارے پاس اچھی سپاہ اور اچھا توپخانہ ہونا چاہیئے - یہہ سب سامان کرنال مین جمع ہونا چاہیئے میرے نزدیک یہ دانائی سے بعید ہے کہ سپاہ کو متفرق تقسیم کرین اور اسکے ایک حصہ کو دریا کی مقابل سمت مین میرٹھ سے روانہ کرین - مجھے امید ہے کہ آیندہ مجھے ایسا علم حاصل ہو جائیگا (انبالہ پہنچکر یہہ فیصلہ کرونگا) کہ مجھے کیا کرنا بہتر ہوگا -

— ۱۵ - مئی کی صبح کو کمانڈر انچیف انبالہ پہنچے یہان بڑی بڑی خبرین انہون نے سنین - یہہ ظاہر تھا کہ پنجاب مین ہندوستانی رجمنٹین کھلی یا مخفی باغی تھین اسواسطے انکو اسباب نہین تھی کہ وہان سے کوئی مدد پہنچ جائیگی انہون نے لکھا کہ ہمارے پاس توپخانون کے سامان مین خوفناک کمی ہے مین نے دو کمپنیان رزرو ارٹلری کی لاہور اور لدھیانہ سے مانگین جو بالفعل نہین بھیجی جا سکتین

۱۴ - مئی جنرل این سن کا اول عزم

اور ہمارے پاس محاصرہ کے توپخانون کے لیئے سامان نہین ہے۔ تمام یوروپین سپاہ جو جمع ہوسکتی تہی وہ سب ۱۔ مئی کو یہان جمع ہوجائیگی اگر ہم دہلی کی طرف جائین تو کرنال سے جانا چاہیئے یہہ تعجب کی بات ہے کہ ملک کے اور حصون مین جو واقعات وقوع مین آرہے ہین انسے ہم کسقدر کم واقف ہین۔ آگرہ۔ کانپور۔ اودھ وغیرہ کی کچھ خبر نہین" دوسرے دن پہر لارڈ کیننگ کو لکھا "مین اس سپاہ کی درستی مین حتی الوسع بہتر کوشش کر رہا ہون جو سفر کرنے کے لیئے تیار ہے لیکن خیمے اور گاڑیان تیار نہین اور وہ نہایت ضروری ہین۔ ہمارے پاس میگزین (سامان حرب وضرب) بہی تہوڑا ہے جسکی پہلے سے آنیکی توقع ہے۔ ہماری حالت ایسی ہے کہ اگر ضرورت ہوگی تو مجھے امید ہے کہ تہوڑے دنون مین سفر کیا جائیگا۔ لیکن دہلی مین باغیون پر حملہ کرنے کے لیے ہمارے پاس قلعہ شکن بہاری توپین نہین۔ اگر ہم کو بڑی سخت ضرورت آنکر نہین پڑیگی تو ہم اپنی یوروپین سپاہ کو پراگندہ اور قربان نہین کرینگے۔

انبالہ کی ہندوستانی رجمنٹین

—— جنرل اینسن سخت دشوارئیون اور تکالیف مین پہنسا ہوا تہا ہم یہہ پہلے لکھ چکے ہین کہ انبالہ مین ہندوستانی رجمنٹین آتش زنیان کر رہی تہین یوروپین سپاہ انکے نزدیک تہی اسلیئے وہ کھلی بغاوت نہین اختیار کرتی تہین۔ یوروپین سپاہ انبالہ مین اسقدر جمع ہوگئی تہی کہ جنرل اینسن ایک گہنٹے مین انکو بالکل بے ہتھیار کرسکتا تہا۔ سرجان لارنس کی نہایت صاف صحیح لیسی یہ تہی کہ دہلی جانے سے پیشتر انبالہ کی ہندوستانی سپاہ کے ہتھیار لے لینے چاہیئے تہے۔ چیف کمشنر پنجاب نے یہہ خیال کیا کہ پہلا کام یہ کرنا چاہیئے کہ انبالہ کی رجمنٹون سے ہتھیار لے لینے چاہیئے انکا دہلی ساتھ لیجانا یا انبالہ مین پیچھے چہوڑ جانا دونو خطرہ سے خالی نہین اس سپاہ کے باغی ہونیمین ذرا سا بہی شبہ نہین رہا تہا مگر کمانڈرانچیف نے چیف کمشنر کی تجویز کی تعمیل نہین کی جسکا سبب آگے بیان ہوگا کہ اس تجویز پر عمل کرنے سے معلوم ہوتا تہا کہ بعض ان مشکلات سے جو انبالہ مین کمانڈرانچیف کو گھیرے ہوئے تہین بچنے کا آسان طریقہ یہ ہے لیکن اب بہیڑ کے کان انکے ہاتھ مین سے نہ چہوڑسکے ہی بنے نہ پکڑے سے بنے نہ اسمین سلامتی تہی کہ وہ ہندوستانی رجمنٹون کو اپنے ساتھ

لے جائین اور نہ وہ انکو یہان پیچھے چھوڑ سکتے تھے اور ہتھیار اس سبب سے نہین لے سکتے تھے کہ یہان کے افسرون نے انبالہ کی سپاہ سے عہد و پیمان کر لیا تھا کہ ان سے ہتھیار نہین لیئے جائینگے - ہتھیار لینے مین عہد شکنی ہوتی جو شرافت کی شان سے بعید تھی مگر حقیقت مین سپاہیون نے اپنے عہد و پیمان کو خود توڑا تھا کہ جب ان کے دستونکو بعض مقامات مین جانے کا حکم دیا تو انہون نے یہ حکم مانا نہین بس اسلیئے ہتھیار لینے مین کوئی عہد شکنی نہین تھی ـــ بلکہ ان ہی کی دغابازی کا انکے خلاف کام مین لانا تھا غرض ایسے ہتھیار نہین لیئے گئے جنکو انہون نے پاجی پنے سے انگریزون پر چلایا جنہون نے انکے ساتھ تحمل کا برتاؤ برتا تھا -

نصیری پلٹن اور گورکھون کی بغاوت سے پہاڑون پر خطرہ

ـــ ایک اور فکر یہہ پیدا ہوا کہ پہلے اس سے کہ ایک ہفتہ گذرا ہو یہہ خبر آئی کہ گورکھون کی نصیری پلٹن اس سبب سے نہین کہ وہ رگیولر سپاہ سے ہمدردی کرتی ہے بلکہ اپنی ذاتی بددلی کے سبب سے ایسے وقت مین باغی ہوئی کہ اسکی خدمات کی حاجت تھی یعنی پھلور جانے سے انکار کیا اور اسنے کمانڈر انچیف کے بیگیج کو لوٹ لیا اور شملہ پر حملہ کرنے کا قصد کیا - پہاڑ پر سے جہان سے ابھی ابھی آئے تھے اور چندروز پہلے وہان سینکڑون خوش گھرون مین عیش و نشاط کے فنون کی سریلی آوازین نکل رہی تھین وہان سے اب آہ و فغان کی آوازین آنے لگین اس موسم مین انگلش لیڈیان بعض اپنے شوہرون سمیت اور بعض بغیر شوہرون کے گرم ہواون سے بچنے کے لیئے پہاڑون کی خوشگوار ہواؤن سے اپنے تئین اور اپنے چھوٹے بچون کو تازہ دلوانا کرنے کے لیئے آئی تھین یہہ بڑی خوشی کی بات تھی کہ وہ بغاوت گاہون و قتل گاہون اور سپاہیون کی چھاونیون سے دور عشرت گاہون مین آئی ہوئی تھین مگر یہہ عشرتکدہ بھی انکا بغیر محافظت کے تھا خدا ہی ان کا محافظ تھا - اب انکے گھرون مین خوف نے اپنی آنکھین کھائین - خبر آئی کہ نصیری گورکھون کی پلٹن جو تین چار میل پر شملہ سے تھی باغی ہوگئی تو سب بخیر و سلامت مستعد ہوگئے اور بھگدڑ پڑی کہ جتوگھر مین انگریزون کے کٹنے قتل ہو گئے ـــــــ اور گورکھے قتل و غارت کے ارادہ سے شملہ مین آنے والے ہین - ان گروہون کے - - - - -

بڑے دنون کے بڑے حصے مین انگلش سوت کے تلخ مزے چکھ رہے تھے ۔ عورت مرد بچے اپنے بنے سنورے گھرون کو چھوڑ کر خوف کے مارے بنک مین جمع ہوئے اور ان دو دن کے اندر چار سو عیسائی وہان جمع ہوگئے جنمین سو مرد قوی اور توانا تھے مگر یہہ افواہ غلط تھی گورکھون کی ناراضی کا سبب یہہ تھا کہ انکو میدان مین جانے کا حکم ہوگیا اور انکے کنبون کی محافظت کا کچھ سامان نہین کیا گیا اور کچھ انکی تنخواہ بھی چڑھی ہوئی تھی گورکھون کا ارادہ یہہ نہین ہوا وہ انگریزون کو مار ڈالین ۔ جب انکی شکایتین بعض افسرون نے دور کردین تو وہ ایسے جانباز خیرخواہ ہوگئے جیسے کہ ہونے چاہیئین پھر عورتین مرد اپنے گھرون کو آئے تو انہون نے انکو ایسا ہی بنا سنورا پایا جیسا کہ چھوڑکر گئے تھے ۔

جب نصیری پلٹن کی بدولی کی خبر کمانڈر انچیف نے سنی تو انکو یہہ اندیشہ پیدا ہوا کہ محاصرہ کا توپخانہ کس کی محافظت مین انبالہ پہنچے گا اسوقت یہہ ہی خیال تھا کہ یورپین سپاہ گرمی کی دہوپ مین نہ چلے ۔ یہہ مہینہ سخت گرمی کا ہوتا ہے ۔ گورکھون کی نہایت بہادر انگلش رجمنٹ نے جسکی خیرخواہی پر ہنوز کچھ شبہہ نہین ہوسکتا تھا وہ کچھ تھوڑی دیر کے لیئے بددل معلوم ہوئی تو اب اسکے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ مشتبہ ہندوستانی سپاہ کی طرف یا دوست رئیسون کی طرف رجوع کی جائے کہ وہ سپاہ سے کمک کرین ۔ رات دن انگلش سپاہ کے لفٹنٹ گرفتھہ کمسری اور ڈپی نینس نے متواتر محنت کی کہ محاصرہ کا توپخانہ اور سب قسم کا اسباب حرب وضرب تیار ہو جائے ایک یوم کیا بلکہ ایک ساعت کا ضائع ہونا مہلک تھا اسواسطے کہ ستلج مین پانی روز بروز زیادہ ہوتا جاتا تھا اور کشتیون کا پل پہلے اس سے کہ توپخانہ کی تیاری پوری ہو بہنے کو تھا ۔

مگر سب سے بدترین دقتین اور تھین جنکے سبب سے ابن سن صاحب کو لشکر آرائی بارگران معلوم ہونے لگی انکی کہنی کے تلے سپاہ کے سب سٹاف ڈپارٹمنٹس بیٹھے تھے وہ سب ناتجربہ کار اور خوش لیاقت تھے ۔ انسے صلاح ومشورہ کرنا کمانڈر انچیف کا عین صواب تھا لیکن ڈپارٹمنٹس ہمیشہ آہستہ رو ہوتے ہین انکے ذمے جوابدہیون کا ایسا

بوجھ ہوتا ہے کہ انکو مہلک زور سے مفلوج کرتا ہے - صلح کے زمانہ مین ہندوستان کے اندران ملیٹری ڈپارٹمنٹون سے بہتر ڈپارٹمنٹ نہین ہو سکتے - وہ کسی کام کو بیقاعدہ نہین ہونے دیتے تھے افسر خواہ کیسا ہی ہوشیار ہو جب ضابطہ و سررشتہ کے خلاف کام کرتا تو اسکی چشم نمائی کی جاتی کوئی شخص اپنے کام کرنے مین آزاد نہ تھا وہ جب تک اپنی چستی و چالاکی و مستعدی نہین دکھا سکتا تھا کہ ان ڈپارٹمنٹون کی ماتحتی سے باہر نہ ہو - انکا نام برائے نام لرڈ پارٹمنٹس (جنگی سررشتے) تھا اگر دنیا سے لڑائی کا نام مٹ جاتا تو پھر انکی ضرورت نہ ہوتی - لیکن ان وار ڈپارٹمنٹون کی یہہ تخصیص تھی کہ وہ لڑائی کے لیے کبھی تیار نہ ہوتے تھے - بغیر بڑی تاخیر کے انگریز اپنے تئین ڈفنسو اور او فنسو لڑائی کے لیئے تیار نہین کر سکتے تھے وہ مقابلہ مین مستقل مثل دنیا کے اور قومون کے قائم رہتے لیکن آسانی سے حرکت نہین کر سکتے - کارزار کی ضرورت کے وقت مین ان کی حالت ایسی ہوتی جو کارزار کو ناممکن بناتی - ایڈجیوٹنٹ جنرل اور کوارٹر ماسٹر جنرل و کمسری جنرل اور آرمی مڈیکل ڈپارٹمنٹ کا چیف ان سب مین سے ہر ایک اپنی دلیلین بیان کرتا تھا کہ کیون یہہ چیز ناممکن ہے میگزین (اسباب حرب و ضرب) نہین گاڑیان نہین - اسپتال کا سامان نہین - بیمارون اور رجمنٹون کے لیئے دوائیان نہین ہر ڈپارٹمنٹ کا افسر کمانڈر انچیف کے روبرو شکایت کرتا اب اور کبھی نہین ہر ڈپارٹمنٹ کا ڈپارٹمنٹ سو گو تھا - ڈپارٹمنٹون کا یہی دستور تھا - سروس کا یہی قاعدہ تھا اس کہنے سے شرمسار نہین ہوتا تھا یہہ سب خرابیان ڈپارٹمنٹون مین متواتر چلی آتی تھین اور جب وہ صاف صاف زبان مین پبلک کے روبرو بیان کی جاتین تو بعض چلاتے کہ یہہ کسطرح سچ ہین اور بہت سے اپنی سادہ لوحی سے مسکراتے اور کہنے والے کو کہتے کہ وہ دل دہلانے والا ہے اب جنرل ابن سن نے سب چیزون کی اصلی حالت کو دیکھا کہ وہ تیار نہین ہین جنکو اسکے سابقین جنکا وہ قائم مقام ہے دیکھ کر خوش ہوتے تھے وہ بھی انکے قدم بقدم چلتے اور کسی چیز مین شبہ نہ کرتے مگر دفعتہً ایسی سخت ضرورت اس کے روبرو آئی کہ اُس نے ہر ایک چیز کو دیکھا کہ وہ غلط مقام مین ہے - طوفان اُٹھ رہا ہے کشتی

جان بچانے والی چرچ کے برج مین ہے جسکی کنجی نہین ملتی - ۱۸ مئی کو جنرل برنارڈ نے انبالہ سے لکھا کہ اب یورپین رجمنٹیں جمع ہوگئی ہین مگر ان کے پاس خیمے نہین نہ گولی بارود ہے ہر ایک سپاہی پاس بیس گولیاں ہین - گھوڑون کے توپخانہ کے دو ترپ ہین مگر ان پاس رزرو میگزین نہین اور انکے ویگن لدھیانہ مین ہین جو سات منزل ہے کسی کے پاس باربرداری موجود نہین یہہ ہندوستان کی سپاہ ہے جسکی شیخیان ماری جاتی ہین اور سویلین تقاضا کر رہے ہین کہ دہلی پر چڑھائی کرو - اسواسطے یہہ تعجب کی بات نہین تھی کہ جنرل انسن کے دل مین یہہ بات آئی کہ انکے پاس جو سامان جنگ موجود ہے اس سے دہلی پر لشکر کشی کرنی خرم و دانائی سے بعید ہے انہون نے ۱۷ مئی کو سر جان لارنس کو لکھا کہ آپ اس بات پر غور فرمایئے کہ یہان فوج تھوڑی ہے میرے نزدیک مناسب نہین کہ اس قلیل فوج کو دہلی پر لشکر کشی کر کے جان جوکھون مین ڈالون - میری رائے مین اس مہم کے لیئے فوج کی تعداد کافی نہین البتہ اس مین شک نہین کہ ہم شہر کی دیوارون کو بھاری توپون کی مار سے مسمار کر دین گے اور شہر مین داخل ہونے کے لیئے ہمارا مقابلہ کم کیا جائیگا - لیکن میری رائے مین ایسی قلیل سپاہ ایسے بڑے شہر مین جا کر جسکے ہر کوچہ و ہر بازار کے موڑون مین جا کر بری طرح پھنس جائینگے جس کے ہر کوچہ و برزن کے مڑ وڑ دان اور گوشون مین لوگ ہتھیار لگا کے بر سر جنگ بیٹھے ہونگے اگر وہان جا کر چھ سات سو سپاہی مجروح و مقتول ہو جائین گے پھر کیا باقی رہ جائیگا؟ جب سارا شہر ہمارا مخالف ہوگا تو کیا ہم اسپر اپنا قبضہ رکھہ سکینگے؟ کیا شہر کے اندر بایا ہر ٹھیر سکین گے؟ ان تمام باتون پر نظر کر کے میری رائے اب یہہ ہے کہ ہم اپنی تمام سپاہ اور سامان کو یکجا جمع کرین اور اس مین سے تمام برے سپاہیون اور سامان کو جو قابل اعتماد نہ ہو نکال ڈالین اور بجاے انکے قابل اعتبار عمدہ سپاہ اور سامان داخل کرین اگرچہ اس کام کے سرانجام دینے مین دیر لگیگی مگر پھر کوئی احتمال ناکامی کا نہ رہے گا - اور ہم اپنی خوشی سے جسطرف چاہینگے جاسکینگے - آپ نے جو تار برقی پر خبرین میری اس اطلاع کے لیئے بھیجی ہین کہ نئی سپاہ کی بھرتی کی تجویزین کی گئی ہین میری رائے مین

تجاویز مستحکم ہین مین ان مین آپ کے ساتھ متفق الراے ہون - مجھے یہ بھی اور بیان کرنا چاہیئے کہ مین نے میجر جنرل و برگیڈ یر اڈجیوٹنٹ جنرل اور کوارٹر ماسٹر جنرل و کامیسری جنرل سے جو صلاح و مشورہ لیا ہے ان سب کی راے یہ ہے جو میری راے ہے - بڑی مزاحمت آنکر یہہ پڑی ہے کہ کامیسری جنرل نے یہہ کہا کہ یہ نا ممکن ہے کہ اس لشکرکشی کے لیئے ضرور کل سامان تیار ہوجائے اور اس مین ۱۶ و ۲۰ روز نہ لگین - میرا یہ خیال تھا کہ یہ سامان کم عرصہ مین تیار ہوجائیگا - مگر جب میری کرنیل طامسن سے ملاقات ہوئی تو میرا یہہ خیال بدل گیا - چالیس گھنٹہ سے کچھ ہی زیادہ وقت مجھے یہان آئے ہوئے ہوا ہے کہ ہر گھنٹے مین ایسی ایک بات پیش آتی ہے جو میری پہلی راے کو بدل دیتی ہے"

لارڈ کیننگ اور جنرل ایبنسن کی خط وکتابت

— یہ سارے وسوسے اور شبہے تھوڑے ہی دنون باقی رہے کلکتہ سے لارڈ کیننگ نے اور پنجاب سے سرجان لارنس نے بڑی شد و مد سے تحریر اور تار بھیجے کہ ابن سن دہلی پر لشکرکشی اس سپاہ سے کرے جو وہ جمع کرسکتا ہے - اینسن صاحب نے اپنی ان رایون سے جو انہون نے چیف کمشنر پنجاب کو لکھی تھین لارڈ کیننگ کو مطلع نہین کیا تھا اسلیئے وہ اس خیال سے بڑے خوش تھے کہ ہیڈکوارٹرس مین بڑی چستی و چالاکی و مستعدی سے کام ہورہا ہے انہون نے ۱۷ تاریخ اینسن صاحب کو چٹھی لکھی" کہ مین نے بڑی خوشی سے خوش خبریان سنین کہ مجھے شبہ تھا کہ اسوقت تم اسقدر لشکر جرار اپنے پاس جمع کرلوگے اب مجھے شبہ نہین رہا کہ یہہ لشکر بالکل کافی ہوگا مین آپکا نہایت احسانمند ہون - اب مجھے پورا اس باب مین بھروسا ہوگیا ہے ایسی حالت مین کہ ہماری فوج دلی پر لڑنے کے لیئے پہنچ جائے تو پھر کام سپاہیانہ نمائش یا لڑنے مین تساہل بڑا ہی مضر اثر رکھتا ہے - خاص کر بنگال پر عموماً - ہر ایک مقام پر اور ہر ایک چھاونی مین پراگندگی و برافروختگی ہورہی ہے اگر دفعتہ کسی قسم کا توقف ہوگا تو تمام بددل رجمنٹون کو جرأت ہوگی کہ وہ دہلی سے بھی زیادہ ہمارے لیئے خوف و دہشت پیدا کرین - جب تک دہلی کا فیصلہ نہ ہوگا الہ آباد بنارس اودھ باستثنار لکھنؤ جو پرامن ہے اور اور بہت سے چھوٹے چھوٹے مقامات جہان صرف ہندوستانی سپاہ ہی ہے وہ سب معرض خوف و خطر مین رہین گے - اس وجہ سے مین نے آپ پاس ٹیلیگراف بھیجا کہ ان باغیون کا جہان تک ممکن ہے قافیہ تنگ کرو جنہون نے دہلی مین

سرجان لارنس کی چٹھی

اپنے تئین بند کیا ہے جنکی سرکوبی آپ بہت بیرحمی اور سنگدلی سے نہین کر سکتے ہین اس بات کے سننے سے مین بہت خوش ہونگا کہ ہمارے سپاہیون نے کچھ توقف نہین کیا اور بڑا مہیب انتقام لیا ہے ۔

ــــ لارڈ کیننگ ابن سن صاحب کے ممنون منت ہو رہے تھے اور سرجان لارنس ان صلاح و مشورون سے جو ہیڈکوارٹرس مین ہو رہے تھے خوب واقف ہوکر لشکرکشی کے توقف کے برخلاف اپنی رائین ظاہر کر رہے تھے وہ ہندوستانیون کے مزاج شناس تھے ۔ انکے تجربہ کی نگاہ کو اس سے زیادہ صاف بات کوئی نظر نہین آتی تھی کہ سب باتون سے زیادہ ہمکو اپنی مستعدی چستی و چالاکی دکھانے کی ضرورت ہے اس وقت مفلوجون کی شکل بے حرکت رہنا ہماری حق مین زہر ہے ۔ ایسے وقتون مین ہندوستانی اس انتظار مین بیٹھے ہوئے دیکھ رہے ہین کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے ۔ جان لارنس خوب جانتے تھے کہ اگر ہندوستان مین کسی وقت بھی انگلش مین خوف کے مقابلہ مین اپنا متزلزل ہونے کی نشانیان دکھائین گے تو ہزارون کیا بلکہ لاکھون آدمی یہ یقین کرین گے کہ انگریزون کے اقبال کا زمانہ ختم ہوگیا وہ ہم سے اول جدا ہو جائین گے اور پھر اپنے حاکمون سے لڑنے لگینگے انڈین برٹش ایمپائر کی تاریخ مین کوئی زمانہ ایسا پہلے نہین آیا کہ جس مین انگریزون کی بداقبالی کے آنے کے آثار ایسے نمودار ہوئے ہون ایسے آدمی بھی بہت ہین کہ انگریزون کے کیمپ مین ضعف کی ابتدائی علامت کو دیکھ کر بہت خوش ہونے لگے کہ یہی انکے ختم ہونے کی ابتدا ہے ۔ بیشک یہہ وقت ایسا نہین ہے کہ اس مین وسائل و ذخیرون اور مخازن و سامان کا حساب کیا جائے یا ہماری سپاہ کے رفتار و طریقہ مین جنگ کے اصول صف آرائی پر پاس لحاظ کیا جائے صرف حرکت کی جائے اور ضرب لگائی جائے ۔ انہون نے ۱۲ ۔ مئی ۱۸۵۷ع کو جنرل ابن سن کو یہہ چٹھی لکھی ”مین یہہ نہین خیال کرتا کہ ملک ہمارے برخلاف ہے یقینی یہان سے لیکر دہلی سے چند میل کے فاصلہ تک کہین ملک مین یقینی ہماری مخالفت نہین ہے مین نے دہلی مین تیرہ برس کے قریب حکومت کی اسکے باشندون کو مین خوب جانتا ہون ۔ مجھے یقین ہے کہ اگر سول افسرون کی ہوشیاری حسن انتظام ہو تو ہماری سپاہ کے نزدیک پہنچتے ہی اسکے دروازے ہمارے لئے کھل

جاینگے یہہ خیال کرنا سادہ لوحی معلوم ہوتی ہے کہ باغی دہلی پر قبضہ رکھ کے اسکی محافظت کرسکینگے مگر مین اس بات کو مانتا ہون کہ جنگی اصول کے موافق حالات موجودہ مین دہلی پر لشکر کشی کرنی مصلحت نہین ہے جب تک اور یہی یقینی مناسب نہین ہے کہ میرٹھ کی فوج کارزار کرنے کے لیئے تیار نہو اور یہہ تیاری اسکو جب حاصل ہوگی کہ وہ اور سب طرف سے فارغ اور آزاد ہوگی - میرٹھ کے بچ جانے سے ہمارے سارے ملک مین ساکھ بندھ جائیگی پھر بار برداری کے بہم پہنچنے مین کچھہ دشواری نہین ہوگی عمدہ انتظام کے ہونے سے گاڑیونکے مالک خودبخود ہمارے پاس چلے آئین گے بہرحال گاڑیان جمع ہوجائینگین - میرٹھ سے آپ اپنی صحیح راے قائم کرسکینگے کہ کس طریقہ پر چلنا چاہیئے - اگر ممالک زیرین مین شورش پیدا ہوا اور سپاہیون نے بغاوت اختیار کی تو میرے نزدیک سب سے بڑا فرض ہمارا یہہ ہوگا کہ ہم اسطرف جائین اور ہر مقام کو بچائین اور باغیون سے ہتھیار لے لین یا ان کو پامال کرین اگر اسکے برخلاف سب جگہہ امن و عافیت ہو تو پھر یہہ سوال ہوگا کہ آپ وہان اپنے ذخائر و سامان حرب کو مستحکم کیجیئے یا دہلی پر لشکر کشی کیجیئے مین یہہ خیال کرتا ہون کہ یہہ بات مان لی جاے کہ ہماری یوروپین سپاہ اس مقام مین یا اُس مقام مین فقط اس لیئے نہین رکھی گئی ہے کہ وہ اس پر قبضہ کیئے ہوئے بیٹھی رہے بلکہ جہان اس کی ضرورت ہو وہ وہان جانے کے لیئے تیار و آمادہ ہے انکی سکونت کے لیئے ایسے مقامات منتخب کئے تھے کہ جنکی آب و ہوا صحت بخش ہو اور وہ عین وسط مین واقع ہون لیکن جب تک ہم اپنی عزت و آبرو کو قائم اور ملک مین امن و عافیت رکھین تو یہہ بات کچھہ نہین ہے کہ ہم کتنی چھاونیان چھوڑدین لیکن یہہ بات جب ہم نہین کرسکتے کہ ہندوستانی سپاہ کے دو یا تین جماعتون کو گورون کے بڑے گروہون کے شہ بات کرنے کو روا رکھین یہہ معاملہ بالکل وقت پر منحصر رہیگا - آہستہ آہستہ مگر یقینی ہندوستانی سپاہ ہم کو غارت و ہلاک کردیگی - اپنے استحکام کے لیئے جو تدبیرین ہم سے ہوسکتی ہین وہ کر رہے ہین - اور براہ راست یا بالواسطہ آپ کی کمک اور امداد کرنی چاہتے ہین (ان تدابیر سے مراد وہ تدابیر ہین جو پنجاب مین وہ کر رہے تھے) لیکن کیا حضور اس بات کو ایک لمحہ کے لیئے بھی مان سکتی

ہین کہ غیر آئینی سپاہ اس حال مین ثابت قدم رہ سکتی ہے کہ وہ یہہ دیکہے کہ گورے اپنی چہاونیون
مین بیٹھے ہوئے سکینی سے یہ انتظار کر رہے ہون کہ کیا واقعات پیش آتے ہین حضور لکہنے ہین
کہ ہمکو نہایت خرم و احتیاط سے اپنی سپاہ اور سامان سپاہ کو جمع کرنا چاہیئے - ہمارے
یورو پین سپاہی ہماری قوت ہین اور ہمارے سامان حرب جو بالفعل تیار ہین ہمارے سپاہ و
سامان ہین صرف دانشمندی اور شہ زوری ایسے نتائج عظیمہ کے پیدا کرنے کے لیئے درکار
ہین - ہمارے پاس روپیہ بہی ہے ہم ملک پر بہی مسلط ہین لیکن اگر بغاوت پہیلی تو پہر دنیا بہت
برپا ہوجائیگی نہ ہم زر مالگذاری وصول کر سکین گے نہ رسد بہم کر سکینگے مین التماس کرتا ہون
کہ حضور ہندوستان کی کل تاریخ کو خیال فرمائین کہ ہم کس جگہہ ناکام رہے ہین جہان ہم نے
شہ زوری سے کام کیا ہے کب ہم کو کامیابی حاصل ہوئی جب ہم نے اڈریک پنے سے کام کیا
کلائو بارہ سو سپاہیون کو ہمراہ لیکر اپنے بڑے بڑے افسرون کے خلاف صلاح و مشورہ کے
پلاسی مین جنگ آرا ہوا اور چالیس ہزار سپاہیون کو شکست دے کر بنگال فتح کرلیا -
مونسن صاحب چنبل سے الٹا چلا گیا وہ آگرہ تک نہ پہنچنے پایا تہا کہ اسکی سپاہ منتشر ہوگئی
اور اسکا ایک حصہ غارت ہوگیا - کابل کے حادثہ کو دیکہیئے اگر استقلال اور دلاوری سے کام
لیا جاتا تو یہہ حادثہ وقوع مین نہین آتا - غیر آئینی سپاہ اور قزلباشون نے غرض ہمارے
دوستون نے جو بہت سے تہے یہہ دیکہہ کر ہمکو چہوڑا کہ ہم سچے دوست اپنے ہی نہ تہے یہ
کس طرح سے مانا جاسکتا ہے کہ اجنبی آدمی اور اجرہ دار سپاہی اپنی جان و مال کو
ہم پر نثار کردین گے ؟ صرف ایک بات ہے جسکے سبب سے وہ ہمارا ساتھ دین گے
کہ وہ جانتے ہین کہ ہم ہمیشہ آخر کار فتحیاب ہوئے ہین اور ہم اچہے آقا ہین لیکن اس بات کے
سوا ہر ایک سپاہی اپنے فائدے اور اپنی موجودہ سلامتی کو خیال کریگا پنجاب کی غیر آئینی
سپاہ بڑی عالی حوصلگی اور جوش سے سفر کر رہی ہے اسکو یہہ فخر و ناز ہے کہ اسپر اعتماد کیا گیا
ہے اور اسکو بڑا شوق ہے کہ وہ آئینی سپاہ پر اپنی فوقیت و برتری کو دکہائے وہ گورون
سے اپنا کندہا ملا کر لڑنے کو تیار ہے لیکن وہ پہنچکر اگر دیکہیگی کہ گورے سپاہی دیوارون
کے پیچہے بیٹہے ہین تو وہ خیال کریگی کہ شکار ہاتہہ سے نکل گیا - یہہ بات یاد رہے کہ کشتی

دیر تک ہم اپنے مقامون مین ٹھیرے رہین گے اتنی دیر تک باغیون کے جاسوس ہر چھاونی
مین خطوط بھیجینگے اور خود جائینگے مین نہین سمجھ سکتا کہ سر ریٹ لی اس سے کیا مراد ہے کہ ۱۶ روز
اور بیس روز کے درمیان سامان رسد بہم پہنچیگا مجھے یقین ہے کہ دو تین روز مین سارا سامان
جو آپ اپنے ساتھ لیجانا چاہتے ہین تیار ہو سکتا ہے۔ فصل غیر معمولی اچھی ہوئی ہے اور
انبالہ اور میرٹھ کے درمیان غلہ بافراط موجود ہے ملک کے زیادہ تر حصے مین زراعت خوب
ہوئی ہے۔ ہم بغیر کسی دشواری کے ہر سمت مین ایسے خطون مین جو بمقابلہ یہان کے ریگستان
ہین سپاہی بھیج رہے ہین ہماری یہی پولیسی یہہ ہے کہ ہم مہاراجہ پٹیالہ اور راجہ جیند پر اور
ملک پر عموماً بھروسا و اعتماد کرین کیونکہ انہون نے ہماری طرفدار ہونے کا ثبوت دیا ہے
اور انہین سپاہ پر بالکل اعتماد نہ کرین۔ ہر لوروبین سپاہی کے بھیجنے مین مین خرچ کی
کفایت نہین کرونگا خواہ اسکے لیجانے کی کچھ ہی شرح ہو باربرداری سے وہ پیادل و سوار سفر
کرینگے جس سے انکی قوت و ہمت قائم رہیگی ہم پنجاب کے مختلف حصون سے گائڈس و
چوتھی سکھہ پلٹن اور پہلی اور چوتھی پنجابی پلٹنین بھیج رہے ہین ہیڈکوارٹرس مین ایک نوجوان
افسر ہے گو وہ سالون مین خرد ہے لیکن اسنے جنگی خدمت بہت کی ہے اور اسنے اپنا عمدہ سپاہی
ہونا ثابت کیا ہے اس افسر سے مراد میری کپتان نورمن ہے جو ایڈجوٹنٹ جنرل کے اوفس مین
ہے سر کولن کیمبل اسکے ججمنٹ کی نسبت اپنی بڑی نیک راے رکھتے ہین اور جب وہ پشاور
سے چلا گیا تھا تو لوگون نے یہہ خیال کیا تھا کہ پبلک کو اسکے جانے سے بڑا نقصان ہوا "
پنجاب کے چیف کمشنر اعظم نے جو کما نڈر انچیف کو لکھا وہ اسوقت کے لیے نہایت مناسب
تھا انکی طرز تحریر مین کوئی طنز و طعن ملٹری چیف پر نہ تھے۔ پھر انہون نے دو روز بعد ۲ مئی کو
کمانڈر انچیف کو لکھا "کہ مجھے نہایت افسوس ہو گا اگر کسی میرے پیغام و چٹھی نے آپ کو رنجیدہ کیا ہو
مین نے نہایت شد و مد و گرمجوشی سے لشکر کشی کے لیے اس سبب سے لکھا ہے کہ مجھے یقین ہے
کہ میری یہہ پولیسی سچی ہے۔ خواہ کیسا ہی ناگہانی حیرتناک صدمہ ہم پر واقع ہو ہمارے فوجی
انتظام مین ایسی گنجائش ہے کہ ہم فوراً کارزار کر سکتے ہین یعنی تقریباً کل ملک ہمارے
ساتھ ہے بشرطیکہ ہم اسکو تکالیف و مصائب سے بچانے مین کوشش کرین خاصکر اس حالت

موجودہ مین زیادہ تر ملک ہمارے ساتھ ہوگا کہ ہم اپنی سپاہ سے لڑتے ہین جنکے ساتھ وہ کسی طرح کی ہمدردی و موالنست نہین رکھتا - میری سمجھ مین نہین آتا کہ کرنیل طامسن کیون اسقدر سامان سپلائی مانگتا ہے سپاہ کے ساتھ اسقدر خوراک کا سامان لیجانا فوج کو زیربار کرنا اور روپیہ کا ضائع کرنا ہے - اتفاقات سے بچنے کے لیئے تین چار روز کے واسطے سامان غذا رکھنا کافی ہے زیادہ زیادہ ہے - میرا یقین ہے کہ دس ہزار سپاہ تمام ممالک مغربی و شمالی مین جاسکتی ہے بشرطیکہ وہ اپنی اشیاء مطلوبہ کی قیمت ادا کرسکے سامان رسد کی بہم رسانی مین کوئی دشواری نہین واقع ہوگی" - یہہ صاف ظاہر ہے کہ پنجاب مین دہلی کی دشواریان آسان سمجھی جاتی تھین اسواسطے جان لارنس نے اپنے پہلے ایک خط مین یہہ لکھا تہا کہ مین ابہی تک یہہ خیال کرتا ہون کہ دہلی مین اصلی مقابلہ کرنے مین کوشش نہین کی جائیگی لیکن اول ہمکو چاہیئے کہ میرٹھ کی فوج کا انتظام کرین اور وہ لڑنے کے لیئے تیار ہوکر دہلی کی طرف جائے - میرے دل پر یہہ نقش جما ہوا ہے کہ جب ہمارا لشکر دہلی کے قریب پہنچیگا تو باغی منتشر ہوجائینگے اور شہر کے آدمی اٹھکر ہمارے لیئے دروازہ کھولدینگے - انہون نے پہلے ۱۲ - مئی کی چٹھی مین یہہ بھی لکھا تہا کہ دہلی مین سپاہیون نے اپنے افسرون کو مارڈالا اور ہماری توپون پر قبضہ کرلیا مگر وہان پھر بھی اپنا قیام نہین کرسکتے معتدل تعداد کے گورے جو اچھی طرح لڑین تو انکا مقابلہ باغیون کی بڑی تعداد بھی نہین کرسکتی پچھلے سالون مین جو ہتپا علمون کے سایہ مین بھلے کامون کے واسطے لڑتی تھین اور یورپین افسر انکے سر پر ہوتے تھے اور انگلش ہمراہی انکی بغل مین ہوتے تھے تو بھی وہ بہت کم کام کرتی تھین باغی ہوکر کیا لڑینگین وہ آتش زنی اور غارتگری و قتل عام کرسکتی ہین مگر لڑ نہین سکتین -

— لارڈ کیننگ گورنر جنرل نے کمانڈر انچیف اینسن کو اپنے خیالات بڑے زور سے لکھے کہ وہ دہلی پر لشکرکشی کرے تو انہون نے ۲۳ - مئی کو گورنر جنرل کو لکھا کہ مجھے افسوس ہے کہ ممکن نہ تھا کہ زیادہ تر جلد دہلی کی طرف کوچ کیا جاتا - آپ تار برقی کے پیغامون مین لکھتے ہین کہ دہلی تسخیر ہونی چاہیئے لیکن میرے نزدیک یہہ کام ایک لیسے لشکر جرار کے ساتھ اختیار کرنا چاہیئے -

لیکن یہہ لشکر جرار ہندوستان مین نہین ہے جسقدر ہمارے بس مین تھا یہ لشکر جمع کیا گیا ہے مین دلیری سے کہتا ہون کہ ایک گھنٹہ بھی ضائع نہین کیا گیا اور انبالہ سے لشکرون کی حرکت ایسے عرصہ مین کامل کی گئی ہے کہ جب مین آیا ہون تو وہ اسکا ممکن ہونا خیال مین بھی نہین آتا تھا" - اور انہون نے اپنے خط کو اس فقرہ پر ختم کیا کہ مجھے اس بات کے جاننے سے خوشی ہوگی کہ جس لشکر سے مین نے دہلی پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا ہے وہ آپ کے نزدیک کافی ہے یعنی برٹش سپاہ بڑی استہ زور ہے -

جنرل ابن سن نے میرٹھ مین جنرل ہیوٹ کو اس تمام سپاہ کا حال بہ تفصیل لکھا جو ہوئی کو کرنال مین جمع ہوگی - لارڈ کیننگ نے بھی کمانڈر انچیف کو لکھا کہ کلکتہ مین "کمن یورپین سپاہیون کے آنے کی توقع ہے" اور یہہ بھی تحریر کیا کہ دہلی پر جلد قبضہ کرنے پر اور اسکو ایک مہیب مثال بنانے پر کل کام موقوف ہے سختی کی مقدار زیادہ نہین ہوگی مین ہر طرح سے تمہارا ممد و معاون ہونگا - جنگی دشواریان جنکو جنرل ابن سن دیکھتا تھا انکو گورنر جنرل آسان سمجھتا تھا - ۳۱ مئی کو کمانڈر انچیف کو پھر گورنر جنرل نے لکھا کہ آج مین نے سنا ہے کہ ۹ - جون تک آپ کے دہلی پہنچنے کی امید ہے اس عرصہ مین کانپور اور لکھنؤ بڑی سختی سے دبائے جائینگے - اور دہلی اور کانپور کے درمیان سارا ملک باغیون کے قبضے مین ہوگا - اس بات کا روکنا اور کانپور کی امداد کرنا بڑا ضروری و اہم ہے آپ کی جلد نبرد آزمائی سے یہ کام ہو جائیگا - آپ کے توپخانہ کی سپاہ دہلی کو یقینی جلد فتح کرلیگی اسواسطے مین آپ سے عرض کرتا ہون کہ یورپین پیدل رجمنٹ کا حصہ اور تھوڑے سے یورپین سوار دہلی کے جو فتح کے بعد بھیجے جاینگے اور انکو لڑائی کے لیئے وہان روکینگے نہین تاکہ علیگڈھ دوبارہ پھر ہاتھ لگ جائے اور کانپور کی تخفیف تکلیف ہو جائے - یہ ممکن ہے کہ دہلی اور کانپور کے درمیان یورپین سپاہ کے نمودار ہونے کے اہم ہونے کا زیادہ اندازہ کیا جائے الہ آباد اور لکھنؤ کی سلامتی اسپر موقوف ہے -

یہہ بات آسانی سے خیال مین آسکتی ہے کہ یہہ ہدایتین جنرل ابن سن کے دل کو کیسا ملول کرتی ہونگین - جو سامان جنگ و اسباب انکے پاس تھا اس سے وہ دہلی کے دوبارہ

حاصل کرنے کے لیئے ضعیف جانتے تھے کہ اب اسیر یہہ اور طرہ چڑھا کہ اننے یہہ فرمائش
اور کی جاتی تھی کہ بیرے کے ملک مین بھی وہ کام کرین اب دہلی کی طرف سپاہ چلی جاتی
تھی - ملیٹری افسر تو سپاہ کے سفر کی ناقابلیت کو ظاہر کرتے تھے اور سولین افسر خاص کر
این ردی ستلج کی پوری طاقت کو اس کام مین لا رہے تھے کہ انکے چارون طرف ایجنٹ اپنے
اختیار اور اقتدار کو کام مین لاکر دہلی کی طرف لشکر کے سفر کرنے کے لیئے سامان فراہم کرین اسوقت
سول کے کام نہین ہوتے تھے - تمام سولین فوج کی اعانت کرنے کے لیئے مستعد تھے اور خود
کم یا زیادہ سپاہی بن گئے تھے - جمنا اور ستلج کے درمیان تمام سول افسرون نے کوشش کرکے
گاڑی چھکڑے باربرداری کے جانور و قلی جمع کردیئے اور انبالہ مین سپاہ کے لیئے غلہ
کے انبار لگا دیئے بارنس صاحب نے شہر انبالہ مین پانچ سو گاڑی کرانچی چھکڑے
دو ہزار اونٹ اور دو ہزار قلی اور تیس ہزار من غلہ جمع کردیا - ہر قسم کے ہندوستانی
دیکھ رہے تھے آیندہ کیا ہوگا وہ ہندوستانی انگریزون کی اعانت سے پہلو تہی کرتے
تھے جو جانتے تھے کہ انگریز کل باقی نہین رہینگے -

سول افسرون نے اسوقت اور خدمات عظیمہ ایسی کین کہ جنکے بغیر اور سب کام کیا کرایا اکارت
جاتا جمنا اور ستلج کے درمیان سکھون کی ریاستین محروسہ تھین جنکو انگریزون نے رنجیت سنگھ
کے ہاتھ سے بچا کر اپنی حراست مین لے لیا تھا - سکھون کی اور ریاستین تو سب برباد ہوگئی تھین
مگر یہہ تین ریاستین پٹیالہ جیند - نابھہ انگریزون کی حراست کے سبب سے باقی رہی تھین
انکے رئیس انگریزون کا بڑا احسان مانتے تھے - ساری قومون کی زندگی مین ایسے موسم
آتے ہین کہ جنمین ایمان ضعیف اور ترغیبین قوی ہوتی ہین اسلیئے اسوقت مین کہ انگریزون پر
پہلے پہل آفتون و بلاؤن کی گھٹا چھائی ہوئی تھی تھوڑی دیر کے لیئے ان رئیسون کے
دلون مین بھی جو جانب ضعیف کے طرفدار تھے وسوسے اور دقتین اور دہشتین پیدا ہوئین
لیکن ڈگلس سورسایتھ صاحب نے اپنی دانائی اور جد و جہد سے ان وسوسون کو بہت جلد
دور کردیا - وہ خیرخواہی کی راہ مستقیم پر انکو لے آئے - جان لارنس اس پولیسی کے بڑی
زور سے حامی تھے کہ مہاراجہ پٹیالہ اور جیند اور نابھہ کے راجاؤن پر اعتماد کیا جائے - ان رئیسون کی

[illegible]

نیک اسلوبی بڑی اہم تھی اگر وہ انگریزون کے حال پہ ملتفت نہ ہوتے تو پھر پنجاب اور دہلی کے
درمیان آمد و رفت خطرناک ہو جاتی اسلیئے انبالہ مین انگریزون کو بڑا تردد تھا کہ پٹیالہ و جیند
و نابھہ جو پھولکی خاندان کے رکن اعظم تھے کونسا طریقہ اختیار کرتے ہین - ڈگلس صور سائیتھ
(جو پیچھے سر ڈگلس صور سائیتھ کے سی ایس پی ہوئے) ڈپٹی کمشنر انبالہ نے جو مہاراجہ پٹیالہ کے
ذاتی دوست تھے مہاراجہ سے ملاقات کی صاحب نے مہاراجہ سے اپنی مشکلات بیان
کرنی شروع کی تھین کہ انہون نے قطع سخن کرکے کہا مین کل واقعات سے واقف ہون جبپر
صاحب ممدوح نے پوچھا کہ بادشاہ دہلی کی طرف سے پیغام لیکر پٹیالہ مین آدمی آئے ہین تو مہاراجہ
نے بعض آدمیون پر جو کچھ فاصلے پر بیٹھے تھے اشارہ کرکے بتلایا کہ یہہ آدمی آئے ہین جب
یہہ دونو تنہا رہ گئے تھے تو صاحب ممدوح نے مہاراجہ سے خلوت مین یہہ بات پوچھی کہ
مہاراجہ صاحب آپ میرے ایک سوال کا جواب دین کہ آپ ہمارے موافق ہین یا مخالف -
مہاراجہ صاحب نے سچا اور سیدہا جواب یہہ دیا کہ مین جب تک زندہ ہون آپکا ہون
مگر آپ جانتے ہین کہ میرے دشمن میرے ہی ملک مین موجود ہین بعض میرے رشتہ دار بہی
میرے ساتھ عداوت رکھتے ہین میرا بھائی ہی میرا دشمن ہے آپ جو چاہتے ہین وہ مین
کرونگا پھر صاحب ممدوح نے کہا کہ آپ کرنال کی طرف کچھ سپاہ بھیجدیجے کہ ٹرنک روڈ پر
رستہ کھلا رہے مہاراجہ نے اس درخواست کو قبول کیا اور کہا کہ پورہ مین سپاہ انکی امداد
کے لیئے جلد بھیجی جائے یہہ ایک ضروری شرط تھی اسلیئے وہ جانتا تہا کہ اسکی سپاہ پر جب ہی
تک اعتماد کیا جاسکتا ہے کہ اسکو یہہ یقین ہو کہ انگریزون ہی کو فتح حاصل ہوگی - برناس صاحب
اپنی رپورٹ مین لکھتے ہین کہ سب سے اول مقصد یہہ تھا کہ گرینڈ ٹرنک روڈ یا شاہ راہ
اعظم دہلی پنجاب کے درمیان محفوظ و مامون کی جائے - تھانیسر اور لدھیانہ مین سپاہ ایسی
نہین کہ جسپر کچھ اعتبار ہوسکتا تہا اس لیئے مین نے ہدایت کی کہ راجہ جیند جسقدر سپاہ فراہم
کرسکین اسکو کرنال روانہ کرین - مہاراجہ پٹیالہ نے میری درخواست پر اپنے بھائی کو افسر بناکے
سپاہ اور تین توپین تہانیسر مین بھیجدین جو کرنال اور انبالہ کے درمیان ہے راجہ نابھہ اور
نواب مالیر کوٹلہ سے درخواست کی گئی کہ وہ سپاہ معیت لدھیانہ روانہ ہون اور راجہ فریدکوٹ

درخواست کی گئی کہ فیروزپور کے ڈپٹی کمشنر کے ماتحت کام کرین پس اس طرح وہ شاہراہ اعظم کے بڑے بڑے مقامات محفوظ ہو گئے اور راجہ جیند کو یہہ ہدایت ہی کی گئی کہ رسد اور میدان جنگ کی سپاہ کے لیئے چھکڑے گاڑیان جمع کرین جس سے کرنال وغیرہ مقامات کی محافظت ہو۔ سر جان لارنس نے بہی ۱۳ مئی کو انبالہ سے راجہ پٹیالہ کو تار دیا تھا کہ وہ ایک رجمنٹ تہانیسر مین اور دوسری رجمنٹ لدہیانہ مین بہیجدین۔ اس زمانہ مین یہہ بڑی بات تہی کہ انبالہ اور کرنال کے درمیان سڑک کھلی رہے انبالہ سے سپاہ روانہ ہو رہی تہی اور کرنال پر قبضہ رکہنے مین یہہ بہی فائدہ تھا کہ میرٹھ سے آمد و رفت جاری رہ سکتی تہی اور ان دونو مقامون کی سپاہین آپس مین آسانی سے سفر کر کے مل سکتی تھی۔ یہہ انگریزون کی خوش نصیبی تہی کہ نواب کرنال انگریزون کا دلی خیر خواہ تھا وہ ملے پاس صاحب (دہلی سشن جج تھے جو دہلی سے بھاگ کر کرنال گئے تھے) پاس گیا اور اسنے کہا کہ صاحب مین رات بھر سویا نہین سوچ بچار کرتا رہا آخر کو مین نے یہہ قطعی فیصلہ کیا کہ مین اپنی قسمت کو آپ کے ہاتھ مین سپرد کرون میری تلوار میری تھیلی میرے ملازمین یہہ سب آپ کے حوالہ ہین۔ غرض انگریزون کو ان رئیسون سے بڑی مدد پہنچی۔ جب راجہ جیند نے اپنی سپاہ کرنال مین بہیجی ہے تو پھر اس طرف رعایا کی سرکشی کا خوف جاتا رہا۔ پانی پت مین مہاراجہ جیند کی سپاہ موجود تہی۔ ان رئیسون کے لشکرون کے سبب سے گورون کی سپاہ بے کھٹکے سفر کرتی تھی اگرچہ گورون کو گرمی مضمحل کرتی تہی مگر لڑائی کے لیئے وہ بڑے سرگرم تھے

۱۹ – مئی کو جنرل اینسن اس خبر کے سننے سے خوش تھے کہ جان لارنس نے گائڈس سپاہ اور پنجاب کی چار معتبر رجمنٹین انکی کمک کے لیئے بہیجی تہین وہ ملیے ملیے سفر کر رہی تہین –

۲۱ – گورنر جنرل نے انکو اطلاع دی کہ مدراس اور بمبئی اور سیلون سے یوروپین سپاہین آتی ہین اور انہون نے یہہ بہی سنا کہ محاصرہ کا توپخانہ انبالہ مین آتا ہے انہون نے چیف کمشنر پنجاب کو لکہا کہ دہلی پر لشکر کشی کے لیئے جو سپاہ تجویز ہوئی ہے اسکا پہلا حصہ روانہ ہو چکا ہے –

۲۴ – کو کمانڈر انچیف نے اپنی کارزار کی کیفیت جنرل ہیوٹ کو یہہ لکہی کہ دو بریگیڈ انبالہ سے روانہ ہونگے جسکے سپہ سالار بریگیڈیر ولسن ہونگے پہلے دو بریگیڈ ۳۰ مئی کو کرنال مین جمع ہونگے

اور جنرل این سن انکو ہمراہ لیکر چلینگے کہ باغیت کے مقابل وہ میرٹھ کے برگیڈ سے پانچوین جون کو ملجائینگے اور یہہ سب ملکر دہلی پر چڑہائی کرینگے - جب یہہ سارے انتظامات ہو چکے تو ۲۴ مئی کو این سن صاحب انبالہ سے چلے اور دوسرے دن صبح کو کرنال مین پہنچے ۲۶ مئی کو انکو ہیضہ ہوا - ۲۷ کو سر برنارڈ ڈیڑھ بجے رات کے اپنے دوست سے آخری وداع ہونے کے لیئے آئے گو این سن صاحب حالت نزع مین تھے مگر انہون نے اپنے دوست کو پہچانا مگر نہایت لڑکھڑاتی آواز سے کہا کہ برنارڈ مین کمانڈ تم کو دیتا ہون تم بیان کروگے کہ مین نے کس قدر زور دے اپنا فرض ادا کیا ہے خدا تم کو برکت دے گڈ بائی (اسلام رخصت) ۲ بجے ۵ منٹ پر انکا دم نکل گیا انکیوں انسانون کی روح دم سے فرصت ملی (فوراً انکے مرنے کی خبر دہلی مین باغیون کے پاس بہی آگئی تو انہون نے یہہ خبر اڑائی کہ وہ زہر کھاکر مر گئے) وہ بڑے بہادر اور سچے اشراف تھے انکو ناحق یہہ الزام لگائے جاتے ہین کہ انہون نے تساہل کیا اور تذبذب کی حالت مین رہے اسلیئے کہا گیا کہ وہ دہلی کے کام کو جلد ختم کرین لیکن پہلے جتنے سپاہی انکے پاس تھے دلی کے لے لینے سے بہلا اسی زیادہ تار جانے یہہ صلاح کہ دہلی پر یک گشتی کی جائے صحیح تھی لیکن اگر وہ الادہ ہند کی جاتی تو ضرور اسکا نتیجہ خرابی و بربادی ہوتی اگر کافی بغیر محاصرہ کے توپخانہ اور میگزین یا غیر کافی سپاہ کے حملہ آور ہوتا تو باغیون کی غالب جماعت کے ہاتھ سے انگریزی لشکر بالکل فنا ہو جاتا ان باغیون نے یا دلی کی سرا مین برنارڈ کی سپاہ کثیر کا مضبوطی کے ساتھ مقابلہ کیا اگر انکا مقابلہ تھوڑی سپاہ سے کیا جاتا تو وہ اسکو اگر بالکل غارت نہ کر سکتین تو پس پا ضرور کر دیتین -

— ابتدائی التوائون اور انکے سببون کے باب مین جو لارڈ کیننگ کی ججمنٹ ہے وہ صحیح اور بجا مانی جاتی ہے انہون نے لکھا کہ مین جنرل این سن کی چٹھیون سے یہ اخذ کرتا ہون کہ زیادہ تاخیر ہونے کے سبب یہہ تھے کہ محاصرہ کا توپخانہ نہ تھا اور یوروپین کے لیئے گاڑیان اور سواریان نہ تھین مین یقین کرتا ہون کہ محاصرہ کے توپخانہ کے نہ ہونے کے سبب التوا کرنا نادانی تھی دہلی کی سرکوبی آسانی سے کر سکتے تھے لیکن مین یہہ نہین یقین کرتا کہ اگر محاصرہ کا توپخانہ نہ ہوتا تو ہم کو شکست ہو جاتی بس اسطرح وقت کے ضائع ہونے سے بے شک

لارڈ کیننگ …

ہم کو بہت نقصان اٹھانا پڑا۔ کمسریٹ کی باربرداری کی گاڑیون کے باب مین اس سبب سے کہ کل آگاہی اسکی نسبت نہین ہے یہ کہنا ناممکن ہے کہ تاخیر کسقدر قابل الزام ہے اور کسقدر وہ الزام سے بچ سکتی ہے۔ اگر اس موسم گرما مین یورپین سپاہ کے سفر کرنے اور اسکی سواری کی گاڑیان کافی نہین ہوتین (جیکا اس مین ہمیشہ بھی موجود تھا) تو یہہ حرکت دیوانہ پنے کی ہوتی مگر مجھے اس مین بڑا شبہ ہے کہ آیا جنرل اینسن کی پاس یہہ گاڑیان خاطرخواہ جمع کی گئی تھین۔ ہیڈکوارٹرس کے بہت سے خطوط میرے سامنے رکھے ہین انسے مجھے خاطرخواہ معلوم ہوتا ہے کہ سوا ایک نوجوان افسر کی سپاہ کے سٹاف مین ایک آدمی بھی ایسا نہین تھا کہ جسنے تاخیر کی پولیٹکل خوفون کو اور ان نقصانون اور جوکھون پر کماحقہ خیال کیا ہو جو اور مقامون مین ہمارے سر پر جب تک سنڈلاتے رہتے کہ دہلی پر چڑھائی کرتے۔ سٹاف کے ساتھ سپیشل سٹاف خاص جیتین اسکی تکمیل کی ضرورتون کی کرتا تھا لیکن وقت کی نہایت بیش قیمتی کو نہین جانتا تھا ظن غالب یہ ہے کہ اس مین وقت ضائع کیا گیا اس مضمون پر تم ایک خط دیکھو جو جان لارنس نے کمانڈرانچیف کو لکھا ہے مثل انکے اور خطون کے کیا سنجیدہ و سچا و بکارآمد ہے مین اپنے سارے دل سے یہہ چاہتا ہون کہ ہیڈکوارٹرس کے نہایت ہی قریب وہ ہون انکے صلاح و مشورے سے انکو ملک کی حال سے پوری آگاہی بڑی بے بہا ہین تم کو اس بات کو دلنشین کرنا چاہیئے کہ انہون نے سپاہ کی حرکت کرنے کے وقت کا تخمینہ کافی کیا ہے تین سال ہوئے کہ کمسریٹ مین بڑی تبدیلی یہ کی گئی تھی کہ باربرداری کے سررشتہ کو برخاست کر دیا تھا اور یہہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ وقت پر باربرداری کے لیئے جانورون کے کرایہ پر لینے کے اوپر اعتبار کیا گیا تھا اب اس وقت پہلی دفعہ اس تبدیلی کا تجربہ ہم کر رہے ہین۔ کفایت شعاری کے انتظام کے اعتبار سے یہہ تبدیلی بہت اچھی تھی اور معمولی جنگ مین ایسی کارروائی بھی بخوبی ہو سکتی تھی لیکن مجھے حیرت ہوتی اگر جرنیل اینسن اسکے سبب سے زیادہ ندرکا رہتا اگر یہہ پہلے سے عیب بینی ہوتی کہ ہم کو اپنی رجمنٹون اور رعایا سے لڑنا پڑیگا تو کوئی دیوانہ آدمی بھی اس تبدیلی کی سفارش نہ کرتا۔

۔ جرنیل اینسن نے اپنے بستر مرگ سر ہنری برنارڈ کو میدان جنگ کا سپہ سالار بنایا انہون نے

لشکر آرا ہوکر یہہ خیال کیا کہ اگر این سن کو جلد موت نہ آجاتی تو اسکا آخر ہی وقت سویلین کے طعن و تشنیع سے بڑا تلخ ہوتا اہل قلم اہل سیف کی طرح جنگی مشکلات کا اندازہ نہین کرسکتے وہ ناممکن باتین اہل سیف سے کرانی چاہتے ہین - مجھ سے بھی وہ ایسے ہی کام چاہینگے - لیکن انہون نے اپنا کام ایسی عالی ہمتی اور والاہمتی سے شروع کیا کہ سب نوجوان افسرون نے انکی ستائش و مدح کی ۲۷ - کی صبح کو اسنے یہہ فیصلہ کیا کہ محاصرہ کی توپون کا انتظار نہ کیا جائے اور برگیڈیر ولسن کے لشکر سے جو میرٹھ سے آتا ہے اس سے ملنے کے لیے سفر کیا جائے - جنرل این سن کی وفات کے ایک دن کے بعد انہون نے لارنس صاحب کو لکھا کہ جب تک مین اپنی کسی قوت کو کام مین لاسکتا ہون آپ کی خاطر جمع رہے کہ ہر طرح کی جد و جہد ان مقاصد کے حاصل کرنے کے لیئے کی جائیگی جو بالفعل مد نظر ہین کہ جسقدر سپاہ جمع ہوسکتی ہے وہ دہلی پر جمع کی جائیگی - باغپت کے پل کی محافظت کی جائیگی اور ایسا انتظام کیا جائیگا کہ میرٹھ سے آمد و رفت جاری رہے - ان ہی مقاصد کے لیئے سارے کام ہورہے ہین آخر کولم شب گذشتہ کو انبالہ سے روانہ ہوگیا ہے محاصرہ کا توپخانہ سپاہی لیئے چلے آتے ہین جو بارنس صاحب نے اُن کے ساتھ مقرر کر دیئے ہین - کمسریٹ کو اطلاع دیدی ہے کہ رسد کی ضرورت ہوگی جب دہلی دو پڑاو رہ جائینگی تو ہمارے موجود ہونے کا وہی اثر ہوگا جو آپ نے پہلے سے سوچ رکھا ہے اور آپ بہت جلد سنینگے کہ ہم نے دہلی پر قبضہ کرلیا - اسکو مقام گرونڈہ سے انہون نے پھر لارنس کو لکھا کہ مین نے کمینڈنگ انجنیر سے صلاح کرکے دہلی کا نقشہ ایسا بنالیا ہے کہ جب ہم دہلی پہونچینگے تو مجھے امید ہے کہ کوئی مزاحمت ۵ - جون کو دہلی پر حملہ کرنے کے اندر نہین ہوگی - انبالہ سے لشکر دہلی کی طرف پورا کوچ کررہا تھا گورون پر مئی کی گرمی بڑا ستم کررہی تھی - دن کو گرمی کی شدت کے سبب سے سفر نہین کرسکتے تھے رات کو سفر کرتے تھے دن کو خیمون مین ہارے تھکے ایسے سوتے تھے کہ مردے معلوم ہوتے تھے مگر شام کے ہوتے ہی وہ پھر زندہ ہوجاتے تھے وہ اس گرمی مین پانی کے پیاسے ایسے نہین تھے جیسے کہ باغیون کے خون کے پیاسے تھے جن دہاتیون نے ان انگریزون کو جو دہلی سے مفرور ہوکر گئے تھے ستایا تھا یا مارا تھا جب وہ گرفتار ہوکر آتے تو انکی گرفتاری اور روبکاری اور سزایابی کے تھوڑے سے

وقت مین بہی بعض گورے بڑی اذیت انکو دیتے وہ انکے بال کہینچتے اپنی سنگینین انکے بدن مین چبہوتے اور زبردستی گائے کا گوشت انکو کہلاتے اور گورون کی ان سب حرکتون کو انکے افسر دیکہہ کر مسکراتے گورے کیمپ کے آدمیون پر ایسی سختی کرتے کہ وہ بہاگ گئے جاتے ۔ جتنا سفر آگے ہوتا جاتا اتنا ہی انکی یہہ خواہش بڑہتی جاتی تہی کہ مجرمون کو گرفتار کیجیے اور اپنا انتقام لیجیے حکام کے اختیار سے باہر تہا کہ وہ اپنے سپاہیون کو انتقام لینے سے روک سکین ۔ روز کارزار اب لیتا یہ تہا سب کو یقین تہا کہ عنقریب انتقام عظیم لینے کا دن آن پہنچا ہے بہت سے سپاہیون کو یقین تہا کہ ایک لڑائی مین باغیون کی رجمنٹون کا فیصلہ ہو جائیگا ۔ وہ صبح کو لڑین گے اور رات کو دہلی مین اپنی شراب پئین گے ۔ اسپتال کے خیمون مین بیمار گورون مین لڑائی کا شوق ایسا زور شور پر آرہا تہا کہ اسپتال کے خیمون مین جو گورے تہے انہون نے کہا کہ ہم تندرست ہین اور اپنی کمزور آواز سے منتین کرتے تہے کہ اپنے نفرت زدہ دشمنون سے لڑنے کے لیے بہیجے جائین لیکن برنارڈ کا لشکر ضعیف تہا اس لیئے ضرور تہا کہ وہ ولسن کے لشکر سے ملے جو دریا کی دوسری طرف سے آرہا تہا ۔ ولسن کے برگیڈ نے جو ۱۰ مئی سے کام کیئے اسکا آگے بیان کیا جاتا ہے

باب ہفتم

دہلی پر لشکر کشی

(بلوہ کے بعد ۱۲ مئی سے ۲۷ مئی تک میرٹھ کا حال)

— میرٹھ مین ہولناک شب کے بعد حکام اس کوشش مین ہمہ تن مصروف ہوئے انگریز جو زندہ تہے اور مال اسباب جو بچ سکتا تہا اور خزانہ سرکاری یہہ سب دمدمہ مین جمع کیئے جائین کہ وہ لٹیرون کے ہاتھ سے بچین جو چارون طرف پہر رہے تہے پاس کے دہات کے بہاگے ہوئے قیدی اور بازارون کے لچے بدمعاش لٹیلین بجاتے اور موچہون پر تاؤ دیتے پہرتے تہے اور حکام کی تساہل اور سہل انگاری سے خوش ہوتے تہے جسنے ارتکاب جرم کو سودمند اور آسان بنا دیا تہا وہ مسافرون کو سڑکون پر ڈاک کی گاڑیون کو

دہر ادہر لوٹتے تھے گھروں میں گھس کر زبردستی سارا مال اسباب لے لیتے تھے اور بعض دفعہ گھر والوں کو مار ڈالتے تھے رام دیال ایک دیوانی کے قیدی نے جیل خانے سے بھاگ کر اپنے ڈگریدار کو اور اسکے گھر کے چھ آدمیوں کو مار ڈالا۔ غرض میرٹھ میں سوا دمدمہ کے کہیں اور انگریزی عملداری نہیں تھی سارے ضلع میں لوٹ مار ہو رہی تھی میرٹھ میں جب دہلی کی ساری خبریں آئیں اور بغاوت میں کچھ شبہ نہ رہا تو میرٹھ میں مارشل لا کے جاری ہونے کا اشتہار دیا گیا مجرموں کو پھانسیاں ملنے لگیں۔

— میرٹھ سے ساٹھ میل پر رڑکی میں سیپر مائنر کی رجمنٹ تھی اور میجر فریزر اسکے کمانیر تھے انکو میرٹھ کے جنرل نے حکم بھیجا کہ وہ بہت جلد میرٹھ میں اپنی رجمنٹ سمیت آ جائیں۔ اس رجمنٹ میں سات سو تیس سپاہی تھے انمیں سے دو کمپنیاں رڑکی میں رہیں باقی نے کشتیوں میں نہر گنگ فریزر صاحب کے ماتحت سفر شروع کیا۔

— جب رڑکی میں میرٹھ کی خبر آئی اور سفر مینا میرٹھ کو روانہ ہوئی تو بیرد سمتھ سپرنٹنڈنٹ جنرل آبپاشی نے سپاہی بن کر ایسا عمدہ انتظام کیا کہ رڑکی کی ورکشاپ کو ایک حصن حصین بنا لیا اور اس میں ۱۶ مئی کو سب انگریزوں اور انکے اہل و عیال کو جو شہر کے قریب تھے جمع کر دیا اور انکے آسائش و آرام کا سامان مہیا کر دیا اور انگریزوں کے واسطے انکے مناسب حال کام سپرد کر دیے انمیں قواعد دان گورے پچاس تھے جنمیں آٹھ یا دس لائق افسر تھے باقی اہل قلم اور اہل پیشہ تھے۔ جب رڑکی میں سیپر مائنر کو معلوم ہوا کہ دہرہ سے مسوری کی گورکھوں کی رجمنٹ میجر چارلس ریڈ کے ہمراہ آتی ہے تو ان کو یہ خوف پیدا ہوا کہ وہ ہم پر حملہ کر کے قتل کریگی یا ہم سے ہتھیار لے لیگی اس لیے بیرد سمتھ نے میجر ریڈ کو لکھ بھیجا کہ وہ رڑکی میں نہ آئیں نہر میں کشتیوں میں بیٹھ کر میرٹھ کو چلے جائیں انکے لیے کشتیوں کا سارا سامان نہر میں موجود ملیگا میجر صاحب کے ارشاد کی تعمیل کی گئی کہ رجمنٹ نے نہر میں سفر کیا۔

— سیپر مائنر کی رجمنٹ کشتیوں میں سفر کرتی ہوئی جب میرٹھ میں آئی تو اسے یہ شبہ و سوء ظن پیدا ہوا کہ میرٹھ کی یورپین سپاہ اسنے اپنے بھائی بندوں کے قتل کا عوض لیگی اس خوف کے مارے انہوں نے عدول حکمی شروع کی اور فریزر صاحب کو گولی مار کر زخمی کیا۔ اور

سیپر اور مائنر (سفر مینا)

رڑکی کی محافظت

۱۵ مئی کو سیپر اینڈ مائنر کی سرکشی

ایڈجوٹنٹ مین سل پر گولی چلائی مگر اسنے خطا کی تو گورون کی سپاہ اور توپخانہ نے اُنپر حملہ کیا اور پچاس کے قریب سپاہی مارے باقی سب بھاگ گئے - غرض یہہ رجمنٹ رجمنٹ نہ رہی - میرٹھ مین دوسری طرف انکی دو کمپنیان کام کرتی تھین لنسے ہتھیار لے لیے اور لنسے دمدمہ کی حصار بندی مین مزدور کا کام لیا گیا -

— میرٹھ اور آگرہ کے درمیان تار اگرچہ ہمیشہ نہین مگر بعض اوقات کام دیتا تھا - لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی خدا کے واسطے دیگر جنرل ہیوٹ اور برگیڈیر ولسن سے التجا کرتا تھا کہ دوابہ کی سپاہ کی بغاوت کو پورب مین سپاہ بھیجکر روکین مگر ولسن صاحب کی رائے مین سپاہ کا اسطرح متفرق کرنا پسند نہ تھا وہ اپنی تمام سپاہ کو دہلی پر جمع کرنا چاہتے تھے انہون نے لفٹنٹ گورنر کو لکھا کہ میرٹھ مین میری اور تمام افسرون کی یہ رائے ہے کہ جب تک کمانڈر انچیف کا حکم نہ آئے میرٹھ سے سپاہ کی سفر کرنے مین یہہ قباحت ہے کہ بیمارون اور عورتون اور بچون کو چھوڑنا پڑیگا اور کمسریٹ سے بھی یہ رپورٹ آئی ہے کہ وہ آدھی سپاہ کے لیئے بھی باربرداری کا سامان نہین مہیا کر سکتے لفٹنٹ گورنر یہہ جواب سنکر خاموش ہو گئے اور جان لیا کہ میرٹھ سے مدد کی امید نہین -

— جب میرٹھ کی پورب مین سپاہ نے کچھ کام نہین کیا تو تمام آس پاس یہہ خبر مشہور ہو گئی کہ میرٹھ مین ایک انگریز بھی زندہ نہین رہا تو لوٹ اور غارت کا بڑا زور شور ہوا اسکے بند کرنے کے لیے گورہ سوارون کی ایک جماعت نکلی کان لیٹرون کو ٹھیک بنائے مسٹر جانسٹن مجسٹریٹ ضلع انکے ہمراہ ہو گئے - اختیارپور گاؤن کو پھونک دیا تو لوگون نے جانا کہ ہان ابھی انگریز زندہ ہین - مسٹر جانسٹن اپنے گھر کو گھوڑے پر سوار آتے تھے کہ وہ اسپر سے گرے اور ایسی چوٹ آئی کہ تیسرے دن انکا انتقال ہو گیا -

— ولیم ہوڈسن ایک بڑے جوانمرد شجاع افسر تھے کرنال سے میرٹھ کے درمیان راہ کے کشادہ ہونے مین شبہہ تھا -

کچھ جیند کے راجہ کے سوار انکے ساتھ گئے وہ کرنال سے ۷۶ میل سفر کرکے میرٹھ مین آئے اور کمانڈر انچیف کے تمام مراسلات برگیڈیر ولسن صاحب کو دیئے غسل کیا حاضری کھائی اور پھر ولسن صاحب سے جوابات لیکر کمانڈر انچیف کے پاس پہنچے اب ۲۷ مئی کی رات کو میرٹھ سے

لشکر کا سفر شروع ہوا اس لشکر کے کوم مین دو سکو ئڈرن کارببے نیر کے رونز ایک دنگ فیلڈ بیٹری کا اور ٹومبس کا ترپ گھڑ چڑھی توپون کا اور دو اٹھارہ پونڈ کی توپین اور کچھ ہندوستانی سیپر مائی نر تھے اس سپاہ کے سپہ سالار برگیڈیئر آرچ ڈیل ولسن تھے اور سول افسر مسٹر ہاروے گریٹ ہیڈ انکے ساتھ تھے اور اس لشکر کے ساتھ افغان پنشندار جان فشان خان بھی مع اپنے سوارون کے ساتھ تھے

۳۰ و ۳۱ مئی ہیڈن کی لڑائیان

۳۰- انوار کو سفر کر کے یہہ لشکر غازی الدین نگر (غازی آباد) مین پہنچا جو ہیڈن کے قریب دہلی سے گیارہ میل پر ہے بادشاہ کی دارالسلطنت کے ایسے قریب لشکر کے آنے سے کچھ شبہہ نہ تھا کہ باغی اس سے لڑنے آئین گے مسٹر گریٹ ہیڈ نے لکھا کہ مین خیال کرتا ہون کہ ہم دہلی کی ناک پکڑ لین گے مجھے توقع ہے کہ کل جمنا کے کنارے تک دشمن کی فوج اور مقام دریافت کر لیا جائیگا انہون نے ابھی یہہ چٹھی بھیجی تھی کہ لشکر کی چوکی کے ایک سوار نے آنکر کہا کہ دشمن قریب آگیا ہے اور حملہ کرنے کو ہے اس خبر کے آنے کے ساتھ ایک گولہ لشکر مین آنکر پڑا سپاہ جلد تیار ہوگئی طرفین سے توپین چلنی شروع ہوئین - ہیڈن کے پل او پر ان سے رائفل نے عبور کیا دشمنون پر حملہ کر کے انکو اپنے مقام سے ہٹا دیا اور فتح کامل حاصل کی سات سو برٹش سپاہیون نے اپنے سے کئی گنے لشکر کو شکست دیدی پانچ توپین لے لین اور بہت سا میگزین چھین لیا جسکی ضرورت تھی - انگریزی لشکر کا نقصان یہہ ہوا کہ کپتان اندر یوسن اور انکے چار آدمی میگزین کی ایک بیٹری کے اڑنے سے مارے گئے کل نقصان یہہ ہوا کہ ایک افسر اور دس سپاہی مقتول اور ایک افسر اور اٹھارہ سپاہی مجروح ہوئے - دوسرے دن انوار تھا پر یڈ چرچ نہین ہوا مردے دفن ہوئے - دہلی سے باغی لڑنے آئے دوپہر کے بعد دو گھنٹے تک لڑائی رہی پھر باغیون کو شکست ہوئی اور انگریزی سپاہ نے ان کے مقام کو چھین کر اس مین قیام کیا باغی دہلی کو بھاگتے ہوئے نظر آتے تھے باغیون کو یہہ کامیابی ہوئی کہ وہ اپنی توپین جو کل چھنوا گئے تھے پھر واپس لے گئے انگریزی سپاہ گرمی اور پیاس کی شدت کے سبب سے تعاقب کرنے کی قابلیت نہین رکھتی تھی اور ایک افسر اور گیارہ سپاہی مارے گئے اور دو افسر اور دس سپاہی زخمی ہوئے زخمیون مین ایک نوجوان الفا ہین نے ہیم

تھا جو بڑا بہادر اور اپنے ساتھیون مین بڑا دلیر تھا اسکی ٹانگ مین گولی لگی تہی جب ٹانگ کاٹی گئی تو اسنے اف نہین کی اور اپنی ٹانگ کا نہ افسوس کیا مگر بار بار یہہ افسوس ظاہر کیا کہ مین اب رفل لیکر میدان جنگ مین نہین جا سکونگا میرے سپاہی رہنے کا وقت ختم ہوگیا اب مین اپنی عزیز رجمنٹ کے ساتھ نہین جاؤنگا وہ میرٹھ بھیجا گیا وہان چند روز بعد مرگیا۔

ان دو لڑائیون کا بڑا اثر تھا اسنے تلنگون کا غرور ڈھا دیا اسنے دیکھ لیا کہ انگریز جنہون نے ہندوستان فتح کیا ہے اور انکو تعلیم کیا ہے وہ تعداد مین ہم سے خواہ کتنے ہی کم ہون مگر وہ ہمکو شکست دیدین گے - باغیون کا نقصان بہت ہوا تیئیس ۲۳ تو ایک خندق مین مرے پڑے تھے اور تین میل تک سڑک پہ جا بجا انکے مردے پڑے ہوئے تھے انگریزون کا نقصان چار افسرون اور پچاس سپاہیون کا ہوا تھا گو یہہ نقصان بہت کم ہوا تھا مگر جب قلت سپاہ پر خیال کیا جاتا تو وہ بڑا معلوم ہوتا ہے انگریزون نے بہی جان لیا کہ باغیون مین بعض بڑی چھوٹ بہادر لڑنے والے سپاہی ان ہی قواعد کے موافق جو ہمنے انکو سکھائی ہین

جون کی پہلی تاریخ کو گورکھون کی رجمنٹ جس مین پانچ سو توانا سپاہی تھے اور میجر چارلس ریڈ اسکے کمانیر تھے ولسن کے لشکر سے آن ملے یہ گورکھون کی وہ بہادر رجمنٹ ہے جسنے ایام غدر مین وہ بہادرانہ کام کیئے ہین کہ یادگار روزگار رہینگے - اسوقت اس پلٹن کا آجانا بہت غنیمت تہا - یہ امر مشتبہ تھا کہ انگریزی لشکر جو دو روز کی سخت جنگ سے مضمحل ہوگیا تہا وہ تیسرے حملہ کی باغیون کی برداشت کر سکے گا - اس اثنار مین ۵ - جون کو برنارڈ کی سپاہ علی پور مین دہلی سے ۱۲ میل پر آئی اور وہ میرٹھ کی سپاہ کے انتظار مین خیمہ زن ہوئی احکام کے سمجھنے مین افسرون کو ایسی غلطی ہوگئی تہی کہ یہہ خیال کیا گیا تہا کہ جمنا کی دونو طرف کے کنارون پر سے دہلی پر حملہ ہوگا - ہیڈن کی لڑائیون کے بعد ولسن کا لشکر خیمہ زن رہا -

۴ - جون کو احکام آئے فورا کہ میرٹھ کے لشکر نے سفر کیا ۶ - جون کو جمنا کے پار باغپت سے اترا - جنرل برنارڈ کا لشکر انتظار مین بیقرار تھا کہ اسکے خون مین باغیون سے انتقام لینے کے لیئے جوش پر جوش اٹھتے تھے مگر یہہ بیتابی جلدی رفع ہوگئی کہ ولسن کا لشکر قریب آگیا انتظار مین یہہ فائدہ ہوا کہ ۶ - جون کو محاصرہ کا توپخانہ بہی آگیا -

محاصرہ کے توپخانہ کی تیاری کے لیئے احکام ۱۷ - مئی کو بہیجے گئے تھے - ۲۴ - مئی کو قلعہ کے پھاٹک کھلے

توپین اور ویگن اور بیل سب تیار تھے - پہلوری کی تیسری رجمنٹ نے اس توپخانہ کے ساتھ جانے کی خود درخواست کی تھی وہ اور نوین غیر آئینی رسالہ کے کچھ ترپ اسکے ساتھ تھے ستلج کی طرف انہون نے کوچ کیا - دریا کے پل پر سے توپین اتر گئین اسکے دو گھنٹے کے بعد پانی کی طغیانی ایسی ہوئی کہ سیہ کشتیون کا پل بہ گیا اسلیئے ۳ - رجمنٹ پل پر سے نہ اتر سکی دوسری طرف رہ گئی اس مین بغاوت کے آثار نمودار ہوتے جاتے تھے - جب ستلج کے دوسرے کنارہ پر توپخانہ پہنچ گیا تو اس رجمنٹ سے کہدیا گیا کہ اب اسکی خدمات کی ضرورت نہین رہی - راجہ نابھہ کی پیدل اور سوار سپاہ توپخانہ کے ساتھ ہوئی اس سپاہ نے اور غیر آئینی رسالہ کے سوارون نے توپخانہ کو ۲۷ - مئی کو انبالہ پہنچا دیا مگر توپچیون کو نہ ہونے سے توپین بیکار تھین ایک ضعیف سی کمپنی فیروزپور سے پالک ٹرینون مین بیٹھ کر آئی میرٹھ کے رکروٹون نے اسکو قوی کیا تیسری گورکھون کی پلٹین انبالہ مین آئی تو اسکو انبالہ کی پانچوین رجمنٹ نے بہکایا کہ توپون پر قبضہ کرلے مگر یہہ سازش انکی چلی نہین اور توپخانہ جنرل برنارڈ کے لشکر مین ۶ - جون کو علی پور پہنچ گیا اب جنرل برنارڈ نے آگے بڑہنے کا قصد کیا انکے پاس تقریباً چھہ سو سوار اور ۲۴۰۰ پیادے تھے اور ۲۲ - توپین تھین انکے سوار ۱۵۰ یورپین توپچی تھے جنہین اکثر نگروٹ محاصرہ کے توپخانہ کے ساتھ تھے - اگرچہ توپین بالکل بیکار نہ تھین مگر جس کام کے لیئے جاتی تھین اسکے واسطے غیر مناسب تھین مگر اسنے زیادہ اچھی دستیاب بھی نہین ہوسکتی تھین جارج کیمبل اس توپخانہ کی نسبت لکھتے ہین کہ مین اس خیال سے اپنے تئین روک نہین سکتا کہ یہ توپخانہ ایک دہوکے کی ٹٹی ہے جو ایک مضبوط فصیل دار شہر پر چلانے کے لیئے جاتا ہے مجھے بڑا مستحکم یقین ہے کہ اس توپخانہ سے دہلی کبھی ہاتھہ نہین آئیگی ۔

جنرل برنارڈ نے سنا کہ دشمن کا ارادہ ہے کہ وہ انکے سفر کا سد راہ ہو اسکے مقام کی تحقیقات کے لیئے انہون نے لفٹنٹ ہوڈسن کو بھیجا جو پہلے کرنال اور میرٹھ کے درمیان آمد و رفت کی راہ کا بندوبست کرچکے تھے انہون نے اطلاع دی کہ باغی بادلی کی سرائے مین جو علی پور اور دہلی کے درمیان وسط مین تقریباً واقع ہے اسلیئے ۷ - جون کو آدھی رات کو علی پور سے کوچ کا حکم ہوا - جس وقت یہ سپاہ کو معلوم ہوا کہ جنگ سر پر آکھڑی ہے تو وہ خوشی کے مارے

پہولے نہ سماتے انکے سینہ مین میرٹھ اور دہلی کے قتل کے انتقام کی آگ سلگ رہی تہی - اسپتالون مین بیمار سپاہیون نے کہا کہ ہم ان مین زیادہ دنون تک نہین رہین گے بہت سے ان مین چل نہین سکتے تھے انہون نے اصرار کیا کہ حملہ آور سپاہ کے ساتھ جائین گے وہ اپنے ہمراہیون کی منتین کرتے تھے کہ وہ انکو بیمار نہ بتائین مبادا وہ لڑائی مین نہ بہیجے جائین -

باغیون نے سڑک کے دونو طرف بڑے مستحکم مقامات مین مورچے جمائے تھے انکی داہین طرف سراے تہی اور ایک گاؤن فصیل دار تہا جس مین بہت سپاہ رہ سکتے تھے اور اسکے گرد جہیل تہی جس سے گذرنا مشکل تہا - انکی بائین طرف ایک اونچی زمین تہی اسپر ریت بہرے تہیلون کا مورچہ بنایا تہا اس پر چار بہاری توپین لگائی تہین اور ایک ۸ - انچ کا مورٹر جمایا تہا مورچہ کے دونو طرف دلدل تہی جنمین کہین کہین پانی تہا اور دشمن کی بائین طرف ایک میل پر سڑک کی متوازی مغربی نہر جمن تہی -

مقررہ گہنٹے پر بریگیڈیر ہوپ گرینٹ دس گہوڑون کے توپخانہ کو اور نوین لینسرز کے تین سکوڈرن اور جیند کے پچاس سوارون کو جنکے افسر لفٹنٹ ہوڈسن تھے لیکر چلے کہ دشمن کے بائین بازو کو ہٹائین تہوڑی دیر کے بعد بڑا لشکر سڑک پر جب تک چلا کہ دشمنون مین روشنیان نظر آنے لگین - جب دن نکل آیا توپین آگے بڑہین باغیون کے ایک توپخانہ نے انگریزون کا بہت نقصان کیا اسکا جواب انگریزی توپخانہ اس سبب سے نہین دے سکتا تہا کہ اس مین توپین تہوڑی اور چہوٹے سنہ کی تہین - ایک اور دقت یہہ تہی کہ بہاری توپون کے ہندوستانی گاڑی بان اپنے بیلون کو لیکر چلے گئے اور ایک توپ اڑ گئی اسوقت جنرل برنارڈ نے حکم دیا کہ باغیون کی توپون پر گولیون کی باڑین ماری جائین - ملکہ کی ۷۵ وین رجمنٹ بڑی بہادری کر کے دشمنون کے مقام پر جا پہنچی اور انکو اپنی سنگینون پر رکھ لیا - افسر اور سپاہی ۱۹ مارے گئے اور ۴۳ زخمی ہوئے - پہلے فیوزیلیرس رجمنٹ کی کمک کو آئے - اسی رجمنٹ نے سڑک پر چلکر سراے کے دروازون کو کہول لیا ایک سخت لڑائی ہوئی مگر باغی گورون کی سنگینونکو متحمل نہ ہوسکے اور سمجھے کہ ہماری بدکرداری کی سزا خوب مل رہی ہے - غرض باغیون کو پوری شکست ہوئی اور وہ اپنی توپون کو چہوڑ کر دہلی کی طرف بہاگے اگرچہ سپاہ بہت تہک گئی تہی مگر جنرل برنارڈ نے

یہہ ارادہ مصمم کیا کہ آگے بڑھے انکو یہہ خوف تھا کہ اگر باغیون پر حملہ کرنے مین توقف ہوگا تو وہ کوئی اور مقام مستحکم کرلینگے۔ اس لئے سپاہ نے باغیون کا تعاقب کیا۔ جب - - - - -

آزادپور پر سپاہ آئی تو یہان سے دو سڑکین جاتی تھین ایک سبزی منڈی کے حوالی مین شہر کو اور دوسری چھاونی کو۔ جنرل برنارڈ تو چھاونی کی سڑک پر سپاہ کو لیکر چلے اور برگیڈیر ویلسن سبزی منڈی کی سڑک پر۔ پہاڑی پر باغیون نے باوٹے کے اوپر تین توپین لگا رکہی تھین جنسے سر ہنری برنارڈ کے کولم پر گولے لگائے جاتے تھے پہاڑی کے متوازی نہر تھی جس کا پکا پل بارہ سو گز کے فاصلہ پر پہاڑی سے تھا اسکا ایک حصہ باغیون نے اڑا دیا تھا مگر ایک حصہ اتنا باقی تھا کہ اسپر سے جنرل کی توپین اتر گئین۔ اس پل کے اترنے مین باغیون نے انگریزی سپاہ پر گولیان چلائین مگر اسنے آگے بڑھ کر باوٹے کی توپین چھین لین اور ہندوراؤ کی کوٹھی مین وہ پہنچ گیا یہان برگیڈیر ویلسن کا کولم بہی سبزی منڈی کی طرف سے آیا راہ مین باغیون کے ساتھ لڑائی مین ایک توپ ہ ایونٹہ ہاتھ آئی۔ جب یہہ دونو کولم ملکر پہاڑی پر چلے تو کشمیری دروازہ سے اینر گولون کی بھرمار شروع ہوئی جسنے سپاہیون کو مارا اور ایک توپ کا پہیہ پیار اڑا دیا۔ اب یہان چھاونی کی پریڈ کی زمین پر لشکر کی خیمہ زنی کا حکم ہوا۔ سپاہ تو یہان آگئی مگر خیمے اسپاس تھے۔ گرمی بڑی شدت کی تھی فصیل پر سے باغی دو بجے دن کے بڑے گولون کی بھرمار کر رہے تھے مگر گولے بہت پرے پہاڑی سے جاکر گرتے تھے۔ باغیونکی ایک گروہ نے شہر سے باہر نکل کر ہندوراؤ کی کوٹھی پر حملہ کیا مگر وہ ہٹادیا گیا لیکن باغیونکی توپ زنی بالکل موقوف نہین ہوئی مگر رات کو کوئی حملہ نہین ہوا۔

جنرل نے ان مختصر الفاظ مین جنگ کا بیان کیا کہ مین نے اس لشکر پر فتح پائی کہ جو تعداد مین زیادہ تھا اور بڑا مستحکم توپخانہ رکھتا تھا اور اس مین دلیری اس مایوسی کے سبب سے تھی کہ وہ قتل کرنیکا مجرم تھا اسکو کہین کوئی امید بچنے کی نہ تھی۔ لیکن یہہ فتح بڑے بہاری نقصان اٹھانے سے ہوئی ہے سپاہی ۵۳ مارے گئے۔ ایک سو اکیس زخمی ہوئے۔ کرنیل چیسٹر ایڈجوٹنٹ سپاہ کے قتل ہوئے اور باغیون کی سپاہ جو لڑنے کے لئے آئی تہی اس مین سے ہزار سپاہیون کو دہلی جانا نصیب نہین ہوا تیرہ توپین ان کی چھن گئین جنہین دو چوبیس پونڈر بہی تھی ۔ اسکے

سوار گھوڑے ۳۳ مارے گئے اور ۱۹ زخمی ہوئے اور دو سپاہی اور ۱۱ گھوڑے گم ہوئے
یہہ کہنا مبالغہ ہے کہ باغیون کے ہزار آدمیون کو شہر مین دیکھنا نصیب نہین ہوا مگر غالباً تین چارسو
کے درمیان باغی مقتول اور مجروح ہوئے لیکن ہیڈن اور بادلی سرائے کی شکستون سے
بہت تلنگے اپنے گہرون کو مفرور ہوگئے۔ جن تلنگون کو لوٹ کا روپیہ بہت سا ہاتھ آگیا تہا
انہون نے اس روپیہ کے بوجھ ہلکا کرنے کے لیئے اسکو اشرفیان بند ہوالین تھین یا سونا
خرید کر کے اسکے کڑے اور سلاخین بنوالین تھین جنکو وہ اپنی دہوتی کے اندر رانون تک چڑھا کر
چھپا رکھتے تھے انکا دل لڑنے کو نہین چاہتا تھا وہ اپنے گھر جانیکا خیال بڑا رکھتے تھے وہ ان شکستون کے بعد اپنے گھرونکو اسطرح چلنے لئے
کہ یہہ نہ معلوم ہوکر وہ مقتول ہوئے یا مفرور سب شہر والے یہ جانتے تھے کہ اگر ہیڈن سے
یا بادلی کی سرائے سے انگریز سیدھے چلے آتے تو دہلی کو تلنگون سے خالی پاتے آسانی
سے اسپر قابض ہوجاتے اور پھیر شہر والے ہی تلنگون کو اس طرح مارنا شروع کرتے جس طرح
انہون نے انگریزون کو قتل کیا تھا۔ اگر یہہ ہوتا تو جان لارنس کی اس رائے کی تصدیق
ہوجاتی جو انہون نے اپنی ایک چٹھی مین لکھی تھی کہ شاہدرہ مین تھوڑی سپاہ اور چند
دانشمند سول افسر مقیم ہوکر دہلی کے دروازہ کھلوا سکتے ہین جمنا کے پار جانا کچھ مشکل نہین
مین آدھی رات کو اس سے پار اترا ہون۔ یہہ ناممکن ہے کہ باغی سپاہ کی تعداد کا صحیح
صحیح تخمینہ کیا جائے کہ وہ اس لڑائی کے وقت کتنی تھی۔ مگر بادلی کی سرائے کی لڑائی
کے وقت جو سپاہ دہلی مین موجود تھین وہ یہہ تھین دہلی کی تینون رجمنٹین اور میرٹھ کا تیسرا
رسالہ سوارون کا اور دو رجمنٹین اور دہلی کا ہندوستانی توپخانہ اور کچھ کمپنیان علیگڈھ سے
اور ہانسی حصار اور سرسے کچھ سوار پیدل سپاہی اور رڑکی کے تھوڑے سیپر مائی نر
اور متھرا سے دو کمپنیان فیروزپور سے بن ہتھیارون کے کچھ کمپنیان اور انبالہ کے بہت
مفرور تلنگے آئے تھے دہلی کے گرد جو سو میل کے اندر پیدل سوار فرلو پر آئے ہوئے تھے
وہ اور دہلی کے نجیبون کی پلٹن اور کسٹم کے چپراسی اور پولس کے برقنداز اور اسی قسم کے
اور آدمی جمع ہوگئے تھے جو تلنگے بن ہتھیارون کے آتے انکو دہلی کے میگزین سے ہتھیار
ملجاتے دہلی کے بدمعاش شرارت کرنی اور فتنہ انگیزی کرنی جانتے تھے مگر میدان جنگ مین

ہتہیار لیکر لڑنے سے انکی جان نکلتی ہتی - شہرون کے آدمی بودے و نامرد اکثر ہوتے ہین خاص کر اس شہر کے - اس شہر کا پانی نامرد مشہور ہے - دہلی کے آدمیون نے ایک گپ اڑائی ہتی کہ سلیم گڈھ مین بادشاہون کا خزانہ دفن کیا ہوا تھا اور اسپر طلاق لکہی ہوئی ہتی کہ یہہ دفینہ جب نکالا جائے کہ بادشاہ کو اسکی نہایت اشد ضرورت ہو سو اب بادشاہ نے یہہ خزانہ نکال لیا اسکے نکال لینے کے سبب سے یہہ اشتہار دیا گیا کہ سوار کو تیس روپیہ اور پیدل کو دس روپیہ ماہوار مشاہرہ ملے گا جنکا دل چاہے وہ آنکر بادشاہ کی ملازمت کرلین اس طرح سے بہت سے انگریزی پنشن خوار سپاہی و سوار و توپچی آنکر دہلی مین جمع ہو گئے تھے - توپچی دور دور سے آئے تھے - کالے خان ان مین مشہور تھا -

فتح گڈہ جہان بنا ہوا ہے دونو کولم آنکر ملے تھے اسکے پاس ہندو راؤ کی کوٹھی تہی وہ ایک سنگین عمارت تہی اسکے گرد دیوار کھنچی ہوئی تہی اسکے جنوب مغرب مین پہاڑی ہے جو اونچی نیچی زمین پر جمنا کے کنارہ تک ڈہائی میل طول مین ہے ہندو راؤ کی کوٹھی کے نیچے تھوڑی دور پر سڑک پر ختم ہو جاتی ہے یہہ پہاڑی دہلی سے ساٹھ فٹ اونچی ہے وہ حملہ کرنے کے لیئے مفید ہی نہین تہی بلکہ ایک فصیل ہی حفاظت کے لیئے تہی - سر ہنری برنارڈ نے فتحگڈہ کی جگہ شہر کی فصیل سے بارہ سو گز کے فاصلہ پر ایک توپخانہ لگایا شمال مین تھوڑے فاصلہ پر ایک بھاری مورٹر توپخانہ کو پہاڑی کی ایک کہو مین لگا دیا اسکے پرے ہندو راؤ کی کوٹھی پر بڑا پکٹ بٹھایا - تین سو گز آگے شمال مین جہان ناکی ایک بھاری بیٹری قائم کی اس جہان نما سے پرے ایک پرانی پٹھانون کی مسجد تہی جسکی دیوارین مضبوط تھین اسکی پناہ مین ایک پکٹ بٹھایا اسکے آگے یا وڈہ تھا جسپر ایک پکٹ مضبوط بٹھایا تہا -

انگریزی سپاہ کا یہہ مقام سب طرف سوا ایک طرف کے بڑا مضبوط تھا - اس طرف سبزی منڈی تہی جسمین مکانات کا مجموعہ اور فصیل دار باغات تھے جنسے کہ باغی انگریزی خیمہ گاہ کی داہنی طرف کو ستا سکتے تھے اور انبالہ یا پنجاب کو جو سڑک جاتی تہی اسپر قطاع الطریقی کرسکتے تھے داہنی بیٹری سے کچھ دور نہین پہاڑی ختم ہوتی ہے پھر وہ بلند ہوتی ہے جسپر عیدگاہ فصیل دار ہموار زمین پر بنی ہوئی ہے جسکے حوالی مین پہاڑ گنج اور کشن گنج ہین پہاڑی اور شہر کی فصیل کے درمیان

دہلی مین انگریزی لشکر کا مورچہ

جو زمین ہے اس مین قدیمی عمارت ہین اور درختون کے جھنڈ ہین اور باغات ہین جو فصیل کے
باہر باغیون کی پناگاہ بن سکتے ہین شہر کی فصیل طول مین سات میل ہے اور بلندی مین ۲۴ فیٹ
ہے اسکے اوپر گرگج خوب بنے ہوئے ہین جنپر دس یا بارہ یا چودہ توپین چڑھ سکتی ہین اور
چل سکتی ہین فصیل کے گرد خندق بڑی چوڑی ہے اور ۲۴ فیٹ گہری شہر کی شرقی جانب مین
دریا جمن ہے برسات کے موسم مین جبکہ لڑائی ہوئی تہی اسکا پانی فصیل کے قریب پہنچ جاتا
ہے اگر دریا کے سامنے سے محاصرہ کیا جاتا تو شہر تک جانا مشکل ہوتا اور نہ اس طرف سے
محاصرہ ہو سکتا۔ انگریزی سپاہ دہلی کا محاصرہ نہین کر سکتی تہی کئی ہفتے تک محاصرین خود محصورین
ہو گئے تھے انکی کوشش یہہ نہین تہی کہ شہر کو لے لین بلکہ اپنی محافظت کرین دشمنون کا توپخانہ کبھی
بند نہین ہوا عمارتون کے گرد نشانہ انداز بیٹھے رہتے تھے انہون نے محاصرین پر حملہ آوری
موقوف نہین کی ہر روز انگریزی سپاہ کو تمازت آفتاب مین مسلح دشمنون کے حملون کے
ہٹانے کے لیئے کمربند رہنا پڑتا تہا کئی مہینے تک اسنے گرمی برسات کی بڑی تکلیف اٹھائی

پانچوان حصہ

بالائے ہند مین بغاوت کی ترقی

(مئی۔جولائی ۱۸۵۷ء)

باب اول

بنارس الہ آباد

مئی

لارڈ کیننگ کو جیسا اس انتہام کا فکر تہا کہ یورپین سپاہ کو دہلی مین جمع کرے ایسا ہی
یہہ تردد تہا کہ گنگا کی لین سے الہ آباد تک اور یہان سے دوابہ مین آگرہ تک ان مقامات کو
جو محفوظ نہین ہین اور ان مین ابتک غدر بہی نہین ہوا آفات سے بچائین اور غدر نہ ہونے دین

دیناپور مین ایک اور آگرہ مین ایک گورون کی پلٹن تہی سواران کے کل ملک مین لڑنے والے
سپاہیون مین کچھ گورے توپچی اور چند ضعیف سپاہی سرکار کمپنی کی یوروپین سپاہ کے تھے۔
گنگا کے کنارہ پر کانپور کی چھاونی بڑی تہی جس مین یوروپین کی بڑی آبادی تہی اس مین کئی
ہندوستانی رجمنٹین تھین۔ تہوڑے سے گورے سپاہی بہی تھے۔ گنگا جمنا کے درمیان
تمام چھاونیون مین ہندوستانی رجمنٹین بہری ہوئی تھین سارے خزانے اور مال اسباب گورنمنٹ کے
اور سولین کے جانون کے محافظ بہی ہندوستانی سپاہی تھے۔ ان اضلاع مین جب تک
بغاوت تھمی رہی کہ سپاہیون کو یہہ انتظار رہا کہ دہلی اور میرٹھ سے انگلش اپنا انتقام کیونکر لیتے
ہین مگر ہر چھاونی مین برانگیختگی کے آثار ایسے نمودار ہوتے جاتے تھے کہ معلوم ہوتا تھا کہ بغاوت ہوگی
کلکتہ سے کچھ زیادہ چارسو میل پر بنارس کا شہر ہے جو گنگا کے کنارہ پر ہندوؤن کا بنارس
بڑا دارالعلوم اور بزرگ پرستش گاہ ہے۔ جیسی یہان ہندوؤن کی علم وفضل کی تحصیل ہوتی
ہے اس سے زیادہ کہین اور ہندوستان مین نہین ہوتی مگر اس علم وفضل کا کچھ اثر باشندون پر نہین ہوتا
مئی ۱۸۵۷ء کو مسٹر ٹکر کمشنر بنارس لارڈ کیننگ کو لکھتے ہین کہ بنارس کے بڑے شہر مین
ایک لاکھ اسی ہزار آدمیون کی نہایت متعصب آبادی ہے کہ جس سے بدتر سارے ملک مین
کہین اور آبادی نہین ہے یون تو اس شہر کے باشندون مین ناراضی اور بددلی پہلے سے چلی
آتی تہی مگر اب ۱۸۵۷ء کی گرمی مین قحط سالی نے اسکو اور بڑہا دیا تھا وہ قحط کا سبب انگریزی
عملداری ہی کی نحوست کو سمجھتے تھے سوا اسکے یہان خاندان تیمور کے شاہزادے اور بہت سے
معزز قیدی سکھ اور مرہٹے و مسلمان رہتے تھے جو ایسے وقت مین اپنی سازشون اور ریشہ
دوانیون سے باز نہین رہ سکتے تھے۔
شہر سے تین میل کے فاصلہ پر سکرولی مین چھاونی اور تمام انگریزی کچہریان اور سررشتے دفتر
تھے۔ چھاونی مین آدھی کمپنی یوروپین توپخانہ کی تہی اور ایک لدہیانہ کی سکھ پلٹن اور ۳۷وین
رجمنٹ پیدل تہی اور تیرہوان غیر آئینی رسالہ سوارون کا تہا۔ غرض ہندوستانی سپاہی دو ہزار
اور انگریزی تیس گولہ انداز تھے اور جارج پونسون بائی صاحب یہان کے برگیڈیر تھے۔
اور سولین یہان مسٹر ہنری کارٹکر صاحب کمشنر اور گبنس صاحب جج اور لینڈ صاحب مجسٹریٹ تھے

سیہہ تینون افسر بڑے لایق اور ہوشیار تھے۔ جب ان پاس دہلی اور میرٹھہ کی خبر وحشت اثر آئی تو انہون نے ایسی تدبیرین شروع کین کہ بنارس کا حال ان شہرون کا سا نہ ہونے دین۔ ایک مجلس مشورہ مین سول اور ملیٹری حکام جمع ہوئے ان مین سے دو ملیٹری افسرون کی رائے یہہ ہوئی کہ چنار کے قلعہ مین جو بنارس سے اٹھارہ میل پر ہے ہم کو چلا جانا چاہیئے مگر سول کے حاکمون نے اس رائے سے اختلاف کیا آخر کو یہہ رزولیوشن پاس ہوا کہ کوئی فکر و تردد کی علامت نہ سپاہیون نہ رعایا پر ظاہر کرنی چاہیئے ہر یک کو اپنے گہر مین ایسا ہی رہنا چاہیئے جیسے امن و عافیت کے زمانہ مین رہتے تھے مسلح ہونا نہین چاہیئے نہ کوئی ایسی بات کرنی چاہیئے جس سے کہ معلوم ہو کہ سپاہیون کی بے اعتباری کی جاتی ہے لیکن اگر دفعتہً سپاہی یا رعایا بلوہ کرین تو ٹکسال مین سب جاکر پناہ لین۔ کمشنر صاحب نے گورنر جنرل کو لکھا کہ بڑا اشکار یہہ ہے کہ آدمیون کو نیک دل کہون اسلیئے مین بُری خبرون کو چھپائے رکھتا ہون اور اچھی خبرون کو مشتہر کرتا ہون اس عرصہ مین مین اور میرے شریک جو کچھہ کرسکتے ہین وہ بغیر کسی برانگیختگی کے چپ چاپ کرتے ہین۔ شہر کے بازارون مین غلہ کا نرخ گران ہو رہا ہے اسکا علاج کرنا آسان نہین غلہ فروشون کے فائدون مین بغیر کسی مداخلت کے بندوبست ایسا کیا گیا کہ قحط کی سختی کا بُرا اثر سپاہیون پر نہ پڑے کمشنر نے گورمنٹ کی طرف سے یہ حکم دیدیا ہے کہ سپاہیون کو آٹا اسی بہاؤ سے ملے جس بہاؤ سے معمولی وقتون مین ملا کرتا ہے گبنس صاحب جج اور لینڈ صاحب مجسٹریٹ سارے دن بازارون مین غلہ فروشون کو سمجھاتے رہین کہ غلہ جہانتک ممکن ہے ارزان بیچو جسکا انجام تمہارے لیئے اچھا ہوگا اور کسی بلوہ کا خوف نہ ہوگا۔ کمشنر صاحب نے لکھا کہ مجھے سپاہ و رعایا پر ایسا اعتماد ہے کہ مین اپنے پاس ایک ہتھیار سوار چابک کے نہین رکھتا سپاہی اور رعایا نیچے ہین ان پر اخلاق کا زور بڑا اثر رکھتا ہے۔ اسوقت تمام سکھہ سردار جو بنارس مین قیدی تھے وہ بڑے خیر خواہ انگریزون کے ہوگئے تھے وہ کمشنر کے لوڈی گارڈ اور اسکے گہر کے پہرہ دار بنگئے تھے کلکتہ کے قریب چنسرہ سے ۲۴ مئی کو ۴۲ گورے ۸۴ وین رجمنٹ کے ڈاک مین بنارس مین آئے۔ دہلی اور کلکتہ کے درمیان گورون کی سپاہ کی کمک کے لیئے خدا کے واسطے دیئے جارہے تھے۔ گورون ہی پر انگریزون کی جان کی سلامتی موقوف تھی۔ ۱۷ مئی کو خبر آئی کہ

اعظم گڈھ مین ۱۷ وین رجمنٹ بغاوت کرنے کو تیار ہورہی ہے اور ابھی اشارہ پر بنارس کی رجمنٹین بگڑنے کو بیٹھی ہین۔ ہنری لارنس نے ٹکر صاحب اور لیون سون بائی صاحب کو لکھا کہ کانپور مین گورون کی سپاہ کی اشد ضرورت ہے جسقدر گورے بھیج سکو بھیجدو۔ پھر دیناپور سے گورون کی کمک آتی گئی گو گورون کی بنارس مین بڑی ضرورت تھی مگر وہ کانپور جہان اسکی زیادہ ضرورت تھی بھیجے گئے۔

اسوقت انگلش مین کی مردانگی عجب نیرنگی رنگ برنگ کی دکھارہی تھی بعض ان خوفون کے دور کرنے کے لیئے جو وہ پہلے سے جانتے تھے کہ آنے والے ہین کمربستہ ہوکر بڑے بڑے شجاعون کی مانند ہاتھہ پاؤن کے کام مین لانے کے لیئے مستعد ہوئے۔ بعض بانجیون کے مقابلہ کرنے کے لیئے ضعیف تھے مگر وہ اپنا خدا پر ایسا توکل کرتے تھے کہ ان کو بڑا استقلال اور صبر تھا۔ بعض انگریز ایمان کے پکے سرتاپا خدا کی عبادت مین مستغرق تھے غرض اسوقت انگریزی قوم اپنی شجاعت و بہادری اور خدا تعالے پر توکل کرنیکو دکھارہے تھے۔ لڑائی مین جاکر جان دیدینی آسان ہے بہ نسبت اسکے کہ موت کا انتظار صبر سے کیا جائے۔ صبر کرنا بہادری کرنے سے زیادہ مشکل ہے۔ غرض صبر و شکر و تسلیم و رضا و ہمت جرأت شجاعت سب ہی انگلش مین اپنی دکھارہے تھے۔

ہنری ٹکر صاحب بڑے اشراف عیسائی تھے وہ انگلشی جرأت و ہمت اپنی مذہبی صورت مین دکھارہے تھے وہ بڑے بے خوف و خطر پڑے پھرتے تھے انکا قول یہہ تھا کہ خدا میرا چٹان ہے میرا حصن ہے میرا نجات دینے والا ہے خدا جو میرا چٹان ہے اسپر توکل کرتا ہون وہ میری سپر ہے اور میری نجات کا سینگ ہے میرا بڑا برج ہے میری پناہ ہے وہ اپنے اس توکل کے سامنے انسانی وسائل محافظت کو اور انسان کی محافظت کی کوششون کو ہیچ جانتے تھے انکے نزدیک دوسرے وسائل پہ بھروسا کرنا خدا پر ایمان نہ رکھنے کو ظاہر کرنا تھا انہون نے گورنر جنرل کو لکھا کہ میری اور لیون سون بائی کی مرضی کے خلاف مسس گبنس اور لینڈ اور اور یوروپین باشندون کی التجا پہ ہتھیار اور میگزین آج کے دن انکو دیدیئے گئے ہین جنہون نے اسکی درخواست کی مجھے یقین ہے کہ اس سے انکی دلجمعی اور تشفی خاطر ہوجائیگی مین خدا کا شکر

انگلش مین مردانگی کی عجب نیرنگی

ہنری ٹکر صاحب

کرتا ہون کہ جہان کوئی حفاظت کی جگہہ نہین ہے اور ہمارے لیئے کہین بھاگنے کی بہی جگہہ نہین ہے اسلیئے ہم اپنی جگہہ پہ مستحکم قائم ہین اب تک یہان ذرا بہی دنگہ فساد نہین ہے انہون نے یہ بہی کہا کہ دشمن یہان آئینگے تو بائبل ہاتھہ مین لیکر انکے مقابلہ مین جاؤنگا جیسے داؤد غولی ایتھ سے لڑنے کیلیئے فلاخن لیکر گیا تھا وہ اپنے صاحبزادے کے ساتھہ بے خوف و خطر ہر شام کو اس طرح پھرا کرتے تھے جیسے کہ پہلے امن و عافیت کے زمانہ مین جب انسے لوگون نے کہا کہ آپ کی ٹوپی اس قسم کی ہے کہ آپ کمشنر معلوم ہوتے ہین کوئی باغی آپ کو پہچانکر گولی نہ ماردے تو انہون نے ٹوپی کو بدلا نہین اور یہہ کہا کہ جیسا مین ایک ٹوپی کے نیچے امون ہون ایسا ہی دوسری ٹوپی کے نیچے ایسے قول اور فعل چلن پر دلالت کرسکتے ہین مگر مسٹر ٹکر کی خصلت نہایت مذہبی گرمجوشی کی تہی جسکے سبب سے وہ اس موقع کے لیئے مناسب حال نہ تہی اور انکی خصلت عام آدمیون کی سمجھ مین بہی نہین آتی تہی لیکن انہین الشایستگی اور دانائی ایسی تہی کہ وہ اس وقت مین تعریف کے قابل کام کراتی تہی اس مروت و فتوت کو دیکھیے کہ جو یورومین سپاہ بنارس مین آئی اسکو کانپور بھیجدیا یون سو لوہاہی نے کمشنر کو لکہا کہ آپ اور مین اس باب مین بہت کچھہ برداشت کرتے ہین مصیبت زدون کی مدد کرنی بری نہین ہوتی۔ غرض جو کام بنارس مین ٹکر صاحب اور گبنس صاحب نے کیئے انکی بڑی تعریف ہوئی اور لارڈ کیننگ نے دونو کا شکریہ ادا کیا اور انکے کامون اور انتظامون کی تعریف کی۔

مئی کے مہینے کے آخر تک تو ظاہرا امن و عافیت کی صورت تہی مگر جب جون کا مہینہ آیا تو آتش زنی شروع ہوئی اور یہہ خبر آئی کہ بنارس سے ساٹھہ میل پر اعظم گڈھہ مین سپاہیون کی سترہوین رجمنٹ نے بغاوت کی میجر بروس اسکے کمانیر تھے ہورن صاحب مجسٹریٹ کے سمجھانے سے رجمنٹ نے مئی مین سرکشی نہین کی مگر جب روپیے کی جھنکار انکے کانون مین پہنچی تو انکی نیت بگڑی گورکھپور کے خزانہ سے پانچ لاکھہ روپیہ آیا تہا اور اعظم گڈھہ کے خزانہ سے دو لاکھہ روپیہ اسپر اضافہ ہوا یہہ چمکتے ہوئے سب روپے سپاہیون کے قبضے مین تھے یہ ترغیب ایسی تہی جسکو وہ روک نہین سکتے تھے اول انہون نے یہہ کہا کہ یہان سے خزانہ جانے نہ پائیگا مگر ۳- جون کو خزانہ اعظم گڈھہ سے روانہ ہوگیا۔ سپاہیون نے ان دو ٹولیون کو جو اعظم گڈھہ

جون ۱۸۵۷ء اعظم گڑھ میں سرکشی

تھین فیر کرنا شروع کیا اور نقارہ بجائے - دو افسرون کو مارا باقی افسر اور عورتین و بچے کچہری مین بھاگ گئے جسکو مجسٹریٹ نے محافظت کا مقام بنایا تہا - غیر آئینی سوارون نے افسرون کی جانون کو بچا دیا لیکن خزانہ کو نہ بچایا - ۱۷ - رجمنٹ کے سپاہیون نے خزانہ کو جو بنارس کی سڑک پر جاتا تہا جاکر لے لیا اور اسکو اعظم گڑھ مین لے آئے اس اثنا مین اعظم گڈھ کے انگریز بھاگ کر غازی پور مین چلے آئے سپاہیون نے یہان آنکر دیکھا کہ کوئی انگریز نہین ہے تو وہ اس خزانہ کو ساتھ لیکر فیض آباد کی چھاونی کو چلے گئے -

بنارس مین کرنیل نیل صاحب کا آنا

کرنیل نیل صاحب نے اپنی سپاہ کو ریل مین رانی گنج بھیجا اور وہ خود ریل مین اور گھوڑے کی ڈاک مین بنارس مین آئے اور انہون نے انگلش بہادری و دلاوری کو گنگا کے اضلاع مین دکھا دیا اور اپنے کام بڑے استقلال و عالی ہمتی و والاہمتی سے شروع کیے خوف و خطر کی خطے کے ایک سرے سے جان لارنس اور دوسرے سے لارڈ کیننگ سپاہ کی کمکین بھیج رہے تھے پہلے کا کام یہہ تھا کہ دہلی کو باغیون کے پنجے سے چھڑائے دوسرے کا کام یہہ تھا کہ بنارس الہ آباد کانپور لکھنؤ و آگرہ مین امن و امان قائم رکھے اور بغاوت کی آگ نہ سلگنے دے - بنارس مین ایک مدراس فیوزلیر اور دیناپور سے دسوین رجمنٹ کے سپاہی آگئے تھے -

بنارس مین ہندوستانی سپاہ سے ہتھیار لینا اور ہتھیار رکھنے سے انکار

بنارس مین ہندوستانی سپاہ تو دو ہزار تھی اور گورون کی سپاہ ڈہائی سو سپاہی تھے اسلیے ہتھیار لینے کا کام بڑا مشکل تھا اب تک پلٹنون کے افسرون کو اپنے سپاہیون پر ایسا اعتماد چلا جاتا تھا کہ انکے ہتھیار لینے سے اُنکا دل ٹوٹتا تھا معلوم ہوتا تہا کہ سکھون کی رجمنٹ وفادار ہے وہ ہندوستانی سپاہ سے لڑنے کو آمادہ ہے - بنارس ہی مین نہین بلکہ سب جگہہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ سکھ انگریزون کے خیرخواہ رہین گے - ۳۷وین رجمنٹ پریڈ مین اول بلائی گئی اور کرنیل سپٹ وڈ نے اسکو حکم ہتھیار رکہنے کا دیا اسنے حکم کی تعمیل کی مگر اس کے ساتھ غل مچا کہ ہمکو دغا دی سامنے یوروپین سپاہ انکو مارنے کے لیئے آتی ہے - سپٹ وڈ صاحب نے پکار کر کہا کہ یہہ خبر غلط ہے سپاہیون نے کہا کہ آپ ہمیشہ سے ہمارے مائی باپ رہے ہین کرنیل نیل بھی اپنی تہوڑی سی سپاہ لیکر لین مین آکر مقیم ہوئے - اور آگے جاکر سپاہیون سے کہا کہ اگر تم ہتھیار رکھ دیتے مین ایسی اطاعت کروگے جیسے کہ اچھے سپاہی کیا کرتے ہین تو تمہارے

لیئے کوئی قباحت نہین ہوگی۔ انہون نے اس بات کے یقین دلانے کے لیئے ایک سپاہی کے کندھے پر ہاتھہ رکھا تو اسنے کہا کہ ہم نے کوئی قصور نہین کیا تو پولن سون بائی نے ہندوستانی زبان مین کہا کہ نہین مگر تمہارے بھائیون نے اپنے افسرون کو مار ڈالا ہے جنہون نے کبہی انکو اذیت نہین پہنچائی اور انہون نے بغاوت کی اسلیئے تم سے ہتھیار لینے کی ضرورت آ پڑی ہے وہ یہہ کہہ ہی رہے تھے کہ سپاہیون نے بندوقین پھیر لین اور انکو پھیر کر اپنے افسرون اور یورپین پر چلائین۔ ستر اسی گز سے نشانہ بازون نے ایسی گولیان چلائین کہ دسوین رجمنٹ کے سات یا آٹھہ گورے گولیون کے لگنے سے گرے۔ غرض گورے کالون مین بندوق بازی ہونے لگی اور کالون پر توپون کے متواتر گراب چلنے لگے۔ ۳۷ وین رجمنٹ مین کی طرف بھاگی یہان انپر گولیان پڑین سپاہی شہر کی طرف بھاگے اور پھر شہر سے بھی باہر ملک مین دنگہ فساد مچانے چلے گئے۔

اس اثنا مین گورون کی اور سکھون کی رجمنٹ اور غیر آئینی رسالہ سوارون کا پرے پر آیا۔ غیر آئینی رسالہ کا مزاج پہلے سے معلوم تھا کہ کیا ہے انکے افسر کپتان گائس کو ۳۷ وین رجمنٹ کے سپاہیون نے مار ڈالا تھا اور اسکی جگہہ ڈوڈسن صاحب مقرر ہوئے تھے انپر بھی ایک سوار نے فیر کیا دوسرے نے انکے سر کاٹنے کا ارادہ کیا لیکن سکھون کا ارادہ سرکشی کرنے کا نہ تھا اگر انکو پریڈ کا مقصد کافی طور پر سمجھا دیا جاتا تو انکے دل مین کوئی شبہہ نہ رہتا مگر جب غیر آئینی رسالہ نے بغاوت کی تو وہ بھی ڈھل مل ہو گئے۔ اسوقت ایک سکھہ نے کرنیل گورڈن صاحب کو گولی ماری تو دوسرا اسکے بچانے کے لیئے دوڑا اسپر ایک انگریزی افسر چلایا کہ سکھہ رجمنٹ نے بغاوت کی سکھون کی گولیان تو بچا نہین آنے لگین تو توپین انپر چلائی گئین دو تین دفعہ انہون نے توپون کے چھیننے کے لیئے قصد کیا۔ غرض سکھہ اور غیر آئینی رسالہ پریڈ پر سے بھگا دیا گیا۔

اب کرنیل نیل صاحب سپاہ کے کمانڈر مقرر ہوئے اور انہون نے تمام فوجی جوابدہی اپنے ذمے لی اب بہت سے آدمیون پر چند آدمیون کی فتح کامل ہوگئی۔ جن سپاہیون نے لینون مین پناہ لی تھی وہ باہر نکالکر قتل کیئے گئے اور بعض جو اپنے چھپرون مین جاکر چھپے تھے وہ جلا دیئے سے بھسم ہو گئے ۴۔ جون کو جو پریڈ ہوئی اس مین بدنظمی ہوئی ۶۔ جون کو کمشنر صاحب نے

لارڈ کیننگ کو لکھا کہ ہتھیار لینے کا کام بری طرح ہوا سپاہیون کے دل مین اس خیال کا ناسور ہے
کہ اپنر حملہ اس حال مین کیا گیا کہ اکثر سپاہیون پاس ہتھیار نہ تھے یہہ تو ایک سویلین کی رائے
ہے جو چندان اعتبار نہین رکھتی لیکن دو ہفتے کے بعد لارڈ کیننگ نے بہی لکھا کہ سپاہ کے
ہتھیار لینے مین جلدی کی گئی اور ہوشیاری نہین کی گئی سکھون کی رجمنٹ کے ایک حصہ کا مقابلہ
کیا گیا مجھے یقین ہے کہ اگر اس سے مناسب طور سے یہہ معاملہ کیا جاتا تو وہ خیرخواہ رہتا
اس معاملہ کا نتیجہ یہ ہے کہ یہہ کام جیسا برا کیا گیا تھا ایسا ہی جلدی کیا گیا تھا یا شاید جلدی
کیا گیا تہا اسلیئے برا کیا گیا تہا اگرچہ یہہ کام جلدی کرنے سے خراب طرح سے کیا گیا ہو مگر وہ اگر
دیر کر کیا جاتا تو اور زیادہ خراب ہوتا ۔ غرض اس باب مین صفحے کے صفحے لکھنے والے
فرضی صورتین بنا کے فرضی نتیجے نکالتے ہین جو کچھ بڑی وقعت نہین رکھتے ۔

[illegible]

اگرچہ فوجی کامیابی پوری ہوئی لیکن خوف وخطر دور نہین ہوا ۔ ٹکر صاحب کا توکل جو خدا پر تھا
اسنے اپنا ظہور دکھایا گنبس صاحب کو ایسے نازک زمانہ مین دوست مل گئے جنہون نے عیسائیون
کی جان ومال کی محافظت کی یہہ تجویز ہوئی تھی کہ اگر بلوہ ہو تو عیسائی جو لڑنے والے نہین ہین ٹکسال
مین چلے جائین جو شہر اور چھاؤنی کے درمیان واقع ہے یہہ عمارت محافظت کے لیئے مناسب تہی
جب توپ بندوقون کی آوازون کا شور ہوا تو عیسائی ٹکسال مین آ گئے مشنری رام نگر مین
چلے گئے کہ وہان سے چنار چلے جائین سویلین کچہری مین چلے گئے لیکن بڑا خوف یہہ تھا کہ سکھ
جو خزانہ کے محافظ ہین جنہین انکی جلا وطن مہارانی کے جواہر وزیورات رکھے ہوئے ہین وہ کچہری
کی عمارت مین آگ نہ لگادین اور عیسائیون پر جہان انکو وہ ملین حملہ نہ کرین ۔

[illegible]

لیکن ایک سکھ سردار سورت سنگھ نے اس مصیبت کے وقت مین انگریزون کی بڑی
خدمت گزاری کی سکھون کی دوسری لڑائی کے بعد اس سردار کو حکم ہوا تھا کہ وہ بنارس مین
رہا کرے جسکے سبب وہ سرکار کا بدخواہ گزرا تھا اسکو گنبس صاحب پر بڑا بھروسا اور اعتماد تھا
وہ صاحب کے ساتھ کچہری مین دونالی بندوق کندھے پر دھرے ہوئے کچہری مین جاتا تھا
سکھ سپاہیون کو جو غصہ آتا تہا انکو وہ اپنے سمجھانے سے دھیما کرتا تہا اور انکے دلون مین جو اپنے
بھائی بندون کے انتقام کا جوش اٹھتا تہا اسے دباتا تھا ۔ غرض اسکے سمجھانے سے سکھون نے

سرکاری خزانہ اور لاہور کے جواہر یورپین کے حوالہ کیئے کہ وہ اپنی محافظت کے مقام مین لیجاوین
معزز و مشہور برہمن پنڈت گوکل چند نے اپنے تمام اثر و رعب وداب کا وزن انگریزون کی
خیرخواہی کی ترازو کے پلڑے مین چڑھا دیا وہ جج کی عدالت کا ناظر تھا گبنس صاحب پاس
بہت آتا جاتا تھا۔ اگر وہ اشراف عیسائی بہی ہوتا تو رات دن برابر انگریزون کی اعانت ایسی متواتر
نہین کرتا جیسی اسنے پنڈت ہونے کی حالت مین کی۔

ایک اور خیرخواہ بڑے دولتمند صاحب حکومت دیونراین سنگھ تھے وہ برٹش گورنمنٹ
کے بڑے خیرخواہ و فرمان بردار بڑے عاقل روشن ضمیر فیاض صاحب مروت و فتوت تھے انہون نے
اہل شہر کو انگریزون سے برگشتہ نہین ہونے دیا انکی خدمات کا خواہ کسی الفاظ مین بیان کیا جائے
مبالغہ نہین ہوگا۔

خطابی راجہ بنارس بھی انگلش کی خدمات بہت اچھی طرح بجالاتے تھے۔ ۴۔ جون کی رات کو
جو شنری بھاگ کر رام نگر مین گئے انکی بڑی اچھی طرح مدارات کی غرض اگر ہندوؤن مین سے ایسے
خیرخواہ انگریزون کے بنارس مین خدا نہ پیدا کرتا تو پھر وہان عیسائیون کا نام و نشان باقی نہین رہتا
۵۔ جون کو لارڈ کیننگ کو کمشنر ٹکر صاحب نے لکھا کہ شہر مین امن ہی امن ہے مگر ٹکسال
مین آدمیون کا ایسا ہجوم ہے کہ انکی آوازون کے غل شور مین لکھنا مشکل ہے وہ ایسا دیوستہان
بن رہا ہے کہ اس مین خیال کرنا لکھنا یا کسی کام کا کرنا ناممکن ہے۔ پھر ۹۔ جون کو صاحب کمشنر نے گورنر جنرل
کو لکھا کہ یہہ مجھے بالکل ایک معجزہ معلوم ہوتا ہے کہ شہر اور چھاؤنی مین امن امان رہا ٹکسال مین
ہم سب رات کو سوتے ہین مگر کسی بنگلے و کوٹھی کو کسی نے آگ نہین لگائی اور دن کو سارے
کام معمول کے موافق ہوتے ہین۔ فرزانگی و مردانگی سے گبنس نے جج کے کامون کی جگہہ
مجسٹریٹی کے کام کرنے شروع کیئے ہین اسنے اپنی کچہری بند کر دی ہے اور انتظامی کام
اپنے ذمے لے لیئے ہین۔ کچھ اپنی ہیبت سے کچھ اپنی محبت سے سارے شہر کو اپنے بس مین
کر لیا ہے۔

۴۔ جون کو جب باغی سپاہی دیہات مین پھیلے تو سارے دیہات مین فوراً بدانتظامی اور
غارتگری نے پاؤن پھیلائے۔ چند روز مین قانون اور انتظام رخصت ہوا۔ ۱۴۔ جون کو

مسٹر ٹکر صاحب لکھتے ہین کہ مین اس بات کا یقین نہین کرسکتا تہا کہ جس لمحہ مین گورنمنٹ کا ہاتھ اٹھہ جائیگا تو دفعتہً زمیندار آپس مین ایک دوسرے کو لوٹنے لگینگے اور لوگ سٹرکون پر غارتگری کرنے لگینگے تمام بڑے بڑے زمیندار اور نیلام مین حقیتون کے خریدنے والے سیٹھ و پا ہورہے ہین وہ اپنی زمینون سے بیدخل کردیئے گئے انکے کارندے اکثر مارے گئے ہین اور انکا مال واسباب سب لٹ گیا ہے ۔

قسمت بنارس و الہ آباد مین گورنمنٹ نے مارشل لا کے جاری ہونے کا اشتہار دیدیا ۔ اس دن مسٹر ٹکر نے بھی گورنر جنرل کو لکھا تھا کہ ہر سول افسر کو پورے اختیارات مجسٹریٹی کے مل جائین اور انکو موت حیات کا اختیار دیا جائے ۔ مین اس قانون کو مارشل لا پر ترجیح دیتا ہون مین نہین خیال کرتا کہ ملیٹری افسرون مین سے بہت سے افسرون کو موت و زندگی کا اختیار دیا جائے ۔ تو اس سبب سے کہ انگریز بے رحمی کے ساتھ قتل ہوتے ہین اس نے انگلشی خون مین حرارت پیدا کردی ہے اسلیئے ادنے وجہ پر وہ ہندوستانیون کو گولی مارینگے یا پھانسی دینگے اسواسطے مین ترجیح دیتا ہون کہ اختیارات ان ہی ہاتھون مین رہین جنکی عادت مین داخل ہے کہ وہ شہادت کو جانچتے و پرکھتے ہین غالباً کوئی سویلین کسی آدمی کے مارے جانے کا حکم بغیر کسی اصلی علت کے نہین دیگا ۔ اگرچہ کمشنر بنارس نے اپنی جماعت کی طرفداری کا تھوڑا سا تعصب دکھایا تھا مگر یہہ اسکا لکھنا بالکل صحیح تھا کہ انگلشی خون کی گرمی راے دینے مین دماغ کی سردی کو کام مین نہین آنے دیگی بالفعل ملیٹری افسر سب قسم کے مجرمون کو ...... شکار کرتے پھرتے تھے ۔ کتون اور گیدڑون یا بھیڑون کی طرح انکو مارتے تھے اور کچھہ افسوس نہین کرتے تھے اسی زمانہ کا لکھنے والا لکھتا ہے کہ پر بڈیر ہتھیار لینے کے بعد اسنے ٹکسال سے صبح کو یہہ دیکھا کہ پھانسیون کی قطار لگی ہوئی ہے چندروز کے بعد ملیٹری کورٹ یا کمیشن ہر روز اجلاس کرتا اور بے خبرتی کے ساتھ آدمیون کو پھانسیان دینے کا حکم دیتا کھیل کے طور پر کچھہ کم عمر لڑکون نے باغیون کے علمون کو بلند کرکے تاشے بجائی تھے وہ سب پکڑے گئے اور انکو پھانسی لگنے کا حکم ہوا اسی کمیشن مین ایک جوان افسر تھا وہ روتا ہوا کمینڈنگ افسر پاس گیا کہ وہ اس حکم کو منسوخ کردے مگر کچھہ رحم نہین کیا گیا ۔ ایک گروہ پھانسی

دینے والا ضلع مین گیا ایک جنٹل مین اسپر فخر کرتے تھے کہ مین پھانسی بڑی حکمت سے دیتا ہون کہ مجرم کو ہاتھی پر چڑھاتا ہون اور مجرم کے گلے مین رسی ڈالکر آپ کے درخت سے باندھتا ہون اور پھر ہاتھی کو بھگا دیتا ہون اس طرح سے وحشیانہ انصاف کی قربانی اٹھ کے پھندے کی طرح کچھ دیر کے لیئے لٹکتی رہتی ہے ملیٹری افسرون نے مجرمون کے پھانسی دینے مین جو کام کیا تھا اس سے کچھ کم سولین نے بھی نہین کیا۔ بنارس کا جیل خانہ ٹوٹا نہین تھا۔ نئے مجرمون کی کثرت تھی جیل خانہ مین مکانات انکے سمانے کے لیئے نہین تھے اس لیئے بڑے مجرمون کو پھانسی دی جاتی تھی اور چھوٹے مجرمون کی پیٹھ بینتون سے رنگی جاتی تھی اور وہ چھوڑ دیئے جاتے تھے

بنارس سے چالیس میل کے فاصلہ پر جونپور تھا اس مین سکھون کی لدھیانہ رجمنٹ کی کچھ کمپنیان تھین جب ان کو خبر ہوئی کہ بنارس مین یورپین نے انکی رجمنٹ پر فیر کیئے تو انہون نے کھلی بغاوت اختیار کی۔ لفٹنٹ میرا اپنے کمانیر کو اور مسٹر کپیج جنٹ مجسٹریٹ کو مار ڈالا خزانہ لوٹ لیا اور جو چند یورپین تھے انسے ہتھیار لیکر کہا کہ جہان اپنی عافیت دیکھین چلے جائین۔ چند سکھون کی بغاوت نے سارے ضلع مین آدمیون کو باغی بنا دیا سپاہی لوٹ روپیونکا بوجھ لیکر اودھ کو روانہ ہوئے کیڑی بڑھیاؤن اور قلاش لڑکون نے جنہون نے عمر بھر روپیہ کی صورت نہین دیکھی تھی لوٹ کر خزانہ مین کوڑی نہین باقی رکھی ضلع کا سارا بندوبست وانتظام بلبلہ کی طرح پھوٹ گیا انگریزون نے ایک نیل کی کوٹھی مین پناہ لی مسٹر فین اور انکے ہمراہیون کو جنمین پانچ لیڈیان اور گیارہ بچے تھے کمشنر بنارس نے کچھ گورون کو بھیجکر بنارس مین بلاکر بچا لیا۔

اضلاع زیرین سے اضلاع بالا کو گورون کی سپاہین روزانہ روانہ ہوتی تھین مگر انمین سے زیادہ تر سپاہی الہ آباد اور کانپور کو بھیجے جاتے تھے۔ مسٹر ایرچن بالڈپالک کو جو اس نامور سپہ سالار کے بیٹے تھے جنہون نے کابل فتح کیا تھا ان سپاہیون کے لیجانے کی خدمت سپرد تھی۔ سپاہ کے لیئے کافی سواریان نہین ملتی تھین اور گورون کے لیئے آٹا اور رسد تھرا دو نو پوری میسر نہین ہوتی تھین مسٹر ٹکر نے لارڈ کیننگ کو لکھا کہ وہ کمسریٹ کے ذخائر بھیجین یہان یورپین سپاہ کی ضروریات کی رسد کچھ بھی بہم نہین پہنچتی بالا کمشنر بنارس نے

مرزاپور اور غازی پور سے گورون کو دخانی جہازون مین بھیجکر خزانے منگا لیئے۔

الہ آباد

بنارس سے الہ آباد ستر میل پر ہے یہان گنگا جمنا ملتی ہین اور انکا دوابہ ختم ہوتا ہے شہر ایسا مفلس ہے کہ اسکا لوگون نے ظرافت سے فقیر آباد نام رکھ چھوڑا ہے گدا اور گرد وہان کثرت سے رہتے ہین۔ اس مین ایک قلعہ نہایت مستحکم و استوار ہے اس مین سب قسم کے آلات حرب کا ایک بڑا میگزین رہتا ہے۔

میرٹھ کے غدر کی خبر الہ آباد مین ۱۲ مئی کو آئی اور چند روز کے بعد پھر غدر کے پھیلنے اور دہلی کی بادشاہی کی بحال ہونے کی خبر آئی شروع ماہ مئی مین یہان ایک رجمنٹ چھٹی ہندوستانی تھی اور اسکے کمانیر کرنیل سمپسن صاحب تھے۔ ۹ مئی کو مرزاپور سے فیروزپور کی سکھ رجمنٹ کے کچھ سپاہی اور دس روز بعد اودھ کے تیغ آہنی رسالے کے دو ترپ اور بعد اسکے چار سے ساٹھ ضعیف و ناتوان گورے آگئے تھے۔ چھاونی مین جو قلعہ سے تین میل پر تھے اس مین زیادہ تر ہندوستانی سپاہ تھی اور قلعہ مین گورے اور سکھ تھے۔ سول افسر مسٹر چیسٹر کمشنر اور مسٹر کورٹ مجسٹریٹ تھے۔

سول افسرون اور چھٹی رجمنٹ اور عام لوگون کی بدگمانیان

ملیٹری افسرون کو اس چھٹی رجمنٹ کے سپاہیون کی خیرخواہی پر پورا اعتبار تھا وہ ان کو اپنا بچہ سمجھکر پیار کرتے تھے مگر سول افسر انکی طرف سے مشتبہ تھے۔ ہر روز طرح طرح کی افواہین چھاونی اور شہر مین اڑتی تھین۔ سرکشی کے سرغنہ لوگون کے دلون مین بددلی پیدا کرنے مین کوشش کرتے تھے بازار بند تھے شہر کے آدمی تو مجسٹریٹ کو اطلاع دیتے تھے کہ سپاہ بغاوت کرنے کو ہے اور سپاہی اپنے افسرون سے اہل شہر کی شکایت کرتے تھے کہ انسے ہوشیار رہنا چاہیئے وہ فساد کرنے کو آمادہ ہین۔ ایک دفعہ یہہ خبر اڑی کہ انگریزون نے یہہ مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ کارتوس قلعہ کے سامنے رجمنٹ سے کٹوائے جائینگے اور اگر وہ کارتوسون کے کاٹنے سے انکار کریگی تو وہ قلعہ کی توپون سے اڑا دی جائیگی۔ یہہ بھی کہا گیا کہ سپاہی خزانہ کو قلعہ مین نہین جانے دینگے اور سکھ رجمنٹ کے آدمیون سے وہ انگریزون پر حملہ کرنے کے لیئے سازشین کر رہے ہین اسوقت ہر جنس کی قیمت گران ہو گئی تھی اسکی گرانی کو بھی لوگ انگریزون ہی کے سبب سے جانتے تھے۔

۲۲ مئی ۱۸۵۷ع

۲۲ - مئی کی مجلس شورے مین یہ بات فیصل ہوئی کہ عورتین اور بچے اور انگریز قلعہ مین
چلے جائین چنانچہ قلعہ مین وہ سب چلے گئے - مجسٹریٹ صاحب نے یہہ بہی حکم دیا کہ انگریز
جو سپاہی نہین ہین وہ پولس کے سوارون کو ہمراہ لیکر شہر مین انتظام رکہین - ۶ - رجمنٹ
کے سپاہیون نے کہا کہ ہم کو دہلی کے باغیون سے لڑنے کو بہیجو ان کے افسرون نے
کلکتہ کے تار پر یہہ خبر لارڈ کننگ کو بہیجی گورنمنٹ نے دل سے انکا شکریہ ادا کیا -

[illegible]

بنارس مین جو واقعہ ۴ - جون کو واقع ہوا تہا اسکی خبر تار پر اول سمپسن صاحب پاس آئی انہون نے
حکم دیا کہ قلعہ کے دروازے رات دن بند رہین اور کوئی شخص خواہ کسی رنگ اور مذہب کا ہو
قلعہ مین بغیر پاس کے نہ جانے پائے اور یہہ بندوبست کیا کہ پل پر چھٹی رجمنٹ کی ایک کمپنی متعین
کی اور پل پر دو توپین لگائین کہ بنارس سے الہ آباد مین باغیون کو نہ آنے دین اور اودھ کی
غیر آئینی رسالہ کو بہی اس کام کے لیئے ایک جگہ متعین کیا - جب رجمنٹ مین یہہ خبر آئی کہ بنارس
مین رجمنٹون نے بغاوت کی اور اینپر یورپین سپاہ نے حملہ کیا تو اسکو بہی اپنے لیئے اندیشہ و
خوف پیدا ہوا - جب رجمنٹ کے تن کمشند افسرون نے ایڈجیوٹنٹ کو اطلاع دی کہ سپاہ کو
یہہ اندیشہ پیدا ہوا ہے تو ایڈجیوٹنٹ (اجیٹن) نے کرنیل سمپسن کو اطلاع دی انہون نے
اسپر کچہہ التفات نہین کیا - رجمنٹ کو پریڈ پر بلایا اور انکو گورنر جنرل کا وہ شکریہ سنایا جو رجمنٹ
کی خیر خواہی سے اظہار کا انہون نے کیا تہا اسپر سپاہیون نے خوب چیرز دیئے - سب افسر میس کوٹ
مین کہانا کہانے گئے - اور آپس مین گفتگو ہوکر یہہ بات قرار پائی کہ پل پر جو دو توپین گئی
ہین وہ قلعہ مین منگائی جائین - انکے قلعہ مین آنے کا حکم کرنیل نے دیدیا - میس ہوس مین بہت سے
نوجوان لڑکے کیڈٹ (نو آموز قواعد) آ گئے تہے جنکے رخسارون مین انگلنڈ کے گلاب کا
رنگ چمکتا تہا اور انکی لوسے ہنوز انکی ماؤن کے لبونپر تازہ تہے میس کوٹ سے جا کر سب
انگریز اپنے گہرون مین چلے گئے ۹ بجے کے قریب الہ آباد مین سارے انگریز چونک پڑے
کہ رجمنٹ نے شور و شر کا بگل بجایا اور غدر مچایا - کرنیل اور سب افسر کوارٹر گارڈ پر جمع ہوئے
تو انکو معلوم ہوا کہ پلٹن نے جنکو وہ وفادار سمجہے بیٹہے تہے بغاوت کی کرنیل نے جو پل کی توپون
کے قلعہ مین جانے کا حکم بہیجا تہا اس حکم کو سپاہیون نے مانا نہین اور لفٹنٹ ہارورڈ

افسر توپخانہ سے کہا کہ توپین قلعہ مین نہین جانے پانے کی وہ چھاونی مین جائینگین۔ صاحب
غیر آپہنچی رسالہ سے مدد مانگنے گئے جسکے افسر کپتان الکسنڈر تھے انہون نے اپنے سوارون کو
حکم دیا جنہون نے بادل ناخواستہ حکم کی تعمیل کی۔ یہہ دو لوا فسر مع رسالہ کے چلے کر رستے
مین توپین چھاونی کو جاتی ہوئی ملین انہون نے سوارون کو توپون پر حملہ کرنے کا حکم دیا تو
تین سوارون نے حکم کی تعمیل کی باقی سب جانب مخالف سے جا ملے الکسنڈر صاحب کو
مار ڈالا ہارورڈ صاحب نے مشکل سے اپنی جان بچائی اب کل رجمنٹ باغی ہوگئی سمیسن صاحب
پریڈ سے قلعہ مین بھاگ آئے اور بعض اور افسر بھی بچ گئے مگر باغیون نے سات افسرون
اور سات انسا ین لڑکون کو جنکا ذکر اوپر ہوا بڑی بے رحمی سے مار ڈالا ایک انسا ین زخمی
ہوکر بچا وہ قلعہ مین جاکر مر گیا۔

زیادہ تر انگریز قلعہ کے اندر تھے اپر اس باہر کی سرکشی کا اثر کچھ نہین ہوا مگر قلعہ کے اندر یہہ
خوف لگا ہوا تھا کہ باغی رجمنٹ کی ایک کمپنی اور سکھ سپاہی قلعہ کے اندر تھے جب کرنیل سمیسن
صاحب زخمی ہوکر قلعہ مین آئے تو انہون نے اس کمپنی سے ہتھیار لے لیئے اور انکو قلعہ سے
باہر نکالدیا کہ وہ باغیون کے ساتھ ملجائین سکھون کو لفٹنٹ بر سے سیر صاحب نے بڑی دانائی
سے اپنا خیرخواہ بنالیا۔

رجمنٹ کی بغاوت کے ساتھ ہی اہل شہر نے بھی سرکشی اختیار کی یہان پرانے خاندانی مسلمان
بہت رہتے تھے جو ابھی تک مغلون کی بادشاہی کو بیٹھے ہوئے رو رہے تھے انکو سرکشی کے لیۓ
اچھا موقع ملا۔ ۶ جون کی رات کو لوٹ و غارت کا بازار گرم ہوا جیل خانہ ٹوٹ گیا۔ قیدی جنکے
پاؤن مین بیڑیان چھن چھن کرتی تھین لوٹ کے لیۓ انگریزی کوٹھیون کی طرف دوڑے اور
راہ مین جو یوروپین اور یوریشین ملا اسکو بڑی بے رحمی سے قتل کیا۔ عیسائیون کے گھر لوٹ لیۓ
بنگلون کے جلانے کے شعلے آسمان پر جاتے تھے اور اہل قلعہ کو بتلاتے تھے کہ اب وہ اپنے
گھرون کو جاکر خاکستر دیکھین گے۔ عیسائیون کی تمام دکانین لوٹ لین اور سٹیم کمپنی کے
کارخانہ کو خاک مین ملا دیا۔ ریلوے کے کام کو مٹا دیا۔ ٹیلیگراف کو توڑ دیا قلعہ سے باہر جتنے
انگریز تھے انکو مار ڈالا شہر کی مفسد آبادی نے فرنگیون کو لوٹ مار کرکے اپنا بغض و کینہ خوب

نکالا۔ سپاہیون کے ساتھ جو سرکار کے پنشن خوار سپاہی تھے وہ بھی شریک ہو گئے گو لڑنے کی طاقت ان مین نہین تھی مگر صلاح و مشورہ دینے مین وہ بھی شریک تھے قانون اور حکومت دونو تھوڑی دیر کے لیئے سب خاک مین مل گئے کوتوالی مین مسلمانون نے اپنا سبز جھنڈا کھڑا کیا اس ملک مین پہلے بنگالی انگریزون کے نیچے سمجھے جاتے تھے انکو بھی سب طرح سے شہر کے بدمعاشون نے لوٹ لیا۔

[illegible]

خزانہ کے لوٹنے پر باغیون اور شہر کے بدمعاشون کی اول نگاہ ہوتی ہے لیکن یہان رات کو باغیون نے آپس مین بالاتفاق یہہ ٹھیرایا کہ پورا خزانہ دہلی لے جاکر بادشاہ کے قدمون کے تلے رکھنا چاہیئے۔ لیکن رات کی نیت حرام ہوتی ہے وہ صبح کو بدل گئی دوسرے دن دوپہر کے بعد انہون نے خزانہ کو کھولا اور ہر ایک سپاہی نے جسقدر روپیہ وہ اٹھا سکتا تھا لے لیا جب سب نے خاطر خواہ روپیہ لیا تو باقی خزانہ اور لٹیرون کے لوٹنے کے لیئے چھوڑ دیا بہادر شاہ کی قسمت گلی۔ خزانہ مین کوڑی نہ رہی ہر سپاہی روپیہ لیکر اپنے گانون کو گھر روانہ ہوا اگرچہ بہت ہی تھوڑے سپاہی زندہ رہے ہونگے جنکو یہہ حرام کا روپیہ آرام سے کھانا نصیب ہوا ہوگا۔

اضلاع کی سرکشی

الہ آباد اور بنارس کے اضلاع مین تمام گنوارون نے سر اٹھایا اور تلنگون کو جو روپیہ لیئے اودھ کو جاتے تھے خوب لوٹا۔ تعلقہ دار جنکی زمینین دیوانی عدالت کی ڈگریون مین نیلام ہوگئی تھین انکو گنوارون نے اپنا سرغنہ بنایا ——— ان لوگون کو خوب لوٹا مارا جنھون نے نیلام مین اراضی خریدی تھی اور نئے زمیندار بنے تھے انکے ساتھ گنوار کوئی ہمدردی نہین رکھتے تھے مسلمان زمیندارون اور بیرباگ وال برہمنون نے خوب سر اٹھایا۔ دیہات کو جلایا انکا مال اسباب لوٹا مگر راجہ مانڈا اور راجہ بتیا و راجہ تاڑہ سرکار کے خیر خواہ تھے وہ اضلاع کے انتظام مین انگریزون کے مدد و معاون تھے۔

مولوی لیاقت علی قوم کا جلاہا تھا اور معلمی کا پیشہ کرتا تھا اپنے تقوے کے سبب سے اپنے گانون مین بہت سے مرید بنا لیئے تھے جب اول بغاوت کا ظہور ہوا تو پرگنہ چائل کے زمیندارون نے اسکو اپنا سرغنہ بنایا اور بادشاہ دہلی کی طرف سے الہ آباد کا صوبہ

قرار دیا اور یہہ مولوی دہلی مین آنکر بادشاہ کی طرف سے الہ آباد کے صوبہ ہونے کا فرمان لے گیا تھا)
کچھ دنون الہ آباد کے خسرو باغ مین بیٹھ کر اپنی گورنمنٹ کی صورت بنائی -
اب ۱۱ جون کو وہ ایک بہادر شجاع کرنیل نیل الہ آباد مین آیا جسنے باغیون کو ناک چنے چبوائے
اور اسنے چند آدمیون کی سلطنت کو بہت سے آدمیون کی مملکت مین قائم کر دیا اور اپنی قوم کی
بہادری کے جوہر دکھا دئے وہ قلعہ کے دروازہ مین داخل ہوئے سنتری نے کہا کہ خدا کا
شکر ہے کہ اب جناب ہم کو بچا دین گے - لارڈ کیننگ نے تار پر حکم بھیجدیا کہ وہ الہ آباد کا کمانڈر
ہے وہ گھوڑے کی ڈاک مین جون کی گرمی مین جلتے ہوئے آئے وہ اپنی بی بی کو لکھتے ہین
کہ مین بنارس سے الہ آباد کے قلعہ مین دوپہر کو آیا مین گرمی کے مارے ایسا مضمحل ہو گیا تہا کہ کئی روز تک
پلنگ پر سے اٹھا نہین گیا - جب ہم پر حملے ہوتے تھے تو مین ڈولیون پر بیٹھ کر حکم دیتا تہا مین نے
چند روز تک پانی اور شیم پین قوت کے لیئے پی" مگر انہون نے ایک لمحہ بہی اپنی لیاقت و قابلیت
مین شبہہ نہین کیا کہ وہ سب مشکلات کو رفع دفع کرینگی - انہون نے اپنی بی بی کو لکھا کہ مین نے
ہمیشہ اپنے اوپر بہت زیادہ اعتماد کیا ہے اگرچہ مین بہت مضمحل ہو گیا ہون مگر مین اپنے دل کو
ہمیشہ قوی رکھتا ہون" انہون نے بنارس سے آتے ہوئے راستہ مین خوب سوچ لیا کہ فقط سپاہ
ہی کی بغاوت نہین ہے بلکہ رعایا کی بہی سرکشی ہے انکو اول یہ خیال تہا کہ عنایت ایزدی عجیب ہے
کہ قلعہ اب تک ہمارے ہاتھون مین ہے انہون نے لکھا کہ قلعہ کو سکھون نے نہین لیا یہہ عجیب
بات ہے وہ ظاہر مین چڑچڑاتے ہوئے خفا معلوم ہوتے ہین ہم کو دشمن چارون طرف سے
گھیرے ہوئے ہین اور ہم قلعہ مین بند ہین انہون نے اپنے آنے کے بعد دوسرے دن
قلعہ پر سے دارا گنج پر جسمین بہت سے باغی سرکش بھرے ہوئے تہے توپون کے گولے مارنے
شروع کیئے اور سکھون اور فیوزلیر کو بھیجکر باغیون سے اسکو صاف کیا اور اس مین آگ لگا دی
اور پل پر قبضہ کر کے اسکو درست کر لیا -
سکھ قلعہ سے بہت باہر آتے جاتے تھے - لوٹ مار خوب کرتے تھے اور وولنیٹر بھی انسے لوٹ مین
کم نہ تھے سکھ بیر اور وائن اور سپرٹ بہت سے انگریزی سوداگرون کی دکانون کو لوٹ کر قلعہ مین لے آئے
تھے اور پانی کی طرح خود پیتے تھے اور یوروپین کے ہاتھ بیچتے تھے - پیشینی کی فرمان روائی ہو رہی تھی

۱۱ جون کرنیل نیل کا الہ آباد مین آنا

جتنے ملیٹری حکومت کچھ مدت کے لیئے غارت ہو گئی تھی اور اسنے انگریزون کو بچون کی طرح بیکس و بے بس بنا رکھا تھا۔ غرض شراب بھی ایک دشمن تھی جکو نیل صاحب نے گولی بارود سے نہین بلکہ اپنی عالی دماغی سے یون اپنے بس مین کیا کہ کمسریٹ کے محکمہ کو ہدایت کی کہ وہ سکھون سے ساری شراب خرید لے اور انکی منھ مانگی قیمت انکو دیدے اور گورنمنٹ کے گودام مین اُسے رکھ دے۔ انہون نے صلاح و مشورہ مجسٹریٹ کورٹ سے لیکر یہہ فیصلہ کیا کہ سکھہ لوٹ کے بڑے بھوکے ہین انکو باغی زمینداروں کے لوٹنے کی ترغیب دی جائے تو وہ بہت خوش ہونگے بس اس ترغیب سے وہ قلعہ کے پاس ایک سرکاری عمارت مین بھیجے گئے جسپر قلعہ کی فصیل کی توپون سے مار پڑ سکتی تھی۔

---

۱۵ جون ۱۸۵۷ء اب نیل صاحب نے قلعہ سے سکھون کو نکالکر باغیون کے پراگندہ اور انتظام کرنے کا ارادہ کیا کہ ہندوستانیون کو معلوم ہو کہ وہ اپنی محافظت کے سوا اور کام بھی کر سکتے ہین۔ انہون نے کیڈ گنج اور میوہ گنج پر قلعہ سے توپین مارنی شروع کین اور ایک دخانی جہاز مین فیوزلیر اور سکھون اور غیر آئینی سوارون کو بھیجا کہ وہ دیہات پر حملہ کرین۔ غرض انہون نے دیہات مین سرکشون کے دیہوئین اڑا دیئے اور انکو بالکل بیدم کر دیا۔

۱۶ جون ۱۷ جون کو مجسٹریٹ شہر کی کوتوالی مین آئے کسی نے مقابلہ نہین کیا سارا شہر خالی پڑا تھا۔ اہل شہر کو خوف تھا کہ انگریز سارے شہر کو قلعہ کی توپون سے اڑا دین گے۔

۱۸ جون کو نیل صاحب مع اپنی تمام سپاہ کے باہر نکلے اور کچھ سپاہ اپنی دریا باد اور میوہ اتیون کے دیہات سید آباد و رسل آباد پر حملہ کرنے کے لیئے بھیجی اب یورپین شہر کے اور تمام اپنی چھاونی کے مالک ہو گئے۔ اب یہہ بڑا سوال پیش ہوا کہ باغیون کے ساتھ نرمی کی جائے یا سختی۔ الہ آباد کی مدبرون نے یہہ تجویز کی کہ باغیون و سرکشون کے ساتھ سختی کی جائے۔

نتیجہ الہ آباد مین باغیون کی سرزنش مین اور سب جگہ سے زیادہ سختی کی گئی وہ انتقام لینے مین

ہندوستانیون سے بہی زیادہ سختی بڑھ گئی۔ مارشیل لا جاری ہوا اور مئی و جون مین گورنمنٹ نے
تین بڑے سخت قوانین جاری کیئے جنکا ماحصل یہہ تہا کہ اکثر سول اور ملیٹری افسرون کو باغیون کے
مار ڈالنے اور سخت سزا دینے کا اختیار تہا جسکا اپیل کچھہ نہ تہا ان سب قوانین پر پورا عمل ہوا گورنر جنرل
مع کونسل نے جو کاغذات پارلیمنٹ مین بہیجے ہین انمین لکہا ہے کہ بوڑہی عورتین اور بچے بہی باغیون
کی طرح مارے گئے ہین۔ اگرچہ وہ پہانسی نہین دیئے گئے مگر جب وہان جلائے گئے یا اپنر
گولیان ماری گئین تو اس مین عورتون اور بچون کے بچانے کا کچھ لحاظ و پاس نہین کیا گیا یہہ بات
بڑے فخر سے سرکاری کاغذات مین بیان کی جاتی ہے کہ تین مہینے تک روزانہ آٹھہ گاڑیان
ان مردون سے بہری ہوئی صبح سے شام تک بہیجی جاتی تہین جو سڑکون اور بازارون مین پہانسی
دیئے جاتے تہے چھہ ہزار آدمی عدم آباد مین بسائے گئے۔
آگے جانے کے لیئے لشکر تو موجود تہا مگر اسباب سفر مہیا نہ تہا نہ گاڑیان تہین نہ خیمے ڈیرے
نہ گورون کی خورش کا سامان۔ کپتان ڈیوڈسن صاحب کمسریٹ کے افسر تہے انہون نے بڑی
کوشش کرکے رسد اور گاڑیان جمع کین۔ ٹہیکہ دار ڈہونڈہے نہین ملتے تہے باغیون کے ڈر سے
اور کچھ انگریزون کے انتقام لینے کے خوف سے۔ اسوقت سب سے زیادہ آفت اہل تجارت پر آ رہی تہی
انکا مال اسباب لوٹا جاتا تہا شہر کے سارے بازار لٹے ہوئے پڑے تہے۔ اسباب رسد
کہان سے اور کیونکر خریدا جاسکتا تہا غرض اس مین کمسریٹ کے سررشتہ کی برائی نہین تہی
بلکہ یہہ وقت ہی ایسا تہا کہ اس مین خاطر خواہ رسد کا جمع ہونا ناممکن تہا۔
رسد کی بہم رسانی کی مشکل پڑ رہی تہی اب اسپر ایک اور آفت ہیضہ کی آئی۔ گرمی شدت سے
پڑتی تہی سپاہ کو خوراک اچہی ملتی تہی۔ ۲۳ جون کو ستر سپاہیون سے کمانڈر کام نہین لے سکتا تہا
فیوزلیر کا ایک افسر لکہتا ہے "کہ تین راتین گذری ہین کہ ہم نے ۲۳ سپاہیون کو دفن کیا دو لیڈیون کی
جان ہیضہ کے خوف سے نکل گئی"۔ جو بیمارون کی آرام کا سامان تہا وہ پیچہے چہوڑ دیا گیا تہا۔
ہماری اسپتالون مین پنکہا کہینچنے والے اور بٹیان جہڑ کنے والے اگر تہے بہت تہوڑے یا بالکل نہ تہے
ڈولیان تہوڑی تہین اور انکے لیئے بہی کہار موجود نہ تہے۔ ہندوستانیون کی مدد کے بغیر انگریز کچھہ
کر نہین کرسکتے تہے لیکن پہر بہی جو اتنی ہوسکتا تہا وہ بغیر انکے کرتے تہے کہ اپنے خیمون کی جہلک

ہندوستانیون کو دکھائین ۔

جون کی آخر تاریخ مین میجر رسے ناڈ مدراس فیوزیلر کے چارسو یوروپین اور تین سو سکھ اور بیقاعدہ [1] رسالہ کے سوار لیکر الہ آباد سے روانہ ہوئے ۔ نیل صاحب نے انکو یہہ ہدایتین لکھ کر دین کہ سڑک کے قریب جو آپ کی راہ مین دشمنون کے مقامات ملین انپر حملہ کرکے غارت و تباہ کرو مگر ادرون کو ہاتھ نہ لگاؤ ان باشندون کی ایسی اعانت کرو کہ پھر وہ سرکار کے مطیع و تابع ہون خاص باغی دہات بتلا دیے گئے تھے کہ وہ بالکل غارت کیئے جائین اور انکے باشندون کو پھانسی دیجائے باغی رجمنٹون کے تمام سپاہی جو اپنے تئین بری نہ کر سکین پھانسی دیئے جائین فتحپور کے قصبہ [1] بغاوت کی ہے وہ برباد کیا جائے اور اسمین پٹھانون کا محلہ منہدم کیا جائے اور اسکے تمام باشندے قتل کیئے جائین اور تمام باغیون کے سر لٹکائے جائین اگر وہان کا ڈپٹی کلکٹر پکڑا جائے تو اسکو پھانسی دی جائے اور اسکا سر قصبہ کے مسلمانون کے بڑے مکان پر لٹکا یا جائے ۔ یہہ لشکر سیدھا کانپور کی سڑک پر روانہ ہوا اور کپتان سپرجن دخانی جہاز مین لشکر لیکر گنگا مین روانہ ہوا اسکو حکم تھا کہ وہ جہانتک ممکن ہو ویلر صاحب کے مورچون کے قریب لنگر انداز ہو اور سرہیو کو جہاز حوالہ کیا جائے کہ وہ عورتون بچون بیمارون زخمیون کو بٹھا کر کلکتہ لیجائے ۔

باب دوم

کانپور

(کرنیل ہنری ہیولوک)

کرنیل صاحب ایک قدیمی افسر ملکہ کی سپاہ کے تھے لیکن وہ کمپنی کی ایک رجمنٹ میں متعین ہوگئے تھے وہ برہما اور افغانستان و مرہٹون سے لڑائیان لڑے تھے سپاہیون کی خو بو سے خوب واقف تھے ۔ وہ متوسط درجہ کے آدمی تھی بڑے امیرون سے کوئی ناتہ

رشتہ نہین رکہتے تھے اسلیئے انکے عہدون کی ترقی بہ تدریج ہوئی وہ نصف صدی سے سپہ گری کے کامون کو بڑے غور سے مطالعہ کرتے تھے وہ تمام یوروپین جنگون کے اصول سے واقف تھے غرض کل سپاہ مین کوئی افسر ایسا نہ تھا جو انپر سبقت رکہتا ہو جیسے وہ پختہ کار سپاہ مین تھے ایسے ہی اپنے مذہب مین پکے تھے وہ ولی کہلاتے تھے اور انکی رجمنٹ بہی ولیون کی کہلاتی تھی اُنکے سپاہی کبہی شراب نہین پیتے تھے اور خدمت گزاری کے لیئے مستعد رہتے تھے باوجودیکہ وہ عیسائیت مین بڑے گرمجوش تھے مگر وہ جنگ کو حق سمجہتے تہے اور اسکی خونریزی مین گلستان کی بہار کا لطف اٹھاتے تھے۔ وہ میدان جنگ مین ہمیشہ رہنا چاہتے تھے وہ ہندوستان مین ملکہ معظمہ کی سپاہ کے ایڈ جیوٹنٹ جنرل تھے اور جنگ ایران مین برگیڈیر جنرل ہوکر گئے تھے وہان سے واپس ہوکر مدراس مین آئے تھے وہان انکو معلوم ہوا کہ سر پیٹرک گرینٹ کمانڈر انچیف مدراس پریسیڈنسی کے کلکتہ مین بلائے گئے ہین۔

جب جنرل این سن کی وفات کی خبر لارڈ کیننگ پاس آئی تو اہون نے مدراس سے سر پیٹرک گرینٹ کو انکے عہدہ پر مقرر کیا اور کلکتہ مین بلایا۔ یہہ اور ہیولوک صاحب دونو ایک جہاز مین کلکتہ گئے اسوقت کانپور اور لکہنؤ کی حالت بڑی نازک ہورہی تہی اینر لشکر کشی کے کمانڈر ہیولاک صاحب مقرر ہوتے انہون نے جو نقشہ لڑائی کا کہینچا اسکو گرینٹ صاحب نے پسند کیا۔ غرض وہ اس مہم مین بالکل خودمختار تھے وہ جانتے تھے کہ انسان خطا و نسیان سے مرکب ہے اسلیئے وہ اپنے اوپر ایسا بہروسا نہین کرتے تھے جیسا کہ خدا پر۔ انہون نے کہا کہ خدا مجھے ایسی فرزانگی دیسکتا ہے کہ مین گورنمنٹ کی تمناؤن کو پورا کرون اور جن اضلاع مین دنگہ فساد ہورہا ہو انہین امن امان قائم کرون انکے پاس سپاہ مین چار رجمنٹین مع سوارون اور توپخانون کے تھین مگر بڑی مشکل یہہ تہی کہ گہوڑے تھے اور توپون اور توپچیون کی کمی تہی گاڑیان کمیاب تھین انکے لشکر کو الہ آباد مین جمع ہونے کو حکم ہوا تھا۔ وہ ۲۵۔ جون کو ڈاک مین کلکتہ سے روانہ ہوئے۔

ہیولوک صاحب اور نیل صاحب نے الہ آباد مین ۳۰۔ جون کو ایک ہی جگہہ حاضری کہائی اگرچہ پہلے اس مہم کے سپہ سالار خودمختار نیل صاحب مقرر ہوئے تھے وہ اس کے لیئے بڑی تیاریان کر رہے تھے اب انکو ایک دوسرے افسر کے ماتحت کام کرنا پڑا مگر اس سے ان کے

سر پیٹرک گرینٹ

ہیولاک صاحب

دل مین بال برابر بھی ملال نہین ہوا۔ دونون سپہ آرائون نے ایک دل ہوکر کام کیا دونو کی بالاتفاق یہہ راے ہوئی کہ پہلے رے ناڈ صاحب کا لشکر پیش قدمی کرے اور جہاز مین سیر جن صاحب پیچھے روانہ ہون جہاز نسبت لشکر کے تیز سفر کریگا اسلیئے پیچھے روانہ ہونے کے سبب سے وہ اور لشکر دونو برابر پہنچینگے۔

اگرچہ رے ناڈ صاحب کے لشکر نے تیزی سے اندھیری راتون مین تین روز سفر کیا اور راہ مین اسنے درختون مین بہت سے آدمیون کو پھانسی مین لٹکا ہوا دیکھا لیکن ۲۔ یا ۳۔ جولائی کو ایک ہندوستانی مخبر رے ناڈ کے لشکر مین آیا جسکو سر ہنری لارنس نے بھیجا تھا اُسنے خبر دی کہ اب کانپور مین وہلر صاحب نے اپنے تئین باغیون کو حوالہ کیا اور انکے سب ہمراہی بڑی بیرحمی سے قتل کیئے گئے۔ نیل صاحب کو اس خبر کا یقین نہین ہوا انہون نے یہہ خیال کیا کہ دشمن نے یہہ فریب اسلیئے کیا ہے کہ لشکر آگے نہ بڑھے ہیولوک صاحب کو اس خبر کا پورا یقین تھا اور دو مخبر الہ آباد مین آئے جنہون نے کانپور کا مفصل حال بتلایا۔ نیل اور ہیولوک کے درمیان اس امر مین اختلاف ہوا ایک مخبرون کی خبر پر یقین کرتا تھا دوسرا اسکو دشمن کی دہوکہ بازی جانتا تھا اب ہیولوک صاحب نے رے ناڈ کے لشکر کو حکم بھیجا کہ وہ آگے نہ بڑھے۔

بنارس اور آگرہ کی طرح کانپور کوئی تاریخی شہر نہین ہے وہ صرف چمڑے کے کام مین اور تجارت مین مشہور تھا۔ بوٹ اور گھوڑے کے زین اور ساز اور جوتے اس مین اچھے بنتے تھے اور مقامات کی نسبت سستے بکتے تھے انگریزی اسباب کثرت سے یہان فروخت ہوتا تھا۔ ساٹھ ہزار آدمیون کی آبادی تھی اودھ کے قریب کے سبب سے اسکی چھاونی بڑی تھی اسکا رقبہ چھہ یا سات مربع میل تھا برسون تک وہین چھاونی مین انگریزی سپاہ بہت رہی مگر افغانستان کی سرحد کی طرف سرکار کی عملداری بڑھنے سے اور اودھ کے الحاق ہونے سے اس چھاونی مین سپاہ کا کثرت سے رہنا موقوف ہوگیا مگر پھر بھی یہہ چھاونی ایک ڈویژن کی ہیڈکوارٹرس تھی کوئی یوروپین رجمنٹ اسکی بارکون مین نہین تھی ہندوستانی سپاہ بہت تھی صرف ساٹھ یوروپین گولہ انداز تھے بنارس سے ۸۴ وین رجمنٹ کے ساٹھ گورون اور چند مدراس کے فیوزیلر کو ٹکر صاحب کمشنر بنارس نے یہان بھیجا تھا ہندوستانی پہلی و ۵۳ وین و ۵۶ وین رجمنٹین پیدلون کی اور دوسری رجمنٹ ہندوستانی سوارون کی کل

جنرل ہیو ویلر

تین ہزار سپاہ تھی۔ کانپور ڈویژن کے کمانڈر جنرل سر ہیو ویلر تھے وہ سرکار کمپنی کے بوڑھے بڑے تجربہ کار افسر تھے۔ وہ پچاس برس سے ہندوستانی سپاہ کو دیکھ رہے تھے کہ کیسی اچھی طرح سے فرمان برداری کے ساتھ بہادرانہ اسنے جنگ کی۔ اسوقت بڑھاپے نے انکی قوت جسمانی و دماغی کو کم کر دیا تھا مگر پھر بھی وہ سپاہیون کے قصورون کو خوب سمجھتے تھے بارک پور و برہام پور کے واقعات کو سنکر وہ جانتے تھے کہ سپاہ نمک حرامی ضرور کریگی۔ جب دہلی اور میرٹھ کی سپاہ کی بغاوت کی خبر آئی تو انہون نے ایسی تدبیرین کین کہ کانپور مین سپاہیون مین یہہ آگ مشتعل ہو۔ یہان کی گورون کی ۳۲ وین رجمنٹ لکھنو چلی گئی تھی اور اپنی عورتین بچے و بیمار ناتوان یہین چھوڑ گئی تھی اور بہت سے یوروپین و یوریشین سوداگر اور انکے بیوی بچے کانپور مین رہتے تھے اور انکی کوٹھیان دور دور بہت جگہہ پھیلی ہوئی تھین۔ اب اس بوڑھے جرنیل کو ان سب کی محافظت کا کام کرنا پڑا جسکو اسنے اپنی پچاس برس کی ملازمت مین کبھی نہین کیا تھا

محافظت کا سوال

چھاونی مین محافظت کے لیئے کوئی مکان میگزین سے بہتر نہ تھا لیکن اسکو جنرل نے اس سبب سے پسند نہین کیا کہ وہان سے ہندوستانی سپاہ کے پہرہ کو ہٹانا پڑتا جس سے اندیشہ تھا کہ سپاہ مین بزدلی پھیلیگی اسلیئے ایک اور جگہہ انہون نے تجویز کی جو دریا سے کچھ فاصلہ پر تھی اور سپاہیون کے کاہی مکانون کے قریب تھی اور اس مقام مین ایک حصار مقرر بنایا اور اس مین مورچے بنائے اور انہین توپین لگائین کمسریٹ کے سررشتے کو پاس رسد کی بہم رسانی کے احکام بھیجے مگر رسد کا سامان حسب ضرورت نہین جمع ہوا۔

حصار کی دیوار ایسی بنائی کہ چار فیٹ سے زیادہ اونچی نہین تھی جسپر سے گھوڑا پھلانگ کر اندر جا سکتا تھا۔ گرمی کا موسم تھا زمین سخت تھی اسکا کھودنا بھی مشکل تھا۔ جیسے میگزین پر سپاہیون کا پہرہ اسلیئے موقوف نہین کیا گیا تھا کہ سپاہ کے دل مین شبہہ نہ پیدا ہوتا جس سے کوئی فساد کھڑا ہوتا اسلیئے خزانہ بھی سپاہیون کی سپردگی سے نکالکر حصار مین نہین منگایا کہ مبادا کوئی فساد پیدا ہو۔ ویلر صاحب نے سر ہنری لارنس سے ۳۲ وین رجمنٹ کی ایک دو کمپنیون کی کمک مانگی سوانہون نے ۸۴ گورے بھیج دیئے اور ہندوستانی سوارون کے دو دستے بھیجدیئے

کہ وہ آگرہ اور کانپور کی سڑک کو جاری رکھین اور دو میدانی توپین بھی بھیجین جسکے افسر لفٹننٹ ایلیس تھے - ہنری لارنس نے اپنے ملٹری سکرٹری میجر ہیس کو بھی بھیجا کہ وہ کانپور کا حال دریافت کرکے اس سے اطلاع دے وہ کانپور مین آکر اپنے کام مین مصروف ہوئے

(نانا صاحب ۱۶۱) نانا صاحب کا پہلے بہت کچھ حال لکھا جاچکا ہے کہ کیا کیا اسنے اپنی پنشن کی بحالی کے لیئے کوششین کین اور ان مین ناکامیابیان ہوئین مگر اسنے کبھی انگریزون کے ساتھ اپنی کسی عداوت کا اظہار نہین کیا بظاہر انگریزون کا دوست بنا رہا اور اپنے دوستانہ ملاقاتین کرتا رہا وہ کانپور کے مجسٹریٹ مسٹر ہیرس ڈون صاحب سے بڑا دوستانہ ارتباط رکھتا تھا - جب سپاہیون نے اپنی ناراضی کے آثار دکھائے تو اسنے کہا کہ یہہ سپاہیون کی بیوقوفی ہے جو یہہ یقین کرتے ہین کہ گورنمنٹ انکے مذہب کے بگاڑنے کا ارادہ رکھتی ہے - اسنے ریاکاری اور مکاری سے دوستی ہی نہین دکھائی بلکہ جب میرٹھ کی بغاوت کی خبر کانپور مین آئی تو اسنے مسٹر ہیرس ڈون صاحب سے کہا کہ آپ اپنے بی بی بچون کو اور اور لیڈیون کو بٹھور مین بھیجدین - مین انکی سب طرح سے محافظت کرونگا خواہ کتنے ہی سپاہی لڑنے کو آئین مین انکا مقابلہ کرونگا اسنے اپنے سپاہی بھیجدیئے کہ وہ تلنگون کے ساتھ ملکر خزانہ کی حفاظت کرین مجسٹریٹ نے منظور کی اسنے ۲۲ مئی کو دو سو مرہٹے مسلح اور دو توپین بٹھور سے کانپور مین بھیجدین کہ وہ خزانہ کی محافظت کرین اور وہ خود مع اپنے بوڈی گارڈ کے انکے ساتھ آیا اور چھاونی کے قریب سول سٹیشن مین مقیم ہوا -

(۲۴ مئی) ملکہ معظمہ کی سالگرہ کا دن تھا جس مین کروڑون آدمی خوشی مناتے ہین اسکی سلامی کی توپین نہین چھوڑی گئین کہ کہین ہندوستانیون کو یہہ شبہ نہ ہو کہ سپاہیون نے غدر کیا شام کو سر ہیو ویلر نے لارڈ کیننگ کو اطلاع دی " یہان بالکل خیر و عافیت ہے لیکن یہہ کہنا ناممکن ہے کہ کتنے دنون خیریت رہیگی - ابھی یہہ تار بھیجا تھا کہ جنرل پاس معتبر خبر آئی کہ رات کو یا کل دن کو بلوہ ہوگا - سب طرح کی اسکے روکنے کے لیئے تیاریان کی گئین لیکن بلوہ نہین ہوا - ۲۶ کو جنرل نے گورنر جنرل کو تار بھیجا کہ " یہان بالکل خیر و عافیت ہے غالباً آیندہ بھی رہیگی مین نے حصار بنا کے مورچے بنا لیئے ہین اسپر خواہ کتنے ہی آدمی حملہ کرین مین انکا مقابلہ کرونگا - اسپا

مجھے امید ہے کہ اس بڑے مقام مین بغیر خونریزی کے امن قائم رکھونگا۔ ۳۰ مئی کو سر ہیو نے گورنر جنرل کو لکھا کہ ۳۲ رجمنٹ کے جو گورے سپاہی آئے تھے سر ہنری لارنس نے انکو واپس بلا لیا وہ ڈاک گاڑیون مین کل صبح لکھنؤ پہنچ جائینگے۔ ۸۴ وین پیدل کے اس وقت اکثر گورے آئے ہین۔ سب طرح خیریت ہے۔ سب کے دل دہلی کی طرف سے پریشان ہو رہے ہین"۔

۳۱ مئی کو پھر انہون نے لکھا کہ یہان سب طرح کی خیر و عافیت ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ رہیگی۔

۳ جون کو پھر انہون نے لکھا کہ اب تک خیر و عافیت ہے مگر سپاہ مین برگشتہ ہونے کے دورے اٹھتے ہین پھر ایک گھنٹہ کے بعد انہون نے گورنر جنرل کو لکھا کہ ہنری لارنس نے اپنی تکلیف بیان کی تھی اسلیئے مین نے ان پاس پچاس گورے ملکہ معظمہ کی ۸۴ وین پیدل رجنٹ کی ڈاک گاڑی مین بھیج دیئے ہین جس کے سبب سے میری سپاہ کا زور بہت ضعیف ہو گیا ہے مجھے یقین ہے کہ جب تک اور یورپین سپاہ آئیگی مین اپنے تئین سنبھالے رہونگا۔

یہہ آخر پیغام تھا جو سر ہیو ویلر کا لارڈ کیننگ کے پاس بھیجا گیا تھا۔ یہہ اس جنرل کی بڑی بہادری و دلاوری تھی کہ باوجودیکہ اسکو روز خبرین آتی تھین کہ سپاہ بغاوت کرنے کو ہے مگر پھر بھی وہ ہنری لارنس پاس گورون کی سپاہ بھیجے جاتا تھا جس رات کو انہون نے ہنری لارنس پاس پچاس گورے سپاہی بھیجے ہین انکے پاس خبر آئی کہ سوار بگڑنے کو بیٹھے ہین تو اسنے احکام جاری کیئے کہ عورتین اور نہ لڑنے والے آدمی حصار مین چلے جائین اس رات مین وہان قریب آٹھ سو آدمی کے زندہ درگور ہوئے جنمین سے چار سو کے قریب عورتین اور بچے تھے انکی حفاظت کے لیئے فقط سب قسم کے سپاہی دو سو تھے اور انمین افسر تھے جنمین چند سولین تھے اور ایک تھوڑا گروہ خیرخواہ سپاہیون کا تھا کل سپاہی لڑنے والے تین سو تھے۔ کانپور اسکول کے لڑکے تین سو وعلی الکل کے تھے۔

۴ جون کو ایک مہینے کے کھانے کا سامان جمع کر لیا گیا اور خزانہ سے ایک لاکھ روپیہ حصار مین آگیا۔ لیکن خزانہ مین نو لاکھ روپیہ باقی تھا۔ میگزین سے کچھ سامان حرب و ضرب نہین لیا گیا اسکو نانا صاحب کے اعتبار پہ چھوڑ دیا گیا اور مجسٹریٹ کو یہہ خبر لگی کہ شام کو جھٹ پٹے کے وقت پہلی جون کو نانا اور اسکے بھائی کی ملاقات ایک کشتی مین ٹیکا سنگھ صوبہ دار رسالہ دوم سے ہوئی

صوبہ دار نے نانا صاحب سے کہا کہ آپ انگریزون کے خزانہ اور میگزین کی حفاظت کے لیئے آئے ہین ہم سب ہندو مسلمان اپنے مذہب بچانے کے لیئے متفق ہوئے ہین اور تمام بنگال کی سپاہ اس مقصد کے لیئے متحد ہوگئی ہے آپ اس معاملہ مین کیا فرماتے ہین؟ نانا نے جواب دیا مین بہی اپنے تئین سپاہ کے حوالہ کرتا ہون جو وہ کہینگی مین کرونگا۔ نانا صاحب نے بیان کیا کہ یہہ صلاح ومشورہ سپاہ کے خیرخواہ رکہنے کے لیئے کیا گیا تہا۔ دوسرے دن ایک سوار جو اس صلاح مشورہ مین شریک تہا اسنے ایک سپاہی سے جسکے گہر مین وہ شراب پیتا تہا کہا کہ پیشوا کی سلطنت کا اشتہار دیا جائیگا اور کانپور مین نانا بادشاہ ہوگا تو پہر اسکا گہر چاندی کا نہین بلکہ سونے سے بہر دیا جائیگا اسی رات کو خزانہ کے تحویلدار نے کس نے دوسرے رسالہ کے پیٹرول (شب گرد) سوار کو مار ڈالا۔ مجرم کورٹ مارشل سے اس سبب سے رہا ہوگیا کہ وہ شراب کے نشہ مین بالکل بیہوش تہا اس رہائی سے دوسرے رسالہ کے سوار نہایت ناراض ہوئے اور انہون نے غصہ مین آنکر کہا کہ ایک دن ہماری بندوقین بہی اسی طرح اتفاقیہ چلنے والی ہین۔

۴۔ جون کی رات کو دوسرا رسالہ سوارون کا اور پہلی پیادہ رجمنٹ فوراً بغاوت پر تیار ہوئی سوار گہوڑون کے لینے کے لئے دوڑے اور پیادے ہتہیارون کے واسطے سب سے اول سوارون کا باغی ہونا ایک دستور ہوگیا تہا۔ انہون نے تپنچے بغیر کسی نشانہ کے چہوڑنے شروع کیئے۔ پہر آگ لگائی جسکے شعلے آسمان سے باتین کرتے تھے۔ انگریزون کو حصار مین مبتلا تھے کہ غارتگری وتباہی شروع ہوئی۔ نواب گنج مین انکو دیکہا نہ وار سوار خزانہ ومیگزین کے لیئے دوڑے اور پہلی رجمنٹ نے بہی انکی پیروی کی۔ کرنیل اورٹ انکے پیچہے گئے اور بلے فائدہ پکار کے کہ بابا لوگ کہان جاتے ہو بہت مربیانہ طور پر انکو سمجہایا مگر انہون نے کچہہ نہ سنا انکی محبت کے الفاظ نے انکو شرارت سے نہین باز رکہا۔ سپاہیون نے افسرون کے مارنے کا قصد نہین کیا مگر بغاوت کا ارادہ کیا اور سیدہے خزانہ وجیل خانہ اور میگزین کی طرف گئے جہان وہ گئے وہان آگ لگائی لوٹ کی لیکن عیسائیون کو چہوڑ دیا انکا خون نہین کیا۔

نواب گنج کے ہمسایہ مین دونو رجمنٹون کے سپاہی آئے اور نانا کے سپاہیون کے یار بن گئے خزانہ لوٹا جیل خانے کے دروازے کہولے قیدیون کو چہٹا دیا۔ سرکاری دفترخانون کو آگ لگائی

(بغاوت کانپور ۴ جون ۵۷ء)

اور اسکے تمام کاغذات کو جلا دیا۔ میگزین کی توپین اور اسکے ذخیرے باغیون کے ہاتھ مین آ گئے سوار لینون مین جا کر ہاتھی اور چھکڑے لائے اور اپنے اپنے لوٹ کے مال کو لادا۔ سپاہیون کا یہہ خیال تھا کہ مرکز بغاوت کی طرف یعنی دہلی کی طرف جلد سفر کیجیے۔ وہ نواب گنج مین اس انتظار مین ٹھیرے کہ اور جو دو رجمنٹین ۵۳ وین اور ۵۶ وین ہین انکو دیکھین کہ وہ ہمارے ہمراہ ہوتی ہین یا نہین۔ انکے افسر انکے ساتھ لینون مین سوئے دو بجے سے طلوع آفتاب تک رجمنٹین پریڈ پر تھین ہر ایک افسر اپنی کمپنی کے ساتھ تھا پھر وہ پریڈ پر سے رخصت ہوئے اور وردیان اتار کر اپنے کھانے پکانے مین مصروف ہوئے اور انگریزی افسر اپنے حصار مین یا بنگلون مین گئے پھر چھپی ہوئی بغاوت کی آگ پھیلنی شروع ہوئی ایک سپاہی نے دوسرے سپاہی کو اور ایک کمپنی سے دوسری کمپنی کو لگتی چلی گئی۔ دوسرے رسالہ کے بعض عضوی انکے پاس آئے اور انکو بہکایا کہ تم اپنی تاخیر کے سبب سے خزانہ کے حصہ سے محروم ہو جاؤگے۔ اب اس امر کا تجربہ نہین کیا گیا کہ انگریزی افسرون کا اثر اب تک اتنا باقی ہے یا نہین کہ وہ انکو وفادار دوست بنا تا بلکہ بجائے اسکے یہہ کہا گیا کہ دور انداز توپ سے تین گولے ۵۶ وین رجمنٹ کے سپاہیون پر مارے گئے جسکے سبب سے وہ پراگندہ ہو کر نواب گنج کی طرف بھاگے مگر سب نے بغاوت نہین کی بعض اپنے آقاؤن کے ساتھ وفادار تا دم مرگ رہے۔ رجمنٹ کے علم اور خزانہ جو کوارٹر گارڈ مین تھے انکے بچانے مین صوبہ دار میجر بھوانی سنگھ نے بڑی کوشش کی اور اس کوشش کرنے مین وہ زخمی ہوا خون مین لتھڑ پتھڑ پڑا تھا کہ حصار مین بھیجا گیا

۵۳ وین و ۵۶ وین رجمنٹون نے نواب گنج کی دو رجمنٹون کے ساتھ ملکر خزانہ لوٹا اور جیل خانہ توڑا اور قیدیون کی امداد سے یوروپین کے مکانات کو لوٹا۔ خزانہ مین بیس لاکھ روپیہ تھا اسکو ہاتھیون و گاڑیون مین لدوایا جنکو وہ اپنی لین سے لائے تھے اور کل لشکر نے دوپہر کو کلیان پور کی طرف سفر کیا جو پہلا پڑاؤ دہلی کی سڑک پر تھا۔

یہہ بیان کیا جاتا ہے کہ سوارون کے دوسرے رسالہ اور پہلی ہندوستانی پلٹن کے افسرون کا ایک ڈیپوٹیشن نانا پاس گیا اور اسنے کہا اگر آپ ہمارے ساتھ ہون تو سلطنت آپ کے لئے ہے اور اگر آپ ہمارے دشمنون کے ساتھ ہون تو موت آپ کے لیئے ہے تو نانا نے

فوراً جواب دیا مین انگریزون کے ساتھہ رہکر اب کیا کرونگا مین تو اب تمہارا ہون پھر اسنے افسرون کے سر پر ہاتھہ رکھا اور قسم کھائی کہ مین تمہارا ساتھی ہون - یہہ ڈیپیوٹیشن خوشی خوشی کلیان پور مین اپنے ہمراہیون سے جا ملا۔

نانہا ٹپی نے اپنی شہادت مین یہہ بیان کیا کہ جب رجمنٹون اور دوسرے سوارون کے رسالہ نے بغاوت کی تو اسکے دو دن بعد انہون نے ہم کو گھیر لیا اور مجھکو اور نانا کو خزانہ مین قید کر لیا اور خزانے و میگزین کو لوٹ لیا اور دو نون مین کسی چیز کو باقی نہین رکھا خزانہ مین سے دو لاکھہ گیارہ ہزار روپیہ نانا کو دیا کہ وہ اپنے سپاہیون کو دیدے نانا ان اپنے سپاہیون کی حراست مین تھا جو باغیون سے مل گئے تھے اسکے بعد تمام باغی نانا کو اور مجھے اور ہمارے ملازمون کو ساتھہ لیکر چلے اور انہون نے ہم سے کہا کہ تم دہلی چلو کانپور سے تین کوس گئے تھے تو نانا نے کہا کہ اب شام ہونے کو ہے بہتر ہوگا کہ یہین مقام کرو اور دوسرے دن سفر کرو سپاہیون نے انکے کہنے کو مان لیا اور یہین ٹھیر گئے - صبح کو کل سپاہ نے نانا سے کہا کہ وہ ہمارے ساتھہ دہلی چلے نانا نے انکار کیا تو پھر انہون نے کہا کہ ہمارے ساتھہ کانپور چلو اور وہان لڑو تو نانا نے اسپر اعتراض کیا لیکن انہون نے اسپر کچھہ توجہ نہین کی بس نانا کو وہ قیدیون کی طرح لیکر کانپور مین چلے آئے اور لڑائی شروع کی" نرپت افیون کا ٹھیکدار اپنے روزنامچہ مین یہہ لکھتا ہے "کہ جب نانا نے دیکھا کہ تمام رجمنٹین باغی ہوکر دہلی جانے کے لیئے بیتاب ہین تو اسنے افسرون اور سپاہیونکو بلایا اور انسے کہا کہ ابھی دہلی جانا مناسب نہین ہے کہ کانپور مین یورپین کو اور انکے عورت و بچون کو قتل نہ کرلو - انہون نے نانا کی رائے سے اتفاق کیا اور وہ کانپور آنے پر راضی ہوئے اور ۶ - جون کو واپس آکر صوبہ دار کے تالاب پر خیمہ زن ہوئے"۔ ایک اور ہندوستانی مورخ اس اوپر کے بیان کی تصدیق کرتا ہے - جب ڈیپوٹیشن مذکور نانا کے پاس سے چلا گیا تو نانا نے اپنے بھائیون اور شریر عظیم اللہ سے صلاح و مشورہ لیا عظیم اللہ نے یہہ کہا کہ دہلی جانا حماقت ہے اس شاہی دار السلطنت مین جاکر ہم بادشاہ کے دربار کے ماتحت و مطیع ہو نگے اور تمام اپنے اختیار و اقتدار کھو بیٹھینگے ۔ سپاہ نانا سے ٹوٹ کر بادشاہ کے ساتھہ ہو جائے بادشاہ نانا کو نکالدیگا نانا کے لیئے عقل کی بڑی بات یہہ ہے کہ کانپور کو لے لے اور ہندوستان اپنی سلطنت کو وسعت د

عظیم اللہ نے کہا کہ مین انگریزون کے ضعف سے خوب واقف ہون کہ لکہنؤ مین جن بلاؤن مین انگریز مبتلا ہین انکے لیئے امداد کہین اور سے بنارس الہ آباد آگرہ سے نہین آئیگی کہین سے ویلر صاحب کو کمک کی امید نہین چار ہندوستانی رجمنٹین قواعددان اور بٹھور کی سپاہ اور توپخانہ اور سامان حرب و ضرب اتنا ہے کہ کونسا کام ہے جو ہم نہین کر سکتے ؟ ہندوستان مین ہندوستانیون کی سپاہ سے گورون کی سپاہ چوتھائی ہے اور اس سپاہ نے بغاوت کی ہے بس انگلش کی حکومت فنا ہو گئی (ایک میم صاحب بیان کرتی ہین کہ جب مین عظیم اللہ کے روبرو گئی تو اسنے کہا کہ تم کیون واویلا کرتی ہو دہلی کے بادشاہ نے دہلی لے لی اور شمالی ہند سے انگریزون کو نکالدیا اور جب ہم کانپور اور لکہنؤ لے لینگے تو کلکتہ پر لشکر کشی کرینگے اور دکن کے مالک ہو جاینگے اور تمہارا خاوند (ایک سوار تھا جسنے اس میم کو پکڑ لیا تھا) جواب کرنیل بنایا گیا ہے بڑا آدمی ہو جائیگا اور تم بڑی بیگم ہو جاؤگی) ان دلائل نے انکو یقین دلا دیا کہ کانپور واپس جانا بہتر ہوگا - نانا اور اسکا بھائی بالا بھٹ اور عظیم اللہ کلیان پور سے گئے نانا نے ہر سپاہی کو سونے کا کڑا اور لوٹ کا لالچ دیا سپاہ سب کانپور واپس جانے کے راضی ہو گئی - برہمن سپاہیون نے پیشوا کے متبنے کو اپنے راجہ بنانے کی سلامی اتاری اور صوبہ دار ٹیکا سنگہ سوارون کا جنرل اور جمعدار جوجن سنگہ ۵۲ وین پلٹن کا اور صوبہ دار گنگا دین ۵۶ وین رجمنٹ کا کرنیل مقرر ہوا سب اعلے عہدون پر ہندو مقرر ہوئے کوئی مسلمان نہین مقرر ہوا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہان برہمنی تعصب غالب تھا یہان کی بغاوت مین مسلمانون کو دخل کم تھا -

۶ - جون کو باغی سپاہ نانا صاحب کو اپنا سپہ سالار بنا کے کانپور مین آئی شہر کے اندر داخل ہوتے ہی مین اول اسکا قصد تہا کہ پہلے متمول مسلمانون کے گھرون کو لوٹین لیکن پھر دست آز اور دراز ہوا جسنے ہندو مہاجنون کو اور سنارون کو زردر اور ظلم کرکے لوٹا اس اثنا مین سوارون کی ٹولیان چھاونی مین گئین ادہر آدہر خوب گھوڑے دوڑائے - رامچندر کی جے کے خوب آوازے لگائے مسلمانون نے بھی نعرے لگائے کہ خدا نے کافرون کو غارت کیا - انگریزون کی کوٹھیون کو جلایا ہوا بڑی تیز چلتی تھی ایک کوٹھی سے دوسری کوٹھی مین جلد آگ لگجاتی تھی - سوار عیسائیون کے خون کے ایسے پیاسے تھے کہ جو انکو بیچارے یوروپین اور ایسٹ انڈین اور ہندوستانی عیسائی ملتے انکو قتل کر ڈالتے

ایک کوٹھی مین چار کلرک اوفس رہتے تھے انہون نے لڑکر باغیون کو ہٹا دیا مگر جب باغیون نے انکی کوٹھی کو آگ لگا دی تو وہ ہوئین سے انکا دم گھٹا وہ باہر آئے اور مارے گئے عورتین اور بچے بڈھے کہین بھاگ کی جاتے تھے تو مارے جاتے تھے ۔ چند گھنٹون مین کانپور کی چھاونی جلکر خاکستر ہوگئی ۔

نانا نے اپنے تئین مرہٹون کے مہاراجہ ہونے کا اشتہار نقارون کی آوازون کے ساتھ دیا ۔ اسکا بھائی بالو دہتو بیس سوار ہمراہ لیکر بٹھور مین گیا کہ مرہٹون کی حکومت کا اعلان کرے اسنے اس نئی گورنمنٹ کو بٹھور اسطرح کیا کہ پیشوا کی بیواؤن کے ایجنٹ کو اور اسکے کنبے کو توپون کے منھ سے اڑایا اس طرح سزا دینا مرہٹون کو بہت مرغوب ہے پیشوا کا بہنوئی اور بہت سے مرہٹے جو نانا کو گزند پہنچاتے تھے پابزنجیر ہوئے نانا نے خود اقامت اس مکان مین اختیار کی جو چھاونی کے شمال مین تھا وہان بالفعل ایک توپ لگا دی تھی ۱۰ بجے پہلے ایک گولہ محصورین پر مارا گیا لیکن اسدن باغیون کی توجہ زیادہ تر لوٹ پر بہ نسبت لڑائی کے تھی ۔ رات کو شہر مین ہلڑ رہا گنا ہون مین سے جو آدمی لوٹ کے لالچ سے یا جذبات شہوانی کے سبب سے کرسکتا ہے انمین سے ایک بھی چھوڑا نہین گیا ہر شخص کے دل مین جو آتا وہ کرتا ۔

۶ - جون کو سر ہیو ویلر صاحب پاس نانا نے ایک چٹھی بھیجی کہ آج میرا ارادہ آپ پر حملہ کرنے کا ہے اس ارادے سے بڑی سراسیمگی پھیلی جسکی وجہ معقول تھی کہ جب سپاہ دہلی گئی تو محصورین جانتے تھے کہ اچھا ہوا کہ سب باغی دہلی گئے اب کوئی خوف ڈرانے والا باقی نہین رہا ۔ اگر شہر کے مفسدین حملہ کرینگے تو انکا مقابلہ محصورین جب تک اچھی طرح کرینگے کہ یورپین سپاہ جو کلکتہ سے آنیوالی ہے آجائیگی یا جلدی سے سب الہ آباد چلے جائینگے ابھی دن بہت نہین چڑہا تھا کہ بندوقون کی آوازون اور توپون کی دہوان دہولن نے دکھلا دیا کہ نانا نے حملہ کی خالی ہی دہمکی نہین دی تھی ۔ عورتون اور مردون نے اپنے حصار کے پیچھے دیوارون سے دل تنگ ہوکر دیکھا کہ ان کے جلتے ہوئے گھرون سے شعلے اٹھ رہے ہین دشمنون کے نزدیک ہونے کی آوازین قریب ہوتی جاتی ہین ۔ لفٹنٹ اشبی بیس بیس والنٹیر اور اپنی توپین لیکر دشمنون کا مقام دریافت کرنے گئے وہ اپنجو گز گئے ہونگے کہ انہون نے دیکھا کہ شہر کے کنارہ پر باغی سپاہ صف بستہ کھڑی ہے یہہ دیکھ کر وہ فوراً دوڑ کر چلے آئے ابھی حصار مین وہ داخل ہی ہوئے تھے کہ پہلا گولہ

حصار کی کچی دیوار پر لگتا ہوا چھوٹی بارک مین گیا اور ایک توپچی اس سے ہلاک ہوا۔ بارکون کے
باہر عورتون اور بچون کا ایک گروہ تھا وہ اس گولہ سے پراگندہ ہوا۔ بگل ہوا کہ سب آدمی اپنے
ہاتھون مین ہتھیار لین اور ہر شخص خواہ وہ نقارچی ہو یا محرر ہو یا رجمنٹل افسر ہو اپنی اپنی جگہہ پر چلا جاے
سب لڑنے والے اپنی اپنی جگہون پر گئے اور لڑنے کو تیار ہوئے۔ جتنا دن چڑہتا گیا دشمنون کی
توپون سے گولے پے در پے آنے لگے اور آدمیون کو نشانہ بنانے لگے۔ جب ایک گولہ آتا اسکے
ساتھ عورتون اور بچون کی آہ و فغان کا شور مچتا۔ محاصرہ کے پہلے دن مین تو ہیبت و دہشت نے
جنکی عادت نہین تھی صبر و شکیب اختیار مین نہین رکھا مگر جلدی سے ان بیکسون مین سے
یہہ ضعف بشری جاتا رہا پھر انکا تحمل و صبر دہشت و ہیبت پر غالب ہوگیا۔
پھر محاصرہ شروع ہوا جسکے سبب محصورین پر وہ بلائین اور آفتین نازل ہوئین کہ انسے زیادہ کبھی
دنیا کی تاریخ مین نہین دیکھنے مین آئین۔ حصار بودا تھا اور اسکے اندر پناہ کی جگہہ بہت تھوڑی تھی اور
عورتون بچون و بیمارون کا ہجوم تھا انکے آسائش و آرام کا سامان نہ تھا ان سب مصیبتون پر سب سے
زیادہ بلا گرمی کے موسم کی شدت تھی جون کا آسمان محصورین کے سر پر آگ کا شامیانہ تنا ہوا تھا
لوئین چلتی تھین جو بھٹی کی آگ کی گرمی سے کم گرم نہ تھین۔ اس موسم مین یورپین کی قوت دارجی
نہایت تنزل کے درجہ پر ہوتی ہے پھر اس مین لڑائی کا ہونا انگریزون کے لیئے قیامت ہے۔
اس موسم مین عورتون کو جو خس کی ٹٹیون اور پنکھون کے نیچے پر آرام کے کمرون مین بیٹھا کرتی تھین
اب انکو اس حصار کے آتشکدہ مین رہنا پڑا جسکو محاصرین سب طرف سے گھیرے ہوئے آگ برسا
تے تھے لڑنیوالے مردونکو کثیر التعداد دشمنون سے رات دن لڑنا پڑا۔ ہندوستان مین انگریزون کی
ضروریات مین یہہ باتین داخل ہین کہ اس موسم مین صبح و شام نہاتین اور کئی دفعہ کپڑے بدلین اور
آسائش و آرام کے لیئے خدمتگارون سے کام لین۔ دفعتہً وہ ان سب باتون سے محروم ہوگئے
توپون کی دہوان دہار اور بندوقون کی دہڑا دہڑ اور موت کی طرح طرح کی ڈراونی صورتون مین
پھنسے تمام زندگی بسر کرنے کے طریقون کو خاک مین ملا دیا خاص کر عورتون کو بہت سے
کام کرنے پڑتے تھے جو انکی عادت و رسم کے خلاف تھے انکو تنہا رہنا پسند تھا یا اب ایک ہجوم مین
رہنا پڑا جس مین وہ اپنے بود و باش کے طریقون کو نہین برت سکتی تھین۔ یورپین سپاہ اپنے

۶ جون سے ۲۶ تک محاصرہ

مقابلہ مین ہندوستانیون کے کثیر التعداد ہونے کو خاطر مین نہین لاتی اور انکو اپنے مقابلہ مین حقیر و ذلیل سمجھتی ہے - ہندو مسلمانون کے لشکر جو نانا چڑھا کر لایا اسکو انگریز بڑی حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اگر انگریزون اور ہندوستانیون کے مقامات بدل جاتے تو -

انگریز اس کچے عارضی حصار کو ایک حملہ مین تباہ کر دیتے اور محصورین مین سے کسی کو زندہ نہ چھوڑتے اب کوئی چیز محاصرین کو حصار سے باہر نہین رکھ سکتی سوا اسکے کہ چیدہ آدمیون کی بہادری غیر مغلوب اور بہت آدمیون کا پلپلا و بس پھسا استقلال محاصرین تو ہر گھنٹے مین تازہ دم ہوتے رہتے ہین ایک گروہ انکا نہاتا ہے کھانا کھاتا ہے حقے پیتا ہے دوسرا گروہ اسکا لڑائی لڑتا ہے اور اسکے کمک کے لیئے سپاہین حملہ کرنے آتی ہین وہ ان پاس کے مقابلہ کرنے والون سے پرے ہٹتی ہین جو تھکے ہوئے ہوتے ہین جنکے ذمے کام کا انبوہ ہوتا ہے پیٹ بھر کے کھانا نہین ملتا مورچون مین ہمیشہ مشقت شاقہ اٹھا کے آگ کے مینھ کے نیچے رہتے ہین بوسیدہ کپڑے انکی پیٹھ پر ہوتے ہین انکے چہرون اور ہاتھون پر توپون کی کالک کی پپڑیان جمی ہوئی ہوتی ہین اگرچہ دشمن ذلیل حقیر تھے مگر وہ دولتمند اور شاہانہ ٹھاٹھ رکھتے تھے انکے پاس توپون کا خزانہ تھا کانپور کے میگزین کی بندوقون و توپون و گولی باروت کی افراط تھی گورنمنٹ کی اوردی نینس کی حالت یہہ تھی کہ مورچون مین اسکو بلا زم چلاتے تھے اور ان کی تعداد گھٹتی جاتی تھی انگریزی توپچی اپنی توپون کے نیچے ایک دوسرے کے بعد مرتے جاتے تھے اور ان قواعد دان توپچیون کی بجاے ونینٹر اور شائقین مقرر ہوتے تھے گو انکے دل مضبوط تھے لیکن انکی آنکھون کو شصت لگانی کب سکھائی گئی تھی اور انکی ہلکی توپین دشمنون کی بھاری توپون کی آتش زنی کا جواب نہین دے سکتی تھین لیکن جب وہ مورچون کے قریب آجاتے تھے اور زیادہ دق کرنا چاہتے تھے تو بھی توپین انکو بھگا دیتی تھین -

سر ہیو ویلر پر تو ستر برس کی عمر کا بار گران تھا انکی جسمانی قوت اتنی باقی نہین رہی تھی کہ وہ اس حصار کی محافظت کی جزئیات کی خبر گیری اچھی طرح کر سکتے انھون نے یہہ کام کپتان مور کے سپرد کر دیئے - یہہ کپتان صاحب دشمنون سے مقابلہ کرنے مین بڑا جرأت دار و بہادر و ثابت قدم تھا دشمنون کے مقابلہ مین سب سے آگے وہی رہتا تھا اور اپنی مثال سے اور ون کی ہمت او

جراَت بڑہاتا تہا وہ کسی محنت سے تہکتا نہ تہا کسی خوف سے ڈرتا نہ تہا وہ ۳۲ وین رجمنٹ کا کپتان تہا محاصرہ کی ابتدا مین زخمی ہوا تہا وہ اپنے ہاتہہ کو گلے کی پٹی مین ڈالے ہوئی چارون طرف پہرتا رہتا اسکا دل کسی درد کو مانتا نہ تہا رات دن محنت کرتا تہا جہان جاسوسون نے اسکو خبر دی کہ دشمن آگے بڑہا ہے تو فوراً تہوڑی سی سپاہ کو ساتہہ لیکر حصار سے باہر دشمنون پر حملہ کرنے جاتا اور جب تلنگے جنگ کے نشہ مین بد مست ہوکر آگے قدم بڑہاتے انکو زندہ جانے نہین دیتا - جب اسکو کوئی امید نہین رہتی تہی تو بہی دل نہین ہارتا تہا - جنگ کی ابتدا سے انتہا تک کوئی انگلش کپتان اس سے زیادہ اپنی بہادری و دلاوری دکہانے والا نہ تہا -

اس محاصرہ کی تاریخ مین اس کپتان کے بہادرانہ کام اول درجہ رکہتے ہین مگر اور بہادرون نے بہی اچہے کارہائے نمایان کیئے ہین کہ وہ یادگار روزگار رہین گے - دوسرے رسالے کے میجر ڈائی برٹ تہی جکورڈان (بارک کا نام ہے) سپرد تہی وہ اپنی کوششون مین رات دن لگے رہتے تہے دشمن آگ برسا رہے ہین وہ اسکے اندر اپنا کام بڑی مضبوطی سے آخر وقت تک کرتے رہتے - دوسرے رسالہ کے کپتان جینکنس صاحب تہے وہ بڑے بہادرون کے گروہ مین سے ایک تہے وہ مورچون سے باہر ایک مقام کو دشمنون سے جب تک بچاتے رہے کہ ایک سپاہی نے دم چرا کر انکے جبڑے مین ایک گولی ماری جسنے انکا کام تمام کیا - بنگال انجنیرون کے کپتان واٹنگ صاحب تہے جو حصار کے شمال مغرب کے محافظ تہے وہ دماغ روشن اور دل بہادر رکہتے تہے ۵۶ وین رجمنٹ کے چہوٹے افسر منوبرے طامسن صاحب تہے - جہان زیادہ خوف ہوتا وہین آن موجود ہوتے اگر وہ کانپور کی تاریخ خود نہ لکہتے تو اور مورخون کے بیان مین انکے کامون کی زیادہ تعریف ہوتی مسٹر ٹریلین صاحب نے خوب لکہا ہے کہ اس افسر نے اپنی جان کو جوکہون مین ڈالنے مین کوئی کسر باقی نہین رکہی مگر تقدیر الٰہی کو یہہ منظور تہا کہ اسکو صحیح سلامت رکہے کہ انگلینڈ جانے کہ نہایت مصیبت کی حالتون مین انکے بیٹے اپنی قدیمی عزت کے رکہنے سے غافل نہین ہوتے انکے دوست اور ہمراہی فوکس سی صاحب ۵۳ وین رجمنٹ کے نوجوان افسر تہے انہین بہادرانہ کام کرنے کی بڑی لیاقت تہی ایک دشمن کے گولے سے میگزین کے قریب آگ لگی یا تہی اور [illegible] تہے کہ اگر یہہ آگ نہ بجہیگی تو سارا میگزین اڑجائیگا بس سپاہی اسکے بجہانے کو لپکے

اٹھارہ و چوبیس پینی توپوں کے گولوں کی بوچھاڑ کے نیچے دو ڈٹے گئے۔ موت کے پیغام لانے والے گولوں سے نڈر ہو کر جلتی ہوئی گاڑی کے نیچے صاحب ممدوح گھس گئے اور جلتی ہوئی لکڑی کو گاڑی سے اپنے ہاتھوں سے الگ کر دیا اور خشک مٹی آگ پر ڈالکر اسکو پہلے اس سے بجھادیا کہ وہ پھیلے مسٹر لنگ صاحب بارک کی دیوار پر بیٹھے ہوئے چیدہ چیدہ سپاہیوں کو تاک کر نشانہ اجل بناتے وہ حملہ کرنے والوں کے لیئے بڑے تازیانہ تھے وہ گولی سے مارے گئے اور جرڈس صاحب انجنیئر ان میں ایسی قومی غیرت وحمیت رکھتے تھے کہ کالے آدمی کے آگے سے بھاگنے کو اپنا ننگ و عار جانتے تھے انکے ہمراہی پکارتے رہے کہ اپنے تئیں دشمنوں کی گولیوں سے بچاؤ مگر انہوں نے انکی آواز کو سنکر بھی اپنے تئیں کالے سپاہی کے آگے سے بھاگ کر نہیں بچایا۔ ان کے دل میں گولی لگی اور مر گئے۔ ایلش صاحب بڑے گولہ انداز تھے انہوں نے اپنی نوپینی توپوں سے پے در پے گولہ زنی سے کل محصورین کی قابل تعریف محافظت کی اور محاصرین کو ڈرایا۔ وہ توپ چھوڑ کر توپ کے پیچھے ہو بیٹھتے تھے اور اپنی آنکھ سے شصت بندی کرکے گولوں سے دشمنوں کو اڑاتے تھے۔ محصورین میں اور بہادر سپاہی تھے جنکی داد دینا تاریخ کی قدرت سے باہر ہے۔

سویلین کی بہادری

صرف یہی بات نہ تھی کہ وہی آدمی جنکا پیشہ سپہ گری تھا اپنی کامل شجاعت کے جوہر دکھاتے تھے بلکہ وہ آدمی بھی جو سپہ گری سے کچھ تعلق نہیں رکھتے تھے فوراً قوی جوانمرد بن گئے۔ انہیں سے ریلوے کے بعض انجنیئر تھے جو کام کرنے کی طاقت اور مصیبت سہنے کی برداشت رکھتے تھے انہوں نے حصار کی محافظت میں اپنے تئیں ہمہ تن مصروف کیا اور اپنے حملہ آوروں پر ظاہر کر دیا کہ ہم بھی رزم آرا کے فرقہ میں سے ہیں گو ہماری پیٹھ پر سپاہی کی وردی نہیں ہے ان میں سے زیادہ نامور مسٹر ہیرڈین صاحب تھے جنکے بدن کو گراپ کی گولیوں نے چھلنی بنادیا تھا انہوں نے نزاع کی تکالیف میں بھی کبھی اُف نہیں کی کہ موت نے انکو اس تکلیف سے چھٹادیا۔ مسٹر موں کریف چیپلن نے بہادروں سے کم کام نہیں کیئے جو بیماروں اور زخمیوں کے پاس جاتے اور مرنے والوں کو مذہبی تشفی و تسلی وتسکین دیتے جنسے ان میں قوت غیر مترقبہ انجیل کے وعدوں سے آجاتی۔

عورتون کے بہادرانہ کام

پہلے قدیمی بہادری کے زمانہ مین شاعرون نے بہت سرائی کی ہے کہ عورتون نے اپنے سر کے بالون کو کتر کر کمانون مین لگانے کے لئے دیدیئے لیکن اب زمانہ تیرون کا نہین رہا اب تو انکی جگہہ توپون کے عمل مچاتے ہوئے دہنون سے گولے اوگراپ و کنیسٹر پھینکے جاتے ہین - جب ان چیزون مین کمی ہوئی اور دشمنون کی بھاری توپون سے حصار کی توپون مین ایسا نقصان آیا تو پھر وہ اس طرح سے نہین چل سکین جسطرح پہلے چلتی تھین تو عورتون نے اپنے لباس دیدیئے کہ وہ سیگزین کی ضرورتون کو رفع کرین - اگر ہر عورت کی بہادری کا بیان کیا جائے تو اسکے واسطے ایک ایسے بڑے دفتر کی ضرورت ہے جسکی اس مختصر مین گنجائش نہین - اس مصیبت اور آفت کے زمانہ مین عورتون کے بچے جننے کی تکالیف اٹھانی پڑتی تھین دشمنون کی آتش فشانی سے بعض مائین اپنے بچون کا دم اپنی گود مین آہستہ آہستہ نکلتے ہوئے دیکھتی تھین - بعض دیکھتی تھین کہ انکی گود مین سے دشمنون کا گولہ انکے بچون کو دفعتہً اڑا کر لے گیا - غرض کوئی بلا جسکو انسان سہ سکتا ہے ایسی نہ تھی کہ وہ انگریزی عورتون پر سختی کے ساتھ نازل ہوئی ہو بعض عورتون نے گولے اٹھا اٹھا کر سپاہیون کو دیئے - بعض نے زخمیون کی تیمارداری کی - بہت سی عورتون پر موت نے مہربانی کی ایک گولہ سے سات عورتین ایک دفعتہً مقتول و مجروح ہوئین - دوسری بستہ قید بولی پر

————— ۳۲ وین رجمنٹ کے ایک سپاہی ڈوڈسن کی بی بی

ننگی کرچ لگا کے ——— پہرہ دیتی رہی کہ قیدی ——— بھاگ نہ سکے مگر جب ——— نر

مرد پہرہ دینے آیا تو وہ بھاگ گئے - غرض جب سے کہ دنیا مین لڑائی کا آغاز ہوا ہے کانپور کے رہنے والون کی بی بیون اور بیٹیون نے جو اپنی بہادری اور صبر و تحمل کو دکھایا ہے وہ کبھی پہلے نہین دکھایا -

بارک کا جلنا

محاصرہ ایک ہفتہ تک جاری رہا تھا جس مین حصار مین بلا پر بلا زیادہ آتی گئی دو بارکون مین بچے اور ضعیف و ناتوان اور بیمار رہتے تھے انمین سے ایک بارک پر چھپر پڑے ہوئے تھے جسکے سر پر سب قسم کے گولے اور گولیان چل رہے تھے ہر طرح سے کوشش کر کے ان چھپرون پر کھپر سے اور اینٹیں لگائی گئی تھین مگر وہ اسکی محافظت کے لیئے کافی نہ تھین ایک رات کو اس بارک مین آگ لگی اور سب جلکر بھسمنت ہو گئی - یہہ ایک حادثہ بڑا جانکاہ تھا بیمارون اور زخمیون کو اس سبب سے

کہ انہین بھاگنے کی طاقت نہ تہی زندہ جلکر مردہ ہونا پڑا انکے ہمراہی انکو بچا نہین سکتے تھے اسواسطے
دشمن اپنی اس کامیابی سے خوش ہو ہو کر متواتر گولے و گولیان جلتی ہوئی بارک پر برساتے
تھے جسکے شعلے اندہیری رات مین انکے نشانے مارنے کے لیئے جگہہ بتلاتے تھے دو توپچی
مارے گئے لیکن بارک کا غارت ہونا ایک بڑا صدمہ جان خراش محصورین کے لیئے تھا
جسکے سبب سے بہت سی عورتین بے خان ومان ہوئین انکو دن رات کہری زمین پر رہنا
پڑا انکی کچہہ حفاظت پال کے ٹکڑے اور صندوق کرتے تھے جو جلدی جلدی دشمنون کی متواتر
آتش فشانی سے غارت ہوتے تھے اور اس سے زیادہ یہہ اور مصیبت تہی اس آتش زنی
سے اسپتال کا دوائی خانہ اور اسکے سارے آلات جراحی برباد ہو گئے پھر کوئی چیز موت اور
درد کی تکالیف سے بچانے والی باقی نہین رہی ۔

اس آتش زنی کا ایک اور نتیجہ یہہ تہا کہ بعض وفادار کالے سپاہی بھی گورون کے ساتھ
اس حصار مین محصور تھے انکو اس بارک کے برانڈے مین رہنے کی اجازت دیدی گئی تھی
ایک بڑا پرانا افسر میجر صوبہ دار بھوانی سنگھہ دوسرے رسالہ کا تھا جسکا حال ہم پہلے لکھہ چکے ہین
کہ وہ زخمی ہوا تھا وہ حصار مین بھیجدیا گیا تھا اندر محاصرہ مین یہہ دلیر پیر گولی کے لگنے سے
مرگیا۔ ۵۳ وین رجمنٹ کے دس ہندوستانی افسر مع وفادار سپاہیون کے جنرل ویلر کے
کیمپ مین تھے اور باقی اور رجمنٹون کے وفادار نمک حلال سپاہی حصار مین تھے اور انہون نے
محاصرہ کے اول ہفتے مین کچہہ خدمات بہی انگریزون کی کین تھین ۔ لیکن جب بارک جل گئی تو
انکے رہنے کے لیئے کوئی جگہہ نہین رہی ۔ خوراک کا سامان تہوڑا رہ گیا تھا اگرچہ کوئی وجہ نہین تہی
کہ اپر اعتبار نہ کیا جاتا مگر یہہ معلوم ہوا کہ وہ زیادہ تر باہر سے مددگار ہو سکتے ہین اسلیئے
انسے کہدیا گیا کہ وہ حصار سے باہر جا سکتے ہین اگرچہ انکے لیئے حصار سے باہر جانے مین خوف
ہے مگر اس سے زیادہ خوف اندر رہنے مین ہے اسلیئے انہون نے اپنے گھر کی راہ لی انکی تعداد
اسی یا سو تہی جنمین اکثر افسر تھے بعض رستہ ہی مین فنا ہوئے بعض اپنے دیہات مین پہنچ گئے
لیکن چند ہی ایسے تھے جو برٹش کیمپ مین ایک وقت کے بعد آئے جنہون نے محاصرہ کے
اول دنون کے تجربون کو بیان کیا ان سپاہیون کے کنبون کے لیئے سرکار کی طرف سے خاطر خواہ

پنشنین مقرر ہوئین -

حصار کی صورت

دن بدن یہہ چہوٹا حصار ضعیف ہوتا جاتا تہا اور دشمنون کی آتش زنی زیادہ گرم ہوتی جاتی تہی - جو جلد مر گئے وہ بڑے خوش نصیب تہے تہیرس ڈن کلکٹر کانپور جنہون نے نانا صاحب سے عہد و پیمان کئے تہے انکی لاش انکی نوجوان بی بی کے پاؤن تلے پڑی تہی گولی کے لگنے سے انکی آنتین باہر نکل آئی تہین تہوڑے دنون بعد بی بی بہی خاوند کے سوگ سے مر کر فارغ ہوگئی جنرل کا بیٹا لفٹنٹ ویلر اپنے مان باپ بہن بہائی کی آنکہون کے سامنے گولہ سے مر گیا مسٹر لنڈ گولہ سے زخمی ہوکر اپنی بی بی کے سامنے زندہ رہے پہر چند دنون کے فصل سے دونو میان بی بی مر گئے کرنیل ولیمس زخمی ہوکر اپنی بی بی اور بیٹیون کو حصار مین زندہ چہوڑ کے فنا ہوئے بی بی بہی چند روز مین زخمی ہوکر مر گئی کرنیل الیورٹ محاصرہ کے آخر مین بڑی بیرحمی سے مارے گئے کپتان ہلیڈے بہی گولی سے مارے گئے - غرض جنرل کے بڑے بڑے افسر نہایت کام کے دشمنون کی پے درپے آتش باری کے سبب مارے گئے - بوڑہا جنرل تو بارکون کی پناہ مین بیٹہا ہوا احکام جاری کرتا تہا اور حصار کی محافظت کے عملی کامون مین خود جاکر کمتر حصہ لیتا تہا اب وہ اپنی آنکہون سے دیکہتا تہا کہ جن سے کام لیتا تہا وہ روز بروز کم ہوتے جاتے ہین اس سے وہ بڑا شکستہ دل اور جگر خستہ ہوتا تہا -

مردون کا حال

اس حصار کے مردے ایک کنوئے مین ڈالے جاتے تہے اس مین تین ہفتے کے اندر ڈہائی سو مردے ڈالے گئے - اگر دشمنون کے مردونکا جو جلائے گئے یا گدہون اور گیدڑون کے لقمے بنے انکا شمار کیا جائے تو وہ انگریزون کے مردون سے کئی گنے ہونگے مگر انکا صحیح صحیح شمار ہونا ممکن ہے حصار مین ہاتہہ تہوڑے سے تہے مگر بندوقین بہت تہین ایک ایک سپاہی پاس کئی کئی بندوقین بہری ہوئی تیار رہتی تہین جنکو وہ ایسا جلدی جلدی چلاتا تہا کہ دشمنون کو کبہی معلوم ہی نہین ہوا کہ حصار مین کیسے تہوڑے آدمی زندہ ہین - انگریزون کے پاس فقط حصار ہی نہ تہا جہان سے حملہ آورون یا سوت سلام کرتی جاتی تہی بلکہ اس سے باہر بارکین تہین جنکی طرف کہین کہین اوپر اشارہ کیا گیا ہے ان بارکون کی ایک قطار تہی وہ سب بنکر بالکل تیار نہین ہوئی تہین جن سے کل پر یا بعض پر قبضہ رکہنا بہت ہی ضرور اسلیئے تہا کہ اگر وہ دشمنون کے قبضہ مین ہوتین تو انگریزون کے پیچہے حصار کو

بالکل تباہ کر دیتین ان مین سے دو بارکون کو انگریزون نے اپنے رہنے کے لیئے درست کر رکھا تھا ان دو کے درمیان تیسری بارک تھی جسمین کنوان تھا اور اس مین مردے دفن کیئے جاتے تھے جنپر دشمن کا قبضہ انگریزون نے نہین ہونے دیا تھا جب دشمن حصار کے قریب آتا تو ان پناگاہون سے حصار کے دونو طرف ایسی گولیون کی بھرمار ہوتی کہ وہ بھاگ جاتا ان بارکون کے بڑے نامور بچانے والے جینکنس اور مشہور میکڈانلڈ ن صاحب تھے اور ان نیک نامون پر لفٹنٹ گلین ول کے نام کا اور اضافہ ہونا چاہیئے جنہون نے سولہ گورون سے نمبر ۲ بارک کی حفاظت کی کہ وہ سخت زخمی ہوکر کام کے قابل نہ رہے - یہہ بارک انگریزون کی اقامتگاہ کی کنجی تھی یہان بڑی سخت کارزار ہوتی تھی اسلیئے زیادہ خونریزی ہوتی تھی جو جانباز سپاہی انگریزون کی رفلون اور بندوقون کی مار کے نیچے آجاتا تو اسکو اس بیباکی کی ایسی سزا ملتی کہ وہ پھر انگریزون کو تکلیف دینا نہ بھولتا بعض اوقات ایسے اچھے موقعے ملجاتے کہ انگریزون کی تھوڑی سی سپاہ حصار سے باہر نکلکر دشمنون کی توپون مین میخین ٹھوک دیتی اور راہ مین جو اسکو ملتا قتل کرتی توپون مین خواہ میخین ٹھوکی جائین یا سپاہی قتل کیئے جائین مگر دشمنون پاس توپون اور سپاہیون کی وہ کثرت تھی کہ ایسے ایسے نقصان انکے بہاو مین بہی نہ تھے محاصرہ پر جتنی مدت گزرتی جاتی تھی اتنی محاصرین پاس تازہ سپاہ کی کمکین آتی جاتی تھین - اودھ کی دو رجمنٹین مع توپخانہ کے اور اعظم گڈھ سے ۱۷ وین رجمنٹ باغی ہوکر کانپور مین باغیون سے مل گئین اور نئے ہاتھ بہ نسبت پرانے ہاتھون کے زیادہ کام کرنے لگے - برخلاف اسکے حصار مین ایک آدمی کا مارا جانا ایک آفت تھی اس لیئے کہ یہان کمک کی امیدین کی جاتی تھین مگر وہ کبھی پوری نہین ہوتی تھین۔

۲۳ - جون ۱۸۵۷ء کو جنگ پلاسی پر ایک صدی پوری ہوتی ہے اس تاریخ کو ہندوؤن نے گنگا جلی پر اور مسلمانون نے قرآن پر قسم کھائی کہ یا آج لڑکر مرجائینگے یا فرنگیون کو بالکل مار ڈالینگے اور ان مین کسیکو زندہ نہین چھوڑینگے انہون نے بڑے زور شور سے حملہ کیا مگر مقابلہ بھی اسکا ایسا کیا گیا کہ وہ اپنے حملہ مین ناکام رہے سوار آگے بڑھکر آئے تھے جنکے گھوڑے بہت سے بیسوار ہوگئے پیدل مٹی بھری تھیلون کی آڑ بنا کر بڑی احتیاط سے آگے بڑھے مگر تھیلون مین آگ لگی وہ جل گیئے بہت سے وہ چھوڑ گئے جو اہل حصار کے کام مین آئے - غرض جیسی جنگ پلاسی مین

آج کی تاریخ فتحیابی انگریزون کی ہوئی تھی ایسی آج ہی دشمن پر ہوئی مگر ایک اور دشمن نے منھ دکھایا جسکا ہٹانا توپ اور بندوق کا کام نہ تھا

تھوڑی سی سپاہ حصار نشین کو گرسنگی نے کترنا شروع کیا۔ وہ خوراک جو پچھلے دنون مین نفرت کے قابل سمجھ کر پھینک دی جاتی تھی وہ اب نہایت مزہ دار سمجھ کر بڑی خوشی سے کھائی جاتی تھی۔ گوشت کی پتیلیون مین سڑا ہوا گوشت اور مردار کا پکنا بھی برا نہین سمجھا جاتا آوارہ کتون کی یخنی بنائی جاتی تھی بوڑھا گھوڑا جو قصاب کے کام کا ہوتا وہ بڑا مزہ دار گوشت سمجھا جاتا تھا۔ اگر دشمن کے کسی بیل کو مارکر اسکی لاش حصار کے اندر آجاتی تو فتح کی سی خوشی ہوتی۔ لیکن جون کے آتشی مہینے مین گرسنگی سے زیادہ تکلیف تشنگی کی تھی۔ کنوان جس سے پانی کھینچا جاتا تھا وہ دشمنون کی بندوقون کی چاند ماری تھی پانی کے بدلے مین جانین دی جاتی تھین پیاسون کے مونھ تر کرنے کے لیئے مشکون و پکھالون مین پانی لانے کے لیئے جانین جاتین مضبوط آدمی اور عورتین تو پیاس کی برداشت مین خاموش تھے مگر پانی کے لیئے بچون اور زخمیون کے رونے کی آوازون کے سننے سے کلیجہ پھٹا جاتا تھا۔ جب بہشتی پانی لانے والے سب قتل ہوگئے تو سپاہی سقے بنے کنوے سے پانی لانے کا کام جان جوکھون کا انہون نے اختیار کیا۔ شیر دل سولین جان میک کلوپ کنوے کے کپتان بنے ایک ہفتے کے بعد یہ جانباز جوانمرد انہون کی خدمت بجالاکے گولی سے مارے گئے اپنی نزع کے وقت مین بھی اپنی خدمت کو بھولے نہین انہون نے کہا کہ مین نے ایک لیڈی صاحبہ سے پانی لادینے کا وعدہ کیا تھا کوئی پانی لاکر انکو پلادے۔ جب بھوک پیاس سے اسطرح آدمی ضائع ہونے شروع ہوگئے تو نانا یہہ اسید کرنے لگا کہ اب عنقریب حصار کا کام تمام ہونے کو ہے۔

جب محاصرہ شروع ہوا تھا اسپر تین ہفتے کے قریب گذر چکے تھے۔ یہہ تین ہفتے ایسے درد والم رنج وغم کے گذرے تھے کہ جب سے دنیا مین رنج وغم نے قدم رکھا ہے ایسے چند ہی بار وہ گذرے ہونگے کوئی کمک و امداد سپاہ اسکے لیئے نہ آئی۔ اب یہ توقع کرنی کہ اضلاع زیرین سے امداد سپاہ آئیگی ایک خواب وخیال تھا۔ حصار مین تعداد اتنی کم ہوگئی تھی کہ اس سے ڈر لگتا تھا تو بہین کام کی نہین رہی تھین گولہ بارود سب خرچ ہوچکا تھا۔ بھوکا پیاسا مرنا آنکھون کے سامنے

نظر آتا تھا۔ حصار کو دیر تک دشمنون کے ہاتھون سے جیسا بچا سکے رکہنا ناممکن تھا۔ ایسے ہی بال بچون
عورتون کو ساتھ لیکر اس سے باہر نکل جانا ناممکن تھا۔ ایک بڑی مایوسی کا سایہ سر پر چھا رہا
تھا اس حالت زار مین نانا کا پیغام ایک عیسائی عورت لائی جو ایک کاغذ کے پرچہ پر عظیم اللہ
کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا اور اسکا عنوان یہہ تھا کہ نہایت رحم دل عالی جناب ملکہ معظمہ و کشور یا کی
رعایا اسکا مضمون یہہ تھا کہ تمام وہ آدمی جو لارڈ ڈلہوزی کے ایکٹون سے کسی طرح کا
تعلق نہین رکھتے اگر وہ اپنے ہتھیار رکھہ دینگے تو خیر و عافیت کے ساتھ الہ آباد پہنچا دئے
جائینگے۔ تمام سپاہ حصار نشین مین ایک سپاہی ایسا نہ تھا کہ وہ اپنے تئین حوالہ
کرنے سے جھجکتا نہ ہو وہ دغا باز مرہٹے کے پاؤن مین ہتھیار رکہنے سے تلوار ہاتھ مین لیکر
مرنے کو سو دفعہ اچھا جانتا تھا۔ سر ہیو ویلر نے اس حوالہ کرنے کے برخلاف آواز نکالی۔
اس انگلش جنرل کے نزدیک حصار کے چھوڑنے کی تذلیل اٹھانے کے آگے موت کی
تلخی کا چکھنا کوئی بات نہ تھی اسکو اب تک یہہ امید چلی جاتی تھی کہ اضلاع زیرین سے امداد
سپاہ آئیگی اسکو نانا پر کچھ اعتبار نہ تھا تمام جوان افسر تا دم مرگ لڑنے کو تیار تھے کپتین
مور صاحب اور وائٹنگ صاحب سے جنرل نے صلاح و مشورہ کیا تو انکے نزدیک بھی
تئین حوالہ کر دینے مین بہتری تھی انکو کچھ اس مین اپنا خیال نہین تھا۔ اگر حصار مین صرف مرد
ہی ہوتے تو وہ نہایت عمدہ مردانہ طریقہ کے اختیار کرنے کی صلاح دیتے لیکن انہون نے
عورتون اور بچون پر خیال کیا اور ان باتون کو سوچا جو دشمنون کے ہاتھون سے انپر واقع ہو سکتی تھین
تو انہون نے اس امید پر توجہ کی کہ حوالہ کرنے مین جو اقرار کئے جائینگے تو آیندہ ہولون سے جو
گذشتہ ہولون کی نسبت بہی زیادہ ہونگے نجات ہو جائیگی۔ یہان بیمارون اور زخمیون کا بہی
بڑا گروہ تھا جو نہ چھوڑا ہی جا سکتا تھا نہ مقابلہ کرنے والے دشمن کے آگے سے کہین اور جا سکتا
تھا اس لئے نانا نے جو شرائط پیش کین تھین انسے انکار نہین کیا گیا جو شخص پیغام لایا تہا اسی کے
ہاتھ دشمن کے کیمپ مین یہہ جواب بہیجا گیا کہ ویلر اور بڑے بڑے افسران شرائط پر جو نانا نے انکے روبرو
پیش کین غور و خوض کر رہے ہین دوسرے دن لڑائی تہمی رہی اسکی صبح کو عظیم اللہ اور جوالا پرشاد
حصار کے قریب آئے اور ان پاس کپتان مور صاحب اور وائٹنگ صاحب اور مسٹر روچ پوسٹ ماسٹر

بالکل اس معاملہ مین خود مختار ہوکر گئے اس مجلس مین یہہ امر پیش کیا گیا کہ برٹش اپنے حصار کو اپنی توپونکو
اور اپنے خزانہ کو حوالہ کرین اور مع اپنے ہتھیارون کے ہر سپاہی اپنے توسدان مین ساٹھ گولیان
اور انکے لیئے بارود بھر کر باہر سفر کرین اور اسکے عوض مین نانا یہہ اقرار کرتا ہے کہ وہ دریا کی
طرف انکو صحیح وسالم لے جائیگا اور وہان عورتون اور بچون و بیمارون و زخمیون کے لے جانے کے
لیئے کافی گاڑیان تیار رہینگین گھاٹ پر کشتیان بھی تیار رہینگین کہ انکو گنگا مین نیچے کی طرف
لے جائین اور آٹا البعض کہتے ہین کہ کچھ بکری بھی) اسقدر کشتیون مین رکھدیا جائیگا کہ
وہ سفر مین الہ آباد تک جانے کے لیئے کھانے کے واسطے کافی ہوگا - یہہ سب شرائط کاغذ پر
لکھی گئین اور عظیم اللہ کے حوالہ ہوئین اسنے نانا کے روبرو انکو پیش کیا دوپہر کے بعد باغیون کے
کیمپ سے ایک سوار پیغام لایا کہ نانا نے ان شرائط کو قبول کیا اسی رات کو سب آدمی حصار کو
خالی کردین لیکن اسکے برخلاف ویلر صاحب نے اپنی راے ظاہر کی اور مسودہ معاہدہ واپس بھیجا گیا
اور یہہ اطلاع دی کہ کل صبح کو حصار کا خالی کرنا ممکن ہے - اسپر نانا نے اپنی لاف زنی شروع کی کہ ہم
ہمالیہ کو ہلا سکتے ہین اور انگریزون کو ڈرایا اور انگریزون کو اسنے کہلا بھیجا کہ مین اب حفاظت گاہ ان
کے حال سے اور توپون کی کیفیت سے اور غلہ کی کمی سے خوب واقف ہون آپکی حفاظت گاہ پر
آگ برسا کر چند روز مین ایک آدمی کو بھی زندہ نہین چھوڑونگا - وائٹنگ صاحب اور موبرے
طامسن صاحب نیفورے کے پیغامبرون پاس گئے اور شیر دل وائٹنگ صاحب نے کہا ہم کو یہہ خوف
نہین ہے کہ کبھی باغی اس قابل ہوسکے کہ وہ ہمارے حصار مین داخل ہوسکین گے اب تک جتنے حملے
انہون نے کیئے ان سب کو ہم نے ہٹا دیا اگر وہ اپنی کثرت تعداد کے زور سے حصار مین داخل
بھی ہو جائین گے تو ہمارے پاس میگزین مین اتنی بارود ہے کہ اگر اس مین ہم آگ لگا دینگے
تو طرفین کے سپاہیون کو وہ اڑا دیگا - اس تقریر نے اپنا اثر کیا کہ نانا نے کل تک انتظار کرنا قبول
کر لیا اور ایک اشراف آدمی مسٹر ٹوڈ صاحب جنہون نے اسکو پہلے انگریزی زبان پڑھائی تھی وہ
نانا پاس عہدنامہ لیکر سواد کوٹھی مین گئے اور اسپر اسکے دستخط کرا کر لے آئے -
نانا اپنے پرانے استاد کے ساتھ بڑے ادب وتعظیم کے ساتھ پیش آیا ایسے ہی جوالا پرشاد
اور دو آدمیون کے ساتھ بطور اول کے انگریزی کیمپ مین آیا تو جنرل ویلر کے ساتھ بڑی نرم نرم

باتین بنائین اور اسپر بڑا افسوس ظاہر کیا کہ آپ کو اس پیرانہ سالی مین پچاس سال کی حسن کارگزاری کے بعد یہہ مصیبتین جھیلنی پڑین جب آپ کی زندگی کے دن قریب آئے تو اس سپاہ نے جسپر نصف صدی سے آپ فرمان روائی کرتے یہہ برا دن دکھایا الحمدللہ کہ اب یہہ مصیبتین ختم ہوئین عنقریب سب بلاؤن سے نجات ہونے والی ہے ہر طرح سے احتیاط کی جائیگی کہ انگریزون اور انکے اہل وعیال کو جب وہ دریا کی طرف جائین تو راہ مین کسی طرح کی اذیت نہ دیجائے جوالاپرشاد کے ہمراہیون نے اسی طرح کی خوش اخلاقی کی باتین افسرون سے کین رات کو توپین دشمنون کے حوالہ کی گئین انکے اوپر سرکار کمپنی کے پرانے گولا انداز جو جوالاپرشاد کے ساتھ آئے تھے متعین ہوئے

سویرے صبح کو حصار سے عورتین بچے اور سپاہی جو زندہ رہے تھے نکلے انکی شکلون پر مردنی چھائی ہوئی تھی وہ بڑے لاغر و ناتوان ہو گئے تھے لباس انکا پھٹا ہوا تھا۔ فاقون کے مارے خستہ و شکستہ حال تھے بعض زخمی تھے بعض کے بدن پر زخمون کے نشان تھے جہان سے یہ گروہ چلا تھا وہان سے دریا ایک میل تھا۔ مگر ان مصیبت زدون کے لیئے تو یہ ایک میل کا سفر بھی سفر سے کچھ کم نہ تھا۔ اکثر زخمی پالکیون مین سوار تھے۔ عورتین بچے بیلون کی گاڑیون اور چھکڑون مین سوار تھین یا ہاتھیون پر توانا آدمی پیدل چلتے تھے مگر سپاہ کی طرح نہین۔ مور صاحب اس غمزدہ سواریون کے آگے اور وائی برٹ صاحب پیچھے تھے پیرکہن سال ویلر اور انکی بی بی اور بیٹیان کشتیون مین گئین اسوقت انکے دل کے حال کو خدا ہی جانتا ہوگا کہ کیا اس مین امید اور اعتبار ہوگا۔ مگر بہت سے برٹش یہ جانتے تھے کہ اب ہم بلاؤن سے چھوٹے کشتیون مین سوار ہونے کی جگہہ ستی چاورا گھاٹ ٹھہری تھی اسکے قریب ہر دیو کا مندر تھا اس ایک میل کے سفر مین بعض سپاہی اپنے پرانے افسرون سے باتین کرتے تھے اور انکی بہادری کے بڑے ثنا خوان تھے اور انکے حال پہ بڑا تاسف کرتے تھے لیکن اکثر سپاہی انگریزون کے گرد جمع ہو کر برا کہتے تھے کرنیل ویسس الیورٹ کو جو پیچھے رہ گئے تھے انکے اپنے ہی سپاہیون نے مار ڈالا۔

کشتیان دریا مین تیار تھین گرمی کے موسم مین دریا اترا ہوا تھا اسلیئے وہ کنارہ پر فاصلہ پر تھین

جنمین سوار ہونے کے لیئے پایاب پانی مین سے ہوکر جانا پڑتا تھا۔ یہ کشتیان معمولی بجری تھین
جنپر پھوس کے چھپر پڑے تھے ان کشتیون مین سوار ہونے کے واسطے عورتون کو اپنے بچونکو
اپنے ہاتہون مین لیکر پانی مین جو انکے گھٹنون تک آتا جانا پڑتا تھا۔ تو بہی تھے کہ سب کشتیون
مین بیٹھ گئے۔ مگر ہر ایک کشتی انگریزون کے لیئے مسلخ تھی جنمین ذبح ہونے کے لیئے وہ سوار ہوئے
تھے۔ نانا نے جیسا دغابازی کا کام یہہ کیا ہے ایسا دنیا مین کمتر ہوتا ہے۔ اس طرح کی دغابازی
تو انکے باپ دادا سے ہوتی ہی ہے ان مین سے ایک نے جھوٹا بہانہ بنا کے سلطان سنجر کو بلاکر اپنی
ناک واک سے قتل کیا تھا ایسے ہی اپنے دوستی کے لباس مین ہزارون ہتھیارون کو چھپا کر انگریزون کو
ہلاک کیا۔ سارے اسباب خون ریزی کے لیئے تیار رکھے تھے۔ تانتیا ٹوپی نے اس قتل کا انتظام اپنے
ذمہ لیا تہا وہ سارے احکام قتل کے جاری کرتا تھا عظیم اللہ اور نانا کے بھائی اور ٹیکا سنگہ جو رسالہ
کے نئے جرنیل بنے تھے اور بٹھور کے اور بڑے بڑے آدمی موجود تھے اور ضلع کے بہت سے
زمیندار اور شہر کے آدمی تماشا دیکھنے کے لیئے جمع ہوگئے تھے انمین اکثر آدمی جانتے تھے کہ کیا
ہونے والا ہے اور شاید وہ انگریزون کی اس تذلیل سے خوش ہو رہے تھے۔ غرض ایک میلہ
کی سی خوشی دکھائی ہو رہی تھی۔ سوارون اور پیدلون نے ایک اشارہ کے ہوتے ہی ذبح کرنا شروع
کردیا۔ اس ظلم و ستم کا بانی مبانی تانتیا ٹوپی تھا۔ اس قسائی کا بیان جو نیچے لکھا جاتا ہے وہ
پڑھنے والون کو دلچسپ معلوم ہوگا وہ بیان کرتا ہے کہ نانا نے ایک انگریز ن کو پہلے گرفتار کیا تھا جنے
جرنیل کو ایک چٹھی مین یہہ مضمون لکھا کہ نانا کے احکام کی تعمیل سپاہی نہین کرینگے اگر آپ چاہین گے
تو نانا کشتیان بہم پہنچا کر اور آپکے ہمراہیون کو جو حصار مین ہین الہ آباد تک پہنچا دیگا جرنل کے
پاس سے جواب آیا کہ جو انتظام کیا گیا ہے اسے پسند کرتا ہون اور اسی رات کو نانا پاس ایک لاکھ
روپے سے کچھہ زائد جرنل نے بھیجے کہ وہ امانت رکھے دوسرے دن مین نے گھاٹ پر چالیس
کشتیان تیار دیکھین انمین کل جنٹل مین اور لیڈیون اور بچون کو کشتیون پر سوار کراکے کشتیون کو
الہ آباد چلتا کیا۔ اس اثنا مین کل سپاہ جنمین تلنگانہ بھی شامل تھا مسلح ہوکر دریا گنگ پر آموجود
ہوئے سپاہی پانی مین کود پڑے اور عورتون مرد بچون کا قتل عام کرنا شروع کیا اور کشتیون مین
آگ لگا دی انھون نے انتالیس کشتیان تباہ کردین ایک کشتی نکال لاکنکر بھاگ گئی وہان پکڑی

گئی اور کانپور مین الٹی لائی گئی اور جو کچھہ اسمین تھا وہ غارت کیا گیا چار روز بعد نانا نے کہا کہ مین بٹھور
اپنی مان کی برسی کرنے جاتا ہون اس بیان مین سچی باتین بہی ہین اور اس مین یہہ بیان بہی کیا
گیا ہے کہ جو اسنے اشارہ کیا تہا وہ کشتیون کی روانگی کے لیئے تہا اس امر کی تحقیقات کے لیئے
شہادت جرح کے ساتھہ لی گئی سب شہادتون کا نتیجہ ایک ہی تہا ایک گواہ نے کہا کہ مین نے
اپنی موجودگی مین یہہ سنا کہ تانتیا ٹوپی نے ٹیکا سنگہ صوبہ دار رسالہ دوم کو جواب جنرل مشہور
ہو گیا تہا بلایا اور حکم دیا کہ دریا مین جاؤ اور کسی کو زندہ نہ چھوڑو دوسرے گواہ نے بیان کیا جہان
تانتیا ٹوپی بیٹھا ہوا تہا اسکے قریب ہی مین ایک کونے مین چھپا کھڑا تہا مین نے اسکو ٹیکا سنگہ
صوبہ دار رسالہ دوم معروف بہ جنرل سے یہہ کہتے سنا کہ تم سوارون کو حکم دو کہ دریا مین جاکر وہ سب
یوروپین کو مار ڈالین اسکے حکم کے موافق وہ گئے اور دریا مین جاکر انہون نے انکو مار ڈالا اور
گواہون نے بہی یہی بات بیان کی اور ایک نے اتنی بات اور اضافہ کی کہ قتل عام کے تمام احکام
نانا دیتا تہا اور تانتیا انکی تعمیل کرتا تہا۔ اس مین ذرا سا شبہہ نہین کہ سارے پاپ کے کام
تانتیا ٹوپی نے کیئے۔

فرنگی کشتیون مین بیٹھے ہی تہے کہ برے ارادے ظہور پذیر ہونے لگے۔ ایک بگل کی آواز سنائی
دی۔ ہندوستانی ملاح کشتیون مین سوار ہوئے اور دریا کے کنارہ کی طرف کہینچنے لگے۔ پہر
توپون کے گراپ اور ہندوقون کی گولیان دریا کے دونو طرف کے کنارون سے مسافرون پر
چلنے لگین اور جلتے گولون سے چھپرون مین آگ لگا دی کہ انسے شعلے اٹھنے لگے غرض
سب عیسائیون کے لیئے ایک ظالمانہ موت موجود تھی اہلین جو مرد تہے وہ کشتیون کے
پیٹے کو اپنے کندہون سے دھکیلنے لگے کہ کشتیان منجہدار مین جائین مگر وہ سرکین نہین اور آگ
پہیلنی شروع ہوئی بیمار اور زخمی جلکر خاکستر ہوئے یا دہوئے سے انکا دم ایسا گہٹا کہ دم نکل
گیا طاقتور عورتین بچون کو اپنے ہاتہون مین لیئے ہوئے دریا مین گہسین تو اپنر گولیان چلائی
گئین سوار انکے پیچھے دوڑے گئے اور تلوارون سے انکو مار ڈالا اخشکی مین جو آئین انکو سنگینون
مار ڈالا یا ان کو قید کر لیا تاکہ انکو اور زیادہ تکلیف پہنچا کر قتل کرین۔ ان ظلمون کا جسقدر بیان کم کیا
جائے بہتر ہے۔ غرض جنرل کی اسی برس کی عمر کا شہران جہوٹے سے ہم بچون کا جو ماؤن کی چہاتی پر

لگے ہوئے تھے ان ظالمون کو رحم نہ آیا دریا کے کنارہ پر عیسائیون کا خون خوب دل کھول کے بہایا جب گھاٹ پر یہہ ہولناک کام ہو رہے تھے نانا کو یقین تھا کہ اسکے نائب دریا کے کنارہ پر سنگدلی کے کام بڑی چستی سے کر رہے ہونگے وہ چھاونی مین انکی خبر کا شائق بیٹھا تھا۔ کہتے ہین کہ اسکا دل بےچین تھا اور اپنی عادت کے موافق وہ کاہل ایک جگہہ بت بنا نہین بیٹھا تھا اودھر اودھر ٹھیل رہا تھا کچھہ دیر کے بعد ایک آدمی گھوڑے پر سوار خبر لایا کہ قتل عام ہو رہا ہے۔ انسان کا قلم یہہ نہین لکھہ سکتا کہ ان گھنٹون مین اسکے دل مین کیا گذر رہا ہوگا۔ اس کے قلب مین کچھہ تشنج ہوا ہوا سنے یہہ خیال کیا ہوگا کہ زندہ انگریزون سے بہ نسبت مردون کے کچھہ کام نکل سکتا ہے اسکو رحم آیا ہو یا اسنے مکر کیا ہو کہ اسنے سوار کو الٹا بھیجا کہ وہ منع کردے کہ اب عورتین اور بچے نہ قتل کیے جائین مگر کوئی انگلش مین زندہ نہ چھوڑا جائے۔ غرض اس حکم سے قاتلون نے فوج کرنے سے ہاتھہ روکا اور ایک سو پچیس ^۱۲۵ عورتون اور بچون پر اپنا ہاتھہ نہین صاف کیا انہین بعض سخت زخمی تھے بعض ادھے گنگا کے پانی سے تر بتر کیچڑ مین لت پت تھے وہ کانپور کے جیلخانہ مین بھیجے گئے انکو مردون پر رشک آتا تھا کہ کاش ہم کیون نہ انکے ساتھہ مارے گئے۔

کانپور کی سپاہ حصار نشین مین سے جو زندہ رہے انہین سے بعض اپنی جان کے لیے بہادری سے لڑے اور اپنی جانون کو بڑی قیمت لیکر بیچا۔ مضبوط تیراک دریا مین گئے مگر اکثر تعاقب کرنے والونکی آگ سے پانی کو سرخ کرکے ڈوب گئے بعض خشکی مین کنارہ پر یا ٹاپوؤن مین آئے اور اپنی تپنچونکو کام مین لائے جنسے کچھہ فائدہ نہین ہوا۔ ایک کشتی مین مور صاحب وائی برٹ صاحب وائٹنگ صاحب ومنٹو برسٹ طامسن صاحب الائنش صاحب ڈلا فوس صاحب اور لوبٹن صاحب اور بڑی بڑی بہادر سوار تھے جنہون نے حصار کی محافظت مین بڑا نام پیدا کیا تھا۔ یہہ اتفاق کی بات ہے کہ اس کشتی کے چھپر مین آگ بہی نہین لگی تھی اور وہ سب کشتیون مین ہلکی تھی اسکو بڑے زبردست قوی آدمی کندھون سے دھکیل کر دھار پہ لے گئے۔ مور صاحب اور الئش صاحب اور لوبٹن صاحب کشتی کے دھکیلنے مین مارے گئے مور صاحب کے دل مین گولی لگی تھی مر دے یا قریب المرگ کشتی کی تہ مین پڑے ہوئے تھے اور جو زندہ تھے وہ بھوکے مرتے تھے۔ انہون نے چلتے وقت کھانے کے لیے کشتیون مین کچھہ نہین رکھا تھا سوا اسکے کہ انکے ہونٹون کے نیچے گنگا چل جاتا تھا اور دعائین آہ و فغان

[illegible]

انکا پیچھا کرتی تھین اور نہ گذرتا تھا کشتی کے ہلکا کرنے کے لیئے مردون سے خالی کرنا بھی ضرور تھا اور گرمی کی شدت کے سبب سے انکے سڑنے سے اور خوف بھی تھا۔

۲۸ جون
کشتی مذکور کے تعاقب مین کانپور سے ایک کشتی مین پچاس یا ساٹھ مسلح سپاہی سوار ہوکر روانہ ہوئے انکو حکم تھا کہ کشتی مین ایک آدمی کو زندہ نہ چھوڑین وہ انگلش بہادر جوانمردون نے گو وہ بیدم بھوکے پیاسے و زخمی ہو رہے تھے انکو دیکھکر یہہ انتظار نہین کیا کہ ہم پر وہ حملہ کرین بلکہ خود انہون نے مسلح ہوکر انپر حملہ کیا جو انکو قتل کرنے آئے تھے۔ انہین سے بہت ہی کم آدمیون کو زندہ چھوڑا ہوگا جو جاکر اپنے تعاقب کی داستان سنائین یہہ کانپور کے جوانمردون کے لیئے آخر فتح تھی انہون نے دشمنون کی کشتی چھین لی جس مین انکو بہت گذین بہت ہاتھ آیا مگر ان کو تو تھوڑی سی خوراک چاہیئے تھی وہ اپنی کشتی مین گئے جہان انکو گرسنگی سے کشتی لڑنی پڑی جو انکو بیجان کئے دیتی تھی کشتی کو مردے ہلکا کرتے جاتے تھے۔

۲۹ جون
رات آئی جو زندہ رہے تھے وہ سو گئے جب سوکے اٹھے تو ہوا تیز تھی کشتی دھارسے پرے چلی گئی۔ اندھیرے مین معلوم نہین ہوا کہ کشتی کدھر جاتی ہے۔ بعض بیداری مین نجات کے خواب دیکھ رہے تھے صبح کی جھلک دیکھتے ہی پاس ان پاس آئی کشتی منجدھار سے ہٹ کر ایسی جگہہ آگئی جہان دشمنون نے انکو دیکھ لیا اور بندوقون کی باڑین انپر چلائین وای برٹ صاحب باوجودیکہ انکے دونون بازوؤن مین گولی لگی تھی انہون نے اپنا آخر حکم دیا تو مئوبرے صاحب طامسن ڈلافوس سی ۳۲ و ۸۴ وین رجمنٹون کے کچھ سپاہی خشکی مین اترے اور اپنے حملہ آورون پر حملہ کیا اور سپاہیون کو اور انکے ساتھ جو گنوار دل تھا بھگا دیا اور پھر اپنی جگہہ پر واپس آئے تو دیکھا کہ کشتی چلی گئی چودہ ۱۴ آدمی خشکی مین رہ گئے اور باقی انکے ہمراہی تری مین گئے۔

[illegible]
بس اب ایک دفعہ اور مئوبرے۔ طامسن کو اور انکے ہمراہیون کو دشمنون کے مقابلہ مین ایستادہ ہونا پڑا گنگا کے کنارہ پر جب انہون نے دیکھا کہ ہم کشتی تک کسی طرح نہین پہنچ سکتی تو انہون نے مراجعت کی انکو ایک مندر نظر آیا جس مین وہ داخل ہوگئے اور دروازہ کو سنگینون سے بند کیا۔ حملہ آورون نے ایسا دیوانہ وار حملہ کیا کہ انکی لاشون کا ایسا پشتہ بن گیا کہ وہ مندر کے اندر جانے کے لیئے دشمنون کے واسطے ایک سد راہ ہوگیا۔ مندر کے اندر تھوڑا سا سڑا ہوا پانی انگریزونکو ملا

جسکو پیکر نہین لڑائی آئی اور انہون نے پھر ایسی بہادری اور دلیری سے دشمنون کا مقابلہ کیا کہ انکو
امید نہین رہی کہ ہم اپنے ہتھیارون سے انکو مندر سے باہر نکال سکینگے انہون نے نانا پاس خبر
بھیجی کہ انگریزی سپاہ ابھی باقی ہے جسپر فتح نہین حاصل ہوئی حملہ آورون نے مندر کے گرد بیتے
اور لکڑیون کے گٹھے اکٹھے کرکے اُس مین آگ لگائی کہ مندر کے اندر انگریز جل جائین لیکن تائید
ایزدی ایسی ہوئی کہ ہوا ایسی مخالف چلی کہ اسنے شعلون اور دھوئون کو مندر کی طرف نہین جانے دیا
تو پھر دشمنون نے چھکاریون پر باروت کی تھیلیون کو لا کر رکھا تو ناگزیر انگریزون کو مندر کے اندر سے
بھاگنا پڑا - انہون نے دشمنون پر گولیون کی باڑ ماری اور سنگینین چلائین جو دہ مین سے
سات مارے گئے اور سات جان بچا کر دریا کے کنارہ کی طرف بھاگے اس بھاگنے مین بھی تین
مارے گئے چار انمین بڑے زبردست پیراک تھے وہ دریا کے اندر گئے دریا کی دھار نے
بھی انکے پیرنے مین مدد کی کہ انکا تعاقب کرنے والون سے پیچھا چھوٹا - یہہ چار صاحب مووبرے
طامسن اور ڈیلافوس سی اور سپاہی مرفی اور سلیوین تھے وہ زندہ دریا کے کنارہ کے
قریب پہنچے جہان انکی گردن تک پانی تھا - کنارہ پہ کچھ دہوپ مین پڑے اینڈ رہے تھے
کہ آدمیون کے پانو ن کی آہٹ سنکر وہ دریا کے اندر چلے گئے انگریزون نے بھی دریا مین
غوطہ لگایا جب اسے نکلے تو انہون نے سنا صاحب صاحب کیون آپ تیرتے ہین ہم آپکے
دوست ہین تو انہون نے جواب دیا کہ ہم کو دوستون نے ایسی دغائین دی ہین کہ ہمکو کسیکا اعتبار
نہین رہا ہے تو ہندوستانیون نے اپنے ہتھیار کھولکر الگ رکھہ دیئے کہ انگریزون کو اعتبار
آئے اس سبب سے کچھ ضعیف سی امید ہوئی کہ شاید ہندوستانی اپنی بات کے سچے ہون
تو وہ کنارہ پہ تیرتے ہوئے آئے جب وہ پایاب پانی مین آئے تو انکی حالت ایسی خستہ تھی کہ
ہندوستانیون نے انکو ہاتھہ پکڑ کر باہر نکالا وہ چھہ میل تک بغیر ایک لمحہ کے دم لینے کے تیرتے
آئے تھے وہ دریا سے ننگے نکلے انکی جلدین دھوپ مین جلنے سے کالی ہوگئی تھین انکو آدمی
قریب گاؤن مین لے گئے دوسرے دن مہاراجہ دریجے سنگھ کے قلعہ مین لے گئے مہاراجہ
نے انکو تین ہفتے تک اچھی طرح رکھا اور پھر جنرل ہیولک کے لشکر مین جو الہ آباد سے کانپور جاتا تھا
بھیجدیا لیکن یہہ چار انگریز سلامت رہے کہ اپنی گذری کی ساری داستان اپنے اہل وطن کو سنائین

ان چار بہادرون کی جان تو اسطرح بچی اب انکی ہمراہی جو کشتی مین گئے تھے انکا صحیح صحیح حال نہین دریافت ہوسکتا سوا اسکے کہ کشتی گرفتار ہوئی اور سپاہیون کے ایک جم غفیر مین کشتی سے خشکی مین انگریز اتارے گئے اور دریا کے کنارہ پر سے پرانی چھاونی مین انہی کے قریب مصیبت زدہ عیسائی جنمین مرد عورتین بچے تھے لائے چھکڑون مین بٹھا کے کانپور مین لائے گئے۔

ناناخود انکی مصیبت کو دیکھ کر دل خوش کرنے گیا اسنے حکم دیا کہ مرد ابھی مارے جائین اور عورتین اور بچے جیلخانہ مین بھیجے جائین۔ مردون کے قتل کے وقت ایک لیڈی اپنے بچے کو ساتھ لیکر خاوند کے پاس کھڑی ہوگئی جب اسسے الگ ہونے کو کہا تو اسنے کہا کہ مین وہین کھڑی رہونگی جہان میری قوم کے آدمی کھڑے ہین بچہ اسسے مانگا گیا تو اسکے دینے سے بھی انکار کردیا۔ جب ان مردون کے قتل کے لیئے بندوقین بھری گئین تو انگلش افسر نے جسکے پاس دریا کے سفر مین ہمیشہ نماز کی کتاب رہی تھی اجازت مانگی کہ مین دعا ان اپنے رفیقون کے سامنے پڑھون اسکو پڑھنے کی اجازت دی گئی اسنے بندوقون کی آوازون اور آدمیون کے غل غپاڑے مین عیسائیون کی نجات پانے کی نوید سنائی جسکو وہ سنتے ہوئے دوسری دنیا مین چلے گئے عورتین و بچے ان قیدیون مین بھیجے گئے جنکو دشمنون نے اسلیئے قید کر رکھا تھا کہ خوب مزے لے لیکر انکو قتل کرین۔

اب نانا بڑی خوشی خوشی بٹھور مین آیا محل مین گیا اور دوسرے دن بڑی دھوم دھام کروفر و شان و شوکت سے مسند پر بیٹھا اور راجائی کا ٹیکا دستور کے موافق لگایا گیا۔ نقارخانون مین خوب نقارے بجے توپون کی سلامی اتری شہر مین روشنی ہوئی آتش بازی چھوٹی۔ رقص سرود کی محفلین آراستہ ہوئین مگر بیشوا کے راج گدی پر بیٹھتے ہی سر پر اولے پڑے۔ وہ آخر کو اورون کے ہاتھ کا ایک ناٹکا اوزار بنا اسکے پاس جلدی سے خبر آئی کہ کانپور مین اسکی غیر حاضری کے زمانہ مین اسکی حکومت مین فتور آیا اور مسلمانون کا گروہ غالب ہوگیا۔ ابتک ہندوؤن کو مسلمانون پر اس سبب سے غلبہ تھا کہ کوئی مسلمانون کا سرد ہرا نہ تھا لیکن ایک بڑے عمدہ نواب نے صاحب مسلمانون کا بڑا لائق سردار بنا اسنے محاصرہ مین کار ہائے نمایان کئے تھے اسنے غدر مین نانا نے اسے مقید کیا تھا اور اسکا سارا گھر بار لوٹ لیا تھا لیکن پھر دونو مین آپسمین اتفاق و اتحاد ہوگیا اور نواب کو سپہ آرا نانا نے مقرر کیا نواب ریگلنٹ کورٹ مین ایک نوبجے پہ حکمرانی کرتا تھا وہ اپنی گاڑی مین سوار ہوکر آتا تھا اور کرسی پہ بیٹھا

زرق برق لباس پہنکر بیٹھتا اور تلوار ہاتھ مین لیتا دوربین ہاتھ مین رکھتا جیسا نواب کے توپخانہ سے حصار مین نقصان ہوا ایسا کسی اور توپخانہ سے نہین ہوا۔ اسکے پاس ایسے کاریگر ہوشیار آدمی تھے کہ وہ رال کے گولے بناکے چھوڑنے جانتے تھے جن سے کبھی انکے چھوڑنے والون کی جانون کا بھی نقصان ہوجاتا تھا اس رال کے گولے ہی سے بارکون مین آگ لگی تھی جسکے سبب سے نانا ایسا خوش ہوا کہ نواب کو پانچ ہزار روپے تحفتہً بھیجے۔ یہ بات مشہور ہوگئی تھی کہ کانپور کا گورنر نواب ہوگیا مسلمان نواب کی بڑی تعظیم وتکریم کرتے تھے۔ چارون طرف سے مسلمان اس پاس جمع ہوگئے۔

نواب کی طرف سے تو نانا کو کھٹکا لگا ہوا ہی تھا کہ اب اس پاس ایک اور خطرناک خبر یہہ آئی کہ الہ آباد سے انگریزی سپاہ آرہی ہے جو انتقام لینے کے لیے بڑی سرگرم ہے اور اپنے دشمنون کے خون کی پیاسی ہے یہہ بھی سنا کہ گورون کو جو کالے سڑک پر ملے انکو انہون نے پھانسی دیدی۔ غرض اب سخت کارزار کا وقت عنقریب آگیا تھا کانپور کے باشندون پر یہہ خوف ایسا طاری ہوا کہ وہ اپنا گھربار چھوڑ چھاڑ دیہات مین چلے گئے اور سپاہیون نے جنکا ایسی حالت مین دستور ہے بڑے بڑے انعام مانگنے شروع کیے اور نانا کے بخل کی شکایتین کرنی شروع کین نانا جولائی کے مہینہ مین شہریون اور سپاہیون کی بڑی خوشامد کی باتین بناتا رہا اور انکو بہت روپے دیتا رہا اور سونے کے کڑے سپاہیون کو پہناتا رہا۔

کانپور مین نانا جو اپنے نائب چھوڑ آیا تھا انہون نے اسکو بلایا وہ ۲ جولائی کو آیا اور ہوٹل مین ٹھیرا یہان ناچ رنگ مین مصروف رہا ایک مشہور کسبی سلطانہ کے ساتھہ عیش اڑاتا اور شراب پیتا رہا اسطرح اپنے افکار اور تردداتکا بار دل پر سے ہلکا کرتا رہا۔ روز بروز جاسوس خبر لانے لگے کہ گورون کی پلٹنین قریب آتی جاتی ہین اسنے اپنے افسرون کو حکم دیا کہ وہ لڑنے جائین اسنے یہہ عجیب اشتہار دیا کہ آدمیون کو یقین کرنا چاہیئے کہ انگریزون کا سارا گھمنڈ خاک مین مل گیا ہے اور انکے سپاہیون کو زبردست قومون نے مغلوب کرلیا ہے یا مشیت ایزدی سے وہ سمندر مین ڈوب گئے ہین۔ نانا نے اور اسکے ناصحون نے کسی جھوٹ کو نہین چھوڑا جسکی کوئی نہ کوئی صورت بناکر مشہور نہ کی ہو تاکہ لوگون کی دلجوئی اس یقین سے ہو کہ اب خستہ حال انگریزون سے کسی بات کی امید یا دہشت نہین ہے

بی بی گڈھ مین قیدی

جولائی کا مہینہ جب آگے بڑہا تو نانا پاس اضلاع زیرین سے خبر آئی کہ انگلش بڑھے چلے آتے ہین۔ یہہ سنکر پیشوا اپنے عیش و عشرت مین بھی خوف کے مارے لرزان ہوتا تھا۔ پیشوا نے پہلے اس سے کہ گنگا کے کنارہ پر اسکی حکومت کا خاتمہ ہو انگریزون پر ایک اور فتح پائی جسکا نیچے ذکر ہوتا ہے۔

یہہ فتح بیچاری عورتون اور معصوم بچون پر تھی جو آسانی سے حاصل ہوگئی۔ انگریزی قیدی سوادکوٹھی سے اس چھوٹی سی کوٹھی مین آگئے تھے جو ایک افسر نے اپنی ہندوستانی بی بی کے لئے بنائی تھی اس لیئے اسکا نام بی بی گڈھ تھا اور بالفعل اس مین ایک غریب یوریشین رہتا تھا اس مین اتنا اسباب نہ تھا جتنا ایک کنبے کے لیئے ہوتا ہے اب اس مصیبت کدہ مین بھیڑون کی طرح ذبح ہونے کے لیئے دوسو عورتون و بچون سے زیادہ بند ہوئے اسوقت قیدیون کی تعداد باہر کے قیدیون کے آنے سے بڑھ گئی تھی جسوقت کہ کانپور مین عیسائیون پر مصیبتین نازل ہورہی تھین جو اوپر بیان ہوئین تو فتحگڈہ مین جو شہر فرخ آباد کے قریب ہے اور وہان برٹش ملٹری سٹیشن تھا عیسائیون پر ایک بہت برا وقت آیا تھا۔ فرخ آباد گنگا کے کنارہ پر کانپور سے اسی میل کے فاصلہ پر ہے۔ جون کے اول ہفتے مین یورپین کو معلوم ہوا کہ فتحگڈہ مین ٹھیرنے کی اندر جانون کے جانے کا بڑا خطرہ ہے انکو جون کے اول ہفتے مین کانپور کا حال معلوم نہ تھا بہت سے انگریز کشتیون مین سوار ہوکر کانپور کی طرف اس امید مین چلے کہ یہان کی بڑی چھاونی مین امن سے رہینگے ــــ فتحگڈہ کا حال ہم جدا بیان کرینگے صرف یہان یہہ بیان کرنا کافی ہے کہ جو انگریز کشتی مین روانہ ہوئے انپر رستہ مین حملہ ہوا اور جب ایک کشتی کانپور کے قریب آئی تو نانا کے آدمیون نے اسکو گرفتار کرلیا اور اس مین سے غریب پچاس آدمیون کو کھینچکر اور باندھکر نانا کے قدمون کے تلے لے گئے سب کے سامنے کل مرد سوا تین کے قتل ہوئے اور عورتون اور بچون کو بی بی گڈھ مین قیدیون کی مصیبت بڑھانے کے لیئے بھیجدیا اس قیدخانہ مین قیدیون کا بڑا ہجوم ہوگیا کھانے کو دال چپاتی ملنے لگی جب اسنے یہہ نہ کھائی گئی تو گوشت جسکی قیمت دال کے برابر ہوتی ملنے لگا۔ خاکروب قیدیون کو کھانا کھلاتے تھے۔ غرض انکی مصیبت قابل برداشت نہ تھی۔ ہیضہ اور اسہال قیدیون مین شروع ہوا اسلئے وہ مرنے شروع ہوئے

پھر عورتون کی یہہ تذلیل کی گئی کہ نانا کے گھر مین دو دو کرکے چکی پیسنے کے لیے بلائی گئین - ایک مرہٹے کے گھر کے صحن مین فرمان روالیون کی عورتون کے چکی پیسنے نے قومی ذلت کو اپنی حد پر پہنچا دیا - ان عورتون کو چکی پیسنے مین یہہ غنیمت تھا کہ وہ کچھ آٹا اپنے بھوکے بچون کے لیے بی بی گڈھ مین لے جاتی تھین بی بی گڈھ نانا کے مکان کے قریب تھا جسمین اسکے گانے ناچنے کی آوازین و مشعلون کی روشنیان آتی تھین اسکے گھر کے نیچے ایک دشمن نہایت ضعیف تھا جسپر چلہ بے مزاحمت ہوسکتا تھا اور وہ آسانی سے غارت ہوسکتا تھا لیکن ایک دوسرا دشمن الہ آباد سے چلا آتا تھا جسکی نسبت یہہ مشہور تھا کہ وہ ہر شخص کو مارتا چلا آتا ہے اسے لڑنا مشکل تھا - بہت سی سوار اور پیدل اور توپخانے بھیجے گئے کہ وہ جاکر انگریزون سے جو بڑھے چلے آتے ہین لڑین ابھی نصف جولائی نہین ختم ہوا تھا کہ خبر آئی کہ انکو شکست فاش ہیولوک صاحب نے دیدی صاحب ممدوح کی نوجوانی کی امیدین پوری اور جوانی کی دعائین قبول ہوئین کہ وہ سپاہ کے سالار بننے کے لیئے زندہ رہے اور فتح حاصل کرکے اپنے نام سے مراسلہ بھیجا ٭

باب سوم

سفر کانپور کی طرف

جب جنرل ہیولوک کو کانپور کی حقیقت حال پر اطلاع ہوئی تو انہون نے رینالڈ کی سپاہ کو لوہنگا مین ٹھیر جانے کا حکم بھیجا اور کلکتہ سر پیٹرک گرینٹ کو یہہ تار بھیجا کہ کانپور ہمارے ہاتھ تلے سے نکل گیا وہ مراسلت کی لاین مین ایک بڑا مقام تھا اور وہان سے لکھنؤ مین امداد ہوسکتی تھی - موسم ایسا ہے کہ نہایت مشکل ہے کہ منقاطع راہون مین لڑائیان ہوسکین اسواسطے میرا یہہ اول فرض ہے کہ کانپور پر قبضہ کرلین جسکے پورا کرنے مین اپنی سب طرح کی کوشش کرونگا مین ٹرنک روڈ پر سفر فوراً اسیوقت کرونگا کہ چہ وہ سو برٹش پیدل اور چھہ توپون کا توپخانہ باسمانہ سامان میرے پاس آجاویگا - لفٹنٹ کرنیل نیل جنکے اوصاف کی مین پوری تعریف نہین کرسکتا وہ میرے پیچھے ایک اور گولم کے ساتھ جب سب سامان سفر درست ہوجائیگا روانہ ہونگے علاوہ سب ہاتھون کے حوالہ کیا جائیگا

ہیولوک صاحب کا ارادہ تھا کہ ۴ - جولائی کو سفر کرین - لیکن سامان سفر مہیا نہ ہوسکا اس لیئے ۷ - جولائی کو سفر شروع ہوا - بڑا کام کرنا تھا اسکے لیئے بہت لشکر تھوڑا تھا ایک ہزار یوروپین پیدل تھے جنہین بعض رکروٹ تھے ایک سو بیس بر ہیر سکھ تھے اور ایک توپخانہ چھ توپون کا تھا اور گھوڑے سوار دو لنٹیر تھے جنمین اٹھارہ صاحب شمشیر تھے مگر انمین سے ہر ایک ایسا لائق تھا کہ پانچ پانچ سپاہیون کے برابر تھا اکثر انمین باغی سپاہ کے نوجوان ملیٹری افسر اور بعض انمین سے سول افسر تھے - جنرل ہیولوک صاحب کی بڑی خوش نصیبی یہہ تھی کہ انکے ساتھ بڑے بڑے دلاور افسر لفٹنٹ کرنیل فریزر ٹیٹلر صاحب کوارٹر ماسٹر جنرل اور کپتان سٹورٹ صاحب ایڈجوٹنٹ جنرل تھے انکی برابر لائق اور افسر نہ تھے -

جب جرنیل ہیولوک کے برگیڈ نے الہ آباد سے دوپہر سفر کیا ہے تو موسلا دھار مینہہ برسنا شروع ہوا جسنے سفر کرنا مشکل کر دیا اس دن زیادہ سفر نہین ہوسکا بہت سے سپاہی ایسے تھے کہ انکو اسطرح سفر کرنے کی عادت نہین تھی وہ پیچھے رہ گئے انکے پاؤن دکھنے لگے مگر ہیولوک صاحب نے آگے سفر کیا کانپور سے باغیون کی سپاہ انسے لڑنے کے لیئے چلی آتی تھی اس لیئے انکو اس سفر کی ضرورت بڑہتی جاتی تھی - ۱۱ - ۱۲ جولائی کو جنرل ہیولوک کی سپاہ رینالڈ کی سپاہ سے جاملی - سپاہیون کو آپس مین ملنے کی بڑی خوشی ہوئی - بلندہ مین فتح پور سے چار میل لشکر کا قیام ہوا -

سپاہ تھکی ہوئی تھی اسکے پاؤن دکھ گئے تھے ہیولوک صاحب اسکو آرام دینا ضروری جانتے تھے جیسے وہ پھر تازہ دم ہو بس سپاہ ہتھیار کھول کے اپنے صبح کے کھانے کے لیئے تیار ہو رہی تھی کہ جنرل کے پاؤن کے قریب ایک گولہ آنکر پڑا کرنیل ٹیٹلر صاحب دشمن کا مقام دیکھنے گئے بعض جاسوس انکو ملے جنہون نے ہنری لارنس کا پرچہ لکھا ہوا دیا کہ فتحپور مین باغی جمع ہین بس سب سپاہ حاضری کو چھوڑ چھاڑ میدان جنگ مین گئی دشمن نے بھی یہہ جانکر کہ انگریزونکی سپاہ ہاری تھکی ہوئی آئی ہے اسپر جلد حملہ کرنا چاہا - لڑائی ہوئی نانا کی عمدہ سپاہ چہچاکا سپاہیونکی پھیلی ہوئی تھی شکاری کتون کی طرح لپک کر آئی مگر انگریزی سپاہ کی بندوقون اور توپون کے گولون کے آگے نہ ٹھہر سکی اپنی توپین چھوڑ کر بھاگی اور انگریزون کو پوری فتیابی حاصل ہوئی -

پہلی لڑائی مین باغیون کا سارا غرور ڈہہ گیا اس اول فتح نمایان کی خبر سننے سے انگریزون کے ہر بنگلہ ہر کوٹھی مین خوشی ہوئی جنرل نے سپاہیون اور افسرون کا اور زیادہ تر خدا کا شکر ادا کیا۔ اور انگلستان مین جب خبر پہنچی تو ہیولوک کا نام اسکے تمام کوچہ و بازارون کے گوشون اور سایہ مین لوہ پر لکھا گیا۔

فتحپور کا حال

فتح پور مین ہیولوک صاحب کی اول فتح تھی اسی شب کو انہون نے اپنی بی بی کو یہہ چٹھی لکھی "کہ اپنے سکول کے چھوڑنے کے بعد مین بار بار جو دعائین مانگتا تھا وہ آج پوری ہوئین کہ مین اس لڑائی مین فتحیاب ہوا جسکا مین میر لشکر تھا۔ دشمن نے بڑے کیمپ پر حملہ کیا ہم اسے لڑے اور دس منٹ مین لڑائی کا فیصلہ ہوگیا۔ ہیودہ شیخی نہین مارتا۔ خدا تعالے کا شکر بھیجتا ہون جسنے مجھے فتحیاب کیا مین نے چار گھنٹے مین گیارہ توپین چھین لین اور دشمن کی کل سپاہ کو برباد کر دیا"

اس لڑائی کی نسبت "تانتیا ٹوپی کا بیان جو سب سے زیادہ معتبر ہے یہہ ہے کہ سپاہ چاہتی تھی کہ فتحپور نانا اسکے ہمراہ جائے مگر اسنے انکار کر دیا اور یہہ کہا کہ مین اور نانا دونو کانپور مین رہین گے اور اسکا ایجنٹ جوالا پرشاد لشکر کے ہمراہ فتحپور جائیگا مگر دوسرے رسالہ کا صوبہ دار اسکے ہمراہ ہوگیا اور اسوقت الہ آباد کا مولوی لیاقت علی بھی نانا کے گروہ سے آن ملا تھا" ایک گواہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ٹیکا سنگہ جنرل اور الہ آباد کا مولوی اور جوالا پرشاد اس لشکر کو میدان جنگ مین لڑا رہے تھے۔

فتح پور مین خزانہ پر پہرہ چھٹی رجمنٹ کے ساٹھ ستر سپاہیون کا تھا مئی کے آخر مین ۵۶ وین رجمنٹ کا بڑا حصہ مع دوسرے رسالہ کے بعض سوارون کے فتحپور مین باندہ کا خزانہ لایا اور الہ آباد کے پاس سے گذرا بغاوت کی کوئی بڑی علامت ظاہر نہ تھی سارے کام سرکاری بدستور ہو رہے تھے مسٹر رابرٹ ٹیوڈر ٹکر صاحب جج تھے جو سچے عیسائی اور پکے مسیحی تھے۔ انہون نے فتحپور کے دروازہ پر چار پتھر کے مینار کھڑے کئے تھے اور ان مین سے دو پر احکام عشرہ اور دو پر عقائد مسیحی کندہ کرائے تھے تاکہ ہندوؤن مسلمانون کو مذہب عیسائی کے عقائد سے اطلاع ہو جائے۔ انہون نے لوگون کے عیسائی بنانے مین کوشش کی اور کسی نے انکو ستایا نہین انکی مہربانی اور فیاضی ایسی تھی کہ سب قسم کے آدمی انکو عزیز رکھتے تھے اور غریب پرور

جانتے تھے وہ محتاجون اور بیمارون کے مائی باپ تھے وہ اس بات سے بڑے خوش تھے کہ
انکی بی بی بچے اس مصیبت کے زمانہ مین ولایت مین تھے وہ تنہا تھے۔

۹۔ جون کو یہان الہ آباد اور کانپور سے باغیون نے آنکر ایک طوفان برپا کیا۔ ہندو مسلمان دونو
انگریزون سے لڑنے کو کھڑے ہوئے مسلمانون نے زیادہ شورش مچائی۔ سپاہیون سوارون نے
تمام اضلاع مین ہنگامہ مچائی مسلمانون نے شہر کے وسط مین سازش کی۔ خزانہ لوٹا گیا۔
جیلخانہ توڑا گیا۔ کچہریان و سرکاری مکانات اور دفتر کے کاغذات جلائے گئے تمام انتظام جاتا
رہا پولیس باغیون سے مل گیا تمام یورپین افسر بھاگ کر باندہ مین چلے گئے اور سلامت رہے لیکن
ٹکر صاحب اپنی جگہہ پہ قائم رہے انہون نے اپنی جان جانے کی کچھ پروا نہین کی جب تک انکے
دم مین دم رہا وہ اپنی گورنمنٹ کے لیئے جان قربان کرنیکو فرض سمجھا کیئے اگر انکے بھائی ہنری ٹکر
کمشنر بنارس تو سوار ہنٹر کے کوئی اور ہتھیار نہین رکھتے تھے مگر ان پاس کوئی بندوق تھی
وہ مسلح ہوکر گھوڑے پر سوار ہوئے اور چند سوار اردلی مین انکے پیچھے ہوئے چند باغیون کو
بازار مین انہون نے مارا اور خود زخمی ہوئے۔ وہ اپنی کچہری کی چھت پر تھے کہ باغیون نے
ان پر حملہ کیا انہون نے اپنی بندوق کو بار بار پھر کر ان حملہ آورون کو مارا اور بعد اسکے خود قتل ہو گئے
وہ اپنی بہادری کی یاد چھوڑ گئے ہندوستانیون مین اب تک ذکر ہوتا ہے کہ اپنی گورنمنٹ
کے جان نثار دلاور ایسے ہوتے ہین جیسے کہ ٹکر صاحب تھے انکے مارنے والون بدمعاشون کو
جب ہندوؤن نے لعنت ملامت کی کہ کیسے غریب پرور جج کو تم نے مار ڈالا تو انکو بھی انہون نے
مار ڈالا۔ غرض یہہ شہر باغی اور خونی تھا اسلیئے جب وہ فتح ہوا تو اسکے لوٹنے کا حکم دیا گیا انتقام
لینے کا وقت آ گیا تھا۔

دوسرے دن سپاہ نے بعد فتح کے آرام لیا جو ضروری تھا اور ان توپخانون و میگزین کو غارت کیا
جسکے ساتھ لیجانے کے لیئے بیل گاڑیان موجود نہ تھین۔ ۱۴۔ جولائی کو سپاہ نے پھر سفر کیا اور کیپٹن
بیہونکر آسانی سے عیر آئینی رسالہ سے گھوڑے اور ہتھیار لے لیئے جنہون نے فتحپور مین دشمنون کے
مقابلہ مین بداطواری کی تھی اسکے سوار انہون نے یہہ کوشش کی تھی کہ ہمیو لوک کے پیدل کے
جانورون کو ہنکا دین۔ انکے گھوڑے وولنٹیرون کو دیئے گئے۔

انتخاب از رسالہ …

۱۵ جولائی کو انکو پھر دشمنون کے مقابلہ مین آنا پڑا جنہون نے اونگ کے گاؤن مین مقام کیا
تھا وہ انگریزی سپاہ کے مقابلہ مین نہ ٹھیر سکے سارے اپنے خیمے ڈیرے توپین اور سامان
چھوڑ کر بھاگ گئے مگر انگریزون کا نقصان عظیم یہہ ہوا کہ انکا بڑا بہادر افسر میجر رینالڈ سخت زخمی ہوا
اس گاؤن اونگ سے چند میل کے فاصلہ پر پانڈو ندی تھی جو برسات کے سبب سے طغیانی
پر آگئی تھی اسکا ایک پل تھا اگر اسکو دشمن غارت کر دیتے تو لشکر کا ندی پار جانا بڑا مشکل ہو جاتا وہ
اسکو غارت کرنے کو تھے کہ دو گھنٹے سفر کرکے انگریزی لشکر نے دشمنون کو جا لیا جسکے پاس کانپور سے
تازی کمک آگئی تھی انگریزی سپاہ نے پل کو نہ توڑنے دیا اور انکو مار کر بڑی ہزیمت دی اور پل کے
پار اتر گئی اور بہت دشمنون کو ہلاک کیا۔

۱۵ جولائی کو نانا نے سنا کہ ہیولوک صاحب کا لشکر پانڈو ندی سے پار اتر آیا ہے
اور اسکی راجدھانی کی طرف جلد جلد سفر کر رہا ہے۔ بالا راو بازو مین زخم لیکر میدان جنگ سے
آیا اور نانا پاس شکست کی خبر لایا تو پیشوا نے جانا کہ اب پیشوائی کے تھوڑے دن رہ گئے
ہین۔ اب صلاح مشورہ کیا گیا کہ کیا کرنا چاہیئے۔ صلاح کارون مین اختلاف آرا ہوا کہ بٹھور مین
قیام رکھین یا فتحگڈھ کے باغیون کو ساتھ لیکر کانپور کی سڑک پر دشمنون سے لڑین۔ آخر کو دوسری
بات ٹھہری کہ ہیولوک صاحب لشکر کی پیشقدمی کو مقابلہ کرکے روکنا چاہیئے۔ یہہ یقین کیا گیا
تھا کہ ہیولوک صاحب جو لشکر کو جلدی جلدی بڑہائے لیئے آتا ہے اسکا مقصود یہہ ہے کہ اپنے
قیدیون کو چھٹائے اور جب وہ سن لیگا کہ کل قیدی مارے گئے تو وہ الٹا چلا جائیگا اسلیئے
سیاہ دل نانا نے حکم دیا کہ بی بی گڈھ مین عورتون اور بچون کا قتل عام کیا جائے۔ ان قیدیون
مین چار پانچ مرد تھے وہ قیدخانہ سے بلا کر نانا کے روبرو قتل کیئے گئے پھر سپاہیون کو حکم ہوا کہ
وہ عورتون اور بچون کو جا کر قتل کرین۔ سپاہیون کے دل مین اپنے سپاہی پنے کا خیال آیا کہ انہون نے
اس کام کے کرنے کو اپنی شان سے بعید جانا انہون نے کمرون کی چھت مین گولیان مارین عورتین
بچے جلدی مارے جائین اسلیئے بازار سے قسائی بلائے گئے مسلمان قسائیون نے اور نانا کے
پہرہ کے ہندو سپاہیون نے اندر جا کر تلوارون اور چھرون سے بھیڑون کی طرح عورتون اور
بچون کو ذبح کیا۔

۱۵ جولائی کو اونگ کا مقابلہ

پانڈو ندی کا مقابلہ

قتل عام

رات بھر مردے اور بسمل پڑے رہے صبح کو وہ پاس کے ایک کنوے میں ڈال دیئے گئے بعض بچے زندہ بچ رہے تھے وہ اس کنوے کے گرد پھرتے تھے مگر ظالمون نے انکو بھی زندہ نہین چھوڑا۔ اس ظلم و ستم نے انگریزون کے دلون مین وہ انتقام کا جوش پیدا کیا کہ وہ برسون مین جاکر فرو ہوا اب کسی عورت کی عصمت بگاڑی نہین گئی۔ کوئی قیدی اسطرح نہین مارا گیا کہ اسکے اعضا کی قطع و برید ہوئی ہو۔

نانا اور اسکے دوستون نے یہہ مہاپاپ کر کے ۱۶ جولائی کی صبح کو پانچ ہزار سپاہ پیدل سوار توپخانہ لیکر کانپور کے جنوب مین قیام کیا اور بڑی دانائی سے اپنے مورچے جمائے۔ ہیولوک صاحب اور اسکے لشکر کو یہہ خبر نہ تھی کہ قیدی قید حیات سے رہا ہوگئے ہین وہ جلدی جلدی سفر اس لئے کرتے آئے کہ قیدیون کو رہا کرین گے۔ دوپہر کو جنرل صاحب کو دشمن کا مقام معلوم ہوا طرفین سے لشکر آرائی ہوئی اور خوب خوب لڑائیان ہوئین ہر دفعہ انگریزی لشکر نے باغیون کو شکست دی اور وہ منتشر ہوکر مفرور ہوئے۔ باغیون نے لڑنے مین اپنے سب ہنر دکھائے مگر وہ انگریزون کے آگے کچھ کام نہ آئے۔

دوسرے روز صبح کو چھاونی پر دو میل سفر کر کے قبضہ کر لیا۔ ہیولوک صاحب کے جاسوسون نے آکر خبر دی کہ جن قیدیون کے چھڑانے کی امید تھی اب انکو قدرت بشری چھڑا نہین سکتی غرض اس صبح کی خبر نے کل کی فتح کی خوشی کو مکدر کر دیا۔ دشمنون نے اپنے مقام کو خالی کیا اور میگزین کو اڑا دیا جیسے ایک زلزلہ کی کیفیت انگریزی لشکر کو معلوم ہوئی۔ اب کانپور مین انگریزی لشکر کا پھریرا پھر لہرانے لگا۔ جنرل نے لشکر کا شکر ادا کیا کہ ساتوین اور سولہوین تاریخون کے درمیان اس گرمی اور دھوپ اور سخت موسم مین ۱۲۶ میل سفر کیا اور چار دفعہ لڑائیان لڑین جو استقلال اور جوانمردی لشکر نے دکھائی اس سے زیادہ کبھی نہین دیکھی۔

جب لشکر انگریزی کانپور مین پہنچا تو اسنے شراب پی پی کر مستانہ نوشی اختیار کی اسکا باعث یہہ تھا کہ کوچہ و بازار مین شراب بہت سی مل گئی جو انگریزون کی دوکانون اور کوٹھیون سے لوٹ کر مے نوشون نے اپنے گھر مین بھر رکھی تھی ہیولوک صاحب نے وہی ترکیب اختیار کی جو نیل صاحب نے الہ آباد مین اختیار کی تھی کہ کمسریٹ نے اس شراب کو مول لے لیا جسکی نسبت جنرل ہیولاک نے لکھا ہے [illegible]

لکھا کہ اگر یہہ شراب سپاہیون کے پاس نہ رہتی تو آدھے سپاہی بدمست ہوتے اور آدھی انکے سنبھالنے مین رہتے اسطرح میرے کیمپ مین ایک سپاہی کام کے لیئے نہ رہتا۔

باب چہارم

کانپور پر دوبارہ قبضہ

۱۶-۱۸ جولائی سپاہیون کی حالت

انگلش سپاہی کبھی متحمل نہین ہوتا جب اس مین خون اوپر اور شراب نیچے ہوتی ہے تو جو اسکو رسد مین ملتا ہے اسکے لیئے وہ خوفناک ہوتا ہے۔ جب وہ عیسائی دشمن سے بھی جنگ لڑائی لڑتا ہے تو ایسے اوقات اور موسم ہوتے ہین جس مین اسکی عقل اور کونشنس کی قوتون پر اسکی قوت ہیمی غالب ہوتی ہے۔ گھر اور مذہب کے لیئے بہادرانہ معرکہ اور مقابلہ کرنے مین سپاہیون کے جذبات نفسانی ایسے جوش مین آتے ہین کہ وہ نہ عورت پر نہ بچے پر رحم کرتے ہین اور کسی ارتکاب گناہ سے باز نہین رہتے جیساکہ ہیولوک کی پلٹنون مین کانپور کی طرف سفر کرنے مین لڑنے والے سپاہیون کو اشتعال طبع کے پیدا ہونیسے سنگدل بنایا ہے ایسا کہین اور نہین بنایا انکے دل مین جو طیش و غضب تھا وہ بیجا نہ تھا اسلیئے اسکی تہ مین بے انتہا شفقت و رافت عورتون اور بچون پر بھی جو نہایت بُری طرح ذبح ہوئے تھے اور ظالمون پر جنہون نے یہہ جرم و گناہ کیئے تھے اتنی نفرت و ہیبت تھی اسلیئے انکو جو غصہ آیا وہ ان کا اچھا کام تھا۔ کانپور کے غمناک حادثہ نے دور کے ملکون مین ایک مدت کے بعد انگریزون کے دلون مین قومی عداوت کو اُکسایا یہان تو وہ اپنی آنکھون کے سامنے قسائی پن دیکھتے تھے اور قسائیون کے ہاتھ ابھی خون مین بھرے ہوئے تھے اور ذبح کرنے کی شہادتین موجود تھین جو آنکھون کو دکھائی دیتی تھین اور بڑی دہشتناک مفہوم ہوتی تھین۔ سپاہی چھاونی مین گئے وہان وہ متحیر و متعجب ہوئے وہ بی بی گڈھ مین گئے جسکو دیکھکر وہ کپکپائے اور روئے ان باتون نے مستقل سپاہیون کو بھی دیوانہ بنادیا کہ انہون نے خوفناک انتقام لیا۔

کانپور پر دوبارہ قبضہ کرنے کی ابتدا کے دنون مین سپاہیون نے زیادتیان کین جو ان سے

کہین زیادہ ہین جو لکھنے مین آئی ہین تو بھی مورخ کا یہہ فرض ہے کہ حالات موجودہ پر نظر
کرکے انکی خطاؤن کو تخفیف کی نظر سے دیکھے - نہ شہر مین نہ چھاونی مین کوئی ایسا دشمن تھا جسپر
ملیٹری یعنی دشمن کے صادق آئین - ناناکی شیخی یا زسپاہ شکستہ ہوکر پراگندہ ہوگئی تھی اور کوئی
اچھی طرح نہین جانتا تھا کہ کہان گئی مگر یہ دن ایسے تھے کہ کل قومین دشمن معلوم ہوتی تھین اور
کل شہر مجرم تھا جو انگریزون کے خون سے آلودہ ہورہا تھا - اگر ہمیو لوک کے لڑنے والے
ایسی حالت مین کہ عورتون و بچونکا قتل گاہ مین خون تازہ پڑا دیکھتے تھے ہر یک ہندوستانی کو
اس ملعون جگہہ کے آس پاس دیکھ کر اسکو بے عزتی کے ساتھہ نانا کا وابستہ سمجھکر قتل
کرڈالتے تو وہ کوئی شرمناک کام نہین تھا - سرکاری تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ کانپور مین
جو تعزیرات کا بار رکھا گیا تھا وہ گران نہ تھا خدا جانتا ہے کہ سپاہیون کے دل مین کیا تھا اور وہ
کیا کرتے انکے کمانڈر کے ہاتھہ نے انکو روکا شہر کے آدمی یقین کرتے تھے کہ سزا ہم کو یقینی
ملیگی - جب انگریز یہان آئے تو انکے کیمپ مین بہت تھوڑے آدمی نباتات و پھول بیچنے
کے لیے آئے - شہر کے بہت آدمی بھاگ کر ایسے دہات مین چلے گئے تھے کہ جہان سے اودھ
مین چلے جانا آسان ہو جنمین سے بعض مفرور اپنے جرمون سے آگاہ تھے انکی سزا کے خوف سے
بہت سے اپنی جان بچانے کے لیے بھاگ گئے تھے - انگریزی سپاہ چارون طرف
لوٹتی پھرتی تھی - سکھون کا تو لوٹ مار پیشہ ہی ہے وہ بڑے شوق سے اس کام مین سرگرم
تھے زیادہ تر مال تو لوٹ مین وہی ہاتھہ لگا جو انگریزون کا لٹیرے لوٹ کر لے گئے تھے
اب پھر وہ اسی قوم کو ملگیا جو اسکے اصلی مالک تھے - مگر یہہ کام ہمیو لوک کی آنکھون کو پاک نہین
معلوم ہوتا تھا وہ اس کے برخلاف ہمیشہ استقلال کے ساتھہ رہے - انہون نے یہہ حکم
جاری کیا کہ اس کیمپ مین غارتگری مردود نانا کی تھوڑے دنون کی اتفاقیہ فتحیابی کی نظیرون
سے بڑھ گئی ہے ایک پرووسٹ مارشل یعنی ایسا حاکم جو سپاہیون کو غارتگری سے باز رکھے
مقرر کیا اور اسکو یہہ ہدایتین کین کہ اگر کوئی برٹش لوٹے تو اسکو وردی پہنی ہوئی حالت مین
پھانسی دیجائے - یہہ کوئی خالی دھمکی نہین تھی اس حکم سے کمانڈنگ افسر بڑے متنبہ ہوئے
ایک زمانہ مین کانپور کے انتقام لینے کے لیے خونریزی کی کہانیان بڑے مبالغہ کے ساتھہ

مشہور ہوئین - انگلو انڈین اور یوروپ کے اخبارون مین لکھا گیا کہ کانپور مین دس ہزار آدمی قتل کئے گئے - اس مین حد سے زیادہ مبالغہ ہے اتنے آدمی مارے نہین گئے تھے جتنے وہ مشہور ہوئے - یہہ مبالغے اسلیئے کئے جاتے تھے کہ جسقدر معلوم ہو انگریز بڑا تشدد کرتے ہین یا انتقام بڑا لیا جاتا ہے -

تردّدات اور تفکرات

فتح کی خوشی ہی نہ تھی بلکہ اسکے ساتھ بہت سے تردّدات و تفکرات بھی لگے ہوئے تھے کہ ہیضہ و اسہال کے امراض بھی کیمپ مین پھیلے ہوئے تھے - ایک بڑا اولا ورسے ناڈ زخمی پڑا تھا دوسرا جوانمرد بیٹسن دریا مین مبتلا تھا دونو کی مدد کرنی قدرت بشری سے باہر تھی - دشمن کے مقام مین بڑا شبہ تھا کہ وہ کہان ہے اگرچہ ہیولوک کا کالم بڑا قوی زبردست تھا مگر تعداد کے اعتبار سے ضعیف تھا یہہ خبر آئی کہ نانا کا لشکر بٹھور مین ہے اسکے پانچ ہزار بندوقین اور تلوارین اور ۵۴ توپین جمع کین ہین - غالباً اسنے اپنے مقام کو ایسا مستحکم کر لیا ہوگا کہ انگریزون کا ہلکا توپخانہ کچھہ اثر نہ کر سکے - یہہ سب باتین ایسی تھین کہ جس سے ہیولوک صاحب کا دل بجھا جاتا تھا لیکن بعنایت ایزدی یہہ تردّدات تھوڑی دیر مین رفع دفع ہوگئے جن سے جنرل کا دل بیٹھا جاتا تھا پھر انکا عزم پژمردہ شگفتہ ہوا اور انہونے کہا کہ اگر بدترین سے بدترین حالت بھی ہوگئی تو بھی ہم شمشیر بدست جان دینگے -

حقیقت مین نانا کو ہیولوک نے ایسی شکست فاش ۱۶ - کو دی تھی کہ وہ اپنی شکستہ حال پلٹنون کو میدان جنگ مین انگریزون کے مقابلہ مین نہین لا سکتا تھا - لڑائی کے بعد چند سوارون کے ساتھہ یہہ سرگشتہ و برگشتہ مرہٹہ بٹھور مین گیا اسکا گھوڑا جھاگون مین نہا رہا تھا - جن لوگون سے راہ مین ملتا تھا انسے کہتا جاتا تھا کہ فرنگی تقریباً سب غارت ہوگئے اور ان مین چند جو باقی ہین انکے سرون کے لیئے مین نے انعام مقرر کیا ہے مگر جھوٹ کے پاؤن نہین ہوتے یہہ فکر پڑی کہ انگلش کے تعاقب سے کسی طرح پیچھا چھٹائیے - جب وہ بٹھور مین پہنچا تو اسنے دیکھا کہ بازی بالکل ہر گئی اسکے نوکرون نے جلدی سے بھاگنا شروع کیا بہت سے اس کو شکست پر لعنت ملامت کرتے تھے - سب کے سب اپنی تنخواہ کا تقاضا کرتے تھے اس خوف زدہ کو سیاہ انتقام جو اپنے پیچھے لگی ہوئی زیادہ معلوم ہوئی اب اپنی حفاظت کے لیئے اسکو یہ سوجھی

کہ اسنے اپنی بیوی بچون کو جمع کیا اور رات کو کشتی مین سوار کیا کہ گنگا مین چلا کر فتح گڈھ مین پہنچ جائے اور راہ مین اپنے گنگا باشی ہونے کا اعلان کیا اور گنگا مین ڈوبنے کی یہہ علامت مقرر کی کہ جب کشتی پر روشنی بجھ جائے تو یہہ جاننا چاہیئے کہ مین نے خودکشی کی۔ مگر اسکا ارادہ خودکشی کا دراصل نہ تھا۔ جب کشتی کی روشنی بجھی تو گنگا کے کنارہ پر جو ہمین بیٹھے تھے انہون نے رونا پیٹنا شروع کیا انکو یقین تھا کہ نانا مر گیا۔ مگر وہ اندھیرے مین گنگا کی دوسری طرف اترا۔

اس اثنا مین ہیولوک صاحب یہہ خیال کرکے کہ دشمنون کا لشکر جرار اسکے مقام پر حملہ کرنے کے لیئے آئیگا نواب گنج کی طرف گیا تا کہ گرینڈ ٹرنک روڈ کی لین کی حفاظت کرے اس مین یہ حکمت تھی کہ لشکر شراب سے دور ہو جائے جس سے ڈسپلن مین جو فتور آرہا تھا وہ دور ہو۔ جنگی انتظام یہ ہو رہا تھا کہ سول افسر مسٹر شیرر صاحب کو توالی مین گئے اور شہر مین انہون نے ڈھنڈورا پٹوایا کہ اب پھر امن و عافیت کا زمانہ آیا۔ کوتوالی مین بہت سے آدمی ان پاس جمع ہوئے اور انگریزون کے پھر آنے کی خوشی ظاہر کی۔ اس خوشی کے ظاہر کرنے مین مکاری نہ تھی اسلیئے انگریزون کے چلے جانے سے اہل تجارت کے تو سارے کاروبار بند ہوگئے تھے اور اہل شہر کی جان مال ناموس سب خطرہ مین تھین ایسے زمانے مین تو صرف بدمعاش لچون کی بن آئی تھی اور باقی سب کی جان عذاب مین تھی

میجر سٹیفن سن صاحب تھوڑی سپاہ کے ساتھ بٹھور مین بھیجے گئے وہان کوئی دشمن نظر نہ آیا۔ نانا کا محل مسمار کیا گیا اسکے مکانات مین انگریزی اسباب لوٹ کا بھرا ہوا تھا۔ نانا زیورات و جواہرات اپنے ساتھ لے گیا یا کہین چھپا گیا تھا جنکا پتا اب اس سبب سے نہین لگ سکتا تھا کہ پھر مکانات ڈھئے ہوئے پڑے تھے۔ اگر ڈھانے سے پہلے تلاشی کی جاتی تو شاید وہ مل جاتے۔

اب پیشوا کے خاندان کا ایک رکن نانا نراین راو باقی تھا جسکو نانا نے قید کیا تھا اسی نے جرنیل پاس اول خبر بھیجی تھی کہ بٹھور خالی ہے آپ تشریف لایئے اسلیئے جنرل اسپر عنایت بہت احتیاط کے ساتھ کرتا تھا۔

کرنیل نیل نے قلعہ الہ آباد اور شہر کی محافظت کا خوب بندوبست کرکے کانپور کی طرف سفر کیا۔

۱۵- جولائی کو کمانڈر انچیف کا ان پاس تار آیا کہ ہیولوک صاحب کو فتح پور کے سامنے فتح ہوئی لیکن ہیولوک صاحب کی صحت اچھی نہین ہے اسلیئے اگر وہ کسی سبب سے اپنی خدمت و کام کے لایق

نہ رہے تو تم اسکی جگہہ کام کرنا اور تم کو درجہ برگیڈیر جنرل کا دیا جاتا ہے وہ الہ آباد سے چلکر
۳۰ کو کانپور مین پہنچے ایک دوست کی معرفت ہیولوک صاحب نے نیل صاحب کو کہلا بھجوایا کہ
اب مجھے اور تمہین آپس مین ایک دوسرے کو سمجھنا چاہیئے کہ تم کو جب تک تم یہان ہو کوئی اختیار
و اقتدار نہین ہے تمکو چاہیئے کہ ایک حکم بھی جاری نہین کرو۔
نیل صاحب لکھتے ہین کہ جب مین کانپور مین آیا تو اول مین بی بی گڈھ مین آیا تو اس مین
لیڈیون اور بچون کے کپڑے اور جوتیان خون آلودہ اور انکی چوٹیان بکھری ہوئی پڑی تھین جس
کمرہ مین سب اکھٹے کرکے قتل ہوئے تھے اسکا فرش خون مین تر بتر تھا کوئی اس کو دیکھ کر اپنی
طبیعت کو قابو مین نہین رکھ سکتا جو شخص اس قتل سے تعلق رکھتا ہو اسپر کون رحم کر سکتا ہے؟
اول کا ظلم آخر کو رحم ہو جاتا ہے مین یہہ چاہتا ہون کہ ہندوستانیون کو ایسی سخت سزا دون کہ
وہ بھی یاد رکھین کہ ایسی کا موکا یہہ نتیجہ ہوتا ہے مین نے ۲۵ جولائی ۱۸۵۷ع کو حکم دیا ہے کہ کورے
اس کنوئے کو قبر کی صورت بنادین جس مین بدذات نانا نے انگریزون کی لاشین ڈلوائی ہین۔ جس
گھر مین وہ قتل ہوئے ہین اور وہ انکے خون مین بھرا ہوا ہے اسکو انکے ملک کے آدمی صاف
نہین کرین گے۔ بلکہ مین نے یہ ارادہ مصمم کرلیا ہے کہ ہر بیگناہ کے خون کے دھبے کو وہ لیے
بدمعاش صاف کرین جنکو پھانسی کا حکم دیا گیا ہو وہ ایک پہرہ کے اندر اس مکان مین آئین
اور ان دھبون کے ایک حصہ کو صاف کرین اگر اسکے صاف کرنے مین عذر کرین تو بینت لگائے
جائین اور اسکے بعد انکو فوراً پھانسی دیجائے۔ اول مجرم چھٹی رجمنٹ کا ایک صوبہ دار اونچی جات کا
یہہ بڑا موٹا تازہ وحشی پکڑا آیا اسکے ہاتھ مین بھنگی کی جھاڑو بھنگی نے دی اور اسکو حکم ہوا کہ
مکان مین وہ جھاڑو دے اسنے نصف مربع فیٹ صاف کیا تھا کہ اسنے اس کام پر کچھہ اعتراض کیا لیکن
جب وہ تازیانہ کے نیچے آیا تو پھر اسنے حکم مانا اور سب مکان اسنے صاف کیا تو پھر اسکو پھانسی دیگئی
اسکی لاش سڑک کے اندر دفن کی گئی۔ کچھہ دنون بعد سول کورٹ کا ایک مسلمان ملازم جو بڑا بدمعاش
تھا پکڑا گیا اسنے کچھہ اس کام مین اعتراض کیا تو اسکو بینت لگائے گئے اور خون کے دھبے اسکی زبان سے
چٹوا کے صاف کرائے گئے اور پھانسی دیگئی۔ اگرچہ یہہ عجیب قانون تھا مگر موقع و وقت کے لیئے نہایت
موزون تھا جبتک کہ سارا کمرہ اسطرح بالکل صاف نہین ہو جائیگا مین اپنے حکم نہین بدلونگا خدا میری

ظلم صاحب کانپور مین

مدد کریگا۔ خدا کی انگلی اس کام مین ہے ایسے وقت مین بڑے بڑے رحم دل عاقلون مین حق و ناحق مین فرق کرنے کے لیئے قوت تمیز باقی نہین رہتی۔ بڑے بڑے عقلمند انگریز یہہ اپنا فرض سمجھتے تھے کہ رحم کو اپنے سے دور رکھین جیسے یہہ جرائم مستثنی اصورت سے ہین ایسی ہی انکی سزا بھی مستثنے اصورت کی ہونی چاہیئے انکی دلیل یہہ تھی کہ جیسے قتل کے مختلف درجے ہوتے ہین ایسے ہی انکی سزا کے مختلف درجے ہونے چاہئین۔ کرنیل جان نکلسن جیسے عاقل شجاع کی یہہ راے تھی کہ ایک ایکٹ پاس ہو جس مین موت کی سزا طرح طرح کی تکلیفات دیکر دی جائے انہون نے مئی کے آخر مین اڈورڈس صاحب کو لکھا کہ ایک بل پیش کرین جسمین عورتون اور بچون کے قاتلون کو موت کی سزا اسطرح دیجائے کہ مجرم کی زندہ کھال اتاری جائے۔ سولی دی جائے۔ زندہ جلایا جائے۔ غرض ایسے قانون جاری کرانے کے لیئے بڑی کوشش کی اور اسکی دلیل بیان کی۔ اس طرح سزا دینا ہندوستانیون مین مروج ہے بائبل مین لکھا ہے کہ جرمون کے متناسب "تازیانہ زنی ہوگی۔ بس اگر پھانسی ایسے شریر قاتلون کے لیئے کافی ہے تو وہ معمولی باغیون کے لیئے سخت سزا ہوگی۔ پھانسی نہایت آسان موت ہے جیسے کہ چوری و جعل سازی اور جرمون کی مختلف طرح کی سزا ہوتی تو پھر قتل کے واسطے کیون نہ مختلف طرح کی سزا ہو۔ عیسائی مذہب کے رحم نے ایسا قانون نہین جاری ہونے دیا۔ مگر نیل صاحب نے جسطرح عورتون اور بچون کے قاتلون کو سزا دی اسکو حق جانا۔ خدا کا حکم نہین ہے کہ قاتلون کی جان چھوڑدو انکی جان لینا خدا کا حکم ہے۔

انگلش جنرلون کے سامنے جو بڑے بڑے کام پیش تھے اسکا یہہ خفیف حصہ تھا کہ شہنشو سزا دی گئی بے شک انکا کام بچانا تھا نہ غارت کرنا۔ ہیولوک صاحب نے اپنی سپاہ کے ولیمن یہہ خیال پیدا کیا لشکرکشی شروع ہوئی ہے۔ لکھنؤ جو کھون مین پڑا ہے دہلی بغاوت کا مرکز اب ہے آگرہ کا گھرا ہوا ہے انہون نے نیل صاحب کو لکھا کہ جسوقت تم مجھ سے ملجاؤگے تو مین خدا تعالے کے فضل و کرم سے دشمنون کو وہ صدمہ پہنچاؤنگا جسکی سارے ہندوستان مین دھوم ہوجائیگی" اب انہون نے گنگا کے پار سپاہ کو ساتھ لیکر اودھ مین جانے کی تیاریان کین۔

جنرل ہیولوک صاحب نے اپنی سپاہ کے صرف تین سو سپاہی کانپور کی محافظت کے واسطے نیل صاحب

پاس چھوڑے اور گنگا کے کنارہ پر مناسب مقام مین ایک حصار دو سو گز طول مین اور سو گز عرض مین بنایا اس حصار کو ہندوستانی مزدورون نے بنایا تھا وہ خاطرخواہ مزدوری لینے کی طمع سے بہت جمع ہوگئے تھے ہر شام کو انکو باقاعدہ مزدوری ملتی تھی - ہزارون ہندوستانی خدمت کرنے کو موجود تھے انکو اسکی پروا نہ تھی کہ کسکی گورنمنٹ ہے کسکو غلبہ ہے وہ تو اپنے کھانے پینے کو اور اپنی آسائش و آرام کو جانتے تھے - غیر آئینی سپاہ کے موقوف شدہ سپاہی جن ہتھیار لے لیئے گئے تھے وہ بھی حصار مین کام کرتے تھے - اور اپنی مزدوری خاطرخواہ لیتے تھے -

نیل صاحب جب کانپور مین آئے تو انہون نے دیکھا کہ حصار کا کام بڑی تیزی اور سرعت سے ہورہا ہے اگرچہ انکی سپاہیانہ آنکھ مین اس مین کچھ نقص نظر آئے مگر وہ اسکا علاج نہین کرسکتے تھے انہون نے سب طرح سے یہان کی حفاظت کا انتظام کرلیا -

گنگا کا پرانا کشتیون کا پل تو غارت ہوگیا تھا دخانی جہاز جو الہ آباد سے سپاہ لایا تھا وہ کشتیون کے جمع کرنے کے لیئے کام مین لایا گیا - ملاح اس خوف کے سبب سے کہ کشتیون مین انگریز قتل ہوئے تھے دور دور بھاگ گئے انکا جمع کرنا بڑا مشکل کام تھا جب انکو روپیہ کا لالچ اور معافی قصور کا یقین دلایا گیا تو وہ جمع ہوئے تو ہیولوک صاحب کے لشکر نے گنگا سے عبور کیا - ۱۹-۲۴-جولائی ہیولاک صاحب کا دریای گنگا سے عبور کرنا

بہت انگریز یہہ یقین کرتے تھے کہ لکھنؤ کانپور سے تھوڑے فاصلہ پر ہی ہیولاک کا لشکر آسانی سے اسکو فتح کرلیگا یہان فاصلہ تھوڑا تھا مگر سارا ملک اودھ بگڑا ہوا تھا اور ہتھیار لیئے ہوئے لڑنے کو موجود تھا - یہہ ملک سرکاری عملداری مین الحاق کیا گیا تھا ساری جماعتین جو ذی رعب اور صاحب جاہ تھین وہ غصہ مین بھری ہوئی لڑنے کو تیار بیٹھی تھین شاہ اودھ کی پرانی سپاہ موقوف شدہ اور معزول تعلقہ دارون کی سپاہ اس گورنمنٹ سے جسنے انکو خاک مین ملا دیا تھا جنگ کرنے کو آمادہ تھین اسکے علاوہ ملک اودھ تو کل سپاہ بنگال کی جنم بھوم تھی ہر گاؤن مین دو قریہ مین سپاہی اور اسکے کنبے کے آدمی رہتے تھے جو انگریزون سے لڑنے کو تیار تھے - اودھ کی حالت

سر ہنری لارنس ایک تھوڑی سی جگہہ مین غیر آئینی سپاہ لیئے ہوئے چھاؤنیون کی پلٹنون سے لڑنے کے لیئے مستعد تھے - لیکن یہہ غیر آئینی سپاہ بھی آئینی سپاہ کی بھائی بند تھی انپر اعتماد کرنا دھوکہ مین آنا تھا کمپنی کا بڑا اقبال تنزل پر تھا دوستون نے اسکو یہہ سمجھہ کر چھوڑ دیا تھا کہ اب وہ کمزور ضعیف ہے

انگلش سپاہیون کی شجاعت و بہادری اور انگلش سربرآوردہ افسرون کی دانائی و فرزانگی کے
سوا اور آسرا نہ تھا اسوقت جو اودھ کی حالت تھی اسکی نسبت گبنس صاحب فنانشل کمشنر اودھ
اپنے ایک خط مین لارڈ کیننگ کو یہہ لکھتے ہین " اس صوبہ اودھ کے ہر چھاونی مین سپاہ نے
بغاوت کی تمام اضلاع مین اندھیر ہو رہا ہے تعلقہ دار اپنی دیہات سابقہ پر ازراہ زبردستی قبضہ
کر رہے ہین جو انکا مقابلہ کرتا ہے اسکے گاؤن کو جلاتے ہین اور اسکے باشندون کو قتل کرتے ہین
انکے آپس کے پرانے بغض و کینے از سر نو زندہ ہو گئے ہین اور وہ سارے ملک مین کم و بیش
آپس مین توپون اور بندوقون اور اور ہتھیارون سے لڑتے ہین ہر صیغے کے سول کے حاکمونکو
بمجبوری اپنا صدر مقام چھوڑنا پڑا سب تھانے و تحصیلین برباد ہو گئین کسی طرح کی بدنظمی اور بدعملی کی
مزاحمت نہین ہو سکتی - اگر باغی چلے جاتے تو سول کے حکام جاکر پھر انتظام کر لیتے مگر باغی گئے نہین
صوبہ مین منڈلا رہے ہین کہ لکھنؤ پر حملہ کرنے کا موقع ملے - مجھے یقین ہے کہ وہ لکھنؤ کو کبھی
نہین لے سکینگے خواہی نخواہی گداز ہو جاینگے - بالفعل صوبہ اودھ کی چھاونیون اور ضلعون کی یہہ کیفیت
ہے - خیرآباد کی قسمت مین سیتاپور و محمدی و ملاؤن بالکل چھوڑ دئیے گئے ہین - شاہجہانپور اور
محمدی مین انگریزون کا ہولناک قتل عام ہوا ہے - باغیون کی سپاہ مین سے اہم دین ہندوستانی پیدل
رجمنٹ اور دسوان اودھ کا غیر آئینی رسالہ اور گیارہ سو سپاہی جو اودھ کی غیر آئینی سپاہ مین باغی
ہین اور پولس کی سپاہ یہہ سب لکھنؤ سے چالیس میل کے فاصلہ پر محمود آباد مین موجود ہین جو تعلقہ دار کو
اغوا کر رہی ہے کہ وہ انکے ساتھ شریک ہون وہ روز گھٹتے جاتے ہین - قسمت لکھنؤ (لکھنؤ - اناؤ - دریاباد)
مین لکھنؤ کے گرداگرد آٹھ میل مین کل اودھ کے اندر ہمارا انتظام و بندوبست ہے - ہمارے پاس
دو مقام ریسیڈنسی اور مچھی بھون ہین علاوہ اسکے ایک بدنصیب یورپین سپاہ چھاونی مین ہے
مچھی بھون کے سر پر تو اہل شہر سوار ہین شہر کے آدمی بھی جانتے ہین اور انجنیرون نے بھی کہدیا
ہے کہ یہہ مقام استوار و مستحکم نہین ہے اگر اسکا محاصرہ ہوگا تو وہ اڑ جائیگا - ریسیڈنسی مین عمارتون کے
مستحکم و استوار کرنے کا بڑا انتظام کیا گیا ہے جس مین میری کوٹھی اور اور مکانات ہین اپنی مدت تک
محافظت کر سکتے ہین - دریاباد مین پانچوین اودھ کے غیر آئینی باغی رجمنٹ ہے مگر اسکی تعداد بہت کم
ہو گئی ہے وہ قسم کے پندرہوین رسالہ سے اور آٹھوین غیر آئینی پیدلون کی رجمنٹ سے جو

سلطان پور سے آئی ہے مل گئے ہین - بہرائچ کی قسمت مین دوسری و تیسری اودھ کی غیر
آئینی پلٹنین اور تلوہ کا توپخانہ اور سو سوار باغی ہین ابھی انہون نے گھاگرا سے عبور نہین کیا
ہے وہ انتظار مین بیٹھے ہین فیض آباد کی قسمت سب سے زیادہ ہولناک ہے ۲۲ وین
ہندوستانی پیدل رجمنٹ اور اعظم گڈھ کی ۱۷ وین رجمنٹ اور چھٹی اودھ کی غیر آئینی پیدل
رجمنٹ اور اودھ کے سوارون کا ایک حصہ اور پل کا توپخانہ یہہ سب باغی جمع ہین اودھ کا
پندرھوان رسالہ کانپور کی طرف گیا ہے - سلطان پور مین سپاہ نے آگ لگائی اور وہان سے
چلی آئی بہت سے یوروپین قتل ہوئے - سلونی مین یوروپین کی جانین بچ گئین -
ملک کا یہہ حال تھا مگر سب جگہہ یوروپین کی بڑی خاطر جمعی یہہ تھی کہ سر ہنری لارنس انکے لیے
طاقت و قوت کا حصن حصین ہے آخر جون کو چنہٹ مین انگریزون کو بڑی شکست فاش ہوئی
تھی ساری جولائی مین لکھنؤ کا محاصرہ رہا - کانپور کی فتح مین جنرل ہیولوک کو اس خبر کے سننے سے
نہایت دل مین رنج والم ہوا کہ لکھنؤ کے محاصرہ مین اول سر ہنری لارنس کی قربانی ہوئی وہ جنرل کے
قدیمی دوست تھے انکے مرنے سے جو نقصان ہوا اسکو جنرل صاحب ہی خوب سمجھتے تھے -
بالائے ہند کے بہت سے حصون سے بڑی خبرین کانپور کے حاکمون کے پاس آ رہی تھین
ایسی مصیبت اور آفت پر آفت پے در پے جلد جلد آ رہی تھین کہ انپر حیرت ہوتی تھی تقریباً ہر روز
بغاوت و قتل عام کی ایک نئی حکایت سنی جاتی تھی نئی فہرست مقتول مردون اور عورتون بچون
کی آتی تھی بعض حکایات بڑی ہولناک ہوتی تھین اور بعض فہرستین بہ نسبت اورون کے
بڑی لمبی ہوتی تھین - اگرچہ حکایتین غم افزا تھین مگر انکے ساتھ یہہ بھی کہنے مین آتا تھا کہ
بہت سے نامرد ظالمون کے مقابلہ مین چند بہادر دلاور انگریزون نے اپنی خوب مردانگی و فرزانگی
دکھائی - کانپور سے سپاہیون کے مقابلہ مین اور سب جگہہ کے مصائب بونے تھے - جھانسی مین جسکے ملک کو
لارڈ ڈلہوزی نے صلبی بیٹے نہ ہونے کے سبب سے الحاق کیا تھا - بڑا مفسدہ برپا ہوا
جسکی سرغنہ وہان کی رانی تھی جسنے بہت سے انگریزون کی جانون کو فنا کیا - تقریباً تمام
بندیل کھنڈ انگریزون کے برخلاف اپنے ہتھیار اٹھائے ہوئے تھا - سیندھیا اور ہولکر کے
سپاہیون نے جو بغاوت کی وہ سرکار کمپنی کی پوربی سپاہ سے آن ملی - یہان کے رئیسون کے

ملک مین بہت سے انگریز مارے گئے لیکن انکے درباروں نے کوئی ابتک بغاوت کی بات نہین
ظاہر کی تھی۔ روہیلکھنڈ مین صرف سپاہی باغی نہ تھے بلکہ رعایا بھی سرکش تھی۔ مسلمانون نے اپنی
فرمان روائی کا اشتہار دیا اور خان بہادر خان کو بادشاہ کی طرف سے نائب سلطنت مانا۔
ہانسی حصار نے انگریزون کو سخت دل فگار بنایا۔ پنجاب مین اگرچہ معلوم ہوتا تھا کہ طوفان بغاوت
کو انگریز فرو کر رہے ہین مگر اسکا اثر نہین سکتے تھے۔ بنگال کی رجمنٹین بغاوتین کرتی تھین اور
دہلی کی باغیون کی سپاہ مین بلکہ انکی طغیانی کو بڑہاتی جاتی تھین۔ دہلی کے فتح ہونے کی جھوٹی
افواہین اڑائی تھین مگر ہفتون پر ہفتے گذرتے تھے کہ وہ فتح نہ ہوتی تھی اس مین بہادر شاہ
کی فرمان روائی تھی جس کے پاس چارون طرف سے ناخوانده سپاہی اور سرکش آدمی جمع ہوتے
جاتے تھے۔ آگرہ مین جو ممالک مغربی کا دار الحکومت تھا ابھی تک شہر مین امان رہا مگر جون مین نیمچ و
نصیر آباد کی باغی رجمنٹون نے آکر اسپر حملہ کیا۔ لفٹنٹ گورنر اور سب افسر قلعہ مین بند بیٹھے تھے
کل ممالک شمالی مغربی کے اضلاع مین کہین کچھ انتظام نہ تھا۔ جولائی کے اول ہفتے مین سپریم
گورنمنٹ کو یقین تھا کہ اسوقت ممالک مغربی و شمالی ہماری حکومت کے تلے سے نکل گئے کل سارا
انتظام جو انگریزون نے کیا تھا وہ انکے قدمون کے تلے ریزہ ریزہ ہوگیا۔ سرکار کو اس سے
کچھ دل جمعی تھی کہ مدراس اور بمبئی کے سپاہیون نے بغاوت نہین اختیار کی تھی صرف ایک
رجمنٹ نے بغاوت کی دکن مین ریاست عظیم نظام کی تھی جسکے وزیر سالار جنگ نے اپنی عقل
کامل سے کسی طرح کا فساد نہین ہونے دیا۔ راجپوتانہ مین کسی راجہ و رئیس نے بغاوت نہین
کی مگر وہ دہلی کی طرف دیکھ رہا تھا کہ کیا ہوتا ہے۔ نیپال انگریزون کا دوست تھا وہ ہر طرح کی
کمک اور امداد کرنے کو تیار تھا مگر اس سے مدد کا خواستگار ہونا انگریزون کے ضعف کی
نشانی ہوتی۔ غرض اسوقت انگریز چارون طرف نظر اٹھا کے دیکھتے تھے کہین اطمینان خاطر
نظر نہین آتا تھا۔

۲۵ جولائی کو جنرل ہیولوک نے مع اپنی تھوڑی سی سپاہ کے گنگا سے عبور کیا۔ کل سپاہ
مین پندرہ سو سپاہی تھے اور دس توپین تھین جنکا سامان پورا نہ تھا اور توپچی کم تھے اور ساٹھ سوار
والنٹیر تھے۔ غرض یہہ برگیڈ چھوٹا تھا اور اسکے آگے کام بڑا تھا۔ ۲۱ و ۲۸ جولائی کے درمیان

جو ہفتہ تھا اس مین جنرل ہیولوک کو پورے حالات معلوم ہوئے ۲۶-جولای کو منگل وار مین لشکر کا قیام ہوا- جولائی کا مہینہ برسات کا تھا اس مین مینھ موسلا دھار برستے تھے- لشکر گاہ مین ہیضہ نے قدم رکھا سپہ سالار کو سوار لکھنؤ کے بچانے کی امید کے کسی اور خیال سے خوشی نہین ہوتی تھی ان کے چارون طرف باغی سپاہیون اور مسلح سرکش رعایا کا ہجوم تھا یہہ انگریزون ہی کا کام تھا کہ وہ اپنے سے اسقدر زیادہ دشمنون سے مقابلہ کرتے تھے-

حصہ ششم - پنجاب و دھلی

مئی - جولائی ۱۸۵۷ع

باب اول

پہلی لڑائیان پنجاب مین

پنجاب کی حالت ماہ مئی مین

لارڈ کیننگ کو بڑے خوف اور دہشتین یہہ تھین کہ ممالک زیرین مین انگریزی عملداری کی خبر اس سبب سے نہین معلوم ہوتی کہ وہ یوروپین سپاہ سے خالی ہے مگر انکو پنجاب مین انگریزی عملداری کے لیئے ان خوفون سے بالکل مختلف قسم کے اندیشے و فکر لگے ہوئے تھے- اضلاع زیرین مین تو انکو ہندوستانی سپاہ کے بغض و عداوت کا خوف لگا ہوا تھا مگر پنجاب مین پنجابیون کی طرف سے اندیشہ تھا سکھون کے سارے ملک مین پوربی رجمنٹین پھیلی ہوئی تھین لیکن اس مین یوروپین سپاہ بھی بہ نسبت اور صوبون کے زیادہ تھی- پنجاب کی سرحد کی حفاظت کے لیئے یوروپین سپاہ کے رکھنے کی زیادہ ضرورت تھی- اگرچہ یہان بھی اسکی تعداد بمقابلہ ہندوستانی سپاہ کے کم تھی سات برس ہوئے تھے کہ مہاراجہ رنجیت کی مملکت انگریزی جوے کے تلے آئی تھی- اب انگریزی سپاہ نے اس سلطنت کو پامال کیا تھا اور پنجاب کی خالصہ سپاہ کا ستیاناس ملایا تھا اس لیئے اندیشہ تھا کہ وہ کہین پھر از سر نو سکھون کی سلطنت کو نہ قائم کرے- انگریزون کے ہاتھ سے پنجاب کے سردارون نے بڑے بڑے نقصان اٹھائے تھے وہ کیون انگریزون کے ساتھ بر سر مصالحت رہین گے ہم نہین کہ سکتے یہہ الفاظ قلیل جنین معانی جلیل تھے انگریز بھولے نہ تھے کہ کوئی جسقدر

شکستین دیتا ہے اسی قدر گزند رسانی کے لیئے رائین ہوتی ہین ۱۱ اسکے سوا اور بہت سے خوف و دہشت کے مخازن تھے ۔ سپاہ جسکے ہتھیار لیکر موقوف کیا تھا وہ ایک طوفان برپا کرسکتی تھی ہیکین ہی کا یہہ قول تھا کہ فصیل دار شہر میگزین اسلحہ اور ہتھیارون اور سامان حرب و ضرب سے بھرے ہوئے ۔ نیک نسل کے گھوڑے جنگی رتھین ۔ ہاتھی ۔ توپ خانے اور اسی قسم کی چیزین شیر کی کھال اوڑھے ہوئے ایک بھیڑ ہی وہان آدمی چاہئین کہ جنکی طبیعت و سرشت قوی و جنگجو ہو یہہ بس سکھون کی سرشت اور طبیعت قوی و جنگجو تھی ۔ سکھون نے انگریزون کے ساتھ لڑنے مین اپنی بہادری ایسی دکھائی تھی کہ ہارڈنگ اور گاف جیسے دلاور و بہادر ششدر رہ گئے تھے چیلیان والا مین انگریزون کے ڈریگلنس کو انہون نے بھیڑون کی طرح آگے رکھ لیا تھا ۔

اب پنجابیون کے خوف کے سوا سرحدی قومون کا اندیشہ لگا ہوا تھا کہ اگر وہ سکھون سے متحد المطلق ہو کر ملجائین تو پنجاب سے انگریزون کو نکال دیتین ۔ اسوقت دوست محمد خان سے مصالحت تھی ۔ بارہ لاکھ روپیہ سالانہ سرکار اسکو دیتی تھی اس روپیہ کی طمع نے اسکی کینہ توزی کو دبائے رکھا وہ باغیون کا طرفدار نہین ہوا انگریزون کا دوست رہا ۔

یہہ باتین جو اوپر بیان ہوئین وہ پنجاب مین انگریزون کے حق مین مضر تھین مگر یہہ باتین مفید تھین کہ پنجاب کی آبادی مختلف قسمون کی تھی ان مین آپس مین قومی اور مذہبی ایسا بڑا اختلاف تھا کہ ان مین اتفاق و اجتماع جو کمزور کو بھی زور آور بنا دیتے ہین نہین پیدا ہو سکتے تھے ۔ اگرچہ انگریزی عملداری کے اور حصون مین اختلاف مذہبی تھا مگر بہت دنون تک آپس مین رہنے سے مسلمانون مین دامن چولی کا ساتھ تھا ۔ لیکن پنجاب مین مسلمانون اور سکھون کے درمیان بڑا افتراق تھا اور یہہ دونو سکھ اور پنجابی مسلمان ہندوستانیون سے جدا تھے ۔ سکھون کو دہلی کے بادشاہ کے ساتھ کوئی ہمدردی نہ تھی کہ پرانی دار السلطنت مین اسکی بادشاہی کا اعلان ہوا ہے ۔ اور بالائے ہند مین غالباً پھر مسلمانون کی سلطنت چلیگی ۔ سکھون مین یہہ پہلے سے پیشین گوئی چلی آتی تھی کہ وہ کسی کمان دہلی کو لوٹین گے ۔ اب موقع ملا کہ وہ فرنگیون کے ساتھ ہو کر اپنی پیشین گوئی کو پورا کرین ۔ ایک یہہ بھی انگریزون کی دلجمعی تھی کہ پنجاب کے آدمیون سے ہتھیار لے لئے گو وہ پوری طرح سے نہین لیئے گئے تھے اب بھی زمین مین مدفون اور مخفی مقامات مین چھپے ہوئے بہت سے

(مسلمانون مین ہندوپن اور ہندوؤن مین مسلمانپن آگیا تھا آپس مین ایسے گھل مل گئے تھے کہ ہندو

ہتھیار ہونگے - لیکن جب آدمی ہتھیار روز نہ چلاتا رہے تو اسکے ہاتھون مین ہتھیار کام نہین دیتے اسلیئے سپاہیون کی تعداد بہت کم ہوگئی تھی تلوارون کا لوہا ہلون مین لگ گیا تھا اور سپاہی کسان ہوگئے تھے - رنجیت سنگھ مرگیا تھا انگریزی عملداری کے سبب سے ایسا امن وامان ہوگیا تھا کہ اسنے آدمیون کے سپاہیانہ عزم مین افسردگی و پژمردگی پیدا کردی تھی آرام سے رہنے کی ایسی عادت ہوگئی تھی کہ سپاہیانہ جفاکشی سے دل دور بھاگتا تھا اسکے سوا ممالک دیرین سے چیدہ چیدہ افسر بڑے لایق فائق پنجاب مین چلے گئے تھے - لارڈ ڈلہوزی نے پنجاب کو سارے دانشمند تجربہ کار افسرون سے بھر دیا تھا - جنکا افسر اعلے چیف کمشنر جان لارنس تھا جو غدر کی اول سہ ماہی مین اپنی باریک بین آنکھون سے سارے پنجاب کو دیکھ رہا تھا وہ خیبر کے تاریک درون سے دہلی تک اپنے آہنی ہاتھون مین قبضہ کیئے ہوئے تھا وہ گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف کے کامون کو ضرورت کی صورت مین بخوبی انجام دیتا تھا وہ ہر مہم کی تحریک وہر فوج کشی کی ہدایت کرتا تھا - انکے بعد رابرٹ مونٹ گومری اور ڈونیلڈ میکلوڈ تھے پھر ان کے بعد تھورنٹن اور بارنس وریکٹس سول کے اعلے درجہ کی لیاقت کے حاکم تھے - ایڈورڈیس ونکلسن ومیجر لیک وٹیلر وچیمبر اور بہت سی اور افسر ملٹری تھے جو رعایا کے دلون کو ہاتھ مین رکھتے تھے انہون نے رعایا کو سکھایا تھا کہ وہ انگریزون کی تعظیم کرین اور انسے محبت رکھین - جان لارنس نے بھی سپاہ مین بھرتی کرین - سر نیول چیمبرلین نے انکی سپہسالاری کی - جو پہلے بیس لڑائیون مین انکے میر لشکر رہ چکے تھے انکی ماتحت منتخب وڈیلی اور اسی قسم کے اور افسر تھے ہر افسر ایک لشکر کی برابر کام دیتا تھا - لارڈ کیننگ سے بہتر کوئی شخص اس بات کو نہین جانتا تھا کہ خاص ضعف سے سب کچھ جاتا رہتا ہے اور خاص طاقت سے سب کچھ حاصل ہوجاتا ہے - میرٹھ اور دہلی مین سب کچھ برباد ہوجاتا اگر لارڈ مشار الیہ کو لارنس پر اور انکے ماتحتون پر جنہون نے انکے ساتھ پنجاب مین کام کیا اعتماد واعتقاد نہ ہوتا - واقعات سے یہہ اعتماد اور اعتقاد روز بروز بڑھتا گیا - اسوقت پنجاب مین اس سبب سے کہ انگریزی عملداری کی سرحد تھی دو قسم کی سپاہ مین کالی و گوری اتنی تھین کہ باقی پانچون صوبون مین نہ تھین - یورپین سپاہ تخمیناً بارہ رجمنٹین یعنی گیارہ ہزار کے قریب سپاہی تھے اور ہندوستانی آئینی سپاہ ۳۶ ہزار گورون کی سپاہ سے سہ چند سے کچھ زائد اور پنجابی غیر آئینی سپاہ چودہ ہزار

لیٹن زبان کی ضرب المثل ہے جتنے غلام اتنے ہی دشمن یہہ مثل پوربی سپاہیون پر صادق آتی تھی
اسکو گورنمنٹ نے بڑے لاڈ پیار سے پالا تھا۔

راولپنڈی میں سر جان لارنس

گرمی کی شدت کے سبب سر جان لارنس نے لاہور سے سفر کیا۔ برسون کی متواتر محنت نے انکے قدرتی تنومند جسم کو ناتوان کیا تھا ڈاکٹرون کی صلاح یہہ تھی کہ وہ اپنی صحت درست کرنے کے لئے ولایت جائین مگر انکو پنجاب سے ایسی الفت و محبت تھی کہ وہ ولایت تو نہ گئے مگر وہ مری مین جانے کا ارادہ کیا کہ جسم و روح مین توانائی پیدا کر کے بہت سے کام انجام دین وہ آدھا سفر کر کے راولپنڈی مین آ گئے۔ ۱۳ مئی کو وہ کرنیل اڈورڈس کو لکھتے ہین کہ مین بہت بیمار ہو گیا ہون اور لکھ نہین سکتا شب گذشتہ کو مین نے اکونیٹ (ایک قسم کا زہریلا روغن) کی کنپٹی پر مالش کی تھی وہ بڑا مہلک زہر ہے رات کو اسکا اثر میری آنکھون پر ایسا ہوا کہ مجھے بہت کم سجھائی دیتا ہے اس حالت مین میرٹھ اور دہلی کے حادثات کی خبرین جو ٹیلیگراف کے ذریعے سے پنجاب مین آئی تھین انکو ملین اور اسی علالت کی حالت مین بھی بہت جلد بستر سے اٹھے جیسے کوئی شخص بلندی پر چڑھ کر اپنے نیچے طرح طرح کی چیزین دیکھتا ہے اسطرح انہون نے سارے پنجاب پر نظر غور سے دیکھا کہ پنجاب مین کیا ہو رہا ہے کل ملک مین اپنے نائبون پاس احکام جاری کیے اور اپنے ذہن عالی کو اپنے ماتحت صوبہ کی حد سے پرے بھی دوڑایا۔

۱۱-۱۲ مئی مونٹگومری صاحب

چیف کمشنر کے بعد جیوڈیشل کمشنر کا درجہ ہوتا ہے۔ مسٹر روبرٹ مونٹ گومری صاحب تیس برس کے تجربہ کار سول افسر بنگال تھے۔ پنجاب مین جو نیا انتظام ہوا تھا اس مین وہ پنجاب کے چیف کمشنر کے ماتحت جیوڈیشل کمشنر مقرر ہوئے تھے وہ عمر بھر کے دوست جان لارنس کے تھے ان دونون کی طبیعتون مین مشابہت بہت تھی انکی طبیعت مین شرافت تھی۔ نرم آواز سے مسکرا مسکرا کر باتین کرتے تھے جس سے یہہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ امن و عافیت کے وقت مین اپنی ذہانت کی روشنی دکھا سکتے ہین۔ مگر اب ایک بڑے موقع پر انہون نے اپنے مستقل ارادہ کو اور شجاعت و دلاوری کو ایسا دکھایا کہ یہہ معلوم ہوتا تھا کہ جن ظالمون نے انکی قوم پر ستم کیا ہے وہ انکے غرور ڈھانے اور انکے ہلاک کرنے مین پتھر سے زیادہ سخت اور فولاد سے زیادہ کٹھور تھے یہہ قوم کی بڑی خوش نصیبی تھی کہ وہ اس وقت مین لاہور کے اندر کارفرما تھے۔

لاہور کی حالت سپاہیان

اس نازک وقت کے گھٹنے مین مسٹر مونٹ گومری سول سٹیشن مین پنجاب کی دارالسلطنت مین تھے شہر لاہور مین مختلف طرح کی آبادی لاکھ آدمیون کے قریب تھی ان مین بہت سی جماعتین سکھون اور مسلمانون کی تھین جو مادرزاد سپاہی تھے قلعہ شہر کی فصیل کے اندر تھا اس مین یوروپین رجمنٹ کی ایک کمپنی اور کچھ یوروپین توپچی اور نصف ہندوستانی پیدلون کی تھی - میان میر کی چھاونی لاہور سے چھ میل پر تھی اسمین تین پیدلونکی رجمنٹین اور ایک ہندوستانی سوارون کی رجمنٹ تھین اور گورون کی ۸۱ وین پیدل رجمنٹ اور دو ترپ یوروپین توپخانہ کے غرض ہندوستانی سپاہ یوروپین سپاہ سے چوچند تھی۔

۱۱ و ۱۲ مئی اور سپاہیوں میں بدخواہی کے آثار

پیر کے روز ۱۱- مئی کو لاہور مین معلوم ہوا کہ میرٹھ کی رجمنٹون نے بغاوت کی اور ۱۲- وین کی صبح کو یہہ خبر آئی کہ دلی پر باغیون کا قبضہ ہوگیا - مونٹ گومری صاحب ان خبرون کے معانی اپنی رائے رسا سے خوب سمجھے اور تھوڑی دیر کے لئے متحیر رہے انکو یہہ بات صاف معلوم ہوئی کہ پنجاب کی سلامتی پر ساری سلطنت کی سلامتی کا مدار ہے اگر پنجاب ہاتھ سے نکل گیا تو کل بالائے ہند سے ہمارا قبضہ اٹھ جائیگا یہہ تحقیق تھا کہ دلی کا بڑا میگزین ہمارے ہاتھ سے نکل گیا - اگر پنجاب کے اور اسکے متصل کے ملکون کے میگزین چھن گئے تو ناممکن ہے کہ انگلش کی بیکسی مبالغہ کے ساتھ بیان ہوسکے - آئینی سپاہ کی رجمنٹون کی بغاوت کا اثر تمام غیر آئینی پلٹنون پر ہوگا اور پھر اسکے ساتھ اور آدمی سرکشی اختیار کرین گے مگر یہہ صاف نہین معلوم ہوتا تھا کہ اس خرابی کے روکنے کا علاج کیا کیا جائے - صاحب ممدوح ہندوستانیونکی سیرت وخصلت کو خوب سمجھتے تھے کہ سپاہی دشمن پر جیسے خوف کے سبب سے آمادہ ہوتے ہین ایسے ہی کینے وبغض کے سبب سے - بس سلامت روی کا طریقہ یہہ ہے کہ سپاہ پر کوئی علامت اپنے شبہ کی نہ ظاہر ہو اور سب کام بدستور خاموشی کے ساتھ کئے جائین مگر اسکے برخلاف اول صدمہ پہنچانے مین بڑا فائدہ ہے جو فریق کارسازی مین اول ہوگا اسکے کامیاب ہونیکا دوچند احتمال ہے -

ابتک یہہ علم نہین ہوا تھا کہ پنجاب کے سپاہیون مین بغاوت کا عزم پیدا ہوا ہے یا نہین اس علم حاصل کرنے کے واسطے مونٹ گومری صاحب کے کہنے سے ریچرڈ لارنس پولس اور ٹھگی کے افسر اعلے نے ٹھگی کے اوفس کے ہیڈ کلارک کو جو اودھ کا رہنے والا برہمن تھا متعین کیا کہ وہ یہہ دریافت کرے کہ لاہور مین سپاہ کے کیا ارادے ہین - اس نمک حلال برہمن نے باوجودیکہ وہ سپاہ کا ہم وطن وہم مذہب بھی تھا مگر وہ برٹش گورنمنٹ کے نمک حراموں اور بدخواہون کے ساتھ ذرا سی بھی ہمدردی

نہین رکھتا تھا - اسنے مخبری کے کام کو بڑی ایمانداری اور نمک حلالی کے ساتھ انجام دیا اور یہہ خبر لایا کہ میان میر مین سپاہ بغاوت پر آمادہ ہے وہ فساد سے بھری ہوئی ہے اور اپنے گلے پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ وہ اس کام کے لیئے تیار ہے اسسے صاف ظاہر تھا کہ وہ بغاوت کرنے کے لیئے مالک زیر بین کی خبر کی منتظر تھی کہ میرٹھ اور دہلی مین جو اسکے بھائیون نے کیا ہے اسی کی تقلید وہ کرے -

بس اس بات کے معلوم ہوتے ہی مونٹ گومری صاحب نے انارکلی کے سول افسرون کو میکفرسن صاحب ملٹری سکرٹری کے مکان پر بلایا مسٹر ڈونلڈ و میکلوئڈ و مسٹر ایجرٹن کرنیل اومنی مسٹر روبرٹس اور کپتان میکفرسن و رچرڈ لارنس و ڈاکٹر ہچنسن صاحب اس کونسل مین آئے اور کونسل مین یہ قرار پایا کہ سپاہیون سے میگزین (گولی باروت) لے لیا جائے اور سپاہیون سے کہدینا چاہیئے کہ چکنے کارتوسون کے سبب سے ان کو خوف لگ رہا ہے اسلیئے انسے بالکل میگزین لے لیا جاتا ہے کہ کوئی بناء فساد نہ رہے اسپر رچرڈ لارنس نے کہا کہ مین سپاہ سے بالکل ہتھیار لینا چاہتا ہون اسپر میکفرسن صاحب نے کہا کہ ملٹری افسر غالباً اسکو پسند نہین کرینگے تو مونٹ گومری صاحب اور میکفرسن صاحب دونو چھاونی مین بریگیڈیر پاس گئے کہ ہندوستانی رجمنٹون سے بالکل میگزین لے لیا جائے اس باب مین حسب ضابطہ چیف کمشنر سے صلاح مشورہ کرنا چاہیئے مگر لاہور اور راولپنڈی کے درمیان تار مین خلل آجانے سے چیف کمشنر کے ساتھ مراسلت بند ہوگئی تھی اسلیئے اس کام کی ساری جوابدہی مونٹ گومری صاحب کے ذمے پر تھی اور انہون نے اسکو خوشی سے اپنے ذمے لیا -

میان میر کی چھاونی کے بریگیڈیر سٹورٹ کاربٹ صاحب تھے جو چالیس برس سے سرکار کمپنی کے ملازم تھے اس پیری مین جسمانی قوت کچھ کم ہوگئی تھی مگر عقلی قوت جوانی کی سی تھی - جب مونٹ گومری صاحب نے سارا حال بیان کیا اور سپاہ سے میگزین لینے کے لئے کہا تو اول انہون نے اس مین کچھ تامل کیا مگر پھر شام کو انہون نے میکفرسن صاحب کو لکھا کہ وہ سپاہ سے بالکل ہتھیار لے لیگا مونٹ گومری صاحب نے اسے منظور کر لیا -

یہہ بڑی بہادرانہ تدبیر جب ہی پوری ہو سکتی تھی کہ اس مین کسی طرح کا افشائے راز نہ ہو -

مونٹ گومری اور کاربٹ کو یقین تھا کہ ایک گورون کی رجمنٹ اور گورون کا توپخانہ ہندوستانی برگیڈ
سے ہتھیار لے لینے کے لیئے کافی ہوگا اور زبردستی ان سے ہتھیار رکھوالیگا - صبح کو جنرل پریڈ کا حکم
ہوا - شب کو چھاونی مین کرنیل پینی کی اور ۸۱ وین پلٹن کے افسرون کو چھاونی کے افسرون نے ایک بال
دیا تھا تمام سپاہی دیکھ رہے تھے کہ انگلش کھانا کھا رہے ہین اور ناچ رہے ہین انکو سان گمان بھی
نہ تھا کہ ہمارے افسر ہم پر بغاوت کا شبہ رکھتے ہین - اگر سپاہیان میرٹھ مین سپاہیون کا ارادہ انگریزونکے
قتل کا ہوگا تو وہ جانتے ہونگے کہ ہماری قربانیان کیسی بے خبر ہین کہ ناچ رنگ مین مشغول ہین اور وہ
قربان ہونے کی خبر نہین رکھتے - بال مین جو انگریز راز سے واقف تھے وہ جانتے تھے کہ کل صبح
کو موت کا مقابلہ کرنا ہے انکو یہہ رقص رقص بسمل معلوم ہوتا ہوگا -

جب سحر کی تاریکی دور ہوئی اور سپاہیان میدان کی روشنی چکی برگیڈ پریڈ کی زمین پر جمع ہوا کوئی نئی
بات نہ سوا اسکے پریڈ پر نہ تھی کہ سول افسر انارکلی کے مونٹ گومری صاحب رابرٹس صاحب
اور اور صاحب گھوڑون پر سوار موجود تھے سپاہیون کو جو حکم دیا گیا اسکی انہون نے اطاعت کی
رجمنٹین پیوستہ صف بستہ کھڑی کی گئین - توپخانہ اور ۸۱ وین گورہ رجمنٹ کے سپاہی ڈھائی سو
سے زیادہ نہ تھے وہ سوارون کے رسالہ کے بائین طرف تھا داہین طرف تھے اور ہندوستانی
رجمنٹین قلب مین تھین - گورے کالون مین ایسے معلوم ہوتے تھے کہ جیسے سیاہ خطون کے درمیان سفید
نقطے کہین کہین لگا دیئے جائین - ہر سپاہ کے سر سے پر آواز بلند گورنمنٹ کا حکم بارک پور کی
پلٹن سے ہتھیار لینے کا پڑھا گیا اسکے بعد اصل کام شروع ہوا - ہندوستانی اور گورون کی رجمنٹون
کو ایسا حکم دیا گیا کہ وہ دونو آمنے سامنے آگئین - انکے پیچھے گورے توپون کو بھر رہے تھے
جو ہندوستانی رجمنٹون کو دکھائی نہین دیتی تھین - ۲۶ - رجمنٹ کے ایڈجیوٹنٹ مسٹر کوٹا صاحب
نے جو ہندوستانی زبان خوب بول سکتے تھے سپاہیون کی طرف یون مخاطب ہوئے کہ
بغاوت کا جرم اور رجمنٹون مین ظاہر ہوا ہے جسکے سبب سے بہت سے عمدہ سپاہی تباہ و برباد
ہو گئے ہین یہہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ میان میر کی ممتاز رجمنٹین جنہون نے سرکار کمپنی کی بڑی
عمدہ خدمتین کی ہین وہ بغاوت کی ترغیبون سے اپنے تئین اسطرح دور رکھین کہ وہ سب آلات
[illegible] کو حوالہ کردین بس تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ ہتھیار رکھ دو جس وقت کہ ہندوستانی سپاہ کو

سپاہیون سے ہتھیار لینا [illegible]

ہتھیار رکھنے کا حکم دیا گیا تو انہون نے دیکھا کہ گورون کا توپخانہ انکے سامنے تیار کھڑا ہے اور دستہ
فلیتے توپچیون کے ہاتھون مین ہین اور اسی وقت کرنیل رینی نے ۸۱ وین رجمنٹ کے گورون کو
حکم دیا کہ بندوقین بھرو۔ بندوقون کے گزون کی جھنکار سنتے ہی سپاہیون نے جانا کہ اب
ہتھیارون کے دینے مین تامل کرنا جان کا کھونا ہے اسلیئے انہون نے حکم کے موافق
ہتھیار رکھ دیئے اور سوارون نے بھی کمر چین کمر سے کھولکر رکھ دین۔ سپاہی حیران پریشان
اپنی لینون مین گئے اور انکے ہتھیار گرجیون مین لادے گئے۔ یہہ ایک بڑا کار عظیم بغیر کسی
قباحت کے نہایت سلیقہ مندی سے انجام ہوا اور صدمہ اول سے ایک جنگ مین فتحیابی
ہوئی۔ پنجاب مین یہہ فتح مونٹ گومری و کاربٹ و رینی نے حاصل کی۔

اس صبح کا کل کام فقط یہی نہین تھا کہ میان میر مین ایسی فتح کرے کہ جس مین خون کا ایک قطرہ
بھی نہین گرے اور گورون نے اپنے سے ستگنے کالے سپاہیون سے ہتھیار رکھوا لیئے
جب پریڈ سے فراغت ہوئی کہ ۸۱ وین گورون کی رجمنٹ نے قلعہ کی طرف سفر کیا جب اس سفر کی
سپاہیون کو خبر ہوئی تو انہون نے جانا کہ ۱۵ تاریخ کو جن کامون کے کرنے کے لیئے ہم سازشین
کین تھین وہ کھل گئین اور آشکارا بالکل نکل گیا۔ کرنیل سمتھ مع تین کمپنیون کے قلعہ مین آئے اور
سپاہیون کو حکم دیا کہ اپنے ہتھیار حوالہ کرین۔ سپاہیون نے یہہ سمجھکر کہ مقابلہ کرنا عبث ہے ہر ایک سپاہی نے
ہتھیار رکھ دیئے یہہ سپاہی میان میر کی چھاونی مین بھیجے گئے جہان انہون نے گورون کے ہتھیارون
کی چمک دمک کے سوا کچھ اور نہ دیکھا ہر مقام پر گورون ہی کا پہرہ چوکی تھا ایسے انتظامات کیئے گئے کہ
انگلش بارکون مین عورتین اور بچے بلا لیئے گیئے کہ وہ محفوظ سلامت رہین اور سارے ملک مین پیغامات
بھیجے گئے کہ کیا کیا فساد انگریزون کی جانون کے لیئے برپا ہو رہے ہین۔

لاہور سے تیس میل کے فاصلہ پر امرتسر مین قلعہ گوبندگڈھ ہے۔ یہہ شہر کا بڑا معبد ہے۔ پنجاب
مین کوئی شہر ایسا نہین جہان سکھون پر گروؤن کا کہنا ایسا چلتا ہو جیسا کہ امرتسر مین۔ سب سے
زیادہ بغاوت کے ہونے کا احتمال اس شہر مین تھا ۱۲ مئی کو مونٹ گومری صاحب نے امرتسر کے
ڈپٹی کمشنر کوپر صاحب کو لکھا کہ ٹیلیگرافون سے جو ملفوف ہین معلوم ہوگا کہ ہمارا فعل کس طرح ہوا
اسلیئے آپ قلعہ گوبندگڈھ کی خبر رکھین۔ شہر کا سارا حال دریافت کرتے رہین اور سپاہیون پر کوئی اپنا

ظاہر نہ کرین - کوپر صاحب اور میکناٹن صاحب اسسٹنٹ کمشنر دل گردہ کے آدمی تھی - امرتسر مین
بیحد افواہ تھی کہ گوبندگڈھ مین جو رجمنٹ ہے اسکی امداد کو میان میر سے وہ سپاہی آئے ہین جنسے
ہتھیار لے لیئے گئے ہین - قلعہ گوبندگڈھ مین ہندوستانی سپاہ زیادہ تھی صرف توپخانہ کی ایک
کمپنی ضعیف سن گورون کی تھی - چھاونی مین گورون کا گھوڑون کا توپخانہ تھا کپتان ڈاڈری اسکے
افسر تھے یہہ توپخانہ قلعہ مین آگیا تھا - کوپر صاحب کچھ غیر آئینی سوار اور وفادار سکھ لیکر قلعہ کے
دروازون کے سامنے مقیم ہوئے - میکناٹن صاحب لاہور کی سڑک پہ گئے کہ دیہاتیون کو اپنے
ساتھ لیکر باغیون کو امرتسر مین نہ آنے دین - اہل زراعت انگریزی عملداری مین بڑے
خوش حال ہوگئے تھے اسلیئے وہ انگریزون کے حامی و مددگار تھے اکثر یہہ کسان جفاکش جاٹ
تھے جو ہندوستانی سپاہ کے ساتھ کوئی ہمدردی نہین رکھتے تھے - ان پاس جو ہتھیار تھے
انکو لیکر انگریزون کی کمک کرنے کو جہان انکو وہ طلب کرین موجود تھے - غرض انہون نے لاہور سے
باغیون کو لاہور مین آنے نہین دیا - سب سے زیادہ خوف سڑک پر تھا ۵۱ وین رجمنٹ کی ایک
کمپنی تیس میل سفر کرکے قلعہ گوبندگڈھ مین داخل ہوگئی اور اسکو محفوظ کرلیا -

مونٹ گومری اور کاربٹ کی کوششون سے دو بڑے شہر لاہور اور امرتسر بے خوف و خطر
ہوگئے انہون نے سپاہیون کی سرکشی جس گھنٹے مین پیدا ہونے کو ہوئی اسکو ان ہی مقامات مین
مفلوج کردیا جہان وہ اپنی قوت دکھاتی - بڑے بڑے شہرون اور سلح خانون ہی پر مونٹگمری صاحب
نے نہین خیال کیا - پنجاب کے سول کے اعلے افسرون کے پاس قاصد دوڑائے اور انہون نے حکم دیا
کہ اپنے ہان کے تمام خزانے پنجابی پولس کی حراست مین قریب کی فوجی چھاونیون مین پہنچادین اور
ہندوستانی سپاہیون کے گاردون پر بھروسہ نکرین اور ہندوستانی سپاہیون کے خطوط کو
ڈاکخانہ مین روک لین مونٹگومری صاحب کی یہہ دانائی تھی کہ وہ سب کو ہدایت کرتے تھے کہ خاموشی
اور اطمینان سے یہ کام کیا جائے خوف و اضطراب و اضطرار کی کوئی علامت نہ ظاہر کی جائے بلکہ
کام کے لیئے مستعد رہنا چاہیئے اور جس طرح ہو سکے تمام اطراف سے معتبر خبرین دریافت کرنی
چاہئین دوسرے روز مجھے مطلع کرنا چاہیئے کہ اہل ضلع کے کیا خیالات ہین اس مشکل کام کے
کرنے مین مجھکو آپکی مستعدی پر اور رائے پر پورا بھروسہ ہے -

دو مقام فیروزپور و پھلور بڑے تھے جنکا محفوظ رکھنا ضرور تھا انمین سلطان حرب و ضرب بہت تھا
ان دونو مقامون مین ہندوستانی سپاہ زیادہ تھی اور گورون کی سپاہ بہت تھوڑی پنجاب مین
سب سے بڑا میگزین فیروزپور مین تھا اس مین دو ہندوستانی پیدلون کی رجمنٹ اور ایک
ہندوستانی سوارون کی رجمنٹ تھی اور ۶۱ وین رجمنٹ اور یوروپین توپخانے کی دو کمپنیان تھین
اور یہان میر لشکر بریگیڈیر انسن صاحب تھے ان پاس دہلی و میرٹھ و لاہور کے سپاہیون کی
خبرات کو آئی انہون نے ۱۳ کو پریڈ کی تو انکو سپاہیون کے تیور بدلے ہوئے نظر آئے
جس سے معلوم ہوتا تھا کہ دال مین کچھ کالا کالا ہے سپاہ کو پریڈ پر سے رخصت کر کے انہون نے
جنگی کونسل منعقد کی اس مین بیان کیا گیا کہ سپاہ کے تیور بگڑے ہوئے ہین ۔ یہہ صلاح نہین
ٹھیری کہ سپاہ سے دفعتہً ہتھیار لیے جاتے یہہ فیصلہ کیا کہ سپاہ کو جابجا تقسیم کر کے ان سے
جدا جدا ہتھیار لینے چاہئین مگر اسپر عمل نہین کیا گیا کہ کار امروز را بفردا مگزار ۔ یہہ کام ایسا نہین تھا
کہ کل پر چھوڑ دیا جاتا ۔ آج ہی سپاہ پر ضرب لگانی چاہیئے تھی ۔ رجمنٹون کے جدا جدا میدانون مین
پریڈ ہوئی ۵۷ وین رجمنٹ نے فوراً حکم کی تعمیل کی لیکن ۴۵ وین رجمنٹ نے ہتھیار دینے مین
پرخاش کی ۔ اسکا ارادہ ہوا کہ میگزین پر قبضہ کیجیے مگر اسکے محافظ ریڈ مونڈ کے یوروپین سپاہی
تھے ۔ سپاہیون نے بہتیرے زینے لگائے مگر گورون نے اسکو میگزین کے اندر نہین
داخل ہونے دیا ۔ میگزین کے اندر اور باہر جو باغی تھے انمین سے اندر والون سے ہتھیار
لے لئے اور باہر والے بھگا دیئے مگر اس مین ریڈ مونڈ صاحب زخمی ہوئے ۔ میگزین اسطرح
بچ گیا ۶۱ وین گورون کی پلٹن کی تین کمپنیان اس مین اور بڑھا دی گئین ۔ مگر اس سبب سے
کہ گورون کی سپاہ جابجا تقسیم ہوگئی تھوڑے سے گورون سے چھاونی کا بچانا مشکل ہوگیا
بازار کے ہزارہا آدمی چھاونی کے لوٹنے پر ٹوٹ پڑے ۔ انگریزون کے سب بنگلون مین
آگ لگا دی ۔ افسرون کے اہل و عیال بارکون مین محفوظ تھے ۔ ۵۷ وین رجمنٹ نے تو اپنے ہتھیار رکھ دیئے
مگر ۴۵ وین رجمنٹ شرارت اور بغاوت پر آمادہ ہوئی ۔ بریگیڈیر نے اسکو غارت کرنا چاہا ۔
ان دونو پلٹنون کے میگزینون مین آگ لگا کر ہوا مین اڑا دیا ۔
اب ۴۵ وین رجمنٹ کو سوا اسکے کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ مفرور ہوتا کہ جو چاہے وہ آزادانہ کام

کرنے لبس سپاہ اپنے علم لیکر دہلی کی طرف چلی ۱۶ وین رجمنٹ کی بعض کمپنیون نے اسکا تعاقب کیا اور فیروزپور سے بارہ میل پرے بھگا دیا۔ اور سپاہیون نے اپنے ہتھیار پھینک دیئے اور جنگل اور دیہات مین چلے گئے تعاقب کرنے والون نے ان مین سے کچھ گرفتار کیئے بعض کو دیہاتیون نے پکڑکر انگریزون کے حوالہ کیا لیکن دلی مین باغی سپاہ سے آنکر ملجانے مین بعض کامیاب ہوئے۔ اگرچہ فیروزپور کا میگزین بچ گیا مگر یہان انگریزون نے میان میر کا سا کوئی کار نمایان نہین کیا۔

ایک اور جنگی مقام پھلور تھا اسپر قبضہ کرنا پنجاب مین قبضہ رکھنے کے لیئے کار عظیم تھا پھلور کا قلعہ جالندھر اور لدھیانہ کے درمیان تھا دہلی کی شاہ راہ پر تھا اسکو کلید پنجاب کہتے تھے مگر اس کے محافظ ہندوستانی سپاہ تھی وہان یوروپین سپاہی کوئی نہ تھا اس مین بڑا اسلحہ خانہ تھا اور ہندوستانی ۳ رجمنٹ پیدل مقیم تھی اور پاس کی چھاونی مین رہتی تھی چوبیس میل کے فاصلہ پر جالندھر کی چھاونی مین آٹھوین رجمنٹ گورون کی تھی اور اسکے ساتھ دو ہندوستانی رجمنٹین پیدل اور ہندوستانی سوارون کی ایک رجمنٹ تھی اور اسکے متناسب توپخانہ تھا یہ سب سپاہ باغیون سے ملی ہوئی تھی وہ فیروزپور کے میگزین پر قبضہ کرنے کے لیئے تدابیر کرتی تھی یہان کا بریگیڈیر جانسٹن صاحب تھا وہ اسوقت جالندھر مین موجود نہ تھا اسکی جگہہ کرنیل ہارٹ لی کام کرتے تھے۔ ۱۲ مئی کو کرنیل ہارٹ لی نے بڑے بڑے سول و ملٹری افسرون سے صلاح و مشورہ کیا۔ سبنے اس بات پر اتفاق رائے کیا کہ پھلور کی خیر اس مین ہے کہ وہ یوروپین سپاہ کے قبضہ مین ہو اسلیئے آٹھوین رجمنٹ کا ایک حصہ مخفی رات کے اندر بھیجا گیا۔ اور احتیاطین بھی کی گئین توپین گورون کے ماتحت مناسب مقام پر لگائی گئین۔ لیڈیان اور بچے بھی شاہی بارکون مین مقیم ہوئے یہہ خیال تھا کہ ہندوستانی سوار توپون پر حملہ کرین گے تو پتھرون کے ڈھیر اطراف مین لگا دیئے گئے کہ وہ سوارون کو آگے بڑھنے نہ دین اور انکو حیران اور پریشان کرین اور انگریزون پر گرنے نہ دین۔ سپاہیون سے ہتھیار لینے کا خیال اس سبب سے چھوڑ دیا گیا کہ جالندھر کے ہمسایہ مین بہت سے چھوٹے چھوٹے مقامات ہوشیارپور و کانگڑا و نورپور اور پھلور تھے جنمین صرف ہندوستانی سپاہ تھی وہ اپنے افسرون کے برخلاف انگریز

اور سب جالندھر مین جمع ہو کر اپنے ہتھیار نہ لے لین اور کل ملک مین آگ لگا دین۔

پھلور مین آٹھوین رجمنٹ کے ڈیڑھ سو گورے اور دو گھڑ چڑھی توپین پہنچ گئین اور پنجابی سوارون کا بھی ایک گروہ قلعہ کی دیوارون کے اندر نمودار ہوا اسطرح سے یہہ قلعہ بچ گیا جو آیندہ باغیون کے ساتھ لڑائیون مین بہت کام آیا۔

باب دوم

پشاور اور راول پنڈی اور جان لارنس کی دانشمندانہ تدابیر

پشاور مئی ۱۸۵۷ء

پنجاب مین جتنی سپاہیون کی چھاؤنیان تھین ان سب مین زیادہ خوف پشاور کی چھاؤنی کی طرف سے تھا جو سرحد پر واقع تھی۔ یہان مئی ۱۸۵۷ء مین دو رجمنٹین ملکہ کی مع توپخانہ و سوارون و پیدلون کے تھین غرض کل دو ہزار سے کچھ زائد یورپین سپاہ اس قسم کی تھی اور ہندوستانی سپاہ ان سے چوگنے کے قریب تھی اور ہوا یہ مین وادی پشاور مین نوشہرہ مین ۲۷ وین پیدل گورہ پلٹن تھی جس مین تقریباً ہزار آدمی تھے اور ہوتی مردان مین نامی گائڈس کور پس تھی گورون کی رجمنٹین کو بھی اسپر فوقیت نہین رکھتی تھین۔ غرض وادی پشاور مین دو ہزار پانچ سو یورپین اور دس ہزار ہندوستانی سپاہ تھی جنمین سے ایک دسوین حصہ پر انگریز اعتبار کر سکتے تھے

اندرونی خوف سپاہ کی بغاوت کا تھا مگر بیرونی خوف سرحد کی افغانی قومون آفریدی اور یوسفزئی و مہمند اور اور قومون کا تھا۔ اگر یہہ قومین انگریزون کے ساتھ برسر فساد ہوتین تو اندرونی بیرونی دشمنون کے ملنے سے انگریزون پر وہ بڑی مصیبت واقع ہوتی پھر انگریزی جوانمردی اُسکی برداشت نہ کر سکتی پھر ان سرحدی قومون کے سوا کابلیون کا خوف تھا۔ دوست محمد خان کی دوستی انگریزون کے ساتھ روپیہ سے خریدی گئی تھی دوست محمد خان پشاور کے پھر ہاتھ آنیکے خیال مین لپا رہا تھا اسکو یہہ موقع خوب ہاتھ لگا تھا اگر سرحدی قومین اور افغانستان اسوقت انگریزون سے بگڑ بیٹھتے تو مشکل سے کہا جاتا ہے کہ ہندوستان مین انگریزون کا حال کیا ہوتا۔

اسوقت پشاور مین ہربرٹ اڈورڈس کمشنر اور جان نکلسن ڈپٹی کمشنر تھے یہہ دونو صاحب

پولیٹکل اور ملٹری وسول کے کامون مین جید عصر تھے اور پشاور کے بریگیڈ کے میر لشکر سڈنی کوٹن تھے —

سیہ تینون افسر پشاور مین تھے کہ ۱۲ کو ان پاس میرٹھ کے غدر کی خبر آئی - سر ہربرٹ اڈورڈ کو افغانستان کی پولیسی پر ایسا اعتبار تھا کہ انکو ذرا خوف نہ تھا کہ پشاور انگریزی عملداری سے نکل جائیگا انہون نے سر جان لارنس سے درخواست کی کہ آپ بغیر کسی تاخیر کے حکم بھیجے کہ ایک سپاہ روان تیار کی جائے کہ جہان سرکشی پیدا ہو وہان جاکر اسکا سر کچلے اور نکلسن صاحب اس سپاہ روان کا لشکر آرا ہو —

۱۲ مئی غدر کی خبر کا پشاور میں پہونچنا

کونسل اوف وار (جنگ کی صلاح مشورہ کی کونسل) جنرل ریڈ کی کوٹھی مین منعقد ہوئی اس مین یہہ ممبر موجود تھے - بریگیڈیر اڈورڈ صاحب و چیمبرلین صاحب اور نکلسن صاحب اس مجلس کے جمع ہونے سے آدھ گھنٹے پہلے جان لارنس کا تار اڈورڈس صاحب پاس آیا کہ جس مین انہون نے لکھا تھا کہ مین گشتی سپاہ کے مرتب کرنے کو پسند کرتا ہون اور مطلع کرتا ہون کہ سیالکوٹ میرٹھ مین صبح کو ہندوستانی سپاہ سے ہتھیار لے لیئے گئے ہین - کونسل مین کوئی اختلاف رائے نہ تھا - پشاور کے ملٹری اور پولیٹکل حکام ایسے متفق اپنے ارادون مین تھے کہ یہہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ ایک آدمی ہین - سب کا اس امر پر اتفاق ہوا کہ یہہ وقت جو سر پر آیا ہے اس مین پنجاب کے اندر سول اور ملٹری قوت کا ایک جگہہ مرکز ہونا چاہیئے جنرل ریڈ تمام سپاہ کے میر لشکر ہون اور وہ چیف کمشنر کے ہمراہ رہا کرین تاکہ سول اور ملٹری حکام کی اتفاق رائے سے کام ہوا کرے اس بات کا اصل مطلب سطح کے اوپر نہ تھا بلکہ اسکے نیچے تھا اڈورڈس صاحب اور نکلسن صاحب آپس مین ایک دوسرے کو دیکھہ کر مسکراتے تھے کہ اس دیرینہ سال جنرل کو جو اس وقت کے مناسب حال بالاستقلال کوئی رائے نہین رکھتا تھا کس خوش اسلوبی سے پولیٹکل ہاتھون مین دیدیا - جب ریڈ صاحب کو یہہ معزز منصب ملا تو انہون نے یہہ سمجھکر کہ مجھہ سے زیادہ دانشمند افسر موجود ہین اپنے احکام جاری کرنے چھوڑ دیئے اسوقت بڑا کام دماغون کا تھا جنکو جان لارنس مع اپنے وزیرون اڈورڈ صاحب اور نکلسن صاحب کے کام مین لا رہے تھے اس معاملات مین اعلے ہدایتین کرتے تھے اور ہمیشہ ملٹری حکام سے صلاح مشورہ کر لیتے تھے انکی خوشامد کرکے اور انکو سمجھا بجھا کر اپنی رایون کا مطیع انکو بنا لیتے تھے -

۱۳ مئی پشاور میں جنگی کونسل

تجویز گشتی لشکر

کونسل راولپنڈی ۱۶ مئی ۱۸۵۷

کونسل کا پہلا رزولیوشن اوپر بیان ہوا دوسرا رزولیوشن یہہ تھا کہ معتبر سپاہیون کا ایک گشتی لشکر مرتب و منضبط کیا جائے کہ پنجاب مین جہان کہین فتنہ و فساد و سرکشی و بغاوت برپا ہونے کو ہو وہان وہ دوڑکر فوراً جائے اور فتنہ و فساد کو دور کرے اور اسکا افسر اعلے نہایت لایق و قابل مقرر ہو۔ قلعہ اٹک مین جو سپاہ متعینہ مشتبہ تھی وہ قلعہ سے خارج کردی جائے دریاے اٹک پر گھاٹون پر اترائی کا انتظام پٹھان گارڈ کے سپرد کیا جائے اور معتبر پٹھان اسکا افسر مقرر کیا جائے اور سپاہ کے لیئے یہہ انتظامات اور کیئے جائین کہ ہندوستانی رجمنٹین اس طرح سے مختلف مقامات مین بھیجدی جائین کہ وہ آپس مین ملکر کام نہ کرسکین اور آسانی سے وہ گورون کی سپاہ سے ڈرائی جاسکین اور چیف کمشنر پاس بریگیڈیر چیمبرلین صلاح مشورہ لینے کے واسطے فوراً بھیجا جائے۔ اور جان نکلسن اس گشتی لشکر کا پولٹکل افسر مقرر ہو — سر جان لارنس پاس یہہ درخواستین بھیجی گئین تو انہون نے سب منظور کین الا آخر درخواست چیف کمشنر کے نزدیک پشاور مین نکلسن صاحب کی خدمات کی ضرورت تھی یہان سے اسکے چلے جانے سے سرکاری کامون کا نقصان ہوتا۔

گشتی لشکر کی یادداشت لکھی گئی مگر اس مین یہہ فیصلہ نہین ہوا کہ اسکا اعلے افسر کون مقرر ہو۔ اس امر کے فیصلہ کے لیئے جنرل این سن کمانڈر انچیف کی طرف رجوع کی گئی انہون نے کرنل چیمبرلین کو گشتی لشکر کا اعلے افسر مقرر کیا۔

راولپنڈی مین ۱۶ مئی کو جنرل ریڈ اور بریگیڈیر چیمبرلین چیف کمشنر سے ملے اسی تاریخ کی شام کو کرنیل اڈورڈس صاحب پاس تار آیا کہ وہ راولپنڈی کی کونسل مین شامل ہون۔ وہ اپنا کام نکلسن صاحب کو سپرد کرکے فوراً راولپنڈی کو روانہ ہوئے اسوقت اڈورڈس صاحب ایسے عالی ہمت و والا نہمت ہوگئے کہ انہون نے پنجابی سردارون کے دلون مین اپنا وقار اور اعتبار بٹھادیا تھا۔ اڈورڈس صاحب اور چیف کمشنر صاحب دونو یہہ جانتے تھے کہ ہمارا کام صرف پنجاب ہی کا بچانا نہین ہے بلکہ کل سلطنت ہند کا۔ جان لارنس کو کبھی یہہ خیال نہین ہوا کہ پنجاب میرا صوبہ ہے اسی کا محفوظ رکھنا میرا کام ہے اسکے باہر میری کچھہ جوابدہی نہین ہے وہ سلطنت کی تقویت دینے کے لیئے پنجاب کے ضعیف کرنے کی کچھہ پروا نہین کرتے تھے شاید سلطنت کے بچانے کے لئے وہ پنجاب کو فدا کرتے تھے کونسل مین یہہ فیصلہ ہوا کہ بغاوت کس طرح برپا ہوئی ہو مگر اب اسکی تحویل اس صورت مین ہوگئی ہے

کہ دہلی مین مسلمانون کی سلطنت قائم ہوگئی ہے جس سے اب رزم آرائی ہے - لارنس صاحب کو لاہور اور امرتسر و پشاور کا ایسا خیال نہین تھا جیسا دہلی کا وہ ہمہ تن اسی کی طرف توجہ کرتے تھے وہ یہہ سمجھتے تھے کہ پنجاب سے نیچے معتمد سپاہ نہین بہم ہو سکتی اس لیئے جسقدر سپاہ پنجاب سے دہلی روانہ ہو سکتی ہے وہ روانہ کی جائے دہین سلطنت کے استیلا اور استعلا کی لڑائی ہوگی -

مطلب

اول کمک دہلی کے لیئے نامور گائڈس کور پس روانہ کی گئی جسکو ہنری لارنس نے خاص اسی کے لیئے ہندوستان مین بھرتی کیا تھا کہ جہان لڑائی ہو وہان وہ مقدمۃ الجیش ہو وہ اسوقت ہوتی مردان مین تھے اور اسکے افسر اعلے ڈیلی صاحب تھے - ٥٥ وین ہندوستانی پلٹن نوشہرہ مین تھی اسکو حکم ہوا کہ وہ ہوتی مردان مین جائے اور کورپس گائڈ ہوتی مردان سے سفر کرے اڈورڈس صاحب نے اپنے ایک خانگی خط مین اس سفر کے سبب کو ڈیلی صاحب کو لکھ بھیجا تھا کہ دہلی اور میرٹھ مین سپاہ نے بغاوت کی ہے - یہہ گائڈس کورپس ان مقامات مین جائیگی کہ جہان بغاوت ہوئی ہے یا ہونے کو ہے اسلیئے ناگزیر ہے کہ سپاہ کا کولم ایسا بنایا جائے کہ جس مین سپاہی قابل اعتبار ہون اسکے لیئے گائڈس اور ملکہ معظمہ کی ۲۷ - رجمنٹ تجویز ہوئے ہین کہ بغیر کسی توقف کے دونون ساتھ ملکر روانہ ہون - پس ڈیلی صاحب نے گائڈس کو جمع کیا اور آدھی رات سے پہلے وہ نوشہرہ مین آن پہنچی ابھی انہون نے کچھ آرام نہین لیا تھا کہ کوٹن صاحب کو حکم آیا کہ گائڈس اٹک مین جائے تو پ چھٹتے انہون نے اپنا دوبارہ سفر شروع کیا اور دوپہر سے پہلے منزل مقصود پر جا پہنچے سفر مین دھوپ کی گرمی نے سپاہیون کو ستھا یا تھا مگر انکی ہمت و جرأت لڑائی کے لیئے شگفتہ تھی - ہر گائڈس کے بہادر دلاور میرٹسر نے آج کہا کہ پنجاب ہندوستان کو اپنی لاگت کو جو اسکے لینے مین لگی تھی الٹی ادا یون کر رہا ہے کہ سپاہ ہین الٹی ہندوستان کو بھیج رہا ہے جو اسکی مدد کرنے مین بڑی مستحکم اور مستقل ہین -

ڈیلی صاحب نے قلعہ اٹک پر جب تک قبضہ رکھا کہ کوہاٹ سے سپاہ وہان اسکی حفاظت کے لیئے آئی - ۱۶ تاریخ کو رات کے دو بجے چاندنی مین سفر کیا اور ۲۲ میل سفر کرکے وہ آٹھ بجے درختون کے جھنڈون کے سایہ مین اتری خیمون خیمون کی ضرورت نہ تھی پھر وہ سفر کرکے ۱۷ تاریخ

راولپنڈی مین پہنچی۔
ڈیلی صاحب نے یہہ ایک بے نظیر سفر کیا وہ پہلی جون کو لدھیانہ مین اور ۴ کو انبالہ مین اور ۶ کو
کوکرنال مین پہنچے۔ یہان ڈیلی صاحب مسٹر لی باس صاحب اور سر تھیوفلس مٹکف صاحب سے ملے
جو دہلی سے بھاگ کر یہان آئے تھے۔ انکی یہہ آرزو تھی کہ جن دہات مین سرکش مفسدہ پرداز مقیم
ہین اور وہ آدمی بھرے ہوئے ہین جو فرنگیون کو لوٹنا چاہتے ہین انکو ڈیلی صاحب سزا دین
ڈیلی صاحب کو دہلی کی لو لگ رہی تھی وہ اس کام کو کرنا پسند نہین کرتے تھے کہ چند آدمیون کے
ارتکاب جرم کی سزا کل گاؤن کو دی جائے جس مین بہت سے بیگناہ ہونگے۔ بعد بہت ہی
تکرار اور بحث کے انہون نے بعض دہات کو جلایا جنکے شعلے دور تک کئی میل کے فاصلہ پر نظر آتے
تھے مگر ڈیلی صاحب نے عیسائی مذہب کا رحم عورتون اور بچون پر کیا کہ انکو مع اسباب کے جو وہ
لیجا سکتے تھے جانے دیا۔ مگر اس التوا کا یہہ نتیجہ ہوا کہ وہ بادلی کی سرائے کی لڑائی مین شریک
نہو سکے وہ ۹۔ جون کو دہلی مین میدان جنگ کی سپاہ سے جا کر ملی اسوقت برٹش کیمپ مین دو
گورکھون رجمنٹین تھین جنکے افسر ریڈ صاحب تھے اور پنجاب گائڈس کور تھے جنکے افسر ڈیلی صاحب
تھے۔ گائڈس کورپس بڑی بہادری سے باغیون سے لڑے۔

باب سوم

پنجاب کی سرگذشتین

سی مین سر جان لارنس کی پولیسی

جبکہ ڈیلی کی گائڈس کورپس اپنا بڑا شاندار سفر کر رہے تھے اور پنجاب اپنی قوت مجتمع
کے اول پھلون سے دہلی کی انگریزی سپاہ کو متمتع کر رہا تھا تو سرحدی صوبے مین جان لارنس
اپنے مصاحبون کے مشورون سے شاہانہ کام کر رہے تھے۔ چیف کمشنر اپنے شہیرون اڈورڈ
اور چیمبرلین سے مشورہ لیکر وہ پولیسی اختیار کر رہے تھے کہ جس سے پنجاب محفوظ و مامون رہے
جب ان پاس دارالسلطنت کی سرگذشتون اور سپاہیان میرٹھ مین ہندوستانی رجمنٹون سے
ہتھیار لینے کی خبر پہنچی تو وہ چونک پڑے انکے نزدیک یہہ امر مشتبہ تھا کہ یہہ کام دانائی کے ساتھ

کیا گیا ہے کو جان لارنس مین خلقی اور کسبی بڑی قوت اور ثابت قدمی و مستعدی تھی مگر حزم و احتیاط بھی انہین اسقدر تھا کہ وہ اشتعال طبع سے کوئی کام نہین کرتے تھے ہمیشہ بہت سوچ بچار کے سب پہلوؤن کو دیکھ بھال کر کے کام کرتے تھے۔ ابتدا مین انہون نے یہہ خیال کیا کہ سرکار کی طرف سپاہیون کے برخلاف اس حرکت کا کرنا ایسی حالت مین بے اعتبار ی کرنا ہے اور جلدی سے ان کے ساتھ لڑائی کا اشتہار دینا ہے انہون نے اس صوبہ مین ہوشیاری کی کوئی علامت ابتک نہین دکھائی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس کام کے صحیح و صواب ہونے مین معقول شبہ ہوسکتا ہے مگر انکو جلد بہت یقین ہوگیا کہ اسوقت مین جو کام کیا گیا ہے وہ بالکل بجا و صحیح درست دانشمندانہ ہے اس باب مین وہ ایک خانگی خط اڈورڈس صاحب کو لکھتے ہین کہ معاملات کی صورت حال مین بڑی کمبختی یہہ ہے کہ ہم اپنی محافظت کے لیئے جو قدم اٹھاتے ہین وہ آئینی سپاہ کے لیئے ایک صدمہ ہوتا ہے - اب ہم کو اپنی طرف سے آگے قدم جبتک بڑھانا چاہیئے کہ انکو یہہ طرف کرین یا غارت کرین وہ بغاوت کرینگین اور اپنے افسرون کو قتل کرینگے چیف کمشنر کی یہہ پولیسی تھی کہ سکھون اور افغانون کی سپاہین نئی بھرتی کی جائین اسلیئے کہ یہہ دونو قومین کچھ ہمدردی پوربی سپاہ سے نہین رکھتین بلکہ یہہ چاہتی ہین کہ جیسا انہون نے ہم کو شکستین دے کر ذلیل کیا ہے ایسا ہی ہم انکو ہزیمتین دیکر ذلیل کرین اور جیسے انگریزون کے سبب سے پوربیون کو سربلندی حاصل ہوئی ہے ایسی ہم کو بھی ارجمندی انکی بدولت حاصل ہو - یہہ پولیسی تمام پولیٹکل افسرون کو پسند تھی ہر ضلع مین اس قسم کی سپاہ کی بھرتی شروع ہوئی - پولس قوی کیا گیا اسکو بہت کام سپرد ہوئے دریاؤن کے گھاٹون کی حفاظت کی گئی کہ وہ ان جاسوسون کو نہ عبور کرنے دین جو فقیرانہ بھیس بنا کے بغاوت کو پھیلانے کے لیئے پھرتے ہین انکے واسطے راستون کے بند کرنیکا خوب انتظام کیا گیا - گورنمنٹ کے خزانون کے بچانے کے لیئے کوشش کی گئی اور اس مین کامیابی ہوئی اگر وہ باغی سپاہ کو ہاتھ لگجاتے تو انکو بڑی تقویت ہوجاتی - جہان بیرونی مقامات مین خزانے ہندوستانی سپاہیون کے پہرون مین تھے وہان سے وہ یوروپین پہرون مین پہنچا دیئے گئے ایسے وقت مین ایک حکم جاری کیا گیا جسکا انجام رحم پر ہوا اگر اس ضرورت کے وقت مین وہ بڑا وحشت ناک تھا کہ تمام آدمیون کو جنہون نے سرکار کے برخلاف سر اٹھایا ہے ایسی سخت سزا

دی جائے کہ لوگوں کے دل میں خوف و دہشت پیدا ہو۔ رحم کی جگہہ نہیں ہے عوام کی سلامتی کا بڑا خیال ہے معمولی قوانین بالائے طاق رکھے گئے ۔ سول کے افسروں کو تمام مجرموں کو سزا دینے کا اختیار دیا گیا اور ضرورت کی صورت میں انکو پھانسی دینے کا بھی اختیار تھا بہت سے ہندوستانی جو سپاہی پیشہ نہیں تھے وہ گورنمنٹ کے خلاف سازشیں کرتے تھے وہ پنجاب سے نکال دیئے گئے انہیں بہت سے ہندوستانی پولیس میں اور سررشتوں میں ملازم تھے وہ موقوف کئے گئے ۔ چھاؤنی میں بہت سے ذلیل ہندوستانی نوکروں کا ہجوم تھا انہیں سے بھی بہت موقوف کر دیئے گئے ۔ غرض اندرونی سلامتی اور محافظت کے انتظامات کی طرف جان لارنس نے خوب توجہ کی ۔

واقعات پشاور

راولپنڈی سے ۲۱۔ مئی کو اڈورڈس صاحب پشاور میں آئے یہاں کوٹن صاحب اور نکلسن صاحب پاس کوئی مژدہ ان کے سنانے کے لیئے نہیں تھا۔ اس مقام میں سپاہ میں بغاوت کے آثار صریح ظاہر تھے ۔ کوٹن صاحب نے ہندوستانی سپاہ کو ایسا جا بجا متفرق و منقسم کر دیا تھا کہ وہ مجتمع ہو کر فساد نہیں اٹھا سکتی تھی ۔ اور انکے ہمسایہ میں گوروں کی سپاہ کو رکھا تھا کہ اگر وہ فساد پر آمادہ ہوں تو انکا تدارک کر دیں ۔ سپاہیوں کے جو خطوط پکڑے گئے انسے معلوم ہوا کہ ساری سپاہ باغی ہو گئی ہے ۔ ۵۵ ویں پلٹن کا ایک حصہ جو نوشہرہ کو بھیجا گیا تھا اسنے بغاوت کی اور میگزین کو لوٹا پشاور سے ۲۷ ویں پیدل رجمنٹ اور کورپس گائڈس کے چلے جانے سے پشاور میں سپاہ کا زور کم ہو گیا تھا اور سپاہ کی بے مہری و بددلی بڑھتی جاتی تھی اور یہہ دیکھہ کر سرحد کی بڑی بڑی قوموں کا بھی ایسا رنگ بدلتا جاتا تھا جسسے ڈر لگتا تھا نکلسن صاحب ان سرحدی قوموں کو سپاہ میں بھرتی کرتے تھے تو بہت کم آدمی اس میں رغبت سے بھرتی ہوتے ۔ ابھی سنہ ۱۸۴۱ و ۱۸۴۲ء میں جو افغانستان میں انگریزوں کی تباہی ہوئی تھی انکو یہ قومیں بھولی نہیں تھیں نکلسن صاحب کوئی ترغیب انکو ایسی نہیں دے سکتے تھے کہ وہ ان کے ساتھ شریک حال ہو جائیں ۔ اس لیئے ضرور تھا کہ کوئی ایسی جید تدبیر جلد کی جائے کہ جس سے یہہ مخمصہ دور ہو جائے کہ سرحد پر عام فتنہ انگیزی ہو گی ۔

جب ۲۱۔ مئی کو نوشہرہ کی رجمنٹ کی بغاوت کی خبر اڈورڈس صاحب پاس آئی وہ نکلسن صاحب کو

ساتھ لیکر آدھی رات کو بریگیڈیر سدنی کوٹن کی کوٹھی پر گئے اور انکو جگا کر اپنا خیال سپاہ سے ہتھیار
لے لینے کا ظاہر کیا انہون نے انکے ساتھ بالکل اتفاق کیا کہ ہتھیارون کا لے لینا ایک ضروری
کام ہے انہون نے تمام ہندوستانی پلٹنون کے افسرون کو صبح کو بلایا۔ جب یہہ سب افسر
جمع ہوگئے تو بریگیڈیر صاحب نے بیان کیا کہ سپاہ بغاوت کرنے کے لیئے تیار بیٹھی ہے اسلیئے
اس سے ہتھیار لے لینے چاہئیں۔ اگرچہ مجھے اس کام کرنے کا بڑا افسوس ہے مگر مجبوری ہے
افسرون نے اپنی راے اسکے خلاف بیان کی انہون نے کہا کہ گو بعض جگہہ ان پلٹنون نے
بغاوت کی ہے مگر ہمکو اپنی رجمنٹون کے بالکل خیرخواہ ہونے پر اعتبار ہے اور کوئی وجہ ان پر بے
اعتباری کی نہین ہے اسلیئے ہم انکے ہتھیار لے لینے کے حکم کو نہین مانین گے۔ بریگیڈیر صاحب
سمجھتے تھے کہ یہہ افسر اپنے سپاہیون کے ساتھ مدتون تک رہے ہین اور انسے مروت رکھتے ہین
انکا یہہ کہنا بمقتضاے طبع بشری ہے مگر وہ یہہ جانتے تھے کہ سب سپاہ مین بغاوت پھیل گئی
ہے اسکے ساتھ مصالحت کا معاملہ کرنا بری ہی نہین ہے بلکہ بے فائدہ ہے۔

۷ بجے صبح کو پریڈ ہوئی اس مین بڑی دانشمندی سے کام کیا گیا ہے ایسی خوش اسلوبی سے
یوروپین سپاہ کھڑی کی گئی کہ انسے مقابلہ کرنا سپاہیون کو بیفائدہ معلوم ہوا اور چار آئینی
ہندوستانی رجمنٹ کو حکم ہوا کہ ہتھیار رکھ دین ۱۲ وین ہندوستانی پیدل رجمنٹ اس
بےعزتی سے اس سبب بچا رکھی گئی کہ اسنے کوئی بغاوت کی علامت نہین دکھائی تھی اس کے افسر بڑے
اچھے تھے اور کچھ اس وجہ سے کہ ہندوستانی پیدل سپاہ کے بغیر ملیٹری خدمات کی بجا آوری نہایت
دشوار تھی۔ دو غیر آئینی سوارون کی رجمنٹون سے بھی ہتھیار نہین لیئے گئے۔ یہہ امید تھی کہ ہندوستانی
افسر اور سوار اپنے گھوڑے اور ہتھیار اپنی ملکیت سے رکھتے ہین وہ یہہ اپنا نقصان بغاوت شریک ہوکر
نہین اٹھائین گے اور انپر برٹش افسرون کا اثر بھی ایسا ہے کہ وہ انکو گمراہ نہین ہونے دیگا انکی
وفاداری کی امید بے اصل نہ تھی مئی ۱۸۵۷ع مین اٹھارہ رجمنٹین غیر آئینی سوارون کی تھین انمین سے
آٹھ جو غدر مین باغی نہین ہوئین تھین اب تک بنگال کی سپاہ مین موجود ہین اور اور دس آئینی سوارون کی
رجمنٹون مین ایک باقی نہین ہے اور پیدلون کی ۷۴ رجمنٹون مین صرف گیارہ رجمنٹین باقی رہین پشاور
مین جو سپاہ سے ہتھیار لیے گئے اسکا نتیجہ اثر جو ہوا وہ اڈورڈس صاحب کی اس تحریر سے معلوم

ہوتا ہے جب ہم سپاہ سے ہتھیار لینے کے لیئے سوار ہوئے ہین تو چند ہی سوار اور دولت مند
زمیندار ہمارے ہمراہ ہوئے اور مین انکے چہرون کو دیکھکر سمجھتا تھا کہ وہ یہہ دیکھنے آئے تھے کہ کیا ہوتا ہی
اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے جب ہم ہتھیار لیکر اُلٹے چلے تو سردار اور زمیندار ہمارے گرد گرمیون کی
مکھیون کی طرح چمٹتے تھے پھر سپاہ کی بھرتی خوب ہونے لگی۔

۵۱ وین رجمنٹ ان چار رجمنٹون مین تھی جنکے ہتھیار لیئے گئے تھے اسکے ایک صوبہ دار نے چند روز
پہلے ۶۴ وین رجمنٹ کے سپاہیون کو لکھا تھا جو مختلف مقامات مین منقسم ہوکر متعین ہوئی تھی کہ وہ
۲۲ مئی کو پشاور مین آجائین یہہ تاریخ باغی ہونے کی ٹھیری ہے۔ خط دوڑایا گیا کہ جس طرح
ہوسکے ۲۱ کو یہان آجاؤ کھانا وہان کھاؤ تو پانی یہان پیو بات کو سمجھ جاؤ۔ ہتھیارون کے لینے
مین جو جلدی ہوئی تو صوبہ دار میجر کے منصوبے کی چھوٹی سی بازی بگڑ گئی وہ ۲۲ تاریخ کی رات کو
دوسو پچاس (۲۵۰) سپاہیون کو ساتھ لیکر بھاگ گیا مگر وہ اپنی امید مین دوبارہ پھر مایوس ہوا۔ اسکی
دوسو پچاس بندوقین آفریدیون کو مبارک ہوئین دوسو پچاس سپاہی بن ہتھیارون کے کوئی بڑی
چیز نہ تھے۔ پہاڑون مین جو قومین انگریزون کے ہمسایہ مین رہتی تھین انہون نے دیکھ لیا
تھا کہ انگریزی راج کی حالت ایسی تباہ نہ تھی جیسے پہلے وہ خیال کرتی تھین انہون نے اپنی عمدہ
پولیسی خیال کی کہ انگریزون کے طرفدار ہون انہون نے ان مفرورون کو ضلع کی پولیس کی
امداد سے گرفتار کرلیا اور حکام ضلع کے حوالہ کیا انکا کورٹ مارشل ہوا اور صوبہ دار میجر کو ساری
سپاہ کے روبرو پھانسی دی گئی۔

سپاہ کے ہتھیار لے لینے کے بعد پشاور مین خبر آئی کہ ۵۵ وین ہندوستانی رجمنٹ نے مردان
مین بغاوت کی اور دسوین غیر آئینی سوارون کی رجمنٹ نے جو نوشہرہ اور مردان مین منقسم تھی
اپنی سرکار سے بغاوت کی لشکر انتظام کے لیئے بھیجا گیا اور نکلسن صاحب پولیٹکل افسر اسکے
ساتھ گئے۔ ۲۵ مئی کو انگریزی سپاہ کی صورت دیکھتے ہی باغی قلعہ چھوڑ کر بھاگ گئے اور سوات کی
پہاڑون مین چلے گئے۔ نکلسن صاحب انکے تعاقب مین پلس کے سپاہیون اور نئی سپاہ کو
لیکر گئے اور رات کے ہونے سے پہلے ایک سو بیس مفرورین کو مار ڈالا اور اسقدر زیادہ کو قید کیا
جو باقی رہے انکو کوہستانی قومون نے اپنے پہاڑون مین آنے کو ناخواندہ مہمان جانا اور گرفتار کر

وہ آوارہ گرد جبتک رہے کہ مارے گئے یا اپنی موت سے مرے نکلسن صاحب نے ۵۵ پلٹن
کے قیدیون کی نسبت اڈورڈس صاحب کو لکھا کہ اس رجمنٹ کے تمام افسر یہہ کہتے ہین کہ سکھہ آخر تک
ہمارے ساتھہ رہے اسلیئے مین انصاف مین رحم کو ملاتا ہون اور تمام سکھون کو اور نوجوان رنگروٹون
کو رہائی دیتا ہون اور باقی سب کو توپ کے منہہ اڑاتا ہون ان لڑکون کو جو ہنوز اپنے ایام طفلی سے
نہین نکلے اور اصلی خیر خواہون کو جو باغیون مین شریک نہین ہوئے رہائی دیتا ہون رجمنٹ نمبر ۵۵
کی بابت اڈورڈس صاحب نے یکم جون کو لارنس صاحب کو اپنی چٹھی مین لکھا کہ میری تجویز ہے کہ
کل لشکر کے روبرو ایک سو بیس آدمیون کو جو قید ہوئے ہین توپ کے منہہ سے اڑا دون جسے
دیکھہ کر لوگ نہایت خائف ہو جائینگے ہندوستانی فوج کو خوف دلانا بڑا ضروری کام ہے
کیونکہ اسنے ہمارے ڈرانے مین احتراز نہین کیا۔ اسکا جواب لوایسی ڈاک چیف کمشنر نے جنسے کوئی
رائے نہین طلب کی گئی تھی نہ انکو اس سزا مین دست اندازی کا اختیار تھا یہہ لکھا کہ ۵۵ وین
رجمنٹ کے سپاہی اسوقت گرفتار کیئے گئے ہین جبوقت وہ ہم سے لڑتے تھے پس وہ ذرا سے
رحم کے بھی مستحق نہین ہین مین غور و خوض کرنے کے بعد یہہ نہین چاہتا کہ وہ سب ہلاک کیئے
جائین مین نہین خیال کرتا کہ ہمارا یہہ قتل خدا کی نگاہ مین عدل و انصاف ہوگا۔ ہلاک کرنے کے لیئے
ایک سو بیس آدمی کی تعداد بہت بڑی ہے ہمارا مقصد تو سزا دینے سے یہ ہے کہ اورونکو عبرت
و دہشت ہو یہہ مطلب مین سمجھتا ہون کہ تہائی چوتھائی حصہ کے ہلاک کرنے سے اچھی طرح حاصل
ہو جائیگا مین بدمعاشون اور مفسدہ پردازون و نمک حرامون اور ان آدمیون کو جنہون نے لڑائی
مین اپنے افسرون کے ساتھہ بے ادبی و گستاخی ۲۶ مئی سے چند روز پہلے یا اس قسم کی اور باتین
کین ہون انتخاب کرتا ہون اگر اسطرح انتخاب سے تعداد مطلوبہ پوری نہ ہوگی تو مین انپر پرانے سپاہیون
کی تعداد اور زیادہ کرونگا ان سب کو گولی ماری جائے یا توپ سے اڑا دیئے جائین جیسا زیادہ
مناسب ہو۔ باقی ماندہ قیدیون مین تقسیم بعض کو دس برس کی بعض کو سات برس کی بعض کو پانچ برس
کی بعض کو تین برس کی قید کی جائے مین خیال کرتا ہون کہ اس طرح بخوبی تنبیہہ ہو جائیگی اور اس طرح
سزا دینے مین امتیاز کرنے سے بھلائی ہوگی کوئی برائی نہین ہوگی کہ سپاہی دیکھہ لینگے کہ ہم جرم سے
باز رکھنے کے لیئے سزا دیتے ہین اپنا انتقام لینے کے لیئے نہین۔ سزایابون کے ساتھہ عوام بھی

ہمدردی نہین کرینگے ورنہ لوگون کو یقین ہوگا کہ جان پر کھیل جائیگی وہ آخر دم تک جم کر لڑین گے۔

۴- جون ۱۰ وین پلٹن کا سزا پانا

اب درشتی کے ساتھ انتقام لینے کا وقت آیا ۳- جون کو ۵۱ وین پلٹن کے ۱۲ مفرورین کو پھانسی دیگیئی۔ دسوین کو اور سپاہیون کے گلے مین پھانسی کا پھندا پڑا۔ ہوتی مردان کے ایک سو بیس مفرورین کے لئے توپون سے اڑانے کا حکم ہوا لیکن چیف کمشنر نے اس سزا مین یہہ تخفیف کی کہ انہین سے صرف تیس چالیس سپاہی توپون سے اڑائے جائین وہ پریڈ پر کل سپاہ کے سامنے مشکین بندھے ہوئے آئے اور توپون سے اڑائے گئے ہزارون تماشائی جمع تھے کسی آدمی نے انکی حمایت کے لیئے ہاتھ نہین اٹھایا۔ اس نامعقول حرکت سے بڑا نیک نتیجہ یہہ ہوا کہ تماشائیون مین جو عاقل تھے وہ اپنے گھر کو جب واپس گئے تو رستہ مین آپس مین کہتے تھے کہ انگریزون کو فتح اس سبب سے حاصل ہوئی ہے کہ وہ خوف نہین کرتے ۲۲- مئی کو جو سپاہ کے ہتھیار لینے سے اور دسوین جون کو اسطرح سزا دینے سے انگریزون کی قوت کا بڑا خیال لوگون کے دلون مین پیدا ہو گیا اور اسکے سبب سے بہت سی جانین بچ گئین یہہ اعتبار امین جو سزا دی گئی اسکی سختی و درشتی کے دیکھنے سے ہر قسم کے آدمیون کی جانین بچ گئین اسطرح سے پریڈ پر جو پلٹنون سے انگریزون نے ہتھیار رکھوا لیئے تو اس سرحد کی قومون کو یقین ہوا کہ انہین بڑی قوت و ہمت و شجاعت ہے۔ بس وہ قومین انگریزون کے ساتھ گرویدہ ہو گئین اور ہر ایک آدمی جسکے پاس توڑے دار بندوق یا تلوار یا گھوڑا تھا وہ پشاور مین انگریزی افسرون کے پاس سپاہ مین بھرتی ہونے کے لیئے آموجود ہوا۔ جب جون کا مہینہ ختم ہونے کو ہوا اور دہلی فتح نہ ہوئی تو انگریزون کو یہہ خوف پیدا ہوا کہ سرحد کہین جہاد کے لیئے قومین نہ کھڑے ہوجائین جنسے کہ پشاور کا بچنا محال ہوجائے۔ اگر پشاور مین انگریزون کی حالت زبون ہوجاتی تو وہ بالکل مغلوب ہوجاتے مگر مسلمانون کو روپیہ کی محبت ایسی غالب ہوئی کہ انہون نے جہاد کو سلام کیا۔

۵۵ رجمنٹ کے مفرورون کا حال

۵۵ رجمنٹ کے مفرور سپاہیون کا حال توپ کے منہ سے اڑنے والون سے بھی زیادہ زبون ہوا مصیبتین اٹھائی اور آفتین جھیلنی پڑین جس ملک مین وہ بھاگ کر گئے وہان آخوند سوات اور بادشاہ کی لڑائی ہورہی تھی۔ وہ بدنصیبی سے بادشاہ کے پاس گئے جس

جسکے پاس تنخواہ دینے کے لئے پیسا نہ تھا تو انکو معلوم ہوا کہ ہم نے بڑی غلطی کی پھر مہاراجہ کشمیر
کی طرف انہون نے رخ کیا کہ اب ایک رجپوت مہاراج کی ملازمت کرین گے مسلمانون نے
تو انکو نکال دیا یہہ سمجھکر بہاگے تھے کہ گورنمنٹ انکو عیسائی بنانا چاہتی ہے اب وہ مسلمانون
مین گئے جو انکو مسلمان بنانا چاہتے تھے یہان چکنے کارتوسون کے خوف سے بہاگے تھے
وہان ختنہ ہونے کا اور زنار اترنے کا خوف لگا۔ انکی مصیبت کی کوئی انتہا باقی نہیں رہی تھی
بھوکے ننگے پاؤن مین چھالے پڑے ہوئے ہزارہ کی سرحد پر سرگردان تھے یہہ چکنے چپڑے
برہمن مسلمان ہوتے تھے اور مسجدون مین جھاڑو دیتے تھے اور غلامون کی طرح بیچے جاتے
تھے افواہ تھی کہ ایک بڑا موٹا تازہ صوبہ دار چارا نے کو بکا ایک صوبہ دار نے خودکشی کرکے
اورون کو بتایا کہ یون خودکشی کرکے مصیبتون سے بآسانی چھوٹ جاؤ۔ اسطرح مرنا سسک
سسک کر بھوکے مرنے سے اچھا ہے۔ انگریزی سپاہیوں کے کوہستانی دوست ہوگئے میجر
صاحب نے اپنی سپاہ اور ان دوستون کی امداد سے باغیوں کو مارا یا گرفتار کیا جنکو پھر پھانسی
اور گولیون نے دنیا سے رخصت کیا۔ قیدی جو پکڑے آئے تھے وہ اسی جگہہ جہان بغاوت
کی تھی پھانسی دیئے جاتے تھے یا توپ سے اڑائے جاتے تھے۔ ہزارہ کے ملک مین دوسو
سپاہیوں کو پھانسی ہوئی وہ وحشی جانورون کی طرح شکار کیئے جاتے تھے تاکہ سرحد پر انگریزی
صولت اور سطوت و شوکت کا یقین سرحدی قومون مین ہو۔ ۵۵ رجمنٹ کی خستہ حالی نے
اور باغی رجمنٹوں کو بتلایا کہ انگریزی عملداری سے باہر کہیں جان کی سلامتی نہیں۔

اب سرحد پر بڑے منحوس آثار نمودار ہورہے تھے ۵۵ وین رجمنٹ کے مفرورین پر بڑے
دھاوے کرنے کے بعد بھی نکلسن صاحب کے آگے میدان جنگ موجود تھا انہون نے اڈورڈس
صاحب کو لکھا کہ سرحد کے سرخیل سرگزشتون کے اجرا کو بڑے شوق سے دیکھ رہے ہیں اور
ہندوستانی سپاہیون کی بغاوت کے لیئے ہمت بڑھا رہے ہیں اور انکے ساتھ قول قرار کررہے
ہین۔ ایک بڑا مشہور واجب القتل سرغنہ ارجن خان یقینی ہماری سپاہ سے سازشین کررہا ہے
ابازئی ایک قلعہ دریاے سوات کے کنارہ پر ہے نکلسن صاحب کا ارادہ تھا کہ اسپر چھاپا مارین
لیکن اس ٹھکانہ پر پنجہ مارنا آسان نہ تھا۔ مردان سے ۲۶۔ مئی کو نکلسن صاحب نے لکھا کہ

[illegible]

ارجن خان نگر مین آیا ہے اور یقینی اسنے ہماری سپاہ کو اغوا کیا ہے اس مین شبہ نہیں کہ کچھ دن ہوئے کہ بلانے جاسوس نبکر کوہستان سے آئے تھے اور وہ ۵۵ وین رجمنٹ کے سپاہیون اور اپنے ملک کے درمیان اپنے فرقون کے پاس آتے جاتے تھے پھر چار روز بعد ۳۰ مئی کو انہون نے عمر زئی سے لکھا کہ ہم اباز ئی کو جاتے ہیں میں آج شام کو بتلاؤنگا کہ میں نے ۶۴ وین رجمنٹ سے ہتھیار لینے کا ارادہ کیا ہے میں چاہتا ہون کہ اس رجمنٹ کو اور دسوین غیر آئینی رسالہ سے فقط ہتھیار ہی نہیں لون بلکہ انکو برطرف بھی کرون اس مین ذرا شبہ نہیں کہ یہہ دونو رجمنٹین آخوند سوات سے خط و کتابت رکھتی ہین اگر میرا یہہ ارادہ مصمم ہوا تو بغیر اس کے کہ پشاور سے سپاہ کی مدد طلب کرون اپنے آپ کام پورا کرلونگا۔ مین یقین کرتا ہون کہ ہم نے ۵۵ وین رجمنٹ مین الیناد گی بہت جلد کام کیونکہ نہیں ایک دن نہیں کی یہہ پلٹن اور ۶۴ وین رجمنٹ دونو کا ارادہ تھا کہ آخوند سوات پاس چلے جائین۔ جب میری سپاہ جاتی تھی تو ایک آدمی نے اسپر یہہ طعن کیا کہ وہ جہاد کو چھوڑکر کافرون کے ساتھ ہوگئی ہے مین اسکو پھانسی دونگا۔

آیندہ دن مین نکلسن صاحب نے اباز ئی سے لکھا کہ مین یہان پہنچا کل سب طرح خیر و عافیت تھی ۶۴ وین رجمنٹ بہت شریر معلوم ہوتی ہے مگر بالکل نچلی بیٹھی ہے وہ بغاوت کی باتین دونو علزئی (قلات علزئی کی رجمنٹ) اور ملک کی رعایا سے تیار ہی ہے علزئیون نے تو اپنے ملنا چھوڑدیا ہے رعایا بلوہ کی امید کررہی ہے جسکے سبب وہ زر مالگزاری کے ادا کرنے سے بچ جائین جو کچھ مین نے دیکھا اسکو سمجھا ہون کہ ایک ہی دفعہ مین اپنا کام کرون۔ بس انہون نے شب قدر اور مچنی مین سپاہ بھیجکر شب قدر و مچنی اور اباز ئی مین ۶۴ وین رجمنٹ سے ہتھیار رکھوا لیئے اور اسکے واسطے بغیر کسی وقت اٹھانے کے نکال لیئے اور دسوین رسالہ کا تباہ کرنا کسی اور وقت پر موقوف رکھا گیا نکلسن صاحب کے نزدیک اس رسالہ کے برخلاف کوئی کام کرنا جب تک پنجاب مین دہلی کے فتح ہونے کا مژدہ نہ آئے نامناسب تھا۔

حالات جالندھر

جالندھر مین جو ہندوستانی رجمنٹین تھین انسے مئی مین برگیڈیر جان سٹون نے ہتھیار نہین لیئے تھے بجز اڈورڈس لیک جو یہان کمشنر تھے وہ دورہ پر گئے ہوئے تھے۔ مگر مہینے کے ختم ہونے سے پہلے وہ اپنے صدر مقام مین آگئے انہون نے دیکھا کہ سپاہ کی تیور بگڑی ہوئی ہین اور وہ بغاوت کرنے کے لیئے

موقع اور وقت کی منتظر رہے انہون نے اس سے ہتھیار لینے کا مشورہ دیا۔ کوٹن صاحب اسوقت
جالندھر مین نہ تھے سپاہ کے افسرون نے اپنی عادت کے موافق سر ہلایا برگیڈیر صاحب ادھر اُدھر پڑ پھرا
وہ ہتھیار لینے پر چپکے ہو گئے۔ ۷-جون کو دو ہندوستانی پیدلون کی رجمنٹون نے اور ایک سوارون
کی رجمنٹ نے دنگہ مچایا اور رسلہ کی رجمنٹ کے کرنیل کے بنگلہ مین آگ لگائی۔ آدھی رات کو فساد
اُٹھا پایا۔ جو دیکہ گورہ سپاہ انکے سر پر تھی معلوم ہوتا ہے کہ سپاہ نے آپس مین یہہ قرار دیا تھا
کہ روز سعین پر وہ بغاوت اختیار کرکے دہلی روانہ ہوگی۔ کل سپاہی یہہ نہین چاہتے تھے کہ اپنے افسرونکا
خون کرین مگر اس افراتفری مین بعض افسر مارے گئے کوٹھیون مین آگ لگائی گئی مگر بہت سی
مثالین سپاہیون کی خیر خواہی اور جان نثاری کی بھی ہین کہ وہ اپنے افسرون کی جان بچانے
کے لیئے آئے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سپاہ مین آدھی بد دلی تھی کوئی افسرون کے کاٹنے کے
لیئے تیار ہوتا تھا کوئی انکی جان بچانے کے لیئے جان نثار کرتا تھا۔

جالندھر کے برگیڈیر کا یہہ ارادہ تھا کہ پھلور مین جو سپاہ بہت دنون سے مذبذب ہو رہی ہے
اسکو ساتھہ لیکر دہلی کو سفر کرین۔ اس سپاہ کا پھلور مین پہنچ جانا جنگ کی بڑی ذلتون مین سے
ہے باغیون نے اپنا کام کرکے چھاونیون سے ایک بجے سفر کیا چھہ گھنٹے کے بعد حکم دیا گیا کہ سپاہ
انکا تعاقب کرے۔ برگیڈیر جان سٹون کو گورون کی سپاہ کا اسقدر خیال تھا کہ جب سورج نکلا
ہے تو اسنے انکو حرکت کرنے کا حکم دیا اور جب تک انتظار کرتا تھا کہ کمسریٹ تیار ہو وہ انتظار ہی کرتا
رہا کہ دشمن بچکر بھاگ گیا۔ تعاقب کرنے والے اسکے پیچھے گئے اور پھر الٹے آئے کبھی انہون نے
دشمن کو نہ دیکھا۔

جب سر ویلیم رسل صاحب لدھیانہ مین ریکیٹس صاحب ڈپٹی کمشنر کے مہمان ہوئے تو انہون نے
جالندھر کی سپاہ کی بغاوت کا بیان یہہ کیا ہے جو انہون نے اپنی تاریخ جہل وبکسالہ مین بیان
کیا ہے کہ جالندھر کے باغیون نے اول ارادہ پھلور جانے کا کیا یہان ایک چھوٹی سی چھاونی
ہے اور اس مین خاصہ میگزین ہے اور ستلج پار جانے کے لیئے پہلے پل ہے اس مین سپاہ
متعینہ تیسری ہندوستانی پیدل سپاہ تھی وہی میگزین کی محافظ تھی تیسری رجمنٹ کے سپاہی
جو پہلے بیٹھے تھے انہون نے دریا کے پار توپخانہ کے لے جانے مین بڑی کوشش کی تھی اور خزانہ کے

محافظ رہے تھے یہہ حالت اسکی ۸ جون تک رہی جب اس پاس جالندھر کی باغی سپاہ آئی تو وہ بگڑ گئی انہون نے اپنے افسرون کو آگاہ کیا کہ ہم آپ کی جان ومال کے خواہان نہین ہین لیکن اب ہمنے ارادہ مصمم کرلیا ہے کہ سرکار کی نوکری آیندہ نہین کرینگے۔ بارہ انگریزی افسر تھے وہ تین ہزار سپاہ سے مقابلہ نہین کرسکتے تھے وہ بڑھ بھی نہین سکتے اسلیئے ایسی بیکسی کی حالت مین قلعہ کے اندر چلے گئے ریکٹس صاحب پاس اسوقت انکا اسسٹنٹ تھورن ٹن بھی (جو پیچھے سی ایس آئی اور سکرٹری گورنمنٹ انڈیا کے فورین ڈیپارٹمنٹ کے ہوئے) تھے وہ پھلور مین خزانہ مین روپیہ جمع کرانے گئے تھے یہہ افسر لدھیانہ کو الٹا گھوڑا دوڑاتا آیا کہ دفعۃً اسکو آگاہی ہوئی کہ کیا حادثات وقوع مین آئے اور یہہ مقام کیسا معرض خطر مین آرہا ہے اگر انکو اپنی سلامتی کا خیال ہوتا تو وہ یہہ مراجعت کرکے قلعہ مین پناہ گزین ہوتے اسکی بچانے وہ گھوڑے پر سوار دوڑے ہوئے باغیون کے قریب کشتیون کے پل کے پاس گئے اور نہایت تعریف کے قابل کام یہہ کیا کہ کشتیون کے پل کو کاٹ ڈالا اور پھر جلدی آنکر ریکٹس صاحب کو مطلع کیا کہ کیا واقعہ وقوع مین آیا کہ باغی عنقریب دریا سے عبور کرنے کو ہین۔ خوش نصیبی سے چوتھی سکھ رجمنٹ ایبٹ آباد سے صبح ہی لدھیانہ مین آگئی اور ریکٹس صاحب کو امید تھی کہ اسکی مدد سے وہ باغی سپاہیون کو جب تک روکے رکھے گا کہ برٹش سپاہ کی کمک باغیون کے تعاقب مین جالندھر سے آجائیگی۔

لدھیانہ مین سپاہ متعینہ ہندوستانی تیسری پیدل رجمنٹ کی کچھ کمپنیان تھین جو قلعہ کی محافظ تھین جسمین بارود کا بڑا خزانہ تھا۔ اس سپاہ کے کمانیر لفٹنٹ یورک صاحب تھے جنکو سپاہی انکے محاسن اخلاق کے سبب سے عزیز رکھتے تھے۔ سپاہیون نے انسے کہدیا کہ ہماری رجمنٹ جالندھر کے باغیون سے مل گئی ہے اور ہم بھی آیندہ آپکے حکم کی اطاعت نہین کرینگے۔ ریکٹس صاحب سمجھے کہ ان پاس چوتھی سکھ رجمنٹ اور راجہ نابھہ کی تھوڑی سی سپاہ ہے جسپر بھروسا ہوسکتا ہے۔ سکھ کی رجمنٹ کے ساتھ دو افسر کپتان روتھنی کمانیر اور لفٹنٹ ولیمس ایڈجوٹنٹ تھے۔ ریکٹس صاحب کشتیون کے پل کی طرف چلے ان کے ساتھ سکھون کی رجمنٹ کی تین کمپنیان ماتحت ولیمس صاحب اور نابھہ کا توپخانہ دو توپون کا تھا ایک توپ کو اونٹ کھینچتے تھے اور دوسری توپ کو گھوڑے۔ وہ گھوڑا دوڑا کر گئے تو انہون نے دیکھا کہ باغیون نے پل [illegible] کشتیان

نہیں جو نہیں جہان سے تھورن ٹن صاحب نے انکو نکالا تھا جس سے ثابت ہوا کہ وہ اس پل کی راہ سے نہیں عبور کرینگے انہوں نے اس پل کی اور زیادہ کشتیوں کو نکال لیا اور کشتی میں بیٹھکر وہ دریا کے پار اترے تاکہ انکو پھلور کی حقیقت حال معلوم ہو انکو معلوم ہوا کہ باغیوں کے تعاقب میں جالندھر سے سپاہ نہیں روانہ ہوئی اور باغی پل پر سے اترنے میں اس سبب سے ناکام رہے کہ اس کو تھورن ٹن صاحب نے توڑ دیا تھا وہ دریا سے تین میل اوپر اپنے اترنے کا سامان کر رہے ہیں ریکٹس صاحب جسقدر جلد ممکن تھا دریا سے عبور کرکے ولیمس صاحب پاس آگئے ۔ بالکل تاریکی تھی مگر امید تھی کہ وہ باغیوں کو روکے رکھیں گے وہ گھاٹ کی طرف چلے جو بجائے تین میل کے چھ میل کے قریب نکلا۔ راہ اونچی نیچی تھی کہیں گڑھے تھے کہیں ریت بڑی گہری تھی سب طرح کی کیچڑ و دلدل تھی جسکے سبب توپ کا ایک اونٹ لنگڑا ہوا رہبر غائب ہوگئے اب انکو یاوہی ہوئی کہ عین وقت پر گھاٹ پر نہیں پہنچ سکتے دیر لگ گئی۔ باغی سپاہیوں کو دریا کے پار اترنے میں کامیابی ہوئی اور وہ سامنے پڑاؤ پر پڑے تھے۔ سویلین اور ملٹری افسران کی یہہ مرضی ہوئی کہ لڑنا چاہیئے ولیمس صاحب نے اپنے پیادوں سے بندوقیں چلوائیں اور ریکٹس صاحب توپخانہ کے افسر نے پہلے ہی توپ چلانے میں گھوڑے ایسے بھڑک کر بھاگے کہ پھر نظر نہیں آئے۔ ریکٹس صاحب نے لڑائی کو جبتک جاری رکھا کہ میگزین ان پاس ختم ہوگیا اور ولیمس صاحب زخمی ہوکر گر پڑے تو مجبور ہوکر .... ایک گاؤں میں پناہ لی پچاس باغی سپاہیوں کو مارا

ریکٹس صاحب دوسرے دن صبح کو سویرے لدھیانہ میں آئے اس سے پہلے باغی شہر میں گذر کر چلے گئے باغی سپاہیوں نے شہر کے جیلخانہ کے پانچسو قیدیوں میں سے بعض کو چھڑایا اور اپنی خوراک کا سامان کیا مگر وہ قلعہ یا چھاونی میں نہیں گئے ستلج کی راہ بند کرنے کے لیئے جو چھوٹی سی کوشش بہادرانہ کی گئی وہ اس سبب سے ناکام رہی کہ باغیوں کے تعاقب کرنے والی سپاہ نے کچھ کمک نہیں کی اگر وہ کمک کرتی تو ریکٹس صاحب کی تھوڑی سی سپاہ بھی اسکی بڑی امداد کرتی۔ جالندھر سے جو پلٹن سپاہ پھلور میں پہنچی اور اسنے توپونکی آوازیں سنیں مگر ان کے افسروں نے توپوں کے چلنے کا سبب کچھ نہیں دریافت کیا دوسرے دن وہ لدھیانہ میں فرصت میں چلے آئے ۔

جب باغی جنہیں زیادہ دیر تک رک سکیں نہ اپنے مقابلہ ہوسکا تو وہ دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے

۹- جون کو لدھیانہ میں داخل ہوئیں - قلعہ میں جو کمپنی تھی اسنے باغیون کے ساتھ بھائی چارہ
جوڑا - مفسد جماعتین ایک دفعہ فساد برپا کرنے کو کھڑی ہوگئیں کہ لوٹ سے خوب مالا مال ہوں
تھوڑی دیر شہر مین بڑی لوٹ مار رہی - شہر قیدیوں اور کشمیری شال بافوں اور گوجروں اور
پادریوں سے اور آوارہ گرد قوموں سے بھرا ہوا تھا - قلعہ ستعا صبں مین کوئی یوروپین بہرہ محافظ نہ تھا
شہر میں کوئی آئینی سپاہ باغیون کی روکنے والی نہ تھی - ضلع میں ہر طرف سڑکین جاتی تھین
ایک دریا ستعا صبں مین سال بھر کے اندر مہینوں پایاب پانیوں کا جال بچھا ہوا رہتا تھا - باغیونکی
لوٹ میں اہل شہر شریک ہوگئے - سرکاری اور انگریزون کی ساری چیزون کو جنکو وہ اپنے ساتھ
اٹھاکر نہیں لے جا سکتے تھے خاک میں ملا دیتے تھے - سوداگر و تاجر ہر طرح سے باغیون کی
مدد کرتے تھے - بنیون کے ہاں سے آٹے کے ڈھیر ان پاس آتے تھے - گھوڑا - ٹٹو - خچر
غرض جو بار برداری کا جانور باغیون کو نظر پڑ جاتا تھا اسکو وہ چھپا لیتے تھے تعجب تھا کہ تاجر
اور سوداگر وہی زیادہ روپیہ اور سامان سے باغیون کی امداد کرتے تھے جنکو برٹش گورنمنٹ
سے زیادہ فائدہ ہاتھ لگا تھا -

جان سٹون صاحب اسوقت ہر کام مین تاخیر کر رہے تھے - یوروپین سپاہ نے رات کو توپونکی
آوازین سنی تھین مگر اسکو تیاری کا حکم صبح تک نہین دیا - ریکیٹس صاحب کی ایک توپ بیگزین کے
نہ ہونے سے بند ہوگئی تھی اسکے تین گھنٹے کے بعد حکم آیا کہ شہری اولفرٹس صاحب اپنے توپخانے
اور اور سپاہ کو شہر کی محافظت کے لیئے اور باغیون کے ہلاک کرنے کے واسطے لیجائین
مگر اس حکم میں بھی پھر التوا ہوگیا - ریکیٹس صاحب نے ہر چند جان سٹون پر تقاضا کیا کہ
وہ اپنے گھوڑون کے توپخانے کو اسکی امداد کے لیئے بھیجے مگر دن ختم ہوگیا اور کوئی
مدد نہ آئی - باغی لدھیانہ کو بغیر کسی مزاحمت کے رات تک لوٹتے رہے - باغیون نے دہلی کی
طرف اس رستہ سے سفر کیا جسپر کمتر آمد و رفت ہوتی ہے - اور جب یوروپین سپاہ آئی تو باغیونکا
تعاقب کرنا بے فائدہ تھا - جالندھر کے باغی بال بال بچکر لدھیانہ سے بھاگ گئے اگر
وہ یہاں رہ جاتے تو انگریزون کو بڑا نقصان پہنچتا - پنجاب و دہلی کے درمیان روز خزانہ
اور اسباب حرب و ضرب دہلی اور لدھیانہ کی سڑک پر بھیجا جاتا اسکے رکنے سے بڑا نقصان ہوتا

اور رستے بے کھٹکے رہتا۔ اگر یہہ رستہ بند ہوجاتا تو معلوم نہین کہ کیا آفت برپا ہوتی۔
جب باغی چلے گئے تو مفسدون کی کم بختی آئی بیس مفسد کشمیریون کو پھانسی دیگئی اور بہتسے
بدخواہ آدمیون کے گلے مین پھانسی کی رسّی پڑی

لدھیانہ کے باشندون سے ہتھیار لئے گئے۔ ریکٹس صاحب نے کوک کی رجمنٹ کے
ذریعہ سے اہل شہر سے ہتھیار لیے اور سب جگہہ اس روسے ستلج بھی عمل کیا کہ رعایا سے
ہتھیار لیے گو بہت سے لوگون نے چھپا رکھے۔ پنجاب کمیشن کا یہہ بڑا کام تھا کہ مسٹر بارنس نے
چہر و سدہ ریاستون کے رئیسون کو بھی ہدایت کی کہ وہ اپنی رعایا سے ہتھیار لیلین بظاہر انہون نے
حکم کی تعمیل کی مگر بڑی کاہلی و تاخیر سے انکو اس حکم سے انگریزون کے نیتون پر شبہ ہوتا تھا
یہہ وقت ہی ایسا تھا کہ کوئی ایک دوسری پر اعتبار نہین کرتا تھا اور بالفعل تحقیق ہوگیا کہ لوگ فقط
ہتھیارون کو چھپاتے ہی نہین بلکہ باروت بنانے کے لئے شورہ اور گندہک اور اور اجزا بہت
خرید تے ہین کہ بوقت ضرورت کام آئین۔ گورنمنٹ نے اشتہار دیا تھا کہ ہتھیار اور انکے چلانے
اور بنانے کا اسباب ایک جگہہ سے دوسری جگہہ نہ جائے اور انکی خرید و فروخت نہ ہو اور جو شخص ایسا
کریگا وہ سرکاری مجرم ہوگا۔

اس طرح کی احتیاطین اور انسداد ہو رہے تھے اور کل پنجاب مین یہہ بڑا اہتمام ہورہا تھا کہ سب قسم کی
رسد اور اسباب دہلی مین برنارڈ کی سپاہ کے لئے پہنچا جائے سڑک پر رسد رسانی کا تار بندھا
ہوا تھا اسکے لیجانے کے لیئے باربرداری کے جانورون کا تانتا لگا رہتا تھا۔ غرض پنجاب
ہی سامان اور سپاہیون کو پہنچا رہا تھا کہ دہلی فتح ہو اور سرکشی فرو ہو۔ جنرل اینسن کی وفات کے
سبب سے جنرل ریڈ پنجاب کے کمانڈر انچیف ہو گئے تھے دہلی مین بادلی کی سراے کی لڑائی مین
ایڈجوٹنٹ سپاہ کا مارا گیا تھا اسکی جگہہ نیول چیمبرلین مقرر ہوئے اور انکی جگہہ پنجاب کی
کشتی سپاہ کے بریگیڈیر نکلسن مقرر ہوگئے۔

اسوقت مین شہر کے اندر باغیون کی سپاہ کا شمار ٹھیک ٹھیک نہین بیان ہوسکتا مگر تخمینا یہہ ہے کہ میرٹھ
اور دہلی کی پانچ باغی پلٹنین اور ایک رجمنٹ سوارون کی ہندوستانی توپخانہ کی ایک یہہ سب
شہر کی فصیل کے اندر تھین پھر میرٹھ سے جو پیچھے سپاہی باغی ہوکر آئے تھے انکی تعداد معلوم نہین کہ

ہندوستانیون کے لوگون سے ہتھیار لینا

دہلی مین باغیون کی تعداد

کتنی تھی اور علی گڈھ کی باغی رجمنٹ اور فیروزپور کی باغی مفرور رجمنٹوں کے بہت سے سپاہی اور متھرا کی ہندوستانی پیدلون کی کمپنیان اور ہانسی حصار سرسہ کی غیر آئینی سپاہ نے دہلی کے فصیل سے باہر باغیون کی تعداد کو بہت بڑھا دیا تھا۔ بادشاہ کی خود سپاہ اگرچہ بارہ سو تعداد مین تھی اور کالی اور اگر ہی اور بچھیرہ پلٹنون مین منقسم تھی اور کچھ توپین اور سوار بھی تھے مگران مین تھوڑی ہی سی اپنی توڑہ دار بندوقین بھرنی اور نشانہ پر گولی لگانا جانتی تھی اور انکے آس پاس جو انگریزی سپاہی رخصت پر آئے تھے یا پنشن پاتے تھے وہ بھی آنکر دہلی مین جمع ہو گئے تھے۔ توپچی بہت سے تھے اور اپنے کام مین اُستاد تھے اور انگریزی سپاہ جنرل برنارڈ پاس بتفصیل ذیل تھی کہ ۶۰۰ سوار ۲۴۰۰ پیدل ؛

باب چہارم

دہلی کا محاصرہ اور دھلی کا انگریزون کا فتح کرنا

انگریزون کا مقام دہلی مین

ہم نے پہلے لکھا ہے کہ انگریزون کی دو فتحمند سپاہین ہندو راؤ کی کوٹھی مین آپس مین ملین یہہ کوٹھی بڑی سنگین عمارت تھی اسکی فصیل اور دروازے تھے پہلے زمانہ مین ہندو راؤ مہارانی بیجا بائی کا بھائی یہان رہتا تھا اسکے جنوب مغرب مین ایک لمبی پہاڑی ہے جو جمنا کے کنارہ پر شکستہ زمین پر بلند ہوتی ہے وہ دہلی سے اوپر ڈہائی میل کے قریب ہے اور وہ دو میل مین پھیلتی ہے اور ہندو راؤ کی کوٹھی سے نیچے ختم ہو جاتی ہے جہان گرینڈ ٹرنک روڈ (شاہراہ اعظم) جاتی ہے یہہ پہاڑی جو دہلی سے ساٹھ فیٹ اونچی ہے حملہ کرنے کے لیئے گوشۂ عافیت تھی اور محافظت کے لیئے ایک فصیل۔ اسکے نیچے پرانی چھاونی ہین اور اسکے گرد انگریزی لشکر خیمہ زن ہوا اس پہاڑی پر قبضہ رکھنے کے لیئے سر ہنری برنارڈ نے انتظام کیا اسکے داہنے سرے پر جہان اب فتح گڈھ بنایا گیا ہے بھاری توپین لگائین اسکا نام رائٹ بیٹری رکھا بیٹری کے معنی

یہہ ہین کردیوار چھاتی تک اونچی یعنی سینہ پناہ ایسی بنائی جائے کہ اسپر توپین لگائی جائین اور وہ توپون اور توپچیون اور سپاہیون کی محافظ و پناگاہ ہو) جو شہر کی فصیل سے بارہ سو گز کے فاصلہ پر تھا شمال مین تھوڑے فاصلہ پر ایک بھاری مورٹر کا توپخانہ ڈھلان کے غارون مین جمایا اس سے پرے ہندو راو کی کوٹھی تھی یہان پر پکٹ بٹھایا پکٹ کے معنے یہہ ہین کہ تھوڑے سے سپاہی لشکرگاہ سے تھوڑے فاصلہ پہ پہرہ چوکی کے لیئے بٹھائے جائین کہ وہ دشمنون کو دیکھتے رہین اور ہووٹزر اُس چھوٹی سی توپ کو کہتے ہین کہ جسکا منہ بہت بڑا ہو اور اس سے بمب کے گولے چھوڑے جائین یعنی ایسے گولے جو اندر سے خالی ہون اور انمین بارود بھری ہو اور شتابہ لگا ہو اور شیل چھوڑے جائین ایسے گولے جو اندر سے خالی ہون اور ان مین مصالحہ پھٹنے والا بھرا ہوا ہو – شمال مین تین سو گز آگے جہان سامنا تھا جو ایک قدیمی مستحکم عمارت تھی وہان بھاری توپون کی بیٹری لگائی اور جہان سامنے سے پٹھانون کی ایک قدیمی مسجد تھی جسکی مضبوط دیوارین پکٹ کی بڑی محافظ تھین اس سے آگے شمال مین فلیگ سٹاف ٹور رہا وہ تھا وہان پیادون کا قوی پکٹ لگایا انگریزون کا لشکرگاہ سب طرفسے بڑا استوار تھا مگر ایک طرف سے ضعیف تھا وہ طرف سبزی منڈی کے قریب تھی جسمین مکانات اور فصیل دار باغات کا ایک مجمع تھا جسکے سبب باغی داہنی طرف کو حملہ کرسکتے تھے اور انبالہ یعنی پنجاب کی سڑک کو تباہ کرسکتے تھے۔ رائٹ بیٹری سے بہت دور نہین پہاڑی ختم ہوجاتی ہے مگر پھر وہ بلند ہوتی ہے جسپر عیدگاہ بنی ہوئی ہے اور ہموار زمین پر کشن گنج اور پہاڑ گنج کے حوالی ہین – پہاڑی اور شہر کے درمیان جو زمین ہے اُس مین پرانی عمارتین ہین اور درخت اور باغات بہت سے ہین جو شہر کی فصیل کے باہر باغیون کے لیئے امن اور پناگاہ تھے شہر کے گرد فصیل سات میل طول مین ہے اور ۲۴ فٹ عرض مین ہے – یہہ فصیل وہی ہے جو لارڈ لیک کے زمانہ مین سنہ ۱۸۰۳ مین تھی اسکو غدر سے چند سال پہلے لفٹنٹ رابرٹ نے پھر سے درست کرکے اسکے برج دیارہ یعنی گرگچیون کو بہت مستحکم بنا دیا تھا – ہر ایک گرگچ پر دس بارہ یا چودہ توپین چڑھ سکتی تھین فصیل کا پشتہ اسکی نہایت بلندی کی برابر بڑا خوبصورت بنا ہوا ہے اور اسکے آگے بڑی چوڑی کھائی چوبیس فٹ گہری ہے شہر کی شرقی سمت مین جمنا ہے اس موسم مین کہ لڑائی ہو رہی تھی اسکا پانی فصیل کے بہت قریب پہنچتا ہے اس دریا کی طرف سے شہر پر اصلی محاصرہ نہین ہوسکتا اسلیئے انگریزی

لشکر سارے شہر کا محاصرہ نہین کرسکتا تھا چند ہفتے تک محاصرین خود محصور رہے انکی بڑی کوشش یہہ نہ تھی کہ شہر کو تسخیر کرلین بلکہ بڑا سخت کام یہہ تھا کہ اپنی محافظت کرتے رہین دشمنون کی توپون کے اور نشانہ بازی کے مقامات چارون طرف تھے اور باغی محاصرین پر روز بروز حملے کرتے تھے اسلیئے جلتی دھوپ مین محاصرین ہمیشہ کمربند رہتے تھے اور وہ باغیون کے زبردست اور مستقل حملون کو ہٹاتے تھے۔

۸ جون ۱۸۵۷ — جب پہاڑی پر پہلے ہی دن انگریزی لشکر خیمہ زن ہوا تو دوپہر کے بعد باغیون نے جو ٹھیر ٹھیر کر توپین مارتے تھے شہر سے باہر نکلکر ایک بڑا تیز و تند حملہ ہندو راؤ کی کوٹھی پر کیا۔ انگریزی لشکر کی خوش نصیبی تھی کہ آج انکی بڑی کمک آگئی تھی گائڈس کو پس جس مین تین تریپ سوارون کے تھے اور چھہ کمپنیان پیدلون کی تھین وہ کیمپ مین آگئے تھے انکے افسر اعلے کپتان ڈیلی صاحب تھے اس سپاہ نے گرمیون کے موسم مین مردان سے جو یوسف زئی کی سرحد پر ہے ۵۸۰ میل کا سفر ۲۲ دن مین کیا تھا گو پیدلون کی امداد اونٹ اور ٹٹو کرتے تھے لیکن یہہ سفر سوارون کے لیئے بھی بڑا سخت و دشوار تھا مگر یہہ سپاہ ایسی تازہ و توانا داخل ہوئی کہ یہہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ ایک ہی منزل طے کر کے آئی ہے سر ہنری برنارڈ نے انکو حکم دیا کہ وہ میدان جنگ کے لیئے تیار رہین اپنے آنے کے چند گھنٹے کے بعد انہون نے پلٹن کی کمک کی اور باغیون سے دست بدست لڑے اور انکو الٹا بھگایا اور انکو بہت نقصان پہنچایا اور شہر کی فصیل تک انکا تعاقب کیا۔ لفٹنٹ کوئن ٹن بیٹ یا صاحب جو گائڈس کے سوارون کے افسر تھے سخت زخمی ہوئے۔ جب وہ اپنی رجمنٹون کے ساتھ چلے تو انہون نے بہت خوش ہو کر یہہ کہا کہ مجھے پہلے ہی یہہ اتفاق جنگ کا ہوا ہے وہ بڑے تیز و تند شمشیر باز سپاہی تھے سوار تھے یہہ نوجوان بڑا ہونہار معلوم ہوتا تھا لیکن وہ پہلی ہی لڑائی مین زخم سے افتادہ ہوا۔ حالت نزع مین انہون نے اپنی موٹی زبان سے یہہ رومیون کی ضرب المثل کہی کہ وہ اچھی شیرین اور مناسب موت ہے جو اپنے ملک کی حمایت کے لیئے جان دینے مین آئے۔ سپاہی اور پیدلون کی توپین دشمن کے ساتھ لڑائی مین مصروف رہتی تھین چند بھاری توپین تھین وہ پہاڑی پر مقامات مین لگا دی گئی تھین انسے بڑی بڑی باتون کی توقع تھی مگر جلد یہہ معلوم ہوا کہ ان مین یہہ

قدرت نہین ہے کہ وہ دشمن کی توپون کا منھ بند کرسکین انکے لیئے جو تھوڑا سا میگزین تھا وہ جلد ختم ہوگیا باغیون کا توپخانہ بڑا قوی تھا اور انکے توپچی انگریزون کے سکھائے ہوئے ایسے وقت کے لیئے تھے - بیرنارڈ صاحب کو معلوم ہوگیا کہ شہر کے قریب بہ تدریج جانے کا سامان نہین ہے کل ۱۵۰ سیپر مائی نر تھے اور پیادے اسکے کام کے لیئے نہین بچائے جاسکتے تھے (سیپر مائی نر اس سپاہ کو کہتے ہین جو مورچون قلعون اور سرنگون اور رستون کے بنانے کے لیئے تعلیم کی جاتی ہین)-

۱۰ [illegible] جون

۱۰ جون کو باغی قریب پانچ سو کے دو ہلکی توپین اور کچھ سوار لیکر اجمیری دروازہ کی طرف سے اس ارادہ سے نکلے کہ وہ انگریزی سپاہ کے داہنی طرف کو جاکر ایئن اور اسکے عقب کو دھمکائین میجر ریڈ صاحب فوراً میجر سکوٹ کی دو توپین اور سرمور بلٹن کی سات کمپنیان اور ساٹھوین رائفل کی دو کمپنیان اور ڈیڑھ سو گائڈس لیکر لڑنے کے لیئے آئے چھ بجے کے قریب انگریزی لشکر کے قریب تلنگے آئے تلنگون کو امید تھی کہ گورکھے ہم سے ملجائین گے جب وہ ان کے قریب آئے تو انہون نے ان سے کہا کہ ہم تمپر گولے نہین مارتے تم سے کہتے ہین کہ ہم سے آنکر ملجاؤ تو گورکھون نے جواب دیا کہ ہم تم سے ملنے آئے ہین جب گورکھے بیس قدم کے قریب پہنچے تو انہون نے تلنگون پر گولیان مارین اور بیس تیس کو مارا اور انکو مارتے ہوئے آگے گئے کہ اجمیری دروازہ کی توپون کے گولے پڑنے لگے -

ہندو راؤ کی کوٹھی پر حملہ

دوسرے دن باغیون نے ہندو راؤ کی کوٹھی پر حملہ کیا اور بہت نقصان اٹھا کر پسپا ہوئے باغی ہندو راؤ کی کوٹھی کو انگریزی خیمہ گاہ کی کنجی سمجھتے تھے وہ تمام ایام محاصرہ مین اس مقام پر قبضہ کرنے کے لیئے سخت کوشش کرتے رہے مگر اس مقام کی محافظت میجر ریڈ صاحب اور انکے بہادر سپاہی گورکھے تھے - تلنگون کی ساری کوششین انکے آگے اکارت ہوئین - اول ریڈ صاحب پاس انکی اپنی پلٹنین گورکھون کی اور ٦٠ وین رائفل کی دو کمپنیان تھین مگر کچھ دنون بعد ان پاس گائڈس کی پیدلون کی افزائش ہوگئی تھی جس کوٹھی مین وہ سپاہ سمیت رہتے تھے وہ بالکل دشمنون کی بھاری توپون کے سامنے تھی انکے گولے گولیون سے وہ چھلنی ہوگئی تھی - ریڈ صاحب دشمنون سے لڑنے کے لیئے پہاڑی سے نیچے اترتے تھے اور سوار اسوقت کبھی پہاڑی سے نیچے نہین

اترتے تھے وہ ہمیشہ سے سخت زخمیوں اور مردون کو اٹھا کر اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔ ہندو راو کی کوٹھی جیسی گورکھون کی بارک تھی ایسی ہی انکی اسپتال تھی گورکھون اور زخمیون کو اپنی پلٹن سے جدا ہو کر کیمپ مین جانا پسند نہ تھا۔

دسوین اور گیارہوین جون کو باغی شکست پا کر اپنی حملہ بازی سے رکے نہین۔ ۱۲۔ جون کو انہون نے انگریزی لشکر کی بائین طرف حملہ کرنے کا ارادہ مصمم کیا۔ باڑہ سے تھوڑے فاصلہ پر دو ہلکی توپین اور ۷۵ وین پلٹن کی کچھ کمپنیان دریا کے کنارہ پر سر تھیو فلس مٹکف کی کوٹھی مین مقیم تھین۔ باغیون کے بڑے انبوہ نے اپنی تئین درختون کے اندر چھپایا اور زمین کے اوبڑ کھابڑ ہونے کے سبب وہ پہاڑی پر چڑھ گیا اور انگریزی سپاہ کو خبر نہ ہوئی اور دفعۃً باڑہ کے پکٹ پر حملہ کیا۔ کپتان نوکس ۷۵ وین رجمنٹ کے کمانیر مع اور سپاہیون کے اور کئی توپچیون کے مقتول ہوئے اور قریب تھا کہ باغی توپین لے لیتے کہ ۷۵ وین پلٹن نے باغیون پر حملہ کیا۔ باغیون کی گولیان کیمپ مین آ کر پڑین اور بعض باغیون کے سپاہی پہاڑی سے نیچے کیمپ مین گھس آئے اور تین ان مین سے سپاہی لاین کے خیمون کے قریب مارے گئے۔ پکٹ کی حمایت کے لیئے سپاہ جلد پہنچ گئی باغی بھاگ گئے اور کچھ دور تک انکا تعاقب کیا گیا۔ اسلیئے لشکر گاہ کے قریب باغی دوبارہ نہ آ جائین۔ سر تھیو فلس مٹکف کی کوٹھی مین ایسا ایک بڑا پکٹ بٹھایا گیا کہ پھر دشمن کو اسکے پاس آنا ناممکن ہو گیا۔ آخر کو کوٹھی سے آگے بڑھ کر یہ پکٹ تین حصون مین منقسم ہوا۔ ایک مورچہ کوٹھی کے احاطہ کے دائین طرف اس سڑک کے قریب بٹھایا گیا جو کشمیری دروازہ اور چھاونی کے صدر بازار کے درمیان جاتی ہے اس مین ایک سو پچاس سپاہی متعین ہوئے اور اس مورچہ اور دریا کے کنارہ کے درمیان گاؤ خانہ مین پچاس سپاہی اور دریا کے قریب اصطبل مین ایک سو پچاس سپاہی متعین کئے گئے

ان کل مقامات کا استحکام انجنیرون کے رہنے سے ہو گیا تھا اور وہ بہت کام مین آیا۔ باڑہ مین سو سپاہی اور دو توپین رہتی تھین اور رات کو سنتری اس پکٹ و مورچہ کے بیچ مین گشت کرتے تھے۔ باڑہ کے اوپر جو باغیون نے حملہ کیا تھا وہ ہنوز رفع نہین ہوا تھا کہ انہون نے ہندو راو کی کوٹھی پر سبزی منڈی کی طرف سے حملہ کیا۔ میجر جیکب صاحب نے اول بنگال فیوزیلیرکو

ساتھ لیکر بڑی بہادری سے باغیون کو شکست دیکر بھگایا۔ اس مین شک نہین کہ باغیون کا یہ
ارادہ تھا کہ آج ہی باڑہ اور کوٹھی پر ایک ہی وقت مین حملہ کرین مگر انگریزون کی یہہ خوش نصیبی
تھی کہ اس دن کے مختلف گھنٹون مین حملے ہوئے
اب یہہ انگریزون کو صاف معلوم ہوا کہ شہر کے محصور کرنے کا کافی سامان ان پاس نہین ہے
سائینس کے موافق تعداد سپاہ کی وہ افزایش نہ تھی جو کسی حصار کے لینے کے لیئے چاہیئے
یہان تو حصار مین محاصرین سے ہزارون سپاہ زیادہ تھی۔ شہر کے صرف شمال کی طرف اپنی
تھی جسکو انگریزی سپاہ محصور کیئے ہوئی تھی دریا کے جنوب کی طرف باغیون کو اختیار تھا جہان
چاہین آمد و رفت رکھین ان چند دنون کے اندر ثابت ہو گیا تھا کہ توپون کی لڑائی مین باغیونکا
پلڑا بھاری تھا۔ ان کے پاس توپون کے چلانے کا سامان افراط سے تھا انگریزی سپاہ بیچ مین
وقفے دے دیکر اپنی توپون سے توپون کا جواب دیتی تھی بھاری توپون کا میگزین ان پاس
نہ تھا۔ باغی جو گولے اپنر مارتے تھے انکو چن کر وہ پھر الٹے باغیون پر چلاتے تھے۔ انکی جوتی انکا ہی
سر کرتے تھے۔ جب باغی لڑتے تو پکٹون کی حمایت کے لیئے سپاہ بھیجنے کے بعد ریزرو مین چند
کمپنیان پیادون کی اور کچھ سوار اور توپین رہجاتی تھین جو اس حالت مین کہ سخت حملہ ہو تو دشمنون سے
مقابلہ کرنے مین امداد کرین۔ ایسی جوکھون اور تکالیف مین بعض افسرون کو یہہ سوجھی کہ شہر کو دفعتہً
حملہ کر کے لے لینا چاہیئے جنرل برنارڈ نے اس تجویز پر بہت غور کی اپنر چارون طرف سے
اس شہر کے جلد لینے کا تقاضا وہ انگریز کر رہے تھے جو یہہ نہین سمجھتے تھے کہ شہر مین قواعد دان
سپاہ موجود ہے اور ایک بڑی آبادی جوش مین بھری ہوئی بیٹھی ہے شہر آسانی سے مغلوب
نہین ہو سکتا تھا۔ برنارڈ صاحب کو نوجوان انجنیر نے یہہ صلاح دی کہ شہر کو دفعتہً حملہ کر کے
لے لینا چاہیئے اسسے زیادہ صاف کوئی بات نہ تھی کہ جسقدر شہر کے لینے مین التوا کیا جائے گا
اتنا ہی فتح پانے کے احتمال ضعیف ہوتے جائینگے۔ باغیون کے پاس تازی کمکین آتی
جائینگین اور انکی تعداد بڑھتی جائیگی اور شہر کے استحکام کے اسباب بڑھتے جائینگے وہ دروازے کو
اینٹ پتھر سے بند کر دمدمے گھونگٹ بنا کے مضبوط کر لینگے۔ انجنیرون نے تحقیق کر لیا کہ ۱۱۔ جون تک دروازہ
استحکام کچھ زیادہ نہین کیا گیا ہے اس تاریخ کو انہون نے دفعتہً شہر پر حملہ کر کے لے لینے کا نقشہ

جنرل کے روبرو پیش کیا کہ وہ کل صبح کو اس کام مین کوشش کرین انہون نے جو یادداشت
جنرل کے ہاتھ مین دی اس مین بیان کیا کہ لاہوری اور کابلی دروازے اب تک اینٹون کے ڈھونڈ
گھونگٹ بنانے سے مستحکم نہین کئے گئے ہین اور آگے کے پل اب تک پورے قائم ہین
دروازون سے چار پانچ سو گز کے فاصلہ پر کیمپ سے سپاہ اتر ڈون کے اندر جا سکتی ہے
اور داخلہ اسطرح ہو سکتا ہے کہ کابلی دروازہ کے قریب اس نالی مین سے جس مین نہر
گذر کر شہر مین جاتی ہے سپاہ داخل ہو اور اسکے ساتھ ہی یہہ کوشش کی جائے کہ بارود
کے تھیلون سے لاہوری دروازہ اڑا دیا جائے اور اڑانے والے گروہ کے افسر دشمن کے
مقام کی تحقیقات کر کے ان دو سدرا ہون کابلی دروازہ اور نہر کے جنگلے مین سے جس
ایک کو وہ ترجیح دین اڑا دین انہون نے یہہ ضرورت بھی بیان کی کہ چند کولم آگے بڑھکر
انہین سے دو تو فصیل کی داہین بائین طرف کے گرگچون پر قبضہ کرین اور انکی ہر ایک توپ
لے لین اور باغیون کو شہر سے باہر یا قلعہ کے اندر کر دین اور باقی کولم بڑی بازارون مین
ہو کر قلعہ کی طرف آگے بڑھین اور قلعہ کے آگے کے میدان مین اپنے مورچے قائم
کر کے قلعہ کو محصور کرین اور داہین بائین متصل کولمون کے درمیان آمد و رفت رکھین
یہہ حملہ صبح سے پہلے ہو اور دروازے ساڑھے تین بجے رات کے اڑا دیئے جائین اور پھر
کولم جن مقامات پر حملہ کرنے کے لئے تجویز ہوئے ہین انپر حملہ کرین وہ تین بجے رات کے تیار ہین
اس نقشہ پر چار پرانے افسرون کے دستخط تھے جنکے نام یہہ ہین ولبر فورس صاحب گریٹ ہیڈ صاحب
سون سل صاحب اور جیسمنی صاحب یہہ سب انجینئر تھے اور مخبری کے سررشتہ کے افسر ہوڈسن
صاحب کے دستخط تھے اس تجویز کو سپہ سالار صاحب نے منظور کر کے احکام جاری کر دیئے کہ
حملہ عمل مین آئے۔

آدھی رات کے حملہ کی ساری تیاری ہو گئی اور اس کام کے لیئے جو سپاہین منتخب ہوئی تھین
انکو مناسب وقت پر اطلاع ہو گئی۔ ہر انجینئر اپنے کام کو جو اس کے لیئے مقرر ہوا تھا کر رہا تھا
دو اور تین کے درمیان رات کی تاریکی مین سپاہین جمع ہو گئین تھین اور چپ چاپ ان
دروازون کی طرف جا رہی تھین جنکے اڑانے کی بارود کے تھیلون سے تجویز ہوئی تھی

جب پریڈ ہوئی تو ایک حصہ سپاہ کا جو حملہ کے لیئے تجویز ہوا تھا وہ پریڈ پر غائب تھا اول فیوزلیر کے تین سو سپاہی جو برگیڈیر گریوس لائے مگر مقررہ گھنٹے پر موجود نہ تھے اسلیئے ایک کولم اپنے وقت پر کام کرنے کے لیئے ضعیف ہوگیا وہ عالی حوصلہ افسر جو یہہ سمجھتے تھے کہ جون میں شہر ہمارے قبضہ میں ہوگا بڑے مایوس ہوئے اسواسطے حملہ ملتوی کیا گیا اور سپاہ کو حکم ہوا کہ وہ اپنے اپنے مقام کو واپس جائے اس بات کا یقین کرنا مشکل ہے کہ برگیڈیر گریوس نے عدول حکمی کی مگر وہ حکم کو غلط سمجھے اور برنارڈ صاحب نے بھی انکے عذر کو منظور کرلیا۔ اس واقعہ کا بیان اس طرح کیا جاتا ہے کہ رات کے گیارہ بجے کے قریب برگیڈیر گریوس کے پاس جو آج کے دن کا فیلڈ افسر تھا زبانی حکم آیا کہ وہ پکٹون سے یوروپین سپاہ کو ملٹری ہیڈ پر جمع کرے چونکہ یہہ حکم تحریری نہ تھا زبانی تھا اسلیئے اس کی تعمیل سے انہوں نے انکار کیا اور وہ گھوڑے پر سوار ہوکر جنرل برنارڈ کے خیمہ پر گئے کہ کچھہ اور ہدایتیں انسے سنیں۔ جنرل نے کامیابی کے باب میں انسے راے پوچھی تو انہوں نے یہہ جواب دیا کہ دو باتیں ہیں ایک شہر کا لے لینا دوسرے اسکو لیکر قبضے میں رکھنا یقینی آپ شہر کو جاکر لے لینگے لیکن اسکو لیکر آپ پاس اس کے رکھنے کی بھی قوت ہے اسکا جواب مجھے دیجیئے اس راے کے سننے کے بعد جنرل کو بھی اپنے ارادہ میں تامل ہوا۔

اسطرح گو شہر کے دفعتہً حملہ کرکے لینے میں التوا مگر وہ متروک نہیں ہوا ولبرفورس گریٹ ہیڈ صاحب نے اسکی ترمیم کی اس حملہ کے لیئے تاریکی شب کی ضرورت تھی اور اب چاندنی پچھلی راتون کو ہونے لگی تھی یہہ بھی حملہ میں توقف ہونے کا ایک سبب ہوا مگر وہ دفعتہً حملہ کرنے کے پیچھے چمٹے رہے جس میں کیا بڑی فتحیابی ہوتی یا ناکامیابی ہوتی جو لنگڑا کر دیتی جنرل نے ۱۳ - جون کو لارڈ کیننگ کو لکھا کہ دہلی بڑا مستحکم مقام ہے میرے پاس سامان و اسباب کے نہ ہونے کے سبب سے اسپر حملہ کرنا یا بہ تدریج اس کے نزدیک جانا دونو برابر ہی مشکل ہیں الغرض میں کہتا ہوں کہ ناممکن ہیں دفعتہً حملہ کرنے میں جو میرا عین مطلب ہے جان پر کھیل کر کوئی بات نہیں اٹھا رکھونگا اگر میں کامیاب ہوا تو سب طرح بھلائی ہے لیکن اگر اسکے برخلاف ہوا تو ہلاکت ہے میرے پاس سپاہ کا وہ گروہ جو لڑنے والے لشکر کے پیچھے چھوڑا جائے کہ ضرورت کے

حملہ کے ارادہ کی ترمیم اور ۱۳- جون

۱۴- جون کو کونسل اوف وار (جنگی کونسل) کا انعقاد

وقت مدد کرے نہین ہے جسمین مراجعت کرسکین یقینی آپ سب صاحب دہلی کی مشکلات کا تخمینہ کم کرتے ہین - باغیون کے پاس ۴۲ بیضی توپین ہر دروازہ اور گرگچون کے بازؤن پر لگی ہوئی ہین وہ انکو بہت اچھی طرح چھوڑتے ہین انمین سے ایک تو ہماری پانچ توپون کو مارتی ہے ہمارے پاس صرف چھ بھاری توپین لگی ہوئی ہین جو انکی توپون کو بند نہین کرسکتین ہین اسکے سوا کوئی اصلی بات نہین دیکھتا کہ اینیر دفعتہً حملہ کرون آپ سنینگے کہ خدا تعالے کی عنایت سے اس مین کامیابی ہوئی -

۱۴- جون کو ولبر فورس گریٹ ہیڈ نے دفعتہً شہر پر حملہ کرنے کا نقشہ پیش کیا اور ۱۵- جون کو کونسل اوف وار جنرل ریڈ نے اپنے خیمے مین منعقد کی سر ہنری برنارڈ بریگیڈیر ولسن اور

ہاروے گریٹ ہیڈ صاحب کے خیالات

ہاروی گریٹ ہیڈ اور انجنیرون کے چیف افسر موجود تھے انجنیرون کی تجویز مین کل سپاہ حملہ مین مصروف ہونی چاہیئے تھی جس مین کیمپ مین کوئی سپاہ رزرو نہین رہتی تھی اس صورت مین شکست کی حالت مین باغی کیمپ پر حملہ کرکے ساری توپین لے سکتے تھے اور بہت نقصان پہنچا سکتے تھے ملٹری افسرون کی راے مین جب تک کہ کمک نہ آئے التوا کرنا بہتر تھا - سوی لین جو ممالک شمالی و مغربی کی گورنمنٹ کے قائم مقام تھے وہ التوا کے برخلاف تھے -

گریٹ ہیڈ صاحب نے بڑے زور سے کونسل مین یہ بیان کیا کہ دو ہفتہ کا التوا امیدون مین مایوس کریگا - ملک مین جو بدنظمی پھیل رہی ہے وہ بڑے پاؤن پھیلائیگی - بمبئی پریسیڈنسی مین مسلمانون کی آبادی جو بگڑی بیٹھی ہے وہ زیادہ بدخواہ ہوجائیگی - اور ہندوستانی رئیسون کی طرف بے اعتمادی ہوجائیگی - یہہ اور انہون نے اضافہ کیا کہ مین یہہ نہین کہہ سکتا کہ التوا سے ہندوستانی ریاستین برٹش گورنمنٹ کی خیرخواہی سے الگ ہو جائینگین اور کانپور اور اودھ اور شرق کے طرف کے ملک کی خیروعافیت مین خلل پڑیگا - صاحب ممدوح نے یہہ مان لیا تھا کہ ہندوستانی ریاستون کے تعلقات جو برٹش گورنمنٹ سے ہین وہ آسانی سے ٹوٹ سکتے ہین اور کانپور مین سپاہ کے اجتماع پر اضلاع مذکورہ کی سلامتی موقوف ہے - ولبر فورس گریٹ ہیڈ جانتے تھے کہ خونی شہر پر فوراً حملہ کیا جائے وہ کہتے تھے کہ سپاہ کی تقسیم کی ترمیم ایسی ہوسکتی ہے کہ کیمپ مین بہت سی سپاہ رزرو رہے آخر کو یہہ قرار پایا کہ فیصلہ کے لیئے کل کونسل

پھر جمع ہو۔

۱۶- جون کو کونسل دوبارہ جمع ہوی پہلے روز کی کونسل مین اہل کونسل کا دل یہہ چاہتا تھا کہ جسوقت پہلی کمک آجائے تو فوراً شہر پر حملہ کیا جائے یہہ امر پولیٹکل بنا پر مبنی تھا لیکن ۱۵- تاریخ کی شام کو اس تجویز مین تزلزل آگیا- باوجود گریٹ ہیڈ کی دلائل کے سبب سے ولبرفورس نے جو تحریک مذکور کی تھی اور ایک یادداشت جنرل برنارڈ صاحب کو دی تھی اسکا اثر جنرل پر یہہ ہوا- جنرل اپنے اوپر اعتماد کم کرتا تھا وہ اور آدمیون کے تحریری یا زبانی صلاح مشورون مین ادھر اُدھر ہلتا جلتا تھا- اس لیئے ۱۶- جون کو کونسل مین ملیٹری ممبرون نے سوا ولبرفورس گریٹ ہیڈ کے فوراً حملہ کرنے کی مخالفت کی تو جنرل بھی انکے ساتھہ متفق ہوگیا اور ملیٹری اصول و نظائر کا پابند ہوگیا- ۱۶- جون کو کونسل کا دوسرا اجلاس

صاحب ممدوح کاغذ پر اپنی راے لکھہ کر لے گئے جو آوازِ بلند کونسل مین پڑہی گئی" کہ شہر کی وسعت پر خیال کرتا ہون کہ وہ کشمیری دروازہ سے دہلی دروازہ تک دو میل طول مین اور ایک میل عرض مین ہے- شہر کے اندر داخل ہوکر فتحیابی مین مجھے ایسا ہی اندیشہ ہے جیسا ناکامیابی مین- ہمارا تھوڑا سا لشکر دو ہزار سنگینون کا اسی وسیع شہر مین داخل ہوکر غائب ہوجائیگا باغیون نے ہمیشہ اپنے مستقل حملون سے ہم کو دکھا دیا ہے کہ وہ فصیل کی آڑ مین اچھی طرح لڑتے ہین ایسے ہی وہ شہر کی گلیون اور بازارون مین ہم سے لڑین گے جہان ہر ایک سپاہی ہمارے یورپین سپاہی کے برابر ہوگا- انہون نے جو شہر کی فصیل پر تیس چالیس بھاری توپین چڑھا رکھی ہین اُنسے دروازون تک جانے مین ہمارا بھاری نقصان ہوگا- انکی توپین شہر کی فصیل کے آس پاس کی چھہ سات سو گز کی زمین پر خوب گراب چلائینگی مین حملہ کرنے کے لیئے جب ووٹ دونگا کہ سپاہ کی پہلی کمک آجائیگی- یہہ میرا ووٹ صرف اس پولیٹکل بنا پر مبنی ہوگا جو گریٹ ہیڈ صاحب نے قائم کی ہے مگر اسکے ساتھہ ہی میرے دل مین یہہ خیال ہے کہ یہہ ایک ملیٹری تدبیر ایسی ہے جس مین نہایت ہی خطرناک بالوہی ہے اور میرے نزدیک پولیٹکل خیال سے بھی ہم کو اپنی جگہہ پر ثابت قدم رہنے کے لیئے ان کمکون کا انتظار کرنا چاہیئے جو لاہور سے چلی آتی ہین اور انکے آنے پر حملہ کرنے مین کامیابی ہونے پر اطمینان ہوگا- جب تک ہم اپنے مقام پر جمے ہوئے ہین تو تمام باغی دہلی کے اندر بریگیڈیر ولسن صاحب کی راے

یا اسکے گرد جمع ہین جب ہم دہلی لے لینگے تو ضرور بالضرور وہ اپنے بڑے بڑے گروہ بنا ئینگے اور ملک مین ہر سمت مین غارتگری کرتے پھرینگے ۔ ان گروہون کا تعاقب فوراً کرنا پڑیگا ۔ اور جہان وہ ملین انکا قتل کرنا ہوگا ۔ اس کام کا کرنا ہمارے تھوڑے سے لشکر سے ناممکن ہے کہ ہم دہلی کی محافظت کے لیئے بھی لشکر چھوڑین اور ایسے برگیڈ بھی بھیجین جو باغیون کے لیئے مطلوب ہون ۔ یہہ بات میری نزدیک وقت پر موقوف ہے (کل امر مرہون باوقاتہا) یہہ بات سچ ہے کہ چارون طرف ملک باغیون اور لٹیرون کے ہاتھون مین ہے اور وہ جب تک ان کے ہاتھون مین رہیگا کہ ہمارے برگیڈ جاکر انکو صاف نہ کرین ۔ مسٹر گریٹ ہیڈ کو یہہ سوچ بچار ہے کہ غالباً ہندوستانی رئیس جو ہم پر مہربان ہین وہ ہمارے ساتھ سرد مہر ہوجائین گے ۔ لیکن انہون نے ہمارے لیئے ابتک کیا کیا ہے ۔ گوالیار اور بھرت پور کے سپاہیون نے ہم کو چھوڑ دیا ہے کہ انہی سے ہم سپاہ کام کرین اور جے پور کنٹنجنٹ سے بہت تھوڑی توقع ہے کہ جب تک اسکو یہہ اطمینان نہ ہوجائے کہ ہم نے باغیون پر فتح کامل پائی ہے وہ ہمارے لیئے کچھ کام کرے ۔

صاحب ممدوح نے سب باتون پر خیال کرکے یہہ رائے دی کہ ملیٹری دلائل اس بات کے لیئے کہ کافی سپاہ کا جسے فتحیابی یقینی حاصل ہو انتظار کیا جائے زیادہ وزن رکھتی ہین بہ نسبت پولیٹکل خرابیون کے جو پیدا ہون ان سب خرابیون کا تدارک یقینی فتحیابی سے ہوجائیگا ۔

اس کونسل مین ممبران کونسل کی رائین دینے کا نتیجہ یہہ تھا کہ شہر پر دفعتہً حملہ کرنے کا ارادہ موقوف کیا گیا ۔ اور ۱۸ ۔ جون کو سر جان لارنس کو برنارڈ صاحب نے ایک چٹھی لکھی جسکا خلاصہ یہ ہے کہ پہلے پولیٹکل مشیرون کی صلاح ومشورے سے شہر پر حملہ کرنے کو مین نے منظور کیا تھا مگر مشیت ایزدی سے ایسے اتفاقات وقوع مین آئے کہ حملہ نہین کیا گیا ۔ اب مین نے جو صلاح کارون سے مشورہ لیا تو مجھے یقین ہوا کہ جیسی شکست ہمارے حق مین زبون ہے ایسی فتح ہے ۔ ہمارے پاس دو ہزار سپاہ دہلی جیسے وسیع شہر مین داخل ہوکر غائب ہوجائیگی ۔ اور ہمارے چارون طرف دغابازی وہ ہورہی ہے کہ ہمارے مصالح جنگ کسی کام کے نہین رہین گے ۔

جب یہہ دفعتہً حملہ کا منصوبہ چھوڑ دیا گیا تو ۱۳ و ۱۴ تو خیریت سے گذری اور ۱۵ ۔ کو دلی سے

باغیون کے لشکر کثیر نے مٹکلف کوٹھی کے پکٹ پر اس ارادہ سے حملہ کیا کہ باہین بازو کو پریشان کرین مگر بہت نقصان اٹھا کر وہ بھاگ آئے۔ ۱۷ جون کو صبح کو پہاڑی پر سے انگریزون نے دیکھا کہ ہندو راؤ کی کوٹھی کے داہنی طرف عیدگاہ مین بعض سپاہی مورچے بنا رہے ہین اگر وہ اپنا مورچہ بنا سکے تو بہن لگا دینگے تو انکے سبب سے گولے انگریزی خیمہ گاہ پر پڑکر اسکو چھلنی بنا دینگے۔ معمول سے زیادہ آج باغیون کی توپ زنی ہورہی تھی ایک گولہ ہندو راؤ کی کوٹھی مین آن کر پڑا جسنے دس آدمیون کو مجروح و مقتول کیا۔ سر ہنری برنارڈ نے ارادہ مصمم کیا کہ اس مورچے کو نہ بننے دین انہون نے حکم دیا کہ تھوڑی سی سپاہ دو کولمون مین منقسم ہوکر یہہ مورچہ جتنا باغیون نے بنایا ہے اسکو تباہ و تاراج کردے۔ ایک کولم میجر ٹومبس کے ماتحت تھا اسمین انکا اپنا توپخانہ تھا چار سو سپاہی اول فیوزیلیر اور ۶۰ وین رائیفل کے تھے اور تیس سوار گائیڈس کے تھے اور بیس سیپر و مائینر تھے اس کولم نے دشمن کی باہین طرف کوچ کیا۔ دوسرا کولم میجر ریڈ کے ماتحت تھا ہندو راؤ کی کوٹھی سے نیچے اترے انکے ساتھ چار کمپنیان ۶۰ وین رائیفل کی تھین۔ گورکھے کشن گنج کی طرف دشمن کی داہنی سمت مین آگے بڑھے۔ ٹومبس صاحب باغیون کو متواتر باہر نکالتے ہوئے عیدگاہ پہنچے جسکی مضبوط فصیل مین ریتیان بنی ہوئی تھین اس مین بہت سے باغی مقیم تھے۔ یہان تھوڑی دیر بڑی تیزی و تندی سے بندوقین طرفین سے چلین۔ دو گھوڑ چڑھی توپین انگریزی سپاہ کی مدد کے لئے آگئین ان توپون کی گولہ زنی سے دشمن کو اپنا مقام چھوڑنا پڑا اور انگریزی سپاہ نے حملہ کرکے باغیون کے مقام پر قبضہ کرلیا اور ایک ۹ پونڈ توپ لے لی یہہ کولم اپنا مقصد حاصل کرکے اپنی خیمہ گاہ مین ۷ بجے شام کے واپس چلا آیا۔ اس کولم کا نقصان بہت تھوڑا ہوا ٹومبس صاحب کے ایک ہلکا سا زخم لگا اور انکی ران کے نیچے دو گھوڑے مارے گئے۔ آج تک لڑائی مین اس بہادر جوانمرد کی ران کے تلے پانچ گھوڑے مارے گئے تھے اس کولم مین دو سپاہی مقتول اور نو سپاہی و سات گھوڑے مجروح ہوئے۔ میجر ریڈ کے زیر فرمان جو کولم گیا تھا وہ بھی فتحیاب ہوا۔ ریڈ صاحب لکھتے ہین "کہ مین دیوار کے سرے تک گیا اور داہنی طرف ایک سرائے مین داخل ہوا۔ دو مختلف سرایون کے دروازون کو توپون سے توڑ کر مین کشن گنج مین داخل ہوا جس مین باغی بھرے ہوئے تھے انمین سے بہتون نے دلیرانہ وار

حملہ کیا انکو ہماری سپاہ نے گولیان چلا کر مار ڈالا ایک بیٹری کے قریب ۱۳ باغیون کو مردہ پڑا ہوا دیکھا اور کشن گنج کے ایک وسط کی عمارت مین ۹ مردے پڑے ہوئے تھے۔ دشمنونکے پچاس ساٹھ آدمیون کے درمیان مرے ہونگے اور بہت سے آدمی انکے زخمی ہوئے ہونگے۔ ہم نے انکے مورچے کو جو ابھی بنکر بالکل تیار نہین ہوا تھا غارت کردیا۔ گاؤن مین آگ لگادی لکڑیون کو جس سے مورچہ وہ بناتے تھے جلادیا۔ میگزین اور سرا کے تین دروازے اڑا دیئے"۔ اس کوچ مین ایک سپاہی مارا گیا اور ۵ سپاہی زخمی ہوئے۔ آج اور اس سے ایک دن پہلے باغیون پاس نصیر آباد سے باغی برگیڈ آگیا جس مین دوسری کمپنی ساتوین توپخانہ کی پلٹن اور نمبر ۶ گھڑچڑھی توپخانہ د ۱۵ وین ۳۰ وین رجمنٹیں ہندوستانی پیدلون کی تھین اور چند سوار بمبئی لینسر یعنی نیزہ بردار تھے۔

۱۹۔ جون کو ایک مخفی خبر آئی کہ باغی شہر سے باہر نکلکر حملہ کرین گے۔ پکٹون پر سپاہ زیادہ کی گئی۔ دوپہر کے بعد باغیون کا بڑا گروہ لاہوری دروازہ سے باہر آیا جس مین زیادہ تر باغی نصیر آباد کے برگیڈ کے تھے اور انگریزون کے مقامات پر حملہ کیا۔ باغون مین اور انکے حوالی مین باغیون کا بڑا انبوہ پوشیدہ انگریزی لشکر کے داہنی طرف پہنچ گیا۔ گشت کے بعض سوارون نے خبر دی کہ دشمن ہمارے عقب مین حملہ کرنے کو ہے۔ پکٹون مین سپاہ بھیجی گئی۔ کیمپ مین تھوڑی سی سپاہ رہ گئی۔ بارہ توپین چار پانچ سو سوار برگیڈیر گرینٹ نے جمع کر لیئے اور لڑنے کے لیئے انکو بھیجا۔ انہون نے دیکھا کہ دیوار دار باغون مین باغیون کے پیادے مستحکم اقامت رکھتے ہین جنکے مقابلہ مین انگریزی توپخانہ تھوڑا سا کام کرسکتا ہے توپون نے خوب نشانہ باندھ کے آگ برسائی۔ باغون مین سے باغیون نے بھی خوب گولیان چلائین جنہون نے انگریزی توپچیون اور توپون کے گھوڑون کو مارا۔ ٹومبس کی توپین معرض خطر مین تھین کہ گائڈس کے سوارون کا ایک حصہ سوار ہوا ٹومبس صاحب نے گائڈس کے افسر ڈیلی صاحب سے کہا کہ اگر تمہارے سوار حملہ نہ کرینگے تو میری توپین دشمن چھین کر لے جائینگے۔ ڈیلی صاحب جھاڑیون مین گھس گئے انکے پیچھے مشکل سے ایک درجن سوار گئے ہونگے کہ انکے بازو مین ایک گولی لگی تو وہ الٹے چلے آئے لیکن اس سبب سے دشمن کی توجہ ایسی ہٹ گئی کہ جسکے سبب سے

توپین بچ گئیں - جب تک دن کی روشنی رہی انگریزی توپون کی آتش زنی اور سوارون کی حملہ آوری سے باغی رکے رہے لیکن جب شام کا اندھیرا ہوا تو باغی کثیر التعداد ہونے کے سبب انگریزی سپاہ کے ایک بازو کے شکست دینے مین کامیاب ہوئے اور تھوڑی دیر کے لیئے انگریزی دو توپین بڑے خطرے مین پڑی رہین - ہین سن اور کارلس نے ان توپون کے بچانے مین جان بازی کی لیکن خندق اور مکانون کے ہر طرف ہونے نے انکے کام کو بیکار کیا اور انہون نے بڑا نقصان اٹھایا اب بہت انتشار تھا اور رات کی تاریکی نے اور بد انتظامی کو پھیلایا - پیادے اور آگے چلے اور پھر کشتون کے درمیان جا کر ایک گلی مین سے باغیون کو مار کر بھگایا اور اپنی توپون کو بچایا اب دونو طرف سے آتش بازی بتدریج موقوف ہوئی - انگریزی پیادون کی تعداد اتنی کم تھی کہ وہ دشمن کی وسیع لاین پر حملہ نہین کرسکتے تھے - وہ اپنے کیمپ مین ساڑھے آٹھ بجے رات کے واپس گئے - باغیون کی آتش باری بالکل موقوف ہوئی - اس لڑائی مین تین افسر اور سترہ سپاہی و ۲۵ گھوڑے مقتول اور سات افسر اور ستر سپاہی مجروح ہوئے اور ۵۳ گھوڑے زخمی اور دو سپاہی گم ہوئے - مقتول افسرون مین لفٹنٹ کرنیل ہول تھے جو حسین و بہادر تھے زخمیون مین بریگیڈیر جان ہوپ گرینٹ تھے ان کے گھوڑے کے گولی لگی انکی جان بچانے مین انکی آیئنی رجمنٹ کے دو سپاہیون ہیڈکوک اور پٹیل نے اپنی جان کا کچھ خیال نہین کیا - ہیڈکوک نے جب گرینٹ صاحب کو گھوڑے کے مرجانے کے سبب سے دشمنون کے اندر پیدل دیکھا تو اپنا گھوڑا انکو دیدیا اور روپر خان ایک مسلمان سوار نے گرینٹ صاحب سے کہا کہ آپ میرے گھوڑے پر سوار ہو جایئے - اس سبب سے آپکی جان بچ سکتی ہے - بریگیڈیر صاحب لکھتے ہین اس سوار کی مین بڑی تعریف کرتا ہون وہ ایک ہندوستانی مسلمان سوار اس رجمنٹ کا تھا کہ جسنے لکھنؤ کی لڑائی مین اسکے لیئے یہہ آسان بات تھی کہ وہ مجھے مار کر دشمن سے جا ملتا مگر اسنے نہایت عمدہ یہہ کام کیا کہ میری جان کے بچانے کے لیئے اپنی جان کی پروا نہین کی مین نے اسکا گھوڑا نہین لیا مین نے اسکے گھوڑے کی دم مضبوط پکڑ کر کہا کہ تو مجھے اس بھیڑ سے نکال کر لے جا اس نے یہہ کام بڑی خوش اسلوبی اور جرأت سے کیا دوسرے دن بریگیڈیر نے روپر خان کو

اپنے خیمہ پہ بلایا اور اسکی بہادری کی تعریف کی اور کچھ روپے اسکے آگے رکھے تو رویر خان نے ایک استغنا کے ساتھ روپیہ لینے سے سلام کر کے انکار کیا اور عرض کیا کہ آپ میرے افسر سے میرے عہدہ کے بڑھنے کے لئے سفارش کردین تو مین جناب کا بڑا شکر گزار ہونگا۔

محاصرین آج کے حملہ سے بڑے سراسیمہ ہوئے۔ باغیون نے انگریزون کے مقامات پر حملہ کیا جو ضعیف تھے اور انکے لشکرگاہ کی جان تھے آج کی سخت لڑائی کے بعد انگریزون نے اپنی عادت کے موافق باغیون کو شہر کی فصیل تک نہین بھگایا اگر باغی اپنے مقام مین ٹھیر جاتے تو وہ پنجاب کی راہ کو مسدود کر دیتے اور انگریزون کی تھوڑی سی سپاہ محصور ہو جاتی نہ اسکو سامان رسد بہم پہنچتا نہ سپاہ کی کمک اس پاس آتی تو پھر باغیون کی روزافزون تعداد کے حملون کی وہ برداشت نہین کرسکتی کیمپ بین بہت سے آدمیون کو لڑائی کا نتیجہ معلوم ہوا تو وہ بیدل ہو گئے لیکن محاصرین کے عزم مین پھر جان آگئی اور دوسرے روز صبح کو دشمن سے پھر لڑنے کا ارادہ ہوا۔ صبح ہوتے ہی دشمن سے لڑنے کے لیئے انگریزون کا لشکر بڑھا تو انہون نے دیکھا کہ وہان ایک مضبوط پکٹ لگا ہوا ہے جسکو انہون نے آسانی سے نکال دیا اور ایک توپ اور دو ویگن پر قبضہ کیا جسکو باغی پہلی رات مین چھوڑ گئے تھے سڑک مردہ آدمی اور گھوڑے جا بجا پڑے ہوئے تھے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ کیسی سفید زوری کے ساتھ لڑائی ہوئی ہے ایک جگہ چالیس آدمی پڑے ہوئے تھے جنکی ہڈیون کو توپون کے گولون نے چھید ڈالا تھا۔ بعض کے چہرے بگڑے ہوئے تھے اور بعض آرام سے سوتے تھے باغیون کو رات بھر فرصت اپنے مردون کے لے جانے کے لیئے ملی تھی مگر پھر بھی اسقدر مردے پڑے تھے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکا بھاری نقصان ہوا تھا ابھی انگریزی لشکر نے کیمپ مراجعت کی تھی کہ دشمن نے اپنی توپون پر جا کر گولہ زنی شروع کی۔ انگریزون کے لشکر نے پھر آ کر انکو بہت جلد پراگندہ کر دیا تاکہ دشمن عقب پر آسانی سے حملہ نہ کرسکے جیسے کہ پنجاب سے آمدورفت مسدود ہو جائے۔ اٹھارہ پینی توپون کا مورچہ کیمپ کے پیچھے بنایا گیا اور مسلح کیا گیا۔ اور عقب کے پکٹ کسوارون اور پیادون کے وہان متعین کئے گئے اسنے پہلے ایک مورچہ بین اٹھارہ پینی توپون کا کیمپ داہین طرف لگایا گیا تھا کہ وہ سبزی منڈی کی طرف سے حملہ کو روکے

ایک پیدلون کا پکٹ تمام طول مین اور سوارون کا پکٹ نشیب مین مع دو گھڑچڑھی توپون کے وہان رہتا تھا۔

انگریزی کیمپ کے عقب پر حملہ ہونے کے بعد تین دن تک کوئی لڑائی نہین ہوئی۔ یہہ خوشخبری آئی کہ میجر اولفرلٹس سپاہ ہمراہ لیئے دہلی سے بیس میل کے فاصلہ پر آگئے ہین۔ باغیون کے پاس بھی جالندھر اور پھلور سے تین رجمنٹین پیادون کی اور چھٹا رسالہ سوارون کا آگئے تھے۔ جاسوس خبر لائے کہ ایک دوسرا حملہ انگریزی کیمپ کے عقب مین ہوگا۔ حملہ کی تاریخ ۲۳-جون مقرر کی گئی تھی۔ جنگ پلاسی پر ایک صدی اسی تاریخ پر ختم ہوتی تھی۔ تمام ہندوستان مین یہ پیشین گوئی پھیلی ہوئی تھی کہ انگریزی راج سو برس بعد ختم ہوجائیگا اور کلائو نے جو سلطنت انگلشیہ کی بنیاد پلاسی کے آنب کے درختون مین رکھی ہے وہ اس فتح کی صدی پوری ہونے پر ختم ہوجائیگی۔ جوتشیون نے کہا کہ اس تاریخ مین صورت ایسا اچھا ہے کہ باغیون کو ضرور فتح ہوگی۔ سر ہنری برنارڈ نے یہہ سنکر کہ باغیون کا ارادہ لشکرگاہ کے عقب پر بڑے زور شور سے حملہ کرنے کا ہے ۲۲-جون کو ایک حکم میجر ریڈل فرٹس پاس بھیجا کہ وہ کیمپ کی طرف فوراً سفر کرے۔ شہر کی فصیل پر سے بڑی وحشتناک توپ پڑنی شروع ہوئی اور اسی وقت مین باغیون نے انگریزی لشکر کے داہنی طرف اور ہندو راؤ کی کوٹھی کی پہاڑی پر سخت توپ زنی شروع کی۔ انگریزون پاس تھوڑی توپین تھین وہ باغیون کی توپون کو بند نہین کرسکتے تھے۔ اور سبزی منڈی مین ہندو راؤ کی کوٹھی کے پیچھے باغیون نے پیشقدمی کرکے مونڈ بیٹری اور میجر ریڈ کے مورچہ پر سخت حملہ کیا۔ دلاور میجر ریڈ نے باغیون کی تعریف مین لکھا ہے کہ اس سے زیادہ بہتر سپاہی نہین لڑ سکتا۔ انہون نے رائفل وگائڈس پر اور میرے سپاہیون پر بار بار حملہ کیا اور ایک وقت مجھے یہہ خیال ہوا کہ مجھے شکست ہوئی۔ شہر پر سے گولے برس رہے تھے باغی پہاڑی توپین ساتھ لائے تھے جس سے میرے مورچہ پر [illegible] خوب گولے مار رہے تھے۔ ہزارون باغی میری تھوڑی سی سپاہ لڑتے تھے لیکن مین اپنے مقام کی عظمت کو جانتا تھا اور مین نے اپنا ارادہ مصمم کرلیا تھا کہ جہانتک مجھ سے ہوسکیگا مین اپنے مقام کو ہاتھ سے جب تک نہین دونگا کہ میری کمک آجائیگی۔ تھوڑی دیر کے بعد کمک آگئی اور مونڈ بیٹری سے سبزی منڈی سے باغیون کے بھگانے کے لیئے کوشش [illegible]

۲۳-جون روز جنگ پلاسی کی صدی کا آخر روز

جسکی تنگ گلیون اور کچی دیوارون اور احاطون اور مکانون کی چوڑی چھتون نے پیادون کو خوب پناه دی اور انگریزی سپاه نے جو پیشقدمی کی اسپر دیوارون اور چھتون سے باغیون نے گولیونکا مینھ برسایا۔ دشمنون کی گولیون اور سورج کی کرنون کی تیزی سے سپاہی جلدی جلدی افتان و خیزان اور زخمی ہوتے تھے۔ بہت سے باغی انگریزی سپاه کی داہین طرف سبزی منڈی اور باغون مین گئے اور ہندو راؤ کی کوٹھی کے عقب پر اور مورچے پر تین دفعہ حملے کیئے۔ انگریزی سپاه سبزی منڈی مین انکے پیچھے تین دفعہ گئی۔ باغی گھرون مین دروازون کو بند کرکے گھس گئے اور جب انگریزی سپاه ہٹی تو باہر نکل آئے اور گولیان مارنی شروع کین۔ بڑی جان جوکھون اٹھاکر بھگائے جاتے تھے۔ ہر سپاہی کے کام کرنے کی ضرورت تھی فیروزپور اور سکھ جو تیس میل سفر کرکے آج صبح آئے تھے وه دشمنون کے حملہ روکنے کے لیئے بلائے گئے ان گرمی کے دنون مین سارے دن لڑائی رہی شام کو وه ختم ہوئی۔ باغی شہر کے اندر چلے گئے ایک ہزار آدمی مارے گئے ہونگے۔ ایک احاطہ مین ڈیڑھ سو مردے ان کے پڑے ہوئے تھے۔

اب سبزی منڈی پر انگریزون کا قبضہ ہوگیا اور اس وقت سے انہون نے آگے ایک پکٹ ایک سو اسی گورون کا بٹھایا اور اُسکو منقسم کرکے ایک حصہ کو سرائے مین ایک طرف اور دوسرے حصہ کو مندر مین دوسری طرف گرینڈ ٹرنک روڈ کے بٹھایا اور فوراً دونو سرائے اور مندر انجنیرون نے استوار بنائے کہ خوب محافظت ہوسکے۔ ہندوراؤ کی کوٹھی کی پہاڑی کے داہین مورچہ سے یہہ دونو مقام دوسو اور تین سو گز کے فاصلہ پر تھے۔ غرض اب انگریزون کا مقام ایسا محفوظ ہوگیا تھا کہ دشمن ٹرنک روڈ پر گذر کر عقب مین داہین طرف حملہ نہین کرسکتا تھا۔ اس لڑائی مین انگریزون کا نقصان یہہ ہوا کہ ایک افسر اور ۳۸ سپاہی اور چار گھوڑے مارے گئے اور تین افسر اور ۱۱۸ سپاہی اور گیاره گھوڑے زخمی ہوئے اور ایک گھوڑا گم۔ ہندوراؤ کے پکٹ کی دو توپون پر سامنے سے دشمنون کی توپون کی ایسی بھرمار ہوئی تھی کہ اسکی ایک توپ اور چوده گھوڑے لڑائی کے کام کے نہین رہے۔ کوئی دن نہین گزرتا تھا کہ سپاه انگریزی کو کیمپ سے باہر نکل کر دشمنون سے لڑنا نہ پڑتا تھا۔ ۲۷ جون کی صبح کو شلکف کے پکٹ و سبزی منڈی کے پکٹون پر

باغیون نے حملہ کیا جو آسانی سے بھگا دیئے گئے - انگریزون کا نقصان یہہ ہوا کہ ایک سپاہی مارا گیا اور ایک افسر اور ۴۸ سپاہی زخمی ہوئے -

چیمبرلین صاحب کا افسر ایڈجوٹنٹ جنرل مقرر ہونا

سبزی منڈی کی لڑائی کے ایک دن کے بعد جنرل چیمبرلین لشکرگاہ مین ایڈجوٹنٹ مقرر ہوکر آ گئے وہ ایک نامور دلاور سوارون کے افسر تھے جنکو جنرل این سن نے اس گشتی سپاہ کا افسر اعلے مقرر کیا تھا جو اسلیئے مرتب کی گئی تھی کہ جہان پنجاب مین سرکشی اور فساد برپا ہو وہان جاکر اسکو فرو کرے اس کام مین کامیاب ہونے سے صاحب ممدوح کی شہرت اور بھی زیادہ ہوگئی تھی دہلی مین انکی آمد کا بڑا اشوق سپاہیون کو ہو رہا تھا وہ کہتے تھے کہ جب وہ یہان آجائینگے تو سب کام ٹھیک ہو جائینگے - چیمبرلین صاحب اپنے ساتھ لفٹنٹ الیکسنڈر ٹیلر کو لائے تھے وہ ایسے انجنیر تھے کہ دہلی کی فتحیابی مین وہ بھی اپنا بڑا حصہ رکھتے ہین

۲۶ جون و ۳ جولائی کے درمیان پنجاب سے کمک کا آنا

۲۶ - جون و ۳ جولائی کے درمیان کمکون کے آنے پر چھہ ہزار چھہ سو سپاہی ہر قسم کے انگریزی لشکرگاہ مین جمع تھے - باغیون پاس اسوقت بڑی کمک آگئی تھی پہلی اور دوسری جولائی کو روہیلکھنڈ کے باغی سپاہی دہلی مین آگئے تھے وہ جمنا کے کشتیون کے پل پر سے اترتے ہوئے پہاڑی پر انگریزون کو بھی نظر آئے وہ چار پیادلون اور ایک سوارون کی رجمنٹین تھین اور ایک گھوڑون کا توپخانہ تھا اور دو پوسٹ گن تھین ان سب کا سپہ سالار بخت خان ایک پرانا صوبہ دار توپخانہ کا تھا - انگریزی لشکرگاہ مین اسکو بہت انگریزی افسر جانتے تھے وہ الغرض خواہ مخواہ مرد آدمی تھا اور اسکو انگلش سوسائیٹی کا بڑا اشوق تھا اور انگریز اسکو بڑا ہوشیار اور دانشمند جانتے تھے - دلی کے بوڑھے بادشاہ نے بھی اسکی بڑی قدرشناسی کی کہ اسکو کل سپاہ کا کمانڈرانچیف مقرر کر دیا اور اسسے وعدہ کیا کہ اگر انگریزون کو پہاڑی پر سے نکال دوگے تو گورنر جنرل مقرر کیئے جاؤگے - اب باغیونکی سپاہ تیس ہزار کے قریب ہوگئی اور انکے پاس توپین بہت تھین اور انکا میگزین اسقدر تھا کہ وہ کبھی خالی ہونا جانتا نہ تھا -

[illegible]

جب لشکرگاہ مین کمک آگئی تو پھر یہہ ارادہ ہوا کہ شہر یکایک حملہ کرکے لے لیا جائے - اسکی یہہ تجویز ہوئی کہ ایک کالم تو کابلی دروازہ کے قریب نہر کی آہنی جالی کو اڑا دے اور دوسرا کالم کشمیری دروازہ کو اڑا دے اور تیسرا کالم فصیل پر زینے لگا کے چڑھے کچھہ سپاہ دریا کی طرف

جاکر شہر مین داخل ہونے کی کوشش کرے - لیکن یہہ منصوبہ اسلیئے چھوڑ دیا گیا کہ جنرل پاس یہہ خبر آئی کہ روہیلکھنڈ کے باغیون کے آجانے کے سبب سے باغیون نے ۳ - جولائی مقرر کی ہے کہ انگریزی لشکر گاہ پر حملہ کیا جائے - انگریزی حملہ کی کامیابی اس پر موقوف تھی کہ انگریزی سپاہ دفعتہً یکایک باغیون پر ایسی آنکر ٹوٹ پڑتی کہ وہ دیکھتے کے دیکھتے رہ جاتے مگر باغی ایسے ہوشیار تھے کہ وہ سب باتون کی خبر رکھتے انکے پیٹرول پھرتے تھے یعنی سپاہی رات کو گشت کرتے تھے - اور اپنے پکٹ بٹھائے رکھتے تھے وہ کچھ شہر مین مقید نہ تھے - علاوہ اسکے صرف تین ہزار پیادون سے حملہ ہوسکتا تھا جو کافی نہ تھے - انگریزی سپاہ شہر کے نہائی حصہ کے محاصرہ کے لیئے بھی کافی نہ تھی اس لیئے اس حملہ کا نہ ہونا بہتر ہوا - ۳۰ - جون کو ایک اور حملہ باغیون کا سبزی منڈی اور ہندو راؤ کے پلٹون پر ہوا اور وہ دفع کیا گیا ۸ سپاہی مقتول اور تین افسر زخمی ہوئے - دن کو خبر لگی کہ عیدگاہ کے قریب باغی پھر مورچہ بناتے ہین بریگیڈیر شوورس صاحب مع سپاہ کے وہان پہنچے تو سرائے جسمین مورچہ بنانے کی خبر تھی خالی تھی لیکن ایک پاس کے مکان مین شورہ اور ریت بھرے تھیلے اور مورچہ بنانے کے اوزار تھے جنمین سے کچھ تلف کیئے گئے اور باقی اپنے ساتھ لے گئے

بیرڈ سمتھ صاحب رڑکی مین تھے وہ خوب کام کر رہے تھے اور دہلی کے آگے جو انگریزی سپاہ تھی اسکا بڑا فکر رکھتے تھے مگر انکو اس لڑائی مین حصہ لینے کا خیال بھی نہ تھا جب آخر جون مین ان پاس خبر پہنچی کہ دہلی مین وہ چیف انجنیر کے عہدہ کے لیئے مطلوب ہین تو وہ گرمی مین منزلین طے کرکے دہلی کی طرف چلے تو انکو معلوم ہوا کہ ۴ جولائی کو دہلی پر دفعتہً حملہ کرنے کی تجویز ہوئی ہے سو وہ ۷۰ میل کا لمبا سفر کرکے ۳ - جولائی کو دہلی مین آئے تو انکو معلوم ہوا کہ حملہ کا ارادہ موقوف کیا گیا -

بیرڈ سمتھ صاحب نے جسوقت سے کہ دہلی مین قدم رکھا انہون نے اس اسباب کا امتحان شروع کیا جو دہلی پر حملہ کرنے کا بالفعل موجود تھا - یہہ انکی رائے تھی کہ اگر محاصرین پاس سامان حملہ کا کافی ہو تو محصورین انکے سامنے ٹھیر نہین سکتے - چیف انجنیر کو معلوم ہوا کہ حملہ کے لیئے توپین بتفصیل ذیل موجود ہین - ۲۰ چوبیس پیسی توپین اور ۱۸ اٹھارہ پیسی توپین اور چھ ۸ انچ مورٹاس اور تین آٹھ انچ ہوٹزر اور دشمن پاس اس سے بہت زیادہ توپون کا سامان ہے وہ ہر مقام پر مقابلہ کے لیئے ۲۴

۲۴ چوبیس سے ۳۰ تک توپین اور دس یا بارہ مورٹاس لاسکتا ہے اور انکو ایسی اچھی طرح

جیسے کہ انگریز اگر انگریزون کے پاس توپین زیادہ ہوتین تو انکے پاس میگزین کا سامان نہ تھا بیرڈ سمتھ کے نزدیک ہماری توپون کے لیئے گولے اسقدر بھی نہ تھے کہ وہ ایک روز کے حملہ کے لیئے کافی ہوتے اور زیادہ گولون کے آنے کی بھی امید نہ تھی اسکے برعکس دشمن پاس دہلی میگزین کا وہ سامان تھا جو کبھی خالی نہ ہوتا ایسی حالت مین حملہ کا شروع کرنا دبو آگئی تھی اسکا ارادہ جلدی سے ترک اسلیئے کرنا چاہیئے کہ اسکا سامان بہم نہین پہنچ سکتا تھا۔

جواب سوال

لیکن یہہ سوال پھر پیش ہوا کہ کیا دلی حملہ سے نہین فتح ہوسکتی؟ تو اسکا جواب آسانی سے یہہ دیا جاسکتا تھا کہ ہان ہوسکتی ہے۔ بیرڈ سمتھ نے یہہ استدلال کیا کہ سپاہیون کے زورون کے مقدمات مین بڑا تغیر ہے ہمارے پاس اعلے درجہ کی قواعد دان سپاہ موجود ہے اور اسکا ایک ایسا سپہ سالار ہے جو دلیری اور دلاوری سے بھرا ہوا ہے اور حملہ کرنے کا شائق ہے اور بے انتہا خود اعتماد ہے دشمنون پاس سپاہ بے سری ہے جسکا عزم شکستہ اور دل مردہ اس سبب سے ہے کہ لڑائی مین ہمیشہ ہم سے ہزیمت پائی ہے خواہ وہ اپنی کتنی ہی سپاہ زیادہ لایا ہو یہہ بھی سچ ہے کہ اسکی سپاہ کی تعداد ہماری سپاہ کی تعداد سے بہت زیادہ ہے اور شہر کے اندر اور کوچہ و بازارون مین قواعد دان سپاہ بہ نسبت میدان کے کم قدر و قیمت رکھتی ہے۔ نپولین نے بہت سچ کہا ہے کہ ایک کتاب اور ایک بطا اپنی تنقیحات کا خود فیصلہ کرسکتی ہے ناکامی کے نتائج ایسے خوفناک دل کے بجھانے والے پیدا ہوسکتے ہین جیسے کہ فتحیابی کے نتیجے شاندار اور دل کے شگفتہ کرنے والے ہین نے ان سب باتون پر بڑے غور و خوض سے نظر کی ہے اور فتح و شکست کے احتمالات کو جانچ اور تول کر نتیجہ نکالا ہے کہ فتح پانے کا ظن شکست کے ظن پر غالب ہے اور حملہ کرنے کی دلائل زیادہ استوار بہ نسبت نہ حملہ کرنے کی دلیلون کے ہین اپنے جنرل سے سررشتہ کی چٹھی مین یہہ التماس کی کہ شہر پر حملہ اسطرح کیا جائے کہ فصیل پر زینے لگا کے سپاہ چڑھے اور جن دروازون سے سپاہ کو داخل کرنا چاہین وہ باروت کے تھیلون سے اڑا دیئے جائین" پھر چار مہینے بعد انہون نے لکھا کہ اصلی تجربہ جواب ہوا ہے (یعنی دلی فتح ہوگئی) اور ایسے نادر سے حاصل ہوئے ہین تو مین پہلے نتیجے پر قائل ہونے کا خیال بالکل نہین رکھتا کیونکہ وہ وقت گذر گیا مگر اس وقت بھی مین یہہ خیال کرتا ہون کہ اگر چوتھی اور چودھوین جولائی کے درمیان

دلی پر حملہ ہوتا تو ہم اسکو فتح کر لیتے۔

اگرچہ انگریزی لشکر مین ساری انگلشی سپاہیانہ طرز و روش تھی مگر وہ بڑی تھکانے والی اور بیبدل کرنے والی تھی اگر انہین بہت کم آدمی اور انکے دشمنون مین بہت زیادہ آدمی مارے جاتے تو دشمنون کے پاس مُردون کے بدلہ مین اور زیادہ آدمی آجاتے انکے پاس لڑنے والے آدمیون کی کبھی کمی نہ ہوتی۔ انگریزون نے دہلی کی تسخیر مین کچھ ترقی نہین کی ہر روز یہہ ظاہر ہوتا جاتا تھا کہ باغیون پاس توپین بہ نسبت انگریزون کے تعداد مین اور زور مین زیادہ ہین باغیون کی توپین انگریزون کو جس فاصلہ پر مارتی تھین اس فاصلہ پر انگریزون کی توپین باغیون کو نہین مار سکتی تھین باغیون کی توپین انگریزون کی توپون کی نسبت وزنی و بات کی بنی ہوئی تھین اور زیادہ فاصلہ پر نشانہ لگاتی تھین اور بعض اوقات غضب کا نشانہ مارتی تھین ایک موقع پر چوبیس پنی توپ سے ایک گولہ ایسا تاک کر ہندو راؤ کی کوٹھی پر انہون نے مارا کہ اسنے ایک انگریزی افسر اور آٹھ آدمیون کو ہلاک کیا اور چار کو زخمی کیا جنمین ایک ادنے درجہ کا افسر تھا۔ انگریز باغیون کی توپون کو بند نہین کر سکتے تھے۔ لڑائی مین صرف ایک توپ چوبیس پنی دشمن سے انکے ہاتھ آئی تھی سوا سکے واسطے انکے پاس گولے نہ تھے باغیون کے گولے جو انکے لشکر مین جاتے انکو چن چن کر اس توپ مین الٹے باغیون پر مارتے۔ انگریزون پاس توپون کے لیئے میگزین کم ہوتا جاتا تھا باغیون پاس وہ سامان تھا کہ ہر روز اور ہر گھنٹے مین جتنے گولے چاہتے چلاتے۔ ولوبائی صاحب نے دہلی کے میگزین مین باروت کو تو اڑا دیا مگر سارا سامان جو ہوا مین اڑ نہین سکتا تھا باغیون کے استعمال کے لیئے چھوڑا اسکو وہ کم نہ کر سکے۔

پہاڑی پر موری دروازے کی توپین انگریزی لشکر کو بڑا ہلاک و حیران اور پریشان کرتی تھین باغیون کے توپچی ظرافت و وحشت اور مسرت کے ساتھ انگریزی لشکر کے سارے کامون کو دیکھتے تھے۔ اگر سپاہ کا دستہ دوسری سپاہ کی مدد کو جاتا۔ اگر اکیلا افسر بیٹری کے دیکھنے کو جاتا۔ اگر پکیٹ پر گورون کے کھانے کے لیئے بورچیون کے لڑکون کی قطار سرون پر کھانا رکھ کے جاتی تو ان پر گولے چلا کے حیران و پریشان کرتے۔ لشکر کے آدمیون کی ان گولونکی اپنے اوپر آنے کی دیکھنے کی عادت ہو گئی تھی وہ انسے بچنے کے لیئے زمین پر لیٹ جاتے

لڑکے جھک کر گھٹنیون چلتے اور اپنے سر کے بوجھون کو رکھ دیتے جہان گولے انکے سر پر سے گذر جاتے تو وہ پھر کھانے کو لیکر چلتے - اسوقت گورون اور کالون مین وہ بیر ہو گیا تھا کہ باوجود یہہ لڑکے بڑی وفاداری اور جان نثاری سے کام کرتے تھے دفعتہً مر جانے کا خوف نہین کرتے تھے چاہیئے تھا کہ گورے انپر مہربانی کرتے مگر وہ نہین کرتے تھے لیکن بعض انگلش مین کیمپ مین ایسے بھی تھے کہ ان غیر مسلح بے گناہ بدنصیب رذیل ملازمون پہ سختی کرتے تھے - جب یہہ لڑکے اپنی جان اور اپنے سر کے بوجھ کو بچا کر گورون پاس کھانا لے جاتے تو بعض اوقات گورے یہ کہتے کہ میرے لڑکو تمہارے لیئے بھلا ہوا کہ تم نے ہمارا کھانا ضائع نہین کیا -

۳ - جولائی کی دوپہر کو باغی جوق جوق انگریزی لشکرگاہ کے حوالی اور باغون مین گئے جرنیل پاس اس حملہ کی پہلی خبر آگئی تھی اسلیئے ساری سپاہ تیار تھی - شہر سے باہر رات کو باغیون کی سپاہ رہی اور دفعتہً بہت جلد علی پور کی طرف باغیون کی پانچ چھہ ہزار سپاہ نے کوچ کیا ان پاس توپین بھی بہت تھین - علی پور ایک بڑے لشکرگاہ کے عقب سے ایک منزل پر تھا - پانچوین رسالہ کے پنجابی سوارون کو باغیون نے مجبور کیا کہ انکے افسر لفٹنٹ ینگ ہسبینڈ رائی کی طرف اپنے سوارون کو لے گئے - باغیون کی توپون کی آوازین لشکرگاہ مین آئین دو بجے انگریزی لشکر کو میجر کوک صاحب لیکر چلے کہ باغیون کے مغلوب کرنے مین یا ان کے سد راہ ہونے مین کوشش کرین - انکے پاس چار توپین کپتان منی کے ترپ کے اسپی توپخانہ کی تھین اور دو توپین ہندوستانی توپخانہ کے ترپ کی تھین تین سو سوار اور آٹھ سو پیدل تھے اور بارہ توپین تھین اسی قدر لشکر کیمپ سے بھیجا جا سکتا تھا اسسے زیادہ نہین بھیجا جا سکتا تھا -

اول اس بات کا دریافت کرنا ناممکن تھا کہ آیا باغی علی پور کو لوٹ کر سیدھے رائی اور لڑسولی کی طرف جائینگے یا دہلی کو پھر لوٹ کر آئینگے بڑا خوف یہہ لگ رہا تھا کہ ہندوستانی پہرہ مین خزانہ جو دہلی اور کرنال کے درمیان آتا تھا کہین اسے جا کر باغی نہ لوٹ لین اور کرنال پر اپنی دوڑ نہ لے جائین - صبح کے وقت یہہ معلوم ہوا کہ علی پور کے قریب انہون نے نہر سے عبور کیا ہے اور دہلی کی طرف بلند اور خشک زمین پر چلے جاتے ہین جو متوازی اور محاذی نہر کے ایک ہبل کے پاس سے کچھ زائد فاصلہ پر تھین میجر کوک صاحب نے اول انکے بازو کی طرف حرکت کی لیکن

۳- جولائی کو انگریزی لشکر پر باغیون کا حملہ اور شکست فاش

انکو ڈیڑھ میل تک نہر کے بین باری پل تک ایسی سڑک پر چلنا پڑا جو بالکل کیچڑ اور دلدل سے بھری
ہوئی تھی پھر ایک میل تک کھیتوں کی کیچڑ میں چلنا پڑا۔ اول توپوں نے اپنا کام شروع کیا جنکا جواب
باغیوں نے فوراً دیا وہ ایک گاؤں میں چلے گئے تھے۔ جب باغیوں نے انگریزی سپاہ کو پاس آتے
ہوئے دیکھا تو وہ اسکے مقابلہ میں آئے۔ پیادے کچھ گاؤں میں مقیم رہے باقی چلنے شروع ہوئے
تھوڑی دیر بعد سواروں نے بھی چلنا شروع کیا توپوں کی آوازیں بھی دھیمی ہوئیں تو یہ ظاہر معلوم ہوا
کہ باغیوں نے اپنی توپوں کو بھی ہٹا لیا۔ پھر انگریزی توپیں بڑی مشکل سے آگے بڑھیں پیدلوں
اور سواروں کو حکم ہوا کہ وہ جلدی حملہ کریں۔ بائیں طرف گائڈس کے سوار تھے انکو حکم ہوا کہ وہ فوراً
جاکر دشمن کی مراجعت کی راہ کو روکیں۔ سپاہ بالکل کیچڑ کی جھیل میں رہی تھی وہ بہت آہستگی کے
ساتھ آگے بڑھی باغی اپنی سب توپیں لے گئے۔ ایک میگزین کی گاڑی اور ایک توپخانہ کی
گاڑی البتہ چھین گئی اور علی پور سے جو لوٹ وہ لے چلے تھے اسکو واپس لیا کچھ بارود
اور بندوقیں بھی انگریزی سپاہ کو ہاتھ آئیں۔ گائڈس کے سواروں نے غالباً اسی باغی مارے
ہونگے اب زیادہ تعاقب کرنا مناسب اسلیئے نہ تھا کہ گرمی کی بڑی شدت تھی اور گورے تھک
گئے تھے۔ میجر لوک نے نہر کی طرف مراجعت کی اور اسکے کنارہ پر درختوں کے سایہ کے تلے
سپاہ کو آرام دیا۔ غلطی سے انکا توپخانہ کیمپ میں واپس گیا تھا۔ جب سپاہ آرام کر رہی تھی کہ دہلی
سے ایک تازہ سپاہ نے جس میں آٹھ سو سوار بھی شامل تھے حملہ کیا۔ انگریزی سپاہ نے اسے
مار کر دور تک بھگایا لیکن باغیوں کا ہجوم دور تک اسے گھیرے ہوئے تھا۔ میجر لوک پیادوں کو
ہٹا کر ایسے مقام میں لائے کہ جس کے سبب سے نہر کے پل پر قبضہ رہے۔ باغی اپنی توپیں چڑھا
لائے تو میجر صاحب نے اپنا توپخانہ کیمپ سے منگایا مگر ہنوز وہ نہ آیا تھا کہ باغیوں نے دوسرا حملہ
کیا انگریزی سپاہ نے انکو مار کر بھگا دیا۔ انگریزی سپاہ کیمپ میں آئی۔ گرمی کی شدت سے
وہ بہت مضمحل ہوئی۔ ۶۔ رجمنٹ کے گورے درختوں کے نیچے ایسے مضمحل ہو گئے تھے کہ انکے
لے جانے کے واسطے کیمپ سے ہاتھی آئے۔ اس لڑائی میں اسی سوار جو کہ پاٹن میں بھرتی
کیے گئے تھے بڑی بہادری سے لڑے مگر انکا میر جو میجر لوک کا بڑا دوست تھا وہ اس حال میں مارا
گیا کہ بھگوڑے باغیوں کا تعاقب کر رہا تھا انگریزی سپاہ کا یہ نقصان ہوا [illegible] سپاہی اور سات گھوڑے

مارے گئے اور ۲۳ آدمی اور سات گھوڑے زخمی ہوئے - ان مین کوہاٹ کے سوارون کے
مقتول اور مجروح داخل نہین ہین -
میجر کوک کی جنگ کی اضافی ناکامی پر سخت نکتہ چینی ہوئی ہوڈسن صاحب نے لکھا کہ مین دن کے
سارے کام سے ناراض اور غیر مطمئن ہون کام کا زیادہ ہونا چاہیئے تھا وہ ہو سکتا تھا اور جو کچھ
کیا گیا وہ اس ثبوت کے لیئے قابل اطمینان ہے کہ انگلو سیکسن آسانی سے اہل ایشیا کو خواہ
انکی تعداد کثیر ہو ہزیمت دے سکتے ہین کل باغی دس سے پندرہ تک ایک انگریزی سپاہی کے
مقابلہ مین تھے -

سر ہنری برنارڈ کی وفات

دوسرے دن صبح کو سر ہنری برنارڈ کو ہیضہ نے آسانی سے اپنی قربانی بنایا انکا دل اور جسم دونو
رات دن کی محنت سے فرسودہ ہو گئے تھے - انکی ہمت اور شجاعت کے سبب سب سپاہی انکی مدح خوانی
اور تعظیم کرتے تھے جن بہادرون اور دلاورون پر وہ کارفرمائی کرتے تھے انہین وہ آگ کے پیچھے
زیادہ روشن نظر آتے تھے وہ اپنے کریمانہ اور اشرافانہ اخلاق کے سبب سپاہ کے دلون مین
اپنی محبت پیدا کرتے تھے وہ کبھی اپنی گرمکوشی مین ناغہ نہین کرتے تھے وہ اپنی قسمت کی سختی کے
سبب سے نہایت مشکل اور امتحان کے وقت مین گرفتار ہوئے تھے - وہ اس ملک مین اجنبی تھے
مشرقی جنگ آرائی سے لاعلم تھے وہ جنرل این سن کی وفات کے بعد اس کام پر مقرر ہوئے
کہ ایک اپنے ضعیف لشکر کو ایسے دشمن سے لڑائین جسکی تعداد وہشتناک تھی اور
سامان حرب بہت کچھ اسکے پاس تھا - انہون نے بادلی کی سرائے مین بڑی مردانگی اور
فرزانگی سے فتح پائی اور دہلی کے سامنے ایک بڑے استوار اور مستحکم مقام مین انگریزی
لشکرگاہ کو مقیم کیا - ہفتون تک یہان بار بار قوی دشمنون کے حملہ کرنے مین وہ دلیری
اور دلاوری دکھائی کہ دشمنون کے دلون مین انگریز کی ہیبت جو ضعیف ہو گئی تھی وہ پھر ایسی پیدا
ہو گئی کہ وہ اس سے تھرانے لگے ہندوستان کی اور ہندوستانی جنگ آزمائی کی لاعلمی نے
انکو مجبور کیا کہ وہ اپنی رائے پر اعتماد کم رکھین اور اورون کے صلاح مشورہ پر اعتماد کرین جسسے وہ بڑے
دل فگار ہوتے تھے اور اپنی تدابیر کے موافق فیصلہ نہین کرتے تھے - وہ ہندوستان مین
عمر رسیدہ آئے تھے اس سخت موسم گرما مین لشکرکشی انکے لیئے بڑی سخت تکلیف تھی جسم و روح

دونو دکھہ درد مین رہے تھے چارون طرف سے متواتر اینپر تقاضا ہوتا تھا کہ دہلی جلد فتح کرو اور انکو تسخیر کرنے کے منصوبے جنکا عمل مین آنا ممکن نہ تھا بتائے جاتے تھے جنسے وہ بہت دق ہوتے تھے اور انکے جسم یا روح کو آرام نہین ملتا تھا مرتے وقت انہون نے آخری الفاظ یہہ کہے کہ داہین جانب کو مستحکم کرو جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مرتے دم تک فکر و تردد مین رہے اسکے بعد انکی آواز لڑکھڑانے لگی اور پھر ان کا دم نکل گیا دوسرے دن لین سر نے ایک لکڑی کے تابوت مین توپ پر لے جاکر چرچ کے اندر قبر مین دفن کیا اور دشمن کی توپون کی آوازون نے انکی ماتمی سلامی اتاری -

جنرل برنارڈ کی وفات کے بعد انکی جگہہ جنرل ریڈ مقرر ہوئے جس روز بادلی کی سرائے کی لڑائی ہوئی ہے اسکی صبح کو وہ لشکر مین آئے تھے مگر گرمی کے موسم مین بڑے بڑے لمبے سفرون کے کرنے سے تھک کر چکنا چور اور رنجور ہو گئے تھے - انہون نے اس جنگ مین جنرل برنارڈ سے اپنے اعلے عہدہ کا کام نہین لیا - گو وہ افسر اعلے عہدہ رکھتے تھے انہون نے اول ہی سپہ سالار ہوکر دانشمندانہ کام یہہ کیا کہ نہر کے سب پل چند میل تک متوازی بڑی سڑک کے تھے سوار بھیج کر اڑا دیئے - اس پل کو اپنے کام کے لیئے رکھا کہ عقب لشکر سے دو میل پر آزادپور مین جو پکٹ ہے اسکی نگہبانی سوارون کے سفر کی اچھی طرح کرسکین - پل جادر کے منبع کو جو نہایت مستحکم بنا ہوا تھا اڑا دیا - جس سے نہر کا پانی شہر مین نجف گڈھ کی جھیل کے نالہ مین گذر کر آتا تھا اور اس مین سے سوار ہوکر لشکرگاہ کے عقب مین آسکتے تھے اس تدبیر سے شہر مین نہر کا پانی آنا بند ہوگیا - مگر اسکا اثر کچھ شہر پر نہ تھا دریا پاس تھا اور صدہا کنوے تھے - نجف گڈھ کی جھیل کے نالہ کا بسی پل بھی اڑا دیا - جو انگریزی کیمپ سے تقریباً آٹھ میل کے فاصلہ پر تھا جسکے سبب سے باغیون کو لشکرگاہ کے عقب مین آنا اور بھی دشوار ہوگیا اس پل کو ۸ - جولائی کی صبح کو بریگیڈیر لونگ فیلڈ نے سپرمائی نر اور سپاہ لے جاکر اڑایا تھا انکی کسی نے اس کام مین کچھ مزاحمت نہین کی -

دوسرے دن صبح کو شہر سے باغیون کا بڑا لشکر برآمد ہوا انگریزون نے اپنے بڑے بڑے پکٹون مین سپاہ کو زیادہ کیا اور خیمون مین سپاہ کمربستہ لڑائی مین جانے

رہی۔ شہر کی توپون سے اور شہر کے باہر میدانی توپخانون سے متواتر گولے برسنے شروع ہوگئے
ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ ہندو راؤ کی کوٹھی کی طرف مورچے مین ۱۸ اپنی توپون کا توپخانہ تھا
اور پیدلون کا پکٹ سبزی منڈی کے حوالی مین تھا اور موڑ کی داہین طرف نشیب مین دو
گھوڑون کی توپین تھین اور ڈریگون کا ایک ترپ تھا۔ یہہ توپین آرج میجر ٹومبس کے توپخانہ
سے آئی تھین اور انکے کمانیر لفٹنٹ ہلس تھے کا رببنیر سوارون کے کمانیر لفٹنٹ اسٹل مین تھے
پھر اس سے اور آگے کی طرف ایک فقیر کے احاطہ مین توپین تھیں اور آٹھوین رسالہ کے ایک ہندوستانی
افسر کا پکٹ تھا جسکے دو پہرے بغیر خیمہ کے بڑی سڑک سے دو سو گز کے فاصلہ پر تھے سڑک کی
دوسری طرف زیادہ تر گھنے گھنے باغ تھے جس مقام پر سوارون کے پہرے تھے وہ کبھی
نظر نہین آتے تھے سفید پوش سوار جو اسطرف نظر آتے تھے انپر توجہ نہین کی جاتی کہ تو پین
رسالہ کے سوارون کا لباس بھی سفید تھا جنہین سے فقیر کے احاطہ مین پکٹ بٹھا دئے گئے تھے۔
ایک لمحہ مین باغیون کے سوار بہت جلد پکٹ پاس آن دھمکے۔ وہان کا رببنیر کا ایک ترپ تھا جسمین
اکثر نوجوان سپاہی قواعد دان نہ تھے اور کل انکی تعداد بتیس تھی وہ سب بھاگ گئے صرف دو افسر اور
دو تین اور سپاہی مستقل ایستادہ رہے۔

لفٹنٹ ہلس نے حکم دیا کہ توپون کی پیٹیون کی گاڑیان کھولی جائین اور توپین بھری جائین
اسلئے کہ اس کام کے کرنے کے واسطے سپاہیون کو فرصت ملے۔ تن تنہا انہون نے دشمن کے
کالم کے سرداروں پر حملہ کیا پہلے آدمی کو قتل کیا اور دوسرے کو مجروح کیا اسی طرح سے گھوڑون
اور سپاہیون کو فرصت ملی۔ جب وہ گھوڑے سے ہوکر پنچی تلوار تلاش کرنے لگے تو تین اور سپاہی
جنمین دو سوار تھے آئے پہلے آدمی کو انہون نے اپنی پستول سے زخمی کیا دوسرے آدمی کے نیزہ
کو اپنے ہاتھ مین پکڑکر اسکو اپنی تلوار سے زخمی کیا تو پہلا آدمی پھر آیا وہ قتل ہوا۔ تیسرا پیادہ
سپاہی آیا اور اسنے لفٹنٹ ہلس کے ہاتھ سے تلوار چھین لی اور اسکے پیچھے گرا کر دشمن اُس کا
گلا کاٹنا چاہتا تھا کہ میجر ٹومبس نے جو اپنی دو توپون کو دیکھنے گئے تھے یہہ حال دیکھ کر تیس گز کے
فاصلہ سے دشمن پر تپنچہ چلا کر اسکا کام تمام کیا اور لفٹنٹ ہلس کی جان بچالی۔
اسی وقت باغیون کے سوار میجر ٹومبس اور لفٹنٹ ہلس کے پاس سے ہوکر گذرے جو اپنے زخمیون کی

لفٹنٹ ہلس اور میجر ٹومبس کی

تلاش مین گئے تھے - جب لفٹننٹ ہلس نے دیکھا کہ دشمن سپاہی انکے پاس سے ان کا پستول لیئے ہوئے جاتا ہے تو وہ اسکی طرف دوڑے وہ سپاہی اپنی تلوار چمکا کر ناچنے لگا اسنے اول تلوار کا وار ہلس صاحب پر کیا جس سے انہون نے اپنے تئین بچا لیا اور دوسرا وار میجر ٹومبس پر کیا مگر وہ خالی گیا پھر دوسری دفعہ ہلس صاحب پر تلوار چلا کر انکے سر پر زخم شدید لگایا اور انکو مار ہی ڈالا ہوتا اگر میجر ٹومبس نے جاکر اسکو تلوار سے نہ مارا ہوتا ان دونو جوانمردون کو اس بہادری کے صلہ مین سرکار سے کروس اوف وار مرحمت ہوا -

اس اثنا مین باغی سوار کیمپ مین داخل ہوکر توپخانہ کے ہندوستانی ترپ پاس گئے اور انہون نے چلا کر کہا کہ اپنی توپین تیار کرو اور ہمارے ساتھ ہی چلے آؤ توپخانہ کے سپاہیون نے جواب دیا کہ تم کون ہو جو ہم کو حکم دیتے ہو ہم تو صرف اپنے افسرون کے حکم کی اطاعت کرتے ہین انہون نے میجر اولی فرنٹس کے یوروپین ٹرپ کو بلایا جس نے باغیون پر فیر کیا - ہمارے کپتان فیگسن صاحب خیمے مین کچھ لکھ رہے تھے انہون نے قلم پھینکی اور تلوار لے لی اور کچھ پیدلون کو اور پہلی فیوزیلرس کی ایک کمپنی کو ہمراہ لیکر سوارون کے ایک حصہ کو کیمپ سے باہر نکالا اور انمین سے پندرہ کو مارا اور توپخانہ نے آنکر ان پر حملہ کیا اور باغی سوارون کو بھگا دیا انمین سے ۳۵ سوار مارے گئے اور اس مین وہ سردار بھی مارا گیا جسنے یہہ بہادرانہ کام کیا تھا - یہہ کل سو سوار تھے -

سبزی منڈی کی لڑائی -

اسوقت شہر کی فصیل پر سے اور بہت سی میدانی توپون سے گولون کی بوچھاڑ لگ رہی تھی اور جلد اور تیزی سے گولے پھینکے جاتے تھے - حوالی سبزی منڈی مین باغی سپاہی مکانون اور باغون مین بیٹھے ہوئے تھے اور سبزی منڈی کے پکٹون اور مورچے پر آتشباری کر رہے تھے جنکو اپنے تئین سنبھالنا مشکل ہو گیا تھا - بریگیڈیر چیمبرلین کا ایک کولم انکے نکالنے کے لیے تیار ہوا - یہہ کولم سبزی منڈی مین گیا اور میجر ریڈ کی ہدایت ہوئی کہ بڑے پکٹون سے جو سپاہی کام سے زائد ہون وہ اس کولم کی اعانت کرین لیکن بغیر کسی دشواری کے باغیون کو باغون سے انگریزی سپاہ نے نکال دیا - لیکن سرائون اور

مکانون مین باغیون سے سخت لڑائی ہوئی - مکانون کی چھتون پر جو تنگ زینے جاتے تھے
انکی ہر سیڑھی پر چڑھتے ہوئے باغیون کو انگریزی سپاہیون کی سنگینون نے ہلاک کیا
شام کو غروب آفتاب کے وقت سارے باغی بھگادیے گئے وہ شہر مین بہت نقصان
اٹھاکر داخل ہوئے - انگریزون کا نقصان یہہ ہوا کہ ایک افسر اور چالیس سپاہی مقتول اور
آٹھ افسر اور ایک سو ساٹھ سپاہی مجروح ہوئے اور گیارہ سپاہی گم ہوئے - باغیون کے
پانچ سو سپاہی مارے گئے جنمین بہت سے اپنے مقام پر مارے گئے تھے - سوارون نے
جو کیمپ کے اندر گھس کر حملہ کیا اسکی اصل حقیقت صحیح نہین معلوم ہوئی مگر تھوڑی سی وجہ اس
شبہ کرنے کی ہے کہ نوین غیر آئینی رسالہ کے پلٹ کی سازش باغیون سے تھی اور باغی سوارونکو
یہہ بھروسا تھا کہ کیمپ مین انکے ہندوستانی سوار اور پیادے امداد کرینگے مگر اس
ہندوستانی سپاہ نے اپنا چال چلن درست رکھا -

بادلی کی سرے کی لڑائی مین چوتھے اور نوین غیر آئینی رسالون کے حصون پر پورا اعتماد نہین
کیا گیا تھا بعض سپاہیون نے اپنا چال چلن اچھا رکھا لیکن اکثر سپاہیون مین یہہ معلوم
ہوتا کہ انکے دل مین بغاوت ہے سکھ اور پنجابی صاف صاف اس بات کو بیان کرتے تھے اب
نوین رسالہ کا دوسرا بازو اور ١٧ وین غیر آئینی رسالہ کا ایک بازو دہلی مین آیا تو یہہ امر قرار پایا
کہ وہ پنجاب کو الٹا بھیجا جاوے چنانچہ وہ بھیجا گیا - چوتھے رسالہ کے سوار صرف ستّرہ کے تھے
ایک سوار بھی انمین سے کل جنگ مین مضرور نہین ہوا لیکن آخر وقت مین انسے گھوڑے اور
تلوارین لے لی گئین اور اردلی کا کام انسے لیا گیا -

ایک منتخب دستہ پہلے پنجابی رسالہ کا جس مین بالکل سکھ اور پنجابی تھے دہلی مین آیا (دستہ مین
دو تین سو کے قریب سوار تھے) کل سوارون کی فوج باستثنا دو سو ملتانی سوارون کے
اگست مین جنرل نکلسن کے ماتحت ہوگئی اسمین چھ دستے ڈریگونس کے ضعیف سے تھے
اور پانچ دستے پنجاب اور گائڈس سوارون کے تھے اور کپتان ہوڈسن کے سکھ سوار تھے
علی پور مین جو کرنال کی سڑک پر پہلا پڑاؤ تھا ہمیشہ ایک دستہ ہندوستانی سوارون کا
رہتا تھا - توپخانہ کے ہندوستانی ترپ سے پچھلی تاریخون مین توپین لے لی گئی تھین

کہ انکو بری ترغیب نہ ہو اسکے نوجوان سپاہی مفرور بھی ہو گئے تھے۔ اس محاصرہ مین کوئی
پرانا ہندوستانی سپاہی مفرور نہین ہوا انسے کام لیا گیا اور مورٹر سپیٹر لیشن مین انہون نے
نہایت اچھی طرح کام کیا۔ جب دہلی تسخیر ہو گئی تو توپین اور گھوڑے جن سے لئے گئے
تھے انکو دیدیئے گئے۔ چوتھے غیر ٹینی رسالہ کو بھی گھوڑے اور ہتھیار واپس کر دیئے گئے

لڑائی ۱۲ جون ۱۸۵۷ع

پانچ روز بعد ایک بڑی سخت لڑائی ہوئی۔ صبح کو باغیون نے فصیل پر سے توپین خوب
چلائین اور انکا ایک بڑا انبوہ شہر سے باہر نکلا اور سویرے سے ہی سے ہندو راؤ اور سبزی منڈی
کے مورچون پر یورش کی اور گھنٹون تک انپر گولے اور گولیون کا متواتر مینہہ برسایا پہاڑی
پر سے جو آتش باری انپر ہوئی تو اس سے وہ پرے نہین ہٹے تو تین بجے بریگیڈیر شاورس
صاحب سبزی منڈی مین مورچون سے باہر ایک کولم لیکر باغیون کے بھگانے کے لئے آئے
انکے کولم مین چھ گھوڑ چڑھی توپین میجر ٹرنر اور کپتان منی کے ماتحت تھین اور پہلی فیوزیلرس
میجر جیکب کے ماتحت اور پہلی پنجاب پیدل پلٹن میجر کوک کے ماتحت اور گائڈ کے سوار اور
ہوڈسن کے سوار اور کوہاٹ کا رسالہ یہہ سب تھے۔ بریگیڈیر چیمبرلین اس کولم کے ہمراہ
تھے اور جب ہندو راؤ کی کوٹھی کی پہاڑی کے نیچے وہ آئے تو میجر ریڈ صاحب سے
ملے جنکے ساتھ اپنی اتنی سپاہ تھی جتنی وہ لا سکتے تھے دشمن کے گراپ کی بوچھاڑ مین سپاہ
آگے بڑھی کہ ایک دیوار کے پاس آئے جسپر باغیون کی صف کھڑی ہوئی تھی سپاہ اس
دیوار پر سے پھلانگی نہین بلکہ رک گئی تو چیمبرلین صاحب یہہ دیکھ کر اپنے گھوڑے کو
کود اکر دیوار کے پار دشمنون مین گھس گئے اور آدمیون کو پکارا میرے پیچھے آؤ وہ گئے
انکا شانہ زخمی ہوا۔
فیوزیلر اور کوک کے سپاہی باغیون کو باغون سے باہر نکال رہے تھے کہ ہوڈسن صاحب
مع گائڈس اور گورکھون کی سپاہ کے بڑی سڑک پہ آئے جو سیدھی دہلی کے دروازون مین
جاتی تھی سپاہ فصیل کی توپون کے گراپون کے نیچے اور سامنے آئی تو اسکے پیچھے سے
درختون اور پہاڑی کی چٹانون پر سے گولیان ماری جاتی تھین مگر ہوڈسن صاحب نے
باغیون کو فصیل تک بھگایا چھ سو گز فصیل رہ گئی تھی اور پھر سپاہ کو واپس چلے آنے کا

حکم دیا گیا یہہ کام جلدی سے توپچانون نے کیا کچھ اس مین بے ترتیبی ہوئی سپاہ نے واپس
جانے مین بہت جلدی کی اسکا نتیجہ یہہ تھا کہ باغیون کے پیادون اور سوارون و دو توپون
نے پیچھے سے حملہ کیا ہوڈسن صاحب اپنے آٹھ سوارون سے سامنے کھڑے رہے
اور کچھ گائڈس کے پیدلون کو لیکر حملہ کیا۔ گریوائل صاحب اور میجر جیکب انکی کمک کے لیئے
پراگندہ فیوزیلیر کو جمع کرکے لائے۔ باغیون کے سوارون نے آگے بڑھکر حملہ کیا۔ ہوڈسن
کے حکم سے انکی تھوڑی سی سپاہ نے فیر کیئے تو سوار پھر گئے انکے پاؤن پھر جمے پراگندہ
ہوکر بھاگے وہ اپنی توپین چھوڑ گئے ہوڈسن صاحب نے ان توپون کے لینے مین کوشش
کی وہ توپون سے تیس قدم کے فاصلہ پر تھے پچیس مستقل سپاہی توپون کے لینے کے لیئے
کافی تھے مگر سپاہی توپون پر اڑ رہے تھے سپاہ کثیر کے سامنے جانے کی جرأت نہ ہوئی
ساری سپاہ الٹی چلی گئی تھی انکی کمک کے لیئے بھی کوئی نہ تھا ہوڈسن صاحب آٹھ سوارون
کے ساتھ اپنی جگہہ پر جمے رہے کچھ افسرون نے انکی مدد کرنے مین کوشش کی کہ دفعتہً دو باغی
روشن پلیتے ہاتھون مین لیئے اپنی توپون کے پاس آئے جنہین گراپ بھرے ہوئے تھے
اور انکو ہوڈسن صاحب کی سپاہ کے چہرہ کی طرف چھوڑا جب دھوان صاف ہوگیا تو ہوڈسن صاحب نے
دیکھا کہ باغی اپنی توپون کو لے گئے پھر وہ اپنے کولم سے ملنے کے لیئے باغیون کے گولے اور
گولیون کی زد مین آگئے اور بہت سے سپاہی اور افسرون پر گولے گولیان پڑین مگر ہوڈسن
صاحب نے یہہ انتظام کیا تھا کہ گائڈس کو چپ چاپ واپس لے جائین مگر وہ لڑتے ہوئے
گئے اور دشمن کو روکتے رہے کہتے ہین وہ گھوڑا سرپٹ دوڑا کر گئے اور دو توپین لائے
پھر اپنے اوپر حملہ کو بالکل روک دیا اور ہر ایک باڑے کو بھگا کر دہلی کے اندر داخل کیا۔ انگریزونکا
نقصان یہہ ہوا کہ پندرہ سپاہی اور دو گھوڑے مارے گئے اور سولہ افسر اور ایک سو ستر
سپاہی و ۷ گھوڑے زخمی ہوئے اور دو سپاہی گم۔ زخمیون مین چیمبرلین صاحب کے
شانہ مین گولی لگی تھی اور روبرٹس صاحب کے (جو پیچھے لارڈ روبرٹس ہوئے تھے) ہلکا زخم
لگا۔ باغیون کے نقصان کا ہزار آدمیون کا تخمینہ کیا گیا ہے۔ گھنٹون تک چھکڑون مین
باغیون کی لاشین شہر کو جاتی ہوئی انگریزون نے دیکھین ایک بڑا امندر تھا جسکا نام انگریزون نے

سمی ہوس رکھا تھا وہ پہاڑی کی ڈھلان پر شہر کی طرف ۹۰۰ گز کے فاصلہ پر موری دروازہ سے تھا اور وہ کچھ وقت تک انگریزون کے قبضے مین رہا تھا وہان سخت لڑائی ہوئی وہان گائیڈس کے پیادے تھے جنہون نے باغیون کی کسی کوشش کو مندر کے لینے مین چلنے نہین دیا صبح کو باغیونکی اسّی مردے وہان پڑے ہوئے گنے گئے

۱۷ جولائی کو جنرل ریڈ نے دہلی کے میدان جنگ کی سپہ سالاری سے استعفا دیدیا۔ وہ کچھ پہلے ہی سے بیمار دہلی مین آئے تھے یہان کی تھوڑے دنون کی جو ابد ہیون کے روزانہ افکار اور تردد وات نے انکی صحت کو بالکل بگاڑ دیا سو انہون نے اپنے عہدہ کا کام بریگیڈیر آرچ ڈیل ولسن کو سپرد کر دیا اور خود شملہ کو اپنی حفظ صحت کے لیئے چلے گئے کیمپ مین ایسے افسر کے انتخاب سے جسنے ہیڈن مین لڑائیان بڑی بہادرانہ لڑی ہون سب کو اطمینان تھا مگر بعض ایسے بھی تھے جو یہہ دیکھتے تھے کہ اس تبدیلی سے حملہ کرکے شہر کے لے لینے مین چستی وچالاکی کی افزائش کی اچھی امید نہین ہے لیکن حقیقت مین یہہ زمانہ ایسا تھا کہ اپنی محافظت مین چستی وچالاکی دکھانی چاہیئے تھی۔

یہہ امر یقینی ہے کہ صاحب ممدوح نے جسوقت دہلی کے میدان جنگ کی سپہ سالاری کا عہدہ لیا ہے اس مین جن حالتون کا مقابلہ کرنا انکو پڑا وہ بڑی ہمت ہرا دینے والی اور دل شکن تھین پہلے دو سپہ سالارون کو موت آچکی تھی اور تیسرا قریب المرگ ہو کر چلا گیا تھا سٹاف کے چیف ایڈجیوٹنٹ جنرل اور کوارٹر ماسٹر جنرل اپنے خیمون مین زخمی پڑے تھے۔ پانچ ہفتے سے سپاہ دہلی کے آگے اپنی محافظت دشمنون سے کر رہی تھی۔ وقتاً فوقتاً شہر کو حملہ کرکے لے لینے کی منصوبے باندھے جاتے تھے اور ملتوی کیئے جاتے تھے اور آخر کو یہہ بہادرانہ ارادہ ترک کر دیا گیا۔ ان پانچ ہفتون مین دشمنون نے بیس دفعہ حملہ کیا اور مدت سے یہہ بات مان لی گئی تھی کہ انگلش محاصرین نہین ہین بلکہ محصورین ہین۔ یہہ ناممکن تھا کہ یہہ تمام باتین سپاہ کی ڈسپلن (جسمانی اور عقلی تربیت) پر اپنا اثر نہ کرتین۔ یہہ اسی سپاہ نے عزت دوام حاصل کی ہے کہ ایسی حالتون کے اسپر بگاڑنے والے اثر صاف دکھائی دیتے تھے۔ باغیون کی قوت روز بروز متواتر بڑھتی جاتی تھی گو انکا نقصان انگریزون کی نسبت زیادہ ہوتا تھا۔ اس بات کا بتلانا مشکل تھا کہ کب تک باغی

متواتر دق کرنے والے حملے انگریزون پہ کرتے رہین گے۔ انگریزون کا لشکر دشمنون کو مارتے مارتے تھک گیا تھا گو بظاہر انکے صحائف ضعیف نہین ہوئے تھے نہ انکے اعتبار مین کمی آئی تھی یا اپنے حملون کے درمیان توقف مین طول ہوا تھا اسلیئے یہہ تعجب کی بات نہین ہے کہ اس جولائی کے مہینے کے وسط مین سپہ سالار نے اس مشکلات کو دیکھا جو اس مقام مین دشمنون کے سامنے رہنے مین تھین اور اس بات مین شبہات اسکو پیدا ہوئے کہ اسقدر دشمنون کی سپاہ کے مقابلہ مین ہم ٹہیر سکتے ہین یا نہین لیکن ایسے شبہات تھوڑی دیر کے لیئے بھی نہین ٹہیر سکتے تھے۔ انگریزون کی سپاہ بڑی حیرانی اور پریشانی مین تھی۔ اسکی تعداد کم ہوگئی تھی اور وہ دیکھتی تھی کہ متواتر سینہ زوری دشمنون سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے جسکا نتیجہ کچھہ نہین ہوتا اور وہ اس حالت سے تھکی جاتی تھی جسکا انجام و مآل وہ نہین دیکھہ سکتی تھی کہ کیا ہوگا اگرچہ انکی ڈسپلن مین کچھہ تھوڑا سا فرق آگیا تھا مگر وہ بیدل ذرا بھی نہین ہوئی تھی وہ بے صبر تھی مگر نا امید نہ تھی جس کام کی اس سے درخواست کی جاتی تھی وہ اسکو انجام دیتی تھی اور وہ یہان سے مراجعت کرنے کے خیال سے نہایت ناراض ہوتی تھی۔

اس مہینے کے شروع ہوتے ہی ان آدمیون کے دلون مین پہاڑی کے چھوڑ جانے کا خیال پیدا ہوا جو یہہ بڑا بہادرانہ عزم رکھتے تھے کہ شہر کو حملہ کر کے لینا چاہیئے اب اسکو جواری کا پانسہ پھینکنا کہنے لگے۔ جنرل برنارڈ کی موت سے پہلے ہاروے گریٹ ہیڈ جو دہلی مین سب سے بڑے سول افسر تھے اور پہلے دہلی پہ حملہ کرنے کے لینے کے بڑے حامی تھے انہون نے چوتھی جولائی کو لکھا کہ دہلی کو حملہ کر کے لے لینے کی دو دفعہ تیاریان کی گئین اب مجھے اعتبار نہین ہے کہ پھر یہ ارادہ پختہ ہوگا مین اپنی راے کو صحیح مانکر یہہ کہتا ہون کہ یہہ سوال پیدا ہوگا کہ آیا ہم اپنے مقام پہ جمے رہین یا محاصرہ کو اٹھا لین اور سپاہ سے اس طرح کام لین جب تک کہ دوبارہ دہلی پہ لشکر کشی ہو کر وہ پبلک کو فائدے پہنچائے۔ غرض صاحب ممدوح اس بات پہ خیال کرنے لگے کہ ملک کو فائدے علی العموم اسطرح حاصل ہونگے کہ سپاہ جو اس شہر عظیم کی فصیلون کے آگے مقید پڑی ہے اور اپنی قوت کو اپنی محض محافظت مین ضائع کر رہی ہے وہ آزاد کی جائے جسکی ضرورت ملک کے ان حصون مین ہے جہان انگریز بلاؤن اور آفتون مین گھرے ہوئے ہین۔ یہہ دہلی کی سپاہ وہان

پہاڑی کے چھوڑ جانے کا خیال

جاکر جو فتوحات متواتر حاصل کرینگی اسکا بڑا اخلاقی اثر ملک پر یہہ ہوگا اور بہت سے فائدے اس سے حاصل ہونگے نیول چیمبرلین اور بیرڈ سمتھ کی رائے اسکے خلاف تھی کہ اسطرح سے محاصرہ کے اٹھا دینے مین کامیابی کی کوئی امید نہین ہے حالت موجودہ مین یہہ امر خطرناک ہے کہ ہم شہر مین جاکر اپنی سپاہ کو اسکے کوچہ و بازار مین الجھادین اسلیئے یہہ بہتر ہے کہ ہم اپنے مقام پر قائم رہین اور جب کمک آجائے تو شہر پر حملہ کرین ہیڈ کوارٹرس مین اس سوال پر بڑا مباحثہ ہوا کہ پولیٹکل اور ملیٹری بنا پر یہہ دانشمندانہ کام ہے یا نہین کہ ہم دہلی کو چھوڑکر اس شوقین سپاہ کو ملک کے اور حصون مین کام مین جب تک مصروف کرین کہ دہلی کے سامنے ایک زبردست سپاہ لائین -

اس باب مین جرنیل کے دل مین اگر کوئی شبہہ پیدا ہوا ہو تو اسکو چیف انجنیر بیرڈ سمتھ صاحب نے بالکل دور کردیا - جب جرنیل نے اس معاملہ کو انکے روبرو پیش کیا تو انہون نے کہا کہ محاصرہ کا اٹھادینا ہمارے قومی اغراض کے حق مین زہر ہوگا - یہہ ہمارا فرض ہے کہ دہلی کی جو ایک مضبوط گرفت ہمارے ہاتھ مین ہے اسکو قائم رکھین ہمارے حق مین یہہ باتین مفید ہین کہ پنجاب سے ہماری آمد و رفت کشادہ ہے پنجاب مین امن امان ہے وہان کی امداد اور کمک سے ہماری بہت تقویت ہوسکتی ہے - سپاہ کی قوت و صحت بہت اچھی ہے اسکے لیئے سامان رسد خاطر خواہ ہے - یہہ سچ ہے کہ ہمارے محاصرہ سپاہ کے مقام کا استحکام تھوڑا کیا گیا ہے اور ہماری توپین ایسی جگہون مین نہیں لگائی گئیں ہین کہ وہ دشمنون کو زیادہ ہلاک کرین اور انکے مورچون کو تباہ کرین مگر مین وعدہ کرتا ہون جو ابتک کام نہین کیا گیا ہے وہ مین کردونگا - پھر انہنے جنرل سے کہا کہ آپ غور کیجیئے کہ محاصرہ کے چھوڑ دینے کا نتیجہ کیا ہوگا - سارے ہندوستان کو یہہ یقین ہوگا کہ ہم جو دہلی سے واپس آئے تو اس کا سبب یہہ تھا کہ ہم کو شکست ہوئی ایسی صورتون مین ہندوستانیون کے دلون پر وہی نقش ہوگا جو ہماری شکست فاش سے ہوتا محاصرہ کے اٹھا دینے کی صورت مین ہماری پنجاب سے آمد و رفت بند ہوجائیگی اور پھر جو اس ملک سے کمک کی امیدین ہین وہ جاتی رہینگی اور پھر ہم کو دہلی پر دشمنون سے جنکی قوت افزونی تعداد سے بڑھ جائیگی لڑنا پڑیگا اور پھر بڑا کام ہمکو

یہہ کرنا پڑیگا کہ دہلی میں جو بغاوت کا مرکز اور آب ہے اسکو روکنا پڑیگا اب تو تمام باغی سپاہیں دہلی میں جمع ہوتی ہیں اور ہم جو انسے لڑتے ہیں تو وہ سارے ملک میں نہیں پھیلتیں اور ہمارے ان مقامات پر جو ضعیف اور تنہا بے پناہ ہیں حملہ آور نہیں ہوتیں - ان دلائل نے جنرل ولسن کے دل کو یقین دلا دیا کہ محاصرہ کا اٹھانا بالکل نامناسب ہے اسلیئے چیف انجنیر کا شکریہ ادا کیا۔

۱۸- جولائی کو باغیوں نے پھر پہاڑی کے مورچہ اور سبزی منڈی پر بڑی تیزی و تندی سے دیر تک حملہ کیا دوپہر کے قریب ایک کولم انگریزی باغیوں کو اپنے مقامات سے نکالنے کیلیئے آیا - باغی بہت سے احاطوں میں اور نشیبوں میں بیٹھے ہوئے انگریزوں کا مقابلہ کر رہے تھے - لفٹنٹ کرنیل جونس نے باغیوں کو بہت نقصان پہنچا کر شہر میں بھگا دیا آج کی لڑائی میں انگریزوں کا نقصان یہہ ہوا ایک افسر اور بارہ سپاہی مارے گئے اور تین افسر اور چھیاسٹھ سپاہی زخمی ہوئے - سبزی منڈی پر باغیوں کا یہہ آخری حملہ تھا اسلیئے کہ انجنیروں نے متواتر کوشش کرکے ان پرانی سرائوں اور دیواروں اور باغوں کو کچھ فاصلہ تک مسمار کر دیا جنکی آڑ میں باغی پاس آ کر کیمپوں پر حملہ کر سکتے تھے جس میں انکی آتش زنی سے بہت نقصان ہوتا تھا جسوقت انجنیر اس کام میں مصروف تھے وہ پہاڑی کی محافظت کے کاموں سے بیلو تہی نہیں کرتے تھے انہوں نے اسکو بھی نہایت مہیب بنا دیا تھا - باغیوں سے جو توپیں چھینی تھیں وہ مورچوں میں مناسب مقاموں پر لگائی گئیں اور پنجاب سے جو نئے سکھ توپچی آئے تھے وہ ان پر متعین کیئے گئے سمن برج جسکا پہلے ذکر کیا ہے وہ شہر کی فصیل سے بہت قریب تھا اسکو مستحکم خوب کر دیا اور سپاہیوں کے رہنے کے لیئے سائبان بنا دیا یہہ ایک ضروری تدبیر تھی وہ موری دروازہ کے برجوں کی توپوں کے گرابوں کی مار کے نیچے تھا - اب فصیل سے تھوڑے فاصلہ پر سپاہی اسطرح آ سکتے تھے کہ دشمنوں کو نہ معلوم ہو - ۲۰- جولائی کو یہہ خبر آئی کہ لشکرگاہ کی داہنی طرف باغوں میں باغی ایک ایسا مورچہ بناتے ہیں کہ جسکی بھاری توپوں کے گولے کیمپ میں آ کر پڑیں - لفٹنٹ کرنیل سیٹن اسکا حال دریافت کرنے کے لیئے ایک کولم لیکر گئے — وہاں نہ کسی دشمن کا نہ مورچہ بنانے کا نشان پایا مگر سپاہ واپس آتی تھی تو کشن گنج کے حوالی سے کچھ باغی نکلکر انگریزی سپاہ کے تعاقب میں آئے گا ئیڈس پیادوں نے انکو مار کر بھگا دیا آج کے دن انگریزوں کا نقصان یہہ ہوا کہ ایک سپاہی مارا گیا اور تین افسر گیارہ آدمی اور دو گھوڑے زخمی ہوئے۔

۱۸- جولائی کو باغیوں کا پہاڑی کے مورچہ اور سبزی منڈی پر حملہ

۲۳ - جولائی کی صبح کو باغی کشمیری دروازہ سے انبوہ در انبوہ باہر آئے اور انہوں نے لڈلو کیسل پر اور اسکے آس پاس قبضہ کیا اور مٹکف کے پکٹ اور پہاڑی پر خاص کر مسجد کے پکٹ پر سپاہی توپوں سے آتش زنی شروع کی جسکا جواب پہاڑی کے مورچونکی دو توپوں نے دیا اور دو اور توپیں انکی امداد کو آگئیں لیکن توپونکی جنبش اور درختوں اور دیواروں کی آڑ کے سبب سے انگریزوں کی توپیں باغیوں کی توپوں کو بند نہ کر سکیں بریگیڈیر شووریس کو حکم ہوا کہ وہ بائیں طرف سے پہاڑی کے ایک تنگ رستہ سے جا کر باغیوں کے بازو پر حملہ کریں جو اسوقت پہاڑی کے گولوں کی طرف متوجہ ہیں - اس کام لیئے جو سپاہ چلی اسکی تفصیل یہ ہے کہ چھ گھوڑ چڑھی توپیں میجر ٹمبر کے ماتحت اور ملکہ معظمہ کی آٹھویں اور اکسٹویں رجمنٹوں کے ۴۰۰ سپاہی اور پہلی بنگال فیوزیلیر اور کوک کی رائفل کے ۳۶ اور گائیڈ کے سواروں کا ایک گروہ مٹکف پکٹ کے دو سو پچاس سپاہی ماتحت کرنیل ڈرافٹ کے جو آج کے دن کا فیلڈ افسر تھا کہے کہ وہ سپاہ میسرہ کی امداد کرے جب بڑا کولم اس بلند سڑک پر چلا جو کشمیری دروازہ کو جاتی ہے تو باغیوں کو بظاہر یہ نہ معلوم ہوا کہ یہ سپاہیں آتی ہیں - انکو وہ آتی ہوئی جب معلوم ہوئیں کہ ان سے چند گز کے فاصلہ پر آگئیں تو وہ اپنی توپوں سے دو گولے چلا کر شہر کے اندر چلے گئے مگر باغوں اور احاطوں میں جو باغیوں کے پیادے تھے انسے چھیڑ چھاڑ ہوئی جب سب باغی بھاگ گئے تو انگریزی سپاہ اپنے کیمپ میں الٹی چلی آئی انگریزی سپاہ کا نقصان یہ ہوا کہ ایک افسر اور گیارہ سپاہی مارے گئے اور پانچ افسر اور چھتیس سپاہی اور دو گھوڑے زخمی ہوئے اور ایک سپاہی گم ہوا -

۲۳ - جولائی کے بعد چند روز تک کوئی لڑائی نہیں ہوئی طرفین سے گولے ایک دوسرے پر چلتے رہے اور جب باغی انگریزی مورچے کی دیواروں کے پاس آتے تو کچھ چھیڑ چھاڑ ہو جاتی لیکن ۳۱ جولائی کو کئی ہزار سپاہیوں کا لشکر تین مورٹر اور دس توپیں لیکر شہر سے باہر نکلا اور رہتک کی سڑک پر اس ارادہ سے چلا کہ ایک عارضی پل نجف گڈھ کی جھیل کے نالہ پر بنا سکے اس پل بنانے کے لیئے وہ لکڑیاں بھی ساتھ لے گیا انگریزی سپاہ کے عقب پر حملہ کرنے کا ارادہ ان کا تھا اگر باغی اس پل کو بنا لیتے تو پھر انگریزی لشکر کو بہت ستاتے اگرچہ باغیوں کے ایسا کرنے کا

بڑی نگرانی کی جاتی تھی اور ایک گشتی کولم میجر کوک کے ماتحت تیار رہتا تھا کہ وہ دفعتہً باغیوں کے
مقابلہ کے لیئے سفر کرے لیکن اگر وہ نالہ پہ پہنچ بھی جاتا تو بارش کے سبب سے سب طرف پانی کی
ایسی طغیانی ہو رہی تھی کہ توپوں کا اس میں چند بیل لے جانا ناممکن تھا اور پھر نہر سے عبور
کرنا تھا اسکے بعد کہیں بڑی سڑک پہ سپاہ آتی جبکہ اس موسم میں آسانی سے سپاہ چل سکتی تھی
آج کے دن کمایوں کی پلٹن جسمیں چار سو نوانا سپاہی تھے لڑائی میں لشکرگاہ سے دو پڑاؤ پہ
تھی جو بڑا خزانہ اور بہت سا سامان جنگ لیئے آتی تھی اسکے کمابیر پاس حکم بھیجا گیا کہ وہ رات کو
سفر کر کے چلا آئے اور میجر کوک کا کولم پہلے پڑاؤ علی پور پہ اسکی امداد کے لیئے گیا۔ مینہ موسلا دھار
برس رہا تھا اسکے اندر یہہ سپاہ صبح کو کیمپ میں آگئی اور میجر کوک کا کولم تیار رہا کہ جسوقت حکم آئے
روانہ ہو جائے۔ دوپہر کے بعد باغیوں نے بستی میں پل تیار کر لیا تھا کہ پانی کی ایسی طغیانی ہوئی
کہ پل بہہ گیا اسکی لکڑیاں کیمپ کے پاس بہتی ہوئی نظر آئیں پھر باغیوں کا لشکر دہلی کی طرف چلا گیا کہ اسی
وقت شہر سے ایک بڑا انبوہ پیادوں کا نکل کر انسے ملا جب یہہ دونوں لشکر ملے تو وہ کشن گنج کے
حوالی میں داخل ہوئے اور پہاڑی پہ انگریزوں کے مورچوں کے داہنی طرف پہ حملہ آور
ہوئے اسوقت آفتاب غروب ہونے کو تھا رات بھر بندوقیں اور توپیں متواتر چلتی رہیں باغی
مورچہ کی دیوار پاس جاتے تو انگریزی سپاہیوں کی بندوقوں کے گراپ کی باڑ سے پسپا ہوتے
ہلکے مورٹر بھی ہمارے پیچھے کے کیمپ کے آدمیوں کی بھیڑ پہ گولے مار کر خوب کام کرتی دوسری اگست
کی صبح کے دس بجے باغیوں کی لڑائی موقوف ہوئی اور انہوں نے چار بجے تک بالکل شہر میں رجعت کی
انگریزی سپاہ تعریف کے قابل انکے سامنے ڈٹی رہی اور انکے مورچے کی دیواروں نے خوب محافظت
کی اور سپاہ نے دشمنوں کو اپنی صورت سوا اسوقت کے نہیں دکھائی کہ وہ مورچے کے پاس آ جاتے
اگرچہ اینیر شہر کشن گنج سے گولے اور گولیوں کی بھرمار متواتر رہی مگر اسکا نقصان بہت کم ہوا ایک افسر
اور نو سپاہی مارے گئے اور چھتیس زخمی ہوئے باغیوں کا نقصان بہت ہوا سمن ہوس کے گرد ١٢٧
لاشیں انکی شمار کی گئیں انکی بہت سی لاشیں اور جگہہ پڑی ہوئی تھیں اور معلوم نہیں کہ اندھیرے میں
وہ کتنی لاشیں اٹھا کے لے گئے ہونگے۔

آج پہلی اگست کو مسلمانوں کی بقرعید تھی اور ہندوؤں کی دوج تھی ہندوں اور مسلمانوں نے

فتح کی بہت دعائیں مانگیں اور بڑے جوش خروش سے حملے کئے مگر انکا انجام وہ ہوا جو اوپر بیان کیا گیا بادشاہ عید کو عیدگاہ میں جاکے نماز پڑھتا تھا اور اونٹ کی قربانی کرتا تھا مگر آج اگر وہ وہاں جاتا تو خود اسکی قربانی ہوتی۔ تلنگوں نے مسلمانوں کو گائے کی قربانی نہیں کرنے دی انکو سمجھایا کہ گائے کی بجائے فرنگیوں کی قربانی کرو مگر انکی قربانی کرنے میں تو اپنی قربانی ہوتی تھی اسلیئے مسلمان آج کچھ اور دنوں سے زیادہ جنگ میں مصروف نہیں ہوئے۔

باغی شہر میں آئے وہ مایوسی کے سبب بڑے شکستہ دل ہو رہے تھے کہ نہ کسی حکمت سے نہ کسی بہادری سے پہاڑی پر سے انگریزوں کو نکال کے باہر کرسکتے ہیں۔ باغیوں نے نہایت عمدہ طور پر انگریزی لشکرگاہ کے عقب پر حملہ کیا مگر ناکامیاب رہے۔ چھ ہفتے سے روز بروز انگریزی مورچوں پر توپ زنی کی اور انکے باہر حملے کئے اور مورچوں پر قبضہ کرنے کی تدبیریں کیں مگر ہمیشہ انکو فصیلوں تک انگریزوں نے بھگا دیا باغی جانتے تھے کہ اب وقت بہت قریب آگیا ہے کہ انگریزی کیمپ میں سپاہیوں کی کمکیں آجائیں گیں اب وہ اپنی بدقسمتی پر روتے تھے کہ ہوا کا رخ بدل گیا تھا کہ انگریز کیا تو محصور تھے یا اب وہ محاصرین بن گئے۔ باغیوں کو یہہ اندیشے اور خوف ہو رہے تھے کہ انہوں نے جو چوڑی والوں میں باروت بنانے کا کارخانہ بنایا تھا وہ اتفاق سے اڑ گیا اور اور باروت بنانے والے سب جلکر بھسم ہو گئے۔ اب انگریزی لشکرگاہ پر حملہ کرتے ہوئے باغیوں کی جان نکلتی تھی۔ بہت ہی تھوڑے بہادر ان میں ایسے تھے جو لڑنے کا قصد کرتے تھے وہ شہر سے باہر لڑنے کے لئے جاتے تھے اور شہر کے باہر کے کھنڈرات میں ادہر ادہر بیٹھ جاتے تھے جھوٹ موٹ کی کھٹ پٹ کرکے چلے آتے تھے وہ کشمیری دروازہ سے باہر چند توپیں لے گئے اور شہر کی فصیل سے چار سو گز کے فاصلہ پر لڈلو کیسل اور قدسیہ باغ میں مقیم ہوئے اور شگف پکٹ پر گولے گولیاں ماریں اسوقت میں پیدل لڑنے والوں نے برابر گولیاں جھاڑیوں میں سے انگریزوں کے مقام پر چلائیں۔ بعض اوقات وہ غل مچاتے ہوئے آگے بڑھتے تھے مگر جلدی سے انگریزوں کی آتش باری سے پیچھے ہٹ آتے تھے اسطرح کی بےترتیب لڑائی سے انگریزوں کا نقصان بھی ہوتا تھا انکو تکلیف بھی ہوتی تھی تو انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ دفعتہً جاکر یکایک باغیوں کی توپیں چھین لیجے اس مطلب کے لیئے بریگیڈیر شوورس صاحب بتفصیل ذیل سپاہ لیکر چلے چھ گھوڑچڑھی توپیں کپتان

ریمنگ کے ماتحت ۹ نمبر لین سر کا ایک دستہ کپتان این سن کے ماتحت اور گائڈ کے سوار کپتان سپین فورڈ کے ماتحت اور سنو سوار سکف کے پکٹ کے کپتان فریزر کے ماتحت ملکہ معظمہ کی ۲۷ ویں رجمنٹ اور پہلی بنگال فیوزیلیر کے ۳۶۰ توانا سپاہی جیکب اور میجر کوک کی رائیفل کے ۲۵۰ سپاہی اور ملکہ معظمہ کی آٹھویں رجمنٹ کے سو سپاہی کپتان روبرٹس کے ماتحت اور دوسری فیوزیلیر کے سو سپاہی کپتان ہیرس کے ماتحت اور کمایون کی پلٹن سو سپاہی کپتان طامس کے ماتحت اور چوتھی سکھ پیدل پلٹن کے سو سپاہی کپتان چیمبرس کے ماتحت انکو صاف حکم تھا کہ آڑون کے اندر چپ چاپ لڑکو پیدل میں جاکر توپیں لے لیں اس حکم کے موافق کولم کے دونو طرف پیدل تھے اور توپخانہ سڑک پر تھا نہایت چپ چاپ دشمن کے مقام کی طرف پیش قدمی ہوئی باغیون کے سنتری نے کہا ہکم در (کون آتا ہے) اسکا جواب گولی نے اسکے پیٹ میں جاکر دیا ضد وقتون کی باڑ سے باغیون نے ہوشیار ہوکر مزاحمت کرنے میں کوشش کی صرف انہوں نے دو توپیں چھوڑی تھین کہ انگریزی سپاہی توپوں کے قریب جا پہنچے۔ تیسری توپ کو ایک سپاہی ریگن نے لپک کر چھوڑنے نہیں دیا۔ ایک ہوٹ رنگراپ سے بھرا ہوا انگریزی سپاہیون کی طرف لگا ہوا تھا اس میں توپچی فلیتہ لگانے کو تھا کہ ریگن نے اسکے سنگین ماری مگر خود بھی شدید زخمی ہوا۔ توپچی اپنی توپون پر کھڑے ہوئے اور ریگنون کی طرف پیٹھ کرکے جب تک لڑے کہ مارے گئے انگریزوں نے چار توپیں لے لیں باغیون نے پاس کے گھروں میں پناہ لی تھی انکو انگریزی سپاہیون نے مار ڈالا اور انگریزی لشکر بڑی خوشیان مناتا ہوا کیمپ میں آیا توپیں جو انہوں نے چھین لیں تھیں ان کے گھوڑوں پر گورے سوار تھے اور خوشی خوشی انکو اپنے کیمپ میں لیے جاتے تھے ----

انگریزون کا نقصان یہہ ہوا کہ ایک افسر مارا گیا آٹھ افسر زخمی ہوئے اور ایک سو نو سپاہی لڑنے کے قابل نہیں رہے زخمی افسروں میں بریگیڈیر شوورس اور میجر کوک تھے میجر اپنے ہاتھ سے توپ چھینتے ہوئے زخمی ہوئے تھے شوورس صاحب کے مرنے سے انگریزونکا بڑا نقصان ہوا۔ وہ بڑے جری اور عاقل افسر تھے باغیوں سے لڑائیاں ہوتی تھیں جسکے سبب سے مجروحوں اور مقتولوں کی فہرست میں بہادر انگریزوں کی تعداد بڑھتی جاتی تھی مگر اس سے کیمپ میں سپاہ کے دل کمتر مضطر ہوتے تھے ایک دفعہ ایسا ہوا اور انجنیر دشمن کے مقام کی جاسوسی کے لیے رات کو گیا تھا جب انگریزی سنتری نے

پوچھا کہ تو کون ہے تو وہ پیرول (وہ خاص بات جو ہر روز سپاہیون کو اپنے اور غیر میں تمیز کرنے کے لیئے بتلائی جاتی ہے) کو اچھی طرح نہیں بتا سکا تو اسنے اُسکو گولی سے اندھیرے میں مار ڈالا۔ یہہ بھی اکثر ہوتا تھا کہ افسر جو ایک مقام سے دوسرے مقام کو جاتے اور مورچہ کی دیوار سے باہر انکا سر نظر آجاتا تو انکو وہ اپنا نشانہ بناتا پھر جان کا بچانا مشکل ہو جاتا۔ کیمپ میں ہنسی اور ٹھٹول کی باتین بھی ہوتین ایک سپاہی نے شکایت کی کہ جب سے مورچہ کی دیوار چھاونی تک اونچی بنائی گئی ہے بیٹری میں کام کرنے والون کے جب گولی لگتی ہے تو سر ہی میں ایک افسر جسکو توپ کی رہینی کے باہر اپنے تئین دشمن کے دکھانے کا ایسا شوق تھا کہ باوجودیکہ انکے ہمراہیون نے منع کیا کہ کیون ایسی خطرناک جگہہ میں بیٹھے ہو مگر اس نے نہ مانا وہ ایکدن اس خوفناک مقام میں مارا گیا۔ گو کیمپ میں ساری باتین مصیبت کی ہوتی تھیں کہ جنسے دل شکنی ہونی چاہیئے تھی مگر سپاہی خوشدل ہشاش بشاش رہتے تھے اور افسر نہایت خوش وخرم آپس میں ملتے تھے ہنسی اور ٹھٹول کی باتیں کرتے تھے اور کیمپ اور دور دور کی خبرین ہنس ہنس کر ایک دوسرے کو سناتے تھے پہلے کے دوست اور ناآشنا یکجا جمع ہوگئے وہ سب آپس میں یکدل دوست ہوگئے۔ جب شام کو مینہ کھلا ہوتا تو بیمار اور زخمی اپنے خیمون سے اپنے بسترون پر یا ڈولیون میں تازی ہوا کھانی کے لئے پھرائے جاتے دوست اپنے ایسی باتیں کرتے کہ انکا دل خوش ہو جاتا۔ ایک اعلے درجہ کا شریف ایسا بھی تھا کہ وہ اپنے خیمہ سے باہر اس لیئے نہیں آتا تھا کہ جس سے معلوم ہو کہ وہ اپنے زخمون کی پرپٹی کراتا ہے۔

میس کوٹ میں جب افسر کھانا کھانے کے لئے جمع ہوتے تو بڑی ہنسیاں ہوتین۔ اگرچہ کھانے کی چیزون میں کمی نہیں ہوتی تھی مگر پھر بھی افسرون کے کھانے کی خاص ضروری چیزیں باقی نہ رہتی تھیں مگر افسرون میں ایسا اتفاق تھا کہ جب ایک میس کوٹ میں کسی ایک چیز کی کمی ہوتی تو دوسرے میس کوٹ اسکو دیدیتی ہر میس میں ہر ایک ممبر کے لیئے واین اور بیئر کی مقدار مقرر تھی جب کسی میس میں بہت مہمانون کے آجانے کے سبب سے کوئی بوتل انکی باقی نہ رہتی تو دوسری میس اس تکلیف کو رفع کردیتی۔ کیمپ میں اچھی پوشاک پہننے کے لیئے موجود نہ تھی۔ چار اچھے کپتان [illegible] تھے وہ موٹی اون کا لباس پہنتے۔ آدھے کپڑے سوئیون کے ہوتے آدھے [illegible]

لڑائی میں جو بھائی مارے جاتے انکے کپڑے پہنے جاتے - ہاروی گریٹ ہیڈ صاحب اپنے چھوٹے بھائی سے جو انجینیر تھا ایک بوٹوں کا جوڑا لیکر بڑے خوش ہوئے اور نوجوان برنارڈ جب اپنے باپ کے مرنے کے بعد کیمپ سے گیا تو اسے انہون نے ایک سنگا رمیز جز بدیں پادری صاحب کا بھی پادریانہ لباس نہیں تھا جب نماز پڑھانے جاتے سپاہی کا لباس پہنکر جاتے غرض کیمپ میں گورے بڑے خوشدل رہتے جب بارش اور پانڈے انکو چین لینے دیتے تو وہ چہل قدمی کرتے کرکٹ کھیلتے ... جم ناسٹک کی ورزشیں کرتے کبھی لڑائی میں انکو اپنی فتح میں شبہہ نہ ہوتا تھا انگلش کیمپ میں گورے شراب پینی زیادہ چاہتے تھے لیکن یہ انکی بڑی عزت کی بات ہے کہ شراب کے اثر سے بہت کم ہی انہون نے شرارت کے وحشیانہ کام کیئے - برسات کا موسم ہوا اور گھٹائیں جھوم جھوم کے آتی ہون لڑائی میں جاکر کام کرنا پڑتا ہو تو ایسی حالت میں خواہ مخواہ انکا دل شراب پینے کو چاہتا تھا کہ دل دماغ میں توانائی اور قوت پیدا ہو - کیمپ میں بعض دانشمند افسر تھے کہ وہ اس موسم میں بخار کی حفظ ماتقدم کے لیئے سپاہیون کی کونین کی گولیان دیتے تھے جب توپخانہ کے ایک افسر کے توپچیون نے اس دوا کے کھانے پر بڑبڑانا شروع کیا کہ اسکا کھانا سپاہی کا کوئی فرض نہیں ہے تو اس افسر نے انسے کہا کہ جو سپاہی کونین کھائے گا اسکو ایک ڈرام رم کا زیادہ دیا جائیگا تو سب سپاہی خوشی خوشی کونین کی گولیاں کھانے لگے جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ کسی توپچی کو بخار نہین آتا -

---

جب انگلش کیمپ مین یہ خبر آئی کہ کانپور مین ساری انگریز اور انگریزی بچے مارے گئے تو یہہ امر کچھ تعجب خیز نہیں ہے کہ انگریزون کو ہندوستانیون سے پہلے کی نسبت بھی اور زیادہ عداوت اور نفرت ہو گر انگریز تو چارون طرف سے ہندوستانیون سے گھرے ہوئے تھے پانڈے کا فریق تو ہندوستانیون کے فرقون کا ایک حقیر جزو تھا جو باغی ہو گیا تھا مگر اور فریق تو انگریزون کے خیرخواہ تھے - اس بغاوت میں بڑی عجیب بات تو یہی تھی کہ ہندوستانی ہی باغی تھے اور انگریزوں کی طرف ہندوستانی ہی اس بغاوت کے مٹانے والے تھے انگریزون کے ہندوستانی بدخواہون اور نیک خواہون میں لڑائی ہوتی تھی - انگریز اپنا ایک کام تو بغیر ہندوستانیون کی مدد کر نہیں سکتے تھے اگر

ہندوستانیوں کی مدارات

اسوقت سارے ہندوستانی انگریزون سے بیوفائی اور بغاوت کرتے تو انگریز ہندوستان
مین ایک دن نہیں رہ سکتے تھے اگر کسی انگریز کے خانگی نوکر بالکل بھاگ جائین تو پھر پوچھیے
کہ اسکی زندگی کیسی تلخ ہوتی ہے - کیمپ مین ہر ایک انگریز کے لیئے دس ہندوستانی موجود
تھے توپخانہ کے ہر توپ مین گورون سے چوگنے کالے تھے - سوارون کے رسالہ مین ہر گھوڑے
کے واسطے دو ہندوستانی تھے انکے بغیر انگریز اپنے گھوڑون کو دانہ کھلا سکتے تھے نہ توپونکو
چلا سکتے تھے اور نہ بیمارون کو ہلا سکتے تھے - اس محاصرے مین تمام ہندوستانی ملازم سرکاری اور
غیر سرکاری باستثنا چند بیہودہ وفادار اور خیرخواہ رہے ماہ بماہ اپنی تنخواہ پاتے رہے اور نوکری کے سارے
کام اسی طرح بجا لاتے رہے جیسے ان ایام مین کہ غدر نہ تھا لیکن انکی قدرشناسی ان خدمات کی
جیسی ہونی چاہیئے تھی نہین ہوئی - بورچیون کے لڑکے پلٹون پر گورون کا کھانا توپون اور
بندوقون کے گولون اور گولیون کی بوچھاڑ مین اپنی جان پر کھیل کر لیے جاتے تھے مگر ان کے اس
خوفناک کام کرنے پر بہت کم خیال کیا جاتا تھا - ہندوستانیون کی انگریز پرستی کی بہت سی
مثالین ہین وہ انگریزون پر اپنی جانین نثار کرتے تھے - ایک ہندوستانی توپ کے ہنکانے والے
کی گھٹنے کے نیچے سے ٹانگ ٹوٹ گئی وہ ایک گھوڑے پر سوار تھا افسر نے اسے کہا کہ گھوڑے
سے اتر کر ڈولی مین آجا تو اسنے کہا کہ کچھ پروا نہین صاحب مین اپنے گھوڑے پر توپ کے
ساتھ رہونگا - اگر صاحب اسکو حکم ڈولی مین آنے کا نہ دیتے تو وہ گھوڑے ہی پر سوار رہتا
کیمپ مین بہت سے انگریز ایسے تھے کہ ہندوستانیون کی اس حسن خدمات کے عوض مین
گالیان دیتے اور ڈگ لگاتے اور انپر طعن و تشنیع پہلے زمانہ سے زیادہ کرتے مگر ہندوستانی
اسکی صبر کے ساتھ برداشت کرتے - یہہ وقت بدل گئے مگر وقت کے ساتھ انگریز نہیں بدلے
انگریزون کی قومی خصلت وہ فولاد ہے خواہ اسکو کیسی ہی بھٹیون مین ڈالو مگر وہ پگھلتا اور
مڑتا نہین - ہندوستانیون کی مٹھی مین انگریزون کی زندگی ہے مگر وہ انسے ہمیشہ نڈر رہتے
ہین اور انکے ساتھ خشونت کرتے ہین یہہ مصیبت اور آفت کا زمانہ اور قومون کو کمزور اور
نرم کر دیتا مگر اسنے انگریزون کے قومی غرور و تکبر کو کم نہین کیا اس غرور نے انکی قوم کو اس ملک
مین قائم رکھا اسکے بغیر وہ ہلاک ہو جاتے اس غرور نے ہی ہندوستانیون کو یقین دلایا کہ اگر

ہندوستان مین ایک فرنگی بھی باقی رہیگا تو وہ اپنی قوم کی سلطنت کو پھر حاصل کر لیگا۔ غرض
انہون نے اپنے ضعف کی حالت مین اپنی قوت کو ایسا دکھایا کہ ہندوستانیون نے ان کا
لوہا مان لیا۔
شہر کے باہر کیمپ مین تو انگریز اپنے خصائل یہہ دکھا رہے تھے لیکن
شہر کے اندر ہندوستانی اپنے خصائل کا اور ہی رنگ دکھا رہے تھے نہ انکی صلاح
مشورہ مین اتفاق تھا انکی اغراض مین اختلاف تھا آپس مین جھگڑا فساد تھا ظلم و ستم ہو رہا تھا
مصیبت اور آفت کے سوا کچھہ اور نہ تھا۔ انگلش کیمپ مین تو وہ اتحاد
تھا کہ وہ ایک شخص واحد معلوم ہوتا تھا اور شہر مین باہم وہ فساد و عناد تھا کہ ایک آدمی
دوسرے آدمی سے جدا تھا۔ دربار شاہی اور سپاہیون اور اہل تجارت اور اہل پیشہ مین آپس
مین کوئی اتحاد نہین تھا شہر مین جسقدر سپاہ بڑہتی جاتی تھی اتنی مشکلات اس مین بڑہتی جاتی تھین
بہادر شاہ کی بادشاہی کا خلاصہ ایک باب مین اس تاریخ مین بیان کیا جائیگا۔

شہر کے اندر کا حال

اس تاریخ مین بریگیڈیر نکلسن صاحب کیمپ مین جلوہ افروز ہوئے۔ ایام بغاوت مین
جن بہادرون نے کارہاے نمایان کیئے ہین ان مین سب سے زیادہ کار عظیم صاحب ممدوح نے
کیئے ہین وہ شیر پنجاب کے لقب کے مستحق ہین وہ تہمتن دلاور تھے انکی حسن سیرت نے انکی شجاعت اور
قوت کو اور زیادہ حسین کر دیا تھا۔ جب انہون نے ایام نوجوانی مین یہہ حکم سنا تھا کہ برٹش سپاہی اپنے
ہتھیار دیدین تو وہ تین دفعہ اس حکم کو ذلیل سمجھ کر دشمن پر حملہ کرنے گئے اور دشمن کو دیوارون سے
بھگا کے سنگین کی نوک پر لائے اور آخر کو جب وہ اپنی تلوار دینے پر مجبور کیئے گئے تو غم و شرم کے مارے
رونے لگے۔ جب پنجاب انگریزی عملداری مین داخل ہو گیا تو وحشی سرحدی قومون کے محکوم کرنیکا
کام انکو سپرد ہوا وہ بڑے بہادر اور مستقل مزاج تھے انہون نے ان قومون کو اپنے ساتھ مانوس ہی
نہین کیا بلکہ انکے دل مین اپنی عظمت و شوکت و عزت وہ پیدا کی کہ وہ انکو اوتار سمجھ کے انکی پرستش کرنے
لگے جب غدر ہوا ہے تو وہ وادی پشاور مین امن و عافیت و انتظام کرنے مین مصروف تھے جب پشاور
مین کونسل اور فساد لڑائی (جنگی کونسل) منعقد ہوئی تو انہون نے یہہ تجویز پیش کی کہ ایک گشتی سپاہ مرتب ہو کے
پنجاب مین جہان غدر و بغاوت ہو تو وہان وہ جا کر اسکو دور کرے اس گشتی سپاہ کے مرتب کرنے کو سرجان لارنس نے

۱۰ - آمد بریگیڈیر جان نکلسن

دل سے قبول کیا اور وہ بغیر کسی تاخیر کے مرتب ہوا بریگیڈیر چیمبرلین اسکے کمانڈر مقرر ہوئے جب وہ دہلی
میں ایڈجوٹنٹ مقرر ہو آئے تو انکی جگہہ صاحب ممدوح مقرر ہوئے اور بریگیڈیر جنرل کے عہدہ پر ممتاز ہوئے
اسوقت انکی عمر ۳۵ سال کی تھی ۲۲ جون کو انہوں نے اپنے عہدہ کا کام لیا تھا دو دن بعد وہ پشاور کو
روانہ ہوئے اور اس مقام کے ہندوستانی سپاہ سے ہتھیار لے لیئے اسطرح سے اس سلاح خانہ کو
بچالیا جو وہاں میں انگریزی لشکر کو سب طرح کے ہتھیاروں کو بھیجتا تھا اب دوسری مہم انکی یہہ تھی کہ
وہ ان باغیوں کو ہلاک کریں جنہوں نے سیالکوٹ میں بہت انگریزوں کو مارا تھا پھر ان کے پاس
یہہ ارسال حکم آیا کہ وہ دہلی جائیں وہ بہت جلد انبالہ میں آئے اور وہ اپنی سپاہ سے پہلے جنرل ولسن
پاس دہلی میں صلاح و مشورہ کرنے آگئے صلاح و مشورہ کرکے وہ اپنی سپاہ میں پھر چلے گئے اور ۱۴ اگست
وہ اس گشتی لشکر سمیت کیمپ میں داخل ہوئے ۔

اس لشکر میں یہہ فوجیں تھیں
کپتان بٹورچیر کی یوروپین گھوڑوں کی بیٹری ۔
ملکہ معظمہ کی ۵۲ ویں پیدل رجمنٹ ۔
ملکہ معظمہ کی ۶۱ ویں رجمنٹ کا باقی ونگ ۔
دوسری پنجابی پیدل رجمنٹ اور دوسو ملتانی سوار ۔

پہلے ہفتے کی لڑائی کے بعد یہہ سپاہ کی کمک آئی تھی جس کے سبب سے کیمپ میں بڑی خوشیاں
ہو رہی تھیں اور سب کا دل اس سے خوش تھا کہ اب دہلی پر حملہ ہوگا لیکن اس حملہ سے پہلے محاصرہ
کے توپخانہ کا انتظار کرنا پڑا جو آہستہ آہستہ پنجاب سے آرہا تھا اور اسکے ساتھ بہت گولہ بارود تھا
جس دن یہہ کولم کیمپ میں داخل ہوا تھا یہہ تحقیق ہوا کہ باغیوں کے سواروں کا گروہ دہلی سے اس ارادہ
سے روانہ ہوا ہے کہ وہ پنجاب کے رستہ کو بند کرے انکی خبر لینے کے لیئے ہوڈسن صاحب بھیجے گئے انہوں نے
اپنے ساتھ گائڈس کے سو سوار اور پچیس جیند کے سوار اور اپنی نئی بھرتی کی دو سو تینتیس اناڑی سوار
ہمراہ لیئے ۔ اناڑی سواروں میں بہت سے تو ہتھیار لیکر گھوڑے پر چڑھنا سیکھے تھے ان کے
گھوڑے بھی آدھے سدھے ہوئے تھے لیکن وہ وحشی بہادر سپاہی سرحدی تھے جو اس افسر کے ساتھ
جان لڑانے کو موجود تھے جسکو وہ جانتے ہوں کہ سپاہ کا لڑانا جانتا ہے جب انہوں نے کیمپ سے

سفر کیا ہے تو وہ خاکی وردی پہنے ہوئے تھے اور سرخ سنا ڑا سے باندھے ہوئے اور سرخ
ٹیکے لگائے ہوئے تھے انکی صورت سپاہیون کی سی معلوم ہوتی تھی پہلے ہی دن کے سفر مین
کھرکھودہ مین مختلف غیر آئینی رسالون کے سوارون کے گروہ کو جسکا بشارت خان رسالدار پہلے
غیر آئینی رسالہ کا سردار تھا دفعتہً جا لیا اور بہت سوارون کو مار ڈالا - برسات کے موسم سے
جا بجا پانی کھڑا ہوا تھا لشکر کو سفر کرنا مشکل تھا لیکن ہوڈسن صاحب نے رہتک کی طرف سفر کیا جب اسکے
قریب آئے تو پیادون اور چند سوارون سے انکی چھیڑ چھاڑ ہوئی اس لشکر کا سردار بابر خان رانگھڑونکا
امیر تھا - اسپر حملہ کیا گیا اور تیرہ سوار اُن کے مار ڈالے دوسرے دن بابر خان نے پھر حملہ کیا اسکے
پاس تین سو سوار اور نو سو سپاہی توڑہ دار بندوقون کے تھے - حملہ آورون کے سوارون پر حملہ
کیا گیا اور انکو بھگا دیا لیکن شہر کے قریب احاطون کے اندر سے گولیان آتی تھین اسلیے لفٹنٹ ہوڈسن
پیچھے ہٹے کہ احاطون سے دشمن نکل کر کھلے میدان مین آ گئے - جب اسطرح دشمن باہر آیا تو اسپر حملہ کیا گیا
اور شہر کے اندر مار کر بھگا دیا - میدان جنگ مین دشمن کے پچاس سوارونکی لاشین دیکھی گئین - سب
باغیون نے رات کو رہتک کو خالی کر دیا تو ہوڈسن صاحب حکم کے موافق ۲۲ - کو اپنے کیمپ مین آ گئے -
انگریزون کا نقصان یہہ ہوا کہ گائیڈس کے سوارون مین آٹھ سوار اور ایک گھوڑا زخمی ہوا جینڈ کے
سوارون مین دو سوار زخمی ہوئے - ہوڈسن صاحب کا گھوڑا زخمی ہوا لفٹنٹ گف کے ہلکا سا
زخم لگا اور پانچ سوار اور پانچ گھوڑے زخمی ہوئے ✢

تعداد فوج انگریزی

اس وقت پہلے کی نسبت انگریزی لشکر باوجود بیمارون کی کثرت کے قوی اور زبردست ہو گیا تھا
جسکی تفصیل یہہ ہے

یوروپین آرٹلری	۵۴۸
ہندوستانی آرٹلری	۴۷۷
ہندوستانی سپاہی نز	۶۷۳
یوروپین سوار	۴۸۵
ہندوستانی سوار	۷۶۹
یوروپین پیدل	۲۷۰۳

ہندوستانی پیدل ۲۴۶۷

غرض اسوقت سب قسم کی سپاہ آٹھ ہزار تھے سوار انکے باوجود یکہ اتنا لکہ بہت سے زخمی اور بیمار بھیجدیئے گئے تھے پھر بھی ۵۳۵ بیمار اور ۴۰۳ زخمی لشکرگاہ مین موجود تھے ۔

۲۴۔ اگست کو باغیون کی بڑی سپاہ اٹھارہ توپین ساتھ لیکر دہلی سے بہ ارادہ مصمم کرکے چلی کہ انگریزی کیمپ کی طرف پنجاب سے جو محاصرہ کا توپخانہ آتا ہے اسپر چل کر ہاتھ مارئیے دوسرے دن صبح کو بریگیڈیر جنرل نکلسن صاحب کے ساتھ ایک کولم روانہ ہوا کہ باغیون کے پیچھے جاکر لڑے اس لڑائی کا حال مفصل اس رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے جو جنرل نکلسن صاحب نے خود ۲۸ اگست ۱۸۵۷ء کو لکھی ہے جو نیچے لکھی جاتی ہے کہ "میجر جنرل وِلسن سپہ سالار دہلی کی اطلاع کے لیئے یہہ رپورٹ بھیجکر عزت حاصل کرتا ہون کہ مین آپ کے حکم کے موافق خوشی سے ۲۵ - اگست کو سپاہ مفصلہ ذیل لیکر اس سپاہ کی راہ روکنے کے لیئے روانہ ہوا جو دہلی سے بہادر گڈھ کی طرف اس ارادہ سے روانہ ہوئی تھی کہ ہمارے عقب پر حملہ آور ہو۔

تفصیل سپاہ

ملکہ معظمہ کی نمبر ۹ لین سر کا ایک دستہ	۱
گھوڑچڑھی توپین	۱۶
لگا کٹس کے سوار	۱۲۰
۲ رجمنٹ پنجاب کے سوار	۸۰
ملکہ معظمہ کی ۶۱ رجمنٹ کا دنگ	۴۲۰
پہلی بنگال یوروپین فیوزیلیر	۳۸۰
پہلی رجمنٹ پنجاب پیدل	۴۰۰
دوسری رجمنٹ پنجاب پیدل	۴۰۰
سیپر مائی نر	۳۰
ملتانی سوار	۲۰۰

ڈپٹی اسوقت نانگلوئی میں پہنچا جو یہان سے ۹ میل ہے وہانتک پہنچنے مین مین نے دلدل زمین کو

مشکل سے طے کیا مجھے معلوم ہوا کہ پہلے دن دشمن بالم مین تھا اور غالباً دوپہر کے بعد وہ نجف گڑھ
مین پہنچے گا مین نے یہہ ارادہ کیا کہ بہادر گڑھ کی سڑک چھوڑ کر اگر ممکن ہو تو رات ہونے سے
پہلے نجف گڑھ مین دشمن کو شکست دون مین نے نجف گڑھ کی جھیل کی ایک شاخ پر عبور
کیا جس مین گھیرے اور چوڑے پایاب پانی کو مین نے طے کیا اور چار بجے کے قریب موضع
بھاپ رولا کے قریب پہنچا تو مجھے معلوم ہوا کہ دشمن میرے سامنے اور بائین طرف نجف گڑھ
کی جھیل کے پل سے نجف گڑھ تک پونے یا دو میل مین پھیلا ہوا ہے (اصل مین دو میل سے
کچھ زائد تھا) اسکا نہایت مستحکم مقام ایک قدیمی باغ (سرا) ہے اور اپنے سنٹر کے بائین
طرف چار توپین لگا رکھی ہین اور نو اور توپین اس مقام اور پل کے درمیان لگا رکھی ہین -
پانچ بج گئے تھے کہ لشکر پایاب ہو کر اس مقام کے محاذی آیا شام ہونے کو تھی رہبر میرے پاس
نہ تھے باوجود اس نقص کے مین نے مجبوراً بڑی محنت سے جلد دشمن کے مقام کا حال تحقیق کیا کہ
دشمن کے بائین سنٹر پر جو مجھ سے دشمن کا سب سے زیادہ مستحکم مقام بیان کیا گیا تھا زور ڈال کر
اپنے فرنٹ (سامنے) کو میسرہ سے بدلون اور توپون کی لین کو تلف کرتا ہوا پل کیطرف جاؤن
منصوبے کے موافق ۶۱ رجمنٹ ملکہ معظمہ اور پہلے فیوزیلیرس اور دوسری پنجاب پیدل کو مع چار
توپون کو میمنہ بنایا انمین سے ہر ایک پلٹن مین سے سو سو سپاہیون کو عقب مین رزرو رکھا اور
دس توپین میسرہ مین رکھین جنکے ساتھ ۹ لین سر کا دستہ اور گائڈس کے سوار تھے - توپون نے
چند گولے چلائے تھے کہ مین پیدلون کو لیکر حملہ کرنے کے واسطے آگے بڑھا - دشمنون کو بھگاؤ
کچھ مہر النقصان تعداد زیادہ نہین ہوا مگر ملکہ معظمہ کی ۶۱ وین رجمنٹ کا بڑا بہادر ہونہار فسر
لفٹنٹ گیب بٹ سخت زخمی ہوا تو پھر مین نے اپنے فرنٹ کو میسرہ سے بدلا اور کل مقام کو
جس مین دشمن کی توپین تھین تہ و بالا کیا - دشمن نے تھوڑا مقابلہ کیا ہم آگے بڑھے بہت جلد
پل کے پار دشمن ہٹے ہماری توپین اپنر اپنے گولے چلاتی تھین تیرہ توپین دشمنون کی ہمارے
ہاتھ آگئین جس وقت مین باغ پر حملہ کر رہا تھا مین نے لفٹنٹ لمسڈن کو جو قائم مقام کمانیر ہیبھر
کوک کی پہلی رجمنٹ پنجاب پیدل کا تھا حکم دیا کہ وہ آگے بڑھ کر ہماری طرف نجف گڑھ کو دشمنون سے
صاف کرے اس خدمت کو لفٹنٹ مذکور نے خوب اچھی طرح سے انجام دیا اور اپنے داہنے بازو

آگے لایا اور بڑی لین کے عقب مین گیا۔
اب دشمنونکی ساری توپین ہمارے قبضہ مین تھین مین نے یہہ خیال کیا کہ اب لڑائی کا خاتمہ ہوا کہ مجھے اطلاع ہوئی کہ ایک چھوٹے سے موضع نگلی مین تھوڑے سے باغی سپاہیون نے اپنے تئین چھپایا ہے جو ہماری لین کے عقب سے چند سو گز کے فاصلہ پر تھا مین نے فوراً لفٹنٹ لمسڈن کو جو اس گاؤن کے قریب تھا حکم دیا کہ وہ باغیون کو اس گاؤن سے نکالدے اگرچہ یہہ باغی تعداد مین تھوڑے تھے مگر وہ اتنی دیر جمے رہے کہ چارون طرف سے انگریزی سپاہ نے گھیر لیا۔ اب انکے لیئے کوئی راہ بچکر فرار ہونے کی نہ تھی وہ خوب جان توڑ کر لڑے۔
مجھے افسوس ہے کہ لمسڈن صاحب مارا گیا اور اسکے ساتھ گیارہ سپاہی ہلاک ہوئے مین نے مجبور ہوکر پہلی پنجاب پیدل پلٹن کمک کو بھیجی اس سپاہ کا بھی ایک بڑا بہادر افسر لفٹنٹ ریلکنگٹن سخت زخمی ہوا اور پانچ سپاہی مارے گئے اور پہلے اس سے کہ گاؤن ہمارے قبضہ میں آوے پانچ سپاہی مارے گئے اور بہت سے زخمی ہوئے۔
دشمنون کو سوارون نے جو بظاہر ہزار سے کم نہین معلوم ہوتے تھے ایک دفعہ سے زیادہ لڑائی مین اپنی حملہ آوری کو دکھایا مگر ہماری توپون کی آتش فشانی نے انکو پسپا کیا مجھے افسوس ہے کہ مین اپنے سوارون کو انکے مقابلہ مین کام مین نہین لاسکا مین مجبور تھا کہ دوسری رجمنٹ پنجاب سوارون کے ایک دستہ کو لفٹنٹ نکلسن کے ماتحت اور ۱۲۰ ملتانی سوارون کو اپنے بیگیج کی محافظت کے لیئے چھوڑ دیا تھا میرے ساتھ لین سر گائڈس و ملتانی سوار تین سو سے زائد نہ تھے و وتوپون کے ساتھ تھے اور رزرو تھے۔ مین نے پل پر رات بسر کی میرے ساتھ پہلی فیوزیلیرس اور دوسری رجمنٹ پنجاب پیدل اور ارٹلری اور لین سر کے دستے تھے مین نے سیپر سے شمر نگ لگوا کے پل کو اڑا دیا اور تمام ویگن اور لڑھیے و چھکڑے جو میں اپنے ساتھ نہین لاسکتا تھا میجر ٹومبس کو حکم دیکر اڑوا دیئے۔ دن کے ہونے سے تھوڑی دیر پہلے مین نے اپنے کیمپ کی طرف مراجعت شروع کی اور اس خوف سے کہ مینھ کے اور زیادہ برسنے سے بھی زیادہ رستہ دشوار گذار نہ ہوجائے۔ اسی دن کی شام کو اپنے کو لم کو کیمپ میں لے آیا۔
اب میرا یہی خوش کن فرض پورا کرنا باقی رہا ہے کہ مین ان لڑائیون کی سپاہیون کی تعریف کرون

ملکہ معظمہ کی ۱۶ وین رجمنٹ اور پہلی فیوزیلیرس اور دوسری پنجابی رجمنٹ جس استقلال اور بہادری سے حملہ کرنے کے لیئے آگے بڑھی ہے اس سے زیادہ بہادری کے ساتھ کبھی کسی سپاہی نے یہہ کام نہین کیا اسکی امداد ارٹلری نے جس لیاقت سے کی ہے اس سے زیادہ کبھی کسی نے امداد مین اپنی لیاقت نہین دکھائی میجر گوک کی رجمنٹ نے اپنے بہادر افسر لفٹنٹ اسٹین کے ماتحت بڑی ناموری حاصل کی ہے افسوس ہے کہ یہہ افسر مارا گیا۔

اس طرح سپاہین بھی بڑی عزت کے لائق ہین جنہون نے بڑی خوشی و ہمت کے ساتھ تکلیفون کی جو انکے سامنے آئین برداشت کی انہون نے سورج کے نکلتے ہی سفر کیا اور دو دشوار گذار دلدلون کو طے کرکے موضع نانگلوئی مین پہنچین اور چونکہ یہہ مصلحت نہین تھی کہ بیگیج بہاپ رولا کے پایاب پانی کے پار لے جائین وہ مجبور تھے کہ چودہ گھنٹے کے سفر کرنے اور لڑنے کے بعد وہ رات کو میدان مین بغیر خوراک اور کسی قسم کے سایہ بان کے شب باش ہون۔

جن افسرون کی خدمات کا اس لڑائی مین مین نہایت ممنون ہون اور میجر جنرل کی مہربانی ان کے حال پہ چاہتا ہون وہ میجر ٹومبس کمانیر ارٹلری ہین اس افسر کی لیاقتون سے میجر جنرل خوب واقف ہین انکے بیان کرنے کی مجھے ضرورت نہین ہے اور میجر جیکب جو اول فیوزیلیر کے کمانیر تھے اور کپتان گرین جو دوسری پنجابی رجمنٹ کے کمانیر تھے اور کپتان ریم لنگٹن اور کپتان لینٹ اور لفٹنٹ ولسن اور سینکی توپخانون کے افسر شکریہ کے قابل ہین۔ مجھے اپنے سٹاف اور ڈرلی سے بھی ہر طرح کی مدد ملی جنکے نام یہہ ہین کپتان بلین مرے بریگیڈ میجر کپتان شیبورٹ ڈپٹی اسسٹنٹ کوارٹر ماسٹر جنرل و کپتان ٹریچ و لفٹنٹ ڈکسن اور مرے اور ڈرڈرلی افسر اور لفٹنٹ لو میجر جنرل کے سٹاف لفٹنٹ سر یل ملکہ معظمہ کی نوین لینسر کو جن نے سوارون کا کمانیر توپون کے ساتھ لڑائی مین عقب مین مقرر کیا تھا اسنے ۲۶ اگست کو اپنی خدمات کا حق خوب ادا کیا اور یہی حال کپتان گورڈون ۱۶ وین رجمنٹ ملک کا ہے جو سندہ کا کمانیر ۲۵ اگست کی رات کو تھا مسٹر پیلس جنکا میرے ساتھ تھا وہ یہان کے حالات سے ایسا واقف تھا کہ جس سے مجھے بڑی مدد ملی وہ باغ پر حملہ کرنے مین موجود اور پیش قدم تھا۔ لفٹنٹ سیٹی انجنیر بڑی تعریف کا مستحق ہے جسنے پل کو پوری کامیابی کے ساتھ اڑا دیا ہے

۲۶- کی صبح کو بہت سے باغی شہر سے باہر یہہ یقین کر کے نکلے کہ ہم نے جنرل نکلسن کے کیمپ مین بہت تھوڑے آدمی زندہ چھوڑے ہین - فوراً پلٹون مین سپاہ کی افزائش ہوئی باغیون نے پہاڑی کے داہین طرف حملہ شروع کیا اور لڈلو کیسل سے مسجد پہ توپین مارنی شروع کین یہہ حملہ کچھ تشدد کے ساتھ نہین ہوا جب انگریزون کی توپون کی اینٹ بھر مار ہوئی تو وہ الٹے شہر مین چلے آئے انگریزون کا نقصان یہہ ہوا کہ آٹھ سپاہی مقتول اور تیرہ مجروح ہوئے -

اس مہینے کے آخر مین انگریزی لشکر مین بیمارون کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی تھی ۳۱- اگست کو ۲۳۶۸ سپاہی اسپتال مین تھے -

۶ ستمبر کو جسقدر کمکون کی امید ہوسکتی تھی وہ سب دہلی کیمپ مین آگئین انہین محاصرہ کا توپخانہ بھی تھا جس مین تیس توپین تھین اور انکے ساتھ بہت سا گولہ بارود تھا اب یہہ وقت آگیا تھا کہ ولسن صاحب کے لیئے ضرور تھا کہ وہ یہہ قطعی فیصلہ کرین کہ آیا دہلی حملہ کر کے لے لی جائے یا اسکے لئے کوشش کرنی چھوڑ دی جائے ؟ ہر روز سپاہ کو دھوپ مین جلنا اور مینہہ مین بھیگنا پڑتا تھا بیماری کی افزائش کی کوئی انتہا باقی نہین تھی ۳۱- اگست کو ۲۳۶۸ سپاہی بیمار تھے چھہ دن کے اندر انکی تعداد ۲۹۷۷ ہوگئی انگریزون کی سب قسم کی سپاہ ۸۷۴۸ تھی جس مین برٹش سپاہ ۳۳۱۷ تھی جو اسطرح مرکب ہوئی تھی کہ ۵۸۰ آرٹلری اور ۴۴۳ سوار اور ۲۲۹۴ پیدل - پیدلون کی سپاہ مین سپاہیون مین صرف لپسٹ واسٹخوان باقی تھا ان مین سب سے زیادہ تواناتندرست ۴۰۰ سپاہی تھے مین ہفتے ہوئے کہ ۵۲ وین رجمنٹ آئی تھی جس مین ۶۰۰ توانا سپاہی تھے اب انمین ۲۴۲ سپاہی کام کرنے کے قابل تھے -

اس اوپرکی تعداد مین کشمیر کی کنٹنجنٹ داخل نہ تھی اس مین ۲۲۰۰ سپاہی اور چار توپین تھین جو اسوقت دہلی مین آگئی تھی اور کئی سو سپاہی جیند کے لشکر کے تھے جنہون نے پہلے کرنال کی سڑک کے جاری رکھنے سے بہت فائدہ پہنچایا تھا راجہ جیند خود آیا تھا اور اسکی درخواست سے اس کی سپاہ کو دہلی کے فتح کرنے کا اعزاز دیا گیا - ولسن صاحب سے زیادہ کوئی ان باتون کو نہین جانتا تھا کہ اب کہین سے زیادہ کمک آنے کی امید نہین اور اس تھوڑی سی سپاہ کی روز بروز قوت کم ہوتی جاتی ہے لیکن یہہ انکی پختہ رائے تھی کہ جب تک جنوب سے کمک نہین آئے گی

دہلی کا فتح ہونا ناممکن ہے انہون نے ۲۰ اگست کو بیرڈ سمتھ صاحب کو چٹھی لکھی کہ جسمین انہون نے اپنے دلائل کو مفصل بیان کیا کہ دہلی کے فتح ہونے کی جب تک مجھے کوئی امید نہین ہے کہ اضلاع زیرین سے سپاہ کی کمک نہ آئے۔ وہ جانتے تھے کہ جنوب سے کوئی کمک نہین آسکتی اور سر جان لارنس نے انسے صاف کہدیا تھا کہ اب میرے پاس ایک آدمی بھی باقی نہین جسکو مین دہلی کی سپاہ کے لیئے پنجاب سے بھیج سکون ۔ ۲۹ اگست کو لارنس صاحب نے ولسن صاحب کو لکھا کہ حملہ کرنے کے لیئے بہت سی براہین متقین ہین کہ جسقدر جلد ممکن ہو حملہ کیا جائے اس مین ایک دن کے التوا سے بھی خوف وخطر بڑھتا جاتا ہے ہر روز ناراضی اور بغاوت بڑھتی جاتی ہے ۔ ہر روز یہہ خوف بڑھتا جاتا ہے کہ ہندوستانی رئیس ہمارے مخالف نہو جائین لیکن ولسن صاحب کے نزدیک یہہ بات آسان نہین تھی کہ وہ حملہ کرکے دہلی کے لے لینے کے لیئے مستعد ہون ۔ وہ بیمار تھے جواب دہی اور افکار سے متردد تھے اور ضعیف الدماغ ہوگئے تھے ہر کام کے کرنے مین متامل ہوتے تھے جسقدر تاخیر ہوتی جاتی تھی اتنی ہی دقت و دشواری انکو زیادہ معلوم ہوتی تھی یہہ انگریزون کی سلطنت کے باقی رہنے کے لیئے خوش نصیبی تھی کہ ولسن صاحب کے گرد ایسے شیر دل تھے جو جانتے تھے کہ یہہ ناممکن ہے کہ جس حالت مین وہ ہین اس مین رہ سکین یا دہلی حملہ کرکے لے لینی چاہیئے یا اسکے آگے سے سپاہ ہٹا لینی چاہیئے مگر ولسن صاحب اس بات کو نہین سمجھے تھے اول انہون نے بیرڈ سمتھ سے مشورہ لیا وہ بھی بیمار تھے اور اس بیماری پر زخم کا اور اضافہ ہوا تھا جو انکو کیمپ مین آتے ہی لگا تھا انکی راے مین تاخیر کرنے مین جیسے اٹکل چھوٹے اور ہولناک نقصان تھے وہ حملہ کرکے شہر کے لے لینے مین نہ تھے ولسن صاحب کو خواہ چیف انجنیر کی باتون کا یقین ہوا ہو یا نہوا ہو انہون نے اسکی صلاح کو منظور کرلیا اور انکو ہدایت کی کہ حملہ کرنے کی پلین (نقشہ) بنائین ۔ بیرڈ سمتھ کی راے کے بڑے حامی نکلسن و چیمبرلین و ڈیلی و نورمن اور الکسنڈر ٹیلر تھے ۔ یہہ سب ایک ہی تھے اور پنجاب کے حکام سے خط و کتابت رکھتے تھے اور وہ جانتے تھے کہ اگر دہلی تسخیر نہین کی جائیگی تو صرف یورپین سلطنت ہی نہین جائیگی بلکہ ہندوستان مین یورپین کی ہستی باقی نہین رہیگی ۔

اس وقت پنجاب کی حالت نازک ہو رہی تھی مری پہاڑون مین مسلمان قومون کی سازش

ہورہی تھی گوگیرا کے ضلع مین فساد برپا تھا ان دونوں کی کوشش یہہ تھی کہ برٹش گورنمنٹ کے جوئے کے تلے سے کندھا نکال لیجئے انکو یہہ یقین تھا کہ انگریزون کے اقبال کا زوال آگیا - یہہ یقین مسلمانون ہی کے ساتھ مخصوص نہ تھا بلکہ ہر قسم کی جماعتون اور قومون مین ایک بیچینی زیادہ ہوتی جاتی تھی جو لوگ بڑے خیر خواہ تھے وہ بھی دیکھ رہے تھے کہ انگریز اپنے تئیں سنبھال سکتے ہین یا نہین - وہ انگریزون کے ساتھ ہونے مین اپنی مصلحت سمجھتے تھے پنجاب کے سکھہ سپاہ مین بھرتی ہونے سے جب تک کراہیت کرتے رہے کہ دہلی فتح ہوئی -

اسوقت کونسل اوف وار اس مقصد کے لیئے جمع کی گئی کہ دہلی پر یورش کی جائے یا نہین - لارڈ روبرٹس اپنی تاریخ چہل و یک سالہ مین لکھتے ہین کہ نکلسن صاحب نے اپنے سٹاف کے سوا بہت تھوڑے آدمیون سے دوستی نہین رکھی تھی یہہ میری خوش نصیبی تھی کہ وہ میرا دوست تھا مین ہمیشہ اسکے ساتھ رہتا تھا کونسل مین جانے سے پہلے مین انکے خیمے مین بیٹھا تھا وہ اپنے راز کی باتین مجھ سے کیا کرتے تھے انہون نے کہا کہ اگر دہلی پر حملہ کرنے مین کونسل نے کوئی ارادہ اپنا مصمم ظاہر نہین کیا تو میرا ارادہ ہے کہ ایک غیر معمولی کام کرونگا انہون نے کہا کہ دہلی ضرور لینی چاہیئے اور اسکا دفعتہً فوراً لے لینا قطعی پر ضرور ہے اگر ولسن صاحب نے اس مین زیادہ تامل کیا تو میرا ارادہ ہے کہ کونسل مین یہہ امر پیش کرون کہ ولسن صاحب کی جگہہ دوسرا شخص مقرر ہو مین یہہ سنکر مسکرانے لگا اور مین نے دلیری کرکے کہا کہ چیمبرلین تو زخمی ہونے کے سبب سے بیکار ہین ولسن کی برخاستگی پر وہ تو مقرر نہین ہو سکتے اور انکے بعد پھر آپ کے مقرر ہونے کا نمبر ہے تو انہون نے مسکرا کر مجھے یہہ جواب دیا کہ مین نے اس امر واقعی کو نظر غائر سے نہین دیکھا - مین صاف صاف بیان کرونگا کہ مین ولسن کا عہدہ پر مقرر ہونا نہین چاہتا اسکا عہدہ ۵۲ وین رجمنٹ کے کیمبل کو دینا چاہیئے مین اسکے ماتحت خدمت گذاری کرونگا تا کہ کوئی مجھ پر خود غرضی کا الزام نہ لگایا جائے - کونسل مین نکلسن کو اس اپنے ارادہ کے اظہار کرنے کی ضرورت نہین پڑی ولسن صاحب نے دہلی کو حملہ کرکے لے لینے کو منظور کر لیا نکلسن صاحب کو یہہ کام کرنا صحیح تھا یا غلط اسکے فیصلہ مین تو رائین مختلف ہین مگر اس مین شک نہین کہ میرے نزدیک اس وقت مین انکی

حملہ کی تیاریان

راے عین صواب ہے -
ابتدا ماہ ستمبر سے دہلی کی یورش کی تیاریان شروع ہوئین انجنیر بڑی تیاریان کر رہے تھے اول انہون نے یہہ کام کرنا ضروری جانا کہ ہمی ہوس کے بائین طرف ایک سلامت کوچہ بنائین جسکے سرے پہ ایک بیٹری ۴ نو پنی توپون کی اور دو چوبیس پنی ہیوٹ زر کی لگائین اس بیٹری کا مقصود یہہ تھا کہ لاہوری یا کابلی دروازہ سے دشمنون کے حملے شہر کی فصیل باہر قلعہ شکن توپون پہ ہون انکا انسداد ہو جائے اور موری دروازہ کے گرگج سے جو توپین چلتی ہین وہ بیکار ہو جائین علاوہ اسکے دشمن کو یہہ یقین ہو جائے کہ انگریز اس طرف سے حملہ کرینگے - مگر انکی امید کے برخلاف ارادہ یہہ تھا کہ بائین طرف سے حملہ کیا جائے جسکے سبب سے دریا لشکر کے بازوؤن کو حملہ سے بچائیگا اور اس طرف لشکر کے لیئے آڑین بہت سی تھین جسکے اندر سپاہ فصیل کے قریب بہت نزدیک جا سکتی تھی سامنے موری و کشمیری اور دریا کی طرف کے گرگج تھے اور چوان گرگجون کے درمیان فصیل تھی ان گرگجون پہ توپین چڑھ سکتی تھین مگر فصیل جو انکے درمیان تھی اس مین ریتیان بندوق مارنے کے لیئے بنی ہوئی تھین مگر اسپر توپین نہیں چڑھ سکتی تھین اس لیئے جب گرگجون کی توپین بند کر دی جائین تو فصیل پہ قبضہ بغیر کسی مشکل کے ہو سکتا تھا - ۱۴ ستمبر کو تمام سپاہ جو کمک کے لیئے آ سکتی تھی آ گئی تھی اور یہہ فیصلہ ہو گیا تھا کہ بڑے زور شور سے شہر کے لے لینے کے لیئے حملہ کیا جائے - کل سپاہ یہہ تھی ۶۵۰۰ پیدل اور ۱۰۰۰ سوار اور ۶۰۰ توپچی جن مین یورپین سپاہ ۳۳۱۷ تھی چونکہ توپچی تھوڑے تھے اس لیئے لین سر اور ۶ نمبر ڈریگونس اور گائڈس سے سپاہی بلا لیئے گئے تھے کہ وہ توپون پہ کام کرین اور گھڑ چڑھی توپون کے توپچی مورچون مین بھیج دیئے گئے تھے - مورچون مین وہ قدیمی سکھہ توپچی تھے جو فیروزپور اور سبراؤن مین انگریزی سپاہیون کو مردہ بناتے تھے مگر اب جان لارنس نے انکو ایسی رغبت دلائی تھی کہ وہ آپ اپنے ہاون کو چھوڑ کر دلی چلے آئے تھے اور انگریزون کی عمارہ خدمات سنبھالتے تھے - مذہبی سکھون کی بعض کمپنیان تھین جو سیپر مائنر کی کمی کا معاوضہ کرتی تھین اور وہ انکا کام دیتی تھین اور بلیون کا بھی ایک بڑا گروہ تھا جنہون نے مورچون کے

بنانے میں بہادرانہ کام کیا تھا انجنیرون نے دس ہزار فیس سائن (وہ لکڑیون کے گٹھے جو خندق مین بھرے جاپئن اور ایک لاکھ بالو سے بھرے ہوئے تھیلے اور بہت سے گیبین (استوانہ کی صورت کے سنٹھون سے بنے ہوئے ٹوکرے جنکو مورچون مین لگا کے مٹی بھر دیتے ہین) اور نسینے اور زائد پلیٹ فارم جمع کر لئے تھے ۷ ستمبر کو شام کی تاریکی مین اول بیٹری چپ چاپ موری دروازہ سے سات سو گز کے فاصلہ پر بنائی گئی - چاندنی نکلی اونٹون کی قطارین رسیون سے بندھی ہوئی لکڑیون کے بنڈل اور ریت کے بھرے ہوئے تھیلے لائے - سینکڑون آدمیون نے انکو اونچا لگایا - صبح ہونے تک یہہ کام پورا تیار ہو جاتا - اگر دشمنون کو اسکے بنانے کی خبر نہ ہوتی اور وہ انکے پورا ہونے کو ناممکن نکرتے جہان تک ممکن تھا کام خاموشی سے کیا گیا پھر بھی اسکی آواز دشمن کے کان تک پہنچ گئی کہ موری گرگج کا ایک شعلہ آسمان پر گیا اور اسنے مورچے کی زمین میں کاریگرون کے درمیان گرا لو کو بودیا انہین سے بہت سے مر گئے پھر دوبارہ گولون کی بوچھاڑ آئی اور آدمی مرے - اگر یہہ آتش زنی جاری رہتی تو یہہ کام ترک کر دیا جاتا کیونکہ اسکے اندر دشمنون کی زد کے سامنے آگئے تھے - لیکن یہہ خوش نصیبی تھی کہ باغیون نے خیال کیا کہ کام کرنے والا گروہ جھاڑیون مین سے لکڑی کاٹ رہا ہے اسکی آواز آتے ہی یہہ یقین کر کے آتش زنی موقوف کی کہ ہم ان کے زخمی کرنے مین کامیاب ہوئے - رات بھر ہر ایک آدمی نے شدت شاق اٹھائی جیسا صبح ہوئی تو صرف مورچہ مین ایک توپ چڑھی - دشمن نے یہہ دیکھ کر اسپر آتش زنی شروع کی - گولہ پر گولا اور گراپ پر گراپ مارنے شروع کیئے لیکن آدمی اپنا کام کرتے اور اسکو پورا کیا تو پھر انگریزون کی توپون نے دکھارین لینی شروع کین اور فصیل کے پرخچے اڑا دیئے اور اس مین جھنجناتے ہوا اسلئے شروع کیئے اور دوپہر کو موری دروازہ کا گرگج ایک ڈھیر ہو گیا اس بیٹری کا نام برنالہ بیٹری رکھا گیا اس بیٹری کے کارفرما میجر برنالہ تھے وہ کبھی سوئے نہین اپنے کندھے پر بندوق رکھ کے سپاہیون سے کہا کہ اے تم سو رہو مین تمہارا افسر بیٹری کا محافظ ہون غرض آخری محاصرہ تک انہون نے بڑے دلاورانہ کام کیئے اسی لئے اس بیٹری کو نمبر ا یا برنالہ بیٹری کہتے تھے - اس بیٹری کے دو حصے کیئے گئے اسکے داہنے حصہ مین پانچ ۱۸ ہیوی توپین اور ایک ہوشاری

آٹھ انچ کا رکھا گیا اور اسکے بائین طرف کے آدھے حصے مین چار چوبیس پنی توپین لگائی گئین اور اسکے کارفرما میجر کے صاحب تھے جو کشمیری گرگنج پر توپ زنی کرتے تھے اس حصہ مین آگ لگ گئی تھی جسکو لفٹنٹ لوکس مارٹ اور آٹھ سات گورکھون نے مٹی ڈالکر بجھایا۔

نمبر ۲ بیٹری

۸ ستمبر کو انگریزون نے لڈلو کیسل لے لیا جو شہر سے چھ سو گز کے فاصلہ پر تھا یہان دشمنون کا پکٹا بڑھ بڑھ کر آتا تھا اس مین تھوڑا شبہ ہے کہ دشمن پھر بھی یہہ خیال کرتا تھا کہ اسپر داہین طرف سے حملہ ہوگا جہان اب تک لڑائیان ہوتی ہین اور دہلی کے پرانے مورچے انگریزون کے قایم ہین۔ یہہ بیٹری لڈلو کیسل کے سامنے کشمیری دروازہ سے پانچ سو گز کے فاصلہ سے قایم کی گئی۔ اس بیٹری کے بھی مثل پہلی بیٹری کے دو حصے کئے گئے داہین طرف کے آدھے حصے مین سات بھاری ہوٹ زر اور دو اٹھارہ پنی توپین لگائی گئی تھین اور بائین طرف آدھے حصے مین جو دو سو گز کے فاصلہ پر تھا نو چوبیس پنی توپین لگائی گئی تھین۔ کل اٹھارہ توپین کشمیری دروازہ کے گرگنج کی توپون کے بند کرنے کے لیے اور اسکے دائین بائین طرف رہینی وار دیوار کے اڑانے کے لیے لگائی گئی تھین وہ باغیون کو پناہ دیتی تھی۔ اس مین در اڑ ڈالکر شہر مین داخل ہونے کا ارادہ تھا۔ دائین طرف کے حاکم میجر کمپنی صاحب تھے اور بائین طرف کے میجر کیمبل جنہون نے گراپ سے زخمی ہوکر کپتان جانسن کو اپنا کام سپرد کیا

بیٹری نمبر ۳

دسوین ستمبر کو نمبر ۳ بیٹری قدسیہ باغ مین تیار ہو گیا اس مین دس بھاری مورٹر لگائے گئے اسکے حاکم میجر ٹومبس تھے یہہ بیٹری ایک قدیمی عمارت کی پناہ مین تھی جو بیٹری نمبر ۲ و ۳ کے وسط مین تھی۔

بیٹری نمبر ۴

اول دفعہ جو اس بیٹری کے لیے جگہ تجویز ہوئی تھی وہ خراب تھی ۱۰ ستمبر کو کپتان ٹیلر نے تلاش کرکے ایک عمدہ جگہہ نکالی جس مین بڑی وسیع کوٹھی کسٹم کی تھی جو دریائی گرگنج سے ایک سو ساٹھ گز کے فاصلہ پر تھی معلوم نہین کہ باغیون نے اس گرگنج پر قبضہ کیون نہین کیا اسکو مسمار کیون نہین کیا۔ اسپر قبضہ کیا گیا اور راتکو بیٹری نے اپنا کام شروع کیا۔ باغیون نے جب دیکھا کہ انگریزی سپاہی اسطرف کام کر رہے ہین تو انہون نے متواتر گولے اور گولیان مارنی شروع کین راتکو انتالیس سپاہی مقتول اور مجروح ہوئے لیکن کاریگر

اپنی بہادری سے کام کرتے تھے شاذونادر ہی ایسی بہادری کے کام ہوتے ہین یہہ کاریگر سفر مینا کے
سپاہی تھی جنسے کہ ہتھیار لیے ہوئے تھے وہ لڑنے والے سپاہی نہ تھے۔ ہندوستانیون مین
اکثر بہادری مخفی ہوتی ہے جب کوئی انکا آدمی مرتا تو وہ تھوڑی دیر ٹھیرکر اسکو اپنے مردون کی
لاشون کی قطار مین رکھہ آتے اور پھر آنکر پہلی طرح کام کرنے لگتے صبح کو کاریگرون کا گروہ بلا لیا گیا
نہین تو تمنین سے ایک آدمی بھی زندہ نہ بچتا گیا رہوین تاریخ بھاری توپین یہان ستو انتر بندوقون
کی بوچھاڑ کے نیچے آئین جس مین کئی بہادر سپاہی زخمی ہوئے۔ جب بیٹری تیار ہوگئی تو اٹھارہ ہینی
توپین اور بارہ ساڑھے پانچ انچ ہوٹ زرچڑھائی گئی میجر سکوٹ اس بیٹری کے کارفرما تھے
پہلی رات مین اس بیٹری کے بنانے مین ۳۹ آدمی مجروح ومقتول ہوئے۔
۱۱ ستمبر کی صبح کو آٹھ بجے قلعہ شکن توپون نے اپنی آگ برسانی شروع کی تو فصیل کے پتھر اڑنے
اور زمین پر پٹاپٹ گرنے شروع ہوگئے اور توپچیون نے خوشیون کے نعرے مارنے شروع
کئے کشمیری دروازہ کے گرگج نے اسکا جواب دیا مگر وہ جلد خاموش کردیا گیا گرگج اور فصیل ہر سب
طرف سے رخنے پڑنے شروع ہوئے۔ ۱۲ ستمبر کو بیٹری نمبر ۳ کھولا گیا پچاس توپون اور مورٹرنے چارون
بیٹریون سے گولے گولیان شہر پر برسانی شروع کین۔ یہہ بلا کی آتش زنی رات دن جاری رہی
لیکن شہر کی سپاہ نے متواتر توپ زنی کو جاری نہین رکھا جب گرگجون پر وہ ایک توپ بھی نہین
چھوڑ سکتے تھے تو وہ توپون کو انگریزی بیٹریون کے سامنے کھلے میدان میں لے گئے فصیل مین
ایک سوراخ کرکے توپ توپ کے مقابلہ مین لگائی انہون نے بان مارنے شروع اور سب سے
آگے بڑھے ہوئے مورچہ اور فصیلون پر سے گولیان مارنی شروع کین غرض انگریزی بیٹری
کوئی باقی نہین رہی جسکی خبر باغیون نے اپنی گولیون سے نہ لی ہو۔ انکے گولے اور گولیون نے
بہت سے انگریزی سپاہیون کو ہلاک کیا۔ بیٹریون کے کھلنے کے بعد چھ دن کے اندر تین سو
انتالیس آدمیون کا نقصان ہوا۔
۱۳ ستمبر کی رات کو چار انجنیر افسر بھیجے گئے کہ وہ کشمیری اور دریائی گرگجون مین جو دو شگاف
ڈالے گئے ہین انکا امتحان کرین۔ میڈنی صاحب اور لینگ دشمنون کی آنکھہ بچاکر خندق
کے کنارہ پر پہنچے اور اسکے اندر اترے اور شگاف کے اوپر پہنچے ہوتے کہ انہون نے اپنی ...

آنے والوں کی پاؤں کی آہٹ سنی تو وہ اپنی طرف الٹے چلے آئے اور گھاس پر اس انتظار میں لیٹ گئے کہ چپ چاپ بالکل ہو جائے چند شکلیں شگاف کے سر پر نمودار ہوئیں انکی صورتیں چاندنی میں دکھائی دیتی تھیں کہ وہ بیس گز کے فاصلہ پر تھے وہ ایسے چھپے ہوئے تھے کہ نظر نہ آئے وہ آہستہ آہستہ باتیں کرتے تھے کہ انکی بندوقوں کے گزوں کے بھرنے کی آواز آئی وہ چپ چاپ اس انتظار میں پڑے رہے کہ جب وہ چلے جائیں تو دوبارہ شگاف کے اوپر جانے کی کوشش کریں اس اثنا میں انہوں نے دیکھ لیا کہ شگاف خاطر خواہ ہے ڈھلان پر آسانی سے چڑھ سکتی ہیں اور توپیں ہمارے بازو کی طرف نہیں ہیں - ہم تجربہ کر چکے تھے کہ کھائی میں اترنا آسان ہے شگاف کے اوپر جانا اگر ممکن ہو ضرور تھا مگر سنتری ٹہلتے تھے میڈلی صاحب نے چند گھنٹے انتظار کرکے اشارہ کیا کہ سپاہی اپنے کیمپ میں مراجعت کرنے آئے - انکو باغیوں نے دیکھ لیا تھا اور بندوقوں کی باڑھ انپر چلائی - گولیاں سنسناتی ہوئی اسکے کانوں کے پاس سے گذریں مگر کسی کے لگی نہیں - میڈلی صاحب نے رپورٹ بھیجی کہ دراڑ کافی ہے ہوم صاحب اور گریٹ ہیڈ صاحب نے احکام جاری کئے کہ آیندہ صبح کو شہر کے اس مقام کے لینے کے لیے حملہ کیا جائے -

حملہ کرنے والے پیدلوں کی سپاہ کے پانچ کولم تھے اول کولم بریگیڈیر نکلسن کے ماتحت تھا جسکی تفصیل یہہ ہے -

ملکہ معظمہ کی ۷۵ نمبر رجمنٹ -	۳۰۰	سپاہی
اول بنگال یوروپین فیوزیلر -	۲۵۰	"
دوسری پنجاب پیدل -	۴۵۰	"
	۱۰۰۰	

اس کولم کا کام یہہ تھا کہ کشمیری دروازہ کے گرد کے برج اور شگاف پر چڑھ کر جائے اس کولم سے متعلق انجنیر میڈلی صاحب لینگ صاحب اور بینک ہم صاحب تھے -

دوسرا کولم بریگیڈیر جونس صاحب کے ماتحت تھا جس میں سپاہ بہ تفصیل ذیل تھی

نمبر ۸ ملکہ معظمہ کی رجمنٹ -	۲۵۰	سپاہی -
دوسری بنگال یوروپین فیوزیلر -	۲۵۰	"
نمبر ۴ سکھ رجمنٹ پیدل -	۳۵۰	"
	۸۵۰	

دریا کی طرف گرگج کی دڑار پر حملہ کرنے کا کام اسکے سپرد تھا اور اس کے ساتھ انجنیر گریٹ ہیڈ صاحب اور ہوچین وین صاحب اور پیم برٹن صاحب تھے۔

تیسرا کولم ماتحت کرنیل کیمبل کے تھا جس میں سپاہ بہ تفصیل ذیل تھی۔

نمبر ۵۲ رجمنٹ لائٹ انفنٹری ۲۰۰ سپاہی

کمایون کی پلٹن گورکھون کی ۲۵۰ ״

پہلی پنجاب رجمنٹ پیدل ۵۰۰ ״

۹۵۰

اس کولم کا کام یہہ تھا کہ جب کشمیری دروازہ اڑا دیا جائے تو وہ حملہ کرے اس میں انجنیر ہوم صاحب اور سالکیلڈ صاحب اور ٹانڈی صاحب۔

چوتھا کولم ماتحت میجر ریڈ صاحب کے تھا جسکے ماتحت سرمور پلٹن گورکھون اور گائڈس کی اور وہ سپاہی جو ہندو راؤ کے پکیٹون سے یوروپین اور ہندوستانی بچ سکین کل ۸۶۰ سپاہی اور ۱۲۰۰ کشمیر کنٹنجنٹ کے سپاہی تھے اسکا کام یہہ تھا کہ وہ کشن گنج اور پہاڑ گنج کے حوالی پہ حملہ کرے اور کابلی دروازہ مین داخل ہونے کے بعد حملہ عظیم کرے اس کولم کے ساتھ انجنیر مونسل اور ٹننٹ تھے۔

پانچوان کولم رزرو بریگیڈیر لونگ فیلڈ کے ماتحت تھا۔

ملکہ معظمہ نمبر ۶۱ رجمنٹ ۲۵۰ سپاہی

چوتھی پنجاب پیدل ۴۵۰ ״

بلوچ پلٹن ۳۰۰ ״

۱۰۰۰

جیند کنٹنجنٹ کے ۳۰۰ سپاہی اسکے ساتھ۔ ان کے سوا اور ملکہ معظمہ کی رجمنٹ نمبر ۶۱ کے ۲۰۰ سپاہی نکلسن کے کولم کے پیش قدمی کے حامی رہین اور حملہ ہونے کے بعد وہ رزرو سے ملجائین۔

ان پانچ کولمون مین پانچ ہزار توانا سپاہی تھے انکی خدمت کے لیئے ہر ایک آدمی جو ہتھیار ہاتھ مین سنبھال سکتا تھا موجود تھا۔ پکٹ خطرناک درجہ پر کمزور ہوگئے تھے اور بہت سے بیمار اور زخمی جو اسپتال مین رہنا چاہتے تھے وہ کیمپ کے محافظ بنائے گئے

[illegible]

پہاڑی پہ ایک محکمہ مخبری تھا جسکے مہتمم ہاڈسن صاحب تھے وہ اس کام کے لیئے بڑے

لائق افسر تھے جاسوس ان پاس یہہ خبرین لائے کہ علے العموم شہر کے باشندون اور فوجی افسرون اور سارے دربارین تو آپس مین حد سے زیادہ نفاق اور عناد و فساد ہے ایک دوسرے کا بس نہین چلتا کہ کھا جائے ۔ تلنگے آپس مین چلے کٹے مرتے ہین بادشاہ کی توہین برسر دربار سپاہی کرتے ہین بادشاہ کے سامنے فوج کے جنرل آپس مین لڑتے جھگڑتے ہین ۔ بادشاہ کے بیٹے باپ کو معزول کر کے خود بادشاہی کے لیے سازشین کرتے ہین ۔ خزانہ بالکل خالی پڑا ہے کمبخت مہاجنون سے کئین دفعہ بالجبر قرض لیا گیا ہے ۔ اب انکی حالت ایسی ہوگئی ہے کہ کچھ امید باقی نہین رہی ہے کہ وہ روپیہ سے امداد کر سکین ۔ بادشاہ نے مہتاب باغ تلنگے سپاہیون کے چلے جانے کا حکم دیا مگر انہون نے حکم نہین مانا بادشاہ نے سپاہ پر لعن طعن کی کہ تم کو ہمیشہ اکثر شکستین ہوتی ہین تم دشمنون سے جنکی تعداد بہت تھوڑی ہے ایک توپ بھی نہین چھین سکے مگر بادشاہ یہہ جانتا تھا کہ میرے حکمون کا اثر سپاہ پر کچھ نہین ان پر لعن طعن کا اثر ہوتا ہے نہ دھمکیون کا ۔ اس نے انگریزون کے پاس پیام بھیجا کہ اگر وہ میری پنشن بحال رکھین تو مین تخت انکے حوالہ کر دون اور شہر کے دروازے کھولدون جب یہ بات بھی نہ بنی تو بادشاہ نے فقیر بننے کا اور حج کے جانے کا قصد کیا ۔ روز بروز باغی سپاہ جتنی شہر مین آتی جاتی تھی اتنی شہر مین خرابیان پھیلتی جاتی تھین ۔ تمام شہر سپاہیون کے اختیار مین تھا اہل شہر کی جان و مال ننگ و ناموس سب معرض خطر مین تھے بس تمام خبرین جو انگریزون تک پہنچتی تھین انسے ثابت ہوتا تھا کہ انگریز شہر کے لے لینے مین زیادہ تاخیر کرتے تو معلوم نہین کہ اہل شہر و سپاہ کا حال کیا خراب خستہ ہوتا ۔

ارادہ یہہ تھا کہ بہت سویرے صبح کو دہلی پہ یورش کی جائے لیکن رجمنٹین جو اس یورش کے لیے تجویز ہوئین تھین انکے بہت سے سپاہی رات کو کمپوٹون مین رہے تھے انکو اپنی رجمنٹون مین آنے مین کچھ دیر لگی اور کچھ دیر اس مین ہوئی کہ باغیون نے جو رات کو باوجودیکہ اپر متواتر گولے مارے گئے اپنے گرگچون کی شکستگی کی مرمت کر لی تھی وہ گولون سے ڈھائے گئے

جسوقت یہ کام ہو رہا تھا سپاہیون کو حکم تھا کہ وہ آڑون مین لیٹے رہین ۔ اس یورش کے سرگروہ نکلسن صاحب تھے جنکی شجاعت کے کارہا بزرگ کی یادگار ایام غدر کی تاریخ مین ہمیشہ رہیگی

[illegible] دروازہ کا حال ۔

پشاور مین وہ اڈورڈس صاحب کمشنر کے داہین ہاتھ تھے کشتی سپاہ کی سپہ سالاری
مین انہون نے پنجاب مین امن وامان قائم کیا دہلی مین تھوڑے ہی دنون مین رہکر کیمپ
کی رہنمائی کے لیئے اپنے تئین قطب بنا لیا ۔ یہہ انہین کی ذات والاصفات کا طفیل تھا کہ
آج یورش کی صورت نظر آتی ہے ورنہ معلوم نہین کہ وہ کب ہوتا ۔ بعض سپاہیون کو سرکار
کمپنی کے ماتحت کام کرنے سے ابتک کراہیت چلی جاتی تھی مگر انکی خاص اپنی ذات ستودہ صفات
کے سبب سے یہ کراہیت دور ہوگئی ۔ انہون نے اپنی فطرت بلند سے سرحد کی وحشی قومون کو
رام بنا لیا ۔ ابھی تھوڑے دن ہوئے کہ اڈورڈس صاحب نے لارڈ کیننگ کو لکھا تھا کہ آپ
نکلسن صاحب پر بالکل بھروسہ رکھیئے جو کام مشکل سے زیادہ مشکل اسکے سپرد کیا جائیگا وہ اسکو
سرانجام کریگا یہہ نازک وقت جو ہمپر گذر رہا ہے اسنے ہاتھا پائی کرنی وہ خوب جانتا ہے اسکو
اپنے مرنے کی پرواہ نہین ہے ۔ سورج آسمان پر اونچا چڑھا کہ قلعہ شکن توپون نے اپنا منہہ
بند کیا جس سے سپاہی سمجھ گئے کہ ہمکو یہہ بہت تھوڑی مہلت ملی ہے کہ یورش جو اب ہونے
والی ہے اسکے لیئے تیار ہون ۔ ساٹھوین رائفل رجمنٹ چر کا غل شور مچاتی ہوئی جنگ آرائی کی
ترتیب سے فرنٹ مین آئی اور اسی وقت قدسیہ باغ سے اول اور دوسرے کولم نے
اپنا سر نکالا اور شہر پناہ کے شگافون کی طرف جو توپون نے ڈالے تھے یکسان رفتار سے
چلے ۔ باغیون نے اس فرنٹ کے دیکھتے ہی ہر طرف سے اسپر گولے گولیون کی بوچھاڑ لگادی
کھائی کے کنارہ پر افسر اور سپاہی کشتہ ہوئے ۔ چند سکنڈ تک دشمنون کی شررفشانی مین سپاہی
کھائی کے کنارہ پر کھڑے رہے ایک یا دو زینے آئے باقی زینے اس لئے پیچھے رہ گئے کہ انکے
لانے والے مارے گئے یا زخمی ہوئے ۔ دراڑون پر کالی شکلین نظر آتی تھین کہ وہ سپاہیون پر
پتھر پھینکتین اور انکو آگے آنے سے ڈراتی تھین اتنے مین بہت زینے آگئے وہ کھائی مین
نیچے اتار کر لگائے گئے اور پھر وہ الٹ کر فصیل کی طرف چڑھنے کے لیئے لگائے گئے ۔ ان زینون پر
سب سے اول چڑھکر نکلسن صاحب آئے اور باقی ان کی سپاہی داہین طرف زینے لگا کے فصیل پر
چڑھ آئے ان چڑھنے والون مین اول پچھترویں پلٹن کے کپتان بارٹر اور فٹزجرلڈ گئے
انہین دوسرے صاحب کے زخم کاری لگا ۔ دراڑین بہت جلد زخمیون اور مردون کی لاشون

پھر گئین مگر باغی الٹے قدمون بھاگے اور وہ فصیل جسکا مدتون سے مقابلہ ہو رہا تھا اب انگریزون کے قبضے مین آ گئی دریا کی طرف کے گڑگج کی دراڑون پر کولم نمبر ۲ نے قبضہ کیا۔ ہرسٹ کی کوٹھی سے اپنے سر نکالا ہی تھا کہ اسپر باغیون نے ایک خوفناک باڑ ماری۔ دونو انجنیر گریٹ ہیڈ اور ہوڈ وین جو ہمراہ کار تھے سخت زخمی ہوئے۔ انتالیس آدمی جو زینے لائے تھے انہین سے انتیس آدمی مقتول اور مجروح ہوئے۔ انکے ہمراہیون نے فوراً زینون کو اٹھا لیا وہ انکے لگانے مین ایک دو دفعہ ناکام رہے مگر پھر انہون نے زینون کو لگا دیا اور پتھرون اور گولیون کی بوچھار مین سپاہی فصیل پر چڑھ آئے اور جو انکے سامنے آیا اسے مار ڈالا اور فصیل پر سے کل باغیون کو بھگا دیا۔

اس عرصہ مین نمبر ۳ کالم کشمیری دروازہ کی طرف آگے بڑھ کر ٹھیر گیا۔ لفٹنٹ ہوم اور سال کیلڈ مع آٹھ سیپر و مائنر کے اور ایک بگل بجانے والے کے کشمیری دروازہ کے اڑانے کے لیے آگے گئے۔ باغی دشمن کی اس بہادری اور جرأت کو دیکھ کر ایسے متشدر و متحیر ہو گئے کہ دو تین منٹ تک کچھ مقابلہ نہین کیا لیکن جب انہون نے دیکھا کہ یہ تو تھوڑے سے آدمی ہین اور انکا مقصد بھی چھوٹا سا ہے تو انہون نے ان بہادرون پر دروازہ کے اوپر سے اور اسکی کھڑکی مین سے اور فصیل پر سے آتش فشانی شروع کی۔

دروازہ کے آگے جو خندق کا پل تھا اُسکو باغیون نے توڑ دیا تھا اسکا فقط ایک شہتیر باقی رہ گیا تھا جسپر چلنا مشکل تھا ہوم صاحب مع اپنے آدمیون کے پچیس ۲۵ پونڈ باروت کے بھرے ہوئے تھیلے دروازہ کے پاس لے گئے اور دروازہ سے تھیلون کو چسپان کر دیا سارجنٹ کارمیکل مارا گیا اور حولدار مادھو سنگھ زخمی ہوا اور باقی آدمی خندق مین اسلیئے چلے گئے کہ شتابہ لگانے والا اگر وہ اب آ کر اپنا کام کرے۔ سال کیلڈ صاحب اسکو لیکر آئے کہ وہ اپنا فرض ادا کرے جب صاحب ممدوح شتابہ مین آگ لگانے کو تھے کہ انکی ٹانگ اور بازو مین زخم آیا تو انہون نے دھیمی سلگتی ہوئی دیا سلائی کورپورل برگیس کو دی جب وہ اپنا کام کامیابی کے ساتھ کر چکا تھا تو اس کے ایک مہلک زخم لگا۔ جب دروازہ اڑ گیا تو ہاتھورن بگل نواز نے ۵۲ وین پلٹن کے بلانے کا بگل بجایا مگر اس کے بگل کا جواب جب نہ آیا تو اسنے دوبارہ بگل بجایا لیکن کولم تک نہ بگل کی نہ دروازہ کے اڑانے کی آواز گئی

مگر کیمبل صاحب تشنا بہ مین آگ لگانے والے گروہ کے پیچھے لگے چلے آتے تھے انہون نے سپاہ کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ سب سے اول دروازہ کے اندر کپتان گروس صاحب اور انکے ساتھ ہی کورپورل ٹیلر اور کپتان سانبج صاحب آئے انہون نے اس بہادر گروہ کی لاشین پڑی ہوئی دیکھین جو دروازہ اڑانے آیا تھا۔ یہہ افسر اور انکے بعد انکے سپاہی کھڑکی مین سے جو اُڑی تھی کشمیری دروازہ کے اندر داخل ہوئے جس مین باغیون کی ایک توپ اٹھارہ پینڈی لگی ہوئی تھی اور اس کے پاس دو تین تلنگون کی جلی ہوئی لاشین پڑی تھین جو غالباً دروازہ کے اڑنے سے سوختہ ہوئی ہونگین باقی کولم بھی دروازہ کے اندر داخل ہوا کیمبل صاحب نے اندر جاکر نکلسن اور جونس کے کولمون کو اپنے روبرو دیکھا یہہ تینون کولم کشمیری دروازہ اور گرجا کے درمیانی میدان مین خلط ملط ہو گئے۔

کولم نمبر ۴ سبزی منڈی سے کشن گنج اور پہاڑ گنج کی طرف چلا۔ بدنصیبی سے ریڈ صاحب جو کمانڈر تھے وہ بہت سویرے ہی دن کو زخمی ہو گئے اور چند افسر مارے گئے یا زخمی ہوئے۔ اب اس مین کچھ گڑبڑ ہوئی کہ اس کولم کا کمانڈر وہ اپنی سپاہ کا افسر مقرر ہو جسکا نمبر اعلے یعنی سینیر ہو یا کشمیر کے کنٹنجنٹ کا پولٹکل افسر۔ علاوہ جنگ بڑی سخت تھی۔ دشمنون کی تعداد زیادہ تھی اور بڑے استحکام کے ساتھ وہ نہر کے کنارہ پر ایستادہ تھا۔ ایک وقت مین غالباً یہہ معلوم ہونے لگا کہ دشمن کیمپ مین جسکی محافظت ضعیف تھی آئینگے اور وہ حملہ آور سپاہ کو پس پا کر دینگے لیکن ہندوراؤ کے مورچہ کی توپون نے باغیون پہ گولے برسا کر انکے آگے بڑھنے کو روکا۔ اس نازک وقت مین ہوپ گرینٹ سوارون کے برگیڈ کو کمک کے لیئے لایا جو حملہ آور کولم کی پشت پناہ تھا۔ گھوڑ چڑھی توپون نے دشمنون پر گولے مارنے شروع کیئے کشن گنج کے مکانون اور باغون کے اندر سے دو یا تین سو گز کے فاصلے سے باغیون نے انگریزی لشکر پر بندوقون سے گولیون کا مینھہ برسا دیا اور لاہوری دروازہ کے گرگج سے گرایون کی بھرمار کی جس سے انگریزی لشکر کو بڑا نقصان پہنچا۔ زمین ایسی تھی کہ اس مین سوار اپنا حملہ نہین کر سکتے تھے اگر وہ چلے جاتے تو توپین چھین جاتین اور اگر توپین ہٹائی جاتین تو میدان جنگ دشمن کے ہاتھہ مین آجاتا دو گھینٹے تک سوارون کے ترپ میدان جنگ مین صف آرا بے حس و حرکت

کھڑے رہے اور انہین سوار مرتے رہے مگر ہر ایک سوار اپنی جگہہ پر استوار کھڑا رہا اپنی جگہہ سے نہین ہلا ہوپ گرینٹ اور اسکے سٹاف کے افسرون کے چار افسرون کے گھوڑے مارے گئے اور ان چارون افسرون مین سے دو زخمی ہوئے اور ہوپ گرینٹ کے بھی اچٹتی ہوئی گولی لگی - نوین س کی گھڑ چڑھی توپون کے قریب مین پچاس آدمیون سے پچیس زخمی ہوئے اور ستر گھوڑے مارے گئے یا زخمی ہوئے اور نوین لینسر مین ۳۸ آدمی مجروح و مقتول ہوئے اور ۱۸ گھوڑے ضائع ہوئے - ہوپ گرینٹ صاحب لکھتے ہین کہ یہہ بہادر سپاہی ذرا نہین ڈرے اور اپنی جگہہ پر ڈٹے صبر و استقلال سے جمے رہے جب مین نے انکی بہادری کی تعریف کی تو انہون نے کہا کہ ہم اس آتش باری کے اندر جب تک آپ چاہین گے اسی طرح آگ مین کھڑے رہنے کو تیار ہین" انہون نے یہہ بھی بیان کیا کہ ہندوستانی سوارون کا بھی کام قابل تعریف ہے نہ انکے استقلال سے نہ انکی سپاہیانہ برداشت سے زیادہ تحمل و استقلال ہوسکتا ہے -

گھڑ چڑھی توپون اور سوارون کے بہادرانہ فرنٹ سے کالم نمبر ۴ اس قابل ہوا کہ ترتیب انتظام کے ساتھہ وہ ہندو راؤ کی کوٹھی مین الٹا چلا گیا اور اسنے کشمیر کے کنٹنجنٹ کی بھی جو عیدگاہ سے بھاگا ہوا چار توپین چھنوا کے آتا تھا مدد کی - اس کالم کی مراجعت نے ان سیکڑون سپاہیون کے آزاد کرانے مین مشکلات پیدا کین جو شہر کے اندر سخت جنگ مین مصروف تھے اس عرصہ مین تین حملہ آور کالمون نے فصیل پر اپنا مقام کیا کشمیری اور دریا کی طرف کے برجون پر جو دشمنون کی توپین تھین وہ اب الٹ کر انہی پر چلنے لگین اور آگے بڑھنے کی تیاری ہونے لگی -

نکلسن صاحب نے حکم دیا کہ فصیل کے نیچے جو سڑک ہے اسپر ایک سپاہ اجمیری دروازہ تک جائے اور فصیل اور برجون پر سے دشمنون کو صاف کرے - جونس صاحب کو کابلی دروازہ پر اور کیمبل صاحب کو شہر کے اندر جامع مسجد جانے کا حکم دیا - یہہ تین کالم کشمیری دروازہ کے اندر داخل ہو کر ادھر ادھر لوٹائے گئے تھے - نکلسن صاحب اتفاقیہ اپنے کالم سے تھوڑی دیر کے لیئے جدا ہوگئے تھے وہ کیمبل صاحب پاس جو جامع مسجد کی طرف جانے کے لیئے گرجا کے

دوڑ کر گئے تھے اسوقت دو کالم ایک ہوکر جونس صاحب کے زیر فرمان کیمبل کے پہنچے کابلی
دروازہ پر پہنچے جسکے اوپر جونس صاحب نے انگریزی پھریرا قائم کیا اور برن کے گڑگج
یہ تمام توپون پر قبضہ کیا یہانتک وہ بہادرانہ جرأت کر کے آگے انکی کوئی مزاحمت بھی
نہیں ہوئی یہان تھوڑے سے دشمن انکی مقابلہ کے لیئے کھڑے ہوئے اور ایک توپ بھی لائے اور کیمبل کی جنوب
کی طرف تمام تنگ کوچون مین پیدل پلٹنے کھڑے ہوتے تھے انہون نے ایسی گولیونکی بھرمار کی کہ برن گڑگج سے انگریزی سپاہ
اسوقت نکلسن صاحب اپنے کالم سے آنکر ملے انکی غیرت و غرور کب یہہ برداشت کر سکتے
تھے کہ مراجعت کا خیال کیا جائے وہ یہہ جانتے تھے کہ ہمارا رکنا خواہ کیسا ہی خفیف ہو
وہ باغیون کے اپنے اوپر اس اعتماد کرنے کو بحال کریگا جسنے کہ ہماری متواتر پیش قدمی نے
انکو محروم رکھا ہے انکو یہہ یقین تھا کہ کوئی چیز ایسی نہین ہے کہ جسکا بہادر آدمی نہ کر سکین
اس لیئے انہون نے مصمم ارادہ کیا کہ برن گڑگج پر قبضہ کرنے کے لیئے دوبارہ کوشش کی جائے
جس راہ پر انکو پھر جانا تھا وہ فصیل سے لگی ہوئی داہنی طرف ۲۰۰ گز لمبی تھی اور اسکے بائین طرف
بڑی بڑی چوڑی چھتون کے مکانات دیوار دار تھے جنکی پناہ مین دشمن آرام سے بیٹھ سکتے تھے
جب اس راہ مین انگریزی سپاہ بڑھی تو باغیون نے ان پر آگ برسائی - بار بار انہون نے اسکو روکا
اور بار بار وہ آگے بڑھے - اسی راہ مین میجر جیکب جو بڑے بہادر کمانڈر پہلی بنگال فیوزیلیر
کے تھے زخمی ہوکر گرے انکے آدمی چاہتے تھے کہ انکو عقب مین لے جائین مگر انہون نے
یہہ پسند نہین کیا کہ وہ اپنی سپاہ سے پیچھے رہین اپنے سپاہیون کی امداد سے انکار
کیا اور دشمن پر آگے بڑھنے کے لیئے دباؤ ڈالا - افسر جو سپاہ کو آگے لیجاتے تھے [illegible]
کے مرتے گئے اور جب سپاہیون نے اپنے افسرونکو مرتے ہوئے دیکھا تو وہ بھی [illegible] نکلسن صاحب [illegible]
آگے گئے اور سپاہیونکو کہا کہ میرے پیچھے آؤ کہ فوراً انکی چھاتی مین گولی لگی اسلیئے کابلی دروازہ و دریا [illegible]
کیمبل کا کالم جسکے راہ نما سر تھیوفلس مٹکاف صاحب تھے وہ شہر کے حال سے [illegible]
خوب واقف تھے کہ شہر کے کلکٹر اور مجسٹریٹ تھے وہ اس کالم کو [illegible]
جس مین دشمنون کی آتش باری بہت کم تھی وہ اس کالم کو [illegible]
یہان نصف گھنٹے تک انتظار کیا کہ کالم ان کی مدد کو آئین [illegible]

اور جگہہ ایسے کام کرنے تھے جنکے لیئے وہ کافی نہ تھے بس کیمبل صاحب جو زخمی ہوگئے تھے کمک کے آنے سے مایوس ہو گئے تھے اور توپین اور بارود کے تھیلے ان پاس نہین تھے جس سے کہ وہ جامع مسجد کے دروازے اڑاتے وہ ترتیب و انتظام کے ساتھ سپاہ گرجا مین واپس لے آئے اور رز رو کولم مین مل گئے جوہ تدریج اور حملہ آورون کی امداد کی لیئے جانے سے خالی ہوگیا تھا صرف اس مین چوتھی پنجاب پیدل پلٹن باقی تھی۔

لارڈ روبرٹس اپنی تاریخ چہل و یک رسالہ مین لکھتے ہین اسوقت کہ یہہ واقعات وقوع مین آ رہے تھے مین جنرل ولسن صاحب پاس تھا۔ جنرل لڈلو کیسل مین آ گئے تھے اسکی چھت پر سے انہون نے اپنی سپاہ کی فتحیابی دیکھی تو وہ گھوڑے پر سوار ہوکر کشمیری دروازہ سے گرجا تک آئے اور دن بھر یہین رہے۔ وہ بیمار تھے۔ اور تھکے ہوئے بھی تھے۔ جب دن ختم ہونے کو ہوا تو ان پاس ایسی بری خبرین آئین کہ جس سے وہ زیادہ متفکر و مشوش ہوئے اور اُن کا دل بجھنے لگا انہون نے سنا کہ ریڈ صاحب ناکام رہے اور وہ خود سخت زخمی بھی ہوئے۔ پھر یہہ نحس خبر آئی کہ نکلسن صاحب بھی زخمی پڑے ہین اور یہہ جھوٹی خبر بھی آئی کہ ٹومبس اور ہوپ گرینٹ دونو مارے گئے ان سب خبرون سے جنرل ایسا سراسیمہ و پراگندہ خاطر ہوا کہ وہ یہہ سوچنے لگا کہ مصلحت یہہ ہے کہ شہر کو چھوڑ کر پھر اپنے پہاڑی پر چلے جائین۔ مجھے جنرل نے حکم دیا کہ یہہ جو رپورٹین آئیں ہین انکی حقیقت حال دریافت کرو اور ہماری داہنی طرف جو کولم نمبر ۴ تھا اسپر اور سوارون پر کیا بنی اس کا حال ٹھیک ٹھیک تحقیق کرکے لاؤ۔ مین یہہ پیغام لیکر گھوڑے پر سوار ہوکر کشمیری دروازہ مین آیا تو مین نے سڑک کے ایک طرف ایک ڈولی رکھی ہوئی دیکھی جسکے ساتھ کہار نہ تھے ظاہر یہہ معلوم ہوتا تھا کہ اس کے اندر کوئی زخمی آدمی ہے مین گھوڑے پر سے یہہ دیکھنے کے لیئے اترا کہ مین اس ڈولی کی اندر کے آدمی کی مدد کرون مین یہہ دیکھکر متحیر ہوگیا کہ ڈولی کے اندر جان نکلسن صاحب ہین جن کے چہرہ پر موت لکھی ہوئی ہے انہون نے مجھ سے کہا کہ کہار ڈولی رکھ کے لوٹنے چلے گئے ہین مین اسوقت بڑی تکلیف مین ہون اور چاہتا ہون کہ مجھے کوئی اسپتال مین پہنچا دے وہ اسطرح لیٹے ہوئے تھے کہ زخم ان کا نہین دکھائی دیتا مگر ان کے چہرہ پر اس سخت درد کے

نکلسن صاحب کا زخمی ہونا

آثار نہین دکھائی دیتے تھے جو وہ اٹھا رہے تھے مین نے کہا کہ آپ کے سخت زخم نہین لگا ہے امید ہے کہ آپ اچھے ہو جائین گے تو انہون نے کہا کہ مین مر رہا ہون میرے جینے کی کوئی آس نہین ہے۔ اس مرد بزرگ کی یہ بیکسی کی حالت دیکھکر مجھے مین صبر کی طاقت نہ رہی تھی میرے گرد میرے دوست اور ہمراہی مرتے تھے مگر میرے دل کا یہ حال نہین ہوتا تھا مین نے مشکل سے چار آدمی تلاش کیے اور انکو ایک سارجنٹ کے سپرد کیا اور زخمی افسر کا نام اسکو بتا دیا اور حکم دیا کہ انکو اسپتال مین جلد پہنچا دے پھر مین گھوڑے پر سوار ہو کر ہوپ گرنیٹ کے بریگیڈ مین آیا تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ وہ میدان جنگ سے جس مین وہ دشمنون کی چاند ماری بنا تھا گائڈس کے پیدلون اور بلوچ پلٹنون کی کمپنیون کی کمک پہنچنے سے سلامت بچکر آیا تھا مین اسے بڑا خوش ہوا کہ ٹوہبس کو زندہ پایا اسکو کچھ گزند نہین پہنچی تھی۔ مین گھوڑے پر سوار ہو کر جسقدر ممکن تھا جلد گرجا مین آیا اور مین نے انکو بغیر کسی توقف کے جنرل کو اطلاع دی کہ ہوپ گرنیٹ اور ٹوہبس زندہ ہین اور سوار بھی سلامت آ گئے ہین اب ریڈ کے کولم کی طرف سے کوئی خوف اور اندیشہ کی بات نہین ہے اسکے سننے سے جنرل کچھ خوش ہوا مگر کیمبل کا کولم جو ناکام واپس آیا اور نکلسن صاحب کی زندگی سے جو مایوسی ہوئی اور ایک بڑی فہرست مردون اور زخمیون کی پیچھے آئی تو پھر جنرل کی جرأت بہت بالکل پست ہوئی اسکی افسردگی اور پژمردگی زیادہ ہوتی گئی اور اسکو یہہ یقین ہوگیا کہ دانشمندانہ کام یہی ہے کہ شہر سے سپاہ کو الٹا پہاڑی پر لے جاؤن ہر افسر انکی مصلحت کے خلاف تھا۔ بیرڈ سمتھ باوجودیکہ اسوقت اپنے زخم کی تکلیف مین مبتلا تھے اور بیماری کے سبب سے ضعیف ہو رہے تھے مگر انکی ہمت و شجاعت اس حالت مین بھی ایسی قوی تھی کہ انہون نے بیمارون کی فہرست مین نام لکھوانے سے انکار کیا اور جب ولسن صاحب نے انسے اس باب مین صلاح پوچھی کہ ہم نے جو کچھ حاصل کیا ہے اسکو اپنے پاس رکھنا چاہیے یا نہین تو انہون نے مختصر سا جواب یہہ دیا کہ "رکھنا چاہیے" اور یہہ جواب ایسی آواز اور انداز سے دیا کہ آگے کچھ اور قیل و قال نہین ہوئی۔ کیمبل صاحب نے یہی جواب دیا اگرچہ انکو زخم کی تکلیف ایسی تھی کہ وہ مشکل سے چل سکتے تھے۔ مگر وہ ہندو راؤ کی کوٹھی مین پڑے پڑے سارے کام جو دانائی طرح کے تھے کرتے تھے۔

ـــــــ انکے ساتھ ڈیلی صاحب اور ایک بڑا دانشمند جری ہندوستانی افسر
کہان سنگہ بھی تھا یہہ دونو بھی ان ہی کی طرح زخمی تھے انکے پاس جنرل ولسن کی دو چٹھیان
آئین ایک مین یہہ لکھا تھا کہ جامع مسجد اور لاہوری دروازہ پر حملہ آوری مین ناکامی ہوئی اب بلوچ
پلٹن کو جو آپ نے ریڈ کے کولم کی کمک کے لیئے بلا لیا تھا واپس بھیجد تیجے جسکے آنے پر ہم کو
امید ہوگی کہ جو کچھ آج ہم نے لیا ہے اسپر مقبوضہ رکھ سکین گے اور چار بجے دن کے یہہ نوٹ لکھا
کہ ہندو راؤ کی کوٹھی سے چیمبرلین ہماری مدد کر سکتا ہے ہماری سپاہ مین خوفناک کمی ہوگئی
ہے اور اتنے سینئر افسر مارے گئے ہین کہ اب سپاہ مین اچھی طرح قابو اور بس مین نہین رہین
مجھے اس مین بھی شبہ ہے کہ اگر وہ کچھ کر سکین گے۔ مین اس باب مین آپ کی صلاح پوچھتا
ہون اگر ہندو راؤ کے پکٹ حرکت نہین کر سکتے تو بہی یہہ خیال نہین کرتا کہ ہم ایسے طاقتور ہونگے
کہ شہر کو لے سکین گے۔ چیمبرلین صاحب اس دوسری چٹھی کا مطلب سمجھ گئے کہ ولسن صاحب
یہہ سوچ رہے ہین کہ سپاہ کو شہر سے ہٹالین انہون نے اس چٹھی کے جواب مین لکھا کہ ہم کو
ضرور ہے کہ شہر مین آخر دم تک قائم رہین انہون نے فائدے بتلائے کہ ابتک ہم کو کیا حاصل ہوئے
ہین اور دشمن کو ہم نے کیسا ذلیل بنا دیا ہے نکلسن صاحب مرنے کی حالت مین بھی اسی بات کو
چاہتے تھے کہ شہر پر قبضہ رہے جب آن سے بیان کیا گیا کہ جنرل شہر سے مراجعت کا اظہار کرتا ہے
تو وہ ایسے غصہ اور طیش مین آئے کہ انہون نے یہہ کہا کہ مین خدا کا شکر بھیجتا ہون کہ ابتک مجھ مین
ایسی قوت ہے کہ اگر ضرورت پڑے تو مین ولسن کو گولی سے ماردون۔ غرض ولسن صاحب کی
رائے کے خلاف ایسے بڑے بڑے جلیل القدر افسرون کی رائین ہوئین کہ انہون نے شہر کو چھوڑ کر
مراجعت کرنے کے خیال کو بالکل چھوڑ دیا بعض جگہہ بڑی ابتری تھی سپاہی تھے تو ان کے افسر
نہ تھے اور افسر تھے تو انکے سپاہی نہ تھے اور کوئی انکو ہدایتین بھی نہین تھین وہ یہہ نہین
جانتے کہ ہمارے پاس ہمسایہ مین کیا ہو رہا ہے یہہ جلد پیشقدمی کرنے کا لازمی نتیجہ تھا
اب ریزرو کولم کا بیان کرتے ہین۔ اس کولم کے کمانڈر بریگیڈیر لونگ فیلڈ صاحب
تھے وہ نمبر ۳ کے کولم کے ساتھ کشمیری دروازہ مین داخل ہوئے اور انہون نے کالج کے
باغ کو صاف کیا اور اس مین کولم کے ایک حصہ نے جسمین ۴ پنجاب رائفل اور کچھ سپاہی

۶۱ وین رجمنٹ کے تھے قیام کیا اور دوسرے حصہ نے جس مین ۶۰ وین رجمنٹ کے کچھ سپاہی اور جیند کے معاون سپاہ تھی، دریا کی طرف گرٹ گنج اور کشمیری دروازہ اور کرنیل سکنر کی کوٹھی اور حامد علی خان کے عالی شان مکان مین قیام کیا۔

پانچ حملہ آور کولمون مین سے چار کولمون کے مقامونکا مختصر حال بیان کیا جاتا ہے کہ شام کو جہان تک ہم لکھ چکے ہین شہر کے اندر تمام زمین جو لال دروازہ کے گرٹ گنج سے کابلی دروازہ تک تھی اسپر اول و دوم و پنجم کولم کا قبضہ تھا۔ چوتھا کولم جو کشن گنج سے واپس آیا تھا وہ ہندو راؤ کی کوٹھی کے نیچے بیٹریون پر قابض تھا اب تیسرے کولم کا حال بتلانا باقی رہا وہ بیگم کے باغ پر جو چاندنی چوک کے متوازی تھا کرنیل کیمبل کے ماتحت قابض تھا جسپر گولیان اور گراپ اور کینن سے متر خوب برس رہے تھے اور وہ منتظر تھا کہ اور کولم اسکی امداد کو آئین مگر جب وہ نہ آئے تو کرنیل کیمبل بیگم کے باغ مین سے گرجا مین چلے گئے۔

۱۴ ستمبر ۱۸۵۷ء کے کام کو دیکھیئے تو معلوم ہو گا کہ انگریزی سپاہ کا بڑا بھاری نقصان ہوا۔ اور کام جو کرنا چاہتے تھے پورا نہ ہوا لیکن بہت سی مزاحمتین دور ہو گئین اور ایک مستحکم مقام ایسا حاصل ہو گیا کہ جہان سے آگے کام جاری ہو کر کامل ہو سکتا تھا چھ گھنٹے کی لڑائی مین چھیاسٹھ افسر اور گیارہ سو چار آدمی مجروح و مقتول ہوئے۔ حملہ آور پانچ کولمون مین سے چار کولم شہر کے اندر داخل ہوئے جس مقام پر وہ قابض ہوئے بڑی وسعت رکھتا تھا اور چوتھے کالم کی ناکامیابی کے سبب سے دا ہین بازو پر دھمکیان ہو رہی تھین اب بھی دشمنونکی تعداد زیادہ تھی ان پاس توپین بہت تھین انکا مقام مستحکم تھا۔ اگرچہ سترہ انجنیرون مین دس انجنیر کام کے تھے انہون نے رات ہی کو کچی مورچہ بندی کر دی اور انہین پینیان بنا دین پکٹ بٹھائے گئے اور گشتی پہرہ جائے گئے۔

پانچ حملہ آور کولمون مین پانچ ہزار ایک سو ساٹھ سپاہی تھے جنمین سے گیارہ سو چار سپاہی اور چھیاسٹھ افسر مجروح اور مقتول ہوئے یعنی ہر نو آدمیون مین دو انمین بڑے بڑے بہادر جو مارے گئے یا زخمی ہو کر مرے انکی تفصیل ذیل مین لکھی جاتی ہے۔ نکلسن صاحب جنکے مرنے کا حال جدا لکھا جائیگا۔ جیکب صاحب اول فیوزیلر سپیک صاحب ۶۵ رجمنٹ ہندوستانی پیدل

سال گیلڈ انجنیر - رویہ صاحب ۳ - پیدل - ٹانڈی صاحب انجنیر - فرنز جرنلڈ ۵ پیدل برڈشا ۶۰ پیدل - ویپ صاحب ۸ - پیدل - رین فرے صاحب ۴ - پنجابی پیدل بلوگ سن صاحب ۸ - رجمنٹ - لیک بریٹ ڈیوڈسن - مری - زخمی افسرون کی تعداد باون تھی جنمین آٹھ انجنیر تھے -
یہہ وہ بہادر شجاع جری تھے جنپر کہ سپاہی پورا اعتماد رکھتے تھے وہ دماغی و جسمانی قوت بڑی رکھتے تھے اور انکو کام مین لاتے تھے - انکی یاد ہمیشہ عزت کے ساتھ کی جائیگی وہ جانتے کہ اپنے سپاہیونکو کسی طرح فتحمند کرتے ہین -

۱۴ ستمبر ۱۸۵۷ع

اس تاریخ مین جو مقامات حاصل ہوئے تھے انہین بیٹری مورٹار کے بنائے گئے اور قلعہ وسلیم گڈھ اور شہر پر گولے برسائے بیرڈ سمتھ صاحب اور چیمبرلین صاحب اس بات کو خوب سمجھتے تھے کہ اگر ولسن صاحب کی رائے کے موافق سپاہ رجعت قہقہری کرتی تو ہندوستان ہاتھ سے جاتا رہتا انجنیرون نے کالج کے باغ مین ایک مورٹار کی بیٹری لگائی اور اسنے دشمن کو بہت نقصان پہنچایا دشمن جو سلیم گڈھ اور میگزین سے بندوقین اور توپین چلاتے تھے اس سے بہت کم نقصان انگریزی سپاہ کا ہوتا تھا -

دہلی میں شراب کی فراوانی

۱۵ - کو یہہ کوشش کی گئی کہ انتظام کیا جائے اور بے تمیزی سے جو لوٹ ہو رہی ہے وہ بند کی جائے - دہلی کا جو حصہ قبضہ مین آیا تھا اس مین شراب کی دکانین بہت تھین اور ان مین بہت سی شراب موجود تھی - گورے جو مشقت شاقہ کے اٹھانے سے ضعیف ہو گئے تھے اور بیماری یہہ مہینون سے وہ اس نعمت سے محروم تھے بھلا جب انکو یہہ مفت کی شراب کے ذخیرے ملین تو وہ کیسے مے نوشی سے باز رہ سکتے تھے آدھہ گھنٹے بھی اگر بے روک ٹوک شراب پینے کو ملجاتی تو پھر وہ مفلوج ہو جاتے یہہ خوف بڑا تھا - گارڈس جو سب سے پہلے شہر مین گیا وہ شراب پیکر بدمست ہوا لیکن جنرل نے حکم دیا کہ بوتلین توڑ کر کل شراب پھینک دی جائے اس حکم کی تعمیل اچھی طرح ہوئی -

۱۶ ستمبر کو باغیون نے کشن گنج کے حوالی کو جہان سے چوتھے کولم کو پیچھے ہٹایا تھا خالی کر دیا محاصرین نے اسپر قبضہ کیا اور انکے بھاری پانچ توپین ہاتھہ آئین جنکو باغی چھوڑ گئے تھے اور اسی وقت میگزین مین توپون نے دڑاڑ ڈالی اور اسکو حملہ کرکے لے لیا صرف اسمین تین آدمی زخمی ہوئے -

اس میگزین مین اب بھی ۱۷ توپین اور ہوٹ رز اور ہر قسم کا اسباب جنگ بکثرت موجود تھا دوپہر کے بعد
باغیون نے اس میگزین اور ورک شوپ پر دوبارہ قبضہ کرنے کے لیئے کوشش کی ورک شوپ پر
قبضہ کرلیا مگر پھر وہ اس سے اور میگزین سے پرے بھگا دیئے گئے۔ اسوقت لفٹنٹ رینی صاحب
نے بڑی بہادری کی کہ وہ میگزین کی چھت پر چڑھ گئے اور شیل گولون کو جنکے شتابے سلگ
رہے تھے اپنے ہاتھ مین لیکر دشمن پر ایسے مارے کہ وہ نوک دُم بھاگا۔

۱۵-۱۶ ستمبر ۱۸۵۷ء

ان تاریخون مین انگریزی سپاہ نے بنک پر اور میجر ایبٹ کی کوٹھی پر اور خان علی خان کی کوٹھی پر قبضہ
کرلیا اور اب قلعہ اور چاندنی چوک کے بہت قریب انگریزی لشکر آگیا۔ اسوقت توپخانے چپ
نہین رہے شہر پر اور قلعہ پر گولون کا مینھ برسا دیا تھا۔ اب باغیون مین بھی لڑنے کا دم نہین رہا
تھا اب نہ ان کو فتح کی امید اور نہ جان کی مایوسی انگریزون سے لڑا سکتی تھی۔ ان تین
روز مین انگریزون کا بہت ہی کم نقصان ہوا۔

۱۷ ستمبر ۱۸۵۷ء

لاہوری دروازہ پر گریٹ ہیڈ صاحب نے حملہ کیا مگر وہان ایک دروازہ کے اندر چھپاکر باغیون نے
توپ لگا رکھی تھی اس سے گراپ مارنے اور مکانون پر سے گولیان چلانی شروع کین جسکے
سبب صاحب ممدوح واپس چلے آئے۔ صبح کو لاہوری دروازہ پر حملہ کرنے سے گورون نے
انکار کردیا تھا کہ انکو گلی کوچون مین لڑنا پسند نہین تھا کہ جہان انکو دشمن نظر نہین آتا تھا مگر وہ انکی
گولیون سے جو وہ چھتون پر چڑھ کر مارتے تھے اپنے ساتھیون کو مرتے دیکھتے تھے۔
اسوقت شہر کے اندر تین ہزار ایک سو انگریزی سپاہ تھی اور انکو کہین سے کمک آنے کی
امید نہین تھی اور ہنوز شہر کا بہت بڑا حصہ فتح کرنا باقی تھا جس سے جنرل ولسن سراسیمہ ہو
جاتے تھے وہ اپنی سپاہ کے بچانے کے لیئے پہاڑی پر جانا چاہتے تھے۔

۱۹ ستمبر ۱۸۵۷ء

کپتان ٹیلر صاحب نے برن گڑھ کو جو کابلی اور لاہوری دروازہ کے درمیان تھا لے لیا اور بریگیڈیر
جونس اپنی سپاہ کو لیکر آگے بڑھے کہ انکے سپاہی بھاگ گئے انکو بہت سی برانڈی ہاتھ لگ گئی
تھی اسکو پیکر وہ ایسے مست ہوئے کہ افسرون کے بس کے نہین رہے غرض اسی طرح بتدریج شہر کے
حصے فتح ہوتے گئے کہ ایک حصہ لیا اور اسکے پاس کے حصہ پر گولے اور گولیان ایسی مارین کہ اسکو
فتح کرلیا۔ اسی طرح قدم بقدم شہر فتح ہوتا گیا اور جنرل ولسن کو ڈھارس بندھ گئی کہ شہر فتح ہوجائیگا

۲۰ کی صبح کو بریگیڈیر جونس کے کولم نے لاہوری دروازہ پر قبضہ کیا اور گاسٹن گرٹرگیج کو لیلیا جو لاہوری دروازہ اور اجمیری دروازہ کے درمیان تھا تو بریگیڈیر پاس حکم آیا کہ وہ اپنی سپاہ کو تقسیم کرکے ایک حصہ کو چاندنی چوک مین بھیجے کہ وہ جامع مسجد پر قبضہ کرے اور باقی سپاہ کے ساتھ وہ اجمیری دروازہ پر جائے - بریگیڈ صاحب نے سپاہ ساتھ لیکر آسانی سے جامع مسجد پر قبضہ کرلیا اور انھون نے جنرل سے درخواست کی کہ وہ قلعہ پر حملہ کرے اس عرصہ مین جونس صاحب اجمیری دروازہ مین داخل ہوئے - رسالہ سوارون کا عیدگاہ کے گرد گیا تو اسے معلوم ہوا کہ دہلی دروازہ کے باہر باغیون کا کیمپ خالی پڑا ہے لفٹنٹ ہوڈسن نے لپک کر اسپر قبضہ کیا اور ان کے سوارون نے زخمی اور بیمار سپاہیون کو مارا جسقدر کپڑے اور گولی باروت اور لوٹ جو انکو ہاتھ لگی تھی اسنے معلوم ہوتا ہے کہ باغی سرکش بہت بدحواس ہوکر بھاگے تھے انکی گیلی دہوتیان الگنیون پر لٹک رہی تھین

بریگیڈ صاحب کی درخواست پر سیگزین سے قلعہ پر حملہ کرنے کے لیئے جنرل ولسن نے ایک کولم بھیجا وہ قلعہ جو بڑا نامور تھا بابر کی اولاد نے جس مین رہکر فرمان روائی کی تھی بالکل اس مین سناٹا تھا نہ اس سے کوئی توپ چلتی تھی نہ کوئی بندوق خاندان تیمور اس مین سے بے سر و پا بھاگ رہا تھا بہت جلدی سے اس کے دروازہ کے پاس باروت کے تھیلے رکھدیئے ہوم صاحب نے آنکر اسمین شتابہ لگایا دروازہ اڑا انگریزی سپاہ شور مچاتی ہوئی داخل ہوئی اور اسنے اسکے دروازہ پر اپنا علم قائم کیا - قلعہ کے چھتے مین جو ملنگون کا اسپتال تھا اسمین وہ زخمی پڑے تھے جو اپنی پلٹنون کے ساتھ جا نہین سکتے تھے انکو انگریزی سپاہ نے اپنی گولیون سے انکے زخمون کی تکلیف کا علاج کردیا -

شاہزادے جو اپنے مکانون کی حفاظت کے لیئے بیٹھے بوڑھے اور گھر سے زائد آدمیون کو بٹھا گئے تھے وہ بھی مارے گئے ان دونو قسمون کے آدمی تھوڑے تھے ایک مین صاحب سپاہ کو ساتھ لیکر کلکتہ دروازہ کو کھولکر سلیم گڈھ کی طرف گئے کہ باغیون کو نرغہ مین لائین اور ان کو بچکر بھاگنے نہ دین انکی صورت دیکھتے ہی تھوڑے سے سپاہی دریا کے پار بچکر بھاگ گئے صاحب نے اس پل کے دروازہ پر جو قلعہ اور سلیم گڈھ کے درمیان تھا قبضہ کیا کہ باغیون کو بھاگنے نہ دین مگر باغی ۲ دو دن پہلے بھاگ گئے تھے بھاگنے کے لیئے تھوڑے سپاہی باقی تھے -

غرض اب دہلی بالکل انگریزون کے قبضے مین تھی جامع مسجد اور قلعہ اور سلیم گڑھ مین انگریزی سپاہ مقیم تھی

جب ۱۹ ستمبر کی رات کو انگریزون کا قبضہ شہر کے بڑے حصے پر ہو گیا تو بادشاہ کو سوجھی کہ اب بھاگنا چاہیئے۔ باغیون کے سپہ سالار بخت خان نے بادشاہ کو سمجھایا کہ انگریزون نے حضور سے دلّی لے لی تو کیا ابھی تو سارا ملک حضور کے ہاتھ مین ہے اگر حضور ہمارے ہمراہ چلین تو حضور کے نام اور ذات کی برکت سے ظن غالب ہے کہ ہم کو لڑائیون مین فتوح حاصل ہو سکتی ہین۔ بادشاہ نے بخت خان کو رخصت کیا اور کہا کہ ہمایون کے مقبرہ مین تم کل مجھ سے ملنا

جب سے کہ شہر مین انگریز داخل ہوئے اور باغیون کو شکست ہوئی تو ان کے سردارون کا کوئی منتر بادشاہ پر نہین چلتا تھا مگر مرزا الٰہی بخش کا منتر اسپر چل گیا۔ مرزا کو ابتدا ء غدر سے یہ یقین تھا کہ انگریزی عملداری پھر دہلی مین یقینی آئیگی۔ منشی رجب علی جو انگلش کیمپ مین دہلی کی مخبری کے سررشتہ کے سردفتر تھے وہ جو مخبرون کو بھیجتے تھے دلی مین اکثر وہ مرزا کے پاس پہنچتے تھے اور اس کام مین انکا مددومعاون ہوتا تھا۔ جو انگریزی ایجنٹ مخبری کے لئے آتے تھے انکا راز دار تھا۔ ۱۳۔ ۱۴ ستمبر کو جب مرزا نے باغیون کی شکستین دیکھین تو اسکو یقین ہوا کہ اب انگریز دو چار روز مین دہلی پر مسلط ہو جائین گے اسنے اپنی اور اپنے کنبے کی جان بچانے کی تدابیر کین اسنے بادشاہ کو سمجھایا کہ آپ ہمایون کے مقبرہ مین تشریف لے چلیئے اسنے رات کو بادشاہ کو شیشہ مین اتارا اسکو بتلایا کہ اگر آپ سپاہ کے ساتھ چلے جائین گے تو بڑی بڑی مصیبتین اور آفتین آپکو جھیلنی پڑینگی اور یقینی آپ کو شکست ہوگی اور اگر آپ باغی سپاہیون سے بالکل جدا ہو جائین گے تو فتحمند انگریزون کو یہہ یقین ہوگا کہ آپ کو سپاہ نے اپنے ساتھ رکھنے مین مجبور کر رکھا تھا اور آپ کو جب موقع ملا تو آپ ان دغا باز نمک حرامون سے جدا ہو گئے۔ انگریزون کو حوالہ کر دینے مین آپ کی بلاؤ کی رہائی کہین نہین گئی *

مرزا کی دلائل نے اس پیر ضعیف العقل کے دماغ پہ پورا اثر کیا۔ دوسرے دن بادشاہ اسکا نواسہ اسکے بیٹے اسکے امرا ہمایون کے مقبرہ مین باغیون کے سپہ سالار بخت خان سے ملے تو ان سب نے اسکے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ انہون نے ساتھ جانے مین یہہ سوچا کہ معلوم

نہین کہ کیا کیا سختیان اٹھانی پڑینگی معلوم نہین کہ یہہ جھگڑا کتنی مدت تک جاری رہیگا اور اسکا انجام معلوم نہین کہ کیا ہوگا اس لیئے فتحمندون کے رحم کرم پر بھروسا کرکے اپنے تئین ان کے سپرد کر دینا چاہیئے غالباً جو اپنے اوپر انگریزون کے رحم وہ سمجھتا تھا اس مین وہ اپنے اوپر تکلیف کا پہنچنا بہت نہین جانتا تھا۔

باغیون کا دہلی سے جانا

بخت خان اور باغی سپاہ نے اپنا رستہ لیا بادشاہ اور اسکے کنبے اور اسکے تمام متوسلین اور قلعہ کے بدمعاشون کو جنکو سوا خوشامد کے کوئی اور کام نہ آتا تھا چھوڑ دیا۔ مرزا الٰہی بخش کی تدبیر چل گئی۔ اب مشکل کام یہہ باقی رہا تھا کہ کس طرح سے بادشاہ کو وہ انگریزون کے ہاتھ مین گرفتار کرا دین یہہ کام ایسا مشکل نہ تھا کہ آسان نہ ہو سکتا۔ سرکار انگریزی کے جو ایجنٹ اس مخبری کے لیئے کہ دشمن کیا حرکتین کرتا ہے دہلی مین رہتے تھے ان سب کے سردار منشی رجب علی تھے۔ جاسوسی کے لیئے جو اعلے درجہ کی لیاقتین چاہئین وہ انہین نصیب۔ منتظم انگریزون کو انکا پورا اعتبار تھا اور وہ ہمیشہ اپنے کارفرماؤن کے ساتھ راست باز تھے۔ سچی بات کے دریافت کرلینے کی عجیب قابلیت و استعداد و فراست و کیاست رکھتے تھے۔

مرزا الٰہی بخش کی سازش

مرزا الٰہی بخش نے انسے خط و کتابت کی منشی رجب علی نے مرزا سے یہہ درخواست کی کہ آپ فقط یہ کام کیجیے کہ باغیون کے چلے جانے کے بعد بادشاہ کو چوبیس گھنٹے تک ہمایون کے مقبرہ سے کہین جانے نہ دیجیئے باقی کام مجھپر چھوڑ دیجیئے مین اسکو کرلونگا۔

ہوڈسن صاحب

منشی رجب علی نے مراسلت کا حال ہوڈسن صاحب سے کہا وہ یہ سنتے ہی جنرل کے ہیڈکوارٹر مین گیا اور اس خبر کو سنایا اور اس سے اجازت مانگی کہ وہ اپنے سوارون کو ساتھ لے جا کر دلی کے بادشاہ کو لے آئے۔ جنرل ولسن بادشاہ کو واجب القتل سمجھتا تھا اور اسکو سزا جو دینی واجب تھی دینی چاہتا تھا۔ غرض جنرل کو بڑی مشکل سے سمجھا بجھا کر یہ انسے اجازت دلائی کہ وہ بادشاہ سے اسکی جان بخشی کا معاہدہ کرلے۔ ہوڈسن صاحب اپنے پچاس سوارون کا ترپ لیکر مقبرہ پر سرپٹ دوڑا گیا۔

بعض آدمی ایسے پیدا ہوتے ہین کہ وہ اپنی عمر مین پہلے ترقی کرتے ہین بعض ایسے ہوتے ہین کہ دیر کر بڑی عمر مین ترقی کرتے ہین سو ہوڈسن صاحب دوسری قسم کے آدمیون مین تھا میدان جنگ ہی اسکا بال روم عشرت کدہ تھا اسکی نفیریون کی آواز ہی اسکا موسیقی تھا۔ کوئی انسان کی مصیبت اسکے دل پر اثر نہین کرتی تھی نہ کسی کی خونریزی سے اسکو رنج ہوتا نہ کسی کے

مار ڈالنے کا افسوس۔ مفروروں کا قتل کرنا اور انکے مال اسباب کا لوٹنا انکی بڑی خوشی تھی۔
ہوڈسن صاحب مقبرہ کے پاس جاکر ایک شکستہ عمارت مین سوار کھڑے رہے اور اپنے سوار و نکو
اسکے سایہ مین آرام دیا اور بادشاہ کو خبر دی کہ ہوڈسن آگیا ہے آپ اپنے تئین حوالہ کیجیے۔
مقبرہ مین بادشاہ کے دل مین یاس اور توکل آپس مین لڑ رہے تھے۔ زینت محل بادشاہ کی چہیتی
بیوی اپنے بیٹے کے لیے جو بغاوت مین شریک ہونے کے قابل نہ تھا اور ایسا چھوٹا تھا کہ قتل عام سے
بچنے کے لایق تھا اسکی جان بچانے کے لیے بوڑھے خاوند سے التجا کر رہی تھی کہ اس کا وعدہ
انگریزون سے وہ لے اسوقت بہادر شاہ کو سوجھی کہ اگر مین سپاہ کے ساتھ چلا جاتا تو بادشاہی
کرتا مگر جب وہ بخت خان کو رخصت کر چکا تھا تو اب اس سوچنے کا وقت نہین رہا تھا۔ دو
گھنٹے تک وہ سوچ بچار مین رہا زینت محل کی منت سے اور دغاباز مشیرون کی صلاح و مشورت سے
وہ اپنے تئین حوالہ کرنے پر مجبور کیا گیا۔ اسنے ہوڈسن صاحب پاس پیغام بھیجا کہ مین اپنے تئین
اس شرط پر حوالہ کرتا ہون کہ میری جان بخشی کی جائے۔ اس پیغام آنے پر ہوڈسن صاحب نے وعدہ
کیا۔ چار دن بعد ہوڈسن نے اپنی یادداشت مین لکھا ہے کہ مین دہلی مین بادشاہ کو مردہ لاتا
بہ نسبت زندہ لانے کے زیادہ پسند کرتا تھا پھر اسی یادداشت مین لکھ دیا کہ بادشاہ بغاوت
مین عملی حصہ لینے سے بری تھا۔

ہوڈسن صاحب پھر مقبرہ کے دروازے پر گئے اور کھڑے رہے کہ بادشاہ
آگے آیا تھا اس کے پیچھے پالکیون مین زینت محل اور جوان بخت سوار تھے پھر بادشاہ کو بھی
پالکی مین سوار کیا تو بہادر شاہ نے پوچھا کہ میرا گرفتار کرنے والا ہوڈسن صاحب بہادر ہین تو صاحب نے
جواب دیا کہ ہان تو بہادر شاہ نے کہا کہ مین آپکی زبان سے بھی اپنے اور اپنے بیوی اور اپنے بیٹے
کی جان بخشی کا وعدہ سننا چاہتا ہون۔ ہوڈسن صاحب نے وعدہ کیا تو بہادر شاہ نے اپنے ہتھیار
حوالہ کیے وہ بہت ہیچ ہیچ لاہوری دروازہ سے شہر مین چاندنی چوک کی راہ سے قلعہ مین زینت محل
کے مکان مین مقید ہوا۔ بہادر شاہ جنرل ولسن سے ملنا چاہتا تھا جنرل نے ملنے سے انکار کیا اپنے
ایڈیکیمپ لفٹنٹ ٹرنبل کو اس پاس بھیجا اس نے زینت محل کے محل پر یورپین گارڈ
متعین کر دیا۔

جن ایجنٹون نے پادشاہ کو پکڑوایا تھا انہون ہی نے ہوڈسن صاحب کو مطلع کیا کہ بادشاہ کے دو بیٹے اور ایک پوتا جنھون نے نامنی کے قتل مین بڑا حصہ لیا تھا وہ باغی سپاہ کے ساتھ نہیں گئے مقبرہ مین پاس کے پاس چھپے ہوئے ہین۔ اس اطلاع سے ہوڈسن صاحب کا خون جوش مین آیا اور کہا کہ انا او سپیون پر رحم نہین کیا جائیگا ان بدکارون کو قتل کرکے زمین کو انکی نجاست سے پاک کرونگا۔ دوسرے دن صبح کو جنرل سے اجازت حاصل کرکے اور میک ڈونیلڈ کو ہمراہ لیکر ان شہزادون کے قتل کے لئے وہ روانہ ہوا۔ سو سوار اور دو جاسوس منشی رجب علی اور مرزا الہی بخش ساتھ تھے تینون شاہزادے مرزا مغل اور مرزا خضر سلطان و مرزا ابوبکر مقبرہ مین تھے اور ان کے ساتھ بہت سے بدمعاش تھے جنمین بعض دل چلے ہوڈسن صاحب سے لڑنے کی صلاح دیتے تھے مگر شاہزادون نے دو گھنٹے تک جان بخشی کے اقرار کے لئے گفتگو کی مگر ہوڈسن صاحب نے اسکو نامنظور کیا اور ناچار انہون نے اپنے تئین ہوڈسن صاحب کے حوالہ کیا۔ صاحب انکو رتھون مین سوار کرکے دہلی سے ایک میل کے فاصلہ پر لائے پھر انکو رتھون سے اترنے کا اور اندر کے کپڑے اتارنے کا حکم دیا اور ایک سوار سے قرابین لیکر تینون کو خود مار ڈالا اور لاشون کو لاہوری دروازہ سے لاکر کوتوالی مین چبوترہ پر چوبیس گھنٹے تک لٹکائے رکھا۔ اب اس بات پر مختلف رائین ہین کہ ہوڈسن کا یہ کام محمود تھا یا مذموم۔ لارڈ روبرٹس صاحب لکھتے ہین کہ ہوڈسن صاحب نے اپنی نیکنامی مین اس کام کے کرنے سے بٹا لگایا اور بے ضرورت شہزادون کو مارا انکو بادشاہ کے پاس بھجوانا چاہیئے تھا۔ بعض کہتے ہین کہ یہہ وقت ایسا تھا کہ اپنی عورتون و بچون کی قتل کی یاد مین ایسا جوش پیدا کرتی تھی کہ قدرت بشری سے باہر تھا کہ یہہ قیدی زندہ چھوڑ دیئے جاتے۔ دہلی مین یہہ واقعہ یون غلط بیان کیا گیا ہے کہ شاہزادے بادشاہ کے ساتھ آئے تھے انکو جیلخانہ کے قریب ہوڈسن صاحب نے خود مار ڈالا اور انکا خون پیا اور کہا کہ میرا خون اسوقت ایسا جوش مین آیا تھا کہ اگر ان شاہزادون کو نہ مار ڈالتا تو میرے دماغ مین خلل آجاتا۔ یہہ بڑا غمناک حادثہ تھا کہ پنجاب مین امان کا قائم کرنے والا اور دہلی مین نجف گڈھ مین باغیون کا شکست دینے والا اور دہلی کی تسخیر کے لیئے ۱۴ ستمبر کو حملہ کرنے والا اور سب سے پہلے دہلی کی فصیل پر چڑھنے والا۔ جان نکلسن آٹھ روز زخم کی تکلیف مین رہکر اس دار فانی سے عالم جاودانی

شاہزادون کا ہوڈسن کے ہاتھ سے قتل ہونا

مسٹر جان نکلسن صاحب کا واقعہ انتقال

رخصت ہوا۔ ان کی وفات کے بعد سرحد کے امیرون اور ملتانی سوارون کے افسرون کو اجازت دی گئی کہ وہ ان کے چہرۂ مبارک کی آخری زیارت کرین یہ بہادر سپاہی اسکو دیکھ کر زار زار روئے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنے افسر سے کیسی دلی محبت رکھتے تھے۔ ۳۵ سال کی عمر مین صاحب محتشم الیہ نے فرزانگی و مردانگی مین شہرت حاصل کی انہون نے اس مقولہ کی تصدیق کر دی کہ اعلےٰ درجہ کے ذہین آدمیون مین یہہ قابلیت ہوتی ہے کہ وہ سب کامون مین اپنی ذہانت کو کام مین لا سکتے ہین جس کام مین وہ مصروف ہوئے اس مین کامیاب ہوئے۔ انہین آدمیون کو اپنے ساتھ گرویدہ کرنے کی عجیب قابلیت تھی انکی نظر جسپر پڑتی تھی اسپر اثر کرتی تھی۔ یہہ ناممکن تھا کہ کوئی شخص انسے باتین کرتا اور اسپر انکی باتون کا سحر کا سا اثر نہ ہوتا۔ باوجودیکہ وہ اپنے زبردست تلوار سے ماہر تھے مگر پھر بھی منکسر المزاج تھے انہون نے ایک مصنف سے ۱۸۵۱ء مین کہا تھا کہ میرا اڈورڈس صاحب سے مقابلہ نہ کرو۔ ان مین بہادری و شجاعت لارڈ کلایو کی سی اور انتظام کی لیاقت وارین ہسٹنگز کی سی تھی وہ سب آدمیون کے حقوق سمجھنے مین بڑے عادل تھے۔ انہون نے اپنے آخر وقت مین اس شہر کی فتح کا مژدہ سن لیا کہ جسکے فتح کرنے کے لیئے جان دی تھی۔ کشمیری دروازہ سے باہر نئے قبرستان مین ۲۴ ستمبر کو دفن ہوئے۔ نہ انکے مرنے کی توپین چلین نہ بندوقین چھٹین جس سے کہ انکی قبر کے گرد خاموشی مین خلل ہوتا انکی قبر سادی بنی ہوئی ہے جسپر سنگ مرمر پر جو دہلی کے قلعہ سے لایا گیا تھا یہہ عبارت کندہ ہے۔

قبر بریگیڈیر جان نکلسن کی
جسنے دہلی پر حملہ کیا
لیکن فتح کی ساعت مین اسکے مہلک زخم لگا اور
۲۳ ستمبر ۱۸۵۷ء کو ۳۵ سال کی عمر مین
وفات پائی

اب دہلی مین انکے سٹیچو لگنے کے لیئے ایک جگہہ قبر کے قریب تجویز ہوئی ہے جسکے گرد باغ ہے۔ انہون نے اس زخم کی تکالیف مین کبھی اپنے منہ سے اف و آہ نہین نکالی۔ آخر وقت

اپنے ملک کی عزت کا خیال رہا۔ بستر مرگ پر کرب کی حالت مین کروٹین بدل رہے تھے مگر اسوقت بھی اپنے دلی دوست اڈورڈس کے دیدار کے مشتاق تھے انکو آخری ملاقات کے لیئے بلایا مگر وہ پشاور کی سرحد پر مشکل کامونکو انجام دے رہے تھے وہ ان پاس نہین جاسکتے تھے مگر انکا دل نکلسن ہی کی طرف لگا ہوا تھا۔ دل بیار دست بکار۔

جب تار پر انکے پیمانۂ عمر کے لبریز ہونے کی خبر پہنچی تو انہون نے یہہ فرمایا کہ اگر دلی سو دفعہ فتح نہ ہوتی تو کچھ پروا نہ تھی مگر نکلسن نہ مرتا۔ انہون نے اپنے دوست کے لیئے ایک کتابہ لکھا کہ وہ آئر لنڈ مین لسبرن کے گرجا گھر مین لگایا جائے۔ جہان انکی مان زندہ موجود تھین۔ نکلسن صاحب نے اپنی مان کو بھی تسلی تشفی افزا خط لکھا تھا کہ مجھے امید ہے کہ آپ صبر فرمائینگی۔ انکی مان بیٹے کے مرنے کے بعد سترہ برس تک زندہ رہین ۱۸۷۴ء مین بیاسی برس کی عمر مین مرین ان کے ایک بیٹے کا ہاتھ بھی دہلی کی لڑائی مین اڑ گیا تھا۔ اگرچہ جان لارنس کبھی اپنے رخسارون کو آنسوؤن سے تر کرتے تھے مگر جب نکلسن صاحب کی وفات کی خبر ان پاس پہنچی تو دھاڑین مار مار کر رونے لگے اور انہون نے مشتہر کیا کہ نکلسن صاحب بہادر عقیل شخص کا ہی کو پیدا ہوگا فوج بنگالہ مین نکلسن صاحب سے بڑھکر کوئی اولوالعزم اور لایق سپاہی نہ ہوگا۔ رپورٹ مین لکھا کہ شہر دہلی بغیر نکلسن صاحب کے فتح نہین ہونا۔

نقشہ مقتولین و مجروحین اور گم شدگان جو ابتدا ارجنگ سے دہلی کے سامنے ۳۰ مئی ۱۸۵۷ء سے دہلی کی تسخیر کی تاریخ ۲۰ ستمبر تک ہوئے۔

تفصیل	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	میزان	[illegible]	[illegible]	[illegible]	میزان
مقتول	۴۶	۱۴	۸۰	۷	۸۶۵	۱۰۱۲	۱۳۹	۵۶۲	۴۴۰	۱۰۱۲
مجروح	۱۴۰	۴۹	۲۰۶	۱۰	۲۳۸۹	۲۷۹۵	۱۰۶	۱۵۶۶	۱۲۲۹	۲۷۹۵
گم شدہ	۰	۰	۱	۰	۲۹	۳۰	۵۳	۱۳	۱۷	۳۰
میزان	۱۹۶	۶۳	۲۸۸	۱۷	۳۲۸۳	۳۸۳۷	۳۷۸	۲۱۵۱	۱۶۸۶	۳۸۳۷

نقشہ مین وہ افسر بھی داخل ہین جو زخمی ہوکر مرے ہین۔ آٹھوین ستمبر کو بیٹر یان لگائی گئی تھین

شہر لے لیا جائے اس تاریخ تک ۲۱۶۳ افسر اور سپاہی مقتول اور مجروح اور گم ہوئے تھے اس تاریخ سے حملہ کی صبح کی تاریخ تک ۱۷۰ افسر و سپاہی مقتول اور مجروح اور گم ہوئے اور ۱۵ ستمبر سے دہلی کی بالکل فتح ہونے کی تاریخ ۲۰ ستمبر تک ۱۷۷ افسر اور سپاہی مقتول اور مجروح ہوئے انکے علاوہ سیکڑون جانون کا نقصان بیماری سے ہوا۔ اس دہلی کی لڑائی مین نوکر سپاہ کی جنگ سے بھی زیادہ نقصان ہوا اس سپاہ کی لڑائی مین کل سپاہ ۹۷۱۳۴ تھی جنمین ۲۵۹۱۳ سپاہی مجروح و مقتول ہوئے تھے یعنی ۳۴٫۷ فیصدی اور دہلی مین ۹٫۷ فیصدی

جب سارے شہر پر قبضہ ہو گیا اور بادشاہ بھی گرفتار ہو گیا تو دہلی کی فتح کی خوشی کی توپین قلعہ مین چھوٹین اور دیوان خاص مین ۲۷ ستمبر کو اتوار کے دن فتح کی شکر گزاری کی نماز پڑھی گئی۔

جب دہلی بالکل فتح ہو گئی تو جنرل ولسن صاحب نے سپاہ کی نسبت جو انکے ماتحت تھی یہہ مراسلہ لکھا۔

چار مہینے تک اس موسم مین کہ سال کے اندر نہایت سخت موذی ہوتا ہے اس سپاہ پر جو درحقیقت تعداد کے اعتبار سے بڑی ضعیف تھی کثیر التعداد دشمنون نے متواتر حملے کیے اسکے پاس بڑے زبردست بہت توپخانے تھے سب سپاہیون کو جو کام سپرد تھے وہ بڑی جفاکشی اور مشقت شاقہ اٹھا کے اور پے در پے دق کرنے والے تھے۔ لڑائیون مین جدا جانین جاتی تھین اور بیماریون سے جدا ہلاکت ہوتی تھی مگر باوجود ان سب نقصانون کے سپاہی بڑی خوشی اور گرمجوشی سے اپنے فرض ادا کرتے تھے۔

سر کولن کیمبل نے جو سپہ کے سپہ سالار اعظم تھے اس سپاہ کی یہہ تعریف لکھی ہے کہ اس سپاہ مین جرنیل سے لیکر ایک ادنے سپاہی تک نے جو اپنی بے تکان ہمت و جرأت اور اپنی بے خلل ثابت قدمی و استقلال اور اپنی شان و شکوہ شجاعت دکھائی ہے اسکی تعریف مین ناممکن ہے کوئی بات فضول کہی جائے۔ سب نے اپنی مرضی کو عمدہ طور پر شریفانہ ادا کیا سپاہ کی بالاستقلال والاہمتی ہی نے جنرل کو اس قابل بنایا تھا کہ اس موذی مہلک موسم مین اور اسباب حرب کی کمی مین اسنے اپنی مہم اہم کو جاری رکھا۔ لارڈ رابرٹس فیلڈ مارشل اپنی تاریخ چہل و یکسالہ مین تحریر کرتے ہین کہ مین بھی مثل لوگون کے دہلی کے محاصرہ کی اپنی مختصر

تاریخ مین سپاہیون کی تعریف کرتا ہون جنہون نے ابتدا سے انتہا تک نہایت عمدہ طور
کام کیا سارے کامون مین انکے طریقہ وطور کی تعریف نہین ہوسکتی کہ کی جائے انکی ثابت قدمی
اور استقلال مین کبھی خلل نہین آیا - انکی شجاعت وبہادری بڑی نمایان تھی انہون نے
مختلف تیتیس ۳۳ لڑائیون مین اپنے سے دس گنے دشمنون پر فتح پائی جنکے پاس توپخانے
انکے توپخانون کی نسبت بڑے زبردست تھے سوا اسکے انکے پاس مستحکم شہر تھا انمین
سے ہر ایک سپاہی نے ایسی جنگ کی اور کام کیا کہ گویا وہ یہہ سمجھتا تھا کہ خاص اسی کی کوشش پر
آج کی فتح کا نتیجہ منحصر ہے انہون نے رضامندی ہی نہین بلکہ خوشی سے ان سختیون
کی ایک مدت برداشت کی کہ جو ہی سپاہیون کو پیش آئی ہونگین تین مہینے تک ہر روز
کے بڑے حصے مین ہر سپاہی کو کربستہ مسلح رہنا پڑتا تھا جسکو دھوپ کی گرمی ہلاک کیئے
دیتی تھی اور اسکی برداشت کرنی دشمنون کی آگ سے جو کبھی سرد نہین ہوتی تھی زیادہ ناگوار
اور دشوار تھی وہ اپنی آنکھون کے سامنے دیکھتے کہ انکے ساتھی ہیضہ ولو دہہال سے مرے
جاتے ہین - یہہ امر ہزار مرتبہ زیادہ دل شکن لڑائی کے روزانہ زخمیون اور مردون سے
تھا وہ اپنے دشمنون کو دیکھتے تھے کہ روز بروز کمکون کے آنے سے طاقت مین بڑہتے
جاتے ہین اور انکی اپنی تعداد جلدی جلدی کم ہوتی جاتی ہے مگر اسے کبھی وہ اپنے دل مین
ہراسان نہین ہوئے اور آخر مین جب انہون نے ظاہر دیکھا کہ کہین سے انکو کمک آنے
کی امید نہین ہوسکتی ہے اور دہلی کی تسخیر ضرور ہے تو انہون نے ایک ہی دفعہ اس کے
لے لینے کا قصد کیا وہ حملہ کرنے کے لیئے آگے بڑھے اور اعلے درجہ کی بہادری سے حملہ کیا
اسکے نتیجہ پر انکو پورا بھروسہ تھا باوجودیکہ وہ اس سپاہ کے بقیہ تھے جو بارہ ہفتے سے
مصیبتین اٹھانے سے اور عسرت مین تنگ حال رہنے سے فرسودہ ہوگئی تھی اسکی امیدون
کے بر آنے مین التوا ہوتا تھا جیسے کہ انسان کا دل بیمار ہوتا ہے) اور اس امداد کا جو کبھی نہین
حاصل ہوئی انتظار کرنا اسکے لیئے اشد من الموت تھا - باوجود ان سب باتون کے اس نے
ایسے شگفتہ خاطر ہوکر حملہ کیا کہ گویا ابھی تازی لشکر کشی ہوئی ہے اس مین کوئی پہلے تکان
ہوئی ہی نہین فصیل کے پاس بیٹریان اسطرح لگانا کہ جس مین آسانی ہو ایسا بہادرانہ کام

کام تھا کہ پہلے کبھی نہین کیا گیا تھا۔ کرنیل بیرڈ سمتھ نے ۷۰۰ گز و ۶۰۰ گز و ۱۶۰ گز کے فاصلہ پر
ان بیٹریون کو لگایا تھا اور حقیقت مین اول دو بیٹریون کا فاصلہ اس سے بھی کم تھا جو بیان کیا
گیا ہے) آخر کار ان تھوڑے بہادرون نے جسپر انگلنڈ ہمیشہ سچا فخر و ناز کریگا اس استوار حصار پر
دن دہاڑے حملہ کیا جسکی تیس ہزار سینہ زور سپاہی حفاظت کر رہے تھے اور ان کے پاس
ہر طرح کا سامان حملہ کے روکنے کا موجود تھا۔ مقتولین اور مجروحین کی فہرست شہادت
دیتی ہے کہ ہر قسم کی سپاہ نے اپنے کام مین بڑی دلاوری و دلیری کی۔ دہلی مین کبھی دس ہزار
سے زیادہ سپاہ کار پرداز نہین جمع ہوئی اس مین سے ۹۹۲ مارے گئے اور ۲۸۴۵
زخمی ہوئے اس کے علاوہ سیکڑون امراض ولو سے ہلاک ہوئے سب نے کام
بہت عمدہ طرح کیا مشکل ہے کہ اسمین سے کسی کی تخصیص کی جائے لیکن مین امید کرتا ہون
کہ اگر مین خاص توجہ ان چار پلٹنون کی کارگزاری پر دلاؤن تو اس سے حسد انگیزی نہین ہوگی
ساٹھوین رائفل رجمنٹ اور سرمور پلٹن گورکھا اور گائڈس اور پہلی پنجاب پیدل پلٹن یہ ہمیشہ
دشمن کے مقابلہ مین لڑائی مین مصروف رہین ہمیشہ ان پر آگ برستی رہے اور ان مین جو سپاہیونکا
نقصان لڑائیون مین ہوا وہ شہادت دیتا ہے کہ کیسی خدمات انھون نے کین۔ ساٹھوین
رائفل رجمنٹ جب میرٹھ سے آئی ہے تو اس مین ۴۴۰ سپاہی تھے حملہ سے چند روز پہلے
انہین تقریباً دوسو اور سپاہی آ ملے کل ۶۴۰ ہوئے انہین ۳۸۹ مجروح و مقتول ہوئے
اور سرمور پلٹن گورکھا مین ابتدا مین ۴۵۰ سپاہی تھے ۹۰ سپاہی اور آ ملے کل ۵۴۰
سپاہی ہوئے انہین ۳۱۹ مجروح و مقتول ہوئے۔ گائڈس جب لشکرگاہ مین آیا ہے
تو ان مین ۵۵۰ سوار اور پیدل تھے انہین ۳۰۳ مجروح و مقتول ہوئے۔ پنجاب
کی پیدل پلٹن دہلی مین آئی ہے تو اس مین تین انگلشی افسر ۶۶۴ سپاہی تھے ان مین سے
دو انگریزی افسر مارے گئے اور تیسرا سخت زخمی ہوا اور ہندوستانیون مین آٹھ افسر
اور ۲۰۰ سپاہی مقتول اور مجروح ہوئے اور پھر جو اور برٹش افسر اس پلٹن سے متعلق کیے
گئے انہین سے ایک مارا گیا اور چار زخمی ہوئے سوا اسکے مجھے اس سے بڑی خوشی ہوتی
ہے کہ ارٹلری اور انجنیرون نے بھی بڑے کار ہاے نمایان کیے ہین۔ ارٹلری کی چھوٹی سی تعداد

مین ۳۶۵ اور انجنیرون مین دو تہائی افسر اور ۲۹۲ سپاہی مارے گئے یا بیکار ہوئے ۔
لارڈ کیننگ گورنر جنرل نے جو تھوڑے دنون بعد اول وائسرائے ہند مقرر ہوئے ایک
ایسی تحریر گرم لفظون مین اس دہلی کی حملہ آور سپاہ کی مہات کی لکھی ہے جس سے بہتر نہین ہوسکتی
رائٹ آونرابل گورنر جنرل مع کونسل پاس ٹیلیگراف مین نہایت خوش کرنے والا یہ مژدہ
آیا ہے کہ کل دہلی میجر جنرل ولسن کی سپاہ کے قبضہ اختیار مین ہے ۔
دہلی بغاوت وسرکشی کا مرکز آتشی تھا جسنے چار مہینے سے سارے ہندوستان کو دق و حیران
کر رکھا تھا وہ باغی سپاہ بنگال کا مستحکم و استوار حصن حصین تھا جہان اسنے اپنی ساری قوت کو
مجتمع کیا تھا وہ اب باغیون کے ہاتھ سے چھین لیا گیا ۔
بادشاہ قلعہ مین نظر قیدی ہے اور میجر جنرل ولسن کا ہیڈکوارٹرس دیوان خاص مین قائم
ہوا ہے اور ایک جرار کولم باغیون کے تعاقب مین بھیجا گیا ہے ۔
خواہ باغی سپاہیون کے اور انکے جو شریک اسکے ساتھ ہوئے کچھ ہی بغاوت کے اور خدا بات
کے علل و اسباب ہون جنہون نے انکو سرکشی و بغاوت اور ارتکاب جرائم پہ برانگیختہ کیا ہو مگر اس مین
شبہ نہین کہ انکی یہہ جرأت و حوصلہ اس یقین کے دھوکہ سے پیدا ہوا تھا کہ ہندوستان کی
ضعیف محافظت انگلینڈ کرتا ہے ۔ اور پہلے اس سے کہ گورنمنٹ اپنی قوت کو انکی محافظت مین
مجتمع کرے وہ اپنے مقاصد کو پورا کر لین گے ۔ اب انکا یہہ دھوکہ دور ہوا ان ہزارون سپاہیون
مین سے جو انگلستان سے ہندوستان کو برٹش قوت کی برتری اور بزرگی ثابت و قائم
کرنے کے لیئے جلد جلد چلے آرہے ہین انہین سے ایک سپاہی نے بھی اس ملک کے
سواحل پر قدم نہین رکھا کہ صرف ممالک مغربی و شمالی اور پنجاب کی حدود کے اندر سپاہ نے جمع
ہوکر اس باغی سپاہ کو وہان غارت و تباہ و پراگندہ کر دیا جہان سپاہ سے زیادہ طاقتور تھی اور
متفق ہوکر یکجا جمع ہوئی تھی اور بے حساب اپنے پاس اسباب جنگ رکھتی تھی ۔ یہہ کام
پہلے اس سے سر انجام ہوگیا کہ چین و مشرقی کولونیون سے سپاہین بنگال مین جمع ہوکر
جنرل ولسن کی سپاہ سے جا کر ملین یہہ صرف ہمت جرأت و شجاعت و مردانگی بہادر سپاہ کی
تھی کہ بہادر جنرل ولسن نے اپنی ہنرمندی اور صائب رائے اور مستقل ارادہ سے اور

بعض ہندوستانی رئیسون کی امداد سے جو اپنی دوستی و وفاداری مین سچے رہے اور خداتعالی کے فضل وکرم سے سرکشی و بغاوت کے سر کو کچل دیا اور خیرخواہی و انسانیت اور حق حکومت کی حمایت کی۔ گورنر جنرل مع کونسل کو امید ہے کہ میجر جنرل ولسن کے جب مراسلات آئینگے تو مجھے دہلی کی لڑائیون کے مفصل حالات معلوم ہونگے۔ پھر مین ان افسرون کا اور ان آدمیون کا جنکی ہدایت و جرأت و ہمت و جد و جہد سے لڑائیون مین فتحیابی ہوئی ہے وہ شکر ادا کرونگا اور انکی تعریف کرینگا جسکے وہ مستحق ہین۔ مگر گورنر جنرل مع کونسل چیف کمشنر پنجاب کی ان خدمات سلطنت کا جو اس زمانہ مین کین ہین احسان مندی کے ساتھ شکر کرنے مین التوا نہین کرتا۔ دہلی کے سامنے جو سپاہ تھی اسکی امداد براہ راست ممالک زیرین سے موقوف ہوگئی تھی سر جان لارنس ہی کے سبب سے ہمیشہ اس سپاہ کی سپاہیون سے کمک و امداد پہنچتی رہی اور اسکی تقویت ایسی موثر و کارگر ہوئی کہ اسکے سپہ سالار نے فقط یہی کام نہین کیا کہ اپنے مقام مین کوئی خلل نہین پڑنے دیا بلکہ کامل فتح و ظفر پائی۔

سر جان لارنس نے اپنی توجہ تامہ اور دانائی اور فرزانگی سے تجویز کرکے ایسی لائق سپاہ مین بھیجین کہ میجر جنرل ولسن کی سپاہ ایسے دق نہین ہوئین نہ پنجاب کی طرف سے وہ خوف زدہ ہوئی اور پنجاب کی خود گورنمنٹ قائم رہی اور علے العموم اسکا ادب کیا گیا۔

گورنر جنرل مع کونسل کو جو اول موقع ملے گا تو وہ بہت خوشی سے ان خدمات بزرگ جو عین وقت پر کی گئی ہین اعلے درجہ کی قدرشناسی پر اپنی شہادت ظاہر کریگا۔

ایک مہینے کے بعد گورنر جنرل نے دہلی کے میدان جنگ کی سپاہ کی خدمات کا اور خاص افسرونکا شکر ادا کیا۔

رائٹ انریبل گورنر جنرل مع کونسل کے پاس میجر جنرل ولسن کا ایک مراسلہ آیا بہ تسلسل اس مراسلت کے جو اشتہار نمبری ۱۲۵۷ مطبوعہ ۸ ماہ گذشتہ چھپا تھا۔ اس مین دہلی کی فتح کا پورا حال لکھا ہے رپورٹین اور نقشے جو اس مراسلہ کے ساتھ آئے وہ اس لڑائی کی دشواری اور مشکلات کا بیان کرتے ہین جو ایسی دشمن سے لڑنی پڑی جسکی تعداد بہت زیادہ تھی جسکے پاس نہایت مستحکم مقام تھا جسکے اندر سامان جنگ مرتب تھا اور اسکا معادن سال کا ذہ موسم تھا

جو بیماری کا ہوتا ہے اور بڑی ایذا پہنچاتا ہے -
اس مین انگلش سپاہیون نے ایسی ثابت قدمی و بہادری اور جرأت و ہمت دکھائی جو مغلوب نہین ہوسکتی تھی اور اس مین انہون نے اپنے تئین بہادرانہ قوت و مضبوطی سے محو کیا اور اپنے مستقل ڈسپلن اور اپنے سخت عزم بالجزم کو دکھایا ہے - لڑائی مین میجر جنرل ولسن کی سپاہ نے جس استقامت سے اپنے مقصد کو حاصل کیا ہے اس مین کوئی غلطی نہین کی - ہر شخص نے اپنا دل و جان اس لڑائی مین لڑا دیا ہے انکی تعداد بموجب شمار معمولی قاعدہ کے حملہ کرنے کیلیئے خوفناک غیر کافی تھی - مکار و قاتل دشمن سے جلد عوض لینے مین ہر ایک سپاہی کی امداد جس طور سے کہ نہایت فائدہ مند کسی مقام پر ہوسکتی تھی وہ اسنے دی معصوم بچون کے خون کا جو بےرحمی سے بہایا گیا تھا اور انسانیت کو جو غصہ دلایا گیا تھا اسکا زشت کاردغابازون سے عمدہ انتقام لیا گیا مجھکو بالکل یقین ہے کہ جب انگلنڈ ہی مین نہین بلکہ تمام مہذب و شائستہ ملکون کی حدود کے اندر انکی فتح کی خبر پہنچیگی تو وہان تعریف کی پیشکش دی جائیگی میجر جنرل شہادت دیتے ہین کہ مین نے اپنے ماتحت لشکر کی ہر ایک شاخ سے موثر و کارگر و متحمل امداد پائی اسکے آگے ایک بڑی لمبی فہرست افسرون کی ہے جنکے کامون کی گورنر جنرل نے شکرگزاری اور منت پذیری کی انہین سے چند بڑے بڑے شجاعون کے نام لکھے جاتے ہین -
برنارڈ نکلسن - ہیرڈ سمتھ - نیول چیمبرلین - چارلس ریڈ - ہوپ گرینٹ - جان جونس - روپیٹس - اودن جانسن - اپیک ٹیلر - ٹیٹلر - جیمس بریڈ - لوک ہارٹ - ٹرنبل - سیٹن - ہوڈسن - ڈیلی - ٹومبس - ریمی - جیکب - بیروبائن - جان کوک - ویٹسن - میڈلی - جیمس ملس - کونٹن - سیٹ پار - سپیک - گریول - ایک مین - سال کیلڈ - ہوم اور بہتیرے جنکی فہرست لمبی ہے - آخر مین گورنر جنرل نے یہہ لکھا ہے کہ خیرخواہی اور مستقل طور پر انگریزون کے ساتھ ملکر دشمنون کے ساتھ لڑنا مہاراجہ پٹیالہ اور اسکی سپاہ کا اور راجہ جھیند کا جو لڑائی مین خود شریک ہوا اور اپنی سپاہ سے بالاستقلال استعانت کی اور جان فشان اور سردار میر خان صاحب کا جنہون نے انگریزی سپاہ کی مدد کی - گورنر جنرل مع کونسل نہایت شاکر اور ممنون ہے

یہہ سچے دل کے سردار اپنے وعدون کو ہمیشہ ایفا کرتے رہے اور انکو ہمیشہ برٹش گورنمنٹ کی قوت وعزت اور دوستی پر اعتبار رہا اس سبب سے وہ کبھی روگردانی نہین کرین گے ۔۔
گورنر جنرل مع کونسل مہاراجہ رنبیر سنگہ والی کشمیر کی بڑی خوشی کے ساتھہ شکرگزاری کرتے ہین انہون نے عین وقت پر میجر لارنس کے ماتحت جمون کنٹنجنٹ کو دہلی بہیجکر عین وقت پر امداد کی کشمیر کے فرمان روا نے بے ریا صادق دوست ہونے کا طریقہ اختیار رکھا

باب پنجم

ایام غدر مین دہلی اور بہادر شاہ کی سلطنت کے مختلف حالات

دہلی سے سرکار کمپنی کی عملداری کا اٹھہ جانا

کیا خدا کی قدرت ہے کہ اس سرکار کی جسکو ابد پائدار کہتے تھے ترپین چون برس کی جمی جمائی عملداری یکایک چند گھنٹون مین ۱۱ مئی ۱۸۵۷ء کو دہلی سے اڑ گئی اور اپنی ساری نعمتین اور برکتین اپنے ساتھہ لے گئی۔ شہرت ہوگئی کہ مسلمانون کی گئی گذری سلطنت پھر بحال ہوئی باسی کڑہی مین ابال آیا۔ انکا نقلی برائے نام بوڑہا بادشاہ بہادر شاہ پھر ملک کا اصلی بادشاہ ہوگیا جسکے دماغ مین نہ بادشاہ ہونے کی صلاحیت تھی نہ پادشاہی کے حاصل کرنے کے لئے کسی سازش کرنے کی قابلیت تھی مگر اسنے چار مہینے چار روز تک ۱۱ مئی ۱۸۵۷ء سے ۱۴ ستمبر ۱۸۵۷ء تک فرمانروائی اسطرح کی کہ یہہ امر تحقیق نہین ہوا کہ آیا اسکے دماغ مین یہہ خبط سما گیا تھا کہ مین اپنے باپ دادا کی طرح ہندوستان کا بادشاہ ہون یا باغی سپاہ کے ہاتھہ کی کٹ پتلی ہون کہ جس ناچ چاہتے ہین اوسے نچاتے ہین اور اسکو مقید کہتے ہین۔
اور جو کام چاہتے ہین وہ اس سے کراتے ہین اسکے نام و مہر و دستخط و تحریر کو کام مین لاتے ہین ان دونو باتون مین سے ایک بات کے ٹھیرانے مین انگلستی ارباب الرائے مین بڑا اختلاف رائے ہے گو کثرت رائے اس طرف ہے کہ وہ اپنے تئین ہندوستان کا بادشاہ سمجھتا تھا اس بات مین ہم سب سے زیادہ جان لارنس صاحب کی رائے کو ترجیح دینگے جسکا ذکر اور رائون کے ساتھہ آئندہ کرین گے۔ ۱۱ مئی کو دن مین دہلی مین غدر مچا تو بادشاہ نے اسکا حال خواب

لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک مغربی شمالی کو اپنے ایک شقہ مین لکھ کر سانڈنی سوار کے ہاتھ آگرہ بھیجا
جسکے آخیر مین حسب حال یہ شعر تھا۔ ع برلب رسیدہ جانم تو بیا کہ زندہ مانم۔ پس از انکہ من نہ مانم بچہ
کار خواہی آمد۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہہ برگشتہ بخت بادشاہ اپنی ہستی کو سرکار انگلشیہ
کے ساتھ وابستہ سمجھتا تھا۔ جناب محتشم الیہ نے اس شقہ کو سنکر فرمایا کہ خود بادشاہ بن کر بیٹھ گیا
ہے اور ہمکو یہہ لکھتا ہے۔ اسوقت جواب لکھنے کی ضرورت نہین ہے۔ سانڈنی سوار سے
کہا کہ اگر ضرورت ہوگی تو جواب پیچھے جائیگا۔
اول حکم بادشاہ کا جو صادر ہوا وہ یہہ تھا کہ گائے ذبح نہین کی جائیگی۔ ۹۔ جولائی کو
ڈھنڈورا پٹوایا کہ جو گائے ذبح کریگا وہ توپ کے منھ اڑایا جائیگا۔ بقرہ عید کو گائے کی قربانی
منع کی گئی۔ اگر بادشاہ کو اختیار ہوتا تو وہ کیون ہندو راجہ کے سے احکام دیتا مگر تلنگون کی
ہاتھ سے وہ مجبور تھا جو اسنے اپنی مرضی اور مذہب کے خلاف یہہ حکم دئیے۔ گائے قصاب
چار مہینے تک اپنے گھرون مین چھپے بیٹھے رہے اگر باہر نکلتے تھے تو تلنگے انکو اسی طرح
ذبح کرتے تھے جیسے وہ گائے کو ذبح کرتے تھے پانچ چار مسلمان قصائی ہندو
قصائیون کے ہاتھ سے ذبح ہوئے۔ پھر تلنگون نے دوسرا حکم بادشاہ سے یہ صادر کرایا کہ
شہر کے ڈلاؤ اور کوڑا جو بیلو پر لاکر شہر سے باہر کھیتون مین ڈالنے کے لیئے جاتا ہے
وہ گدھون پر لدکر جایا کرے۔ بھنگیون کے ہاتھ جب تک گدھے ہاتھ لگے شہر مین
ڈلاؤ کے ڈھیر لگے۔ مگر بہت دن نہین لگے کہ حلال خورون نے اپنے بیل بیچکر گدھے مول
لیئے۔ پھر کبھی ایام غدر مین بیلون کی پیٹھ پر ڈلاؤ لدا ہوا دیکھنے مین نہین آیا۔ مسلمانون کو
یہہ بادشاہی احکام ناگوار گذرے اور انہون نے کہا کہ یہہ اسلام کی بادشاہی نہین ہیر تو
ہندوؤن کا راج ہے پیچھے تھوڑے ذلیل مسلمانون نے ایک دفعہ اپنا محمدی جھنڈا
ہندوؤن پر جہاد کے لیئے لگایا۔ دوسری دفعہ مولوی محمد سعید نے جامع مسجد مین یہہ جھنڈا
کھڑا کیا تو بادشاہ نے انسے کہا کہ یہہ کسکے لیئے انگریز تو شہر مین باقی نہین تو انہون نے کہا کہ ہندوؤن
کے لیئے لگایا گیا ہے۔ بادشاہ نے انکو یہہ سمجھا کر اس جھنڈے کو اکھڑوا دیا کہ سارے تلنگے ہندو ہین
اپنے بیچارے مسلمان کیا لڑین گے۔

جب دیوان خاص مین تلنگون کا ہجوم ہوا تو بادشاہ دیوان خاص مین آنکر کرسی پر بیٹھا
اور انسے پوچھا کیا مانگتے ہو انہون نے عرض کی کہ ہماری زندگی کا مدار حضور کی پرورش پر ہے
ہماری پرورش کیجیے نہین ہم آپ اپنے لیئے انتظام کرلین گے۔ پھر انہون نے بادشاہ کے
قدمون پر سر جھکا کر نذرین دین اور عرض کیا کہ جہان پناہ ہمارے سر پر ہاتھ رکھین۔ بادشاہ
نے انکے سر پر ہاتھ رکھا انہون نے بادشاہ کو دعائین دین۔ اب سر پر ہاتھ رکھنے کے دو سبب
ہوسکتے ہین کہ کیا تو بادشاہ نے اس برگشتہ سپاہ کی سرکشی کی سرپرستی کو قبول کرلیا یا اسنے
اس خوف سے انکی درخواست کے موافق سر پر ہاتھ رکھا کہ انکار کی صورت مین اپنا
سر دھڑ پر نہین رہنا۔ یہہ حال خدا کو معلوم ہے کہ بادشاہ کے دل مین کیا خیال اس وقت
تھا۔ قیاس سے اسکو جو چاہو کہہ لو۔ جب رات کو سب باغی سپاہ قلعہ مین جمع ہوگئی تو
انہون نے اپنے توپخانہ سے ۲۱ توپین سر کین اب معلوم نہین کہ یہہ توپین بادشاہ کی
بادشاہی کے اعلان کی تھین یا ان کی اپنی فتح مندی کی تھین جو انکو دن مین انگریزون کے
قتل کرنے مین حاصل ہوئی تھی۔

جس وقت سے کہ انگریزی عملداری شہر سے کافور ہوئی تو چوبیس گھنٹے کے اندر شہر مین
کوئی گناہ اور پاپ ایسا نہ تھا کہ جو انسان کرسکتا تھا وہ نہ ہوا ہو قتل لوٹ مار کا بازار گرم رہا
کھاری باولی چاندنی چوک دریبہ چاوڑی مین دکانین بند ہوگئین اگرچہ انہین سے بہت
تھوڑی لٹی تھین دریبہ مین صراف کی ایک دوکان لٹی تھی اور سب صرافون نے اپنا زر و زیور
و روپیہ گھر چلتا کیا اور اپنی دکانون کو کنجی لگا کے واویلا مچانے کو کھڑے ہوگئے کہ ہائے ہم لٹ گئے
اگرچہ اور گلی کوچون مین اس لوٹ کا کچھ اثر نہ تھا سب سود و سلف بدستور بک رہا تھا
اگر کوئی بدمعاش گلی کوچہ کے دکاندار سے ٹرپھش کرتا تو اہل محلہ اسکو درست کردیتے
اپنے پرانے دکاندارون پر ذرا ظلم و ستم نہ ہونے دیتے تلنگے ابھی شہر کی گلی کوچون سے
نابلد تھے۔ چوڑے چوڑے بڑے بڑے بازارون کو جانتے تھے انہین انکو اپنی ضرورت
کی چیزین ملتی نہ تھین انہون نے بادشاہ سے درخواست کی کہ حضور سوار ہوکر بازار
کھلوادین۔ بادشاہ نے انکی درخواست کے موافق سواری کا حکم دیا اسکی سواری نکلی

جلوس تھا کہ ہاتھیون پر چھتر و ماہی و مراتب اور انکے پیچھے شتری زنبورکین اور انگریزی و کالی
پلٹنین وردیہ بوسیدہ وردیان پہنے ہوئے اور شکستہ بستہ توڑے دار بندوقین
کندھے پر لگائے ہوئے تھین جو اس سواری مین نئی بات تھی وہ یہہ تھی کہ سینکڑون تلنگے
دھوتی باندھے ہوئے اور اپنی ٹیکیان کندھون پر دھرے ہوئے بادشاہ کی سواری
کے ہاتھی کے آگے سارے بازار مین بہادر شاہ کی جے پکارتے چلاتے تھے اور اسکو
دین دنیا کے گُسّیان کہتے جاتے تھے۔ بادشاہ عماری مین ہاتھی پر سوار تھا۔ اسکے نقیب
احکام سناتے جاتے تھے کہ دکانون کو کھولو اسکے ہاتھی کے پیچھے ترک سوار تھے جو
بادشاہ کی جے کی دہائی دیتے تھے۔ یہہ سواری بھی خدا کی قدرت کا تماشا تھا کہ یہہ کسکی سپاہ
تھی اور کسکی جے پکار رہی تھی اپنی سرکار کے خون کی پیاسی تھی اور اسکے ایک پنشن خوار کی انکے
منہ سے جے کی آواز نکلتی تھی۔ بادشاہ وہی بوڑھے منشی تھے جنکے حکم کو بادہوائی جانتے تھے
ادھر کوئی دکان کھلی ادھر بند ہوئی۔ ان بازارون مین آمد و رفت رہتی تھی دکانین کھولتے
دکاندار بہت ڈرتے تھے مگر شہر کا اور گلی کوچون کا حال بدستور تھا ان مین ہڑتال نہین تھی کہ اہل
شہر کو اپنی ضروری چیزین خریدنے مین تکلیف اٹھانی پڑتی

غدر سے پہلے ڈھنڈورا اسطرح پٹا جاتا تھا کہ نقارہ پر چوٹ لگا کے ڈھنڈورچی اول
یہ کہتا تھا کہ خلقت خدا کی ملک بادشاہ کا حکم سرکار کمپنی بہادر کا پھر آگے وہ بات کہتا تھا جس کا
مشتہر کرانا منظور ہوتا تھا۔ ۱۲ مئی کو ڈھنڈورے مین حکم سرکار کمپنی کا اڑ گیا اسکی جگہہ بادشاہ
کا حکم ہو گیا۔ اسطرح کا ڈھنڈورا اور رات کو توپون کا چھوٹنا بادشاہ کی بغاوت کے جرم مین
ایک دلیل بیان کی گئی کہ اسنے باوجودیکہ وہ سرکار کمپنی کا پنشن خوار تھا سرکار کے ملک مین اپنی بادشاہی
اعلان کیا کہ مین ہندوستان کا بادشاہ ہون ۔

تلنگے کئی سبب سے لوگون کو قتل کرتے تھے اول جنکو وہ کرشٹان جانتے تھے سیٹھ
بدری چند ڈپٹی انسپکٹر مدارس دہلی جو بڑا کٹا سراوگی ہندو تھا مگر وہ انگریزی کپڑے پہنتا تھا
یادہ تر کرشٹان جانتے تھے اسکو تلنگون نے ایسا زخمی کیا کہ وہ مر ہی گیا۔
ایک کشمیری پنڈت موہن لال جنسے مسلمان ہو کر اپنا نام آغا حسن جان رکھا تھا مگر

وہ کوٹ پتلون پہنتا تھا اسکو بھی تلنگون نے کرسٹان سمجھ کر قتل کرنا چاہا مگر اسکی خوش نصیبی سے میان نظام الدین اسکے دوست پہنچ گئے اسکی مسلمانی کی خود شہادت دیکر اوراورون کی شہادت دلاکر انکی جان بچائی وہ افغانستان کا جاسوس و مخبر مشہور تھا اگر شہر مین رہتا تو تلنگے معلوم نہین کیا اسکی گت کرتے مگر وہ ولی داد خان تعلقہ دار مالاگڈھ ضلع بلند شہر کے ساتھ دلی سے چلا گیا اور وہان سے میرٹھ مین آگیا۔ دوسرا سبب لوگون کے قتل کرنے اور انکے گھر لوٹنے کا یہہ تھا کہ تلنگون کو شہر کے آدمی یہہ بتلا دیتے تھے کہ اس گھر مین انگریز عورت مرد بچہ چھپا ہوا ہے۔ اس آفت مین ۱۱ مئی کو اول قاضی بنو جو بڑا بر جیست ریاست الور کا ملازم تھا اسکے سگے بھائیون نے عداوت کے سبب سے اسکے گھر کو کہدیا کہ اسمین فرنگی چھپا ہوا ہے تلنگون نے اس بیچارے کو بیگناہ مارا۔ ۱۲ مئی کو نواب حامد علی خان بھی اس بلا مین گرفتار ہوا کہ تلنگون کو لوگون نے یہہ شبہ ڈلوایا کہ انگریز اسکے گھر مین چھپا ہوا ہے وہ اسکو کشان کشان قلعہ مین لائے محبوب علی خان وزیر بادشاہ نے اسکی رہائی کے لیئے سفارش کی تلنگون نے اس شرط سے اسکو چھوڑا کہ اسکے گھر کی خانہ تلاشی کی جائے اگر انگریز اسکے اندر سے نکلا تو جو ہمارا جی چاہے اسکا برا حال کرین گے نہین چھوڑ دینگے۔ مرزا ابو بکر نے جاکر نواب کے گھر کی خانہ تلاشی لی وہان کوئی انگریز نہین نکلا اس لیئے وہ رہا ہوا۔ گھر کا اسباب کچھ تھوڑا سا شائد لٹ گیا ہو مگر مشہور یہہ ہوا کہ سارا گھر لٹ گیا ۱۳ مئی کو نراین داس نہر والے پر تلنگون کو یہہ شبہ ہوا کہ اس مین کوئی انگریز چھپا ہے انہون نے اسکو جاکر گھیرا اور دو فرنگیون کو نکالا اور ان کو مار ڈالا اور لالہ کا مکان لوٹ لیا۔ اسی طرح شہر مین اور دو چار غریب آدمیون کے گھرون کی کمبختی آئی ایک درزی کے گھر مین سے تین فرنگی نکالے۔

تیسرا سبب لوگون کے قتل کرنے اور لوٹنے کا یہہ ہوتا تھا کہ انکو شبہ ہوتا تھا کہ وہ انگریزون کے ساتھ سازش رکھتے ہین انکو چٹھیان و خبرین بھیجتے ہین یا رسد کا سامان انکے لیئے بہم پہنچاتے ہین تلنگون کو اکثر صحیح پتا لگ جاتا تھا کہ شہر مین کون کون انگریزون سے سازش رکھتے ہین اور کون کون آدمی خبرین بھیجتے ہین مگر بعض وقت وہ ناحق اپنی غلط فہمی سے لوگون پر شبہ کرتے تھے یا جان بوجھکر تہمت لگاتے تھے کہ گھر کے لوٹنے کے لیئے بہانہ ہاتھ آئے۔ کل ایام غدر مین اس بہانے سے

بہت گھر لٹے۔ انہون نے مان سنگہ اور تراب علی کو مخبری کی علت مین گرفتار کیا حقیقت مین یہ دونو
مخبر تھے انکو جکڑ بند کرکے وہ قلعہ مین لے گئے مگر وہان جاکر شہزادون کی سفارش سے وہ
چھوٹ گئے۔ سب سے زیادہ جو انکو انگریزون کے ساتھہ سازش رکھنے کا شبہ تھا وہ محبوب علیخان
وزیر شاہ اور حکیم احسن اللہ خان اور زینت محل بادشاہ کی بی بی کی طرف سے تھا۔ کبھی کبھی بادشاہ
اور بخت خان کسا نادر الحیف کی طرف بھی انکو یہہ شبہ ہوجاتا تھا۔ محبوب علیخان مرض استسقا مین
مبتلا تھا۔ سارا جسم تحلیل ہوگیا تھا صرف استسقا کی توند باقی رہ گئی تھی۔ حکیم احسن اللہ خان نے
بادشاہ کی طرف سے لفٹننٹ گورنر کو شقہ آگرہ لکھا تھا جسسے اول ہی روز سے تلنگون کو اسپر شبہ تھا
کہ وہ بادشاہ کی طرف سے انگریزون کے ساتھہ خط وکتابت رکھتا ہے۔ ایک چٹھی انہون نے پکڑی
اسکے لکھنے کا شبہ محبوب علیخان وحکیم حسن اللہ خان پر ہوا دونو کو گرفتار کیا مگر بادشاہ کی سفارش
سے اور انکے حلف اٹھانے سے چھوڑ دیا۔ شہر مین یہہ اشتہار دیا گیا کہ آخوند سوات نے
چودہ سو جہادی بادشاہ پاس بھیجے ہین وہ عنقریب دہلی مین داخل ہونے والے ہین۔ حالانکہ
یہہ چودہ سو پٹھان انگریزون کے کیمپ مین پوربیون سے لڑنے کے لیئے جان لارنس نے
بھیجے تھے بس اس اشتہار کی تہمت حکیم پر لگائی کہ اسنے ہم کو دہوکہ دینے کے لیئے یہ اشتہار
لگایا ہے اسکے قتل کرنے کے لیئے اسکے گھر پر چڑھ گئے مگر وہ اپنے گھر مین نہ تھا بادشاہ
پاس تھا بادشاہ کی سفارش سے اسکی جان بچی۔ چوڑی والون مین شمرو کی بیگم کے مکان مین
بارود بنانے کے کارخانہ مین آگ لگی تو تلنگون کو یہہ یقین تھا کہ حکیم احسن اللہ خان نے یہ آگ
لگوائی ہے وہ انکے گھر پر چڑھ گئے اور سارا گھر لوٹ لیا مکان کی چھت مین آگ لگا دی اگر وہ ہاتھہ ان
آجاتا تو ضرور اسکو تلنگے مار ڈالتے مگر وہ بادشاہ پاس تھا بادشاہ نے بڑی مشکل سے انکو
کے ہاتھہ سے اسے بچایا اور اس کے لٹے ہوئے مال کے جمع کرنے کے لیئے آدمی مقرر
کیئے۔ راجہ اجیت سنگہ مہاراجہ پٹیالہ کا چچا دہلی مین رہتا تھا اسکو دو دفعہ تلنگے اس
شبہ مین قلعہ مین پکڑ لے گئے کہ وہ پٹیالہ اور انگریزون پاس خبرین بھیجتا ہے اسکا بھتیجا
مہاراجہ پٹیالہ انگریزون کا طرفدار ہے۔ بادشاہ نے اسکو یہہ کہکر کہ وہ برسون سے دہلی مین
مہاراجہ پٹیالہ سے ناراض ہوکر رہتا ہے وہ یہہ کام نہین کرتا ہوگا رہائی دلائی۔ لچھمن سنگہ

علی پور مین تھانہ دار تھا وہ انگریزون کے ساتھ تھا اسکا بھائی بلدیو سنگھ شہر مین کوڑیا پل مین رہتا تھا اسکو دو دفعہ مخبری کے جرم مین گرفتار کیا پہلی دفعہ چھوڑ دیا دوسری دفعہ گولی مار کے اسکی لاش کو کوتوالی کے سامنے الٹا ٹانگ باندھ کے لٹکا دیا۔
پیارے لال مدرس تحصیل مظفر نگر کو جو دہلی مین رخصت پر آیا تھا اسپر مخبری کا الزام لگا کے توپ سے اڑا دیا۔ رائے رام سرن داس ڈپٹی کلکٹر سابق کے رشتہ دارون پر بھی الزام لگا کے سارا گھر لوٹ لیا غرض کوئی مہینہ خالی نہین گیا کہ دو چار آدمیون کی کم بختی اس طرح تلنگون کے ہاتھ سے نہ آتی ہو۔ کنہیا لال حیدر آبادی کا بھی گھر اسی سبب سے لوٹا تھا میر حسن علی وکیل پٹیالہ پر یہہ الزام لگا کے کوتوالی مین پکڑ لائے تھے۔
چوتھا سبب لوٹنے مارنے کا یہہ تھا کہ وہ لوگون پر یہہ شبہ کرتے تھے کہ وہ پہاڑی پر انگریزی لشکرگاہ مین رسد پہنچاتے ہین کشمیری و موری دروازہ کے نان بائیون کو اس جرم مین مار ڈالا کہ وہ ڈبل روٹیان پکا کے پہاڑی پر بھیجتے ہین۔ اناج کے چھکڑون مین کچھ گولے بارود نکلے اسکا الزام محبوب علیخان و حکیم احسن اللہ خان پر لگایا گیا کہ وہ انگریزون و پاس بھیگزین بھیجتے ہین اپر حملہ کرنے کا ارادہ کیا مگر جب انہون نے حلف اوٹھایا کہ یہ کام ہمنے نہین کیا تو ان کا پیچھا چھوڑا۔ ان سببون کے سوار اور اسباب بھی گھر لٹنے کے ہوتے تھے۔ ایک دفعہ سلیم گڈھ کی توپون مین کنکر پتھر بھرے ہوئے نکلے۔ دوسری دفعہ ان مین میخین ٹھکی ہوئی نکلین دونو باتون کا شبہ محبوب علی خان اور حکیم احسن اللہ خان پر ہوا۔ تلنگون نے دونو پر تلوارین سوتین دونو نے حلف اٹھایا کہ ہم نے یہہ کام نہین کیا اور سنتری کے پہرہ مین ہم یہہ کام کس طرح کر سکتے تھے۔ بادشاہ نے انکے غصہ کو دھیما کیا اور دونو کی جان بچائی پیچھے یہہ تحقیق ہوا کہ ایک سنتری یہہ کام کرتا تھا۔
شہر کے لچے شہدے ہندو و مسلمان تلنگون کو ساتھ لیکر ہر روز کسی نہ کسی بھلے مانس کا مکان لوٹتے تھے۔ گامی خان پنجابی شہر کا ایک مشہور بد معاش تھا اسنے اپنے ہی بھائی بندون ولی محمد و حسین بخش و قطب الدین کی دکانون کو تلنگون کو ساتھ لے جا کر لٹوا دیا سب سے بڑے پنجابی سوداگر دہلی مین یہی تین تھے۔ جب ایک گھر لٹتا تھا تو سارے محلے کے

لٹنے کی خبر شہر مین مشہور ہو جاتی تھی اگر دس روپیہ کا مال لٹتا تھا تو ہزار روپیہ کا مشہور ہوتا تھا۔ غرض جیسی اس لوٹ مار کی شہر مین شہرت ہوتی تھی اسکا سوان حصہ بھی صحیح نہین ہوتا تھا۔ صدہا محلے تھے جنمین ایک کوڑی کا مال بھی نہین لٹا۔

باغی سپاہ نیمچ کے افسرون غوث محمد خان و ہیرا سنگھ کی عرضی ایک شتر سوار متھرا سے بادشاہ پاس لایا جس مین لکھا تھا کہ ہم نے آگرہ مین آ نکر انگریزون پہ فتح حاصل کی اور انکو قلعہ مین بھگا دیا اور قلعہ کو محصور کر لیا لیکن ہمارے پاس قلعہ شکن توپین نہین تھین اس لیے ہم آگرہ سے چلے آئے دہلی سے توپین لیکر پھر قلعہ کو فتح کرنے جائینگے۔ ہم نے اپنے یوروپین افسرون کو مار ڈالا۔ بادشاہ نے ہدایت کی کہ عرضی کا جواب دیا جائے کہ وہ دہلی مین آئین اس ہدایت کے موافق حکم بھیجا گیا۔

جھانسی کی سپاہ کی عرضی قاصد لایا اور خواجہ سراؤن کی معرفت وہ بادشاہ کے روبرو پیش ہوئی اس مین لکھا تھا کہ ہمنے اپنے یوروپین افسرون کو مار ڈالا ہم دہلی آتے ہین بادشاہ نے ہدایت کی کہ انکو آنے کے لیے حکم لکھا جائے وہ لکھا گیا۔ غدر کے دو ڈھائی مہینے کے بعد دہلی کی پلٹنون کے ایک دینا پور کی سپاہ کی عرضی بادشاہ کو دی جس مین لکھا کہ ہم دہلی کی طرف چلے ہین یا چلنے کو ہین بادشاہ نے انکے آنیکا حکم دہلی مین صادر کیا۔ غدر کے دو مہینے بعد دو سپاہی مسافرونکے لباس مین الہ آباد کی سپاہ کی طرف سے عرضی لائے وہ بلم ٹیر کے افسر کے ذریعہ سے بادشاہ کو دیگئی اسمین لکھا تھا کہ ہم بادشاہ کے فدویان خاص ہین اور ہمارا ارادہ دہلی آنیکا ہے۔ بادشاہ نے انکی حاضر ہونیکا حکم نافذ کیا۔ غدر سے ڈھائی مہینے بعد علی گڈہ سے بھی سپاہ کی غدر کے بیس روز بعد دو قاصد متھرا کی سپاہ کی عرضی لائے جسکو وولنیٹر کے افسر نے بادشاہ کے روبرو پیش کیا جس مین لکھا تھا کہ ہم دہلی خزانہ لیکر آتے ہین معمولی حکم صادر ہوا وہ ایک لاکھ تنخواہ لیکر دہلی مین آگئے۔ مرزا مغل نے بادشاہ کے روبرو بلند شہر کا ایک سپاہی پیش کیا جسنے یہہ عرضی بادشاہ کو دی کہ وہان کے سپاہی سارا خزانہ لیکر دہلی آتے ہین معمولی حکم صادر ہوا سپاہ تیس ہزار روپیہ لیکر دہلی مین داخل ہوئی۔

غدر کے ڈیڑھ مہینے بعد ایک سپاہی مسافرانہ لباس مین دہلی مین آیا اور ایک عرضی رڑکی کی سپاہ کی مارپیٹ کی پلٹن کے افسر کی معرفت پیش کی جس مین لکھا تھا کہ ہم عرضی دینے والون کی یہہ درخواست ہے

کہ وہ دہلی آئین اور بادشاہ کی خدمت صدق دل سے بجا لائین جواب معمولی بھیجا گیا دو سو
سیپر و مائنر کے سپاہی تادہ بخش کے ماتحت آئے۔ یہہ افسر مرزا خضر سلطان کے بہت
منہہ لگ گیا اور بادشاہ کے مزاج مین دخیل ہوگیا۔ سپاہ کے معاملات مین بھی وہ رائے
دینے لگا اور بخت خان کے ساتھہ متفق ہوکر اسنے بادشاہ سے اجازت حاصل کی کہ وہ دہلی کے
ساہوکارون سے اور متمول مسلمانون سے روپیہ وصول کرے۔
ہانسی سے دو سوار وہان کی سپاہ کی عرضی لائے جسمین لکھا تھا کہ ہم اپنے [illegible] اور
بادشاہ کے لیئے لڑتے ہین یہہ عرضی غدر کے چھ ہفتے بعد گلاب خان میرٹھ کی سپاہ کے
افسر نے بادشاہ کے روبرو پیش کی ہانسی سے سوار آئے۔
میرٹھ سے تین عرضیان آئین ایک ٹکیپور رجمنٹ کے صوبہ دار گوری شنکر کی دوسری
رسالدار کی اور تیسری شاہزادہ محمد عظیم کسٹم ڈپارٹمنٹ کے افسر کی ان سب عرایض مین یہ
بیان تھا کہ ہم نے اب تک بادشاہ کی اچھی خدمتین کین ہین اور ہم سب کسٹم کا روپیہ ساتھ
لیکر دہلی آتے ہین۔ یہہ عرضیان غدر سے ڈیڑھ مہینے بعد دو ایلچی لائے تھے تھوڑے دنون
بعد سپاہ تیس ہزار روپیہ اور دو سو بیل اور پچاس ساٹھ بھیڑین لیکر آئی۔
نصیر آباد سے سپاہ کی معمولی عرضی آئی کہ ہم دہلی آتے ہین۔ یہ عرضی مرزا مغل نے بادشاہ
کے روبرو پیش کی بادشاہ کی طرف سے معمولی جواب بھیجا گیا تھوڑے دنون بعد دو ڈھائی
ہزار سپاہ پیدل اور سوار توپون سمیت شہر مین داخل ہوئی۔
ساگر اور جبلپور سے عرضیان آئین انکے جواب بھیجے گئے۔
ایک سپاہی فقیر کے لباس مین فیروزپور سے آیا اور اسنے بادشاہ کو عرضی دی اس سے
کہا گیا کہ کل جواب دیا جائیگا اس سپاہی نے بیان کیا کہ مین فیروزپور سے آتا ہون وہان
سپاہ نے بغاوت کی وہ دہلی آتی ہے۔ کچھ دنون بعد سپاہ دہلی مین آگئی۔
انبالہ سے بھی سپاہ کی عرضی ایک سپاہی فقیرانہ لباس پہنکر بادشاہ پاس لایا۔
پھلور سے بھی سپاہ کی عرضی آئی کہ ہم پھلور مین اپنا کام پورا سرانجام کر کے دہلی آتے
ہین معمولی جواب بھیجا گیا۔ مدت کے بعد یہان کی سپاہ دہلی مین آئی۔

جالندھر کے سپاہیون نے مسافرانہ لباس مین آنکر عرضی دی جسکا مضمون اور جواب معمولی تھا وہان سے سپاہ آگئی۔

سیالکوٹ سے غدر کے ڈہائی مہینے بعد سپاہ کی عرضی آئی کہ وہ دہلی کو آتی ہے جواب بھیجا گیا۔

غدر کے تین مہینے بعد جہلم کی سپاہ کی عرضی قادربخش نے بادشاہ کی خدمت مین پیش کی مضمون وجواب معمولی تھا۔

غدر کے دو مہینے بعد راول پنڈی کی سپاہ کی طرف سے دو سپاہیون نے عرضی دی جو برہمن مسافرون کے لباس مین آئے تھے عرضی کا مضمون اور اسکا جواب معمولی تھا۔

لدھیانہ سے بھی سپاہ کی ایک عرضی آئی تھی۔

غدر کے دو مہینے بعد گوالیار کی سپاہ کی ایک عرضی آئی جسمین لکھا تھا کہ ہمارے پاس پچاس توپین اور سامان جنگ اسقدر موجود ہے کہ جسکی بار برداری کے لیئے پانچ ہزار چھکڑون کی ضرورت ہے مگر اسوقت دریا چنبل ایسا چڑہا ہوا ہے کہ ہم اسسے اتر نہین سکتے۔ اسکا جواب یہ لکھا گیا کہ جب دریا اترے تو آؤ

نیمچ گڈھ کی سپاہ کی عرضی آئی کہ جسمین لکھا تھا ہم نے سب انگریزون کو مار ڈالا ہے ہمارے پاس آٹھ ہزار سپاہ موجود ہے بادشاہ کے حکم کے منتظر ہین۔

ایک حکم مورخہ ۱۲- اگست ۱۸۵۷ء بغیر مہر اور دستخط کے دفتر شاہی مین یہہ نکلا کہ بمبئی کے پیدلون اور توپخانہ کے پچیس رجمنٹون کے تمام افسرون کے نام یہہ حکم ہے۔

گردھاری سنگھ ۱۰ دین رجمنٹ کے گرانڈیر کمپنی کا صوبہ دار ہماری حضور مین حاضر ہوا وہ تمہاری بہادری وشجاعت ومردانگی اور اولوالعزمی کی تعریف کرتا ہے جسے سنکر ہم بہت خوش ہوئے۔ تم آج کے دن سے ہمارے بندگان خاص مین داخل ہوئے تم پر یہہ واجب ہے کہ اس حکم کے دیکھتے ہی ڈبل سفر کرکے حضور کے سامنے حاضر ہو۔ کہین کسی سبب سے توقف نہ کرو ہم تمہارے آنے کے انتظار مین شوق کی آنکھین لگائے بیٹھے ہین سفر مین کہین قیام نہ کرو اور پھرتی سے آؤ۔

تمام عباس رسالے پہلے ترپ چوتھی رجمنٹ سوار کی عرضی یہہ ہے کہ مین مظفرنگر مین انگریزون کو قتل

کر کے ۲۳- جون کو حاضر ہوا ہون قدیمی باپ دادا سے نمکخوار چلا آتا ہوں۔ اس عرضی پر بادشاہ کا حکم اپنی قلم کا لکھا ہوا یہہ ہے کہ مرزا مغل اسکو نوکری دین۔

بادشاہ پاس مخبر خبر لائے کہ گوڑگانوہ سے تلنگون کی کمپنی کئی لاکھ روپیہ کا سرکاری خزانہ لیکر چلی تھی کہ رستے مین میواتیون سے مٹ بھیڑ ہوئی اور لڑائی ہٹی بادشاہ نے حکم دیا کہ مولوی محمد باقر دو کمپنیان پیدلون کی اور ایک ترپ سوارون کا لے جا کر خزانہ لے آئے چنانچہ خزانہ آگیا۔

۲۰- جولائی کو نجیب آباد کے نواب محمود خان کی عرضی آئی جسکے جواب مین فرمان شاہی لکھا گیا

امیر الدولہ ضیاء الملک محمد محمود خان بہادر مظفر جنگ بعافیت باشند۔

تمہاری عرضی آئی جسمین تمنے ضلع کے تمام پرگنون کی بدنظمی کا حال لکھا تھا جو وہان چورون اور لٹیرون نے کر رکھی ہے اور اسکے دور کرنے کے لیئے یہہ تجویز کی ہے کہ با بدولت پیدل اور سوار بھیجین اور اس ضلع کے حال پر توجہ فرمائین جیسی کہ ہمیشہ رہی ہے۔ تمہارے باپ دادا کے حال پر ہمیشہ سے شہنشاہون کی مہربانی رہی ہے۔ جب مرزا شاہرخ (بادشاہ کا بیٹا) شکار کھیلنے بجنور کے ضلع مین گیا تھا تو اسکی خدمات تم نے اچھی کی تھین۔

جب تک کہ تمہارے پاس کل ضلع کی سند تیار ہو کر پہنچے تم کو چاہیئے کہ ضلع کی جمع کا روپیہ وصول کر کے اور اس مین سے سپاہ کی تنخواہ منہا کر کے باقی روپیہ حضور کے پاس بھیجدو اور بدذات انگریزی افسرون کے بھاگ گئے سے جو تمکو خزانہ اور گھوڑے اور اسباب ہاتھ لگا ہی انکو فوراً متھرا داس خزانچی کے ہاتھ بھیجدو اور خزانہ کا حساب بھی لکھ کر روانہ کرو تاکہ ثابت ہو جائے کہ تم ہمارے دولت خواہ ہو فقط ۲۸- ذی الحجہ سال جلوس ۲۱ مطابق ۲۱- جولائی

بادشاہ پاس لکھنؤ کی چار رجمنٹون کی عرضی آئی جس مین انہون نے لکھا کہ وہ اودھ پر بالکل قبضہ کر کے دہلی آئین گین یعنی گارڈ مین انگریزون کو محصور کر رکھا ہے۔ قدرت اللہ خان رسالدار سو سوار ساتھ لیکر اودھ کی کل سپاہ کی عرضی لایا۔ بخت خان نے بادشاہ سے رسالدار کی ملاقات کرائی اسنے بادشاہ کو اشرفیان بہادر شاہ کے نئے سکے کی نذر دین جنپر یہہ منقش تھا کہ بزد زد سکہ نصرت طراز سراج الدین بہادر شاہ غازی۔ اسکے سوا نذر مین یہہ چیزین دین دو گھوڑے دو ہاتھی اور کلاہ جسمین بیش بہا موتی ٹکے ہوئے تھے اور ایک جوڑی بازو بند الماس پیوند

[illegible]

اسکی تخت نشینی شروع ہوتی ہے — بادشاہ کی منظوری پر ہے۔ پادشاہ نے بخت خان سے کہا کہ وہ ہیں عرضی کی جواب ہیں لکھدے کہ یہ
انتظام منظور کرنا چاہئیں۔ پانچ جہر ولب گڈھ و فرخ نگر کے رئیسون نے بہت سی عرائض بھیجین ان عرائض میں انہون نے
اپنے نہ حاضر ہونے کا عذر یہہ لکھا کہ ہمارے ملک مین ہماری غیر حاضری سے بدنظمی ہو جائیگی نواب جھجر نے
تین سو سوار اپنے خسر عبدالصمد خان کے ماتحت بھیجے اور راجہ بلب گڈھ نے پندرہ سوار۔
خان بہادر خان حاکم بریلی نے اپنی عرضی اور وکیل بھیجے اور ایک ہاتھی ایک گھوڑا اور ایکسو ایک اشرفیان
نذر کے لیے بھیجین اور چاندی کے زیورات بھیجے۔ راو تلارام رئیس ریواڑی نے چند عرائض سپاہ کی طلب مین
بھیجین اسنے چالیس ہزار روپے بھی بھیجے تھے جو بخت خان کی معرفت خزانہ شاہی مین داخل ہوئے۔
ولی داد خان جو غدر کے وقت دہلی مین تھا اور بادشاہ کیطرف سے سیان دوابہ کا گورنر مقرر ہوکر گیا تھا
اسنے بھی سپاہ کی طلب مین چند عرائض بھیجین مگر اس پاس یہہ سپاہ آخر مین بھیجی گئی۔ اسکی ایک ایسی
درخواست پر بخت خان نے خط لکھکر بھیجا کہ ایکہزار روپیہ بھیجدو تو دہلی سے سپاہ بھیجی جا سکتی ہے۔
راجہ مین پوری نے بھی بادشاہ سے سپاہ منگانے کی درخواست کی بادشاہ نے مرزا مغل کو حکم دیا کہ وہ
اسکا انتظام کرے مگر سپاہ نے وہان جانے سے انکار کردیا یہی جواب راجہ کو لکھا گیا۔
نواب رامپور کا وکیل آیا اسکی ملاقات بادشاہ سے ۳۰۔ اگست کو دوپہر کے بعد قرار پائی پھر کچھ خبر نہین کیا ہوا۔
اگست مین ایک ایلچی گوالیار کی سپاہ کیطرف سے یہہ پیغام لایا کہ کل سپاہ حضور کی قدمبوسی کی شائق ہے۔ بادشاہ نے
اُسسے کہا کہ یہان ساٹھ ہزار سپاہ ہے جو انگریزون سے ایک چپہ برابر زمین نہین لے سکتی۔ وہ آنکر یہان کیا کریگی۔
دو درویش دہلی مین آئے انمین سے ایک نے اپنے تئین آخوند سوات کا خلیفہ بیان کیا اور بادشاہ پاس جاکر
آخوند کی طرف سے ایک تلوار نذر مین دی اور ایک تحریر بھی پیش کی جسپر آخوند کی مہر بھی لگی ہوئی تھی اسنے
درخواست کی آخوند سوات دہلی مین جلد آجیگا اسکا آنے کا اشتہار دیا جائے۔ ایک سید نے بادشاہ کو مطلع کیا کہ
یہہ باتین سب جعلی ہین نہ یہہ آخوند سوات کا خلیفہ ہے نہ آخوند آتا ہے نہ یہہ تحریر اسکی ہے بادشاہ نے اس امر کی
تحقیقات بخت خان کے سپرد کی خلیفہ تیسری روز دہلی سے چنپت ہوا۔ الہ آباد سے مولوی لیاقت علی جہادیون
کے سرغنہ کی عرضی آئی کہ مین عنقریب آنیوالا ہون میری سپاہ سے امداد کی جائے کہ مین اسطرف کے سارے ملک کو
مطیع کرلون اسکو جواب اسلیے نہین بھیجا گیا کہ وہ آنیکو تھا جب وہ آیا تو بادشاہ سے اسکی ملاقات ہوئی
اور الہ آباد کی گورنری کا فرمان بادشاہ سے لے گیا۔

بادولتشاہ کو اطلاع ہوئی ہے کہ تم ہمیشہ سے ہمارے خیرخواہ رہے ہو۔ تم نے سب کافرون کو زیر شمشیر کیا اور اپنی ملکت کو فرنگیون

ہکو یقین واثق ہی کہ تمہاری کل ممالک مین منحوس انگریزون کا نام و نشان باقی نہین رہا ہوگا اور اگر کوئی کونہ کھدرے مین چھپا چھپایا ہو تو اسکو ڈھونڈ ھکر اول قتل کرو اور پھر اپنے ملک کا نظم و نسق کرکے ہمارے دربار مین حاضر ہو اور اپنے کل اہل سیف کو ہمراہ لاؤ۔ تمپر ہزارون لطف و کرم ایسے کیئے جاوینگے کہ تمہارے احاطہ لیاقت مین سما بھی نہ سکینگے۔

بادشاہ کے روبرو ایک جعلی عرضی گلاب سنگہ مہاراجہ کشمیر کی پیش ہوئی جس مین لکھا تھا کہ مین مع سپاہ بہت جلد دھلی آتا ہون اور اپنے رستہ مین مہاراجہ پٹیالہ کی بھی گوشمالی کرتا آونگا میرا بڑا اپکا دوست امیر دوست محمد خان والی کابل ہے وہ بھی حضور کی خدمت کے لیئے سب طرحسے حاضر ہے اسکی عرضی کا جواب بادشاہ کی طرف سے مہاراجہ کے نام یہہ لکھا گیا کہ ما بدولت کو تمہاری عرضی سے معلوم ہوا کہ تم نے اپنے سارے ملک کو کس طرح سے ملعون کافر انگریزون کو قتل کرکے پاک صاف کیا تم صدہا تعریف کے مستحق ہو تم نے یہہ کام وہ کیا ہے جو ہمیشہ بہادر دلاور کیا کرتے ہین خدا تمکو با اقبال زندہ و سلامت رکھے۔ اب تم یہان ہمارے پاس چلے آؤ اور ملعون کافر انگریزون کو اور دشمنون کو جو تمکو راستے مین ملین قتل کرو۔ تمہاری ساری امیدین اور آرزوئین پوری کی جائینگین اور ایسے بلند مرتبہ پر سرفراز کیئے جاؤگے کہ کل اپنے ہمجنسون مین مرتفع الشان ہوجاؤگے وہ رفعت و شوکت تمہارے خیال سے بڑھکر ہوگی۔

سپاہ کی درخواست سے بادشاہ نے رؤسا مفصل کے نام اس مضمون کے بھیجے کہ وہ یہان مع سپاہ و سامان جنگ حاضر ہون

جھجر بلب گڈھ فرخ نگر خان بہادر خان بریلی۔ جے پور۔ الور۔ جودھپور۔ بیکانیر۔ گوالیار۔ بیجابائی جیسلمیر۔ بیجابائی کے نام دو شقے بھیجے گئے مگر اسنے کوئی جواب نہین بھیجا۔

بخت خان کی معرفت ایک شقہ مہاراجہ پٹیالہ کو بھی اس مضمون کا بھیجا گیا تھا کہ مہاراجہ پٹیالہ کے سارے قصور بادشاہ معاف کرتا ہے اسکو چاہیئے کہ وہ روپے بھیجے اور انگریزون سے نہ لڑے ان شقون کے جواب جھجر و بلب گڈھ فرخ نگر کے رئیسون نے اور بریلی کے خان بہادر خان نے بھیجے لیکن جے پور الور جودھپور بیکانیر گوالیار جیسلمیر پٹیالہ جمون سے کچھ جواب نہین آیا۔ ان رئیسون نے جواب اس سبب سے نہین بھیجے کہ وہ بادشاہ کی طرف

کچھ میلان خاطر نہین رکھتے تھے - یہہ سب رئیس سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ تھے سپاہ کی بغاوت سے انکے دل مین سرکار سے ذرا سا بھی سرکشی خیال نہین آیا - یہہ شقے ان ہی رئیسون کے نام بھیجے گئے تھے کہ جنکو سپاہ نے بتلایا تھا - جب بادشاہ کے شقون کے جواب نہ آئے تو سپاہ نے جانا کہ وہ شقے بھیجے ہی نہین گئے پھر انہون نے خود لکھے جب جوابات نہین آئے تو انہون نے کہا کہ یہ رئیس سب بادشاہ کے بدخواہ ہین جب ہمکو لڑائی سے فرصت ملیگی تو ہم ان رئیسون سے اپنا عوض لینگے سپاہ مین جو عاقل تھے وہ یہہ سمجھتے تھے کہ یہہ رئیس دیکھ رہے ہین کہ کونسی جانب غالب ہوتی ہے جو جانب غالب ہوگی اسی کی طرف ہو جائینگے - بالفعل حالتین ایسی نہین ہین کہ وہ اس باب مین کوئی قطعی فیصلہ کرین - گوری شنکر جو سپاہ مین بڑا دانشمند ہے اسنے کہا پہاڑی پر انگریزی سپاہ کا ہونا ہمارے پہلو مین بڑا کانٹا ہے جب ہم اسکو نکال لینگے تو ہمارے سب کام درست اور صحیح ہو جائینگے - نانا کی کوئی عرضی نہین آئی تھی مگر غدر کے دو مہینے بعد اسکا ایک معتمد مرہٹہ آیا تھا اسکی بادشاہ سے مرزا مغل کے ذریعہ سے ملاقات ہوئی مرزا ہی کی درخواست سے ایک شقہ شاہی اس مضمون کا نانا کے نام کا دیا گیا کہ وہ دہلی مین آئے مگر اسکا کچھ جواب نہین آیا کسی ساہوکار کی کوئی عرضی نہین آئی مگر سپاہ کے کہنے سے سیٹھ لکشمی چند کو یہہ حکم لکھا گیا کہ وہ ایک کرور روپیہ قرض دے وہ اپنا کوئی گماشتہ بھیجے جو خزانہ شاہی کے خزانچی کا کام کرے آمدنی ملک سے جو وصول ہوتا جائیگا وہ اسکو قرض مین دیا جائیگا اور اسکے قرض کا سود بھی ادا کیا جائیگا - مگر سیٹھ نے اسکا جواب کچھ نہین دیا -

دھلی مین جتنے اعلے سرکاری عہدہ دار تھے انہین سے کسی نے بادشاہ کو عرضی نہین دی مفتی صدر الدین خان صدر الصدور مولوی عباس علی صدر امین و کرم علی خان منصف دھلی اور مرزا محمد علی بیگ تحصیلدار مہرولی کے نام شقے بھیجے گئے کہ وہ ان عہدون کا کام کرین جو سرکار کمپنی کی عملداری مین کرتے تھے مگر کسی نے کوئی خدمت منظور نہین کی -

بخت خان کے اصرار سے ایک شقہ نواب رام پور کو لکھا گیا مگر نواب نے کچھ جواب نہین دیا - بخت خان کہتا تھا کہ جب مین رام پور گیا تو رام پور کے نواب نے مجھ سے اقرار کیا تھا کہ وہ کسی کا طرفدار نہین ہوگا -

روساء شہر نواب امین الدین خان و ضیاءالدین خان جاگیرداران لوہارو و نواب حسن علیخان برادر نواب جھجر اور نواب حامد علیخان اور راجہ اجیت مہاراجہ پٹیالہ کے نام شقے جاری کئے گئے کہ وہ بادشاہ کی خدمت مین حاضر باش رہا کرین وہ بادشاہ کی خدمت مین آتے جاتے رہے مگر انہون نے بادشاہ کو کوئی عرضی نہین دی۔ جب سپاہ نے انکے حسب حیثیت روپیہ وصول کرنا چاہا تو انہون نے دینے مین عذر کیا اور ایک حبہ نہین دیا اس لیئے سپاہ نے انکے لوٹنے کا ارادہ کیا۔ مرزا ابوبکر جو سوارون کے کرنیل تھے اپنے سوارون کو ساتھ لیجا کر حامد علی خان کا گھر لوٹ لیا نواب امین الدین خان اور نواب ضیاءالدین خان کے گھر لوٹنے کا ارادہ کیا تو وہ برسر مقابلہ ہوئے اسلیئے وہ لٹنے سے بچ گئے۔

پٹودی مین محمد خان رسالدار کچھ سوار لیکر دہلی سے گیا تھا نواب پٹودی آپ بھاگ گیا ان سوارون نے اسکا گھر لوٹ لیا یہہ سب سوار ایک سرا مین اُترے تھے کہ نواب نے رانگھڑون سے کہکر اس سرا مین آگ لگوادی۔ کچھ سوار سرا مین جلکر مردہ ہوئے کچھ بھاگے گئے وہ مارے گئے اس بابمین بادشاہ نے نواب اکبر علی خان رئیس پٹودی کو شقہ لکھا کہ جو کچھ تمنے کیا اچھا کیا۔ محمد خان رسالدار نے تمہارے ساتھ بڑی شرارت کی تھی جو سزا تم نے اسکو دی وہ اُسکا سزاوار تھا تم اب پٹودی مین چلے آؤ اور اپنے علاقہ کا انتظام کرو اور ہمیشہ اپنے تئین مورد عنایت شاہی سمجھو۔

[illegible]

باغی سپاہی جو دہلی مین جمع ہوئے انکی صحیح صحیح تعداد کا بتلانا ناممکن ہے اٹکل پچو انکی تعداد کتابون مین لکھی جاتی ہے۔ یہ تو تحقیق ہے کہ مقامات مفصلہ ذیل سے رجمنٹین پیدلون اور سوارون اور توپخانون کی آئین مگر یہہ بات صحیح نہین معلوم کہ انمین سپاہی کتنے تھے پھر انکا تخمینہ بھی ملکر لیبس لو۔۔۔۔۔۔ پندرہ ہزار سے تیس ہزار تک کیا جاتا ہے۔ مرزا خضر سلطان نے جو جرنیل سپاہ تھا اپنی ایک تحریر مین پیدلون کا اسّی ۸۰ یا نوّے ۹۰ ہزار اور سوارون کا دس پندرہ ہزار تخمینہ کیا ہے۔

نام مقام	نام و نمبر رجمنٹ
دہلی	تیسری کمپنی ساتوین پلٹن ارٹلری مع نمبر ۵ ہورس ارٹلری بیٹری اور ۳۸ وین و ۵۴ وین ۷۴ وین رجمنٹین پیدل
میرٹھ	۳ رجمنٹ سوارون کی و ۱۱ وین ۲۰ وین رجمنٹیں پیدل
علی گڑھ و بلند شہر	نوین رجمنٹ پیدل –
ہانسی حصار سرسہ	ہریانہ پیدل پلٹن و چوتھے غیر آئینی رسالہ کی رجمنٹ کا بڑا حصہ –
میرٹھ و رڑکی	سیپر مائنر کی دو کمپنیان –
متھرا	۴۴ وین و چھٹی رجمنٹون کی کچھ کمپنیان
فیروزپور و انبالہ	۴۵ وین رجمنٹ پیدل اور پانچوین رجمنٹ پیدل کے بھاگے ہوئے سپاہی
بریلی	آٹھوان غیر آئینی رسالہ اٹھارہوین و اٹھائیسوین پیدل رجمنٹین اور ایک بیٹری ارٹلری
نصیر آباد	۱۵ وین و ۳۰ وین پیدل رجمنٹین اور ایک بیٹری ارٹلری –
نیمچ	۷۲ وین پیدل رجمنٹ ۷ وین رجمنٹ گوالیار کنٹنجنٹ –
جالندھر	دو پیدل لوکل رجمنٹین اور ایک سوارون کی رجمنٹ کے کچھ سپاہی و سوار –

دہلی کی باغی سپاہ کو سب مقامون کے سپاہیون کی بغاوت کی اور ہر چھاونی کی جسمین بغاوت ہوجاتی تھی فوراً صحیح خبر آتی تھی اور جب وہ سپاہ دہلی کی طرف منزل پیما ہوتی تھی تو ہر منزل کی خبر ان پاس آتی تھی جب وہ دہلی کے قریب آتی تو اسکے چند سپاہی و افسر دہلی مین باغی سپاہ پاس آتے اور انکے ذریعہ سے بادشاہ کو اطلاع دیجاتی اور دہلی کی سپاہ کے افسر شہر سے باہر اس نو آمد سپاہ پاس جاتے اور خوب تحقیق کرلیتے کہ وہ انکے ساتھ بغاوت مین شریک ہین تو شہر کا دروازہ انکے آنے کیلیے کھولدیا جاتا اور بادشاہ کے حکم سے انکے ٹھہرنے کے واسطے مقام شہر کے آس پاس تجویز ہوتا – جب بریلی کا بریگیڈ دہلی کے قریب ان کا سپہ سالار بخت خان آیا تو بادشاہ کی طرف سے اسکے استقبال کے لیے نواب احمد علی خان بادشاہ کا خسر گیا تھا – بعض کمپنیان باغی پلٹنون کی بے ہتھیار آتین انکو دہلی کے میگزین سے ہتھیار مل جاتے یا جو سپاہی لڑائی مین لڑتے یا زخمی ہوجاتے انکے ہتھیار انکو دیدیے جاتے –

سبب اول مولوی رحمت اللہ کیرانہ سے ہیں تو وہ یہین آئے کہ دہلی مین جہاد کی کیا صورت ہے وہ بڑے
عالم فاضل تھے عیسائی مذہب کے رد مین صاحب تصنیف تھے وہ قلعہ کے پاس مولوی محمد حیات کی
مسجد مین اترے اس دانشمند مولوی کے نزدیک دہلی مین جہاد کی کوئی صورت نہ تھی بلکہ ایک ہنگامہ
فساد بپا تھا وہ یہہ سمجھکر اپنے وطن کو چلا گیا۔ پھر سو دو سو کے قریب وہابی جہادی بن کے ٹونک سے
آئے اور دلی کے بادشاہ پاس یہہ شکایت ساتھ لائے کہ نواب ٹونک نے انکو خرچ کے لیے پھوٹی
کوڑی نہین دی اور نہ کچھ امداد کی۔ دہلی مین جب باغی سپاہ کے افسر اعلی بخت خان و غوث محمد خان
و مولوی امام خان رسالدار جمع ہوئے اور انکے ساتھ مولوی عبد الغفار و مولوی سرفراز علی آئے
تو پھر وہابیون کا اجتماع دہلی مین شروع ہوا اور مولوی سرفراز علی جہادیون کے سر لشکر اور بخت خان
اسکا معاون ہوا جےپور ہانسی حصار بھوپال سے بھی جہادی آئے تین چار سو جہادیون کا مجمع
ہوگیا۔ ان وہابیون نے ایک اشتہار چھاپ کر شائع کیا کہ سب مسلمانون پر فرض ہے کہ جہاد کے لیے
مسلح ہون۔ اکثر جہادی بھوکے مرتے تھے انکے بدن پر کپڑے بھی ثابت نہ تھے مگر بغل مین تلوار
یا کمر مین خنجر یا کندھے پر توڑے دار بندوق ضرور تھی بادشاہ سے یہہ جہادی فریاد کرتے کہ بھوکے
مرتے ہین تو وہ کہدیتا خزانہ مین روپیہ نہین مگر اسنے انکے لیے یہہ انتظام کرادیا کہ اہل شہر خیرات
کی روٹیان کھلایا کرین اور ثواب کمایا کرین۔ نواب محی الدین خان عرف بڑے صاحب نے انکو
دو ہزار روپیے دیئے۔ شہر کے مسلمان چند ہی اس جہاد مین شریک ہوئے محمد شریف نامور
مصور دہلی اپنے سارے گھر کا اسباب و مکان سوا بیوی کے زیور کے خیرات کرکے جہادیون مین
شریک ہوا اور پھر زندہ سلامت نہین آیا۔

نصیر آباد سے عرضی آئی کہ ہم چھ ہزار جہادی دہلی آتے ہین تو بادشاہ نے کہلا بھیجا کہ یہان ساٹھ ہزار
سپاہ تو انگریزون پر فتح نہین پاسکتی تم چھ ہزار یہان آنکر کیا کروگے۔

جب تک دہلی مین بخت خان نہین آیا جہاد کے فتوے کا چرچا شہر مین بہت کم تھا۔ مساجد مین ممبر پر
جہاد کا وعظ کمتر ہوتا تھا دلی کے مولوی اور اکثر مسلمان خاندان تیمور کا ایسا خواب خیال جانتے تھے
کہ وہ ناممکن سمجھتے تھے کہ اس خاندان کی بادشاہی ہندوستان مین ہو مگر اسکے ساتھ وہ مسلمانونکا
یہہ یقین تھا کہ انگریزی سلطنت کے بدن مین یہہ ایسا پھوڑا نکلا ہے کہ وہ جانبر نہین ہوگی۔ یہہ کام

مجھے شہدے مسلمانون کا تھا کہ وہ جہاد جہاد پکارتے پھرتے تھے مگر جب بخت خان جسکا نام اہل شہر نے گم بخت خان رکھا تھا دلی مین آیا تو اسنے یہہ فتوے لکھا یا کہ مسلمانون پر جہاد اس لیئے فرض ہے کہ اگر کافرون کو فتح ہوگی تو وہ انکے سب بیوی بچون کو قتل کرڈالینگے اسنے جامع مسجد مین مولویون کو جمع کرکے جہاد کے فتوے پر دستخط و مہرین انکی کرالین اور مفتی صدر الدین نے بھی انکے جبر سے اپنی جعلی مہر کردی۔ لیکن مولوی محبوب علی و خواجہ ضیاء الدین نے فتوے پر مہرین نہین کین اور بیباکانہ کہدیا کہ شرائط جہاد موافق مذہب اسلام موجود نہین اس فتوے کا اثر یہہ تھا کہ جاہل مسلمانون مین جوش مذہبی زیادہ ہوگیا جن مولویون نے فتوے پر مہرین کین تھین وہ کبھی بھاڑی پر انگریزون سے لڑنے نہین گئے۔ مولوی نذیر حسین جو وہابیون کے مقتدا اور پیشوا تھے اونکے گھر مین تو ایک ہیم چھپی بیٹھی تھی۔ اس فتوے پر کچھ مہرین اصلی کچھ جعلی تھین۔ ایک مولوی کی مہر تھی جو غدر سے پہلے قبر مین سو چکا تھا۔ غرض جہاد کا غل مچانا اور محمدی جھنڈا لگانا رذیل و ذلیل مسلمانون کا کام تھا بادشاہ نے اس جھنڈے کو دو دفعہ اکھڑوا دیا اس فتوے مین اسکا کچھ دخل نہ تھا۔

ہندوون کے پنڈت مسلمانون کے مولویون کی نسبت انگریزون سے عداوت کرنے مین کچھ کم نہ تھے کئی دفعہ انہون نے بزرون کو دیکھ بھال کر لڑنے کی سبھ مہورت نکال کے تلنگون کو بتلائے اور انکو یقین دلایا کہ ان مین اگر لڑنے جاؤگے تو فتح پاؤگے چنانچہ وہ ان مہورتون مین جاکر خوب لڑے پنڈتون نے تلنگون کو یقین دلایا تھا کہ انگریزی راج پھر نہین ہوگا ان ہی کا راج ہوگا۔ ایک عجیب تماشا چاندنی چوک اور اور بازارون مین یہہ دیکھنے مین آتا تھا کہ پنڈتون کے ہاتھہ مین پوتھیان ہین اور وہ ہندوؤن کو دھرم شاستر کے حکم احکام سنارہے ہین کہ انگریز ملیکشون سے لڑنا چاہیئے جب لڑائی مین تلنگون کی لاشین چارپائیون پر انکے سامنے آتین تو وہ ہندوؤن کو اپدیش دیتے کہ ان سرگ باشیون کی طرح سرگ مین چلے جاؤ نہ جنکے لیئے ارتھی کی ضرورت ہے نہ کریا کرم کی۔ مگر پنڈتون پر ان اپدیشون کا ایسا اثر نہین ہوتا جیسا کہ مسلمانون پر جہاد کے وعظ کا ہوتا تھا۔

پنڈتون کی منادی انگریزون سے لڑنے کے لیئے۔

دہلی مین جو باغی سپاہ داخل ہوئی تھی وہ روپیہ کے اعتبار سے بڑی مختلف الحال تھی ان مین بعض سے اور انکی تنخواہ کا انتظام۔

باغی سپاہ کا حال روپیہ کے اعتبار

پلٹنین تھین کہ خزانہ جو انکو ہاتھ لگا تھا اس مین سے اول انہون نے اپنا دامن خاطر خواہ پر کیا جو بچا وہ بادشاہ کے حوالہ کیا جیسے کہ علی گڈھ بلند شہر کی رجمنٹون نے کیا۔ بعض نے خزانہ مین سے کچھ نہین لیا کل خزانہ بادشاہ کے حوالہ کیا جیسے کہ دہلی کی رجمنٹون نے۔ بعض نے خزانہ اپنے قبضہ مین رکھا جیسا کہ بریلی بریگیڈ نے۔ بعض کو خزانہ ہاتھ ہی نہین لگا تھا جیسے کہ میرٹھ کی سپاہ کو پس بعض تلنگون پاس روپیہ اتنا تھا کہ وہ اسکو اٹھا نہین سکتے تھے وہ شہر مین سونا خریدتے پھرتے تھے۔ انکی سونے کی خریداری کے سبب سے سونے کا بھاؤ سولہ سترہ روپیہ سے ستائیس اٹھائیس روپیہ تولہ ہوگیا۔ دلال بازارون اور گلی کوچون مین انکو لیئے پھرتے تھے اور انکو ہندو مسلمانون کے گھرون سے سونے کے زیور مول لے دیتے تھے۔ مسلمانون نے اکثر اپنی ضرورتون کے سبب سے اور ہندوون نے اپنی طمع کے سبب سے سونے کے زیور انکے ہاتھ بہت بیچ ڈالے۔ سنارون کی دکانون پر تلنگون کی بھیڑ لگی رہتی تھی اور وہ انسے کڑے ہاتھون اور رانون کے بنواتے تھے۔ بعض تلنگون کی رانون پر پانچ پانچ ایسے کڑے چڑھے ہوئے تھے۔ دلال اگر کسی محلہ مین انسے دغا کرتے تو پھر سارے محلہ کی کم بختی آجاتی۔ ایسے مالدار تلنگے تو تھوڑے تھے مگر مفلس بہت تھے اسلیئے وہ بادشاہ پر تنخواہ کا تقاضا کرتے تھے اور اسکے ساتھ گستاخیان ارے بادشاہ۔ ارے بڈھو کہتے تھے کبھی اسکا ہاتھ کبھی ہاتھ سے اسکی ڈاڑھی پکڑتے۔ ۲۰ مئی کو سپاہ نے بادشاہ پر تقاضا کیا۔ بادشاہ نے محبوب علی خان کو حکم دیا کہ وہ سپاہیون کو تقسیم تنخواہ کردے اور سپاہیون کو جو پہلے دیا جاچکا ہے وہ مہنہا کرکے سوار کو نو روپے اور پیدل کو سات روپے دیدے۔ اسپر سپاہ نے اودھم مچایا سوار نے تیس روپیہ ماہوار کے حساب سے اپنی تنخواہ کے روپے طلب کیئے اور جو پہلے اسکو دیا جاچکا تھا اسکو مہنہا دینے سے انکار کیا اس سبب سے دہلی کی پیدل اور میرٹھ کے سوارون کے درمیان ٹکا فضیحتی ہوئی۔ میرٹھ کے سوارون نے دلی کی رجمنٹون پر یہ الزام رکھا کہ انہون نے لوٹ سے اپنے تئین دولت مند بنایا ہم نے بنک جلنے کے سبب سے اپنا دامن لوٹ اور قزاقی سے آلودہ نہین کیا۔ دہلی کے پیدلون نے کہا کہ یہ ساری سرکشی کے کرتوت تمہارے ہی ہین۔ تم نے صرف اپنے افسرون ہی کو مار کر نمک حرامی مین پیش قدمی نہین کی ہے بلکہ اپنے ہم وطنون سے بھی جوتی بیزار کرنے کو تیار ہو

ہم کو افسوس ہے کہ جب تم دہلی میں پہلے پہل آئے تھے تو ہم نے ہی توپوں سے تم کو کیوں نہ اڑا دیا
غرض طرفین کو ایسا طیش و غضب آیا کہ قریب تھا کہ آپس میں ہتھیار چلتا مگر بادشاہی ملازمین نے
بیچ میں پڑ کر طرفین کو بڑی کوشش و سعی سے آپس میں لڑنے سے باز رکھا محبوب علی خان نے
سوار کو بیس روپیہ مہینہ دینے کا وعدہ کیا

سپاہ جسقدر شہر میں زیادہ ہوتی گئی اسیقدر اسپر آفت پر آفت پڑتی گئی اسکی تنخواہ کے لیئے نہ خزانہ
میں روپیہ تھا نہ ملک کی آمدنی تھی جو اسکو تنخواہیں دی جاتی۔ سپاہ کے خرچ کا بار شہر کے
ساہوکاروں اور دولتمندوں پر پڑا اور بڑے سے بڑے ساہوکار گھسیٹے جاتے تھے
اور شاہزادے دھمکاتے تھے کہ روپیہ دو نہیں توپ کے منہ اڑا دیئے جاؤ گے ہزاروں
روپے انسے لیئے جاتے تھے اور ہزاروں روپے کے اقرار لکھائے جاتے تھے جنہیں تھوڑے
سے پورے ہوتے تھے۔ اس طرح ساہوکاروں سے چار پانچ لاکھ وصول ہوا مگر اس روپے
سے کیا ہوتا تھا اونٹ کے منہ میں زیرہ تھا۔ ریواڑی سے راؤ تلا رام نے چالیس ہزار
روپیہ بھیجا۔ کچھ روپیہ جھجر سے آیا۔ غرض اس سپاہ کا گذر صرف شہر کے نوچنے سے ہوتا
تھا کسی روز جوہری پکڑے جاتے تھے ان سے روپیہ لیا جاتا تھا کسی روز پنجابی سوداگر پکڑے
جاتے تھے انسے رقم وصول ہوتی تھی۔ کبھی کسیرے پکڑے جاتے تھے انسے روپیہ لیا جاتا
تھا۔ بڑے بڑے آدمی جنپر اس روپے کے لینے میں جبر و تعدی ہوئی بہ تفصیل ذیل ہیں
منشی سلطان سنگھ۔ رائے جیون لال۔ راجہ پرس کوٹھہ والے۔ منشی آغا جان۔
منشی سعادت علی۔ ان دو مسلمانوں نے دس دس ہزار روپے دیکر اپنے تئیں چھٹایا۔
شاہزادہ اس سپاہ کے لیئے کاسہ گدائی لیئے پھرتے تھے جو کچھ ملتا تھا اس میں سے خود بھی
پیٹ بھر کے کھا لیتے تھے۔ پھر سپاہ ان کا کھایا پیا بھی نکالنا چاہتی تھی اس سپاہ میں سب سے
اچھا حال سیلی برگیڈ کا تھا کہ جسنے چھ مہینے کی تنخواہ پیشگی لے لی تھی اور اس کے سپہ سالار کے
پاس چار لاکھ روپیہ بھی تھا کوئی حساب کتاب ایسا موجود نہیں کہ جس سے معلوم ہو کہ شہر سے کتنا
روپیہ وٹنڈ لیا گیا اور اس میں سے کتنا روپیہ سپاہ کی تنخواہ میں تقسیم ہوا اور کتنا روپیہ لوگ
بیچ میں کھا گئے۔

جس تاریخ سپاہ آئی دوسرے روز قلعہ مین اکابر شہر کی ایک مجلس مقرر ہوئی کہ شہر کا اور سپاہ کی رسد رسانی کا انتظام کیا جائے اگر رسد کا بندوبست نہین ہوگا تو وہ سارے شہر کو لوٹ کر کھا جائینگے اس کام کا اہتمام محبوب علی خان اور میر نواب پسر سید تفضل حسین وکیل کو سپرد ہوا شہر مین انگریزون کی طرف سے رسد آنے کا انسداد تو کسی جانب سے نہین ہوا تھا چارون طرف سے صبح سے شام تک سب طرح کی اجناس ضرورت کے موافق آتی تھین - بیلون گدھون ٹٹوون خچرون گاڑیون چھکڑون کا تانتا لگا رہتا تھا - شہر مین جا بجا یہہ اجناس بکتی تھین کسی کا مقدور نہ تھا کہ انپر ہاتھ ڈال سکے - تلنگے رسد کے قواعد سے خوب واقف تھے - جنس کی قیمت نرخ کے موافق خوب دیتے تھے وہ جانتے تھے کہ اگر ہم قیمت کم دینگے تو رسد بند ہو جائیگی پھر ہم بھوکے مرینگے غرض تلنگون نے خود اپنی رسد کا انتظام ایسا رکھا کہ انکو بادشاہی اہتمام کی ضرورت نہین ہوئی کبھی کبھی کوئی جنس کم ہو جاتی تو وہ بادشاہ سے اسکے بہم پہنچانے کی درخواست کرتے وہ انکو منگا دیتا - ایک دفعہ افیون کا توڑا ہو گیا تھا تو بادشاہ نے راؤ تلارام کو لکھا کہ دو دن مین افیون بھیجدے قیمت دے دیجائیگی - جب وہ میدان جنگ مین جاتے تو بادشاہی اہل کار حلوائیون سے مٹھائی وغیرہ منگوا کر چھکڑون مین ان پاس بھیجتے لیکن ایسا اتفاق دو تین ہی دفعہ ہوا ہوگا شہر مین نہ سپاہ کو نہ اہل شہر کو ضروری چیزون کے میسر ہونے مین تکلیف ہوئی

سپاہ نے اس خیال سے کہ اگر ہم اپنون مین سے اعلےٰ عہدہ دار کمانڈر انچیف اور جرنیل کرنیل وغیرہ مقرر کرینگے تو آپس مین مناسدت اور معاندت پیدا ہوگی جس سے فساد کھڑا ہوگا بادشاہ سے درخواست کی کہ وہ شاہزادون کو اعلےٰ عہدون پر مقرر کر دے - بادشاہ نے انکی درخواست سے ١٨ مئی کو اپنے بیٹون مین سے مرزا ظہیر الدین عرف مرزا مغل کو کمانڈر انچیف اور مرزا خضر سلطان کو جرنیل اور مرزا کوچک سلطان کو دلی کی رجمنٹون کا کرنیل اور پوتون مین سے مرزا ابو بکر کو سوارون کا کرنیل اور مرزا عبد اللہ عرف مرزا مینڈھو کو میرٹھ کی پلٹنون کا کرنیل مقرر کر دیا ان شاہزادون مین مرزا ابو بکر کو گھوڑے پر چڑھنا اور گولی کا نشانہ مارنا خوب آتا تھا وہ دریا مین مچھلیون کا شکار بندوق سے کھیلتا تھا یہی سب سے اول شہزادون مین سے

ہنڈن کی لڑائی مین ہیرٹ سکر ہوگیا اور ایک کوٹھے پر بیٹھکر لشکرون کی لڑائی دیکھ رہا تھا
کہ ایک گولہ بیٹری مین آنکر پھٹا یہہ تماشا اسنے عمر بھر اپنی آنکھون سے دیکھا نہ تھا وہ ڈرکر
گھوڑے پر سوار ہوکر بھاگا سپاہی اسے پکارتے کے پکارتے رہ گئے اسنے کچھ نہین سُنا
اسکا کام یہہ تھا کہ جہان کہین شہر مین انگریزون کے ہونے کی خبر وہ سنتا دوڑکر جاتا کچھ
لوٹ مارکرتا اس کے کرتوتون مین سے ایک یہ ہے کہ وہ بہرام خان کے تراہے مین شاہزادی
فرخندہ زمانی بیگم بادشاہ کی بہو کے گھر گیا رات کو ڈیڑھ بجے اپنے گھر آنا چاہا مگر محلہ کا پھاٹک
مقفل تھا چوکیدار کنجی لیکر تھانہ مین چلا گیا تھا مرزا شراب کے نشہ مین ایسا بدمست تھا کہ اسنے
دروازہ پر بندوق کی گولیان چلائین اور جب چوکیدار آیا تو اسکا سر پھوڑا اور اور محلہ والون کو
بھی مارا دھاڑا۔ اسنے سوارون اور سپاہیون کے ہاتھ سے محلہ اور بازار کو لٹوایا۔ جب بادشاہ
سے اسکی شکایت ہوئی تو اسنے مرزا مغل کو حکم دیا کہ مرزا ابوبکر کے نوکرون نے جو اسباب لوٹا ہے
وہ اس کے مالکون کو دلوا دے۔ سوارون نے ایک دفعہ یہہ چاہا کہ بادشاہ کو مارکر مرزا ابوبکر
کو بادشاہ بنائین۔ یہہ حال جب بادشاہ کو معلوم ہوا تو اسنے مرزا کا دربار بند کردیا حکم دیا کہ آیندہ
اسکی تعظیم شاہزادون کی سی نہ ہوا کرے مگر پھر یہہ غصہ بادشاہ کا پوتے پر نہین رہا۔

مرزا خضر سلطان بادلی کی سرائے کی لڑائی مین ہیرٹ سکر ہوکر گئے وہان جب سپاہ کو شکست ہوئی
تو سب سے پہلے بھاگے رستہ مین محبوب علی خان سے محلدار خان کے باغ کے قریب ملاقات
ہوئی اگرچہ وہ خواجہ سرا تھا مگر دل گردہ ایسا رکھتا تھا کہ وہ مرزا اور سپاہ کو چاہتا تھا کہ میدان
جنگ سے ابھی بھاگے نہین مگر مرزا نہ ٹھہرا اسنے کہا کہ مین توپخانہ و میگزین لینے جاتا ہون
سپاہ کے ٹھہرانے مین بھی اسکی کوشش کچھ کارگر نہ ہوئی۔

کوئی اور شہزادہ ان پر نہین چڑھا مرزا مغل بادشاہ کا داہان ہاتھ تھا۔ بادشاہ پاس سپاہ کی
یا اہل شہر کی جو عرضیان آتی تھین انپر بادشاہ حکم لکھکر تعمیل کے لیئے مرزا پاس بھیجدیتا تھا۔ وہ
سپاہ کی تقسیم تنخواہ کے لیئے شہر کے مہاجنون اور ساہوکارون سے تمسکات لکھکر سودی روپیہ
لیتا تھا یا اور طرح سے ڈنڈ لیکر روپیہ وصول کرتا تھا۔ سپاہ کی تنخواہ ماہوار تقسیم ہونے کی جگہ روزینہ
تقسیم کرنا شروع ہوا۔ لاکھون روپے شہر سے ڈنڈ کے وصول کیئے ہزارون روپیہ زبردستی سودی

ایک روپیہ اور نو آنے سیکڑہ پر زبردستی قرض لیئے - غرض قرض کے لینے کی بہت سی حکمتیں اور رقم دھالنے ساہوکاروں کو دیئے مگر وہ دم میں نہیں آئے اگر اسنے ایک روپیہ مانگا تو مشکل سے ایک آنہ جب واکہ قید خانے میں کئی کئی روز تک وہ رہے اسکا حساب کتاب ابھی موجود نہیں کہ کتنا روپیہ قرض لیا گیا اور وہ کس طرح خرچ ہوا -

جولائی کے شروع میں بخت خان بڑی سلیقہ مندی اور ہوشیاری سے دہلی میں آیا کہ جب وہ شہر کے قریب شاہدرہ میں پہنچا تو بادشاہ نے نواب احمد قلی خان اپنے خسر کو اسکے استقبال کے لئے بھیجا اور جب وہ بادشاہ سے ملاقات کرنے آیا تو اس سے مصافحہ کیا اسکی دعوت کے لیئے اپنے خاصہ سے سترہ نورے بھیجے - بخت خان نے بھی اپنے سلسلہ نسب کو خاندان تیمور تک پہنچایا - جب بادشاہ نے اسنے کہا کہ تم بڑے بہادر ہو تو اسنے کہا کہ آپ مجھے جب بہادر فرمایا گیا کہ میں پہاڑی پر انگریزوں کا بالکل قلع قمع کروں - بادشاہ پر اسنے کچھ ایسا سحر کیا کہ وہ اسکے کہنے میں آگیا اسکو اپنے فرزند کا خطاب دیا - اور ساری سپاہ اور شہر پر اسکو نیم بادشاہ بنا دیا - بخت خان نے بھی کمانڈر انچیف کی نقل اتاری کہ آج میگزین کو دیکھتا ہے اور اس میں با ترتیب سامان رکھنے کی ہدایتیں کرتا ہے - کل شہر کے رئیسون کو پولس کی معرفت اپنے پاس حاضری کا حکم دیتا ہے - جب رئیسون کو یہہ امر ناگوار خاطر ہوا اور انہوں نے بادشاہ سے شکایت کی عرضی دی کہ اگر بخت خان کو ہمیں بلانا تھا تو خط کے ذریعہ سے بلایا ہوتا نہ کہ پولس کے پیادوں کی معرفت - بادشاہ نے بخت خان سے اسکا جواب طلب کیا تو اسنے کہا کہ میں نے تو پولس کی معرفت یہہ اطلاع دی تھی کہ وہ مسلح رہا کریں - ۳- جولائی کو بادشاہ نے بخت خان کو حکم دیا کہ وہ سپاہیوں کی تنخواہ کا اور جن لوگوں کا مال اسباب لٹ گیا ہے انکو تاوان دینے کا اور عدالت و پولس اور مال کے سررشتوں کا انتظام کرے اور بادشاہ نے حکم جاری کر دیا کہ سپاہ شاہزادوں سے بالکل تعلق نہ رکھے - ایک دن جنرل بادشاہ پاس دو یوروپین سارجنٹوں کو ساتھ لے گیا اور بادشاہ سے عرض کیا کہ یہ دو تو پہلی سے ہمارے ساتھ آئے ہیں وہ توپ زنی کے فن سے خوب ماہر ہیں بادشاہ نے انکو حکم دیا کہ وہ سلیم گڈھ اور کشمیری دروازہ اور لاہوری دروازہ کے گرگچوں کے توپخانوں کو دیکھکر رپورٹ کریں

جنرل نے لال ڈگی اور جامع مسجد کے درمیان ہزارون سپاہ کی پریڈ لی اور انکو اپنے اپنے مقاموں پر
واپس کیا۔ بخت خان نے اشتہار دیا کہ شہر کے باشندے چاندنی چوک مین ایک ضروری حکم سننے کے لیئے جمع ہون
بہت آدمی جمع ہوئے مگر جرنیل وقت پر نہ آیا لوگ اپنے گھرون کو چلے گئے۔ بخت خان نے
خیمون کی مرمت کے لیئے اور پچاس چپراسیون کے ملنے کے واسطے اور سپاہ کے مکانون کے
خس پوش ہونے کے لیئے اور شہر مین بعض مکانون مین رہنے کے واسطے درخواستین کین
بادشاہ نے سب منظور کین بخت خان نے کئی آدمیون کو انگریزون کا جاسوس سمجھکر قتل کیا۔
بادشاہ کو اسنے عرضی دی کہ چار لاکھ روپیہ نواب جھجر سے طلب کیا جائے اسکی درخواست منظور
ہوئی۔ بخت خان نے نمک اور شکر پر جو محصول مقرر ہوا تھا وہ اس نظر سے موقوف کیا کہ غربا کو تکلیف نہو روز مرہ
جو لڑائی ہوتی تھی وہ بخت خان کے آنے سے موقوف ہوئی اس لیئے شہر والون نے
اسکا نام کم بخت خان رکھا اور مرزا مغل نے بادشاہ کو ایک عرضی اسکی شکایت مین ۲ جولائی
کو یہہ لکھی کہ جہان پناہ سلامت۔
مودبانہ عرض کرتا ہون کہ حضرت عالی خوب آگاہ ہین کہ بخت خان کے آنے سے پہلے
ہر روز بلاناغہ ہنگامہ جنگ گرم ہوتا تھا حضور اس امر سے بھی آگاہ ہین کہ جب سے جنرل
آیا ہے کبھی لڑائیان ہوئی ہین۔ آج کا یہہ واقعہ ہے کہ فدوی نے آج حملہ کرنے کے لیئے
شہر سے باہر سپاہ بھیجی تو جنرل مذکور نے مداخلت کی اور کل سپاہ کو کھڑا رکھا اور کچھ کام نہ
کرنے دیا اور اسنے دریافت کیا کہ تم کسکے حکم سے شہر سے باہر لڑنے گئے ہو تم کو بغیر میری
اجازت کے جانا نہین چاہیئے اب واپس آؤ۔ یہ کام تو کوئی کھلا دشمن بھی نہین کرے گا
کہ سپاہ حملہ کرنے جائے اور اس مین مداخلت کرکے واپس بلائے اسلئے فدوی التماس کرتا ہے کہ
اگر حضور نے سپاہ کا کل انتظام جنرل کو سپرد کر دیا ہے تو فدوی پاس تحریری حکم ارسال فرمایئے
کہ وہ سپاہ کے کسی کام مین مداخلت نہ کرے پھر مین کسی کام مین مداخلت نہین کرونگا اور سپاہ کے
کل افسرون کو اطلاع دیدونگا کہ آیندہ تم جرنیل کے ماتحت ہو اس کی فرمان برداری کرو اگر اسکے
حکم کے خلاف کوئی اعلے ادنے افسر کام کریگا تو سزا پائیگا۔ اور اگر حضور سپاہ کے انتظام کو فدوی
سپرد کرتے ہین تو جنرل کو حکم فرمایئے کہ وہ سپاہ کسی معاملہ مین دخل نہ دے اسکو اپنی رجمنٹون پر کلی

اختیار ہے اسکی رجمنٹون سے جو فرمانت کی درخواستین کی جائین انکو وہ ہمیشہ منظور کرے اس عرضی پر بادشاہ نے کوئی حکم نہین دیا۔

۲۹- جولائی کو دربار ہوا کہ جس مین بخت خان پادشاہ کا قائم مقام ہوکر آیا اس مین سپہر زوائی نہر کے صوبہ دار استادربخش نے جنرل بخت خان پر یہہ الزام لگایا کہ وہ انگریزون پر حملہ کرنے مین غفلت و کاہلی کرتا ہے بہت دن ہو چکے ہین کہ جنرل انگریزون سے لڑنے کے لیے سپاہ کو نہین لیگیا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ انگریزون نے شہر پر حملہ کرنے کے لیے بہت ساز و سامان جمع کرلیا ہے۔ اسپر بخت خان بہت لال پیلا ہوا مگر آخر کوئی امر فیصل نہین ہوا۔

سپاہ نے بخت خان کی شکایت بھی بادشاہ سے کی کہ وہ صرف اپنی سپاہ کے لیے سامان رسد کرتا ہے اور باقی اور سپاہ کے لئے سامان رسد نہین کرتا بادشاہ نے کہا کہ یہہ شکایت تم خود بخت خان سے کرو۔ بخت خان نے بر سر دربار کوئی بات بادشاہ کے کانمین کہی تھی اسپر شاہزادون نے اسکو دھتکار بتائی تو بخت خان نے بڑی چاپلوسی اور خوشامد سے اپنا قصور معاف کرایا۔

سپاہ سے بادشاہ اس سبب سے ناراض تھا کہ وہ کبھی مرزا ابوبکر کو بادشاہ بنانا چاہتے تھے کبھی مرزا مغل کو جب بخت خان آیا تو اسنے صلاح دی کہ سپاہ کے اختیارات شاہزادون کے ہاتھ مین زیادہ نہین چاہئین تمام احکامات میرے پاس بھیجنے چاہئین اور جو کام بادشاہ کرانا چاہے وہ مجھ سے کہے۔ بادشاہ شہزادون سے ناراض تھا اس صلاح سے وہ بخت خان پر بہت مہربان ہوگیا اور اسکو سب سے اعلے اور برتر بنادیا اور اسکو گورنر مقرر کردیا۔

جب مرزا مغل نے بخت خان کی شکایت مین عرضی دی تو اس مین اور بخت خان مین ناچاقی ہوگئی مگر پھر دونو مین آپس مین ملاپ ہوگیا۔ بخت خان نے بادشاہ سے خلوت مین ملاقات کی وہ مولویونکو بھی ساتھ لے گیا تھا اور ایک عرضی پر بادشاہ سے دستخط کرائے اور پھر مرزا مغل سے ملا اور یہہ تجویز ہوئی کہ چند روز تک ایک عام پریڈ ہو اور ہر سپاہی سے حلف لیا جائے کہ وہ انگریزون سے لڑیگا۔ سپاہی جو اس لڑائی کے لیے بزدل ہون انکو اجازت دیجائے کہ وہ اپنے گھر چلے جائین اس حلف کے بعد جو سپاہی جنگ کرنے مین پہلوتہی کرے تو اسکو سزا دی جائے۔ اس کام کے لیے ایک حکم نافذ ہوا۔ مرزا مغل نے بخت خان کے احکام سپاہ کو سنائے سب سپاہیون نے بخلف

اقرار کیا کہ ہم آخر دم تک انگریزون سے لڑین گے۔
۲۲-جولائی کو بخت خان نے بادشاہ سے عرض کی کہ بعض شریر بدنفس یہہ مشہور کرتے ہین کہ مین انگریزون سے ملا ہوا ہون کہ جب سپاہ انگریزون سے لڑنے جاتی ہے تو خود پہلو تہی کرتا ہون اور سپاہ بے ترتیب لڑتی ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ تمہاری خیرخواہی مین مجھے کچھ شبہ نہین مجھے افسوس ہے کہ بیہودہ آدمی اس غلط بات کو مشہور کرکے تمہاری دل آزاری کرتے ہین۔
سپاہ نے عرضی دی کہ بخت خان توپخانہ کا افسر تھا وہ اس کام کو جانتا ہے میدان جنگ مین سپاہ لڑانے مین بے بہرہ ہے وہ گورنر کے عہدہ کے قابل نہین نہ وہ بادشاہ کا ادب کرتا ہے نہ خزانہ بادشاہ کی نذر کے لیئے لایا ہے۔ مرزا مغل کو جو سپاہ کے تمام کامون مین کل اختیارات دیئے گئے تھے وہ اسکا سزاوار تھا بلکہ وہ گورنر جنرل ہونے کے لائق ہے ساری سپاہ چاہتی ہے کہ وہ ہمارا سپہ سالار مقرر ہو بادشاہ نے یہ عرضی بخت خان کے پاس بھیجی کہ اسکا جواب باصواب لکھے۔ اس عرضی کا جواب بخت خان نے یہہ دیا کہ سپاہ تین حصون مین منقسم ہونی چاہیئے ایک حصہ مین دہلی اور میرٹھ کی رجمنٹین ہون دوسرے حصہ مین وہ سپاہ ہو جو بخت خان کے ساتھ آئی ہے تیسرے حصہ مین باقی سپاہ۔ بادشاہ نے مرزا مغل کو بلاکر بخت خان کا یہہ جواب سنا دیا۔ ۲-اگست کو بخت خان نے کہا کہ سپاہ جو بسی کے پل کی طرف گئی تھی وہ بارش کی کثرت کے سبب سے واپس چلی آئی اسپر بادشاہ نے خفا ہوکر کہا کہ کبھی تم سے پہاڑی نہین فتح ہوگی۔ ۳-اگست کو بخت خان نے بادشاہ سے شکایت کی کہ اب سپاہی میرے حکمونکو نہین مانتے تو بادشاہ نے کہا کہ جو سپاہی حکم نہین مانتے انسے کہدو کہ وہ شہر خالی کرین جب چوتھی اگست کو حکیم احسن اللہ خان کا گھر لٹا تو بادشاہ نے سپاہ کے تمام افسرون کو بلایا اور انسے کہا کہ مین نے مرزا مغل اور بخت خان کو تمہارا کمانڈر انچیف مقرر کیا تھا ان دونو مین سے جسکو چاہو انتخاب کرکے اپنا جنرل مقرر کرو مین تمہارے انتخاب کو پسند کرونگا مگر یہہ پسند نہین کرنے کا کہ شہر لٹے اسکے باشندے حیران پریشان سرگردان ہون۔ انگریز تو غارت نہ ہون مگر ہندو مسلمان تباہ ہون۔ سپاہی اپنی شیخی بگھارا کرین کہ ہم شہر سے باہر انگریزون کو غارت کرنے جاتے ہین لیکن دوپہر شہر کے اندر آجاتے ہین شہر کی فصیل انکی پشت پناہ ہے جو انکو سلامت رکھتی ہے

مجھے یہ صاف نظر آتا ہے کہ آخر کو شہر کو انگریز فتح کر لین گے اور مجھے مار ڈالین گے بادشاہ کے اس کہنے سے یہ افسر متاثر ہوئے انکو کچھ غیرت آئی انہون نے کہا کہ حضور ہمارے سر پر ہاتھ رکھین ہم یقینی فتحیاب ہونگے۔ بادشاہ نے افسرون کے سر پر ہاتھ رکھا اور دعا دی اور کہا کہ جلد جاؤ اور پہاڑی کو فتح کرو۔ غرض ان تمام بیانات سے یہہ ہے کہ بادشاہ کو سپاہ سے فقط یہ تعلق تھا کہ اسنے انکی درخواست سے شہزادون کو کمانڈر انچیف و جرنیل و کرنیل مقرر کر دیا سوا اسکے سپاہ کے کامون مین بادشاہ کو دخل نہ تھا جو سپاہین پہاڑی پر حملہ کرنے جاتین انکو ایک روز پہلے افسران سپاہ خود مرزا مغل کے مکان پر بادشاہ کے صلاح و مشورے بغیر تجویز کر لیتے بادشاہ کبھی اس مین دخل نہین دیتا لڑائی کے وقت سپاہ خود مختار تھی جہان چاہتی وہان رہتی۔

گوری شنکر کو بادشاہ نے اجازت دی کہ وہ سب افسرون کو جمع کرکے سپاہ کا انتظام کرے جو انگریزون کے عہد مین تھا مگر وہ افسرون کو جمع نہین کر سکا۔

سپاہ مین جو افسر لڑائی مین مارے جاتے تھے انکی جگہہ اور عہدہ دار نہین ہوتے تھے۔ نہ کسی عہدہ دار کی ترقی ہوتی تھی نہ تنزل

بعض سکھون نے بادشاہ سے یہ شکایت کی کہ ہم کو انگریزی مورچون پر حملہ کرنے کی عادت ہے مگر پوربئے ہمارے ساتھ ہوکر نہین لڑتے اس لیئے ہم پھر آتے ہین اسلیئے بادشاہ سے التماس کرتے ہین کہ رجمنٹون مین سکھون کو جدا کرکے ایک رجمنٹ جداگانہ مقرر کی جائے اور دو توپین اسکو مرحمت ہون تو وہ انگریزون پر فتحیابی کے ساتھ کامیاب ہو انکی خاطر جمع کی گئی کہ فتح سے مایوس نہ ہو۔ اس درخواست پر پوربیون کو یہہ شبہ ہوا کہ سکھ اپنے تئین اسطرح جدا کرکے انگریزون کے ساتھ ملنا چاہتے ہین ان کے سارے بھائی بند انگریزون کے ہواخواہ ہین انہین سے بہت سے پہاڑی پر ہم سے لڑ رہے ہین۔ غوث محمد خان رسالدار نیمچ اور بخت خان کی آپس مین ایسی ناچاقی ہوگئی کہ نیمچ کے افسرون نے بادشاہ سے درخواست کی کہ انکو اجازت دی جائے کہ وہ بریلی کی سپاہ کے ہتھیار لے لین بادشاہ نے انکی اس درخواست کا کچھ جواب نہین دیا مگر دوسرے دن یہ حکم دیا کہ تمام افسر کیا مرزا مغل کی اطاعت کرین یا کسی اور جرنل کی جسکو وہ خود انتخاب کرکے پسند کرین پھر بادشاہ نے بارہ ممبرون کا کورٹ مقرر کیا جس مین

چھ ممبر بادشاہ کی طرف سے منتخب ہوں چھ سپاہ کی طرف سے - سپاہ کو چاہیئے کہ اس کورٹ سے جو
حکم صادر ہوں انکی بجا آوری کرے - بخت خان نے بڑے بڑے افسروں کے سامنے قرآن اٹھایا
کہ وہ انگریزوں کے ساتھ کچھ سازش نہیں رکھتا - جنرل بخت خان نے بادشاہ کو اطلاع دی کہ
آج ۴ ۲ - اگست کو لڑنے کے لیئے جانے کو ہوں مجھے اجازت دیجیئے - بادشاہ نے کہا خدا حافظ
اپنی خیر خواہی کو حملہ کرنے سے ثابت کرو اور انگریزوں کو غارت کر کے فتحیاب واپس آؤ - ۲۹ اگست کو
بخت خان کی ایک عرضی بادشاہ پاس آئی کہ بادشاہ کو لوگ جو لڑائی کی صلاح دیتے ہیں اس سے
کچھ حاصل نہیں ہوتا پس آیندہ میں سوا اپنی بریلی کی سپاہ کے کسی اور سپاہ سے تعلق نہیں رکھونگا
بادشاہ نے جواب دیا کہ میں تم سے راضی ہوں تم ہی سپاہ کے سپہ سالار رہو ٭
سپیر مائی نر (سفر مینا) نے یہہ شکایت کی کہ ہم نے اپنی جانوں پر کھیل کر ایک بیٹری بنائی
تھی کہ لڑائی کے وقت وہ حضور کی سپاہ کی محافظ ہو مگر سپاہی رات کو انکو چھوڑ کر چلے آئے
انگریزوں نے اسے غارت کر دیا بادشاہ نے بخت خان کو حکم دیا کہ وہ اس شکایت پر توجہ کر
غلام معین الدین رسالدار نے بادشاہ کو عرضی دی کہ فدوی ٹونک سے تقریباً پانچ سو آدمیونکے
ساتھ آیا انکو سپاہ کی صورت میں مرتب کیا اور پندرہ سو اور جہادی غازی یا شہید بننے کے
لیئے جمع ہو گئے ہیں کل میں اور بہت سے ہمراہی حملہ میں شریک ہوئے اور ہم نے اٹھارہ
کافروں کو فی النار کیا اور پانچ جہادی شہید اور پانچ زخمی ہوئے - جب ہم کافروں سے لڑے
تو سپاہ نے ہماری کچھ مدد نہیں کی - اگر وہ ہماری امداد کرتے تو خدا کی مدد سے بالکل فتح ہوتی
مگر خدا کی مرضی میں چارہ نہیں - مجھے امید ہے کہ کچھ ہتھیار لڑنے کے لیئے اور کچھ روپیہ خرچ کے
واسطے مرحمت ہوگا - جسکے سبب سے ہماری مرادیں پوری ہونگیں - اس عرضی پر ۲ - اگست کو
عالیجاہ مرزا مغل نے حکم صادر کیا کہ بالفعل ہتھیار موجود نہیں اگر کہیں سے آجائینگے تو دیئے
جائینگے - روپیہ کا بھی انتظام ہو کر عطا کیا جائیگا -
بخت خان نے ۴ - اگست کو توپوں کے ملنے کی درخواست کی اسپر بادشاہ نے حکم دیا کہ جواب لکھا جائے
بمبئی پریسیڈنسی کی سپاہ جو دہلی آئی تھی اسکے سرداروں اور صوبہ داروں اور افسروں کو مرزا
خضر سلطان نے لکھا کہ تم نے جو بادشاہی سپاہ کی شکست پانے کی خبر سنی ہے وہ انگریزوں کی

جہوٹی لڑائی ہوئی ہے - اسی لوٹے ہزار آئینی سپاه اور دس پندره ہزار آئینی سوار یہان موجود ہین رات دن لڑائی ہوتی ہے انشاء اللہ تین چار روز مین پہاڑی فتح ہوجائیگی اور کافر فی النار ہو جائین گے - تم دہلی مین بادشاه کی خدمت مین حاضر ہو -

گوالیار کنٹنجنٹ کے افسرون کی عرضی کا جواب -

تمہاری عرضی پہنچی - لڑائی مین جو تمنے اپنی مردانگی دکھائی وه معلوم ہوئی یہہ تم پر فرض ہے کہ سپاه اور راجه کو ہمراه لیکر قلعه آگره کو فتح کرو ہم افسرون اور سپاہیون پر نہایت عنایت کرینگے اور اعلے عہدون پر سرافراز اور ممتاز کئیجائین گے -

محسن علی جیلخانه کے داروغه جہانسی نے عرضی بھیجی تھی که مین نے ایک رجمنٹ تیار کی ہے علی غول اسکے نام رکھنے کی اجازت دی جائے بادشاه نے حکم دیا که اس رجمنٹ کا نام فیض رکھا جائے -

بادشاه کا حکم مرزا مغل کے نام یہه صادر ہوا که بہت سے امیدوار جو سپاه مین بھرتی ہونے کے لیئے جمع ہین انسے کہدو که خزانه مین روپیه نہین ہے جو وه ملازم رکھے جائین - انکو نوکری کی کوئی امید نہین رکھنی چاہیئے -

ستمبر ۱۸۵۷ء

ہم نے بادشاه کے جنگی انتظامات اور احکامات کا اوپر بیان کیا اب ملکی انتظامات کا بیان کرتے ہین - بہادر شاه نے یہه حکم جاری کیا که سلطنت کے عدالت کے کامون مین شاہزادے اور سپاه مداخلت نه کرے - عدالت کے سارے کام صرف مفتی اور صدر الصدور کیا کرین نه سپاه نه مال کے حکام اس عدالت مین دخل دین مگر بادشاه کے اس حکم کی کبھی تعمیل نہین ہوئی - شاہزادے سپاه کے زور سے ہمیشه ان کامون مین دخل دیتے تھے -

ضلع گوڑگانوه کے زمیندارون کی طرف سے درخواست آئی که سارے ضلع مین بدنظمی ہورہی ہے کوئی حاکم انتظام کے لیئے بادشاه کی طرف سے بھیجا جائے - بادشاه نے یہ کام مولوی فضل حق کے سپرد کیا - مولوی صاحب عالم متبحر مشہور تھے وه الور سے ترک ملازمت کرکے دہلی مین آئے تھے انہون نے بادشاه کے لیئے ایک دستور العمل سلطنت لکھا تھا جس کی دفعه اول یہ مشہور ہوئی تھی که گائے کہین بادشاہی عملداری مین ذبح نه ہو جبپر مولویون نے

انکا خوب مضحکہ اڑایا مگر یہہ دستور العمل کہین کسی کے ہاتھ نہین آیا انکو اس بغاوت کے سبب
جلا وطنی کی سزا ملی تھی وہ رہا ہوئے مگر جلا وطنی ہی مین روح نے جسم کی قید سے رہائی پائی
انہون نے گوڑگانوہ مین اپنے بیٹے مولوی عبدالحق کو کلکٹر اور آدمیون کو تحصیلدار مقرر کیا جنکی
عمل درآمد نہین ہوئی - بخت خان نے ہوڈل پلول شاہدرہ مین تحصیلدار مقرر کیئے مگر کبھی
زر مالگذاری وصول نہین ہوا شاہزادون نے ارادہ کیا تھا کہ سپاہ بھیجکر زر مالگذاری وصول
کرین مگر اسپر عمل کبھی نہین ہوا - راؤ تلا رام جاگیردار ریواڑی نے عرضی بھیجی تھی کہ مین
یہان بندوبست مالگذاری کے لیئے کر رہا ہون فصل خریف کی آمدنی تو سپاہ مین خرچ ہو گئی آیندہ
پینتالیس ہزار روپیہ سال نذرانہ ادا کرونگا اسکو ریواڑی کی جاگیر کی سند دوام کے لیئے مرحمت ہو
بجنور کے زمیندارون کی بھی عرضی آئی کہ ضلع مین بدنظمی ہو رہی ہے بادشاہ اسکا انتظام کرین
تو بادشاہ نے حکم دیا کہ سپاہ بھیجکر انتظام کیا جائے گا -

مولوی فیض احمد آگرہ مین صدر بورڈ کا سررشتہ دار تھا اور باغی ہوکر دہلی مین آیا تھا اسکو اور
مرزا مغل اور مرزا خضر سلطان کو عدالت کا کام سپرد ہوا - شہر مین کوتوال اور تھانہ دار مقرر
ہوئے - پہلا کوتوال شہر مین معین الدین حسن خان مقرر ہوا جو نواب قدرت اللہ خان کا بیٹا تھا -
اسکا بیان ہے کہ مین نے یہ کوتوالی اسلیئے اختیار کی تھی کہ انگریزون کی خیر خواہی اس بدخواہی
کے لباس مین کرون وہ چند روز مین اپنے ظلم و ستم کے سبب سے برخاست ہوا - اسکے بعد خواجہ
وحید الدین خان کی سفارش سے قاضی فیض اللہ کوتوال شہر اور قاضی عبدالرحیم نائب کوتوال مقرر
ہوئے - قاضی نے استعفا دیا اسکے بعد سید مبارک شاہ رامپور کا باشندہ کوتوال مقرر ہوا اور آخر
عہد تک وہی کوتوال رہا - نجف گڈھہ - مہرولی - شاہدرہ - پہاڑ گنج - بدرپور اور شہر مین جہان
پہلے تھانے تھے تھانہ دار مقرر ہو گئے - ان کامون مین سوا شاہزادون کے بخت خان بھی
دخیل تھا - بادشاہ نے تھانہ دارون اور کوتوال کے نام حکم جاری کر دیا تھا کہ وہ بخت خان کے احکام
کی تعمیل کیا کرین - سپاہی کہا کرتے تھے کہ انہون نے کل ملک کا اپنے تئین مالک بنایا ہے وہ
شاہزادون مین ملک کو تقسیم کرکے انکو صوبہ بنا دین گے -

انتظام ملکی کے لیئے بادشاہ نے بہت آدمی نہین مقرر کیئے تھے مگر شاہزادون اور بخت خان نے

انکو مقرر کیا تھا - بادشاہ نے تو صرف دوابہ مین ولی داد خان کو صوبہ مقرر کیا تھا جو مالاگڈھ ضلع بلند شہر مین حکومت کرتا تھا جب اسنے انتظام کے لیئے بادشاہ سے سپاہ کی درخواست کی تو بخت خان نے اسکو حکم دیا کہ وہ ایک ہزار روپیہ بھیجدے تو سپاہ بھیجدی جائیگی -
اودھ کا صوبہ ڈاکٹر وزیر خان کو مقرر کیا تھا جو آگرہ کا سب اسسٹنٹ سرجن تھا اور باغی ہوکر دلی مین آیا تھا اور بخت خان کا بڑا دوست تھا مگر وہ گیا نہین - رہیلکھنڈ مین خان بہادر خان کو گورنر مقرر کیا تھا - دفتر شاہی مین علی قاسم کے لیئے اضلاع الہ آباد مین صوبہ مقرر ہونیکا حکم موجود ہے مگر اسپر بادشاہ کے دستخط نہین کہ راجہ و نواب اور رؤسا اضلاع الہ آباد کو حکم دیا جاتا ہے کہ ہم نے اپنے فدوی خاص علی قاسم کو اضلاع الہ آباد مین صوبہ مقرر کیا ہے تم سب اسکے حکمون کی تعمیل کرو اور سارے کام اسکی مرضی کے موافق کرو کوئی کام اسکی مرضی کے خلاف نہ کرو - اور یہہ تمپر فرض ہے کہ ملعون کافرون کو غارت کرنے مین اس کے معاون ہو ان اپنی خدمات کا صلہ بادشاہ سے پاؤ گے نواب باندہ کے نام بھی ایسا ہی حکم تھا -

مولوی لیاقت علی کو بھی پہلے صوبہ الہ آباد کی حکمرانی کی سند بادشاہ نے دی تھی -

بادشاہ کا ایک حکم دفتر شاہی مین بغیر دستخط و مہر کے یہہ بھی موجود ہے -

تمام ہندو مسلمانون کے نام جو ترقی مذہب چاہتے ہین

تم کو معلوم ہو کہ ملک الدین ان آدمیون مین سے ایک ہے جنہون نے جہاد کے لیئے کمر کسی ہے اور وہ خزانہ کا مہتمم اور سپاہ کا پیشوا ہے وہ غازیون کے جمع کرنے کے لیئے اور خداداد سپاہ کے خرچ کے واسطے روپیہ جمع کرنے کے لیئے بھیجا جاتا ہے - اس سپاہ نے ہزارون گورون اور انکے افسرون کو فی النار کیا ہے یہہ تمپر واجب ہے کہ اپنے فائدہ کے لیئے بتفصیل ذیل روپیہ اسکو دیدو اور اپنے کسی معتمد کو اسکے ساتھ کردو تمکو چاہیئے کہ راہ مین اسکی امداد سپاہ سے کرو اور عیسائیون کے قتل کرنے مین اسکے معاون ہو اور جو کوئی عیسائیون کے ساتھ سازش کریگا اسکے جان و مال غارت کیئے جائینگے -

فہرست مطالبہ زر

رئیس چھتاری	سات تو پین اور روپیہ ۵۰۰۰۰
رئیس بہرولی	۱۰۰۰۰
رئیس دھرم پور	۵۰۰۰
رئیس دان پور	۵۰۰۰
رئیس پہاسو	۵۰۰۰
رئیس سعدآباد	۵۰۰۰
رئیس دتاولی	۲۰۰۰
رئیس بھیکم پور	۱۰۰۰۰
رئیس براؤن	۱۰۰۰۰
روساء جیور	۵۰۰۰
مہاجنان متھرا	۵۰۰۰۰
راجہ بلب گڈھ	۱۰۰۰۰۰
رئیس غلام علی اندرولی	۲۰۰۰۰
راجہ بھرت پور	۵۰۰۰۰۰
میزان کل	۱۲۴۵۰۰۰

پیہن واس زمیندار متھرا کی بھی عرضی آئی تھی کہ اسکو سند متھرا اور میرٹھ کے درمیان انتظام کرنےکی اجازت ملے مگر کچھ حکم نہیں صادر ہوا۔

اسکے تین مہینے کے بعد دونارے خان کے بھائی جاگیردار گڑھی (متھرا کے پاس ہے) نے اپنے بھتیجے امراؤ بہادر کے ہاتھ اپنی عرضی بھیجی کہ اسکی وہ جاگیر معاف ہو جائے جو سرکار انگریزی نے ضبط کی ہے۔ بخت خان نے اس درخواست پر توجہ کی اپنے حامل عرضی سے کہا کہ تمہاری درخواست منظور ہوگی اگر تم انگریزوں سے ہمارے ساتھ کسی لڑائی میں شریک ہو۔ امراؤ بہادر انگریزوں سے لڑا زخمی ہوا اور ایک ہفتہ کے اندر دہلی میں مر گیا

سند معافی جاگیر تیار ہوگئی تھی مگر وہ اس پاس نہین پہنچی۔

مولوی فیض احمد ضلع بلند شہر اور ضلع علی گڈھ کی تحصیل زر مالگزاری کے لیئے مقرر ہوا اور حسن بخش انکی بھی ضلع علی گڈھ کی تحصیل مالگذاری کے لیئے مقرر ہوا اور ولی داد خان کے نام حکم بھیجا گیا کہ وہ ان دونو آدمیون کے کام مین امداد کرے۔ راؤ گلاب سنگھ رئیس کچیسر کے نام حکم تھا کہ وہ بارہ ہزار روپیہ جمع سرکاری کے حسن بخش و فیض احمد کو ادا کرے۔ ظہور علی خان رئیس دھرم پور محمد داؤد خان رئیس بھیکم پور و راجہ دمن سنگھ کے نام احکام تھے کہ وہ زر مالگزاری فیض احمد اور حسن بخش کو ادا کردین۔ مولوی عبدالحق کے نام حکم تھا کہ وہ ضلع گوڑگانوہ کی تحصیل زر مالگزاری کا انتظام کرے۔

مرزا مغل کے نام بادشاہ نے یہہ حکم لکھا ہے کہ ہمارے فرزند کو معلوم ہو کہ جب سپاہ کے پیدل اور سوار اول ہی میرے پاس آئے ہین تو مین نے انسے خود اپنی زبان سے کہدیا تھا کہ میرے پاس خزانہ اور مال اسباب نہین ہے جسسے مین انکی مدد کرسکون لیکن اگر میری جان انکے کام آئے تو اسمین مجھے دریغ نہین میرے اس کہنے سے وہ سب خوش و راضی ہوگئے اور انہون نے اقرار کیا کہ وہ میری فرمان برداری و اطاعت مین اپنی جانین مجھہ پر قربان کرین گے مین نے انکو ہدایت کی کہ انکا اول کام یہہ ہے کہ مستعد رہین اور خزانہ کا انتظام ایسا کرین کہ وہ آیندہ انکے اور میرے کام آئے اسکے بعد انہون نے دیوان خاص و دیوان عام و مہتاب باغ مین اور اور مقامات مین جہان انکی خوشی مین آیا خیام کیا۔ مین نے انکی جہالت و آسائش و آرام کی خاطر سے اپنے نوکرون کو منع کردیا کہ وہ اس کام مین انکے مزاحم نہون اگرچہ کوئی مین نے ان سے اقرار نہین کیا تھا مگر روپیہ قرض لیا گیا کہ ہر پیادہ و سوار کو روزینہ دیا جائے مین نے بار بار یہہ حکم دیا کہ وہ شہر مین جبر و تعدی و غارتگری نکرین مگر اس سے کچھہ کام نہ نکلا آج دس روز گذرے ہین مگر اب تک وہی خرابیان چلی جاتی ہین۔ دیوان خاص و دیوان عام مین سے رجمنٹین چلی گئی ہین مگر مین نے انکو حکم دیا تھا کہ وہ شہر سے باہر جاکر مقیم ہون اور کوئی پیدل اور سوار شہر مین ہتھیار باندھکر نہ پھرے اور شہر کے باشندون پر زیادتی نہ کرے مگر ایک رجمنٹ دہلی دروازہ مین اور دوسری اجمیری دروازہ مین اور تیسری لاہوری دروازہ مین شہر کی

فصیل کے اندر رہتی ہین اور بعض بازارون کو انہون نے بالکل لوٹ لیا ہے نہ رات کا خیال کرین نہ دن کا وہ لوگون کے گھرون مین یہہ بہانہ بناکر کہ گھرمین کوئی فرنگی ہے گھس کر لوٹ لیتے ہین دکانون کے قفل توڑتے ہیں کواڑ نکال لیتے ہین اور انکے اندر کا اسباب بیحجاب لوٹتے ہین وہ سوارون کے گھوڑے کھول لے جاتے ہین باوجودیکہ یہہ دستور چلا آتا ہے کہ جو شہر حملے و تیغ زنی سے پہلے لئے جاتے ہین وہ لوٹ مار سے بری کئے جاتے ہین مگر اسپر وہ کچھ خیال نہیں کرتے چنگیز خان و نادرشاہ بھی جو بڑے ظالم مشہور ہین، وہ شہرون کو پناہ و امن دیتے تھے جو اپنے تئین بغیر مقابلہ کے انکو سپرد کر دیتے تھے اسکے علاوہ سپاہی میرے ملازمون اور اہل شہر کو دھمکاتے و ستاتے ہین باوجودیکہ مین نے پیدلون کو فراش خانہ کے اور سوارون کو مہتاب باغ کے خالی کرنے کا بارہا حکم دیا ہے مگر وہ خالی نہین کرتے یہہ وہ مقامات ہیں جنہین نہ نادرشاہ اور نہ احمد شاہ اور نہ کوئی گورنر جنرل ہند گھوڑے پر سوار ہو کر اب تک آیا تھا۔ سپاہ نے اول درخواست کی کہ شاہزادے انکے لئے علے افسر مقرر ہون ہم سب اُن کی فرمانبرداری و اطاعت کرین گے ۔ یہہ کام انکی مرضی کے موافق کیا گیا۔ پھر انہون نے اس بات پر زور ڈالا کہ اس مین ہمارا اعتبار بڑھ جائے گا اگر ان شاہزادون کو ان کے عہدون کے لئے خلعت مرحمت ہون جسّے وہ مستقل ہمارے حاکم معلوم ہون اور تمام قیدی فرنگی ایک ہی دفعہ مین مارے جائین یہہ کام بھی انکی مرضی کے موافق کیا گیا اور اسی دن اشتہار عام دیا گیا جنپر مہر شاہی لگی ہوئی تھی کہ شہر مین عدالت کی کچہریان مقرر کی گئین لیکن اہل شہر پر انکا کچھ اثر نہین ہوا۔ ان باتون سے قطع نظر کرکے یہہ لکھا جاتا ہے کہ جب برٹش گورنمنٹ کا کوئی اعلے افسر قلعہ مین آتا تھا تو وہ دیوان عام کے دروازہ پر گھوڑے سے اترتا تھا اور پیدل پھرتا تھا لیکن یہ سوار گھوڑے دوڑاتے ہوئے دیوان خاص اور جلو خانہ تک آتے ہین جنکا لباس نامناسب ہوتا ہے ۔ سر پر دستار نہین ہوتی وہ شاہی آداب و تعظیم کو بجالانا جانتے نہین ۔ دربار مین سپاہ کے افسر اپنے لباس کی کچھ پروا نہین کرتے سرون پر ٹوپیان سجائے پگڑی کے ہوتی ہین اور تلوار ساتھ ہوتی ہے انگریزی عملداری مین اسکی کسی فہم نے ایسا نہین کیا۔ انہون نے بے فائدہ میگزین کے کل اسباب کو خرچ کیا اور خزانہ کے روپیہ کو اڑا دیا

اب بڑا غل مچا مچا کے اپنا روزینہ اتنے آدمیون کا جتنے وہ ہین نہین مانگتے ہین۔ پھر
دکاندارون پہ طرح طرح کے ظلم وستم کرتے ہین ایسے اجناس لے لیتے ہین اور قیمت دیتے
نہین۔ اب شہر کے باہر کا حال یہ ہے کہ سپاہی شہر سے باہر انتظام کرنے کے لیئے تو جاتے
نہین اسلیئے سیکڑون آدمی مارے جاتے ہین اور ہزارون آدمی لوٹے جاتے ہین ملک کے
نظم ونسق کی صورت یہ ہے کہ شاہی سپاہ کافی نہین کہ وہ کل اضلاع کے بندوبست کو سنبھالے
تحصیلدار اور پولس افسر مقرر نہیں ہو سکتے۔ قلعہ وشہر سے باہر نہ کوئی پیدل نہ کوئی سوار
باہر قدم رکھتا ہے کہ انتظام ہو۔ ایسی حالتون مین ملک سے رسد کا آنا اور زر مالگزاری کا
وصول ہونا سخت مصیبت ہے ان سب حالتون کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ شہر اور ملک کے
بالکل تباہ وغارت ہونے کے سوا کچھ اور امید نہ ہو سکے۔ ان باتون پر یہہ اور طرہ ہے
کہ وہ بادشاہی ملازمون پر الزام لگاتے ہین کہ وہ ہمارے مخالف ہین اور اپنا روزینہ ان سے
بڑی حکومت سے گستاخانہ مانگتے ہین۔ میرے حکم کے موافق میرے یہ ملازم انسے بہ لجاجت
وخوشامد وبہ منت پیش آتے ہین مگر اسپر بھی وہ راضی نہین ہوتے۔ ایسی صورتون مین کب
اس بات کا یقین ہوتا ہے کہ یہہ سپاہی ملک کی صلاح وفلاح چاہتے ہین یا حکومت شاہی
کی اطاعت کے خواستگار ہین؟ اب ایک اور بات خیال کرنے کی ہے کہ خزانہ مین تو
روپیہ نہین شہر کے مہاجن وسوداگرون مین لٹ جانے اور تباہ ہونے کے سبب سے
استطاعت نہین رہی کہ وہ روپیہ قرض دین۔ پس کسطرح سے انکو کسی وقت تک روزینہ
تقسیم ہو سکتا ہے؟ جب انکا یہہ روزینہ بند ہو جائیگا اور ملک سے جو رسد آتی تھی بند ہو جائیگی
تو کیا حالت ہوگی؟ پھر تماشا یہ ہے کہ سپاہی یہہ خود کرتوت کرتے ہین جس سے ساری
خرابیان پیدا ہوتی ہین اور اسکا الزام ملازمان شاہی پر لگاتے ہین (الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے)
خلاصہ یہہ ہے کہ جب سپاہ کا یہہ حال ہو تو ظاہر ہے کہ میری بادشاہی بالکل غارت وتباہ
ہو جائیگی۔ میری بیکسی وبیچارگی کی نوبت یہان تک پہنچ گئی ہے کہ مین نے عہد کر لیا ہے
کہ اپنی باقی زندگی یاد الٰہی مین بسر کرون اور بادشاہی کو سلام کرون جس مین سراسر تکالیف
اور مصائب ہین اول خواجہ صاحب کی درگاہ مین جاؤن اور وہان سے اپنا انتظام کر کے

نکہ چلا جاؤن یہہ بھی خیال کرنا چاہیئے کہ جب سپاہ آئی تو بادشاہی ملازمون نے اور اہل شہر نے
ان کا کسی طرح کا مقابلہ نہین کیا نہ کوئی کام دشمنی کا انکے ساتھ کیا اس لئے اہل شہر مستحق نہین
ہین کہ انکی جان و عزت و مال اسباب تلف ہون مین اپنی رعایا کی طرف سے قائم مقام ہوکر
سپاہ کو سمجھاتا ہون کہ پھر کیون ہم ان کے کام مین شریک ہون اور اپنی اولاد کو انکے کامون
مین شریک و معاون بنائین ظلم و تعدی و جبر جو اب ہو رہا ہے اسکو مین اپنی بادشاہی
کی کسر شان سمجھتا ہون کہ بادشاہ ہوکر سپاہ کا رفیق ہون اور انکو قتل و غارت کرنے
کو پسند کرون۔۔۔ یہہ بات سوچنے کی ہے کہ ایک طرف بادشاہ اور رعیت کے درمیان
محبت و دوستی و نیک خواہی ہو۔ دوسری طرف سپاہ کے ایسے افعال ہون کہ وہ اپنے ان
کامون کو جو دشمن کی سپاہ بھی نہین کرتی اپنی نیک کرداری جانے سپاہ کے لیئے قابل تعریف
کے یہہ ہوشیاری اور دانائی کا کام سزاوار تھا کہ وہ رعایا کی پرورش اور محافظت کرتی اور
ملازمان شاہی کے ساتھ یگانگی قائم رکھتی اور اپنے تئین بادشاہ کے دل پسند بنانے
کے لیئے غور کرتی۔ ہم کو توقع تھی کہ اگر وہ اس طرح عمل کرتی تو امن امان رہتا۔ میرے فرزند
تم پیدل اور سوارون کے افسرون کو بلاکر ان کے سامنے ان باتون کو خوب توضیح کے ساتھ
بیان کرو اگر وہ حقیقت مین میری سلطنت کی خدمت کرنی چاہتے ہین تو وہ ایک تحریری اقرارنامہ لکھدین
جسکا مسودہ انکے پاس بھیجا جائیگا اور انکی دلجمعی کے لیئے ہم بھی ایک تحریری اقرارنامہ لکھدینگے
انکو چاہیئے کہ وہ اپنے ان جبر و تعدی و ظلم و ستم اور ناسزا کامون کو چھوڑین جو اب تک
کر رہے ہین اور آج ہی پیدل سپاہ اپنے خیمون کو شہر سے باہر لے جاتے اگر کوئی سپاہی
کسی باشندہ کو قتل کریگا یا لوٹے گا تو اس جرم کے ثابت ہونے کے بعد اسکو مناسب
سزا دی جائیگی تاکہ اور آدمیون کو عبرت ہو اور وہ جانین کہ ایسے برے کامون کے کرنے سی
سزا پانی سے وہ بچ نہین سکتے اور ایک رجمنٹ کو یا کئی رجمنٹون کو احکام شاہی دیئے جائین
کہ وہ جاکر ملک مین سے فسادون کو دور کرین اور امن امان قائم کرین تو وہ بغیر بڑبڑانے
اور چون و چرا کے سفر کرین اور سینہ زوری کے ساتھ بیگار نہ لین اور سامان رسد کی نامعقول
درخواستین نکرین یہ رجمنٹین اس حالت مین مراجعت کرنے کا اختیار رکھتی ہین کہ جب یہ امر

تحقیق ہو جائے کہ انگریزی سپاہ قریب آگئی ہے تو پھر وہ جس ترتیب و انتظام سے لڑنا چاہیں لڑیں۔ سپاہ اس امر کا فیصلہ کرے کہ کسقدر سپاہ جداگانہ مختلف مقامات مین رکھی جائے اور انکی تقسیم کس طرح ہو۔ شہر مین بھی سپاہ کے رہنے کی ضرورت ہوگی لیکن بالفعل ضرورت نہین ہے۔ شہر و ملک دونو یکسان غارت و تباہ ہو رہے ہین اور سپاہ شہر سے باہر نکل کر ذرا کوشش بندوبست مین نہین کرتی یہہ ایک اور بات ان کے سامنے اچھی طرح بیان کر دو کہ اگر وہ بادشاہ کی ان خواہشون اور ارادون کے برلانے مین خوشی و رضامندی سے سعی نہ کرینگی تو ہم فقیر ہو کر خواجہ صاحب مین جا بیٹھینگے اور ہم کو کوئی اس کام کے کرنے مین روک نہین سکتا وہ شہر و قلعہ و ملک کے خود مالک ہو بیٹھین قدیم زمانہ کے بادشاہون مین سے کسی نے نہ جنگ آزماؤن مین سے جو انکے بعد آئے کسی نے اس زمانہ تک اس شخص پر ظلم کیا ہے جسنے انسے پناہ مانگی اور امن چاہا ہو انہون نے اسکو آزادانہ اختیار دیا کہ وہ اپنا طریقہ اختیار کرے تم سپاہ سے کہو کہ اوپر جو دو باتین بیان کی گئی ہین انہین سے وہ ایک بات اختیار کر کے اپنی عرضی مین بیان کرین اور اسپر افسر اپنے دستخط و مہرین کرین اور وہ عرضی ہمارے پاس بھیجدو تم اس بات کو خفیف معاملہ نہ جانو پیرانہ سالی و ضعیف حالی کے سبب سے ہین ان امور کا بار نہین اٹھا سکتا کسی قوم پر سلطنت کرنی اور سپاہ کو قابو مین رکھنا لڑکون کا کھیل نہین ہے۔

۲- جولائی کو بادشاہ کے احکام جاری ہوئے کہ شہر کے باشندون کو کوئی شخص لوٹے نہین مگر اس کے ساتھ بادشاہ نے یہ بھی کہا کہ میرے احکام جاری کرنے عبث ہین اس لیئے کہ کبھی انپر تعمیل نہین ہوتی کوئی نہین سنتا کہ مین کیا حکم دیتا ہون۔ بادشاہ سے بخت خان نے کہا تھا کہ اگر کوئی شہزادہ شہر کو لوٹے گا تو مین اسکی ناک کان کٹوا دونگا۔ بادشاہ نے کہا کہ تم کو اختیار ہے۔ پھر بخت خان نے شہر کے کوتوال پاس حکم بھیجا کہ اگر شہر مین آیندہ لوٹ مار ہوگی تو کوتوال کو پھانسی دی جائیگی اور اسنے ڈھنڈورا پٹوا دیا کہ سارے دکاندار اپنے پاس ہتھیار رکھین اور گھر مین کوئی مرد بغیر ہتھیارون کے نہ رہے اور جس کسی پاس ہتھیار نہ ہون تو وہ ہم سے ہتھیارون کی درخواست کرے ہم اسکو ہتھیار مفت دیدینگے

اور جو سپاہی لوٹتا ہوا گرفتار ہوگا اسکے ہتھیار لے لیئے جائینگے ۔

حالات متفرقہ

۲۹ ۔ جولائی کو تلنگے قدسیہ باغ مین سے ایک آدمی کو پکڑ لائے اور کہا کہ یہ جان لارنس ہے اور اسکی پہچان یہ ہے کہ اسکی پیٹھ پر زخم ہے ۔ جب اس کے کپڑے اُتارے تو کوئی زخم پیٹھ پر نظر نہ آیا ۔ یہہ آدمی جو منشی پنڈتون کے بھیس مین تھا پترا اور پوتھیان اس پاس تھین اسپر جاسوسی کا شک ہوا اسکو مار ڈالا مگر یہہ ایسا مستقل مزاج آدمی تھا کہ اُسنے اپنی جان بچانے کے لیئے ایک لفظ نہین کہا اسپر زخم پر زخم لگائے گئے مگر اس نے اُف نہین کی جس سے لوگون کو یقین ہوا کہ وہ ضرور جاسوس تھا ۔

ایک جاسوس کا مارا جانا

بعض کہتے ہین کہ علی پور سے انگریزی لشکر سے ایک حوالدار سونے کا کنٹھا گلے مین پہنے ہوئے آیا ۔ بعض کہتے ہین کہ وہ فیروزپور کی کسی رجمنٹ کا صوبہ دار تھا اپنے گھر رضا پر آیا تھا جو پوری ہوگئی تھی وہ پھر اپنی رجمنٹ مین جاتا تھا اسنے لاہوری دروازہ کے باہر اپنے بھائی بندون کو سمجھایا کہ اب مین اپنی پلٹن مین واپس جاتا ہون اگر تمہاری مرضی ہو تو انگریزون سے عرض معروض کرون کہ تم اپنے صلح کرنی چاہتے ہو یہ سنتے ہی تلنگے ایسے آگ بھبوکا ہوئے کہ کرچون سے اسکا گلا کاٹا اور کنٹھا اپنے پہننے کے لیئے اُتارا

ایک حوالدار کا مارا جانا

دو تین دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ دو چار انگریزون کے سر کاٹ کر تلنگے یا جہادی شہر مین لے آئے اور انکو ایک طاس مین رکھ کر امیرون اور شہزادون کے پاس لے گئے وہ انکو دیکھ کر شاد شاد ہوئے اور دو دو چار چار روپے انعام کے اس طاس مین ڈال دیئے اور دعائین مانگنے لگے کہ خدا ہم کو انگریزون کی صورت اس طرح دکھائے ۔ ایک آدھ سر کی آنکھ بھی نکال لیتے اور کہہ دیتے کہ یہ سر کانڑے بن مٹکف کا ہے ۔

۹ ۔ جولائی کو لڑائی مین محبوب علی خان کی سرائے مین چند گورے ایسے گھر گئے کہ تلنگے ان کو مار کر سر کاٹ لائے اور انکو بادشاہ کے روبرو رکھا تو بادشاہ بڑا خوش ہوا اور سر کاٹنے والون کو انعام دیا ۔

۱۴ ۔ جون کو محبوب علی خان خواجہ سرا وزیر بہادر شاہ نے جو مدتون سے بیمار تھا انتقال کیا

اسکا جنازہ بڑی دھوم دھام سے اٹھا۔ خانم کے بازار میں شاہ کریم اللہ جہان آبادی کے مقبرہ مین دفن ہوا۔ اسکی فاتحہ سوم مین سارے شہر کے رئیس آئے۔ مگر اب قبر کا نشان باقی نہیں رہا مگر اسکی ایک سرائے سبزی منڈی مین مشہور ہے وہ اس سبب سے بڑا نیکنام تھا کہ بادشاہ کے ملازمون کی تنخواہ ماہ بماہ تقسیم کرتا تھا۔

بادشاہ کا دم تو پہلی ہی جون کے سپاہ کے ہاتھ سے نکلنے لگا تھا اسنے اپنے بیٹون اور پوتون کو بلا کر کہا کہ مجھے اسپر بڑا غصہ آتا ہے کہ تم باغیون کے ساتھ ہمدردی اور دل سوزی کرتے ہو۔ میرا کہنا یاد رکھو کہ انگریز ایک دن آکر تم کو پھانسی دین گے اور میرا حال یہہ ہوگا۔ کہ کفن پہنکر زندگی کے ایام کسی باغ مین گذران دونگا۔

بادشاہ کو سرکار کمپنی ایک لاکھ روپیہ ماہوار دیتی تھی۔ بادشاہ اس لاکھ روپیہ مین سے اپنی اولاد کو اور شاہزادون کو اپنے نوکرون کو مشاہرہ دیتا تھا جسسے انکی گذر اوقات ہوتی تھی۔ اب نہ بادشاہ کو تنخواہ ملتی تھی نہ وہ شاہزادون مین تقسیم ہوتی تھی۔ اس لیئے انکے گھرون مین فاقے ہونے لگے۔ جب لوگ شاہزادون کو مبارکباد دیتے تھے کہ شاہی بیٹھے بٹھائے انکے گھر مین آئی تو وہ کہتے تھے کہ شاہی نہین گدائی آئی ہے۔ فاقے مرتے ہین۔ بھیک بھی کہین سے نہین ملتی اس شاہی سے تو انگریزی عملداری اچھی تھی جسمین عیش و آرام سے گذرتی تھی۔

بادشاہ کے اکثر ملازمین بہت تھوڑی تنخواہ پاتے تھے از دست تا دہان رہتے تھے ان کو صرف ایک دفعہ ایام غدر مین تنخواہ ملی کوٹ قاسم بادشاہ کا ایک علاقہ تھا جس مین غلام فخر الدین خان تحصیلدار تھا وہ تیس ہزار روپیہ اس علاقہ کی آمدنی کا بادشاہ کے پاس لایا تھا تو اسمین سے ان غریب نوکرون کو بھی تنخواہ ملی تھی انکا برا حال تھا نہ موت آتی تھی نہ رزق ملتا تھا تجارت و صنعت و حرفت کی بڑی کساد بازاری تھی۔ جن پیشون کی ضرورت تھی ان پیشہ ورون سے بیگار مین کام لیا جاتا تھا جیسے نعلبند چھپر بند مزدور وغیرہ وہ بھی حیران تھے کہ کہان سے کھائین گے۔ ہان کچھ دنون شہر کے لچے شہدون و بدمعاشون کا کام لوٹنے سے بن گیا تھا سو اسکا بھی انسداد اسطرح ہوگیا کہ جو دولت مند تھے انہون نے اپنے

مکانوں پر رسالداروں اور صوبہ داروں و حولداروں کو اپنے گھروں میں آباد کیا تھا ان کے خوف کے مارے شہر کے بدمعاشوں کا حوصلہ نہیں ہوتا تھا کہ دولت مندوں کے گھروں پر ہاتھ ڈالیں۔ سب طرف سے رزق کے دروازے بند تھے سارا شہر حیران و پریشان تھا۔ عورتیں خدا سے دعائیں مانگتی تھیں کہ تلنگوں کو خدا کہیں غارت کرے بعض انہیں بے باک تلنگوں کے منہ پہ کہہ دیتی تھیں کہ موئو ان تم کب اپنا شہر سے منہ کالا کرو گے۔ تلنگوں میں ایسی نامردی آ گئی تھی کہ وہ یہہ سب گالیاں کو سنے شہر والوں کے سنتے تھے اور کچھ نہیں بولتے تھے۔ تلنگوں کا رعب اہل شہر کے دلوں میں سے ایسا اٹھ گیا تھا کہ وہ انکی شرارتوں کا مقابلہ کرتے تھے کئی جگہہ وہ گھر لوٹنے گئے تو زخمی و گھائل ہوئے۔

انگریزی کیمپ سے ایک ہاتھی کا آنا

انگریزی لشکرگاہ سے جولائی میں ایک دبلا پتلا مریل ہاتھی ایک فیلبان لاہوری دروازہ سے شہر میں لایا بادشاہ کو اسکی اطلاع مرزا مغل نے دی بادشاہ نے اپنے فیل خانہ میں ہاتھی کے داخل ہونے کا حکم دیا۔ مگر اس ہاتھی کی نسبت یہہ روایات شروع ہوئیں کہ تین مہینے سے اس ہاتھی پہ پڑھنتیں پڑھی جاتی تھیں اور پنڈت ہوم کرتے تھے تو اس ہاتھی میں یہ خاصیت پیدا ہوئی کہ وہ جس طرف جائے اسکو شکست ہو غرض ایسی نحوستیں اس ہاتھی کی بیان ہوئیں کہ اسکی جان نکالی گئی۔

آگرہ کی فتح

۱۳ جولائی کو بادشاہ پاس خبر آئی کہ نیمچ کی سپاہ نے آگرہ فتح کر لیا۔ اس فتح کی خوشی میں سلیم گڈھہ سے ۲۱ توپیں سلامی کی سر ہوئیں شہر میں اس خبر کی تین روز تک بڑی گہما گہمی رہی پھر معلوم ہوا کہ یہہ خبر غلط ہے۔

مرزا الٰہی بخش اور بادشاہ، کالے خان

۲۶ جولائی کو مرزا الٰہی بخش نے بادشاہ کو صلاح دی کہ انگریزوں سے صلح کا پیغام دو بادشاہ نے کہا کہ میں اس باب میں کچھ اختیار نہیں رکھتا تو مرزا نے کہا کہ اگر ایسا نہ کرو گے تو بہت پستاؤ گے اور نقصان اوٹھاؤ گے۔ بادشاہ نے دو دفعہ بہادری پر صلح کا پیغام بھیجا مگر انگریزوں نے نامنظور کیا۔

کالے خان پہلے انگریزی سپاہ میں اٹھائیس روپیہ ماہوار کا نوکر تھا وہ موری دروازہ کے گرگج پر سے انگریزی لشکرگاہ پر توپیں چلاتا تھا۔ اسکی نشانہ بازی کی کہانیاں روز مشہور ہوتی تھیں

پھر آخر کو اسپر یہ شبہ ہوا کہ وہ انگریزون سے مل گیا ہے اس قصور مین معطل ہوا پھر بحال ہوا۔

۲۸۔ جون کو دہلی سے سپاہ نے جاکر باغپت لوٹ لیا اور وہان کے تھانہ دار اور محرر کو گرفتار کرکے لے آئے جو انگریزون کی رسد رسانی کا اہتمام کرتے تھے

اول اول جب شہر مین باغی سپاہ داخل ہوئی ہے تو وہ دین دین پکارتی تھی اور اپنی بغاوت کا سبب فقط یہی بتاتی تھی کہ انگریز انکو بیدین کرنا چاہتے تھے مگر دو مہینے کے بعد اس بات کا ذکر سننے مین نہین آتا تھا ہر رجمنٹ و رسالہ مین تلنگے و سوار ایسے اشراف و بھلے مانس تھے کہ وہ کہتے تھے کہ یہہ دنگہ فساد مچانا اور افسرون کو قتل کرنا ہم مین سے صرف تھوڑے سے آدمیون کا کام ہے۔ ہمارا جرم یہہ ہے کہ ہم نے انکو یہہ کام کرنے دیا اس خیال مین وہ سب متفق تھے کہ اس جرم کے سبب سے ہم کو انگریز زندہ نہین چھوڑین گے اگر انگریز قائم رہین گے تو ہم کسی طرح زندہ نہین رہ سکتے۔ ہم ہین تو وہ نہین اور وہ ہین تو ہم نہین اگر وہ رہے تو ہم ان کے ہاتھ سے کہین بچکر نہین جا سکتے ہمارے سارے گھر بار کا اتا پتا انکی کتابون مین لکھا ہے ہمارا حلیہ انکے پاس ہے اس لئے ہم لڑتے ہین کہ انگریزون کو نیست و نابود کرنے پر ہماری زندگی کا مدار ہے،

اکثر انکے افسر بڑے پژمردہ خاطر رہتے تھے انکو اپنی تنخواہین اپنی عزتین آخر عمر مین پنشنین پانے کی امیدین یہ سب باتین یاد آتی تھین تو انکی جان نکل جاتی تھی۔ سپاہی ان کے حکم کو نہین مانتے تھے انکو باتین بھی ایسی سنا دیتے تھے جس سے وہ شکستہ خاطر ہوتے تھے۔

مختلف مقامات سے دہلی مین جو سپاہین جمع ہوئین انہین آپس مین اتفاق نہین تھا۔ جب نجف گڈھ کی لڑائی کے لیئے نیمچ اور بریلی کے برگیڈ جانے لگے ہین تو اول جھگڑا اس بات پر ہوا کہ کون پہلے جائے ہر ایک کہتا تھا کہ کیا ہم پیچھے جاکر پہلے کے پیچھا نہ پہنچا نہ پھرین گے اسکو وہ اپنی تذلیل سمجھتے تھے۔ جب اول نیمچ کا برگیڈ گیا تو بریلی برگیڈ اسسے اتنے فاصلہ پر رہا کہ توپ کی آواز سنتا تھا اسنے کچھ خبر نہین لی کہ نیمچ کی فوج پر کیا بڑی بنی وہ پچھلے پاؤن دہلی کو واپس چلا آیا اس سے اتنا بھی نہین ہوا کہ ایک وار کرتا بریلی برگیڈ کو جیسا بخت خان لایا تھا بغیر کسی نقصان اٹھانے کے دہلی کے فتح ہونے کے بعد صحیح سلامت لے گیا

اپنا نام کم بخت خان شہر مین مشہور کر گیا۔ جب تلنگے شکست پاکر شہر مین آتے تو اہل شہر انکو چھیڑتے کہ تم سے پہاڑی فتح نہین ہوتی جس مین تم کہتے ہو کہ تھوڑے سے گورے باقی ہین تو وہ کہتے کہ ہم سب کیا کرین ہم جہان انگریزونکی سامنے ہوگئے وہان گراپ مارے کہین گراپ نہین کھاتے اب انگریز گراپ کے سامنے ہم کیسے ٹھیر سکتے ہین ہم وہی ہین جو ہم مین سے ایک گردا کہہ کہ لیٹ جاؤ ہم لیٹ گئے آسنے کہا کہ کھڑے ہو جاؤ کھڑے ہو گئے۔ اب اس سے کیسے لڑنے جائے جہان اسکی صورت دیکھی پھر ہمارے پیر نہین جمتے دنیا مین کبھی کوئی سپاہ بغیر سردار کے بھی کہین لڑی ہے ہم نے اپنے سردارون کو مار ڈالا یا ان سے برگشتہ ہوگئے اب وہ ہمارے سر پر ہین نہ ہم سے لڑا جاتا ہے۔ یہ سردار ہمارے ایسے تھے کہ کبھی کوئی نہین مرتا ہی نہین تھا جو افسر مرتا اسکی جگہہ دوسرا افسر اسکا ماتحت آجاتا تھا جس سے ہمکو معلوم بھی نہین ہوتا کہ کوئی افسر ہمارا مرا ہے بے سری فوج جیسی ہماری ہے کبھی نہین لڑ سکتی۔

وہ کسی جوش مذہبی کے سبب سے لڑتے تھے افسر اس مایوسی کے سبب لڑتے تھے کہ انکو امید نہین تھی کہ انگریز انکو زندہ چھوڑین گے لڑکر مرنا اور طرح مرنے سے بہتر جانتے تھے انہین ایک گروہ تلنگون اور زیادہ تر سوارون کا ایسا بھی تھا کہ وہ اپنے بالون مین خوشبو دار تیل ڈالتا اور گلے مین پھولون کے کنٹھے اور ہار پہنتا اور بھنگ کے نشہ مین بدمست ہوتا اور چاندنی چوک کی سیر گشت کرتا اور گیت گاتا۔ جب اس کے ساتھی اسکو لعنت ملامت کرتے تو کہہ دیتا کہ تم نے بغاوت کی ہے تم لڑو بھڑو۔ ہم نے کچھ نہین کیا ہے جو لڑین انکو یہہ یقین دل مین ایسا بیٹھا ہوا تھا کہ انگریز ہمکو مار ڈالین گے کہ اگر انگریز انکے قصور کے معاف کرنے کا اشتہار دیتے تو اسپر وہ یقین نہین کرتے۔ متواتر شکستون کے باعث [illegible] خاطر ہوگئے تھے کہ شہر کے آدمیون سے دبنے لگے تھے۔ آخری شکست کے [illegible] نامردی کا حال یہہ تھا کہ اگر عورتین چاہتین تو انکے ہتھیار چھین لیتین

باب ششم

ایام غدر کے اور اسکے بعد چند مدت کے دہلی کے متفرق حالات

انگریزی کیمپ یعنی پہاڑی پر سے شہر پر گولون کے آنیکا اثر

شہر پر جب اول اول پہاڑی پر سے گولے آنے شروع ہوئے تو شہر کے بودے آدمیونکو وحشت آنے شروع ہوئے ۔ مگر چند روز مین گولون کے آنے کے ایسے عادی ہو گئے کہ پہاڑی پر جب گولے چھوٹنے کی روشنی معلوم ہوتی تو اسکو ٹکٹکی باندھ کے دیکھ کے یہہ کہتے کہ یہہ آیا وہ آیا اور ایسے خوش ہوتے کہ جیسے بچے شبرات کے لٹوؤن کے چھوڑنے سے ۔ شہر پر گولون کا اثر اس سبب سے کچھ نہین ہوتا تھا کہ اس مین دو پانچ بڑے بڑے تھے اور چوڑی چوڑی سڑکین بہت تھین چند مکانات کے صحن وسیع تھے اکثر گولے خالی جگہہ پر آنکر پڑتے تھے جہان نہ آدمی ہوتا نہ مکان سیکڑون گولون نے شاید دس بیس عورتون بچون مردون کو مارا ہو یا زخمی کیا ہو اور دو چار مکانون کی دیوارون اور چھتون کو کچھ صدمہ پہنچایا ہو ۔ شہر کی فصیل پر اگر گولون کے اثر کو دیکھیے تو وہ بہت خفیف معلوم ہوتا ہے ۔ موری دروازہ کا گرگج گر کے آدھا ڈھیر ہوا ۔ کشمیری دروازے کی فصیل مین دو شگاف پڑے جنمین سے انگریزی لشکر داخل ہوا ۔ فصیل کہین کہین سے کھڑ گئی ہوئی اہل دہلی کا تو یہ اعتقاد ہی اٹھ گیا کہ کوئی شہر یا قلعہ گولون سے مسمار ہوتا ہے ۔

بعض دہلی کے باشندے پہاڑی پر ملازم سرکار تھے وہ اپنی رشتہ دارون اور دوستون کو بار بار لکھتے تھے کہ تم سے جسطرح ہو سکے شہر سے باہر چلے جاؤ وہ انکے کہنے سے خود چلے گئے اور اپنے اہل محلہ سے بھی کہہ گئے کہ باہر چلے جاؤ ۔ کچھ تھوڑے سے آدمی اس طرح شہر سے باہر بہانے بنا کے چلے گئے ۔ پھر جب ۱۴ ستمبر کو خداوندان ملک کا کشمیری دروازہ کی طرف سے عمل دخل شروع ہوا تو کشمیری و موری و کابلی دروازہ کی آبادی بھاگ کر دلی دروازہ و اجمیری و فراش خانہ کی کھڑکی کی طرف سمٹ کر آئی اور جب انگریزی لشکر تھے شہر مین اور آگے

قدم بڑھایا تو شہر کے لوگون نے باہر جانے کا قصد کیا تو انکو دروازون پر تلنگون نے روکا
مگر انہون نے بعض سے رشوت لیکر بعض کی منت سماجت پر دیا کر کے شہر سے باہر جانے دیا
تو شہر کے باہر انپر یہہ آفت آئی کہ گوجرون و میواتیون نے سوار بدن کے کپڑون کے
شہر والون پاس کچھ نہ چھوڑا۔ اگر وہ قطب صاحب سلطان جی روشن چراغ دہلی یا کسی
اور گانون مین نکلے ہارے پہنچے تو وہان کے لوگون نے دوت دیک بنائی اور کہا کہ
یہان سے دور ہو دور ہو انکو خوف تھا کہ معلوم نہین ان دلی والون کی بدولت کیا آفت و بلا
ہمارے سر پر آئے۔ قطب صاحب اور سلطان جی کے خادم جو ہمیشہ اہل شہر کی خیرات سے
پرورش پاتے تھے انہون نے ایسے طوطے کے سے دیدے بدلے کہ گویا وہ دلی والون سے
کبھی آشنا ہی نہ تھے کہ ایک ایک مکان اور مقبرہ کا کرایہ دس بیس گنا مانگنے لگے بعض خادمون نے
امانتون مین خیانتین کین جو اہل شہر نے اپنی اس مصیبت کی حالت مین رکھائین۔ دلی والونکے
ساتھ سوا قصبہ پانی پت کے اشرافون کے کہین اور کسی نے اشرافانہ سلوک نہین کیا
اگرچہ شہر کا بہت سا حصہ اسطرح خالی ہو گیا تھا مگر پھر بھی جب صاحبان ملک کا سارے
شہر پر قبضہ ہوا تو صدہا مکانات آباد تھے اور نیل کا کٹرہ سارا آباد تھا۔ انکے ویران
ہونے کا حال نیچے لکھا جاتا ہے یہہ شہر کی بدنصیبی مین خوش نصیبی تھی کہ شہر کے ملیٹری گورنر
کرنیل برن صاحب مقرر ہوئے جو پاک نفس خرد مند عالی خاندان تھے ان کے باپ نے
بھی اول دفعہ دہلی کے فتح کرنے کے بعد یہہ عہدہ پایا تھا۔ انہون نے چاندنی چوک مین قطب الدین
سوداگر کی کوٹھی مین اقامت کی۔ ایک سپاہ گشتی مقرر کی کہ وہ دن بھر سارے شہر مین چکر
لگائے جہان آدمیون کی آبادی پائے اسکو ان پاس پکڑ لائے۔ چنانچہ بہت دنون تک
یہہ سپاہ دن بھر شہر مین پھرتی اور آباد گھرون مین سب عورت مرد بچون کو پکڑتی۔ یہہ
گرفتاری بھی بڑی دردانگیز تھی۔ عورتین بچون کو گود مین لیتین مرد اور ھنے بچھونے کا
اپنا سامان سر پر رکھتے حوالات مین صاحب ممدوح پاس آتے۔ تلاشی مین ان پاس جو
اسباب بیش قیمت نکلتا وہ چھین لیا جاتا اور جو اسباب ایسا ہوتا کہ وہ کسی قیمت پر
بک نہین سکتا تھا سر پر لادنے کے لیئے دیدیا جاتا۔ کوئی برتن بھانڈا نہین لیجا سکتے

تھے - پھر وہ پہرہ کی حوالات مین شہر سے لاہوری دروازہ سے باہر چھوڑ دئیے جاتے
کہ جہان انکے سینگ سمائین وہان چلے جائین - بہت ہی کم خوش نصیب عورت مرد ایسے
تھے جو روپیہ پیسا اور اوڑھنا بچھونا لیکر شہر سے باہر نکلے ہون - اسطرح سارا شہر
خالی ہو گیا مگر اس مین ایک محلہ نیل کا کٹرہ لالہ مہیسری داس کمسریٹ کے گماشتہ کی
خیر خواہی کے سبب سے آباد تھا - یہہ غدر اس محلہ کیلئے مبارک ہوا وہین پانچ گھر اور آباد تھے انمین سب سے
زیادہ نامور گھر حکیم محمود خان کا تھا اس خاندان کو ایک قدیمی تعلق مہاراجہ پٹیالہ سے تھا -
مہاراجہ نے اپنی سپاہ کا پہرہ ان کے مکان پر بٹھا دیا تھا کہ اسکو کوئی آسیب فتحمند لشکر کے ہاتھہ
نہ پہنچنے دے - یہی کیفیت دیوان مہا چند کے مکان کی تھی جو مہاراجہ پٹیالہ کے دیوان تھے اور دو چار
اور ہندو مسلمان خیر خواہون کے گھر آباد تھے جیسے کہ شیخ تراب علی کا مکان میر عاشق کے کوچہ مین
اور رائے سدا سکھہ لال کا مکان ترکمان دروازہ مین اگرچہ سرکار کی طرف سے شہر مین خیر خواہون
کو اپنے گھرون مین آباد رہنے کے سرٹی فکٹ مل گئے مگر یہہ سرٹی فکٹ انکو لوٹ سے بچا نہین
سکتے تھے گو شہر مین وہ آباد رہ سکتے تھے مگر خوف کے سبب سے اپنا سارا مال اسباب چھوڑ کر
باہر چلے گئے جیسے پروفیسر رامچندر دہلی کالج - بعض ارباب کمال کو کرنیل برن صاحب
نے اپنی قدر شناسی سے شہر سے باہر نہین نکالا آباد رہنے کی اجازت زبانی دیدی جیسے کہ
مرزا اسد اللہ خان غالب و بدر الدین خان مہر کن تھے جب یہہ دونو پکڑے ہوئے کرنیل صاحب
پاس گئے - انہون نے اپنے کمال کی اسناد ملکہ معظمہ کی دکھائین تو انہون نے اپنے گھر مین
رہنے کی یہہ سمجھکر اجازت دیدی کہ ایسے ارباب کمال کو ستانا شیوہ مردمی سے بعید ہے
ایک خانگی عورت نے اپنا گھر اسطرح خوب بچایا کہ اسکی کسی زمانہ مین کسی انگریز کرنیل سے آشنائی
تھی اور اس سے اولاد بھی ایک بیٹا و بیٹی تھی جنکو باپ کے مرنے کے بعد انکے وصیت نامہ کے
موافق بہت دولت ہاتھہ آئی تھی - ان مان بیٹون نے انگریزی لباس پہنکر اپنے تئین انگریز
بنایا اور اسناد وراثت دکھائین اور کالون کے ہاتھہ سے جو مصیبتین اٹھائی تھین کچھہ جھوٹی کچھہ
سچی بنائین وہ بھی آباد رہین - شہر مین تو ایک محلہ اور چند گھر آباد تھے مگر قلعہ مین تو صفا صف
تھا اس مین ایک گھر آباد نہ تھا مگر شہر کے اشراف زادیون اور امیر زادیون کو جو بے پردگی

کی ذلت اور پیادہ روی کی تکلیف اٹھانی پڑی وہ شہزادیون کو پیش نہین آئین -

. . . .

. . . .

. . . . پادشاہی رتھین اور انکی اپنی سواریان موجود تھین وہ ان مین بیٹھکر اور اپنا نقد و زیور لیکر باہر چلی گئین انکو دلی دروازہ پر تلنگون نے روکا بھی نہین اور گوجرون و میواتیون نے لوٹا بھی نہین - قطب کے شاہی مکانات اور ہمایون کا مقبرہ انکے لیئے زندہ درگور بنانے کے واسطے موجود تھا - مگر آخر کو جو جو آفتین پڑی ہین وہ خدا کسی کو نہ دکھائے - غرض وہ عورتین جنہون نے کبھی اپنے دروازہ سے باہر قدم نہ رکھا تھا وہ پیادہ پا دو چار قدم بمشکل سے چلکر گر گر پڑتی تھین مگر پھر انکو اٹھکر چلنا پڑتا تھا - پاؤن مین چھالے پڑے ہوئے تھے - ننگے پاؤن تھے کہین بیٹھنے کا ٹھکانا نہ تھا - وہ عورتین کہ نامحرمون کی نگاہ کے سامنے آنے کو موت سے بدتر جانتی تھین وہ بے پردہ صحرا نوردی کرتی تھین غرض اس وقت طفل و عورت و پیر و جوان پر جو مصیبت پڑی تھی وہ کبھی جب سے دہلی آباد ہوئی تھی نہین پڑی تھی - انکو کسی پہلو سے کل نہین آتی تھی مگر ان مین سے ہزارہا کو اجل نے کل سے بٹھایا - ہیضہ نے بھی رحم کیا کہ دنیا کی ذلت و مصیبت سے چھٹا دیا - بیابان مین مرگ ہونا بڑی خوش نصیبی تھی جنکی دعا مرگ قبول ہوئی وہی زندہ درگور ہونے سے بچے - فقط غلہ کی ارزانی نے اہل شہر کو بہت فاقون سے بچایا - روپیہ کے دو ڈھائی من چنے بکتے تھے - بعض خداترس چنون کو بھنوا کے یا ابلوا کے دلی کے بھوکون کو اسکی ٹھڈیان و گھنگنیان مٹھی بھر کے دیدیتے تھے جسے کھا کر وہ جیتے تھے - اسوقت شہر پر خدا کے قہر کی نظر ایسی تھی کہ اسنے حاکمون کے دل مین یہہ بات پیدا کر دی تھی کہ شہر کے باہر اہل شہر کے زندہ یا مردہ ہونے کی کچھ پروا نہ کیجیے -

بعض غیرت مند عورتون نے اپنے بے عصمت ہونے کے خوف سے اور گھر سے باہر نکلکر بے پردہ دربدر خاک بسر پھر کر جینے سے مرنے کو اچھا جانا - وہ کنوؤن مین گرنے کیلیے

ڈوبین۔ کنوؤن مین عورتین اتنی گرین کہ پانی مین ڈوبنے کی جگہہ نہ رہی پھر جو اوپر اور عورتین گرین وہ زندہ رہین۔ جب مال کی تلاش مین گورے ان کنوون کے پاس گئے تو انہون نے دیکھا کہ ان مین عورتین زندہ ہین انہون نے اپر رحم کھاکر خود کنوون مین اترکر انکو زندہ نکالا ایسی عورتین مدتون تک مردون سے بدتر زندہ رہین۔ چند سال بعد جو شہر کے کنوے صاف ہوئے تو بہت کنوون مین عورتون کی لاشین نکلین۔ ایک جاہل مسلمان نے اپنی بہو بیٹی بیوی کو اس خوف سے کہ دشمن معلوم نہین انکا حال کیا کرین اپنے ہاتھ سے قتل کیا اور خود جہاد کرنے گیا مگر بیحیا وہان سے زندہ آیا کچھ دنون کے بعد اس قتل کے جرم مین پھانسی دیا گیا ٭

جب اول سپاہ شہر کشا نے شہر مین قدم رکھا تو اسکے سامنے جو مرد آیا اسکو وہ گولی مارتے اسوقت دوست دشمن و مجرم و غیر مجرم مین تمیز نہین ہوسکتی تھی اس مین کچھ ہندو مسلمان کی تخصیص نہ تھی مگر جب سارے شہر پر قبضہ ہوگیا تو انگریزی سپاہ تمام گلی کوچہ و بازار مین پھیلی سپاہ مین گورکھی و گورے تھوڑے سے تھے وہ گلی کوچون مین سوا بڑے بڑے بازارون کے پھرتے بھی نہین تھے مگر سکھ و پنجابی و سرحدی سپاہی بہت تھے وہ کوئی گلی کوچہ ایسا نہ تھا کہ جس مین نہ جاتے ہون سکھون کے گرو تیغ بہادر کو جب سے دہلی کے بادشاہ نے قتل کیا تھا وہ دہلی کے مسلمانون کے خون کے پیاسے تھے۔ انکو اپنے گرو کے اعضاء بریدہ آنکھون کے سامنے نظر آتے تھے وہ جس گلی کوچہ مین کسی مسلمان کو وجیہہ یا تنومند جوان دیکھتے اسکو اپنا نشانہ بنا کے دل کو ٹھنڈا کرتے انکے ہاتھ سے بہت سے معزز خاندانی مسلمان جو اپنی بدقسمتی سے شہر مین رہ گئے تھے مارے گئے وہ بوڑھے باپون کے سامنے ان کے جوان بیٹون کو مارڈالتے اور باپ کو کہہ دیتے کہ چلا جا۔ غرض حسین وجیہہ مسلمانون کو اتنا انہون نے مارا کہ دلی مین خوش صورت مسلمانون کا پیدا ہونا ہی بہت کم ہوگیا ہے۔ اگر دلی کے پہلے اور اب کے مسلمانون کی صورتین ملاکر دیکھی جائین تو معلوم ہوگا کہ غدر نے انکی حسانت و وجاہت و صورت کو بہت کم کردیا ہے —— مسلمانون کا کوچہ چیلون کا بالکل قتل ہوا اسپر یہہ آفت آئی کہ اس مین کوئی سپاہی انگریزی لشکر کا زخمی ہوا یا مارا گیا

سپاہی کو کسنے گھایل کیا اسکے باب مین روایات مختلف ہین کوئی کہتا ہے کہ نواب شمشیر جنگ خان کے بیٹے محمد علی خان نے کوئی کہتا ہے کہ حکیم فتح اللہ خان نے ایک سپاہی کو اسلیئے زخمی کیا تھا کہ وہ انکے زنانہ مین باہر سے جانا چاہتا تھا۔ غرض اس قصور مین کہ اس محلہ مین ایک انگریزی سپاہی زخمی یا قتل ہوا۔ حاکمون نے حکم دیا کہ اس کوچہ کے سارے مردون کو مار ڈالو یا پکڑ کے لے آؤ بہت سے مردون کو تو سپاہیون نے انکے گھرون مین مار ڈالا کوئی گھر ایسا نہ تھا کہ جسمین کوئی نہ کوئی مرد مارا نہ گیا ہو۔ کچھ آدمی زندہ بھی گرفتار ہوئے جنکو حکم ہوا کہ جمنا کی ریتی مین قلعہ کے نیچے گولی سے مار دیئے جائین۔ سپاہی انکو ریتی مین لے گئے اپر سپاہیون نے صرف گولیون کی ایک باڑ ماری انمین سے دو آدمی مرزا مصطفیٰ بیگ اور وزیر الدین زندہ بچے۔ جو اس قتل کا حال یہ بیان کرتے ہین کہ ہم سب رسن بستہ جمنا کی ریتی مین گئے گولیون کی باڑ پھر سپاہیون نے صرف ایک دفعہ ماری پھر وہ چلے گئے۔ بہت سے تو گولیون کے لگتے ہی سرد ہوئے۔ بعض انمین سے دریا کی طرف بھاگے۔ آگ سے بچے مگر پانی مین ڈوب کر مرے۔ ان دو آدمیون مین سے مرزا مصطفیٰ بیگ قلعہ کیطرف بھاگا اسکے کوئی گولی نہین لگی تھی اور وزیر الدین مہابت خان کی ریتی کی طرف بھاگا اسکی ساق مین ضعیف سا گولی کا زخم لگا تھا یہہ دونو بچکر زندہ سلامت رہے۔ مرزا رسالدار سوارون مین ہوا اور وزیر الدین کانپور کی کچہری کا سررشتہ دار ہوا ان مقتولون مین بیگناہ ایک صاحب کمال مولوی امام بخش صہبائی اور اس کے کنبے کے اکیس مرد تھے جنمین سے صرف مولوی صاحب کا بھانجا جو داماد بھی تھا وزیر الدین بچا باقی سب فنا ہوئے۔ مولوی صہبائی دہلی کالج مین مدرس اول فارسی تھے ۔ ہندوستان مین کوئی انکی برابر فارسی زبان کا محقق نہ تھا۔ عروض و قوافی مین کمال تھا۔ ان کے ہندو مسلمان صدہا شاگرد تھے انکے مفتی صدر الدین آزردہ بڑے دوست تھے جنکے مرنے پر انہون نے یہہ شعر کہا ہے ؎ کیونکر آزردہ نکل جائے نہ سودائی ہو ۔ قتل اس طرح سے بیجرم جو صہبائی ہو ۔ دوسرا ایک صاحب کمال جو بیگناہ قتل ہوا وہ ---- سید احمد میان امیر پنجہ کش خوشنویس تھا جو خوشنویسی مین سارے ہندوستان مین اپنا جواب نہین رکھتا تھا۔ ایک ڈاکٹر صاحب ہر مسلمان کو باغی سمجھتے تھے۔ جب وہ کسی ہندوستانی سے پوچھتے کہ تو ہندو ہے

یا مسلمان نوجوان اسنے کہا کہ مین مسلمان ہون تو اسکو گولی سے مار ڈالتے تھے۔ جب انکو ایک دوست نے اس غلطی پر متنبہ کیا تو وہ اپنی اس حرکت سے باز آئے۔ غرض شہر مین جو گولی سے قتل ہوئے اسکا تخمینہ سولہ سو آدمیون کا انگریزی تاریخون مین لکھا جاتا ہے مگر مردون کی لاشون کو کون گنتا ہے ہمیشہ اس کے تخمینے غلط ہوتے ہین انکی صحیح تعداد کا بتلانا ناممکن ہے۔ رابرٹس صاحب اپنی تاریخ چہل و یکسالہ مین تحریر فرماتے ہین کہ ہم صبح کو لاہوری دروازہ سے چاندنی چوک مین گئے تو ہمکو شہر حقیقت مین مردون کا شہر نظر آتا تھا کوئی آواز سوا ہمارے گھوڑون کی ٹاپون کے نہین سنائی دیتی تھی۔ کوئی زندہ آدمی نظر نہین آیا۔ سب طرف مردون کا بچھونا بچھا ہوا تھا۔ جس مین حالت نزع کی ہر طرح کی وضع نظر آتی تھی۔ ہم جب جاتے تھے تو بہت ہولے سے بولتے تھے خوف تھا کہ آواز سے مردے چونک نہ پڑین۔ اس بات کے دیکھنے سے کہ ایک طرف مردون کے لاشون کے اعضا کتے بھنبوڑ کے کھا رہے ہین دوسری طرف لاشون کے گرد گدھون کے جھنڈ انکے گوشت کے مزے لے رہے ہین وہ ہماری آواز سے اپنے کھانے کو چھوڑکر تھوڑے فاصلہ پر جا بیٹھتے تھے تو ہم کو بڑی عبرت ہوتی تھی اور دل رنجور ہوتا تھا۔ بہت سے مردے پڑے ہوئے زندہ معلوم ہوتے تھے بعض مردے اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے جیسے معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی طرف اشارہ کر رہے ہین۔ غرض ان مردون کی کیفیت نہین بیان ہوسکتی جیسے کہ ہم کو انکے دیکھنے سے خوف لگتا تھا ایسے ہمارے گھوڑے انکو دیکھ کر ڈر کے مارے بدکتے اور ہنہناتے تھے۔ مردون کی لاشین پڑی سڑتی تھین ان کے تعفن سے ہوا مین بدبو پیدا کرنے والی اٹھتی تھی"۔ ایک اور انگریز رحم دل لکھتے ہین کہ دلی کے باشندے اگرچہ بالکل نہین مگر آدھے بیقصور شہر کے گرد و نواح کے دہات و مقامات مین پڑے ہوئے ہلاک ہو رہے ہین۔ ان سب کیفیتون کی مجموعی ہیئت سے ایک ایسا سمان بندھا ہوا تھا کہ جسکو دیکھ کر پتھر بھی پگھل جاتا ؎

کبھی کچھ دیکھ کر آنکھون سے آنسو تھم نہین سکتا ٭ کبھی کچھ سوچ کر دل زیر پہلو تھم نہین سکتا

(یہ بعض زبان کے شعر کا ترجمہ جان لارنس کی لایف مین لکھا ہے)

بہت سے شاہزادے تو سپاہ کے ساتھ دور دور خوف کے مارے بھاگ گئے تھے مگر پھر بھی

دلی کے اردگرد انکی کمی نہین تھی۔ کیا خدا کی قدرت ہے کہ مئی کا مہینہ تو یہہ بیداد ساتھہ لایا کہ شہر مین گھر گھر یہہ تلاشی ہو رہی تھی کہ کوئی فرنگی تو اس مین چھپا ہوا نہین ہے جو ملتا مارا جاتا اب ستمبر اپنے ساتھہ یہہ داد ستم لایا کہ مارنے کے لئے شہزادون کی تلاش ہونے لگی انکے پکڑنے والے کے لیئے دلی مین کچھہ مخبرون کی کمی نہین تھی۔ خود ایک شہزادہ مرزا الٰہی بخش کا بیٹا شاہزادون کے پکڑوانے کا مخبر تھا۔ یہہ مخبر شاہزادون کو پکڑواتے اور انکو سکھا دیتے کہ حاکمون کے سامنے تم یہہ کہنا کہ ہم بادشاہ کے بڑے قریب کے رشتہ دار ہین تو وہ تم کو بادشاہ پاس بھیجین گے وہان تمہاری پلاؤ کی رکابی کہین نہین گئی۔ غرض اس سکھانے سے انکی یہہ تھی کہ حکام کے نزدیک انکا رسوخ پیدا ہو کہ وہ بڑے شہزادے کو انکے شکار کرنے کے لیئے لائے ہین۔ غرض دلی کے آس پاس جتنے شاہزادے ملے جنکی تعداد ۲۹ بیان کی جاتی ہے پکڑے گئے اور انہین بوڑھے لنگڑے بیمار سب کے سب پھانسی مین لٹکائے گئے۔ سب سے زیادہ بوڑھا شاہزادہ میرزا قیصر اکبر شاہ کا بھائی تھا اور مرزا محمود شاہ اکبر شاہ کا پوتا وجع مفاصل مین مبتلا تھا۔ اسکی لاش پھانسی مین گولا لاٹھی ہوئی لٹکتی تھی۔ ان شہزادون کے لیئے جان لارنس نے سفارش کی کہ شہزادون کی تحقیقات اچھی کی جائے ان مین سے جو کسی فرنگی مرد عورت بچے کے قاتل یا انکے قتل کے معاون ہون تو انکو سزا دی جائے اس سفارش نے کچھہ کام نہین کیا۔ دہلی مین دو طرح کے انگریزی حاکم تھے ایک وہ جنکو اہل شہر کی یہہ حالت دیکھکر بہت رحم آیا اور اپنے حکم احکام اور افعال سے اہل شہر کے مصائب کے کم کرنے مین اپنے حتی المقدور کوشش کرتے زخمیون کا اسپتال مین علاج کراتے اور بھوکے ننگون کی اپنے روپے سے بھی امداد کرتے۔ دوسرے حاکم ایسے تھے جو اپنی بی بیون بچون و اسباب کے زائل ہو جانے کے انتقام کے جوش مین ایسے بھرے ہوئے تھے کہ انکی عقل سلامت نہین تھی وہ چیتون کی طرح خون کا ذائقہ چکھہ کر اور زیادہ خون کے پیاسے ہوتے تھے۔ وہ جان لارنس کی مدبرانہ رحم آمیز چٹھیون کے جواب مین بڑی شد و مد سے اپنی چٹھیون مین لکھتے تھے کہ سب سے زیادہ قوت کو دکھلانا اور سب کو پامال کر کے انتقام لینا چاہیئے اس وقت ایسے ہی حکام کی حکمرانی چل رہی تھی شہزادے بے تمیزی کے ساتھہ پھانسی پاتے تھے یا جیل خانے مین جنم قیدی بنا کے بھیجے جاتے جہان

وہ چکی پیسنے سے یا چکی نہ پیسنے پر مار کھانے سے بہت جلد مر جاتے۔ اکثر شہزادے جیلخانہ میں جاکر چند ہی روز جیتے تھے۔

دہلی کی ایجنسی میں سات ریاستیں جھجر[1] - پاٹودی[2] - دوجانہ[3] - لہارو[4] - بلبھ گڈھ[5] - فرخ نگر[6] - بہادر گڈھ[7] دادری تھیں۔ باغی سپاہ انکو بہت دھمکاتی تھی بادشاہی احکام انکی بڑی جان مارتے تھے جھجر میں عبدالرحمن خان مرزبان تھا وہ عیش و عشرت کا بندہ تھا خود کوئی لیاقت نہیں رکھتا تھا اس لیے اس کے سارے کاروبار نالایق تھے۔ جب سر تھیوفلس مٹکف مفرور ہوکر اس پاس اس خیال سے گئے کہ وہ اس کے باپ ہی کا ساختہ پرداختہ تھا تو وہ انسے نہ ملا اور بالکل اجنبی بن گیا۔ انکی جان تو بچادی مگر ریاست سے باہر کردیا۔ اسکی عرائض سے جو دفتر شاہی میں موجود تھیں ثابت ہوا کہ وہ تاج انگلشیہ سے بالکل برگشتہ ہوگیا تھا اور بہادر شاہ ہی کو اپنا بادشاہ مانتا تھا۔ انیسوین یا بیسوین اکتوبر کی تاریخ سپاہ انگریزی جھجر گئی۔ نواب نے اسکو خود اپنے تئیں بغیر کسی شرط کے حوالہ کیا اور مجرمون کی طرح گرفتار ہوکر دلی میں آیا۔ دیوان عام میں مقید ہوا۔ بلبھ گڈھ کا راجہ ناہر سنگہ کچھ خولہ خبط تھا۔ مشہور تھا کہ وہ مسلمان ہوگیا ہے اُسنے اپنی عرائض سے دفتر شاہی کو بھر دیا تھا۔ سنڈرس صاحب وکیل رزیڈنٹی دہلی کی جان بچانے میں کوشش نہیں کی بلبھ گڈھ میں وہ مارا گیا ستروین نومبر کو وہ بھی گرفتار ہوکر آیا۔ قلعہ کے قیدیون کی تعداد میں اسنے ایک کا اضافہ کیا۔ احمد علی خان فرخ نگر کا رئیس بھی تئیسوین اکتوبر کو پکڑا آیا اور قلعہ میں قید ہوا۔ لہارو کے رئیس نواب امین الدین خان اور نواب ضیاء الدین خان دلی سے مفرور ہوکر دوجانہ میں چلے گئے تھے صاحب کمشنر نے انکو دلی میں بلایا وہ ۱۷- اکتوبر کو قلعہ میں نظر بند ہوئے۔ دوسری نومبر کو بہادر جنگ خان رئیس بہادر گڈھ دادری گرفتار ہوا اور قلعہ میں نظر بند ہوا۔ ان سات ریاستون میں سے پانچ کے رئیس قلعہ میں جان گزین ہوئے اور دو رئیس پاٹودی اور دوجانہ اپنی ریاستون میں بدستور رہے جھجر کے نواب کو اور بلبھ گڈھ کے راجہ کو اور فرخ نگر کے رئیس کو جدا جدا مختلف تاریخون میں پھانسی دی گئی۔ سب کی پھانسی کا وقت سہ پہر تھا۔ انکی پھانسی کے دن شہر کے سب دروازے بند ہو جانے تھے اور سپاہ کی ایک کمپنی باجہ بجاتی ہوئی کوتوالی کے سامنے پھانسی کے پاس آکر

کھڑی ہوتی تھی قلعہ سے رئیس پھانسی پانے والا کراچی پر جسکے گرد کٹھرا نہ ہوتا تھا اکڑون بٹھایا
جاتا تھا اور اس کے پیچھے مشکین کسی ہوئی ہوتی تھین جنپر کچھ کپڑا ڈال دیا جاتا تھا۔ چارونطرف
کوتوالی کے فرنگی تماشائی بیٹھے ہوتے تھے۔ جسوقت تختہ پر مجرم کو چڑھا کے گلے مین اس کا پھندا
ڈال کے تختہ کو نیچے گراتے تھے تو تماشائی فرنگی دل شاد ہو کر ایک خندہ دندان نما کرتے تھے
لاش پھانسی سے اتار کر ایک کرنچی مین اوندھے منھ ڈالکر شہر سے باہر کسی گڑھے مین دفن کردی
جاتی تھی۔

نواب امین الدین خان اور ضیاء الدین خان کئی مہینے تک قلعہ مین نظر بند رہے۔ اور بہت دنون
تک مارشل لا کے محکمہ مین دس بجے سے چار بجے تک ایستادہ یا کھڑے رہے جسکی تکلیف
سے نواب ضیاء الدین خان سخت علیل ہوا۔ یہہ دونو بھائی بادشاہ کے دربار کے حاضر باشون
مین تھے۔ بادشاہی فرمائشین کام کرنے کے لئے بہت ہوتی تھین۔ مگر انہون نے ایام غدر مین
نہ کوئی بادشاہی کام کیا نہ بادشاہ کو کوئی عرضی دی اس لئے انکے اوپر کوئی جرم ثابت نہین ہوا
جب جان لارنس صاحب دہلی مین کلکٹر مجسٹریٹ تھے ان دونو بھائیون پر نظر التفات رکھتے تھے
صاحب معظم الیہ نے انکی بے جرمی اور اپنے التفات پر خیال کر کے اور اپنی مروت و فتوت سے
انکی ریاست لوہارو بدستور سابق بحال رکھی۔ بہادر جنگ رئیس دادری نہ ایسا مجرم قرار پایا کہ اسکے
گلے مین رسی یا پاؤن مین بیڑی پڑتی نہ ایسا بے قصور ثابت ہوا کہ اپنی ریاست پر بحال ہوتا۔
اسکو لاہور مین رہنے کا اور ہزار یا پانچ سو روپے پنشن پانے کا حکم ہوا۔ رئیس پاٹودی
اکبر علی خان نے تو ان باغی سوارون کو ہلاک کیا تھا اس سے کوئی بازپرس نہین ہوئی
حسن علیخان نواب دوجانہ نے بھی بادشاہ سے کوئی خط و کتابت نہین کی وہ اپنی ریاست پر
بحال رہا۔

پہاڑی پر پہلے ہی سے ایک فہرست ایسے چھپاوے آدمیون کی بن گئی تھی جنکی نسبت حکم تھا
کہ وہ گرفتار ہوتے ہی دار پر چڑھائے جائین۔ شہر مین ایسے مخبرون کی کمی نہ تھی۔ گامی خان
اور حکیم فخر الدین خان نے مخبری مین بڑا نام پایا۔
[illegible] خان خود اپنے تئین پھانسی سے بچا نہ سکا پھر باغیون کے بہہ اصناف تھے کہ جو انمین سے

پکڑا جاتا فوراً پھانسی پاتا۔ اول صنف بادشاہی خاص سرداروں کی تھی جنہوں نے قلعہ میں انگریزوں کے
معصوم بچوں اور عورتوں کے خون سے اپنے ہاتھ لال منہ کالا کیا تھا ان میں سے ایک بھی
پھانسی سے نہیں بچا۔ دوسری صنف میگزین کے ملازموں کی تھی جنہوں نے میگزین میں
انگریزوں کے ساتھ شرارت سے کام کیے تھے انکا سردار کریم بخش تھا۔ میگزین کے
ملازمین میں سے بہت تھوڑے بھاگ کر بچے۔ تیسری صنف زخمی جہادیوں کی تھی جو مسجدوں میں
پڑے ہوئے ملتے تھے اور زخمی سپاہیوں کی تھی جو بھاگ نہیں سکتے تھے۔ چوتھی صنف
باغی تلنگوں کی تھی جو آس پاس سے چھپے چھپائے پکڑے آتے۔ پانچویں صنف اجمیری دروازہ
کے شوقینوں کی تھی جو اپنی دکانوں کے پردوں کے بانس نکال نکال کر سر تھیوفلس مٹکاف کے
مارنے کے لیے تیار ہوئے تھے جب وہ گھوڑے پر سوار اجمیری دروازہ سے باہر اپنی جان
بچانے کے لئے جاتے تھے۔ چھٹے میواتی اور گوجر تھے جنہوں نے بڑی لوٹ مچائی تھی
کوتوالی اور نئی پولیس کے درمیان جو حوض تھا اس کے تین طرف پھانسیاں کھڑی کی گئی تھیں
جنمیں ایک دفعہ دس بارہ آدمیوں کو پھانسی لگ سکتی تھی جس روز پھانسی پانے والے
زیادہ ہوتے تھے تو ان میں سے ایک گروہ پھانسی پر چڑھتا تھا دوسرا گروہ کھڑا دیکھتا
تھا کہ اب ہماری باری آئیگی زیادہ تر عمائد شہر جنمیں بعض بڑے عالی خاندان شرفا تھے یہ
سمجھ کر الور چلے گئے تھے کہ وہاں دلی کے آدمی بڑے با اختیار ہیں ان کی جان بچالیں گے
مگر انکی جان کے لیے غلام فخر الدین خان عزرائیل بن کے پہنچا اور ایک ایک کو چن چن کر گرفتار
کرکے لایا۔ ان میں سے کچھ گوڑگانوہ کے مجسٹریٹ نے درختوں میں پھانسی پر لٹکائے
باقی جو دہلی میں آئے انکے گلوں میں بھی پھانسی کی رسی پڑی۔ انکی ٹاٹ بافی جوتیاں اور سروں کے
سنہری ڈوپٹے جو پھانسی کے وقت اترے انکو لیکر پھانسی دینے والا جلال خور نہال ہوگیا
آج کے دن دو چار بوڑھی شریف زادیاں عورتیں اپنی اولاد کے دیدار کو آخری وقت میں دیکھنے
کے لیے کسی طرح پھانسی کے پاس آگئی تھیں اسوقت کی حالت بیان نہیں ہوسکتی۔ جان لارنس
کی لائف میں لکھا ہے کہ ایک واقف کار دیسی دکاندار نے یہہ بندوبست کیا تھا کہ اپنی دکان کے
سامنے چند کرسیاں لا کر بچھاتا تھا اور ان کرسیوں پر چند انگلش افسر بیٹھکر چرٹ پیتے تھے اور کرسیوں کے

کرایہ مین پیسے دیدیتے تھے اور پھانسی والون کی حالت نزع کا تماشا دیکھتے تھے۔ کبھی ہمیون کا گذر آدمیون کی پھانسی کے لگنے کے وقت پھانسی کے پاس ہوتا تو وہ اپنی ٹوپی اتار کر اس سے اپنا چہرہ چھپا لیتی تھین۔ نواب محمد حسن خان کو پھانسی اس لیئے لگی کہ انہون نے ایک میم کو اپنے گھر مین چھپا دیا۔ اس کی گردن پہ جو شیطان سوار ہوا اسکو جا ملہ بنا دیا اس جرم مین پھانسی ملنے کا حکم ہوا۔ مگر میم صاحب نے نواب کی بی بی پہ جو بیچاری کسبی تھی یہہ سلوک کیا کہ اسکا سارا مال و متاع لوٹ سے بچوا دیا اور کچھ روپیہ اپنے پاس سے دیکر اسکے آرام و آسائش کا سامان کر دیا۔ بہت ہی کم مسلمان ایسے تھے کہ سپاہیانہ نشان رکھتے ہون وہ پھانسی کی ریسمان سے بچے ہون نہ ہوئے ہون۔ ایک دفعہ بارہ آدمیون کا گروہ کمیشن کے روبرو پیش ہوا انکا کوئی جرم نہ تھا مگر وہ سپاہیانہ صورت رکھتے تھے۔ پھانسی پانے والون کی تعداد تاریخ نویس چار ہزار کے قریب بتلاتے ہین مگر انکی ٹھیک تعداد خدا جانتا ہے یا موت کا فرشتہ اگر کوئی ہو۔

اب شہر کے رئیسون اور عمائد مین سے کوئی ایک آدمی بچا ہوگا جو قلعہ مین یا کوتوالی مین یا کرنیل برن پاس قطب الدین کی کوٹھی مین حوالات مین نہ رہا ہو۔ یہ بڑے رئیس ایک ہی پنجانہ کی کوٹھڑیون پر آپس مین بے حجاب بیٹھ کر باتین کرتے تھے۔ ایک غریب آدمی جو کوتوالی کی حوالات سے چھوٹ کر آیا تو اُسنے کہا کہ آج مین نے جانا کہ شہر سے جلا وطن ہوا حوالات مین نو روز پنجانہ مین نواب حامد علی خان و مفتی صدر الدین خان اور شرفاء و رؤسا سے بے تکلف باتین برابر کی ہوتی تھین۔ اب یہہ بات کب مجھے میسر ہے قلعہ کی حوالات مین رئیس تھے جنکا اوپر ذکر ہوا اور حکیم حسن اللہ خان و نواب احمد قلی خان و سید سردار مرزا اور انکے بھائی اور بہت سے امیر زادے تھے انہین سے بعض ایسے لہو و لعب کے شوقین تھے کہ شطرنج و گنجفہ و چوسر حوالات مین بھی کھیلتے تھے جس مین سے ایک دو کو روز پھانسی ملتی تھی۔ بدذات مخبرون نے خبر دی کہ حکیم محمود خان کا مکان باغی مسلمانون کی پناہ گاہ ہے۔ وہان سر تھیو فلس مٹکاف صاحب پولس کو لیکر پہنچے انہون نے حکیم محمود خان کے سوا پچاس ساٹھ مسلمانون کو گرفتار کیا جب وہ انکو رستہ مین حلقہ کرکے لے چلے تو حکیم صاحب بھی انکے ساتھ ہو لیئے جس سے لوگون کو گمان ہوا کہ یہہ بھی اس حوالات مین ہین

مسلمانون کا گرفتار ہونا اور رئیسون کا حوالات مین رہنا

گو اسکے سر سے باہر نہ تھے وہ ایک رات عورت کے ساتھ کوتوالی رہکر پھر چلے آئے اور اپنی پامردی اور جوانمردی سے ان سب کو جو انکے مکان پر گرفتار ہوئے رہائی دلائی کوئی مجرم نہ تھا مگر وہ دو دو چار چار کر کے مختلف تاریخون مین رہا ہو گئے - مسلمان جہان زیادہ تر جاکر رہے تھے جیسے قدم شریف وغیرہ مین تو وہان سر شمیو فاس شکست جاکر حلقہ ڈالتے یعنی خاص حدود کو محدود کر کے پولس سے گھیر لیتے اور ان مین جو مسلمان جوان تنومند یا وجیہہ ہوتے سو پچاس پکڑ کے کوتوالی مین بھیج دیتے - انکو مختلف طرح کی سزائین دیتے کسیکو پھانسی کسی پر جرمانہ کسی سے محل ضمانی طلب کرتے مشکل سے مسلمانون کو جرمانہ اور ضمانت دینے کو ملتے وہ اکثر قید مین رہتے -

انگریزی سپاہ مین زیادہ تر سکھ اور پنجابی و سرحدی قومین تھین جو غارت گری کے پیشہ مین بڑا کمال رکھتی تھین وہ اپنے اس پیشہ آبائی کو کبھی بدسلیقگی سے نہین کرنا چاہتی تھین لہٰذا جسقدر ہنرمندی اور سلیقہ شعاری کے ساتھ لوٹا گیا لوٹا - وہ شکاری کتون کی طرح چھل پہنکار گلی کوچون مین پھرتین - وہ دیوارون پر تھپکیان مار کے پہچان لیتی تھین کہ اسکے اندر روپیہ تو نہین ہے وہ زمینون پر پانی ڈالکر اسکے جذب ہونے سے پہچان جاتی تھین کہ اس مین مال تو نہین دبا ہوا ہے - وہ یقین کرتی تھین کہ دہلی مین قارون کا خزانہ بھرا ہوا ہے وہ سیم و زر و جواہر و گوہر کی کان ہے - جیسا اس مین نفیس بیش قیمت مال ہے وہ کہین اور نہین - اسی لالچ و طمع مین دور دراز فاصلے سے لڑنے آئین اور لڑائی کی نہایت سخت مصیبتین اٹھائین اور آفتین جھیلین - اس سپاہ کا یہ حق تھا کہ سرکار اسکو تین دن کی اجازت دیتی کہ وہ شہر کو جسطرح چاہے لوٹے اس تین دن کی لوٹ کے بعد سپاہ نے خود درخواست کر کے پرائز ایجنسی کا ایک محکمہ مقرر کرایا جسکا یہہ کام تھا کہ تین دن کے لوٹنے کے بعد شہر کا کل مال و متاع سب قسم کا جو لوٹ سے بچے یکجا جمع کرے اور اسکو نیلام کر کے فروخت کرے اور جو زر قیمت ہاتھ لگے وہ اسکو سپاہ مین تقسیم کر دے یہ محکمہ لشکریونکی لوٹ کو روک نہین سکا جب انکا لوٹ کا مال شہر کے دروازون سے باہر لے جانا بند ہو گیا تو انہون نے اسکے لیجانے کی یہہ ترکیب نکالی کہ آپس مین ملکر دو گروہ بنتے ایک شہر کے اندر آکر مال کو فصیل سے باہر اتارتا دوسرا اسکو باہر اٹھا کر لے جاتا - غرض گورے اور کالے جو اصلی سپاہی تھے وہ تو ایسی چوری کے گئے

[illegible]

کام نہین کرتے تھے۔ مگر سپاہ مین فقط سپاہی نہین ہوتے بہت سے بہیر بنگاہ کے آدمی ہوتے ہین
ان مین اور بعض سپاہیون بھی بڑے چوٹٹے اور قزاق ہوتے ہین۔ وہ کسی طرح لوٹنے سے باز
نہین آئے۔ اب پرائز ایجنسی کے محکمہ کے کارپردازون نے اسکے کامون کو آپس مین تقسیم کرلیا
کسی نے شہر کے تیغون کو توڑکر اور زمین کو کھودکر مال نکالنے کا کام لیا اس کارپرداز کا نام کھدنی
صاحب ہندوستانیون نے رکھا تھا کسی کارپرداز نے کتابون کے جمع کرنے کا کام لیا کسی نے
برتنون و چارپائیون و چکیون کے جمع کرنے کا۔ جب سے تلنگے شہر مین گھسے تھے تو اہل شہر نے
سیم و زر و زیور و جواہر کو زمین کے اندر دفن کیا تھا اور اور قسم کے اسباب لباس و برتنون
وغیرہ کو کوٹھریون مین اور کوٹھریون مین بند کرکے اوپر سے تیغہ نامعلوم لگا دیا تھا اگرچہ
یہ کام انہون نے اپنے معتبر راجون اور مزدورون سے کرایا تھا مگر جب ان تیغہ کرنے والون کو
معلوم ہوا کہ کھدنی کے ایک صاحب ایسے مقرر ہوئے ہین کہ جو انکو تیغہ کے اندر کا اور زمین کے
نیچے کا مال اسباب بتلاتا ہے تو اسکو وہ فیصدی مال کی قیمت کچھ روپیہ دید یتے ہین تو وہ راج مزدور
مخبر بن گئے اور کھدنی کے صاحب پاس جاکر جو تیغے انہون نے لگائے تھے بتلا دیئے۔
صاحب وہ تیغے توڑتے اور زمینین کھودتے اور مال اسباب برآمد کرتے اور اسکو لدوا کر گودامون
مین بھرتے۔ منصور خان کی حویلی مین شہر کے اندر تانبے پیتل کے برتن بھرے جاتے
پروفیسر رامچندر کی کوٹھی پر کتابون کے انبار لگتے۔ کھدنی صاحب سے شہر مین ایسی ہوئی کہ پہلے زمانہ
کے روپے اشرفیان گڑی ہوئی نکل آئین جنکی خبر اہل خانہ کو نہ تھی کہتے ہین کہ نواب محمد میر خان کے
مکان مین سے ایک دفینہ برآمد ہوا جس مین ساٹھ ہزار روپے ٹیپک کے سکہ کے تھے جسکی خبر
کسی کو نہ تھی اس پرائز ایجنسی کے سوا ایک اور طریقہ بھی امیرون کے لوٹنے کا تھا کہ بعض
ذی اختیار انگریز مجرمون کو سب طرح سے جرم سے بری ہونے کی اسناد دیدیتے اور ان سے
خاطر خواہ روپیہ لے لیتے مشہور ہے کہ نواب حامد علی خان اور مفتی صدرالدین خان اور رکن لال
صراف نے اس طرح زر کثیر دیکر اپنی جانین بچائی تھین۔ ایک صاحب جوان بخت بادشاہ کے بیٹے کو
ہاتھی پر عماری مین بٹھا کے زینت محل کے مکان مین لال کنوے لے گئے اور جوان بخت سے
پوچھ کر سارا حال زینت محل کے مال کا پوچھ لیا اور اسکو نکالکر معلوم نہین خود لے لیا یا پرائز ایجنسی کے

بعض آدمی کھانے پینے سے ایسے محتاج تھے کہ انہون نے خود اپنا مال پرائز ایجنسی کے کسی کارپرداز کو بتلادیا اور اپنے مال کا کچھ حصہ ہو لیا باقی صاحب کو دیا۔ بعض ناخلف بیٹون نے ماں باپون کا بعض نے اپنے عزیزون کا مال بتانے کا حصہ لیا۔ ایک صاحب کو یہہ کام سپرد تھا کہ شہر کے محلون اور بازارون اور بڑی حویلیون کے دروازون کو وہ اکھیڑتے اور آگ مین صبح کو جلانے کے لیئے رکھہ جاتے اور دوسرے دن انکے لوہے پیتل کو اٹھوا کر لے جاتے خلاصہ یہ ہے کہ انگریزی عملداری میں جو پچاس برس مین اہل شہر نے تجارت اور امن وعافیت کے سبب سے دولت جمع کی تھی اس مین سے کچھ باقی نہین رہا۔

انگریزی سپاہ مین بعض سچے وپکے مسلمان

اگرچہ سرکاری فوجین قزاقی مین مشہور ہین مگر ان مین بعض ایسے سچے وپکے باایمان مسلمان تھے کہ وہ مسلمانون کے گھرون کو لوٹنا گناہ جانتے تھے وہ مسلمانون کے گھرون مین صرف قرآن شریف کو لے لیتے اور انکو اپنی چادرون مین باندھ کر سر پر رکھہ لیتے جہان قرآن کو بری طرح پڑا ہوا دیکھتے تو چشم پر آب ہو کر اسکو اٹھاتے اور چومتے۔ ایک فیصد ایک مسلمان افسر نے جو جامع مسجد مین لشکر کے ساتھہ فروکش تھا جامع مسجد کے کل تبرکات اور ہزار بارہ سو روپیہ کی چاندی کی کشتی جس مین یہہ تبرکات رکھے جاتے تھے درگاہ شریف کے تہ خانہ مین سے نکالکر اسکے خادمون کو دیدی جسکے سبب سے آجتک خادمونکے گھر پلتے ہین۔

ہندوؤن سے جرمانہ لیکر انکو اپنے گھرون مین آباد کرنا

جب پرائز ایجنسی نے دیکھا کہ اب لوٹ سے کچھ مال ہاتھہ نہین آتا تو انہون نے ہندوؤن کے محلون کو ہندوؤن سے جرمانہ لیکر آباد کرنا شروع کیا سب سے زیادہ جرمانہ نیل کے کٹرہ کے باشندون سے پچاس ہزار لیا یہہ محلہ بڑا اچھا تھا اسکی دولت مندی کے لحاظ سے یہ جرمانہ کچھ زیادہ نہ تھا غرض لاکھون روپے اسطرح ہندوؤن سے جرمانہ کے وصول کیئے گئے یہہ تاوان جنگ تھا

شہر مین مسلمانون کا آباد ہونا

جب سرجان لارنس دلی مین آیئے ہین تو انہون نے مارچ ۱۸۵۸ء مین دلی مین مسلمانون کے آباد ہونے کا حکم دیا سنہری مسجد مین منشی دیبوکی نندن جو چوکیدارہ کا بخشی تھا آنکر بیٹھا اسکے پاس چوکیدارہ کا رجسٹر جس مین مکانات کے مالکون کا نام درج تھا لوٹ سے بچ گیا تھا اسکے موافق سرٹیفکٹ مسلمانون کو اپنے اپنے گھرون مین آباد ہونے کے لیئے بہت دیانت مندی سے تقسیم کیئے۔ اس آباد ہونے کے ساتھہ یہ حکم بھی تھا کہ ڈیڑھ روپیہ دیکر دو چار پایان اور

اور ایک چکی وہ مول لین اس وقت چارپائیون کا سستا ملنا غریب مسلمانون کا بہت غنیمت تھا
اسکے سوا چارپائیان اور چکیان جو سارے شہر کی جمع ہوئی تھین آسانی سے فروخت ہوگئین جب
مسلمان اپنے گھرون مین آباد ہوئے تو انکے مکانون مین نہ کوئی اسباب تھا نہ انکے دروازون کے
کواڑ اور نہ زنجیریان تھین انکے ویران گھرون کے کواڑون کو ان لوگون نے جو شہر مین آباد تھے بڑی
بیدردی سے ایندھن کی طرح جلایا پیسے کی لکڑیان نہین خریدین مسلمانون کے روپیے کے
کواڑ کو جلایا مسلمانون کی تباہی کا کچھ ٹھکانا نہ تھا۔ مئی ۱۸۵۸ء مین انکی آبادی کا جو تخمینہ کیا گیا تو
موجودہ باشندے آبادی سابق کی ایک چوتھائی بھی نہ تھے ۱۸۵۹ء تک مسلمانون کے
مکانات سرکاری ضبطی سے چھوٹے نہین اور نہ انکے اخراج کا حکم منسوخ ہوا۔ وہ شہر کے
اندر بغیر کسی افسر کے پاس کے نہین آسکتے تھے۔

قدیم زمانہ سے یہ ایک دستور چلا آتا ہے کہ جب غیر مذہب والا کسی شہر کو فتح کرتا ہے
تو اپنی صولت و ہیبت و سطوت کے جتلانے کے لیئے یہ دکھلاتا ہے کہ مفتوحین جن چیزونکو
اعتقاداً متبرک جانتے ہین وہ انکو نجس جانتا ہے اور انکی تذلیل و تحقیر کرتا ہے۔ پس جب
دلی کے کشور کشاؤن نے فتح کیا تو ہندو مسلمان جو اپنے مندرون و مساجد کو متبرک و معظم
و مکرم جانتے تھے انکی تذلیل و تحقیر مین کوئی بات چھوڑی نہین۔ انکے مسلمان سپاہی مندرون
مین گھسے اول ان کا مال و اسباب لوٹا پھر بتون کی خبر لی کسی کی ناک کاٹی کسی کے کان
کترے ٹھاکرون کو اپنے سنگھاسنون سے اتار کر خوب ٹھکرایا۔ اس کام مین گورے بھی شریک
ہوتے تھے۔ غرض شہر کے سارے مندرون کی ایسی درودشا کی کہ جب دلی مین ہنود آباد
ہوئے تو انکو اپنے سب مندرون کو پوتر کرنا پڑا۔ مساجد کا حال یہہ ہوا کہ جامع مسجد جو شہر کی
کل مساجد کی ناک تھی اسکو پلٹن کا بنایا کہ سکھ سپاہ کی بارک اسکو بنایا۔ اس مین بول
و براز کرنے سے کچھ پرہیز نہین کیا۔ سکھون نے اپنی کڑھائی حلوے کی مینار کے نیچے خوب
چڑھائی۔ سور ذبح کرکے پکائے۔ کتے جو انگریزون کے ساتھ تھے وہ درگاہ شریف
مین پڑے رہتے تھے۔ ایک اور مسجد رفیع الشان زینت المساجد تھی جو گورون کی مسکوٹ گھر
[illegible] سے بڑی مسجد نواب حامد علی خان کی تھی اُس مین

گدھے بندھے ہیں۔ ان مساجد کے واگزاشت ہونے کا حال ہم پیچھے لکھین گے۔ قلعہ
کے نیچے میدان کرنے مین ایک بڑی عالیشان مسجد اکبر آبادی بالکل منہدم
ہوئی اور بہت سی اور چھوٹی چھوٹی مساجد مسمار ہوئین انکے معاوضہ ملنے کی درخواست
مسلمانون کی طرف سے خواجہ علی احمد خان نے کی مگر سرکار کو منظور نہ تھا کہ مسلمانون کو
انکے گھرون کا معاوضہ اس لیئے ملے کہ وہ اسکے نام سے پھر نئے گھر بنائین۔ سرکار نے
کچھ التفات اس درخواست پر نہین کیا۔ جیساکہ مکانون کا معاوضہ مالکون کو دیا تھا ایسا
مساجد کا معاوضہ نہین دیا انکا مالک خدا تھا جسکو وہ معاوضہ نہین دے سکتے تھے۔
کوتوالی کے قریب سکھون کے گردوارہ سے چسپان ایک مسجد تھی اسکے ملنے کی درخواست
مہاراجہ جیند نے سرکار سے کی وہ اسکو سرکار نے دیدی۔ مہاراجہ نے مسجد کو مسمار کرا کے
مندر مین ملالیا۔

جب شہر پر انگریزون کا تسلط ہوا تو گھور لے جو شہر مین تھوڑے سے باقی تھے وہ بہت
جلد سپاہیون کی رانون کے تلے دوڑنے لگے۔ بیل ٹٹو بھینسے گدھے بھی جلد ان کا بوجھ اٹھانے
لگے۔ گائین بھینسین بکریان اپنا دودھ سپاہیون کو انکے ٹھکانے مین جا کر پلانے لگین کتون کو
ہر گلی کوچہ مین انکی لاشین کھانے کے لیئے مل گئین جو انکو وقت وقت کہتے تھے اور پتھر
مارتے تھے آٹھ دس روز تک انکو کھا کھا کر بڑے موٹے ہوئے مگر پھر بھوکے مرنے لگے
تو شہر سے باہر چلے گئے۔ مگر بلیون کی کمبختی یہہ تھی کہ وہ اپنے گھرون کی محبت کے مارے
کہین باہر نہین جاسکتی تھین۔ سارے گھرون مین سے آدمی نکل گئے مگر بلیان اپنے
گھر سے باہر نہ نکلین۔ انکی خوش قسمتی سے بعض محلون مین گورون کے بکٹ بٹھائے جاتے
تھے وہ ان پاس جمع ہو جاتی تھین جو انکو کچھ کھانے کو دیدیتے مگر انکو اچھال اچھال کر یہہ تماشا
بھی دیکھتے تھے کہ وہ خواہ کتنی بلندی سے انہین پھینکین وہ ہمیشہ اپنے چارون پاؤن کے
بل گرتی تھین۔ کبھی کبھی یہہ گورون کا کھیل بلیون کی موت ہو جاتا تھا۔ ہاتھی اونٹ سرکاری
فیلخانون اور شترخانون مین بندھے ہیں۔ یہہ تو چوپاؤن کا حال تھا۔ اب پرندون کا حال سنیئے
کہ مرغے مرغیان تیتر بٹیر تو بہت جلد اڑ کر سپاہیون کی پتیلی مین پہنچ گئے۔ بھُن بھُنا کر

انکے پیٹ مین چلے گئے اہل شہر جو اپنی بدحواسی سے کبوترون کو قلقلون و کابکون مین اور قمریون فاختاؤن و لال پدڑیون اور طوطون میناؤن کو پنجرون مین بند چھوڑ گئے تھے ان کی جانون نے تو آب و دانہ کے نہ ملنے سے قفس ہی سے پرواز کی - اور جو لوگ ان قلقلون اور پنجرون کو کھولکر ان پرندون کو آزاد کر گئے تھے انہین سے کبوتر تو چھرون کے شکار ہوئے یا بھوکے پیاسے مر گئے - انکا تو ایسا ستیاناس ہوا کہ انکی بعض نسلین مخصوص دہلی سے تھین وہ ایسی فنا ہوگئین کہ پھر دہلی مین وہ نہین پیدا ہوئین - غدر سے پہلے جسقدر کبوتر شہر مین تھے اسقدر اب تک شہر مین جمع نہین ہوئے — اب انکی قیمت غدر کی پہلی قیمت سے چوچند ہو گئی -

یہہ بتلانا تو مشکل ہی کہ مسلمانون کے پاس لٹنے سے پہلے کتنے روپیہ کا مال اسباب تھا اور بعد لٹنے کے کتنا باقی رہا مگر اس بات کا بتلانا کچھہ مشکل نہین کہ وہ کس کس طرح لٹے اور انکی دولت کس کس پاس گئی بہادر شاہ کو لاکھ روپیہ ماہوار اور چند نوابون اور رئیسون کو ہزارون روپے کی پنشنین ملتی تھین وہ سب سرکار کے قبضہ مین ضبط ہو کر آئین - گو مسلمان سود لینے کو حرام سمجھتے تھے مگر سرپر پھیری نوٹون کے سود لینے کو بعض سنی مسلمان اور کل شیعہ علی العموم حلال جانتے تھے ان پاس پانچ سات لاکھ روپے کے نوٹ تھے ان مسلمانون کو یہہ یقین تھا کہ اب انگریزی عملداری پھر نہین آئیگی اس لئے نوٹ جس قیمت پر فروخت ہون انکو بیچ ڈالے اسوقت دلی مین ان نوٹون کا بھاؤ پینتالیس روپیہ سیکڑہ کا تھا بعض ہندو انکو اس خیال سے کہ انگریزی عملداری یقینی ہوگی خریدتے تھے اور یہہ بھی سمجھتے تھے کہ جو نقد روپیہ انکے گھر مین ہے وہ وبال جان ہے اسکو باغی لوٹ لینگے یا بادشاہ ڈنڈ مین یا قرض مین لے لیگا اسکی جگہہ نوٹون کا رکھنا بہتر ہوگا - غرض کئی لاکھ روپے کے نوٹ مسلمانون نے ۵۵ روپیہ سیکڑہ کے بھاؤ سے بیچ ڈالے انکے اس نقصان سے ہندوون کو فائدہ پہنچا - مسلمانون کا سارا اسباب جو پرائز ایجنسی نے یکجا جمع کیا تھا وہ زیادہ تر ہندوون نے نیلام مین بہت ارزان خریدا جسکے سبب سے بہت سے ہندوون نے شہر مین اس مال و اسباب کی دکانین کھولکر نوبنوا اُمر سے کما ئے - باغی مسلمانون کے جو مکانات ضبط ہو کر نیلام ہوئے وہ سب ہندوون نے

مسلمان کس کس طرح لٹے اور انکی دولت کس کس پاس گئی

بہت ہی سستے خرید سے اب انکی قیمت دس بیس گنی ہوگئی ہے۔ بڑے بڑے مکانات جو مسلمانونکے تھے جیسے کلان محل۔ مرزا خجستہ بخت کی حویلی۔ جھجروالون کی کوٹھی۔ شیش محل۔ نواب سفوجان کی حویلیان جو ایک محلہ کے برابر تھین سب ہندوون کی خریداری مین آئین۔ جن محلون مین غدر سے پہلے ہندوون کی ملک سے ایک مکان نہ تھا۔ غدر کے بعد ان مین بہت مکانات کے خریدنے سے مالک ہوگئے۔ ان مکانات کی فروخت کا روپیہ سرکار نے خود نہین لیا جسکا آگے ذکر آئیگا۔ مسلمانون نے اپنی ضرورتون کے سبب سے اپنا زیور جو گڑا دیا بچ گیا تھا یا وہ چھپاکر اپنے ساتھ لے گئے تھے بہت سستا ہندوون کے ہاتھ بیچا۔ بارہ آنہ تولہ چاندی چودہ پندرہ روپیہ تولہ سونا غرض انگریزی سپاہ کی تین روز کی لوٹ مین اور پرائز ایجنسی کی لوٹ مین تو ہندو مسلمانون مین کچھ تمیز نہ تھی دونو برابر تھے۔ مگر اس سبب سے کہ شہر مین ہندو مسلمانون سے پہلے آباد ہوئے اور انکو مسلمانون کے مال اسباب و مکانات کے خریدنے کا مقدور تھا انہون نے فائدہ کمایا۔ ہندوون کے گھر لوٹ سے اتنے برباد نہین ہوئے جتنے خوش حال ہوئے۔ بہت سے ہندوون کے گھرون مین غدر کیا آیا لکشمی آئی وہ پہلے کی نسبت زیادہ دولت مند ہوگئے۔ جب ہندو آباد ہوگئے ہین تو لال ڈگی پر انکی دکانون کی قطارین اس لوٹ کے اسباب کے بیچنے کی لگتی تھین انہون نے سپاہیون سے لوٹ کا یا چوری کا مال بہت ارزان خریدا تھا۔ یہہ اس شہر کی خوش نصیبی تھی کہ اسکی لوٹ کا مال اتنا پنجاب کے شہرون مین جاکر فروخت نہین ہوا جتنا دہلی مین ہوا۔ جسکے سبب سے اسکی دولت شہر ہی مین رہی۔ گو مسلمانون کے ہاتھ سے چھنکر اور قومون کے ہاتھ مین گئی شہر ہی مین ایک تھیلی سے یا ہتیلی سے روپیہ نکلکر دوسری تھیلی مین یا ہتیلی مین چلے گئے

گورنمنٹ نے انگریزون کو اس اسباب کا معاوضہ جسکو باغیون نے لوٹا تھا اور ہندوستانی خیر خواہون کو جنکا اسباب انگریزی سپاہ نے لوٹا تھا بڑی شاہانہ فیاضی سے معاوضہ عطا کیا۔ یہہ معاوضہ سب سے بڑا ایک لاکھ کئی ہزار روپیہ کا مرزا الٰہی بخش کو جو خیر خواہ سرکار تھے مختلف زمانون مین عطا کیا۔ نواب امین اللہ خان عرف منشی امو جان کو جو ریاست لوہارو مین سرکار کے خیر خواہ رہے پندرہ ہزار روپیہ عطا کیا گیا اور بہت سے آدمیون کو تھوڑی تھوڑی رقمین معاوضہ مین عطا ہوئین جنکی تفصیل کی ضرورت نہین۔

دہلی مین کسی شخص کا مکان اسلیئے جلایا اور ڈھایا نہین گیا کہ اسنے بغاوت کی تھی مگر شہر جب فتح ہوا ہے تو اسکے بعض مکانات مین کسی سبب سے آگ لگ جاتی تھی وہ بجھائی نہین جاتی تھی خود بخود مکان کے گرنے سے بجھ جاتی تھی۔ قلعہ کے پیچھے اس سبب سے مکانات مسمار کیئے گئے کہ اس کے آگے ایک وسیع میدان کرنا ضروری تھا انکو ہاتھیون نے ڈھایا تھا۔ اول انکا کاٹ نیلام ہوا۔ اینٹ پتھر اسکے قلعہ کی کھائی کے پشتہ بنانے کے کام مین آئے اسطرح ایک میدان قلعہ کے آگے ہو گیا۔ پھر اس میدان مین مضبوط لکڑی کے درخت جیسے املی وغیرہ تھے نیلام ہوئے اور اب انکی بنیادونکے پتھر بیچے گئے۔ بعض مکانات ثابت کے ثابت اینٹ پتھر سے بھر کر برابر کر دیئے گئے تھے اب وہ کھد کر پھر نکالے گئے۔ اس سبب سے بلاقی بیگم کا کوچہ خانم کا بازار خاندوران خان کی حویلی گلیون کا بازار دریبا گنج کی گھاٹی انگوری باغ بنگوا باڑی وغیرہ سب بعض بالکل بعض کے حصے منہدم ہو گئے۔ ان مکانات مسمار شدہ کے مالکون کو جو باغی تھے معاوضہ نہین دیا گیا باقی اور سب کو مکانات کا معاوضہ اس طرح دیا گیا کہ جو روپیہ ان مکانات منضبطہ کی قیمت کا سرکار کو ہاتھ آیا اسکو ان مالکان مکانات کو معاوضہ مین دیدیا جو باغی نہین ہوئے اور ان کے مکانات ضرورت کے سبب سے منہدم ہوئے۔ غرض سرکار نے جائداد منضبطہ کی قیمت سے کچھ فائدہ نہین اٹھایا۔

جب ہزارہا مسلمان مارے گئے تو انکی بوڑھی و جوان و نوجوان عورتین بیاہی و کنواری لڑکیان لاوارث ہو گئین۔ انگریزی سپاہ مین ایسے مسلمانون کی بھی کمی نہین تھی جو بڑی غنیمت یہہ سمجھتے تھے کہ کوئی خوبصورت عورت دلی کی ہاتھ لگ جائے اس لیئے انہون نے ایسی عورتین تلاش کر کے اپنے نکاح پڑھا لئے اور انکو اپنے ساتھ لے گئے ان عورتون نے یہہ اپنی خوش نصیبی جانی کہ انکو خاوند ایسا ہاتھ لگ گیا جسکے پاس لوٹ کا زیور اور زری گوٹہ کا لباس پہنانے کو تھا اور روٹی کھلانے کو تھی۔ بعض چالاک عورتین ایسی تھین کہ نکاح پڑھا کے چندروز مین خاوند کا مال و اسباب لیکر چلتی بنین۔ خاوندون کو انکا پتہ کہین نہین ملا۔ انکا سارا لوٹ کا مال یون لٹ گیا مال حرام بود بجای حرام رفت۔ ایک دو صورتین ایسی بھی ہوئین کہ خاوندون کو جب اپنی بی بی کا پتہ نہین لگا تو ان مردون کو جنکی معرفت یہہ نکاح ہوا تھا اپنے افسرون کو اطلاع دیکر

[illegible]

[illegible]

سزا دلوادی کہتے ہین کہ ذوق کا بیٹا فوق اس سبب سے پھانسی دیا گیا۔ مگر اسکے پھانسی لگنے کا سبب اور بھی ہوسکتا ہے کہ وہ ایام غدر مین بادشاہی اہلکار تھا۔ بعض رسالدارون اور صوبہ دارون نے شہر کی مصیبت زدہ بیٹیون سے نکاح کیا اور بی بی کے کنبے کے ساتھ ایسا سلوک کیا کہ اسکے بھائیون بھتیجون کو سرکاری نوکر کرا دیا۔ اس طرح بی بی کے کنبے کو نہال کر دیا۔

شہزادیان جو پہلے سے اپنی بار باشی و عیاشی مین بدنام تھین اب قلعہ کی چار دیواری سے نکلکر آزاد ہوگئین انمین جو خوبصورت تھین وہ آسودہ حالون کے گھر مین بیٹھ گئین۔ بہادر شاہ کی بیٹی ربیعہ بیگم نے اپنا نکاح حسینی بورچی سے اسلیئے پڑھایا کہ روزانہ دیگی کھانے مین آئیگی۔ فاطمہ سلطان نے جسکے باپ کے سر پر تاج شاہی رکھا جاتا تھا مشنریون کے زنانہ اسکول مین وظیفہ دار بن کر معلمی کا پیشہ سیکھا اور معلمہ بن کر اچھی طرح کچھ مدت تک زندگی بسر کی۔ علاوہ ان شاہزادیون کے اور صدہا عورتون نے بدکاری کا پیشہ اختیار کیا رانون کیوقت اوڑھ کر مسافرون کی سرائون کے گرد قطارون کی قطارین مسافرون کے بلانے کے انتظار مین بیٹھی یا کھڑی رہتین اسطرح دو چار پیسے صبح کو کما لاتین صدہا عورتون نے اپنا سر جوؤن کی شدت سے منڈا ڈالا۔ اگر کہین کوئی شخص ایک ایک خمیری روٹی یا ایک مٹھی چنے یا کچھ کوڑیان تقسیم کرتا تو صدہا مسلمان عورتین جمع ہو جاتین۔ جنمین سے بعض صورتون سے نجیب زادیان معلوم ہوتین۔ جو کبھی خود صدہا روپے کی خیرات کرتی تھین یا اب کوڑیان مانگتی ہین یا ان کے آگے دو دو چار چار مامائین کام کرتی تھین یا خود ماماگری کے قابل نہین رہین۔ بعض بڑی حسین عورتین جنکی حسانت پر فرنگیون کو بھی رشک آتا تھا اپنی خوش نصیبی سے بعض انگریزون کے گھر مین بیٹھ گئین انکو تو وہ چین و آرام حاصل ہوا کہ کبھی ہندوستانیون کے گھرون مین نہین حاصل ہوتا۔ دلی مین پہلے بہت ہی کم خانگیون کے گھر تھے۔ اشراف کبھی اپنے محلون مین آباد نہین ہونے دیتے۔ یا پھر جب شہر آباد ہوا ہے تو ہر محلہ مین ایسے تین چار گھر ضرور ہوتے۔ اب ہم وہ شہر آشوب اشعار لکھتے ہین جو شہر کے حال مین شاعرون نے کہے ہین +

مفتی صدر الدین آزردہ

آفت اس شہر مین قلعہ کی بدولت آئی	وہانکے اعمال سے دلی کی بھی شامت آئی
روز موعود سے پہلے ہی قیامت آئی	کالے لیبر کٹھ سے یہ کیا آکے کہ آفت آئی

گوش زد تھا جو فسانون سے وہ آنکھون دیکھا
جو سنا کرتے تھے کانون سے وہ آنکھون دیکھا

جنکو دنیا مین کسی سے بھی سروکار نہ تھا
اہل نا اہل سے خلطا نہین زنہار نہ تھا

انکی خلوت سے کوئی واقف اسرار نہ تھا
آدمی کیا ہے فرشتہ کا بھی وہان بار نہ تھا

وہ گلی کوچون مین پھرتے ہین پریشان در در
خاک بھی ملتی نہین انکو کہ ڈالین سر پر

نواب مرزا داغ

خدا پرستی کے بدلے جفا پرستی ہے
جو مال مست تھے اب انکی فاقہ مستی ہے

بجاے ابر کرم مفلسی برستی ہے
یہ تنگ جینے سے ہین ایسی تنگدستی ہے

غضب مین آئی رعیت بلا مین شہر آیا
یہیہ پوری ہی نہین آئے خدا کا قہر آیا

زبان سے کہتے ہوئے دین دین آئے لعین
جو ماتا دین تھا کوئی تو کوئی گنگا دین

یہ جانتے ہی نہ تھے چیز کیا ہے دین متین
کیے تھے قتل زن و بچہ کیسے کیسے حسین

روا نہ تھا کسی مذہب مین جو وہ کام کیا
غرض وہ کام کیا کام ہی تمام کیا

جلین ہین دہوپ مین شکلین جو ماہتاب کی تھین
کھنچین ہین کانٹو پہ جو پتیان گلاب کی تھین

نواب محمد مصطفے خان شیفتہ

اگر کہیون کہ یہ دلی ہے تو ہرگز نہ پڑے
دلی والون کے بھی دلپہ یہ گمان دہلی

دلی اب ہے تن بیجان تن بیجان کیا خاک
جان سے جاچکے جو لوگ تھے جان دہلی

جان لارنس کی لائف مین قلعہ کی حالت لکھی ہے جس مین سے چند فقرے نیچے نقل کیے جاتے ہین جو بڑے درد انگیز ہین۔ قلعہ مین ایک بڑے سلسلہ خاندان شاہی کے آخر بادشاہ کی عالیشان علام گردشین اور شاہانہ خلوت سرا عوام الناس کی نگاہ کے روبرو کھلی ہوئی تھی اور مسلح آدمی جو اسکے سرپرست نہ تھے آستان متبرک پر مجتمع تھے۔ ایک دوسرے سے پیوستہ صد ہا کمرے دور تک چلے گئے تھے جو اصل مین ان اشعار کے مصداق تھے۔

خلد مین وہ سجی سجائی ہوئی۔
شب کہ دولہ دولہن کے رہنے کی

بیگمین رشک زہرہ و ناہید۔
جس سے بہتر ہے وارثون کی امید

سونے چاندی کا ہر طرف اسباب
لوٹ کا مال بے شمار و حساب

یہان بیچارہ بوڑھا بادشاہ جو بمجبوری باغیون کے ہاتھ کی کٹ پتلی بنا تھا اپنے محل سے نکالا ہوا ایک علیحدہ کمرے مین بیٹھا ہوا تھا جسکے پھانسی دینے کے بارہ مین عنقریب تجویز ہونے والی تھی اور جو افسرون اور سپاہیون کی گالیان اور گھرکیان سُن رہا تھا اور اسکے گرد شہنشاہ بیگم اپنے تئین چھپاتی تھی کہ مبادا کسی نامحرم یا ظالم کا سامنا ہو جائے۔ اس بدنصیب جماعت مین سب سے زیادہ خوش یا یہ کہیئے کہ سب سے کم ناخوش خود بادشاہ تھا جسکو ظاہرا اپنی مصیبت یا ہتک عزت کا کچھ خیال نہین ہوتا تھا۔ بقول شاعر

جو فرط پیری سے ہوش گم تھے تو بچپنے کا سا طور کچھ تھا ۔ نہ سامعہ تھا نہ باصرہ تھا نہ ذائقہ تھا نہ اور کچھ تھا"

گو دون تھے اپنے دل بہلانے کے لیئے قلعہ کے لاہوری دروازہ پر بہادر شاہ کی ایک تصویر بنائی تھی جسکے گلے مین پھانسی ڈالی تھی۔ غرض بادشاہ کی تذلیل کی کوئی حد باقی نہ تھی مگر زندگی باقی تھی۔ ایک سرکاری افسر نے بادشاہ کی تعظیم کے لیئے اپنے سر پر سے ٹوپی اتاری تو اسپر انگریزی اخبارون نے لعن طعن کا تار باندھ دیا۔ اچیسن صاحب جان لارنس کی لائف مین لکھتے ہین کہ دلی فتح ہونے کے بعد شہر خموشان بن گیا۔ ایک صاحب اپنی آنکھون دیکھا یہ حال تحریر کرتے ہین کہ کوسون تک بجز ایک فاقہ زدہ گربہ کے اور ایک بوڑھی مصیبت کی ماری عورت کے جو گودڑ سمیٹتی پھرتی تھی کوئی آدمی نظر نہ آیا۔ کالج کی عمارت مین یوروپین توپ خانہ نصب تھا جامع مسجد جو ایک بے نظیر تمام ہندوستان مین شاہجہان کی بنائی ہوئی تھی سکھون کی فوج کی بارک تھی۔ مارشل لا جاری تھا۔

پرانی دلی مین شاہجہان نے ایک نیا شہر آباد کیا تھا اسکا نام اپنے نام پر شاہجہان آباد رکھا تھا اسلیئے دلی کا دوسرا نام شاہجہان آباد اکثر زبان زد خلائق تھا اب کوئی بھولکر اسکا یہہ نام نہین لیتا۔ اسی کے سر پر ایام غدر مین دنیا کی ساری آفتین نازل ہوئین۔ اگر جان لارنس پنجاب کے چیف کمشنر ہوتے تو شاہجہان آباد بھی مثل اپنے گرد کی قدیمی دلیون کے ایک ویرانہ خراب آباد ہوتا۔ اب جو شہر مین یہہ رونق نظر آتی ہے جو شاہجہان کے وقت کی رونق کو بھی مات کرتی ہے ہرگز دیکھنے مین نہین آتی۔ مین تمام چٹھیان جو سر جان لارنس نے دہلی کے فتح ہونے کے بعد اس شہر اور اہل شہر کے باب مین تحریر فرمائی ہین نقل کرتا ہون

جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اس شہر کو ویران ہونے سے بچانا ان ہی کے لطف و کرم و فضل و رحم کا کام تھا ۔ ورنہ اس شہر کا کام تمام ہو چکا تھا ۔ سرجان لارنس نے شہزادون کی نسبت لکھا کہ انکی تحقیقات کما حقہ کرو اگر وہ انگریزون یا انکی عورتون بچون کے قاتل ہون یا انکے قتل کے معاون ہون تو انکو موت کی سزا دو لیکن کسی شہزادہ کے ساتھ اس طرح پیش نہ آؤ جسطرح ہاڈسن صاحب اپنے کشتون کے ساتھ پیش آئے ۔ نواب جھجر و راجہ بلبھ گڈھ کی نسبت لکھا کہ انکو اپنی جنگی صولت جو خون فشانی سے خالی ہو دکھا کر مطیع کرو اور انکے ساتھ انصاف کرنے کا وعدہ کرو انہین سے ہر ایک کو اس کے جرم کے مناسب سزا دو ۔ پھر انہون نے شہر کے باشندونکی نسبت جو اپنے گھرون سے باہر مارے مارے پھرتے تھے ۲۶ ستمبر کو جنرل ولسن کو یہہ لکھا کہ مین نہین خیال کرتا کہ اگر شہر کے باشندے اپنے گھرون مین واپس آئین تو آپ کو اس بات کا خوف پیدا ہو کہ دہلی پر کسی طرف سے حملہ ہوگا ۔ مین ان تمام مصائب سے قطع نظر کرکے جو انپر گذرے ہین یہہ کہتا ہون کہ ہماری حکومت مین پچاس برس کے عرصہ سے کبھی انہون نے سرتابی نہین کی اگر ہماری اپنی فوج نے غدر نہ مچایا ہوتا تو وہ اور پچاس برس تک خاموش رہتے ۔ اگر کشمیری دروازہ پر چند سر لٹکا دیے جائین تو پھر کسی طرح کا خوف و خطر نہین ہے ۔ دہلی کے فتح ہونے کے دس روز بعد ہی انہون نے ۳۰ ستمبر کو برن صاحب ملٹری گورنر دہلی کو یہہ چٹھی لکھی ہے کہ شہر کے باشندون کی نسبت میری یہہ راے ہے کہ جب قلعہ کی محافظت کا بندوبست خاطرخواہ ہو جائے تو وہ رفتہ رفتہ حزم و احتیاط کے ساتھ اپنے شہر مین بلا لیئے جائین ۔ شہر کے ڈرانے کے لیئے چاندنی چوک کے سامنے جو پھاٹک ہے اسپر توپخانہ کے لگانے سے سب طرح اطمینان رہے گا ۔ باغیون کے جو سرغنہ ہین انکو پھانسی دی جائے مگر اور لوگون کے ساتھ ملائمت اور عاطفت و شفقت کے ساتھ پیش آنا چاہیئے نوے فیصدی باشندون کو اس غدر سے کچھ علاقہ نہ تھا اگر ایسے ہو سکتا تو یہہ ہمارا ساتھ دیتے بہت سے دلی کے باشندے مجبوراً بغاوت کے ہنگامے مین جبراً پھنس گئے اور ہم خود اپنی حماقت و ضعف کے سبب سے انکی محافظت کے قابل نہ رہے تو یہہ الزام ہمپر عاید ہوتا ہے ۔ ۲۰ اکتوبر کو وہ چارلس ساندرس صاحب کمشنر دہلی کو لکھتے ہین کہ مجھے اس بات کے سننے سے خوشی ہوئی کہ شاہزادون کے

مجرم ہونے کا ثبوت آپ کے نزدیک کافی تھا اس قسم کے آدمیون کو سزا ملنی چاہیئے باقی عوام الناس کو جب تک ہمارے ساتھ سرکشی و مخالفت کا جرم نہ ثابت ہو ہرگز سزا نہین دینی چاہیئے۔ میری راے مین مناسب شرطون کے ساتھ شہر کے تمام باشندون کو بلا لینا چاہیئے اب سب سے زیادہ تکلیف عاجز و بیقصور باشندون ہی پر ہے"۔

نیول چمبرلین کو ۸-اکتوبر کی چٹھی مین لکھا۔

مین کسی طرح اس بات کی صلاح نہین دیتا کہ شہزادے یا اس قسم کے مفسد بلا تحقیقات قتل کیئے جائین۔ انکو تحقیقات کا موقع دیا جائے۔ بوڑھا بادشاہ اگر بھاگ گیا ہوتا تو اسکو گولی مار دیتے لیکن وہ بھاگا نہین اس لیئے مین یہہ راے نہین دیتا مین سمجھتا ہون کہ بادشاہ نے بمقتضاے وقت عمل کیا"۔ جان لارنس کی راے تھی کہ شہر مین بعض جگہہ توپین لگا کے بے کھٹکے شہر مین باشندونکو آباد کر لینا ضروری ہے۔

۹-اکتوبر کو انہون نے لارڈ کیننگ کو لکھا کہ مین خیال کرتا ہون کہ دلی کے باشندون کو واپس آنے کی اجازت دینا ایک عمدہ پولیسی ہے۔ دلی عرصہ دراز سے بڑی تجارت کی منڈی ہے اور پولیٹکل اور تمدنی لحاظ سے وہ ایک بڑا ضروری مقام ہے۔ ہر طرح سے اسپر قبضہ رکھنا اسکے برباد ہونے کی بہ نسبت زیادہ مفید ہوگا گو اس کے باشندے کیسے ہی قصوروار ہون لیکن مجھے یقین ہے کہ کوئی شخص جو متعصب نہ ہو وہ اس امر سے انکار نہین کریگا کہ دلی کے باشندون مین اکثر آدمی بغاوت مین شریک نہ تھے اگر ہم صاحب اختیار ہوتے تو انمین سے اکثر آدمی ہمارے ساتھ ہوتے لیکن یہ معلوم ہے کہ وہ ایک ظالم بے رحم شتر بے مہار سپاہ کے اختیار مین تھے۔ اسپر بڑی مصیبت پڑی ہے اسواسطے یہہ عمدہ پولیسی ہے کہ زندہ باشندون کو اپنے گھرون مین بسنے کی اجازت دی جائے۔

سر جان لارنس کو دھلی کے حالات کی خبرین بدیر رفتہ رفتہ پہنچتی تھین۔ جب انکے دوستون نے یہہ درخواست کی کہ وہ دل سے چاہتے ہین کہ دلی پر ہل پھیر دیا جائے اور اگر شہر نہین تو جامع مسجد ضرور منہدم کر دی جائے تو انہون نے ایسی درخواست کے جواب مین ہربرٹ صاحب کو جنہون نے اس باب مین صلاح پوچھی تھی لکھا کہ اس باب مین مین کسی طرح رضامند نہین ہونگا ہم

مذہبی عمارتون کے انہدام سے ہم کو احتراز کرنا چاہیئے نہ دوستون کی خوشی کے لیئے نہ

دشمنون کی آزردگی کے لیئے ایسا کام کرنا لازم ہے۔ بہت سے انگریز کہتے تھے کہ دلی کی اینٹ سے اینٹ بجادو۔ جنکا غصہ کچھہ اتر گیا تھا وہ کہتے تھے کہ جامع مسجد کو گرجا بنادو اسکے میناروں پر صلیب لگادو اسکی سنگ مرمر کی سلون پر جو بہت سے اہل عیسائی کا نام کندہ کرو جو غدر مین شہید ہوا ہے۔ مسلمانون کو مسجد کا دل سے دینا ایک جنون سمجھا جاتا تھا۔ جب پنجاب کے ذی اختیار افسرون اور انکے دلی دوستون نے اور بعض نے اصالتاً حاضر ہوکر یہہ دلیل بیان کی کہ دنیا مین دلی کی جامع مسجد سب سے زیادہ رفیع الشان ہے اسکے انہدام سے ہر مقام کے مسلمانون کے مذہب پر ایک ضرب پڑیگی تو انہون نے بہت نرمی و ملائمت سے دلائل کو بیان کیا جب دیکھا کہ اس کہنے کا کچھہ اثر نہین ہوتا تو وہ کھڑے ہوئے اور کہا بابا یہہ رائے نہ دونگا بہت سے امور ایسے ہین کہ جنکے لیئے تم مصر ہوسکتے ہو کہ مین انکو کرون لیکن کبھی اس باب مین مجھہ سے اصرار نہ کرنا پس مناسب ہے کہ آپ اس معاملہ مین اپنے تئین تکلیف نہ دین۔ ۴ ستمبر ۱۸۵۸ع کو لارڈ کیننگ کو اپنی چیٹھی مین انہون نے لکھا کہ مجھے معلوم نہین کہ لارڈ شپ نے دہلی کے باب مین کیا تجویز کی ہے اگر جناب اسکو شہر کی حیثیت سے قائم رکھنا چاہتے ہین تو میرے نزدیک پرائز ایجنسی) کی کارروائیون کو روکنا چاہیئے۔ مین کوشش کرتا ہون کہ شہر مین سے مارشیل لا موقوف کیا جائے۔ دلی کے لیئے صرف ایک مستعد و جری نیک چلن سپاہی کی ضرورت ہے کہ وہ سپاہ کو اپنے اختیار مین رکھے اور ایک زبردست پولیس اور عمدہ مجسٹریٹ امن امان قائم رکھے۔ جب تک ہندوستانی باشندون کی جان و مال کی محافظت نہین کی جائیگی تب تک امن امان قائم ہونا دشوار ہے مین اس امر کی اصلاح کا بڑا خواستگار ہون کہ جن لوگون پر جرم ثابت ہو انکو فوراً سخت سزا دی جائے۔ لیکن جو لوٹ مار اسوقت برابر ہو رہی ہے اسکی یہہ بات ضرور واقع ہونے والی ہے کہ رفتہ رفتہ ہندوستانی آشفتہ و برہم ہو جائین اور ہمارے اور انکے درمیان اسوقت جو رخنہ پڑا ہوا ہے وہ ہمیشہ کے لیئے کشادہ ہو جائے

اسی زمانہ مین انہون نے لارڈ الفنسٹن کو لکھا کہ اگر دہلی مین مارشیل لا اور پرائز ایجنسی موقوف کردی جائے تو بخوبی اصلاح ہوجائے۔

اسی زمانہ مین جنرل پیپی کو انہون نے بڑے زور سے چیٹھی لکھی ہے کہ اگر ہم سے اعلے دماغی کی

کارروائیان نہین ہوسکتین تومعمولی پولیسی کے اعتبار سے بھی ہم پر لازم ہے کہ اپنے ہم وطنون کو ظلم و تعدی سے باز رکہین مجھ سے کوئی اور شخص زیادہ باغیون اور قاتلون کو پھانسی دینے اور گولی مارنے پر آمادہ نہ ہوگا لیکن جسوقت تک ہم دوست و دشمن مین تمیز نہ کرین گے اسوقت تک یہی کہٹکا لگا رہے گا کہ سب کے سب ہندوستانی ہمارے مخالف ہو جائین اور ہر ایک مقام پر گوناگون پٹھلون لڑائیان ہونے لگین اور ملک رفتہ رفتہ ویران ہو جائے اور آخر کار اتنا گرم ہو جائے کہ ہمارا رہنا دشوار ہو جائے - اس چٹھی کا اثر فوراً ہوا دوسری چٹھی مین وہ ایک ہفتہ کے بعد جنرل پینی کو لکہتے ہین کہ مین آپ کا بہت ممنون ہون کہ آپ نے لوٹ مار کے روکنے مین بہت جلد کارروائی کی مجھے اس بات کے سننے سے نہایت افسوس ہوا کہ ہمارے ملک کے لوگ بے سبب ہندوستانیون کو مار ڈالتے ہین جنکے مجرم و بے جرم ہونے پر لحاظ کرنے کا اختیار انکو نہ تھا -

جب انہون نے دیکھا کہ میرے دلخواہ اصلاحین نہین ہوئین تو وہ ۲۴ - فروری ۱۸۵۸ء کو خود دہلی مین آئے اور یہان آنکر پہلا کام انہون نے یہ کیا کہ دہلی کے کل خاص افسرون کو بلایا - جنمین چارلس ساندرس و فلپ ایجرٹن - نیول چیمبرلین اور بعض اور افسر تھے سپیشل کمشنرون کی کارروائیون کی بابت سر جان لارنس نے ملائم تقریر فرمائی کہ مین تسلیم کرتا ہون کہ خاص حالتون مین شر و فساد کے انسداد کی خاص تدابیر جائز تھین لیکن پھر فرمایا کہ اب ان تدابیر کا زمانہ گذر گیا اب تو اس بات کی ضرورت ہے کہ ہندوستانیون مین امن امان قائم کیا جائے اور انکے دلون مین اپنا اعتماد جمایا جائے اور اسکے ساتھ ہی انہون نے لارڈ کیننگ سے ذریعہ تار برقی استفسار کیا کہ جن افسرون کو پھانسی دینے اور رہا کرنے کا اختیار دیا گیا تھا انہون نے اس اپنے اختیار کو بری طرح استعمال کیا فوراً ان کے اختیار سلب کرنے کی مجھے اجازت دیجائے انکی جگہ سول اور ملٹری حکام کو شامل کر کے ایک کمیشن مقرر کیا جائے جو مفسدہ کے مقدمات کی تحقیق کرے اور بلا منظوری گورنمنٹ کسی کو موت کی سزا نہ دینے پائے - پھر انہون نے لارڈ کیننگ کو لکھا کہ مین نے مفسدہ اور بغاوت کے مجرمون کی تحقیقات کے لیئے تین افسرون کا کمیشن مقرر کرنے کا بندوبست اس لیئے کیا ہے کہ ہر ایک جو ڈیشل افسر کو تدارکات و اصدرونی کی

سزا دینے کا جو اختیار دیا گیا اس انتظام مین کوئی بہبودی نہین پیدا ہوئی۔

دہلی مین انکے بڑے عزیز سکرٹری رچرڈ ٹمپل آگئے تھے انہون نے انسے کہا کہ شہر مین بالکل امن امان ہے۔ خوف کرنے کی کوئی وجہ نہ تھی لیکن لوٹ مار و خونریزی ابتک جاری ہے ہندوستانیون کے رنگ فق تھے۔ اب بھی وہ کثرت سے گرفتار ہوتے اور اکثر پھانسی پاتے ہین یا قید کیئے جاتے ہین۔

غرض وہ مارچ کے تیسرے ہفتے مین اس شہر سے روانہ ہو گئے اور مسلمانون کو شہر مین آنے کی اجازت دے گئے اور جنرل کمانیر کو انکی محافظت کے بندوبست کی تاکید کر گئے۔

دہلی کی مسجد منہدم نہین ہوئی شہر کے باشندے آوارہ وطن نہین ہوئے اور کل شہر اور اسکی پر رونق عمارات اور تواریخی یادگارین مسمار نہین ہوئین اور اسپر ہل نہین چلایا گیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ پہلے روم کے قیصرون نے جو شہر کارتھیج اور کورنتھ کو مسمار کر کے طوق لعنت اپنے گلے مین ڈالا تھا جسکا حال تواریخ ماضیہ مین شایع کرایا تھا۔ اس قسم کی باتین انگلش مین کی ہندوستان کی برٹش گورنمنٹ کی تاریخ مین جو درج نہین کی گئین تو اسکا بڑا سبب جان لارنس کی عدل پروری و مہرورزی و مدبری و عیسائی مذہب کی پابندی تھی جو آتش مزاج افسر انکے گرد جمع تھے اور ان مین اکثر افسر ایسے بھی تھے کہ جو یہودیون کے غضبناک پیغمبر کے ساتھی تھے وہ مظلوم یا معصوم خلقت کے ساتھی نہ تھے ان لوگون سے سر جان لارنس اپنی اعلیٰ ہمتی اور والا ہمتی و نیک نہادی سے ایسے پاک الفاظ مین یہہ تقریر کرتے تھے کہ کیا مین ہندوستانیون کو مار ڈالون کیا مین اس شہر کو جو نینوا کے مقابلہ کا ہے نہ بچاؤن جس مین ایک لاکھ بیس ہزار باشندے رہتے ہین اور جسکو اپنے داہنے ہاتھ سے باہین ہاتھ کے تمیز کرنے کا بھی شعور نہین ہے بلکہ [illegible] کے موافق ہین انگلش قوم مین اور کل اقوام شہنشاہی مین ایک فرقہ انسان کی صورت درندون کی سیرت کا ہوتا ہے۔ انکا میلان طبع یہ ہوتا ہے کہ اگر اشتعال اور خوف کا زمانہ جاتا بھی رہے اور کسی طرح انتقام لینا جائز بھی نہ ہو تو بھی وہ اپنی وحشیانہ حرکتون سے باز نہین رہتے۔ جسنے ہندوستان مین مجروح سلطنت انگلشیہ کی تاریخ کو پڑھا ہے وہ ان [illegible] [illegible] اندھا نہین بن سکتا باوجود اسکے اقوام مین سے ہندوستان کی شہنشاہی حاصل کرکے

کوئی قوم ایسی نہین ہوئی کہ جسنے محکوم رعایا کی ذمہ داریون کا انگلش قوم سے زیادہ خیال رکھا ہو۔ اگر دلی جیسا شہر جسکو اکثر انگریز جوش غضب مین آنکر یہہ چاہتے تھے کہ وہ مسمار کر دیا جائے منہدم کر دیا جاتا تو انگلش قوم کی نیکنامی کی سفید چادر پر ایسا دہبا لگتا کہ کسی طرح دھوئے نہین دھلتا پھر وہ ان قومون کے مقلد بنجاتے جو انسے پیشتر ہندوستان مین فتحیاب ہوئے تھے وہ یہہ کرتے کہ زندہ شہر کے گرد مردون کے شہر جو آباد ہین اور جو اپنی زبان حال سے پکار پکار کر کے غارتگرون کی کارسازیان کہہ رہے ہین انہین انگریز ایک اور شہر کو بڑھا دیتے۔ اور پھر انکو یہہ کہنے کے لیئے منہ رہتا کہ ہمارا ہندوستان کے فتح کرنے سے اپنے متقدمین سے مختلف مقاصد ہین انکی ساری کارروائی ہندوستانیون کی محافظت وہمدردی کرنا اور ترقی دینا ہے۔ یغماگری اور بربادی مقصود نہین۔

اس اوپر کے بیانات سے مین نے ثابت کر دیا کہ جان لارنس اس امر کے مستحق ہین کہ ہم دلی کا دوسرا نام لارنس آباد رکھین جنکی بدولت وہ آباد رہا اور اسکی آج وہ رونق ہے کہ شاہجہان کے زمانہ مین بھی نہ تھی۔ انکے ہم قوم انکو سیویراوف انڈیا کہین یعنی ہندوستان کا بچانے والا کہین اور اسکی جامع مسجد مین انکی قوم کے لیئے دعا مانگا کرین کہ اگر جان لارنس اسکو نہ بچاتے تو یہہ مسجد ایک ڈھیر ہوتی جسمین جانورون کے بل اور گھونسلے ہوتے۔

(؎ [illegible])

۲۵ نومبر کو الفنسٹن صاحب گورنر بمبئی نے سر جان لارنس کو چھٹی مین لکھا ہے کہ دلی کے بعض حالات نہایت قابل افسوس معلوم ہوئے ہین کہ اس کے فتح ہونے کے بعد ہمارے سپاہیون نے وہان کیا کام کیئے ہین۔ دوست دشمن مین کچھ تمیز نہین کی دونو کو ایک ہی لاٹھی ہانکا سوقت دلی مین نادرشاہ کے وقت سے بھی زیادہ لوٹ ہوئی۔ یہہ بہت صحیح ہے کہ ہمارے ہموطن اپنے مقتولون کا انتقام لین۔۔۔ لیکن میری سمجھ مین یہہ نہین آتا کہ بقصور باشندے کیون پائمال کیئے جاتے ہین۔ اس مین شک نہین کہ عدل وانصاف اور نیک پولیسی کا اقتضا یہہ ہے کہ بہت جلد ان باتون کا انسداد کیا جائے۔ جان لارنس نے جو گورنمنٹ ہند کو رپورٹ بھیجی ہے اس مین یہ فقرہ لکھا ہے کہ ہمارے اور باغیون کے سر پر ایک عادل فرمان روا ہے اسی کے فضل وکرم سے ہمارے سر پر سے یہ بلا آئی ہوئی ٹلی ہے۔ بس جب خدا نے اپنا رحم ہم پر کیا ہے

ہم کو بھی رحم اوروں پر کرنا چاہیئے - اگر قادر مطلق ان خطاؤں و غلطیوں کا جو ہم نے کی ہیں محاسبہ لے تو ہماری وہ آسمانی محافظت ضبط ہو جائے جسکے بل و سہارے پر ہم ہندوستان مین بیٹھے ہین - اس فقرہ سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کیسے خداپرست تھے - اس فقرہ کا مطلب یہہ تھا کہ ہم کو خدا کے اخلاق پر چلنا چاہیئے جیسا وہ اپنے بندون کی خطاؤن اور قصورون کو معاف کرتا ہے ایسے ہی ہمکو اپنی رعایا کے خطاؤن اور قصورون سے چشم پوشی کرنی چاہیئے

ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ شروع ۱۸۵۸ء مین سرجان لارنس دہلی مین رونق افروز ہوئے جہان انکے ایام جوانی کا بڑا زمانہ بسر ہوا تھا - جب وہ دلی کے بازارون مین پھرے تو انکو وہ ساری باتین یاد آئین کہ کیسی انہین تجارت کی چہل پہل رہتی تھی اور سودا بیچنے والونکا غل شور رہتا تھا - ہاتھی گھوڑون پر شاہزادے اور امیر اہلے گہلے چڑے پھرتے تھے یا اب وہی بازار اجڑے سونے پڑے ہین - انہین سوا سپاہیون کی بندوقون کے کچھ اور نہین دکھائی پڑتا وہ قلعہ مین تشریف لے گئے وہان مقتل اپنی قوم کے معصوم بچون اور بیگناہ عورتون کا دیکھا انکے قیدخانہ کا ملاحظہ کیا پھر وہ بادشاہ کو جو ایک اپنے محل مین مقید تھا دیکھنے گئے - یہہ بڈھا مصیبت زدہ خاندان تیمور کا آخری بادشاہ تھا - تیمور دنیا کے ان پانچ سات جہان کشاؤن مین ہے جنہون نے ساری دنیا کے فتح کرنے کا ارادہ کیا تھا اور فقط ارادہ ہی نہین کیا تھا بلکہ اپنی کشورکشائی سے ثابت کر دیا تھا کہ اگر عمر وفا کرتی تو دنیا کو فتح کر لیتا اسکے خون کی عجب تاثیر تھی کہ اسکی نسل مین جس شہزادہ نے کہین بادشاہی کا دعوے کیا وہ کچھ نہ کچھ کامیاب ہوا - دنیا مین جن خاندانون نے بڑی زبردست سلطنتین کین ہین انہین سے ایک اسکا خاندان بھی تھا - اب آخر بادشاہ اسکے خاندان کا یہہ بہادرشاہ تھا اسکی نسل مین ہونے کا یہہ اثر تھا کہ چار مہینے تک دہلی مین بادشاہی کی ہزارون سپاہ قواعد آموختہ پاخواندہ مہمان کی طرح اُس پاس جمع ہو گئی - ایک بڑا میگزین ہاتھ لگ گیا کئی خزانے سپاہیون نے لاکر اسکے قدمون کے تلے رکھ دیئے اب سرجان لارنس صاحب کے حکم سے اسکی تحقیقات جرائم کے لیئے ایک کمیشن ۲۵ جنوری ۱۸۵۸ء کو مقرر ہوا جسمین غلام عباس بادشاہ کا وکیل اور میجر ہیریٹ جج ایڈوکیٹ سرکار کا وکیل تھا - اس کمیشن کا اجلاس دیوان خاص مین

بہادرشاہ بادشاہ دہلی کے جرائم کی تحقیقات

ہوتا تھا جسمین بہادر شاہ قیدیون کی طرح آتا اور پلنگڑی پہ کبھی بیٹھتا اور کبھی لیٹتا - جہان اُسنے
چار مہینے تک شاہانہ جلوس کیا تھا وہان اسکے جرمون کی شہادت دینے کے لیئے بعض
چپراسی اور چوبدار آتے اور اسکی طرف قیدی کا خطاب کرتے - اسپر یہہ چار الزام لگائے
گیئے - اول باوجودیکہ وہ برٹش گورمنٹ کا پنشن خوار تھا اسنے ۱۰ مئی و یکم اکتوبر ۱۸۵۷ع کے
درمیان زمانہ مین مختلف اوقات مین محمد بخت خان صوبہ دار توپخانہ اور سرکار کمپنی کی سپاہ
کے کمیشنڈ افسرون اور سپاہیون کی برٹش گورمنٹ کے خلاف غدر و فساد کرتے مین
ہمت افزائی و اعانت کی -

دوم اس زمانہ مین مختلف اوقات مین دلی مین اپنے بڑے بیٹے مرزا مغل اور بہت سی
آدمیون اور ممالک مغربی کے باشندون کو جو سرکار کی رعایا مین سے تھے مفسدہ پردازی اور
جنگ آرائی کرنے کی ہمت افزائی اور اعانت کی -

سوم سرکار کی حکومت سے انحراف کرکے اپنے تئین بادشاہ یا شہنشاہ ہند مشہور کیا
اور شہر دہلی پر دغابازی سے بے قاعدہ قبضہ کرلیا اور زمانہ مذکور مین مختلف اوقات مین
مرزا مغل و محمد بخت خان صوبہ دار توپخانہ اور بہت سے نامعلوم مفسدہ پردازون کے ساتھ
سلطنت انگلشیہ کے برباد و غارت کرنے کی سازشون مین شریک ہوا اور مسلح سپاہ سے
سرکار انگلشیہ سے لڑائیان لڑا - چہارم اسی زمانہ کے اندر اسنے اپنے قلعہ کے اندر
۴۹ انگریزی عورتون اور بچون کے اور دوسرے انگریزون کے اور اور مقامات
مین بھی انگریزون اور انکی عورتون اور بچون کے قتل کرانے کی ترغیب دی اور اپنے قاتلونکو
نوکریان دین اور انکی ترقی کے خطابات دینے کے وعدے کیئے اور ہندوستان کے مختلف
خودمختار والیان ملک اور رئیسون کے نام احکام بھیجے کہ عیسائیون اور انگریزون کو
اپنی حدود اور عملداری مین جہان پائین قتل کرین - یہہ سب باتین بموجب ایکٹ ۱۶
مصدرہ ۱۸۵۷ع جرائم مین داخل ہین -

ان جرائم کی تحقیقات مین بیشتر پچالیس دن صرف کیئے اور گواہون کی گواہیان لین
اور ان شہادتون سے جرائم مذکورہ ثابت ہوگئے -

۹۔ مارچ کو منگل کے دن جج ایڈوکیٹ کے پادشاہ نے جو اپنے بری ہونے کی وجہ بیان کین تھین انکا ترجمہ کمیشن کے روبرو پڑھا کہ اصل واقعی حال یہ ہے کہ بلوہ کے دن سے پیشتر مجھے اصلا کوئی خبر بلوہ ہونے کی نہ تھی۔ صبح کے آٹھ بجے کے قریب ناگاہ زیر جھروکون سواورن نے آنکر غل مچانا شروع کیا کہ ہم میرٹھ سے آئے ہین اور وہان انگریزون کو اس سبب سے قتل کیا ہے کہ وہ ہمارے دانتون سے چکنے کارتوس کٹوانا چاہتے تھے جو گائے اور سور کی چربی سے چکنائے گئے تھے جسکے سبب سے دونو ہندو مسلمانون کی ذات بگڑ جاتی۔ جب مین نے یہہ سنا تو حکم دیا کہ زیر جھروکہ جو قلعہ کے دروازے ہین بند کیئے جائین اور قلعہ دار کو اسکی خبر دی جائے قلعہ دار اس خبر کے سنتے ہی فوراً خود میرے پاس آیا اور اسنے قصد کیا کہ جہان سوار کھڑے ہین ان پاس باہر جائے اس لیئے آسنے مجھ سے درخواست کی کہ دروازہ کہولدے کا ہین حکم دون مین نے اسکو باہر جانے سے روکا تو اسنے چوک مین جنگلے پر کھڑے ہوکر سوارون سے کچھ باتین کہین وہ سوار چلے گئے اسکے بعد قلعہ دار مجھ سے یہ کہکر چلا گیا کہ مین اس فساد کا ابھی بندوبست کرتا ہون اس سے تھوڑی دیر بعد فریزر صاحب کا یہہ پیغام آیا کہ دو توپین بہیجدی جائین اور قلعہ دار کا یہہ پیغام آیا کہ دو پالکیان بہیجی جائین جنمین دو لیڈیان جو انکی مہمان ہین بیٹھکر میرے محل شاہی مین جائین مین نے پالکیان فوراً بھیجدین اور توپون کے بھیجنے کا حکم دیا اسکے تھوڑی دیر بعد مین نے سنا کہ پالکیان وہان پہنچنے نہ پائی تھین کہ فریزر صاحب اور قلعہ دار اور دونو لیڈیان یہہ سب مارے گئے۔ کچھ دیر نہین ہوئی کہ باقی سپاہی دیوان خاص مین گھس آئے اور دیوان خاص کے صحن مین ان کا ہجوم ہوا اور تسبیح خانہ مین مجھے گھیر لیا اور سب طرف سنتری بٹھا دیئے مین نے انسے پوچھا کہ تمہارا مقصد کیا ہے تم یہان سے چلے جاؤ۔ اسکا جواب انہون نے یہہ دیا کہ آپ چپ چاپ تماشا دیکھتے رہیئے کہ ہم اپنی جانون پر کھیل گئے ہین اور اب جو ہماری طاقت مین ہے وہ کرین گے۔ مین اس خوف سے کہ وہ مجھے مار نہ ڈالین چپ رہا اور اپنے زنانخانے مین چلا گیا۔ شام کے قریب یہہ دغاباز کچھ انگریزون اور میمون کو جو انہون نے سگز مین گرفتار کیئے تھے لائے اور ان کے قتل کا ارادہ کیا مین نے انکو سمجھایا کہ ان کو مار ونہین انہون نے میرے کہنے کو اسوقت مان لیا کہ انکو قتل نہین کیا مگر ان باغیون نے

انکو اپنی ہی حراست مین مقید رکھا پھر اسکے بعد انہون نے دو دفعہ ان فرنگی قیدیون کے مارنے کا قصد کیا مگر مین نے انکو اس قصد سے منت سماجت کرکے باز رکھا اور قیدیونکی جانون کو بچالیا۔ لیکن آخر دفعہ ہر چند مین نے انکی منت سماجت کی کہ فرنگیون کو قتل نہ کرو مگر انہون نے میری ایک نہ سُنی۔ ان بیچارے قیدیون کو قید خانہ سے لاکر مار کر اپنا ارادہ پورا کیا مین نے اس قتل کا حکم نہین دیا۔ مرزا مغل و مرزا خضر سلطان و مرزا ابوبکر اور میرے خاص ملازم بسنت نے جو باغیون سے ملے ہوئے تھے اس قتل کے لئے میرا نام لیا ہو مگر مجھے جہان تک علم ہے انہون نے میرا نام نہین لیا۔ مین یہ جانتا ہون کہ میرے مسلح سپاہی نافرمانی کرکے اس قتل مین شریک ہوئے ہون اگر انہون نے ایسا کیا ہو تو مرزا مغل کی تحریک سے کیا ہوگا۔ جب وہ قتل کر چکے تو مجھے اسکی اطلاع کچھ کسی شخص نے نہین دی۔ بعض گواہون نے جو اپنی شہادت مین یہ بیان کیا ہے کہ میرے ملازم فریزر صاحب اور قلعہ دار کے قتل مین شریک تھے تو مین انکا جواب یہ دیتا ہون کہ مین نے انکو اس کام کے کرنیکا حکم نہین دیا۔ اگر انہون نے یہہ کام کیا تو اپنی مرضی سے کیا ہوگا مجھے نہ اسکا علم ہوا نہ اسکی کوئی اطلاع مجھے دی گئی۔ میرا خدا شاہد ہے۔ مین خدا کی قسم کھا کے کہتا ہون کہ مین نے حکم نہین دیا کہ مسٹر فریزر یا کوئی اور فرنگی قتل کیا جائے۔ مکند لال اور اور گواہون نے جو یہ کہا ہے کہ مین نے یہہ حکم دیا وہ بالکل جھوٹ ہے۔ اگر مرزا مغل اور مرزا خضر سلطان نے یہہ حکم دیا ہو تو تعجب نہین وہ باغی سپاہیون سے ملے ہوئے تھے۔ ان واقعات کے بعد باغی سپاہی مرزا مغل و مرزا خضر سلطان و مرزا ابوبکر کو میرے پاس لائے اور انہون نے کہا کہ ہم یہہ چاہتے ہین کہ یہہ شاہزادے ہمارے افسر مقرر کیئے جائین مین نے انکی یہہ درخواست نامنظور کی لیکن جب سپاہیون نے اسپر اصرار کیا اور مرزا مغل بھی غصہ ہو کر اپنی ماں کے گھر مین چلا گیا۔ مین سپاہیون کے خوف کے مارے اس معاملہ مین خاموش رہا تو طرفین کی رضامندی سے مرزا مغل سپاہ کا کمانڈر انچیف مقرر ہوا۔ احکام جنپر میری مُہر اور دستخط ہین انکا اصل حال یہ ہے کہ اس دن سے کہ سپاہی آئے اور انہون نے انگریزی افسرون کو قتل کیا انہون نے مجھے اپنا قیدی بنا لیا اور مین اونکے بس مین بالکل ایسا ہو گیا کہ جن کاغذات کو وہ مناسب جانتے تھے تیار کراتے تھے اور

انکو میرے پاس لاتے تھے اور مجھے مجبور کرتے تھے کہ مین انپر دستخط اور مہر کر دیتا تھا۔ بعض اوقات
وہ احکام کا مسودہ لاتے تھے اور میری منشی سے صاف کرا کے لے جاتے تھے۔ بعض اوقات
وہ اصلی نسخے لاتے تھے جنکو وہ بھیجتے تھے اور انکی نقل دفتر مین رکھتے تھے۔ اسواسطے بہت سے
مسودے مختلف ہاتھون کے لکھے ہوئے شامل مثل ہین اکثر خالی ملفوفات کے اوپر مہر کر لیتے تھے
جنپر یہ نہین لکھا ہوتا تھا کہ وہ کس پاس بھیجے جائینگے۔ مجھے معلوم نہین کہ انہون نے ان لفافون
مین کیا کاغذات ملفوف کیئے اور کن لوگون پاس بھیجے۔ مثل مین ایک عرضی شامل ہے جو کمانڈر
کی طرف سے کسی مجہول گروہ کی طرف خطاب نہین کی گئی ہے۔ اسمین تفصیل متعدد احکام کی ہے
جو ایک تاریخ مین جاری کیئے گئے ہین۔ اس فہرست مین صاف صاف خصوصیت کے ساتھ
بیان کیا گیا ہے کہ بہت سے احکام کتنے آدمیون کی ہدایت سے لکھے گئے ہین اور کتنے احکام
ایک ہی شخص کی ہدایت سے مرقوم ہوئے ہین اور علےٰ ہذا القیاس۔ مگر ان مین کوئی حکم میرے
نام سے نہین لکھا گیا ہے۔ اسسے ثابت ہوتا ہے کہ جن لوگون نے چاہا اپنی طرف سے اپنے
دلخواہ احکام لکھوائے۔ بغیر اسکے کہ مجھ سے انکی اجازت لی ہو بلکہ ان کے مطلب بھی مجھے
مطلع نہین کیا ہے اور میرے سکرٹری اس باب مین اپنی جانون کے خوف کے مارے کچھ
کہہ ہی نہین سکتے تھے اور جن عرائض پر میرے احکام اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہین انکی نسبت
بھی میری یہی گزارش ہے۔ جب کبھی سپاہی یا مرزا خضر سلطان یا ابوبکر کوئی عرضی لاتے
وہ ہمیشہ اپنے ساتھ سپاہ کے افسرون کو لاتے اور جن احکام کو وہ چاہتے اسکو جدا کاغذ پر لکھکر
لاتے اور مجھے مجبور کرتے کہ مین انکو اپنے ہاتھ سے عرائض پر لکھ دون بس اسطرح نوبت یہان تک
پہنچی کہ انکا یہہ کہنا مجھے سننا پڑا کہ اگر مین انکی درخواستون پر توجہ نہین کرونگا تو پچھتاؤنگا۔ انکے
خوف کے مارے مین کچھ نہین کہہ سکتا تھا اسکے سوا وہ میرے ملازمون پر یہہ تہمت لگاتے
تھے کہ وہ انگریزون کے ساتھ خط و کتابت و سازش رکھتے ہین۔ خاصکر میر احکیم احسن اللہ خان
اور محبوب علی خان اور میری بی بی زینت محل۔ جنکو وہ کہتے تھے کہ ہم انکے ان کامون کے کرنے
کے سبب انکو مار ڈالینگے۔ چنانچہ ایکدن انہون نے میرے حکیم کے گھر کو واقعی لوٹ لیا
اور انکو قید اس ارادہ سے کر لیا تھا کہ انکو مار ڈالین لیکن وہ بچ گئے میری ... سماجت کرنے

اس اپنے ارادہ سے باز رہے مگر پھر بھی اسکو مقید رکھا اسکے بعد بھی میرے اور ملازمون کو مقید کیا۔ مثلاً شمشیر الدولہ والدہ زینت محل کو پھر انہون نے یہہ ظاہر کیا کہ وہ مجھے معزول کرینگے اور مرزا مغل کو بادشاہ بنائینگے۔ ایسی صورت مین یہ بات نہایت تحمل و تامل سے غور کرنی چاہیئے کہ مجھے کسی طرح کے اختیارات کیا تھے اور کونسی وجہ تھی کہ مین انسے مطمئن ہوتا؟ افسران سپاہ کی نوبت یہانتک آگئی تھی کہ وہ درخواست کرتے تھے کہ مین اپنی بی بی زینت محل کو ان کے حوالہ کردون کہ وہ اسکو مقید کرین اسکو یہہ کہتے تھے کہ وہ انگریزون سے دوستانہ تعلق رکھتی ہے اگر مجھے حکومت ایسی حاصل ہوتی کہ مین اپنے اختیارات کو کامل طور سے کام مین لاسکتا تو کیا اپنے طبیب حکیم احسن اللہ خان اور محبوب علی خان کو مقید ہونے دیتا اور اپنے حکیم کا گھر لوٹنے دیتا؟ باغیون نے اپنا کورٹ (کچہری) جدا بنا رکھی تھی وہ اپنے تمام معاملات اور مقدمات پر غور و مباحثہ کیا کرتے تھے اور کورٹ کی کونسل مین جو امور طے پاتے تھے وہ اختیار کرتے تھے۔ مین کبھی انکی اس مجلس مشورہ مین شریک نہین ہوا۔ بس انہون نے بغیر میری اطلاع کے یا حکم بہت سے خاص آدمیون کے سوا کئی محلون کو لوٹ لیا۔ جن آدمیون کو انہون نے چاہا مارڈالا مقید کیا لوٹ لیا اور سوداگرون و معزز رئیسون اور ساہوکارون سے جسقدر روپیہ چاہا زبردستی ڈنڈ لیا اور اس روپیے کو وہ اپنے کام مین لائے۔ غرض جو کچھ کیا گیا وہ باغی فوج نے کیا۔ مین انکے بس مین تھا کیا کرسکتا تھا؟ انہون نے یکایک آنکر مجھے مقید کرلیا مین بیچارہ بےبس بےکس تھا مین انسے ایسا خوف زدہ ہوگیا تھا کہ وہ جو چاہتے تھے مجھے کرنا پڑتا تھا۔ اگر انکا کہنا نہ کرتا تو وہ مجھے مار ڈالتے اس بات کو سب جانتے ہین۔ میرے اہلکارون کو اپنی جان بچنے کی امید نہ تھی مین تو باغیون کے ہاتھ سے تنگ ہوکر اپنی جان سے عاجز ہوگیا تھا کہ مین نے ارادہ کرلیا تھا کہ فقیر بنکر گیروا کپڑے پہن لون اور قطب صاحب کی درگاہ مین جا بیٹھون اور پھر اجمیر چلا جاؤنگا اور پھر آخر کو مکہ کا سفر کرون مگر سپاہی مجھے اس کام کو بھی نہین کرنے دیتے تھے۔ یہی سپاہی تھے کہ جنہون نے گورنمنٹ کا میگزین اور خزانہ کو لوٹا تھا۔ اور جو ان کے دل مین آتا تھا وہ کام کرتے تھے مین نے انسے کوئی چیز نہین لی اور نہ انہون نے اپنی لوٹ مین سے مجھے کچھ دیا۔ وہ ایک دن زینت محل کی حویلی پر لوٹنے کے ارادہ سے چڑھ گئے لیکن وہ حویلی کے دروازہ کو توڑ

نہ سکے پس اس حالت کے موافق یہہ خیال کرنا چاہیئے کہ اگر سپاہی میرے زیر فرمان ہوتے یا مین انکے ساتھ سازش کرتا تو یہہ واقعات کس طرح وقوع مین آسکتے تھے؟ ان باتونکے علاوہ یہہ بات خیال کرنے کی ہے کہ نہایت غریب آدمی سے بھی کوئی شخص یہہ نہین کہہ سکتا کہ تو اپنی بی بی کو میرے حوالہ کر کہ مین اسکو مقید رکھون۔ حبشی قمبر کی نسبت گزارش یہ ہے کہ اسنے مکہ حج جانے کے لیئے مجھ سے رخصت لی مین نے اسکو ایران نہین بھیجا نہ مین نے شاہ ایران کو کوئی خط لکھا بعض آدمیون نے یہہ جھوٹی افواہ اڑادی۔ محمد درویش کی عرضی کوئی میری تحریر نہین ہے کہ اسپر اعتبار کیا جائے۔ اگر کسی میرے یا سپاہ عسکری کے دشمنون نے یہہ عرضی بھیجی ہو تو اسپر اعتبار کرنا نہین چاہیئے۔ باغی فوج نے میرے ساتھ یہہ برتاؤ رکھا کہ نہ اسنے کبھی مجھے سلام کیا نہ اسنے کوئی اور تعظیم کی وہ میرے دیوان خاص اور تسبیح خانہ مین جوتیان پہنے آتے تھے۔ مین اس سپاہ پر کیسے اعتماد کر سکتا تھا۔ جسنے اپنے خداوندان نعمت کو قتل کیا ہو؟ جیسا انہون نے انکو قتل کیا تھا ایسا ہی انہون نے مجھے مقید کیا تھا کہ میرے نام کی آڑ مین جو کام چاہین انکو کرین۔ مین نے یہہ حال دیکھ کر سپاہ نے اپنے ولی نعمتون کو اور ذی اختیار حاکمونکو قتل کر ڈالا ہے۔ مین بیچارہ جسکے پاس سپاہ ہے نہ خزانہ ہے نہ اسباب حرب وضرب کا ذخیرہ ہے نہ توپخانہ ہے انکا مقابلہ کیا کر سکتا تھا اور انکی مرضی کے برخلاف انتظام کیا کر سکتا تھا؟ مگر مین نے انکی امداد کسی طرح نہین کی۔ جب باغی سوار آئے تو مین نے زیر جھروکہ قلعہ کے دروازہ بند کروا دیئے جنپر مجھے اختیار تھا اور قلعہ دار کو مطلع کیا کہ یہہ واقعہ پیش آیا ہے اور اسکو باغیون کے زینیان جانے سے روکا۔ مین نے قلعہ دار کی درخواستون کے موافق دو پالکیان لیڈیونکے سوار ہونے کے واسطے اور دو توپین قلعہ کے دروازون کی محافظت کے لیئے بھیجدین اور اس رات کو سانڈنی سوار کے ہاتھ اپنا شقہ لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی پاس بھیجدیا۔ جسمین اس شورانگیز واقعہ کا حال تحریر کیا۔ جب تک مجھے اختیار تھا جو کچھ مجھ سے ہوسکتا تھا مین نے کیا۔ مین شہر مین سوار ہو کر اپنی خوشی سے جلوس کے ساتھ نہین گیا مین بالکل سپاہ کے بس مین تھا جو انکا جی چاہتا تھا اسکو بالجبر مجھ سے کراتی تھی۔ مین نے جو چند آدمی ملازم رکھے وہ اپنی جان کی محافظت کے لیئے رکھے تھے۔ مجھے باغی سوارون

اور سپاہیون سے خوف لگتا تھا۔ جب یہہ سپاہ بھاگنے لگی تو مین بھی پوشیدہ قلعہ کے
دروازون سے نکلکر ہمایون کے مقبرہ مین چلا گیا۔ اس مقام سے مین اس شرط کے
ساتھہ کہ میری جان کو امان دی جائیگی بلایا گیا مین نے اپنے تئین فوراً گورمنٹ کے حوالہ
کر دیا۔ باغی سپاہ مجھے اپنے ہمراہ لے جانا چاہتی تھی لیکن مین نے انکے ساتھہ جانا نہ چاہا
جو کچھہ مین نے خود لکھایا ہے اس مین ذرا جھوٹ نہین ہے کہین سچ سے انحراف نہین
کیا ہے۔ خدا امیر شاہد ہے اور وہ جانتا ہے کہ مین نے جو کچھہ لکھا ہے وہ بالکل سچ ہے اور وہی
مجھے یاد ہے مین نے اول ہی بحلف کہا تھا کہ مین بے کم و کاست راست راست بیان لکھاؤنگا
وہی مین نے کیا ہے۔ دستخط بہادر شاہ ۔
ان دستخطون کے بعد یہہ عبارت اور اضافہ کی گئی ۔
جس حکم کی نقل شامل شل ہے ۔ اور اس مین مرزا مغل سے مین نے سپاہیون کی حرکتون
کی شکایت کی ہے جنکے سبب سے مین نے قطب صاحب اور وہان سے مکہ جانے کا قصد
ظاہر کیا ہے مجھے یاد نہین کہ مین نے یہہ حکم جاری کرایا ہو۔ حکم مذکور اردو زبان مین لکھا
ہوا ہے اور میرے دفتر مین کل احکام اور کام فارسی زبان مین لکھے جاتے ہین۔ پس مین
نہین جانتا کہ یہہ حکم میرے دفتر کے قاعدہ کے مخالف کس طرح داخل ہو گیا۔ ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرزا مغل
نے یہہ دیکھکر کہ مین سپاہ کے ہاتھہ سے تنگ ہو کر ایسا حیران پریشان ہوا ہون کہ تارک الدنیا
ہونے کا اور فقیری اختیار کرنے کا اور مکہ چلے جانے کا ارادہ کیا ہے تو اسنے یہ حکم اپنے دفتر
مین لکھایا ہو اور میری مہر اسپر لگائی ہو۔ بہر نہج میرا سپاہ سے ناراض ہونا اور بالکل مایوس
بے بس ہونا اس حکم مذکور سے بھی ثابت ہوتا ہے اور اس سے میرے اس بیان کی تصدیق
ہوتی ہے جو اوپر بیان کیا گیا ہے ۔ علیحدہ اور کاغذات کے سوا کاغذات مذکور کے جو شامل
مثل ہین جیسے کہ گلاب سنگھ کے نام مراسلہ پر اور بخت خان کی عرضی کی نقل پر جو احکام دستخطی
اور اپنر میری مہر لگی ہوئی ہے وہ یاد نہین لیکن ابھی مین نے بیان کیا ہے کہ سپاہ کے افسر
جو احکام چاہتے تھے لکھاتے تھے جنکا مجھے علم تک نہین ہوتا تھا انکے مستند کرنے کے لیئے
اپنر میری مہر ثبت کر لیتے تھے ۔ مین اپنے دل سے یقین کرتا ہون کہ بخت خان کی عرضی پر اور ۔

اور عدالتون پر مجھے مجبور کر کے احکام اپنے حسب دلخواہ لکھا لیتے ہونگے ۔

دستخط بہادر شاہ ۔

ایڈووکیٹ نے جرائم کے ثبوت مین دلائل تحریر کین جسکا آخر فقرہ یہہ تھا کہ عدالت کے روبرو جو شہادت پیش ہے اس کے موافق میری راے یہ ہے کہ قیدی دہلی کہ معزول بادشاہ محمد بہادر شاہ پر جو الزامات لگائے گئے بعض انمین سے بالکل بعض بالجز ثابت ہین اس لیئے وہ مجرم ہے ان جرمون کے ثبوت کے سببسے بہادر شاہ جلا وطن کیا گیا وہ اپنے دو بیٹون جوان بخت و عباس شاہ اور دو بی بیون زینت محل اور تاج محل کے ہمراہ کو روانہ کیا گیا ۔ تاج محل کلکتہ سے واپس چلی آئی ۔ جب بادشاہ دہلی سے ایک ڈولی مین سوار ہو کر گورون کے پہرہ مین منزل بمنزل روانہ ہوا ہے تو راہ مین ان لوگون کے گھر مین ماتم تھا جو اس کے باپ دادا کی دی ہوئی اراضی سے اب تک روٹی کھاتے تھے بہادر شاہ کا ۷ ۔ نومبر سنہ ۱۸۶۲ء کو ۸۹ نواسی سال کی عمر مین پیغام اجل آیا ۔ اب برہما مین اسکی قبر کا نشان بھی باقی نہین رہا ۔ لیکن اب تک اسکا کلام یادگار ہے ۔ ہندوستان مین بہت جگہہ اسکی غزلین محفلون مین گائی جاتی ہین اسکی ایام عہد ریزی ان باتون کا ذکر بھی بہت دنون تک دہلی مین ہوتا رہا کہ جب ہندو اس پاس فریادی جاتے کہ مسلمان ہم کو ستاتے ہین تو وہ مسلمانون کو ہدایت کرتا کہ تم ہندوؤن کو ستاؤ نہین جیسے تم میری ایک آنکھ ہو ایسے میری دوسری آنکھ ہندو ہین ۔ جب سپاہ نے دلی کے مہاجنون اور مسلمان دولت مندون کو بہت تنگ کیا تو اسنے تین دفعہ سپاہ سے کہا کہ میرا اور میری بی بی کا تمام زیور لیکر اپنے کام مین لاؤ اور میرے شہر کو مت ستاؤ ۔

باب ہفتم

لارڈ کیننگ کی پالیسی اور واقعات کلکتہ

اب یہہ ضرور ہے کہ ان چند گذشتہ مہینونکا حال سرکار دار الاقتدار کی دار السلطنت کلکتہ کا بھی لکھین

دہلی کے فتح ہونے کے چند روز بعد دھوکہ دینے والی امیدون سے لارڈ کیننگ باہر نکل آئے - جو انگریز اس ملک کے حال سے خوب آگاہ تھے اور انکی رائین بڑی مستند سمجھی جاتی تھین اُن سے مقابلہ کرنے کی قوت لارڈ کیننگ مین نہین تھی اِن انگریزون نے انکو یہہ یقین دلایا کہ غدر کی خبر امی جو پھیلی ہے وہ جلد رفع ہو جائیگی - کولون صاحب لفٹنٹ گورنر ممالک شمالی و مغربی نے ۱۴ - مئی کو ان پاس تار بھیجا کہ جو طوفان اٹھا تھا اس کی برائی دور ہوگئی ہے اور واقعات کی صورت جلد اچھی ہونے کو ہے - پھر انہون نے ۱۹ مئی کو ان پاس تار بھیجا جسمین کمشنر گریٹ ہیڈ صاحب کے یہہ الفاظ نقل کیئے کہ یہ بے باکانہ فساد جو ہوئی اسکا چند روز مین خاتمہ ہو جائے گا - لارڈ کیننگ کو ان پیشین خیالی باتون سے مطمئن ہو کر اپنی محافظت سے دست کشی نہین کرنی چاہتے تھے انکے لیئے یہہ بڑا وقت تھا کہ وہ اپنی رفعت شان ایسے دکھلاتے کہ جس سے ثابت ہوتا کہ وہ بیشک ہندوستان کے گورنر جنرل ہین - اگرچہ انہون نے ایسے وقت اپنی ذاتی دلاوری اور مردانہ تحمل کا نمونہ دکھایا جسمین کلکتہ کے بعض انگریزی باشندے شمال مغرب سے وحشت ناک خبرون کے آنے سے نامرد ہو گئے تھے مگر بعض انکے معتقدین کے دل پر بھی یہی نقش جما ہوا تھا کہ وہ اس وقت کے لیئے مرد میدان نہین تھے - بغاوت اور قتل کی نئی نئی خبرین آتی تھین مگر انکو یہہ یقین نہین آتا تھا کہ کل سپاہ سرکار سے برگشتہ و باغی ہو گئی ہے - اگرچہ وہ گورون کی سپاہ جو کلکتہ مین آتی گئی اس کو جلد جلد ممالک شمالی و مغربی مین روانہ کرتے گئے اور ۶ - جون کو ایک ایکٹ پاس کیا کہ جو لوگ امن و عافیت مین خلل انداز ہون انکی سرسری تحقیقات کر کے سول اور ملٹری افسر سزا دیدین جس سے عجیب اختیارات ان افسرون کو حاصل ہو گئے - لیکن انہون نے بنگال اور دار السلطنت کی محافظت کے لیئے کوئی تدبیر نہین کی - کلکتہ مین صرف انگلش ہی نے نہین بلکہ ہر قسم اور قوم کے عیسائیون نے دیکھا کہ بڑا خوف و خطر ہے تو مئی کے تیسرے ہفتے مین ٹریڈ ایسوسی ایشن (جماعت تجار) نے اور فری میسن گروہ نے اور ارمنی اور فرانسیسی باشندون نے اپنی خیر خواہی کا مشتاوی ہونا اپنے ایڈریسون مین ظاہر کیا اور شہر کی محافظت کے لیئے خدمتون کے کرنے کی درخواستین دین لیکن گورنمنٹ نے انکی درخواستون کو نا منظور کیا - ۲۵ - مئی کو مسٹر ہیلیڈن

سکرٹری ہوم ڈیپارٹمنٹ نے فرانسیسی کونسل اور فرانسیسی باشندون کی درخواست کے جواب مین جو انہون نے سرکار کی خیرخواہی کی فدا ہونے کی دلیل تھی لکھا کہ کلکتہ سے چھ سو میل تک سب طرح خیریت ہے ایک بے اصل خوف سے جو خلل پیدا ہوا تھا وہ دور کر دیا گیا ہر وجہ سے امید ہے کہ چند روز مین کل پریسیڈنسی مین گورنمنٹ کا اعتبار اور امن امان بحال ہوجائیگا۔ غرض انہون نے وہ اطمینان دکھایا جو کلوون کے حال کے تارون مین بھی نہ تھا۔

گورنر جنرل کا اہل کلکتہ کی درخواست وولنٹیر ہونے کا نا منظور کرنا اور بارک پور اور دانا پور کی سپاہ سے ہتھیار نہ لینا۔

سکرٹری کی اس چھٹی پر شہر کے بعض خیر اندیش باشندون نے سخت اعتراض کیے انہون نے کہا کہ اگر لارڈ کیننگ وولنٹیرون کی خدمات سے استفادہ حاصل کرتا تو بالکل ایک رجمنٹ کو باغیون سے مقابلہ کرنے کے لیئے فرصت ملجاتی اور اگر وہ بارک پور اور دانا پور کے سپاہیون سے مستعدی کے ساتھ ہتھیار لے لیتا تو وہ یوروپین سپاہ جو برگشتہ سپاہ کی نگہداشت کر رہی ہے اور جس سے کچھ فائدہ حاصل نہین ہوتا کانپور جانے کے لیئے فراغت پاتی۔ اور وہان جاکر انگریزون کی تکلیف مین تخفیف کرتی۔ لیکن لارڈ کیننگ کو یہہ اعتبار نہ تھا کہ وولنٹیر کسی کام کے ہونگے پچھلے واقعات سے ثابت ہوا کہ یہہ یقین انکا غلط تھا وہ بارک پور اور دانا پور کی رجمنٹون سے ہتھیار اس لئے نہین لیتے تھے کہ انکو یہہ ڈر لگتا تھا کہ اس ہتھیار لینے سے ان چھاونیون مین برانگیختگی پیدا ہوگی جہان عیسائیون کی جان بچانے کے لیئے گورے سپاہی کا نام نہین تھا کہ وہ کالون کے انتقام لینے سے انکو بچاتا۔ سوا اس کے وہ اقرار و عہدون پر یقین کرتا تھا جو وہ اپنی خیرخواہی اور جان نثاری کے ہوشیاری سے کرتے تھے۔ ان دلائل مین سے اول دلیل بظاہر پسندیدہ معلوم ہوتی تھی مگر وہ صحیح نہین تھی لارڈ کیننگ کو آخرکار بارک پور کے سپاہیون سے ہتھیار لینے پڑے اور اسکے جن برائیونکا ان کو خوف تھا کوئی نہین واقع ہوئی۔ اسکے برخلاف دانا پور کے سپاہیون سے جو ہتھیار نہین لیئے گئے ان سے وہ برائیان وقوع مین آئین جنین مبالغہ کرنا مشکل ہے۔ سپاہ کے اقرارون کے اعتبار کرنے مین وہی اکیلے نہ تھے بلکہ رجمنٹون کے تمام افسر بغیر کسی استثنا کے اپنے سپاہیون پر اعتماد اور اعتبار کرتے تھے۔ وہ سپاہ کے ساتھ مدتون تک رہے تھے وہ ان کے کام کاجون سے دلچسپی رکھتے تھے وہ انہین احسانمند ہونے کی بہت سی علامتین دیکھتے تھے اور بعض صورتون مین

بغیر کسی اپنے سود و غرض کے جان نثار خیر خواہی دیکھتے تھے۔ بہت سی لشکر کشیون مین انکے ساتھ وہ شریک ہوتے تھے۔ انکے سبب سے بہت سی فتوح حاصل ہوئی تھین وہ شکست کی حالتون مین اپنے افسرون کی پژمردہ عزمون کو شگفتہ کرتے تھے اس لیئے یہ کچھ تعجب کی بات نہین ہے کہ چند ہی افسر ایسے پیش اندیش و دوربین تھے کہ وہ جانتے تھے کہ سپاہ کا عزم سرکشی کا ہے۔ کرنیل جنکے پاس ہر روز کی ڈاک خبر مین لاتی تھی کہ انکے گرد رجمنٹین اپنے افسرون سے بغاوت کرتی جاتی ہین بلکہ بغاوت پر یہہ طرہ اور چڑھاتی ہین کہ افسرون کو قتل کرتی ہین مگر وہ اسی دھوکہ مین رہے کہ ان کی خاص سپاہ خیر خواہی رہیگی۔ اعتقاد اسکا جب ہی دل سے دور ہوا کہ سپاہیون کی گولیان ان کے بچون کی چھاتی مین آنکر بیٹھین۔ اگر ان افسرون کو اپنے رجمنٹون پر اعتبار ہوتا تو چندان تعجب نہ تھا زیادہ تر تعجب خیز امر تاریخ بغاوت مین یہ ہے کہ لارڈ کیننگ جو سپاہ کی صحبت مین نہین رہا تھا وہ ان سپاہ کے افسرون کے ساتھ اس اعتبار مین شریک تھا۔ جو لوگ ان کو سپاہ سے ہتھیار لینے سے انکار کرنے پر اور والنٹیرون کی درخواست کے نامنظور کرنے پر طعن و تشنیع کرتے تو وہ ان خیالات پر لحاظ نہین کرتے جو لارڈ کیننگ پر اثر کرتے تھے اور اسکے برخلاف انکے حامی یہہ نہین دیکھتے تھے کہ ان خیالات کے جائز رکھنے نے ثابت کیا کہ انہون نے اور معزز مدبران ملکی کے ساتھ شریک ہوکر غلطی کی۔ ایک مشہور مورخ جو والنٹیرون کی درخواست کے نامنظور کرنے کی اس وجہ کی حمایت کرتا ہے کہ خوف کے وقت مین ان مین سے دس مین نو اپنے کنبے اور مال کے بچانے کی خاطر گھر سے باہر نہین نکلینگے اور اپنی کمپنیون سے جاکر نہین ملینگے مجبور ہوکر یہہ مانتا ہے کہ پیچھے جب ان کی درخواست کو ضرور منظور کرنا پڑا تو انہون نے سرکار کی عمدہ خدمات نمایان کین۔ یہی مورخ لارڈ کیننگ کی پالیسی کو جو بعد وقوع واقعہ غلط ثابت ہوئی لعنت ملامت کرنے کو بیدار دو ہیجا جانتا ہے وہ اس بات کو بھول گیا کہ ہندوستان مین اور مدبران ملکی تھے جنہون نے اول ہی سے دو پالیسی اختیار کی جسکی صورت کو انہون نے اپنی پیش بینی سے دیکھ لیا تھا اور وہ بعد وقوع واقعہ صحیح ثابت ہوئی۔ کیننگ صاحب نے یہہ استدلال کیا کہ رجمنٹون سے ہتھیار لینا اس سبب سے ضروری نہین تھا کہ وہ اپنی جان نثار و خیر خواہ ہونے کا اقرار کرتے تھے۔ اسکا اعتبار کرنا چاہیئے تھا۔ جان لارنس نے یہہ استدلال کیا کہ رجمنٹون سے ہتھیار لینا اس سبب سے ضرور تھا کہ

انکی خیر خواہی کے اقرارون کا اعتبار نہین تھا بس اگر یہہ بیجا ہے کہ کیننگ پر یہہ الزام لگایا جائے
کہ بعد از وقوع واقعہ اسکا غلط الراے ہونا ثابت ہوا تو یہہ بھی بیجا ہے کہ لارنس کی تعریف کی جائے
کہ بعد از وقوع واقعہ اسکا صحیح الراے ہونا ثابت ہوا۔ کیننگ نے اب تک اس بڑی سچی بات کو
دل نشین نہین کیا تھا کہ ایک مٹھی بھر انگلش مین لاکھون بدخواہ اہل ایشیا کو اس طرح روک سکتے
ہین کہ ابتدا ہی مین انکے برخلاف بہادرانہ کام کرین اور یہہ پورا اعتماد رکھین کہ انکو ایسا خوف زدہ
کر سکتے ہین کہ جسکے سبب سے ان کے دلمین یہہ خیال ہی نہین پیدا ہو کہ انکے ولی دشمنون مین وہ مادی
قوت نہین ہے کہ اپنی حکومت کے اظہار کو نہ سنبھال سکین۔ غیر محفوظ چھاونیون مین جو
لارڈ کیننگ نے عیسائیون کی جان بچانے مین زیادہ امداد نہین کی تو اسکا سبب یہہ نہین
تھا کہ انکو انکے ساتھہ ہمدردی نہین تھی بلکہ انہون نے تہ دل سے اسکا افسوس ظاہر کیا
ہے کہ وہ اس قابل ہی نہ تھے کہ انکی امداد کرتے انکا یہہ یقین حق تھا کہ سلطنت کے بچانیکا
فرض انکا خاص آدمیون کی جان بچانے پر مقدم و زیادہ ضروری تھا انہون نے وہ کل
سپاہ بھیجی جسکو وہ بیکار بھیج سکتے تھے کہ وہ ان مقامات کو بچائین جنکا پولیٹکل اور ملیٹری لحاظ
سے بچانا ضرور ہے۔ اگر وہ وقت پر کلکتہ مین والنٹیر کو بھرتی کر لیتے اور بارکپور اور دانا پور
کی سپاہ سے ہتھیار لے لیتے تو کانپور کی جاہ کی حکایت نہین سنی جاتی یہہ ایک فرضی خیال ہے
جسکا وقوع ہونا لازمی نہین۔ لارڈ کیننگ نے لکھا کہ اگر فورٹ ولیم کی کل سپاہ حصار نشین بھیجنے
کے لیے بچ سکتی تو بھی ایسے وسائل نہین تھے کہ ایک سپاہی بھی اس سپاہ سے زیادہ بھیجا جاسکتا
جو کانپور کی ریلیف کے لیئے بھیجے گئے تھے۔

صرف کلکتہ کے شہر ہی مین آدمی دوست نہین تھے جنکی امداد کی درخواست کو گورنر جنرل
نے نامنظور کیا بلکہ ریاست نیپال مین اسوقت نامور جنگ بہادر اصل مین حکمرانی کر رہا تھا
وہ بڑا ہوشیار وزیر تھا جو آٹھہ برس کا عرصہ گذرا کہ انگلستان کی سیر کو بھی گیا تھا۔ جب ہندوستان
واپس آیا تو برٹش قوت کے اعتقاد کو اپنے ساتھہ لایا۔ جسوقت سے کہ غدر ہوا تھا اسکو یقین تھا کہ
آخر کو انگلش اپنی برتری کو دوبارہ قائم کر لین گے اسنے میجر رام سے رزیڈنٹ کاٹھمانڈو سے
درخواست کی کہ وہ گورکھون کی سپاہ برٹش گورنمنٹ کو مستعار دے۔ رام سے صاحب نے چند روز

جنگ بہادر

اس درخواست پر تامل کیا - پھر انکو یہہ علم ہوا کہ گورنر جنرل نے ہنری لارنس صاحب کو
اجازت دی کہ اگر گورکھے سپاہ تمہاری اعانت کرنے کے لیئے پیش کرین تو وہ انسے مستفید ہو
اس نظر سے رام سے صاحب نے جوابدہی کو اپنے ذمے لیکر جنگ بہادر کی اس درخواست
کو منظور کرلیا اور لارنس صاحب اور جنرل لوائڈ کمانڈر قسمت داناپور کو اطلاع دی کہ وہ
سپاہ کے دستے انکی کمک کے لیئے بھیجنے کو ہے - ۱۵ - جون کو اول ایک ہزار گورکھے سپاہی
تنومند و توانا کاٹھمانڈو سے روانہ کیئے - صرف دو روز بعد فورین سکرٹری ایڈمنسٹر کا
یہہ حکم پہنچا کہ اگر گورکھے سرحد سے پرے نہ گذرے ہون تو وہ انکو واپس بلالے - رام سے
صاحب نے حکم کی تعمیل کی - پہاڑ کی ترائی کی خراب آب و ہوا کے سبب سے اس سپاہ نے
بیماری کی بڑی تکلیف اٹھائی لیکن لارڈ کیننگ صاحب کے تلون نے پھر ان گورکھون کو یہی
تکلیف دی کہ ابھی وہ کاٹھمانڈو پہنچنے نہ پائے تھے کہ انھون نے رزیڈنٹ کو حکم بھیجا کہ وہ جنگ بہادر
سے درخواست کرے کہ وہ تین ہزار گورکھے لارنس صاحب کی کمک کے لیئے بھیجدے -

جنگ بہادر کی طرح کلکتہ کے خیر خواہ شہریون نے پھر بھی اپنی درخواست و النٹیر ہونیکی
پیش کی جو پہلے حقارت کے ساتھہ نامنظور ہوچکی تھی - جب سے کہ سکرٹری بیڈن نے فرانسیسی
باشندون کی مخاطبت مین کلکتہ کے گرد چھہ میل تک امن امان ہونے کو بیان کیا تہ اخبارون
نے لارڈ کیننگ پر زور ڈالا کہ وہ و النٹیر کی درخواست کی نامنظوری کو واپس لے لے - لیکن انکے
کان پر جب تک جون نہ چلی کہ جان گرینٹ ممبر کونسل نے یہہ نہ بتلایا کہ دار السلطنت کے گرد اتنے
دشمن موجود ہین جنکی تفصیل یہ ہے بارک پور مین ساڑھے تین رجمنٹین جنمین سے آدھے تو
بڑے بگڑے و بپھرے بیٹھے ہین اور گارڈن ریچ مین معلوم نہین ایک یا دو یا تین ہزار مسلح
آدمی اور دمدمہ مین امیران سندھ کے سو مسلح آدمی اور شہر کے مسلمانون کی نصف آبادی
اور پھر اس چھہ لاکھہ باشندون کے شہر کے سارے بدمعاش پھر ان سبکے مقابلہ مین نیم جان
رجمنٹین جنمین سے اکثر کو قلعہ سے باہر جانے کی جرأت نہین اور جسوقت بلوہ فساد ہو تو پولس سے
بھی امداد کی امید نہین اور فساد اٹھتا ہوا ہمارے قریب چلا آتا ہے اور یہہ بھی اپنا یقین ظاہر کیا
کہ اگر کلکتہ کے کسی بازار مین بلوہ فساد ہو تو اسکا اثر تمام بنگال ہی پر نہین بلکہ وہ ہندوستان کی

نہایت حد و درجہ پہنچے گا - آخر کار کیننگ صاحب کے سب اعتراضوں کو رد کیا تو انہوں نے
وولنٹیروں کے بھرتی ہونے کو ۱۲ - جون کو منظور کر لیا - ان وولنٹیروں نے اپنے تمام
ذاتی خیالات کو سرکار کی خدمت کے لیئے چھوڑا نہ دھوپ میں جلنے کا نہ مینھ میں
بھیگنے کا خیال کیا اور فیبو رکیونا گھہ صاحب ٹشوں میجر کی ہدایتوں پر عمل کرنے سے وہ زورمند
بریگیڈ بن گیا اور پھر ان کے کاموں کی سر کولن کیمبل نے وہ تعریف کی کہ لارڈ کیننگ کے
سارے اعتراض اپنی لیون ہی دھرے کے دھرے ہی رہے ❊

ذکر اخباروں کی آزادی کے منضبط کرنے کا

لارڈ کیننگ نے گو وولنٹیروں کے بھرتی کرنے کو ایک بدنمائی سے منظور کیا تھا مگر اس سے
کلکتہ کے شہری آدمی راضی و خوش ہوگئے - لیکن دوسرے ہی روز انہوں نے ایسا کام کیا
کہ جس سے از سر نو انکی ناراضی اور زیادہ بڑھ گئی جسکی تفصیل ذیل میں ہوتی ہے
اسوقت جو واقعات وقوع میں آتے تھے انکی اطلاع پبلک پریس کو بھی ہوتی تھی - پریس
دو قسم کے تھے - ایک یوروپین دوسرے ہندوستانی - دونو پریس اپنی اپنی اغراض کا گیت گاتے
تھے اپنے کامہ کی خیر مناتے تھے - ایک پریس میں انگریز لکھنے والے تھے دوسرے میں
ہندوستانی - دونو کے واسطے گورنمنٹ کی طرف سے ایک ہی قانون و قاعدہ تھا دونو
پریس کی اغراض ایسی متحد و مشترک ہو گئی تھیں کہ یہہ دستور ہو گیا تھا کہ گورنمنٹ کی تدابیر کی
ایک ہی طرح کی دونو حمایت کرتے تھے - بہت ہی کم ایسا کوئی موقع آنکر پڑتا تھا کہ اختلاف آرا ہو
جیسے کہ اس معاملہ میں ہوا تھا کہ ہندوستانی مجسٹریٹوں کو ایسے اختیارات دیئے جائیں کہ وہ
انگریزوں کے مقدمات فیصل کیا کریں - انگریز کہتے تھے کہ ہرگز یہہ اختیارات ہندوستانیوں کو
نہیں ملنے چاہئیں - ہندوستانی لکھتے تھے کہ ملنے چاہئیں - تجارت پیشگی کے سبب سے
دونو انگریزوں اور ہندوستانیوں کی اغراض واحد ہو گئی تھیں چنانچہ جب اراضی کا معاملہ
عظیم پیش ہوا تو دونو اس باب میں متفق الرائے تھے - غرض گورنمنٹ کے کاموں میں دونو
انگریز ہندوستانی انصاف و اعتدال و صداقت سے ایک ہی طرح کی چون و چرا اور نکتہ چینی
کرتے تھے یہہ سچ ہے کہ خاص عہدہ داروں کے معاملات میں ہندوستان کا پریس خواہ
وہ یوروپین ہو یا ہندوستانی اکثر ایسی تحریریں کرتا تھا جس میں مصالحت کم ہوتی تھی مگر

مگر حقیقت مین وہ پہاڑ سے کو پہاڑ ہی کہتے تھے - چونکہ ہندوستان مین انگریزی عہدہ دار سخت تربیت کے خوگر نہین ہوتے اور اکثر لیاقت کے استحقاق سے نہین بلکہ مہربانی کے سبب سے اعلے عہدہ پر پہنچے تھے تو انکو پریس کی صاف گوئی نہین بھاتی تھی اس سبب سے ان کے سینے مین سخت کینے پیدا ہوتے تھے وہ پریس کے دشمن ہوجاتے تھے "

جب بغاوت کے ابتدائی واقعات وقوع پذیر ہوئے تو نمبر ۱۹ رجمنٹ پیدل نے برہام پور مین شورش برپا کی تو انگلش پریس نے صاف صاف لکھنا شروع کیا جس سے گورنمنٹ کو تحریک ہوئی کہ فوراً قطعی تدابیر کرنی چاہیئن - کئی لکھنے والون نے لکھا کہ برہام پور کا حادثہ ایک چنگاری ہے اگر وہ جلد نہ بجھائی جائیگی تو بھڑک کر شعلہ افشانی کریگی - اس باب مین ہندوستانیون کا پریس کم گو اور متامل تھا لیکن اسنے اس امر سے مخالفت نہین کی کہ گورنمنٹ جد و جہد کے ساتھ مخالفت کرے - مگر گورنمنٹ نے پریس کی انتباہ کو سنا نہین - گورنمنٹ نے کوئی کام مستعدی و آمادگی سے نہین کیا اور جب کام بھی کیا تو کچھ زور و طاقت سے نہین کیا - جب کچھ دیر کے بعد وہ چنگاری بھڑکی تو میرٹھ مین غدر برپا ہوا - تو ان انگریزون کو جو اپنی خودرائی سے اندھے نہین ہورہے تھے دکھائی دیا کہ نہایت وسعت عظیم مین دنگہ فساد بغاوت برپا ہے پھر بھی یوروپین پریس نے بڑی شد و مد کے ساتھ لکھا کہ کام مستعدی و جد و جہد سے کیا جائے اور گورنمنٹ کو تحریک دی کہ وہ یوروپین گروہ پر اعتماد کرے لیکن اس موقع پر ہندوستانی پریس نے اپنی طرز کو بالکل بدل لیا غالباً جب اس پریس کے کارکنون نے گورنمنٹ کے کام مین کاہلی دیکھی تو اس بات کا انکو یقین ہوا کہ انگریزون کے فنا ہونے کا وقت ایسا ہی آگیا ہے جیسا کہ انکے باپ دادا کے وقت مین مغلون اور مرہٹون اور سکھون کا آیا تھا - ہندوستانی پریس مین بڑا حصہ بنگالیون کا تھا جو اعلے درجہ کے تعلیم یافتہ تھے مگر سپہ گری سے بالکل ناآشنا تھے اگر ہندوستانی عملداری ہو تو ملک مین نظم و نسق کرنے کی لیاقت ان مین تھی وہ یقین کرتے تھے اگر انگریزی سلطنت جاتی رہی تو انکی امیدین و آرزوئین زیادہ بر آئینگین یہہ انگریزی خیال ہے لیکن ہندوستان مین اگر ہندوستانی عملداری ہوتی تو انگریزی تعلیم یافتہ آدمیون کو کوئی جھنجی کوڑی کو بھی نہ پوچھتے ان مین سے بہتسے یقین کرتے تھے کہ آخر کو انگریزون کو فتح و نصرت ہو گی لیکن وہ [illegible]

اس مین شبہات بیان کرتے تھے خواہ کوئی وجہ ہو مگر اس سے انکار نہین ہو سکتا کہ جب کلکتہ مین میرٹھ کے غدر کی خبر آئی تو ہندوستانی پریس نے اپنی لے بدل دی اسنے گورنمنٹ کے خلاف صاف صاف لکھنا شروع کیا اور اپنی ہمدردی کو سرکشون کے ساتھ عیان کرکے نمایان کیا ابتدا جون مین لارڈ کیننگ کو اطلاع ہوئی کہ ہندوستانی پریس نے اپنی جون کو بدل لیا ہے تو پھر انہون نے مع کونسل کے پریس کی آزادی مین مداخلت کرنے کا ارادہ کیا۔ لارڈ کیننگ برخلاف اپنے مصاحبون کے آزاد ملک مین پلے تھے انکی تو عمر بھر کی عادت مین اخبار کی آزادی کا دیکھنا داخل تھا۔ انہون نے انگلنڈ مین دیکھا تھا کہ اس ملک کا قانون کافی ہے کہ پریس کو لائسنس لینے کی ضرورت نہین۔ وہ یہہ جانتے تھے کہ دیانت مند۔ گورنمنٹ کا کوئی سچا اچھا دوست آزاد پریس اور صاف گو پبلک نکتہ چین سے زیادہ نہین ہے۔ انسے درخواست کی کہ وہ ہندوستانی اخبارون کے اڈیٹرون کو گرفتار کر کے تنفیذ کرین تو انہون نے کہا کہ مرض سے بدتر علاج ہے۔ لیکن تھوڑے دنون بعد لارڈ کیننگ کی راے اس باب مین بدل گئی۔ وہ ۱۳ جون کو خود لیجسلیٹو کونسل مین آئے جس سے پہلے کبھی نہین آئے تھے۔ اور چالیس منٹ کونسل کے کمرہ مین بیٹھ کر اس ایکٹ کو پیش بھی کیا اور پاس بھی کیا کہ ہر پرنٹر کو چاہیئے کہ وہ گورنمنٹ سے اخبار کے لیئے لائسنس لے اور مجسٹریٹون کو حکم دیدیا کہ وہ جہان مناسب جانین ہر مطبوعہ کاغذ کو بغیر اطلاع روک دین۔ اس ایکٹ مین دونو ہندوستانی اور انگریزی پریس مساوی تھے جسپر انگریز انسے نہایت ناراض ہوئے۔ لارڈ کیننگ نے یوروپین پریس کی نسبت اپنی زبان سے فرمایا کہ جو مین نے ہندوستانی پریس کی نسبت کہا وہ مین یوروپین پریس کی نسبت نہین کہتا مگر مین کوئی مستحکم بنیاد ایسی نہین دیکھتا کہ جسپر ان دونو پریس کے درمیان ایسی حد فاصل بناؤن کہ دونو جدا جدا ہو جائین سوال یہ ہے کہ پریس ایسی تحریرات سے باز رکھا جائے جو شرارت و فساد پر لوگون کو برانگیختہ کرے۔ یوروپین پریس کے انشا پردازون کی خیرخواہی اور فرزانگی کے ماننے سے خوش ہوتا ہون مگر مین نے انکے اخبارون مین ایسے فقرے پڑھے ہین کہ وہ یوروپین پڑھنے والون کے واسطے بالکل مضر نہین مگر۔ اس نازک زمانہ حال مین ایسے لوگ ہین کہ انکے معانی تراش کر ہندوستانیون کے کانون تک اسطرح پہنچا سکتے ہین جنسے کہ شور و شر پیدا ہو

اس زمانہ سے کہ پراینی کے ناک کان ایک مضمون کے لکھنے پر کاٹے گئے تھے کوئی قانون انگلش مدبران ملکی نے ایسا نافذ نہین کیا تھا جسپر لوگون کو ایسا غصہ آیا ہو جیسا کہ اس ایکٹ پر ہمعصر لکھنے والون نے بے شک لوگون کے رنج و غصہ کو مبالغہ سے بیان کیا مگر کلکتہ کے عام قانون دانون کی رائین لارڈ کیننگ کی معاون تھین لیکن اخبار و رسالہ نویسون نے اس ایکٹ پر بڑی لتاڑ کی۔ انگریزی اخبار نویسون کو زیادہ تر برآشفتہ خاطر اس بات نے کیا کہ ایکٹ نے مہذب اخبار نویسان انگلنڈ کے قائم مقامون کو ہندوستانی دغاباز بیہودہ نویسون کے ساتھ برابر کر دیا۔

اس ایکٹ پر دو طرح سے نکتہ چینی ہو سکتی ہے۔ اول بلحاظ پولیسی کے تو وہ برا اس سبب تھا کہ اسکی کچھ ضرورت نہ تھی یہہ سچ ہے کہ ہنری لارنس نے جو ہندوستانیون کو خوب جانتا تھا لارڈ کیننگ سے کہا کہ ہندوستان کا بدخواہ پریس بہ نسبت خیرخواہ انگلش پریس کے کم خوفناک ہے یہہ سچ نہین ہے کہ اس ایکٹ کا جاری کرنا کوئی غلطی فاش تھی اس سبب پریس کو اسپر غصہ آیا اس مین بڑی برائی گھبری تھی جو مین بیٹھی ہوئی تھی کہ اس زمانہ مین بلکہ اب تک بھی بعض آدمی یہہ یقین کرتے ہین کہ اس ایکٹ کا اصل منشا یہہ تھا کہ گورنمنٹ ہند جو غلطیان کرے وہ انگلنڈ کے کانون تک نہ جانے پائین

لارڈ کیننگ کو سپاہ کی وفاداری کے ان اقرارون پر اعتبار تھا جو وہ ہوشیاری سے کرتی تھی۔ اس لیئے وہ بارک پور اور دانا پور کے سپاہون سے ہتھیار لینے سے انکار کرتے تھے۔ ۸۔ جون کو ہیرسی صاحب نے ایک عرضی ان پاس بھیجی کہ نمبر ۴۳ و ۷۰ رجمنٹون کو اجازت دی جائے کہ وہ ان فیلڈ رفلون کو استعمال کرین اب یہہ دیکھنے کی بات ہے کہ ۱۳۔ جون کو ہیرسی صاحب کا یہہ ٹیلیگرام لارڈ کیننگ نے پڑھا کہ اسی رات بارک پور کی رجمنٹون کا ارادہ بغاوت کرنے کا ہے مجھے فوراً ان سے ہتھیار لینے کی اجازت دیجیے انہون نے عذر دہ ہو کر اجازت دی وہ اب تک یہہ یقین کرتے تھے کہ ہتھیار لینا بے ضرورت ہے ۱۴۔ کو ہیرسی صاحب نے تار بھیجا کہ سپاہ سے ہتھیار لینے مین بالکل کامیابی ہوئی ہے۔ بارک پور کی رجمنٹون کی جو کمپنیان پریسیڈنسی اور دمدمہ مین تھین ان سے بھی ہتھیار لیے گئے

پینک اتوار

بغاوت کی تاریخ مین یہہ اتوار یادگار رکہنے کے قابل ہے بارک پور کی سپاہیون کے ارادون کی افواہین کلکتہ مین آئین اور بہت سے آدمیون کو یہہ یقین ہوا کہ اسکا ارادہ ہے کہ اپنے افسرون کو مارکر کلکتہ مین آئے اور بادشاہ اودھ کی مسلح سپاہ کو اپنے ہمراہ لیکر عیسائیون کو قتل کرے - کلکتہ کے سوداگرون نے ان افواہون کے سننے کے لیئے اپنے کان بند کر لیئے اور اپنی مستقل بہادری کا نمونہ دکھایا - مگر اس نمونہ پر اورون نے علی العموم پیروی نہین کی کونسل کے ممبرون اور اور گورنمنٹ کے سکرٹریون نے کیا اپنے دروازون کو سلاخون سے خوب مضبوط بند کیا یا گھر چھوڑکر جہازون پہ پناہ لینے کے لیئے چلے گئے - جب تک ان کو اپنی ذات کو یہہ خطرہ نہ پیش آیا تھا وہ بغاوت کے خیال پہ ہنستے تھے اور بہادر افسرون پر طعن کرتے تھے کہ وہ سپاہ کو باغی ہونے دین - ادنے درجہ کے عہدہ دار حیران پریشان ہونگی اور قلعہ کے درمیان میدان مین سرگردان تھے اور قلعہ دار سے التجا کرتے تھے کہ وہ انکو قلعہ مین داخل ہونے دے - یورپین شہر سے باہر جاکر خیالی دشمن سے حوالی شہر مین پناہ ڈھونڈ لیتے تھے - مفرورین کی گاڑیون اور پالکیون کی قطارون سے بازار بھرے پڑے تھے انہون نے اپنے گھر بدمعاشون کے لیئے چھوڑ دیئے تھے مگر چور ان خالی گھرون مین نہین آئے کہ وہ اور ہندوستانی خوف زدہ ہو کر گھرون مین چھپے ہوئے بیٹھے تھے انہون نے یہہ سنا تھا کہ گورے انکی تلاشی کے لیئے آئینگے اور قتل کر ڈالینگے - صبح سے لیکر دوپہر کے بعد تک یہہ حال رہا لیکن شام کو یہہ دہشت رفع ہوئی بھاگے ہوئے آدمی اپنے گھرون مین آئے رات خیر سے کٹی دوسرے روز شہر نے بدستور اپنی قدیمی صورت کا لباس پہنا -

۱۵ جون کو بادشاہ اودھ کو گرفتار کر لیا گیا

پیر کے ختم ہونے سے پہلے ایک اور واقعہ قابل یاد یہہ واقع ہوا کہ بارک پور کی سپاہ کے ارادون کے سبب سے جو ہول اٹھتے تھے وہ انکے ہتھیارون کے لینے سے دور ہوگئے مگر ہنوز بادشاہ اودھ کی آدمیون کی طرف سے دغدغہ و کہٹکا لگا ہوا تھا کہ غالباً وہ دنگہ و فساد کرینگے - گورنمنٹ کے پاس ایسے ثبوت موجود تھے کہ بادشاہ کے بعض ملازمین قلعہ کے ہندوستانی سنتریون کے اغوا کرنے مین کوشش کی کہ وہ سرکار کی نمک حرامی کرین یہہ کہنا ناممکن ہے کہ ان کی سازشین زیادہ پھیلی ہون اس لیئے لارڈ کیننگ نے مسٹر گرنٹ کی صلاح سے ایڈمنسٹن صاحب

فوزین سکرٹری کو بھیجا کہ وہ شاہ اودھ اور اس کے اعلے مشیرون اور وزیرون کو فورٹ ولیم مین پہنچا دے ۔ وہ صبح کو سویرے محل شاہی پر پہنچے اور اس کے سب طرف دیوارون کے پاس گورون کے پہرے جما دیئے کہ بادشاہ کہین محل سے نکلکر بھاگ نہ جائے ۔ بادشاہ کے وزیر علی نقی خان اور اسکے بڑے بڑے مشیرون کو اپنے قابو مین کرلیا اور پھر بادشاہ پاس جانے کی درخواست کی ۔ کچھ دیر کے بعد انکو شاہی کمرون مین داخل ہونے کی اجازت ملی نہایت مودبانہ انہون نے بادشاہ کو مطلع کیا کہ گورنر جنرل نے یہہ سنا ہے کہ سازشین حضور کے نام سے ہو رہی ہین اس لیئے وہ چاہتے ہین کہ احتیاطاً حضور کو گورنمنٹ ہوس مین (قلعہ مین جو مکان گورنر جنرل کے رہنے کا تھا) رکھین ۔ بادشاہ نے نہایت عمدہ تقریر متانت وسنجیدگی سے کی کہ مین نے اپنے کسی قول اور فعل سے باغیون کی مدد نہین کی مین خوش ہون کہ گورنر جنرل جہان چاہین وہان مجھے رہنے دین ۔ ایڈمنسٹن صاحب کے ساتھ قلعہ کو روانہ ہوا کچھ دیر تک وہ اپنے تئین ضبط کرتا رہا ۔ راہ مین رو کر کہنے لگا کہ میرے باپ دادا کیا شان وشکوہ رکھتے تھے یا مین یہہ بدنصیب ہون اگر اسوقت اوٹرم صاحب ہوتے تو وہ اس امر کی شہادت دیتے کہ مین برٹش گورنمنٹ کا کیسا مطیع وتابع ہون ۔ ایڈمنسٹن صاحب نے بادشاہ کو اور اسکے وزرا کو جنکے ہاتھ کی وہ کٹ پتلی تھا کیون گاہ صاحب کی حراست مین سپرد کر دیا ۔

دو دن بعد کلکتہ مین سر پیٹرک گرینٹ کمانڈر انچیف مدراس آئے اور بنگال کی سپاہ کے کمانڈر انچیف مقرر ہوئے کہ وہ بغاوت کو دور کرین انہون نے میدان جنگ مین جانے سے انکار کیا اور کلکتہ مین رہ کر سپاہ کے کل انتظام کرنے کو اپنے ذمے لیا اور بجاے اپنے جنرل ہیولاک کو میدان جنگ مین جانے کے لیئے تجویز کیا جسکو انگلی قوم نے نہایت پسند کیا ۔

گرینٹ صاحب کو ایک ہی دن آئے ہوئے ہوا تھا کہ کلکتہ مین یہہ خبر آئی کہ دہلی فتح ہوگئی مگر اس خوشخبری کی خوشی تھوڑی دیر رہی کہ معلوم ہوا اصلی فتح نہین ہوئی بلکہ اسکی چھاونی جو پہاڑی کے قریب تھی انگریزون کے قبضہ مین آئی ہے ۔ پھر اس کے بعد وحشتناک یہہ خبرین آئین کہ جولائی کے شروع مین لارڈ کیننگ نے یہہ خبر سنی کہ کانپور مین ساری انگریزی سپاہ ماری گئی ۔ گو وہ ایسی وحشتناک

خبرین سنتے تھے مگر انکے سننے سے پریشان دماغ نہین ہوتے تھے اپنی تدابیر بڑے استقلال اور والاہمتی سے کرتے تھے۔ وہ چین کی سپاہ کا انتظار کر رہے تھے اور مدراس مین سامان لشکرکشی کی تیاریان کر رہے تھے۔ سوارون اور توپخانون کے لیئے گھوڑے جمع کر رہے تھے زخمیون اور بیمارون کے لیئے سواریون کا بندوبست کر رہے تھے

رحمدلی کا ایکٹ

انگریز تو اپنی قوم کی قتل کی خبرین سنکر انتقام کے جوش مین بھرے آتے تھے مگر لارڈ کیننگ اس بات پر کچھ خیال نہین کرتے تھے وہ اس حال مین بھی عدل و داد کو اور آدمیون کے استحقاق کو ہاتھ سے نہین دیتے تھے جبکو ان کے ہم قوم غلط سمجھ کر بیجا و بیداد سمجھتے تھے انہون نے ۲۱ جولائی کو یہہ رزولیوشن پاس کیا کہ رجمنٹ کے کسی سپاہی کو جسنے بغاوت نہین کی سزا نہ دی جائے اگر وہ ہتھیار ہاتھون مین لیئے ہوئے گرفتار ہو تو وہ ملیٹری حکام کو حوالہ کیا جائے یا جب تک گورنمنٹ اسکی نسبت حکم صادر کرے وہ مقید رہے۔ باغی یا مفرور کسی باغی رجمنٹ سے متعلق ہون لیکن انہون نے اسکے افسرون کو قتل نہ کیا ہو جب وہ غیر مسلح گرفتار ہون تو انکا فیصلہ ملیٹری افسر کرین۔ آخر مین یہہ فقرہ تھا کہ باغی یا مفرور جو ان رجمنٹون سے متعلق ہون جنہون نے یوروپین پر حملہ کیا ہو انکا فیصلہ سول حکام کرین اور جب تک انکو سزا نہ ملے کہ انکے جرمون کے متعلق تخفیف سزا کے لیئے گورنمنٹ اپنا فیصلہ نہ کرے۔ اگرچہ اس رزولیوشن مین ان لوگون پر کوئی رحم کا حکم نہ تھا جو رحم کے مستحق نہ تھے لیکن انکی قوم نے عموماً یہہ جانا کہ یہہ رزولیوشن انصاف پر مبنی نہین ہے۔ لارڈ کیننگ انصاف کرنا ہی نہین جانتے فقط ہندوستان ہی مین انکی نسبت یہہ خیال نہین تھا بلکہ انگلستان مین بھی پبلک نے اور پریس نے انکا برا نام رحمدلی کیننگ رکھا تھا۔

ہتھیارون کا ایکٹ

اس روز رزولیوشن کے بعد ۱۱ ستمبر کو ہتھیارون کے باب مین ایکٹ نافذ ہوا کہ کوئی شخص بغیر لائیسنس کے اپنے پاس ہتھیار نہ رکھے اسپر انکی قوم بڑی بڑبڑائی اگرچہ اس ایکٹ مین یہہ تھا کہ اگر وہ لائیسنس کی ضرورت اپنی بیان کر کے درخواست کریگی تو وہ نامنظور نہین ہوگی مگر اسپر بھی انگریز گورنمنٹ سے نفرت کرنے لگے وہ اسلیئے بڑے ناراض تھے کہ اس قانون مین ہندوستانی و انگریز ہتھیار رکھنے کے لئے دونو برابر ہو گئے۔

گورنر جنرل سے جب کلکتہ کے معزز انگریزی باشندون نے یہہ درخواست کی کہ وہ کل بنگال مین مارشل لا جاری کرین تو انہون نے اس سبب سے انکار کر دیا کہ اب بھی مجرمون کے سزا دینے کے اختیارات بہت سے انگریزی کیبو ٹو حکام کو دیئے گئے ہین اس لئے مارشل لا کے جاری کرنے کی ضرورت نہین ہے۔ اگر مارشل لا جاری کرنے کی وہ ضرورت سمجھتے ہین تو یوروپین سپاہ کا جسکی تقویت کے لیئے وہ اس ایکٹ کو جاری کرانا چاہتے ہین بچانا ناممکن ہو جائیگا غرض لارڈ کیننگ کے ان احکام سے یوروپین گروہ ایسا ناراض ہوا کہ انہون نے آخر سال مین ملکہ معظمہ پاس یہہ درخواست بھیجی کہ وہ ولایت بلا لیئے جائین۔

ان سخت تکالیف و مصائب مین بڑی تسلی یہہ ہوئی کہ پہلی اگست کو اوٹرم صاحب کلکتہ مین ایران کی فتحیابی سے تازہ و توانا ہو کر ہندوستان کی خدمات کی بجا آوری کے لیئے آ گئے چند روز بعد ولیم پیل صاحب مع اپنے بحری برگیڈ کے آ گئے جنکے کار ہائے نمایان تاریخ مین یاد رہین گے۔ ۱۳۔ اگست کو سر کولن کیمبل آ گئے جو سپاہ کے کمانڈر انچیف مقرر ہوئے اسکے سوا گورون کی سپاہ کی کمکین بھی جلدی جلدی آتی جاتی تھین۔

باب ہشتم

پٹنہ و آرہ ۔ بنگال مغربی بہار

۱۸۵۷ء روہنی مین میک ڈونیلڈ

لارڈ کیننگ بالائے ہند کی بغاوتون کی خبرین سن رہے تھے کہ اب اور تازہ گل بنگال مین یہہ کھلا کہ ضلع سنتھال مین جو کلکتہ سے تین سو میل کے قریب فاصلہ پر تھا روہنی مین نمبر ۵ بنگال کا رسالہ سوارون کا تھا جسکے کمانڈر میک ڈونیلڈ صاحب تھے انکو اپنی سپاہ کی وفاداری مین کچھ شبہ نہ تھا۔ ۱۲۔ جون کی شام کو وہ اپنے خیمے مین اپنے دوستون کے ساتھ چا پی رہے تھے کہ ناگاہ تین سوار آئے اور انہون نے انکو اور دو انکے دوستون کو

زخمی کیا۔ اول انہون نے اس بات کا یقین نہین کیا کہ یہہ دغا باز ان ہی کے رسالہ کے سوار تھے
مگر پیچھے انکو اپنی غلطی معلوم ہوئی تو پھر ان تینون سوارون کو گرفتار کر کے تحقیقات کی۔ اگرچہ انکو زخم کی تکلیف
تھی مگر وہ ان مجرمون کو ساری سپاہ کے روبرو پھانسی دینے کے لیئے خود آئے۔ ایک سوار نے
اپنے ہمراہیون سے التجا کی کہ وہ مجھ کو چھڑائین تو صاحب نے دھمکایا کہ اگر اب کچھ بولے گا تو
تیرا بھیجا نکال لیا جائیگا۔ انکے سامنے پھانسیان دی گئین فقط اس افسر کی شجاعت و عالی ہمتی
تھی کہ ہزارون باغیون کی حیوانی قوت پر غالب آئی۔

اس شہر مین ۱۵۸۰۰۰ باشندے رہتے تھے جنمین ۳۸۰۰۰ مسلمان تھے وہ گنگا کے داہنے کنارہ پر
کلکتہ سے شمال مغرب مین ۳۷۷ میل کے فاصلہ پر اور مشرق مین داناپور سے دس میل کے فاصلہ پر
واقع تھا۔ وہ ایک تاریخی نامور شہر ہے۔ اسمین کمشنر رہتا تھا اسکی کمشنری مین اضلاع بتفصیل ذیل
تھے۔ ضلع گیا جس مین اسی نام کا ہندوؤن کا بڑا متبرک شہر ہے۔ ضلع شاہ آباد جو گنگا اور کرم ناسا
و سون دریاؤن کے درمیان ہے اور اسکا صدر مقام آرہ ہے جو پٹنہ سے مغرب مین ۳۵ میل پر
ہے۔ سارن جسکا صدر مقام چھپرا ۳۶ میل کے فاصلہ پر ہے۔ چمپارن جسکا صدر مقام موتی ہاری
ہے اور ترہت جو نیپال اور گنگا کے درمیان واقع ہے جسکا سول سٹیشن مظفر پور ہے۔
ان اضلاع مین سے ہر ضلع مین مجسٹریٹ حکمرانی کرتا ہے۔

داناپور کی چھاؤنی مین تین ہندوستانی رجمنٹین نمبر ۷ و ۸ و ۴۰ اور توپخانون کی گورون کی
ایک کمپنی اور ہندوستانیون کی ایک کمپنی اور گورون کی ایک رجمنٹ نمبر (۱۰) تھین اور داناپور
کے ڈویژن مین کمانڈر میجر جنرل لوئڈ صاحب تھے۔ اس ڈویژن کی سپاہ کی حکمرانی شمال مین
اس ملک پر تھی جو نیپال کے پہاڑون کے دامن مین واقع ہے اور مشرق مین برہام پور تک
اور جنوب مین ہزاری باغ اور رام پور تک سپاہ جو اس وسیع ملک کی حراست کرتی تھین
سب داناپور مین رہتی تھین الا رجمنٹ غیر آئینی سوارون کی نمبر ۱۲ سگولی مین رہتی تھی جو ۱۵ میل
کے فاصلہ پر شمال مغرب مین موتی ہاری سے نیپال کی سڑک پر تھی اور داناپور سے شمال مین
سو میل پر تھی۔

صوبہ جسکا دارالسلطنت پٹنہ تھا وہ نہایت زرخیز تھا چند سال سے وہ اسلیئے انتخاب کیا گیا تھا کہ

داناپور کی چھاؤنی و ڈویژن

انگلش زمینداروں کے ذریعہ سے ہندوستانیوں کی محنت شعاری بروے کار انگلنڈ کے سرمایہ کے خرچ کرنے سے ظاہر ہوئی یعنی انگریزوں نے نیل کے کارخانے اپنے سرمایہ سے جاری کیئے تھے جس سے ہندوستانی کاشتکاروں کو بہت فائدہ ہوتا تھا۔ قدیمی زمیندار بھی یہاں بڑے بڑے متمول رہتے تھے۔ کلکتہ اور لکھنؤ کے درمیان صرف داناپور ہی مین گوروں کی ایک رجمنٹ تھی اسکو مغربی بہار کی وسعت ۲۱۰۱ مربع میل کی حراست کرنی پڑتی تھی جس مین پندرہ لاکھ باشندے رہتے تھے۔ سپاہ سے لاہور کی طرح یہاں ہتھیار نہین لئے گئے تھے۔ اس لئے گوروں کی رجمنٹ کو داناپور کی ہندوستانی سپاہ کی نگہداشت کرنی پڑتی تھی لفٹنٹ گورنر انسے ہتھیار نہین لیتے تھے اور مسٹر ٹیلر کمشنر کو اصرار تھا کہ انسے ہتھیار لے لئے جائیں

بنگال سول سروس کا ایک ممبر مسٹر ولیم ٹیلر تھا وہ شریف و عالم تھا۔ خداداد بہت سی استعدادین و لیاقتین رکھتا تھا جنکو وہ اس نازک وقت مین کام مین لایا۔ وہ مشکل حالتون کے سہل کرنے مین کبھی غلطی نہین کرتا تھا کبھی اسکے استقلال مین تزلزل نہین آتا تھا۔ جب شروع سال مین بارکپور اور برہام پور مین بغاوت کے آثار نمودار ہوئے تو وہ انسے بے اعتنا نہین ہوا۔ اسی وقت سے وہابیون کے حالات کی جستجو مین لگا رہا۔

جب ۱۰- مئی کو میرٹھ مین خوفناک حادثہ واقع ہوا تو اسنے پٹنہ کے سارے انگریزون کو بلایا کہ وہ اس بات پر غور کرین کہ اگر پٹنہ مین کوئی کڑا وقت آن پڑے تو اسکے دور کرنے کے کیا کیا وسائل بہم پہنچانے چاہئین۔ جج صاحب نے اسکو یہہ صلاح دی کہ سرکاری خزانہ داناپور بھیجنا چاہیئے اور جب بغاوت کا ذرا سا بھی کھٹکا ہو تو داناپور چلے جانے کے لیئے تیار رہنا چاہیئے اسٹور لو لینے کی صلاح کو ٹیلر صاحب نے مانا نہین اب انہون نے مختصر طور پر انگریزون کے سامنے بیان کیا کہ میرے پاس کیا کیا خبرین آئی ہین میری کیا کیا امیدین ہین اگر آپ سب صاحبون کو مجھپر اعتبار ہو تو مین تیار ہون کہ ساری جوابدہی اپنے ذمے لے لون اور وہ کام کرون جو ضروری ہین اسکے جواب مین سب انگریزون نے پکار کر کہا کہ وہ اپنے کمشنر پہ پورا اعتبار اور بھروسا رکھتے ہین۔

۷- جون کو گھڑ دوڑ کے میدان مین ٹیلر صاحب جانتے تھے کہ انکو یہہ خبر معلوم ہوئی کہ داناپور مین

آج شام کو ہندوستانی رجمنٹین برانگیختہ خاطر ہو رہی ہین اور اندیشہ ہے کہ آج ہی رات کو وہ بلوہ کرین پس انہون نے اپنے گھر کو قلعہ بنالیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر پاس پاس کی کوٹھیون مین انگریزون کے پاس خود گئے اور دورہ کی کوٹھیون مین انگریزون کو لکھ بھیجا کہ میری کوٹھی مین اس نازک وقت مین میرے مہمان بنیئے۔ ایک گھنٹہ بھی نہین گذرا تھا کہ پٹنے کے چارون طرف سے مرد اور عورت اور بچے سب جمع ہو گئے۔ کوٹھی پر کل پہرہ دینے والے پولس کے ہندوستانی سپاہی تھے۔ ان سپاہیون پر کیا بھروسا ہو سکتا تھا؟ ایک پولس کے سپاہی نے اپنے افسر کو دو خط دکھائے جنمین پولس کے سپاہیون کو دانا پور کے سپاہیون نے یہہ لکھا تھا کہ ہم سب دفعتہً بغاوت کرین گے ہم چاہتے ہین کہ تم خزانہ لیکر ہمارے ساتھ ہو جاؤ اس افسر نے یہہ خطوط جب ٹیلر صاحب کو دکھائے تو وہ انکو دیکھتے ہی سمجھ گئے کہ گو یہہ خاص سپاہی پولس کا خیر خواہ ہو مگر ان خطون سے معلوم ہوتا ہے کہ پولس اور دانا پور کے سپاہیون کے درمیان سازش ہے۔

یہہ خوش نصیبی تھی کہ کپتان رٹیبرے صاحب نے سکھون کی سپاہ بھرتی کی تھی وہ پٹنہ سے چالیس میل کے فاصلہ پر تھے ٹیلر صاحب نے کپتان صاحب پاس ڈاک مین خط ایک یا دو روز پہلے بھیجا تھا کہ وہ یہان چلے آئین۔

۸۔ جون کو یہہ سکھ بہت سویرے پٹنہ مین آ گئے جسکے سبب سے اسپر خیر گذری۔ سپاہیون نے اپنی بغاوت کو ملتوی کر دیا تھا پھر انگریز اکثر صاحب کمشنر کی کوٹھی سے اپنے گھرون مین واپس چلے گئے وہ یہہ سمجھ گئے کہ اس شور و شر کے زمانہ مین یہہ کوٹھی ہماری پناہ گاہ ہے۔

پریسیڈنسی بنگال پر جو خوف و خطر طاری تھے ان کے تخمینہ کرنے مین لفٹنٹ گورنر اور کمشنر کی رائون مین بڑا اختلاف تھا اور شہر کی عافیت اس تخمینہ کے صحیح ہونے پر منحصر تھی۔ گو لفٹنٹ گورنر مین بہت سی صفات و خوبیان ہون مگر ان مین سے کسی کا ظہور اسوقت نہین ہوا بہت انگریزون کی یہہ رائے تھی کہ غدر کے زمانہ مین اس عہدہ جلیل القدر پر انکا ہونا نامناسب و مضر تھا اور ٹیلر صاحب کا کمشنر ہونا نہایت مناسب و مفید تھا انہون ہی نے اپنی ذکاوت و فرزانگی اور مردانگی سے پٹنہ کو بچالیا۔ اس کام کا خاص ان ہی کا حصہ تھا۔

پٹنہ مین جو فساد وہ اپنی آنکھون دیکھا رہے تھے انکی پوری رپورٹ لفٹنٹ گورنر کو بھیجی جاتی تھی مگر

گورنمنٹ میجر جنرل کو حکم نہین بھیجتی تھی کہ داناپور کی سپاہ سے وہ ہتھیار لے لے - میجر جنرل نے بالکل آنکھیں بند کرکے یہہ نہین دیکھا کہ تین رجمنٹون مین سے دو بگڑی اور بپھری ہوئی بیٹھی ہین انکو ابتک اپنی ہندوستانی رجمنٹ پر اعتبار بدستور چلا جاتا تھا اور اب اسپر یہہ اور اضافہ ہوا کہ ۷- جون کو جب اور رجمنٹون نے برانگیختہ و برگشتہ ہونے کا ارادہ کیا تھا اور انکو یہہ موقع تھا کہ سرکاری بیس لاکھ روپیے کو وہ اپنے قبضے مین کر لیتے مگر انہون نے اسکو آنکھ اٹھا کر بھی نہین دیکھا - اسنے ۲- جون کو گورنمنٹ کو لکھا تھا کہ مجھے یقین ہے کہ رجمنٹین نچلی بیٹھی رہینگین اگر کوئی ترغیب تحریک انپر غالب نہین ہوئی اور پانچ روز بعد پھر اسنے یہی رپورٹ بھیجی -

اب گورنمنٹ کے سامنے کمشنر کی رپورٹ تھی کہ ۷- جون کو پٹنہ کس خوف و خطر مین تھا اور میجر جنرل کی راے یہی تھی کہ ہندوستانی سپاہین بالکل نچلی بیٹھی رہینگین اگر کوئی بڑی ترغیب اور تحریک انپر غالب نہین ہوگی - گورنمنٹ کو سوچنا چاہیئے تھا کہ سپاہ کے لیئے ترغیب و تحریک ایسی موجود ہین جو انپر غالب آئین - اہل پٹنہ انکو ابھارنے واکسانے والے اور پٹنہ کی دولت انکو ترغیب دینے والی موجود تھے - گورنمنٹ کی دانائی سے بعید تھا کہ اسنے ان دو باتون کو نہین دیکھا - اسوقت ہتھیار کے لینے بڑی آسان بات تھی - یہان گورون کی دسوین رجمنٹ موجود تھی اور دخانی جہازون پر گورون کی سپاہین داناپور کے پاس آتی تھین -

لارڈ کیننگ یہہ نہین خیال کرتے تھے کہ کسی خاص شخص کے لیئے یا کسی خاص مقام کے لیئے کونسی بات مفید و بہتر ہے بلکہ وہ عام آدمیون کی اغراض پر جو ان کے ماتحت تھی نظر رکھتے تھے وہ یہ جانتے تھے کہ ہتھیار لے لینے کا نہایت برا نتیجہ ان آدمیون کے لئے ہوگا جو ملک کے اور ایسے حصون مین رہتے ہین کہ جہان ہندوستانی سپاہیون کی کثرت ہے اور وہان یورپین سپاہ کا ایک دستہ بھی دکھائی نہین دیتا - پس گورنر جنرل اس امر کے منتظر تھے کہ تازی کمکین آجائین تو پھر شکار بالکل ہاتھ مین آجائے گا اضلاع زیرین کی ایسی شکستہ حالی کی صورت مین انکے اور ان کے ممبرون کے نزدیک سپاہ سے ہتھیار لینا نامناسب تھا -

کپتان رٹیری صاحب نے اپنے سکھ سپاہیون کی مدارات کی رپورٹ بھیجی تو وہ اس قسم کی تھی کہ جس نے ٹیلر صاحب کے دل مین ان خوفون اور اندیشون کو ابھارا و اکسایا جو اس صوبہ کے حالات سے

بخوبی واقف ہونے کے سبب سے پیدا ہوئے تھے - ان سکھ سپاہیون کو جب وہ پٹنہ کی طرف سفر کرتے تھے لوگ ہمیشہ گالیان دیتے تھے وہ جس طرف ہوئے تھے اسپر طعن کرتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ اپنے مذہب سے برگشتہ ہو گئے ہین اور انسے پوچھتے تھے کہ تم اپنے دہرم کے ساتھی ہو گے یا کافرون کے ساتھی ہو گے - جب وہ پٹنے مین داخل ہوئے ہین تو انکو سکھون کے مندر مین گرونے نہین داخل ہونے دیا - جہان وہ نظر آتے تھے باشندے انسے نفرت کرتے تھے اور انکی حقارت کرتے تھے - ٹیلر صاحب نے جو مخفی تحقیقاتین کین تو انکے دل مین یقین پیدا ہوا کہ فتنہ انگیزی کے لیے مخفی صلاحین ہو رہی ہین اور راتون کو بدخواہون کی مجلسین اسطرح ہوتی ہین کہ سازش کرنے والون کا پکڑنا مشکل تھا -

ہول زیادہ اٹھتے جاتے تھے - پٹنہ کے جج اور افیون کے ایجنٹ نے اور اور انگریزون نے مع اپنی کنبون کے گھر چھوڑ دیئے اور افیون کے گودام مین پناہ لی - یہی حال اور اضلاع کا تھا - ۱۱ - جون کو مسٹر ویک صاحب آرہ کے مجسٹریٹ نے ٹیلر صاحب کو لکھا کہ ریلوی کے بہت سے اہلکار اور لیڈیہین اس ضلع سے ہول زدہ ہو کر دانا پور بھاگ گئے ہین -

اس حالت مین ٹیلر صاحب نے طاقت عظیم سے راے صائب سے قوت فیصلہ سے کام لیا اپنے تئین برابر والون مین سرافراز کیا - اپنے بڑون سے کسی بات کو چھپایا نہین اسکے صوبہ مین جو اس نازک زمانہ کی حالتین تھین وہ بالتفصیل کلکتہ مین لوگون کو معلوم تھین جب بنارس سے اعظم گڑھ سے ممالک متوسط ہند سے ممالک شمالی و مغربی سے سپاہیون کی سرکشیون کی خبرین آتی تھین تو یہہ سوال بے اختیار لبون پر آتا تھا کہ کیا سبب ہے کہ پٹنہ مین خیر و عافیت ہے؟ اسکا سبب یہہ تھا کہ اس ڈویژن مین ولیم ٹیلر صاحب کمشنر تھا وہ جری بہادر مستقل مزاج ایسے تھے کہ جہان ضرب لگانے کی ضرورت ہوتی وہان ضرب لگانے کے لیے تیار ہوتے وہ نہایت تاریک حالتون مین بھی تامل یا خوف نہین ظاہر کرتے تھے جس ہات سے انکی خصلت بنائی گئی تھی اسکے زیادہ امتحان کا وقت جلد آگیا - دانا پور کے سپاہیون مین اور اضلاع کے باشندون مین ہر روز بدخواہی زیادہ ہوتی جاتی تھی مسٹر ٹیلر نے حکم دیا کہ چھپرا اور آرہ کے خزانے پٹنے مین آجائین تاکہ ان کے روپیے انکی آنکھون کے سامنے ہو جائین

اضلاع مین ہولون کا اٹھنا -

ٹیلر صاحب کی اولوالعزمی اور مردانگی

کمشنری کے چھوٹے اضلاع مین عہدہ دارون کو اپنی جگہہ سے ہلنے نہین دیتا تھا اور جو انگریز اس خوف کے مارے کہ بلوہ ہونے کو ہے اپنے کام چھوڑکر چلے گئے تھے انکو واپس بلایا ہر روز ڈاک و قاصدان پاس خبرین لاتے تھے کہ ایک طرف بدخواہی اور دوسری طرف خوف زدگی ہو رہی ہے قتل کرنے کو چھپون مین آگ لگانے اور بلوہ کرنے کے لیئے سازشین ہو رہی ہین انکو یہہ خبر بھی ہوئی کہ کنور سنگہ جو ایک بڑا زبردست زمیندار تھا اور اسکے علاقہ مین آرہ کے پاس بہت سے سپاہی منش آدمی رہتے تھے وہ اسکے ساتھ شریک ہوکر مخفی تیاریان کر رہے ہین کہ جب پہلا موقع ہاتھ آئے تو غدر مچادین ۔

اسوقت ٹیلر صاحب ان خبرون پر اعتبار نہین کرتے تھے جو خاص کنور سنگہ کے باب مین آرہی تھین وہ خوب جانتے تھے کہ اضلاع کے زمیندارون اور رئیسون کو بغاوت پر آمادہ یہہ دو چیزین یا انہین سے ایک کر سکتی ہین کہ دانا پور مین ہندوستانی سپاہ بغاوت کرے یا پٹنہ مین باشندے سرکشی کرین ۔ یہہ بات صاف ظاہر تھی کہ دانا پور کی سپاہ کی کامیاب بغاوت پٹنہ کے باشندون کو سرکش بنادیگی اور پٹنہ کے باشندون کی کامیاب سرکشی دانا پور کی سپاہ کو شتابی سے باغی بنادیگی ۔ غرض ان مین سے کوئی فساد کھڑا ہوگا تو وہ وبا کی طرح کمشنری کے تمام اضلاع مین پھیل جائیگا ۔ انکی ساری توجہ اس بات پر تھی کہ سپاہ کسی طرح باغی نہ ہو ۔

سوا اور علامات کے خطوط جو پکڑے جاتے تھے انسے ثابت ہوتا تھا کہ ہندوستانی سپاہ بغاوت کرنے کے لیئے موقع و وقت کے انتظار مین بیٹھی ہے ۔ اس لیئے ٹیلر صاحب کو یہہ امر ناگزیر معلوم ہوتا تھا کہ سپاہ سے بلا توقف فوراً ہتھیار لے لیئے جائین ۔ انہون نے بڑی کوشش کی کہ اس باب مین لوئڈ صاحب کو اپنا ہم خیال اور ہم راے بنائین مگر وہ اس بیڑ کامیاب نہین ہوئے ۔ لوئڈ صاحب کے جو خیالات تھے وہ اوپر مذکور ہوتے انہون نے کہا کہ مین اس باب مین لارڈ کیننگ سے جداگانہ خط و کتابت رکھتا ہون مین اس نازک زمانہ مین کل صوبہ کے کامون کو جاری رکھونگا بغیر اسکے کہ ہتھیار لینے کی تدبیر عظیم کی جائے ۔

ٹیلر صاحب کی مشکلات اب ہزار گنی ہوگئی تھین جنکی تفصیل یہ ہے کہ ایک بدخواہ ٹھہرا انکی

آنکھون کے سامنے تھا۔ اضلاع مختلف زقبون کے سو میل سے زیادہ سے لیکر تیس میل تک بگڑے بیٹھے تھے۔ بدخواہ زمینداران اضلاع کے بڑے حصون مین اپنا اقتدار رکھتے تھے۔ دروازہ سے چند میل کے فاصلہ پر تین ہندوستانی رجمنٹین موجود تھین جو بغاوت کرنے کے موقع و وقت کی منتظر تھین انکی خط وکتابت سے ثابت ہوتا تھا کہ ان مین بغاوت کرنے کیلئے آپس مین عہد و پیمان ہو گئے ہین۔ ان مشکلات کا دیکھنا بھی مشکل ہے جو شخص واحد کے سر پر آن کر پڑی تھین۔ ہندوستان کے اور مقامات بھی معرض خطر مین تھے مگر وہ کمشنری پٹنہ کے برابر نہ تھے۔ اس کمشنری مین بہت سی جانون کا خزانون کا وسیع ملک کا بچانا ایک شخص کے ذمے تھا کوئی مددگار نہ تھا۔ اس کے پاس ایک یوروپین سپاہی نہ تھا۔ صرف چند سکھ سپاہی اس پاس تھے ٹیلر صاحب کو کئی سو یوروپین کی جانین بچانی تھین جو تمام کمشنری مین پھیلے ہوئے تھے اسکو خزانہ بچانا تھا جسکے اندر تیس لاکھ روپیہ اسکی آنکھون کے سامنے تھا اور اس خزانہ سے زیادہ روپیون کو اور اضلاع مین بچانا تھا۔ افیون کا گودام لاکھون روپیہ کا قیمتی بچانا تھا۔ یہہ سب کام انکو اپنی نیکنامی اور قوم کی ناموری کے لئے کرنے تھے۔ چارون طرف ہل چل ہو رہی تھی ایک لمحہ مین بغاوت و سرکشی انکی دروازہ کے قریب آسکتی تھی۔

ٹیلر صاحب خوب سمجھتے تھے کہ اس نازک وقت مین دو سپاہی یا دو بولی ٹکل فریق آپس مین ایک دوسرے پر ہتھیار لگائے بیٹھے ہین اور ہر ایک اپنے موقع و وقت کی نگرانی کر رہا ہے فتحیابی کا غالباً اسطرف میلان ہوگا جو اول ضرب لگائے گا اس لیئے انہون نے یہہ قصد کیا کہ بدخواہان کے سرغنون پر مین ایسا صدمہ پہنچاؤن کہ وہ بے دست و پا ہو جائین۔ انہون نے جو تدبیر سوچی تھی وہ ایک معنی کر دشمنون سے ہتھیار لینے کی تھی مگر انہین یہہ زور تو تھا نہین کہ وہ پٹنے کے باشندون سے ہتھیار لیکر غیر مسلح بنا دیتے مگر انہون نے انکے صلاح و مشورہ کی عقل کے ہتھیار اسطرح لے لیئے کہ انکے معتبر و معزز پیشواؤن اور مقتداؤن کو مقید کر لیا۔ یہہ کام انکا بڑا بہادرانہ دلیری کا تھا انہون نے یہہ امر خوب تحقیق کر لیا تھا کہ بدخواہ باشندون کے سرغنہ وہابی مولوی ہین جنمین سر برآوردہ تین مولوی شاہ محمد حسین۔ احمد اللہ۔ واعظ الحق ہین جنکے کہنے مین سارے وہابی چلتے ہین۔ ان مولویون کے معمولی طور پر گرفتار کرنے مین نوبلوہ ہونے کا اندیشہ تھا جس مین جانونکی

ٹیلر صاحب نے اول ضرب لگانے کا قصد کیا۔

جانے کا خطرہ تھا اس لیئے انہون نے یہہ حکمت کی کہ ۱۸ - جون کو ان تینون مولویون اور چند معزز رئیسون کو یہہ کہکر اپنی کوٹھی پر بلایا کہ بعض انتظامی معاملات مین گفتگو کرنی ہے - ۱۹ - جون کی صبح کو انکی کوٹھی پر یہ سب رئیس جمع ہوئے - کمشنر صاحب مع رئیڈری صاحب اور چند انگریزون کے ملاقات کے کمرہ مین آئے - مولوی احمد اللہ نے شہر کی محافظت کے لیئے چند معقول تدبیرین بتلائین پھر کچھ باتین ہو ہوا کر مجلس برخاست ہوئی اور ٹیلر صاحب نے حکم دیا کہ سوا ان تین مولویون کے جنکا نام اوپر لکھا ہے سب رخصت ہون پھر وہ مولویون کی طرف یون مخاطب ہوئے کہ مین مجبور ہون آپ کو بطور آڈل یا ضامن کے رکھتا ہون تاکہ آپ کے مرید و معتقد نیک چلن رہین یہہ کہکر مولویون کو رئیڈری صاحب کی حراست مین حوالہ کیا انہون نے انکو سکھون کے قریب ایک آسائش کے مکان مین رکھا - مولوی احمد اللہ نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ یہہ آپ کا بڑا لطف و کرم ہمارے حال پر ہے اور آپ کی بڑی دانائی ہے ـــــ ہم غلامون کو آپ کے اس حکم کے سبب سے ان جھوٹی تہمتون سے رہائی ہو گئی جو ہمارے دشمن ہمپر لگایا کرتے تھے - ٹیلر صاحب نے مسکرا کر فرمایا کہ جس بات مین آپ کی خوشی ہو وہ ہمین پسند ہے - جب یہہ تینون مولوی جانے لگے تو مولوی احمد اللہ سے ٹیلر صاحب نے کہا کہ مین نے تمہارے باپ کو گرفتار نہین کیا - اب اسکی جان تمہارے ہاتھ مین اور تمہاری جان اسکے ہاتھ مین ہے - مولوی اس کنایہ کو خوب سمجھ گیا -

۱۹ - جون کو مولوی مہدی گرد اور شہر کا مجسٹریٹ اس شبہ مین گرفتار ہوا کہ وہ بدخواہون سے چشم پوشی کرتا ہے ان سرغنون کی گرفتاری سے ہندوستانی سپاہ مین ایک خوف پیدا ہوا ۲۰ - جون کو ٹیلر صاحب نے حکم دیا کہ چوبیس گھنٹے کے اندر اہل شہر تمام اپنے ہتھیار حوالہ کردین اگر اس حکم کے خلاف کام کرینگے تو سزا پائینگے اور کوئی اہل شہر سوا ان آدمیون کے جو اس حکم سے مستثنیٰ کیئے گئے ہین رات کے نو بجے کے بعد اپنے گھر سے باہر نہ نکلین - انہون نے داناپور کی چھاونی مین اہل شہر کی آمد و رفت بھی بند کردی -

ٹیلر صاحب کی بہادرانہ تدبیر مین بڑی کامیابی ہوئی - بدخواہون کے سرغنہ گرفتار ہوئے جسکے سبب سے اہل شہر کو سرکشی کرنے کا حوصلہ نہ ہوا ہزار ہا ہتھیار صلح کے ساتھ لے لیئے گئے

[illegible]

شب مین سازشون کے کرنے کی مجلسین بند ہوگئین۔ اسکا پہلا عملی نتیجہ یہہ تھا کہ جج صاحب اور افیون کے گودام کے ایجنٹ اور بعض اور انگریز جو خوف کے مارے اپنے اپنے گھر چھوڑکر افیون کے گودام مین چلے گئے تھے پھر اپنے گھرون مین آنکر آباد ہوئے مسٹر ٹیلر کے ان احکام سے اور ضلاع مین بھی بدخواہون کی تعداد کم ہوگئی۔

ٹیلر صاحب کی کاسیابیون کا تار ٹوٹا نہین۔ ۲۳ جون کو وارث علی ایک ہندوستانی پولس افسر ضلع ترہت مین گرفتار ہوا جس پاس بہت سے خطوط ایسے نکلے کہ جن سے معلوم ہوتا تھا کہ علی کریم نے بہت دور تک لوگون کو بغاوت پر آمادہ کرنے کے لئے سازش کی ہے علی کریم بڑا دولتمند زمیندار پٹنہ سے نو میل پر رہتا تھا۔ ٹیلر صاحب نے پٹنہ کے مجسٹریٹ لوئس صاحب کو اسکی گرفتاری کے لیے بھیجا ایک ہندوستانی افسر نے مجسٹریٹ کو سمجھایا کہ سوار ساتھ لیجانے کی ضرورت نہین اور اسنے علی کریم کو اطلاع دی کہ مجسٹریٹ تم کو گرفتار کرنے آتے ہین وہ یہہ خبر سنکر ہاتھی پر سوار ہوکر مجسٹریٹ کی آنکھون کے سامنے سے بھاگ گیا مجسٹریٹ صاحب اپنے ٹٹو پر سوار اسکو دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے اسکے ہاتھی کا نہ انکا ٹٹو نہ انکی دوٹانگین تعاقب کرسکین۔ ۲۳ جون کو گرفتاری و علی کریم کا فرار ہونا

یہہ بلوہ اسطرح ہوا کہ دو سو مسلمان جہادیون مقتدا اور پیشوا پیر علی کتاب فروش بنا اور نقارہ بجا کے جہاد کا سبز جھنڈا اکھڑا کیا اور شہر کے وسط مین رومن کیتھولک چرچ کی طرف بڑھا جب اسکی خبر ٹیلر صاحب کو ہوئی تو انہون نے اس بلوہ کے مٹانے کے لیئے ریٹیری صاحب کو ۱۵۰ سکھون کے ساتھ بھیجا اور شہر کے یوروپین کے بچانے کے لیئے وہی تدبیر کی جو ۷ جون کو کی تھی۔ پاس کی کوٹھیون کے انگریزون کو وہ خود بلا کر اپنی کوٹھی مین لے آئے۔ اس عرصہ مین کہ جہادیون سے سکھ لڑنے کے لئے پہنچین جہادیون نے ڈاکٹر لائل صاحب کو مار ڈالا۔ یہہ خون انکے منھ کو ایسا لگا کہ وہ اورون کے شکار کرنے پر مستعد ہوئے۔ مگر سکھون کا مقابلا انسے چند سکنڈ بھی نہین ہوسکا۔ سکھون کی سنگینون نے اس بلوہ کو بالکل دور کردیا۔ ۳ جولائی کو پٹنہ مین بلوہ

چوتھی پانچین جولائی کو شہر مین مرغنون کی تلاشی ہوئی ۱۴۳ مفسد انمین گرفتار ہوئے انمین

پیر علی بھی جو اصل بانی فساد تھا اور شیخ گھسیٹا جو لطف علیخان کا بڑا معتبر ملازم تھا گرفتار ہوئے لطف علیخان پٹنے مین سب سے زیادہ دولت مند تاجر تھا۔

ان اکتیس مجرمون مین سے چودہ کو تو فوراً پھانسی دی گئی۔ انہین وارث علی بھی تھا جسکا نام پہلے لکھا گیا ہے دو مجرمون کی جنکا نام اوپر لکھا گیا ہے زیادہ تحقیقات کی گئی۔

یہہ ثابت ہوا کہ تمام فساد کی جڑ پیر علی تھا جسنے انگریزون کے برخلاف جہاد قائم کیا۔ شیخ گھسیٹا مہینون سے بہت سے آدمیون کو تنخواہ دیتا تھا کہ جب وقت آ گئے تو وہ اپنے مذہب اور شاہ دہلی کے لیئے لڑنے کو تیار رہون ان کامون کے واسطے بہت روپیہ چاہیئے تھا پیر علی تو غریب آدمی تھا۔ شیخ گھسیٹا ایک بڑے مہاجن کا ہاتھ تھا۔ غرض ان دونو کو پھانسی ہوئی لطف علیخان اس سبب سے کہ شہادت ناکافی تھی جج نے چھوڑ دیا۔

سید ولایت علی خان و مولا بخش ڈپٹی مجسٹریٹ اور ہدایت علیخان صوبہ دار سکھو کی پلٹن کا یہہ تینون مسلمان سرکار کے بڑے پکے و سچے خیرخواہ تھے۔ ٹیلر صاحب کے تمام کامون مین مدد و معاون تھے۔ وہ ان ایام غدر مین رات دن سرکار کی خیرخواہی کے کامون مین لگے رہے تھے اور شہر کے سارے حال سے کمشنر صاحب کو اطلاع دیتے تھے۔ پٹنہ کے مسلمانون کی قسمت ان ارباب ثلاثہ کے ہاتھ مین تھی وہ ان مسلمانون کو سزا سے بچاتے تھے جنپر جرم ناحق لگائے جاتے تھے اور ان مسلمانون کو سزا دلاتے تھے جو حقیقت مین مجرم ہوتے تھے۔

قسمت پٹنہ کی سرحد پر سگولی ایک چھاونی تھی جسمین نمبر ۱۲ غیر آئینی سوارون کی رجمنٹ رہتی تھی اور اسکے کمانڈر میجر ہومز صاحب تھے۔ جب کہ یہان مین غدر کے خوف نے اپنی آنکھین دکھانی شروع کین تو میجر ہومز نے ۲۵ مئی کو لارڈ کیننگ کو بڑی صفائی اور آزادی سے لکھا کہ اسوقت کی پولیسی یہہ ہے کہ نہایت تشدد کے ساتھ بغاوت کے دبانے مین جد و جہد کی جائے تو اس کے جواب مین ۳۰ مئی کو لارڈ کیننگ نے لکھا کہ تمہاری پولیسی بالکل غلط ہے بے سوچے سمجھے خونی تدابیر کرنا مرض کا علاج نہین ہے مگر ہومز صاحب نے اس ملامت کا خیال نہین کیا بلکہ ۱۵ جون کو یہہ جواب دیا کہ مین نے اپنا عزم جزم کر لیا ہے کہ ان اضلاع مین اپنے قوت بازو سے انتظام

قائم رکھون۔ اسنے وہ تدبیر کی جو سادی تھی مگر بڑی موثر و کارگر۔ اس کے پاس ایک ہندوستانی رجمنٹ تھی جسکے سوارون پر وہ پورا اعتبار کرتا تھا۔ اگرچہ سپاہی دلی خیرخواہ اس کے نہ تھے مگر اسکی شجاعت کے سبب انکے کہنے کا اثر انپر ایسا ہوتا تھا کہ وہ ان کے احکام کی فوراً تعمیل کرتے تھے انکے نام کا خوف لوگون کے دلون مین ایسا بیٹھ گیا تھا کہ کسی شخص کو یہہ جرأت نہین ہوتی تھی کہ وہ بغاوت کے لئے اپنی انگلی بھی اٹھا سکے۔ لارڈ کیننگ نے" اپنی چٹھی مین یہہ استدلال کیا کہ جن سپاہیون نے اب تک بغاوت نہین کی ہے انکو خوف نے دیوانہ بنا رکھا ہے" لیکن ہومز صاحب اس کے برخلاف یہ سمجھتے تھے کہ خوف ہی سپاہیون کو اپنی پہلی حالت پر عود کرائیگا جیسے کہ جانور جب خوف زدہ ہوتے ہین تو اپنے مالکون کے پاس چلے آتے ہین ایسے ہی سپاہیون کو بالکل خوف زدہ ہونا اپنے مالکون کے پاس لے آتا ہے۔ جب تک سپاہی گائے کی طرح مطیع و فرمان بردار نہ ہو جائین ان کے خوف کی نسبت استدلال کرنے مین کوشش بے فائدہ ہے مسٹر ہومز کا اپنے رسالہ پر اعتبار بمقتضائے بشری تھا وہ اس کے ساتھ مدت تک رہے تھے اس کے کارہائے نمایان کابل سے لیکر برہما تک دیکھ چکے تھے۔ یہ ناممکن ہے کہ کوئی یہہ کہہ سکے کہ اگر گورنمنٹ انڈیا دانا پور کی سپاہ سے ہتھیار لینے مین انکار نہین کرتی تو کتنی جانین بچ جاتین اور کتنی مصیبتین ٹل جاتین۔

ٹیلر صاحب تین ہفتے تک کرنیل لوئڈ کو سمجھاتے رہے کہ وہ دانا پور کی سپاہ سے ہتھیار لے لین اس عرصہ مین انہون نے انتظام بھی رکھا مگر وہ جانتے تھے کہ اگر لوئڈ صاحب نے مرفوع الحکم ہونے مین غفلت کی تو دیر سویر غدر ضرور برملا برپا ہوگا اور باغی سپاہیون کے ملک مین پھیلنے سے جو کچھ مین نے نیکی کی ہے وہ برباد جائیگی میرا سارا بندوبست بگڑ جائیگا۔ چونکہ کلکتہ کے انگریزی سوداگر بہار سے اپنی بڑی اغراض اس سبب سے رکھتے تھے کہ ان کا بڑا سرمایہ نیل کی زراعت و تجارت مین لگا ہوا تھا انہون نے یہ عزم کیا کہ اپنی دلائل کو گورنمنٹ کے روبرو بیان کرکے اسکو ترغیب دین کہ وہ جنرل کو حکم دے کہ سپاہ سے ہتھیار لے لے جرنیل کو خود ہمت و جرأت ایسی نہین ہے کہ وہ جوابدہی کو اپنے ذمے لیکر یہہ کام کرے۔ انکو اپنے خیالات کے ظاہر کرنیکا

موقع اسلیئے خوب ہاتھ لگ گیا تھا کہ لارڈ کیننگ نے دانا پور کی سپاہ کے ہتھیار نہ لینے کے لئے یہہ عذر کیا تھا کہ جب تک ان پاس تازہ کمکین نہین آئینگی انہین یہہ قوت نہین ہے کہ وہ سپاہ سے ہتھیار لے لین - اب یہہ عذر نہین ہو سکتا تھا اس لیئے ان پاس تازہ کمکین آگئین تھین اور انکو حکم ہوا تھا کہ وہ گنگا مین دانا پور کے پاس سے ہو کر گذرین اور وہان کے جرنیل سے اجازت لیکر آگے بڑہین - گورنر جنرل خود اقرار کرتے ہین کہ اب شکار میرے اپنے ہاتھون مین ہے - مگر انکو جو کام خود کرنا چاہیئے تھا اسکی جوابدہی دانا پور کے بوڑھے جرنیل لوئڈ کے ذمے ڈال دی وہ خوب جانتے تھے کہ لوئڈ صاحب نے اقرار کر لیا ہے کہ انکی سپاہ چلی اور ساکت رہیگی اگر انپر بڑی ترغیبون و تحریکون نے غلبہ نہین کیا اور وہ یہہ بھی جانتے تھے کہ لوئڈ صاحب کی کبھی یہہ ہمت و جرأت نہین ہوگی کہ وہ اپنی ہوشیاری کو کام مین لا سکے - پھر بھی یہہ امر اسکی راے پر چھوڑا کہ تازہ کمکین سپاہ کی جو آئی ہین انسے وہ مدد لے کر اپنی سپاہ سے ہتھیار لے لے جسکے سبب سے کسی شرارت کا کرنا سپاہ کے اختیار مین نہین رہے - تاجرون کو اپنے خانگی طور پر جنرل کے فیصلہ پر جو نامردی پر مبنی تھا اطلاع ہو گئی تھی اس لیئے انہون نے پھر عزم کیا کہ آخر کوشش پھر کیجیئے کہ لارڈ کیننگ اپنی راے کو بدلین انہون نے اپنا ڈپیوٹشن لارڈ کیننگ پاس بھیجا کہ وہ انسے التجا کرے کہ وہ تجارتی اغراض پر غور کرین جنپر دانا پور کی سپاہ کے دھمکانے سے صدمہ پہنچنے کو ہے اور انسے التماس کرے وہ انکی اغراض کی باتون کو محفوظ رکھین اور لوئڈ صاحب کو حکم دین کہ وہ سپاہ سے ہتھیار لے لین جس سے پھر پبلک کو بھروسہ و اعتماد ہو جائے - لارڈ کیننگ نے انکی درخواست کو نامنظور کیا -

واقعات جو پیچھے وقوع مین آئے وہ نتائج گورنمنٹ کے ان فیصلون کے تھے جنکا خلاصہ ذیل مین درج ہوتا ہے اول دانا پور کی سپاہ کے ہتھیارون کے لینے سے ایسے وقت مین انکار کرنا کہ اسکے جنوب مین سپاہ سے ہتھیار لے لیئے گئے تھے اور شمال مین بغاوتین ہو رہی تھین اور شہر مین اور دانا پور کے پاس کے اضلاع مین رعایا کی بدخواہی روز بروز عیان ہوتی جاتی تھی دوم کلکتہ کے اہل تجارت کی اس درخواست کا نامنظور کرنا کہ دانا پور کی سپاہ سے ہتھیار ایسے حال مین لے لیئے جائین کہ یورپین سپاہ کی قوت بہت بڑھ گئی تھی - سوم تمام

گورنمنٹ کے فیصلون کا خلاصہ

جوابدہی کو اس افسر پر منتقل کرنا اپنی ماتحت سپاہ سے ہتھیار لینے کی برخلاف راے رکھنا تھا اب ان فیصلون کے نتائج لکھتے ہین۔

میجر جنرل کو یہہ اختیار دیا گیا تھا کہ نمبر ۵ فیوزیلیرس جو الہ آباد کو جاتا ہے اگر وہ مناسب جانے تو اسکو ٹھیرا لے اور اُسکی اور نمبر ۱۰ رجمنٹ کی مدد سے دانا پور مین اپنے ماتحت تین ہندوستانی رجمنٹون سے ہتھیار لے لے مگر میجر جنرل نے اس جوابدہی پر لات ماری اُنکو سپاہ سے ہتھیارون کا لیناہی پسند نہ تھا۔

جب ۲۲ - جولائی کو نمبر ۵ فیوزیلیرس کا بڑا حصہ دانا پور مین آیا تو جنرل نے نہ اُسے یہہ کہا کہ جہاز پر سے اتر یا ٹھیرو - اسنے بے تأمل اپنی راہ لی - جب وہ چلا گیا تو میجر جنرل کو یہہ شبہہ ہوا کہ اسنے کام صحیح نہین کیا وہ الٹا پلا نہین سکتا تھا - نصف افسوس اور نصف شبہہ مین بیٹھا تھا کہ دو دن کے بعد نمبر ۳۷ رجمنٹ کی دو کمپنیان دانا پور کے اسٹیشن پر آئین تو انکو جنرل نے فوراً ہدایت کی کہ وہ جہاز سے اتر پڑین مگر میجر جنرل مین یہ لیاقت ہی نہ تھی کہ وہ اس سپاہ سے کوئی کار نمایان کرتا - اگرچہ یہہ سچ ہے کہ آدمی دریائی مین دفعتہً نہین ڈوب جاتا بلکہ بتدریج غرق ہوتا ہے تو یہہ بھی سچ ہے کہ ایک ضعیف آدمی یکایک قوی نہین ہو سکتا - لوئڈ صاحب کے سر سے جو جوابدہی زبردستی چپکی گئی تھی وہ اس سے تنگ ہوتا تھا اسکی کم بختی تو یہہ تھی کہ اسکی گرفت مین وہ خاردار درخت تھا جسکے کانٹے سوئیون کی طرح چبھتے تھے اسکے پکڑنے سے بھی اور اس کے چھوڑنے سے بھی ڈرتا تھا - چھوڑے ہی بنتی تھی نہ پکڑے ہی بنتی تھی - انہون نے ابھی اسے چھوا تھا جب اس کے کانٹے چبھے تو وہ اورون پر الزام لگانے لگے

جنرل صاحب نے سوچ بچار کرنے کے بعد یہہ فیصلہ کیا کہ سپاہیون سے پرکشن کیپس اور ٹوپیان لے لی جائین جس سے انکی قوت سلب ہو جائے مگر انکی عزت باقی رہے وہ اپنی بندوقین اپنے پاس رہنے دین انہون نے ۲۵ - جولائی کی صبح کو حکم دیا کہ گورون کی پریڈ ہو - جب یہہ سپاہ کچہری کے ہو [illegible] دو چھکڑے جاکر اس مین سے ٹوپیون کے صندوقون کو گھر لے آئین - اس حکم کی تعمیل ہوئی - گورون کی نمبر ۱۰ رجمنٹ اور نمبر ۳۷ کی رجمنٹ کی دو کمپنیان اور ایک کمپنی [illegible] میگزین کو دو چھکڑے اور اس کے ساتھ ایک افسر اور کچھ سپاہی بھیجے گئے

[illegible]

[illegible]

چھکڑے میگزین پر گئے اور ٹوپیون کے صندوقون کو بھر کے لے آئے۔ جب یہہ چھکڑے ہندوستانی رجمنٹ کی لینون مین آئے تو سپاہی برانگیختہ خاطر ہوئے مگر افسرون نے ان کے غصہ کو دھیما کر دیا۔ جنرل صاحب اپنی اس تدبیر کے چل جانے سے بڑے خوش ہوئے کہ اب ہر سپاہی پاس پندرہ ٹوپیان رہ گئین ہین وہ ایسے دیوانے نہین ہین کہ ایسی حالت مین مقابلہ و حملہ کرینگے

میجر جنرل نے اب ہندوستانی سپاہ کے افسرون کو یہہ سخت حکم دیا کہ وہ سپاہ کے توسدان کی ٹوپیان لے لین اس حکم کی تعمیل ہوئی کہ ایک بجے پریڈ ہوئی۔ جنرل نے یہہ احتیاط نہین کی کہ یوروپین سپاہ کو پریڈ پر بلاتے جسوقت پریڈ ہوئی گورے اپنی بارکون مین کھانے پینے مین مصروف تھے۔ جنرل بے سروپا ہدایتین کر کے خود دریا پر ایک دخانی جہاز مین جا بیٹھا جو اس دن صبح کو آیا تھا۔ سپاہ جو پریڈ پر بن ہتھیارون کے کھڑی تھی ان کے کمانڈرون نے ہندوستانی افسرون سے کہا کہ وہ ہر سپاہی کے توسدان مین سے ٹوپیان لے لین اور اس کے سامنے یہ وجہ بیان کر دی کہ یہہ تدبیر احتیاطاً اس لیئے کی جاتی ہے کہ جو سپاہی سرکار کے نیکخواہ ہین انکو مفسدہ پرداز سپاہی اغوا کر کے گمراہ نہ کر سکین۔ ہندوستانی افسرون نے جو اپنے سپاہیون کے خیرخواہ تھے اس بات کو کہہ کر ہوا مین اڑا دیا۔ نمبر ۷ و ۸ رجمنٹون کے سپاہیون نے ٹوپیان نہ دین وہ بلیس (سلحہ خانے) مین چلے گئے اور وہان سے بندوقین لے آئے اور اپنے افسرون پر فیر کرنے شروع کیئے نمبر ۴۰ رجمنٹ نے تھوڑی دیر تامل کر کے یہی طریقہ بغاوت اختیار کیا۔

جسوقت یہان یہہ ہنگامہ برپا تھا میجر جنرل لوئیڈ دخانی جہاز پر چہل قدمی کر رہے تھے اور یوروپین سپاہی ڈنر کھا رہے تھے۔ میجر جنرل پہلے سے یہہ انتظام کر گئے تھے کہ اگر کوئی دنگہ فساد ہو تو اسپتال کا یوروپین گارڈ بندوقون کی دو گولیان متصل چھوڑے۔ ڈیڑھ بجے دن کے گولیون کی آوازون نے جنرل صاحب کو خبر دی کہ ہندوستانی سپاہ نے بغاوت کی۔ اس بغاوت کے ہوتے ہی بگل گورون کی سپاہ کے جمع ہونے کا ہوا۔ دسوین رجمنٹ انکے لفٹنٹ کرنیل فین دک صاحب کے اور سینتیسوین رجمنٹ کی دو کمپنیان موجودہ سینئر کپتان کے ماتحت اور توپخانہ کرنیل ہیوش کے ماتحت باہر جمع ہوا مگر کوئی افسر نہ تھا جو ساری

سپاہ کا کمانڈر بنتا۔ میجر جنرل لوئیڈ لکھتا ہے کہ مین نے پہلے سے ہدایتین کردی تھین کہ ضرورت کی صورت مین کرنیل ہیوٹس کو کس کس طرح کامون کو کرنا چاہیئے۔ مین جانتا تھا کہ میرے ان احکام کے موافق یوروپین سپاہ باغی سپاہ پر حملہ اور انکا تعاقب کریگی۔ سپاہ کے جنبش نہ کرنے پر جنرل نے مضطربانہ دوپہر کے بعد ایک سٹاف افسر بھیجا کہ وہ توپخانہ کو آگے لے جائے اور دوسرا افسر بھیجا کہ وہ نمبر ۳۷ رجمنٹ کا کمانڈر بنے اور کرنیل فین وک کے ماتحت کام کرے۔

یہہ امر تو تحقیق نہین کہ میجر جنرل نے سپاہ کی بغاوت سے پہلے صحیح اور درست احکام دیئے تھے یا نہین۔ مگر یہہ امر یقینی ہے کہ میجر جنرل کی غیر حاضری سے بہت توقف سپاہ کے بڑھنے مین ہوا۔ اور جب سپاہ نے اپنی جگہہ سے جنبش کی تو بہت دیر ہوگئی تھی۔ کوئی نہین جانتا تھا کہ میجر جنرل کہان ہے اور نہ دسوین رجمنٹ کا کمانڈر نہ توپخانہ کا کمانڈر یہہ سمجھتا تھا کہ مجھے میجر جنرل کی غیر حاضری مین کام کرنے کا کیا اختیار ہے۔ بہت دیر کے بعد جو دو افسر جہاز پر سے آئے تو سپاہ کو آگے بڑھنے کا حکم دیا گیا۔

باغیون کا آرہ کی طرف جانا

باغیون کو حیرت تھی کہ اس آسانی سے انکو کامیابی حاصل ہوگئی انہون نے اپنی لال کرتیان اتار ڈالین اور اپنے توسدانون مین رجمنٹ کے سٹور مین سے سب ٹوپیون کو بھر لیا اور سب دریاے سون کی طرف دوڑے کہ دریا پار ہوکر آرہ جائین چند سپاہیون نے گنگا پار جانے کا قصد کیا تو میجر جنرل نے دخانی جہاز پر سے ان پر گولیان چلا کر روک دیا۔ بعض کہتے ہین کہ میجر جنرل دخانی جہاز پر اسی خیال سے آگیا تھا کہ سپاہ کو گنگا پار نہ اترنے دے۔

تعاقب کا غیر مفید ہونا

یوروپین سپاہ ہندوستانی رجمنٹون کی لینون پر پہنچی تو انہون نے دیکھا کہ سپاہ غائب ہے اسنے انکے چھپرون مین آگ لگادی اور قیام کیا کچھ احکام اس پاس آئے نہین میجر جنرل دخانی جہاز پر تھا کسی اور نے اسکے اختیارات کو غصب نہین کیا۔

سگولی مین سپاہ کی بغاوت

داناپور مین جس دن ہنگامہ بغاوت برپا ہوا ہے اسی دن اس ڈویزن کی سرحد پر سگولی کی چھاونی مین سپاہ نے بغاوت کی۔ ہم نے لکھا ہے کہ یہان نمبر ۱۲ غیر آئینی سوارون کی رجمنٹ رہتی تھی جسکا کمانڈر میجر ہومز صاحب تھے وہ اپنی سپاہ پر پورا اعتماد رکھتے تھے۔ انکی بڑی پولیسی یہ تھی کہ جو شخص کوئی بغاوت و بدخواہی کا کام کرے فوراً اسکو سزا دی جائے۔ ان خیالات کے

سبب سے انہون نے قانون کو اپنے ہاتھ مین لے لیا انہون نے اپنے اختیار سے اپنی چھاونی کے متصل کے پانچ اضلاع مین مارشل لا کا اشتہار دیدیا - پہلے بیان ہوا ہے کہ وہ اپنے سپاہیون پر پورا اعتبار رکھتے تھے وہ بیس سوارون سے لیکر پچاس سوارون کے غول اضلاع مین بھیجتے تھے کہ وہ بدخواہون کو ڈرائین اور انتظام قائم رکھین ہر سپاہی یا باغی جو بغاوت کے سبب سے پکڑا جاتا تو اسکی روبکاری کورٹ مارشل مین ہوتی اگر جرم ثابت ہوتا تو پھانسی پاتا اگر داناپور کی سپاہ بغاوت نہ کرتی تو غالباً میجر ہومز اپنے پاس کے اضلاع مین بندوبست قائم رکھتے - مگر جب داناپور مین سپاہ نے بغاوت کی تو ۲۵ - جولائی کو نمبر ۱۲ کے رجمنٹ کے چار سوارون نے میجر ہومز کو اور انکی بی بی کو جو نامور جرنیل سیل کی بیٹی تھی مار ڈالا اور یوروپین کو قتل کیا خزانہ لوٹ لیا -

جب ٹیلر صاحب کو معلوم ہوا کہ داناپور مین سپاہ نے بغاوت کی اور اسکا تعاقب بھی نہین ہوا اور یہہ بھی نہین معلوم ہوا کہ باغی سپاہ کس طرف گئی اس لیئے انہون نے ولنٹیرون کا ایک گروہ مرتب کیا اور اس کے ساتھ پچاس سکھ اور پچاس پولس کے سپاہی اور کچھ تھوڑے سے سوار شامل کیئے اور ان سب کو پھلواری بھیجا کہ وہان شب باش ہون اور میجر جنرل کو اس گروہ کی روانگی کی اطلاع دی اور درخواست کی کہ وہ کچھ گورون کی سپاہ اور پھلواری کو بھیجدین انکو یہہ یقین تھا کہ باغی سپاہ اسی طرف جائیگی - مگر ٹیلر صاحب کو دوسرے روز صبح کو معلوم ہوا کہ نمبر ۱۲ غیر آئینی رسالہ نے بغاوت کی اور کل رجمنٹ سارے ملک مین پھیل گئی معلوم نہین کہ وہ کہان کہان صدمہ پہنچاوے اس لیئے انہون نے پھلواری سے سپاہ کو بلا لیا کہ سب یکجا مجتمع ہوکر پٹنے کی محافظ ہون - اب پٹنہ و بہار کی قسمت میجر لوئڈ کے ہاتھ مین تھی - اگر وہ سپاہ کے تعاقب کا جلد حکم صادر کرتے تو سب طرح خیر رہتی -

باغی سپاہ کو وقت مل گیا کہ وہ باساز و سامان اپنا سفر کرین - یوروپین سپاہ ہندوستانی سپاہ کے چھپرون کو جلا کے اپنی بارکون مین واپس چلی آئی - کوئی نہین جانتا تھا کہ باغی سپاہ آخر کار کس رستے پر جائیگی لیکن یہہ یقینی امر تھا کہ جب گنگا پار جانے کی راہ ان کے لیئے روک دی گئی ہے تو وہ دریا سون کے پار جائینگی - اگر اسوقت میجر جنرل لوئڈ

دخانی جہاز سے آکر باغی سپاہ کے تعاقب مین گورون کی سپاہ بھیجدیتے تو کام بخوبی بن جاتا دریا
سون برسات کے سبب سے طغیانی پر تھا بغیر کشتیون کے سپاہ کا عبور ہونا مشکل تھا اور کشتیان
ابتک وہان جمع نہین ہوئی تھین - مگر میجر جنرل نے اپنی راے مین یہہ لکھا ہے کہ غالباً براہ راست
تعاقب کرنا بے سود ہے - یہہ لکھنا تو انکی ذات سے کچھ تعجب نہ تھا جب وہ صبح کو اپنی کمزوری
دکھا چکے تھے تو شام کو غالباً وہ لایق کمانڈر نہین بن سکتے مگر تعجب تو یہہ ہے کہ انہون نے
دوسرے روز صبح کو دریا رسون پر دخانی جہاز مین کچھ رائفل مین بھیجے کہ وہ باغیون کو روکین
مگر دخانی جہاز کی روانی کے لیئے پانی کافی نہ تھا کہ بے نیل مرام واپس آیا اس کے سپاہیون نے
کچھ کام نہین کیا - اس سے پہلے کہ وہ مراجعت کرے اسکے پاس کنور سنگہ کی ایسی خطرناک خبر آئی کہ
کہ اسنے داناپور مین مورچہ بندی کا قصد کیا اور اسکے گرد کے ملک کو اسکی قسمت پر چھوڑ دیا -

کنور سنگہ بہار مین ایک معزز قدیمی خاندان کا رجپوت تھا گو اسکی عمر اسی برس کی تھی اور میجر جنرل سے
زیادہ بوڑھا تھا - مگر ہمت جوانمردانہ رکھتا تھا - بندوبست اراضی نے اسکو برٹش گورنمنٹ کا
دشمن بنا دیا تھا - اس بندوبست اراضی مین وہ ایسا غلط فہم تھا کہ اسکے سبب سے اسکی
کل جائداد حساب کی بیباقی کے لیئے قرق ہورہی تھی مگر پھر بھی اسکا ایک مقدمہ عدالت مال
مین ایسا دائر تھا کہ اسکے جیتنے سے اسکے نقصانون کی مکافات ہوجاتی مگر عدالت نے یہہ
مقدمہ بھی ہرا دیا تو برٹش گورنمنٹ کا جانی دشمن ہوگیا وہ پہلے اسکا بڑا دوست تھا -
جب ہنگامہ بغاوت برپا ہوا تو وہ گورنمنٹ سے اپنا انتقام لینے کے درپے ہوا - جب اسنے
سنا کہ داناپور کی سپاہ نے بغاوت کی اور وہ آرہ کی طرف آرہی ہے تو اسنے یہہ ارادہ کیا
کہ اپنے مسلح ملازمین کو ساتھ لیکر داناپور کے باغیون سے جاکر ملے اور جو دولت اس کے
ہاتھ سے نکل گئی ہے اسے حاصل کرے - جب یہہ خبر میجر جنرل پاس آئی تو اسنے یہ ارادہ
کرلیا کہ داناپور مین ٹھیرنا چاہیئے اور پہلی مورچہ بندی کرنی چاہیئے -
ٹیلر صاحب نے میجر جنرل کی سخت سماجت کی کہ وہ سپاہیون کے تعاقب مین سپاہ کو روانہ
کرے جب میجر جنرل پاس یہہ خبر آئی کہ سپاہیون نے سون سے عبور کیا اور آرہ کا محاصرہ کیا
تو اسنے نمبر ۳۷ سو رجمنٹ کے ۱۹۳ سپاہی دخانی جہاز مین روانہ کیئے - دخانی جہاز کے کمانڈر کو

حکم دیا کہ وہ سپاہ کو اس مقام مین اتارے جہان آرہ کی سڑک سے دریا ملتا ہے اور اس سپاہ کو یہہ ہدایت تھی کہ وہ آرہ مین جاکر سویلین کو جو محصور ہوئے ہین ساتھ لیکر واپس چلی آئے رات کی چاندنی جب جاتی رہی تو اتفاق سے دخانی جہاز نیچے جاکر ایک ریتا کے ٹیلہ سے اٹک گیا میجر جنرل نے سپاہ کو واپس بلا لیا دوبارہ سپاہ کے بھیجنے کا قصد نہین کیا۔ مسٹر ٹیلر صاحب نے انکے اس مقصد کو منسوخ کرایا کہ انہون نے دخانی جہاز مین نمبر ۱ کے ۲۵۰ سپاہی اور ۷۰ سکھ اور کچھ والنٹیر دانا پور سے ۲۹- جولائی کی صبح کو روانہ کئے اور دخانی جہاز مین جاکر وہ اس مقام مین اترے جو پہلے مقرر کیا گیا تھا۔ کرنیل فین ولد صاحب اس سپاہ کے کمانڈر مقرر ہوئے تھے مگر وہ اعلے درجہ کے افسر تھے۔ اس تھوڑی سی سپاہ کے ساتھ کیا جاتے انکی جگہہ کپتان ڈون بار صاحب مقرر ہوئے جہاز مین ۱۵۰ گورے اور ۵۰ سکھ اور دو شریف والنٹیر دانا پور سے روانہ ہوکر مقام مقررہ پر دو بجے پہنچے۔

۲۶- جون کی صبح کو باغی سپاہی مع اپنے اسلحہ و ساز و سامان کے چلکر سون پر پہنچے عبور کرنے کا سامان دریا پر نہین تھا اس لیئے وہ شام تک دریا سے پار نہین جاسکے اس اثنا مین کنور سنگھ کے ملازمون نے جسقدر کشتیان ان سے جمع ہوسکتی تھین انہون کے لیئے جمع کین پہلے اس سے کہ رات شروع ہو ہر ایک سپاہی دریا کے پار اتر گیا کنور سنگھ اس مقام پر پہنچ گیا تھا اسکے صلاح و مشورے سے یہ بات ٹھری کہ سب آرہ چلین اور وہان کے انگریزون کو مارین اور خزانہ کو لوٹین۔ یہہ معزز راجپوت سپاہ کو بہار کے اندر ہی رکھنا چاہتا تھا۔

باغی سپاہ نے ۲۷- جولائی کو جاکر جیلخانہ سے قیدیون کو رہائی دی اور خزانہ کو لوٹا اور پھر وہ انگریز باشندون کے قتل کے لیئے چلے مگر اس کام مین انکا مقابلہ ایسا کیا گیا کہ جسکا انکو سان گمان بھی نہ تھا۔

آرہ کے انگریزی باشندون مین مسٹر وائی کرس بوئل صاحب بھی ریلوے کے انجنیر تھے انہون نے اپنی دو کوٹھیون کو اٹھ کھوٹر اور بنا بوکے ایک چھوٹا دمدمہ یعنی حصن حصین بنا لیا

اور اس مین سامان رسد سب قسم کا آٹا - وائن - بیر - پانی - بھیڑین وغیرہ بہ تدریج ایک
مہینے کے اندر جمع کر لیا - سیگزین رکھ لیا - دیوارون مین سوراخ بندوقین مارنے کے لیے بنائے
چھت پر ریت کے بھرے ہوئے تھیلے لگائے - غرض سب طرح کا پناہ کا سامان تیار کر لیا
آرہ مین یوروپین اور یوروشین باشندے پندرہ تھے اور انکے ساتھ ایک مسلمان بھی ہو گیا تھا
ٹیلر صاحب کمشنر پٹنہ نے پچاس سکھ اس دمدمہ کے محافظت کرنے کے لیے بھیجدئے تھے
باغی سپاہیون نے اس قلعہ پر حملہ بار بار کیا اور ہر دفعہ شکست پائی پھر وہ پاس کے مکانون پر چڑھ کر
دمدمہ کے اندر گولیان مارنے لگے تو اسکا جواب قلعہ .... کے ریت بھرے تھیلون کی
ریخون سے دیا گیا - سپاہی جانتے تھے کہ قلعہ مین سکھون کا ایک گروہ ہے باغیون کے ساتھ کچھ
سکھ سپاہی اپنی اپنی جمعیتونکے ہمراہ تھے - ان سکھون کی معرفت انہون نے قلعہ کے اندر کے سکھون کو ترغیب
دین کہ ہمارے دہرم کے ساتھی اور تمہارے ساتھی ہون مگر یہ سکھ ایسے نمک حلال تھے کہ باغیون کے بہکانے مین
نہین آئے -

کنور سنگہ نے کسی زمانہ کی دبی دبائی دو توپین نکال لین اور انکو لاکے قلعہ پر لگایا مگر اس سے بھی
باغی کامیاب نہین ہوئے تو انہون نے شرائط پیش کر کے صلح چاہی وہ کانپور کا سا داون چلنا ۲۸ - جولائی
چاہتے تھے کہ اہل قلعہ اپنے تئین حوالہ کر دین مگر انکی کسی نے نہین سنی - اہل قلعہ کو مرنا منظور تھا مگر
اپنے تئین حوالہ کرنا منظور نہین تھا -

باغی جابجا اپنی توپون کے مقامات بدلکر قلعہ پر لگاتے مگر کامیاب نہین ہوتے تھے -
جب باغیون نے خالی مکانونکی چھت پر توپون کو لگایا تو اہل قلعہ نے بھی اپنی محافظ دیوار کو بلند ۲۹ - جولائی
کیا - ۲۹ - جولائی کی آدھی رات کو اہل قلعہ کے کانون مین توپون کی آوازین آئین جس سے
انکو امید ہوئی کہ ہمارے لئے کمک آئی مگر توپونکی آوازین دریا کی طرف سے دور ہوتی گئین اور
آخر کو خاموش ہو گئین تو اس سے اہل قلعہ کو یقین ہوا کہ ہماری کمک آئی ہوئی الٹی چلی گئی -

آرہ کے پہنچنا قریب ۲۹ - جولائی کی دوپہر کو ۳۴۳ گورے اور ستر سکھ اور دو والنٹیر سپاہ کو
حکم ہوا کہ وہ کھانا کھائے -

کل چار سو پندرہ سپاہی افسر جہاز سے اترے - کچھ تھوڑے سے سپاہی کشتیون کی تلاش مین
قلعہ نشینون کے بچانے کے لیئے -

کپتان ڈنبار صاحب

اس لیئے گئے کہ ان مین سوار ہو کر نالہ سے جو بڑا گہرا اور چوڑا تھا پار اترین - کل سپاہی کھانے کی تیاری کر رہے تھے کہ انہون نے بندوقون کی آواز سنی انہون نے کھانا چھوڑ چھاڑ کر سفر کیا اور چند منٹ مین انہون نے دیکھا کہ انکے ہمراہی نالہ کے دوسری طرف باغیون پر گولیان چلا رہے ہین - دو تین گھنٹے مین کشتیان ہاتھ لگین - سات بجے کل سپاہ نالہ سے پار اتری - گو سپاہ تھکی ہوئی فاقہ سے تھی مگر اسکو یہہ شوق تھا کہ اپنے ہم وطن محصورین کو بچائین اسلیئے فوراً سفر شروع کیا آدھی رات سے ایک گھنٹے پہلے چاندنی غائب ہوئی تو ڈنبار صاحب نے قیام کرنے کا قصد کیا - انہون نے اس رپورٹ پر اعتبار کیا کہ محاصرین نے محاصرہ چھوڑ دیا اسلیئے انہون نے سفر کرنے پر اصرار کیا - چند منٹ بعد گارڈ جو سب سے آگے تھا کہ وہ حوالی آرہ مین داخل ہوا تو سڑک کی داہنی طرف سے گھنے آمون کے درخت سے ایک بندوقون کی باڑ چھوٹنے کی روشنی دکھائی دی - دوسری تیسری باڑ کے چھوٹنے کی آواز آئی - ان بندوقون کے باڑون کے چھوٹنے کی روشنی مین دشمن ذراسی دیر کے لیئے دکھائی دیتے تھے مگر گورے اپنی سفید پوشاک کے سبب سے دشمنون کو اندھیرے مین صاف دکھائی دیتے تھے اور وہ انکو خوب گولیون کا نشانہ بناتے تھے -

ڈنبار صاحب مارے گئے جو زندہ تھے وہ حیران و پریشان تھے ان مین ڈسپلن کچھ نہین رہی تھی - اس مصیبت زدہ حالت مین ایک کونسل اوف وار جمع ہوئی اس مین یہہ صلاح ٹھیری کہ صبح ہوتے ہی مراجعت کرنی چاہیئے - اس تھکی ہوئی سپاہ فاقہ زدہ کو ابھی پندرہ میل سفر کرنا باقی تھا جس مین دشمن سے ہر قدم پر مقابلہ تھا - آخر کو جب ہاری تھکی سپاہ نالہ کے کنارہ پر آئی تو اسنے کشتیان دیکھین کہ نالہ کے کنارہ پر پڑی ہوئی ہین - سپاہی انکو زور لگا کے پانی کی دھار پر لائے اور انہین سوار ہوئے باغیون نے کشتیون پر گولیان چلائین اور جوان گولیون سے بچنے کے لیئے پانی مین چلے گئے تھے وہ ڈوبے - تھوڑے ہی سے دخانی جہاز پر پہنچے - داناپور مین جب وقت یہہ جہاز آیا ہے اور شکست کی خبر لایا ہے - بہت سے سپاہیون کی بیویان روتی پیٹتی بالون کو بکھیرتی جنرل کو گالیان دیتی ہوئی جہاز کے پاس پہنچین اور انہون نے بڑا کہرام

پچایا - چارسو پندرہ آدمی جو گئے تھے انہین پچاس آدمی ایسے تھے جنکے گولی نہ لگی ہو اور پندرہ افسرون مین تین ایسے تھے جو زخمی نہ ہوئے ہون -

باغی جنکے ہاتھ ابہی گورون کے خون سے سرخ ہوئے تھے - پھر قلعہ پر حملہ آور ہوئے انہون نے یہہ ارادہ کیا کہ محصورین کا دم دھوئین سے گھوٹ کر نکالین - اس مطلب کے لیئے قلعہ کی دیوارون کے نیچے انہون نے رات کو سوختنی چیزین جمع کین اور انکے گرد لال مرچین ڈالین اور اس مین آگ لگادی اسکا اثر محصورین پر بہت بڑا ہوا ہوتا مگر ہوا ایسی الٹی چلی کہ محصورین پر تو کچھ اثر نہین ہوا بلکہ محاصرین کو اسنے ستایا - اس ہوا سے اہل قلعہ کو اس زہر دار بدبو سے بھی بچایا جو قلعہ کی دیوارون کے پاس مرے ہوئے گھوڑون کی لاشون سے اٹھ رہی تھی جنکا ڈھیر باغیون نے لگایا تھا - پھر باغیون نے سرنگین لگائین جنکو مسٹر ویک صاحب نے ایسی حکمت کی کہ وہ الٹی دشمنون ہی پر لگ گئین توپ جو ایک بڑی حویلی کے اوپر باغیون نے لگائی تھی اور بعض دفعہ محصورین کو نقصان پہنچاتی اس سے بچنے کے لیئے مسٹر ویک اور مسٹر بوائل نے تھوڑی دیر مین قلعہ کو دوچند مستحکم کر لیا -

تیسرے دن جب پانی کی قلت ہوئی تو سکھون نے ایک کنوان کھود لیا - اور کنوئے کی مٹی سے قلعہ کو استوار کر لیا - سیسہ بھی قلعہ مین موجود تھا جس سے نئی گولیان ڈھالی گئین اور باروت بھی موجود تھی جس سے نئے کارتوس بنائے گئے -

محصورین جانتے تھے کہ ہمارا سامان رسد محدود ہے وہ دیر سویر ضرور ختم ہو جائیگا مگر انکے دل مین یہہ کبھی نہین آیا کہ ہم دشمن کو اپنے تئین حوالہ کرین ایک دفعہ انہون نے قلعہ کی قید سے چھڑانے والا ولنٹئر آئر صاحب آ گیا -

صاحب ممدوح جولائی کے مہینے کی ۲۰ تاریخ کو کلکتہ سے ایک یوروپین توپچیون کی کمپنی اور چھ گھوڑون کا توپخانہ لیکر الہ آباد جانے کے لیئے چلے - وہ پہلے بڑی کار ہائے نمایان کر چکے اور محمد اکبر خان کے پاس افغانستان مین بطور ایلچی کے رہ چکے تھے غرض وہ بڑے لایق فائق افسر تھے - وہ جہاز مین ۲۵ - جولائی کو دیناپور مین آئے اور سپاہ کی بغاوت کا حال سنا جو اس تاریخ مین داناپور مین ہو رہی تھی ۲۶ - جولائی کو جہاز

سوار ہوکر ۲۸-کو بکسر مین آیا۔ کو یہہ خبر ہوئی کہ دانا پور کے باغی آرہ کو محصور کرچکے ہین
پھر سہ پہر کو یہہ خبر سُنی کہ باغی بکسر کے گورنمنٹ سٹڈ کے لوٹنے کے لیئے روانہ ہونے کو ہین
بکسر مین اسنے اپنے جہاز کو ٹھیرایا دوسرے دن صبح کو جب یہہ معلوم ہوا کہ بکسر مین کوئی بڑا
خطرہ نہین ہے وہ غازی پور مین اس ارادہ سے دوڑا گیا کہ اگر وہان کوئی فساد نہ ہو
تو پھر الٹا بکسر مین چلا آئے اور یہان سے جاکر محصورین کی اعانت کرے۔ غازی پور
مین اگرچہ امن تھا مگر خطرے سے خالی نہ تھا وہان اسنے اپنی دو توپین جہاز سے اتاردین اور
انکے عوض مین ۲۵ ہائی لینڈرز جو یہان تھے اسلیئے ساتھ لے لئے کہ وہ آرہ کی مہم مین انکو
معاون ہونگے۔ بکسر مین شام کو وہ یہان آیا تو اسکو یہہ بڑی خوشی ہوئی کہ کلکتہ سے
نمبر ۵ فیوزیلرس کے سپاہی ایک سو ساٹھ ابھی یہان آئے تھے۔ اسنے سوچا کہ انکی امداد سے
وہ بہت قوی ہوکر آرہ کی طرف فوراً سفر کرسکتا ہے اسلیئے اسنے انکے کمانڈر کپتان ایل
اسٹرینج سے درخواست کی کہ وہ اس کے ساتھ اس مہم مین شریک ہو جائے اسنے اس
شراکت کو اس شرط سے قبول کیا کہ مہم کی ساری جوابدہی میجر آئر اپنے ذمے لے۔ میجر
صاحب نے مہم کی ساری جوابدہی اپنے ذمے لی اور ہائی لینڈرز کو جو غازی پور سے
ساتھ لائے تھے واپس بھیجدیا اور بکسر کے سپرنڈنٹ سٹڈ کپتان ہیسٹنگز کو اپنا
سٹاف مقرر کیا جسکے سبب سے ایک دن مین سارا سامان رسد جمع ہوگیا۔ پھر انہون نے
گرمی اور برسات مین سفر شروع کیا اور پہلی اگست کو انکو کپتان ڈن بار کی ہزیمت کی
خبر ہوئی وہ آج کی تاریخ موضع گجراج سنگھ مین پہنچے جو آرہ کے بہت قریب تھا۔
۲-اگست کی صبح کو ابھی خیمے اکھڑے نہ تھے کہ باغی لڑنے کو آن موجود ہوئے۔
انگریزی سپاہ نے انکو مار کر بھگادیا۔ دو میل پر ایک نالہ تھا باغی اس سے پار جاکر موضع بی بی گنج
مین جو نالہ کے کنارہ پر دوسری طرف تھا چلے گئے انگریزی سپاہ کو کنور سنگھ کی سپاہ نے
دق کیا۔ مگر آئر صاحب کی سپاہ نے دشمنون کی سپاہ کو مار ہٹایا اور ۳-اگست کو محصورین آرہ
کو تکلیف سے بچایا۔ جب وہ محصورین سے ملے تو انہون نے بڑی خوشی سے اسکو خیر مقدم دیئے
باغی شکست پاکر جگدیس پور گئے جو کنور سنگھ کی ایک مستحکم دار الریاست تھی۔ آئر صاحب نے

کمک مانگی تھی اسکے انتظار مین تھا۔ مارشل لا اسنے جاری کیا۔ تیس زخمی باغی پکڑے آگئے اور سرکاری ملازمون کو جو کنور سنگہ کے معاون تھے پھانسی دیگئی۔ ۸ و ۹۔ اگست کو نمبر ۱۰ رجمنٹ کے دو سو سپاہیون اور سو گولہ اندازسکھون کی کمک آگئی۔ ۱۱۔ کو آئر صاحب نے جگدیس پور پر چڑھائی کی۔ کنور سنگھ کی یہہ غلطی تھی کہ اسنے اپنی سپاہ کو مختلف مقامات مین انتظام کے لیئے بھیجدیا تھا جسکے سبب سے اسکی سپاہ جگدیس پور مین ضعیف ہوگئی تھی۔ وہ پھر بھی بہادری سے لڑا مگر شکست پاکر ۱۴۔ اگست کو بھاگا اسکا تعاقب انگریزون نے کیا مگر وہ ان کے ہاتھ نہین آیا ـــــــ کنور سنگھ نے اپنے حصار مین غریب دہاتیون سے غلہ چھین کر اسقدر جمع کرلیا تھا کہ بیس ہزار سپاہ کو چھ مہینے کے لیئے کافی ہوتا۔ جب آئر صاحب کو یہ غلہ ہاتھ لگا تو انہون نے غریب دہاتیون کو اجازت دیدی کہ وہ اپنے غلہ کو اٹھا کر لیجائین آئر صاحب نے جگدیس پور کی تمام عمارات کو منہدم کیا اور ۲۰۔ اگست کو الہ آباد روانہ ہوا۔ فقط اسنے آرہ کے محصورین ہی کو نہین چھڑایا بلکہ اس دنگہ و فساد کو مٹایا جو بہار سے کل بنگال تک پھیل رہا تھا اور ممالک مغربی و شمالی کے درمیان دریائی راہ کو بالکل بے خوف و خطر کردیا۔

اب پٹنہ کی طرف پھر توجہ ہوتی ہے۔ اگرچہ دانا پور کے سپاہیون کی بغاوت نے اور نمبر ۱۲ کے غیر آئینی سوارون کی رجمنٹ کی سرکشی نے اور ڈن بار صاحب کی شکست نے ان تمام تدابیر خجستہ کو جو ٹیلر صاحب نے کیین تھین خاک مین ملا دیا تھا مگر آئر صاحب کی فتح نے پھر اس اعتبار کو جسین اوپر کے تین واقعات نے خلل ڈالا تھا پھر بحال کردیا۔ غرض ٹیلر صاحب کی مردانگی اور فرزانگی نے اور میجر کی جد و جہد اور استقلال نے میجر جنرل کی ضعیفی اور سستی زندگی کی مکافات کردی۔

صوبہ بہار مین تمام خزانون اور انگریزون کی جانون کا بچانا۔ ٹیلر صاحب کا کام تھا۔ ڈن بار صاحب کی شکست نے دانا پور کی سپاہ کو ساکت کر رکھا تھا۔ ڈمراؤن کا راجہ کی نسبت مشہور تھا کہ باغیون سے مل گیا ہے یا مل جائیگا۔ مقامی سپاہ کا کچھ اعتبار نہین تھا۔ اکثر سکھ سپاہی پہرہ چوکی کے کام کے تھے ان کے باہر بھیجنے سے کام کمتر نکلتا تھا۔

اور ایک مشکل کام کا سہل کرنا۔

پٹنہ کے اضلاع کی یہہ کیفیت تھی کہ آرہ صدر مقام شاہ آباد تو باغیون کے قبضہ مین تھا اور گیا مین ایک سو سکھ اور ۵۰ گورے سپاہی تھی ۔ ترہت کا صدر مقام مظفرپور غیر محفوظ تھا اور اضلاع سارن اور چمپارن کے صدر مقامات چھپرا اور موتی ہاری کو باغیون کے دباؤ سے پورہ مین حکام ضلع چھوڑکر چلے گئے تھے ۔ ان مین گیا اور مظفرپور زیادہ معرض خطر مین تھے اگر ٹیلر صاحب کوئی ڈرپوک اور ڈینگ مارنے والے افسر ہوتے تو گورنمنٹ کی طرف سے جو اضلاع مین حکام مقرر تھے وہ اپنے ضلعون مین بدستور رہنے دیتے انکو وہان سے بلانے کی جوابدہی اپنے ذمے نہ لیتے لیکن وہ خوب جانتے تھے کہ گورنمنٹ کامون کی داد انکے نتائج کے موافق دیتی ہے اور اب تک انکے کامون کو گورنمنٹ نے درشتی کے ساتھ رجح کیا ہے بس ان حاکمون کو اضلاع سے بلا لینا اپنے ذمے بڑی جوابدہی لینی ہے مگر وہ یہہ جانتے تھے کہ گیا مین ایسے آدمی بھرے ہوئے ہین جو سرکشی کے موقع کے منتظر بیٹھے ہین وہان کے جیلخانہ مین آٹھ سو قیدی ہین جو چھوٹکر ایک آفت برپا کردین گے ۔ باغی آرہ کو فتح کرکے گیا پر آنکر جھکینگے پس اسکا علاج بہت زیادہ بہتر یہہ ہے کہ انہون نے مظفرپور اور گیا کے حکام کو حکم بھیجا کہ وہ اپنے دفترونکو ساتھ لیکر پٹنے مین چلے آئین اور اگر انکی خاص اپنی ذاتون کے لیے کوئی خوف وخطر نہ ہو تو خزانون کے روپیون کو بھی اپنے ساتھ لیتے آئین ۔

مسٹر ٹیلر جنہون نے صوبہ بہار کو فتنہ وفساد سے بچایا تھا وہ اس سبب سے کہ لفٹنٹ گورنر بنگال سے انکی ناچاقی رہتی تھی موقوف کیئے گئے انکا قصور یہہ قرار دیا گیا کہ انہونے گورنمنٹ کی اجازت بغیر اضلاع کے مجسٹریٹون کو حکم بھیجا کہ وہ اپنی اپنی ضلع چھوڑکر داناپور مین چلے آئین لیکن پھر گورنمنٹ کو اس موقوفی پر بڑا افسوس ہوا یہہ حکم ٹیلر صاحب کا ۳۱ جولائی کو ڈنبار کی شکست پانے کے بعد پہنچا تھا ۔ اس حکم کی تعمیل کرنے سے مظفرپور مین اچھے نتائج پیدا ہوئے ۔ یہان انگریزون کی محافظت کا کچھ سامان نہ تھا اور نمبر ۱۲ غیر آئینی رسالہ کا ایک دستہ موجود تھا جسکی بغاوت کا دغدغہ ہر وقت لگا رہتا تھا ۔ یہان مسٹر ٹلاتر صاحب مجسٹریٹ تھے انہون نے داناپور مین میجر لوئڈ صاحب پاس درخواست بھیجی تھی کہ وہ کچھ گورون کی سپاہ محافظت کے لیے بھیجے مگر اس سے کچھ فائدہ نہین ہوا ۔ جب ٹیلر صاحب کا حکم پہنچا تو یہان کے انگریزون نے اسکو مرحبا کہا اور لیلے

۴۴ مسٹر ٹیلر کو انکی حسن خدمات کا پورا صلہ دیدیا اور انکو صوبہ بہار کا بچانے والا جانا

انکو موت سے بلکہ موت سے بھی بدتر حالت سے بچالیا - لائر صاحب پاس سپاہ تو تھی نہین جنکو پہرہ چوکی مین وہ خزانہ ساتھ لاکر پٹنے مین لاتے بس وہ مظفرپور ہی مین خزانہ چھوڑ کر چلے تو نمبر ۱۲ غیر آئینی سوارون کے دستہ نے سرکشی کی اور سرکاری مکانات پر حملہ کیا - انکو سرکاری عہدہ دارون اور پولیس نے بھگادیا اور ہندو رئیسون نے جو انگریزی عملداری کی بدولت دولت مند ہوئے تھے خیرخواہ بن کر انہون نے دنگہ فساد نہین ہونے دیا - جب یورپین حاکم مظفرپور مین آئے تو انہون نے خزانہ کو بدستور پایا باغیون کو لوٹنے نہین دیا - باغیون نے خزانہ کی جگہہ دو اور دولت مندون کے گھر لوٹ لیئے -

گیا کی حالت مظفرپور سے مختلف تھی اس ضلع کے مجسٹریٹ الون رو منی صاحب تھے - انہون نے حکم آنے سے تین روز پہلے یہہ راے لکھی تھی کہ یہان اہل شہر کی طرف سے کوئی خوف و خطر نہین ہے - مگر اور دو خوف لگے ہوئے ہین ایک داناپور کے بہت سے باغیون کے حملہ کرنے کا دوسرا نمبر ۵ غیر آئینی سوارون کی باغی رجمنٹ کے پاس آنے کا - ہر صورت مین جہان تک مجھ سے ہوسکے گا مین سٹیشن اور خزانہ کی محافظت کرونگا - منی صاحب پاس ڈن بار کی شکست کی خبر کا خط اور ٹیلر صاحب کا یہہ حکم دونو ساتھ پہنچے کہ یورپین باشندون اور سپاہ کو اور خزانہ کو ساتھ لیکر پٹنے مین چلے آو بشرطیکہ خزانہ لانے مین تمہاری اپنی ذات اور یورپین کی جانون کے لیئے کوئی خطرہ نہو -

منی صاحب پاس جب یہہ حکم آیا تو اپنے ضلع کے یورپین سول افسرون کو بلایا کہ وہ انکو صلاح بتلائین کہ کیا کرنا چاہیئے مجلس شورے مین پودے پنے کا مشورہ غالب آیا ہر چند بعض افسرون نے کہا کہ جب تک خزانہ لادنے کے لیئے چھکڑے آئین ٹھیرنا چاہیئے - انہون نے ٹیلر صاحب کے حکم کا اس حصہ پر عمل کیا کہ پٹنے کو روانہ ہوئے اور خزانہ کو چھوڑ دیا -

کوئی وجہ نہ تھی کہ خزانہ چھوڑ دیا جاتا - منی صاحب پہلے لکھ چکے تھے کہ میرے پاس ۵۰ یورپین اور ۳۰ سکھ ہین اور پولس کے نئے سپاہی ہین وہ اہل شہر کے دنگہ فساد کے روکنے کے لیئے کافی ہین اور ۶۴ رجمنٹ کی کمپنی گورون کے چند میل کے فاصلہ پر ہے - خزانہ کو کسی طرح چھوڑنا نہین چاہیئے تھا اسکو اس گورہ کی کمپنی کے پہرہ مین رکھکر ساتھ لیجانا چاہیئے تھا -

باغیون کے حملہ کا خوف گیا مین

منی صاحب کا خزانہ چھوڑنا

حالات کا مقتضا یہ تھا کہ خزانہ [illegible] چھوڑ دیا جاتا

غرض منی صاحب جیلخانون کو قیدیون سے اور خزانہ کو اسی لاکھ روپیون سے بھرا ہوا چھوڑکر دوسرے روز چھ بجے روانہ ہوئے۔

مسٹر ہولنگس صاحب سرشتہ افیون کے افسر کو یہہ حرکت انگلش شان وسیرت کے خلاف معلوم ہوئی انکو یہہ خیال ہوا کہ انکے ہم قوم بڑی غلطی کرتے ہین جو خزانہ بغیر جاتے ہین۔ انہون نے منی صاحب کو جاکر سمجھایا کہ یہہ کیا تم نے غلط کام کیا ہے۔ منی صاحب بھی اسکے دلائل سنکر خزانہ مین روپیہ چھوڑکر آنے سے پشیمان ہوئے اور اپنی خطا پہ متنبہ ہوئے وہ مع سپاہ اور ہمراہیون کے پھر گیا مین واپس چلے آئے۔ جب منی صاحب گیا مین آئے تو سب طرح سے امن امان تھا انہون نے دوسرے دن صبح کو نمبر ۸۴ رجمنٹ کو گیا مین بلا یا وہ ۲۔ اگست کو گیا مین آگئی۔ خزانہ چھکڑون مین لادکر اس کمپنی کے حوالہ ہوا۔ کہ یہان جیلخانے کے سپاہیون نے قیدیون کو چھوڑدیا۔

منی صاحب کا ارادہ پٹنے جانے کا تھا مگر ان پاس جھوٹی رپورٹین آئین کہ پٹنے جانے مین رستہ کے اندر بڑے خوف وخطر ہین۔ غرض وہ قیدیون کو گیا سے باہر ارہ دھاڑ کر کلکتہ کی سڑک پہ روانہ ہوئے اور دور دراز سفر طے کرکے خیر وعافیت سے کلکتہ مین خزانہ لیکر پہنچ گئے

ہیلی ڈے لفٹنٹ گورنر بنگال اور ٹیلر صاحب کی ان بن پہلے سے چلی آتی تھی جب آئر صاحب کی فتح کی خبر کلکتہ مین انکو اور گورنر جنرل کو پہنچی تو لفٹنٹ گورنر نے ٹیلر صاحب پہ یہہ الزام لگا کے گورنمنٹ انڈیا سے موقوف کرادیا کہ ایسی حالت مین کہ کوئی خوف وخطر باقی نہین رہا تھا اضلاع سے حکام ضلع کو بغیر گورنمنٹ کی منظوری کے فقط اپنے اختیار سے جو انکو نہ تھا پٹنے بلا لیا مگر کئی سال کے بعد جن ممبرون نے انکو موقوف کیا تھا انہون نے اپنی غلطی کا اقرار کیا اور بڑا افسوس کیا کہ ٹیلر صاحب کہ جنہنے صوبہ بہار مین انگریزون کی جانون کو بہتسی آفتون سے بچایا تھا ناحق غلط خبرون پہ ہم نے موقوف کردیا۔ غرض اس تاریخ مین ٹیلر صاحب کا نام ان حاکمین مین لکھا جاتا ہے جنہون نے ہندوستان مین انگریزی عملداری کو پھر قائم کیا۔ درحقیقت وہ بڑے دانشمند وعالی دماغ روشن ضمیر تھے انہون نے صوبہ بہار مین بڑے کارہائے نمایان کئے جو تاریخ بغاوت مین ہمیشہ یادگار روزگار رہین گے۔

باب نہم

آگرہ وگوالیار

ممالک مغربی وشمالی

۱۸۴۹ء مین پنجاب سرکار انگریزی مین داخل ہوا تھا۔ اسوقت سے ۱۸۵۷ء تک ممالک مغربی وشمالی بہار کے مغربی حصہ اور راجپوتانہ کی مشرقی سرحد کے اور ان ردے ستلج کی ریاستہائے محروسہ اور سنٹرل انڈیا (ممالک متوسط ہند) کی شمالی سرحد کے درمیان واقع رہا وہ ہمالیہ کو چھوتا ہے رہیل کھنڈ اسکے اندر ہے اور سنٹرل پروونس مین جہانسی کے نیچے تک وہ ہے اس مین بادشاہی شہر دہلی اور آگرہ اور ہندوؤن کا قدیمی متبرک شہر بنارس مین ایک بڑا مستحکم قلعہ الہ آباد مین ہے اور بڑے تجارتی شہر مرزاپور اور کانپور اس مین ہین دریا جمن وگنگ اس مین بڑی آب وتاب سے بہتے ہین۔ اس مین آبادی وہ ہے جسکو سرکار والا اقتدار کمپنی نے مرہٹون کے ظلم کے ہاتھ سے نجات دلائی تھی اور سرکار کی عملداری مین اسکی ثروت وآسودگی بہت بڑھ گئی تھی اس کی ملکی تقسیم یہہ تھی کہ آٹھ قسمتین بنارس۔ الہ آباد۔ جبل پور۔ جہانسی۔ آگرہ۔ رہیل کھنڈ۔ میرٹھ۔ دہلی اسمین تھین جب اس مین سرکشی ہوئی تو آگرہ مین گورون کی ایک پلٹن اور ان کا توپخانہ تھا اور دیسی سپاہ میرٹھ مین تھی جو پہلے اپنی تذلیل دکھا چکی تھی۔

ممالک شمالی ومغربی کے فرمان روا لفٹنٹ گورنر جان کالون صاحب تھے۔ وہ انتظام ملکی کے کل جزئیات وکلیات پر حاوی تھے۔ لارڈ آک لنڈ کے پرائیوٹ سکرٹری جنگ افغانستان کے زمانہ مین رہ چکے تھے وہ سول افسر بڑے لایق فائق سمجھے جاتے تھے۔ وہ بڑے عالی حوصلہ تھے دوستون پر بڑی مہربانی کرتے تھے۔ دلاور اور عیسائی جنٹل مین تھے گوان مین یہہ سب خوبیان تھین کہ عاقل اور خصائل حمیدہ اور شمائل حسنہ رکھتے تھے مگر انکی نسبت انکے دوستون کی یہہ رائے تھی کہ وہ ۱۸۵۷ء مین غدر کے زمانہ مین اپنے عہدہ

جان کالون صاحب

کے لیئے سزاوار نہین تھے ۔
برہام پور اور بارک پور کی پلٹنون کی بغاوت پر تو کالون صاحب نے یہہ خیال نہین کیا کہ کل سپاہ کے بغاوت کرنے کی تمہید ہے مگر جب میرٹھ مین ۱۰ ۔ مئی کو غدر ہوا تو وہ اسکی خبر سنکر ششدر و متحیر ہوگئے ۔ پھر اسکے بعد ۱۱ ۔ مئی کو ان پاس یہہ اور خبر آئی کہ باغی شہر دہلی لوٹ کر آگرہ کی طرف چلے آتے ہین انہون نے کونسل اوف وار کو جمع کیا ۔

ممالک شمالی و مغربی کا دارالسلطنت آگرہ تھا ۔ صدر دیوانی عدالت کے جج اور صدر عدالت مال کے بورڈ اور بریگیڈیر کرنیل ہچبر اور ادنے درجہ کے افسر موجود تھے سائینٹفک گروہ بھی موجود تھا علاوہ اس کے کمشنر مجسٹریٹس اور منتعہد و غیر منتعہد حکام اور رومن کیتھلک کا بشپ اور اوپر ڈسٹنٹ کے دو چیلین موجود تھے ۔ یہہ سب قسم کے افسر کالون کے بلانے سے جنرل کونسل مین آئے ۔ غدر کی تاریخ مین کسی کونسل مین ایسے ممبر نہین جمع ہوئے جیسے اس کونسل مین کہ جنکی رائین پراگندہ و پریشان ایک دوسرے سے مخالف ہون اور اسکا کوئی عمل اصولی نہ ہو ۔ کالون صاحب نے اپنا خیال یہہ ظاہر کیا کہ شہر کو چھوڑ کر قلعہ کے اندر چلا جانا چاہیئے انہون نے صرف اپنے اس ارادہ ہی سے مطلع نہین کیا بلکہ یہہ بھی کہا کہ مین نے ہندوستانی رجمنٹون کو حکم دیدیا ہے کہ وہ قلعہ خالی کردین تاکہ عیسائی قلعہ کی دیوارون کے اندر پناہ گزین ہون انکے اس خیال کے برخلاف بہت سے ممبرون نے اپنی راے ظاہر کی خاصکر ہیرنگٹن صاحب نے جو صدر دیوانی عدالت کی ججی سے الگ ہوکر گورنر جنرل کی لیجس لیٹو کونسل مین جانے کو بیٹھے تھے اور ڈریمنڈ صاحب مجسٹریٹ ضلع نے بڑے تہور شور کے ساتھ اسکے خلاف اپنی راے ظاہر کی ۔ غرض کسی اصل پولیسی کی پیروی کرنے کے لیئے اتنی رائین تھین جتنے اس کونسل کے ممبر تھے ۔ شام ہی کو معلوم ہوگیا کہ یہہ خبر جھوٹی تھی کہ باغی آگرہ کی طرف آتے ہین تو اس تکذیب سے آدمیون کی عقل پر تاریکی چھاگئی ۔ آخرکار یہہ فیصلہ باتفاق راے ہوا کہ بہتر پولیسی یہہ ہے کہ بغیر کسی خوف و دہشت کرنے کے قلعہ مین یوروپین سپاہ کو بھیجنا چاہیئے اور سوار و پیدل وولنٹیر بھرتی کرنے چاہئین اور کل صبح کو دلیرانہ پریڈ کرنی چاہیئے جس مین لفٹنٹ گورنر گورون اور کالون کی سپاہ کی طرف مخاطب

کچھ ارشاد فرمائین - آگرہ مین ایک بیٹری بنگال ارٹلیری اور نمبر ۳ رجمنٹ یوروپین اور نمبر ۴۴ و ۶۷ ہندوستانی پیدل رجمنٹین تھین - ۱۴ مئی کی صبح کو بہہ پریڈ اپنے اپنے مقامون اور اس مین لفٹننٹ گورنر اور بڑے بڑے سول افسر موجود تھے - کالون صاحب نے گورون کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ وہ اپنے ہم پیشہ ہندوستانی سپاہیون پر پورا اعتبار کرین مگر برخلاف اپنے اس کہنے کے یہہ بھی کہا کہ دہلی کے بدمعاشون نے ایک پادری کی بیٹی کو مار ڈالا ہے اسلیئے وہ میدان جنگ مین جب ہندوستانی سپاہیون کے سامنے ہون - اس بات کو بھولے نہین - پھر وہ ہندوستانی سپاہیون کی طرف اس طرح مخاطب ہوئے کہ مین تمپر پورا اعتبار کرتا ہون اگر تمکو شکایت ہو تو وہ میرے آگے آکر بیان کرو اور مین یہہ بھی کہتا ہون کہ جو سپاہی اپنے علم کو چھوڑنا چاہے مین اسکو اسی مقام پر موقوف کرتا ہون - ان سپاہیون کے افسرون نے انکو چیرز دینے کے لیئے ابھارا تو انہون نے غل شور مچایا اور یوروپین کو شیطنت کے ساتھ ناک بھون چڑھا کے دیکھا -

سپاہ کے اس غل شور مچانے سے اور یوروپین کو شیطنت کے ساتھ ناک بھون چڑھا کے دیکھنے سے گورنمنٹ کو اپنی آنکھین کھولی ہونین اور ان علامتون مین مطالعہ کرنا چاہیے تھا کہ یہہ دونو رجمنٹین مشل اور سپاہیون کی رجمنٹون کے بغاوت کرنے کے لیئے وقت کی منتظر بیٹھی ہین - مگر انہون نے یہہ دیکھا نہ یہہ سوچا - انکی کونسل کے پاس زمانہ شناس افسر بھی موجود تھے جو سپاہ کی حالت کو خوب سمجھتے تھے - چنانچہ انہین ایک چیف انجنیر کرنیل ہیو فریزر صاحب تھے انہون نے کالون صاحب کو نصیحت کی کہ وہ ہر شخص کو غیر معتبر جانین اور اسوقت کی ضرورتون کو سمجھین کہ کیا کیا ہین - انہون نے صاف لفظون مین بیان کیا کہ قلعہ مین چلے جانا چاہیئے صرف یہی نہین کہ قلعہ کے اندر خزانہ اور دفتر کو اور عورتون اور بچون کو بھیجدینا چاہیئے بلکہ لفٹننٹ گورنر کو مع اپنے سٹاف کے قلعہ مین رہنا چاہیئے - یہہ لفٹننٹ گورنر کی خود اپنی راے پہلے سے تھی اب اسکو اور تقویت صلاح کارون کی رائون سے ہوئی - انہون نے تیسرے ہفتہ مین تار پر اس خبر کے بھیجنے سے لارڈ کیننگ کی بڑی دلجمعی کی کہ مجھے قوی امید ہے کہ آگرہ مین امن امان رہیگا اور جو کچھ خرابی وقوع مین آئی ہے وہ جلد رفع ہو جائیگی وہ یہہ

ابتک کالون صاحب اس نازک زمانہ کی حقیقت حال [illegible] نہین -

جانتے تھے کہ اسوقت جو طوفان بلا اٹھا ہے وہ آسانی سے رفع دفع ہو جائیگا مگر تاہم خدا کو خالی بیٹھنا نہین چاہیے۔

کالون صاحب کا خیال یہہ تھا کہ دہلی کے بادشاہ کی درباریون کی سازش سے یہہ بنگالہ کی سپاہ کا غدر برپا ہوا ہے اسلیئے انہون نے یہہ خیال کرکے کہ مرہٹے اور جاٹ دہلی کی بادشاہی کے سخت جانی دشمن ہین۔ مہاراجہ گوالیار اور راجہ بھرت پور سے امداد کی درخواست کی کہ وہ اپنی مرہٹون اور جاٹون کی سپاہ سے امداد کرین جنکو وہ جانتے تھے کہ پہلے عداوتون کے سبب سے دہلی کے بادشاہ سے وہ خوب لڑین گین۔

گوالیار اور بھرت پور سے کالون صاحب کا امداد طلب کرنا

ستر میل کے فاصلہ پر گوالیار مین سیندھیا جیاجی راؤ مہاراجہ تھا جسکے ساتھ لارڈ ایلن برا نے اسکی ایام طفولیت مین بہت سلوک کیا تھا جسکے سبب سے وہ سرکار انگریزی کا بڑا احسانمند تھا۔ اس سبب سے اول سے آخر تک سرکار انگریزی کے ساتھ ایام غدر مین صدق دل سے خیرخواہ رہا۔ بھرت پور بھی آگرہ کے پاس تھا۔ ان دونو راجاؤن نے کالون صاحب کی درخواست کا جواب دل خواہ دیا اور سیندھیا نے اس وقت آگرہ مین کپتان پیرسن کے ماتحت چھہ توپون کا توپخانہ اور کپتان الکسنڈر کے ماتحت سوارون کی رجمنٹ اور اس کے بعد کپتان برلٹن کے ماتحت ایک اور رجمنٹ بھیجدی اور بھرت پور کے راجہ کی طرف سے کپتان نکسن کے ماتحت پیدلون کی سپاہ متھرا بھیجی گئی۔ گو یہہ امداد عین وقت پر آگئی مگر اسکے آنے سے کوئی برائی دور نہین ہوئی۔

علی گڈھ کی بغاوت کی خبر کا آنا

۱۲- مئی کو آگرہ مین خبر آئی کہ علی گڈھ مین ہندوستانی سپاہ نے بغاوت کی جسکے سبب سے آگرہ اور میرٹھہ کی سرکاری آمد و رفت بند ہوگئی۔ میرٹھہ اور آگرہ کے درمیان جو شاہراہ ہے اسپر آگرہ سے پچاس میل پر اور میرٹھہ سے اسی میل پر علی گڈھ واقع ہے اس مین ایک استوار پائدار قلعہ ہے جسپر سنہ ۱۸۰۳ء مین لارڈ لیک اور مرہٹون کی لڑائیان ہوئی تھین اس مین نمبر ۹ پیدل رجمنٹ کی چار کمپنیان رہتی تھین۔

جب میرٹھہ کے غدر کی خبر علی گڈھ مین آئی تو اسکی سب طرف بدنظمی شروع ہوئی۔ افسر سپاہ اسکی تحقیقات کے لیے سپاہی بھیجے وہ دو دن کے بعد واپس آئے اور یہہ خبر لائے کہ افواہین

سپاہ کے ساتھ مشہور ہوئی ہیں۔ جب وہ شہر کی طرف پریڈ کے میدان میں گئے تو انہوں نے دیکھا کہ بوچڑ سپاہیوں کو سمجھا رہے ہیں کہ اپنے افسروں کو قتل کر ڈالو اور بغاوت اختیار کرو سپاہیوں پر اس کہنے کا کچھ اثر نہ تھا جو لوگ انکو بغاوت پر آمادہ کرنے آتے انکو اپنے اپنے افسروں کو سپاہی حوالہ کر دیتے۔ ان آدمیوں میں سے انہوں نے ایک برہمن کو بھی افسروں کے حوالہ کیا جو بعض اس پاس کے دیہات نے سپاہ کے اغوا کرنے کے لئے مقرر کیا تھا اس برہمن نے ایک ایسی سازش برات کی صورت میں کرنی چاہی کہ انگریز حکام قتل کئے جائیں اور خزانہ لوٹا جائے۔ یہاں خزانہ میں سات لاکھ روپیہ تھا جو سپاہیوں کے ہاتھ میں تھا۔ اس برہمن کو بعد ثبوت جرم ۲۰ مئی کی ہندوستانیوں کے فیصلہ سے شام کو تمام ہندوستانی سپاہ کے روبرو پھانسی دیگئی۔ یہہ دیکھ کر تمام سپاہی خاموش کھڑے رہے۔ لیکن ایک سپاہی نے آگے بڑھ کر اس کے آویزان جسم بیجان کی طرف اشارہ کر کے پکار کر کہا کہ اے سپاہیو اپنے مذہب پر قربان ہونے والے کو دیکھو۔ اس کہنے کا اثر ان ہندوستانی سپاہیوں پر جادو کا سا ہوا جنہوں نے خود اسکو پھانسی دینے کا فتوے دیا تھا۔ انہوں نے اپنے افسروں کو اور اور انگریزوں سے کہا کہ جہاں تمہارا انکا جی چاہے چلے جائیں اور خود انہوں نے خزانہ کو لوٹا اور جیلخانہ کو توڑا اور خود سب ملکر دہلی روانہ ہوئے۔

اسی نمبر ۹ کی پلٹن کی کمپنیاں بلندشہر۔ اٹاوہ۔ مین پوری میں رہتی تھیں جب انہوں نے علی گڈھ میں اپنی پلٹن کی بغاوت کی خبر سنی تو انہوں نے بھی بغاوت کی۔ بلندشہر میں تو کچھ کشت و خون نہیں ہوا سپاہی خزانہ لیکر دہلی روانہ ہوئے۔ بلندشہر کے مجسٹریٹ ٹرنبل صاحب گھوڑے پر تنہا سوار پانچ ہزار گوجروں کو جو انکو مارنا چاہتے تھے پیچھے چلاتے ہوئے میرٹھ چلے گئے۔ ضلع میں جیسا انکی اس بہادری کا ذکر ہوتا ہے تاریخ میں نہیں ہے۔ مگر اٹاوہ اور مین پوری کی حالت بلندشہر سے جداگانہ ہے جس کا بیان ہوتا ہے۔

آگرہ سے مشرق میں اکہتر میل کے فاصلہ پر مین پوری ہے وہاں نمبر ۹ ہندوستانی

پیدل پلٹن کا ایک حصہ تھا لفٹنٹ کرافورڈ اسکے کمانڈر تھے۔ ۲۲- مئی کو علی گڈھ کی سپاہ کی بغاوت کی خبر مین پوری مین آئی مسٹر کوپ مجسٹریٹ نے مسٹر ارتھر کوکس سے صلاح و مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیئے ان دونو کی یہہ صلاح ہوئی کہ لیڈیون اور بچون کو آگرہ کو اور سپاہیون کو مین پوری سے باہر بھوگاؤن کو روانہ کرنا چاہیئے دوسرے دن صبح کو مسٹر جی این پور ؔ اسسٹنٹ مجسٹریٹ عورتون اور بچون کو ساتھ لیکر آگرہ روانہ ہوئے وہ ایک منزل جاکر عورتون اور بچون کو ایک مسلمان کے حوالہ کر کے مین پوری مین واپس چلے آئے اور مسلمان نے عورتون و بچون کو آگرہ پہنچادیا۔

اس اثنا مین لفٹنٹ کرافورڈ اور ڈی کنٹ رو نے کوشش کی کہ نمبر ۹ پیدل سپاہ کو مین پوری سے باہر لے جائین سپاہی پریڈ کے میدان تک انکے ساتھ گئے پھر انہون نے آگے جانے سے انکار کیا اور بغاوت اختیار کی اور افسرون سے کہا کہ آپ چلے جائیے بعض نے اپنے فیر بھی کیئے۔ کرافورڈ صاحب مجسٹریٹ اور کمشنر کو اطلاع دی اور اپنے آگرہ جانے کا قصد ظاہر کیا۔

مسٹر کوکس صاحب کمشنر تو آگرہ کو روانہ ہوئے باقی اور آٹھ دس انگریزون نے یہہ اپنا فرض جانا کہ مین پوری سے جانا نہین چاہیئے۔ راجہ مین پوری کا بڑا بھتیجا راؤ بھوانی سنگھ کچھ سپاہی پیدل اور سوار لیکر آیا اور مسٹر پور ؔ کا معاون ہوا۔ اس اثنا مین ڈی کنٹ رو نے سپاہیون کی منت سماجت کی برا بھلا کہا دھمکایا مگر سپاہیون نے اسکا کہنا نہ مانا وہ خزانہ کی طرف آئے۔ سول گارڈ کے تیس سپاہیون کے پاس جو خزانہ پہرہ دیتے تھے صاحب موصوف آئے انکی کوشش سے سپاہیون کے ہاتھ سے خزانہ بچ گیا وہ سپاہیون سے لڑے نہین مگر اپنی دانشمندی سے باغیون کو اس حرکت سے باز رکھا۔ پھر راؤ بھوانی سنگھ بھی انکی امداد کو آگئے۔ انہون نے باغی سپاہیون کو اپنے ساتھ لیا۔ اسطرح خزانہ بچ گیا۔ ڈی کنٹ رو صاحب کو اپنی فرزانگی و مردانگی کا یہہ صلا ملا کہ لارڈ کیننگ نے انکی تعریف کی اور افسرون کے لیئے اس نوجوان افسر کی بہادری اور دانائی نمونہ ہے۔

آگرہ سے جنوب مغرب مین اٹاوہ تھتر میل پر ہے اس مین نو پیدل رجمنٹ کی ایک کمپنی

رہتی تھی۔ یہان ایلن ہیوم صاحب مجسٹریٹ وکلکٹر اور ڈانیال صاحب اسسٹنٹ مجسٹریٹ تھے۔ ہیوم صاحب نے دہلی اور میرٹھ کی بغاوت کی خبر سنکر سپاہ کا ایسا انتظام کیا اسکی ٹولیان سڑکون پر گشت کرین اور جن باغی سپاہیون کو وہ سڑک پر آتے ہوئے دیکھین پکڑ لائین چنانچہ ایک دفعہ وہ تیسرے باغی رسالہ کے سات سوار قید کر لائے مگر غلطی یہہ کی کہ انکے ہتھیار نہین لیئے۔ انہون نے انگریزی افسرون پر حملہ کیا مگر ان سوارون میں سے پانچ مارے گئے اور دو بھاگ گئے جنمین سے ایک گرفتار ہوا۔

تین دن بعد جسونت نگر مین اٹاوہ سے دس میل پر اس گشتی سپاہ نے ایک گاڑی کو جو تیسرے رسالہ کی تھی اور ہتھیارون سے بھری ہوئی تھی ٹھیرایا انہون نے سوارون سے ہتھیار لینے مین کوشش کی مگر اس مین ایسی بے احتیاطی کی کہ بہت نقصان اٹھایا سوار ایک مندر مین جو بڑا مضبوط تھا چلے گئے جسکو مسٹر ہیوم بھی فتح نہ کرسکے دانیال صاحب زخمی ہوئے اور سوار بھاگ چلے گئے۔

اس واقعہ کے چار روز بعد اٹاوہ مین ہندوستانی پیدل سپاہ نے بغاوت کی تو عورتین اور بچے سول افسرون کے ہمراہ ہرلپورہ کے تھانہ مین جو گوالیار کی سڑک پر ہے چلے گئے۔ اٹاوہ مین لوٹ ہوئی خزانہ لوٹا گیا۔ قیدیون نے جیل خانہ سے رہائی پائی۔ مگر یہہ حالت زیادہ دیر نہین رہی ۲۵۔ مئی کو گوالیار کنٹنجنٹ کی اول گرانڈیر رجمنٹ اٹاوہ مین آئی اور پھر اسنے انتظام و بندوبست بدستور کرلیا۔

اگرچہ جابجا بغاوت پھیلتی جاتی تھی مگر کالون صاحب کو یہہ امید چلی جاتی تھی کہ سپاہیون کی بڑی جماعت سمجھانے سے خیرخواہ رہ سکتی ہے انکو یہہ یقین تھا کہ بغاوت کے سرغنون نے گورنمنٹ کو ناراض کیا ہے اب اور سپاہی جو انکی پیروی کرتے ہین وہ فقط اس خوف سے کرتے ہین کہ گورنمنٹ سب پر سختی و درشتی کریگی جسکے سبب سے چند سپاہیون کی بدچلنی کل ہندوستانی سپاہ مین فساد برپا کریگی اگر معافی کا اشتہار دیا جائیگا تو وہ سپاہ کے فساد کو مٹا دیگا۔ ان کے خیالات کی ان کے مشیرون نے بھی تائید کی۔ بغیر گورنمنٹ کی منظوری کے یہہ اشتہار ۲۵۔ مئی کو دیا جسکا منشا یہہ تھا کہ کل سپاہی جو ہتھیار

سر کالون صاحب کا اشتہار

دیدینگے انکے قصور معاف کردیئے جائینگے مگر صرف ان لوگون کو یہہ سزا دی جائیگی
جو بغاوت کے سرغنہ یا کسی انگریز کے قاتل یا اسکے قتل کے معاون ہونگے اس اشتہار مین الفاظ
ایسی تعمیم کے ساتھ لکھے گئے تھے کہ لارڈ کیننگ کو یہہ اندیشہ ہوا کہ بہت سے آدمی جو
مستوجب سزا ہین انکے لیئے سزا سے بچنے کا دروازہ اس اشتہار سے کھل جائیگا
اس لیئے انہون نے خود اشتہار کا مسودہ صاف الفاظ مین لکھکر بھیجا اسکا مضمون
لفٹنٹ گورنر کے اشتہار سے مختلف نہ تھا۔ اس اشتہار کا اثر بغاوت کے فرو
کرنے مین ذرہ کی بھی برابر نہین ہوا سپاہی معافی کی قدر جب تک نہین کرتے کہ انکو
سزا کے خوف کا سبق نہ سکھایا جائے۔ سر ہربرٹ اڈورڈس صاحب نے اس
اشتہار کو سنکر فرمایا کہ اس اشتہار کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص کسی کے سر پر
جوتیان مار رہا ہو اور پٹنے والا جوتیون کے مارنے والے کو کہے کہ تمہارا قصور ہم نے معاف کیا
۲۵ - کو یہہ اشتہار جاری ہوا اسکے پانچ روز بعد ۳۰ - مئی کو متھرا مین جو آگرہ سے
۳۵ میل تھا ہندوستانی پیدلون کی تین کمپنیون نے جو آگرہ کی دو مقیم رجمنٹون سے تعلق
رکھتی تھین یکایک بغاوت کی اور ایک افسر کو مار ڈالا دوسرے کو زخمی کیا۔ خزانہ لوٹ لیا۔ انگریزونکے
گھرون مین آگ لگائی جیلخانہ کو توڑکر قیدیون کو رہا کیا اور خود دہلی روانہ ہوئین۔ یہہ پہلا جواب
کولون صاحب کے اشتہار کا تھا۔

ہم نے پہلے لکھا ہے کہ بھرتپور کے راجہ نے نکسن صاحب کے ماتحت سپاہ متھرا مین انگریزونکی
اعانت کے لیئے بھیجی تھی۔ جب متھرا مین ۳۰ - مئی کو سپاہیون نے بغاوت کی تو راجہ کی سپاہ ہوڈل
مین مقیم تھی - ہوڈل ایک چھوٹا سا قصبہ دہلی اور آگرہ کے درمیان ہے وہ آگرہ سے ۳۷ میل
اور دہلی سے ساٹھ میل پر ہے وہ ایک نہایت مناسب مقام تھا کہ باغی جو متھرا سے دہلی
بھاگین تو انکو بیچ مین یہہ سپاہ روک لے - ہاروے صاحب کمشنر آگرہ اس لشکر کے ہمراہ
تھے انہون نے نکسن صاحب سے مشورہ کرکے باغی سپاہ کے روکنے کے لیئے ایک مناسب
مقام مقرر کردیا تھا - مگر دفعتہ بڑی دشواری یہہ پیش آئی کہ بھرتپور کے راجہ کی سپاہ نے
صرف اطاعت ہی سے انکار نہین کیا بلکہ انگریزی افسرون سے کہدیا کہ تم ہم سے علیحدہ ہوکر

چلے جاؤ۔ بس یہہ بغاوت اس سپاہ کی نہ تھی جو انگریزی نمک کھاتی تھی وہ راجاؤن کی سپاہ پر بھی اثر کرتی تھی۔ ہر چند بھرت پور کی سپاہ کو دھمکایا اور اسکی منت سماجت کی مگر کچھ اثر نہ ہوا۔ انہنے اپنی توپین انگریزون پر جو اسوقت یہان تعین جمع ہو گئے تھے لگائین تو یہہ افسر بڑی مشکل سے بھاگ کر بھرت پور پہنچے۔

متھرا کی بغاوت کا اثر آگرہ اور کولون صاحب پر

اس متھرا کی بغاوت کے سبب سے کولون صاحب کی آس پاس سے بدل گئی اب انہون نے بغاوت کے دور کرنے کی اور تدابیر کرنی شروع کین مسٹر ڈریمنڈ صاحب نے اسی دن کی آدھی رات کو متھرا کی بغاوت کی خبر لفٹنٹ گورنر کے کان مین پہنچائی۔ ڈریمنڈ صاحب پہلے کولون صاحب کے قلعہ مین جانے کے بڑے مخالف تھے مگر متھرا کی بغاوت نے انکی اس راے کو معکوس کر دیا کہ سپاہ کی وفاداری اور خیر خواہی پر اعتبار کرنا ضرور ہے۔ جب انہون نے کولون صاحب کو جگا کے متھرا کی بغاوت کی خبر سنائی تو انہون نے یہہ صلاح بتلائی کہ آگرہ کی رجمنٹون سے ہتھیار لے لینے ضرور چاہیئن۔ جب کولون صاحب اس کام کے کرنے مین متامل ہوئے تو ڈریمنڈ صاحب نے کہا کہ دفعتہً سپاہ جو بغاوت کریگی تو غالباً اس کا نتیجہ یہہ ہوگا کہ جیل خانہ سے قیدی رہائی پائین گے اور سب جگہہ بدنظمی پھیلائین گے تو پھر کولون صاحب نے کچھ تامل نہین کیا فوراً حکم دیدیا کہ کل صبح کو سپاہ سے ہتھیار لے لیئے جائین۔

آگرہ مین سپاہ سے ہتھیار لینا

اگرچہ آگرہ مین بہ نسبت اور مقامات کے اضافی امن امان تھا مگر راتون مین بنگلون مین آگ لگنے سے پوشیدہ بغاوت کے لیئے مجلسون کے ہونے سے یہہ معلوم ہوتا تھا کہ یہان بھی اور مقامات کی طرح سپاہیون کے دلون مین بغاوت کا بس گھلا ہوا ہے۔ انگلش مین مصیبت زدہ معطل بیٹھے تھے۔ ہر روز جج مجبور کیئے جاتے تھے کہ وہ کچہری کر کے مقدمات کو فیصل کرین وہ یہہ کام بے دلی سے کرتے تھے اور جانتے تھے کہ اب مقدمات کے فیصلے قانونی نہین ہونگے بیداد و ستم سے ہونگے۔

۳۱ مئی کی صبح کو پریڈ ہوئی آگرہ کی پریڈ کے میدان مین سپاہ جمع ہوئی۔ گورون کا توپخانہ تھا اور ایک رجمنٹ تھی۔ اور دو ہندوستانی رجمنٹین نمبر ۴۴ و ۶۷ تھین جنکے علم سندھ سے لیکر

برہنہ شمشیر لہرائے تھے اب وہ باقی نہیں رہے۔ ان سے برگیڈیر پول ویل صاحب نے ہتھیار لے لیئے انہون نے انکے حکم سے سرتابی نہین کی ہتھیار رکھدیئے۔

جنرل کونسل مین یہہ امر بھی فیصل ہوا تھا کہ سوار اور پیدل والنٹیر بھرتی ہون۔ ان مین کلرکس اور پبلک افسر اور پنشنداد سپاہی اور یوریشین اور تاجر اور اشراف بھرتی ہوئے شہر کی محافظت پیدل والنٹیرون کو سپرد ہوئی اور قلعہ کی محافظت والنٹیر سوارون کو اور یہ کام بھی سپرد ہوا کہ اگر بلوہ ہو تو وہ عورتون اور بچون کو بحفاظت قلعہ مین پہنچا دین اور ہمسایہ کے مقامات سے جو انگریز بھاگ گئے ہین انکی امداد کرین۔

اگرچہ ہندوستانی سپاہ کی رجمنٹون سے ہتھیار لے لئے مگر اس سے صاحب معتمم الیہ کی دلجمعی نہین ہوئی۔ آگرہ کے چارون طرف ملک مین بغاوت کی آگ روشن ہو رہی تھی ممالک مغربی کے تمام اضلاع سے آمد و رفت و مراسلت براہ راست موقوف ہو گئی تھی۔ جون کے اول ہی ہفتے مین کلکتہ اور آگرہ کے درمیان مراسلت مسدود ہو گئی۔ اس طرح لفٹنٹ گورنر اپنے ہی صوبہ مین دارالسلطنت مین تنہا رہ گیا۔ سارے ضلع اس کے ہاتھ سے ایک دوسرے کے بعد نکلتے گئے۔ ہندوستانی سپاہ کے ہتھیار لینے نے اور گورون کے ایک توپخانہ اور رجمنٹ کے ہونے نے آگرہ کو بچا رکھا تھا۔

سب سے زیادہ قریب خوف آگرہ کو گوالیار کنٹنجنٹ کا تھا۔ مہاراجہ گوالیار نے اسکو لفٹنٹ گورنر کی درخواست کے موافق آگرہ مین بھیجدیا تھا۔ انہون نے کچھ دنون اچھا کام کیا مگر یہہ سب باغی سپاہ کے بھائی بند اور ہم مذہب و ہم خیال تھے۔ اس لیئے سندیا صاحب نے اپنا خاص باڈی گارڈ مرہٹون کا لفٹنٹ گورنر کے پاس بھیجدیا۔ مگر وہ بھی کچھ کام نہ آیا۔ گوالیار کنٹنجنٹ مین چار سیدانی توپخانے اور چھوٹا سا محاصرہ کا توپخانہ اور آٹھ ہزار تین سو اسی ۸۳۸۰ سپاہی تھے اس سپاہ کا بڑا حصہ گوالیار مین مقیم تھا وہ برگیڈیر رام سے صاحب کے ماتحت تھا۔

کنٹنجنٹ سپاہ پر نہ مہاراجہ گوالیار کو اور نہ انکے وزیر باتدبیر راجہ ڈنکر راؤ کو نہ ریزیڈنٹ میجر مکفرسن کو اعتماد اور بھروسہ تھا۔ اس لیئے مہاراجہ نے درخواست کی کہ لیڈیون اور بچون کو اسکے قبل بھیجدین وہ ۲۵ مئی کو بھیجدی گئین۔ لیکن پھر سپاہ کے افسرون کے اظہار خیرخواہی پر

ایسا اعتبار کیا گیا کہ پھر لیڈیان اور بچے چھاونی مین بلا لیے گئے -

ممالک مغربی کی سرکشیون کی خبرین گوالیار مین آتی رہتی تھین - اب پاس سے یہ خبرین آئین اجمیر اور نصیر آباد کی سپاہ نے بغاوت کی اور دہلی کو روانہ ہوئین - پھر نیمچ کی فوج نے بھی انکی پیروی کی رہیل کھنڈ کے اضلاع نے بغاوت کی - جھانسی مین قتل عام ہوا اسکا ہول کلکتہ مین ہوا کانپور و الہ آباد اور پاس کے اضلاع سے کچھ خبر کے نہ آنے سے اور پریشان و اضطراب کیا - پہلے یہہ تجویز ہوئی تھی کہ گوالیار سے عورتین اور بچے آگرہ بھیج دیئے جائین مگر کولون صاحب نے یہہ تار بھیجا کہ جب تک بغاوت نہ ہو لیڈیان اور بچے آگرہ مین نہ بھیجے جائین -

۱۴ جون گوالیار

اس تاریخ مین دوپہر کو انگریزی بنگلہ مین آگ لگی جس سے معلوم ہوا کہ سپاہ نے بغاوت اختیار کی اور اپنے افسرون اور انکی عورتون و بچون کو مارنا شروع کیا - گوالیار مین سپاہ کے جو چودہ افسر تھے انمین سے آدھے مارے گئے اور انکے ساتھ انکے بیوی بچے بھی قتل ہوئے اور چھ سارجنٹ پنشن دار قتل ہوئے - جو انگریز زندہ باقی رہے وہ آگرہ مین آگئے آگرہ مین گوالیار کی سپاہ کی سرکشی کی خبر ۱۵ جون کو آئی تھی اور اسکے ساتھ یہہ بھی خبر آئی کہ مہاراجہ گوالیار اور اسکا وزیر ڈنکر راؤ سرکار کے سچے خیر خواہ ہین -

باب دہم

جھانسی و بندیلکھنڈ

ممالک مغربی کی ایک کمشنری جھانسی ہے - شہر جھانسی آگرہ سے ایک سو بیالیس میل کے فاصلہ پر ہے اسمین ایک رانی رہتی تھی جسکے خاوند کی ریاست کی ضبطی کا حال لارڈ ڈلہوزی کے عہد حکومت مین بیان کیا گیا ہے - اس رانی کو ۱۸۵۴ء سے ۶۰ ہزار سالانہ پنشن ملتی تھی اس پنشن سے وہ راضی نہ تھی اور جب خاوند کے قرض کا بار بھی اس پنشن پر پڑا تو اور زیادہ ناراض ہوگئی - اس نے دہائی مچائی کہ جب اسکے خاوند کی ریاست سرکار نے

ضبط کی تو اسکا قرض بھی اپنے ذمے لیا ہوتا مگر گورنمنٹ نے اسکی یہہ شکایت سنی نہین تو وہ بڑے غصے اور طیش مین آئی اور جب اسکی راجدھانی جھانسی مین گائے ذبح ہوئی جو اب تک کبھی نہین ہوئی تو پھر وہ سرکار سے اور زیادہ نفرت کرنے لگی۔

جھانسی کی چھاونی مین بالکل ہندوستانی سپاہ بھرتی ہوئی تھی اس مین آرٹیلری کا ایک دستہ و نمبر ۱۲ ہندوستانی پیدل رجمنٹ کا داہان ونگ اور نمبر ۱۴ غیر آئینی سوارون کا باہان ونگ اور ہیڈکوارٹرس تھا۔ جھانسی ایک فصیل دار شہر ہے۔ شہر سے تھوڑی دور فاصلہ پہ چھاونی تھی۔ اسی مین ایک چھوٹا سا قلعہ تھا جسکو ستار قلعہ کہتے تھے اس مین توپخانہ اور خزانہ رہتا تھا ایک اور قلعہ تھا جسکو قلعہ کلان کہتے تھے۔

سپاہ کے کمانڈر کپتان ڈن لوپ صاحب اور پولیٹکل افسر کپتان الکسنڈر سکین تھے

جب رانی کو میرٹھ کے ۱۰۔ مئی کے واقعہ کی خبر پہنچی تو وہ بڑے خوش ہوئی کہ اب میرے بھلے دن آئے میری آرزوئین برآئینگی مگر اسنے انگریزون سے ایسی خیرخواہی کی باتین بنا کر جو آپ کے دشمن ہین مین انکی دشمن ہون انکی آنکھون مین خاک ڈالی کہ انہون نے اسکو یہہ اجازت دیدی کہ وہ اپنی محافظت کے لیئے سپاہ بھرتی کرے اسنے اس اجازت کے پاتے ہی اپنی ریاست کے پرانے سپاہیون کو نوکر رکھ لیا اور بھاری توپین جو زمین مین اس کے خاوند کے زمانہ کی دبی دبائی پڑی تھین انکو نکال لیا۔ انگریزون کو اپنی ہندوستانی سپاہ پر اور رانی پر بالکل اپنے خیرخواہ ہونے کا اعتبار تھا۔

جھانسی مین جن بنگلون مین انگریز رہتے تھے آگ لگنی شروع ہوئی جو ہمیشہ بغاوت کے آغاز پہ دلالت کرتی تھی۔ نمبر ۱۲ رجمنٹ پیدل نے ۵۔ جون کو ستار قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ ڈن لاپ صاحب کو جو اپنے خطوط ڈاک مین ڈالکر آتے تھے مار ڈالا۔

+ ۱ [illegible]

۵۔ جون کو جب ستار قلعہ پہ باغیون نے قبضہ کر لیا تو ۷ جون کی دوپہر کو رانی مع اپنے جلوس کے محل سے باہر سوار ہوکر چھاونی کی طرف گئی۔ شہر مین ایک [illegible] اسکے لیئے دعائین ہوئین پیدل اور سوارون نے بغاوت اختیار کی اور اپنے افسرون کو مارنا شروع کیا۔ بعض افسر بچ کر قلعہ کلان مین گئے

باغیون کا اپنے افسرون کو مارنا۔ بعض افسرون کا قلعہ

پہنچ گئی - پھر اس قلعہ مین کپتان سکین صاحب اور گورڈن صاحب آ گئے - انہون نے عورتین اور بچے اور مرد سب مل ملا کر اس قلعہ کلان مین پچپن جمع کیئے - باغی ان افسرون کو قتل کرکے جو انکے ہاتھ آئے قلعہ پر جھکے - یہان کپتان سکین اور ان کے ہمراہیون نے قلعہ کو اپنی محافظت کے لیئے تیار کیا تھا - رفیقون کو تقسیم کیا عورتون کو گولیون کے ڈھالنے کے لیئے اور کھانا پکانے کے لیئے متعین کیا. دروازون کے پیچھے پتھرون کے ڈھیر لگائے اور قلعہ کا ہر ایک حصہ حفاظت کے لیئے ایک انگریز کے سپرد کیا - غرض جب باغی قلعہ پہ حملہ کرنے آئے تو انپر وہ گولیون کی بارشڑی کہ انکا منہ پھر گیا -

انگریزون نے کونسل اوف وار جمع کی اس مین یہ فیصلہ ہوا کہ رانی پاس تین افسر یہہ پیغام لیکر جائین کہ قلعہ مین جو عورتین بچے مرد ہین انکو انگریزی عملداری مین کسی امن کی جگہہ مین بخیر و عافیت جانے دے -

پیغام پہچانے والون کا مارا جانا

۷ - جون کی صبح کو انڈریو صاحب وسکوٹ صاحب و پرسیل صاحب پیغام پہچانے کے واسطے قلعہ سے باہر نکلے تو فوراً انکو باغیون نے گرفتار کرلیا اور رانی کے محل مین لے گئے - رانی صاحب اسوقت اپنے راج کی خوشی مین مست ہو رہی تھی اسنے کہا کہ مجھے ان انگریزی سوٗرون سے کچھ کام نہین اسنے اپنے نوکرون کو حکم دیا کہ ان قیدیون کو عیر ایبنی رسالہ کے رسالدار پاس لے جاؤ وہ رانی کے محل سے باہر نکلے تھے کہ باغیون نے انکو مار ڈالا -

باغیون نے پھر قلعہ پر حملہ کیا اہل قلعہ نے پھر انکو مار کر پس پا کیا - اہل قلعہ کو معلوم ہوا کہ انکے ہندوستانی خدمتگارون مین دو ایسے دغا باز تھے کہ وہ قلعہ کے ایک مخفی دروازہ کو باغیون کے لیئے کھولنے کو تھے انہون نے ان دونو کو مار ڈالا

جب رانی اور باغیون کو معلوم ہوا کہ قلعہ کا فتح کرنا بڑی ٹیڑھی کھیر ہے تو ایک آدمی صلح کا جھنڈا ہلاتا ہوا رانی کی طرف سے قلعہ مین یہہ پیغام لایا کہ رانی فقط قلعہ چاہتی ہے اگر اہل قلعہ ہتھیار دیدین اور قلعہ کو حوالہ کردین تو وہ بحفاظت اور مقام مین پہنچا دیئے جائینگے - کپتان سکین نے ان شرائط کو منظور کرلیا - اہل قلعہ نے ہتھیار دیدیئے اور

قلعہ سے باہر نکل آئے ۔

ابھی وہ قلعہ سے باہر نکلے ہی تھے کہ سرکش ان پر ٹوٹ پڑے اور سب کو باندھ کر جوکھن باغ میں لے گئے اور درختون کے جھنڈ کے نیچے انکو کھڑا کر دیا۔ پھر رسالدار نے سب کے قتل کرنے کا حکم بھیجا۔ قیدیون کی تین قطارین ایک مردون کی دوسری عورتون کی تیسری بچون کی بنائی گئین اور سب بڑی بیرحمی سے قتل ہوئین کوئی ان مین زندہ سلامت نہین رہا ۔

راجہ کا کوئی رشتہ دار مدعی ریاست کھڑا ہوا ۔ سپاہی روپیے کے بھوکے تھے سو رانی نے انکو خوب روپیہ بٹایا رانی راج چاہتی تھی سپاہی روپیہ ۔ اسطرح جھانسی مین رانی کا راج مشتہر ہوگیا یہہ رانی ہوشیار اور دانشمند تھی کہ اسنے رعایا اور سپاہیون کو اپنا گرویدہ بنالیا ۔

نمبر ۱۲ رجمنٹ ہندوستانی پیدل کا دا ہان ونگ اور نمبر ۱۴ غیر آئینی سوارون کی رجمنٹ کا بایان ونگ اور ہندوستانی پیدل توپخانہ کا ایک حصہ ۔ غرض ایک ہی رجمنٹین اور توپخانہ کا نصف نصف حصہ دونو جھانسی اور ناؤ گانون مین منقسم تھا ۔ اس چھاونی کے کمانڈر میجر کرک صاحب تھے ۔ ۲۳ ۔ مئی تک سپاہ کی وفاداری و خیرخواہی پر افسرون کو پورا اعتبار رہا ۔ ۵ ۔ جون کو نمبر ۱۲ رجمنٹ کی چار کمپنیون نے باغیون سے لڑنے کے لیئے اپنے تئین دو لنٹیر بنایا ۔ ۹ ۔ جون کو جھانسی کی سپاہ کی بغاوت کی خبر آئی ۔ دوسرے دن رانی پور کے ہندوستانی مجسٹریٹ نے میجر کرک کو یہہ خبر بھیجی کہ جھانسی مین سارے یوروپین قتل ہوئے اور میرے پاس ضابطہ کا حکم آیا ہے کہ جھانسی کی رانی مسندنشین ہوئی اور اسکو حکم دیا کہ وہ بدستور کام کرے اس خبر کا اثر برقی تھا ۔ سورج کے ڈوبنے پر جو گارڈ کی پریڈ ہوئی تو نمبر ۱۲ رجمنٹ کے تین سکھ آگے بڑھکر سامنے آئے اور انہون نے ایک ہندوستانی سرجنٹ میجر کے سر مین گولی ماری اور توپین چھین لین مگر اسوقت سے خیرخواہی کا جوش اتار پر آیا میجر نے دیکھ لیا کہ سپاہی بغاوت سے بھرے ہوئے ہین اس لیئے سوا اسکے کوئی اور چارہ نہ تھا کہ یہان سے سب انگریز اور عورتین اور بچے ملکر مفرور ہون ستاسی سپاہی

جوابتک خیرخواہ رہے تھے ان مفرورین کے ساتھ ہوئے۔

یہہ مفرورین چھترپور کی طرف بھاگے اور دو دفعہ رستہ بھولکر چھترپور پہنچے یہ ایک رانی کی چھوٹی سی ریاست تھی۔ اسنے انگریزون کی مدارات بہت اچھی طرح کی وہ سرکار عالی وقار کی دل سے خیرخواہ و وفادار تھی۔ ان مفرورین نے ۱۱ و ۱۲۔ جون کو چھترپور مین قیام کیا۔

انگریزون کا مفرور ہونا۔ ۱۶۔ جون کو مفرورین کے مصائب چھترپور سے چلے جانے کے

بارہوین تاریخ کی شب کو یہہ مفرورین چھترپور سے الہ آباد کی طرف چلے۔ انہون نے ۱۶ تاریخ کو سُنا کہ باندہ و ہمیرپور مین بغاوت ہوئی اس لئے انہون نے اپنا رستہ ۱۷۔ جون کو کالنجر کی طرف موڑا اس راہ مین ڈاکو اُن کے سدراہ ہوئے اور ان سے روپیہ مانگا۔ ہمراہی خیرخواہ سپاہیون نے اول انگریزون کو منع کیا کہ وہ روپیہ نہ دین اور پھر کہا کہ دیدین تو انگریزون نے روپیہ دیدیا۔ جب دوسرے دن صبح کو وہ روانہ ہونیکو ہوئے تو ڈاکوون نے اپنر فیر کرنے شروع کیئے۔ اسکے جواب مین خیرخواہ سپاہیون نے اناپ شناپ گولیان چلائین۔ دس بارہ سپاہی تو خیرخواہ رہے باقی چلتے بنے۔ انگریزون نے ڈاکوون کو مارکر بھگادیا پھر وہ ۳ بجے کل راے مین آئے ٹون شینڈ گولی سے مارے گئے۔ اور میجر کرک اور مِس سالی اور ایک ہندوستانی لو اور سرسام سے مرے۔ عورتون اور مردون کو سفر کرنا بڑی مصیبت تھا۔ مرد گھوڑون پر سے اترے اپنر بوسے ڈالکر انہین عورتون اور بچون کو سوار کیا جنمین سے آج اور آج کے بعد بہت سے مرگئے۔

کل راے مین انگلش لیمن نہ تھے پوریشین پیچھے رہ گئے۔ انگلش مہوبہ کی طرف چلے انکی تعداد بہت کم ہوگئی تھی۔ سات افسر ایک سارجنٹ دو سویلین تین عورتین اور دو بچے تھے۔ ۲۰۔ جون کو وہ آگے بڑھے رستہ مین اپنر حملہ ہوا جس سے وہ متفرق ہوگئے چار انگریز اور ایک بچہ لو اور تکان سے مرگئے۔ سارجنٹ پر دہاتیون نے حملہ کیا۔ اسنے دم چرا کر اپنے تئین مردہ بنایا اس طرح اپنے تئین بچایا۔ انگریزی عملداری کے دہات میں گاؤن والے انگریزون کے بڑے دشمن تھے

باندہ مین مفرورین کا پہنچنا

نمبر ۵۰ ہندوستانی پلٹن کا وفادار رہنا +

اگر نواب باندہ اور رانی اجی گڈھ ان مفرورین کی خاطر و تواضع اچھی نہین کرتے تو ان مفرورین مین سے ایک بھی زندہ سلامت نہ بچتا۔ ان ہی کی عنایت سے یہ مفرورین انگریزی عملداری مین پہنچ گئے باندہ مین نمبر ۵۰ رجمنٹ کے کچھ ہندوستانی سپاہی رہتے تھے انہون نے ۱۴ جون کو بغاوت کی مگر نواب باندہ نے افسرون کی جان بچادی اس نواب نے سب انگریزون کی جو ہمیرپور اور فتح پور سے بھاگ کر آئے تھے جان بچائی۔ مگر نواب باندہ کا بھی حال مہاراجہ سیندھیا اور راجپوتانہ کے راجاؤن کا سا تھا کہ اپنی سپاہ اس کے کہنے مین نہ تھی وہ باغیون کے ساتھ بغاوت مین شریک ہوگئی تھی نواب باندہ سرکار کا دلی خیر خواہ تھا مگر اپنی سپاہ کے برگشتہ ہوجانے سے وہ سرکار کی کوئی خدمت نہین کرسکتا تھا۔

تمام بندیل کھنڈ مین ناگوڈ کی چھاونی مین پچاسوین ہندوستانی رجمنٹ تھی اسنے سرکار سے بغاوت نہین کی۔ اس مین صرف چودہ آدمیون نے بدخواہی کی علامت ظاہر کی پھر اس رجمنٹ کا ذکر ہوگا۔

باب یازدہم

سنٹرل انڈین ایجنسی (ممالک متوسط ہند کی ایجنسی) مالوہ

۱۸۵۷ء سنٹرل انڈین ایجنسی (ممالک متوسط ہند کی ایجنسی)

سنٹرل انڈین ایجنسی کا صدر مقام اندور تھا اور مہاراجہ ہلکر کی راجدھانی بھی اندور مین تھی۔ اور اس ایجنسی مین گورنر جنرل کے ایجنٹ کرنیل ہنری ڈیورنڈ صاحب تھے کرنیل صاحب ایسٹ انڈیا کمپنی کے عہدہ دارون مین سے بڑے سربرآوردہ اور نامور تھے۔ خدا نے انکو عالی دماغ ایسا بنایا تھا کہ وہ ہر معاملہ کی تہ پر فوراً پہنچ جاتے تھے۔ حافظہ وہ بلا کا تھا کہ بات کو بھولتے ہی نہ تھے مستعد، جد و جہد کرنے والے ایسے کہ کبھی تھکتے ہی نہ تھے سرکار کے عہدہ دار ایسے کمتر ہونگے جنہون نے مختلف عہدون کے کامون کو اس خوش اسلوبی اور معاملہ فہمی کے

ساتھ انجام دیا ہوگا جیسا کہ انہون نے - وہ بڑے کشادہ دل وفراخ حوصلہ تھے وہ غریب پرور اور مہر گستر ایسے تھے کہ بیکسون کی ہمدردی اور مظلومون کی دادرسی کرتے تھے - یہہ بات انکی نسبت غلط مشہور ہے کہ وہ ہندوستانیون سے نفرت رکھتے تھے بلکہ وہ راستی پسند اور راستباز ایسے تھے کہ جھوٹے مکار دغاباز زمانہ ساز آدمیون سے نفرت قلبی رکھتے تھے خواہ وہ یورپین ہون یا ایشیائی وہ اپنی قسمت سے ہمیشہ لڑا کرتے تھے خوشامد درآمد سے اپنا کام نہین نکالتے تھے کمتر ل بڑے تھے اسی سبب سے بعض اوقات اعلے عہدہ دار انکے دشمن ہوجاتے تھے - اصل عہدہ انکا شاہی انجنیر کا تھا مگر آخر عہدہ انکا پنجاب کی لفٹنٹ گورنری کا تھا اندور مین سر رابرٹ ہملٹن رزیڈنٹ تھے وہ یوروپ فرلو پر گئے تو انکے قائم مقام کرنیل ڈیورنڈ جو اسوقت بھوپال کے ایجنٹ تھے مقرر ہوئے - اور انہون نے اپنے عہدہ کا کام ۴- اپریل ۱۸۵۷ء کو لیا -

جب کرنیل صاحب نے اپنے عہدہ کا اہتمام لیا ہے تو سنٹرل انڈیا مین سب طرح سے امن امان چین چان تھا - ۲۵- اپریل کو ایک شخص پکڑا گیا جو ریواہ کے دربار کو بغاوت انگیز خطوط لیے جاتا تھا اسوقت سے ایسے اضطرار کی حالت نمودار ہوئی کہ کرنیل ڈیورنڈ نے یقین جانا کہ طوفان آنے کو ہے - ۱۴ مئی کو انہون نے سن لیا کہ ۱۰ مئی کو میرٹھ مین یہہ طوفان آگیا -

سنٹرل انڈیا مین ہندوستانی ریاستین جنسے کہ برٹش گورنمنٹ کا سب سڈری الائنس تھا تفصیل ذیل تھین - ہولکر کی - سیندھیا کی - بھوپال کی - دھار کی - دیواس کی - جاورہ کی - ان ریاستون مین سے ہر ریاست اپنی اپنی سپاہ مین رکھتی تھی جنکا ترتیب وار بیان یہ ہے گوالیار کی ریاست مین تو اعداد سپاہ آٹھ ہزار تھی جسکے افسر انگریز تھے - اس سپاہ کا بڑا حصہ گوالیار مین رہتا تھا اور اس کے بعض حصے سیپری اور گنا مین اور ہلکر کے ملک کی سرحد پہ آگر مین رہتے تھے - آگر سے تیس میل پر مہدی پور تھا وہ مالوہ کنٹنجنٹ کا ہیڈ کوارٹرس تھا جس مین ایک رجمنٹ پیادہ کی ایک بیٹری آرٹلری کی اور کچھ سوار رہتے تھے جنکے افسر انگریز تھے - مہدی پور کے جنوب مین جاورہ ہے اور پھر اسکے شمال مین دہلی کی بڑی سڑک پر نیمچ و نصیر آباد کی چھاونیان ہین جنمین اچھی سپاہ انگریزی رہتی ہے -

میرٹھ سے اول اول بغاوت کا شروع ہونا - سنٹرل انڈیا کی ریاستین

جاورہ وودھار ودیواس مین سپاہین خالص ہندوستانی تھین انکی تعداد بھی قلیل تھی اور وہ کسی بڑے کام کے لایق بھی نہین تھین۔ مگر اندور کے مشرق مین سو میل کے فاصلہ پر بھوپال کنٹنجنٹ سیہور مین رہتا تھا جسکے افسر انگریز تھے پھر اسکے شمال مشرق مین ہندوستانی آیئنی سپاہین ساگر اور نربدا کے ملکون اور بندیل کھنڈ مین رہتی تھین۔

اندور تینون طرف شمال و مشرق و مغرب مین ہندوستانی ریاستون سے متصل ہو رہا تھا جنمین قومی اور کنٹنجنٹ سپاہین تھین۔ جنوب کی طرف ستر میل کے فاصلہ پہ ایک انگریزی چھاونی مئو مین تھی۔ اس مین ہندوستانی ایک رجمنٹ پیدل کی اور ایک ونگ سوارون کی رجمنٹ کا رہتا تھا اور وہان کوئی یوروپین سپاہ سوار ایک توپخانہ کے گولہ اندازون کے کوئی اور نہ تھی اور اس توپخانہ کے ہنکانے والے بھی ہندوستانی تھے بس ایک بیٹری کی بہیہ گولہ اندازی ایسی تھی کہ جسکو کرنیل ڈیورنڈ صاحب اپنی حفاظت کے کام مین لاسکتے تھے۔ خاص اندور مین دو سو سپاہی مالوہ کنٹنجنٹ کے تھے۔

اگرچہ کرنیل ڈیورینڈ صاحب کے لیئے بڑے خطرات تھے اور انکے رفع کرنے کے اسباب ان پاس تھوڑے تھے مگر کبھی ہراس انکے پاس نہین آئی انہون نے دیکھ لیا کہ انتظام رکھنے کے واسطے دریاے نربدا قبضہ مین رکھنا چاہیئے جسکے سبب سے آتش فتنہ و فساد جو شمالی ہند مین دوڑ رہی ہے جنوب مین نہ پہنچنے پائے اور بمبئی اور آگرہ کے درمیان جو شاہ راہ ہے اسکو محفوظ رکھنا چاہیئے جسکے اوپر ٹیلیگراف لاین لگی ہوئی ہے اور جسکے سبب سے سپاہ کمک کے لیئے آسانی سے آسکتی ہے اور اس سے اندور اُن کے قبضہ مین حتی الامکان رہ سکتا ہے۔ یہہ بھی انہون نے سمجھ لیا کہ اندرونی فساد جو سنٹرل انڈیا کے امن مین خلل انداز ہون اس کے لیئے یہہ ایک عمدہ تدبیر ہے کہ کمپنی کی آیئنی ہندوستانی سپاہون کی کنٹنجنٹ کی سپاہون کے ساتھ آمد و رفت بالکل مسدود کی جائے کہ جتنے ہندوستانی سپاہ کی بغاوت کا اثر کنٹنجنٹ مین نہ پھیلنے پائے۔

بہت سے کام ہلکر کی خیرخواہی پر منحصر تھے اگر وہ سرکار سے باغی ہوتا تو اس کے ساتھ سنٹرل انڈیا کے کل رئیس باغی ہو جاتے۔ اگرچہ کرنیل ڈیورینڈ کو ہلکر کی وفاداری و خیرخواہی مین کوئی شبہ نہ تھا

مگر اسپر اعتبار بھی ایسا وثوق کے ساتھ نہ تھا کہ جسمین کبھی خلل نہ آسکتا ہو۔ انہون نے لکھا ہے "کہ ہلکر کے اندیشے اور اغراض ہماری طرف وابستہ ہین اور اسکا دربار ایسا قابل اعتبار ہے جیسے کہ اور ہندوستانی دربار ہین خاص کر مرہٹون کے" - یہہ امر واقعی ہے کہ ہلکر خیرخواہ تھا اسکی خیرخواہی صرف اپنی خوبیون اور اغراض ہی پر مبنی نہین تھی بلکہ برٹش گورنمنٹ کی اصلی محبت کی جڑ سر روبرٹ ہملٹن صاحب نے اس کے دل مین اپنی دانشمندانہ صلاحون اور دوستانہ ہمدردیون سے مضبوط جمائی تھی۔

جب کرنیل صاحب کو ۱۴ مئی کو میرٹھ کے واقعہ پر اطلاع ہوئی تو انہون نے سپاہیون کو بلانا شروع کیا اور اندور سے چالیس میل پر سردارپور مین ایک بھیل کی رجمنٹ تھی بھیل جات کا تعصب نہین رکھتے تھے اور خوب لڑتے تھے انہین سے دو سو ستر سپاہی بلائے۔ بھوپال کے کنٹنجنٹ کو معتبر سمجھکر حکم بھیجا کہ ایک قوی دستہ سوارون اور پیدلون کا اور دو توپین فوراً اندور روانہ کی جائین یہہ سپاہین ۲۰ مئی کو اندور مین آگئین۔ اور ان سپاہیون کا کمانڈر کرنیل سٹوک لی بھیل رجمنٹ کا افسر مقرر کیا گیا۔

مئو کی ہندوستانی سپاہ مین بھی بغاوت کا مرض متعدی ہوا گو وہ اس وقت بغاوت پر آمادہ نہین معلوم ہوتی تھی مگر وہ یہہ سوچ رہی تھی کہ اندور کی راہ سے گذر کر اپنے بھائیون مین جو لڑ رہے ہین جا ملین۔ کرنیل ڈیورینڈ صاحب نے یہہ سمجھکر کہ مئو مین سپاہ کے باغی ہونیکا احتمال ہے اس لیئے مہاراجہ ہلکر سے سپاہ کی درخواست کی تو اسنے اپنے سوار بھیجدیئے کہ وہ سڑکون پر پکٹ بن کر انکی محافظت کرین اور نصف بیٹری تین توپون کی اور تین کمپنیان پیدلونکی بھی بھیجدین جو ریسیڈنسی مین متعین کی گیئن۔ تھوڑے سوار ہمیشہ زین پر سوار رہتے تھے۔ ان سپاہیون سے حفاظت کرانا چوہٹی کتیا جلیبیون کی رکھوالی تھی۔ جب دربانون کی نگہبانی اچھی طرح نہ ہوسکی تو دروازہ کو زنجیرون اور زنجیرون سے بند کرنے سے کیا فائدہ ہوسکتا ہے۔

وسط جون مین بھوپال سے سوارون کا ایک دستہ ماتحت کرنیل ٹراورس کے اندور مین آیا صاحب ممدوح بہ نسبت اور سب افسرون کے قدیم الخدمت تھے اس لیئے ریسیڈنسی کی کل سپاہ کے کمانڈر مقرر ہوئے۔ اب اس بہادر سپاہی کو ریسیڈنسی کی کل سپاہ کی خبرگیری کرنی پڑی۔

کرنیل ڈیورینڈ کا سپاہیون کا بلانا۔

مئو مین سپاہ کا بغاوت کی طرف میلان۔ کرنیل [illegible] ٹراورس کا اندور مین آنا اور سپاہ کا کمانڈر مقرر ہونا۔

کرنیل ٹربورس کے آنے سے پہلے ایسے آثار دکھائی دیتے تھے کہ بغاوت کی آندھی بڑے زور شور سے اٹھتی ہوئی سنٹرل انڈیا پر چلی آرہی ہے۔ نیمچ اور نصیر آباد سے دل کی بیقرار کرنے والی خبرین آتی تھین اور اس سے زیادہ گوالیار کنٹنجنٹ کے دستون کی مشتبہ خیر خواہی کی خبرین مضطرب کرتی تھین اس کنٹنجنٹ کے افسر کا ایک خط آیا جس مین لکھا تھا کہ یہہ سپاہ قابل اعتبار نہین رہی اور یہہ خبر بھی آئی کہ مئو کی سپاہ کے مخفی منصوبے معلوم ہوئے ہین کہ وہ بھوپال کے کنٹنجنٹ کو اغوا کرتے ہین ایسی متواتر خبرون کے آنے سے ڈیورینڈ صاحب نے جانا کہ مین ریگ رواں پر کھڑا ہون قدمون کا جمنا مشکل ہے انکو یقین تھا کہ اگر جلدی سے بغاوت کے دل پر صدمۂ عظیم پہنچایا جائیگا تو پھر اس پاس ایسا سامان نہین ہے کہ اسکا علاج کرسکے۔ ان پاس پہلی جون کو نصیر آباد کی سپاہ کے باغی ہونے کی اور ۶ جون کو نیمچ کی سپاہ کے باغی ہونے کی خبرین آئین یہہ خبرین مئو کی آئینی سپاہ پاس بھی پہونچین تو معلوم ہوتا تھا کہ انپر بھی اسکا اثر یہہ ہوگا کہ وہ بغاوت کرینگی۔

گو کرنیل ڈیورینڈ صاحب پاس گوالیار کنٹنجنٹ کے باغی ہونے کی بڑی خبر آئی تھی جس کے سبب سے آگرہ سے جو براہ راست مراسلت ہوتی تھی وہ بند ہوگئی تھی مگر بڑی آس یہ لگ رہی تھی کہ جنرل وڈبرن کا کولم مئو کی طرف بڑھا چلا آتا ہے محض اس خبر کے آنے ہی نے اندور مین سپاہ کی بغاوت کے عزم کو ڈھیلا کردیا تھا۔ مگر اورنگ آباد مین ایسا فساد برپا ہوا کہ وڈبرن صاحب اس کے مٹانے کے لیئے الٹے اورنگ آباد چلے گئے اور فساد دور کرنے کے بعد وہین رہ پڑے۔

۲۴ جون کو لارڈ الفنسٹن صاحب گورنر بمبئی نے تار بھیجا کہ کولم آگے نہین بڑھ سکتا۔ اسلیئے مین پوچھتا ہون کہ اس صورت مین جس ملک کی جوابدہی تمہارے ذمے ہے اسکا حال کیا ہوگا۔ اس کے جواب مین کرنیل ڈیورینڈ نے یہہ لکھا کہ جسوقت اس امر واقعی کا اعلان ہوجائیگا کہ کولم مذکور آگے نہین بڑھ سکتا تو مین ایک گھنٹے کے لیئے اس ملک کی سلامتی کی جوابدہی نہین کرسکتا۔ کرنیل ڈیورینڈ اپنی اس امید مین تو مایوس ہوئے۔ پھر ان پاس خبر آئی کہ جبل پور و للت پور و ساگر مین بھی سپاہین بغاوت کرنے کو ہین اور بندیل کھنڈ مین

سب جگہہ بغاوت پھیل گئی ہے جسکے سبب سے ملکو کی سپاہ کے بھی تیور بگڑتے جاتے ہین مگران بالو سیون مین ایک نویدسے نے اپنا جلوہ دکھایا -

اندور کے تمام بازارون مین یہہ خبر اڑ رہی تھی کہ دہلی کو انگریزون نے فتح کرلیا - ڈپٹی ریزیڈنٹ صاحب پاس یہہ خبر آئی تھی - اس خبر کے آتے ہی رعایا جو سرکشی پر کمربستہ بیٹھی تھی اسنے اپنی کمر کھول ڈالی - مگر یہہ خوشی تھوڑی دیر رہی یکم جولائی کو آگرہ سے ایک خط مورخہ ۳۰ جون آیا کہ دہلی کی فتح کی خبر غلط ہے - ۸ بجے صبح کے یہہ خط آیا تھا وہ اسکے مضمون کو اپنے خط مین گورنر بمبئی پاس بھیجنے کو لکھ رہے تھے کہ انکو ریزیڈنسی کے احاطہ مین تین توپون کی آواز سنائی دی پہلے اس سے کہ ہم واقعات کو تحریر کرین پر ریزیڈنسی کا حال لکھتے ہین جس سے یہہ حال معلوم ہو کہ کرنیل ٹریورس کے حکم سے سپاہ اس مین کہان کہان مقیم ہوئی تھی -

اندور کی ریزیڈنسی ایک دو منزلی سنگین عمارت تھی جو کھلے میدان مین کھان ندی سے چارسو گز کے فاصلہ پر بنائی گئی تھی وہ اندور سے دو میل کے فاصلہ پر تھی - اس احاطہ مین انگریزون کی کوٹھیان تھین اور بازار تھا - وہ ایک پارک کی کیفیت رکھتی تھی کہ اسکے گرد باغات اور درختونکے جھنڈ تھے مغرب مین سامنے مئو کو سڑک جاتی تھی اس سڑک کے مغرب مین مختلف قسم کے ہندوستانی مکانات سے سڑک پر دورویہ بنے ہوئے تھے ان مین یا انکے قریب ہلکر کی تین کمپنیان اور تین توپین رہتی تھین جو ریزیڈنسی کی محافظت کے لیئے آئی تھین -

اس عمارت کے شمال مین اصطبل کا مربع تھا اس کے پاس ہی پوسٹ آفس اور تار آفس اور خزانہ تھا یہان سوارون کے پکٹ رہتے تھے اور اس کے گرد بھوپال کے کنٹنجنٹ سکونت رکھتے تھے جنکی تعداد چارسو تھی اور بھیل کی رجمنٹ کے دوسو ستر آدمی پاس رہتے تھے ان تمام سپاہیون مین سوار ریزیڈنسی سے بہت دور رہتے تھے بظاہر ہر طرح خیر و عافیت معلوم ہوتی تھی سب لوگ اپنے کامون کو بدستور کرتے تھے مگر توپون کی آواز نے چونکا دیا ڈپٹی ریزیڈنٹ صاحب ریزیڈنسی کے زینہ پر چڑھے تو دیکھا کہ ہلکر کے سپاہی چلے آتے ہین - یہہ سرکش ہلکر کے سپاہی تھے اور ریزیڈنسی کی محافظت کے لیئے آئے تھے انھون نے

اندور مین فتح دہلی کی غلط خبر

اندور کی ریزیڈنسی

بعد ایک شخص سعادت خان (جو کسی شریف خاندان کا آدمی تھا اس کے باپ دادا ہلکر کے معزز عہدہ دار تھے) ہلکر کے سواروں کا افسر جسکی اردلی مین آٹھ سوار تھے مہاراجہ کے محل کی طرف سے یہہ غل مچاتا ہوا آیا کہ مہاراجہ کا حکم ہے کہ تیار ہو کر صاحبون کو مار ڈالو سعادت خان کے پیچھے کچھ فاصلہ پر شہر کے سرکش آدمیون کی بھیڑ تھی جو انگریزون کے خون کے پیاسے اور لوٹ کے بھوکے تھے۔ غرض اس قسم کے بدمعاشون نے عیسائیون کو چن چن کر مارنا شروع کیا۔ لٹیرون کو اس جھوٹی خبر نے بھی جمع کر دیا تھا کہ کرنیل ڈیورینڈ نے حکم دیا ہے کہ ایک مضبوط مکان مین جو پندرہ لاکھ روپیہ کا خزانہ بند تھا وہ مئو بھیجا جائے۔

سعادت خان جب دربار کی سپاہ سے مخاطب ہوا تو وہ ریسیڈنسی سے باہر آئی۔ انکے افسر بنس گوپال نے اقرار کیا کہ یہہ سپاہ پہلے سے برگشتہ ہو رہی تھی یہہ نہین تھا کہ وہ اسوقت حیرت زدہ ہو کر باہر نکل آئی تھی اسنے زیادہ کوئی فتنہ و فساد و شور و شر برپا نہین کرتا تھا گولہ اندازون نے سوارون کے پکٹون پر گراب اور گولے مارنے شروع کیئے۔

غرض ڈیورینڈ صاحب اور ٹرہویس صاحب نے یہہ تماشا ساڑھے آٹھ بجے دیکھا۔ کرنیل ٹرہویس صاحب پکٹ کے سوارون پاس گئے اور انسے کہا کہ باہر آنکر توپون کو لگاؤ اور باغیون پر چلاؤ۔ انہون نے تین دفعہ سوارون کی صف آرائی کی مگر انہون نے تینون دفعہ اپنی صف بندی کو توڑ دیا۔ غرض انہون نے دغا بازی کی اور باغیون سے مل گئے۔ باوجود اسکے بھی ٹرہویس صاحب نے حملہ کرنے کا حکم دیا اور بہادرانہ وہ توپون کے پاس صرف پانچ سوار ان کے ساتھ گئے اور توپون پر قبضہ کر لیا۔ اور سعادت خان کو زخمی کیا اگر انکو مدد پہنچتی تو آج ہی باغیون کا فیصلہ ہوجاتا مگر ان تھوڑے سے آدمیون کو پیادون نے دیکھ کر ریسیڈنسی پر گولیان مارنی شروع کین ٹرہویس صاحب واپس چلے آئے۔ ٹرہویس کے اس بہادرانہ حملہ سے یہہ فائدہ ہوا کہ کرنیل ڈیورینڈ کو یہہ فرصت مل گئی کہ انہون نے نہرت پھرت ریسیڈنسی کی محافظت مین کوشش کی کہ گولہ اندازون سے توپین بہت سی لگوائین اور افسرون کو باہر بلایا کہ وہ اپنے سپاہیون کی صف آرائی کرین اور ایک خط بھی کرنیل پلیٹ مئو کے کمانڈر کو لکھا کہ ہنگری فورڈ کے یوروپین توپخانہ کو اسکی مدد کے لیئے بھجوائے۔

باغیون کا حملہ رسیڈنسی پر۔

اس اثنا مین باغیون نے ٹریورس صاحب کے حملہ سے فرصت پاکر توپون کو رسیڈنسی کے سامنے لاکر جمایا اسکے جواب مین ٹریورس صاحب نے اپنی دو توپین کھڑی کین اور چودہ خیرخواہ گولہ اندازون اور سارجنٹ اوڑا ورمرفی کی مدد سے باغیون کی ایک توپ کو بیکار کیا اور انکو بھگادیا۔ اب سوارون کو یہہ کام تھا کہ جنگ کا فیصلہ کرتے مگر انہون نے کہنا نہ مانا پچیس تیس سوار توڑر کے مارے سیہور کو بھاگ گئے اور یہہ ہوائی خبر اڑاتے گئے کہ یوروپین سب قتل ہوگئے۔

ٹریورس صاحب کا دوبارہ حملہ کرنے کے لیئے بیفائدہ کوشش کرنا

جب بھوپال کی سپاہ نے لڑنے سے انکار کیا تو ٹریورس صاحب نے کپتان ہسکنی ایکن کو حکم دیا کہ وہ سوار ہوکر ایک درجن یا نصف درجن سوارون کو لے آئین کہ بیٹری کو جو کھلے میدان مین بے حفاظت پڑی ہے حملہ کرکے لے لین مگر سوارون نے ایک نہ سنی۔ جب ٹریورس صاحب سوارون سے مایوس ہوئے تو پیدلون پاس گئے مگر انسے بھی مایوس ہوئے۔ مہدی پور کے دوسو سپاہیون نے لڑنے سے بالکل انکار کردیا۔ بھوپال کنٹنجنٹ کے دوسو ستر سپاہیون مین سے بارہ سپاہی خیرخواہی مین ثابت قدم رہے۔ باقی نے اپنی بندوقین افسرون پر چھتیائین اور انکو بھگادیا۔ وہ انگریزون کی طرف سے لڑائی مین اپنی ایک انگلی نہین ہلانی چاہتے تھے۔ پھر انہون نے بھیلون کی طرف رجوع کی اور انکو رسیڈنسی کے اندر لائے انسے یہہ امید تھی کہ وہ دیوار کی آڑ مین کھڑے ہوکر دشمنون پر بندوقین چلائینگے مگر باغی گراپ اور گولے دیوار پر مار رہے تھے۔ اس خوف کے مارے بھیل مکانون کے اندر گھس گئے اور دشمنون پر بندوقین نہین چلائین۔

رسیڈنسی مین تھوڑے آدمیون کا رہ جانا

اب چودہ ہندوستانی گولہ انداز خیرخواہ اور آٹھ لڑنے والے افسر و ڈاکٹر و دو سارجنٹ اور پانچ انگریز ٹیلیگراف اوفس کے رسیڈنسی کے بچانے والے تھے۔ سوار جو خیرخواہ ابتک تھے انہون نے اپنے افسر کی معرفت ڈیورینڈ صاحب پاس پیغام بھیجا کہ اب ہم یہان اس خوف کے مارے زیادہ نہین ٹھہر سکتے کہ مبادا ہماری مراجعت کی راہ بند ہوجائے۔ اب ہم التماس کرتے ہین کہ رسیڈنسی کے محافظین اور عورتین بچے ہماری محافظت سے مستفید ہونا چاہین تو ہم انکو اپنی محافظت مین سیہور پہنچا سکتے ہین۔ ڈیورینڈ نے فوراً یہہ فیصلہ کیا کہ اب یہہ

اب یہہ دلیرانہ پن ہے کہ اسقدر دشمنون کی سپاہ کثیر کے سامنے ریذیڈنسی کی حفاظت کی جائے
مئو کی بیٹری جسکی کمک کی امید ہوسکتی ہے وہ دو گھنٹے سے کم مین نہین آسکتی اگر رستہ مین
اسکو بہت دشمنون سے مقابلے کرنے پڑے تو وہ بھی نہین آسکیگی۔ اگرچہ اس مین کمال خفت
ذلت ہے کہ دشمنون کے سامنے سے مفرور ہون مگر اس خفت کا اٹھانا عورتون اور
بچون کی جانین کھونے سے بہتر ہے۔ اس لیئے انہون نے اور سب افسرون نے مفرور
ہونا پسند کیا۔ وہ مئو کو جانا چاہتے تھے مگر جانے مین چار سو گز تک دشمنون کی آتش فشانی
کے اندر بھنا پڑتا اور مئو مین بھی پہنچکر غالباً قلعہ مین محصور ہونا پڑتا اس لیئے انہون نے ارادہ
کیا کہ وڈبرن کے کولم سے جا کر ملین وہ کچھ تھوڑی دور چلے تھے کہ انکو معلوم ہوا کہ سمرول کی
گذرگاہ جو راہ مین پڑتی ہے باغیون نے بند کر رکھی ہے اور سردارون نے بھی کہا کہ ہم نے
سیہور مین پہنچانے کا وعدہ کیا ہے اگر سیہور چلیئے تو ہم آپ کے ساتھ ہین اور اگر کہین اور
آپ جاتے ہین تو ہم آپ کے ساتھ نہین۔ سوارون کا وطن سیہور مین تھا وہ وہین جانا چاہتے
تھے۔ اس لیئے کرنیل ڈیورنڈ مجبور ہوکر سیہور کی طرف مڑے اور جلدی سے ۴ جولائی کو
وہان پہنچ گئے۔

اندور مین جب بغاوت کی چنگاریان روشن ہوئین تو انہون نے چارون طرف اپنی
شعلہ فشانی کرکے آگ لگادی۔ ہنگرفورڈ حسب الطلب ڈیورنڈ صاحب کے اندور جاتے تھے
مگر جب انہون نے رستہ مین سنا کہ ریذیڈنسی خالی ہوگئی تو وہ مئو واپس آگئے۔ اس
رات کو مئو کی آئینی سپاہ نے ہلکر کی سپاہ کے ساتھ ساز باز کرکے بغاوت کی۔ اول انہون نے
میس کوٹ مین آگ لگائی اور پھر اپنے کرنیل پلیٹ کو مارا ایڈجیوٹنٹ اور کپتان ہیگن انکو
سمجھانے گئے تھے انکو بھی مار ڈالا۔ سوارون نے بھی اپنے کمانیر ہیرس کو ہلاک کیا اور افسر
اپنی جان بچاکر بھاگ گئے۔

جب بغاوت کی پہلی آواز کرنیل پلیٹ کے کان مین آئی تو اسنے کپتان ہنگرفورڈ کو بلایا کہ
توپین لیکر وہ آئے۔ وہ توپین لیکر پریڈ پر آئے تھے تو انہون نے دیکھا کہ بنگلے جل رہے
ہین اور دشمنون کا کہین پتہ نہین۔ ہنگرفورڈ نے لینون پر گولہ اندازی کی تو سپاہی قریب سے

آزاد ہو کر باہر آئے اور اندور کی طرف بھاگے کہ وہان کے باغیون سے ملین اور اسکے بعد دہلی چلے جائین ۔

اب تک سنٹرل انڈیا مین تہذیب و شائستگی کی امید چلی جاتی تھی ۔ جب ہنگرفورڈ کا کرنیل مارا گیا اور ڈیورینڈ صاحب اندور سے مجبور ہو بھاگ گئے تو صاحب ممدوح نے بحثیت ہونے کی جوابدہی اپنے ذمے لے لی سوا اس کے وہ کچھ اور کر بھی نہین سکتا تھا وہ بغاوت کے تلاطم کے لیئے ایک بند حد بن گیا اسنے کل مئو مین مارشل لا کا اعلان کر دیا اسنے قلعہ کے برجون پر توپین چڑھادین اور اسکو ایسا استوار بنا لیا کہ وہ حملہ کا متحمل ہو اور اس مین رسد کا سامان بھی رکھ لیا ہلکر بھی خیرخواہی مین ذرا سی بھی کوتاہی نہین کرتا تھا جس دن اندور مین غدر ہوا ہے تو اسنے ڈیورینڈ صاحب کو یکم جولائی کو لکھا کہ مین ہر کام کو جو برٹش گورنمنٹ کی خیرخواہی کے لیئے مجھ سے کہا جائیگا بڑی خوشی و شوق سے کرونگا مجسٹریٹ مئو پاس بھی اسنے آدمی بھیجے کہ مراسلت جاری رہے ۔ باغی اسکے محل کے گرد جمع ہوئے اور اس سے باصرار کہا کہ ان عیسائیون کو جنکو اسنے اپنی پناہ مین لیا ہے ہم کو حوالہ کرے مگر اسنے انکی دھمکیون اور غل شور کا مقابلہ بہادرانہ کیا اور کہا کہ جبتک میرا دم مین دم ہے انکو نہین دونگا ۔ ۴ ۔ جولائی کو جب باغی چلے گئے تو اسکے دل پر سے بوجھ اتر گیا اور اب وہ آزاد ہو گیا کہ خیرخواہی کے کام صداقت کے ساتھ کرے تین دن بعد ۷ ۔ جولائی کو اسنے اپنی سپاہ بھیجی کہ وہ ان یوروپین کو جو ملک مین سرگردان مصیبت زدہ مارے مارے پھرتے ہین مصیبت اور آفت سے نکال لے اسنے خزانہ جسپر باغیونکا دست آندراز نہین ہوا تھا مئو مین بھجوا دیا ۔ اونٹون پر لدے ہوئے جو خطوط آئے تھے وہ مکتوب الیہون پاس بھجوا دیئے ۔ خلاصہ یہہ ہے کہ ہلکر نے ہنگرفورڈ کے ساتھ ملکر ایسے کام کیئے کہ صاحب ممدوح نے ڈاک پھر جاری کر دی اور تار لگا لیا اور اُس کے پاس کے اضلاع مین بندوبست کر لیا اس وقت مین اصلی اختیارات ڈیورینڈ صاحب کے ہاتھ مین تھے ۔

جب ڈیورینڈ صاحب سیہور مین پہنچے تو بھوپال کی بیگم نے صاف صاف کہدیا کہ میری قدرت سے باہر ہے کہ مین آپ کو اور آپ کے ساتھیون کو اپنی قلمرو مین رکھ سکون اس لیئے وہ ہوشنگ آباد مین چلے گئے ۔ یہان پہنچکر انکو معلوم ہوا کہ مئو یقینی سلامت بخیر و عافیت ہے تو وہ بڑی بڑی کڑی

منزلین طے کر کے اسیر گڈھ مین اس ارادہ سے پہنچے کہ ڈیورنڈ کیے کولم کو اورنگ آباد سے مئو مین لے آئین خواہ اس مین کچھ ہی نقصان ہو تا کہ دریائے نربدا پر قبضہ ہو اور سنٹرل انڈیا کی بدنظمی موقوف ہو جائے اور یہہ مقصد اپنا حاصل کر کے مئو یا اندور مین چلے آئین اور باغیون کو اور اندور کے قاتلون کو سزا دین اور سنٹرل انڈیا کے رئیسون پر گورنمنٹ کی وہی حکومت اور سطوت و صولت اپنی جمائین جو غدر سے پہلے تھی۔ وہ راہ ہی مین تھے کہ ۱۷- جولائی کو بریگیڈیر سٹورٹ صاحب کی جو ڈیورنڈ کی جگہہ مقرر ہوئے تھے یہ چھٹی آئی کہ کولم آگے بڑھ رہا ہے اسطرح نربدا بے خوف و خطر ہو گیا۔ مئو مین امن امان تھا۔ ڈیورنیڈ صاحب یہان سپاہ کے ساتھ آنا چاہتے تھے جسسے کہ انکی شان و شکوہ ظاہر ہو اس لیئے انہون نے کولم سے ملنے کا اپنا پہلا ارادہ قائم رکھا۔ ۲۲- جولائی کو کولم اس پہاڑ کے نیچے خیمہ زن ہوا جسپر قلعہ اسیر گڈھ تھا اس مقام مین جو یوروپین رہتے تھے انکو یہہ خوف لگ رہا تھا کہ نمبر ۶ گوالیار کنٹنجنٹ جو یہان تھا وہ بغاوت نہ کرے یہہ انکی خوش نصیبی تھی کہ انکی کمک آ گئی اور انہون نے گوالیار کی سپاہ سے ہتھیار لے لیئے اور جسپر وز سٹورٹ کا کولم آیا اسی دن ڈیورنیڈ صاحب اس سے جا ملے اور ۲۴- کو کولم نے مئو کی طرف کوچ کیا پہلی اگست کو سمرول کے درہ سے گذر کر دوسرے روز مئو مین داخل ہوئے۔ نربدا کی لائین محفوظ ہو گئی۔

بڑے مباحثے یہہ ہوتے ہین کہ اس نازک زمانہ مین ہلکر خیر خواہ تھا یا بدخواہ۔ بعض اسکی بدخواہی پر یقین کرتے ہین بعض اب بھی یہہ یقین کرتے ہین کہ وہ ہوا کو دیکھ رہا تھا کہ کس طرف چلتی ہے بعض یہہ یقین کرتے ہین اسکی خیر خواہی مین کوئی کسر نہ تھی۔

اصلی واقعات کا بیان کرنا مورخ کا کام ہے وہ بیان کیئے جاتے ہین۔ یہان اس امر کی تنقیح کی ضرورت نہین کہ ڈیورنیڈ ہلکر کو ناپسند کرتا تھا یا ہلکر ڈیورنیڈ کو ناپسند کرتا تھا۔ مگر یہہ بات مانی جاتی ہے کہ ڈیورنیڈ ہلکر کی خصائل کا مدح خوان نہین تھا اور ہلکر ڈیورنیڈ کو سر روبرٹ ہملٹن رزیڈنٹ سابق اندور کا قائم مقام کچھ مدت کے لیئے سمجھتا تھا جانتا تھا کہ وہ تھوڑے روز دن مین چلا جائیگا اس لیئے اس سے مصالحت کرنے کی چندان پروا نہین کرتا تھا۔

اس مین شک نہین کہ پہلی جولائی تک ڈیورینڈ صاحب ہلکر کی خیرخواہی پر پورا اعتبار کرتے تھے۔ اس لیئے انہون نے جب مہاراج نے اپنی سپاہ بھیجی تو اسکو اپنی ریزیڈنسی کی محافظت کے لیئے منظور کرلیا۔ مگر جب اس سپاہ نے ابتدا ہی تو بہین چلائین اور ہلکر کی طرف سے کوئی انکی مخالفت مزاحمت نہین ہوئی پھر انکے دل سے ہلکر کا اعتبار جاتا رہا مگر مہاراج نے پہلے ہی اطلاع دیدی تھی کہ سپاہ میرے اختیار مین نہین رہی پہلی جولائی سے پہلے ہی بعض سپاہیون نے ایسی اپنی سرکشی دکھائی تھی کہ مہاراج نے انکو باربرداری اور رسد دیکر اندور سے خارج کردیا تھا۔ قاعدہ ہے کہ بادشاہ خواہ کیسا ہی ہردلعزیز ہو۔ جب وہ اپنی سپاہ کے دلی یقینیات و اعتقادات کے برخلاف کام کرتا ہے تو پھر وہ سپاہ پر حکمرانی نہین کرسکتا ہلکر اپنی سپاہ کو اس نازک وقت مین اپنے قابو و اختیار مین نہین رکھ سکتا تھا اسنے راستبازی کے ساتھ ڈیورینڈ صاحب سے کہدیا تھا کہ مین اپنی سپاہ پر اعتبار و اعتماد نہین رکھتا۔

یکم جولائی کو جو سپاہ نے کام کیا اسکی مرضی کے خلاف کیا اس مین اسکو کچھ شرکت و سازش نہ تھی مہاراج خود اسکا سبب یہہ بیان کرتے ہین کہ اسوقت ہلڑ ایسا مچ رہا تھا کہ ریزیڈنسی تک وہ نہین آسکتا تھا۔ ۹ بجے جب سعادتخان زخمی ہوکر مہاراج پاس گیا اور اسنے کہا کہ مین نے ریزیڈنسی پر حملہ کیا اور ایک صاحب کو زخمی کیا تو ہلکر نے اسکو تھوڑی دیر قید کیا مگر وہ پھر آزاد ہوکر چلا گیا۔ اصل مین ہلکر کی حکمرانی سپاہ پر باقی نہین رہی تھی۔ چوتھی جولائی کو ہلکر گھوڑے پر سوار علم ہاتھ مین لیئے ریزیڈنسی مین آیا تو باغی اول بہ تعظیم و تکریم پیش آئے مگر جب اس نے انکے کہنے کو نہین مانا اور صاف صاف کہدیا کہ مین تمہارا طرفدار نہین ہون تو سپاہ نے اسکو گالیان دین اور کہا کہ جسونت راؤ ہلکر کی تو نالائق اولاد ہے۔

ہلکر کی خیرخواہی کی بڑی دلیل یہ ہے کہ جب باغیون نے اس سے ان عیسائیون کو مانگا جو اسکی پناہ مین تھے تو اسنے کہا کہ مین اپنا سر دیدونگا مگر انکو نہین دونگا بھلا اس سے زیادہ کیا اور خیرخواہی ہوسکتی ہے۔

غرض ہلکر کسی طرح باغیون کے ساتھ شریک نہین ہوا اور نہ اسکا کوئی عہدہ دار رشتہ دار انگریزون کے خلاف نہین ہوا۔ جب گورنمنٹ نے اسکو اپنا خیرخواہ تسلیم کرلیا تو اور وہ مخالف

اگر یہی تھا تو ریزیڈنسی مین کیون نہین آیا

شبہات کرنے عبث ہین - ہندوستان کے راجاؤن اور نوابون و رئیسون کی سپاہ اپنی دلی نعمتون کی نسبتاً باغی انگریزی سپاہ کی زیادہ طرفدار تھی - انگریزی سپاہ سے لڑنے سے اسکی جان نکلتی تھی - وہ بالکل اپنے آقاؤن کے اختیار سے باہر ہو گئی تھی جو ہلکر کا حال تھا وہی سیندھیا اور راجاؤن کا تھا -

اب ہم سنٹرل انڈیا کا حال چھوڑ کر راجپوتانہ کا ذکر کرتے ہین جو اسکے ہمسایہ مین تھا

باب دوازدہم

راجپوتانہ اور جارج لارنس

راجپوتانہ

راجپوتانہ مین جو راجپوتون کا ملک ہے اٹھارہ ریاستین تھین جنمین سے سترہ مین ہندو راج کرتے تھے اور صرف ٹونک مین مسلمان حکمران تھا -

کرنیل جارج لارنس بھائی ہنری لارنس اور جان لارنس کے تھے انمین اپنے دونو بھائیون کے بعض اوصاف تھے - ہم نے انکی صفات جمیلہ اور خصائل حمیدہ کا اکثر جنگ افغانستان مین کیا ہے - وہ اسوقت راجپوتانہ مین رزیڈنٹ تھے - اس زمانہ مین اس عہدہ جلیلہ پر انکا ہونا نہایت موزون تھا - ان ہی کی دانشمندانہ تدابیر سے راجپوتانہ سنبھلا رہا -

اپریل مین کرنیل صاحب کوہ آبو پر تھے کہ ان پاس ۱۹ - مئی کو دہلی و میرٹھ کے غدر کی خبر پہنچی تو کرنیل صاحب کو خیال ہوا کہ کل بنگال سپاہ ضرور بغاوت کریگی اسپر کچھ اعتبار نہین ہو سکتا

راجپوتانہ مین اسوقت کروڑ آدمیون کی آبادی تھی - رقبہ اسکا ایک لاکھ مربع میل تھا اور اس رقبہ مین بنگال رسٹڈلسی کی پانچہزار ہندوستانی سپاہ سب قسم کی تھی اور سوار بیس یوروپین سار جنٹون کے جو ہندوستانی رجمنٹون مین تھے اور چند یوروپین بیمار سپاہیون کے جو کوہ آبو پر ڈیسہ کی چھاونی سے بیمار ہو کر آئے تھے کوئی اور یوروپین سپاہی نہ تھا جو کام کے لایق ہو سب سے قریب چھاونی جسمین گورون کی سپاہ تھی

ڈیپیٹھین جو بنبئی ریسیڈنسی مین آبو سے ڈیڑھ سو میل پر تھی

کرنیل لارنس کے اول خیالات مین سے یہہ ایک خیال تھا کہ اجمیر کے سلحہ خانہ کو جو معرض خطر مین ہے بچانا چاہیئے۔ اجمیر راجپوتانہ کا مرکز ہے اس مین انگریزی عملداری تھی اگر اس مین کوئی خرابی اور خلل پیدا ہوتا تو تمام راجپوتانہ مین اسکا اثر ہوتا۔ یہہ شہر مسلمان و ہندو دونون کی زیارت گاہ تھا اور اس مین راجپوتانہ کے بڑے بڑے دولت مند ساہوکار اور تجار رہتے تھے۔ ایک قلعہ ٹوٹا پھوٹا تھا اس مین سلحہ خانہ اور خزانہ رہتا تھا اور ایک کمپنی نمبرہ ۵ ہندوستانی رجمنٹ کی رہتی تھی مگر جب میرٹھہ کی خبر نصیر آباد مین آئی تو وہان حکام فوجی نے یہہ خیال کرکے کہ چور پکڑنے کے لیئے چور مقرر کرنا چاہیئے اس رجمنٹ کی ایک کمپنی گرانڈیر کی اور بھیجدی تھی۔ اجمیر کے سلحہ خانہ مین تمام آلات اور سامان جنگ رہتا تھا جو کل راجپوتانہ مین کام آتا تھا۔ وہ میرٹھہ کے غدر کی خبر آنے کے وقت اس رجمنٹ کی دو کمپنیون کی محافظت مین تھا جسکے کرنیل اور اس کے تمام افسر بدخواہ جانتے تھے۔

یہہ ضرور تھا کہ اجمیر کا سلحہ خانہ باغیون کو نہ سپرد کیا جائے۔ کرنیل لارنس نے فوراً ڈیسہ کی فوج کے افسرون کو لکھا کہ وہ ہلکی میدانی سپاہ بھیجین جسکے سبب سے وہ اجمیر کے سلحہ خانہ کو بچا سکے اور نصیر آباد کی سپاہ کو ڈرائے ڈیسہ سے سپاہ روانہ ہوئی مگر اس سے پہلے اجمیر کے محفوظ رکھنے کی یہہ تدبیر کی گئی کہ ڈکسن صاحب نے میر وارٹہ کی ایک پلٹن بھرتی کی تھی جس مین اونے قومون کے سپاہی تھے وہ برہمنون کی طرح یہہ تعصب نہین رکھتے تھے کہ کھانا پینا ہی مذہب ہے اس لیئے یہ امید تھی کہ وہ بنگال پلٹن کے ساتھہ ہمدردی نہین کرین گے بلکہ وہ سرکار کے ساتھہ خیرخواہی مین ثابت قدم رہین گے۔ اس لیئے یہہ امر ضروری معلوم ہوا کہ اجمیر مین اس پلٹن کی ایک کمپنی بھیجی جاوے۔ وہ اسوقت بیور مین مقیم تھی۔ ایک چھوٹی سی جگہہ نصیر آباد کے جنوب مین ڈیسہ کی سڑک پر واقع ہے۔ بغیر کسی تامل کے ایک ہی دن مین ولسن صاحب کے حکم سے ڈبلیو کارنل صاحب اسکی پلٹن کے سو سپاہیون کو سینتیس ۳۷ میل رات کو جلدی جلدی طے کرکے صبح کو اجمیر مین لے آئے ان نوآمد سپاہیون نے سلحہ خانہ کو اپنی محافظت مین لے لیا اور نمبرہ ۱۵ رجمنٹ کی کمپنی نصیر آباد

بھیجدی کہ اپنی پلٹن سے وہان جاملے۔ اسطرح راجپوتانہ آفت سے بچ گیا۔

یہہ میواراڈ نے جات کے سرکار عالی وقار کے ساتھ تمام ایام غدر مین خیرخواہی مین ثابت قدم رہی

کرنیل لارنس نے یہہ خیال کیا کہ راجپوتانہ مین برٹش گورنمنٹ کا سطلے اور برترر ہنا اور عام امن و امان کا قائم رہنا راجپوتانہ کے قدیمی راجاؤنکی وفاداری اور ثابت قدمی پر منحصر ہے اس لیئے انہون نے ۲۳ مئی کو سب راجاؤن پاس اس مضمون کا اشتہار بھیجا کہ وہ اپنی ریاست کی حدود کے اندر امن امان قائم رکھین اور اپنی اپنی ریاستون کی سرحدون پر سپاہیون کو مجتمع رکھین تاکہ وہ ضرورت کے وقت برٹش گورنمنٹ کی مدد کرسکین اور انکے ملک مین سے جو فوجی باغیون کی جماعت گذرے تو اسے وہ بڑی گرمجوشی اور سرگرمی سے مقابلہ کرسکین۔ علاوہ اسکے کرنیل لارنس نے تمام چھاونیون کے افسرون پاس احکام بھیجے کہ وہ بڑی مستعدی وجد وجہد سے کام کرین اور بمبئی کی گورنمنٹ سے درخواست کی کہ یورپین سپاہ جو ایران سے واپس آرہی ہے جسکی خدمات کی ضرورت ممالک مغربی مین ہے وہ آگرہ کو گجرات اور راجپوتانہ کی راہ سے بھیجی جائین۔

دو چھاونیان نصیرآباد اور نیمچ کرنیل لارنس کے ماتحت تھین اور دونون مین رجمنٹین اور بیٹریان بالکل ہندوستانی تھین وہ انکو جانتے تھے کہ بغاوت ضرور کرینگین اس لیئے انہون نے پیش بندی یہ کی تھی کہ ڈیسہ سے سپاہ منگائی تھی مگر پہلے اسکے کہ یہہ سپاہ آئے بلوہ ہوگیا مگر اسنے آنکر یہان کے فساد کو بہت کم کردیا۔

نصیرآباد مین سپاہ نمبر ۱۵ اور ۳۰ ہندوستانی پیدلون کی رجمنٹین اور ایک ہندوستانی بیٹری اور پہلا بمبئی کا لین سر رہتا تھا۔ میرٹھ کی خبر آتے ہی نمبر ۱۵ رجمنٹ کا بگڑ جانا مشہور ہوگیا تھا۔ اس کے لیئے احتیاطین کی جاتی تھین۔ اول لین سر کے سوار جو معتبر سمجھے جاتے تھے رات بھر گشت کرتے تھے۔ توپین گرالون سے بھری رہتی تھین۔

۲۸ کو چار بجے نمبر ۱۵ رجمنٹ نے بغاوت کرکے توپون پر قبضہ کرلیا۔ غیر آئینی رسالہ نمبر ۱ دارکو جسکی وفاداری پر ابتک اعتبار کیا جاتا تھا حکم دیا گیا کہ حملہ کرکے توپون کو چھین لے چنانچہ اسنے حکم کی تعمیل کی اور حملہ کیا مگر جب توپین چندگز کے فاصلہ پر رہ گئین تو یہ سوار تین تین ہوکر

چلے آئے اور انکو اپنے افسرون کے تنہا چھوڑ دینے سے کچھ شرم نہ آئی۔ ان افسرون نے بڑی بہادری سے حملہ کیا مگر کچھ فائدہ نہین ہوا۔ دو افسر مارے گئے اور دو زخمی ہوئے الغرض برگیڈیر نے یہہ دیکھ کر کہ کمک کو کوئی نہین آتا تو تمام یوروپین افسرون کی عورتون اور بچون کو ہمراہ لیکر بیور کو روانہ ہوئے۔ باغیون نے تمام نصیر آباد مین چھاونی اور سرکاری اور غیر سرکاری بنگلون اور کوٹھیون کو جلا کر تباہ و خاک سیاہ کر دیا اور دوسرے روز دہلی کو روانہ ہوئے۔ اس بغاوت کی خبر کوہ آبو پر کرنیل لارنس کو یکم جون کو ہوئی۔ وہ ڈاک گاڑی مین بیور مین آئے۔ یہان لفٹنٹ گورنر کا آگرہ کا حکم ان پاس آیا کہ وہ تمام راجپوتانہ کی فوج کے برگیڈیر جنرل یعنی سپہ سالار مقرر ہوئے۔ اسطرح انکو فوجی و ملکی اختیارات دونون راجپوتانہ مین مل گئے۔

نصیر آباد سے جنوب مین ڈیڑھ سو میل کے فاصلہ پر نیمچ کی چھاونی تھی۔ یہان نمبر ۷۲ رجمنٹ ہندوستانی پیدل کی اور نمبر ۷ رجمنٹ گوالیار کنٹنجنٹ کی اور پہلا بنگال سوارون کا ایک ونگ رہتا تھا۔ ۳ جون تک سپاہ نے بغاوت نہین کی۔ جب ۲۸ مئی کو نصیر آباد کی سپاہ نے بغاوت کی تو نیمچ مین سپاہ نے بغاوت کا ارادہ کیا۔ ۳ جون کی شب کو انہون نے چھاونی کو جلایا اور جیلخانہ کو توڑا اور خزانہ کو لوٹ لیا۔ اول گوالیار کنٹنجنٹ نے خیر خواہی کا اظہار کیا مگر پھر وہ بھی اپنے ہمراہیون کے ساتھ لوٹ مین شریک ہو گئے۔ افسرون کی جانین نہین تلف ہوئین ایک سارجنٹ کی بی بی اور تین بچے مارے گئے اور باقی افسر مع عورتون اور بچون کے ایک گاؤن مین بھاگے جو اودے پور سے ۵۰ میل کے قریب تھا انہون نے رانا اودے پور سے مدد مانگی رانا نے حکم سے راو سلیدہ؟ الرا انتظام اور ترتیب کے ساتھ آگرہ کی راہ سے دہلی روانہ ہوئی۔ اس باغی سپاہ کی روانگی کے بعد کپتان لائڈ سپرنٹنڈنٹ نیمچ یہان آئے اور انہون نے اپنی عدالت اور حکومت پھر جمائی جو چند گھنٹون کے لیئے ملتوی ہو گئی تھی۔ کرنیل ڈکسن کمشنر مر گئے تھے انکا کام بھی جنرل لارنس کے سپرد ہوا۔ وہ تمام کام یہان اسطرح کرتے تھے جسطرح کہ امن کے زمانہ مین۔

۱۲ جون کو ڈیسہ کی سپاہ نصیر آباد مین آن پہنچی اس سپاہ مین چار سو تو انا سپاہی ۸۳ ملکی رجمنٹ کے تھے اور نمبر ۱۲ بمبئی کی ہندوستانی پیدل فوج کی رجمنٹ ۱ اور ایک تھرپ؟ یوروپین توپخانہ کا

کرنیل لارنس نے حکم دیا کہ سو سپاہی قلعہ اجمیر مین کمپنی کی کمک کے لیئے بھیجی جائین - پھر کرنیل
لارنس نے اجمیر کو اپنا ہیڈ کوارٹرس بنالیا وہ بیور اور نصیر آباد کو کبھی کبھی جاتے تھے -
سلحخانہ کے حفاظت کامل کے لیئے یہہ امر ضروری تھا کہ تاراگڈھ کی پہاڑی پر جو قلعہ ہے
اس مین کسیقدر فوج متعین کی جائے کہ میگزین اور شہر کو اپنی دیدبانی مین رکھے
چونکہ اس مطلب کے لیئے کافی سپاہ بہم پہنچ سکی تو اسکی محافظت مسلمانون کے سپرد کی -
یہان مسلمانون کے کسی بزرگ کا مزار تھا اس لیئے وہان کے سجادہ نشین نے نہایت
خوشی سے بتمنا اسکی حفاظت اپنے ذمے لی اور بخوبی اپنے کام کو انجام دیا -
یہہ تو ناممکن تھا کہ جنرل لارنس بذات خود ہر ریاست مین جاکر سارے کام خود کرتے
انہون نے تو بھی بڑے کارہاے نمایان کیئے کہ اجمیر کا سلحخانہ بچا دیا اور نصیر آباد اور نیمچ کو جو مرکز
بغاوت تھے اپنے پھر قبضہ کرلیا اب آگے چند صفحون مین انکے نائبون کے کام لکھے جاتے ہین
جو راجپوتانہ مین انہون نے کیئے -
جیپور مین میجر ولیم ایڈن صاحب ہوشیار ذی ہوش لیاقت مستقل مزاج ایجنٹ تھے اور
مہاراجہ رام سنگھ راج کرتے تھے - مہاراج نے عمدہ تعلیم پائی تھی وہ راجپوتانہ کی تاریخ سے
خوب ماہر تھے اور برٹش گورنمنٹ سے صداقت کے ساتھ محبت رکھتے تھے - میجر ایڈن صاحب
جس خیرخواہی کے کرنے کی ان سے استدعا کرتے تھے وہ اسکو بدل وجان کرنے کو موجود تھے
یہی حال انکی رعایا کا تھا مگر سپاہ کا حال یہہ نہین تھا - انکی سپاہ مین بھی پوربیے سپاہی
تھے جنکے دل برٹش گورنمنٹ سے برگشتہ تھے - اندور اور گوالیار کے حالات دیکھنے
سے ثابت ہوتا تھا کہ مشرقی سپاہیون مین جب جوش مذہبی اٹھتا ہے تو نہ انکا راجہ
نہ انکا باپ اسکو دبا سکتا ہے - مہاراج کی پانچ ہزار سپاہ نے میدان جنگ مین جانے
کے لیئے سفر کیا اور وہ اضلاع متھرا اور گوڑگانوہ کی طرف گئین کہ اضلاع مین بندوبست
قائم رکھین اور سول گورنمنٹ کو دوبارہ قائم کرین مگر جلدی سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ
اس سپاہ سے یہہ دونو کام اس حالت مین نہین ہوسکتے جسمین باغیون سے لڑائی
کرنی پڑے - جہان لڑائی ہوئی انہون نے بغاوت و سرتابی کی یہہ وجہ کہ سوار دنگی

طرح وہ یوروپین مفرورین کی جانین بچانے کو موجود تھے مگر لڑائی مین حملہ کرنے سے جان چراتے تھے اسلیئے یہہ پانچہزار سپاہ پھر جےپور کے ملک مین واپس بلالی گئی -

جودھپور جودھپور مین ایجنٹ کپتان سوک مین صاحب تھے جو بڑے عالی دماغ روشن ضمیر بلند حوصلہ تھے - مہاراجہ تخت سنگھ راج کرتے تھے جنسے انکے بھائی بند ٹھاکر ناراض رہتے تھے مہاراج سمجھتے تھے کہ میرا ان ٹھاکرون کے ہاتھ سے محفوظ رکھنا برٹش گورنمنٹ ہی کے طفیل سے ہے اسلیئے وہ سرکار کے نیک خواہ تھے انہون نے اپنی کنٹنجنٹ سپاہ دو ہزار سپاہیون کی اور چھہ توپون کی ایجنٹ کے حوالہ کین - جون تک جودھپور مین خیر و عافیت رہی اسکے بعد جو واقعات وقوع مین آئے وہ آئندہ بیان کئے جائینگے -

بھرت پور بھرت پور مین میجر نکسن صاحب ایجنٹ تھے - راجہ کے دربار اور اسکی سپاہ کی بغاوت کا حال پہلے بیان ہو چکا ہے

الور الور مین کوئی پولیٹکل ایجنٹ نہین تھا - راو راجہ بنے سنگھ راج کرتا تھا انہون نے اپنی تھوڑی سی فوج انگریزون کی خدمت کے لیئے بھیجی مگر وہ باغی ہوگئی پھر مہاراج کا خود جلد انتقال ہوگیا -

اودے پور اودے پور مین رانا سروپ سنگھ راج کرتے تھے انکا بھی اپنے بھائی بند ٹھاکرون سے عناد و فساد رہتا تھا - جب میرٹھ کی خبر آئی ہے تو یہان کے پولیٹکل ایجنٹ کپتان شورس صاحب کوہ آبو پر تھے - جب کرنیل لارنس نے انکو اودے پور جانے کا حکم دیا تو وہ اودے پور نہین گئے - اور بھی عدول حکمیان کین جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ وہ پولیٹکل ایجنٹ کے عہدہ سے برخاست کیئے گئے اور پھر انکی خدمات ملٹری سررشتہ سے متعلق کی گئین -

راجپوتانہ ہم نے راجپوتانہ کا حال آخر ماہ جون تک لکھا ہے - جب بغاوت کا ہنگامہ برپا ہوا تو اجمیر کا سلحخانہ محفوظ کیا گیا - نیمچ اور نصیر آباد مین جو سپاہ نے بغاوت کی تو اس کے کچھ عرصہ کے بعد پھر انگریزی عملداری قائم ہوگئی - اگر راجپوتانہ مین سرکشی ہوتی تو آگرہ مین بڑی بپتی -

باب سوم

آگرہ اور ساسیہ

آگرہ کا حال جون کے آخر دو ہفتے مین

پہلے تین بابون مین جو حالات اور واقعات بیان ہوئے ہین انہون نے آگرہ کی حالت پر بڑا اقتدار اثر کیا کہ آخر جون مین اسکا سنبھالنا مشکل ہوگیا۔ جمنا کے داہین کنارہ پر جو ملک تھا وہ سب برٹش گورنمنٹ سے برگشتہ ہوگیا۔ جمنا کے بائین کنارہ کے ملک مین بھی فتنہ و فساد کے شعلے اٹھ رہے تھے۔ غرض جون کے آخر ہفتہ مین ممالک مغربی کا دارالسلطنت تنہا بے پناہ رہ گیا تھا اور ابھی آیندہ اس کے لئے برے دن آنے والے تھے۔

۱۴۔ جون کو گوالیار کنٹنجنٹ نے سرکشی کی تھی وہان سے یوروپین بھاگ بھاگ کر آگرہ مین آتے تھے۔ یہان انکی سب طرح کی خاطرداری کی جاتی تھی اور انکی آسائش و آرام کا سامان مہیا کیا جاتا تھا۔ آگرہ کی محافظت وولنٹیریون کے سپرد تھی جنکے افسر پرنڈر گیسٹ صاحب تھے سوا ان کے یوروپین سپاہ تھی جس مین ساڑھے چھ سو سپاہی لڑنے والے تھے۔ ان محافظین کے سوا ہندوستانی پولس محافظ سمجھا جاتا تھا جسپر ناحق اعتماد کیا جاتا تھا وہ باغیون سے سازش رکھتا تھا افواہ اڑ رہی تھی کہ نصیرآباد اور نیمچ کی باغی سپاہ دو ہزار چھ سو سپاہیون کی بارہ توپین لئے ہوئے آگرہ پر حملہ کرنے کے لیئے چلی آتی ہے۔ جب لفٹنٹ گورنر کو بہ تحقیق معلوم ہوگیا کہ باغی آگرہ پر حملہ کرنے کے لیئے چلے آتے ہین تو انہون نے حکم دیدیا کہ عیسائیون کی عورتین اور بچے قلعے مین چلے جائین۔ مگر اسباب فقط اتنا ساتھ لے جائین جو ایک تھیلے مین آسکے جسکو ہاتھ مین اٹھا سکین اس سے زیادہ نہ ہو۔ اس زیادہ اسباب کے لیجانے کی ممانعت کے سبب سے سیکڑون خاندان تباہ ہو گئے۔ اسوقت سے قلعہ مین رسد کے سامان بہم پہنچانے مین زیادہ سستی ہونے لگی۔

باغیون کا فتح پور سیکری مین آنا اور آگرہ مین ہندوستانی راجاؤن کی سپاہ کا لانا +

۲- جولائی کو فتح پور سیکری مین جو آگرہ سے تیئس میل پر ہے باغی لشکر آگیا۔ پہلے بیان کیا گیا ہے کہ لفٹنٹ گورنر کی درخواست سے مہاراجہ گوالیار کی کنٹنجنٹ سپاہ بھیجدی تھی وہ ضلع آگرہ اور ضلع علیگڈہ مین انتظام کرنے کے لیئے گئی ہوئی تھی اسوقت دار السلطنت مین موجود نہین تھی۔ اس کے بعد کوٹہ کے کنٹنجنٹ سپاہ کا ایک دستہ آیا وہ آگرہ مین مقیم تھا۔ نواب سیف اللہ خان قرولی کے چھہ سو توڑہ دار بندوقچیون اور بھرت پور کے تین سو سوارون کی اور دو بینی تولیون کی افسری کر رہے تھے وہ ایک بڑے ہوشیار دلاور ڈپٹی کلکٹر تھے۔ اس تمام لشکر کی افسری لفٹنٹ ہنڈرسن صاحب لفٹنٹ گورنر کے ایجنٹ بن کے کر رہے تھے۔

۴- جولائی کی کونسل کی تدابیر و تجاویز + کوٹہ کی سپاہ کی بغاوت

۴- جولائی کو جب یہہ معلوم ہوا کہ باغی لشکر فتح پور سیکری مین آگیا ہے تو کوٹہ کی سپاہ چھاؤنی مین محافظت کے لیئے بھیجی گئی اور سیف اللہ خان کی سپاہ کو حکم ہوا کہ وہ شاہ گنج مین جو فتح پور سیکری کی سڑک پر ہے جا رہے۔ اس دن ۲- جولائی کو کولون صاحب ایسے بیمار ہو گئے کہ وہ اپنا کام نہین کر سکتے تھے اس لیئے انھون نے اپنا کام ایک کونسل کے سپرد کیا جسکے تین ممبر ریڈ صاحب ممبر اعلے صدر بورڈ اور بریگیڈیر پولوائیل اور میجر لیک مونٹ تھے۔

اس کونسل نے یہہ سمجھ کر کہ جب باغیون کا حملہ ہوگا تو جیلخانہ مین قیدی رہا ہو جائین گے اور وہ شہر مین بڑا دنگہ فساد مچائین گے انکو قابو مین رکھنا دشوار ہوگا اس لیئے جیلخانہ سے تھوڑے قیدی جمنا پار لیجا کر چھوڑ دیئے گئے۔ قلعہ کے قریب جو پیپون کا پل جمنا کا تھا وہ بھی توڑ دیا کہ اس طرف سے باغی شہر مین نہ آسکین۔ ہندوستانی عیسائی بھی قلعہ مین داخل کیئے گئے۔ سیف اللہ خان پاس جو توپین تھین قلعہ مین لاکر میگزین مین لگانے کی تجویز ہوئی اور کوٹہ کے کنٹنجنٹ کی وفاداری مشتبہ تھی اس لیئے اسکی خیر خواہی کا امتحان اسطرح کیا گیا کہ اسکو حکم ہوا کہ وہ باغیون کے لشکر پر جو آگے بڑھا چلا آتا ہے حملہ آور ہو۔ جب اس سپاہ سے توپین مانگی گئین اور اسکو باغیون پر حملہ کرنے کا حکم ہوا تو اسنے بغاوت اختیار کی اور اپنے یورپین افسرون پر گولیان چلائین جنکا اثر کچھ نہین ہوا وہ باغیون پر

حملہ کرنے کی جگہہ انسے جا ملی۔ نواب سیف اللہ خان نے جب کہا کہ قرولی کی سپاہ قابل اعتبار نہین ہے تو اسکو حکم ہوا کہ وہ سپاہ کو قرولی لے جائے

جناب ممدوح کی علالت مین کمی ہوئی تو وہ ۴۔ جولائی کی شام کو قلعہ مین داخل ہوئے اور اپنے عہدہ کے کام کو سرانجام دینے لگے۔ ۵۔ جولائی کو باغی قریب آ گئے۔ فتح پور سیکری مین باغیون کا لشکر بہت بڑھ گیا تھا۔ اب اس مین چار ہزار کے قریب پیادے اور پندرہ سو سوار تھے اور گیارہ توپین تھین بریگیڈیر پول ڈہیل پاس بہ تفصیل ذیل سپاہ تھی۔ تیسری یورپین رجنٹ کے پانچسو ساٹھ سپاہی اور ایک بیٹری جسکے گولہ انداز مع افسرون کے ساٹھ اور چون ہندوستانی توپخانہ کے ہنکانے والے اور پچپن سوار ملیشیا کے اور پچاس ملیٹری اور سولین افسر جو آگرہ مین پناہ گزین ہوئے تھے۔

۵ جولائی

اس تاریخ کی صبح کو بہت سویرے کرنیل فریزر نے بریگیڈیر پول ڈہیل سے عرض کی کہ یہہ وقت ایسا ہے کہ اس مین یہہ بہتر ہے کہ ہم آگے جاکر باغیون پر حملہ کرین۔ بریگیڈیر نے اس سے انکار کر دیا۔ مگر جب معلوم ہوا کہ باغی اسپر حملہ کرنے کو آتے ہین تو اسنے فریزر صاحب کی صلاح پر دوبارہ سوچ بچار کیا۔ اب دو طریقے اسکے سامنے تھے ایک یہہ کہ وہ قلعہ نشین اس سبب سے ہو کہ اس پاس ایسی بردست سپاہ نہین تھی کہ وہ سارے آگرہ کی محافظت اس باغی سپاہ سے کر سکتا جسکی تعداد اسکی سپاہ سے بہت زیادہ تھی۔ دوسرا طریقہ یہہ تھا کہ وہ سفر کر کے باغیون پر حملہ کر کے انکو ایسی شکست دیتا کہ انکا حوصلہ ہی یہہ نہ ہوتا کہ وہ آگرہ پر دست درازی کرتے۔ اس برٹش افسر نے جسکے پاس آٹھ سو برٹش سپاہی تھے یہہ مناسب جانا کہ آگے بڑھ کر بہادرانہ حملہ کرنا بڑی ہوشیاری و دانائی ہے۔

دوپہر سے پہلے یہہ تھوڑی سپاہ پریڈ کے میدان سے روانہ ہوئی۔ تین میل اس نے سفر کیا تھا کہ اسکو دشمن نظر آیا کہ وہ گاؤن ساسیہ کے پیچھے مقیم ہے اور اسنے توپین اپنے دونو بازوؤن پر ٹیلون اور درختون کی آڑ مین لگا رکھی ہین اس کے بائین طرف کے توپخانے نے توپین چلانی شروع کین۔ پول ڈہیل صاحب نے اپنے سپاہیون کو حکم دیا کہ وہ لیٹ جائین اور توپخانہ کو دو حصون مین منقسم کر کے اپنی سپاہ کے دونو بازوؤن

قائم کیا اور انکو دشمنون کی توپون کے جواب مین چلانا شروع کیا۔ اگرچہ توپخانہ کے افسرون نے بہادری کے کام کیے مگر دشمنون کا توپخانہ ایسا زبردست تھا کہ اسنے انگریزی توپون کی دو پہیون کو پہیون سے اڑا دیا اور تیسری توپ کو گرا دیا۔ افسرون نے یہہ دیکھکر کہ میگزین ختم ہونے کو ہے پول ہویل سے یہہ درخواست کی کہ وہ آگے بڑہنے کا حکم عام دے۔ پیدل بیکار پڑے پڑے بیتاب تھے کہ انکو دشمنون پر حملہ کرنے کا حکم ہو۔ مگر پول ہویل صاحب کو یہہ خوف تھا کہ سپاہ تھوڑی ہے اسطرح کرنے سے اسکی تعداد اور بھی کم ہوجائیگی اس لیئے اسنے حکم مطلوب نہین دیا۔ اگر جنرل مین معمولی عقل بھی ہوتی تو وہ یہہ سمجھتا کہ جس مطلب کے لیئے وہ آیا تھا اچھی طرح یون ہی حاصل ہوسکتا تھا کہ وہ آگے بڑھکر دشمنون کی سنگینون سے خبر لیتا جن سے ہمیشہ ہندوستانی لشکرون مین ایسا خوف پیدا ہوتا تھا کہ وہ بھاگ جاتے تھے۔ ہویل ایسا جنرل تھا کہ جسمانی جرات عقل کی کمی کی مکافات نہین کرسکتی تھی وہ پیدلون کو اس وقت کام مین لایا کہ توپخانہ کا میگزین بالکل ہوچکا تھا اور دشمنون کے سوارون نے نصف بیٹری پر حملہ کیا تھا مگر اب وقت ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ پیدلون نے اپنی بڑی بہادری لڑائی مین دکھائی کہ دشمنون کو گاؤن سے پرے ہٹا دیا اس پاس کی عمارتون مین اسکو دھکیل دیا۔ مگر توپخانہ انکی حمایت کے لیئے نہ تھا کہ آگے وہ کچھ اور کام کرتے۔ غرض انہون نے باغیون کو بھگا دیا مگر انپر فتح نہین حاصل کرسکے اب پول ہویل نے دیکھا کہ باغی اسکی مراجعت کا رستہ بند کرنے کو ہین اسنے سپاہ کو حکم دیا کہ وہ آگرہ کو الٹی چلے۔

اس اثنا مین قلعہ مین عورتین انتظار مین بیٹھی تھین کہ لڑائی کا نتیجہ کیا ہوتا ہے جسپر انکی جان کی سلامتی منحصر تھی۔ جن عورتون کے خاوند لڑائی مین گئے ہوئے تھے ان کا دل بڑا مضطرب تھا۔ تین گھنٹے سے برابر وہ توپون کی لڑائیون کی آوازین سن رہی تھین بعض ان مین سے بیقرار ہوکر دہلی دروازہ کے اوپر جو جھنڈا لگا ہوا تھا اسکے نیچے آکر بیٹھین تاکہ دونو سپاہیون کی حرکتون کو دیکھین مگر یہہ دیکھکر انکو بڑی مایوسی ہوئی کہ انکے ہم ملک تو واپس چلے آتے ہین اور انکے پیچھے سے دشمنون کے سوار بڑی سرگرمی سے انکو دبائے چلے آتے ہین۔ فی الحال سپاہیون کا ایک گروہ گرد آلودہ اور خون آلودہ قلعہ مین پانی پانی

پکارتا ہوا داخل ہوا۔ یہہ دیکھہ کر عورتین اپنے رنج والم کو بھول گئین۔ انہین سے بعض پیاس بجھانے کے سامان کے لئے دوڑی گئین بعض زخمیون کے بسترون پاس بیٹھ کے تیمارداری کرنے لگین۔ توپخانہ کے کپتان ڈی اوین نے اپنے مرتے وقت یہہ الفاظ کہے کہ میری قبر پر ایک پتھر رکھو اور یہہ لکھو کہ مین اپنی توپون پر لڑتا ہوا مر گیا۔ اسوقت آگرہ کے بدمعاشون نے باغیون کو فتحمند سمجھ کر چھاونی کے مکانون کو جلایا اور اس اسباب کو غارت کیا جو لفٹنٹ گورنر کے حکم سے قلعہ مین نہین داخل ہونے پایا تھا اور عیسائیون کو قتل کیا جو شہر مین اٹک پڑے تھے۔ قلعہ کے اندر ایک مرتفع زمین پر اسکے پناہ گزینون کا مجمع زخمیون کے علاج کو سن رہا تھا اور بیکس وبیچارگی کی حالت مین دیکھہ رہا تھا کہ انکے گھرون مین شعلے اٹھ رہے ہیں جمنا کے پانی پر اور تاج گنج کے سنگ مرمر پر اپنا پرتو ڈال رہے ہین۔ دو دن تک آگرہ کی یہی حالت رہی تیسرے دن جب راجہ رام نے جاکر کہا کہ اب شہر مین کوئی باغی نہین رہا تو ڈرمنڈ صاحب مجسٹریٹ آگرہ شہر مین آئے اور بندوبست کر لیا۔ تو پھر اہل قلعہ کو شہر والونکا خوف کچھہ نہین رہا۔

قلعہ کے اندر قریب چھہ ہزار آدمیون کے جمع ہوگئے تھے وہ اپنے تئین مقید جانتے تھے۔ اور قید کی میعاد کو نہین جانتے تھے کہ کتنے دنون رہیگی۔ قلعہ کے اندر مختلف قسم کی عمارت تھین گورنمنٹ کی صاف عمارتین سنگ مرمر کے بڑے بڑے کمرے۔ خوبصورت مسجدین برج۔ کوٹھیان اور بڑے شاندار محل۔ ان مکانون مین سب رہتے تھے۔ مقید آدمیون پاس وہ سامان آسائش تھا جو اس حالت مین حاصل ہو سکتا تھا قلعہ مین جو مقید ہو کر آئے تھے انہین مختلف نسلون اور مذہبون اور پیشون کے آدمی تھے۔ سپاہی سویلین۔ انگلش لیڈیان انکے بچے یوریشین۔ ہندوستانی ملازم۔ مونکس (راہب) اور نن نٹ و سرکس والے جو ایک فرانسیسی کمپنی کے تھے۔ اگرچہ ابتدا مین کچھہ ابتری تھی مگر پھر بہت اچھی طرح انتظام ہوگیا اور ہر قسم کے آدمیون کے لئے مکانات مقرر ہوگئے اور سب مکانات نمبر لگ گئے۔ اسوقت سب مذہب کے آدمی آپس مین ہمدردی ومدد کرتے ہین اور ایک دوسرے کی مصیبت کم کرنے مین متفق تھے موتی مسجد زخمیون کی اسپتال تھی جس مین عورتین

تیمارداری کرتی تھین۔ صبح سے شام تک سول اور ملیٹری افسر اپنے اپنے کامون مین لگے رہتے تھے۔ بہت سی لیڈیان تھین جو اپنی قید کی تکالیف کو بھول گئی تھین وہ زخمیونکی تیمارداری کرتی تھین یا بچون کو پڑھاتی تھین مگر بعض انہین بیکار رہنے سے گھبراتی تھین قلعہ مین نہ کسی کو بھوکے رہنے کا خوف تھا نہ کسی کو یہہ ڈر تھا کہ کوئی اسکو گولی مار یگا بہت سے بہادر قلعہ مین ایسے تھے کہ وہ اپنی ہم قومون پر طعن و تشنیع کرتے تھے کہ یہہ کیا نامردی کی زندگی ہے کہ قلعہ مین مقید پڑے ہین گو دشمنون کی تعداد زیادہ ہو مگر چند سو توانا و تنومند سپاہیون کا بیکار پڑا رہنا شجاعت و دلاوری کا مقتضا نہین ہے۔ ہم محصور نہین ہین مگر محصورین کی سی تکلیف اٹھاتے ہین ہمکو چاہیے اپنے گرد کے ملک مین اپنی سلطنت پھر جمائین اور لوگون کے دلون سے اس تمام یقین کو دور کرین کہ انگریزی عملداری بالکل جاتی رہے اس لیئے علی گڈھ پر لشکر کشی ہوئی۔

کرنیل کوٹن صاحب بریگیڈیر پول ویل کی جگہ مقرر ہوئے تھے انہون نے تین گورون کی کمپنیان اور تین توپین اور تیس والنٹیر اور چند معتبر ہندوستانی سوار یہہ سب میجر مونٹ گومری کے ماتحت ۲۰ اگست کو آگرہ سے روانہ کیئے یہہ سپاہ ۲۴ اگست کو علی گڈھ مین آئی یہان ایک دیوار دار احاطہ مین بہت سے جہادی اور تیسرے رسالہ کے کچھ سوار تھے۔ ان پر حملہ کیا جہادی خوب لڑے مگر شکست پاکر بھاگے اور انکے دوست بھی علی گڈھ سے مفرور ہوئے۔

اسوقت لفٹنٹ گورنر کی زندگی تلخی سے گذرتی تھی وہ اپنے دل مین سمجھتے تھے کہ مین کوئی کام جو میرے عہدہ کے لیئے سزاوار ہے نہین کر سکتا۔ علاوہ ان امتحانات کے ان پاس خطوط طنز آمیز ایسے آدمیون کے آتے تھے جنکو انکی مدد کرنی چاہیئے تھی بہ تدریج انکی صحت بگڑتی گئی۔ ڈاکٹرون نے ہر چند انکو سمجھایا کہ اگر آپ آرام نہین کرینگے تو آپکی جان جاتی رہیگی مگر وہ اپنے ملک کی خدمت گزاری اپنی نہایت عمدہ لیاقت و قابلیت سے کرتے رہے اور ۹ ستمبر کو اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ اگرچہ وہ دنیا کے ہیرو مین سے نہ تھے مگر بغاوت کی تاریخ مین انکے بڑے بڑے

[illegible]

لفٹنٹ گورنر کی وفات

لکھے جاتے ہین جنمین انکو بہادرانہ ناکامیابیان ہوئین وہ آخر دم تک اپنی خدمات کے بجالانے مین راست باز ایماندار رہے وہ ان جوابدہیون کا مقابلہ کرتے رہے جنکو وہ جانتے تھے کہ میرے واسطے بہت بڑی ہین - جب تک انگلنڈ مین ان آدمیون کی قدرشناسی چلی جائیگی جو اپنے فرائض خدمت کے ادا کرنے مین جد و جہد کرتے ہین - کولون صاحب کا نام بھی تعظیم و تکریم کے ساتھ انکے اہل وطن لینگے اور ان کے یہ آخری الفاظ جو مرنے کے وقت کہے ہین بعض آدمی یاد رکھینگے کہ خداتعالے نے جس بوجھ کو میرے اٹھانے کے لیئے مقرر کیا مین اس کے اٹھانے سے کبھی جھجکا نہین مین نے اپنے سچے دل سے ہمیشہ یہہ قصد کیا کہ مین خدا کا اور انسان کے ناراض کرنے سے پرہیز کرون

باب چہارم

ممالک شمالی و مغربی

ہم نے پہلے علی گڈھ و مین پوری و اٹاوہ و بلندشہر کی بغاوتون کا ذکر کیا ہے اب اور اس کے متصل کے اضلاع کی سرکشیون کا ذکر کرتے ہین -

مہاراجہ سیندھیا نے جو سپاہ لفٹنٹ گورنر پاس بھیجی تھی اس مین سے لفٹنٹ کوک برن تین سو تینتیس سپاہیون کو ساتھ لیکر ۱۳ مئی کو روانہ ہوئے اور ۲۶ کو علی گڈہ مین پہنچے - اول ہاتھرس مین انگریز تھے انکے بچانے کے لیئے وہ یہان آئے - ہاتھرس مین انکے سوارون نے جنمین اکثر مسلمان تھے سرکشی کی اور ضلع کے دیہاتیون کو اغوا کرنا شروع کیا - کوک برن نے گوان کے سوارون کی تعداد ایک سو تینتیس رہ گئی تھی - باغیون کو پھندے مین پھنسانے کی یہہ ترکیب کی - ایک گاڑی مین پردہ کے اندر چار سوارون کو مسلح کر کے بٹھایا اور باغیون کی طرف گاڑی کو بھیجا اور آپ خود اس کے پیچھے درختون کے سایہ مین سوارون سمیت چلے - جب گاڑی باغیون کے سامنے آئے

تو انہون نے یہہ جانا کہ کوئی عورت اس مین بیٹھی ہوگی وہ اسکی طرف لپک کر دوڑ پڑے تو گاڑی کے اندر کے سوارون نے انپر گولیان چلائین تو انکی آواز سنکر کوک برن صاحب باغیون پر دوڑ پڑے اور ان مین سے اڑتالیس کو ہلاک کیا اور سب کو بھگا دیا۔

گوالیار کے سپاہیون کی بغاوت ۔ علیگڑھ وغیرہ

پہلے سوارون کے رسالہ نے ہاتھرس مین سرکشی کی اور اپنے افسرون سے کہا آپ چلے جائین۔ دوسرے دن پھر سوارون کے دوسرے رسالہ اور توپخانے کے گولاندازون نے بغاوت کی اور اپنے افسرون سے کہا کہ اب ہم کو آپ کی ضرورت نہین ہے باغی رسالے آپس مین مل گئے اور انکے افسر آگرہ کو چلے گئے تعجب کی بات یہہ ہے کہ اسی کنٹنجنٹ کے پیادون نے اپنا انگریزون کے خون کا پیاسا ہونا دکھلایا باوجودیکہ انمین بیسوین حصے ہندو تھے سپاہیون مین مسلمان زیادہ تھے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ بغاوت کا سبب زیادہ جات کا تھا

والنٹیر جو گھوڑون پر چڑہنا اچھا جانتے تھے وہ دفترون کے کلرک اور دکاندار اور نیل کے زراعت کار تھے انہون نے بھی عمدہ خدمات کین۔ ایک نیل کی کوٹھی مین انکے ہموطن چھہ سات گھرے ہوئے تھے انکا بچانا پہلا کام انکا تھا وہ علی گڑھ دوڑے گئے اور یہان سٹروبٹسن صاحب ضلع کے مجسٹریٹ سے جو بڑے بہادر اور عالی ہمت تھے مل گئے مگر دہاتیون کا مقابلہ نہین کر سکے اس لیے آگرہ کو واپس چلے گئے انہین سے بارہ نے فرار کی عار کو پسند نہین کیا وہ علی گڑھ سے پانچ میل پر ایک نیل کی کوٹھی مین رہگئے جب گوالیار کے سوار باغی ہوئے تو وہ بھی آگرہ چلے آئے ۔ یہہ آگرہ کے والنٹیر منتظر اسکی حرکت کے بن کے بیٹھے تھے کہ نصیر آباد کی باغی سپاہ کی دیدبانی کرین۔ جمنا کے باہین کنارہ پہ سب ہی جگہہ بغاوت پھیل گئی۔

سہارنپور

سہارنپور ایک ضلع کا صدر مقام ہے جب میرٹھہ مین بغاوت ہوئی تو اس مین چھہ یا سات یوروپین تھے جنمین کلرک بھی شامل تھے اور اتنے ہی یوریشین رہتے تھے۔ خزانہ پہ ستر اسی سپاہی مراد آباد کی رجمنٹ نمبر ۲۹ کے مامور تھے جنکا افسر بھی ہندوستانی تھا۔ اور جیلخانہ اور انگریزی افسرون کی کوٹھیون پر پہرہ چوکی دینے والے سو سپاہی تھے اور تمام ضلع مین پولس تھا جو اس امان کے زمانہ مین اس کام کے لیے کافی تھا کہ ضلع کے

دس لاکھ باشندون مین سے کسی کو دنگہ فساد کرنے دے۔ سہارنپور سے سوری
ودیرہ دون اور لنڈھور کو راستہ جاتا تھا رڑکی اسکے پاس تھی جہان سے دہلی کے
انگریزی لشکرگاہ مین محاصرہ کا مصالح بڑہایا جاتا تھا وہان انجنیرنگ کالج تھا اور
اور نہر کے شعبہ کا بڑا کارخانہ تھا۔ یہہ سب کارخانے ہندوستانی سپاہیون کے
ہاتھ مین تھے۔ اس ضلع کی بڑی خوش نصیبی یہہ تھی کہ وہان مسٹر روبرٹ سپنکی صاحب
مجسٹریٹ تھے جو بڑے جری بہادر دانشمند تھے انکے نائب ڈنڈاس روبرٹس صاحب
تھے جو بڑے عالی ہمت اور مستعد و چست و چالاک تھے۔ لفٹنٹ برن لو صاحب انجنیر بھی
بہادران کے ساتھ تھے۔ پس ایسے عالی دماغ روشن ضمیر دلاور افسرون کے ہونے سے سہارنپور کے
بچنے کی امید ہوسکتی تھی .... ۱۴ مئی کی شام کو میرٹھ مین غدر ہونے کی اور دوسرے دن
دہلی مین انگریزون کے قتل ہونے کی خبر آئی سپنکی صاحب نے سب انگریزون کی مجلس
منعقد کی جسمین یہہ فیصلہ ہوا کہ عورتین اور بچے سوری بھیجدیئے جائین اور سب یوروپین
اور یوریشین ایک کوٹھی مین یکجا رہین۔ ضلع مظفرنگر کی سرکشی نے اور سپاہیان نہر کی دو سرکش کمپنیون
کے قریب آنے نے اور سرکش دہاتیون کے ان کے ساتھ ملجانے نے سہارنپور مین خوف
بڑہا دیا تھا۔ ایام غدر مین ان دہاتیون کے دبانے کا بڑا اصول یہہ تھا کہ دلاوری ہوشیاری سے کام لیا
جائے مسٹر روبرٹس صاحب نے چند خیرخواہ زمیندار انتخاب کرکے اپنے ساتھ ملالئے کہ سازش
کرنے والون کو گرفتار کرلین انہون نے چند نیزہ بردار ہندوستانی سوار نمبر ۲۹ اور ہندوستانی
رجمنٹ کے پیادے ساتھ لیے اور ضلع کے اس حصے مین گئے جو زیادہ سرکش ہو رہا تھا۔ وہان
انہون نے اپنی عقل دور اندیش سے دورسے انگریزی حکومت کو جاری رکھا انکو تحقیق ہوگیا کہ زمیندار
سرکشون کے مددگار ہین اور انکا مقصود سرکشی سے لوٹ نہین جس سے انکو اپنا کام کرنا زیادہ
مشکل ہوگیا۔ کامیابی کا مدار سپاہیون کی وفاداری پر منحصر تھا۔ وہ ابتک وفادار معلوم ہوتے
تھے۔ ۳۰ مئی کو نمبر ۵ ہندوستانی رجمنٹ کی دو کمپنیان انکے پاس آئی تھین انہون نے ۲ جون
کو سرکشی کی۔ انکے پاس اسی تاریخ کچھ گورکھے آگئے تھے۔ غرضکہ یہان کے دانشمند سول افسرون نے
اسطرح کام کیا کہ ضلع مین سے انگریزی عملداری کو اکھڑنے نہین دیا۔

میرٹھ اور سہارنپور کے درمیان مظفرنگر صدر مقام ضلع کا ہے وہان کے خزانہ پر پہرہ چوکی نمبر ۲۰ رجمنٹ ہندوستانی میرٹھ کی ایک کمپنی کا تھا۔ میرٹھ کے بڑے غدر مین اس رجمنٹ نے بہت شور برپا کیا تھا اس لیئے یہ توقع نہین ہوسکتی تھی کہ پلٹن نے بغاوت کی ہو تو اسکا یہ حصہ بغاوت نہ کرے مگر تین دن تک اسنے سرکشی نہین کی اور معلوم نہین کہ کب تک سرکشی نہین کرتا اگر مسٹر برفورڈ صاحب مجسٹریٹ ضلع کچہریون کے بند کرنے سے یہ نہ بتلاتے کہ سرکار انگریزی کی عملداری کا انکو یقین بالکل نہین رہا۔ صاحب ممدوح نے غدر کی خبر سنتے ہی تمام کچہریان بند کردین اور خود ایک چھوٹی سی کوٹھی مین جا رہے اور جیلخانہ کے پہرہ کے سپاہیون کو اپنی حفاظت کے لیئے بلا لیا۔ اسطرح حکمرانی سے انکے جدا ہونے کا نتیجہ یہہ تھا کہ ضلع کے سارے باشندے سرکشی آمادہ ہوگئے۔ زمینداروں اور کاشتکارون کو یہہ یقین ہوگیا کہ اب سرکار کا آفتاب اقبال غروب ہوگیا جن لوگون کا غارت گری پیشہ تھا اور اور لٹیرے اور مفلسون کو یہہ لوٹ کا موقع خوب ہاتھ لگا سپاہیون نے خزانہ توڑا اور جتنا روپیہ وہ اٹھا سکے اسکو لیکر مرادآباد روانہ ہوئے زیادہ لوٹ اہل شہر اور ضلع کے مفسدون کے ہاتھ لگی۔ برفورڈ صاحب کے جاتے ہی ضلع مظفرنگر سے سرکاری عملداری اٹھ گئی۔ ایام غدر مین صاحب کی نامردی یہہ ایک عجیب مثال تھی انہون نے کچہریون کو بند کرکے خود بتلا دیا کہ اب انگریزی عملداری نہین رہی۔

جن ضلعون کی بغاوتون کا اوپر ذکر ہوا وہ رہیلکھنڈ کی بغاوت کے آگے خفیف تھین رہیلکھنڈ مین سب سے بڑی چھاونی بریلی تھی ۱۸۵۷ء مین اسکے اندر نمبر ۸ غیر آئینی سوارون کی رجمنٹ اور نمبر ۱۸ و ۶۸ پیدلون کی رجمنٹیں اور ہندوستانی بیٹری تھین اور اس برگیڈ کے بریگیڈیر سب بالڈ صاحب تھے۔ بریلی مین کمشنر بھی رہتا تھا۔ سو سے زیادہ یورپین و یوریشین وہان رہتے تھے۔ مارچ مین بنگال مین سپاہ مین جو ایک بےچینی پھیلی تھی وہ اپریل مین یہان کے سپاہیون مین پیدا ہوئی۔ جب انکو نئی بندوقین دی گئی ہین تو وہ کہتے تھے کہ ہم نے پرانی بندوقون سے سارے ہندوستان کو فتح کرلیا اب ان نئی بندوقون کے دینے کی کیا ضرورت ہے ہندوستانی قدامت پسند بڑے ہوتے ہین پرانی لکیر کے فقیر ہوتے ہین یہہ بدعت پر چونکتے ہین۔ وہ ان بندوقون کے دینے مین جانتے تھے کہ دال مین کچھ کالا ہے

انکو اول ان بندوقون کی سنگینون کی قواعد سکھائی گئی پھر جب گولی چھوڑنے کی قواعد کا آغاز ہوا اور نمبر ۱۸ ہندوستانی رجمنٹ کو نئے کارتوس دیئے گئے اور پریڈ پر توپخانہ انکے پہلو پر کھڑا ہوا تو سپاہیون کے دلون مین طرح طرح کے وسوسے اور اندیشے پیدا ہوئے ۲۹ مئی تک تو خیر رہی مگر اس تاریخ کی صبح کو کرنیل ٹروپ نے سنا کہ چند گھنٹے کے بعد دونو پیدل رجمنٹین بغاوت کرنے پر تیار ہین باقی رجمنٹ نمبر ۸ سوارون کو مسلح ہونے کا حکم ہوا سوارون نے نہایت گرمجوشی سے حکم کی تعمیل کی مگر بغاوت نہین ہوئی۔ شام کو ٹروپ صاحب نے سنا کہ اس غیر آئینی سوارون کی رجمنٹ مین بھی دغاباز موجود ہین مگر اسکے کپتان میکنزی صاحب کو جو اس رجمنٹ کے کپتان تھے سوارون پر کچھ بدگمانی نہین تھی وہ کوئی بری بات انکی نسبت سنتے نہ تھے۔ وہ اسکے ساتھ برسون رہے تھے اسکی وفاداری اور جانثاری بے تعصبی دیکھ چکے تھے اپنر پورا اعتبار کرتے تھے اب اس اعتبار کے امتحان کا وقت عنقریب آگیا تھا۔

۳۱ مئی کی صبح کو کپتان برون لو کا بنگلہ جلایا گیا۔ خزانہ کے پہرہ کے سپاہی نے ایک ہندوستانی افسر سے چٹھی جو وہ قلعہ کو لئے جاتا تھا چھین کر اور پھاڑ کر اسکے منہ پر پھینکی اور اسکو گالیان دین ان دو واقعات کو دیکھ کر بہت سے فرنگیون کو اپنی محافظت کا خیال پیدا ہوا۔ گیارہ بجے ایک توپ اور بندوقون کی باڑھ چھٹی اور سپاہیون نے غل شور مچایا تو معلوم ہوا کہ بغاوت کا وقت آگیا۔

سپاہیون نے بغاوت کا انتظام اس طرح کیا تھا کہ ان مین سے ہر کمپنی اپنے افسرون کو گیارہ بجے ۳۱ مئی روز یکشنبہ کو مار ڈالے۔ گیارہ بجتے ہی اٹھائیسوین رجمنٹ کے سپاہی توپون کے پاس دوڑے گئے اور لین مین پاس کے گھرون مین گراپ ماری اور چھوٹی چھوٹی سپاہیون کی ٹولیان بندوقین لیکر جدا جدا بنگلون مین گئین باقی سب سپاہی جلانے و قتل کرنے و غارت و تباہ کرنے پر جھکے افسرون نے یہ حال دیکھ آٹھوین غیر آئینی سوارون کی رجمنٹ کو اپنا امن بنایا یا شہر مین جاکر پناہ گزین ہوئے۔ برگیڈیر گھوڑے پر سوار لین مذکور کو جاتے تھے کہ انکے سینہ مین سپاہیون نے گولی ماری وہ مر گئے اور اور افسرون کا بھی یہی حال ہوا

دس بجے صبح کو ایک ہندو رسالدار نے میکن زئی صاحب سے کہا کہ بعض سوار بہار ہی
تھے کہ انہون نے اٹھارہویں و اڑسٹھویں رجمنٹون کے سپاہیون کو آپس میں کہتے ہوئے
سنا کہ ارادہ ہے کہ گیارہ بجے بلوہ کرین اور انگریزون کو اور انکے بیوی بچون کو مار ڈالین
میکن زئی صاحب نے اس بات پر کچھ اعتبار نہین کیا مگر احتیاطاً اپنے سوارون کی
رجمنٹ کے افسرون کو حکم دیا کہ وہ ایسے تیار رہین کہ فوراً اطلاع ہوتے ہی میدان
میں آجائین وہ خود وردی پہنکر تیار ہوئے تھے کہ بریگیڈ میجر کپتان بیرون دوڑے
ہوئے آتے کہ بغاوت ہوگئی اور ان کے اس کہنے کی تصدیق توپون کی آوازون
اور بندوقون کی باڑ کے چلنے اور غل غپاڑہ کے ہونے سے ہوگئی۔ کرنیل ٹروپ
فوراً آگئے اور میکن زئی صاحب اور میجر صاحب سوارون کو میدان میں لانے
کے لیے گئے۔ داہین ونگ میں اول و دوم و سوم و ہشتم ترپ تھے اپنی لین کے
سامنے فوراً تیار ہوکر آن کھڑے ہوئے اس عرصہ میں ہر لمحہ میں شور و شر بڑھتا
جاتا تھا بریلی کی سب طرف سے افسر اور سویلین لینون میں پناہ لینے کے لیے چلے
آئے۔ ان مفرورین پر سپاہی گولیان چلاتے تھے اور بنگلون میں آگ لگاتے
پھرتے تھے۔ میکن زئی اور میجر صاحب بائین ونگ کو میدان میں لائے کہ انہون نے
دیکھا کہ دایان ونگ چلا جا رہا ہے وہ انکے پاس دوڑ کر گئے اور انسے اس حرکت کا سبب پوچھا تو ایک رسالدار نے جواب دیا کہ
کرنیل ٹروپ کے حکم سے یہ جنبش ہوئی ہے تو وہ کرنیل ٹروپ صاحب پاس جو بریگیڈیر کے پاس جاتے سے خود بریگیڈیر کے تھے گئے تو پوچھا
تو میکن زئی صاحب نے جنکو اپنے سوارون پر اعتبار چلا جاتا تھا بہت کہا کہ آپ مجھے
اجازت دیجیے کہ میں اپنی رجمنٹ کو الٹا لے آؤن اور تو میں پھر اپنے قبضہ میں کرلون
تو ٹروپ صاحب نے جواب دیا کہ اس سے کچھ فائدہ نہیں ہے۔ جو بات تم کو بتاتا ہوں
وہ کرو۔ کرنیل ٹروپ نے تو یہہ حکم اس لیے دیا تھا کہ وہ آٹھ میں سوارون کی رجمنٹ میں
جانتے تھے کہ دغا باز بھرے ہوئے ہیں جنہیں محمد شفیع جو سب سے بڑا افسر تھا وہ سب سے
زیادہ دغاباز تھا۔
جب بایان ونگ بالکل تیار تھا تو محمد شفیع انکو چھاونی کی طرف لے گیا میکن زئی صاحب کو

میکن زئی صاحب کے کارنامے

محمد شفیع کا جنرل میکن زئی کو دغا دینا

اسکا سبب نہین معلوم ہوا اسکے ساتھ یہ آواز آئی کہ وہ توپون پر حملہ کرنے کے لیئے گیا ہے
میکن زئی صاحب نے داہین ونگ سے کہا کہ وہ توپون کے لینے کے لئے جاتا ہے
تو وہ ان کے پیچھے خوشی خوشی ہولیا جب وہ پریڈ پر آ گئے تو انہون نے دیکھا کہ بظاہر
بایان ونگ باغیون کے ساتھ ملنا چاہتا ہے وہ اس پاس گئے اور وہ انکے ساتھ
چلنے کو راضی ہوا کہ اٹھارہوین رجمنٹ کے میگزین کے پاس جہان سپاہی جمع تھے اور ایک
توپ رکھی تھی محمدی جھنڈا کھڑا تھا۔ وہان سے آواز آئی کہ سارے سوارون کو چاہیئے
کہ وہ اس محمدی جھنڈے کے نیچے جمع ہون اور مذہب کی حمایت کرین تو مسلمانونکو سور کا
اور ہندوون کو گائے کا گوشت زبردستی کھلایا جائیگا ان آوازون کے سننے سے
اور سبز جھنڈے کے دکھائی دینے سے سوارون کی نیت مین فرق آیا پھر میکن زئی
صاحب کی کوشش نے کچھ اثر نہین کیا وہ داہین ونگ پاس آئے تو اسکا حال بھی باہین ونگ کا سا
دیکھا آخر کو وہ مجبور ہوا تئیس ۲۳ سوارون کے ساتھ جو خیر خواہ وفادار رہے تھے نینی تال کی
راہ لی ان سوارون مین بارہ افسر تھے وہ کرنیل ٹروپ صاحب سے مل گئے جنہون نے
خدا کا شکر ادا کیا کہ میکن زئی جو موت کے منھ مین گئے تھے وہان سے صحیح سلامت بچکر
نکل آئے یہہ سب فرنگی چھیاسٹھ میل کا سفر بائیس گھنٹے مین طے کر کے نینی تال مین پہنچ گئے

جب نینی تال کو انگریز بھاگ گئے تو بریلی مین یوروپین کا ہر ایک گھر سوار ایک کے جلکر
خاک سیاہ ہوگیا۔ خان بہادر خان کے نائب السلطنت ہونے کا اشتہار دیا گیا۔ اسکی
حکومت نے انگریزون کا خون بہا کے اپنا منھ سرخ کیا۔ دو جج رابرٹسن صاحب اور ریلیسن صاحب
اور ڈپٹی کلکٹر ڈی ایٹ صاحب اور ڈاکٹر ہے صاحب ڈاکٹر اور صاحب اور ایک صاحب
اور تین اور سویلین قتل ہوئے تمام فرنگی سوداگر پیشہ ور اور کلرک اور انکی سب عورتین بچے
قتل ہوئے۔ وہ خان بہادر پاس پکڑے آتے تھے اور وہ انکو قتل کرنے کا حکم دیتا تھا
ان بہادر قیدیون نے خان بہادر خان کے منھ پر کہا کہ گو تو اپنے نئے تخت سلطنت
کی آبپاشی ہمارے خون سے کر سکتا ہے مگر اسکی جڑ زمین کے اندر نہین جا سکتا تو آسانی
سے غیر مسلح مردون اور عورتون اور بچون کو قتل کر سکتا ہے مگر برٹش قوت اسکا بڑا کھیلا

خان بہادر خان

نکالیگی۔ بخت خان بریگیڈیر ہوکر سپاہ سمیت دہلی روانہ ہوا۔ خان بہادر خان نے اسکے کہا کہ وہ دہلی جاکر بادشاہی فرمان بریلی مین میرے نائب السلطنت ہونے کا بھجوادے خان بہادر نے طامسن صاحب لفٹنٹ گورنر ممالک شمالی و مغربی کی قبر کو کھدوا کے پھنکوا دیا اور اس کے مصالح سے اپنا مقبرہ بنوانا چاہا۔

شاہجہان پور

جس روز بریلی مین دردناک واقعہ وقوع مین آیا اسیدن شاہجہان پور مین جو بریلی سے ۴۷ میل فاصلہ پر تھا ایسا ہی الم ناک حادثہ واقع ہوا۔ شاہجہان پور مین اٹھائیسوین ہندوستانی پیدل رجمنٹ رہتی تھی۔ انکو میرٹھ کے غدر کی خبر آئی کو پہنچی یہان کے سب فرنگیونکو سپاہیون پر یہہ اعتماد تھا کہ وہ بغاوت نہین کرین گے۔ مگر یہہ اعتبار نہین رہا اتوار کے دن اس مئی کو انگریز گرجا مین نماز پڑھنے گئے ہنوز وہ نماز مین مشغول تھے کہ اٹھائیسوین رجمنٹ کے سپاہیون نے گرجا کو جا گھیرا۔ جب پادری صاحب گرجا کے دروازہ مین آئے تو انکا ہاتھ تلوار کے زخم سے اڑا دیا وہ بھاگ نکلے تو دیہاتیون کے ہاتھ سے مارے گئے مسٹر ریکس صاحب مجسٹریٹ ضلع کو بھی قتل کیا کئی کلرکون اور انکے بیوی بچون کا خون باغیون نے اپنے سر لیا۔ چرچ کے دروازہ پر یہہ مقابلہ ہوا تو اور انگریزون اور لیڈیون نے دروازہ بند کر کے اپنی محافظت کی انکے نوکرون نے انکے پاس بندوقین اور تپنچے لا دیئے تو وہ چرچ سے باہر نکلے وہ بگیان اور گاڑیان موجود تھین جنمین وہ آئے تھے مگر سو سکھ انکی محافظت اور جان بچانے کے لیۓ موجود تھے۔

چھاونی مین قتل

سپاہیون کا ایک گروہ گرجا مین فرنگیون کو قتل کرنے کے لیۓ گیا تھا دوسرا گروہ چھاونی مین بنگلون مین آگ لگانے اور یوروپین کے قتل کے لیۓ تلاش کرنے گیا تھا اسسٹنٹ مجسٹریٹ کو مار ڈالا کپتان جیمس صاحب سپاہیون کو سمجھانے لگے تو انہون نے کہا کہ ہم دغا باز نمک حرام نہین ہین۔ ہم بیس برس سے سرکار کی ایماندار ی کے ساتھ خدمت کرتے رہے ہین انکو بھی مار ڈالا اور کئی انگریزون وبیبیون اور بچون کو مارا۔ جو انگریز زندہ رہے وہ ایک جا جمع ہوئے۔ انکی حالت بڑی خستہ تھی مگر جیسے خستہ حالی سخت تھی ایسا ہی اسکا علاج سخت تھا وہ راجہ پوایان پاس گئے جو چند میل کے فاصلہ پر تھا مگر راجہ نے انکی خاطر داری اچھی طرح

نہین کی اور کہا کہ مین آپ کے بچانے کا مقدور نہین رکھتا۔ مسٹر جنکنس اسسٹنٹ مجسٹریٹ نے محمدی کے ڈپٹی کمشنر کو چھٹی لکھی کہ جسمین یہان کا سارا حال بیان کیا اور درخواست کی کہ جسقدر سواریان بھیج سکو بھیجدو۔ واٹسن صاحب نے چھٹی کے آتے ہی سواریان بھیجدین دو دن بعد مفرورین محمدی مین پہنچ گئے مگر یہان آنکر بھی بچے نہین۔

بداؤن مین ولیم اڈورڈس صاحب مجسٹریٹ تھے ضلع بداؤن مین بندوبست اراضی سے سارے زمیندار اور رعایا ایسے ناراض تھے کہ بغاوت کرنے کو تیار تھے۔ ایڈورڈس صاحب اس بات کو خوب جانتے تھے انہون نے میرٹھ کی خبر سنتے ہی اپنے بیوی بچون کو نینی تال بھیجدیا۔ ۲۰ مئی کو الفرڈ فلپ صاحب ایٹہ کے مجسٹریٹ بھی بھاگ کر آگئے تھے۔ دو دن کے بعد اڈورڈس صاحب پاس خبر آئی کہ قصبہ بلسی پر باغی حملہ کرنے کو ہین۔ انہون نے بریلی سے مدد چاہی جسکا جواب ان پاس خاطر خواہ آیا مگر پہلی جون کو خود بریلی مین ہنگامہ بغاوت برپا ہوگیا تھا۔ بداؤن مین سپاہیون نے اب تک بغاوت نہین کی تھی انکے افسر نے بغاوت کی خبر سنکر اڈورڈس صاحب سے کہا تھا کہ انکے پاس جو خزانہ ہے وہ اسکی محافظت کرینگی۔ مگر اسی رات کو وہ بریلی کے باغیون کے گروہ اور جیلخانے کے قیدیون سے جو قفس سے پرندون کی طرح چھوٹے تھے مل گئے اور لوٹ مار شروع کردی اڈورڈس صاحب چار انگریزون اور ایک افغان مسلمان خیرخواہ ملازم کو ساتھ لیکر بداؤن سے بھاگے اور گنگا پار جاکر فتح گڈھ مین پہنچے انکے ہمراہیون مین سے ایک آدمی کی جان تلف ہوئی اڈورڈس صاحب کے چلے جانے کے بعد بداؤن مین خان بہادر خان کی عملداری شروع ہوئی سپاہیون نے خزانہ لیکر دہلی جانے کا قصد کیا مگر خزانہ خالی تھا دانشمند کلکٹر نے زمیندارون سے اس فصل کی قسط لینے سے انکار کردیا تھا جسکے سبب سے خزانہ مین بہت روپیہ نہین تھا۔

بریلی کے شمال مغرب مین اٹھائیس میل کے فاصلہ پر مراد آباد تھا اس مین انتیسوین ہندوستانی پہلی رجمنٹ اور آدھی ہندوستانی بیٹری رہتی تھی اس مین جج اور مجسٹریٹ کلکٹر اسسٹنٹ مجسٹریٹ اور سول سرجن رہتے تھے۔

مراد آباد مین میرٹھ کی بغاوت کی خبر ۱۲ مئی کو پہنچی ـــــــ ۱۸ کو حکام کو خبر آئی کہ

ایک چھوٹا سا گروہ بیسوین ہندوستانی رجمنٹ کا جسنے میرٹھ مین بغاوت کی تھی مرادآباد سے پانچ میل کے فاصلہ پہ ایک جنگل مین خیمہ زن ہے اسکے پاس بہت سا روپیہ اور اسباب و سامان ہے یہہ موقع اس انتیسوین رجمنٹ کے پہلے امتحان کا خوب ہاتھہ آیا اسکی ایک کمپنی کپتان فیلڈ ڈی صاحب باغیون سے لڑنے کے لیئے لے گئے انکو مار کر بھگا دیا انکا سارا اسباب اور گھوڑے اور ہتھیار اور دس ہزار روپیہ چھین لیا آٹھہ آدمی قید کیئے اور ایک کو مار ڈالا اس امتحان مین وفاداری و فرمانبرداری کے اندر یہہ رجمنٹ پوری اتری۔

باغی سپاہی یہہ نہین سمجھے تھے کہ ۲۹ رجمنٹ کے سپاہی ایسے خیالات کے خلاف ہین۔ کیونکہ جو سپاہی بھاگ گئے تھے انمین سے کچھ سپاہی بے باکانہ ۲۹ رجمنٹ کی لین مین داخل ہوئے تو پھر اس رجمنٹ نے اپنی بہی خیرخواہی دکھائی کہ ہندوستانی سارجنٹ جو ان باغیون کو لین مین لایا تھا اسے مار ڈالا اور باغی سپاہیون کو قید کر لیا جنکو جیلخانے مین بھیجدیا ہندوستانی سارجنٹ جو مارا گیا تھا وہ ۲۹ رجمنٹ کے ایک سپاہی کا قریب کا رشتہ دار تھا یہہ سپاہی رجمنٹ پر اپنا رعب داب و اثر رکھتا تھا۔ اسکو جب معلوم ہوا کہ میرا رشتہ دار مارا گیا تو اس نے سپاہی اپنے پاس جمع کر لیئے اور جیلخانہ پر جا کر اپنے بیسوین رجمنٹ کے سپاہیون کو اور جیلخانہ کے چھہ سو قیدیون کو چھڑا یا گو یہہ سپاہی باغی ہو گئے تھے مگر اب تک زیادہ تر سپاہی اس رجمنٹ کے خیرخواہ تھے وہ ایجوٹنٹ کا رڈنر صاحب کے ماتحت ان قیدیون اور مفسدون کے پکڑنے کے لیئے دوڑے اور پھرتی سے ڈیڑھ سو مفسدون اور مجرمون کو پکڑ لائے اور اس کے بعد سول اور ملٹری افسرون کی کوشش سے اور باغی پکڑے گئے۔

اتنے مین کو رامپور کے کچھ مسلمانون نے مرادآباد کے سامنے رامگنگا کے پار سبز جھنڈا کھڑا کیا سوپہنتے سرکار کے بدخواہ اسکے نیچے آ کر جمع ہوئے تو شہر کی ساری دکانین بند ہو گئین بازار خالی ہو گئے گھرون مین کنڈیان لگ گئین وقت ولسن صاحب جج نے سپاہ کو اپنی امداد کے لیئے بلایا اور سوار اور افسر اور انتیسوین رجمنٹ کی ایک کمپنی لیکر گئے اور ان مفسدون کو پراگندہ کر دیا ... تھی کیا ... دیکھا ... لڑکا ... ساتھہ لیکر گئے

[illegible]

نگران کے آنے کی خبر انکے پہنچنے سے پہلے باغیون پاس پہنچ گئی تو وہ ترائی کی طرف بھاگ گئے سپاہ ان کے پیچھے گئی اور اسنے انسے ہتھیار انکا میگزین انکا روپیہ لے لیا انکی وردی اتروالی نگران کا مقید رکھنا مصلحت نہ جانا۔

مگر جب بریلی کی بغاوت کی خبر مراد آباد کی رجمنٹ پاس آئی تو اسکا اثر انکے دل پر بہت برا ہوا ۲۰ جون کو ۲ بجے نواب رامپور کی معرفت جج و مجسٹریٹ مراد آباد کو بریلی کی بغاوت کا حال معلوم ہوا۔ جج صاحب نے اپنی دانشمندانہ تدبیر سے سپاہ کو دو ہفتے تک باغی نہین ہونے دیا اسنے تین امتحانون مین اس وفاداری اور جان نثاری کو ثابت کیا مگر بریلی کی بغاوت کے بعد وہ بگڑ گئی پھر انگریزون کے کہنے مین نہ رہی اسنے سرکاری خزانہ پر قبضہ کیا جسمین پچھتر ہزار روپیہ نکلا تو خزانچی کو پکڑا کہ خزانہ مین روپیہ کیون اسقدر کم ہے اسکو توپ سے اڑانے کے لئے گئے مگر اسکو انگریزون کی سفارش سے چھوڑ دیا۔ جب ولسن صاحب اور اور انگریز گھوڑون پر سوار بھاگنے کے لئے ہوئے تو پھر باغیون نے بندوقون کے فیر کئے مگر ہندوستانی افسر جو اپنے عہد کے پورے تھے وہ اسکی جان بچانے کے لئے آ گئے سپاہیون نے خزانہ پر قبضہ کرکے افیون پر اور سارے سرکاری صندوقون پر جو نوٹون کے تھے قبضہ کیا۔ پولیس نے کام کرنا چھوڑ دیا سویلین اور انکے بی بی بچون کو ایک ہندوستانی افسر اور غیر آئینی رسالہ کے سوارون نے میرٹھ اور افسرون اور انکے بی بی بچون کو نینی تال بھیجا۔ مراد آباد مین اکثر یوریشین اور ہندوستانی عیسائی پیچھے رہ گئے تھے ان مین سب مقتول و مجروح ہوئے ایک ہندوستانی عیسائیون نے اور مسٹر پول نے اسلام قبول کرکے اپنے تئین شکنجہ عذاب سے بچایا۔ ان نومسلمون کا حال معلوم نہین کہ پیچھے کیا ہوا۔ اب روہیلکھنڈ کی کمشنری مین صرف ضلع بجنور کا حال بیان کرنا باقی ہے وہ بیان کیا جاتا ہے۔ اس ضلع کا رقبہ اٹھارہ سو بیاسی مربع میل ہے سات لاکھ کے قریب آبادی ہے ۱۸۵۷ء مین یہان شکسپیر صاحب مجسٹریٹ کلکٹر اور پامر صاحب جنٹ مجسٹریٹ اور ڈاکٹر نائٹ صاحب سول سرجن تھے اور مسٹر روبرٹ کری صاحب سول افسر جو پہاڑ پر جاتے تھے وہ یہان مقیم تھے باقی اور تیرہ کلرک اور انکے بیوی بچے تھے۔ ہندوستانیون کی معرفت انگریزون کو اسی کو

میرٹھ کے ۱۰ مئی کے غدر کی خبر ہوئی - انہون نے میرٹھ سے اصل حال دریافت کرنے کے لیئے خط و کتابت کی مگر گوجرون نے اور میرٹھ کے جیلخانے کے چھوٹے ہوئے قیدیون نے وہ لوٹ مار و نگہ فساد مچا رکھا تھا کہ رستہ بند ہو گیا تھا اس مین سوار لنگوٹ بند مسافر کے کسی اور کا گذر مشکل تھا اس لیئے ۱۳ مئی کو جو سوار صاحب ممدوح نے بھیجا اسکو میرٹھ اور بجنور کے درمیان میرٹھ کے غدر کی خبر ملی

جب شیکسپیر صاحب نے دیکھا کہ فساد بڑھتا جاتا ہے تو سرکار کی عملداری کے قائم رکھنے کے لیئے انہون نے ضلع کے زمینداروں سے امداد کی درخواست کی کہ وہ جہان تک مدد کر سکتے ہین کرین اور تمام سپاہیون کے پاس جو رخصت پر ضلع مین آئے ہوئے تھے حکم بھیجا کہ وہ آنکر سرکار کی خدمت گزاری کرین - ہلدور اور تاجپور کے چودھریون نے ۲۳ کو جواب باصواب دیا اس کے کچھ دنون بعد غیر آئینی رجمنٹون کے چند افسر اور سوار آئے پولس بڑھایا گیا مگر فساد بڑھتا ہی گیا - ۱۹ مئی کو مرادآباد کا جیلخانہ لوٹا - بجنور کے سخت مجرم قیدی چھوٹ چھوٹ کر اپنے ضلع مین آئے جنکے سبب لوگون کی جان و مال و آبرو اور زیادہ معرض خطر مین آئی پھر اور بہہ زیادہ خطرہ بڑھا کہ رڑکی کے تین سو سیپر مائنر باغی ہوکر ضلع بجنور مین داخل ہوئے اور محمود خان نواب نجیب آباد سے انکے قول و قرار ٹھیرے - ان پاس میگزین تھوڑا تھا اس لیئے انہون نے بہہ بہتر جانا کہ مرادآباد اول جائے اور ۲۹ رجمنٹ کو اپنے ساتھ ملائے اور اس سے اپنا میگزین بڑھائے اور رستہ مین نگینے کو لوٹتی جائے مگر جب وہ مرادآباد گئے تو وہان انکے پاس جو کچھ تھا اسے بھی کھو بیٹھے +

اس ۲۱ تاریخ کو بہہ باغی نگینہ مین داخل ہوئے کہ بجنور کے جیلخانے سے قیدی بھاگے - شیکسپیر صاحب جلدی سے جیلخانہ پر خود پہنچے اور کچھ قیدیون کو اپنی بندوقون کے فیر سے روکا قیدی جو بھاگ گئے تھے انکے پیچھے پامر صاحب کو سوارون کے ساتھ بھیجا مگر ان بندھوون کو دریا کے کڑاڑے کی ایسی آڑ مل گئی کہ سوار وہان کام نہ کر سکے پیادون کی ضرورت ہوئی جو بلائے گئے مگر انکے آنے تک رات ہو گئی جسکے اندھیرے مین ڈھائی سو قیدی بھاگ گئے

شیکسپیر صاحب کا زمینداروں اور سپاہیوں سے امداد کی درخواست کرنا اور فساد کا بڑھنا

بجنور کا جیلخانہ ٹوٹنا

شیکسپیر صاحب جانتے تھے کہ جیل خانہ سے قیدیون کا بھاگنا اسقدر آزادی کے لیئے نہین ہے جسقدر لوٹ کی طمع کے لیئے۔ خزانہ لوٹ کی بڑی طمع دلاتا ہے اس لیئے انہون نے خزانہ بہت سے روپیہ کو کنوے مین ڈالا کچھ روپیہ بقدر ضرورت خرچ کے لیئے باہر باس رکھا یہہ کنوان خزانہ کے مکان کے قریب تھا اس کے منہہ کی محافظت اس مکان کی چھت پر سے خوب ہوسکتی تھی اس دانشمندانہ حکمت سے خزانہ کے بڑے طالبین بھی سمجھ گئے کہ بغیر جان جوکھون کے کسی طرح سے روپیہ ہاتھ نہین لگ سکتا۔

شیکسپیر صاحب کی یہہ پیش بندی خوب کام آئی محمود خان اس خزانہ کے لیئے خالی چھکڑے لیکر آیا کہ سارے روپیہ کو نجیب آباد لے جائے مگر وہ مایوس ہوا۔ دو روز بعد بہت سے ہندو زمینداروں کے نوکر بجنور مین آگئے اور نئے سوار بھرتی ہوگئے ۲۸- کو ایک رسالدار چودہ سوار جو رخصت پر ضلع مین آئے ہوئے تھے لیکر آگیا۔ ۲۹- رجنٹ کے چالیس سپاہی مراد آباد سے آگئے تو نواب نجیب آباد کو چلا گیا

پامر صاحب ۲۹ رجنٹ کے سپاہیون کو اور بیس سواروں کو ساتھ لیکر منڈاور گئے جو بڑا دولت مند قصبہ تھا اور لٹیرون سے گھرا ہوا تھا۔ پامر صاحب نے سرکشون کو بڑا صدمہ پہنچایا اور ضلع مین نواب نجیب آباد کے آدمی بھی جب انکو روپیہ نہ ہاتھ آیا تو خالی چھکڑے اپنے ساتھ لیکر نجیب آباد کو روانہ ہوئے شیکسپیر صاحب نے نواب سے کہا تھا کہ میواتی بڑا دنگہ فساد مچا رہے ہین انکو جا کر درست کرو مگر وہ گیا نہین یہہ امر بطور امتحان تھا جسمین نواب پورا نہین اترا جس کے سبب سے اسکی طرف سے شیکسپیر صاحب کو خدشہ پیدا ہوا۔

جب بریلی کی بغاوت کی خبر ۳ جون کو شیکسپیر پاس آئی تو انہون نے بڑی دانشمندی کا کام یہہ کیا کہ ۲۹- رجنٹ کے سپاہیون کو الٹا مراد آباد بھیجدیا۔ اس بغاوت کا اثر بجنور پر یہہ ہوا کہ اسکی مراسلت باقی سب اضلاع سے منقطع ہوگئی۔ لفٹنٹ گف صاحب چوتھی ایرریگولر رجنٹ کے سوارون اور اونٹون کی ایک قطار کو ساتھ لیکر بجنور کے خزانہ کے لینے کے لیئے آئے مگر شیکسپیر صاحب نے بجائے اونٹون کے ہاتھیون پر پچاس ہزار روپیہ لاد کر بھیجدیا جو بہت جلد میرٹھ مین پہنچ گیا۔ اونٹون پر خزانہ کا جلد و سلامت پہنچنا مشکل تھا۔

نواب کا بجنور میں آنا

نواب نے یہہ سُنا کہ شیکسپیر صاحب کا ارادہ ہے کہ باقی خزانہ خیر خواہ ہندوؤن کو سپرد کردین تو وہ یہان بجنور مین بن بلائے آ گیا۔ اسکی نیت بگڑی ہوئی تھی۔ خوش نصیبی سے شیکسپیر صاحب پاس سید احمد خان بھی جو سچے وفادار جان نثار اپا ندار خیر خواہ سرکار تھے عقل و دانش کے پتلے تھے۔ وہ نواب محمود خان پاس گئے اور اسنے کہا کہ چند انگریزون کے مارڈالنے سے تم کو کیا ہاتھ آئیگا۔ انکو زندہ جانے دو اور تم ضلع کے مالک ہو جاؤ اور اسکو اور سارے نشیب و فراز ایسی خوبی سے سمجھائے کہ اسنے سب انگریزون کو اسی رات باغیون سے بچا کر رڑکی کو روانہ کردیا۔ شیکسپیر صاحب نے ایک دستاویز لکھکر نواب کو دی کہ وہ دس روز تک ضلع مین حکمرانی کرے مگر نہ مالگذاری وصول کرنے کا اس کو اختیار نہین ہے۔ خزانہ مین سے روپیہ خرچ کرے مگر اس کا حساب کتاب قاعدے کے موافق رکھے۔

شیکسپیر صاحب مع اور تمام فرنگیون کے سوارون کی محافظت مین رڑکی پہنچ گئے دس روز بعد انہون نے پھر رڑکی سے بجنور مین واپس آنے کے لیے بڑی کوشش کی مگر ایک سپاہی بھی انکو ہاتھ نہین لگا کہ انکو وہان پہنچا دیتا اس لیے واپس آنا ممکن نہ تھا۔

بجنور میں نواب محمود خان کی عملداری

نواب نے اول یہہ اعلان کیا کہ وہ دہلی کے بادشاہ کی طرف سے یہان حکمران مقرر ہوا ہے۔ دوم نواب نے چاہ مین سے سارا روپیہ نکال لیا اور اپنے گھر نجیب آباد روانہ کیا۔ ٹرنک بند کر دی دریاؤن کے گھاٹون پر پہرہ بٹھا دیے سپاہ جسقدر بڑھا سکا بڑھائی اپنا ایک معتمد آدمی دہلی کے بادشاہ پاس بھیجا کہ ضلع بجنور اسکی جاگیر مین بادشاہ عنایت کرے اوزان و پیمانے سرکاری بدلکر بادشاہی وزن اور پیمانے جاری کیئے جنپر دہلی منقش کرایا۔ اسنے ہندوؤن سے لڑنا شروع کیا۔ شیرکوٹ کے چودہری کو باہر نکال دیا یہہ کام اس کے حق مین زہر ہوا ہندو رئیس اور چودھری اس کے دشمن ہو گئے۔ ہلدور کے چودھریون نے نواب کو بجنور سے نکال کر نجیب آباد کو بھگا یا تو شیکسپیر صاحب نے پھر چودہریون کو ضلع حوالہ کیا اور سید احمد خان اور رحیم خان ڈپٹی کلکٹر پاس حکم بھیجا کہ وہ ضلع مین سرکار کی طرف سے انتظام کریں ان دونون وفادار جان نثار خیر خواہون نے انتظام اچھی طرح کیا مگر محمود خان نے اپنا تسلط بجنور پر

تو ان دونو کو ضلع چھوڑکر بھاگنا پڑا - اب ہم نے رہیلکھنڈ کے سارے اضلاع کے باغی ہونیکا
ذکر کردیا انہین سرکاری عملداری کے بحال ہونے کا ذکر آیندہ کرین گے -
خان بہادر خان حافظ رحمت خان کی اولاد مین سے تھا اور حافظ رحمت خان کسی زمانہ مین
رہیلکھنڈ کا مطلق العنان فرمانروا تھا وہ سرکاری عملداری مین صدر امین تھا اب پنشن پاتا تھا -
مراد آباد مین سپاہ کی بغاوت کے بعد تمام رہیلکھنڈ کا وہ بادشاہ دہلی کی طرف سے حکمران ہوگیا
مگر یہہ حکمرانی اسکی برائے نام تھی مگر بدنظمی کی فرمانروائی پوری تھی - اسوقت تو یہہ ضرب المثل ٹھیک ہوکر
سامنے نظر آئی کہ جسکی لاٹھی اس کی بھینس بڑی بڑی خانہ جنگیان اور آپس مین ہندو مسلمانون
مین خونریزیان ہوتی تھین - جو زمیندار اپنی حقیت اراضی سے سرکاری عملداری مین محروم ہوگئے تھے
وہ اب اپنے زبردستی قابض ہوتے تھے - دن کو بھی کوئی شخص سوار اپنے گاؤن کے گرد پھرنے
کے کہین اور نہین جاسکتا تھا اور اگر رات کو جاتا تو بہت بڑی احتیاط سے چھپ چھپاکر یہ تو شیل
حالت تو رہیلکھنڈ کی یہ تھی اور پولیٹکل حالت اس ہندوستانی عملداری مین مرہٹون اور
سکھون کی عملداری سے بھی بدتر تھی - ٹھاکرون اور خان بہادر خان کی آپس مین لڑائیان
رہتین یہہ ٹھاکر دہاڑ کے لوٹ لوٹتے مارتے تھے - مگر ان پاس ہتھیار کام کے نہ تھے
وہ ہمیشہ خال ... آئینی سپاہ سے شکست پاتے تھے اور پکڑے آتے تھے
مار ... کی قطع و برید ہوتی تھی انکی زمین اور انکا مال اسباب
ضبط ... انتہا کہ عیسائیون کے قتل کرنے مین جو ہندو اسکے ساتھ
شریک ... ان کا بھی مار ڈالے گا غرض کہ سب آپس مین ملکر خان بہادر خان
کے سامنے نہین ٹھیر سکتے تھے - ان بدنظمیون اور مصیبتون کے سبب سے تھوڑے ہی
دنون مین اہل زراعت کی آبادی تو انگریزی عملداری کو یاد کرنے لگی - خان بہادر خان نے
شیخی بھرا اشتہار دیا کہ انگریزی بڑے جھوٹے دغا باز اور ہندو مسلمانون کے مذہب
غارت کرنے والے اور جائدادون اور جاگیرون کے ضبط کرنے والے ہین مگر دہاتی اپنے
گھرون مین کہتے تھے کہ انگریز بڑے راستگو ہین وہ کبھی عورتون اور بچون سے نہین
لڑتے ہین وہ دغا و فریب کے پاس نہین جاتے -

[illegible]

اب ہم فتح گڈھ کا حال لکھتے ہین جو آگرہ کی کمشنری کا ایک ضلع گنگا کے کنارہ پر شاہجہان پور سے جنوب مین پچیس میل پر تھا فتح گڈھ مین ایک شکستہ قلعہ مین گن کیری اِج (لٹو یون کے بچھڑ ہیون) بنانے کا کارخانہ تھا اور یہان دسوین ہندوستانی پلٹن کا ہیڈ کوارٹر تھا اور ایک ہندوستانی بطری تھی تین یا چار میل پر شہر فرخ آباد تھا جس مین تفضل حسین خان قوم کا پٹھان نواب تھا۔ دس لاکھ باشندے تھے جنمین ایک لاکھ مسلمان جنگجو تھے یہان کی سپاہ مئی کے مہینے مین سرکش نہین ہوئی۔ ۳۔ جون کو بریلی و شاہجہان پور اور رہیل کھنڈ کی سپاہ کی بغاوت کی خبرین یہان آئین تو کرنیل سمتھ نے جو یہان کمانڈر بڑا استقلال والا ور تھا بڑے بڑے انگریزون کو بلا کر اپنے اس ارادہ پر مطلع کیا کہ وہ آج رات کو عورتون اور بچون کو کشتیون مین بٹھا کے دریا گنگ مین کانپور مین بھیجنا چاہتا ہے۔ یہان اب تک لوگ جانتے تھے کہ کانپور مین امن ہے وہان گورونکی سپاہ آگئی ہے اور آرہی ہے۔ غرض کانپور سب طرح سے امن معلوم ہوتا تھا۔

۴۔ جون کو ایک سو ستر کے قریب نہ مرنے والے فرنگی جنمین زیادہ تر عورتین اور بچے تھے کشتیون مین کانپور روانہ ہوئے۔ دوسرے دن ان کشتی نشینون پاس مختلف خبرین آتی رہین اس لئے انہون نے دو حصون مین منقسم ہونے کا ارادہ کیا ایک ۱۲۶ چھبیس تو کانپور کو روانہ ہوئے جہان نانا نے انکو گرفتار کیا اور جو حال انکا کیا وہ ہم بیان کر چکے ہین۔ دوسرے گروہ مین پروبلین صاحب اور انکا کنبا تھا انہون نے دھرم پور کے رئیس ہردیو بخش کی مہمانی قبول کی مگر بعد تامل کے چالیس انمین سے ۱۲۔ جون کو فتح گڈھ مین واپس چلے آئے۔

کرنیل سمتھ نے جس روز کشتیان روانہ کی تھین اسی روز انہون نے قلعہ مین خزانہ لانے کے لیئے کوشش کی مگر سپاہی اس کے مانع ہوئے سپاہیون کی عجیب متناقض کیفیت تھی ادہر وہ اودھ کے باغیون سے خط و کتابت کرتے ادھر وہ انگریزون کے حکمون کی اطاعت کرتے تھے انکے حکم سے کشتیون کا پل توڑ دیا جس کے سبب سے فرخ آباد اور رہیل کھنڈ مین آمد و رفت کا انقطاع ہو گیا۔ اودھ مین سیتاپور مین اکتالیسوین رجمنٹ نے بغاوت کی تھی

فتح گڈھ

کانپور کو کشتیون مین فرنگیون کا جانا

سپاہیون مین عجیب متناقض کیفیت

اکتالیسوین باغی پلٹن کا آنا اور قلعہ مین انگریزون کا لڑائی کے لیئے تیار ہونا

اسکے صوبہ دار کا خط ۱۶- جون کو سپاہیون نے کرنیل سمتھ کو دیا جس مین لکھا ہوا تھا کہ وہ اور اسکی رجمنٹ فتحگڈھ سے چند میل کے فاصلہ پر آگئی ہے وہ اور اسکی رجمنٹ یہ چاہتی ہے کہ دسوین رجمنٹ اپنے افسرون کو مار ڈالے اور خزانہ پر قبضہ کرے اور انسے آن ملے جس افسر نے یہ خط کرنیل صاحب کو دیا تھا اسنے بیان کیا کہ رجمنٹ نے یہ جواب دیا ہے کہ سرکار کمپنی کی خدمت برسون کی ہے اب وہ اس کے ساتھ دغا نہین کریگی اس نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ وہ نمک حلال اور وفادار سرکار کے ساتھ رہیگی اگر وہ اسطرف آوینگے تو انکا مقابلہ رستہ مین کریگی مگر ۱۸- جون کو رجمنٹ نے کرنیل سمتھ کو مطلع کیا کہ اب وہ انگریزون کے حکم کی اطاعت نہین کریگی - بہتر ہے کہ وہ اور اور افسر قلعہ کے اندر چلے جائین ؞

اسسے معلوم ہوتا ہے کہ دسوین رجمنٹ کا ارادہ افسرون کے مارنے کا نہ تھا مگر ہان خزانہ پر قبضہ کرنے کا ارادہ تھا - دوسرے دن اکتالیسوین رجمنٹ کشتیون مین بیٹھ کر دریا سے پار اتر آئی اور خونریزی کی تدبیرین کرنے لگی انگریز سب کے قریب قلعہ مین چلے گئے جنمین تینتیس ۳۳ آدمی تازہ و توانا تھے باقی عورتین بچے اور ضعیف تھے انہون نے قلعہ کی فصیلون پر توپین چڑھائین - تین سو بندوقین زمین سے کھود کر نکالین - میگزین کا توڑا تھا قلعہ کے اندر آدمیون کے تین حصے ہوئے ہر ایک حصہ کا ایک افسر مقرر ہوا فرنگیون کے ان کاموں کے کرنے مین سپاہیون نے کچھ مزاحمت نہین کی - دراصل باغی سپاہیون مین آپس مین اتفاق نہین تھا - دسوین رجمنٹ نے اپنے تئین نواب کے حوالہ کیا مگر اسکو خزانہ دینے سے انکار کیا جب ۴۱ پلٹن شہر مین داخل ہوئی تو اسنے خزانہ کا حصہ دسوین رجمنٹ سے طلب کیا تو اس نے خزانہ کے دینے سے انکار کیا تو ۴۱ رجمنٹ نے اسکو افسرون کے نہ قتل کرنے پر ملامت کی اور وہ نواب پاس دوڑے گئے کہ وہ ۱۰ رجمنٹ کو قلعہ پر حملہ کرنے کے لیئے اسکے ساتھ شریک کردے - نواب نے انکی مرضی کے موافق حکم دیدیا دسوین رجمنٹ نے خزانہ آپس مین تقسیم کر لیا اور ان مین سے اکثر نے یہ ارادہ کیا کہ جب اول موقع ہاتھ آئے تو اپنے گھر جا پہونچے اس سبب سے دونو دسوین و اکتالیسوین رجمنٹون مین آپس مین گولی چلی - طرفین کے

آدمی مارے گئے۔ آخرکار دسوین رجمنٹ اسپر راضی ہوگئی کہ وہ اکتالیسوین رجمنٹ کی مرضی کے موافق کام کریگی۔

خونریزی کی تدابیر اور قلعہ پر حملہ

۱۹ سے ۲۴ تک خونریزی کی تدابیر ہوتی رہین نواب نے اکتالیسوین پلٹن کو رسد اور میگزین دیا۔ سپاہ لڑائی کے مہورت کے انتظار مین بیٹھی ۲۵ جون کو مہورت اچھا تھا اس دن قلعہ پر حملہ کیا مگر شکست پائی۔ چار روز تک باربار وہ حملہ کرتے رہے کبھی زینے لگانے مین کبھی سرنگ اڑانے مین ناکام رہے کبھی برابر کے اونچے مکانون کی چھتون پر چڑھکر قلعہ پر گولیان چلائین مگر کسی طرح وہ فتحیاب نہ ہوئے۔

قلعہ کے محصورین کی دشواریان

روز بروز اہل قلعہ کی تعداد اور سامان رسد و میگزین گھٹتا جاتا تھا۔ باغیون نے توپین ایسی جگہہ لگائین جو اس مکان پر صدمہ پہنچاتی تھین جس مین عورتین اور بچے قلعہ مین تھے اور اور ضرر بھی وہ پہنچاتی تھین۔ قلعہ کی فصیلون مین دراڑین بھی پڑگئین تھین غرض دشوار تھا کہ اس قلعہ مین محصورین زندہ بچے اس لیئے انہون نے قلعہ سے باہر مفرور ہونے کا ارادہ کیا۔ قلعہ کے نیچے دریا مین تین کشتیان موجود تھین۔ ۳ جولائی کی رات کو ان کشتیون مین سوار ہونے کی کوشش کی گئی۔ عورتون اور بچون کے تین گروہ بنائے گئے اور ہر گروہ ایک کشتی مین آدھی رات کو بٹھایا گیا۔ سوار ہونے سے قلعہ کی توپون مین میخین ٹھوک دین اور جو کچھہ سامان حرب و ضرب تھا وہ سب برباد کردیا گیا کشتیان روانہ ہوئین مگر رات کی روشنی نے سپاہیون پر روشن کردیا کہ فرنگی بھاگتے ہین انہون نے انپر گولیان چلائین مگر انکا اثر کچھہ نہین ہوا۔

کشتیون کا حال

تین کشتیان تھین انکے کمانڈر کرنیل سمتھ اور کرنیل گولڈ وائی اور میجر روبرٹسن تھے۔ کرنیل گولڈ وائی کی کشتی روانہ نہ ہوسکی اس لئے اسکی سواریان بھی باقی دو کشتیون مین آن بیٹھین۔ اس سبب سے القوا ایسا ہوا کہ باغیون نے کشتیون پر توپ لگائی مگر انکے گولے ان تک نہین پہنچے۔ غرض یہہ مسافر بغیر کسی نقصان کے موضع سنگھی رامپور مین پہونچے۔ یہان کرنیل سمتھ کی کشتی کی مرمت کی گئی مگر دیہاتیون نے انپر حملہ کیا اور دو ملاحون مین سے ایک ملاح کو مارڈالا۔ پانچ افسرون نے کشتیون مین سے اترکران دیہاتیون پر حملہ کرکے

پراگندہ کردیا وہ تین سو کے قریب تھے انکے سرغنہ مارے گئے پھر وہ اپنی کشتی مین جو دست ہو گئی تھی تھوڑی دور گئے تھے کہ میجر روبرٹسن کی کشتی ریت مین آ گئی کشتی مین سے مفرورین نے اترکر ہر چند زور کیا کہ کشتی کو دھار پر لائین کرنیل سمتھ کی کشتی دور چلی گئی تھی کشتی نشین جنکی کشتی ریت مین چلی گئی تھی آدھے گھنٹے کے بعد دیکھتے ہین کہ دو کشتیان مسلح سپاہیون کی آ نکر اپنر آتش فشانی کرنے لگین مسٹر روبرٹسن زخمی ہوئے انہون نے لیڈیون کو کہا کہ وہ کشتی سے کودین اور دریا کی دھار پر بہ نسبت ناؤ اور باغیون کے زیادہ اعتبار کرین کہ وہ لیڈیان کشتیون سے کودین انمین سے بعض خود بعض اور آدمیون کی مدد سے تیرین آخر کار انمین سے کچھ ڈوب گئین کچھ ماری گئین اور جو زندہ رہین وہ گرفتار ہو کر نانا پاس جاکر اپنی دائمی آرامگاہ مین سوئین - اس اثنا مین کرنیل سمتھ کی کشتی جو دھار پر جارہی تھی ملک اودھ مین کو سوم کھور کے موضع مین پہنچی - یہان دہاتیون نے مفرورین کی مدد کی رات کو وہ یہان سوئے انکو بھینس کا دودھ اور روٹی کھانے کو ملی - مگر یہہ کشتی آگے چلکر باغیون کے ہاتھ سے نہین بچی کشتی نشین مارے گئے

نواب تفضل حسین خان کا فرخ آباد کا نواب ہونا -

فرخ آباد مین فرخی کے ساتھ تفضل حسین خان نواب ہوئے - ضلع سے چالیس یوروبین پکڑے آئے روبرٹسن صاحب کی کشتی سے جو قیدی آئے وہ دو ہفتے تک قید مین رہے پھر بڑی بیرحمی سے قتل کئے گئے - مگر اس خون سے نواب کا تخت جما نہین - وہ ہندوؤن کو راضی نہین کرسکا انکی آبادی ضلع مین نودسوین حصے تھی انہون نے اسکو چین سے بیٹھنے نہین دیا - نواب نے اپنی حرکتون سے اپنے تئین برباد کیا - اسکا زندہ رہنا مرنے سے بدتر تھا ❖

اتفاق سے چار بابون کا ترجمہ چھپنے سے رہ گیا اور آگے چھپنا شروع ہو گیا اسلیے ہندسون پر ۹۳ سے آگے آ لگا دیا گیا ہے تاکہ معلوم ہو کہ وہ جدا صفحے ہین -

اگرنواب باندہ اور رانی اجی گڈھ ان مفرورین کی خاطر و تواضع اچھی نہین کرتے تو مفرورین مین سے ایک بھی زندہ و سلامت نہ بچتا۔ ان ہی کی عنایت سے یہہ مفرورین انگریزی عملداری مین پہنچ گئے باندہ مین نمبر ۵۶ رجمنٹ کے کچھہ ہندوستانی سپاہی رہتے تھے انہون نے ۱۴ جون کو بغاوت کی۔ مگر نواب باندہ نے افسرون کی جان بچادی۔ اس نواب نے سب انگریزون کی جو ہمیرپور اور فتح پور سے بھاگ کر آئے تھے جان بچائی۔ مگر نواب باندہ کا حال مہاراجہ سیندھیا اور راجپوتانہ کے راجاؤن کا سا تھا کہ اپنی سپاہ اسکے کہنے مین نہ تھی وہ باغیون کے ساتھہ ہوگئی تھیں۔ نواب باندہ سرکار کا ولی خیرخواہ تھا۔ مگر اب اپنی سپاہ کے برگشتہ ہوجانے سے وہ سرکار کی کوئی خدمت نہین کرسکتا تھا۔

تمام بندیل کھنڈ مین ناگوڈ کی چھاونی مین پچاس وین ہندوستانی رجمنٹ ہی اپنے سرکار سے بغاوت نہین کی۔ اس مین صرف چودہ آدمیون نے بدخواہی کی علامت ظاہر کی پھر اس رجمنٹ کا ذکر ہوگا۔

باندہ مین مفروران کا پہنچنا

نمبر ۵۶ ہندوستانی پلٹن کا باغی ہونا اور بھاگنا

حصہ دوم

تاریخ بغاوت ہند

باب اول

(اودھ اور ہنری لارنس)

(اودھ کی ضبطی اور الحاق سے سرکار والا اقتدار سے ہندوستانیونکی عام ناراضی)

اودھ کی ضبطی و الحاق کے لیئے خواہ کچھہ ہی بجا و درست دلائل بیان کی جائین مگر اسمین کچھہ شبہہ نہین ہوسکتا کہ جس طریقہ سے یہہ پولیسی ضبطی و الحاق کام مین آئی اس سے ہندوستانیون مین عام ناراضی و برگشتگی سرکار سے پیدا ہوئی۔ مسلمانون کی ایک

خودمختار آزاد سلطنت کی ضبطی نے علے العموم مسلمانون کے دلون کو آزار دیا اور سرکار سے کشیدہ خاطر کیا مسلمانون کے سوا ہندوستان کے والیان ملک بھی مشوش تھے کہ سرکار والا اقتدار کی خواہ کیسی ہی خیرخواہی کیجیے اسکا منہ مانگا قرض دیجیے مگر اس نے ملکون کی ضبطی کے لیئے اپنا دست آز ایسا دراز کیا ہے کہ وہ کسی طرح کوتاہ نہین ہوتا۔ اودھ مین اسکی ضبطی سے ہر گروہ کی بدخواہی کی وجہ تھی اس مین جو سرکار نے نیا انتظام کیا انہین تعلقہ دار بعض اپنی کل ریاستون سے بعض اپنی نصف ریاستون سے محروم ہو گئے وہ کیون نہ ناراض ہوتے؟ بادشاہ کے اہل دربار کو جو فائدے بادشاہ سے ہوتے تھے اب وہ کہان تھے وہ ناخوش کیون نہ ہوتے اور سرکار سے نفرت کیون نہ کرتے؟ ہزار ہا سپاہی بادشاہ کی ملازمت سے پرورش پاتے تھے۔ اب وہ تھوڑی سی پنشن یا عطیہ پاکر اپنے گھر مین خالی بیٹھے مشکل سے پیٹ پالتے تھے وہ کیون نہ سرکار سے عداوت رکھتے ہم سرکار انگریزی کی سپاہ کے بھی بعض استحقاق اس الحاق سے تلف ہو گئے تھے وہ بھی کبیدہ خاطر تھے۔ اہل زراعت کو اور شہر کے صناعون اور کاریگرون کو بلکہ دکان داروں کو ناراض کر دیا۔ غرض بادشاہ کی معزولی نے تعلقہ دارون اور امرا اور درباراور وظیفہ خوارون پر رزق کا دروازہ ایسا بند کر دیا تھا کہ انہین سے بعض نان شبینہ کو محتاج تھے راتون کو بھیک مانگتے تھے بعض بیٹون کے بڑے بڑے امیر ناز و نعم مین پلے ہوئے جن کے پاس سامان عیش و عشرت کی کچھ کمی نہ تھی وہ ایسے بے سروسامان ہو گئے تھے کہ اپنی بی بی و بہو بیٹیون کے زیور و لباس بیچ کر گذارہ کرتے تھے۔ پنشن خوارون کی پنشن بھی جاری نہین ہوئی تھی جس کے سبب سے ان کے گھرون مین فاقے ہوتے تھے۔ غرض ہر فریق و ہر جماعت کی ناراضی کی وجہ تھی طبع بشری کا مقتضا اسکو سرکار کا بدخواہ بناتا تھا گو سرکار کا منشا یہ نہین تھا کہ اس ملک پہ جو خیرخواہی مین ضرب المثل تھا اسطرح کی آفتین اور بلائین نازل ہون کہ وہ اسکا بدخواہ ہو جائے ✦

لکھنؤ مین ۲۰ مارچ کو سر ہنری لارنس نے چیف کمشنری کے عہدہ کا چارج لیا۔ اس پاک نیت نیک نہاد روشن دماغ بلند خیال نے اپنے تجربہ کی آنکھ سے صرف ایک نظر مین دیکھ لیا کہ نیا انتظام

سر ہنری لارنس کا اودھ مین آنا

جو کیا گیا ہے وہ اپنا کام قابل اطمینان نہین کرتا انکو ہندوستانیون کے خصائل سمجھنے کا ملکہ خدا داد تھا وہ خوب سمجھتے تھے کہ ہندوستانی اپنے سچے دل سے اپنی عقل و فہم سے اپنی قدیمی باتون پر دل دادہ ہین جب ان مین کوئی تبدیلی یکایک بغیر کسی اطلاع یا معاوضہ کے کی جاتی ہے تو انکو نہایت آزردہ خاطر کرتی ہے اور انکی طبیعت کو جو اطاعت کی خوگر ہے پراگندہ اور سرکش بناتی ہے۔ وہ ہندوستانیون کے بہی خواہ و دلسوز و ہمدرد تھے انہون نے رعایا کی ناراضی کو جانا کہ وہ بلا وجہ نہین ہے۔ وہ سرتاپا اس کام مین مشغول ہوئے کہ قوانین و آئین جدید سے جو رعایا پر ظلم و ستم ہوئے ہین انکو جہان تک ہو سکے کم کرین۔ انکو دلی افسوس تھا کہ سرکاری عہدہ دارون نے جلدی جلدی ایسے کام اپنی گرم کوشی مین کئے ہین کہ جن سے رعایا مین بددلی پھیل گئی ہے۔ انہون نے اپنے آنے سے ایک مہینے کے بعد لارڈ کیننگ کو اطلاع دی کہ قسمت فیض آباد مین تعلقہ دار بعض اپنے آدھے تعلقہ سے اور بعض سارے تعلقہ سے محروم ہو گئے ہین اور اس سے کاشتکارونکو بھی کچھ فائدہ نہین ہوا جمع کی سختی نے اور محصولون کی افزائش نے رعایا کو دیوانہ بنا دیا ہے بڑے بڑے شہرون اور قصبون مین بیکار اور موقوف شدہ ملازمون کا ایک مجمع کثیر اور جم غفیر سرکار کا بدخواہ اور اس سے ناراض موجود ہے۔

۱۸۵۶ء سرکار کی بدخواہی کا یہہ مصالحہ رعایا مین جمع تھا کہ اس مین جات کے بگاڑنے کا منخ انگارا دہکتا ہوا پھینکا گیا جس نے خوب اسکو بھڑکایا۔ اب یہہ انگارا کسنے پھینکا اس باب مین ارباب الراے متفق نہین ہین اور انکا متفق ہونا بھی ناممکن ہے۔ ان مین سے بعض کی راے یہہ ہے کہ اودھ کی ضبطی نے رعایا کے دلون کو سرکار سے ایسا برگشتہ کر دیا تھا کہ سرکار کے برخلاف خواہ کیسی ہی لغو و بیہودہ دلیل پیش کی جاتی اسکو اسنا و صدقنا کہنے کو موجود تھی۔ جب یہہ بیان کیا گیا کہ چکنے کارتوس سرکار نے اس نیت سے بنوائے ہین کہ سپاہ کی جات اور مذہب کو بگاڑین تو انکو اسپر پورا یقین آگیا۔ سر ہنری لارنس جانتے تھے کہ ہندو اپنی جات بچانے کے لئے جان و مال جانے کی کچھ پروا نہین کرتے۔ وہ اس مذہبی مداخلت کی شکایت کو جو سرکار کی طرف سے پیدا ہوئی تھی کسی اپنی سعی و کوشش سے

رفع نہ کرسکے گو اور شکایتون کے دور کرنے مین انکو کامیابی ہوئی -

سرہنری کی کامیابی شکایتون کے دور کرنے مین

سرہنری نے ارکین دربار شاہی کو جو ضبطی و الحاق اودھ سے خستہ حال شکستہ بال ہوئے تھے اسطرح راضی کرلیا کہ انکو فوراً پنشنین دیدین - موقوف شدہ عہدہ داران شاہی کی دلجمعی انہون نے اسطرح کی کہ اسے کہدیا کہ سرکار ان کے حقوق کو ملازمت کے لیئے اول ملحوظ خاطر رکھیگی اور انکو اور پردیسی آدمیون پر ترجیح دیگی - موقوف شدہ سپاہیون کا راضی کرنا دشوار تھا ان سے یہہ اقرار کیا کہ مقامی سپاہ اور ملیٹری (جنگی) پولس مین وہی بھرتی کیئے جائینگے مگر ان نوکریون مین ڈرل و ڈسپلن کی ایسی قیدین لگی ہوئی تھین کہ لوگ انسے گھبراتے تھے اس لیئے وہ انسے زیادہ مفید نہین ہوئے انہون نے اس نوکری سے یہہ کہکر انکار کردیا کہ ہم نے بادشاہ کا نمک کھایا ہے - اب ہم کسی دوسرےکا نمک نہین کھائینگے مگر ضلع کے پولس مین وہ بہت بھرتی ہوگئے کیونکے اندر قواعد کی قید چندان نہ تھی - ایک بڑا سبب لوگون کی ناخوشی و ناراضی کا یہہ بھی تھا کہ مکانات ضبط ہوتے تھے اور مسمار کیئے جاتے تھے اسکو بھی سرہنری نے موقوف کردیا جس سے لوگونکو یقین ہوگیا کہ چیف کمشنر ہماری بہبودی اور آسودگی کے لیئے ساعی ہے - وہ تعلقہ دارن سے دوستانہ نہایت تہذیب و شائستگی کے ساتھ ملتے تھے - وہ اکثر دربار کرنے اور تعلقہ دارون کو بلاتے اور انکی شکایتین گوش دل سے سنتے اور جو انہیں بجا ہوتین انکے علاج کرنے مین کوشش کرتے اور انکو اپنی ایک پولیسی پر مطلع کرتے کہ وہ پھر اپنے ان تعلقون پر بحال ہوجائینگے جو الحاق اودھ کے وقت ان پاس تھے جس سے انکی بڑی دلجمعی ہوتی تھی - اگر بعد زوال واجد علی شاہ کے قائم مقام سرہنری لارنس ہوتے تو پھر رعایا مین کوئی ناراضی اور شکایت نہین پیدا ہوتی -

لکھنؤ اور اودھ مین سپاہ

یوروپین سپاہ سات سو - ہندوستانی سپاہ سات ہزار تھی یعنی ان دونو مین نسبت ایک اور دس کی تھی - دوسری سپاہ پہلی سپاہ سے دس گنی تھی - یوروپین سپاہ مین ایک معظم کی ۳۲ وین رجمنٹ سات سو تنومند سپاہیون اور ایک ضعیف سی کمپنی یوروپین توپخانہ کی تھی - ہندوستانی سپاہ مین نمبری ۷ رجمنٹ سوارون کی اور نمبری ۱۳ و ۴۸ و ۷۱

رجمنٹین پیدلون کی تھین سوار انکے لکھنؤ مین یا اسکے حوالی مین نمبری ۴۸ و ۷ غیر آئینی رجمنٹین جو
مقامی خدمات کے لیئے لکھنؤ مین بھرتی ہوئی تھین اور اودھ کے ملیٹری پولس مین تین
رجمنٹ ایک ہزار سوارون کی اور تین رجمنٹین پیدلون کی تھین - اس ملیٹری پولس کے افسر
گولڈ وبیٹن صاحب تھے - سیتاپور مین ایک رجمنٹ نمبر ۴۱ پیادون کی تھی جسکے کچھ حصے ملاؤن
مین رہتے تھے - سلطانپور مین غیر آئینی رجمنٹ سوارون کی نمبری ۱۵ تھی اور اضلاع دریاباد
اور فیض آباد اور بہرائچ مین مقامی ہندوستانی سپاہین تھین -

۴۸ رجمنٹ کے سرجنٹ نے دوا کی بوتل کو منھ لگایا تھا جسکو اس پلٹن کے سپاہی نے
دیکھکر یہہ جانا کہ ہماری جات کھونے کے لیئے بالارادہ یہہ کام کیا ہے انہون نے سب سے
پہلے اس سرجن کے بنگلے مین آگ لگائی - گو آگ لگانے والے اسی رجمنٹ کے سپاہی ہونگے
مگر وہ گرفتار نہین ہوئے - بہرام پور مین جو کارتوسون کے باب مین ادہام پیدا ہوئے
تھے انہون نے اودھ مین بھی اپنی جڑ جمائی اور بیل پھیلائی تھی -

سر ہنری نے بہت چاہا کہ سپاہیون کے دل سے یہہ وسوسہ شیطانی دور ہو کہ سرکار
کی نیت انکی جات کے بگاڑنے کی ہے - وہ سپاہیون سے کہتے تھے کہ تم بڑے جان نثار و
خیرخواہ سرکار ہو اور انکے افسرون سے کہتے تھے کہ تم کو سو برس کا تجربہ ہے کہ کبھی سرکار نے
سپاہ کی جات کے بگاڑنے کا ارادہ دغا و فریب سے نہین کیا - پھر وہ کیون اس بات کا
یقین کرین - وہ انکو متنبہ کرتے تھے کہ اگر بدطینت خبیث باطن آدمیون کے اغوا سے
وہ نمک حرام ہو جائینگے تو انکے لیئے کیسے برے نتیجے ہونگے جو سپاہی اپنے فرائض خدمت
کے ادا کرنے مین کوتاہی کرینگے فوراً سزا پائینگے - ہنری لارنس اودھ مین دیر کر آئے
تھے - اگر پہلے آتے تو بغاوت کے اثر کو نہ پھیلنے دیتے

یہہ دانشمند دوراندیش جانتا تھا کہ ایک طوفان آنے کو ہو رہا ہے جس مین ایک مٹھی
انگریزون کو دو کروڑ آدمیون سے عہدہ برآ ہونے مین مشکلات پیش آئیگین اس لیئے
انہون نے اپریل ہی مین حفظ ماتقدم کی تیاریان شروع کین وہ ریسیڈنسی مین شہر کے اندر
گومتی کے کنارہ پر اس کے پل سے پون میل کے فاصلہ پر رہتے تھے اور ریسیڈنسی سے

۴۸ رجمنٹ کے [illegible] ۱۵ اپریل ۵۷ء [illegible]

سر ہنری [illegible] حفظ ماتقدم [illegible] ۱۱ اپریل ۵۷ء

کچھ فاصلہ پر مڈراؤن کی چھاونی مین اور مدکی لوپین سپاہین رہتی تھین رسیڈنسی کے گرد بڑی رفیع الشان کوٹھیان تھین جنمین انگریزی افسر اور حکام رہتے تھے۔ رسیڈنسی کو مع اور تمام عمارات عالی شان کے ہندوستانی ہیل گارڈ کہتے تھے رسیڈنسی سے ایک میل کے فاصلہ پر ایک بہت خوبصورت قلعہ مچھی بھون تھا جو نواب وزیر آصف الدولہ کے وقت مین سرکش شیخزون کا مسکن تھا مگر مدت سے کاٹ کباڑ اور نکمی چیزون کا گودام بنا ہوا تھا۔ سر ہنری نے رسیڈنسی کے آگے میدان کرنے کے لئے جھونپڑے اور مکانات گرا دیئے۔ انہون نے غدر کے ہونے سے تین ہفتے پہلے اپنی پیش بینی اور دور اندیشی سے اس رسیڈنسی کو استوار حصن بنا دیا کہ وہ ہمیشہ دشمنون کے مقابلہ مین کامیاب رہا۔ انہون نے سامان رسد باوجود اپنے ہمراہیون کی مخالفت کے بازار کے بھاؤ سے بہت زیادہ گران خرید کرکے رسیڈنسی مین جمع کیا شہر سے خزانہ منگا کر اور اور مقامات سے جہان باسانی خزانے آسکتے تھے منگا کر رسیڈنسی مین یکجا جمع کیئے جس سے ایک بڑا خزانہ ہوگیا اور اسپر پہرہ چوکی سے فراغت پانے کے لیئے رسیڈنسی کے احاطہ مین خزانہ کو زمین مین دفن کر دیا اور زمین پر صحیح نشان رکھا یہان توپین اور مورٹارس اور گولے گولیان اور چھوٹے ہتھیار اور بیگرین اور اناج جمع کیا اور بارود کو اور اناج کو زمین کے اندر کوٹھیون اور کھتیون مین رکھا پانی کا انتظام خاطرخواہ کردیا۔ غرض محاصرہ کے ہونے سے پہلے یہہ سب کام کردیئے جسکے سبب رسیڈنسی ایک حصن حصین بن گیا اور اسکی فصیل کے باہر برج و بارہ مستحکم ہوگئے۔

۳۰ اپریل کو ایک طوفان نے اپنی آنکھین دکھائین اور ۳ مئی کو وہ آگیا رسیڈنسی سے تین میل کے فاصلہ پر موسی باغ مین ساتوین رجمنٹ نمبر آیئنی رہتی تھی اس نے کارتوسون کے لینے اور کاٹنے سے انکار کیا۔ ہنری لارنس نے گورون کی سپاہ کو بھیجکر اس سے ہتھیار لے لیئے اور سرغنون کو گرفتار کرلیا۔

جب سر ہنری لارنس کو ہندوستانی سپاہیون اور افسرون سے حقیقت حال کی اطلاع ہوئی تو انہون نے یہہ چاہا کہ برٹش گورنمنٹ کا مقولہ یہ جو ہیبت سے

رسیڈنسی اور اسکی محافظت کی ساری تیاریان

ساتوین نمبر آیئنی رجمنٹ اودھ کی بغاوت

دربار لکھنؤ

چلا آتا ہے کہ سزا کے ساتھ انعام اور صداقت کے ساتھ عدالت توام رہین۔ اس نازک زمانہ
مین بھی عمل کیا۔ انھون نے ۱۲ مئی کی شام کو دربار کیا۔ اس مین تمام تعلقہ دارون اور روسا
اور عمائد شہر کو اور یوروپین سول اور ملیٹری افسرون اور اوردون کو بلایا۔ سرہنری ۶ بجے شام کے
دربار مین مع شان کے داخل ہوئے انکے پاس کشتیون مین تمام انعام کی چیزین رکھی ہوئی
تھین جو خیر خواہ ہندوستانی اور افسرون اور سپاہیون کو ملنے والی تھین۔ ان چیزون کے
تقسیم کرنے سے پہلے ہندوستانی زبان مین اہل دربار کے روبرو یہہ سپیچ دیا۔ اے صاحبو
مین تمکو یاد دلاتا ہون کہ گورنمنٹ نے ایسی کیسی مربیانہ شفقت و محبت کی ہے اور ہمیشہ اس نے
یہہ اپنی نیت ظاہر کی ہے کہ وہ ہمیشہ انکے مذہب مین مداخلت کرنے سے مجتنب رہیگی دہلی کے
مسلمان بادشاہون نے ہندوؤن پر ظلم کئے ہین اور پنجاب کے ہندو راجاؤن نے مسلمانون پر
ستم کئے ہین مگر برٹش گورنمنٹ نے سب مذہبون کے ساتھ مسالمت و مصالحت رکھی ہے
سو برس کی تاریخ تمکو چاہیئے یہہ سکھائے کہ جو لوگ یہہ افترا پردازی کر رہے ہین کہ گورنمنٹ
نے انکی جات بگاڑنے کا ارادہ کیا ہے وہ بالکل جھوٹے دغا باز مفسدہ پرداز ہین۔ انگلش کی
شان و شوکت و سطوت و صولت کو جنگ کریمیا کے کارہاے عظیم مین دیکھو اس کے جہازون
کو اور خزانون پر خیال کرو اگر برٹش گورنمنٹ کے خلاف جو لوگ جہاد کرین گے انکو آخر مین ناکامیابی
مین مایوسی ہوگی۔ پھر انہون نے ان تعلقات یگانگی سے واقف کیا۔ جو سپاہیون اور افسرون
کے درمیان عسرت اور نصرت کے وقت مین رہے ہین سپاہیون سے عرض کرتا ہون کہ
انکو جو اپنے باپ دادا کے کامون کا بیش قیمت ورثہ ہاتھ آیا ہے اسکو وہ عزیز رکھین انھون نے
اپنی خوش بیانی کو اس فقرہ پر ختم کیا کہ سامعین کو مین متنبہ کرتا ہون کہ اگر وہ بدخواہ سازش
کرنے والون کے اغوا مین آنکر احمق بن جائین گے اور اپنی پند و نصائح کو بالاے طاق رکھینگے
تو اسکی سزا انکو بھگتنی پڑیگی۔ انہون نے گورنمنٹ کی ساری دلی باتون کو خوب سمجھا دیا۔ انکے
اس اسپیچ کا اثر سامعین کے دلون پر تھا کہ اسوقت جو شخص دربار سے نکلا وہ سرکار کا خیرخواہ
تھا اور سرہنری کی عظمت و بزرگی کا دل سے معتقد تھا اور انکے اقوال اور افعال پر اعتبار کرتا
تھا لیکن جب اہل دربار سرکشون اور سازش کرنے والون کی صحبتون مین گئے تو انکی صحبت کے

برے اثر تے اس دربار کے نیک اثر کو جلد مٹا دیا۔
میرٹھ مین ۱۰ مئی کے غدر کی ۱۳ مئی کو اور دہلی پر باغیون کے قبضہ کرنے کی ۱۴ مئی کو خبرین آئین۔ اس لیئے انہون نے یہہ تدابیر کین کہ ۱۷ مئی کی صبح کو ۳۲ رجمنٹ گورہ آدھی ریذیڈنسی کے قریب بلالی کہ وہ گومتی کے پل کو اپنے زیر حکم رکھے اور آدھی رجمنٹ مڈاؤن کی چھاونی مین شہر سے بلالی اور کشتیون کے پل کو سرکوا کے ریذیڈنسی کے بہت قریب لگوایا کہ اسپر قبضہ رہے اور قلعہ مچھی بھون ایسا پاک صاف نہین ہوا تھا کہ یوروپین کی بود و باش کے قابل ہوتا اس مین ہندوستانی منتخب سپاہیون کو متعین کر دیا۔
جب سرہنری کے پاس میرٹھ اور دلی کی خبرین آئین تو انہون نے گورنر جنرل کو تار بھیجا کہ یوروپین سپاہ جو چین سے سی لون سے اور اور مقامات سے آئے وہ فوراً بھیجی جائے اور پہاڑی چھاونیون سے اور نیپال سے گورکھے بھیجے جائین اور مجھے ملک اودھ کی کل سپاہ پر پورے ملیٹری اختیارات دیئے جائین۔ ۲۹ مئی کو گورنر جنرل نے سپاہ اودھ پر چیف کمشنر کو پورے اختیارات دیدیئے اور ۲۲ مئی کو اجازت دی کہ وہ جنگ بہادر سے گورکھون کی سپاہ کی درخواست کرے۔
شہر لکھنؤ گومتی کے داہنے کنارہ پر کانپور سے بیالیس میل کے فاصلہ پر تین مربع میل کے رقبہ مین آباد ہے۔ شہر گومتی کے کنارہ کے درمیان شاہی عمارات اور



ریذیڈنسی اور مچھی بھون ہین۔ ان عمارات کے جنوب مین شہر بڑی وسعت مین بستا ہے اور اسکو ایک نہر قطع کرتی ہے وہ گومتی سے مارٹی نیر کالج کے قریب ملتی ہے یہہ کالج ریذیڈنسی سے تین میل کے فاصلہ پر ہے کچھ جنوب کی سمت مین قصر دلکشا ہے جسکے گرد کے احاطہ مین باغ ہے۔ ریذیڈنسی اور مارٹی نیر کالج کے درمیان جو زمین ہے اسپر شاہی محل اور قصر بنے ہوئے ہین جنمین موتی محل۔ شاہ منزل۔ سکندر باغ۔ فرحت بخش بڑے بڑے محل ہین۔ شہر کے جنوب مین ریذیڈنسی سے چار میل کے فاصلہ پر کانپور کی سڑک کے اوپر عالم باغ بہت وسیع ہے اسکے گرد فصیل کھنچی ہوئی ہے اور اسکا دروازہ بڑا شاندار ہے اس کے سوا لکھنؤ کی بہت عمارات بھی مشہور ہین۔ آصف الدولہ کا امام باڑہ

سرہنری لارنس کا میرٹھ کے غدر کی خبر پاکر انتظام کرنا — سرہنری کا اودھ کی کل سپاہ کا سپہ سالار ہونا

چتر منزل - تارا کی کوٹھی - قیصر باغ - شاہ نجف - حسین آباد -
اگر مدکی پور کو جس مین سوار رہتے تھے لشکرگاہون مین نہ شمار کرین تو تین لشکرگاہ تھے
ریسیڈنسی - مچھی بھون و مڈاؤن اول دو کو سرہنری نے جسقدر استوار کر سکتے اسقدر استوار کیا
مچھی بھون مین گولہ باروت جو فضول تھا بھیجدیا اور جیل اول موقع انکو ہاتھ لگا تو یورپین
فوج بھی وہان بھیجدی - رسد کے ذخیرے وہان جمع کیئے فصیل پر سب قسم کی توپین چڑہادین
جنمین سے بہت سے شاہی محلات سے منگائی تھین جو محض نمائش کے لیئے اچھی بنائی گئی تھین کام کی
نہ تھین ریسیڈنسی مین خزانہ کی محافظت کے لیئے ہندوستانیون اور یورپین لشکرون کو ملا
جلا کر متعین کیا تھین دو سو بیس ہندوستانی سپاہی اور ایک سو بیس یورپین سپاہی اور
چھ توپین تھین جو اس طرح لگائی گئی تھین کہ اگر دشمنون کا ذرا کھٹکا ہو تو فیر لگا دی جاتین
اب تیسرے لشکرگاہ مڈاؤن کی چھاونی مین بتیسوین رجمنٹ کے تین سو چالیس یورپین
سپاہی اور پچاس یورپین ارٹلیری اور چھ توپین تھین اور تین ہندوستانی رجمنٹین اور ایک
ہندوستانی بیٹری - سرہنری لارنس اس زمانہ مین یہین چھاونی مین رہا کرتے تھے - یہہ
سب کام کرکے انہون نے ۲۷ مئی کو لارڈ کیننگ کو یہہ تار بھیجا کہ جس چھاونی مین مین
رہتا ہون اس مین ملکہ معظمہ کی ۳۲ رجمنٹ کے دو سو ستر سپاہی رہتے ہین اور ان پاس
آٹھ توپین ہین جنسے مین اس چھاونی کی چارون رجمنٹون کو جسوقت وہ بغاوت کرین
زیر کر سکتا ہون اور شہر مین ریسیڈنسی اور مچھی بھون ایسے استوار ہین کہ غالباً جتنے آدمی
انپر حملہ آور ہو سکتے ہین اُن سے لڑکر وہ اپنے تئین سلامت رکھ سکتے ہین -
ملیح آباد مین مفسدہ پرداز مسلمانون نے آتش فساد کو مشتعل کیا سرہنری نے ویسٹن صاحب
سپرنٹنڈنٹ ملٹری پولس اور جیمس صاحب کی سپاہ کے ساتھ اس فساد کے دور کرنے کے لیئے
بھیجا - وہان جانا بڑی بہادری کا کام تھا - وہان تین ہزار مفسد جمع تھے جنکو یہہ دونو
صاحب اپنی دلیری اور بہادری سے پراگندہ کرکے لکھنؤ واپس چلے آئے -
اس انتظام کے لیئے کہ ضلع لکھنؤ مین مفسد نہ گھس آئین - سرہنری نے ۲۷ مئی کو کپتان
ہچنسن صاحب کو پولیٹکل افسر مقرر کرکے بھیجا اور ایک کولم ان کے ساتھ کیا جس مین غیر

دوسو سوار اور نمبری ۴۸ رجمنٹ کے دوسو سپاہی تھے -

یہہ کولم ۲۷ مئی کو لکھنؤ سے چلا اور ملیح آباد مین ۲۸ کو آیا - سلیح دہاتیون کو ڈرایا دھمکایا پہلی جون کو سندیلہ مین پہنچا جو لکھنؤ سے مغرب کی طرف ۳۲ میل ہے یہان ہچنسن صاحب نے سنا کہ ۳۰ مئی کو لکھنؤ مین سپاہ نے بغاوت کی جس ڈاک مین یہہ خبر صاحب پاس آئی تھی اسی ڈاک مین یہہ خبر سپاہیون پاس بھی آئی سپاہیون نے جانا کہ ہماری حکومت کا وقت آیا ہچنسن صاحب نے سارا روپیہ خزانہ کا انکی تنخواہ مین تقسیم کرکے انکو کچھ دیر کے لیئے خاموش کیا انکے اعلے افسر کپتان بریسبیر صاحب اور سپلیس صاحب اپنے پورا اعتبار کرتے تھے - اس اثناء مین یہہ کولم گنگا کی طرف چلا جاتا تھا - ہچنسن صاحب سپاہیون کی گستاخیان دیکھ کر انکے افسرون کو سمجھاتے تھے کہ دریا کی دوسری طرف جو سپاہیون نے جال بچھایا ہے اس مین جاکر کبھی نہ پھنسیں مگر انہون نے انکی باتون کے سننے مین کان بہرے کر لیئے - کولم گنگا پار اترا اور انہون نے اپنے افسرون کو مار ڈالا مگر لوپٹن صاحب بھاگ کر دوسری جگہہ مارے گئے اور سپاہ دہلی کو روانہ ہوئی - ہچنسن صاحب اور میجر میری اٹ صاحب جو گنگا پار نہین گئے تھے وہ لکھنؤ مین واپس چلے آئے -

۳۰ مئی کی رات کو مڈاؤن مین سر ہنری اپنے بنگلہ مین سٹاف سمیت کھانا تناول فرما رہے تھے کہ انکے سٹاف کے ایک افسر نے کہا کہ مجھ سے ایک ہندوستانی سپاہی نے کہا ہے کہ نو بجے رات کے جو توپ چلیگی وہ اس بات کا اشارہ ہوگی کہ سب سپاہی بغاوت کرین - توپ جب چھوٹی بالکل چپ چاپ تھی تو ہنری لارنس نے ہنسکر سٹاف افسر سے کہا کہ تمہارے دوست وقت کے پابند نہین یہہ الفاظ انکے منہ سے نکلے ہی تھے کہ بندوقون کی تڑاتڑ کا شور لین کی طرف سے اٹھا جس سے تصدیق ہوئی کہ سٹاف افسر کو صحیح خبر ملی تھی اور انکے دوست وقت کے پابند تھے -

چند منٹ مین یہہ ایک عجیب واقعہ واقع ہوا کہ سر ہنری اپنے بنگلے کی سیڑھیون پر کھڑے تھے اور انکا سٹاف انہین گھیرے ہوئے تھا اور اصطبل سے گھوڑون کے آنے کا جسکا حکم انہون نے دیا تھا انتظار کر رہے تھے سٹر کبر صاحب کی کوٹھی کو باغیون نے آگ

لگائی تھی وہ فوراً شعلہ ناک ہوگئی اسکی روشنی مین یہہ سب کھڑے تھے کہ دفعتہً صوبہ دار سپاہیون کا جو اپنی خدمت ریسیڈنسی مین موجود تھا اپنے گارڈ کو لایا اور سر ہنری اور انکے سٹاف کے سامنے چالیس قدم کے فاصلہ پر کھڑا ہوا اور اسنے کپتان ولسن صاحب سلام کرکے پوچھا کہ مجھے اجازت ہے کہ مین گارڈ کو حکم دون کہ وہ بندوقون کو بھرین ؟ ولسن صاحب نے اس سوال کو سر ہنری کے سامنے پیش کیا جنہون نے جواب دیا کہ وہ بندوقین گارڈ سے بھروائے۔ بندوقون کا بھرنا شروع ہوا۔ سر ہنری اور اسکا سٹاف اب بھی آگ کی روشنی مین کھڑے تھے۔ سپیے کی گولیون کی صاف آوازین بندوق مین ڈالنے کی آئین۔ پھر سپاہیون نے بندوقون مین ٹوپیان لگائین۔ اب افسرون کو فکر ہوا کہ دیکھیے سپاہی آیندہ کیا حرکت کرتے ہین۔ ان کے سامنے سر ہنری اور اور سردار موجود تھے انکی جان کا بچنا ان سپاہیون کے رحم پر موقوف تھا۔ ایک بدخواہ سپاہی بہادری کرکے تمام لکھنؤ کی قسمت کا فیصلہ کر سکتا تھا (یعنی ان سب افسرون کو مارڈالتا) ریسیڈنسی کے بنگلہ کی سیڑھیون پر جو مجمع افسرون کا کھڑا تھا اس کے دل مین یہہ خطرہ گذرا اگر کوئی انہون نے کام اور حرکت ایسی نہین کی جس سے یہ دل کا خطرہ ظاہر ہوتا۔ جب سپاہیون نے ٹوپیان لگا کے بندوقون کو اٹھاکر اپنے کندھون پر رکھ لیا اُن کی تسلی خاطر ہوئی اور سر ہنری مع اپنے سٹاف کے لینون کی طرف چلے۔

سر ہنری لارنس اور انکا سٹاف انگلش کیمپ مین گیا وہان بتیسوین رجمنٹ کے تین سو سپاہی کچھ توپین لیئے لڑنے کے واسطے تیار تھے۔ یہہ سمجھ کر کہ جہانتک ہوسکے باغیون کو اور شہر کے اوباش بدمعاشون کو آپس مین نہ ملنے دین۔ سر ہنری لارنس نے دو توپین اور بتیسوین رجمنٹ ایک کمپنی کے ساتھ لی کہ وہ اس سڑک کو روکین جو چھاونی سے پل کو جاتی ہے۔ اس اثناء مین ہندوستانی رجمنٹون کے افسر لینون مین اپنے سپاہیون کو سمجھانے لگے کہ کیون بغاوت و سرکشی کرتے ہین۔

انہین سے بہتسے سپاہیون نے لوٹنا شروع کردیا تھا۔ بہت سے سپاہی اکہتر رجمنٹ کے میس ہوس مین سیدھے افسرون کی تلاش مین گئے۔ جب وہ وہان نہ ملے

تو انہون نے میس ہوس مین آگ لگا دی - پھر تھوڑی دیر بعد اکھترویں رجمنٹ کی لین سے لوپ ہونے (؟)
فیر ہونے لگے جنکا جواب انہون نے گراپون سے ایسا دیا کہ سپاہی ہٹ کر عقب مین چلے گئے
اس جلدی مین انکا گذر پکٹ پر ہوا جس مین ہندوستانی سپاہی پیدل تھے اور لفٹنٹ
گرینٹ صاحب اسکے افسر تھے اگرچہ صاحب کو انکے سپاہیون نے ایک بستر مین چھپایا
مگر ایک پہرہ کے سپاہی نے انکو دیکھ لیا تھا اسنے انکو مار ڈالا -

اس اثنا رمین لفٹنٹ ہارڈنگ نے چند سوارون کو ساتھ لیکر چھاونی کے بڑے بازار
مین اسلیئے گذرنا شروع کیا کہ بندوبست کرین اور جان و مال کے محافظ بنین مگر ان پاس
سپاہ اتنی نہ تھی کہ وہ آتش زنی افسرون کے مکانون کی اور بازارون کی غارتگری کا
انسداد کر سکتے - ایک سپاہی نے صاحب پر گولی چلائی - جب اسنے خطا کی تو سنگین سے
انکے بازو کو زخمی کیا -

ہارڈنگ صاحب کچھ انتظام نہ کر سکے باغیون کا چارون طرف زور تھا - بتدریج یہہ زور سلطھم (؟)
ہوا کہ اول تیرہوین رجمنٹ کے تین سو سپاہی مع افسرون اور اپنے علمون اور خزانے کے انگریزون
سے آن ملے اور پھر کچھ سپاہی ۱۸ رجمنٹ کے بغیر اپنے علمون اور خزانہ کے انکے پیرو ہوئے
۴۸ رجمنٹ کا حال اس رات مین معلوم نہین ہوا کہ کیا ہوا - گورون کی سپاہ اپنی جگہہ پر قائم رہی
دس بجے رات کے کچھ باغی اپنی لین مین آئے اور انہون نے گولیان چلائین جس سے بریگیڈیر ہینڈس
کو جب اپنے گھر سے ۱۸ رجمنٹ کی لین کو گھوڑے پر سوار جاتے تھے گولی کے لگنے سے مارے
گئے - پھر بندوقین چھوٹنی موقوف ہوئین اور ایسا انتظام کیا گیا کہ ریزیڈنسی کا بنگلہ محفوظ رہے
اور شہر کی سڑک کے متصل جو چھاونی کا حصہ ہے وہ محفوظ رہے - بڑے زبردست پہرے
بٹھائے گئے - سپاہیون نے ہتھیار کھول ڈالے - دوسرے دن صبح کو سر ہنری نے یہہ سنکر
کہ باغی مڈکی پور کی طرف گئے ہین وہ انکے پیچھے سپاہ ساتھ لیکر گئے - راہ مین انکو رنٹ لیف
کی لاش ملی جو اب تک گرم تھی وہ ستر و برس کا لڑکا تھا اور تین روز ہوئے تھے کہ اپنی رجمنٹ مین
آیا تھا وہ بیماری کے سبب چھاونی مین رہا تھا گھوڑے پر سوار جاتا تھا کہ سپاہیون نے
اسکو گولی سے مار دیا - اسی وقت یہہ معلوم ہوا کہ باغی رجمنٹین صف بستہ اپنی لاین مین کھڑی ہین

ساتوین رجمنٹ سوارون کی سوا تیس سوارون کے باغی دشمنون سے جا ملی - یہہ
رجمنٹ اب تک خیرخواہ معلوم ہوتی تھی - انگریزی سپاہ نے اسکا تعاقب دس میل تک کیا
اور ساٹھہ سوارون کو قید کیا جنمین سے چھہ کو گبنس صاحب نے اپنے ہاتھ سے قید کیا تھا -
سر ہنری لارنس نے اس بغاوت کے دبانے کے باب مین لارڈ کیننگ کو یہہ لکھا کہ "اب
ہماری حالت پہلے سے یقینی اچھی ہے - اب ہم اپنے دوستون اور دشمنون کو جان گئے - اب
دشمنون کا یہہ حوصلہ نہین ہے کہ وہ ہم سے جنگ آزما ہون - گو وہ بڑی آتش زنی کرتے ہین"
اس مین شک نہین کہ انکو اب مشتبہ دوستون سے نجات ہو گئی تھی - تقریباً کل ساتوین رجمنٹ
سوارون کی اور تیرہوین رجمنٹ کے چند سپاہی اور ۷۱ رجمنٹ کے سپاہی دو تہائی سے
زیادہ اور تمام غیر آئینی رجمنٹین یہہ سب انگریزون سے جدا ہو کر دست درازیان کرتے تھے
اب یہان لکھنؤ مین تو اطمینان خاطر ہو گیا اور اضلاع اودھ سے وحشتناک خبرین آتی تھین
بڑی بڑی خبرین ضلعون سے آتی تھین - ۴ - جون کو ہنری لارنس نے یہہ خبر سنی
کہ سیتاپور مین بغاوت ہوئی - یہان ایک بڑی چھاونی لکھنؤ سے ۵۱ میل کے فاصلہ پر تھی
اس مین ۴۱ رجمنٹ ہندوستانی پیدلون کی اور نوین دسوین رجمنٹین غیر آئینی اودھ کی
اور ملٹری پلس کی دوسری رجمنٹ یہہ سب رہتی تھین - ۳ - جون کو بہت سویرے
۴۱ - رجمنٹ کے میجر ایپتھورپ صاحب نے قسمت سیتاپور کے کمشنر کرسچین صاحب
کرنیل برچ صاحب پاس گئے وہ بڑے مستقل مزاج دلاور سپاہی تھے وہ سپاہ کے خیرخواہ
ہونے کا یقین کرتے تھے - دو دن پہلے وہ سپاہ کے خیرخواہ ہونے کا یہہ تجربہ کر چکے تھے
کہ لکھنؤ سے جو باغی بھاگ کر آئے تھے اُنسے لڑنے کے لیئے وہ سپاہ کو لے گئے تھے جنہ باغیون پر
جو انکے بھائی بند تھے گولیان چلائی تھین - احتیاطاً نوین دسوین غیر آئینی رجمنٹون کی پریڈ
ہوئی - کمشنر کی رسیڈنسی پر جہان سب عورتین اور بچے جمع ہو گئے تھے ملٹری پلس کا
بڑا قوی پہرہ تھا اور چار ملٹری توپین ۴۱ رجمنٹ اور رسیڈنسی کے درمیان لگی ہوئی تھین
ابھی یہہ سارے انتظام پورے ہوئے تھے کہ ۴۱ رجمنٹ کی ایک کمپنی خزانہ پر اس کے لوٹنے
کے ارادہ سے گئی - کرنیل برچ اور لفٹنٹ گرین اور سارجنٹ میجر انکے پیچھے

جب کرنیل صاحب اپنے سپاہیون پاس جاکر سمجھانے لگے کہ یہہ کیا حماقت کا کام کرتے ہو میری نصیحت سنو اور مانو وہ یہہ سمجھا ہی رہے تھے کہ صف مین سے ایک سپاہی نے بڑھ کر انکے گولی ماری جس سے وہ فنا ہو گئے اور اسی طرح سے لفٹنٹ سمال لی اور سارجنٹ میجر کو نذر ہلاک باغیون نے پہنچایا۔ لفٹنٹ گرین صاحب زخمی ہوکر عین وقت پر اپنے اور بھائی افسرون کو اطلاع کرنے گئے وہ مع اپنے کنبون کے ۴۱ رجمنٹ کے خیرخواہ سپاہیون کی حفاظت مین لکھنؤ پہنچ گئے۔ پھر بغاوت بہت جلدی سے غیر آئینی رجمنٹون مین پھیلی جنہون نے اپنے افسرون کو مارا اور پھر باغی ملٹری پلس کے پاس پہنچے جنہون نے کمشنر کی کوٹھی پر گولیان مارنی شروع کین۔ اس کوٹھی کے پیچھے ایک چھوٹی سی گہری ندی تھی اور اسکے پیچھے گھنا جنگل تھا جسمین جھاڑیان اور صنوبر کے درخت تھے سب نے متفق ہوکر یہہ ارادہ کیا کہ ندی کے پار جاکر جنگل مین چھپیے۔ کوٹھی کو باغیون نے گھیر لیا پلس باغ مین تھا۔ جہان ندی کا عارضی پل تھا اسپر سے کچھ انگریزون اور انکی عورتون اور بچون کو مار ڈالا کرسچین صاحب بھی ندی سے پار ہوکر مارے گئے اور تھوڑی دیر کے بعد انکی بی بی بھی ماری گئین انکا ڈھائی برس کا بچہ لکھنؤ مین پہنچکر مر گیا۔ سیتاپور کی بغاوت کا نتیجہ یہہ تھا کہ ۲۴ جون کو سپاہیون کے ہاتھ سے چوبیس انگلش مرد و عورت و بچے مارے گئے

ملاؤن ایک قصبہ ہردوئی مین ہے وہ شمال مین ۳۰ میل کانپور سے اور ۳۲ میل شمال مین ملاؤن
سیتاپور سے ہے اور یہان صرف سول افسر مسٹر کیپر ڈپٹی کمشنر تھے اور ایک خیرخواہ رجمنٹ کا ایک حصہ اور چوتھی غیر آئینی رجمنٹ یہان مقیم تھے۔ جب ملاؤن مین سپاہ نے بغاوت اختیار کی تو کیپر صاحب لکھنؤ چلے گئے وہ بہت دنون تک یہان اپنے عہدہ پر دلیرانہ جمے رہے مگر جب سپاہ بگڑی تو وہ اپنی ضلع سے جدا ہوئے۔

اودھ کی شمالی مغربی قسمت مین تیسرا ضلع محمدی تھا جسکے ڈپٹی کمشنر طامسن صاحب محمدی
اور اسسٹنٹ کپتان اور صاحب تھے۔ یہان سپاہ نوین اودھ کی غیر آئینی رجمنٹ اور ملٹری پلس کی دو کمپنیان اور پچاس سوار تھے پہلے بیان ہو چکا ہے کہ شاہجہانپور سے انگریز اور انکی عورتین اور بچے کس طرح سے مفرور ہوکر محمدی مین آ گئے

اور صاحب کی میم صاحبہ اور انکا بچہ متولی بھیجے گئے جسکے راجہ پر اور صاحب اور طامسن صاحب
کے بڑے احسانات تھے اور متولی یہان سے ۶ میل کے فاصلہ پر تھی۔ راجہ نے میم صاحب کو
قلعہ کچھونا مین جو جنگل مین تھا بھیجدیا کہ وہ باغیون کی نظر سے چھپی رہین۔ شام کو راجہ انسے ملنے
آیا اور انکی محافظت کا وعدہ کر گیا۔

کچہری مین شاہجہان پور کے مفرورین آئے تو جن سپاہیون کی محافظت مین آئے تھے
انہون نے یہان کی سپاہ سے کہا کہ تمہارے بھائیون کے ٹکڑے اس سبب سے ہوئے ہین
کہ انہون نے عیسائی مذہب ہونے سے انکار کیا ہے یہہ سنکر یہان کی سپاہ بھی اپنے بھائیونکا
انتقام لینے پر آمادہ ہوگئی کپتان اور صاحب نے ہندوستانی افسرون کو سمجھایا۔ وہ شاہ اودھ
کے قدیمی ملازم تھے اس لیئے اسکا اثر سپاہ پر بالکل معدوم نہین ہوا تھا۔ سپاہیون نے
قسم کھائی کہ وہ یوروپین کی جان بچائینگے۔ اور اور صاحب اور طامسن صاحب کو اپنا
ساتھ رکھینگے اور اور انگریزون کو جہان انکا دل چاہے بغیر مزاحمت کے جانے دینگے

اول انہون نے خزانہ پر قبضہ کیا اور پھر جیلخانہ کے قیدیون کو آزاد کیا۔
۹ جون کو کئی لیڈیان ایک بگی مین اور انگریز گرانچیون مین بیٹھکر روانہ ہوئے اول روز کا
سفر دس میل کا بغیر کسی حادثہ کے طے ہوا۔ دوسرے دن تین میل سفر کرکے ایک سوار نے
انگریزون سے کہا کہ اب جہان تمہارا جی چاہے چلے جاؤ تو وہ کچہری کے ضلع مین
اورنگ آباد کی طرف چلے آدھ میل یہہ گاؤن رہا ہوگا کہ سپاہیون نے اپنی قسم کے برخلاف
انگریزون کو قتل کرنا شروع کیا۔ سارا گروہ مارا گیا صرف ایک انگریز بچ گیا جسنے ساری
کہانی اس مصیبت کی سنائی۔

کپتان اور صاحب اپنی بی بی وبچہ سے کچھونا مین جا ملے۔ راجہ نے انکو لکھ بھیجا کہ وہ
مع اپنی بی بی کے متولی کے جنگل مین چلے جائین جس مین سوا رخار دار درختون اور جھاڑ
جھنکاڑون اور درندون کے کچھ اور نہ تھا۔ متولی مین جو مفرورین تھے وہ کچھونا مین
بھیجے گئے۔

سیتاپور کی قسمت سے لگی ہوئی بہرائچ کی قسمت تھی جسکے جنوب مین دریا رگھاگرا فیض آباد

[illegible]

کی قسمت سے جدا کرتا تھا اور مغرب مین چوکا یا سار واندی تھی جو اسکو سیتاپور کھیری سے جدا کرتی تھی۔ شمال مین نیپال تھا۔ شہر بھڑائچ کے قریب کمشنر قسمت چارلس ونگ فیلڈ صاحب رہتے تھے اور اس کے مغرب مین میلاپور اور جنوب مین سکرورا اور جنوب مشرق مین گونڈہ تھے سکرورا مین بڑی چھاونی تھی۔ اپریل ۱۸۵۷ء مین اس چھاونی مین سپاہ بتفصیل مقیم تھی۔ پہلی غیر آئینی سوارون کی رجمنٹ اودھ کی جسکا کمانڈر کپتان ڈالی تھا اور دوسری رجمنٹ اودھ پیدل کی جسکا کمانیر کپتان لوایلگن تھا اور ایک مقامی اہی توپخانہ تھا جسکا افسر لفٹنٹ بون ہم تھا اپریل ۱۸۵۷ء مین ونگ فیلڈ صاحب نے اپنا صدر مقام سکرورا مین بدل لیا تھا۔ صاحب ممدوح صاحب لیاقت و ذی علم اور بلند خیال تھے وہ یہان کی سپاہ کی بغاوت کا یقین کرتے تھے وہ سکرورا مین کسی سپاہی پر اعتبار نہین کرتے تھے۔ بلرام پور کا راجہ ڈگ بجے سنگھ جو بڑا عاقل و ہوشیار تھا وہ ونگ فیلڈ صاحب کا بڑا دوست تھا اسنے وعدہ کر لیا تھا کہ ضرورت کی صورت مین وہ انگریزون کو پناہ دیویگا۔ یہان بغاوت کے برپا ہونے کے باب مین اور افسر بھی ونگ فیلڈ کے ہمراے تھے۔ ابتدا ماہ جون مین ڈالی صاحب کے سوارون کے کپتان فوربس صاحب لکھنؤ مین تھے وہ جانتے تھے کہ انکے سوار بغاوت کرینگے اور سکرورا مین کوئی پناہ کی جگہ انگریزون کے لیئے نہین ہے اس لیئے وہ سکھون اور ویلنٹیرون کی جماعت ہمراہ لیکر لکھنؤ سے سکرورا مین آئے اور ۹۔ جون کو عورتون اور بچون کو ہاتھیون اور ڈولیون مین بٹھا کے لکھنؤ مین خیر و عافیت کے ساتھ آگئے۔

اسی تاریخ سکرورا مین سپاہ نے بغاوت کی ونگ فیلڈ صاحب گونڈہ چلے گئے جہان تیسری غیر آئینی رجمنٹ اودھ رہتی تھی۔

سکرورا مین ۹۔ جون ایسی خوفناک تھی کہ بوائلیو صاحب و ہیل صاحب و کنڈال صاحب بلرام پور چلے گئے۔ لفٹنٹ بون ہم صاحب کو اپنی سپاہ کی وفاداری پر اعتبار تھا وہ سکرورا مین رہے مگر سپاہیون نے کہا کہ آپ چلے جائیے وہ شکستہ خاطر ہوکر تین سارجنٹون کو ساتھ لیکے گھاگرا سے پار گئے اور لکھنؤ مین دوسرے دن آگئے۔

ونگ فیلڈ صاحب نے جب گونڈہ کی سپاہ کو دیکھا کہ وہ باغی ہورہی ہے تو وہ بھی بلرام پور

کمشنری بہرائچ

چلے گئے اور اور افسر بھی یہین چلے آئے۔ غرض راجہ کے یورپین مہمان انیس ۱۹ تھے وہ سب انگریزی عملداری مین گورکھپور مین چلے آئے۔

بہرائچ کمشنری کا صدر مقام شہر بہرائچ تھا اسکی چھاونی مین دو کمپنیان تیسری غیر آئینی رجمنٹ کی رہتی تھین جسکے کمانیر لفٹنٹ کلارک صاحب تھے اور یہان کے ڈپٹی کمشنر کن گف صاحب تھے اور اسکے اسسٹنٹ جورڈن صاحب تھے۔ جب ۱۰- جون کو تیسری غیر آئینی رجمنٹ کے بہت سے سپاہیون نے گونڈہ مین بغاوت کی تھی تو اسکی یہہ دو کمپنیان کیون نہ بغاوت کرتین۔ انہون نے بغاوت کی تو صاحبان مذکور نے یہہ دانشمندی کی کہ وہ نان پارہ کی طرف چلے جو بہرائچ کے شمال مین بائیس میل تھا۔ یہان کا راجہ نابالغ تھا اسنے یہان انگریزون کے داخل ہونے کو منع کردیا تو انہون نے بیرام پور کی راہ سے لکھنؤ مین جانے کا قصد کیا۔ ہندوستانی لباس تھا وہ گھوڑون سمیت کشتی مین بیٹھے رستے مین پہچانے گئے غل مچا کہ فرنگی کشتی مین بھاگے جاتے ہیں۔ سپاہیون نے گولیان انپر چلائین ملاح خوف کے مارے کشتی چھوڑ کر بھاگے کشتی اپنے آپ کنارہ پر آ لگی۔ دو انگریزون کو باغیون نے موت کے گھاٹ اتارا۔ تیسرے کو ایسا زخمی کیا کہ چند روز جیا۔

ملاپور

ملاپور کھیری کے ضلع لکھنؤ سے ۱۲۳ میل تھا یہان سپاہ نہ تھی جسکے سبب سے بغاوت کی آگ روشن ہوتی مگر عام بدنظمی تھی جسکے سبب سے یہان کے ڈپٹی کمشنر کون لی صاحب کو ضلع چھوڑنا پڑا اور اور مفرور انگریزون کو ساتھ لیکر دریا سرجو سے کشتی مین بیٹھکر پار اترے متھرا کے قلعہ مین پہنچے جو نابالغ راجہ دھریرا کے علاقہ مین تھا یہان وہ زیادہ دنون تک نہ رہ سکے نابالغ راجہ کے نوکرون نے دغابازی کی وہ نیپال کے پہاڑون مین چلے گئے جسکی ترائی مین ناموافقت آب و ہوا سے سوا ایک صاحب کے سب مرگئے۔

کمشنری فیض آباد

یہہ کمشنری اودھ کی شرقی کمشنری کہلاتی ہے اسکے جنوب مین بہرائچ کی کمشنری ہے اس مین تین ضلع فیض آباد و سلطان پور و سلونی ہین یہان کے کمشنر گولڈنی صاحب تھے۔ ضلع فیض آباد کے ڈپٹی کمشنر کپتان ریڈ صاحب تھے اور یہان کی چھاونی مین سپاہ بتفصیل ذیل تھی۔ ہندوستانی اسپی بیٹری۔ ۲۲- رجمنٹ ہندوستانی پیدل اور چھٹی

بیرا ہیٔی رجمنٹ اودھ اور پندرہوین رجمنٹ سوارون کا ایک دستہ۔
فیض آباد مین انگریزون کو بغاوت کے ہونے کا یقین تھا اس لیئے انہون نے کپتان
تھربرن صاحب اسسٹنٹ کمشنر کی کوٹھی کو جو فصیل دار تھی مستحکم کیا تھا اور اس مین سامان
کھانے پینے کا جمع کیا تھا انکو بھروسا تھا کہ پنشندار سپاہی اور تعلقہ دار انکے ساتھ نیک سلوک
کرینگے۔ ظاہر معلوم ہوتا تھا پنشندار سپاہی جنکی معاش گورنمنٹ کی ہستی پر موقوف تھی ضرور
انگریزون کے معین ہونگے مگر وہ بہت تھوڑے تھے اور انکا رعب داب کچھ نہ تھا۔ یہان
تعلقہ دار اکثر آدھی اور بعض ساری اپنی ریاست انگریزی عملداری کے سبب کھو چکے تھے
انسے کب ایسی اعانت کی توقع ہو سکتی تھی کہ وہ انگریزون کی جان بچانے کے لیئے اپنی جانون کو
جوکھون مین ڈالینگے مگر پھر بھی ڈپٹی کمشنر نے لکھا کہ گو زمیندار ہمارے خیر خواہ ہین مگر وہ آئینی
سپاہ سے لڑ نہین سکتے۔
اب ۵۔جون کو کپتان تھربرن صاحب کی کوٹھی کی مستحکم کرنے کی تجویز منسوخ ہوئی اور گولڈنی
صاحب نے پہلے یہہ تجویز کی کہ عورتون اور بچون کو لکھنؤ بھیجدین مگر راہین وہان جانے کی
باغیون نے گھیر رکھی تھین اس لیئے یہہ تجویز ہوئی کہ تعلقہ دارون کی طرف رجوع کی جائے
فیض آباد کے بڑے بڑے تعلقہ دار راجہ مان سنگھ اور راد ہیس سنگھ۔ ٹھاکر نراین سنگھ۔
میر باقر حسین۔ نادر شاہ تھے جو بغاوت کی بو دور سے سونگھ رہے تھے اور انہون نے گولڈنی
صاحب کو بغاوت کے ہونے کی پہلے سے اطلاع دیدی تھی۔ ان تعلقہ دارون مین سب سے
زیادہ سر برآوردہ مان سنگھ تھا جو اسوقت مقید تھا۔ کپتان الکسنڈر اور صاحب نے اسکو
بڑی کوشش کرکے چھڑایا تھا صاحب اسوقت فیض آباد مین اسسٹنٹ کمشنر تھے اور پہلے
بادشاہ کی بڑی خدمات کر چکے تھے اس سبب سے انکا نہایت احسان مند راجہ تھا اس نے
کپتان صاحب سے درخواست کی کہ بلوہ جو ہونے والا ہے مین آپ کو اور آپ کے بیوی
بچون کو قلعہ شاہ گنج مین پناہ دونگا اس درخواست کا ذکر کپتان صاحب نے گولڈنی
صاحب سے اسوقت کیا کہ لکھنؤ کی راہ عورتون اور بچون کے جانے کے لیے مسدود ہو چکی تھی
غرض سب انگریزون نے آپس مین صلاح و مشورہ کرکے اس باب مین راجہ سے کپتان ریڈ

اور کپتان اور صاحب نے خط وکتابت کی اسنے منظور کرلیا کہ سول افسرون کے کنبون کو وہ
پناہ دیویگا مگر اسکے ساتھہ ہی یہہ کہا کہ اگر زیادہ تعداد ہوگی تو پھر یہہ راز مخفی نہین رہیگا مگر آخر کار
اسنے سب کے پناہ دینے کا وعدہ کرلیا بشرطیکہ انکے یہان بھیجنے مین سب طرح کی احتیاط کی جائے
راجہ مان سنگہ کی اس درخواست کو سوار ایک افسر کے سب سپاہ کے افسرون کی بی بیون نے
نامنظور کیا یہہ انکار اس سبب سے نہین تھا کہ راجہ پر اعتبار نہین تھا بلکہ اس وجہ سے کہ اس حرکت
سے سپاہ مین بغاوت ہو جائیگی -

٧ جون کو سول افسرون کے اور کپتان ڈاسن کی بی بی بچون نے سفر کیا اور شاہ گنج مین پہنچ
گئے اسکے بعد دوسرے دن صبح کو سٹاف سارجنٹون کے بی بی بچے بھی شاہ گنج مین چلے گئے
اسی دن رات کو سپاہ نے بغاوت کی انہون نے صاف صاف کہا کہ اب ہم انگریزون سے
زیادہ زبردست ہین انکو ملک سے نکالنا چاہتے ہین - ہندوستانی غیر آئینی سوارون کی رجمنٹ کا
اول درجہ کا صوبہ دار برگیڈ کا سپہ سالار بنا اور اسنے سپاہیون کو ترغیب دی کہ وہ انکے
افسرون کو مار ڈالین مگر سپاہی اپنے افسرون سے فراغت چاہتے تھے مگر ان کے خون کے پیاسے
نہ تھے - انہون نے افسرون کو تمام رات اپنی حراست مین رکھا اور پھر انکے لیے چار کشتیان
بہم پہنچائین جنکے ملاح نہ تھے مگر چپو تھے انہون نے صبح کو افسرون کو روپیہ دیا اور کہا کہ اب
رخصت ہو جیئے -

٩ جون کو سورج نکلنے سے پہلے چارون کشتیون مین مفرور انگریز بیٹھے جنکو وہ خود
چلاتے تھے - سپاہیون نے جو خزانہ اور کوٹھیان لوٹتے پھرتے تھے انکی کچھ مزاحمت نہین
کی مگر عجیب متناقض کیفیت تھی کہ ادہر وہ انگریزون کو ان اپنے ہمراہیون سے بچاتے تھے
جو ان کے خون کے پیاسے تھے - اُدھر ١٧ رجمنٹ ہندوستانی پیدل کو جو اعظم گڈھ مین بغاوت
کرکے ٨ جون کو فیض آباد سے چند میل پر آئی تھی کہتی تھی کہ تم انگریزون کو مار ڈالو - اس
رجمنٹ کے سفر کی سیدھہ گھاگرا کے داہنے کنارہ پر تھی اس کے ساتھہ انگریزون کے
خون سے سرخ ہو رہے تھے وہ اور زیادہ خون بہانا چاہتے تھے -
١٧ رجمنٹ نے فیض آباد کی درخواست کو منظور کرلیا - انہون نے بیگم گنج مین جو فیض آباد

بارہ میل تھا دو کشتیون کی مزاحمت کی یہان دریا کا ایک موڑ تنگ آ گیا تھا وہان کشتیون مین
بورو مین مفرورین پر گولیان چلائین اور مقابل کے کنارہ پر سے دو کشتیان سپاہیون سے
بھری ہوئی آئین۔ کرنیل گولڈنی نے یہہ دیکھ کر ہدایت کی کہ فوراً جو بھاگ سکتے ہین وہ بھاگین
باغیون سے امید نہین ہے کہ وہ ہم پر ذرا بھی رحم کرین اسکے ساتھ یہہ بھی کہا کہ مین ایسا بوڑھا
ہون کہ بھاگ نہین سکتا، کشتیون مین ستائیس فرنگی سوار تھے جنمین سے سات اس
قابل تھے کہ انکے حکم کی تعمیل کر سکتے تھے ان سات مین تیغ علی خان ایک مسلمان سپاہی
بائیسوین رجمنٹ کا بھی تھا۔ ان سات مین سے دو آدمی جو دریا کے پار جانے کی کوشش کرتے
تھے وہ ڈوب گئے۔ باقی پانچ امورہ مین بخیریت پہنچے۔ وہ تین افسرون سے مل گئے جو چوتھی
کشتی مین سوار ہوئے تھے اور کشتی کی کم روانی کے سبب سے انہون نے کشتی کو چھوڑ دیا
تھا انہون نے کہا کہ ہم ان افسرون کے ساتھ ملنے سے بڑے خوش ہوئے جنکے پاس ہتھیار
ہین ہمارے پاس چھڑی تک بھی نہین تھی۔ لیکن ان ہتھیارون سے باغیون کی کثرت کے
سامنے بہت کم کام چل سکتا تھا۔ بہت سی مصیبتون کے بعد ان مین صرف ایک آدمی زندہ
رہا جسنے یہہ سب کی کہانی سنائی۔ باقی سب بحر فنا مین مستغرق ہوئے اور دوسری کشتی مین جو
آٹھ آدمی بیٹھے رہے تھے وہ سب مارے گئے۔ تیسری کشتی جس مین پانچ افسر بیٹھے تھے اجودھیا
مین آئے یہان انہون نے اپنی کشتی کو بڑی کشتی سے بدل لیا جسکو بارہ ملاح چلاتے تھے
اسپر چھپر پڑا تھا وہ باغیون کے سفر سے چھپے ہوئے بخیر و عافیت دانا پور پہنچ گئے۔

سول افسرون کا ایک گروہ تھا جو کشتیون مین نہین بیٹھا تھا فیض آباد مین رہ گیا تھا
جب سپاہ نے بغاوت کی تو وہ شاہ گنج مین چلے گئے۔ جہان انکے بی بی بچے مان سنگہ کی
امان مین تھے۔ اسنے کچھ دنون انکو اپنے قلعہ شاہ گنج مین مہمان رکھا۔ اور جب باغیون نے
اصرار کیا کہ وہ انکے حوالہ کیئے جائین تو اسنے افسرون سے کہا کہ مین نے باغیون سے یہہ
اقرار کیا ہے کہ مین عورتون اور بچون کو امان دونگا نہ انگریزون کو اسلیئے انگریزون کو چاہیئے
کہ فوراً چلے جائین کل اسکی خانہ تلاشی ہوگی۔ ۲۹ جون کو یہان سے بھاگنے کے لیئے ایک
کشتی لائی گئی۔ اس مین بیٹھنے کے لیئے رات کو ایک گروہ جسمین عورتین بچے کل ۲۸ ارواح تھیں

دریا کے کنارہ کی طرف چلا انہین سے سورج نکلنے سے پہلے ۲۹-کو دریا کے کنارہ پر جو
آٹھ میل تھا پہنچے باقی انگریز جس گاڑی مین سوار تھے وہ لوٹ گئی انکا انتظار کرنا ناممکن تھا
دریا کے کنارہ پر باغیون کا ہجوم تھا۔ اس لیے کشتی مین ۲۹ انگریزون نے سفر کیا۔
مان سنگھ نے جو ایجنٹ کشتی کے ساتھ کیا تھا وہ دغا دیکر دوسرے روز کشتی کو ایسی جگہہ
لیگیا جہان کنارون پر دونو طرف قلعے تھے۔ یہان مفرورین مجبور ہو گئے کہ وہ اپنے ہتھیار
اپنا روپیہ اور اپنی قیمتی چیزین دیدین۔ یہان کوئی انکی مدد کو نہ تھا موت سامنے نظر آتی
تھی ایک میم صاحب کا ارادہ تو یہہ ہو گیا کہ پہلے بچون کو دریا مین پھینکے اور پھر انکے ساتھ
آپ کو دے بھوک اور گرمی کی بہت تکلیفین اٹھا کر ۱۲-جون کو گوپال پور پہنچے۔ یہان کے
راجہ مہادیو بخش نے پانچ چھہ روز تک انکی بڑی مہمانداری کی اور دانا پور جانے کا سارا
سامان تیار کر دیا وہ وہان ۲۹-جون کو پہنچ گئی۔

سلطان پور

فیض آباد کی کمشنری مین ضلع سلطان پور ہے جسکا صدر مقام سلطان پور ہی تھا
وہ گومتی کے داہنے کنارہ پر فیض آباد اور الہ آباد کے درمیان ایک خط مستقیم پر واقع
ہے۔ یہان سب سے بڑا سول افسر بلوک صاحب تھا۔ اور سلطان پور مین پندرہوین
رجمنٹ غیر آئینی سوارون کی تھی جسکے کمانڈر بہادر جوانمرد کرنیل فشر صاحب تھے۔
پانچوین جون کو بلوک صاحب کو ایک مسلمان عہدہ دار نے جسکو انہون نے چاندہ بھیجا تھا
اطلاع دی کہ جونپور کی باغی سپاہ چاندہ مین آئی ہے اور وہ اقرار کرتی ہے کہ سلطان پور کی
سپاہ سے ہماری خط و کتابت ہو رہی ہے اس مین ہم نے لکھ دیا ہے کہ ہمارا اور ارادہ ہے کہ
سب انگریزی افسرون کو مار ڈالین بلوک صاحب نے اس مہمان کو سلطان پور مین واپس بلا لیا
اور جو خبران پاس آئی تھی اسپر کرنیل فشر صاحب کو مطلع کر دیا کرنیل صاحب نے فوراً اس مقام کی
تمام عورتون اور بچون کو دو افسرون کی حراست مین الہ آباد بھیجدیا مسلمان مذکور ۸-جون کو
سلطان پور مین بلوک صاحب اور فشر صاحب سے ملا اور اسنے کہا کہ چاندہ کو جونپور کی سپاہ نے
لوٹ لیا اور وہ سلطان پور کو چلی آرہی ہے اور اسنے انکو صلاح دی کہ ابھی وقت ہے کہ دونو
صاحب یہان سے چلے جائین مگر دونو صاحبون نے یہان سے جانا دل سے پسند نہین کیا

۹ - جون کو پہلی رجمنٹ پولس نے بغاوت کی کپتان بن بیوری صاحب اسکے کمانڈر تھے کرنیل فشر صاحب اپنے سپاہیون کو ساتھ لیکر پولس کی رجمنٹ کو سمجھانے گئے کہ پولس کے ایک سپاہی نے آگے بڑھ کر انکی پیٹھ پر گولی ماری انکے سپاہی چپکے کھڑے دیکھا کیے کہ انکے کرنیل کے مہلک زخم لگا وہ خود تو نہین گئے مگر ایڈجیوٹنٹ لفٹنٹ کو نزع کی حالت مین کرنیل پاس جانے دیا اور ان کے ماتحت افسر کپتان جب ہنگس کو گولی سے مار دیا اور لفٹنٹ ٹکر کو پکار کر کہا کہ اپنے تئین بچاؤ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر رستم شاہ پاس گومتی کے کنارہ پر قلعہ دیرہ مین پہنچے اس تعلقہ دار نے انکو پناہ دی اور وہ آخر کو بنارس مین سلامت پہنچ گئے - بلاک صاحب اور مسٹر وہان صاحب کرنیل فشر صاحب کے مرنے کی خبر سنکر بھاگے مگر انکو باغیون نے مار ڈالا - بس اب باغیون کے قبضہ مین سلطان پور آگیا وہ خزانہ اور کوٹھیون کو لوٹ کر لکھنؤ کی طرف چلے -

سلونی

فیض آباد کی کمشنری مین ایک اور ضلع سلونی تھا جسمین ڈپٹی کمشنر ایل بیرڈ صاحب تھے اور اس مین پہلی اودھ کی غیر آئینی سپاہ کی چھ کمپنیان رہتی تھین جنکے کمانڈر کپتان طامسن صاحب تھے - جون کی اول نو تاریخون تک افسرون کی دانائی سے ضلع مین امن امان رہا - جب سلطان پور اور اور ضلعون کی بغاوتون کی خبرین آئین تو دسوین جون کو یہان بھی سپاہ نے بغاوت اختیار کی افسر یہان سے بھاگ کر دارا پور کے قلعہ مین پہنچے یہہ قلعہ راجہ ہنونت سنگھ تعلقہ دار کالاکانکر سے متعلق تھا اسنے انکو پناہ دی اور الہ آباد بخیر و عافیت پہنچا دیا - طامسن صاحب کے ساتھ دس سپاہی ہمیشہ رہے اور کبھی انہون نے اپنی خیر خواہی سے منہ نہین موڑا - راجہ ہنونت ایک بڑا شریف راجپوت تھا - اودھ کے بندوبست مین اسکے تعلقہ کا بہت سا حصہ ضبط ہو گیا تھا وہ اپنے تعلقہ کی ضبطی کا درد دل مین لیے ہوئے بیٹھا تھا - یہہ اسی کی شرافت ذاتی تھی کہ جس قوم نے اسے غارت کیا تھا اسنے انکی مصیبت کے وقت مین دستگیری کی - رخصت کے وقت جب کپتان بیرو صاحب (جو چیف کمشنر اودھ بھیجے ہوئے تھے) نے راجہ سے اپنی یہہ امید بیان کی کہ اس غدر کے مٹانے مین آپ سعی کرینگے تو راجہ نے کھڑے ہو کر یہہ جواب دیا کہ صاحب آپ کے اہل وطن یہان آئے تو ہمارے

پادشاہ کو نکال دیا آپ نے جو افسر اضلاع مین دورہ کے لیئے بھیجے انہون نے ریاستون کے حقوق سے ہم کو محروم کیا اور ایک صدمہ مین وہ زمین میری چھین لی جو میرے خاندان مین ایسے زمانہ سے چلی آتی تھی جسکی ابتدا یاد بھی نہین رہی مین نے اطاعت کی - اب دفعتہً آپکی بداقبالی آئی سارے اہل ملک آپ کے خلاف کھڑے ہوئے آپ میرے پاس آئے جسکو ریاست سے آپ نے معزول کیا تھا مین نے آپ کو بچا دیا لیکن اب مین تمام اپنے ملازمین کو ساتھ لیکر لکھنؤ جاتا ہون اور ملک سے آپ کے نکالنے کے لیئے کوشش کرونگا - اس راجہ کا تعلقہ جو ضبط ہوا تھا بعد غدر سرکار نے دیدیا -

دریاباد

اب کمشنری لکھنؤ کے دو ضلعون دریاباد اور پوروا کا ذکر ہم نے پہلے نہین کیا وہ لکھتے ہین فیض آباد اور لکھنؤ کے درمیان شاہراہ اعظم پر دریاباد ہے اس مین پانچوین رجمنٹ پیدل غیر آئینی مقیم تھی اور کپتان ہویس صاحب اسکے کماندر تھے -

یہہ نوجوان افسر سپاہ کو بہت عزیز تھا اور بڑا دلاور جری مستعد تھا یہان خزانہ مین روپیہ بہت تھا - یہہ روپیہ سپاہ کے برگشتہ ہونے کے لیئے بڑی ترغیب تھی - کپتان ہویس صاحب نے اسکو لکھنؤ بھیجنا چاہا - ۹ - جون کو خزانہ چھکڑون مین لادا گیا وہ سپاہیون کی حراست مین لکھنؤ روانہ کیا گیا وہ تھوڑی دور گیا تھا کہ بدمعاش سپاہی تکرار کر کے اسکو پھر الٹا لے آئے اور بعض نشانہ باز سپاہیون نے کپتان صاحب کے تاک تاک گولیان مارین مگر وہ بال بال بچکر گھوڑے پر سوار ضلع کے اور مفرور انگریزون سے مل گئے - رام سنگھ زمیندار سوہی نے انکی اعانت کر کے لکھنؤ پہنچادیا -

پوروا

پوروا گنگا سے دس میل پر کانپور اور لکھنؤ کی درمیانی سڑک سے بہت دور نہ تھا - یہان سپاہ نہ تھی کپتان الونس صاحب ڈپٹی کمشنر تھے انہون نے آخر جون تک ضلع کو سنبھالے رکھا انکی بیوی اور بچے اور انکا اسسٹنٹ ارتھر جنکنسن اس بدنصیب ضلع مین تھے - کپتان الونس صاحب کی منصب علی خان پولس افسر نے بڑی خیرخواہی کی اسنے ضلع مین مراسلت کو جبتک جاری رکھا کہ کانپور مین ویلر صاحب کی سپاہ فنا ہوئی - پھر الونس صاحب اپنے ضلع کو نہین سنبھال سکے اسلیئے وہ لکھنؤ کو چلے گئے -

لکھنؤ کا حال

اب ہم پھر اس شہر کا حال لکھتے ہین جسکا حال ۳۱- مئی تک لکھ آئے ہین - ۳۱- مئی کو جو لکھنؤ مین فساد اٹھا تھا اسکو چیف کمشنر نے جد و جہد کر کے فرو کر دیا - اب ۱۲/ جون سے اسکا حال لکھتے ہین اس عرصہ مین اودھ کے ہر ضلع سے انگریزی عملداری اُٹھ گئی تھی اس تاریخ مین سر ہنری لارنس نے لفٹنٹ گورنر ممالک شمالی مغربی کو یہہ چھٹی لکھی ہے "اب تک چھاونی اور اس مین دو مستحکم مقام ہمارے قبضہ مین ہین مگر اور سارے ضلعے ہماری حکومت سے نکل گئے - ہم کو ہر روز یہہ اندیشہ رہتا ہے کہ سب باغی اور انکے دوست متفق ہو کر ہمارا محاصرہ کرین گے اگرچہ سارا ملک ابھی برگشتہ نہین ہوا مگر ہر روز اسکی حالت بگڑتی جاتی ہے تمام ہمارے غیر آئینی سوار سوار رسالہ سوارون اور ڈالی کے سوارون کے متزلزل ہو رہے ہین یا مفرور ہو گئے ہین - غیر آئینی پیادون کی حالت اب تک خاصی ہے مگر جب ہم محصور ہو جائین گے تو گورون سے مقابلہ کرنے کے بدلے کالون کے ساتھ ملجائینگے انہین چند دستے خیرخواہ بھی رہین گے - پچھلی رات کو سو سپاہیون سے زیادہ پولس کے بھاگ گئے جس وقت یہہ صفحہ لکھنا شروع کیا ہے اسی وقت میرے پاس یہہ رپورٹ آئی کہ سنٹرل جیلخانہ جو خاص ملیٹری پولس کے سپرد تھا اسکو پولس چھوڑ کر بھاگ گیا ہے اب ہم ایک ہی مقام کو اپنے پاس رکھینگے - پانچ روز ہوئے کہ مین نے یہہ سوال سولہ افسرون کے روبرو پیش کیا تھا سب نے کہا کہ دونو مقامون کو رکھنا چاہیئے مجھے یقین ہے کہ وہ غلطی پر ہین اور جو نہین عمدہ افسر ہین وہ بھی یہی خیال کرتے ہین ۱ اس مین سب کا اتفاق ہے کہ رسیڈنسی کو اپنے پاس رکھنا چاہیئے - سارے تعلقہ دار مسلح ہو رہے ہین اور بعض نے انہین سے ان دہات پر قبضہ کر لیا ہے - جنہین سے گبنس صاحب نے انکا قبضہ اُٹھا دیا تھا - دوسرے دن لارڈ کیننگ کو ایک چھٹی لکھی تھی جسمین انہون نے یہی رائے لکھی تھی جو اوپر بیان ہوئی "- انہون نے ہندوستانیون کی تعداد پانچ سو بیس گنائی جو اب تک خیرخواہ چلے جاتے تھے انہون نے یہہ اور اضافہ کیا کہ ان مین سے چند سپاہی ایسے ہونگے جو کڑے وقت مین خیرخواہی مین ثابت قدم رہین - اب تک چھاونی پر ہمارا قبضہ چلا جاتا ہے اور ہم ہر روز شہر کے دونو مقامات کو مستحکم کرتے جاتے ہین اور دل مین یہہ یقین رکھتے ہین کہ صرف رسیڈنسی

آخر کو ہمارے سب کے جمع ہونیکا مرکز و ملجا و ماوا ہوگا۔ ان فقرون کے الفاظ سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ سر ہنری لارنس رسیڈینسی کے بڑے قدرشناس تھے اب آیندہ باب مین ہم بیان کرینگے کہ کیا کیا مصائب انکو اٹھانے پڑے۔

باب دوم

لکھنؤ کے محصور ہونے کے حالات

اضلاع کی بغاوت

جب ممالک مغربی وشمالی کے اضلاع کی سپاہین ملک اودھ کے اضلاع مین داخل ہوئین تو متواتر انہین سرکشیان شروع ہوئین اور ہر پلٹن باغی ہوگئی مگر انھون نے اپنے افسرون کے ساتھہ ایسی ظالمانہ و وحشیانہ مدارات نہین کی جیسی ممالک مغربی کی سپاہ نے کی۔ یہان افسرون کے ساتھہ سپاہ نے مختلف طرح کے سلوک کیے۔ بعض نے تو صرف افسرون سے کہدیا کہ وہ جہان چاہین چلی جائین۔ بعض نے اپنے افسرون کو وحشیانہ قتل کیا۔ بعض نے اپنے افسرون کی جانون کی محافظت کی۔ بعض نے بغیر نقصان پہنچائے افسرون کو جانے دیا مگر اس مین کوشش کی کہ لوگ انکو رستہ مین پکڑ لیجائین اور مار ڈالین۔ جو یورپین اپنے مقامات سے بچکر بھاگنے مین کامیاب ہوئے انکی قسمتون نے اپنی بوقلمونی دکھائی بعض ان مین سے شمال کی طرف بھاگے۔ جہان ترائی کی مہلک آب و ہوا مین ہلاک ہوئے اور بعض کا سراغ باغیون کے گروہ نے لگا کے مار ڈالا۔ بعض بغیر کسی مزاحمت کے لکھنؤ مین خیر و عافیت سے پہنچ گئے۔

بہت سے انگریزون کی جانین ہندوستانیون نے بچادین جو انگریز بھاگ کر زندہ بچا وہ ہندوستانیون ہی کے طفیل سے بچا۔ مصیبت زدہ انگریزون پر بہت درازی اور قحر کز ندرسانی بہت تھوڑے ہی دہاتیون سے کی ہوگی۔ اکثر صورتون مین ادنے

اورا علے انگریزون کی بیکسی و درماندگی کی حالت مین بڑی مشفقت اور محبت سے دستگیری کی
یہہ سب باتین فقط سرہنری کے محاسن اخلاق کا نتیجہ تھا جنہون نے رعایا پروری مین اور تعلقہ دار
اور زمیندارون کی تالیف قلوب مین بڑی کوشش کی تھی اگر وہ نہ ہوتے تو پھر دیکھتے کہ پردہ غیب
سے کچھ اور ہی ظہور مین آتا۔ جس ضلع مین ایک رجمنٹ نے سرکشی کی اس ضلع سے حکومت انگریزی
اٹھ گئی اسواسطے کہ حکام ضلع کے پاس سوا سپاہ کے کوئی اور وسیلہ اور ذریعہ اپنی حکومت
قایم رکھنے کا نہ تھا جیسا کہ ممالک مغربی و شمالی کے بعض اضلاع کے اندر انکے بھائیون کے
پاس تھا۔ لکھنؤ کی بغاوت کے بعد گیارہ روز مین کسی ضلع مین برٹش گورنمنٹ کی طرف سے
کوئی حاکم نہ تھا۔ اب سارے اودھ مین انگریزی عملداری ایک خواب معلوم ہوتی تھی اس
عملداری کے اٹھ جانے کے لازمی نتیجے وقوع مین آرہے تھے کہ تعلقہ دارون کی خوب بنی
آئی کہ انہون نے اپنے ملازمین کے ذریعہ سے اپنی زمینون کو جو سرکار نے اورون کو دیدی
تھی زبردستی چھین لیا۔ اور شہر کے غیر محفوظ کمزور دولتمندون کو انہون نے لوٹ لیا اور
اپنے پرانے دشمنون سے خاطرخواہ انتقام لیا اور انکی گڑھیون پر جو اور لوگ قابض ہوگئے
تھے انکو مار کر نکالدیا۔ کاشتکارون کو غدر کی ہوا نہین لگی وہ اپنی کھیتی باڑی مین بدستور
لگے رہے۔ اپنی فصل کو بویا جوتا کاٹا۔ زمیندارون کی حالت خراب تھی ان کے جو حقوق
اراضی تعلقہ دارون نے غصب کئے تھے وہ برٹش گورنمنٹ نے پھر دلادیئے تھے یہہ ایک
برٹش گورنمنٹ کا بڑا احسان تھا اس لئے انکو چاہیئے تھا کہ وہ تعلقہ دارون کے معاون
نہ ہوتے۔ مگر اس کے برخلاف یہہ بات تھی کہ برٹش گورنمنٹ تو انسے غیر اور کافر تھی اور
اور تعلقہ دار انکے قدیمی سردار تھے اور وہ انکے بھائی بند و ہم مذہب باغی سپاہیون کے
طرفدار اور معاون تھے اس لیئے وہ انکی اطاعت کرنے کو اگر وہ اس کے خواستگار ہون تو
تیار رہے۔ یہہ دو حالتین ایسی متضاد تھین کہ جنکے سبب سے اکثر زمیندار کسی جانب کے طرفدار
نہ ہوئے۔ مگر بعض تعلقہ دارون کی بھائی بندی اور ہم مذہبی کے سبب سے انکے ساتھی ہوگئے

اگرچہ اضلاع سے حکومت انگریزی بالکل برخاست ہوگئی تھی مگر لکھنؤ مین اب تک وہ
چلی جاتی تھی مچھی بھون پر ایک پھانسی کھڑی ہوئی تھی جسپر ہر روز باغیون کے گروہ کے گروہ سرکاری

تحقیقات کے بعد چڑھائے جاتے تھے - یہہ سچ ہے کہ سازشین کبھی کبھی ظاہر ہوتی تھین مگر انکے سرغنون کا پکڑا جانا انکے شریکون کو دہشت زدہ بنا دیتا تھا - ملیٹری پولس کے افسر کپتان کارنگی صاحب بڑے چید و مستند افسر تھے وہ بدمعاشون کو دم نہین مارنے دیتے تھے - عدالتون کی کچہریون مین بدستور کام ہوتا تھا - ہان تجارت کی بڑی کمی ہو رہی تھی - ساہوکارہ اور بنک اور بنج بیپار کی بڑی کساد بازاری تھی - سرکاری نوٹون پر پچیس روپیہ سیکڑہ سے پچہتر روپیہ سیکڑہ تک بٹا لگ گیا تھا - گو مہاجنون اور ساہوکارون اور دولت مندون کو سرکار انگریزی کی عملداری برقرار رہنے پر اعتبار نہین رہا تھا مگر وہ حتی الوسع اسکے سلامت رکھنے مین ساعی تھے - لیڈیان تو بہت کم حوالی رسیڈنسی سے باہر جاتین مگر چیپلین بدستور اپنی نمازین باقاعدہ پڑھاتے - ڈنر ہوتے تھے انہین مہمان آتے تھے -

مگر ہنری لارنس کی حالت ایسی غیر ہوگئی تھی کہ وہ دوسرے آدمی معلوم ہوتے تھے - وہ یہہ نہین جانتے تھے کہ آرام لینا کسے کہتے ہین انکا دل و دماغ ہمیشہ کش مکش مین رہتا تھا انکو کبھی یہہ اطمینان نہین ہوتا تھا کہ انہون نے کافی کام کیا ہے - یہہ انکی عادت تھی کہ حقیقت مین جن کامون کو وہ کرتے تھے اپنی قوت دماغی کو زیادہ اس کام مین لاتے تھے جو اس کے لیے کافی ہوتی تھی - ان کے چہرہ کی ناتوانی اور لاغری کہے دیتی تھی کہ مشقت شاقہ جس مین رات کو نیند حرام تھی انکی صحت پر کیا اثر کر رہی ہے - ابتداء جون مین جو ان پاس دل شکن خبرین آئین ان سے انکا حال اور بھی زار و نزار ہوگیا - ان کے دل مین یہہ خیال آیا کہ میرا دم کسی لمحہ مین نکل جائیگا -

۴ - جون کو لارڈ کیننگ کو یہہ تار دیا کہ میری عرض یہہ ہے کہ اگر میرا واقعہ ناگزیر پیش آئے تو بنکس صاحب کمشنر لکھنؤ چیف کمشنر اور ۳۲ رجمنٹ کے کرنیل انگلس صاحب سپاہ کے کمانڈر مقرر ہون پھر انہون نے اسپر اصرار کیا کہ یہہ وقت وہ نہین ہے کہ اصلی قدامت خدمت کے ضابطہ پر لحاظ کیا جائے یہہ افسران عہدون کے لیے سب طرح لایق ہین - فقط یہی افسران عہدون پہ مقرر ہوسکتے ہین - اس تار کے پہنچنے کے

پانچ روز بعد انکی علالت ایسی بڑھ گئی کہ جان کے لالے پڑ گئے - ڈاکٹرون نے کہدیا کہ آیندہ کام کرنے مین جان جوکہون ہے - انہون نے اپنی اس ناگہانی علالت کے سبب سے پانچ ممبرون کی کونسل مقرر کی جسکے پریسیڈنٹ بارٹن گبنس صاحب تھے - اگرچہ اس کونسل کی عمر تین ہی دن کی ہوئی مگر اس تین دن مین اسنے وہ کام کیا جو بغاوت کی تاریخ مین یادرہے گا -

۳۰ مئی کی سرکشی کے بعد گبنس صاحب نے چیف کمشنر سے نئی نئی دلیلین پیش کرکے یہ التماس کی کہ سپاہیون سے ہتھیار لیئے جائین اگرچہ خیرخواہ سپاہیون کی تعداد پانچ چھ سو تھی مگر ابھی تک بارہ سو سے کچھ زیادہ سپاہی وفسر شمار مین چلے جاتے تھے - بہت سے ان کے افسر بھی انپر اعتبار نہین کرتے تھے جب رات کو یہہ افسر سوتے تھے تو انکو پورا لیقین ہوتا تھا کہ وہ رات کو اپنے بستروں مین مارے جائین گے - گبنس صاحب چاہتے تھے کہ کل ہندوستانی سپاہ سے ہتھیار لے لیئے جائین مگر وہ کہتے تھے کہ مین ان خیرخواہون کے مستثنے کرنے مین انکار نہین کرونگا - جنہون نے آخر مین اپنی ظاہری خیرخواہی دکھائی ہے کہتے ہین کہ ہنری لارنس ایک دفعہ سے زیادہ انکی دلائل کے قائل ہوئے مگر انپر کوئی قطعی عمل نہین کیا - اب گبنس صاحب خود صاحب اختیار تھے انہون نے اپنی تجویز کو عمل مین لانا چاہا انکو یہ تدریج ایسی کامیابی ہوئی کہ کونسل کے ممبر اس بات پر راضی ہو گئے کہ ایک کمپنی سے جسنے بدخواہی کا اظہار دکھائے تھے ہتھیار لیئے جائین مگر ممبرون نے یہہ نہین مانا کہ اور سپاہیون سے بھی ہتھیار لیئے جائین تو گبنس صاحب نے ثالث بالخیر بن کر یہہ فیصلہ کیا کہ کونسل کے ممبر سپاہ کے افسرون سے کہدین کہ اپنے سپاہیون کو حکم دیدین کہ اپنے گھرون کو نومبر کے مہینے تک چلے جائین - سر ہنری گبنس صاحب کو شجاع و مستعد و جیدو جہد سمجھتے تھے مگر وہ اس تے خائف تھا کہ خیرخواہ سپاہ کے پاس ہتھیار رہنا ہتھیار رہتے اور ہندوستانی ملیٹری پولس پر اعتبار کیا جائے انکو اس بات پر اصرار چلا جاتا تھا کہ سپاہ جو پلٹنوں مین ہے اسے ہتھیار لے لیئے جائین اور وہ موقوف کردی جائے انکو یہہ بتلانا عبث تھا کہ یہہ سپاہی وہ ہین جنکا امتحان خیرخواہی ۳۰ و ۳۱ مئی کو ہو چکا ہے کہ انہونے انگریزون کی طرف سے اپنے ہمراہیون پر گولیان چلائین ہین وہ کسی طرح

بھکانے مین نہین آئے ۔ مگر گبنس صاحب کسی دلیل کو نہین سنتے تھے ۔ ۱۱ - جون کو انہون نے
کونسل سے یہہ رزولیوشن پاس کرالیا کہ سب سپاہی جو اس صوبہ مین رہتے ہین اپنے گھر
چلے جائین ۔ اس رزولیوشن کے پاس ہونے کا اثر سر ہنری لارنس صاحب کی صحت پر ایسا
ہوا کہ ڈاکٹرون کے کسی دوا کا اثر نہ ہوا تھا وہ کام کرنے کے لیئے بیدار ہوئے انہون نے
فوراً کونسل کو موقوف کردیا اور خود حکومت لے لی اور سپاہیون کو پھر بلالیا اور اس سے
انکو بڑا اطمینان ہوا کہ سپاہی اپنی خدمات پر بڑی خوشی سے واپس چلے آئے جن کی
راست بازی آخر محاصرہ تک محک امتحان پر کامل نکلی

سر ہنری لارنس کی خاص یہہ تمنا تھی کہ وہ ہندوستانی سپاہ بہت سی اپنے پاس رکھین
انکو یقین تھا کہ ۳۰ - مئی کو جو سپاہی تابع رہے ہین وہ ہمیشہ آیندہ وفادار و تابع رہین گے
وہ یہہ بھی یقین کرتے تھے کہ ہندوستانی سپاہ کی اعانت کے بغیر مین لکھنؤ کی رسیڈنسی کو
برقرار نہین رکھ سکتا ۔ ان کو یہہ بھی یقین تھا کہ عاقلانہ انتظامات سے یہہ بھی ممکن ہے کہ
جو سپاہی خیر خواہ رہین ان سے بزرگ خدمات لی جائین انہون نے ایک ہندوستانی سپاہ
کے مرتب کرنے کا قصد کیا اور تینون رجمنٹون مین سے سکھون کو الگ جمع کیا اور انکی ایک
پلٹن بنائی اور اسی طرح ۔ اودھ کے سپاہیون مین سے بدخواہون کو خارج کرکے نیک
خواہون کو منتخب کرلیا اور ایک سرکیولر جاری کیا کہ وہ سارے پنشندار سپاہی اپنے پرانے
علمون کے نیچے لکھنؤ مین آنکر جمع ہون ۔ اس بلانے پر بہت خوشی خوشی پانچ سو کے قریب
پنشن دار سپاہی جنکے بال سفید تھے ۔ بعض کے اعضا سرکار کی لڑائیون مین اڑ گئے تھے
بعض لنگڑے بعض اندھے تھے بعض بیساکھیان لگا کر آئے لارنس صاحب انسے بہت مہربانی
اور شفقت سے پیش آئے اور انہین سے ایک سو ستر سپاہیون کو لڑائی کے کامون کے
لیئے پسند کیا اور انکا جدا ایک افسر مقرر کردیا اس طرح ہندوستانی سپاہیون کا گیریڈ
آٹھ سو کے قریب ہوگیا ۔

۱۱ - جون کو لکھنؤ مین ملیٹری پولس کے سوارون نے جو باقی رہے تھے بغاوت کی انکی
افسر کپتان گولڈ ویسٹن صاحب تھے وہ فوراً گھوڑے پر سوار دلارام کوٹھی پر جہان ان کی

ہین تھی دوڑے گئے سوار چلنے ہی کو تھے کہ وہ جا پہنچے انکو سمجھایا کہ وہ اپنی عزت اور فرض پر خیال کرین مگر اسکا اثر کچھ نہین ہوا سوار تاریکی مین بھاگ گئے۔

دوسری تاریخ ۱۲- جون کو ملیٹری پولس کی تیسری رجمنٹ نے موتی محل مین بغاوت کی جو بیلی گارڈ سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر تھی۔ ویسٹن صاحب کو جب خبر ہوئی کہ یہہ سپاہی بھاگے جاتے ہین تو وہ گھوڑے پر سوار ہو کر انکے پیچھے گئے اور پانچ میل پر جا کر ان سے ملے۔ یہہ انکا بڑا بہادرانہ کام تھا کہ وہ آٹھ سو باغیون مین تن تنہا انکو سمجھانے کھڑے ہو گئے سپاہیون نے جو کچھ انہون نے کہا سنا۔ بعض پر ان کے کہنے کا اثر ایسا ہوا کہ وہ ہمراہیون سے جدا ہو کر ان کے ساتھ ہو گئے۔ ایک سپاہی نے اپنی بندوق چھتیائی تو دوسرے سپاہی نے اسے مار کر گرا دیا اور کہا کہ ایسے بہادر شجاع کو کون مار سکتا ہے آخر کار پولس کے سپاہیون نے کہا کہ اب ہم بہت دور چلے آئے ہین آپ کے ساتھ نہین جا سکتے آپ تشریف لے جائین صاحب واپس آئے سپاہی سیدھے کانپور گئے۔

جب ویسٹن صاحب اپنے ہمراہیون سمیت واپس آتے تھے تو راہ مین کرنیل انگلس کے ماتحت کچھ سپاہ اور توپین ملین۔ ۳۲ رجمنٹ کی دو کمپنیان ان کی مدد کو گئی تھین۔ کچھ باغیون سے لڑائی ہوئی مگر انکے بڑے گروہ پر سپاہ نہین پہنچا۔ انگلس صاحب جو سپاہ کو واپس لے آئے دشمنون کے بیس سپاہی مارے گئے اس سے زیادہ زخمی ہوئے۔ دس سپاہی قید ہوئے انگریزون کے دو خیر خواہ سپاہی مارے گئے کچھ اور سپاہی اور انکا بہادر افسر زخمی ہوا۔ دو گورے لو سے مرے اور تھورن بل صاحب بڑے بہادر سول افسر دو دفعہ زخمی ہوئے۔

سرہنری کو بڑا فکر اور اندیشہ یہہ رہتا تھا کہ سر ہیو ویلر کانپور مین محصور تھے۔ جب سر ہیو ویلر نے سرہنری سے امداد کے لیئے التجا کی تو انہون نے ۱۶- جون کو انہین لکھا کہ مجھے آپ کا حال سنکر نہایت افسوس ہوا اور مجھے بڑا غم و الم ہے کہ آپکی مین مدد نہین کر سکتا۔ مین نے اور سب افسرون سے اس باب مین صلاح و مشورہ کیا۔ سوا گبنس صاحب کے سب کی یہہ رائے ہوئی کہ دریا پر دشمن قابض ہے اس لیئے ہمارا ایک سپاہی دریا سے عبور کر کے آپ کے مدد مین نہین داخل ہو سکتا۔ مجھے اس کہنے کی ضرورت نہین ہے کہ مجھے نہایت قلق ہے

پولس کے باغیون کا اتفاق

سرہنری کے اظہار کانپور کے باب مین

کہ مجبوراً مجھے اس رائے سے اتفاق کرنا پڑتا ہے اسلئے کہ ہمین اپنی سلامتی کا خیال بھی ایسا ہے جیسا کہ آپ کی سلامتی کا۔ ہم اپنے دمدمون اور مورچون مین خوب مستحکم ہین۔ اگر آپ پاس ہم سپاہ بھیجین تو دریا کے عبور کرنے مین اس کے بہت سے سپاہی تلف ہونگے اور اُسکی آپ کی امداد کی امید بہ نہین آئیگی۔ مین آپ سے التماس کرتا ہون کہ مجھے آپ خود غرض نہ جانین اگر مجھے کامیابی کی امید ہوتی تو خواہ کیسا ہی نقصان ہوتا مین اسکو اٹھاتا۔ بالفعل جو امر تجویز کیا گیا اس مین نقصان نہین۔ ایک ہفتے کے بعد انہون نے لارڈ کیننگ کو لکھا کہ مجھے نہایت ہی قلق ہے کہ کانپور کی مدد کرنے کے قابل مین نہین ہون مین ویلر کی خاطر بہت نقصان اپنا گوارا کرتا مگر ہمارے پاس جو وسائل اعانت ہین انسے مدد کرنا اپنے تئین غارت کرنا بغیر اسکے ہے کہ کانپور کو کوئی مدد پہنچائی جائے" ہنری لارنس کے دلائل کے صحیح ہونے مین کوئی شبہ نہین ہوسکتا۔ نانا کے مقابلہ مین گنگا کے پار لکھنؤ کی سپاہ کا جانا ناممکن تھا

سر ہنری نے پانچ روز بعد سنا کہ کانپور بالکل قتل ہو گیا۔ اسکے پہلے یہہ خبرین آرہی تھین کہ اودھ کے غیر آئینی باغی سپاہ نواب گنج ضلع بارہ بنکی مین جو لکھنؤ سے سترہ میل ہے جمع ہو رہی ہے اس سپاہ کا جبین بہت سے سپاہی تھے حرکت کرنا کانپور کے محاصرہ پر موقوف تھا ۲۸ کو معلوم ہوا کہ کانپور باغیون کے ہاتھ مین آگیا تو دوسرے دن صبح کو لشکر اعدا کے مقدمۃ الجیش نے چنہٹ کی طرف کوچ کیا جو فیض آباد کی سڑک پر لکھنؤ سے آٹھ میل کے فاصلہ پر ہے۔

۲۹ جون کو سر ہنری کو خبر ہوئی کہ کانپور کے فتح ہوجانے سے باغیون کی ہمتین بڑھی بڑھ گئی ہین۔ اسکا لشکر چنہٹ پر اس لیئے جمع ہوا ہے کہ لکھنؤ کا محاصرہ کرے سر ہنری لارنس تو یہہ چاہتے ہی تھے کہ کوئی موقع ہاتھ آئے باغیو پر کوئی صدمہ عظیم پہنچایا جائے سو انکو یہہ موقع مل گیا۔ انہون نے ارادہ کیا کہ کل صبح کو ککریل ندی پر جو لکھنؤ سے چار میل کے فاصلہ پر ہے سپاہ کچھ ساتھ لیکر جائین۔ اگر دشمن وہان نہ ملے تو واپس چلے آئین اگر دوسری صورت ہو تو دشمنون پر ایسا صدمہ پہنچائین کہ چند روز تک انکو یہہ حوصلہ نہ ہو کہ وہ لکھنؤ کے محاصرہ پر مبادرت کرین وہ جو سپاہ

انتخاب کر سکے لے گئے سب قسم کی تعداد مین سات سو سے کچھ زائد تھی اور انمین نصف کے قریب یورپین تھے دس توپین ان کے ساتھ تھین جنمین چار کے گولا انداز گورے تھے اور باقی کے گولا انداز ہندوستانی تھے ایک ہوٹ رز تھا جسکو ایک ہاتھی کھینچتا تھا۔

سر ہنری لارنس یہہ چاہتے تھے کہ صبح کے ہوتے ہی سفر ہو۔ لیکن دن چڑھ گیا تو سپاہ کی تیاری پوری ہوئی ۔ سپاہ پہلے چند روز سابقہ کی رات دن کی محنت شاقہ سے ہاری تھکی ہوئی تھی جو اسکو اپنی خدمات کی بجا آوری مین کرنی پڑتی تھی اور پھر اسکو ہنری لارنس کے حکم کے موافق خور و نوش بلا جو اس کے ہمراہ تھا تو اسکی صورت ایسی نظر آتی تھی کہ وہ سارے دن سخت محنت کرکے آئی ہے نہ یہہ کہ وہ کام شروع کرنی جاتی ہے۔ وہ تین میل سفر کرکے ککریل کے پل پر پہنچی تو اسنے یہان قیام کیا؟ کوئی دشمن نظر کے سامنے نہین آیا تو سپاہ کے واپس جانے کا حکم ہوا وہ واپس چلی تو پھر سب کو یہہ حیرت ہوئی کہ واپس جانے کا حکم منسوخ ہوا اور پھر اسکو حکم ہوا کہ وہ چنہٹ کی طرف سفر کرے سڑک بڑی خراب اور ناہموار تھی۔ اس پر سپاہ گرتی پڑتی چلکر موضع اسماعیل گنج مین آئی کہ دفعتہً انکے درمیان دشمنون کی توپون سے گولے آنکر پڑے اور پھر انہون نے ان دشمنون کو دیکھا کہ جنہون نے ابتک موضع چنہٹ کے محاذی گھنے درختون کی قطارون کی آڑ مین اپنے تئین چھپائے رکھا تھا۔ سر ہنری نے اسماعیل گنج اور سڑک کے درمیان پیادون کی صف بندی کی اور انکو حکم دیا کہ لیٹ جائین۔ اور توپون سے باغیون پر گولہ زنی شروع کی۔ تھوڑی دیر طرفین سے توپ زنی ایک دوسرے پر رہی دشمن نے اپنی توپون کو ہٹا دیا جس سے سر ہنری کو دھوکا ہوا کہ وہ یہہ سمجھے کہ دشمنون مین اب لڑائی کا حوصلہ نہین رہا ۔ مگر پھر انکو یہہ دھوکہ نہین رہا۔ دشمنون نے استقلال کے ساتھ ایسی پیش قدمی کی جسکی تعریف انگریزی افسرون نے بھی کی اور انہون نے ۲۲ چنہٹ پر بڑی آتشباری کی۔ ہندوستانی توپخانہ کو کام مین لانے کے لیئے ہر چند کوشش کی وہ کارگر نہ ہوئی۔ توپچی دغاباز باغیون سے ملے ہوئے تھے۔ انہون نے دو توپون کو خندق مین اوندھا کر دیا۔ چند لمحون مین دشمنون نے اسماعیل گنج لے لیا۔ گوردون نے پھر اسکے لے لینے کا قصد کیا مگر وہ بہت تھک گئے تھے اور اپنے

کرنیل کیس کے زخم مہلک کے لگنے سے دل شکستہ ہو گئے تھے اس لیئے کامیاب
نہین ہوئے اور منتشر ہو کر الٹے سڑک پر آئے تو سر ہپری نے یہہ دیکھ کر کہین کہین محصور
نہ ہو جاوُن سپاہ کو مراجعت کا حکم دیا بس یہہ مراجعت ہی ہزیمت ہو گئی جس مین ۳۲ رجمنٹ
کے ایک سو بندرہ سپاہی مارے گئے اور ۹۳ مجروح ہوئے یہہ مقتولین و مجروحین مین نسبت عجیب
و غریب تھے - ابھی توپخانہ لپک کر سپاہ کے گارڈ پر حملہ آور ہوا اور ہتیا اثر گرالیون کے مارنے سے
انکو بہت دق کیا - ۳۲ رجمنٹ کے سپاہی ایسے مضمحل ہو گئے تھے کہ وہ سڑک پر مرنے کے لیئے
گر گئے - وہ بڑے خوش نصیب تھے جو توپون کی گاڑیون پر سوار ہو گئے یا کوئی دوست سوار
انکو ایسا مل گیا جسنے انکو اپنی رکاب سے چمٹا لیا -

آخر کو گلزل کے پل پر سپاہ پہنچی دشمنونکے سوار جلدی سے اس مقام پر قبضہ کرنے آگئے تھے اور رستہ پر لڑنا
شروع کیا - ۴۶ وولنٹیرون کے سوارون نے بہادری کر کے آج کی ہزیمت کی شرم کو مٹایا
انکے سامنے جو ہجوم باغیون کا تھا اپر دو اپنی تلوارین لیکر جھکے اور انکو مار کر بھگا دیا پھر رستہ
رستہ کھل گیا - مگر ابھی مراجعت کی مصیبت ختم نہین ہوئی تھی سقے سب بھاگ گئے تھے اگر
گرد نواح کی ہندوستانی عورتین رحم کر کے پانی پلانے کا ثواب نہ کماتین تو بہت سے سپاہی
جو دشمنون کی آگ سے بچکر آئے تھے وہ پانی کی پیاس کے مارے مرجاتے - ریسیڈنسی مین
افسر دروازون مین سے دیکھ رہے تھے کہ انکی ہم قوم بھاگے ہوئے چلے آتے ہین اور
انکے پیچھے باغیون کا ایک ہجوم چلا آتا ہے - اس کے بعد جلدی سے گورے درماندہ

ریسیڈنسی کے برآمدہ مین آئے تو پھر ریسیڈنسی مین ایک تہلکہ پڑ گیا - مزدور جو ریسیڈنسی کی محافظت
کے کام بنا رہے تھے اپنے اوزار چھوڑ کر بھاگ گئے - ہندوستانی ملازم اپنے آقاؤن کو
چھوڑ کر مفرور ہوئے - عورتین جو ریسیڈنسی سے باہر رہتی تھین وہ دہشت زدہ ہو کر جان
بچانے کے لئے ریسیڈنسی کے اندر کمرون مین چلی آئین - باغی دبائے چلے آتے تھے انگریزون
کی توپون کا میگزین ختم ہو چکا تھا - سر ہنری نے بڑا بہادرانہ کام یہہ کیا کہ پل پر توپون کو لگا دیا
اور فلیتون کو روشن کیا جبکہ دشمن دیکھکر الٹا ہٹا - اسنے تعاقب کرنے مین تساہل کیا - انگریزی سپاہ
شہر کی پناہ مین آئی اور مچھی بھون اور ریسیڈنسی مین پہنچ گئی انکا نقصان بہت ہوا کہ ۱۱۸ یوروپین
افسر اور سپاہی اور ۱۸۲ ہندوستانی مارے گئے اور گم ہوئے اور ۵۴ یوروپین اور گیارہ
ہندوستانی زخمی ہو کر واپس آئے اور دو میدانی توپین چھوٹنی پڑین جنین کپتان ولسن نے
میخین ٹھوک دین اور ایک ہوٹ زر چھوڑنا پڑا جسکے بچانے مین لفٹنٹ بونچا نے بڑا کارنمایان
کیا اگر ان پاس میخ ہوتی تو وہ اس مین ٹھوک دیتے

گومتی کے لوہے کے پل پر سپاہ کا متعین کرنا ۔ نتائج جنگ چنہٹ

جب سپاہ ککریل کے پل سے اتر گئی تو اسکا کمانڈ سر ہنری نے کرنیل انگلس کو سپرد کیا اور
خود گھوڑے کو سرپٹ دوڑا کر شہر مین ہوتے ہوئے ریسیڈنسی مین آئے اور انہون نے
۳۲ رجمنٹ کے پچاس سپاہیون کو حکم دیا کہ آہنی پل پر جائین اور پل کے دونو طرف کی عمارتون مین
مقیم ہون دوپہر تک انہون نے اس پل پر قبضہ رکھا جس مین اسکا کچھ نقصان ہوا مگر دشمنون نے
دوسرے پل سے عبور کیا تو آہنی پل سے سپاہ چلی آئی -
چنہٹ کی ہزیمت سے انگریزون کو تو یہہ فائدہ ہوا کہ سر ہنری کو خیال تھا کہ وہ مچھی بھون اور
ریسیڈنسی دونو کو مستحکم اور استوار رکھین گے اب انکا یہہ خیال جاتا رہا اگر وہ دونو کو اپنے پاس
رکھنا چاہتے تو ایک بھی ان پاس نہ رہتا - باغیون کا شہر پر قبضہ ہو گیا - باغیون کا سرآوردہ
گروہ توپون کو کھینچکر ریسیڈنسی کے پاس کی عمارتون مین لایا - اور انسے آتش فشانی شروع کی
لکھنؤ کے کوچہ اور بازار خالی پڑے تھے انکے باشندے بھاگ گئے تھے اس خاموشی مین زخمیون کا
اور مرنے والون کی آہ و فغان کا شور اور توپون کی دھنوان دھون اور بندوقون کی تڑاتڑ
عمل تھا - دوپہر کے بعد باغیون مین اور باغیون کا ہجوم آن ملا سورج ڈوبنے کے وقت لگے

اسی توپخانہ نے پل پر گولے چلانے شروع کیے اور توپون کے چھوٹنے کی روشنی نے رات کی تاریکی کو روشن کردیا۔ دو پہر کو باغیون نے رسیڈنسی کے قریب کے بہت سے مکانات کی دیوارون مین ریپیان بنالین یعنی ایسے سوراخ جنمین سے بندوق دشمن پر دیوار کی آڑ مین چلاسکین توپین لگادین

یکم جولائی ۱۸۵۷ع

یکم جولای کی صبح کو باغیون نے توپون اور بندوقون سے پہلا حملہ کیا مگر وہ سب طرف سے بہگاد یئے گئے اور انکا نقصان بہت ہوا۔ جب یہہ محاصرہ شروع ہوا تو سر ہنری لارنس نے مچھی بھون کو دشمنون سے لڑنے کے لیئے جدا مستحکم و استوار رکھنا مصلحت نہ جانا۔ اسقدر سپاہ نہ تھی کہ دونو رسیڈنسی اور مچھی بھون کی محافظ ہوسکتی۔ پیغامات جو رسیڈنسی سے مچھی بھون کو بھیجے جاتے انکا پہنچنا مشکوک تھا اس لیئے رسیڈنسی کی چھت پر سیافور لگایا گیا سیمافور ایک کل ہے جسمین ایک شہتیر ہوتی ہے اور اسکی چوٹی پر سلاخ ہوتی ہے اور اس سلاخ مین سیاہ بھری ہوی تھیلون کی قطار لٹکائی جاتی ہے اور ہر ایک مین چرخی لگی ہوئی ہوتی ہے جو اُس کو حرکت دیکر اشارہ کرتی ہے۔ تین بڑے بہادر افسرون نے دھوپ اور دشمنون کی آتش فشانی مین دو دفعہ اسکو لگایا اور دشمنون نے اسکو اڑا دیا مگر تیسری دفعہ وہ کامیاب ہوئے اور اسپر پہلا پیغام بھیجا گیا کہ توپون مین میخین خوب ٹھوک دو اور قلعہ کو اڑا دو اور آدھی رات کو یہان سب چلے آؤ۔ اس پیغام کے پہنچنے پر کرنیل پامر کے اہتمام سے مچھی بھون کی ساری سپاہ رسیڈنسی مین داخل ہوئی اور توپین اور خزانہ ساتھ لائی اور اس آنے مین ایک جان بھی تلف نہین ہوئی تھوڑی دیر کے بعد دو سو چالیس بارود کے پیپے اور پانچ سو چور انوے گولے اور گولیان اور توپون کا میگزین اور ساٹھ لاکھ گولے کے کارتوس یہہ سب اڑا دیئے گئے جیسے قلعہ اور جو کچھ اس مین تھا بالکل غارت و تباہ ہوگیا۔ بریگیڈیر انگلس اپنی ریپورٹ سرکاری مین لکھتے ہین کہ اگر یہہ دانشمندانہ تدبیر و حکمت نہین کی جاتی تو لکھنو کی سپاہ حصار نشین مین سے ایک آدمی زندہ نہ رہتا جو اپنی داستان سناتا مچھی بھون کی کئی جانبون پر شہر سے حملہ ہو سکتا تھا اور اس مین بھاری توپون کا میگزین نہ تھا۔ اگر رسیڈنسی مین اس قلعہ کی سپاہ کی کمک نہ آجاتی تو اسکی مصیبتین و مشکلات اور نقصانات

لیے ہو جاتے ظن غالب یہ تھا کہ وہ قبضہ مین نہین رہتے اسے ثابت ہوتا ہے کہ اگر اصلی منصوبہ دونو
کے پاس رکھنے کا باقی رہتا تو دونو مین سے ایک بھی پاس نہین رہتا۔

ریزیڈنسی کے مورچے جنمین اب لکھنؤ کی سپاہ جمع ہوئی سات ایکڑ زمین مین تھے ان مین خاص مکانات اور کوٹھیان بتفصیل ذیل تھین۔ ریزیڈنسی کی کوٹھی ایک ٹیلہ پر سہ منزلی جسکے نیچے تہخانے بھی تھے اسکے قریب مین کونٹ ہال جو اسپتال بنایا گیا اسکے ہمسایہ مین اینگلس یا خزانہ کی کوٹھی۔ اسکے بائین طرف بیلی گارڈ کا بڑا شاندار دروازہ اسکے پیچھے ڈاکٹر فیئر کی کوٹھی جسکو بیگم کی کوٹھی کہتے پیچھے اسکے مشرق مین فنانشل کے مکانات اور جوڈیشل کمشنر کا آفس تھے پوسٹ آفس مورچون کے وسط مین تھا۔ کپتان لارنس کی کوٹھی دو منزلی تھی۔ یہان کانپور کی بیٹری لگائی گئی۔ انکے سوا اور عمارات و مورچے یہہ تھے دو سکھون کے سکوئیر اور بورس سکوئیر اور گبنس کی کوٹھی۔ ایونس کی بیٹری اوانس کی کوٹھی۔ بیڈن کی بیٹری۔

انگریزی افسر مع ڈاکٹرون کے ۱۳۳ اور برٹش تن کشنڈ افسر و سپاہی ۷۱۲ اور عیسائی باجہ بجانے والے ۱۵ اور دو لنٹیر جنمین سب سولین ہتھیار اوٹھانے کے قابل بھی داخل تھے ۱۵۳ کل عیسائی ۱۰۰۸۔ ہندوستانی سپاہی ۷۱۲ کل سپاہی ۱۷۲۰۔ اور عیسائی عورتین ۲۴۰ بچے ۲۷۰ لڑکے ۵۰ اور اور ۴۰ کل ۶۰۰ اور ہندوستانی ۶۸۰ یہہ کل نہین لڑنے والے ۱۲۸۰۔ ریزیڈنسی کوئی قلعہ ایسا نہ تھا کہ وہ سائنس کے موافق بنایا گیا تھا اسکی مغربی اور جنوبی طرف بڑی ضعیف تھین وہ سب طرف سے خوب مستحکم نہین تھا۔ اس ریزیڈنسی کے ضعف کو اور دشمنون کی تعداد کی کثرت کو دیکھ کر سر ہنری نے ارشاد کیا تھا کہ اگر کمک نہین آئیگی تو وہ دس پندرہ روز سے زیادہ اس ریزیڈنسی کو اپنے اختیار مین نہین رکھ سکین گے۔ سر ہنری کی یہہ پیشین گوئی پوری ہوجاتی مگر باغیون کا کوئی سردھرا اصل سپاہی نہ تھا۔

یہہ تعجب کی بات ہے کہ [illegible] اصلی جنرل نہین پیدا کیا۔ کوئی سپاہی نہین ایسا نہ تھا کہ [illegible] جنگ کو سمجھتا ہو۔ یہہ بات جاننے [illegible] ہندوستانیون سے زیادہ جان

ریزیڈنسی کے مورچے

ریزیڈنسی کی آبادی کی تفصیل

ایضاً [illegible]

جانے کی پروا نہ کرتے ہون اور موت کو حقیر و ذلیل سمجھتے ہون اور پھر بھی وہ یوروپین سے دست بدست جنگ سے جان چراتے ہون - ان حصار حصین پر جنکو یوروپین نے مستحکم و استوار کیا ہو حملہ آوری مین کم احتیاط کرتے ہون - اگر جان کی زیادہ پروا نہ کرنے کا نام شجاعت رکھا جائے تو دنیا مین کہین ہندوستانیون سے زیادہ شجاع آدمی نہین ہین لیکن شجاعت جو آدمی کو اصلی سپاہی بناتی ہے وہ جان سے بے اعتنائی کرنے کے سوا کچھ اور چیز بھی ہے - شجاع موت سے مقابلہ کرنے کا اور اسکی خاطر کرنے کا شائق ہوتا ہے اسکی تکالیف کی پروا نہین ہوتی وہ لڑائیون کی غشی کی حالتون سے خوش ہوتا ہے وہ عظمت و شان کی محبت سے زندہ دل ہوتا ہے اور خاص کر اس اعتماد سے کہ وہ دشمنون پر برتری اور فوقیت رکھتا ہے - ان صفات مین سے ایک صف بھی ہندوستانی سپاہی مین انگریزی سپاہی کے برابر نہین ہوتی آخر صفت کا نہ ہونا تو اس مین نمایان ہے - ہندوستانی سپاہی جو انگریزون سے لڑتے تھے انکو یہہ خیال نہین ہوتا تھا کہ ہم انگریزون پر برتری اور فوقیت رکھتے ہین اس لیئے وہ اتنے ایسا نہین کر سکتا جیسا کہ اور ایشیائی سپاہی سے اسکی اخلاقی طبیعت انگریزون کے سامنے گا گئے بن جاتی تھی لکھنؤ مین انگریزون مین بڑی اخلاقی قوت تھی کہ باوجودیکہ وہ تعداد مین تھوڑے تھے اور ایسے مقام مین تھے جو ملٹری لحاظ سے کوئی بڑی حصانت نہین رکھتا تھا - انکی تعداد سے کہین انکی تعداد زیادہ سپاہی انپر حملہ کرتے تھے اور انکے پاس مقامات بھی نہایت استوار و مستحکم ہوتے تھے اور بظاہر یہہ معلوم ہوتا تھا کہ فتح حملہ آورون کو حاصل ہوگی - مگر فقط اس سبب سے فتح نہین حاصل ہوتی تھی کہ ایشیائی اخلاقی طبیعت ادنے درجہ کی تھی کہ وہ ان یوروپین سے جو حصار نشین تھے ہاتھ نہین ملاتے تھے جسسے انکی کثرت تعداد نکمی ہو جاتی تھی -

جب سے انگریزی سپاہ حصار نشین ہوئی دشمنون نے اسپر متواتر آگ برسائی - رات دن ریسیڈنسی کے مکانات کی چوٹیون سے اور عمارتون کی دیوارون کی مہینون سے اور اور مقامات سے جہان انکو کوئی آڑ ملتی گولے گولیون کا مینھہ ہر وقت برساتے تھے - وہ مقامات جو محصورین

ہونے سے پہلے بڑے محفوظ سمجھے جاتے تھے اب انپر گولیون کی بوچھاڑ رہتی تھی۔ سب سے زیادہ ریسیڈنسی دشمنون کی چاندماری تھی

انتظامات ریزیڈنسی میں ابتری

چنہٹ کی لڑائی کے دوسرے دن ریسیڈنسی ملیٹری اعتبار سے کامل نہ تھی بہت سے مقامات پر اسکی کچھ دیوارین دشمنون کے حملے کے روکنے کے لیئے بنائی گئی تھین۔ ضروری مرمتون کا کرنا آسان نہ تھا۔ ایک سٹاف افسر لکھتا ہے "کہ ان چند دنون کی ابتری و بے ترتیبی کا بیان کرنا مشکل ہے۔ ہر جگہ ابتری بہت زیادہ تھی۔ وہ اسکی یہہ مثال بیان کرتا ہے کہ لفٹننٹ جیمس کمسریٹ کے افسر کے سخت زخم لگا تھا اس لیئے اس کمسریٹ کے سررشتہ مین بڑی ابتری ہوگئی تھی بیل بانون کے پاس سے بیل بھاگ گئے تھے پانی کی تلاش مین ادھر آدھر مارے مارے پھرتے اور کنوؤن مین گرتے تھے سول افسرون کے کئی گھنٹے دشمنو دفع کرنے مین صرف ہوتے۔ ساتوین رسالہ کے سوارون کے گھوڑے بھاگ گئے وہ پانی کی تلاش مین دیوانے ہوگئے اگاڑی پچھاڑی توڑ کر آپس مین لڑنے لگے جنکی خبر سپاہی کثرت کار کے سبب سے پہلے لے سکے مگر اس بدنظمی کا پھر انتظام ہوگیا دسوین جولائی کو بندوبست کیا گیا کہ بیلون کو جمع کرلیا اور انکو خوراک ملنے لگی۔ زندہ گھوڑے جنمین سے کوڑیون گولیون مار دیئے گئے رات کو مورچون پر پھرنے سے باز رکھے گئے انکی اگاڑی پچھاڑی باندھی گئی۔ یہہ بڑی ابتری دور کی گئی۔ یہہ جانور پہلے سے بہت مرگئے تھے انکا دفن کرنا بھی ایک اور بڑی محنت تھی۔

[illegible]

ان دنون مین گرمی بڑی شدت سے پڑتی تھی۔ ہیضہ بھی اپنا کام خوب کر رہا تھا۔ چند افسرون پاس کوئی خدمتگار نہ تھا دن بھر لڑائی مین رہنا پڑتا تھا۔ رات بھر لڑائی کے لئے سامان جمع کرنا پڑتا تھا ذخیرے زمین مین سے کھود کر لیجانے پڑتے تھے توپین لگانی خندقین کھودنی پڑتی تھین۔ سرنگون کے لیئے کوٹھیان بنانی پڑتی تھین۔ ایک ہزار ایک ضرورتین تھین جنکو دفع کرنا پڑتا تھا۔ اسپر بھی سپاہ بیدل نہین ہوئی وہ کسی محنت سے ہارتی نہ تھی اسکو مشقت شاق ہوتی تھی۔

۷۔ جولائی کو بتیسوین رجمنٹ کے پچاس سپاہیون اور بیس سکھون نے جونانیس کی کوٹھی

جو باغیون پاس تھی اور اس مین وہ سرنگ لگاتے تھے جا کر دیکھا اور باغیون کو اس مین سے
نکالدیا ان مین سے پندرہ بیس کو مار ڈالا۔ انگریزون کی طرف تین آدمی مارے۔ اس مہم مین
سیم لارنس نے ایسی بہادری دکھائی کہ انکو وکٹوریا کروس انعام ملا۔
اب محصورین پر جو صدمہ عظیم واقع ہوا وہ بیان کیا جاتا ہے۔

———— چنہٹ کی ہزیمت کی مصیبت سے زیادہ محصورین پر یہہ آفت آئی
کہ سر ہنری لارنس کا واقعہ ناگزیر پیش آیا جسکا حال کپتان ولسن صاحب نے یہہ تحریر کیا ہے"
پہلے روز دشمن نے آٹھ بجے دن کے آٹھ انچی گولا اس ہوٹ رز کا جو اس نے ہم سے چھینا تھا
اس کمرہ مین پھینکا جسمین سر ہنری اور انکے سکرٹری کوپر صاحب کام کر رہے تھے وہ ان دونو کی
قریب آنکر پھٹا مگر کسی کو ضرر نہین پہنچا تو ہم نے سر ہنری سے عرض کی کہ اب ریسیڈنسی کو چھوڑ کر
کہین اور جا رہیے یا اس مکان کے نیچے کی منزل مین چلے جائیے لیکن انہون نے اس سے
انکار کیا اور ہنسکر کہا کہ مجھے یہہ یقین نہین ہے کہ دشمن پاس ایسے قدر انداز گولا انداز ہین
کہ وہ دوسرا گولا اس چھوٹے کمرہ مین پھر مارین۔ اس دن سہ پہر کو ریسیڈنسی کی سب سے
اوپر کی چھت پر بعض گولے آئے شام کو مین نے اور کوپر صاحب نے انپر زور ڈالا کہ وہ
نیچے کے مکان مین جا کر رہین اور کاغذات اور لکھنے کے سامان وہان بھیجدین۔ تو انہون نے
اقرار کیا کہ کل صبح مین یہہ کام کرونگا۔ دوسری جولائی کو آٹھ بجے وہ بڑے مضمحل ہو کر اپنے
گشت سے واپس آئے (گرمی بلا کی پڑ رہی تھی) اور بچھونے پر کپڑے پہنے ہوئے لیٹ
گئے اور مجھ سے کہا کہ ایک یادداشت لکھو کہ کس طرح سپاہ مین خوراک کی تقسیم کی جائے مین
دوسرے کمرہ مین یہہ یادداشت لکھنے گیا مگر اس سے پہلے مین نے انکو کل کا وعدہ نیچے جانیکا
یاد دلایا تو انہون نے فرمایا کہ مین بہت تھکا ہوا ہون۔ دو گھنٹے آرام کرکے مین اپنی ساری
چیزین بھیجدونگا۔ نصف گھنٹہ مین مجھے جو کچھ لکھنا تھا وہ لکھکر پھر انکے کمرہ مین آیا۔ انکا بھتیجا جارج لارنس
ایک چھوٹے سے بچھونے پر لیٹا ہوا تھا جو متوازی اس کے چچا کے بچھونے کا چند فیٹ کے
فاصلہ پر تھا مین اس بامین کے فاصلہ مین گیا اور سر ہنری کی داہین طرف انکے بچھونے پر اپنا
گھٹنا ٹیک کر کھڑا ہوا۔ ایک ہندوستانی ملازم فرش پر بیٹھا ہوا پنکھا کھینچ رہا تھا مین نے جو لکھا تھا

وہ پڑھا ۔ میرا لکھا انکی خاطر مین نہ آیا وہ بتلانے لگے کہ یہہ تبدیلیان اس تحریر مین کرو کہ مین نے
دیکھا کہ گولہ آیا شعلہ چمکا خوفناک آواز ہوئی اندھیرا گھپ ہوگیا مین فرش پر گر پڑا اور چند سکنڈ تک
بیدم پڑا رہا ۔ پھر مین کھڑا ہوا مگر کچھ دکھائی نہین دیتا تھا کمرہ دھنوے اور گرد سے بھرا ہوا تھا
نہ سر ہنری نے نہ انکے بھتیجے نے کوئی آواز نکالی مین نے چونک کر یہہ پوچھا کہ سر ہنری آپکے
ضرب لگی ہے مین نے دو دفعہ یہہ کہا اس کا جواب کچھ نہین ملا ۔ تیسری دفعہ جب مین نے یہ
کہا تو انہون نے یہہ جواب دیا کہ مین مارا گیا ۔ پنکھا چھت کے ساتھ فرش پر گرا اور بہت سا
چونا گرا ۔ گرد اور دھنوے نے کرہ کو تاریک کر دیا ۔ جب تندیہہ گرد اور دھنوان کم ہوا تو مین نے
چند منٹ بعد دیکھا کہ بستر پر سر ہنری کا بالاپوش انکے خون مین سُرخ ہو رہا ہے ۲۔۳ جنٹلمین
کے کچھ گورے کمرہ مین آئے اور سر ہنری کو کرسی پر بٹھایا تو مین نے دیکھا کہ میرے کپڑے
پیٹ پر سے اتر گئے ہین اور گولہ کے ایک ٹکڑے سے مین خفیف سا زخمی ہوا ہون اور
سر ہنری کے ہلاک زخم لگا ہے اور پنکھا قلی کا ایک پاؤن گولہ کے دوسرے ٹکڑے سے
کٹ گیا ہے فقط جارج لارنس صاحب کمرہ مین چار آدمیون مین ایسے ہین کہ جنکو کوئی آسیب نہین پہنچا
سارے دن مین اور دوسرے دن کے ایک حصہ مین سر ہنری کے ہوش و حواس قائم
رہے ۔ بار بار ان کو خواب آور دوائین دیجاتی تھین انکی تکلیف بڑھتی جاتی تھی اور جس مکان مین
وہ تھے اس مین متواتر گولے و گولیان دیوارون مین آن آن کے لگتے تھے مگر کوئی ان کی
روح مقدس کو بے چینی نہین ہوتی تھی ۔ انکے بستر کے گرد دوستون کا ہجوم رہتا تھا نہین
کوئی ایسا نہین تھا جو روتا نہ ہو ۔ جب وہ اپنا ذکر کرتے تھے تو اس مین وہ انکسار پایا جاتا
جو سامعین کے دلون پر موثر ہوتا تھا انہون نے یہہ چاہا کہ میری قبر پر کوئی کتابہ نہ
لگایا جائے اس پر یہہ عبارت کندہ کرائی جائے کہ یہان سر ہنری لارنس پڑا ہوا ہے
جسنے اپنے فرض کے ادا کرنے مین کوشش کی خدا اسکی روح پر رحم کرے وہ بڑی ملائمت
سے اور شفقت سے اپنے بی بی بچون دوستون اور ہندوستانی ملازمون کا اور
ان لوگون کا جنسے کہ وہ کچھ تعلق رکھتے تھے نہایت محبت آمیز کلمات مین ذکر فرماتے
تھے ۔ انہون نے ان سب آدمیون کو بلایا جنکو وہ جانتے تھے کہ مین نے کبھی سختی سے

سختی سے انسے کلام کیا ہے یا کچھ انکو ضرر پہنچایا ہے اور انسے اپنا قصور معاف کرایا اور یہہ خاص اپنی خواہش ظاہر کی ایسا ہی لم کو جو ہین نے برٹش سپاہیون کے بچون کے لیئے قائم کیا ہے۔ گورنمنٹ اس مین تنزل نہ آنے دے۔ جب تک ان مین ہوش باقی رہے انکا خیال سرکار کی طرف لگا رہا جسکی وہ خدمت تیس سال سے کرتے تھے۔ یا لکھنؤ کے آدمیونکی طرف خواہ یورپین ہون یا ایشیائی جنکی خدمت گزاری مین انہون نے یہہ مہلک زخم کھایا تھا پھر انہون نے اپنے خاص معتمد افسرون کو بلایا۔ میجر بنکس صاحب کو چیف کمشنری کا کام اور کرنیل انگلس کو سپاہ کے میرلشکر ہونے کا کام سپرد کیا اور انکو ہدایتین کین کہ محافظت کس کس طرح کی جائے اور بڑے جذبے اور زور سے یہہ کہا کہ کبھی اپنے تئین دشمنونکے حوالہ نہ کرنا۔ ۲ تاریخ شام کو انہون نے سیکرمنٹ اپنے دوستون کے ساتھ کھایا۔ پھر ان مین باتین کرنے کی قوت نہ رہی وہ بہت کم بولے اور چوتھی جولائی ۱۸۵۷ء کی صبح کو اس جہان سے رخصت ہوئے چند سپاہی قبر پر انکی لاش لیجانے کے لئے بلائے گئے جنہون نے انکی کوچ اٹھانے سے پہلے چہرہ پر سے بالاپوش اٹھا کر انکے بوسے لیئے پھر انکے جنازہ کو وہان لے گئے جہان ان سپاہیون کی قبرین تھین جنہون اپنی ملک کے لیئے جانین دین تھین انکے پہلو مین قبر مین انکو دفن کیا۔ مختصر سی نماز پڑہی گئی وقت ایسا نہین تھا کہ توپونکی ماتمی سلامی اترتی۔ انگلنڈ کے دشمنون پر جو توپین چل رہی تھین وہی انکے مرنے کی سلامی تھی۔

ہنری لارنس بڑے ممتاز مدبر اور نہایت شجاع سپاہی تھے جنکی خدمات سے گورنمنٹ محروم ہوگئی انکی برابر بہت ہی کم آدمی ایسے ہوتے ہین کہ جنہین ایسی قدرت اور قوت ہو کہ جنسے واشنا ہون انکو اپنے ساتھ ایسا گرویدہ خاطر کرین کہ وہ انکے دوست اور غلام بن جائین ریسیڈنسی کی محافظت وسلامتی مشیت ایزدی سے بالکل انکی پیش بینی اور دوراندیشی سے ہوئی تھی کہ سارے ضروری کام لڑائیون کے لیئے نہایت ہنرمندی اور خوش سلیقگی سے انہون اپنی ذات پر محنت ومشقت شاقہ اٹھا کر کیئے۔ سپاہ کے کل افسرون کو انکی رائے اور انکے تمام مخازن عقل ودانش پر ایسا اعتبار تھا کہ سب کو اس اپنی ذاتی دوست اور عام فیاض ملک

رنے کا دلی تعلق تھا۔

بریگیڈیر انگلس

صاحب ممدوح جو اب لکھنؤ کی سپاہ کے برگیڈیر مقرر ہوئے سکھون کی دوسری لڑائی مین بڑے کار ہائے نمایان کیئے تھے ایام غدر سے پہلے ہی ممالک شمالی مغربی مین انکی شہرت تھی کہ نیک افسر اور بڑے قدر انداز ہین۔ سیدھے سادے معزز عیسائی شریف اور ملائم دل شوہر دوستی کے سچے پکے اور ہر اعلے اور عہدہ سے محبت کرنے والے تھے۔ شجاعت مین کوئی انپر سبقت نہین لے جا سکتا تھا جو انکی خدمت کرتے تھے انسے محبت رکھتے تھے وہ اپنے ماتحت افسرون کی رایون کی قدر شناسی کرتے تھے وہی اس لایق تھے کہ جنہون نے اس کمزور ریذیڈنسی کو آخر تک قایم رکھا اور ہنری لارنس کی اس نصیحت پر کہ کبھی اپنے تئین دشمن کو حوالہ نہ کرنا پورا عمل کیا۔

میجر بنکس

میجر بنکس صاحب لکھنؤ کے کمشنر تھے وہ ہندوستانیون کے حال سے خوب واقف تھے ان مین بندوبست کرنے کا بڑا ملکہ تھا۔ زبانون کے جاننے مین انکو ملکہ خدادا دتھا وہ فارسی۔ ہندی۔ سنسکرت خوب جانتے تھے۔ لارڈ ڈلہوزی کے وہ مشیر کار تھے انہون ہی نے انکو اودھ مین کمشنر مقرر کیا تھا۔

محاصرہ کی حالت

جب محاصرہ کا آغاز ہوا تو صرف دو بیٹریان تیار تھین۔ پناہ گاہین ہنوز ناتمام تھین اس پاس جو خاص عمارات تھین جنکی آڑ مین دشمن شکار کھیلتے تھے وہ تھوڑی ہی سی ڈھائی گئی تھی۔ پاس کی مسجدون اور امرا کی حویلیون مین جو دشمن بیٹھکر ریذیڈنسی کی سپاہ پر گولیون کے نشانے خوب لگاتے تھے انسے بہت نقصان ہوتا تھا۔ ان عمارتون کے مسمار کرنے کے لیئے افسرون نے سر ہنری سے بار بار کہا مگر انہون نے ہمیشہ یہی جواب دیا کہ مقدس عمارتون اور لوگون کے مال اسباب کو جہانتک ممکن ہو بچانا چاہیئے۔ لوگون کے مذہبی تعصب کی رعایت کرنے سے اور سرکش شہریون اور سپاہیون کے حقوق پر خیال کرنے سے ریذیڈنسی نے بڑا بھاری نقصان اٹھایا۔ دشمنون نے جسوقت کہ ریذیڈنسی کا بالکل محاصرہ کر لیا تو ان مکانون مین جنمین سے بعض ایک پنچہ کی گولی کے فاصلہ پر تھے بہت سے سپاہیون نے بیٹھکر ان جائیون مین رخنیان بنائین تھین جو ریذیڈنسی کے مقابل تھین اور انہین رخنون سے نہایت ذہانت سے آتش باری کرتے تھے

جسکے سبب سے ہر روز آدمی مرتے تھے۔ محاصرہ کے اول ہفتے مین بحساب اوسط پندرہ بیس آدمی روز مارے جاتے تھے۔ تجربہ کے بعد جب بہت احتیاطین باہر پھرنے مین ہونے لگین تو آدمیون کے مارے جانے کا اوسط دس سے کم نہ تھا۔ آٹھ ہزار آدمی انگریزی مورچون پر گولے گولیان مارتے تھے سوا اسکے رسیڈنسی مین کوئی جگہ ایسی محفوظ نہ تھی کہ جہان جان کی سلامتی پر اطمینان ہو۔ بیمار اور زخمی جو اسپتال مین پڑے ہوئے تھے وہ اس کے عین وسط مین گولیون کے لگنے سے مرتے تھے۔ لفٹنٹ ڈورن کی بیوہ اور اس کے بچے اس مکان مین جسمین گولے کے جانے کا سان گمان بھی نہ تھا گولیون کے لگنے سے نشانہ اجل بنتے تھے۔

دشمن بیٹریون کے لگانے مین غافل نہ تھے۔ انہون نے بیس سے پچیس تک توپین لگائین جنمین بعض بڑی دور کی مار کی تھین اور وہ ایسے مقامات مین لگی ہوئی تھین کہ جہان انگریزون کی توپین انکا جواب نہین دے سکتی تھین۔ دشمن ایسی دانائی سے اپنی توپون کے گرد اور سامنے اوٹین اور روکین تھوڑی دیر مین ایسے بنا لیتے تھے کہ وہ بندوقون سے کسی طرح نہین بند ہوسکتی تھین کیونکہ وہ بہت قریب بھی تھین اور علاوہ اسکے ہر توپ کے عقب مین دشمنون نے آٹھ فیٹ عمیق تنگ خندقین کھود لین تھین جنمین سپاہی لیٹ جاتے جنپر سے ہمارے گولے اوپر ہی اوپر گذر جاتے وہ اپنے تئین ایسا چھپاتے کہ صرف ان کے ہاتھ جب وہ توپون کو بھرتے انگریزون کو دکھائی دیتے۔

حملۂ اول ۲۰ جولائی ۱۸۵۷ء

۲۰ جولائی تک دشمنون نے متواتر توپون اور بندوقون کی رسیڈنسی پر بھرمار کی اس تاریخ کو دس بجے صبح کے بڑے زور شور سے انگریزی مورچون کے گرد وہ جمع ہوئے اور ایک بڑی سرنگ اڑائی جو ریڈن سو۔ چے کے قریب اس کے اڑانے کے قصد سے لگائی تھی مگر اس سرنگ اڑانے سے کچھ نقصان نہین ہوا۔ جب اسکا دھوان اور گرد وغبار صاف ہوا تو دشمن دلیرانہ توپون اور بندوقون کو چلاتے ہوئے اس قصد سے آگے بڑھے کہ ریڈن کو حملہ کرکے لے لین۔ لیکن انکا مقابلہ اس شدومد سے ہوا کہ تھوڑی دیر لڑکر اور بہت نقصان اوٹھا کر واپس چلے گئے۔ پھر انکا ایک بڑا زبردست کولم اس کے مورچے پر حملہ کرنے کے لیے آگے بڑھا وہ نوک دار لکڑیون کے جنگلے سے دس گز کے

فاصلہ پر آ گیا۔ تیرہوین ہندوستانی پلٹن کے لفٹنٹ لاف نن جو اس مورچے کے کمانڈر تھے اور انکی سپاہ مین انغرات افسر غیر متعہد تھے اور چند سپاہی بتیسوین رجمنٹ گورون کی اور تیرہوین ہندوستانی رجمنٹ کے تھے ان سب کو یہہ موقع ملا کہ اپنے جوہر شجاعت کو دکھادین اسلیے انہون نے دکھایا کہ دشمن کو مار کر ہٹا دیا اور انہین بہت آدمیون کو قتل کیا۔ باغیون نے چھوٹے چھوٹے حملے کیئے اور دو بجے دوپہر کے انہون نے انگریزی مورچے کے لینے کی سخت کوشش کی مگر انکی بندوق زنی اور توپ بازی بدستور جاری رہی۔

اس فتح کے دوسرے ہی دن میجر بنکس صاحب جو سر ہنری کے بعد چیف کمشنر ہوئے تھے انکے سر مین گولی لگی وہ ایک بیرونی کوٹھی کی دیکھہ بھال کر رہے تھے اگرچہ انکا کام خاص سول تھا مگر وہ ہندوستانیون کے حال سے خوب واقف تھے وہ بڑے نیک نہاد اور خوش مزاج تھے برگیڈیر انگلس کے بڑے مدد و معاون تھے انکی جگہہ کوئی مقرر نہین ہوا۔ گبنس صاحب نے ایک دفعہ یہہ اطلاع دی کہ مین چیف کمشنر بنا ہون مگر وہ برگیڈیر انگلس سے بڑا اختلاف راے رکھتے تھے اس لیئے ان دونو کی آپسمین نہین بنتی اور خرابی ہوتی۔ اس لیئے گبنس صاحب نے اپنے دعوے کو چھوڑ دیا۔ اسوقت کسی سول افسر کی ضرورت بھی نہ تھی۔

ہر مورچہ پر جدا جدا رنگ سے لڑائی ہوتی تھی ڈاکٹر فیرر کی کوٹھی پر باغی آئے اور باغین اصطبل کے گرد انکا ہجوم ہوا وہ اکثر مکانون کی آڑ مین رہنیون سے گولیان مارتے تھے انس کے مورچے کے غارت کرنے کے لیئے باغیون کا ایک گروہ زینے لیکر سامنے کی دیوار کے پاس آیا اور زینون کے لگانے مین کوشش کی مگر محصورین کی گولیون نے اس کام مین انکو ناکام رکھا۔ انہین سے چند دیوار کی منڈیر پر آ گئے تھے سنگینون سے نیچے گرا دیئے گئے اس اثناء مین مورچہ کے گوشہ پر ایک والنٹیر ہندوستانی عیسائی کا بیٹا بیلی اور دو سپاہی متعین تھے۔ انکے قریب جاکر باغیون نے ان کو بہکایا اور کہتے کہ اگر تم ہمارے پاس چلے آؤ اور ان فرنگیون کو چھوڑ دو جنکی بابیٹیون کو ہم نے خراب کیا ہے اور ایک دو روز مین ہم سب فرنگیون کو مار ڈالینگے۔ تو اسنے جواب دیا کہ اے کُتّے کے

پلو گیا مین بھی تمہاری طرح بے ایمان ہو جاؤن؟ اتنے مین ایک بندوق چھوٹی دوسرے
باغی نے کہا کہ ایک لحظہ ٹھیرو ہم دیوار پر چڑھتے ہین تو اسنے جواب دیا کہ تم چڑھو میرے پاس بھی
سنگین تمہارے پکڑنے کے لئے تیار ہے - غرض اس طرح گالیون سے اور بندوقون
سے آپس مین لڑائی ہوتی رہی - ایک سپاہی مارا گیا ایلی زخمی ہوا باغی اپنی کوشش کو بیکار سمجھ کر
واپس گئے کانپور کی بیٹری پر باغیون نے حملہ کیا دشمن بڑی دلیری کر کے آگے بڑھے ایک
مولوی سبز علم لیکر سب سے آگے بڑھا کہ وہ مورچے کی خندق مین مارا گیا - جرمن اور گنبس کی
چوکیون پر دشمنون نے حملہ کیا وہ بھی مورچہ نشینون نے دفع کیا - بیلی گارڈ کے دروازہ پر حملہ ہوا -
ہندوستانی رجمنٹ نے بڑی بہادری کی کہ حملہ آورون کو جو انکے ہمراہی تھے مار کر ہٹا دیا -
تین بجے باغیون نے حملہ کرکے اس مورچہ کے لینے کے ارادہ کو موقوف کیا مگر کئی گھنٹے تک
اسپر توپین چلاتے رہے ان حملون مین جتنے باغی مارے گئے انکی تعداد تحقیق معلوم نہین
مگر تین سو قیاسی بتلائی جاتی ہے - لیکن یہہ تحقیق ہے کہ محصورین مین چار سپاہی مارے گئے
اور بارہ زخمی ہوئے - پندرہوین جولائی کو انڈرسن کی کوٹھی کو بھی اپنے گولون سے بالکل
غارت کر دیا مگر وہ انگریزون کے قبضے سے باہر نہین گئی -

محصورین نے جو ان حملون کو دفع دفع کیا اور انہین انکا نقصان بہت تھوڑا ہوا تو ان کے حوصلے
اور عزم بڑھے اور اس سے بڑی خوشی ہوئی کہ پچھلی رات کو ایک نیک فال انگد آیا جو بطور قاصد
آخر جون مین نانا کی خبر لانے کے لیئے بھیجا گیا تھا - وہ دشمنون کی لیئون سے دبک کر
گذرتا ہوا مورچہ مین داخل ہوا اسنے ایک نیچے کے کمرہ مین جسمین ایک لیمپ ٹمٹا رہا تھا اپنی
کہانی سنائی اسکو افسرون اور عورتون نے گھیر لیا اور اس کے منہ کی طرف سب کی آنکھین لگی ہوئی تھین
کہ وہ کیا خبر سناتا ہے سب اسنے یہہ سوال کرتے تھے کہ نانا دریا کے پار اتر کر محاصرین کے ساتھ
تو نہین ملگیا؟ اسنے جواب دیا نہین ہیولوک صاحب نے نانا کو تین لڑائیون مین شکستین دیں
اب کانپور مین انکا عمل دخل ہو گیا اس خبر کے سنتے ہی چیئرز کا غل مچا - سینہ برس رہا تھا اور اندھیری
رات تھی اس لیئے انگد آج ہی روانہ کیا گیا کہ وہ دشمنون مین سے چھپ چھپا کر نکل جائے اور
اسکو ایک چھٹی یونانی خط مین لکھ کر دی جسمین یہان کا سب حال لکھا ہوا تھا - اس کے آخر مین

یہہ فقرہ تھا کہ ہم کو کمک کے سوا کسی اور چیز کی ضرورت نہین وہ جلد بھیجو مورچے ہمارے پراگندہ و ابتر ہین ہمارے پاس اتنے سپاہی نہین کہ ان مورچون کے لیے کافی ہون - توپخانہ ہمارا ضعیف ہے اور موتین زیادہ ہوتی ہین چھٹی ایک پتلی نلی مین رکھی گئی اور اس کے دونو سرون پر مہر لگائی گئی اور پیک تیز رفتار سے جواب کے جلدی لانے پر ایک بھاری انعام کا وعدہ کیا گیا - پانچ دن بعد اس چھٹی کا جواب کرنیل فریزر ٹیلر اسسٹنٹ کوارٹر ماسٹر جنرل کا لکھا ہوا وہ لایا - جواب بڑا سر تناک تھا اس مین لکھا تھا کہ ہماری دو تہائی سپاہ اور آٹھ توپین دریا کے پار بالفعل موجود ہین اور باقی جلد پار جانے کے لئے تیار ہین مین آج رات کو یا کل اور زیادہ خبرین بھیجونگا - ہم اپنے مقابلہ کرنے والون کے غارت کرنے کے واسطے بہت سپاہ رکھتے ہین شہر جو تمہارا مقام ہے اسکا نقشہ بنا کے بھیجو اور اسکے اندر داخل ہونے کی ہدایتین لکھو پانچ یا چھہ دن مین ہم تم سے ملینگے - اگر دشمن باہر نکلے تو تم اس کے عقب کو دھمکاؤ اور ہم انکے ٹکڑے ٹکڑے اڑا دینگے آیندہ رات کو اس چھٹی کے جواب مین جان انگلس کو جو باتین معلوم تھین وہ انہون نے لکھین اور چھٹی کو اس فقرہ پر ختم کیا کہ تمہارے پاس خدنگین ہون تو انمین سے آٹھ بجے اس رات کو چھوڑ دو جس کے اندر شہر مین داخل ہونے کا تمہارا ارادہ ہو کہ جس سے ہم کو اطلاع ہو جائے کہ تم آتے ہو تو پھر ہم سڑک کے دونو طرف کے مکانات پر گولے چلائینگے تمہارے لشکر کی قوت اور اسکی ترتیب کی لاعلمی کے سبب سے صرف یہہ باتین ظاہر کر سکتا ہون کہ جب تم ہمارے نزدیک کافی آجاؤگے تو ہمارے نہایت ضعیف اور ستم رسیدہ مورچے تمہارے سوٹ توڑ کے حق مین کیا کام بہتر کر سکتے ہین -

خدنگون کے چھوٹنے کی امید مین محصورین کئی راتون تک آسمان کی طرف آنکھیں لگائے بیٹھے رہین - ۲۹ - جولائی کو ایک افسر نے کانپور کی طرف سے توپون کی آوازین سنکر کہا کہ ایک لشکر ہماری مدد کو آن پہنچا ہے وہ شہر مین لڑ رہا ہے جسکو سنکر سارے محصورین خوشی کے مارے پھولے نہ سماتے تھے مگر آخر کو معلوم ہوا کہ یہہ توپین باغیون نے اپنی کسی قومی خوشی کے سبب سے چھوڑی تھین -

۳۰ - جولائی کو فصیل پر ایک طاؤس تھوڑی دیر بیٹھ کر اڑ گیا - جب بندوق کی شدت

اسپر لگائی گئی تو لوگون نے کہا کہ اس نیک فال پرند کو مارنا نہین چاہیئے اس لیئے گولی اسپر نہین لگائی گئی وہ صحیح سلامت اڑ گیا۔

جولائی گذر گیا اور اگست آگیا مگر کوئی کمک تو نہین آیا۔ قاصد جو خبر لانے کے لیئے بھیجا گیا اس کے پاس سے چٹھی تلف ہو گئی مگر اسنے زبانی یہہ خبر سنائی کہ ہیولوک صاحب کو دریا کے پار لکھنؤ کی جانب مین دو فتحین حاصل ہوئین مگر مجبوراً انکو منگل وار مین قیام کرنا پڑا پھر ایک دوسرے سپاہی نے جو مخبری کے لیئے بھیجا گیا تھا خبر مذکور کی تصدیق کی اسوقت انگریزی لشکر پر یہہ ضرب المثل صادق آتی تھی کہ امید کے بر آنے مین دیر لگنا دل کو بیمار کرتا ہے۔ دشمنون نے انگریزون کی بری خبرون کے اڑانے مین کسی جھوٹ کی کسر باقی نہین رکھی تھی انہون نے یہہ خبر اڑائی کہ ہم نے شکست دیکر اپنے بادشاہ کے سر پر تاج رکھ دیا ہے جسکی خوشی مین ہم نے توپون کی سلامی اتاری۔ انگریزون پاس یہہ جھوٹی خبر آئی تھی کہ وہ لکھنؤ آتے ہین۔

ریزیڈنسی کی دیوارون سے باہر دشمن بڑے عیش و عشرت کے جلسے کرتے تھے گرد کے مکانون سے ہر رات انکے ناچنے گانے بجانے کی آوازین ریزیڈنسی مین آتی تھین جسپر انگلش سپاہیون کو بڑا غصہ آتا تھا۔ ایک سپاہی نے چلا کر بل صاحب سے کہا کہ اگر یہاں پر اوباش بدمعاش بہت سی بلیون کی طرح کہ وہ آوازین نہ نکالتے تو مین بھول جاتا۔ بل نے جواب دیا کہ مین یہہ چاہتا ہون کہ جسوقت وہ گائین تو مین ٹین کی پتیلی کڑوے پانی سے بھری ہوئی لیئے انکے پیچھے کھڑا ہون کہ ادھر گانے کی آواز انکے منھ سے نکلے ادھر ان کے منھ مین وہ کڑوا پانی انڈیل دون۔ ایک اور سپاہی نے جو انکے گانے سے ناخوش ہوتا تھا کہا کہ یہہ چاہتا ہون کہ جسوقت کالا بدمعاش گائے تو وہ میرے ہاتھ مین گرفتار ہو جائے تو مین اسکو جان سے نہین مارون بلکہ اس کے ناتی ساز کو اسکی ناک کے بانسے سے توڑون۔ مورچون کے اندر مصیبتون کے یکسان چلے جانے اور متواتر موت کے بڑھ جانے نے اپنے قدرتی آثار پیدا کیئے اہتزاز خاطر بالکل جاتا رہا ہنسی مذاق بہت کم ہو گیا۔ جیسا محاصرہ خطرناک ہوتا تھا ایسا ہی موسم

دہشتناک ہوتا جاتا تھا۔ مردون کو پاس تور کھہ نہین سکتے تھے آدمیون اور جانورون کو
دفن کرنا مشکل تھا لیکن جائے ایسی تنگ تھی کہ پورے نہین گاڑے جا سکتے تھے ہوا کی
برائی سے مکھیون کی وبا کو پھیلایا انکی گنتی کا شمار نہ تھا۔ مارٹینیر کالج کے لڑکے جو سب سے
زیادہ میلے کچیلے اور مصیبت زدہ حالت مین رہتے تھے وہ زخمیون پر سے ان مکھیون کے
اڑانے کے لئے مقرر کئے جاتے تھے۔ اب اسپتالون مین جیسا کہ دشمنون کی گولیون نے
زخمیون کو بھر دیا تھا ایسا ہی ہیضے اور چیچک نے بیمارون سے انکو بھرا۔ پہلے کی نسبت
اب آتش فشانی زیادہ ہو گئی تھی ہر جگہہ افسر اور سپاہی زخمی کوچون پر خون مین سنے ہوئے
پڑے رہتے تھے اور ان کے زخمون مین کیڑے پڑتے تھے۔ بہت سے زخمی صرف
بوریون اور تھیلون پر پڑے ہوئے آہ و فغان کر رہے تھے۔ ہر جگہہ نزع کی تکالیف
نظر آتی تھین لوگ چلا رہے تھے کہ ہائے مرے ہم کو پانی دو اور ہماری دستگیری کرو جسقدر
دستگیری اور امداد ہو سکتی تھی وہ کی جاتی تھی لیکن اسپتال کا سٹاف بہت تھوڑا تھا۔ نیک نہاد
عورتون نے زخمیون کی تیمارداری اسپتالون مین اختیار کی لیکن اسپتالون کی ہوا ایسی بگڑ رہی تھی
کہ ڈاکٹرون نے ان عورتون سے کہا کہ اسپتال سے باہر چلے جائین ڈاکٹر تو بڑی توجہ اور محنت
زخمیون اور بیمارون کے علاج مین کرتے تھے مگر ہوا ایسی خراب ہو گئی تھی کہ زخمیون اور بیمارون کا
بالکل اچھا ہونا ناممکن کے قریب تھا اور اعضا تراشی کی صورت مین سپاہیون کا مرنا یقینی تھا
پادری پول ہیٹن اور پادری ہریس دونو ڈاکٹرون کے ساتھ مریضون اور زخمیون کو روحانی
اور جسمانی راحت پہنچانے مین بڑی جد و جہد کرتے تھے۔ پادری پول ہیٹن اول زخمی ہوئے
اور پھر ہیضے سے مر گئے۔ انکی بیوہ نے بھی بیمارون اور زخمیون کی بڑی خدمت گزاری کی
باغیون نے اب اپنی جنگ بازی کو زمین کے نیچے منتقل کیا۔ اب اکثر لڑائیان تنگ و
تاریک چھتون مین ہوئین۔ ۲۰ جولائی کے حملہ کے بعد باقاعدہ قریب آکر زمین کے نیچے
سے حملے شروع کئے۔ جب محاصرین نے سرنگین لگانی شروع کین تو محصورین نے ان سرنگون کے
نیچے سرنگین کھودنی شروع کین اسکو خدا کی عنایت کہیئے یا قسمت کہیئے کہ لکھنؤ کے مورچون مین
بڑے بڑے ہنرمند سرنگ لگانے والے یورپین موجود تھے۔ کپتان فلٹن اس فن مین کمال

رکھتے تھے۔ ہر مورچہ بیرونی کے کمانڈر کو حکم تھا کہ وہ اپنے سپاہیوں کو کہدے کہ وہ تھوڑی تھوڑی
دیر کے وقفہ سے دو سرنگوں کی آواز کو سنتے رہیں۔ سپاہیوں نے اپنے کان زمین پر لگا دیئے
اگر انکو آواز کا ذرا بھی کھٹکا ہوتا تو وہ اسکی رپورٹ کرتے اور پھر سرنگ کے نیچے سرنگ لگانے
کی تیاری بڑی مستعدی سے کی جاتی چوکراستے اور چھتے زمین کے نیچے بنائے جاتے۔ دشمنوں
کے پاس تو زمین کے کھودنے والے بہت اچھی پالسی قوم کی کثرت سے تھے مگر انکی ہدایت
کرنے والے سائنس سے بے بہرہ تھے اور انگریزوں پاس زمین کے کھودنے والے کم تھے
مگر سائنس کے جاننے والے انکی ہدایت کے لیئے بہت تھے سرنگوں کے لگانے کا کام اکثر ہندوستانی
سپاہیوں سے لیا جاتا تھا وہ بڑے شوق سے بہت اچھی طرح اس کام کو سرانجام دیتے تھے۔
گوردن کو اس کام کے کرنے کی فرصت نہیں ملتی تھی۔ کپتان فلٹن اور انکے مددگار سارجنٹ
ان سرنگوں کے کاموں کی نگرانی خوب کرتے تھے جس چوکی پر انکے جانے کی ضرورت ہوتی وہاں
وہ جاتے۔ ایک دفعہ وہ خود سرنگ کے اندر چلے گئے تو ایک افسر نے سارجنٹ سے پوچھا کہ
کیا وہ سرنگ کے اندر ہیں تو اسنے کہا کہ ہاں وہ دو گھنٹے سے چوہے کے بل میں گئے ہوئے
ہیں اور غالباً سارے دن رہیں گے۔ گو باغی ریڈان کے مورچہ کو سرنگ سے اڑانے
میں ناکام رہے مگر وہ بے دل نہیں ہوئے انہوں نے کانپور بیٹری کے نیچے سرنگ
لگائی۔ انگریزوں نے اس سرنگ کے نیچے سرنگ لگائی اور انہی فیٹ اسنے آگے بڑھ گئے
انکا چھتہ ایسا سطح زمین کے قریب تھا کہ اسکی چھت گر پڑی تو پھر انہوں نے اسپر تختہ لگائے
اور نہایت کوشش سے کام کیا مگر کولم صاحب نے ایک گولہ اسکے اندر ایسا مارا کہ سارا کام ان کا
بنا بنایا بگڑ گیا اور کئی جگہ باغیوں نے سرنگیں لگائیں مگر اسکے اڑانے میں ناکام رہے۔
باغی صرف سرنگوں کے لگانے ہی میں مصروف نہ تھے بلکہ وہ نئی بیٹریوں کے بنانے میں
بھی مشغول تھے۔ انس کی چوکی پر انہوں نے ۲۴ پونڈ کی توپ لگائی جس سے انس کی کوٹھی
ہی کو نقصان نہیں پہنچایا بلکہ چرچ اور ریذیڈنسی کو بھی۔ اس کے جواب میں ۷۔ اگست کی رات کو
ایک توپ ۹ پونڈی انس کی کوٹھی پر لگائی گئی جسکے گولوں نے دشمنوں کی توپ کو بند کیا۔ جب یہ
توپ اپنا کام کر چکی تو اس رات کو اسے اتار لیا۔ محاصرہ کی تاریخ میں ساتویں اگست بڑی مبارک سمجھی جاتی ہے

۴ کہ کوئی آدمی اسمیں نہیں مرا۔

۱۰ اگست باغیون کا دوسرا حملہ

جو سرگذشتین اوپر بیان ہوئین وہ بدستور دسوین اگست تک جاری رہین اس تاریخ مین دشمنون نے دوسرا حملہ کیا۔ برگیڈمیس کے قریب ایک سرنگ اڑائی جس نے انگریزی پناگاہ کی بیس فیٹ فصیل کو بالکل تباہ و غارت کردیا اور اس کوٹھی کا جسمین شلنگ صاحب کی سپاہ تھی باہر کی دیوار کا بڑا حصہ اڑادیا۔ جب گرد غبار صاف ہوا تو معلوم ہوا کہ بغار ایسا بڑا ہی کہ اس مین سے ایک رجمنٹ باترتیب آسکتی ہے اور بعض دشمن بڑے بڑے ارادے کرکے آئے مگر برگیڈمیس کے سرپر افسر و سپاہی بیٹھے تھے جنہون نے ایسی بندوقین ماریں کہ دشمن جلدی بھاگ گئے ان مین جو سن چلے تھے وہ بغارے کے کنگرون پر مارے گئے۔ جسوقت یہان یہہ کارزار ہورہی تھی کہ دشمنون کا ایک بڑا گروہ کانپور بیٹری کی طرف بڑھا اور اسکی خندق مین جاکر چند منٹ ٹھیرا مگر انکو پہلوان سپاہیون نے اپنے ہاتھ سے نکالا۔ پھر باغی کپتان انڈرسن کی چوکی پر بہت بہادرانہ آئے اور زینے ساتھ لاکر دیوارون سے لگا دیئے مگر یہان بھی اور جگہون کی طرح انکا سخت مقابلہ کیا گیا اور انکے سردار مارے گئے تو باقی بھاگے اور زینے چھوڑ گئے اور اپنی بیٹریون اور رینی دیوارکے اندر چلے گئے جہان سے انہون نے بھاری توپین اور بندوقین چلائین۔ یہان ہر ایک سپاہی اپنی جان کے لئے نہین لڑتا تھا بلکہ عورتون اور بچون کی جانون کے لیئے جو خداتعالی نے اپنی امانت انکو سپرد کی تھی اپنی جان لڑادیتا تھا اور سمجھتا تھا کہ شکست پانے سے انکی جانون کا جانا یقینی تھا۔ لڑائی بڑی سخت اور شدید تھی۔ توپون اور بندوقون کے غل شور سے زیادہ یہہ دہائی پڑ رہی تھی کہ یہان زیادہ سپاہیون کی ضرورت ہے دو چار سپاہی اپنے ان ہمراہیون کے پاس پہنچے جو زیادہ ضیق مین آرہے تھے لیکن والنٹیرون نے جو حقیقت مین بڑے بہادر اور شجاع تھے اپنے افسر کیپر صاحب کی ہدایت کے موافق بندوقین خوب متواتر چلائین۔ جب ہنگامہ جنگ گرم تھا تو موسٹیر جیوفری نے سنا کہ باغیون کا ایک سرغنہ کہتا تھا کہ بھائیو یہان کوئی نہین ہے تو اس کے جواب مین ہندوستانی زبان مین انہون نے کہا کہ او بدمعاش ہم یہان بہت سے ہین یہہ کہکر گولی سے اسکو ادہرا سکے ایک ہمراہی کو مارڈالا اور باغیون کے سرغنہ نے فرنٹ مین بڑھکر کہا کہ آؤ آؤ یہہ

مقام ہم نے لے لیا ہے وہ ہمارے قبضہ مین ہے اس کہنے سے باغی بار بار حملہ کرنے پر آمادہ ہوے پہلے لیکن گولیون سے وہ ہلاک ہوئے - جب سب سرغنہ مارے گئے تو باغی واپس اپنی مورچون اور رینیدون دار مکانون مین چلے گئے وہان سے بہت توپین اور بندوقین مارنی شروع کین - دو گھنٹے کے بعد لڑائی کچھ کم ہوئی مگر جب سورج ڈوبنے کو ہوا تو باغیون نے کپتان سانڈرس کی کوٹھی پر سخت حملہ کیا اور ایک دشمن دلیری کرکے دیوار پاس گیا مگر مارا گیا - ۳۰ منٹ کی لڑائی مین دشمن پراگندہ و پریشان ہوکر اپنے مورچون مین واپس گئے - یہہ دوسرا حملہ باغیون نے بڑی دہوم دہام سے کیا تھا مگر محصورین نے انکو شکست دی - معلوم نہیں کہ کتنے باغی مارے گئے قیاس سے جتنے چاہو بتادو مگر اس مین شبہ نہین کہ بہت سے مارے گئے ہونگے باغی اس بھاری نقصان اٹھانے سے بیدل نہین ہوئے - صبح نے اپنی جھلک دکھائی تھی کہ انہون نے توپین متواتر چلانی شروع کین - ریذیڈنسی مین بہت سے گولے لگے کہ اسکا بابان بازو گر پڑا جس کے اندر ۶ سپاہی بتیسوین رجمنٹ کے دب گئے انہین سے بڑی کوشش سے دو زندہ نکالے گئے باقی چار دبے رہے - ایک کمرہ مین سے عورتین اور بچے دوسرے مکان مین بھیجے گئے -

اس دوپہر کو میجر اینڈرسن چیف انجنیر مارے گئے وہ بڑے لایق افسر تھے اور اس محاصرہ مین انہون نے بڑے بڑے کام کیے تھے انکی جگہہ کپتان فلٹن صاحب مقرر ہوئے -

۲۱ اگست کو دن مین دشمنون نے کانپور کی بیٹری پر جو ہانس کی کوٹھی سے ایسی شد و مد سے توپ باری کی کہ اس مین توپین چلانی یا رکھنی ناممکن ہوگئین - ایک سنتری کے سوا تمام سپاہ وہان سے ہٹائی گئی یہہ سنتری بھی مارا گیا پھر جو نقصان ہوا تھا اس کی مرمت کی گئی

ساگو کی کوٹھی کے قریب دشمن سرنگ لگانے کے لیے کام مین مشغول ہوئے لفٹنٹ ہچن سن نے محاصرہ سے نکلکر حملہ کیا مگر دشمنون نے ایسی گولیون کی باڑین مارین کہ وہ الٹے بغیر کچھ نقصان اٹھانے کے چلے آئے - پھر انگریزون نے ایک سرنگ لگائی دشمنون نے

سرنگ لگانے والون کی بڑی مزاحمت کی وہ چاہتے تھے کہ جتنے انگریزون کے مکانات بالنسون کے بنے ہوئے ہین اڑا دین مگر وہ اس اپنے ارادہ مین کامیاب نہین ہوئے

۱۴۔ اگست کو انگریزون نے جو باغیون کی سرنگ کے نیچے سرنگ لگائی تھی وہ تیار ہوگئی اور وہ اڑائی گئی جس سے دشمنون کی سرنگ کے لگانے والے سرنگ کے اندر ہی دبکر مرگئے۔ اسطرح ساگو کی کوٹھی کا بچاؤ کچھ دنون کے لیئے چھوٹ گیا۔ دشمنون نے جو انڈرسن کی کوٹھی کے پاس سرنگ لگائی تھی اسکا بھی علاج کیا گیا۔

انگد کا واپس آنا

۱۵۔ اگست کی رات کو انگد چھپ چھپا کے ریسیڈنسی مین آیا اور کرنیل فریزر کی یہ چٹھی لایا۔

"میرے پیارے۔ ہمارے پاس کمک آگئی ہے ہم لکھنؤ کو کل صبح چلینگے جہانتک ممکن ہوگا جلد تمہارے پاس پہنچینگے۔ ہم کو امید ہے کہ چار روز مین تمہارے پاس آجائینگے تم کو ہماری مدد ہر ایک طرح سے کرنی چاہیئے ہماری سپاہ تھوڑی ہے اگر ہم اندر جاکر تمہارے پاس نہ پہنچ سکین تو تم باہر نکلکر ہم سے آن ملنا۔"

انگد کا بیان اور ریسیڈنسی کا حال۔

اس چٹھی مین ۴۔ اگست مقام منگل وار لکھا ہوا تھا انگد نے بیان کیا کہ مجھے باغیون نے قید کر لیا تھا مین قید سے چھوٹا تو پھر الٹا منگل وار گیا تو وہان انگریزی لشکر مین نے موجود نہ پایا تو مین گنگا کے کنارہ پر گیا تو وہان جاکر مجھے تحقیق ہوا کہ جنرل ہیولک کانپور مین اسسبب واپس گیا کہ نانا نے کانپور کو دھمکایا تھا۔ جنرل دو دفعہ بشیرتگنج مین آیا اور دشمنون کو دو شکستین دیکر پھر الٹا چلا گیا۔ اس بیان سے محصورین کا بڑا دل شکستہ ہوا ایک صاحب نے کہا کہ کیا لکھنؤ کا حال بھی کانپور کا سا ہوگا؟ افسوس ہے کہ ایسا ہی ہوتا ہوا معلوم ہوتا ہے ہماری تعداد کم ہوتی جاتی ہے موت منھ کے سامنے کھڑی رہتی ہے" ابھی ایک گولے نے برآمدہ مین توپچی کو مارا ہے۔ ہوا کے بگڑ جانے سے اور غذا کے کم اور بری ملنے سے اسقدر امراض زیادہ ہوگئے کہ وہ دشمنون کی گولیون سے زیادہ مارنے لگے۔ ایک رات مین پانچ بچے بیماری سے مرے۔ باپ تمام دن مسلح رہتے تھے اور لڑتے تھے رات کو پہرہ دیتے اس لیئے وہ اپنے مصیبت زدہ کنبے کی کچھ خبر گیری نہین کرسکتے تھے

مائین اپنے بچون کو بیمار دیکھکر دیوانی ہوئی جاتی تھین نہ انکو دوا ملتی تھی نہ غذا - قبرستان کی ہوا ایسی بگڑ گئی تھی کہ مردون کی نماز قبر پہ نہین اسپتال ہی مین پڑھائی جاتی تھی - ان مصیبتون کے علاوہ اب قحط نے اپنی آنکھین دکھائین ایسی حالت مین برگیڈیر نے ۱۶ - اگست کو جنرل ہیولوک کو یہہ خط لکھا -

کرنیل ٹیلر کا خط مورخہ ۴ - اگست گبنس صاحب کے نام

میرے پیارے جنرل

آیا جسکا آخر فقرہ یہہ تھا کہ تم ہماری مدد سب طرح سے کرو اگر ہم بزور تمہارے پاس نہ پہنچ سکین تو تم رستہ نکالکر ہمارے پاس آجاؤ ہماری فوج کم ہے" اس فقرہ سے میرا دل بڑا بے چین ہوا یہہ ناممکن ہے کہ مین اپنی ضعیف اور شکستہ حال سپاہ کو ساتھ لیکر اپنی پناہ گاہ سے باہر نکلون آپکو دلمین یہہ خیال رکھنا چاہیئے کہ میرے پاؤن مین کیسی بیڑیان پڑی ہوئی ہین کہ میرے پاس ایک سو بیس سے زائد تو زخمی اور بیمار ہین اور کم از کم ۲۲۰ عورتین اور ۲۳۰ بچے ہین اور کسی قسم کی باربرداری کی گاڑیان نہین ہین - خزانہ مین تئیس لاکھ روپیہ ہے اور تیس توپین ہین ان سب کو کس طرح چھوڑ کر ریسیڈنسی کے باہر آسکتا ہون اس خبر کے سننے کے سبب سے مین سپاہ کو آدھی خوراک روزانہ دونگا جب تک آپ کے پاس سے کوئی خبر آئے - میرے ذخیرے غذا وغیرہ کے ۱۰ ستمبر تک خرچ ہو جائین گے اگر آپ اس سپاہ کے بچانے کی آس رکھتے ہین تو جلد آنے مین ذرا دیر نہ لگائیے - ہماری پناہ گاہ سے چند گز کے فاصلہ پر دشمن ہے جو ہر روز ہمپر حملہ آور ہوتا ہے اسکی سرنگون نے ہماری چوکیون کو ضعیف کر دیا ہے اور مین یقین کرتا ہون کہ اور سرنگین لگ رہی ہین - ہماری بعض بطریون سے دشمنون کی ۱۸ بیئی توپین ایک سو پچاس گز کے فاصلہ پر ہین اور ہم جنگی قابلیت ایسی نہین رکھتے کہ انکا جواب دے سکین جواب دینے مین ہمارا نقصان زیادہ ہوتا جاتا ہے - اب سپاہ یوروپین ۳۵۰ اور ہندوستانی فوج تین سو ہے اور سپاہی بڑے اندیشناک ضیق و ضغطہ مین آرہے ہین - ریسیڈنسی کا ایک حصہ توپون سے مسمار ہو گیا ہے اس لیئے اب کوئی جائے امن وہان نہین رہی - اگر ہندوستانی سپاہ جس کا اعتبار کم ہوتا جاتا ہے چھوڑ کر چلی جائے تو مین نہین جانتا اپنی امن گاہ کی کس طرح

آدمیون کے متعین کرنے سے محافظت کرسکتا ہون - آپ اس سوال کا جواب لکھیے کہ مین نے
جو آپ پاس چٹھی بھیجی تھی اور نقشہ بھیجا تھا یہ دونو آپ پاس پہنچے یا نہین -

آپ کا سچا دوست جی انگلس

جنرل انگلس نے یہہ بھی لکھا تھا کہ تمام ایام محاصرہ مین باغیون نے ہمارے خیرخواہ سپاہیون کے بہکانے کے لیے کسی موقع کو اپنے ہاتھ سے جانے نہین دیا وہ انسے کہتے تھے کہ اگر ہم ریزیڈنسی کو نہین لے سکینگے تو وہ سب کو بھوکا رکھ کر مار ڈالین گے اور اسکو یہہ یقین دلاتے تھے کہ ہندوستان مین انگریز مارے گئے اور کوئی امید نہین ہے کہ انگریزون پاس کہین سے کمک آئیگی ہماری کمک کے آنے مین اسقدر التوا ہوا ہے کہ انکے کہنے پر بہت سے سپاہیونکا یقین ہوگیا مجھے یہہ خوف ہے کہ اگر ہماری کمک کے آنے مین بہت التوا ہوا تو ہمارے بہادر سپاہی جو اب تک خیرخواہ رہے ہین انکی وفاداری متزلزل ہو جائیگی -

۱۸- اگست کو دشمنون نے سکھ لینیون کے سامنے ایک سرنگ اڑائی جسکا اثر بڑا مہلک ہوا کپتان اور صاحب اور لفٹننٹ مینچم صاحب اور سویٹ صاحب جو باجہ بجانے والون کی پلٹن مین افسر تھے وہ ہوا مین اڑ گئے مگر خدا کی یہہ عنایت ہوئی کہ وہ جب زمین پر آئے تو کوئی انکو گزند سوا رسخت جنبش مین آنے کے نہین ہوئی مگر کم بختی سے گیارہ آدمیون سے کچھ کم نہین اینٹ پتھرون مین دبے جنکا نکالنا اس سبب سے ناممکن تھا کہ دشمن ایسے مکانون سے آگ برسا رہے تھے کہ دس گز سے زیادہ فاصلہ پر سامنے کی ڈراڑ سے نہ تھے جو تیس فیٹ کے پہرے تھی سرنگ اڑانے کے بعد دشمنون نے ایک عام حملہ کیا جو پہلے دو حملون کی طرح سخت و شدید نہ تھا - اس حملہ کا دفع دفع کرنا چندان مشکل نہ تھا - ۱۸ - اگست کو شکست نے باغیون کے حوصلون کو پست کردیا تھا - اگرچہ انہون نے دوسرے دن بھی بھاری آتش باری کی لیکن ان مکانات کے مسمار ہونے مین جن کی آڑ مین وہ انگریزی مورچون پر توپین اور بندوقین مارتے تھے انگریزون کی کچھ مزاحمت نہین کی - ان مکانات کا انہدام کپتان فلٹن اور ہچنسن صاحب اور انڈرسن کے اہتمام سے ہوتا تھا جو ان نیس کی کوٹھی باغیون کے قبضہ مین تھی اسکے اندر ایک مینار تھا جس کے

۱۸ - اگست کو سرنگ کا اڑنا

مورچون پر باغیون کا ... ۱۹ - اگست

جسکے اوپر سے ایک خواجہ سرا ریسیڈنسی مین آدمیون کا شکار اپنی بندوق سے کیا کرتا تھا اور بہت نقصان پہنچاتا تھا - اسپر انگریزون کا قبضہ تو ہو نہین سکتا اسلیئے یہہ تجویز ہوئی کہ اسکو سرنگ سے اڑانا چاہیئے - یہہ سرنگ بہت سی راتون مین محنت کرکے بنائی اور جب وہ تیار ہو گئی تو کوٹھی پر توپین اور بندوقین مارنی شروع کین جس سے باغیون نے جانا کہ کوٹھی پر حملہ ہونے کو ہے - اس لیئے وہ بہت سے کوٹھی کے اندر چلے آئے جب انکا مجمع ہو گیا تو سرنگ اڑائی گئی جس سے کوٹھی مسمار ہو گئی اور بہت باغی اسکے اندر دب کر فنا ہوئے -

باغیون نے توپین لگا کے برگیڈ میس کے اوپر کی منزل کو مسمار کر دیا مگر نیچے کی منزل اسکی ایسی مستحکم تھی کہ اسپر توپون کا اثر کچھ نہین ہوا - ریسیڈنسی پر اتنے گولے پڑے کہ اسکا مغربی برانڈہ بالکل گر گیا اور تمام عمارت ایسی شکستہ ہو گئی کہ اسمین کوئی امن کی جگہ نہین رہی ذخیرے نیچے کی منزل مین اتار لیے - عورتین بچے بیگم کی کوٹھی مین بھیجے گئے - غرض عمارات کی شکستگی کے سبب وہ راتکو تہ خانون کے فرش پر بورئے بچھا کر سوتے تھے اور دن کو انہین لپیٹ کر دیوار سے لگا دیتے تھے اور پنکھے کے نیچے رہنے کے لیئے تھوڑی جگہ مین بہت آدمی جمع ہو جاتے تھے - جب اگست کا مہینہ ختم ہونے کو ہوا تو خوراک کی بہت سی چیزون کا توڑا ہوا - چاء اور شکر بیمارون اور زخمیون کے لیئے تھوڑی سی باقی رہی تھی تمباکو نہین رہا تھا جسکے سبب ہندوستانی اور یوروپین سپاہیون نے خشک تمباکو کے پتے اگر انکو میسر ہو جاتے تو پائپ مین رکھ کر پیتے تھے - چند پیپے پورٹ کے باقی تھے جنکی نگہبانی خزانہ کی طرح کی جاتی تھی برانڈی کی ایک درجن بوتلین سولہ پونڈ کو اور بیر کی ایک درجن بوتلین سات پونڈ کو آتی تھین سنور کی قیمت سات پونڈ تھی کوارٹر بوتل شہد کی قیمت چار پونڈ تھی اور دو چھوٹے ٹین سوپ کی قیمت چار پونڈ تھی - صابن تو روپیہ دیکر بھی ہاتھ نہین آتا تھا - خوراک دیر ہضم اور بری ملتی تھی آدمی اور گھوڑے اور بیل نیم دفن ہوتے تھے انکی سڑاند سے ہوا متعفن رہتی تھی جب سے محاصرہ شروع ہوا تھا تین سو یوروپین مرے تھے - وہ ہر روز مرتے تھے - گرجا مین نئی ہواؤن کے ہجوم دیکھنے سے دل کٹتا تھا - اب یوروپین مین رات دن مشقت شاقہ اٹھانے سے اور راتکو آرام سے نہ سونے سے اچھا کھانا نہ ملنے سے اعلے طاقت کام کرنے کی بہت کم ہو گئی تھی

دشمنون کے گولے گولیون سے بچنے کے لیئے کوئی مامن نہ تھا۔

۲۱۔ اگست کو دشمنون نے بڑی محنت کرکے برگیڈ میس کے نیچے سرنگ لگائی وہ دن کو کام کرتے تھے اور انگریزی انجنیر رات کو انہون نے اس سرنگ کا پتا لگا کے الٹا باغیون ہی کو ہلاک کیا

سرنگون کا لگنا

۲۸۔ اگست کو خیرخواہ جان نثار پیک انگد آیا اور کانپور سے جنرل ہیولوک کا خط محررہ ۲۴۔ اگست لایا جسمین لکھا تھا "میرے پاس تمہارا خط مورخہ ۱۶ اگست پہنچا۔ سرکولن کیمبل جو ایک دن کی اطلاع پاتی پر جنرل این سن کی موت کی خبر سنکر انکی جگہ کام کرنے آیا ہے وہ میرے پاس تازی سپاہون کے بھیجنے کا وعدہ کرتا ہے مین سب سے اول تمہارا خیال رکھونگا۔ بیس پچیس روز مین میرے پاس سپاہ کی کمک آئیگی مین سب طرح کی تیاریان لکھنؤ کی روانگی کے لیئے کرونگا تم کبھی دشمن سے عہد وپیمان نہ کرنا شمشیر بدست ہوکر مرجانا

انگد کی مراجعت

اب یہ بیس پچیس روز کا انتظار محصورین کے لیئے بڑا اشتیاق تھا دشمن کا حال یہہ تھا کہ وہ روز بروز رات دن رسیڈنسی کے غارت اور تباہ کرنے کی تدابیر ین کرتا تھا اس لیئے بیلی گارڈ کے دروازہ سے سوگز کے فاصلہ پر لکھنؤ دروازہ کے اوپر ایک بیٹری لگائی جسکے جواب مین یوروپین اور ہندوستانی سپاہیون نے خزانہ اور بیلی گارڈ کے دروازہ کے درمیان ایک بیٹری لگائی ہے۔

یکم ستمبر کو انگد برگیڈیر کی چھٹی پھر لیکر جنرل ہیولوک پاس گیا جسمین لکھا تھا "کہ مین آپ سے بیباکانہ عرض کرتا ہون کہ دشمنون کی توپون اور بندوقون کی بھرمار سے میری سپاہ ہر روز کم اور میری امن گاہ کمزور ہوتی جاتی ہے اگر دشمن حملہ کرکے رسیڈنسی کے لینے کا قصد بالاستقلال کریگا تو مین اسکو مقابلہ کرکے اس سبب سے نہین ہٹا سکونگا کہ میرے پاس لشکر تھوڑا ہے اور وہ بھی شکستہ وخستہ حال ہے۔ جب سے محاصرہ ہوا ہے تین سو سے زائد صرف یوروپین مارے گئے ہین۔ دشمنون کی سرنگین لگانے سے ہمارا ناک مین دم آیا ہے اس پاس جسمین توپین بڑی دور کی مار کی ہین۔ آپ کا اسطرف پیش قدمی کرنا خداہ کسی طرح کا ہو ہمارے حق مین مفید ہے اور ہندوستانی سپاہین بڑی بڑی اقویت

۱۳۔ اگست کو دشمنون کی بیٹری لکھنؤ دروازہ پر لگانا + انگد کا چٹھی لے جانا۔

کرتے ہین جو اب تک ہمارے ساتھ خیر خواہ اور وفادار رہے ہین اگر آپ کو اپنی اس طرف پیش قدمی کرنے کی خبر بھیجنی ممکن ہو تو بذریعہ خط بھیجیے اور قاصد سے کہد تیجے کہ وہ خط مجھہ ہی کو دے اور آگرہ کا لفظا سے کہد تیجے کہ وہ اپنے گذرنے کے لیئے کہے۔

باغی سرنگون کے لگانے مین بڑی مصروف تھے نئی نئی سرنگین لگاتے تھے ۲۳۔ اگست کو انہون نے انڈرسن کی چوکی کے قریب سرنگ لگائی۔ چھہ روز بعد سنا کہ ساگو کی چوکی کے قریب سرنگ کہودی گئی ہے انکا ارادہ یہہ تھا کہ سانڈرس کی چوکی کو اڑا کر بیلی گارڈ پر قبضہ کرلین مگر انگریزی انجنیرون نے انکوان سرنگون کے کام مین کامیاب نہین ہونے دیا انکی سرنگون ہی سے انکو نقصان پہنچایا۔

بڑی محنت مشقت سے یہہ نئی بیٹری بیلی گارڈ اور خزانہ کے درمیان تیار کرکے سپاہی بڑے خوش تھے مگر انکا کمانڈر میجر برڈیر جو بڑا بہادر تھا مارا گیا۔ ہندوستانی سپاہی اسنے ایسے انوس تھے کہ انکی لاش کو برہمن سپاہی اٹھا کر قبر پر لے گئے اور انکو خود دفن کیا یہہ محبت ہی کا سبب تھا کہ انکی لاش اٹھانے مین برہمنون نے اپنی جان کا پاس نہین کیا محصورین کو اس ناامیدی نے کہ کہین سے کوئی کمک آئیگی نہ کوئی اور دستگیری وتائید ہوگی انکی ذہانت کو تیز کردیا تھا وہ اپنی محافظت کے لیئے نئی نئی تدابیر اپنی فکر وتحقیق سے ایجاد کرتے تھے۔ وہ بہت سی بھری ہوئی بندوقین اپنے پاس رکہتے تھے کہ کبھی ایسی ضرورت ایسی جگہہ نہین آتے تھے کہ وہان ایپر دشمن کی زد لگ سکے جب انہون نے رینیان بنائین رینیون کے بنانے کی کیفیت کبھی فراموش نہین کرنی چاہیے محصورین اور محاصرین مین بہت سے مقامات مین فاصلہ ایسا کم تھا کہ طرفین مین سے کسی کی یہہ جرأت وہمت نہین ہوتی تھی کہ آمنے سامنے ہوکر ایک دوسرے پر بندوق چلائین جب عام حملہ ہوتا تھا تو دیوارون کی رینیون مین سے بندوق زنی ہوتی تھی۔ جب فریقین ایسے پاس پاس ہون تو وہ جان سکتے ہین کہ رینیون مین سے گولیان کس طرف جائینگی اس لیئے وہ انسے بچ سکتے ہین۔ غرض یہہ رینیان طرفین کو ایک دوسرے کی زد سے بچاتی تھین اور زیادہ خونریزی نہین ہوتے دیتی تھین اور جو دیگر طرفین سے رات دن

برابر گولیان چلتی تھین - حملہ کا کوئی مقام متعین نہین ہو سکتا تھا - دشمنون کے قریب ہونے کے سبب سے محصورین کو رات دن جنگ کے لیے آمادہ رہنا پڑتا تھا - باروت کے صرف کرنے مین یہہ احتیاط کی گئی کہ آغاز محاصرہ پر توگولے گولیان اناپ سناپ ماری جاتی تھین خواہ دشمن نظر آئے یا نہ آئے مگر دس روز کے تجربہ کے بعد جب ہی دشمن پر توپ ماری جاتی تھی یا گولی چلائی جاتی تھی کہ اس کے مارنے کا احتمال ہو -

بڑی بات یہہ تھی کہ دشمنون کی حرکات کا حال معلوم ہوتا رہے اسکی دیدبانی کے لیے یہہ انتظام کیا گیا تھا کہ صبح کو ایک افسر سنتری کو ساتھ لیکر ریذیڈنسی کی بلند چھتون اور برجون پر لیجاتا اور وہان سے دشمنون کی سب حرکات کو دیکھتا اپنے ساتھ کاغذ کے پرچے رکھتا جب ضرورت ہوتی تو خبر حال لکھ کر سپاہی کے ہاتھ بھیجتا - دو دو گھنٹے بعد افسرون و سپاہیون کی بدلی ہوتی بس اسطرح سے بے کھٹکے دشمنون کی ساری حرکتون کا حال معلوم ہوتا رہتا - یہ کام بھی خالی از خطر نہ تھا دو افسر اسی مین سخت مجروح ہو سکے ریذیڈنسی کے سب سے بلند مقام پر ہمیشہ انگریزی پھریرا پھرایا کرتا اگر دشمن اسکی دھجیان اڑانے مین بڑی کوشش کرتے تھے اور جب اسکو اڑا دیتے تھے تو پھر از سر نو تیار ہو کر لگایا جاتا تھا جس سے دشمنون کو معلوم ہو کہ انگلنڈ کی طرف سے ابتک انگریز لڑنے کو موجود ہین -

اس محاصرہ مین سرنگ و درسرنگ لگانے کا کام بہت آتا تھا - سرنگ لگانے کو پڑھنے والے نہین جانتے ہونگے کہ کیونکر لگتی ہے اس لیے اسکا حال لکھا جاتا ہے کہ پہلے اپنی حفاظت کے مقامات مین ایک کوٹھی جسکا قطر چار فیٹ ہوتا تھا اس زمین کے اندر بارہ سے لیکر ۲۰ فیٹ عمیق اتاری جاتی تھی جو قریب اس مقام کے ہوتی جسپر حملہ کرنے کا ارادہ ہوتا - پھر اس کے اندر ایک گیلری یعنی گلی یا چند سمت مطلوب مین جتنے لمبے بنانے کی ضرورت ہوتی اس طرح بڑی محنت سے بنایا جاتا کہ ایک سپاہی یا افسر ایک چھوٹی سی کدال لیکر زمین کو اپنے سامنے کھودتا - اور ایک چور راستہ بناتا جسکی بلندی اور چوڑائی اسقدر ہوتی کہ وہ اس کے اندر بیٹھ سکتا اور اسکا سر چھت سے نہ ٹکراتا - اس کاریگر کے پیچھے

ایک اور کاریگر ایک خالی پیپہ لیکر بیٹھتا جسمین وہ مٹی بھرتا جاتا جسکو پہلا کاریگر کھودتا پھر یہ
پیپہ کوٹھی مین لٹکایا جاتا اور یہان سے وہ رسیون مین باندھ کر اوپر کھینچا جاتا اور وہ
خالی ہوکر سرنگ مین اتارا جاتا پس اسطرح پانچ آدمی سرنگ کھودنے کے لیئے کام کرتے
ایک اندر دو کوٹھی کی تہ مین اور اسکے اوپر دو۔
اکثر دس آدمی سرنگ پر لگائے جاتے جنکی آپس مین باری باری سے آدھ آدھ گھنٹے کے
بعد بدلی ہوتی تھی۔
یہہ سرنگین ہمیشہ اس لیئے نہین کھودی جاتی تھین کہ دشمنون پر یورش کی جائے بلکہ زیادہ
اس لیئے کھودی جاتی تھین کہ دشمن زمین کے اندر ہوکر حملہ کرنا چاہتے تھے انکا انسداد کیا
جائے۔ موسم گرما مین ہندوستان مین انگریزون کا کشنا اور زاروں سے یہ کام کرنا بڑا دشوار
کام تھا سارے دن لڑنا اور رات کو ان سرنگون کا کھودنا انکا طاقت بشری سے بڑھکر کام تھا
سپاہی اور افسر دونو ایک ہی طرح کام کرنے مین شریک ہوتے تھے جیسے سپاہی سنتری بنکر پہرہ
دیتے تھے ایسے ہی افسر
۵ ستمبر کو باغیون نے اپنا آخری حملہ بڑے زور شور سے کیا۔ پہلے ایک بڑی سرنگ اڑائی
جو سیجر ایپ تھروپ کے مورچے سے چند منٹ کے فاصلہ پر اڑکر رہ گئی پھر باغی بڑے بڑے
زینے لیکر آگے بڑھے اور دیوارون سے اپنے زینون کو چسپان کردیا اور کچھ کی کچھ ایک توپ کی
رینج مین گھس آئے مگر گرانڈیرون کی بندوقون کے مارنے سے جلدی سے وہ بہت سا
نقصان اٹھاکر پسپا ہوئے۔ چند منٹ بعد انہون نے برگیڈ میس کے پاس ایک سرنگ اڑائی
اور دلیرانہ و بیباکانہ آگے بڑھے مگر بہت جلد باغ کے اندر انکی لاشون کے جابجا کھل گئے
جس سے ثابت ہوتا ہے کہ انگریزی مورچہ کے بہادرون کی بندوقون نے اپنی ہدف زنی
مین خطا نہین کی ہر گولی ان کے دشمن پر لگی جسکے بعد سے دشمن ذلت کے ساتھ بھاگے
اور اپنے سردار کو جو بڑا خوبصورت پیانا ملازم سرکار تھا چھوڑ گئے انہون نے اور مورچون پر
اسی طرح حملے کیئے مگر انہین انہون نے ایسی زیادہ بہادری کو نہین دکھایا ہر جگہہ انکو شکست ہوئی
آج کے دن انکا نقصان بہت اس لیئے ہوا کہ وہ بہت آگے دلیری کرکے حملہ کرنے آئے تھے

باغیون کا آخری حملہ ۵ ستمبر

رات کو چھاونی کی طرف وہ اپنے زخمیون کو اور مردون کی لاشون کو لے جاتے ہوئے
دکھائی دیئے جتنے حملے انہون نے کیئے انمین سے چار حملے بڑے تھے جنکا تفصیلوار بیان
کیا گیا ہے۔ انمین محصورین نے مصیبت کی حالت مین اپنی محنت و ہمت و جرأت کو ظاہر کیا
دشمنون نے اپنے حملون کا آغاز اکثر سرنگون کے اڑانے سے کیا جس کی برداشت کرنے
کی قوت ریسیڈنسی مین پوری نہ تھی اگر سرنگون کے پورے تیار ہونے اور اڑانے سے پہلے ان کے
انسداد کی تدابیر بہادرانہ محصورین نہ کرتے اور ہمت و شجاعت کو کام مین نہ لاتے تو غالبا اپر بہت سے
حملے ہوتے اور شاید انکا مآل ریسیڈنسی کی تسخیر پر ہوتا لیکن انکی سرنگون کی سمتین ہر ایک جا
مین تحقیق کی جاتین اور انکی سرنگون کے نیچے سرنگین لگائی جاتین۔ بڑے بڑے مورچے
جو انہون نے چار سرنگین لگائی تھین انکی سمتون کو انگریزون نے پہلے سے دریافت کرلیا
اور انکو الٹا دشمنون پر اڑایا اور دو مین بڑی کامیابی ہوئی کہ ایک مین آٹھ باغی ہوا مین
اڑ گئے اور دوسرے مین بیس باغی مجروح ہوئے۔ ان سرنگون کے لگانے مین انگریزون کو
بڑی محنت جانگزا اور مشقت روح فرسا اس سبب سے زیادہ اٹھانی پڑتی تھی کہ ہنرمند
زمین کے کھودنے والے تھوڑے تھے ایسے کامون کے کرنے کا اتفاق لڑائیون مین
بہت ہی تھوڑے سپاہیون کو ہوا ہوگا اس تکلیف مالایطاق کو دیکھو سپاہ کو دن کو تو گرمی
کی شدت مین جلنا پڑتا تھا رات کو اوس مین تر ہونا پڑتا تھا دونو سے بچنے کا سامان
ناکافی اس پاس تھا اور بعض مقامات مین تو بالکل نہ تھا۔ دن کی گرمی اور رات کی تری
بڑی تکلیف دیتی تھین اصلی حملون کے روکنے کے سوا رات دن دشمنون نے جھوٹے
حملون کے خوف اور زیادہ جان مارتے تھے۔ باغی اکثر بڑی بھاری آتش باری کرتے
تھے اور گھنٹون تک ایسا غل شور مچاتے تھے یہہ معلوم ہوتا تھا کہ حملہ کرنے آتے ہین
مگر ایک آدمی نہین دکھائی دیتا تھا وہ یہہ کام انگلوجان بوجھ کر سپاہ کے دق کرنے کے لیئے
کرتے تھے جسکو وہ جانتے تھے کہ ہاری تھکی پڑی ہے ان کا یہہ مقصد اس طرح حاصل
ہو جاتا تھا کہ سارے لشکرگاہ مین کوئی حصہ ایسا نہ تھا کہ جس مین دشمن رخنہ اندازی نہ کرسکیں
اسلیئے ان جھوٹے حملون کے لیئے ایسی تیاری کرنی پڑتی تھی جیسے کہ اصلی حملون کے لیئے

سپاہی اپنے ہتھیاروں کے پاس کھڑے رہتے تھے اور اپنے مورچون مین سکونت
رکھتے تھے جبتک کہ سراوٹرم صاحب کے آنے سے محاصرہ ختم ہوا رات دن سپاہ کو
سرپر ہی آفتین کھڑی رہین علاوہ ان ملیٹری فرائض کے ادا کرنے کے سپاہ کو رات کو
فصیل و مورچون کی شکست ریخت کی مرمت کرنی پڑتی تھی ایک جگہہ سے دوسری
جگہہ توپون کو لیجانا اور میگزین کو ڈہونا کمسریٹ کے ذخیرون کو لے جانا پڑتا تھا اور
اسکے سوا اور بہت سے کام رہتے تھے اس سپاہ کو جو محنت و مشقت اٹھانی پڑتی تھی
اسکا بیان صحیح صحیح الفاظ مین نہین ہو سکتا۔ اس محنت مشقت مین کل سپاہی اور سول اور
ملیٹری افسر ...... شراکت مین برابر حصہ لیتے تھے۔ سب کے سب سرنگون
مین اترتے تھے۔ سڑے ہوئے بیلون کے دفن کرنے کے لیئے سب ہاتھ مین بیلچے
لیکر انکو اٹھاتے تھے سب بندوقین اور سنگینین لگاکے پہرہ چوکی دیتے تھے ان مین
کچھ تمیز افسر و سپاہی و سویلین کی نہ تھی باری باری سے سب سنتری بنکر پہرہ دیتے تھے
باوجود ان تمام محنت و مشقت کے محصورین نے پانچ دفعہ محاصرہ سے باہر جاکر دشمنون پر
حملہ کیا جسمین ایک دفعہ دشمنون کی دو بھاری توپون مین میخین ٹھونکین اور بہت سی وہ
حویلیان اڑادین جنکی آڑ مین دشمن بیٹھ کر انگریزی سپاہ پر وار کرکے آزار پہنچاتے تھے
چونکہ سپاہ کی تعداد کم تھی اس لیئے ہر سپاہی دل مین جانتا تھا کہ میری خاص توجہ وسعی پر
اس کل ریسیڈینسی کی سلامتی موقوف ہے جو مقام افسر و سپاہی اور کسی آدمی کو سپرد ہوتا تھا
اسکی محافظت مین وہ جان لڑانے کو یہہ سمجھتا تھا کہ مین ان جانون کے لیئے لڑتا ہون
جو خدا نے میری امانت مین رکھی ہین پھر اس مین اپنی شجاعت اور دلاوری دکھاتا تھا کہ دشمن
باوجودیکہ متواتر حملے کرتے تھے اور بڑی بڑی سرنگین کھودتے تھے اور سپاہیون کی
تعداد بڑی کثرت سے رکھتے تھے اور متواتر آگ کا مینھہ برساتے تھے لیکن باوجود ان
سب باتون کے ریسیڈنسی کی ایک انچ زمین بھی نہین چھین سکے باوجودیکہ لشکر کا ضعیف
تھا اگر دشمن کسی بیرونی مورچے پر اپنے قدم جما لیتے تو ساری ریسیڈنسی کو لے لیتے۔ مکانات
بے چھتون کے تھے دیوارین و مکانات شکستہ و خستہ تھے فصیلون مین شگاف

پڑے ہوئے تھے۔ توپین بیکار تھین حصار ضعیف تھا باوجود ان باتون کے خدا کے فضل سے
اور بڑے بڑے بہادرون کی جان لڑا کر لڑنے سے ریسیڈنسی قبضہ مین رہی اسی سے
اندازہ ہوسکتا ہے کہ محصورین نے اپنی عالی ہمتی اور عالی حوصلگی سے کیا کام کئے ہین۔
ان انقلابات کے ابتدائی زمانہ مین محصورین کو کچھ خبر نہین ہوتی تھی کہ باہر کیا ہو رہا ہے ہر روز
مخبر و جاسوس خبرون کے لانے کے لیئے اور کمک کے منگانے کے لیئے بھیجے جاتے تھے
ان مین سے آغاز محاصرہ سے ۲۶ دن تک کوئی خبر نہین لایا۔ انگد جو خبر لایا اسکا ذکر پہلے کیا
گیا۔ پھر مخبر و جاسوس اس مطلب کے لیئے آتے تھے کہ ہندوستانی سپاہ کو بہکائین انسے
کوئی معتبر خبر نہین مل سکتی تھی مگر ہان انگد جو دو دفعہ خبرین لایا اسکا ذکر اوپر ہوا۔ پھر یہی مخبر تیسری
دفعہ مژدہ جان فزا اور نوید سرز اسلاو ٹرم کے آنے کی دو روز پہلے انکے آنے سے لایا
علاوہ ہیضے اور چیچک کے یہ ایک بیماری عام تھی کہ ایک بڑا اسوڈی دانہ نکلتا پھر خفیف سا
بخار آتا جسکے سبب سے گو جانین نہین تلف ہوئین مگر سپاہی کمزور و مضمحل ہو جاتے تھے
انکو کوئی مقوی غذا نہین ملتی تھی بجز گائے کا گوشت موٹا آٹا ملتا تھا جس سے وہ اور بھی کمزور
ہو جاتے تھے۔ ان بیماریون سے عورتین اور انسے زیادہ بچے تلف ہوتے تھے اسکے سوا
محصورین کے لیئے اور تکالیف تھین۔ ہندوستانی ملازمون کا کال تھا جسکے سبب سے بہت تکلیف
اٹھانی پڑتی تھین۔ دفعتہً جو افسرون کو محصور ہونا پڑا تو ہندوستانی ملازم جو غالباً وفادار تھے
حصار سے باہر رہ گئے۔ بہت سے بھاگ گئے۔ بعض کنبون مین ایک ملازم بھی نہ تھا بہت سی
لیڈیون کو اپنے بچون کی ساری خدمتین کرنی پڑتی تھین اپنے کپڑے آپ دھونے پڑتے
تھے اور بغیر کسی کی مدد کے اپنا کھانا آپ پکانا پڑتا تھا۔ ضروری سامان راحت کی کمی نے اور بھی
عورتون کو بیمار بنا دیا تھا۔ غرض ان سب عورتون نے سچے توکل و رضا سے مصائب کا
تحمل ایسا کیا کہ وہ مردون کے لیئے ایک مثال اور نمونہ بن گئین جنسے انکے دل کی قوت بڑھ گئی
ان مین سے بعض عورتین بیوہ عورتین ہوئی تھین بچے انکے بن باپ کے ہوتے تھے مگر سب انکی
مصیبت پر راضی تھین ان خدا پرست عورتون مین مس نائٹ انگل (یہ ایک نامور مس ہے
جسنے کریمیا مین بیمار زخمیون کی تیمارداری کی تھی) کی مستقل مزاجی و تحمل مین ..... کی

بیویان تھین کہ جو اسپتال مین بیمارون اور زخمیون کی تیمارداری کرتی تھین -

۱۶ ستمبر کو جنرل ہیولوک صاحب پاس انگد بھیجا گیا تھا اسکو جانا ناگوار نہ تھا اگرچہ جانے مین جوکھون بڑی تھی اور پکڑے جانے مین موت یقینی تھی مگر انعام بھی بڑا ہر پھیرے پر پانچہزار روپیہ تھا - وہ چھ روز بعد ۲۲ ستمبر کو یہہ خط لایا کہ سپاہ گنگا پار اتر آئی ہے تین چار روز مین یہان آنے والی ہے - بریگیڈ نے یہہ مژدہ جان افزا محاصرین کو سنا دیا کہ دو ہفتے کے اندر یقینی ہماری کمک یہان آجائیگی - اس خبر کو سنکر بیمارون اور زخمیون مین بھی اس امید سے جان آگئی کہ جلد تبدیلی آب و ہوا سے صحت ہو جائیگی انگد نے کہا کہ مین مرون یا جیون انگریزون کے ساتھ رہونگا مگر تین دفعہ جا چکا ہون اب چوتھی دفعہ نہین جاؤنگا

۲۳ ستمبر کو کانپور کی سمت مین توپون بندوقون کی آوازین آئین شہر مین بھی دیکھا باغیون کی سپاہ مین ہل چل مچ رہی ہے - ۲۴ ستمبر کو شہر مین بھی بندوقون اور توپون کی آوازین سنائی دین معلوم ہوا کہ باغیون کی سپاہ مین بھی تلاطم آرہا ہے کہ انگریزی سپاہ شہر کے قریب آگئی ہے - دوسرے دن صبح کی توپون کی آواز دور کی آتی تھی کہ ایک مخبر نے آنکر خبر دی کہ کمک شہر کے حوالی مین آگئی ہے - دوپہر کو بندوقون و توپون کی آوازین بہت پاس سے آنے لگین - آوازون کے سننے اور دھنوون کے دیکھنے سے محصورین کو خوشی ہوئی کہ ہمارے دوست لکھنؤ کی حدود کے اندر آگئے ہین - ڈیڑھ گھنٹے تک سخت لڑائی ہوئی جسمین یوروپین کو غلبہ رہا - ڈیڑھ بجے دن کے شہر کے آدمیون نے سر پر پشتارے رکھکر چھاونی مین جانا شروع کیا - ۲ بجے مسلح سپاہی بھی بھاگنے شروع ہوئے جنپر محصورین نے اپنی توپین اور بندوقین لگانی شروع کین گومتی کا ایک پل اڑا دیا تو سوار ندی مین تیر کر پار اتر گئے -

کپتان ولسن صاحب اپنی یادداشتون مین کمک کے آنے کا حال یہہ لکھتے ہین کہ چار بجے یہہ رپورٹ ہوئی کہ بعض افسر شکاری کوٹ اور شولہ ہیٹ (ٹوپی) پہنے ہوئے اور ایک یوروپین رجمنٹ نیلی پتلون اور شرٹ پہنے ہوئی اور بلونکا انچا نہ یہ سب مسٹر بارٹن کو بھی دکھائی دئے ہیں بھی دیکھے گئے ہین - پانچ بجے ہمارے سر پر بندوقون کی آوازین زور سے آنے لگین جسسے

معلوم ہوا کہ ہمارے دوست بہت قریب آ گئے ہین مگر اب تک انکی صورت بالکل نہین دکھائی دیتی تھی یا دکھائی دی تو کچھ یون ہی سی مگر مکانون کی چھتون پر دشمن گولیان مارتے ہوئے دکھائی دیتے تھے پانچ منٹ بعد دوستون کی صورتین نظر آئین وہ شہر کے ایک بڑے بازارین سے لڑتے ہوئے چلے آتے ہین ہر قدم پر انکے گولیان لگتی تھین مگر وہ بہادرانہ ہماری کمک کے لیئے چلے آتے تھے پھر تو یہہ سب دوست اچھی طرح دکھائی دینے لگے پھر محصورین کی مسرت کا حال نہ پوچھو چیرز کا وہ غل شور مچا یا کہ کان بہرے ہو گئے۔ ہر ایک گڑھے سے خندق سے مورچے سے بیٹری سے بیت کے تھیلون کے پیچھے سے چیرز کی آوازین آ رہی تھین اسپتال سے بہت سے لڑھکتے پڑکتے ہوئے چلے آئے کہ ان مبارکبادی کی آوازون مین شریک ہون یہہ خوشی کا وقت کبھی بھولنے کا نہین پھر جلدی سے عقب کا گارڈ اور بھاری توپین ریسیڈنسی مین داخل ہوئین اسوقت جو خوشی کا سمان تھا وہ بیان نہین ہوسکتا ستاسی دن سے لکھنؤ کا لشکرگاہ انگریزی بالکل آگاہ نہ تھا کہ باہر کیا ہو رہا ہے۔ بہت سی بیبیان اپنے شوہرون کو مردہ سمجھ کر ماتمی لباس پہنے ہوئے بیٹھی تھین کہ دفعتہً ان کے خاوندان کے پاس آ گئے بہت سی بیبیان اس خوشی مین بیٹھی تھین کہ اب ہم اپنے خاوندون سے ملینگین کہ انکو اول دفعہ یہہ معلوم ہوا کہ خاوند زندہ نہین چارون طرف لوگ اپنے اپنے عزیز و اقارب کے حالات استفسار کر رہے تھے افسوس ہے کہ اکثر انکو جواب ماتم آمیز و غم انگیز ملتا تھا۔ اگرچہ یہہ سپاہ کی کمک آ گئی تھی مگر اس مین اسقدر جانون کا زیان ہوا تھا کہ یہہ کمک اور محصورین دونو ملکر دشمن کو مغلوب نہین کر سکتے تھے۔ بعض لحاظ سے لشکرگاہ انگریزی کی حالت مین خرابی پیدا ہو گئی تھی اب کھانے والے منہ تو بہت زیادہ ہو گئے تھے مگر اس کے کھانے کا سامان زیادہ نہین ہوا تھا۔ آرام اور راحت کے سامانون مین بھی کمی تھی اور تحقیق نہین معلوم تھا کہ گورنمنٹ کتنے مہینون مین اس قابل ہوگی کہ بالکل رفع تکالیف کر دیگی۔

اس سپاہ کے آنے سے لکھنؤ کی ریسیڈنسی کے اول محاصرہ کا زمانہ ختم ہوا کہ محصور و ضعیف سپاہ کو اپنی بڑھی ہوئی دانائی اور فرزانگی سے دشمنون کے ہاتھ سے بچایا۔ پھر بڑی خوبی ان مین

یہہ تھی کہ کبھی اپنے کامون کے کرنے کا ذکر تک نہین کیا ایسا انکسار و ایثار نفس کمتر ہوتا
ہے۔ اس محاصرہ کی جو رپورٹ گورنمنٹ کو بھیجی ہے اس مین اپنے کامون کی نمائش نہین
کی بلکہ اور افسرون کو لکھا ہے کہ انہون نے اپنے تئین مختار و سرافراز کیا اور بہری بیش بہا
امداد مین محاصرہ کے اندر کین انہین بہت سے تو محنت سے فراغت پاکر آرام سے قبرمین
سوتے ہین ان مین سے ایک لفٹنٹ کرنیل کیس اور کپتان ریڈکلف اور کپتان فلٹو
میجر اندرسن چیف انجنیر کپتان سانڈرسن لفٹنٹ شیپ ہرڈ کپتان ہیوز اور کپتان
کیپ اور کپتان فیلس فیلڈ مسٹر لیو کاس مسٹر بوسن - یہہ سب لڑائیون مین
زخمی ہوکر اس دنیا سے سدہارے اور اپنے کار ہاے بزرگ کی یادگار چھوڑ گئے۔
کپتان ولسن صاحب کو بریگیڈ میجر اپنا داہان ہاتھ بتاتے ہین۔ انہون نے ریذیڈنسی کی محافظت
مین اپنی قابلیت کے ہنر اور لیاقت کے جوہر دکھائے۔ کمسریٹ کے افسر لفٹنٹ جمیس نے
لشکرگاہ کی جانون کو اپنی سعی و کوشش سے بچایا نوجوانی مین انکو پیغام اجل آیا مسٹر کوپر صاحب
جو آخر کو سر جارج کوپر لفٹنٹ گورنر ممالک شمالی و مغربی ہوئے بڑے بڑے کام کرتے تھے
سرنگون مین اتر جاتے تھے مورچون مین سامان رسد پہنچاتے تھے۔ خندقین کھودتے
تھے مردون کو دفن کرتے تھے لڑائیون مین لڑتے تھے ہر سررشتہ کے افسرون کی شکرگزاری
کی ہے جنکی فہرست بڑی لمبی ہے۔
پھر انہون نے سپاہ کے کار ہاے بزرگ کی طرف گورنمنٹ کی توجہ دلائی ہے
انہون نے بیان کیا ہے ملکہ معظمہ کی بتیس ۳۲ رجمنٹ پیدل اور . . . .
. . . . ملکہ معظمہ کی ۸۴ رجمنٹ کے کچھ سپاہی اور یورپین و
ہندوستانی ارٹلری و ۱۳ و ۴۸ و ۷۱ رجمنٹین ہندوستانی پیدلون کی اور ان رجمنٹون کے
سکھ سپاہیون نے بڑے کار نمایان کیے ۳۲ رجمنٹ مین صرف تین سو سپاہی زندہ
ہین پہلی رجمنٹ کے اور یورپین ارٹلری کے سپاہی جانتے تھے کہ کس طرح سے اپنی اہل و طن
کے لیے جانین قربان کرتے ہین۔ ان سب سپاہیون کا صبر و تحمل و استقلال تعریف و ستائش
کے قابل ہے۔

تیرہوین واڑتالیسوین واکہتروین رجمنٹون مین جو سپاہی خیرخواہ رہے اونکی جان نثاری
وسچی وفاداری کا بیان کرنا دشوار ہے ان رجمنٹون مین تیرہوین رجمنٹ کے سپاہی تعداد
مین زیادہ تھے انہون نے لفٹنٹ اینک مین کے ماتحت بڑے بڑے بہادرانہ وشجاعتہ
کے کام کیئے وہ ہمیشہ دشمنون کی آتش فشانی کے نیچے رہتے تھے اس لیئے انکی تعداد
بہت کم ہوگئی تھی وہ دشمنون کے ایسے قریب تھے کہ اکثر انکی باتین ہوتی تھین وہ انکو اغوا
کرتے تھے انکی منت سماجت کرتے تھے مگر وہ کبھی انکے کہنے مین نہین آتے۔ اگر یہہ ہندوستانی
سپاہی انگریزون کو چھوڑ کر بھاگ جاتے تو غالباً سبھی سرابرا انکلش مین کی جانین تلف
ہوجاتین یہہ ہندوستانی سپاہی سب کامون مین یوروپین سپاہیون کے برابر کام
کرتے تھے وہ اپنے بہادر افسرون جرمن صاحب وانیاسٹین صاحب و اسیلوفن صاحب
اقتدا کرتے تھے یہہ سپاہی لڑنے کے سوا اور کام بھی کرتے تھے وہ اپنی جانون کو بھی انگریزون پر
قربان کرتے تھے وہ مورچے کھود کر بناتے تھے توپ بیٹریان ان مقامون مین قائم کرتے تھے
جہان مردے پہلے سے دفن ہوئے تھے تیرہوین رجمنٹ کے اعلے درجہ کے بڑے بہادر اپنے
بہادر افسر ایکن کے کہنے سے سڑی ہوئی لاشون کو خندق وان سے نکال کر پھینکتے تھے۔
[illegible] سڑی ہوئی لاشون کے طلب کرنے سے پنشندار جمع ہوئے تھے جن مین سے انہون نے
ایک سپاہی پنشندار منتخب کیئے تھے ان خیرخواہون کے کامون کی نوعیتون کی تعریف
نہین ہوسکتی بہت سے ان مین بوڑھے تھے بعض کو خدمت لینا مگر انہون نے یہہ بھی
بہادرانہ کام کیئے وہ ہمیشہ کام نہین کرسکتے تھے اس لیئے وہ ریزیڈنسی پر متعین کیئے گئے
تھے جو ان مین کمزور تھے وہ صندوقون کو جو ان پاس تا فصل خالی دھری رہتی تھین بھرکر
اپنے ہم وطنون کو دیتے تھے اس محاصرہ کے کل زمانہ مین ان پاس کوئی خبر ان کے کنبے
[illegible] وارثان کی نہ آئی انکو [illegible] مطلق نہ ملی جس کا
[illegible] سکے ان مین
[illegible] مارے گئے
[illegible] باغیون کو
[illegible]

ہندوستانی سپاہیون کی [illegible]

پنشندار

محاصرہ لکھنؤ مین جانون کا نقصان

نمک کھاتے رہے کہ اتنی مدت تک سرکار کا نمک کھا کر نمک حرامی کی سرکار تو انکی جان کے
مالک ہونے کا حق رکھتی ہے ۔

جب محاصرہ کا آغاز ہوا ہے تو لیڈیون کی تعداد اڑسٹھ اور بچون کی تعداد چھیاسٹھ
تھی ۔ لیڈیون مین سات اور بچون مین تیئیس کو موت آئی انکو اچھی غذا نہین ملتی تھی
دشمنون کی آگ مین رہنا پڑتا تھا اور سب طرح کی عسرت تھی یہہ انکی موت کے اسباب تھے
محاصرہ کے شروع مین سپاہ کی تعداد نوسو ستائیس ۹۲۷ یوروپین اور سات سو
چھیاسٹھ ہندوستانی تھی لڑائی مین یوروپین سپاہ مین سے ایک سو چالیس مرے
یا زخمی ہونے کے بعد مرے اور ایک سو نوے زخمی ہوئے ان مین وہ سولہ مقتول
اور چودہ مجروح نہین داخل ہین جو سپاہی نہ تھے ہندوستانی سپاہ مین بہتر ۷۲ مرے
اور ایک سو اکتیس زخمی ہوئے اور سپاہیون سے بھی سپاہی مرے مگر مفرور چند ہندوستانی
ہی ہوئے ۔ یہہ تحقیق ہے کہ ۲۵ ستمبر کو یوروپین محافظین کی تعداد جسمین بیمار اور زخمی دونو
شامل ہین کم ہوکر پانچ سو ستتر ۵۷۷ تھے اور ہندوستانیون کی تعداد چار سو دو ستاسی رہگئی
محاصرہ مین مختلف طرح سے محصور سپاہ کی تعداد بقدر تین آٹھوین حصہ کے کم ہوگئی ۔
اب لکھنؤ کی تکالیف مین تخفیف نہین ہوئی تھی بڑی تسلی و تشفی یہہ تھی کہ دو دلاور شجاع عاقل فرزانہ
ہیرو لوگ اور اوٹرم موجود تھے اب ہم ان ہی کا حال آگے لکھتے ہین ۔

ضمیمۂ باب اول جسکو پہلے باب دوم سے پڑہنا چاہیئے۔

نیل ہیولوک۔ اوٹرم

بریگیڈیر جنرل نیل کا کانپور مین آنا

نیل صاحب پر سر پیٹرک گرینٹ نے زور ڈالا کہ وہ بہت جلد کانپور جائین اور اگر ہیولوک صاحب کسی سبب سے اپنے عہدہ کے کام کرنے کے لائق نہ رہین تو انکی جگہہ وہ کام کرین وہ الہ آباد سے ۱۶۔ جولائی کو روانہ ہوئے اور ۲۰۔ جولائی کو کانپور مین داخل ہوئے۔ نیل صاحب رستہ ہی مین تھے کہ ان کے پاس جنرل ہیولوک نے چٹھی اس مضمون کی بھیجی کہ مین آپ کے انتظار مین آنکھین لگائے بیٹھا ہون جسوقت آپ آجائینگے تو میرا ارادہ ہے کہ فوراً ہی ایسا ایک صدمہ پہنچاؤن کہ سارا ہندوستان ہلتا جائے جب ۲۰ جولائی کو آگئے تو انہون نے جنرل ہیولوک کے ساتھ شام کو ڈنر کھایا انسے ہیولوک صاحب نے کہا کہ کل مین گنگا پار جانا اسلیئے شروع کرونگا کہ محصورین لکھنؤ کو امداد پہنچاؤن اور آپ کو کانپور مین کمانڈ مقرر کر جاؤن اور آپ کے پاس دو سو سپاہی چھوڑ جاؤن جن مین کثرت سے بیمار اور زخمی ہین اس سے نیل صاحب کو تردد یہہ ہوا کہ ہیولوک صاحب تمام سپاہیون کو جو کام کرنے کے قابل ہین ساتھ لے جائینگے اور میرے پاس زیادہ تر نکمے سپاہی چھوڑ جائینگے۔

لکھنؤ مین امداد کے لیئے جانے سے پہلے ہیولوک صاحب نے گنگا کے کنارہ پر ایسے ایک دمدمہ کی داغ بیل لگائی کہ اس مین تھوڑی سی سپاہ بھی سپاہ کثیر کا مقابلہ کر سکے۔ جب نیل صاحب آئے ہین تو اس دمدمہ کے مورچے بن چکے تھے اور کچھ توپین بھی اپر نصب کردی گئی تھین۔ نیل صاحب کا کام یہہ تھا کہ اسکو پورا بنا لین اور اسپر قبضہ رکھین

جنرل ہیولوک صاحب کا دریا سے پار ہوکر اودہ مین جانا -

۲۱ - جولائی کو صبح مینہہ موسلا دھار برسنا شروع ہوا مگر وہ جنرل ہیولوک کے ارادہ سفر کو روک نہین سکا اسکی تیاری شام سے ہو رہی تھی - اس تاریخ توپخانہ کا ایک حصہ اور اٹھترویں رجمنٹ ہائی لینڈرس دریا کے دوسرے کنارہ پر اترے - برسات مین گنگا پار جانا آسان نہین تھا اس موسم مین گنگا چڑھاؤ پر ہوتی ہے اسکا پاٹ بڑا چوڑا ہوتا ہے اس مین بڑی خوفناک مزاحمتین پیش آتی ہین - جنرل کی یہہ خوش نصیبی تھی کہ اسکو ایک چھوٹا سا دخانی جہاز ہاتھ لگ گیا تھا - پانچ یا چھہ ہندوستانی کشتیان اس مین جوت دی جاتی تھین جو سپاہ کو دریا پار لے جاتی تھین - اس طرح سے چار روز مین لشکر اترا جسکی تعداد پندرہ سو سے کچھہ زائد تھی خیمے ڈیرے کچھہ ساتھہ نہ تھے وہ گنگا پار جاکر پانچ میل چلی اور ایک چھوٹے سے گاؤن منگلوار مین جاکر شب باش ہوئی -

سپاہ کی تفصیل

جنرل ہیولوک جو سپاہ کو لکھنؤ کی سخت مہم کے لیئے لے گیا اس مین دس توپین تھین جنکا ساز و سامان پورا تھا انکے لیئے توپچی کافی تھے - پیدل اور چوسٹھوین وچوراسوین و اٹھتروین پیدل رجمنٹون کے باقی ماندہ سپاہی تھے اور بر سے سیر سکھہ اور ساٹھہ وولنٹیر تھے اگرچہ یہہ لشکر تھوڑا تھا مگر اسکا جنرل ایسا بہادر و شجاع تھا کہ فتحمند ہونے کی امید قوی تھی -

سپاہ کا آگے بڑھنا اور اناؤ پر لڑنا -

۲۴ - جولائی کی رات کو منگلوار مین سپاہ سوئی اور چار روز یہان مقیم رہی تا کہ جنرل گارڈن اور رسد اور بار برداری کا سامان اچھی طرح درست کرلے یہہ سب سامان جیسا کہ ملک کی بدنظمی کی حالت مین جمع ہو سکتا تھا جمع ہو گیا تو ۲۹ تاریخ ۵ بجے صبح کے لشکر آگے بڑھا تین میل اسنے سفر کیا تھا کہ دشمن کے سب سے آگے کے پکٹ اسکو نظر آئے - انگریزی سپاہ نے اپنا دباؤ ڈالکر اس مستحکم مقام سے نکال دیا - دشمنون کا بڑا لشکر قصبہ اناؤ مین تھا - یہہ قصبہ پون میل مین بے ترتیب آباد تھا - بارش کی کثرت اور زمین کی خاصیت کے سبب اسکا الٹ پلٹ کرنا ممکن تھا اس قصبہ اور انگریزی لشکر کے درمیان دیوار دار احاطے تھے جو لڑنے والون سے بھرے ہوئے تھے - یہہ احاطے ایک گاؤن سے ملتے جسکو ایک تنگ راہ اناؤ سے ملاتی تھی - اور اس گاؤن مین تمام آباد

گھرون مین ربنیان بنی ہوئی تہین تنگ راہ کی بھی دورویہ مکانات تھے جنمین ربنیان بنی ہوئی تھین اور دشمنون نے اپنی بیٹریون کو اسطرح لگایا تھا کہ اگر دشمن قصبہ کیطرف بڑھے تو اسپر ایک مرکز پر سے آگ برسائی جاوے -

انگریزی سپاہ کو ہمیشہ فتحمندی اس مقولہ پر عمل کرنے سے حاصل ہوئی تھی کہ براہ راست اسپر ہیولوک صاحب نے عمل کرکے دشمنون کو شکست دی اور سنگینون سے گھرون مین سے دشمنون کو مار کر نکال دیا۔ مگر ہنوز قصبہ اناؤ دشمنون کے قبضے مین رہا - ہیولوک صاحب نے لکھنؤ کی سڑک پر اپنا توپخانہ جمایا دشمن اسپر حملہ کرنے آیا تھوڑی دیر مین شکست پاکر بھاگ گیا اور پندرہ توپین اپنی چھوڑ گیا جو جنرل کے قبضہ مین آئین سوار نہ تھے جو دشمنون کا تعاقب کیا جاتا - جنرل نے لشکر کو قیام کا حکم دیا - باورچیون نے سپاہ کا کھانا پکایا ڈاکٹرون نے زخمیون پر مرہم پٹی کی - پندرہ توپین جو ہاتھ آئین تھین انکے لیجانے کے واسطے باربرداری کا سامان نہ تھا اسلیئے انکو بیکار کرکے اپنی جگہ پر چھوڑ دیا -

تین گھنٹے مین سپاہ فارغ ہو کر آگے بڑھی اسنے چھ میل سفر کیا تھا کہ اس کے سامنے قصبہ بشیرت گنج جسکی شہرپناہ بنی ہوئی تھی نظر آیا وہ بڑا مہیب معلوم ہوتا تھا اس کے سامنے ایک تال تھا جو برسات کے پانیون کے سبب دریا بن رہا تھا - اور لکھنؤ کی جانب مین اس کے ایک جھیل تھی اسپر پل تھا جسکی اونچی سڑکین بنی ہوئی تھین سوا اس کے بشیرت گنج کے گرد خندق تھی جس مین پانی بھرا رہتا تھا - اس کے بڑے دروازہ پر ایک مٹی کا گرگج تھا جسپر چار توپین لگی ہوئی تھین اور اس کے دونو طرف کنگورے بنے ہوئے دار بنے ہوئے تھے - ہیولوک صاحب سپاہ کو ٹھہرا کر خود دشمن کے مقامات کو دیکھنے گئے اور دیکھ بھال کر عاقلانہ دشمن کے بالکل غارت کرنے کی یہہ تدبیر سوچی کہ اول توپ زنی کی جاوے جسکے سبب سے باغیون کی توجہ اسطرف ہو اور چوتھی رجمنٹ پل کی سڑکون کو کٹوا دے جسسے ان کا بھاگنا بند ہو جاوے اس لیئے جب بڑے دروازہ پر حملہ ہوا تو دشمن اس پل سے بھاگ گئے - پھر بھی دشمنو کا بڑا نقصان ہوا یہہ حساب کیا گیا ہے کہ چار سو آدمیون سے کم مجروح و مقتول نہ ہوے ہونگے

جنرل ہیولوک کی خیالات اور سپاہ کا گھٹنا اور جنرل کا واپس آنا۔

اور انگریزون کی طرف اٹھاسی سپاہی بیکار ہوئے۔
جنرل صاحب کے نزدیک سپاہ مین بڑا نقصان آگیا تھا۔ بیماری اس مین اپنا بڑا کام
کر رہی تھی۔ ان دو لڑائیون کے بعد دوسرے ہی روز ہیضہ چوکی پر سپاہیون کو چھوڑ کر وہ
میدان جنگ مین ساڑھے آٹھ سو پیدلون سے زیادہ صف آرا نہین کر سکتا تھا وہ جانتے
تھے کہ آگے چلکر ان مقبوضہ مقامات سے بھی زیادہ استوار و دشوار مقامات فتح کرنے پڑینگی
جتنا آگے جاؤنگا اتنا کانپور سے دور ہو جاؤنگا جسکو نانا دھمکا رہا ہے اور جب سے
اسنے یہہ سنا ہے کہ گنگا پار جنرل چلا گیا ہے تو اسنے اپنے سوارون کے رسالے دریا کے
پار بھیج دیئے ہین کہ وہ رستہ کانپور مین آنے کا بند کر دین۔
جنرل کے کوارٹر ماسٹر جنرل فریزر ٹیلر نے کمانڈر انچیف کو یہہ تار ۳۱ جولائی کو بھیجا کہ
ہم کو امید نہین کہ ہم لکھنؤ پہنچین ہمارے پاس چھ سو کام کرنے والے یورپین سپاہی
ہین ہم کو ایک ندی پار جانا ہے اور ڈیڑھ میل بازارون مین گذرنا ہے جنمین ہزارون
قواعد دان سپاہ ہے اور سلح بے شمار انبوہ سے لڑنا ہے۔ ان وجوہ کے سبب سے
جنرل دوسرے دن صبح کو ۳۱ جولائی کو منگل وار مین واپس چلا آیا اسنے بیمارون اور
زخمیون کو کانپور مین بھیجدیا اور جنرل نیل کو یہہ خط لکھا کہ مین مجبوراً واپس چلا آیا ہون
مین لکھنؤ جب پہنچ سکونگا کہ ایک ہزار سپاہی اور ایک اور بیٹری ہیوی کمک کو آئین

نیل صاحب کانپور مین

نیل صاحب پاس یہہ خط اسی روز پہنچ گیا۔ نیل صاحب ایسے لائق بہادر تھے کہ کسی
اور افسر کو انپر فوقیت نہین دی جا سکتی۔ ان کے کار ہاے نمایان کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔
۲۴ جولائی کو وہ کانپور مین کمانڈر مقرر ہوئے تھے۔ ۲۵ کو انہون نے پہلا کام
یہہ کیا کہ سپرنٹنڈنٹ پولس مقرر کیا کہ وہ شہر مین انگریزی عملداری جمائے اور شہر اور
بازارون کو لوٹ مار سے بچائے۔ دوسرے دن انہون نے کمانڈر انچیف کو تار دیا
کہ یہان کی حالت اچھی ہے خواہ مجھ پر کتنے ہی زیادہ آدمی حملہ کرین مین سب سے بھگت
لونگا۔ وہ جانتے تھے کہ نانا اس سے چوبیس میل کے فاصلہ پر بیٹھا ہوا دریا کے پار جانے
کے لیئے دہمکیان دے رہا ہے اور انپر حملہ کرنے کو ہے اور باغی بیالیسوین ہندوستانی

پیدل پلٹن تو آٹھ ہی میل کے فاصلہ پر ہے اور باغی ہندوستانی رجمنٹین بہ تدریج جمنا کے داہین کنارہ پر اس ارادہ سے جمع ہو رہی ہین کہ کانپور پر یورش کرین مگر نیل صاحب کو اس سے کچھ گھبرائے نہین وہ اپنے روزنامہ مین ۳۰ جولائی کو لکھتے ہین کہ بیالیسوین رجمنٹ میرے نزدیک ہے مین اسپر ایسا صدمہ پہچاؤنگا کہ وہ متحیر ہو جائیگی اور نانا کی سپاہ سے مین بھگت لونگا۔ ۳۱ جولائی کو جاج ہو جہاز مین انہون نے کپتان جان گورڈون صاحب کے ماتحت لشکر بھیجا کہ وہ ان کشتیون کو پکڑ لائے جنمین نانا دریا کے پار آنیکا قصد کرتا ہے کپتان نے اس لشکر کی بہت سی کشتیان غارت کردین چھ یا آٹھ کشتیان لیکر کانپور مین چلا آیا۔

نیل صاحب پر جن خیالات نے اثر کیا اور خط و کتابت نیل اور ہیولوک کی۔

اس اثنا مین تھوڑی سی نیل صاحب پاس کمک آگئی تھی نصف بیٹری اول فرٹ کا ہیولوک کی امداد کے لیئے آگیا تھا لیکن کمبختی یہہ تھی کہ باروت کی کمی تھی اور یہہ باروت ایک ہفتہ سے کم مین نہین آسکتی تھی نیل صاحب کو ہیولوک صاحب کی نسبت یہہ خیال تھا کہ وہ لکھنؤ کی طرف اپنا سفر جاری رکھ سکتا ہے۔ ۳۱ جولائی کو جنرل ہیولوک کی چٹھی نیل صاحب پاس یہہ آئی کہ وہ جب تک آگے نہین بڑھ سکتا کہ ہزار یوروپین سپاہی اور ایک اور بیٹری کی کمک اس پاس نہ آئے۔ جنرل کی دوسری چٹھی آئی کہ سپاہی جو بھیج سکو وہ اور آدھی بیٹری بھیجو اور ان توپون کی طلب کے ساتھ یہہ خبر بھی آئی کہ بندرہ توپین جو دشمن سے چھینی تھین وہ بیکار کردی گئین نیل صاحب نے غصہ مین آنکر ہیولوک صاحب کو جنسے وہ کچھ محبت نہین رکھتے تھے یہہ لکھا کہ میرے پاس رات کو آپ کا خط کل چھ بجے کا لکھا ہوا پہنچا مین نہایت ہی افسوس کرتا ہون کہ آپ ابھی پیچھے ہٹ آئے اس سے ہماری نیکنامی اور عزت پر بڑا اثر ہوا۔ ابھی آپ کے خیمے گڑے بھی نہ تھے کہ اس سے پہلے شہر مین یہہ طرح طرح کی افواہین اڑ رہی تھین کہ آپ اس لیئے واپس آئے کہ اور توپین ساتھ لیجائین پہلے جو توپین ساتھ لے گئے تھے وہ سب چھنوا دین سب لوگ یہہ یقین کرتے ہین کہ آپ کو شکست ہوئی آپ کو مجبور ہوکر واپس آنا پڑا یہہ بد اقبالی کی نشانی ہے کہ دشمنون سے آپ نے جو توپین چھینی تھین ان کو اپنے ساتھ نہین لائے

اس لیئے ہندوستانی یقین نہین کرتے کہ آپ نے ایک توپ بھی چھینی ہوگی آپ کے واپس
آنے کا اثر بہت ہی مضر ہمارے لیئے سب مقامات مین ہوگا اور ہم پر ان بہت سے
آدمیون کا حملہ کرائیگا جو حملہ آوری سے باز رہتے یا ہمارے ساتھ مل جاتے ۔ گوالیار کے
لشکرون نے کوچ کیا ہے ۔ یہہ معلوم نہین کہ وہ آگرہ کو جاتا ہے یا کانپور کو آتا ہے ۔
فتح گڈھ مین جو سپاہین جمع ہین وہ بھی گوالیار کے لشکرون کی پیروی کرینگی ۔ اب وہ
بیالیسوین ہندوستانی رجمنٹ سے مل گئی ہین جو ابھی یہان سے گذری ہے ۔ نہ مین باہر
جاسکتا ہون نہ ان فوجونکی مزاحمت کرسکتا ہون آپ نے لکھا ہے کہ مین لکھنؤ جانے مین
جب قدم آگے بڑھاؤنگا کہ ایک ہزار یورپین پیدل اور ایک بیٹری میری امداد کو آئینگے
آپکی بیٹری مطلوبہ کا نصف تو صبح کو یہان سے اور دوسرا نصف آج یا کل الہ آباد سے روانہ
ہوا ہے وہ پانچ چھہ روز اور آپ کو توقف کرائیگا اور پیادے جو آپ طلب کرتے ہین وہ
موجود نہین ہین وہ آپ کو اتنا انتظار دکھائینگے کہ لکھنؤ کا حال کانپور کا سا ہوجائیگا
آگرہ کا محاصرہ ہوجائیگا یہہ مقام اور شہر کانپور دشمنون کے قبضہ مین آجائینگے ۔ میرے پاس
سپاہ نہین ہے کہ مین انکو آنے نہین دونگا ۔ جہان تم ہو وہان ایک دن نہین ٹھیرنا چاہیئے
ابھی توپین آپ پاس پہنچ گئی ہین اور نصف بیٹری بھی جسکے ساتھ چوراسوین رجمنٹ کی
ایک کمپنی ہے بس آپکو اب آگے جانا چاہیئے اور لکھنؤ کی سپاہ حصار نشین کو بشرط
امکان جب تک آپ امداد نہ پہنچا ئین کہین ٹھیرنا نہین چاہیئے اسکے بعد یہان جلد آنا چاہیئے
کانپور اور آگرہ اور دہلی کے درمیان بہت کام کرنا ہے" اس چٹھی کا جواب ہیولوک صاحب
نے بڑا سخت یہہ لکھا کہ یہہ خط ایسا عجیب ہے کہ مین نے آجتک کوئی ایسا خط نہین
پڑھا ایسی کارروائیان فوراً ختم ہونی چاہئین مین نے آپ کو معاملات کا حال مخفی رپورٹ کے
طور پر لکھا تھا آپ نے اس کے جواب مین میری فضیحت کی اور آئندہ کے لیئے نصیحت کی
اور میری تدابیر کی تفضیح کی ہین اپنے ماتحت افسر سے خواہ اسکا تجربہ کتنا ہی بڑا ہو نصیحت نہین سننی چاہیئے
نہ اسکی مجھے ضرورت ہے آپ اس بات کو خوب اچھی طرح سمجھ لین کہ اسوقت فقط یہہ بات
مجھے آپ پر تشدد کرنے سے آپ کو مقید کرنے سے باز رکھتی ہے کہ اس سے پبلک سروس مین

برے خلل پیدا ہونگے۔ آپ متنبہ ہون اور آئندہ ایسے خط لکھنے سے توبہ کرین مین اپنی دلائل کو خود جانتا ہون جنہین سے مین آپکو ایک پر بھی مطلع نہین کرتا جس طریقہ کو مین اختیار کرتا ہون اس کی جوابدہی سارے میرے ذمے ہے بعد اس رنجش کے پھر ان دونو جنرلون کے درمیان ایسی صفائی ہوگئی کہ وہ ایک دوسرے کے معاون و مددگار ہوتے تھے۔

ہیولوک صاحب پاس تھوڑی سی کمک کا آنا اور بشیرت گنج کی دوسری لڑائی

۳۔ اگست کو ہیولوک صاحب پاس اولیفرٹ کی آدھی بیٹری اور چورانوین رجمنٹ کی ایک کمپنی آگئی پس اب ہیولوک صاحب کے زیر حکم چودہ سو کے قریب تنومند سپاہی اور دو بھاری توپین چوبیس پنی اور دو چوبیس پنی ہوٹ زر اور ڈیڑھ بیٹری توپون کی تھی وہ ۴۔ اگست کو دوبارہ لکھنؤ کی طرف چلے۔ انکو یہہ خبر ملی کہ بشیرت گنج مین دشمنون نے پھر قبضہ کرلیا ہے وہ اناؤ مین شب باش ہوئے اور دوسرے روز صبح کو وہ آگے بڑھے تو انہون نے دشمنون کو ایسے مقام مین پایا جو بہت سا بہ اس مقام کے تھا جس مین سے ۲۹۔ جولائی کو انہون نے اسکو نکالا تھا۔ ہیولوک صاحب نے توپین اور لشکر ان کے نکالنے کے لیے بھیجے دشمنون سے خوب لڑائی ہوئی۔ کچھ دیر باغی بشیرت گنج کے داہنے بائین کے باغون مین جمے رہے تا آخر کو وہ وہان سے نکالے گئے۔ مگر کل کارزار قابل اطمینان نہین تھی دشمنونکو شکست نہین ہوئی بلکہ وہ پیچھے ہٹ گئے اور صرف دو چھوٹی توپین ان پہلی توپون مین سے انھ آئین جو انگریزون نے اپنے خیال کے موافق بیکار کرکے چھوڑدی تھین۔

انگریزی سپاہ کا کچھ زیادہ نقصان نہین ہوا صرف دو سپاہی مقتول اور تئیس مجروح ہوئے غنیم کے نقصان کا تین سو آدمیون کا شمار کیا گیا ہے مگر انگریزی کیمپ مین ہیضہ آگیا اس ہیضہ اور بخار کے سبب سے بیمارون کی فہرست مین چھپن سپاہی داخل ہوئے بشیرت گنج کی اس لڑائی مین توپون کا چوتھا میگزین خرچ ہوگیا۔ اس قصبہ اور لکھنؤ کے درمیان ایک ندی سائی تھی جسپر سے عبور کرنا تھا اور تین مستحکم مقامات مین تیس ہزار آدمی مسلح لڑنے کے لیے موجود تھے۔ ہر گاؤن کا زمیندار بگڑا ہوا بیٹھا تھا۔ پانچ یا چھ سو آدمیون کا غول اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ یہہ غول انگریزی سپاہ سے کچھ تعلق نہین رکھتے تھے۔ کل جو آدمی مارے گئے وہ اکثر

ہیولوک صاحب کی بشیرت گنج سے دوبارہ مراجعت

گنوا رہے تھے - یہہ انگریزی لشکر ایسا قوی نہین تھا کہ سفر کی ساری مزاحمتون کو دور کر کے لکھنؤ کے کوچہ و بازار و دن مین لڑ کر ریسیڈنسی مین پہنچتا - بشیرت گنج کی دوسری لڑائی کے دوسرے ہی دن مشکل تھا کہ ریڈ پرسو سپاہی کھڑے کیئے جائین معلوم نہین کہ ریسیڈنسی پہنچنے تک انمین کتنے سپاہی کم ہو جائین ؟ ۵ - اگست کو جنرل ہیولوک پاس خبر آئی کہ گوالیار کی کنٹنجنٹ باغی ہو گیا اور وہ اب کالپی مین آتی ہے - کالپی ایسا مقام تھا جہان سے یہ باغی کانپور کو بھی دھمکا سکتے تھے اور الہ آباد کی راہ کو بھی بند کر سکتے تھے - اب اس کالپی کی خبر سنکر جنرل ہیولوک اس شش و پنج مین ہوئے کہ آگے بڑھنا چاہیئے یا پیچھے ہٹنا - جنرل کی راے مین آگے بڑھنے سے فتحیابی کی امید مشکل سے ہو سکتی تھی اور شکست پانے کی صورت مین تو سارا لشکر تباہ ہوتا تھا اور اس کے ساتھ ہی کانپور مین ہلڑ مچ جائیگا - مراجعت کرنے مین تو صرف لکھنؤ کا نقصان ہے لیکن اگر اسکی طرف جانے مین ناکامی ہوئی تو پھر لکھنؤ کا ٹھکانا نہین رہیگا -

جنرل ہیولوک منگلوارمین واپس آئے اور چار روز تک مقیم رہکر سپاہ کی درستی کرتے رہے پھر ۱۱ اگست کو انکا یہہ ارادہ ہوا کہ گنگا سے پار اتر کر کانپور مین چلے جائیے لیکن ان پاس یہہ خبر آئی کہ بشیرت گنج مین دشمنون کا بڑا جمگھٹ لگ رہا ہے اور اس کا مقدمۃ الجیش اناؤ مین آ گیا ہے اسکا یہہ ارادہ ہے کہ جب جنرل گنگا پار اترے تو اس کی مزاحمت کرین اسلیئے تیسری دفعہ لکھنؤ کی سڑک پر جنرل کی سپاہ نے سفر کیا اور اناؤ سے دشمن کے مقدمۃ الجیش کو نکال دیا اور اناؤ کے لشکر پر شب باش ہوا - دوسرے دن صبح کو یعنی ۱۲ - اگست کو انگریزی لشکر آگے چلا تو اسنے دیکھا کہ بشیرت گنج سے ڈیڑھ میل آگے بھورپاچی کی گاؤن مین کچی مٹی کے مورچے بنائے دشمن بیٹھے ہین - انگریزی لشکر نے ان کے مورچون پر توپین ماریں مگر بہت کم اسکا اثر ہوا تو پھر باغیون پر حملہ کر کے انکو نکالا تو نتیجہ یہہ ہوا کہ دشمنون کی دو توپین ہاتھ لگین اور انکو مار کر بھگا دیا - وہ ایسے اوسان باختہ ہو کر بھاگے کہ دو سو آدمی انکے مجروح و مقتول ہوئے - انگریزی لشکر مین پینتیس آدمیون کا نقصان ہوا

پھر ۱۳ - اگست کو فراغت سے بآسانی جنرل ہیولوک کانپور مین آ گئے -

[illegible]

نیل صاحب کانپور مین کابل نہین بیٹھے تھے ان کے پاس پانچوین اگست کو یہہ خبر آئی کہ بیالیسوین رجمنٹ کی باغی سپاہ نے بعض سرکش دہاتیون کی مدد سے بٹھور کا ایک حصہ لوٹا ہے اور صوبہ دار نرائن راؤ کا گھر لوٹ لیا اور اس کے دو بیٹون کو گرفتار کرلیا۔ یہہ صوبہ دار نانا کا رشتہ دار تھا اور سرکار انگریزی کا بڑا پکا اور سچا ابتدا سے خیرخواہ تھا نیل صاحب نے کپتان جی گورڈون کو حکم دیا کہ وہ لشکر کو اور صوبہ دار کو ساتھ لے جائے اور باغیون کا علاج کردے۔ دوسرے دن صبح کو کپتان گورڈون اور صوبہ دار لشکر ہمراہ لیکر ایک دخانی جہاز مین سوار ہوئے۔ جب بٹھور کے پاس جہاز آیا تو گورڈون صاحب کو معلوم ہوا کہ نانا کے مکانات کی چھتون پر سپاہی بھرے ہوئے ہین۔ انہون نے اپنر فوراً آگ برساکے انکو پراگندہ کردیا۔ پھر انہون نے اپنی سپاہ کا ایک گروہ کنارہ پر بھیجا کہ وہ صوبہ دار کے بیٹون اور ان کے مال کی بازیافت کرے یہہ دونو چیزین مل گئین۔ دخانی جہاز نے مکانات کا اور باغیون کی کشتیون کا بڑا نقصان کیا انکی سو کشتیان ڈبودین صوبہ دار کا مال تلاش کرکے اور اسکی دو لڑکیون کو جنمین سے بڑی لڑکی آٹھ برس کی نہایت خوبصورت تھی بازیافت کیا اور پھر اسی دن شام کو کانپور مین جہاز آگیا۔

ایک تیسری مہم دخانی جہاز کی کپتان گورڈون کے اہتمام سے ہوئی جسکا منشا اسوقت یہہ تھا کہ نانا کی سپاہ نے بٹھور سے تین میل اوپر سے گنگا سے عبور کرنے کا قصد کیا ہے اسکا انسداد کیا جائے دخانی جہاز سپاہ لیکر ۸۔ اگست کو چار بجے روانہ ہوا۔ جب وہ بٹھور مین پہنچا تو اسپر گولے گولیون کی بھرمار ہوئی جس سے معلوم ہوا کہ بیالیسوین رجمنٹ کے بہت سے سپاہی کھڑے ہوئے ہین دخانی جہاز نے اپنر گولہ اندازی کی باغی آڑون مین تین میل تک اسکے پیچھے گئے۔ جہاز دھار کے برخلاف جاتا تھا دھار ایسی تند و تیز ہوئی کہ جہاز کو آگے نہین جانے دیتی تھی۔ باغیون نے کنارہ پر ایک مکان پر قبضہ کرکے دخانی جہاز پر بڑی آتش باری کی۔ اسنے بھی اسکا جواب دیا۔ دھار کے برخلاف جہاز کو کپتان گورڈون نہیں لے جاسکتا تھا۔ جہاز آگے چل نہین سکتا تھا انکو معلوم ہوا کہ باغی دریا کے پار جانیکا قصد نہین رکھتے اس لئے وہ جہاز کو دھار پر لے آیا پھر جہاز ایک ریت کے ٹیلے مین اٹک گیا

بٹھور پر نیل صاحب کی فوج کی دوسری یلغار۔

۸/ اگست کو بٹھور پر حملہ

رات بھر وہ یہین پھنسا رہا کہ صبح کو دشمن توپین اسپر مارنے کے لیئے لایا مگر دھار نے ایسا زور کیا کہ جہاز کو ٹیلے کے اندر رستہ کے باہر نکال دیا ۱۱ کو سویرے کانپور مین آگیا۔ کپتان گورڈن نے تحقیق کیا کہ بٹھور مین آئینی سپاہ قریب دو ہزار کے ہے۔ نیل صاحب نے دوسرے دن دو سو سپاہی اور چار توپون کو ساتھ لیکر بٹھور کی سڑک پر تین میل گشت لگایا جس سے خیرخواہون کے دلون مین اعتبار پیدا ہوا اور بدخواہ ہونگی اور انکے دوستون کی ہمت شکستہ ہوئی۔ نیل صاحب نے دوسرے اور تیسرے روز بھی اسی طرح گشت کیا۔

۱۳۔ اگست کو جنرل ہیولوک کانپور مین آگئے تھے انہون نے آتے ہی سپاہ کی سپہ سالاری لے لی دونو جنرلون مین ظاہر ی ملاقات دوستانہ ہوئی مگر انہین بے ریا دوستی نہ تھی نیل صاحب نے ہیولوک کے سامنے اپنی یہہ راے بیان کی کہ آپ کی سپاہ کی حالت اس قابل نہین ہے کہ وہ لکھنئو سفر کرے۔ وہ آرام کرنے کی محتاج ہے اسکو بے ضرورت معرض خطر مین نہین ڈالنا چاہیئے۔ یہہ نہایت ضرور ہے کہ بٹھور مین باغیون سے اول بھگت لینا چاہیئے۔ ہیولوک صاحب نے اسکی اس راے کو مان لیا اور جو دو ہوین اور بیدار ہوین کہ سپاہ کو آرام دیا۔ ۱۶۔ اگست کی صبح کو کانپور مین سو سپاہی دمدمہ کی نگہداشت کے لیئے چھوڑ کر ساری سپاہ ساتھ لی اور بٹھور کی طرف سفر کیا اس مقام پر باغیون کی سترہوین[17] اٹھارہوین[18] اکتیسوین[31] چونتیسوین[34] و بیالیسوین پیدل رجمنٹین اور دو سہ تیسری نمبر آئینی سوارونکی رجمنٹ اور نانا کے ملازم اور دو توپین موجود تھین۔ بٹھور کے محل برج نما کے نیچے یہہ ساری باغی سپاہ صف آرا تھی۔ اس کا مقام نہایت مستحکم تھا مورچے مٹی کے چار ضلعون کی شکلون کے بنے ہوئے تھے انکے اندر سپاہی تھے اور انکی بڑی آڑ ایک بڑے درختون کی تھی جو سر سے اونچے کھڑے تھے انکے بازوؤن پہ دو گاؤن تھے جو آپس مین مٹی کے کام سے ملا دیئے گئے ہین۔ ان دیہات مین سپاہی بہت بھرے ہوئے تھے۔ دشمن ایسا مہیب معلوم ہوتا تھا کہ ہیولاک صاحب نے یہہ ارادہ کیا کہ توپون کی قوت جو ہمارے پاس بہت ہے کام لینا چاہیئے انہون نے بیشتر تک سپاہیونکو ٹہرا رکھا اور توپون سے کام لیا مگر انکا اثر جیسا چاہیئے تھا نہ ہوا دشمن کے مورچون پر کم ہوا تو پھر انہون نے سپاہیون کو آگے بڑھنے کا حکم دیا دو چار شعلے کا مورچونکی قریب پہنچ گئے

بیالیسوین رجمنٹ سرخ کوٹ پہنے ہوئے مقابلہ مین آئی اور جب تک اسکے ساٹھ سپاہی نہ مرے وہ پرے نہ ہٹے پھر وہ دونو گاؤن کی پناہ مین چلی گئی سخت لڑائی کے بعد وہ اس مقام سے باہر گئی تھی کہ اس کے دوسو سوارون نے حملہ کیا اور بیس تیس ۳۰ آدمی پھر کر مارے اور وولنٹیرون کا بیس کا اسباب لوٹ کر لے گئے۔ آخر کو نتیجہ جنگ یہہ تھا کہ باغیونکو شکست ہوئی اور انکی بیس توپین چھنین اور اپنے مقام سے خارج ہوئے۔ انگریزی لشکر مین بارہ گورے دھوپ کی گرمی مین مرے اور پچاس ۵۰ ساٹھ سپاہی مقتول و مجروح ہوئے۔ سپاہ کو ہمکان بڑا ہوا وہ دشمنون کا تعاقب نہین کر سکی جہان رہتی تھی وہین رات کو سوئی۔ دوسرے دن صبح کو وہ کانپور مین واپس آئی۔

فتح نمایان کے بعد جنرل ہیولوک صاحب پاس کلکتہ گزٹ مورخہ ۵۔ اگست ۱۸۵۷ء آیا جسمین لکہا تھا کہ میجر جنرل سر جیمس اوٹرم لیفٹی کمانڈر اس ملک مین مقرر ہوا جسمین ہیولوک صاحب جنگ آرائی کر رہے تھے۔ جرنیل ہیولوک کو گورنمنٹ کی طرف سے اپنی فتوح نمایان کا یہہ صلہ ملا کہ انکے افسر سر جیمس اوٹرم صاحب مقرر ہوئے۔

یہہ امر بخصوص انگریزون ہی کی خصلت کے ساتھ ہے کہ خواہ وہ کیسی ہی اپنی امیدون کے بر آنے مین شکستہ خاطر اور مایوس ہون مگر وہ اپنے فرض منصبی کے ادا کرنے مین ذرا پہلو تہی نہین کرتے وہ اپنی ذات سے زیادہ اپنے ملک کو عزیز رکہتے ہین انکی اپنی ذات کی کیسی ہی تحقیر و تذلیل گورنمنٹ کرے مگر کوئی کام اپنی ذاتی اغراض کے لیئے ایسا نہین کرتے کہ جس سے ملک کی عزت مین بٹا لگے جنرل صاحب جسوقت کار زار جنگ کر رہے تھے انکے سر پر ہیولوک کا افسر بنا کے بھیجے گئے۔ مگر ان دونو نیک سرشت سپہ سالارون نے باوجود اپنی شکستہ دلی اور مایوسی کے اسی طرح کام کیا جیسے کہ وہ پہلے کرتے تھے۔ اور فرائض منصبی مین بال برابر فرق نہین کیا۔

بٹھور کی فتح کے بعد جنرل ہیولوک کے سامنے یہہ مشکلات پیش تہین۔ جب سے الہ آباد سے انہون نے کوچ کیا تھا ان کے ماتحت سترہ سو ایوروپین سپاہ تھی جس مین اب مشکل سے ساڑھے سات سو سپاہی کام کرنے کے قابل رہ گئے تھے مجبوراً انکو اودہ مین جانے کا

اراده ترک کرنا پڑا تھا گوالیار کنٹنجنٹ کالپی کو اپنے ڈراڈے رہا تھا جسکو یہہ امر مشتبہ ہو رہا تھا کہ کانپور بھی قبضہ مین رہیگا یا نہیں اسلیئے اگر یہہ آئینی پانچہزار سپاہ جسکے پاس تیس توپین تھین کالپی پر قبضہ کرلیتی تو ہیولوک کی آمد و رفت اور مراسلت الہ آباد کے ساتھ مسدود ہو جاتی ـ شمال مین نواب فرخ آباد تیس ہزار آدمیون کے ساتھ اس انتظار مین بیٹھا تھا کہ اگر کانپور پر کوئی آفت آئے تو اس سے فائدہ اٹھائے ان آدمیون مین کچھ قواعد دان سپاہی اور بہت سے اناڑی سپاہی تھے ـ اودھ کے اندر باغیون کے اختیار مین تھا کہ وہ کانپور کے کسی زیرین مقام سے گنگا پار اتر کر گوالیار کی کنٹنجنٹ سے ملجاتے اور اس کے ساتھ ملکر ہیولوک کی سب راہین بند کر دیتے ـ کانپور مین رہنا بیشک ایک جوکھون کی بات تھی مگر اسے چھوڑ کر الہ آباد مین چلے جانا سخت آفت تھی جنرل ہیولوک نے نو آمدہ کمانڈر انچیف سر کولن کیمبل کو مطلع کیا کہ اگر کمک سپاہ کی اسکے پاس روانہ کی جائینگی تو وہ باوجود ساری دہمکیون اور ڈراوون کے کانپور پر قبضہ رکھے گا اور نہین مجبور ہو کر الہ آباد واپس چلا جاونگا ـ جسکا جواب سر کولن کیمبل نے یہہ دیا کہ آپ جمعی رکھین کہ کمکین راہ مین ہین وہ آپ پاس پہنچینگی ـ ہیولوک نے یہہ ارادہ مصمم کرلیا کہ اس کا انتظار کانپور مین کرے ـ

۲۰ ـ اگست کو سٹیمر مین کپتان گورڈون پھر گنگا مین بھیجے گئے انہون نے دریا مین جاکر باسٹھ کشتیان اودھ کے باغیون کی ڈبودین باغیون نے یہہ کشتیان راجگھاٹ کے سامنے ضلع فتحپور مین جمع کین تھین ـ ان کشتیون کا بھی غارت کرنا ضرور تھا جنمین باغی بیٹھ کر الہ آباد کی آمد و رفت کو بند کرنا چاہتے تھے ـ گورڈون صاحب اپنے ساتھ ۱۹ تاریخ مدراس فیوزیلرس کے سو سپاہی اور بارہ توپچی اور بارہ سکھ اور تین توپین لے گئے تھے راستہ مین انگریزی کیمپ کے مقابل مین اودھ کی سمت مین دریا کے کنارہ پر سوار اور پیادل جمع تھے ـ ایک قلعہ پر سے دخانی جہاز پر گولہ مارا گیا ـ اس مہم مین یہہ کامیابی ہوئی کہ چار روز کے اندر بینتیس کشتیان مختلف قد و قامت کی دشمنون کی غارت کی گئین ـ بتاریخ تھوڑی بیمار اور زخمی جنمین سفر کی طاقت تھی کانپور سے الہ آباد بھیجدیئے گئے ـ

تھوڑی لیکن بھی سپاہ کی کانپور مین آئین ملک کے انتظام کے لیئے قواعد و قوانین
جاری ہوتے تھے اور مورچون کے بھی استحکام ہوتے تھے انتظام ملکی مین بڑی
بیش بہا خدمت ٹشر صاحب نے کین سپاہ کی تفریح کے لیئے کھیل کید اور گھوڑدوڑین
ہر شام ہوتی تھین اور کبھی کبھی تھی ایٹرون کے تماشے بھی ہوتے تھے ۔

جیمس اوٹرم

ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ سر جیمس اوٹرم صاحب کلکتہ مین پہلی اگست ۱۸۵۷ء کو آئے
اور اودھ کے چیف کمشنر مقرر ہوئے اور دانا پور اور کانپور کے ڈویژنون کا کمانڈ
انکے سپرد ہوا اسطرح سے وہ اس تمام ملک مین جو کلکتہ اور آگرہ کے درمیان واقع تھے
سپاہ کے سپہ سالار مقرر ہو گئے ۔ وہ ۳ ستمبر کو دخانی جہاز مین بیٹھ الہ آباد مین آئے یہان
تین دن ضروری سامان تیار کرنے مین رہے ۔ پانچوین کی صبح کو پانچوین فیوزیلرس اور
۶۴ وین رجمنٹ کی بعض کمپنیان اور پہلی مدراس فیوزیلرس اور میجر ائر کی بیٹری روانہ
کی اور اس کے پیچھے نمبر ۹۰ رجمنٹ پیدل کو ہمراہ لیکر خود روانہ ہوئے ۔

تین دن تک سفر مین انکو کوئی واقعہ نہین پیش آیا لیکن چوتھے روز جب وہ
کالے گاؤن مین آئے تو انکو معلوم ہوا کہ باغی ان کے سفر مین مزاحم و مانع ہونگے اودھ
کے باغیون کا ایک گروہ تین ہزار سپاہیون کا مع چار توپون کے گنگا کے پار
کنڈا اپنی کے گاؤن کے قریب فتح پور اور الہ آباد کی شاہراہ اعظم پر اترا ہے ۔
جیمس اوٹرم نے ان باغیون کی گوشمالی کے لیئے میجر ائر کو سپاہ کے ساتھ بھیجا ۔ باغی
انکو دیکھکر کشتیون مین بیٹھ کر دریا پار جانے لگے ۔ ائر صاحب کے سوارون نے انہین
گھیر لیا باغیون نے جانا کہ اب دشمن کے ہاتھ سے کوئی مفر نہین تو انہون نے
خود اپنی کشتیون کو ڈبانا چاہا مگر انمین سے ایک کشتی کچھ دور بڑی باقی وہ نہ اڑا سکے
تو انہون نے اپنی توپون کو دریا مین ڈالا اور خود حیران پریشان ہو کر بھاگ گئے انمین سے
کسی ایک شخص نے کچھ استقلال نہین کیا مگر تین سپاہی بھاگ گئے ایک اور گروہ باغیون کا
اودھ سے انکی جانب کو بڑھتا تھا مگر میجر ائر نے اسکو بھی آ کر گنگا پار بھگا دیا ۔ اب اوٹرم
صاحب سپاہ لیکے کانپور کی جانب روانہ ہوگیا اور وہ ۱۶ ستمبر کو کانپور مین آگئے اور انہون نے

اپنی نیک دلی اور ایثار نفسی سے یہہ اور ڈر دیا جسکی امثال شاید بیانا کی تاریخ مین کمتر ملینگے" کہ لکھنؤ کے محصورین کو محاصرہ سے نکالنے کا کار عظیم بریگیڈیر جنرل ہیولک سی بی کے سپرد ہوا تھا میجر جنرل اوٹرم دل سے یہ چاہتا ہے کہ یہہ کام ان ہی کے سپرد رہے انہون نے ابتک اس کام کو کمال دانشمندی اور بہادری سے انجام دیا ہے اس کے انجام دینے کی عزت کے بھی وہی مستحق ہین خدا کے فضل و کرم سے وہ اور انکی سپاہ اس کام کو نیک فرجام نبائین گے تمام کام ملیٹری میجر جنرل ہیولک کے سپرد رہین گے اور مین چیف کمشنری کا کام سول کا ان کے ماتحت کرونگا سپاہ کے سپہ سالار رہونگا رہین گے ہمارا نامدار چیف ہی حکم کا اعلان کیا کہ میجر جنرل سر جیمس اوٹرم کے سی بی نے اپنے لئے جو نیکنامی حاصل کی ہے وہ اوروں کے ساتھ شان و شکوہ و عظمت مین شریک ہوگا اسنے جو بریگیڈیر جنرل ہیولک سی بی کو اودھ کی جنگ آرائی کا اپنا کام سپرد کیا ہے جسمین اسکی کوئی خودغرضی شامل نہین ہے اس کے کامون کی قدر حیثیت زبان نہین پہچانیگی۔

۳۱۷۹

ہیولک صاحب پاس سب قسم کی سپاہ تین ہزار ایکسو اناسی تھی جسکی تفصیل یہہ ہے کہ یوروپین پیادل ۲۳۵۸ اور یوروپین وولنٹیر سوار ۱۰۹ اور یوروپین ارٹلری ۲۸۲ سکھ پیادے ۳۴۱ ہندوستانی غیر آئینی سوار ۵۹ کل ۳۱۷۹ یہہ سپاہ تین برگیڈ مین منقسم ہوئی اول برگیڈ کے افسر اعلیٰ نیل صاحب دوسرے برگیڈ کے افسر اعلیٰ بریگیڈیر ہملٹن صاحب اور تیسرے برگیڈ کے افسر اعلیٰ میجر کوپر صاحب تھے ـــــــ علاوہ انکے ایک سو وولنٹیر تھے جنمین سر ولیم اوٹرم بھی تھے اور ۵۹ غیر آئینی بارہوین رسالہ کے سوار جنپر کپتان ایل بیرو کو پورا اعتبار تھا یہہ سپاہ جب ۱۶ ستمبر کو جمع ہوئی تو یہہ بات قرار پائی کہ جب تک گنگا پر پل نہ بنے سپاہ دریا پار نہ اترے

اس اثنا مین باغی چوکنے ہوئے۔ ۱۶ کو انکا ایک گروہ گنگا کے دوسرے کنارہ پر آیا وہ پار تو نہ اتر سکے مگر دریا مین جو گھاس لمبی کھڑی تھی اسکی آڑ مین انگریزی سپاہ سے لڑتے رہے مگر انگریزون کی توپون نے اسکو مار ہٹایا۔ ۱۸ ستمبر کو پل تیار ہو گیا تھا کہ دشمنون نے پھر پل کے سرے پر توپین لگائین مگر پھر وہ شکست پاکر پسپا ہوا۔ ۱۹ کو پل

تیار ہو گیا اور سیرے سپاہی مجبور کیا دشمنون کی اس سپاہ نے منگلواری شکست پائی۔

جب لشکر انگریزی منگل وار پر پہنچا تو اسکو معلوم ہوا کہ دشمنون کا بڑا ہجوم یہان ہے دشمنون سے یہان لڑائی ہوئی انکی دو توپین اور بہت سے علم اور ایک ہاتھی انگریزی لشکر نے چھینا اور ایک سو اکیس آدمیون کو قتل کیا۔ پانچ سپاہیون کو تو جنرل کے بیٹے لفٹنٹ ہیولاک ایڈی کیمپ نے اپنے ہاتھ سے مارا۔ باغی ایسے بے سر و پا بھاگے کہ اپنے پاؤن کی جوتیان چھوڑ گئے کہ بھاگنا آسان ہو۔ انگریزی سپاہ نے اناؤ ن مین کچھ دم لیا اور کھانا کھایا۔ آدھ گھنٹے یہان ٹھیرے پھر بشیرت گنج پہنچے۔ یہان سے بھی باغی بھاگ گئے تھے لشکر انگریزی ایک سرا سے مین جو ایسی وسیع تھی جس مین سارا لشکر سما سکتا تھا ٹھیرا۔ مینہ اس شدت سے برسا تھا کہ ہر شخص کی کھال تک تر ہو گئی تھی دو گھنٹے کے بعد ہیگنج آئے تو تھکی ہوئی سپاہ کو خشک کپڑے پہننے کو اور ڈنر کھانے کو نصیب ہوا۔

دوسرے دن صبح کو بڑی شدت سے مینہ برسا لشکر ۱۶ میل سفر کرکے موضع بنی مین پہنچا۔ یہہ مقام بڑا مستحکم و استوار تھا اور یہان لشکر کو سائی ندی کے پار بھی اترنا تھا جسکا پختہ پل اینٹ کا بنا ہوا تھا۔ باغیون نے اس پل کو توڑا نہین یہہ انکی غلطی تھی دشمنو ن کے اوسان ایسے خطا ہو گئے تھے کہ انکو کوئی تدبیر انگریزی لشکر کے روکنے کی سوجھتی ہی نہین تھی۔ باغیون نے اپنے اس مستحکم مقام کو بغیر حملہ کے چھوڑ دیا۔ بنی لکھنؤ سے سولہ میل پر تھا ہیولاک صاحب نے ایک شاہانہ سلامی توپ خانے کی اتاری جس سے لکھنؤ کے محصورین کو اطلاع ہو جائے کہ ان کے چھڑانے والے آن پہنچے ہین رات کو بنی مین سپاہ سوئی۔ ۲۳ ستمبر کو چلنے سے پہلے سپاہ نے حاضری کھائی۔ ساڑھے آٹھ بجے وہ سفر کر رہے تھے کہ بارش کم ہو گئی مگر جبس بڑا تھا یہہ سپاہی عالم باغ کی طرف بڑھے راستہ مین کوئی دشمن نہ ملا مگر عالم باغ مین جو ایک فصیل دار باغ ہے باغیون کی سپاہ کا ہجوم تھا انہون نے مورچہ بندی بڑے قرینہ سے کی تھی اور توپین اپنے موقع پر چڑھائی تھین مگر ہیولاک صاحب نے اسکو نرغہ مین کرکے دشمنون کو اس باغ سے نکال دیا اس باغ سے باغیون کو نکالکر لشکر انگریزی آگے بڑھا تو لکھنؤ کے مکانات عالی شان اور اس کے بلند مینار اور برج انگریزی

دشمنون کا منگلوار پر شکست کھانا۔

۲۳ ستمبر سنہ ۱۸۵۷ع کو عالم باغ پر جنرل ہیولاک کا قبضہ ہونا۔

سپاہ کی نظرون کے سامنے آ گئے۔ دشمنون نے اپر حملہ کیا اور دو منزلی پیلی کوٹھی کو جو بڑی مضبوط تھی اپنی پناہ گاہ بنایا۔ بارش کی وہ کثرت تھی کہ سپاہیون کی کھال تک تربتر ہو رہی تھی۔ ہیولوک صاحب اپنی سپاہ کو پھر عالم باغ مین لائے۔ سپاہ رات کو بعض چھپرون مین بعض کھلے میدان مین سوئی یہان پر مژدہ جان فزا ۲۵ ستمبر کو آیا کہ دھلی فتح ہو گئی جسکی خوشی مین سپاہ نے چیرز کا وہ غل شور مچایا کہ زمین سے آسمان پر پہنچا ۲۴ ستمبر کو لشکر نے آرام کیا اور ۲۵ ستمبر کو پھر وہ آگے بڑھا اور چار باغ کے پل پر پہنچا اور اسکو بڑی مشکل سے فتح کیا۔ جنرل ہیولوک کے بیٹے نے نیل صاحب سے جھوٹ موٹ آنکر کہا کہ جنرل ہیولوک کا حکم ہے کہ اس پل پر آپ حملہ کرین۔ غرض بڑی جان لڑا کر اس پل کو فتح کیا۔ پھر لشکر شہر مین داخل ہوا۔ جہان اسپر ہر کوچہ و ہر برزن مین مکانات کے اوپر سے گولیان ماری جاتی تھین اور توپون کے گولے مارے جاتے تھے مگر انگریزی سپاہ کی بہادری سب مزاحمتون پر غالب آئی۔ ولیم ہولفرٹ نے چار باغ کی پل پر وہ اپنی شجاعت دکھائی کہ وکٹوریا کروس انکو انعام ملا۔ اگرچہ عقب مین سپاہ انگریزی دشمنون سے لڑ رہی تھی مگر آگے سپاہ نے قدم بڑھایا۔ نیل صاحب مارے گئے اس بہادر کے مارے جانے کا جو نان کے پیٹ سے سپاہی پیدا ہوا تھا انگریزی سپاہ پر بڑا صدمہ ہوا۔ سپاہ جو آگے بڑھی اسکو جو سخت مزاحمتین پیش آئین اسنے سب کو رفع دفع کیا اور بیلی گارڈ کا دروازہ جو مدت سے بند تھا اسکے آنے کے لیے کھولا گیا اور سپاہ نے بیلی گارڈ کے فرحت محل کے درمیان آرام کیا۔ بعض سپاہی ریزیڈنسی مین رات ہی کو داخل ہوئے بعض دوسرے روز صبح کو۔ عقب کی سپاہ کو موتی محل پر سے باغیون نے سخت نقصان پہنچایا۔ ایک توپ چھن گئی تھی اس کے واپس لینے مین بھی لڑائی ہوئی۔ پھر ریزیڈنسی مین ساری توپون کے لیے رستہ کھولا گیا۔ تھوڑی سی سپاہ سے محاصرہ مین محصورین کی امداد مین بڑا بھاری نقصان ہوا۔ ۲۶ ستمبر تک پانچ سو چونسٹھ افسر و سپاہی مارے گئے اور ستر گم ہوئے۔ یہہ گم شدہ سپاہی زخمی یا بیمار تھے اس لئے غالباً وہ بھی قتل ہوئے ہونگے انکو مقتولین مین شمار کرنا چاہیے اس لیے ان دونون تعداد اون کا مجموعہ

ایک سو اڑتیس مقتولین سمجھنا چاہیئے غرض کل مجموعہ مقتولین کا ساڑھے سو ۳ واشراف اور
سپاہیون کا۔ غرض جس بہادری سے اس محاصرہ مین محصورین کی امداد کی گئی ہے
ساری تاریخ مین کوئی مثال ایسی نہین ملیگی جو اسپر سبقت رکھتی ہو۔ بڑے بڑے بہادرون نے
اس لڑائی مین جان دینے مین حیات جاوید پائی فقط

حصہ سوم

تاریخ بغاوت ہند

باب اول

آگرہ کی حیرانی اور دوآبہ

دھلی کی فتح کے بعد روانگی لشکر

اس واقعی امر پر کہ اگر فتح کے بعد پیروی نہ کی جائے تو فتح بیکار ہے - جنرل ولسن نے دہلی کے فتح ہونے کے بعد بلند شہر اور علی گڈھہ پر لشکر بھیجا کہ وہ باغیون کا استیصال کرے اس لشکر کے افسر لفٹنٹ کرنیل اڈورڈ گریٹ ہیڈ صاحب مقرر ہوئے اس لشکر مین دو ہزار سات سو نوے سپاہی بہ تفصیل ذیل تھے -

	یوروپین	ہندوستانی
کپتان ریم فنکٹن کا ترپ اسپی توپخانہ پانچ توپون کا -	۶۰	—
کپتان بلنٹ کا ترپ اسپی توپخانہ پانچ توپون کا	۶۰	—
کپتان بورچیر کا بیٹری چھہ توپون کا	۶۰	۶۰
سیپر	—	۲۰۰
ملکہ معظمہ نوین لینسر	۳۰۰	—
پہلی و چوتھی و پانچوین پنجابی رسالے سوارون کے دہلی دس سوار	—	۴۰۰
ملکہ معظمہ کی آٹھوین و پچھترویں رجمنٹین	۴۵۰	—
پہلی اور چوتھی رجمنٹین پنجابی پیدلون کی	—	۱۲۰۰
میزان کل	۹۳۰	۱۸۶۰

یہہ سپاہ ۲۴ ستمبر کو روانہ ہوئی پہلی منزل اسکی غازالدین نگر مین اور دوسری منزل
دادری مین۔ تیسری منزل ۲۷ ستمبر کو سکندرآباد مین ہوئی۔ اس قصبہ کو گوجرون نے
ایسا لوٹا تھا کہ کسی مکان کی چھت باقی نہین رہی تھی۔ ۲۸ ستمبر کی صبح کو ٹ کر چلا کر بھہ ٹرپ جہان
سڑکون کا چوراہہ ہے پہنچا۔ وہ بلندشہر سے دو میل کے فاصلہ پر ہے۔ بلندشہر سے تین کوس پر
مالاگڈھ تھا جسمین ولیداد خان دلی کے بادشاہ کا سمدھی بادشاہ کی طرف سے حکمرانی
کرتا تھا۔ اس پاس سپاہ بادشاہ نے پہلے بھیجی تھی اور کچھہ اب دلی سے بھاگکر سپاہ
جمع ہوئی تھی۔ اس سپاہ سے لڑائی ہوئی۔ باغیون کو شکست ہوئی اور وہ بڑا نقصان
اٹھا کر بھاگ گئے اور ولیداد خان بھی مفرور ہوا۔ اسکا قلعہ مالاگڈھ خالی پڑا تھا وہ بکم انگریزی
سرنگون سے اڑایا گیا۔ اتفاقاً لفٹنٹ ہوم سرنگ اڑانے مین خود اڑ گئے۔ دہلی کے
کشمیری دروازہ کے اڑانے والون گروہ مین صرف یہی ایک زندہ تھے وہ اڑ گئے اور چھبندر کے
سینتالیس سپاہی مقتول و مجروح ہوئے۔

۳۔ اکتوبر کی دوپہر کو لشکر خورجہ مین پہنچا۔ اول چیز جو اسنے دیکھی وہ ایک پل پر بے سر
ایک لاش تھی جسمین فقط پوست اور شکستہ استخوان باقی تھین ڈاکٹرون کی تشخیص مین
وہ کسی انگریزن کی لاش تھی جس کے سبب سے سپاہ کی آنکھون مین خون اتر آیا۔ اہل خورجہ
کو اس جرم کی وہ سزا دیتے مگر اہل خورجہ نے اپنی بیگناہی کا اظہار کیا اور کہا کہ ہم سرکار کے
غلام ہین اس لیئے انکو شبہ جرم کا حق دیا گیا۔ بعض باغی سپاہی چھپے ہوئے وہان ملے جنکو
پھانسی دیگئی جہان انگریزی لشکر خیمہ زن تھا۔ وہان ایک فقیر ملا جو کسی سے بات نہین
کرتا تھا۔ جب اسسے انگریزون نے بات کی تو اسنے تھالی کی طرف اشارہ کیا جس کے نیچے سے
ایک صندوقچی نکلی جسکے اندر یونانی خط مین جنرل ہیولوک کی چھٹی لکھی ہوئی تھی جسکا مضمون
یہہ تھا کہ مین لکھنؤ کے محصورین کی رفع تکلیف کے واسطے جاتا ہون جسقدر جلد ممکن ہو میری
کمک کے لیئے سپاہ بھیجی جائے اسکی سخت ضرورت ہے میرے پاس تھوڑی سپاہ ہے اور
بار برداری نہین اس لیئے گریٹ ہیڈ صاحب نے یہہ مصمم ارادہ کیا کہ جسقدر جلد ممکن ہو
کانپور مین پہنچنا چاہیئے۔ جہاجر کے قریب خورجہ سے سولہ میل پہلے ایک گاؤن مین ایک مہم

بلند شہر

واقعات خورجہ

سیتاپور سے ایک سوار کے ساتھ چلی آئی تھی اور اس سے نکاح پڑھا لیا تھا۔ لفٹنٹ روبنسن صاحب کو مخبر نے اسکی خبر دی وہ اس پاس دوڑے گئے میم سے ملے جسکی عمر سولہ برس کی ہو گئی۔ اس نے کہا کہ میں اپنے حال میں خوش ہوں اس لیئے صاحب اسکو چھوڑ کر کیمپ میں واپس آ گئے۔

سومنہ میں رات کو لشکر نے آرام کیا یہاں یہ خبر سنی کہ سرکش مسلمان جیل خانہ کے چھوٹے ہوئے قیدی اور آس پاس کے باغی رجپوت تیار ہیں کہ جب انگریزی لشکر آگے بڑھے تو اس سے لڑیں انکو یہ امید تھی کہ دہلی سے جو باغی بھاگے ہوئے آئے ہیں وہ بھی انکے مددگار معاون ہونگے۔

۵۔ اکتوبر کی صبح کو انگریزی لشکر علی گڈھ کے سامنے آیا۔ انگریزی لشکر کے روکنے کے لیئے ایک غول آیا جسمیں سپاہی نہ تھے مگر وہ غل بہت مچاتا تھا ڈھول وبھونپو بجاتا تھا اور فرنگیوں کو خوب گالیاں دیتا تھا وہ انگریزی توپ خانہ کو دیکھتے ہی شہر کے اندر بھاگ گیا اور دو توپیں اپنی چھوڑ گیا پھر شہر سے بھی نکلکر باہر بھاگا تو سواروں نے اسکا تعاقب کئی میل تک کیا۔ کھیتوں میں درختوں کے اندر اس کے آدمی قتل ہوتے تھے انگریزوں کا نقصان بہت تھوڑا ہوا علی گڈھ کے باشندوں نے باغیوں کے ہاتھ سے بہت ظلم وستم اٹھائی تھے اس لیئے انگریزوں کے آنے سے وہ بڑے خوش ہوئے اور لشکر کے لیئے سامان رسد خوب جمع کیا۔ علی گڈھ میں دو کمپنیاں پنجابیوں کی چھوڑی گئیں کہ وہ ضلع میں بندوبست رکھیں۔ علی گڈہ سے چودہ میل پر اکبرآباد میں سڑک کلان پر دو توام بھائی رجپوت منگل سنگھ اور مہتاب سنگھ آئے تھے انہوں نے ایام غدر میں ایسا سر اٹھایا تھا کہ سرکار نے انکے سروں کے لئے انعام مقرر کیا تھا انکا گرفتار کرنا ضرور تھا۔ انگریزی سپاہ نے اکبرآباد کو جا کر گھیر لیا۔ وہ بھاگے اور بھاگتے ہوئے مارے گئے اور ان کے گھروں میں سے تین توپیں اور لوٹ میں لیٹلیوں کا بہت اسباب برآمد ہوا۔

آگرہ سے خط پر خط ہر زبان میں اور رمز میں گریٹہیڈ صاحب پاس آتے تھے کہ وہ آگرہ میں جسقدر جلد ممکن ہو آئیں۔ ۹۔ اکتوبر کو لشکر بیگم گڈھ میں آیا جو آگرہ سے اڑتالیس میل تھا

اس مقام کے قریب سپاہ ایک کوٹھی کو دیکھ کر بڑی متعجب ہوئی کہ دو نیل کے کارخانہ سے
متعلق تھی اور سب طرح سے آراستہ پیراستہ تھی اور سب کوٹھیون کی طرح اجڑی بگڑی
نہ تھی سارے اسکے لوازم واسباب موجود تھے۔ اسکا مالک ایک انگریز تھا جو آگرہ کو بھاگ گیا
تھا۔ آگرہ کی طرف سے جب گریٹ ہیڈ صاحب پر بہت تقاضا ہوا کہ سپاہ بھیجے تو انہون نے
آدھی رات کو سوار اور ایسی توپخانہ آگرہ روانہ کیا چار گھنٹے کے بعد وہ خود اپنے پیادون کو تابھیم
گاڑیون اور ٹٹون پر سوار کراکے روانہ ہوئے اور جمنا کی کشتیون کے پل پر سے اترکر اکتوبر کو
آگرہ کی دیوارون کے نیچے پہنچ گئے۔

اس تاریخ تک ہم آگرہ کا حال پہلے لکھ آئے ہین اب آگے حال لکھتے ہین کہ کالون صاحب کی
وفات کے بعد ریڈ صاحب ممبر اعلے صدر بورڈ انکے قائم مقام ہوا مگر انہون نے گورنمنٹ سے
یہہ درخواست کی کہ جب تک امن امان قائم نہ ہو کسی ملٹری افسر کا لفٹنٹ گورنر ہونا مناسب ہے
کالون صاحب کی وفات سے پہلے آگرہ اس شہرت سے پریشان خاطر تھا کہ اسپر حملہ ہوگا۔
یکم جولائی کو مئو مین تئیسوین رجمنٹ پیدل نے سرکشی کی تھی اور وہ سنٹرل انڈیا کے
کنٹنجنٹون مہدی پور اور مالوہ اور بھوپال سے اور ہندوستانی ریاستون کے اور سرکش
گروہون سے ملکر گوالیار مین چلی آئی تھی مہاراجہ سیندھیا نے ان سرکشون کو اگست تک روکے
رکھا مگر پھر انکا روکنا انکے حد اختیار سے باہر ہوگیا۔ آئندہ ماہ ستمبر مین سنٹرل انڈیا کے باغی
گوالیار کے مفسدہ پردازون کے ساتھ ملکر دھول پور گئے۔ یہہ مقام آگرہ سے ۳۴ میل پر ہے
آگرہ کے قریب مین سپاہیون کا جمع ہونا قلعہ آگرہ کو دھمکاتا تھا۔
قلعہ آگرہ مین جو سپاہ تھی اسپر ہزارون آدمیون کی جانون کی سلامتی موقوف تھی اس مین سے
تو سپاہ باغیون کی سرکوبی کے لیئے نہین جاسکتی تھی اس لئے باغیون کو یہہ جرأت
ہوئی کہ ان کے غول دھول پور سے آکر ستمبر کے قریب خیر اگڈھ و فتح پور سیکری اور اراد نگر
مین آنے لگے اور برٹش گورنمنٹ کے جو ملازم تھے انکو یہان سے نکال دیا۔
دہلی کی تسخیر ہونے سے آگرہ مین برٹش گورنمنٹ کے لیئے مشکلات اور زیادہ ہوگئین
دہلی سے بہت سپاہی بھاگ کر متھرا آگئے اور بہت سے گوالیار کی باغی سپاہ سے مل گئے

تتمہ آگرہ کا حال

ان شہر توں کے سبب سے ۱۹ ستمبر کو گورنمنٹ کا یہہ حکم جاری ہوا کہ قلعہ کے آگے بڑی بڑی عمارتیں اور خاص کر جامع مسجد ڈھاکر میدان صاف کیا جائے کہ وہ توپون کی مار کے مانع نہ ہوں۔

۲۰ ستمبر کو گورنمنٹ کے حکم سے کرنیل ہیو فریزر آگرہ کے چیف کمشنر مقرر ہوئے۔

جب دہلی بالکل فتح ہوگئی تو یہہ امید تھی کہ دہلی سے سپاہ گوڑگانوہ اور متھرا کی راہ سے آگرہ بھیجی جائے گی۔

جب آگرہ میں یہ خبر آئی کہ دہلی سے سپاہ کانپور کو روانہ ہوئی تو اُنہنے اس سپاہ پر بڑا تقاضا شروع کیا کہ وہ آگرہ میں آنکر اسکو باغیون کے ہاتھ سے بچائے اور ممالک مغربی میں انگریزی عملداری جمائے۔

یوروپین جو قلعہ میں مدت سے قیدیون کی طرح رہتے تھے گریٹ ہیڈ کے لشکر کے پہنچنے سے آزاد ہوئے وہ بڑے خوشی خوشی اپنے دوستون سے باہر ملنے آئے۔ جب سپاہ یہاں آئی تو باغیون کا جن کے ہونے کا بڑا غل شور تھا پتا نہ تھا انکی نسبت یہہ مشہور تھا کہ وہ انگریزی لشکر کے آنے کی خبر سنتے ہی کاری ندی کے پار چلے گئے جو آگرہ سے نو میل ہے اور گوالیار کو بھاگے جاتے ہیں۔ اس بات پر یقین نہیں ہوتا تھا کہ باغیون کا ایک زبردست غول فقط انگریزی سپاہ کے آنے کی شہرت سے اسطرح بھاگ جائے۔ آگرہ کے محکمہ مخبری نے لشکر کو یقین دلادیا کہ خاطر خواہ آرام کرنے کے بعد پھر باغیون کا تعاقب کیا جائے۔ مگر آگرہ کا انتظام ایسا سست و ضعیف ہوگیا تھا کہ اسکی کسی بات کا اعتبار کم ہوتا تھا۔ اسوقت آگرہ کی گورنمنٹ ایسے افسرون کے ہاتھون میں تھی جو اسوقت کی ضرورتون کو کم سمجھتے تھے اور نہ ایسے کام کرتے تھے کہ جنسے انکو خود عزت حاصل ہو یا سرکار کا فائدہ ہو بریگیڈیر نے ملیٹری قوانین کے موافق پکٹ نہیں بٹھائے کے حکم دیدیا کہ جب خیمے ڈیرے آجائیں تو پریڈ کے میدان میں لگائے جائیں اور وہیں لشکر فرو کش ہو۔

جنرل روبرٹس صاحب اپنی تاریخ جہل ویک رسالہ میں لکھتے ہیں کہ خیمون اور اسباب کے آنے میں دیر تھی اس لیئے میں اور لوزمن اور ویٹسن تینون ساتھ قلعہ میں حاضری کھانے گئے

وہاں ہم جاکر بیٹھے ہی تھے کہ لیڈیوں کے ساتھ کھانا کھاتے کہ توپوں کی آوازوں سے چونک پڑے ایک میزبان نے قلعہ کے ایک مقام میں جہاں سے وہ گروہ کا حال دیکھ سکتا تھا جاکر دیکھا کہ لڑائی ہورہی ہے اسنے لپک کر ہم کو خبر دی کہ لڑائی ہورہی ہے -

یہہ خبر سنکر ہم جلدی سے گھوڑوں پہ سوار ہوئے - قلعہ سے باہر اس سمت میں کہ آتش جنگ نظر آتی تھی سرپٹ گھوڑے دوڑائے کیمپ کی طرف آدھی دور آئے ہونگے کہ دیکھا کہ رستے میں مرد عورت بچے سب رنگ کے اور جانور آپس میں ملے جلے ابتر و پریشان چلے آتے ہیں وہ ایسے گھبرائے ہوئے چیخ کر دہائی مچاتے جاتے تھے کہ گویا دیو انکے پیچھے چلے آتے ہیں -

"قلعہ میں جو لوگ پناہ گزین تھے وہ مدت سے قیدی بن رہے تھے اب انکو گوروں کے آنے سے اطمینان ایسا ہوا تھا کہ وہ قلعہ سے باہر نکل کر اپنے لٹے و اجڑے ہوئے گھروں دیکھنے گئے تھے - شہر کے ڈیڑھ لاکھ باشندوں میں سے دو تہائی اس لشکر کی سیر کو آئے تھے جو دہلی کو فتح کرکے آئے تھے جنپر ابتک انکو یقین نہیں آتا تھا - یہہ طرح طرح کا ازدحام اول ہی توپ کی آواز سنکر خوف زدہ ہوکر شہر اور قلعہ کی طرف بھاگا اور وہ راستہ میں ان لوگوں سے ملا جو کیمپ کا بھاری اسباب لیئے چلے آتے تھے فوراً ہاتھی اونٹ گھوڑے کہار جو بیماروں اور زخمیوں کی ڈولیاں لیئے آتے تھے اور بیل جو بھاری اسباب کے چھکڑوں میں جتے ہوئے تھے سب دفعتہً چونک پڑے اور ان میں بھگدڑ پڑ گئی - ہاتھی اور ان کے مہاوت ڈر سے وہ آپس میں گڈمڈ ہوکر چنگھاڑتے تھے - گاڑیبان بیچارے تھکے ہوئے بیلوں کی دمیں مروڑتے اور انہیں آر چبھاتے تھے کہ وہ جلد چلیں - ساربان اونٹوں کی نکیلیں ایسی کھینچتے تھے کہ انکے نتھنے چرے جاتے تھے - غرض ہر ایک یہہ کوشش کرتا تھا کہ جانوروں کو غیر معمولی تیز رفتاری سے چلائے - ہم اس بھیڑ بھاڑ کو چیر پھاڑ کر کارزار میں پہنچے تو وہاں ہم نے دیکھا کہ پریڈ کی زمین پہ الگ الگ لڑائیاں ہو رہی ہیں - ایک جوڑ سواروں کی لڑ رہی ہے - پیادوں میں تلواریں اور سنگینیں چل رہی ہیں - دشمنوں کے سواروں نے ہمارے پلٹن کی توپخانہ پہ حملہ کرکے اسکو اپنے قبضے میں کرلیا ہے اور وہ اسکو کچھ تھوڑی دور کھینچ لیجانے میں بھی کامیاب

پچھترچوین پلٹن اپنا ہر پیچ دشمنون کے سوارون سے لڑنے کے لیے بنا رہی ہے۔ اور پلٹن کے پیچھے بائین طرف اسپی توپخانہ اور ہوچیئر کی بیٹری توپین بار کین سے چلا رہے ہین بغیر اسکے کہ انکا ساز درست ہو۔ ہندوستانی اور سائیس انکے گھوڑون پر جلدی جلدی ساز ڈال رہے ہین۔ داہین جانب مین آٹھوین پیادل اور دوسری اور چوتھی پنجابی رجمنٹین مسلح ہو رہی ہین اور تین سکوئڈرن پنجابی سوارون کے ماتحت پردبائن اور ینگ ہسبنڈ دشمنون کے بازو پر حملہ کرنے کے لیئے جلدی کر رہے ہین۔ ویٹسن صاحب تو اپنے پنجابی سوارون کی کمانڈ لینے دوڑ آگیا اور ہین اور لومن برگیڈ کی تلاش مین کسی طرف گئے۔ جب مجھے برگیڈیر نہین ملا تو مین سپہر افسر میجر فرینک ٹرنر کے ماتحت توپخانہ کا کام کرنے لگا جو ارٹلری کے کمانڈر تھے بہ تدریج دشمنون کو مار کر ہٹایا اور تعاقب کرنے کے لیئے تیار ہوئے۔ اسوقت گریٹ ہیڈ میدان جنگ مین دکھائی دیئے۔

سپاہ کم تجربہ کار تھی اسپر دفعۃً دشمنون کا آن پڑنا غالباً خطرناک نتائج پیدا کرتا۔ بہت سے سپاہی چند خیمون مین جو آ گئے تھے یا اور اس کے مقامات مین جو سر دست مل گئے سو ئے پڑے تھے اُنپر ایک گولہ اور اس کے بعد دوسرا گولہ اس بیٹری سے آیا جو سامنے کھیتون کے دراز درختون مین چھپا ہوا تھا۔ اسوقت چھ باغی نقارہ بجاتے ہوئے توپون مین سر کے کوارٹر گارڈ مین آئے اور سنتری کو انہون نے قتل کیا۔ وہ پردبائن کے سپاہیون کی طرح لال کرتیان پہنے ہوئے تھے اس مغالطہ سے وہ گارڈ کے قریب آ گئے کہ وہ پردبائن کے سپاہی سمجھے گئے اس کے بعد ہی دشمن کے سوارون نے ایک عام حملہ کیا جس سے لڑائیون کا ایک سلسلہ اسوقت بندھا ہوا تھا کہ ہم وہان پہنچے۔ کمانڈر موجود نہ تھا کوئی نہین جانتا تھا کہ اسوقت سپہر افسر موجود ہے اس لیئے ہر ایک رجمنٹ اور بیٹری اپنی دانائی اور ہوشیاری کے موافق لڑتی تھی سپاہین طرفۃ العین مین تیار ہو گئین اور دشمن کے پرے ہٹانے مین مصروف ہوئین توپخانہ دشمنون کی توپون کا جواب دیتا تھا۔ پیدلون سے جو کچھ ہو سکتا تھا وہ انہون نے کیا اگر وہ اس خوف سے

پابند ہو رہے تھے کہ دوستون کو بہ نسبت دشمنون کے زیادہ نقصان نہ پہنچائین اس لیئے سارے دھاوے سوارون ہی کے ہوتے تھے ۔ نوین لین سر نے متواتر حملے کیئے ایک ترپ بلنٹ کی توپین جنکو دشمنون نے چھین لیا تھا پھر چھین کر واپس لایا ۔ کپتان فریخ اور جونس مارے گئے ۔ ویٹسن پرو بائن اور ینگ ہسبینڈ نے اپنے سکوڈرین سے داہین بازو کو صاف کیا اور دشمن کی دو توپین چھین لین اور بعض علم لے لیئے اور ہیوگف صاحب نے بھی اپنے سکوڈرین سے بازو پر یہی کام کیا ۔ اس موقع پر پروباڑ صاحب نے ایسے بہادرانہ کام کیئے کہ انکو وکٹوریا کروس انعام ملا ۔ گریٹ ہیڈ صاحب آ گئے انہون نے عام حکم آگے بڑھنے کا دیا ۔ دشمن کے تعاقب کے لیئے بڑھ ہی رہے تھے کہ تیسری یوروپین رجمنٹ اور فیلڈ ارٹلری کو لفٹنٹ کرنیل کوٹن صاحب ساتھ لیکر قلعہ سے باہر آئے وہ بریگیڈیر سے سینیر افسر تھے اس لیئے سپاہ کا کمانڈ انکے سپرد ہوا ۔ ناوقت توقف اس سبب سے ہوا کہ انکو مقام کا حال بالتفصیل دریافت کرنا پڑا جب انکو اطمینان ہو گیا کہ دشمن کا تعاقب کرنا چاہیئے تو انہون نے گریٹ ہیڈ صاحب کے حکم پر دستخط کر دیئے اور ہم دشمن کے تعاقب کرنے کے لیئے چلے ۔

ہم نے بھاگتے ہوئے دشمن کو جا لیا جو کبھی کبھی مڑ کر ٹھیر جاتا تھا مگر اسکا اثر کچھ نہین ہوتا تھا چار میل چلکر ہم دشمن کے کیمپ پہ پہنچے وہ بڑی وسیع جگہہ مین پھیلا ہوا تھا اس کے لانے اور لگانے مین بڑا وقت صرف ہوا ہوگا ۔ آگرہ کے حکام ایسے غافل تھے کہ دشمن ایسا قریب آ گیا اور پھر بھی اسکی خبر نہ ہوئی پیدل اپنا کام خوب کر چکے تھے تقریباً ساٹھ گھنٹون سے وہ سفر کر رہے تھے ایک یا دو دفعہ کچھ دیر کے لیئے بیچ مین ٹھیر سکے تھے تیسری یوروپین رجمنٹ بھی جو قلعہ مین مدت سے بیکار بیٹھی تھی گرمی مین دن بھر کام کر چکی تھی اور سولی سرخ کرتیان پہنے ہوئے تھی وہ درست لباس نہ تھی ۔ دشمن اپنی توپون کو ساتھ نہین لیجا سکا اس لیئے پیادون کو تو دشمن کے کیمپ مین چھوڑا کہ وہ وہان اپنا دل بہلائین اور اسباب منگوائین ۔ ہم ارٹلری اور سوارون کو ساتھ لیکر آگے بڑھے ۔ بہ مشکل بڑا دل کا ابھارنے والا تھا ۔ سب قسم کا مال اسباب ہمارے ہاتھ آیا پہلے اس سے کہ ہم کاری ندی

پہنچے۔ تیرہ توپین ہمارے ہاتھ آئین جنہین بعض بڑی تھین اور گولی باروت کا میگزین بہت ہاتھ آیا۔ دشمنون کا زیادہ نقصان نہین ہوا۔ ہندوستانی سپاہی جب فصیل پر کھڑے ہوتے ہین تو اسکے اندر عجب آسانی سے چلے جاتے ہین۔

ہمارا نقصان خفیف تھا افسر اور سپاہی بارہ مارے گئے اور ۴۵ زخمی ہوئے اور دو گم اور بیس آدمی بھیر کے مارے گئے۔

ہم نے سپاہ کے اور باربرداری کے جانورون کے آرام کے لیئے گیارہوین بارہوین و تیرہوین کو آگرہ مین قیام کیا۔ قلعہ کے اندر ہمارے زخمی ایک خوبصورت عمارت موتی مسجد مین بھیجے گئے جو اسپتال اسوقت بن رہی تھی جس مین سپاہیون کی بڑی خدمت گزاری لیڈیان کرتی تھین جو یہہ جانتی تھین کہ ہم دہلی کے کولم کی خدمات کا حق کافی نہین ادا کر سکتین۔

۱۴۔ اکتوبر کو جمنا کے بائین کنارہ پر انگریزی کیمپ آیا یہان دہلی مین جو تین سو سپاہی چھوڑے تھے وہ آ کر ملے۔ ۱۸۔ کو مین پوری مین جو آگرہ سے ستر میل تھا پہنچے راستہ ہی مین تھے کہ ہوپ گرینٹ کرنیل نوین لین سر کا کیمپ مین آیا کہ وہ کولم کا کمانڈ لے۔ وہ دہلی مین رہ گیا تھا اور گریٹ ہیڈ کے مقرر ہونے سے بڑا ناخوش تھا اسنے انکے تقرر کے حکم کو منسوخ کرا دیا یہہ عہدہ اسکا حق تھا مین پوری کا راجہ تو باغی ہو گیا تھا وہ بھاگ گیا اور کئی توپین اور باروت اپنے قلعہ مین چھوڑ گیا تب لشکر نے بیسوین تاریخ یہان قیام کیا اور باروت کو اڑا دیا۔ راجہ کا ایک رشتہ دار سرکار کا خیر خواہ تھا اسنے ڈہائی لاکھ روپیہ خزانہ کا بچایا تھا وہ پھر انگریزون کے حوالہ کر دیا۔ یہان کے حکام سویلین جو آگرہ بھاگ گئے تھے وہ اب سپاہ کے ساتھ آئے تھے اپنے اپنے عہدہ کا کام کرنے لگے

۲۱۔ اکتوبر کو لشکر بیور مین پہنچا یہان بریگیڈیر پاس سر جیمس اوٹرم کی لکھنؤ ریذیڈنسی سے یونانی خط مین چھٹی آئی کہ جلدی آؤ تو دوسرے دن لشکر ۲۸ میل سفر کر کے گورسہائے گنج مین اور ۲۳ کو بہارن کی سرا مین آیا جو قنوج کے قریب تھا یہان باغیون کا گروہ تین سو سوارون اور پانسو پیدلون کا تھا اور چار توپین یہہ باغی کالی ندی سے پار تھے۔ انگریزون نے چند گولے مارے تھے کہ باغی اپنی توپین

چھوڑ کر بھاگ گئے۔ چارسیل تک ان کا تعاقب کیا گیا باغی سوار گنگا مین اترے وہ اور ان کے گھوڑے بہت تھوڑے ہی گنگا پار اترے ہونگے۔ ۲۶ اکتوبر کو لشکر کانپور مین پہنچ گیا یہان ایسا انتظام کیا گیا کہ اس کولم مین پانچ ہزار پیدل ہو گئے۔ ۳۰ اکتوبر کو گرینٹ صاحب نے گنگا سے عبور کیا کہ عالم باغ جائین۔ لیکن کمانڈر انچیف کے حکم سے انہون نے ایک گاؤن مین بنتھرا کے قریب قیام کیا وہ لکھنؤ کی جانب مین بنی بل سے چار میل پر تھا اس گاؤن مین باغی تھے جنسے لڑائی ہوئی اور انکو مار کر بھگا دیا اور ان پاس ایک ہی توپ تھی توپ جو سرکار کمپنی کی ملک سے تھی چھین لی۔

وین کورٹ لینڈ صاحب مہاراجہ رنجیت کی سپاہ مین کرنیل تھے پھر سرکار کمپنی کے ملازم ہو گئے تھے اور بہتسے کارہائے نمایان کیئے انہون نے بہتسی ہندوستانی سپاہ بھرتی کی تھی اور وہ اس کے افسر تھے اس سپاہ کو ساتھ لیکر وہ دہلی کے شمال مغرب کے انتظام کے لیئے اسوقت دہلی سے روانہ ہوئے کہ گریٹ ہیڈ صاحب کا کولم آگرہ کو جاتا تھا۔ انہون نے تمام بڑے بڑے دیہات بغیر کسی لڑائی کے مطیع کر لیئے۔ ۲ ستمبر کو انہون نے تمام ضلع رہتک کو تابع کر کے اسکا بندوبست کر دیا اور تمام سول افسر اسمین مقرر ہو گئے۔

بریگیڈیر صاحب سپاہ کو ساتھ لیکر دہلی کے مغرب وجنوب کے اضلاع مین انگریزی عملداری جاری کرنے کے لیئے روانہ ہوئے۔ اول راجہ بلب گڈھ کو جسنے دہلی کے بادشاہ کی اطاعت کی تھی ہوڈسن صاحب اپنے ساتھ بگھی مین بٹھا کے بریگیڈیر پاس لائے۔ ہوڈسن صاحب کی رائے مین راجہ مع مصاحبون کے قابل دار تھا مگر ابھی اسکی نسبت گورنمنٹ کا کوئی حکم قطعی نہین صادر ہوا تھا اس لیئے راجہ دہلی روانہ کیا گیا۔ پھر دادری کے ضلع مین ہو کر لشکر جھجر پہنچا۔ یہان کے نواب نے ۱۸ اکتوبر کو بغیر کسی مقابلہ کے اطاعت کی اس ریاست مین کانونڈ بڑا مستحکم قلعہ تھا جسپر چودہ توپین چڑھی ہوئی تھین اور پانچ لاکھ روپیہ تھا اسپر اکتالیس میل پندرہ گھنٹے مین سفر کر کے ہوڈسن کے سوارون نے قبضہ کیا۔ پھر ریگستان کی سرحد پر پہنچکر شاورس صاحب نے دہلی مراجعت کی اس مہم مین انہون نے چار قلعون پر قبضہ کیا بہتسے دہات کو جلا کر خاک سیاہ کیا اور تقریباً ستر توپین لین اور آٹھ لاکھ روپیہ لیا۔ اور

نواب جھجر اور راجہ بلبھ گڑھ کو گرفتار کرکے دہلی بھیجا۔
ابھی شاورس صاحب دہلی مین آئے تھے کہ جنرل پینی پاس خبر آئی کہ جودھپور کے سوار باغیون نے خیرخواہ مہاراجہ جے پور کے لشکر کو شکست دیکر ریواڑی پر قبضہ کرلیا ہے اور تمام اس ضلع مین پھیل گئی ہین کہ جس مین لشکر ابھی ہوکر آیا ہے۔ دہلی مین سپاہ کا ایک کولم مرتب ہوا اسکے افسر کرنیل جرارڈ مقرر ہوئے۔ وہ دسوین نومبر کو دہلی سے روانہ ہوئے اور ۱۳۔ نومبر کو ریواڑی مین پہنچے اور قلعہ ریواڑی پر پھر قبضہ کیا کسی نے مقابلہ نہین کیا۔ یہان انسے اور سپاہ بھی آنکر مل گئی۔ پھر وہ نارنول کی طرف روانہ ہوئے۔ نارنول مین دسوین نومبر کو باغیون کا بڑا ہجوم تھا وہ قلعہ نارنول پر قبضہ رکھتے تھے مگر یہہ پچاسوین یا ساٹھوین دفعہ اس ایک ہی سال مین تھی کہ مستحکم مقام تعداد سپاہ ذاتی بہادری جب تک کام مین نہین آسکتین کہ سپاہ کا ایسا جرنیل نہ ہو جو مقام کے استحکام سے اور سپاہ کی تعداد کثیر سے اور اسکی ذاتی بہادری سے کام لینا نہین جانتا ہو اسکی بڑی عمدہ مثال یہ ہے کہ اگر شیرون کی رہنمائی گدھے کرین تو شیرون سے کوئی نقصان نہین پہنچ سکتا۔ نارنول مین باغیون کی سپاہ جے پور کی سپاہ کی شکست دینے کی خوشیان منا رہی تھی۔ انکا سردار صمد خان نواب جھجر کا خسر تھا جب اسکو انگریزی لشکر کی آمد کی خبر ہوئی تو اسنے کچھ مورچہ بندی نہین کی۔ نارنول کو اسنے خالی کردیا۔ جرارڈ صاحب نے وہان جاکر دشمنون کو نہ دیکھا مگر وہ اپنے مقام پر قبضہ کرنے کے لیئے پھر آئے تو انہون نے اسکو اپنے دشمنون کے ہاتھون مین دیکھا۔ پھر وہ انگریزی لشکر سے بڑی بہادری سے لڑے۔ دیر تک یہ نہ معلوم ہوا کہ لڑائی کا نتیجہ کیا ہوگا۔ دشمن اپنی مایوسی کی حالت مین بڑی بہادری سے لڑے۔ مگر آخر کو انہین پوری شکست ہوئی مگر جرارڈ صاحب اس لڑائی مین مارے گئے۔ انکی جگہ کول فیلڈ مقرر ہوئے۔ انہون نے قلعہ نارنول کی عمارات سے باغیون کو نکال دیا باغی مہاراجہ الور کے راج کی طرف بھاگے انگریزی سپاہ انکے تعاقب مین بھیجی گئی اور لفٹنٹ کرنیل کین صاحب دہلی سے سپاہ لیکر گئے۔ مگر انکو حکم ہوا کہ وہ کمانڈر انچیف کے کیمپ سے جاکر ملین وہ ذخائر اسقدر ساتھ لے گئے جسکا تانتا سڑک پر اٹھارہ میل تک لگا۔

کوہ مری مین سرکشی

کوہ مری پر لیڈی لارنس مقیم تھین - پہلی ستمبر کو انکے ایک ملازم نے اسسٹنٹ کمشنر کو اطلاع دی کہ آج رات کو حملہ ہوگا - یہہ خبر سچ تھی - پہاڑی آدمی آدھی رات کو اس امید مین کہ فتح آسانی سے ہوگی آئے مگر پولس نے اور چند انگریزون نے انکا ایسا مقابلہ کیا کہ تھوڑی دیر لڑکر وہ بھاگ گئے انہین سے بہت آدمیون کا تعاقب ہوا اور وہ گرفتار ہوئے باقی ہزارہ مین بھاگ گئے وہان کے باشندون نے انکو گرفتار کرکے میجر صاحب کے حوالہ کیا جنہون نے انکو سزا دی -

ملتان کی سرکشی

ملتان کی سرکشی خوفناک تھی - ۱۴ ستمبر کو چیف کمشنر پنجاب کو خبر ہوئی کہ ملتان مین سرکشی ہوئی اور گوگیرا کے مسلمان جہاد پر آمادہ ہوئے ہین تین گھنٹے کے عرصہ مین انہون نے جسقدر وہ سپاہ بھیج سکتے تھے بھیجی - کچھ عرصہ تک گھنے جنگلون اور دلدلون نے انکو حملہ سے روکا - آخر کو انگریزی سپاہ نے گڈریون کی رہنمائی سے اپر حملہ کیا اور شکست دی - پھر کوئی دنگہ فساد ایسا نہین برپا ہوا کہ وہ پنجاب کے امن امان مین رخنہ اندازی کرتا -

دلی کے فتح ہونے کے بعد برٹش کی صولت و سطوت کا سکہ پنجابیون کے دلون مین ایسا بیٹھ گیا کہ انکو سوا خیر خواہی کے کچھ اور خیال نہین پیدا ہوا -

باب دوم

بنگال کی سرگذشتین اور تیاریان

سر کولن کیمبل کی تشریف آوری کے وقت ہندوستان مین انگریزی عملداری کی حالت

سر کولن کیمبل بڑے عاقل فرزانہ زمانہ دیدہ تجربہ کار رسیدہ سالار تھے وہ معرکہا عظیم مین ایشیا و یورپ مین اپنے جوہر جوانمردی و شجاعت دکھا چکے تھے اس زمانہ مین انکی برابر کوئی اس عہدہ جلیل القدر کا نظر انتخاب پر دوسرا شخص نہین مقرر ہو سکتا وہ سب طرح سے سپہ سالار

ہونے کے لیئے سزاوار تھے۔ وہ ۱۳۔ اگست ۱۸۵۷ء کو کلکتہ مین رونق افروز ہوئے۔
انکی تشریف آوری کے وقت ہندوستان مین انگریزی عملداری کی بدترین حالت تھی
ممالک شمالی و مغربی و دہلی و رہیلکھنڈ اور اودھ مین سے انگریزی عملداری اٹھ گئی تھی
پنجاب مین ابال آرہے تھے سنٹرل انڈیا مین بغاوت منھ پر نقاب ڈالے ہوئے
بیٹھی تھی۔ ہندوستان مین انگریزی سلطنت کی بقا دہلی کی فتح پر تھی اور وہ انگریزون کے
قبضہ مین نہ تھی۔

جو اضلاع کہ باغیون کے قبضہ مین نتھے انکے جو آخر حالات معلوم ہوئے تھے انسے
دلجمعی نہین ہوتی تھی۔ دہلی کے سامنے جو انگریزی سپاہ تھی وہ ابھی محاصر نہین تھی جسیکہ
محصور۔ آگرہ مین جو برٹش سپاہ قلعہ نشین تھی وہ تنہا نشین تھی۔ اسکی آمد و رفت ساری
دنیا سے منقطع تھی لکھنؤ مین جو تھوڑی سی برٹش سپاہ تھی اسکو لوگ جانتے تھے کہ اس نے
میدان جنگ مین شکست پاکر اپنے تئین ایسے احاطہ مین بند کیا ہے جو ملیٹری لحاظ سے اس
قابل نہین ہے کہ وہ اسکی محافظت کر سکے اس مین بہت سی عورتین اور بچے ہین جنکا بچانا
اسکے ذمے ہے، جنرل ہیولوک نے دو دفعہ کوشش کی کہ اس پاس پہنچکر اسکی رفع
تکالیف کرین مگر دونو دفعہ ناکامیاب ہوکر انکو کانپور مین واپس آنا پڑا۔

روز بروز انگریزی عملداری کا تنزل ہوتا جاتا تھا اور اسکی صورت بگڑتی جاتی تھی ہر روز
سکھون کی خیر خواہی زیادہ مشتبہ ہوتی جاتی تھی۔ ہر روز یہہ بات مشکل ہوتی جاتی تھی کہ مہاراجہ
سیندھیا اپنی سپاہ کو آگرہ جانے سے باز رکھ سکے یا کانپور جانے دے جہان اسکا
جانا زیادہ ہولناک تھا۔ ہر روز راجپوتانہ اور بندیل کھنڈ کے والیان ملک پر انگریزون کا اقتدار
کم و پیچیدہ سا ہوتا جاتا تھا۔ مغربی پریسیڈنسی مین بغیر کسی مغالطہ کے ایسے آثار نمودار ہوتے
جاتے تھے کہ جنوبی مرہٹون کے ملک پر قبضہ صرف ایک بڑا زبردست و قوی ہاتھ رکھ
سکتا ہے۔ انگریزون کے قبضہ مین الہ آباد تھا جسکا دریائی فاصلہ کلکتہ سے آٹھ سو نو
میل تھا۔ اور الہ آباد اور کلکتہ کے درمیان تین بڑے شہرون بنارس غازیپور اور پٹنہ
مین انگریزی عملداری تھی جسکے سبب سے کلکتہ اور الہ آباد کے درمیان دریا کے اوپر حکمرانی

تھی۔ جب سرکولن کیمبل تشریف لائے ہین تو لڑائیو کے لیے سپاہ کہین سے نہین ہاتھ لگ سکتی
تھی۔ صرف دو رجمنٹین نمبر ۵ و ۹۰ جنرل ہیولوک صاحب پاس کانپور مین امداد کے لیے
بھیجی گئین باقی ساری سپاہ کلکتہ اور الہ آباد کے درمیان دریا کی آمدورفت کی نگہداشت
کرتی تھی۔ کلکتہ سے رانی گنج تک ایک سو بیس میل ریل بنی ہوئی تھی اس سے آگے شاہراہ
اعظم پر راہ تھی جسپر باغی جابجا پڑے پھرتے تھے

سپاہ جو چین اور انگلنڈ اور کلکتہ سے آنے والی تھی اسکے لیئے سامان سفر اور رسد تیار
کرنے مین گورنمنٹ نے بہت ہی کم توجہ کی تھی کینانگ صاحب نے بہت تھوڑا سا وہ تیار
کیا تھا اب نئے کمانڈر انچیف نے گورنمنٹ سے یہ سامان تیار کرائے کہ گھوڑے جو ضروری
تھے بڑی بڑی قیمت دیکر خرید لیئے۔ انگلنڈ کو درخواست بھجوائی کہ وہ ان فیلڈ رایفل
کے گولی بارود کا میگزین بھیجے اور یہان بھی اس کے بنانے کے سامان تیار کرائے
کیپ سے آٹا منگایا کاشی پور مین جہان لوہے کا کارخانہ تھا توپین ڈھلوائین خیمے اور
گھوڑون کے ساز تیار کرائے۔ غرض اگست کے مہینے کے ختم ہونے تک انہون نے
ہر کارخانہ کی ہستی چالاکی کو چوگنا کر دیا اور گورنمنٹ مین اپنی مستعدی جسمین کبھی نکان نہین آتا
پیدا کر دی۔

انہون نے گورنمنٹ سے ایک ٹرین جاری کرائی۔ کلکتہ اور الہ آباد کے درمیان دو طرح کی
راہین ایک دریاے گنگا مین دوسری بڑی شاہراہ اعظم پر تھین۔ دریائی راہ مین یہ نقص تھا
کہ اس مین دخانی جہازون کی آمدورفت جون جولائی اگست مین ہوسکتی تھی پھر دریا برسات کے
بعد ایسا اتر جاتا تھا کہ اس مین دخانی جہازون کا چلنا مشکل ہوجاتا تھا اور یہ یقینی امر نہین ہوتا
تھا کہ وہ منزل مقصود پر پہنچینگے۔ اسلیے خشکی کی راہ کا انتظام کرنا مناسب سمجھا گیا۔ شاہراہ اعظم پر
بیلون کی چوکیان بٹھائی گئین اور گاڑیان بنائی گئین جنمین چند سپاہی آرام سے
بیٹھ سکتے تھے۔ اسطرح [illegible] الہ آباد تک رانی گنج سے
جاری کی گئی۔ [illegible] ٹھہر کر کھاتے
[illegible]

[illegible]

[illegible]

پہنچ جاتے انکو دو ہفتہ سفر کرنا پڑتا۔ راہ مین کہین کہین اس سفر مین باغی رخنہ اندازی کرتے اس کے بند کرنے کے لیئے کئی گشتی کولم مقرر کیئے گئے جنمین سے ہر ایک کولم مین چھ سو سپاہی و توپچی تھے وہ سڑک پر گشت کیا کرتے تھے تاکہ کوئی ان چھوٹے گوروں کے گروہون کو جو بلاک ٹرین مین سفر کرتے ہین کسی طرح کا آزار نہ پہنچائے۔ اس سپاہ سے علاوہ اس محافظت راہ کا اور یہ فائدہ ہوا کہ حکام سول کو اضلاع کے بندوبست کے اہتمام مین اس سے بڑی امداد ملی گشتی سپاہ مین دو ہزار چوبیس سپاہی تھے جنمین سے تقریباً اٹھارہ سو سپاہیون سے سول افسر اضلاع کے انتظام مین کام لیتے تھے۔

سپاہیون کا ہندوستان مین آنا

اکتوبر کے آخر دو ہفتون مین چین کی مہم سے لارڈ ایلگن کی بھیجی ہوئی سپاہ بتفصیل ذیل کلکتہ مین آئی ہائیلنڈرس کی رجمنٹ نمبر ۹۳ اور فیوزیلرس رجمنٹ نمبر ۲۳ پیدل رجمنٹ نمبر ۸۲ کی تین کمپنیان شاہی ارٹلری کی دو کمپنیان اور سپیر کی ایک کمپنی۔ اکتوبر کے پہلے ہفتے مین کیپ گڈ ہوپ سے بتفصیل ذیل سپاہ آئی۔ شاہی ارٹلری کی ایک کمپنی جسکے ساتھ اٹھاون ۵۸ گھوڑے بھی تھے تیرہوین پیدل رجمنٹ کے تقریباً پانچ سو سپاہی۔ اس سپاہ کا لکھنؤ بہت جلد بھیجا ضروری تھا ان سپاہیون کے آنے سے پہلے ہی دہلی فتح ہوگئی تھی۔ پہلے دہلی کا فتح کرنا سب سے زیادہ ضروری سمجھا جاتا تھا اب لکھنؤ کا فتح کرنا سب سے مقدم تھا

گوالیار کی باغی سپاہ

گوالیار کی باغی سپاہ نے بڑا سر اٹھایا تھا اس سے بڑا اندیشہ تھا کہ کلکتہ اور کانپور کے درمیان آمد و رفت کا مسدود کر دینا اس کے اختیار مین تھا۔ الہ آباد مین کلکتہ سے سپاہ کے بھیجنے مین بہت شتابی کی جاتی تھی اور اسکے واسطے بڑا سامان الہ آباد مین تیار کرایا جاتا تھا۔ ۱۸۔ اگست کو ولیم پیل دو دخانی جہاز شانون اور پرل اپنے زیر حکم لیکر الہ آباد کو روانہ ہوئے۔

کپتان پیل اور اور سپاہ کی آمد

کپتان پیل بڑے بہادر و دانشمند افسر تھے وہ الہ آباد مین دوسری ستمبر کو پہنچے۔ شانون برگیڈ مین پانچ سو بیس سپاہی مع افسران کے تھے اور پرل کے برگیڈ مین ایک سو چھپن سپاہی اکتوبر کے دوسرے دو ہفتے مین پیدل نمبر ۸۲ رجمنٹ کے باقی سپاہی اور اٹھتیسوین رجمنٹ کے ۱۹۸ سپاہی اور ۳۴ وین رجمنٹ اور بیالیسوین ہائی لنڈرس کے ۱۴۴ سپاہی اور ۱۰۲

ری کروٹ اور اسکے بعد ۶۱۲ شاہی ارٹلری کے سپاہی اور رائفل برج کے ۹۰۳ سپاہی اور دوسری اور تیسری پلٹن اور بیالیسوین ہائی لنڈرس کے ۲۹۰ اور چون وین پیدل کے ۳۵۲ اور ۸۸ رجنٹ کے ۸۸۳ ری کروٹ اے - اب سرکولن کیمبل مع اپنی سپاہ اور ہیڈکوارٹرس اور سٹاف کے ۲۷ - اکتوبر کو ڈاک مین الہ آباد کو روانہ ہوئے - اب ہم سرکولن کیمبل کی مہمات کے بیان کرنے سے پہلے بنگال اور بہار کا حال بیان کرتے ہین -

ضلع بھاگلپور

بھاگل پور کی قسمت مین اضلاع بھاگل پور - منگیر - پورنیا سنتھالیا تھے اور راج محل ڈویژن تھا اور جارج یول کمشنر تھے - یہ قسمت ایسی بڑی تھی کہ اس مین صوبہ بہار آدھا داخل تھا اسکا دارالحکومت گنگا کے کنارہ پر بھاگل پور ۲۶۶ میل کلکتہ سے تھا -

ہندوستانی سپاہ متعینہ بھاگلپور

جیسا کہ دانا پور کی سپاہ نے سرکشی نہین کی بھاگل پور کی قسمت مین بغاوت نہین ہوئی اس مین ہندوستانی سپاہ بہ تفصیل ذیل تھی - پانچوان غیر آئینی رجنٹ سوارون کا مع ہیڈکوارٹرس کے بھاگل پور مین بتیسوین رجنٹ باسوئی مین اور تریسٹھوین بہ بام پور مین -

یول صاحب نے اپنی دانائی اور ہوشیاری سے جولائی کے تیسرے ہفتے تک سپاہ کو باغی نہین ہونے دیا مگر جب دانا پور کی سپاہ باغی ہوئی اور مغربی بہار قبضہ سے نکل گیا تو یول صاحب نے پانچوین فیوزیلرس کے پچاس سپاہی بھاگل پور مین رکھے اور اس کے پچاس سپاہی منگیر کے قلعہ مین بھیجے -

دانا پور کی سپاہ کی سرکشی اور کنورسنگھ کی بغاوت نے شرقی بہار کی حالت کو خطرناک بنا دیا یول صاحب نے بھاگل پور اور منگیر مین یوروپین سپاہ کو رکھکر ان دونو شہرون کو بچایا اور دریا کی راہ کو محفوظ رکھا - یہان کی سپاہ یہ دیکھ رہی تھی کہ آرہ کے محاصرہ کا نتیجہ کیا ہوتا ہے - جب ان پاس ہوا - اگست کو یہ خبر آئی کہ ایر صاحب نے آرہ کے محاصرہ کو اٹھا دیا تو اسکو یقین نہین آیا وہ یہ جانتے تھے کہ انگریز یا انکے دوست ایسی جھوٹی خبرین گھڑ گھڑکر اڑایا کرتے ہین بلکہ خبر مذکورہ کے برخلاف انکو یقین ہوا اور پانچوین رجنٹ غیر آئینی سوارون کی باغی ہوکر باسوئی مین گئی - جہان ۳۲ رجنٹ مقیم تھی یہان کے کمانڈر برفی صاحب تھے انہون نے اس پلٹن کو اپنی نصاحت سے اسطرح سمجھایا کہ اسنے پانچوین رجنٹ پر گولیان چلائین اسکی پانچوین رجنٹ

اپنی امید مین مایوس ہوکر رومبنی کے رستہ سے آرہ چلے گئے ۔

مشرقی بہار تو پول صاحب کی حسن تدابیر سے خونون سے خلاص ہوا مگر اسکے ہمسایہ مین ایک پہاڑی ضلع چوٹیا ناگپور تھا۔ اسمین بڑی بڑی چھاونیان ہزاری باغ و رانچی وچن باسا و پرولیا تھین۔ یہان قائم مقام کمشنر کپتان ڈالٹن تھے۔

داناپوری سپاہ کی سرکشی کی اور کنور سنگھ کی بغاوت کی خبر ہزاری باغ مین ۳۰ جولائی کو پہنچی۔ یہان جو آٹھوین رجمنٹ کے دستے تھے انہون نے بغاوت کی اور اپنے افسرون اور سول کے حاکمون کو نکال دیا ابتک سپاہ پر اعتبار کے ایام چلے جاتے تھے ہندوستانی سپاہ کے ہر افسر کو اپنی سپاہ پر اعتبار چلا جاتا تھا وہ اپنی سپاہ کی خیرخواہی کا یقین کرتا تھا اور اور افسرون کی سپاہین جو باغی ہوئی تھین اپر وہ دلی افسوس کرتا تھا۔ جب یہ خبر ڈرونڈہ مین جو سول سٹیشن رانچی کے قریب تھا پہنچی کہ ہزاری باغ مین جو ساٹھ میل کے فاصلہ پر تھا سپاہ متزلزل ہورہی ہے تو وہان کے کمانڈنگ افسر نے لفٹنٹ گریہم کے ساتھ تیس سوار اور رام گڈھ کے غیر آئینی سوار اور رام گڈھ کی پلٹن کی دو کمپنیان اور دو توپین ہزاری باغ بھیجین کہ وہان کی سپاہ کے ہتھیار لے لے۔ گریہم صاحب نے سفر کیا ابھی وہ دوسری منزل پر نہ پہنچے تھے کہ کپتان اوس سے ملے انہون نے کہا کہ آٹھوین ہندوستانی رجمنٹ کے دستون نے تو ایک دن پہلے ہی بغاوت کی اسپر انکو اسکی سپاہ نے بغاوت کی اور توپین اور میگزین اور چار ہاتھی اور کپتان کا اسباب چھین لیا اور لیٹے رانچی کو یوروپین کو بد دعائین دیتے ہوئے گئے سوار مستقل رہے۔

کپتان ڈالٹن اور چند یوروپین افسر رانچی مین تھے جب انکو بغاوت کی خبر پہنچی تو وہ ہزاری باغ چلے گئے جسکو باغی چھوڑکر چلے گئے تھے لفٹنٹ گریہم مع چند خیرخواہ سوارون کے وہان پہلے آگئے تھے۔ رانچی اور ڈرونڈہ کے مقامات باغیون کے قبضہ مین آئے انکو لوٹا اور خزانہ پر قبضہ کیا۔ چرچ پر گولے مارے قیدیون کو چھٹایا لوگون کا مال اسباب برباد کیا ڈالٹن صاحب نے راجہ رام گڈھ کی مدد سے ہزاری باغ مین بندوبست کر لیا۔ باغیون نے جو بہت سا مال لوٹا تھا اسکو واپس لے لیا۔ چند روز مین کچہریان کھل گئین اور بدستور سابق

سب کام ہونے لگے۔

مدراس کی سپاہ

مدراس پریسیڈنسی کے ہندوستانی سپاہی باستثنار اٹھوین رجمنٹ سواروں کے باغی نہین ہوئی تھی — انہون نے بنگال کی سپاہون کی طرح بغاوت کا کلنک کا ٹیکا ماتھے پر نہین لگایا بلکہ وہ یہ کہتے تھے کہ یہ ہم کو ایک موقع ہاتھ لگا ہے کہ سرکار جسنے ہم کو پالا پوسا ہے اسکی خیر خواہی کو ہم دکھلائین انہون نے گورنمنٹ سے درخواست کی کہ اس وقت ہم سے کام لیا جائے۔ گورنمنٹ نے کچھ تامل کے بعد انکی درخواست کو مہربانی کرکے منظور فرمایا پھر مدراس کی بہت سی سپاہ پانچوین اگست سے کلکتہ مین آنی شروع ہوئی اور اس سپاہ کے سپہ سالار بریگیڈیر کارتھیو صاحب مقرر ہوئے تھے جنکے کامون کا بیان ہم آگے کرین گے۔ علاوہ مدراس کی سپاہون کے خشکی مین کٹک سے مشرقی بنگال مین سپاہین چلی آتی تھین انہین اٹھارہوین رجمنٹ مدراس تھی۔ کرنیل فس چراس سپاہ کے سپہ آرا تھے۔ مدراسی سپاہ گورنمنٹ کی تقویت کا بڑا مخزن تھا۔ ڈالٹن صاحب نے جو یورپین پلٹن کی درخواست کی تھی اسکے جواب مین گورنمنٹ نے لکھا کہ مدراس سے سپاہ بھیجی جاتی ہے کہ وہ انتظام کو بحال کرے اسکا ایک کولم اودھ ہزاری باغ کو بھیجا جائے کہ ٹرنک روڈ کی محافظت کرے اور دوسرا کولم پرولیا اور رانچی کو جائے۔ گورنمنٹ کو امید ہے کہ جب تک یہ سپاہ پہنچے کپتان ڈالٹن اپنے تئین ہزاری باغ مین سنبھالے رکھیگا۔ مگر صاحب ممدوح اپنے تئین نہین سنبھال سکے ہزاری باغ مین ایسے خوف پیدا ہوئے کہ وہ ۱۲۔ اگست کو بگوڈا مین الٹے چلے آئے یہان وہ چندروز ٹھہرے کہ ان پاس سکھ بیٹری کے ۱۵۰ سپاہی ماتحت لفٹنٹ ارل کے آگئے انکی مدد سے ہزاری باغ مین پھر وہ چلے گئے۔

باغی بڑھتے جاتے تھے اگرچہ گورنمنٹ کو دانشمندانہ تجربہ ہو گیا تھا کہ اسنے انکی تعداد کو سطرح گھٹایا کہ ۲۔ اگست کو ستیسوین ہندوستانی پیدل اور گیارہوین غیر آئینی سواروں کی رجمنٹ سے اور رام پور کے نواب ناظم کی سپاہ سے ہتھیار لے لئے تھے لیکن پھر بھی ٹرنک روڈ کے گرد باغی سپاہیون کا جنکے پاس سب قسم کے ہتھیار تھے بڑا غول رہتا تھا

جس سے بڑا خوف رہتا تھا جسکا علاج کرنا ناگزیر تھا۔ اور یہہ خوف اس سبب سے اور بھی زیادہ ہوگیا تھا کہ دلوگڈہ مین اضلاع سنتال مین باغی سپاہیون نے اپنے افسرون کو مار ڈالا تھا اس لیئے گورنمنٹ نے اپنی پہلی تجاویز کو بدلکر کرنیل فسس چر کو یہہ حکم دیا کہ وہ ڈرونڈہ کی راہ سے ہزاری باغ مین جائے مگر یہہ حکم فسس چر صاحب پاس ۱۳ ستمبر کی رات کو برہی مین پہنچا اس پیغام کے آنے سے پہلے اسنے یہہ تحقیق دریافت کرلیا تھا کہ باغی چٹیا ناگپور سے غالباً رتہاس گڈھ کی طرف گئے ہین اسنے انکے روکنے کے لیئے درخواست بھیجی وہ کچھ دیر مین منظور ہوئی تو اسنے میجر انگلش کو سپاہ کے ساتھ ڈورونڈہ بھیجا۔ یہہ اسطرف سفر کررہا تھا اور ریٹری صاحب ڈیرے کی طرف اور فسس چر جالیا کی طرف جارہے تھے فسس چر صاحب نے یہہ خیال کیا کہ ہزاری باغ ضلع چھترا مین باغیون نے پناہ لی ہے اسنے ان تمام حالات کی اطلاع اپنے حاکم بالا کو دی اسکا جواب یہہ آیا ہے کہ تم صرف گرینڈ ٹرنک روڈ کی محافظت کرو اور باغیون سے کہین لڑائی نہ لڑو اور اس ڈاک مین میجر انگلش کو یہہ ہدایت ہوئی کہ وہ کمانڈر انچیف سے براہ راست حکم لیکر چٹیا ناگپور مین لڑائیون کا اہتمام کرے۔ میجر انگلش نے چھترا کی طرف سفر کیا جہان تین ہزار باغی تھے اور انگلش صاحب پاس تین سو پچاس سپاہی تھے مگر انہون نے دشمن پر بہادرانہ حملہ کیا اور ایک گھنٹہ لڑکر انکو شکست دی دشمن ہزیمت پاکر بڑا سراسیمہ بھاگا۔ اسکی چار توپین اور ریورے ویگن اور چالیس چھکڑے میگزین سے بھرے ہوئے دس ہاتھی ۲۹ جوڑیان توپخانہ کے بیلون کی اور کئی صندوق خزانہ کے فتحمندون کے ہاتھ لگے انگریزون کی طرف ۴۲ آدمی مجروح و مقتول ہوئے اس فتح سے ٹرنک روڈ پر سے بالکل خوف دور ہوگیا۔ اور اضلاع مین سپاہ متعین ہوکر انتظام ہوگیا۔

یہ کالم فتحپور مین جو الہ آباد اور کانپور کے وسط مین ہے ۳۱ اکتوبر کو آدھی رات مین پہنچا پول صاحب پاس دوپہر کو خبر آئی کہ داناپور کی باغی رجمنٹین جنکو ائر صاحب نے بہار سے مار کر بھگایا تھا انکے ساتھ بہت سے اور باغی جمع ہوگئے ہین وہ ایک بڑے مستحکم قصبہ کجوہ مین مقیم ہین جو فتحپور سے شمال مغرب مین چوبیس میل ہے۔ باغیون کی تعداد کا تخمینہ دو ہزار

آئینی سپاہیوں کا اور غیر آئینی سپاہیوں کا کیا گیا تھا۔ ہندوستان کی تاریخ میں کجوا کا
مقام اس سبب سے نامور ہے کہ اورنگ زیب نے اپنے بھائی شجاع پر یہیں فتح پا کے
ہندوستان کی بادشاہی حاصل کی تھی۔ اس قصبہ کے پاس ایک بڑا وسیع باغ تھا اس کی
فصیل کنگورے دار تھی اسکے بازوؤں پر احاطے تھے نہیں اگرچہ سپاہی ہوں تو وہ
دشمن کی پیش قدمی کو روک سکتے ہیں اس مقام میں سپاہ مقیم ہو کر سرک کو کی جو فتحپور سے
کانپور کو جاتی ہے راہ بند کر سکتی ہے۔ پول صاحب میں ایک سپہ گری کا فطری شعور تھا۔ جب
بغاوت شروع ہوئی تو وہ فورٹ ولیم میں اپنی رجمنٹ کے کپتان تھے وہ بغاوت کی ساری
باتوں کو غور کی نگاہوں سے دیکھتے تھے اور اس حالت میں بھی کہ انگریزی سپاہ نہایت پست
حالت میں تھی انکو یقین تھا کہ آخر کو انگریزوں ہی کو فتحیابی ہو گی۔ انکا دل لڑائی کے لیے
پھڑکتا تھا۔ اب انکو لڑائی کا موقع ہاتھ لگا انہوں نے فتحپور کو فوراً سفر کیا آدھی رات کو
وہاں پہنچے رات بھر جنگ کے لیے تیاری کرتے رہے دوسرے دن صبح کو حملہ کرنے کے لیے
دوڑے گئے۔

کجوا کی لڑائی

پہلی نومبر کو ساڑھے پانچ بجے صبح کے پانچسو تیس سپاہی اور دو توپیں لیکر روانہ ہوئے۔
دوسرے دن دوپہر کو تین بجے پہنچے۔ دشمنوں نے باغ اور احاطوں کو تو چھوڑ دیا تھا ٹیلوں
کی آڑ میں مورچے لگائے تھے اور سڑک پر تین توپیں لگائی تھیں۔ کرنل پول کی تو دو توپوں
کے لینے میں جان گئی انکی جگہ پول صاحب مقرر ہوئے انہوں نے باغیوں کو شکست دیکر تین
توپیں چھین لیں اور اپنے لشکر میں لے آئے۔ تعاقب کرنا اس سبب سے ناممکن تھا کہ
تین دن میں پیادہ سپاہ نے ۷۲ میل سفر کیا تھا سوار ساتھ نہ تھے۔ لڑائی میں سخت
نقصان ہوا تھا کہ پچانوے سپاہی مقتول مجروح ہوئے تھے۔ پول صاحب نے سڑک پر
پیش قدمی کر کے کانپور کی طرف سفر کیا۔

باب سوم

سر کولن کیمپل کی دو لشکرکشیان

کلکتہ مین سر کولن کیمپل لشکرکشی کے لیئے تیاریان کر رہے تھے کہ لکھنؤ سے ایسی خبر آئی کہ جسنے انکو متنبہ کردیا کہ وہ وہان جانے مین ایک لمحہ کا توقف نہ کرین۔ یہہ پہلے لکھا جاچکا ہے کہ اوٹرم صاحب اور ہیولوک صاحب کی تھوڑی سی سپاہ ۲۵ ستمبر کو لکھنؤ کی ریذیڈنسی مین داخل ہوئی تھی۔ سپاہ کا ایک حصہ جو فرح بخش مین چھوڑا گیا تھا وہ دوسرے دن صبح کو ریذیڈنسی مین داخل ہوا۔ دشمنون کے عقب کی سپاہ پر حملہ کیا تھا تو کرنیل روبرٹ نے پیر اسکی مدد کو گیا۔ ۲۷ ستمبر کو جو لشکر مین زندہ رہے تھے وہ سب سواران کے جو عالم باغ مین متعین تھے ریذیڈنسی مین داخل ہوکر محصورین سے ملے۔ جب دونو جرنیل ہیولوک اور اوٹرم ریذیڈنسی مین داخل ہوئے تو ان مین مشورہ ہوا کہ کسی طرح سپاہ محصور کو کسی عافیت گاہ مین لے جانا چاہیئے مگر اوٹرم صاحب کے نزدیک یہ امر ناممکن تھا انہون نے کہا کہ عورتون اور بچون اور زخمیون کے لے جانے کے واسطے سواریون کا اور باربرداری کا سامان موجود نہین ہے اگر یہہ سامان بہم پہنچایا بھی جائے تو دونو پہلی امداد کی سپاہیون مین متفق ہوکر بھی اتنی طاقت نہین ہے کہ وہ ان عورتون بچون و زخمیون کو کانپور تک بخیریت پہنچا یئن انکو یہ خوف بھی لگ رہا تھا کہ جب تک سپاہ معین آئے خوراک کے ذخیرے محصورین کیلئے کافی نہین ہونگے یہی خوف انکو ایسا تھا کہ لوگون نے انکو دیکھا کہ وہ راتون کو اسکے دور ہونے کے لیئے خدا سے دعا مانگا کرتے تھے جو گروہ انکے زیر اہتمام تھا اسکی آسائش و آرام کے لیئے تدابیر کرتے تھے اسلیئے انہون نے گومتی کے کنارہ پر جو عمارات تھین انپر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا اور اس مین وہ بغیر کسی مزاحمت کے کامیاب ہوئے۔ ہیولوک صاحب ان نئے مقامات کے مورچون کے مہتمم مقرر ہوئے اور پہلی سپاہ حصار نشین کی جوابدہی انگلس صاحب کے ذمے رکھی

عالم باغ ایک افسر کے سپرد ہوا کہ وہ اسپر جہان تک ممکن ہے قبضہ رکھے وہ بڑی عمدہ قیامگاہ اس سپاہ کے لیئے ہے جو کمک کو آئیگی۔ مہینے کے ختم ہونے سے پہلے اوٹرم صاحب کو تحقیق ہوا کہ باقی خوراک کا تخمینہ غلط کیا گیا ہے اگر وہ کفایت کے ساتھ خرچ کی جائیگی تو کئی ہفتے تک کام چل سکتا ہے اس لیئے انہون نے صبر کے ساتھ جبتک انتظار کیا کہ سر کولن کیمبل انکی اعانت کے لیئے آئین۔ انگریزون کی اقامت گاہ کے شمال مشرق مین حدود وسیع ہوگئی تھی۔ جنوب اور مغرب مین وہ وسعت نہین پا سکتے تھے۔ پھر بھی نئے مورچے بنائے گئے۔ بیرونی مورچے دشمنون کے اس سڑک پر لے گئے جو آہنی پل کی طرف جاتے تھے اور وہ قبضہ مین رکھے گئے پرانی فصیل و برج و بارہ کی مرمت کی گئی اور نئی بیٹریان بنائی گئین۔ دشمنون نے ابھی کارزار سے ہاتھ نہین اٹھایا تھا۔ یہ سچ ہے کہ وہ ایسے فاصلہ پر چلے گئے تھے کہ انکی بندوقین پہلی طرح سے کارگر نہین ہوتین تھین۔ مگر وہ انگریزی مورچون مین گولے مارتے تھے اور سرنگون کے لگانے مین بڑے سرگرم تھے۔ اب سپاہ حصار نشین ایسی طاقتور ہوگئی تھی کہ وہ فقط اپنی ہی محافظ نہین تھی بلکہ وہ محاصرہ سے باہر نکلکر حملہ کرتی تھی اور دشمنون کی توپون مین میخین ٹھوکتی تھی اور انکے مکانات اور بیٹریون کو برباد کرتی تھی اور سرنگون پر بار بار قبضہ کرتی تھی اور انکو غارت کرتی تھی غرض انکی حالت پہلے سے اچھی تھی وہ پہلے اس فکر مین رہتے تھے کہ کیونکر دشمنون سے اپنی محافظت کرین اب اس فکر مین رہتے تھے کہ کیونکر دشمنون پر حملہ کرین۔

اوٹرم صاحب اور ہیولاک صاحب نے انگلس صاحب کی گردن پر سے بوجھ ہلکا کر دیا تھا اور سب کو یقین ہوگیا تھا کہ انکی کمک ضرور آئیگی خواہ اس کے آنے مین کتنا ہی توقف ہوجائے۔ مگر جو تکالیف جسمانی محصورین کی چلی جاتی تھین کہ توپون کے بیلون کو ذبح کرکے وہ کھاتے تھے تو انکی جسمانی قوت اس قابل ہوتی تھی کہ وہ کام کرین اور لڑائی لڑین۔ خوراک کو کم کرین تو اناج انکے لیئے کافی ہوا انکے پاس باورچی نہین تھے اس لیئے وہ ڈبل روٹی کی جگہ چپاتیان کھاتے تھے اس سبب سے بہت سے پیچش اسہال اور ہیضہ مین مبتلا تھے اور سبزی نا ملتے تھے اس لیئے خارش کی بیماری ہوتی تھی۔ اسپتالون مین بیمارون کا ہجوم رہتا تھا کہ مریضون کی تکالیف اور زیادہ ہوتی تھین۔ وہ لوگ جو اپنے فرائض ادا کرنے کے لیئے

ناقابل نہین ہوئے تھے وہ کمزور اور مضمحل ہوگئے تھے تنباکو نہین ملتا تھا اس لیئے وہ جار کے پتے اور اور درختون کی چھالین چلمون مین رکھ کر پیتے تھے وہ رات کے متواتر پہرہ چوکی سے دق ہوتے تھے۔ رات کی سرد ہوائین گرمی کے کپڑون کے اندر گھسی جاتی تھی۔

ہندوستانی سپاہ اپنے جرنیلون کی ہمدردی اور دلسوزی کرنے کے سبب سے ساری سختیون اور مصیبتون کی برداشت کرتی تھی اور کوئی شکایت نہین کرتی تھی وہ خیرخواہ گورون کی طرح کام کرتی تھی اور اپنے جرنیلون کی تقلید کرتی تھی لیکن سپاہ کی امیدون کے دیرکرنہ آنے سے دل بیمار ہوتے تھے۔ اکتوبر کا مہینہ آخر ہونے کو ہوا مگر اب تک کولن کیمبل کے آنے کی کچھ خبر نہ تھی۔

سرکولن ۲۷۔ اکتوبر کو کلکتہ سے روانہ ہوئے راہ ناامین تھی وہ گرفتار ہونے سے بچ گئے وہ اپنے سٹاف سمیت کوچ کرتے اور محافظ سپاہ ہمراہ نہین رکھتے تھے۔ شیر گھاٹی تک تو وہ بخیر و عافیت آئے جب یہان سے دس بارہ میل آگے چلے تو سڑک کے موڑ پر آگے کی گاڑی کے کوچبان نے دیکھا کہ چودہ ہاتھیون پر باغی سوار ہین اور پچیس سوار ان کے ہمراہ ہین۔ یہ خوش نصیبی تھی کہ تھوڑی دور پیچھے بلاک ٹرین مین گورے چلے آتے تھے وہ ان سے جا ملے اسطرح وہ گرفتار ہونے سے یا کسی اور بلا مین مبتلا ہونے سے بچ گئے۔ بلا سے رسیدہ بود ولے بخیر گذشت کچھ ایکی فتح سے جسکا اوپر بیان ہوا راہ صاف ہوگئی تھی۔ سرکولن پہلی اتوار کو الہ آباد مین داخل ہوئے اور ایک دن ٹھیر کر انہون نے اضلاع کے انتظام کے لیئے ونگاڈن صاحب کے ماتحت ایک سپاہ بھیجی کہ اعظم گڈھ کے ہمسایہ مین باغی سپاہ جو دنگہ فساد کر رہی ہے اسکو مٹائے۔ کمانڈرانچیف تیسری نومبر کو کانپور مین آگئے۔

کانپور ایسا معرض خطر مین آرہا تھا کہ لکھنؤ جانے سے پہلے سرکولن کیمبل اس کے حال پر نظر کرتے تو انصاف تھا جسوقت دہلی فتح ہوئی تو گوالیار کنٹنجنٹ مہاراجہ سیندھیا کے قابو مین نہین رہی کہ اسکو وہ اپنے پاس روکے رکھتے۔ انہون نے ہرچند اسکو بہلایا مگر وہ بہلاوے مین نہین آئی۔ تانتیا توپی نے اسے درخواست کی کہ وہ مجھے اپنا پیشوا بنائین تو مین انکو انگریزون سے لڑنے کے لیئے لے جاؤنگا۔ انہون نے یہہ درخواست منظور کرلی

اب یہ سپاہ کالپی کی طرف اس غرض سے چلی کہ نانا سے اور دانتیا ٹوپے کے باغیون سے ملکر کانپور پر یورش کرے۔ اوٹرم صاحب نے سر کولن کو لکھا کہ لکھنؤ مین ہم خود اک گھٹا کر اپنا کام بخوبی آخر تک چلا سکتے ہین۔ بس سٹیٹ کے لیئے بہت فائدہ مند ہے کہ گوالیار کے باغیون کا علاج اول کیا جائے اور وہ بالکل فنا کیئے جائین اور پھر ہماری امداد پہ توجہ کی جائے۔ لیکن سر کولن نے اپنی اس رائے پہ اصرار کیا کہ اول لکھنؤ جانا چاہیئے۔ انہون نے ونڈہم صاحب کو کانپور حوالہ کیا اور پانچسو گورے اور کچھ سکھ ان پاس چھوڑے اور ۹۔ نومبر کو سفر شروع کیا کہ ہوپ گرینٹ صاحب بنی کے پرے بان تھرمین جا کر ملین۔

اوٹرم صاحب کی صلاح کے برخلاف سر کولن کیمبل نے کانپور کے محفوظ کرنے سے پہلے لکھنؤ کے فتح کرنے کا ارادہ کیا اس لیئے ضرور تھا کہ وہ لکھنؤ اور حوالی لکھنؤ کے تمام مقامات سے بخوبی آگاہ ہوتے۔ کچھ دنون پہلے اوٹرم صاحب نے نقشون کا مجموعہ ان پاس بھیجا تھا اور اس کے ساتھ ایک مراسلہ لکھا تھا کہ جس سے انکی سمجھ مین آتا کہ حملہ کرنے کے لیئے کونسی راہون پہ چلنا چاہیئے۔ اب اس کے سمجھنے کے لیئے بڑی ضرورت یہ تھی کہ کوئی یورپین جو ریسیڈنسی مین ہو ان پاس جائے اور مطلب انکو سمجھائے کہ آپ کو ان راہون پر چلکر حملہ کرنا چاہیئے۔ لیکن ہندوستانی جاسوس اسقدر دشمنون نے گرفتار کیئے تھے کہ مشکل تھا کہ کوئی یورپین انکی گرفتاری سے بچتا۔ جنرل کی آدمیت سے یہ امر بعید تھا کہ وہ کسی یورپین سے یہ فرمائش کرتا کہ وہ اپنی جان کو اسطرح معرض خطر مین ڈالے لیکن ایک شخص خود بخود مستعد ہوا کہ وہ یہہ کام کریگا ریسیڈنسی مین غیر متعہد ملازمین مین کاوانا گھ ایک کلرک تھا جسم اسکا بڑا قوی تھا اور رنگین اس کی آہنی تھین اسکے مزاج مین . . . تہور کی عادت و دیوانگی کی نوبت پہنچ گئی تھی مگر بہادر آدمی کے ان عیبون سے چشم پوشی کرنی چاہیئے اب اسنے وہ بہادری کا کام کیا کہ کوئی اور کام شجاعت کا اسپر سبقت نہین لیجاسکتا اسلیئے اسکے عیبون سے چشم پوشی کرنی چاہیئے۔ وہ اپنے تئین جانتا تھا کہ مجھ سے زیادہ اس کام کے کرنے کے لیئے کوئی لائق نہین ہے کہ وہ کما [illegible] حملہ کرنے مین ہے اسنے ایک ہندوستانی جاسوس قنوجی لال کو سمجھایا کہ وہ اسکے ہمراہ ہو اور پھر اسنے اوٹرم صاحب سے درخواست کی کہ مین یہہ جان جوکھون کا کام کرونگا۔ اوٹرم صاحب نے اسکی درخواست کو منظور کرلیا اگرچہ انگریز کو

اوٹرم صاحب کا سرکولن پاس بھیجنا

ہندوستانی کا بھروپ بھرنا مشکل ہے مگر اس نے اپنا منہ جیکٹ سے کالا کر کے لکھنؤ کے ٹھیٹ بدمعاشون کی صورت بنائی اور کمر مین اسلیئے تلوار لٹکائی کہ اگر پکڑا جائے تو خودکشی کرے۔ دسوین تاریخ کو سر کولن کیمبل کی خدمت مین وہ پہنچ گیا۔ اور انکو سارا نقشہ حملہ کرنے کا سمجھا دیا

۱۱- نومبر کی دوپہر کو سر کولن نے سپاہ کا معائنہ کیا۔ ایک بڑے میدان کے مرکز مین تھوڑی ہی سپاہ جمع ہوئی اسکی تعداد تین ہزار چار سو تھی۔ اس مین پیل کے ملاح آٹھ توپین لیئے ہوئے موجود تھے اس مین گولہ انداز اپنی توپون کے گرد گچھا بنائے ہوئے کھڑے تھے جو دہلی کی پہاڑی پر لڑائیون مین سیاہ رنگ ہو گئی تھی۔ ۹ لین سر تھی۔ ہوپ گرینٹ کی بہادر رجمنٹ تھی جنکی نیلی وردیان تھین اور فوجی ٹوپیان تھین جنکے اوپر سفید مونڈاسے بندھے ہوئے تھے بیسکھ دراز قد گندم گون سیہ چشم خوش رو بہکتی ہوئے ہتھیار لگائے ہوئے گھوڑون پر سوار تھے جنکی ریشمی داڑھیان خوب کنگھا کی ہوئی تھین سرخ نیلی پگڑیان سر پر تھین ڈھیلے لباس پہنے ہوئے تھے انکی برابر بلکہ سعظم کی اٹھوین اور پچھترین رجمنٹین تھین جنکے چہرہ کہے دیتے تھے کہ موسم گرما مین انہون نے لڑائیون کی تکلیف اٹھائی ہے اور دوسرے روز چوتھی پنجابی پیدل پلٹن جنہون نے جان نکلسن کے ساتھ دہلی پر حملہ کیا تھا اور سرے پر ۹۳ وین ہائی لینڈرس کی رجمنٹ کھڑی تھی جب اس رجمنٹ کے پاس کما نڈر انچیف گذرا تو انہون نے چرز دیے وہ جنگ کریمیا مین اسکے افسر تھے۔

دوسرے روز صبح کو سپاہ نے سفر کیا۔ اسنے تین میل سفر کیا تھا کہ اسکے مقدمۃ الجیش پر دشمن نے فیر کئے۔ کپتان پیل چراپنی بیٹری کو اسکے مقابلہ مین لائے اور دشمنون کی توپون کا جواب بڑی مستعدی سے دیا اور گف صاحب نے ہوڈسن سوارون سے حملہ کیا۔ دشمن منتشر ہوا پھر سپاہ کا کسی نے مقابلہ نہین کیا وہ عالم باغ مین آئی اور اسکی دیوارون کے اندر خیمہ زن ہوئی۔

۱۳- نومبر کو سر کولن نے اپنے انتظامات کیئے سپاہ مین متواتر کمکین اتنی آگئی تھین کہ اب سپاہ کی تعداد پانچ ہزار ہو گئی تھی۔ عالم باغ مین تین سو سپاہی چھوڑ کر ۱۴- نومبر کی صبح کو سر کولن آگے بڑھے اور دفعتہً دشمنون کو جا لیا انہون نے حیران ہو کر دلکشا اور مارٹینیر کو خالی کیا نہایت ہی خفیف سی لڑائی ہوئی۔ پھر سر کولن نے سپاہ کو [illegible] دستے بھیجے کہ وہ اس زمین کو محفوظ و مضبوط رکھین جو انہون نے لی ہے اگرچہ سورج کے غروب ہونے سے پہلے دشمن نے

۱۱- [illegible]

۱۲-۱۳-۱۵- [illegible]

اپنے مقام کے لینے کے لیئے دو دفعہ کوشش کی مگر دونو دفعہ دو آسانی سے پرے ہٹایا گیا۔
یہاں سپاہ خیموں کے بغیر ہتھیار بغل میں لیئے ہوئے سوئی۔ سرکولن نے ادٹرم صاحب کو اشارت
مین حکم دیا کہ وہ اپنی کارزار کرے جب خزانہ ہو اور دشمن کو دھوکہ دینے کے لیئے باہین طرف ایسی
چال چلی کہ جس سے دشمن کو یقین ہوا کہ اسپر اس طرف حملہ ہوگا۔
اسی تاریخ بہت سویرے صبح کو سپاہ چلی اور نہر کے پار جا کر ندی کے کنارہ پر ایک میل
تک صف آرا ہوئی پھر ایک بڑی پیچدار تنگ گلی مین چلی۔ دشمن کو اس راہ سے انگریزی
سپاہ کے آنے کا خیال نہ تھا غرض وہ لڑتی بھڑتی سکندر باغ میں داخل ہوئی اس مین دو ہزار
باغی تھے جنمین سے انگریزی سپاہ نے ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑا۔
سکندر باغ کے حملہ آوروں کا زندہ گروہ ریسیڈنسی کی طرف چلا۔ سڑک ایک میدان کو
قطع کرتی تھی جو بارہ سو گز عریض تھا اور سڑک سے پانچ پچاس گز نیچے اور سو گز پر اس کے داہین
طرف ایک مسجد شاہ نجف تھی جو ایک باغ کے اندر تھی جسکی فصیل بلند اور بڑی مستحکم تھی اور اسکے
گرد جنگل اور مٹی کے جھونپڑے تھے سرکولن نے یہ ارادہ کیا کہ رات ہونے سے پہلے اس
حصار کو لے لینا چاہیئے۔ چنانچہ پیل نے اپنا توپخانہ اسپر لگا دیا۔ دشمن نے جنگل کی کمین گاہ سے
اور فصیل کے رخنوں سے انگریزی سپاہ پر متواتر گولیان مارنی شروع کین اس اثنا میں
ایک تنگ راہ مین جو جانور سیگزین لیئے جاتے تھے انہوں نے اپنے سامنے آگ دیکھی اور
پیچھے انکے دھکا پیل ہوئی تو وہ آپس مین خلط ملط ہو گئے۔ مگر خوش نصیبی سے ایک افسر نے
ایک اور راستہ دیکھ لیا تھا ان جانوروں کو لے جا کر تازہ میگزین شاہ نجف پر پہنچا دیا
مگر پھر بھی یہ اچھا راستہ نہ تھا۔ سرکولن سفید گھوڑے پر متفکر بیٹھے ہوئے لڑائی کو دیکھ رہے
تھے سپاہ کے لیئے مراجعت کرنے کے واسطے جگہ نہ تھی اور فتح مشتبہ تھی۔ اب کیا تو فتح
ہوتی یا ادٹرم اور ہیولوک جو ریسیڈنسی مین تھے غارت و تباہ ہوتے انہوں نے اپنے گرد
ہائی لینڈرس کو جمع کیا اور انسے کہا کہ میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ مین تم کو بندوقوں کی مار کے
نیچے لاؤں مگر مین شاہ نجف کو فتح کرنا چاہتا ہوں توپوں سے وہ فتح ہوتا نہیں سنگینوں سے
اسکو فتح کرنا چاہیئے مین تمہارے ساتھ چلتا ہوں انکے کہنے کے موافق رجمنٹ تیار ہوگئی۔

ہڈل ٹن کا شاہی توپخانہ بھی آگیا۔ توپ ہنکانے والے اپنے گھوڑون کو ہلاتے اور توپچی اپنی ٹوپیون کو ہلاتے ہوئے شاہ نجف کی دیوارون کے تلے پہنچ گئے جہان دشمنون کی گولیونکا لگاتار مینہ برس رہا تھا وہان توپون کی پیٹیان کھولکر گراپ مارنے شروع کیئے ۹۳ رجمنٹ کے زمانہ دیدہ سپاہیون نے اور ان کے سفید پوش جنرل اور انکے سٹاف اور اسکے کرنیل ہوپ گرینٹ نے بڑی گرمجوشی وسرگرمی سے کام کیا مگر انکی یہ ساری گرمجوشی اکارت گئی۔ شاہ نجف کی دیوارین لوہا لاٹھ تھین انپر گولون کا کچھ اثر نہین ہوتا تھا دھوئے کا ابر انپر چڑھتا رہتا تھا وہ اپنے مہیب چہرہ سے انگریزی سپاہ پر ناک بھون چڑھاتے تھے اب انگریزی سپاہ نہ آگے بڑھ سکتی تھی نہ پیچھے ہٹ سکتی تھی اور فصیل پر سے جو گولیان آتی تھین انسے وہ مجروح و مقتول ہوتی تھی۔ ہوپ اور اس کے ایڈی کیمپ کے گھوڑے رانون کے تلے مارے گئے وہ زمین پر گرے اور اور دو افسر مارے گئے شام ہونے کو تھی سر کولن فتح سے مایوس تھے انہون نے حکم دیا کہ توپین ہٹائی جائین۔ ہوپ صاحب پچاس آدمیونکو ساتھ لیکر فصیل کے گرد اس تلاش مین گئے کہ کوئی اسکا ضعیف مقام دیکھین۔ ایک سارجنٹ پیٹن نے انکو فصیل مین ایک چھوٹا سا مقام بتلایا جو توپ کے گولے سے ہوا تھا اس مین سے ایک سپاہی کو دوسرے سپاہی نے دھکیل کر داخل کیا اور اس کے بعد اور باقی ہمراہی داخل ہوئے۔ تعجب تھا کہ وہان کوئی باغی مقابلہ کرنے کو موجود نہ تھا انہون نے دروازہ کھولا پھر انگریزی سپاہ اس سے اندر داخل ہوئی۔ باغی مفرور ہوئے انکے سفید کپڑے دھوئے مین نہین دکھائی دیتے تھے۔ بس جہان سے دشمنون کی بندوقون کی آوازین آتی تھین اُن سے ہائی لینڈرس کی فتح کی نعرون کی آواز آنے لگی۔ سر کولن کیمبل کا چہرہ کہ یا تو شاہ نجف کی بندوقون اور توپون کی روشنی مین روشن ہوتا تھا یا اس فتح نمایان سے چمکنے لگا۔ انہون نے یہ جانکر کہ شاہ نجف بالکل اپنے قبضہ مین آگیا یہین سپاہ کو رات کو سونے کا حکم دیا۔

اس اثنا مین محصورین حتی الوسع ان سپاہیون کی تائید مین کوشش کرتے تھے جو انکی اعانت کے لیئے آنے والی تھین۔ اوٹرم صاحب نے لڑائیون کا اہتمام جنرل ہیولاک کو سپرد کیا تھا۔ انہون نے فرید بخش پر قبضہ کرلیا۔ ان کا ارادہ تھا کہ اور دو عمارتون پر جنکا نام ہرن خانہ اور

سٹیم انجائن ہوس (دخانی کلون کا کارخانہ) تھا اپنے قبضہ مین کرلین تاکہ وہ فاصلہ جو سرکولن کیمبل کو ریسیڈنسی کے آنے مین طے کرنا پڑے گھٹ جائے۔ گیارہ بجے انہون نے سُنا کہ سکندر باغ پر ہماری معین سپاہ حملہ کر رہی ہے تو ویسٹ ائر نے فرید بخش کی باہر کی دیوار اور اس سے پرے کی عمارات پر گولے مارنے شروع کیئے۔ سوا تین بجے دو سرنگین جو ہرن خانہ کے نیچے لگائی گئی تھین وہ اڑائین اور انہون نے اپنا عمدہ اثر کیا اب ہیولوک صاحب نے جان لیا کہ پیدلون کے کام کرنے کے لیئے راستہ صاف ہوگیا۔ چند منٹ کے بعد لشکر کے آگے بڑھنے کا بگل بجایا گیا لشکر اس سے بہت خوش ہوکر یورش پر پلا بہت جلد دونو عمارتین اس کے قبضہ مین آگئین ۔

سرکولن کیمبل اپنی سپاہ مین آرام فرمارہے تھے کہ صبح ہونے سے پہلے شہر کی گھڑیالون کی اور دشمنون کے نقارون کی بڑی آوازون نے انکو جگایا مگر کوئی حملہ نہین ہوا سرکولن نے میس ہوس اور موتی محل پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا۔ وہ بڑی عمارتین مقید محصورین کے پاس جانے کے لیئے مزاحم تھین۔ کئی گھنٹے تک پیل صاحب نے میس ہوس پر گولون کا مینھ برسایا تین بجے اسکی بندوقون کے چلنے کو بند کیا اور اسپر سرکولن نے یورش کرنے کا حکم دیا باغی جلدی سے بھاگ کر موتی محل مین پناہ گزین ہوئے۔ حملہ آورون نے کپتان گارنٹ ولزلی کی اعانت سے مفرورین کو موتی محل مین دبایا اور دیوار مین ایک شگاف ڈالا۔ اور اس شگاف مین گھس کر اندر گئے اور خوب لڑ کر باغیون کو موتی محل سے باہر نکالا۔ اب معین و معان مین چند گز کا فاصلہ باقی رہا تھا جسپر قیصر باغ سے گولیون کی بوچھاڑ لگ رہی تھی باوجود اس کے اوٹرم و ہیولوک دونے پیر اوایر اور نوجوان ہیولوک اور چار اور افسر اس زمین مین سے کمانڈر انچیف کو مبارکباد دینے گئے۔ وہ موتی محل مین بخیر و عافیت پہنچ گئے۔

۱۷ نومبر ۱۸۵۷ء میس ہوس اور موتی محل کا قبضہ

یہان ہیولوک نے اول ہاتھ ہوپ گرینٹ سے ملایا جنہون نے اول انکو رفع تکالیف کی مبارکباد دی پھر وہ سپاہیون مین گئے جنہون نے انکو بڑے ادب و تعظیم کی نظر سے دیکھا جنرل نے بھی آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ سپاہیون مین تم سے ملکر بڑا خوش ہوا۔ سپاہیون مین اس خیال کرنے سے خوشی ہوئی کہ اس جا سے کے حاصل کرنے مین تمہارا بہت کم نقصان ہوا ہے مین خیال کرتا تھا کہ

جرنیلون کی ملاقات

زیادہ نقصان ہوگا پھر یہ گروہ ایک سڑک پر سے اترکر میس ہوس مین کما نڈرانچیف کے خیمے مین گیا راستہ مین نو افسرون مین چار زخمی ہوئے۔ ہیولوک صاحب بھی زخمی ہونے سے بچ گئے چند منٹ مین وہ اور اوٹرم صاحب اپنے سپہ سالار سے ملے اور آپس مین مبارک سلامت ہوئی کہ لکھنؤ کے ریلیف کا کام کامیابی کے ساتھ سرانجام دیا گیا۔

اب ریسیڈنسی کے خالی کرنے مین بھی بڑی سپاہ کا مقابلہ کرنا باقی تھا اسکا خالی کرنا بھی ایک بڑا مشکل اور نازک کام تھا۔ یہہ ضرور تھا کہ قیصر باغ کی بندوقون کی باربندی کی جائے تاکہ عورتین اور بچے و زخمی و بیمارون کا گروہ میس ہوس مین سرکولن کیمبل کی خیمہ گاہ تک بغیر کسی مضرت و آسیب پہنچنے کے پہنچ جائے اس لیئے سرکولن کیمبل نے ١٦۔ نوامبر کو ایک عالیشان عمارت پر جسکو بارکس کہتے تھے اور دوسرے دن ان بارکون کے قریب کے بنگلون پر اور بیلیس کی کوٹھی پر قبضہ کرلیا تھا اور اسطرح سے قیصر باغ اور دل کشا کے درمیان دشمنون کی آمد و رفت کی راہ کو بند کردیا تھا ٢٠ و ٢١ و ٢٢ و ٢٣ کو پیل صاحب نے قیصر باغ پر گولہ باری کی۔ اس اثنا مین عورتین اور بچے و بیمار و زخمی ریسیڈنسی سے سرکائے گئے۔ مردون نے جب یہ سنا کہ وہ بھی اس ریسیڈنسی سے جدا کیئے جائینگے تو انکو غصہ آیا اور تعجب بھی ہوا۔ یہان وہ پانچ مہینے سے رہتے تھے اور اپنی سینہ زوری سے دشمنون کے ہاتھ سے اپنے تئین بچایا تھا اس لیئے وہ اس ریسیڈنسی سے مانوس ہو گئے تھے اوٹرم صاحب اور ہیولوک صاحب اور اور افسرون نے سرکولن صاحب سے عرض کی کہ دشمن شکست پانے سے بیدل و سراسیمہ ہوگیا ہے اس لیئے فتح کے بعد لکھنؤ پر برٹش گورنمنٹ کے تسلط اور اقتدار کو قائم رکھنا چاہیئے انگلس صاحب نے کہا کہ چھ سو سپاہی میرے حوالے کیئے جائین تو ریسیڈنسی بدستور اپنے قبضے مین رکھونگا خواہ کیسے ہی کثیر التعداد دشمن اسپر حملہ کرین۔ مگر سرکولن نے کسی کے کہنے پر کچھ خیال نہین کیا۔ انکے نزدیک اس ریسیڈنسی مین رہنا سرے ہی سے غلط تھا وہ جانتے تھے کہ جو سپاہ میرے ساتھ ہے اس مین سے ہر ایک سپاہی کی ضرورت کانپور مین ہے ٢٢۔ کو سب دل کشا مین چلے گئے مگر یہان رہنے کا سامان اچھی طرح نہین کیا گیا تھا۔ دشمن قیصر باغ کے حملہ کے رفع کرنے مین مصروف رہے ❊

سرنگون کا حال

سر جیمس اوٹرم صاحب سرکاری رپورٹ مین لکھتے ہین کہ مین خوب واقف ہون کہ
زمانہ حال کی لڑائیون مین کوئی مثال سرنگون کے ایسے سلسلون کی نہین ہے جیسی کہ
اس لکھنؤ کی لڑائی مین ہے ہم نے سرنگون کے لئے اکیس کوٹھیان بنائین جنکے عمقون کا
مجموعہ دوسو فٹ تھا اور انکی چوڑائیون کے طولون کا مجموعہ تین ہزار دوسو اکانوے
فیٹ تھا دشمنون نے ہماری بڑی عمارتون اور مورچون کے اڑانے کے لیئے ۲۰ سرنگین
لگائین اور انکو اڑایا جنمین تین نے ہماری جالون کا نقصان کیا اور دو نے کچھ نقصان نہین کیا
اور سات اور اڑائی گئین اور باقی سات مین سے ہمارے مائی نرون نے قبضہ کرلیا

جنرل ہیولاک کی وفات

ارٹن گبنس صاحب ایک خیمہ مین داخل ہوئے تو وہان دیکھا کہ زمین پر ڈولی مین ہیولوک
صاحب سخت بیمار پڑے ہین۔ اس دنیا مین وہ اپنی آخر لڑائیان لڑ رہے تھے۔ لڑائیون کی
محنتون اور مصیبتون سے وہ فرسودہ ہوگئے تھے انکو دور روز سے پیچش تھی وہ جانتے تھے
کہ اس مرض کے دور کرنے کی قوت انکی طبیعت مین نہین ہے ان کا بیٹا اس بیماری مین
انکی خدمت کرتا تھا وہ جانتے تھے کہ مین نے جو ملکہ معظمہ اور اپنی قوم کی خدمتین کین ہین
وہ انکی قدرشناسی کرتی ہین انہون نے کہا کہ مین خوش مرتا ہون مین نے چالیس برس سے
اپنی زندگی کا ایسا قاعدہ رکھا ہے کہ جب موت آئے تو مین اسکا مقابلہ بغیر کسی خوف کے کرون
ساڑھے نو بجے صبح کے ۲۴ - نومبر کو انہون نے اس جہان فانی سے عالم جاودانی کو سفر کیا
انکے مرنے کا صدمہ ان مقامات مین ہوا جہان انگریزی زبان بولی جاتی ہے انگلنڈ اور
یونائٹڈ سٹیٹس مین انکے ماتم کا لباس پہنا گیا اور انکی لاش عالم باغ مین دفن ہوئی۔

سر کولن کیمبل کا لکھنؤ مین پہنچنا

سر کولن کیمبل بےتاب تھے کہ کسی طرح کانپور پہنچ جائین۔ کئی دن ہوتے تھے کہ
کانپور سے کوئی خبر نہین آئی تھی۔ عالم باغ مین انہون نے اوٹرم صاحب کو اس کام کے لیئے
مقرر کیا کہ وہ باغیون کو جب تک روکے رکھین کہ وہ پھر سرکشون کی سرکوبی کے لیئے لکھنؤ
مین آئے وہ ۲۷ - نومبر کو صبح کے گیارہ بجے تین ہزار سپاہ اور تمام عورتون وبچون بیمارون
وزخمیون کو ساتھ لیکر چلے - توپون کی کچھ دھیمی دھیمی آوازین دور کی سنائی دیتی تھین
جب شام کو بنی کے پل پر سر کولن پہنچے تو انکو یہ خبر معلوم ہوئی کہ دو دن سے توپون کی آواز

یہان چلی آرہی ہین۔ اس خبر سے وہ اور سراسیمہ ہوئے۔

اس عرصہ مین کانپور مین واقعات عظیمہ وقوع مین آئے ـــــ ونڈہم صاحب کو بڑا مشکل کام کانپور مین سرکولن سپرد کر گئے تھے اور اس کے سرانجام دینے کے لیئے یہہ ہدایتین لکھ گئے تھے کہ چار مہینے پہلے ہیولوک صاحب کانپور مین جو دمدمہ بنا گئے ہین اسپر وہ اپنا قبضہ رکھے۔ اور اسکو مستحکم و استوار بنائے جو یورپین پیدل سپاہی اس پاس آئے اسکو لکھنؤ بھیجتا رہے اور اگر باغی بالکل اسپر حملہ کرنے کا عزم جزم کرین تو وہ اپنی تھوڑی سی فوج کو دمدمہ سے باہر بہت پھیلاؤ مین خیمہ زن کرے مگر وہ مجاز نہین ہے کہ کوئی بہانہ بنا کے دشمنون پر خود حملہ کرے الا اس صورت مین کہ کسی طرح سے وہ دمدمہ کو دشمنون کی گولہ زنی سے بچا ہی نہین سکے ونڈہم صاحب نے انکی ہدایتون کے موافق کام کیا وہ دمدمہ کو استوار کرنے کے لیئے مزدور برابر لگائے رکھے۔ دمدمہ عارضی چندروز کے لئے بنایا گیا تھا اسکو وہ حصن حصین نہین بنا سکتے تھے اور اسکے اس پاس مکانات و باغات اس کثرت سے تھے کہ دشمن انکی آڑ مین توپخانہ لیکر ایک بندوق کی گولی کے فاصلہ پر آسکتے تھے۔

اس عرصہ مین تانتیا ٹوپی سرکولن کے چلے جانے سے اپنے تئین مستفید کر رہا تھا۔ اس کے پاس پچیس ہزار سپاہ تھی اور سگے نانا کے ساتھی ملازم شامل تھے وہ اول کالپی مین آیا اور یہان سپاہ متعین کی کہ وہ اسپر اپنا قبضہ رکھے اور پھر کانپور کی طرف سفر کیا اور اثناء راہ مین جو مقامات مستحکم آئے انمین سپاہین متعین کرکے ونڈہم کی ساری راہین اس ملک کی بند کردین جہان سے رسد ان پاس آتی تھی۔ اس خبر سے کہ تانتیا ٹوپی اسطرح چلا آتا ہے۔ ونڈہم صاحب نہایت مشوش ہوئے انہون نے کمانڈر انچیف سے درخواست کی کہ کمک کے لیئے جو سپاہین آتی ہین انمین سے کانپور مین اسکے بعض حصہ کو رکھنے کی اجازت مجھے ملے۔

۱۴ نومبر کو اس درخواست کی منظوری کا جواب آگیا۔

تین دن بعد سترہوین نومبر کو وہ اپنی سپاہ کو شہر کی آڑ مین لے گئے اور سرکولن کی ہدایت کے موافق اسکو ایک بڑے پھیلاؤ مین خیمہ زن کیا۔

ونڈہم صاحب کو جو یہہ اجازت ملی تھی کہ وہ اپنی سپاہ کی قوت کو بڑھاوے اس سے کچھ اسکی دلجمی

ہوئی تھی مگر وہ جلد جاتی رہی۔ اسکو ہر روز یہہ امید ہوتی تھی کہ سرکولن لکہنؤ کو فتح کرکے آتے ہونگے مگر کہین انکے مقدمتہ الجیش کی جھلک بھی نظر نہین آتی تھی۔ وہ سرکولن کی چٹھیون کا روز منتظر رہتا تھا مگر ۱۹ تاریخ کے بعد انکی کوئی چٹھی نہین آئی جو خبر آئی وہ بڑی متوحش تھی اسنے یہہ سنا کہ ۲۲ تاریخ کو باغیون کے ایک گروہ نے بینی کے پل پر قبضہ کرلیا ہے اور ادہر تانتیا ٹوپی کی امداد کے لیئے سپاہ آتی ہے۔ ۲۳ تاریخ کو ایک کمسریٹ افسر کی جو سرکولن کے لشکر سے متعلق تھا چٹھی اس مضمون کی آئی کہ لکہنؤ کو دس روز کی رسد فوراً بھیجدو تین دن سے سرکولن کا کوئی مراسلہ نہین آیا اب اس چٹھی کے آنے سے ناگزیر یہہ خوف پیدا ہوا کہ لکہنؤ کو باغیون نے گھیر رکھا ہے۔

ایسی حالتون مین ونڈہم صاحب نے سوچا کہ کوئی لڑائی کی تدبیر کرنی چاہیے اگر تانتیا ٹوپی نے اپنے لشکر عظیم اور کثیر توپخانون سے حملہ کیا تو یہہ ناممکن ہے کہ مین شہر کو اور رودمے کو اس طرح محافظت کرکے بچا سکون جسطرح سرکولن نے مجھے ہدایت کی ہے۔ کامیابی کی امید اسطرح ہوسکتی ہے کہ مفصلات مین جو دشمن کے مستحکم مقامات ہین انکو غارت اور تباہ کرنا چاہیے ۱۷- نومبر کو انہون نے ایک نہایت خوش اسلوب تدبیر اور تجویز لکھ کر کمانڈر انچیف پاس منظوری کے لیئے بھیجی۔ مگر اس سبب سے کہ لکہنؤ کی آمد و رفت کی راہ بند تھی اس درخواست کا جواب سرکولن کے پاس کچھ نہین آیا۔ تانتیا ٹوپی کی سپاہ جن مقامات مین مقیم تھی انمین دو گاؤن بڑے مستحکم گنگا کی نہر پر کانپور سے ایک کڑی منزل کے فاصلہ پر تھے۔ ونڈہم صاحب کا یہہ خیال تھا کہ رات کو اپنی سپاہ کو نہر پر لے جائے اور ان دونو گاؤن مین سے کسی ایک پر چھاپا مارے اور اسکو تباہ کرکے کانپور مین اس لیئے چلا آئے کہ اگر دشمن مقابلہ کو آئے تو اس سے لڑے۔

ونڈہم صاحب کو اپنی تدبیر کی کامیابی پر ایسا یقین نہین تھا کہ وہ اپنے اعلے افسر کے حکم سے سرتابی کرکے سرخ رو ہوتے۔ اگر کوئی افسر اپنے اعلے افسر کی حکم عدولی کرکے اپنے کام مین کامیاب ہو تو پھر اسکو نافرمانی کی سزا نہین ملتی لیکن اگر ناکامیاب ہو تو پھر اسکو اپنی حکم عدولی کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔

گو ونڈہم صاحب کو اپنی تجویز پر بیدھڑک عمل کرنے کا حوصلہ نہ تھا مگر وہ ایسے گئے گذرے بھی نہ تھے کہ بالکل بے کار بیٹھے رہتے اب تک انکو امید چلی جاتی تھی کہ انکی تجویز کی منظوری آتی ہوگی اس لیئے وہ آمادہ ہو رہے تھے کہ جب انکو اول موقع ملے تو اسکو عمل مین لائین چنانچہ ۲۴ - نومبر کو انہون نے جنوب مغرب کی سمت مین چھ میل سفر کرکے اپنے خیمے وہان لگائے جہان کالپی کی سڑک پر نہر کا پل بنلوایا تھا - اس طرح ونڈہم کے آنے کو تانتیا ٹوپی مقابلہ کرنے کے لیئے پیشقدمی سمجھا ۲۵ اکبر پور سے جوان وہان مین سے تھا جسپر اسنے قبضہ کیا تھا چلا اور دوسرے دن پانڈو ندی کے داہنے کنارہ پر اس مقام مین خیمہ زن ہوا جو تھوڑی دور پر ونڈہم کی خیمہ گاہ سے جنوب مغرب مین تھا - دوسرے دن ونڈہم صاحب نے اسپر حملہ کیا اور شکست دی اور شکست دیکر کانپور مین چلے آئے - کالپی کی سڑک پر اینٹون کے پژاوون مین اپنے خیمے لگائے جہان وہ جانتے تھے کہ دشمن آئیگا تو دمدمہ کی نسبت یہان اچھی طرح محافظت ہو سکیگی - آخر کو اس پاس ایک مراسلہ آیا جس مین لکھا تھا کہ لکھنؤ مین سب کام خاطر خواہ بن آئے انکو ایک دو روز اور اپنی محافظت کرنی چاہیئے اسکے بعد تمام انکی تشویشات رفع ہو جائینگی اور اسکا قصور معاف ہو جائیگا کہ انہون نے تانتیا ٹوپی پر اسلیئے حملہ کیا تھا کہ اسکو شکست دے تاکہ اسکو حملہ کرنے کا حوصلہ نہ ہو

تانتیا شکست پانے سے ذرا نہین ڈرا - اسنے اپنی ذہانت سے یہہ سوچا کہ ونڈہم صاحب جو فتح پانے کے بعد کانپور واپس چلا گیا تو انکو ضرور خوف ہوا ہوگا کہ کانپور پر حملہ ہوگا اسکو بچانا چاہیئے اب اسنے ارادہ مستحکم کیا کہ کانپور پر حملہ جلدی سے کرنا چاہیئے - دوسرے روز ونڈہم صاحب نے اپنی سپاہ کو حسب دستور مسلح کیا - انکو دشمنون کے ارادہ سے مطلق خبر نہین تھی اس لیئے کہ جاسوس جو انہون نے بھیجے تھے وہ اسنے گرفتار ہوئے تھے کہ اب خبر لانے کے لیئے کسی جاسوس کے جانے کی ہمت نہین پڑتی تھی - خوف کے مارے جان جاتی تھی - بارہ بجے ونڈہم صاحب ایک مکان کی چوٹی پر کھڑے تھے کہ انہون نے دھنوان اٹھتا ہوا دیکھا اور توپون کی آوازین سنین - وہ فوراً نیچے اترے اور حملہ کے دور کرنے کی تدبیر کرنے لگے -

ونڈہم صاحب نے برگیڈیر کارتھیو کو جو کل کی لڑائی مین بڑے کارہائے نمایان کر چکے تھے حکم دیا کہ

وہ جاکر شہر کی جانب راست کی محافظت کرین جو بٹھور کی سڑک کی طرف ہے اور کرنیل وال پول کو
کالپی کی سڑک کی طرف بھیجا کہ وہ دشمن کی داہین طرف کی سپاہ سے یعنی میمنہ سے لڑے
تانتیا ٹوپی کا توپخانہ ایسا زبردست تھا کہ وال پول کی سپاہ کو جلد خوف پیدا ہوا کہ وہ
مغلوب نہ ہوجائے ایک گھنٹہ تک لڑائی رہی ونڈہم صاحب کارتھیو کی لڑائی کی نگہبانی
کرتے تھے پھر وہ باہین برگیڈ کی طرف گئے ایک افسر جو گاڈن ہیتی بغیر حکم کے نامردی سے بغیر
مقابلہ کرنے کے بھاگ آیا۔ گاڈی بان بھاگ گئے۔ سیگزین گھبرا گیا۔ ونڈہم صاحب نے یہ دیکھکر
کر فتح پانا ناممکن ہے خود پڑاو دن مین مراجعت کی اور کارتھیو صاحب کو حکم دیا کہ وہ بھی یہین چلے
آئین۔ کارتھیو صاحب اول تو اس حکم سے خبر نہ ہوئے وہ میدان جنگ مین ابتدا سے کامیاب
ہورہے تھے اور انکو یقین تھا کہ وہ آخر تک فتحیاب رہین گے مگر جب یہ حکم دوبارہ ان پاس
آگیا تو انہون نے حکم کی اطاعت کے لیئے مجبور ہوکر اپنے برگیڈ کو ہٹایا گو یہ ہٹانا انکو
ناگوار خاطر تھا اب انہون نے پڑاو ون کے پاس آنکر جو حال دیکھا تو انکو اور غصہ آیا کہ
باہین برگیڈ کے سپاہی ابتر و پراگندہ ہوگئے ہین انکے خیمے اور بھاری اسباب جابجا بے ترتیب
اکھڑے پڑے ہین اور مویشیون کو دشمن بھگا کر لے گئے ہین۔
اب یہہ اور زیادہ خراب نوبت آئی کہ پانچ بجے ایک سپاہی خبر لیکر آیا کہ باغی دمدمے پر
حملہ کررہے ہین اسکی محافظت کے لیئے پڑاو ون کو چھوڑکر دمدمہ مین جانا پڑا۔ ونڈہم
صاحب نے اس افسر کو جسکے پڑاوے سپرد کیئے تھے حکم بھیجا کہ وہ واپس آئے اور خود ایک
لشکر کو جو فتحپور سے آگیا تھا ساتھ لے دمدمہ پر گیا اور باغیون پر حملہ کیا اور انکو مارکر
وہان سے بھگا دیا پھر وہ گھوڑے پر سوار کارتھیو پاس گئے اور انکو حکم دیا کہ وہ داہین
طرف اپنے اصلی مقام پر آجائین اور وہان سے چلکر نئی اینٹ پر قبضہ کرین۔ کارتھیو صاحب نے
بڑی مہر مندی اور خوش اسلوبی سے ونڈہم صاحب کے حکم کی تعمیل کی اور جو باغی
انکے سامنے آیا اسکو مارکر ہٹایا۔ مگر اس کے خلاف سپاہ کلان اپنے خیمے ڈیرے
اور اسباب چھوڑکر واپس چلی گئی اور واپس جانے مین دشمنون کی بندوقون کی مارسے
بڑی گزند اٹھائی۔ ان مین سے بعض نے بڑی بےغیرتی کا کام یہہ کیا کہ اپنے علم

پھینک دیئے اور بالکل ڈسپلن کے خلاف کام کیئے - شراب جو بیماروں کے لیئے رکھی تھی اسکو
گودام توڑکر نکال لیا اور شراب پی کر ایسے بدمست ہوئے کہ افسروں کے صندوق توڑے -
ونڈہیم صاحب کو خیال تھا کہ دشمن دوسرے روز از سر نو حملہ کریگا رات بھر اور افسروں سے وہ صلاح
مشورہ کرتے رہے اور گنگا کے پاس جو شہر کا حصہ تھا اسکی حفاظت کرتے رہے - وال پول صاحب
پھر دوبارہ بائین طرف نہر کی جانب مین محافظ تھے جو پڑاوون کے قریب تھا - برگیڈ ولسن دمدمہ کی
حراست کرتے تھے - کارتھیو صاحب بھٹو رکی سڑک کی جو کلید شہر تھی روک تھام کر رہے تھے تاکہ وہ تمام
ذخائر اور گودام بچے رہین جنہیں لکھنؤ سے آنے والی عورتوں اور بچون کے لیئے کپڑے اور اور
چیزین رکھی تھین - ونڈہیم صاحب نے جو خاص سپاہ اس کام کے لئے جدا مقرر کی تھی وہ کافی نہ تھی -
۲۸ تاریخ صبح کو دشمن نے حملہ کیا - کارتھیو صاحب نے ایک نالہ کے پل پر جو تھی ایٹر کے سامنے تھا قیام
کیا - دشمن اینرڈ ہائی گھنٹے تک بڑے زور شور سے حملہ کرتا رہا مگر وہ انکو اپنے مقام سے نہ ہٹا سکا
بارہ بجے انکو حکم ہوا کہ وہ آگے بڑھین - انکی راہ مین ایک زمین آتی تھی جسکا طول چھ سو گز تھا
اور اسکے مقابل جانب مین دشمن نے تین توپین لگا رکھی تھین - کارتھیو صاحب بہادرانہ لڑتے
ہوئے توپوں سے سو گز کے فاصلہ پر پہنچے مگر یہان گرد کے مکانون سے اینر توپون اور
بندوقون کی ایسی بھرمار ہوئی کہ وہ آگے نہ بڑھ سکے - اس ناکامی سے کارتھیو صاحب بیدل
نہین ہوئے وہ توپین لائے اور انسے انہون نے دشمنون کی توپون کو بند کر دیا - مگر ان
پاس سوار نہین تھے کہ انکی امداد کرتے اس لئے وہ اور زیادہ فائدہ نہ اٹھا سکے - اس عرصہ
مین ولسن صاحب نے بھی کارتھیو کے میسرہ کے متوازی دشمن کی ایک دوسری
بیٹری پر بڑھے اور ابتدا مین کارتھیو کے برگیڈ سے زیادہ کامیاب ہوئے انکی سپاہ نے
توپون پر حملہ کیا اور کچھ دیر کے لیئے اینر قبضہ بھی کر لیا مگر سپاہ کلان نے جو بہت پیچھے چلی
گئی تھی انکی اعانت نہین کی اس لیئے جب اسپر حملہ ہوا تو سپاہ غارت ہوئی اور ولسن صاحب
خود افتادہ ہوئے - فوج کلان دمدمہ کو واپس گئی - کارتھیو کا میمنہ دشمنون کی زد مین
آیا اگر ونڈہیم صاحب انکی امداد کرتے تو بگڑی ہوئی لڑائی پھر سنبھل جاتی --- سر کولن
تھوڑی دیر مین آنے والے تھے انکے آنے کے بعد اگر لڑائی کا فیصلہ ہوتا تو یون لڑائی

بالکل نہ بگڑتی۔

بینی سے صبح کو سر کولن کا سفر شروع ہوا۔ ہر وقت توپوں کی آواز زیادہ تیز آتی جاتی تھی مگر ونڈہم صاحب پاس سے کوئی خبر نہین آئی تھی۔ میل پر میل جلدی جلدی طے ہوتے تھے دو پہر سے پہلے ایک ہندوستانی نے ایک سٹاف افسر کو چٹھی مورخہ ۲۶۔ نومبر کو دی جسکے عنوان پر نہایت ضرور لکھا تھا وہ اس کمانڈر کے نام تھی جو کانپور کی سڑک پر سپاہ کا افسر خواہ سر کولن کیمبل ہون یا کوئی اور افسر۔ سر کولن نے اس چٹھی مین پڑھا کہ کانپور پر حملہ کیا گیا پھر ایک اور چٹھی اور اسکے بعد دوسری چٹھی انکے پاس آئی جنسے معلوم ہوا کہ ونڈہم صاحب پر ایسا دباؤ پڑا کہ وہ اپنے دمدمہ مین چلے گئے۔ سر کولن گھوڑے پر سوار ہوکر سواروں اور توپخانہ کو لیکر اپنے لشکر سے آگے گئے۔ وہ پل پاس گئے تو انہوں نے دیکھا کہ پل ہنوز قائم ہے چند منٹ مین وہ پل پر گئے جب وہ پار اترے تو دریا کے پاٹ پر سورج کے ڈوبنے کی کرنین پڑ رہی تھین اور دور کے فاصلہ پر آتش جنگ مشتعل تھی اور کانپور پر اسکی شعلہ افشانی ہو رہی تھی

جس وقت لڑائی کے نازک وقت مین ولسن صاحب کا حملہ ہٹا یا گیا تھا ونڈہم کی جرنیلی ناکامیاب ہوگئی تھی انہون نے بالفعل سپاہ وال پول کی امداد کے لیئے بھیجی مگر اس پاس سپاہ کافی تھی اس لیئے یہ امداد کچھ بڑی اہم نہ تھی۔ مگر کارتھیو صاحب پر لڑائی کا سارا بوجھ آن پڑا تھا اور اسکی قسمت پر سارے لشکر کی قسمت کا مدار تھا اس پاس امداد کے لیئے ایک سپاہی نہین بھیجا گیا مگر ایسے سخت امتحان کے وقت مین کارتھیو بیدل نہین ہوا وہ مجبور ہوکر پل پر واپس آیا۔ یہان بھی الٹے گیا۔ دشمن اسکے اوپر توپون پر توپین چڑھا کر لایا۔ گرد کے مکانون و باغون مین بڑھا آگیا اور اس کے تھوڑے سے لشکر پر بندوقون کی باڑ پر باڑ مارتا رہا مگر جب کارتھیو نے دیکھا کہ اب مین چارون طرف سے گھر جاؤ نگا تو اسنے لشکر کو حکم دیا کہ وہ دمدمہ کو واپس چلے اسوقت ونڈہم صاحب سر کولن کیمبل کو جو تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ دمدمہ مین آگئے تھے اپنی خزانچی گری کا حساب سمجھا رہے تھے۔ انہون نے وہ کام پورا نہین کیا جو انکو کرنا چاہیئے تھا جسکے سبب سے سارا شہر اور تمام ذخائر گودام اور بیرک کا اسباب دشمنون کے ہاتھ مین آیا مگر انہون نے بہت بڑے بہادرانہ کام کیئے کہ دمدمہ کو اور پل کو قائم رکھا۔

رات خیر و عافیت سے گذری ۲۹ - نوامبر کی صبح کو تانتیا نے دیکھا کہ گنگا کے کنارہ سے پرے کا میدان انگریزی لشکر کے خیمون سے سفید ہو رہا ہے تو اس لیئے یہ جانا کہ اگر مین اس سپاہ کو پل کے پار اترنے دونگا تو وہ مجھ پر حملہ آور ہوگی اسلیئے اسنے اپنے توپخانون سے پل پر گولہ زنی شروع کی - پیل کی بھاری توپون نے اور اور توپخانون نے اسکی توپون کا جواب دیا - تھوڑی دیر کے لیئے دریا کے کنارون پر دھنوئیں کی گھٹا چھا گئی - مگر دشمن بہ تدریج مغلوب ہوا اور اپنی کوشش سے باز رہا - پھر سر کولن کیمبل کا مقدمۃ الجیش پل پر آیا اور اسکے بعد عورتین بچے زخمی بیمار اترے اور پھر سب اسباب کی گاڑیون کا تانتا اترا اور پھر عقب کی سپاہ نے عبور کیا اور لشکر وہان خیمہ زن ہوا جو اس مقام کے قریب تھا جو پہلے انگریزونکا مقتل بن چکا تھا - یہہ سب کام ۲۹ - نومبر کے ۳ بجے اور ۳۰ نومبر کے چھ بجے صبح تک ہوتے باغی اپنے پہلے مقامات پر جمے رہے سر کولن کیمبل جانتے تھے کہ مین انکے نکالنے مین جب تک کوشش نہین کر سکتا ہون کہ ان عورتون بچون وغیرہ کا گروہ الہ آباد روانہ ہو وہ میرے لیئے حملہ کرنے کے واسطے ایک روک ہے - اس لیئے انکی روانگی کے سامان کے تیار کرنے کا بڑا اہتمام کیا گیا ۳ - دسمبر کی رات کو وہ الہ آباد روانہ ہوئے - اس کے بعد سر کولن دو روز اور باغیون کو دیکھتے رہے کہ وہ انکو خوف کی رسائی سے بالکل پرے کر دین اس عرصہ مین باغیون نے انکو بھی ایسا ہی حیران کرنا شروع کیا جیسا کہ وہ مہینے کی ابتدا سے اپنے منتشر حملون سے کرتے تھے - لیکن اب وقت معاوضہ لینے کا قریب آ گیا تھا -

باغیون کا مقام بڑا مستحکم تھا - انکی بائین جانب کی محافظ گنگا تھی اسکا مرکز شہر تھا جس کی پیچدار گلیون کے مکانات محافظت کے لیئے نہایت مناسب تھے انکی داہنی جانب مین نہر کے پار ایک کھلا میدان تھا داہنی طرف سے دو میل کے فاصلہ پر کالپی کی سڑک کے قریب گوالیار کنٹنجنٹ کا خیمہ گا ہ تھا - باغیون کی سپاہ کا یہی حصہ بڑا مہیب تھا - سر کولن نے دشمن کے سارے مقامات ملاحظہ کرکے یہہ سوچا کہ باغیون کے داہنی جانب فقط مجروح ہونے ہی کے قابل نہین ہے بلکہ اسپر قبضہ کرنا اس سبب سے بھی اہم ہے کہ کالپی کی سڑک پر قبضہ ہو جائیگا جو فقط ایک ہی راہ گوالیار کنٹنجنٹ کے بھاگنے کے لیئے ہے اسواسطے انھون نے

اپنا ارادہ مصمم کرلیا کا اسپر سارا لشکر لے جا کر حملہ کیجئے اور اسکو اس سے پہلے مغلوب کرلیجئے کہ مرکز سے اس پاس کمک پہنچے - اور گوالیار کنٹنجنٹ کے خیمہ گاہ پر قبضہ کرکے کالپی کی سڑک پر اپنا خیمہ گاہ بنائے اور دشمن کی آمد و رفت پر ضرب لگائے - سر کولن کی کل سپاہ میں پانچ ہزار پیادل تھے اور وہ چار برگیڈ میں منقسم تھے چھ سو سوار تھے اور پینتیس توپیں تھیں -

۶- دسمبر کو نو بجے صبح کے ونڈہم صاحب نے جو مدرسے کے کمانڈر تھے اپنی ساری توپوں سے دشمن کی بائیں جانب اور مرکز پر گولے مارنے شروع کیئے تقریباً دو گھنٹے میں شہر کی گلیوں میں جو باغی جمع تھے ان گولیوں کی ضرب سے بہت ان میں فنا ہوئی - اس حملے کے جوش و خروش نے باغیوں کی توجہ کو ایسا پریشان کیا تھا کہ وہ اس کے دفع کرنے کے واسطے داہنی طرف سے سپاہ پر سپاہ بلاتے تھے اور اسطرح داہنی جانب کو ضعیف کرتے تھے یوں سر کولن کا پہلا منصوبہ سدھ ہوا - توپوں کا عمل گیارہ بجے موقوف ہوا - دھواں صاف ہوا - گریٹ ہیڈ برگیڈ کے پیادے نظر سے چھپے ہوئے بہت قریب نہر کی لین کے پاس پہنچے اور دشمن کے مرکز یعنے قلب کی سپاہ کو لڑائی میں بندوق باری سے مصروف رکھا - پھر کچھ جانب سے برگیڈ وال پول کی سپاہ لباس رفل دار سپاہی نہر سے پایاب اترے اور دشمن کے ان سپاہیوں کو اسقدر پریشان کیا جو شہر کے کوچہ و بازاروں سے مینہ کی مدد کو جاتے تھے اس اثنا میں سوار اور توپخانے غائیت جانب سے دوڑتے ہوئے نکلے اور ہوپ اور انگلس کے برگیڈوں نے دفعتہً اپنی کمین گاہوں سے سرعت سے نکلکر میدان میں دو لیفٹن میں لہرین مارنی شروع کیں - بڑا دون کے پیچھے دشمنوں کا ہجوم تھا انہوں نے خوب گولیاں انپر چلائیں مگر لڑنے والوں کی یورش کی تاب نہ لائے نہر کے پل پر واپس چلے گئے اور اس مقام سے انہوں نے ایسی گولیاں انگریزی لشکر پر ماریں کہ وہ آگے بڑھنے سے رک گیا - پیل صاحب کے ملاح دوڑتے آئے اور اپنی چوبیس سیری توپوں کو گھسیٹ کر لائے اور پل کی داہنی طرف یورش کرکے ایک توپ اسپر لگا دی - پیادوں نے نہر سے پایاب اترکر دشمنوں کو پراگندہ کیا اور گوالیار کنٹنجنٹ کے خیمہ گاہ پر دوڑے گئے تو انکے ہوش پران ہوگئے کہ دفعتہً یہ بلا کہاں سے انپر ٹوٹ پڑی وہ اس بلائے ناگہانی سے بچنے کے لیے

[illegible]

سپاہی اپنے توون پر روٹیان پڑی ہوئی چھوڑکر کے بھاگے۔ بیل گاڑیون سے رسیان تڑاکر بھاگے۔ ڈاکٹر اسپتالون سے مریضون کو چھوڑکر فرار ہوئے۔ سرکولن نے جنرل ہینس فیلڈ کو اسکے پاس بھیجا کہ وہ مرکز اور میمنہ سے باغیون کو بھاگنے نہ دے اور وہ خود گوالیار کنٹنجنٹ کے تعاقب کرنے مین مصروف ہوئے انکے سوار اور توپخانے فوراً انسے آن ملے اور ہمفرور جو بھاگے جاتے تھے انکے پیچھے پڑے۔ ہیگڑین کے بھرے ہوئے چھکڑے جابجا سڑک پر بکھر رہے تھے۔ بہت سی توپین ہینگین ٹھکی ہوئی پڑی ہوئی تھین انکے پاس سے لشکر انگریزی گذرتا ہوا گھوڑون کو سرپٹ دوڑاتا ہوا اور بیدریغ باغیون کو میلون تک مارتا ہوا چلا گیا جب تک اسنے توقف نہین کیا کہ باغیون نے مایوس ہوکر اپنے ہتھیار پھینک دیئے اور سڑک سے بھاگ کر جنگل مین جاکر چھپے ملک مین ادھر اُدھر سرگردان اور پریشان ہوئے۔ آدھی رات کو لشکر ظفر منصور کانپور مین واپس آیا۔ جرنیل ہینس فیلڈ جس کام کے لئے بھیجے گئے تھے اسکو انہون نے کچھ نہین کیا۔ اس لیئے بہت سے باغی بچکر بٹھور کی طرف بھاگ گئے۔ سرکولن نے انکی لیاقت کے سمجھنے مین غلطی کی۔

سرکولن کو جنرل ہینس فیلڈ کی ناکامیابی کے سبب سے ایک اور سپاہ باغیون کے تعاقب مین بھیجنی پڑی جسکا ہوپ گرینٹ صاحب کو کمانڈر مقرر کیا۔ صاحب ممدوح نے مفرور باغیون کے نشان قدم سے جان لیا کہ وہ بٹھور کی سڑک پر پھیل کر گنگا کے پار گھاٹون سے اترکر اودھ مین جابین گے۔ وہ اس راستے پر بہت جلد رات بھر چلے اور موضع شیوراج پر پہنچے جو تین میل گنگا کے گھاٹ سے تھا۔ یہان اپنا اسباب چھوڑکر دریا کے قریب پہنچے اور وہان باغیون کو دیکھا اور اپنی توپون سے انکے دھنوے اڑا دیئے۔ باغی کنارہ کی طرف اپنی پندرہ توپین چھوڑکر بھاگے وہ ان توپون کو کشتیون پر لادنے کو تھے کہ انگریزی سپاہ نے ان توپون کو چھین لیا انکے بیل نایاب وعمدہ تھے۔

ان لڑائیون سے باغیون کی فوجون کا کچلا نکل گیا۔ ان چھوٹی ولڑین کی لڑائیون مین انکی بتیس توپین چھن گئین ایک مستحکم مقام قبضے سے نکل گیا بہت سے آدمی قتل ہوئے باغیون کی سپاہ جن حصون پر مشتمل تھی وہ آپس سے جدا ہوگئے کہ پھر کبھی نہ ملے ایک حصہ

کالپی کی طرف بھگا دیا گیا دوسرا حصہ اودھ مین جانے سے روکا گیا اور بغیر توپون کے بٹھور کی طرف بھاگا۔ برٹش نے اپنے تناطوے آدمیون کے مجروح ومقتول کرانے سے یہ نتائج حاصل کیئے۔

جب ہوپ گرینٹ کی رپورٹ فتح کی سرکولن کیمبل پاس آئی تو انہون نے افسرون کو ہدایت کی کہ فوراً جاکر ناناکی راجدھانی کو غارت کردو۔ گرینٹ صاحب نے ۱۱ دسمبر کو بٹھور مین جاکر مندر کو اڑادیا اور نانا کے محل مین آگ لگادی۔

باب چہارم

دوآبہ مین اور لڑائیان

چھٹی دنون دسمبر کو فتوح نمایان حاصل ہوئین تو سرکولن کیمبل دل سے یہ چاہتا تھا کہ آگے بڑھکر باغیون اور انکے معاونون پر حملہ کیجئے۔ ان کے دلون مین ان شکستون کی یاد تازہ ہی تھی جو وہ سہے ہوئے ہین۔ مگر اسباب باربرداری کے موجود نہ ہونے سے وہ آگے جانے کے لیئے معذور تھے انہون نے دو ہزار گاڑی چھکڑے اپنی بڑی عرق ریزی سے جمع کیئے تھے جنہین عورتون اور بچون وغیرہ کو الہ آباد روانہ کیا تھا اب انکے واپس آنے کے منتظر تھے۔ وہ ۲۳ دسمبر کو کانپور مین واپس آگئے۔ اس عرصہ مین کہ انکو کانپور مین توقف کرنا پڑا وہ لشکرکشی کی تدابیر سوچتے رہے کہ اودھ اور روہیل کھنڈ کی فتح کرنے سے پہلے دہلی و پنجاب سے دوآبہ کی آمدورفت کا راستہ کھولنا چاہیئے اور یہ راستہ جب کھل سکتا ہے کہ دوآبہ بالکل فتح ہو۔ اس فتح ہونے سے زمین گنگا اور سندھ کے درمیان ملک بالکل باغیون سے پاک صاف ہوجائیگا پہلے گریٹ ہیڈ صاحب نے جو دہلی سے دوابہ مین سفر کیا [illegible] آگے [illegible] پیچھے [illegible] تھی وہ آگے بڑھے پیچھے انکے پھر وہی [illegible] تھا۔ سرکولن کی رائے مین جمنا کے بائین کنارہ پر چھوٹے چھوٹے

وال پول صاحب کا مین پوری کو سر کولن کا بھیجنا

مقامات مین اور الہ آباد کے مشرق مین اس فساد کے بجھانے کے لیے کرنیل کولن کا بھیجنا کافی ہوگا۔

سر کولن نے یہ تجویز بڑے حزم و احتیاط سے کی کہ فتح گڈہ کی طرف سپاہین روانہ کی جائین۔ انہون نے وال پول صاحب کو ہدایتین کین کہ سیٹن صاحب جو علی گڈھ سے سفر کر رہے ہین انسے ملاقی ہوکر اور کالپی کی سڑک پر نیم مفتوس وڑکر کے اکبر پور ہوتا ہوا اٹاوہ مین پوری جائے اور کالپی کی سپاہ کو ڈراتا جائے اور آگرہ کے اضلاع کو باغیون سے صاف کرتا جائے اور مین پوری مین وال پول صاحب سیٹن صاحب سے ملجائے تو دونو ملکر فتحگڈھ کی طرف جائین۔ ہم وال پول صاحب اور سیٹن صاحب کے سفرون کا جدا جدا حال ـــ اور پھر ان دونو کے مل جانے کے بعد فتحگڈھ کی طرف سفر کرنے کا بیان اور پھر سر کولن کیمپبل کے سفر کا بیان اور کانپور مین فتح گڈھ مین انکے آنے کا حال لکھتے ہین

وال پول صاحب کا سفر اٹاوہ مین ۞

۱۸-دسمبر کی صبح کو وال پول صاحب سپاہ کو ساتھ لیکر روانہ ہوئے اور اکبر پور کی راہ سے اٹاوہ پہنچ گئے۔ راہ مین کوئی لڑائی بھڑائی نہین ہوئی۔ بغاوت کی ابتدا مین اٹاوہ لٹا تھا اب چرچ و کچہریان شکستہ ہو رہی تھین۔ باشندے بھی برباد ہوگئے تھے باغی اٹاوہ پر قابض تھے۔ وال پول صاحب کے آنے کی خبر سنکر اٹاوہ سے بہتسے سرکش کھسک گئے مگر تھوڑے بہتسے دیوانے ایک مضبوط احاطہ مین جسکی فصیل رہینی دار تھی جم کر شہادت کے شوق مین لڑے انگریزون نے سرنگ لگاکے انکو اڑا دیا انکی شہادت کی تمنا پوری ہوئی۔ یہ واقعہ ۲۹-دسمبر کا ہے۔ پھر کولم سفر کر کے مین پوری مین گیا۔ اور ۳-فروری کو بریگیڈیر سیٹن کے لشکر سے بیور مین ملا جو فتح گڈہ سے پندرہ میل پر تھا۔

سیٹن صاحب کا سفر

سیٹن صاحب اس لشکر کے سپہ سالار مقرر ہوئے تھے۔ دہلی مین کانپور جانے کے لیئے تجویز ہوا تھا اسکے ساتھ غلہ وغیرہ اور حرب و ضرب کا سامان اور لاؤ لشکر اسقدر تھا کہ اونیس میل مین اسکا تانتا لگتا تھا۔ دہلی سے جس روز سیٹن صاحب چلے ہین اپنے پہلے رات کو انہون نے سنا تھا کہ ضلع علی گڈھ مین باغیون کا ہجوم ہے۔ وہ ۱۵-دسمبر کو علی گڈھ روانہ ہوئے۔ انہون نے یہان آنکر قلعہ علی گڈھ کی توپون کی محافظت مین اپنے سامان رسد وغیرہ کو رکھا اور خود [illegible]

لیکر جنوبی شرقی سمت مین سفر کیا۔ اور باغیون کو کاسگنج اور پٹیالی مین شکست دی اور نواب فرخ آباد کے موروثی کمانڈر انچیف حکیم کو مارا اور اسکا ہاتھی جسکا حوضہ چاندی کا تھا چھینا یہہ حساب کیا گیا ہے کہ باغی چھ سو مارے گئے اور انگریزون کی طرف ایک آدمی مقتول اور تین مجروح ہوئے اور انہون نے تیرہ توپین چھینین سیٹن صاحب پٹیالی مین تین روز ٹھیرے کہ سول کے حاکمون کی حکومت کو سارے ضلع مین جما دین انکے اس مظفر سفر کا نتیجہ یہ تھا کہ چارون طرف سے باغی خوف زدہ ہوکر فتحگڈھ کو بھاگے کہ گنگا پار اتر کر اودھ مین چلے جائین سیٹن صاحب ۱۲۔ کو الٹے پھرے اور ۲۲۔ کو کاسگنج سے چند میل کے فاصلہ پر کرس صاحب کمشنر آگرہ سے ملے جنہون نے بیان کیا کہ جواہر سنگھ مشہور باغی جو کاسگنج کی لڑائی مین ہم سے لڑا ہے وہ اپنے بیٹے کے ساتھ آیا ہوا ہے۔ ہوڈسن صاحب نے جاکر دونو کو پکڑ بیٹے کو مار ڈالا اور باپ کو قید کیا جو توپ سے مارا گیا وہ سرکار سے پنشن پاتا تھا۔

مین پوری کی لڑائی

سیٹن صاحب ایٹہ کو جاتے تھے کہ انہون نے سنا کہ مین پوری کے سرکش راجہ تیج سنگھ نے انکی راہ روکنے کے لیئے لشکر جمع کیا ہے سیٹن صاحب مین پوری گئے انہون نے دو گولے دشمن پر چلائے تھے کہ وہ اپنا سارا اسباب قلعہ مین چھوڑ کر بے اوسان میدان جنگ سے بھاگا۔ انگریزون کے ہاتھ آٹھ توپین۔ لگین اور سو کے قریب باغیون کو قتل کیا اور سیٹن صاحب کے سپاہی دو زخمی ہوئے وہ اپنے لاؤ لشکر سے جا ملے۔

باب پنجم

اودھ کے دوبارہ فتح کرنے کی تہیات

سر کولن کیمبل کا فتح گڈھ مین آنا۔

کانپور سے سر کولن نے خود ۲۴ دسمبر کو سفر کیا اور شہر کے بازوئن کو باغیون کے اشیون ناشاک سے صاف کرتے ہوئے ۱۰ دسمبر کو گورسہائے گنج مین آئے ہین

قصبہ سے کچھ فاصلہ پہ فتح گڈہ کی سڑک پر کالی ندی کا آویزان پل تھا اگر باغی پل کو انگریزی سپاہیون کے ملنے سے پہلے توڑ ڈالتے تو فتحگڈہ مین کچھ دنون امن سے بیٹھتے۔ جسدن گورسہاے گنج مین سرکولن آئے ہین باغی پل کے توڑنے مین مصروف ہوئے مگراب وقت اسکے توڑنیکا نہین رہا تھا۔ ایک گروہ انجنیرون اور سیپرون اور ملاحون کا وہان پہنچ گیا تھا جنہون نے اسکی شکست کی مرمت کردی۔

دوسری جنوری کی صبح کو پل سے نیچے سرکولن اترے کہ دیکھین انکی سپاہ کس طرح اترتی ہے ابھی وہ آئے ہی تھے کہ ایک ٹیلہ کی چوٹی پر سفید لباس بھیڑ منتظر آئی یہ ٹیلہ بہ تدریج ندی کے مقابل کے کنارہ سے اونچا ہو گیا تھا اور اسکی ڈھلان ایک گاؤن کی طرف ختم ہوئی تھی جو پل کے سامنے تھا۔ اس بھیڑ نے سرکولن کے لشکر پر بندوقین بڑی تیز چلانی شروع کین پل تیار ہوا ہی تھا کہ ۵۳ وین رجمنٹ پار اتری اور پل کے گرد پھیل گئی۔ پل کے پیچھے ۹۳ وین رجمنٹ کا ایک حصہ رزرو رکھا گیا۔ پھر جنرل نے حکم دیا کہ سپاہ کلان اسکی امداد کو آئے اور توپین گاؤن پر لگائی جائین۔ دشمن لڑائی استقلال سے لڑا اور اسکی ایک توپ نے جب تک نقصان بہت پہنچایا کہ لفٹنٹ ووگن نے اسکو نشانہ بنا کے نہین اڑایا۔ جب ۵۳ وین رجمنٹ کے سپاہیون نے باغیون پر حملہ کیا تو وہ ترتیب و انتظام کے ساتھ فتح گڈھ کی سڑک پر روانہ ہوئے مگر جب سوارون نے اسکا تعاقب کیا تو وہ اپنے ہتھیارون کو پھینک کر سرگشتہ و پریشان ہوکے بھاگے اور اپنی خیمہ گاہ پر پہنچے جو کچھ اپنے ہاتھون سے اٹھا سکے اٹھا کر لے گئے اور پیدل ہوکر گنگا پار چلے گئے باغیون کو پوری شکست ہوئی۔ آٹھ توپین اور کئی علم۔ پالکیان اور میگزین کے چھکڑے فتحمندون کے ہاتھ لگے۔ سرکولن بغیر کسی لڑائی بھڑائی کے قلعہ فتحگڈھ کے اندر داخل ہوئے۔ قلعہ مین باغی سارا اپنا اسباب چھوڑ گئے اور دوسری جنوری کو سیٹن اور والپول صاحب بھی سرکولن سے آن ملے۔

ایک بڑا سوال حل کرنے کے لیے یہ پیش ہوا کہ جس ملک مین ہنگامہ بغاوت برپا ہوا اسکا کونسا حصہ دوبارہ فتح کرنے کے لیے سرکولن کے حصہ مین آیا ہے؟ لارڈ کیننگ نے

۲۰- دسمبر کو سرکولن کیمبل کو لکھا کہ بالفعل فوراً اودھ کو لے لینا چاہیئے اور سب جگہون سے زیادہ باغی وہان جمع ہین اس کام مین اودھ کے خاندان کی طرف سب کی آنکھیں لگی ہوئی ہین کہ آیا ہم مین یہ قدرت ہے یا نہین کہ اسپر اپنا تسلط قائم رکھ سکتے ہین اسکی مثال دہلی کی سی ہے کہ لکھنؤ کے دوبارہ نہ فتح کرنا ہمارے حق مین ایسا ہی مہلک ہے جیسا کہ دہلی سے واپس چلے آنا ہوتا۔ غرض ان دلائل کی وجہ سے لارڈ کیننگ کو یہہ اصرار تھا کہ اول لکھنؤ جسقدر جلد ممکن ہو فتح کیا جائے اور اس کے ساتھ یہ شرائط تعیین کئے اول سپاہ اسقدر دوآبہ مین چھوڑی جائے کہ وہ آمد و رفت کو جاری رکھے دوم یہ کہ لکھنؤ کی فتح کے ساتھ یہہ کچھ ضرور نہین کہ کل اودھ کی تسخیر کے لیئے اسکے ساتھ کوشش کی جائے۔

سرکولن کی برابر کوئی نیک سگال سپاہی نہین تھا وہ خوب سمجھتے تھے کہ سول گورنمنٹ کے ماتحت ملیٹری حکومت ہونی چاہیئے انہون نے گورنمنٹ کے حکم کی تعمیل کی تیاریان کین انہون نے فتحگڈھ کو تجویز کیا کہ ایسا مقام ہے کہ وہ بریلی کی دارالحکومت سے رہیل کھنڈ کی سڑک پر واقع ہے تو وہ ان باغیون کو روک سکے گا جو دوآبہ بالا پر حملہ کرنا چاہین گے لکھنؤ اور اس کے درمیان بھی سڑک ہے اسواسطے وہ اٹرم صاحب کی بھی اودھ کے باغیون کے روکنے مین مدد کریگا۔ گوالیار کنٹنجنٹ جو کالپی مین ہے اگر وہ زیرین دوآبہ پر مفسدہ پردازی کرنی چاہینگے تو اسکو بھی روک دیگا۔ اور لکھنؤ کی تسخیر کے لیئے آگرہ سے محاصرہ کا توپخانہ آتا ہے اسکی بھی حفاظت کرکے کانپور مین پہنچا دیگا۔ غرض انہون نے فتحگڈھ مین برگیڈ ان سب اوپر کے کامون کے لیئے متعین کیئے۔

سرکولن نے فتحگڈھ مین کرنیل سیٹن صاحب کو فرمان روا مقرر کیا کہ وہ اٹاوہ مین پوری اور میدان کی سرا کی حفاظت کرین۔ کرنیل صاحب ہندوستانیون کی خصائل سے خوب واقف تھے وہ بڑے بہادر و دلیر سپاہی تھے کسی جواب دہی کو اپنے ذمہ لینے سے جھجکتے نہ تھے ہر وقت اپنے ملک پر اپنی جان فدا کرنے کو موجود تھے یہہ کام جو انکو سپرد ہوا وہ بڑا مشکل تھا اور زیادہ تر اس سبب سے دشوار ہوگیا تھا کہ سپاہ ان پاس تھوڑی اور ضعیف چھوڑی گئی تھی۔

[illegible]

[illegible]

اسوقت سرکولن کیمبل نے ایسے کام کیئے کہ جیسے اہل رہیلکھنڈ بریلی پر حملہ آور ہوتے ہین
فتح گڈھ پر قبضہ کرنے کے بعد انہون نے ہوپ کے برگیڈ کو مقرر کیا کہ وہ ہمسایہ کے ملک
مین جاسوسی کرے اس جاسوسی کرنے سے انکو معلوم ہوا کہ آٹھ سات میل کے فاصلہ پر
رام گنگا کے کنارہ پر علی گنج مین پندرہ ہزار باغی جمع ہین۔ سر کولن نے وال پول کے برگیڈ کو
بھیجا اور وال پول کو حکم دیا کہ وہ اپنے لشکر کی شان و شکوہ کی نمائش دکھلائے مگر دریا کے
پار جاکر کوئی لڑائی نہ لڑے۔ سر کولن کی ان باتون سے ایک وقت مین باغی ایسے مغالطہ
مین پڑ گئے کہ وہ دریا کے بائین کنارہ پر مقیم ہوئے۔

باغی دس بارہ روز تو اس حالت مین رہے پھر انہون نے پانچہزار سپاہی ان اضلاع مین
بھیجے جو دو بارہ انگریزون نے فتح کئے تھے۔ وہ رام گنگا سے اتر کر رام گنگا کے سوج گھاٹ
مین آئے دریا پار اتر کر شمس آباد مین آن دھمکے۔ ۲۶ جنوری کو ہوپ صاحب نے ان کو
سونیا مین شکست دی وہ بھاگے۔ بھاگنے مین بہت قتل ہوئے وہ رام گنگا کے پار
بھگا دیئے گئے اور انکی چار توپین چھین لین۔ انگریزون کا نقصان یہہ ہوا کہ پانچ یا
چھہ آدمی مارے گئے اور بیس کے قریب زخمی ہوئے۔

سر کولن کیمبل نے پنجاب کے چیف کمشنر جان لارنس سے یہ انتظام کرایا کہ وہ رڑکی
مین سپاہ کو اس لیئے جمع کرین کہ وہ رہیل کھنڈ مین شمال و مغرب سے داخل ہو۔ ہوپ
صاحب کو سونیا مین جو فتح حاصل ہوئی تھی اسنے باغیون کو بڑا ہوشیار بنا دیا تھا سر کولن
فتح گڈھ سے یکم فروری کو روانہ ہوئے اور چوتھی کو کانپور مین پہنچے جس مین پھر وال پول
برگیڈ و ہوپ برگیڈ و سیٹن برگیڈ شامل ہو گئے تھے یہہ سب اودھ مین گنگا پار ہو کر داخل
ہوئے اور یہان نہر کے میدان مین جمع ہوئے ایسی یوروپین فوج کبھی ہندوستان مین
جمع نہین ہوئی تھی اس مین سترہ پلٹنین پیدل تھین جنمین پندرہ یوروپین تھین اور ۲۸ سکوڈرن
سوارون کے تھے جنمین چار گورون کے تھے اور چار انگریزی رجمنٹین داخل تھین اور
چون ہلکی اور اسی بھاری توپین اور مورٹار تھی۔ اس سپاہ کے حال بیان کرنے سے پہلے
یہہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جنگ بہادر اور فرینکس صاحب کا بیان کیا جائے کہ وہ کسطرح

جنوب مشرق سے کام کرتے ہوئے اور عالم باغ مین اوٹرم صاحب اور اسکے ہمراہیون نے کیا کام کیے +

باب ششم

مشرقی اودھ مین سپاہ کی پیش قدمی

نیپال کے وزیر اعظم جنگ بہادر نے جو نیپال مین حقیقتاً حکمرانی کرتا تھا۔ مئی کے مہینے مین اپنی ساری سپاہ برٹش گورنمنٹ کے سپرد کرنے کی درخواست کی۔

لارڈ کیننگ نے جنگ بہادر کا شکریہ ادا کیا اور جون کے مہینے مین اسکی درخواست منظور فرمائی جنگ بہادر نے تین ہزار سپاہی کاٹھمانڈو سے جولائی کے مہینے مین بھیجے وہ اس مہینے [illegible] پور کے شمال مین انگریزی عملداری مین داخل ہوئے۔ مگر اگست مین [illegible] انکا یہان آنا سپاہ سے ہتھیار لینے کی نشانی تھی پاس کے اضلاع اعظم گڈھ اور جونپور مین بھی بدنظمی [illegible] اندھیری نگری چوپٹ راج ہو رہا تھا۔ اگرچہ خاص شہر بنارس مین ٹکر صاحب کے آہنی پنجے نے بندوبست کر رکھا تھا مگر اسکے اضلاع مین کوئی انتظام اور بندوبست نہ تھا۔ گورنمنٹ نے ایک بہادر نیل کے کارخانہ دار وینبل صاحب کو اختیارات حکومت دے رکھے تھے انہنے اپنی تھوڑی سی سپاہ کی اعانت سے اعظم گڈھ کو جسکو سول افسر چھوڑ کر چلے گئے تھے آخر جون تک اپنے قبضہ مین رکھا اور جولائی مین مفسدونکو دو دفعہ شکست دی اور پھانسیان گاڑ کے جرائم کا بھی کچھ انسداد کیا مگر پھر بھی غریب رعایا کو اودھ کے باغی آ کر ستاتے اور بعد فتوح کے خود اسکی سپاہ نے بغاوت کے آثار دکھائے تو وہ اور چند اور یورپین ۳۰۔ جولائی کو غازی پور مین چلے گئے۔

اعظم گڈھ اور اسکے ہمسایہ مین بندوبست انتظام کرنے کے لیے عین وقت پر نیپالی آگئے انہون نے ۱۳۔ اگست کو اعظم گڈھ پر اور ۱۵۔ اگست کو جونپور پر قبضہ کیا۔ جب وہ [illegible] پور سے چلے تو [illegible] اودھ [illegible] انہون کے ایک سرغنہ محمد حسن نے اودھ

انکر اسپر قبضہ کر لیا ۔

گورنمنٹ نے بنارس کے ملیٹری افسرون کو حکم بھیجدیا تھا کہ خاص افسر جو بیکار بیٹھے ہین وہ نیپالی لشکر سے جاملین اس حکم کی تعمیل کے لیئے کپتان بوائلو اور لفٹنٹ مائلس اور ہال کیمبل جون پور مین آئے اور جو کام انکے سپرد ہوا وہ انہون نے کرنے شروع کیئے ۔

اعظم گڈھ مین خوف پیدا ہوا تو جونپور کے کمانڈر لفٹنٹ کرنیل روٹن صاحب نے شمشیر رجمنٹ نیپالیون کی جس مین بارہ سو تنو مند سپاہی تھے اور دو توپین تھین اعظم گڈھ کے لشکر کی کمک کے لیئے بھیجین ۔ یہہ نیپالی ۱۸ ستمبر کو دس بجے چلے اور چالیس میل ایک دن مین سفر کرکے شام کو چھ بجے اعظم گڈھ مین پہنچے ۔ باغی مانڈوری مین دس میل کے فاصلہ پر تھے ۔ شمشیر پلٹن نیپالی ڈیڑھ بجے چلی اور دوسرے دن صبح کو اسنے باغیون پر حملہ کیا اور انکے کرنیل شمشیر سنگ نے فتح پائی دو سو باغی مجروح اور مقتول کیئے اور انکی تین برنجی توپین چھین لین اور نیپالی دو مارے گئے اور چھبیس زخمی ہوئے اس فتح حاصل کرنے سے نیپالیون کی بہادری کی دھاک بندھ گئی ۔

اس فتح سے نہایت عمدہ اثر ہوا اسوقت تک انگریزون کو تامل تھا کہ نیپالیون کو باغیون سے لڑائین لیکن مانڈوری کی فتح سے انکے باب مین سارے شبہات اٹھ گئے انکے دو دن مین پچاس میل سفر کرنے اور پھر غیر معلوم ملک مین فتح پانے نے آزمودہ کار سپاہیون کے دلون مین انکا بڑا اعتبار پیدا کیا ۔

۲۷ ستمبر کو کرنیل روٹن صاحب سول کے حاکمون اور نیپالیون کے ایک گروہ کو ساتھ لیکر جونپور چلے اور مبارک پور پر قبضہ کیا ۔ یہہ ایک قطعہ باغی راجہ کا تھا اس راجہ کو اونہون نے گرفتار کیا اور تحقیقات کے بعد وہ پھانسی دیا گیا ۔ روٹن صاحب اور نیپالیون نے کل ضلع مین امن امان قائم کر دیا اسی طرح ضلع اعظم گڈھ مین بالکل بندوبست ہو گیا ۔ اترا ؤلیا ایک قلعہ باغیون کے سرغنہ بینی مادھو کا تھا وہ مسمار کیا گیا بینی مادھو ضلع سے بھاگ گیا ۔ اسوقت اودھ کی سرحد تک ملک مین بالکل انتظام پھر بحال ہو گیا ۔

گورنمنٹ کے حکم سے لفٹنٹ کرنیل لونگ ڈن صاحب سپاہ لیکر نیپالی سپاہ کی مدد کے لیئے

روانہ ہوئے - پہلے اس سے کہ یہ سپاہ کارزار کے مقام پر پہنچے نیپالی سپاہ نے ۱۹ اکتوبر کو کنڈا میں اودھ کے باغیون کو شکست دی وہ سرحد اودھ سے یہان آ گئی تھی - ان باغیون کی تعداد چار پانچ ہزار تھی انکا مقام مستحکم تھا اور ان پاس سات توپین تھین اور نیپالی سپاہ گیارہ سو تھی اور دو توپین ان پاس تھین - لڑائی خوب ہوئی اور باغیونکو پوری شکست ہوئی انکے تین سو آدمی مارے گئے چار توپین انکی چھین گئین نیپالیون مین کرنیل بدن مان سنگھ مارا گیا اور گیارہ آدمی مارے گئے اور اننسٹھ زخمی ہوئے اب نیپالیون کی بہادری آزمانے کا وقت آ گیا - سرکاری رپورٹ مین چھپا ہے کہ لفٹنٹ گمبھیر سنگھ نے تنہا اپنے ہاتھ سے ایک توپ دشمن سے چھین لی اور پانچ توپچیون کو اپنے ہاتھ سے مارا وہ خود زخمی ہوا مگر اچھا ہو گیا -

لونگ ڈن صاحب چاندہ کی لڑائی کے بعد جونپور مین آئے - ۳ نومبر کو ایک ہزار باغی دو توپین لیکر سرحد اودھ سے باہر آئے اور قلعہ اترا ڈولیا پر قبضہ کر لیا - لونگ ڈن صاحب نے نیپالیون کو ساتھ لیکر اسطرح دشمن کی تفتیش کی کہ وہ رات کو قلعہ خالی کر کے چلا گیا -

سرکاری عملداری بنارس اور اودھ کے باغیون کے ہاتھ سے محفوظ نہین تھی اس مین ایسی قدرت نہین تھی کہ وہ کل سرحد کو محفوظ اور مامون رکھتی - اکثر باغیون کے حملون کو سپاہ ہٹا کر بنارس مین پھر چلی آتی تھی - اس لیئے یہ انتظام کیا گیا کہ جنگ بہادر نو ہزار منتخب سپاہی ساتھ لیکر کارزار مین آئے اور کرنیل میک گریگور صاحب اس سپاہ کے بریگیڈیر جنرل ہون -

اسی عرصہ مین اودھ کی شرقی سرحد پر انگریزی سپاہ کے بڑھانے کی تدابیر کی گئین جونپور کی سپاہ کی بڑی کمک بھیجی گئی اور اس سپاہ کے سپہ سالار بڑے بہادر اور دانشمند جنرل فرینکس بی مقرر ہوئے - اور اسی طرح کہ ایک محفوظ سپاہ مدراسی و نیپالی گورکھا ان کی ماتحتی بہار مین مرتب ہوئی کرنیل .... بریگیڈیئر گرانٹ کے ... سے اتر کر گورکھپور جا پہنچی -

ان تینون سپاہون کا مقصد واحد تھا کہ بنارس کے شمال مین اور اودھ کے مشرق مین انتظام اور امن امان قائم کرین۔ انمین سے ایک تو اضلاع مین انتظام کے لیئے رہے اور باقی دو سرکولن کے ساتھ لکھنو کے حملہ مین شریک ہون۔ روکروفٹ کے لشکر مین تین سو پچاس نیپالی سپاہی تھے اور باقی سپاہ انگریزی تھی وہ میروا کے کیمپ مین مقیم تھی جو چھپرا سے انچاس میل تھا گندک ندی کے مغربی کنارہ سے سات میل کے فاصلہ پر سیان پور کے باغیون کی ایک چھوٹی سپاہ تھی جس مین بارہ سو آئینی سپاہ اور اور چار ہزار آدمیون کی بھیڑ بھاڑ تھی۔ ۲۶۔ دسمبر کو روکروفٹ صاحب گورکھ ناتھ پلٹن کو جو سگولی سے آنے والی تھی منتظر تھے وہ باغیون کی سپاہ پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔ باغیون سے لڑے۔ لڑائی کا نتیجہ یہہ ہوا کہ باغیون کو شکست ہوئی اور وہ سیان پور سے بھاگے اور چھپرا مجولی تک تعاقب ہوا اور یہان سے بھی گندک پار بھگا دیئے گئے اور ایک بڑی آہنی توپ انسے چھین لی۔ روکروفٹ صاحب نے ندی سے عبور کرکے بڑے بڑے باغی سرغنون کو گھر پہنچایا۔ پھر وہ برگیڈیر جنرل میک گرگور کے حکم سے دریا گھاگرا کے برگٹ گھاٹ پر گئے

جنگ بہادر کی تھوڑی سی سپاہ نے نیپال سے حرکت کی اور برٹش سرحد کے اندر داخل ہوئی ۲۳۔ دسمبر کو بیھٹی آمین گورکھپور سے بیاسی میل کے فاصلہ پر داخل ہوئی اور یہان میک گرگیوری صاحب سے ملی۔ ۵ جنوری کو یہہ سپاہ گورکھپور مین آئی جو باغیون کے قبضہ مین تھا نیپالیون نے اپر حملہ کیا وہ خفیف سا مقابلہ کرکے راپتی ندی سے باہر چلی گئی اور سات توپین چھوڑ گئی۔ جنہر فاتح قابض ہوئے۔ نیپالیون کے دو آدمی مارے گئے اور سات زخمی ہوئے۔ باغی دو سو مارے گئے گورکھپور مین دوبارہ انگریزی انتظام ہوگیا۔ روکروفٹ کو حکم ہوا کہ وہ اپنی تھوڑی سی سپاہ کو کشتیون مین بٹھا کے گھاگرا مین آ جائے اور نیپالی سپاہ کے عبور ہونے کا انتظام کرے۔

جنگ بہادر ۱۴۔ فروری کو گورکھپور سے روانہ ہوا اور گھاگرہ کے باہن کنارہ پر برابر مین ۱۹۔ فروری کو پہنچا اور اسی روز روکروفٹ صاحب گھاگرہ کے داہین کنارہ پر آئے اور ۲۰۔ کی صبح کو نیپال کے ایک برگیڈ سے ملے جس پاس چھ توپین تھین۔ پھر روکروفٹ

پاس حکم پہنچا کہ وہ اپنی کشتیوں کو پھول پور میں لائیں تا کہ باقی نیپالی سپاہ دریا سے عبور کرے مگر رو کرو فٹ صاحب کو معلوم ہوا کہ پھول پور میں باغی بھرے ہوئے ہیں وہ پھول پور آئے اور باغیوں کو مار کر یہاں سے نکال دیا اور انکی تین توپیں چھین لیں۔ پھر وہ اپنی کشتیوں کو لائے اور انسے دریا کا پل بنایا جس پر نیپال کی سپاہ نے عبور کیا پھر یہہ انتظام کیا گیا کہ رو کرو فٹ صاحب سپاہ کو ساتھ لیکر گورکھپور واپس جائیں تا کہ آمد و رفت جاری رہے اور جنگ بہادر سلطان پور کی راہ سے لکھنؤ جائے۔

جنگ بہادر گھاگرا سے پار اتر کر ۲۵ - فروری کو امبر پور میں داخل ہوا۔ رستہ میں ایک قلعہ نہایت استوار آیا جسکا فتح کرنا ضرور تھا اس کے اندر چونتیس باغی تھے نیپالی سپاہ نے حملہ کیا جس کی تسخیر میں نیپالی سات مقتول اور تینتالیس مجروح ہوئے۔ اہل قلعہ جو تعداد میں چونتیس تھے سب اس قلعہ میں مارے گئے۔

اس چھوٹے سے قلعہ کی فتح کا یہہ اثر ہوا کہ ایک بڑے قلعہ سے جس میں دو سو باغی تھے بھاگ گئے۔ نیپالی اس قلعہ کی طرف جاتے تھے سلطان پور کے قریب گومتی سے پار ہوئے ہیں اور وہاں سے لکھنؤ کی طرف جانے میں دشمن نے کچھ مزاحمت نہیں کی۔ وہ ۱۰ - مارچ کو لکھنؤ کے قریب پہنچے اور ۱۱ مارچ کو انگریزی لشکر سے جا ملے جس کے ساتھ لکھنؤ کی تسخیر میں سب وقت تا شریک [illegible]

اب جنرل فرینکس کا حال لکھا جاتا ہے۔ ۱۲ - نومبر کو وہ اعظم گڑھ اور جونپور کی فوجوں کے افسر اعلے مقرر ہوئے تھے ان کے پاس سپاہ پانچ ہزار پانچ سو تھی جنمیں تین ہزار دو سو نیپالی تھے اور بیس توپیں تھیں انکے اسسٹنٹ اڈجوٹنٹ جنرل کپتان ہیولاک تھے جو بڑے باپ کے بیٹے تھے۔ فرینکس کو [illegible] اطلاع دی گئی تھی کہ ان کے فرائض عظیم یہہ ہیں کہ ان باغیوں کے قبضہ نہ ہونے دیں اور بہار میں گنگا کے پار باغیوں کو نہ داخل ہونے دیں اور باغیوں کے قبضے میں جو اضلاع ہیں ان کو چھین لیں سب سے زیادہ [illegible] یہہ تھا کہ [illegible] و حفاظت رکھیں۔

[illegible] ان کو لم اعظم گڑھ کے

جنگ بہادر کا لکھنؤ میں داخل ہونا ۔ ۱۱ مارچ ۱۸۵۸ء

جنرل فرینکس

قریب رکھا اور جونپور کے سامنے کچھ میلون کے فاصلہ پر سنتر رکھا اور باہان کولم بدلاپور مین رکھا۔ اس ترتیب سے اضلاع کے صدر مقامون کے قریب باغی حملہ کرتے ہوئے ڈرتے تھے مگر جونپور کے مغرب مین سواسو میل کے فاصلہ پر غارتگری کرتے تھے۔

باغیون کا سرغنہ مہدی حسن تھا وہ اپنے تئین ناظم سلطان پور کہتا تھا اسنے دہلی کے بادشاہ پاس سے الہ آباد مین فرمان روائی کی سند بھی منگالی تھی۔ بعض من چلے آدمی بلوہ وفساد کے زمانہ مین اپنے تئین سربرآوردہ بنا لیتے ہین انہین سے وہ بھی تھا اس کا صدر مقام چاندہ تھا جو جونپور سے ۳۰ میل کے فاصلہ پر تھا۔ اس کے پاس پندرہ ہزار کے قریب سپاہ تھی جنہین اکثر پاس توڑہ دار بندوقین تھین ان مین تہائی آدمیون کو سپہ گری آتی تھی اسکا نائب فضل عظیم ایک بڑے مستحکم مقام مین سراؤن مین رہتا تھا جو الہ آباد سے شمال مین چودہ میل کے قریب ہے۔

فرنیکس صاحب پاس سوار نہ تھے گورنمنٹ کو اسکا خیال تھا اسنے ۲۰ جنوری ۱۸۵۸ع کو اس پاس دو سکوڈرن ہین کے بھیجے اور چار اسپی توپین الہ آباد سے بھیجین ۲۱ جنوری کو فرنیکس صاحب اپنا باہان کولم لیکر چلے اس مین چودہ سو سپاہی تھے جنین آٹھ سو نیپالی تھے وہ سکندرہ مین آئے۔ فضل عظیم پاس سراؤن مین یہہ خبر پہنچی کہ فرنیکس صاحب سکندرہ مین آئے ہین تو وہ نصرت پور مین آیا جہان اسکا دوست ایک بڑا تعلقہ دار بینی بہادر سنگہ ایک مستحکم مقام مین رہتا تھا۔ نیپالیون نے اسپر حملہ کیا تو باغی جلدی سے بھاگ گئے اور دو توپین چھوڑ گئے اور اودھ مین چلے گئے۔ فرنیکس صاحب سراؤن مین آئے الہ آباد کی سرحد پر جو اضلاع تھے ان مین سول کی حکومت کو پھر جما دیا اور پھر بدلاپور مین آگئے اور سلطان پور کی راہ سے لکھنؤ جانے کی تیاریان کین اور آٹھ میل چلکر سنگرام پور مین آئے اور جنگ بہادر کے آنے کے منتظر رہے۔

روکرفٹ صاحب نے جنگ بہادر کو گورکھپور سے فارغ کر دیا تھا۔ جب فرنیکس صاحب کو یہہ معلوم ہوا تو وہ سلطان پور کی طرف چلے جسکا فاصلہ ۳۳ میل تھا راہ مین بہت سے باغی بھرتے ہوئے تھے باغیون کا ٹہرا مقام سنگ رام پور سے ۱۳ میل پر چاندا مین تھا

جس کے محافظ آٹھ ہزار آدمی تھے جنمین دو ہزار پانچ سو سپاہی تھے جنکو انگریزی افسرون نے قواعد سکھائی تھی۔ ان پاس آٹھ توپین تھین۔ انکا سپہ سالار بندہ حسن تھا اسنے مہدی حسن کو خبر دی کہ انگریز آ گئے ہین آپ جلد دس ہزار سپاہ کو ساتھ لیکر میری امداد کو آئیے۔ نیپالیون نے دشمن کو اتنی فرصت نہ دی کہ اس پاس امداد آتی چاندا کو فتح کر لیا اور رام پور تک اسکا تعاقب کیا رام پور مین فرنکس صاحب نے دو گھنٹے توقف کیا وہ جانتے تھے کہ مہدی حسن سپاہ ساتھ لئے رستہ مین چلا آتا ہے تو انہون نے موضع بہیر پور مین قیام کیا۔ مہدی حسن چلا آتا تھا اسپر فرنکس صاحب نے یورش کی دشمن نے مقابلہ کیا مگر مفرور ہوا صاحب ممدوح نے تھوڑی دیر توقف کیا پھر سپاہ کو اس زمین پر رات کو سلایا جسپر قبضہ کیا تھا۔ دونون لڑائیون مین دشمنون کے نقصان کا صحیح تخمینہ نہین ہو سکتا مگر نیپالی دوستون کے گیارہ آدمی زخمی ہوئے

مہدی حسن دل ہی مین اس ارادہ سے گیا کہ پھر لڑائی لڑے ان دو لڑنے والون کی مقام اور سلطان پور کے درمیان بڑا استوار قلعہ بدھایان تھا۔ مہدی حسن جانتا تھا کہ اگر مین اس قلعہ پر قابض ہو گیا تو فرنکس صاحب کی پیش قدمی کا سد راہ ہونگا۔ اس نے بہت سی حکمتین اور حرفتین اس قلعہ پر قابض ہونے کے لیئے کین مگر سب اکارت گئین۔ فرنکس صاحب نے ۱۲۔ فروری کو اس قلعہ پر قبضہ کر لیا اگرچہ مہدی حسن مشوش ہوا مگر مایوس نہین ہوا۔ وہ سلطان پور کو گیا اور اس سے دو میل فاصلہ پر بادشاہ گنج مین نیپالیون کے سد راہ ہونے کے واسطے اسنے اپنے پراگندہ طرفدارون اور بندہ حسن کی شکست یافتہ سپاہ کو جمع کیا اور یہان مرزا جعفر بیگ سے جو شاہ معزولی کا جنرل توپخانہ کا تھا ملا وہ اسکی استعانت کے لیئے لکھنؤ سے بھیجا گیا تھا۔ اب باغیون پاس پچیس ہزار سپاہ کا مجمع ہو گیا تھا اور ان پاس پچیس توپین تھین ــ

مرزا جعفر بیگ سپہ سالار لشکر تھا۔ اسنے ایک گہرے نالے کے نیچے جسپر لکھنؤ کو ایک سڑک جاتی تھی اپنی کل سپاہ کی صف آرائی کی اور اپنا سب سے زیادہ زور آور توپخانہ سڑک کی قریب لگایا مگر اسنے یہہ غلطی کی کہ نالہ پر ایک اور سڑک اس کے داہنے طرف جاتی تھی اس کی خبر نہ لی۔ فرنکس صاحب جب نالہ پر آئے تو ایک نگاہ مین انہون نے تاڑ لیا کہ کیونکر لڑنا چاہیئے

۱۲ فروری

سلطان پور کی لڑائی

انہون نے دشمن پر سامنے سے ایک خفیف سا حملہ کیا اور اپنی سپاہ کلان کو نالہ پر بھیجا کہ وہ دوسری سڑک پر سے جسکی دشمن نے کچھ روک نہین کی تھی قبضہ کرے دشمن تو اس سامنے کے مقابلہ مین مصروف تھا کہ دفعتہً اسکی آنکھین کھلین کہ یہہ کیا ہوا - مقام کی حالت ہی منقلب ہوگئی - فرینکس صاحب نے ایک یورش مین جنگ گاہ پر قبضہ کرلیا - دشمنون کے توپچی جو اپنی توپون کے پاس کھڑے رہے وہ قتل ہوئے اور باقی بھاگ گئے - میدان جنگ مین بیس توپین چھوڑ گئے ٭

ایک مین صاحب جالندھر سے سوارون کا رسالہ ساتھ لیکر فرینکس صاحب کے لشکر سے ملے تھے - اب ظاہر یہہ معلوم دیتا تھا کہ لکھنؤ کی سڑک صاف ہے اس مین کوئی کھٹکا نہین لیکن پہلی مارچ کی صبح کو ایک مین صاحب کو جو خیمہ گاہ سے تین میل آگے اپنے سپاہیون کے ساتھ مقیم تھے معلوم ہوا کہ پانچ سو باغی پیادے اور ایک مشہور منصب علی پانچسو باغی سپاہی اور دو سو سوار اور دو توپین سڑک کے اوپر لیئے ہوئے تین میل کے فاصلہ پر موجود ہے - صاحب نے فرینکس صاحب سے کمک منگا کر دشمن پر یورش کی اور اسکو شکست فاش دی اور سو باغی مار ڈالے اور زندون کو گومتی کے پار بھگا دیا اور دو توپین انکی چھین لین صاحب ممدوح کا یہہ کام بڑا بہادرانہ و دلیرانہ تھا ——— فرینکس صاحب ۴ مارچ امیٹھی مین جو لکھنؤ سے آٹھ میل تھی ایک مسجد کے پاس جو ایک میل کے فاصلہ پر تھی فروکش ہوئے - ان پاس کمانڈر انچیف کا حکم آیا کہ وہ آگے نہ بڑھین - انکو معلوم ہوا کہ سڑک کے داہنی طرف دو میل پہ قلعہ دورآرایا دادوی آرا ہے اس مین باغی بہت بھرے ہوئے ہین اور ان پاس دو توپین ہین انکو یہہ اندیشہ ہوا کہ یہہ باغی ان کی بہیر بنگاہ اور رسد کے اسباب پر ضرور چھاپا مارین گے اس لیئے انکو یہان سے نکالنا ضرور ہے -

اس قلعہ کے فتح کرنے کے لیئے فرینکس صاحب نے سپاہ بھیجی اس کے ساتھ اپنی توپین بھیجین مگر انہون نے قلعہ پر کچھ اثر نہین کیا تو ۲۴ پونڈ کی ہوٹزر بھیجی گئین اور قلعہ پر حملہ کیا گیا - باغی ایک مکان مین چلے گئے اسکا دروازہ بند کرلیا اور لڑنا شروع کیا

ان ہی کی توپون مین سے ایک توپ اس دروازہ پر لگائی اور دروازہ مین آگ لگائی مگر کچھ اثر نہین ہوا اور میک لوڈ اس دروازہ کے کھلدانے مین سخت زخمی ہوئے تو فرینکس صاحب نے سپاہ کو بلالیا اور اسی شام کو سرکولن کے لشکر سے ملنے کے لیئے سفر کیا۔

فرینکس صاحب نے مشرقی سرحدون سے اودھ کے مرکز مین سفر کامیابی کے ساتھ کیا اور ۴ مارچ کو سرشام سرکولن کے لشکر سے مل گئے انہون نے ۱۳۰ میل سفر کیا چار لڑائیون مین کثیر التعداد دشمنون کو شکستین دین اور چونتیس ضرب توپ چھین لین اپنا نقصان بہت خفیف یہہ ہوا کہ ۳۷ افسر و سپاہی مقتول و مجروح ہوئے۔ صاحب ممدوح رجمنٹ کے عمدہ افسرون مین مامور ہوئے۔ ان کے معین و مددگار بڑے بہادر افسر سرہنری ہیولاک اور پیٹیرک کارنیگی صاحب تھے۔ اب ہم اوٹرم صاحب کی کہانی سناتے ہین

باب ہفتم

میجر جنرل اوٹرم صاحب اور عالم باغ

ہم نے دوسرے باب مین بیان کیا ہے کہ ۲۷ نومبر کو سرکولن کیمبل صاحب جب کانپور روانہ ہوئے ہین تو عالم باغ مین اوٹرم صاحب کو اس کی جگہہ چھوڑ گئے تھے کہ وہ لکھنؤ کی چشم نمائی دگو شمالی جب تک کرتے رہین کہ وہ پھر لکھنؤ واپس آئین۔ میجر جنرل پاس تین اور چار ہزار کے درمیان سب قسم کی سپاہ تھی اور پچیس توپین اور ہوشربا رنگی۔ اب سرکولن کی مراجعت کا زمانہ قریب آگیا تھا اس لیئے جو زمانہ انکے جانے اور آنے کے درمیان تین مہینہ سے کچھ زیادہ گذرا ہے اسکا حال بیان کرتا۔

عالم باغ کا رقبہ پانچ سو گز مربع ہے وہ فیٹ اونچی فصیل سے گھرا ہوا ہے اور اس کا دروازہ بڑا عالی شان ہے۔ اس کے اندر ایک دو منزلی کوٹھی ہے اور اسکے گرد میوہ دار درخت ہین جنکا نام و نشان ہی باقی نہین رہا تھا۔ اب اس کی فصیل پر ٹوٹے دارا مرمتی کے کام

بڑے مضبوط و مستحکم بنا دیئے گئے تھے اور اس کے ہر گوشہ پر دمدمے بنائے گئے تھے۔ غرض ہر طرح سے دشمنوں کے حملوں کی برداشت کرنے کے لیئے اسکا استحکام کردیا تھا اور ایک خندق گرد کھود دی تھی ۔

اوٹرم صاحب کا مقام

اوٹرم صاحب نے لشکر کلان عالم باغ کے اندر نہیں رکھا تھا اسکے اندر تو تھوڑی سپاہ اور چند توپین رکھی تھیں باقی سپاہ کو کھلے میدان میں عالم باغ کے پیچھے نصف میل مین پھیلا دیا تھا۔ سڑک کی داہین طرف قلعہ جلال آباد تک اور اس کی باہین طرف سپاہ پھیلی ہوئی تھی اور جا بجا اس کے مورچے بنے ہوئے اور سٹھیریان لگی ہوئی تھیں۔

باغیون کی ہمت

سکندر باغ اور شاہ نجف کی شکستوں سے اور قیصر باغ پر توپ زنی سے باغیون کا دل ایسا شکستہ ہوگیا تھا کہ کچھ دنوں تک انگریزوں سے لڑنے کا حوصلہ نہ ہوا۔ ۲ دسمبر کو ان مین ایسی جان آئی کہ عالم باغ سے اوٹرم صاحب کے نکالنے کا ارادہ کیا۔

مولوی احمد اللہ شاہ اور باغیون کا ارادہ

باغیون کا بڑا مشہور اور لایق سرغنہ مولوی احمد اللہ شاہ تھا اسنے بڑی معقول تدبیرین اوٹرم صاحب کے نکالنے کی دسمبر کے اول ہفتے مین کین اور اس کے لشکر کے قریب توپین لگا کے گولے اس مین پھینکنے شروع کیئے۔ ۲۲ دسمبر کو باغیون نے چار ہزار پیدل اور چار سو سوار اور چار توپین گیلان اور بدروپ کی راہ سے بہنی مین بھیجین کہ کانپور سے انگریزوں کی راہ آمد و رفت مسدود کرے جیسے انہوں نے اس راہ کے بند کرنیکا ارادہ کیا ایسا اوٹرم صاحب نے انکی لکھنؤ کی راہ بند کرنیکا قصد کیا۔

۲۲ دسمبر کی صبح کو اوٹرم صاحب نے انپر حملہ کیا باغی ایسے حیران و پریشان ہوئے کہ اپنی چار توپین اور ایک ہاتھی چھوڑ کر فرار ہوئے اور بدروپ مین گئے یہان سے بھی نکالے گئے پھر انہوں نے اپنی مراجعت کا رستہ بدلا وہ دلکشا مین چلے گئے پچاس آدمی انکے مارے گئے انگریزوں نے انکا تعاقب کرنا چھوڑا۔ اس شکست کے بعد باغی تین ہفتے تک خاموش بیٹھے رہے۔ انگریزی لشکر پر گولے مارتے رہے جسنے کچھ نقصان نہیں ہوا ہان نیند مین خلل پڑتا تھا۔

اوٹرم صاحب نے خالی چھکڑے کانپور بھیجے تھے کہ وہ وہان سے سامان رسد بھر کر پھر آئین اور انکے ساتھ سپاہ بھیجی تھی۔ باغیون نے اپنے سرغنہ منصب علی کو اس کام کے لیئے مقرر کیا۔

کرا تنی تھوڑی سی سپاہ اور چھکڑون کو کانپور تک پہنچنے دے۔ مگر بہادر انگریزی کاروان کانپور پہنچ گیا +

۱۲ - جنوری کو تیس ہزار کے قریب لشکر نے اوٹرم صاحب کی سپاہ میمنہ پر حملہ کیا۔ اوٹرم صاحب نے اولفرٹس اور گوروں کو بھیجا جنہون نے اپنی توپون سے بڑے بہادرانہ کام کیے اور ہبرے سر صاحب کے سکھون نے بھی اپنی شجاعت دکھائی اور باغیون کو شکست دیکر بھگا دیا۔ لوہے اور سیسے نے اپنا مینہ ایسا برسایا کہ سینکڑون ان مین ہلاک ہوئے اس شکست سے باغیون کی ہمت ایسی پست ہوئی کہ ۱۵ - فروری تک پھر انہون نے لڑنیکا قصد نہین کیا۔ یون ہی حملون کے بگل بجاتے رہے مگر حملہ نہین کیا۔

سردارون مین آپس مین اختلاف آرا ایسا ہوا کہ آپس مین لڑائی شروع ہوگئی۔ لکھنؤ کی بیگم حضرت محل اور مولوی احمد اللہ کے سپاہیون مین ایسی لڑائی ہوئی کہ سو آدمیون کا خون ہوگیا اور مولوی قید ہوگیا۔

اوٹرم صاحب پاس ۲۳ - جنوری کو دس توپین اور انکے ساتھ ۳۴ رجمنٹ کا ایک حصہ کمک کے لیے آگیا۔ ۷۵ وین رجمنٹ پہاڑ کو چلی گئی -

مولوی بیگم کی قید سے بھاگ کر پھر باغیون کا بڑا سرغنہ بن گیا اور اسنے ۱۵ - فروری کو اوٹرم صاحب پر حملہ کیا۔ اولفرٹس صاحب کی توپون کے سامنے باغی نہین ٹھیر سکے بھاگ گئے انگریزون کا ایک سپاہی قتل اور ایک زخمی ہوا۔ پھر باغیون نے اور حملے بیفائدہ کیے - ایک حملہ مین انکے ساٹھ آدمی قتل و زخمی ہوئے۔ پھر باغیون نے بڑا زور لگا کے آخری حملہ کیا - باغیون نے یہہ سمجھ کر جنرل اور سپاہ اتوار کی صبح کو نماز پڑھنے مین مصروف ہونگے - اتوار کا دن حملہ کا مقرر کیا۔ یہہ مقولہ کہ جو تامل کرتا ہے وہ نقصان اوٹھاتا ہے - لڑائیون سے زیادہ زندگانی اور کامون کے متعلق ہے باغیون نے بھی اپنے ارادہ کے انصرام مین بہت تامل کیا سوا دس بجے واپس چلے گئے - بہت سے یعنی سو چالیس آدمی انکے مقتول اور مجروح ہوئے اس سے انکی ہمت اور بھی پست ہو گئے۔ باغیون نے جب حملہ کیا انکو شکست ہوئی مگر وہ مفرور ہونے مین کامیاب ہوئے +

باغیون کی بڑی کوشش

باغیون کے درمیان آپس کی لڑائی +

اوٹرم صاحب پر باغیون کا حملہ +

۱۵ - فروری کو ...

اوٹرم صاحب پاس تقریباً چار ہزار سپاہ تھی جسنے باغیون کے لشکر کثیر کو روکے رکھا۔
اوٹرم صاحب کو ۲۷ جنوری کو یہہ تحقیق معلوم ہوا کہ اس تاریخ کو دشمن کے لشکر مین بہ تفصیل ذیل سپاہ تھی

۲۷ رجمنٹین آئینی سپاہیون کی	۲۷۵۵۰ سپاہی
۱۴ رجمنٹین نئی بھرتی کی	۵۴۰۰
۱۰۶ رجمنٹین نجیبون کی	۵۵۱۵۰
۲۶ رجمنٹین سوارون کی	۷۱۰۰
ساوڈنی سوارون کی رجمنٹ	۸۰۰
	۹۶۰۰۰

پہلی آئینی سپاہ تیس ہزار تھی مگر دہلی کے فتح ہونے سے بعد وہ سہ چند ہوگئی۔
بس اس سپاہ سے جو چارون طرف حملہ کرتی تھی عالم باغ کو بچائے رکھنا اور کانپور کی راہ کو کھلا رکھنا اوٹرم صاحب کا بڑی مردانگی اور فرزانگی کا کام تھا۔
ان کے ممد و معاون بھی بڑے بڑے بہادر تھے جنکے نام نامی یہہ ہین۔ کرنیل برکلی صاحب وہ اوٹرم صاحب کے داہنے ہاتھ تھے اور بریگیڈیر ویسٹ آئر و اولفرٹس اور ولسن صاحب اور ہونڈ صاحب اب پہلی مارچ کو عالم باغ کو کمانڈر انچیف صاحب آئے انکا حال لکھا جاتا ہے

باب ہشتم

لکھنؤ کا دوبارہ فتح کرنا

۲۔ مارچ ۱۸۵۸ء کو سر کولن کیمبل عالم باغ کے پاس سے گذرے۔ انکے پاس بڑے زور آور چار ڈویژن پیدلون کے تھے جنمین فرینکس کا ڈویژن شامل تھا اور سر ہوپ گرینٹ کے سوارون کے دو بریگیڈ بڑے اچھے تھے اور سر ایرچی ڈیل ولسن کے تین بڑے ذی شان بریگیڈ آرٹلری کے تھے اور ایک بریگیڈ انجنیرون کا تھا۔ یہہ سب ملکر پچیس ہزار سپاہ تھی جسکے دو تہائی انگلستانی سپاہی تھے۔ اول پیادون کے ڈویژن کے سپہ سالار اوٹرم صاحب تھے اس مین فتح پور اور لکھنؤ کی جنگون کے بڑے بڑے بہادر

سپاہی تھے۔ نیل کے فیوزیلرس واٹھر دین ہائی لینڈرس اور برے سیر کے سکھ۔ دوسرے
ڈویژن کے میر لشکر جنرل لیوگارڈ تھے جس مین نمبر ۹۳ رجمنٹ ہائی لینڈرس اور چوتھی
پنجاب رائفل تھی۔ ہوپ گرینٹ کے ڈویژن مین نوین لین سر و ہوڈسن کے سوارون کا
رسالہ اور وولنیٹر سوار تھے۔ انجنیر بریگیڈ کے پیشوا قوم کے سرمایہ فخر و ناز روبرٹ نیپیر تھے
سیٹری کے بڑے کارخانہ مین ٹرنر۔ ٹومبس۔ اولفرٹس۔ ریمنگٹن۔ مڈلٹن۔ بشپ بڑے
نامور افسر تھے جنہون نے دہلی لکھنؤ کی فتحون مین کار ہاے بزرگ بے مثل و نظیر کیے تھے۔ میجر
نورمن ایڈ جیوٹنٹ جنرل اور سٹاف افسر سینس فیلڈ اور ڈاکٹر برون سر اینڈ ینٹ
سرجن۔ میجر جانسن اسسٹنٹ ایڈ جیوٹنٹ جنرل کپتان فٹز جیرلڈ کمسریٹ کے حاکم
کپتان آل گوڈ کوارٹر ماسٹر جنرل یہہ سب افسر اپنی اپنی صنف مین بڑے مشہور و نامور تھے
لالہ جوتی پرشاد کمسریٹ کا ٹھیکہ دار تھے۔ سر کولن کیمبل کے لشکر مین موجود تھے۔ ایک تیز
وقت لڑائی مین جسکے اندر دشمن کی ایک توپ ضائع ہوئی کیمبل کی سپاہ نے دل کشا کے
گرد اپنے پاؤن جمائے۔ اسکا میمنہ گومتی کے کنارہ پر تھا اور اس کے آگے کا پکٹ دلکشا
کی دائین طرف قائم تھا۔ ان دونو مقامون پر بھاری توپین لگائی گئین جنہون نے ان فیرونکو
بند کیا جو شہر کی النگ پر مورچون کی لین سے ہوتے تھے۔ آیندہ دو دنون مین باقی سپاہ
اور توپون اور سب قسم کے ذخائر کے لانے مین صرف ہوئے۔ کرنیل کیمبل کے سوارون کا
بریگیڈ کیمپ کے میسرہ کا حارس تھا اور عالم باغ کے سامنے جاسوسی کرتا تھا اور ہوڈسن
کے قریب جو سب جگہہ کام کرنے کو موجود تھے وہ قلعہ جلال آباد کی طرف میسرہ سے پہرے
نگہبانی کرتے تھے ۴ تاریخ کو جنرل فرینکس نے اس جگہہ کو بھرا جو اوٹرم صاحب گومتی کے
پار جانے مین کل کے دن کیمبل کی لین مین چھوڑ گئے تھے۔

۶۔ مارچ کی صبح کو اوٹرم صاحب کی سپاہ نے حرکتین کرنی شروع کین۔ کمانڈر انچیف نے
اپنے سپہ سالار لفٹنٹ کو بھیجا کہ وہ گومتی کے بائین کنارہ پہ باغیون کو شہر کے اس طرف سے بھاگنے
نہ دے اور اپنی بھاری توپون سے دشمنون کے شرقی اور شمالی مورچون پر حملہ کرے یا انکو
خراب کرے۔ اس سپاہ عظیم کو جو کام کرنا تھا وہ آسان نہین تھا۔ ستر اسی ہزار آدمی اپنی بھاری

اور استقلال اور ہوشیاری سے اپنے مستحکم مقام کو استوار کر رہے تھے۔ انہین سپاہی اور
خود لٹیرا اور مسلح ملازمین جنکو قومی عزت نے مذہبی دیوانگی نے لوٹ کی امید نے جوانمرد عورت
حضرت بیگم نائب السلطنت کے علمون کے سایہ کے نیچے اور اسکے مشتبہ رقیب مولوی فیض آبادی
احمد اللہ شاہ کے سبز جھنڈے کے نیچے ایسے بڑے شہر مین جمع کیا تھا جسکے اندر تنگ
گلیان اور بازار تھے اور بڑی بڑی حویلیان اور چوک تھے جو بجائے خود ایک حصن حصین تھے
پھر انکے استوار کرنے کے لیئے باغیون کو بہت وقت مل گیا تھا جو مقام استوار تھے انکو اور
زیادہ استوار بنا لیا تھا۔ نہر بھی ایک بڑی خندق عمارات اور قیصر باغ کے لیئے بن گئی تھی۔
۱۰ مارچ کو سر جیمس اوٹرم صاحب وال پول کے پیادون کو اور ہوپ گرینٹ کے چیدہ
سوارون کو اور توپون کی پانچ بیٹریون کو ان دو پلون کے پار لے گئے جو ندی پر
نیپیر صاحب نے بیئر کے پیپون کو رسون سے جوڑ کر دو تین دن مین تختے لگا کے بنائے
تھے۔ رات کو ندی کے بائین کنارہ پر آرام کیا دوسرا دن اس مین خرچ ہوا کہ اوٹرم کے پلٹون پر
دشمنون نے جو حملے کیئے انکو رفع کیا۔ آٹھوین تاریخ بھاری توپون کے مورچے بنانے مین صرف ہوا۔
نوین تاریخ صبح کو چکر کوٹھی کے دشمنون کے مورچون پر آٹھ توپون اور تین ہوٹزر نے گولون کا
مینہ برسایا گیا۔ وال پول کے پیادون اور رو ڈ کی توپون نے اس کوٹھی کو یورش کر کے لے لیا اور
سفر دوسرا باغیون کے پیچھے جا کر اوٹرم صاحب نے آسانی سے بادشاہ باغ کو بھی لے لیا۔ مارٹی نیر
کے پیچھے کی عمارتون پر بھی بھاری توپون سے گولے مارنے شروع کیئے اور پھر مارٹی نیر کی
کوٹھی پر قبضہ کر لیا اس مین لفٹنٹ بٹلر نے بڑا کام یہ کیا کہ وہ ندی کے پار تیر کر گئے کہ ہوپ صاحب
کو اوٹرم صاحب کی فتح سے مطلع کرین۔
دوسرے دن لیوگارڈ صاحب نے بنکس ہوس کو فتح کیا۔ قیصر باغ پر گولہ اندازی شروع
ہوئی پھر سکندر باغ آسانی سے فتح ہو گیا۔ اس مین پہلی دفعہ ماہ نومبر مین بڑا قتل ہوا
تھا۔ غرض بہت سی عمارات حملہ کرنے سے یا توپون کے مارنے سے فتح ہو گئین۔ بیگم کی
کوٹھی چند گھنٹے تک گولون کے مارنے سے فتح ہو گئی۔ جسوقت یہ فتوحات ہو رہی تھین سر کولن
جنگ بہادر سے ملاقات کر رہے تھے جو میدان جنگ مین اپنے ساتھ گورکھون کو لایا تھا۔

پھر ملاقات بڑی گرمجوشی و شکوہ سے ہوئی۔ دونو دوست ملکر بڑے خوش ہوئے پھر جنگ بہادر اسی جگہ گیا جو اسکی خیمہ زنی کے لیئے تجویز ہوئی تھی۔

بیگم کی کوٹھی پر جیسی سخت لڑائی ہوئی ایسی کوئی اور لڑائی اس محاصرہ مین نہین ہوئی آٹھ نو گھنٹے تک گولہ زنی رہی تو ایک دراڑ پڑی۔ نیپیر نے اسکو یورش کرکے لے لیا۔ باغیون کی لاشیں پانچ سو شمار کی گئیں۔ انگریزون کا بڑا نقصان یہ ہوا کہ ہوڈسن صاحب ایسے زخمی ہوئے کہ زندہ نہ رہے وہ بڑے بہادر جوانمرد دلیر تھے سپاہیون سے بڑی محبت کرتے تھے۔ جب وہ مرے ہین تو سپاہی انکے لیئے بچون کی طرح روتے تھے انکے بڑے بڑے کام ہم پہلے لکھے ہین۔ غرض ایسے روشن دماغ سپاہی کم ہوتے ہین وہ عالم باغ مین دفن ہوئے اوٹرم صاحب نے مبیس ہوس اور فیض باغ پر توپون کی ضربین لگائین۔ ان کے سپاہیون نے ایک مسجد پر قبضہ کیا اور باغیون کو گومتی کے کنارہ پر مچھی بھون تک بھگایا اور آہنی پل پر قبضہ کیا ان لڑائیون مین انگریزون کے آدمی ۲۲ مقتول اور ایک سو تیرہ مجروح ہوئے۔

۱۲ مارچ کو بیگم کی کوٹھی اور قیصر باغ کی درمیانی عمارات پر قبضہ ہوا پھر امام بارڑہ ہاتھ آیا ۱۴ تاریخ قیصر باغ فتح ہوا۔ پھر مبیس ہوس تارا کی کوٹھی و موتی محل و چھتر منزل جہان پہلے ماہ نومبر مین بڑی معرکہ آرائیان ہوئین تھین قبضے مین آئے۔

غرض یہ تمام فتوح بڑی ارزان حاصل ہوئین کہ صرف ۱۲۷ آدمی مجروح و مقتول ہوئے۔ اور شہر پر قبضہ ہو گیا۔ باغیون کی تعداد انگریزون کی سپاہ سے چند تھی مگر ان پاس توپین اتنی نہین تھین جتنی کہ انگریزون کے پاس۔

ڈاکٹر رسل چشم دید لوٹ کا جو حال لکھتے ہین اسمین سے چند فقرے ترجمہ کرتے ہین کہ لوٹ کا حال بیان نہین ہوسکتا۔ سپاہیون نے اسباب کے مکانون کے کواڑون کو توڑا جسمین زربفت و زردوزی و کمخواب کے لباس چاندی سونے کے ڈھیر معلوم ہوتے تھے۔ چاندی کے برتنون کا انبار تھا۔ ہتھیار۔ شترے۔ جھلے و شالین و دوپٹے و دلائیان و رضائیان آرات ... و آئینی تصویرین۔ کتابین۔ بیا ... و دواؤن کی بوتلین بڑے پر تکلف لپنڈے ... وغیرہ۔ غرض اگر ان سب چیزون کے ڈھیرون کی فہرست بنائی جائے

تو وہ ایک سوداگر کی دکان کی فہرست اسباب بنے - ان چیزون کے لوٹنے کے لیئے سپاہی
غنیمت کی خوشی سے مست ہو رہے تھے انہون نے تمام جامہا و زرین مین آگ لگائی کہ ان مین سے
چاندی سونا نکال لین - زیورون مین سے جواہر اکھیڑ لیے - چینی کے برتنون اور گلاسون کو
توڑ ڈالا - تصویرون کو لپیٹ کر آگ مین رکھ دیا اور اسباب کا حال یہی کیا - یہہ ساری کام
دن بھر شوخی و شرارت سے کیئے - غرض لکھنؤ پر جب سپاہ قابض ہوئی اور امیرون کے
مکانون مین داخل ہوئی تو لوٹ کا عجیب تماشا تھا - ان مکانون مین تمام ایشیائی صنائع کی چیزون کے
اور عیش و نشاط کے اسباب کے خزانے تھے وہ سب خلط ملط پڑے تھے - جو سپاہی حریص
تھے انہون نے پوشیدہ اور مدفون مالونکو نکال لیا بیش قیمت چیزین انکے حصے مین آئین
کم قیمت چیزین بہیر بنگاہ کے آدمیون کے ہاتھ لگین - ہنوز فتح کامل کے ثمر چکھنے باقی تھے
۱۶ مارچ کو اوٹرم صاحب اپنے برگیڈون کو گومتی کے پار موسی باغ مین لے گئے اور ریذیڈنسی
اور آہنی پل پر قبضہ کیا - آسانی سے ان دو مقامون پر فتح حاصل ہوگئی - پھر انہون نے مچھی بھون
اور اس کے پاس کی عمارتون کے لینے مین توقف نہین کیا - باغی روہیلکھنڈ مین بھاگ گئے
کچھ موسی باغ مین مقیم ہوئے کچھ عالم باغ پر حملہ آور ہوئے جہان فرنگستان کی تھوڑی سی
سپاہ مقابلہ کے لیئے موجود تھی -

موسی باغ کو چھوڑ کر جنرل نے دو دن اس کام مین صرف کئے کہ لکھنؤ کے اندر جو باغی اپنے
مقامون مین موجود ہین انکو نکالین اور جو بدمعاش انکے پیرو ہین انکے منہ مین لگام دین سخت احکام
جاری ہوئے کہ لوٹ نہ ہونے پائے - سارے شہر مین پکٹ بٹھا دیئے - ہندوستانی سپاہی
جو ممنوع لوٹ کا مال لیجاتے تو یہہ پکٹ کے سپاہی اسکو رکھوا لیتے - تمام سپاہی جو اپنی خدمت پر
ہوتے انکو حکم تھا کہ وہ اپنی خیمہ گاہ سے تا حکم ثانی باہر نہ جانے پائین اور تمام کمانڈنگ افسر کے
ذمے جوابدہی تھی کہ وہ اپنے سپاہیون سے کوئی کام غارت گری کا خلاف ڈسپلن کے نہ ہونے
دین - سر کولن یہہ نہین چاہتے تھے کہ لکھنؤ ویران ہوکر ایک خرابہ بن جائے - جس اہل شہر نے
ہتھیار انگریزون سے لڑنے کے لیئے ہاتھ مین نہ لیئے تھے ایک معقول عہد کے ساتھ
اپنے گھر مین آباد ہونے کے لیئے بلایا گیا - اس اثنا مین اوٹرم صاحب شہر کے شمالی مغربی

مقامات میں گئے اس وقت میں جنگ بہادر نے عالم باغ کے ہمسایہ سے باغیون کو نکالا اور لکھنؤ کی جنوبی جانب میں گیا اور حضرت گنج کے ہمسایہ کو باغیون سے صاف کیا یہہ ایک بڑی گلی چار باغ سے حضرت گنج تک تھی -

نیپالی سردار نے دو فرنگیون کو بھی جو باغیون کے ہاتھ مین مقید تھین رہائی دلائی -

انیسوین مارچ کو اوٹرم صاحب کے ماتحت سپاہ نے موسیٰ باغ کی طرف حرکت کی جہان پانچ ہزار باغی جمع تھے - یہہ کام بھی جلدی سے سرانجام پا گیا ان پاس بارہ توپین تھین جنمین سے دو توپ انہون نے فوراً چھوڑ دین اور چار توپین اوٹرم صاحب نے تعاقب کرکے اور چھ توپین کیمبل کے سوارون نے یورش کرکے چھین لین - سوار تھوڑے تھے وہ سب باغیون کو نہین مار سکتے تھے بہت سے باغی جنگلون مین چھپ چھپ کے دوسرے مقامون مین شرارت برپا کرنے کے لیئے زندہ رہے -

باغیون کا ایک سرغنہ بڑا مشہور مولوی احمد اللہ شاہ فیض آبادی پھر لکھنؤ مین آیا اور اسکے مرکز مین شہادت گنج مین مقیم ہوا - ۲۱ - مارچ کو ایڈورڈ لیوگارڈ اسکے نکالنے کے لیئے بھیجے گئے - اس مولوی نے جیسا استقلال اور شہ زوری سے مقابلہ کیا ایسا کسی اور باغی نے نہین کیا - وہ بڑی بہادری سے لڑا کئی آدمی انگریزون کے مارے اور ان کو بہت سے آدمیون کو سخت زخمی کیا - جب آخر کو وہ اپنی جگہ سے نکالے گئے تو انکی مٹھ بھیڑ بریگیڈیر کیمبل کے سوارون کے بریگیڈ سے ہوئی - چھ میل تک ان کا تعاقب ہوا اور بہت ان کا نقصان ہوا اور مولوی بچکر بھاگ گیا - کرسی مین جو فیض آباد کی سڑک پر لکھنؤ سے ۲۵ میل کے فاصلہ پر تھا تخمیناً چار ہزار باغی اس پاس جمع تھے - ہوپ گرینٹ کو حکم ہوا کہ وہ مولوی کو وہان سے نکال دین وہ انکی صورت کرسی میں دیکھتے ہی بھاگا اور قصبہ کو خالی کردیا - ہوپ گرینٹ نے سوارون کو اس کے تعاقب مین بھیجا انہون نے دشمن پر بہادرانہ حملہ کیا اور دو سو کے قریب باغیون کو مارا اور تیرہ توپین چھین لین - دو افسر انگریزون کے بھی مارے گئے -

۲۱ - تک لکھنؤ کی فتح کا کام کیمبل کو پہنچا اور یورپ مین بہ سبب باغیون کا بڑا مرکز تھا وہ سر کولن کیمبل کے ہاتھ مین آیا جسمین ۲ مارچ سے ۲۱ - مارچ تک افسر اور سپاہی ۱۲۷

مقتول اور پانچ سو سپاہی انسے مجروح ہوئے۔ جب لکھنؤ باغیون کے قبضہ سے نکل گیا تو انکے بڑے بڑے سرغنے لڑنے سے عاجز ہوئے۔ انہین سے مان سنگھ نے شرائط صلح پیش کیں۔ سرکشون کے سر کچلنے کے لیئے چھوٹے چھوٹے کالم اپنے افسرون کے ماتحت جدا جدا بھیجے گئے شہر مین ایک بڑا لشکر سر ہوپ گرینٹ کے ماتحت چھوڑا گیا اور وہ خود چیف کمشنر اوٹرم کے ماتحت بنائے گئے۔ لیوکارڈ کا ڈویژن جنوب کی طرف باغیون سے لڑنے گیا جنکا بڑا زور کنور سنگ کے ماتحت اعظم گڈھ کی طرف ہو رہا تھا۔ وال پول اپنے لشکر جرار کو شمال کی طرف رہیل کھنڈ مین لے گیا۔ جنگ بہادر اپنے چیدہ چیدہ نیپالیون کے ساتھ الہ آباد گیا جہان گورنر جنرل اسکے آنے کا انتظار کر رہے تھے کہ اسکا شکریہ ادا کرین۔ باقی نیپالی اپنے وطن کی طرف جلد منزل پیما ہوئے کہ اودھ کے میدانون کی لو اور گرمی سے بچین

جب اوٹرم صاحب موسی باغ سے واپس اپنے پہلے مقام مین آئے تو لارڈ کیننگ کا اشتہار اودھ انکو ملا۔ اس اشتہار کا منشا یہ تھا کہ سرزمین اودھ مین کل حقیت اراضی باستثنار چھ تعلقہ دارون کے ضبط کی جائے۔ سرکش امیدوارون مین جو کوئی فوراً اپنے تئین گورنمنٹ کی حوالہ کردے تو اس سے موت اور قید کی سزا سے معاف کرنے کا وعدہ کیا جاتا ہے بشرطیکہ وہ یہہ ثابت کرے کہ وہ بغیر اشتعال کے کسی کے قتل کا مرتکب نہین ہوا اور جن لوگون نے انگریزون کی جانین بچائی ہین انکے ساتھ خاص عنایتون کا وعدہ کیا جاتا ہے۔ یہہ اشتہار اسوقت آیا کہ لکھنؤ پر تو قبضہ ہو گیا تھا مگر کل اودھ مین فتنہ و فساد برپا تھا۔ باقی سپاہ جنکی کوشش لکھنؤ کے بچانے مین اکارت گئی تھی وہ ضلعون مین چلی گئی تھی کہ از سر نو انگریزون کا مقابلہ کرے۔ ہر افسر جو اس لشکرکشی مین شریک تھا اس اشتہار کی پولیسی کے برخلاف تھا کہ ایسی حالت مین کل آدمی جو مسلح میدان جنگ مین موجود ہین اپنے حق موروثی سے محروم کیئے جائین۔ اوٹرم صاحب نے گورنر جنرل کو بتلایا کہ سنہ ۱۸۵۶ع کے بندوبست مین تعلقہ دارون کے ساتھ ناانصافی کی گئی ہے اگر انکی یہہ حق تلفی نہ بھی ہوئی ہوتی تو بھی انکا وفادار رہنا خصائل ایشیائی کے بعید تھا۔ وہ گورنمنٹ کی ایسی متزلزل حالت مین کبھی خیرخواہ نہیں رہ سکتے تھے اس وجوہ سے انکے ساتھ ایسا سلوک کیا جائے جیسا کہ معزز دشمن سے کیا جاتا ہے نہ ایسا کہ باغیون کے ساتھ

[illegible]

اگر اسنے سوا اسکے کہ وہ موت اور قید کی سزا سے معاف کیئے جاینگے کوئی اور نیک سلوک کا وعدہ نہین کیا جائیگا تو وہ مایوس ہوکر ان مانسون کی لڑائیان لڑین گے جنمین یورپین کی ہزارون جانین لڑائی اور بیماری اور لو کے مارے ضائع ہو جاینگی انکے برعکس اگر یہہ مستحکم سند انکو دی جائیگی کہ وہ اپنی زمینون پر قابض رہینگے تو وہ بندوبست و انتظام کرانے مین گورنمنٹ کے مددو معاون ہونگے۔ اسکا جواب لارڈ کیننگ نے رنجیدہ خاطر ہوکر لکھا اور اپنی بات پر اڑے مگر بعد بہت سی بحث و تکرار کے سر جیمس اوٹرم کو یہہ اجازت دی گئی کہ وہ اس اشتہار مین یہہ فقرہ اور اضافہ کرین کہ وہ لوگ جو اپنے تئین گورنمنٹ کے لطف و کرم کے حوالہ کرینگے اور امن و امان صلح کی کے قائم کرنے مین گورنمنٹ کے مددو معاون ہونگے انکے استحقاق مستحکم کئے جاینگے اشتہار مین باقی فقرے بدستور رہین۔ فقط

مشرقی بنگال و اڑیسہ بہار و رہیل کھنڈ و راجپوتانہ کے واقعات

باب اول

مشرقی بنگال و مشرقی بہار و اڑیسہ و جنوب مغرب سرحد

لشکرکشی مین سر کولن کے کل اختیارات

سر کولن کیمبل ۲۰ جنوری کو کلکتہ سے کانپور کیطرف روانہ ہوئے کہ سارے ملک کی حکومت کو اپنے اختیار مین لے گئے۔ اسوقت سول کے حکام موجود تھے مگر ساقط الاختیار تھے۔ ہندوستان کی قسمت لارڈ کیننگ کے اختیار مین نہ تھی بلکہ سر کولن کیمبل کے ہاتھ مین تھی گو گورنر جنرل سے بھی کام لشکرکشی مین تدبیر پوچھی جاتین مگر ان کا عمل مین لانا بالکل کمانڈر انچیف کے اختیار مین تھا۔ غرض سر کولن کے سامنے گورنر جنرل مع کونسل کچھ فوقیت و برتری نہ تھی۔ جنوری سنہ ۱۸۵۸ع کے تیسرے ہفتے مین لارڈ کیننگ کلکتہ سے الہ آباد کو روانہ ہوئے

اور ۹ - فروری کو یہان پہنچے - انہون نے آگرہ کی چیف کمشنری کے عہدہ کو جو عارضی تھا شکست کیا اسوقت اس عہدہ پر کرنیل فریزر سی بی تھے اور ممالک مغربی سے دہلی کو مستثنے کرکے انہین لفٹنٹ گورنر مقرر کیا - گورنر جنرل کے جانے کے بعد کلکتہ مین ایسی خبرین اڑا کرتی تھین کہ بارک پور مین جن سپاہیون سے ہتھیار لئے گئے ہین وہ چھپ چھپ کر کلکتہ مین آتے ہین اور حوالی کلکتہ مین انکے دینے کے لیئے ہتھیار جمع کئے جاتے ہین تاکہ وہ انگریزون پر حملہ کرین ایسی خبرون سے یوروپین کی جان نکلتی تھی - جب ایسی خبرون کی تحقیقات ہوتی تھی تو وہ بے اصل نکلتی تھین ٭

۱۱ - نومبر کو چونتیسوین ہندوستانی رجمنٹ کے ایک حصہ نے چٹاگانو مین بغاوت (چٹاگانو کو چاٹگام بھی کہتے ہین مسلمان اسکو اسلام آباد کہتے ہین) انہون نے خزانہ لوٹا - جیلخانہ کو توڑا قیدیون کو رہا کیا اپنی لین کو آگ لگائی میگزین کو اڑا یا اور پھر یہان سے گورنمنٹ کا سارا مال اور تین ہاتھی ساتھ لیکر چلے - کلکٹری کے خزانہ مین تین سو چالیس روپیہ نقد چھوڑ گئے - اسٹامپ اور گورنمنٹ نوٹ اور دفترون کو انہون نے ہاتھ نہین لگایا کسی یوروپین پر حملہ نہین کیا جیلخانہ کے داروغہ کو مار ڈالا - اسنے انکو مزاحمت کی تھی اور انگریزی عملداری سے نکلکر شمالی مغربی پہاڑون مین چلے گئے -

چار روز بعد ۲۲ - نومبر کو ڈھاکہ مین جو تہتروین ہندوستانی رجمنٹ اور ہندوستانی توپخانہ تھے انسے لوئس صاحب نے ۸۵ برٹش ملاحون اور تیس والنٹیرون اور دو ہوٹارز کی اعانت سے ہتھیار لے لیئے - لوئس صاحب کا مقابلہ ان سپاہیون نے نہین کیا جو سرکاری افسون بیں پہرہ پر تھے - مگر لین مین سپاہیون نے میگزین میں جاکر اپنے ہتھیار اور دو توپین لین اور لوئس صاحب پر حملہ آور ہوئے اور لڑائی ہوئی جسمین اکتالیس مرے اور آٹھ زخمی پکڑے گئے اور تین ڈوبے یا دریا مین گولی سے مارے گئے اور انگریزون کی طرف ایک آدمی مارا گیا اور اٹھارہ آدمی زخمی ہوئے - سپاہی اپنے صدر مقام جلپائی گوڑی کی طرف بھاگے وہان نہ پہنچ سکے تو بھوٹان مین جاکر پناہ لی - کمشنر قسمت نے راجہ تپرہ سے امداد کی درخواست کی راجہ نے بسر و چشم منظور کی وہ

وہ اپنی سپاہ اور رعیت کو ساتھ لیکر باغیون کے روکنے مین ساعی ہوا کمشنر نے اور دو بڑے
خیر خواہ تعلقہ دارون کی بھی مدد لی۔ اور کلکتہ سے دریا مین ۲۰ نومبر کو چون دین رجمنٹ کی
تین کمپنیان اور سو ملاح اور ۲۷ کو اس راہ سے اور ملاح بھیجے کہ وہ رنگ پور اور دیناج پور
کو چٹاگانون کے باغیون کے ہاتھ سے بچائین جو اس طرف آتے تھے۔ چٹاگانون کے
باغیون کو راستہ مین ۲ دسمبر کو راجہ تپرہ نے شکست دی وہ سلہٹ کی طرف چلے گئے
تین ہاتھی اور خزانہ کی چوری کے روپیہ مین سے دس ہزار روپیے بھی چھین لیے اور قیدی
جو انہون نے چھڑائے تھے وہ روز پکڑے جاتے تھے۔ راجہ تپرہ اور زمینداروں کے
مقابلہ سے باغیون نے دق ہوکر منی پور کی راہ لی اور ۱۵ دسمبر کو ایک انگریزی پولس
سٹیشن کو لوٹا مارا۔ سلہٹ مین پیدل سپاہ تھی جسکے افسر میجر باشنگ تھے اسکو سلہٹ کے
سول افسر اعظم مسٹر ایلین نے حکم دیا کہ وہ باغیون کے پیچھے پڑے اسنے لاٹو مین باغیونکو
شکست دیکر لاٹو اور منی پوری کے درمیانی جنگلون مین باغیون کو منتشر کردیا۔ ۲۶ باغی
مارے گئے اور اس سے بہت زیادہ زخمی ہوئے اور میجر باشنگ مارے گئے۔
چٹاگانگ کے باغی پھر منی پور مین آئے اور یہان کا ایک راجہ بھی اسکا سرغنہ بنا۔ ۱۲ جنوری کو
کپتان سٹیون نے انپر حملہ کیا۔ باغی دو گھنٹہ تک لڑے اور پھر جنگلون مین بھاگ گئے پھر جمعدار
جگناتھ نے جو سلہٹ کی رجمنٹ مین تھا باغیون کو جنگلون مین بھی جاکر مارا۔ غرض لڑائیون
مین ان باغیون کے دوسو چھ آدمی مارے گئے جو زندہ رہے وہ پہاڑون مین چلے
گئے۔ جہان سے انکے نکلنے کی سب راہین بند تھین وہ بھی بری طرح فنا ہوئے۔
پول صاحب کمشنر جلپائی گوری کی چھاونی مین تھے اس مین تھوڑی دین رجمنٹ کا
ہیڈ کوارٹرس تھا۔ شر صاحب اسکے کمانڈر تھے۔ ڈھاکہ مین اس رجمنٹ کے جن سپاہیون
نے بغاوت کی تھی انپر یہ گمان ہوتا تھا وہ جلپائی گوری مین آکر اپنے ساتھیون کو اغوا کرینگے
گورنمنٹ نے برٹش ملاحون کو پورنیا بھیجا تھا جو بھاگل اور جلپائی کے وسط مین تھا وہ
نومبر کے آخر مین یہان آئے۔ ۶ نومبر کو منگیر سے پانچوین فیوزیلین کے ایک حصہ کو اور
ان ملاحون کو لیکر وہ پورنیا مین پہلی دسمبر کو آئے یہان سب طرح سے امن امان تھا تو وہ

سپاہ کے ساتھ لپٹا جاتا۔

اسا میل سفر کرکے کشن گنج مین آئے ۔

۵ ۔ دسمبر کی رات کو گیارہوین رجمنٹ سوارون کے حصون نے مداری گنج اور جلپائی گوری مین سرکشی کی اور کل ضلع مین دند مچادی ۔ اس وقت سول کے افسرون نے بڑی دانائی کی ۔ میک ڈونلڈ صاحب کلکٹر رنگ پور نے تمام خزانہ سرکاری کا روپیہ ہاتھیون پر لاد کر جنگل مین اس خیال سے بھیجدیا کہ باغی رنگ پور کو خالی دیکھ کر انکے پیچھے نہین پڑین گے ۔ چنانچہ باغی کبھی رنگ پور کے پاس نہین آئے وہ سیدھے دیناج پور گئے یہان کے کلکٹر ڈال رائمپل صاحب تھے انکے پاس خزانہ مین دس لاکھ روپیہ تھا انہون نے اس خزانے کے لیئے لڑنیکا مضبوط ارادہ کیا ۔ انہون نے سب انگریزون کو جو یہان جمع ہوسکتے تھے ہتھیار دیکر خزانہ کی حفاظت کے لیئے مقرر کیا اور ان سب نے یہہ ارادہ کرلیا کہ جب تک دم مین دم رہیگا باغیون سے لڑینگے مگر اپنی کبھی اعتبار کے اپنے ہتھیار حوالے نہین کرین گے ۔ باغی دیناج پور مین نہین آئے مگر وہ ملاحون کے سفر کی خبر سنکر پورنیا مین پول صاحب کے پنجے مین پھنسنے کے لیئے چلے گئے ۔

پول صاحب   کشن گنج مین مداری گنج و جلپائی گوری کی بغاوت کی خبر سنکر بہت جلد پورنیا مین عین وقت پر آگئے دوسرے روز باغی صبح کو شہر مین لوٹنے کے لیئے داخل ہوئے ۔ جب انہون نے یورپین چہرے دیکھے تو کچھ گولہ بازی ہوئی پھر وہ چند میل پر جاکر خیمہ زن ہوئے ——— اس طرح پورنیا کو پول صاحب نے بچایا پھر وہ باغیون کے پیچھے پڑے جنکو ہار کر نیپال مین بھگا دیا ۔ جہان انکی کچھ زمانہ کے بعد پوری کم بختی آئی ۔

اس اثناء مین جلپائی گوری کے باغیون کی سرکوبی کے لیئے سو گورے اور تین سو گورکھے دارجیلنگ سے ہن کی باری مین بھیجے گئے اور یہان سے جلپائی گوری گئے مشہور بات ہے بہادری ہوشیاری ہوتی ہے اس سپاہ نے وہان دو تین سوارون کو جو باغی ہونے کو تھے توپون سے اڑا دیئے ۔

۱۵ ۔ دسمبر کو کلکتہ سے جو ملاح دیناج پور بھیجے گئے تھے وہ بھی آگئے ۔ باغیون کو ایسا مجبور کیا کہ انہون نے نیپال مین پناہ لی انکو برٹش سرحد سے ۱۳ میل پر جنگ بہادر نے روک دیا

[illegible]

پورنیا باغیون سے بچا

جلپائی گوری

ڈھاکہ کے سرکشوں نے جلپائی گوری میں آنے کا قصد کیا مگر وہ نہ آسکے بھوٹان میں چلے گئے بنگال میں یو مین ری سواروں کی رجمنٹ رہتی تھی جس میں یوروپین اور یوریشین بھرتی ہوئے تھے۔ رچرڈسن صاحب اسکے افسر تھے وہ ۱۱۔ جنوری کو پول صاحب سے ملے باغی چھترا میں تھے اس وقت جنگ بہادر نے کیا۔ یومین غیر آئینی باغی سواروں کے باب میں پول صاحب کی چٹھی کا جواب ان پاس بھیجا کہ میں نے اپنے لفٹنٹ رتن مان سنگھ کو حکم دیا ہے کہ وہ انگریزی سپاہ کے ۔ الحق شریک ہوکر باغیوں سے لڑے۔ پول صاحب نیپال کی سرحد میں پی راراسین جو چھترا سے دس میل کے قریب تھا ۱۴۔ جنوری ۱۸۵۹ع کو پہنچے۔ مگر باغی انکے ہاتھ نہیں آئے۔ اودھ کے شمال مشرق کی طرف باغیوں نے راولی

ضلع بالاسو میں نومبر کے مہینے میں لفٹنٹ گریہم تھوڑے سے آدمیوں کے ساتھ ایک ٹھاکر کی بڑی حویلی میں تھے انکو دل دو ہزار پھر چھ ہزار باغیوں نے گھیر لیا۔ ان کو گریہم پر حملہ کرنے کا تو حوصلہ نہیں ہوا مگر انہوں نے ملک کو لوٹنا شروع کیا۔

گریہم صاحب کی مدد کے لیے سپاہ ۲۶۔ نومبر کو سیسرام سے روانہ ہوئی۔ وہ گریہم صاحب کو محاصرہ سے نکال لائے اور دیبی بخش رائے کو جسنے یہہ ہنگامہ برپا کیا تھا پکڑ لیا۔ اسطرح بالاسو کا فساد مٹ گیا۔

پھر بغاوت کا طوفان سنگھبھوم میں پہنچا۔ یہاں کے پہلے راجاؤں میں سے پورہاٹ راجہ تھے مگر یہاں کے فساد کو رجبڑی کے سکھوں نے رفع کر دیا گو وہ تھوڑی دیر قائم رہا۔

مان بھوم و سنگھبھوم کی قسمتوں کے کمشنر لشنگٹن تھے جنکے ساتھ پچاس سکھ تھے باغیوں کو گرفتار اور قتل کرتے پھرتے تھے کہ اسکو تین چار ہزار سرکشوں کولوں نے گھیر لیا۔ وہ اس کے ہاتھ سے بہادری سے لڑکر پیچھے ہٹے پچیس سکھ زخمی ہوئے۔ لشنگٹن کو لوڈیڑھ سو مارے گئے انگریزی گروہ کو تھوڑی دیر سے چھوڑ کر بھاگنا پڑا۔

اسکے کچھ دنوں پہلے خود بغاوت ضلع سمبل پور [illegible] میں پھیلتا جاتا تھا ستمبر کے مہینے تک تو ضلع کو [illegible] کی پلٹن کی دو کمپنیوں اور [illegible] کے سواروں نے سنبھال رکھا

لیکن یہان کے سپاہیون کو ہزاری باغ کی سپاہ کی بغاوت کی خبر پہنچی تو وہ بھی بغاوت پر آمادہ ہوئے۔ کپتان لیف نے گورنمنٹ سے درخواست کر کے چالیسوین رجمنٹ مدراس پیدل کی دو کمپنیان کٹک سے بلائین یہہ امداد کافی نہین تھی اس لیئے کٹک سے پھر کمک مانگی تو اس رجمنٹ کی ایک کمپنی اور دو پہاڑی توپین آئین وہ چوتھی نومبر کو سنبھل پور مین آئے اور کپتان لوکر نے شیر گھاٹی کے درہ پر قبضہ کیا اور سرکشون کی گڑھیون اور دیہات کو غارت و تباہ کیا۔ یہان انگریزی سپاہ کے لیئے دشمنون کی آگ سے زیادہ تپ قاتل تھی۔ سب افسر اس بخار مین مبتلا ہوئے۔

باوجودیکہ حکام نے بڑی کوشش کی مگر ڈلیسہ مین بغاوت و سرکشی کم نہ ہوئی ڈاکٹر مور کو جو سنبھل پور جاتے تھے باغیون نے مار ڈالا۔ بغاوت ایسی بڑھی کہ کپتان لیف نے کپتان ڈالٹن کمشنر سے امداد کی درخواست کی مگر وہ کچھ امداد نہین کر سکے۔ کپتان لیف مایوس ہوئے انکی آدھی سپاہ بیمار پڑی تھی صرف لفٹنٹ ہیڈ وکام کے قابل تھے۔

کوک برن کمشنر کٹک نے سنبھل پور مین انگریزی عملداری قائم رکھنے کا قصد کیا یہہ ضلع کوک برن صاحب کو تھوڑے دنون کے لیئے سپرد ہو گیا۔ کپتان لیف کی کمک کے لیئے ۲۹ دسمبر کو ناگپور کی غیر آئینی رجمنٹ سوارون کا ایک سکوڈرن آگیا جسکے کمانیر ووڈ صاحب تھے انہون نے دوسرے دن صبح کو باغیون پر حملہ کیا اسنے ان باغیون کو شکست دی اور تین بڑے سرغنون کو قتل کیا سوریندر سہا باغیون کا بڑا سرغنہ تھا وہ اپنے گھر مین چھپا ہوا تھا اسکی تلاش مین مصروف ہوئے اگر یہہ سرغنہ ہاتھ آجاتا تو ضلع سے بغاوت بالکل مٹ جاتی وہ اسکی تلاش کر رہے تھے کہ زخمی ہوئے۔ اسطرح بغاوت ضلع سے بالفعل موقوف نہین ہوئی مگر بہ تدریج بالکل دب دبا گئی۔

باب دوم

کنور سنگھ اور لارڈ مارکر

پٹنہ کا حال بعد ولیم ٹیلر صاحب کی موقوفی کے

ہم نے مغربی بہار کا حال ٹیلر صاحب کی برطرفی تک پہلے لکھا ہے انکے قائم مقام سیمویلس صاحب ہوئے اور ان کے حکم سے پٹنہ کی محافظت کے لئے دو سو یوروپین آگئے اور چھپرا کے مجسٹریٹ کے حکم سے ایک گن بوٹ آگئی کہ وہ گنگا کے کنارہ پر گشت کیا کرے اور افیون کا گودام استوار بنایا گیا اور اسمیں جو توپین شہر کی طرف لگائی گئیں غرض اہل شہر کے ڈرانے اور دھمکانے کے واسطے اچھے اور مناسب سامان ہو گئے مگر ضلع مین بدعملی بدستور رہی۔ کنور سنگھ ہزاروں آدمیوں کو ساتھ لیئے ہوئے دریاؤں کا مقیم تھا اور اس کے علم کے نیچے اسکا بھائی امر سنگھ اور نشیشن سنگھ و جوتن سنگھ اور آدمی جمع ہوجاتے تھے اور پانچوین غیرقانونی رجمنٹ سواروں کی سارے ضلع مین لوٹ مار کرتی پھرتی تھی اور اضلاع مین بغاوتون کے برپا ہونے سے مغربی بہار کی حالت اور زیادہ ابتر ہوجاتی تھی اس مین اودھ کے باغی چلے آتے تھے۔ ہر جس اضلاع مظفرپور و چھپرا و چمپاران مین شورش مچا ہوا تھا۔

پانچوین رجمنٹ سواروں کا کوئی روکنے والا نہ تھا وہ آزاد تھی مین سرکاری عمارت کو برباد کرتا تھا۔ گیا کی طرف سفر کرتا تھا جس مین سکھ اور یوروپین سپاہی دو سو کے قریب محافظ تھے بہ ستمبر کو انہوں نے گیا سے باہر جاکر باغیوں پر حملہ کیا مگر انکے بہت آدمی زخمی ہوئے اور وہ گیا مین واپس نہ آنے پائے تھے کہ اس مین باغی گھس آئے اور انہوں نے چار سو قیدیوں کو جیلخانہ سے چھڑا دیا اور اس حویلی پر حملہ کیا جو انگریزوں نے اپنے لیئے حصار بنایا تھا مگر سکھ پہرہ

جو کلکٹر سابق پٹنہ کے بیٹے تھے پھر باغیون کو بھگا دیا۔

۹۔ اکتوبر کو بتیسوین رجنٹ کی دو کمپنیون نے دیوگڈھ مین بغاوت کی اور کنور سنگھ کی طرف چلین کمشنر صاحب پاس رہٹری کے سکھ اور نیول برگیڈ کا ایک حصہ ماتحت کپتان سوتھ بائی کے تھے۔ اور کرنیل مٹس جو کا برگیڈ مدراس کا مغربی بہار کے اضلاع مین الٹوبر مین آ گیا تھا اسکے سوا اسیسرام مین لفٹنٹ سیٹن ٹن انجنیر تھے۔

رہٹری کے سکھون نے اول اکبرپور مین باغیون کو شکست دی اور پھر وہ بتیسوین رجنٹ کے تعاقب مین گئے اور ۲۰۔ نومبر کو انہین ڈیجوا گاؤن مین جا لیا۔ طرفین مین سپاہیون کی تعداد برابر تھی۔ جب لڑائی ہوئی تو رات ہو گئی تھی باغی واپس چلے گئے۔

کانپور کی لڑائی کے بعد مدراس برگیڈ سے کارتھیو صاحب جدا کر کے فتحپور مین مقرر کئے گئے تھے۔ ان اضلاع کالپی و جھانسی اور بندیل کھنڈ سے حملہ ہوتے تھے۔ ان حملون کا دور کرنا اور کانپور اور الہ آباد کے درمیان ٹرنک روڈ کو ماموں و مصئون رکھنا انکا کام تھا۔ الہ آباد کا صوبہ مغربی بہار کے نیچے تھا

دسمبر ۱۸۵۷ء و جنوری ۱۸۵۸ء مین یہان برگیڈیر کیمبل کمانڈنگ افسر تھا۔ ۱۹۔ دسمبر کو کارتھیو صاحب نے فتحپور مین کمانڈ لیا۔ ان کے آنے سے پہلے ۱۱۔ دسمبر کو کرنیل بابد کرنے باہر جا کر وہان چلائے تھے اور اور وہان سے مفسدون کو باہر نکالا تھا۔ اس طرح ضلع بدخواہون سے پاک صاف ہو گیا تھا۔ زر مالگزاری وصول ہوتا تھا اور سامان رسد غلہ وغیرہ صدر مقام مین جمع ہوتا تھا۔

دہاتی جو نکالے گئے وہ جمنا پار اتر گئے اور جمنا کے داہین کنارہ پر کالپی سے لیکر باندہ تک گوالیار و جھانسی۔ بندیل کھنڈ اور فتح گڈھ کے مفرور باغی جمع ہونے شروع ہوئے۔ ان مین چرکاری کا راجہ اور نانا کا بھائی اور بھتیجا بھی موجود تھے۔ بعض کہتے ہین کہ خود نانا بھی وہان تھا اصل یہ ہے کہ باغیون کے سرغنہ جنکے صدر مقام بیتوا ندی پر کالپی کے نزدیک جلال آباد مین تھے وہ جمنا کے مغرب کے زمینداروں پر اپنے راج کا دعوی کرتے تھے۔ انسے زبردستی روپیہ وصول کرتے تھے اور پیشوا کی خدمت کے لئے سپاہی بھرتی کرتے تھے۔

بتیسوین رجنٹ کی بغاوت اور سکھان -

کارتھیو صاحب فتحپور مین -

فتحپور -

جمنا کے داہنے کنارہ پر باغیون کا جمع ہونا -

۱۰ جنوری ۱۸۵۸ء کو کار تھیو صاحب سپاہ ہمراہ لیکر کانپور کی سڑک پر چلے اور جہانا باد میں پہنچکر کالپی کی طرف مڑے اور چونتیسوین رجمنٹ سے جو کانپور سے انکے ساتھ کام کرنے کے لیے بھیجی گئی تھی ملے اور بھوگن پور مین آئے اور اسپر قبضہ کیا جسکے سبب سے باغیونکی گروہ جو کالپی سے آئے تھے وہ جمنا پار بھاگ گئے اور کار تھیو صاحب سکندرہ گئے اور وہان سے فتحپور مین آئے اسطرح اس ضلع کو باغیون سے بالکل پاک صاف کردیا

۵ جنوری ۱۸۵۸ء کو بریگیڈیر کیمبل کی سپاہ کو ہمراہ لیکر الہ آباد کے متصل کے ملک کو گنگا کے بائین کنارہ پر باغیون سے صاف کیا تین جگہ ان کا باغیون نے مقابلہ کیا مگر ان سب مین انکو فتح نصیب ہوئی اور باغیون کا بڑا نقصان ہوا۔ کرسٹی صاحب نے سرولی سے جو ضلع ہمیرپور مین ایک قصبہ ہے باغیون کو نکالدیا اور قصبہ مین آگ لگادی انہون نے کشتیون کے نہ ہونے کے سبب سے تعاقب نہین کیا۔

مفسدے اپنے موقعون پر برپا ہوتے رہتے تھے۔ ۲۰ مارچ کو باغیون کے ایک گروہ نے ہمیرپور کے پاس جمنا سے عبور کیا اور گھاٹم پور کو لوٹ لیا اور جلا دیا اور وہان سے چلے آئے۔ لکھنؤ کے فتح ہونے کے بعد نئے نئے جلوے نظر آنے لگے سر ہیو لک اور جنرل وٹ لوک کی سپاہین نظر آنے لگین اور سیگر ڈیل صاحب سپاہ لیکر کالپی کی طرف بڑھے۔

۱۹ فروری کو گورکھپور مین روکرفٹ صاحب آئے اور ۲۰ کو انہون نے باغیون کو شکست دی اور ۲۵ کو یہان سے نیپالی لکھنؤ کو چلے گئے اور گورکھپور کے روکرفٹ صاحب کمانیر ہو گئے۔ انکے آنے سے دو دن پہلے سوتھ بائی صاحب کپتان نیول برگیڈ (بحری برگیڈ) کی کشتیان کے ساتھ گھاگرہ مین آئے۔ ایک سو تیس سپاہی اسی برگیڈ کے اور ۳۵ سکھ اور ۹۰ نیپالی انکے ساتھ تھے۔ انہون نے قلعہ چاندی پور پر جس مین تین سو باغی تھے حملہ کیا۔ یہہ قلعہ جمنا کے بائین کنارہ پر تسیان مین تھا۔ انہون نے اس قلعہ کو اور اسکی توپون کو لے لیا ان کے چند آدمی زخمی ہوئے۔

قصبہ آمورہا اودھ مین گورکھپور سے مغرب مین ۸ میل اور فیض آباد سے مشرق مین ۹ میل
تھا۔ یہان کروفٹ صاحب آئے وہ بیلوا سے قریب تھا جہان باغی چودہ پندرہ ہزار جمع تھے
یہان مہدی حسن ناظم سلطانپور گونڈہ اور چاروہ کے راجے اور بڑے بڑے باغیونکے
سرغنہ موجود تھے۔ ۵۔ مارچ کی صبح کو باغیون نے برٹش کیمپ کی طرف کوچ کیا۔ آٹھ بجے
انکی ایک میل کے فاصلہ پہ روکروفٹ اور سوتھ بائی ورچیڑ وسن سے سخت لڑائی ہوئی۔
باغیون کی قواعدوان سپاہ خوب لڑی۔ مگر پھر انکے پاؤن میدان جنگ مین نہین جمے
اور وہ بیلوا مین اپنے حصن کے اندر چلے گئے۔ یہان انکو اس سبب اطمینا[ن] ل گیا کہ انگریزی
سوار نہین جاسکتے تھے روکروفٹ صاحب آمورہا مین رہے اور لک کے منتظر رہے۔
کہ وہ آجائے تو باغیون کے مستحکم مقامات پر حملہ کیا جائے

اب یہہ تین بڑے باغیون کے سرغنہ باقی تھے تانتیا ٹوپی و مولوی احمد اللہ فیض آبادی
اور کنورسنگھ۔ کنورسنگھ کی اصلی سپاہ تھوڑی تھی۔ انگریزی آئینی سپاہ بارہ سو کے قریب اس
پاس تھی اور کئی سو اسکے اور اس کے بھائی کے اور ضلع کے ناراض زمینداروں و تعلقہ دارونکی
سپاہی تھی۔ اسنے یہہ دیکھ کر کہ انگریزی سپاہ تو چارون طرف سے سمٹ کر لکھنؤ کے فتح کرنے
کے لیئے چلی گئی یہہ موقع خوب ہی جانا کہ مشرقی اودھ پر عزم کیجے اور وہان سے بہت سی
باغیون کو ساتھ لیکر اعظم گڈھہ پر یورش کیجے اور اگر اس مین کامیابی ہو تو پھر الہ آباد و بنارس کی
خبر لیجے۔

اعظم گڈھہ مین تھوڑی سی سپاہ تھی۔ کرنیل مل مین صاحب اس کے کمانڈر تھے کنورسنگھ
مع اپنے دوستون کے اترولیا مین اعظم گڈھہ سے پچیس میل تھا اور مل مین صاحب ضلع مین
قریب کوئلسا مقیم تھا۔ ۲۱ مارچ کو مل مین صاحب کو خبر ہوئی کہ اعظم گڈھہ کے قریب باغی
آگئے ہین اس لیئے ساری رات چلکر صبح کو باغیون کے مقدمۃ الجیش پر حملہ کیا جو قلعون کے
اندر نہ تھا بلکہ آمون کے درختون کے کئی جھنڈون کے اندر تھا وہ شکست پاکر بھاگ گیا
کرنیل مل مین نے اپنی سپاہ کو حاضری کھانے کی اجازت دی ابھی ہاتھہ مین نوالہ تھا منھہ کے
اندر نہین گیا تھا کہ مل مین پاس خبر آئی کہ دشمن آگے بڑھا چلا آتا ہے۔ کنورسنگھ اس لشکر پر

حملہ کرنے مین کامیاب ہوا ل مین صاحب شکست پاکر خیمہ گاہ کو ُلمسا مین واپس آئے
ل مین صاحب کی درخواست کرنے سے لکمین بنارس غازیپور سے آگئین

۲۷- کو الہ آباد مین لارڈ کیننگ پاس ل مین کی ہزیمت کی خبر آئی جس سے وہ آسیمہ سر ہوئے - یہہ بالکل ممکن معلوم ہوتا تھا کہ کنور سنگھ اپنی فتح پر نازان ہوکر بنارس پر حملہ کرے اور کلکتہ اور لکھنؤ کے درمیان راہ کو بند کردے - خوش نصیبی سے الہ آباد مین کرنیل لارڈ مرک کر موجود تھے انکو حکم ہوا کہ وہ فوراً اعظم گڈھ کی کمک کو روانہ ہوان - انسے بہتر کوئی اور افسر اس کام کے لیئے نہین مقرر ہوسکتا تھا - رات سے پہلے وہ روانہ ہوئے - چار روز مین بنارس آگئے - یہان سے ساٹھ کا ایک ترپ اور چند توپچی اور دو توپین اور دو موٹار ہمراہ ہوئے وہ آگے بڑھے - ۵ - اپریل کو اعظم گڈھ سے آٹھ میل کے فاصلہ پر پہنچے وہ ملک کے حال سے واقف نہین تھے اس لیئے وہ صبح تک ٹھیرے چار بجے سفر شروع ہوا - دو گھنٹے کے بعد انہون نے دیکھا کہ باغی ایک حویلی اور آمون کے درختونکی جھنڈون مین سڑک کی بائین طرف جمع ہین اور اس کے داہین طرف کھیتون کی خندقون پر صف آرا ہین - لارڈ مارک نے پیدل کی ایک کمپنی بھیجی کہ باغیون کو ان خندقون سے نکالدے تو دشمن خندقون کے دوسرے سرے مین چلے گئے اور وہان سے بندوقین مارنی شروع کین - لارڈ مارک کے حکم سے توپون نے حویلی مین گولے مارے تو وہ باغی حویلی سے نکلکر آمون کے درختون پر چڑھ گئے اور وہان سے بندوقین چلانی شروع کین اور انکا ایک حصہ لارڈ مارک کے پیچھے کے لوٹنے کے لئے گیا - جس عالی شان حویلی مین باغی مقیم تھے اس مین دراڑ پڑی جب اس کے اندر سپاہ گئی تو معلوم ہوا کہ اس کے اندر ایک اور دیوار ہے جسمین کوئی رخنہ نہین پڑا - اس لیئے سپاہ مجبوری واپس آئی - لارڈ مارک کا ارادہ اسپر حملہ کرنے کا تھا مگر دفعتہً حویلی کو باغیون نے خالی کردیا - حویلی کے اندر گر بھر اونچی لاشون کا ڈھیر لگا ہوا تھا - سواروں کے تعاقب مین بہت سوار گئے اور اس اثنا مین باغیون نے جو انگریزی لشکر کے عقب پر حملہ کیا تھا وہ بھی دفع کیا گیا - چند گھنٹے کے اندر اعظم گڈھ سے ۔ ۔ ۔ مین لشکر داخل ہوا - اس لڑائی مین افسر اور سپاہی آٹھ مارے گئے

لارڈ کیننگ کا کرنل لارڈ مارک کو بنارس کی طرف روانہ کرنا

اعظم گڈھ پر لارڈ مارک کا حملہ

اور چونتیس سخت زخمی ہوئے -

باب سوم

کنورسنگھ کا مغربی بہاڑ مین غدر مین آنا

ہم نے سر کولن کیمبل کا حال ۲۱- مارچ تک لکھا ہے کہ وہ لکھنؤ مین تھے اب آگے اور بیان لکھتے ہین - یہہ تین مقصد اعظم انکے پیش نظر تھے - اول ضعیف مقامات کا مستحکم کرنا جنکو باغی دھمکا رہے تھے دوم ایک گشتی کولم کا مقرر کرنا کہ وہ مغربی و شمالی مغربی اودھ کو دوبارہ فتح کرے - سوم رہیلکھنڈ کا دوبارہ فتح کرنا -

۲۴- مارچ کو سر کولن نے لکھنؤ مین بڑی سپاہ متعین کی اور اسکا کمانڈر سر ہوپ گرینٹ کو بنایا ۲۸- مارچ کو ان پاس مل مین کی ہزیمت کی خبر آئی جسکا ذکر اوپر ہوا - ۲۹- کو انہون نے سر لگرڈ کو بڑی سپاہ دیکر اعظم گڈھ روانہ کیا کہ وہ اعظم گڈھ مین لشکر کی کمک کرے اور جنگ بہادر کا لشکر جو فیض آباد کی طرف آگے بڑھا جاتا ہے وہ روکروفٹ صاحب کی امداد آمور یا مین کرے - لیوگارڈ صاحب اعظم گڈھ کو روانہ ہوئے جو پندرہ منزل پر لکھنؤ سے تھا مگر راہ مین ایک پل کو باغیون نے جلا دیا تھا اور کشتیان موجود نہین تھین اس لیئے راہ مین ایک ہفتہ کا توقف ہوا اور جونپور کی طرف سفر کرنا پڑا - جونپور سے چند میل کے فاصلہ پر ایک گاؤن ٹیگرا تھا - اسسے چار میل کے اندر تین ہزار باغی موجود تھے جنمین تہائی قواعددان سپاہی تھے اور دو توپین انکے ساتھ تھین اور انکا سرغنہ غلام حسین تھا جسنے ۱۰- اپریل کو جونپور کو دھمکایا - دوسرے دن حملہ کیا اور ایک گاؤن کو ٹیگرا سے چھ میل کے اندر جلادیا -

لیوگارڈ صاحب نے ان باغیون پر حملہ کیا کچھ تھوڑی دیر لڑکر وہ مفرور ہوئے ان کے اسی آدمی قتل ہوئے اور دو توپین میدان جنگ مین چھوڑ گئے - فتحمندون کے چھ سو سوار زخمی ہوئے اور بڑا نقصان یہہ ہوا کہ جرنیل ہیولوک مرحوم کے بھتیجے چارلس ہیولوک مارے گئے لیوگارڈ صاحب اعظم گڈھ کو روانہ ہوئے - ۱۴- اپریل کو وہ اعظم گڈھ سے ستائیس میل کے

تا صلہ پہنچے ۔ کنور سنگھ نے اسوقت اعظم گڈھ کو گھیر رکھا تھا اس کے پاس تیرہ ہزار سپاہی تھوسند تھے ۔ شہر کے اندر باغی تھے اور وہ انگریزی دمدمہ کو دھمکاتے تھے ۔ اسنے ۱۵ ۔ اپریل کو لگارڈ کو ٹونس ندی کے کنارہ پر روکنا چاہا مگر وہ رکے نہیں ندی کے پار اتر گئے ان کے ساتھ وی پی بلیس صاحب کارخانہ دار بھی تھے جنکا ذکر پہلے ہوچکا ہے وہ سخت زخمی تھے اور اسی حالت میں بھی لشکر کے ہمراہ تھے وہ اس ملک کے حال سے خوب واقف تھے اس لیے لشکر کو انسے بڑی مدد پہنچی تھی ۔ وہ اس زخم کی تکلیف سے مر گئے ۔

ٹونس میں باغیوں نے انگریزی لشکر کا مقابلہ کیا اور بھاگے ۔ انکا بارہ میل تک تعاقب ہوا ۔ جب سواروں نے انپر حملہ کیا تو اسکا اثر انپر کچھ نہیں ہوا اور باغی انتظام اور ترتیب کے ساتھ گنگا کی طرف چلے گئے کئی انگریزی افسروں کو زخمی کر گئے ۔

لیوگا ڈ ٹونس ندی سے پار ہوکر خیمہ زن ہوئے اور اعظم گڈھ کی سپاہ کو اپنے پاس بلایا اور کنور سنگھ کے دوست دو راجہ ہو گئے تھے اور وہ شمالی اودھ کو جاتے تھے اور علام حسین کے لشکر سے ملنا چاہتے تھے ۔ لیوگا ڈ صاحب کو جب یہ خبر پہنچی کہ تعاقب کرنے والے کولم نے ناتھوپور میں قیام کیا ہے تو انہوں نے ڈگلس صاحب کو بہت سے لشکر کے ساتھ ناتھوپور بھیجا وہ ۱۶ ۔ اپریل کو یہاں پہنچ گئے ۔

ناتھوپور سے چودہ میل پر موضع نانگھی میں کنور سنگھ مقیم تھا ۔ ۲۲ ۔ اپریل کو ڈگلس صاحب نے اسپر حملہ کیا ۔ وہ فرصت پاکر مفرور ہوا ۔ بہت سے آدمی اس کے مارے گئے ۔ ڈگلس صاحب نے ۲۱ ۔ ۲۰ ۔ اپریل کو چار یا پانچ میل تعاقب کیا ۔ دوپہر میں باغیوں سے چھ میل پر مقیم ہوئے پھر انہوں نے باغیوں کا تعاقب کیا باغی بغیر کسی نقصان اٹھانے کے ناگرمیں اٹھارہ میل کے فاصلہ پر چلے گئے دن بھر اسکا تعاقب ہوا مگر پیادہ سست سواروں کے ساتھ نہیں پہنچ سکے اس لئے ڈگلس صاحب نے ... نہیں کیا ۔ ... ان کے مقام سے تین یا چار میل پر خیمہ زن ہوئے ... انگریزی لشکر کے آنے ... تو وہ غازی پور کے ضلع میں ... پھر یہاں اسنے قیام کیا ... اداکرے ۔

منوہرپور مین ڈگلس صاحب نے جاکر کنور سنگھ پر حملہ کیا۔ لڑائی مین دشمنون کے پاؤن نہین جمے وہ پراگندہ اور پریشان بھاگے۔ میدان جنگ مین ایک برنجی توپ اور بہت سا بیگزین اور خزانہ اور بہت سے چھکڑے اور بیل اور چار ہاتھی چھوڑ گئے۔ چھ میل تک باغیون کا تعاقب ہوا وہ مختلف ٹکڑیون مین مختلف راستون سے بھاگے تھے۔ مگر سب نے ایک جگہ مین جمع ہونا آپس مین قرار دے لیا تھا۔ ڈگلس صاحب کو معلوم نہین ہوا کہ وہ کہان یکجا جمع ہونگے

کنور سنگھ بلیا سے سات میل نیچے شیوپور گھاٹ سے گنگا پار کشتیون مین بیٹھ کر اتر گیا جب ڈگلس صاحب یہان آنکر پہنچے تو دو سو آدمی پار جانے کے لیئے باقی تھے جن کو انہون نے قتل کیا اور ایک توپ لی اور کچھ ہاتھی لیئے۔ اور ایک کشتی کو جو سب سے پیچھے تھی ڈبو دیا کنور سنگھ گنگا پار صحیح سلامت چلا گیا اور اپنے باپ دادا کی ریاست مین جگدیس پور پہنچا۔ یہان اس کے بھائی امر سنگھ کے پاس کئی ہزار دہاتی مسلح موجود تھے جو اس کے لیئے جان دینے کو حاضر تھے۔ قلعہ جگدیس پور کے گرد بڑا گھنا جنگل تھا اس مین اسنے اپنے سب آدمیون کو پھیلا دیا کہ وہ انگریزون کو اس جنگل مین گھسنے نہ دین۔ اسوقت آرہ مین پینتیسوین رجمنٹ کے ۱۵۰ سپاہی اور سیطری کے ۵۰ ۱ سکھ اور نیول بریگیڈ کے پچاس ملاح تھے اور اس سب سپاہ پر کپتان لی گرینڈ کمانڈر تھے۔ کپتان صاحب سپاہ مذکور کو اور دوبارہ ہینی ہوٹزر کو لیکر چلے اور ۲۳۔ اپریل کی صبح کو وہ کنور سنگھ کی دو ہزار سپاہ پر چڑھے جو مسلح تھی مگر توپین اس پاس نہین تھین۔ وہ ڈیڑھ میل گھنے جنگل پر قبضہ رکھتی تھی لی گرینڈ صاحب جنگل مین دشمن سے ایسی بری طرح لڑے کہ سپاہ بے ترتیب بھاگی اور دشمن نے تعاقب کرکے دو تہائی سپاہیون کو اور لی گرینڈ صاحب اور اور دو افسرون کو مار ڈالا۔

اس ہزیمت سے ضلع مین پھر بد انتظامی نے پاؤن پھیلائے۔ چھپرا مین ہول اٹھا۔ دینا پور مین ڈگلس صاحب سے اعانت کی درخواست ہوئی۔ وہ ۲۵۔ اپریل کو سیتا گھاٹ سے گنگا پار اترے۔ چوراسیوین رجمنٹ اور دو توپون کو آرہ بھیجا اور ۲۹۔ کو وہ خود گئے۔

کنور سنگھ جب جگدیس پور پہنچا تو اسکی کلائی زخمی ہونے کے سبب تراشی گئی پیرانہ سالی کے سبب سے وہ اس صدمہ کا متحمل نہین ہوا تین روز بعد مر گیا اسکا بھائی امر سنگھ اسکا جانشین ہوا

وہ استقلال وہمت وجرأت میں اپنے بھائی سے کم نہیں تھا۔

باغیوں نے لی گرینڈ صاحب پر فتح پا کے آرہ پر حملہ کیا۔ گو حملہ ہٹایا گیا مگر وہ موقوف نہیں ہوا لیوگارڈ صاحب یہہ خبر سنکر مع اپنی سپاہ کے آرہ کے ہمسایہ میں ۸ مئی کو بیہیا میں آگئے اور آرہ کی محافظت کے لیئے سپاہ بھیجی۔ بیہیا اور جگدیس پور کے جنگلوں میں آٹھ ہزار کے قریب باغی موجود تھے۔ ۲۷ مئی تک باغیوں سے لڑائیاں ہوتی رہیں۔ مگر انسے باغیونکی دم خم میں فرق نہیں آیا۔ ۲۷ مئی کو دلیل پور میں شکست پاکر وہ چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں منقسم ہوکر غارتگری کرنے لگے۔ ایک گروہ نے نیل کا کارخانہ ڈمراؤن کے قریب برباد کیا۔ دوسرے گروہ نے ایک گاؤن رجپور مونگیر کے قریب لوٹا۔ تیسرے گروہ کرمناسا میں ریل کے کاموں کو ستیاناس ملایا۔ ان کاموں نے ضلع شاہ آباد میں بڑی ہل چل ڈالدی۔

اس لشکر میں گرمی اور دھوپ کے سبب سپاہ کو بہت تکلیف پہنچی۔ لیوگارڈ صاحب نے جنگل کے دو مقابل مقاموں میں سپاہ کو متعین کیا اور انکے بیچ میں جنگل کے اندر بڑی سڑک بنوائی پھر ان میں چوکیاں مقرر کیں کہ باغیوں کو جنگل کے اندر ماریں اور باغیوں پر باہر کی طرف حملہ کیا اور جب وہ جنگل میں گھسے تو انہیں سے چوکیوں کے سپاہیوں نے بہت باغیوں کو مارا مگر پھر بھی باغی بھاگ کر نکل گئے۔

موسم کی سختی اور گرمی کے سبب سے لیوگارڈ صاحب ایسے بیمار ہوگئے کہ مستعفی ہوکر ولایت چلے گئے اور سپاہیوں کو حکم ہوا کہ وہ اپنے مقامات میں جاکر آرام کریں۔ جب سپاہ میدان جنگ میں چلی تو باغی بڑے خوش ہوئے کہ اب ہم کو برسات کے چار مہینے تک دنگہ فساد کرنے کے لیئے فراغت ملی اس لیئے وہ جنگلوں میں اپنے مقامات کو چلے انکی تعداد روز بروز زیادہ ہوتی جاتی تھی۔

لیوگارڈ صاحب کی جگہہ ڈگلس صاحب مقرر ہوئے انکو اپنے اس عہدہ میں بہت مشکلات پیش آئیں کہ ہنگامہ اور سرکشوں اور گیا کے ضلع کے چھوٹے چھوٹے سرکشوں کے درمیان سازشیں ہو رہی تھیں وہ آرہ پر حملہ کر رہے تھے۔ ایک انگریز کا بنگلہ جلا دیا تھا یہاں ہر مقام پر سول حکام کا کہیں پتا نہ تھا۔

لیونگارڈ صاحب کی جگہہ مقرر ہوئے۔

ڈگلس صاحب کا انتظام

ڈگلس صاحب کو دانا پور تک اضلاع پر حکومت دی گئی - انہون نے سپاہ کو گیا مین اسطرح متعین کیا کہ وہ فوراً سب آپس مین ضرورت کے وقت مل جائین اور ہمتارسپاہیون کو بھیس بدلکر بھیجا کہ وہ باغیون کا حال دریافت کرین یا انکو قتل کرین بڑی تدبیر انکی یہ تھی کہ باغی سب طرف سے اسطرح بھگائے جائین کہ وہ جگدیس پور مین سب جمع ہون اور پھر ان پر حملہ کرکے جگدیس پور لے لیا جائے باغی بڑے مستقل تھے - امر سنگھ نے جگدیس پور پر دوبارہ قبضہ کرلیا تھا اور تھوڑے تھوڑے گروہون مین منقسم ہوکر جولائی اگست ستمبر مین اضلاع مین اور گنگا کے جنوب مین اور سون کے مغرب مین لوٹ مار کرتے رہے - اس کام مین کئی دفعہ انکو شکستین و ہزیمتین ہوئین - ۹ ستمبر کو کرنیل والٹر نے انکو رام پور مین شکست دی اور ۲۰ کو کپتان فریخ نے دریا سون مین باغیون کی کشتیون کی غارت کیا - ۱۴ اکتوبر کو مسٹر پیو بائن سول افسر نے شاہ آباد مین دریا مین اُنکی چار بڑی کشتیون کو جنکی محافظت ۵۷۴ سپاہی کررہے تھے ڈبو دیا مگر ان نقصانون سے باغیون کے کوئی خوف نہین پیدا ہوا وہ آرہ کو دھمکاتے رہے - برسات کے موسم کو اپنا بڑا معین مددگار سمجھتے رہے اب اکتوبر کا مہینہ آگیا تھا - ڈگلس صاحب نے اپنی سپاہ کے کالم بنائے اور باغیون کے پیچھے لگائے کہ ان سب کو گھیر گھار کر جگدیس پور لائین - وہ اس اپنے منصوبہ مین کامیاب نہ ہوئے جب یہہ باغی جگدیس پور مین جمع ہوئے تو انہون نے اسپر حملہ کیا مگر ایک کولم کے افسر نے آنے مین ایسی دیر کی کہ باغی بہت سے بچکر باہر نکل گئے - جب یہہ ترکیب نہ چلی سر ہنری ہیولوک نے ڈگلس صاحب کو یہہ ترکیب بتائی کہ وہ ایسی پیادہ سپاہ کو کام مین لائین جو سوار ہوکر لڑنا بھی جانتی ہو - ڈگلس صاحب نے انکی اس تجویز کو دل سے منظور کیا - ہیولوک صاحب نے ایسی سپاہ کو لیکر بڑے بڑے کام کئے - جب پیادے باغیون کو شکست دیتے تو وہی پھر گھوڑون پر سوار ہوکر باغیون کا تعاقب کرتے اور انکو تھکاتے - غرض ہیولوک کی اس تدبیر سے اکتوبر نومبر مین باغی بالکل غارت ہوئے اور اضلاع مین پھر انگریزی عملداری قائم ہوگئی اور جگدیس پور کا جنگل کاٹا گیا - باغی ایک جگہہ سے دوسری جگہہ بھگائے جاتے مگر کہین اپنا امن نہ پاتے - ۲۴ - نومبر کو ڈگلس صاحب نے سالہا دھار مین کیمور پہاڑ پر باغیون کو بڑی شکست دی اور انکا سارا میگزین اور سامان حرب و ضرب چھین لیا اور باغیون کو یہہ شکر کتنی بڑی تھکانے والی تھی مگر اس کے نتائج بڑی شان و شوکت کے تھے

جیسے اس مین بڑے بڑے سفر سپاہ کو کرنے پڑے ایسے کسی اور لشکرکشی مین نہین کرنے پڑے ایک دفعہ پیادون کو پانچ روز تک متواتر سفر ہر روز ۲۶ میل کرنا پڑا اور میدلک صاحب کے سوارون کو ہر روز چالیس میل کے قریب۔

باب چہارم

اودھ اور روہیلکھنڈ مین ترقی۔ ہوپ گرینٹ۔ نبھی۔ وال پول کا روہیا مین ہونا۔ کوک۔ جان جونس۔ سم بر ڈن۔ ولیم پیل۔ شاہ پالی۔ ملس

اب ہم پھر لکھنؤ کا حال لکھتے ہین جس سپاہ نے لکھنؤ کو فتح کیا تھا اسکا ایک ڈویژن سر لیوگارڈ کے ماتحت بھیجا گیا تھا جسکا اوپر ذکر ہوا۔ ایک ڈویژن سر ہوپ گرینٹ کے اور ایک ڈویژن وال پول کے ماتحت بھیجا گیا اول ہوپ گرینٹ کے ڈویژن کا ذکر کیا جاتا ہے۔

لکھنؤ سے باری ۹ میل کے فاصلہ پر تھا وہان مولوی احمد اللہ شاہ کی سپاہ جمع تھی۔ سر ہوپ گرینٹ صاحب تین ہزار سپاہ لیکر لکھنؤ سے ۱۱ اپریل ۱۸۵۸ء کو منزل پیما ہوئے انہون نے لکھنؤ سے تین چوتھائی فاصلہ باری کا طے کیا ہوگا کہ دشمن کے سوار انگریزی لشکر مین آئے اور سارا حال دیکھ کر واپس چلے گئے۔ جب مولوی کو سب حال معلوم ہوگیا تو اسنے باری سے چار میل کے فاصلہ پر ایک گاؤن مین اپنے مورچے بڑی دانائی سے جمائے۔ مگر یہ دانائی سر ہوپ گرینٹ کی فرزانگی اور مردانگی کے آگے کچھ نہ چلی۔ باغیون کے سوارون نے انگریزی سپاہ کے عقب پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا اور اس مین چھ ہزار چھکڑے بار برداری کے ساتھ آنے کا ارادہ کیا مگر کپتان اوپ ہم صاحب نے ان توپون کو چھین لیا تو باغی سوار عقب پر حملہ کرنے گئے اور وہان دو دفعہ انہون نے شکست پائی۔ ہوپ گرینٹ نے گاؤن پر حملہ کیا مولوی نے گاؤن کو خالی کر دیا ایک گولی بھی چلی نہ ... پائی۔ مولوی نے اچھی طرح منصوبہ سے کام کیا تھا مگر

مگر وہ چلا نہین۔ باری مین سر ہوپ گرینٹ جاکر شرق کی طرف چلے ۱۵ کو محمود آباد مین پہنچے اور ۱۹ کو رام نگر مین جس سے چھ میل کے فاصلہ پر بٹاولی تھی جہان یہ خبر مشہور تھی کہ لکھنؤ کی بیگم اور اسکے پیرو مقیم ہین مگر عورت ایسی بیوقوف نہین تھی کہ وہ یہان بیٹھی ہوئی انگلش جنرل کے آنے کا انتظار کرتی۔ اب بٹاولی خالی تھی تو ہوپ گرینٹ صاحب جنگ بہادر کے نیپالی لشکر کی طرف بڑھے وہ سولی مین تھے جو رام نگر اور نواب گنج کے درمیان تھا۔ یورپین افسر جو اس سپاہ کا جرنیل تھا وہ اپنے روزنامچہ مین لکھتا ہے کہ اس لشکر کو ایسے ملک مین سفر کرنا پڑا جس مین باغی بھرے ہوئے تھے اس لیئے جنگ پردازی کرنی پڑی میرے لشکر مین آٹھ ہزار سپاہی اور بیس توپین تعین مگر لڑنے کے لیئے صرف دو ہزار آدمی شمار مین آسکتے تھے دو ہزار سپاہی بیمار تھے اور چار ہزار چھکڑے تھے جنمین سے ہر ایک مین خیمے ڈیرے اور سپاہیون کا اسباب اور لوٹ کا مال بھرا ہوا تھا۔ اس لشکر کے دستور کے موافق ہر چھکڑے کے لیئے ایک سپاہی محافظ درکار تھا۔ یہان سے ہوپ گرینٹ لکھنؤ اور کانپور کے درمیان سڑک کی محافظت کے لیئے گئے جسپر اناؤ مین خلل آگیا تھا۔ لڑائیان خفیف سی ہوئین جنسے باغی منتشر ہوئے وہ ۱۶ مئی کو جلال آباد کے قلعہ مین لکھنؤ کے قریب آئے۔ پھر یہان سے روہیل کھنڈ گئے جسکا بیان آگے آئیگا۔

اب سر کولن کو گورنر جنرل کے حکم کے موافق لکھنؤ کی فتح کے بعد روہیل کھنڈ کا فتح کرنا ضرور تھا جہان اودھ کے باغی بھاگ کر آگئے تھے۔ انہون نے تین کولم تجویز کیئے کہ وہ مختلف مقامات سے حرکت کر کے ایک جگہ آن ملین ایک کولم کے کمانڈر جنرل پینی صاحب مقرر کیئے انکو ہدایت ہوئی کہ وہ بڈولی سے گنگا پار اتر کر جنرل وال پول کے لشکر سے جو لکھنؤ سے چلا ہے میران پور کی لڑائی مین ملجائین جو شاہجہان پور سے بیس میل ہے اور ایک اور کولم رڑکی سے روانہ ہو جو روہیل کھنڈ مین شمال مغرب سے داخل ہو۔ اور تیسرا کولم فتح گڈھ سے سیٹن صاحب لیکر چلین ایک طرف روہیل کھنڈ کے جنوب مشرق مین باغیون کو داخل نہ ہونے دین اور دوسری طرف ان اضلاع مین جو گنگا اور جمنا کے درمیان واقع ہین۔

سیٹن صاحب نے فتح گڈھ مین رہ کر قلعہ کو استوار کیا اور کشتیون کے پل کو قلعہ کی دیوار کے نیچے

نیچے قائم کیا۔ رہیلکھنڈ کے باغی رام گنگا کی طرف سے انکو دھمکاتے ہیں پوری کا راجہ تیج سنگھ
باغیون سے آ ملا اور انکو دو آبہ مین دنگہ فساد مچانے کے لئے اغوا کیا سیٹن صاحب نے ان باغیون پر
اس لیئے حملہ کیا کہ وہ دو آبہ مین دنگہ مچا کے ٹرنک روڈ پر خلل انداز ہون سیٹن صاحب نے تحقیق
کیا کہ باغیون کے پاس تین مستحکم مقام ہین۔ ایک علی گنج جو فتح گڈھ سے سات میل پر رام گنگا کے
پرے کنارہ پر ہے دوسرا مقام بن گاؤن ہے جو گنگا کے گھاٹ سے تین میل پر اور فتح گڈھ سے
چوبیس میل سے کچھ زائد فاصلہ پر ہے اور تیسرا مقام کنکر پر اسی سمت مین بائیس میل کے فاصلہ
پر ہے۔ سیٹن صاحب نے کنکر پر پر حملہ کیا جو علی گنج اور بن گاؤن کے درمیان واقع تھا انہون نے
اس متوسط مقام پر حملہ اس سبب سے کیا کہ اوپر کا مقام گر کر نیچے کے مقام مین آ جائیگا۔ وہ
۶۔ اپریل کو سپاہ لیکر کنکر پر مین آئے اور دہان پر حملہ کر کے اپنے قبضہ مین لاتے گئے اور
ڈہائی سو باغی مارے اور زخمی کئے اور تین توپین چھین لین سیٹن صاحب کے آدمی پانچ
مارے گئے اور ستر زخمی ہوئے اس فتح کا اثر ایسا ہوا کہ باغیون نے دو آبہ پر فتح کرنے کا
خیال چھوڑا اور علی گنج مین ایسا اثر ہوا کہ انہون نے رام گنگا کا پل توڑ دیا۔

جنرل پینی بداؤن پر

پینی صاحب بلند شہر سے چلے کہ رہیلکھنڈ مین جائین۔ وہ اپنے لشکر سمیت گنگا کے پار
۲۴۔ اپریل کو اترے اور ان پاس خبر آئی کہ سب باغی ادھر مین بھاگ گئے ہین وہ بداؤن
مین بے مزاحمت جا سکتے ہین۔ پینی صاحب نے ۳۰۔ اپریل کو رات کو بیس میل سفر کر کے
بداؤن مین جانے کا قصد کیا وہ ککرالی مین پہنچے تھے۔ بالکل تاریکی تھی کہ اس مین روشنی چمکی اور
انپر گراپ پڑنے شروع ہوئے۔ پھر پینی صاحب زندہ نظر نہین آئے۔ یہہ خیال کیا گیا ہے
کہ انکا گھوڑا دفعۃً توپون کی آواز سے چمکا اور انکو دشمنون کی صفون مین لے گیا۔ یہہ تحقیق
ہے کہ جب لڑائی ہو چکی تو انکی لاش وہان پائی گئی۔ جب گراپ پڑے ہین تو پیادے پیچھے تھے
کہ انہون نے حملہ کر کے توپ لے لی بالکل اندھیرا تھا جب وہ آگے کے مورچے مین بڑھے تو وہ
غازیون سے بھرا ہوا تھا۔ انگریزی لشکر نے ان غازیون پر حملہ کیا سخت لڑائی ہوئی بہت سے
افسر قتل ہوئے۔ مگر جب انگریزی لشکر نے غازیون کے جھنڈے سے نکل کر گاؤن پر
جس مین باغی بھرے ہوئے تھے گولے مارے تو غازی اور باغی تھوڑا سا نقصان اٹھا کر بھاگ گئے

والپول و روئیان

اب کرنیل جونس صاحب ہیلی صاحب کی جگہہ مقرر ہوئے تھے وہ سفر کرکے ۳ مئی کو میران پور کے کٹرہ مین کمانڈر انچیف سے مل گئے۔

وال پول صاحب مع اپنے لشکر کے ۷۔ اپریل کو لکھنؤ سے چلے انکو حکم تھا کہ وہ گنگا کے باءین کنارہ سے رہیل کھنڈ مین داخل ہون۔ ۱۵۔ اپریل تک انہون نے سفر کیا کوئی مزاحمت انکے سامنے نہین آئی۔ ۱۵۔ اپریل کی صبح کو نو میل سفر کرکے وہ روہان مین آئے وہ ایک چھوٹا سا قلعہ لکھنؤ سے اکیاون میل پر اور گنگا کے مشرقی کنارہ سے دس میل پر تھا۔ اس قلعہ کی مٹی کی فصیل تھی اور اس مین ربنیان بنی ہوئی تھین اور اسکے گرد بڑی گہری خندق تھی۔ یہ قلعہ نرپت سنگھ زمیندار کے پاس تھا جو باغی اسوقت تک تھا کہ بغاوت سے فائدہ پہنچتا تھا۔ لیکن وہ نہین چاہتا تھا کہ برٹش سپاہ سے اپنا سر کٹوائے۔ وال پول صاحب کو خبر لگی کہ اس قلعہ مین باغی ہین مگر انکی تعداد مبالغہ سے بیان کی گئی وہان نرپت سنگھ کے ملازمین سمیت پندرہ سو باغی تھے۔ ہوڈسن صاحب کے سوارون مین سے ایک سوار اس قلعہ مین مقید تھا وہ بھاگ کر وال پول صاحب پاس گیا اور اسنے یہان کا سارا حال بیان کیا اور کہا کہ نرپت سنگھ بظاہر مقابلہ کریگا مگر دوپہر کے بعد انگریزی لشکر کے آنے کے لیئے قلعہ کا ایک دروازہ کھولدیگا وال پول صاحب نے اس بیان کو سچ نہین جانا۔ اور خود کچھ زیادہ تجسس نہین کیا انہون نے یہہ اپنے نزدیک سمجھ لیا کہ قلعہ کے اندر پندرہ سو باغی ہین۔ غرض بغیر تحقیقات کے وال پول صاحب نے اس قلعہ پر حملہ کرنے کے لیئے اپنی سپاہ مغربی و جنوب کی طرف کو ضعیف سمجھ کر بھیجی۔ جب لشکر آگے بڑھا تو دشمن نے ایسی آگ برسائی کہ بہت سی سپاہ ماری گئی اور زخمی ہوئی کپتان روس گرو صاحب نے جو حملہ کر رہے تھے بگل کے ذریعہ سے جنرل کو اطلاع دی کہ یہان دروازہ نہین ہے نرسیے بھیجو تو وہ انپر چڑھ کر اس قلعہ کو فتح کرے۔ گرو صاحب پاس وال پول صاحب کا کوئی جواب نہین آیا۔ آدمی زیادہ لڑنے لگے اور دشمن اور اس کے درمیان چند قدم کا فاصلہ رہ گیا۔ انہون نے پھر کمک کی اور زینون کی درخواست کی اور یہہ بیان کیا کہ خندق کے پار جانا بغیر زینون کے ناممکن ہے۔ فوراً کپتان کیف صاحب سکھون کو ساتھ لیکر آئے۔ کیف صاحب کے سپاہی خندق مین گئے۔ انکے سپاہیون کے پاس زینے نہین

وہ کتون کی طرح مارے گئے جو افسر مارے گئے انہین اڈورڈ ولوبائی بھی تھے۔ کیف
صاحب کے جو ایک سو بیس آدمی اپنے ساتھ لائے تھے ان مین چھیالیس مرے اور دو زخمی
ہوئے۔ انہون نے یہہ سمجھکر کہ لڑنا بے فائدہ ہے اپنے باقی آدمیون کو بلایا اور ولوبائی کی لاش کو
دو سپاہیون طامسن اور سنیس کے ساتھ کیف صاحب نکال لائے اور خود زخمی ہوئے اس
بہادرانہ کام کے صلہ مین انکو وکٹوریا کروس ملا گرود صاحب پاس کوئی حکم نہین پہنچا وہ اپنی سپاہ
کے ساتھ دشمن کی آگ مین کھڑے رہے۔ تھوڑی دیر بعد ایڈرین ہوپ صاحب فقط ٹیلر صاحب
کو ساتھ لیکر آگئے۔ یہہ معلوم ہوتا ہے کہ جب سپاہ اس طرح قلعہ کے ایک رخ کی طرف لڑ رہی تھی
تو وال پول صاحب نے الادھنت قلعہ کی دیوار پر دوسرے رخ پر گولے مارنے شروع کیئے
جسکی خبر ایڈرین ہوپ صاحب کو ہوئی کہ دوسری طرف سے جو گولے مارے جاتے ہین
وہ اپنے ہی لڑنے والو پر گرتے ہین۔ وال پول صاحب پاس وہ گھوڑے پر سوار ہوکر
گئے یہہ تحقیق نہین معلوم ہوا کہ انمین کیا باتین ہوئین مگر ہوپ صاحب نے ٹیلر صاحب سے کہا
کہ وال پول صاحب نے انکے کہنے کا یقین نہین کیا اور انکی طرز تقریر سے یہہ معلوم ہوتا ہے
کہ وہ خود جاکر دیکھینگے۔ جب گرود صاحب نے ہوپ صاحب کو دیکھا تو وہ گھوڑا اور دوڑا
ہوا ان پاس گیا اور کہا کہ جنرل یہہ جگہہ تمہارے لئے نہین ہے خدا کے واسطے نیچے لیٹ جاؤ
مگر اب اس کہنے کا وقت نہین رہا تھا انکا جسم دشمنون کی آماج گاہ بن گیا تھا۔ فوراً ہوپ صاحب
کے ہاتھون مین ان کا دم نکل گیا۔ ہوپ صاحب کی بھی ٹوپی اور کپڑے پر گولیان لگین۔ گرود صاحب نے
ٹیلر صاحب سے کہا کہ مین بغیر حکم کے مراجعت نہین کرسکتا مجھے فقط زینون کی ضرورت ہے تو
ٹیلر صاحب وال پول صاحب کے پاس اطلاع کرنے گئے۔ اس عرصہ مین گرود صاحب خندق کے
کنارہ پر دو آدمیون کے ساتھ رینگتے ہوئے گئے کہ قلعہ مین جانے کا کوئی رستہ ملجائے مگر
جب انکے ساتھ کا آدمی انگریزون ہی کے گولے سے جو قلعہ کی دوسری طرف سے آتا تھا مارا گیا
تو وہ الٹے چلے آئے۔ کچھ منٹ کے بعد میجر کو کس حکم لیکر آئے کہ لشکر مراجعت کرے جسکی تعمیل ہوئی
نقصان بڑا بھاری ہوا۔ لفٹنٹ ڈگلس اور میجر بھی صاحب اور ۵۵ آدمی مارے گئے اور دو افسر
زخمی ہوئے اور لفٹنٹ ہاکنس بھی مارے گئے۔ ان چاروں افسرون کے مارے جانے سے

قومی نقصان ہوا۔

اسی رات کو باغیون نے قلعہ خالی کر دیا۔ نرپت سنگھ نے اپنے قول کے موافق قلعہ انگریزون کے حوالہ کیا۔ اپنے تخت کا پاس رکھکر اسنے سفر کیا۔ وال پول نے ناحق یہ خونریزی کرائی اس دیان میں افسران مذکور اور سو سے زیادہ اور آدمی مقتول ہوئے اور اڈرین ہوپ کا مرنا بڑا قومی رنج وملال کا سبب ہوا اسپر گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف نے بڑا اپنا افسوس ظاہر کیا۔

رودیان سے چالیس میل کے فاصلہ پہ ایک گانون نہایت مستحکم رام گنگا کے کنارہ پر سرساہے ہو علی گنج سے بہت دور نہین ہے اس مین باغی بھرے ہوئے تھے۔ وال پول نے اسپر ہی بیس توپین ایسی چلائین کہ باغی گاؤن سے بے سر و پا ہو کر دریا پار بھاگ گئے اور اپنی چار توپین چھوڑ گئے مگر انکے تعاقب کا انتظام اچھا نہین کیا گیا اس لیئے ان مین سے بہتا سے بال بال بچکر بھاگ گئے۔

رہیل کھنڈ کی جو جانب فتح گڈھ کی طرف ہے وہان وال پول صاحب ۲۷۔ اپریل کو کمانڈر انچیف سے مل گئے۔ یہہ لشکر شاہجہان پور کی طرف گیا اسکو باغیون نے خالی کر دیا پھر لشکر بغیر کسی مزاحمت کے میران پور کے کٹرہ مین گیا یہان ۳ مئی کو جنرل پنی کا لشکر بھی آملا۔ سرکولن نے رڑکی مین ایک بریگیڈ رہیل کھنڈ کی فتح کے لیئے مقرر کیا تھا۔ کرنیل کوک اس کے کمان افسر تھے وہ ۲۲۔ فروری ۱۸۵۸ء کو رڑکی مین آئے۔ سامان باربرداری کے تیار کرنے مین اپریل کا مہینہ نزدیک آگیا۔ ملک کے برباد ہونے کے سبب سے باربرداری کا سامان مشکل سے میسر ہوتا تھا۔ کوک صاحب کو پرانا انتظام بنجارون کا یاد آیا تمام ترائی مین بہتا سے بیل چرنے آئے تھے انہون نے انکے مالکون کو بلا کر بنجارون کا سا انتظام کر دیا جس سے باربرداری کی دقتین دور ہو گئین۔ جب لشکر کا سب سامان سفر تیار ہو گیا تو دفعۃً کوک صاحب کے اوپر افسر کرنیل جان جونس کو مقرر کر دیا۔ مگر پھر بھی سارا اختیار کوک صاحب کے ہاتھ مین رہا

ہردوار سے کوک صاحب گنگا پار اتر کر نگینہ کی طرف چلے۔ چار میل چلے تھے کہ بھوگن پور مین انکو باغی بہت سے ملے انکے پاس چھ توپین تھین۔ کوک صاحب نے انکو فاش شکست دی وہ ایسے ہوش باختہ ہو کر بھاگے کہ اپنا سارا اسباب و سامان اور توپین چھوڑ گئے۔ ہتھیار اور

کپڑے تک اتار اتار کر پھینکتے گئے کر بھاگ گئے مین آسانی ہے۔ امام بخش خان جمعدار نے ملتانی سوار لیکر بڑا کام کیا کہ وہ ایک قلعہ پر پہنچا اور اسکو ایسا دھمکایا اور پھسلایا کہ اہل قلعہ نے اپنے ہتھیار اسکے سامنے رکھ دے اور اس کے نواب کو وہ مقید کر کے لشکر مین لایا

۱۸۔ کو جونس صاحب نجیب آباد گئے۔ باغی یہان سے چلے گئے تھے اور قلعہ فتح گڈھ بھی خالی پڑا تھا۔ ان دو مقامون مین باغیون کی آٹھ توپین اور میگزین انکے ہاتھ آیا۔ پھر ۲۰ کو انہون نے نگینہ کی طرف کوچ کیا وہان انہون نے سنا کہ دس ہزار پیادے اور دو ہزار سوار موجود مین جنکے پاس پچاس توپین ہین اور ایک مستحکم مقام مین مقیم ہین۔

۲۱۔ اپریل کو باغیون کے اس لشکر کو نگینہ کے قریب انہون نے شکست فاش دی۔ اس لڑائی مین کیویرٹن صاحب نے اور ان کے ملتانی سوارون نے بڑی بہادری اور جوانمردی کے کام کیے انہون نے ایک ٹیلیگراف کے انگریز کو جو باغیون کی قید مین تھا اپنی جان جوکھون مین ڈالکر چھڑایا۔

جب کیویرٹن صاحب باغیون کے ... دار اور انکے سو سوارون کو قتل کر کے آگے گئے تو انہون نے دیکھا کہ شکست یافتہ باغیون کا لشکر آٹھ سو پیدلون اور پانچ سو سوارون کا کئی توپون کو لیے ہوئے چلا آتا ہے وہ سڑک کی ایک جانب مین درختون کے اندر بالکل چپ چاپ اسلیے ہو بیٹھے کہ ان کے ساتھ باغی تھے جس سے انہون نے یہہ گمان کیا کہ باغیون کے ہونے سے ان کے ملتانی سوارون کو باغی یہہ سمجھینگے کہ وہ نواب کا لشکر ہے۔ چنانچہ باغی انکے لشکر کو اپنی دوست کا لشکر سمجھ کر پاس آئے تو ایک انگریز نے نکل کر آواز دی کہ حملہ کرو تو سپاہ نے ان باغیون کو دل کر کچلا نکالا۔ ایک سو باغی مارے گئے۔ اور ایک سبز علم اور کئی توپین چھوڑ کر بھاگ گئے۔ انگریزون کا بہت تھوڑا نقصان ہوا۔ لفٹنٹ کوسٹ لنگ کے مارے جانے کا افسوس ہوا۔ رڑکی کالج کے ایک نوجوان طالب علم نے لڑائی مین بڑی بہادری دکھائی جسکا صلہ اسکو یہہ ملا کہ وہ ہندوستانی سپاہ مین ... ہو گیا۔

بجنور مین انگریزی عملداری پھر قائم ہو گئی۔ جونس صاحب نے یہان قیام نہین کیا مراد آباد مین کوچ کیا۔ نواب رامپور کا ... خیر خواہ تھے ... رعایا انگریزون کے

نگینہ کے قریب باغیون کا شکست پانا

کیویرٹن صاحب کا باغیون کو شکست دینا ... جونس صاحب ...

آنے سے یہان بڑی خوشی ہوئی۔ ۲۱۔ اپریل کو فیروزشاہ شاہزادہ دہلی روہیلکھنڈ کے
باغیون کا ساتھ چھوڑ کر مرادآباد مین چلا آیا تھا وہ شہر کے باشندون سے روپیہ اور رسد
مانگتا تھا مگر کوئی شہر کا آدمی اسکو کوڑی نہین دیتا تھا۔ جب اسکو انگریزی لشکر کی آمد کی
خبر ہوئی تو وہ بھاگا مگر دوسرے دن چھپکر شہر کے اندر ایک محلہ مین آیا۔ جونس صاحب ۲۲ اپریل کو
مرادآباد کے حوالی مین آئے اور اس کیمپ مین جان انگلس سول حاکم آئے۔ وہ شہر والونکے
حال سے خوب واقف تھے انہون نے بریگیڈیر کوک کو اطلاع دی کہ شہر مین باغیون کی
بڑے بڑے سرغنہ چھپے ہوئے بیٹھے ہین۔ کوک صاحب نے انکے گرفتار کرنے کے لیئے
ملتانی سوارون کو ساتھ لیا۔ اور اکیس مشہور باغیون کے سرغنون کو ان کے گھر پر چڑھکر
گرفتار کیا۔ جب انپر ایک مکان کی بلندی پر سے گولے آئے تو وہ تنہا اس مین چلے گئے
وہان سات باغی تھے جنمین سے تین کو اپنے تمنچے سے مارا اور دو کو تلوار سے جب تک
روکے رکھا کہ انکی امداد آئے۔ انہین سے فیروزشاہ نکل کر بھاگ گیا۔ چند روز کے بعد جونس صاحب
کمانڈر انچیف کے لشکر سے بریلی کی تسخیر مین شریک ہو گئے۔

سر کولن شاہجہان پور مین پانچ سو سپاہ معین کر کے اور یہان کپتان ہیل کو کمان افسر
مقرر کر کے بریلی کی طرف چلے اور ۴ مئی کو فریدآباد مین بریلی سے ایک منزل پر پہنچے۔
روہیلکھنڈ کی دارالحکومت بریلی مین خان بہادر خان کی حکمرانی چلی جاتی تھی اس کی سپاہ کی
تعداد تحقیق نہین معلوم مگر جاسوسون کی زبانی یہہ سنا گیا کہ خان بہادر خان کے پاس تیس ہزار
پیادے اور چھ ہزار سوار تھے اور چالیس توپین تھین مگر یہہ تعداد یقینی غلط ہے۔
سر کولن کی فرودگاہ اور بریلی کے درمیان ندی نٹیا تھی جسپر پل بنا ہوا تھا۔ شام کو اس پل سے
خان بہادر خان اترا اور ریت کے ٹیلون پر جو اس سڑک کے دوسری طرف تھے جسپر انگریزی لشکر
آنے کو تھا اپنی توپون کو لگایا اور پیادون سوارون کی لین اسطرح جمائی کہ وہ توپون کی خدمت
کر سکین اور ایک دوسری لین پرانی چھاونی مین قائم کی۔ ۵ مئی کی صبح کو سر کولن کے لشکر نے جنبش کی
اور جہان چھٹا میل لگا ہوا تھا وہان قیام کیا۔ کل سپاہ ان پاس سات ہزار چھ سو سینتیس سپاہیون کی
تھی اور انیس میدانی توپین تھین اس لشکر کی دو لین مقرر کین دوسری لین کو بھیج اور محاصرہ کے

سے میدان جنگ کی دوسری طرف ایک عجیب تماشا ہو رہا تھا عقب مین بیگمیچ کا سامان تھا دفعتہً اسپر سفید پوش سوار آن پڑے انکی تلوارین سورج کے ساتھ چمکتی رہتی تھین انکی

آوازون کا غل شور ہوا مین پھیل رہا تھا انکی گھوڑون کی ٹاپون کی گرج میدان مین ہو رہی تھی

توپخانہ کی محافظت سپرد کی اور پہلی لین کو جب سات بجے پل کے قریب لائے تو دشمن نے اپنی توپین چھوڑنی شروع کین دونون بازوؤن پر سے برٹش سوار اور اپنی توپخانے نمودار ہوئے اور انکی توپون نے دشمنون کی توپون کا جواب دیا۔ دشمنون کی پہلی لاین شکستہ ہوئی چند توپین وہ اپنی چھوڑ کر پل کے پار چھاونی مین بھاگے انگریزی لشکر نے انکا تعاقب کر کے دبایا اور ندی کے کنارہ پر میسرہ نے خیمہ لگایا اور میمنہ نے ندی کے پار عبور کیا اور پون میل تک شہر کی طرف آہستہ آہستہ کوچ کیا اور سکھون کی ایک رجمنٹ نے سڑک کے بائین طرف ایک غیر آئینی سوارون کی لینون پر قبضہ کیا۔ دفعتہً غازی سبز پھینٹے سر سے باندھے ہوئے سپرون کو منھ کے آگے لگائے ہوئے تلوارین چمکاتے ہوئے آئے اور دین دین پکار کر یورش کی وہ اول سکھون پر گرے جنکو انہون نے اپنی صفون سے بھگا دیا وہ بیالیسوین ہائیلنڈرز کے پاس گئے جنہون نے انکی کمر تھامی۔ سر کولن اپنے گھوڑے پر سوار تھے ۴۲ رجمنٹ کو انہون نے کہا کہ کھڑی ہو اور غازی جب ان کے نزدیک آئین تو انپر سنگینین چلائین۔ ۹۳ رجمنٹ نے حملہ کیا جسکا اثر اچھا ہوا لیکن سر کولن غازیون کے ہاتھ سے مارے جانے سے یون بچ گئے کہ وہ گھوڑے پر سوار ایک کمپنی سے دوسری کمپنی مین دیکھنے کو جاتے تھے ایک غازی کو انہون نے دیکھا کہ وہ بظاہر مردہ کی شکل انکے گھوڑے کی ٹانگون کے نیچے پڑا ہوا تھا کہ دفعتہً وہ اپنے پاؤن پر کود کر تلوار سے سر کولن کو مارنا چاہتا تھا کہ ایک سکھ نے اپنی تلوار سے اسکی گردن اڑا دی۔ غازی خوب لڑے کوئی ان مین زندہ سلامت نہین گیا۔ انہون نے اپنے کام کا حق ادا کیا۔ ہائی لینڈرس کی سنگینون پر جان دیدی مگر میدان وغا سے منھ نہین موڑا۔ روہیل کھنڈ مین کئی دفعہ غازیون سے انگریزون سے لڑائی ہوئی ہر دفعہ انہون نے حق غزا ادا کیا اپنی جانین دین دلاورون کی لینین آئین اور بہیر بنگاہ کے آدمی زمین پر لوٹ رہے تھے جنکے سر پھٹے ہوئے تھے اور زخمون سے خون بہہ رہا تھا عورت مرد بچے گھوڑے اونٹ انکی بھیانک آوازین نکال رہے تھے اور ابتر و پریشان ایک طرف بھاگ رہے تھے ڈریگون کے ڈریگون نے سوارون پر حملہ کیا اور دو فیر کراس بار بندوقین چلائین تو سوار ایسے جلد منتشر ہو گئے جیسے وہ جلد آئے تھے۔ لڑائی چھ گھنٹے تک جاری رہی تو چل رہی تھی کئی آدمی لو لگنے سے

مر چکے تھے سپاہ پیاس کے مارے مری جاتی تھی اور بڑی مضمحل ہو گئی تھی۔ سر کولن نے اس کے حال پر رحم کر کے آرام کرنے کا حکم دیا اور فتح کو نامکمل رکھا دوسرے دن ۶ مئی کی صبح کو سر کولن چھاؤنی میں گئے تو انکو معلوم ہوا کہ خان بہادر خان بہت سی سپاہ ساتھ لیکر بھاگ گیا۔ جونس صاحب شہر میں شمال کی طرف سے توپیں مارتے ہوئے داخل ہوئے۔ دوسرے دن ۷ مئی کو شہر پر بالکل قبضہ ہو گیا اور انگریزی لشکر کے دونو کولم آپس میں مل گئے۔ رات سے پہلے سر کولن پاس شاہجہان پور کے مفسدون کی خبر آئی۔

کرنیل ہیل صاحب شاہجہان پور میں کمان افسر تھے وہ بڑے بہادر جری اور دور اندیش تھے وہ یہہ جانتے تھے کہ غالباً مجھپر دشمنون کا حملہ ہوگا اس لیئے انہون نے جیلخانہ کی جو سب سے زیادہ مستحکم مقام تھا حصار بندی کر کے اور زیادہ استوار دمدمہ بنایا اور اس سے باہر درختون کے اندر اپنے خیمہ لگائے۔ ۳ مئی کی صبح کو انہون نے سنا کہ مولوی کے ماتحت ایک بڑا لشکر شہر سے چار میل کے فاصلہ پر آگیا ہے۔ اسی وقت انہون نے خیمون کے اکھیڑنے کا حکم دیا اور سارا اسباب اپنے دمدمے میں لے گئے۔ دشمن نے کھنہٹ ندی سے عبور کر کے جیلخانہ پر گولہ زنی شروع کی۔

سر کولن نے شاہجہان پور کی خبر سنتے ہی جونس صاحب کو حکم دیا کہ وہ سفر کر کے ہیل صاحب کو جا کر بچائیں۔ جونس صاحب تین دن سفر کر کے ۸ مئی کو ندی کے کنارہ پر آئے۔ مولوی صاحب سوارون کو ساتھ لیئے ہوئے انکے اترنے کو روکنے کے لیئے موجود تھے جونس صاحب نے بھاری توپون کے چند گولے سوارون پر مارے سوار پل سے پار بھاگ گئے تو جونس صاحب نے اپنے میدانی توپون کے گولے مارنے شروع کیئے تو وہ سوار شہر کی گلیون میں بھاگ گئے وہ انکے پیچھے گئے اور شہر پر گولے مارے اس سے کئی مکانون میں شعلے اٹھنے لگے۔ پھر جونس صاحب جیل خانہ کے قریب گئے دشمنون نے اسکا محاصرہ کر رکھا تھا انکو دیکھ کر دشمن محاصرہ کو چھوڑ کر بھاگے اور جونس صاحب ہیل صاحب سے بے مزاحمت جا کر ملے۔ باغیون کی تعداد ایسی کثیر تھی کہ یہی مناسب جانا کہ اپنے مقام ہی کی محافظت کرنی چاہیئے انکے پیچھے نہیں پڑنا چاہیئے اور امداد کے لیئے سر کولن سے درخواست کی جائے۔

۱۱ مئی کی سرگذشت اوپر بیان ہوئی - ۱۲ اور ۱۳ اور ۱۴ مئی اس لڑائی کی تیاریون میں صرف ہوئی جو آئندہ عنقریب ہونے والی تھی - جونس صاحب نے اس سامان کی افزائش مین کوشش کی جو مقابلہ کرنے کے لیئے کام مین آئے - مولویصاحب پاس بھی نئی نئی کمکین جمع ہوتی جاتی تھین - مولویصاحب کے کیمپ مین پہلی لڑائیون کے بھاگے ہوئے باغی اور بہت سے باغی زمینداراور لٹیرے بدمعاش اور لکھنؤ کی بیگم اور مرزا فیروزشاہ کے آدمی نانا کے بھیجے ہوئے سپاہی جمع ہوئے - ۱۵ کو مولوی نے ایک بڑا حملہ کرنے کا قصد کیا اپنی کل سپاہ سے جونس صاحب پر حملہ کیا - جونس صاحب کے ساتھ وہ سپاہی تھے جو میدان جنگ مین کبھی اپنی پیٹھ دشمن کو دکھانا نہین جانتے تھے - جونس صاحب پاس سوار نہین تھے اسلیئے وہ دشمن کے کیمپ سے لڑکر عوض نہین لے سکتے تھے - لیکن دشمن بھی انسے ایک انچ زمین نہین چھین سکے - شام ہوگئی - دشمنون نے حیران ہوکر حملہ کرنا موقوف کیا - جونس صاحب کا لشکر اپنی جگہ سے ایک بالشت نہین ہٹا - تین دن بعد خود سرکولن اس تماشا گاہ مین تشریف لائے اب آگے انکا بیان کیا جاتا ہے -

۸ مئی کو سرکولن کیمبل نے جونس صاحب کو شاہجہان پور روانہ کیا انہون نے یہ سمجھ لیا کہ مین نے مولوی کا فیصلہ کردیا اور ملک کو جہانتک اور جدھر مین باغیون سے پاک صاف کردیا - ہیل کھنڈ کی لشکرکشی ختم ہوئی اس سے لیئے انہون نے سپاہ کو اس طرح تقسیم کیا - جنرل وال پول کو ہیل کھنڈ کی سپاہ کا ڈویزنل کمانڈر مقرر کیا ان سپاہیون کو بتلا دیا جو بریلی مین گیسن اور ادھر مین جانکلو اور ایک بادو مین بٹھا دیا گئین - انہون نے بریگیڈیر کوک کو ایک بڑی سپاہ دیکر اس کام کے لیئے مقرر کیا کہ وہ خان بہادر خان کا تعاقب پیلی بھیت تک کرین جہان وہ بھاگ کر گیا ہے پھر ان سب کامون کو کرکے سرکولن ۱۵ کو بریلی سے فتح گڈھ کو روانہ ہوئے -

۱۶ کو فریدپور مین سرکولن پاس جونس کا پیغام بطلب کمک آیا - دوسرے دن وہ احتیاط کے ساتھ تھہر مین آئے آج شام کو ان پاس خبر آئی کہ مولوی شاہجہان پور پر حملہ کررہا ہے اور اسکی بڑی سپاہ محمدی کی طرف جاتی ہے سارے سرکل مین وہی حکمران ہے -

۱۸ مئی کو سرکولن نے شاہجہان پور کی طرف کوچ کیا - دشمن نے پندرہ سو سوارون اور پانچ

توپون سے اُن پر حملہ کرنے کے لیئے آنکھین دکھائین - وہ سر کولن بریگیڈیر جنرل جونس سے جا ملے انگریزی لشکر سوارون کے لحاظ سے ضعیف تھا اس لیئے کوئی ایسی لڑائی وہ نہین لڑ سکتا تھا کہ جس سے کوئی قطعی فیصلہ ہو - تعاقب کرنا سپاہ کا ہلاک کرنا تھا - کچھہ سوار دشمن کے مقام کے تجسس مین گئے ہوئے تھے کہ اُن پر دشمنون نے پن ہٹ گاؤن سے توپین ماریں اور پھر دشمنون کے سوارون نے نکلکر سر کولن کی کل سپاہ پر حملہ کیا - توپون کے چلانے مین دشمنون نے اپنا ہنر و سلیقہ دکھایا مگر آخر کو وہ میدان جنگ مین پاؤن نہ جما سکے بھاگ نکلے - یہہ واقعات ۱۵ اور ۲۴ مئی کے درمیان واقع ہوئے - دشمنون کے بھگا دینے سے سر کولن کو اطمینان ہوا - انہون نے ایک قطعی جنگ کو جب تک ملتوی کیا کہ زیادہ سپاہ اور سوار کمک کو آئین انہون نے بریگیڈیر کوک کو حکم بھیجا کہ وہ جسقدر جلد ممکن ہو اپنے بریگیڈ کو شاہجہان پور لیجائے -

کوک صاحب اُلٹے پھر کر کمانڈر انچیف سے ۲۲ مئی کو آن ملے - ۲۴ کو کل لشکر نے دشمن پر حملہ کرنے کے لیئے سفر کیا - مولوی نے پھر سر کولن کو حیران کیا اسکی سوا انگریزی سپاہ کے محمدی جانے کے باعث ہوئے جس وقت تعاقب کرنیوالون نے توپونکو مارنے کے لیئے توقف کیا تو مولوی اور اس کے دوستون نے اس مقام کو خالی کر دیا اور اسکی مستحکم عمارتون کو غارت کر دیا اور اودھ مین اُلٹے چلے گئے یہی کام انہون نے قلعہ کھیپی مین کیا - اس لشکر کشی کا نتیجہ یہہ تھا کہ رہیل کھنڈ باغیون سے صاف ہو گیا - یہہ ہم آیندہ بیان کرین گے کہ اودھ مین باغیون کا استیصال کس طرح ہوا - جب مولوی رہیلکھنڈ سے نکل گیا تو دونو بریگیڈ رہیل اور رڑکی کے شکستہ ہوگئے اور انکی پلٹنین اپنے اپنے مقامون مین چلی گئین - کمانڈر انچیف فتح گڈھ کو روانہ ہوا - کرنیل ہیم کا رلینڈ شاہجہان پور مین کمانڈر مقرر ہوئے -

اب ہم چند واقعات ضروری بیان کرتے ہین اول مولوی کا مرنا اور پھر ہیل صاحب کی وفات خاص کر مولوی کا حال بیان کرنے کے قابل ہے سر طامس سٹین صاحب مولوی کی نسبت بیان کرتے ہین کہ وہ بڑی لیاقت و قابلیت رکھتا تھا وہ ایسا شجاع تھا کہ خوف نہین کرتا تھا اور اپنے عزم مین پکا اور ارادہ مین بڑا مستقل تھا باغیون مین اس سے بہتر کوئی سپاہی نہین تھا - اس مولوی کو انگریز کہتے ہین کہ اسنے اپریل ۱۸۵۷ء مین چپاتیان تقسیم کرائین تھین اور فتنہ انگریزی کے لیئے سارے

اودھ میں کاغذ دوڑائے تھے۔ وہ اس جرم میں گرفتار ہوا اور اسکو پھانسی لگنے کا حکم دیا گیا مگر پہلے اس سے کہ اس حکم کی تعمیل ہو اودھ میں غدر ہو گیا اور وہ جیلخانہ کے فرش سے اٹھ کر سلطنت کے عرش پر پہنچ گیا۔ یہہ فخر اس مولوی ہی کو حاصل ہے کہ اسنے سر کولن کو میدان جنگ میں دو دفعہ ناکامیاب رکھا۔

مولوی اور راجہ پوایان

ابتک مولوی صاحب کے یہی دم خم چلے جاتے تھے انکے عزم جزم میں کچھ فرق نہیں آتا تھا انہونے اپنا نام شاہ رکھا تھا وہ بہ نسبت اور باغیوں کے اس خطاب کے لیئے زیادہ مستحق تھے جو سر کولن سے بچ کر انہوں نے پالی کے سٹیشن پر حملہ کیا اور ایک ہندوستانی اہلکار کے اعضا کو قطع کیا۔ ۵- جون کو مولوی ہاتھی پر سوار ہو کر پوایان اس غرض سے پہنچا کہ راجہ پوایان پاس جو سرکار انگریزی کے ملازم چھپے ہوئے بیٹھے ہیں انکو حوالہ کرے۔ جب وہ آیا تو اس نے دروازہ کو بند پایا۔ راجہ اور اسکا بھائی اور اسکے نوکر فصیل سے لگے ہوئے کھڑے تھے انہیں اشاروں میں کچھ باتیں ہوئیں مولوی نے جانا کہ میں اندر جا سکتا ہوں اسنے مہاوت کو حکم دیا کہ ہاتھی سے دروازہ ٹکرا دے۔ ہاتھی نے اپنی مستک سے دروازہ پر دو تین ٹکریں مار کر توڑا کہ راجہ کے آدمیوں نے مولوی پر گولیاں چلا کر مار ڈالا۔ راجہ کے بھائیوں نے اسکا سر کاٹ لیا۔ راجہ سر کو رومال میں لپیٹ کر ہاتھی پر سوار ہوا اور شاہجہان پور کے مجسٹریٹ پاس سر کو لے گیا جو اس وقت اور دوستوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے کھانا کھاتے تھے راجہ نے رومال کھول کر مولوی کا سر دکھایا جسکو مجسٹریٹ دیکھ کر بڑے خوش ہوئے دوسرے دن یہہ سر کوتوالی میں لٹکایا گیا۔

مولوی کی تعریف

اگر وطن کے محب ہونے کے یہہ معنے ہیں کہ وہ اپنے ملک کی آزادی کے لیئے جو غلطی سے برباد ہو گئی ہو سازشیں کرے اور لڑائیاں لڑے تو یقینی مولوی اپنے ملک کا محب صادق تھا۔ اسنے کبھی اپنی تلوار کو مخفی اور سازشی قتلوں سے خون آلود نہیں کیا وہ بہادرانہ معرکہ آرا بیگانوں اور اجنبیوں سے ہوا جنہوں نے اسکا ملک چھین لیا تھا بس ساری قومیں اس مولوی کی یاد کریں گی کہ وہ تعظیم و ادب کا جو شجاعت و صداقت کے لیئے لازمی ہے مستحق تھا۔

اس خوفناک دشمن کے قتل ہونے سے برٹش گورنمنٹ خوش ہو رہی تھی کہ اسپر ایک صدمہ عظیم یہ واقع ہوا کہ ولیم پیل نے وفات پائی وہ لڑائی مین زخمی ہوئے تھے اس زخم سے اچھے نہین ہوئے تھے کہ انکو چیچک نکل آئی جس کے سبب سے اہنون نے وفات پائی انکا ماتم والم انگریزون کے گھر گھر ہوا - ان مین ایسے اوصاف حمیدہ وخصائل جمیلہ تھے کہ کمتر آدمیون مین ہوتے ہین یہ پیل صاحب نیل کے کارخانہ دار تھے -

جنہون نے اعظم گڈھ کے ضلع مین بڑے بڑے کام اپنی لیاقت سے انجام دئے جو پڑھنے والون کو یاد ہونگے کہ ان کامون سے کیسے کیسے فائدے حاصل ہوئے ان کے زخم کی تکلیف کو موت نے مٹایا وہ بھی ان چند انگریزون مین سے تھے جنہون نے ہندوستان مین ایام غدر مین بڑے کام کئے تھے -

باب پنجم

جارج پیٹرک لارنس اور راجپوتانہ

راجپوتانہ کے واقعات کی تاریخ جون ۱۸۵۸ء تک پہلے لکھ چکے ہین جس مین بیان کیا گیا کہ جارج پیٹرک لارنس کی دانائی اور پیش بینی نے باغی سپاہیون کی کسی مفسدہ پردازی کو چلنے نہین دیا - اور اس وسیع ملک مین برٹش حکومت کو قائم رکھا - جون مین جو اہنون نے امن قائم کیا تھا وہ جولائی مین بھی قائم رہا - جنرل لارنس کا صدر مقام اجمیر مین تھا وہ کبھی ضرورت کی صورت مین جیور اور نصیرآباد جاتے تھے وہ اپنا گارڈ مہر دارون کو رکھتے تھے جس سے یہ معلوم ہو کہ انکو یہان کے آدمیون پر کوئی بے اعتباری نہین تھی - راجپوتانہ کے سب راجہ مہاراجہ اور راؤ وٹھاکر لارنس صاحب پر بڑا اعتبار اور بھروسا رکھتے تھے اور انکی تعظیم وتکریم دل سے کرتے تھے جنرل لارنس صاحب بھی انکی ہر طرح سے خاطر جمعی اور تسلی کرتے تھے وہ خود اپنے تئین ایسا نمونہ بناتے تھے جس سے معلوم ہو کہ کوئی محل خوف وخطر نہین - ان

چند مرتبہ مہاجنون نے اپنے اہل و عیال باہر بھیجدیئے تھے - لیکن جنرل لارنس نے بندوبست ایسا عمدہ کیا کہ مہاجنون کو ایسا بھروسہ ہوا کہ اپنی کنبون کو پھر بلا لیا جب اجمیر پہنچے تو سارے معمولی کام کچہری وغیرہ کا بدستور سابق کرتے دوپہر دن شہر مین جاتے شہر مین بہت سے بدخواہ سلیٹی ہیبتناک و خونخوار چہرے دکھاتے تھے لیکن پھر بھی انکا ادب نہایت تعظیم و تکریم سے کیا جاتا تھا - گو وہ رعایا پر عنایت و شفقت کرتے تھے مگر بدکارون کے سزا دینے مین کوئی اور رعایت نہین کرتے

اوپر ہیبتناک و خونخوار چہرون کا ذکر ہوا ہے سو عام قاعدہ ہے کہ سارے ملکون کے بڑے بڑے شہرون مین ایسے آدمی موجود ہوتے ہین جنکو ہر روک و قید سے نفرت ہوتی ہے جیسے کہ مجرم ہمیشہ جا نشین ہوتی ہین اور وہ لوگ جنکے پاس کچھ نہین ہے اور وہ دیانت کے ساتھ محنت و ریاضت کرکے روٹی کمانی نہین چاہتے وہ ہمیشہ مطلق العنان اور شتر بے مہار ہونا چاہتے ہین - ایسے لوگ مفسدہ پردازی کرتے ہین مگر گذشتہ ۱۸۵۷ء مین یہہ صورت تھی کہ مفسدہ پرداز سپاہی تھے ہندوستانی ریاستون کی سپاہ سرکار انگریزی کے ساتھ بغاوت کرنے مین ہمساز و ہم نفس تھی اسکا سبب یہہ تھا کہ یہہ دونو سپاہ ہم مذہب ہم قوم و ہم وطن تھین اس لیئے آپس مین ہمدردی و دلسوزی کرتی تھین -

باوجود جنرل لارنس کے اس انتظام کے ۱۰ اگست کو اجمیر کا جیلخانہ توڑ کے پچاس قیدی بھاگ گئے - جنرل لارنس خود گھوڑے پر سوار ہوکر اور پلیس سوارون کو ہمراہ لیکر بھاگے ہوئے قیدیونکو گرفتار کرنے گئے اور چند شریف مسلمان انکی اس کام مین مدد کرنے کے لئے ہمراہ ہوئے اور اور بڑا اخلاص ظاہر کیا جن قیدیون نے مقابلہ کیا وہ مارے گئے - جو زندہ بچے وہ گرفتار کئے گئے

دوسرے دن سپاہیون نے اپنے دانت دکھائے - جنرل لارنس نے جو رجمنٹین ولایت سے طلب کین تھین اور وہ [illegible] جوان کو نصیر آباد مین آئی تھین ان مین بارھوین رجمنٹ پیدل بھی تھی - پہلے [illegible] کی سوارون کی [illegible] مین سے ایک سوار اپنے گھوڑے پر چڑھ کر [illegible] سوارون کی [illegible] گھوڑے [illegible] اور غل مچاتا رہا کہ اسکی رجمنٹ کے سوار بغاوت کرین [illegible] نے کوئی اسکے ساتھ نہین ہوا ایک ہندوستانی افسر [illegible] تھا اسپر اسنے گولی چلائی مگر وہ

خالی گئی ۔ وہ سوار بارہوین بمبئی کی رجمنٹ کی لین کی طرف گیا تو سپاہیون نے اسکو لیجا کر پناہ دی اس اثناء مین برگیڈیر سہنری سیکین پریڈ پر آئے اور فوراً بارہوین رجمنٹ کے سپاہیون کو حکم دیا کہ وہ باہر آئین صرف چالیس سپاہیون نے اطاعت کی تو برگیڈیر توپین اور تراسوین رجمنٹ کی ایک کمپنی کو ساتھ لیکر بارہوین رجمنٹ کی لین پر گیا تو باغی سوار مذکور نے برگیڈیر پر گولی چلائی مگر وہ خطا ہوئی تو پھر اس اصل باغی سوار کو ایک توپچی نے گولی سے مار دیا ۔ بارہوین رجمنٹ پریڈ پر بلائی گئی اور جن سپاہیون نے پہلے عدول حکمی کی تھی انسے ہتھیار لے لئے گئے اور کورٹ مارشل مین سرغنون کی تحقیقات ہوئی پانچ کو پھانسی ملی اور تین حبس دوام قیدی ہوئے ۔ پچیس سپاہی پہلے سے بھاگ گئے ۔ باقی سپاہیون نے اپنی حرکت پر پشیمانی و تاسف کا اظہار کیا تو انکو ہتھیار دیدیئے گئے انہون نے بعد ازان اپنا چال چلن درست رکھا ۔

ایک دوسرے مقام پر اس طرح کی حالت پیش آئی ۔ ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ جب نیمچ کی چھاونی کی ہندوستانی سپاہ نے سرکشی کی تو جنرل لارنس نے اس مقام مین سوار و کوٹہ بوندی کی سپاہ مین بلاکر متعین کی تھین لیکن پھر اس سپاہ پر اعتبار کم ہوگیا تو انہون نے حکم دیا کہ انکی جگہہ دوسری بمبئی کی لائٹ کیولری کا ایک دستہ اور تراسوین رجمنٹ کے سو سپاہی اور بارہوین رجمنٹ پیدل بمبئی کے دو سو سپاہی متعین کئے جائین لیکن جیسی کہ پہلی سپاہ مین بعض بدخواہ تھے ایسی ہی اس مین تھے ۔ ۱۲ ۔ اگست کو دوسری رجمنٹ کے بعض سوارون نے اور بارہوین رجمنٹ کے بعض پیدلون نے دنگہ مچانا چاہا ۔ لیکن کرنل جیکسن کمانیر افسر نے بڑی پھرتی کی کہ پہلے اس سے کہ بغاوت ہو انہون نے تراسوین رجمنٹ کے گورون کو لاکر سرغنون کو گرفتار کرلیا ۔ آٹھ ان مین سے بھاگ گئے ایک گورہ مارا گیا اور ایک افسر اور دو گورے زخمی ہوئے ۔ لیکن بغاوت کی کلی کھلنے نہ پائی کہ پژمردہ ہوگئی ۔

ریاست سروہی مین آبو ایک پہاڑ ہے جسپر موسم گرما مین گورنر جنرل کا ایجنٹ اور اکثر انکے افسرون کے بیوی بچے جاکر رہتے ہین ۔ اسوقت جنرل لارنس کی بیوی اور دو بیٹیان اور اکثر ان افسرون کے اہل و عیال وہان تھے جو میدان جنگ مین لڑتے تھے یورپین بارگ

تیراسوین پلٹن کے تیس گورے رہتے تھے جو بیماری سے تندرست ہوئے تھے مگر ضعف و
نقاہت انمین بیماری کے باقی تھے اور اس مقام کے محافظ ساٹھ سے ستر تک سپاہی جودھپور کے
بی جی ان کے تھے انکا ہیڈ کوارٹرس ارن پورہ مین تھا اور انکے کمانیر افسر کپتان ہال صاحب تھے
جودھپور بی جی ان مین توپچی و سوار اور پیادے تھے دو توپین تھین جنکو اونٹ
کھینچتے تھے اور پیادے توپ چھوڑتے تھے - سوارون کے تین ترپ تھے - ہریک
ترپ مین دو ہندوستانی افسر اور آٹھ نن کمشنڈ افسر اور بہتر سوار تھے اور ایک نفیری نواز
تھا - پیدلون کی آٹھ کمپنیان تھین ہریک مین دو ہندوستانی افسر تھے اور بارہ نن کمشنڈ افسر
اور ہر کمپنی مین اسی سپاہی اور تین کمپنیان بھیلون کی تھین جنمین سے ہریک مین ستر سپاہی سوا
افسرون کے تھے - بی جی ان مین سوار بڑے کارگزار مشہور تھے -

١٩ - اگست کو بی جی ان کی پیدلون کی ایک کمپنی بسایہ کے ایک باغی سردار کے روکنے
کے لیے بھیجی گئی تھی وہ انادرا مین آئی یہان چند روز پہلے بی جی ان کے سوار بھی اسلیے
آئے تھے کہ چھوٹے چھوٹے گروہون مین تقسیم ہو کر دہات مین رہین اور ڈیسہ اور آبو کے
درمیان سڑک کو امن رکھین - دوسرے دن کپتان ہال دوپہر کے بعد انادرا مین آئے
تاکہ ان سوارون کو دہات مین رہنے کا حکم دیدین - سپاہیون کے بیگیچ بارش کے سبب
تر بتر ہو رہے تھے مگر سپاہی سب خوش خرم تھے کپتان صاحب انکو ضروری احکام دیکر
پھر کوہ آبو پر چلے گئے -

٢١ - اگست کو گہرا غبار چھا رہا تھا - کوہ آبو پر اکثر انگریز صبح کو دیر کر سوتے سے جاگنے کی
عادت رکھتے تھے - مگر انادرا مین جودھپور کے بی جی ان کی یہہ عادت نہ تھی - وہ بہت
سویرے اٹھے اور پہاڑ پر چڑھ گئے اور گہر کی تاریکی مین بارک کے دروازون پر جا پہنچے
اور بارکون کی کھڑکیون مین سے جھانک کر گورون کو دیکھنے لگے کہ وہ ابھی سو رہے ہین -
انہون نے بندوقون کا منہ کھڑکیون کے اندر کر کے گورون پر گولیان چلائین مگر نشانہ
انہون نے اونچا لگایا گورے جو آواز سے ہوشیار ہو گئے اور انہون نے اپنی بندوقین سنبھالین
کروشین نے ایک دو باڑ لیون کی بارش کی اسلیے انکا کچھ نقصان نہین ہوا پھر گورے

جودھپور کی بی جی ان رجمنٹ

انادرا مین بی جی ان کی ایک کمپنی * انادرا سے کپتان ہال کی مراجعت کوہ آبو پر * بی جی ان کا کوہ آبو پر حملہ

بند و تین بھر کر باہر نکلے ایک باغی کو انہون نے مار ڈالا اور باقی باغیون کو جگا دیا۔
ایک گروہ باغیون کا کپتان ہال کے مارنے کے لیے انکی کوٹھی پر گیا۔ اسکو معلوم ہوا کہ کپتان
صاحب سوتے ہین انہون نے مکان کے اندر گولیون کی باڑ ماری تو یہہ آواز سنکر کپتان
صاحب جاگے اور ایک دوسرے دروازہ سے مع اپنے کنبے کے نکلکر اسکول مین چلے گئے
جسکی حصار بندی پناہ لینے کے لیے کی گئی تھی۔ کپتان صاحب یہان اپنے کنبے کو چھوڑ کر
چار گھوڑون کی ساتھ لیکر گئے اور پہاڑ پر سے سب باغیون کو نکالدیا لیکن جنرل لارنس کے
بیٹے ایلکسنڈر کو زخمی کر گئے پھر وہ اچھے ہو گئے۔

یہ باغی پھر اپنے مقام ارن پورہ مین گئے اور اپنے ہمراہیون سے ملے اور اس مقام کو
خوب لوٹا اور جلاکر خاک سیاہ کیا اور پھر وہ اجمیر کی طرف راہی ہوئے۔ اندر پورہ مین
ایڈجیوٹنٹ کونولی اور دو سارجنٹ اور ان کے بی بی بچے تھے۔ باغیون نے کونولی صاحب
اپنے ساتھ لیا اور دو سارجنٹون کو مع بی بی بچون کے چھوڑ دیا۔ پھر تین منزل کے بعد کونولی
صاحب کو بھی چھوڑ دیا جو چار خیر خواہ سوارون کے ساتھ اجمیر مین چلے آئے۔

عباس علی رسالدار کپتان کونولی کا خیر خواہ تھا جب باغیون نے صاحب مذکور کے مارنیکا
قصد کیا ہے تو اسنے اپنے سر پر سے پگڑی اتار کر ان سرکشون کے پاؤن مین رکھی جو سب انگریزونپر
بڑے غصہ ہو رہے تھے اور انسے کہا کہ پہلے اسے کہ وہ انگریزونپر ظلم و ستم کرین مجھہ پر کرین۔
اسے پہلے کہ انکو مارین مجھے مار ڈالین۔ عبد العلی ایک اور افسر رسالہ کا تھا اسنے بھی رسالدار کی
پیروی کی اور مخدوم بخش اردلی تھا اسنے بھی صاحب کی خیر خواہی کا دم بھرا۔ غرض ان آدمیون نے
عزت پر جان کے قربان کرنے کا قصد کیا۔ اس رسالدار عباس علی نے کپتان مونک میسن
صاحب ایجنٹ جودھپور سے یہہ درخواست کی کہ مین بہت سے سوارون اور توپون کے
ساتھ حضور کی خدمت مین بھاگ کر آنا چاہتا ہون بشرطیکہ میرا اور میرے ہمراہیون کا قصور
معاف کیا جائے اور ہم بدستور اپنی نوکریون پر بحال رہین۔ صاحب ممدوح تو اس درخواست
کو بڑی خوشی سے مان لیتے مگر گورنمنٹ کے اس حکم نے ان کے ہاتھ باندھ رکھے تھے کہ
تمام افسرون کو ممانعت کی گئی تھی کہ وہ ان باغیون سے جنکے ہاتھون مین ہتھیار ہون کوئی شرط

مصالحت نہ کرین اسلیئے انہون نے رسالدار کو جواب دیا کہ اس حکم سے مجبور ہون کہ تمہاری درخواست کو منظور نہین کر سکتا لیکن اگر عباس علی ایسے کام کریگا جو برٹش گورنمنٹ کے خیر خواہ وفادار سپاہی کو کرنے چاہئیں اور اس طرح اپنے فرار ہونے سے باغیون کا زور گھٹائیگا اس مین شبہ نہین کہ گورنمنٹ اس کے معاملہ مین ملایمت کریگی اور اسکو بغیر کسی شرط کے معاف کریگی اور انعام دیگی۔ عباس علی اس حکم کو اپنی درخواست کی نامنظوری سمجھا اور وہ پھر بغاوت کا بڑا سرغنہ ہوگیا۔

راجہ جودھپور کا باغیون کے برخلاف سپاہ کا بھیجنا۔

باغی کونولی صاحب کو رہا کر کے اجمیر کی طرف بڑھے انکا راستہ جودھپور کی بستیون سے تھا ان کے روکنے کے لیئے یا غارت کرنے کے لیئے مہاراجہ جودھپور نے مونک میسن صاحب کی ہدایت کے موافق اپنی سپاہ بھیجی جسکا افسر نہایت بہادر اور لایق انار سنگھ اسکا بھائی تھا وہ پالی مین آیا جو راجدھانی کی سڑک پر تھی اور میدان جنگ مین اور انار سنگھ کی امداد کے لیئے جنرل لارنس کے حکم کے موافق لفٹنٹ ہیتھکوٹ مقرر ہوئے۔ جودھپور کی سپاہ پالی مین حصار نشین ہوئی۔

آوا کا ٹھاکر

باغی اجمیر کی سڑک پر پراگندہ ہوکر آوا مین گئے اور وہان جاکر آوا کے ٹھاکر کے ملازم ہوگئے یہہ ٹھاکر مارواڑ مین درجہ دوم کا رئیس تھا یہہ راجہ جودھپور سے جو اسکا راجہ تھا عداوت رکھتا تھا۔ راجہ کی دشمنی کے سبب سے وہ راجہ کے بادشاہ کا یعنی انگریزون کا بھی دشمن تھا اس ٹھاکر نے مونک میسن صاحب پاس چند شرائط لکھ کر بھیجین کہ اگر آپ انکو منظور فرماوین تو مین باغیون کو اپنے قلعہ مین گھسنے نہ دون اور آپ کا دل سے خیر خواہ ہوجاؤن مگر ان شرائط کا منظور کرنا گورنمنٹ کے حکم سے مونک میسن صاحب کے اختیار سے باہر تھا اس لیئے وہ نامنظور کی گئین ٹھاکر آوا کی باغیون سے شرائط ٹھیر گئین اور وہ انکا سردار ہوگیا۔

باغیون کا حملہ اور راجہ جودھپور کی [illegible]

باغیون نے پالی کی طرف کوچ کیا مگر یہان راجہ جودھپور کی سپاہ حصار نشین تھی اس لیئے انہون نے حملہ کرنے مین توقف کیا مگر انار سنگھ نے اپنے مستحکم مقام سے باہر آیا اور باغیون کے قریب خیمہ زن ہوا۔ ۸ ستمبر کی صبح کو لڑائی ہوئی اور جودھپور کے لشکر کو شکست ہوئی انار سنگھ مارا گیا اسکی سپاہ منتشر ہوئی اور اسکی توپین تختے ڈیرے اور اسباب جنگ باغیون کے قبضہ مین آئے۔ ہیتھکوٹ صاحب میدان جنگ سے بھاگ گئے۔

جنرل لارنس نے یہہ خیال کیا کہ اگر باغی آوا مین رہین گے اور انکی کوئی مزاحمت نہین کی جائیگی تو وہ فیض آباد اور ڈیسا کے درمیان ہماری مراسلت اور آمد و رفت کو بند کر دین گے تو اسکا اثر علے العموم سارے ملک پر پڑا ہوگا انہون نے اس غرض سے بیور مین سپاہ جمع کی کہ جو باغیون کے نکالنے مین جودھپور کی سپاہ کی مدد کرین انکو کسی قدر اس بات پر بھروسا تھا کہ اگر باغی آوا سے جدا ہو کر کھلے میدان مین آنکر لڑین گے تو انکو یقینی شکست ہوگی جس سے وہ متفرق و منتشر ہو جائین گے وہ اس امید کو فضول جانتے تھے کہ جو وسائل ان کے قبضۂ اختیار مین ہین انسے آوا کے اوپر حملہ کامیابی کے ساتھ ہو سکے اس لیئے کہ وہ ایسا استوار حصار تھا کہ بغیر بھاری توپون اور بڑی فوج کے محصور اور مفتوح نہین ہو سکتا تھا۔

جنرل لارنس اس سپاہ کے افسر بنکے آوا پر پہنچے اس قصبہ کی بڑی بلند فصیل تھی اس مین جانے کی راہ صرف ایک بڑے گھنے جنگل مین تھی جب انکا لشکر اس جنگل سے باہر نکلا تو اسپر قلعہ کی توپون سے اور ان توپون سے جو قلعہ سے باہر بلند پڑاو دن پر ایک تا لاب کے نزدیک لگائی تھین گولون کا مینہ برسنے لگا ان توپون کا جواب جنرل کے لشکر نے ایسا دیا کہ باغی اپنی باہر کی توپون کو قلعہ کے اندر لے گئے اور جنرل کے لشکر کی ایک توپ اور ایک توپ کا پہیہ تھوڑی دیر کے لیئے بیکار ہو گیا۔ جنرل صاحب نے جو یہ خیال کیا تھا کہ کھلے میدان مین جنگ ہوگی وہ ظہور مین نہین آیا اور رات ہو گئی اس لیے جنرل نے فوج کو ہٹا لیا اور مقام چلیدوس مین جو ایک گاؤن آوا سے ساڑھے تین میل پر تھا چلے آئے کپتان میکسن پولیٹکل ایجنٹ جودھپور اونٹ پر سوار ہو کر آوا کو جنرل کی سپاہ سے ملنے آتے تھے کہ وہ ایک بگل کی آواز سے مغالطہ پر دشمن کے لشکر مین چلے گئے اور وہان دشمنون نے انکو قتل کر ڈالا ۔ جنرل تین روز تک چلیدوس مین مقیم رہا کہ دشمن قلعہ سے باہر آنکر کھلے میدان جنگ مین آئے مگر جب وہ نہ آیا اور مخبرون کی زبانی بھی انکو معلوم ہوا کہ باغیون کا یہہ قصد نہین ہے کہ وہ کھلے میدان مین لڑنے آئین اور اپنے قلعہ کے استوار کرنے مین مصروف ہین تو جنرل نے اجمیر اور نصیر آباد کی طرف آہستہ روی کے ساتھ کوچ کیا گو آوا پر چڑھائی مین کامیابی نہین ہوئی اس سے یہ نفع حاصل ہوا کہ کوٹہ کے سوار راجپوتانہ پر

کوئی بغاوت نین ہینے تک نہین ہوئی -

ریاست بوندی کی ریاست کوٹہ ایک شاخ ہے اسکی جنوبی مغربی سرحد پر سیندھیا کی
مملکت ہے اسکا رقبہ پانچ ہزار میل مربع تھا اور آبادی چار لاکھ تینتیس ہزار باشندون کی
تھی اور مہاراؤ رام سنگھ یہان کا راجہ تھا ایک مددگار سپاہ سب قسم کی انگریزی افسرون کے
ماتحت سنہ ۱۸۳۸ء مین مقرر ہوئی تھی اس سپاہ کا تمام خرچ مہاراؤ دیتا تھا - پولیٹکل ایجنٹ میجر
برٹن صاحب تھے -

ہم نے پہلے لکھا ہے کہ نیمچ مین کوٹہ کی فوج گئی تھی اس کے ساتھ جنرل لارنس نے میجر
برٹن کو بھیجا تھا - جب کوٹہ کی فوج کوٹہ کو واپس آئی تو اس کے ساتھ وہ کوٹہ مین واپس نہین آئے
مہاراؤ نے انکو لکھ بھیجا کہ مین اپنی سپاہ پر بالکل بھروسہ نہین کرتا ایسی بدنظمی کی حالت مین آپکا
نیمچ ہی مین تین ہفتے تک ٹھیرنا مناسب ہے -

اس لیے برٹن صاحب نیمچ ہی مین رہے لیکن آوا کے واقعہ کے بعد انہون نے کوٹہ مین پھر کر
مصلحت جانا اور اپنے دو بیٹون کے ساتھ کوٹہ مین آئے ان بیٹون مین سے ایک کی عمر
اٹھارہ اور دوسرے کی عمر سولہ برس کی تھی اور اپنی میم صاحب اور لڑکی اور تین بیٹون کو نیمچ ہی
مین انگریزی سپاہ کی پناہ مین چھوڑا - وہ ۱۲ - اکتوبر کو کوٹہ مین آئے دوسرے دن صبح کو
مہاراؤ انسے ملنے آئے اور ۱۴ - اکتوبر کو برٹن صاحب مہاراؤ کی بازدید کو گئے - انکے
پیچھے مہاراؤ نے بیان کیا کہ اس بازدید کی ملاقات مین میجر برٹن نے مجھ سے میرے
بعض افسرون کا نام لیا کہ وہ بدخواہ مین انکو مہاراؤ سزا دین یا کم از کم انکو سپہ سالاری سے موقوف
کر دین - اگرچہ یہ تحقیق نہین کہ ان افسرون کے سزا دینے کی صلاح برٹن صاحب نے دی
تھی یا نہین مگر یہ تحقیق ہے کہ مہاراؤ کے کنٹنجنٹ کے افسران اور سپاہیون سے کہدیا کہ
میجر برٹن نے تمکو ... کہا تھا جو اوپر بیان ہوا - دوسرے دن ان افسرون اور
سپاہیون نے جمع ہو کر مسٹر سالڈر سپرنٹنڈنٹ ... کو اور مسٹر سیول ڈاکٹر ڈسپنسری کو
شہر مین مار ڈالا اور ریزیڈنسی پر حملہ کیا اس کے گارڈ اور ملازم بھاگ گئے اور باقی کے
آدمی ... مین جا کر چھپے میجر برٹن اور اس کے دو بیٹے ان اور ایک نفر

ریسیڈنسی کی چھت پر چڑھ کر ایک کمرہ مین پناہ لی - باغیون نے ریسیڈنسی پر چارون طرف سے
گولیان مارنی شروع کین - چار گھنٹے تک یہہ بہادر باغیون کے مقابلہ مین جمے رہے -
پھر باغیون نے ریسیڈنسی مین آگ لگادی - میجر برٹن نے مایوس ہوکر یہہ تجویز کی کہ اپنے
تیئن باغیون کو اس شرط سے حوالہ کردین کہ وہ اس کے بیٹون کی جان بخشی کرین مگر
ان نوجوان سعادتمند بیٹون نے باپ سے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ جان دین گے آپ کو
باغیون کو حوالہ نہین ہونے دین گے - باپ نے ان کا کہنا مانا اور اپنی تجویز کو ملتوی کیا
بیٹے پھر سجدۂ الٰہی مین جھکے یہہ عبادت انکی آخری تھی اور پھر بہادرانہ صبر و خاموشی کے
ساتھ اپنے نوشتۂ تقدیر کو پورا کیا اس عرصہ مین باغی زینے لے آئے اور انکو لگا کے چھت پر
چڑھ گئے اور انہون نے انگریزون کو قربان کیا - ساربان زندہ بھاگ گیا - باغیون نے
برٹن صاحب کا سر کاٹ لیا اور شہر مین اسکی تشہیر کی اور پھر توپ سے سر کو اڑا دیا -
لیکن مہاراؤ کے حکم سے اس شام کو تینون لاشین دفن کی گئین - مہاراؤ نے فوراً جنرل
لارنس کو ان واقعات سے اطلاع دی اور اپنا بہت رنج ایجنٹ اور اس کے لڑکون کی
سرگذشت پر ظاہر کیا اور اپنی مجبوری بیان کی کہ سپاہ نے قانون اپنے ہاتھ مین لے لیا تھا
مین بے بس تھا - باغیون نے شہر پر قبضہ کر کے مہاراؤ کو اسکے محل مین مقید کر دیا اور بعد ازان
باغیون نے مہاراؤ سے ایک نوشتہ پر بالجبر دستخط کرائے جسمین موقعہ تحریر تھین انمین ایک دفعہ یہ تھی کہ
ایجنٹ اور ان کے دو بیٹون کے مارنے کا خاص حکم مہاراؤ نے دیا تھا - مہاراؤ نے قرولی کے
راجہ سے امداد طلب کی مہاراؤ سے قرابت قریبہ رکھتا تھا راجہ نے مہاراؤ کی اعانت
کے لیۓ سپاہ آگئی اسنے اپنی بہادری اور استقلال سے شہر کے اس حصہ سے باغیونکو
نکال دیا جہان مہاراؤ کا محل تھا -
اس کوٹہ کے فساد کے بعد اکتوبر مین نیمچ کے قریب یہہ فساد اور اٹھا کہ مندسور سے ایک گروہ
باغیون کا آیا جسکا سردار دہلی کا شہزادہ تھا اور اسنے اجیرن کے قلعہ پر جو نیمچ کی
بارہ میل کے اندر تھا قبضہ کر لیا - یہ قلعہ بڑا مستحکم و استوار تھا اسکی خبر لینی ضرور تھی نیمچ سے
۲۲ - اکتوبر کو چار سو سپاہی اور دو توپین بھیجی گئین لیکن سپاہی اکثر بمبئی کے ہندوستانی سوار تھے

پیدل تھے اور انکے ساتھ نمبر ۸۳ رجمنٹ کے پچاس گورے تھے اور کل لشکر کے
کمان افسر کپتان ٹکر تھے - انہون نے دیکھا کہ دشمن اجیرن مین ہے ٹکر صاحب نے
قلعہ پر توپین مارنی شروع کین اور پیدلون کو شہر پر حملہ کرنے کے لیئے بھیجا - مگر باغیونکی
تعداد ایسی زیادہ تھی کہ وہ غالب آئے پیدلون کو بھگادیا اور ایک مورٹر چھین لیا
مگر سوارون نے حملہ کرکے مورٹر واپس لے لیا اور دشمنون کو مجبور کیا کہ وہ قصبہ مین داخل
ہوئے اور انکی توپین بند ہوگئین - یہہ جگہ بڑی مستحکم تھی اور انگریزی سپاہ تھوڑی
تھی اس لیئے وہ الٹی چلی آئی اور دو افسر ٹکر صاحب اور ریڈ صاحب مارے گئے اور
تین افسر زخمی ہوئے - تعجب یہ ہے کہ رات کو دشمنون نے اجیرن کو خالی کردیا -

پیچ پر باغیون کا حملہ -

۸ - نومبر کو چار ہزار باغیون نے آگے بڑھکر پیچ پر حملہ کیا اور اسپر قبضہ کرلیا - اور یوروپین
اور ہندوستانی سپاہ کو مجبور کیا کہ وہ ایک مربع حصن مین پناہ گزین ہون - پندرہ روز تک
باغیون نے اس حصن کو محصور رکھا نہ نکالنے سے بھی کامیاب نہین ہوئے پہ لشکر
سر انگریزی لشکر کی اور کمک آتی ہے وہ محاصرہ چھوڑکر چلے گئے -

جنرل لارنس کا ...

جنرل لارنس نے میجر برٹن کے قتل کی خبر سنکر بمبئی سے سپاہ کی درخواست کی کہ اس کی
بڑی ضرورت ہے - تھوڑی سپاہ جنوری ۱۸۵۸ء مین راجپوتانہ مین آگئی لیکن پوری
کمک مارچ ۱۸۵۸ء مین آئی اور جنرل روبرٹس راجپوتانہ کی سپاہ کے سپہ سالار مقرر
ہوئے - جنرل لارنس سپاہ کے کام سے سبکدوش ہوئے -
جنوری ۱۸۵۸ء مین جب بمبئی سے کمک راجپوتانہ مین آئی تو اول یہہ ضرور تھا کہ آوا کے
ٹھاکر کی گوشمالی اور سرکوبی کی جائے اسنے جودھپور کی باغی سپاہ کو نوکر رکھا تھا - اور
برٹش سپاہ کا مقابلہ کیا تھا - کپتان میسن صاحب کے قتل کا سبب ہوا تھا اور علاوہ
اس کے وہ شاہ دہلی سے بھی سازباز رکھتا تھا - ۱۹ - جنوری کو ہومس صاحب سپاہ
... محاصرہ کے بعد قلعہ مین ایک شگاف پڑا دوسرے دن صبح کو
... کے ساتھ آیا اور ایسا اندھیرا
ہوگیا کہ ... کے سپاہی چند قدم پر کسی کو دیکھ سکتے تھے نہ کسی کی آواز سن سکتے تھے

راجپوتانہ ۱۸۵۷ء و ۱۸۵۸ء مین

اس تاریکی مین محصورین چھپ کر آوائے سے چلے گئے اور اسکو خالی کر گئے - یہہ قلعہ بڑا مستحکم تھا اسکی دو ہری فصیلین تھین - بیترہ توپین اور ۴۸ ٹن باروت اور تین ہزار گولیان چھرے اور اور اسباب جنگ یہان فتحمندون کو ہاتھ آیا اس قلعہ کے سارے مستحکم مقام اڑا دیئے گئے تاکہ یہہ قلعہ پھر باغیون کا مامن نہ بن سکے - باغیون کی لوٹ مار اور انگریزون کی توپون نے کوٹہ کی شکل بگاڑ دی تھی کوٹہ ہر قسم کے اسباب تجارت کی بڑی منڈی تھا مگر اب ویران خراب ہوگیا - ۲۰ - اپریل کو انگریزی سپاہ یہان سے چلی گئی راجہ نے اپنی ریاست کا خود انتظام کرلیا - آیندہ دو مہینون تک راجپوتانہ مین سب طرح امن رہا کہین کہین لٹیرے اور قزاق فساد مچاتے تھے تو وہ آسانی سے مٹ جاتے تھے -

مئی ۱۸۵۷ء سے فروری ۱۸۵۸ء تک ہندوستان مین انگریزی عملداری متزلزل حالت مین رہی - راجپوتانہ مین انیس ریاستین تھین جنمین راجہ مہاراجہ جدا جدا فرمانروائی کرتے تھے ان مین سے کسی ایک کی بھی جان نثار وفاداری مین بال برابر فرق نہین آیا وہ اپنے سچے دل سے سرکار والا اقتدار کے فرمان بردار رہے - انہون نے نہ خود نہ انکی رعایا نے باغیون کے ساتھ ہمدردی اور دوستی کی - اس وقت کہ خود انگریزی عملداری مین توپ بندوق ملک کو تاخت و تاراج کر رہی تھی یہ وسیع خطہ راجپوتانہ ایک لاکھ مربع میل وسعت کا اور ایک کروڑ آدمیون کی آبادی کا متسلسل امن کی حالت مین رہا مگر اس کے اندر انگریزی فوج نے بغاوت کی - تجارت و زراعت بدستور معمولی جاری رہی - انتظام و بندوبست مین شاذ و نادر ہی کہین ہتھیارون کی ضرورت پڑی ہوگی - برٹش گورنمنٹ نے ایسی منصفانہ پولیسی ان راجہ و مہاراجاون کے ساتھ اختیار کی تھی کہ ان کے دل مین یہ بات جم گئی تھی کہ ہمارے فوائد اور آسائش و راحت برٹش گورنمنٹ کے ساتھ وابستہ ہین اور اسی کی برتری اور بزرگی سے ہماری ریاست کی بقا ہے -

تانتیا ٹوپی نے جو راجپوتانہ پر حملے کیئے ان کا ذکر آگے اپنے موقع پر آئیگا -

تاریخ بغاوت ہند

بمبئی سنٹرل انڈیا (ممالک متوسط ہند) و دکن

باب اول

لارڈ ایلفنسٹن مسٹر سیٹن کار مسٹر فورجیٹ

بمبئی پریسیڈنسی

مغربی پریسیڈنسی یعنی بمبئی پریسیڈنسی ایک تنگ ٹکڑا ملک کا مختلف العرض ہے جس میں ملک سندھ بھی داخل ہے اس کی حدود اربعہ یہ ہیں مغرب میں بلوچستان بحر عرب - جنوب میں میسور و مشرق میں مدراس پریسیڈنسی حیدرآباد و برار و سنٹرل انڈیا و ریاستہائے سنٹرل انڈیا و راجپوتانہ شمال میں بہاولپور و پنجاب و بلوچستان - پریسیڈنسی میں انگریزی عملداری کا رقبہ ایک لاکھ چھتیس ہزار ایک سو پینتیس مربع میل اور آبادی اس میں چودہ کروڑ سنہ ۱۸۵۷ء میں ہندوستانی ریاستیں جو اس سے تعلق رکھتی تھیں انکا رقبہ اکہتر ہزار سو بیس مربع میل اور آبادی ساٹھ لاکھ ہے اور بڑی بڑی ریاستیں یہ ہیں بڑودہ ریاستہائے کاٹھیاواڑ کچھ - کھمبات - مہی کانٹھا - ریوا کانٹھا کولہاپور ساونت واڑی - خیرپور -

سنہ ۱۸۵۷ء میں بمبئی میں گورنر لارڈ ایلفنسٹن تھے - جنکے اوصاف حمیدہ اور خصائل پسندیدہ مشہور و معروف ہیں جب ان پاس بمبئی میں میرٹھ کے غدر کی خبر پہنچی تو اس دانشمند پیش بیں نے جان لیا کہ یہ غدر ہندوستان میں پھیلے گا - اس کے فرو کرنے کیلیے

بغیر کسی توقف کے یورپین سپاہ ہندوستان مین آنی چاہیئے یہہ اتفاق کی بات تھی کہ بمبئی مین ان پاس جنرل ایش برن ہم ہم چین کے سپہ سالار مقیم تھے انہون نے اس جنرل سے عرض کیا کہ وہ فوراً کلکتہ جائین اور اپنی اور اپنی سپاہ کی خدمات کو جو چین سے واپس آتی ہے گورنر جنرل کی حضور مین پیش کرین -

یہہ سرکار کی اقبال مندی تھی کہ ایران کی جنگ کا انجام نیک ہوگیا تھا اور بمبئی کی سپاہ مین سرکار کی بدخواہی کی وبا نہین پھیلی تھی لارڈ الفنسٹن نے سندھ کے کمشنر فریزر کو حکم بھیجا کہ وہ پہلی فیوزیلرس کو کراچی سے پنجاب مین بھیجدین اور ایسا انتظام کیا کہ چونسٹھوین اور اٹھترویں رجمنٹین جو ایران سے چلی آتی ہین وہ بمبئی مین نہ اترین سیدھی کلکتہ کو چلی جائین - انہون نے ان رجمنٹون کے لیئے جہازون کو سب طرح سے تیار رکھا کہ بمبئی کے اندر آتی ہے وہ فوراً کلکتہ روانہ ہوجائین چنانچہ وہ اس طرح روانہ ہوئین کہ وقت پر اپنے خوب کام نکلے مدراس ارٹلری کی ایک کمپنی بھی اسوقت انکے پاس بمبئی مین موجود تھی اسکو بھی کلکتہ روانہ کردیا اور اسی وقت ڈیسہ کے کمان افسر کو حکم بھیجدیا کہ وہ اجمیر جانے کے لیئے گورون کی تراسوین رجمنٹ اور اسی توپخانہ کی کمپنی کو تیار رکھے - انہون نے دو سٹیمر (دخانی جہاز) مورشیس اور کیپ ماتحت کپتان گرفتھ جیکسن کے بھیجی اور وہان کے گورنرون کو چٹھیان لکھین کہ ہندوستان مین ایسا وقت آگیا ہے کہ یورپین سپاہ کی سخت ضرورت ہے پس جو سپاہ وہ بھیج سکین بھیجدین - چنانچہ انکی تحریر کا اثر یہ تھا کہ مورشیس کے گورنر نے تینتیسوین رجمنٹ کی جسقدر سمائی پوٹنجر جہاز مرسلہ بمبئی مین ہوسکتی تھی روانہ کردی اور پھر باقی رجمنٹ اور ایک بیٹری کرایہ کے جہاز مین روانہ کی اور جزیرہ مین جسقدر خزانہ بچ سکتا تھا اسکے ساتھ کیا کیپ کے گورنر نے جسکے پاس اتفاق سے اسوقت برٹش سپاہ کا بڑا ہجوم تھا بغیر کسی توقف کے نمبری ۸۹ و ۹۵ رجمنٹین بمبئی کو بھیجین اور بہت سی اور پلٹنین کلکتہ کو روانہ کین اور پھر جہازون مین اسنے بہت سے گھوڑے بھیجدیئے -

اسی وقت مین بھروچ مین پارسیون اور مسلمانون مین لڑائی ہوئی جسکو لارڈ الفنسٹن نے بڑی دانائی سے فرو کیا گو وہ فساد کے مٹانے مین مشغول تھے مگر انہون نے اپنی اس

پولیسی کو چھوڑ انہین کر اپنی محافظت کے لیئے دشمنون پر حملوں کے کرنے کی پیشقدمی کی جائے
انہون نے اول ہی سے یہ انتظام کرنا چاہا کہ آگرہ اور بمبئی کے درمیان سڑک کھلی رہے
اس لیئے ایک کولم ماتحت میجر جنرل وڈبیران کے مرتب کیا گیا کہ وہ سنٹرل انڈیا اور ممالک
مغربی کے درمیان آمدورفت کو جاری رکھے۔ جون مین اسکو حکم دیا کہ وہ مئو مین جائے
اپنے پونہ سے ۸ جون کو سفر کیا اسکو حکم تھا کہ جسقدر جلد ممکن ہو وہ مئو جائے تاکہ مالوہ مین
فساد نہ پھیلے اور بمبئی کے شمال مین وہ نہ آنے پائے۔
مئو اور اندور کی حالت ایسی تھی کہ اسوقت جنرل وڈبیرن صاحب کو بڑی مستعدی سے کام
کرنا چاہیئے تھا مگر سانحات ایسے وقوع مین آئے کہ جنرل مئو مین نہ جا سکے۔
نظام کی عملداری مین اورنگ آباد ایک بڑا مشہور شہر ہے اس مین پہلی اور تیسری رجمنٹ
سوار کی دوسری رجمنٹ پیدلون اور ایک بیٹری ارٹلری کی رہتی تھی یہہ سب سپاہ حیدرآباد
کنٹنجنٹ کی تھی اور افسر اسکے برٹش تھے۔ جون کی ابتدا مین پہلی رجمنٹ سوارون نے اپنی بدخواہی کے
آثار نمودار کیئے تھے۔ ۱۳ جون کو اسنے علانیہ یہہ سرکشی کی اور وجہ اسکی یہہ تھی کہ یہہ تجویز کی گئی
تھی کہ سوارون کی رجمنٹ وڈبرن صاحب کے کولم کے ساتھ جائیگی۔ اس رجمنٹ کے سوار
برٹش رعایا نہ تھے اور وہ اکثر اس فرمانروا کی اولاد کی رعایا تھے جسکو دہلی کے بادشاہ نے
مقرر کیا تھا اس لیئے انکو بادشاہ سے لڑنا ناگوار خاطر تھا انہون نے قسم کھائی کہ اگر دہلی
بھیجنے کے لئے مجبور کیئے جاینگے تو اپنے افسران کو مار ڈالینگے۔ افسر بڑے ہوشیار
و دانا کپتان ایبٹ صاحب تھے انہون نے افسرون کو بلا کر سمجھایا تو افسرون نے کہا کہ
ہم تو احکام جائز کی اطاعت کے لئے موجود ہین مگر ہمارے سوار باغیون سے
نہین لڑینگے۔ کپتان صاحب نے انکی تشفی کر دی کہ وہ ہرگز ہرگز دہلی نہین بھیجے جاینگے
اس طرح سے انتظام ہو گیا مگر طرفین کو ایک دوسرے پر اعتبار نہ تھا کہ اورنگ آباد مین ۲۳ جون
کو جنرل وڈبرن کا ورود ہوا اور اسنے سوارون سے ہتھیار لے لیئے۔ سوار ایک
ترتیب سے ہتھیار دینے مین سب نے حکم کی اطاعت کی۔ ۱۲ ترتیب کو جنرل نے اجازت
دی کہ وہ تیسری رجمنٹ مین جائین کہ وہ کیا کرینگے جب یہ وقت گذر گیا تو سچا کی اطاعت

اورنگ آباد

کرنے کے سوار بہت سے بھاگ گئے دوسرے روز تین چار گرفتار ہوئے اور انکو پھانسی دی گئی -

لارڈ الفنسٹن کے نزدیک جنرل وڈبیرن کا یہ کام ایسا ضروری نہین تھا جیسا کہ مئو کا جانا اس لیئے انہون نے جنرل پر تقاضا کیا کہ وہ مئو کو جائین تمہارے جلد جانے سے مہدی پور وساگر و ہوشنگ آباد غدر کی وبا سے بچ جائین گے مگر جنرل وڈبیرن اورنگ آباد سے ہٹے نہین انہون نے لارڈ الفنسٹن کی چٹھی کے جواب مین چٹھی لکھی جس مین بہت سی دلائل بیان کین کہ اورنگ آباد مین بہت دنون تک انکو ٹھہرنا پڑیگا مگر یہہ دلائل کچھ ٹھیک نہین کہ اورنگ آباد سے چلے جانے سے ایک بلوہ ہوگا ابھی پونسٹھہ قیدیون کی تحقیقات کورٹ مارشل مین باقی ہے - غرض ان دونو مین آپس مین حیص بیص ہوتی رہی کہ جنرل وڈبیرن علیل ہو گئے تو گورنمنٹ نے جلد کرنیل سٹوورٹ کو انکی جگہہ مقرر کر دیا وہ ۱۲ جولائی کو اورنگ آباد سے روانہ ہوئے مگر ان کے چلنے مین اتنی دیر ہوگئی کہ مئو اور اندور کی بغاوت رک نہ سکی - کرنیل ڈیورنڈ اس سپاہ سے اسیرگڈھ مین آن ملے کہ وہ سنٹرل انڈیا مین امن و عافیت بحال کرین -

جنوبی ملک مرہٹون کا ستارہ اور مدراس پریسیڈنسی کے درمیان شمالاً و جنوباً اور نظام کی مملکت اور مغربی گھاٹون کے درمیان شرقاً و غرباً واقع ہے اسکا رقبہ چودہ ہزار میل اور مردم آبادی تیس لاکھ ہے جنمین اکثر خالص مرہٹے رہتے ہین اس مین دو کلکٹریان بیل گاؤن اور دھارواڑ ہین اور اس مین کولہاپور کی ریاست اور بہت سی چھوٹی چھوٹی ریاستین نیم مختار ہین -

اس ملک مین بیل گاؤن مین کلکٹر و مجسٹریٹ جارج برکلی سیٹن کار صاحب تھے جن مین عجیب و غریب لیاقتین تھین وہ ہندوستانی ریاستون مین رئیسون کو متبنے کرنے کے بڑے طرفدار تھے -

یہان کی رعایا انعام کمیشن سے اور رئیسون کے متبنے کرنے کی اجازت نہ دینے سے اور ریاستون کی ضبطی سے بڑی ناراض تھی جسکا بیان پہلے ہو چکا ہے - غرض گورنمنٹ

یہان کے رئیس اکثر ناخوش و ناراض تھے۔

ملک کی یہہ حالت تھی کہ ۱۲- مئی کو میرٹھ و دہلی کے غدر کی خبر بیل گاؤن مین آئی جسکو ہندو و مسلمان سنکر چونکے وہ جانتے تھے کہ اس ملک مین انگریزی عملداری کی جڑ ایسی مستحکم جمی ہوئی ہے کہ اسکا دفعۃً اپنی جگہہ سے اکھڑنا مشکل ہے۔

اسوقت بیل گاؤن مین انتیسوین رجمنٹ ہندوستانی پیدل کی اور ایک ضعیف بیٹری ارٹلری یورپین اور چوہتھوین رجمنٹ کا ڈپو تھا جس مین تیس گورے کام کے قابل تھے اور انکو اس رجمنٹ کے چار سو سے زیادہ عورتون اور بچون کی حفاظت کرنی پڑتی تھی۔ مشکل سے سو گورے سوار ارٹلری کے ایسے جمع ہو سکتے تھے کہ ہتھیار لیکر میدان جنگ مین جا سکین۔ بیل گاؤن اور پونہ اور شولاپور کے درمیان دو ہزار ہندوستانی سپاہی اور صرف ایک سو تیس یورپین سپاہی تھے اور بیل گاؤن مین ایک قلعہ تھا جسکا محیط ایک میل کا تھا اور اسکی فصیل مدت سے بے مرمت پڑی تھی جس مین جابجا دڑاڑین اور شگاف پڑے ہوئے تھے اگرچہ وہ ملیٹری اعتبار سے کوئی محفوظ جگہہ نہ تھی مگر صرف یہی ایک جگہہ تھی جس مین پانچ سو سے زیادہ یورپین عورتین اور بچے امن پا سکتے تھے۔

اس سپاہ کے جنوبی ڈویژن کا ہیڈ کوارٹرس بیل گاؤن تھا اور میجر جنرل لیسٹر اس کے کمانڈنٹ مقرر ہوکر ۱۱- مئی کو آئے تھے سیٹن کار نے انسے خط و کتابت کرکے انکی ہدایتوں کے موافق قلعہ کو استوار کر لیا تھا۔

دو دن کے بیچ مین سیٹن کار صاحب نے ایک جاسوس گرفتار کرکے قید کیا جو شمال مغرب سے یہان سپاہیون کو بغاوت کرنے کے لیے اغوا کرنے آیا تھا۔ یہان بہت سے سپاہی اودھ کے رہنے والے تھے انکی گستاخانہ حرکتون سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنے افسر ... کی ... کرنے کے لئے موقع وقت کے منتظر ہین۔ نانا جی کا بہنوئی ... اس ملک مین ... دو اشیان کرتا تھا اسکی سسرال یہان تھی اس خاندان کے ... یہان بڑے ... خاندان تھے جن کے پاس ... سانگلی و جام کھنڈی ... خاندان کی شاخین نہین

[illegible]

[illegible]

جو پیشوا کے خاندان کا متوسل تھا۔ غرض ان رئیسون کی سازشون سے بھی سپٹن کار صاحب خائف تھے۔

نپالی کی ولیسائی یعنی رئیس کا ناراض ہونا

بہت سے رئیس تھے جنکی ناراضی کچھ کم اندیشناک نہ تھی انمین سب سے بڑی ناراضی نپالی کی تھی جسکے پاس ایک قلعہ بھرت کھنڈ کے نمونہ کا بنا ہوا بیل گاؤن سے چھبیس میل فاصلہ پر تھا انعام کمیشن کے سبب سے اس رئیس کی ریاست کا بڑا حصہ ضبط ہو گیا تھا اس کی ناراضی مشہور تھی اور جام بوٹی کا دیسائی بھی انعام کمیشن کا مارا ہوا تھا وہ بھی بڑا ناراض تھا وہ بغاوت کرنے کو سمجھتا تھا کہ اس سے کچھ اسکا نقصان نہین ہوگا جو کچھ حاصل ہوگا وہ فائدہ ہی ہوگا۔ کتور کا رئیس بھی ناراض تھا اور نرگنڈ کے رئیس کا حال بھی ایسا ہی تھا سپٹن کار صاحب ہندوستانی رئیسون کے حال سے خوب واقف تھے اس لیئے زیادہ خوف انکو معلوم ہوتا تھا۔ انہون نے لارڈ الفنسٹن سے یہہ درخواست کی کہ انکو یہان کے معاملات مین پورے اختیار دیدیئے جائین انکی یہہ درخواست منظور ہو گئی۔ جب انکو اختیارات حاصل ہو گئے تو انہون نے اپنی محبت و اخلاص سے رئیسون کے دلون پر وہ اثر پیدا کیا کہ جس سے بغاوت کا ارادہ رئیسون کا مردہ ہو گیا۔

کولہاپور مین بغاوت

مشکل آن کر یہہ پڑی کہ ۳۱ جولائی کو کولہاپور مین جو ستائیسوین ہندوستانی پیادہ رجمنٹ تھی اسنے بغاوت کر کے خزانہ کو لوٹ لیا اور جو افسر انکو راہ مین ملے انکو مار ڈالا اور گھاٹون مین چلی گئی۔ جو بیل گاؤن سے پینسٹھ میل ہے۔ ستائیسوین رجمنٹ کی مراسلت انتیسوین رجمنٹ سے بھی جو بیل گاؤن مین اکثر رہتی تھی بیل گاؤن سے دھاروار بیالیس میل ہے وہان اٹھائیسوین رجمنٹ بغاوت پر تلی بیٹھی تھی۔

بیل گاؤن مین بغاوت کا انسداد

بیل گاؤن مین انتیسوین رجمنٹ کا ایک سردار ٹھاکر سنگھ بغاوت پھیلانے کے لیئے بڑی سازشین کرتا تھا اس کے گرفتار کرنے سے زیادہ فساد برپا ہونیکا اندیشہ تھا اس لیئے اس رجمنٹ کی دو کمپنیون کو جنمین سے ایک کمپنی ٹھاکر سنگھ کی تھی بدامی جانے کا حکم ہوا۔ یہہ مقام بیل گاؤن سے نوّے ۹۰ میل کے قریب فاصلہ پر تھا اسطرح بغاوت کے پھیلنے کا خوف دور نہین ہوا۔ بیل گاؤن کے مسلمانون کی آبادی بھی سرکشی کرنے کے لیئے

سازشیں کر رہی تھی اسکا اثر بھی دور دور پھیلتا تھا سپیشن کارسنے اس امر پر مطلع ہوتے ہی
بیل گاؤن مین سرغنون کو گرفتار کیا جنکے مجرم ہونے کے لیئے شہادت کافی نتھی انکو چھوڑ دیا
اور جنپر جرم ثابت ہوا انکو توپون سے اڑا دیا ۔

اس واقعہ سے تین دن پہلے ۱۰ اگست کو بیل گاؤن مین یوروپین سپاہ کچھ آگئی جس سے
بالکل دلجمعی ہوگئی اور ایسے ہی دھارواڑ مین یوروپین سپاہ کے آنے سے خوف جاتا رہا
جنرل لیسٹر ۲۸ نیٹیو پیدل رجمنٹ کے دل سے بغاوت کے خیال کو مٹانے کے لیئے
آئے اس رجمنٹ کے پانچ سپاہی پکڑے گئے ایک کو پھانسی ملی باقی چار دائم الحبس جلا وطن
ہوئے اسکا بڑا اثر ہوا سپیشن کار صاحب نے سارے ضلعون سے جس مین بیل گاؤن
اور شاہ پور بھی داخل تھے ہتھیار لے لیئے ۔ غرض سپیشن کار صاحب اپنی تمام تدبیرین کامیاب
ہوئے ۔

۳۱ جولائی کی رات کو ستائیسوین رجمنٹ نے بغاوت کی اور ہتھیار لیکر افسرون کے بنگلہ پر
انکو مارنے گئے ۔ ایک یہودی اور ہندو جمعدار نے ایڈیون کو خبر دی اور کہا کہ پہلے اس سے کہ
سپاہی آئین اپنے گھرون کو چلے جائین تین افسر جو بھاگ گئے وہ گولی سے مارے گئے باقی
سپاہ پلٹنی مین جو چھاؤنی سے ایک میل تھی پہونچی کولہاپور مین ایک مقامی رجمنٹ تھی وہ خیرخواہ
تھی وہ اس ریذیڈنسی کے پاس تھی ۔

کرنیل جیکب صاحب اس فساد کے مٹانے کے لیئے اول ستارہ مین آئے ۔ اور وہان
انکو چھ توپخانہ اور ڈرے گوانس مل گئے ۔ برسات کی شدت تھی ستارہ اور کولہاپور کے
درمیان سڑک سیاہ مٹی کی تھی جس مین گھوڑے پیٹ تک اور گاڑی دھری سے اوپر تک ڈوب
ڈوب جاتے تھے ۔ ندیان بہت سی تھین [illegible] سب مشکلون کے
جنرل جیکب ۱۸ اگست کو کولہاپور مین آگئے تو انکو معلوم ہوا کہ [illegible] کی کوشش
[illegible] ہوئی ہے ۔ ستائیسوین رجمنٹ کے چالیس سپاہی [illegible] مارے گئے
اور [illegible] جنگل مین بھاگ گئے باقی سپاہی خیرخواہی و فرمانبرداری کے ساتھ کام کرتے
[illegible] شہادت انکے خلاف نتھی پہنچے آنے سے تین دن بعد ۲۰ اگست [illegible]

بنارس اور جونپور کا حال

اس رجمنٹ سے ہتھیار لے لیئے - بس یہان کی بغاوت کا قصہ تمام ہوا - اب بمبئی کا حال سنو بمبئی مین محرم آیا تو انتظام کے لیئے بریگیڈیر جنرل شورٹ کو اور مسٹر فورجیٹ کو شہر کا انتظام سپرد ہوا - محرم کی پانچ تاریخین تو خیریت سے گذرین مگر اس کے بعد رات کو ایک باجہ بجانے والے گورے نے جو ستائیسوین ہندوستانی رجمنٹ سے علاقہ رکھتا تھا شراب کے نشہ مین ایک بت پر جسکی سواری ہندو لیئے جاتے تھے حملہ کیا - پولیس کے دو آدمیون نے اسکو گرفتار کر کے حوالات مین رکھا - مسٹر فورجیٹ نے ایسا عمدہ انتظام رکھا کہ محرم بغیر فساد کے ختم ہو گیا - پھر محرم کے بعد دوالی آئی انگریزون کو یہہ خیال ہوا کہ ہندو اس دن شہر کے لوٹنے کا اور انگریزون کے مارنے کا قصد کرینگے - مگر صاحب ممدوح کے بندوبست سے دوالی مین بھی کوئی دنگہ فساد نہین مچا - اور سازشین جو ہوئین وہ پکڑی گئین - مجرمون کو سزائین دی گئین غرض لارڈ الفنسٹن اور سیٹن کار اور جنرل لیسٹر ایسے مبارک پیش بین موجود تھے کہ بمبئی مین کسی سازش کو چلنے نہین دیا -

باب دوم

سنٹرل انڈیا اور کرنیل ڈیورینڈ صاحب

اسیر گڈھ و اسکی سپاہ

سنٹرل پروونسس کے ضلع نمار مین اسیر گڈھ ایک بڑا مضبوط مشہور قلعہ ہے اس مین سنہ ۱۸۵۷ء مین رجمنٹ گوالیار کنٹنجنٹ کا ایک ونگ رہتا تھا اور اس کے کمانیر افسر لی صاحب تھے اور قلعہ کے ایڈجیوٹنٹ لفٹنٹ جان گورڈون صاحب تھے - نیمچ و گوالیار کے معاملات کے سبب سے اس سپاہ کا انگریزون کو اعتبار نہین رہا اس لیئے ایڈجیوٹنٹ نے قومی دہاتیون کو سپاہ مین بھرتی کیا اسکا نام گورڈون وولنٹیر رکھا گیا - جب سے نیمچ اور نصیر آباد کی سپاہ کی بغاوت کی خبر آئی تھی - گورڈون صاحب اس سپاہ کو قلعہ سے دور رکھنا چاہتے تھے

چنانچہ اسکی ایک کمپنی برہان پور میں بھیجی گئی جو اسیر گڈھ سے بارہ میل کے فاصلہ پر تھا - کپتان کیننگ صاحب نے چودہ میل کے فاصلہ پر ایک دمدمہ بنایا تھا جسسے اسیر گڈھ میں لیڈیونکو اندیشہ کم ہو گیا تھا - برہان پور کی کمپنی نے بغاوت کی اور وہ اسیر گڈھ پر چڑھی جسکو کپتان گورڈون اور اسی رجمنٹ کے خیرخواہ حولدار میجر نے قلعہ کے اندر گھسنے نہیں دیا - اسی رجمنٹ کی جو چار کمپنیاں قلعہ کے اندر تھیں وہ قلعہ کے نیچے باہر بھیجی گئیں اور انسے ہتھیار گورڈن کے والنٹیرز نے لے لیئے - دوسرے دن لفٹنٹ جیٹ کی بھیل کی کمپنی نے برہان پور کی باقی کمپنی سے ہتھیار لے لیئے اور ہتھیاروں کو اسیر گڈھ میں لے آئے اور پھر کپتان بلیئر دو کمپنیاں ہندوستانی پیدل کی لے آئے - بس اسیر گڈھ محفوظ ہو گیا - جہاں کرنیل سٹورٹ کا کالم آنے والا تھا -

کرنیل سٹورٹ کا کالم اورنگ آباد سے چلکر ۲۲ - جولائی کو اسیر گڈھ میں آگیا جہاں کئی روز پہلے کرنیل ڈیورینڈ صاحب مئو سے آ گئے تھے - ۲۰ - کو یہ کالم مئو کو چلا اور ۲۸ - کو حیدر آباد کی تیسری رجمنٹ سواروں سے ملا جسکے کمان افسر کپتان اور صاحب تھے ۳۱ - کو وہ نربدا کے دریا سے گذرا یہاں ایک روز قیام کرکے مئو کو روانہ ہوا - بارش اس سپاہ کے سفر کی مانع نہیں ہوئی - اگست و ستمبر میں خوب بارش ہوتی - ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ مئو میں دار السلطنت اندور سے ساڑھے تیرہ میل کے فاصلہ پر تھی اس میں کرنیل ڈیورینڈ صاحب تھے کہ ہلکر کی سپاہ نے سرکشی ظاہر کی جسکے سبب سے وہ یہاں سے ایک مہینہ ہوا تھا کہ چلے گئے تھے اب پھر یہاں آئے کہ برٹش حکومت کی حمایت کریں اور مجرموں کو ایسی سزا دیں کہ وہ ہمیشہ یاد رکھیں کبھی بھولیں نہیں -

کرنیل ڈیورینڈ صاحب نربدا کی گھاٹی میں تھے کہ مہاراجہ ہلکر اور انکے وزیر نے انکو اطلاع دی کہ ہم اپنی سپاہ کے ہاتھ سے خوف زدہ ہو رہے ہیں آپ ہماری امداد کر سکتے ہیں ؟ اسکے جواب میں کرنیل صاحب نے لکھا کہ اگر مہاراج چاہیں تو میں تیار ہوں کہ سپاہ سمیت مئو میں آؤں اور مئو نہ جاؤں کر دیا - کا اصل مطلب یہ تھا انہیوں نے اپنی درخواست کو واپس لے لیا - ڈیورینڈ صاحب نے مئو کو کوچ کیا - رستے میں چار کمپنیاں گورڈن کی آن ملیں

کچھ سبب ایسے واقع ہوئے کہ ہلکر کی سپاہ سے ہتھیار نہین لیئے گئے

مندسور کا ہنگامہ بغاوت

اندور سے ایک سو بیس میل کے فاصلہ پر ایک بڑا شہر مندسور ہے جولائی کے مہینے مین یہان گوالیار کی سرکش سپاہ رہتی تھی اور اسکو ہمیشہ افغانون و مکرانیون اور سواتیون سے تقویت ہوتی رہتی تھی۔ مندسور کے ہنگامہ فساد نے مغربی مالوہ اور نیمچ مین ایک ہل چل ڈالدی اور اس سپاہ نے ہلکر کی سپاہ سے زیادہ دنگہ فساد مچانا شروع کیا۔ اس لیئے اس مندسور کی بغاوت کا بہت جلد دبانا اب ضرور ہو گیا کہ ہلکر کی سپاہ سے ہتھیارون کا لینا ایسا ضرور نہ تھا۔ اگر چھوٹی برائی کے دور کرنے مین کوشش کی جاتی تو بڑی برائی بڑھ جاتی اور بڑی برائی پر صدمہ پہنچانے سے چھوٹی برائی کا مہلک اثر کم ہو جاتا۔ برسات کی شدت مین تو کچھ ہو نہین سکتا تھا۔ اب اکتوبر مین اہتمام جنگ شروع ہوا۔

مندسور مین سرکشون کا جمع ہونا

مندسور مین اصل بانی فساد دہلی کا شہزادہ فیروزشاہ تھا۔ ستمبر مین یہہ تخمینہ کیا گیا تھا کہ اس پاس پندرہ ہزار سپاہ اور سولہ یا اٹھارہ توپین ہین۔ یہہ تخمینہ کچھ کم کیا گیا تھا۔ کرنیل ڈیورینڈ تو پندرہ سپاہیون سے زیادہ سپاہی میدان جنگ مین نہین لا سکتے تھے نہ توپین ان پاس تھین ستمبر کے آخر مین جو حیدرآباد و ناگپور و سورت و اجین و گوالیار و مندسور کے خطوط پکڑے گئے تو سب سے یہہ ایک مضمون معلوم ہوا کہ دسہرہ کے بعد مالوہ مین سب ساتھ سرکشی کرین گے اور سرکشی مین جان توڑنے کے لیئے بڑے بڑے امیر ناگپور اور حیدرآباد سے آئینگے۔

خطون سے باغیون کا ارادہ کا حال کھلنا — فیروزشاہ کا لشکر

ابتدا اکتوبر مین فیروزشاہ کی سپاہ جو پہلے دھار اور آمجھرہ مین تھی وہ بمبئی کی سڑک پر آگے بڑھی اور اسنے کرنیل ڈیورینڈ کی مراسلت کی راہ بمبئی سے بند کرنی چاہی اور سر درا پر مجتمع کرکے نیمچ پر حملہ کرنا چاہا انہون نے ہلکر کی سپاہ کو اپنے پاس آنے کا بڑی تاکید سے بلا وا دیا۔ ہر ایک کام کا مدار اس سرعت پر موقوف تھا جو کرنیل ڈیورینڈ دشمن کے پیچھے پہنچانے مین کرتے تھے۔ ذرا سی دیر لگانے مین سارے کام خراب ہوتے تھے۔ ڈیورینڈ صاحب نے جلدی کی ضرورت جانکر ۲ اکتوبر کو ایک سپاہ مندسور اور دوسری گوجری بھیجی کہ باغیون کی سد راہ ہون دھار مین ایک لڑکا تیرہ برس کا انند راؤ پوار اپنے بھائی کی جگہ جو ۲۳ مئی کو ہیضہ سے مرگیا تھا مسند نشین ہوا تھا۔ اسکا وزیر رامچندر بالوجی تھا۔ وہ بڑا ہوشیار

کرنیل ڈیورینڈ کا حملہ دھار پر

انگریزی زبان سے خوب واقف تھا اور بہت سے انگریزوں سے دوستی رکھتا تھا جس سے
یقین ہوتا تھا کہ انگریزوں کا مقلد ہوگا مگر اسنے سارے کام انگریزی پالیسی کے خلاف کرنے
شروع کیے۔ اسنے سپاہ میں بجائے دیسی اجورہ دار سپاہیوں کے افغان و مکران و عرب اجورہ دار
سپاہی بھرتی کرنے شروع کیے۔ جب دھار میں اندور کی پہلی جولائی کے غدر کی خبر پہنچی تو یہ اجورہ دار
سپاہی چار سو امجھیرہ کی سپاہ سے جا ملے اور بھوپاور اور سردارپور کو لوٹ لیا اور اسپتالوں کو
بیماروں اور زخمیوں کے سمیت جلا دیا۔ جب لوٹ لیکر وہ دھار میں آئے تو سپاہیان نوعمر راجہ کے
ماموں بھیم راؤ بھوسلا نے انکی بڑی عزت کی اور وہ جو تین توپیں چھین کر لائے تھے وہ
راجہ کے محل میں لگائی گئیں۔

۳۱ اگست کو وہ قلعہ دھار پر قابض تھے۔ یہ معلوم نہیں کہ اس میں دربار کی مرضی تھی یا نہیں
۱۷ اکتوبر کو کپتان ہچن سن پولیٹکل ایجنٹ نے رپورٹ بھیجی کہ بہت سی براہین ہیں
اس بات کے یقین کرنے کے لیے ہیں کہ راجہ کی ماں اور ماموں اور دربار کے ممبر
دھار میں سپاہ کو بغاوت کرنے کے لیے اغوا کرتے ہیں اور دربار کے سب ممبر انکے
گرداشتہ ہیں۔ جب یہ اطلاع کرنیل ڈیورنڈ کو ہوئی تو انہوں نے دھار کے مختار کو جو انکے
ساتھ رہتا تھا برخاست کیا اور اسکی معرفت دربار پاس پیغام بھیجا کہ اس کے ممبران کے ذمہ سارے
کاموں کی جوابدہی ہے جو وقوع میں آئے ہیں یا آسکتے ہیں اور اپنی ساری سپاہ جو جمع ہو سکتی
تھی دھار پر حملہ کرنے کے لیے بھیجی۔ ۲۲ اکتوبر کو برٹش سپاہ دھار کے سامنے آئی۔
قلعہ سے باہر خوب لڑائی ہوئی۔ باغی شکست پاکر قلعہ کے اندر بھاگ گئے اور چالیس مردے
اپنے میدان جنگ میں چھوڑ گئے اور انگریزوں کی طرف تین فرنگیس اور ایک ہندوستانی
سوار زخمی ہوئے اور ایک جمعدار اور ایک سوار مارا گیا۔

شہر دھار سے قلعہ دھار جدا ہے اور سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے اسکی فصیل تیس فیٹ اونچی
ہے اور اس میں چودہ مدور اور دو مربع برج بنے ہوئے ہیں۔ ۲۵ اکتوبر سے
قلعہ کا محاصرہ شروع ہوا ... یہاں تک کہ ... سپاہیان اہل قلعہ نے یہ دیکھ کر فصیل میں دراڑ
پڑگئی ہے ... اپنے ... تو آپ کیا شرائط کریں گے

اس کے جواب مین یہہ کہا گیا کہ تم اپنے تئین بغیر کسی شرط کے حوالہ کرو۔ فصیل مین ایسی دراڑین تھین کہ سپاہ آسانی سے اس مین داخل ہوئی۔ باغی قلعہ خالی کر کے شمال مغرب مین مفرور ہوئے انکا تعاقب کیا گیا تو چند آدمی لنگڑے پکڑے گئے اور کچھ حاصل نہین ہوا۔ کرنیل ڈیورنیڈ نے قلعہ کو مسمار کر دیا اور سر دربار کے ممبرون پر الزامات تحریر کیے اور گورنمنٹ کے فیصلہ کے لیئے بھیج دیئے۔

مغربی مالوہ مین سپاہ باغیون کے تعاقب مین مندسور کی طرف گئی۔ ۸۔ نومبر کو باغیون نے مہدی پور کی چھاونی پر حملہ کیا۔ یہان ہندوستانی کنٹنجنٹ سپاہ رہتی تھی جسکے افسر میجر ٹمنس تھے۔ انہون نے اپنی نادانی سے باغیون کو اپنی توپون اور پیادون کے قریب مقیم ہونے دیا۔ اس کنٹنجنٹ نے دغابازی اور نامردی کی کہ بہت سے جا ملے نصف سوار خیر خواہ رہے انہون نے بہادرانہ مقابلہ کیا اور انکا افسر کپتان مین مارا گیا اور انکے ہندوستانی افسر بھی سخت زخمی ہوئے سو وہ انگریز افسرون کے ساتھ کرنیل ڈیورنیڈ کے کیمپ مین نومبر کو آ پہنچ گئے

لفٹنٹ ہچن سن نے حیدر آباد کے تھوڑے سے سوارون اور پیدلون سے قلعہ مجیر اکو تسخیر کر کے مسمار کر دیا۔ یہان کچھ مقابلہ نہین ہوا۔ دریائے نربدا پر قبضہ ہو گیا جسنے شمال کے تسلطون کو جنوب مین آگ لگانے سے روک دیا۔

جب اورنگ آباد سے بریگیڈیر سٹورٹ نے سفر کیا ہے تو حیدر آباد کنٹنجنٹ کی ایک رجمنٹ ان سے آن ملی تھی۔ سوار اور بہت سی سپاہ و توپخانہ الہ آباد مین جمع ہوا یہان یہ سب جبتک رہے کہ برسات رہی۔ جب وہ موقوف ہوئی اور سڑکین خشک ہوئین تو ان سب نے مالوہ مین بہت جلد سفر کیا اور راہ مین پھیلا اور راگھوگڈھ مین سرکش زمینداروں کی سرکوبی کی اور دھار کے ساتھ کرنیل ڈیورنیڈ کے لشکر سے مل گئے۔

جب مہدی پور کی خبر آئی کہ باغی اس مین کامیاب ہوئے تو میجر اور صاحب تھوڑی سپاہ ساتھ لیکر مہدی پور کے غارتگرون کے تعاقب مین گئے اور مہدی پور کے سامنے آئے تو انکو معلوم ہوا آج صبح ہی کو باغی یہان سے تمام توپین و ذخائر و میگزین جو انکے ہاتھ لگا

میجر اور صاحب کا مہدی پور کے غارتگرون

لیکر چلے گئے۔ صاحب اس لیے ٹھیرے کہ لشکر کھاپلی لے تو وہ ٹھنس صاحب کی لیڈی سے ملے جو اپنے خاوند کے ساتھ بھاگ نہ سکی تھی بحفاظت تمام خاوند پاس پہنچا دیا پھر اور صاحب باغیون کے تعاقب مین گئے بارہ میل کے فاصلہ پر سول گاؤن مین وہ اپنے ملے جنکی تعداد ساڑھے چار سو تھی اور ان پاس دو توپین تھین شام تک ان باغیون سے سخت لڑائی ہوئی۔ پھر باغی بھاگ گئے اور آٹھ توپین اور اپنا سارا سامان چھوڑ گئے جو فتح کرنے والون کے ہاتھ لگا اور اس لڑائی مین باغیون کے ایک سو چھہتر آدمی مقتول اور مجروح ہوئے اور ستر آدمی مقید ہوئے

کرنیل صاحب بہت جلد سفر کرکے برسنا مین چنبل ندی کے کنارہ پر پہنچے۔ اس دریا سے پار جانا بڑا مشکل تھا جب سپاہی نرنے دو مشرکین تیار نہین تو اسپر گاڑیان اور توپین چلکر دریا پر پہنچین۔ یہ اثرتی مین باغیون کی یہ حماقت تھی کہ انہون نے اس دریا کو بالکل خالی چھوڑ دیا اور انگریزی لشکر کی کچھ مزاحمت نہین کی۔

۲۰۔ نومبر کو لشکر نے چنبل ندی کے مشرقی کنارہ پر قیام کیا۔ پھر وہ شہر مندسور کے قریب آیا تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ بالکل امن ہے تو خیمے ڈیرے ڈالے گئے اور سپاہیون نے اپنا کھانا کھایا۔

باغیون مین بہت شور ہوا کہ انگریزون کو دھار پر شکست ہوئی ہے اسلئے وہان سے بھاگ کر مندسور پر حملہ کرنے وہ آئے ہین۔ باغیون کے مقتدا و پیشوا ایسی کہانیان بہت گھڑا کرتے تھے۔ ۲۱۔ نومبر کو باغیون نے یہہ سمجھکر کہ انگریزی لشکر پٹ کر آیا ہے اسپر حملہ کیا۔ مگر میدان جنگ مین انکے قدم نہین جمے حیدرآباد کے سوارون نے انکو بھگا دیا اور اسکا تعاقب کیا۔ بھگوڑون مین کچھ مارے گئے باقی شہر مین گھس گئے۔

دوسرے دن ۲۲۔ نومبر کو کرنیل ڈیورینڈ نے مندسور کی ندی سے اترکر شہر کے مغرب مین اسکی فصیل سے ۰۰ ہزار گز کے فاصلہ پر قیام کیا اس سے مطلب انکا یہہ تھا کہ وہ ایک ہاتھ سے مندسور کو دھمکاتے ہین اور دوسرے ہاتھ سے نیمچ کے باغیون کو روکین جو مندسور کے باغیون کی مدد کو آتے ہین۔ انکو جاسوسون کی زبانی معلوم ہوا کہ نیمچ کے باغی بہت سے گورارا کے گاؤن مین

مندسور اور نیمچ کے باغیون کے درمیان کرنیل ڈیورینڈ کا آنا۔

جمع مین -

۱۴ - نومبر کو کرنیل ڈبلو رینبلڈ نے سفر کیا - انگریزی پانچ میدانی توپون نے باغیون ایسے گولے چلائے اور بڑی تیزی وتندی سے سخت لڑائی ہوئی - باغیون کو شکست ہوئی - انگریزی لشکر مین ساٹھ افسر اور سپاہی مقتول اور مجروح ہوئے - رات ہوگئی تو باغی پھر گوریا مین چلے گئے مگر دوسرے دن دس بجے یہہ گاؤن فتح ہوگیا - گولون سے اس مین جو چیز جلنے کے قابل تھی جل گئی - دوپہر کو دوسو بیس آدمی مارے گئے اور انہون نے اپنے تئین حوالہ کردیا - جو وہان باقی رہے رہیلے تھے وہ گاؤن مین خوب سے جمے رہے - غرض یہہ شکستہ خستہ گاؤن حملہ کر کے لے لیا گیا جب انگریزی لشکر رہیلون سے لڑرہا تھا تو فیروزشاہ اور اسکے دو ہزار افغانون اور مکرانیون نے مندسور کو خالی کر کے یان گڑھ مین چلے گئے -

تعاقب کرنا ضرور تھا گوریا مین جو صدمہ عظیم پہنچا تو افغان اور مکران شہرون وقصبون وگاؤن کو چھوڑ کر جنگل مین بھاگنے شروع ہوئے ایک گروہ انکا پرتاب گڑھی مین آیا یہان کا رئیس انگریزون کا خیرخواہ تھا اسنے اپنے ٹھاکرون کو بلا کر باغیون پر حملہ کیا ان مین سے اسی کو مار ڈالا اور باقی کو بھگادیا - یہان سے باغی اپنے اور فتح کرنے والون کے درمیان جنگل کو بیچ مین رکھتے تھے -

اس لشکر کشی سے جو کرنیل ڈیورینڈ کے مقاصد تھے وہ سب پورے ہوئے اب وہ اندور کی طرف چلے اور اندور مین ۱۴ - دسمبر کو داخل ہوئے - انہون نے یہہ ارادہ کرلیا تھا کہ اگر انکے شہر مین داخل ہونے کا مقابلہ مہاراجہ کی سپاہ کرے تو وہ اس سے لڑین - مہاراجہ کی سپاہ مین جسنے دغابازی سے یکم جولائی کو حملہ کیا تھا اب وہ انگریزون کی فتوح کو دیکھ کر بڑی پست حوصلہ ہوگئی تھی اور انگریزون سے مقابلہ کرنے کی جرأت اب اس مین نہین رہی تھی ۱۴ - دسمبر کو کرنیل ڈیورینڈ نے ہلکر کے آئینی سوارون سے ہتھیار لے لیئے اور ان کو بھوپال کنٹنجنٹ کے سکھ سوارون کو سپرد کردیا اور انہون نے ہلکر کے وزیر کو لکھا کہ باقی سپاہ سے بھی ہتھیار لے لئے جائین - اگر درخواست کے موافق کام نہین کیا جائیگا تو وہ خود سپاہ سے ہتھیار لے لینگے - مہاراج کا مختار جواب لایا کہ دربار کا ارادہ سپاہیون کے

ہتھیار لینے کا ہے آپ سے درخواست کی جاتی ہے کہ جب وقت یہہ ہتھیار لئے جائیں تو وہ سوارون کی بین سے ایک میل کے فاصلہ پر ہون ۔ کرنیل صاحب نے یہہ درخواست منظور کرلی ہلکر کے سوار پیادون سے اسی شام کو ہتھیار لے لئے گئے کچھ فساد نہین ہوا ۔

کرنیل ڈیورینڈ مہاراج ہلکر سے انکے ملنے کے لیے محل مین گئے اور بڑی ہنسی خوشی ملاقات ہوئی ۔ مہاراج نے اپنی خوشی اپنی فوج کے ہتھیار لینے پر ظاہر کی دوسرے دن سر رابرٹ ہملٹن آ گئے جنکی جگہہ کرنیل ڈیورینڈ مقرر ہوئے تھے ۔

ڈیورینڈ صاحب نے اپنے مشکل کام کو بڑی انجام دیا ۔ اگر وہ یہان نہ ہوتے تو نتیجہ کچھ اور ہی ظہور مین آتا وہ یہان کے پولیٹکل ایجنٹ ہی تھے اور جنرل بھی تھے وہ ہر چیز کو جو وقوع مین آنے والی تھی پہلے سے دیکھ لیتے تھے اور اسکا علاج کرتے تھے انکی سی پیشبینی اور پیش اندیشی کمتر آدمیون مین ہوتی ہے جو کچھ انگریزون کے ہاتھ سے نکل گیا تھا اسکو انہون نے اپنے حسن تدابیر سے چار مہینے مین پھر حاصل کرلیا اور بڑی بڑی لڑائیون مین انہون نے مردانگی اور فرزانگی کو نمایان کیا ۔ انکے کاروبار نمایان کی تفصیل کے لیے ایک جدا کتاب کی ضرورت ہے

باب سوم

ساگر اور نربدا کا ملک اور ناگپور

[illegible] ساگر و نربدا کے اضلاع [illegible] اس کے شمال مین اضلاع [illegible] [illegible] اور ملکیت نظام و مغرب مین [illegible] [illegible] بھنڈارا [illegible] [illegible] وغیرہ [illegible]

ان اضلاع میں تین چھاونیاں تھیں ایک ساگر میں دوسری جبل پور میں و تیسری ہوشنگ آباد میں۔ ساگر میں نمبری ۳۱ و ۴۲ بنگال ہندوستانی پیدل رجمنٹیں اور تیسری غیر آئینی سوارون کی رجمنٹ اور اڑسٹھ یوروپین گولہ انداز جبل پور میں نمبری ۵۲ بنگال ہندوستانی پیدل رجمنٹ اور ہوشنگ آباد میں اٹھائیسوین مدراس پیدل رجمنٹ اور ساگر کے ضلع میں سیج صاحب بریگیڈیر تھے جنکا ہیڈ کوارٹرس ساگر میں تھا بریگیڈیر سیج صاحب کو ہندوستانی سپاہ پر اعتبار ایسا تھا کہ جب ایک راجہ نے سرکشی کی تو اس سے لڑنے کے لئے ساگر سے سپاہ بھیجی اور اسنے وعدہ کیا کہ اگر راجہ کو زندہ پکڑ کر یا اس کا سر کاٹ کر لاؤ گے تو چھ ہزار روپیہ انعام پاؤ گے چندروز بعد بریگیڈیر کو معلوم ہوا کہ ہندوستانی سپاہ پر بے اعتباری ظاہر کرنے کی پولیسی سے کام نہین چلے گا مگر ساگر مین ان پاس صرف اڑسٹھ یوروپین سپاہی تھے۔ اور ایک شہر پر قلعہ تھا جس مین میگزین اور بیٹری کا سامان رہتا تھا۔ غرض یہہ ضلع ہندوستانی سپاہ کے ہاتھ مین تھا۔

۱۲ جون کو سیج صاحب پاس للت پور سے توپون کے لیئے درخواست آئی صاحب ممدوح نے توپین اور سپاہ بھیجی جس شام کو ساگر سے اس سپاہ نے سفر کیا ہے للت پور مین گوالیار کنٹنجنٹ کی تین کمپنیون نے کھلی بغاوت کی خزانہ کو لوٹ لیا انگریزی افسران کو نکالدیا جو بھاگ کر بان پور کے راجہ پاس گئے جو بظاہر دوست معلوم ہوتا تھا مگر للت پور کے قریب آدمیون کو بغاوت کے لیئے آمادہ کرتا تھا۔

جب راجہ بان پور نے دیکھا کہ سپاہی للت پور کے خزانہ کو لیکر سفر کر رہے ہین تو اپنر حملہ کیا مگر ہزیمت پائی تو حیران ہوکر اسنے اپنے انگریزی مہمانون کو گڑھی مین بھیجکر مقید کیا اور جلدی سے اس سپاہ سے ملنے کا ارادہ کیا جو ساگر سے روانہ ہوچکی تھی تا کہ اسکو یہہ ترغیب دے کہ وہ اس کے ساتھ شریک ہوجائے۔ میجر گاس سین جو اس سپاہ کے افسر تھے انہون نے للت پور کی بغاوت اور بان پور کے راجہ کی حرکت سنکر سیج صاحب اور کمک طلب کی انہون نے چارسو پیادے اور سو سوار کمک کے لیئے بھیجے بیئے

یہہ سپاہ ۱۹ جون کو چلی اور ۲۳ جون کو میجر گاس مین کی سپاہ سے ملی - میجر صاحب نے اس اپنی کل سپاہ سے قلعہ بالا بیت پر جسمین باغی بھرے ہوئے تھے حملہ کیا اور سولہ سپاہی قید کیے جنسے کہ حملہ آور سپاہ نے انکی جان بچانے کا اقرار کر لیا - دو دن بعد جب بال تھون مین سپاہ آئی تو سپاہیون نے ان قیدیون کو چھڑا لیا - میجر گاس مین نے انکو بان پور کے راجہ کو حوالہ کیا - یہہ کام ہوا ہی تھا کہ راجہ بان پور انگریزی سپاہ مین آیا اور اسنے کہا کہ مین تم کو بارہ[12] روپیہ ماہوار دونگا تم اپنے افسرون کو چھوڑکر میرے پاس اپنے ہتھیار اور میگزین لے کر چلے آؤ سپاہیون نے اسکی درخواست کو قبول کر لیا اور اپنے افسرون کو نکال دیا -

جب اس حال کی خبر سیج صاحب کو پہنچی تو انہون نے میگزین اور خزانہ اور عورتون بچون کو محفوظ کیا اور ہندوستانی سپاہیون کو قلعہ کی پہرہ چوکی سے برخاست کیا اور ۳۰ جون کو یوروپین اور ساٹھ ہندوستانی خیرخواہ سوارون کے ساتھ قلعہ مین گیا اور یہان تمام ہندوستانی افسرون کو بلایا اور آزادانہ اسنے اس کام کی وجہ کو بیان کیا اور یہہ اسپر اضافہ کیا کہ سپاہیون نے اپنی عزت کو خاک مین ملایا اور بغاوت کی اس عزت کے حاصل کرنے کی فقط یہہ ایک ترکیب ہے کہ وہ بغاوت کے سرغنون کو حوالہ کرین جنکو انصاف کے موافق سزا دیجائے ۔

تینون رجمنٹون کے افسران پر صاحب ممدوح کی تقریر کا اثر ہوا انہون نے اقرار کیا کہ جو کچھ آپ فرمائینگے وہ ہم کرینگے - دوسرے دن صبح کو تیسری غیر آئینی رجمنٹ اور بیالیسوین پیدل رجمنٹ نے کھلی بغاوت کے بازار کو اور انگریزی بنگلون کو لوٹ لیا - اکتیسوین رجمنٹ خیرخواہ رہی اور ۷ جولائی کو انکے ایک سپاہی نے ایک سوار کو مار ڈالا جسنے اسپر گولی چلائی تھی - جسکے سبب دونو ہندوستانی رجمنٹون مین لڑائی ہوئی - بیالیسوین رجمنٹ پاس دو توپین تھین اسکی اکتیسوین رجمنٹ میں تاب نہ آسکی تو اسنے قلعہ مین امداد کی درخواست کی - سیج صاحب نے انکی امداد کے لیے ساٹھ خیرخواہ سوار بھیجے مع دو توپ کے - ان مین خوب لڑائی ہوئی اکتیسوین رجمنٹ کے چالیس سپاہی باغی پلٹن سے جا ملے تو پھر اس پلٹن نے قلعہ سے توپون کی امداد چاہی - شاید ہوسکے کوئی اس لیے سیج صاحب نے کہلا بھیجا کہ کل صبح کو تم کو ہم مستحکم کرینگے

[illegible]

[illegible]

اس کہنے سے اس رجمنٹ کی توہمت بڑھی اور باغی رجمنٹ کی ایسی دلشکنی ہوئی کہ وہ رات کو
بھاگ گئی کچھ میلون تک اسکا تعاقب خیرخواہ سپاہ نے کیا اور ایک توپ انکی چھین لی۔
اس خیرخواہ رجمنٹ کے توچالیس سپاہی بھاگ گئے تھے باقی خیرخواہ رہے چالیس جو
بھاگ گئے تھے انکے عوض مین بیالیسوین باغی رجمنٹ کے پچاس سپاہی انکے ساتھ آن ملے
اور ساٹھ خیرخواہ سوارون کے ساتھ اسقدر اور سوار خیرخواہ بن گئے۔

اسوقت سے لیکر اسوقت تک کہ سر ہیو روز لشکر لیکر چلے۔ جبل پور۔ ساگر۔ چندیری
جھانسی۔ جالون باغیون اور انکے قبضے مین تھے اور وہ انکو پامال کرتے تھے۔ قلعون کو فتح
کرتے تھے دہات کو لوٹتے تھے مدتون تک کسی نے انکو ان کرتوتون کی سزا نہین دی
ہر یک ضلع کا حال اب ہم تم کو سناتے ہین۔

حال جبلپور

للت پور کا حال تو تم سن چکے اب جبل پور ساگر سے جنوب مشرق مین ایک سو گیارہ میل کے
فاصلہ پر ہے اس مین باونوین رجمنٹ پیدل ہندوستانی رہتی تھی جسکے کمان افسر
لفٹنٹ کرنیل جینکی سن صاحب تھے۔ ممالک ساگر اور نربدا کے پولیٹکل ایجنٹ میجر
ارسکن صاحب تھے صدر مقام جبل پور مین تھا۔ اس رجمنٹ نے اپنے افسرون سے کہا کہ ہم
جب تک خیرخواہ رہین گے کہ کوئی یورپین رجمنٹ ہمارے ہتھیار لینے نہین آئیگی۔ جب
کامٹھی سے کشتی کولم جبل پور مین ۱۲۔ اگست کو آیا اور ایک گونڈ خاندان کا راجا سنکر شاہ
اور اسکا بیٹا بغاوت کے سبب سے توپ سے اڑائے گئے باونوین رجمنٹ چپ چاپ
پٹن کی تحصیل مین چلی گئی یہان اسکی ایک کمپنی رہتی تھی جسکے کمانیر میک گریگور صاحب تھے
جسکو انہون نے مار ڈالا۔

مدراس کا کولم اس رجمنٹ کے پیچھے پڑا اسنے کٹن جی مین اسکو بڑی شکست دی اور سو آدمی
آدمیون کو مار ڈالا اور اسنے زیادہ کو زخمی کیا اور فتحمندون کا ایک سپاہی مارا گیا اور پچاس زخمی
ہوئے۔ پھر جبل پور مین یہہ کولم واپس آیا۔

یہہ راجہ بہت جگہہ سے مال لوٹ کر نرولی مین جو ساگر سے ... میل ہے مقیم ہوا اور خوب قلعہ بندی
کرلی۔ ۱۵ ستمبر کو اسکی سرکوبی کے لیئے ساگر سے لشکر ماتحت لفٹنٹ کرنیل والی بیل کے بھیجا گیا

مگر اس مہم مین کامیابی نہین ہوئی لڑائی مین یہہ افسر مارا گیا گو باغیون کا بہت نقصان ہوا مگر اس سے کچھ امن نہین ہوا باون وین رجمنٹ کے باغی سپاہی جنکا عدد پانچ سو تھا بہی کشن جی سے شکست پاکر ملک برباد کرنے لگے آس پاس کے باغی راجہ انکے ساتھ ملتے جاتے تھے جس سے انکو تقویت ہوتی تھی ـ اور وہ ملک کو تاخت و تاراج کرتے پھرتے کئی دفعہ انسے مدراس کولم کی لڑائیان ہوئین جنکا نتیجہ یہہ ہوتا تھا کہ وہ ایک مقام سے بھاگ کر دوسرے مقام مین جا کر غارتگری کرنے لگے یا ایک جنگل سے دوسرے جنگل مین چلے گئے ۔

نرسنگ پور مین افسر کلان کپتان ٹرنن تھے اور یہان اٹھائیسوین رجمنٹ مدراس کی چار کمپنیان اور انکے افسر کپتان وول لی تھے ـ یہہ سپاہ سب وقت خیر خواہ رہی اور افسرون کے ساتھ سارے ضلع کا بندوبست کرتی پھری شہر اسکے شمالی اضلاع سے انہون نے باغیون کو نکال دیا ـ باغیون کی ایک مجمع کا افسر دلگنجن جان تھا اس سے لڑائی ہوئی اسکو پکڑ کر پھانسی دی ـ چیرالپور کے قریب باغی رکتے تھے جب وول لی صاحب وہان گئے تو اس مقام کو باغیون سے خالی پایا ـ ٹرنن صاحب باغیون کے تعاقب مین گئے تو انہون نے انکے پیچھے اور ایک توپ اور بہت سے ہندوستانی ہتھیار چھینے ـ اس افسر نے جنوری سنہ ۱۸۵۸ء مین راے گڈھ اور مدن پور کے حملہ کرنے والے باغیون کو شکست فاش دی ـ اس طرح سے نرسنگہ پور کا ضلع بالکل باغیون سے پاک صاف ہو گیا ـ

ناگود ایک چھاونی اونچا پاڑا ضلع مین ہے جو دیوان سے ۴۸ میل اور الہ آباد سے ۸۰ میل اور ساگر سے ۳۲ میل کے فاصلہ پر ہے اس مین پچاسوین رجمنٹ پیدل بنگال ہندوستانی رہتی تھی جسکے افسر میجر ہیٹن صاحب تھے ۲۷ اگست تک یہہ سپاہ خیر خواہ رہی ـ جب ناگود مین کنور سنگھ کے آنے کی خبر پہنچی تو ہیٹن کو حکم ہوا کہ وہ اس سے لڑنے جاوے ـ اس نے پلٹن خوشی سے لڑنے کے لئے کوچ کیا جب وہ ناگود سے دوسرے میل پر پہنچی تو اسنے اپنے افسرون سے کہا کہ اب آپکی کچھ ضرورت نہین ہے آپ چلے جایئے ـ کچھ سپاہی تو افسرون کے ساتھ ہو لئے پہ چلے گئے باقی ناگود مین واپس آ گئے ـ اسکو لوٹ لیا اس مین آگ لگا دی اور تمام ضلع کو لوٹنا شروع کیا ـ

یہان مین رہنے والا انکا وہان رہنا تھا ـ ڈسمبر بوران صاحب ایجنٹ تھے جو یہان بالکل صاحب اختیار

انہون نے اس راجہ کو اپنے اختیار مین ایسا کر لیا کہ اسنے ۸۔جون کو اپنی ساری سپاہ برٹش گورنمنٹ کو سپرد کر دی ولوبائی صاحب نے راجہ کی سپاہ مین سے آٹھ سو سپاہی اور دو توپین اور پلٹن مین بھیجین جو ضروری راستون کو کھلا رکھین اور گیارہ سو سپاہی اور پانچ توپین کٹرا بھیجین کہ وہ مرزاپور اور ساگر کے درمیان راہ کھلی رکھین اور راجہ کی اجازت سے سات سو سپاہ باندہ بھیجی اور راجہ سے اشتہار دلا دیا کہ جو سپاہی اچھی کارگذاری کرینگے انکو بڑا انعام اکرام ملیگا۔غرض صاحب ممدوح نے ایسی دانائی سے بندیل کھنڈ کے چھوٹے چھوٹے راجاؤن کو باغی نہین ہونے دیا۔راجہ ریوان کی سپاہ سے ایسا بندوبست کیا کہ بندیل کھنڈ مین باغیون کا پاؤن جمنے نہ پائے

ناگپور جو پہلے بھوسلا کے خاندان کا دار السلطنت تھا ۱۸۵۳ء سے سنٹرل انڈیا کے چیف کمشنر کا صدر مقام تھا اسکا محیط سات میل تھا اور آبادی ایک لاکھ تھی۔غرض سنٹرل انڈیا مین سب سے بڑا شہر یہی تھا اس مین جارج پلوڈن صاحب چیف کمشنر تھے انکے پاس یورپین سپاہ مدراس ارٹلری کی ایک کمپنی تھی جسکا صدر مقام کامٹی گیارہ میل کے فاصلہ پر تھا اور مقامی ہندوستانی سپاہ جو ان پاس تھی اس کے رہنے کے مقامات یہہ تھے کہ کامٹی یا ناگپور مین ہیڈ کوارٹرس پہلی پیدل و پہلی سوارون کی رجمنٹ کا اور ناگپور کی غیر آئینی سپاہ کے ارٹلری کا تھا اور ناگپور سے جنوب مین پچاس میل پر دوسری پیدل اور پہلی رجمنٹ کے ایک حصہ کا صدر مقام تھا اور ناگپور سے شرق مین چالیس میل پر چندہ ارہ مین پہلی رجمنٹ کے دوسرے حصہ کا ناگپور سے ۷۰ میل پر اور رائے پور مین تیسری رجمنٹ کے بڑے حصہ کا اور اس رجمنٹ کا باقی حصہ کا بلاس پور مین صدر مقام تھے۔یہہ سب سپاہین مقامی تھین اور کامٹی مین مدراس کا ایک برگیڈ رہتا تھا اور میجر پرائیٹر اس سپاہ کے کمانڈر تھے۔جب سے کہ میرٹھ کے غدر کی خبر یہان مشہور ہوئی تو یہان کی سپاہ مین بغاوت کے آثار نمودار ہونے شروع ہوئے۔ خاصکر مقامی سپاہ کے سوارون مین۔پلوڈن صاحب اسکو دیکھتے تھے ان پاس یورپین سپاہ تھوڑی تھی اور ہندوستانی رجمنٹین پانچ تھین۔۱۳۔جون کو انکو بغاوت کے آثار معلوم ہوئے تو انہون نے بڑے کمال کا کام یہہ کیا کہ کرنیل کیمبرلین جو اپنی سپاہ پر پورا اعتبار کرتے تھے انکو اپنے ساتھ شریک کر کے ۱۴ جون کو ہندوستانی سوارون سے ہتھیار لیلیے

اور ریسیڈنسی کو بارک بنالیا جس میں سول اور ملیٹری افسرات گورنمنٹ مدراس کی سپاہ خیرخواہ رہی اور جب اسکا ایک حصہ جبل پور بھیجا گیا تو اسکا قائم مقام بھی خیرخواہ سپاہ کا آیا۔ غرض جارج پلوڈن صاحب کی دانائی اور ہوشیاری سے یہاں کوئی دنگہ فساد برپا نہیں ہونے پایا۔

باب چہارم

قلمرو نظام

حیدرآباد

قلمرو نظام جسکا نام حیدرآباد دکن ہے بندھیاچل کے جنوب میں ہندوستان کا ایک حصہ ہے اسکا رقبہ تقریباً [illegible] مربع میل ہے اس کے شمال مشرق میں اضلاع متوسط ہیں جنکا دارالحکومت ناگپور ہے اور جنوب مغرب میں مدراس پریسیڈنسی کا ایک حصہ ہے اور مغرب میں بمبئی پریسیڈنسی اور شمال مغرب میں بمبئی پریسیڈنسی کا ایک حصہ اور سندھیا کی ریاست و سرکار [illegible] کے اضلاع میں [illegible] جب حیدرآباد کے گرد ایسے مشکلات [illegible] ہوں اور [illegible] زیادہ [illegible] نظام [illegible] بہت ضرور تھا کہ اس کی سرحدوں پر امن و امان رکھا جائے۔

شروع ۱۸۵۷ء میں حیدرآباد میں نظام ناصرالدولہ نے ۱۶ مئی ۱۸۵۷ء کو وفات پائی افضل الدولہ اسکا جانشین ہوا ۱۸۵۳ء میں سالار جنگ وزیر ریاست تھے۔ وہ نہایت دانشمند اور اعلیٰ درجہ کے زیرک تھے وہ اپنے ملک اور اپنے آقا کے سچے دل سے خیرخواہ تھے وہ [illegible] کہ [illegible] ہندوستان میں ہندوستانیوں [illegible] کے موافق [illegible] ہندوستانی بھی فرمانروائی کرسکتے ہیں [illegible] وہ اپنے سچے دل سے

برٹش خصائل و اوصاف کے مداح و ثنا خوان تھے وہ اس امر کو قطعی ضروری جانتے تھے کہ کوئی
ایسی محیط بادشاہی ہو جو کل ہندوستان پر سلطنت کرے اور جہان تک اس سے ہو سکے
وہ ہندوستانی ریاستون کے اندرونی معاملات مین مداخلت نہ کرے فقط کسی ریاست سے
ایسی قوت لے کہ وہ اپنے ہمسایہ پر تلوار چلا سکے ۱۸۵۷ء کے شروع مین یہان رزیڈنٹ
مسٹر بشن بائی تھے وہ فروری ۱۸۵۷ء مین مر گئے انکی جگہ میجر سنتھ برٹ ڈیوسن صاحب مقرر
ہوئے - ۱۶ - اپریل کو انہون نے اپنے عہدہ کا چارج لیا -
ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ ناصر الدولہ مر گیا اور اسکا بیٹا افضل الدولہ اسکا جانشین ہوا - حیدرآباد مین
جو لوگ ناراض تھے انکو ایک نظام کا مرنا اور دوسرے نظام کا مقرر ہونا بہت سی امیدین دلاتا
تھا - نظام اول سالار جنگ پر پورا اعتماد رکھتا تھا یہہ بالکل ممکن تھا کہ اس زبردست وزیر پر دوسرا
نظام اعتماد نہ رکھے بس اب یہہ دیکھنا چاہیئے کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے - جب ۱۲ - جون کی
صبح کو حیدرآباد کے رہنے والون نے اپنی آنکھین کھولین تو دیکھا کہ سارے شہر مین دیوار و پر
اشتہارات چسپان ہین جنپر بڑے بڑے مولویون کی مہرین ثبت ہین جو مومنین کو فتوے
دے رہے ہین کہ کل یوروپین کو مار ڈالو میجر ڈیوڈسن پاس یہہ خبر کچھ دیر کر نہین پہنچی انہون نے
جنرل سے بڑی مستعدی کے ساتھ درخواست کی کہ وہ کل سپاہ کو پریڈ پر بلائے اور چالیس
گولیون کی باروت ہر سپاہی کو دیدی - اس پریڈ کا بڑا اثر خیر خواہ ہوا - ۱۵ - مئی کی صبح کو بھی
ایسی پریڈ ہوئی جسمین رزیڈنٹ صاحب بھی موجود تھے انہون نے سپاہ کی مخاطبت مین تقریر کی
اسوقت یہہ بات تحقیق معلوم ہو گئی کہ سالار جنگ پر جو اعتماد اور اعتبار نظام سابق کو تھا وہی
نظام حال کو بھی ہے - اس خیر خواہ وزیر نے جب سنا کہ مسجد کے پاس آدمیون کا بڑا
ہجوم ہو رہا ہے اور ایک سبز جھنڈا بھی کھڑا ہے تو اس وزیر نیک تدبیر نے عرب کے
سپاہیون کو کہ جنپر اسکو اعتبار تھا بھیجا کہ وہ اس ہجوم کو پراگندہ کر دے اسنے جا کر اسکو
متفرق کر دیا - بعد ازان سرغنون کو گرفتار کیا اس طرح یہہ بلوہ رفع دفع ہو گیا
مگر تھوڑی دیر کے لیئے شہر مین جیسا باہر سے وحشتناک روزانہ خبرین آنے لگین جنمین
اکثر مبالغہ ہوتا تھا و متعصب آبادی کے دلون پر اپنا نقش جمانے لگین اور وہ ...

کہ ممالک شمالی و مغربی مین جب ہمارے ہم مذہبون نے اپنے ایمان کے لیے ہتھیار اٹھایا ہو تو ہم کو دکھن مین یہہ سزاوار نہین ہے کہ چپ چاپ ہاتھہ پر ہاتھہ دیے بیٹھے رہین انہون نے اپنے سامعین کے دلون پر یہہ نقش جمایا کہ پچاس برس سے کچھ زیادہ عرصہ گذرتا ہے کہ دہلی جو ہندوستان مین مسلمانون کا دار السلطنت تھا کافرون کے ہاتھہ مین آگیا تھا اب پھر بڑی کوشش سے وہ مسلمانون کو پھر ہاتھہ آیا ہے پس اگر اسکی اعانت دکن کے تمام مسلمان کرینگے تو پھر وہ ان سے نہین نکلے گا بالاستقلال پر قبضہ ہوگا۔

ان الفاظ کا کہنا ہی کا نا تھا۔ حیدر آباد کے آدمیون کے دلون مین وہ اثر کر گئے۔ حیدر آباد کے باشندے انگریزی عملداری سے آشنا نہ تھے اور کبھی اسکی برکتین انکی سرحد پر بھی نہین آئی تھین چند ہفتون مین وہ بگڑ بیٹھے۔

حیدرآباد مین بغاوت

۱۷- جولائی کو شام کے ۵ بجے سے کچھ پہلے پانچ سو روہیلے سپاہی نظام کے ملازم اور حیدرآباد کے آدمیون کی چار ہزار کی بھیڑ بھاڑ نے بلوہ کیا اور وہ ریزیڈنسی کی طرف چلے کہ ان تیرہ [13] باغیون اور مفرورون کو چھڑائین جنکے ہاتھ بغاوت کے خون مین رنگے ہوئے تھے اور انکو میجر ڈیویڈسن نے سالار جنگ کے حوالہ کیا تھا [illegible] سے بہت اچھی طرح کام نہین کرتے تھے اس بلوہ کا حال جب سنا کہ وہ وقت ہوا تو تھا اس نے فوراً ایک خاص پیغام ریزیڈنٹ کے پاس بھیجا میجر ڈیویڈسن کو [illegible] کا پہلے ہی سے خیال تھا انہون نے اپنی ریزیڈنسی کی [illegible] کر لی تھی اسکے گرد گھوڑون پر توپین چڑھا دی تھین انہون نے [illegible] سکرٹری [illegible] کو اطلاع دے دی تھی کہ جو سپاہ اس پاس [illegible] اس کے دفع کے لئے آن موجود [illegible] سرکش مفسد [illegible] نظام [illegible] مین پہنچ آئے [illegible] ایسے ہی [illegible] اسی طرح آئے [illegible] سپاہ نے تو انکو [illegible]

بالکل ابتر و پریشان کر کے بھگا دیا انمین سے بہت سے تلنگنا کے سرے پر ایک دو منزلی حویلی مین جا ٹھیرے - یہہ تجویز ہوئی کہ انکو اس حویلی مین صبح تک ٹھیرنے دین - مگر وہ صبح تک ٹھیرے نہین رات ہی کو بھاگ گئے - رزیڈنسی پر جو حملہ کیا تھا اس مین کئی آدمی مارے گئے اور نظام کی سپاہ نے جو انکو بھگایا تھا تو بھاگنے مین وہ بہت گرفتار ہوئے ان کے دو بڑے سرغنہ طرہ باز خان اور مولوی علاء الدین تھے - پہلے تو بھاگنے مین مارے گئے - دوسرے گرفتار ہوئے جرم ان پر ثابت ہوا انڈمان کو دائم الحبس ہوکر جلا وطن کیا گیا

حیدرآباد کی آبادی پر ان کاسون نے جو اس گستاخانہ حملہ کے فرو کرنے مین کئے گئے بڑا اچھا اثر پیدا کیا انکو یہہ تحقیق ہو گیا کہ ہمارے خود فرمان روا اور ہمارے ہم مذہب ہی انگریزون کے طرفدار ہین پس سالار جنگ کی رائے کی منشا کو مسلمان اپنے مذہب کے دیوانے سمجھ گئے کہ اگر ہم سرکشی کرینگے تو ہمکو صرف انگریزون ہی سے لڑنا نہین پڑیگا بلکہ اس کے ساتھ اپنی گورنمنٹ نظام سے بھی پرخاش کرنی پڑیگی باوجود ان باتون کے حیدرآباد کی حالت روز بروز نازک ہوتی جاتی تھی حیدرآباد مین بہت سی جنگی عرب بھری ہوئے تھے سمندر پار سے چلی آتی تھی کہ سمندر پار سے عرب حیدرآباد مین آتے انکی رجمنٹیں بنائی جاتین تھین - ان کے سوا ہندوستان کی بھی جنگی قومین جیسے روہیلے و پنجابی و سکھ و سندھ پار کی نظام کی سپاہ مین بھرتی تھین اور ان سب پر طرہ یہہ تھا کہ بہت سے باغی اور موقوف شدہ سپاہی جو دہلی تک نہین پہنچ سکے اور سیندھیا نے انکو نوکر نہین رکھا - حیدرآباد مین آگئے تھے سب سے زیادہ وہ خوفناک تھے - غرض اس طرح حیدرآباد مین بدخواہون کا بڑا ہجوم جمع ہو گیا تھا

گو اور مقامات سے وحشت ناک خبرین آ کر شہر مین شہرت پاتین جس سے ان لوگون کے دلون مین جو انگریزون اور انکی عملداری سے نفرت رکھتے تھے اور اپنے مذہب سے رغبت رکھتے تھے فساد کرنے پر آمادگی پیدا کرتی تھین جس سے سالار جنگ اور نظام کے لئے دشواریان زیادہ ہوتی تھین مگر گورنمنٹ نظام اور برٹش رزیڈنٹ مین آپس مین حسن ظن اور اعتماد ایسا تھا کہ فقط اس سبب سے امن امان رہا - نظام سب قسم کی حکمتین کام مین لاتا تھا جو ہندوستانی صاحب قدرت گورنمنٹ کام مین لا سکتی تھی کہ بدخواہون کے جوش مذہبی کو روکے اور اس کے ساتھ ہی رزیڈنٹ نظام کے ساتھ متفق ہو کر ان آدمیون کو اپنی یورپین سپاہ سے ڈراتا تھا میجر ڈیوڈسن صاحب

اس یورپین پیادون و سوارون اور توپخانون کی کمک آگئی تھی

شروع سال مین میجر ڈیوڈسن نے نظام اور سالارجنگ اور اپنی گورنمنٹ کی منظوری سے حیدرآباد کنٹنجنٹ کا ایک برگیڈ بنایا جسمین پہلی و تیسری اور چوتھی رجمنٹین سوارون کی اور تیسری و پانچوین رجمنٹین پیادون کی اور تین فیلڈ بیٹری اور ارٹلری تھین۔ اس برگیڈ کا کام ہم آیندہ بیان کرین گے جس سے معلوم ہوگا کہ میجر ڈیوڈسن کو اس پالیسی مین کامیابی ہوئی۔ اسوقت بہ نظام اور اس کے وزیر کی پالیسیون کی خوبیان نہین کہ بعض اضلاع مین اگر فساد پیدا ہوا تو وہ آسانی سے رفع دفع ہوگیا۔

راجہ شولاپور ایک مستثنی صفت تھی تعلق نظام مین ایک چھوٹی سی ریاست جنوب مغرب مین شولاپور ہے جسکا راجہ نوجوان تھا اپنی ساری دولت فضول خرچی مین اڑا چکا تھا وہ جانتا تھا کہ بغاوت کرنے سے پھر دولت ہاتھ لگیگی اس لئے اپنے رہیلون اور عربون کو نوکر رکھنا شروع کیا میجر ڈیوڈسن کو راجہ کے سارے حالات کی خبر تھی انہون نے بمبئی پریسیڈنسی کے گورنر سے درخواست کر کے وہان سے اور مدراس پریسیڈنسی سے اور حیدرآباد سے سپاہ مین روانہ کرائین اور ان کے مقامات ایسے تجویز کیے کہ ضرورت کی صورت مین وہ سب یکجا جمع ہوجائین سوا اس کے انہون نے راجہ کو حماقت سے باز رکھنے کے لیئے اس کے دربار مین جنوری ۱۸۵۸ء مین اپنے بڑے معتمد اسسٹنٹ کپتان روس کیمبل کو بھیجا مگر راجہ نے اسکی پند و اندرز سننے کے لئے اپنے کان بہرے کر لیے۔ باغیون ہی کا ہمدم و ہم نفس رہا صاحب کے قتل کی تدبیرین کرنے لگا۔ راجہ کے رشتہ دارون نے صاحب ممدوح کو راجہ کے ارادہ سے مطلع کر دیا۔

کپتان کیمبل صاحب جن سو گورے ساتھ آئے اور انہون نے حکم دیا کہ دن ٹاہم صاحب شولاپور جائین۔ ... فوج بھی کو شولاپور مین آگئے۔ راجہ کے رہیلون اور عربون نے سر شام ڈٹاہم صاحب پر حملہ کیا ... رات بھر لڑائی رہی۔ ... ڈٹاہم صاحب پاس کمکین آگئین تو باغیون نے ہمارا حملہ موقوف کیا اور شہر کے قریب ... مقامات ... چھوڑ دئے۔ ان باغیون سے انگریزی سپاہ نے توپین مارکر باغیون کو ... نکال دیا جن مین ... صاحب مارے گئے اور سٹورٹ صاحب سخت زخمی ہوئے۔ باغی شہر مین گھسے یہ شہر بڑا مضبوط تھا اس کے فتح کرنے کے لیئے اور سپاہ آئی

راجہ نے جب یہہ حالات دیکھے تو وہ چند سواروں کو ہمراہ لیکر حیدرآباد کی طرف مفرور ہوا۔ بازار مین پھرتا تھا کہ سالارجنگ نے اسکو گرفتار کرکے رزیڈنٹ کے حوالہ کیا۔

جب راجہ بھاگ گیا تو شورا پور کو سپاہ نے خالی کر دیا کپتان روس کیمبل نے اس ملک کا انتظام اپنے ہاتھ مین لیا اسی طرح قلمرو حیدرآباد مین جو فساد اٹھا تھا وہ ختم ہوگیا۔ اگر خدانخواستہ حیدرآباد کا انتظام سرکشی کرتا تو ہندوستان مین بڑی ہل چل پڑتی سارے دکن مین زلزلہ آجاتا اور طوفان برپا ہوتا۔ مگر یہہ سالارجنگ ہی کی دانائی اور دوراندیشی تھی کہ انہون نے اس ملک مین بغاوت کے ہنگامہ کو برپا نہین ہونے دیا۔

سنٹرل انڈیا۔ گڑھی۔ گوالیار۔ جنوبی مرہٹون کا ملک۔

باب اول

سر ہیو روز اور سنٹرل انڈیا

سر رابرٹ ہملٹن

ہم نے پہلے کسی باب مین بیان کیا ہے کہ سر رابرٹ ہملٹن پولیٹکل ایجنٹ اندور جب رخصت پر ولایت گئے تو انکی جگہ کرنیل ڈیورنڈ صاحب مقرر ہوئے۔ جب ولایت مین سر رابرٹ ہملٹن نے میرٹھ کی غدر کی خبر سنی تو انہون نے چھ ہفتے کے بعد ہی گورنمنٹ سے ہندوستان مین واپس جانے کی اجازت حاصل کرلی۔ وہ اگست ۱۸۵۷ء مین کلکتہ مین آگئے۔ سنٹرل انڈیا مین ہی عہدہ ہاے جلیلہ پر انکی ایام ملازمت کا بڑا حصہ بسر ہوا وہ اس ملک کے چپہ چپہ پر پھرے تھے وہ یہان ہر قسم کے آدمیون سے خواہ وہ ادنے ہون یا اعلے واقف تھے۔ راجہ کے ایام طفلی مین وہی مربی و محافظ تھے راجہ کو انہون ہی نے رموز سلطنت سے آگاہ کیا تھا راجہ انسے بڑا مانوس تھا۔

اس لیئے سر رابرٹ ہملٹن جب انگلستان سے آئے تو گورنر جنرل نے انسے درخواست کی کہ وہ ایسی تدابیر بتائین

کو جنہے سنٹرل انڈیا مین انتظام و بندوبست پھر بحال ہو۔ سر رو برٹ نے یہہ تدبیر الکو بتائی کہ ایک بمبئی کولم
مہو سے چلے اور جہانسی کی راہ سے کالپی جائے اور ایک دوسرا مدراس کولم جبلپور سے چلے اور
بندیل کھنڈ مین گذر کر باندہ جائے۔ یہہ تجویز کمانڈر انچیف پاس بہیجی گئی۔ جنہون نے سر منظوری کا
حکم صادر کیا۔ ان دونون کولمون کے کام جداجدا نہ تھے بلکہ وہ ایک ہی اصل کی دو فرع تہین وہ
ایک دوسرے کے مدد معاون تھے انکا صرف کام یہی نہین تھا کہ سنٹرل انڈیا مین نظم و نسق کو بحال
کر دین بلکہ گوالیار لشکر کا اور راو باغیون کا جو سرکارون کے عقب مین ہین سرکچل دین۔

بمبئی کولم کا کمانڈ سر ہیو روز کے سپرد ہوا جنکی سینتیس برس عمر کے سپہ گری کے بڑی بڑی کامون
مین گذری تہے آئرلینڈ کے فسادون کو انہون نے مٹایا تھا ۱۸۴۸ء مین انہون نے سریا کی
مہم کا خوب اہتمام کیا تھا۔ کریمیا کی لڑائی مین کار ہائے نمایان کیے تھے غرض انکے سارے کارنامے تاریخ
تاریخ مین قابل یاد سمجھے جاتے ہین۔ وہ ہندوستان مین کہین رزم آراہین ہوئے تھے مگر ہندوستانی
جنگ آزمائی مین مظفر و منصور ہونے کے لیے وہ قدرتی عقل و شعور رکہتے تھے۔ ایام غدر کے اور نامی
نامی عہدون سے انکی ذوات والا صفات بالکل جدا گانہ اوصاف رکہتی تہی۔ انکو سپاہیانہ استقلال پر وضعداری
کی پالش کی ہوئی تہی جیسی میدان جنگ مین انکی شجاعت نمایان تہی ایسی ہی ڈرائنگ روم مین بھی
جادو آرائی انکے دشمن یہہ کہتے تھے کہ وہ اس قول کی ایک مثال ہے کہ اپنا پن ہی آدمی کو عمدہ افسر بناتا ہے
جو سپاہ جسکا نام سنٹرل انڈیا فیلڈ فورس رکھا گیا تھا اسکا کمانڈ سر ہیو روز نے ۱۷ دسمبر ۱۸۵۷ء کو لیا اسکے دو برگیڈ تھے
ایک برگیڈ سہور مین دوسرا برگیڈ مہو مین تہا ان برگیڈون مین سپاہ کی تفصیل یہ تہی یورپین پیدلون کی دو رجمنٹین اور یورپین
سوارون کی ایک رجمنٹ اور ہندوستانی پیدلون کی چار رجمنٹین اور ہندوستانی سوارون کی چار
رجمنٹین اور چار توپخانے اور سپاہ کی کچھ ٹکڑیان اور ایک قلعہ شکن توپخانہ

سر رابرٹ ہملٹن نے جو سپاہ کے سفرون کے لئے تجویز بتائی تہین انمین سے ایک یہہ بھی تھی
کہ سر ہیو روز جبتک مندسور کی جانب سے آگاہ نہ ہو لین تحقیق نہ معلوم ہو کہ جبل پور سے وٹلوک صاحب نے سفر کیا ہے
اسی لیے سر ہیو روز کو سہور مین تین ہفتے کے قریب ٹہیرنا پڑا مگر انہون نے اپنا وقت نہین ضائع کیا
انہون نے ہر برگیڈ مرتب کئے۔ کہ جو اس کے پاس تھا اس مین انتظام و بندوبست کیا آگے سفر
کرنے کی یعنی سفر کی سپاہ کو درست کی کرو وہ سہور مین سے کوچ داخل کرے۔

۶ - جنوری ۱۸۵۸ء کو سر ہیو روز مئو سے سیہور میں دوسرے بریگیڈ سے ملنے آئے - یہاں ۸ - کو قلعہ شکن توپخانہ بھیجا گیا تھا وہ ۱۵ - کو پہونچ گیا بھوپال کی خیرخواہ بیگم نے اپنے آٹھ سو سپاہی سر ہیو روز کی امداد کے لیے بھیجدیے - یہہ امداد ساتھ لیکر وہ راحت گڑھ یا رتھ گڑھ کو تعلقہ بہیہ (؟) مضبوط قلعہ باغیوں کے قبضہ میں تھا - دسویں جنوری کو پہلا بریگیڈ چندیری کو چلا - چندیری ایک بڑا مشہور قلعہ سیندھیا کی عملداری میں ہے پہلے دوسرے بریگیڈ کی قسمت آزمائی بیان کرتے ہیں -

ساگر سے چھبیس میل کے فاصلہ پر راحت گڑھ ایک لمبی پہاڑ کی شاخ پر قلعہ ہے جسکے شرقی و جنوبی رخ تقریباً عمودوار پہاڑ ہیں کہتے ہیں - اسکے قاعدہ کے گرد ایک عمیق اور تند رو ندی بہتی ہے جو قلعہ کے لیے تر خندق کا حکم رکھتی ہے اور اسکے شمالی رخ پر ایک مضبوط فصیل ہے اور اس کے محاذی جنگل ہے اور جنگل اور فصیل کے درمیان خندق بیس فیٹ چوڑی ہے اور اسکا مغربی رخ شہر کی اور ساگر کی سڑک کو دیکھ رہا ہے اور اس کے دروازہ کے بازوؤں پر گول اور مربع برج اور بارہ بنے ہوئے ہیں - ہر رخ پر اور چاروں کونوں پر گرگج بنے ہوئے ہیں کہ دشمن کو جہانتک ممکن ہو پاس پھٹکنے نہیں دیں - خلاصہ یہہ ہے کہ وہ ایک خوفناک مقام ہے -

۲۴ - جنوری کی صبح کو سر ہیو روز اس جگہہ آئے انہوں نے کچھ تھوڑا سا نقصان اٹھاکر دریا کے کناروں پر سے اور شہر کے بیرونی مقامات سے دشمنوں کو نکال دیا اور اس مقام کا محاصرہ کرلیا -

جب سر ہیو روز آگے بڑھے تو دشمن پیچھے ہٹے - سر ہیو روز نے شہر پر قبضہ کرلیا دشمنوں نے فصیل سے باہر گھنے جنگلوں سے جسکا اوپر ذکر ہوا نکلکر کئی دفعہ انگریزی بہیر بنگاہ پر اور باربرداری کے جانوروں پر اور رات اس مقام پر بھی حملہ کیا جہاں بھوپال کا لشکر مقیم تھا - تھوڑے سے نقصان اٹھانے سے انکے حملے رفع دفع کر دیئے گئے -

دوسرے دن صبح کو بہت سویرے سر ہیو روز نے لشکر لیکر آگے حرکت کی اور ساگر کی سڑک سے اترکر جنگل میں داخل ہوئے - دشمنوں نے جنگل کی گھاس میں چاروں طرف آگ لگا دی - سر ہیو روز نے شعلوں سے اپنے تئیں بچاکر سپاہی نے سمجھے کہ وہ ایک سڑک بنا رہیں جسپر توپیں چلکر شہر کے شمال میں بلندی پر پہنچیں - سڑک بنانے میں اور اسپر توپوں کے لانے میں دن کا بہت سا حصہ

باغیوں کا جنگل ہے

اس عرصہ میں انگریزی [illegible] سپاہ نے شہر پر قبضہ کرلیا اور [illegible] قلعہ کے اندر دھکیل دیا۔ تین بجے اس پہاڑی کی بلندی پر قبضہ کرلیا جو قلعہ کے شمالی رخ پر تھی۔ سر ہیو روز نے قلعہ شکن توپوں کو مقامات مقرر کرکے قلعہ پر توپوں سے گولوں کی بوچھاڑ کی جس سے [illegible] قلعہ کی فصیل میں ایک بڑا شگاف پڑ گیا۔ دو آدمی اسکے اندر دیکھنے جانے کے لئے بھیجے گئے۔ وہ باہر آئے تھے کہ دفعۃً بیہر کے آدمی خوف زدہ ہوکر چیختے چنگھاڑتے ہوئے ان کے پیچھے آئے جس سے معلوم ہوا کہ کوئی انکو ڈرانے چونکانے والا آیا ہے تو فوراً معلوم ہوا کہ کسی باغی کا لشکر باغیوں کی امداد کے لئے آیا ہے۔

راجہ بان پور [illegible] کے لشکر کے عقب میں بہت سے [illegible] سپاہیوں کو ساتھ لئے آگئے بڑی ٹھاٹھ ایک شان کے ساتھ چلا آتا تھا اس کے پھریرے لہرا رہے تھے اس کے سپاہی اپنی قوم کے گیت گاتے تھے۔ سر ہیو روز نے راجہ سے لڑنے کے لئے [illegible] راجہ اور سپاہ انگریزوں کی گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنکر [illegible]

لشکر کے [illegible] یقین تھی کہ صبح کو یورش ہوگی مگر [illegible] قلعہ کے اندر ایک عجیب عالم خاموشی نظر آیا۔ [illegible] حقیقت حال دریافت کی گئی تو انہوں نے [illegible] قلعہ کی مشرقی دیوار کی [illegible] لٹکے ہوئے ہیں [illegible] آدمیوں کی لاشوں کے ٹکڑے پڑے ہوئے ہیں [illegible] اس طرح بھاگ گئے کہ انگریزی لشکر کو نظر نہ آسکے۔

باغیوں کا تعاقب کیا گیا مگر کوئی بڑا اثر نہیں ہوا۔ انگریزوں کو جب قلعہ کے خالی ہونے کی خبر ملی [illegible] پہلے سر ہیو روز کو خبر ہوئی کہ راجہ بان پور اس قلعہ سے بھاگ گیا ہے [illegible] کے ساتھ [illegible] دوڑایا [illegible] سپاہ کو ساتھ لیکر [illegible] اور پار اتر گئے [illegible] پار اتر گیا

دریا کے پار بڑا گھنا جنگل تھا باغیون کو اسنے خوب پناہ دی۔ دریا سے بروڈیا تک قدم قدم پر لڑائی ہوئی جس مین دو انگریزی افسر مارے گئے اور چھ افسر زخمی ہوئے بہت سپاہیون کی جانونکا نقصان ہوا۔ انجام کار یہہ ہوا کہ باغیون کو پوری شکست ہوئی۔ راجہ گرفتار نہین ہوا وہ ملک کی راہون کے اونچ نیچ سے خوب واقف تھا کہین جنگل مین جا کر چھپ گیا ۔ دوسرے رات کے لشکر راحت گڑھ مین آگیا۔ یہان اسکو رسد ملی جو ساگر سے ہندوستانی ۳۱ رجمنٹ اپنی حراست مین لائی تھی۔

راحت گڑھ کے ہاتھ آنے سے دو بڑے فائدے حاصل ہوئے اول یہ کہ ساگر کے جنوب کا ملک باغیون سے بالکل پاک صاف ہوگیا۔ دوم جنرل کے لئے ساگر جانے کا رستہ صاف ہوگیا جسکے سبب سے ساگر مین ان محصور انگریزون کی امداد ہوگئی جو آٹھ مہینے سے محصور بیٹھے تھے۔

پہلے باب مین ساگر کی حالت بیان ہوئی ہے اس مین کچھ تغیر نہین ہوا تھا۔ محصورین نے کئی موقعون پر باہر نکلکر دشمنون پر حملے کئے اور ان مین کم و بیش کامیابی ہوئی۔ اس ضلع مین جتنے مستحکم مقامات تھے وہ باغیون کے قبضے مین تھے اور انہی کی بدولت وہ ملک پر قبضہ کئے تھے اور اپنی غصب کی ہوئی حکومت کو جسطرح وہ کام مین لاتے تھے اس سے اہل زراعت بڑے نالان تھے وہ انگریزی عملداری کے آنے کی رات دن دعا مانگتے تھے کہ ظلم و ستم کی حکومت جائے اور قانونی حکومت آئے۔ اب انکی دعا مقبول ہوئی۔ سر ہیوروز نے راحت گڑھ سے ساگر کی طرف کوچ کیا ۳ فروری کو وہ اس مین داخل ہوئے۔ قلعہ مین جو یورپین محصور تھے وہ باغیون کے خوف سے پالکیون مین سوار ہوکر اپنے رہائی دلانے والون پاس مبارکباد دینے آئے اور ہندوستانی اپنے زنانہ رنگ کے لباسون مین سڑک کے دو رویہ کھڑے ہوئے مبارکباد دیتے تھے ۳۱ نمبر ہندوستانی رجمنٹ ان چند رجمنٹون مین سے ایک تھی جو کل ایام غدر مین سرکار کی خیرخواہ رہی جسکے سبب سے اسکا بڑا اعزاز و احترام کیا گیا۔

ساگر سے شرق مین پچیس میل کے فاصلہ پر بڑا مضبوط قلعہ گڑھا کوٹا تھا اس مین فرودگی ۵۱ و ۵۲ رجمنٹ ان کے ہندوستانی سپاہی اور باغی ٹھہرے تھے ان پاس میگزین اور گولہ بارود بہت

سامان بہت تھا۔ سر ہیو روز نے ۸ فروری کو تھوڑی سی سپاہ راہٹ گڑھ کے قلعہ کی تسخیر کے لیئے بھیجی اور ۹ تاریخ کو خود انہون نے قلعہ گڑھا کوٹا کی طرف کوچ کیا ۱۱ فروری کو ساڑھے تین بجے دن کے قلعہ انکو نظر آیا۔ انہون نے اسکی آٹھ بجے رات تک خوب تفتیش کی انہون نے دیکھا کہ باغیون نے مٹی کے مورچے سڑک پر جنوب مین بنائے ہین جسپر انکو توقع تھی کہ انگریزی لشکر آئیگا اور وہ قلعہ کے نزدیک بساری گاؤن کے پاس مقیم ہوئے۔ انہون نے باغیون کو بساری سے نکالدیا رات کو دو دفعہ اس مقام کے لینے کے لیئے باغیون نے کوشش کی مگر وہ ناکامیاب رہے۔ دوسرے دن سر ہیو روز نے یورش شروع کی۔ لفٹننٹ سٹرٹ نے ایسے تاک تاک کر گولے ٹھیک نشانہ پر مارے کہ باغیون کا دل لڑنے سے چھوٹ گیا انکی ایک توپ نشانہ لگنے سے بیکار ہوگئی۔ ۱۲ کی رات کو دروازہ سے باغی سپاہ نکلکر بھاگ گئی۔ کپتان ہیر نے دوسرے دن صبح کو انکا پچیس میل تک تعاقب کیا۔ باغی دریاے بیاس پر بیا گاؤن کے قریب آئے یہ صاحب بھی انکے پیچھے آئے اور دریا کے پار اترے اور کچھ فاصلہ تک باغیون پر توپین مارین اور انکا بڑا نقصان کیا۔ گڑھا کوٹا سامان سے بھرا ہوا تھا۔ سر ہیو روز نے اسکا مغربی رخ مسمار کردیا اور ۱۷ فروری کو ساگر مین واپس آگئے۔

ساگر سے ۱۲۵ میل کے فاصلہ پر جھانسی کا فتح کرنا سر ہیو روز کا عین مقصد تھا لیکن جھانسی اور ساگر کے درمیان [illegible] اور مدان پور کی گھاٹیان اور [illegible] و مرار کے قلعے اور شاہ گڈھ اور بان پور کے قصبے تھے۔ یہہ مقامات جو انکے سد راہ ہوتے انکے مغلوب کرنے کے بعد جھانسی جانے سے پہلے وہ سٹورٹ کے بریگیڈ سے ملنا چاہتے تھے۔

اس مہم پر جانے سے پہلے بعض امور خیالات قابل توجہ تھے۔ سر ہیو روز ساگر سے جا نہین سکتے تھے جبتک انکو یہہ [illegible] خبر نہ ہو کہ وہٹلاک صاحب کا کالم جبل پور سے ساگر مین آنے کے لیئے چلا ہے [illegible] کہ یہہ خبر ان پاس آئے انہون نے اپنے نقصانات کا جبر کیا اور سامان رسد پہنچایا۔ رسد کی بہم رسانی کی ضرورت اسلیئے تھی کہ [illegible] ہوگیا تھا کہ بن اطلاع [illegible] باغیون سے اور خیر خواہ [illegible] سے بہم پہنچی [illegible] کو [illegible] چند [illegible] کے بعد گھر [illegible]

بھی شروع ہونے کو تھا جس مین سبز گھاس کا ایک پتا بھی نہ ملتا۔ سرہیو روز نے ان باتون کو سوچکر بھیڑ بکریان بیل اناج آلتا بہت سی چارا اور سوڈا واٹر یہہ سب چیزین جمع کین۔ بھوپال کی خیرخواہ بیگم نے بہت سا غلہ ان پاس بھیجا۔ انہون نے بیمارون اور زخمیون کو ساگر کے فیلڈ ہسپتال مین بھیجدیا۔ قلعہ شکن توپون کا میگزین خوب اکٹھا کیا اور اس مین ساگر کے اسلحہ خانہ سے بہت قسم کی بھاری بھاری توپین زیادہ کین جس کے سبب سے اسکا زور بہت بڑھ گیا ہاتھی اکٹھے کیئے اور سب سے بڑی بات یہہ کی کہ یورپین سپاہ کے لیئے گرمی کی وردی تیار کرائی۔

آخر کو یہہ خبر آئی کہ وٹلوک صاحب جبل پور سے چلے ہین۔ اب تو ۲۶ فروری کو سرہیو روز نے میجر اور صاحب کو حکم دیا کہ وہ اپنی سپاہ کے ساتھ اس راستہ پر جائین جو انکے خود راستہ کا متوازی ہے اور وہ دو بجے خود باقی لشکر کے ساتھ چلے دوسرے دن انہون نے کچھ گولے مارکر قلعہ سڑود باسے لیا۔

۳۔ مارچ کو وہ مالتھون گھاٹی کے سامنے آئے۔ یہہ گھاٹی قدرتی بڑی طاقتور تھی اور اسکو باغی سپاہیون اور سرکشون نے اور بھی زیادہ استوار کرلیا تھا۔ سرہیو روز کو اس کے حالات خوب دریافت کرنے سے یقین ہوا کہ اسپر براہ راست حملہ کیا جائیگا تو جانون کا بہت نقصان ہوگا اس لیئے انہون نے ٹھیرایا کہ دشمن کے دھوکہ دینے کے لیئے سامنے حملہ کیا جائے اور سپاہ کا بڑا حصہ پہاڑون پر مرتفع زمین پر قبضہ کرکے مدن پور کی گھاٹی سے گذرے یہہ سوچکر انہون نے ۴۔ مارچ کو میجر سکوڈ مور کو حکم دیا کہ وہ مالتھون کی گھاٹی کو دھمکائے اور خود سپاہ لیکر مدن پور پر گیئے گھاٹی جو مدن پور کو جاتی تھی وہ ایک تنگنا دو پہاڑون کے سلسلہ کے درمیان تھی جو جنگل اور جھاڑیون سے بھری ہوئی تھی اس کے دونو طرف باغی بلندی پر چڑھے ہوئے تھے اور انہون نے اسپر توپین بھی لگادین تھین۔ اور دور دور لڑنے والے بھیجدیئے تھے کہ وہ جنگل مین چھپکر انگریزی لشکر کو ستائین جو آگے بڑھا چلا آتا ہے۔ انگریزی لشکر جھپیل پاسے کوہ مین آیا اور پھر اسنے پہاڑ پر چڑھنا شروع کیا۔ اسپر باغیون نے حملہ کیا۔ انگریزی توپون نے اپنر گولے مارنے شروع کیئے۔ برٹش لڑنے والون نے باغیون کے پیدلون کو بھگایا مگر پھر انہون نے انگریزی لشکر کا ایسا نوبخانہ لگایا کہ اسکی پیشین قدمی تھوڑی دیر کے لیئے رک گئی۔ سرہیو روز نے حکم دیا کہ توپین چند گز

پیچھے ہٹائی جاتی ہین۔ انکا خود گھوڑا رانون کے تلے زخمی ہوا اور توپچیون کو مجبور ہوکر توپون کی آڑ مین چھپنا پڑا۔ گولیان اولون کی طرح پڑتی تھین اور مقتولین اور مجروحین کی تعداد زیادہ ہوتی جاتی تھی۔ ایشیائی سپاہی سب چیزون کا مقابلہ کرسکتے ہین مگر یورپین پیدلون کے سامنے نہین ٹھیر سکتے۔ جب پیدلون نے باغیون پر حملہ کیا تو وہ بے اوسان ہوکر بھاگے۔ انکا تعاقب انگریزی سپاہ نے کیا اور جب وہ قصبہ مدن پور پہنچے تو اسے لے لیا۔ مگر اس قصبہ مین باغی بھرے ہوے تھے۔ چند منٹ تک وہ لڑے مگر پھر توپون کی باڑ سے جنگل مین بھاگ گئے سوار انکے تعاقب مین بھیجے گئے انہون نے دور تک تعاقب کیا۔

اس فتح کا بڑا اثر یہ ہوا کہ باغیون کو ایسا ڈر ہوا کہ انہون نے بڑے مستحکم مقامات مفصلۂ ذیل خالی کردیے خوفناک گھاٹی مالتھون۔ اسکے عقب مین نرہٹ چھوٹا سا قلعہ سروہی مین بڑا مضبوط قلعہ مرارا۔ بان پور کا قلعہ بڑا مستحکم۔ قلعہ تال بہٹ جو مستحکم قلعہ تھا انہون نے [illegible] اور بندیلون کو چھوڑ دیا صرف قلعہ چندیری کو جو بیتوا کے بائیں کنارہ پر تھا اپنے قبضہ مین رکھا۔

اب ہم سر ہیو روز کا ذکر مدن پور کی فتح کے بعد چھوڑ کر حیدرآباد کنٹنجنٹ کا ذکر کرتے ہین جو مندسور مین میجر آر صاحب اور میجر کیٹنج کے ماتحت چھوڑا گیا تھا۔

ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ جب کرنل ڈیورنڈ اندور مین آئے ہین تو انہون نے مغربی مالوہ مین بالکل امن قائم کردیا تھا اور اس ملک مین امن قائم رکھنے کے لیے مندسور مین حیدرآباد کنٹنجنٹ کو [illegible] میجر آر صاحب اور میجر کیٹنج صاحب کے متعین کیا تھا۔ دوسرے صاحب اس صوبہ کے پولیٹکل ایجنٹ اور ڈپٹی گورنر تھے۔ جب بریگیڈیر [illegible] کے آنے تک مندسور مین ٹھیرنا پڑا انہون نے [illegible] حکم دیا کہ وہ آگرہ کی سڑک پر روانہ ہو اور ڈاک اور تار [illegible] کیا اور [illegible] انکے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

چلا آتا ہے اسے ملین اب اس سے پہلے برگیڈ کا حال بیان کیا جاتا ہے۔

سر ہیو روز کی ہدایت کے موافق سٹوورٹ صاحب نے ۱۰ جنوری کو مئو سے گونہ کی سڑک پر سفر کیا جسکو اور صاحب اور کیٹنیج صاحب نے صاف کر دیا تھا۔ چندیری ایک بڑا مشہور شہر ہندوستان کا ہے مسلمانون کے عہد مین اسکا بڑا عروج تھا اب اس مین کوئی شان عظمت کی چیز سوا اس قلعہ کے باقی نہین رہی یہہ قلعہ بڑا مضبوط تھا اس مقام مین فروری ۱۸۵۸ء مین وہ سپاہی جمع ہوئے تھے جنکو سر ہیو روز نے شکست دی تھی اور انہون نے آپس مین حلف اٹھایا تھا کہ ہم اس قلعہ کو کامیابی کے ساتھ دشمن کے ہاتھ سے بچائین گے یا مر جائین گے۔ بریگیڈیر اور صاحب اور کیٹنیج صاحب کے ساتھ گونہ سے بریگیڈیر سٹوورٹ صاحب روانہ ہوئے۔ ۵ مارچ کو وہ کھوک واسا مین آئے جو چندیری سے چھہ میل پر تھا۔ کھوک واسا اور چندیری کے درمیان سڑک بڑے گھنے جنگل کے اندر جاتی ہے سٹوورٹ صاحب نے پانچ میل اس سڑک پر سفر کیا آگے باغیون نے اسکو مسدود کر رکھا تھا مگر انجنیرون نے اسکو صاف کرنا شروع کیا انہون نے کچھہ بہت دیر تک یہہ کام نہین کیا تھا کہ باغی باہین طرف پہاڑی پر چڑھ گئے اور وہان پہنچکر انہون نے بندوقین مارنی شروع کین۔ یہان سے انگریزی سپاہ نے انکو نکال دیا۔ پھر انگریزی سپاہ کچھہ آگے بہت نہین گئی تھی کہ پھر ایک احاطہ کی دیوار سے جو قلعہ سے ایک میل پر تھا دشمنون نے بڑی آتش باری کی۔ چند افسر دیوار کی منڈیر پر چڑھ کر احاطہ کے اندر گئے اور باغیونکو یہان سے نکالدیا اور سٹوورٹ صاحب نے قلعہ کی مغربی طرف پہاڑی پر قبضہ کیا۔

سٹوورٹ صاحب ہمایہ کے دہات کے صاف کرنے مین اور مناسب مقامون پر توپون کے لگانے مین چند روز تک مصروف رہے۔ ۱۳ فروری کو قلعہ شکن توپون نے قلعہ پر اپنے گولے لگانے شروع کیے اور ۱۶ کو قلعہ کی فصیل مین دڑاڑ ایسی ڈالی کہ اس مین سے سپاہ قلعہ کے اندر جا سکتی تھی۔ ۱۷ فروری کو سپاہ نے یورش کر کے قلعہ کو مع توپون کے تسخیر کر لیا اور باغی بھاگ گئے۔

چندیری پر حملہ ہونے کی خبر سر ہیو روز کو ۱۸ فروری کو پہنچی اور اطلاع ہوئی کہ وہان کی قلعہ نشین سپاہ

شمال کی طرف بھاگی جسکے تعاقب مین سر ہیو روز نے حیدر آباد کنٹنجنٹ روانہ کیا۔ اسنے بعض
اونٹ اور ٹٹو پکڑے ۱۹ کو سر ہیو روز نے چنچان پور کو کوچ کیا جو جھانسی سے چودہ میل پر
تھا دو گھنٹے یہان ٹھیر کر انہون نے سپاہ بھیجی کہ وہ تفتیش کر کے جھانسی کا محاصرہ کر لے
جب ۲۰ تاریخ کو سر ہیو روز کے دوسرے بریگیڈ کے سوارون اور اسکی توپخانہ نے
جھانسی کا محاصرہ کر لیا اور چند گھنٹے کے بعد وہ خود اپنی پیدل سپاہ کو ساتھ لیکر جانے والے
تھے کہ ان کے پاس ڈاک مین دو مراسلے آئے ایک گورنر جنرل کا سر رابرٹ ہملٹن کے نام
اور دوسرا سر کولن کیمبل کا سر ہیو روز کے نام تھا۔ مطلب دونون مراسلون کا واحد تھا۔ ان مین
لکھا تھا کہ بندیل کھنڈ مین راجہ چرکھاری جو ہمیشہ سے ہماری سرکار کا بڑا خیر خواہ رہا ہے اسکے
قلعہ کو گوالیار کنٹنجنٹ اور تانتیا ٹوپی نے گھیر لیا ہے اس لئے دو سر رابرٹ ہملٹن اور سر رابرٹ روز
کو حکم دیتے ہین کہ وہ فوراً جا کر اسکی حمایت کرین۔ وٹلاک صاحب کی سپاہ ایسی قریب نہین ہے کہ
اس کام کو کر سکے۔

سر ہیو روز نے لشکر گاہ سے باندہ کی سڑک پر اسی میل کے فاصلہ پر چرکھاری تھی اور جھانسی
چودہ میل کے فاصلہ پر تھی عقل اسکی صواب جانتی تھی اور قواعد جنگ اسکو جائز
رکھتے تھے کہ جھانسی کو جو قریب ایک بڑی جگہ ہے اسے چھوڑ کر بعید فاصلہ پر ایک چھوٹی جگہ
چرکھاری کو بچانے جائے۔ مگر سر ہیو روز سپاہی تھا کہ وہ اپنے اعلے افسرون کی اطاعت کو جانتا
تھا مگر یہ بھی اطاعت کو مقدم سمجھتا تھا مگر سر رابرٹ ہملٹن نے کہا کہ میرے پاس ایسی خبرین آئی
ہین کہ اگر سپاہ جھانسی کو چھوڑ کر چرکھاری کو اسی میل سفر کریگی تو ہان جب تک
پہنچیگی باغی راجہ کا کام تمام کر چکینگے اسلئے مولوی نے جھانسی پر حملہ کرنے کی مہم
کی جوابدہی اپنے ذمے لے کے سر ہیو روز سے کہا کہ آپ اپنا کام کیجئے مین لارڈ کیننگ کو
سمجھا دونگا کہ آپ کے کام کی تعطیل مین بہت نقصان ہے وہ ہم نہین کر سکتے۔

[illegible]
[illegible]
[illegible]

دشمن کے مقامات کی خوب تفتیش کی اور ۶ بجے شام کے واپس آئے جس سے معلوم ہوتا ہے
کہ انہوں نے اپنا کام خوب کیا

قلعہ جھانسی میں ایسی بڑی وسعت اور قدرتی اور مصنوعی حصانت تھی کہ وہ ایک حصن حصین لاجواب
تھا وہ میدان میں ایک اونچی پہاڑی پر نہایت مضبوط گچ کا بنا ہوا تھا۔ اسکی دیواروں کی اونچائی
۱۶ فیٹ سے ۲۰ فیٹ تک تھی۔ اس کے گرد بڑے مستحکم برج و بارہ بنے ہوئے تھے جن پر توپیں لگی
ہوئی تھیں۔ سفید برج پر رانی کا پھریرا لہراتا تھا۔ قلعہ چاروں طرف باستثناء مغربی اور جنوبی جانب کے
ایک حصے کے شہر سے گھرا ہوا تھا۔ مغربی جانب کا محافظ بہت اونچا ڈھلوان پہاڑ تھا اس کے جنوبی
مشرقی سرے پر ایک بڑا اونچا ٹیلہ تھا اس کے اوپر ایک گول گرد گچ بنا ہوا تھا جس پر پانچ توپیں لگی
ہوئی تھیں اور اس کے گول حصہ کے گرد خندق بارہ فیٹ گہری اور پندرہ فیٹ چوڑی بڑی مضبوط
گچ کی بنی ہوئی تھی اس شہر اور قلعہ میں دس ہزار بندیلے اور ولایتی سپاہی اور پندرہ سو باغی
سپاہی تھے جنکی سپہ سالار ایک عورت تھی عظمت اور شجاعت کی جو تعریف کی جاتی ہے اسکے
موافق رانی کی شجاعت اور عظمت تیسرے درجہ کی اسکے دشمن بھی مانتے ہیں۔

رانی نے محاصرین کے حیران کرنے کے لیئے یہ تدبیر کی تھی کہ جھانسی کے گرد ملک کو ایسا ویران
کر دیا تھا کہ کہیں گھاس کا پتا تک نظر نہیں آتا تھا۔ مہاراجہ سندھیا اور راجہ ٹیہری کی
سرکار بڑی ممنون منت ہے کہ انہوں نے ایام جنگ میں گھاس اور جلانے کی لکڑیاں اور
ترکاریاں افراط سے بھیجی تھیں۔

۲۲۔ کو سواروں نے شہر کو گھیر لیا تھا اسی دن کی رات سے محاصرہ کا آغاز ہوا۔ شہر کی فصیل کی
شرقی جانب باہر، اوچھہ کی سڑک پر ایک بیٹری لگائی گئی اور رات دن محنت کرکے پورشن
(سپاہ حملہ آور دو حصوں میں منقسم ہوئی تھی جن میں سے ایک حصہ کا نام پورشن راسٹ اور دوسرے
حصے کا نام لیفٹ چیپ رکھا گیا تھا) راسٹ کے لیئے دو بیٹریاں بنائی گئیں اور ۲۵۔ سے
انہوں نے توپ زنی شروع کی اس دن پہلے برگیڈ کی بہت سی سپاہ آگئی اور قلعہ کے جنوب میں
خیمہ زن ہوئی۔ وہ پورشن چیپ کے لئے تجویز ہوئی۔
سترہ دن تک برابر فائر کرنے والی توپوں نے شہر اور قلعہ کی فصیلوں کی توپوں سے برابر اور متواتر

ایک دوسرے پر گولہ باری کی۔ گولے شہر کے اندر جاتے تھے دشمن بھی انکا جواب دیتے تھے کبھی آئین
توقف نہین کرتے تھے۔ محاصرین کی سپاہ تھوڑی تھی اسکو بڑی مشقت شاقہ اٹھانی پڑتی تھی۔ ان
دنون مین سپاہیون نے کپڑے نہین اتارے اور گھوڑون کے دہنون سے کبھی لگامین
سوا پانی پینے کے وقت کے نہین اتریں۔ محصورین بھی بڑی محنت کرتے تھے۔ عورتین
اور بچے دکھائی دیتے تھے کہ وہ دیوارون کی شکست وریخت کی مرمت مین مدد کرتے تھے
اور پانی اور کھانا ان سپاہیون کے پاس لے جاتے تھے جو اپنے کام مین مصروف ہوتے
تھے۔ رانی ہمیشہ سپاہ مین خود آتی اور اپنی باتون سے انکی ہمت اور جرأت بڑھاتی اور
انکے دلون مین لڑائی کا جوش پیدا کرتی۔

[illegible] — [illegible] روز نے دو توپین اٹھا [illegible] جنہین شگاف اندازی کے لئے مقرر کی تھین اور باقی
اور توپین شہر مین گولہ اندازی کے لیے۔ فصیل ایسی مضبوط تھی کہ ان اٹھارہ پنی توپون کا اثر
اسپر آہستہ آہستہ ہوتا تھا۔ ۹ [illegible] کو ٹیلہ کے گرد گرد کے سب کنگورے توپون نے اڑا دیے
اور سپر دشمنون کی توپین بند ہوگئین [illegible] ایک توپ نالی بڑے زور سے ہوتی
فقط ایک دن اندر بھی یہان سے کام چل سکتا تھا۔ مگر باغیون کی جرأت و ہمت مین اس سے
کچھ خلل نہین آیا۔ یہان کی یہ سرگذشت تھی کہ محاصرین کے لئے ایک نیا خوف پیدا ہوا۔
۳۱ مارچ کی شام کو [illegible] خبر آئی کہ شمال سے کوئی سپاہ اہل قلعہ کی امداد کے لیے
آتی ہے یہ سپاہ تانتیا ٹوپی کی تھی۔

تانتیا ٹوپی بڑا لائق [illegible] تھا وہ ونڈہم پر فتح پاکر اور سرکولن کیمبل سے شکست پاکر
گنگا پار اترا اور نانا کے بھتیجے راؤ صاحب کے حکم سے وہ چرکھاری گیا اور نو سو سپاہی اور
چار توپین ساتھ لیتا گیا تھا۔ گیارہ دن مین چرکھاری کو فتح کرلیا۔ یہان تین لاکھ روپیہ اور
چوبیس توپین ان کے ہاتھ آئین۔ اسی وقت اس پاس جھانسی کی رانی کا خط آیا کہ میری
استعانت کرو۔ پھر راؤ صاحب سے جھانسی جانے کی اجازت حاصل کی۔ [illegible] اسکی سپاہ [illegible] پانچ
[illegible] کی اور [illegible] راجاؤن کی سپاہین شامل ہوگئی تھین [illegible] کے سبب سے اس پاس
[illegible] ہزار سپاہ کی جمعیت تھی۔ اٹھائیس توپین ہوگئی تھین۔ اس سپاہ کو ساتھ لیکر وہ جھانسی کے سامنے آیا

[illegible]

[illegible]

اسوقت سر ہیو روز کی حالت نہایت معرض خطر مین تھی اسکے آگے ایک قلعہ غیر مفتوح تھا جس مین گیارہ ہزار آدمی بڑے پرجوش لڑنے والے موجود تھے بیس ہزار سپاہ کو ایک سردار جسکو انگریزون سے عداوت تھی اور وہ واقعہ انکو شکست دینے کی اشتہار حاصل کرچکا تھا آگے بڑھاتا ہوا انکے قریب لا رہا تھا ایسی حالت کی جوابدہی کے واسطے ایک خاص درجہ کی بڑی بہادری اور نہایت استقلال و قوت کی ضرورت تھی۔ اگر ایک قدم چھوٹا رکھا جاتا یا بارے مین فقط غلطی ہوتی تو وہ ہلاک کردیتی۔ مگر سر ہیو روز اس موقع کے لیئے سب طرح سے سزاوار اور لائق تھے۔ انہون نے بہہ صحیح یقین کیا کہ قلعہ کو جو سپاہ محاصرہ کررہی ہے اگر اسکو اس مطلب کے لیئے ہٹا لیوان کہ نئے دشمن کی سپاہ سے وہ جاکر لڑے تو محصورین کو اخلاقی فائدے فتح کے ایسے ہی حاصل ہونگے جیسے مادی فائدے اصلی محاصرہ کے اٹھ جانے کے۔ اس انگریزی جنرل نے محاصرہ مین اور زیادہ تشدد کیا اور اس سپاہ کو ساتھ لیکر جو درحقیقت لڑائی مین شریک نہ تھی نئے دشمن سے لڑنے گیا پڑھنے والے جب بہہ جانینگے کہ ان پاس سب قسم کی سپاہ پندرہ سو آدمیون سے زیادہ نہین جمع ہوسکی تو سمجھینگے کہ بہہ کام کیسا جلیل القدر شجاعت کا تھا اس سپاہ مین صرف پانچ سو گورے تھے اور تانتیا ٹوپی کے بیان کے موافق اس پاس بائیس ہزار سپاہ تھی

سر ہیو روز نے ۳۱ کو جنگ کی تیاریان کین اور پہلی اپریل کو لڑنے کا ارادہ مصمم کیا۔

سر ہیو روز نے دو نو برگیڈ سے سپاہ لی۔ پہلے برگیڈ کی حصہ کو برگیڈیر سٹورٹ کے لیئے لیگئے اور دوسرے برگیڈ کے حصہ کو خود۔ سپاہی احتیاطاً لباس سمیت سوئے تاکہ لڑائی کے لئے تیار ہو جانے مین ذرا دیر نہ لگے۔ پہلی اپریل کو ۴ بجے رات کے تانتیا ٹوپی نے انگریزی لشکر کی طرف پیشقدمی کی۔ آدھ گھنٹے کے بعد انگلش جنرل کو انکے پاس آنے کی خبر ہوئی۔ چند منٹ بعد انگریزی توپون نے دشمن کے لشکر پر فیر کئے اور اس نے انکے جواب دیئے۔ لیکن چند توپون کے فیر کرنے مین بہہ قدرت نہ تھی کہ وہ اس لشکر کثیر کو تھامے رکھتا جو انگریزی لشکر کے دونو بازوون کو گھیرے ہوئے تھا تانتیا اس سپاہ کی طرف سے بچا چلا جو قلعہ کو محاصرہ کررہی تھی وہ اسطرح سے دو آگون کے درمیان آجاتی۔ سر ہیو روز فوراً اپنے منتشر کی حالت کو سمجھ گئے اور اس کے لئے بہہ تدبیر کی کہ ایسی توپخانہ کو جو ماتحت کپتان لائٹ فٹ کے تھا اور اس کے ساتھ جو ہون ڈریگونس کو جو کپتان

بریگیڈ بج جان کے ماتحت تھا حکم دیا کہ دشمن کے میمنہ پر حملہ کرے اور اپنے لیئے میسرہ پر حملہ کرنا مقرر کیا۔ کر و صاحب کی دو توپوں کے ڈویژن کو بھیجا کہ دشمن کے میسرہ کی کل لین پر توپین مارے۔ اس خدمت کو صاحب ممدوح نے بہت اچھی طرح انجام دیا تو ایک توپ انکی بیکار ہوگئی تھی مگر باقی ایک ہی توپ سے ایسی صحیح نشانہ اندازی کی کہ میسرہ متزلزل ہوگیا۔

دشمن کی سپاہ کے مرکز یا قلب نے جواب تک استقلال کے ساتھ بڑھا چلا آتا تھا انگریزی پیدلوں کی رفتار کو دیکھا تو وہ غیر مرتب غولوں میں منتشر ہوگیا۔ سر جیو روز نے پیدلونکو حکم دیا کہ وہ سواروں کے حملہ کے ساتھ یورش کریں۔ اس حکم کی فوراً تعمیل ہوئی انہوں نے توپیوں کی باڑ ماری اور یورش کی۔ اس کا اثر جادو کا سا ہوا۔ دشمن کے لشکر کی پہلی لاین شکستہ ہوئی اور بالکل ابتر و پریشان ہوکر دوسری لاین کی طرف بھاگی اور کئی توپین اپنی چھوڑ گئے پھر ڈریگون نے پھر حملہ کیا تو وہ اور زیادہ ابتر و پریشان ہوئی۔

دوسری لاین پر تانتیا ٹوپی خود حکمران تھا۔ وہ ایک پہاڑی پر مقیم تھا پہلی لاین کے عقب میں ایک جنگل دو میل لمبا تھا اسنے دیکھا کہ دوسرے سپاہی پیچھے ہوکر اس کی طرف بھاگے چلے آتے ہیں اور اس کے تعاقب میں تین قسم کی سپاہ انگریزی چلی آتی ہے اور بریگیڈیر مع اپنی سپاہ کے پہاڑی کے سامنے میدان میں چلے آتے ہیں تاکہ اس سپاہ کو گھیر لیوین جو جھانسی کی طرف جاری ہے۔ سٹورٹ صاحب نے اسپر حملہ کیا اور شکست دی اور پسپا کیا اور بڑی سرگرمی سے اسکے پیچھے دوڑے گئے۔ یہ تعاقب ایسا قریب تھا کہ دشمنوں کو فرصت نہیں ملی کہ وہ اپنی صفین بالترتیب درست کرتے منتشر و پریشان ایسے بھاگے کہ توپ پر توپ وہ چھوڑتے گئے جو فتحمندون کے ہاتھ آئین میدان جنگ میں بہت سے مرے پڑے تھے اور مرتے ہوئے سپاہی چھوڑ گئے تانتیا ٹوپی یہ حال دیکھکر مایوس اور دل شکستہ ہوا۔

پہلے ہم نے بیان کیا ہے کہ تانتیا کے لشکرگاہ کے آگے جنگل تھا وہ خشک تھا اس لیے آگ لگا دی اور اس کے دھوئیں اور روشنی کی آڑ میں بھاگ کر بیتوا کے پار اتر گیا اور اس ندی کو اپنے اور اپنے تعاقب کرنے والوں کے درمیان حائل کر لیا۔ وہ اپنے پیادوں اور سوارونکو اور ان کی حمایت سے پار لے گیا۔ مگر اس طرح سے اسکا بچنا ممکن تھا۔ انگریزی لشکر نے جلتے

ہوئے جنگل مین گذر کر تعاقب کیا اور ساری توپین اس نے چھین لین۔ آج پندرہ سو باغی مارے گئے اور زخمی ہوئے۔ باقی سپاہ تانتیا ٹوپی کے ساتھ کالپی کی سڑک پر بھاگی۔

محصورین کی خوشیان منانا

جسوقت یہہ لڑائی ہورہی تھی تو محصورین نے اپنی آتش فشانی کو دوچند کر دیا تھا فصیل اور کنگورون اور برجون پر وہ آتے تھے اور بڑا غل شور مچاتے تھے اور بندوقین ایسی جلدی جلدی چلاتے تھے کہ یہہ معلوم دیتا تھا کہ وہ اب قلعہ سے باہر نکلکر حملہ آور ہوتے ہین۔ محاصرین نے بھی دشمنون پر ایسی توپین چلائین کہ کبھی پہلے نہین چلائی تھین جب قلعہ نشینون نے لڑائی کا حال دیکھا تو پھر سٹ پٹائے اور سب خوشی کے نعرون کو بھول گئے اور سمجھنے لگے کہ ابھی ہماری فتحیابی کا وقت نہین آیا۔

جھانسی پر یورش کرنے کی تدبیر -

سپاہ انگریزی مظفر و منصور ہوکر اپنے مقامات سابقہ پر آئی۔ تانتیا ٹوپی کی شکست نے قلعہ نشینون کا بڑا دل شکستہ کیا۔ سر ہیو روز نے پہلی اپریل کو رات بھر توپون کی بھرمار رکھی جسنے ۲۔ اپریل کو شہر کی فصیل مین ایک بڑا شگاف پڑا تو سر ہیو روز نے مصمم ارادہ کیا کہ دوسرے دن صبح کو یورش کی جائے۔ انہون نے حملہ آور لشکر کو دو حصون مین منقسم کیا اور انکا نام یورش راست اور یورش چپ رکھا ان مین سے ہر ایک کی پھر تقسیم در تقسیم دو کالمون اور ایک رزرو مین کی اور حملہ کے اشارہ کے لیئے یہہ تجویز ہوئی کہ ایک تھوڑی سی سپاہ مغربی دیوار پر دشمن کو دھوکہ مین ڈالنے کے لیئے جائے اور اپنی توپین چلائے پھر یورش راست تو فصیل پر زینے لگا کے حملہ کرے اور یورش چپ کا بایان کولم شگاف پر حملہ کرے اور اسکا داہان کولم ایک برج پر (جسکا نام روک ٹور رکھا گیا) اور قلعہ کی النگ پر حملہ کرے۔

جھانسی پر یورش -

۳۔ اپریل کو ۳ بجے رات کو کالمون نے چپ چاپ سفر کیا۔ چاندنی خوب کھل رہی تھی یورش راست کے سپاہیون نے اس خوف سے کہ ہم کو دشمن نہ دیکھ لے کچھ دیر توقف حملہ کے مقررہ اشارہ کے انتظار مین کیا۔ آخر کو احکام حملہ نے سرگوشی کی سیپر نے اپنے کندھون پر زینونکو اٹھایا اور آگے چلے اور سپاہ اس کے پیچھے چاندنی مین اپنی تلوارون اور سنگینون کو چمکاتی ہوئی چلی۔ جب وہ اس سڑک پر مڑے جو فصیل کی طرف جاتی تھی تو بگلون کا شور مچا اور فصیل اور برج ایکدم روشن معلوم ہونے لگے کہ ابر آتشین فرش کیا گیا ہے اور گولے گولیان اوپر سے

اپنر پڑنے لگے۔ باوجود اسکے وہ آگے بڑہتے گئے اور سیپر نے اپنے زینے لگا دیئے تو باغیون نے اور زیادہ گولیان مارنی شروع کین۔ توپین خوب ماریں اور بان چلائے اور باجے بجائے پتھر لکڑیون کے کندے پھینکے۔ زینون کو فصیل پر سے گرایا تو گوروں نے تھوڑی دیر متزلزل ہوکر توقف کیا اور اپنی کمین گاہ مین گئے لیکن سیپر زینون کو پکڑے ہوئے کھڑے رہے تو حملہ کرنے والون کے حواس درست ہوئے اور انہون نے زینون پر چڑھنا شروع کیا بعض زینے بہت چھوٹے تھے اور بعض زینے ایسے تھے کہ آدمیون کے بوجھ سے ٹوٹ گئے اور بہت سے آدمی اوپر سے زمین پر گر پڑے اس سے تھوڑی دیر کچھ رکاؤ ہوا۔ کپتان ڈکیا زینے پر چڑھ کر فصیل پر کود دے اور لفٹنٹ میکل جان کود کر باغیون کے اندر گھس گئے۔ پیچھے اور آدمی چڑھے اور انہون نے فصیل پر قبضہ کر لیا۔ صاحب مذکور قتل ہوئے۔ فصیل پر ابھی لڑائی ہو رہی تھی کہ فتح کا آوازہ بلند ہوا اسوقت لیوتھ سابق جیت کا افسر برگ مین صاحب نے تعجب خیز بہادری کا کام کیا کہ محصورین کے عقب اور بازو پر ایسا حملہ کیا کہ انکے پاؤن اکھڑ گئے اور انہون نے مقابلہ کرنا چھوڑ دیا اور لیوتھ رسنا کی سپاہ نے حملہ کیا قلعہ کی فصیل کے اندر کود گئے اور اپنے ہمراہیون کے ساتھ مل گئے۔

محصورین کا یہ حال ہوا تو محاصرین ملا آوردون نے محل کی طرف جانے کا قصد کیا اور لوٹنے کا انکا ارادہ تھا۔ محل کو باغیون نے لڑنے کے لیے نیا ہوا استوار کیا تھا۔ حملہ آوردون کو گلیون اور بازارون مین سے ہوکر محل پر جانا پڑا تو سخت لڑائی لڑنی پڑی اور محل پر جاکر اور بھی زیادہ لڑنا پڑا۔ جنگ گرم ہوا محل کی طرف بازارون اور گلیون کے دونو طرف کے مکانات جل رہے تھے اور گرمی بڑے غضب کی پڑ رہی تھی۔ جب حملہ آور محل کے چوک مین پہنچے تو معلوم ہوا کہ ابھی مقابلہ کی ابتدا ہوئی ہے۔ ہر ایک کمرہ پر وحشیانہ جنگ ہوئی سنگینون سے ایک ایک کوٹھری اور دالان سے دشمن نکالے گئے آخر کو سارا محل فتح ہو گیا۔ ابھی لڑائی کا خاتمہ نہین ہوا تھا کہ دو گھنٹے کے بعد معلوم ہوا کہ اصطبل مین پچاس سپاہی رانی کے باڈی گارڈ کے موجود ہین وہ سب خوب لڑے اور مارے گئے۔ انگریزی لشکر کی پلٹن جیسا کہ (اسلم انگریزی)

[illegible]

ہاتھ آیا جو لارڈ ولیم بنٹنگ نے رانی کے دادا کو وفاداری اور خیر خواہی کے صلہ میں دیا تھا اور اجازت دی تھی کہ وہ اسکو آگے اپنی سواری میں رکھا کرے۔

چارسو کے قریب باغیون نے ایک پہاڑی پر قیام کیا میجر گال نے وہان جاکر سب کو مارا تو انکے بیس آدمی بچے تھے جنہون نے پہاڑی پر جاکر اپنے تئیں آپ مار ڈالا۔ انگریزون کے اپنے حملہ کرنے مین ایک افسر اور کئی سپاہی ضائع ہوئے۔ ایک اور گروہ پندرہ سو باغیون کا شہر کے حوالی مین جمع تھے وہ بھی بھاگ گئے ان مین تین سو آدمی ضائع ہوئے۔

تمام رات اور اس کے بعد سارے دن مختلف مقامات مین لڑائیان ہوتی رہین جنمین باغی مقتول یا مفرور ہوئے۔ سر ہیو روز نے قلعہ کی فتح کی تدبیر کی رانی نے قلعہ کی خاطر بہت تکالیف نہین اٹھائی ۴ تاریخ کو وہ رات کو قلعہ سے اپنے ملازمین سمیت کالپی کی طرف بھاگ گئی اور اسکا تعاقب کیا گیا مگر وہ ہاتھ نہ آئی چند باغی مارے گئے وہ کالپی مین اس شام کو پہنچی جس مین تانتیا ٹوپی وہان آیا تھا۔

پانچوین اپریل کو سر ہیو روز نے قلعہ پر قبضہ کیا۔ اس لڑائی مین اور بیتوا کی لڑائی مین انگریزون کے تین سو تینتالیس آدمی مجروح و مقتول ہوئے جنمین چھتیس افسر تھے اور دشمنون کی آدمیون کی مرنے کی تعداد پانچ ہزار شمار ہوتی ہے جنمین سے ایک ہزار تو جھانسی مین جلائے گئے یا دفن کئے گئے۔ سر ہیو روز نے جس تدبیر و حکمت سے جھانسی کو فتح کیا وہ انکی شجاعت و جسارت و لیاقت و ذہانت پر دلالت کرتی ہے۔ دلاوری و ہنرمندی و پیش بینی و استقلال جیسے اس مہم کے انجام دینے مین تکمیل کے ساتھ باہم جمع ہوئے ہین ایسے کبھی نہین ہوئے۔

اب سر ہیو روز کا ارادہ کالپی کو سفر کرنے کا تھا کہ باغیون کو جو جمنا پر اس مستحکم مقام مین رہتے ہین اور ہمیشہ انگریزون کی آمد و رفت مین مخل ہوتے ہین نکالدین۔ کالپی باغیون کا اسلحہ خانہ تھا اور نانا کے بھتیجے کا صدر مقام تھا۔ اس مین توپون کا سامان اور جنگ کا اسباب افراط سے تھا وہ جمنا کے کنارہ پر جھانسی سے شمال مشرق مین ایک سو دو میل کے فاصلہ پر تھا اور کانپور سے جنوب مغرب مین

۴۶ میل پر ہے۔ اس شہر پر قبضہ کرنے سے سر جان کیمبل کے لشکر بست [illegible] ہیو روز مل سکتے تھے اور اسکی امداد سے اس تغلیب سے جسکے تین کونون پر جھانسی و کالپی و آگرہ ہین باغیون سے پاک صاف کر سکتے تھے اور گوالیار تو جھانسی و آگرہ کے درمیان آتا تھا۔

سر ہیو روز کی سپاہ تو سترہ روز سے آرام کو جانتی بھی نہ تھی کہ کیا ہوتا ہے۔ اس لیئے وہ جھانسی کی فتح کے بعد تقریباً انیس روز یہان مقیم رہی۔ اسکو یہہ نہین کہنا چاہیئے کہ انہون نے آرام کیا۔ انکو جھانسی مین بہت کچھ کام کرنا تھا۔ نئی لشکر کشی کے لیئے سامان بہم پہنچایا۔ سامان رسد جمع کیا۔ سیگزین کو خوب بھرا۔ آخرکو سب طرح کی تیاری کر لی۔ جھانسی مین انہون نے تھوڑا سا لشکر متعین کیا اور اسکا کمانڈر کرنل لڈل کو مقرر کیا۔ ۲۲ کی رات کو میجر گال کو سپاہ کے ساتھ بھیجا کہ وہ کونچ مین ان باغیون کی خبر لے جو اسکے پاس [illegible] ہوئے ہین اور وہان سے پہلے برگیڈ کے ساتھ ۲۵ کو [illegible] اور دوسرے برگیڈ کو ہدایت کر دی کہ دو روز بعد روانہ ہو میجر اور صاحب حیدرآباد کی سپاہ کے ساتھ پہلے سے بھیجا تھا کہ وہ بانپور اور شاہگڑھ کے راجاؤن کو اور اور سرکشون کو جو بیتوا کے پار جنوب کی طرف آنا چاہین روکے۔

اب ان افسرون کے حال کو چھوڑ کر ہم جھانسی کی رانی اور تانتیا ٹوپی کا بیان لکھتے ہین۔

ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ کالپی مین دو بڑے شخص ایک ہی دن مین آئے تھے جھانسی کی رانی کا پہلا کام یہہ تھا کہ اسنے نانا کے بھتیجے راؤ صاحب کی منت کی کہ وہ اسکو سپاہ دے جسکو ساتھ لیجا کر وہ لڑے۔ دوسرے دن راؤ صاحب نے کل سپاہ کو پریڈ پر جمع کیا جنمین کچھ رجمنٹیں گوالیار کنٹنجنٹ کی اور کئی رجمنٹیں آئینی سرکش سپاہ کی اور کئی کمپنی راجاؤن کی سپاہ مین اور جھانسی کی بچی ہوئی سپاہ۔ یہہ سب متعین رہی۔ راؤ صاحب نے سپاہ کا معائنہ کیا اور تانتیا ٹوپی کو حکم دیا کہ اس سپاہ کو انگریزون سے لڑنے لیجائے۔ تانتیا ٹوپی نے حکم کی تعمیل کی اور کونچ مین گیا۔ [illegible] کالپی سے [illegible] میل تھا۔ اور وہان ایک مستحکم مقام مین استقامت کی جو [illegible] اور باغون اور [illegible] سے گھرا ہوا تھا اور جنگلی مضبوط دیوارین تھین ان کے درمیان کو چہبندی کی [illegible] تھا۔ جون [illegible] سپاہ نے کونچ کی طرف کوچ کیا۔ جیجر تال کی راہ مین دشمنون نے [illegible] تو [illegible] میل پر قصبہ لوہاری مین پہنچا۔ اسی دن وہ سر ہیو اور پہلے

بریگیڈ سے ملا۔ میجر اور صاحب نے بینوا سے پار اتر کر بان پور اور شاہ گڈھ کے راجاؤن پر کو سراٹھ حملہ کیا اور انکی ایک توپ چھین لی۔ یہہ ناممکن تھا کہ وہ ان سب کو مار ڈالتا وہ جنوب کی طرف بھاگ گئے انکے لیئے زنجیر کے دغاباز راجہ نے سامان رسد بہم پہنچایا۔ پھر اور صاحب کونچ مین آئے۔

پونچ اور کونچ کے درمیان بات مین چھوٹے چھوٹے قلعے بہت تھے جہان سے باغی انگریزی تھوڑی تھوڑی سپاہ کو بہت ستا سکتے تھے مگر جب باغیون نے یہہ لشکر عظیم دیکھا تو وہ ان سب قلعون کو چھوڑ کر کونچ مین چلے گئے۔

سر ہیو روز لہار وہین جو کونچ سے دس میل کے قریب ہے پہنچا آئے۔ یہان کے قلعہ مین باغی تھے میجر گال نے جاکر اس قلعہ کو فتح کر لیا اور اس مین سے ایک باغی کو بھاگنے نہین دیا۔ دو انگریزی افسر اور کچھ آدمی انکے ضائع ہوئے۔

سر ہیو روز خوب واقف تھے کہ ایشیائی سپاہ کو توقع ہوا کرتی ہے کہ مقابلہ فرنٹ (سامنے) مین ہوگا۔ وہ دشمن کی سپاہ کے موڑ توڑ سے بہت گھبراتی ہے اس لیئے سر ہیو روز نے کونچ کے اس جانب کہ سفر نہین کیا جسکو باغیون نے لڑنے کے لیئے تیار کیا تھا بلکہ وہ اس جانب مین گئے جو غیر محفوظ تھی اور وہان سے دشمنون کے فرار ہونے کی راہ بھی مسدود ہوسکتی تھی۔ ۶ مئی کو انہون نے اپنے خیمے اکھاڑے اور چودہ میل سفر کرکے وہ اپنے مقام پر آئے۔ پہلا بریگیڈ ناگو پور کے گاؤن مین اور دوسرا بریگیڈ چومری گاؤن مین اترا اور میجر اور صاحب اٹمری گاؤن مین آٹھ سے یہہ مقام کونچ سے ۶ میل پر تھا۔ سات بجے صبح کو سر ہیو روز نے پہلے بریگیڈ کو جو انکے ساتھ تھا ایک ڈرام رم اور کچھ بسکٹ کھانے کو دیئے اور ایک گھنٹہ کے لیئے میجر گال کو سوارون کے ساتھ بھیجا کہ وہ دشمنون کے مقامات کا تجسس باغون اور مندرون مین کرے اور گولیان چھوڑتا ہوا آگے بڑھے اور انہون نے قلعہ شکن توپین اپنے مقامات پر لگائین کہ وہ شہر پر خوب گولہ ریزی کرین۔ گال صاحب نے جلد آکر ان مقامات کا حال سنایا تو سر ہیو روز نے ... صاحب اور صاحب نے مختلف جانبون سے حملہ کرکے شہر اور قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ باغیون نے کالپی کا رستہ لیا مگر بھاگنے مین وہ بڑی خوشی نہ تھی

چلے جا بجا وہ اپنی گردہ بندی ایسی کرتے تھے جو ایک مورچہ کا کام دیتی تھی۔

آج بڑے غضب کی گرمی پڑتی تھی اور سورج کی گرمی یوروپین سپاہیوں کو ہلاک کیے دیتی تھی اس لئے سر ہیو روز نے ایسی حالت میں سپاہ کو تعاقب میں بھیجنا مناسب نہ جانا اسکو قیام کا حکم دیا۔ مگر سواروں اور گھوڑے توپخانہ کو تعاقب میں بھیجا۔ وہ باغیوں کو کالپی کی سڑک پر جانے سے نہیں روک سکے خود تھک کر بالکل چور ہوگئے۔ گھوڑے اس سے زیادہ نہیں چل سکتے تھے جیسے آدمی قدم چلتا ہے۔ توپیں باغیوں کے قریب ایسی نہیں جا سکتی تھیں کہ انپر گراپ مار سکیں پھر زمین ایسی اونچی نیچی تھی کہ باغی نظر بھی نہیں آتے تھے اس کے تعاقب کا کام ختم ہوا لیکن اس سے نتائج بڑے مفید پیدا ہوئے۔ باغیوں کی توپوں میں بہت سا میگزین اور سامان جنگ چھینا اور پانچ یا چھ سو آدمی انکے مارے گئے انگریزوں کا نقصان یہ ہوا کہ تین افسر اور اسی سپاہی مقتول اور مجروح ہوئے۔

کونچ کی شکست سے باغیوں میں آپس میں بڑی بے اعتباری پیدا ہوگئی۔ پیدل سواروں پر یہ طعن کرتے تھے کہ وہ انکو چھوڑ کر چلے گئے اور تینوں قسم کی سپاہ تانتیا ٹوپی پر یہ الزام لگاتی تھی کہ وہ کونچ سے ایسا جلدی بھاگ گیا کہ جیسا اسے بھی نہیں بھاگنا تھا بعض باغیوں میں ایسی دشمنی اور عداوت بڑھی کہ وہ یہ سنکر کہ کالپی کی طرف سر ہیو روز چلے آتے ہیں وہ بھاگ گئے اور یہ مشہور ہوگیا کہ کالپی کے شہر میں صرف گیارہ آدمی رہنے میں اور باقی سب بھاگ گئے۔

سر ہیو روز [illegible] جمنا کے کنارہ پر گلاؤلی [illegible] کالپی سے [illegible] میل پر پچھم ہے۔ گلاؤلی کالپی اور [illegible] سیدھی سڑک پر تھا یہاں [illegible] ایک وجہ کہ سر ہیو روز نے گلاؤلی [illegible] سے [illegible] کرنل میکسویل سپاہ کے ساتھ انکی امداد کے لیے بھیجی گئی تھی۔ اب یہ لشکر جمنا کے کنارہ گلاؤلی کے قریب آگیا تھا اس لیے یہاں [illegible] کو جو اسکے آگے بڑھنے کے روکنے [illegible] جنگ کر سکتے تھے [illegible] [illegible] کرے

اگرچہ سر ہیو روز کے سفر کا گلاولی میں کوئی دشمن مزاحم و مانع نہیں ہوا لیکن گرمی کی شدت اور سورج کی کرنوں کی حرارت نے سپاہ کو موت کا مزہ چکھا دیا اور موتوں کی اور اسپتال جانے والے بیماروں کی تعداد کو بہت زیادہ کر دیا جسکے دیکھنے سے خوف لگتا تھا۔ اس بات کو باغی خوب جانتے تھے اور وہ اس سے پورا استفادہ اٹھانا چاہتے تھے۔ انکے جنرل نے حکم دیا تھا کہ ہمیشہ لڑائی دس بجے ہوا کرے جسکے سبب سے گورے مارے جائیں یا اسپتال میں جانے کے قابل ہو جائیں۔ مگر باوجود اسکے سر ہیو روز گلاولی میں پہنچ گئے اور میکسویل صاحب کے لشکر سے مل گئے۔

اگرچہ کالپی سر ہیو روز کے آنے سے ہیبت سے خالی ہو گئی تھی مگر نواب باندہ دو ہزار سپاہ کو ساتھ لیکر اس میں داخل ہوا۔ کچھ توپیں اور اور سپاہی بھی اس کے ساتھ تھے۔ رانی جھانسی بھی نواب کی مدد و معاون ہوئی بھاگے ہوئے سپاہی بھی پھر کالپی میں آ گئے ان سب نے یہہ ارادہ کیا کہ جب تک دم میں دم ہے انگریزوں سے لڑیں گے۔

کالپی ایک بڑا مستحکم مقام تھا اسکی سب طرفیں گریوون اور کھنڈوں سے گھری ہوئی تھیں اس کے سامنے پانچ لینیں اور پیچھے جمنا محافظ تھیں۔ جمنا میں ایک پہاڑی تھی جس پر قلعہ تھا انگریزی لشکرگاہ اور کالپی کے درمیان ایسے گریوون اور کھنڈوں کی بھول بھلیاں تھیں کہ توپخانہ اور سوار نہیں جا سکتے تھے اور پیادوں کے لیے بھی بڑی سد راہ تھیں باغیوں نے مورچے اور خندقیں ایسی بنائی تھیں کہ مشکل تھا کہ وہاں سے نکالے جاتے۔ چوراسی مندر موجود تھے جنکے گرد مضبوط دیواریں کھنچی ہوئی تھیں انہیں وہ پناہ لے سکتے تھے۔ غرض یہہ مندر دوسری لاین اور گریوون میں مورچے تیسری لاین اور شہر کالپی چوتھی لائن اور ایک اور سلسلہ گریوون کا پانچویں اور قلعہ چھٹی لائن یہ سب لینیں تھیں۔

۱۶، ۱۷ و ۱۸، ۱۹ و ۲۰ کو دونوں لشکروں میں لڑائیاں ہوتی رہیں جنکی ابتدا باغیوں کی طرف سے ہوتی تھی۔ ان سب لڑائیوں میں باغی پسپا ہوئے۔ لیکن انگریزوں کو سورج اور متواتر جفاکشی اور تکلیفات اور گرمی اثر ستاتے تھے۔ ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ کو انگریزی توپخانوں اور سپاہیوں نے حملے کیے اور مسٹر ورلڈ صاحب اور میکسویل صاحب اور سر ہیو روز کی اور ان کے سپاہیوں کی بہادری و

دلاوری سے باغیوں کو شکست ہوئی اور باقی بھاگ گئے انکا تعاقب ہوا۔ اس بھاگڑ میں رانی بھی ایک رات درخت کے نیچے سوئی۔ ڈاکٹر لو جو خود اس لڑائی کا حال لکھتے ہیں کہ یہہ لڑائی ایک نہایت بڑا سخت کام تھا اور ایک بڑی شاندار فتح تھی جو اپنے سے دس گنے دشمن پر نہایت سخت حالتوں میں حاصل ہوئی۔ کالپی کا مقام مستحکم تھا دشمنوں کی تعداد کثیر تھی انہوں نے جتنے اپنی جنگ آزمائی کے جوہر و جواہر استقلال کے ساتھ ایسے دکھائے جو پہلے کبھی نہیں دکھائے تھے جنرل کی سپاہ تھکی ہوئی تھی [illegible] گرم ہوا [illegible] کی برداشت کرنی پڑی [illegible] ناک میں دم [illegible] اٹھا جاتا تھا [illegible] کھانے پینے کے لیے فرصت نہیں ملی۔ اور پھر وہ کام کرنا پڑا کہ جسے مشکلات میں پہلا کوئی [illegible] نہیں نہ جا سکتا تھا جو [illegible] اس کام میں شریک ہوئی اسکے حصے کی [illegible] گرمی کے اثر سے برف روان کی طرح گرے جاتے تھے [illegible] سے بیٹھے جاتے تھے۔ ان سب باتوں کی وہ برداشت کرتے تھے لیکن [illegible] ایک لفظ منہ سے نہیں نکالتے تھے۔ شام کی ٹھنڈک میں یہہ سوچتے تھے کہ کل کالپی کو کس طرح تسخیر کریں۔

دوسرے دن صبح کو سر ہیو روز [illegible] گئے انہوں نے پہلے برگیڈ کو ماتحت برگیڈیر سٹوارٹ کے [illegible] میں بھیجا اور خود دوسرے برگیڈ کو لیکر کالپی کی سڑک پر گئے کرنیل میکسویل کی [illegible] اور ان سے قلعہ پر [illegible] گولہ باری کی۔ جب وہ برگیڈ بڑھے تو باغی [illegible] کو چھوڑ کر بھاگ گئے یہہ معلوم ہو گیا کہ اب [illegible] نہیں ہوگا۔ جب دونو برگیڈوں نے [illegible] سب [illegible] تو [illegible] کے قریب آ پہنچے [illegible] انکا مقابلہ کسی نے نہیں کیا [illegible] لا سکے [illegible] چھوڑ کر بھاگ گئے۔

کالپی کے فتح ہو جانے سے سر ہیو روز کا وہ منصوبہ پورا ہوا جو انہوں نے [illegible] کے لیے تجویز کیا تھا۔ سر ہیو روز نے [illegible] پہنچنے کے اندر سنٹرل انڈیا میں [illegible]

کہ جنکے برابر کوئی ہندوستان مین انگریزون کا دشمن نہ تھا یہہ سارے کام بہادرانہ سر ہیوروز کے
ہمراہیون نے ایسے موسم مین کیے جن مین سورج اپنی گرمی سے دشمنون سے کچھ کم نہین ہلاک
کرتا تھا ۔ مگر وہ اپنا سفر جاری رکھتے تھے اور جانتے تھے کہ جو مشکلات سدراہ ہوگئین وہ حل
ہو جائینگین جو مقصد اپنا ٹھیرا لیتے کبھی اس سے منہ نہین پھیرتے خواہ کیسی ہی دشواریان
پیش آئین وہ فتح پر فتح حاصل کرتے ہوئے چلے گئے ان ہی خصلت کے سبب سے فتح ونصرت
حاصل ہوتی تھی وہ دشمنون کے مقامات کی تفتیش کرنے خود جاتے تھے اور اس مین کچھ اپنی جان
کی پروا نہین کرتے تھے ۔ ہر لڑائی کا نقشہ وہی بناتے تھے ہر حملہ مین سب سے آگے وہ رہتے
تھے ہر خوف وخطر کی خاطر کرتے تھے سپاہیون کے حال پر وہ ایسی توجہ کرتے تھے جو کوئی انکا
پیشوا نہین کرتا ہے وہ سپاہیون کی آسائش وآرام کو مدنظر رکھتے تھے سخت لڑائی لڑنے
کے بعد وہ خصوصاً ان کے حال پر متوجہ ہوتے اور دور دراز تھکانے والے سفرون کے بعد
سپاہیون کے کھانے پینے کے ذخیرے افراط سے دیتے اسکو وہ اپنا مقدس فرض
سمجھتے ۔ یہی سبب تھا کہ سپاہیون کو وہ عزیز ہو گئے تھے اور وہ خوشی سے کثیر التعداد دشمنون سے
لڑتے تھے اور آفتاب کی مہلک شعاعون کی برداشت کرتے تھے سپاہ دیکھتی تھی کہ وہ
اسکی تمام طاقت اور قوت کو لڑائی کے کام مین لانا چاہتے ہین تو اس کے ساتھ وہ یہہ بھی
جانتے تھے کہ لڑائی کے بعد وہ انکی ساری احتیاجون کو پورا کردینگے کبھی وہ اپنے تئین
فرصت نہین دیتے ادھر جنگ کے احکام دیتے تھے ادھر سپاہیون کے حال پر متوجہ
ہوتے تھے انکی ہمدردی اور دلسوزی انکے سپاہیون مین وہ جوش پیدا کرتی تھی جسکے سبب
وہ کام کرتے تھے جو تاریخ مین لڑنے والون کے لکھے جاتے ہین ۔

اب یہہ لشکر کشی ختم ہوئی اسنے اپنا مقصد وقت پورا کیا ۔ اب جنرل ہیوروز نے کمپو توڑ دیا
اور اپنی صحت کے لیے تبدیل آب وہوا کی ۔

باب دوم

کرؤی اور باندہ

وٹ لوک صاحب

۱۶- نومبر ۱۸۵۷ع کو بریگیڈیر جنرل وٹ لوک مدراس سپاہ کے افسر اس ڈویژن کے کمانڈر مقرر ہوئے تھے جو ناگپور اور ساگر اور نربدا کے ملکون کی فتح کے لیے تجویز ہوئے تھے - بریگیڈیر ۶- فروری کو جبل پور مین آئے اور یہان تھوڑی سی سپاہ متعین کرکے ساگر روانہ ہوئے ۲۴- فروری کو وہ یہان پہنچے اور خیر خواہ راجہ اور چھہ سے ملے یہان کچھ ٹھہر کر دموہ کی طرف چلے اور ۴- مارچ ۱۸۵۸ع کو یہان پہنچے - یہ بات بیان کرنے کے قابل ہے کہ اس پندرہ روز کے سفر مین انکے ہمراہی پولیٹکل افسر میجر ارسکن نے انپر سخت تقاضا کیا کہ سپاہ جبل پور اور دموہ کے درمیان ان مستحکم مقامات سے باغیون کو خارج کرے جہان سے وہ اضلاع مین فساد پیدا کرتے ہین مگر انہون نے سکے جواب مین یہہ کہا کہ وہ کل سپاہ کو اپنے ہاتھ تلے رکھنا چاہتے ہین بس جو بات مین انکا گذر ہوا انکو مطیع نہین کیا مگر دموہ پر قبضہ کر لیا -

۵- مارچ کو وہ ساگر مین آئے - پھر دموہ کو چلے گئے ۱۰- مارچ کو ڈاک مین گورنر جنرل کا حکم آیا کہ وہ ناگود و پنا جائین اور بندیل کھنڈ کے خیر خواہ راجاؤن کی اور خاصکر راجہ چرکھاری کی مدد کرین اور میجر جنرل سر ہیو روز سے ملکر انکے کام مین مدد و معاون ہوان - اس حکم کے موافق وٹ لوک صاحب دموہ سے ۲۲- مارچ کو چلے اور بندیل کھنڈ مین پنا مین ۲۶- مارچ کو آئے و ۵ اپریل تک پنا مین مقیم رہے - ۳- اپریل کو سر ہیو روز کا حکم آیا کہ وہ بہت جلد جھانسی مین آئین وہ چھتر پور مین ۶- اپریل کو آئے جو باندہ کے راستہ مین تھا اور قلعہ جگنی کو باغیون سے خالی کرادیا اور پھر ہنی رف کو کوچ کیا اور یہان سے باندہ کی طرف -

باندہ کی ریاست مین نواب خودمختار رئیس تھا۔ وہ بڑا ہوشیار تھا اسنے وٹ لوک صاحب کو
اپنے پھندے مین پھنسانا چاہا۔ جب اسکو خبر جنرل کے آنے کی معلوم ہوئی تو اسنے اپنی سپاہ کو
مہوبہ سے کیرانی مین بھیجدیا کہ جہان انگریزی لشکر صبح کو آنے کو تھا جب کرانی مین صبح سے
ایک گھنٹہ پہلے انگریزی لشکر آیا تو نواب کی سپاہ نے اسپر گولہ زنی شروع کی مگر انگریزی
لشکر نے نواب کے لشکر کو تھوڑی دیر مین مار کر بھگادیا۔ جب جنرل باندہ کے قریب آیا تو نواب
ہزار
سات آٹھ سپاہ لئے ہوئے باندہ کے شہر مین اس کے داخل ہونے کا مانع ہوا۔ مگر اب تھوریب صاحب نے
اسکو شکست دیکر بھگادیا نواب دو ہزار سپاہ کے ساتھ کالپی مین مفرور ہوگیا۔

پہلے لکھ چکے ہین کہ سر ہیوروز نے کالپی کو فتح کر لیا تھا جب اسکی خبر وٹ لوک صاحب کو ہوئی
تو انہون نے اپنے سفر کی راہ کو بدلا اور لشکر کو کرڑوی کی جانب جانے کا حکم دیا۔

وٹ لوک صاحب کی سپاہ بڑی خوش نصیب تھی کہ سر ہیوروز کی لشکر کشی کی جانکنی کا سارا
فائدہ باندہ کو فتح کرکے اسنے اٹھایا۔ باندہ کی ساری لوٹ وٹ لوک صاحب کے لشکر کو ہاتھ
لگی اس مین سے کسی اور لشکر کو کوڑی نہین ملی اب اندھی لکشمی کو دیکھیئے کہ وہ کرڑوی مین بھی وٹ لوک
صاحب کے لشکر کو مالا مال بغیر اس کے کرتی ہے کہ وہ ایک گولی بھی چلائے۔ کرڑوی جسکو
پہلے تروا کہتے تھے باندہ سے پینتالیس میل اور الہ آباد سے ستر میل ہے۔ اس وقت کرڑوی کی
یہہ کیفیت تھی کہ اس مین نو برس کی عمر کا لڑکا مادہورا سے راؤ تھا اور رادھچند رام اسکا مدار المہام
تھا جسکو گورنمنٹ نے اپنی طرف سے اپنا معتمد اور خیرخواہ سمجھ کر مقرر کیا تھا اور یہان سب چھوٹے
بڑے زمیندار گورنمنٹ انگریزی سے عداوت رکھتے تھے۔ جسکا سبب یہہ بیان کیا جاتا ہے
کہ کرڑوی کے راؤ امرت راؤ نے گورنمنٹ کو ۱۸۰۷ء مین دو لاکھ روپیہ چھ روپیہ سینکڑہ سالانہ
سود پر اس غرض سے دئیے تھے کہ وہ اس کے سود کو بنارس کے مندرون مین خرچ کیا کرے
دس برس ۱۸۳۲ء مین گورنمنٹ نے اپنے نوٹون کا سود چار روپیہ سیکڑہ کر دیا تو کرڑوی کے راؤ
نانک راؤ نے تین لاکھ روپیہ اور گورنمنٹ کو دیدیا کہ کل پانچ لاکھ روپیہ کا سود چار روپیہ
سیکڑہ کے حساب سے بنارس کے مندرون کے خرچ کے لیئے دیا کرے۔ نانک راؤ کی
زندگی مین تو تین برس تک یہہ سود مندرون مین خرچ ہوتا رہا مگر اس کے مرنے کے پیچھے جو ہی

جبکو گورنمنٹ نے عوام مین مشتہر نہین کیا یہہ سود دینا موقوف کردیا۔ راؤ تو سات برس کا
بچہ تھا وہ تو اس بات کو سمجھتا نہ تھا کہ کیا ہوتا ہے مگر اس امر کی شہرت پانے سے کہ گورنمنٹ نے
مندرون کے خرچ کو ناحق بند کردیا تمام کرؤی کی ریاست مین امیرون کو پنڈتون اور رعایا
کو گورنمنٹ سے نفرت ہوگئی۔ پس جب غدر ہوا تو راجہ اسوقت نو برس کا تھا وہ اس قابل
ہی نہین تھا کہ بغاوت کرتا اسنے ۱۹۔ اپریل ۱۸۵۸ء کو جب باندہ فتح ہوگیا سر روبرٹ
ہملٹن کو لکھا کہ مین سرکار کا خیرخواہ ہون برٹش سپاہ کو میری راجدہانی مین بھیج دیجئے
جب وٹ لوک صاحب باندہ سے چلکر [illegible] سے [illegible] ۲۔ جون کو [illegible] مین آئے
تو راجہ نے آکر ملا اور انکو دوست سمجھکر مبارکباد دی راجہ تو خیرخواہ سرکار تھا مگر اس کی
کل رعایا بدخواہ سرکار تھی جبکی سزا اوکو بھگتنی پڑی۔ وٹ لوک صاحب ۶ جون کو کرؤی مین
داخل ہوئے کسی نے انکا مقابلہ نہین کیا۔ ایک گولی بھی نہین چھوٹی مگر وٹ لوک صاحب نے
اس نوعمر راجہ سے ایسی عداوت کی کہ گویا وہ بڑے مقابلہ پر آیا تھا۔ وجہ اسکی یہہ تھی کہ کرؤی مین
اسقدر روپیہ ہاتھ آیا کہ انکی طمع سے وٹ لوک صاحب کو اپنے تئین باز رکھنا ایسی حالت مین
مشکل تھا کہ جبکہ سپاہ نے ایسی مشقت شاقہ کی لڑائیون مین کی ہے۔ وہ اس سے متمتع نہو۔ وہ اس
دولت کی مستحق اس سپاہ ہی کو جانتے تھے انہون نے راجہ کا تمام مال و اسباب پرائز منی (انعام کا
روپیہ) مین داخل کیا۔ کرؤی کے راؤ کو بریلی کالج مین تحصیل علم کے لیئے بھیجدیا۔

باب سوم

سر ہیوروز اور گوالیار

کالپی کے فتح ہونے کے بعد تانتیا ٹوپی و رانی جھانسی و راؤ صاحب کی حرکات

تانتیا ٹوپی کونچ مین شکست پاکر چرکھی مین آیا جو چار میل [illegible] تھی جہان اس کے
ماں باپ رہتے تھے وہ یہان جب تک رہا کہ سر ہیوروز نے کالپی کو فتح کیا جب اسے سنا کہ

راؤ صاحب اور جھانسی کی رانی گلاولی سے شکست پاکر گوپال پور گئے ہین جو گوالیار سے جنوب مغرب مین ۴۶ میل ہے تو وہ کمربستہ و مستعد ہوکر انسے جا ملا۔ اسوقت ان سب پر بڑی بپتی ہوئی تھی انکو جنوب مشرق مغرب مین انگریزی لشکرون نے گھیر رکھا تھا اور شمال مین گوالیار تھا جسکا مہاراجہ ان کا ایسا ہی دشمن تھا جیسے کہ انگریز۔ اسوقت چار بڑے باغی سرکار کے برخلاف تھے راؤ صاحب۔ نواب باندہ۔ تانتیا ٹوپی۔ رانی جھانسی۔ ان سب مین جھانسی کی رانی کو مردانگی اور فرزانگی مین تفوق تھا وہ سب سے زیادہ انگریزون کی جانی دشمن تھی اس کمبخت حالت مین بھی ایک تدبیر سوچی جس سے بہتر کوئی اور تدبیر نہین ہوسکتی تھی۔

جھانسی کی رانی نے اپنے ہمراہیون کے سامنے یہہ تدبیر پیش کی کہ گوالیار کی طرف سپاہ کے ساتھ بڑے زور سے سفر کرنا چاہیئے اور سیندھیا کی فوج کو مذہبی اور قومی جوش دلانا چاہیئے اور اسکی دارالسلطنت گوالیار پر بشرط ضرورت زبردستی قبضہ کرنا اور پھر اس کے قلعہ کو تمثال سے انگریزون کو بلاکر کہنا چاہیئے کہ آئیے ہم سے لڑیئے۔ یہہ تدبیر سب ہمراہیون کو پسند آئی اور اسکی تعمیل فوراً ہوئی گوالیار کی سپاہ کے بہکانے کے لئے جاسوس بھیجے اور پھر لشکر روانہ ہوا وہ ۳۰ مئی کی رات کو مرار مین جہان پہلے کنٹونمنٹ کی چھاونی تھی آن پہنچا مہاراجہ سیندھیا اس بات کی بڑی قدر کرتا تھا کہ سرکار انگریزی کے والا اقتدار ہونے سے وہ ایسی راحت و عافیت وامن مین رہتا ہے کہ کبھی اس کے باپ دادا کو نہین نصیب ہوا کبھی بیرونی حملہ کا خوف نہین ہوا کہ جس سے ملک مین خلل و فتور پڑنے کا اندیشہ ہوتا۔ اب انگریزون نے دہلی اور لکھنؤ کو تسخیر کرلیا تھا اور بہت سی فتوح حاصل کین تھین جس سے راجہ کو یقین و وثوق ہوگیا تھا کہ آخر کو انگریز فتحیاب ہونگے مگر اسکی قوم اور اسکے حالی موالی انگریزون سے ایسے ناراض تھے کہ جب انہون نے دیکھا کہ وہ انگریزون کے دامن کو نہین چھوڑتا انکے سایہ عاطفت ہی مین ہمیشہ رہنا چاہتا ہے تو انکا یہہ ارادہ ہوا تھا کہ اسکو معزول کرکے کسی اور کو گوالیار کا مہاراجہ بنائین جب مہاراج پاس خبر آئی کہ تانتیا ٹوپی اور جھانسی کی رانی اور اور بڑے بڑے امیر ایک لشکر عظیم کے ساتھ مرار مین آگئے ہین جسمین سات ہزار پیدل اور چار ہزار سوار اور بارہ توپین ہین تو وہ پہلی جون کی صبح کو مرار کے مشرق مین دو میل کے فاصلہ پر لڑنے کے لئے گیا اسکے ساتھ چھ ہزار پیدل اور

پندرہ سو سوار تھے۔ اور باڈی گارڈ چھ سو تین سپاہیون کا تھا اور آٹھ توپین تھین۔
اس سپاہ کو تین ڈویژن مین تقسیم کیا تو اپنا کو مرکز مین رکھا اور دشمن کے حملہ کرنے کا منتظر ہوا
۷ بجے صبح کے باغی سنتری توپخانون کو پشت پناہ بنا کے آگے بڑھے۔ جب وہ نزدیک آئے
تو مہاراجہ سیندھیا کی توپون نے اپنے گولے مارے۔ جب توپون پر انکے چھوٹنے کا دھوان
صاف ہوا تو باغیون کے پیادے اور دو ہزار سوار سیندھیا کی توپون کو چھین کر لے گئے
سوار مہاراجہ کے باڈی گارڈ کے سب پیدل اور سوار کیا تو باغیون سے جا ملے یا ایسے مقام پر
جا کھڑے ہوئے کہ جس سے معلوم ہو کہ وہ اب لڑنے کے نہین ہین۔ باغیون کے سوارون نے
مہاراجہ کے باڈی گارڈ پر حملہ کیا جنکے ساتھ سیندھیا تھا۔ باڈی گارڈ کے بعض سپاہی بڑی
بہادری سے لڑے اور جب تک ان مین بہت سے نہین مارے گئے وہ لڑتے رہے اب
سیندھیا نے دیکھا کہ لڑنے سے کچھ فائدہ نہین تو وہ گھوڑے پر سوار ہو کے آگرہ کو بھاگا
کہین گھوڑے کی باگ کو روکا نہین۔

باغی گوالیار مین داخل ہوئے قلعہ اور خزانہ سامان [illegible] اور شہر پر قبضہ کیا۔ خزانہ نقد جواہر سے
سلاح خانہ سب قسم کے ہتھیار آگ اور شہر دولت مندون سے معمور تھا ان کے ہاتھ آئے
اب انہون نے اپنی باقاعدہ گورنمنٹ قائم کی۔ نانا نے پیشوا ہونے کا اشتہار دیا اور راؤ صاحب
کو گوالیار کا گورنر مقرر کیا۔ گوالیار کی سپاہ کو اور ان لوگون سے جو سپاہ آئی تھی اسکو بخششین اور
انعامات تقسیم کئے۔ [illegible] سیندھیا نے اپنے سپاہیون سے نہایت ذلیل کیا
تھا اسکو زیادہ مقرر کیا۔ مہاراجہ کا سارا مال اسباب ضبط کر لیا۔ چار مرہٹے سردار جن کو
بغاوت کے جرم مین سیندھیا نے مقید کیا تھا چھوڑ دیئے گئے اور انکو خلعت دیئے گئے
اور انکو اضلاع مین بھیجا کہ وہ سپاہیون کو جمع کرین [illegible] انگریزون کا ایسا مقابلہ کرین
کہ وہ اس سے اندیشہ ناک ہون۔ شہر کے باہر جو سپاہ تھی وہ جھانسی کی رانی کے زیر فرمان آئی
اور جو شہر کے اندر سپاہ تھی وہ تانتیا ٹوپی کے حوالے ہوئی کہ اس نے حکام کی اطاعت کرے
اضلاع مین [illegible] وہ باندہ اور شاہ گڈھ کے
رئیس تھے [illegible] گوالیار مین [illegible] شامل ہون۔

۲۵ مئی کو سر ہیوروز نے کرنیل رو برٹس کو ایک چھوٹا سا کولم دیکر جنوب مغرب مین ان باغیون کے تعاقب مین بھیجا تھا جو کالپی سے بھاگے تھے۔ چوتھی جون کو سر ہیوروز پاس خبر آئی کہ گوالیار پر یقینی باغیون نے قبضہ کرلیا ہے۔ انہون نے سٹوورٹ صاحب کو پہلے برگیڈ کی کچھ سپاہ کے ساتھ روبرٹس کی امداد کو بھیجا۔ سر ہیوروز نے اس واقعہ کے سب پہلوون پر غور کرکے کسی خوف و اندیشہ کا خیال نہین کیا اور گوالیار کے دوبارہ فتح کرنے کا عزم مصمم کیا۔

سر ہیوروز پاس کمانڈر انچیف کا تار آیا کہ برگیڈیر سمتھ کا برگیڈ اور ایک کولم کرنیل رڈل کے ماتحت انکے پاس بھیجا گیا ہے۔ سر ہیوروز نے جھانسی مین جو سپاہ چھوڑی تھی اس کو اپنی امداد کے لئے بلایا۔ حیدرآباد کنٹنجنٹ کے سپاہی جنکو اپنے گھرون کے جانے کی رخصت مل چکی تھی اور وہ بہت دور چلے گئے تھے جب ان پاس گوالیار کی خبر بھیجی گئی تو وہ خوشی خوشی پھر سر ہیوروز پاس آگئے۔ سر ہیوروز کی یہہ تجویز تھی کہ گوالیار کے مشرق مین ضعیف مقام پر حملہ کیا جائے اور ایسا چارون طرف سے گھیرا جائے کہ باغیون کے نکل جانے کے لئے کوئی راہ باقی نہ رہے اس لئے انہون نے یہہ احکام صادر کئے کہ آگرہ کی سڑک پر رڈل صاحب جائے سمتھ صاحب کوٹہ کی سرائے مین آئے جو گوالیار سے جنوب مشرق مین چار میل ہے اور حیدرآباد کنٹنجنٹ جنوب مین باغیون کے سد راہ ہون۔

وٹ لوک صاحب کو کالپی کی محافظت پر متعین کیا اور خود اپنے قدیمی برگیڈ جنکے سردار سٹوورٹ صاحب اور سٹوورٹ صاحب تھے ساتھ لیکر روانہ ہوئے اور ایک اور تیسرا برگیڈ جلدی جلدی راجپوتانہ سے آتا تھا۔ نو دن سفر کرکے یہہ کالپی کی سپاہ ۱۶ جون کو ایسی مقام پر آئی کہ مرار سے پانچ میل کے فاصلہ پر تھا۔ سوارون نے دشمن کے مقامات تحقیق کرکے اطلاع دی کہ فوراً دشمنون کی لینون پر کامیاب حملہ ہوا۔ پہلے اس سے کہ باغیونکی کمک اور مقامات سے پہنچنے پائے۔ چھاونی کے محافظین کو پیچھے ہٹا دیا اور درمیانی میدانون مین شکار کرکے شہر مین بھگا دیا۔ سر ہیوروز منتظر سمتھ کی لشکر کے تھے جو جنوب مشرق کی جانب سے دشمن کے مقامات پر حملہ کرتا ہوا چلا آتا تھا۔ ۱۷ جون کی شام کو اس افسر نے اپنی راہ مین لڑائی لڑنے سے کئی توپین بعض ان بلندیون تک لے لین جو لشکر کے اوپر تھین لشکر پرانی چھاونی

تھی اور اب نیا اچھا شہر فصیل دار تھا) دوسرے دن انہوں نے پہاڑیوں کے ہلال پر قبضہ کر لیا
جو جنوب کی طرف سے گوالیار کے آنے میں سدراہ ہیں ۔

جب ہیوروز نے مرار پر یورش کر کے اسکو لے لیا بعض باغی خشک نالہ میں جو ایک گاؤں کے
گرد تھا بھاگ کر گئے اٹھترویں ہائی لینڈرس نے ان میں سے ایک آدمی کو زندہ نہیں
چھوڑا۔ باقی اور باغی بھاگ گئے اسکا چودھویں ڈریگون نے شکار کیا۔ اب سر ہیوروز مرار کے
بالکل مالک تھے جسکے سبب سے آگرہ کی سڑک پر وہ حکمران ہو گئے اور سمتھ صاحب کے ساتھ
انکی آمد و رفت کی راہ کھل گئی ۔

جھانسی کی رانی بھی جو بڑی مستقل مزاج تھی اور باغیوں کی نہ صرف میدان جنگ میں اور صلاح مشورہ کی
محفل میں جان تھی مردانہ لباس پہنے ہوئے گھوڑے پر سوار تھی وہ سارے دن اپنی سپاہ کو
لڑنے کے لیے آمادہ کرتی رہی۔ جب انگریزوں نے گھاٹی میں ایک ایک چپہ لے لیا اور سمتھ
صاحب پہاڑی کی چوٹی پر چڑھ گئے تو انہوں نے سواروں کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ رانی جھانسی نے
بہادرانہ انگریزی سواروں کا مقابلہ کیا جب اس کے ہمراہی بھاگ گئے رانی نے ہرچند اپنے گھوڑے کو
روکنا چاہا مگر وہ نہ رکا اور گھوڑوں کے ساتھ بھاگا اور چھاؤنی کے قریب نہر کے پار جانے میں اسکا
گھوڑا اڑ گیا اور رانی کو ایک سوار نے مار ڈالا شاید یہ نہیں جانا کہ یہ بڑے رتبہ کی عورت ہے بعض ایسی
کہتے ہیں کہ یہ بات تھی اس کے ہمراہیوں نے یہ سمجھ کر وہ مردہ بھی انگریزوں کے ہاتھوں میں نہ پڑے
اسکی لاش کو جلا دیا۔

سپاہ جو سارے دن بغیر کھانے لڑتی تھی تھک کر بالکل بیکار ہو گئی تھی سارے سوار مشکل سے
زین پر بیٹھ سکتے تھے اور ایک پیادہ کی رجمنٹ میں چار سپاہی لو کے مارے مر گئے تھے۔
سر ہیوروز صاحب نے انکی مشکلات پر لحاظ کر کے رابرٹس صاحب کو تھوڑی سی فوج کے ساتھ
انکی کمک کو بھیجا۔ باوجودیکہ باغیوں کو شکست ہوئی تھی مگر یہ معلوم نہ تھا کہ وہ پھر حملہ کرنے پر تیار ہیں
[illegible]

[illegible]

[illegible]

مرار کی ندی پر شام کو قیام کیا جو سمتھ کی خیمہ گاہ سے قریب تھی - سر ہیو روز نے دیکھا کہ پہاڑوں تک
باغیوں کا ایسا انتظام ہے کہ گوالیار سے انکی مدد نہیں ہو سکتی اور وہ اپنے ہمراہیوں سے جدا
جا پڑے ہیں اس لیے انہوں نے ۲۰ تاریخ کی صبح کو بہت سویرے ان پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا
انہوں نے ۱۹ تاریخ کی صبح کو دیکھا کہ ایک بڑی سپاہ گوالیار سے نکلی چلی آتی ہے جسکا مطلب
یہہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ ان پر حملہ کرے اس لیے انہوں نے خود اسپر حملہ کرنے کا قصد کیا -
۱۹ تاریخ کو سر ہیو روز و سمتھ دونو کا لشکر متفق ہو کر آگے بڑھا ان پر بندوقوں کی گولیاں اور
تڑا تڑ گولے قلعہ اور شہر کے قریب کی مورچہ دار پہاڑیوں سے پڑ رہے تھے - لیکن نمبری ۸۶
و ۹۵ رجمنٹوں کے پیادوں اور توپوں کی مار کے آگے دشمنوں کی کوئی چیز نہیں ٹھیر سکتی تھی انکے تیز
گولانداز دشمنوں کی مہلک آتش زنی کے سامنے میں اپنی بیٹریوں کو نہر کے پار جو اسنے پار رکھتیں
لائے تھوڑی دیر تک تیز و تند لڑائی ہوئی اس کے بعد انگریزی لشکر سب اونچی بلندی پر
چڑھ گیا جو قلعہ کے جنوب میں ہیں پہاڑی توپوں نے جہانتک انکی رسائی ہو سکی ایک توپ چھین لی
ایک اور بیٹری اور دشمنوں کے سب توپ کی انتہا کے پیادوں نے حملہ کیا - بمبئی کی سپاہ گوروں کی
انکا لڑتی تھی - بمبئی کی رجمنٹ نے پیادوں کو بلندیوں پر سے جہاں وہ تھے ہٹا دیا اور بیٹری کو لے لیا
بلندیوں کے کناروں پر فتحمند سپاہیوں نے جمع ہو کر نیچے اپنے گوالیار کو دیکھا جسکا فتح کرنا
انکا عین مقصد و منشا لشکر لینے نے شہر میں مکانات درختوں میں چھپے ہوئے بائیں طرف نظر آتی
تھے اور دائیں طرف ایک سرسبز باغ میں پھول باغ کا محل نمایاں تھا - شکست یافتہ باغی دکھائی
دیتے تھے کہ وہ سپاہ اون میں اس لیے جمع ہو رہے ہیں کہ ان مکانوں میں پناہ لیں جو شہر سے
باہر درختوں کے اندر ہیں - سر ہیو روز نے جب یہہ دیکھا تو انہوں نے گوالیار پر قبضہ کرنیکا
ارادہ شام سے پہلے لینے کا کیا - سر ہیو روز نے توپ لشکر فتح کر لیا اور اس اثنا میں سمتھ نے
پھول باغ کو لے لیا - تانتیا ٹوپی اپنی عادت کے موافق پہلے سے بھاگ گیا - سر ہیو روز نے
لشکر اور محل پر قبضہ کر کے شہر کا انتظام کیا وہ آسانی سے اس لیے ہو گیا کہ دکانداروں کی جماعت
ہمیشہ انگریزوں کی خواستگار رہتی ہے -
۱۹ - جون کی رات کو کل گوالیار کے سر ہیو روز ستاسی آدمیوں کو مقتول اور زخمی کرا کے مالک مختار

ہو گئے بس اب ایک بڑا بہت نامک قلعہ فتح کرنا باقی رہا تھا یہہ پہاڑی قلعہ ڈیڑھ میل طول میں
اور تین سو گز عرض میں تھا اسکی فصیل پر سے تمام لڑائیوں میں توپیں انگریزی سپاہ پر چلتی رہیں
گو انکا اثر کچھ نہیں ہوا - ۳ [illegible] جون کو بھی اسپر سے توپیں چلتی رہی تھیں - صبح دو افسروں نے
وہ بہادری کا کام کیا کہ جس سے کوئی بہادری کا کام سبقت نہیں لے جا سکتا - اگر اس قلعہ میں
سپاہ اچھی [illegible] انتظام کے ساتھ ہوتی تو دشمنوں کا مقابلہ کر سکتی مگر اب تو اس میں تھوڑے سپاہی تھے
[illegible] تاریخ کی صبح کو لفٹننٹ [illegible] جیسے [illegible] ہندوستانی پیدل کے [illegible] کے افسر تھے
جو قلعہ کے [illegible] دروازہ کے قریب تھے - قلعہ کی فصیل سے توپیں چلتی تھیں تو روس جانے
سے [illegible] لفٹننٹ [illegible] ایک تھوڑی سی سپاہ پر کمانیر تھے کہا کہ تم میرے
ساتھ [illegible] کے [illegible] ہو گئے [illegible] اس میں جو کھوں بہت ہے مگر عزت و
نیکنامی [illegible] صاحب نے انکے کہنے کو قبول کر لیا یہہ دو نو افسر مع اپنی سپاہ اور
ایک [illegible] کے پاس گئے [illegible] دست تھا سنے قلعہ کے دروازہ کو کھولدیا [illegible]
[illegible] دروازوں کو [illegible] دروازہ کے کھولنے کو گئے تو دشمنوں کو
خبر ہو گئی انہوں نے [illegible] دست بدست دشمنوں سے لڑائی ہوئی -
[illegible] بہت آدمی ہلاک ہو گئے [illegible] صاحب نے اپنی بڑی بہادری اس کام میں دکھائی
[illegible] سپاہی [illegible] صاحب [illegible] قلعہ کی فتح ہو گیا
ہم نے پہلے لکھا ہے [illegible] نے بریگیڈیر جنرل [illegible] نے [illegible] سے درخواست کی تھی کہ
وہ باغیوں کا تعاقب [illegible] سب قریب [illegible] انہوں نے تعاقب کیا اور ہم کو اتنا ہے کہ
غروب ہونے سے کچھ دیر پہلے انہوں نے گوالیار کے جنوب میں دس میل پر جا در اعلی پور میں پانچ ہزار
[illegible] سپاہ [illegible] گوالیار کی کنٹنجنٹ سپاہ تھی
[illegible] نے [illegible] کیا [illegible] سپاہی [illegible] بہادری کی - باغی [illegible] کر بھاگ گئے
[illegible] تعاقب [illegible] انہوں نے [illegible] توپیں [illegible] اور ہاتھی خیمے ڈیرے
[illegible] گئے اور [illegible] ہو گئے [illegible] آدمی مارے [illegible] زیادہ کو کچھ
[illegible] شکست [illegible] اس کے بعد گوالیار کی خبر کی [illegible] سے [illegible] کا نام

سربلند ہوا جنکے اوصاف پہلے بیان ہو چکے ہین۔ موسم گرمی مین سنٹرل انڈین فیلڈ فورس گوالیار و مرار و سیپری اور جھانسی مین آرام کرنے کے لیئے گیا۔

باب چہارم

سدرن مرہٹہ کنٹری (جنوبی مرہٹونکا ملک) اور لی گرینڈ جیکب

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ۱۸۵۸ع کے موسم بہار مین بیل گانون اور اس کے ہمسایہ مین فسادات مٹ مٹا گئے تھے امن عافیت و بندوبست ہو گیا تھا۔

سیٹین کار کے پاس کامون کی کثرت بہت تھی انہون نے گورنمنٹ سے درخواست کی کہ انکی کامون مین تخفیف کرائی جائے گورنمنٹ نے انکی درخواست پر یہہ حکم دیا کہ وہ صرف ملک کا سول انتظام اپنے ہاتھ مین رکھین اور پولیٹکل کام اپنے اسسٹنٹ مین سن صاحب کو سپرد کردین اس حکم سے کار صاحب ناخوش ہوئے

لارڈ ایلفنسٹن گورنر بمبئی نے بعض وجوہ سے کل جنوبی مرہٹون کے ملک مین کرنیل لی جیکب صاحب کو پولیٹکل ایجنٹ مقرر کردیا سیٹن کار نے اسپر یہہ اعتراضات کیئے کہ اول مین سن صاحب پولیٹکل ایجنٹ مقرر کیا جو انعام کمیشن کا بڑا طرفدار تھا جسکی سبب رئیسون کو اس سے نفرت تھی پھر بعد اس کے یہہ دوسری تبدیلی کی گئی جس سے اندیشہ ہے کہ کوئی حادثہ رونما نہو۔

سیٹن کار صاحب ملک سے ہتھیار لے رہے تھے اور کرنیل جارج مالکم صاحب انکے مددگار تھے مالکم صاحب کی رجمنٹ مرہٹہ سوارون نے سارے ملک مین انتظام کر رکھا تھا۔ شوراپور کی لڑائی مین انکی خدمات کا بیان کیا گیا ہے اس جنگ سے قبل ۹ م نومبر ۱۸۵۸ع کو ایک مستحکم گانون ال گلی پر چڑھائی کی تھی یہہ گانون بدخواہون اور سرکشون کا ملجا و ماوا تھا۔ ان باغیون کو کچھ دنون کر صاحب اور لالو رچ صاحب نے روک رکھا تھا ان افسرون نے حملہ کر کے دشمنون کو قصبہ مین گھسا دیا وہ باغی ان سے گلیون مین لڑ رہے تھے کہ مالکم صاحب

سپاہ آگئے اور انہوں نے شہر کو فتح کر لیا۔ ملک تو غیر منتظم تھا۔ گھاٹوں کے نیچے اور اوپر انگریزوں کا مقابلہ ہوتا۔ بعض جگہ سے ابھی تو بیں اور ہتھیار سب سکے سب نہیں لے گئے تھے اس کے خوف و خطر چلے جاتے تھے کہ کرنیل صاحب نے وہ سب بارود فتح کر دیے لیکن تھوڑی

دنوں بعد ایک اور مقام پر فساد کھڑا ہوا۔

تارگنڈہ کا راجہ گورنمنٹ کا بدخواہ تھا سنہ ۱۸۵۸ء تک اس سے بچی گئی سیشن کا ارادہ ہر [illegible] صاحب نے [illegible] کی توپوں اور میگزین کی فہرست منگائی اور پھر حکم دیا کہ یہ توپیں ہمارا [illegible] میں دیکھے ہوں گے یہ جانتے ہیں کہ ہندوستانی سپاہیوں کو اپنی توپیں کیسی عزیز ہوتی ہیں وہ یہ سمجھ سکتے ہیں کہ راجہ کے دل میں اس گورنمنٹ کے حکم سے کیسی ناراضی پیدا ہوئی ہوگی۔ اسی زمانہ میں [illegible] نے اسکے بڑے دوست [illegible] کو قید کر کے جیلخانہ میں بھیجا تھا اس کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اس [illegible] کی طرح جیلخانہ میں بھیجا جائیگا اسنے اپنا ایک معتمد [illegible] بھیجا کہ ان کے مجسٹریٹ سے جا کر اصل حقیقت دریافت کرے [illegible] جسکے معین [illegible] کا راجہ [illegible] کے [illegible] کا ارادہ کیا اور اس کے [illegible] ساتھ لیکر [illegible] [illegible] چلا آئے [illegible] اور [illegible] تو [illegible]

[illegible]

[illegible] ہو کر چلے اور [illegible]

دس بجے [illegible] [illegible]

[illegible] صاحب [illegible]

[illegible] انکا

[illegible]

جن باغیون کے گروہ نے خزانہ لوٹا تھا وہ کوپل ڈروگ مین آیا۔ کرنیل ہیوز نے بہادرانہ حملہ کرکے کوپل ڈروگ کو فتح کرلیا اور بھیم راؤ راجہ ہیم باجی کو اور باغیون کو مار ڈالا۔

مالکم صاحب بہت جلد تارگنڈ گئے اسکی کمک کے لیئے توپین اور سپاہ وسے آئے باغیون نے سفر کرکے اپنر حملہ کیا انہون نے اسکو شکست دیکر بھگا دیا اور ۲۔ جون کو تارگنڈ کو لے لیا۔ راجہ بھیر جوگیون کا بھیر کر بھاگا۔ ۴۔ جون کو سوثر صاحب نے اسکو گرفتار کرلیا۔ بیل گاؤن مین اس کی تحقیقات ہوئی اور جرم ثابت ہوا۔ ۱۱۔ جون کو سپاہ اور سب اہل شہر کے روبرو اسکو پھانسی دی گئی اسنے اپنی بغاوت کے لیئے یہہ عذر کیا کہ مقید ہوجانے کا خوف تھا۔

جب کرنیل جیکب کو مین سن صاحب کے مارے جانے کی خبر پہنچی تو انہون نے اُسکی شمالی ریاستون کے انتظام کی طرف توجہ کی انہون نے میراج کے راجہ سے سارا سپاہیگری لے لیا وہ بریگیڈیر جنرل بھی مقرر ہو گئے تھے ان کے مستحکم قواعد و آئین سے گھاٹون کا اوپر کے ملک مین بالکل امن امان ہوگیا مگر گھاٹون کے نیچے کے ملک مین گوا کی سرحد پر ساونت کے باغیون پاس مدراس اور بمبئی کی آئینی و غیر آئینی سپاہ اور پرتگیزی سپاہ انگریزون سے لڑنے کے لیئے تھی۔ آخر کو نومبر کے مہینے مین جرنیل جیکب نے گوا کے پرتگیزی وائس رائے سے صلاح مشورہ کیا جس نے ان پاس اپنی تمام سپاہ کے بھیجنے کا اقرار کیا مسٹر جر یلیڈ اس مہم کے مدار المہام بنے ضلع مین جو باغی تھے انکو اطلاع دی گئی کہ وہ ۲۸ نومبر تک اپنے تئین حوالہ کردین نہین تو بغیر کسی ترس رحم کے انکا خون کیا جائیگا۔ دس باغیون نے پرتگیزون کے افسر کو اپنے تئین حوالہ کیا اور باغیون کے سرغنہ پرتگیزون کی عملداری مین تیمور بھیجے گئے بس سدرن مرہٹے کنٹری مین بالکل انتظام و بندوبست سرکار انگریزی کا ہوگیا۔

باب اوّل

لارڈ کیننگ کا اشتہار اودھ

ہم نے پہلے ذکر کیا ہے کہ لارڈ کیننگ نے اودھ کے تعلقہ دارون کے باب مین اشتہار جاری

کیا تھا اب ہم اسکا حال بالتفصیل لکھتے ہین -
لارڈ کیننگ نے اودھ کا اشتہار جیمس اوٹرم چیف کمشنر اودھ کے پاس بھیجا تھا اور اس کے
ساتھ ایک چٹھی مورخہ ۳ - مارچ ۱۸۵۸ع بھیجی تھی جس مین انکو ہدایت کی تھی کہ جب تک اشتہار کا
اعلان نہ کیا جاے کہ لکھنؤ بالکل قبضہ مین نہ آ جاے یا فتح کرنے والون کے سایہ رافت مین نہ آ گئے
یہ اشتہار اس سرکش صوبہ کے باشندون کی مخاطبت مین تھا جو انکی چشم نمائی کرتا تھا اور ان کے حق مین
ایک فتوے تھا جو تنبیہ کرتا تھا مطلع کرتا تھا کہ لکھنؤ نے نو مہینے تک سرکار دولتمدار کی حکومت
مقابلہ رکھا تھا کیا اب وہ اس کے فتح کرنے والون کے قبضہ مین آ گیا ہے اب اس مقابلہ مین باغی
سپاہیون نے اپنی نافرمانی سے ابتدا کی تھی تو اس صوبہ کے باشندے زیادہ تر معین و مددگار رہے
جنکی ثروت و امارت برٹش گورنمنٹ کے طفیل سے پیدا ہوئی تھی اب اس کے معاوضہ و پاداش کا وقت
آ پہنچا ہے اس اصول کے موافق کر ... ہون کہ انعام و اکرام پہلے اس سے دیا جاے کہ مجرمونکو
سزا دی جاے اس اشتہار مین چھ آدمیون کا نام لکھا گیا جنمین تین راجہ تھے اور دو زمیندار
اور ایک تعلقدار جو سرکار کے ساتھ خیرخواہ رہے تو انکی بہت بڑی تعریفین کی گئین انکی نسبت
یہ ظاہر کیا گیا کہ وہ [illegible] زمینون کے مالک ہیں جو ان پاس اس وقت
ہین [illegible] سے اقرار کیا جاتا ہے کہ [illegible] اور زیادہ
انعام [illegible] اسی طرح [illegible] کے ساتھ کیا جاتا ہے جو اسی قسم کے استحقاق
اپنے قائم کرینگے اور اپنے گورنمنٹ کو اطمینان ہوگا کہ خدمات کے مناسب انعام و اکرام دیے جاینگے
[illegible] برٹش گورنمنٹ [illegible] ان حقوق کے باب
[illegible] مناسب [illegible] زمیندار جو فوراً اطاعت
[illegible] چیف کمشنر [illegible] اس اقرار کا
[illegible] ان کے [illegible]
[illegible]
[illegible] گورنمنٹ کی عدالت
[illegible]

جسقدر وہ چیف کمشنر کی امداد امن و انتظام کے قائم کرنے مین مستعدی و چستی و چالاکی سے
پیش قدمی کرینگے اسیقدر انپر عنایات کی جائینگی اور گورنر جنرل انکے حقوق کے خیال کرنیکو
آمادہ رہے گا اور فیاضانہ سلوک کریگا کہ اس کے پہلے حقوق کو بحال رکھے گا اور جن لوگون نے
انگریزون اور انگریزون کے قتل مین شرکت کی ہے انپر کوئی رحم نہین کیا جائیگا اور جن لوگون نے
انگریزون کی جانین بچائی ہین وہ خاصکر مستحق سمجھے جائینگے کہ ان کے ساتھ نرمی کی جائے
اور ان کے حقوق پر خیال کیا جائے ۔ چٹھی جو اس اشتہار کے ساتھ آئی تھی اس مین فورین
سکرٹری ایڈمنسٹن صاحب نے احتیاطاً لکھا تھا کہ اس اشتہار کا اعلان جبتک نہ کیا جائے
کہ لکھنؤ فتح نہ ہو یا وہ فتح کرنے والون کے سایہ رأفت مین نہ آئے اور جب اس اشتہار کا
اعلان کیا جائے تو وہ صرف اودھ کے ان باشندون کی مخاطبت مین سمجھا جائے جو لڑنے
والے رہتے اور کسی معین گروہ باغی سپاہیون سے متعلق نہ جانا جائے اور لارڈ کیننگ کو
یقین ہے کہ ظاہری درشتی کی طرز جو اشتہار کے ساتھ خصوصیت رکھتی ہے وہ ضروری ہے
ایسے سرکاری کاغذ مین فیاضی اور معافی تقصیرات کا اعلان اسکے معانی مین مغالطہ پیدا
کرتا ہے اور اشتہار کی جابجا رحم و رأفت و نرم دلی ہے کہ اس مین یہہ اقرار کیا گیا کہ راجہ و تعلقہ دار اور
زمیندار سونے اور قیدیون کی سزا سے معاف کیے گئے ہین جو گورنمنٹ سے لڑے ہین
اور جنہون نے گورنمنٹ کے خلاف سازشین کین ہین جائدادون کا ضبط کرنا زیادہ تر معاوضہ
سخت سزا کا بہ نسبت عدالت کی درشتی کے ہے اس چٹھی کے خاتمہ مین یہہ بیان کیا گیا تھا
کہ باغیون کے جرمون کے مختلف مدارج ہین انکے ساتھ معاملہ کرنے مین کونسے اطوار سختی
اور نرمی کو اختیار کرنے مناسب ہین ۔

سر جیمس اوٹرم پاس ۵۔ مارچ کو یہہ چٹھی اور اشتہار آئے ان کو پڑھ کر سر جیمس اوٹرم کی رائے بالکل نکلی
اس اشتہار کے خلاف ہی انہون نے ۸۔ مارچ کو فورین سکرٹری کو یہہ چٹھی لکھی جسکا مضمون یہہ تھا کہ مجھکو یقین ہے کہ ان زمیندارون
تعداد ایک چھٹی تعداد نہین کہ جنہون نے کسی نہ کسی طرح سے باغیون کی امداد نہ کی ہو اسواسطے
حقوق کی تلف کرنے والی جو فرق ہوئی ہے اسکی سختنے صورتین چند ہی ہونگین ۔ مین اپنا یقین
ظاہر کرتا ہون کہ جس وقت اس اشتہار کا اعلان کیا جائیگا تو امرا و روسا و تعلقہ داران یا ستمپین

چلے جائینگے اور سخت مقابلہ و مجادلہ کے تیاریان کرینگے - یہی راے مسٹر الفنسٹن سیندار ردانی
سرکشی کی ہے جنکے حق مین بعد الحاق اودھ نہایت ہی ناانصافی بندوبست اراضی مین کی گئی ہے
بس انکا باغیون کی امداد کرنا فی الحقیقت بمقتضاے طبع بشری تھا - جب باغیون نے اودھ مین
برٹش گورنمنٹ کی حکومت کو بالکل برباد کیا ہے تو راجاؤن اور تعلقداروں نے گورنمنٹ کے برخلاف
انکی طرفداری کی ہے بس انکے ساتھ مدارات ایسی کرنی چاہیے جیسے کہ عزیز دشمن کے ساتھ ہوا کرتی
ہے نہ ایسی کہ سرکشون کے ساتھ کی جاتی ہے - اگر انکی زمینین ضبط کی جائینگی تو وہ بڑے سنگدل دشمن
ہوجائینگے پھر انکے چھوٹے چھوٹے گروہ لڑائیان لڑینگے نہ بڑی بڑی فوجون سے - اور انکی زمینین یورپین کو دیجائینگی تو لڑائی
مین تیاریان ہوجائینگی - لیکن اگر انکی زمینین انہین کو دیدی جائینگی تو وہ فوراً انتظام
کے بحال کرنے مین معین و مددگار ہونگے اور سرکار کے وفادار کے ساتھ شریک و مددگار
ایسے ہونگے کہ پھر اسکی ضرورت نہیں رہیگی کہ اودھ مین بڑا لشکر رکھا جائے انکے جواب مین لارڈ کیننگ
نے ۱۰ مارچ کو لکھا کہ اشتہار مین یہہ فقرہ اور اضافہ کیا جاے کہ انہین جو سرکاری و بستی چالاکی
کے ساتھ جیف کمشنر کے امن انتظام کی بحالی مین مستعدی کرینگے انپر یہہ مہربانی کی جائیگی کہ گورنر جنرل
انکے اصلی حقوق جو وہ حاصل رکھتے تھے بیا معافات بحال کرکے انکے پہلے حقوق انکو بحال کرینگے
تین ہفتے کے بعد لارڈ کیننگ نے لارڈ صاحب کے مضامین کا جواب طویل لکھا مسٹر ایڈمنڈز
نے ۱۰ مارچ کو اسلیے مین لارڈ کیننگ قبول کرتے ہین کہ اودھ کے باشندون کی حالت
[illegible] گورنمنٹ کی خیرخواہی سے بالکل مختلف ان صوبون کے باشندون کی حالت
سے جو برٹش سلطنت مین داخل ہیں لیکن [illegible] ہین یہہ فرق کوئی
[illegible] بات کے [illegible] اور [illegible] کے ساتھ ترقی
اور شفقت و رافت [illegible] صاحب [illegible] جرم
[illegible] معاف رکھنا
[illegible] باغیون کے ساتھ [illegible]
[illegible] کے ساتھ [illegible] کرتے ہین
[illegible] انہون نے [illegible] صاحب [illegible]

اراضی مین الحاق اودھ کے بعد بندوبست اراضی مین تعلقہ دارون اور زمینداروں کے ساتھ
ایسی ناانصافی کی گئی ہے جسکے سبب سے انہون نے سرکشی کی ہے - لارڈ کیننگ اسکی اس بات کو
نہین مانتے - یہہ بات مان بھی لی جائے کہ اودھ مین بندوبست اراضی مین دیہاتی نظام بجائے
قدیمی تعلقہ داری نظام کے داخل کرنا بالکل دانشمندانہ پولیسی نہ تھی تو بھی لارڈ کیننگ اس بات کو یقین
نہین کرتے کہ زمینداروں نے جو طریقہ اختیار کیا وہ اس پولیسی کا نتیجہ تھا - انکے نزدیک تعلقہ دارون
نے جو طریقہ اختیار کیا اسکی وجوہ یہہ تھین کہ تعلقہ دار جو خود مختاری سے اپنے اختیارات کام مین لاتے
تھے وہ گھٹ گئے تھے قانونی مساوات سے انکے مراتب عظمت مین فرق آگیا تھا اور
اپنی سپاہ کے موقوف کرنے پر صلح کے ساتھ زندگی بسر کرنے پر مجبور کئے گئے تھے یہہ دلائل
تھین جنکے سبب سے لارڈ کیننگ نے اشتہار لکھا -

اسوقت لارڈ ایلن برا بورڈ اوف کنٹرول کے پریسیڈنٹ تھے - اس اشتہار کی نقل ۲ مارچ کو
انکے ہاتھ مین آئی اس اشتہار کے ساتھ اسکی تفصیل نہ تھی جسکا وعدہ لارڈ کیننگ نے بھیجنے کا
کیا تھا اس اشتہار کو پڑھ کر لارڈ ایلن برا نے اسکے اعلان کرنے کا نتیجہ وہی نکالا جو اوٹرم صاحب
نے نکالا تھا لارڈ ایلن برا کو یقین تھا کہ جب اودھ پر برٹش گورنمنٹ نے قبضہ کیا ہے تو اس مین
تعلقہ داران اودھ کے ساتھ بے عملی انصافیان کی گئی ہین - جو بڑا سبب صوبہ مین برٹش گورنمنٹ کے
ساتھ تمام قومی بدخواہی کا ہوا ہے اگر یہہ اشتہار اودھ مین دیا جائیگا تو تعلقہ داران اودھ یہ جانینگے کہ انکا
مالک ہونے سے خارج ہوگیا وہ اس زمین کے مالک ہونے کو بہت عزیز رکھتے تھے اب انکا اس گورنمنٹ
سے لڑنا جو انکو زمین کے مالک ہونے سے محروم کرتی ہے بہ نسبت سابق کے زیادہ مستعدی و
جد و جہد سے لڑنا حق معلوم ہوتا ہے انہون نے لارڈ کیننگ کو مراسلہ مین لکھا کہ اودھ کے باشندے
باغی نہ سمجھے جائین بلکہ ایسے دشمن جو عداوت کرنے کے مجاز تھے - اور فاتحین جب فتح حاصل کر لیتے ہین
تو وہ بہت تھوڑے آدمیون کو سزا کا مستحق جانتے ہین اور اپنی فیاضی اور دریا دلی کی پولیسی سے
اپنا رحم و کرم زیادہ تر آدمیون پر کرتے ہین مگر لارڈ کیننگ نے ایسے مختلف اصول پر عمل کیا ہے کہ بہت
تھوڑے باشندگان اودھ کو لطف و کرم کا مستحق سمجھا ہے اور انکے ایک مجمع کثیر کے ساتھ وہ سلوک
کیا ہے جسکو وہ اپنے لیے سخت سزا سمجھین گے اسواسطے ہم چاہتے ہین کہ تعلقہ داران اودھ کے

برخلاف جو فرقی کی سخت پولیسی اختیار کی ہے اس میں تخفیف کی جائے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہندوستان
کی تمام رعایا خوشی سے برٹش گورنمنٹ کی اطاعت کرے لیکن جہاں فرقی عام ہوگی وہاں نہ فرمانبرداری
خوشی سے ہوگی۔ اور نہ رعایا راضی وخوشی رہیگی۔ لارڈ ڈلہوزی اپنے عہدہ سے برخاست ہوئے
انکے سبب سے جو لارڈ کیننگ کی بڑی مشکل ہوئی تھی اسکی مکافات اور وزراء سلطنت نے کی
مسٹر ہربرٹ سڈنی اور لارڈ گرین ویل اور لارڈ ابرڈین نے بڑی ہمدردی اور دلسوزی
کے ساتھ چٹھیاں بھیجیں۔ جب سر جیمس اوٹرم سپریم کونسل کے ممبر ہو گئے لارڈ کیننگ نے رابرٹ
منٹگمری کو اودھ کا چیف کمشنر کر دیا مئی ۱۸۵۸ء میں منٹگمری کو لارڈ کیننگ نے
اپنی اس پالیسی کو جو شروع ہوتے تھا انہیں مندرج تھی حوالہ کیا۔ انہوں نے اس پالیسی کو بڑی
دانشمندی سے اپنے لیے ایک نمونہ بنایا درستی اور نرمی کے ساتھ پر عمل نہیں کیا۔

باب دوم

اودھ میں امن امان کا انتظام کرنا

ہوپ گرانٹ اور بیگم اودھ و نواب گنج کی لڑائی

جلال آباد سے ہوپ گرانٹ صاحب بیگم اودھ کی تلاش میں نکلے وہ محمود آباد کی سڑک پر فساد کر رہی
تھیں سب سے بڑا باغی تھا اور ... تھے۔ ہوپ گرانٹ صاحب نے ... کیا ان ... باغی
ہو گئے تھے اس لیے انکا ... ... کیا گیا تھا۔ اور انکے ساتھ راجہ ... دس ہزار سکھ
اور ... ... ساتھ ... پہنچا تھا ... آباد کی سڑک پر ایک مستحکم مقام
نوابگنج میں ... انکی ... تعداد ... ہزار ... تھی
... [illegible] ... انھوں کو شکست ہوئی
[illegible]
[illegible]

اس نواب گنج کی فتح سے یہہ فائدہ ہوا کہ پھر باغیون کو یہہ حوصلہ نہین ہوا کہ وہ لکھنئو کے قرب و جوار مین اپنی جگھٹ لگاتے۔

جولائی کے تیسرے ہفتے مین انکے نام سرکولن کیمبل کا حکم آیا کہ وہ راجہ مان سنگہ کی کمک کو جاوے یہہ راجہ بڑا مشہور تھا وہ ایک دفعہ باغیون کے ساتھ ہوگیا تھا لیکن مونٹ گومری صاحب کے صلاح و مشورہ سے وہ انگریزون کا وفادار خیرخواہ ہوگیا اسکو انکے قلعہ مین بیس ہزار باغیون نے جنکے پاس بیس توپین تھین گھیر لیا۔ سر ہوپ گرینٹ نے سپاہ وہان بھیجی اور ۲۰ جولائی کو خود چلے۔

سر ہوپ گرینٹ کی روانگی کے وقت سے پہلے پڑھنے والون کو یہہ جاننا چاہیئے کہ اسوقت اودھ مین باغیون کے گروہ کہان کہان پھیلے ہوئے تھے انمین ایک بیگم اور اس کے عاشق مامون خان کی افواج تھین اور اس کے سوا رچو کا گھاٹ مین نو اور بڑے بڑے غول تھے اور بہت سے چھوٹے چھوٹے جو اس وقت نو بڑے غول تھے اسمین ساٹھ یا ستر ہزار مسلح سپاہی تھے اور انکے پاس چالیس یا پچاس توپین تھین انمین سے نصف سے زیادہ چو کا گھاٹ مین گھاگرہ کے قریب بیگم اور مامون خان کے زیر حکم تھے یہہ سپاہ فیض آباد سے کچھ دور تھی اور اس کے ایک بڑے حصہ نے مان سنگہہ کو گھیر رکھا تھا۔ باقی سپاہیون کے سرغنہ اور سردار یہہ تھے۔ رام بخش۔ بہونا تہہ سنگہ۔ چند بخش۔ گلاب سنگہ۔ ترپ سنگہ عرف بھوپال سنگھ فیروز شاہ۔ یہہ سب سارے صوبے مین پھیلے ہوئے تھے وہ بہت دیر تک یکجا جمع نہین رہتے تھے یہہ امید انکو رہتی تھی کہ کہین ایسا اتفاق صدمہ رسانی کا ہاتھ لگ جاوے کہ انکو فتح یا غنیمت حاصل ہو۔

باغیون نے مان سنگہ کو شاہ گنج کے قلعہ مین گھیر رکھا تھا جب انکو انگریزی لشکر کے قریب آنے کی خبر ہوئی وہ اس طرح سے تین حصون مین منقسم ہوکر بھاگ گئے کہ ایک گونڈہ مین گیا اور دوسرا سلطان پور مین گومتی کے کنارہ پر اور تیسرا باندہ مین گھاگرہ کے کنارہ پر۔

سر ہوپ گرینٹ فیض آباد مین گئے۔ اور اجودھیا کے گھاٹ پہنچے وہان بہت سے باغی کشتیون مین بیٹھے ہوئے دریا کے دوسرے کنارہ کی طرف جارہے تھے انہون نے کشتیون پر آتش زنی

اُنکے سب کشتیوں کو سوا ایک کے ڈبو دیا۔ باغیوں کے بڑے گروہ بچکر نکل گئے دوسرے دن
انہوں نے راجہ مان سنگھ سے ملاقات کی۔

وہ یہاں ٹھیرے نہیں انکو خبر لگی کہ سلطان پور میں باغیوں کا بڑا ہجوم جمع ہو رہا ہے وہاں ایک کالم
بریگیڈیر ہوپ گرینٹ کے ماتحت بھیجا۔ بارش کے سبب ہوپ گرینٹ صاحب نے توقف کیا اور
ساتویں اگست کو روانہ ہوئے اور ۲۲ اگست کو سلطان پور سے چار میل کے فاصلہ پر پہنچے
ندی سائی کے پار جانے کی مشکل پیش آئی ... ہوپ گرینٹ صاحب کو دشمن کے مقام اور اسکی
طاقت سے بھی اطلاع ہوئی تو انہوں نے ... صاحب کی کمک کے لئے اور سپاہ
بھیجی ... اگست کو ... سپاہ ندی سے پار ... کرنیل ... دسے
... نے فتح کر لیا۔ ... اگست کو باغیوں نے
انگریزی لشکر پر حملہ کیا اور شکست پائی اور بھاگ گئے اور سلطان پور کو خالی کر گئے۔ [illegible]

[illegible] باغیوں کا تعاقب کیا ... متواتر سفر کرتے تھے ابھی یہاں سے گئے
[illegible] سپاہی ... ساتھ تعلقہ داران اور زمینداران [illegible]
[illegible] ساتھ ... [illegible] سپاہ ... کرنیل کیمبل
اور ... [illegible]
[illegible] ... سلطان پور ... [illegible]
[illegible] ... [illegible]
[illegible] ... ہوپ گرینٹ صاحب
[illegible]
[illegible] ... سلطان پور ... [illegible]

[illegible] ... کیا۔

[illegible] ...
[illegible]
[illegible]

پوایان کو سزا دینی چاہتے تھے جنھنے بڑی دغا بازی کے کام کیئے تھے باغیوں کے سرغنوں مین آپس مین اتفاق نہین ہو سکتا تھا ان مین سے ہر ایک اپنا خود ہی آزادانہ کام کرنا چاہتا تھا یہہ چار باغی سرغنہ تھے نظام علیخان بہت سے آدمیوں کے ساتھ پیلی بھیت کو دھمکاتا تھا۔ خان بہادر خان چار ہزار سواروں کے ساتھ تھا اور نواب فرخ آباد پانچ ہزار آدمیوں کے ساتھ۔ اور ولایت شاہ تین ہزار آدمیون کے ساتھ۔ گورنمنٹ انگریزی اپنی محافظت پر تیار رہتی تھی ڈی گانٹار و صاحب کو ایک سپاہ کے ساتھ پوایان کی محافظت کے لیئے بھیجا۔ یہان کے راجہ کے پاس دو ہزار سپاہ تھی اسکے ہمیشہ ہتیار رکھنے کی تاکید تھی جسکے سبب سے پوایان بچ گیا۔ مگر ہیل کھنڈ کے اور اضلاع مین فساد و شور و شر کا فرو کرنا مشکل تھا۔ اگست کے آخر مین علی خان میواتی نظام علی خان کے ساتھ شریک ہوکر پیلی بھیت کے قریب ایک بڑے گاؤن نوریہ کے نزدیک آیا جو برٹش کی چھاونی سے دس میل پر تھا۔ پیلی بھیت مین سپاہ کے کمانیر کپتان روبرٹ پارکنس تھے دونو کپتان پارکنس اور مجسٹریٹ مالکم نے نوریہ سے باغیون کا نکالنا چاہا پارکنس صاحب نے لفٹنٹ کرنگی صاحب کو سپاہ کے ساتھ بھیجا اور مجسٹریٹ اس کے ہمراہ گئے۔ ۲۹۔ اگست کو وہ نوریہ پہنچے۔ اس گاؤن سے کرنگی صاحب نے لڑنے کا قصد کیا۔ باغیون کے اونیس سوار حق داد خان رسالدار کے سوارون سے دست بدست لڑے اس مین سے چودہ تو مارے گئے کرنگی صاحب نے حملہ کرکے باغیون کو بھگا دیا۔ تین میل بھاگ کر بڑے سرپورہ مین گئے۔ پھر کپتان بروان صاحب سپاہ کے ساتھ پیلی بھیت سے نوریہ سے باغیون کو نکالنے آئے۔ باغی النے خوب لڑے اور انکو زخمی کیا مگر آخر کو شکست پائی۔ باغیون کے تین سو آدمی مارے گئے چار توپین اور انکا ہتیار اور انکا ذخیرہ سب چھین گیا۔ نظام علی خان زخمی ہوا اور باقی اور باغی سرغنہ بھاگ گئے

بابو رام پرشاد سنگھ سراؤن کا تعلقہ دار سرکار کا بڑا وفادار خیرخواہ تھا۔ باغیون نے اس کے گھر کو جلا دیا قصبہ کو لوٹ لیا اسکو اور اسکے کنبے کو مقید کر لیا۔ لارڈ کیننگ نے جو الہ آباد مین تھے ایک لشکر بھیجا جو برکلی صاحب کے ماتحت سراؤن روانہ کیا کہ وہ ملک کے اس حصہ مین انگریزی حکومت کو پاؤن جمائین۔

برکلی صاحب ۱۴ جولائی کو گنگا کے پار اترے اور ۱۶ کو انہون نے دہائن مین باغیون کو دیکھا

ڈبائن ایک شکستہ عمارت جنگل کے اندر تھا جسکے گرد خندق تھی برکلی صاحب نے حملہ کرکے اسکو لے لیا
ڈھائی سو باغی تو خندق میں مردہ پڑے تھے اور جنگل میں بہت سے مارے گئے۔
۱۵۔ اگست کو یہاں برکلی صاحب بھی ٹھہرے اور ۱۶ کو قلعہ ترول پر گئے جو سراؤن سے
سات میل پر تھا۔ اس کے گرد جنگل ایسا گھنا تھا کہ قلعہ نظر نہیں آتا تھا۔ جب قلعہ پر توپیں
چلائی گئیں تو باغیوں نے رات کو اس قلعہ کو خالی کر دیا اور اپنی تین توپیں مع میگزین کے
چھوڑ گئے برکلی صاحب نے قلعہ مسمار کر دیا اور اسی طرح قلعہ [illegible] کو منہدم کرکے الہ آباد میں واپس
آ گئے تھوڑے دنوں کے بعد وہ پھر اودھ کے قلعوں کے مسمار کرنے کے لیے بھیجے گئے
اس طرح وہ قلعوں کو برباد کرتے ہوئے پرتاب گڈھ میں آئے اور سلطان پور میں گرینٹ
صاحب کے لشکر سے مل گئے ان دونوں نے ملکر الہ آباد اور لکھنؤ کے درمیان ڈاک قائم کر دی۔

روکروفٹ کی سپاہ اور بریگیڈ جو کپتان سوتھ بائی کے ماتحت کام کرتے تھے اسوقت وہیں تھے
گماپریل کے آخر میں وہ پھر کپتان گنج میں آ گئے۔ ان دو لوٹکروں میں ایک حصہ میجر کوکس
صاحب کا۔ جون کو ایک اسور باہتہ گئے وہاں سے خبر آئی تھی کہ محمد حسن مع سپاہ کے وہاں آ گیا
ہے لشکر انگریزی اسوقت ایک میل کے فاصلہ پر آیا۔ اسنے دشمن کو اپنی جگہ سے ہٹا دیا۔ پھر
تھوڑے دنوں بعد روکروفٹ صاحب کا بڑا لشکر آیا۔ محمد حسن چار ہزار باغیوں کے ساتھ اسوقت وہیں تھا
اسکو روکروفٹ صاحب نے ایسی شکست دی کہ اسکا کچلا نکال دیا اور وہ اس ملک کے حصے
بھاگ گیا۔ پھر کچھ دیر کے بعد روکروفٹ صاحب اپنی سپاہ سمیت امیر ضلع گورکھپور میں گئے تاکہ
سرحد کی جب تک محافظت کریں کہ صوبہ گرینٹ کا لشکر پہنچے کے اضلاع میں باغیوں پر
جھاڑو پھیرے۔

اودھ کے مشرقی حصہ میں جو جدا جدا لڑائیاں ہوئیں انکے نتائج بھی مفید ہوئے۔
۔ اگست کو سائی ندی کے کنارہ پر جو سین پر باغیوں نے بنگالہ سے فیروز شاہ کا حملہ کیا سون
تھ گڈھ کی سڑک پر لکھنؤ سے ستر میل پر تھا۔ جہاں میں انگریزی عملداری قائم ہو گئی تھی وہاں نوابی میں
ضلع کے ڈپٹی کمشنر کا بیٹا حاضر تھا انکے پاس ایک ہندوستانی پولیس کی پلٹن تھی
سائی کی ندی کا پل وہیں کے قریب بنا ہوا تھا۔ ۔ اگست کو شام کو باغیوں کے ایک لشکر عظیم نے

روکروفٹ صاحب کی سپاہ اور بریگیڈ [illegible]

اودھ میں باغیوں کا حملہ

مقدمۃ الجیش نے جس میں دوسو پیادے اور ڈیڑھ سو سوار تھے پولیس پلٹون کو پل کے پار ہٹا دیا اور دوسرے دن صبح کو حملہ کی تیاریان کین ۔

اس حملہ کی خبر ۸ - اگست کی صبح کو کرنیل الیوسیگھ صاحب کو پہنچی وہ نواب گنج مین سپاہ کے کمانیر تھے ایک گھنٹے کے بعد وہ لشکر لیکر چلے اور موہن سے تین میل کے فاصلہ پر ایک مقام پر پہنچے فیروزشاہ کا عام صدر مقام حسین گنج تھا جو موہن اور رسول آباد کے درمیان تھا - جب الیوسیگھ صاحب حسین گنج سے ایک میل فاصلہ پر آئے تو باغی الٹے اس مقام مین آتے ہوئے معلوم ہوئے جنپر انکی تھوڑی سی فوج نے جو ماتحت گورڈ ہائی صاحب کے تھی حملہ کیا انہون نے پینتالیس باغی قتل کیئے اور انکی تین برجی توپین تین پہیئے لیےلین اور ایک ہاتھی اور دو اونٹ چھین لیئے ۔

شمال مغرب مین لکھنؤ سے بارہ میل پر ملیح آباد ہے جہین کیوانا گھ صاحب اسسٹنٹ کمشنر تھے اور اس سے اٹھارہ میل کے فاصلہ پر شمال مغرب مین قصبہ سندیلہ تھا جہین پٹھان رہتے تھے انکے خشتی مکانات بڑے بڑے تھے اور ایک چھوٹی سی گڑھی انکے پاس تھی وہ انگریزون سے بڑی عداوت رکھتے تھے وہ انکی آمد و رفت مین خلل انداز ہوتے تھے - کیوانا گھ صاحب کی کہنے سے کپتان ڈاسن صاحب پولس افسر نے سندیلہ پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا اور کیوانا گھ صاحب نے کئی زمینداروں کو دوست بنا کے انکو ہدایت کر دی کہ وہ اس قصبہ کی محافظت باغی گروہ تو ٹرے دار بند وقچیون سے کرین ۔

اودھ مین گنگا کے کنارون کی جولائی اگست ستمبر مین محافظت بڑی ضروری تھی ایز باغیون کے پھرتے تھے کبھی وہ اودھ کے دہات کو لوٹتے تھے کبھی گنگا سے پار اتر کر انگریزی عملداری مین غارتگری کرتے تھے اس برائی کے دور کرنے کا علاج یہہ کیا گیا تھا کہ برسات کے موسم مین دخانی جہازون سے جہان تک وہ دریاؤن مین جا سکتے تھے کام لیا گیا - باغیون نے بہتسی کشتیان بنا کیسے تھے کہ انمین بیٹھ کر دریا کے پار جائین اور ملک مین لوٹ مار مچائین انگریزی سپاہ ایک دخانی جہاز مین بیٹھی تھی جسنے باغیون کی بیس کشتیان غارت کر دین مگر انکے قلعے ایسے دور دور تھے کہ دخانی جہاز سے ایز مار نہین پڑ سکتی تھی - اگست و ستمبر مین اکثر تھوڑی تھوڑی سپاہ مین بھیجکر باغیون کو لوٹ مار سے باز رکھا ۔

ستمبر ۱۸۵۸ء کے آخر میں اودھ کا ایک حلقہ جو اس کے مرکز کے گرد تھا شرق سے مغرب تک انگریزون کے قبضہ میں تھا اور شمال جنوب میں جو اضلاع تھے ان پر گیا باغیون کا تصرف اور قبضہ تھا یا ان میں وہ لوگون کو بہت تکلیف پہنچاتے تھے۔ اس حلقہ کے شمال میں بیگم و مامون خان و فیروز شاہ و نرپت سنگھ باغیون کے سردار تھے اور انکے کم مشہور اور بہت سے سرغنے مع اپنے آدمیون کے تھے جنوب میں بینی مادھو، بہت سنگھ، دیہی چند اور تھے علاوہ انکے شمال مشرق میں نیپال کی سرحد کے قریب نانا راؤ اس کے ملازمین سازشیں کر رہے تھے۔

اکتوبر میں بارش کے موقوف ہونے سے سپاہیون کو سفر کرنا آسان ہوا۔ باغیون نے اس تغیر موسم سے اول استفادہ کیا۔ [illegible] چند [illegible] آدمیون اور آٹھ توپون کو لیکر گومتی سے [illegible] ساتھ [illegible] اسکے ہمراہیان کی تعداد [illegible] ہوگئی۔ [illegible] سندیلہ سے تین میل کے فاصلہ پر آیا کپتان ڈاسن صاحب سندیلہ میں تھے اور ان پاس تھوڑی پولس کی پلٹن تھی اور [illegible] سپاہی [illegible] باغیون کو [illegible] ماتحت کیا اور [illegible] کیا اور [illegible] انگریزون کا بھی بھاری نقصان ہوا سپاہی اور افسر کل [illegible] مقتول ہوئے باغیون کے بہت آدمی مارے گئے [illegible] باغیون سے [illegible] لڑائی ہوئی جس [illegible] انگریزون نے قلعہ پر دوبارہ فتح کر لیا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وہ ایک ہی وقت میں سب اضلاع سے باغیون کو نکال باہر کرین۔ روہیلکھنڈ سے ایک کولم چلے جو شمال مغرب مین اودھ کے محمدی نورنگ آباد اور اسی قسم کے اور بڑے بڑے مقامات سے باغیون کو خارج کرکے انگریزی عملداری قائم کرے بیسواڑہ کے ملک مین برگیڈ مقرر کیا اور دوابہ کی محافظت کے لئے ایک کولم۔ دوسرا کولم کانپور کی سڑک کی محافظت کے لئے مقرر کئے اور ایسے ہی کولم مقرر کئے کہ وہ لکھنؤ اور نواب گنج و دریاباد و فیض آباد مین سفر کرنے کے لئے تیار رہین اس اجمال کی تفصیل یہہ ہے کہ بیسواڑہ مین جو برگیڈ مقرر ہوئے تھے اسکا کام یہہ تھا کہ وہ کل فیض آباد کے ضلع یعنی گنگا اور گھاگرا کے درمیان قبضہ رکھین اور گھاگرا اور راپتی ندی کے درمیان ملک کو فتح کرین اور سر ہوپ گرانٹ صاحب کی سپاہ گورکھپور کے ضلع کو اپنی گرفت مین رکھے اس کے ساتھ ہی رسیل کمنڈ کی سپاہ سیتاپور اور خیرآباد کی قسمت کے مقامات کو دوبارہ فتح کرے لارڈ کلائیڈ نے اپنے لئے یہہ کام مقرر کیا کہ زندہ باغیون کو جو اپنے تئین حوالہ کرنے سے انکار کرین نیپال کی عملداری مین بھگا دے۔

۲۲-اکتوبر کو لارڈ کلائیڈ نے سر ہوپ گرانٹ کے پاس ہدایتین بھیجین کہ وہ برگیڈیر ہیکلی اور برگیڈیر ویدرآل صاحب کے ساتھ شریک ہو کر گومتی سے پار جگدیس پور تک جائے اور پھر پرتاپ گڈھ اور امیٹھی کے درمیان باغیون کو نکالتا ہوا آئے۔

ان ہدایتون کے موافق سر ہوپ گرانٹ روانہ ہوئے ویدرآل صاحب نے رام پور کسیا پر حملہ کیا جس مین رام غلام سنگھ باغی تھا۔ یہہ قلعہ نہایت مستحکم جنگل کے اندر تھا اسکو فتح کرلیا اور تئیس توپین لے لین انگریزون کے ۷۸ آدمی مجروح و مقتول ہوئے باغیون کے تین سو آدمی مارے گئے۔

سر ہوپ گرانٹ نے ویدرآل صاحب کی فتح کی خبر ۳-نومبر کی دوپہر کے بعد سنی تو وہ رام پور کسیا مین جا کر ملے یہان سے وہ امیٹھی کو روانہ ہوئے۔ یہان بھی ایک قلعہ جنگل سے گھرا ہوا تھا اس مین چار ہزار سپاہی تھے جنمین پندرہ سو باغی سپاہی تھے اور تیس توپین تھین۔ ۷-نومبر کو اس قصبہ سے تین میل کے فاصلہ پر پہنچے۔ کالن کلائیڈ نے پرتاپ گڈھ سے ۶-نومبر کو سفر کیا ... راجہ امیٹھی کو ایسی فہمائش کی کہ وہ ۱۰-نومبر کو انگریزی لشکرگاہ مین آیا اور اسنے اپنے تئین

اور قلعہ کو انہیں حوالہ کر دیا۔

ایٹھی کو لیکر گرینٹ صاحب شنکر پور پر حملہ کرنے آئے جو مادھو کی دار الریاست تھی اور چند رکھ سپاہی اسکے پاس تھے۔ ۸ نومبر کو موراسدہ مین باغیون کو شکست دی اور ۹ کو میر ... کا قلعہ لے لیا۔ کمانڈر انچیف نے خونریزی سے بچنے کے لیئے بینی مادھو کے روبرو نرم شرائط پیش کین کہ وہ اپنے تئین حوالہ کر دے لیکن بینی مادھو نے انکے جواب مین کہا کہ مین قلعہ آپ کو اس لیئے حوالہ کرتا ہون کہ اسکی حراست نہین کر سکتا مگر اپنے تئین اس لیئے حوالہ نہین کر سکتا کہ مین اپنے بادشاہ کا تابع ہون۔ رات کو اس نے قلعہ خالی کر دیا اور آپ جلدی ... گھاگرا کو چلا گیا راہ مین اسکا مقابلہ ایویلین صاحب نے کیا اور انکو شکست دی اور تین توپین چھین لین۔

شنکر پور پر گرینٹ صاحب کا قبضہ ہو گیا اور پھر گھاگرا کے پار اترے جہان ۲۴ نومبر کو باغیون سے ... [illegible] ... تھے انہون نے ان باغیون کا چوبیس میل تک تعاقب کیا ... چھ توپین چھین لین ... [illegible] ... کو کھیلی کا فون مین باغیون کو شکست دی ... [illegible] ...

۵ دسمبر کو پانچ توپین نکالین ... [illegible] ...

[illegible]

گھاگرہ کے جنوب کو باغیون سے پاک صاف کر رہے تھے۔ اس سے پہلے وہ سرغنہ بغاوت جو صلح نہین کرتے تھے اور بینی مادھو لڑتے چلے گئے

پہلے لکھا ہے کہ بلرام پور مین ۱۶۔ دسمبر کو سر ہوپ گرینٹ آگئے تھے انکو یہہ معلوم ہوا کہ قلعہ تلسی پور مین جو بارہ میل کے فاصلہ پر ہے ناناکا بھائی بالاراؤ اپنے ہمراہیون سمیت آٹھ نو توپین لئے ہوئے موجود ہے محمد حسن مع اپنے ہمراہیون کے بھی اس کے ساتھ آن ملا ہے گرینٹ صاحب نے روکروفٹ صاحب کو حکم دیا کہ وہ اپنے مقام پر سے جاکر تلسی پور پر حملہ کرے روکروفٹ نے اس حکم کی تعمیل کی باغیون کو دیکھا کہ وہ اس کے مقابلہ کرنے کے لیئے تیار ہین مگر خفیف سا مقابلہ کرکے وہ بھاگ گئے سوارون کے نہ ہونے کے سبب سے روکروفٹ صاحب انکا تعاقب نہ کر سکے مگر ہوپ گرینٹ صاحب نے انکا تعاقب کیا اور گورکھپور کی طرف انکو نہ آنے دیا بالاراؤ چھ ہزار سپاہ اور پندرہ توپون کے ساتھ کنڈاکوٹ کے قریب چلا گیا۔ سر ہوپ گرینٹ نے ۴ جنوری ۱۸۵۹ء کو انکی ساری توپین چھین لین اور انکو انگریزی سرحد سے باہر نکال دیا۔

جب سر ہوپ گرینٹ لڑائیان لڑ رہے تھے تو لارڈ کلائیڈ نے ایوسکھہ صاحب کو مغرب کی طرف بھیجا کہ وہ ٹروپ صاحب سے ملے وہ خود ان مقامات سے جہان انکی سپاہ تھی باغیونکو نیپال کی سرحد کی طرف دھکیل رہے تھے انہون نے بیگم اور ناناکو بونڈی اور بہرائچ سے نکالدیا اور پھر نان پارہ مین جاکر گھاگرا اور نان پارہ کے درمیان باغیونکو پاک صاف کیا پھر وہ نیپال کی سرحد کے قریب بانکی مین گئے اور باغیون کے کیمپ پر چڑھ کر انمین سے بہتون کو ہلاک کیا اور انکو نیپال مین دھکیل دیا۔ غرض اب ملک اودھ باغیون سے بالکل پاک صاف ہوگیا۔ لارڈ کلائیڈ نے خیال کیا اب سرکشی کا سر بالکل کچلا گیا تو انہون نے اودھ کو سر ہوپ گرینٹ کے حوالہ کیا اور ہدایت کی کہ وہ نیپال کی سرحد کی طرف خوب نگہبانی رکھنے کہ باغی پھر ملک مین نہ آنے پائین

اب نیپال کی سرحد کی طرف سے جسکا طول سو میل تھا خوف وخطر تھا جس مین پہاڑ اور جنگل تھے نیپال مین مہاراجہ جنگ بہادر نے ہمیشہ کی طرح یہہ خیرخواہی کی کہ اسنے باغیون کو جو اسکی سرحد مین داخل ہوئے تھے اطلاع دیدی کہ وہ انکی امداد کسی طرح کی نہین کریگا اور اسنے انگریزی سپاہ کو اجازت دیدی کہ وہ نیپال کی سرحد مین داخل ہوکر باغیون سے جو بہت سے گھس آئے ہین

ہتھیار لے لیے۔ اس اجازت کے موافق ہو گیا۔ سر ہوپ گرانٹ شروع سال میں وادی ستار میں داخل ہوئے اور سدھنیا کے گھاٹ سے راپتی کے پار اترے اور باغیون کے ایک گروہ پر حملہ کیا اور انکی چودہ توپین چھین لین اور بعد ازان کرنیل کیلی نے پہاڑون مین باغیون کا شکار کھیلا چھ توپین ان سے لے لین۔ نیپال کی سرحد مین پچاس ہزار باغی گھسے تھے جنمین سے نصف اپنے ہتھیار پھینک کر اپنے گھر گئے انکو امید تھی کہ یہان کوئی انکو ستائے گا نہین۔

چند ایسے باغی تھے جنہون نے سخت جرم کیے تھے انکو امید نہین تھی کہ ان پر رحم کیا جائے گا جیسے کہ وہ پلٹنین جنہون نے کانپور مین انگریزون کا قتل عام کیا تھا اسکا سردار کہ جاہد سنگھ تھا جو انگریزون کا جانی دشمن تھا انکے سامنے لڑائی مین اپنا ہاتھ کھو چکا تھا وہ ان تینون کو سرحد نیپال نکالکر سیکرورہ پر چڑھ آیا اور دو ہاتھی اچک لیے۔ کرنیل واکر نے اسکا تعاقب کیا اور اپریل ۱۸۵۹ء کو اس پر حملہ کیا اور پوری شکست اسکو دی۔

اگرچہ گرمی کا موسم شروع ہو گیا تھا سر ہوپ گرانٹ نے باغیون کا جنگل سے نکالنا ضروری جانا۔ اتنی خبر ہوئی کہ باغیون کی جمعیت سپاہ سردار کے [illegible] مین ہے۔ تو سر ہوپ گرانٹ خود انکی طرف گئے اور باغیون کو جنگلون سے نکال دیا پہاڑون مین انکے پیچھے پڑے اب باغیون کا حال بہت خستہ ہو گیا [illegible] انکے پاس ہتھیار تھے نہ توپین تھین [illegible] کھانے پینے کے لیے کچھ نہ تھا اب سر ہوپ گرانٹ نے انکا تعاقب چھوڑ دیا [illegible] روکنے کے واسطے متعین کر دیا انکا قصد یہ تھا کہ [illegible] اور بالا راؤ نے نیپال مین پناہ پائی۔

اب آخر [illegible] مین بالکل بندوبست ہو گیا [illegible] انگریزون کو ہاتھ نہین آیا تھا بلکہ انہون نے اب [illegible] جب [illegible] انتظام کیا تب ہندوستان کے کسی اور حصہ مین نہین لیا گیا۔ [illegible] باغیون نے [illegible] کی [illegible] نہین کیا غرض [illegible] ان [illegible] سے [illegible] داخل ہو گیا۔

باب چہارم

پنجاب و ممالک مغربی

پنجاب مین بغاوت کی سازشین

جب جولائی ۱۸۵۷ء مین نکلسن صاحب کا کولم پنجاب سے جدا ہوا ہے تو کل پنجاب مین یوروپین سپاہ چار ہزار تھی جس مین بہت سے آدمی بیمار و ضعیف و ناتوان تھے سر جان لارنس کو اسمین شبہ تھا کہ پنجاب مدت دراز تک وفادار و خیر خواہ رہے گا۔ چنانچہ کچھ آثار اسکے ظہور مین آتے جاتے تھے ستمبر کے شروع مین معلوم ہوا کہ شیعی ہزارہ مین بغاوت کے لیئے سازش ہوئی ہے جسمین بہت مسلمان شریک تھے۔ اول اس سازش کی اطلاع لیڈی لارنس کو ہوئی جو کوہ مری پر اُسوقت تشریف فرما تھین انہون نے راولپنڈی کے کمشنر اڈورڈ تھورنٹن صاحب کو لکھا کمشنر نے بہت جلد سر غنون کو گرفتار کر کے اس سازش کو مٹا دیا۔ چند روز بعد لاہور اور ملتان کے درمیان گوگیرا مین بغاوت کے آثار نمودار ہوئے سر جان لارنس نے سپاہ بھیجکر جلدی سے ان قومون کو مطیع کر لیا جنہون نے بغاوت کا ارادہ کیا تھا اسکے بعد پنجاب کی رعایا مین سے کسی حصے نے بغاوت کا ارادہ نہین کیا۔ صرف ۱۸۵۸ء کے نصف آخر کے حصے مین دو ایک فساد کھڑے ہوئے تھے۔

جولائی ۱۸۵۸ء مین اٹھارہوین پنجابی پیدل کا ایک حصہ ڈیرہ اسماعیل خان مین رہتا تھا اسنے بغاوت کا ارادہ کیا اس حصے مین سو مالوی سکھ تھے انہون نے اپنے افسرون کے مارنے کا اور قلعہ کے میگزین کے لے لینے کا اور ۲۹ وین رجمنٹ کو ہتھیار دینے کا قصد کیا۔ یہ رجمنٹ پہلے سے ان ہتھیارون سے خالی تھی۔ ۲۰ جولائی کو اس سازش کا راز کھل گیا۔ اس دن میجر گارڈنر لینون مین گئے۔ مالوی دو سکھ سپاہی بلائے تو ایک سپاہی آگے آیا جسکو انہون نے قید کا حکم دیا اسنے اور ایک اور جمعدار نے ایک سپاہی کو مار ڈالا اور دوسرے کو زخمی کیا

اور بھاگ گئے بہت دنوں کے بعد پھر سے آ گئے بغاوت جسکی وہ مرتکب ہوئے بالکل مٹ گئی
ملتان میں باسٹھویں اور اکہترویں ہندوستانی رجمنٹیں تھیں اور یہی توپخانہ کا ترپ تھا ان
سب سے ہتھیار لیے گئے تھے۔ اب ان بے ہتھیاروں کی سپاہ کا بغیر یورپین سپاہ کی حراست
کے رکھنا خطرناک تھا اس لیے یہہ تجویز ہوئی کہ انکے تھوڑے تھوڑے سپاہی حصے کرکے
روانہ کیے جائیں اور انسے کہا جائے کہ وہ اپنے گھر چلے جائیں۔ اس حکم کو وہ یہہ سمجھے
کہ انکے مارنے کے لیے یہہ تجویز کی ہے انہوں نے ۳۱ اگست کو لاٹھی اونکا جو کچھ
ہاتھ لگا لیکر یورپین اور سکھ سپاہیوں کو مارنا شروع کیا اور پانچ سپاہیوں اور لفٹنٹ المس کو ڈالا
پھر پنجابی اور یورپین سپاہیوں نے انکو مارنا شروع کیا۔ کیا رہ سو وہ تھے ان میں سے
شاید چند ہی اپنے گھر زندہ پہنچے ہونگے سب پنجاب کی یہہ کیفیت تھی اب ممالک مغربی کا حال سنو۔
جب سر ہیو روز نے گوالیار کی سرکش سپاہ کو شکست دی تو ان شکست یافتہ سپاہیوں کا
[illegible] کنارہ کھڈون میں چھپ گیا انکا سردار روپ سنگھ بنا جو بڑا اصلی چالاک آدمی تھا
اور وہ قلعہ [illegible] پر قابض ہو گیا جو چنبل [illegible] کے ملاپ کی جگہ سے قریب تھا۔ اور سپاہ [illegible]
[illegible] انگریزی سپاہ نے یہہ قلعہ لے لیا اور
روپ سنگھ [illegible] روپ سنگھ [illegible] کے گاؤن میں نمودار ہوا۔
یہاں [illegible] اور اسباب چھین لیے اسطرح اٹاوہ کا ضلع
بالکل باغیوں کی آلایش سے پاک صاف ہو گیا۔
[illegible] میں [illegible] صاحب ضلع آگرہ میں بھیجے گئے تھے کہ اس ضلع کی
سپاہ کے کمانڈر ہوں [illegible] انہوں نے ان باغیوں سے انتقام لیا جنہوں نے قصبہ [illegible] میں
فساد کیا تھا اور [illegible] انہوں نے ۲۰ مارچ ۱۸۵۸ [illegible] میں جا کر
باغیوں [illegible] کیا [illegible] اس سبب
[illegible] کی
[illegible] آگرہ میں آ گئے تھے جب [illegible]
[illegible] انکے ساتھ لگی تھی۔

جب گوالیار دوبارہ تسخیر ہوگیا ہے تو آگرہ کے ضلع مین انگریزون کو اطمینان خاطر ہوا ہے۔

۲۲۔جون ۱۸۵۸ء کو جا در اعلی پور مین تانتیا ٹوپی شکست پاکر بھاگا تھا اور راؤ صاحب اور نواب باندہ اس کے ہمراہ تھے اسکو امید تھی کہ جے پور مین اسکو بہت طرفدار اس کے ملینگے اور اسکے ساتھ ہو جائین گے اس لیئے اسکی طرف جانے کا قصد کیا۔

تانتیا ٹوپی کے تعاقب سمجھنے کے لیئے یہہ سمجھنا ضرور ہے کہ کو لم سپاہیون کے جو اسکے تعاقب کے لیئے مقرر کیئے گئے تھے انکا مقام کہان کہان تھا۔

۲۰۔جون کو سر ہیو روز بمبئی پریسیڈنسی مین کمانڈر انچیف کا عہدہ لینے چلے گئے اور اپنی سپاہ کا کمانڈر بریگیڈیر جنرل رو برٹ نے پیر کو مقرر کر گئے۔ یہہ موسم لڑائی کا نہ تھا اس لیئے نیپیر صاحب نے گوالیار مین اپنی سپاہ کے آرام کے لیئے چھپرون کے مکان بنوائے اور کچھ سپاہ انہون نے اپنی جھانسی مین بھیجدی۔ سمتھ بریگیڈ نے سیپری اور گونہ مین قیام کیا۔

راجپوتانہ کے فیلڈ فورس کے کمانڈر جنرل روبرٹس تھے انہون نے جون کے آخر مین اپنی سپاہ کے ساتھ نصیر آباد مین قیام کیا۔

۲۷۔جون کو روبرٹس صاحب کو معلوم ہوا کہ تانتیا ٹوپی نے اپنے مخفی معتمد جے پور مین انگریزون کے بدخواہون پاس بھیجے ہین تا انکو یقین دلاوین کہ وہ جے پور مین آتا ہے اسکے ساتھ ملنے کے لیئے وہ تیار رہین۔ روبرٹس صاحب نے ۲۸۔جون کو نصیر آباد سے کوچ کیا اور تانتیا ٹوپی کے آنے سے پہلے وہ جے پور مین آ گئے۔

جب تانتیا نے جے پور کا یہہ حال دیکھا تو اسنے ٹونک کی طرف رخ کیا۔ اسکے پیچھے کرنیل ہومس صاحب گئے ٹونک کا نواب وزیر خان تھا بھلا وہ کب اس بھگوڑے مرہٹے تانتیا کا مطیع ہونا تھا جسکے پیچھے انگریز لگے ہوئے چلے آتے تھے اسلیئے وہ مع اپنے معتمدین کے اپنے قلعہ مین بند ہوا اور باہر جو سپاہ تھی اور اسکے پاس چار توپین تھین اسکو حکم دیا کہ وہ باغیون کا مقابلہ کرے لیکن اس سپاہ نے باغیون کے مقابلہ کرنے کی بجائے برادرانہ مدارات کی اور اپنی چارون توپین انکو دیدین جس سے تانتیا کی سپاہ کا اضافہ ہوگیا۔ وہ مع اضافہ کے جنوب کی طرف مادھوپور اور اندر گڈھ کی جانب گیا جو کہ وہان سے بہت فاصلہ پر شمال مشرق کی طرف ہے

یہان پھر پولس صاحب اسکے تعاقب مین موجود تھے اور اسکے بعد روبرٹس صاحب آگے بڑھے
بارش کی وہ شدت تھی کہ نہ اس مین بھگوڑے اچھی طرح بھاگ سکتے تھے نہ انکے پیچھے تعاقب
کرنے والے اچھی طرح جا سکتے تھے چنبل ایسی چڑھی ہوئی تھی کہ تانتیا اسے پار نہ جا سکا تو بوندی
مین چلا آیا۔ پولس صاحب اسکے تعاقب مین رہتے تھے اسلیئے وہ کہین قیام نہین
کرسکتا تھا۔ بوندی کے پہاڑون کے پار کنیا کے درہ سے گذر کر وہ سانگانیر اور بھیلواڑہ
کے درمیان آیا۔ یہ وہ مقام اودے پور کی ریاست مین نصیر آباد اور نیمچ کی سڑک پر تھے
روبرٹس صاحب بارش کی کثرت کے سبب سے مرزا پور تھے جو اجمیر سے تیس میل پر ہے
بھیلواڑہ کے سامنے باغیون کے پیدل اور توپین اور اسکے سوار ندی کو پار کے پار
سنگانیر تک پڑے ہوئے تھے اور ہاتھی اور اسباب انکے پیچھے تھے۔ روبرٹس صاحب نے
باغیون پر حملہ کیا اور تانتیا کو بھگا دیا۔ دوسرے دن جب روبرٹس صاحب پاس سوار آئے
تو تانتیا کا تعاقب کیا اور باغیون کو انکے مقامات سے نکالنا شروع کیا۔ باغی بناس
ندی کے کنارہ پر پہنچ گئے۔ ۱۳۔ اگست کو تانتیا نے دوبارہ دشمن کرنے گیا جب وہان
آیا تو اودھی رات کو اسنے سنا کہ انگریزی لشکر قریب آگیا ہے خوف سے اسنے اپنے خیمے
[illegible] چھوڑے اور رات کو سفر کرنیکا حکم دیا۔ دوسرے دن ایک مستحکم مقام مین قیام کیا انگریزی
[illegible] نے اسکو شکست دی اور تیس میل تک پھر تعاقب کیا پھر تعاقب نہ ہوسکا تانتیا ٹوپی
نے چنبل کی طرف کوچ کرنے کا ارادہ کیا روبرٹس صاحب نے اپنی عقل سے اسکے ارادہ کو
پہچان لیا اور سفر کرکے چوتھے دن نیمچ کے قریب [illegible] پہنچے۔ یہان [illegible] پارک سے
[illegible] بریگیڈ کا کام تھا۔ اب روبرٹس صاحب نے تانتیا کے تعاقب کا کام اسکے سپرد کردیا
اس [illegible] تانتیا چنبل سے [illegible] اور تیس میل کے فاصلہ پر [illegible]
[illegible] ریاست جھالاواڑ مین [illegible]
[illegible] تھا۔ [illegible] باغیون سے [illegible]
[illegible] تیس سے کم [illegible] میل [illegible] سے لے لیئے
[illegible] اور [illegible] ملاقات کی اور روپیہ مانگا۔ [illegible]

دینے کا وعدہ کیا مگر راؤ صاحب نے جو پیشوا کی جگہہ تھا پچیس لاکھ روپے مانگے آخر کو رانا پندرہ لاکھ روپے دینے کو تیار ہو گیا لیکن اصل مین اسنے پانچ لاکھ روپے دیئے مگر تانتیا نے اسپر طعن و تشنیع ایسے کئے کہ وہ اسی رات کو پچیس ہزار لیکر بھاگا اور مسو مین آگیا اور اپنی بی بی کو کہی بارود کے پیپے دے گیا کہ اگر کوئی اسکی ناموس و عصمت کو بگاڑنا چاہے تو وہ بارود مین اڑ جائے غرض تانتیا کو یہان بہت سا روپیہ اور جواہرات اور ہر قسم کا اسباب ہاتھ آیا۔ یہان پانچ روز قیام کیا جو روپیہ ہاتھ آیا تھا وہ اپنی سپاہ کی تین مہینے کی تنخواہ مین تقسیم کیا سوار کو تیس روپیہ ماہوار کے اور پیادہ کو بارہ روپیہ ماہوار کے حساب سے تنخواہ دی۔ یہان کی ترنا فتح مین اسکے ہمراہیون راؤ صاحب اور نواب باندہ کو یہہ سوجھی کہ اندور چلیئے اور ہلکر کی سپاہ کو اپنے ساتھ ملانے کے لیئے بلائیے کہ وہ مرہٹون کے پیشوا کی خدمت کرے۔ بس اس خیال سے تانتیا ٹوپی راجگڈھ مین آیا۔

لاک ہارٹ صاحب اجین سے سوس نیر مین راجگڈھ سے سترہ میل کے فاصلہ پر آگئے اور سوس نیر سے تین میل کے فاصلہ پر جنوب مین انکا نال کیرہ مین آگئی۔ میجر جنرل روبرٹس کی جگہہ میجر جنرل میچل صاحب مقرر ہوئے وہ مالوہ اور راجپوتانہ دونو کے کمانڈر افسر تھے وہ لوک ہارٹ صاحب اور ہوپ صاحب کے کولمون سے نال کیرہ مین ملے۔

میچل صاحب راجگڈھ کے قریب پہنچے تو یہان سے تانتیا مع اپنی سپاہ کے رات کو بھاگ گیا۔ میچل صاحب نے اسکا تعاقب کیا اور اسکو شکست فاش دی اور ستائیس توپین چھین لین تانتیا شروج مین بھاگ گیا۔ اب جاڑے کے موسم کا آغاز ہو گیا تھا ہم جنرل نے پیر اور بریگیڈیر سمتھ کے لشکرون کا حال بیان کرتے ہین۔

سیندھیا کا ایک سردار مان سنگھ نامی نادار کا راجہ سیندھیا سے لڑ رہا تھا جسنے اسکے ساتھ بدسلوکی کی تھی۔ اسنے بارہ ہزار سپاہیون کی جمعیت کر لی تھی اور ۲۔ اگست کو ایک مستحکم قلعہ پاوڑی پر قبضہ کر لیا تھا جو سیپری سے اٹھارہ میل بر شمال مغرب مین تھا اس مین میگزین اور کھانے پینے کا سامان چھہ مہینے کے لیئے موجود تھا۔ سمتھ کا بریگیڈ سیپری مین موجود تھا اسکو ۴۔ اگست کو مان سنگھ کی خبر معلوم ہوئی وہ ۵ کو لشکر لیکر چلا اور بہت جلد پاوڑی کے پاس

۷- اگست کو آن پہنچا۔ مان سنگھ نے برگیڈیر پاس صلح کا علم بھیجا اور عرض کیا کہ میں انگریزوں کے ساتھ لڑنا نہیں چاہتا ہوں میرا جھگڑا صرف وہ مہاراجہ سے یا بھیا کے ساتھ ہے سمتھ صاحب نے مصالحت کو قبول کر لیا۔ اسنے انگریز مہاراجہ سے یا سید بھیا کے ساتھ جو اسکا جھگڑا تھا اسکی کہانی برگیڈیر کو سنائی اور کہا کہ میرا کوئی تعلق باغیوں کے ساتھ نہیں ہے گو یہ عذر سچا ہو اور سننے والے کو اسکا یقین بھی آ گیا ہو مگر وہ اس قسم کا نہ تھا کہ اسکو ایسا ہی منظور کر لیا۔ سمتھ صاحب نے مان سنگھ کو اطلاع دی کہ تم کو ضرور دینا پڑیگی تو مان سنگھ نے مقابلہ کے لئے مصمم ارادہ کیا۔

[illegible] کا قلعہ بڑا مستحکم تھا اور اس میں سامان جنگ خوب تھا۔ سمتھ صاحب نے اسکا محاصرہ کیا اسکی کمک کے لئے [illegible] صاحب [illegible] آئے [illegible] کام اپنے ہاتھ میں لیا ۱۹ اگست کو سمتھ صاحب سے آن ملے دوسرے دن سے قلعہ پر جنگ شروع کی چوبیس گھنٹے تک قلعہ کے اندر خوب گولے پھینکے۔ قلعہ کے اندر مان سنگھ کا بھتیجا جیت سنگھ آ گیا تھا اسنے ۲۰ اگست کو قلعہ خالی کر دیا [illegible] صاحب نے قلعہ [illegible] اور توپوں کو توڑ ڈالا۔ [illegible] صاحب کے ماتحت ایک [illegible] بھیجا کہ مان سنگھ کا تعاقب کرے [illegible] چلے آئے [illegible] صاحب مان سنگھ کی [illegible] ناکام رہے تو انہوں نے [illegible] تعاقب [illegible] انتظام کیا۔

[illegible] صاحب نے انہوں کا تعاقب کیا اور جیت سنگھ کو [illegible] میں جا لیا اور انہوں نے [illegible] کہا کہ [illegible] ہو گئے [illegible] حملہ کیا۔ انہوں نے خفیف سا مقابلہ کیا۔ کئی افسر انگریزی اور [illegible] سپاہی [illegible] زخمی ہوئے اب یہ معلوم ہوا کہ جس لشکر کو شکست ہوئی ہے وہ جیت سنگھ کا لشکر تھا۔ مان سنگھ کا نہ تھا۔ مان سنگھ کو جب خبر ہوئی کہ اسکا تعاقب کیا گیا ہے تو اسنے اپنی سپاہ کو تین حصوں میں تقسیم کر کے تین مختلف طرفوں پر بھیجا تھا اور انکو ہدایت کی تھی کہ وہ سب ایک مقام میں آ کر ملیں۔ ان میں سے یہ ایک حصہ جیت سنگھ کا تھا جسکو شکست ہوئی تھی اور ان میں سے [illegible] سپاہی مارے گئے اور جیت سنگھ بھاگ گیا [illegible] سپاہی مارے گئے۔

[illegible]

پہنچ گیا۔ یہان آٹھ روز ٹھیر کر جھانسی گڈھ مین پہنچا یہہ قصبہ مع قلعہ سیندھیا کی عملداری مین سپری کے جنوب مین تھا۔ یہان اسنے لوگون سے رسد مانگی انہون نے دینے سے انکار کیا تو اسنے اس قصبہ کو لوٹ لیا اور سات توپین لے لین پھر تانتیا تو سپاہ لیکر چندیری کی طرف اور راؤ صاحب مع سپاہ نان بہت کی طرف روانہ ہوئے۔ چندیری مین مہاراجہ سیندھیا کا ایک سچا خیرخواہ سپاہی موجود تھا اسنے تانتیا کو چندیری مین نہین داخل ہونے دیا تو تانتیا نے چندیری کو حملہ کرکے لینا چاہا۔ تین دن تک اسکے لینے کے لیئے ہاتھ پاؤن مارے مگر کچھ نہوا تو وہ منگرولی مین بیتوا کے باہین کنارہ پر چندیری سے بیس میل کے فاصلہ پر جنوب مین چلا گیا

۹۔ اکتوبر کو مچل صاحب منگرولی کی طرف چلے انکو معلوم ہوا کہ تانتیا اس مقام کے متصل مرتفع زمین پر موجود ہے۔ یہان تانتیا مچل صاحب سے لڑا اور شکست پاکر اور اپنی توپین چھوڑ کر بھاگا تانتیا بیتوا سے پار ہوکر جکلاؤن مین آیا۔ دوسرے روز للت پور مین جاکر راؤ صاحب سے ملا۔ تانتیا یہان رہا اور دوسرے دن راؤ صاحب مع سپاہ اور توپون کے جنوب مشرق کی طرف آگے بڑھا اور سنجوایا مین آیا مچل صاحب نے اسکو یہان شکست فاش دی اور بارہ میل تک تعاقب کیا باغیون کا بہت نقصان ہوا مگر راؤ صاحب بھاگ کر نکل گیا۔ انگریزون کے پانچ افسر اور بیس سپاہی مقتول اور مجروح ہوئے۔ راؤ صاحب للت پور مین تانتیا سے ملا اور دونو کی یہہ صلاح ہوئی کہ اس ملک مین تو انگریزی سپاہ نے ہم کو زغہ مین کر رکھا ہے نربدا کے پار جانا چاہیئے۔

جب مچل صاحب کو معلوم ہوا کہ تانتیا ٹوپی جنوب کی طرف جا رہا ہے تو انہون نے اسکو کورؤی مین شکست دی اور تانتیا کے میسرہ کو بالکل غارت کردیا مگر تانتیا اور راؤ صاحب اپنی نصف سپاہ کو ذبح کرا کے خود بھاگ گئے۔ یہہ لڑائی ۲۵۔ اکتوبر ۱۸۵۸ء کو ہوئی۔ اب تانتیا راج گڈھ مین پہنچا۔ راہ مین اسکا گرؤٹہ سے چار میل کے فاصلہ پر کرنیل چارلس فیچر نے اسپر حملہ کیا اور چالیس آدمی اسکے مار ڈالے لیکن تانتیا ٹوپی نربدا کے پار ناگپور کے ملک مین چلا گیا جو ہوشنگ آباد سے چالیس میل پر تھا۔ اب راؤ صاحب اور تانتیا مرہٹون کے ملک مین آ گئے۔ انہون نے بمبئی اور آگرہ کی سڑک پر انگریزون کی رسد کے چھکڑون کو لوٹ لیا

جسکے سبب سے بنی ورد اس پر سپاہیان [illegible] انگریزون کو [illegible] اور خطرے پیدا ہو گئے ۔

اس ملک مین تانتیا نے دیکھا کہ کہین اسکو انگریزون کے تعاقب سے نجات نہین ہے تو اسنے نربدا کے پار ہو کر بڑودہ جانے کا قصد کیا ۔

کوراٹی مین تانتیا کو مچل صاحب شکست دیکر تانتیا کے تعاقب کے لیے ۷ نومبر کو ہوشنگ آباد مین پہنچے یہان وہ پارک صاحب سے ملے جنکو انہون نے ہوشنگ آباد مین چھوڑا اور خود نربدا کے پار جا کر جبول کے قریب آئے تانتیا بھاگتا پھرا شکست پر شکست کھاتا رہا اب اس کے ساتھ [illegible] چار ہزار آدمی تھے [illegible] صاحب اسکے تعاقب مین تھے اسکو ایک جگہ شکست دی اور توپین چھین لین تب وہ توپون کو چھوڑ کر بھاگ گیا اور نربدا کے [illegible] ایک گاؤن جلا لوٹ لیا [illegible] طرف چلا نربدا کے کنارہ سے چھتیس میل چلکر وہ راجپور مین پہنچا یہان کے [illegible] سے تین ہزار [illegible] روپیے اور تین گھوڑے لیے اور [illegible] چھوٹے اودے پور کی طرف چلا جو بڑودہ سے پچاس میل تھا مگر اس کے تعاقب کرنے والے بہت سے تھے ۔

پارک صاحب بہت [illegible] تانتیا کے تعاقب کے لیے چلے آتے تھے انہون نے چھوٹے اودے پور [illegible] لیا اور تانتیا کو شکست دیکر بڑودہ [illegible] جانے دیا تو وہ بھاگ کر بانسواڑہ کے جنگلون مین [illegible] کے [illegible] جنوب مین تھے یہ جنگل بڑے گھنے ہین اور [illegible] تین مہینے [illegible] صاحب اور تانتیا بڑی مصیبت کی حالت مین تھے [illegible] نے [illegible] اپنے تئین سرکار کے حوالہ کیا [illegible] روپیہ سے مالا مال [illegible] جیسا کہ چلے تانتیا جنگلون مین پھرتا ہوا [illegible] ایک دن ٹھیرا اور [illegible] [illegible]

بہت تھی دوسرے دن اس امید مین چلا کہ اودے پور کو جا کر دھمکاؤن گا مگر جب انگریزونکو اسکی خبر ہوئی تو میجر روک صاحب کو لم لیکر بھانس رور مین آئے جہان سے انکو اودے پور کی حمایت کرنی اور تانتیا کا روکنا آسان تھا۔ تانتیا انسے بچکر بھیلواڑہ گاؤن مین آیا اس نے یہان یہہ صلاح کی کہ اپنے تئین حوالہ کر دینا چاہیے مگر مان سنگھ اور فیروزشاہ اسکے پاس آنے والے تھے اسلیئے یہہ صلاح موقوف رہی۔

تانتیا بھیلواڑہ مین دو روز مقیم رہا پھر پرتاب گڈھ گیا۔ انگلش جنرل تانتیا کی راہ کو جانتا تھا اب اسکو فیروزشاہ کی حرکات کی بھی خبر آئی۔

۲۵۔ دسمبر ۱۸۵۸ء کو جب تانتیا جنگلون سے نکلکر پرتاب گڈھ کی طرف چلا ہے تو میجر روک سے اسکا سامنا ہوا تانتیا اس سے دو گھنٹے تک لڑا اس عرصہ مین اسکے ہاتھی اور بیگیج نکل گئے تو پھر وہ مندسور کی طرف گیا اور اس سے چھہ میل کے فاصلہ پر رات کو ٹھیرا۔ پھر تین دن مین جلدی سفر کرکے زیرا پور مین آیا جو نیمچ سے مشرق جنوب مین سو میل کے فاصلہ پر ہے۔

تانتیا جب زیرا پور مین آیا اسی روز بن سن صاحب یہان آن موجود ہوئے۔ تو تانتیا متحیر ہوکر اپنے چھہ ہاتھی چھوڑ کر بڑودہ مین چلا گیا یہان اسکو سومرسٹ صاحب نے شکست دی تو وہ بھاگ کر ناہرگڈھ مین کوٹہ کے ملک مین چلا آیا۔ قلعہ دار نے اسپر توپ چلائی راؤ صاحب نے مان سنگھ کو بلایا جب وہ آگیا تو باغی بیرون مین چلے گئے۔ یہان دو روز ٹھیر کر اندرگڈھ کی طرف چلے۔ جب وہ چنبل کے کنارہ پر آئے تو بے وجہ مان سنگھ انکو چھوڑ کر چلا گیا۔ ۱۳۔ جنوری کو وہ اندرگڈھ مین آئے یہان فیروزشاہ مع اپنے لوٹی گارڈ اور باردوں خیر ٹکی جمعیت کے ان سے آن ملا

جب فیروزشاہ کو مندسور سے کرنیل ڈیورینڈ نے نومبر ۱۸۵۷ء مین نکال دیا تھا تو وہ اپنی ملازمین کے ساتھ روہیل کھنڈ مین چلا گیا تھا۔ لارڈ کلائیڈ نے اسکو روہیل کھنڈ سے بھی نکالدیا تو وہ اودھ مین داخل ہوا اور ان باغیون کے ساتھ ملا جنہون نے سرکار والا اقتدار کی حکومت کو تسلیم کرنے کے لیئے مصمم ارادہ کر لیا تھا۔ جب اودھ مین بھی باغیون کا لوٹنا ہوا تو فیروزشاہ نے چنبل اور جمنا سے پار اتر کر تانتیا ٹوپی سے

فیروزشاہ کا ... تانتیا

... بن سن صاحب ...

فیروزشاہ

چلنے کا ارادہ کیا وہ اتنا جانتا تھا کہ وہ اسکو لائق دوست جانتے اس سبب سے وہ
بسوآ میں جو سیتاپور کے قریب تھا آیا یہاں سے جلدی سفر کرکے ۲۰ دسمبر ۱۸۵۸ء کو گنگا پار
اترا اور راستے سڑک کلان پر تار کو کاٹا اور خبر اڑائی کہ وہ شمال مغرب کی طرف آگے بڑھے گا
مگر اسکی بجائے وہ اٹاوہ کی سڑک پر چلا اور لفٹننٹ فوبس نے جنکے ساتھ ہیوم صاحب اور
کپتان ڈوڈے صاحب تھے بڑی کوشش کی کہ اسکو ہرچندپور میں گھیر لیں مگر اس میں خرابی ہوئی
اور کپتان ڈوڈےایل صاحب کی جان گئی۔ برگیڈیر ہربرٹ ایک کول کو لیکر اسکے تعاقب کرنے
کے لیے روانہ ہوئے۔ فیروزشاہ وہ کو جمنا کے پار اتر کر جھانسی کی طرف چلا وہاں سے جلدی چلا کر [illegible]
رانوڈ کے ہمسایہ میں آگیا یہ ایک بڑا شہر گونہ سے شمال مشرق میں چالیس میل پر ہے یہاں
پہلی دفعہ اسکی روک ہوئی۔

جنرل [illegible] ہربرٹ سے [illegible] گئے تھے انکو جب فیروزشاہ کے جانے کے رستے معلوم
ہوئے تو انہوں نے ان سڑکوں پر اسکے روکنے کے لیے سپاہیوں بھیجیں جنکو وہ سمجھتے تھے
کہ وہ جائیگا [illegible] صاحب فیروزشاہ کے تعاقب کے لیے [illegible] رانوڈ میں
پہنچ گئے۔ فیروزشاہ نے رانوڈ پر حملہ کا ارادہ کیا مگر [illegible] صاحب کی بہادری نے فیروزشاہ کو
شکست دی اور ساٹھ میل تک اسکا تعاقب ہوا باغیوں کے بہت سے گھوڑے
اور [illegible] پیچھے چھوڑے اور [illegible] آدمی ہلاک کرنے [illegible] صاحب نے تعاقب
[illegible] اور انگریزوں کی طرف سو سپاہی زخمی ہوئے۔

فیروزشاہ وہاں سے [illegible] چندیری کی طرف لے گیا مگر جب انکو معلوم ہوا کہ انگریزی سپاہ چندیری
کی طرف آتی ہے تو [illegible] گڈھ اور [illegible] کی طرف چلا اور [illegible] کے جنگلوں میں
جا کے [illegible] کے نزدیک [illegible] جنوری کی تیس
کے [illegible] سپاہیوں [illegible] اس کے آدمیوں نے
[illegible] سپاہیوں کو لڑائی
کے [illegible] میں [illegible] جنوری کو [illegible] پر
باغیوں کو [illegible] باغیوں نے [illegible] اونٹ بہت سے

ہتھیار اور کپڑے چھوڑ گئے۔ یہان سے فیروز شاہ راج گڈھ اس امید مین گیا کہ وہان تانتیا ٹوپی سے ملیگا چند روز وہ یہان پڑا رہا مگر جب اسکو معلوم ہوا کہ ہر گڈیر سمتھ اسکی سراغ رسانی کر رہا ہے تو وہ اندر گڈھ مین ۱۳ جنوری ۱۸۵۹ء کو تانتیا ٹوپی سے جا ملا۔

اندر گڈھ امن کی جگہہ نہ تھی "تانتیا ٹوپی کو معلوم تھا کہ انگریزی سپاہیون کے دو کول ادھر چلے آرہے ہین اس لئے ڈیواسا مین چلا گیا یہہ ایک بڑا قصبہ ہے جے پور اور بھرت پور کے درمیان ہے دو برگڈیر شوورس اور ہولمس صاحب ڈیواسا کی طرف سے چلے اور وہان پہنچے ۱۶ جنوری ۱۸۵۹ء کو جبوقت تانتیا و راؤ صاحب و فیروز شاہ آپس مین جنگ کے باب مین صلاح و مشورے کر رہے تھے کہ شوورس صاحب آگئے۔ اسوقت ان تینون آدمیون کا بچ جانا کرامت تھی "تانتیا ٹوپی اپنے روزنامہ مین لکھتا ہے" کہ انگریزی لشکر نے یکایک ہمپر چڑھ کر منتشر کر دیا" تین سو باغیون کو مقتول و مجروح و بیکار کیا اور باقی سب بھاگ گئے۔ تانتیا اور اس کے ملازم الور ہوتے ہوئے سکر مین ۲۱ جنوری کو پہنچے کہ ہولمس صاحب نے حملہ کیا۔ باغی اپنے گھوڑے اور اونٹ اور ہتھیار بھی چھوڑ کر و اس باختہ ہوکر بھاگے تھوڑے دنون کے بعد انہین سے چھہ سو باغیون نے اپنے تئین راجہ بیکانیر کو حوالہ کیا۔

اس شکست سے باغیون کا جتھا ٹوٹ گیا اسی دن فیروز شاہ مع اپنے سوارون کے تانتیا ٹوپی سے جدا ہو گیا۔ اب راؤ صاحب اور تانتیا مین بھی ان بن ہو گئی تانتیا لکھتا ہے کہ مین نے اسے کہا کہ اب مین اور زیادہ دنون نہین بھاگونگا اور جب کبھی مجھے موقع ملیگا تو مین آپکو چھوڑ کر چلا جاؤنگا۔ مان سنگھہ کے بعض رشتہ دار ٹھاکر تانتیا سے آن ملے۔ سپاہ کو چھوڑ کر تانتیا صرف دو برہمن رسوئی کرنے کے لیے اور ایک سائیس اور دو گھوڑے اور ایک ٹٹوا اپنے ساتھہ لیکر پیرون مین چلا گیا۔ پیرون کے جنگل مین راجہ مان سنگھہ سے تانتیا ملا۔ راجہ نے پوچھا کہ سپاہ کو کیون چھوڑ دیا یہہ کام تمکو نہین کرنا چاہیئے تھا تو تانتیا نے جواب دیا کہ آپ کیا گئے بھاگتے بھاگتے تھک گیا تھا اب مین تمہارے ساتھہ رہونگا خواہ یہہ کام مین نے صحیح و صواب کیا یا غلط و خطا۔

اس عرصہ مین راؤ صاحب نے چار ہزار سپاہیون کو ساتھہ لیکر کشالی مین اجمیر کے مغرب مین جودھپور

دس میل کے فاصلہ پر ۱۰ فروری ۱۸۵۹ء کو آیا انتقام لینے والے اسکے پیچھے لگے ہوئے تھے
ہومز صاحب کشائی میں آموجود ہوئے اور انہوں نے راؤ صاحب پر حملہ کیا اور دو سو آدمی اسکے
مار ڈالے۔ راؤ صاحب بھاگ کر ۱۵ فروری کو چھتر پنج کے درہ میں پہنچا۔ جب انگریزی لشکر ادھر
کی طرف آیا تو راؤ صاحب بانسواڑہ کے جنگل میں چلا گیا تو سومرسٹ صاحب نے اسکا تعاقب کیا
تو راؤ صاحب کے ساتھی تھوڑے رہ گئے اور وہ بھی تانتیا کی طرح بھاگتے بھاگتے تھک گیا۔
اسکے ساتھیوں میں سے چند آدمی ہتھیار پھینک کر اپنے گھروں کو چلے گئے۔ بڑے بڑے
سردار جنگل میں چلے گئے وہ فقیرانہ گذران کرنے لگے۔ بہتوں نے بھیک مانگ کر
اپنا پیٹ پالتے تھے۔ انہوں کے صرف پانچ سردار باقی رہ گئے تھے راؤ صاحب۔ فیروز شاہ
مان سنگھ۔ اجیت سنگھ اور تانتیا ٹوپی ہر ایک کی قسمت کا ستارہ اوج سے [illegible]۔ راؤ صاحب تو
ایک جگہ سے دوسری جگہ مارا مارا پھرا ۱۸۶۲ء میں وہ پنجاب کے شمالی پہاڑوں
میں جاکر ایک قصبہ میں پکڑا گیا اور کانپور بھیجا گیا وہاں [illegible] ثابت ہوئے وہ ۲۰ اگست
کو پھانسی دیا گیا۔ فیروز شاہ شاہزادوں کے [illegible] میں [illegible] کے [illegible] نکل گیا
[illegible] سلطان روم اس کے ساتھ سلوک کرتا [illegible] میں [illegible]
[illegible] اجیت سنگھ نے مان سنگھ کا [illegible] میڈ صاحب کے حوالے کیا۔ مان سنگھ
سے [illegible] میڈ صاحب [illegible] اور [illegible] ایسے
قول و قرار ہوئے کہ مان سنگھ نے اپنے تئیں انکے حوالے کیا اور [illegible] عیال [illegible] کے قریب
تھے [illegible] میں آگئے۔ اجیت سنگھ [illegible] میل کے فاصلہ پر
جنگل میں رہتا تھا۔ میڈ صاحب کے لشکر کے ساتھ مان سنگھ [illegible] پہنچا جہاں اجیت سنگھ رہتا
تھا جب اجیت سنگھ [illegible] بھاگ کر
[illegible] میں اور [illegible] سے جا ملا۔

میڈ صاحب [illegible] تانتیا ٹوپی [illegible] مان سنگھ [illegible]
[illegible] حالت [illegible]
[illegible] مان سنگھ [illegible]

اور اسکے حقوق پر خیال کیا جائیگا میڈ صاحب نے اسکو سمجھایا کہ اگر وہ تانتیا کو پکڑوا دیگا تو اس
خدمت عظیم کے عوض میں وہ اپنی حالت سابقہ پر بحال ہو جائیگا۔ بس اسوقت سے مان سنگہ کو
یہہ دھن لگی ہوئی تھی کہ وہ تانتیا کو گرفتار کرائے اسکو یہہ اندیشہ تھا کہ مبادا تانتیا اس کی
مٹھی میں سے نکل جائے تانتیا نے میڈ صاحب کے لشکر میں مخفی آدمی بھیجکر مان سنگہ سے
صلاح مشورہ پوچھا تھا کہ وہ فیروزشاہ سے جا کر ملے یا نہ ملے۔ مان سنگہ جانتا تھا کہ اگر
تانتیا کہیں چلا جائیگا تو پھر اسکو پکڑوانے کا قابو ہاتھ سے جاتا رہیگا۔ مان سنگہ کو
نہ اپنی عزت کا نہ اپنے صاحب دوست کی دوستی کا خیال تھا وہ تانتیا کو دغا و فریب سے
پکڑوانے پر اس شرط پر تیار تھا کہ اسکو پہلے اپنی ریاست ملجائے۔ میڈ صاحب کو تو ریاست
بحال کرنے کا اختیار نہین تھا اس لیئے وہ سر رابرٹ ہاملٹن سے یہہ وعدہ کرانا چاہتا تھا
کہ شاہ آباد یا [illegible] اسکو ملجائے یا نروار کے راج کا کوئی حصہ اسکو ملجائے۔ میڈ صاحب
مان سنگہ سے اس حال میں گفتگو کر رہے تھے تانتیا ٹوپی جنگل مین براج رہا تھا۔ اب بھی
تانتیا کے پاس نہایت ہی سرپیچ میں آٹھ ہزار موجود تھے [illegible] صاحب نے تو انکو چھوڑ دیا تھا
مگر فیروزشاہ اور آصف [illegible] نواب اور امام علی وردی میجر انکے ساتھ تھے اس وردی میجر نے
تانتیا کو خط بھی لکھا تھا [illegible] آکر ملجائے۔ تانتیا اگرچہ جانتا تھا کہ مان سنگہ نے انگریزوں کے
اپنے تئیں حوالہ کر دیا مگر پھر بھی وہ اسپر اعتماد کرتا تھا اور اپنے تئیں اسکے حوالہ کر دیا تھا۔ مان سنگہ نے
ایک آدمی تانتیا پاس بھیجا تھا اور سمجھا دیا تھا کہ جہان یہہ آدمی کہے وہان ٹھیرنا تانتیا کو
قاصد کی زبانی مان سنگہ نے کہلا بھیجا تھا کہ وہ تین دن کے اندر اس سے ملنے آئیگا
اس اقرار کے موافق تیسرے دن ۷- اپریل کی آدھی رات کو تانتیا کے چھپنے کی جگہہ پر
مان سنگہ آیا اور [illegible] کے سپاہیون کو فاصلہ پر چھوڑ آیا۔ تانتیا سوتا تھا اسکو سوتا ہوا پکڑ کر
میڈ صاحب کے کیمپ میں لے آئے وہ یہان ۸- اپریل ۱۸۵۹ع کو طلوع آفتاب کے
وقت [illegible] میں وہ کورٹ مارشل کے سپرد ہوا اور اسپر یہہ جرم لگایا گیا کہ اسنے جون ۱۸۵۸ع سے
[illegible] باغیانہ جنگ کی تانتیا نے اپنے بری ہونے کے
[illegible] دیا کہ میں نے [illegible] کے فتح ہونے تک سب باتون مین اپنے آقا نانا کے

حال ان کی تعمیل کی اور اسکے بعد راؤ صاحب کے حکم ان کی تعمیل کی کسی انگریز یا انگریزیان کے قتل کرنے میں کوئی کام نہیں کیا ہے نہ میں نے کسی کے پھانسی دینے کا حکم دیا ہے مگر ۱۸ اپریل ۱۸۵۹ء کو اسکو پھانسی دی گئی۔

سر رابرٹ نے سچ کہا تھا کہ جاؤرا علی پور میں شکست دی تھی اسکے بعد نو مہینے تک اسنے انگریزی سپاہیوں کو اپنے تعاقب میں بڑا حیران پریشان کیا۔ وہ ایک بار دو دفعہ چھوٹا ناگپور اور مالوہ میں گیا نربدا پار اترا اور مغربی ہند کو دھمکایا۔ اسکی لیاقتیں قابل تعریف ہوتیں اگر اس میں جرنیل ہونے کی قابلیت ہوتی اسکے سفر عجیب و غریب تھے وہ اپنے بھاگنے کے لیے مقامات خوب منتخب کرتا تھا مگر اس میں لیاقت نہیں تھی کہ وہ دشمنوں کے ضعیف مقامات کی تحقیق کر لیتا یا اپنی کامیابیوں کو کام میں لاتا۔ اور ان دونو باتوں سے فائدہ اٹھاتا کبھی لڑائی میں وہ زیادہ دیر تک ٹھہر نہیں سکتا تھا [illegible] سب سے اول وہی بھاگتا رہتا تھا ایسا کہ انگریز بھی اسکے تعاقب کرنے سے بہت دفعہ عاجز ہو گئے اور زیادہ تعاقب کرنے کو ناممکن جاننے لگے۔ اس کے تعاقب کرنے میں سر ہیو روز صاحب اور [illegible] صاحب اور نیپئیر صاحب نے اپنی قابلیت لیاقت و شجاعت کے بڑے جوہر دکھائے جنکا مفصل بیان ثابت کیا [illegible] جنکا بیان ہونا [illegible] کی سب [illegible]۔

باب دوم

باغیوں کے سرغنوں کا فنا یا تباہ ہونا اور ملکہ کا اشتہار

اب [illegible] تانتیا ٹوپی کے گرفتار ہونے سے جنوبی مغربی ہندوستان کی [illegible] امن و انتظام ہو گیا جیسا کہ [illegible] اور [illegible] میں ہو گیا۔

ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ باغیوں نے بادشاہ دہلی [illegible] سلطنت [illegible] سے اسکے [illegible] ثابت ہو گئے۔

چیف کمشنر پنجاب کا اسکی نسبت یہہ حکم صادر ہوا کہ بہادر شاہ معزول بادشاہ دہلی سمندر کے پار سخت مجرموں کی طرح جلا وطن کیا جائے وہ کسی ایسے جزیرہ یا مقام مین رکھا جائے جہاں وہ سب مسلمانون سے علیحدہ رہے اسکی بیوی زینت محل اور اس کے بیٹے جوان بخت کی نسبت کوئی جرم نہیں ثابت ہوا جوان بخت کی عمر تو سترہ برس کی ہے لیکن یہہ دونو دہلی مین موجود تھے چیف کمشنر انکو اجازت دیتا ہے کہ خواہ وہ قیدی کے ساتھ اسکی جلا وطنی کے مقام مین رہین اور اگر انکو یہہ منظور نہو تو وہ بنگال پریسیڈنسی کے اضلاع زیرین مین کسی ضلع مین شاہی قیدیون کی طرح مقید رہین -

نانا راؤ اور بالا راؤ و سپاہ ول عظیم اللہ ۱۸۵۹ء مین نیپال کی ترائی مین مر گئے - بینی مادھو پلوان سنگہ کے گورکھون کے ساتھ لڑائی مین قتل ہوا - خان بہادر خان کو مارچ ۱۸۶۰ء مین اس مقام پر پھانسی ملی جہاں اسنے اپنے وحشیانہ کام کئے تھے - محمو خان نواب نجیب آباد دائم الحبس ہو کر جلا وطن کیا گیا - جوالا پرشاد کو ۳ مئی ۱۸۶۰ء کو اس گھاٹ پر پھانسی ملی جہاں نانا کی طرف سے اسنے کشتیون مین انگریزون کے قتل کا اہتمام کیا تھا - امیر سنگہ برادر کنور سنگہ گورکھپور مین انگریزون کے ہاتھ لگا - اودھ کی بیگم کاٹھمانڈو مین بغیر کسی تکلیف پہنچنے کے رہتی تھی تفضل حسین خان نواب فرخ آباد عمر بھر کے لیئے مکہ کو جلا وطن ہوا - بہت سے چھوٹے چھوٹے سرغنہ بغاوت جو میدان جنگ سے بھاگ کر جنگلون مین چلے گئے تھے پکڑے گئے اور انکے جرائم کی تحقیقات ہوئی سزا ملی یا بری کیئے گئے انکے جرمون کے متناسب سزا ملی باقی سب کے بغاوت کے جرم سوا قاتلون اور مشہور سرغنون کے سرکار نے معاف کر دیئے کئی سو سپاہی اور اور مجرم جزیرہ انڈمان (کالے پانی) مین بھیجے گئے اور چند ہزار مجرمون نے تھوڑی تھوڑی میعاد کے لیئے قید سخت کی سزا پائی وہ وہین جیل خانون مین رہے تا بدل انکے دو چند سے زیادہ بری کر دیئے گئے - بڑی زبردست سپاہ بنگال اور مقامی کنٹنجنٹون مین چند ہی ضعیف رجمنٹین تھین جو بغاوت سے الگ تھلگ رہین - ان مین جوان بہت سے دو سال کے اندر ایک لاکھ آدمیون سے زیادہ زخمون سے بیماری سے حاکمون کی پھانسی دینے سے مر گئے اور اس عرصہ مین جو باغی لڑائی مین مارے گئے

انکو شامل کرو تو تعداد بہت زیادہ ہو جاتی ہے غلطی سے بے گناہ مارے گئے انکا کچھ حساب نہین۔

اگرچہ بغاوت مین بہت سی مصیبتین اور تکلیفیں اٹھانی پڑین اور روپیہ کا خرچ ہوا مگر ان نقصانون کو میزان عدل کے ایک پلڑے مین چڑھاؤ اور دوسرے پلڑے مین ان نقصانونکے سبب سے جو فائدے حاصل ہوئے رکھو تو فائدون کا پلڑا بھاری رہیگا۔ پولیٹکل کا جسم جن سخت مرضون مین مبتلا تھا اسکا بغاوت نے نہایت سخت شدید علاج کیا مگر اس سے ازالہ امراض ہو گیا اسکا پہلا نتیجہ یہہ تھا کہ کورٹ ڈائرکٹرس خارج ہوئے خواہ انھون نے کیسے ہی اچھے کام کئے ہون [illegible] ایک دن ہو کی تھی ١٣ فروری ١٨٥٨ء کو ہوس کامنس مین لارڈ پامرسٹن نے یہہ تجویز پیش کی کہ ہندوستان مین براہ راست پادشاہی گورنمنٹ قائم ہو۔ اسکا انتظام انگلستان مین کسی منسٹر کے سپرد کیا جائے جسکی امداد اسکی کونسل کیا کرے۔ انکی وزارت بدل گئی تو نئی وزارت مین بھی مسٹر ڈزریلی نے بھی اسی تجویز کے مشابہ بل انتقال سلطنت مرتب کیا اس بل مین بعض باتین نامناسب تھین انکی بجہ لارڈ اسٹانلے نے ایک تجویز پیش کی جسپر تمام کامنس ہوس نے توجہ کی۔ ٧ جون کو اس بل کا مسودہ تیار ہوا اور ٢ جولائی کو تیسری دفعہ پیش ہوا [illegible] ترمیمات کے لارڈس ہوس مین [illegible] ہوا اگست کو ملکہ معظمہ نے اسے منظور کیا اور دوسرا نتیجہ اس بغاوت کا یہ ہوا کہ ہندوستانی سپاہ سے [illegible] تھا گورون کی سپاہ ہندوستان مین [illegible] ہندوستانی سپاہ کے [illegible] ہو گیا۔

تیسرا نتیجہ یہ تھا کہ لارڈ ڈلہوزی نے جو [illegible] اسکا عمل نہین [illegible] دہلی کے بادشاہ کو جسکے باپ دادا سے [illegible] کمپنی نے بنگالہ کی دیوانی حاصل کرکے اپنی بادشاہی کی بنیاد ڈالی تھی دہلی کے قلعہ سے [illegible] کے ساتھ [illegible] ہندوستان مین مسلمانونکی [illegible] اس بغاوت [illegible] کی طرح [illegible] کھا دیا۔ [illegible] ہندوستان مین [illegible] اسکی اصلاح خود [illegible] ١٨٦١ء ہو کہ انگریزی

عملداری کی ہر شہر مین اور ہر چھاونی مین پڑھا گیا۔ لارڈ کیننگ کو اول وائسرائے یعنی نائب ملکہ معظمہ کا لقب ملا سوا ران لوگون کے جنکی نسبت ثابت ہوا ہو یا آیندہ ثابت ہو کہ وہ رعیت سرکار انگریزی کے قتل مین بذاتہ شریک ہوئے اور ون کی نسبت ترحم کیا جائیگا مگر بہ نسبت شرکا قتل کے انصاف اس بات کا مقتضی ہے کہ انپر ترحم نہو اور جن لوگون نے جان بوجھ کر قاتلون کو پناہ دی ہو یا جو لوگ باغیون کے سردار ہوئے ہون یا ترغیب دینے والے ہوئے ہون ان کی نسبت صرف یہی وعدہ ہوسکتا ہے کہ انکی جان بخشی ہووے۔ اور سبہون کو جو سرکاری مخالفت مین ہتھیار بند ہین وعدہ ہوتا ہے کہ انکی تقصیر سرکار کی نسبت یا ہماری سلطنت و منزلت کی نسبت بلا شرط معاف کی جائیگی مگر شرط۔ اپنے اپنے گھرون مین جائین اور اپنے اپنے پیشہ صلح و سداد مین ہاتھ لگائین یہ ایک بڑا پولیٹکل معاملہ تھا کہ ہندوستان کے امرا و غربا کو معلوم ہوگیا کہ اگی جان ومال ایک بڑی قوی ورحیم حکومت مین ہے ہندوستانیون مین بڑی خواہش تھی کہ کوئی انکا شہنشاہ ہو وہ پوری ہوئی۔ ہندوستانیون کے لیئے یہہ اشتہار فرمان عظیم شاہی تھا جس مین معدلت اور مذہبی مسالمت تھی۔ سارے ہندوستان مین جو مذہبی کرنے کی مخالفت سے کھلبلی پڑی ہوئی تھی وہ بھی اس اشتہار نے دور کردی۔

غدر کے مٹانے سے ہندوستان کا قرض چالیس کروڑ روپیہ زیادہ ہوگیا اور سپاہ مین جو تغیرات ہوئے اس سے دس کروڑ روپیہ خرچ بڑھ گیا۔ اب یہہ ضرور تھا کہ ایسی تدابیر کی جائین کہ جنسے خرچ گھٹے آمد بڑھے۔ خرچ کا گھٹانا تو گورنر جنرل کے اختیار مین تھا مگر آمد کا بڑھانا نہین تھا غیر ضرور سپاہ کی تخفیف کرنے سے بہت خرچ کم ہوسکتا تھا اب اگر کسٹم کے محصولون کے بڑھانے سے آمد زیادہ کی جاتی تو تجارت کی کساد بازاری ہوتی اگر پیشون اور تجارتون پر ٹیکس لگایا جاتا تو سارے ملک مین واویلا ہوتی۔ وائسرائے نے اپنی یہہ مشکلات لارڈ سٹینلی سکرٹری اوف سٹیٹ سے عرض کین تو اسکا یہہ جواب ملا کہ ایک نامور کونسلر رائٹ اونرابل جیمس ولسن بھیجا جاتا ہے جو خزانہ ومال کے کام مین ید طولے رکھتا ہے اس نامی فنینس منسٹر نے لارڈ کیننگ کے ساتھ ۱۸۵۹ء کے موسم سرما مین مالک کے اندر دورہ کیا اور جب کلکتہ مین آیا تو اپنے کونسل مین تین ٹیکسون کی تجویز پیش کی جنمین سے ایک انکم ٹیکس کی تجویز منظور ہوئی اور باقی

دوسرے ور انکم ٹیکس چار فیصدی ان آمدنیون پر لگایا گیا جو پانچ سو روپیہ سالانہ آمدنی سے زائد اور اس سے کم آمدنی رکھنے والون پر کم انکم ٹیکس لگایا گیا۔

یہہ انکم ٹیکس پانچ سال کے لیے ابتداءً لگایا گیا تھا۔ ان ٹیکسون کے سبب سے دو کروڑ روپیہ سالانہ کی آمدنی بڑھی۔ ولسن صاحب نے خزانہ مال کے باب مین اور بہت سی تدبیرین ایجاد کین تھین مگر وہ انکے نتائج دیکھنے کے لیے زندہ نہ رہے اگست سنہ ۱۸۶۰ء مین انہون نے انتقال فرمایا انکے جانشین سیموئل لینگ صاحب مقرر ہوئے جنہون نے انکم ٹیکس ایکٹ کو پاس کیا۔

مگر اس وقت یہہ مالی ترقیین پیش تھین مگر لارڈ کیننگ نے یہہ کار عظیم کیا جو قابل لکھنے کے ہے کہ ان راستے ستلج کے راجاؤن پٹیالہ و جیند و نابہ و کپورتھلہ اور راجپوتانہ کے راجاؤن و جے پور و اودے پور و قرولی و مہاراجہ سیندھیا اور سب سے بڑے نظام حیدر آباد کو اور انکے لایق وزرا کو ملک و خطاب عنایت کیے اور سب سے بڑی عنایت یہہ کی کہ ان کو متبنی کرنے کی اسناد دین۔

اس کونسل مین یہہ اصلاح کی گئی کہ اس مین ممبر لائق ہندوستانی مقرر کیے گئے اور چھوٹی چھوٹی پریسیڈنسیون مین بھی ایسی ہی کونسل کے ممبران کی جماعت مقرر ہوئی۔ دوسرا بعد ایکٹ نمبری ۱۰ سنہ ۱۸۵۹ء بنگال کے لیے جاری ہوا اسکا منشا یہہ تھا کہ مالکان اراضی مزارعین پر بیجا ظلم کی اور زیادتی نہ کرسکین۔ اسکے سبب سے بنگالے مین مالکان اراضی اور کاشتکارون کے درمیان بہت سے جھگڑے کثرت سے ہوئے۔ بنگالیون نے اس ایکٹ کے خلاف بڑا غل مچایا مگر اس سے ملک کے انتظام مین اصلاح ہوگئی اور کاشتکار زمینداران کے ظلم و ستم سے بچتے تھے اس لئے اسکا جاری ہونا ضرور تھا۔ صدر عدالت موقوف ہوئی اور اس کی جگہ پر ہائی کورٹ ہر پریسیڈنسی مین بادشاہی حکم سے مقرر ہوا جسمین کچھ جج ولایت سے آئین گے اور کچھ جج یہین کے سول انجون مین سے مقرر ہونگے۔ اسی زمانہ مین [illegible] (التعزیرات ہند) میکالی صاحب نے تصنیف کیا تھا اور ایک صاحب نے اسے تمام کیا تھا وہ سنہ ۱۸۶۲ء مین نافذ [illegible] پاس ہوگیا ہر پریسیڈنسی کلکتہ مدراس و بمبئی مین ہائیکورٹ مقرر ہوئی

سرکار کمپنی اور بادشاہی فوجون کا آپس مین شامل ہونا

جولائی ۱۸۵۸ء مین ایک شاہی کمیشن مقرر ہوا جسکے ممبر بڑے بڑے مدبران ملکی اور سپاہی تھے انکے سامنے سپاہ کے مرتب کرنے کے لیئے بارہ سوال پیش تھے ان مین ایک بڑا سوال یہہ تھا کہ ہندوستان مین یوروپین سپاہ کی تعداد کیا ہونی چاہیئے اور کس بنا پر اسکو قائم کرنا چاہیئے آیا وہ سپاہ جداگانہ ہو یا وہ - بادشاہی سپاہ کے مجموعہ کا ایک جزو جسکو ایک مدت کے بعد تبدیلی ہوتی رہے یعنی شاہی سپاہ کچھ مدت تک ہند مین رہکر انگلنڈ کو چلی جائے اور اسکی جگہہ انگلنڈ سے اور سپاہ آجائے - اس کمیشن کی تحقیقات اور غور وخوض کا نتیجہ یہہ تھا کہ انہون نے سفارش کی کہ ہندوستان مین جو یوروپین سپاہ رکھی جائے اس کی تعداد اسی ہزار مقرر کی جائے جسمین سب قسم کے ہتھیار رکھنے والے سپاہی ہون ملکہ معظمہ اور انکے شوہر کی مرضی مبارک کے موافق یہہ نظام سنہ ۱۸۶۱ء کے وسط مین اسکا قانون جاری ہوگیا اسی وقت مین ایک نئی ہندوستانی سپاہ بنگال مین مرتب ہوئی جس مین ایک یا دو پلٹنین پہلے خیر خواہ سپاہیون کی تھین اور باقی سکھ گورکھے پٹھان اور اودھ کے جاٹ کی آدمی بھرتی کیئے انہین سے ہر ایک قوم کی پلٹن یا کمپنی جدا جدا تھی - یوروپین کی تخصیص سپاہ کو ساتھ نہین رہی - ہر رجمنٹ مین یوروپین افسرون کی تعداد پہلے کی نسبت کم ہوکر چھ مقرر ہوئی - اور سوائے چند کوہستانی توپخانون کے کوئی توپخانہ ہندوستانیون کے پاس نہین رہا - توپخانہ بغاوت کی بڑی ترغیب دینے والا ہوتا ہے سو اب وہ ہندوستانیون ہاتھ سے چھن گیا - بنگال پریسیڈنسی مین یوروپین اور ہندوستانی سپاہ کی نسبت دو اور ایک کی اور مدراس اور بمبئی پریسیڈنسیون مین ایک اور تین کی تھی ان دونو پریسیڈنسیون مین سپاہ کی اصلاح کی زیادہ ضرورت نہ تھی -

گورنر جنرل کی کونسل

پہلے گورنر جنرل کی کونسل مین جو تجویز پیش ہوتی خواہ وہ ادنے ہو یا اعلے وہ کل کونسل کے سامنے پیش ہوتی اور اسپر مباحثہ ہوتا اور کثرت رائے سے فیصلہ ہوتا اب اس مین انڈین کونسل ایکٹ سنہ ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا کے موافق پوری تقسیم محنت داخل ہوئی اب کل کونسل کے ذمہ جوابدہی نہین رہی بلکہ ہر ممبر کے ساتھ ایک محکمہ (ڈپارٹمنٹ) مخصوص کیا گیا یہہ ممبر اور وائسرائے اس محکمہ کے کامون کے جوابدہ تھے فائی نینس (خزانہ و مال) کا محکمہ - فائی نینس اور حساب

کتاب بالکل از سر نو مرتب ہوا۔ ولسن صاحب نے جو بجٹ بنایا تھا اسکی لینگ صاحب نے
ترمیم کی۔ اسکی بڑی ضرورت تھی سپاہ کا خرچ سوا اٹھارہ کروڑ روپیہ کے قریب تھا نقد روپیہ کی
بچت بہت ہی تھوڑی تھی ریلوے کے زیادہ پھیلانے کے لیے بیس کروڑ روپیہ کی ضرورت
تھی سالانہ خرچ میں نئے نوٹوں کا سود دو کروڑ روپیہ بڑھ گیا تھا۔ نئے ٹیکسوں کی آمدنی
ڈیڑھ کروڑ روپیہ تھی جسکا بوجھ غریب آدمیوں پر ایسا تھا کہ اسپر خود گورنمنٹ کو افسوس تھا
اور وہ اسکی ترمیم کرنی چاہتی تھی۔ لارڈ کیننگ اور لینگ صاحب کے حسن انتظام سے
سول اور ملیٹری خرچوں میں پونے چار کروڑ روپیہ کی تخفیف ہوگئی۔ اس حسن انتظام ہی کا نتیجہ
یہہ تھا کہ لارڈ کیننگ کے عہد حکومت کا جو آخر سال تھا اس میں بچت کی صورت نمودار ہونے
لگی۔ اب ان دنوں میں ایک اور آفت آئی کہ نئے سرے سے ہندوستان میں قحط نے ہیولی دکھایا۔
[illegible] کے سال میں ملک کے وسط میں گنگا کے جنوب سے گوداوری کے وادی تک بارش
کی وہ کثرت ہوئی کہ دریاؤں میں ایسی طغیانی ہوئی کہ [illegible] اور پل ٹوٹ گئے [illegible] سالوں کی
[illegible] شمال میں بارش کی وہ قلت ہوئی کہ ایسا قحط پڑا ویسا [illegible] کسی
طرح [illegible] نہیں [illegible] اس کے سبب سے [illegible] انہوں نے انکو
[illegible] نہیں [illegible] ایک [illegible] کے تمام
[illegible] کیا اور اس میں کرنیل
[illegible] ایک چیف کمشنر
[illegible] چیف کمشنر [illegible] مقرر ہوئے۔

[illegible] میں چین کی لڑائی ہوئی [illegible] ہندوستان سے اسقدر تھا کہ اس
[illegible] کے ماتحت چین گئیں جنہوں نے
[illegible] ہوگئی سال
[illegible] ریاست تھی [illegible] کے راجہ کی گستاخی
[illegible] کی [illegible] تھی۔
[illegible] الہ آباد [illegible] پنجاب [illegible] کی [illegible]

گرم بازاری تھی کہ پہلے ہی سال مین اس کل روپیہ کا سود بحساب پانچروپیہ سیکڑہ وصول ہوگیا
جو ریلوے کمپنیون کو بطور گارنٹی دیا گیا تھا اس کے بعد ہی جلد جنوب مین لینون پر کام شروع ہو
اس زمانہ مین کل ۱۳۵۰ میل ریل کھل گئی اور تین ہزار میل اور تیار ہونے کو تھی بڑی بڑی شاہی نہرین
بھی روپیہ کا فائدہ دینے لگین گر یہہ بھولنا نہین چاہیئے کہ ان فیض رسا کامون سے جو اور فائدی
اور فیض حاصل ہوتے ہین انہین روپیہ کا حاصل ہونا دوسرے درجہ پر ہے ۔

ملک کی سب جانبون مین معلوم ہوتا تھا کہ بغاوت اور اور مصائب کا خاتمہ ہوگیا ۱۸۵۸ء مین
کل تجارت ساٹھ کروڑ روپیہ کی تھی اب ۱۸۶۰ء مین اسی کروڑ روپیہ کی ہوگئی بمبئی اور کراچی کی
بدولت اس افزائش کا نصف حصہ حاصل ہوا تھا ۔ جیوٹ (سن) وردئی اور چار کے سبب سے
اہل زراعت کو بڑی منفعت کثیر ہوئی ۔ جنگلات کے محفوظ رکھنے کی بنیاد رکھی گئی ۔ اور اس سے
فورسٹ ڈپارٹمنٹ (جنگلون کی نگاہداشت کا محکمہ) مقرر ہوا جسکو ڈاکٹر برانڈیس نے خوب سرسبز کیا
اسی زمانہ مین چن چونا کی کاشت کا بھی آغاز ہوا جس سے کہ کونین نکلتی ہے جو بخارون کی حرارت
کم کرتی ہے بیس سال کے اندر اسے ایسا فائدہ ہونے لگا جو اسکی کاشت کی لاگت سے دوچند تھا

ان مفید کوششون مین لارڈ کیننگ کی زندگی فرسودہ ہوگئی اور ان کامون مین انکی ساری قوت
خرچ ہوگئی ۔ مارچ کے مہینے مین اپنے قدیمی دوست جیمس بروس ارل ایلگن کو اپنے عہدہ کا چارج
دیا اور اپنے گھر مرنے کے لئے گئے ۔ یہہ لارڈ کیننگ ہی کا حصہ تھا کہ انہون نے ہندوستان مین
ہنگامہ بغاوت کو مٹا کر حفظ امان کا زمانہ پیدا کیا انہون نے نہایت تاریک زمانہ مین بھی اپنے
عدل و انصاف و رحم دلی کی روشنی کو بجھنے نہین دیا کبھی تعصب و طرفداری کو اپنے پاس نہین آنے دیا
جسکے سبب سے انکی ایک طرف تعریف ہوتی تھی دوسری طرف مذمت انکا وہی لقب رحم دل کا جو تحقیرًا
انکے ہم وطنون نے دیا تھا انکی عزت کا خطاب ہوگیا ۔ وطن مین جاکر وہ کچھ دنون زندہ رہے ۔۔

لارڈ ایلگن سلطنت کے کار ہائے عظیم کرچکے تھے انکے صلہ مین ۱۸۶۲ء مین ہندوستان کے
والسرائے مقرر ہوئے ۔ یہہ عہدہ انگلستان بلحاظ اختیار اور اعتماد کے اور سب عہدہ ہائے عظیم مین زیادہ
جلیل القدر اور اعلےٰ درجہ کا سمجھا جاتا تھا ۔ لارڈ کیننگ نے آخر سالون مین جو پالیسی اختیار کی تھی اسکی
پوری پیروی کی کہ ہندوستانی ریاستون کے معاملات مین مداخلت نہ کرین اور وہ ٹیکس لگاتے تھے

جنکی عادی رعایا نہین ہے۔ اسوقت ہندوستان کے بڑے تجربہ کار سر ولیم صاحب فنانشل کمشنر
تھے وہ یہان کی رعایا کے دلون سے واقف تھے کہ وہ ٹیکسون کو ایک طرح کی قزاقی سمجھتے تھے
پس انہون نے پہلے محصولات کو سلطنت کے خرچون کے لئے کافی جانا۔ لارڈ ایلگن مثل اور
وائس رائون کے گورنمنٹ کے فورین ڈپارٹمنٹ کو اپنے خود اختیار مین رکھتے تھے اور اس باب مین
جو ایک مقدمہ عظیم پیش آیا اسکا فیصلہ انہون نے نہایت انصاف و فرزانگی سے کیا پیرکہن سال
دوست محمد خان جو انگریزون کے کبھی دوست اور کبھی دشمن تھے سلطان احمد خان حاکم ہرات سے
لڑنے گئے تو لارڈ ایلگن نے انکار کردیا کہ دو طرفین مین سے کسی کے معین و مددگار نہین ہونگے
اور اپنا ہندوستانی وکیل کابل سے بلالیا کہ شاید اسکے ہونے سے کسی غلط فہمی یا غلط بیانی کا
ظہور ہو۔ دوست محمد خان مئی ۱۸۶۳ع مین اس جہان سے رخصت ہوگئے تو وائسرائے
نے ایسا انتظام کیا کہ وکیل لے جاکر نئے امیر کو مبارکباد دی [illegible] ایلگن شمالی ہند مین دورہ
کرنے گئے تو اپنے ساتھ لاؤ لشکر لیکر نہین گئے جس سے رعایا کو تکلیف ہوتی [illegible] سیاحت کو
ریل سے سفر [illegible] انہون نے سر چارلس وڈ [illegible]
معمولی [illegible] ہندوستان کے [illegible] نہین کر سکتا۔
۷ - فروری ۱۸۶۳ع کو [illegible] انہون نے [illegible] کو
ڈپٹی [illegible] انہون نے [illegible] جو بالفعل [illegible] خوب
[illegible] کمپنیون کے [illegible] روپیہ [illegible]
[illegible] کے قرون کے
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

اعانت کرنے کے لیئے آمادہ ہون۔ ۱۱۔ مارچ کو امبالہ مین انکا آخری دربار تھا سکھہ سردار اور پنجاب کے رئیس اس دربار مین آئے تھے پھر وہ موسم گرما کے بسر کرنے کے لیئے شملہ کی بلندی پر خوشنما سبزہ کی سیر کرتے اور راحت فزا ہوا کھانے گئے۔

جب وائس رائے ایسے آرام کے کامون مین مصروف تھے کہ بادل کے ٹکڑے پولیٹکل افق پر وہان نظر آئے جہان وہ شاذ و نادر ہی غائب ہوتے ہین۔ پشاور کے شمال مین سندھ و جہلم کے دریاؤن کے درمیان ہندوکش کی ایک شاخ ضلع ہزارہ سے لگی ہوئی ہے وہ مہابن کے نام سے مشہور ہے وہ سمندر کے لیول سے ۷۴۰۰ فیٹ بلند ہے اسکی ڈھالوان پر ایک مقام ہے جسکو ستانا کہتے ہین وہان متعصب المذہب مسلمان رہتے ہین انہین باغی جنونیون کے سپاہیون کا اور وہابیون کا اجتماع ہوگیا تھا۔ اور ہندوستان سے انکی امداد روپیہ سے کی جاتی تھی خاصکر پٹنے سے جہان وہابیون کا زور تھا۔ لارڈ ایلگن کو بالطبع یہہ امر ناپسند تھا کہ وہ ایسی راہ پر جھگڑا کرتے جو امیر افغانستان کی دارالسلطنت کو جاتی تھی نگران دشمنون سے گزند رسانی کا اندیشہ تھا اسلیئے انکو سزا دینی ضرور تھی چھہ ہزار سپاہ سر نیول چیمبرلین کے ماتحت پہاڑون مین گئی قومون نے امبالا درہ کو جس مین اس سپاہ کا مقدمۃ الجیش تھا روک لیا اور کہتے ہین اسکے مقابلہ کے لیئے قومون کے ساٹھہ ہزار آدمی جمع ہوگئے اور انہون نے ایسا سخت مقابلہ کیا جسکے سبب سے انگریزی لشکر کو کمک کی ضرورت ہوئی۔ دسمبر کے وسط مین حملہ کرنے مین پیش قدمی کی نوبت آئی اس عرصہ مین قابل و جفاکش وائس رائے زندہ نہ رہے وہ شملہ کے مغرب مین پہاڑون مین دورہ کرتے تھے کہ ۲۰۔ نومبر ۱۸۶۳ء کو اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

انکا یہہ کام کہ انہون نے ایک گورہ کو ہندوستانی کے مار ڈالنے پر پھانسی کا حکم دیا ہندوستانی ہمیشہ یاد رکھین گے پنجاب مین کسی ہندوستانی کو گورہ نے مار ڈالا تھا اسکو پھانسی کا حکم دیا گیا تو انگریزون نے تخفیف سزا کی استدعا کی مگر انہون نے اسکو نہ سنا اور کہا کہ گورہ نے بغیر کسی اشتعال کے ہندوستانی کی جان کو کتے کی جان کے برابر نہین جانا۔ اسکو پھانسی دیگئی۔

سر ولیم ڈینی سن صاحب گورنر مدراس جب تک کہ کوئی مستقل وائس رائے انگلنڈ سے آئے لارڈ ایلگن کے قائم مقام مقرر ہوئے جناب ممدوح کو یہہ سرحدی مہم پسند نہین تھی وہ اس

بات کو ضرور چاہتے تھے کہ سر نیول چمبرلین اس مہم سے عزت کے ساتھ نکل آئین - جب چمبرلین صاحب کی طاقت بڑھ گئی تو ۱۵ - دسمبر کی رات کو انہون نے دشمنون کی پناہ کی جگہ پر یورش کی اقوام نے آیندہ مقابلہ کرنے ہی سے دست برداری نہین کی بلکہ انہون نے خود ہی موضع ملکہ مسمار کر دیا چمبرلین صاحب البتہ زخمی ہوئے تھے کہ انہون نے اپنا کام جنرل گارووک کے سپرد کر دیا تھا جنہون نے اقوام کی خدمات کو خوشی سے قبول کر لیا - ۲۳ - دسمبر کو انگریزی سپاہ کے روبرو مقام ملکہ کو جلا دیا گیا - متعصب السلطان فرصت پا کر بھاگ گئے - ۲۵ - دسمبر کو انگریزون نے ملک کو چھوڑا اس مہم نے دشمنان کو سبق پڑھایا اور گورنمنٹ کو متنبہ کیا -

اگر دنیا مین عیش بے رنج اور فراغت بے اندیشہ ہوتی ہے تو یہہ برکتین لارڈ لارنس کو انگلستان مین حاصل تھین لیکن ۱۸۶۳ء مین ہندوستان مین ایسے دو واقعات وقوع مین آئے جس سے انکے دل مین اضطراب پیدا ہوا اول پشاور کے قریب کوہستانی قومون کا فساد تھا ان قومون نے انگریزی سپاہ کو کچھ روکا اور اپنے ہمسایہ کے چاروان مین بھی کچھ پھیلایا جس سے یہہ اندیشہ پیدا ہونے لگا کہ اور قومین بھی اس فساد مین شریک ہو گئین - دوسرا واقعہ یہہ تھا کہ لارڈ ایلگن ایسے سخت بیمار ہوئے تھے کہ انہون نے اپنے عہدے سے استعفا دیدیا تھا تو گورنمنٹ انگلستان نے سر جان لارنس کو ہندوستان کا وائسرای بنانے پر مقرر کیا کہ وہ سرحد کے حال سے خوب واقف تھے مدتون تک اسکے محافظ رہے تھے اور ہندوستان مین مدتون تک رہنے سے اسکی آب و ہوا انکے موافق ہے انکا یہ حال نہین ہو گا جو لارڈ ایلگن کیننگ و ڈلہوزی کا ہوا کہ زیادہ مدت ہندوستان مین رہنے کے سبب سے ہوئی - لارڈ لارنس نے بھی اس عہدہ جلیل القدر کو فوراً منظور کر لیا اور بہت جلد لارڈ ایلگن کی وفات کے دو مہینے بعد ہی وہ کلکتہ مین آ گئے - اگرچہ وہ بلوا سرحدی لارنس کے آنے سے پہلے ختم ہو چکی تھی مگر کئی مہینہ کا کام کلکتہ مین جمع ہو گیا تھا جب کلکتہ مین تشریف [illegible] جنوری سے لیکر [illegible] اپریل تک کلکتہ مین [illegible] کے ساتھ سر جان لارنس نے دس گھنٹے ہر روز کام کرکے جلد ختم کر دیا -

[illegible] وقت انگریزی [illegible] کے [illegible] سے [illegible] قانون [illegible] تھے - [illegible]

[illegible]

ممبر ہنری مین صاحب تھے جو بڑے نامور مقنن تھے اور انہون نے جو ایک کتاب قدیمی قوانین کے باب مین تصنیف کی تھی اس سے انکی بڑی شہرت ہوگئی تھی ملیٹری ممبر (فوجی ممبر) سررد برٹ نے پیر تھے جنکی زندگی انجینیر کے کام مین بسر ہوئی تھی اور ابتک انکی جنگ آزمائی کا زمانہ ختم نہین ہوا تھا ۔ ہوم ڈپارٹمنٹ کے کام ولیم گرے صاحب اور ہنری ہیرنگٹن کے درمیان منقسم تھے اور تمام فورین ڈپارٹمنٹ کا کام جس مین تمام ہندوستانی ریاستون کا کوہ ہمالیہ سے لیکر راس کماری تک اور ہندوستان سے باہر سلطنتون کے متعلق سارے کام وائس رائے خود کرتے تھے ۔ کمانڈر انچیف سر ہیوروز بھی کونسل کے ممبر تھے جو کونسل کے تمام ممبرون مین وائس رائے کے ایسے مخالف تھے کہ وائس رائے نے چند مہینے کے بعد سرچارلس وڈ کو لکھا کہ جیسے سر ہیوروز خود رائے اور ضدی ہین ایسے اور ممبر کونسل کے ہوتے تو سلطنت کے سارے کامون مین ایسی پیچیدگیان پڑتین کہ کارروائی رک جاتی لیجسلیٹو کونسل مین تین ہندوستانی ممبر تھے نواب رامپور جنکو کلکتہ کی آب وہوا ایسی ناموافق آئی کہ وہ دو ہفتے ہی مین کلکتہ سے چلے گئے دوسرے ممبر مہاراجہ دتیا ن گرہم اور تیسرے ممبر سکھ راجہ صاحب دیال سنگھ تھے ۔

سر جان لارنس کے آنے سے پہلے مہاجن کے تو سارے کام پورے ہو چکے تھے مگر انہون نے شمالی مغربی سرحد پر جسکے وہ مدت تک محافظ رہ چکے بڑی توجہ کی کبھی قومون کا اعتماد کیا کبھی انکی چشم نمائی کی کبھی دانشمندانہ کی سڑکین بنائین کبھی قومون کے لڑکون کی تعلیم کے لئے مدرسے بنائے ۔ غرض ایک قسم کی تہذیب آن روے سندھ کے کنارہ کی قومون مین داخل کی جس سے وہ نکلی بیٹھین ۔

سنہ ۱۸۶۸ء مین کوہ سیاہ کی جنگجو قومون پر ایک بڑی لشکرکشی ہوئی ۔ کوہ سیاہ ایک اونچا سلسلہ پہاڑون کا شمالی ہزارہ مین سندھ اور کشمیر کے درمیان ہے کوہ سیاہ کی جنوبی ڈھلائی پر وادی اگرور ہے وہان پنجاب پولیس کا سرحدی اسٹیشن اوگی گاؤن مین ہے ۔ جولائی سنہ ۱۸۶۸ء مین حسن زئی افغان جرگہ نے اوگی پر حملہ کیا پولیس انسے خوب بہادرانہ لڑا اور انکو بھگادیا ۔ اگرچہ یہ قومین بڑی تکلیف دیتی رہین انگریزی عملداری مین بات کو تاخت و تاراج کیا ایک انکی شرارتون سے چشم پوشی کی نادانی ان مفسدون کی سزا کے لیئے ایک لشکر جرار

بھیجا گیا جو بے تکلف کوہ سیاہ کی چوٹی پر چڑھ گیا اور دشمنوں کے قلعوں پر قبضہ کر لیا اور جان
اکرور کو قید کر لیا اور قوموں کو مطیع کر لیا۔

اب دوسری طرف افغانستان میں امیر دوست محمد خان کی وفات کے سبب سے فساد
برپا ہوا۔ اول اسکا بیٹا شیر علیخان امیر کابل ہو گیا اسکا جھگڑا بھائی بھتیجوں سے شروع ہوا کبھی
اسکا ایک بھائی افضل خان کبھی اسکا دوسرا بھائی اعظم خان امیر کابل ہو گئے جان لارنس نے
یہ پولیسی اختیار کی کہ افغانستان کے ان فسادوں میں کسی قسم کی دخالت نہیں کی جو کوئی ان
بھائیوں میں کابل قندھار ہرات کا امیر بنا اسکو امیر تسلیم کر لیا

سر جان لارنس کو ایک چھوٹی سی لڑائی بھوٹانیوں سے لڑنی پڑی جو ایک کوہستانی ملک
انگلستان سے بڑا کوہ ہمالیہ میں سب جو سکم کے شرق میں بنگال اور آسام کی شمالی
سرحد پر اور تبت کے جنوب شرق میں ہے اس میں کئی لاکھ تاتاری بدھ مذہب کے
رہتے ہیں اس میں راجہ راج کرتے تھے اور تھوڑا سا خراج آسام کے راجاؤں کو دیتے تھے
مگر انکا بڑا فرمانروا لاسا کے لاما کے گرو کہے جاتے تھے ۱۸۶۳ء کو لارڈ الجن نے ایشلی ایڈن
کو گورنمنٹ نے اپنا سفیر بنا کے بھیجا کہ ان مفسدہ پردازیوں سے باقاعدہ اور مستقل عہد و پیمان کرے
مگر ان بھوٹانیوں نے اس سفیر کی کچھ قدر و منزلت نہیں کی۔ اول اس سفارت کو یہ دقت پیش
آئی کہ بھوٹان میں [illegible] تھا اور اسکا ایک [illegible] سردار [illegible] کوشش کر رہا تھا
[illegible] بھوٹانیوں اور انگریزوں میں پرانی رنجش چلی آتی تھی گورنمنٹ
بنگال تو انکے حملوں کی شکایت کرتی تھی اور بھوٹانی یہ شکایت کرتے تھے کہ برٹش گورنمنٹ جو
[illegible] دیتی تھی وہ موقوف کر دیا تھا۔

سر جان لارنس پاس مشن سفارت کے لیے سے بہت جلد [illegible] سفیر کو ان مشکلوں نے
[illegible] مقابلہ صرف اپنا عزم [illegible] کر سکتا تھا [illegible] چیزوں پر بیٹھ کر [illegible]
[illegible] ندی نالوں سے عبور کرنا اور [illegible] میں اور برف سے پٹی ہوئی
[illegible] پر چڑھنا پڑتا اگر ایک قدم بھی غلط اٹھایا جاتا تو موت کے منہ میں دے جاتا مگر انہوں نے
اپنے عزم [illegible] سے ان مشکل منزلوں کو طے کیا سفیر دارالحکومت [illegible] میں پہنچے وہاں [illegible]

[illegible]

سفیر کی کچھ عزت وقدر نہین کی اور زبردستی ایک عہدنامہ پر دستخط کرائے جسمین وہ سب شرائط لکھی تھین جو بھوٹان چاہتا تھا۔

گورنمنٹ ہند نے فوراً دربار کو ایک چٹھی لکھی کہ عہدنامہ مذکور کی کسی شرط کو منظور نہین کرتے اور جو بھوٹانیون نے خطائین کین تھین انکا معاوضہ بڑی سختی سے طلب کیا۔ چھ مہینے گذر گئے کہ بھوٹانیون نے اس چٹھی کا جواب کچھ نہین دیا ۱۲ نومبر ۱۸۶۴ع کو جان لارنس نے اشتہار دیدیا کہ مغربی درے انگریزی عملداری مین داخل کئے گئے۔ تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ ان دوارون پر بغیر ایک گولی چلائے کے قبضہ ہوگیا۔ جب کسی مقابلہ کا خوف نہین رہا کہ دفعتہً بھوٹانیون کی سپاہ نے قلعہ دیوناگری پر جسمین پانچ سو انگریزی سپاہ تھی حملہ کیا اس سپاہ پاس رسد نہ تھی اسکا پانی بھوٹانیون نے بند کردیا تھا۔ نہ کوئی اور اسکو سہارا تھا وہ قلعہ سے واپس چلی آئی اور دو توپین اپنی چھوڑ آئی۔ مگر اسکا علاج جلد یہہ کیا گیا کہ جنرل ٹومبس ایک جرار کولم لیکر گئے اور دیوانگیری دوبارہ قبضہ کرلیا اور ہر مقام پر دشمنون کا خوب شکار کیا وہ بھاگ کر اپنے پہاڑون مین چلے گئے راجہ اور ہین لو نے لڑائی کے موقوف کرنے کی درخواست کی۔ گورنمنٹ نے اس شرط پر صلح منظور کی کہ وہ ان سب دوارون کو اور اسکی متصل زمینون کو جو مفتوح ہوئی ہین حوالہ کرے جو ۱۸۰ میل طول مین اور ۲۵ میل عرض مین ہے اور انگریزون کی رعایا مین سے جو لوگ وہ پکڑ کرلے گئے انکو اور دیوانگیری مین جو دو توپین انگریزی رہ گئین تھین انکو دیدین چونکہ ریاست بھوٹان کی آمدنی فقط اسی ملک پر موقوف تھی جسپر قبضہ رکہنے کا گورنمنٹ کا ارادہ تھا اسلئے گورنمنٹ نے اسکی لگان دینے کا وعدہ کیا بشرطیکہ بھوٹانی اپنا چال چلن درست رکھین جسمین انہون نے اپنے زخم پر یہہ مرہم لگایا کہ ہم نے ہند کو اپنا باج گذار بنایا مگر نیک چلن رہنے کی ضامنی بڑی بھاری دینی پڑی یہہ شرائط بھوٹانیون نے منظور کرلی اور پھر کوئی مفسدہ انگریزی عملداری مین برپا نہین کیا مغربی دوار یعنی وہ درے جو بھوٹان سے بنگال مین جاتے ہین نو پرگنون مین تقسیم ہوکر اضلاع زیرین بنگال کی گورنمنٹ مین داخل ہوئے۔ انہین چار کی کاشت کی تیاری ہوئی اور مشرقی دوار آسام سے متعلق کیئے گئے ان مین اکثر اور چاول کی پیداوار کا انتظام کیا گیا۔

ہندوستان کے اندر جو ہندوستانی ریاستوں سے گورنمنٹ کے تعلقات تھے انہوں نے
بہت تھوڑی مدت میں ان کو تکلیف دی اب وہ لارڈ ڈلہوزی کی پولیسی ہندوستانی ریاستوں کے
الحاق کی اور متبنّے کرنے کی اجازت دینے کی نہیں یہی تھی کہ جس سے سارے رئیسوں کے دل
شکستہ اور اداس ہوئے تھے لارڈ ڈلہوزی کی اس پولیسی کی کہ ہندوستانی ریاستیں الحاق
کی جاتیں بڑی [illegible] جب غدر ہوا اور ان ہندوستانی ریاستوں نے مدد کرکے گورنمنٹ
انگریزی کی [illegible] سلطنت انگلشیہ کو بچایا تو لارڈ ڈلہوزی کی رائے کہ ہندوستانی
ریاستوں سے برٹش گورنمنٹ کو کبھی تقویت نہیں ہو [illegible] چنانچہ لارڈ کیننگ نے
دربار میں ہندوستانی رئیسوں کے [illegible] ہندوستانی ریاستیں اس
[illegible] کے [illegible] ایک ہی [illegible]
[illegible] سلطنت کی محافظت
[illegible] انگلنڈ
[illegible] سلطنت میں [illegible] ہندوستانی [illegible] برٹش گورنمنٹ کی بڑی
[illegible] ہندوستانی ریاستوں کی خیرخواہی
[illegible] لارڈ کیننگ کی
[illegible] ہندوستانی ریاستیں انکے ساتھ شریک
[illegible] لارڈ کیننگ [illegible] ریاست کے دائمی قیام کے لیے
[illegible] نے
[illegible] انصاف [illegible] کریں
[illegible] پولیسی اور ان
[illegible] گورنمنٹ
[illegible]
[illegible]
[illegible] ہوتی

[illegible]

تو لارنس صاحب انکے رئیسون کو اپنی شفقت و مہربانی سے سمجھاتے کہ تم اعلے منزلت ہو کر غریب بیکس رعایا کو ستاؤ نہین عدل و انصاف و زیرکی و ہوشیاری سے رعایا کے ساتھ پیش آؤ اور رکھو تاکہ تمہاری عزت بھی باقی رہے - انہون نے رئیس جھالاوار اس سبب سے کہ وہ رعایا پر ظلم و جبر کرتا تھا جرمانہ کیا جب محمد علی خان والی ٹونک نے دغا و مکر اوسکے ٹھاکر کو مار ڈالا جنے یہہ سمجھ لیا تھا کہ وہ اسکی سزا سے بچ جائیگا لیکن یہہ نواب معزول ہوا اور بنارس مین شاہی قیدیون کی طرح رکھا گیا اور ریاست ٹونک مین ایک کونسل مقرر ہوئی کہ جبتک اسکا بیٹا نا بالغ ہے وہ ریاست کا بندوبست کرے مارواڑ مین مہاراجہ جودھپور تخت سنگھ کو تنبیہہ کی گئی - اسنے ایسا ظلم و ستم برپا کیا تھا کہ رعایا کے سرکش ہونے پر نوبت آگئی تھی -

دربار

لارڈ لارنس نے تین بڑے دربار شاہانہ کیئے انہین اپنی زبان فیض ترجمان اردو زبان مین وہ گوہر افشانی کی جو پہلے کسی گورنر جنرل نے نہین کی تھی - انہین سے ہم چند فقرے جو نصائح و پند سے متعلق ہین نقل کرتے ہین - لاہور کے دربار مین انہون نے فرمایا کہ اے شہزادو اور اشراف اگر کسی ملک کے حاکمون کی دانشمندی مین یہہ امر داخل ہے کہ وہ اپنی رعایا کی زبان جانین اور اپنی رعایا کی دلی حالتون کو ایسا پہچانین کہ انکو تکلیف نہ ہو تو رعایا پر بھی واجب ہے کہ وہ اپنے حاکمون کے حال پر علم حاصل کرین یہی ایک صورت ہے کہ جس مین ہم دونو حاکم و محکوم خوش و خرم رہ سکتے ہین اس مطلب کے حاصل کرنے کے واسطے مین آپ کو نصیحت کرتا ہون کہ اپنے لڑکون اور لڑکیون کو تعلیم کیجیے -

دوسرا دربار آگرہ مین ہوا اس مین ۸۴ راجہ مہاراجہ نواب رئیس راجپوتانہ اور سنٹرل انڈیا کے آئے - سیندھیا - ہلکر بھوپال کی بیگم موجود تھے راجپوتون کے بڑے معزز و قدیمی خاندان کے راجہ اور رانا موجود تھے انہین سے بعض کو نیا اورڈر سٹار اوف انڈیا دیا گیا جنہون نے ایام غدر مین سرکار والا اقتدار کی خدمات برگزیدہ کی تھین یہہ دربار گذشتہ کا انعام اور آیندہ کے خدمات کی پیشگی اجرت تھا اس دربار مین انہون نے رئیسون کو یہہ نصیحتین کین کہ تجارت کے لیئے سڑکون کو اور بچیون کی تعلیم کے واسطے مدرسون کو بیمارون کی صحت کے لیئے اسپتالون کو جیلون کے انسداد کے واسطے پولیس کو ترقی دو مالی اور خزانہ کی حالت کو درست کرو

اپنی ریاست سے باہر جا کر اپنی عقل و فراست کو روشن کرے - یہہ بتا کر کہ ہندوستانی امیرون کو خوشنامی بڑی پسند ہوتی ہے اور غیر مستحق نیک نامی کے بڑے آرزومند ہوتے ہین - یہہ ارشاد فرمایا کہ ایک رئیس مرجاتا ہے تو کوئی اسکو یاد نہین کرتا ہے کہ وہ نیک حکمران تھا - بڑے آدمیون کی جب وہ زندہ ہوتے ہین انکی ان نیکیون کی تعریف ہوتی ہے جو درحقیقت انمین نہین ہوتین اور جب وہ مرجاتے ہین تو اصل سچی حقیقت بیان کی جاتی ہے فتح کرنے والون کے نام مٹ جاتے ہین اور نیک امیر کو حیات دوام حاصل ہوتی ہے - ارکان ریاست کو سمجھایا کہ وہ رئیسون کی اولاد کو بڑے بڑے معاملات کے مباحثون مین شریک کرلیا کرین اور ریاست کے معاملات مین انکی تعلیم ضروری جانین - فرزانگی اور نیکی کے ساتھ حکمرانی کا فن نہایت دشوار ہے اور بڑی غور و خوض محنت و مطالعہ سے حاصل ہوتا ہے - بڑے آدمیون مین سے جو کسی مصنف اور فیض رسان حکمران کو شہرت حاصل ہوتی ہے وہ طلب کرنی چاہیئے - فتح مند اور شجاع گمنام ہوجاتے ہین مگر نیک نفس اور صاحب دانش فرمانراؤن کو حیات دوام حاصل ہوتی ہے - یہہ سمجھا کر کہ ہندوستانی رئیس آپس مین لڑتے بہت ہین انہون نے یہہ بیان کیا " اس رئیس کی گورنمنٹ بڑی عزت کرتی ہے جو اپنی رعایا کے لئے اچھا انتظام کرتا ہے اور اپنے ملک کی ترقی مین بڑی جد و جہد کرتا ہے [illegible] مین ایسے رئیس [illegible] مین ہین جو ان نے ان کامون کے کرنے کے سبب سے بڑی نیکنامی حاصل کی ہے مین اسمین [illegible] ہون کہ وہ مہاراجہ سیندھیا اور بہوپال کی بیگم ہین مجھے جاورہ کے نواب غوث خان کے مرنے کا افسوس ہے جسکو مین نے سنا تھا کہ وہ ایک دانشمند فیض رسان حکمران تھا - [illegible] مین راجہ سینا [illegible] جسکی بالفعل نوے برس کی عمر ہے پھر بھی وہ اپنی ملک کا اچھا بندوبست کرتا ہے [illegible] مین [illegible] اپنی ریاست مین ایسا عمدہ انتظام کرتا ہے کہ عوام اس کی عزت [illegible] ہین -

[illegible] لکھنؤ مین [illegible] دربار [illegible] کے دربار کی شان و شکوہ [illegible] تھی مگر [illegible] ان [illegible] لارنس کی سواری کی جلو مین تھے [illegible]

[illegible] کے اجتماع ہوئے [illegible] دربار [illegible] لارنس [illegible]

[illegible] کی [illegible] سے تعلقہ دار [illegible] سے [illegible] مین [illegible] عادات اور

خیالات جدا ہین مگر ہم سب کو خدا نے پیدا کیا اور ہم سب قوانین عامہ سے وابستہ کیئے گئے ہین ہم سب کو خدا کے روبرو یہہ حساب دینا ہے کہ ہم نے اسکے احکام کی کتنی اطاعت کی ہے پس یہہ رشتہ اتحاد ہم سب کے درمیان ہے جو اعلے ہو یا ادنے۔ مفلس ہو یا امیر۔ عالم ہو یا جاہل تعلقہ دارون کی خوب دلجمعی کی کہ انکے حقوق کو گورنمنٹ ہمیشہ برقرار رکھیگی۔

لارڈ لارنس دل سے چاہتے تھے کہ ہندوستانی فرمانروا اپنی رعایا پر انصاف و عدل و رحم و کرم سے حکمرانی کرین۔ چونکہ ملکہ معظمہ کی شہنشاہی تسلیم ہو چکی تھی اسلیئے برٹش گورنمنٹ اپنا بڑا فرض یہہ سمجھی کہ ہندوستانی فرمانراؤن کو کسی طرح سے اپنی رعایا پر ظلم و تعدی و جبر نہ کرنے دے وہ ان رئیسون کے دلی خیرخواہ تھے۔ جب راجگڈھ سے ترک اسلام ہونے کا مقدمہ انکے روبرو پیش ہوا تو انہون نے یہہ اصول قائم کیا کہ والیان ریاست کو اپنے مذہب کے بدلنے کا اختیار ہے۔ جس ریاست مین وہ کسی ظلم و ستم کی رسم دیکھتے اسکو بند کراتے تھے کوٹہ مین ستی ہونے کی رسم چلی جاتی تھی وہ بالکل موقوف کرائی۔ سروہی اور مارواڑ کی ریاستون مین جذامیون کے زندہ دفن کرنے کا دستور تھا وہ بند کردیا جہان کہین دخترکشی کی رسم باقی رہ گئی تھی اسکو بھی دور کرادیا۔ جہان گائے کے مار ڈالنے پر موت کی سزا ملتی تھی اسکو موقوف کرایا۔ غرض جان لارنس نے یہہ اصول قائم کیا کہ ہندوستانی والیان ملک برٹش گورنمنٹ کے تابع ہین اس لیئے انکی رعایا بھی برٹش گورنمنٹ کی زیر فرمان ہے پس جو انگریزی رعایا کو حقوق حاصل ہین وہی ہندوستانی ریاستون مین بھی رعایا کو حاصل ہونے چاہیئین۔ برٹش گورنمنٹ پر یہہ واجب ہے کہ جیسی وہ خود رعایا پروری کرتی ہے اسی طرح ہندوستانی رئیسون سے رعایا پروری کرائے ہندوستانی ریاستون مین جتنی ریلوے لاین تھین وہ لارڈ لارنس نے سب انگریزی قوانین دیوانی و فوجداری کے ماتحت کرادین۔

۱۸۵۷ء اور ۱۸۵۸ء مین تعلقہ داران اودھ نے برٹش گورنمنٹ کو ان آفات سے بچایا تھا جو رعایا کی نارانصی پیدا ہو کر گورنمنٹ کو مضرت پہنچاتین پس اس سبب سے انکو یقین ہو گیا تھا کہ تعلقہ دارون کی ریاست کا برقرار رکھنا برٹش گورنمنٹ کے حق مین مفید ہے جو ہندوستانی لائق ہون وہ بھی ہندوستانی ریاستون مین اپنی عقل و دیانت کا کام کر سکتے ہین ایسی انگریزی عملداری مین نہین لیکن اب برٹش گورنمنٹ کا ارادہ ...

ریاست میسور

سنہ ۱۸۶۸ع میں ریاست میسور کا سوال پیدا ہوا کہ مہاراجہ نے جسکو ولی عہد کیا تھا وہ اسوقت
صغر سنی میں ۷۳ سال رہ کر مر گیا انہنے والسرائے کی مرضی کے خلاف ایک چھ برس کا لڑکا متبنٰے
کیا تھا جسکو وہ میسور کا راجہ ہونا چاہتا تھا راجہ کے مرنے کے بعد چند سال کے لئے ایجنسی مقرر
ہوئی میجر بالی بین صاحب چیف کمشنر مقرر ہوئے۔ اس موقع پر سر جان لارنس نے اپنا ایک
مشہور سرکیولر جاری کیا کہ انگریزی عہدہ داروں سے یہ استفسار کیا کہ رعایا ہند کس کی حکومت
میں زیادہ خوش رہتے ہیں انگریزوں کی حکومت میں یا ہندوستانیوں کی حکومتوں میں اس کیولر
میں یہ سوال کیا گیا اسکے جواب کو والسرائے پہلے سے جانتے تھے کہ کیا دیا جائیگا۔ افسروں سے
یہ سوال کیا گیا تھا انہوں نے جواب میں اپنی شہادت دی کہ انگریزی حکومت میں رعایا کی
جان و مال کی زیادہ تر حفاظت ہوتی ہے اور بہبودی و آسودگی کے زیادہ سامان اسکو حاصل
ہوتے ہیں۔ انتظام و انصاف کے ساتھ ہوتا ہے احکام بروقت جاری ہوتے ہیں جنکا حاکم اعلے
والسرائے ہوتا ہے۔ مگر یہ سوال اسطرح سے کب حل ہو سکتا ہے کہ چند عہدہ داران انگریزی
سے پوچھا جائے جو انکی اپنی ہی کارروائی سے متعلق ہو۔ اس لئے یہ سوال زیادہ تر اس حال
میں رہا جیسا پہلے تھا مگر جنرل ایک علمی مباحثہ ہو اتفاق یہ تھا کہ وزیر ہند نے حکم دیا کہ
لڑکا جو متبنٰے کیا گیا ہے وہ بلوغ پر پہنچنے پر میسور کا راجہ ہو جائے۔

معاملات افغانستان

دوست محمد خان کے بعد [illegible] سر جان لارنس نے جو پالیسی اختیار کی تھی اس میں زیادہ تر یہ
افغانستان کو [illegible] میں [illegible] یہ خواہش تھی کہ
وہ افغانستان کے معاملات سے بالکل الگ رہنا چاہتے تھے۔ چنانچہ وہ
[illegible] جنکے موافق سالانہ
[illegible]
[illegible] ایک دوسرے کے خون کے پیاسے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

امیر بانکو جو سالانہ روپیہ برٹش کی طرف سے دیا جاتا تھا وہ اسکو دیا اس امیر کے ساتھ دوستانہ
تعلقات قائم رہے اسکو بہت سے تحائف دیئے اسکے ساتھ نیک اخلاقی کا برتاو رکھا اس سے
اپنی بنیاد ایسی پہ قائم کی جس سے پرے کبھی آگے قدم نہین رکھا وہ یہہ خیال کرتے تھے کہ جب امیر کو روپیہ
خرچ سپاہ کے لیئے دیتے ہین اور اور طرح سے بھی اسکی مدارا اچھی طرح کرتے ہین تو اسکو چاہیئے کہ وہ
ہمارے دوستون کا دوست اور دشمنون کا دشمن رہے اور بات یہہ ہے کہ ہم حزم و احتیاط کے ساتھ
افغانستان کے حاکم کو آزاد امیر جانکر تعظیم اور تکریم کرینگے مگر برٹش کی طرف سے امیر کے ساتھ ایسی
دوستی نہین رکھین گے کہ کوئی حملہ اسپر ہو یا وہ کسی پر حملہ کرے تو اس مین شریک ہوکر افغانون کی غلطیون کے
سبب سے جو دقتین پیش آئین انہین برٹش گورنمنٹ کو الجھیڑے مین ڈالین - اگرچہ یہہ اصول ایک طرفہ
تھا مگر انکے نزدیک حالات موجودہ مین وہ ناگزیر تھا - جب امیر حق پر ہو تو اسکی استعانت کرنے کے لیئے
یقینی برٹش گورنمنٹ موجود تھی لیکن برٹش گورنمنٹ سے امیر کو کبھی یہہ توقع نہین کرنی چاہیئے
کہ وہ افغانستان مین اپنی سپاہ بھیجیگی انہون نے صرف افغانستان کے اندرونی معاملات ہی
مین مداخلت کرنے سے اپنا منہ نہین موڑا بلکہ کابل قندھار یا کسی اور مقام مین انگریزی افسر دہیجے
بھیجنے سے بھی انکار کیا انکو یہہ سوجھ گیا تھا کہ افغانستان مین برٹش افسرون کا موجود ہونا ہر کام کو
بگاڑ دیگا انسے حب وطن کا جوش ایسا پیدا ہوگا جسکا انجام یہہ ہوگا کہ وہ قتل کیئے جائین گے انکو یقین
تھا کہ افغان انکے دشمن ہوتے ہین جو انکی حکومت مین مداخلت کرتے ہین اور جو اس مداخلت سے
انکے تئین بچاتے ہین انکے وہ دوست ہوتے ہین پس ہمکو چاہیئے کہ روسی جو ہمارے فطری دشمن
ہین افغانستان مین مداخلت کرین اور ہم افغانون کو اس مداخلت سے بچائین تا کہ افغان ہمارے
دوست ہون اور روسیون کے دشمن - اس صورت مین انکو امید تھی کہ ہندوستان کی طرف
اگر روسی پیشقدمی کرین گے تو افغان انکا مہلک مقابلہ اپنے اکھڑ ملک مین کرینگے وہ یہہ بھی جانتے
تھے کہ کوئی نہین جان سکتا کہ اپنا کیا طریقہ اختیار کرین گے - وہ یہہ بھی کہا کرتے تھے کہ افغانون
کے لیئے ہندوستان کی لوٹ ایسی ترغیب ہے کہ وہ روسیون کے ساتھ شریک ہوجائین
مگر غالباً ایسی شرکت کبھی ہونے کی نہین اب اگر افغانستان مین انگلش پیشقدمی کرینگے کہ روسیون سے
لڑین تو یقینی افغانون کو وہ اپنا دشمن بنائین گے اور روسیون کا دوست اگر روس افغانستان پر

اپنا سفیر بھیجیگا یا انگریزون کی اغراض کے برخلاف افغانستان مین کوئی ایجنسی قائم کریگا تو وہ ابھی
نقصانون کو رائگان نہین کریگا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ افغان کبھی اسکی سفارت کو خوشی سے نہین قبول
کرین گے اور انکے اس گناہ کے برخلاف وہ اور زیادہ گناہ کرینگے اور روسیون کو نقصان کرینگے کہ انہاری
اس سفارت کے پیچھے آہنی جہاز اور مشینین انگریزی کی کمیٹی ہوئی ہین۔ وہ اس صلح کے وقت
کہ افغانستان کی آزادی [illegible] عزت و وقعت کے ساتھ کہتے تھے کہ وہ افغانستان مین اور اسکے متصل کے
ملک مین کسی کی مداخلت نہین کرنے دینگے اگر کوئی [illegible] ہوئی اور یورپ مین روسیون کو برٹش
نیچے مقابلہ مین نہ روک سکے اور روس نے ہندوستان کی طرف پیش قدمی کی تو بھی کسی طرح
افغانستان مین ایسے لڑنے نہین جائین گے کہ اپنی جان و مال کو ضائع کرین اور دشمنون کے ہاتھون
کھیلین ایسی پیشقدمی کے سخت دشمن ہونگے گو کچھ تھوڑی دیر کے لیے مطیع ہو جائین اس سے
مین برٹش گورنمنٹ افغانون کی مدد [illegible] اسباب اور روپیہ سے لیکن نہ سپاہیون سے نہین۔ اس
طرح سے افغان مدد پاکر روسیون کی پیشقدمی کو بٹھا دینگے خواہ کچھ ہی ہو مگر برٹش گورنمنٹ اپنی سرحد
قائم رہتی اگر [illegible] روسیون کا [illegible] برٹش سپاہیون کے دلون کو فولاد بنا دیگا تو روسیون کا [illegible] دل
[illegible] اور جب روسی بہت سا [illegible] کے افغانستان کے اندر جائین گے تو انسے افغان بڑی
خوفناک لڑائی [illegible] بہت سے [illegible] ہونگے [illegible] آئندہ کے لئے [illegible] کرنیوالون کو
نصیحت ہو جائیگی [illegible] جان [illegible] جو سب سے پہلے بیان ہوا [illegible] صحیح
ہوا [illegible] نے اس [illegible] اور [illegible] سلطنت مین
[illegible] افغانستان کی
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] قسم [illegible] کے
[illegible]
[illegible] ہندوستان مین عام

ٹیننسی ایکٹ کی اولین تجویز ۱۸۶۵ء

رعایا راضی ہوگی اسکو محبت اخلاص نہ ہو اور ہماری کل پولیسی یہہ ہو کہ بڑی بڑی والیان ملک اور ہندوستانی جماعت امرا کے دلون مین بتدریج ہم یہہ یقین دلادین کہ انکے حقوق اور مقبوضات سلامت و محفوظ ہین اور برٹش انڈیا مین ایسے ایسے بڑے بڑے مادی کام بنا ئین کہ انسے رفاہ خلائق بھی ہوں اور وہ ہماری ملیٹری اور پولیٹکل قوت کو بھی بڑھائین ہم اپنے مال و دولت کو اور اپنے مخازن کو بڑھائین اور مستحکم کرین اور تمام ضرورتون کے لیے چپ چاپ تیاریان کرین جنکا سب مدبران ملکی پاس و لحاظ کرتے ہون۔

سر جان لارنس یہہ سمجھتے تھے کہ دہقانون کی خوشحالی بہ نسبت زمینداروں اور تعلقداروں کی خوشحالی کے برٹش گورنمنٹ کو زیادہ تقویت دے سکتی ہے۔ زمینداروں اور تعلقداروں کو جسقدر محاصل اراضی دیا جاتا ہے وہ کاشتکارون سے لیا جاتا ہے ایک کے مفلس بنانے سے دوسرا دولتمند بنایا جاتا ہے اسلیئے انہون نے پنجاب کے ٹیننسی ایکٹ بل یعنی اراضی پنجاب مین دخل رعیتانہ کے باب مین بڑی سرگرمی سے حصہ لیا۔ پنجاب مین جو بالفعل بندوبست اراضی تھا اس مین کاشتکاران موروثی کے حقوق بہت تلف ہوتے تھے انہون نے ایکٹ مذکور کے پاس کرانے مین کاشتکاران موروثی کے حقوق کے محفوظ رکھنے مین دل و جان سے کوشش کی اسی قسم کا معاملہ اودھ مین کاشتکارون کے حقوق کے باب مین پیش ہوا۔ وہ یہہ جانتے تھے کہ تعلقداران اودھ کو جون ۱۸۵۹ء مین گورنمنٹ نے آبرو دی ہے اس مین ذرا فرق نہ آئے اور کاشتکارون کے خواہ موروثی ہون یا نہ ہون حقوق تلف نہ ہون وہ اور انکے ساتھی اس بات کو یقین کرتے تھے کہ تعلقدارون کے حقوق کے ساتھ ہی کاشتکارون کے بھی حقوق قائم ہوئے ہین مگر پانچ سال کے اندر کاشتکارون کے حقوق مین فتور آگیا ہے اس کے لیئے محفوظ رکھنے کے لیئے زیادہ تر تدبیرین کرنی چاہئین اس لیئے انہون نے کاشتکاران موروثی اور غیر موروثی کے حقوق سلامت رکھنے مین بڑی کوشش کی کہ وہ ایکٹ مین مندرج ہو جائین۔

چونکہ تعلقداران اودھ اور زمینداران بنگال کی اس باب مین اغراض مشترک تھین تو سر جان لارنس کی ان تدابیر کی بڑی مخالفت کی اور انگلو انڈین اخبارون مین انگلو انڈین کے اخبار نویسون نے دشنام آمیز باتین انکی نسبت لکھنی شروع کین۔ غرض ہندوستان سے لیکر انگلستان تک یہہ ایجیٹیشن شروع ہوا۔ چند اشخاص ذی وقعت اور صاحب ثروت ایسے تھے کہ انکی شکایت کی آوازین سمندر پار گئین

مگر یہان لاکھون آدمی گونگے تھے جنکی حمایت سرجان لارنس نے بڑی سرگرمی اور جد و جہد سے کی۔ انکی راے مین یہہ ایک سوال انصاف یا ناانصافی کا برٹش رعایا کی سخت محنتی و جفاکش جماعت کے بابمین تھا وہ یہہ خوب جانتے تھے کہ اس سوال کی جہان بین انگلستان مین ہوگی اور کامنس ہوس مین خوب دلائل کی رزم آرائی ہوگی مگر انکو یہہ امید تھی کہ سرچارلس وڈ وزیر ہند انکے طرفدار اور حامی ہونگے انہون نے اپنا یہہ عزم مصمم کرلیا تھا کہ اگر اودھ کی اس پولیسی کو وہان سہارا نہ دیا گیا تو وہ اپنے جلیل القدر عہدہ سے دستبردار ہوجاوینگے۔ انگلینڈ مین جان لارنس کو کامیابی ہوئی اور ایکٹ حسب مراد انکی پاس ہوگیا۔

۱۸۶۵ء مین بارش بہت کم ہوئی اور بیقاعدہ ہوئی تھی ستمبر کے بعد وہ ہوئی نہین۔ چاول کی فصل بالکل نہین ہوئی اور چاول ہی ان اضلاع کے باشندون کی خوراک ہے۔ ملک اڑیسہ مین قحط نے زیادہ شدت سے سختی کی۔ قحط کے پہلے سے ایسے آثار نمودار ہوئے تھے کہ حکام قحط کا انتظام کرتے۔ غرض خوراک ایسی گران ہوگئی کہ لوگ اسکو نہین خرید سکتے تھے۔ خیراتی امدادی کام جو جاری ہوے تو انکی مزدوری نقد دیجاتی تھی مگر چاول موجود نہ تھے جو اس زر نقد سے خوراک خریدی جاتی اسلیے ان امدادی کامون کا برا نتیجہ ہوا۔ بعض آدمی جو اس قحط مین امداد کرسکتے تھے وہ یہہ دلیل پیش کرتے تھے کہ اڑیسہ مین چاول کی گرانی ہے۔ ان طرف سے چاولون کے انبار لے آئینگے۔ اڑیسہ کے پاس کوئی چاولون کا ایسا انبار خانہ نہ تھا کہ وہان سے چاول پہنچتے تے سمندر پر اس وقت بارش کی وجہ شدت تھی کوئی کشتی اور جہاز چاول نہین لا سکتا تھا۔ [illegible] اڑیسہ مین ۲۷۰۰۰۰ من چاول آئے جنہون نے ڈھائی لاکھ آدمیون کی جانین بچائین۔

۱۴ فروری ۱۸۶۶ء کو کلکتہ مین زندہ آدمیون کی امداد کے لئے چندہ جمع کرنے کے لیے گورنر جنرل نے ایک عام کونسل منعقد کی اور [illegible] سب سے اول [illegible] دس ہزار روپے چندہ دئے جہان آدمی [illegible] ہوشیار ہوتے ہین ان [illegible] کے [illegible] بھلائی [illegible] کی [illegible] مین [illegible] ہوشی کی جاسکے [illegible] کی جاتی [illegible] ان کامون کے لیئے [illegible]

قحط اضلاع اوڑیسہ کا قحط

..ود جو اسکا دیا جائے وہ بھی قحط کی رسد مین مندرج کیا جائے۔ اس اصول کے قائم ہونے نے ہندوستان کی رعایا کو بہ نسبت اور شائستہ تدبیرون کے زیادہ فائدہ پہنچایا۔ لارنس کے عہد حکومت کے آخر دو سالون مین ڈیڑھ کروڑ روپیہ قرض رفاہ عام کی تعمیرات عمارت کے لیئے لیا گیا۔ یہان یہہ مصیبت تھی اور اور جگہہ راحت تھی۔ سنٹرل انڈیا اور ان کے قرب مین فائدون کا دروازہ روئی کی خریداری نے کھول رکھا تھا۔ چار سال کے عرصہ مین روئی کی قیمت چوچند ہوگئی تھی اور سالانہ ایک کروڑ روپیہ کی روئی بکنے لگی تھی۔ قیمت زیادہ ہوگئی مزدوریان باستثنار بمبئی اور بندرگاہون کے شہرون کے بچبری رہین امریکہ کی آپس کی لڑائی کے سبب سے روئی کی گرانی ہوئی جب وہ موقوف ہوئی تو بہت روئی کی تجارت کرنے والون کے دیوالے نکل گئے ترقی کی فہرست مین دو صوبون کے نام چڑھائے گئے سر اسے فر صاحب نے برٹش برہما مین عام پسند دانشمندانہ انتظام کیا کہ صوبہ کی آمدنی دس کروڑ روپیہ ہوگئی یعنی پہلے سے دوچند ہوگئی۔ آبادی بھی بہت بڑھ گئی۔ سنٹرل انڈیا مین ترقی کی نشانیان نمودار ہوئین سر رچرڈ ٹیمپل یہان کے چیف کمشنر تھے ۱۸۶۸ع کے آخر مین پانچہزار پانچ سو ستر مدرسے تھے باوجودیکہ بہت جگہہ مد سرکاری مین تخفیف کی گئی تھی مگر پھر بھی ملک مین چودہ فیصدی کی افزائش ہوگئی تھی پردیسی مال کی تجارت تیرہ لاکھ سے ۲۵ لاکھ روپیہ تک نوبت آگئی تھی دو سال مین آبادی ایک فیصدی بڑھی تھی۔ یہہ معمولی تعداد افزائش نہایت خوش نصیب اضلاع مین ہوتی ہے۔

جب ملک مین ترقی ہوئی تو اسکا اقتضا یہہ تھا کہ سارے ہندوستان مین سول افسرون کی تنخواہ کا اضافہ کیا جائے جس سے کہ انتظام موثر ہو۔ جان لارنس نے ماتحت سول افسرون کی تنخواہین بہت جلد ایسی بڑھا دین کہ جن کے سبب سے وہ بہت آسائش و آرام سے رہین اور رشوت ستانی کی طرف بھی میلان نہ پیدا ہو بہت سے محکمے بڑھائے گئے یا جدید قائم ہوئے اسطرح سے کل سالانہ خرچ مین آٹھ فیصدی زیادہ ہوئے۔

لارڈ الجین کی موت سے سر جان لارنس کے جانے تک سوا تین کروڑ روپیہ کی کمی تھی سر ..... ۱۸۶۶ع مین ۱۰ ۹ ۴ ۸۰۰ ۲ روپیہ کی بیشی پیدا کی مگر وہ اس سال مین ولایت چلے گئے ..... جگہہ وائی نینس ..... صاحب مقرر ہوئے جنکی اول سال ہی یہہ بیشی تا ..... ہو گئی اور

اسکی بجائے ڈھائی کروڑ روپیہ کی کمی ہو گئی۔ اس کمی کو سال آیندہ میں ولسن صاحب نے ایک کروڑ روپیہ نقد گھٹایا لیکن سنہ ۱۸۶۰ء میں ۴۳ ۴۴ ۴۱ کی عجیب کی ہوئی پانچ سو روپیہ کی آمدنی سے زیادہ آمدنیوں پر انکم ٹیکس لگا تھا اسمین فیصدی کی افزائش ہوئی غرض یہہ نہیں کہا جا سکتا کہ سر جان لارنس کو خزانہ مال کے انتظام مین کامیابی ہوئی۔

اس بڑے سولیین (جان لارنس) کو انتظامات سلطنت مین بڑی فتوح حاصل ہوئین جو لارڈ ڈلہوزی نے کام شروع کئے تھے انکی تکمیل ہوا نکے شاگرد رشید نے پہنچایا۔ تعلیم کی بڑی ترقی ہوئی۔ ٹیلیگراف بہت جگہہ لگائے گئے ... کمپنیان کی بہت امداد کی گئی اور وہ ابھی ریلوے لینون کے تحت ... پبلک فنڈ سے سستی لینون کے بننے کا ... کے پیمانہ پر انتظام کیا گیا سنہ ۱۸۶۹ء مین جبکہ سر جان لارنس ہندوستان سے گئے ہین گورنمنٹ نے یہہ ارادہ مستحکم کر لیا کہ خود اپنے روپیہ سے ریلیون کو بنوائے اور اس قسم کا ... آبپاشی کی نہرون کے لیے مقرر کیا گیا۔ نہرون کے بنانے کا کام جو کمپنیون ... تھا اسمین ناکامی ہوئی گا۔ پوسٹ آفس مین بھی اصلاح کی کہ آدھ آنہ محصول کے خطوط ... جو اسکے پہلے تین آنہ کا خط آدھ آنے مین جاتا تھا اب جو آنے کا جاتا تھا۔ ... کاشت کی ترقی کے لیے پہلے ... اول ایک خاص محکمہ مقرر کیا تھا ... ہندوستان مین ... ڈپارٹمنٹ ... جب ... اسپیشل جنرل ڈاکٹر ... مرتب کیا تھا اسمین اتنا رتبہ شامل ہوگیا ... کے ... سے بھی بڑا تھا سنہ ۱۸۶۵ء مین ایکٹ پاس ہوا کہ اس بڑے ... کا کل ... سب اور سال ہندوستان مین اسکاچ جنرل ولایت بھیجا گیا ... کے ... مدد ... افسرون کو تعلیم دلا سکے۔ آخرکو انہون نے ... حساب کو بھی ... درست کیا۔

اسی مدت سے کہ لارڈ لارنس نے ساحل ہند پر دوبارہ قدم رکھا اپنے ... شاہانہ پالیسی کے ... اور پنجاب ... کے منصوبے باندھے تھے اول قدم ... نقصان صحت ... سے خشک سالی کا ... کے خرچ سے ... کے متعلقات کا انتظام

یہہ احوال وہ تھے جو انکے ذہن نشین دنون سے تھے ۔ اور جب وہ انگلستان مین کچھ مدت کے لیئے مقیم رہے تو وہان کے تازہ پولی ٹکل خیالات نے انکو اور زیادہ مستحکم کر دیا ۔

جب ہندوستان سے جاکر انگلستان مین کچھ عرصہ کے لیئے مقیم ہے تو ہندوستان کے حفظان صحت کے انتظام کے لیئے کہ آئندہ وہ کیا ہو انہون نے توجہ کی وہ اپنی ابتدائے ملازمت سے ہندوستان کے شہرون کے غلیظ ہونے کی اور انہین بیماریون کے پھیلنے کی حالت سے خوب واقف تھے انکی چھٹیان موجود ہین جو اس بات پر دلالت کرتی ہین کہ وہ یہہ چاہتے تھے کہ کوئی محکمہ سینیٹری شاہی مقرر ہو جائے ۔ جب وہ گورنر جنرل ہوئے تو انہون نے سینیٹری کمشنر مقرر کیا ۔ جب وہ انگلنڈ مین تھے تو انہون نے فلورنس نائٹ انگیل سے ملیٹری اسپتالون اور یوروپین سپاہیون کی تندرستی کے باب مین بہت سے سبق سیکھے ۔ یہان ہندوستان مین آکر انہون نے گورون کے لیئے بارکین بنوائین انکی خوراک پوشاک کا انتظام کیا دس فیصدی بیاہ کرنے کی اجازت انکو دی غرض بڑی دلسوزی و ہمدردی سے انکی ظاہری و باطنی ترقی مین سعی کی ۔ وزیر ہند سے خط وکتابت کرکے یہہ اجازت حاصل کی کہ گورنر جنرل مع کونسل خاص سکرٹریون کے ساتھ ہمیشہ گرمی اور برسات کے موسمون مین شملہ پہ رہا کرے ۔ مگر دار السلطنت کلکتہ ہی رہے جس سے زیادہ ہندوستان مین کوئی شہر دار الامن دار السلطنت کے لیئے نہین ہو سکتا ۔

۱۸۶۹ء مین لارڈ میو لارڈ لارنس کے جانشین ہوئے ۔ انہون نے ہندوستان کی ترقی کے لیئے سعی بلیغ کی افغانستان کے امیر شیر علیخان کی ملاقات کی تمہید تو لارڈ لارنس کے عہد مین ہوئی تھی اسکی تکمیل لارڈ میو نے کی کہ انبالہ مین بڑا شاندار دربار شاہانہ کیا اور اس مین لارڈ میو اور امیر شیر علیخان کی ملاقات ہوئی ۱۸۶۹ ۔ ۱۸۷۰ کے درمیان عالی جناب شاہزادہ ڈیوک ایڈنبرا ہندوستان مین آئے جس سے ہندوستان کے باشندون کو بڑی خوشی ہوئی اور اس سے ہندوستان کے والیان ملک اور خاندان شاہی مین رشتہ اتحاد مستحکم ہوا ۔

لارڈ میو نے انتظام سلطنت کی بہت سی فروع مین اصلاحین کین محکمہ زراعت انہون نے قائم کیا اور پروونشل فائی نینس کا نظام جدید کیا ۔ لوکل سیلف گورنمنٹ کی تحریک کی جس سے ہندوستانیون کی قابلیتین و استعدادین بروے کار ظاہر ہون اور ہندوستان کی آمدنی بڑ

لارڈ میو ۱۸۶۹ء ۔ ۱۸۷۲ء

[illegible]

کفایت شعاری ہو انگلش منتظم اپنی جاہد ہیون کے معافی خوب سمجھیں اور ہندوستانیون مین ایک
پولیٹکل زندگانی پیدا ہو لارڈ میو نے نمک کے محصولات کی اصلاح کی بنا ڈالی جسکے سبب سے
انکے جانشینون کو سسٹم کی قدیمی مضر لینون کو دور کرنا آسان ہوا - یہہ لینیں صوبون کے درمیان
مین دیوارین تھین جنکے سبب سے انگریزی عملداری اور ہندوستانی ریاستون کے درمیان تجارت کی
چھاتی پر سوار ہوکر چیشتہ ادبانی تھین - ڈیپوٹی نے جن - رفاہ عام کی تعمیر عمارات کا آغاز
کیا تھا - انکے لارڈ میو نے بڑی ترقی دی ریلوے تی نہران اور آہنی سڑکون کو وسعت دیکر ملک کے
مادی خزانون کو بروے کار ظاہر کیا - انہون نے سارے ملک مین دورہ کیا اور نہایت محنت اور
شوق سے قلمرو مین دورہ کیا اور ملکون کی احتیاجون اور ضرورتون کو بچشم خود ملاحظہ کیا - فروری
۱۸۷۲ء مین انکی بہ تفتیش رسان زندگی جزیرہ انڈمان مین ایک مجنون قیدی نے انکو قتل کرکے
ختم کردی - وہ آئرلینڈ کے رہنے والے تھے وہ اس عہدہ کے لیے سب طرح سے موزون تھے
انہون نے اپنی عقل خداداد سے ہندوستان کے بڑے پیچیدہ معاملون کو سلجھا دیا - آہنی سڑکین
نہرین انکے عہد مین اتنی تیار ہوئین کہ انہون نے ملکی خزانون کو بروے کار ظاہر کیا - انہون نے
جو پروونشل ورس سسٹم کی پالیسی کی تجویز کی اس سے مختلف صوبون کے انتظام مین جان پڑ گئی
لارڈ میو کے جانشین لارڈ نارتھ بروک ہوئے جو [illegible] اور
[illegible] - انکے عہد حکومت مین ۱۸۷۴ء مین بنگال مین قحط پڑا [illegible]
[illegible] انہون نے خزانہ شاہی سے ایسی امداد کی کہ قحط کا مقابلہ کامیابی کے ساتھ ہو گیا
برٹش انڈیا کی تاریخ مین یہہ پہلی دفعہ تھی کہ خزانہ شاہی کے خرچ سے قحط کی ساری تدبیرین
[illegible] ۱۸۷۵ء مین [illegible] اس سبب سے
معزول کیا گیا [illegible] ریاست مین ظلم و تعدی [illegible] کے کام کرتا تھا
اسی کے خاندان مین ایک لڑکا اسکا جانشین کیا گیا - اسکی [illegible] خاندان [illegible]
[illegible] ۱۸۷۶ء [illegible] ہندوستان [illegible]
[illegible] ہندوستانیون نے ہندوستان کی
[illegible] سلطنت کے آنے [illegible]

والیان ملک اور روسا و امرا نے پہلی دفعہ جانا کہ وہ ایک قدیمی بڑے شاندار خاندان شاہی کی زیر فرمان ہین۔

۱۸۷۶ء مین لارڈ نورتھ بروک کے بعد لارڈ لٹن والسرائے ہند ہوئے۔ پہلی جنوری ۱۸۷۷ء کو ملکہ وکٹوریا کا خطاب قیصر ہند ایک دربار مین اعلان کیا گیا۔ بے مثل دربار دہلی کی پرانی چھاونی مین اسی پہاڑی کے نیچے منعقد ہوا تھا کہ جس پر سے انگریزون نے اس باغی شہر کو فتح کیا تھا۔ جسوقت اس ملک کے شاہزادے اور اعلے درجہ کے عہدہ دار اس عالیشان دربار کا تماشا دیکھ رہے تھے دکھن مین قحط کی کالی گھٹا نے اندھیر پھیلا رکھا تھا۔

۱۸۷۶ء مین بالکل بارش نہ ہوئی ۱۸۷۷ء مین موسم کچھ پہلے کی نسبت بہتر تھا۔ یہہ خشک سالی دکن مین راس کماری تک پھیلی ہوئی تھی اور پھر اس کے بعد اسکا حملہ شمالی ہند پر ہوا جسکے سبب سے قحط کی بلائین ایسی نازل ہوئین کہ ۱۸۷۶ء سے پہلے کبھی نہین واقع ہوئین۔ اگرچہ سمندر کی اور ریل کی راہ سے بہت سا اناج یہان آیا اور گورنمنٹ نے خزانہ شاہی سے جانون کے بچانے کے لیے گیارہ کروڑ روپیہ خرچ کیا اسپر بھی بھوکے مرنے سے یا ان بیماریون سے جو فاقہ کشی کے لیے لازمی ہین جانون کے تلف ہونے پر رونا آتا ہے پچین لاکھ آدمیون کے مرنے کا تخمینہ کیا گیا کہ بھوکے مر گئے۔ یا ان بیماریون سے مر گئے جو قحط کے بعد آیا کرتی ہین۔

۱۸۷۸ء کے موسم خزان مین افغانستان کے معاملات نے پھر ایسی صورت دکھائی کہ انکو تاریخ مین لکھنا پڑا۔ لارڈ میو نے جس امیر شیر علیخان کی دعوت بڑے حسن اخلاق سے کی تھی وہ روسیون کی سازشون مین شریک ہونے لگا اپنی دار السلطنت مین برٹش سفیر کے آنے کی اجازت نہین دی جسکے ساتھ ہزار آدمی تھے اور روسیون کے سفیر کو داخل کر لیا اور اس کی بڑی آؤ بھگت کی جسکے سبب سے برٹش نے اشتہار جنگ دیا۔ لارڈ بیکنس فیلڈ نے جو اسوقت انگلستان کے وزیر اعظم تھے اس جنگ کا بیان کیا کہ وہ سائنٹفک سرحد قائم کرنے کے لئے ہے اور انگریزی سپاہ تین رستون سے افغانستان مین داخل ہوئی۔ درہ خیبر کرم بولان سے ان درون مین سپاہ گذر گئی اسکو کوئی مقابلہ عظیم نہین ہوا۔ افغان ترکستان کو چھوڑ امیر شیر علیخان بھاگ گیا اور وہین مر گیا۔ گندمک کی صلح ۱۸۷۹ء مین اسکے بیٹے یعقوب خان کے ساتھ صلحنامہ لکھا گیا جس کے موافق برٹش کی

سائنٹیفک سرحدان دروں کے پار تک قرار پائی اور کابل میں برٹش رزیڈنٹ کا رہنا امیر نے قبول کیا لیکن چند مہینوں کے بعد برٹش رزیڈنٹ سر لوئس کیوانگ ناری صاحب پر فریب اور دغا سے حملہ ہوا اسکو مع اسکے ہمراہیوں کے مار ڈالا یہہ خبر ستمبر میں آئی اور اکتوبر میں کابل پر ایک تازہ حملہ انگریزوں نے کرکے قبضہ کیا۔ یعقوب خان نے سلطنت کو ترک کیا انگریزوں نے اسکو ہندوستان میں بھیجدیا۔

اس عرصہ میں انگلستان میں پالیمنٹ کے ممبروں کا جو انتخاب ہوا تو کنسرویٹو منسٹری کو شکست ہوئی پس انکی شکست ہوتے ہی لارڈ لٹن نے استعفا دیدیا اور انکی جگہہ مارکوئس رپن اپریل ۱۸۸۰ء میں نامزد ہوئے۔ اس سال میں ہرات کی سپاہ سے جسکا سپہ سالار ایوب خان تھا قندھار اور دریار ہیلمند کے درمیان برٹش برگیڈ کو شکست ہوئی۔ جنرل سر فریڈرک رابرٹس نے کابل سے قندھار فوج لے جاکر اس شکست کا یہہ علاج کیا کہ پہلی ستمبر ۱۸۸۰ء کو ایوب خان کو شکست فاش دی اور امیر عبدالرحمن خان کو جو دوست محمد خان کا پوتا تھا برٹش گورنمنٹ نے کابل کا امیر ہونا تسلیم کیا اور سپاہ انگریزی کابل سے واپس چلی آئی اب دار السلطنت میں انگریزوں کا دوست امیر تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی قندھار سے بھی سپاہ واپس آگئی اسکے بعد ہی ایوب خان ہرات سے فوج لیکر آیا اور امیر عبدالرحمن کی سپاہ کو شکست دیکر قندھار پر قبضہ کرلیا۔ مگر یہہ فتحیابی تھوڑے دنوں تک تھی۔ امیر عبدالرحمن خان نے اپنی فوج لیجاکر ایوب خان کو پوری شکست دی اور قندھار پر پھر قبضہ کرلیا ۱۸۸۴ء میں امیر کی منظوری سے سرحدی کمیشن مقرر ہوا کہ وہ اپنے ساتھ روسی کمشنروں کو شریک کرکے افغانستان کی شمالی مغربی حد مقرر کرے۔

ہندوستانی ریاست میسور جو ۱۸۳۱ء سے انگریزی عملداری راجہ کی طرف سے چلی جاتی تھی ۱۸۸۱ء مارچ میں ہندو راجہ راج گدی پر بٹھایا گیا اور وہ موروثی راجہ قرار پایا۔

[illegible] کے زمانہ ۱۸۸۰ء سے ۱۸۸۴ء تک ہندوستان میں بالکل امن و امان رہا اس سبب سے گورنمنٹ انڈیا کو فرصت ملی کہ اندرونی اصلاحیں کرے۔ بہت سے [illegible] ان اصلاحوں پر [illegible] کرتے ہیں کہ [illegible] انتظامات [illegible] داخل کرنا ہے کہ انگریزی [illegible] لوگ [illegible]

انگلستان میں لبرل منسٹری ۱۸۸۰ - ۸۱

میسور ۱۸۸۱

ہو گنگا کے کنارہ پر لگانا مدبران ملکی کے مدرسہ کا یہہ اصول ہے کہ امور خانگی و سرکاری مین بڑی آزادی
بھرتی چاہیئے جسمین خود مختاری نہ ہو۔ ایک شاعر کا قول ہے کہ خام جلدی التوا کی سوتیلی بہن ہوتی
ہے۔ ان تمثیلات کو چھوڑ کر ہم کو یہہ دیکھنا چاہیئے کہ لارڈ رپن کی گورنمنٹ کیا تھی اور کیا اسنے کام کیا
ابتدا مین انکے مشیر کار یہہ تھے میجر اے بیرنگ فائی نینس منسٹر تھے وہ لائق اور ہمدرد و مشورہ کار تھے
سر ڈی سٹورٹ ملیٹری ممبر تھے جو پیچھے کمانڈر انچیف ہو گئے۔ کورٹنی ایلبرٹ صاحب لا ممبر تھے۔ سب
سب ممبر ایسے تھے جو گلیڈسٹن کی آزادانہ پالیسی کو اچھی طرح ہندوستان مین کام مین لا سکتے تھے۔
اول کام لارڈ رپن کا یہہ تھا کہ لارڈ لٹن نے جو دیسی زبان کے مطبوعات کی نسبت جو قانون جاری
کیا تھا وہ منسوخ کیا۔ ہندوستان مین پریس کا ایسا معاملہ ہے کہ پچاس سال سے اس کے
باب مین بڑے بڑے مدبران ملکی کا اختلاف رائے چلا آتا ہے۔ سر طامس منرو گو اور باتون
مین آزادانہ اصول کے پیرو کار تھے مگر وہ پریس کی آزادی کے مخالف تھے اسکو مضر جانتے تھے
جب وہ گورنر مدراس تھے تو انہون نے ایک منٹ (نوشتہ) گورنر جنرل اور کورٹ ڈائرکٹرس
ملاحظہ کے لیئے لکھا تھا کہ ملک کی بہبودی اور آسودگی کے لیئے دو باتون پر خیال کرنا چاہیئے اول
یہہ کہ ہماری بادشاہی جہان تک ممکن ہے زمانہ دراز تک ہندوستان مین رہے دوسرے
یہہ کہ جب ہم مجبور ہو کر ہندوستان کی سلطنت کو چھوڑین تو ہندوستانی ایسی قابل و مہذب ہون
کہ وہ اپنے تئین آزاد رکھ سکین اور اس مین کم از کم باقاعدہ گورنمنٹ آئینی قائم کر سکین یہہ مقاصد
پریس کی آزادی روکنے سے حاصل ہونگے۔ لیکن گورنر جنرل ہسٹنگز کی عادت مین داخل تھا
کہ وہ پریس کی آزادی کو رعایا کا قدرتی حق سمجھتے تھے اور جب اعلے حکومت کی نیتین نہایت پاک صاف
ہون تو اسکو پبلک کے منھ کو دیکھنا سود مند ہے۔ انہون نے اس اصول پر خیال کرکے
ہندوستان کے پریس پر سے تمام قیدون کو اٹھا دیا اور اسی زمانہ مین دیسی زبان مین پہلا
اخبار جاری ہوا۔ اڈم صاحب نے جو تھوڑے دنون کے لیئے گورنر جنرل ہو گئے تھے
سنہ ۱۸۲۳ء مین قانون مذکور منسوخ کر دیا۔

پھر سنہ ۱۸۳۵ء مین قائم مقام گورنر جنرل مٹکف صاحب نے ایکٹ پاس کر کے
پریس پر سے تمام قیدون کو اٹھا دیا۔ ایام غدر مین عارضی طور پر چند روز

پریس ایکٹ نے پریس کی آزادی کو خواہ یورپین ہو یا ہندوستانی معطل کر دیا پھر لارڈ لٹن کے ایکٹ نے تو پریس کے لیے مستقل قیدیں لگا دیں۔ لارڈ رپن کی گورنمنٹ نے لارڈ لٹن کے ایکٹ کو منسوخ کر دیا اور فقط پریس پر یہہ دباؤ رکھا کہ اگر وہ گورنمنٹ کے برخلاف بغاوت و اغوا کے مضامین چھاپے گا تو واسطے سزا دینے کے قانون ایسا موجود ہے کہ وہ اخباروں کی بدخواہی کے مضامین چھاپنے کا مانع ہے۔ جو ایسے مضامین بغاوت انگیز چھاپے گا سزا پائیگا۔

لارڈ رپن کا دوسرا کام یہہ تھا کہ انہوں نے اہل شہر و دیہاتیوں کو انتظام ملکی میں اختیارات دیئے جسکا نام لوکل سیلف گورنمنٹ رکھا گیا۔ پہلے کلکتہ و بمبئی و مدراس و چند اور بڑے شہروں میں جہاں یورپین باعث زیادہ [illegible] تھی وہاں میونسپل انسٹی ٹیوشن تھیں مگر اور سارے ملک کے اندر انتظام پورے میں حکام ضلع کے سپرد تھا۔ لارڈ رپن نے جو سیلف گورنمنٹ کی تجویز کی تھی وہ میونسپل انسٹی ٹیوشن کی صورت میں بڑے کار ظہور میں آئی جو اس زمانہ سے جو تھی باقی تھیں کہ ملکہ معظمہ نے عنان سلطنت اپنے ہاتھ میں لی تھی ایسے قوانین منضبط ہو گئے تھے کہ موافق اہل شہر اور اہل دیہہ کو لوکل سیلف گورنمنٹ کے اختیارات دیئے جائیں جہاں دیہاتی بورڈس موجود نہ تھے وہاں لارڈ رپن نے کوشش کی کہ ایسے اسباب مہیا کیے کہ جن سے بورڈس پیدا ہو جائیں۔ اس خیال سے یہہ کہا جاتا ہے کہ لارڈ رپن نے لوکل سیلف گورنمنٹ کے اصول کو شہروں سے دیہاتیوں تک پہنچا دیا اور جہاں دیہاتی بورڈس موجود تھے ان کے اختیارات بڑھا دیئے اور جہاں تک ممکن تھا ان کو اختیار دیا کہ وہ اپنی مرضی سے آدمیوں کو منتخب کر کے انتظام میں شریک کریں۔ ہندوستان کے ہر ضلع میں مقامی خرچ اور علم تعلیم مقامی مقدمات کے انفصال میں وہ مددگار ہوتا ہے۔ لارڈ رپن کے عہد میں اس سے پہلے کی نسبت زیادہ صورت ہو گئی اور ہندوستانیوں کو اپنے مقدمات کے فیصل کرنے کا زیادہ اختیار [illegible] کے پاس ہونے سے حاصل ہونے لگا۔ لوگوں کو اپنے لیے میونسپل کمیٹی کے ممبروں کے انتخاب کرنے کا اور ان کے لیے اپنے پریسیڈنٹ ہونے کا زیادہ اختیار ہو گیا۔

[illegible] لارڈ صاحب نے [illegible]

[illegible]

لکھی تھی کہ اب ضرور ہے کہ وہ قوم کی قید کو اڑا دے ۱۸۷۳ء کے ضابطہ تعزیرات مین یہہ قانون تھا
کہ کوئی مجسٹریٹ یا سشن جج کسی یوروپین برٹش رعایا کے کسی الزام کی تحقیقات نہ کرے۔ جب تک
وہ خود انگلش نہ ہو۔ پریسیڈنسی شہرون مین کسی کونسل کی تمیز نہ تھی یہہ اصلاح جو پیش کی تو انگریزون
نے بڑے زور شور سے اسکی مخالفت کی کہ اس مین ہمارا یہہ حق پایا جاتا ہے کہ انکے جرمون کی
تحقیقات ان ہی کی قوم کے حاکم کرتے ہین اس مین انکی تذلیل ہے کہ وہ ہندوستانی ججون اور
مجسٹریٹون کے روبرو مجرم بن کے کھڑے ہون۔ ہندوستان مین بہت سے مقامات مین
اس بل کے برخلاف مجلسین منعقد ہوئین اور جولائی مین ولایت مین انڈیا اوفس مین سکرٹری
اوف سٹیٹ کے پاس انگریزون کا ڈیپوٹیشن گیا پہلی اگست کو برائٹ صاحب نے ایک مجمع
کثیر کے روبرو سپیچ دیا جس مین آزادانہ خیالات ظاہر کیے۔ ۱۰ اگست کو ہوم گورنمنٹ یا حکام
کا غذات پہنچ گئے جنمین اس بل کی نسبت مخالف و موافق رائین لکھی ہوئی تھین ان سب کا یہہ نتیجہ
ہوا کہ مجرم انگریز کو یہہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے مقدمہ کا فیصلہ جیوری سے کرائے۔ یہہ حق
پہلے انکو حاصل نہ تھا۔

ابتدائی کام لارڈ رپن کے عہد حکومت کا یہہ تھا کہ انہون نے قحط کے کمیشن کی سفارش سے
اے گری کلچرل اور ریونیو کا ڈپارٹمنٹ دوبارہ قائم کیا اسکو پہلے لارڈ میو نے قائم کیا تھا
لیکن انکی وفات کے تھوڑے دنون بعد اسکے کام فائننس اور ہوم ڈپارٹمنٹ مین تقسیم ہو گیا۔
اب وہ پہلی ہی بنا پر دوبارہ قائم کیا گیا اسکے لیے گورنمنٹ انڈیا مین ایک جدا سکرٹری مقرر ہوا
قحط کی امداد کے کامون کو اور آمدنی اراضی کی منتظم اصلاحون کے کامون کو جنکی قحط کے کمیشن نے
سفارش کی تھی اپنے ذمے لیا۔ اور ان کامون پر خاص زیادہ توجہ کی زراعت کی ترقیون پر ہندوستان
کی پیداوار کی نمائشون پر خواہ وہ ہندوستان مین ہون یا یوروپ مین اور وہ کام جو خام پیداوار
ہند کی توضیح کرین اور اراضی کی ریونیو کے انتظامات مین ان باتون کی ہدایت کی کہ جن ضلاع
مین بندوبست چند سالہ ہوتا ہے انکا دوبارہ بندوبست اسطرح نہ کیا جائے کہ جسکا بڑا بار
کاشتکارون پر پڑے آیندہ ان جدید بندوبستون مین باستثنار خاص صورتون کے
دوبارہ پیمائش نہ کی جائے اور دق کرنے والی تحقیقاتین نہ کی جائین اور زمینداروں اور

اور کاشتکاروں کو وہ فائدے چھوڑ دیئے جاتے ہیں جو انہوں نے حیثیت اراضی کے بڑھانے میں
خود کیے ہیں۔

آیندہ ان بنیادوں پر جمع سرکاری کا اضافہ کیا جائے (۱) قیمت اجناس کی گرانی پر
(۲) مزروعہ زمین رقبہ کے بڑھ جانے پر (۳) حیثیت اراضی کی ترقیوں پر جنکو گورنمنٹ
نے کیا۔ اگریکلچرل ڈپارٹمنٹ (محکمہ زراعت) یہ بڑے بڑے کام کرتا ہے کہ وہ ملک کے
استعدادوں کو بہرہ ور ہونے کا انتظام کرتا ہے۔ وہ رعایا کی آسودگی و بہبودی کے کام کرتا ہے
جنگلوں پیمائشوں اور آدمیوں کا نقل مکان کرانا۔ [illegible] علم نباتات (بوٹنی) کے متعلق سرکاری
کے کام [illegible] ان کے معالجے میں امداد کا اور اندرونی تجارت کے [illegible] (وغیرہ)
نباتات داخل ہیں۔

لارڈ رپن نے اس خیال سے ایک ایجوکیشنل کمیشن مقرر کیا کہ عام تعلیم کی زیادہ وسعت
کے ساتھ اشاعت ہو۔ کمیشن نے تمام ہندوستان کی پریسیڈنسیوں میں پھر کر شہادتیں لیکر
[illegible] اور ۱۸۸۳ء میں گورنمنٹ کو رپورٹ بھیجی اس رپورٹ کا نتیجہ یہ تھا کہ گورنر جنرل مع
کونسل نے ایک رزولیوشن پاس کیا جس میں سب سے پہلے تعلیم ابتدائی کی خاص کر عوام
کی ابتدائی تعلیم کی [illegible] تعلیم کے [illegible] نے اور
اس رزولیوشن [illegible] ان سفارشوں [illegible]
[illegible] تعلیم [illegible] تھا۔

کمیشن نے [illegible] سفارشوں کی [illegible] طالب علموں کے بڑھانے
میں [illegible] ابتدائی تعلیم
[illegible] کے لئے [illegible] تعلیم
[illegible] گورنمنٹ کے [illegible] تعلیم
[illegible] تعلیم [illegible] ثابت ہوا تھا
[illegible] کمیشن [illegible] رزولیوشن
[illegible] بڑی

ایجوکیشنل کمیشن ۱۸۸۲-۱۸۸۳

بڑی فیاضی سے کی جو گرینٹ ان ایڈ کے سسٹم پر قائم ہوئے۔

۱۸۸۲ء میں لارڈ میو کا فائی نینس منسٹر وسر ایولی بیرنگ تھے انہون نے تمام روئی کی چیزون پر جو باہر سے ہندوستان میں آتی تھیں اور اُنسے محصول لیاجاتا تھا محصول لینا موقوف کردیا اور تقریباً کل چیزون پر باستثنا ہتھیارون وشراب وغیرہ کے کسٹم کے محصول موقوف کردئے ۱۸۸۴ء میں کومنس ہوس کی ایک کمیٹی نے ہندوستان کی ریلون کی بڑھانیکی بابت شہادت لی اور جن باتون کی اسنے سفارشین کین انکی رپورٹ پارلیمنٹ میں بھیجی۔

۱۸۵۹ء میں لارڈ کیننگ نے بنگال کے مزارعین کے حقوق کی اصلی محافظت کی تھی۔

ایکٹ ۱۸۵۹ء کی ترمیم ۱۸۶۹ء میں ہوئی لیکن اب یہہ ضرور ہوا کہ کوئی نیا ایکٹ اس باب میں پاس کیاجائے۔ لارڈ رپن نے ہر ضلع میں اس باب میں تحقیقات کرکے واقفیون کا مجموعہ جمع کیا اور جو لائق آدمی اس مضمون کی بابت کماہی آگہی رکھتے تھے انکی رائیں اکھٹی کین اور پھر اس مصالحہ سے تننسی ایکٹ مرتب کیا جسکو انکے جانشین لارڈ ڈفرن نے پاس کیا۔

لارڈ رپن ہندوستان سے ۱۸۸۴ء میں تشریف لے گئے جیسے ہندوستانیون نے انکے ساتھ اپنی محبت کا اظہار کیا ایسا پہلے گورنر کے ساتھ نہیں کیا تھا انھون نے یک دلی کے ساتھ ہندوستانیون کی صلاح وفلاح میں سعی کی اور انکی سعی میں کامیابی ہوئی۔ انہون نے تعلیم یافتہ آدمیون کے اقتدار واختیار کو بڑھایا اور ناتعلیم یافتہ کاشتکارون کی حمایت کرکے انکو نہال کیا۔

مارکوئس رپن کے بعد ارل ڈفرن آئے جو بعد ازان ڈیوک ڈفرن ہو گئے ۱۸۸۵ء میں بنگال تننسی بل کو لارڈ ڈفرن نے پاس کیا اور راولپنڈی میں دربار کیا جسمین امیر افغانستان عبدالرحمن انسے ملنے آیا۔ اس ملاقات کا نتیجہ یہہ تھا کہ برٹش گورنمنٹ اور امیر کابل کے درمیان رشتہ اتحاد ووداد مضبوط ہوا۔

۱۸۸۸ء کے موسم گرما میں آزاد برہما کے راجہ نے اپنا طریقہ دشمنانہ انگریزی گورنمنٹ کے ساتھ اختیار کیا کہ مجبوری برٹش گورنمنٹ کو اس کی خبر لینی پڑی۔ راجہ کو برٹش گورنمنٹ نے بار بار فہمائش کی کہ وہ اپنے طریقہ سے باز آئے مگر وہ بالکل بے سود ہوئی تو آخر کو رنگون کو بنگال اور مدراس سے سپاہ بھیجنی پڑی۔ راجہ برہما کو گورنمنٹ نے پہلے سے اپنے ارادہ سے

اطلاع دی اور اپنی [illegible] اپنے رشتہ داروں کو
قتل سے اپنے راج کو داغ لگایا تھا اور برٹش رعایا کے ساتھ وہ ظلم سے پیش آتا تھا جس کی اصلاح کیلئے
اور سلطنتوں سے امداد طلب کی اور فرانسیسیوں کے ساتھ بھی سازش کرنے کی آزمائش کی
تاہم ایسی حرکتوں سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا۔ برٹش گورنمنٹ نے جو معاہدت کی باتیں پیش
کیں انہیں ٹال دیا [illegible] کے بڑے حصے میں [illegible] کے
[illegible]
[illegible]
[illegible]
ملک کے انتظام کے لیے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

پنجدہ مین داخل ہوتے ہین یہان ۳۰ مارچ کو روسیون اور افغانون مین جنگ ہوئی۔ افغان نقصان اٹھاکر ہٹ گئے۔ جب پنجدہ پر یہہ واقعہ واقع ہوا تو اسنے دونو انڈیا اور انگلنڈ کی آنکھین کھولین۔ افغانستان مین پنجدہ پر روسیون کے حملہ کرنیسے خوف تھا کہ کہین برٹش گورنمنٹ کو جنگ کا اشتہار نہ دینا پڑے۔ اسوقت ہندوستانی والیان ملک نے اپنی برٹش گورنمنٹ کے ساتھہ بڑی خیرخواہی کا اظہار کیا کہ جان و مال و سپاہ سے اسکے ہمراہ جاکر افغانستان مین لڑنے کو تیار تھے مگر روسیون نے انگریزون کا کہنا مان لیا اس سے جنگ کی ضرورت نہین ہوئی۔

اس سال مین ہندوستان کے سارے شہرون مین ملکہ معظمہ کی جوبلی بڑی دھوم دھام سے ہوئی۔ گورنمنٹ کی طرف سے ہندوستانیون کے خطابات عطا ہوئے ۱۸۸۶ع مین اپر برہما کے ملک کا بتدریج انتظام درست ہوا اور ڈکیتون کے گروہ منتشر کردیے گئے انتظام ملکی کے اعلے فروع مین ہندوستانیون کے اعلے عہدون پر مقرر ہونے کے باب مین ایک کمیشن مقرر ہوا۔ ارل ڈفرن ۱۸۸۸ع مین اپنے عہدہ سے دست بردار ہوئے اور انہون نے جو ہندوستان مین خدمات کی تھین اسکے صلہ مین وہ ڈیوک ڈفرن اور آوا کے مارکوئس مقرر ہوئے۔

لارڈ ڈفرن کے جانشین مارکوئس لینس ڈاون مقرر ہوئے۔ انکے عہد حکومت مین سر فریڈرک رابرٹس کمانڈر انچیف نے ہندوستان کی سرحد شمالی مغربی کو بڑا استوار اور مستحکم کیا اور افغانستان سے جو درہ ہندوستان کی طرف ہین وہ ایسے مسدود کیے کہ اب کسی حملہ آور کا احتمال نہین رہا۔ اس زمانہ مین ہندوستانی رؤسا کو ہندوستان کی سپاہ مین مدارج اعلے مرحمت ہوئے۔ ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ ان مین سے بعض نے ملک ہند کی محافظت کے لیے اپنی سپاہ اور خزانہ کے حوالہ کرنے کی درخواست گورنمنٹ کے روبرو پیش کی تھی۔ لارڈ لینس ڈاون کے عہد مین یہہ درخواستین منظور ہوگئین اور امپیریل سروس ٹروپس کا انتظام کیا گیا اور وہ شروع بھی ہوگیا کہ ہندوستانی والیان ملک کچھہ سپاہ اس طرح کی رکھین کہ اسکا ڈسپلن اور قاعدہ انکا انگریزی سپاہ کی طرح کا ہو اور اسکا سارا خرچ وہ اپنے پاس سے اٹھائین انگریزی افسر انکا معائنہ کرتے رہین اور لڑائی مین جب انکی ضرورت ہو تو وہ ان دو دو رکھنا پسند کرین۔

ہندوستانی والیان ملک تو بڑے گرمجوشی اسمین تھے کہ وہ سپاہ سے بادشاہی قوتون کی

مارکوئس لینس ڈاون ۱۸۸۸ع سے ۱۸۹۴ع تک [illegible]

[illegible]

[illegible] کرنے اور [illegible] اس [illegible] لوکل سیلف گورنمنٹ کی ترقی میں کوشش
کرنے تیس سال کے عرصہ میں تمام برٹش انڈیا میں میونسپل کمیٹیاں اور لوکل بورڈ مقرر ہو گئے
اور ممبروں کی تعداد [illegible] سے [illegible] پیدا ہوا تھا [illegible] زبردست اور قوی ہو گیا ہے
میونسپل کمیٹیوں کے ممبر [illegible] سے [illegible] کے مقرر کیے
ہیں میونسپل کمیٹیاں اور لوکل بورڈ [illegible] مقامی انتظامات [illegible] سرانجام دیتے
ہیں [illegible] اختیارات [illegible] ہیں۔

نیشنل کانگریس [illegible] ہندوستان [illegible] مقرر [illegible] ہیں
اسکا آغاز [illegible] سے شروع ہوا ہے [illegible] کلکتہ مدراس بمبئی و الہ آباد
میں اسکا اجلاس ہوتا ہے [illegible] ہندوستانیوں [illegible]
قوانین بنانے میں [illegible] زیادہ [illegible] ہے کہ [illegible]
اور گورنروں [illegible] کونسلوں کی [illegible] بالکل گورنمنٹ مقرر
کرتی ہے [illegible] انتخاب [illegible] مقرر کیے جاتے ہیں [illegible] کانگریس کے [illegible] کے ممبر
میں انہوں نے [illegible] ہندوستان [illegible] لیجسلیٹو کونسل کے ممبر
[illegible] انتخاب سے مقرر [illegible] ان میں انتخاب
[illegible] ہیں۔
اور [illegible] ہندوستان [illegible] انتخاب [illegible]
انتخاب سے مقرر ہوتے ہیں۔

[illegible] ان کی [illegible]
[illegible]
[illegible] کے موافق
[illegible] ہے

ہندوستانیون کی معاشرت کی اصلاح کے لیئے کنسنٹ بل پاس ہوا۔ بیوہ اور چھوٹی عمر کی لڑکیون کی شادی کے بابمین بھی اصلاح ہوئی۔

مشرقی بنگال مین ایک بڑا شوم واقعہ واقع ہوا کہ منی پور ایک چھوٹی سی ریاست ہے وہان کا راجا اپنے خانگی فسادات کے سبب سے انگریزی عملداری مین بھاگ آیا۔ آسام کے چیف کمشنر مسٹر کونٹن اس معاملہ کی تحقیقات کے لیئے لارڈ لینس ڈون کے حکم کے موافق گئے۔ جب وہ منی پور پہنچے تو یہان کے صاحب راجہ نے ایک مجلس مین چیف کمشنر اور ان کے ہمراہی افسرون کو بلاکر دغا و فریب سے سب کو قتل کر ڈالا۔ دو چھوٹے افسر چیف کمشنر کی جلو کی سپاہ کے کمانڈر تھے وہ انگریزی عملداری مین بھاگ آئے اس لیئے وہ سپاہ کے عہدہ سے موقوف کیئے گئے۔ پیچھے یہان کے قاتلون سے پورا انتقام لیا گیا۔ مگر ریاست ضبط نہین ہوئی۔

۱۸۹۱ء و ۱۸۹۲ء کے دونو سالون مین روس پامیر کیطرف بڑھتے چلے آتے تھے جس کے سبب سے انگریزون نے اپنے مقامات کو چترال کی طرف مستحکم کیا اور پامیر کی جو ڈھلان ہندوستان کی طرف ہین ان سب پر برٹش گورنمنٹ نے قبضہ کرلیا۔

ملک برہما کی لارڈ لینس ڈون کے عہد مین بڑی ترقی ہوئی یہان کے اکلک نڈر میکنزی چیف کمشنر تھے پرانے اور نئے برہما دونو کی ترقی ہوئی۔ ملک مین سڑکین اور ریلین جاری ہوگئین آبپاشی کے لیئے نہرون کے بننے کا آغاز ہوگیا۔ جسے خشک سالی کا علاج اچھی طرح ہوگا ڈکیتون کا فرقہ جو یہان لوٹ مار کرتا تھا اسکا بھی انتظام ہوگیا۔ جنوری ۱۸۹۳ء مین سرحد کی قومون کی بھی گوشمالی ہوگئی وہ کبھی کبھی جو برہما کے راجاؤن کی مطیع نہین ہوتین انکی جو عادت میدانی ملکون کے غارت کرنے کی ہے وہ ایک دن مین موقوف نہین ہوسکتی تھی۔ ہر موسم سرما مین ان قومون کی ایسی خبر لی جاتی ہے کہ جس سے انکو اب یہہ امید نہین رہی کہ ہم برٹش گورنمنٹ کی سرحد پر غارتگری سے اپنی روزی کما یا کرین گے۔ اب تک انگریزی عملداری کی سرحدین چین اور سیام کی طرف اچھی طرح نہین مقرر ہوئی تھی اب چینی اور انگریزی افسر چین کی طرف سرحد کو مقرر کردین گے اور سیام کی طرف بھی جنوب مشرقی سرحد کا بھی فیصلہ ہوگیا۔

لارڈ لینس ڈون کے عہد مین بڑی وقتین اور دشواریان روپیہ کی قیمت گھٹنے سے واقع

چونکہ تمام دنیا میں چاندی کی کانیں کثرت سے معلوم ہو گئیں اور جرمن اور بعض اور ملکوں نے
انکا استعمال کم کر دیا اس لئے چاندی کی قیمت کم ہو گئی ۱۸۷۴ - ۱۸۹۳ تک یہ قیمت گھٹتی
چلی گئی روپیہ کی قیمت پہلے دو شلنگ تھی اب گھٹتے گھٹتے ایک شلنگ ہو گئی ہندوستان کا
قرض جو سونے کے سکہ میں تھا اسکا بار ہندوستان پر زیادہ ہو گیا پنشنوں کا اور
پبلک ورکس کے مصارف اور اسباب جنگ کی خریداریوں کا اور تنخواہوں کا جو انگلستان میں
سونے کے سکہ میں دیئے جاتے تھے بہت زیادہ روپیہ دینا پڑا سرکاری انگریزی عہدہ داروں کا
اور انگریزی تاجروں کا نقصان ہوا [illegible] روپیہ کی قیمت کم ہو جانے سے کروڑوں
روپیے [illegible] جاتے ہیں لیکن علاج اب تک اسکا ایسا نہیں ہوا کہ اس نقصان کا
[illegible] لارڈ لینس ڈاون نے ٹکسالوں میں چاندی کا سکہ بنانا موقوف کرا دیا۔

جب لارڈ لینس ڈاون ۱۸۹۴ میں ہندوستان سے تشریف لے گئے تو ارل الگن انکے
جانشین ہوئے انکے زمانہ میں [illegible] لڑائی ہوئی [illegible] قحط عظیم پڑا جسکا انتظام اچھی طرح
ہوا جب ۱۸۹۹ میں [illegible] ہوئے جو بالفعل
[illegible] جنگ [illegible] جنھوں لکھا گیا [illegible]
[illegible]

فہرست [illegible] ہندوستان کے [illegible]

[illegible]	جنگ اول افغانستان [illegible] ۱۸۳۸
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

		پیگو (رنگون) کا الحاق اودھ اور ناگپور کا الحاق ریلوے اور ٹیلیگراف کا جاری ہونا۔
ارل کیننگ	۱۸۶۲-۱۸۵۶	بغاوت کا ہونا اور اسکا مٹنا اور وائسرائے کا ہونا
ارل ایلگن	۱۸۶۴-۱۸۶۲	شمال مغربی سرحد پر دھمکیاں
لارڈ لارنس	۱۸۶۹-۱۸۶۴	شمال مغربی سرحد پر و افغانستان میں پولیسی مصالحت کی ستوا تر رکھنی - بھوٹان کی لڑائی - ملک میں ہر قسم کی ترقی
ارل میو	۱۸۷۲-۱۸۶۹	امیر شیر علیخان و امیر کابل کے ساتھ عہد و پیمان اور پروونشل فائنینس کا انتظام۔
ارل نورتھبروک	۱۸۷۶-۱۸۷۲	افغانستان میں اور شمال مغربی سرحد پر مصالحت کی پولیسی کا رکھنا قحط سالی میں جانوں کا بچانا۔
لارڈ لٹن	۱۸۸۰-۱۸۷۶	دربار دہلی میں ملکہ معظمہ کے قیصر ہند کا اعلان جنگ دوم افغانستان قحط سالی میں کامیابی۔
لارڈ رپن	۱۸۸۴-۱۸۸۰	جنگ افغانستان کا ختم کرنا لوکل گورنمنٹ کا قائم کرنا۔
ارل ڈفرن	۱۸۸۸-۱۸۸۴	برہما کی جنگ سوم اور ملک آوا کا الحاق۔
مارکوئس لینس ڈون	۱۸۹۳-۱۸۸۸	مشرقی حدود بندی کے لئے کمیشن بھیجنے - چاندی کے سکہ کا ٹکسالوں میں بند کرنا۔
ارل ایلگن	۱۸۹۸-۱۸۹۳	شمال مغربی سرحد پر لڑائی اور قحط عظیم۔
لارڈ کرزن	۱۸۹۸	بالفعل وائسرائے ہیں۔

ہم لارڈ ایلگن اور لارڈ کرزن کے عہد حکومت کی جدا تاریخ لکھیں گے فقط

تاریخ بغاوت ہند

باب اول صفحہ ۱ سے ۱۲ تک

تاریخ بغاوت ہند

بنبئی سنٹرل انڈیا و دکن

سنٹرل انڈیا - کروی - کوالیار - جنوبی مرہٹوں کا ملک

فہرست گورنر جنرلوں اور انکے عہد کے واقعات عظیمہ